ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

ترجمۃ القرآن

المسمّٰی بہ

کشف الرحمٰن

مع

تیسیر القرآن — و — تسہیل القرآن

بین السطور ترجمہ جس کا نام کشف الرحمٰن ہے یہ وہ ترجمہ ہے جس کو سحبان الہند حضرت الحاج الحافظ مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کی ایک موقر جماعت کے مشورہ سے کیا ہے اور جس کو مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد کفایت اللہ صاحب کی سرپرستی اور نگرانی حاصل ہے۔ قرآن شریف کے ترجمے اور تیسیر القرآن و تسہیل القرآن کی ترتیب و تالیف حضرت سحبان الہند کی اٹھارہ سالہ محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے

ذیل کی تفاسیر سے استفادہ کیا گیا:۔

- جلالین
- روح البیان
- تفسیر کبیر
- تفسیر مظہری
- مدارک
- خازن
- ابن کثیر
- فتح البیان
- بیضاوی
- کشاف
- تفسیر ابن جریر
- بیان القرآن
- تفسیر حسینی
- اعظم التفاسیر
- تفسیر درمنثور
- جامع البیان

غرض تفاسیر مروجہ سے کوئی تفسیر عربی اردو فارسی کی نظرانداز نہیں کی گئی بلکہ حسب ضرورت ہر تفسیر کو دیکھ کر اطمینان حاصل کیا گیا۔

ناشر

مکتبہ رشیدیہ، قاری منزل، پاکستان چوک کراچی

22013

Marfat.com

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَّكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ
خضرؑ نے کہا کیا میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا
صَبْرًا ﴿٧٥﴾ قَالَ إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا
موسیٰؑ نے کہا کہ اگر میں اس واقعہ کے بعد تجھ سے کچھ پوچھوں تو تو مجھ کو
تُصَاحِبْنِي قَدْ بَلَغْتَ مِنْ لَّدُنِّي عُذْرًا ﴿٧٦﴾ فَانْطَلَقَا
اپنے ساتھ نہ رکھنا بے شک تو نے میری طرف سے عذر قبول کرنے میں انتہا کر دی۔ پھر دونوں چلے
حَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ اسْتَطْعَمَا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ
یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر پہونچے تو گاؤں والوں سے کھانا طلب کیا مگر ان گاؤں والوں نے ان دونوں کی
يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَّ
مہمان نوازی سے انکار کر دیا لیکن ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو گرا ہی چاہتی تھی یہ دیکھ کر خضرؑ نے اس دیوار
فَأَقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿٧٧﴾ قَالَ
کو سیدھا کر دیا اس پر موسیٰؑ نے کہا کہ اگر تو چاہتا تو اس دیوار کی درستی پر ان گاؤں والوں سے کچھ مزدوری ہی لے لیتا۔ خضرؑ نے کہا
هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ
بس اب وقت میرے اور تیرے مابین علیحدگی ہوتی ہے۔ میں تجھ کو ان چیزوں کی صحیح حقیقت سے آگاہ کئے دیتا ہوں
تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ﴿٧٨﴾ أَمَّا السَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِينَ
جن پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ بہرحال وہ جو کشتی تھی وہ چند غریب آدمیوں کی تھی
يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ
جو دریا میں اس سے محنت مزدوری کرتے تھے میں نے یہ ارادہ کیا کہ اس کشتی میں عیب پیدا کر دوں کیونکہ انکے سامنے کی طرف
مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿٧٩﴾ وَأَمَّا الْغُلَامُ فَكَانَ
ایک بادشاہ تھا جو ہر بے عیب کشتی کو زبردستی چھین لیا کرتا تھا۔ اور رہا وہ لڑکا تو اس کا حال یہ ہے کہ اسکے ماں
أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّ
باپ دونوں ایمان والے تھے سو ہم اس بات سے ڈرے کہ کہیں یہ ان ماں باپ پر سرکشی اور کفر کا اثر

حضرت خضرؑ نے فرمایا میں نے آپ سے نہ کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر ہرگز صبر نہ کر سکیں گے (۷۵) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اگر میں اس واقعہ کے بعد آپ سے کچھ پوچھوں اور آپ سے کوئی سوال کروں تو آپ مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھیں کیونکہ آپ نے میری طرف سے عذر قبول کرنے میں انتہا کر دی اور میری طرف سے آپ نے الزام اتار دیا یعنی آپ نے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی کہ آپ پر کوئی الزام رکھا جا سکے (۷۶) پھر یہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں پر پہونچے تو بستی والوں سے کھانا طلب کیا مگر ان گاؤں والوں نے ان دونوں کی مہماں نوازی اور کھانا مہیا کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان دونوں نے اس گاؤں میں ایک دیوار دیکھی جو اس قدر جھک گئی تھی کہ گرا ہی چاہتی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت خضرؑ نے اس دیوار کو سیدھا کر دیا۔ اس پر حضرت موسیٰؑ نے پھر فرمایا اگر آپ چاہتے تو اس دیوار کی درستی پر ان گاؤں والوں سے کچھ مزدوری لے لیتے ؛ یعنی آپ نے ایسے لوگوں کے ساتھ سلوک کیا جو اپنے بخل کی وجہ سے اس سلوک کے مستحق نہیں تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی گاؤں کے لوگوں نے مسافر کا حق نہ سمجھا کر مہمانی کریں اُن کی دیوار مفت بنائی کیا ضرور ۱۲ (۷۷) حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ یہ وقت میری اور آپ کی علیحدگی اور میرے اور آپ کے مابین جدائی کا ہے۔ میں آپ کو ان چیزوں کی صحیح حقیقت سے آگاہ کئے دیتا ہوں اور بتائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا ؛ یعنی آپ کی شرط کے مطابق اس سوال کے بعد جدائی اور علیحدگی ہے۔ ہاں میں آپ کو ان تمام باتوں کی حقیقت اور تاویل بتائے دیتا ہوں جن پر آپ سے صبر نہیں ہو سکا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اب کی بار موسیٰؑ نے جانکر پوچھا رخصت ہونے کو۔ سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں حضرت موسیٰؑ کا وہ علم تھا جس میں خلق پیروی کرے تو اُن کا بھلا ہو۔ حضرت خضرؑ کا علم وہ کہ دوسرے کو اسکی پیروی بن نہ آوے ۱۲ (۷۸) بہرحال وہ جو کشتی تھی وہ چند غریب اور مساکین لوگوں کی تھی۔ یہ مساکین دریا میں اس کشتی سے محنت مزدوری کیا کرتے تھے۔ میں نے یہ چاہا اور ارادہ کیا کہ اس کشتی میں کوئی عیب پیدا کر دوں کیونکہ ان کے سامنے کی طرف ایک بادشاہ تھا جو ہر بے عیب کشتی غصب کر لیا کرتا تھا اور زبردستی چھین لیا کرتا تھا ؛ یعنی کشتی تھی مساکین کی اگر ظاہری طور پر ٹھیک رہتی تو ظالم بادشاہ چھین لیتا۔ میرے عیب پیدا کر دینے سے اس غاصب کے غصب سے اُن کی کشتی محفوظ رہی۔ (۷۹) اور رہا وہ لڑکا تو اُس کا حال یہ تھا کہ اُس کے ماں باپ دونوں صاحب ایمان تھے پس ہم اس بات سے ڈرے کہ کہیں یہ ماں باپ پر سرکشی اور کفر کا اثر نہ ڈالدے ؛ یعنی ماں باپ ہیں مومن اور اس لڑکے سے ان کو محبت بہت ہے۔ یہ بڑا ہو کر کافر ہوگا کہیں ایسا نہ ہو کر جوان ہو کر ماں باپ کو مجبور کرے۔ چونکہ یہ بات تحقیق تھی اس لئے حضرت خضرؑ کو ڈر ہوا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگر وہ بڑا ہوتا تو موذی اور بدراہ ہوتا تو اس کے ماں باپ اس کے ساتھ خراب ہوتے۔ بعضے آدمی کی بنیاد بُری پڑتی ہے اور بعضے کی بھلی۔ جیسے لکڑی کھیرا کوئی میٹھا پڑا کوئی کڑوا۔ اسی طرح آدمی کی بنیاد بھی اصل بہتر ہے بگڑ کر کوئی پھل کڑوا نکلتا ہے اس کا علم اللہ کو ہے۔ پیغمبر نے فرمایا ہر آدمی کی بنیاد مسلمانی

Marfat.com

پرہے یہی معنی سمجھنے چاہئیں ۱۲ (۸۰) لہذا ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ان دونوں ماں باپ کا پروردگار ان کو اس لڑکے کی بجائے کوئی اور اولاد دیدے جو پاکیزگی میں اس مقتول لڑکے سے بہتر اور محبت و شفقت میں
قریب تر ہو ؛ یعنی کوئی ایسی اولاد عطا کر دے جو خصائل رذیلہ اور کفر و بددینی کی آلائشوں سے پاک ہو اور بنی نوع انسان کی ہمدرد اور شفقت و محبت کرنے والی ہو۔ یہ دونوں خوبیاں ظاہر ہے کہ مسلمان میں ہی
ہوسکتی ہیں یا جس میں یہ خوبیاں ہوں وہ مسلمان ہی ہوسکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُسی ماں باپ کے گھر پیچھے ایک بیٹی پیدا ہوئی ایک نبی سے بیاہی گئی اُس سے ایک نبی پیدا ہوئے جس سے
ایک اُمت قائم ہوئی ۱۲ (۸۱) اور رہی وہ دیوار سو وہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی جو اس قصبے میں رہتے تھے اور اس دیوار کے نیچے اُن دونوں کا خزانہ دبا ہوا تھا اور ان دونوں لڑکوں کا باپ جو مر گیا تھا
ایک نیک آدمی تھا۔ لہذا آپ کے پروردگار نے اپنی مہربانی سے یہ چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ وہ دونوں یتیم لڑکے اپنی جوانی کو پہونچ جائیں اور خود اپنا دبا ہوا مال جو اُن کو ورثہ میں ملا تھا نکال لیں اور یہ تمام کام اور

كُفْرًا ﴿٨٠﴾ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً

نہ ڈال دے۔ لہذا ہم نے یہ چاہا کہ ان دونوں کا رب انکو اس لڑکے کی بجائے کوئی ایسی اولاد دیدے جو پاکیزگی میں اس مقتول لڑکے

وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ﴿٨١﴾ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ

سے بہتر اور رحم کرنے میں اس سے بڑھکر ہو۔ اور رہی وہ دیوار سو وہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی

فِى الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا

اور اس دیوار کے نیچے اُن لڑکوں کا مال مدفون تھا اور ان لڑکوں کا مرحوم باپ

صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا

ایک نیک آدمی تھا پس تیرے رب نے اپنی رحمت سے یہ چاہا کہ وہ دونوں یتیم اپنی جوانی کو پہونچ جائیں اور اپنا

كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِىْ ۗ

خزانہ خود نکال لیں اور ان تمام کاموں میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا

ذٰلِكَ تَاْوِيْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿٨٢﴾ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ

یہ ہے حقیقت اُن باتوں کی جن پر تجھ سے صبر نہ ہو سکا۔ اور اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے

عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ ۗ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ﴿٨٣﴾

ذوالقرنین کا حال دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا کچھ واقعہ تم کو پڑھ کر سناتا ہوں

اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا ﴿٨٤﴾

بے شک ہم نے روئے زمین پر اس کو اقتدار عطا کیا تھا اور ہم نے اس کو ہر قسم کا ضروری سامان دیا تھا۔

فَاَتْبَعَ سَبَبًا ﴿٨٥﴾ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا

چنانچہ وہ ایک راہ پر چل کھڑا ہوا یعنی مغرب کی سمت۔ یہاں تک کہ جب وہ غروب آفتاب کے موقع پر پہنچا تو اس کو آفتاب

تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ وَّوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ۗ قُلْنَا

ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا دکھائی دیا اور وہاں اس نے ایک قوم کو آباد پایا

يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ

ہم نے کہا اے ذوالقرنین ان لوگوں کو خواہ تو کوئی سزا دے اور خواہ ان کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ

ان تمام کاموں میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا بلکہ جو کچھ کیا وہ حضرت حق کے حکم اور الہام سے کیا ہے۔ یہ اُن تمام باتوں کی صحیح حقیقت تھی جن پر آپ سے صبر نہیں ہوسکا اور آپ اُن پر صبر نہیں کر سکے ؛ آخر میں حضرت خضرؑ نے بات صاف کہدی کہ میں نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کی جو حکم ہوتا گیا وہ کرتا رہا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جو کام خدا کے حکم سے کرنا ضرور ہے اس پر مزدوری نہیں لینی۔ آگے قصہ فرمایا ذوالقرنین بادشاہ کا یہ بھی یہود کے سکھانے سے مکہ کے لوگ پوچھتے تھے پیغمبر کے آزمانے کو جیسے اصحاب کہف کا قصہ ۱۲ خلاصہ یہ کہ جب مکہ کے لوگ قرآنی دلائل کا جواب دینے سے عاجز ہو جاتے تو اہل کتاب سے مشورہ کرتے کہ تم پڑھے لکھے لوگ ہو کوئی ایسی بات اور کوئی ایسا سوال ہم کو بتاؤ جو ہم اس شخص سے دریافت کریں اور اس کو اس کا جواب بن نہ پڑے اور یہ زچ ہو جائے۔ اور اہل کتاب وقتاً فوقتاً انکو بتاتے رہتے۔ چنانچہ اس موقع پر انھوں نے تین سوال سکھائے تھے۔ روح۔ اصحاب کہف۔ ذوالقرنین کے حالات چنانچہ دو باتوں کا جواب گزر چکا تیسرے سوال کا جواب آگے مذکور ہے (۸۲) اور اے پیغمبر یہ منکرین مکہ آپ سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور ذوالقرنین کا حال دریافت کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ میں اُس کا ذکر ابھی تم کو پڑھ کر سناتا ہوں اور اس کا واقعہ تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس بادشاہ کو ذوالقرنین کہتے ہیں اس واسطے کہ دنیا کے دونوں سروں پر پھر گیا تھا مشرق اور مغرب پر۔ بعضے کہتے ہیں یہ لقب ہے سکندر کا بعضے کہتے ہیں کوئی بادشاہ پہلے گزرا ہے ۱۲ بعض حضرات نے کہا ہے ذوالقرنین نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات اور معانقہ کیا ہے اور اس کو جب معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ مکہ میں ہیں تو یہ سواری پر سوار نہ ہوا اور پیدل چل کر حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ نے اس کو دعا دی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت خضرؑ اس کے وزیر تھے اس پر بہت لوگوں نے اتفاق کیا ہے کہ یہ کوئی دیندار بادشاہ تھا جو نبی یا ولی ہو گزرا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بادشاہ اہل عرب میں سے تھا عرب کے شعراء اس کی بہت تعریف کرتے ہیں اور اس کا نام بہت ادب و احترام سے لیتے ہیں۔ چونکہ یہ واقعہ تدوین تاریخ

١٠
ع ١٢

سے پہلے کا ہے اس لئے تاریخ میں کوئی اطمینان بخش تفصیل نہیں ملتی واللہ اعلم (۸۳) بلا شبہ ہم نے اس کو روئے زمین پر اقتدار دیا تھا اور ہم نے اس کو ملک میں جمایا تھا اور ہم نے اُس کو ہر قسم کا ضروری ساز و سامان دیا تھا (۸۴) لہذا وہ ایک سامان کے پیچھے لگا اور وہ ایک راہ پر ہو لیا ؛ یعنی فتوحات کے قصد سے سامان سفر کی تیاری کرنے لگا اور مغرب کی راہ ہو لیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی لشکر کا کرنے لگا سفر کا ۱۲ (۸۵) یہاں تک کہ وہ چلتے چلتے جب غروب آفتاب کے موقع پر پہونچا تو اس نے آفتاب کو ایک سیاہ کیچڑ اور دلدل کے چشمے اور کنڈ اور ندی میں ڈوبتا ہوا پایا اور اس نے اس چشمہ کے نزدیک ایک قوم کو آباد پایا۔ ہم نے کہا اے ذوالقرنین ان لوگوں کو خواہ تو کوئی سزا دے یا ان کے ساتھ حسن سلوک کا طریقہ اختیار کر ؛ یعنی ذوالقرنین چلتے چلتے اور فتوحات کرتے کرتے ایک ایسے مقام پر پہونچ گیا جہاں اس نے آفتاب کو ایک سیاہ دلدل میں غروب ہوتا ہوا پایا۔ گویا اس کو سمندر کا آخری حصہ ایسا معلوم ہوا جیسے دلدل میں آفتاب غروب ہو رہا ہے حالانکہ آفتاب غروب نہیں ہوتا مگر سمندر میں

(باقی صفحہ ۴۸۴ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۴۸۲) ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے جیساکہ عام طور سے سمندر میں سفر کرنے والوں کو معلوم ہوا کرتا ہے۔ اقصار مغرب میں اُس نے ایک قوم کی بستی پائی جس پر اُس نے قبضہ کرلیا۔ وہاں جو قوم آباد تھی وہ کافر اور بت پرست ہوگی۔ اُس کے متعلق بذریعہ الہام ارشاد ہوا کہ اے ذوالقرنین تجھ کو ان پر حاکمانہ اقتدار حاصل ہے تو انکے ساتھ چاہے سزا کا رویہ کر اور چاہے حسن سلوک کا طریقہ اختیار کر۔ یعنی اول اسلام کی دعوت دو پھر نہ مانیں تو سزا دو۔ یا یہ مطلب ہو کہ ان کے ساتھ زیادتی کردیا منصفانہ برتاؤ کرو کہتے ہیں کہ اس نے پہلے اسلام کی دعوت دی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ذوالقرنین کو شوق ہوا دیکھے دنیا کی بستی کہاں تک بستی ہے سو مغرب کی طرف اس جگہ پہونچا کہ دلدل تھا۔ نہ گذر آدمی کا نہ کشتی کا اللہ کے ملک کی حد نہ پا سکا اسکو یہ کہا یعنی دونوں بات کی قدرت دی۔ ہر بادشاہ کو ہر حاکم کو قدرت ملتی ہے چاہے وہ خلق کو ستادے چاہے اپنی خوبی کا ذکر جاری رکھے ۱۲ (۸۶) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ ذوالقرنین نے کہا ان لوگوں میں سے جو کفر کا مرتکب رہے گا اور ظلم پر قائم رہے گا تو اس کو ہم سزا دیں گے پھر وہ قیامت میں اپنے پروردگار کیطرف لوٹایا جائیگا اور وہ اس کو سخت انوکھی سزا دیگا۔ (۸۷) اور ان لوگوں میں سے جو ایمان لے آئے گا۔ اور نیک عمل کرے گا تو اس کو آخرت میں بھی بدلے میں بھلائی ملے گی اور ہم بھی اپنے برتاؤ میں اُس کے ساتھ آسانی کریں گے اور اس کو نرم اور آسان بات کہیں گے ؛ یعنی ہم کسی پر زیادتی نہیں کریں گے بلکہ جو جس سلوک کا مستحق ہوگا اُس کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو ہماری دعوت سے روگردانی کریگا وہ سزا کا مستوجب ہوگا یہاں بھی اور وہاں بھی اور جو ہماری دعوت کو قبول کرکے بھلی راہ اختیار کرے گا اُسکو وہاں بھی بھلا صلہ اور یہاں بھی نرمی اور آسانی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حاکم جو عادل ہو اُس کی یہی راہ ہے بُروں کو سزا دے برائی کی اور بھلوں سے نرمی کرے اسس نے یہ بات کہی یعنی یہ چال اختیار کی ۱۲ (۸۸) پھر وہ ایک ساز وسامان کے پیچھے لگا اور ایک دوسری راہ ہولیا ؛ یعنی ساز وسامان درست کرکے اب کے مشرق سمت اختیار کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اور سفر کا انجام کیا ۱۲ (۸۹) یہاں تک کہ جب وہ چلتے چلتے طلوع آفتاب کی جگہ پہونچا تو اُس نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے پایا کہ ہم نے اُن کے لئے آفتاب سے بچاؤ کی کوئی اوٹ اور کوئی پردہ نہیں رکھا تھا ؛ یعنی اقصار مشرق میں پہنچا تو وہاں منتہائے مشرق میں ایک قوم کو پایا جو برہنہ اور بے خانماں تھی۔ مکان وغیرہ بنانا نہیں جانتی تھی جو سایہ کا کوئی انتظام کرتی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید وے لوگ جنگلی سے ہوں گے کہ گھر کا بنانا اور چھت ڈالنا اُن میں دستور نہو گا ۱۲ (۹۰) یہ واقعہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو ساز وسامان تھا اُس کا ہم کو پورا پورا علم تھا اور ہم نے ازروئے علم وخبر اس کا احاطہ کر رکھا تھا ؛ یعنی مشرق ومغرب کی جو تفصیل بیان کی گئی یہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کی فتوحات اور اُس کے ساز وسامان کا سب کا ہم کو پورا پورا علم تھا۔ ہوسکتا ہے کہ ذوالقرنین نے جو سلوک اہل مغرب سے کیا تھا وہی اہل مشرق سے کیا ہو اور کذٰلک سے ادھر ہی اشارہ ہو۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں تاریخ والے شاید اس جگہ کچھ اور کہتے ہوں گے۔ فی الحقیقت اتنا ہے جو فرمادیا ۱۲ (۹۱) پھر وہ ایک اور سفر کے ساز وسامان کے پیچھے لگا اور ایک راہ ہولیا ؛ یعنی پھر مشرق کے سفر سے فارغ ہوکر اور ایک سفر کا ساز وسامان کرنے لگا اور ساز وسامان مہیا کرکے ایک تیسرا سفر اختیار کیا یہ سفر غالباً شمال کی جانب ہوگا جیساکہ عام مفسرین کا خیال ہے لیکن قرآن میں کوئی تصریح اس سفر کے سمت کی نہیں ہے (۹۲) یہاں تک کہ جب وہ چلتے چلتے دو پہاڑوں کے درمیان پہونچا تو اُس نے اُن پہاڑوں سے ورے ایک ایسی قوم کو پایا جو کسی بات کو سمجھنے کے بالکل قریب نہ تھی ؛ یعنی دو پہاڑ تھے اور ان کے قریب ہی ایک قوم ایسی آباد تھی جو ذوالقرنین اور اُس کی فوج کی بات اور بولی سمجھنے کے قریب ہی نہ تھی اُن کی بولی اور تھی اور شاید کچھ ہوشیار اور سمجھدار بھی نہ تھی ورنہ کچھ اشارے سے معاملہ کو سمجھتی۔ دو پہاڑ شاید اُس درے کو فرمایا جو پہاڑ میں واقع تھا۔ پہاڑ کے درے اور گھاٹی کے دو سمت پہاڑ ہوتے ہیں اور بیچ میں راستہ ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کسی کی بولی اُن سے نہ ملتی تھی اور دو آڑ دو پہاڑ تھے اس ملک میں اور یاجوج ماجوج کے ملک میں وہی اٹکاؤ تھی اُن پر چڑھائی نہ تھی مگر بیچ میں کھلا تھا ایک گھاٹا اس راہ سے یاجوج ماجوج آتے اور لوگوں کو لوٹ مار کر چلے جاتے ۱۲ (۹۳) (باقی ضمیمہ میں)

حُسۡنًا ﴿۸۶﴾ قَالَ اَمَّا مَنۡ ظَلَمَ فَسَوۡفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ

اختیار کر۔ ذوالقرنین نے کہا ان لوگوں میں سے جو کفر کرے گا اُسکو ہم سزا دیں گے پھر وہ اپنے رب کی

اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكۡرًا ﴿۸۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ اٰمَنَ وَعَمِلَ

طرف لوٹایا جائیگا اور وہ اُس کو سخت انوکھی سزا دے گا۔ اور ان لوگوں میں سے جو ایمان لے آئے گا اور نیک

صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨ الۡحُسۡنٰى ۚ وَسَنَقُوۡلُ لَهٗ مِنۡ اَمۡرِنَا

عمل کریگا تو اس کو بدلے میں بھلائی ملے گی اور ہم بھی اپنے برتاؤ میں اُس کے ساتھ آسانی

يُسۡرًا ﴿۸۸﴾ ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۸۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطۡلِعَ الشَّمۡسِ

کریں گے پھر وہ ایک دوسری راہ پر ہولیا یعنی مشرق کی سمت۔ یہاں تک کہ وہ جب طلوع آفتاب کے موقع پر پہنچا

وَجَدَهَا تَطۡلُعُ عَلٰى قَوۡمٍ لَّمۡ نَجۡعَلۡ لَّهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهَا سِتۡرًا ۙ ﴿۹۰﴾

تو اُس نے آفتاب کو ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے دیکھا کہ ہم نے اُن کیلئے آفتاب سے بچاؤ کی کوئی اوٹ اور پردہ نہیں کیا تھا

كَذٰلِكَ ؕ وَقَدۡ اَحَطۡنَا بِمَا لَدَيۡهِ خُبۡرًا ﴿۹۱﴾ ثُمَّ اَتۡبَعَ سَبَبًا ﴿۹۲﴾

یہ واقعہ اسی طرح ہے اور ذوالقرنین کے پاس جو کچھ تھا اُس کا ہم کو پورا پورا علم تھا۔ پھر وہ ایک اور راہ پر ہو گیا۔

حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيۡنَ السَّدَّيۡنِ وَجَدَ مِنۡ دُوۡنِهِمَا قَوۡمًا ۙ لَّا

یہاں تک کہ چلتے چلتے جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان پہنچا تو اُس نے ان دونوں پہاڑوں سے ذرا ورے ایک ایسی قوم کو آباد

يَكَادُوۡنَ يَفۡقَهُوۡنَ قَوۡلًا ﴿۹۳﴾ قَالُوۡا يٰذَا الۡقَرۡنَيۡنِ اِنَّ يَاۡجُوۡجَ

پایا جو کسی بات کو سمجھنے سے قریب بھی نہ تھی۔ انھوں نے عرض کیا اے ذوالقرنین یاجوج

وَمَاۡجُوۡجَ مُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ فَهَلۡ نَجۡعَلُ لَكَ

اور ماجوج کی قوم کے لوگ اس سرزمین پر بڑا فساد برپا کرتے ہیں تو کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم

خَرۡجًا عَلٰٓى اَنۡ تَجۡعَلَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَهُمۡ سَدًّا ﴿۹۴﴾ قَالَ مَا مَكَّنِّىۡ

تیرے لئے کچھ مال بطور امداد جمع کردیں بشرطیکہ تو ہمارے اور اُن کے مابین ایک آڑ بنا دے۔ ذوالقرنین نے جواب دیا جس مال پر میرے

فِيۡهِ رَبِّىۡ خَيۡرٌ فَاَعِيۡنُوۡنِىۡ بِقُوَّةٍ اَجۡعَلۡ بَيۡنَكُمۡ وَبَيۡنَهُمۡ

رب نے مجھے اختیار دیا ہے وہ بہت کافی ہے ہاں تم اتنا کرو کہ ہاتھ پاؤں سے میری مدد کرو تو میں تمہارے اور ان یاجوج ماجوج کے مابین ایک مضبوط

Marfat.com

رَدْمًا ﴿٩٥﴾ اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ
دیوار بنادوں۔ اچھا تو تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے یعنی تختے لاؤ یہاں تک کہ جب ان تختوں کو دونوں پہاڑوں کے
الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ
بالائی حصے تک چن کر برابر کر دیا تو ذوالقرنین نے کہا اب اس پر آگ جلاکر دھونکو یہاں تک کہ جب اس لوہے کی چادروں کو دھونکتے
اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ﴿٩٦﴾ۭ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ
دھونکتے آگ کی طرح سرخ کر دیا اور ان کو آگ بنا دیا تو ذوالقرنین نے حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ میں اس گرم دیوار پر انڈیل دوں۔ پھر یاجوج ماجوج اس دیوار
وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ﴿٩٧﴾ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ
پر نہ چڑھ سکتے تھے اور نہ اس میں سوراخ کر سکتے تھے۔ ذوالقرنین نے کہا یہ دیوار میرے رب کی ایک مہربانی ہے
فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّاۗءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ
لیکن جس وقت میرے رب کا وعدہ آپہونچے گا تو وہ اس کو ڈھاکر برابر کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ یقیناً
حَقًّا ﴿٩٨﴾ۭ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَىِٕذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّ
پورا ہونیوالا ہے۔ اور ہم اس دن انکی ایسی حالت کر دیں گے کہ وہ ایک دوسرے میں موجوں کی طرح گھسے جاتے ہونگے اور
نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ۙ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ
صور پھونکا جائے گا پھر ہم تمام مخلوق کو یکجا جمع کر دیں گے۔ اور ہم جہنم کو
يَوْمَىِٕذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ﴿١٠٠﴾ۙ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ
اس دن کافروں کے سامنے لے آئیں گے۔ وہ کافر جن کی آنکھیں ہمارے ذکر سے
فِيْ غِطَاۗءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ۧ
پردہ غفلت میں تھیں اور وہ ہمارے کلام کو سن بھی نہ سکتے تھے
اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ
کیا اب بھی کافروں کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو
دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ﴿١٠٢﴾
اپنا کارساز قرار دیں بلاشبہ ہم نے کافروں کی مہمانی کیلئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔

ع ١١ ١٩ ٢

اچھا تو تم میرے پاس لوہے کے تختے لاؤ یہاں تک کہ جب ان تختوں کو دونوں پہاڑوں کے درمیان اوپر تلے چن کر پہاڑوں کے بالائی حصہ تک برابر کر دیا تو ذوالقرنین نے کہا کہ اب ان تختوں پر آگ جلاکر دھونکو یہاں تک کہ جب ان لوہے کی چادروں کو دھونکتے دھونکتے آگ کی طرح سُرخ کر دیا اور ان کو آگ بنا دیا تو ذوالقرنین نے حکم دیا کہ اب میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ کہ میں اس گرم دیوار پر انڈیل دوں ؛ یعنی بجائے اینٹوں کے لوہے کی چادریں اور تختے اوپر تلے رکھ کر چنے اور درے کو اس طرح بند کیا۔ جب یہ لوہے کے تختے اور چادریں اوپر تک چن دیئے گئے تو اس پر سے پگھلا ہوا تانبا ڈال دیا۔ تانبا درجوں میں گھس گیا اور وہ سب دیوار آپس میں مل کر ایک جان ہوگئی اور پہاڑ بن گئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اوّل لوہے کے بڑے بڑے تختے بنائے ایک پر ایک دھرتا گیا کہ دو پہاڑوں کے برابر ملا دیا۔ پھر تانبا پگھلا اس کے اوپر سے ڈالا۔ درجوں میں بیٹھ کر جم گیا۔ سب مل کر ایک پہاڑ ہوگیا۔ ہمارے پیغمبر پاس ایک شخص نے کہا میں سد تک گیا ہوں اور اس کو دیکھا۔ فرمایا اس کی طرح بیان کر۔ اُس نے کہا جیسے چارخانہ کی لنگی۔ فرمایا تو سچا ہے.. وہ لوہے کے تختے سیاہ لگتے ہیں اور درجوں کی لکیر تانبے کی سُرخ ١٢ (٩٦) لہٰذا وہ یاجوج ماجوج نہ تو اس لوہے کی دیوار پر چڑھ سکتے ہیں اور نہ اس میں نقب لگانے کی طاقت رکھتے ہیں ؛ یعنی باوجود کوشش کے دونوں باتوں کی قدرت نہیں رکھتے اگرچہ کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہونگے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان میں ایسا بادشاہ صاحب عزم اور صاحب حکومت اس کام پر لگا نہیں اور تھوڑے لوگوں سے ہو نہیں سکتا ١٢ (٩٧) دیوار کی تکمیل کے بعد ذوالقرنین نے کہا یہ دیوار میرے پروردگار کی مہربانی ہے پھر جس وقت میرے پروردگار کا وعدہ آجائے گا تو وہ اس دیوار کو برابر کردے گا اور میرے پروردگار کا وعدہ برحق اور سچا ہے جو یقیناً پورا ہوگا ؛ یعنی اس وقت تو یاجوج ماجوج کے شر سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں لیکن جب فنا کا وقت آئے گا تو حق تعالیٰ اس کو گرا کر زمین کے برابر کر دیگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت کے وقت میں روپیہ برابر سوراخ اس میں پڑ گیا اور حضرت عیسیٰؑ کے وقت اُن کے نکلنے کا وعدہ ہے۔ سب دنیا کو لڑائی سے عاجز کریں گے، آسمان پر تیر چلا دیں گے وہ لہو بھرے آدیں گے آخر حضرت عیسیٰؑ کی بددعا سے ایک بار سارے مر رہیں گے۔ ذوالقرنین ایسی محکم دیوار پر منتظر تھا کہ آخر یہ بھی فنا ہوگی نہ جیسے وہ باغ والا اپنے باغ پر مغرور ١٢ (٩٨) اور ہم اس دن اُن کی ایسی حالت کر دیں گے کہ وہ ایک دوسرے میں موجوں کی طرح گھس رہے ہوں گے۔ اور صور پھونکا جائیگا تو ہم سب کو یکجا جمع کریں گے ؛ یا تو یہ مطلب ہے کہ وہ اُس دن اس کثرت سے نکلیں گے کہ ان کا اژدہام ایسا ہوگا کہ ایک دوسرے میں موجوں کی مانند گھسے جاتے ہوں گے یعنی بے شمار ہوں گے یا پہلے نفخۂ صور کیطرف اشارہ ہوگا کہ اُس وقت اس کی خوفناک آواز کا یہ اثر ہوگا کہ سب گڈمڈ ہو جائیں گے حتیٰ کہ درندے بھی آبادیوں میں بھاگ آئیں گے اور سب ختم ہو جانے کے بعد دوسری بار جب صور پھونکا جائے گا تو پھر ایک ایک کرکے سب کو جمع کر لیا جائے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ قیامت کے دن ہوگا جو رب کا وعدہ ہے ١٢ (٩٩) اور ہم جہنم کو اُس دن کافروں کے سامنے لے آئیں گے (١٠٠) وہ کافر جن کی آنکھیں ہمارے ذکر یعنی قرآن سے پردۂ غفلت میں تھیں اور وہ ہمارے کلام کو سن بھی نہ سکتے تھے ؛ یعنی آنکھوں پر غفلت کے پردے اور کانوں میں ثقل پھر ایمان کس طرح نصیب ہوتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنی آنکھ نہ تھی کہ قدرتیں دیکھ کر یقین لادیں اور کسی کی بات نہ سنتے ضد سے کہ سمجھائے کہیں ١٢ ذوالقرنین بادشاہ کے سلسلے میں متقدمین مفسرین کے باہمی اقوال مختلف ہیں۔ حضرات متاخرین نے اپنی تحقیق سے اس میں کچھ اور اضافہ کیا لیکن مسئلہ کو اور بھی اُلجھا دیا اور ہمارے زمانہ کے لوگوں نے تو یاجوج ماجوج اور سد اور ذوالقرنین کے واقعات میں ایسی ایسی تاویلات بعیدہ سے کام لیا کہ قرآن وحدیث کا مفہوم ہی مسخ کر دیا اس بارے میں تین باتیں زیادہ موضوع بحث رہیں۔ اوّل یہ ذوالقرنین کون ہے۔ سد کہاں ہے۔ اور یاجوج ماجوج کون ہیں اور وہ آج کل کہاں ہیں۔ ہم اس بارے میں اُن اہل علم کی تحقیق کا ذکر کرتے ہیں جو اور حضرات سے راجح ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ان کی تحقیق احادیث صحیحہ اور قرآن حکیم سے زیادہ قریب ہے۔ سکندر ذوالقرنین کے متعلق عام طور پر (باقی ضمیمہ میں۔)

Marfat.com

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝١٠٣ الَّذِينَ ضَلَّ

آپ ان سے کہدیجئے کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے خسارے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنکی تمام وہ دوڑ

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ

دھوپ جو دنیوی زندگی میں تھی سب گئی گذری ہوگئی اور ان کی حالت یہ تھی کہ وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ کوئی بھلا اور اچھا کام

صُنْعًا ۝١٠٤ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ

کررہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی آیتوں کا اور اپنے رب کی پیشی میں حاضر ہونے کا انکار کرتے رہے

فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝١٠٥

تو ان کے تمام اعمال نیست ونابود ہوگئے اور قیامت کے دن ہم اُن کے اعمال کیلئے کوئی وزن نہیں قائم کرینگے

ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوا وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَ

یہی بدلہ ہے اُن کا جہنم اس سبب سے کہ اُنھوں نے کفر کیا تھا اور میری آیتوں کا اور میرے

رُسُلِي هُزُوًا ۝١٠٦ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

رسولوں کا مذاق اڑایا تھا۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک عمل بھی کئے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝١٠٧ خَالِدِينَ فِيهَا

اُن کی مہمانی کیلئے بہشت بریں کے باغ ہوں گے۔ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝١٠٨ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ

اور وہ وہاں سے منتقل ہونا نہ چاہیں گے۔ آپ کہدیجئے اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کیلئے سمندر کا پانی سیاہی

رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا

ہو تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہوجائیگا اگرچہ ہم اس سمندر کی مدد کے لئے

بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝١٠٩ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا

ایک اور سمندر اسی جیسا لے آئیں۔ آپ ان سے کہدیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں ہاں یہ ضرور ہے کہ میری طرف یہ وحی بھیجی جاتی ہے کہ

إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ

تمہارا معبود حقیقی صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے رب سے ملنے کی آرزو رکھتا ہو اُس کو چاہیئے کہ وہ

آپ ان سے فرمایئے کیا ہم تم کو ایسے لوگ بتائیں جو باعتبار اعمال کے سخت نقصان اور خسارے میں ہوں گے ؛ یعنی جن کے تمام اعمال اکارت ہوجائیں گے اور اعمال کے اعتبار سے گھاٹے ہی گھاٹے میں رہیں گے (١٠٣) یہ وہ لوگ ہیں جن کی وہ تمام دوڑ دھوپ اور کی کرائی محنت جو دُنیوی زندگی میں اُنھوں نے کی تھی سب گئی گزری اور بے کار ہوگئی اور اُن کی حالت یہ تھی کہ وہ یہ سمجھتے رہے کہ وہ کوئی بہت اچھا کام کررہے ہیں ؛ یعنی وہ اپنے جہل کی وجہ سے بُرے کاموں کو اچھا سمجھ کر کرتے رہے اور اگر کوئی اچھا کام بھی کیا تو وہ کفر کی وجہ سے بیکار ہوگیا (١٠٤) یہ وہی لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کی آیتوں کا اور اُس کی پیشی میں حاضر ہونے کا انکار کرتے رہے لہٰذا ان کے تمام اعمال نیست ونابود اور اکارت ہوگئے۔ پس ہم قیامت کے دن ان کیلئے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے ؛ یعنی جب عمل ہی نہیں رہے تو تلے کیا۔ یا یہ کہ قیامت کے دن ان کا کوئی وزن اور ان کی کوئی قدر وقیمت نہیں ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وے آخرت کو مانتے نہ تھے تو اس کے واسطے کچھ کام نہ کیا۔ پھر ایک پڑ کیا تولے ۱۲ (١٠٥) ان لوگوں کا بدلہ وہی ہوگا جو اوپر مذکور ہوا۔ یعنی جہنم بسبب اس کے کہ انھوں نے کفر کا ارتکاب کیا اور کافرانہ روش اختیار کی اور میری آیات کا اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا ؛ یعنی ان کی جزا اور ان کا بدلہ جہنم ہے چونکہ یہ منکر رہے اور کفر پر قائم رہے اور میری قدرتوں کا اور میرے قرآن کا اور میرے رسولوں کا مذاق اڑاتے رہے (١٠٦) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور دعوت ایمانی کو قبول کیا اور نیک اعمال کے پابند رہے ان کی مہمانی کے لئے سایہ دار باغ ہوں گے (١٠٧) وہ حضرات ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے کسی دوسری جگہ منتقل ہونے کی خواہش نہ کریں گے ؛ مطلب یہ ہے کہ بہشت کے باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور وہاں سے اُکتا کر کسی دوسری جگہ جانے اور منتقل ہونے کی خواہش اور آرزو نہ کرینگے (١٠٨) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے اگر میرے پروردگار کی باتیں لکھنے اور منضبط کرنے کے لئے سمندر کا پانی سیاہی ہو تو میرے پروردگار کی باتیں ختم ہونے سے پہلے وہ سمندر ختم ہوجائے گا اگرچہ ہم اس سمندر کی مدد اور امداد دینے کے لئے اُسی جیسا ایک اور سمندر لے آئیں ؛ یعنی وہ عبارات اور وہ کلمات جو صفاتِ الٰہیہ اور کمالاتِ الٰہیہ پر دال ہوں۔ پس ایسے کلمات لکھنے کیلئے ایک سمندر کے پانی کو روشنائی بنا لیا جائے تو وہ سمندر اس سے پہلے کہ وہ کلمات پورے ہوں ختم ہوجائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی صفات اور اُس کے اوصاف سے تعبیر کرنے والے کلمات ختم نہ ہوں بلکہ اگرچہ ہم ایک سمندر اس کی مثل اور بھی لے آئیں تب بھی کلماتِ رب کے ختم ہونے سے پہلے وہ سمندر بھی ختم ہوجائے گا اور دو سمندر بھی ناکافی ہوں گے (١٠٩) آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی اور بشر ہوں مگر ہاں میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبودِ حقیقی صرف ایک ہی معبود ہے تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملاقات کا امیدوار ہے اور اس سے ملنے کا آرزو مند ہے اس کو چاہئے کہ وہ نیک اعمال کرتا رہے اور اپنے پروردگار کی عبادت اور بندگی میں کسی اور کو شریک نہ کرے ؛ یعنی مجھے ملکیت یا اور کوئی مخلوق ہونیکا دعویٰ نہیں میں تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں اور مجھ پر یہ وحی ضرور آتی ہے کہ معبود تم سب کا صرف ایک ہی ہے لہٰذا اُس سے ملاقات کا جو خواہش مند ہے اُس کیلئے دو باتیں ضروری ہیں ایک نیک اعمال کی

Marfat.com

عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ ع
نیک کام کرتا رہے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ مریم مکی ہے اور یہ اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

كٓهٰيٰعٓصٓ ﴿۱﴾ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ﴿۲﴾ اِذْ
کھیعص۔ اے پیغمبر یہ آپ کے رب کی اُس مہربانی کا ذکر ہے جو اُس نے اپنے بندے زکریا پر کی تھی۔ جب
نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ﴿۳﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ
اُس نے اپنے رب کو پست اور خفیہ آواز سے پکارا۔ زکریا نے عرض کی اے میرے رب میری ہڈیاں بڑھاپے
مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ
ضعیف ہوگئیں اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے چمک اُٹھا اور میرے رب تجھ سے دعا کر کے میں کبھی
رَبِّ شَقِيًّا ﴿۴﴾ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ
محروم نہیں رہا۔ اور میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری
امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ﴿۵﴾ يَّرِثُنِيْ
بیوی بانجھ ہے سو تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک ایسا وارث عطا کر۔ جو میرا بھی
وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ﴿۶﴾ يٰزَكَرِيَّآ
وارث ہو اور اولادِ یعقوبؑ کا بھی وارث ہو اور تو اُس وارث کو اے میرے رب اپنا پسندیدہ اور مقبول بنائیو۔ جواب دیا گیا اے زکریا
اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ
ہم تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہم نام
قَبْلُ سَمِيًّا ﴿۷﴾ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ
نہیں پیدا کیا۔ زکریا نے عرض کیا اے میرے رب مجھے لڑکا کیوں کر عطا ہوگا حالانکہ

۱۲ ع ۹ ۴

پابندی اور دوسرے شرک سے احتراز (۱۱۰) تم تفسیر سورۂ کہف ۞ سورۂ مریم مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس میں اٹھانوے آیتیں اور چھ رکوع ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

کھیعص (۱) اے پیغمبر یہ آپ کے پروردگار کی اُس رحمت و مہربانی کا تذکرہ ہے جو اُس نے اپنے مقبول بندے زکریا نامی پر فرمائی تھی ۞ یعنی یہ قصہ جو آگے بیان کیا جاتا ہے یہ اُس رحمت کا تذکرہ ہے جو اپنے بندے زکریا علیہ السلام پر فرمائی تھی۔ (۲) جبکہ اُس زکریاؑ نے اپنے پروردگار کو پست اور خفیہ آواز سے پکارا اور ندا کی ۞ شاید اسلئے دعا کو پوشیدہ رکھا ہو کہ بڑھاپے میں اولاد مانگی تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دل میں دعا کی یا پکارا ہوا اکیلے مکان میں چھپی پکار اس واسطے کہ بوڑھی عمر میں بیٹا مانگتے تھے نہ ملے تو لوگ ہنسیں ۱۲ (۳) زکریا علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار میری ہڈیاں بڑھاپے سے کمزور اور ضعیف ہوگئیں اور سر بڑھاپے کی سفیدی سے چمک اُٹھا اور اے میرے پروردگار میں آپ سے کوئی چیز طلب کرکے اور مانگ کر کبھی محروم اور ناکام نہیں رہا ۞ یعنی جو مانگا وہ ملا اور جو دعا کی وہ قبول ہوئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ڈیک بڑھاپے کی یعنی بال سفید ۱۲۔ بعض حضرات نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ تیری طلب اور تیرے بلانے پر میں کبھی محروم نہیں رہا یعنی جس خدمت کے لئے آپ نے حکم دیا میں فوراً بجالایا اور کبھی آپ کے حکم کی تعمیل سے محروم نہیں رہا (۴) اب وجہ بیان کرتے ہیں بیٹا مانگنے کی اور میں اپنے مرنے کے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں۔ اور میری بیوی بانجھ ہے سو آپ مجھ کو اپنے پاس سے کوئی ایسا وارث یعنی بیٹا عطا کریں (۵) جو میرا بھی وارث ہو اور اولادِ یعقوبؑ کا بھی وارث ہو اور آپ اس وارث کو اے میرے پروردگار اپنا پسندیدہ اور مقبول بنائیو ۞ یعنی مرنے کے بعد میرے رشتہ دار شاید ملتِ ابراہیمی کی حفاظت نہ کرسکیں اور دین کو بجا نہ لائیں اور بظاہر بیٹے کے اسبابِ عادیہ بھی مفقود ہیں میں بھی بوڑھا اور میری بیوی بھی بوڑھی اور بانجھ سو ان اسبابِ عادیہ کے مفقود ہونیکے باوجود اپنے پاس سے اور اپنی رحمتِ خاص سے کوئی بیٹا عطا فرما جو میرے بھی علم کا وارث ہو اور جو علم اولادِ یعقوبؑ میں منتقل ہوتا چلا آرہا ہے اُس کا بھی وارث اور نگہبان ہو اور وہ وارث تیرا پسندیدہ اور مقبول بھی ہو یعنی عالم باعمل ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بھائی بند راہ نیک نہ بگاڑیں۔ یہ ڈر ہوگا اور فرماتے ہیں اللہ نے ان کو قائم مقام ان کا اور اگلے پیغمبروں کا کردیا لیکن وہ بڑی قائم مقام رہا ان کے پیچھے نہیں رہا ۱۲ (۶) جواب دیا گیا اے زکریا ہم تجھ کو ایک ایسے لڑکے کی خوشخبری اور بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا اس سے پہلے ہم نے کسی کو اُس کا ہمنام نہیں بنایا اور ہمنام نہیں پیدا کیا ۞ یعنی دعا قبول ہونے کی بشارت دی گئی اور اس کے پیدا ہونے سے پہلے کوئی اس کا ہمنام یا ہم صفت نہیں کیا یا خاص اوصاف میں وہ یگانہ ہوگا اس سے پہلے کوئی اور اُن اوصافِ خاصّہ سے متصف نہ ہوا ہوگا۔ حضرت یحییٰ کی ولادت سے قبل انکا نام بھی تجویز کردیا گیا (۷)

Marfat.com

حضرت زکریاؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے لڑکا کیونکر اور کہاں سے عطا ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہوں اور بڑھاپے کی وجہ سے خشک ہوگیا ہوں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں انوکھی چیز مانگتے تعجب نہیں آیا جب سنا کر ہوگا تب تعجب کیا ۱۲ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریاؑ کے اس سوال کا مطلب یہ ہے کہ اسی حالت میں ہوگا۔ یا ہم میاں بیوی جوان کر دیئے جائیں گے یا مجھے کسی دوسرے نکاح کا حکم ہوگا آخر صورت کیا ہوگی (۸) فرشتے نے جواب دیا اسی طرح ہوگا یعنی موجودہ حالت یوں ہی رہے گی۔ تیرے پروردگار کا ارشاد ہے کہ یہ بڑھاپے میں اولاد عطا کرنا مجھ پر سہل اور آسان ہے اور میں اس سے پہلے خود تجھ کو پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کوئی چیز نہ تھا یعنی جب معدوم کو موجود کرسکتے ہیں تو موجود میں سے کسی کو موجود کر دینا ہمارے لئے کیا مشکل ہے کیوں کہ اُن کی قدرت کے مقابلہ میں اسباب عادیہ کی کوئی حقیقت نہیں۔ بعض حضرات نے کذٰلک کا یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ جس طرح تو کہتا ہے بات تو اسی طرح ہے لیکن تیرا پروردگار فرماتا ہے کہ یہ کام اسباب عادیہ کے موجود نہ ہونے کے باوجود بھی مجھ پر آسان ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ فرشتے نے کہا ۱۲ (۹) زکریاؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی علامت مقرر فرما دیجیے یعنی وقوع حمل کے قرب کی۔ ارشاد ہوا تیرے لئے علامت یہ ہے کہ تو تین رات اور تین دن تک لوگوں سے کلام نہ کرسکے گا حالانکہ تو صحیح سالم اور تندرست ہوگا۔ یہاں تین راتوں کا ذکر اور آل عمران میں تین دن مذکور ہیں اس لئے معلوم ہوا کہ تین دن اور تین رات یہ حالت رہے گی کہ بجز اشارے کے زبان میں گویائی کی طاقت نہ ہوگی (۱۰) پھر زکریاؑ اپنی عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن کو اشارے سے سمجھایا کہ تم لوگ حسب معمول صبح اور شام خدا تعالیٰ کی عبادت اور اُس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ یعنی جو طریقہ تمہاری عبادت کا مقرر ہے اُس کو صبح و شام بجا لاتے رہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مُنہ سے بول نہ سکے نشان ہوا کہ وہ وقت آیا ۱۲ کہتے ہیں ذکر الٰہی کے لئے زبان چلتی تھی لیکن لوگوں سے بات نہ کرسکتے تھے۔ حضرت زکریاؑ حضرت داؤد علیہ السلام کی چوتھی پشت میں تھے انکی بیوی کی عمر اٹھانوے اور ان کی ننانوے سال تھی۔ غرض حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور سن شعور کو پہنچے تو ان کو ارشاد ہوا (۱۱) اے یحییٰؑ اس کتاب توریت کو مضبوطی کے ساتھ سنبھال کر لو اور ہم نے اُس کو بچپنے ہی میں دین کی سمجھ (۱۲) اور اپنے پاس سے رحم دلی اور پاکیزگی عطا کی تھی اور وہ بہت پرہیزگار (۱۳) اور اپنے ماں باپ کا بڑا خدمت گزار تھا اور وہ سرکشی کرنیوالا اور نافرمانی کرنیوالا نہ تھا۔ یعنی دین کا فہم اور رحم دلی اخلاق کی پاکیزگی پرہیزگاری والدین کا اطاعت گزار اور خدمت گزار اور سرکش نہیں نافرمان نہیں گویا تمام خوبیوں سے اس کو نوازا تھا خواہ وہ حقوق العباد ہوں یا حقوق اللہ ہوں سب باتیں ان اوصاف میں داخل ہوگئیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی علم کتاب لوگوں کو سکھانے لگے اپنے باپ کی جگہ زور سے یعنی باپ ضعیف تھے اور وہ جوان ۱۲ ایک لڑکے نے انکو بلایا کھیلنے کو کہا ہم کو اس واسطے نہیں بنایا ۱۲ یعنی آرزو کے لڑکے ایسے ہوتے ہیں وہ ایسا نہ تھا ۱۲ (۱۴) اور اُس یحییٰؑ پر سلامتی ہو جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کرکے اُٹھایا جائے یعنی ہر حال میں اس پر سلامتی نازل ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ جو بندے پر سلام کہے اس کے معنی یہ کہ اس پر کچھ پکڑ نہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ دنیا میں آفات سے محفوظ برزخ میں ہر قسم کی سختی سے محفوظ قیامت کے دن عذاب سے محفوظ (۱۵) اور اے پیغمبر اس کتاب یعنی قرآن میں حضرت مریمؑ کے قصے کا بھی ذکر کیجیے وہ قصہ اس وقت کا ہے جبکہ حضرت مریمؑ اپنے گھر والوں اور اپنی قوم کے لوگوں سے علیحدہ اور یک سو ہوکر ایک ایسے مکان میں گئیں جو مشرق کی جانب تھا یعنی وہ مکان بیت المقدس

امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ﴿٨﴾ قَالَ

میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہائی درجہ کو پہونچ چکا ہوں - جواب دیا

كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ

اسی طرح ہوگا تیرے رب نے کہا ہے - یہ بات یعنی بڑھاپے میں اولاد کا دینا مجھ پر آسان ہے اور میں اس سے قبل خود تجھ کو

مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ﴿٩﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ

پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا - زکریاؑ نے عرض کیا اے میرے رب میرے لئے کوئی علامت مقرر کردے

قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ﴿١٠﴾

خدا نے فرمایا تیرے لئے علامت یہ ہے کہ تو تین رات تک لوگوں سے کلام نہ کرسکے گا حالانکہ تو صحیح سالم ہوگا -

فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ

پھر زکریاؑ اپنی عبادت گاہ سے نکل کر اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن کو اشارے سے سمجھایا کہ تم

سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿١١﴾ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۭ

لوگ حسب معمول صبح و شام عبادت کرتے رہو - اے یحییٰ اس کتاب توریت کو پوری قوت سے

وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ﴿١٢﴾ وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ۭ

سنبھالے رہنا اور ہم نے اس کو بچپنے ہی میں دین کی سمجھ اور اپنے پاس سے رحم دلی اور پاکیزگی عطا کی تھی

وَكَانَ تَقِيًّا ﴿١٣﴾ وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا

اور وہ بہت پرہیزگار اور اپنے ماں باپ کا بڑا خدمت گزار تھا اور وہ سرکشی کرنے والا

عَصِيًّا ﴿١٤﴾ وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ

نافرمانی کرنے والا نہ تھا - اور جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ زندہ کرکے اُٹھایا جائے

يُبْعَثُ حَيًّا ﴿١٥﴾ ع وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ

ہر حال میں اس پر سلامتی ہے - اور اس کتاب میں مریمؑ کا ذکر کیجیے جب کہ وہ مریمؑ اپنی قوم کے لوگوں سے علیحدہ ہوکر

مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴿١٦﴾ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ

ایک ایسے مکان میں گئی یعنی غسل کیلئے جو جانب مشرق میں واقع تھا - اور اُس نے ان لوگوں کے سامنے پردہ ڈال لیا

ع ۱ ۱۵

Marfat.com

کی مشرقی جانب تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی غسل حیض کرنے کو یہی پہلا حیض تھا۔ تیرہ برس کی عمر تھی یا پندرہ برس کی کنارے ہوئیں شرم سے وہ مکان مشرق کو تھا۔ اب نصاریٰ قبلہ کرتے ہیں مشرق کو ۱۲ (۱۶) پھر اُس نے ان لوگوں کے ورے اور اُن کے بالمقابل ایک پردہ ڈال لیا۔ پس ہم نے اُس مریم کے پاس اپنے ایک فرشتے کو بھیجا وہ فرشتہ اُس کے سامنے ایک صحیح الخلقت آدمی کی شکل و صورت اختیار کر کے ظاہر ہوا۔ ؛ حضرت مریم نے اپنے اہل سے دور نکل جانے کے باوجود پھر پردہ ڈال لیا۔ جب نہانے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ ایک نوجوان خوب رو کھڑا ہوا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جوان خوش صورت ۱۲ خلاصہ یہ کہ فرشتہ اپنی اصلی حالت میں نہیں آیا کہ حضرت مریم کو دحشت نہ ہو اور وہ ڈر نہ جائیں اس لئے بشر بن کر آئے یہ فرشتہ بقول مفسرین حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے (۱۷) حضرت مریم اس بشری صورت کو دیکھ کر کہنے لگیں میں تجھ سے رحمان کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا سے ڈرنے والا ہے ؛ یعنی اگر تو متقی ہے تو مجھے ایذا مت دے اور یہاں سے ہٹ جا۔ اور

حِجَابًا ۖ فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿١٧﴾

یعنی غسل کرنے کی وجہ سے تو ہم نے اس مریمؑ کے پاس اپنے ایک فرشتہ کو بھیجا اور وہ فرشتہ انکے سامنے ایک صحیح الخلقت آدمی کی شکل بنکر ظاہر ہوا

قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنكَ إِن كُنتَ تَقِيًّا ﴿١٨﴾

اُسکو دیکھ مریمؑ نے کہا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو خدا سے ڈرنے والا ہے۔

قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ﴿١٩﴾

اُس نے کہا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اس لئے بھیجا گیا ہوں تاکہ تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔

قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ

مریمؑ نے جواب دیا میرے ہاں لڑکا کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ مجھ کو کسی آدمی نے چھوا تک نہیں اور نہ میں

أَكُ بَغِيًّا ﴿٢٠﴾ قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ

کبھی بدکار تھی۔ فرشتے نے کہا یوں ہی ہوگا تیرے رب نے فرمایا ہے یہ بات مجھ پر آسان ہے۔

وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا

اور اُس کو اس لئے پیدا کریں گے تاکہ ہم لوگوں کیلئے اُسکو اپنی قدرت کی ایک نشانی بنائیں اور اُسکو اپنی رحمت کا ذریعہ بنائیں

مَّقْضِيًّا ﴿٢١﴾ فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ﴿٢٢﴾

اور یہ بات ایک طے شدہ امر ہے۔ پھر مریم کو بیٹے کا حمل ہو گیا اور وہ اس حمل کو لئے ہوئے ایک دور جگہ علیٰحدہ چلی گئی

فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ

پھر درد زہ کی تکلیف اُس کو کھجور کے ایک تنے کی طرف لے گئی۔ کہنے لگی

يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ﴿٢٣﴾ فَنَادَاهَا

کاش میں اس حالت سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہی ہوتی۔ اُس وقت جبرئیلؑ نے

مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ﴿٢٤﴾

مریم کو ایک ایسے مکان سے جو نشیب میں واقع تھا پکار کر کہا اے مریم غمگین نہ ہو۔ تیرے نیچے تیرے رب نے ایک چشمہ جاری کر دیا ہے

وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا

اور اس کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا اس ہلانے سے تجھ پر تر و تازہ

یہ مطلب بھی بعض نے بیان کیا ہے کہ اگر تو خدا ترس ہے تب بھی تجھ سے رحمان کی پناہ میں آتی ہوں اور متقی نہیں ہے تو پھر اور بھی تجھ سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور تجھ سے خدا کی پناہ کیسے نہ مانگوں (۱۸) اُس بشری صورت نے جواب میں کہا میں تو تیرے پروردگار کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور اس لئے آیا ہوں تاکہ تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا دیدوں ؛ یعنی میں تو خدا کا فرستادہ ہوں تاکہ تیرے گریبان میں پھونک ماردوں اور تجھ کو ایک پاکیزہ لڑکا دیدوں اور تجھ کو حمل رہ جائے اور تیرے ہاں بیٹا ہو جائے (۱۹) حضرت مریمؑ نے جواب دیا میرے ہاں لڑکا کیونکر اور کس طرح ہو جائیگا حالانکہ مجھ کو کسی آدمی نے چھوا بھی نہیں اور میں کبھی بدکاری کی مرتکب بھی نہیں ہوئی اور نہ میں کبھی بدکار تھی ؛ یعنی حضرت مریم نے تعجب سے فرمایا کہ لڑکا کس طرح ہوگا لڑکا پیدا ہونے کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں یا میرا نکاح ہوا ہوتا اور مجھ سے کسی مرد نے مباشرت کی ہوتی اور مجھ کو حمل قرار پاتا یا پھر میں بدکار اور آوارہ ہوتی تو حرام سے کوئی بچہ ہو جاتا یہاں دونوں باتیں مفقود ہیں۔ تو میرے ہاں لڑکا کس طرح ہو سکتا ہے (۲۰) فرشتے نے جواب دیا یہ بچہ یوں ہی بلامس بشر ہو جائیگا۔ تیرا پروردگار فرماتا ہے یہ بغیر باپ کے لڑکا دیدینا مجھ پر آسان ہے اور بلا اسباب عادیہ وہ لڑکا ہم اس لئے دیں گے تاکہ ہم لوگوں کے لئے اسکو اپنی قدرت کا ایک نشان بنائیں اور اس کو لوگوں کے لئے اپنی طرف سے باعثِ رحمت بنائیں اور یہ بات یعنی بن باپ کے بچہ کا ہونا ایک طے شدہ بات ہے ؛ قدرتِ خداوندی کا نشان یعنی وہ بچہ اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہوگا اور رحمت یہ کہ اسکو پیغمبر بنا کر ہدایت کا ذریعہ بنائیں گے امر مقضی فرمایا کہ یہ کام ہو کر ہی رہے گا۔ اولاد کے ہونے کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) بدوں ماں باپ کے کوئی پیدا ہو جائے جیسے آدم علیہ السلام (۲) بدون ماں کے پیدا ہو جیسے حضرت حواؑ (۳) ماں باپ دونوں کے اشتراک سے پیدا ہو جیسے عام مخلوق کی پیدائش (۴) بغیر باپ کے پیدا ہونا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نشانی لوگوں کیلئے یعنی بن باپ کا لڑکا پیدا ہوا یہ اللہ کی قدرت ہے ۱۲ (۲۱) پھر مریمؑ کو لڑکے کا حمل ہو گیا اور بیٹے کا پیٹ رہ گیا اور

الربع

وہ اس حمل کو لئے ہوئے لوگوں سے علیحدہ اور یکسو ہو کر ایک دور جگہ چلی گئی ؛ یعنی حضرت جبرئیل کی پھونک سے حمل رہ گیا پھر جب آثارِ وضعِ حمل ظاہر ہوئے تو وہ شرم کی وجہ سے کسی دور مقام پر چلی گئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جننے کے وقت ۱۲ پھر حضرت مریم علیہا السلام کو حمل رہنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت بقول عبداللہ بن عباسؓ ایک گھڑی میں ہوئی یعنی قیام حمل کے تھوڑی دیر کے بعد وضع حمل ہو گیا۔ بعض حضرات نے فرمایا ایک گھڑی حمل ٹھہرا اور دوسری گھڑی میں صورت بنی اور تیسرے گھنٹے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہو گئے۔ بعض مفسرین نے فرمایا حضرت عیسیٰ عام بچوں کی طرح نو ماہ میں پیدا ہوئے واللہ اعلم (۲۲) پھر حضرت مریم کو درد زہ کی تکلیف کھجور کے ایک تنے کے پاس لے آئی درخت کے سہارے بیٹھ کر کہنے لگی اے کاش میں اس واقعہ سے پہلے ہی مر گئی ہوتی اور ایسی نیست و نابود ہو جاتی کہ کسی کو یاد بھی نہ رہی ہوتی ؛ یعنی جنگل میں درد زہ کی تکلیف پھر کوئی ہمدم پاس نہیں ضرورت اور راحت کا سامان مفقود، بدنامی اور بُری شہرت کا خیال ان باتوں سے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اے مریم تو یہ کھجوریں کھا اور اس چشمہ کا پانی پیتی رہ اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھ پھر اگر تم آدمیوں سے کسی آدمی کو دیکھو تو اشارے سے کہدینا کریں نے تو آج رحمان کیلئے خاموشی کے روزے کی منت مان لی ہے لہٰذا میں آج کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی یا (کوئی) بات کسی سے نہیں کروں گی ؛ یعنی کھانے پینے کا بھی انتظام کر دیا گیا۔ آنکھیں ٹھنڈی کرنیکا مطلب یہ ہے کہ بچہ کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر۔ بدنامی کا یہ علاج بتایا کہ کوئی آدمی آئے یا کوئی اعتراض کرے تو تم جواب نہ دینا تم صرف اتنا اشارہ کر دینا کریں نے خاموشی کے روزے کی نذر کر رکھی ہے میں تو کسی آدمی سے بولوں گی نہیں۔ اس قسم کا روزہ اُن کی شریعت میں رکھنا جائز تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اُن کے دین میں یہ منت درست تھی کہ نہ بولنے کا بھی روزہ رکھتے ہمارے دین میں یہ منت درست نہیں ۱۲ (٢٦) پھر حضرت مریمؑ اس مولود مسعود کو گود میں اٹھا کر

جَنِيًّا ﴿٢٥﴾ فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۚ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ

کھجوریں جھڑیں گی۔ تو کھجوریں کھا اور چشمے کا پانی پی اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھ پھر اگر آدمیوں میں سے تو کسی کو

الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا

دیکھے تو اشارہ سے کہہ دیجو کریں نے رحمٰن کیلئے روزہ کی منت مان رکھی ہے

فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ﴿٢٦﴾ فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۖ

لہٰذا میں آج کسی انسان سے کلام نہیں کروں گی۔ پھر مریمؑ اس لڑکے کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائی

قَالُوا يَا مَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ﴿٢٧﴾ يَا أُخْتَ هَارُونَ

لوگوں نے کہا اے مریمؑ یہ تو تو نے بہت ہی بُرا کام کیا۔ اے ہارونؑ کی بہن

مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ﴿٢٨﴾

نہ تو تیرا باپ کوئی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی یعنی نیکوں کی اولاد ہو کر یہ حرکت۔

فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَن كَانَ فِي الْمَهْدِ

اس پر مریمؑ نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ لوگ کہنے لگے بھلا ہم اس سے کس طرح بات کر سکتے ہیں جو ابھی

صَبِيًّا ﴿٢٩﴾ قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ آتَانِيَ الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي

گود کا بچہ ہے۔ اتنے میں وہ گود کا لڑکا بول اٹھا کریں اللہ کا بندہ ہوں۔ اُس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور اُس نے مجھ کو نبی

نَبِيًّا ﴿٣٠﴾ وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ وَأَوْصَانِي

بنایا ہے۔ اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھ کو خدا نے بابرکت کیا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں

بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ﴿٣١﴾ وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَ

اُس نے مجھ کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اپنی ماں کا مجھ کو اُس نے خدمت گزار بنایا اور

لَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ﴿٣٢﴾ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدتُّ

اُس نے مجھ کو سرکش اور بدبخت نہیں بنایا۔ اور مجھ پر خدا کی جانب سے سلامتی ہے جس دن میں پیدا ہوا

وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا ﴿٣٣﴾ ذَٰلِكَ عِيسَى ابْنُ

اور جس دن میں مروں گا اور جس دن میں زندہ کر کے دوبارہ اُٹھایا جاؤں گا۔ یہ جس کا ذکر ہوا۔ یہی عیسیٰ بن

اپنی قوم کے پاس لائیں تو قوم کے لوگوں نے کہا اے مریم یہ تو تو نے بہت ہی بُرا کام کیا ؛ یعنی شادی ہوئی نہیں اور بچہ ہو گیا۔ یہ تو بڑے طوفان اور غضب کی بات ہوئی (٢٧) اے ہارون کی بہن نہ تو تیرا باپ کوئی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی بدکار تھی ؛ یعنی ہارون جو تیرے رشتہ کے بھائی ہیں اور اُن کا نام حضرت ہارونؑ نبی کے نام پر رکھا گیا تھا تو ایسے بھلے آدمی کی بہن ہے پھر تیرا باپ بھی بُرا آدمی نہ تھا اور تیری ماں بھی بدکار نہ تھی ایسے نیک اور بھلے آدمیوں کی اولاد ہو کر تیری یہ حرکت بہت ہی قابلِ افسوس ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بہن ہارون کی یعنی نبی ہارونؑ کی بہن دادے کا نام بولتے ہیں قوم کو جیسے عاد اور ثمود یہ تھیں حضرت ہارونؑ کی اولاد میں ۱۲ غرض یا تو ہارون ان کے کسی بھائی کا نام تھا یا حضرت ہارون کے خاندان سے ہوں گی اور حضرت ہارونؑ ہی ان کے مورثِ اعلیٰ ہوں گے۔ بہرحال حضرت مریم نے اس تمام طعن و تشنیع کے بعد کوئی جواب نہیں دیا بلکہ بچہ کیطرف اشارہ کیا کہ ان سب باتوں کا جواب یہ دے گا کیونکہ میں تو روزے سے ہوں (٢٨) اس پر حضرت مریم نے اس مولود مسعود کی جانب اشارہ کیا کہ اس سے بات کر دیہ جواب دیگا۔ قوم کے لوگ کہنے لگے بھلا ہم اس بچے سے کس طرح کلام کر سکتے ہیں جو ابھی گود کا بچہ ہے اور ماں کی گود اس کا گہوارہ ہے ؛ یعنی ایسے بچے سے بات کرنے کو کہہ رہی ہے جو شیر خوار بچہ ہے اور ماں کی گود میں ہے ۱۲ (٢٩) اتنی دیر میں اُس لڑکے نے ماں کا دُودھ چھوڑا اور بولنا شروع کر دیا اور کہنے لگا میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اُس نے مجھ کو کتاب عطا کی ہے اور اُسی نے مجھ کو نبی بنایا ہے ؛ پہلی بات میں اپنے بندہ ہونے کا اعتراف کیا پھر کتاب ملنے کی خبر دی اور پھر اپنی نبوت کا اظہار کیا اور بالکل یقین کی بنا پر مستقبل کی خبر ماضی کے صیغوں کے ساتھ دی (٣٠) اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھ کو اسی اللہ تعالیٰ نے برکت والا بنایا ہے اور اُسی نے مجھ کو جب تک میں زندہ ہوں نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ہے ؛ یعنی برکت والا یہ برکت تبلیغ کی ہو گی کہ میں جس حالت میں بھی ہوں اُس کے دین کی تبلیغ کرتا رہوں گا۔ یا عام برکت مراد ہو گی جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا جب تک میں مکلف زندگی یعنی دنیوی زندگی کے ساتھ مقید ہوں اور اگر کوئی اور صورت پیش آ جائے اور یہ دُنیوی زندگی کسی اور زندگی میں تبدیل ہو جائے اُس کے احکام دوسرے ہوں گے اور وہاں کی نماز اور زکوٰۃ کسی اور طرح کی ہو گی (٣١) اور اُس نے مجھ کو میری ماں کا خدمت گزار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش اور بدبخت نہیں بنایا ؛ ماں کا خدمت گزار بنایا باپ کا نام نہیں لیا اس لئے کہ اُن کا کوئی باپ نہ تھا وہ محض کلمۂ کُن کا ظہور تھے نہ بدبخت کیا نہ سرکش حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تحمل اور اُن کی نرمی ضرب المثل ہے۔ اور اُن کی طاقتِ برداشت سے ہر شخص واقف ہے (٣٢) اور مجھ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس روز میں مروں گا اور جس دن دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا ؛ یعنی مجھ کو سلامتی کا پیغام دیا گیا ہے خواہ وہ پیدا ہونے کا دن ہو یا قیامت کے قریب مرنے کا دن ہو یا قیامت کو مرنے کے بعد جی اُٹھنے کا دن ہو (٣٣) جس کا ذکر ہوا یہی تو عیسیٰؑ ابن مریم ہے۔

Marfat.com

میں سچی بات کہہ رہا ہوں اور میں اس کی صحیح حقیقت بیان کر رہا ہوں جس میں یہ لوگ جھگڑ رہے ہیں ؛ یعنی افراط کرنے والے جیسے نصاریٰ اور تفریط کرنے والے جیسے یہود نصاریٰ ایک بندۂ خدا کو خدا کا شریک بناتے ہیں اور یہود اس کی تنقیص کرتے ہیں اور اُس کو نبوت کے درجے سے گراتے ہیں۔ العیاذ باللہ (۳۴) اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے اور کسی کو بیٹا بنائے وہ جملہ عیوب سے پاک اور بالکل منزہ ہے جب وہ کسی کام کے سرانجام کا ارادہ کرتا ہے اور جب وہ کسی کام کا کرنا ٹھہرا لیتا ہے تو بس اس کو اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے ؛ یعنی صرف ارادہ کا تعلق شئی کے وجود کو مستلزم ہے (۳۵) اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ لہٰذا اسی کی بندگی اور عبادت کیا کرو یہی سیدھا راستہ ہے ؛ یعنی توحید اور دین کا سیدھا راستہ ہے۔ یہ رسول کو فرمایا کہ منکرین حق سے یہ بات کہو عبادت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اسی کی بندگی کرو اور کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو (۳۶) پھر اہلِ کتاب کے فرقوں نے آپس میں اختلاف ڈال لیا پس جو لوگ کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں ان کے لئے ایک بڑے دن کے آنے سے سخت تباہی اور خرابی ہے ؛ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اہلِ کتاب کے فرقوں نے آپس میں اختلاف کیا کوئی انکو خدا کا بیٹا کہنے لگا کوئی اقانیم ثلاثہ کا قائل ہوا۔ کسی نے ان کی نبوت کا انکار کیا اور اُن کو ملعون و مردود قرار دیا۔ یوم عظیم قیامت کے دن کو فرمایا کیوں کہ اُسکی ہولناکی اور اس کی سختی کے باعث وہ دن بڑا ہوگا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت عام ہو اور یہ مطلب ہو کہ خدا کی عبادت میں لوگوں نے اختلاف ڈال لیا اور کفر و شرک کے مرتکب ہو گئے تو ایسے سب لوگوں کیلئے قیامت کے دن میں بڑی خرابی اور تباہی ہوگی (۳۷) جس دن یہ لوگ ہمارے پاس آئیں گے یعنی سزا اور حساب و کتاب کی غرض سے اُس دن کیسے دیکھنے والے اور کیسے کچھ سُننے والے ہوں گے لیکن آج یہ ظالم لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ؛ یعنی قیامت کے دن خوب سنتے اور دیکھتے ہونگے کیونکہ وہ سب باتیں جو پیغمبر فرماتے تھے سامنے آجائیں گی مگر آج بدبخت ظالم صریح گمراہی میں مبتلا ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں (۳۸) اور اے پیغمبر آپ انکو حسرت و پشیمانی کے دن سے ڈرا دیجیے جب کام کا آخری فیصلہ ہو جائیگا اور ان کا حال یہ ہے کہ یہ غفلت میں مبتلا ہیں اور یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ؛ یعنی جس دن ہر ایک کا آخری فیصلہ ہو جائے گا اُس دن دوزخیوں کو انتہائی حسرت و ندامت ہوگی اور جبکہ موت کے آنے کی بھی توقع نہ رہے اسی لئے اُس دن کو یوم حسرت فرمایا۔ غرض اُس حسرت و یاس کے دن یعنی قیامت سے ڈرا دیجئے جبکہ اہلِ جنت کا آخری فیصلہ کر دیا جائے۔ یہ اس وقت غفلت میں اور بے خبری میں مبتلا ہیں اور ایمان نہیں لاتے (۳۹) اور بلاشبہ تمام زمین اور زمین کے اوپر رہنے والوں کے ہم ہی وارث اور مالک ہیں اور سب ہماری طرف لوٹائے جائیں گے ؛ یعنی آج ایمان نہیں لاتے لیکن ایک دن یہ سب مریں گے اور وہی باقی رہ جائے گا اس لئے تمام زمین کا وارث اور مالک وہی ہے اور سب کا مرجع اور بازگشت اُسی کی طرف ہے نہ کسی کا مُلک رہے گا نہ کسی کی مِلک باقی رہے گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب تک حشر کا دن ہے دوزخ سے مسلمان نکل نکل کر بہشت میں جاویں گے تب تک کافر بھی توقع میں ہونگے پھر موت کو مینڈھے کی صورت لاکر دوزخ بہشت کے بیچ سب کو دکھا کر ذبح کریں گے اور پکار دیں گے کہ بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں رہ پڑے ہمیشہ کو وہ دن ہے کہ کافر ناامید ہوں گے ۱۲ (۴۰) اور اے پیغمبر اس قرآن میں حضرت ابراہیم کا بھی ذکر کیجیے بلاشبہ وہ بڑا سچا اور نبی تھا ؛ یعنی توحید و رسالت کے سلسلہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بھی واقعہ بیان کیجیے چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذاتِ گرامی تمام قوموں میں مسلم تھی۔ کفارِ مکہ تو آپ کی اولاد ہی میں تھے۔ اہلِ کتاب بھی آپ کی عظمت اور بزرگی کے قائل تھے اس لئے توحید اور رسالت کے بارے میں اُن کے واقعہ کو بڑا دخل ہے اور چونکہ صدیقیت کو نبوت مستلزم نہیں جیسے حضرت مریم کو فرمایا وامہ صدیقہ۔ لیکن سب جانتے ہیں کہ حضرت مریم نبیہ نہیں تھیں اس لئے یہ ضروری نہیں کہ جو صدیق ہو وہ نبی بھی ہو۔ حضرت ابراہیم صدیق بھی تھے اور نبی بھی تھے۔ اور حدیث ثلاث کذبات اس آیت کے منافی نہیں کیونکہ وہاں کذبات کے وہ معنی نہیں ہیں جو بظاہر سمجھے جاتے ہیں (۴۱) واقعۂ ابراہیمی میں وہ وقت قابلِ ذکر ہے جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو ایسی چیز کی

مَرْيَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۝٣٤ مَا كَانَ لِلَّهِ
مریمؑ ہے میں اس کی صحیح حقیقت بیان کر رہا ہوں جس میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے یہ شایاں نہیں
أَنْ يَتَّخِذَ مِنْ وَلَدٍ ۖ سُبْحَانَهُ ۚ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا
کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ تمام عیوب سے پاک ہے جب وہ کسی کام کے سرانجام کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کو
يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝٣٥ وَإِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ
اتنا کہدیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔ اور بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے
فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ۝٣٦ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ
سو اُسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ پھر اہلِ کتاب کے فرقوں نے
مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ مَشْهَدِ يَوْمٍ
آپس میں اختلاف کیا سو جو لوگ کفر کر رہے ہیں اُن کیلئے ایک بڑے دن کے پیش آنے سے
عَظِيمٍ ۝٣٧ أَسْمِعْ بِهِمْ وَأَبْصِرْ يَوْمَ يَأْتُونَنَا ۖ لَٰكِنِ
سخت تباہی ہے۔ جس دن یہ لوگ ہمارے پاس آئیں گے اُس دن یہ کیا ہی سننے والے اور کیا ہی دیکھنے والے ہونگے لیکن
الظَّالِمُونَ الْيَوْمَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝٣٨ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ
آج یہ ظالم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو
الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا
پشیمانی کے دن سے ڈرا دیجیے جبکہ کام کا آخری فیصلہ کر دیا جائیگا اور اُن لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ غفلت میں مبتلا ہیں اور
يُؤْمِنُونَ ۝٣٩ إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَإِلَيْنَا
ایمان نہیں لاتے۔ یقیناً تمام زمین کے اور زمین کے اوپر بسنے والوں کے ہم ہی وارث ہوں گے اور یہ سب ہماری ہی طرف
يُرْجَعُونَ ۝٤٠ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ ۚ إِنَّهُ كَانَ
لوٹائے جائیں گے۔ اور اے پیغمبر آپ اس کتاب یعنی قرآن میں ابراہیمؑ کا ذکر کیجیے بیشک وہ ابراہیمؑ بڑا
صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝٤١ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا
سچا اور نبی تھا۔ جب اس نے اپنے باپ سے کہا اے میرے باپ تو اس چیز کی کیوں عبادت کرتا ہے جو

ع ۲ ۵

Marfat.com

عبادت اور بندگی کیوں کرتا ہے جو نہ سن سکتی ہے اور نہ دیکھ سکتی ہے اور نہ وہ تیرے کچھ کام آسکتی ہے ؛ یعنی نہ سننے کی طاقت نہ دیکھنے کی قوت اور نہ بُرے وقت کام آنے کی صلاحیت تو اللہ رب العزت کی موجودگی میں اگر یہ چیزیں کچھ نافع ہوتیں تب بھی قابل پرستش نہ تھیں چہ جائیکہ جب ان میں کسی قسم کی صلاحیت اور اہلیت بھی نہ ہو تو ان موزنیوں کا پوجنا سوائے حماقت کے اور کیا ہے (۴۲) اے میرے باپ بلاشبہ میرے پاس وہ علم پہونچا ہے جو تیرے پاس نہیں آیا اور تجھ کو نہیں دیا گیا لہٰذا تو میری اتباع اور پیروی کر اور میرے کہنے پر چل میں سیدھی راہ کی طرف تیری رہنمائی کروں گا اور میں تجھ کو سیدھی راہ دکھاؤنگا ؛ یعنی میری معلومات کا ذریعہ وحی الٰہی ہے جس میں غلطی کا امکان نہیں اور تو اللہ تعالیٰ کی وحی سے محروم ہے لہٰذا تو میرا کہا مان تاکہ تو صحیح راہ پاسکے اور غلط اور گمراہی کی راہ سے بچ جائے (۴۳) اے میرے باپ تو شیطان کی عبادت اور پرستش نہ کر کیونکہ شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے ؛ بتوں کے پجاری شیطان کے پجاری ہیں جو شیطان کی بات اور اس کے کہنے کو مانتے ہیں اور خدا کے احکام کو پس پشت ڈالدیتے ہیں (۴۴) اے میرے باپ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے اور میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں تجھ کو رحمان کی طرف سے کوئی عذاب آپکڑے اور تو شیطان کا ہمیشہ کے لئے ساتھی ہو جائے ؛ یعنی کفر پر قائم رہے اور عذاب نازل ہونے کے وقت خواہ وہ عذاب دنیوی ہو یا آخرت کا عذاب ہو تو شیطان کا ہمیشہ کیلئے ساتھی بن جائے اور جو حشر اس کا ہو وہی تیرا ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر کے وبال سے کچھ آفت آوے اور تو مدد مانگنے لگے شیطان سے یعنی بتوں سے اکثر لوگ ایسے ہی وقت شرک کرتے ہیں ۱۲ (۴۵) یہ تمام باتیں سن کر حضرت ابراہیمؑ کے باپ نے جواب دیا اے ابراہیمؑ کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اور کیا تو میرے معبودوں سے رو گردانی کرنیوالا ہے۔ اگر تو اپنی اس حرکت اور اپنے ان خیالات فاسدہ سے باز نہ آیا تو یقیناً میں تجھ کو سنگسار کردونگا اور پتھر مارتے مارتے تجھ کو مار ڈالوں گا پس تو باز آجا اور مجھ کو ایک طویل مدت یعنی ہمیشہ کیلئے چھوڑ دے۔ اور تو ہمیشہ کے لئے میرے سامنے سے دور ہو جا ؛ یعنی ابراہیمؑ کا باپ جو اپنے شرک میں غالی اور سخت تھا بجائے ابراہیمؑ کی بات ماننے کے الٹا حضرت ابراہیمؑ کو ڈانٹنے لگا اور اس کو قتل کی دھمکی دینے لگا اور اس نے کہا مجھ کو کچھ کہنے سننے سے ہمیشہ کیلئے الگ ہو جاؤ۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو کنارہ کشی کو اختیار کیا (۴۶) حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا اچھا تجھ پر میرا سلام ہو اور میرا سلام لو میں جاتا ہوں لیکن میں تیرے لئے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا اور تیرے لئے اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرتا رہوں گا بلاشبہ وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے ؛ یعنی حضرت ابراہیمؑ نے یہ متارکت کا سلام کیا جیسے عام محاورہ ہے کہ تم نہیں مانتے تو اچھا میرا سلام۔ سورۂ قصص میں آئے گا۔ سلام علیکم لا نبتغی الجاھلین پس یہ سلام بھی اعتزال اور مفارقت کا سلام ہے۔ استغفار کا مطلب یہ ہے کہ جب تک مجھ کو حضرت حق کی جانب سے کوئی ممانعت نہ ہوگی میں تیرے لئے استغفار کرتا رہوں گا اور اگر ہدایت کی دعا مراد ہو جو بخشش کا سبب ہے تو پھر بات صاف ہے۔ مزید تفصیل کیلئے سورۂ توبہ کی تفسیر ملاحظہ کرنی چاہیے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تیری سلامتی رہے یہ رخصت کا سلام ہے معلوم ہوا اگر دین کی بات سے ماں باپ ناخوش

يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنكَ شَيْئًا ﴿٤٢﴾ يَا أَبَتِ

نہ کچھ سنتی ہے نہ دیکھتی ہے اور نہ وہ تیرے کچھ کام آسکتی ہے۔ اے میرے باپ بلاشبہ

إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي

مجھ کو وہ علم عطا ہوا ہے جو تجھ کو نہیں دیا گیا سو تو میری پیروی کر

أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾ يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ

میں تجھ کو سیدھی راہ دکھاؤں گا۔ اے میرے باپ تو شیطان کی عبادت نہ کر کیونکہ

الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي أَخَافُ

شیطان تو رحمان کا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ میں اس بات سے ڈرتا ہوں

أَن يَمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ

کہ کہیں ایسا نہ ہو تجھ کو رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب آپکڑے اور تو شیطان کا ساتھی

وَلِيًّا ﴿٤٥﴾ قَالَ أَرَاغِبٌ أَنتَ عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَئِن

بن جائے۔ یہ سن کر ابراہیمؑ کے باپ نے جواب دیا اے ابراہیمؑ کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو اس

لَّمْ تَنتَهِ لَأَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٤٦﴾ قَالَ سَلَامٌ

حرکت سے باز نہیں آیا تو یقیناً میں تجھ کو سنگسار کردوں گا اور تو ایک مدت دراز کیلئے میرے سامنے سے دور ہو جا ابراہیمؑ نے کہا اچھا تجھ پر

عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٤٧﴾

میرا سلام ہو میں باوجود اس کے بھی اپنے رب سے تیرے لئے بخشش یعنی ہدایت طلب کرونگا بے شک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے

وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَأَدْعُو رَبِّي

اور میں تم سے اور ان سے جن کو تم خدا کے سوا پکارا کرتے ہو سب سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہوں اور میں تو اپنے رب کی عبادت کروں گا

عَسَىٰ أَلَّا أَكُونَ بِدُعَاءِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٤٨﴾ فَلَمَّا

مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کی عبادت کرکے محروم نہ رہوں گا۔ پھر جب ابراہیمؑ

اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ

ان کافروں سے اور ان کے ان بتوں سے جن کو وہ خدا کے سوا پوجتے تھے کنارہ کش ہو گیا تو ہم نے اس کو

ہوں اور گھر سے نکالنے لگیں اور بیٹا باپ کو میٹھی بات کہہ کر نکل جائے تو عاق نہیں اور گناہ بخشوانے کو انہوں نے وعدہ کیا تھا۔ جب اللہ کی مرضی نہ دیکھی تب موقوف کیا ۱۲ (۴۷) اور میں تم سے اور ان معبودان باطلہ سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو ان سب سے میں بالکل کنارہ کش ہو جاتا ہوں اور میں تم سے علیحدہ ہو کر اپنے رب کی عبادت کیا کروں گا اور اسی کو پکاروں گا اور مجھ کو پوری امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کرکے محروم اور بدبخت نہیں رہوں گا ؛ یعنی دل سے تو علیحدہ ہی ہوں اب اپنے جسم اور بدن کو بھی تم سے جدا کرلیتا ہوں اور ہجرت کرکے چلا جاتا ہوں کیونکہ اب تم خدا کی عبادت میں بھی مزاحمت کروگے اور مجھ کو یقین ہے کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت اور اس کو پکار کر کے محروم نہ رہوں گا اور میری عبادت بیکار نہ جائے گی جیسا کہ معبودان باطلہ کے پجاری اپنے معبودوں کی حمایت اور مدد سے محروم ہیں (۴۸) پھر جب ابراہیمؑ ان کافروں سے اور ان کے معبودان باطلہ سے علیحدہ ہو گیا جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے تھے تو ہم نے اس کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا فرمائے یعنی بیٹا بھی دیا اور پوتا بھی اور

Marfat.com

ان دونوں میں سے ہر ایک کو ہم نے نبی کیا اور دونوں کو نبوت عطا فرمائی ؛ یعنی جن لوگوں سے اللہ تعالیٰ کے لئے ہجرت کر کے گئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن سے بہتر رفیق اور خدمت گار عطا فرمائے
شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں ہجرت کی اپنوں سے دور پڑے اللہ نے اُن سے بہتر اپنے دیئے اُنسیت کو یہاں اسمٰعیلؑ کا ذکر نہ فرمایا کہ وہ اُن کے پاس نہ رہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت ابراہیمؑ کا ذکر
اہل عرب کو متاثر کرنیوالا تھا اور اسحٰقؑ و یعقوبؑ کا ذکر اہل کتاب کیلئے کیا اور حضرت اسمٰعیل کا ذکر آگے آتا ہے (۴۹) اور ان سب کو ہم نے اپنی رحمت سے حصہ عطا فرمایا اور ہم نے ان کے ذکر جمیل کو بلند
کیا اور ہم نے اُن کے سچے بول کو بالا کیا ؛ یعنی ہر ایک کو مختلف قسم کے کمالات سے نوازا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کا حصہ ہے پھر اُن کے اخلاق اور اُن کے کردار اور اُن کی سچی باتوں کا بول بالا کیا کہ
تمام اُمتیں ان پر رحمت بھیجتی ہیں اور اُن کے ذکر خیر کا احترام کرتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہمیشہ لوگ اُن کی تعریف کرتے رہے اور اُن پر رحمت بھیجتے رہے ۱۲ جیسا کہ مسلمان درود
پڑھنے میں اُن کا نام لیتے ہیں اور ان پر رحمت بھیجتے ہیں۔ یہود و نصاریٰ بلکہ مشرک بھی اُن کی تعریف توصیف کرتے ہیں (۵۰) اور اے پیغمبر اس قرآن میں موسیٰ علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کا چیدہ اور خاص بندہ تھا اور وہ رسول تھا نبی تھا ؛ رسول اور نبی کے سلسلہ میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ سے وحی آوے وہ نبی ہے اور ان میں جو خاص ہیں اُمت رکھتے ہیں یا کتاب وے رسول ہیں ۱۲ بعض مقامات پر رسول کے فرستادوں کو بھی رسول فرمایا ہے جیسے حضرت عیسیٰؑ کے خاص شاگرد جو انطاکیہ بھیجے گئے تھے اور بعض مقامات پر فرشتوں کو بھی رسول فرمایا ہے (۵۱) اور ہم نے موسیٰ کو طور کی داہنی جانب سے پکارا تھا اور سرگوشی کرنے اور بھید بتانے کو اُسے اپنے سے قریب کیا ؛ یعنی بھید بتانے کو اسے اپنا مقرب بنایا اور چونکہ موسیٰؑ سے جہاں ہم کلامی ہوئی وہ مقام طور کا حضرت موسیٰؑ کی داہنی جانب تھا سرگوشی اور بھید اس لئے فرمایا کہ سوائے موسیٰ کے اُس وقت اور کوئی شخص نہ تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُن سے کلام ہوا۔ بیچ میں فرشتہ نہ تھا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ طور اُن کی داہنی جانب تھا جب اُن کو پکارا گیا۔ اُن سے سرگوشی کی گئی اسرار اور راز بتائے گئے اور ان کو اپنے سے قریب کیا یعنی مقرب بنایا (۵۲) اور ہم نے اپنی رحمت سے اُن کے بھائی ہارونؑ کو نبی بنا کر اُن کو دیا اور عطا کیا ؛ یعنی انھوں نے درخواست کی کہ میری زبان میں لکنت ہے اس لئے ہارونؑ کو میری امداد کے لئے بھیج دیجئے۔ حضرت حق جل مجدہٗ نے حضرت موسیٰؑ کی دعا قبول کی اور اُن کے بھائی ہارونؑ کو نبوت عطا فرما کر ان کے ہمراہ کر دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اُن کے ساتھ مددگار ہوئے۔ ۱۲ (۵۳) اور اے پیغمبر اس قرآن میں اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر کیجئے وہ وعدے کا بڑا سچا تھا اور رسول تھا نبی تھا ؛ یعنی اسمٰعیلؑ کا جو ذکر ہم کر رہے ہیں اے پیغمبر وہ اُن لوگوں کو پڑھ کر سنایئے وعدے کا سچا فرمایا۔ حضرت اسمٰعیل کو یعنی اور اوصاف حمیدہ اور اخلاق عالیہ کے یہ وصف بہت نمایاں تھا کہ جو وعدہ فرماتے اُس کو پورا کرتے رسول تھا یعنی ملت ابراہیمی کی تبلیغ کرتا تھا نبی تھا کہ اللہ تعالیٰ کی وحی کا مہبط تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک تو آوے میں اسی جگہ رہوں گا وہ ایک برس نہ آیا یہ وہاں ہی رہے ۱۲ (۵۴)

اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝۴۹ وَوَهَبْنَا لَهُمْ

اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا کیا۔ اور ان دونوں میں سے ہم نے ہر ایک کو نبی بنایا۔ اور ان سب کو ہم نے

مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝۵۰ ع

اپنی رحمت سے بہرہ مند کیا اور ہم نے اُن کے ذکر جمیل کو بلند کیا۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰٓى ۡ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّ

اور اے پیغمبر اس کتاب یعنی قرآن میں موسیٰؑ کا ذکر کیجئے بلاشبہ وہ خدا کا چیدہ بندہ تھا اور

كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۱ وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ

وہ رسول بھی تھا اور نبی بھی تھا۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو کوہ طور کی دائیں جانب سے پکارا

الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا ۝۵۲ وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ

اور سرگوشی کرنے کو اُسے اپنے سے قریب کیا۔ اور ہم نے اپنی رحمت سے موسیٰؑ کے

اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا ۝۵۳ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ ۡ

بھائی ہارونؑ کو نبی بنا کر موسیٰؑ کو دیا۔ اور اے پیغمبر اس کتاب یعنی قرآن میں اسمٰعیلؑ کا بھی ذکر کیجئے

اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا ۝۵۴ ج

یقیناً وہ وعدہ کا بڑا سچا تھا اور وہ رسول بھی تھا اور نبی بھی تھا۔

وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۠ وَكَانَ

اور وہ اپنے متعلقین کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتا تھا اور وہ اپنے رب کی

عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ۝۵۵ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ ۡ اِنَّهٗ

بارگاہ میں پسندیدہ تھا۔ اور اے پیغمبر اس کتاب یعنی قرآن میں ادریسؑ کا بھی ذکر کیجئے۔ بیشک

كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝۵۶ ڎ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۝۵۷

وہ بڑا راست باز نبی تھا۔ اور ہم نے اُس کو ایک بلند مقام پر پہونچایا۔

اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ

یہ لوگ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام کیا منجملہ دوسرے انبیاء کے

اور وہ اپنے متعلقین کو خاص طور پر نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا کرتا تھا اور اپنے رب کی بارگاہ میں بڑا پسندیدہ اور مقبول تھا ؛ یعنی یوں تو عموماً تمام احکام کی بجا آوری کا حکم دیتے تھے اور خاص طور سے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ یہ تاکید محض نماز و زکوٰۃ کے اہتمام کی وجہ سے تھی بطور انحصار نہ تھی اور وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں پسندیدہ اور مقبول تھا۔ لفظ اہل کا ترجمہ ہم نے متعلقین کے ساتھ کیا ہے خواہ وہ اُن کے گھر والے ہوں یا اُن کی قوم ہو (۵۵) اور اے پیغمبر اس قرآن میں ادریسؑ کا ذکر بھی کیجئے بلاشبہ وہ بڑا سچا تھا نبی تھا ؛ حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے جد ہیں اور حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ کے درمیانی پیغمبروں میں سے ہیں۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق مشہور ہے کہ دنیا میں حساب کا طریقہ اور قلم سے لکھنا (باقی ۵۶)

ستاروں کی گردش۔ نجوم کا حساب۔ درزی یعنی خیاطی کا کام ناپنے اور تولنے کے طریقے آلات حرب اور اسلحہ سازی یہ کام سب اُن سے چلے اور جاری ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی شب چوتھے آسمان پر اُن سے ملاقات کی۔ وہ صدیق یعنی راست باز اور بڑا سچا تھا اور اس خوبی کے ساتھ نبی بھی تھا (۵۶) اور ہم نے اُس کو بلند مقام پر پہونچایا اور اُس کو مقام عالی پر اُٹھالیا ؛ مکان اعلیٰ کے متعلق مختلف اقوال ہیں اکثر ان میں سے اسرائیلی ہیں جن پر علماء نے سخت تنقید کی ہے۔ خصوصاً ابن کثیر سے صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ اُن کے درجات عالیہ اور مراتب علیا کا ذکر فرمایا ہے اور اس بلندی سے اُن کی معنوی بلندی مراد ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لکھا ہے کہ حضرت ادریسؑ پہلے تھے حضرت نوحؑ سے حساب ستاروں کی چال کا اور لکھنا اور سینا کہتے ہیں انھیں سے سیکھا خلق نے۔ ملک الموت ان سے آشنا تھا ایک بار آزمانے کو اپنی جان بدن سے نکلوائی پھر ڈال دی اور بہشت کی سیر مانگی پھر وہاں رہ گئے اللہ کے حکم سے حضرت سے ملے تھے معراج کی رات آسمان پر اور بعضے کہتے ہیں حضرت الیاسؑ کا لقب ہے ادریسؑ اور وے بنی اسرائیل میں پیغمبر ہوئے تھے خضرؑ کی طرح وے بھی زندہ رہ گئے ہیں ۱۲ (۵۷) یہ لوگ جن کا ذکر ہوا یعنی حضرت زکریاؑ سے لیکر حضرت ادریسؑ تک یہ وہ لوگ ہیں جن پر منجملہ دیگر انبیاء کے اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و انعام فرمایا یہ سب مذکورین آدمؑ کی نسل سے تھے اور کچھ اُن میں سے اُن لوگوں کی نسل سے تھے جن کو ہم نے نوحؑ کیساتھ کشتی پر سوار کیا تھا اور کچھ ان میں سے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسرائیل یعنی یعقوبؑ کی ذریت اور نسل سے تھے۔ تفسیر صفحہ ہذا۔ یہ سب حضرات اُن لوگوں میں سے تھے جن کی رہنمائی ہم نے فرمائی تھی اور جن کو ہم نے منتخب فرمایا تھا اور جن کو مقبولیت کے لئے چُن لیا تھا ان حضرات کا حال باوجود اس بزرگی اور مقبولیت کے یہ تھا کہ جب اُن کے سامنے رحمان کی آیتیں تلاوت کی جاتی تھیں تو یہ حضرات روتے اور سجدہ کرتے ہوئے گر جاتے تھے۔

؛ یعنی شروع سورت سے لیکر حضرت ادریسؑ تک جن پیغمبروں کا ذکر ہوا یہ منجملہ دیگر پیغمبروں کے وہ حضرات ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا انعام یعنی نبوت عطا فرمائی تھی یہ آدمؑ کی ذریت تھے یعنی نسل آدمؑ میں سبکی شرکت ہے اور حضرت ادریسؑ کے علاوہ بعض ان لوگوں کی اولاد سے ہیں جن کو ہم نے حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا اس میں حضرت ادریسؑ کے علاوہ سب شریک ہیں اور بعضے ان میں سے حضرت یعقوبؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے ہیں۔ یہ سب اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت عطا فرمائی تھی اور جن کو نبوت اور قبولیت کیلئے منتخب فرمایا تھا۔ اور ان تمام مراتب عالیہ کے باوجود اُن کی حالت یہ تھی کہ جب اُن کے روبرو رحمان کی آیتیں تلاوت کی جاتی تھیں تو یہ روتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے زمین پر گر پڑتے تھے یعنی انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ اپنی عاجزی اور بندگی کا اظہار کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سام بن نوحؑ کی اولاد میں ہیں باقی حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ۔ زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ یہ سب حضرت یعقوبؑ کی اولاد سے ہیں (۵۸) پھر ان حضرات مذکورین کے بعد کچھ ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ اُنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور نفسانی

ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ

یہ آدمؑ کی نسل سے ہیں۔ اور اُن کی نسل سے ہیں جن کو ہم نے نوحؑ کیساتھ کشتی پر سوار کیا تھا اور ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی نسل سے ہیں

اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ؕ

اور یہ سب انبیاء مذکورین اُن لوگوں میں سے ہیں جن کی ہم نے رہنمائی کی تھی اور جن کو ہم نے منتخب کیا تھا۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩ ﴿۵۸﴾

ان حضرات کی باوجود اس مرتبے کے یہ حالت تھی کہ جب انکے سامنے رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو یہ لوگ روتے ہوئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا

پھر ان حضرات مذکورین کے بعد بعض ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ جنھوں نے نمازوں کو برباد کیا اور نفسانی خواہشات کی

الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ﴿۵۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ

پیروی کی تو ایسے لوگ عنقریب اپنی گمراہی کا پھل پائیں گے۔ مگر ہاں اُن میں سے جس نے توبہ کرلی اور

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ

ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور اُن کی

وَلَا يُظْلَمُوْنَ شَيْئًا ﴿۶۰﴾ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِيْ وَعَدَ

ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ یہ جنت وہ دائمی باغات ہیں جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے وعدہ

الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَيْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِيًّا ﴿۶۱﴾

کر رکھا ہے حالانکہ بندوں نے ان کو دیکھا بھی نہیں۔ بلاشبہ خدا نے جس کا وعدہ کیا ہے وہ ضرور آنے والا ہے

لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا

یہ لوگ اس جنت میں سوائے سلام کے اور کوئی لغو بے ہودہ بات نہیں سُنیں گے اور ان کو ان کی روزی

بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ﴿۶۲﴾ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ

اس جنت میں صبح و شام ملا کریگی۔ یہی وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اُس شخص کو وارث و مالک

عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ﴿۶۳﴾ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ

بنائیں گے جو بندہ پرہیز گار ہوگا۔ اور ہم یعنی فرشتے آپ کے رب کے حکم کے بغیر دنیا میں نہیں اتر سکتے اور جو

خواہشات کی پیروی کی اور نفسانی خواہشات کے پیچھے ہولئے تو ایسے لوگ عنقریب اپنی گمراہی کو دیکھ لیں گے اور اپنی گمراہی سے ملاقی ہوں گے ؛ نماز کا ضائع کرنا یہ کہ نماز چھوڑ دی یا بے وقت پڑھی۔ یا جماعت ترک کردی۔ یا نماز کے ضروری آداب اور خشوع وخضوع ترک کردیا۔ ناجائز خواہشات وہ خواہشیں جو اطاعت الٰہی سے روکنے والی ہوں۔ غیٌ ایک دوزخ کی وادی ہے یا تو وہ مراد ہے یا یہ کہ اُن کی گمراہی اور بے راہ روی سامنے آئے گی اور دوزخ میں داخل ہوں گے خواہ دوزخ کا داخل ہونا ابدی نہ ہو اور اگر نماز کی فرضیت کا اعتقاد ہی نہ ہو تو ابدی ہو یہ اُن ناخلف لوگوں کی سزا کا بیان تھا آگے ان کو مستثنیٰ فرمایا جنھوں نے اپنی اصلاح کرلی (۵۹) مگر ہاں جس نے معصیت سے توبہ کرلی اور ایمان لے آیا اور نیک عمل کرنے لگا تو ایسے لوگ جنت میں ہوں گے اور ان کو ذرا سا نقصان بھی نہ پہونچے گا ؛ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ ناخلف لوگ جنھوں نے نماز کو ضائع کیا اور ناجائز شہوات کی پیروی کی تائب ہوجائیں اور ایمان لے آئیں اور نیک اعمال کی پابندی کرنے لگیں (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ سے بار بار آنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ حضرت جبرئیلؑ کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے جواب فرمایا اور ایک ضابطہ فرمادیا کہ ہم
کے پروردگار کے حکم سے اُترتے چڑھتے ہیں اس لئے آپ کی اس خواہش کو بغیر ہمارے حکم کے نہیں پورا کرسکتے۔ آگے کا مکان جو مُنہ کے سامنے ہو پیچھے کا مکان جو پس پشت ہو اور مابین سے وہ مقام جہاں
موجود ہو آگے کا زمان مستقبل۔ پیچھے کا ماضی اور مابین سے مراد حال۔ غرض ہر قسم کے مکان و زمان اور ہر ایک مکانی و زمانی اُسی کے زیر تصرف اور اُسی کی ملک ہیں۔ اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں جیساکہ
اے پیغمبر آپ کو معلوم ہے کہ وہ نسیان سے پاک ہے۔ جبرئیلؑ اور اُن کے ہمراہی فرشتوں کا تاخیر سے آنا اس کا سبب نسیان نہیں بلکہ اُس کی مشیت اور اُس کے حکم پر موقوف ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک
بار جبرئیلؑ گئے اور نہ آئے جب آئے حضرت نے کہا تم ہر روز کیوں نہیں آتے اللہ تعالیٰ نے یہ کلام سکھایا جبرئیل کو کر جواب یوں کہو کلام ہے اللہ کا جبرئیل کی طرف سے جیسا ایاک نعبد وایاک نستعین ہم کو سکھایا اللہ

لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ
زمان و مکان ہمارے آگے اور جو ہمارے پیچھے ہے اور جو ان دونوں کے درمیان ہے سب اسی کی ملک ہے اور آپکا
رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿٦٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
رب بھولنے والا نہیں ہے۔ وہ آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُس کا بھی رب ہے
فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ۭ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا ﴿٦٥﴾ ع
سو آپ اسی کی عبادت کیجئے اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہیے۔ بھلا آپ کے علم میں اس کا ہم صفت کوئی اور بھی ہے۔
وَيَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا ﴿٦٦﴾
اور انسان یوں کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا واقعی پھر زندہ کرکے نکالا جاؤں گا۔
اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ
کیا انسان یہ بات یاد نہیں کرتا کہ ہم اس سے قبل اس کو عدم سے وجود میں لا چکے ہیں حالاں کہ
شَيْـــًٔا ﴿٦٧﴾ فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ
وہ کچھ بھی نہ تھا۔ سو اے پیغمبر قسم ہے آپ کے رب کی ہم ان کو زندہ کرکے جمع کریں گے اور انکے شیاطین کو بھی پھر ہم ان سب کو جہنم
حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ﴿٦٨﴾ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ
کے گرداگرد اس حالت سے لا حاضر کریں گے کہ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہونگے۔ پھر ہم ہر گروہ میں سے اُن لوگوں کو کھینچ
اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا ﴿٦٩﴾ ثُمَّ لَنَحْنُ اَعْلَمُ
نکالیں گے جو ان میں سب سے زیادہ رحمان سے سرکشی کیا کرتے تھے۔ اور ہم ایسے لوگوں کو خوب جانتے ہیں
بِالَّذِيْنَ هُمْ اَوْلٰى بِهَا صِلِيًّا ﴿٧٠﴾ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ
جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں۔ ہے جس کا
كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ﴿٧١﴾ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
گزر جہنم پر نہ ہو یہ ورود مذکور آپ کے رب پر لازم شدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ پھر ہم اُن لوگوں کو جو خدا سے ڈرتے
وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا ﴿٧٢﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا
رہتے تھے اس جہنم سے نجات دیدیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا چھوڑ دینگے۔ اور جب انکے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں

ہمارے آگے پیچھے کہا آسمان و زمین اُترتے ہوئے زمین آگے آسمان پیچھے چڑھتے ہوئے وہ پیچھے یہ آگے ١٢ غرض یہ ہے کہ جس طرح فرشتے اپنے پروردگار کے مطیع و فرماں بردار ہیں اسی طرح انسان کو بھی فرماں بردار ہونا چاہیے تاکہ متقی بن کر جنت کا وارث ہو سکے (٦٤) وہ تمام آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور جو کچھ آسمان و زمین کے درمیان ہے اُس کا پروردگار بھی وہی ہے پس تو اُس کی عبادت اور اطاعت کیا کر اور اس کی عبادت پر قائم اور ثابت قدم رہ۔ بھلا آپ کے علم میں اُس کا ہم صفت اور ہم نام کوئی اور بھی ہے ؛ یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور ہوسکتا ہے کہ خطاب عام ہو اور ہر مخاطب مراد ہو۔ بہرحال وہی ہر چیز کا مالک ہے۔ صرف اُسی کی عبادت کر اور اُسی کی عبادت و بندگی پر قائم رہ کسی کے کہنے سُننے اور اعتراض کرنیکا خیال نہ کر داور پر جامست کر د بھلا تم کسی اور کو بھی اُس کا ہم صفات جانتے ہو جب ان صفات کا کوئی دوسرا مالک ہی نہیں تو عبادت کا بھی اُس کے سوا کوئی مستحق نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ کے نام سب اُس کی صفت ہیں یعنی کوئی ہے اس صفت کا ١٢ (٦٥) اب منکرین قیامت اور منکرین بعث کے بعض شبہات کا جواب فرماتے ہیں۔ اور انسان یوں کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا واقعی دوبارہ زندہ کرکے پھر زمین سے نکالا جاؤں گا ؛ یہ شبہ وہ لوگ کرتے تھے جو دوبارہ زندہ ہونے کے منکر تھے آسمانی مذاہب میں یہ مسئلہ نہایت اہم ہے اور اسی عقیدے پر اسلام کا مدار ہے (٦٦) کیا انسان اتنی بات نہیں سمجھتا اور یہ بات یاد نہیں کرتا کہ ہم اب سے پہلے اس کو عدم سے موجود کرچکے ہیں حالانکہ یہ اُس وقت کچھ بھی نہیں تھا ؛ یعنی ایسے انسان کی سمجھ میں اتنی موٹی بات نہیں آتی کہ یہ پیدا ہونے سے پہلے کچھ بھی نہ تھا اُس نے اس کو عدم سے وجود بخشا۔ نیست سے ہست کیا اس سے پیشتر اسکا کوئی نام لینے والا نہ تھا اب اس کے مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرلینا کیا مشکل ہے بلکہ ابتدائی ساخت کے مقابلہ میں دوبارا بنانا کچھ سہل ہی ہوسکتا ہے (٦٧) سو اے پیغمبر قسم ہے آپ کے پروردگار کی ہم ان سب کو زندہ کرکے جمع کریں گے اور شیاطین کو بھی ان کے ساتھ جمع کرینگے پھر ہم ان سب کو جہنم کے گرداگرد اس حالت سے لا حاضر کریں گے کہ وہ مارے ہیبت کے گھٹنوں کے بل گرے ہوئے ہوں گے ؛ یعنی حشر کے موقف میں سب کو دوبارہ زندہ کرکے جمع کریں گے اور اُن شیاطین کو بھی جمع کریں گے جن کے بہکانے میں آکر ان لوگوں نے گمراہی اختیار کی تھی پھر ان سب ملزمین کو دوزخ کے چاروں طرف اور جہنم کے آس پاس اس طرح حاضر کریں گے کہ وہ مارے ہیبت کے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مارے دہشت کے کھڑے کھڑے گر پڑیں گے اور چین سے بیٹھ نہ سکیں گے یہی ہُوا گھٹنوں پر گرنا ١٢ (٦٨) پھر ہم ہر گروہ میں ان لوگوں کو کھینچ کر جدا کرلیں گے جو ان میں سب سے زیادہ رحمان سے سرکشی کیا کرتے تھے اور جو رحمان کے مقابلہ میں اکڑ رکھنے میں سخت تھے ؛ یعنی دینِ حق کے منکروں میں خواہ وہ یہود ہوں یا نصاریٰ یا مجوس اور بُت پرست ان تمام گروہوں میں سے اُن لوگوں کو علیحدہ کرلیا جائیگا جو دینِ حق کی مخالفت میں زیادہ سرگرم تھے اور رحمان سے اکڑ رکھنے میں زیادہ سخت تھے (٦٩) اور ہم اُن لوگوں کو خوب جانتے ہیں اور اُن سے اچھی طرح واقف ہیں جو دوزخ میں جانے کے زیادہ مستحق ہیں ؛ یعنی دوزخ میں جانے کو تو سب ہی جائیں گے یہ جُدا کرنا کسی خاص تحقیق کیلئے نہیں ہوگا (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

... اور ہی عملی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو جو لوگ منکر ہیں اور جن کی کافرانہ روش ہے وہ اہل ایمان اور حضرات مومنین سے یوں کہتے ہیں کہ بتاؤ دونوں فریقوں
... ہیں یعنی جب قرآن کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور اُن
... یعنی ہم میں اور تم میں سے کون سا فریق خوش حال ہے اور باعتبار مکان و مسکن کے کون بہتر اور بلحاظ محفل و مجلس کے کون عمدہ اور اچھا ہے
آیتوں میں مومنین کی نجات اور کافروں کے عذاب کا حال سنتے ہیں تو منکرین مومنین سے کہتے ہیں اور دنیوی عیش و تنعم پر آخرت کو قیاس کرتے ہیں اور بطور طعن کہتے ہیں مسلمانو! بتاؤ دنیا میں ہم تم میں سے کون سا
فریق زیادہ اچھا ہے کس فریق کے پاس رہنے کو اچھا مکان ہے کس کی سوسائٹی اچھی ہے کس کے حمایتی زیادہ ہیں۔ مدعا اس طعن کا یہ ہوتا تھا کہ ہم یہاں بھی اچھے ہیں اور اگر تمہارے اعتقاد میں وہ عالم ہوا بھی تو
ہم وہاں بھی اچھے ہوں گے اور تم ایسے ہی شکستہ حال ہو گے جیسے یہاں ہو یہ سب باتیں اپنے مال اور عز و جاہ کے گھمنڈ پر کہتے تھے۔ حضرت حق تعالیٰ نے آگے جواب فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی
دنیا کی رونق میں مقابلہ دیتے ہیں ١٢ (٧٣) اور ہم اُن سے پہلے بہت سی قوموں اور گروہوں کو ہلاک و برباد کر چکے ہیں جو باعتبار ساز و سامان اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اور نمود کے اعتبار سے اُن سے کہیں اچھے تھے ۞ یعنی دُنیوی ساز و سامان اور سوسائٹی کی بلندی اور ظاہری نمود و نمائش عذاب الٰہی کو نہیں روک سکتی جس طرح پہلی جماعتیں برباد ہو گئی ہیں اُسی طرح تم بھی برباد کر دیئے جاؤ گے حالانکہ وہ جماعتیں ان سے کہیں اچھی اور بہتر تھیں (٧٤) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے جو لوگ گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں رحمان اُن کو ڈھیل اور طویل مہلت دیتا چلا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کا معائنہ کر لیں گے جن کا اُن سے وعدہ کیا گیا ہے خواہ وہ دنیا کا عذاب ہو یا قیامت کا تو وہ معلوم کر لیں گے اور اُن کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ مکان و مسکن کے لحاظ سے کونسا فریق بُرا اور گروہ بندی اور حمایتیوں کے اعتبار سے کون سا فریق کمزور اور ضعیف ہے ۞ یعنی کفار کے اعتراض اور طعن کا ایک جواب تو الزامی تھا جو پہلی آیت میں گزرا دوسرا تحقیقی تھا جو اس آیت میں فرمایا کہ مجرموں کو موقعہ دیا جاتا ہے۔ ڈھیل ملتی ہے سمجھ دار ڈھیل سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر لیتے ہیں جو نالائق اور کج فہم ہوتے ہیں وہ گمراہی میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ ان پر عذاب آ جائے وہ کوئی دنیوی عذاب ہو یا قیامت کا عذاب ہو بہرحال جب عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو ان کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ رہنے کی جگہ کے اعتبار سے کون بُرا ہے اور کس کے حمایتی کس کی فوج اور مددگار کمزور ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بہکاوے میں جاتے وے کیونکہ دنیا جانچنے کی جگہ ہے بھلا بُرا پا دیں گے آخرت میں یہاں نیک و بد بھلائی بُرائی میں شامل ہیں ١٢ اور فرماتے ہیں فوج یعنی مددگار کافر اپنا مددگار سمجھتے ہیں بتوں کو، اور ایمان والے اللہ کو ١٢ (٧٥) اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ انکو از روئے ہدایت اور ترقی دیتا ہے اور جو نیک اعمال ہمیشہ کو باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک باعتبار ثواب کے بھی بہتر ہیں اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہیں ۞ ہدایت یافتہ یعنی مسلمان تو اُن کی ہدایت میں ترقی ہوتی رہتی ہے دنیا کی دولت نہ ہو تو نہ ہو جو اصل دولت ہے وہ اُن کے پاس ہے اور اُس میں اللہ تعالیٰ ترقی اور بڑھوتری کرتا رہتا ہے ہدایت کی ترقی یہی کہ دین کی راہیں کھلتی رہتی ہیں۔ عبادت میں
لطف آتا ہے اور مزید ریاضت کو جی چاہتا ہے۔ یہی اُن کے پاس سرمایہ ہے اور آخرت میں اُن کے نیک اعمال جو باقیات الصالحات ہیں اُن کا ثواب ملنے والا ہے اور ان اعمال کا اچھا انجام ہونے والا ہے
اور جو گھاٹیاں اور خطرات پیش آنیوالے ہیں اُن سب میں اعمال نیک سود مند ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا کی رونق رب کے ہاں کام کی نہیں نیکیاں سب رہیں گی دنیا نہ رہے گی ١٢ (٧٦)
اے پیغمبر بھلا آپ نے اُس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیات کے ساتھ کفر و انکار کی روش اختیار کرتا یعنی جن آیاتِ الٰہی پر ایمان لانا چاہیئے یہ اُن کا انکار کرتا ہے اور باوجود کفر کے یوں کہتا ہے کہ مجھ کو یقیناً مال اور
اولاد مل کر رہے گا ۞ یہ عاص بن وائل کا قول ہے جو اُس نے ایک مسلمان خباب بن ارت کی مزدوری مانگنے پر بطور استہزا کہا تھا یا مشروط طور پر کہا ہو گا کہ اگر دوبارہ زندگی ہوئی اور قیامت میں اُٹھنا ہوا تو وہاں میرا سب
کچھ مل جائیگا وہاں تجھ کو مزدوری دیدوں گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک کافر مالدار ایک لوہار کو کہنے لگا تو مسلمانی سے منکر ہو تو میں تیری مزدوری دوں اُس نے کہا تو مرے پھر جیوے تو بھی میں منکر نہ ہوں (باقی ص ٤٩٦)

يٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا ۙ اَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ
تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ لوگ جو منکر ہیں ایمان والوں سے کہتے ہیں کہ بتاؤ دونوں فریق میں سے کونسا فرقہ
خَيْرٌ مَّقَامًا وَّاَحْسَنُ نَدِيًّا ﴿٧٣﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ
باعتبار مسکن کے بہتر اور باعتبار مجلس کے عمدہ ہے۔ اور ہم ان سے پہلے ایسی بہت سی قوموں کو ہلاک
مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّرِءْيًا ﴿٧٤﴾ قُلْ مَنْ كَانَ
کر چکے ہیں جو باعتبار ساز و سامان اور ظاہری ٹیپ ٹاپ کے ان سے کہیں اچھی تھیں۔ آپ فرما دیجئے جو لوگ
فِي الضَّلٰلَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا ۚ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا
گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں رحمان ان کو طویل مہلت دے رہا ہے یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کو دیکھ لیں گے
مَا يُوْعَدُوْنَ اِمَّا الْعَذَابَ وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ فَسَيَعْلَمُوْنَ
جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے خواہ وہ عذاب ہو یا قیامت تو اُس وقت انکو یہ بات معلوم ہو جائیگی
مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضْعَفُ جُنْدًا ﴿٧٥﴾ وَيَزِيْدُ اللّٰهُ
کہ باعتبار مسکن اور باعتبار گروہ بندی کے کونسا فریق بُرا اور کمزور ہے۔ اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں خدا تعالیٰ
الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى ؕ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ
انکو از روئے ہدایت کے اور ترقی دیتا ہے یعنی انکی ہدایات کو بڑھاتا ہے اور جو نیک اعمال ہمیشہ کیلئے رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے
عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ مَّرَدًّا ﴿٧٦﴾ اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ
نزدیک باعتبار ثواب کے بھی بہتر ہیں اور باعتبار انجام کے بھی بہتر ہیں۔ اور اے پیغمبر بھلا آپ نے اُس شخص کو بھی ملاحظہ فرمایا
بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿٧٧﴾ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ
جو ہماری آیتوں کیساتھ کفر کرتا اور باوجود کفر کے یوں کہتا ہے کہ مجھ کو یقیناً مال اور اولاد ملیں گے۔ کیا اُس نے غیب کی اطلاع پائی ہے
اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ﴿٧٨﴾ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا
یا یہ خدا کے ہاں سے کوئی عہد اور وعدہ حاصل کر چکا ہے۔ ہرگز نہیں جو کچھ یہ کہتا ہے
يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ﴿٧٩﴾ وَّنَرِثُهٗ مَا
وہ ہم تحریر کر لیتے ہیں اور ہم اس پر عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے۔ اور یہ جس مال و اولاد کو

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۴۹۵) اُس نے کہا اگر پھر جیوں گا تو بھی مال اور اولاد وہاں بھی ہوگا تجھ کو مزدوری وہاں دیدوں گا اُسی پر یہ فرمایا یعنی وہاں دولت ملتی ہے ایمان سے ...
(۷۷) کیا اُس نے غیب کی اطلاع پالی ہے اور غیب پر مطلع ہوگیا ہے یا اُس نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد حاصل کرلیا ہے اور خدا سے کوئی وعدہ لے لیا ہے ؛ یعنی اُس نے کیا غیب کا حال معلوم کرلیا ہے کہ اس کو مال اور اولاد ملے گی یا اُس نے خدا سے کوئی وعدہ اور اقرار لے لیا ہے کہ قیامت میں تجھ کو مال اور اولاد عطا کروں گا۔ دونوں باتیں عقلاً منتفی ہیں (۷۸) ہرگز نہیں جو کچھ یہ کہتا ہے ہم اُس کو لکھ لیں گے اور ہم اُس پر عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے ؛ یعنی جو کچھ اُس نے کہا ہے یہ ہم اُس کے اعمال بد کی فہرست میں لکھ دیں گے اور شامل کردیں گے اور سزا دینے میں اُس کا عذاب بڑھاتے چلے جائیں گے (۷۹) تفسیر صفحہ ہذا ۔ اور یہ جس مال و اولاد کو کہتا ہے اُس کے ہم وارث اور مالک ہوں گے اور وہ ہمارے حضور میں بغیر مال و اولاد کے تنہا اور اکیلا حاضر ہوگا ؛ یعنی جس مال و اولاد کے ملنے کا متوقع ہے اُس مال و اولاد کے ہم مالک ہوں گے اور قیامت میں اُس کے پاس نہ مال ہوگا اور نہ اولاد بلکہ یہ بدون مال و اولاد کے تنہا ہماری حضور میں حاضر ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو بتاتا تھا یعنی مال اور اولاد اُس کافر کے دونوں بیٹے مسلمان ہوئے ۱۲ (۸۰) اور اُن دینِ حق کے منکروں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں تاکہ وہ باطل معبود اُن کے لئے باعثِ عزت اور موجبِ مدد ہوں (۸۱) ایسا ہرگز نہیں ہوگا بلکہ وہ معبود تو قیامت میں ان مشرکوں کی عبادت ہی سے انکار کردیں گے اور وہ معبودانِ باطلہ ان مشرکوں کے مخالف اور دشمن ہوجائیں گے ؛ یعنی جن کی پرستش کیا کرتے تھے وہ مدد تو کیا خاک کرتے اور عزت تو کیا نصیب ہوتی اُنکے طرزِ عمل سے اور ذلت و رسوائی ہوگی وہ انکی پرستش کا ہی انکار کریں گے کہ ہم تو ان کو جانتے بھی نہیں کیسی عبادت ان کنا عن عبادتکم لغافلین اور مزید برآں وہ ان مشرکوں سے لڑنے کو تیار ہوجائیں گے اور ان کے دشمن اور سخت مخالف ہوجائیں گے واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کافرین۔ غیروں کی عبادت کا ان مشرکوں کو یہ صلہ ملے گا کہ جن سے عزت و نصرت کی اُمید باندھی تھی وہی موجبِ ذلت اور موجبِ شکست ہوں گے (۸۲) اے پیغمبر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے شیاطین کو ان کافروں پر چھوڑ رکھا ہے جو ان کو خوب اُکساتے رہتے ہیں ؛ یعنی اے پیغمبر آپ ان منکروں کی حرکات ناشائستہ سے متاثر نہ ہوں کیونکہ یہ مخالف قوتوں کے ہاتھ میں کھیل رہے ہیں شیاطین جو ان کے صریح دشمن ہیں اور اُن کو اُچھالتے اور اکساتے رہتے ہیں اور یہ ان کے کہنے میں آکر دینِ حق کی مخالفت کیا کرتے ہیں تو جن کی یہ حالت ہو کہ وہ اپنے اختیار سے دشمنوں کے آلۂ کار بن رہے ہوں اُن کی حرکاتِ شنیعہ سے آپ کیوں متاثر ہوں (۸۳) سو آپ ان کافروں کیلئے عذاب میں جلدی نہ کیجئے اور تعجیل سے کام نہ لیجئے ہم ان کے اعمالِ بد کو خوب شمار کرتے رہتے ہیں ؛ یعنی ہم نے اپنی حکمتِ بالغہ سے اُن کو ڈھیل دے رکھی ہے اور ان کی زندگی کے دن پورے کئے جا رہے ہیں اور ان کا ایک ایک عمل ہمارے ہاں گنا جا رہا ہے اُن گناہوں کی تعداد جن سے یہ سزا کے مستحق ہوتے ہیں وہ پوری ہوجائے گی تو خود ہی عذاب آجائیگا (۸۴) یہ عذاب اُس دن ہوگا جس دن ہم متقیوں اور پرہیزگاروں کو رحمان کے حضور میں بحیثیت مہمان کے جمع کریں گے (۸۵) اور مجرموں کو جہنم کیطرف پیاسا اور پیاس کی حالت میں ہنکاتے ہوئے لیجائیں گے (۸۶) اُس دن کسی کو سفارش کا اختیار نہ ہوگا مگر ہاں جس نے رحمان سے کوئی وعدہ اور اجازت حاصل کرلی ہو ؛ یعنی جس گرفت اور عذاب کے جلدی کرنے سے پیغمبر کو منع کیا گیا ہے اُس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ گنتی پوری ہونے کے بعد جس دن وہ عذاب آئے گا تو اُس دن حالت یہ ہوگی کہ تقوے کے پابند لوگوں کو جنت جو رحمان کی طرف سے اہلِ تقویٰ کے لئے مقرر کی گئی ہے اُس کی طرف باعزت طریقہ سے بطور مہمان اکٹھا کر کے ہم لیجائیں گے اور جرائم پیشہ دینِ حق کے مجرموں کو ہانکتے ہوئے پیاسا جہنم کے گھاٹ جا اُتاریں گے یعنی جس طرح ڈھور ڈنگروں کو ہنکاتے ہوئے لیجاتے ہیں اسی طرح ان منکروں کو ہانکتے ہوئے لیجائیں گے۔ اس دن کسی کو کسی کی سفارش کا اختیار بھی نہ ہوگا بجز اُن حضرات کے جن کو رحمان کی جانب سے اجازت ہو (باقی ضمیمہ میں)

يَقُولُ وَيَأْتِينَا فَرْدًا ﴿٨٠﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً
کہتا ہے اُس کے ہم وارث ہوں گے اور وہ ہمارے حضور میں اکیلا حاضر ہوگا۔ اور ان مشرکوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں

لِيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ﴿٨١﴾ كَلَّا ۚ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ
تاکہ وہ معبود ان کیلئے موجب عزت و مدد ہوں۔ ہرگز ایسا نہیں ہوگا بلکہ وہ معبود تو ان مشرکوں کی عبادت ہی سے انکار کردیں گے

وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ﴿٨٢﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا
اور وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ اے پیغمبر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے کافروں پر

الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ﴿٨٣﴾ فَلَا تَعْجَلْ
شیطانوں کو چھوڑ رکھا ہے جو ان کافروں کو خوب اُبھارتے رہتے ہیں۔ سو آپ کافروں کیلئے

عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ﴿٨٤﴾ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى
عذاب میں جلدی نہ کیجئے ہم ان کی باتوں کو خوب شمار کر رہے ہیں۔ وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمان کی

الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ﴿٨٥﴾ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ﴿٨٦﴾
حضور میں بحیثیت مہمان کے جمع کریں گے۔ اور مجرموں کو سخت پیاس کی حالت میں جہنم کیطرف ہانک لے جائیں گے

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ﴿٨٧﴾
اس دن سوائے اس شخص کے کہ جس نے رحمان کے پاس سے کوئی اجازت حاصل کرلی ہو کسی کو سفارش کرنیکا اختیار نہ ہوگا

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ﴿٨٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ﴿٨٩﴾
اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمان اولاد رکھتا ہے۔ بلاشبہ تم نے یہ ایک ایسی سخت نامعقول بات گھڑی ہے

تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ
قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہوکر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ پارہ پارہ

الْجِبَالُ هَدًّا ﴿٩٠﴾ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ﴿٩١﴾ وَمَا يَنْبَغِي
ہوکر گر پڑیں۔ اس بنا پر کہ یہ لوگ رحمان کی طرف اولاد کی نسبت کرتے ہیں۔ حالانکہ رحمان کی

لِلرَّحْمَٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا ﴿٩٢﴾ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ
یہ شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے۔ کوئی شخص بھی آسمانوں میں

Marfat.com

...اور غلام بن کر حاضر ہو گی اور جب تمام مخلوقات غلام اور بندہ ہوئی تو بندہ بیٹا بیٹی کس طرح ہو سکتا ہے (۹۳) بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت نے ان سب کا احاطہ کر رکھا ہے اور ان سب کی پوری پوری گنتی کر رکھی ہے یعنی کوئی اس کی معلومات اور اس کے شمار سے خارج نہیں ہے (۹۴) اور قیامت کے دن اُن میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے پاس فرداً فرداً اور تنہا تنہا حاضر ہوگا ؛ یعنی جب سب کے سب اُسی کے محتاج ہیں تو اُس کی اولاد ہو اور پھر محتاج ہو کہاں قدرت و علم کی وسعت اور کہاں افتقار و انقیاد۔ جو خود غلام اور مطیع و منقاد ہو بھلا وہ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہو سکتا ہے (۹۵) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے نیک اعمال کئے اور نیک عمل کے پابند رہے تو رحمان اُن کیلئے محبت پیدا کر دیگا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اُن سے محبت کرے گا یا اُن کے دل میں اپنی محبت پیدا کرے گا یا خلق کے دل میں اُن کی محبت ڈالے گا ۱۲ خلاصہ یہ کہ جو لوگ ایمان کے ساتھ اعمالِ صالحہ کی پابندی کرتے ہیں اُن کو علاوہ بے شمار نعمتوں کے یہ بہت بڑی نعمت عطا کی جاتی ہے کہ اُن کے ساتھ محبوبیت کا سلوک اور برتاؤ ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ بہت بلند ہے۔

وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿٩٣﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ
اور زمین میں ہیں ہے مگر یہ کہ وہ رحمان کے حضور میں بطور ایک بندے کے حاضر ہوگا۔ بیشک خدا نے ان سب لوگوں کا احاطہ کر رکھا ہے اور ان کی
عَدًّا ﴿٩٤﴾ وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿٩٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
پوری پوری گنتی کر رکھی ہے۔ اور ہر ایک ان میں سے قیامت کے دن خدا کے حضور میں فرداً فرداً حاضر ہوگا۔ بے شک جو لوگ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴿٩٦﴾
ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے تو رحمان ان کے لئے محبت پیدا کریگا۔
فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ
سوائے پیغمبر ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں اس لئے آسان کیا ہے تاکہ آپ اسکی وجہ سے پرہیزگاروں کو خوشی سنائیں اور اسکے
بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ﴿٩٧﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ۭ هَلْ
ذریعہ سے اُن لوگوں کو ڈرائیں جو جھگڑالو اور معاند ہیں۔ اور ہم ان معاندین سے قبل بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں بھلا
تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ﴿٩٨﴾ ع
کیا آپ ان ہلاک شدگان میں سے کسی کو دیکھتے ہیں یا آپ ان میں سے کسی کی ہلکی سی آواز بھی سنتے ہیں

سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَمَانُ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ طٰهٰ مکی ہے اور یہ ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰهٰ ﴿١﴾ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى ﴿٢﴾ اِلَّا
طٰهٰ۔ اے پیغمبر ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نہیں اُتارا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں۔ بلکہ
تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ﴿٣﴾ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ
یہ تو اُس شخص کی نصیحت کیلئے نازل کیا ہے جو ڈرتا ہے۔ یہ قرآن اُس خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جس نے زمین کو
وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى ﴿٤﴾ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ﴿٥﴾
اور اونچے اونچے آسمانوں کو پیدا کیا ہے۔ وہ بیحد مہربان اور عرش پر اپنی شان کے موافق قائم ہے۔ ٣/١

(۹۶) سوائے پیغمبر ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان میں اس لئے آسان کیا ہے تاکہ آپ اس کی وجہ سے متقیوں کو اور خدا سے ڈرنے والوں کو خوشخبری دے دیں اور خوشی سنا دیں اور اس قرآن کے ذریعہ جھگڑالو اور جھگڑا کرنیوالوں کو ڈرا دیں ؛ یعنی قرآن کو آپ کی زبان عربی میں اس لئے آسان کیا ہے تاکہ جو نیک لوگ بشارت کے مستحق ہیں اُن کو بشارت سُنا دیجئے۔ اور جو جھگڑالو اور معاند ہیں اُنکو عذابِ الٰہی سے ڈرا دیجئے (۹۷) اور ہم اُن سے پہلے بہت سی قوموں اور گروہوں کو تباہ و ہلاک کر چکے ہیں سو کیا اے پیغمبر آپ ان ہلاک شدگان میں سے کسی کو دیکھتے اور کسی کی آہٹ پاتے ہیں یا آپ ان میں سے کسی کی ہلکی سی آواز اور بھنک بھی سنتے ہیں ؛ یعنی ایک ڈرانے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ سرکش اور معاند قوموں کا انجام ان کو بتاؤ تاکہ یہ اُن تباہ شدہ قوموں کے حالات سن کر عبرت پکڑیں جنکی نہ آج کوئی آواز ہے نہ کوئی آہٹ، نہ وہ دیکھنے میں آتے ہیں اور نہ ان کی کوئی آواز سنائی دیتی ہو خواہ وہ آواز کتنی ہی ہلکی اور پست ہو (۹۸)

ع ٦ / ١٦ / ٩

تمت تفسیر سورۂ مریم ؛

سورۂ طٰهٰ مکہ معظمہ میں نازل کی گئی ہے یہ سورت ۱۳۵ ایک سو پینتیس آیتیں اور آٹھ رکوعوں پر مشتمل ہے۔
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔
طٰهٰ (۱) حروف مقطعات کی ابتدا میں ہم بحث کر چکے ہیں۔ کہ ان کے معنی اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ ہم نے یہ قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ محنت میں پڑ جائیں اور تکلیف اٹھائیں (۲) بلکہ اُس شخص کی نصیحت کیلئے نازل کیا ہے جو خدا سے ڈرتا ہے ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریاضت اور تہجد میں قرآن کی تلاوت کو دیکھ کر کفار کہا کرتے تھے کہ قرآن کے اترنے سے یہ شخص محنت اور مشقت میں پڑ گیا ہے اُس کا جواب دیا گیا کہ یہ تو ایک نصیحت ہے جو اس لئے نازل کی گئی ہے کہ جو لوگ خدا کا ڈر رکھتے ہیں وہ اُس کو قبول کریں اور اس پر عمل پیرا ہوں (۳) یہ قرآن اُس ذاتِ اقدس کی جانب سے اتارا گیا ہے جس نے زمین کو اور اونچے اونچے اور بلند آسمانوں کو پیدا کیا ہے ؛ یعنی جو زمین اور بلند آسمانوں کا خالق و مالک ہے اُسی کی جانب سے یہ کلام نازل کیا گیا ہے اور یہ اُسی کا کلام ہے (۴) وہ بے حد مہربان اور عرش پر اپنی شان کے لائق قائم اور جلوہ گر ہے ؛ یعنی عرش سے جملہ امور کی تدبیر فرماتا ہے۔ عرش ایک جسم عظیم ہے جو تمام آسمانوں پر ایک قبہ کی طرح ہے تمام آسمان اور کرسی اُس کے نیچے ہیں وہ تمام آسمان و کرسی سے بڑا ہے اُس کے پایوں کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ وہ چار فرشتے ہیں احادیث میں ان کی تسبیح بھی منقول ہے دو فرشتوں کی تسبیح یہ ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ - اور دو فرشتوں کی تسبیح یہ ہے ؛ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ (۵)

Marfat.com

جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اور جو کچھ زمین کی تہ میں گیلی مٹی کے نیچے ہے۔ یہ سب چیزیں اسی حق تعالیٰ کی مملوک ہیں ...
سے پانی شروع ہوتا ہے یہ حصہ پانی کی نمی کی وجہ سے سیلا ہوا ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ تمام کائنات کا وہی مالک و قابض ہے خواہ وہ بالائی عالم ہو یا سفلی عالم ہو آسمان و زمین کے درمیان عالم ہو یا ہوا اور بادل
پرندے وغیرہ یا کوئی دوسری مخلوق (۶) اور اے مخاطب اگر تو کوئی بات پکار کر کہے تو اللہ تعالیٰ اس کا محتاج نہیں کیونکہ وہ تو ہر ایک پوشیدہ بات اور پوشیدہ سے پوشیدہ بات کو جانتا ہے یعنی اگر کوئی بات جہر سے
اور پکار کر کہی جائے تو اُس کے سننے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا جبکہ اُس کے احاطہ علمی کی یہ حالت ہے کہ وہ ہر ایک مخفی اور پوشیدہ بلکہ پوشیدہ سے پوشیدہ بات بھی وہ جانتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ
فرماتے ہیں چھپا ہوا آہستہ بولے اور اس سے چھپا جو دل میں ہو ۱۲ (۷) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ جس کے سوا اور کوئی معبود برحق ہونے کا مستحق نہیں ہے اور نہ اُس کے سوا کوئی بندگی اور عبادت کے قابل ہے

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا وَ مَا تَحْتَ
جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے مابین ہے اور جو کچھ زمین کی تہ میں گیلی مٹی کے نیچے ہے
الثَّرٰی ﴿۶﴾ وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَ
سب اسی کی ملک ہے۔ اور اے مخاطب اگر تو کوئی بات پکار کر کہے تو خدا اُس کا محتاج نہیں کیونکہ وہ تو پوشیدہ بات اور پوشیدہ
اَخْفٰی ﴿۷﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ﴿۸﴾ وَ
سے پوشیدہ بات کو بھی جانتا ہے۔ وہ اللہ ایسا ہے جس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں سب اچھے اچھے نام اُسی کیلئے خاص ہیں، اور
هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ مُوْسٰی ﴿۹﴾ اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ
اے پیغمبر بھلا آپ کو موسیٰ کا وہ واقعہ بھی پہنچا ہے جبکہ اُس کو ایک آگ نظر آئی تو اُس نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ
لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْۤ اٰتِیْكُمْ مِّنْهَا
تم ذرا ٹھہر جاؤ میں نے ایک آگ دیکھی ہے میں اُس آگ میں سے شاید تمہارے لئے کچھ آگ لے آؤں
بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی ﴿۱۰﴾ فَلَمَّاۤ اَتٰىهَا نُوْدِیَ
یا اس آگ کے پاس میں کوئی راستہ بتانے والا پالوں۔ سو جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچا تو اس کو آواز دی گئی
یٰمُوْسٰی ﴿۱۱﴾ اِنِّیْۤ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ
اے موسیٰ یقیناً میں تیرا رب ہوں سو تو اپنی دونوں جوتیاں اُتار دے کیونکہ تو ایک طویٰ نامی
الْمُقَدَّسِ طُوًی ﴿۱۲﴾ وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی ﴿۱۳﴾
مقدس میدان میں ہے۔ اور میں نے تجھ کو نبوت کیلئے منتخب کیا ہے سو جو حکم کیا جاتا ہے اُسکو کان لگا کر سن۔
اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ
یقین کر کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں سو تو میری ہی عبادت کیا کر اور میری ہی یاد کیلئے
لِذِكْرِیْ ﴿۱۴﴾ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ اَكَادُ اُخْفِیْهَا لِتُجْزٰی كُلُّ
نماز پڑھا کر۔ بلاشبہ قیامت آنے والی ہے میں اسکو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو جو کچھ وہ کرتا ہے
۳۲/۲ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰی ﴿۱۵﴾ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ
اس کے کئے کا بدلا دیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو شخص قیامت پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی کرتا ہے

اور سب اچھے اچھے نام اُسی کے لئے خاص ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر جب رحمان سنتے تو کہتے تم ایک کو ٹھہراؤ کبھی کسی کو پکارتے ہو کبھی کسی کو ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت حق جل مجدہٗ کے صفاتی ناموں پر یہ کہتے کہ مسلمان بھی متعدد خدا مانتے ہیں اُس کا جواب دیا گیا کہ اُس مجمع صفات کمالیہ کے اور اچھے اچھے نام ہیں اس کو رحمان یا رحیم کہنا توحید الٰہی کے منافی نہیں ہے تعدد اسماء سے تعدد ذات لازم نہیں آتا (۸) اور اے پیغمبر کیا آپ کو موسیٰ کی بات اور اس کی خبر پہنچی ہے۔ یعنی استفہام تشویق کی بنا پر پوچھا گیا تاکہ شوق دلا کر واقعہ ذکر کیا جائے اور وہ واقعہ سنایا جائے جس میں اُن کو نبوت دینے کا ذکر ہے اور یہ واقعہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی نبوت پر ایک دلیل ہو (۹) وہ واقعہ اُس وقت کا ہے جبکہ موسیٰؑ نے مدین کی واپسی پر رات کو طور پر ایک آگ دیکھی اور آگ کو دیکھ کر اپنے گھر والوں سے کہا تم ذرا یہیں ٹھہر جاؤ میں نے ایک آگ دیکھی ہے میں شاید اُس آگ میں سے تمہارے پاس کوئی انگارا لے آؤں یا وہاں آگ کے پاس کوئی راستہ بتانے والا پالوں گا یعنی یہ سمجھے کہ پہاڑ کے لوگوں نے آگ جلا رکھی ہے وہاں جا کر آگ بھی لے آؤں گا تاکہ اس سے سردی میں تاپنے کا کام لیا جا سکے اور آگ کے پاس جو شخص ہوگا اس سے راستہ کا پتہ بھی معلوم کر لوں گا۔ تردید بطور مانعۃ الخلو تھی۔ دونوں باتیں ہو جائیں یا دونوں میں سے کوئی ایک ہو جائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ قصہ سورۂ قصص اور طٰہٰ اور اعراف میں سے پورا معلوم ہو۔ جب حضرت موسیٰؑ مدین سے مصر کو آنے لگے عورت اور بکریاں ساتھ لیکر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھولے اور عورت کو جننے کا درد ہوا دور سے آگ نظر آئی وہ آگ نہ تھی اللہ کا نور تھا اُن سے کلام کیا اور نبی بنا کر فرعون کی طرف بھیجا پیچھے عورت اپنے باپ کے گھر پہنچ رہی ۱۲ کوہ طور پر دونوں ہی باتیں مل گئیں آگ بھی ایسی ملی جو بجھائے نہ بجھے اور ہادیٔ مطلق سے ملاقات ہوگئی جس کی راہ بتانے کے بعد کوئی بے راہ نہ رہ سکے۔ (۱۰) سو جب موسیٰ آگ کے پاس پہنچا تو اُس کو آواز دی گئی اور اُس کو پکارا گیا اے موسیٰؑ۔ یہ ندا حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے آئی (۱۱) یقیناً میں تمہارا پروردگار ہوں سو تو اپنی دونوں جوتیاں اُتار دے

کیونکہ تو اس وقت ایک مقدس وادی میں ہے جس کا نام طویٰ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں میدان شاید پہلے سے بزرگ تھا یا اب ہوگیا اُن کی پاپوش ناپاک تھیں یہود یہ نہیں سمجھتے پاک موزہ پاپوش بھی نماز میں آ تاتے ہیں ہمارے پیغمبرؐ نے فرمایا تم نماز پڑھو موزے سے پاپوش سے اگر پاک ہوں ۱۲ کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ کی جوتیاں گدھے کی کھال کی تھیں اور وہ کھال غیر مدبوغ تھی یا یہ کہ اشارہ ہو بیوی اور بچے کا خیال دل سے نکال دو جیسا کہ امام رازی نے کہا ہے واللہ اعلم (۱۲) اور میں نے تجھ کو منجملہ دوسرے لوگوں کے نبوت کے لئے پسند فرمایا ہے اور منتخب کیا ہے لہٰذا جو حکم دیا جاتا ہے اور جو وحی کی جاتی ہے اُس کو کان لگا کر سُن۔ یعنی میں نے تجھ کو اپنی پیغمبری کے لئے پسند فرمایا ہے اب میں تجھ پر جو وحی بھیجتا ہوں اُس کو غور سے سُن (۱۳) بلاشبہ میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں لہٰذا میری ہی عبادت اور بندگی کیا کر اور میری ہی یاد کے لئے نماز پڑھا کر۔ یعنی جب کوئی دوسرا میرے ۱۲ معبود ہونے کے قابل ہی نہیں تو میری ہی عبادت کر اور میری ہی یاد کیلئے نماز ادا کر۔ (۱۴)

(باقی صفحہ ۴۹۹ پر)

Marfat.com

ہے میں اسکے وقت کو جملہ خلائق سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کو جو کچھ وہ کرتا ہے اُسکے کئے کا بدلا دیا جائے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام کو بھی پہلی دی اور ہمارے پیغمبر کو بھی دریافت فکیا اور قیامت کو چھپاتا ہوں یعنی وقت کسی کو نہیں بتاتا ۱۲ خلاصہ یہ کہ توحید کی تعلیم اور عبادات میں سے اہم عبادت کا ذکر فرمانے کیساتھ قیامت کا ذکر یا جو دین کے عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے اس کی علت بیان فرمائی کہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلا دیا جائے اور نیک کو نیکی کا پھل ملے اور بد کو بدی کی سزا دی جائے لہذا قیامت کا یقین اور اس کا فکر رکھو (۱۵) تفسیر صغیر لہذا ؛ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو شخص قیامت کا یقین نہیں رکھتا اور اپنی نفسانی خواہش اور چاؤ کی پیروی کرتا ہے وہ تجھ کو قیامت پر اعتقاد رکھنے اور اس کے فکر کرنے سے روک دے اور تو ہلاک ہو جائے ؛ یعنی قیامت کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے ایسا نہ ہو کسی بداعتقاد آدمی کی صحبت سے تم قیامت کے اعتقاد میں ڈھیلے ہو جاؤ تو یہ تو بات تم کو ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دے گی اور تم ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ قیامت کا عقیدہ نہ ہو تو حرام و حلال کی تمیز باقی نہیں رہتی اور عذاب و ثواب کا خیال بھی نہیں آتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نہ روک دے اس سے یعنی قیامت کے یقین لانے سے یا نماز سے جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بُرے کی صحبت سے منع کیا تو اور کوئی کیا ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ عنھا کی ضمیر کا مرجع قیامت ہے اور ہو سکتا ہے کہ نماز ہو (۱۶) اور اے موسیٰ یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے ؛ یہ بطور استفہام تقریری کے ارشاد ہوا (۱۷) حضرت موسیٰ نے عرض کیا یہ میری لکڑی ہے میں کبھی اس پر ٹیک لگا کر سہارا لے لیتا ہوں اور کبھی اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور میری اور دوسری حاجتیں بھی اس سے وابستہ ہیں ؛ یعنی سفر میں اس پر اسباب لٹکا لینا اور درندوں کو اس سے بھگانا اور بھی کام جو لاٹھی سے نکل سکتے ہیں۔ (۱۸) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اس لکڑی کو ڈال دے اے موسیٰ ؛ لکڑی پھینکنے کو فرمایا نبی بنانے اور دین تعلیم کرنے کے بعد آیات و معجزات عطا فرمائے (۱۹) چنانچہ حضرت موسیٰ نے لکڑی ڈال دی لکڑی زمین پر ڈالتے ہی یکایک وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ ہو گیا ؛ یعنی ادھر لکڑی ڈالی اور اُدھر وہ سانپ بنا اور حسب عادت وہ اِدھر اُدھر بھاگنے لگا حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ لاٹھی سانپ بن گئی تو حضرت موسیٰ ڈر گئے۔ (۲۰) حضرت حق نے ارشاد فرمایا اس سانپ کو پکڑ لے اور ڈر نہیں ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹائے دیتے ہیں ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی پھر لاٹھی ہو جائے گی ۱۲ (۲۱) اور اپنے ہاتھ کو اپنی بغل سے ملا دے وہ بغیر کسی بُرائی اور عیب کے روشن اور چمکدار ہو کر نکل آئے گا درآنحالیکہ یہ دوسرا معجزہ ہوگا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آزار سے سفید نہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ دو معجزے ظاہر فرمائے ایک لاٹھی کا اژدہا ہو کر پھر لاٹھی ہو جانا دوسرے ید بیضا یعنی ہاتھ کو بغل سے ملا کر نکالنے پر اس کا چمکدار بن کر نکلنا۔ اور یہ سفیدی کسی عیب سے یا مرض سے جیسے برص وغیرہ کی نہیں ہوگی (۲۲) ہم نے یہ اس لئے کیا تاکہ اے موسیٰ تجھ کو اپنی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھا دیں ؛ یعنی اس لئے تجربہ کرا دیا کہ معجزے کے ظہور کے وقت کوئی گھبراہٹ نہ ہو (۲۳) توحید اور نبوت کی تعلیم دینے کے بعد تبلیغ کیلئے ارشاد ہوا اے موسیٰ تو فرعون کی طرف جا کیونکہ وہ عبودیت کی حد سے آگے بڑھ گیا ہے ؛ یعنی بجائے بندگی کا اظہار کرنے کے خود خدائی کا دعویٰ کرنے لگا ہے۔ لہذا یہ نشانیاں لیکر اس کے پاس جا (۲۴) حضرت موسیٰ نے جب دیکھا کہ مجھ کو نبوت عطا کی گئی ہے اور فرعون کی طرف تبلیغ کی غرض سے بھیجا جا رہا ہے تو حضرت حق کی جناب میں عرض کیا اے میرے پروردگار میرا سینہ کھول دے اور کشادہ کر دے (۲۵) اور میرے تبلیغی کام کو میرے لئے آسان کر دے (۲۶) اور میری زبان کی گرہ کھول دے یعنی میری زبان کی لکنت ہٹا دے اور دور کر دے (۲۷) تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں (۲۸) اور میرے گھر والوں میں سے میرے لئے ایک مددگار مقرر کر دے (۲۹) وہ مددگار ہارون کو بنا دے جو میرا بھائی ہے (۳۰) اُس ہارون کے ذریعہ میری کمر کو مضبوط کر دے اور میری قوت کو مستحکم کر دے۔ (۳۱) اور میرے تبلیغی کام میں اُسکو شریک کر دیجئے (۳۲)

ع ۱۰ ۲۴

بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ﴿١٦﴾ وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ﴿١٧﴾
وہ تجھ کو اس قیامت کی فکر سے روک دے اور تو ہلاک ہو جائے۔ اور اے موسیٰ یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا چیز ہے
قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى
موسیٰ نے عرض کیا یہ میری لکڑی ہے میں اس پر سہارا لیا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کیلئے پتے جھاڑا
غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى ﴿١٨﴾ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى ﴿١٩﴾
کرتا ہوں اور میری اور دوسری حاجتیں بھی اس سے وابستہ ہیں۔ خدا نے فرمایا اے موسیٰ اس لکڑی کو ڈال دے
فَاَلْقٰىهَا فَاِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعٰى ﴿٢٠﴾ قَالَ خُذْهَا وَلَا
چنانچہ موسیٰ نے لاٹھی ڈال دی لکڑی کو پھینکتے ہی دیکھا کہ وہ تو ایک دوڑتا ہوا سانپ ہے۔ خدا نے فرمایا اسکو پکڑ لے
تَخَفْ ۟ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى ﴿٢١﴾ وَاضْمُمْ يَدَكَ
اور ڈر نہیں ہم اس کو ابھی اس کی پہلی حالت پر لوٹائے دیتے ہیں۔ اور تو اپنے ہاتھ کو اپنی
اِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً
بغل میں دے لے وہ بلا کسی عیب کے چمکدار ہو کر نکلے گا یہ دوسرا
اُخْرٰى ﴿٢٢﴾ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى ﴿٢٣﴾ ۚ اِذْهَبْ اِلٰى
معجزہ ہوگا۔ ہم نے یہ اسلئے کیا تاکہ اپنی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں تجھے دکھا دیں۔ تو فرعون کے
فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ﴿٢٤﴾ ۧ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ﴿٢٥﴾
پاس جا کیونکہ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔ موسیٰ نے درخواست کی اے میرے رب میرا سینہ کشادہ کر دے۔
وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٢٦﴾ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ﴿٢٧﴾
اور میرے لئے میرے کام کو آسان کر دے۔ اور میری زبان کی گرہ کھول دے۔
يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ﴿٢٨﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ﴿٢٩﴾
تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔ اور میرے اقرباء میں سے میرے لئے ایک مددگار مقرر کر دے۔
هٰرُوْنَ اَخِي ﴿٣٠﴾ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ﴿٣١﴾ وَاَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ﴿٣٢﴾
وہ مددگار ہارون کو بنا دے جو میرا بھائی ہے۔ اس ہارون کے ذریعہ میری قوت کو مضبوط کر دے۔ اور ہارون کو میرے کام میں شریک کر دے

Marfat.com

تاکہ ہم دونوں مل کر بکثرت تیری تقدیس اور پاکی بیان کریں (۳۳) اور خوب کثرت سے آپ کا ذکر اور آپ کی یاد کریں (۳۴) بلاشبہ تو ہمارے حال کو خوب دیکھ رہا ہے ؛ تبلیغ کی راہ میں جو دشواریاں پیش آتی ہیں اُن کے دور ہونے کے لئے حضرت موسیٰؑ نے دعا کی شرح صدر کا مطلب یہ ہے کہ دل میں کشادگی پیدا ہو۔ بُرا کہنے والوں اور تکلیف پہنچانیوالوں سے دل طول نہ ہو۔ تبلیغ کے کاموں میں سہولت اور آسانی ہو زبان کی لکنت یا تو یہ لکنت پیدائشی تھی یا چھٹپنے میں ایک دفعہ فرعون کی ڈاڑھی پکڑلی تھی اور وہ حضرت موسیٰ کو قتل کرنے کے درپے ہوگیا تھا فرعون کی عورت نے کہا کہ یہ بچہ ہے۔ فرعون نے کہا اس کے آگے ایک آگ کا طشت رکھو اور اس کا امتحان لو جب طشت رکھا گیا تو حضرت موسیٰؑ نے آگ اٹھا کر مُنہ میں رکھ لی اور حضرت موسیٰ کی زبان جل گئی اور اس کے اثر سے زبان کے ایک حصہ میں لکنت ہوگئی۔ بہرحال لکنت کے کھل جانے کی دعا کی تاکہ لوگ بات سمجھ لیں۔ اسی قدر لکنت کے اثر کو زائل کر دیا گیا۔ حضرت ہارونؑ کو طلب کیا اور سورۂ قصص میں وجہ بھی بیان کی کہ اس کی زبان زیادہ فصیح ہے۔ نیز یہ کہ ایک سے دوسرے کو تقویت پہونچے گی۔ اور ہم دونوں ملکر ہر عیب سے اور ہر نقص سے تیری تقدیس اور پاکی بیان کریں گے اور تیرے اوصاف کا خوب ذکر کریں گے۔ کیونکہ تبلیغ کے موقع پر احتمال ہے کہ فرعون اور اس کے حاشیہ نشین آپ کی شان میں گستاخی کریں تو ہم دونوں مل کر خوب اچھی طرح اُن کا رد کریں گے یا یہ کہ جب ہم ایک دوسرے سے تقویت حاصل کریں گے اور مطمئن ہوں گے تو ذکر اور شغل خوب دل جمعی کے ساتھ ہوگا۔ آپ ہماری حالت کو خوب دیکھ رہے ہیں اور تو اچھی طرح جانتا ہے کہ ہم کو کس قدر آپس میں ایک کو دوسرے کی احتیاج ہے اور موقع کس قدر نازک ہے اور معاملہ کیسے ظالم سے پڑنیوالا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سینہ کشادہ کر یعنی جلد خفا نہ ہوں اور زبان لڑکائی میں جل گئی تھی صاف نہ بول سکتے تھے ۱۲۔ اور فرماتے ہیں ایسے بڑوں پیغمبروں کو خلق کی طرف بہت خیال نہیں ہوتا ایک پیشکار چاہیے کہ خلق کو سمجھ میں سمجھاوے ہمارے پیغمبرؐ کے آگے ابوبکرؓ تھے اول پیغمبری کے وقت بہت لوگ اُن کے سمجھانے سے ایمان لائے ۱۲۔

كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ﴿٣٣﴾ وَّنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ﴿٣٤﴾ إِنَّكَ كُنتَ

تاکہ ہم دونوں مل کر بکثرت تیری تقدیس اور پاکی بیان کریں۔ اور خوب کثرت سے تیرا ذکر کریں۔ یقیناً تو ہمارے

بِنَا بَصِيرًا ﴿٣٥﴾ قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٣٦﴾ وَ

حال کو دیکھ رہا ہے۔ خدا نے فرمایا۔ اے موسیٰ تیری سب درخواستیں پوری کردی گئیں۔ اور

لَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ﴿٣٧﴾ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا

بلاشبہ ہم تو تجھ پر اور بھی ایک مرتبہ احسان کر چکے ہیں۔ وہ احسان اس وقت کیا جبکہ ہم نے تیری ماں کو وہ بات الہام کی جو بات

يُوحَىٰ ﴿٣٨﴾ أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ

الہام کرنے کی تھی۔ وہ بات یہ تھی کہ موسیٰ کو صندوق میں رکھدے پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دے

فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ

پھر دریا اس صندوق کو کنارے جا لگا دیگا تاکہ موسیٰ کو وہ شخص اٹھالے جو میرا بھی دشمن ہے اور موسیٰؑ کا بھی دشمن ہے

لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ﴿٣٩﴾

اور اے موسیٰ میں نے تجھ پر اپنی جانب سے محبت ڈالدی تاکہ جو دیکھے تجھ سے محبت کرے اور تاکہ تو میری نگاہ کے سامنے پرورش کیا جائے

إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن

یہ وہ وقت تھا جب تیری بہن چلتی ہوئی فرعون کے گھر آئی اور کہنے لگی تم کہو تو میں تم کو کوئی ایسی شخصیت بتاؤں جو اس کی

يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا

پرورش کر سکے پھر ہم نے تجھ کو تیری ماں کے پاس لوٹا دیا تاکہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ

تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ

غمگین نہ ہو اور موسیٰ تو نے ایک شخص کو یعنی قبطی کو قتل کر دیا تھا پھر ہم نے تجھ کو اس کی پریشانی سے نجات دی اور ہم نے تجھ کو

فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ثُمَّ جِئْتَ

کئی طرح امتحان میں مبتلا کیا پھر تو مدین والوں میں کئی سال رہا اور آخر کار ایک وقت مقررہ پر جو

عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ﴿٤٠﴾ وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ﴿٤١﴾ اذْهَبْ

مقدر تھا تو اے موسیٰ یہاں آیا۔ اور میں نے تجھ کو خاص اپنے لئے منتخب کیا ہے۔ اب تو اور تیرا بھائی

(۳۵) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے موسیٰؑ تمہاری درخواستیں اور تمہاری سب مانگیں پوری کردی گئیں ؛ یعنی تم نے جو کچھ مانگا وہ تم کو عطا کر دیا گیا اور رب اشرح لی صدری سے لیکر حضرت ہارونؑ کو نبی بنانے تک کی سب مانگیں تجھ کو دیدی گئیں اور ان درخواستوں کی قبولیت پر ہی کیا موقوف ہے ہم تو تم کو اپنے کرم ہائے بے کراں سے نوازتے ہی رہتے ہیں (۳۶) اور یقیناً ہم تو تجھ پر بے مانگے ایک دفعہ اور بھی بہت بھاری احسان کر چکے ہیں ؛ یعنی ہم تو بدون تمہاری درخواست کے تم پر احسان کر چکے ہیں آگے اُس احسان کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۳۷) وہ احسان اُس وقت کیا جبکہ ہم نے تیری ماں کو وہ بات الہام کی جو الہام سے بتانے کے قابل تھی ؛ یعنی یا تو براہ راست موسیٰؑ کی ماں کو خواب میں تعلیم کی گئی یا کسی نامعلوم الاسم نبی کو وحی کی گئی ہو اور انھوں نے موسیٰ کی والدہ کو باخبر کیا ہو۔ بہرحال حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُن کی ماں کو یہ بات خواب میں کہی اس سے وے پیغمبر نہیں ہوگئیں ۱۲ (۳۸) وہ بات یہ کہ موسیٰ کو ایک صندوق میں رکھدے پھر اُس صندوق کو جس میں موسیٰؑ ہوں دریا میں ڈال دو پھر دریا اُس موسیٰؑ کے صندوق کو کنارے جا لگائے گا کہ موسیٰ کو ایک ایسا شخص پکڑے اور اٹھالے جو میرا بھی دشمن ہے اور موسیٰ کا بھی دشمن ہے اور اے موسیٰ میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت ڈال دی تاکہ جو دیکھے وہ تجھ سے محبت کا برتاؤ کرے اور تاکہ تو میری نگرانی میں اور میری آنکھوں کے سامنے پرورش پائے ؛ یعنی حضرت موسیٰ کی پیدائش جس سال ہوئی وہ سال وہ تھا جس میں فرعون پیدا شدہ بچوں کو قتل کراتا تھا انکی والدہ کو خوف ہوا اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا۔ چنانچہ اُن کی والدہ نے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا وہ فرعون کے پاس پہونچ گیا اس کی بیوی آسیہ نے صندوق اٹھالیا۔ فرعون ان کی پرورش پر آمادہ ہوگیا۔ میرا دشمن اور موسیٰ کا دشمن۔ اللہ تعالیٰ کی دشمنی تو ظاہر ہی ہے کہ خدا کا دعویٰ کرتا تھا اور جیسا کہ ایسے لوگوں کا قاعدہ ہے کہ اللہ والوں سے بھی دشمنی کیا کرتے ہیں موسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہونے والے تھے اور وہ اُن کا دشمن ہونیوالا تھا۔ اپنی جانب سے محبت ڈال دینا مقبول بندوں پر محبت کا ایک اثر ڈال دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے مخلوق اُن سے محبت کرتی ہے۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

(۴۲) … میری نشانیاں اور معجزات لے کر جاؤ اور تم دونوں میری یاد اور میرے ذکر میں سستی نہ کرنا ؛ یعنی وہ نشانیاں جن کی تعداد نو ہے اور جن کا ذکر قرآن میں کئی جگہ آیا ہے یا حضرت موسیٰ کی لکڑی اور ہاتھ کے روشن ہونے کی طرف اشارہ ہو اور جمع کا لفظان کی عظمت اور تعداد اعجاز کی وجوہ کے اعتبار سے ہو۔ بہر حال دلائل و معجزات کے ہمراہ جانے کا حکم ہوا اور لا تنیا محض اہتمام کے لئے فرمایا ورنہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو ذکر الٰہی میں خود ہی بہت چست ہوتے ہیں۔ چونکہ سخت دشمن سے مقابلہ تھا اس لئے ذکر الٰہی میں تاکید فرمائی کیونکہ ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کرتے رہنا ہی اطمینان قلب کا موجب ہے (۴۲) تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ وہ حد سے بہت آگے نکل چکا ہے ؛ یعنی شرع کی حد سے بڑھ گیا ہے اور عبودیت کی حد سے آگے نکل گیا ہے۔ ظلم اور سفاکی پر کمر باندھ لی ہے (۴۳) پھر تم وہاں جا کر فرعون سے نرم بات اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی گرفت سے ڈر جائے ؛ یعنی موقعہ نرمی کرنے کا ہے سختی اور درشتی کا نہیں کبھی ایسا نہ

أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ﴿٤٢﴾ اذْهَبَا
دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ اور تم دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا - تم دونوں
إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿٤٣﴾ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ
فرعون کے پاس جاؤ وہ حد سے بہت تجاوز کر چلا ہے - پھر وہاں جا کر اس سے نرم بات کرنا شاید وہ
يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴿٤٤﴾ قَالَا رَبَّنَا إِنَّنَا نَخَافُ أَن يَفْرُطَ
نصیحت مان لے یا ڈر جائے - دونوں بھائیوں نے عرض کیا اے ہمارے رب ہم اس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ کہیں
عَلَيْنَا أَوْ أَن يَطْغَىٰ ﴿٤٥﴾ قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا
ہم پر زیادتی نہ کر بیٹھے یا وہ اور زیادہ سرکشی کرنے لگے - خدا نے فرمایا تم ڈرو نہیں بیشک میں تم دونوں کے ساتھ
أَسْمَعُ وَأَرَىٰ ﴿٤٦﴾ فَأْتِيَاهُ فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ
ہوں سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہوں - اچھا تو اب تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے ہیں
فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَاءِيلَ ۵ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ
سو تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچا بلا شبہ
جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ
ہم تیرے رب کی طرف سے تیرے پاس نشان یعنی معجزہ لیکر آئے ہیں اور اس شخص پر سلامتی ہو جو صحیح راہ
الْهُدَىٰ ﴿٤٧﴾ إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ
کی پیروی کرے - بیشک ہم پر یہ بات وحی کی گئی ہے کہ ہر قسم کا عذاب اُس شخص کو ہوگا
مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٤٨﴾ قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ﴿٤٩﴾
جو جھٹلائے اور رد گردانی کرے - فرعون نے کہا اے موسیٰ وہ تم دونوں کا رب کون ہے
قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ
موسیٰ نے جواب دیا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شئی کو اس کے مناسب اُس کی صورت و شکل عطا فرمائی
هَدَىٰ ﴿٥٠﴾ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ﴿٥١﴾ قَالَ
پھر اس کی رہنمائی کی - فرعون نے کہا اچھا تو پہلی قوموں کا کیا حال ہوا یعنی جو تکذیب کیا کرتی تھیں - موسیٰ نے کہا

ہو کر گفتگو کی تلخی سے حق بات کو قبول نہ کرے اور اُچٹ جائے (۴۴) اس حکم کے بعد دونوں بھائیوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار ہم اس بات سے ڈرتے ہیں اور ہم کو اس امر کا اندیشہ ہے کہ وہ ہم پر کوئی زیادتی نہ کر بیٹھے یا وہ اور زیادہ سرکشی نہ کرنے لگے ؛ یعنی تبلیغ سے پہلے ہی کوئی زیادتی کرے یا دوران تبلیغ میں کافرانہ حرکات کا مرتکب ہو اور ان حرکات میں حد سے تجاوز کرے (۴۵) حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا تم بالکل خوف نہ کرو اور کچھ اندیشہ نہ کرو بلاشبہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سب سنتا اور دیکھتا ہوں ؛ یعنی میں تمہارا محافظ اور نگراں ہوں خوف کی کوئی وجہ نہیں (۴۶) اچھا تو اب تم اُس فرعون کے پاس جاؤ اور جا کر اس سے کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے فرستادے اور رسول ہیں لہٰذا تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور ہمارے ساتھ جانے دے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہونچا بلاشبہ ہم تیرے پروردگار کی جانب سے تیرے پاس نشان لیکر آئے ہیں اور اس شخص پر امن و سلامتی کا نزول اور سایہ ہو جو صحیح راہ کی پیروی کرے اور سیدھی راہ چلے ؛ چونکہ فرعون نے بنی اسرائیل کو ہر قسم کی قیود کا پابند کر رکھا تھا اس لئے موسیٰ اور ہارون نے اُن کی آزادی کے لئے اپیل کی اور سمجھایا کہ اُن کو تکلیف نہ پہونچا اور اُن کے جانے آنے پر جو پابندیاں عائد کر رکھی ہیں ان سے آزاد کر دے۔ یہ جہاں چاہیں وہاں رہیں بسیں اور ہم اپنی نبوت پر تیرے پروردگار کی طرف سے دلیل بھی لیکر آئے ہیں یعنی ہماری تحریک کوئی بناوٹی اور مصنوعی تحریک نہیں ہے بلکہ یہ ایک آسمانی تحریک ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے بھیجے گئے ہیں اور جو ہماری بات سُن کر قبول کرے گا اور ہمارا بتایا ہوا طریقہ اختیار کرے گا اس کو دونوں جہان میں عذاب الٰہی اور اُس کی گرفت سے سلامتی نصیب ہوگی (۴۷) اور بلاشبہ ہم کو یہ حکم بھیجا گیا ہے اور ہم کو یہ بات وحی کی گئی ہے کہ ہر قسم کا عذاب اُس شخص پر ہوگا جو تکذیب کا مرتکب ہو اور احکام الٰہی سے روگردانی کرے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب کا وہی شخص دنیا میں یا آخرت میں یا دونوں جہان میں مستحق ہوگا جو دین حق کی تکذیب کرے اور راہ حق سے روگردانی کرے اور پیٹھ پھیرے (۴۸) فرعون نے یہ سُن کر بات کو ٹلانے کی غرض سے کہا اے موسیٰ تم دونوں کا پروردگار کون ہے ؛

یعنی ذات وصفات کی بحث میں الجھانا چاہا جیسا کہ سورۂ شعراء میں ہے وما رب العالمین فرعون یا تو دہری ہوگا یا صانع عالم کا قائل ہوگا یا خود خدائی کا مدعی ہوگا جیسا کہ سورۂ قصص میں ہے ما علمت لکم من الٰہ غیری (۴۹) حضرت موسیٰ نے برجستہ جواب دیا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر شئی کو اس کے مناسب اور اس کی استعداد کے موافق شکل و صورت عطا فرمائی پھر اس کی رہنمائی فرمائی اور اس کو راہ بتائی ؛ یعنی ہر جاندار کو اُس کی استعداد کے موافق ساخت عطا کی پھر ہر قسم کے منافع اور مصالح کے حصول کی سمجھ عطا فرمائی بلکہ زندہ رہنے کے اسباب میں اس کی رہنمائی فرمائی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کھانے پینے کا ہوش دیا بچے کو وہ دودھ پینا نہ سکھائے تو کون سکھا سکے (۵۰) اس کے بعد فرعون نے ایک اور شبہ کیا اور کہا اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا ؛ یعنی تم جو کہتے ہو کہ جو شخص تکذیب کرتا ہے اور منہ موڑتا ہے تو وہ شخص عذاب کا مستحق ہے تو پچھلی امتوں میں سے جن لوگوں نے دین حق کی تکذیب کی اور پیغمبروں کو جھٹلایا اُن کا کیا حشر ہوا اُن کے تفصیلی حالات مجھے بتاؤ۔

Marfat.com

اس پر پھر حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا (۵۱) موسیٰؑ نے کہا اُن سب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس دفتر میں موجود ہے میرا پروردگار نہ غلطی کرتا ہے اور نہ وہ بھولتا ہے ⁂ یعنی اُن کا تفصیلی علم پیغمبر کو جاننا ضروری نہیں ان سب کے اعمال اور ان اعمال کے انجام کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس لوح محفوظ میں یا اُن لوگوں کے دفتر حساب میں محفوظ ہے۔ جن کو دنیا میں عذاب کیا گیا وہ اور جن کو عذاب نہیں کیا گیا وہ سب اللہ تعالیٰ کے روبرو حاضر ہونے والے ہیں اور اُن کو ان کے اعمال کے موافق سزا ملنے والی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فرعون شاید دہری مزاج تھا آدمیوں کی پیدائش سمجھا تھا جیسے برسات کا سبزہ نہ تو اول کسی نے پیدا کیا آپ ہی پیدا ہو گیا نہ آخر باقی رہا گل کر مٹی ہو گیا جب سُنا کہ سب کے سر پر ایک رب ہے تب یہ پوچھا کہ اگلی خلق کہاں گئی بتایا کہ اُن کا حساب لکھا ہوا موجود ہے ایک ایک آدمی پھر حاضر ہوگا ۱۲
(۵۲) وہ پروردگار وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے چلنے کو راستے بنائے اور راہیں جاری کیں اور آسمان کی جانب سے پانی نازل فرمایا پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ مختلف انواع و اقسام کی نباتات اگائیں۔

عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتٰبٍ ۚ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَی ﴿۵۲﴾

اُن لوگوں کا علم میرے رب کے پاس کتاب یعنی لوح محفوظ میں ہے میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ وہ بھولتا ہے۔

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا

وہ رب وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا اور تمہارے لئے اُس زمین میں راستے

سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا

جاری کئے اور آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا پھر ہم نے اُس پانی کے ذریعہ مختلف انواع و اقسام کی

مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی ﴿۵۳﴾ كُلُوْا وَ ارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ

نباتات اگائیں۔ تم کو اجازت دی کہ تم بھی کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ کچھ شک نہیں کہ

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی ﴿۵۴﴾ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِیْهَا

ان باتوں میں اہل عقل کیلئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ ہم نے تم کو اسی زمین سے پیدا کیا ہے اور تم کو

نُعِیْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی ﴿۵۵﴾ وَ لَقَدْ اَرَیْنٰهُ

پھر اسی میں لوٹا دیں گے اور اسی سے پھر تم سب کو دوبارہ نکالیں گے۔ اور بلاشبہ ہم نے فرعون کو اپنی سب

اٰیٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰی ﴿۵۶﴾ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا

ہی نشانیاں دکھائیں مگر وہ تکذیب ہی کرتا رہا اور انکار ہی کرتا رہا۔ فرعون نے کہا اے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے

مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ یٰمُوْسٰی ﴿۵۷﴾ فَلَنَاْتِیَنَّكَ بِسِحْرٍ

کہ تو اپنے جادو کے زور سے ہم کو ہمارے ملک سے باہر نکال دے۔ اچھا تو اب ہم بھی تیرے مقابلہ میں ایسا ہی

مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ

جادو لائیں گے تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ ٹھہرا لے کہ جس کا نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو

نَحْنُ وَ لَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًی ﴿۵۸﴾ قَالَ مَوْعِدُكُمْ یَوْمُ

اس کا خلاف کرے یہ مقابلہ کسی ہموار میدان میں ہو۔ موسیٰؑ نے کہا تمہارے وعدہ کا دن وہی ہے جو جشن

الزِّیْنَةِ وَ اَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی ﴿۵۹﴾ فَتَوَلّٰی فِرْعَوْنُ

منانے کا دن ہے اور یہ کہ سب لوگ چاشت کے وقت تک جمع کر لئے جائیں۔ اس پر فرعون مجلس سے چلا گیا

(۵۳) اور تم کو اجازت دی کہ اس نباتات میں سے خود بھی کھاؤ اور اپنے چوپایوں کو بھی چراؤ بلاشبہ اہل عقل کیلئے ان امور میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں ⁂ یعنی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی ایسی عام صفات بیان فرمائیں جسے ہر عامی آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ زمین کو فرش بنایا جس پر چلتے ہو ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے کیلئے راستے بنائے۔ آسمان سے پانی برسنے کو بھی ہر شخص دیکھتا ہے اور اُس پانی کے فوائد سے بھی واقف ہے۔ حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس پانی سے ہم نے مختلف قسم کی نباتات پیدا فرمائیں جس کا عام مشاہدہ سب کرتے ہیں پھر اس پیداوار کے متعلق اجازت دیتے ہوئے فرمایا کہ جو تمہارے مناسب ہو تم کھاؤ اور جو مویشیوں کے قابل ہو وہ اُن کو کھلاؤ۔ اہل عقل و دانش کیلئے ان امور میں بڑی بڑی نشانیاں اور بڑے بڑے دلائل اللہ تعالیٰ کے وجود اور اُس کی توحید کے مضمر ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اللہ کلام فرماتا ہے دہریوں کی آنکھ کھولنے کو اُس کی تدبیریں اور قدرتیں دیکھ لو اگر عقل ہے تو سمجھ لو گے ۱۲

ع ٣ ۱۱

(۵۴) ہم نے تم کو اُسی زمین سے پیدا کیا ہے اور تم کو پھر اُسی زمین میں لوٹا دیں گے اور اُسی زمین سے تم کو دوبارہ نکال لیں گے ⁂ یعنی مٹی سے پیدا کئے گئے ہو مٹی ہی میں مل کر خاک ہو جاؤ گے پھر اسی مٹی سے دوبارہ قیامت میں نکال لئے جاؤ گے (۵۵) اور یقیناً ہم نے فرعون کو اپنی تمام نشانیاں دکھلا دیں سو وہ پھر بھی جھٹلاتا اور انکار ہی کرتا رہا ⁂ زمین سے پیدا ہونا زمین میں مل جانا اور قیامت کے دن زمین سے نکل آنا یہ دین حق اور ملت اسلامیہ کا ایسا مسئلہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی آخر الزماں تک ہر پیغمبر نے اس کا ذکر کیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے ہر قسم کے معجزات فرعونیوں کو دکھائے لیکن فرعون نہیں مانا اور طرح طرح کی بہانے بازیاں کرتا رہا اور اعجاز موسوی کو جادو بتاتا رہا اور جادوگروں کو جمع کر کے موسیٰؑ کے مقابلہ کی فکر میں لگا رہا چنانچہ تکذیب و انکار کے بعد اُس کی حرکات ناشائستہ کا بیان فرمایا (۵۶) فرعون کہنے لگا اے موسیٰؑ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ تو اپنے جادو سے ہم کو ہمارے ملک سے باہر نکال دے ⁂ یعنی ہماری حکومت ہم سے چھیننا اور ہمارے ملک سے ہم کو بے دخل کرنا چاہتا ہے اور جادو کے زور سے ہم کو شکست دینے پر آمادہ ہے (۵۷) لہٰذا ہم بھی اب تیرے مقابلے میں ایسا ہی جادو لائیں گے تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ مقرر کر لے جس کا نہ تو ہم خلاف کریں اور نہ تو اس کا خلاف کرے اور یہ مقابلہ کسی ہموار میدان میں ہو ⁂ یعنی ایک تاریخ مقرر کر لو تاکہ اُس دن مقابلہ ہو کر فیصلہ ہو جائے تم بھی اُس تاریخ کا خلاف نہ کرو ہم بھی نہ کریں یہ مقابلہ کھلے اور صاف میدان میں ہو تاکہ سب لوگ اچھی طرح سے دیکھ لیں (۵۸) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تمہارے وعدے کا دن وہی ہے جس دن تمہارے جشن کا میلا ہوا کرتا ہے بس وہی دن وعدے کا وقت ہے اور یہ لوگ دن چڑھے اور چاشت کے وقت جمع ہو جائیں ⁂ یعنی جس دن تمہارے ہاں جشن ہوتا ہے اور جشن کا میلہ بھرتا ہے وہی دن مقرر کر لو اور دن چڑھے تک لوگوں کو جمع کر لیا جائے اول تو خود ہی لوگ میلے میں آتے ہیں تمہاری طرف سے تاکید ہو جائے گی تو لوگ بکثرت جمع ہو جائیں گے اور سب کے سامنے مقابلہ کا فیصلہ ہو جائے گا حضرت شاہ صاحبؒ

Marfat.com

فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى ﴿٦٠﴾ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا
اور اس نے اپنی مکاری کا سامان جمع کرنا شروع کر دیا اور آخر کار وعدے کے دن آموجود ہوا۔ موسیٰ نے ان لوگوں سے کہا تمہارے لئے خرابی ہو
تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ۚ وَقَدْ
اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا نہ باندھو کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا تم کو کسی عذاب سے بالکل تباہ و برباد کر دے اور جس نے خدا پر افترا
خَابَ مَنِ افْتَرٰى ﴿٦١﴾ فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا
پردازی کی وہ اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ موسیٰ کے اس کہنے پر جادوگر اپنے کام میں باہم اختلاف کرنے لگے اور چپکے چپکے
النَّجْوٰى ﴿٦٢﴾ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ
سرگوشیاں کرتے رہے۔ جادوگروں نے کہا بیشک یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں ان کی خواہش یہ ہے کہ
يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ
اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال باہر کریں اور تمہاری بہترین و شائستہ تہذیب کو
الْمُثْلٰى ﴿٦٣﴾ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ
اُٹھا ڈالیں۔ سو اب تم بھی سب ملکر اپنی تدبیر کا پختہ انتظام کرو اور صفیں باندھ کر آؤ یعنی مقابلہ میں اور آج
الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿٦٤﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ
وہی کامیاب رہا جو غالب آیا۔ جادوگروں نے مقابلہ میں آکر کہا اے موسیٰ یا تو تو ڈال یا
وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿٦٥﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ
ہم ڈالنے میں پہل کرنیوالے بنیں - موسیٰؑ نے کہا نہیں تم ہی پہلے ڈالو
فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ
پھر اچانک ان جادوگروں کی رسّیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو سے موسیٰ کے خیال میں ایسی معلوم ہونے
اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿٦٦﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿٦٧﴾
لگیں کہ جیسے وہ دوڑ رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر موسیٰؑ نے اپنے دل میں تھوڑا سا خوف محسوس کیا۔
قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿٦٨﴾ وَاَلْقِ مَا فِيْ
ہم نے کہا تو ڈر نہیں یقیناً تو ہی غالب رہے گا۔ اور جو چیز تیرے داہنے ہاتھ میں ہے

فرماتے ہیں دنگل میں مقابلہ کرنے سے دونوں کو غرض تھی وہ چاہے کہ ان کو ہرا دے سب کے روبرو دے چاہیں کہ دے ہارے جشن کا دن سارے مصر کے شہر میں مقرر تھا فرعون کی سال گرہ کا ۱۲ (۵۹) دن کی بات طے ہونے کے بعد فرعون مجلس سے چلا گیا اور اپنی جگہ لوٹ گیا اور اپنے مکر و فریب کا سامان جمع کرنے لگا اور آخر کار وعدے کے دن سب کو لیکر آموجود ہوا ۞ یعنی جب مقابلہ کی تاریخ اور جگہ وغیرہ طے ہوگئی تو فرعون مجلس سے لوٹ گیا اور اپنے مکر و فریب کی غرض سے جادوگروں کو اکٹھا کرنے لگا۔ اور آخر کار مقررہ وقت پر تمام حمایتیوں کو لیکر آموجود ہوا (۶۰) حضرت موسیٰؑ نے مقابلہ شروع ہونے سے پہلے ایک عام خطاب فرمایا اور مخالفوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا تمہارے لئے خرابی ہو اللہ تعالیٰ کے اوپر جھوٹ افترا اور بہتان نہ لگاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو کسی عذاب سے نیست و نابود کر دے اور کسی سزا سے تم کو برباد کر دے اور جس نے افترا پردازی کا شیوہ اختیار کیا وہ برباد ہوا اور اپنے مقصد میں ناکام ہوا ۞ یعنی یا تو یہ جادوگروں کو فرمایا یا اعیانِ سلطنت اور جادوگروں کو سب کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور انبیا کے معجزات کو جادو کہہ کر اُن کا مقابلہ نہ کرو ورنہ مارے جاؤ گے اور تباہ و برباد کر دیئے جاؤ گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب فرعون نے ساحر جمع کئے اور سب امیروں کو اُسی بات پر اٹھا تب حضرت موسیٰ نے ہر شخص کو نصیحت کر دی جدا جدا ۱۲ (۶۱) حضرت موسیٰ کے سمجھانے اور کہنے سے جادوگر اپنے کام میں باہم اختلاف کرنے لگے اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرنے لگے ۞ حضرت موسیٰ کی تقریر نے ان جادوگروں پر اثر کیا اور وہ باہم مقابلہ کے متعلق کچھ اختلاف کرنے لگے بعض کی رائے مقابلہ کے خلاف تھی بعض مقابلہ کی تائید میں تھے اور چونکہ مجمع میں فرعون اور اُس کے امرا بھی موجود تھے اس لئے کچھ چپکے چپکے مشورہ کرتے رہے اور علانیہ اپنی گفتگو کا اظہار نہیں کیا اور آخر کار اُنھوں نے فرعون کی حمایت اور اُس کی معاونت کا اعلان کر دیا اور وہی کہا جو فرعون اور اُس کے امرا عام طور سے کہتے تھے (۶۲) جادوگروں نے کہا بلاشبہ یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے باہر نکال دیں اور تمہاری تہذیب اور تمہارے شائستہ چلن کو بالکل اُٹھا دیں ۞ حکومت کے دباؤ سے حکومت کی پالیسی کے مطابق کہنے لگے فرعون کی تہذیب اور اس کے چلن کو اچھا کہا اور یہ خطرہ ظاہر کیا کہ یہ تم کو نکال کر اپنی تہذیب اور اپنا مذہبی چلن یہاں رائج کریں (۶۳) لہٰذا اب تم بھی سب مل کر اپنی تدبیر کا پختہ انتظام کر لو پھر صفیں باندھ کر مقابلہ میں آؤ اور آج وہی شخص کامیاب ہوا جو غالب رہا یعنی جس نے غلبہ پایا جیت اُسی کی ہے اور وہی اپنے مقصد میں کامیاب ہے (۶۴) جادوگروں نے مقابلہ کے وقت کہا اے موسیٰ تو اپنی لاٹھی پہلے ڈالتا ہے یا ہم پہلے ڈالنے والے بنیں ۞ مطلب یہ ہے کہ پہل کون کرے پہل تیری طرف سے ہو یا ہماری طرف سے (۶۵) حضرت موسیٰؑ نے کہا نہیں بلکہ تم ہی پہلے ڈالو پھر اچانک اُن جادوگروں کی رسّیاں اور لاٹھیاں ان کی نظربندی اور جادو سے موسیٰ کو ایسی معلوم ہونے لگیں کہ جیسے وہ سانپ بن کر دوڑ رہی ہیں ۞ یعنی جب تم باطل سے حق کا مقابلہ کرنے آئے ہو اور تم کو یہ زعم ہے کہ تم کامیاب اور غالب ہو تو تم پہلے اپنے کرتب دکھا دو تاکہ باطل پوری طرح کھل کر میدان میں آجائے اور پھر سب کو حق کا غلبہ معلوم ہو جائے چنانچہ جب انھوں نے اپنا شعبدہ دکھایا تو ان کی دید بندی کے اثر سے حضرت موسیٰؑ اور دیگر حاضرین کو اُن کی رسّیاں اور لاٹھیاں سانپ بن کر دوڑتی ہوئی معلوم ہوئیں اور ایسا خیال ہوا کہ بے شمار سانپ میدان میں دوڑ رہے ہیں (۶۶) یہ دیکھ کر موسیٰؑ نے اپنے دل میں تھوڑا سا ڈر اور خوف محسوس کیا ۞ یعنی یہ معمولی سا وسوسہ گزرا کہ اگرچہ یہ ان کی محض دید بندی ہے اور حقیقت کچھ بھی نہیں لیکن مبادا عوام حق و باطل میں کوئی تمیز نہ کر سکیں کیونکہ یہ رسّیاں بھی سانپ معلوم ہو رہی ہیں اور وہ حقیقی سانپ بھی ان کو سانپ ہی دکھائی دے گا اس لئے شاید امتیاز نہ کر سکیں اس قسم کے وسوسہ سے یقین کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا (۶۷) ہم نے موسیٰ سے کہا تو ڈر نہیں یقیناً تو ہی غالب رہے گا ۞ اہلِ حق کے ساتھ حضرت حق کا ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے۔ اس وسوسہ کو جو اتفاقیہ طور پر گردوپیش کے حالات سے پیدا ہوا تھا اور جس میں بشریت کو بھی دخل تھا لا تخف کہہ کر دفع فرما دیا اور ارشاد ہوا (۶۸) اور جو چیز تیرے داہنے ہاتھ میں ہے۔

Marfat.com

یعنی لاٹھی اسکو میدان میں ڈالدے وہ عصا اُس تمام سوانگ کو جو انھوں نے بنایا ہے نگل جائیگا سوائے اس کے نہیں کہ جو کچھ انھوں نے بنایا ہے وہ جادوگروں کا فریب اور کرتب ہے اور جادوگر خواہ کہیں بھی جا
اس کو کامیابی نصیب نہیں ہوتی ؁ یعنی اپنا عصا ڈال دے وہ ان جادوگروں کے تمام مکر و فریب کو ختم کردے گا اور جو ڈھونگ انھوں نے رچایا ہے وہ اُس سب کو نگل جائے گا اُنہوں نے جو کچھ بنایا ہے
وہ جادوگروں کے نقطہ داؤں ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں اور جادوگر خواہ کہیں بھی آ جائے جائے حق کے اور معجزے کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوا کرتا اور فلاح نہیں پاتا (۶۹) حضرت موسیٰ کے عصا
پھینکنے اور جادو کے سوانگ ختم ہونیکے بعد فوراً ہی جادوگر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے ہم ہارونؑ اور موسیٰؑ کے رب پر ایمان لے آئے ؁ یعنی اعجازِ موسوی کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ موسیٰ اور ہارونؑ اللہ تعالیٰ کے
فرستادے ہیں ان کا مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ

يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سٰحِرٍ ۖ
اُسے میدان میں ڈالدے کہ وہ اس سب کو نگل جائے جو انھوں نے بنایا ہے کیونکہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ جادوگروں کا فریب
وَلَا يُفْلِحُ السّٰحِرُ حَيْثُ اَتٰى ﴿٦٩﴾ فَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا
اور فریب ہے، اور جادوگر خواہ کہیں بھی جائے کامیاب نہیں ہوتا۔ موسیٰ کے عصا پھینکنے کے بعد جادوگر سجدے میں گر پڑے
قَالُوٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ هٰرُوْنَ وَمُوْسٰى ﴿٧٠﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ
اور کہنے لگے ہم ہارونؑ اور موسیٰ کے رب پر ایمان لے آئے۔ فرعون نے یہ دیکھ کر کہا اس سے پیشتر کہ میں تم کو اجازت دوں
قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۭ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ
تم موسیٰؑ پر ایمان لے آئے بے شک وہ موسیٰؑ تم سب کا بڑا ہے جس نے تم کو جادو
السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ
سکھایا ہے سو اَب میں تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا
وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۡ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ
اور تم سب کو کھجوروں کے ٹھنڈ پر سولی دوں گا اور یقیناً تم کو اس بات کا پتہ لگ جائے گا کہ مجھ میں اور موسیٰؑ
اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ﴿٧١﴾ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا
کے رب میں کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔ ان نو مسلم جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم ان صاف دلائل کے
جَاۗءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ
مقابلہ میں جو ہم کو پہنچ چکے ہیں اور اُس خدا کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دے سکتے تو جو کچھ کرنا
اَنْتَ قَاضٍ ۭ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾ ۭ
چاہے وہ کر ڈال تو صرف اس دنیا کی زندگی ہی میں حکم چلا سکتا ہے۔
اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا
بس اب ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں تاکہ وہ ہمارے گناہ معاف کردے اور اس جادو کو بھی معاف کردے جس کا ارتکاب
عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿٧٣﴾ اِنَّهٗ مَنْ
تونے ہم پر زبردستی کرکے کرایا ہے اور اللہ تعالیٰ بدرجہا بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے۔ بلاشبہ جو شخص

رب العالمین پر ایمان لانے کا اعلان کردیا اور رب ہارونؑ و موسیٰؑ کہہ کر اُس اشتباہ کو دور کردیا جو فرعون کا دعویٰ تھا یعنی وہ خود کو رب العالمین سمجھتا تھا اسلئے جادوگروں نے رب ہارونؑ و موسیٰؑ فرمایا۔ تاکہ معلوم ہوجائے کہ ہمارا مومن بہٖ فرعون نہیں ہے (۷۰) فرعون یہ دیکھ کر بہت سٹ پٹایا اور جادوگروں سے کہنے لگا کہ تم میری اجازت اور حکم دینے سے پہلے ہی موسیٰ پر ایمان لے آئے میں نے تم کو اجازت نہیں دی اور تم اس پر ایمان لے آئے بلاشبہ وہ موسیٰ تم سب کا بڑا اور اُستاد ہے جس نے تم کو یہ جادو سکھایا اور تعلیم کیا ہے لہٰذا اب تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا اور تم کو کھجوروں کے ٹھنڈ پر سولی دوں گا اور یقیناً تم کو یہ بات معلوم ہوجائے گی کہ ہم دونوں یعنی میں اور موسیٰ کے پروردگار میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہوتا ہے ؁ یعنی اعجازِ موسوی کے بعد جادوگروں کے نعرۂ حق نے رنگ بدل دیا فرعون نے یہ دیکھ کر جادوگروں کو الزام دیا کہ جادو سکھانے میں تمہارا اُستاد ہے تم اُستاد شاگردوں نے میری حکومت کے تختہ اُلٹنے کی سازش کی ہے یہ الزام لگانے کے بعد سزا کی دھمکی دی کہ تمہارے ہاتھ پاؤں کٹوا کر تم کو سولی دوں گا اور عبرت کے طور پر یہ بھی کہا کہ اونچی چیز پر لٹکاؤں گا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت ہو کہ حکومت سے بغاوت کا سب انجام دیکھیں اور چونکہ حضرت موسیٰؑ اپنی تقریر میں عذابِ الٰہی سے ڈرا چکے تھے اس لئے اپنے عذاب کا مقابلہ کم بخت نے خدا کے عذاب سے کیا مطلب یہ تھا کہ میرا عذاب سخت بھی ہے اور دیرپا بھی۔ لیکن جادوگروں کے قلب میں اسلام اپنا گھر کرچکا تھا اس لئے انھوں نے نہایت دلیری اور ہمت سے جواب دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تمہارا بڑا جس نے جادو سکھایا یہ شاید رب کو کہنے لگا ۱۲ (۷۱) ان نو مسلم جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم ان صاف اور واضح دلائل کے مقابلے میں جو ہم کو پہنچ چکے ہیں اور اُس اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں جس نے ہم کو پیدا کیا ہے تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے اور نہ تجھ کو اختیار کریں گے بس تجھ کو جو کچھ کرنا ہے وہ کر گزر اور کر ڈال تو محض اس دنیا کی زندگی ہی میں جو کچھ کرے کرلے اور کر ہی کیا سکتا ہے تو اسی زندگی ہی میں اپنا حکم چلا سکتا ہے ؁ نو مسلم جادوگروں نے دلیرانہ

جواب دیتے ہوئے صاف کہدیا کہ جس خدا نے اپنے واضح دلائل ہم تک پہنچائے اور جس نے ہم کو پیدا کیا ہم اس کے مقابلہ میں تجھ کو ترجیح نہیں دے سکتے رہی سزا تو ہم ہر قسم کی سزا بھی جھیلنے کو تیار ہیں تیری
سزا ہی کیا دنیا کی زندگی میں تو اپنا حکم چلا سکتا ہے اور ہمارے اجسام کو تکلیف پہونچا سکتا ہے باقی روح پر تیرا کوئی اختیار نہیں تو ہمارے اعتقاد کو نہیں بدل سکتا (۷۲) بس اب ہم اپنے پروردگار پر ایمان
لا چکے ہیں تاکہ وہ ہمارے گناہ معاف فرما دے اور اُس جادو کو بھی معاف فرما دے جس کا ارتکاب تو نے ہم سے زبردستی کرایا ہے اور اللہ تعالیٰ بدرجہا بہتر ہے اور وہ ہمیشہ رہنے والا اور سدا باقی رہنے والا
ہے ؁ یعنی ہم تو اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہمارے کفر وغیرہ کو معاف کردے اور تو نے جو ہم کو مجبور کرکے خدا کے پیغمبروں کا جادو سے مقابلہ کرایا ہے اس کو بھی معاف فرما دے اللہ تعالیٰ اپنی ذات
وصفات کے اعتبار سے بھی بدرجہا بہتر اور سزا و جزا کے اعتبار سے بھی دائم اور ہمیشہ رہنے والا ہے لہٰذا اُس کا عذاب بھی دائمی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں زور آوری کردیا کہتے ہیں کہ جادوگر حضرت موسیٰ کی نشانی

Marfat.com

دیکھ کر سمجھ گئے تھے کہ یہ جادو نہیں مقابلہ نہ کرے پھر فرعون کی خاطر سے کیا شاید فرعون جو ڈراتا تھا سوان پر نہ کرسکا دل میں ڈر گیا موسیٰ کی نشانی سے ۱۲ (۷۴) بلاشبہ جو اپنے پروردگار کی حضور میں مجرم
اور باغی بن کر حاضر ہوا تو اس کیلئے دوزخ اور جہنم مقرر ہے جس میں نہ وہ مرے ہی گا اور نہ جیے ہی گا ؛ یعنی جو شخص کافر بن کر اُس کے حضور میں حاضر ہوگا اُس کو جہنم کا عذاب ہوگا اور جہنم کے عذاب کی یہ حالت ہے
کہ وہاں موت تو ہے ہی نہیں اور جس زندگی میں زندگی

يَّأْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ۭ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰي ﴿۷۴﴾

مجرم بن کر اپنے رب کے روبرو حاضر ہوگا تو اس کیلئے جہنم ہے یہ مجرم اس جہنم میں نہ مرے ہی گا اور نہ جیے ہی گا۔

وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ

اور جو شخص اُس کے حضور میں مومن بن کر حاضر ہوا درآنحالیکہ وہ نیک اعمال کا بھی پابند تھا تو ایسے لوگوں

الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ﴿۷۵﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

کیلئے بڑے اونچے درجے ہوں گے۔ وہ بلند درجے دائمی باغات ہیں کہ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ﴿۷۶﴾ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ

یہ لوگ ان دائمی باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی صلہ ہے اُس شخص کا جو پاک رہا۔ اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کے

اِلٰى مُوْسٰٓى ڏ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي

پاس حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جا پھر اُن کیلئے دریا میں خشک راستہ

الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ﴿۷۷﴾ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ

بنادے نہ تجھ کو دشمن کی گرفت کا اندیشہ ہو اور نہ غرق ہونے کا ڈر ہو۔ فرعون نے اپنے لشکروں کو لیکر بنی اسرائیل

بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿۷۸﴾ وَاَضَلَّ

کا پیچھا کیا پھر دریا نے ان فرعونیوں کو جیسا ڈھانکنا تھا ڈھانک لیا یعنی غرق کردیا۔ اور فرعون نے اپنی

فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ﴿۷۹﴾ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ

قوم کو غلط راہ پر ڈالا اور اُن کو نیک راہ نہ بتائی۔ اے بنی اسرائیل بے شک

اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ

ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہ طور کی داہنی جانب کا وعدہ کیا

الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ﴿۸۰﴾ كُلُوْا مِنْ

یعنی توریت دینے کیلئے اور ہم نے تم پر من اور سلویٰ نازل کیا۔ اور تم سے کہا کہ جو ہم نے

طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ

تم کو نفیس روزی دی ہے اُسے کھاؤ اور اس روزی میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرو ورنہ میرا غضب تم پر

ع ٣ / ٢٢ / ١٢

کا آرام نہ ہو وہ زندگی نہ ہونے کے برابر (۷۴) اور جو شخص اُس کے حضور میں مومن اور ایماندار بنکر حاضر ہوا درآنحالیکہ وہ نیک اعمال کا بھی پابند تھا اور نیک اعمال کیا کرتا تھا تو ایسے لوگوں کے لئے بڑے اونچے اونچے درجے ہوں گے (۷۵) وہ بلند درجے دائمی باغات ہوں گے جن کے پائیں نہریں جاری ہونگی یہ لوگ ان دائمی باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی صلہ ہے اُس شخص کا جو پاک رہا ؛ یعنی کفر و معاصی سے پاک اور صاف رہا (۷۶) اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کیطرف وحی بھیجی اور موسیٰ کے پاس حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات نکال لے جا پھر اُن کیلئے دریا میں خشک راستہ بنادے نہ تجھ کو دشمن کے تعاقب اور گرفت کا اندیشہ اور نہ دریا میں غرق ہونیکا ڈر ہو ؛ یعنی فرعون کے مظالم کچھ اور دن جاری رہے اور جب مظالم کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو ہم نے موسیٰ کو وحی کے ذریعہ بتایا کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جا راستہ میں دریائے قلزم پڑے گا اُس پر لاٹھی مارلو دریا میں خشک راستہ بن جائیگا اُس راستہ سے دریا کو عبور کرلینا اور دشمن کی گرفت کا خطرہ نہ کیجیو اور نہ ڈوبنے اور غرق ہونے سے ڈرو یعنی ان باتوں میں سے کوئی بات نہ ہوگی (۷۷) چنانچہ حضرت موسیٰ رات کو بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر نکل گئے فرعون نے اپنے لشکروں کو لے کر ان کا تعاقب اور پیچھا کیا پھر فرعونیوں کو دریا نے ڈھانک لیا جیسا کہ ڈھانکنا تھا ؛ یعنی جب فرعون کو معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو لے کر چلے گئے تو وہ بھی اپنا لشکر لے کر پیچھے چلا اور دریا میں راستہ دیکھ کر سب کے سب دریا میں گھس پڑے تو دریا کا پانی مل گیا بنی اسرائیل پار کھڑے ان کا ڈوبنا اور غرق ہونا دیکھتے رہے اور فرعون و آل فرعون ہلاک کردیئے گئے (۷۸) اور فرعون نے اپنی قوم اور اپنے لوگوں کو غلط راہ پر چلایا اور صحیح راہ ان کو نہیں بتائی ؛ یعنی کہتا تو یہ تھا وما اھدیکم الا سبیل الرشاد اور کیا یہ کہ سیدھی راہ جو ترقی اور نجات کی تھی اُس سے بھٹکا دیا اور غلط راستے پر ڈال دیا لہٰذا غلط اور گمراہ لیڈر کی راہ نمائی سے جو نقصان پہنچتا ہے وہ پہونچا (۷۹) اب بنی اسرائیل کو خطاب فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے اے بنی اسرائیل بیشک ہم نے تم کو تمہارے دشمن سے نجات دی اور تم سے کوہ طور کی داہنی جانب کا وعدہ

کیا اور ہم نے تم پر من اور سلویٰ نازل کیا ؛ یعنی فرعون کی غلامی سے آزاد ہونے کے بعد جب تم نے دستور العمل کی خواہش کی تو ہم نے توریت عطا کرنے کا وعدہ کیا اور کوہ طور کی داہنی جانب موسیٰ کو بلا کر توریت عطا فرمائی اور تم کو تیہ کے میدان میں من و سلویٰ کھانے کو دیا من و سلویٰ کی تفسیر پہلے پارے میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ کرلیا جائے۔ من و سلویٰ دیتے وقت ارشاد فرمایا (۸۰) ہم نے تم کو نفیس اور مرغوب چیزیں

Marfat.com

اور لذیذ روزی عطا فرمائی ہے اس میں سے کھاؤ اور اس کھانے میں حد شرعی سے تجاوز نہ کرو اور حد سے آگے نہ بڑھو ہیں میرا
پٹکا گیا اور ہلاک ہوگیا ؀ یعنی بنی اسرائیل کو وہ نعمتیں یاد دلائیں جو وقتاً فوقتاً ان پر کی گئی تھیں۔ دشمن کی غلامی سے آزادی توریت عطا کرنے کا وعدہ من اور سلویٰ عطا کرنے وقت
یہ کہ نفیس روزی کھا کر مثلاً عصیاں کا ارتکاب کرنا۔ اگر ایسا کروگے تو میرا غضب واقع ہوجائیگا اور جس پر میرا غضب واقع ہوتا ہے تو وہ برباد اور گیا گزرا ہوگیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں زیادتی نہ کرو
یعنی رکھ نہ چھوڑو ۱۲ حد سے تجاوز کا یہ مطلب کہ بچا کر دوسرے روز کیلئے رکھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدے سے انحراف ہے (۸۱) اور بلاشبہ میں ایسے شخص اور ایسے لوگوں کیلئے بڑی بخشش اور مہربانی کرنیوالا ہوں جس نے
کفر و عصیاں سے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک اعمال کرتا رہا پھر صحیح اور سیدھی راہ پر قائم بھی رہا ؀ یعنی جو لوگ غلط راہ روی سے توبہ کریں اور باز آجائیں ایمان کی راہ اختیار کریں اعمال صالحہ کے پابند رہیں اور ایمان

غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ﴿٨١﴾ وَ

نازل ہوجائے گا اور جس شخص پر میرا غضب واقع ہوا تو وہ ہلاک ہوگیا۔ اور

اِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ﴿٨٢﴾ وَ

بلاشبہ میں اس شخص کیلئے بڑی بخشش کرنیوالا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کیے پھر راہ راست پر قائم بھی رہا اور

مَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ﴿٨٣﴾ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى

اے موسیٰ تجھ کو اپنی قوم سے جلدی آجانے کا کیا سبب ہوا۔ موسیٰؑ نے کہا وہ لوگ یہ رہے میرے پیچھے

اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ﴿٨٤﴾ قَالَ فَاِنَّا قَدْ

آرہے ہیں اے میرے پروردگار اور میں نے تیرے پاس آنے میں اس لیے جلدی کی کہ تو خوش ہوجائے۔ خدا نے کہا ہم نے

فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾ فَرَجَعَ

تیری قوم کو تیرے نکل آنیکے بعد ایک بلا میں مبتلا کردیا اور ان کو سامری نے گمراہ کردیا۔ غرض موسیٰ

مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ

اپنی میعاد پوری کرنیکے بعد غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے آکر قوم سے کہا اے میری قوم کیا

يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۬ۥ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ

تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا تم پر کوئی طویل مدت گزر گئی تھی

اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ

یا تم نے یہ ارادہ کرلیا کہ تم پر تمہارے خدا کا غضب واقع ہو اس لئے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا

مَّوْعِدِيْ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَ

اس کا خلاف کیا۔ قوم کے لوگوں نے جواب دیا ہم نے تجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کا خلاف اپنے اختیار سے نہیں کیا

لٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا

لیکن واقعہ یہ ہوا کہ قبطی قوم کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا وہ زیورات ہم نے ڈال دیئے یعنی آگ میں

فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾ فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا

پھر اسی طرح سامری نے بھی جو کچھ اُسکے پاس تھا اُسے آگ میں ڈال دیا۔ پھر سامری نے لوگوں کیلئے ایک بچھڑا بنا نکالا جو محض ایک جسم تھا

کی راہ پر قائم رہیں تو میں ایسے لوگوں کے ساتھ بڑی بخشش کا برتاؤ کرنیوالا ہوں (۸۲) ارشاد ہوا اور اے موسیٰ تجھ کو اپنی قوم سے جلدی آگے آنے کا کیا سبب ہوا ؀ یعنی جو قوم کے نمائندے اور نقباء تیرے ساتھ آرہے تھے تو ان سے آگے کیسے چلا آیا اور اس کا سبب کیا ہے (۸۳) موسیٰؑ نے عرض کیا وہ لوگ یہ میرے پیچھے پیچھے آرہے ہیں اور میں نے تیرے پاس اے میرے پروردگار آنے میں اس لئے جلدی کی تاکہ تو خوش ہوجائے اور راضی ہو ؀ یعنی شاید یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب کہ موسیٰ علیہ السلام توریت لینے کی غرض سے طور پر تشریف لے گئے تھے اور ستر نمائندے قوم کے آپ کے ہمراہ تھے آپ حضرت حق سے کلام کرنے اور خطاب کرنے اور امتثال امر کی بجاآوری کے لئے وعدے کی جگہ جلدی پہونچ گئے اس پر دریافت فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ توریت لینے گئے تو ہارون کو قوم کا نگراں بنا گئے پیچھے قوم سامری کے پیچھے لگ کر گمراہ ہوگئی۔ قوم کی گمراہی اور سامری کے پیچھے ہوجانے کی اطلاع موسیٰ کو طور پر دی گئی چنانچہ ارشاد ہوا (۸۴) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے تیری قوم کو تیرے نکل آنے کے بعد ایک فتنے اور بلا میں مبتلا کردیا اور ایک جانچ میں ڈال دیا اور ان کو سامری نے گمراہ کردیا ؀ سامری نے ان کو گمراہ کیا اور ہم نے ان کو ایک امتحان میں مبتلا کردیا۔ یہ نسبت انا قد فتنا کی باعتبار تخلیق اپنی جانب فرمائی۔ واقعہ کی تفصیل آگے مذکور ہے (۸۵) غرض حضرت موسیٰؑ اپنی میعاد پوری کرنے کے بعد غصے اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور آکر قوم سے فرمایا اے میری قوم کیا تم سے تمہارے پروردگار نے ایک اچھا اور خوش آیند وعدہ نہیں کیا تھا کیا تم پر مقررہ میعاد سے زیادہ زمانہ اور طویل مدت گزر گئی تھی یا تم نے یہ ارادہ کرلیا کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب اور غصہ واقع ہو اس لئے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف کیا ؀ تفصیل تو نویں پارے میں گزر چکی ہے یہاں جب حضرت موسیٰؑ افسوس کی حالت میں توریت لے کر واپس آئے تو قوم کو خطاب کرکے فرمایا مجھ سے کچھ ایسی تاخیر تو نہیں ہوگئی تھی کہ تم بالکل نا امید ہوگئے یا نا امید ہونے کی کوئی وجہ نہ پاکر تم نے یہ ارادہ کیا کہ تم پر تمہارے پروردگار کا غضب نازل ہوجائے اور تم نے جو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کی واپسی تک توحید خداوندی پر قائم رہیں گے اُس وعدے کے خلاف کا ارتکاب کیا آخر بات کیا ہوئی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وعدہ تورات دینے کا حضرت موسیٰ قوم سے تیس دن کا کرگئے تھے پہاڑ پر وہاں چالیس دن لگے پیچھے بچھڑا
بنا کر پوجنے لگے ۱۲ (۸۶) قوم کے لوگوں نے جواب دیا ہم نے جو تجھ سے وعدہ کیا تھا اس کا خلاف ہم نے اپنے اختیار سے نہیں کیا لیکن واقعہ یہ ہوا کہ فرعونی قوم کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا وہ
ہم نے سامری کے کہنے سے آگ میں ڈال دیا پھر اسی طرح سامری نے بھی ڈال دیا ؀ یعنی ہوا یہ کہ مصر سے چلتے وقت جو زیور ہم قبطیوں سے عاریۃً مانگ لائے تھے اس کا بوجھ ہم پر تھا اور اس زیور کا حکم
ہم کو معلوم نہ تھا کہ اس زیور کا کیا کریں کیونکہ اصلی مالک غرق ہوچکے تھے اُن تمام زیورات کو ہم نے سامری کے کہنے سے آگ میں ڈال دیا مقصد یہ تھا کہ گلا کر ایک جگہ کرلیا جائے سامری نے بھی جو کچھ
اُس کے پاس تھا اُسے گلانے کو ڈال دیا مفسرین نے مختلف اقوال اس موقعہ پر ذکر کئے ہیں ہم نے ایک قول کو اختیار کرلیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فرعون والوں سے عاریت مانگ کرلیا تھا

Marfat.com

گنہ کر دے یقین جانیں کہ ان کو شادی منظور ہے اس واسطے نکلتے ہیں شہر سے اس بغیر فرعون نکلنے نہ دیتا ۱۲ بہرحال اس زیور کے استعمال کو بنی اسرائیل پسندیدہ نہ سمجھتے تھے سامری جو ایک منافق تھا اس نے سب کا زیور لیکر گلادیا اور ایک بچھڑا بنالیا جیسا آگے آتا ہے (۸۷) پھر سامری نے لوگوں کیلئے ایک بچھڑے کا نقشہ بنا نکالا جو محض ایک مجسمہ تھا اور اس میں آواز بچھڑے کی سی تھی اس شعبدے کو دیکھ کر تو ہم پرست لوگ کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا پروردگار یہی تو ہے وہ موسیٰ تو بھول گیا ۃ یعنی زیور گلاکر ایک مجسمہ بنالیا اور اس میں حضرت جبریل کے نقش قدم کی مٹی ڈال دی جس سے اس میں سے آواز بچھڑے کی نکلنے لگی لوگ اسی کو معبود کہنے لگے اور موسیٰؑ کے طور پر جانے کو بھول سے تعبیر کرنے لگے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی موسیٰ بھولاکر اور جگہ چلا گیا ۱۲ بہرحال حضرت حق جل مجدہٗ اس گوسالہ پرستی کا رد فرماتے ہیں (۸۸) بھلا کیا یہ گمراہ لوگ اتنی بات بھی نہیں دیکھتے کہ وہ گوسالہ کا آواز دار مجسمہ نہ تو ان کی کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ اُن کے کسی نفع یا ضرر پر کوئی اختیار رکھتا ہے ۃ یعنی نہ تو نفع اور نقصان کا مالک اور نہ اتنی سمجھ کہ بات کو سمجھ کر کسی بات کا جواب دے ایسے مجسمے کو معبود بنانا کیسی جاہلانہ حرکت ہے (۸۹) اور بلاشبہ حضرت ہارونؑ نے حضرت موسیٰ کی تشریف آوری سے قبل ہی اپنی قوم سے کہدیا تھا کہ اے میری قوم تم اس بچھڑے کے سبب آزمائش اور جانچ میں مبتلا ہوگئے ہو اور اس بچھڑے کی وجہ سے گمراہی میں پھنس گئے ہو اور تمہارا حقیقی پروردگار تو رحمان ہی ہے پس تم میری پیروی کرو اور میرا کہنا مانو ۃ یعنی حضرت ہارونؑ جن کو حضرت موسیٰؑ اپنا نائب اور نگراں بنا گئے تھے انھوں نے بنی اسرائیل کی یہ گمراہی دیکھ کر ان کو بہت سمجھایا کہ دیکھو تم اس بچھڑے کی وجہ سے امتحان میں مبتلا ہوگئے ہو تمہارا حقیقی پروردگار رحمان ہے تم میرے قول و فعل کی اقتدا کرو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے محفوظ رہو (۹۰) بنی اسرائیل کے لوگوں نے حضرت ہارونؑ کو جواب دیا ہم تو جب تک موسیٰؑ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئے اُس وقت تک اسی بچھڑے کی پوجا اور عبادت میں جمے بیٹھے رہیں گے ۃ یعنی جب تک موسیٰ واپس نہ آئے ہم تو اپنے اس اعتقاد سے ہٹتے نہیں چنانچہ حضرت موسیٰ تشریف لے آئے اور اُنھوں نے تمام حالات کو ملاحظہ کیا اور سب سے پہلے بھائی پر ناراض ہوئے (۹۱) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اے ہارون جب تو نے یہ دیکھا تھا کہ یہ بالکل بھٹک گئے اور گمراہ ہوگئے ہیں (۹۲) تو تجھ کو میرے حکم کی پیروی کرنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ۃ یعنی جب تو نے ان کی یہ حالت دیکھی تھی کہ یہ شرک پر مائل ہوگئے ہیں اور کفر و شرک کے شوق میں بے قابو ہوچکے ہیں تو تو نے میرے حکم کی پیروی کیوں نہ کی یعنی ان کو [illegible] کیوں نہیں کی [illegible]

الا تتبعن کی تفسیر لوں [illegible]

بہرحال قوم کی اس ناشائستہ حرکت پر حضرت [illegible] بہت غضب ناک اور برہم ہوئے اور ہارونؑ پر بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کیا تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چلتے وقت حضرت

ع ۱۳ ۱۳

لَهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۥ فَنَسِيَ ﴿۸۸﴾ اَفَلَا

اس میں آواز بچھڑے کی سی تھی اس شعبدہ کو دیکھ کر لوگ کہنے لگے کہ تمہارا اور موسیٰ کا معبود یہی تو ہے وہ موسیٰ تو بھول گیا۔ بھلا کیا

يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۥ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّ

یہ گمراہ لوگ اتنی بات بھی نہیں دیکھتے تھے کہ وہ بچھڑا نہ تو ان کو کسی بات کا جواب دے سکتا ہے اور نہ ان کے کسی نفع یا ضرر پر وہ کوئی

لَا نَفْعًا ﴿۸۹﴾ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا

اختیار رکھتا ہے۔ اور بلاشبہ ہارونؑ نے موسیٰؑ کی واپسی سے پہلے ہی بنی اسرائیل سے کہدیا تھا کہ اے میری قوم تم

فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا

اس بچھڑے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کئے گئے ہو اور یقیناً تمہارا حقیقی رب تو رحمان ہی ہے سو تم میری راہ پر چلو اور میرا

اَمْرِيْ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا

کہنا مانو۔ قوم نے جواب دیا کہ ہم تو اُس وقت تک جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئے اسی بچھڑے کی پوجا میں

مُوْسٰى ﴿۹۱﴾ قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ﴿۹۲﴾ لا

لگے رہیں گے۔ موسیٰ نے ہارون سے کہا اے ہارونؑ جب تو نے ان کو دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے ہیں

اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ﴿۹۳﴾ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ

تو تجھ کو میرے حکم کی پیروی کرنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی۔ ہارونؑ نے کہا اے میری ماں کے

بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ

جائے تو میری ڈاڑھی نہ پکڑ اور نہ میرے سر کے بال پکڑ میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تو یوں کہے کہ ہارونؑ تو نے بنی اسرائیل کے

بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ﴿۹۴﴾ قَالَ فَمَا

درمیان پھوٹ ڈال دی اور تو نے میری بات کا لحاظ نہ رکھا۔ موسیٰؑ نے سامری سے کہا اے

خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ﴿۹۵﴾ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا

سامری تیرا کیا معاملہ ہے۔ اُس نے جواب دیا میں نے ایسی چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی

بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ

تو میں نے اس فرشتے کے نشان قدم کی مٹی سے ایک مٹھی بھر لی پھر میں نے وہی مٹی کی مٹھی ڈال دی یعنی بچھڑے کے منہ میں اور

موسیٰؑ ہارونؑ کو نصیحت کر گئے تھے کہ سب کو متفق رکھیو اس واسطے انھوں نے بچھڑا پوجنے والوں کا مقابلہ نہ کیا زبان سے سمجھایا دے نہ سمجھے ۱۲ حضرت موسیٰؑ نے ہارونؑ کی داڑھی اور سر کے بال پکڑ لئے اس پر حضرت ہارونؑ نے عرض کیا (۹۳) ہارونؑ نے کہا اے میری ماں کے بیٹے یعنی اے بھائی میری داڑھی اور میرے سر کے بال نہ پکڑیں میں تو اس بات سے ڈرا کہ کہیں آپ یوں نہ فرمائیں کہ تو نے بنی اسرائیل میں تفریق اور پھوٹ ڈلوادی اور میری بات کا پاس نہ کیا اور لحاظ نہ رکھا ۃ یعنی اگر میں مسلمانوں کو لے کر مقابلہ کرتا یا آپ کے پاس چلا آتا دونوں صورتوں میں اس کا اندیشہ تھا کہ آپ فرماتے تو نے بنی اسرائیل میں باہمی تفریق اور خانہ جنگی ڈلوادی میں نے اس ڈر سے نہ تو مقابلہ کیا اور نہ گوسالہ پرستوں کو چھوڑ کر آپ کے پاس آیا (۹۴) اس کے بعد حضرت موسیٰؑ نے سامری سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے یعنی تو نے ایسا کیوں کیا (۹۵) سامری نے جواب دیا میں نے ایک ایسی چیز دیکھی تھی جو اور سب نے نہیں دیکھی تو میں نے اُس فرشتے کے نشان قدم کی مٹی سے ایک مٹھی بھر کے رکھ لی بس وہی مٹی کی مٹھی میں نے اس

Marfat.com

كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ (٩٦) قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ
اُس وقت میرے جی نے مجھ کو ایسی ہی صلاح دی۔ موسیٰؑ نے کہا چل دور ہو تیری سزا اس زندگی میں
فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۠ وَاِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ
یہ ہے کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگانا اور تیرے لئے ایک اور وعدہ مقرر ہے جس کا تجھ سے
تُخْلَفَهٗ ۚ وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۭ
خلاف نہ کیا جائیگا اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کی پوجا پر تو جما بیٹھا تھا،
لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا (٩٧) اِنَّمَآ اِلٰـهُكُمُ اللّٰهُ
یقیناً ہم اسکو جلا ڈالیں گے پھر اسکی راکھ کو دریا میں بکھیر کر بہادیں گے۔ سوائے اس کے نہیں کہ تم لوگوں کا حقیقی معبود تو صرف اللہ ہی ہے
الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا (٩٨) كَذٰلِكَ
جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ از روئے علم کے ہر شئے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ جس طرح
نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَاۗءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا
ہم نے موسیٰ کا واقعہ سنایا اسی طرح ہم اے پیغمبر آپکو واقعات گزشتہ کی خبریں بھی سناتے رہتے ہیں اور ہم نے اپنے پاس سے آپکو نصیحت کی
ذِكْرًا (٩٩) مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا (١٠٠)
کتاب عطا فرمائی ہے۔ جو لوگ اس نصیحت کی کتاب سے روگردانی کریں گے تو وہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہونگے
خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ۭ وَسَاۗءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا (١٠١) يَّوْمَ يُنْفَخُ
وہ اس بوجھ میں ہمیشہ مبتلا رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت میں اُن کیلئے بہت ہی بُرا ہو گا۔ قیامت کا دن وہ دن ہے
فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَىِٕذٍ زُرْقًا (١٠٢) يَّتَخَافَتُوْنَ
جس دن صور میں پھونک ماری جائیگی اور ہم اس دن مجرموں کو اس حال میں جمع کریں گے کہ انکی آنکھیں نیلی ہونگی۔ وہ چپکے چپکے آپس
بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا (١٠٣) نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ
میں کہتے ہونگے کہ تم صرف کوئی دس دن ٹھہرے ہو گے یعنی دنیا میں یا قبر میں جس مدت کے متعلق وہ باہمی گفتگو کرتے ہونگے اسکی حقیقت کو ہم خوب جانتے
اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا (١٠٤) ع وَ
ہیں جبکہ اس گفتگو میں ان میں کا بہترین رائے رکھنے والا یوں کہے گا کہ نہیں تم صرف ایک ہی دن ٹھہرے ہو۔ اور

ع ٥ / ١٥ / ١٤

بچھڑے کے منہ میں ڈال دی اور اُس وقت میرے جی نے مجھ کو ایسی ہی صلاح دی ٭ یعنی میں نے جبرئیل کو دیکھا اور اُن کے پاؤں کے نیچے کی مٹی یا اُن کے گھوڑے کے پاؤں کے نیچے کی مٹی میں ایک ... تو میں نے وہ مٹی ایک مٹھی بھر کر رکھ لی اور اُس مٹی کو اس بچھڑے کے منہ میں ڈال دیا اُس سے یہ آواز پیدا ہوگئی اور یہ بات میں نے اپنے جی سے کی اور میرے نفس نے یہی بات مجھ کو درست بتائی یہ جبرئیل کا آنا یا تو فرعون کے غرق ہونیکے وقت کا ہوگا یا کوئی حکم لیکر آئے ہوں گے اُس وقت کا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس وقت بنی اسرائیل بیچ دریا میں بیٹھے فرعون ساتھ فوج کے پیٹھا جبرئیل بیچ میں ہوگئے کہ اُن کو اُن تک نہ ملنے دیں سامری نے پہچانا کہ یہ جبرئیل ہیں اُن کے پاؤں کے نیچے سے مٹھی بھر مٹی اٹھالی وہی اب اس سونے کے بچھڑے میں ڈال دی سونا تھا کافروں کا مال لیا ہوا فریب سے اس میں مٹی پڑی برکت کی حق اور باطل مل کر ایک کرشمہ پیدا ہوا کہ روح جان دار کی اور آواز اُس میں ہوگئی ایسی چیزوں سے بہت بچنا چاہئے اس سے بت پرستی بڑھتی ہے ۱۲ (۹۶) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا چل جا دُنیوی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے کہ کوئی مجھ کو ہاتھ نہ لگائے اور تیرے لئے ایک اور بھی وعدہ مقرر ہے جس کا تجھ سے ہرگز خلاف نہ کیا جائیگا اور وہ تجھ سے ٹلنے والا نہیں۔ اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کی پرستش پر تو جما بیٹھا تھا یقیناً ہم اس کو جلا ڈالیں گے اور اس کے ذروں کو دریا میں بہادیں گے ٭ یعنی دنیا کی سزا یہ کہ کسی سے مس نہ ہو اور اچھوتوں کی طرح ہر ایک سے بچکر چلے اور بھاگتا پھرے سوسائٹی میں کوئی درجہ نہ ہو اور آخرت میں عذاب کا وعدہ جس کا خلاف نہ ہوگا۔ رہا یہ معبود باطل تو اس کو ہم ابھی ختم کئے دیتے ہیں اسکو آگ میں جلاکر اس کی راکھ اور اس کے ذروں کو دریا میں بہاکر ختم کریں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا میں اس کو یہی سزا ملی کہ وہ بنی اسرائیل کے لشکر سے باہر الگ رہتا تھا اگر وہ کسی سے ملتا یا کوئی اس سے دونوں کو تپ چڑھتی اس مارے وہ لوگوں کو دور کرتا اور ایک وعدہ ہے کہ خلاف نہ ہوگا شاید عذاب آخرت ہے اور شاید دجال کا نکلنا وہ بھی یہود میں اسی کا فساد پورا کرے گا جیسے ہمارے پیغمبر مال بانٹتے تھے ایک شخص نے کہا انصاف سے بانٹو فرمایا اس کی جنس کے لوگ نکلیں گے وے خارجی نکلے کہ لگے اپنے پیشواؤں پر اعتراض پکڑنے جو کوئی دین کے پیشواؤں پر طعن کرے وہ ایسا ہی ہے ۱۲ جو لوگ بچھڑے کو لحم شحم کا کہتے ہیں اُن کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ بچھڑے کو ذبح کرکے جلائیں گے اور اس کی راکھ کو دریا میں بہادیں گے اور جو لوگ اس کو محض سونے کا مجسمہ کہتے ہیں ان کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ اس کو آگ میں گلاکر ریتی سے اس کا برادہ کرنے کے بعد دریا میں بہادیں گے۔ ہم نے تیسیر میں دونوں خیالات کی ترجمانی کی ہے واللہ اعلم (۹۷) بس تمہارا معبود حقیقی تو صرف اللہ تعالیٰ ہے اُس کے سوا کوئی اور عبادت اور پرستش کے قابل نہیں وہ اللہ تعالیٰ از روئے علم تمام چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے ٭ یعنی اس کے احاطۂ علمی سے کوئی چیز باہر نہیں (۹۸) جس طرح ہم نے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ سنایا اسی طرح ہم آپ کو واقعات گزشتہ کی خبریں بھی سناتے ہیں اور ہم نے اپنے پاس سے آپ کو ایک پڑھنے کی اور نصیحت کی کتاب دی ہے ٭ یعنی آپ کو قرآن عنایت کیا ہے جس میں واقعات گزشتہ کی خبریں بھی ہیں اور وہ قرآن آپ کی نبوت پر دلیل بھی ہے (۹۹) جو لوگ اس نصیحت کی کتاب یعنی قرآن حمید سے روگردانی کریں گے وہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے (۱۰۰) یہ لوگ ہمیشہ اس بوجھ کے تلے دبے رہیں گے اور یہ بوجھ ان کیلئے قیامت میں بہت ہی بُرا ہوگا (۱۰۱) قیامت کا دن وہ ہے جس دن صور میں پھونکا جائیگا اور ہم اس دن مجرموں کو اس حال میں جمع اور اکٹھا کریں گے کہ ان کی آنکھیں نیلی اور کرنجی ہوں گی ٭ یہ منکرین قرآن کی سزا کا ذکر ہے جو قرآن سے منہ پھیرتے ہیں اور قرآن کی تعلیم پر ایمان نہیں لاتے وہ قیامت کے دن عذاب الٰہی کے بوجھ میں دبے ہوئے ہوں گے اور وہ اس بوجھ میں ہمیشہ دبے رہیں گے اور قیامت کے دن اُن کا حشر اس حال میں ہوگا کہ اُن کی آنکھیں نیلی اور کرنجی ہوں گی یعنی بدصورت اور بدنما۔ بعض نے کہا ہے کہ اندھے ہوں گے (۱۰۲) وہ چپکے چپکے آپس میں کہتے ہوں گے کہ تم دنیا میں یا قبر میں صرف دس روز ٹھہرے ہو ٭ یعنی میدان حشر کے عذاب اور ہول سے متاثر ہوکر دنیا کے قیام یا قبر کے قیام کا اندازہ دس دن لگائیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (باقی ۵۰۹ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۰۸) یعنی اندھے یا یوں ہی نیلی ہوں گی بدنمائی کے واسطے ۱۲ (۱۰۳) جو کچھ یہ کہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں جبکہ ان میں سے بہترین رائے اور اچھی راہ رکھنے والا یوں کہے گا کہ نہیں تم تو صرف ایک دن رہے ہوگے ؛ یعنی میدان حشر میں جو خفیہ سرگوشیاں کرتے ہیں وہ ہم کو سب معلوم ہے جبکہ ان میں سے ایک اچھی رائے کا سمجھدار اور ہوشیار یوں کہے گا کہ دس دن کس کے تم تو صرف ایک دن رہے ہوگے۔ اس کو امثلھم طریقۃ اس لئے فرمایا کہ اس نے وہاں کے عذاب اور وہاں کی ہولناکی کا دوسروں سے بہتر اندازہ کیا یہ نہیں کہ تحدید میعاد کا اندازہ صحیح ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا میں رہنا اتنا نظر آوے گا یا قبر میں رہنا ۱۲۔ ہم کو خوب معلوم ہے یعنی چپکے کہنا ہم سے نہیں چھپتا ۱۲ (۱۰۴) تفسیر صفحہ ہذا :- اور اے پیغمبر وقوع قیامت کے سلسلے میں لوگ آپ سے پہاڑوں کے متعلق

وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْجِبَالِ فَقُلْ يَنسِفُهَا رَبِّى نَسْفًا ﴿١٠٥﴾

اے پیغمبر لوگ آپ سے پہاڑوں کی نسبت پوچھتے ہیں سو آپ فرمادیجئے کہ ان پہاڑوں کو تو میرا رب بالکل اڑادے گا۔

فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ﴿١٠٦﴾ لَّا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَآ أَمْتًا ﴿١٠٧﴾

پھر زمین کو ایک ایسا ہموار میدان کردے گا۔ کہ جس میں تو اے مخاطب کہیں کوئی موڑ دیکھے گا اور نہ کہیں کوئی ٹیلا۔

يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ ٱلدَّاعِىَ لَا عِوَجَ لَهُۥ ۖ وَخَشَعَتِ ٱلْأَصْوَاتُ

اُس دن سب لوگ بغیر کسی انحراف کے ایک بُلانے والے کے کہنے پر ہولیں گے اور تمام آوازیں رحمان کے

لِلرَّحْمَٰنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ﴿١٠٨﴾ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ ٱلشَّفَٰعَةُ

سامنے پست ہوجائیں گی اور اے مخاطب تو پاؤں کے چلنے کی آہٹ کے سوا کوئی آواز نہ سنے گا۔ اُس دن کسی کے حق میں سفارش نفع

إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ ٱلرَّحْمَٰنُ وَرَضِىَ لَهُۥ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾ يَعْلَمُ مَا

نہ دیگی مگر اس شخص کے حق میں جس کیلئے رحمان نے شافع کو اجازت دی ہو اور اُس کیلئے شافع کا بولنا پسند کرلیا ہو۔ وہ سب لوگوں کے تمام

بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلْمًا ﴿١١٠﴾ وَ

اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور لوگ از روئے علم معلومات باری تعالیٰ کا احاطہ نہیں کرسکتے۔ اور

عَنَتِ ٱلْوُجُوهُ لِلْحَىِّ ٱلْقَيُّومِ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ﴿١١١﴾

اُس زندہ اور ہمیشہ رہنے والے کے روبرو سب کے چہرے جھکے ہوئے ہونگے اور یقیناً وہ شخص نامراد رہے گا جو ظلم کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا۔

وَمَن يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا

اور جس نے نیک عمل کئے ہوں گے اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کو کسی نہ کسی بے انصافی کا خوف ہوگا اور نہ کسی نقصان

وَلَا هَضْمًا ﴿١١٢﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِيًّا وَصَرَّفْنَا

اور دباؤ کا۔ اور اسی طرح ہم نے اس تمام قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور ہم نے اس میں طرح طرح سے

فِيهِ مِنَ ٱلْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ﴿١١٣﴾

ڈرانے کی باتیں بیان کی ہیں تاکہ لوگ پرہیزگاری اختیار کریں یا یہ قرآن ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت پیدا کردے۔

فَتَعَٰلَى ٱللَّهُ ٱلْمَلِكُ ٱلْحَقُّ ۗ وَلَا تَعْجَلْ بِٱلْقُرْءَانِ مِن قَبْلِ

سو اللہ تعالیٰ جو حقیقی بادشاہ ہے بہت بلند مرتبہ ہے اور اے پیغمبر آپ قرآن میں قبل اس کے کہ آپ پر اُس کی وحی پوری

دریافت کرتے ہیں کہ ان کا کیا ہوگا آپ فرمادیجئے کہ ان پہاڑوں کو میرا پروردگار بالکل اڑادے گا ؛ یعنی ان کو ریزہ ریزہ کرکے ہوا میں اڑا دے گا۔ (۱۰۵) پھر زمین کو ایک ایسا ہموار اور صاف میدان کرچھوڑے گا اور ایسا میدان کردے گا (۱۰۶) کہ جس میں تو اے مخاطب نہ کوئی موڑ اور ناہمواری دیکھے گا اور نہ کوئی ٹیلا اور بلندی نظر آئے گی ؛ یعنی زمین ایک صاف اور چٹیل میدان ہوجائے گی (۱۰۷) اُس دن تمام لوگ بغیر کسی انحراف کے ایک بلانے اور پکارنے والے کی آواز اور کہنے پر چل پڑیں گے اور تمام آوازیں رحمان کے سامنے پست ہوجائیں گی اور اے مخاطب تو سوائے پاؤں کے چلنے کی آہٹ اور کھس کھساہٹ کے کوئی آواز نہیں سنے گا ؛ یعنی اُس دن حضرت اسرافیلؑ کے بُلانے پر سب لوگ بغیر کسی انحراف اور بغیر کسی اکڑ کے قبروں سے نکل کر چل پڑیں گے نہ بُلانے والے کی بات میں کوئی ٹیڑھ نہ حاضر ہونے والوں کی چال میں کوئی اکڑ اور اینٹھ اور خوف و ہیبت کے مارے تمام آوازیں پست ہوجائیں گی۔ لوگوں کے چلنے کی کھس کھساہٹ اور کھس کھس کی آواز کے کوئی آواز تو اے مخاطب نہ سنے گا (۱۰۸) اُس دن کسی کے حق میں سفارش نفع نہیں دیگی اور شفاعت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا مگر ہاں اُس شخص کو شفاعت کا فائدہ حاصل ہوگا جس کے لئے رحمان نے شافع کو اجازت دی ہو اور اُس کیلئے شافع کی بات کو پسند کرلیا ہو ؛ یعنی سفارش اُس کے حق میں مفید ہوگی جس کے لئے رحمان اجازت دے اور اس کا بولنا پسند کرے، مراد یہ ہے کہ وہ جس کی سفارش کی جائے وہ مومن ہو کافر کے لئے نہ سفارش کی اجازت نہ سفارش مفید اور مقبول حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اُس کی سفارش چلے گی ۱۲ خلاصہ یہ کہ شافع ماذون ہو اور مشفوع لہ مسلمان (۱۰۹) وہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے اگلے اور پچھلے احوال کو جانتا ہے اور مخلوق باعتبار اپنے علم کے معلومات باری تعالیٰ کا احاطہ نہیں کرسکتی ؛ یعنی اللہ تعالیٰ تو مخلوقات کے تمام حالات اور معلومات کو جانتا ہے لیکن سب لوگ حضرت حق تعالیٰ کی معلومات کا احاطہ نہیں کرسکتے (۱۱۰) اور اُس زندہ اور ہمیشہ رہنے والے کے آگے سب کے چہرے جھکے ہوئے ہوں گے اور بلاشبہ وہ شخص نامراد اور ناکام ہوگا جو ظلم لے کر آیا ہوگا اور اُس پر ظلم لدا ہوا ہوگا ؛ یعنی جس پر شرک کا بار عظیم ہوگا اور شرک لدا ہوا ہوگا وہ بالکل ہی ناکام اور نامراد رہے گا

چہرے جھکے ہوئے ہوں گے یعنی بڑے بڑے متکبر و سرکش حضرت حق کی جناب میں سرنگوں ہوں گے اور کوئی جاحد و منکر ایسا نہ ہوگا جو حی و قیوم کے روبرو سجدہ کناں نہ ہو (۱۱۱) اور جو شخص نیک عمل کا پابند رہا ہوگا درآنحالیکہ وہ مومن بھی ہو تو اُس کو نہ کسی ناانصافی کا خوف ہوگا اور نہ کسی نقصان اور دباؤ کا ؛ یعنی جو مسلمان نیک اعمال کا پابند ہوگا تو اُس کو کامل ثواب ملے گا اور ثواب کے ملنے میں کسی بے انصافی اور دباؤ کا اندیشہ نہ ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اُس پر زور نہ ہوگا اللہ کے ہاں انصاف ہے (۱۱۲) اور ہم نے جس طرح یہ مذکورہ باتیں اور مضامین بیان کئے ہیں اسی طرح ہم نے اس پورے قرآن کو عربی زبان کا نازل کیا ہے اور ہم نے اس میں طرح طرح سے ڈرانے کی باتیں سنائیں تاکہ لوگ ان کو سُن کر پرہیزگاری اور تقویٰ اختیار کریں اور عذاب کی باتوں سے ڈریں یا یہ قرآن ان میں سوجھ بوجھ پیدا کردے ؛ یعنی جس طرح اوپر کے مضامین صاف صاف مذکور ہیں اسی طرح ہم نے پورے قرآن کو عربی زبان میں نازل کیا ہے اور اس وعید یعنی قیامت اور عذاب کے وعدوں کو مختلف (باقی صفحہ ۵۱۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۰۹) طریقوں سے بار بار بیان کیا ہے تاکہ لوگ ڈریں اور تقویٰ کی راہ اختیار کریں اور اگر کامل خوف خشیت اور تقویٰ و پرہیزگاری نہ بھی حاصل ہو تو کم از کم سوچنے سمجھنے کی ان میں قرآن صلاحیت ہی پیدا کر دے اور اس صلاحیت کے بعد ان کو اپنے انجام کی فکر ہو جائے اور یہ دین حق کو قبول کریں (۱۱۳) تفسیر صفحہ ہذا۔ سو اللہ تعالیٰ جو حقیقی بادشاہ ہے وہ بہت بلند مرتبہ ہے اور اس کا درجہ بہت بلند ہے اور اے پیغمبر آپ قرآن میں قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی کا پورا نزول ہو چکے جلدی نہ کیا کیجیے۔ اور آپ ہم سے یوں دعا کیا کیجیے کہ اے پروردگار میرا علم بڑھا دے اور میرا علم زیادہ کر دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت یہ تھی کہ جب قرآن کا نزول ہوتا تو آپ حضرت جبریلؑ کیساتھ اس خوف سے کہ کہیں بھول نہ جائیں جلدی جلدی پڑھتے جاتے تھے اس سے منع فرمایا اور ارشاد ہوا کہ آپ عجلت سے کام نہ لیجئے بلکہ ہم سے دعا کیا کیجئے کہ میرے علم میں ترقی اور اضافہ فرما دیجئے۔ اس دعا میں تمام باتیں شامل ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ جبریلؑ جب قرآن لاتے حضرتؐ ان کے پڑھنے کے ساتھ

اَنْ یُّقْضٰۤى اِلَیْكَ وَحْیُهٗ٘ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ﴿۱۱۴﴾ وَ
نازل ہو چکے جلدی نہ کیا کیجیے اور یوں دعا کیجیے کہ اے میرے رب میرے علم میں ترقی اور اضافہ فرما۔ در
لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ
ہم نے اب سے بہت پہلے آدمؑ سے عہد لیا تھا مگر وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں استقلال
عَزْمًا ﴿۱۱۵﴾ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ
نہ پایا۔ اور وہ وقت یاد کیجیے جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدمؑ کے سامنے سجدہ کرو تو ان سب نے سجدہ کیا
اِبْلِیْسَ اَبٰى ﴿۱۱۶﴾ فَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ
مگر ابلیس نے اس نے تعمیل حکم سے انکار کیا۔ پھر ہم نے کہا اے آدمؑ یہ ابلیس یقیناً تیرا اور تیری بیوی کا
لِزَوْجِكَ فَلَا یُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴿۱۱۷﴾ اِنَّ لَكَ
دشمن ہے سو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دونوں کو جنت سے باہر نکلوا دے پھر تو مصیبت میں پڑ جائے۔ جنت میں تیرے لئے
اَلَّا تَجُوْعَ فِیْهَا وَ لَا تَعْرٰى ﴿۱۱۸﴾ وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِیْهَا وَ لَا
یہ بات ہے کہ یہاں نہ تو بھوکا رہے گا اور نہ ننگا۔ اور نہ یہاں تو پیاسا رہے گا اور نہ دھوپ کی تکلیف
تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾ فَوَسْوَسَ اِلَیْهِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ
اٹھائیگا۔ پھر شیطان نے آدمؑ کے قلب میں وسوسہ ڈالا آدم سے کہنے لگا اے آدم کیا میں تجھ کو ہمیشہ زندہ رکھنے والا درخت
عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا یَبْلٰى ﴿۱۲۰﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا
بتا دوں اور نیز ایسی بادشاہت بتا دوں جو کبھی پرانی نہ ہو۔ چنانچہ ان دونوں میاں بیوی نے اس ممنوعہ درخت میں سے کھا لیا
سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ٘ وَ
اس پر ان دونوں کی شرم گاہیں ان پر کھل گئیں اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے ملا ملا کر رکھنے لگے اور
عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿۱۲۱﴾ ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَیْهِ وَ
آدمؑ نے اپنے رب کے حکم کی بجا آوری میں قصور کیا اور وہ غلطی میں پڑ گیا۔ پھر توبہ کے بعد اس کے رب نے اسکو نوازا اور اسکی توبہ قبول فرمائی اور
هَدٰى ﴿۱۲۲﴾ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِیْعًۢا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
اسکو صحیح راہ پر قائم رکھا۔ خدا نے کہا تم دونوں کے دونوں بہشت سے نیچے اتر جاؤ درآنحالیکہ تم ایک دوسرے کے دشمن

آپ بھی پڑھتے جاتے کہ بھول نہ جاویں اس کو پہلے
منع فرمایا تھا سورۂ قیامت میں اور تسلی کر دی کہ
اس کا یاد رکھوانا اور لوگوں تک پہنچوانا ذمہ ہمارا ہے
لیکن بندہ بشر ہیں شاید بھول گئے ہوں پھر تقیّد کیا
اور بھولنے پر قصہ فرمائی آدمؑ کی ۔ حقیقی بادشاہ کی
بلندی کا ذکر آیت کی ابتدا میں فرمایا کیوں کہ اس شان
کا قرآن نازل فرمانا جو نجات کی راہیں بتاتا ہے اور دین
و دنیا کی فلاح تعلیم کرتا ہے یہ بادشاہ حقیقی ہی کا کام
ہے (۱۱۴) اور بلاشبہ ہم نے اب سے بہت
ع ٦ پہلے آدم کو تاکید کی تھی اور حکم دیا تھا مگر وہ
١١ بھول گیا اور بے احتیاطی سے کام لیا اور
١٥ یاد نہ رکھا اور ہم نے اس میں پختگی اور استقلال
نہ پایا ۔ یعنی حضرت آدمؑ نے اس حکم اور تاکید
کو یاد نہ رکھا جس چیز کے کھانے سے منع کیا تھا اس
کے کھانے میں مبتلا ہو گئے ہم نے اس کے ارادے
میں ہمت و استقلال اور پختگی اور ثابت قدمی
نہ پائی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہی جو دانا
کھا لیا بھول گئے یعنی قائم نہ رہے (۱۱۵) اور وہ وقت
قابل ذکر ہے جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدمؑ
کے سامنے سجدہ کرو اس پر سب فرشتوں نے سجدہ کیا
مگر ابلیس نے اس ابلیس نے تعمیل سے انکار کیا (۱۱۶)
پھر ہم نے آدمؑ سے کہا اے آدمؑ یہ ابلیس یقیناً تیرا اور
تیری بیوی کا دشمن ہے سو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ تم دونوں
کو کسی غلطی کے ارتکاب کے باعث جنت سے نکلوا دے
پھر تو تکلیف و مصیبت میں پڑ جائے ۔ یعنی ابلیس تجھ
کو کسی غلطی پر بہکا کر آمادہ کر دے اور تم دونوں جنت
سے نکال دئے جاؤ اور معیشت کے چکر میں پھنس جاؤ
چونکہ بیوی کی ذمہ داری بھی خاوند پر ہوتی ہے اس لئے
آدمؑ کو مشقت میں مبتلا ہونے سے ہوشیار کیا اگرچہ
پریشانی بیوی کو بھی ہوتی ہے (۱۱۷) جنت میں تیرے
لئے یہ بات ہے کہ یہاں نہ تو بھوکا رہے گا اور نہ ننگا
(۱۱۸) اور نہ یہاں تو پیاسا رہے گا اور نہ دھوپ
کی تکلیف اٹھائے گا ۔ یعنی بھوک پیاس برہنگی اور
دھوپ ان تمام تکالیف سے یہاں محفوظ ہو اور اگر
شیطان کے بہکانے سے کوئی غلطی کر بیٹھے اور یہاں
سے نکال دئیے گئے تو ہر قسم کی تکلیف اور مشقت میں
مبتلا ہو جاؤ گے (۱۱۹) پھر شیطان نے آدمؑ کے جی میں
وسوسہ ڈالا اُن سے کہنے لگا اے آدمؑ کیا میں تجھ کو
ہمیشہ زندہ رکھنے والا درخت بتا دوں نیز ایسی بادشاہت

بتا دوں جو کبھی پرانی نہ ہو ۔ ممنوعہ درخت کے کھانے پر یہ کہہ کر ابھارا کہ تم کو ایسا درخت بتا دوں جس کی خاصیت یہ ہو کہ اس کے کھانے سے ہمیشہ زندہ اور خوش و خرم رہو اور ایسی بادشاہی ملے جو لازوال ہو نہ اس میں ضعف آئے نہ کبھی پرانی ہو۔ لازوال حکومت اور لازوال زندگی کا لالچ دیکر شجر ممنوعہ کے کھانے پر آدمؑ و حوا کو آمادہ کر دیا (۱۲۰) اس وسوسے اور کہنے کا یہ اثر ہوا کہ دونوں میاں بیوی نے اس درخت میں سے کھا لیا بس کھاتے ہی دونوں کی شرم گاہیں اُن پر کھل گئیں اور وہ دونوں جنت کے پتے ملا ملا کر اپنے اوپر رکھنے لگے اور آدمؑ نے اپنے پروردگار کے حکم کی بجا آوری میں قصور کیا اور وہ غلطی میں پڑ گیا ۔ یعنی آدم پر شیطان کا داؤں چل گیا اور اس سے کوتاہی سرزد ہوگئی اور ہمیشگی حاصل کرنے کے لئے غلطی میں پڑ گئے شرم گاہیں کھل گئیں اور برہنہ ہونے کی حالت میں اپنے اپنے بدن پر پتے چپکانے لگے اور معذرت کرنے لگے معذرت کے بعد ارشاد ہوتا ہے (۱۲۱) پھر توبہ کے بعد اس کے پروردگار نے اس کو نوازا اور مقبول بنا لیا اور اسکی توبہ قبول فرمائی اور اسکو راہ راست پر قائم رکھا (باقی ۵۱۱ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۱۰) یعنی اس پر مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی اس کو نواز دیا اور صحیح راہ پر قائم رکھا یعنی اس سے پھر غلطی کا ارتکاب نہیں ہوا (۱۲۲) شجر ممنوعہ میں سے کھانے کے بعد ارشاد ہوا تم دونوں جنت سے نیچے اُتر جاؤ درآں حالیکہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہوگے یعنی تمہاری اولاد باہم ایک دوسرے کی دشمن ہوگی تفسیر صفحہ ہذا۔ پھر اگر میری جانب سے تمہارے پاس کوئی ہدایت پہونچے تو اس ہدایت پہونچنے کے بعد جو شخص میری ہدایت کی پیروی کریگا تو وہ نہ بے راہ ہوگا اور نہ وہ تکلیف میں مبتلا ہوگا اور شقاوت و بدبختی سے دور رہے گا ۞ جنت سے نکالتے وقت تعلق کو منقطع نہیں فرمایا بلکہ یوں ارشاد ہوا کہ اولادِ آدمؑ میں باہم دشمنی ہوگی اور آپس میں پھوٹ ہوگی میں تمہارے پاس بذریعہ کتاب اور پیغمبر اپنی ہدایت بھیجوں گا پھر اگر تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو رسول کا کہنا ماننا اور کتاب پر عمل کرنا جو بذریعہ کتاب و رسول پہنچی ہوئی میری ہدایت کی اتباع اور پیروی کرے گا تو وہ دنیا میں گمراہی سے مامون اور قیامت میں شقاوت سے محفوظ رہے گا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک دوسرے کی دشمن بنے اُن کی اولاد جیسا آپس میں رفاقت کرکے گناہ کیا اس رفاقت کا بدلا یہ ملا کہ اولاد آپس میں دشمن ہوئی ۱۲ (۱۲۳) جو شخص میری اس نصیحت سے اعراض اور روگردانی کرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا اور نابینا کرکے اُٹھائیں گے ۞ یعنی جو اس بھیجی ہوئی نصیحت سے روگردانی کا مرتکب ہوگا تو ہم قیامت سے پہلے اس پر دنیا اور قبر کی زندگی تنگ کردیں گے اور قبر سے اندھا اُٹھائیں گے۔ یعنی نہ دنیا میں چین نصیب ہوگا اور نہ قبر میں ۔ چین اور اطمینان تو موقوف ہے ذکرِ الٰہی پر وہ نصیب نہیں تو ایسوں کو اطمینان کہاں اور جب محشر میں اندھا بن کر آئیگا تو گھبرا کر کہے گا (۱۲۴) اے میرے پروردگار آپ نے مجھے اندھا کرکے کیوں اٹھایا حالانکہ میں تو دیکھنے والا تھا ۞ یعنی میں تو خاصہ اچھا بھلا دیکھتا بھالتا تھا آج میدانِ حشر میں مجھے اندھا کیوں کردیا (۱۲۵) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا جیسی تجھ کو سزا دی گئی ایسا ہی تیرا عمل تھا ہماری آیات واحکام تیرے پاس پہونچے تھے سو تو نے اُن کو بھلا دیا اور ان کا کچھ خیال نہ کیا لہٰذا آج تجھ کو بھی اُسی طرح فراموش کردیا جائیگا ۞ یعنی ہمارے احکام تیرے پاس پہونچے تھے تو نے اُن کی کچھ پروا نہ کی اور اُن احکام کا کچھ خیال نہ کیا اُن احکام سے غفلت برتی اور بالکل ہی بھلا دیا۔ بس اس طرح آج تیرا بھی خیال نہ رکھا جائیگا اور تیرے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا جائیگا جیسے کسی بھلائے ہوئے شخص سے کیا جاتا ہے تجھ کو جو سزا دی گئی وہ تیرے عمل کے مناسب دی گئی ہے پھر تو تعجب کیوں کرتا ہے (۱۲۶) اور ہم اسی طرح ہر اُس شخص کو بدلا دیں گے جو حدِ عبودیت سے بڑھ جائے اور حد سے تجاوز کرے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور یقیناً آخرت کا عذاب بڑا سخت اور بڑا ہی دیر پا ہے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آیتوں کو بھلا دیا یعنی عمل نہ کیا اور یقین نہ لایا اور پیغمبر نے فرمایا کہ میری اُمت کے سارے گناہ مجھ کو دکھائے اس سے بڑھ کر گناہ نہ دیکھا کہ قرآن کی کوئی آیت کسی کو یاد ہوئی پھر اُس نے بھلا دی۔ یعنی یہ عذاب اندھے ہونے کا حشر میں ہے اور دوزخ میں اور زیادہ ۱۲ (۱۲۷) کیا ان لوگوں کو اس بات سے بھی ہدایت نصیب نہ ہوئی اور ان کو ہدایت میسر نہ ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں اور بہت سے ایسے گروہوں کو ہلاک کرچکے ہیں کہ جن کے رہنے اور بسنے کے مکانوں اور مقامات میں یہ کفارِ مکہ جاتے آتے اور چلتے پھرتے ہیں بلاشبہ ان قوموں کی تباہی میں اہلِ عقل و فہم کے لئے بڑی نشانیاں ہیں ۞ یعنی جو بستیاں اپنی نافرمانی کے باعث ان سے پہلے ہلاک کی جاچکی ہیں اور یہ ان کے اُجڑے ہوئے مکانوں اور کھنڈروں میں چلتے پھرتے ہیں اور سفر میں وہ مقامات ان کی گزرگاہ بھی ہیں انہیں دیکھ کر انہیں ہدایت و بصیرت اور عبرت نہیں ہوتی اگر ان کو عقل ہوتی اور یہ فہم سے کام لیتے تو سابقہ اقوام کی تباہی میں موعظت اور ہدایت کی بڑی بڑی نشانیاں مضمر ہیں (۱۲۸) اور اگر آپ کے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہوچکی ہوتی اور ایک وقت کا تقرر اور تعین نہ ہوچکا ہوتا تو ان پر یقینی طور پر عذاب لازم ہوجاتا ۞ یعنی حضرت حق تعالیٰ ان کی گرفت کے متعلق اگر ایک بات پہلے طے اور ذکر چکا ہوتا اور ان کے عذاب کا وقت مقرر نہ فرماتا تو ان پر عذاب لازم ہوجاتا اور ان کا بھینٹا ہوچکا ہوتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آخر وعدے پر بھینٹا ہوا کافروں اور مسلمانوں میں ۱۲ (۱۲۹) سوائے پیغمبر

عَدُوٌّ ۚ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى ۵ فَمَنِ اتَّبَعَ

ہوگے۔ پھر اگر تمہارے پاس میری جانب سے کوئی ہدایت پہونچے تو جو شخص میری اس ہدایت کی

هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن

پیروی کریگا تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ تکلیف میں مبتلا ہوگا - اور جو شخص میری اس نصیحت سے

ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ

روگردانی کرے گا تو اس کو ایسی زندگی نصیب ہوگی جو تنگ ہوگی اور ہم اُس کو قیامت کے دن

الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ

اندھا کرکے اُٹھائیں گے - وہ کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اُٹھایا حالانکہ

كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَ

میں تو دیکھنے والا تھا - خدا تعالیٰ فرمائیگا تو نے ایسا ہی عمل کیا تھا کہ ہماری آیتیں تیرے پاس پہنچی تھیں سو تو ان آیتوں کو بھول گیا

كَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ﴿١٢٦﴾ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ

اور جس طرح تو نے ان کو بھلایا اسی طرح آج تو بھی فراموش کردیا جائیگا اور اسی طرح ہم اُس شخص کو بدلا دیں گے جو حد سے گزر جائے

يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ﴿١٢٧﴾

اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لائے اور یقیناً آخرت کا عذاب بڑا ہی سخت اور بہت ہی دیر پا ہے۔

أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ

کیا ان لوگوں کو اس بات سے بھی ہدایت حاصل نہ ہوئی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی ایسی قوموں کو ہلاک کرچکے ہیں کہ جن کے

فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿١٢٨﴾ وَلَوْلَا

ع ۱۴ / ۱۶

رہنے اور بسنے کے مکانوں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں بیشک ان قوموں کی تباہی میں اہلِ عقل کیلئے بڑی نشانیاں ہیں - اور اگر آپ کے

كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿١٢٩﴾

رب کی طرف سے ایک بات کی پہلے اور ایک وقت کا تعین نہ ہوچکا ہوتا تو ان پر عذاب لازمی طور پر ہو جاتا۔

فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

سو جو کچھ یہ کافر کہتے ہیں اے پیغمبر اس پر آپ صبر کرتے رہیے اور آفتاب نکلنے سے

Marfat.com

یہ کافر جو کچھ کہتے ہیں اس پر آپ صبر کیجئے اور برداشت سے کام لیجئے اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیجئے اور رات کی بعض گھڑیوں میں اپنے رب کی پاکی بیان کیا کیجئے اور دن کے کناروں اور حدوں پر بھی پاکی بیان کیا کیجئے۔ شاید کہ آپ راضی اور خوش ہوں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دن کی حدوں پر یعنی پہر پہر پر وقت ہے نمازوں کے سوائے پہلے پہر کے تو راضی ہوگا یعنی اُمت کو مدد ہوگی دنیا میں اور بخشش گناہوں کی آخرت میں تیری سفارش سے ۱۲ اپنے پیغمبر کو کفار کی جانب سے جو اذیتیں پہنچائی جاتی تھیں اُن کا علاج بتایا کہ صبر کرتے رہو اور نماز پڑھو۔ صبر کی تلقین اور نماز کی تاکید یہ علاج ہے کفار کے ستانے کا۔ اس آیت میں تمام نمازوں کی طرف اشارہ ہے قبل طلوع وغروب میں فجر و عصر کی طرف اشارہ ہے رات کی گھڑیوں میں مغرب عشا اور تہجد آگئی اور اطراف النہار میں ظہر کی نماز کی طرف اشارہ ہے بعض حضرات نے قبل غروبہا میں ظہر عصر کو شامل کیا ہے۔ اگر صبر کیا اور نماز کی پابندی رکھی تو اس قدر اجر و ثواب ملے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے یا یہ کہ آپ کی ایسی مدد ہوگی اور ستانے والے ایسے مغلوب ہوں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے یا یہ کہ آپ کی امت کو آپ کی سفارش سے بخشا جائیگا (۱۳۰) اور ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو دُنیوی زندگی کی رونق کا جو سامان برتنے کو دے رکھا ہے تاکہ ہم انکو اس سے آزمائیں آپ اُس سامان کی طرف آرزو بھری نظر نہ دوڑائیے اور آپ کے پروردگار کا عطیہ اور اُس کی دی ہوئی روزی بدرجہا بہتر اور دیرپا اور باقی رہنے والی ہے ؛ یعنی منکرین کے مختلف طبقات کو جو ہم نے آزمانے کے لئے رونق اور عیش کے سامان دے رکھے ہیں ان پر نظر نہ دوڑایئے اور استحسان و اعجاب اور تمنا کی نظر نہ ڈالیے یعنی اس سامان کو اچھا سمجھنا یا ان کے سامان کو تعجب یا ان کے سامان اور رونق کی تمنا کرنا اور للچائی ہوئی نظر نہ ڈالو۔ اور جو کچھ پروردگار نے دے رکھا ہے یا جو آخرت میں عطا ہونے والا ہے وہ آپ کے پروردگار کا عطیہ بدرجہا بہتر اور باقی رہنے والا ہے یعنی دائمی رونق اور عیش کے مقابلہ میں یہ سب کچھ بے حیثیت ہے اور نگاہ اٹھا کر دیکھنے کے قابل نہیں ہے ۔ یہ اپنے پیغمبر کو فرمایا دوسروں کے سنانے کو ورنہ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کفار کے سامان آرائش کو نگاہ بھر کے نہیں دیکھا (۱۳۱) اور آپ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی نماز کے پابند رہیے ہم آپ سے روزی نہیں مانگتے اور روزی نہیں طلب کرتے روزی تو ہم آپکو دیا کرتے ہیں اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے ؛ یعنی جو بات زیادہ اہم اور قابل توجہ ہے وہ تو نماز ہے اپنے متعلقین سے بھی پڑھوایئے اور خود بھی پابند رہیے کیونکہ خود ایک کام کو کرنا اور زبان سے دوسروں کو سمجھانا زیادہ مفید اور ابلغ ہے ہم آپ سے روزی نہیں طلب کرتے جس طرح دنیا کے آقا غلاموں کو روزی کمانے پر مجبور کرتے ہیں وہ آقا اور مالک روزی خود ہر ایک کو دیتا ہے وہ تو عبادت چاہتا ہے اور تمام مخلوق کو وہ خود روزی دیتا ہے اور انجام کار تقوی اور پرہیزگاری ہی کا بھلا ہے اس لئے کافروں کی رونق پر توجہ کرنے کی ضرورت نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اور خاوند غلام سے روزی کرواتے ہیں وہ خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے

طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ

پہلے اور آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی حمد کیساتھ پاکی بیان کیا کیجئے اور رات کی بعض گھڑیوں میں بھی اپنے رب کی پاکی بیان کیجئے

وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ﴿۱۳۰﴾ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ

اور دن کے کناروں پر بھی تاکہ آپ خوش ہوں ۔ اور ہم نے کافروں کے مختلف گروہوں کو دنیاوی زندگی کی

اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ

رونق کا جو سامان برتنے کو دے رکھا ہے تاکہ ہم اس سے ان کو آزمائیں آپ اس ساز و سامان کی جانب آرزو بھری نگاہ

لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ وَاْمُرْ اَهْلَكَ

کیجئے اور آپکے رب کا عطیہ اس ساز و سامان سے بدرجہا بہتر اور بہت زیادہ دیرپا ہے ۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی

بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ

نماز کا حکم کیجئے اور خود بھی نماز کے پابند رہیے ہم آپ سے روزی طلب نہیں کرتے روزی تو آپ کو ہم دیا کرتے ہیں

وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ﴿۱۳۲﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ

اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے ۔ اور یہ مشرک یوں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر اپنے رب کی جانب سے ہمارے پاس

رَّبِّهٖ ؕ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۳۳﴾ وَلَوْ اَنَّاۤ

کوئی نشانی کیوں نہیں لے آتا کیا ان لوگوں کے پاس کتب سابقہ کے مضامین کا مصداق نہیں پہنچا یعنی قرآن یا رسول ۔ اور اگر ہم انکو

اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَاۤ

اس مصداق کے پہنچنے سے قبل کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو اس وقت یہ لوگ یوں کہتے اے ہمارے رب تو نے

اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ

ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم قبل اس کے کہ عذاب سے خوار و رسوا ہوں تیرے احکام کی

وَنَخْزٰى ﴿۱۳۴﴾ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ

پیروی کرتے ۔ آپ ان سے فرما دیجئے تم اور ہم سب مستقبل کے منتظر ہیں سو تم اور انتظار کر دو اب عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا

مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِىِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ﴿۱۳۵﴾ ع

کہ سیدھی راہ چلنے والے کون ہیں اور راہ یافتہ کون ہے یعنی ہم یا تم ۔

ع ۸/۷ ۱۷

۱۲ (۱۳۲) اور یہ منکر یوں کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر اپنے پروردگار کی جانب سے ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں لے آتا کیا ان لوگوں کے پاس کتب سابقہ اور صحف سابقہ کے مضامین کا مصداق نہیں پہنچا ؛ یعنی جہاں ان مخالفین کے اور اعتراض ہیں منجملہ اُن کے یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ یہ کوئی نشانی خدا تعالیٰ کی جانب سے ہمارے پاس کیوں نہیں لے آتا حضرت حق جل مجدہٗ نے جواب میں فرمایا کہ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ اس رسول کا اور اس قرآن کا کتب سابقہ میں ذکر موجود ہے اور جو صحائف اور کتب پہلے پیغمبروں پر نازل ہوئی ہیں جو مضامین اُن میں تھے وہی اس قرآن میں آئے اور جن نبی آخر الزماں کا تذکرہ اُن میں آیا ہے اسی کے مصداق یہ پیغمبر تشریف لائے ہیں اتنی صاف اور واضح نشانی کی موجودگی میں اور کسی نشانی کا مطالبہ ایک لایعنی مطالبہ ہے خود قرآن ہی اتنا نشان ہے اور کتب سابقہ کے تمام مضامین کا محافظ اور معاون ہے کہ اس کے بعد کسی نشانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگلی کتابوں میں خبر ہے آخر زمانے کے رسول کی

باقی ضمیمہ میں

بقیہ صفحہ ۴۸۲

اس قوم کے افراد نے عرض کیا۔ شاید کسی ترجمان کے ذریعہ سے گفتگو ہوئی ہوگی۔ اے ذوالقرنین یاجوج ماجوج کی قوم کے لوگ اس سرزمین میں بہت فساد برپا کرتے ہیں تو کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ہم تیرے لئے بطور امداد کچھ روپیہ اور مال جمع کر دیں تاکہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک آڑ اور دیوار بنا دے ٭ یاجوج ماجوج کوئی قوم غیر معمولی طاقت کی مالک ہوگی۔ اگرچہ اس وقت تک اس قوم کا پتہ اور اس دیوار کا سراغ نہیں مل سکا لیکن کیا عجب ہے کہ مستقبل قریب یا بعید میں پتہ لگ جائے جس طرح بعض براعظم اب سے پہلے معلوم نہ تھے اور بعد میں معلوم ہوئے۔ یہ قوم ان کی مدافعت کی طاقت نہ رکھتی تھی اس لئے ذوالقرنین کو بڑا بادشاہ سمجھ کر اس سے درخواست کی اور اس نے منظور کر لی۔ اور اس درّے کو جس سے یاجوج ماجوج نکل کر مار دھاڑ کرتے تھے بند کر دیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آپس میں باچھ ڈال کر کچھ مال جمع کر دیں اس کو دیکھا بادشاہ صاحب فوج و اسباب صاحب حکم جانا کہ اس سے یہ کام ہوسکے گا یاجوج ماجوج عرب کی زبان میں نام ہے ایک قوم کا دو دادوں کی اولاد ایک یاجوج ایک ماجوج۔ نہیں معلوم کہ اس ملک میں ان کا کیا نام تھا۔ ترکوں کے ملک سے لگتے تھے اور قوم میں ترکوں کے بھائی تھے ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے مفسرین کے مختلف اقوال میں سے ایک قول کو اختیار کر لیا ہے (۹۴) ذوالقرنین نے کہا کہ میرے پروردگار نے مجھے جس مال پر اقتدار اور اختیار دیا ہے وہ بہتر اور کافی ہے یعنی چندہ جمع کرنے اور باچھ کا مال اکٹھا کرنے کی ضرورت نہیں البتہ تم اتنا کرو کہ ہاتھ پاؤں سے میری امداد کرو تو میں تمہارے اور ..... یاجوج ماجوج کے مابین ایک مضبوط دیوار بنا دوں اور اس درّے کو بند کر دوں ٭ یعنی میرے پروردگار نے مجھے جس مال پر تصرف کا اختیار دے رکھا ہے وہ کافی ہے۔ مجھے تو ہاتھ بٹانے والوں کی ضرورت ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مال میرے پاس بہت ہے مگر ہاتھ پاؤں سے ہمارے ساتھ تم بھی محنت کرو ۱۲ (۹۵) ٭

بقیہ صفحہ ۴۸۴

اہل تاریخ کا خیال ہے کہ یہ سکندر وہ ہے کہ جس کا پایۂ تخت یونان تھا اور یہی اسکندریہ کا بانی تھا۔ یہ سکندر حضرت مسیحؑ سے تقریباً تین سو برس پہلے ہوا تھا۔ کسی نے کہا وہ ایک رومی جوان تھا۔ کسی نے کہا اس کا نام عبداللہ بن ضحاک تھا۔ لیکن سہیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دو ذوالقرنین ہوئے ہیں ایک وہ جو یونانی ہے اور ایک وہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ہوا ہے اور ملت ابراہیمی کا پیرو تھا اور حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لایا تھا۔ قرآن میں جس ذوالقرنین کا ذکر ہے یہ وہی ذوالقرنین ہے ابن کثیر نے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ البتہ امام رازی نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ ذوالقرنین نبی ہو یا نہ ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ وہ سکندر ایک صالح۔ دیندار، مومن اور منصف مزاج بادشاہ تھا اور اس کے وزیر حضرت خضر تھے اور یونانی سکندر کافر اور اس کا وزیر ارسطو تھا اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ ابراہیمی ذوالقرنین اولیاء اللہ میں

سے ہو۔ رہی ذوالقرنین کی سد اور دیوار جس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے اُس کے متعلق قرآن و حدیث سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں (۱) وہ دیوار لوہے کی ہے (۲) اس دیوار کے دونوں سرے دو طرفہ پہاڑ سے ملے ہوئے ہیں جیسا کہ ہم نے کہا تھا کہ وہ ایک پہاڑی درہ اور گھاٹی ہے جو اس دیوار سے بند کر دی گئی ہے (۳) اس کا بنانے والا کوئی ذی مرتبت بادشاہ ہے (۴) اس دیوار کے اس پار جو یاجوج ماجوج ہیں وہ ابھی تک نہیں نکلے اور ظاہر نہیں ہوئے (۵) وہ لوگ ہر روز اس کو چھیلتے رہتے ہیں مگر ابھی تک کامیاب نہیں ہوئے۔ صرف حضورؐ کے زمانے میں ایک سوراخ اس میں ہو گیا تھا جس قدر وہ چھیلتے ہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ رات کو پھر اسی طرح کر دی جاتی ہے۔ قرب قیامت میں شام کو انشاء اللہ کہہ کر جائیں گے اور وہ رات کو درست نہ ہوگی اور دوسرے روز اس کو توڑ کر نکل آئیں گے (۶) وہ عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں نکلیں گے اور ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگی اور طاقت میں بھی عام انسانوں سے بہت زیادہ ہوں گے (۷) وہ دفعۃً حضرت عیسےؑ کی دعا سے مر جائیں گے اس وقت حضرت عیسیٰؑ اور ان کے ہمراہی طور پر پناہ گزیں ہوں گے اور دوسرے لوگ اپنے اپنے مکانوں میں بند ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ باوجود ترقی کے اور جغرافیائی تحقیق کے لوگ اس کا پتہ نہیں لگا سکے اور وہ ابھی تک پردہ اخفا میں ہے۔ جو کچھ قرآن نے فرمایا ہے اور جو کچھ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس کی تصدیق کرنی اور اس پر ایمان رکھنا چاہیے (۱۰۱)

کیا اب بھی منکرین دین حق کا یہ خیال ہے کہ وہ مجھ کو چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا کارساز اور اپنا حمایتی بنائیں اور میرے سوا میرے بندوں کو اپنا معبود و حاجت روا مقرر کریں بلاشبہ ہم نے ان منکروں کی مہمانی کو دوزخ تیار کر رکھی ہے ٭ یعنی میرے بندے مثلاً مسیح علیہ السلام اور فرشتہ وغیرہ جو میرے مملوک اور محکوم ہیں میرے مقابلہ میں ان کو اپنا معبود اور حمایتی پکڑیں۔ اس توقع پر کہ یہ قیامت میں ہم کو عذاب سے بچائیں گے تو یہ بات بالکل غلط ہے وہ ان کے کچھ کام آنے والے نہیں اور وہ اُس جہنم سے بچانے والے نہیں جو بطور مہمانی ان منکروں کے لئے ہم نے تیار کر رکھی ہے (۱۰۲)

بقیہ صفحہ ۴۸۸

گھبرا کر ایک کھجور کے سوکھے ہوئے درخت سے کمر لگا کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی میں اس حالت سے پہلے مر جاتی اور بھولی بسری ہو جاتی یعنی دنیا میں کوئی میرا نام لینے والا ہی نہ ہوتا اور میں بالکل نیست و نابود ہو چکی ہوتی (۲۳) اس وقت حضرت جبریلؑ نے بحکم خداوندی حضرت مریم جس ٹیلے پر بیٹھی تھیں اُس کے نیچے سے پکار کر کہا اے مریم غمگین نہ ہو تیرے پائیں اور اس ٹیلے کے نشیبی حصہ میں تیرے پروردگار نے ایک چشمہ اور نہر کو جاری کر دیا ہے ٭ یعنی حضرت مریم زمین کے ایک بالائی حصہ میں بیٹھی تھیں فرشتہ سامنے نہیں آیا بلکہ نشیب اور زیرین حصہ سے پکار کر کہا کہ غمگین نہ ہو غمگین اور پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ آپ کے نشیبی اور پائیں حصہ میں آپ کے پروردگار نے نہر جاری کر دی ہے یعنی ایک چشمہ پھوٹ نکلا ہے یہ پانی پینے اور نہلانے کے کام آئے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ آواز دی فرشتہ نے اور زمین میں ایک چشمہ پھوٹ نکلا ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت جبریلؑ اگر سامنے نہیں آئے

لیکن حضرت مریمؑ نے ان کی آواز پہچان لی ہوگی (۲۴) اور اے مریم اس سوکھی ہوئی کھجور کے تنے کو اپنی طرف ہلا اور اُس کو حرکت دے اس حرکت دینے اور ہلانے سے تجھ پر تر و تازہ اور پکی کھجوریں جھڑیں گی (۲۵)

بقیہ صفحہ ۴۹۳

تو یہ اپنی گمراہی کا پھل پانے والوں سے مستثنیٰ ہوں گے اور یہ لوگ جنتی ہوں گے اور جزا دیتے وقت ان کا نقصان اور کوئی حق تلفی نہ ہوگی (۶۰) وہ جس میں داخل ہوں گے وہ دائمی اور ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کا رحمان نے اپنے بندوں سے بن دیکھے اور غائبانہ وعدہ فرمایا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر سب پہنچا ٭ غیب پر ایمان لانے کا صلہ یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دیکھی جنت کا وعدہ فرما لیا اور اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا وعدہ فرمایا ہے بندے اُس کو ضرور پہنچیں گے اور ضرور حاصل کر کے رہیں گے۔ ماتیا کا ترجمہ ہم نے دونوں طرح کر دیا ہے (۶۱) یہ جنتی لوگ اس جنت میں کوئی لغو اور فضول بات نہیں سنیں گے مگر سلام کی آواز اور ان لوگوں کو ان کی روزی صبح اور شام ملا کرے گی ٭ یعنی وہاں سوائے سلام کے اور کوئی لغو اور بیہودہ بات یا بک بک نہیں ہوگی یہ سلام یا تو فرشتے کریں گے اور یا آپس میں ایک دوسرے کو السلام علیکم کہتے ہوں گے۔ صبح شام کا یہ مطلب کہ مقدار صبح و شام یعنی اندازے سے ورنہ وہاں یہ دنیا کی صبح و شام کہاں اور جہاں نور ہی نور ہو وہاں تاریکی کہاں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بک بک نہ سنیں گے سلام علیک کی آواز بلند سنیں گے ۱۲ (۶۲) یہی وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اُس شخص کو وارث اور مالک بنائیں گے جو بندہ خدا سے ڈرنے والا ہوگا ٭ یعنی متقی اور پرہیزگار بندے اس جنت کے مالک ہوں گے جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ شرک سے بچا ہو اور مشرک نہ ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں میراث آدمؑ کی کہ اول اُن کو بہشت ملی ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت عطا ہوئی تھی لہٰذا آدم کی وہی اولاد ان کی میراث پائے گی جو ان کی ہم مشرب اور ہم عقیدہ ہوگی (۶۳) ٭

اور ہم آپ کے پروردگار کے حکم دیئے بدون نہیں اتر سکتے جو زمان و مکاں ہمارے آگے ہے اور جو زمان و مکاں ہمارے پیچھے ہے اور جو ان دونوں کے مابین ہے سب اسی کی ملک ہے یعنی جملہ مکان و زمان میں اسی کی فرمانروائی ہے اور آپ کا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے ٭

بقیہ صفحہ ۴۹۴

کیونکہ ان اشقیا کو تو وہ خوب جانتا ہی ہے۔ بلکہ یہ چھٹائی اس لئے کی جائے گی کہ پہلے جہنم میں ان سرکشوں کو اور اکڑنے والوں کو ڈالا جائے گا یعنی یہ چھٹائی پہلے ڈالنے کے لئے ہوگی نہ کسی مزید تحقیقات اور معلومات میں اضافہ کی غرض سے (۷۰)

اور تم میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس کا گذر جہنم پر نہ ہو یہ ورود مذکور اور یہ جہنم سے گذر آپ کے پروردگار پر حسب وعدہ لازم شدہ ہے جو ضرور پورا ہو کر رہے گا ٭ چونکہ اس نے وعدہ فرمایا ہے اس لئے اس پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کو پورا کرے گا اور جب وہ پورا کریگا تو یقین کرو کہ یہ بات پوری ہو کر رہے گی۔ کوئی دخول

Marfat.com

جہنم کے لئے گذرے گا اور کوئی محض عبور کے لئے۔ گرنے والوں کی بھی دو قسمیں ہیں کوئی ہمیشہ کے لئے اور کوئی کچھ عرصہ کے لئے جیسے مومن گنہگار (۷۱) پھر ہم ان لوگوں کو جو خدا سے ڈرتے رہتے تھے نجات دے دیں گے۔ اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرا ہوا اوندھا پڑا ہوا چھوڑ دیں گے :: یعنی مومنین کاملین کو تو پہلے ہی نجات مل جائے گی اور وہ سلامتی کے ساتھ گذر جائیں گے اور مومن گنہگار کچھ عرصہ کے بعد نجات حاصل کرلیں گے اور دین حق کے منکرین اس میں ہمیشہ کے لئے رہ جائیں گے اور گھٹنوں کے بل اوندھے گر پڑیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بہشت کو راہ نہیں مگر دوزخ کے منہ میں دوزخ تنور کی شکل ہے منہ اس کا دنیا ہے۔ بڑا کنارے سے کنارے تک راہ پڑی ہے بال برابر تیز جیسے تلوار کا پھل۔ ایمان والے اس پر سلامت گذر جائیں گے اور گنہگار گر پڑیں گے پھر موافق عمل بعد کئی روز کے نکلیں گے شفاعت سے اور ارحم الراحمین کی مہر سے آخر جس نے کلمہ کہا ہے سچے دل سے سب نکلیں گے اور کافر رہ جائیں گے پھر اس کا منہ بند ہوگا ۱۲ خلاصہ یہ کہ کامل مومنین تو گذر جائیں گے اور عصاۃ مومنین سزا بھگت کر یا شفاعت سے یا اللہ تعالےٰ کی رحمت سے غرض جو سچے دل سے کلمہ پڑھنے والا ہے وہ آگے پیچھے نکل ہی جائے گا۔ خواہ کچھ دنوں سزا بھگتنی پڑے آخر میں صرف دین حق کے منکر ہی رہ جائیں گے اور ان پر دوزخ کا منہ بند کر دیا جائے گا۔ اعاذنا اللہ منہا (۷۲) ::

بقیہ صفحہ ۴۹۶

اور انہوں نے رحمان سے وعدہ حاصل کر لیا ہوگا جیسے ملائکہ انبیاء صلحاء اور علماء یہ لوگ حسب اجازت حضرت مومنین کے شفیع ہوں گے اہل انکار اور اہل کفر کا کوئی شفیع نہ ہوگا اور دین حق کے منکر شفاعت سے محروم ہوں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ نے جس کو وعدہ دیا ہے وہی سفارش کرے گا ۱۲ (۸۷)

اور یہ منکر کہتے ہیں کہ رحمان اولاد رکھتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے اولاد اختیار کر رکھی ہے :: یعنی حضرت حق تعالےٰ سے بیٹا اور بیٹیوں کی نسبت کرتے ہیں جیسے نصاریٰ اور یہود کے بعض فرقے اور کفار عرب کے بعض لوگ (۸۸) بلاشبہ تم نے یہ ایک سخت نامعقول اور بھاری بات گھڑی ہے اور تم ایک ایسی بھاری چیز میں آگئے ہو :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بھاری گناہ ۱۲ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف اولاد کی نسبت ایک ایسا بھاری گناہ ہے جس کے نیچے تم آدبے ہو اور آ پھنسے ہو کہ العیاذ باللہ (۸۹) قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور زمین کے ٹکڑے اڑ جائیں اور پہاڑ پارہ پارہ ہو کر گر پڑیں :: یعنی اس بات سے غضب الٰہی حرکت میں آجائے اور تمام کائنات کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا کر رکھ دے یا عذاب اکبر یعنی قیامت آجائے اور سارا عالم درہم برہم ہو جائے (۹۰) اس بات سے کہ یہ منکر رحمان کی جانب اولاد کی نسبت کرتے ہیں :: یعنی اللہ کے لئے احتیاج ثابت کرنے سے بڑھ کر اور کیا گناہ ہو سکتا ہے (۹۱) حالانکہ رحمان کو یہ لائق نہیں اور اس کی یہ شان نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے اور وہ اولاد رکھے (۹۲) کوئی نہیں آسمانوں میں اور زمین میں مگر یہ کہ رحمان کے حضور حاضر ہوں گے بندہ بن کر ::

بقیہ صفحہ ۵۰۰

حضرت موسیٰؑ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا جو دیکھتا وہ محبت کرنے لگتا۔ اپنی نگرانی میں تیار کرنے اور پرورش کا مطلب یہ ہے کہ خاص نگرانی اور مہربانی کے ماتحت ان کی پرورش ہو اور ملکات نبوت سے ان کو سرفراز کیا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں :- فرعون اس برس بنی اسرائیل کے بیٹے مارتا تھا جب موسیٰؑ پیدا ہوئے ان کی ماں ڈری کہ فرعون کے پیادے خبر پاویں تو مار بھی ڈالیں اور ماں باپ کو ستاویں کہ ظاہر کیوں نہ کیا تب خواب میں یہ دیکھا، صندوق نہر میں ڈال دیا وہ فرعون کے باغ میں پہنچا اس کی بی بی نے اٹھایا ان کا نام آسیہ تھا وے تھیں بنی اسرائیل میں کی پھر فرعون کو بھی دیکھ کر محبت آئی اپنا بیٹا کر کر پالا ۱۲ (۳۹) یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب تیری بہن اجنبی بنی ہوئی فرعون کے گھر چلتی ہوئی آئی اور فرعون والوں سے کہنے لگی " تم کہو تو میں تم کو ایک ایسی شخصیت بتاؤں اور کسی ایسی شخصیت کا پتہ بتا دوں جو اس کی پرورش اور کفالت کر سکے۔ پس اس تدبیر سے ہم نے تجھ کو تیری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ غم نہ کھائے اور اے موسیٰؑ تو نے ایک شخص یعنی قبطی کو مار ڈالا تھا پھر ہم نے تجھ کو اس کی پریشانی اور غم سے نجات دی اور بچا لیا اور ہم نے تجھ کو کئی کئی طرح امتحان میں مبتلا کیا پھر تو مدین والوں میں کئی سال قیام پذیر رہا اور آخر کار ایک وقت خاص پر جو مقدر تھا تو یہاں آیا :: حضرت موسےٰ کی پیدائش سے لے کر پہاڑ پر آنے تک کے تمام واقعات بطور احسانات یاد دلائے مزید تفصیل انشاء اللہ سورہ قصص میں آجائے گی۔ بچپنے میں فرعون کے ہاتھوں انہی کی ماں کی گود میں پرورش کرائی اور جوانی میں بھی ان کی غلطی سے جو قبطی مارا گیا تھا فرعون کے شر سے محفوظ رکھا اور مدین کے راستے میں جو تکلیف برداشت کیں ان کو فرمایا وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا۔ ایک وقت خاص جو مقرر تھا یعنی راستہ بھولے اور تقدیر یہاں لے آئی جس کا تم کو گمان بھی نہ تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ سارہ قصہ سورۂ قصص میں ہے ۱۲ (۴۰) اور میں نے تجھ کو خاص اپنے لئے منتخب کیا اور بنایا ہے :: یعنی اپنی توحید کی تبلیغ کے لئے ہم نے تمہارا انتخاب کیا ہے اور تمہاری ساخت اس لئے کی ہے کہ جہاں ہم کہیں تم ہمارا پیام لے کر وہاں جاؤ (۴۱)

بقیہ صفحہ ۵۱۲

یا یہ معنی کہ پہلے پیغمبروں کی نشانی کفایت ہے یہ پیغمبر بھی انہیں باتوں کا تقید کرتا ہے کوئی بات نئی نہیں کہتا یا یہ نشانی کہ اگلی کتابوں کے موافق قصے بیان کرتا ہے ۱۲ (۱۳۳) اور اگر ہم ان کو اس مصداق کے پہنچنے سے قبل کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو اس وقت یہ لوگ یوں کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر کیوں نہیں بھیجا تاکہ ہم تیرے احکام اور تیری کتاب اور تیرے کلام کی پیروی کرتے ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے :: یعنی اب تو یہ کہتے ہیں کہ نشانی کیوں نہیں لاتا اور اگر فرض کرو نزول قرآن اور پیغمبر کی تشریف آوری سے قبل ہم ان کے کفر و شرک کی وجہ سے ہلاک و برباد کر دیتے تو یہ قیامت کے دن یوں کہتے کہ آپ نے اس ذلت و رسوائی سے پہلے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہیں بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے اور تیرے کلام کا اتباع کرتے یعنی قیامت میں جہنم کا عذاب دیکھ کر دنیوی ہلاکت اور وہاں کے عذاب کا گلا کرتے کہ بعثت رسول سے پہلے ہم کو دنیا میں ہلاک کیوں کیا اور یہاں کی ذلت و رسوائی کا مستحق کیوں بنایا ذلت عذاب کی اور رسوائی غیروں کے سامنے (۱۳۴) اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اور ہم سب کے سب منتظر ہیں سو تم اور انتظار کرو اب عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا کہ سیدھے راستے والے کون ہیں اور راہ یافتہ کون ہے :: یعنی تم ہمارے انجام کے منتظر ہو اور ہم تمہارے انجام کے منتظر ہیں لہٰذا چند سے اور ٹھیر جاؤ اور انتظار کرو مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ سیدھی راہ والے کون ہیں اور وہ کون ہے جو راہ یافتہ اور منزل مقصود تک پہنچنے والا ہے یعنی مرنے کے بعد ہی یہ سب معلوم ہو جائے گا اور قیامت میں تو سب کچھ آشکارا ہی ہوگا (۱۳۵)

الحمدللہ والمنۃ کہ ۹ ذیقعدہ ۱۳۷۲ھ

مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۵۳ء پیر کے روز

سورہ طٰہٰ کی تیسیر ختم ہوئی۔

Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاۗءِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۃ انبیاء مکہ میں نازل ہوئی ہے اس میں ایک سو بارہ آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ

ان لوگوں کے حساب کا وقت ان کے قریب آلگا ہے اوران کی حالت یہ ہے کہ یہ غفلت میں ہیں

مُّعْرِضُوْنَ ۝۱ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ

اور روگردانی کر رہے ہیں کوئی نئی نصیحت ان کے رب کی جانب سے ان کے پاس نہیں آتی

اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝۲ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ

مگر یہ کہ وہ اس کو کھیلتے ہوئے سنتے ہیں ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ان کے دل

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ

اور جانب مشغول ہوتے ہیں اور یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں کہ یہ شخص یعنی محمد کچھ بھی نہیں

اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ

مگر تم ہی جیسا ایک بشر ہے تو تم کیوں آنکھوں دیکھتے جادو میں

تُبْصِرُوْنَ ۝۳ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ

پھنسنے کو آتے ہو پیغمبر نے فرمایا میرا رب ہر بات کو خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں

وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۴ بَلْ قَالُوْٓا

خوب جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے بلکہ ان ظالموں نے یہ بھی کہا

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ

کہ یہ قرآن پریشان خواب خیالات کا مجموعہ ہے نہیں بلکہ محمد نے اسکو خود گھڑ لیا ہے نہیں بلکہ یہ محمد تو ایک شاعر ہے

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝۵ مَآ

سو اس کو چاہئے کہ ہمارے پاس کوئی ایسی بڑی نشانی لائے جیسی نشانی کے ساتھ پہلے لوگ بھیجے گئے ہیں جس کسی

ان منکرین کے حساب کا وقت قریب آلگا ہے اوران کی حالت یہ ہے کہ یہ ابھی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور اعراض و بے اعتنائی کا برتاؤ کر رہے ہیں۔ یعنی قیامت صغریٰ اور قیامت کبریٰ ہر روز قریب ہو رہی ہے اوران کا حال یہ ہے کہ یہ غفلت وجہالت میں پڑے ہوئے ہیں اوراگر کوئی نصیحت کی بات سناؤ تو اس کو ٹلا جاتے ہیں اوراس سے منہ پھیر لیتے ہیں اور بے پروائی کا برتاؤ کرتے ہیں (۱) ان کے پاس ان کے رب کی جانب سے کوئی نئی نصیحت اور تازہ نصیحت نہیں آتی مگر یہ اس کو کھیلتے ہوئے سنتے ہیں۔ یعنی جب کوئی نئی نصیحت آتی ہے اوران کو خدا کا کلام سنایا جاتا ہے تو یہ کھیلنے اور استہزا کرتے رہتے ہیں یعنی اس کو کھیل اور استہزا کی حالت میں سنتے ہیں جو نہ سننے کے برابر ہے۔ (۲) ان کے دل اور جانب مشغول ہوتے ہیں اور یہ ظالم لوگ چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں کہ یہ محمد کچھ نہیں مگر تم ہی جیسا ایک آدمی ہے تم تو آنکھوں دیکھتے کیوں جادو میں پھنسنے کو آتے ہو یعنی سنتے وقت ان کے دل اور جانب متوجہ و مشغول ہوتے ہیں اور چپکے چپکے سازشیں کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ محمد بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہے یہ کسی خاص شخصیت کا مالک نہیں ہے اور نہ پیغمبر ہے اور یہ جو کلام سناتے ہیں اس میں ایک قسم کی دلکشی ضرور ہے مگر وہ دلکشی جادو کی ہے اور یہ جادو آمیز کلام ہے لہٰذا تم دیکھتے بھالتے اور جانتے بوجھتے کیوں جادو میں مبتلا ہونے کو آتے ہو۔ مکہ میں کافروں کی قوت اگرچہ کمزور نہ تھی لیکن پھر بھی پروپیگنڈہ کرنے والوں کی عام عادت یہی ہے کہ وہ چپکے چپکے لوگوں کو اپنا ہمخیال بناتے ہیں۔ اس لئے فرمایا واسروا النجویٰ یعنی چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے ہیں۔ (۳) پیغمبر نے فرمایا میرا پروردگار ہر بات کو خواہ وہ آسمان میں ہو یا زمین میں ہو خوب جانتا ہے اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ یعنی کوئی بات اس سے پوشیدہ نہیں ہے وہ ان کے اقوال کو سنتا اوران کے افعال کو جانتا ہے (۴) ان لوگوں نے صرف جادو ہی نہیں کہا بلکہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ قرآن پریشان خواب وخیالات ہیں اور پریشان خواب وخیالات کا مجموعہ ہے۔ بلکہ محمدؐ نے خود اس کو اپنے قصد واختیار سے گھڑ لیا اور بنالیا ہے۔ نہیں بلکہ یہ محمدؐ ایک شاعر ہیں اور شعر کہتے ہیں اگر یہ واقعی پیغمبر ہیں تو کوئی نشانی ایسی لائیں جیسے پہلے لوگ رسول بنائے گئے اور جیسی نشانیوں کے ساتھ وہ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ کفار مکہ قرآن کریم کے بارے میں مختلف خیال رکھتے تھے کوئی جادو کہتا اور حضورؐ کو جادوگر یا جادو زدہ کہتا کوئی اس سے بڑھ کر پریشان خوابی اور پریشان خیالی کا مجموعہ بتاتا کوئی اس سے بڑھ کر یہ کہتا کہ انہوں نے خود اپنے اختیار اور ارادے سے گھڑ لیا ہے کوئی یہ کہتا کہ یہ ایک شاعر ہے اور یہ سجع بندی اور شعر گوئی ہے اور یہ مطالبہ کرتے کہ اچھا یہ رسول ہیں تو جس طرح ان سے پہلے رسول نشانیاں لے کر آتے تھے ویسے ہی یہ بھی کوئی بڑی نشانی لے کر آتے۔ حالاں کہ یہ بدنصیب نہ پہلے رسولوں کو جانتے تھے نہ ان کے معجزات کی خبر رکھتے نہ ان کو یہ معلوم تھا کہ منہ مانگی نشانی کے بعد ایمان نہ لانے کا انجام کیا ہوتا ہے یہ باتیں محض مسلمانوں کو تنگ اور پریشان کرنے کیلئے کرتے تھے چنانچہ حضرت حق تعالیٰ جواب فرماتے ہیں۔

Marfat.com

مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ
بستی کے لوگوں کو ان سے پہلے ہم نے ہلاک کیا ہے وہ تو ایمان لائے نہیں تو کیا یہ ان نشانات کو دیکھ کر
يُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ
ایمان لے آئیں گے اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے کسی کو رسول بنا کر نہیں بھیجا مگر وہ سب آدمی ہوتے تھے کہ جن کی طرف
اِلَيْهِمْ فَسْــَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷﴾
ہم وحی بھیجا کرتے تھے اگر تم کو اس کا علم نہیں ہے تو اہل کتاب سے پوچھ دیکھو
وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا
اور ہم نے ان رسولوں کے لئے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہ کھاتے ہوں اور نہ وہ دنیا میں
كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ﴿۸﴾ ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ
ہمیشہ رہنے والے ہوئے پھر ہم نے جو وعدہ ان رسولوں سے کیا تھا اس کو سچا کر دیا سو ان رسولوں کو
وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۹﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ
اور جن جن کو ہم نے چاہا بچا لیا اور حد سے گزر جانے والوں کو ہلاک کر دیا یقیناً ہم نے تمہارے لئے
اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع وَكَمْ
ایک ایسی کتاب نازل کی ہے کہ اس میں تمہاری نصیحت موجود ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے اور ہم نے
قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا
بہت سی بستیوں کو کہ جن کے رہنے والے ظالم تھے چورا چورا کر دیا اور ان بستیوں کو
بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا
تباہ کرنے کے بعد دوسری قوم کو پیدا کر دیا سو جب ان ہلاک ہونے والوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی
هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى
تب ہی اس بستی سے بھاگنے لگے ان کو کہا گیا بھاگو مت اور اسی سامان عیش کی طرف جو تم کو
مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْــَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾
دیا گیا تھا لوٹ جاؤ اور نیز اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ شاید تم پوچھے جاؤ

۳۳
۲

(۵) ہم نے جس بستی کو اُن سے پہلے ہلاک کیا وہ تو باوجود نشان دیکھنے کے ایمان نہیں لائے تو کیا یہ لوگ نشان دیکھ کر ایمان لے آئیں گے؛ یعنی پہلے لوگ فرمائشی نشان دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے آخر ہم نے اُن کو ہلاک و برباد کر دیا تو کیا یہ لوگ جو روز روز نئی نئی فرمائشیں کرتے ہیں اگر ان کے فرمائشی نشانات دکھائے گئے کیا یہ لوگ ایمان لے آئیں گے اور ظاہر ہے کہ یہ بھی پہلوں کی طرح ایمان نہیں لائینگے اور پہلوں کی طرح ان پر بھی عذاب استیصال کا قاعدہ جاری ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مشیت ان کی تباہی و ہلاکت کی مقتضی نہیں ہے اس لئے منہ مانگی نشانی اور فرمائشی معجزہ نہیں دکھایا جا سکتا باقی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صدہا نشانات و معجزات کا صدور ہوا جو پوشیدہ نہیں ہے (۶) اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے بھی صرف آدمیوں کو ہی رسول بنا کر بھیجا ہے جن کی طرف ہم وحی بھیجا کرتے تھے۔ مگر تم کو معلوم نہیں ہے تو اہل ذکر یعنی اہل کتاب سے پوچھ لو؛ یہ شاید اس بات کا جواب ہے کہ رسول بشر نہیں ہونا چاہئے بلکہ فرشتہ ہونا چاہئے۔ ارشاد فرمایا کہ آج تک جتنے رسول آئے سب مرد ہی آئے اور مردوں ہی پر ہم وحی نازل کرتے رہے یہ ایک ایسی کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ سب جانتے ہیں اگر تم کو اتنی بات بھی نہیں معلوم اور تم اتنا بھی نہیں جانتے تو یہود و نصاریٰ جو تمہارے نزدیک بھی مسلم ہیں اُن اہل کتاب سے دریافت کر لو کہ پہلے رسول بھی آدمی ہوا کرتے تھے یا فرشتے ہوتے تھے (۷) اور ہم نے اُن انبیاء سابقین کے ایسے جسد اور ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ وہ کھانا نہیں کھاتے ہوں اور نہ وہ دنیا میں ہمیشہ رہنے والے تھے؛ یہ شاید اس بات کا جواب ہے کہ یہ پیغمبر کھانا کیوں کھاتا ہے اور یہ وفات کیوں پائے گا۔ سو بتایا کہ آج تک کوئی رسول ایسا نہیں آیا کہ فرشتوں کی طرح کھانا نہ کھاتا ہو اور نہ ہمنے اس کے جسم کی ساخت ایسی رکھی کہ وہ کھانے سے بے نیاز ہو؛ بس جس طرح اور پہلے رسول آدمی تھے اور کھانا کھانے کی احتیاج رکھتے تھے اسی طرح یہ پیغمبر بھی فرشتہ نہیں ہے یہ آدمیوں کی طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور اس کی وفات بھی ہوگی کیونکہ کوئی رسول دنیا میں ہمیشہ رہنے کو نہیں آیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی موت بھی آئی ان کو ۱۲ (۸) پھر ہم نے جو وعدہ ان رسولوں
ع ۱ ۱۰
سے کیا تھا اس کو سچا کر دیا سو ان رسولوں کو اور جن جن کو ہم نے چاہا عذاب موعود سے بچا لیا اور حد اطاعت و عبودیت سے گزر جانیوالوں کو ہم نے ہلاک کر دیا؛ یعنی جو وعدے اُن پیغمبروں سے کئے تھے وہ یہی کہ تمہاری تکذیب کرنے والوں اور معاندوں کو ہلاک کر دونگا اور تم کو اور تمہارے ساتھ جسکو چاہوں گا بچا لونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہم نے معاندین اور سرکشوں کو جو حد سے گزر گئے تھے ہلاک کر دیا اور انبیاء علیہم السلام کو اور اُن کے ہمراہ جن جن کو چاہا بچا لیا ایسا ہی ایک دن اس پیغمبر یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں اور معاندوں کے ساتھ بھی ہوگا کہ حد سے نکلنے والے ہلاک ہوں گے اور پیغمبر اور اس کے متبعین کو بچا لیا جائے گا۔ (۹) بلاشبہ ہم نے تمہارے لئے ایک ایسی کتاب اتاری ہے جسمیں تمہاری نصیحت اور خیر خواہی کا کافی سامان موجود ہے کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؛ یعنی ہمنے تمہارے لئے ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارے لئے کافی نصیحت ہے اور جس میں تمہارا ذکر بھی ہے اور اس میں تمہاری عزت اور شرت بھی ہے اور تمہارے لئے موجب فخر بھی ہے اور تمہارے دین اور دنیا کی حفاظت کا سامان بھی ہے اگر تم اس پر ایمان لے آؤ تو یہ سب باتیں تم کو میسر ہو جائیں۔ کیا اب بھی تم سمجھ سے کام نہیں لوگے ذکرکم کی تفسیر کئی طرح بیان کی گئی ہے ہم نے تیسیر میں تمام اقوال کو جمع کر دیا ہے (۱۰) اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو جو ظالم تھیں یعنی جن کے رہنے والے ظالم تھے ہلاک کر ڈالا اور چورا چورا کر دیا اور اُن بستیوں کی ہلاکت کے بعد ہمنے دوسرے لوگوں کو پیدا کر دیا؛ یعنی ظالموں اور کافروں کو مٹا کر اُن کی جگہ دوسروں کو پیدا کر دیا (۱۱) سو جب ان ظالموں کو ہمارے عذاب کا احساس ہوا اور انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تب ہی اس بستی سے بھاگنے لگے؛ یعنی عذاب کے خوف سے ایڑ لگا کر بھاگے۔ ایڑ لگانا شاید سواریوں پر سوار ہو کر بھاگے ہونگے اس بھاگنے پر ارشاد ہوا (۱۲) ایڑ لگا کر بھاگو نہیں اور اسی

(بقیہ صفحہ ۵۱۵ پر)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۵۱۴) ساماں عیش کی طرف جو تم کو دیا گیا تھا واپس چلو اور نیز اپنے رہنے کے گھروں کی طرف۔ واپس ہو جاؤ اور پھر چلو شاید تم سے کچھ پوچھ گچھ کی جائے ﴿ یہ محض تعریض اور تحکم کے طور پر فرمایا ورنہ سامان عیش اور
مکان وغیرہ کہاں رہا۔ یعنی بھاگ کر کہاں چلے واپس ہی اس عیش میں اور اپنے گھروں میں آجاؤ جہاں تم مزے اڑایا کرتے تھے اور خدا کے پیغمبروں کی تکذیب کے مرتکب ہوتے تھے۔ شاید تم سے پوچھا جائے
کہ کہو کیا گزری اور وہ سامان تعیش کہاں گیا یا شاید یہ مطلب ہو کہ تم قوم کے بڑے تھے ہر مشورے میں بلائے جاتے تھے اور ہر مجلس میں یاد کئے جاتے تھے واپس جاؤ۔ شاید تمہارے مشورے اور تمہاری رائے کی کسی
کو ضرورت ہو حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی یہ بات ہوئی تو تمہی خلاصہ یہ کہ یہ ارشاد تہکم ہے تفسیر صفحہ ہذا) (۱۴) وہ لوگ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی اور ہماری کمبختی بیشک ہم ہی ظالم تھے یعنی عذاب خداوندی کو دیکھ کر کہنے لگے اور اپنی
زیادتی اور ظلم کا اعتراف کرنے لگے انکی چیخ و پکار یہی رہی یہاں

قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ
وہ لوگ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی بے شک ہم ہی ظالم تھے اُن کی پکار یہی ہائے
دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَ
خرابی رہی یہاں تک کہ ہم نے کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح اُن کا ڈھیر کر دیا اور
مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾
ہم نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اسکو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم کوئی فعل عبث کرنے والے تھے
لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ
اگر ہمکو کوئی کھیل یعنی مشغلہ ہی بنانا منظور ہوتا تو ہم اپنے پاس ہی کی چیزوں کو مشغلہ بناتے بشرطیکہ ہم
كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ
کو ایسا کرنا ہوتا بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں اور وہ حق اس باطل کا سر کچل دیتا ہے
فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾
اور وہ باطل دفعتہً نابود ہو جاتا ہے اور جو بے بنیاد باتیں تم گھڑتے ہو ان کی وجہ سے تمہارے لئے بڑی خرابی ہوگی
وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا
اور جو کوئی بھی آسمان و زمین میں ہے سب اسی کے مملوک ہیں اور جو کوئی اس کی بارگاہ میں
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾
مقرب ہیں یعنی فرشتے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ خدا کی عبادت سے نہ تو سرکشی کرتے ہیں اور نہ اس کی عبادت سے تھکتے ہیں
يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا
وہ فرشتے رات و دن اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں کسی وقت بھی تسبیح کرنے سے نہیں رکتے کیا ان مشرکوں نے
اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ
زمین میں سے کچھ ایسے معبود بنائے ہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کرکے اٹھا کھڑا کریں اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا
اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا
کچھ اور بھی معبود ہوتے تو یقیناً دونوں زمین و آسمان کبھی کے درہم برہم ہو چکے ہوتے سو اللہ تعالیٰ جو عرش کا مالک ہے وہ ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ

تک کہ ہم نے ان کو کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح ڈھیر کر دیا ﴿ یعنی عذاب آجانے کے بعد ندامت کچھ مفید نہ ہوئی اور ظلم کا اعتراف کچھ کام نہ آیا اور ہم نے ایسا کر دیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی یا بجھی ہوئی آگ کہ سوائے کوڑے اور راکھ کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں۔ (۱۵) اور ہمنے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان کو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم کوئی بے کار اور عبث فعل کرنیوالے تھے ﴿ یعنی اوپر کی آیتوں میں رسالت کا اثبات تھا۔ اب توحید کے دلائل کا ذکر ہے مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہم نے بنایا اور پیدا کیا ہے وہ کوئی بیکاری کا مشغلہ یا فعل عبث نہیں ہے بلکہ یہ تمام مصنوعات ہماری توحید اور وحدانیت پر دلالت کرنے والی ہیں یہ ہمنے کوئی کھیل کے طور پر نہیں بنائی ہیں (۱۶) اور اگر ہمکو کوئی کھیل یا مشغلہ کرنا ہی ہوتا اور ہم کھیل کا ارادہ کرتے تو اپنے پاس ہی کی چیزوں کو مشغلہ کرتے بشرطیکہ ہم ایسا کرنیوالے ہوتے ﴿ یعنی ہماری شان کے لائق نہیں کہ عالم کو عبث بنائیں اور اگر مقصد کھیل ہوتا تو عالم روحانیات اور عالم مغیبات کی چیزوں سے کھیلتے یا یہ مطلب ہے کہ اگر بیٹا اور بیوی کا مشغلہ منظور ہوتا تو عالم روحانیات کی مخلوق کو بیٹا اور بیوی بنا کر ان سے اپنا دل بہلاتے آخری تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے آیت کی تفسیر کئی طرح کی گئی ہے ہمنے تیسیر میں بعض اقوال کو اختیار کر لیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کھلونا یعنی بیٹا ۱۲ (۱۷) زمین و آسمان اور ان کی درمیانی چیزوں کو عبث اور کھیل نہیں بنایا بلکہ حق کو باطل کی آویزش میں حق کو ثابت کرنا مقصود ہے لہٰذا اثبات حق کیلئے ہم حق کو باطل پر کھینچ مارتے ہیں اور وہ حق اس باطل کا سر کچل دیتا ہے اور اس کا بھیجا نکال دیتا ہے اور وہ باطل اچانک نابود ہو جاتا ہے اور جو بے بنیاد باتیں تم گھڑتے ہو ان کی وجہ سے تمہارے لئے بڑی خرابی ہوگی ﴿ یعنی یہ مصنوعات اثبات توحید اور اثبات حق کیلئے بڑی طاقت ہیں جو شرک اور باطل کو کچل کر رکھدیتی ہیں اور باطل بھاگتا نظر آتا ہے یعنی یہ چیزیں غلبہ حق کے لئے بنائی گئی ہیں تاکہ حق غالب اور باطل مغلوب ہو اور باطل کی بالکلیہ نفی ہو جائے اور جو باتیں تم لوگ دین حق کے خلاف گھڑتے رہتے ہو ان کی وجہ سے تمہارے لئے بڑی خرابی ہوگی دنیا میں بھی عذاب کے مستحق ہوگے اور آخرت میں تو بھی عذاب اور ہلاکت ہے ہی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ غیب سے قدرت کا ایک نمونہ بھیجتا ہے جھوٹ کے مٹانے کو ان کالموں کو تم کہتے ہو خدا کا بیٹا ۱۲ (۱۸) اور جو کوئی بھی آسمان و زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی مملوک ہیں اور جو اس کے پاس رہتے اور اس کے مقرب ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے نہ تو سرکشی کرتے ہیں اور نہ اس کی عبادت سے تھکتے ہیں ﴿ یعنی جب تمام مخلوق اس کی مملوک ہے تو اللہ تعالیٰ کی شریک کس طرح ہو سکتی اور جو مخلوق اس کے نزدیک اور اس کی مقرب ہے یعنی فرشتے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے سرتابی اور تکبر نہیں کرتے بلکہ ہر وقت اس کی عبادت اور اطاعت و فرماں برداری میں لگے رہتے ہیں اور اس کی عبادت کرتے کرتے تھکتے بھی نہیں جب مقربین

(بقیہ ۵۱۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۱۵)

اور ساکنان عالم بالا کی یہ حالت ہے تو خاکی مخلوق کو کس قدر عبادت کی ضرورت ہے؟ (۱۹) وہ فرشتے رات اور دن اس کی تسبیح اور تقدیس کرتے رہتے ہیں اور اس کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ تسبیح و تقدیس اور اللہ تعالےٰ کی عبادت سے ٹھہرتے اور رُکتے نہیں اور تسبیح کو موقوف نہیں کرتے؛ یعنی جس طرح انسان سانس لیتے ہیں اور سانس لینے میں کوئی مشقت نہیں ہوتی اور ہر وقت سانس لیتے رہتے ہیں اسی طرح فرشتے کسی وقت عبادت میں کاہلی نہیں کرتے اور ٹھہرتے نہیں یہی حالت جنت میں اہل جنت کی ہوگی کہ ذکر الٰہی اُن کے سانس میں الہام کر دیا جائے گا اور جنت میں بے تکلف اور بلا مشقت ذکر کرتے رہیں گے آگے معبودانِ باطلہ کا دوسرے دلائل سے رد فرماتے ہیں (۲۰) کیا ان لوگوں نے زمین کی مخلوق میں سے کچھ ایسے معبود بنا رکھے ہیں اور تجویز کر رکھے ہیں کہ وہ مُردوں کو زندہ کر کے اٹھا کھڑا کریں ؛ یعنی یہ بڑے نادان اور جاہل ہیں کہ زمین کی پیدا شدہ مخلوق کو معبود بناتے ہیں اور ان میں اتنی صلاحیت بھی نہیں کہ وہ کسی مُردے کو زندہ کر سکیں۔ زمین کا ذکر شاید اس لئے فرمایا کہ زمین آسمان سے پست ہے ان کی پست خیالی ملاحظہ ہو کہ پتھروں اور درختوں کو معبود بناتے ہیں جو اپنی زندگی اور بقا کے خود کفیل نہیں وہ کسی مُردے کو بھلا کب زندہ کر سکتے ہیں اس سوال سے مقصود مشرکوں پر تعریض اور ان کی تحمیق ہے ورنہ ان کا معبود بنانا تو واقع اور ظاہر ہے (۲۱) اگر زمین و آسمان میں سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسرے معبود تھے اور دوسرے معبودوں کی فرماں روائی ہوتی تو یقیناً دونوں زمین و آسمان کبھی کے درہم برہم ہو چکے ہوتے پس اللہ تعالیٰ جو عرشِ بریں کا مالک ہے وہ ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں ؛ یعنی اگر فرض کرو کہ زمین و آسمان کی تخلیق اور تدبیر و امور میں چند معبود شریک ہوتے تو ان میں باہمی مخالفت کی حالت میں زمین و آسمان کا قائم رہنا ناممکن تھا اور اگر اتفاق بھی رہتا تب بھی ایک دوسرے کا محتاج ہوتا اور اگر ایک ہی تدابیر امور کا مالک ہوتا تو دوسرا بیکار رہتا اور یہ سب باتیں حضرت حق تعالیٰ کی شان کے منافی ہیں اور جب زمین و آسمان میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوئی تو تعدد آلٰہ کا قول باطل ہو گیا۔ لہٰذا عرشِ بریں کے مالک کی شان میں جو باتیں یہ کہتے ہیں وہ اُن سے پاک اور منزہ ہے۔ تفسیر مظہری (۲۲) اس کی عظمت و شان ایسی ہے کہ وہ جو کچھ کرتا ہے اُس سے اُس کے کئے کی کوئی بازپرس نہیں کر سکتا اور اُن سے بازپرس کی جا سکتی ہے ؛ یعنی وہ ایسا مالک و مختار اور قادرِ مطلق ہو کہ وہ جو کچھ کرے اُس پر اُس سے کوئی بازپرس کرنے والا نہیں اور باقی تمام مخلوقات سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور ایسا کیوں نہیں کیا۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے بازپرس کر سکتا ہے اور اس سے کوئی دوسرا بازپرس نہیں کر سکتا جس کی یہ عظمت و شان ہے اس کی معبودیت میں کوئی دوسرا کس طرح شریک ہو سکتا ہے (۲۳) کیا ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں آپ اُن سے کہئے کہ اچھا تم اپنے دعوے پر دلیل لاؤ اور ان معبودانِ باطلہ کی عبادت پر کوئی سند پیش کرو یہ میرے ساتھ والوں کا قرآن اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتابیں موجود ہیں یعنی ان کو دیکھ لو ان میں کہیں شرک کی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ حق بات کا یقین نہیں رکھتے اور اس حق بات سے روگردانی اور اعراض کرتے ہیں ؛ یعنی دلیل کی دو ہی صورتیں ہیں یا تو کوئی عقلی دلیل ہو تو ان کے پاس کوئی عقلی دلیل تو ہے نہیں اور جو دلائل اور اثباتِ توحید کے سلسلے میں برہان تمانع وغیرہ پیش ہونے ان کے بعد ان کی ہمت ہی کیا ہو سکتی ہے کہ کوئی عقلی دلیل پیش کر سکیں اب رہی نقلی دلیل تو اس کی حالت یہ ہے کہ میری امت کا یہ قرآن موجود ہے اور پہلے لوگوں کی توریت و انجیل وغیرہ موجود ہیں انمیں کہیں کوئی شرک کے جواز کی دلیل ہو تو وہ لے آؤ حالانکہ کسی سماوی مذہب میں اور کسی سماوی کتاب میں کہیں شرک کا ذکر نہیں دلیل کے فقدان کے باوجود انکی حالت یہ ہے کہ ان میں اکثر دین حق کو نہ سمجھتے ہیں اور نہ یقین کرتے ہیں بلکہ امر حق سے روگردانی اور اعراض کا برتاؤ کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے ان معبودوں کا ذکر فرمایا جن کو برابر خدا کے کوئی سمجھے اگر دو حاکم ہوتے تو جہان خراب ہوتا

(باقی ضمیمہ میں)

يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ ﴿٢٣﴾

بیان کرتے ہیں وہ جو کچھ کرتا ہے اُس سے اس کے کئے کی بازپرس نہیں کیجا سکتی اور سب سے بازپرس کی جائے گی۔

اَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا

کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنائے ہیں آپ ان سے فرمایئے کہ تم لوگ اپنی دلیل پیش کرو یہ

ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ

میرے ساتھ والوں کی کتاب یعنی قرآن اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتاب یعنی توریت و انجیل موجود ہے بلکہ اصل واقعہ یہ کہ انمیں کا اکثر حق بات کو

الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ

نہیں سمجھتے اور وہ اس حق سے اعراض کرتے ہیں اور اے پیغمبر ہمنے آپ سے پہلے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا کہ جس پر

رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾

ہم نے یہ وحی نازل نہ کی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں سو میری ہی عبادت کیا کرو

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ

اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے اسکی ذات ہر عیب سے پاک ہے فرشتے خدا کی بیٹیاں نہیں بلکہ اسکے

مُّكْرَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

ذی عزت بندے ہیں یہ فرشتے خدا سے بات کرنے میں پیشقدمی نہیں کرسکتے اور وہ سب فرشتے خدا ہی کے حکم کے موافق

يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٧﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے اگلے اور پچھلے حالات کو جانتا ہے اور وہ فرشتے بجز اُس شخص کے

وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ

کہ جس کے حق میں خدا کی مرضی ہو کسی اور شخص کی سفارش نہیں کرسکتے اور وہ سب اس کی ہیبت سے

مُشْفِقُوْنَ ﴿٢٨﴾ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ

ڈرتے رہتے ہیں اور جو کوئی ان فرشتوں میں سے یوں فرضاً یوں کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں

فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾

تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں

ع ۲ ۱۹

Marfat.com

کیا ان لوگوں کو جو کفر و انکار کے مرتکب ہیں یہ بات معلوم نہیں کہ آسمان و زمین دونوں بند تھے یعنی نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی اور نہ زمین سے روئیدگی پھر ہم نے ان دونوں کو کھول دیا اور
ہم نے ہر جاندار کو پانی سے بنایا ہے کیا اس پر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے ؛ یعنی جب زمین پر کوئی مخلوق نہ تھی تو آسمان اور زمین بھی بند تھے نہ آسمان سے بارش ہوتی تھی اور نہ زمین سے کچھ اگتا
تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے دونوں کو کھولدیا اور آسمان سے بارش شروع ہوئی اور زمین کے مسامات کھل گئے اور نباتات اگنی شروع ہوئی اور ہم نے ہر چیز کو بالواسطہ یا بلاواسطہ پانی
سے بنایا ہے کیا پھر یہ لوگ ان باتوں کو سن کر بھی ایمان نہیں لاتے اور ایمان لانے پر آمادہ نہیں ہوتے پہلے جب زمین پر مخلوق نہ تھی تو نہ پانی تھا اور نہ نباتات تھی جیسا کہ اب بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا
کیا ان کافروں کو یہ بات معلوم نہیں کہ آسمان و زمین دونوں
رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ
بند تھے پھر ہم نے ان دونوں کو کھول دیا اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے بنایا ہے
أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ
کیا اس پر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور ہم نے زمین میں بھاری بھاری پہاڑ بنائے تاکہ وہ زمین لوگوں کو
تَمِيدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ
لے کر ہلنے نہ لگے اور ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ راستے بنائے تاکہ وہ لوگ
يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۚ وَّ
منزل مقصود تک پہنچ سکیں اور ہم نے آسمان کو ایک ایسی چھت بنایا جو ہر طرح محفوظ ہے اور
هُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُونَ ﴿٣٢﴾ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ
لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ ان نشانیوں سے جو آسمان میں ہیں اعراض کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے
الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ كُلٌّ فِي فَلَكٍ
جس نے رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو بنایا یہ سب کے سب آسمان میں
يَّسْبَحُونَ ﴿٣٣﴾ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ
چکر لگایا کرتے ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا تجویز نہیں کیا
أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُونَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ
پھر اگر آپ کی وفات ہو جائے تو کیا یہ آپ کے مخالف ہمیشہ جیتے رہیں گے ہر جاندار موت کا مزہ
الْمَوْتِ ۭ وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَإِلَيْنَا
چکھنے والا ہے اور ہم تمہارے آزمانے کو تمہیں خیر کے ساتھ اور شر کیساتھ جانچا کرتے ہیں اور تم سب ہماری ہی طرف
تُرْجَعُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَا رَاٰكَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِنْ يَّتَّخِذُونَكَ
لوٹائے جاؤ گے ؛ اور یہ کافر جب کہیں آپکو دیکھتے ہیں تو بس ان کا یہی کام ہوتا ہے کہ آپ کا مذاق اڑانا

برسات کے مہینوں میں بارش ہوتی ہے اور برسات کا موسم نہ ہو تو بارش بالکل نہیں ہوتی یہی حال پہلے تھا پانی سے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پانی سے زندگی ہے پانی اور خوراک نہ ہو تو تولید بھی بند ہو جائے اور مخلوق کی زندگیاں ختم ہو جائیں یعنی ان چیزوں کا علم ہونے کے بعد اور اللہ تعالیٰ کی کھلی ہوئی نشانیوں کے دیکھنے کے بعد بھی کیا یہ لوگ ایمان لانے پر تیار نہیں ہیں۔ یہ تفسیر عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے۔ رتق اور فتق کے سلسلہ میں بعض اور اقوال بھی ہیں مثلاً زمین آسمان ملے ہوئے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے جدا کیا یا عالم عدم میں دونوں یکجا تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت بالغہ نے ان کو وجود بخشا اور دونوں کو اپنی اپنی جگہ قائم کیا اور دونوں کو کام میں لگا دیا واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں منہ بند تھے یعنی ایک چیز تھے زمین میں سے نہریں اور کانیں اور سبزے بھانت بھانت نکلے آسمان میں سے کتے تارے ہر ایک کا گھر جدا اور چال جدی اور جاندار بنائے یعنی جانور پانی سے یعنی نطفے سے ۱۲ (۳۰) اور ہم نے زمین میں اس لئے بھاری بھاری پہاڑ بنائے کہ وہ زمین ان لوگوں کو لے کر ہلنے لگے اور ہم نے ان پہاڑوں میں کشادہ کشادہ گھاٹیاں اور گھاٹے بنائے تاکہ وہ لوگ منزل مقصود تک پہنچ سکیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک والوں سے مل سکیں اگر پہاڑ ایسے ڈھب پر پڑتے کہ راہیں بند ہوتیں تو یہ بات کہاں تھی ۱۲ (۳۱) اور ہم نے اپنی قدرت کاملہ سے آسمان کو ایک محفوظ چھت بنایا اور ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ اس کی نشانیوں سے اعراض اور روگردانی کرتے ہیں ؛ یعنی آسمان ایک چھت کی طرح معلوم ہوتا ہے نہ ٹوٹتا ہے نہ پرانا ہوتا ہے نہ اس میں کوئی شگاف اور دڑاڑ ہے بغیر کسی ستون کے قائم ہے ہر طرح سے محفوظ ہے، کسی شیطان رجیم کو اس میں جانے کی ہمت نہیں۔ اس کی نشانیاں یہ کہ اندھیرا اجالا رات اور دن کا تغیر و تبدل ان باتوں پر دھیان نہیں دیتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بچاؤ کی چھت یعنی کوئی اس کو توڑ نہیں سکتا اور اس کے نمونے تارے اور چاند اور رات اور دن ۱۲ (۳۲) اور وہ قادر مطلق ایسا ہے جس نے رات اور دن کو اور سورج و چاند کو بنایا یہ سب آسمان

یعنی اپنے اپنے مدار پر تیرتے رہتے ہیں ؛ مدار کو خاص مناسبت سے فلک فرمایا۔ مدار پر اس طرح گھومتے اور چکر لگاتے ہیں جس طرح کوئی پانی میں تیرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنی راہ پر ہیں
اس سے نہیں ہٹتے ۱۲ یعنی اجرام علویہ بھی اس کے اسی طرح زیر نگیں ہیں جس طرح عالم سفلی پر اس کا تصرف ہے جس کے لئے جو جگہ مقرر کر دی ہے اسی پر وہ حرکت کرتا رہتا ہے (۳۳) اور اے پیغمبر ہم نے آپ
سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے اور آپ کی وفات ہو جائے تو کیا یہ آپ کے مخالف ہمیشہ جیتے رہیں گے ؛ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت اور آپ کی
نبوت پر کفار مکہ کو دو اعتراض تھے۔ ایک تو یہ کہ اگر یہ نبی ہوتا تو اس پر حوادثات بشری کیوں نازل ہوتے ہیں۔ مثلاً ضعیف ہونا کمزور رہنا بوڑھا ہونا مرنا۔ دوسرے یہ کہ اگر اس نبی کو مرنا ہے تو چند دن
(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

یعنی ان بدنصیبوں کی حالت یہ ہے کہ خود تو رحمٰن جل مجدہ کے منکر ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا محض اس بنا پر مذاق اڑاتے ہیں کہ وہ ہمارے ٹھاکروں اور معبودوں کا تحقیر کے ساتھ کیوں نام لیتے ہیں اور ان کی بُرائی کیوں کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نام لیتا ہے ٹھاکروں کا یعنی بُرا کہتا ہے ۱۲ (۳۶) فطرت انسانی کی وضع جلدی پر کی گئی ہے۔ میں تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائے دیتا ہوں پس تم ان نشانیوں کے طلب کرنے میں جلدی نہ کرو۔ ایک طرف کافر عذاب کی وعید سن کر عذاب میں عجلت کرتے تھے اور دوسری طرف شاید مسلمان بھی ان کے توہین آمیز سلوک سے پریشان ہوکر ان کے لئے عذاب نازل ہونے میں جلدی کرتے ہوں گے اسلئے فرمایا کہ انسان کے خمیر میں جلدی رکھی گئی ہے اس لئے دونوں گروہ جلدی کرتے ہیں عذاب کی سو میں اپنی نشانیاں اور سزائیں عنقریب ظاہر کروں گا جیسے دنیا میں بد کی سزا اور آخرت کا عذاب تو اپنی جگہ مقرر ہی ہے آگے جلدی کا وہ قول ہے جو کفار عام طریق پر کہا کرتے تھے (۳۷) اور یہ کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا ؛ یعنی عذاب الٰہی کی دھمکیاں دیتے ہو آخر یہ عذاب کی وعید کب پوری ہوگی اور عذاب کس تاریخ کو آئے گا (۳۸) کاش ان کافروں کو اگر اسوقت کی خبر ہوتی اور اسوقت کی خرابیوں کو جانتے کہ جب انکو آگ سب طرف سے گھیر لے گی اور یہ دوزخ کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے اس آگ کو روک سکیں گے اور نہ ان کی کہیں سے کوئی مدد کی جائے گی تو یہ کبھی عذاب کی جلدی نہ کرتے ؛ یعنی ان کو عذاب کی حقیقت معلوم نہیں اگر ان کو معلوم ہوتی تو یہ کبھی جلدی نہ کرتے اور مسلمانوں سے متٰی ہٰذا الوعد نہ کہتے (۳۹) بلکہ وہ آگ تو ان کو اچانک اور یکایک آلے گی اور ان کو مبہوت و بدحواس کردے گی پھر یہ اس عذاب کی آگ کو نہ ہٹا سکیں گے اور نہ ان کو اس کی مہلت ہی دی جائے گی ؛ یعنی چونکہ قیامت اور اس کا عذاب دفعتہً نازل ہوگا اس لئے ہوش و حواس سب باختہ ہوجائیں گے۔ اس آگ کو نہ دفع کرنے کی قدرت ہوگی اور نہ ایسا کرنے کی مہلت عطا ہوگی (۴۰) اور بیشک آپ سے پہلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے اور آپ سے پہلے رسولوں کے ساتھ ٹھٹھا کیا گیا ہے۔ پھر ان مذاق کرنے والوں کو اسی عذاب نے آگھیرا جس عذاب کا یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے ؛ یعنی جس عذاب کے آنے کا مذاق اڑاتے تھے وہی عذاب گلے کا ہار بن گیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جس چیز سے ٹھٹھا کرتے تھے اس چیز کی جزا نے انھیں گھیر لیا ۱۲۔ (۴۱) اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے فرمایئے وہ کون ہے جو رات کو اور دن کو رحمٰن کے عذاب سے تمہاری حفاظت کرتا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کی یاد سے ہی روگردانی کرتے ہیں اثبات نبوت کے بعد پھر توحید کے دلائل بیان فرماتا ہے اے پیغمبر آپ ان سے یہ فرمائیے کہ رات اور دن میں رحمٰن کی گرفت اور اس کے عذاب سے تمہارا بچاؤ کون کرتا ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ تو اپنے پروردگار کے ذکر اور اس کی توحید سے روگردانی ہی کرتے رہتے ہیں ظاہر ہے کہ رحمٰن کی گرفت سے سوائے رحمان کے کون بچا سکتا ہے اتنی صاف اور کھلی ہوئی بات کے بعد بھی یہ لوگ توحید کے قائل نہیں ہوتے اور توحید کے قائل کس طرح ہوں واقعہ یہ ہے کہ یہ تو اپنے پروردگار کا نام سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں اور اس کی یاد سے منہ موڑتے اور روگردانی کرتے ہیں ۱۲

إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ ۚ وَهُم بِذِكْرِ
شروع کر دیتے ہیں، کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کو یاد کیا کرتا ہے حالانکہ ان کافروں کی تو یہ حالت ہے
الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ
کہ یہ رحمٰن کے نام سے انکار کرتے ہیں انسانی فطرت کی وضع جلدی پر کی گئی ہے
سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ
میں عنقریب تم کو اپنی نشانیاں دکھائے دیتا ہوں سو تم مجھ سے انکے طلب کرنے میں جلدی نہ کرو ؛ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ مسلمانو
هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ
اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا کاش اگر ان کافروں کو
كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَن وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا
اُس وقت کی خبر ہوتی کہ جب یہ لوگ دوزخ کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے
عَن ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَأْتِيهِم
اسکو دفع کر سکینگے اور نہ ان کو کہیں سے مدد پہنچے گی تو یہ کبھی قیامت کی جلدی نہ کرتے ؛ بلکہ وہ آگ ان کو یکایک
بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ
آلے گی اور وہ اُن کے ہوش و حواس گم کردے گی پھر نہ تو وہ اس آگ کو لوٹا سکیں گے اور نہ ان کو
يُنظَرُونَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ
مہلت ہی دی جائے گی اور بے شک آپ سے پہلے رسولوں کا بھی مذاق اُڑایا گیا ہے پھر ان مذاق
فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ
اُڑانے والوں کو اُس عذاب نے آگھیرا جس کا یہ
يَسْتَهْزِئُونَ ﴿۴۱﴾ ع قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
مذاق اُڑایا کرتے تھے آپ ان سے فرمایئے وہ کون ہے جو رات کو اور دن کو رحمٰن کے عذاب سے
مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ﴿۴۲﴾
تمہاری حفاظت کیا کرتا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رب کے ذکر ہی سے رُوگردانی کرنے والے ہیں

ع ۳ ۱۲ ۴۳

Marfat.com

(۴۲) کیا ان لوگوں کے ہمارے سوا کچھ اور ایسے معبود ہیں جو ان کی حفاظت اور ان کا بچاؤ کرتے ہیں جو خود اپنی مدد آپ نہیں کر سکتے اور اپنی مدد کی بھی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ان کو ہماری جانب سے کوئی رفاقت میسر ہے یعنی ان کے کچھ اور معبود ہیں جو ان کو آفاتِ سماوی اور ارضی سے یا ہمارے عذاب سے بچاتے ہیں۔ حالانکہ وہ ان کی حفاظت تو کیا کریں گے ان میں خود اپنی حفاظت کی بھی سکت نہیں کوئی ان کو توڑنے پھوڑنے لگے یا کچھ ان سے چھین کرلے جائے تو ان میں اتنی طاقت نہیں کہ اس کا کچھ بگاڑ سکیں اور نہ ان کو ہماری جانب سے کوئی رفاقت میسر ہے یا یہ کہ نہ ہمارے مقابلہ میں ان کا کوئی ساتھ دے سکتا ہے۔ یا یہ کہ نہ ہم سے پناہ دیئے جائیں گے۔ چند اقوال ہیں واللہ اعلم (۴۳) نہ ان کا کوئی رحمٰن کے سوا معبود ہے نہ کوئی بچانے والا ہے بلکہ اصل واقعہ یہ ہے اور اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو ہر قسم کے سامان

أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ

کیا ہمارے سوا ان کے کچھ اور ایسے معبود ہیں جو ان کو بچا سکتے ہوں وہ خود اپنی بھی مدد کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے

نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا يُصْحَبُونَ ﴿٤٣﴾ بَلْ

اور نہ ان کو ہماری جانب سے کوئی رفاقت میسر ہے اصل واقعہ یہ ہے

مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ

کہ ہم نے ان کو اور انکے باپ دادوں کو ہر قسم کے سامان سے بہرہ مند کیا یہانتک کہ اسی عیش میں ان پر ایک زمانہ گزر گیا

أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ

کیا وہ لوگ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں کی طرف سے گھٹاتے چلے آتے ہیں

أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ ۚ

تو کیا ان حالات میں وہ غالب ہونے والے ہیں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو تم کو صرف وحی الٰہی کے موافق ڈراتا ہوں

وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ ﴿٤٥﴾

اور بہروں کی حالت یہ ہے کہ بہرے جب ڈرائے جائیں تو کسی کی پکار کو نہیں سنا کرتے

وَلَئِن مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ

اور اگر آپ کے رب کے عذاب کا ان کو ذرا سا جھونکا بھی لگ جائے تو یقیناً یہ یوں کہنے لگیں

يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٤٦﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ

ہائے ہماری خرابی واقعی ہم ہی گنہگار تھے اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازوئیں

الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ

قائم کریں گے تو کسی شخص پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا

وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

اور اگر رائی کے دانے کے برابر کسی کا کوئی عمل ہوگا تو ہم

أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ﴿٤٧﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا

اس کو بھی لا موجود کرینگے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ

عیش و تنعم سے بہرہ مند کیا اور ان کو ہر قسم کا سامان برتنے کو دیا یہانتک کہ اسی حالت میں ان پر ایک طویل زمانہ گزر گیا تو کیا یہ لوگ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو ان کے کناروں کی طرف سے کم کرتے اور گھٹاتے چلے آتے ہیں تو کیا وہ ان حالات میں غالب ہونے والے ہیں یعنی ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے جو ان کی رات اور دن میں حفاظت کرے بلکہ یہ تمتع بالنعمت سے چین اور آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اس لئے گمراہ ہوگئے انہوں نے کسی عذاب کی شکل نہیں دیکھی اس لئے عذاب کی جلدی کرتے ہیں ان کو یہ نہیں دکھائی دیتا کہ سرزمین عرب پر چاروں طرف سے آہستہ آہستہ اسلام کا غلبہ ہوتا جاتا ہے اور اسلام پھیلتا جاتا ہے تو ان حالات میں ان کے کفر کا غلبہ اور سرمایہ ارانہ تعیش کب تک چل سکیگا اور یہ کافرانہ اقتدار کیونکر قائم رکھ سکیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہم چلے آتے ہیں گھٹاتے یعنی عرب کے ملک میں مسلمانی پھیلنے لگی ہے کفر گھٹنے لگا ۱۲ (۴۴) اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو صرف تم کو اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ اور وحی الٰہی کے موافق ڈراتا ہوں اور جو لوگ بہرے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ یہ بہرے جب ڈرائے جائیں تو کسی کی پکار کو نہیں سنا کرتے یعنی عذاب میں جلدی کرنا یا تاخیر کرنا میرے بس میں نہیں ہے میں تو صرف وحی الٰہی کے مطابق نافرمانوں کو ڈراتا ہوں مگر جو لوگ صحیح آواز کو سننے سے بہرے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ ان کو جب ڈرایا جائے اور ہوشیار کیا جائے تو وہ پکار کو سنتے ہی نہیں اس میں میرا کیا قصور ہے (۴۵) اور اگر آپ کے پروردگار کے عذاب کا ایک ہلکا سا جھونکا اور ایک ہلکی سی بھاپ ان کو لگ جائے تو یقیناً یوں کہنے لگیں گے کہ ہائے ہماری خرابی بیشک ہم ظالم تھے یعنی یہ بہرا پن اسی وقت تک ہے جب تک ان کو عذاب کی خبر نہیں ہوتی۔ اگر ان کو کوئی ہلکی سی بھاپ اور ہلکا سا جھونکا بھی چھو لے گا تو پھر چیخنے پکاریں گے اور کہتے پھریں گے ہائے ہماری بدبختی ہم ہی ظالم تھے اپنے جرم کا اقرار بھی کرینگے اور پناہ بھی تلاش کرتے پھرینگے اس کمزوری کے باوجود عذاب کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ عذاب کا ایک ہلکا سا جھٹکا بھی نہیں سہہ سکتے (۴۶) اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازوئیں رکھیں گے اور قائم کرینگے سو کسی شخص پر ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور بالکل ناانصافی نہیں کی جائے گی اور اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو اس کو بھی ہم حاضر کر دینگے اور لا موجود کرینگے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں شاید بہت سی ترازوئیں ہوں گی یا ایک ہی ترازو بہت بڑی ہوگی اسکو موازین فرمایا ہو اس ترازو میں اعمال تولے جائیں گے یا صحائف اعمال یا دونوں باتیں ہوں گی یعنی صحائف بھی تلیں گے اور اعمال بھی تولے جائینگے جیسا کہ احادیث میں منقول ہے اگر کسی کا کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر بھی ہوگا تو اس کو بھی لے آیا جائیگا کوئی عمل پوشیدہ نہ رہے گا ہم حساب لینے کو کافی ہیں یعنی ہمارے بعد کوئی حساب لینے والا نہیں ہم نہ تو حساب لینے میں کسی کے محتاج ہیں اور نہ کوئی غلطی کا امکان ہے کہ ہمارے حساب کو کوئی دوسرا جانچے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگر عمل کسی کا اتنا تھوڑا ہو تو وہ بھی ہم تولیں گے ۱۲ (۴۷)

Marfat.com

اور بلاشبہ ہمنے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو حق و باطل کے ماہین فرق کرنے والی اور ایک روشن اور ڈرنے والوں یعنی متقیوں کے لئے ایک نصیحت کی چیز عطا کی تھی ؛ مراد توریت ہے یعنی اس پیغمبر کو جس طرح قرآن عطا ہوا ہے اسی طرح اس سے پہلے پیغمبروں کو کتابیں اور صحائف دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ کو ایک کتاب توریت دی تھی جس کے مضامین حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والے تھے اور اسکے مضامین ایک روشنی تھے جس سے گمراہوں کو روشنی ملتی تھی اور متقیوں اور پرہیزگاروں کے لئے وہ کتاب توریت ایک نصیحت تھی جس طرح وہ کتاب تھی اسی طرح قرآن بھی ایک کتاب ہے۔ جس طرح حضرت موسیٰ پیغمبر تھے اسی طرح یہ بھی پیغمبر ہیں۔ انہوں نے کونسی نئی بات کہی ہے جو منکران کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ آگے ان متقیوں کی تعریف ہے جنہوں نے توریت کے مضامین پر عمل کیا اور ان سے روشنی حاصل کی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (٤٨) متقی وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت کا خطرہ رکھتے ہیں اور قیامت سے خائف ہیں ؛ یعنی اللہ تعالیٰ سے چونکہ ڈرنے والے ہیں اس لئے قیامت سے بھی ڈرتے ہیں کہ دیکھئے اس دن کیا ہو اور اللہ تعالیٰ کیسا معاملہ فرمائے (٤٩) اور یہ قرآن بھی ایک بڑی بابرکت اور کثیر الفائدہ نصیحت ہے جس کو ہمنے اتارا اور نازل کیا ہے سو کیا پھر تم اس نصیحت کو قبول کرنے اور ماننے سے انکار کرتے ہو یعنی اس نصیحت نامہ کے فوائد اور اس کی روشنی تو توریت سے بڑھی ہوئی ہے تو کیا تم اس قرآن کو ماننے اور قبول کرنے سے انکار کرتے ہو (٥٠) اور بلاشبہ ہمنے موسیٰ کو توریت عطا کرنے سے پہلے

مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا

اور ہارونؑ کو حق و باطل کے درمیان ایک فیصلہ کرنیوالی اور ایک روشن اور ڈرنے والوں کے لئے ایک نصیحت یعنی

لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَ

توریت عطا کی تھی وہ ڈرنے والے وہ ہیں جو اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اور

هُم مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ

وہ لوگ قیامت سے خائف ہیں اور یہ قرآن ایک بڑی بابرکت نصیحت ہے

أَنزَلْنَاهُ ۚ أَفَأَنتُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا

جس کو ہمنے نازل کیا ہے سو کیا تم اس کو ماننے سے انکار کرتے ہو اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو

إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ﴿٥١﴾ إِذْ

توریت عطا کرنے سے پہلے ابراہیم کو اس کی صحیح ہدایت کی تھی اور ہم اس کی اہلیت و صلاحیت کو خوب جانتے تھے

قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ

جبکہ اس ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا یہ مورتیاں کیا ہیں جن کی پرستش پر تم جمے

لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ﴿٥٣﴾

بیٹھے ہو۔ انھوں نے کہا ہم نے اپنے بڑوں کو انہی مورتیوں کی پوجا کرتے پایا ہے

قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٥٤﴾

ابراہیمؑ نے کہا بیشک تم بھی صریح غلطی میں ہو اور تمہارے بڑے بھی صریح گمراہی میں مبتلا رہے

قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ﴿٥٥﴾

وہ بولے کیا تو ہمارے پاس کوئی سچی بات لے کر آیا ہے یا تو محض خوش طبعی کرنے والوں میں سے ہے

قَالَ بَل رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي

ابراہیمؑ نے کہا دل لگی کی بات نہیں بلکہ تمہارا رب وہ ہے جو تمام آسمانوں کا اور زمین کا رب ہے جس نے ان سب کو

فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥٦﴾

پیدا کیا ہے اور میں اس بات پر پوری بصیرت کے ساتھ شہادت دیتا ہوں

ابراہیمؑ کو اُن کی شان کے مناسب اُن کی صحیح ہدایت اور نیک راہ عطا فرمائی تھی اور ہم اُن کی اہلیت اور صلاحیت کو جاننے والے تھے ؛ یعنی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے زمانے سے پہلے ہم ابراہیمؑ کو اُس کی نیک راہ یعنی نبوت عطا کر چکے ہیں اور ہم ابراہیمؑ کے نبوت و رسالت کی صلاحیت اور اہلیت کو خوب جانتے تھے۔ اور ہم اسکی صلاحیت سے خوب واقف تھے (٥١) ابراہیمؑ کا وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اس نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ مورتیاں کیا ہیں جنکی عبادت پر تم جمے بیٹھے ہو یعنی یہ پتھر کی مورتیاں یا کواکب کی تصویریں کیا لغو چیزیں ہیں جن کی خدمت میں تم ہر وقت مشغول اور جن کی جانب ہر وقت متوجہ رہتے ہو اور انکی تعظیم کو بجا لانے میں لگے رہتے ہو۔ مطلب یہ کہ انکی عبادت کیا کرتے ہو اور ان کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے ہو (٥٢) انہوں نے جواب دیا ہمنے اپنے بڑوں کو انہی مورتیوں اور تمثال کی عبادت کرتے ہوئے پایا ہے ؛ یعنی اپنے بڑوں کو یہی کرتے دیکھا ہے۔ (٥٣) ابراہیمؑ نے کہا بلاشبہ تم بھی صریح غلطی میں مبتلا ہو اور تمہارے بڑے یعنی تمہارے باپ دادا بھی کھلی غلطی میں مبتلا تھے ؛ اس سے بڑھ کر اور صریح غلطی کیا ہوگی کہ غیر مستحق عبادت کی عبادت کرتے ہو اور حقیقی معبود کو چھوڑے بیٹھے ہو (٥٤) وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس کوئی حق اور واقعی بات لایا ہے یا تو محض خوش طبعی کرنے والوں میں سے ہے۔ یعنی تو جو بات کہتا ہے یہ کوئی امر حق اور واقعی بات ہے یا محض کوئی ہنسی اور دل لگی کرنے والا ہے (٥٥) ابراہیمؑ نے جواب دیا دل لگی اور خوش طبعی نہیں بلکہ تمہارا پروردگار وہ ہے جو تمام آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار ہے جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے اور میں اس بات پر پوری بصیرت کے ساتھ شہادت دیتا ہوں اور میں اس دعوے پر دلیل رکھتا ہوں ؛ یعنی میرا یہ دعویٰ کہ تم سب کا پروردگار وہی ہے جو تمام آسمان و زمین کو ترتیب دینے والا اور پیدا کرنے والا ہے میں اسی کا قائل ہوں اور میں پوری بصیرت کے ساتھ اس دعوے پر شہادت دیتا ہوں۔ (٥٦) اس دعوے پر حجت و براہین رکھتا ہوں۔

صفحہ ٥٢١ پر

Marfat.com

وَتَاللّٰهِ لَاَكِيْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ۝۵۷

اور جب تم چلے جاؤ گے تو خدا کی قسم میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ۝۵۸

پھر ابراہیمؑ نے ان بتوں میں سے سوائے ایک بڑے بت کے سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں

قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ اِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۹

وہ واپس آ کر بتوں کی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ اس میں شک نہیں کہ وہ کوئی بڑا ہی ظالم ہے

قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗٓ اِبْرٰهِيْمُ ۝۶۰

بعض لوگوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان کو جس کو ابراہیم کہا جاتا ہے ان بتوں کو کچھ کہتے ہوئے سنا ہے

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ

انہوں نے کہا اچھا تو اس ابراہیم کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ اور لوگ بھی

يَشْهَدُوْنَ ۝۶۱ قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا

گواہ ہو جائیں لوگوں نے ابراہیم سے دریافت کیا اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ توڑ پھوڑ

يٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝۶۲ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا

کی حرکت کی ہے ابراہیمؑ نے کہا نہیں بلکہ یہ حرکت ان کے اس بڑے نے کی ہے

فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ۝۶۳ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى

اگر یہ بت بول سکتے ہوں تو خود ان بتوں ہی سے تم دریافت کر لو اس پر وہ مشرک اپنے دلوں کی جانب

اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۶۴ ثُمَّ نُكِسُوْا

متوجہ ہوئے اور آپس میں کہنے لگے اس میں شک نہیں کہ تم ہی ناحق پر ہو پھر انہوں نے اپنے سروں کو

عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَاۗءِ يَنْطِقُوْنَ ۝۶۵

جھکا لیا اور ابراہیمؑ سے کہا تو تو یہ بات جانتا ہی ہے کہ یہ بت بولا نہیں کرتے

قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ

ابراہیمؑ نے کہا تو کیا تم خدا کو چھوڑ کر ایسوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تم کو کچھ

اور خدا کی قسم میں تمہارے ان مورتیوں کے پاس سے چلے جانے کے بعد ان کا علاج کروں گا اور ان کی گت بناؤں گا۔ یعنی جب تم ان کے پاس سے چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا اور ان سب کو ٹھیک کر دوں گا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ علاج کرنا انہوں نے چپکے کہا پھر جب وہ شہر سے باہر گئے ایک میلے میں تب بت خانہ میں جا کر سب کو توڑا (۵۷) چنانچہ وہ تمام پجاری جب چلے گئے تو ان کے چلے جانے کے بعد ابراہیمؑ نے ان بتوں میں سے سوائے ایک بڑے بت کے سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کہ شاید وہ اس کی طرف رجوع کریں اور لوٹیں۔ یعنی وہ لوگ تو کسی میلے میں شریک ہونے کی غرض سے چلے گئے اور حضرت ابراہیمؑ نے ایک ہتوڑا لے کر سب بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور جو بت سب سے بڑا تھا اس کے کندھے پر ہتوڑا رکھ کر چلے آئے تاکہ یہ لوگ جب میلے سے واپس آئیں تو شاید اس بڑے بت کی طرف غور کریں کہ اس نے ان بتوں کو کیوں توڑ دیا یہ مطلب کہ حضرت ابراہیمؑ سے رجوع کریں اور ان سے پوچھ گچھ کریں (۵۸) وہ واپسی پر بتوں کی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کس نے کی ہے اور اس بے ادبی کا کون مرتکب ہوا اس میں شک نہیں کہ وہ کوئی بڑا ہی ظالم ہے۔ یعنی جب وہ میلے سے واپس آئے اور بتوں کو ٹوٹا ہوا دیکھا تو آپس میں کہنے لگے یہ گستاخی کس نے کی ہے وہ کوئی بہت ہی گستاخ اور ظالم ہے جس نے یہ غضب کیا ہے (۵۹) انہی لوگوں میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کو سنا ہے کہ وہ ان بتوں کا برائی کے ساتھ ذکر کرتا ہے اس نوجوان کو ابراہیمؑ کہا جاتا ہے۔ یعنی اس کا نام ابراہیمؑ ہے وہ نوجوان ان معبودوں کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرتا ہے۔ شاید یہ نام بتانے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے سامنے حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ جب تم چلے جاؤ گے تو میں ان مورتیوں سے بھگتوں گا اور ان کی خبر لوں گا (۶۰) یہ بات سن کر وہ لوگ کہنے لگے اچھا اس ابراہیمؑ کو عام لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ اور لوگ بھی گواہ ہو جائیں۔ یعنی جن لوگوں کو حضرت ابراہیمؑ کے برا کہنے کا علم نہ تھا انہوں نے کہا ہوگا یا سب نے کہا ہوگا کہ ابراہیمؑ کو لاؤ اس سے دریافت کیا جائے اور وہ اس حرکت کا اقرار کرے تو سب لوگ اس کے اقرار پر گواہ ہو جائیں اور جب لوگ گواہ ہو جائیں گے تو مقدمہ مضبوط ہو جائے گا اور حاکم اس کو سزا دے سکے گا چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کو بلایا گیا تو حضرت ابراہیمؑ سے دریافت کیا گیا (۶۱) ان لوگوں نے کہا کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ توڑ پھوڑ کی حرکت اے ابراہیمؑ تو نے کی ہے۔ یعنی ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ توہین آمیز سلوک کیا تو نے کیا ہے اے ابراہیمؑ (۶۲) حضرت ابراہیمؑ نے کہا نہیں بلکہ یہ کام اس بڑے دیوتا اور بڑے بت نے کیا ہے اگر یہ تمہارے معبود بول سکتے ہوں تو ان سے دریافت کر لو اور ان سے پوچھ لو۔ یعنی بظاہر یہ احتمال قوی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرکت اس بڑے بت نے کی ہے میرے متعلق یہ خیال کرنا کہ یہ میرا فعل ہے اس قسم کے احتمال کی گنجائش نہیں ہے۔ بہرحال جب یہ معبود ہیں اور تم ان میں قوتِ فاعلیت سمجھتے ہو تو اس احتمال پر کیوں بحث نہیں کرتے کہ اس بڑے معبود نے محض رقابت کی وجہ سے ان چھوٹے معبودوں کو توڑا ہے اور اس سے بھی آسان طریقہ تحقیق کا یہ ہے کہ اگر یہ بولتے ہوں تو خود انہی سے پوچھ لو کہ تم کو کس نے توڑا ہے۔ مفسرین نے اس موقع پر کئی طرح کلام کیا ہے لیکن ہم نے سہل تقریر کر دی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کا انکار اور بڑے بت کی طرف اشارہ یہ جھوٹ نہیں ہے، البتہ اس کی شکل جھوٹ کی سی ہے یہ ایک مناظرے کا طریقہ ہے کہ مخاطب کی توجہ کو اپنی طرف سے ہٹا کر دوسری طرف پھیر دیا جائے اس لئے ایک ایسی بات فرمائی کہ ان کی توجہ حضرت ابراہیمؑ کی طرف سے ہٹ گئی اور ابراہیمؑ کا بتوں کو توڑنے کا احتمال کمزور ہو گیا اور وہ آپس کی سوچ بچار میں پڑ گئے اور چونکہ شکل جھوٹ کی سی تھی اس لئے حدیث میں کذب کا لفظ مذکور ہے۔

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

(۶۶) تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجتے ہو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ تف کا استعمال جھڑکی اور ناخوشی کے لئے ہوتا ہے یعنی تمہارے لئے ناخوشی اور بیزاری ہو اور ان معبودوں سے بھی ناخوشی ہو اور ان کے لئے بُرائی ہو جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہو اگر ان کو پوجنا چھوڑ دو تو تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں اور پوجتے رہو تو کوئی فائدہ اور نفع تم کو نہ پہنچا سکیں ایسے بے بسوں اور بے کسوں سے بھی اظہار بیزاری اور تم سے بھی اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کی اس گفتگو سے کھسیانے ہو کر باہم انتقام کی گفتگو کرنے لگے اور حضرت ابراہیمؑ سے بدلہ لینے کے لئے آمادہ ہو گئے (۶۷) وہ مشرک آپس میں کہنے لگے ابراہیمؑ کو آگ میں جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کا بدلہ لو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو یہ کرو یعنی ابراہیمؑ کو آگ میں جلا کر

شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿۶۶﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ
نفع پہنچا سکیں اور نہ نقصان تف ہے تم پر اور اُن پر جن کو تم
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ
خدا کے سوا پوجتے ہو تو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے وہ مشرک آپس میں کہنے لگے ابراہیمؑ کو آگ میں جلا دو
وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْنَا
اور اپنے معبودوں کا بدلہ لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے ہم نے
يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۶۹﴾ وَاَرَادُوْا
آگ کو حکم دیا اے آگ ٹھنڈی اور آرام ہو جا ابراہیمؑ کے حق میں اور ان لوگوں نے ابراہیمؑ
بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ﴿۷۰﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا
کی بُرائی کا ارادہ کیا تھا مگر ہم نے اُن کو ہی ناکام کر دیا اور ہم ابراہیمؑ کو اور لوطؑ کو
اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَ
ایک ایسی سرزمین کی طرف بچا کر لے گئے جس میں ہم نے اقوام عالم کیلئے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں اور
وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا
ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ عطا کیا اور مزید برآں یعقوبؑ نامی پوتا بھی دیا اور
جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ
ہم نے ان سب کو نیک کیا اور ان سب کو ہم نے لوگوں کا پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم کے
بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ
موافق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے
اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا
اور نماز کی پابندی کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور وہ سب ہماری ہی
لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ
عبادت میں لگے رہتے تھے اور لوطؑ کو بھی ہم نے نبوت اور

ختم کر دو اور اپنے ٹھاکروں کی مدد کرو کیونکہ یہ تو کچھ کر ہی نہیں سکتے اور چونکہ ان کے ساتھ ابراہیمؑ نے بڑی گستاخی کی ہے اس لئے اس سے بدلا لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے تو بس یہ کام کرو۔ چنانچہ یہی طے ہوا حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کے لئے ایندھن جمع کیا گیا ایک احاطہ بنوایا گیا۔ آگ روشن کی گئی جب شعلے بھڑک گئے تو سیدنا ابراہیمؑ کو منجنیق میں بٹھا کر اس آگ میں ڈالا گیا آگ کی تیزی اور لپیٹ کی وجہ سے کوئی آگ کے قریب نہ جا سکتا تھا (۶۸) اس وقت ہم نے آگ کو حکم دیا اے آگ ٹھنڈی اور راحت و آرام ہو جا ابراہیمؑ پر یعنی ٹھنڈی ہو جا مگر نہ اتنی کہ یخ بن جائے جس سے ہمارے ابراہیمؑ کو تکلیف ہو بلکہ ایک معتدل کیفیت ہو جس سے ابراہیمؑ کو راحت اور آرام میسر ہو علیٰ ابراہیمؑ فرمایا ورنہ حضرت حق تعالیٰ کے اس حکم کے بعد تمام عالم کی ہی آگ بے کار ہو جاتی۔ علیٰ ابراہیمؑ کہنے سے صرف اس آگ پر اثر ہوا جو حضرت ابراہیمؑ کے جلانے کو روشن کی گئی تھی کہتے ہیں آگ میں احراق اور جلانا باقی نہ رہا البتہ روشنی باقی تھی۔ واللہ اعلم (۶۹) اور ان مشرکوں نے ابراہیمؑ کے ساتھ فریب کا ارادہ کیا اور ابراہیمؑ کا بُرا چاہا اور ان کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا مگر ہم نے انہی مشرکوں کو ناکام کر دیا اور ان کو نقصان میں ڈال دیا۔ یعنی انہوں نے ہمارے خلیل کے ساتھ بری چال چلنی چاہی اور ابراہیمؑ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کا کید اور مکر خود ان پر اُلٹ گیا، اور اُن کو نقصان اٹھانے والے خسارہ پانے والے ہم نے بنا دیا اور ان کو ہلاک ہونے والوں میں سے کر دیا۔ نمرود جیسے جابر کی حکومت ختم کر دی گئی۔ اور ان پر مچھروں کا عذاب مسلط کر دیا گیا (۷۰) اور ہم ابراہیمؑ کو اور اس کیساتھ لوطؑ کو ایک ایسی سرزمین کیطرف بچا کر لے گئے جس میں ہم نے اقوام عالم کیلئے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں یعنی دشمنوں کی ایذا رسانی سے بچا کر اور لوطؑ جو ان کی تصدیق کرنے والے اور ان کے بھتیجے تھے انکو بھی ان سے بچا کر ملک عراق سے ملک شام پہنچا دیا جہاں ظاہری اور باطنی برکتیں رکھی ہیں اور مختلف اقوام عالم ان برکتوں سے بہرہ مند ہیں یعنی پھلوں کی کثرت اور بے شمار انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا مدفن اور انکی شرائع کا فیض جس سے اقوام عالم کو روشنی اور روحانیت نصیب ہوتی ہے (۷۱) اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ عطا کیا اور مزید برآں یعقوبؑ نامی پوتا بھی دیا اور ہم نے ان سب کو نیکوکار بنایا۔ یعنی ابراہیمؑ کو اسحاقؑ نامی بیٹا اور یعقوبؑ نامی نبیرہ یعنی پوتا عطا فرمایا اور ان کو نیک کیا۔ یعنی سب کو پیغمبر بنایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی زمین شام جس میں آسودگی خوب ہے ۱۲ دعا کی بیٹے ہی کی انعام میں دیا پوتا ۱۲ نافلہ کے معنی غنیمت عطیہ۔ جو چیز مانگی نہ ہو اور لڑکے کا لڑکا (۷۲) اور ہم نے ان سب کو لوگوں کا پیشوا بنایا اور امام بنایا کہ یہ لوگ ہمارے حکم کیموافق لوگوں کی رہنمائی کرتے تھے اور خلق خدا کو ہدایت کیا کرتے تھے اور ہم نے ان سب کے پاس بھلائی اور نیک کام کرنے اور نماز کی پابندی اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا اور یہ سب ہماری عبادت میں لگے رہتے تھے یعنی پیشوا تھے۔ لوگ ان کی اقتدا کرتے تھے جو ہمارے حکم سے لوگوں کی ہدایت کرتے تھے یعنی نبی تھے ہمارے فرستادے تھے ان کو ہم نے ہی رہنمائی اور ہدایت کے لئے مقرر کیا تھا اور ان کے پاس ہم نے بھلے کام کرنے کا اور خاص طور پر نماز کی پابندی اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا تھا یعنی ان کو (بقیہ بر صفحہ ۵۲۳ پر)

22013

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۲۲) وحی کی گئی تھی کہ بھلے اور نیک کام کرنا اور نماز کی پابندی کرنا اور زکوٰۃ ادا کرتے رہنا اور وہ سب بڑے عبادت گزار تھے جو ہر وقت ہماری عبادت میں لگے رہتے تھے (۷۳) اور ہم نے لوطؑ کو حکمت یعنی نبوت اور علم عطا فرمایا اور ہم نے لوطؑ کو اس شہر سے بچا نکالا جس شہر کے لوگ ناپاک اور گندے کام کیا کرتے تھے۔ بیشک وہ لوگ بہت برے اور بدکار تھے یعنی سدوم کی بستیوں میں حضرت لوطؑ کو نبی بنا کر بھیجا تھا وہاں کے لوگ ہر قسم کی برائی اور بدکاریوں میں مبتلا تھے یہ سمجھاتے رہے مگر وہ باز نہ آئے ان کی بیوی بھی کافروں سے مل گئی۔ جب وہ ہر طرح ان کے درپے آزار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے بستی والوں پر عذاب بھیجا اور ان کو اور ان کے ساتھیوں کو عذاب سے قبل بچا لیا عام طور سے یہ لوگ اغلام بازی۔ ڈاکہ ڈالنا لوگوں کو لوٹنا مسافروں کو غلط راستہ بتانا وغیرہ بہت سے افعال قبیحہ اور افعال شنیعہ کا ارتکاب کیا کرتے تھے آخر یہ بستیاں الٹی گئیں اور آج تک الٹی ہوئی پڑی ہیں (۷۴) اور ہم نے لوطؑ کو اپنی رحمت میں لے لیا کیونکہ وہ نکوکار لوگوں میں سے تھا یعنی عذاب کے وقت لوطؑ کو اپنے دامانِ رحمت میں لے لیا اور عذاب سے بچا لیا۔ یا یہ کہ وہ نکوکار تھا اس لئے جن بندوں پر رحمت ہوتی ہے اس کو بھی انہی بندوں میں داخل کر لیا۔ یا یہ کہ رحمت خاص میں لے لیا کیونکہ ایک عام رحمت ہے اور ایک خاص رحمت ہے۔ رحمت عام جو سب کے لئے ہے ورحمتی وسعت کل شئ اور خاص رحمت خواص کے لئے حضرت لوط علیہ السلام کی خصوصیت اور ان کے مراتب علیا اور مقام وصول کا اظہار ہے (۷۵) اور اے پیغمبر آپ نوحؑ کا تذکرہ بھی کیجئے جب کہ اس نے ان واقعات ابراہیمی سے بہت پہلے دعا کی پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور ہم نے اس کی پکار سن لی اور ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین اور متبعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر بھی کیجئے اور ان کا تذکرہ بھی سنایئے خاص کر وہ وقت جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ شاید یہ دعا ہو گی رب انی مغلوب فانتصر یعنی اے میرے پروردگار میں دب گیا میرا بدلا لیجئے چنانچہ ان کی دعا کو قبول کیا اور ان کو ان کے تابعین کے ساتھ ان کے دشمنوں سے نجات عطا فرمائی (۷۶) اور ہم نے ان لوگوں سے اس کا بدلا لیا جو ہماری آیتوں اور ہمارے احکام کی تکذیب کرتے کے عادی اور خوگر ہو چکے تھے اور جنہوں نے ہمارے احکام کو جھٹلایا تھا بلاشبہ وہ بہت برے لوگ تھے۔ لہٰذا ہم نے ان سب کو غرق کر دیا یعنی جب نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی اور ان کو ہر قسم کی تکلیف پہنچائی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم پر پانی کا طوفان بھیج گیا چنانچہ سب غرق ہو گئے۔ جزاء لمن کان کفر اور اس طرح ایک پیغمبر کی ناسپاسی کا انتقام لیا گیا (۷۷) اور حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمان کا وہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے جبکہ وہ دونوں کسی کھیتی کے جھگڑے کا کہ اس کھیتی میں ایک قوم کی بکریاں رات میں گھس آئیں۔ اور کھیتی کو خراب کر گئیں یہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرنے لگے اور ہم اس فیصلے کو جو ان لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے یعنی فیصلے کے وقت ہم وہاں موجود تھے ایک باغبان تھا ایلیا اس کے باغ میں یوحنا چرواہے کی بکریاں یوحنا کی بے خبری سے گھس آئیں اور باغ کو خراب کر گئیں یہ مقدمہ پیش ہوا حضرت داؤدؑ نے باغ والے کے نقصان میں یوحنا کی بکریاں ایلیا کو دلوا دیں۔ چونکہ نقصان کی قیمت بکریوں کی قیمت کے برابر تھی اسلئے بطور ضمان بکریاں ایلیا کو دلوا دیں۔ بعض مفسرین نے بجائے باغ کے کھیت کا ذکر کیا ہے۔ بہرحال جب فیصلہ کے بعد مدعی اور مدعا علیہ باہر نکلے تو حضرت سلیمان جو عدالت کے دروازے پر موجود رہا کرتے تھے انہوں نے دریافت کر کے فیصلہ معلوم کر لیا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا اگر یہ مقدمہ میرے سپرد کیا جاتا تو میں اس کا فیصلہ اور طرح کرتا یہ اطلاع حضرت داؤدؑ کو ملی تو انہوں نے سلیمانؑ کو بلا کر پوچھا کہ اگر یہ معاملہ تمہارے سپرد کیا جائے تو تم اس میں کیا فیصلہ کرو۔ حضرت سلیمان نے عرض کیا میں باغبان کو بکریاں دلاؤں کہ وہ ان بکریوں کے دودھ سے فائدہ اٹھائے اور ان بکریوں سے

(باقی ضمیمہ میں)

عِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ
علم عطا کیا اور ہم نے لوطؑ کو اس بستی سے بچا نکالا جس بستی کے لوگ گندے گندے کام
الْخَبٰٓئِثَ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ۝ (۷۴)
کیا کرتے تھے اس میں شک نہیں کہ وہ برے لوگ تھے نافرمان
۵ ع ۵ ۵ وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (۷۵)
اور ہم نے لوطؑ کو اپنی رحمت میں لے لیا کیونکہ وہ نیک لوگوں میں سے تھا
وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ
اور اے پیغمبر آپ نوحؑ کا بھی تذکرہ کیجئے جبکہ اس نے ان واقعات سے بہت پہلے دعا کی سو ہم نے اس کی پکار سن لی پھر ہم نے
وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ (۷۶) وَنَصَرْنٰهُ مِنَ
اس کو اور اس کے متبعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی اور ہم نے ان لوگوں کے مقابلہ میں
الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ
جنہوں نے ہماری آیتوں کی تکذیب کی تھی نوحؑ کی مدد کی بے شک وہ برے
سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (۷۷) وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ
لوگ تھے سو ہم نے ان سب کو غرق کر دیا اور داؤدؑ اور سلیمان کے اس واقعہ کا بھی تذکرہ
اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ
کیجئے کہ جب وہ دونوں کسی کھیتی کے جھگڑے کا کہ اس کھیتی میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت گھس گئی تھیں
الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۝ (۷۸) فَفَهَّمْنٰهَا
فیصلہ کرنے لگے اور ہم اس فیصلہ کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے اور پھر ہم نے فیصلہ کی آسان شکل
سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۫ وَّسَخَّرْنَا
سلیمان کو سمجھا دی اور ہم نے دونوں ہی کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور علم عطا کیا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو اور
مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ؕ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝ (۷۹)
پرندوں کو داؤدؑ کے تابع کر دیا تھا کہ وہ اس کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنے والے تھے

Marfat.com

(۷۹) اور ہم نے داؤدؑ کو تمہارے لئے زرہ کا بنانا سکھایا تاکہ وہ زرہ تمہاری لڑائی میں تم کو محفوظ رکھے سو کیا تم اس نعمت کا شکر بجالاؤ گے حضرت داؤدؑ کو زرہ بنانا سکھایا پرانے زمانے کی لڑائی میں یہ زرہ بڑے بچاؤ کا کام دیتی تھی یہ ایک قسم کا کرتہ ہوتا تھا جو لوہے کے تاروں سے بنا جاتا تھا۔ حضرت داؤدؑ کے ہاتھ میں چونکہ لوہا نرم ہوجاتا تھا اس لئے وہ بے تکلف بدون آگ کے یہ کام کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت داؤدؑ کے ساتھ زبور پڑھنے کے وقت پہاڑ اور جانور بھی انہیں کی سی آواز پڑھتے اور لوہے کی زرہ بناتے فقط ہاتھ سے موڑ کر اور لوگ بناتے ہیں آگ سے ۱۲ (۸۰) اور سلیمان کے لئے ہم نے زور سے چلنے والی ہوا کو تابع کردیا تھا کہ وہ ہوا ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی۔ جس میں ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی ہیں اور ہم ہر چیز سے باخبر ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے زیر فرمان ہوا کو کردیا تھا اور وہ ان کے تخت کو اڑا کر لے جاتی تھی اور ایک مہینہ کی مسافت دوپہر دن میں طے ہوجاتی تھی برکت والی زمین سے مراد ملک شام ہے جہاں کی سرزمین ظاہر و باطن کی برکتوں سے لبریز ہے ہم ہر چیز سے باخبر ہیں یعنی ہوا کو تابع کردینا بھی ہماری مصلحت کا تقاضہ تھا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک تخت بنایا تھا بہت بڑا اپنے سارے کارخانوں سے اور لوگوں سے اس پر بیٹھتے پھر باؤ آتی زور سے اس کو زمین سے اٹھاتی اوپر نرم باؤ چلتی یمن سے شام کو اور شام سے یمن کو مہینے کی راہ دوپہر میں پہنچاتی ۱۲ سورۂ سبا میں انشاء اللہ تفصیل آئے گی (۸۱) اور شیاطین یعنی جنات میں سے بعض شیاطین بھی سلیمان کے تابع کئے جو سلیمانؑ کے لئے سمندر میں غوطہ لگاتے تھے اور اس غوطہ خوری کے علاوہ دوسرے کام بھی کیا کرتے تھے اور ہم ان جنات کی حفاظت اور نگہبانی کرنے والے تھے بعض جنات بھی تابع تھے۔ چونکہ یہ جنات بڑے شریر تھے اس لئے فرمایا کہ ہم اُن کی نگہبانی کرتے تھے کہ وہ شرارت نہ کرنے پائیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شیطانوں سے غوطہ لگواتے جواہر دریا سے نکلواتے جہاں آدمی کا مقدور نہیں اور عمارت میں بھاری کام ان سے کرواتے اور سفر میں حوض برابر لگن تانبے کے اور کنوئیں برابر دیگیں اٹھالے چلتے اور ان میں کھانا پکاتے اور سخت سخت کام ان سے لیتے ۱۲ (۸۲) اور اے پیغمبر ایوب علیہ السلام کا تذکرہ بھی کیجئے جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھ کو سخت تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کا واقعہ فرمایا جب بیماری کو عرصہ ہوگیا تب انہوں نے ایک دن دعا کی حق تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی (۸۳) لہٰذا ہم نے ان کی دعا قبول فرمائی اور اس کو جو تکلیف اور دکھ تھا اس کو دور کردیا اور ہم نے ایوبؑ کو اس کے بال بچے دیدیئے اور اُن کے ساتھ اتنے ہی اور بھی عطا فرمائے یہ سب اپنی رحمت خاص اور مہربانی کے سبب سے عطا فرمایا اور اس لئے کہ عبادت کرنیوالوں کے لئے ایک یادگار رہو حضرت ایوب علیہ السلام اچھے خوشحال پیغمبروں میں سے تھے کسی سخت بیماری میں مبتلا ہوئے اولاد مرگئی یا کہیں گم ہوگئی

وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ

اور ہم نے داؤد کو تمہارے لئے زرہ کا بنانا سکھایا تاکہ وہ زرہ تمہاری لڑائی میں تم کو

بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ

محفوظ رکھے تو کیا تم اس نعمت کا شکر بجالاؤ گے اور ہم نے تیز ہوا کو سلیمان کا تابع کیا تھا

عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا

کہ وہ اس کے حکم سے اس سرزمین کی طرف چلتی تھی کہ جس میں ہم نے ہر قسم کی برکتیں رکھی تھیں

فِيْهَا ۭ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿٨١﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ

اور ہم ہر چیز سے باخبر ہیں اور جنات میں سے بعض جن بھی سلیمانؑ کے تابع کر

مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ

جو سلیمانؑ کے لئے سمندر میں غوطہ لگاتے تھے اور اس غوطہ خوری کے علاوہ اور دوسرے کام بھی کیا کرتے تھے

وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿٨٢﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ

اور ہم ہی ان جنات کی دیکھ بھال اور نگہبانی کرنے والے تھے اور اے پیغمبر ایوبؑ کا بھی تذکرہ کیجئے جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ

اَنِّىْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿٨٣﴾

مجھ کو سخت تکلیف پہنچ رہی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ

سو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور اس کو جو تکلیف تھی اُسے دور کردیا اور ہم نے ایوبؑ کو اس کے

اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ

بال بچے دیدیئے اور انکے ساتھ اتنے ہی اور بھی عطا کئے یہ سب کچھ ہم نے اپنی مہربانی سے عطا کیا اور

ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿٨٤﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ

اس لئے تاکہ عبادت کرنے والوں کیلئے یہ ایک یادگار ہو اور اسماعیلؑ اور ادریس

وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَاَدْخَلْنٰهُمْ

اور ذوالکفل کا تذکرہ کیجئے یہ سب صبر کرنے والوں میں سے تھے اور ہم نے ان سب کو

بہرحال ان تمام مصائب پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے شفا بخشی دعائے صحت قبول فرمائی جو اولاد گم ہوگئی تھی وہ واپس مل یا مرگئی تھی وہ زندہ کر کے عطا ہوئی اتنی ہی اولاد اور دی گئی یا اولاد کے ہاں اولاد دی گئی۔ مفسرین کے مختلف اقوال ہیں مزید تفصیل انشاء اللہ سورۂ صٓ میں آجائے گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت ایوبؑ کو حق تعالیٰ نے سب طرف سے آسودہ رکھا تھا کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام کماتے اور اولاد صالح اور عورت موافق مرضی اور بڑے شکر گزار تھے۔ پھر آزمانے کے لئے ان پر شیطان کو ہاتھ دیا۔ کھیت جل گئے مویشی مرگئے اور اولاد اکٹھی دب مری اور دوستدار الگ ہوگئے بدن میں آبلے پڑکر کیڑے پڑگئے ایک عورت رفیق رہی جیسے نعمت میں شکرگزار تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ ایک قرن کے بعد یہ دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے مری ہوئی اولاد جلائی اور بھی نئی اولاد دی اور زمین سے چشمہ نکالا اسی سے پی کر اور نہاکر

(باقی صفحہ ۵۲۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ تفسیر صفحہ ۵۲۴) چھپے ہوئے اور سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور سب طرح درست کر دیا ۱۲۔ خلاصہ یہ کہ مفسرین کے حضرت ایوبؑ علیہ السلام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے بعض قول کو اختیار کر لیا ہے عبادت گزاروں کے لئے یادگار کا مطلب یہ ہے کہ نیک لوگ یہ معلوم کر کے کہ صبر کرنے والوں کو اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے نوازا کرتا ہے، برداشت اور صبر کا طریقہ اختیار کریں۔ حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ بہت طویل ہے انشاء اللہ تعالیٰ سورۂ صٓ میں تفصیل آجائیگی (۸۴) اور اے پیغمبر اسماعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفل کا تذکرہ بھی کیجیے یہ سب ثابت قدم رہنے والے اور صبر کرنے والے تھے (۸۵) (تفسیر صفحہ ہذا) اور ہم نے ان سب کو اپنی رحمت کاملہ میں لے لیا۔ بلاشبہ یہ نیک لوگوں میں سے تھے۔ حضرت اسماعیلؑ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں جو احکام الٰہی کی بجا آوری میں نہایت ثابت قدم تھے۔ حضرت ادریسؑ علیہ السلام کا ذکر سورۂ مریم میں گزرا ہے یہ بہت متقدمین میں سے ہیں۔ کہتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے سو برس بعد حضرت ادریسؑ پیدا ہوئے تھے ان کا نام اخنوخ ہے درس و تدریس کے باعث ان کا نام ادریس ہوگیا۔ ذوالکفل کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں بعض ان کی نبوت کے قائل ہیں۔ بعض کہتے ہیں ایک صالح اور بزرگ آدمی تھے۔ کسی نے کہا یوشع علیہ السلام کا نام ذوالکفل ہے۔ بعض نے کہا یہ الیاس ہیں بہرحال یہ سب لوگ احکام شرعیہ کے بجالانے میں بڑے صابر اور ثابت قدم تھے۔ رحمت میں لے لینے کا مطلب یہی ہے کہ خواص میں سے تھے اسلئے خاص رحمت میں داخل کر لیا یا یہ کہ صالحین اور برگزیدہ لوگوں کی جماعت میں ان کو داخل کر دیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں ذوالکفل تھے حضرت ایوبؑ کے بیٹے ایک شخص کے ضامن ہو کر کئی برس قید رہے اور اللہ یہ محنت سہی ۱۲ حضرت مجاہد نے ان کا واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن انہوں نے بھی ذوالکفل کی نبوت سے انکار کیا البتہ ایک نبی کے ضامن ہوگئے تھے کہ ان کی قوم ان کو تکلیف نہ پہنچائے گی ان پیغمبر نے اپنی آخری عمر میں ان کو اپنا وصی مقرر کر دیا تھا اور تین باتوں کا ان سے عہد لیا تھا ایک یہ کہ رات کو ہمیشہ نماز پڑھا کرینگے دوسرے یہ کہ دن کو روزہ رکھا کریں گے کبھی افطار نہیں کرینگے تیسرے یہ کہ جب کسی قضیے کے چکانے کیلئے حکم بنیں گے تو غضب اور غصہ نہ کریں گے چنانچہ انھوں نے یہ شرطیں منظور کرلیں اور اس پیغمبر نے ان کو اپنا خلیفہ بنا کر ان کو خلافت دیدی انکو ان تینوں شرطوں کے پورا کرنے میں بڑی بڑی مشکلات پیش آئیں لیکن یہ ثابت قدم رہے اور ان شرطوں کو پورا کیا جن پر خلافت حاصل کی تھی۔ بعض حضرات نے کہا ہے ذوالکفل حضرت زکریاؑ ہیں (واللہ اعلم بالصواب (۸۶) اور مچھلی والے یعنی حضرت یونسؑ بن متیٰ کا تذکرہ کیجیے جب وہ قوم سے خفا ہو کر غصہ کی حالت میں چلا گیا اور اس نے یہ سمجھا کہ ہم اس کو نہ پکڑ سکیں گے اور اس پر کوئی دارو گیر نہ کریں گے پھر اس نے سخت اندھیریوں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے اور تو ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے بلاشبہ میں ہی قصورواروں میں سے تھا یعنی یونس علیہ السلام نینوا میں نبی بنا کر بھیجے گئے تھے انکی قوم نے ان کی بات نہیں مانی اور ان کی مخالفت کی وہ ناراض ہو کر اور اپنی قوم کو عذاب کا وعدہ دے کر بستی سے تشریف لے گئے اور یہ سمجھ کر گئے کہ اس نکل جانے پر مجھ سے کوئی باز پرس اور گرفت نہ ہوگی اور چونکہ ان کا جانا بلا امر خداوندی تھا اسلئے راستے میں جبکہ یہ کشتی میں سوار ہوئے ان کی گرفت ہوگئی کشتی بھنور میں آگئی۔ کشتی والوں نے کہا ہماری کشتی میں کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے آقا سے بھاگ کر یہاں آبیٹھا ہے چنانچہ کشتی والوں نے قرعہ ڈالا حضرت یونس کا نام نکلا کشتی والوں نے حضرت یونسؑ کی شکل و صورت دیکھ کر یقین نہ کیا دوسری تیسری مرتبہ پھر قرعہ ڈالا اب بھی حضرت یونسؑ ہی کا نام نکلا۔ آخر حضرت یونسؑ کھڑے ہوئے اور فرمایا میں ہی وہ غلام ہوں جو اپنے مولا سے بھاگا ہوا ہوں یہ کہہ کر دریا میں کود پڑے۔ فوراً ایک مچھلی نے نگل لیا۔ مچھلی کو حکم ہوا کہ یونس تیری غذا نہیں ہے بلکہ تیرا پیٹ اس کے لئے قید خانہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے قصور کا (باقی ضمیمہ میں)

فِىْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٦﴾ وَذَا النُّوْنِ

اپنی رحمت میں لے لیا بیشک یہ نیک لوگوں میں سے تھے اور مچھلی والے یونس کا تذکرہ کیجیے

اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ

جب وہ اپنی قوم سے خفا ہو کر غصہ کی حالت میں چلا گیا اور اس نے یہ سمجھا کہ ہم اس پر کوئی دار و گیر نہیں کریں گے

فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ

پھر اس نے سخت تاریکیوں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو جملہ عیوب سے منزہ ہے

اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ

بے شک میں ہی قصوروار ہوں سو ہم نے اس کی دعا قبول کرلی اور اس کو مصائب سے

الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ

نجات عطا کی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں اور زکریا کا تذکرہ کیجیے جبکہ

نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِىْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ

اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے

الْوٰرِثِيْنَ ﴿٨٩﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى

بہتر وارث ہے سو ہم نے اس کی پکار سن لی اور ہم نے اس کو یحییٰؑ عطا کیا

وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ

اور اس کے لئے اس کی بیوی کو ولادت کے قابل کر دیا یہ سب مذکورۂ بالا حضرات بھلے کاموں کے

فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا

کرنے میں دوڑتے تھے اور امید و خوف کے ساتھ ہم کو پکارا کرتے تھے اور یہ لوگ ہمارے سامنے

لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

عاجزی و نیاز مندی کرنے والے تھے اور اس پاکدامن عورت کا ذکر کیجیے جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی

فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ

پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور ہم نے اس کو اور اس کے بیٹے کو

Marfat.com

(۹۱) لوگو! یہ اُن حضرات مذکورہ کا طریقہ اور دین تمہارا طریقہ اور دین ہو در انحالیکہ وہ ایک ہی طریقہ اور ایک ہی دین ہے اور وہ یہ کہ میں تمہارا پروردگار ہوں پس میری ہی عبادت کیا کرو یعنی حق تعالیٰ عام خطاب فرماتا ہے کہ انبیائے مذکورہ کا توحید الٰہی کے بارے میں جو طریقہ تھا وہی تمہاری ملت اور طریقہ ہے جو حقیقت میں اصولی اعتبار سے ایک ہی ہے اور تم کو بھی وہی دین اور طریقہ اختیار کرنا چاہئے اور اس دین اور ملت کا ماحصل یہ ہو کہ تمہارا پروردگار میں ہی ہوں، لہٰذا عبادت بھی صرف میری ہی کرو۔ ظاہر ہے کہ توحید میں تمام انبیاء علیہم السلام کا ایک ہی طریقہ ہے البتہ فروع میں زمانے کی ضروریات کے لحاظ سے کچھ فرق ہے لیکن اتنی بات میں کہ پروردگار یکتا ہے اور صرف اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔ سب پیغمبروں کا مسلک ایک ہی ہے (۹۲) اور لوگوں نے آپس میں اختلاف ڈال کر اپنے کام کو اور دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور ٹکڑے ٹکڑے بانٹ لیا لوگوں نے آپس میں، یہ سب ہماری طرف واپس ہونے والے ہیں۔ یعنی لوگوں نے دین کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے آپس میں تقسیم کر لیا اور باہم بانٹ لیا ان سب کو ہماری طرف واپس آنا ہے واپسی پر ہم ان کو بتائیں گے اور جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے تھے ان کی حقیقت ان پر واضح کر دی جائے گی (۹۳) پس جو شخص نیک عمل کا پابند رہتا ہے اور نیک کام کرتا رہتا ہو بشرطیکہ وہ مومن یعنی صحیح ایمان رکھنے والا ہو تو ایسے شخص کی محنت ضائع نہ ہوگی اور اس کی سعی کو نظر انداز نہیں کیا جائے گی اور ہم اس کی محنت اور سعی کو لکھ لیا کرتے ہیں اور اس کے اعمال لکھتے رہتے ہیں۔ یعنی جو سعی اور دوڑ دھوپ اور اعمال صالحہ کے بجا لانے میں کوشش کرتا ہو وہ سب نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے وہی نامۂ اعمال قیامت میں ظاہر ہو جائے گا اور اس کے موافق اجر ملیگا اس میں کوئی کمی نہ ہوگی (۹۴) اور ہم جن بستیوں کے باشندوں کو فنا کر چکے ہیں اُن کے لئے یہ بات مقرر ہو چکی ہے اور طے شدہ ہے کہ وہ لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ یعنی جزا و سزا کے لئے جو دوبارہ زندگی ہوگی وہ اس عالم کے لئے نہیں بلکہ دوسرے عالم کے لئے ہے جس کے واقع ہونے کی بعض علامات کا آگے ذکر ہے خلاصہ یہ کہ دوبارہ زندگی یقینی ہے یہ نہیں جیسا کہ منکرین سمجھتے ہیں کہ دوبارہ زندہ ہونا ہی نہیں اور یہ بات بھی نہیں جیسا کہ منکرین مطالبہ کرتے ہیں کہ قیامت کیوں نہیں آجاتی بلکہ اس کا ایک وقت موعود ہے جب وہ وقت موعود آجائیگا تو ابتداءً اس کی علامات ظاہر ہوں گی، اُن علامات میں سے یاجوج ماجوج کا خروج بھی ہے ہم نے فنا ترجمہ کیا ہے تاکہ عذاب سے ہلاک ہونے والوں اور اپنی موت سے مرنے والوں کو سب کو شامل ہو جائے اور یہ معلوم ہو سکے کہ سزا و جزا کا عالم دوسرا ہے۔ کسی مرنے والے کو دوبارہ اس عالم میں آنا نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر نہیں چھوڑتے تب ہی کہتے ہیں گے (۹۵) یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے پھسلتے اور دوڑتے چلے آئیں یعنی یاجوج و ماجوج جو اس وقت سد سکندری سے بند ہیں انکو کھول دیا جائے اور وہ ہر بلندی یعنی پہاڑوں پر سے اترتے اور نکلتے چلے آئیں یعنی ان کی کثرت اتنی ہوگی کہ ہر طرف وہی چلتے پھرتے معلوم ہوں گے بالائی مقامات سے اترتے اور میدانی مقامات سے نکلتے چلے آئیں گے اور ہر طرف وہی دکھائی دیں گے ینسلون فرمایا تاکہ سرعت سیر معلوم ہو (۹۶) اور سچا وعدہ قریب آ پہنچا تو یکایک اس وقت یہ قصہ ہوگا کہ کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ کہتے ہوں گے ہائے ہماری خرابی ہم اس دن کے واقعات سے بڑی غفلت میں تھے نہیں بلکہ ہم ہی گنہگار اور قصوروار تھے یعنی یاجوج اور ماجوج کے خروج کے ایک عرصہ کے بعد صور پہلی مرتبہ پھونکا جائے گا اور اس کے کچھ عرصہ کے بعد جب دوسرا نفخہ صور ہوگا تو لوگوں کی حیرت اور خوف کی وجہ سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ حسرت و ندامت سے کہتے ہونگے ہائے ہماری کم بختی ہم اس دن سے بڑی غفلت میں تھے بلکہ ہم ہی ظالم تھے یعنی اس دن کا انکار کیا کرتے تھے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خبر پہنچی کئی جان کر ٹلا دی (۹۷) بلاشبہ تم اور تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا اور پرستش کر رہے ہو سب جہنم کا ایندھن ہونگے (بقیہ صفحہ ۵۲۷)

ع ١٨ / ٦

آيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٩١﴾ إِنَّ هٰذِهٖٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ
اقوام عالم کیلئے ایک بہت بڑی نشانی بنایا لوگو! یہ طریقہ تمہارا طریقہ ہے کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے
وَّأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿٩٢﴾ وَتَقَطَّعُوْٓا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۖ
اور وہ یہ کہ میں تمہارا رب ہوں سو میری ہی عبادت کیا کرو اور لوگوں نے آپس میں اختلاف ڈالکر اپنے دین کو ٹکڑے
كُلٌّ إِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ
ٹکڑے کر دیا یہ سب ہمارے پاس واپس آنے والے ہیں سو جو شخص نیک عمل کرتا رہے بشرطیکہ وہ
هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَإِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ﴿٩٤﴾
مومن بھی ہو تو ایسے شخص کی محنت نظر انداز نہیں کی جائے گی اور ہم اس کی کوشش کو لکھتے رہتے ہیں
وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنٰهَآ أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٩٥﴾
اور ہم جن بستیوں کے رہنے والوں کو فنا کر چکے ہیں ان کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں۔
حَتّٰٓى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ
یہاں تک کہ جب یاجوج و ماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ
كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ﴿٩٦﴾ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ
ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے چلے آئیں اور سچے وعدہ کا وقت نزدیک آ پہنچے
فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۖ يٰوَيْلَنَا
تو یکایک اس وقت یہ قصہ ہوگا کہ دین حق کے منکروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہجائینگی ہائے ہماری خرابی
قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٩٧﴾
ہم اس دن کے واقعات سے بڑی غفلت میں تھے نہیں بلکہ ہم ہی گنہگار تھے۔
إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ
بلاشبہ تم اور تمہارے وہ معبود جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پرستش کر رہے ہو سب جہنم کا ایندھن ہوں گے
أَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ﴿٩٨﴾ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا
تم سب اس جہنم میں داخل ہونے والے ہو اگر تمہارے یہ معبود واقعی معبود ہوتے تو

Marfat.com

(بقیہ تفسیر ۵۲۶) اور تم سب اس جہنم میں جھونکے جاؤ گے اور تم سب اس میں داخل ہوگے یعنی جن چیزوں کو تم پوجتے ہو اس میں ہر قسم کے اصنام اور شیاطین داخل ہوگئے یہ سب مع اپنے پجاریوں کے دوزخ میں جھونکے جائیں گے اور داخل کردیئے جائینگے یا صرف غیر ذی روح اشیاء اس میں داخل ہیں بہرحال انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ اس میں داخل نہیں ہیں جیسا کہ ان الذین سبقت لہم منا الحسنٰی سے ظاہر ہے (۹۸) اگر یہ معبود واقعی اور حقیقی معبود ہوتے تو جہنم میں نہ جاتے حالانکہ یہ سب عابد و معبود اس جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں (تفسیر صفحہ ہذا) یعنی یہ معبودانِ باطلہ اگر واقعی معبود ہوتے تو جہنم میں کیوں جاتے حالانکہ یہ خود بھی دوزخ میں ہمیشہ پڑے رہیں گے اور ان کی پوجا کرنیوالے بھی دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے اور جب یہ معبود دوزخ سے نہ بچ سکے تو معلوم ہوا معبود نہ تھے بلکہ جھوٹے تھے کہ نہ خود کو عذاب سے بچا سکے نہ اپنے پرستش کرنے والوں کو بچا سکے (۹۹) دوزخ میں ان سب کو رونے اور چیخنے سے کام ہوگا اور وہاں اس چیخ دپکار میں کسی کی کوئی بات نہ سن سکیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنے چلانے کے شور سے ۱۲ خلاصہ یہ کہ وہاں اس قدر غل و شور ہوگا کہ کان پڑی آواز سنائی نہ دیگی (۱۰۰) بلاشبہ جن لوگوں کے لئے ہماری جانب سے پہلے ہی بھلائی مقدر ہوچکی ہے وہ لوگ اس جہنم سے دور رہیں گے یعنی حضرت حق تعالیٰ کیجانب سے جن لوگوں کیلئے بھلائی اور جنت مقدر ہوچکی ہے وہ دوزخ سے دور رکھے جائیں گے۔ مطلب یہ کہ دوزخ کو گزرنے کے بعد دوزخ سے اتنی دور کردئے جائیں گے کہ ان کو اسکی آہٹ بھی نہیں پہنچے گی۔ کیونکہ وہ جنت میں ہونگے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایک بار گزر کر پھر ہمیشہ دور رہیں گے ۱۲ آگے دور رہنے کی مقدار کیطرف اشارہ ہے (۱۰۱) اس دوری کی وجہ سے ان کا یہ حال ہوگا کہ وہ اس دوزخ کی ہلکی سی آواز اور آہٹ بھی نہیں سنیں گے اور وہ اپنی من مانی اور جی چاہی لذتوں میں ہمیشہ رہیں گے یعنی وہ جنت میں ہوں گے اور جنت و جہنم میں بہت فاصلہ ہوگا (۱۰۲) ان کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرے گی اور غم میں نہیں ڈالے گی اور رحمت کے فرشتے ان کو لائیں گے اور ان کا استقبال کریں گے اور کہیں گے یہی دن تو تمہارا وہ دن ہے جس دن کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا یعنی جن کے لئے ازل میں بھلائی مقدر ہوچکی ہے ان کی یہ حالت ہوگی کہ نفخۂ ثانیہ کے بعد جب قبروں سے اٹھیں گے تو ان پر کوئی پریشانی نہ ہوگی نہ کسی غم اور فکر میں مبتلا ہونگے بلکہ ملائکہ مقربین انکا استقبال کرتے ہونگے اور ان سے کہا جائیگا یہ تو وہ دن ہے جس کا تمسے دنیا میں وعدہ کیا جاتا رہا ہے کہ ایک دن آنیوالا ہے جس دن تم کو تمہارے اعمال کا صلہ ملنے والا ہے (۱۰۳) اور وہ دن قابلِ ذکر ہے جس دن ہم آسمانوں کو اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے جس طرح ہمنے اول مرتبہ مخلوقات کو پیدا کرنے کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم اس کا دوبارہ اعادہ کرینگے یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم اس کو ضرور کرنیوالے ہیں: یعنی جس طرح کسی لمبے اور طویل کاغذ کی بتی بنا لیتے ہیں جیسا کہ قبالہ نویس کیا کرتے ہیں اسی طرح حضرت حق جل مجدہٗ آسمانوں کو لپیٹ لیں گے اور یہ نفخۂ اولیٰ کے وقت ہوگا آگے مخلوق کے دوبارہ پیدا کرنے کا ذکر ہے کہ نفخۂ ثانیہ کے وقت سب کو دوبارہ زندہ کرلیا جائیگا۔ جس طرح پہلی مرتبہ آفرینش کی ابتدا ہوئی تھی اسی طرح پھر اعادہ کیا جائے گا۔ آگے تاکید فرمایا یہ دوبارہ پیدا کرنا ہمارے ذمہ وعدہ ہے جس کو ہم ضرور پورا کرنیوالے ہیں (۱۰۴) اور ہم لوحِ محفوظ میں درج کرنے کے بعد تمام کتب سماویہ میں یہ بات لکھ چکے ہیں کہ جنت کی زمین کے حقیقی مالک میرے نیک بندے ہی ہونگے: اس آیت کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں بعض حضرات نے زبور سے عام کتب سماویہ مراد لی ہے اور ذکر سے لوحِ محفوظ مراد ہے۔ یعنی لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد تمام کتب سماویہ میں یہ بات کہی اور بتلائی گئی ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ بعض نے کہا زبور سے مراد حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب ہے اور ذکر سے مراد اسی کے ایک حصہ کا نام ہے۔ اس ذکر کے بعد فرمایا ہے کہ زمین کے مالک میرے نیک بندے ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے ذکر سے مراد توراۃ ہے، توراۃ کے بعد جس قدر آسمانی صحائف نازل ہوئے ہیں اس میں یہ بات کہی گئی ہے

(باقی ضمیمہ میں)

وَرِدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ

جہنم میں نہ جاتے حالانکہ یہ چھوٹے معبود اور ان کے پجاری یہ سب اس جہنم میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اس دوزخ میں ان سب کو رونے اور چیخنے سے کام ہوگا

وَّهُمْ فِيْهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿١٠٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ

اور وہ اس چیخ دپکار میں کسی کی کوئی بات نہ سن سکیں گے بیشک جن لوگوں کے لئے ہماری جانب سے

لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿١٠١﴾

پہلے ہی بھلائی مقدر ہوچکی ہے وہ لوگ اس دوزخ سے دور رکھے جائیں گے

لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ

اس دوری کی وجہ سے ان کا یہ حال ہوگا کہ وہ دوزخ کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنینگے اور وہ اپنی من مانی اور جی چاہی

اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿١٠٢﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ

لذتوں میں ہمیشہ رہیں گے ان کو قیامت کی بڑی گھبراہٹ غمگین نہ کرسکے گی

وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ

اور رحمت کے فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہی وہ تمہارا دن ہے جس دن کا تم سے

تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ

وعدہ کیا گیا تھا وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم آسمانوں کو اسی طرح لپیٹ دینگے جسطرح لکھے ہوئے مضمون کا

لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا

کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے ہمنے جسطرح پہلی بار مخلوقات کو پیدا کرنے کی ابتدا کی تھی اسیطرح ہم اس کا دوبارا اعادہ کرینگے یہ دوبارا

عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي

پیدا کرنا ہمارے ذمہ ایک وعدہ ہے ہم اس کو ضرور پورا کرنے والے ہیں اور بلاشبہ ہم لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد یہ مضمون

الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا

تمام کتب سماوی میں لکھ چکے ہیں کہ جنت کے حقیقی مالک میرے

عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿١٠٥﴾ اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا

نیک بندے ہی ہوں گے بیشک اس قرآن میں حصول مقصد کیلئے کافی مضامین ہیں

Marfat.com

لِقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿١٠٦﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً
ان لوگوں کے واسطے جو عبادت گزار ہیں اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر جملہ اہل عالم کے لئے رحمت
لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ
بنا کر بھیجا ہے ۔ آپ فرما دیجئے کہ میری طرف تو صرف یہی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٨﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا
ایک ہی معبود ہے سو کیا تم بھی اس حکم کے فرماں بردار ہوتے ہو پھر اگر یہ لوگ روگردانی کریں
فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ
تو آپ فرما دیجئے میں نے تم سب کو یکساں طور پر آگاہ کر دیا ہے اور مجھ کو نہیں معلوم کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ
بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿١٠٩﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ
نزدیک ہے یا دور ہے بیشک خدا اس بات کو بھی جانتا ہے جو پکار کر کہی جائے
وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿١١٠﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ
اور اس کو بھی جانتا ہے جو تم دلوں میں چھپاتے ہو اور میں نہیں جانتا کہ عذاب کی تاخیر میں تمہارے لئے کوئی امتحان ہو
وَمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١١١﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ۭ وَ
اور ایک وقت مقررہ تک تم کو بہرہ مند کرنا مقصود ہو پیغمبر نے یوں دعا کی اے میرے پروردگار انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے
رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿١١٢﴾
اور ہمارا رب رحمٰن ہے اور ان باتوں کے مقابلہ میں جو تم بناتے ہو اسی سے مدد طلب کی جاتی ہے

سُوْرَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّعَشْرُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حج مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اس میں اٹھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ
اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو بے شک قیامت کا زلزلہ

ع ١٩

(١٠٦) اور اے پیغمبر ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر جملہ اقوام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ؛ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام عالم کے لئے موجب رحمت بن کر تشریف لائے ہیں کیونکہ آپ جو شریعت اور تہذیب لے کر آئے ہیں اس نے تمام دنیا کو ایک صحیح راستہ دکھا دیا ہے جو آپ پر ایمان لے آئے وہ تو اس رحمت خداوندی سے مستفید ہو ہی گئے لیکن جو ایمان نہیں لائے ان کو بھی کچھ نہ کچھ نفع ضرور پہنچا وہ بھی اس دنیا میں خسف اور مسخ اور عذاب استیصال سے محفوظ ہو گئے اور بہت سے لوگوں نے قانون شریعت سے اپنی اصلاح کر لی اگرچہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا التحیہ پر ایمان نہیں لائے محض تعصب و ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکار کرتے رہے لیکن باوجود اس انکار کے بھی رحمت للعالمین کی رحمت عامہ سے کم و بیش مستفید سب ہی ہوئے (١٠٧) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ میری جانب تو صرف یہی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی صرف ایک ہی معبود ہے سو کیا تم بھی اس حکم کو مانتے ہو اور اس حکم کے فرمانبردار بنتے ہو؟ ؛ یعنی جب اللہ تعالےٰ کی جانب سے حکم یہی آتا ہے اور اسلام کا منشا اور دعوےٰ یہی ہے کہ صرف ایک معبود حقیقی ہی کی پرستش کی جائے تو بتاؤ اب تم بھی توحید الٰہی کے قائل ہو کر اسلام کے پابند ہوتے ہو یا نہیں ؛ مطلب استفہام کا یہ ہے کہ اسلام لے آؤ۔ (١٠٨) پھر اگر یہ لوگ روگردانی کریں اور اسلام قبول کرنے سے انکار کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے تم کو آگاہ اور یکساں طور پر خبردار کر دیا میں نے تم کو اطلاع کر دی دونوں طرف برابر اور جس چیز کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے اور جس عذاب اور سزا کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ نزدیک ہے یا دور ہے یعنی میں نے تم کو صاف اطلاع دیدی کہ اب نہ مجھ پر کوئی بار ہے اور نہ تمہارے لئے کوئی حجت اور عذر ہے۔ تمہارا راستہ الگ اور میرا راستہ جدا۔ رہی یہ بات کہ جس عذاب کا تم کو خوف دلایا جاتا ہے اور نافرمانی کی صورت میں جس سزا سے ڈرایا جاتا ہے وہ عذاب یا سزا کیوں نہیں واقع ہوتی تو اس کے متعلق مجھے وقت نہیں معلوم کہ وہ دور ہے یا نزدیک ہے۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ حق کو نہ ماننے اور حق بات جو دلائل سے ثابت ہو چکی ہو اس کا انکار کرنے کی سزا ضرور ملے گی چاہے جب ملے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دونوں طرف برابر یعنی ابھی تم دونوں بات کر سکتے ہو ایک طرف کا زور نہیں آیا ١٢ یعنی دونوں باتیں برابر ہیں چاہے قبول کرو یا رد کرو۔ اللہ تعالےٰ کو ہر چیز کا علم ہے (١٠٩) بلا شبہ اللہ تعالےٰ اس بات کو بھی جانتا ہے جو پکار کر کہی جائے اور اس کو بھی جانتا ہے جو بات تم دل میں چھپاتے ہو یعنی کوئی بات حضرت حق تعالیٰ سے مخفی نہیں ہے۔ (١١٠) اور میں نہیں جانتا کہ تاخیر عذاب میں تمہارے لئے کوئی امتحان اور آزمائش ہے اور ایک وقت معین تک تم کو فائدہ پہنچانا اور بہرہ مند کرنا مقصود ہو۔ یعنی جب اس کو سب باتیں معلوم ہیں تو تمہاری بدکرداری کی سزا ضرور ملے گی اور عذاب میں جو تاخیر ہو رہی ہے اس کی وجہ مجھ کو معلوم نہیں۔ البتہ اتنا کہہ سکتا ہوں کہ شاید تاخیر عذاب کی وجہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کر رہا ہے اور تم کو مہلت دے رہا ہے کہ تم ایمان لے آؤ اور تم کو موت کے معین وقت تک کیلئے زندگی کے ساز و سامان سے بہرہ مند کرنا مقصود ہے عذاب کی مہلت میں دو ہی احتمال ہو سکتے ہیں یا ایمان لے آئیں یا کفر میں مبتلا رہ کر زیادہ سزا کے مستحق ہو جائیں بہر حال احتمال کا اظہار فرمایا اور حقیقت سے لاعلمی ظاہر کی کہ میں نہیں جانتا کہ حقیقی مصلحت کیا ہے (١١١) پیغمبر علیہ السلام نے یوں دعا کی اے میرے پروردگار میرے اور میری قوم کے مابین انصاف کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور ہمارا پروردگار بے حد مہربان ہے اور ان باتوں کے مقابلے میں جو تم بناتے رہتے ہو اسی سے مدد چاہی اور طلب کی جاتی ہے ؛ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جب ان کی قوم نے ان کو تنگ کیا اور لغو باتوں سے ان کو پریشان کیا تو جناب باری عز اسمہٗ کی بارگاہِ عالی میں دعا کرتے تھے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ پروردگار یہ لوگ تو کسی طرح میری دعوت و تبلیغ کو قبول نہیں کرتے بلکہ ہر بات کا

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

(بقیہ تفسیر ۵۲۸ صفحہ) سورۂ حج مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اس میں اٹھتر آیتیں اور دس رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اے انسانو! اپنے پروردگار سے ڈرو بلاشبہ قیامت کے دن کا بھونچال ایک بڑی سخت چیز ہے یا تو یہ زلزلہ اور بھونچال وہ ہے جس کو سورۂ حاقہ اور سورۂ واقعہ میں فرمایا یعنی زمین میں قیامت قائم ہوتے وقت ایک عام زلزلے سے زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اور پہاڑ اڑ جائیں گے اور ظاہر یہی ہے یا قیامت میں کوئی زلزلہ ہوگا جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے واللہ اعلم۔ بہر حال وہ بھونچال اور امن چین ایسا ہولناک ہوگا کہ اس وقت کسی کو کسی کی خبر نہ ہوگی اس حالت کا ذکر آگے فرماتا ہے (تفسیر صفحہ ہذا) (۱) جس روز تم اس زلزلے کو دیکھو گے تو اس دن یہ حالت ہو گی کہ ہر ایک دودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ پیتے شیر خوار بچے سے غافل ہو جائیگی

شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝۱ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ
بڑی ہی ہولناک چیز ہے جس دن تم اس کو دیکھو گے تو یہ حال ہو گا کہ ہر ایک دودھ پلانے والی عورت

عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا
اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہو جائے گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل ڈال دیں گی

وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ
اور اے مخاطب تو لوگوں کو نشے کی حالت میں دیکھے گا حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ

عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ۝۲ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ
خدا کا عذاب بڑا ہی سخت ہے اور لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو بے جانے بوجھے

فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّبِعُ كُلَّ شَیْطٰنٍ مَّرِیْدٍ ۝۳
اللہ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں اور ہر ایسے سرکش شیطان کے پیچھے چل پڑتے ہیں

كُتِبَ عَلَیْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ یُضِلُّهٗ وَ
جس کے متعلق یہ لکھا جا چکا ہے کہ جو کوئی اس سے تعلق رکھے گا تو وہ شیطان مرید اس کو گمراہ کر دیگا اور

یَهْدِیْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ ۝۴ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنْ
دوزخ کے عذاب کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا اے لوگو! اگر تم دوبارہ زندہ ہونے سے

كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ
شک میں ہو تو دیکھو ہم نے تم کو ابتداءً مٹی سے بنایا

مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ
پھر تم کو بتدریج نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی سے

مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْ ۚ وَ
جو پوری بھی ہوتی ہے اور کبھی ادھوری بھی ہوتی ہے پیدا کیا تاکہ ہم تم پر اپنی قدرت ظاہر کریں اور

نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ
ہم جس کو چاہتے ہیں رحم میں ایک مدت مقررہ تک ٹھیرائے رکھتے ہیں پھر

اور شیر خوار بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنے حمل کو ڈالدے گی اور اے مخاطب تو لوگوں کو نشے کی حالت میں دیکھیگا حالانکہ حقیقتاً وہ نشے کی حالت میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی بڑا سخت ہے یعنی اس زلزلے کی ہیبت کا یہ عالم ہوگا کہ دودھ پلانے والیاں اپنے شیر خوار اور دودھ پینے والے بچوں کو بھول جائیں گی اور پیٹ والیوں کے پیٹ گر جائیں گے اور اے دیکھنے والے تو عام لوگوں کو دیکھیگا کہ وہ مدہوش ہیں ان کی یہ مدہوشی کسی نشے کی چیز استعمال کرنے کی وجہ سے نہ ہوگی بلکہ عذاب الٰہی کی سختی اور زلزلے کی ہیبت کے باعث ہوش و حواس گم ہو جائیں گے یہ حالت غالباً نفخۂ اول کے وقت ہوگی جو قیامت کی علامت ہے بعض حضرات اہل علم نے نفخۂ ثانیہ اور قیام قیامت مراد لیا ہے اور دودھ پلانے والیوں اور پیٹ والیوں میں توجیہ کی ہے واللہ اعلم بالصواب بہر حال حضرات مفسرین کے دو قول ہیں (۲) اور انسانوں میں سے بعض وہ بھی ہیں جو بے جانے بوجھے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کے بارے میں جھگڑتے ہیں اور ہر ایسے سرکش شیطان کے پیچھے ہو لیتے ہیں اور اس کی پیروی کرنے لگتے ہیں (۳) جسکے متعلق یہ لکھا جا چکا ہے اور طے ہو چکا ہے کہ جو کوئی شخص اس سے دوستانہ تعلقات رکھیگا اور اس کا اتباع کریگا تو وہ سرکش شیطان اس کو گمراہ کر دیگا اور دوزخ کے عذاب کی طرف اس کی رہنمائی کریگا یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو باوجود جاہل ہونے کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت جھگڑالو تھا ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتا اور قرآن کو اساطیر الاولین اور کہانیاں کہتا اور یہ کہتا کہ جب ہم مر گئے اور گل گئے تو پھر خدا ہم کو دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا اس کو فرمایا کہ وہ ہر سرکش شیطان کی پیروی کرتا ہے حالانکہ شیطان سرکش کے متعلق یہ امر طے شدہ ہے کہ جو کوئی اس سے دوستی کرتا اور اس کا پیرو ہوتا ہے تو وہ شیطان اسکو گمراہ کر دیتا ہے اور اس کو جہنم کے عذاب کا رستہ بتاتا ہے یعنی اس کا کہنا ماننے سے سوائے گمراہی اور عذاب دوزخ کے اور کچھ پلے نہیں پڑتا (۴) اے لوگو! اگر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے متعلق شک میں مبتلا ہو تو دیکھو اور غور کرو کہ ہم نے تم کو ابتداءً مٹی سے بنایا پھر تم کو نطفہ سے پھر تم کو بستہ اور جمے ہوئے خون سے پھر تم کو گوشت کے لوتھڑے اور بوٹی سے جو پوری بھی ہوتی ہے اور بعضی ادھوری ہوتی ہے بنایا اور پیدا کیا اور بتدریج تم کو اسلئے پیدا کیا تاکہ ہم تم پر اپنی قدرت کا کمال ظاہر کریں اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک مدت مقررہ تک رحم میں ٹھیرائے رکھتے ہیں پھر ہم تمکو طفولیت اور بچہ ہونے کی حالت میں نکالتے ہیں پھر تمہاری پرورش کرتے ہیں اور تمکو مہلت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کے کمال اور پوری جوانی کو پہنچ جاؤ اور تم میں سے بعض وہ بھی ہے جو مر جاتا ہے اور بعض تم میں سے وہ بھی ہے جو نکمی اور ناکارہ عمر کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے جسکا انجام اور اثر یہ ہوتا ہے کہ سمجھنے اور جاننے کے بعد کسی شے کو نہ سمجھتا ہے اور نہ جانتا ہے اور اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک اور دبی پڑی ہے پھر جہاں ہم نے اس پر پانی برسایا تو اس میں ایک خاص قسم کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ابھرنے لگتی ہے اور قسم قسم کی پر رونق نباتات اگاتی ہے۔ (باقی صفحہ ۵۳۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۲۹)
یعنی جو لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ ہم کو زندہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اس پر حق تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کو ظاہر کرتے ہوئے یہاں دو باتیں فرمائیں ایک ابتدائی پیدائش اور پھر تدریجی طور پر انسانی پیدائش کا سلسلہ اور دوسری بات مری ہوئی زمین کا دوبارہ زندہ کر دینا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اپنی پیدائش میں غور کرو کہ پہلے تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر ان کی غذا سے نطفہ بنایا اور اس نطفہ سے پیدائش کا سلسلہ جاری کر دیا اور چونکہ انسان کی غذا بھی مٹی ہی سے حاصل ہوتی ہے اور نطفہ اسی غذا کا خلاصہ اور جوہر ہوتا ہے اس لئے بنی نوع انسان مٹی ہی سے پیدا کیا جاتی ہے اور مٹی باعتبار دوسرے عناصر کے زیادہ ہوتی ہے۔ پھر یہی نطفہ کچھ دنوں کے بعد ایک جمے ہوئے خون کی صورت اختیار کر لیتا ہے پھر کچھ دنوں کے بعد ایک گوشت کا لوتھڑا اور لگدی کی شکل اختیار کر لیتا ہے وہ گوشت کی لگدی کبھی پوری ہوتی ہے اور کبھی ناقص ہوتی ہے جو ضائع ہو جاتی ہے اور جس کو حمل کا نکلجانا بولتے ہیں اور کچا حمل ضائع ہونا کہتے ہیں وہی گوشت کا لوتھڑا اور لگدی ہوتی ہے جس میں سے انسانی اعضاء پھوٹتے ہیں اسی لئے فرمایا کہ لنبین لکم یعنی تم کو اپنی قدرت کا کمال دکھائیں کہ ہم طرح تدریجی طور پر ایک بیجان نطفہ کو جان عطا کرتے ہیں اور ایک مدت مقررہ تک اس کو رحم مادر میں ٹھہرا کر (تفسیر صفحہ ہذا)۔

نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنكُم مَّن
ہم تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتے ہیں پھر تمہاری پرورش کرتے ہیں تاکہ تم اپنی جوانی کے کمال کو پہنچ جاؤ اور تم میں سے بعض وہ
يُتَوَفَّىٰ وَمِنكُم مَّن يُرَدُّ إِلَىٰٓ أَرْذَلِ ٱلْعُمُرِ لِكَيْلَا
بھی ہیں جو مر جاتا ہے یعنی عمر طبعی سے پہلے اور بعض تم میں سے وہ بھی ہیں جو ناکارہ عمر کی طرف پہنچایا جاتا ہے جس کا انجام یہ ہے کہ
يَعْلَمَ مِنۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ۚ وَتَرَى ٱلْأَرْضَ هَامِدَةً
سب کچھ جاننے کے بعد کسی چیز کو نہیں جانتا اور اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک پڑی ہے
فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا ٱلْمَآءَ ٱهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنۢبَتَتْ
پھر جہاں ہم نے اس پر پانی برسایا تو اس میں ایک خاص قسم کی حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ابھرنے لگتی ہے اور قسم قسم
مِن كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِيجٍ ﴿٥﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْحَقُّ
کی پر رونق نباتات اُگاتی ہے یہ سب کچھ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ثابت و برحق
وَأَنَّهُۥ يُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٦﴾
ہے اور یہ کہ وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور یہ کہ وہ ہر شے پر قادر ہے
وَأَنَّ ٱلسَّاعَةَ ءَاتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ ٱللَّهَ يَبْعَثُ
اور یہ بھی جان لو کہ قیامت ضرور آنے والی ہو کے رہے گی اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جو قبروں میں
مَن فِى ٱلْقُبُورِ ﴿٧﴾ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يُجَٰدِلُ فِى ٱللَّهِ
پڑے ہیں زندہ کر اٹھائے گا اور لوگوں میں سے کوئی کوئی شخص ایسا بھی ہے جو خدا کے بارے میں بدون کسی
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَٰبٍ مُّنِيرٍ ﴿٨﴾ ثَانِىَ
واقفیت اور بدون کسی دلیل اور بغیر کسی روشن کتاب کے تکبر سے
عِطْفِهِۦ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۖ لَهُۥ فِى ٱلدُّنْيَا
اپنا پہلو موڑ کر جھگڑا کرتا ہے تاکہ اللہ کی راہ سے بے راہ کر دے ایسے شخص کے لئے دنیا میں بھی
خِزْىٌ ۖ وَنُذِيقُهُۥ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ عَذَابَ ٱلْحَرِيقِ ﴿٩﴾
رسوائی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن بھی جلانے والے عذاب کا مزہ چکھائیں گے

ع ۳/۲

اور بچہ بنا کر نکالتے ہیں پھر اس کی پرورش دودھ اور غذا سے کرتے ہیں اور مہلت دیتے ہیں تاکہ تم اپنی بھرپور جوانی تک پہنچ جاؤ۔ پھر تم میں سے کوئی جوانی کو پہنچ کر مر جاتا ہے یا جوانی سے پہلے یا جوانی سے کچھ بعد مر جاتا ہے اور کوئی تم میں سے بوڑھا ہو کر بڑھاپے کی اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ بچوں کی طرح انجان اور بھولا ہو جاتا ہے۔ ابھی ایک بات اس کو بتائی اور پھر وہ بے خبر ہو گیا جن باتوں کا علم اس کو حاصل تھا ان سب سے بے علم ہو جاتا ہے اور باخبر ہونے کے باوجود بےخبر بنجاتا ہے اسی لئے اس عمر کو ارذل فرمایا یعنی نکمی اور ناکارہ عمر سورۂ یٰسین میں فرمایا ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق منکرین بعث کے لئے دوسرا استدلال خشک زمین سے کیا کہ زمین خشک ہو جاتی ہے اور اس میں روئیدگی اور سبزہ اُگانے کی طاقت نہیں رہتی لیکن اِدھر بارش ہوئی اور اُدھر مری ہوئی زمین میں آثارِ حیات اور آثارِ نمو پیدا ہو گئے چنانچہ اسی کو آگے بیان فرمایا (۵) یہ سب کچھ اس سبب سے ہوا تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ثابت و برحق ہے اور وہی ہستی میں کامل ہے اور یہ کہ وہی بے جانوں میں جان ڈالتا اور مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور یہ کہ وہ ہر شے پر قادر ہے یعنی جو باتیں اوپر مذکور ہوئیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر دلالت کرتی ہیں اور یہ باتیں اس لئے بیان کی گئی ہیں تاکہ یہ امر صاف ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ثابت اور برحق ہے اور وہی نطفۂ بیجان کو جاندار کرتا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۶) اور یہ بات بھی تم جان لو اور تم کو معلوم ہو جائے کہ قیامت ضرور آنیوالی ہے اس کے آنے اور واقع ہونے میں کچھ شک نہیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کو جو قبروں میں پڑے ہیں زندہ کر اٹھائے گا یعنی جو کامل قدرت رکھتا ہے وہ قیامت کے لانے اور مُردوں کے جلا اٹھانے پر قادر ہے (۷) اور لوگوں میں سے بعض شخص وہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر کسی علم و واقفیت اور بدون کسی دلیل اور بدون کسی روشن کتاب کے (۸) تکبر سے اپنا پہلو موڑ کر جھگڑا کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے ... صحیح راستے سے لوگوں کو بے راہ کرے ایسے شخص کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ہم اس کو قیامت کے دن بھی عذاب سوزاں کا مزا چکھائیں گے اور جلانے والے عذاب کا مزا چکھائیں گے (۹)

Marfat.com

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ
اس سے کہا جائے گا یہ اس کئے کا بدلہ ہے جس کو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور یہ واقعہ ہے کہ اللہ بندوں پر
لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ
ظلم کرنے والا نہیں ہے اور لوگوں میں کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو دین کے کنارے پر اللہ کی عبادت کرتا ہے
فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ
پھر اگر اس کو کوئی دنیوی نفع پہنچ گیا تو اس نفع کی وجہ سے دین پر ٹھیرا رہا اور اگر اس کو کوئی آزمائش آگئی
فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ
تو اپنے منہ کے بل الٹا پھر گیا وہ دنیا اور آخرت دونوں کو کھو بیٹھا
ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾ يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ
یہ دونوں جہان کا نقصان یہی تو کھلا ہوا خسارہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس چیز کو پکارتا ہے
اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ
جو نہ اس کا کچھ بگاڑ سکتی ہے اور نہ اس کو کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے یہ خدا کے سوا دوسروں کو پکارنا ہی پرلے درجے
الْبَعِيْدُ ﴿۱۲﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ
کی گمراہی ہے وہ ایسے کی عبادت کر رہا ہے جس کی عبادت کا ضرر اس کی عبادت کے موہوم نفع سے قریب تر ہے
لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿۱۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ
کچھ شک نہیں کہ ایسا مددگار بُرا اور ایسا دوست بھی بُرا یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿۱۴﴾ مَنْ كَانَ
کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جو شخص
يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

اس سے کہا جائیگا یہ اس کئے کا بدلہ ہے جس کو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہے صاحب مدارک نے فرمایا کہ یہ آیت ابوجہل کی حرکات قبیحہ کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے تین باتیں اس کی جہالت کے متعلق فرمائیں بلا علم یعنی علم ضروری اور بدیہی بھی نہیں۔ دلیل عقلی سے بھی یکسر خالی اور کوئی روشن کتاب یعنی دلیل نقلی بھی نہیں اور باوجود اس کم مائگی اور حماقت وجہل کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت کے بارے میں جھگڑا اور موشگافی کرتا ہے اور ہر قسم کے دلائل سے عاری اور خالی ہونے ہوئے بھی تکبر کا یہ عالم کہ سیدھے منہ بات نہیں کرتا۔ پہلو پھیر کر اور منہ موڑ کر بات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا اس لئے کرتا ہے تاکہ لوگوں کو شبہات اور شکوک میں مبتلا کر کے صحیح راہ سے روک دے دنیا کی رسوائی کا مطلب یہ ہے کہ اہل دانش کی نگاہ میں بے عزتی اور جنگ میں شکست اور آخرت میں آگ کا عذاب جہنم کے عذاب میں داخل کرتے وقت فرشتے کہیں گے یہ سزا تجھ کو ان کاموں کے بدلے دی جارہی ہے جو تو نے اور تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجے (۱۰) اور لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی طرح کرتا ہے جیسے کوئی کسی چیز کے کنارے پر کھڑا ہوا ہو پھر اگر اس کو دنیوی
ع ۱۰ نفع پہنچ گیا تو اس نفع کی وجہ سے ظاہری طور پر ٹھہرا رہا اور دین پر قائم رہا اور اگر اس
۸ پر کوئی امتحان و آزمایش آگئی تو اپنے منہ کے بل الٹا پھر گیا ایسے شخص کی حالت یہ ہے کہ وہ دنیا اور آخرت دونوں کھو بیٹھا۔ یہ دونوں جہان کا نقصان ہی تو کھلا ہوا خسارہ اور گھاٹا ہے اس آیت میں منافقوں اور اصحاب اغراض کی حالت بیان فرمائی۔ جیسا کہ بعض دیہاتی لوگ آکر ایمان لاتے تھے اگر ایمان کے بعد اولاد اور مال میں کچھ ترقی ہو جاتی تو دین پر ظاہری طور سے قائم رہتے اور اگر کچھ نقصان پہنچ جاتا۔ بیمار ہو جاتے یا مال میں کچھ گھاٹا ہو جاتا تو پھر کفر پر لوٹ جاتے حضرت حق تعالیٰ نے استعارہ تمثیلیہ کے طور پر ان کی حالت بتائی۔ عرب میں قاعدہ تھا کہ بزدل لوگ فوج کے کنارے پر رہتے تھے اگر فتح کی توقع ہوئی تو آگے بڑھ گئے اور شکست کے آثار نظر آئے تو بھاگ گئے۔ یہی حالت ان کی فرمائی، دنیوی منفعت کی امید لے کر مسلمان ہوئے کچھ منفعت ہو گئی۔ فارغ البالی حاصل ہوئی مویشی اور اولاد میں کثرت دیکھی تو ظاہری طور پر دین کا نام لیتے رہے اطمان سے کا یہ مطلب نہیں کہ جس طرح ایک مخلص مسلمان کو اطمینان اور قرار ہوتا ہے وہ حاصل ہو گیا اسی لئے ہم نے ظاہری طور پر دین کا نام لینا اور قائم رہنا اور قرار پکڑنا کہا اور اگر کوئی آزمایش پیش آگئی جس طرح اہل ایمان کو پیش آتی رہتی ہے تو آزمایش کو دیکھتے ہی کفر میں لوٹ گئے ظاہر ہے کہ ان لوگوں کا نہ تو وہ اسلام معتبر ہے جو دنیوی اغراض اور حصول منافع کی غرض سے قبول کیا تھا اور آزمائش میں لوٹ جائیں تو نہ دین رہا اور نہ دنیا۔ دین و دنیا کے گھاٹے سے بڑھ کر اور کونسا گھاٹا ہو سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی دنیا کی نیکی پاوے تو دین پر قائم رہے اور تکلیف پاوے تو چھوڑ دے۔ ادھر دنیا گئی ادھر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنی دل ابھی نہ اس طرف ہے نہ اس طرف ہے جیسا کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہو جب چاہے نکل جائے ۱۲ (۱۱) دنیوی نفع سے ناامید ہو کر بیٹھا تو وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس چیز کو پکارتا ہے اور اس کی عبادت کرتا ہے جو نہ اس کو کچھ نقصان پہنچا سکتی ہے نہ کچھ بگاڑ سکتی ہے اور نہ اس کو کچھ فائدہ پہنچا سکتی ہے اور نہ اس کا کچھ بھلا کر سکتی ہے یہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسروں کو پکارنا ہی تو پہلے درجے کی گمراہی ہے یعنی ان چیزوں کی عبادت نہ کرے تو وہ نقصان نہیں پہنچا سکتیں اور عبادت کرے تو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتیں۔ بھلا جو چیز اللہ تعالیٰ سے نہ حاصل ہو وہ جمادات اور پتھروں سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس سے بڑھ کر حماقت اور پہلے درجے کی گمراہی اور کیا ہو سکتی ہے (۱۲) وہ ایسے کی عبادت کر رہا ہے جس کی عبادت کا ضرر جو کہ واقعی ہے اس کی عبادت کے موہوم اور غیر واقع نفع سے قریب تر ہے کچھ شک نہیں ایسا مددگار اور کارساز بھی بُرا اور ایسا رفیق اور دوست بھی بُرا یعنی ان کی عبادت

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ کے متعلق ایسا گمان کرتا ہے کہ وہ اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ دنیا میں کوئی مدد کرے گا دنیا میں مدد یہی کہ آپ کے دین کو غالب و منصور نہیں فرمائے گا اور نہ آخرت میں کوئی مدد فرمائے گا۔ آخرت میں مدد یہی کہ آپ کے مراتب بلند نہیں کریگا تو ایسے شخص کو چاہیئے کہ وہ اپنے گھر کی چھت میں رسی باندھ کر پھانسی لگالے پھر دیکھے کہ اُس کی یہ تدبیر اور اس کا یہ داؤں اس چیز کو رد کرتا ہے یا نہیں جو اس کو غصہ اور حسد میں ڈالتی ہے یعنی اپنے غصہ اور حسد میں مرجائے پھر دیکھے کہ اُس کی موت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پر دنیا اور آخرت میں کوئی اثر پڑتا ہے یا نہیں؟ اس آیت کی یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت قتادہ رض. حضرت عطاء رض. حضرت عکرمہ رض اور ابوالجوزاء سے منقول ہے ابن زیدؒ نے آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دنیا اور آخرت میں کوئی مدد نہیں کریگا تو وہ آسمان سے ایک رسی تان لے اور اس کے ذریعہ سے آسمان پر چڑھ کر وحی الٰہی کو منقطع کردے اور اسباب وحی کو ختم کرادے یا یہ کہ اللہ تعالےٰ کی مدد کو بند کرنے اور ظاہر ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی آسمان پر چڑھ کر وحی الٰہی یا اس کی مدد کو منقطع کردے تو پھر غور کرے کہ کیا اس کی یہ تدبیر اس کے لئے مفید ہو سکتی ہے اور اس کے غیظ و غضب کو دور کرسکتی ہے اور جب نہیں کرسکتی تو اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کی مدد نہیں روکی جاسکتی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس آیت کا تعلق ومن الناس من یعبداللہ علیٰ حرف سے ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے دنیا کی تکلیف میں جو کوئی خدا سے ناامید ہو کر اس کی بندگی چھوڑ دے اور جھوٹی چیزیں پوجے جن کے ہاتھ نہ برا نہ بھلا وہ اپنے دل کے ٹھہرانے کو یہ صورت قیاس کرے جیسے ایک شخص اونچی لٹکتی رسی سے لٹک رہا ہے اگر چڑھ نہیں سکتا توقع تو ہے کہ رسی اوپر کھینچے تو چڑھ جاوے جب رسی توڑ دی پھر کیا توقع رہی کہا اللہ کی امید کو اور آسمان کو تانے یعنی اونچان کو ۱۲ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوب معنی فرمائے۔ مطلب یہ ہے کہ کنارے پر کھڑے ہو کر عبادت کرنے والا نہ بنے اور دنیوی تنگی اور آزمائش سے گھبرا کر اللہ تعالیٰ سے امید منقطع نہ کردے اور غیر اللہ کی پوجا نہ کرنے لگے۔ اگر کوئی شخص رسی پکڑے رہے تو کبھی نہ کبھی کامیابی کی توقع ہے جس نے رسی چھوڑ دی وہ گیا گزرا ہوا اور دستگیری کی امید منقطع کر بیٹھا (۱۵) اور ہم نے اسی طرح اس قرآن کو نازل کیا ہے کہ اس میں کھلی کھلی اور واضح دلیلیں ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے یعنی جس طرح ہم نے یہ احکام مذکورہ نازل فرمائے اسی طرح تمام قرآن نازل کیا۔ درآنحالیکہ وہ دلائل واضحہ پر مشتمل ہے اور سب کو غور و فکر کا موقعہ دیا گیا ہے مگر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا اور جس کے لئے ارادہ کرتا ہے اُسی کو ہدایت سے سرفراز فرماتا ہے اور دستور یہ ہے کہ تلاشِ حق کی نیت سے جو شخص کوشش کرتا ہے اس کی ہدایت کے ساتھ ارادۂ باری تعالےٰ کا تعلق ہو ہی جاتا ہے اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویہدی الیہ من ینیب (۱۶)

فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ

مدد نہیں کرے گا تو اس کو چاہیے کہ وہ اوپر کی طرف ایک رسی تانے پھر گلے میں پھندا لگا کر گلا گھونٹ لے پھر

هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ﴿١٥﴾ وَكَذٰلِكَ أَنْزَلْنٰهُ

دیکھے کہ کیا اس کی یہ تدبیر اس چیز کو روک سکتی ہے جو اسکو غصہ میں ڈالنے والی ہے اور ہم نے اسی طرح قرآن کو نازل کیا

اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ وَّأَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ﴿١٦﴾ إِنَّ

ہے کہ اس میں کھلی کھلی دلیلیں ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اس میں کوئی شک نہیں

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئِيْنَ وَ

کہ جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہیں اور صابئین اور

النَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ أَشْرَكُوْٓا ۖ إِنَّ اللّٰهَ

نصاریٰ اور مجوس اور وہ لوگ جو مشرک ہیں اللہ تعالیٰ ان سب

يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

لوگوں کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کردے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے

شَهِيْدٌ ﴿١٧﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

آگاہ ہے اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جو مخلوق بھی آسمانوں میں ہے

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَ

اور جو زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور

الْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۖ

پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور اکثر انسان یہ سب اللہ تعالیٰ کو اپنی اپنی حالت کے مناسب سجدہ

وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ

کرتے ہیں اور اکثر ایسے ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس کو خدا ذلیل کرے

فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۗ إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۩ ﴿١٨﴾

اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے

السجدة

بلاشبہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہیں اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور وہ لوگ جو مشرک ہیں اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کے مابین قیامت کے دن فیصلہ کردے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے آگاہ اور ہر چیز پر مطلع ہے یعنی دنیا کے مختلف فرقے مثلاً مسلمان یہودی۔ صابئین یعنی کواکب پرست اور نصرانی اور آتش پرست اور بت پرست ان سب کے درمیان کھلا اور عملی فیصلہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن فرمادیگا بے شک اللہ تعالےٰ کے سامنے ہر چیز ہے یعنی سب کے اعمال اور عقائد سے وہ اچھی طرح واقف ہے ان سب کا فیصلہ قیامت کے دن ہو جائے گا۔ فیصلہ یہی کہ جو راہ راست پر ہوگا وہ بہشت میں بھیج دیا جائے گا اور جو گمراہ ہوں گے وہ جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے۔ صابئین کی تحقیق پہلے پارے میں گزر چکی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مجوس آگ پوجتے ہیں اور ایک نبی کا بھی نام لیتے ہیں معلوم نہیں یہ پیچھے بگڑا ہے انہوں نے یا سرے سے غلط ہیں ۱۲ کہتے ہیں مجوس دو خدا کے قائل ہیں ایک کو خالق شر کہتے ہیں اور ایک کو خالق خیر مانتے ہیں۔

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

(۱۸) یہ دو فریق ہیں یعنی مومن اور کافر و منکر جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں جھگڑا کیا ہے اور اختلاف کیا پس جو لوگ منکر ہیں ان کے لئے آگ کے کپڑے اور آگ کا لباس قطع کیا جائیگا اُن کے سروں پر سخت کھولتا ہوا گرم
پانی ڈالا جائیگا (۱۹) اس گرم پانی سے جو چیزیں ان کے پیٹ میں ہوں گی اور نیز ان کی کھالیں سب پگھل جائیں گی (۲۰) اور ان منکروں کو مارنے کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے (۲۱) جب کبھی یہ معذبین آگ دوزخ
سے اس کی تکلیف اور اس کی گھٹن سے گھبرا کر نکلنے کا ارادہ کرینگے تو اسی پر دھکیل دیئے جائیں گے اور اسی میں پھر لوٹا دیئے جائیں گے اور کہا جائیگا کہ عذاب سوزاں اور جلنے کے عذاب کا ہمیشہ کے لئے مزا چکھتے رہو۔ دونوں
فریق نے اپنے رب کے بارے میں اختلاف اور جھگڑا کیا۔ یہ جھگڑا اعتقاد میں بھی ہے اور عمل میں بھی پھر جو لوگ دین حق کے منکر ہیں ان کی سزا یہ ہوگی کہ ان کو چاروں طرف سے آگ کے عذاب نے اس طرح گھیر رکھا ہوگا جس طرح لباس

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یہ مومن اور کافر دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں باہم جھگڑا کیا ہے سو جو لوگ کافر ہیں

قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ

اُن کے لئے آگ کے کپڑے قطع کئے جائیں گے اُن کے سروں پر کھولتا ہوا

رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ﴿۱۹﴾ يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ

گرم پانی ڈالا جائے گا اس گرم پانی کی وجہ سے جو چیزیں ان کے پیٹ میں ہوں گی وہ

الْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ

اور ان کی کھالیں سب پگھل جائیں گی اور ان کافروں کو مارنے کیلئے لوہے کے گرز ہوں گے جب کبھی یہ کافر

اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ق

دوزخ سے اس کی تکلیف اور گھٹن کے بارے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اسی میں پھر دھکیل دئے جائیں گے

وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾ ع اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ

اور جلانے والے عذاب کا مزہ چکھتے رہو بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے انکو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

اللہ تعالیٰ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ

نہریں بہہ رہی ہونگی ان باغوں میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے

وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۲۳﴾ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ

اور وہاں ان کا لباس ریشمی ہوگا اور یہ لوگ وہ ہوں گے جن کی کلمہ طیبہ کی جانب

الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

رہنمائی کی گئی تھی اور خدائے ستودہ صفات کے راستے کی جانب انکی رہنمائی کی گئی تھی بے شک جو لوگ

كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

کفر کرتے ہیں اور لوگوں کو خدا کی راہ سے اور اس مسجد حرام سے روکتے ہیں

اور کپڑے بدن سے لپٹے رہتے ہیں نیز گرم اور کھولتا ہوا پانی سروں پر ڈالا جائیگا جس سے تمام جسم گل جائیگا پیٹوں میں جو کچھ ہے یعنی آنتیں وغیرہ پگھل جائیں گی اور کھالیں گل جائیں گی باہر نکلنے کو بھاگیں گے تو عذاب کے فرشتے لوہے کے گرز مار کر اٹھا دھکیل دیں گے اور ان کو کہا جائیگا اس عذاب سوزاں اور عذاب سوختنی کا ہمیشہ مزہ چکھتے رہو۔ محرق کی بجائے حریق فرمایا۔ بطور مبالغہ یعنی یہ عذاب دائمی ہوگا۔ اب آگے اُس فریق کا ذکر ہے جو اہل ایمان ہے (۲۲) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے اُن کو اللہ تعالیٰ ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے پائیں نہریں بہتی ہونگی ان باغوں میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور وہاں ان کا لباس عام طور سے ریشمی ہوگا فریق منکر کے سلسلے میں آگ کے کپڑوں کا ذکر آیا تھا۔ اب اس کے مقابلے میں اہل ایمان اور مومنین صالحین کا ذکر فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ جو فرمایا کہ وہاں گہنا اور پوشاک معلوم ہوا یہ دونوں یہاں نہیں۔ مرگھنوں میں سے کنگن اس واسطے کہ غلام کی خدمت پسند آتی ہے
ع ۲ تو کڑے ڈالدیتے ہیں ہاتھ میں ۱۲ بعض احادیث میں ہے
کہ جو شخص دنیا میں ریشمین کپڑے پہنے گا وہ آخرت
۱۲ میں ریشمین لباس سے محروم رہیگا اگر یہ شخص کافر
۹ ہوگا تب تو جنت میں نہیں جائیگا اور اگر مومن ہوگا تو شاید ابتدا میں محروم رہے اور پھر ریشمین لباس کی اجازت ہو جائے واللہ اعلم۔ اوپر ہر دو فریق میں سے منکرین کا ذکر تھا اس آیت میں متبعین کا تذکرہ فرمایا آگے ان نعمتوں کا سبب فرمایا (۲۳) یہ لوگ وہ ہیں جن کی پاکیزہ اور ستھری بات یعنی کلمہ طیب کی جانب رہنمائی کی گئی تھی اور اللہ تعالیٰ جو ستودہ صفات اور سب خوبیوں سے سراہا گیا ہے اس کے راستے کی ان کو ہدایت ہوگئی تھی یہ پاکیزہ قول یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ کی ہدایت نصیب ہوئی صراط الحمید یعنی اللہ تعالیٰ کا راستہ جو اسلام ہے اس کی ہدایت بھی ان کو نصیب ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ بھی حمید ہے اور جو راستہ اس تک پہنچتا ہے وہ بھی حمید ہے اور خوبیوں والا ہے (۲۴) بلاشبہ جو لوگ منکر ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے اور اُس مسجد حرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے سب لوگوں کے لئے خواہ وہاں کا رہنے والا ہو یا باہر سے آنے والا ہو یکساں طور پر معبد مقرر کیا ہے اور جو شخص ظلم اور شرارت سے اس مسجد حرام یعنی مقام حرم میں کوئی بے دینی اور ہر ٹیڑھی راہ کا قصد اور ارادہ کرے گا

تو ہم اس کو دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور اس کو دردناک عذاب کریں گے کفار میں سے بعض لوگ اختہ کفر کے خوگر تھے جن کی حالت یہ تھی کہ دوسرے لوگوں کو اسلام قبول کرنے سے منع کرتے اور روکتے تھے اور
نہ صرف اسلام سے روکتے تھے بلکہ مسلمانوں کو حرم میں آنے اور عمرہ کرنے سے بھی روکتے تھے حالانکہ حرم محترم سب مسلمانوں کے لئے عبادت گاہ ہے خواہ کوئی مقامی ہو یا آفاقی ہو یعنی حرم کا رہنے والا ہو یا باہر سے
عمرہ کرنے آئے سب کے لئے اس کے دروازے کھلے رہنے چاہئیں۔ پھر فرمایا کہ حرم ایک مقدس جگہ ہے یہاں کوئی جان بوجھ کر قصداً الحاد اور بے دینی اور کجروی پھیلائے گا اور ساتھ ہی وہ مشرک بھی
ہوگا تو ضرور وہ دردناک عذاب اور سزا کا مستحق ہوگا۔ اگرچہ بددینی اور الحاد ہر جگہ برا ہے لیکن حرم میں اور زیادہ موجب عقوبت ہے۔ جن مقامات پر ارکان عمرہ ادا کئے جاتے ہیں یعنی طواف (بقیہ برصفحہ ۵۳۴)

Marfat.com

الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ
جس کو ہم نے سب لوگوں کے لئے خواہ وہاں کا رہنے والا ہو یا باہر سے آنیوالا ہو یکساں طور پر
الْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ
معبد مقرر کیا ہے اور جو شخص ظلم سے اس مسجد حرام یعنی حرم میں کوئی بے دینی کی بات کرنی چاہیگا تو ہم اس کو
عَذَابٍ اَلِيْمٍ ٢٥ ع وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ
دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ ہم نے ابراہیمؑ کو خانۂ کعبہ کی جگہ بتائی
الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ
اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیجیو اور
لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ٢٦ وَاَذِّنْ
طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کیلئے میرے گھر کو پاک رکھیو اور لوگوں
فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ
میں حج کے فرض ہونیکا اعلان کردے کہ وہ لوگ تیری طرف پا پیادہ چلے آئینگے اور ان دُبلی دبلی اونٹنیوں پر
يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ٢٧ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ
سوار ہو کر بھی جو دور دراز کی راہ طے کرکے پہنچی ہیں تاکہ یہ سب آنے والے اپنے اپنے فائدوں کی غرض
لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي
سے پہنچ جائیں اور تاکہ قربانی کے مقررہ دنوں میں ان چوپایوں کی قسم کے مخصوص جانوروں
مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ
پر ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیں جو خدا نے انکو عطا کئے ہیں سو اے امت محمدیہ تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ
اَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ٢٨ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ
اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ پھر قربانی کے بعد لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل اتار دیں اور
لْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ٢٩
اپنی منتوں یعنی واجبات حج کو پورا کریں ، اور بیت عتیق یعنی کعبہ کا طواف کریں

(بقیہ صفحہ ۵۳۳) اور سعی بین الصفا والمروہ یہ مقامات کسی کے مملوک بھی نہیں ہیں اسلئے یہاں ملک اور عدم ملک کی بحث کو ہمنے نظر انداز کردیا ہے اور مسجد حرام سے مفسرین نے حرم مراد لیا ہے اور حرم میں مسجد حرام بھی داخل ہے۔ ظلم کا ترجمہ بعض حضرات نے شرارت کیا تھا ہمنے شرک اور شرارت دونوں لفظ تفسیر میں رکھے ہیں اور ترجمہ میں ظلم کا ترجمہ ظلم ہی کر دیا ہے یعنی شرک بھی کرتے ہیں اسلام سے بھی روکتے ہیں اور مسجد حرام یعنی حرم میں بھی آنے سے منع کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ حرم میں الحاد اور بے دینی کی ترویج ہو۔ (حاشیہ صفحہ ہذا) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ستھری بات یعنی بہشت میں جھگڑنا اور بکنا نہیں سوائے خوشی کی بات اور شکر اللہ کا یا دنیا میں توحید کی بات پائی اور مسلمانوں کی راہ ۱۲ اور فرماتے ہیں یعنی جنہوں نے لوگوں کا وہاں جانا بند کیا وے سزا پائیں گے" (۲۵) اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو کعبہ کی جگہ بتائی اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک اور ساجھی نہ کیجیو اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک رکھیو مسجد حرام اور اس کی عظمت و احترام کے سلسلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر اور تطہیر کا واقعہ بیان کیا یعنی حضرت ابراہیمؑ جب حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ کو حرم میں بسا آئے اور وہاں آتے جاتے رہے تب ہم نے ان کو ٹھہر جانے کا حکم دیا اور کعبہ کی بنیادوں کو انہیں بتایا اور کعبہ بنانے کا حکم دیا اور دونوں باپ بیٹوں نے کعبہ کی تعمیر کی اس وقت ابراہیمؑ کو یہ حکم دیا کہ اس گھر کو ہر قسم کی نجاست اور گندگی سے پاک رکھیو یعنی ظاہری گندگی سے بھی اور کفر و شرک کی نجاست سے بھی یہ گھر پاک

ع ٣
١٠

وصاف رہے اور تو میرا کسی کو شریک نہ کیجیو۔ اس گھر میں چونکہ طواف کرنیوالے اور قیام کرنیوالے رکوع وسجدہ کرنیوالے آئیں گے اس لئے اس کا پاک وصاف رہنا ضروری ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا ایک بادل غیب سے آکر کھڑا ہوا اس کی چھاؤں پر لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی اور امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص اسی امت میں ہے تو خبر دے کہ آگے لوگ ہونگے اس کو آباد کرنیوالے ۱۲ یہ جو شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں رکوع نہ تھا شاید اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلی امتوں میں نماز کی یہ شکل نہ ہوگی یعنی یہ ہیئت مجموعی مع تعداد رکعات وغیرہ جو اس امت میں ہے وہ شاید نہ ہو واللہ اعلم (۲۶) اور لوگوں میں حج کے فرض ہونے کا اعلان کردے اس اعلان سے لوگ تیرے پاس پاپیادہ یعنی پاؤں چلتے آویں گے اور ان دبلی دبلی اونٹنیوں پر سوار ہو کر بھی جو دور دراز کی راہ طے کرکے آئی ہونگی یعنی حج کی فرضیت کا اعلان کرایا ابراہیمؑ سے۔ آنے والوں کی دو ہی صورتیں ہو سکتی تھیں قریب کے رہنے والے پیدل آکر حج کریں گے اور دور کے رہنے والے سواریوں پر آکر فریضۂ حج ادا کرینگے تیرے پاس آنیکا سے مطلب یہ ہے کہ تیرے تعمیر کردہ کعبہ کے پاس آئیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک پہاڑ پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے پکارا کہ لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ جس کو آنا ہے باپ کی پشت میں لبیک کہا جس کی قسمت میں حج ہے ایک بار یا دو بار یا زیادہ اپنے شوق سے ہزاروں خلق پیادہ آتے ہیں۔ لیکن فرض تب ہی ہے کہ سواری پیدا ہو اور اگر مکہ نزدیک ہے یا شخص کو چلنے کی عادت ہے تو امام مالک کے ہاں فرض ہے ۱۲ بہرحال حضرت ابراہیمؑ نے حکم کی تعمیل کی اور حج کے فرض ہونیکا اعلان ہو گیا مسلمان جہاں جہاں آباد ہیں ان کے اہل مقدرت پر حج فرض ہے۔ ضامر اصل میں دبلی اور چھریری اونٹنی کو کہتے ہیں یہ اونٹنی تیز رفتار ہوتی ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اونٹ پر ہی آئیں چونکہ پہلے ان ممالک میں عام طور سے سفر اونٹ پر ہوا کرتا تھا اس لئے ضامر فرمایا اگر کوئی سواری میسر ہو تو اس پر سفر کریں۔ یہاں ضامر کا یہ مطلب بھی لوگوں نے بیان کیا ہے کہ دور دراز کے سفر کی وجہ سے وہ اونٹ دبلے ہونگے۔ آگے حج کا سبب بیان کرتے ہیں (۲۷) تاکہ یہ سب آنے والے اپنے اپنے فائدے اور منافع کی غرض سے پہنچ جائیں اور تاکہ قربانی کے مقررہ ایام میں ان چوپایوں کی قسم کے مخصوص جانوروں پر ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے اور دئے ہیں پس اے امت محمدیہ تم ان قربانیوں میں سے خود کھانا چاہو تو کھاؤ۔

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

یہ بات تو ہو چکی اور جو کوئی بڑائی رکھے اللہ تعالیٰ کے ادب اور اس کی حرمتوں کی اور اس کے محترم احکام کی عزت و وقعت کریگا تو یہ اس کے پروردگار کے ہاں اس کے لئے بہتر ہوگا اور ان چوپایوں کے سوا
جنکی حرمت تم کو سنادی گئی ہے۔ دوسرے چوپائے تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے ہیں سو تم بتوں کی ناپاکی اور گندگی سے بچتے رہو اور جھوٹی بات سے بچو (۳۰) تمہاری حالت یہ ہو کہ سب سے کنارہ کش ہو کر صرف اللہ تعالیٰ
کے ہو رہو اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے والے نہ ہو اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تو اس کی حالت ایسی ہے جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پھر اس کو راستے میں گوشت خور پرندوں نے اچک لیا یا اسکو ہوا نے کسی دور دراز مقام پر لیجا
پھینکا یعنی اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو لائقِ ادب اور احترام قرار دیا ہے ان کی تعظیم اور ان کی برائی ملحوظ رکھنا یا جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے انکو بڑا اور بھاری سمجھ کر چھوڑ دینا لائقِ ادب چیزیں جیسے بیت اللہ میدان سعی میدان عرفات منیٰ
قربانی کا جانور وغیرہ بلکہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام خواہ وہ
اوامر ہوں یا نواہی سب ہی مراد ہو سکتے ہیں۔ آگے
چوپایوں کی حلت کا بیان فرمایا کہ ان چوپایوں کو چھوڑ
کر جن کی حرمت سورۂ مائدہ اور سورۃ انعام میں گزر چکی
ہے اور چوپائے تمہارے لئے حلال و مباح ہیں۔
سورۂ مائدہ۔ بقرہ اور انعام میں ہم مفصل بحث کر چکے
ہیں، قرآن میں جن کی حرمت مذکور ہے اور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے جن کی حرمت ثابت
ہے وہ سب چیزیں حرام ہیں۔ بتوں کی گندگی یہ کہ بت
پرستی کرنا یا کسی جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنا
یا تلبیہ پڑھتے وقت شرکیہ کلمات کہنا ان تمام مشرکانہ
حرکات سے اجتناب کرو اور جھوٹ بولنے اور جھوٹی
گواہی دینے سے اجتناب کرو اور بچو اور صرف اللہ کے
ہو کر رہو۔ آگے شرک کی مثال ہے۔ مشرک کا یہ حال
ہے جیسے وہ آسمان سے گرا اور راستے میں جانوروں
نے اچک لیا اور اتفاقاً جانوروں سے بچ گیا تو ہوا
نے اڑا کر کہیں سے کہیں پھینک دیا یعنی توحید کی
بلندی سے گر کر پھر سوائے جہنم کے اور کہیں ٹھکانہ
نہیں خواہ اس کو کوئی قتل کر دے یا طبعی موت سے
مر جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ بڑائی
رکھے اللہ کے ادب کی یعنی قربانی کے آئے ہوئے
جانور نہ لوٹے اور قیمتی جانور لائے اور اس پر جھول
اچھی ڈال کر پھر وہ بھی خیرات کرے اور چوپائے تم کو
حلال ہیں یعنی جو کھانے میں رواج ہے اور بہتیرے
چوپائے حرام بھی ہیں اور بچو بتوں کی گندگی سے یعنی جو
کسی تھان پر ذبح ہو وہ مردار ہوا اور جھوٹی بات سے
بچو یعنی جو کسی کے نام کا کر کر ذبح کیا وہ بھی حرام ہوا
اور جو کوئی شریک کرے اس کی مثال بیان
ع فرمائی اس واسطے کہ جس کی نیت ایک اللہ پر ہے
٨ وہ قائم ہے اور جہاں نیت بہت طرف
١١ گئی ہے سب اس کو راہ سے اچک لے گئے یا
سب سے منکر ہو کر وہ دہری ہو گیا (۳۱) یہ بات ہو چکی
اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور یادگاروں کا
پورا احترام قائم رکھے تو ان شعائر کا احترام دلوں
کی پرہیزگاری سے حاصل ہوتا ہے یعنی شعائر اللہ اللہ
کے نام لگی ہوئی چیزیں خواہ ان کا تعلق زمان سے
ہو یا مکان سے ان کا پورا پورا ادب و احترام کرنا
تو یہ علامت ہے اس خوف کی جو ایک مسلمان کے دل میں
اللہ تعالیٰ کا ڈر ہوتا ہے جس کے دل میں ڈر ہوتا ہے وہ

ذٰلِكَ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ
یہ بات تو ہو چکی اور جو شخص اللہ کے محترم احکام کی عزت کریگا تو یہ اس کے رب کے ہاں اس کیلئے
رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ
بہتر ہوگا اور ان چوپایوں کے سوا جن کی حرمت تم کو پڑھ کر سنادی گئی ہے دوسرے چوپائے تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے
فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ
ہیں سو تم بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی بات سے
الزُّوْرِ ۝٣٠ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ
اجتناب کرو اور تمہاری حالت یہ ہو کہ تم صرف اللہ ہی کے ہو رہو اور اس کے ساتھ شریک مقرر کرنیوالے نہ ہو اور جس شخص نے اللہ کیساتھ
بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ
شرک کیا تو اسکا حال ایسا ہے کہ جیسے وہ آسمان سے گر پڑا پھر اس کو گوشت خوار پرندوں نے یا تو اچک لیا
بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝٣١ ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ
یا اسکو ہوا نے کسی دور دراز مقام پر لے جا پھینکا یہ بات ہو چکی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نشانیوں اور یادگاروں کا
شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝٣٢ لَكُمْ فِيْهَا
پورا احترام قائم رکھے تو ان شعائر کا یہ احترام دلوں کی پرہیزگاری سے ہوا کرتا ہے تمہارے لئے ان چوپایوں
مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ
سے ایک مقررہ وقت تک فائدہ حاصل کرنا جائز ہے پھر ان کو قربانی کے لئے بیت عتیق تک
الْعَتِيْقِ ۝٣٣ ع وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا
پہنچنا ہے۔ اور ہم نے ہر امت کے لئے اس غرض سے قربانی کرنا مقرر کیا تھا کہ وہ ان چوپایوں کی قسم
اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ
کے مخصوص جانوروں کو قربانی کرتے وقت اللہ کا نام لیا کریں جو اللہ نے ان کو عطا کئے تھے
اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝٣٤ الَّذِيْنَ
سو لوگو تم سب کا معبود برحق تو ایک ہی معبود ہے تم سب اسی کے مطیع و فرمانبردار رہو اور اے پیغمبر آپ ان عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری سنادیجئے جو

تمام احکام کی رعایت کرتا ہے خواہ وہ قربانی کرنے سے پہلے کے احکام ہوں یا قربانی کے بعد کے یا حج کے دوسرے احکام ہوں یا قربانی کے گوشت کے متعلق ہوں۔ شعائر کی تفصیل پارہ سیقول
میں گزر چکی ہے (۳۲) تمہارے لئے ان چوپایوں سے ایک مقررہ وقت تک فائدہ حاصل کرنے کی اجازت ہے پھر جب تم نے ان کو قربانی کے لئے نامزد کر دیا تو ان کو قدیم گھر کے پاس پہنچ کر حلال ہونا
ہے یعنی ان چوپایوں سے تمہارے مختلف منافع ہیں دودھ پینا بار برداری کا کام لینا وغیرہ۔ لیکن جب ان کو ہدی بنا لو تو ہدی ہونے کے بعد پھر ان کو حرم لے جا کر اللہ کے نام پر ذبح کر دینا ہے بیت عتیق خانہ
کعبہ کو کہتے ہیں یہ نام یا تو قدامت کی وجہ سے ہے یا ظالم اور جابر حکمرانوں سے اس کو بچانے اور آزاد رکھنے کی وجہ سے ہے۔ یہاں مراد پورا حرم ہے ہدی بنانے سے پہلے ہر قسم کے فوائد حاصل کرنے (بقیہ بر صفحہ ۱۳۶)

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۵) جانور سے جائز ہیں لیکن ہدی مقرر کرنے کے بعد سوائے کسی اشد ضرورت کے اس کی کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مواشی میں ان کا حق ہم کو کام لے لیجیے۔ پھر کعبہ کے پاس لے جا کر چڑھا دیجئے مگر یہ بات دشوار ہو تو جہاں بسم اللہ اللہ اکبر کہا اور ذبح کیا یہ نشان ہے کہ اللہ کی نیاز کعبہ کو چڑھایا دور ہو یا نزدیک ۱۲ (۳۳) اور امم سابقہ میں سے ہر امت کے لئے ہم نے قربانی کرنا اس لئے مقرر کیا تھا کہ وہ ان چوپایوں کی قسم کے مخصوص جانوروں اور چوپایوں کو ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے تھے سو لوگو تم سب کا معبود برحق تو ایک ہی معبود ہے تم سب اسی کے مطیع و فرماں بردار رہو اور اے پیغمبر آپ ان عاجزی کرنیوالوں کو خوشخبری سنا دیجئے (۳۴) (تفسیر صفحہ ہذا) جو ایسے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہو تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو مصائب ان پر پڑتے ہیں ان کو سہارتے اور برداشت کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو ایسے ہیں کہ جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ خیرات بھی کیا کرتے ہیں یعنی صرف امت محمدیہ کو قربانی کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ تمام شرائع سابقہ میں جہاں اور عبادات کا حکم ہے وہاں قربانی کا بھی ان کو حکم تھا اور اس عبادت میں بھی یہی حکم تھا کہ قربانی پر اللہ کا نام لیا جائے اگر غیر اللہ کے نام پر قربانی کی گئی تو یہ شرک ہوگا قربانی کے لئے چوپایوں میں سے وہی مخصوص چوپائے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور چونکہ معبود برحق ایک ہی ہے اس لئے قربانی صرف اسی کے نام پر ہونی چاہئے۔ اور ایک قربانی کیا بلکہ اس کے ہر فرمان کو بجا لاؤ اور ہمہ تن اسی کے ہو کر رہو آگے بشارت دی مخبتین کو مخبتین وہ جو کسی پر ظلم نہیں کرتے اور جب کوئی ان پر ظلم کرے تو وہ بدلا بھی نہیں لیتے بعض مفسرین نے فرمایا مخبتین وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالےٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں مصائب و آلام کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں جو تکالیف پہنچتی ہیں ان کو سہتے اور ان پر صبر کرتے ہیں نماز کے پابند ہیں اور جو ہمارے دیئے میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مواشی ذبح کرنی نیاز اللہ کی ہر دین میں عبادت رکھا ہے اس کے سوا ئے اور کی نیاز ذبح کرنا اس کی عبادت ہو گئی تو مشرک ہوا (۳۵) اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹوں کو عبادت الٰہی کی نشانی اور یادگار مقرر کیا ہے ان جانوروں میں تمہارے لئے اور بھی فائدے ہیں پس تم ان کو نحر کرتے وقت قطار میں کھڑا کر کے ان پر اللہ تعالےٰ کا نام لیا کرو یعنی تکبیر کہا کرو پھر جب وہ نحر کے بعد اپنے کسی پہلو پر گر پڑیں یعنی بالکل ٹھنڈے ہو جایا کریں تو ان کے گوشت میں سے تم خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور فقیروں کو بھی کھلاؤ وہ فقیر صبر سے بیٹھنے والا ہو یا سوالی ہو جس طرح ہم نے ان جانوروں کی قربانی کا ذکر کیا اسی طرح ہم نے ان کو تمہارا فرمانبردار بنایا اور تمہارے بس میں ان کو دے دیا تاکہ تم شکر بجا لاؤ۔ بدن جمع بدنۃ کی ہے اونٹ اور گائے دونوں پر بولا جاتا ہے لیکن نحر صرف اونٹ کو کیا جاتا ہے اس لئے ہم نے اونٹ ترجمہ کیا ہے۔ قربانی کے جانوروں کا شعائر اللہ ہونا تو ظاہر ہے ان جانوروں کے فوائد اوپر مذکور ہو چکے ہیں

اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَا
ایسے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جو مصائب ان پر پڑتے ہیں
اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
ان کو برداشت کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو ہمارے دیئے میں سے کچھ خیرات
يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ
بھی کیا کرتے ہیں اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹوں کو عبادت الٰہی کی نشانی اور یادگار مقرر
اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا
کیا ہے ان میں تمہارے لئے اور بھی فائدے ہیں سو تم ان کو نحر کرتے وقت قطار میں کھڑا کر کے ان پر اللہ کا نام
صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ
لیا کرو اور پھر جب وہ اپنے پہلو پر گر پڑیں تو ان کے گوشت میں سے تم خود بھی کھانا چاہو تو کھاؤ اور
اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ
فقیر کو بھی کھلاؤ خواہ وہ صبر سے بیٹھنے والا ہو یا سوال کرتا پھرتا ہو جس طرح ہم نے ان جانوروں کی قربانی کا حال بیان
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا
کیا اسی طرح انکو تمہارا تابعدار بنا دیا تاکہ تم شکر بجا لاؤ اللہ تعالےٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت
وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ
اور خون ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اس کے پاس تمہاری پرہیزگاری پہنچتی ہے
كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۭ
اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے لئے اسی طرح مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اس احسان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کرو کہ اس نے تم کو
وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ
قربانی کی صحیح راہ بتائی اور اے پیغمبر مخلصین کو خوشخبری سنا دیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر سے مشرکین کے ضرر کو
اٰمَنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ ع
ہٹا دے گا یقین جانو کہ اللہ کسی خیانت کرنیوالے ناسپاس کو پسند نہیں کرتا

ع ۵ / ۵ / ۱۲

کی جگہ میں بچا لا مارو اور تکبیر ذبح پڑھو یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہو۔ اور جب اس کا خون نکل جائے گا تو وہ اپنے پہلو کے بل گر پڑے گا اور جب بالکل ٹھنڈا ہو جائے تب کھال اتار کر اس کا گوشت حاصل کرو اور گوشت خود بھی کھاؤ اور فقرا کو بھی کھلاؤ خواہ وہ سوالی ہوں یا بے سوالی یعنی بعض فقیر تو مانگتے پھرتے ہیں اور بعض صبر سے بیٹھے رہتے ہیں ان کے گھر جا کر اور ان کو تلاش کر کے دو۔ جانوروں کا مسخر ہونا بھی ظاہر ہے بڑے سے بڑے جانوروں کو انسان کا تابع فرمان بنا رکھا ہے اگر وہ تابع نہ بناتے تو انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ ان پر قابو پا سکے انسان کو اللہ تعالےٰ کی ان نعمتوں پر اس کا شکر گزار
(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

جن لوگوں سے بلا وجہ لڑائی کی جاتی ہے ان کو حکم دیا جاتا ہے کہ اب وہ بھی لڑیں اس اجازت اور حکم کی وجہ یہ ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ ان مظلوموں کی مدد کرنے پر پوری طرح قادر ہے ۔ یعنی مکہ کے منکر مسلمانوں پر برابر ظلم کرتے رہے اور ان کو ہر قسم کی اذیت پہنچاتے رہے اور ان کو مکہ چھوڑنے پر کفار مکہ نے مجبور کر دیا اور ان کی مظلومیت اور بیچارگی کی انتہا ہو گئی اور وہ اپنے وطن کو چھوڑ کر مدینے میں جا بسے تب حکم دیا مظلوموں کو کہ اب تم سے جو لڑے تم بھی اس کا مقابلہ کرو (٣٩) یہ مظلوم وہ ہیں جو ناحق محض اتنا کہنے پر کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے اپنے گھروں سے نکالدیئے گئے اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں بعض کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا اور بعض کا زور بعض سے نہ گھٹواتا اور رد و بدل کرتا رہتا تو راہبوں کے صومعے اور نصاریٰ کی گرجائیں اور یہود کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کیا جاتا ہے تمام کے تمام برباد و ویران کر دیئے گئے ہوتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کریگا جو اس کی یعنی اُس کے دین کی مدد کریگا بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور بڑے غلبے والا ہے مسلمانوں کی مظلومیت کا اظہار فرمایا کہ یہ لوگ صرف اتنا کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے قتل کئے گئے اور جلاوطن کئے گئے پھر ان کی بے گناہی کے بعد جہاد کا فلسفہ بیان فرمایا کہ اگر حضرت حق جل مجدہٗ لوگوں میں یہ طریقہ رائج نہ کرتا کہ بعض شرارت پسندوں اور ظالموں کو بعض کے ہاتھوں تباہ نہ کراتا اور ایک کا زور دوسرے سے کم نہ کراتا تو دشمنانِ دین اور بدمعاش لوگ کسی کا خلوت خانہ چھوڑتے نہ عیسائیوں کی گرجائیں اور نہ یہود کے صلوات اور نہ مسلمانوں کی مسجدیں کسی ایک کو بھی زمین پر باقی نہ رہنے دیتے اور سب دین کے نشانات مٹا دیئے جاتے یہ تو جہاد کی برکت ہے کہ ایک کا سر دوسرے سے کچلواتے رہتے ہیں اور لوگ امن کے ساتھ اپنے اپنے طریقے پر خدا تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور ان کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے دین کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد کرتا ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ قوت والا اور غلبے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو اس کی مدد کریگا یعنی اس کے دین کی اور اس کے رسول کی اللہ قادر ہے جو چاہے ایک دم میں کرے ۔ لیکن انسان سے یہی معاملہ ہے بھلے برے آپس میں سزا پائیں ۱۲ (٤٠) یہ وہ مظلوم لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں ذی اقتدار اور با اختیار کر دیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دیں اور بری باتوں سے منع کریں ۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے یعنی اگر مسلمان اور اہل حق کو غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ خود بھی نمازوں کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور دوسروں کو بھی نیکی کا حکم دیں اور بدی سے بچائیں۔ چنانچہ یہ بات پوری ہوئی۔ آیت سے صحابہ رضی اللہ عنہم اور مہاجرین و انصار اور حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی صداقت و حقانیت ثابت ہے۔ آیت کے آخری حصہ کے دو معنی بیان کئے گئے ہیں یا تو یہ مطلب ہے کہ اگرچہ مسلمان آج کمزور ہیں اور کافر غالب ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے کہ مسلمانوں کو غالب اور منصور کر دے اور کفار کمزور ہو جائیں ۔ یا جو حضرت شاہ صاحبؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مطلب یہ ہو۔ یعنی یہ امت دین قائم کریں گے ۔ ایک مدت آخر اللہ ہی جانے ۱۲ چونکہ کفار جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑا کرتے تھے جیسا کہ سورت کی ابتدا میں ذکر ہوا اس جھگڑے سے محض آپ کی تکذیب تھی۔ اس لئے آگے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرماتے ہیں (٤١) اور اے پیغمبر اگر یہ منکر آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو ان سے پہلے نوح ؑ کی قوم اور عاد و ثمود (٤٢) اور ابراہیم ؑ کی قوم اور لوط ؑ کی قوم بھی ۔ (٤٣)

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ

جن لوگوں سے لڑائی کیجاتی ہے اُن کو حکم دیا جاتا ہے کہ اب وہ بھی لڑیں کیونکہ اُن پر ظلم کیا گیا ہے اور بلا شبہ اللہ

عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن

ان مظلوموں کی مدد کرنے پر پوری طرح قادر ہے یہ مظلوم لوگ وہ ہیں جو بلا وجہ

دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا

محض اتنا کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے اپنے گھروں سے نکالدیئے گئے اور اگر

دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

اللہ بعض لوگوں کو بعض لوگوں کے ذریعے دفع نہ کرتا رہتا تو نصاریٰ کے راہب خانے اور

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا

عبادت خانے اور یہود کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا

اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ

بکثرت ذکر کیا جاتا ہے سب برباد و ویران کر دیئے گئے ہوتے اور یقیناً اللہ اسکی مدد کریگا جو اسکی یعنی خدا کے دین

اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾ الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ

کی مدد کریگا بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور غلبہ والا ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں با اختیار کر دیں تو

أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ

یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور بھلے کام کرنے کا حکم دیں

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ ۗ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ﴿٤١﴾ وَإِن

اور بُرے کام کرنے سے لوگوں کو روکیں اور ہر کام کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور اے پیغمبر اگر

يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ

یہ کافر آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو ان سے پہلے نوح ؑ کی قوم اور عاد

وَثَمُودُ ﴿٤٢﴾ وَقَوْمُ إِبْرَاهِيمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ﴿٤٣﴾ وَ

اور ثمود نے اور ابراہیم ؑ کی قوم اور لوط کی قوم نے بھی اور

Marfat.com

اور مدین والے بھی اپنے پیغمبروں کی تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰؑ کو بھی جھٹلایا جاچکا ہے پس میں نے ان کافروں کو چندے مہلت دی پھر میں نے اُن کی گرفت کی اور ان کو پکڑ لیا سو دیکھو میرا عذاب کیسا ہوا یعنی اگر یہ کفار عرب آپ کی تکذیب کرنے کے درپے ہیں تو اس پر غم نہ کیجئے یہ اہل باطل کا پرانا طریقہ ہے یہ لوگ اپنے زمانے میں اپنے پیغمبروں کو جھوٹا کہتے رہے ہیں۔ چنانچہ ان سے پہلے حضرت نوحؑ کی قوم اور عاد اور ثمود یعنی حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ کی قوم اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت لوط علیہما السلام کی قومیں اور اہل مدین یعنی حضرت شعیبؑ کی قوم غرض ان سب نے پیغمبروں کی تکذیب کی ہے۔ اسی طرح یہ اہل مکہ آپ کی تکذیب کر رہے ہیں ان سب کا انجام یہ ہوا کہ میں ان کو مہلت دیتا رہا اور آخر کار ان کو پکڑا پھر دیکھو کہ میری گرفت کیسی ہوئی آگے اس کی مختصر تفصیل ہے (۴۴) غرض

وَّاَصۡحٰبُ مَدۡيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوۡسٰى فَاَمۡلَيۡتُ لِلۡكٰفِرِيۡنَ

مدین والوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی ہے اور موسیٰؑ کو بھی جھٹلایا جاچکا ہے سو میں نے کافروں کو چندے مہلت

ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ ۚ فَكَيۡفَ كَانَ نَكِيۡرِ ﴿۴۴﴾ فَكَاَيِّنۡ مِّنۡ

دی پھر میں نے اُن کو پکڑ لیا سو دیکھو میرا عذاب کیسا ہوا غرض کتنی ہی بستیاں ہیں

قَرۡيَةٍ اَهۡلَكۡنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى

جن کو ہم نے برباد کر ڈالا اور ان کی حالت یہ تھی کہ ان کے رہنے والے نافرمانی کیا کرتے تھے اور اب ان کا حال یہ ہے کہ وہ

عُرُوۡشِهَا وَبِئۡرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصۡرٍ مَّشِيۡدٍ ﴿۴۵﴾ اَفَلَمۡ

اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے کنویں بیکار اور بہت سے چونے گچ کے پختہ محل ویران پڑے ہیں کیا یہ کافر

يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ

ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے اُن کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے سمجھنے لگتے

بِهَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى

یا ان کے کان ایسے ہو جاتے کہ اُن سے سننے لگتے اصل بات یہ ہے کہ کچھ آنکھیں اندھی نہیں

الۡاَبۡصَارُ وَلٰـكِنۡ تَعۡمَى الۡقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ ﴿۴۶﴾

ہو جایا کرتیں بلکہ وہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں

وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ وَلَنۡ يُّخۡلِفَ اللّٰهُ

اور اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے عذاب جلدی طلب کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی

وَعۡدَهٗ ؕ وَاِنَّ يَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّكَ كَاَلۡفِ سَنَةٍ مِّمَّا

نہیں کرے گا اور بلا شبہ آپ کے رب کے ہاں کا ایک دن تمہاری موافق ایک ہزار برس کے

تَعُدُّوۡنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَمۡلَيۡتُ لَهَا وَهِىَ

برابر ہوتا ہے اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنکو میں نے مہلت دی تھی حالانکہ ان کے رہنے والے

ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذۡتُهَا ۚ وَاِلَىَّ الۡمَصِيۡرُ ﴿۴۸﴾ قُلۡ يٰۤاَيُّهَا ع ۱۰/۱۳

گنہگار تھے پھر میں نے ان بستیوں کو پکڑ لیا اور ہر ایک کو میری ہی طرف واپس ہونا ہے اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے

کتنی ہی بستیاں ہیں جن کو ہم نے ہلاک و برباد کر ڈالا اور ان کی حالت یہ تھی کہ وہ بستیاں یعنی ان کے رہنے والے ظالم اور نافرمانی کے خوگر ہو چکے تھے اور اب ان کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں اور بہت سے کنویں بیکار اور بہت سے چونے اور گچ گری کے پختہ محل ویران پڑے ہوئے ہیں یعنی نافرمان بستیوں کا تباہ کر دینا مجھے مشکل نہیں ہمنے بہت سی ایسی بستیوں کو ویران کر دیا جن کے رہنے والے نافرمانی کرتے تھے آج ان کی حالت یہ ہے کہ ان کی چھتیں گری پڑی ہیں یعنی مکانات مع چھتوں کے بیٹھ گئے اور جب آبادی برباد ہو گئی تو کنوئیں سب بے کار ہو گئے اور بڑے بڑے چونے کے پختہ محل سب ویران ہو گئے (۴۵) سو کیا یہ منکر لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس سے ان کے دل ایسے ہو جاتے کہ ان سے سمجھنے لگتے اور کان ایسے ہو جاتے کہ ان سے سننے لگتے اصل بات یہ ہے کہ کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ وہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جاتے ہیں یعنی سفر کرتے اور ان تباہ شدہ بستیوں کو دیکھتے تو ان کو کچھ عبرت ہوتی تب تو شاید ان کے دلوں سے گمراہی اور کانوں سے شقاوت کا قفل دور ہو جاتا واقعہ یہ ہے کہ کچھ آنکھوں کا اندھا ہو جانا نقصان رساں نہیں ہے بلکہ دل کے اندھے ہو جانے ہی سے تو پھر ہدایت مستبعد ہو جاتی ہے ورنہ امم سابقہ کے حالات ہی سے اس بات کا پتہ چل جاتا ہے کہ نافرمانی حضرت حق تعالیٰ کو پسندیدہ نہیں ہے اگر انبیاءؑ کی تکذیب اور نافرمانی حضرت حق کی ناراضگی کا سبب نہ ہوتی تو پہلی امتوں کو کیوں ہلاک کیا جاتا چونکہ کفر کی وجہ سے ان کے دل اندھے ہو چکے ہیں اس لئے اتنی سی بات بھی ان کے دل میں نہیں اترتی۔ جب دل میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت باقی نہ رہے تو آنکھوں سے دیکھنا اور کانوں سے سننا نہ سننے اور نہ دیکھنے کے برابر ہے (۴۶) اور اے پیغمبر آپ سے یہ لوگ عذاب جلدی طلب کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہرگز اپنے وعدے کی خلاف ورزی اور اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کریگا اور بلا شبہ آپ کے پروردگار کے پاس کا ایک دن تمہارے شمار اور تمہاری گنتی کے موافق ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے یعنی یہ ناسمجھ اور دل کے اندھے آپ سے عذاب کا تقاضہ کرتے ہیں اور عذاب نہیں آتا تو آپ کی تکذیب کرتے ہیں آپ کے دعوئے نبوت کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عذاب اپنے وقت مقررہ پر آکر رہے گا۔ اس میں جلدی کرنا فضول ہے پھر ان کے ہاں کا ایک دن تمہارے ہزار برس کے برابر ہے اگر اس حساب سے کسی عذاب کا وقت دو گھنٹے یا چار گھنٹے ہو تب بھی کئی صدی سمجھنا چاہیے یا یہ مطلب ہے کہ وہ ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے۔ یا یہ کہ قیامت کے عذاب کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک دن ہزار برس کے برابر معلوم ہوگا۔ یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ وقت کی کمی بیشی اور دن کا کم ہونا یا بڑھ جانا تکلیف اور راحت پر موقوف ہے۔ و یوم لا اراک کالف شہر و شہر لا اراک کالف عام فارسی کے ایک مشہور شاعر نے کہا ہے ؎ آں دم کہ با تو باشم یک سال ہست روزے ۔ و آں دم کہ بے تو باشم یک لحظہ ہست سالے ہو سکتا ہے کہ ایک دن ایک ہزار برس بلکہ پچاس ہزار برس کے برابر ہو یا ایک دن عصر سے لے کر مغرب تک کا معلوم ہو (۴۷) اور کتنی ہی بستیاں ہیں جنکو میں نے مہلت دی تھی اور ان کی حالت یہ تھی (بقیہ بر صفحہ ۵۴۱)

Marfat.com

وبقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۸، کہ انہوں نے ظلم اور نافرمانی کا شیوہ اختیار کر رکھا تھا پھر میں نے ان بستیوں کو پکڑ لیا اور ہر ایک کی بازگشت میری ہی طرف ہے اور ہر ایک کو میری طرف واپس ہونا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہزار دن کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے یہ مہلت تعدّد دن پر شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے "مطلب یہ کہ جب میری طرف واپس ہوا اس وقت کفر کی پوری طرح سزا دیجائیگی (۴۸) (تفسیر صفحہ ہذا) اے پیغمبر آپ کہدیجئے لوگو! سوائے اس کے نہیں کہ میں تو تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں یعنی عذاب کی تعجیل اور تاخیر سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے یہ تو حضرت اللہ تعالیٰ کا کام ہے (۴۹) پس جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کئے تو ان کے لئے مغفرت اور بخشش ہے اور ان کے لئے باعزت روزی ہے (۵۰) اور جو لوگ ہماری آیتوں کے ہرانے اور نیچا دکھانے کی سعی اور کوشش کرتے رہتے ہیں تو ایسے ہی لوگ اہل جہنم ہیں ڈرانے والے کا کام یہی ہے کہ وہ ایمان کی دعوت دے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے خطرات سے آگاہ کر دے جو شخص اس کی دعوت کو قبول کرتا ہے وہ دوسرے عالم میں آرام کی بلکہ من مانی زندگی گزارتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کے احکام کو ہرانے کی کوشش کرتا ہے وہ جہنم اور دائمی عذاب کا مستحق ہوتا ہے (۵۱) اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں اور اس کے پڑھے ہوئے الفاظ میں شکوک و شبہات ڈالے یعنی نبی نے تلاوت فرمائی اور شیطان نے لوگوں کے دلوں میں شبہات پیدا کئے پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شکوک و شبہات کو مٹا دیتا ہے اور زائل کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو اور زیادہ مستحکم اور مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کے حال سے باخبر اور حکمت والا ہے۔ مفسرین نے آیت کی تفسیر کئی طرح بیان کی ہے بعض کو اہل تحقیق نے مجروح قرار دیا ہے اور بعض کو راجح کہا ہے۔ ایک طریقہ وہ ہے جس کو حضرت شاہ صاحبؒ نے اختیار کیا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں کچھ تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کے خیال اس میں جیسے اور آدمی۔ کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مدینہ سے مکہ میں گئے عمرہ کیا خیال کیا شاید اب کے برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا۔ خیال آیا کہ اب کی لڑائی میں اس میں نہ ہوا پھر اللہ تعالیٰ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں ۱۲ جو طریقہ آیت کی تفسیر کا ہم نے اختیار کیا ہے وہ بعض محققین کا طریقہ ہے یعنی جب آپ کوئی آیت تلاوت کرتے ہیں تو شیطان موقعہ پا کر لوگوں کے قلوب میں شبہات پیدا کرتا ہے۔ شاید آیات متشابہات کی طرف اشارہ ہو پھر اللہ تعالیٰ آیات محکمات سے ان شکوک و شبہات کا ازالہ فرما دیتا ہے۔ اس تفسیر سے قرآن کی بعض آیات مطابقت کرتی ہیں اور اوپر کی آیت والذین سعوا فی آیٰتنا کے بھی یہی مناسب ہے رہی وہ تفسیر جو بعض حضرات نے کی ہے کہ آپ والنجم کی تلاوت کر رہے تھے اور آپ کی زبان سے تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی جاری ہوا تو یہ واقعہ قابل اعتماد نہیں ہے۔ امام رازی نے اس قصہ کو باطل کہا۔ امام بیہقی نے فرمایا یہ قصہ غیر ثابت ہے امام الائمہ ابن خزیمہ نے فرمایا یہ قصہ زنادقہ کی وضع ہے۔ آگے وجہ بیان فرماتے ہیں کہ شیطان اس قسم کے شبہات کیوں پیدا کرتا ہے (۵۲) یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شکوک و شبہات کو جو شیطان ڈالتا ہے ان لوگوں کے لئے موجب امتحان و آزمائش کر دے جن کے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ یہ ظالم ایک ایسی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں جو طریق حق سے بہت دور ہے یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق آل عمران کی ابتدا میں فرمایا تھا کہ جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے تو وہ متشابہات کے پیچھے ہو لیا کرتے ہیں اور فتنے ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔
(باقی ضمیمہ میں)

النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٩﴾ فَالَّذِينَ
اے لوگو! سوائے اس کے نہیں کہ میں تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں سو جو لوگ
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ
ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے تو ان کیلئے مغفرت ہے اور ان کے لئے
كَرِيمٌ ﴿٥٠﴾ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ
باعزت روزی ہے اور جو لوگ ہماری آیتوں کو ہرانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں تو ایسے ہی
أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن
لوگ جہنمی ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول
رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي
اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے کچھ پڑھا تو شیطان نے اس کے پڑھنے میں
أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ
شبہ ڈالا پھر اللہ تعالیٰ شیطان کے ان ڈالے ہوئے شبہات کو زائل اور دور کر دیتا ہے اور
يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٢﴾ لِّيَجْعَلَ مَا
اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو زیادہ محکم اور مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کے حال سے باخبر ہے اور حکمت والا ہے یہ اسلئے ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ
يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ
شیطان کے ڈالے ہوئے شکوک و شبہات کو ان لوگوں کیلئے موجب آزمائش کر دے جنکے دلوں میں شک و نفاق کی بیماری ہے
وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ
اور جن کے دل سخت ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ یہ ظالم ایک ایسی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں جو طریق حق سے
بَعِيدٍ ﴿٥٣﴾ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ
بہت دور ہے اور نیز یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جو اہل علم ہیں وہ اس امر کا اور زیادہ یقین کریں کہ جو پیغمبر نے
مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ ۗ
پڑھا ہے وہی آپ کے رب کی جانب سے حق ہے پھر اس پر ایمان لانے میں اہل علم اور پختہ ہو جائیں اور ان کے دل اس قرآن کے سامنے اور جھک جائیں

Marfat.com

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس میں گمراہ اور بہکتے ہیں سو ان کا نام بہکنا ہو اور ایمان والے مضبوط ہوتے ہیں کہ اس کلام میں بندے کا دخل نہیں اگر ہوتا تو یہ بھی بندے کے خیال کی طرح کبھی صحیح اور کبھی غلط ہوتا اور جس کی نیت اعتقاد پر ہو اس کو اللہ یہ بات سمجھاتا ہے ۱۲ بہرحال اہل علم و فہم کی فراست اور ان کے ایمان کی پختگی کا اظہار کرنے کے بعد تشکیک و شبہات میں مبتلا ہونے والوں کا ذکر فرمایا (۵۴) اور یہ لوگ جنہوں نے کفر کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے ہمیشہ اس آیت کے حکم اور اس مضمون میں شبہ ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ ان پر اچانک قیامت آجائے یا ان پر ایک ایسے دن کا عذاب آجائے جو خیر و برکت سے خالی ہو یعنی اس وقت تک شک میں مبتلا رہیں گے اور شکوک و شبہات میں مبتلا رہیں گے جب تک ان پر قیامت یا قیامت کا عذاب نہ آجائے عقیم جس کے ہاں اولاد نہ ہو اس سے عذاب کے دن کو تشبیہ دی۔ بانجھ عورتوں سے تشبیہ دینے کا سبب یہ ہے کہ اس دن کے بعد کوئی دن ایسا نہ ہوگا جس کو عقیم کہا جا سکے حضرت ابن عباسؓ ابی ابن کعبؓ سعید بن جبیرؓ اور عکرمہؓ نے کہا اس دن سے مراد یوم بدر ہے۔ حضرت مجاہدؒ نے کہا قیامت ہے۔ کیونکہ اس دن کوئی خیر نہیں نہ اس دن بارش ہے یہ دن سب دنوں سے جدا ہے واللہ اعلم بالصواب (۵۵) اس دن بادشاہت اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی وہی ان لوگوں کے درمیان حقیقی اور عملی فیصلہ فرمائے گا۔ سو جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بھی کرتے رہے وہ نعمت کے باغوں میں ہونگے (۵۶) اور جن لوگوں نے کفر کا شیوہ اختیار کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے رہے تو اُن کے لئے سخت رسوا کن اور ذلت کا عذاب ہوگا جنت کو نعمت فرمایا کیونکہ وہاں ہر قسم کا اکرام و حسن سیر ہوگا کافروں اور مکذبوں کو عذاب ہوگا جو رسوا کن اور کفار کی ذلت کا موجب ہوگا (۵۷) اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ترک وطن کیا پھر وہ قتل کردیئے گئے یا اپنی موت سے مرگئے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کو عمدہ اور اچھی روزی عطا فرمائے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے بہتر دینے والا ہے اُبھار فرمایا تھا آخر جو امن دیا ہم ہی کی تفصیل ہے کہ جن کو ترک وطن کرنا پڑا پھر اگر وہ کبھی جنگ میں مار ڈالے گئے یا راستہ چلتے کسی نے ان کو مار ڈالا یا وہ اپنی طبعی موت سے مر مرگئے تو ان کو کوئی نقصان نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کو رزق حسن عطا فرمائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے بہتر ہے۔ والمحصنٰت میں گزرا ہے۔ ومن یخرج من بیتہ مہاجرًا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ (۵۸) یقیناً اللہ تعالیٰ ان مہاجرین مذکور کو ایک ایسی جگہ پہنچائے گا کہ وہ اس جگہ کو دیکھ کر بہت ہی پسند کریں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب جاننے والا اور بڑے تحمل والا ہے؛ یعنی رزق حسن کے ساتھ مسکن بھی ایسا ہوگا جس کو یہ مہاجرین بہت پسند کریں گے۔ رہی یہ بات کہ مسلمان قتل کیوں کئے گئے اور کفار کو پکڑا کیوں نہیں تو اس کا جواب ہے کہ ہم اپنی مصالح کو خوب جانتے ہیں اور بڑے علیم ہیں۔ کفار سے جلدی بدلہ نہ لینے کی وجہ یہ ہے کہ ہم بڑے حلم اور تحمل کے مالک ہیں (۵۹)

ع ٩
١٤

وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٤﴾
اور یہ واقعہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کو اللہ ہی سیدھی راہ دکھاتا ہے
وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى
اور کافر ہمیشہ اس آیت کے مضمون میں شک ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ
تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ
ان پر اچانک قیامت آجائے یا ان پر ایک ایسے دن کا عذاب آجائے جو خیر و برکت سے
عَقِيْمٍ ﴿٥٥﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۭ فَالَّذِيْنَ
خالی ہو بادشاہت اُس دن اللہ ہی کی ہوگی وہی لوگوں کے درمیان فیصلہ کریگا سو جو لوگ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٥٦﴾ وَ
ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے رہے تو وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے اور
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ
جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے رہے تو اُن کو سخت
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ
رسوا کن عذاب ہوگا اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی
اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا
پھر وہ لوگ قتل کردیئے گئے یا اپنی موت سے مرگئے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُن کو عمدہ روزی
حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ
عطا فرمائے گا اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان
مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾
مہاجرین مذکورہ کو ایک ایسی جگہ پہنچائیگا کہ وہ اس جگہ کو دیکھ کر پسند کریں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب جانتے والا بڑے تحمل والا ہے
ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ
یہ مضمون تو ہوچکا اور جس نے دشمن کو صرف اتنی ہی تکلیف پہنچائی جتنی کہ اس کو پہنچائی گئی تھی پھر

یہ مضمون تو ہوچکا اور جس نے اپنے تکلیف پہنچانے والے کو صرف اتنی تکلیف پہنچائی جتنی اس کو پہنچائی گئی تھی پھر اس برابر سرابر بدلا لینے والے پر دوبارہ زیادتی کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی جس پر زیادتی کی جائیگی ضرور مدد کریگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا درگزر کرنے والا بڑا بخشنے والا ہے یعنی کسی شخص نے یا کسی جماعت نے دوسرے شخص یا جماعت پر زیادتی کی کوئی تکلیف پہنچائی یا گھر سے بے گھر کیا پھر اس جماعت یا شخص نے اپنا بدلا لیا اور بدلا بھی برابر سرابر یعنی بدلا لینے میں کوئی زیادتی نہیں کی لیکن برابر سرابر بدلا لینے کے بعد پھر پہلے فریق یا شخص نے زیادتی کی تو یہ وعدہ ہے کہ اس مظلوم شخص یا فریق کی ضرور مدد کیجائیگی جس پر دوبارہ زیادتی کیجائیگی اور یہ جو فرمایا درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے یہ شاید اس لئے فرمایا کہ بدلا لینے میں کچھ تھوڑی سی بلا قصد زیادتی ہوجائے تو وہ قابل معافی اور لائق درگزر ہوگی۔

Marfat.com

یا شاید اسلئے فرمایا کہ انتقام اور بدلا لینے کے تقابلہ میں معاف کر دینا اور صبر کرنا بہتر ہے ولمن صبر وغفر ان ذالک لمن عزم الامور حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بدلا راجبی لینے والے کو عذاب نہیں کرتا
اگرچہ بدلا نہ لینا بہتر تھا۔ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے بدلا لیا کافروں کی ایذا کا۔ پھر کافر آئے زیادتی کرنے کو اُحد میں اور احزاب میں پھر اللہ تعالیٰ نے پوری مدد کی ۱۲ (۶۰) یہ وعدۂ نصرت اور یہ وعدۂ
غلبہ اس بنا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا یہ اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیا کرتا ہے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سب کی سنتا سب کو دیکھتا ہے ؛
یعنی جس اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی قدرت اور عالم علوی اور سفلی پر اتنی بڑی فرمانروائی ہے کہ رات کے اجزا کو دن میں اور دن کے اجزا کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور کبھی کا دن بڑا اور کبھی کی رات

بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۞٦٠
اس برابر برابر بدلہ لینے والے پر دوبارہ زیادتی کی جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کی جس پر زیادتی کی جائیگی ضرور مدد کریگا بیشک اللہ تعالیٰ بڑا درگذر کرنیوالا بڑا بخشنے والا

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ
یہ امداد اس بنا پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں

النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۞٦١
داخل کر دیا کرتا ہے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سب کی سنتا سب کو دیکھتا ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ
نیز اس بنا پر ہوتی ہے کہ اللہ ہی کی ذات حق ہے اور اللہ کے سوا جن کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ
وہ سراسر باطل ہیں اور اللہ ہی سب سے عالیشان اور

الْكَبِيْرُ ۞٦٢ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؗ
بڑا ہے اے مخاطب کیا تو نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ آسمان کی جانب سے پانی نازل کرتا ہے

فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ
پھر زمین سرسبز ہوجاتی ہے بے شک اللہ تعالیٰ بڑا مہربان سب کی

خَبِيْرٌ ۞٦٣ ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ
خبر رکھنے والا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کی مِلک ہے اور کچھ شک نہیں

اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۞٦٤ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ
کہ اللہ ہی ایسا ہے جس کی ذات بے نیاز اور ستودہ صفات ہے اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے ان چیزوں کو

لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ
جو زمین میں ہیں تم لوگوں کے لئے مسخر کر دیا ہے اور کشتی کو بھی جو خدا کے حکم سے دریا میں چلتی ہے

وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا
اور اسی نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے مگر ہاں

بڑی ہوجاتی ہے، وہی اللہ تعالیٰ اس کی بھی قدرت رکھتا ہے کہ مظلوم کی مدد فرما کر اس کو ظالم پر غالب کر دے وہ مظلوم مسلمانوں کی دعا کو سننے والا اور کافروں کے مظالم اور اُن کی زیادتیوں کو دیکھنے والا ہے کہ کس طرح مسلمانوں کو مجبور کیا اور مکہ کو چھوڑ کر گھر سے بے گھر ہوگئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اسی طرح کفر میں اسلام غالب کر دے گا ۱۲ (۶۱) نیز یہ امداد اس بنا پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات حق اور اپنی ہستی میں کامل اور واجب الوجود ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں وہ سراسر باطل لچر اور پوچ اور غلط اور لغو ہیں اور نیز اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سب سے عالی شان اور بڑی ہے یعنی ہماری نصرت اور ہماری مدد کی کامیابی اس بنا پر بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی ہستی میں کامل ہے اور دوسرے جن کو یہ لوگ پکارتے اور ان کی عبادت کرتے ہیں باطل اور حادث ہیں۔ وہ سب ضعیف و ناتوان اور عاجز ہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے اس لئے جس کو اس کی مدد حاصل ہے وہی غالب اور کامیاب ہے آگے اور اس کی قدرت کا بیان ہے ۱۲ (۶۲) اے مخاطب کیا تو نے یہ نہیں دیکھا اور تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان کی جانب سے پانی اتارتا ہے جس سے زمین سرسبز ہوجاتی ہے بے شک اللہ تعالیٰ بہت مہربان اور خبر رکھنے والا ہے یعنی بندوں کی ضرورتوں سے مطلع اور خبردار ہے

ع ٨ ١٥

اسی لئے سب کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے (۶۳) جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اُسی کی مملوک ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی ایسا ہے جو بے نیاز اور کسی کا محتاج نہیں ہے اور ستودہ صفات ہے اور ہر قسم کی تعریف کے لائق ہے۔ یعنی آسمان اور زمین کی ہر چیز کا مالک ہر کسی سے بے نیاز اور غیر محتاج اور سب خوبیوں سراہا ہے۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اُس کے مقابلے میں اس کی مخلوق اس بات کی اہل نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شریک کیا جائے (۶۴) اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا اور کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو جو زمین میں ہیں تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہارے بس میں کر دیا ہے اور کشتی کو بھی جو اس کے حکم سے دریا میں چلتی ہے اور اسی نے آسمان کو اس بات سے روک رکھا ہے کہ زمین پر گر پڑے مگر اس کا حکم ہوجائے تو اور بات ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑی شفقت کرنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

Marfat.com

یعنی یہ اُس کی شفقت و مہربانی ہے کہ زمین کی ہر چیز کو خواہ وہ نباتات ہو یا حیوانات و جمادات ہو تمہارے قابو میں دے دیا ہے اور دریاؤں میں بھی کشتیاں دوڑاتے پھرتے ہو اور آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے آسمان میں کوئی ستون نہیں اور نہ یہ شامیانہ کہیں بندھا ہوا ہے پھر اس کو روک رکھا ہے البتہ اگر اس کی اجازت اور حکم ہو جائے تو یہ امر دیگر ہے کہ آسمان زمین پر گر پڑے۔ یہ دلیل بھی منجملہ دلائل توحید کے ہے (٦٥) اور وہی ہے جس نے تم کو پہلی مرتبہ زندگی بخشی۔ پھر وہ تم کو موت دیگا۔ پھر موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا۔ واقعی انسان بڑا ناسپاس اور ناشکرا ہے: پہلی مرتبہ یعنی حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کر کے انسان کی پیدائش کا سلسلہ جاری کیا۔ پھر زندگی کے بعد موت دیتا ہے اور مرنے کے بعد عالم آخرت میں دوبارہ زندگی عطا فرمائیگا ان تمام انعامات الٰہیہ کے بعد بھی انسان اللہ تعالٰے کی توحید کا قائل نہیں ہوتا اور شرک کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس کا حق نہیں مانتا" (٦٦) ہم نے سب سابقہ امتوں میں سے ہر امت کے لئے ایک طریقہ عبادت اور بندگی کی راہ مقرر کی ہے کہ وہ اس طریقے پر عبادت کرتے ہیں لہٰذا ان کو چاہیے کہ وہ آپ سے اس کام میں جھگڑا نہ کریں اور آپ ان کو اپنے پروردگار کی طرف بلاتے اور دعوت دیتے رہیے آپ یقیناً سیدھی راہ پر ہیں: سب انبیاء سابقین اصول میں متفق رہے ہیں البتہ فروع اور احکام شرعیہ میں ضرورت زمانہ کے اعتبار سے کچھ فرق ہوتا رہا ہے ورنہ توحید باری۔ قیامت اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ان سب باتوں میں تمام پیغمبروں کی ایک سی تعلیم رہی ہے اسی طرح آپ کی نبوت کے زمانے میں آپ کو بھی عبادت کے کچھ طریقے تعلیم کئے گئے ہیں۔ اس پر جھگڑا کرنے کی کیا بات ہے جب یہ طریقہ امم سالفہ سے چلا آتا ہے تو اس میں اُن لوگوں کو آپ سے جھگڑا نہیں کرنا چاہئے اور اس دین کے بارے میں الجھنا نہیں چاہیے آپ ان کو اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہیے۔ کیونکہ آپ کی راہ سیدھی ہے اور آپ سیدھی راہ پر ہیں۔ بعض مفسرین نے آیت کی تفسیر قربانی کے ساتھ کی ہے۔ کہتے ہیں کہ بعض کفار نے اعتراض کیا تھا کہ مسلمان خود تو اپنے ہاتھ سے جانور کو ذبح کر کے کھاتے ہیں اور جس کو خدا مار دیتا ہے اور جو جانور اپنی موت سے مرجاتا ہے اس کو حرام کہتے ہیں اور اس کو نہیں کھاتے یہ شاید بشیر بن حرث۔ یزید بن خنیس اور بدیل بن ورقاء نے مسلمانوں سے چھیڑ خانی کی تھی۔ یہ آیت ان کے جواب میں نازل ہوئی ہے اور مطلب یہ ہے کہ قربانی کا طریقہ ہر امت میں رہا ہے اور وہ قربانی کرتے رہے ہیں تو اس میں ان کو جھگڑا نہیں کرنا چاہئے اور آپ ان کو دین حق کی دعوت دیتے رہیے کیونکہ آپ سیدھی راہ پر ہیں واللہ اعلم بالصواب حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اصل دین ہمیشہ سے ایک ہے اور احکام ہر دین میں جدا آئے ہیں۔ ہر کام کا واسطہ کیوں پوچھتے ہیں ؟ اور لوگ باوجود اس کے بھی جھگڑا کریں ان کا جواب آگے فرمایا ارشاد ہوتا ہے (٦٧) اور اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالٰے اس کو خوب جانتا ہے (٦٨) اللہ تعالٰی قیامت کے دن تمہارے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں تم اختلاف کرتے ہو اور اگر وہ باوجود سمجھانے کے بھی پھر جھگڑے کی باتیں نکالیں تو ان سے کہہ دیجئے کہ تمہاری ان حرکات کا اللہ تعالٰے کو خوب علم ہے وہی تم سے سمجھے گا اور قیامت کے دن تمہارے باہمی اختلاف کا عملی فیصلہ کر دے گا اور وہی کہ جو حق پر ہے وہ نجات پائے گا اور جو کج بحثی اور بغیر دلیل کے جھگڑا کرنے والے ہیں ان کو سزا دے گا (٦٩) کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالٰی ان سب چیزوں سے واقف ہے اور ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمان اور زمین میں ہیں بلاشبہ یہ سب کچھ کتاب میں لکھا ہوا ہے یہ سب امور اللہ تعالٰے پر بہت آسان ہیں: یعنی ہر چیز کو آسمان و زمین کی جانتا ہے۔ لہٰذا تمہارے اقوال و افعال کو بھی جانتا ہے اور تمہارے تمام اقوال و افعال لوحِ محفوظ میں یا اعمال ناموں میں موجود بھی ہیں۔ پھر فیصلہ کر دینا کیا مشکل ہے جب مجرم کے جرم کا ثبوت بھی موجود ہو

بِاِذۡنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ (٦٥) وَ

اس کا حکم ہو جائے تو دوسری بات ہے یقیناً اللہ تعالٰی لوگوں پر بڑی شفقت کرنے والا اور مہربانی فرمانے والا ہے اور

هُوَ الَّذِىۡۤ اَحۡيَاكُمۡ ثُمَّ يُمِيۡتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيۡكُمۡ ؕ اِنَّ

وہی ہے جس نے تم کو ابتداً زندگی بخشی پھر وہ تم کو موت دیگا پھر موت کے بعد دوبارہ زندہ کرے گا واقعی

الۡاِنۡسَانَ لَكَفُوۡرٌ (٦٦) لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلۡنَا مَنۡسَكًا

انسان بہت ہی ناسپاس ہے ہم نے تشریعی امتوں میں سے ہر ایک امت کے لئے ایک طریقہ عبادت مقرر کیا

هُمۡ نَاسِكُوۡهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِى الۡاَمۡرِ وَادۡعُ اِلٰى

ہے کہ وہ اس طریقہ پر عبادت کرتے ہیں سو انکو چاہیے کہ وہ آپ سے اس کام میں کسی طرح کا جھگڑا نہ کریں اور آپ انکو اپنے

رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسۡتَقِيۡمٍ (٦٧) وَاِنۡ جٰدَلُوۡكَ

رب کی طرف بلاتے رہئے آپ یقیناً سیدھی راہ پر ہیں اور اگر یہ آپ سے جھگڑا کریں

فَقُلِ اللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (٦٨) اَللّٰهُ يَحۡكُمُ

تو آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُس کو خوب جانتا ہے اللہ تعالٰے تمہارے مابین

بَيۡنَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فِيۡمَا كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ (٦٩)

قیامت کے دن ان باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں تم باہم اختلاف کرتے رہتے ہو۔

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ يَعۡلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ

کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالٰی ان سب چیزوں سے بخوبی واقف ہے جو آسمان اور زمین میں

اِنَّ ذٰلِكَ فِىۡ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ (٧٠) وَ

ہیں اس میں شک نہیں کہ یہ سب کچھ کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے یہ سب امور مذکورہ خدا پر آسان ہیں اور

يَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا

یہ لوگ خدا کے سوا ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت پر نہ تو خدا نے کوئی سند نازل فرمائی ہے

وَّمَا لَيۡسَ لَهُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ نَّصِيۡرٍ (٧١)

اور نہ اُن کے پاس ان کے پوجنے کی کوئی عقلی دلیل ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

(بقیہ برصفحہ ٥٤٣)

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴۲) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بندوں کے عمل بھی ایک کتاب میں لکھے ہیں ۲ (۷۰) اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی عبادت پر نہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کوئی حجت اور سند نازل فرمائی اور نہ اُن کے پاس ان چیزوں کی عبادت کے جواز پر کوئی عقلی دلیل موجود ہے اور نہ ایسے ظالموں کا کوئی مددگار ہوگا ۃ یعنی جو لوگ بلا دلیل نقلی و عقلی کے شرک کا ارتکاب کریں اُن کی کون مدد کر سکتا ہے (تفسیر منظہری) (۷۱) اور جب ان لوگوں پر ہماری کھلی اور واضح آیات تلاوت کی جاتی ہیں اور ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ کافروں کے چہروں پر بُرے آثار دیکھتے ہیں اور منکروں کی بری شکل دیکھتے ہیں اور اُن بڑے آثار سے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ قریب ہے یہ اُن لوگوں پر جھپٹ پڑیں جو اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ میں تم کو اس سے بڑھ کر ناگوار اور بُری چیز بتادوں وہ دوزخ کی آگ ہے اس آگ کا اللہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ واپس جانے کی بہت بری جگہ ہے ۃ یعنی ان منکرین دین حق کی یہ حالت ہو کہ جب ان کے سامنے قرآن کی وہ آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو واضح اور کھلے دلائل پر مشتمل ہیں اور راہل حق ان پر اُن آیات کی تلاوت کرتے ہیں تو انکے چہروں کے بگاڑ سے انکے دل کی خباثت پہچانی جاتی ہے اور ان کے چہرے پر غیظ و غضب کے آثار پائے جاتے ہیں اور ان کی پیشانی پر بل پڑجاتے ہیں اور غصے کے مارے ایسا معلوم ہوتا ہو کہ قریب ہے یہ ان قرآن کی تلاوت کرنیوالوں پر حملہ کردینگے اور ان کو کھا جائیں گے آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کیا میں تم کو اس قرآن سے بڑھ کر تمہاری ناگواری اور منہ بنانے کی چیز بتاؤں وہ جہنم اور اُس کی آگ ہے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے اس آگ کا ان لوگوں سے وعدہ ہے جو دین حق کے منکر ہیں۔ سورۂ ملک میں فرمایا فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا یعنی جب اس دوزخ کے عذاب کو دیکھیں گے تو ان منکرین کے چہرے بگڑ جائیں گے آگے ایک توحید کی اور دلیل بیان ہوتی ہے (۷۲) اے انسانو! ایک عجیب بات اور توحید کے مقابلے میں شرک کی برائی کی ایک مثال بیان کی جاتی ہو تم اس کو کان لگا کر توجہ سے سنو۔ بلاشبہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن معبودوں کی عبادت اور پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا کرنے کے قابل نہیں ہیں اور وہ ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ اگرچہ وہ سب کے سب مکھی پیدا کرنے کے لئے جمع بھی ہوجائیں اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین کرلے جائے تو یہ اس مکھی سے اس چیز کو چھڑا بھی نہیں سکتے۔ طالب یعنی عابد بھی ضعیف و ناتوان اور مطلوب یعنی معبود بھی کمزور و ضعیف ۃ یعنی مکھی ایک بہت ہی ذلیل و حقیر جانور ہے یہ تمام معبودان باطلہ مل کر بھی اس کی تخلیق نہیں کر سکتے اور اس کو بنا نہیں سکتے۔ پیدا تو کیا کرینگے ان کی کمزوری کا یہ عالم ہے اگر مکھی ان کے چڑھاوے وغیرہ میں سے کچھ لے کے اڑ جائے تو یہ اس کو مکھی سے واپس بھی نہیں لے سکتے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہو کہ کفار مکہ ان بتوں کے سر پر زعفران ملتے تھے اور شہد ملتے تھے یا یہ کہ بت پرست کچھ کھانے پینے کو بتوں کے سامنے رکھ دیا کرتے ہیں طالب اور مطلوب میں مفسرین کے چند قول ہیں طالب سے مراد مکھی اور مطلوب سے مراد صنم یا طالب سے مراد صنم اور مطلوب سے مراد مکھی یا طالب سے مراد صنم کا پجاری اور مطلوب سے مراد صنم واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چاہنے والا اور جس کو چاہتا ہے اُن کے بت مکھی چاٹتی ہے بت کو نہ وہ مورت اڑائی ہے اس کو نہ اس مورت کا شیطان ۲ اخلاصہ یہ کہ یہ مشرک کس قدر بے وقوف ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو قادر و توانا ہے اس کو چھوڑ کر کمزور اور عاجز کی پوجا کرتے ہیں (۷۳) ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کی وہ قدر اور تعظیم نہ کی جو اس کی تعظیم کرنے کا حق تھا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا اور سب پر غالب ہے ۃ یعنی جیسی اس کی عزت و عظمت کا حق تھا وہ ان مشرکوں نے پورا نہیں کیا کہ کہاں وہ صاحب قوت اور کہاں یہ کمزور و ضعیف کہاں وہ سب پر غالب اور کہاں یہ عاجز و بے بس اس زبردست کو چھوڑ کر عاجز و ان بے بسوں کی پوجا کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک (۷۴) اللہ تعالیٰ پیغام الٰہیہ میا

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ تَعْرِفُ فِي
اور جب ان لوگوں کو ہماری آیتیں جو خوب واضح ہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ کافروں کے
وُجُوهِ الَّذِينَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ۖ يَكَادُونَ يَسْطُونَ
چہروں پر انکار و کراہت کے آثار دیکھتے ہیں یہ قریب ہوتے ہیں کہ ان لوگوں پر جھپٹ پڑیں
بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا ۗ قُلْ أَفَأُنَبِّئُكُمْ
جو ان کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنا رہے ہیں آپ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ میں تم کو اس سے
بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكُمُ ۗ النَّارُ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ
بڑھ کر ناگوار چیز بتادوں وہ دوزخ کی آگ ہے اس آگ کا اللہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے
وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ
اور وہ بہت بری جگہ ہے واپس جانے کی اے لوگو! ایک عجیب بات بیان کی جاتی ہے
فَاسْتَمِعُوا لَهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ
تم اس کو کان لگا کر سنو اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم لوگ
اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ ۖ وَإِنْ
جن معبودوں کی پرستش کرتے ہو وہ ایک مکھی بھی ہرگز نہیں پیدا کر سکتے اگرچہ وہ سب کے سب
يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ۚ
مکھی پیدا کرنے کے لئے جمع بھی ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے تو اس مکھی سے اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے
ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ ﴿٧٣﴾ مَا قَدَرُوا
طالب بھی کمزور اور مطلوب بھی کمزور ان مشرکوں نے اللہ کی
اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٧٤﴾ اللَّهُ
وہ قدر نہ کی جو اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سب پر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ
يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ۚ
فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے منتخب کرلیتا ہے اور لوگوں میں سے بھی

ع ٩ / ٨ / ١٦

Marfat.com

وہ ان سب فرشتوں اور انسانوں کے اگلے پچھلے حالات کو جانتا ہے اور سب کاموں کی بازگشت اور جملہ امور کا مدار اسی پر ہے۔ یعنی اللہ اُن کے گزشتہ اور آئندہ حالات کو جانتا ہے اسلئے اسکو معلوم ہے کہ کون خدمت رسالت کا اہل ہے اور کون نہیں ہے۔ پس جسکو مناسب سمجھتا ہے منتخب فرماتا ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں۔ اس سے کسی کو اس انتخاب میں دریافت کرنے اور پوچھنے کا حق نہیں اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وے بھی اختیار نہیں رکھتے اختیار ہر چیز میں اللہ کا ہے (۷۶) اے دعوت ایمانی کو قبول کرنے والو رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور بھلے کام کرتے رہا کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے۔ یعنی عقائد اسلام کو تسلیم کرنے کے بعد اور اعمال بھی بجالاؤ نماز ادا کرو رکوع اور سجدہ کرو جو ارکان نماز ہیں اور یہ عبادت صرف اپنے پروردگار کی کیا کرو

إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿٧٥﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ

بے شک اللہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے وہ ان سب کے آئندہ

أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٧٦﴾

اور گزشتہ حالات کو جانتا ہے اور سب کاموں کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا

اے ایمان والو تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی

رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۩ ﴿٧٧﴾

عبادت کیا کرو اور بھلے کام کرتے رہا کرو امید ہے کہ تم فلاح پاؤ

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۚ هُوَ اجْتَبَاكُمْ

اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے اس نے تم کو

وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۚ

پسند فرمایا ہے اور دین کے بارے میں تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں کی

مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ

تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر قائم رہو اس خدا نے تمہارا لقب قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بھی اور اس قرآن میں

مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا

بھی مسلمان رکھا ہے تاکہ رسول یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے بارے میں گواہ ہوں

عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ

اور تم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو

فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا

سو تم لوگ نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ ہی کو مضبوط

بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾

پکڑے رہو وہی تمہارا کارساز ہے سو کیا ہی اچھا کارساز ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے۔

یعنی نماز میں کسی دوسرے کی شرکت نہ ہو، ہر عبادت خالص اللہ تعالیٰ کی ہو اور فرائض و واجبات کے علاوہ اور بھی اعمال خیر اور بھلے کام کرتے رہو۔ امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو گے (۷۷) اور اللہ کے دین کیلئے محنت اور کوشش کیا کرو جیسا محنت کرنیکا حق ہے اس نے تم کو دینی خدمت کیلئے منتخب اور پسند فرمایا ہے دین کے بارے میں تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں رکھی۔ تم اپنے باپ ابراہیم کی ملت پر قائم رہو اور اس کے دین کی پیروی کرو اس اللہ تعالیٰ نے تمہارا لقب اور تمہارا نام اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلمان رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے بارے میں گواہ ہوں اور تم اے امت محمدیہ دوسرے لوگوں کے مقابلے میں گواہ ہو۔ تم لوگ نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ ہی کو مضبوط پکڑے رہو، وہی تمہارا مالک اور تمہارا کارساز ہے سو کیا ہی اچھا مالک ہے اور کیسا اچھا مددگار ہے۔ اوپر کی آیت میں ملائکہ اور بشر کے رسول بنانے کا مسئلہ تھا پھر مسلمانوں کو عام خطاب تھا اس آیت میں بھی خطاب عام مومنین کو ہے۔ جہاد چونکہ کبھی اعدائے دین کے ساتھ ہوتا ہے کبھی اپنے نفس کیساتھ ہوتا ہے اسلئے ہمنے جہاد کا ترجمہ محنت اور کوشش کیا ہے۔ محنت اور کوشش کا لفظ سب کو شامل ہے۔ جہاد اللہ کیلئے ہو اور پوری محنت کے ساتھ ہو۔ مجاہدہ خواہ نفس کے ساتھ ہو خواہ اعدائے دین کے ساتھ پھر یہ مجاہدہ خواہ زبان کے ساتھ ہو خواہ قلم کے ساتھ ہو خواہ مال کے ساتھ یہ سب باتیں مجاہدے میں شامل ہیں پھر فرمایا اس نے تمام امم میں سے تم کو منتخب فرمایا ہے تم آخری امت ہو تم کو دین کیلئے چن لیا ہے اور دین کو تم پر آسان کیا ہے۔ تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں کوئی باب ایسا نہیں جس میں عزیمت کیساتھ رخصت کا بیان نہ ہو۔ یہ حضرت ابراہیمؑ کی ملت ہے جو تمہارے باپ تھے اس پر قائم رہو اور اس کی پیروی کرو حضرت ابراہیمؑ نے یا اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام اور تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے جب تمہارا نام انقیاد اطاعت ہے

ع ۱۰ / ۱۷

تو تم کو بہت زیادہ مطیع و فرمانبردار ہونا چاہئے۔ تم کو ہمنے اسلئے منتخب فرمایا ہے تاکہ تم پر قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیں اور تمہاری توثیق اور تمہاری صداقت پر گواہ ہوں اور تم دوسرے لوگوں پر گواہی دو۔ جب قیامت میں دوسری امتیں اپنے پیغمبروں کی تکذیب کریں گی اور کہیں گی یہ پیغمبر ہمارے پاس نہیں آئے تو امت محمدیہ شہادت دیگی کہ ان رسولوں نے ان کو سمجھایا مگر انہوں نے نہیں مانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شہادت کی صحت پر توثیق فرمائیں گے۔ تم لوگ خصوصیت کے ساتھ نماز کی پابندی کرو یہ بدنی عبادت میں اہم عبادت ہے اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو یہ مالی عبادت میں اہم عبادت ہے اور دیکھو اللہ تعالیٰ کا دامن ہر حالت میں پکڑے رہو، وہ تمہارا آقا اور مالک اور کارساز ہے اور کیا اچھا مالک ہے اور کیسا اچھا خوب مددگار ہے۔ بعض حضرات نے شہید کا ترجمہ بتانے والا کیا ہے۔ یعنی رسول تم کو بتائے اور تم دوسرے لوگوں کو دین بتاؤ اور سکھاؤ واللہ اعلم۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس نے تمہارا نام رکھا مسلمان یعنی اللہ نے یا ابراہیمؑ نے پہلے دعا میں کہا

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۵۱۶

اب ان کا ذکر فرمایا جو خدا کے نائب ٹھیراتے ہیں اُس کو مالک کی سند چاہئے اس کے بغیر نائب کیوں کر ہوئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنے والوں کا بھی رد فرمایا اور جو نائب سمجھ کر عبادت کرتے ہیں اُن کا بھی رد فرمایا (۲۴) اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا رسول نہیں بھیجا جس پر یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی قابل پرستش معبود نہیں ہے پس میری ہی عبادت کیا کرو ۞ یعنی آپ سے پہلے جتنے رسول بھی ہم نے بھیجے ان کو ہم نے یہی حکم بھیجا کہ میں ہی حقیقی معبود ہوں میرے سوا کوئی اور معبود برحق نہیں ہے پس میں ہی عبادت کے لائق ہوں اور میری ہی عبادت کیا کرو۔ (۲۵) اور یہ منکر یوں کہتے ہیں کہ رحمان اولاد رکھتا ہے وہ جملہ عیوب سے پاک ہے۔ فرشتے خدا کی بیٹیاں نہیں بلکہ اس کے معزز بندے ہیں ۞ بعض کفار مکہ فرشتوں کے متعلق یہ کہتے تھے کہ وہ خدا کی بیٹیاں ہیں۔ حق تعالیٰ نے رد فرمایا کہ وہ اولاد سے پاک ہے خواہ بیٹا ہو یا بیٹی وہ فرشتے تو اللہ کے ذی عزت اور معزز بندے ہیں۔ (۲۶) باوجود مقرب اور محترم ہونے کے حضرت حق تعالیٰ سے بات کرنے میں پیش قدمی نہیں کرسکتے اور اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرتے ہیں ۞ یعنی باوجود ذی مرتبت ہونے کے ان کی یہ مجال نہیں کہ حضرت حق کی مرضی کے خلاف زبان کھول سکیں یا اس کے آگے بڑھ کر بول سکیں اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ (۲۷) اللہ تعالیٰ ان کے اگلے اور پچھلے حالات کو خوب جانتا ہے اور وہ فرشتے بجز اس شخص کے کسی دوسرے کی سفارش نہیں کرسکتے جس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں ۞ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے تمام اگلے پچھلے حالات کو جانتا ہے ان کی یہ طاقت بھی نہیں کہ کسی کی سفارش کردیں البتہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی مرضی پاتے ہیں اور جس کے حق میں اس کی مرضی ہوتی ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے کے لئے سفارش بھی نہیں کرسکتے ان کے خوف وخشیت کی یہ حالت ہے کہ ہر وقت اللہ تعالےٰ کی ہیبت وجلال سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (۲۸) اور باوجود اس مغلوبیت اور محکومیت کے ان میں سے جو شخص یوں کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں تو ہم اس کو جہنم کی سزا دیں گے۔ ہم ظالموں اور ناانصافوں کو ایسی ہی سزا اور ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ۞ یعنی جن کے متعلق تم اولاد کی نسبت کرتے ہو اگر ان میں سے کبھی کوئی الوہیت کا مدعی ہوجائے تو ہم اس کو بھی جہنم کا عذاب دیں گے اور وہی سزا تجویز کریں گے جو ہر ظالم اور دعوئے خدائی کرنے والے کو دی جانے والی ہے وہ سب ہمارے زیر اقتدار اور ہمارے پوری طرح بس میں ہیں (۲۹)

بقیہ صفحہ ۵۱۷

اور انتظار کرلو اس کے مرنے کے بعد یہ ساری چہل پہل ختم ہوجائے گی۔ اسکی آنکھیں بند ہوئیں اور یہ تمام کارخانہ اور ڈھونگ جو اس نے بنا رکھا ہے سب درہم برہم ہوا حضرت حق نے پہلی بات کا جواب آیت کے پہلے حصہ میں دیا کہ موت اور نبوت میں کوئی منافات نہیں موت سب پیغمبروں کے لئے ہے۔ کسی کو ہمیشہ زندہ رہنا نہیں اور رہا پیغمبر کی موت کا اس توقع پر انتظام کرنا کہ یہ مرجائے گا تو ہم مزے کریں گے اور رسوم شرکیہ کے اجرا میں آزاد ہوں گے۔ اس کا جواب آیت کے دوسرے حصے میں ہے کہ اگر یہ مرجائے گا تو تم کیا زندہ بیٹھے رہو گے۔ سہ

> یہ مرگ عدو جائے شادمانی نیست
> کہ زندگی ما نیز جاودانی نیست

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر کہتے تھے اس شخص تک ہے یہ دھوم جہاں یہ مرا پھر کچھ نہیں ۱۲ (۳۴) موت کا کوئی خاص تعلق پیغمبر ہی سے نہیں بلکہ ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے اور ہم تمہارے آزمانے اور تمہاری آزمائش کو تمہیں بھلائی اور برائی کے ساتھ جانچا کرتے ہیں اور تم سب کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے اور تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے ۞ یعنی موت کا معاملہ صرف پیغمبر ہی کے ساتھ نہیں بلکہ ہر جاندار کو مرنا اور موت کا مزہ چکھنا ہے اس زندگی میں جو اچھے اور برے حالات پیش آتے ہیں اس سے تم کو خوب آزمانا مقصود ہے کیوں کہ ہر شخص کی زندگی دو حال سے خالی نہیں یا پریشانی اور رنج ومصیبت یا راحت وآرام اور خوشی ومسرت پس یہ دونوں حالتیں آزمائش اور امتحان کے لئے ہیں تاکہ دیکھیں کہ نعمت پر شکر گذار کون ہے اور تکالیف پر صبر کرنے والا کون ہے۔ یہ دنیا دار الامتحان اور ایک کسوٹی اور محنت آباد ہے۔ پھر تم سب کو ہماری طرف واپس آنا ہے تاکہ ہر شخص کو اس کے امتحان کے نتیجے سے باخبر کیا جائے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کا صلہ عطا کیا جائے اور ہر ایک کو پاداش دی جائے۔

> سہ خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں
> تا سیہ رو شود ہر کہ دروغش باشد

(۳۵) اور یہ منکر جب کہیں آپ کو دیکھتے ہیں تو ان کا کام سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ آپ کا مذاق بنائیں اور آپ سے ٹھٹھا کرنا شروع کردیں اور آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کیا یہی وہ شخص ہے جو تمہارے معبودوں کو برائی کے ساتھ یاد کرتا ہے، اور تمہارے ٹھاکروں کا نام لیتا ہے۔ حالانکہ ان کافروں کا حال یہ ہے کہ یہ رحمان کے نام سے انکار کرتے ہیں اور رحمان کے منکر ہیں ۞

بقیہ صفحہ ۵۲۱

یہ تعریض اور توریہ تھا۔ ورنہ جس کو قرآن نے صدیق نبی کہا ہو اس کے پاس جھوٹ کہاں اور یہ ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کے سفر میں ایک کافر سے فرمایا تھا ھٰذا رجل یھدینی السبیل یعنی اس نے راستے میں حضورؐ کے متعلق دریافت کیا تھا کہ یہ کون صاحب ہیں حضرت صدیق اکبرؓ نے محمد رسول اللہ کہنے کی بجائے یہ فرمادیا کہ یہ ایک شخص ہے جو مجھ کو راستہ بتاتا ہے وہ کافر سمجھا کہ کوئی دلیل ہوگا۔ (۶۳) پھر وہ مشرک اپنے دلوں کی جانب متوجہ ہوئے اور سوچنے لگے اور آپس میں کہنے لگے اس میں شک نہیں کہ تم ہی ناحق پر ہو ۞ یعنی حضرت ابراہیمؑ کے اس کہنے پر کہ اگر یہ بولتے ہیں تو ان ہی سے پوچھ لو وہ مشرک سوچ میں پڑ گئے اور آپس میں یوں کہنے لگے کہ تم ہی ناحق پر ہو یعنی بت پرستی کرنے کے لئے تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سمجھے کہ پتھر پوجنا کیا حاصل ۱۲۔ بعض مفسرینؒ نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے انہوں نے آپس میں کہا تم ہی ناحق پر ہو یعنی جب تم نے یہ دیکھا تھا کہ ابراہیمؑ تمہارے معبودوں کا مخالف ہے تو تم بت خانے کو کھلا چھوڑ کر چلے گئے اور اپنے معبودوں کی حفاظت کا کوئی انتظام نہ کیا۔ (۶۴) پھر انہوں نے شرمندہ ہوکر اپنے سروں کو جھکا لیا اور ابراہیمؑ سے بولے بلاشبہ تو یہ بات جانتا ہی ہے کہ یہ بت بولتے نہیں ۞ یعنی یہ بات تو تیرے علم میں ہے کہ یہ ہمارے معبود بولا نہیں کرتے ان کی اس بے بسی کو اور عاجزی کو دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا اور خوب کھری کھری سنائیں (۶۵) حضرت ابراہیمؑ نے کہا کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تم کو کوئی فائدہ اور نفع پہنچا سکیں اور نہ تم کو کوئی نقصان پہنچا سکیں (۶۶)

بقیہ صفحہ ۵۲۳

بچے حاصل کرے اور یوحنا کو حکم دوں کہ وہ باغ کی آبیاری اور درستی کرے جب باغبان کا باغ اپنی اصلی حالت پر آجائے تو باغ یا کھیت اصل مالک کو لوٹا دے یعنی ایلیا کو دیدے اور ایلیا بکریاں اس کو واپس کردے۔ اس پر حضرت داؤدؑ نے فرمایا فیصلہ یہی ہے۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ نے اسی طرح فیصلہ کردیا۔ حضرت داؤدؑ نے ایک شرعی فیصلہ کیا تھا اور حضرت سلیمانؑ نے صلح کا طریقہ اختیار کیا جیسا کہ حضرت مجاہد نے فرمایا ہے۔ اس لئے دونوں فیصلوں میں کوئی تناقض یا منافات نہیں ہے اور نہ کسی کی اجتہادی غلطی ہے اور نہ ایک کی صحت دوسرے کی عدم صحت کو مستلزم ہے۔ (۷۸) پھر ہم نے اس قضیے کے فیصلے کی آسان شکل سلیمانؑ کو سمجھا دی اور ہم نے دونوں ہی کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور سمجھ عطا فرمائی تھی اور دونوں ہی کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے پہاڑوں کو اور پرندوں کو داؤدؑ کا تابع کردیا تھا کہ وہ حضرت داؤدؑ کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے اور یہ سب کچھ ہم ہی کرنیوالے تھے ۞ آسان شکل وہی جو مصالحت کی اور پرند کو رہوئی دونوں کو حکمت وعلم دیا گیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر دونوں باپ بیٹوں کے فیصلوں میں بلاوجہ کی موشگافیاں کرنا کچھ مفید نہیں۔ پھر دونوں کو جن نعمتوں سے نوازا تھا ان کو علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا حضرت داؤدؑ جب زبور پڑھتے تو پہاڑ بھی تسبیح کرتے اور پرندے بھی جمع ہوجاتے اور حضرت داؤدؑ کے اس اعجاز پر تعجب نہ کیا جائے کیونکہ یہ سب کچھ ہماری قدرت سے ہوا تھا اور ہم ہی کرنے والے تھے اور ہماری ہی قدرت کی کارفرمائی تھی۔ داؤد علیہ السلام بہت خوش آواز تھے جب وہ تسبیح وتحمید کرتے تو اڑتے جانور اور پہاڑ ان کے ہمراہ تسبیح کرتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت داؤدؑ نے بکریاں دلوائیں کھیتی والوں کو بدلا ان کے نقصان کا ان کے دین میں چور کو غلام کر لیتے تھے۔ اس موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمانؑ لڑکے تھے انہوں نے بھی یہ جھگڑا اپنے پاس منگوایا

Marfat.com

اور کہا کہ بکریاں رکھوان کا دودھ پیو اور کھیتی کو پانی دیا کریں بکری والے جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جائے تب بکریاں پھیر دیں اور کھیتی لے لیں جس میں دونوں کو نقصان نہ ہو ۱۲۔

بقیہ صفحہ ۵۲۵

اعتراف کیا آخر مچھلی نے اگل دیا۔ دوسری طرف حضرت یونسؑ کی قوم پر عذاب کے نشانات نمودار ہوئے یہ لوگ جنگل میں نکل کر روئے گڑگڑائے توبہ کی بتوں کو توڑ ڈالا ان پر سے عذاب اٹھا لیا گیا جیسا کہ ہم سورۂ یونس میں عرض کر چکے ہیں قوم حضرت یونسؑ کو تلاش کرتی پھرتی تھی آخر حضرت یونسؑ کو ایک بیل کے نیچے پا لیا اور ان کو عزت و احترام کے ساتھ بستی میں لے آئے۔ فظن ان لن نقدر علیہ کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ یونس اس طرح بستی سے نکل کر گیا جیسے کوئی یوں سمجھے کہ وہ ہماری گرفت سے نکل گیا اور ہم اس پر قابو نہیں پا سکیں گے ورنہ ایک پیغمبر یہ کہاں خیال کر سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نکل گیا حضرت یونسؑ سے محض اتنی بات نامناسب ہوئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم آنے سے پہلے نکل گئے اسی پر گرفت ہو گئی۔ بڑے لوگوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ معمولی سی نامناسب بات پر بھی ان سے باز پرس ہو جاتی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یونسؑ حزقیل پیغمبر علیہ السلام کے یاروں میں سے تھے۔ بڑے شوقین عبادت کے اور دنیا سے الگ۔ حکم ہوا ان کو بھیجو شہر نینوا میں مشرکوں کو منع کریں بت پوجنے سے یہ خفا ہو کر گئے راہ میں ندی آئی ایک بیٹا کنارے چھوڑا ایک کو کندھے پر لیا عورت کا ہاتھ پکڑا ندی میں جب پانی نے زور کیا عورت کا ہاتھ چھوٹ گیا اس کے تھامنے میں کندھے سے لڑکا پھسل گیا گھبراہٹ میں دونوں بہہ گئے کنارے آئے دوسرے لڑکے کو بھیڑیا لے گیا جب اس شہر میں پہنچے سرداروں سے ملے اللہ کا پیغام دیا۔ وے ٹھٹھا کرنے لگے ایک مدت رہے آخر خفا ہو کر عذاب کی بد دعا کی اور آپ نکل گئے تین دن کا وعدہ کر کے تیسرے دن عذاب آیا شہر کے سب لوگ جنگل میں نکلے اللہ کے آگے توبہ کی روئے سارے بت توڑ ڈالے۔ عذاب ٹل گیا۔ شیطان نے یونسؑ کو خبر دی کہ وہ قوم اچھی بھلی ہے ان پر عذاب نہ آیا یہ خفا ہوئے کہ اللہ نے مجھ کو جھوٹا کیا حکم کی راہ نہ دیکھی کسی طرف چل کھڑے ہوئے ایک کشتی پر سوار ہوئے وہ بھنور میں چکر کھانے لگی۔ لوگوں نے کہا کشتی میں کسی کا غلام ہے اپنے آقا سے بھاگا ہوا۔ قرعہ ڈالا تو ان کے نام پر آیا، دریا میں ان کو ڈال دیا ایک مچھلی نگل گئی۔ اس اندھیرے میں رب کو پکارا توبہ قبول ہوئی مچھلی نے کنارے پر اگل دیا وہاں ایک بیل نے چھا کر چھاؤں کی اور ہرنی نے دودھ پلایا جب قوت پائی حکم ہوا اسی قوم میں پھر جانے کا وے آرزومند تھے راہ دیکھتے۔ ان کی عورت اور لڑکے پھر ملے بھیڑیئے سے لوگوں نے چھڑایا تھا اور بہتوں کو نکال لیا تھا اسی شہر میں اب ان کی قبر ہے اور جو فرمایا کہ سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے یعنی مہربانی کے معاملے میں اس کو راضی نہ کر سکیں گے وہ ایسا خفا ہوا ہے اور حکومت کے معاملے میں ہر چیز آسان ہے ۱۲ مزید تفصیل انشاء اللہ والصافات میں آجائے گی اور یہ جو فرمایا اندھیروں میں تو ایک مچھلی کا پیٹ، دوسرے قعر دریا تیسرے رات کی تاریکی۔ (۸۷) پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کو غم اور الم سے نجات دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں ❊ یعنی جب بطن ماہی میں یونسؑ نے پکارا تو ہم نے اس کو اس غم اور گھٹن سے نجات دیدی اور ہم اسی طرح دوسرے اہل ایمان کو بھی کرب و غم سے نجات دیا کرتے ہیں کسی مصیبت اور کرب و شدت کے موقع پر۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین کا پڑھنا مؤثر ثابت ہوا ہے اپنے اکابر کا سوا لاکھ بار پڑھنا معمول ہے۔ دیگر مشائخ سے مختلف طریقے منقول ہیں (۸۸) اور اے پیغمبر زکریاؑ کا بھی تذکرہ کیجئے جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اکیلا اور تنہا نہ چھوڑ اور تو ہی سب وارثوں سے بہتر وارث ہے ❊ یعنی بے اولاد نہ رکھ اور حقیقی اور بہتر وارث تو ہی ہے ان کی دعا اور تفصیل سورۂ مریم میں گذر چکی ہے حضرت زکریاؑ اور ان کے بیٹے اور ماں ان کے پوتے اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اولاد دے ۱۲۔ (۸۹) ہم نے اولاد کے بارے میں زکریاؑ کی دعا قبول کر لی اور ہم نے ان کو یحییٰؑ نامی لڑکا عطا کیا اور اس کی بیوی کو درست اور ولادت کے قابل کر دیا۔ بلاشبہ یہ سب مذکورۂ بالا حضرات نیک کاموں اور بھلی باتوں کے کرنے میں دوڑتے اور جلدی کرتے تھے اور امید و بیم اور خوف و رجا کے ساتھ ہم کو پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی اور نیازمندی کرنے والے تھے ❊ یعنی اولاد کے حق میں ان کی دعا قبول ہوئی یحییٰؑ پیدا ہوئے بیوی جو بانجھ تھیں ان میں صلاحیت پیدا کر دی بچہ جننے کی یہ سب لوگ یعنی زکریاؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ کی بیوی ایشاع سب نیک اور بھلے کام کرنے میں دوڑتے اور جلدی کرتے تھے یا تمام انبیاء علیہم السلام جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ بہرحال یہ سب لوگ امید اور خوف کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے اور ہمارے روبرو عاجزی اور نیازمندی کا برتاؤ کرتے تھے یعنی ان کی ہر بات سے کمال عبودیت کا اظہار ہوتا تھا۔ امید و بیم اور خوف و طمع کا یہ مطلب کہ ہماری رحمت اور لطف کے امیدوار اور ہمارے جلال اور ہمارے عذاب سے خائف رہا کرتے تھے اور اس حال میں عبادت کیا کرتے تھے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لوگ کہتے ہیں جو کوئی اللہ کو پکارے توقع سے یا ڈر سے وہ سچا دوست نہیں یہاں سے ان کی غلطی نکلی ۱۲ بعض لوگ کہا کرتے کہ خوف و طمع کے خیال سے عبادت کرنے والے مخلص نہیں یعنی جنت دوزخ یا مہر و قہر سے بے نیاز ہو کر جو شخص عبادت کرے وہ مخلص ہے۔ لوگ بعض اہل اللہ اور اولیاء اللہ کے کلام سے جو سکر اور صحو کی حالت میں صادر ہوا ہے اس سے استدلال کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے ان کی غلطی نکالی۔ اگر کسی بزرگ سے ایسی کوئی بات ثابت بھی ہو جائے تو وہ حجت نہیں ہوا کرتی۔ (۹۰) اور اس پاک دامن عورت کا بھی ذکر کیجئے جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور ہم نے اس کو اور اس کے بیٹے کو اقوام عالم کے لئے بہت بڑا نشان بنایا ❊ یعنی حضرت مریمؑ جو ایک پاک دامن عورت تھیں ان کا بھی ذکر کیجئے انہوں نے اپنے ناموس کی حفاظت کی پھر ہم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی وساطت سے ان میں اپنی روح پھونک دی اور وہ بغیر کسی بشر کے حاملہ ہو گئیں اور ان کے ہاں حضرت عیسیٰ روح اللہ پیدا ہوئے اور ہم نے حضرت مریمؑ اور ان کے صاحبزادے روح اللہ کو اقوام عالم کے لئے ایک زبردست اور بہت بڑا نشان مقرر کیا تاکہ دنیا جہان والے یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۲۷

کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ زمین سے بھی بعض نے دنیوی زمین مراد لی ہے۔ اس تقدیر پر یہ پیشین گوئی تھی جو پوری ہو چکی خواہ عام کفار کی مقبوضہ زمین ہو یا بیت المقدس ہو نیک بندے مالک ہو چکے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ارض سے مراد جنت کی زمین ہے بعض لوگوں نے فرمایا کہ دنیا کے آخری دور میں نزول مسیح کے وقت اس پیشین گوئی کا مکمل ظہور ہوگا واللہ اعلم۔ یہ چند اقوال تھے جن کا خلاصہ عرض کر دیا گیا راجح قول کو ہم نے ترجمہ میں اور تیسیر میں اختیار کر لیا ہے۔ (۱۰۵) بلاشبہ اس قرآن میں حصول مقصد اور مطلب کو پہنچنے کے لئے ان لوگوں کے واسطے کافی مضامین ہیں جو عبادت گذار ہیں۔ ھذا سے مراد یا تو قرآن ہے اور یا سورۂ انبیاء ہے۔ اگرچہ مضامین عابدین اور غیر عابدین سب کے لئے ہیں لیکن عابدین یعنی موحدین اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس لئے ان کا خاص طور پر ذکر فرمایا، مراد مومنین ہیں یا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا عابدین سے باعمل علماء مراد ہیں۔

بقیہ صفحہ ۵۲۸

مذاق اڑاتے اور استہزاء کرتے ہیں۔ اب تو ہی میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دے اور چونکہ تیرا ہر فیصلہ مبنی بر انصاف ہوتا ہے اس لئے فرمایا۔ رب احکم بالحق۔ یعنی آپ فیصلہ فرما دیجئے اور آپ کا فیصلہ ہمیشہ حق اور انصاف ہی ہوتا ہے۔ ہمارا پروردگار رحمان ہے اور اسی سے ہر معاملہ میں مدد طلب کی جاتی ہے جس قسم کی تم باتیں بناتے رہتے ہو ان کے مقابلہ میں اسی سے مدد مانگتا ہوں۔ (۱۱۲)

الحمدللہ والمنۃ آج سورۂ انبیاء کی تیسیر ختم ہوئی۔ ۲۱۔ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ مطابق یکم ستمبر ۱۹۵۳ء۔

بقیہ صفحہ ۵۳۱

عذاب الٰہی کا سبب ہوتی ہے اور وہ عذاب واقعی ہے اور یہ ضرر یقینی ہے۔ رہا وہ نفع موہوم اور اس کی توقع جس کی یہ آس لگائے بیٹھے ہیں وہ غیر واقع ہے۔ لہٰذا ضرر اور عذاب الٰہی تو قریب ہے اور نفع مفقود ہے۔ قیامت میں جب بت پرستی کے نتائج روبرو آئیں گے تو اس وقت منکر بھی کہیں گے برا مولا اور برا دوست یعنی بالادست ہو کر بھی برا اور دوست ہو کر بھی برا۔ نہ بڑا ہو کر کام آئے نہ

Marfat.com

دوست بن کر کام آئے نعوذ باللہ من ذلک۔ پہلی آیت میں نفع اور ضرر کی نفی فرمائی تھی اس آیت سے نفع و ضرر کا اثبات معلوم ہوتا ہے۔ ہم نے ترجمے اور تیسیر میں اس کو صاف کر دیا ہے۔ سہل امر یہ ہے جیسا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ پہلی آیت میں دنیوی حالت کا ذکر ہے اور دوسری آیت میں اُخروی حالت کی جانب اشارہ ہے اس لئے دونوں آیتوں کے مضمون میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ (۱۳) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے پائیں نہریں بہہ رہی ہوں گی بے شک اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے وہ کر گزرتا ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ یعنی وہ اپنی بات پوری کرتا ہے کوئی اس کی مزاحمت کرنے والا نہیں ہے وہ جزا اور سزا کا ارادہ کر چکا ہے لہٰذا جو وہ ارادہ کر چکا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا۔ فلا الہ الا ھو (۱۴) جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کی دنیا اور آخرت میں کوئی مدد نہیں کرے گا تو اس کو چاہئے کہ وہ ایک رسی اوپر کی طرف یعنی اپنے مکان کی چھت میں تانے پھر گلے میں پھندا لگا کر اپنا گلا گھونٹ لے اور اپنی زندگی ختم کر دے پھر دیکھے کہ کیا اس کی یہ تدبیر اس چیز کو روک سکتی ہے جو اس کو غصے میں ڈالتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۳۲

(۱۷) اے مخاطب کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور اکثر انسان یہ سب اللہ تعالیٰ کو اپنی اپنی حالت کے مناسب سجدہ کرتے ہیں اور اکثر انسان ایسے ہیں جن پر ان کی نافرمانی کے باعث عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل و خوار کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے ؂ سجدہ ہر ایک کا اس کے حال کے مناسب ہے۔ انسان چونکہ مکلف ہے اس کا سجدہ تشریعی ہے باقی چیزوں کا سجدہ اطاعت و انقیاد ہے اور وہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی مطیع و منقاد ہیں خواہ وہ آسمان میں ہوں یا زمین میں البتہ انسانوں کی حالت یہ ہے کہ کچھ تو ان میں سے فرماں بردار اور سجدہ ریز اور احکام شرع کے پابند ہیں اور کچھ اپنی نافرمانی کے ہاتھوں مستحق عذاب ہیں اور بات بھی یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے اس کا اکرام کرنے والا اور اس کو عزت دینے والا کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے وہ اپنی مصلحت اور حکمت کے موافق جو چاہے کرے من فی السموات ومن فی الارض کہنے کے بعد پھر چند چیزوں کا ذکر فرمایا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ یہ عالم علوی اور عالم سفلی کی اہم چیزیں ہیں اور اکثر گمراہ اور مشرک ان چیزوں کو پوجا کرتے ہیں اس لئے ان کا ذکر فرمایا کہ یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی مطیع اور فرماں بردار اور اس کے روبرو عاجز ہیں اور بے وقوف انسان ان کی پوجا کرتے ہیں حضرت

شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک سجدہ ہے کہ سب اس میں شامل ہیں آسمان زمین میں جو کوئی ہے وہ یہ کہ اللہ کی قدرت میں بے بس ہیں اور ایک سجدہ ہے ہر ایک کا جدا وہ یہ کہ اس کو جس کام کا بنایا اس کام میں لگے۔ یہ بہت آدمی کرتے ہیں بہت نہیں کرتے مگر اور سب خلق کرتی ہے ۱۲۔ اوپر کی آیتوں میں دو قسم کے لوگوں کا ذکر فرمایا تھا ایک فرماں بردار دوسرے نافرمان۔ اب آگے ان دونوں کے انجام کا ذکر فرماتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۵۳۴

اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ ؂ منافع سے مراد دینی فائدے اور دنیوی فوائد دونوں ہیں۔ دین کا فائدہ تو ظاہر ہی ہے کہ انسان کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور روحانیت میں بڑی ترقی ہوتی ہے ہر تکلیف حج کی موجب کفارہ ہوتی ہے اور دنیوی فوائد جو عام اجتماع سے ہوتے ہیں ان کا تو شمار ہی ہونا مشکل ہے خواہ وہ تجارت ہو یا سیاسی اور اقتصادی منافع یا سیاحت کے جو فوائد ہوتے ہیں وہ ہوں۔ ایام معلومات سے مراد دسویں گیارھویں اور بارھویں ذی الحجہ ہے۔ بھیمۃ الانعام سے مراد اونٹ گائے اور بکری بھیڑ وغیرہ ہیں۔ اپنی قربانیوں میں سے استحباباً خود بھی کھائیں اور مصیبت زدہ اور برے حال فقراء کو بھی کھلائیں بلکہ اغنیا کو بھی کھلا سکتے ہیں اور چاہیں تو قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دے سکتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو شکرانے کا ذبح ہو یا نفل کا اس کو آپ کھا دے اور جو بدلا تصور کا ہو اس میں آپ نہ کھا دے اور کئی دن فرمایا تین دن کو ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور گیارھویں اور بارھویں ان دنوں میں بڑی قبولیت کا کام یہی اللہ کے نام پر ذبح کرنا ۱۲ (۲۸) پھر قربانی کے بعد لوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل اتار دیں اور اپنی نذریں اور منتیں پوری کریں اور اس قدیم گھر کا طواف کریں ؂ یعنی جمرۂ عقبہ کی رمی اور قربانی سے فارغ ہونے کے بعد پھر احرام کھول دیں اور سر منڈائیں یا بال کتروائیں جسم پر احرام کے زمانے کا جو گرد و غبار اور میل ہو اس کو صاف کریں اور نہا دھو کر سلے ہوئے کپڑے پہن لیں نذر سے مراد یہ ہے کہ کوئی قربانی واجب کر لی ہو یا واجبات حج مراد ہوں یا کوئی اور منت وغیرہ جو اللہ کے لئے مانی ہو۔ قدیم گھر سے مراد کعبۃ اللہ ہے یعنی وہ طواف جس کو طواف زیارت کہتے ہیں اور اس کے بعد سب چیزیں حلال ہو جاتی ہیں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں جہاں سے لبیک شروع کرتے ہیں اور حجامت اور ناخن نہیں لیتے بالوں میں تیل نہیں ڈالتے بدن سے ننگے رہتے ہیں اب دسویں تاریخ سب تمام کرتے ہیں حجامت کر کر غسل کر کر کپڑے پہن کر طواف کو جاتے ہیں جس کو ذبح کرنا ہے پہلے ذبح کر لیتا ہے اور منتیں اپنی مرادوں کے واسطے جو ماننا ہو وہ ادا کریں اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں ۲۹-۱۲

بقیہ صفحہ ۵۳۶

ہونا چاہئے کہ اس نے اپنی ایک بہت بڑی مخلوق کو تمہارے بس میں دے دیا اور ہاتھی سے لے کر بکری تک کو تمہارا تابع بنا دیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اونٹ کو ذبح کے بدلے نحر ہے۔ کھڑا کرے قبلہ کے سامنے پھر چھاتی میں زخم دیجئے جب سارا لہو نکل چکا وہ گر پڑا، کاٹنے لگے۔ محتاج دو بتلائے پہلا وہ ہے جو مانگتا نہیں اور دوسرا وہ جو مانگتا ہے ۱۲۔ (۳۶) اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت اور ان کا خون نہیں پہنچتا بلکہ اس کے پاس تو تمہارا تقویٰ اور تمہارے دلوں کی پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو اسی طرح تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے اور ان کو تمہارے بس میں دے دیا ہے تاکہ تم اس احسان پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تم کو قربانی کی صحیح راہ بتائی اور تم کو توفیق دی اور تمہاری صحیح رہنمائی فرمائی اور اے پیغمبر مخلصین اور نیکی کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیجئے ؂ یعنی قربانی کا مقصد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو گوشت اور خون پہنچایا جائے بلکہ جو چیز ان کو مطلوب ہے وہ تو تقویٰ اور اخلاص ہے اور یہی چیز ان کی بارگاہ میں مقبول ہے۔ اس لئے ہر قربانی کرنے والے کو لازم ہے کہ اس کی قربانی میں غیر اللہ کا شائبہ بھی نہ ہو۔ نہ تو غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو اور نہ ریا و نمود ہو بلکہ جو فعل ہو وہ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو اوپر ان جانوروں کی تسخیر میں عام اشارہ تھا اور یہاں تسخیر کا ذکر اس لئے فرمایا کہ ان کی قربانی کو تقرب خداوندی کا ذریعہ اور سبب بنایا اگر وہ مسخر نہ ہوتے تو ان کو ذبح کرنا اور ان کو قربان کرنا تمہارے بس میں نہ ہوتا۔ بڑائی بیان کرو کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کبریائی کا اظہار کرو اور اس کے اقتدار کی عظمت کو تسلیم کرو اور اس کی قدرت کاملہ کا اعتراف کرو علیٰ ما ھدٰکم یعنی جانوروں کی تسخیر اور تقرب کی کیفیت اور اس کا طریقہ سکھایا۔ اگر وہ نہ بتاتا تو گھوڑے کے لئے لگام اور اونٹ کے لئے نکیل کون بناتا، یا یہ کہ بڑائی بیان کرنے میں شکر کی طرف اشارہ ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ شکر بجا لانے میں تمہاری رہنمائی کی اور شکر کا طریقہ سکھایا آخر میں فرمایا مخلصین کو بشارت دے دیجئے کہ جو عمل خلوص کے ساتھ ہوتا ہے وہ خدا کے فضل سے ضرور مقبول ہوتا ہے۔ (۳۷) بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے مشرکین کے ضرر کو ہٹا دے گا اور دور کر دے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے ناسپاس اور کفر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ؂ چونکہ یہ بحث اس قصے سے شروع ہوئی تھی جو کفار مکہ نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روکا تھا اسی پر یہ احکام نازل ہوئے تھے اس لئے اس تمام واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد مسلمانوں کو اطمینان دلایا کہ ہم کفار کی اس ایذا رسانی کو تم سے دفع کر دیں گے اور ان کو آئندہ یہ ہمت نہیں ہو گی کہ وہ تم کو حج اور عمرہ کرنے سے روک سکیں اور تمہارے اعمال مذہبی میں مداخلت کر سکیں۔ اس کا یقین کرو کہ اللہ تعالیٰ کسی خیانت کرنے والے دغا باز کو اور کسی ناسپاس کفر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب تک حضرت مکہ میں رہے حکم تھا کہ مسلمان صبر کریں کافروں کی بدی پر صبر کیا پھر جب مدینہ میں آئے حکم ہوا کہ جو تم سے بدی کرتے ہیں تم بھی بدلہ لو تب جہاد شروع ہوا آگے حکم ہے ۱۲ (۳۸)۔

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۵۳۹

سے دور باتیں ہوتی ہیں اہل زیغ کا زیغ نمایاں ہوجاتا ہے اور
اہل فہم کا ایمان مضبوط اور پختہ ہوجاتا ہے۔

دل میں نفاق کی بیماری۔ دل قرآن کا استہزا کرنے سے
سخت ہوچکے ہیں ایسے دلوں میں حق بات کہاں
اترتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے امتحان میں کہاں پاس
ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ ظالم تو ایسی مخالفت میں مبتلا
ہیں اور حق اور اہل حق کی مخالفت میں اتنی دور نکل چکے
ہیں کہ ان کا واپس ہونا مشکل ہے البتہ جو راسخین فی العلم
ہیں وہ یقین کرتے ہیں اور ان کا ایمان مضبوط اور قوی ہوجاتا
ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۵۳) اور نیز اس لئے ہوتا
ہے تاکہ وہ لوگ جن کو صحیح فہم عطا ہوا ہے وہ اس امر کا اور
زیادہ یقین کرلیں کہ جو کچھ پیغمبر نے تلاوت کیا ہے اور
قرآن کا جو حصہ آپ نے پڑھا ہے وہ آپ کے پروردگار
کی جانب سے حق ہے پھر یہ اہل علم اس پر ایمان لانے میں
اور پختہ ہوجائیں اور ان کے دل اس قرآن اور اس پر
عمل کرنے کی طرف اور جھک جائیں اور بیشک جو لوگ
ایمان لائے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھاتا ہے؛
یعنی جو اہل علم و فہم ہیں وہ اس آزمائش میں پورے اتریں اور
وہ اس بات کا اعتراف کریں کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف
سے ہے وہ حق ہے خواہ وہ متشابہات ہوں یا محکمات
ہوں وہ سب حق اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ اہل
علم و فہم اپنے ایمان پر اور زیادہ قائم اور پختہ ہوجائیں پھر
قرآن پر عمل کرنے کی طرف ان کے دل اور جھک جائیں اور
یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ ہی اہل ایمان کو سیدھی راہ بتانے والا
اور سیدھی راہ تک پہنچانے والا ہے۔ خلاصہ یہ کہ متشابہات

بقیہ صفحہ ۵۴۳

پہنچانے والوں کو منتخب کرلیتا ہے فرشتوں میں سے بھی اور
انسانوں میں سے بھی بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب سنتا اور
خوب دیکھتا ہے ؛ یعنی فرشتوں میں سے رسولوں کے لئے
پیغام پہنچانے والے منتخب فرماتا ہے اور انسانوں میں سے
جس کو چاہتا ہے عام انسانوں کے لئے پیغمبر منتخب فرماتا
ہے رہی یہ بات کہ کون انتخاب کا مستحق ہے اور کون نہیں
کس کو انتخاب کیا اور کس کو نہیں یہ اسی کی مرضی پر ہے کیونکہ
وہ خوب سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ وہی ہر فرشتے اور ہر
بشر کی حالت کو جانتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے
ہیں یعنی ساری خلق میں بہتر وے لوگ ہیں پیغام پہنچانے
والے فرشتوں میں بھی وے فرشتے اعلیٰ ہیں ان کو چھوڑ کر
بتوں کو مانتے ہونگے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جو اعلیٰ ہیں ان
کے طریقے کو چھوڑ کر بت پرستی کا طریقہ اختیار
کرتے ہو۔ ۵ء

بقیہ صفحہ ۵۴۴

کہ امت مسلمان پیدا کر اور اس قرآن میں شاید ان ہی کے
مانگے سے یہ نام پڑا ہوا اور تا رسول بتانے والا ہو۔ یعنی
پسند کیا تم کو اس واسطے کہ تم اور امتوں کو سکھاؤ اور رسول
تم کو سکھاوے اور یہ امت جو سب پیچھے آئی سب کی غلطی اس
پر معلوم ہوئی سب کو صحیح راہ بتاتے ہیں ۱۲۔ (۷۸)

؛ الحمد للہ آج ۱۳ صفر المظفر ۱۳۷۳ھ ؛
مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۵۳ء جمعرات کے روز
؛ سورۂ حج کی تیسیر ختم ہوئی ؛

Marfat.com

سُورۂ مؤمنون مکی ہے اور اس میں ۱۱۸ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ؛ بلاشبہ وہ ایمان والے اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے ؛ یعنی جنکی صفات آگے بیان ہوتی ہیں (۱) جو اپنی نماز میں اظہار عجز و نیاز کرنیوالے ہیں ؛ یعنی ہر نماز خشوع خضوع کیساتھ ادا کرتے ہوں خواہ فرائض ہوں یا نوافل۔ (۲) اور جو بیکار اور لایعنی باتوں سے اعراض اور روگردانی کرتے ہیں ؛ یعنی لغو کام خواہ وہ قولی ہوں یا فعلی اُن کی طرف دھیان ہی نہیں کرتے (۳) اور جو زکوٰۃ ادا کیا کرتے ہیں ؛ یعنی ہمیشہ زکوٰۃ دیتے ہیں بعض مفسرین نے تزکیہ نفس مُراد لیا ہے کہ وہ اپنے اعمال اور اخلاق کو پاکیزہ رکھتے ہیں (۴) اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں (۵) مگر ہاں اپنی بیویوں یا اپنے ہاتھ کے مال یعنی شرعی باندیوں سے نہیں کیونکہ ان لوگوں پر کوئی الزام اور اُلاہنا نہیں ؛ یعنی حرام کے ذریعہ شہوت رانی سے حفاظت کرتے ہیں مگر ہاں اپنی بیویوں سے اور اپنی باندیوں سے شہوت رانی میں کچھ حرج نہیں تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام اور ملامت نہیں (۶) پھر جو کوئی اُن بیویوں اور باندیوں کیخلاف شہوت رانی کی راہ تلاش کرے تو ایسے ہی لوگ حدِ شرعی سے آگے بڑھ جانے والے ہیں ؛ یعنی بیویاں اور باندیاں شریعت نے حلال کی ہیں ان حلال طریقوں کے علاوہ جو بھی طریقہ خواہش پوری کرنیکا اختیار کرے گا خواہ وہ زنا ہو۔ اغلام ہو۔ مُشت زنی ہو، یا بہائم کے ساتھ مُنہ کالا کرنیوالے ہوں، یہ سب لوگ حدِ شرع سے باہر نکل جانے والے اور مستوجب سزا ہوں گے (۷) اور وہ جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں کی اور اپنے عہد کی نگہداشت کرنیوالے اور خبر رکھنے والے ہیں ؛ یعنی کسی کی کوئی امانت رکھی ہو یا کسی سے کوئی عہد کیا ہو تو اس کا دھیان رکھتے ہیں یعنی امانت ادا کرتے ہیں اور عہد کو پُورا کرتے ہیں (۸) جو اپنی نمازوں کی مداومت کیساتھ پابندی کرنے والے ہیں ؛ یعنی نماز کو پابندی کیساتھ ادا کرتے ہیں، اور ہر نماز کے ساتھ خشوع کی تاکید تھی یہاں مداومت کی تاکید فرمائی (۹) یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں (۱۰) جو فردوس بریں کی میراث پائینگے وہ اس فردوسِ بریں میں ہمیشہ رہیں گے ؛ یعنی جو لوگ مذکورہ بالا صفات سے متصف ہوں گے وہ ہمیشہ فردوس بریں میں رہیں گے اور جس طرح ورثے میں پائی ہوئی چیز کو کوئی چھین نہیں سکتا اسی طرح جنت الفردوس سے بھی کوئی اُن کو بے دخل کرنیوالا نہ ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہر شخص کے دو گھر ہوں گے ایک جنت میں ایک دوزخ میں جب دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو جہنم والوں کے گھر بھی اہلِ جنت کو مل جائیں گے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے (۱۱)

رکوع ۱۷

ع ۱

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَثَمَانِ عَشْرَةَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ

سورۂ مؤمنون مکی ہے اور اس میں ۱۱۸ آیتیں اور ۶ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ① الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ

یقیناً وہ ایمان والے کامیاب ہوگئے۔ جو اپنی نماز میں اظہار عجز و نیاز کرنے

خَاشِعُونَ ② وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ③

والے ہیں۔ اور وہ جو بے کار اور لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں

وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ④ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ

اور وہ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی

حَافِظُونَ ⑤ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنے ہاتھ کے مال یعنی باندیوں سے

فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ⑥ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ

تو ان لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ پھر جو کوئی ان بیویوں اور باندیوں کے علاوہ کوئی اور راہ تلاش کرے تو یہی

هُمُ الْعَادُونَ ⑦ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ

لوگ ہیں حد سے تجاوز کرنیوالے اور وہ جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں کی اور اپنے عہد کی نگہداشت

رَاعُونَ ⑧ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ⑨

کرنے والے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں

أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ⑩ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ

یہی لوگ وارث ہونے والے ہیں۔ جو فردوس بریں کی میراث پائیں گے

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ⑪ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ

وہ اس فردوس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ

Marfat.com

اور بلاشبہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے اور نچوڑ سے بنایا ⁂ یعنی آدم علیہ السّلام کو منتخب مٹی سے بنایا جو مختلف زمین کے حصّوں سے لی گئی تھی۔ یا یہ کہ جنس انسان مُراد ہو سب سے پہلا انسان خالص مٹی سے بلاواسطہ بنایا گیا پھر بہ واسطہ غذا جو مٹی سے پیدا ہوتی ہے اور اس غذا سے خون اور منی نکلتی ہے جیسا کہ آگے فرمایا۔ قرآن شریف کے بعض نسخوں میں حضرت شاہ صاحبؒ کا منہیہ طا دہ فرماتے ہیں خلاصہ سلالہ یعنی نچوڑا پانی یعنی منی اور جو چیز کر باہر نکالی جائے کسی چیز سے اور منی آدمی کی ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جو کسی چیز سے نکالا جائے جیسے جوہر یا ست (۱۲) پھر ہم نے اسکو یعنی آدم کی نسل کو نطفے سے بنایا جسکو ہم نے ایک محفوظ مقام میں رکھا ⁂ یعنی نسل انسان کو نطفہ سے پیدا کیا جو مٹی ہی کا جوہر ہے پھر اسکو ایک مدتِ معینہ تک ایک محفوظ مقام یعنی ماں کے رحم میں رکھا بعض حضرات نے مکین کا ترجمہ مضبوط کیا ہے (۱۳) پھر ہم نے اس نطفے کو جما ہوا خون بنایا پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون کو گوشت کی ایک لگدی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی میں سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا اور پہنایا پھر ان سب تبدیلیوں کے بعد ہم نے اُسکو ایک نئی مخلوق بنا دیا اور اس کو نئی صورت میں اٹھا کھڑا کیا سو کیسی بابرکت اور بڑی شان ہے اللہ تعالیٰ کی جو سب سے بہتر بنانیوالا ہے ⁂ یعنی ماں کے رحم میں درجہ بدرجہ تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں پھر آخر میں اُس میں روح ڈال کر اور حیات بخش کر ایک نئی مخلوق بنا دیتے ہیں اور جو محض جماد تھا وہ حیوان بن جاتا ہے سب سے بہتر بنانے والا یعنی مادے سے ترکیب تو ہر ایک بنانیوالا دے لیتا ہے لیکن زندگی بخشنا اور روح ڈالنا اس کا کام ہے تو وہ احسن الخالقین ہے جو محض ایک جماد اور گونگے بہرے اندھے کو زندگی عطا فرما کر سننے والا دیکھنے والا بولنے والا بنا دیتا ہے (۱۴) پھر تم ان امور مذکورہ کے بعد یقیناً مرنے والے ہو ⁂ یعنی ان سب درجات سے گزر کر اور زندگی حاصل ہونیکے بعد ایک دن مرنیوالے ہو اس موت کا ہر کافر اور مومن اقرار کرتا ہے (۱۵) پھر تم بلاشبہ قیامت کے دن دوبارا زندہ کر کے اٹھائے جاؤگے ⁂ اس عالم آخرت کی زندگی کا کفار انکار کرتے تھے لیکن قرآن نے بتایا یہ چیز ضرور ہونے والی ہے اور سب مُردوں کو جی اٹھنا ہے (۱۶) اور بلاشبہ ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم مخلوق کی ضرورتوں اور مصلحتوں سے غافل اور بے خبر نہ تھے ⁂ بعض مفسرین نے سبع طرائق سے اُوپر تلے سات آسمان مُراد لئے ہیں اور بعض نے راستے اور راہیں مُراد لی ہیں شاید فرشتوں کے آنے جانیکے راستے مراد ہوں اور ہم مخلوق کی ضرورتوں سے غافل نہ تھے یعنی عالم علوی اور عالم سفلی خلق کی مصلحتوں کے لحاظ سے ترتیب دیئے گئے ہیں کوئی ایسی ضرورت جو انسان کو زندگی بسر کرنے کے لئے پیش آتی ہے ایسی نہیں ہے جسکی رعایت نہ رکھی گئی ہو، اسی کی آگے اور تفصیل فرمائی (۱۷) اور ہم ہی نے ایک خاص اندازے اور مناسب مقدار کے ساتھ آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر اُس پانی کو زمین میں ٹھہرا دیا اور بلاشبہ ہم اس پانی کے لیجانے اور معدوم کر دینے پر بھی قادر ہیں ⁂ یعنی باوجود پانی کے خزانوں کے پھر بھی حسب ضرورت ایک اندازے سے برساتے ہیں پیچھے گزر چکا ہے وان من شیٔ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم یعنی ہر چیز کے ہمارے پاس خزانے کے خزانے بھرے پڑے ہیں لیکن ہم ہر چیز کو ایک خاص اندازے کیساتھ اتارتے ہیں۔ زمین میں ٹھیرانے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ زمین میں جذب ہو جاتا ہے کچھ دریا اور ندیاں بن کر بہتا رہتا ہے جو پورے سال انسانوں اور چوپایوں بلکہ تمام مخلوقات کو کام دیتا ہے معدوم کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ خارجی پانی کو ہوا بنا کر اُڑا دیں اور زمین کے پانی کو اتنا گہرا کر دیں کہ اس کو حاصل نہ کر سکو ضروریات سے ایسے باخبر کہ ریل کیلئے کوئلہ اور ہوائی سواریوں کیلئے پیٹرول مہیا نہ کرتا تو یہ چیزیں حاصل ہی نہیں ہو سکتیں نہ وہ مخلوق کی ضرورتوں سے غافل اور نہ اشیائے ضروریہ کی اُس کے ہاں کمی اس عنایت و مہربانی کے باوجود انسان کی نافرمانی اور کافرانہ زندگی پر تعجب ہے (۱۸) پھر اسی پانی سے تمہارے لئے کھجوروں اور

(باقی ص ۵۴۷ پر)

سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝١٢ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝١٣

یعنی منتخب مٹی سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جس کو ہم نے ایک محفوظ مقام میں رکھا

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً

پھر ہم نے اس نطفہ کو جما ہوا خون بنایا پھر ہم نے اس جمے ہوئے خون سے گوشت کی بوٹی بنائی

فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ

پھر ہم نے اس بوٹی میں سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا پھر

اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝١٤

ان تمام تبدیلیوں کے بعد ہم نے اسکو ایک نئی صورت میں اٹھا کھڑا کیا سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو سب بنانیوالوں سے بڑھکر بنانیوالا ہے

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ۝١٥ۭ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

پھر تم اس سب کے بعد یقیناً مرنے والے ہو۔ پھر تم بلاشبہ قیامت کے دن دوبارا

تُبْعَثُوْنَ ۝١٦ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَاۗىِٕقَ ڰ وَمَا

زندہ کئے جاؤ گے۔ اور بلاشبہ ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں یعنی آسمان بنائے اور ہم

كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝١٧ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءًۢ

مخلوق کی مصلحتوں سے بے خبر نہ تھے۔ اور ہم ہی نے ایک اندازے کیساتھ آسمان سے پانی نازل

بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ڰ وَاِنَّا عَلٰي ذَهَابٍۢ بِهٖ

کیا پھر ہم نے اس پانی کو زمین میں ٹھہرایا اور بلاشبہ ہم اس پانی کے لیجانے اور معدوم کر دینے پر

لَقٰدِرُوْنَ ۝١٨ۚ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ

بھی قادر ہیں۔ پھر اس پانی کے ذریعہ سے ہم نے تمہارے لئے کھجوروں کے اور انگور کے باغ پیدا کئے

لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝١٩ۙ وَشَجَرَةً

ان باغوں میں تمہارے لئے بکثرت تازہ میوے بھی ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور اسی

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَاۗءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ

پانی سے ہم نے زیتون کا درخت بھی پیدا کیا جو طور سینا میں بہ کثرت پیدا ہوتا ہے وہ تیل اور کھانیوالوں کیلئے سالن

(بقیہ ۵۴۶) انگوروں کے باغ پیدا کئے ان باغوں میں تمہارے لئے بکثرت تازہ میوے بھی ہیں اور ان میں سے بعض کو تم خشک کرکے کھاتے بھی ہو: یعنی پانی برسانے اور اس کا ذخیرہ رکھنے کے بعد نباتات کو بہت فائدہ پہونچتا ہے۔ کھجوروں اور انگوروں کے باغ اس پانی سے لہلہاتے ہیں بکثرت پھل پیدا ہوتے ہیں جو کھانا کھانیکے بعد بطور تفکہ بھی استعمال ہوتے ہیں اور خشک کرکے رکھ لو تو کھانے کی بجائے بھی کھائے جاسکتے ہیں (۱۹) اور اسی پانی سے ہم نے زیتون کا درخت بھی پیدا کیا جو طور سینا میں بکثرت پیدا ہوتا ہے وہ تیل اور کھانیوالوں کیلئے سالن لئے ہوئے اگتا ہے: طور سینا اور طور سینین ایک ہی چیز ہے۔ زیتون کا درخت بہت مشہور درخت ہے جو عام طور سے شرق اردن اور بیت المقدس کی پہاڑوں پر بکثرت دستیاب ہوتا ہے اس کا تیل بہت سے امراض کے لئے نافع ہوتا ہے اور عوام اسکو سالن کی جگہ بھی استعمال کرتے ہیں یعنی روٹی زیتون کے تیل کیساتھ نمک ڈال کر کھاتے ہیں (۲۰) تفسیر صفحہ ہذا:- اور لوگو تمہارے لئے چوپاؤں میں بھی غور کرنے کا موقعہ اور غور کرنے کا مقام ہے ان چوپایوں کے پیٹ کی چیز سے

لَلْاٰكِلِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ

لیے ہوئے اُگتا ہے۔ اور لوگو! تمہارے لئے چوپایوں میں بھی غور کرنے کا موقعہ ہے ان چوپایوں

مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا

کے پیٹوں میں جو کچھ بھرا ہوا ہے اسی میں سے ہم تمکو پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان چوپایوں میں اور بھی بہت فائدے ہیں اور انمیں سے

تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ

بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر تم سوار کئے جاتے ہو۔ اور ہم نے

اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

نوح کو اُس کی قوم کے لوگوں کی طرف رسول بناکر بھیجا سو نوحؑ نے کہا اے میری قوم اللہ ہی کی عباد

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا

کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں - اسپر اسکی قوم کے وہ رؤسا

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ

جوکافر تھے قوم کے عام آدمیوں سے کہنے لگے کہ یہ نوح بھی محض تم ہی جیسا ایک آدمی ہے

يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ

اس کا مطلب یہ ہے کہ تم پر بڑا بنکر رہے اور اگر اللہ رسول بھیجنا چاہتا تو فرشتوں کو نازل

مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ اِنْ

کرتا ہم نے تو یہ بات اپنے اگلے باپ دادوں میں کبھی ہوتی نہیں سنی - بس یہ نوح

هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾

ایک آدمی ہے جسکو جنون ہوگیا ہے سو ایک وقت خاص تک اس کے بارے میں اور انتظار کر لو.

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ

نوح نے خدا کی جناب میں عرض کی اے میرے رب اس وجہ سے کہ انھوں نے میری تکذیب کی ہے تو میری مدد کر - اسپر ہمنے نوح

اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ اَمْرُنَا

کیطرف حکم بھیجا کہ تو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم آپہنچے

ہم تمکو پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان چوپایوں میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو: اوپر کی آیت میں نباتاتی احسانات کا ذکر تھا اب حیوانات پر توجہ دلائی کہ اُن پر بھی ذرا غور کرو کہ ان چوپایوں سے تمہارے کتنے فوائد وابستہ ہیں ان کے جوف کی چیزوں میں سے تم کو دودھ پلاتے ہیں یعنی گوبر اور خون کے درمیان دودھ کی دھاریں جاری کرتے ہیں پھر ان چوپایوں سے جو بار برداری کا کام لیا جاتا ہے وہ ظاہر ہی ہے ان فوائد کے علاوہ بعض حلال جانوروں کا تم گوشت بھی کھاتے ہو۔ (۲۱) چوپایوں کے منجملہ فوائد کے یہ بھی فائدہ ہے کہ تم ان چوپایوں پر اور نیز کشتیوں پر لدے لدے پھرتے ہو: یعنی جو سواری کے قابل ہیں ان پر سوار بھی ہوتے ہو۔ اور اسی طرح کشتیوں کو بھی بطور سواری کے استعمال کرتے ہو۔ حضرت حق تعالیٰ کے یہ تمام احسانات ہیں کہ اُس نے اپنی مخلوقات کو تمہارے بس میں دے رکھا ہے اور تمہارے کام میں لگا رکھا ہے لیکن انسان باین ہمہ احسانات کے پھر حق تعالیٰ کا نافرمان اور شرک کرنیوالا ہے (۲۲) اوپر مومنین کاملین کا ذکر تھا پھر بعض دلائل توحید بیان فرمائے اب اسی سلسلے میں بعض انبیاء سابقین کا ذکر فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے اور بلاشبہ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف رسول بناکر بھیجا سو اس نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے سو کیا تم ڈرتے نہیں ہو: انبیائے سابقین میں سے حضرت نوح علیہ السلام بہت پرانے پیغمبر ہیں کیا تم ڈرتے نہیں یعنی معبود حقیقی کی نافرمانی سے اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانیسے ڈرتے نہیں۔ (۲۳) اسپر اُس کی قوم کے رئیس اور سردار جو منکر تھے عام آدمیوں سے کہنے لگے کہ یہ نوح کچھ نہیں مگر تم ہی جیسا ایک آدمی ہے اس کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ تم پر بڑا بن کر رہے اور اگر اللہ تعالیٰ کو رسول بھیجنا ہوتا اور وہ یہ چاہتا کہ کسی رسول کو بھیجے تو وہ فرشتے نازل کرتا اور فرشتوں کو بھیجتا ہم نے تو یہ بات اپنے پہلے باپ دادوں میں سنی نہیں: یعنی رؤسائے منکرین اور قوم کے سردار جو خود بھی کافر تھے اپنی قوم کو سمجھانے لگے کہ یہ نوحؑ تم ہی جیسا ایک آدمی ہے رسول نہیں ہے یہ دعویٰ اس نے اس لئے کیا ہے کہ تمہارا لیڈر بننا چاہتا ہے اور تم پر تفوق چاہتا ہے اگر اللہ تعالیٰ

ع ۲۲

رسول بھیجنا چاہتا تو فرشتے بھیجتا اور وہ ہم کو ہدایت کرتے اور اس قسم کا ذکر تو باپ دادوں سے سنا بھی نہیں کہ بشر رسول بن کر سمجھانے کے لئے کبھی آیا ہو آج تک اس قسم کا چرچا بھی اپنے بڑوں سے نہیں سُنا (۲۴) بس یہ ایک آدمی ہے جس کو کچھ جنون ہوگیا اور دیوانگی ہوگئی ہے سو ایک وقت خاص تک اس کا اور انتظار کرلو: یعنی اس پر ایمان لانے میں جلدی نہ کرو اس پر کوئی جنون اور دیوانگی کا دورہ پڑگیا ہے ذرا صبر کرو اور انتظار کرلو یا جنون سے افاقہ ہوجائے یا جنون میں ہی مرجائے اور اگر افاقہ نہ ہو تو تم اس کو قتل کردو (۲۵) حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں عرض کی اے میرے پروردگار چونکہ یہ لوگ میری تکذیب کرتے ہیں اور انہوں نے مجھ کو جھٹلایا ہے اس لئے آپ میری مدد کیجئے: یعنی ان کے مقابلے کی طاقت مجھ میں نہیں ہے یہ سب ایک طرف اور میں تنہا انھوں نے میری تکذیب کی ہے لہٰذا تو میری مدد فرما (۲۶) اس دعا کے بعد ہم نے نوحؑ کی جانب یہ حکم بھیجا کہ تو ہماری نگرانی میں ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم آپہونچے اور تنور سے پانی اُبلنے لگے تو ہر قسم

Marfat.com

کے جانوروں میں سے نر مادہ دونوں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں داخل کر لیجیو اور اپنے گھر والوں کو بھی کشتی میں سوار کر لیجیو مگر ان میں سے جسکی نسبت پہلے سے بات طے ہو چکی ہے یعنی جس کے غرق ہونیکا حکم نافذ
ہو چکا ہو گھر والوں میں سے اس کو سوار نہ کیجیو اور مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں جو کفر کے خوگر ہو چکے ہیں کوئی گفتگو نہ کیجیو کیوں کہ یہ سب غرق کئے جائیں گے ؛ یعنی دعا کے بعد کشتی بنانے کا حکم دیا اور یہ بھی بتایا
کہ یہ لوگ غرق ہونے والے ہیں تم کشتی تیار کر دجب تنور میں کوئی خاص تنور ہوگا یا مطلقاً زمین مراد ہوگی جب پانی اُبلنے لگے تو تم مومنین کو اور نر و مادہ کے جوڑے لیکر کشتی میں سوار ہو جانا مگر اپنے گھر والوں میں سے
ان لوگوں کو نہ لینا جن کے غرق ہونے کا حکم ہو چکا ہے

وَفَارَ التَّنُّورُ ۙ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
اور تنور سے پانی اُبلنے لگے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے نر مادہ دونوں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں داخل کر لیجیو
وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ وَلَا
اور اپنے گھر والوں کو بھی مگر ان میں سے جس کی نسبت پہلے سے بات طے ہو چکی ہے اُس کو نہیں اور
تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ﴿٢٧﴾
نافرمان لوگوں کے بارے میں مجھ سے کوئی گفتگو نہ کیجیو کیونکہ یہ سب غرق کئے جائیں گے
فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ
پھر جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر چڑھ جائیں تو یہ الفاظ کہیو اُس
الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ
خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو ظالم لوگوں سے نجات عطا فرمائی۔ اور خدا کی جناب میں یوں کہیو
رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٢٩﴾
اے میرے رب مجھکو کشتی سے برکت کا اُتارنا اُتاریو اور تو سب اُتارنے والوں سے بہتر اُتارنے والا ہے
إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا
اسمیں شک نہیں کہ ان واقعات مذکورہ میں بڑے دلائل ہیں اور یقیناً ہم آزمائش کرنے والے ہیں۔ پھر ہم نے ان کے بعد
مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ
ایک اور قوم کو پیدا کر دیا۔ پھر ہم نے ان میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو انہی میں کا تھا
أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾ ع
کہ تم لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں
وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ
اور اُس پیغمبر کی قوم کے وہ رؤسا جنھوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کے پیش آنے کی تکذیب
الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا
کی تھی اور دنیا کی زندگی میں ہم نے اُن کو آسودگی بھی دی تھی یوں کہنے لگے کہ یہ پیغمبر بھی تم ہی جیسا

مزید تفصیل بارھویں پارے میں گزر چکی ہے اور یہ جو فرمایا جب ہمارا حکم آپہونچے یعنی عذاب آجائے اور اس کے آثار و نشانات شروع ہو جائیں تو تم کشتی میں سوار ہو جانا (۲۷) پھر جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں تو یہ الفاظ کہیو اُس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم کو ظالم لوگوں سے نجات دی ؛ یعنی کافروں کے افعال و اعمال اور انکی تکالیف سے نجات عطا فرمائی (۲۸) اور پروردگار کی جناب میں یوں کہیو اے میرے پروردگار مجھ کو کشتی سے برکت کا اُتارنا اُتاریو اور تو سب اُتارنے والوں سے بہتر اُتارنیوالا ہے ؛ یعنی جب کشتی میں سوار ہو جائے تو شکر کیساتھ آئندہ کے لئے بھی بھلائی کی دعا کرنا یا اُترتے وقت کیلئے دعا بتائی۔ بابرکت اُتارنا یعنی ہر اعتبار سے اطمینان یا اُترنے کی جگہ اور مکان آرام دہ ہو۔ مہمان کے اُتارنیوالوں میں آپ سب سے بہتر اُتارنے والے ہیں کیوں کہ آپ مہمان کے آرام و آسائش اور اس کے نفع اور نقصان پر قدرت رکھتے ہیں اور دوسرے قدرت نہیں رکھتے (۲۹) بلاشبہ ان واقعات مذکورہ میں اہل عبرت کے لئے بڑی نشانیاں اور بڑے دلائل ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ ہم آزمائش کرنیوالے ہیں ؛ یعنی نوحؑ کا رسول بنا کر بھیجنا اور قوم کا ایک صحیح بات کو نہ سمجھنا۔ نوحؑ کو اور اس کے ساتھیوں کو قوم کا ستانا اور ایذا رسانی پھر طوفان کا آنا۔ کشتی کا بنوانا۔ پوری قوم کا ہلاک ہونا اور نوحؑ اور اس کے ساتھیوں کا بچ جانا ان سب باتوں میں اہل عقل و دانش کے لئے ہماری قدرت کے بڑے بڑے دلائل موجود ہیں اور یہ نشانیاں ظاہر کر کے

۲ ع ۱۰ ۲

ہم آزماتے ہیں کہ کون صبر کرتا ہے اور برداشت سے کام لیتا ہے یا یہ کہ ان واقعات کا ذکر کر کے اور بندوں کو خبر دیکر آزماتے ہیں کہ کون ان واقعات سے نصیحت قبول کرتا ہے اور ان واقعا کو سُن کر اثر لیتا ہے (۳۰) پھر ہم نے نوحؑ کی قوم کے بعد ایک اور قوم کو پیدا کیا ؛ یعنی ان کی تباہی اور ہلاکت کے بعد اور دوسری قوم پیدا کی گئی شاید یہ قوم عاد اور ثمود کی طرف اشارہ ہے (۳۱) پھر ہم نے انہیں ایک رسول بھیجا جو انہی میں کا تھا اُس پیغمبر نے اُن سے کہا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی حقیقی معبود نہیں سو کیا تم ڈرتے نہیں ؛ یہ پیغمبر

شاید حضرت ہود علیہ السلام ہونگے انھوں نے بھی قوم عاد کو توحید کی دعوت دی اور فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی پوجا کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی قابل پرستش ہے سو کیا تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی
اور اُس کے عذاب سے ڈرتے نہیں (۳۲) اور اس توحید کی دعوت کو سنکر اُس پیغمبر کی قوم کے وہ رؤسا اور سردار جنھوں نے کفر کیا تھا اور آخرت کے پیش آنے اور آخرت سے ملاقات کرنے کی تکذیب کی تھی
اور دنیا کی زندگی میں ہم نے اُن کو خوش حال کیا تھا اور آسودگی دی تھی ان سرداروں نے عوام سے کہا یہ مدعی نبوت بھی بس تم جیسا آدمی ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اسی قسم کی چیزیں یہ بھی کھاتا ہے اور جو بھی

وہی پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو ؛ یعنی تم میں اور اس میں کیا فرق ہے کھانا پینا اور معاشرتی زندگی سب کی یکساں ہیں یہ بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہے (٣٣) اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت قبول کرلی اور کہنا مان لیا تو یقیناً تم اس وقت سخت نقصان میں پڑجاؤ گے ؛ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عام طور سے دو باتیں کہا کرتے فاتقوا اللہ واطیعون - یعنی اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو - یہ اطاعت کافروں

بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ
ایک آدمی ہے جو کچھ تم کھاتے ہو یہ بھی وہی کھاتا ہے اور جو کچھ تم پیتے ہو یہ بھی
مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝٣٣ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا
وہی پیتا ہے۔ اور اگر تم نے اپنے ہی جیسے ایک آدمی کی اطاعت کی تو یقیناً تم اس وقت
لَّخٰسِرُوْنَ ۝٣٤ اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّ
سخت خسارے میں ہوگے۔ کیا یہ پیغمبر تم سے یہ کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور تم مٹی اور
عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝٣٥ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا
ہڈیاں ہوجاؤ گے تو تم پھر نکالے جاؤ گے۔ جس بات سے تم کو ڈرایا جا رہا ہے وہ بہت ہی
تُوْعَدُوْنَ ۝٣٦ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ
بعید اور دور از قیاس ہے۔ بس زندگی تو یہی ہماری دنیا کی زندگی ہے کوئی ہم میں مرتا ہے اور
نَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝٣٧ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ
کوئی ہم میں پیدا ہوتا ہے اور ہم کو مرنیکے بعد دوبارا زندہ ہونا نہیں۔ اور کچھ نہیں یہ پیغمبر ایک ایسا شخص ہے
افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝٣٨
جو اللہ پر جھوٹ افترا کرتا ہے اور ہم تو کسی طرح بھی اس کو سچا ماننے والے نہیں
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝٣٩ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ
پیغمبر نے عرض کی اے میرے پروردگار اس وجہ سے کہ انھوں نے میری تکذیب کی ہے تو میری مدد کر۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھوڑے
لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝٤٠ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ
ہی دن جاتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے کیے پر پچھتاتے ہونگے۔ چنانچہ ہمارے وعدہ برحق کے مطابق انکو ایک سخت ہولناک
فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝٤١ ثُمَّ
آواز نے آپکڑا پھر ہم نے ان کو سوکھا ہوا کوڑا بنا دیا پس ظالم لوگوں کیلئے خدا کی رحمت سے دوری ہو۔ پھر
اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝٤٢ مَا تَسْبِقُ
ان کے بعد ہم نے اور بہت سی قومیں پیدا کیں۔ کوئی جماعت اپنے

کو بہت ناگوار تھی اسی کو کافر سرداروں نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ یہ بڑے نقصان کی بات ہے کہ تم اپنے ہی جیسے بشر کی اطاعت قبول کرلو (٣٤) کیا یہ شخص تم کو یہ وعدہ دیتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ جب تم مرجاؤ گے اور جب تم مٹی اور ہڈیاں ہوجاؤ گے تو تم پھر نکالے جاؤ گے ؛ یعنی یہ شخص یہ کہہ کر بھی ڈراتا ہے کہ مرنے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجانے کے بعد تم دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے (٣٥) جس بات سے تم کو ڈرایا جا رہا ہے وہ بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہے ؛ یعنی مرجانے اور مٹی ہوجانے کے بعد دوبارا زندگی کا وعدہ بہت ہی بعید اور دور از قیاس چیز ہے بھلا ایسی بعید از قیاس بات کہنے والا بھی اس قابل ہے کہ اس کو مطاع اور واجب الاطاعت بنایا جائے (٣٦) بس زندگی تو یہی ہماری دُنیوی زندگی ہے کوئی ہم میں مرتا ہے اور کوئی ہم میں پیدا ہوتا ہے اور ہم کو مرنیکے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنا نہیں ؛ یعنی صرف یہی زندگی ہے یہیں مرنا یہیں پیدا ہونا ہے اس زندگی کے بعد کوئی اور زندگی نہیں ہے (٣٧) اور کچھ نہیں یہ پیغمبر ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹی افترا پردازیاں کرتا ہے اور ہم تو کسی طرح بھی اسکو سچا ماننے والے نہیں ؛ یعنی ایک ایسا آدمی ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے کہ میں اُس کا رسول ہوں یا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، یا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا یہ محض اللہ پر جھوٹ طوفان لگاتا ہے بھلا ہم ایسے افترا پرداز کو جو خدا پر جھوٹ بولے کس طرح مان سکتے ہیں اور اس کی رسالت پر کس طرح ایمان لاکر اسکی اطاعت کا پٹہ گلے میں ڈال سکتے ہیں (٣٨) پیغمبر نے جناب باری میں عرض کی اے میرے پروردگار چونکہ ان لوگوں نے میری تکذیب کی اس لئے میری مدد کیجیے ؛ یعنی انہوں نے میری تکذیب کی اور مجھے جھٹلایا اب آپ میری مدد فرمائیے (٣٩) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھوڑے ہی دن جاتے ہیں کہ یہ لوگ اپنے کیے پر پچھتاتے ہوں گے ؛ یعنی زیادہ دیر نہیں ہے کہ ان پر عذاب آئیگا اور یہ پچھتا رہے ہوں گے (٤٠) لہٰذا ہمارے وعدہ برحق کے مطابق اُن کو ایک سخت ہولناک آواز نے آپکڑا پھر ہم نے ان کو خشک اور سوکھا ہوا کوڑا بنا دیا پس ظالم لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دوری ہو اور کافروں پر خدا کی مار ہو ؛ یعنی پیغمبر سے جو وعدہ ہم نے کیا تھا اس کے مطابق ان پر چیخ کا عذاب آیا یا صیحہ مطلقاً کوئی عذاب ہو کہیں ہوا ہو کہیں چیخ ہو کہیں زلزلہ ہو بعض حضرات مفسرین نے قوم عاد مراد لیا ہے اور بعض نے

اس قصہ سے ثمود مراد لیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے یہ قصہ ہے ثمود کا کہ چنگھاڑ سے وہی مرے ہیں ١٢ (٤١) پھر ان کے بعد ہم نے اور بہت سی قومیں اور جماعتیں پیدا کیں ؛ یعنی عاد و ثمود کی ہلاکت کے بعد اور قومیں پیدا ہوتی رہیں (٤٢) کوئی گروہ اور کوئی جماعت اپنے وقت مقررہ سے نہ آگے بڑھ سکی اور نہ وہ لوگ اس سے پیچھے رہ سکے ؛ یعنی جس نافرمان قوم کی ہلاکت کا

Marfat.com

جو وقت اور میعاد مقرر تھی اُس میعاد سے نہ کوئی قوم پیش قدمی کرسکی اور نہ اُس میعاد سے پیچھے رہ سکی (۴۳) پھر ہم پے درپے آگے پیچھے اپنے رسول بھیجتے رہے جب کسی قوم اور اُمت کے پاس اُس کا رسول آیا تو وہ اُمت اُس رسول کی تکذیب کرتی رہی اور اُس کو جھٹلاتی رہی پھر ہم بھی ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو ہلاک کرتے رہے اور ہم نے ان ہلاک شدگان کو گزرے ہوئے افسانے کردیا اور قصہ ہائے ماضی بنا دیا۔ پس خدا کی رحمت سے دوری ہو اُن کو جو ایمان نہ لاتے تھے ⁂ یعنی ہم لگاتار ان نئی قوموں کے پاس اپنے رسول بھیجتے رہے اور ہر اُمت نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ جب کوئی رسول اُن کے پاس آیا تو عام لوگوں نے اُس کو جھوٹا بنایا تو ہم بھی ایک اُمت کے بعد دوسری اس کی پیش رو اُمت کے ساتھ لگاتے رہے یعنی یکے بعد دیگرے ہلاک کرتے رہے اور ان کو ماضی کی کہانیاں اور قصہ ہائے پارینہ بناتے رہے کہ آنیوالوں کی زبان پر ان کی کہانیاں رہ گئیں اور ان کا نام و نشان نہ رہا پس ایسے لوگ جنھوں نے پیغمبروں کے سمجھانے اور بتانے کے باوجود نہ مانا اور ایمان نہ لائے وہ خدا کی رحمت سے دور ہوں۔ اور ایسے بے ایمانوں پر خدا کی مار ہو (۴۴) پھر ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ کو اپنی نشانیاں اور احکام اور کھلی دلیل اور واضح سند دیکر (۴۵) فرعون اور اسکے درباری اور مشیرانِ خاص کی طرف بھیجا سو اُنھوں نے متکبرانہ برتاؤ کا اظہار کیا اور تکبر کرنے لگے اور وہ لوگ تھے ہی بڑے متکبر اور سرکش ⁂ یعنی لگاتار انبیاء کے آنیکے بعد پھر ہم نے حضرت موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارون علیہما السلام کو فرعون اور اُس کے سرداروں کے پاس اپنے احکام یا نو نشانیاں اور حجت واضح اور براہینِ قاطعہ دیکر بھیجا لیکن ان بدبختوں نے متکبرانہ برتاؤ کیا اور ان دونوں کو تحقیر آمیز جواب دیا اور یہ لوگ بڑے زور پر چڑھے ہوئے تھے اور یہ لوگ تھے ہی سرکش و متکبر (۴۶) لہٰذا وہ آپس میں کہنے لگے کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان لے آئیں جو ہم ہی جیسے آدمی ہیں حالانکہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے ماتحت اور خدمت گزار و تابعدار ہیں ⁂ یعنی آپس میں بطور مشورہ یہ گفتگو کرنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں اور ان کی بات ماننے لگیں جو ہم ہی جیسے آدمی ہیں اور ان دونوں کی قوم یعنی بنی اسرائیل تو ہماری رعایا اور ہمارے غلام اور خدمت گزار ہیں (۴۷) غرض وہ فرعون اور فرعونی ان دونوں موسیٰؑ اور ہارونؑ کی تکذیب کرتے رہے اور آخر کار ہلاک شدگان میں داخل کر دیئے گئے ⁂ یعنی انھوں نے تکذیب کا شیوہ اختیار کیا اور بالآخر دریائے شور میں غرق کئے گئے اور ہلاک شدگان میں سے ہو گئے (۴۸) اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب یعنی توراۃ عطا فرمائی تاکہ وہ لوگ راہ پائیں ⁂ یعنی فرعونیوں کے ہلاک ہو چکنے کے بعد حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کی ہدایت اور تربیت کے لئے توراۃ بھی عطا فرمائی تاکہ وہ صحیح راہ پاکر منزلِ مقصود تک پہونچ جائیں (۴۹) اور ہم نے ابن مریم یعنی حضرت عیسیٰؑ کو اور انکی ماں کو ایک بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹوں کو ایک ایسی اونچی زمین اور ٹیلے پر جگہ دی جو قیام کے اور ٹھہرنے کے قابل تھی اور اسپر پانی جاری تھا ⁂ بڑی نشانی یہ کہ بن باپ کے بچہ پیدا ہونا اور عالم طفولیت میں اس کا کلام کرنا ماں بھی ایک علامت قدرتِ الٰہی کی اور بچہ اُس کی قدرت کی ایک نشانی اور اونچی جگہ فرمایا شاید اس ٹیلے کو جہاں کھجور کا درخت ہرا ہوا تھا اور ٹیلے کے نیچے نہر یا چشمہ جاری تھا جیسا کہ سورۂ مریم میں گزر چکا ہے کہتے ہیں یہود اور ان کا بادشاہ ہیرودس ان ماں بیٹوں کے سخت دشمن تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کو لیکر ان کی ماں دشمنوں کے خوف سے ایلیا یا مصر چلی گئی تھیں حضرت عیسیٰؑ نے وہیں پرورش پائی جب ہیرودس مرگیا تو بچے کے ہمراہ واپس وطن میں آگئیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰؑ جب سے پیدا ہوئے اُس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سُنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا وہ دشمن ہوا اُن کی تلاش میں پڑا اُنؑ کو بشارت ہوئی کہ اس کے ملک سے نکل جاؤ نکلکر مصر کے [illegible] میں [illegible] حضرت مریم کو اپنی بیٹی کر رکھا جب حضرت عیسیٰؑ جوان ہوئے اُس وطن کا بادشاہ مرچکا تب پھر آئے اپنے وطن کو وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا [illegible] کی قیام گاہ کو کشمیر میں بتایا ہے اور ربوہ کی تفسیر سری نگر سے کی ہے اور یوز آسف کی ایک مصنوعی قبر کو حضرت مسیحؑ کی قبر بتایا ہے یہ سب باتیں لا یعنی اور

مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٤٣﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا
وقت مقررہ سے نہ آگے بڑھ سکے اور نہ وہ لوگ اس سے پیچھے ہٹ سکے۔ پھر ہم پے در پے

رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ
اپنے پیغمبر بھیجتے رہے جب کبھی کسی قوم کا رسول اُس کے پاس آتا تو وہ اُمت اُس رسول کو جھٹلا دیتی

فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبُعْدًا
پھر ہم بھی ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو ہلاک کرتے رہے اور ہم نے ان ہلاک شدگان کو گزرے ہوئے افسانے بنا دیا سو ان

لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٤٤﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ
لوگوں کیلئے جو ایمان نہ لاتے تھے خدا کی رحمت سے دوری ہو۔ پھر ہم نے موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ کو اپنے

هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٤٥﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ
احکام اور کھلی دلیل دے کر۔ فرعون اور اس کے مشیرانِ خاص کی طرف بھیجا لیکن اُنھوں نے

فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿٤٦﴾ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ
متکبرانہ برتاؤ کا اظہار کیا اور وہ لوگ تھے ہی بڑے متکبر و سرکش۔ لہٰذا وہ آپس میں کہنے لگے کیا ہم ایسے دو شخصوں پر ایمان

لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ﴿٤٧﴾ فَكَذَّبُوهُمَا
لے آئیں جو ہم ہی جیسے بشر ہیں حالانکہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے ماتحت و خدمت گذار ہیں۔ غرض وہ موسیٰؑ اور ہارونؑ کی تکذیب کرتے رہے

فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٤٨﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ
اور آخر کار وہ ہلاک شدگان میں شامل کردیئے گئے۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عطا فرمائی

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً
تاکہ وہ لوگ راہ پائیں۔ اور مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو ہم نے ایک بڑی نشانی بنایا

وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٥٠﴾ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ
اور ہم نے ان دونوں ماں بیٹوں کو ایک ایسی اُونچی زمین پر جگہ دی جو قیام کے قابل تھی اور اسپر پانی جاری تھا۔ اے

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ
پیغمبرو تم پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو بے شک جو تم کرتے ہو میں اس کو

ع ٣ ١٨ ٣

Marfat.com

بے ثبوت ہیں اور ان کے محققین نے بے شمار جواب دیئے ہیں (۵۰) اے پیغمبر تم پاکیزہ اور نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک اور بھلے کام کرو بلاشبہ تم جو کچھ کرتے ہو میں اس کو خوب جانتا ہوں ؛؛ یہ
خطاب تمام رسولوں سے ہے ہر رسول کے زمانے میں اُس رسول کو ایسا فرمایا ہوگا ۔ یا یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے چونکہ آپ تمام رسولوں کی صفات کا مجموعہ اور خلاصہ ہیں اس لئے آپکو خطاب فرمانا
ایسا ہی ہے جیسے تمام نبیوں کو خطاب کیا اس خطاب میں رسولوں کی امتیں بھی شامل ہیں اور عمدہ نفیس جو مرغوب الطبع ہوں اور حلال ہوں وہ سب کو کھانی مباح ہیں ان نعمتوں کو کھاؤ اور عبادت
کر و یعنی میری نعمتوں کا شکر بجالاؤ تم جو کام کرتے ہو میں اس کو خوب جانتا ہوں یعنی تمہارے نیک کام مجھ سے پوشیدہ نہیں ہیں اور میں ہی ان کا صلہ تم کو دوں گا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں
یعنی سب رسولوں کے دین میں یہی حکم آیا ہے کہ حلال کھانا حلال راہ سے کما کر اور نیک کام کرنا نیک کام سب لوگ جانتے ہیں ۱۲ (۵۱) اور یقیناً یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی دین اور ایک ہی طریقہ ہے

عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ
خوب جانتا ہوں۔ اور یقیناً یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب ہوں
فَاتَّقُوْنِ ﴿٥٢﴾ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ
لہٰذا مجھ سے ڈرتے رہو۔ پھر لوگوں نے پھوٹ ڈالکر اپنا دین آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا اب ہر فرقہ کے لوگوں کے
بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٥٣﴾ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى
پاس جو دین ہے وہ اسی پر خوش اور مگن ہیں، سو اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو انکی غفلت وجہالت میں ایک وقت خاص
حِيْنٍ ﴿٥٤﴾ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿٥٥﴾
تک پڑا رہنے دیجیے۔ کیا یہ لوگ یوں خیال کرتے ہیں کہ ہم جو اُن کو مال اور اولاد دیئے چلے جا رہے ہیں
نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم انکو جلدی جلدی فائدے پہنچا رہے ہیں، یہ بات نہیں بلکہ یہ لوگ اسکی حکمت نہیں سمجھتے ۔ بیشک
هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ
جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کی
رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٨﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾ وَ
آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جو لوگ اپنے رب کیساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے ۔ اور جو
الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ
لوگ دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور اسپر بھی ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ
اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿٦٠﴾ اُولٰۗىِٕكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ
وہ اپنے رب کی طرف واپس جانیوالے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دوڑ دوڑ کر بھلائیاں حاصل کر رہے ہیں
وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَ
اور یہی لوگ ان بھلائیوں کی طرف بڑھ جانیوالے ہیں۔ اور ہم کسی شخص کو اسکی قوت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے
لَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٢﴾ بَلْ
اور ہمارے پاس اعمال کی ایک ایسی کتاب ہے جو ٹھیک ٹھیک بتادیتی ہے اور وہ لوگ ذرا بھی ظلم نہیں کیے جائیں گے۔ لیکن

اور میں تمہارا پروردگار ہوں پس تم مجھ سے ڈرتے رہو ؛؛ یعنی رسولوں سے یہ بھی فرمایا کہ باعتبار اصول دین کے تم سب کا دین اور ملت اور طریقہ ایک ہی ہے تم سب کا مالک اور منعم حقیقی ایک میں ہی ہوں سو مجھ سے ڈرتے رہا کرو اور میرے احکام کی مخالفت اور میرے احکام کی تعمیل میں سستی نہ کرو (۵۲) دین کی وحدت اور اپنی ربوبیت اور تقوے کا اظہار کرنے کے بعد ارشاد ہوتا ہے پھر لوگوں نے پھوٹ ڈال کر اپنا دین آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرلیا اب ہر فرقہ کے لوگوں کے پاس جو دین ہے وہ اسی پر خوش اور مگن ہورہے ہیں ؛؛ یعنی چاہیئے تو یہ تھا کہ سب لوگ ایک ہی دین پر قائم رہتے اور پیغمبروں کے زمانے میں جو وقتی طور پر فروعی مسائل میں کچھ اختلافات ضرورت کے اعتبار سے ہوتے ہیں اُن سے متاثر نہ ہوتے اور اصول میں سب ایک رہتے لیکن ہوا یہ کہ لوگوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے آپس میں بانٹ لئے اور اب ہر فرقہ اپنی شریعت الگ بنائے بیٹھا ہے اور اسی پر مگن ہورہا ہے اور سمجھ رہا ہے کہ بس حق میرے ہی پاس ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ہر پیغمبر کے ہاتھ اللہ نے جو اس وقت کے لوگوں میں بگاڑ تھا سنوار فرمایا ہے پیچھے لوگوں نے جانا ان کا حکم جدا جدا ہے آخر پیغمبر کے ہاتھ سب بگاڑ کا سنوار اکٹھا بتادیا اب سب مل کر ایک دین ہوگیا ۱۲ یعنی لوگوں کی خرابی کو دور کرنے کی غرض سے جو ہر پیغمبر کو اصلاحی باتیں بتائی گئی تھیں وہ محض وقتی تھیں اور اُن لوگوں کے لئے خاص تھیں جن کی برائی اور خرابی کو دُور کرنے کی غرض سے اس پیغمبر کو بھیجا گیا تھا وہ کوئی مستقل دین نہ تھا۔ لوگ اپنی نادانی اور خوش فہمی سے یہ سمجھ گئے کہ ہر پیغمبر کا دین جُدا جُدا ہے پھر انھوں نے باہم ٹکڑے ٹکڑے کرکے پیغمبروں کی تعلیم کو باہم تقسیم کرلیا اللہ تعالیٰ نے نبی آخرالزماں کو ایک مستقل قانون دیکر بھیجا تاکہ قیامت تک وہ قانون کام دے دین کی اصل تو ایک ہی تھی فروعی مسائل کے لئے بھی دین کی تکمیل کردی گئی اور اب سب کا ایک ہی دین ہوگیا لیکن لوگ اتنی صاف بات کو بھی نہیں سمجھتے اور ہر فرقہ اپنے حصہ پر ریجھ رہا ہے اور اپنی جہالت اور حماقت سے اسی کو دین سمجھ رہا ہے جو اس کے پاس ہے تو آگے اس کا مداوا فرمایا (۵۳) پس اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو اُن کی غفلت میں ایک وقت خاص تک چھوڑ دیجیے اور پڑا رہنے دیجیے ؛؛

غمرہ اصل میں اُس ڈباؤ پانی کو کہتے ہیں جو گلے گلے تک آجائے اور انسان کو بچنے کی توقع نہ رہے یہاں ان کی جہالت اور غفلت کو اس ڈباؤ پانی سے تشبیہ دی گئی ہے گویا غفلت وجہالت نے انکے
ہوش وحواس ڈوبتے ہوئے آدمی کی طرح کھو رکھے ہیں لہٰذا آپ ان کو نظر انداز کیجیے اور اپنے قلب کو بلا وجہ اُن کی فکر میں مبتلا نہ کیجیے۔ ایک وقت خاص فرمایا موت کے وقت کو یا قتل کے وقت کو یا عذاب
آنے تک ۔ اس آیت میں کفار کو تنبیہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی ظاہر کی گئی ہے ۔ چونکہ کفار اپنے عیش وتنعم اور کثرتِ اموال واولاد اور عذاب کی تاخیر کو اپنی حقانیت کی دلیل سمجھتے تھے آگے اسکا جواب
فرمایا (۵۴) کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے اور یوں سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کو مال اور اولاد دیئے چلے جاتے ہیں (۵۵) تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ہم ان کو بھلائیاں اور فائدے پہونچانے میں جلدی کررہے ہیں ۔
اور ان کو دوڑ دوڑ کر بھلائیاں پہونچا رہے ہیں نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اس استدراج کی مصلحت کو نہیں سمجھتے ؛؛ یعنی مال کی بہتات اور بیٹوں کی کثرت جو ان کو حاصل ہے ۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان کفار کے قلوب اس دین سے غفلت اور جہالت اور بیہوشی میں مبتلا ہیں اور اس جہالت اور انکار کے علاوہ اور بھی ان کے اعمال بد اور بُرے بُرے اعمال ہیں جن کو یہ کرتے رہتے ہیں ۞ یعنی دین حق کی جانب سے بالکل غفلت اور جہالت کا برتاؤ کر رہے ہیں اور غفلت میں ڈوب رہے ہیں اور فساد عقیدہ کیساتھ ساتھ اور بہت سے بُرے اعمال ہیں جن کا یہ ارتکاب کرتے رہتے ہیں اور جس طرح مسلمان ایمان صحیح کیساتھ نیک اعمال بھی بجالاتے ہیں اسی طرح یہ شرک کے ساتھ اور اعمال سیئہ کے بھی مرتکب ہوتے ہیں (۶۳) یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوش عیش لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیں گے اور گرفتار کر دیں گے تو تب ہی چلا اُٹھیں گے ۞ یعنی قحط میں یا بدر کی جنگ میں یا مرنے کے بعد برزخ میں، ان کے خوش حال لوگ اس قسم کے عذابوں میں سے کسی عذاب کی لپیٹ میں آجائیں گے تو چلانے لگیں گے اور جب عذاب کے وقت بڑے بڑے لوگوں کا یہ حال ہو جائیگا تو چھوٹے لوگوں کا تو کہنا ہی کیا ہے (۶۴) اُس وقت کہا جائیگا اب مت چلاؤ ہماری طرف سے تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی ۞ یعنی اب مدد کا وقت نہیں ہے تم اپنی باتوں پر غور کرو کہ تم کیا کرتے رہے ہو (۶۵) بلاشبہ میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں اور میری آیتیں تم پر تلاوت کی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں کے بل اس طرح لوٹ جاتے تھے۔

قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّن دُونِ

واقعہ یہ ہے کہ ان کفار کے قلوب اس دین سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور اسی غفلت کے علاوہ اور

ذَٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُونَ ﴿٦٣﴾ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم

بھی ان کے اعمال بد ہیں جن کو یہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم ان کے خوش حال لوگوں کو عذاب میں

بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْأَرُونَ ﴿٦٤﴾ لَا تَجْأَرُوا الْيَوْمَ إِنَّكُم

گرفتار کردیں گے تو فوراً چلا اُٹھیں گے۔ اُس وقت کہا جائے گا اب مت چلاؤ ہماری طرف سے تمہاری

مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿٦٥﴾ قَدْ كَانَتْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ

کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ یقیناً میری آیتیں تم کو پڑھ کر سُنائی جاتی تھیں

فَكُنتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ تَنكِصُونَ ﴿٦٦﴾ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِ

تو تم اپنی ایڑیوں کے بل اُلٹے ہی پاؤں اس طرح لوٹ جاتے تھے۔ کہ اس قرآن سے تکبر کرتے ہوئے

سَامِرًا تَهْجُرُونَ ﴿٦٧﴾ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم

اور اسکو افسانہ گوئی کا مشغلہ بناتے ہوئے اور بیہودہ بکواس کرتے ہوئے کیا ان لوگوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا یا انکے پاس کوئی ایسی چیز

مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ

آگئی ہے جو ان کے گزشتہ باپ دادوں کے پاس نہیں آئی تھی۔ کیا یہ لوگ اپنے رسول کو جانتے پہچانتے نہیں اور اس

فَهُمْ لَهُ مُنكِرُونَ ﴿٦٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ

وجہ سے اسکو نہیں مانتے۔ کیا یہ لوگ اس رسول کی شان میں یوں کہتے ہیں کہ اسکو جنون ہے یہ بات نہیں ہے بلکہ

جَاءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٠﴾ وَلَوِ اتَّبَعَ

رسول انکے پاس ایک حق بات لیکر آیا ہے لیکن انکا حال یہ ہے کہ ان میں کے اکثر حق بات سے نفرت کرتے ہیں۔ اور اگر کہیں دین حق

الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن

انکی خواہشات باطلہ کا تابع ہوجاتا تو یقیناً آسمان زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب درہم برہم ہو جاتے

فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَاهُم بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَن ذِكْرِهِم

بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت پہونچا دی مگر وہ اپنی نصیحت سے

(۶۶) کہ اس قرآن سے تکبر کرتے ہوئے اور اس کو افسانہ گوئی کا مشغلہ بناتے ہوئے اور بیہودہ بکواس کرتے ہوئے ۞ یعنی قرآن کی آیتیں سُنکر اُلٹے پاؤں لوٹ جاتے تھے اور حالت یہ ہوتی تھی کہ تکبر کا اظہار کرتے تھے قرآن کے ساتھ اور اسکو افسانہ گوئی اور قصے کہانیاں کہتے ہوئے اور فحش گوئی کرتے ہوئے لوٹا کرتے تھے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رات کو مسجد حرام میں بیٹھ کر قصے اور کہانیاں بیان کیا کرتے تھے اور اسی میں قرآن اور پیغمبر اسلام کی ہجو کرتے تھے اور آپکو کاہن اور شاعر اور قرآن کو پچھلوں کی کہانیاں کہتے تھے' اب آگے پھر قرآن اور رسول کے متعلق غور و فکر کا حکم ہے۔ (۶۷) کیا ان لوگوں نے اس کلام میں غور نہیں کیا اور عقل و تدبر سے کام نہیں لیا یا ان کے پاس کوئی ایسی چیز آگئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادوں کے پاس نہ آئی تھی ۞ یعنی یہ لوگ جو قرآن کی اور صاحب قرآن کی تکذیب کر رہے ہیں کیا انھوں نے کلام الٰہی میں غور نہیں کیا جو ان پر اس کلام کا اعجاز ہونا ظاہر ہوتا اور اسکو کلام الٰہی سمجھ کر اس پر ایمان لاتے یا اس قرآن کا اس رسول پر نازل ہونا کوئی ایسی انوکھی اور نئی چیز ہے کہ اس رسول سے پہلے نہ کوئی رسول آیا اور نہ لوگوں کی ہدایت کے لئے کوئی صحیفہ نازل ہوا اور جب رسولوں کا آنا اور رسول کے قاصدوں کا پہنچنا ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور نصیحت کرنے والے اور صحائف آسمانی اور احکام آسمانی کا نزول ہر دور میں ہوا ہے تو پھر یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے جس کا انکار کرتے ہیں معلوم ہوا کہ محض ضد اور تعصب سے کام لیتے ہیں یہی جہالت اور غفلت ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بات دھیان نہیں کی یعنی قرآن میں فکر نہیں کرتے اور نصیحت کرنے والے ہمیشہ ہوتے رہے ہیں پیغمبر ہوتے یا پیغمبر کے تابع ہوتے ۱۲ (۶۸) کیا یہ لوگ اپنے پیغمبر کو جانتے پہچانتے نہیں اور اس وجہ سے اس کو نہیں مانتے ۞ یعنی یہ رسول کہ تم میں پیدا ہوا یہیں بڑھا پلا چھوٹے سے بڑا ہوا بچپن سے اس کی عادت اور خصلت سے واقف ہو اس کی امانت اور دیانت کے معترف ہو یہ عجیب بات ہے کہ محمد بن عبداللہ کی تو تعریف کرتے ہو اور اس کی خوبیاں مانتے ہو اور جب محمد بن عبداللہ محمد رسول اللہ ہو جاتا ہے تو اس کی تکذیب کرتے ہو اور اس کی ایذا رسانی کے درپے ہو جاتے ہو۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ہمیشہ اس رسول کی خو اور خصلت سے واقف ہیں اور اس کی سچائی اور نیکی جان رہے ہیں ۱۲ (۶۹) کیا یہ لوگ اس رسول کی شان میں یوں کہتے ہیں کہ اس کو جنون ہے اور یہ اس رسول کی طرف جنون اور دیوانگی کو منسوب کرتے ہیں یوں نہیں بلکہ رسول ان کے پاس ایک حق بات لیکر آیا ہے اور ان منکرین کا حال یہ ہے کہ ان میں کے اکثر حق بات سے نفرت کرتے ہیں ۞ یعنی پیغمبر کو نہ جنون ہے نہ دیوانگی وہ تو دین حق لیکر آیا اور اُسی دین حق کا پرچار کرتا ہے ان دین حق کے منکروں کی حالت یہ ہے کہ ان میں ایسے لوگوں کی اکثریت ہے جو دین حق سے نفرت کرتے ہیں اور انکو حق کی اشاعت ناگوار معلوم ہوتی ہے یعنی اکثریت ایسے نفرت کرنے والوں کی ہے اور جو کم ہیں وہ تکبر کی وجہ سے اور برادری کے پاس کی وجہ سے ایمان نہیں لاتے اور دین حق کے منکروں کی خواہش یہ ہے کہ حق بھی ایسا ہو جو اُن کی خواہشات کا پیرو اور متبع ہو جو یہ چاہیں ویسا ہی دین حق بھی ہو آگے اس کا جواب

(باقی ص۵۵۳ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۵۲) ارشاد ہوتا ہے (۷۰) اور اگر کہیں خدانخواستہ دین حق ان کی خواہشات باطلہ کا تابع ہو جاتا تو یقیناً آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب خراب اور درہم برہم ہو جاتے بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس ان کی نصیحت پہونچا دی مگر وہ اپنی نصیحت سے روگردانی کر رہے ہیں اور منہ پھیر رہے ہیں ؛ یعنی ان کی خواہشات باطلہ کا اگر خدانخواستہ حق کو تابع کر دیا تو پھر حق ہی کہاں ہوا حق بات کا تو مقتضایہ ہے کہ حق کی پیروی کی جائے نہ کہ حق کو باطل کا تابع کر دیا جائے پھر تو سب کفر اور باطل ہی ہو جائے گا۔ اور کفر غضب الٰہی کا موجب ہے اور غضب الٰہی ہلاکت کا سبب ہے لہٰذا زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور جو کچھ ان میں ہے سب ہلاک و برباد ہو جائے بھلا حق جس کے سہارے تمام کائنات قائم ہے اہل باطل کے اختیار میں دیدیا جائے تو اس کا انجام ظاہر ہے بلکہ بات یہ ہے کہ یہ حق کو تو کیا تابع بنائیں گے ان کی حالت تو یہ ہے کہ ہم نے ان کو ان کی نصیحت بھیجی ہے جو ان کے نفع کی چیز ہے مگر یہ اس نصیحت سے بھی روگردانی کر رہے ہیں۔ حالانکہ نصیحت اگر نافع بھی نہ ہو تب بھی اس کو قبول کرنا ضروری ہے چہ جائے کہ وہ نصیحت نفع بخش بھی ہو۔ بعض نے ذکر کا ترجمہ یہاں شرف کیا ہے اس قرآن کا عربی لغت میں ہونا اور عرب میں تمام دنیا کے لئے رسول کا آنا یہ اہل عرب کی بہت بڑی شرافت کا سبب ہے لیکن یہ اتنی بڑی شرافت کی چیز سے جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں عزت کا سبب ہے روگردانی اور اعراض کر رہے ہیں پھر ان کی خواہش یہ ہے کہ دین حق کو انکا تابع بنا کر باطل بنا دیا جائے (۷۱) تفسیر صفحہ ہٰذا

مُعْرِضُونَ ﴿٧١﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ
روگردانی کر رہے ہیں - کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں یعنی تبلیغ پر تو آپکے رب کا معاوضہ انکے معاوضہ سے
وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ
بدرجہا بہتر ہے اور وہ سب سے بہتر دینے والا ہے - اور بلاشبہ آپ اُن لوگوں کو سیدھی راہ کی طرف
مُسْتَقِيمٍ ﴿٧٣﴾ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ
بلا رہے ہیں - اور ان لوگوں کا جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے یہ حال ہے کہ اس
عَنِ الصِّرَاطِ لَنَاكِبُونَ ﴿٧٤﴾ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا
سیدھے راستے سے ہٹے جا رہے ہیں - اور اگر ہم ان پر مہربانی کریں اور ان پر جو تکلیف ہے
بِهِمْ مِنْ ضُرٍّ لَلَجُّوا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧٥﴾
اس کو ہم دور بھی کر دیں تو یہ لوگ بحالت تحیر و تردد اپنی سرکشی میں اور زیادہ اصرار کرنے لگیں۔
وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ
اور یقیناً ہم نے ان کو عذاب میں گرفتار کیا مگر اس پر بھی نہ تو انھوں نے اپنے رب کے سامنے فروتنی اختیار کی
وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿٧٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا
اور نہ وہ اس کے روبرو گڑگڑائے - یہاں تک کہ جب ہم ان پر کسی سخت عذاب کا دروازہ
عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٧﴾ ع وَهُوَ
کھولدیں گے تو یہ اس عذاب میں مبتلا ہو کر دفعتہً ناامید و حیرت زدہ رہ جائیں گے - اور اللہ تعالیٰ
الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ
ایسا ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے
قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي
لیکن تم لوگ بہت ہی کم شکر بجا لاتے ہو - اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا
الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٧٩﴾ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي
رکھا ہے اور تم سب اُسی کی طرف جمع کئے جاؤ گے - اور وہی ہے جو زندگی عطا کرتا ہے

کیا آپ اس نصیحت پر ان سے کوئی معاوضہ آمدنی اور محصول طلب کرتے ہیں تو آپ کے پروردگار کا معاوضہ اور انعام بدرجہا بہتر ہے اور وہ سب دینے والوں سے بہتر دینے والا ہے ؛ یعنی یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کے انعام اور اُجرت اور معاوضہ سے آپکے پروردگار کا انعام بہتر اور بدرجہا بہتر ہے اور وہ سب انعام دینے والوں سے بہتر دینے والا ہے اور یہ بات آپکو بخوبی معلوم ہے پھر آپ ان سے کیوں انعام اور معاوضہ طلب کرتے۔ ہم نے مفسرین کے تمام اقوال کی تیسیر میں رعایت رکھی ہے اور قرات مختلف خرجا اور خراجا کو بھی ملحوظ رکھا ہے واللہ اعلم (۷۲) اور بلاشبہ اے پیغمبر آپ تو ان لوگوں کو سیدھی راہ کیطرف بلاتے اور سیدھے راستہ کی دعوت دیتے ہیں ؛ یعنی آپ کی دعوت تو دین حق کیلئے ہے اور وہی سیدھی راہ ہے (۷۳) اور جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ سیدھی راہ سے عدول کر رہے ہیں اور ہٹے جا رہے ہیں ؛ یعنی جس راہ کی طرف آپ بلا رہے ہیں یہ اُس راہ سے ہٹ رہے ہیں اور ٹیڑھے ہو رہے ہیں (۷۴) آگے ان کی جہالت اور احسان فراموشی کی حالت اور متکبرانہ عادت کو اور واضح فرماتا ہے اور اگر ہم ان پر رحم اور مہربانی فرمائیں اور ان پر جو تکلیف ہے اس کو دور بھی کر دیں تو یہ لوگ بحالت تحیر و تردد اپنی سرکشی میں اور اصرار کرنے لگیں ؛ کفار کی یہ عام عادت ہے کہ مصیبت کے وقت مخلص بن کر خدا کو پکارتے ہیں اور جب وہ تکلیف اور مصیبت دور ہو جاتی ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں آیت میں شاید اس قحط کی طرف اشارہ ہو جو حضورؐ کی دعا سے مکہ والوں پر مسلط ہوا تھا یا عام اشارہ ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ حضرتؐ کی دعا سے ایک بار مکے کے لوگوں پر قحط پڑا تھا پھر حضرتؐ ہی کی دعا سے کھلا شاید اسی کو فرمایا ۱۲ غرض ان کی ناسپاسی اور احسان فراموشی ظاہر ہے آگے ان کے عام طرز عمل کا ذکر فرمایا (۷۵) اور یقیناً ہم نے ان کو عذاب میں پکڑا اور عذاب میں گرفتار کیا مگر اس پر بھی نہ تو انھوں نے اپنے پروردگار کے روبرو فروتنی اختیار کی اور نہ اس کے سامنے گڑگڑائے اور عاجزی کا اظہار کیا ؛ یعنی اُن کی حالت اور انکے واقعات شاہد ہیں کہ ہم نے ان اہل مکہ پر مختلف مصائب نازل فرمائے مگر انھوں نے اپنی حالت نہیں بدلی شاید جنگ بدر کی طرف اشارہ ہو یا عام تکالیف قحط اور بیماری وغیرہ کو فرمایا بہرحال ٹس سے مس نہ ہوئے اور اپنی ڈھٹائی پر قائم رہے نہ خدا کے سامنے عاجزی اور فروتنی اختیار کی نہ اس کے سامنے گڑگڑائے جب مصائب کے وقت ان کا یہ حال ہے تو مہربانی کی حالت میں ان کا خود اندازہ کر لو۔ ببیں زبہار من گلستاں مرا۔ حالانکہ بدر میں ان کے بڑے بڑے آدمی قتل کر دئے گئے لیکن جو بچے وہ اپنے حال پر قائم رہے (۷۶) یہاں تک کہ جب ہم ان پر کسی سخت عذاب کا (باقی ۵۵۴ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۵۳) دروازہ کھولدیں گے تو یہ اس عذاب میں مبتلا ہو کر دفعۃً نا اُمید و حیرت زدہ رہ جائیں گے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید وہ دروازہ لڑائیوں کا کھلا جس میں تھک کر عاجز ہوئے ۱۲
شاید عذابِ دُنیوی اور عذابِ اُخروی دونوں مُراد ہوں ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یبلس المجرمون (۷۷) اب آگے پھر حق تعالیٰ کے تصرفاتِ قدرت اور اس سے حشر اور دوبارہ زندہ ہونے
کا اثبات اور اسی ضمن میں توحید کا اثبات بیان ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے تمہارے نفع کے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے لیکن تم لوگ بہت کم شکر
ادا کرتے ہو ۞ یعنی اللہ تعالیٰ نے زندگی کے ساتھ دوسری چیزیں بھی عطا فرمائیں اگر کان سننے کو اور آنکھیں دیکھنے کو اور دل سمجھنے کو نہ دیتے تو زندگی بیکار ہوتی ان احسانات کا شکر بجالاتے اور اللہ تعالیٰ
کی ہدایت کے موافق دینِ حق کو قبول کرتے لیکن تم بہت کم شکر بجالاتے ہو یعنی شکر کا حق ادا نہیں کرتے یا بہت کم لوگ شکر گزار ہیں وقلیل من عبادی الشکور

وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۸۰﴾
اور موت دیتا ہے اور رات دن کا بدلتے رہنا اُسی کے اختیار میں ہے سو کیا تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔
بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿۸۱﴾ قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا
اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ بھی وہی بات کہہ رہے ہیں جو بات ان کے اگلے کہتے چلے آئے ہیں۔ یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ
وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿۸۲﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا
کیا جب ہم مرجائیں گے اور مر کر مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ بیشک ہم سے
نَحْنُ وَآبَاؤُنَا هَٰذَا مِنْ قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ
اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں سے اس دوبارہ زندہ ہونیکا وعدہ ہوتا چلا آیا ہے مگر یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محض
الْأَوَّلِينَ ﴿۸۳﴾ قُلْ لِمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ
پہلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں ہیں، اے پیغمبر آپ ان سے پوچھئے کہ اگر تمکو خبر ہے تو بتاؤ کہ یہ زمین اور جو کچھ اس زمین میں ہے
تَعْلَمُونَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۸۵﴾
یہ سب کس کا ہے۔ وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ کا ہے آپ فرمائیے پھر تم کیوں نہیں غور کرتے۔
قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿۸۶﴾
آپ ان سے یہ بھی پوچھئے کہ ساتوں آسمانوں کا مالک اور عالی شان عرش کا مالک کون ہے۔
سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۸۷﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهِ
وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ اس سب کا مالک بھی اللہ ہی ہے آپ فرمائیے پھر تم اُس سے ڈرتے کیوں نہیں۔ آپ ان سے یہ بھی پوچھئے
مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ
کہ اگر تمکو کچھ خبر ہے تو بھلا یہ تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جسکے ہاتھ ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ جسکو چاہے پناہ دے سکتا ہے اور
كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ تُسْحَرُونَ ﴿۸۹﴾
اسکے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ ضرور یہی جواب دینگے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں آپ فرمائیے پھر تم کہاں سے فریب کھائے جاتے ہو۔
بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ
بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کو ہم نے حق بات پہونچا دی ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نہ تو کسی کو

بہرحال آیت میں تین باتیں ہیں ایک حضرت حق تعالیٰ کے انعامات کا اظہار دُوسرے شکر بجالانے کا مطالبہ تیسرے شکر بجالانیوالوں کی کمی پر شکایت (۷۸) اور اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور تم سب اُسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے اور اسی کے پاس لائے جاؤ گے ۞ یعنی تم کو پیدا کیا اور تم کو رہنے اور بسنے کو زمین دی اور پھر اسی کے پاس جانا بھی ہے پھر تمہیں کیا ہوگیا کہ تم قیامت پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی نعمتوں پر شکر ادا نہیں کرتے (۷۹) اور وہی ہے جو جِلاتا اور مارتا ہے زندگی عطا کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور رات دن کا بدلتے رہنا اسی کے اختیار میں ہے پھر کیا تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ۞ تفسیر صفحہ ہٰذا یعنی بے جان کو جان دیتا ہے اور جاندار کو بے جان کردیتا ہے اور رات دن کا باہم یکے بعد دیگرے آنا رات کے پیچھے دن اور دن کے پیچھے رات اور کبھی کے دن بڑے کبھی کی رات ۞ یہ سب اسکی بے غایت قدرت کے کرشمے ہیں تو کیا اس کے بعد بھی تم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنے پر ایمان نہیں لاتے اور اس کی قدرت اور اس کے قابو سے اپنے کو باہر سمجھتے ہو (۸۰) بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ کچھ سمجھتے نہیں بلکہ وہی بات کہتے ہیں جو بات ان کے اگلے کہہ چکے ہیں اور پہلے کافر کہتے چلے آئے ہیں ۞ یعنی بعث بعد الموت کے بارے میں پہلے اور پچھلے کافروں کی ایک سی ہئیت ہے۔ آگے اُس بات کا اظہار ہے (۸۱) یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مرگئے اور مر کر مٹی اور ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کرکے اُٹھائے جائیں گے ۞ یعنی جو پہلے منکر کہا کرتے تھے کہ جب ہم مر کر خاک ہوجائیں گے تو پھر ہم دوبارہ کیسے زندہ ہوجائیں گے یہی یہ سب بھی کہتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ جس نے پہلی مرتبہ ان کو زندگی بخشی ہے اُس کو دوبارہ زندہ کرلینا کیا مشکل ہے (۸۲) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بلاشبہ یہ وعدہ ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں سے ہوتا چلا آیا ہے مگر یہ وعدہ سوائے اس کے نہیں کہ محض پہلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں اور قصے ہیں۔ ۞ یعنی یہ دوبارہ زندہ ہونیکا وعدہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ ہم سے پہلے ہمارے بزرگوں سے بھی اس قسم کا وعدہ ہوتا چلا آیا ہے جو آج تک تو شرمندۂ ایفا رہا نہیں اس سے کیا سمجھا جائے یہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کچھ نہیں مگر پہلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں ہیں جو یہ شخص بھی کہتا ہے یعنی ان باتوں کا کوئی وجود نہیں کہنے کو تو پہلے پیغمبر بھی یہی کہتے چلے آئے ہیں اور ہمارے بزرگوں کو یہی وعدہ دیتے آئے ہیں لیکن اس وعدے کی اصلیت کا آج تک تو ظہور ہوا نہیں (۸۳) آگے اور دلائل توحید و بعث ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر آپ ان سے فرمائیے کہ اگر تم کو خبر ہے تو بتاؤ کہ یہ زمین اور جو مخلوقات اس میں ہے یہ سب کس کا ہے ۞ یعنی زمین اور زمین پر بسنے والی مخلوقات خواہ وہ ذوی العقول ہو یا غیر ذوی العقول یہ سب کس کا ہے (۸۴) وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے آپ فرمائیے کہ پھر تم غور کیوں نہیں کرتے ۞ یعنی جب یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کا ہے پھر (باقی صفحہ ۵۵۵ پر)

Marfat.com

اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ
اپنا بیٹا مقرر کیا ہے اور نہ اُس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو لیکر
كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ
جدا ہو جاتا اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے لئے چڑھائی کر دیتا جو باتیں یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بیان کرتے ہیں
اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۙ﴿۹۱﴾ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا
اللہ تعالیٰ کی ذات اُن سے پاک ہے ۔ وہ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے بہرحال وہ ان لوگوں کے
يُشْرِكُوْنَ ﴿۹۲﴾ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ﴿۹۳﴾
شرک سے بالاتر ہے ۔ آپ دعا کیجئے کہ اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر وہ تو مجھے
رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ وَاِنَّا
دکھائے تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں میں شامل نہ کیجیو ۔ اور ہم اس بات پر
عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۹۵﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ
قادر ہیں کہ جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں وہ آپکو دکھا دیں ۔ اے پیغمبر آپ ان کی برائی کو
هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَ
ایسے برتاؤ سے دفع کیا کیجیے جو نہایت ہی اچھا ہو ہم ان باتوں سے خوب واقف ہیں جو یہ آپ کی نسبت کہا کرتے ہیں اور
قُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۙ﴿۹۷﴾ وَاَعُوْذُ
آپ یوں دعا کیجیے کہ اے میرے رب میں شیاطین کے اثرات یعنی وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں ، اور اے میرے رب اس بات
بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ﴿۹۸﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ
سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آئیں یہاں تک کہ ان کافروں میں سے جب کسی کو موت
الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۙ﴿۹۹﴾ لَعَلِّيْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا
آپہونچتی ہے تو اُس وقت کہتا ہے اے میرے رب مجھ کو واپس لوٹا دے تا کہ دنیا جسے میں چھوڑ آیا ہوں
فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ
اس میں نیک عمل کروں کہا جاتا ہے ہرگز نہیں یہ محض ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور ان کے

منزل ۴

ع ۵ ۱۵ ۵

(بقیہ صفحہ ۵۵۴) اُس کے ساتھ اُس کی مملوک کو شریک کیوں کرتے ہو اور جس نے ابتداءً زمین کو بنایا وہ اسپر آباد مخلوق کو دوبارہ کیوں نہیں پیدا کر سکتا (۸۵) آپ اے پیغمبر ان سے یہ بھی دریافت کیجیے کہ ساتوں آسمانوں کا مالک کون ہے اور وہ کون ہے جو عالی شان تخت یعنی عرش عظیم کا مالک ہے (۸۶) وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ اس سب کا مالک اللہ ہی ہے آپ فرمائیے پھر تم اس سے ڈرتے کیوں نہیں ؛ یعنی جواب میں حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام نہیں بتا سکتے تو اللہ ہی کا نام لیتے ارشاد ہوا پھر اُس سے ڈرتے کیوں نہیں اور اُس کے فرمان بعث پر ایمان کیوں نہیں لاتے اور دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیوں کرتے ہو پہلے تذکرون فرمایا پھر تتقون فرمایا معلوم ہوا تذکرہ مُوصل الی التقویٰ ہے (۸۷) اے پیغمبر آپ ان سے یہ بھی پوچھیے کہ اگر تم کو کچھ خبر ہے اور تم جانتے ہو تو یہ بتاؤ کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں اور جس کے قبضہ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ ہر ایک کو پناہ دے سکتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا ؛ یعنی وہ کون ہے جس کے قبضہ میں ہر چیز کی بادشاہت ہے وہ ہر ایک مجرم کو پناہ دے سکتا ہے اور اس کی فریادرسی کر سکتا ہے لیکن اُسکے مجرم کو اُسکے ہاتھ سے نہ کوئی بچا سکتا ہے نہ کوئی پناہ دے سکتا ہے نہ فریادرس بن سکتا ہے اور نہ کوئی مدد کر سکتا ہے (۸۸) وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں آپ فرمائیے پھر تم کہاں سے فریب دیئے جاتے ہو ؛ اگر یہ بات ہے کہ یہ سب صفتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں تو پھر تم کو جادو زدہ کی طرح کیوں خبط ہو رہا ہے اور تم کو کہاں سے دھوکا اور فریب دیا جاتا ہے یعنی تم کیوں توحید الٰہی اور بعث بعد الموت کے قائل نہیں ہوتے (۸۹) بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کو حق بات پہونچا دی ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں ؛ یعنی توحید اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کی ٹھیک ٹھیک بات ان کو پہونچا دی ہے اور یہ اس حق کے خلاف جو کچھ کہہ رہے ہیں اس کہنے میں جھوٹے ہیں یعنی شرک اور بعث کے انکار میں جھوٹ بول رہے ہیں (۹۰) **تفسیر صفحہ ہٰذا**:- چونکہ توحید کا مسئلہ اہم ہے اُس کی مزید وضاحت فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے نہ تو کسی کو اپنی اولاد قرار دیا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر معبود اور ہر الٰہ اپنی اپنی مخلوق کو لیکر الگ ہو جاتا اور ایک دوسرے پر غلبہ پانے کے لئے چڑھائی کر دیتا۔ جو باتیں یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت بتاتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ان باتوں سے پاک اور بری ہے ؛ یعنی نہ تو اسکی کوئی اولاد ہے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں یا عرب کے جاہل کہتے ہیں نہ اُس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا ہے اگر کوئی اور خدا بھی ہوتا تو اس کا قوی امکان تھا کہ وہ اپنی اپنی بنائی ہوئی اور پیدا کی ہوئی مخلوق کو لیکر علیحدہ ہو جاتا اور اس کا بھی امکان تھا کہ ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کی غرض سے چڑھائی کر دیتا اور سارا عالم خداؤں کی لڑائی میں تباہ ہو جاتا جیسا کہ دنیا کے بادشاہوں کی لڑائی میں ہوتا ہے اور جب آج تک ایسا نہیں ہوا تو معلوم ہو گیا کہ جو باتیں یہ مشرک اُس کی شان میں کہتے ہیں وہ ان سب باتوں سے پاک اور منزہ ہے (۹۱) وہ ہر چھپی اور کھلی اور ہر پوشیدہ و آشکارا کا جاننے والا ہے غرض وہ ان لوگوں کے شرک سے بہت بلند اور بالاتر ہے ؛ یعنی جو لوگ شرک خفی کرتے ہیں جیسے ریا اسکو بھی جانتا ہے اور جو شرک جلی اور بت پرستی میں مبتلا ہیں اُس کو بھی جانتا ہے بہرحال جس کو یہ لوگ اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں خواہ وہ اصنام ہوں یا کوئی انسان ہو وہ ان سب سے بالاتر ہے (۹۲) ان صاف صاف دلائل کو سنکر بھی جب یہ کفار عرب دین حق کی طرف مائل نہیں ہوتے تو یہ عذاب دُنیوی یا اُخروی میں ضرور مبتلا ہوں گے اس لئے اس عذاب سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے پیغمبر کو دعا تعلیم فرمائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر آپ یوں دعا کیجیے اے میرے پروردگار جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر تو وہ مجھ کو دکھائے ؛ یعنی میری زندگی میں اگر وہ عذاب ان پر آجائے (۹۳) تو اے میرے پروردگار مجھے ان (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

نالہ دنیا جس کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں واپس جاکر میں نیک عمل کروں۔ کہا جاتا ہے ہرگز نہیں۔ یعنی ایسا نہیں ہوگا یہ محض اُس کی ایک بات ہے جس کو وہ کہہ رہا ہے اور اُن کے آگے ایک آڑ اور پردہ ہے یعنی عالم برزخ میں اُس دن تک کیلئے جس دن لوگ دوبارہ زندہ کرکے اُٹھائے جائیں گے ؂ یعنی جب مرتے وقت ملک الموت اور اُس کے اعوان وہمراہی فرشتوں کو دیکھتا ہے تو اپنی غلطی کا احساس کرتا ہے اور ندامت سے کہتا ہے کہ اے پروردگار مجھ کو واپس لوٹا دیجئے یہ بات اصل میں تو ملک الموت اور اس کے اعوان سے کہتا ہے اور پروردگار کا نام بطور مدد کے لیتا ہے۔ یا خطاب پروردگاری کو کرتا ہے اور بطور ادب واحترام جمع کا لفظ استعمال کرتا ہے اور یہ لوٹنے کی درخواست اس لئے کرتا ہے تاکہ ایمان لاؤں اور ایمان پر جو نیک عمل مرتب ہوتے ہیں وہ بجالاؤں اُس وقت جواب ملتا ہے کہ واپس نہیں ہوسکتا یہ ایک بات ہے جس کو یہ کہہ رہا ہے یعنی موت کے آجانے کی وجہ سے لامحالہ یہ اسکو کہنا ہی ہے اور واپسی کی درخواست کرنی ہی ہے لیکن ایسا ہوگا نہیں اور ان کے آگے یا پیچھے ایک آڑ اور پردہ ہے جس کے باعث یہ واپس نہیں آسکتے جس دن تک لوگ دوبارا اُٹھائے جائیں یعنی قیامت تک۔ موت سے لیکر قیامت تک کے درمیانی حصہ کو عالم برزخ کہا جاتا ہے مفسرین کے اس آیت کی تفسیر میں بھی چند اقوال ہیں مگر ہم نے راجح قول کو اختیار کرلیا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں معلوم ہوا یہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی مرکر پھر آتا ہے سب غلط ہے قیامت کو اُٹھیں گے اس سے پہلے ہرگز نہیں ۱۲ یہ تو مرتے وقت کا بیان تھا اب آگے قیامت کا مختصر ذکر ہے (۱۰۰) پھر جس وقت صور پھونکا جائے گا اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو اُس دن لوگوں کے مابین رشتے ناتے کا کوئی اثر باقی رہے گا اور نہ آپس میں کسی کو کوئی پوچھے گا ؂ یعنی ایسی افراتفری ہوگی کہ رشتے ناتے ایسے ہوجائیں گے جیسے کبھی تھے ہی نہیں وہاں مارے ہیبت کے ایک دوسرے سے بات ہی نہ کرسکے گا یہ شاید نفخۂ ثانیہ کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے خوب فرمایا یعنی باپ بیٹا ایک دوسرے کے شامل نہیں ہر ایک سے اُس کے عمل کا حساب ہے ۱۲ محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام انساب منقطع ہوجائیں گے مگر ایک پروردگار کی عبودیت اور بندگی کی نسبت قائم رہے گی (۱۰۱) پھر جن کا پلہ بھاری رہا تو وہی لوگ ہیں جو کامیاب ہوئے ؂ یعنی ایمان اور اعمال نیک کا وزن بڑھ گیا تو یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے (۱۰۲) اور جن کا پلہ ہلکا رہا تو وہی ہیں جنھوں نے اپنے آپکو خسارے اور نقصان میں ڈالا یہ لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے ؂ یعنی ایمان اور نیک اعمال کا پلہ ہلکا ہوگیا اور سیأت کا وزن بڑھ گیا تو ان لوگوں نے اپنے کو نقصان میں ڈال دیا یعنی منکرین (۱۰۳) جہنم کی آگ اُن کے چہروں کو جھلستی ہوگی اور اس آگ میں انکی شکلیں بگڑی ہوئی ہوں گی ؂ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جلتے جلتے بدن سوج جائیں گے نیچے کا ہونٹ ناف تک اور اُوپر کا کھوپری تک اور زبان گھسٹتی زمین پر لوگ اس کو روندیں گے ۱۲ (۱۰۴) کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں سُنائی جاتی تھیں اور تم انکی تکذیب نہیں کیا کرتے تھے ؂ یعنی تم کو قرآن سُنایا جاتا تھا اور تم اس کی تکذیب کیا کرتے تھے اور جھوٹا بتاتے تھے (۱۰۵) وہ کہیں گے اے پروردگار ہماری بدبختی ہم پر غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے ؂ یعنی عذاب کے بعد اعتراف کریں گے اور اپنی گمراہی اور بدبختی کا اقرار کریں گے (۱۰۶) اے ہمارے پروردگار ہم کو اس جہنم کی آگ سے نکال لے اگر آئندہ ہم پھر ایسا کریں تو بیشک ہم گنہگار ہوں گے ؂ یعنی اس آگ سے ہمکو نکال دے اگر آئندہ ہم پھر ایسا کریں تو بیشک ظالم اور ناانصاف ہوں گے اور سزا کے مستحق ہوں گے (۱۰۷) اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اسی آگ میں ذلیل اور پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو ؂ یعنی ہزاروں برس کے بعد یہ جواب دیا جائے گا (۱۰۸) کیا یہ واقعہ نہیں کہ میرے بندوں میں سے ایک فریق اور ایک جماعت تھی جس کے لوگ مجھ سے یوں کہا کرتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو تو ہم کو بخش دے اور ہماری مغفرت فرمادے اور ہم پر رحم کر اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر رحم کرنے والا ہے ؂ یعنی ایک فریق غریب مسلمانوں کا بھی تھا جو ایمان کا اعلان کرتا تھا اور ہم سے بخشش اور رحم کی درخواست کیا کرتا تھا تم ایسے نیک اور شریف لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا کرتے تھے (۱۰۹)

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝١٠٠ فَاِذَا نُفِخَ فِى
آگے ایک آڑ یعنی عالم برزخ ہے اُس وقت تک کے لئے جس دن لوگ دوبارا زندہ کئے جائیں گے۔ پھر جس وقت
الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ۝١٠١
صور پھونکا جائیگا تو اس دن لوگوں کے مابین نہ رشتے ناتے کا کوئی اثر باقی رہے گا اور نہ آپس میں کوئی کسی کو پوچھے گا۔
فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝١٠٢
پھر جن کا پلہ بھاری رہا تو وہی ہیں جو کامیاب ہوئے۔
وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا
اور جن کا پلہ ہلکا پڑا تو وہی ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈالا
اَنْفُسَهُمْ فِىْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝١٠٣ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ
یہ لوگ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ جہنم کی آگ اُن کے چہروں کو جھلستی ہوگی
وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝١٠٤ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
اور اس میں اُن کی شکلیں بگڑ جائیں گی۔ اُن سے پوچھا جائیگا کیوں کیا تم کو میری آیتیں پڑھ کر نہیں سنائی
فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝١٠٥ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا
جاتی تھیں اور تم اُن کی تکذیب نہیں کیا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہماری بدبختی ہم پر
شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝١٠٦ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا
غالب آگئی تھی اور ہم گمراہ لوگ تھے۔ اے ہمارے رب ہمکو اس جہنم کی آگ سے نکال لے
فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝١٠٧ قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا
اگر آئندہ ہم پھر ایسا کریں تو بیشک ہم گنہگار رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا اسی جہنم میں ذلیل اور پھٹکارے ہوئے پڑے رہو
تُكَلِّمُوْنِ ۝١٠٨ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِىْ يَقُوْلُوْنَ
اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میرے بندوں میں سے ایک فرقہ تھا جو مجھ سے یوں عرض کیا کرتا
رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝١٠٩
تھا کہ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو تو ہم کو بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

Marfat.com

سو تم اُن کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور تم نے اُن کا مذاق بنایا یہاں تک کہ اس مذاق کے مشغلے نے تم کو میری یاد ہی بھلا دی اور تم اُن کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے ؛ یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا خاص
طور پر اصحاب صفہ مراد ہیں کہ یہ کافر اُن کا مذاق بناتے اور اُن کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے یہاں تک کہ اس شغل نے تم کو میری یاد بھلا دی اور آج تم اس عذاب میں مبتلا ہوئے (۱۱۰) آج کے دن ہم نے اپنے ان
بندوں کو اُس صبر کا جو انھوں نے تمہاری ایذا پر کیا تھا یہ صلہ دیا کہ وہی ہیں اپنے مقصد میں کامیاب ہونے والے ؛ یعنی تم تو عذاب میں مبتلا ہوا اور وہ اپنے صبر کا پھل بھی پا چکے جو تمہاری تکالیف پر وہ کیا کرتے تھے ۔
(۱۱۱) اللہ تعالیٰ فرمائیگا بھلا تم زمین پر برسوں کی گنتی سے کتنے عرصے رہے ہو گے ؛ یعنی زمین میں تمہارے رہنے کی مدت کیا ہوگی اس کا جواب بھلا گھبراہٹ اور پریشانی میں کیا بنتا گھبرا کر کہیں گے ۔ (۱۱۲)

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ

اگر تم نے اُن بندوں کا مذاق بنایا یہاں تک کہ تمہارے اس مذاق کے مشغلہ نے تم کو میری یاد ہی بھلادی اور

مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا

تم اُن کی ہنسی اڑاتے رہے ۔ آج ہم نے اپنے بندوں کو اُن کے صبر کا یہ صلہ دیا کہ

اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ

وہی اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے گا بھلا تم برسوں کی گنتی سے زمین

عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ

پر کتنے عرصہ رہے ہوگے ۔ وہ کہیں گے ہم بہت رہے ہوں گے تو ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے

فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ

آپ شمار کرنیوالوں سے پوچھ لیجئے ۔ ارشاد ہوگا تم زمین پر تھوڑی ہی مدت رہے ہو کیا خوب ہوتا

كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ

اگر تم اس کو جانتے ۔ کیا تم نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور

اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ

تم ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے جاؤ گے سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہِ حقیقی ہے بہت بلند و بالاتر

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ﴿۱۱۶﴾ وَمَنْ يَّدْعُ

ہے اُس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں وہی عرشِ کریم کا مالک ہے ۔ اور جو شخص اللہ کیساتھ

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ

کسی اور معبود کی بھی عبادت کرے کہ جس کی عبادت پر اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو بس اُس کا حساب اس کے رب

عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَ

کے ہاں ہی ہوگا یقین جانو کافروں کو فلاح نصیب نہیں ہوگی ۔ اور اے پیغمبر آپ یوں کہا کیجیے

قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۱۸﴾ ع

اے میرے رب میری کوتاہیوں کو معاف کر اور میرے حال پر رحم کر اور تو سب رحم کرنیوالوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے

ہم بہت رہے ہوں گے تو ایک دن سے بھی کم رہے ہوں گے آپ شمار کرنیوالوں سے دریافت کر لیجئے ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی فرشتوں سے جنھوں نے نیکی بدی گن رکھی ہے یہ بھی گننا ہوگا زمین میں رہنا یعنی قبر میں رہنا یا دنیا کی عمر یہ بھی وہاں تھوڑی نظر آویگی یہ پوچھنا اس واسطے کہ دنیا میں عذاب کی شتابی کرتے تھے اب جانا کہ شتاب ہی آیا ۱۲ یہ دریافت شاید فرشتوں کیواسطے سے ہو یا براہِ راست حضرت حق سوال فرمائیں گے ۔ دنیا کا رہنا پوچھا جائے یا قبر کا رہنا یا دونوں کی مدت دریافت کی جائے گی واللہ اعلم (۱۱۳) ارشاد ہوگا تم زمین پر تھوڑی ہی مدت رہے ہو کیا خوب ہوتا اگر تم بھی اس کو جانتے ؛ یعنی صحیح مدت معلوم ہو یا نہ ہو مگر اتنا تو جانتے ہو کہ بہت تھوڑے دن رہے ہو اگر اسکو زندگی میں سمجھ لیتے اور دنیا کی فنا اور آخرت کی بقا سمجھ کر ایمان لے آتے تو آج کو یہ دن دیکھنا نہ پڑتا اور عذاب میں مبتلا نہ ہوتے آگے اور اسی کا فرانہ روش پر تنبیہ ہے (۱۱۴) کیا تم لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ ہم نے تم کو مہمل اور بے فائدہ اور کھیلنے کو پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف واپس نہیں لوٹائے جاؤ گے اور واپس نہیں کئے جاؤ گے ؛ یعنی تمہارا پیدا کرنا حکمت سے خالی ہے ۔ عبثا کے دو مطلب ہو سکتے ہیں یعنی تمہارا پیدا کرنا یہ ہم نے کوئی عبث اور محض بیکار کام کیا ہے معاذ اللہ یا تم کو کھیل تماشے کے لئے پیدا کیا ہے ہم نے تو تم کو اس دار التکلیف میں تکلیف کے لئے پیدا کیا ہے ۔ پھر دار التکلیف سے دار الجزا کیطرف واپسی لازمی ہے جہاں محسن کو ثواب دیا جائیگا اور مجرم پر عتاب ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا تو یہ سب کھیل تھا ۱۲ (۱۱۵) سو اللہ تعالیٰ جو بادشاہِ حقیقی ہے بہت بلند و بالاتر ہے اس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں وہی عرشِ کریم یعنی بڑے تخت کا مالک ہے ؛ کریم فرمایا عرش کو یا تو اس لئے کہ وہاں سے مخلوق پر رحمت نازل ہوتی ہے یا اس لئے کہ اکرم الاکرمین کا تخت ہے ۔ بعض نے کریم کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے اس تقدیر پر کریم رب کی صفت ہوگی مگر یہ قرات شاذ ہے ۔ واللہ اعلم (۱۱۶) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے اور اُس کی عبادت کرے کہ جسکی عبادت کیلئے اُس کے پاس کوئی

ع ۶ ۲۶ ۶

دلیل اور سند نہیں تو بس اُس کا حساب اُس کے پروردگار ہی کے ہاں ہوگا بلاشبہ کافروں کو فلاح نصیب نہ ہوگی ؛ یعنی باوجود دلیل نہ ہونے کے پھر بھی کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ پکارے گا اور عبادت کریگا تو ایسے نالائق کا حساب پروردگار کے پاس ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ایسے منکروں کو کامیابی اور فلاح میسر نہیں ہوگی (۱۱۷) اور آپ یوں دعا کیجیے اے میرے پروردگار میری کوتاہیوں کو معاف فرما اور بخش دے اور میرے حال پر رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے ؛ یہ دعا مسلمانوں کو تعلیم فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا یعنی آپ کے واسطہ سے اُمت کو تعلیم دی گئی شروع سورت میں فرمایا تھا قد افلح المؤمنون آخر سورت میں فرمایا انہ لا یفلح الکافرون ۔ (۱۱۸) تمت سورۃ المؤمنون

Marfat.com

سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ نور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ

یہ سورت ہے جسکو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم نے ہی اس کے احکام کی بجاآوری کو مقرر کیا ہے اور ہم نے اس میں صاف واضح

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿١﴾ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ

آیتیں نازل کی ہیں شاید کہ تم نصیحت پکڑو۔ زنا کار عورت اور زنا کار مرد سو ہر ایک کو ان

وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ

دونوں میں سے سو سو دُرّے مارو اور تم کو ان دونوں پر اللہ کی حد جاری کرنے میں کسی قسم کا

فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ

ترس اور رحم نہ آئے بشرطیکہ تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور نیز

لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٢﴾ اَلزَّانِيْ لَا

ان دونوں کو سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے۔ زنا کار مرد نکاح

يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا

نہیں کرتا مگر زن بدکار سے یا مشرکہ سے اور زانیہ عورت سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں کرتا مگر

زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾ وَالَّذِيْنَ

زناکار یا مشرک اور یہ بات مسلمانوں پر حرام کر دی گئی ہے۔ اور جو لوگ

يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ

پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ اپنے دعوے پر نہ لاسکیں

فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا

تو ایسے لوگوں کو اسّی دُرّے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو

سورۂ نور مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں ⁂ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ یہ سورت ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم نے ہی اسکے احکام کی بجاآوری کو مقرر اور لازم کیا ہے اور ہم نے اس سورت میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم نصیحت پکڑو اور یاد رکھو ⁂ یعنی سورۂ نور ایک سورت ہے اس کو بھی ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام کو بھی ہم ہی نے فرض کیا ہے اور مقرر فرمایا ہے اگرچہ بعض احکام اس میں مستحب اور مندوب بھی ہیں لیکن چونکہ احکام واجبہ اور فرض زیادہ ہیں اس لئے فرضنٰھا فرمایا اور ان احکام مقررہ پر دلالت کرنے کے لئے صاف صاف آیتیں نازل فرمائیں جو ان احکام پر دلالت کرتی ہیں۔ یعنی سورت کا بیشتر حصہ احکام ہیں پھر ہم نے ان معانی پر دلالت کرنیوالی واضح آیات نازل کیں تاکہ سمجھنے والے آسانی سے سمجھ کر اس پر عمل کریں آگے احکام کی تفصیل ہے (۱) زنا کی مرتکب عورت اور زنا کا مرتکب مرد سو ہر ایک کو ان دونوں میں سے سو سو کوڑے مارو اور تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی حد جاری کرنے میں ان دونوں زناکار عورت اور زناکار مرد پر کسی قسم کا ترس اور رحم نہ آئے بشرطیکہ تم اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت یعنی قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور ان دونوں زانیہ اور زانی کو سزا دیتے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو موجود رہنا چاہیے ⁂ زنا کی سزا سو دُرّے فرمائی اس سورت میں یہ پہلا حکم بیان فرمایا پھر ارشاد ہوا کہ کوڑے اور دُرّے مارتے وقت یعنی اللہ کی حد جاری کرنے میں کسی قسم کی مہربانی اور رحم دلی نہ آنے پائے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے اور قیامت کے دن کا یقین کرنے والوں کو اسپر سختی سے عمل کرنا چاہیئے اگر رحم دلی سے کام لیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی حدود جاری کرنے میں کوتاہی واقع ہوگی اور جماعت مومنین کی حاضری کو فقہا نے مندوب کہا ہے اس اجتماع کا مقصد تشہیر اور عبرت ہے فائدہ (۱) زنا، ایک ایسی عورت کیساتھ وطی کرنے اور دخول کرنے کو کہتے ہیں جس عورت پر نہ نکاح سے ملکیت حاصل ہوئی ہو نہ ملک یمین سے ملکیت حاصل ہو بلکہ ان دونوں طریقوں سے ملکیت کا شبہ بھی نہ ہو۔ اگر ملکیت کا شبہ بھی ہوگا اور اس عورت سے وطی کی جائے گی تو اس کو زنا کا حکم نہ دیا جائیگا اور اس کے مرتکب پر زنا کی حد جاری نہ ہوگی خواہ اس وطی کو حرام کہا جائے (۲) قرآن نے جو حد بیان فرمائی ہے یہ غیر محصن کی ہے ورنہ محصن کی سزا دُرّے نہیں بلکہ سنگسار کرنا ہے جیسا کہ مشہور احادیث سے ثابت ہے محصن اسکو کہتے ہیں جو بالغ ہو، عاقل ہو، مسلمان ہو، آزاد ہو اور صحیح نکاح کر چکا ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ دخول بھی کر چکا ہو ایسا شخص محصن ہے اگر کوئی محصن زنا کا ارتکاب کرے گا تو وہ سنگساری کا مستوجب ہوگا اور اگر ان شرائط سبعہ میں سے کوئی ایک بھی شرط کم ہوگی تو وہ غیر محصن اور بجائے سنگسار ہونے کے صرف کوڑے مارا جائے گا۔ خوب یاد رکھنا چاہیے قرآن نے جو حد مقرر کی ہے وہ غیر محصن کی ہے (۳) جس کوڑے سے ضرب لگائی جائے اس میں گھنڈی گرہ۔ کانٹے اور کیل لگے ہوئے نہ ہوں۔ کیونکہ مقصود زانی کو زجر ہے اس کا ہلاک کرنا مقصود نہیں ہے اسی لئے متوسط درجے کی چوٹ لگانے کا حکم ہے اور اگر بیمار ہے تو صحت کا انتظار کرنا چاہیے (۴) زناکار مرد نکاح کی خواہش نہیں کرتا مگر بدکار عورت سے یا شرک کرنیوالی عورت سے اور زناکار عورت سے نکاح کرنے کی رغبت نہیں کرتا مگر زناکار مرد یا شرک کرنے والا مرد۔ اور یہ بات مسلمانوں پر حرام کر دی گئی ہے یعنی پیشہ ور زناکار عورت سے یا مشرکہ سے نکاح کرنا ⁂ یعنی عام طور سے طبعاً بدکار آدمی بدکار عورت سے ہی نکاح کی رغبت کرتا ہے کسی عفیفہ اور پاک دامن عورت سے نکاح کرنے پر مائل نہیں ہوتا یا مشرکہ عورت سے نکاح کرنے کی خواہش کرتا ہے کہ وہ بھی ایک قسم کا زنا ہی ہے اسی طرح بدکار اور زانیہ عورت سے نکاح کی خواہش اور رغبت نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک اور یہ بات مسلمانوں پر ممنوع کی گئی ہے۔ مُراد یہ ہے کہ طبعاً برے بروں کو پسند کرتے ہیں۔ اور صالح مُردوں کو اور صالحہ عورتوں کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کسی مشرک یا مشرکہ سے نکاح کریں یا کسی پیشہ ور بدکار عورت سے نکاح پر آمادہ ہوں۔ حضرات مفسرین کے اس آیت میں سات اقوال ہیں۔ ہم نے ایک آسان اور سہل شکل اختیار کر لی ہے اور پیشہ ور کی قید شان نزول کے اعتبار سے بڑھائی ہے۔ کیونکہ زمانہ جاہلیت میں بعض غیر مسلم اپنی عورتوں کی حرام کمائی پر گذر کرتے تھے بعض مفلوک الحال مسلمانوں نے بھی یہ خواہش کی کہ ہم بھی کسی پیشہ ور عورت سے (باقی ص ۵۵۹ پر)

Marfat.com

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۴ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ
اور یہ لوگ فاسق ہیں ۔ مگر ہاں وہ لوگ جو اس تہمت کے بعد

ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۵ وَالَّذِيْنَ
توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو بیشک اللہ بڑی مغفرت کرنیوالا نہایت مہربان ہے ۔ اور جو لوگ

يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ
اپنی بیویوں پر زنا کا عیب لگائیں اور اُن کے پاس سوائے اپنی ذات کے اور کوئی

فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ
گواہ نہ ہو تو ایسے شخص کی گواہی یہی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہدے کہ بیشک وہ اپنے

الصّٰدِقِيْنَ ۝۶ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ
دعوٰی میں سچا ہے ۔ اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو

كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۷ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ
تو اس پر اللہ کی لعنت ہو ۔ اور مرد کی قسم کے بعد عورت پر سے سزا یوں ٹل سکتی ہے کہ وہ عورت چار مرتبہ

اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝۸ وَالْخَامِسَةَ
اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ بے شک یہ مرد یعنی میرا خاوند بالکل جھوٹا ہے ۔ اور پانچویں مرتبہ

اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝۹ وَلَوْلَا
یوں کہے کہ اگر یہ مرد سچا ہو تو اس عورت پر یعنی مجھ پر خدا کا غضب پڑے ۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝۱۰ ع
اللہ تعالیٰ کا تم پر فضل اور اُس کی رحمت ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنیوالا اور حکمت والا ہے تو تم بڑی خرابیوں میں پڑ جاتے

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۗ لَا تَحْسَبُوْهُ
یقیناً وہ لوگ جنھوں نے یہ طوفان برپا کیا ہے یعنی حضرت عائشہؓ پر تہمت کا وہ تمہیں میں کا ایک گروہ ہے تم اس

شَرًّا لَّكُمْ ۗ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا
طوفان بندی کو اپنے لیے بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اس گروہ میں سے جس شخص نے جتنا گناہ کمایا

(بقیہ صفحہ ۵۵۸) نکاح کرلیں اور اس کی اس کمائی سے جو وہ زنا سے حاصل کرے اپنی بسر اوقات کریں چنانچہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس لئے کسی پیشہ ور بدکار عورت کو کمائی کھانے کی غرض سے نکاح میں لانا ناجائز قرار دیا گیا اور کسی مسلمان مرد کا کسی مشرکہ سے نکاح کرنا یا کسی مسلمان عورت کا مشرک مرد سے نکاح تو باطل ہی ہے جیسا کہ دوسرے پارے میں تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے ہاں اگر مشرکہ اسلام لے آئے اور زانیہ توبہ کرلے تو اس سے نکاح جائز ہے فقہی تفصیل ملاحظہ کرلی جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اُس کا کفو نہیں اس کو عار ہے دوسرے یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگ جائے لیکن اگر کرلے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہیں درست جب تک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرلے تو درست ہے[12] بات بھی یہ ہے کہ بدکار عورت کا نیک مرد سے نکاح کوئی جوڑ نہیں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ ہر کس مناسب برائے خود گرفت یار × بلبل بباغ رفت و زغن سوئے خارزار × وحرم ذلك میں اگر مشرکہ عورت اور مشرک مرد مُراد لیں تو کسی توجیہ کی ضرورت نہیں اور اگر ذلک سے مشار الیہ عام مراد لیا جائے تو پھر پیشہ ور زانیہ مراد ہوگی جس کی کمائی کھانی مقصود ہو واللہ اعلم (۳) اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور عفیفہ عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ عینی اپنے دعوے پر نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو اسّی دُرّے مارو اور آئندہ کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو (تفسیر صفحہ ہٰذا)۔ اور یہ لوگ ہیں بے حکم اور فاسق ؛ پاک دامن اور عفیفہ عورتوں پر زنا کی تہمت لگانیوالوں کو حکم فرمایا کہ ایسے لوگ چار گواہ عینی اپنے دعوے پر پیش کریں جو زنا کا واقعہ اپنی آنکھوں دیکھا بیان کریں چونکہ زنا کی سزا کوڑے یا رجم ہے۔ لہٰذا سزا کی شدت کے مقابلہ میں گواہی بھی سخت مقرر کی کہ ایسے دعوے پر چار گواہ پیش کرو جو یہ بیان کریں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے اس عورت کو فلاں شخص کے ساتھ زنا کا مرتکب دیکھا۔ اگر اس قسم کے گواہ پیش نہ کرسکے تو اسّی دُرّے لگاؤ اس سزا کو شریعت میں حد قذف کہتے ہیں یہ حد قذف مقذوف کے مطالبے پر جاری کی جاتی ہے۔ مقذوف خواہ عورت ہو یا مرد دونوں کا یہی حکم ہے۔ یہ اسّی کوڑے کی سزا اُس قاذف پر ہے جو حر اور آزاد ہے ورنہ اگر قاذف غلام ہو تو آدھی سزا یعنی چالیس کوڑے۔ یہ قذف کی سزا اُس وقت دی جائیگی جب کہ مقذوف محصن یا محصنہ ہو، یہاں احصان کی پانچ شرطیں ہیں (۱) حر یعنی آزاد ہو (۲) بالغ ہو (۳) عاقل ہو۔ (۴) مسلمان ہو۔ (۵) عفیف ہو زنا سے۔ یعنی اس نے اپنی عمر میں زنا کا ارتکاب نہ کیا ہو۔ نہ شبہ زنا کا مرتکب ہوا ہو۔ اور نہ نکاح فاسد سے

ع ۱۰ ۱ ۷

عورت کیساتھ وطی کی ہو۔ اگر یہ پانچوں شرطیں کسی مرد یا عورت میں پائی جائیں اور کسی ایسے پاک دامن مرد یا عورت پر کوئی زنا کی تہمت لگائے اور چار گواہ پیش نہ کرسکے اور مقذوف مطالبہ کرے تو قاذف پر حد قذف یعنی اسّی دُرّوں کی سزا جاری ہوگی یہ دُرّے تمام بدن پر سوائے سر اور چہرے کے مارے جائیں گے۔ اور گرم کپڑوں کے سوا باقی کپڑے نہیں اُتروائے جائیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قید والیاں یعنی کبھی اُن کو بُری بات میں نہیں دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگائے عیب کہا ہے بدکاری کو[12] (۴) مگر ہاں جو لوگ اس تہمت اور عیب لگانے کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں اور سنوار پکڑیں تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنیوالا نہایت مہربان ہے ؛ قذف کے بارے میں ظاہر ہے کہ ایک گناہ حق اللہ اور ایک گناہ حق العباد ہے توبہ اور اصلاح کے بعد ظاہر ہے کہ فسق کا حکم مرتفع ہوجائیگا لیکن شہادت قبول نہ ہوگی۔ شہادت مقبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ معاملات میں اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی البتہ دیانات محضہ جیسے ہلال رمضان کی رویت تو اس میں قبول کرلی جائے گی تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ کرلی جائے۔ یہ بحث زنا سے شروع ہوئی تھی اور اس میں چار شہادتوں کا ذکر تھا۔ اب اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو زنا کا مرتکب دیکھے تو اس کو چار گواہوں کا جمع کرنا مشکل چار گواہ نہ لائے تو زنا کا ثابت کرنا مشکل ثابت نہ کرسکے تو حد قذف کا مستحق اور اگر صبر کرے اور خاموش رہے تو گھر والی کی بدکاری پر خاموش رہنا مشکل آگے اس مشکل کے حل کا بیان ہے اس کو شریعت میں لعان کہتے ہیں (۵) اور جو لوگ اپنی بیویوں پر زنا کی تہمت لگائیں اور اُن کے پاس سوائے اپنی ذات کے اور کوئی گواہ نہ ہو (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

حضرت شاہ صاحبؒ توآب حکیم پر فرماتے ہیں اس کے بعد ذکر ہے طوفان کا جو حضرتؐ کے وقت میں اٹھا۔ حضرت عائشہؓ پیغمبر ایک جہاد سے پھرے آتے تھے رات سے کوچ ہوا نفیری نقارہ نہ تھا اُم المومنین جنگل گئی تھیں حاجت کو پیچھے رہ گئیں ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرتؐ کے حکم سے گرا پڑا اُٹھانے کو اُن کو دیکھا تنہا رہ گئیں اُونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر میں لا پہونچا یا کم بخت منافق لگے اپنا رو سیاہ کرنے ایک مہینے تک یہ چرچا رہا پیغمبر بھی سُنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے لیکن دل میں خفا رہتے مہینے کے بعد جب اُم المومنین نے سنا ان کو نہایت غم تھا تین دن روتے روتے دم نہ تھا تب اللہ نے یہ اگلی آیتیں بھیجیں دو رکوع تک ۱۲ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت یہ تھی کہ جب آپ سفر میں تشریف لے جاتے تھے تو ازواجِ مطہرات کے مابین قرعہ اندازی سے انتخاب فرماتے تھے اور جس کا نام قرعے میں نکل آتا تھا اُس بیوی کو اُس سفر میں ہمراہ لے جاتے تھے غزوہ بنی المصطلق کے موقعہ پر جب قرعہ ڈالا گیا تو اتفاق سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام نکل آیا۔

اکْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ

اُس کو اسی قدر ملنا ہے اور ان میں سے جس نے اس طوفان میں سب سے بڑا حصہ لیا

عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١١﴾ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ

اُس کو بہت بڑی سزا ملنی ہے۔ جب تم لوگوں نے اس طوفان کی خبر کو سُنا تھا تو مسلمان مردوں

وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ﴿١٢﴾

اور مسلمان عورتوں نے اپنوں کیساتھ نیک گمان کیوں نہ کیا اور سنتے ہی یوں کیوں نہ کہا کہ صریح کذب اور بہتان ہے

لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ

جو لوگ اس طوفان بندی کے مرتکب ہوئے ہیں وہ اپنے دعویٰ پر چار گواہ نہیں لائے سو ایسی حالت میں کہ جب لوگ گواہ نہیں پیش

فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ﴿١٣﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ

کر سکے تو بس خدا کے نزدیک یہی لوگ جھوٹے ہیں - اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا

کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو جس بات کا چرچا تم نے شروع کر رکھا تھا اس کی وجہ سے تم

أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٤﴾ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ

پر کوئی سخت عذاب واقع ہو جاتا۔ اور تم اس عذاب کے اُس وقت مستحق ہو جاتے جبکہ تم اپنی زبانوں سے اس خبر کو ایک دوسرے سے

وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ

نقل کر رہے تھے اور اپنے مُنہ سے ایسی باتیں کہہ رہے تھے جن کی حقیقت کا تم کو مطلق علم نہ تھا اور تم اس طوفان کو ہلکی بات

هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ

سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات تھی - اور جب تم نے اس بہتان کو سُنا تھا تو تم

قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا

نے سُنتے ہی یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو یہ زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات مُنہ سے نکالیں معاذ اللہ یہ تو

بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا

بڑا بہتان ہے - مسلمانو! اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو آئندہ پھر کبھی

چنانچہ اس سفر میں حضرت عائشہ آپ کے ہمراہ تشریف لے گئیں چونکہ عورتوں کے لئے پردے کا حکم نافذ ہو چکا تھا اس لئے ہودج پر کپڑا باندھ دیا جاتا تھا اور منزل پر ہودج کو اُتار کر رکھ دیا جاتا تھا اور سوار ہوتے وقت ہودج کو اُٹھا کر اونٹ کی پیٹھ پر کس دیا جاتا تھا چنانچہ جب غزوہ بنی المصطلق کے مجاہدین کا قافلہ لوٹا تو مدینہ منورہ پہونچنے میں ایک منزل باقی تھی اُس منزل پر قیام ہوا حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہودج حسب عادت اُتار کر زمین پر رکھ دیا گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ رات کو کسی وقت قضائے حاجت کے لئے جنگل تشریف لے گئیں قضاء حاجت سے فارغ ہو کر واپس تشریف لاتی تھیں کہ یکایک اُن کو محسوس ہوا کہ ان کے گلے میں جو منکوں کا ہار تھا وہ نہیں ہے وہ اپنا ہار تلاش کرنے لگیں اس ہار کی تلاش میں کچھ تاخیر ہو گئی۔ یہاں رات ہی میں قافلہ کی روانگی کا حکم ہو گیا حضرت عائشہؓ کے ہودج کو حسب عادت اُونٹ کی پیٹھ پر رکھ کر رسّیوں سے کس دیا گیا اُٹھانے والوں کو یہ محسوس نہیں ہوا کہ یہ ہودج خالی ہے یا بھرا ہوا بہر حال قافلہ روانہ ہو گیا حضرت عائشہؓ واپس تشریف لائیں تو دیکھا قافلہ روانہ ہو چکا ہے حضرت عائشہؓ اپنی جگہ آکر بیٹھ گئیں اور تھوڑی دیر بعد لیٹ کر سو گئیں اس زمانے میں دستور تھا کہ قافلے والے کسی معتمد کو مقرر کر دیا کرتے تھے اور وہ قافلے والوں سے ایک منزل پیچھے رہا کرتا تھا اور قافلہ والوں کی روانگی کے چند گھنٹے بعد منزل پر پہونچتا تھا تاکہ کسی کا سامان منزل پر رہ گیا ہو تو وہ گرا پڑا سامان اُٹھا لائے چنانچہ اس سفر میں گرے پڑے سامان کیلئے صفوان بن معطلؓ سلمی زکوانی کو مقرر کیا گیا تھا چنانچہ جب یہ صفوانؓ منزل پر پہونچے تو انھوں نے ایک عورت کو سوتا پایا اُنھوں نے قریب پہونچکر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ اس آواز سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آنکھ کھل گئی اور وہ اُٹھ کر بیٹھ گئیں۔ صفوانؓ نے ان کے قریب اونٹ کو بٹھا دیا اور اُونٹ کے اگلے پاؤں پر اپنا پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا حضرت عائشہؓ اٹھیں اور اُونٹ کی پیٹھ پر سوار ہو گئیں صفوانؓ نے نکیل پکڑی اور اُم المومنین کو ظہر کی نماز کے وقت تک قافلے میں پہونچا دیا۔ یہ معمولی سا واقعہ تھا جسکو منافقین نے افسانہ بنا دیا خاص طور پر عبد اللہ بن ابی منافق نے بڑا خطرناک حصہ لیا اور اس قدر پروپیگنڈا کیا کہ بعض مخلص مسلمانوں کو بھی متاثر کر دیا اور اس تہمت کا جابجا چرچا ہونے لگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت پریشان تھے اور تفتیش فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں مجھے اس شرارت اور فتنہ انگیزی کی مطلق خبر نہ تھی البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور آپؐ کے الطاف کریمانہ میں ضرور کمی محسوس کرتی تھی گھر میں تشریف لاتے تو دوسروں سے دریافت فرماتے کہ یہ کیسی ہے مجھ سے خطاب نہ فرماتے یہ وہ زمانہ تھا جب مدینے کے مکانوں میں بیت الخلاء نہ ہوتے تھے اور لوگ قضائے حاجت کیلئے جنگل میں جایا کرتے تھے چنانچہ ایک دن میں قضائے حاجت کیلئے گھر سے نکلی مسطح کی ماں میرے ہمراہ تھی جب ہم واپس ہوئے تو اتفاقاً مسطح کی ماں اپنی چادر سے اُلجھ کر گر پڑیں اور انھوں نے مسطح کو کوسنا شروع کر دیا اور کہا مسطح ہلاک ہو میں نے کہا مسطح کی ماں مسطح کو کیوں کوستی ہو وہ تو اُن لوگوں میں سے ہے جو بدر کی جنگ میں شریک ہوا تھا اُس وقت مسطح کی ماں نے مجھ سے کہا اے بھولی بھالی بیوی تجھے کیا خبر ہے آج کل جو طوفان برپا ہے اور تم پر جو تہمت لگائی گئی ہے اُس میں بدنصیب (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

آگے آیندہ کے لئے مسلمانوں کو نصیحت فرماتے ہیں چونکہ خطاب ان مسلمانوں ہی کو ہو رہا ہے جو اس بے موقع طوفان میں بہہ گئے اور مقتضائے احتیاط کو ہاتھ سے کھو بیٹھے ورنہ منافقوں کا ذکر صیغۂ غائب سے
کیا گیا جیسے والذی تولی کبرہٗ فرمایا تھا البتہ ارشاد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ تم کو سمجھاتا اور نصیحت کرتا ہے کہ اگر تم ایمان والے ہو تو پھر کبھی ایسا کام نہ کرنا اور آیندہ کبھی اس قسم کی حرکت کا ارتکاب تم سے سرزد نہ ہو:
یعنی اگر اہل ایمان ہو تو پھر کبھی اس قسم کی حرکت کا اعادہ نہ کرنا (۱۷) اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے:: یعنی واضح احکام بیان
فرماتا ہے کمال علم کا مالک ہے ہر شخص کے دل کی ندامت اور قلب کی حالت جانتا ہے اور کمال حکمت کا مالک ہے اپنے احکام کو مبنی بر حکمت مقرر کرتا ہے یا یہ کہ عائشہؓ کی پاک دامنی کو جانتا اور ہر قسم کے عیب اور
عار سے اس کو بری قرار دینے کا حکم کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پتا اس کا کہ یہ طوفان اٹھایا کس نے معلوم ہوا کہ منافقوں نے جو میشہ چھپے دشمن تھے اگلی آیت میں پتا بتا دیا ہے (۱۸) بلاشبہ

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٧﴾ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ

ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کرنا - اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف اپنے احکام بیان کرتا ہے اور

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿١٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ

اللہ کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے - بلاشبہ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں

فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ

بے حیائی کی بات شہرت پذیر ہو تو ان کو دُنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہوگا

وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿١٩﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے - اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿٢٠﴾ يَا أَيُّهَا

اور اسکی رحمت ہے اور اللہ بڑی شفقت کرنیوالا نہایت مہربان ہے تو تم بھی خدا کی گرفت سے نہ بچتے - اے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ وَمَنْ يَتَّبِعْ

ایمان والو! تم شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو اور جو شخص شیطان کے

خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۚ

قدم بقدم چلے گا تو شیطان تو بے حیائی اور نامعقول ہی کام کرنے کو کہے گا اور

وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَىٰ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ

اگر تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کبھی کوئی اس گناہ سے

أَبَدًا وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾

پاک ہوتا لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے اور اللہ سب سننے والا سب جاننے والا ہے

وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي

اور جو لوگ تم میں سے بڑے مرتبے والے اور صاحب وسعت ہیں وہ قرابت داروں اور محتاجوں

الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا

اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کی آیندہ مالی خدمت کرنے کی قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ ان کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کا قصور

ع ۱۰ / ۸

جو لوگ یہ چاہتے اور اس بات کو دوست رکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات شہرت پذیر ہو اور بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو تو ان لوگوں کو دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے :: یعنی جب برات کا اعلان کر دیا گیا پھر بھی ان برات شدہ لوگوں کے متعلق مسلمانوں میں چرچا کرنا اور ان کی تشہیر کرنا یہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتے ہوں تو ایسے لوگ دردناک عذاب کے مستحق ہیں یہ سزا دنیا میں بھی ممکن الوقوع ہے اور آخرت میں بہر حال سزا ملنی ہے حدیث میں آیا ہے جو کسی بے گناہ مومن کی آبرو ریزی کرے گا تو دنیا میں اس کی آبرو بھی محفوظ نہیں رہے گی اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و خوار کر دے گا اور حدیث میں یہ بھی آیا کہ جو کسی گناہگار کو بھی عار دلائیگا تو وہ مرنے سے پہلے اُس گناہ میں خود بھی مبتلا ہو جائیگا اعاذنا اللہ منہ اس آیت میں منافقوں کیلئے تو وعید ہی مگر مسلمانوں کو بھی تنبیہ ہے کہ آیندہ اس بے حیائی کا کوئی چرچا اور تذکرہ باہم نہ آئے اور نہ مسلمانوں کی کسی مجلس میں اس بے حیائی کا ذکر کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فتنہ پرداز منافقوں کو خوب جانتا ہے اگرچہ تم کو معلوم نہیں اور تم نہیں جانتے یا یہ کہ ہر معصیت اور گناہ کا درجہ ہم جانتے ہیں تم نہیں جانتے یعنی کونسا گناہ کیسا ہے اور اس کی سزا کیا ہونی چاہیے (۱۹) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی مہربانی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی شفقت کرنے والا اور نہایت مہربان ہے تو تم بھی اس وعید سے نہ بچتے :: یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی توبہ قبول کر لی اور ان کو توبہ کی توفیق عطا کر دی اور ان پر حد قذف جاری کی گئی یہ سب اُس کے فضل اور اُس کے انعام کی وجہ سے ہوا اگر اس قسم کی مہربانی نہ ہوتی تو مسلمان بھی اس وعید میں شامل ہوتے مگر منافقوں کے لئے اوپر فرمائی ہے۔ اب آگے عام طور پر مسلمانوں کو خطاب فرماتے ہیں (۲۰) اے ایمان والو! اے دعوت ایمانی کو قبول کرنیوالو! تم شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو اور جو شخص شیطان کے نقش قدم پر چلتا ہے اور شیطان کے قدم بقدم چلے گا تو وہ شیطان تو بے حیائی اور نامعقول ہی کام کرنے کو کہے گا اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی

۲۳ / ۱

رحمت نہ ہوتی تو تم میں کبھی کوئی اس گناہ سے پاک اور صاف نہ ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے اور سنوار دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب سُننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے:: شیطان
کی پیروی کرنے اور شیطان کے قدم بہ قدم چلنے سے مسلمانوں کو منع فرمایا کیونکہ شیطان کا کام تو یہی ہے کہ وہ نامعقول اور بے حیائی کی باتوں پر اُبھارتا ہے اور معصیت اور گناہ کرنے کو کہتا ہے جیسا کہ تم اس
موقعہ پر ایک پاک دامن عورت اور ایک پاک دامن مرد پر تہمت لگانے میں مبتلا ہو گئے۔ اور شیطان نے تم کو ایک بے حیائی اور نامعقول بات پر آمادہ کر دیا یہ تم سے ایک ایسی ناشائستہ حرکت کا ارتکاب ہوا کہ اگر
اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور وہ تم کو توبہ کی توفیق نہ دیتا اور پھر تمہاری توبہ قبول نہ فرماتا تو تم میں سے کسی ایک کی بھی حالت نہ سنورتی اور خراب و خستہ ہی رہتے اور نہ معلوم کس عذاب میں
گرفتار ہو جاتے لیکن یہ اللہ کا فضل اور اُس کا انعام ہے کہ اُس نے مخلص مسلمانوں کو اس بے حیائی کی بات میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھا اور جو سوئے اتفاق سے دو چار مخلص مسلمان (باقی صفحہ ۵۶۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵٦۱) منافقوں کے پروپیگنڈے اور تشہیر میں مبتلا ہوگئے تھے اُن کو توبہ کی توفیق عطا فرماکر اور اُن پر حدِ قذف جاری کراکے آئندہ کی ہلاکت سے بچالیا اور اُن کی توبہ قبول فرماکر اُن کو سنوار دیا اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سُنتا اور سب کچھ جانتا ہے ہر ایک کی توبہ کو سُنتا اور ہر ایک کی قلبی ندامت کو جانتا ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کون سنورنے کے قابل ہے اور کس کی طینت خراب اور کون بدباطن ہے چنانچہ منافقوں کو نظر انداز کردیا گیا اور مخلص مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی۔ اب آگے ان لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے ان مبتلائے بہتان ہونیوالوں کی امداد بند کردی تھی ان مالی امداد بند کردینے والوں میں حضرت صدیق اکبرؓ کا نام خاص طور پر حدیثوں میں آتا ہے کہ مسطح جو اُن کا قرابت دار تھا اور وہ اُس کی مالی امداد کیا کرتے تھے چونکہ یہ مسطح حضرت عائشہؓ کے خلاف تہمت لگانیوالوں میں شریک ہوگیا تھا اس لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کی امداد بند کردی اور قسم کھالی کہ میں آئندہ اس کے ساتھ کوئی سلوک نہیں کروں گا اس پر آگے کی آیت نازل ہوئی تب صدیق اکبرؓ نے پھر امداد کا سلسلہ جاری کردیا بلکہ امداد دگنی کردی اور ایسا ہی بعض دوسرے صحابہ نے بھی کیا رضوان اللہ علیہم اجمعین

وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ
معاف کردیں اور ان سے درگزر کریں کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری خطاؤں کو معاف کرے اور یاد رکھو اللہ تعالےٰ بڑا
رَّحِيمٌ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ
بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ یقیناً جو لوگ ایسی عورتوں پر جو پاکدامن بُرے کاموں سے بے خبر اور ایماندار ہیں بدکاری کا
الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ
عیب لگاتے ہیں تو ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور اُن کو اُس دن بڑا سخت
عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَ
عذاب ہوگا۔ جس دن ان لوگوں کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں انکے
أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ
ان اعمال پر گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اُس دن جس سزا کے وہ مستحق ہیں اللہ اُن کی وہ سزا ان کو
الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ﴿٢٥﴾ الْخَبِيثَاتُ
پوری پوری دیگا اور وہ یہ جان لیں گے کہ اللہ ہی کی ذات برحق ہے اور وہی ہر شی کی حقیقت کو ظاہر کرنیوالا ہے۔ ناپاک باتیں
لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ
ناپاک لوگوں کیلئے زیبا ہیں اور ناپاک لوگ ناپاک باتوں کیلئے موزوں ہیں اور پاکیزہ باتیں پاک لوگوں
لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ
کے لئے مناسب ہیں اور پاک لوگ پاکیزہ باتوں کے لئے موزوں ہیں وہ لوگ اس بہتان سے بالکل پاک
مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ ع ٣ / ٦ / ٩
ہیں جو یہ طوفان اٹھانیوالے کہتے پھرتے ہیں اُن بے گناہوں کیلئے بڑی بخشش اور باعزت روزی ہے۔ اے ایمان والو
آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّىٰ تَسْتَأْنِسُوا
تم اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اُس وقت تک داخل نہ ہوا کرو جبتک کہ اُن گھر والوں سے اجازت حاصل نہ کرلو
وَتُسَلِّمُوا عَلَىٰ أَهْلِهَا ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾
اور اُس مکان کے رہنے والوں کو سلام علیک کرلو یہ سلام کرکے اجازت لینا تمہارے حق میں بہتر ہے یہ حکم تمکو اسلئے دیا گیا ہے تاکہ تم اسکو یاد رکھو۔

٣٦ / ٢

(۲۱) چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور جو لوگ تم میں سے دینی بزرگی اور بڑے مرتبے والے ہیں اور دُنیوی وسعت اور کشائش والے ہیں اُن کو یہ نہیں چاہیئے کہ وہ قرابت داروں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنیوالوں کی آئندہ مالی خدمت کرنیسے قسم کھالیں اور قسم کھا بیٹھیں کہ آئندہ کوئی امداد نہیں کریں گے بلکہ اُنکو چاہیئے کہ ایسے لوگوں کا قصور معاف کردیں تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اور ان سے درگزر کریں کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خطاؤں کو معاف فرمادے اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۔ یعنی دین کی بزرگی اور دُنیا کی کشائش والوں کو یہ بات نہیں چاہیئے کہ وہ مسطح کی مالی امداد سے ہاتھ روک لیں جو قرابت دار بھی ہے مسکین بھی ہے اور مہاجر فی سبیل اللہ بھی ہے ایسے آدمی پر قسم کھا بیٹھیں کہ اس کی امداد نہ کروں گا اگر اُس سے کوئی قصور ہوگیا ہے اور وہ باوجود مخلص ہونے کے عائشہؓ کے مخالفوں کے ساتھ ہوگیا تو تم کو چاہیئے کہ اس سے درگزر کرو اور اس کا قصور معاف کردو۔ کیا تم کو یہ بات پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف فرمائے چنانچہ یہ سنکر صحابہ نے کہا بلی یا ربنا انا نحب۔ ہاں ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری تقصیرات کو معاف فرمائے۔ اور جب تم یہ بات پسند کرتے ہو تو تم اپنے عزیزوں کی خطا کیوں نہیں معاف کرتے تم کو چاہیئے کہ تم بھی اللہ تعالیٰ کا طریقہ اور اُس کی روش اختیار کرو اللہ تعالیٰ غفور بھی ہے اور رحیم بھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب طوفان اُٹھانیوالے جھُوٹے پڑے اور اُن کو حد ماری گئی اسّی کوڑے ان میں دو تین مُسلمان تھے ایک شخص مسطح ابوبکر صدیقؓ کا بھانجہ مفلس یہ اس کی خبر لیتے تھے اب سے قسم کھائی کہ اس کو میں کچھ نہ دوں گا اللہ نے اس کی سفارش کردی وہ تھا مہاجرین سے اہل بدر کے لڑائی والے کہا صدیق اکبر کو جو انکی بڑائی نہ مانے اللہ سے جھگڑے پھر اُنھوں نے قسم کھائی کہ جو دیتا تھا کبھی بند نہ کروں گا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ صدیق اکبر نے آیت کو سنکر پہلی قسم توڑی اُس کا کفارہ دیا اور دوسری قسم کھائی امداد بند نہ کرنے کی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کمزوروں اور غریبوں کا قصور معاف کرنا اللہ تعالےٰ کی بخشش کا سبب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا یا رسول اللہ اپنے غلام کا دن رات میں کتنی مرتبہ قصور معاف کردیا کروں فرمایا ستر بار۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قسم کھاکر توڑ دینا افضل معلوم ہو تو قسم توڑ کر کفارہ دیدے۔ یہ کفارہ بھی موجب اجر ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کی نفیلت اور آپ کا افضل ہونا بھی ثابت ہوا اسی لئے شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ جو اُن کی بزرگی کا انکار کرے وہ اللہ تعالیٰ سے جھگڑے شاہ صاحبؒ کا اشارہ اُن لوگوں کی طرف ہے جو معاذ اللہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تنقیص کرتے ہیں۔ عفو و درگزر کے بارے میں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ من کان یرجوا عفو من فوقہ + فلیعف عن ذنب الذی دونہ ۔ اللہ تعالیٰ جن کو اولوالفضل فرمائے اُن کے فضل کا کیا ٹھکانا ہے ع لا یعرف الفضل لاھل الفضل الا اولوا الفضل صاحب فضل ہی اہلِ فضل کو جانتا ہے۔ ایک فارسی کے شاعر نے کیا خوب فرمایا ہے یہ شاعر غالباً حکیم سنائی ہیں۔
؎ بود چنداں کرامت و فضلش ﴿ کہ اولوالفضل خواند ذوالفضلش ﴿ صورت و سیرتش ہمہ جاں بود ﴿ زاں ز چشم عوام پنہاں بود ﴿ روز و شب سال و ماہ در ہمہ کار ﴿ ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ﴿ (۲۲)
(باقی ضمیمہ میں)

پھر اگر تم اُن گھروں میں کسی کو نہ پاؤ تو اُن میں اُس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم کو اجازت نہ دیدی جائے اور اگر اجازت حاصل کرتے وقت تم کو کہا جائے کہ لوٹ جاؤ اور تشریف لے جاؤ تو تم لوٹ آؤ
یہ واپس لوٹ آنا تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور تمہارے لئے بہتر ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس سب کو جانتا ہے ؛ یعنی جس مکان میں تم داخل ہونا چاہتے ہو اُس میں کوئی نہ ہو یا ہو اور وہ
جواب دینے کی اہلیت اور صلاحیت نہ رکھتا ہو تب بھی جب تک اجازت نہ مل جائے داخل نہ ہو تاکہ تصرف فی ملک الغیر لازم نہ آئے۔ پھر اگر اجازت حاصل کرتے وقت بجائے اجازت کے یہ کہا جائے کہ اس
وقت موقع نہیں ہے واپس جاؤ تو واپس چلے آؤ وہاں جم کر نہ بیٹھ جاؤ بسا اوقات صاحب خانہ کسی ایسے کام میں مشغول ہوتا ہے کہ اس کو ملاقات کرنا گراں ہوتا ہے اور اُس کے کام میں ہرج ہوتا ہے
اس لئے اگر وہ واپس جانے کو کہے تو چلے آؤ اصرار نہ کرنے لگو۔ یہ تمہارے لئے بہت صفائی اور پاکیزگی کی بات ہے اس میں نہ صاحب خانہ پر گرانی ہوگی اور نہ اس کو ایذا رسانی کے مرتکب ہوگے۔ اللہ
تعالیٰ تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے اگر ہمارے حکم کی خلاف ورزی کروگے تو سزا اور بازپرس کے مستحق ہوگے (۲۸) تم لوگوں پر ایسے غیر مسکونہ مکانات میں بلا اجازت داخل ہونے پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جن میں گھر کی طرح کوئی نہ رہتا ہو اور اُن میں تمہاری کوئی چیز ہو اور تمہارا کوئی نفع ان سے وابستہ ہو اور جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو اور جو تم چھپا کر کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسکو خوب جانتا ہے ؛ یعنی ایسے مکانات جو مفادِ عامہ سے متعلق ہیں کہ ان میں جانے آنے کی عام اجازت ہوتی ہے مثلاً مسجد۔ خانقاہ۔ مسافرخانہ وغیرہ کہ ان مقامات پر عام لوگ آتے ہیں اور ٹھہرتے ہیں کبھی سامان بھی رکھدیتے ہیں تم بھی ان سے نفع اٹھانا چاہو رہنا چاہو قیام کرنا چاہو سامان رکھنا چاہو تو چونکہ ایسے مکانات میں دلالۃً عام اجازت ہوتی ہے تو تم بھی بلا کسی خاص اجازت کے ان مکانات میں جا آسکتے ہو ان مکانات میں بلا اجازت داخل ہونیسے کوئی گناہ نہ ہوگا یہاں تک مکانات کی چار قسمیں ہوئیں (۱) اپنے رہنے کا خاص مکان کہ اس میں کسی دوسرے کے آنے کا احتمال ہی نہیں ایسے مکان میں اجازت کی ضرورت ہی نہیں احتیاطاً کسی ایسے اشارے کی حاجت ہے کہ گھر والوں کو معلوم ہوجائے کہ صاحب خانہ آرہے ہیں (۲) وہ جس میں کوئی اور رہتا ہو خواہ اپنے قریبی رشتہ دار اور عزیزہی کیوں نہ ہوں اُس میں بغیر استیذان کے داخل ہونے کی ممانعت ہے (۳) جس میں کسی کے رہنے یا نہ رہنے کا احتمال ہو یا بالفعل کوئی نہ رہتا ہو اس میں بھی بلا استیذان داخل نہ ہو کوئی آباد نہ ہو تو مالک مکان کی اجازت ضروری ہے (۴) وہ مکانات جن میں کوئی گھر کی طرح آباد نہ ہو اور اُن کا تعلق رفاہِ عام سے ہو جیسے مسجد۔ خانقاہ۔ سرائے۔ مسافرخانہ وغیرہ ان مکانات سے جبکہ تمہارا نفع وابستہ ہو قیام کا ارادہ ہو یا برتنے کا سامان رکھا ہو تو ان مکانات میں بلا اجازت داخل ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فائدہ ہو تمہارا یعنی مسافرخانہ ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کوئی گھر میں نہ ہو اور پروانگی دے رکھی ہو تو خالی گھر میں جاؤ اور نہ دی ہو تو نہ جاؤ اور پھر جاؤ کہے سے بُرا نہ مانو اس میں آپس کی ملاقات صاف رہتی ہے ایک دوسرے پر بوجھ نہیں پڑتا ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ

پھر اگر ان گھروں میں تم کسی کو نہ پاؤ تو ان میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم کو اجازت نہ دیدی جائے

لَكُمْ وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ

اور اگر تم کو صاحب خانہ کی طرف سے بجائے اجازت کے یہ کہا جائے کہ اس وقت تشریف لیجائیے تو تم لوٹ آؤ یہ واپس

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨﴾ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ

آجانا تمہارے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے بخوبی واقف ہے۔ ہاں ایسے مکانات جنمیں کوئی سکونت پذیر

تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ

نہ ہو یعنی مسافرخانہ اور خانقاہ وغیرہ اور تمہاری اُن میں کوئی چیز ہو تو ایسے مکانوں میں بلا اجازت داخل ہوجانے میں تم پر کوئی گناہ

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

نہیں اور جو کچھ تم علانیہ کرتے ہو اور جو تم چھپا کرتے ہو خدا تعالیٰ اُس سب کو خوب جانتا ہے۔ اے پیغمبر آپ مسلمان مردوں سے

يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكٰى

کہدیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں نگاہ کا نیچا رکھنا اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنا ان کے

لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ

لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے بیشک جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں اللہ اس سب سے باخبر ہے۔ اور آپ مسلمان عورتوں سے بھی کہدیجئے کہ

يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا

وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زیبائش

يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ

کو ظاہر نہ کریں مگر ہاں جو اس میں سے مجبوراً کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں یعنی

عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

سینوں کو ڈھانک کر اوڑھا کریں اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر ہاں اپنے خاوندوں پر

أَوْ آبَآئِهِنَّ أَوْ آبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَآئِهِنَّ أَوْ أَبْنَآءِ

یا اپنے باپ یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے

شاید سننے والوں کے دل میں آیا ہوگا کہ جس گھر میں کوئی نہیں تو کس سے پروانگی لیویں یہ ہر وقت پوچھ کر جانا جدی گھر والوں کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہیں جیسے لونڈی اور غلام یا اولاد ان کو ہر وقت
پوچھنا ضروری نہیں مگر تین وقت خلوت کے وہ اس سورۃ کے آخر میں ہے ۱۲ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر کسی گھر میں آگ لگ رہی ہو یا اُس گھر کے آدمی ڈوب رہے ہوں یا ڈاکو لوٹ رہے ہوں تو ایسے مواقع
میں اجازت کی ضرورت نہ ہوگی (۲۹) اے پیغمبر آپ مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست اور نیچا رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ نگاہوں کا نیچا رکھنا اور شرمگاہوں
کی حفاظت کرنا اُن کے لئے بڑی پاکیزگی کی بات ہے بلاشبہ جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُس سب سے باخبر ہے ؛ اوپر کی آیتوں میں زنا کی بُرائی بیان فرمائی تھی پھر زنا کی تہمت لگانے کی بُرائی مذکور
ہوئی اب دواعیٔ زنا کی بُرائی اور مقتضائے احتیاط کا بیان ہے تاکہ زنا کی نوبت نہ آئے اسی احتیاط کی بنا پر گھروں میں بے روک ٹوک جانے کی ممانعت فرمائی اب نگاہ نیچی رکھنے کی تعلیم دی (باقی ۵۶۴ پر)

Marfat.com

بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِیْٓ
بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے
اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِ
بیٹوں پر یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا اُن
التّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ
خدمت گزار مردوں پر جو خواہشات سے خالی اور بے غرض ہوں یا ایسے نادان بچوں پر جو
الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا یَضْرِبْنَ
عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہیں ہوئے اور مسلمان عورتوں سے یہ بھی فرما دیجئے کہ وہ چلنے میں اپنے پاؤں
بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ وَ
زور سے نہ رکھیں کہ اُن کا وہ زیور پہچانا جائے جس کو وہ چھپاتی ہیں اور اے
تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ
ایمان والو! تم سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ تم
تُفْلِحُوْنَ ۳۱ وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ
فلاح پاؤ۔ اور تم میں جو مرد و عورت بے نکاح کے ہوں اُن کا نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور
مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِهِمُ
لونڈیوں میں سے جو نکاح کی صلاحیت رکھتے ہوں اُن کا بھی نکاح کر دیا کرو اگر وہ لوگ مفلس ہونگے تو اللہ
اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۳۲ وَ لْیَسْتَعْفِفِ
انکو اپنے فضل سے غنی کر دیگا اور اللہ تعالیٰ بڑا فیاض اور سب کی حالت کو جاننے والا ہے۔ اور وہ لوگ جنکو نکاح کا
الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ
مقدور نہ ہو تو اُن کو چاہیئے کہ وہ پاک دامن رہیں یہاں تک کہ اللہ اُن کو اپنے فضل سے
فَضْلِهٖ ؕ وَ الَّذِیْنَ یَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ
مالدار کر دے اور تمہاری لونڈی اور غلاموں میں سے جو مکاتب ہونے کی خواہش کریں تو تم انکو مکاتب

(بقیہ صفحہ ۵۶۳) یعنی جس عضو کو دیکھنے کی اجازت نہیں اُس کو نہ دیکھیں اور جس عضو کے دیکھنے کی اجازت ہے اُس کو شہوت اور بدنگاہی کے ساتھ نہ دیکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں اس سلسلہ میں جو لوگ نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لئے جو کارروائیاں کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب سے باخبر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تھامتے رہیں ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھیں اور نہ اپنا دکھائیں اور خبر ہے جو کرتے ہیں کفر کی رسم میں اس بات کی قید نہ تھی ۱۲ یعنی زمانہ جاہلیت میں ستر دیکھنے دکھانے پر کوئی پابندی نہ تھی وہ دور بے حیائی اور فحش کا دور تھا۔ حدیث میں ہے کہ پہلی نظر جو بلا قصد کسی اجنبی عورت پر پڑ جائے وہ قابل عفو ہے اور دوبارہ جو قصداً نظر ڈالی جائے وہ قابلِ مواخذہ ہے (۳۰) اور اے پیغمبر آپ مسلمان عورتوں سے بھی کہدیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست اور نیچا رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنے سنگار اور اپنی زیبائش کو ظاہر نہ کیا کریں مگر ہاں اس میں سے جو مجبوراً کھلا رہتا ہے اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈال لیا کریں اور اپنے سنگار اور اپنی زیبائش کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر ہاں اپنے خاوندوں پر یا اپنے شوہر کے باپوں پر یعنی خسر یا دادیا خسر یا اپنے بیٹوں یا اپنے شوہر کے بیٹوں

تفسیر صفحہ ہٰذا۔ یا اپنے بھائیوں پر خواہ وہ حقیقی ہوں یا علاتی ہوں یا اخیافی یا مذکورہ بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر یہ بہنیں خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی ہوں یا اپنی ہم مذہب عورتوں پر یعنی مسلمان عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا گھر کا کاروبار کرنے اور خدمت میں مشغول رہنے والے اُن مردوں پر جو بے غرض ہوں خواہ بوڑھے اور ضعیف ہونیکی وجہ سے یا مسلوب العقل اور ہوش و حواس گم ہونے کی وجہ سے انکو نہ عورتوں کی خواہش ہے نہ وہ عورتوں سے رغبت کرتے ہیں اور اُن لڑکوں پر جو عورتوں کی پوشیدہ اور پردے کی باتوں سے ابھی بے خبر اور ناواقف ہیں اور مسلمان عورتوں سے یہ بھی فرما دیجئے کہ اپنے پاؤں زور سے نہ ماریں اور چلنے میں زور سے پاؤں نہ رکھیں کہ ان کا وہ مخفی سنگار اور زیور جانا پہچانا جائے جس کو وہ پوشیدہ رکھتی ہیں، اور اے ایمان والو! تم سب اللہ تعالیٰ کی جناب میں رجوع کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ فلاح پاؤ اور اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔ مطلب یہ ہے کہ سنگار اور زینت کے مواقع ظاہر نہ کریں بلکہ پردے میں رکھیں اور جب مواقع زینت کو پوشیدہ رکھا جائیگا تو زینت اور زیبائش بھی پوشیدہ رہے گی ہاں جس کا کھولنا کاروبار کی وجہ سے مجبوراً ہو وہ عورت کا چہرہ اور کفین ہے جیسا کہ ابوداؤد ابن مردویہ اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ کی روایات سے ثابت ہے اور فقہائے حنفیہ نے ضرورت کا لحاظ رکھتے ہوئے قدمین یعنی دونوں پاؤں کو اس پر قیاس کر لیا ہے تو یہ تین چیزیں یعنی عورت کا چہرہ اور کفین اور قدمین مستثنا ہونگے اور ستر میں داخل نہوں گے اور جب یہ اعضا کھولنے کی اجازت ہوئی تو ان کی زینت مثلاً سرمہ اور کاجل مِسّی۔ انگوٹھیاں اور ہتھیلیوں کی مہندی اور پاؤں کے انگوٹھی چھلے اور پاؤں کی مہندی بھی مستثنیٰ ہونگی بہرحال یہ چیزیں ضرورت کیلئے مستثنا کی گئی ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مرد بھی ان چیزوں کو عورت کی گھورتے پھریں۔ پھر ارشاد فرمایا عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے سینے دوپٹوں سے ڈھانکے رہیں یعنی اوڑھنی یا دوپٹہ سر ڈھانکنے کے لئے ہے لیکن سر پر سے اس طرح اوڑھیں کہ سینہ بھی ڈھک جائے۔ یعنی بغل سینے کو ڈھانک کر ماریں یہ مطلب نہیں کہ سر کھولدیں اور دوپٹہ اتنا بڑا ہو کہ سر کے ساتھ سینہ بھی ڈھانک لیں۔ اس کے بعد حضرت حق تعالیٰ نے اس زینت اور مواقع زینت کا ذکر فرمایا جن کا اجانب کے روبرو تو ظاہر کرنا حرام ہے لیکن محارم کے روبرو جائز مثلاً سر، سینہ بازو۔ کوہنیاں۔ پنڈلیاں خواہ گلے کا ہار ہو یا بازوبند ہوں۔ پہنچیاں اور چوڑیاں ہوں یا جھانجن اور پاؤں کے توڑے ہوں۔ یہ سب چیزیں وہ ہیں جو صرف محارم کے آگے جیسے خاوند یا وہ آدمی جن سے ابدی طور پر نکاح حرام ہے اُن کے روبرو کشف جائز ہے۔ جیسے خاوند یا اپنے باپ دادا۔ یا خاوند کے باپ دادا یا اپنے بیٹے پوتے یا اپنے خاوند کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر۔ یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی بہنوں کے بیٹوں پر (یہ بھائی بہن خواہ حقیقی ہوں یا علاتی اور اخیافی ہوں) یا اپنی ہم مذہب یعنی مسلمان عورتوں پر کیونکہ غیر مسلمہ عورتیں اجانب مردوں کے حکم میں ہیں تحقیق یہی ہے اور اپنی لونڈیوں پر زینت اور مواقع زینت کا کشف جائز ہے خواہ وہ باندی مومنہ ہو یا کافرہ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۖ وَآتُوهُم
بنا دیا کرو بشرطیکہ تم ان میں بہتری پاؤ اور اللہ کے اُس مال میں
مِّن مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ ۚ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ
سے جو اُس نے تم کو دے رکھا ہے ان مکاتبوں کو بھی دو اور اپنی باندیوں کو محض اس غرض سے کہ تم
عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوا عَرَضَ
دنیاوی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کر لو بدکاری کرانے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَن يُكْرِههُّنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِن بَعْدِ
اور جو شخص ان باندیوں کو زناکاری پر مجبور کرے گا تو بے شک اللہ ان باندیوں کو انکی
إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ
اس بے بسی کے بعد بخشنے والا مہربان ہے۔ اور بے شک ہم نے تمہارے لئے کھلے کھلے احکام نازل
مُّبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَ
کئے ہیں اور نیز جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کے بعض حالات و واقعات اور
مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٣٤﴾ ع اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
ڈرنے والوں کیلئے نصیحت کی باتیں نازل کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں کا اور زمین کا نور ہے
مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۖ الْمِصْبَاحُ فِي
حق تعالیٰ کے نور کی صفت عجیبہ ایسی ہے جیسے فرض کرو ایک طاق ہے اس طاق میں ایک چراغ ہے وہ چراغ
زُجَاجَةٍ ۖ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن
ایک شیشے کی قندیل میں ہے وہ شیشے کی قندیل ایسی ہے جیسے ایک چمکتا ہوا تارا وہ چراغ ایک بابرکت درخت کے
شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ
تیل سے کہ وہ زیتون ہے روشن کیا جاتا ہے وہ درخت نہ پورب رُخ واقع ہے اور نہ پچھم رُخ یعنی اس پر دھوپ کی
يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۚ نُّورٌ عَلَىٰ نُورٍ ۗ
روک نہیں اس کا تیل قریب ہے کہ خود بخود بھڑک اٹھے خواہ اسکو آگ نہ بھی چھوئے یہ نور بالائے نور ہے

اگر تم ان میں بہتری اور بھلائی پاؤ اور جانو اور اُس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے اُن کو بھی کچھ دو یعنی اپنے مکاتبوں کو اور اپنی باندیوں کو محض اس غرض سے کہ دُنیوی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کرو اور دنیوی زندگی کا سامان اُن سے حاصل کرو ان لونڈیوں کو بدکاری کرنے اور پیشہ کمانے پر مجبور نہ کرو جبکہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں اور اپنے کو محفوظ رکھنا چاہیں اور جو شخص ان لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان باندیوں کو ان کی مجبوری اور بے بسی کے بعد بخشنے والا مہربان ہے ؛ ایسے لوگ جن کے پاس بیوی کے نان نفقہ اور مہر معجل کے ادا کرنے کو کچھ نہ ہو اور اس غربت و نقر میں کوئی عورت نکاح کرنے پر آمادہ نہ ہو تو ایسے لوگوں کو ضبط نفس سے کام لینا چاہیئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اگر چاہے تو صاحب مقدور کردے اُوپر کی آیت میں نکاح کی رغبت تھی اور وعدۂ غنا بھی تھا لیکن یہ ضروری نہیں کہ کوئی عورت نکاح کیلئے آمادہ بھی ہو جائے اگر کوئی عورت شادی کے لئے تیار ہو تو کر لو لیکن جن کو نکاح میسر نہ ہو تو پھر ضبطِ نفس سے کام لو۔ حدیث میں آتا ہے۔ اے نوجوانوں کی جماعت جو تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہے اُس کو چاہیئے کہ نکاح کرلے یہ نکاح کر لینا نگاہ کو پست کرنے والا اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے اور جس کو نکاح کی استطاعت اور مقدور نہ ہو تو اُس کو چاہیئے کہ وہ روزے رکھے یہ روزے رکھنا اُس کے بچاؤ کا بڑا سبب ہے آگے اسی مناسبت سے جو لونڈی اور غلاموں کے ساتھ رعایت کا حکم ہے مکاتب کی شکل فرمائی۔ مکاتبت ایک معاہدہ ہے جو آقا اور غلام کے درمیان اس شرط پر ہوتا ہے کہ اگر غلام اتنا اتنا مال کما کر مجھے یعنی آقا کو دیدے تو آقا اُس کو آزاد کردے گا اگر غلام اس شرط کو منظور کرلے تو معاہدہ ہو جاتا ہے اور معاہدہ کی لکھت پڑھت ہو جاتی ہے۔ ایسے غلام کو مکاتب کہا جاتا ہے اگر یہ کما کر موعودہ رقم دیدے تو آزاد ہو جائے گا اور اگر عاجز ہو گیا اور کما کر نہ دے سکا تو اگر اُس نے خود معاہدے کو فسخ کردیا تو فسخ ہو جائے گا ورنہ حاکم کو درخواست دیکر فسخ کرا لیا جائے گا اور مکاتبت ٹوٹ جائے گی۔ ان میں کوئی بھلائی پاؤ یعنی وہ لونڈی یا غلام کوئی ہنر جانتے ہوں جس سے یہ اندازہ ہو کہ کما کر ادا کردیں گے کمانے اور خرچ کرنے کا سلیقہ رکھتے ہوں۔ تو ایسے غلام کو اگر چاہو تو مکاتب بناؤ۔ مکاتب کی امداد کیلئے قرآن میں کئی جگہ تاکید فرمائی ہے یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو جو مال اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اُس میں سے ان کو بھی دو تاکہ وہ جلد ادا کرکے آزاد ہو سکے۔ زمانۂ جاہلیت میں لونڈیوں سے پیشہ کراتے تھے اور زنا کی کمائی ان سے حاصل کیا کرتے تھے اس کی حرمت بیان فرمائی کہ معصیت پر اکراہ مت کیا کرو اور خاص کر جبکہ وہ عورتیں اور تمہاری باندیاں اس فعل خبیث سے محفوظ رہنا اور بچنا چاہتی ہوں۔ اور اگر ان کو زنا پر مجبور کیا گیا تو اللہ تعالیٰ ان کی مجبوری اور بے بسی کے پیش نظر بخشنے والا مہربان ہے اس آیت میں جو قیود بیان فرمائی ہیں وہ واقعی قیود ہیں یہ مطلب نہیں کہ اگر یہ باتیں نہ ہوں تو اُن کا اکراہ جائز ہو جائے زنا کے لئے اکراہ کرنا یا ترغیب دینا بہرحال حرام ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لکھا چاہیں یعنی کسی کا غلام لونڈی کہے کہ میں اتنی مدت میں اتنا تجھ کو کما دوں تو مجھ کو آزاد کر یہ قرار لکھوا لیں اس کو کتابت کہتے ہیں جو اس میں نیکی دیکھے تو لکھ دے نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹ کر چوری بدکاری نہ کریگا اور دولت مندوں کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال سے مدد کرو تاکہ آزاد ہوویں خواہ زکوٰۃ سے خواہ اور خیرات سے اور لونڈیوں سے بدکاری کروا کر مال کمانے کو بڑا وبال ہے خواہ وے خوش ہوں خواہ ناخوش ناخوشی پر اور زیادہ وہ مال سب ناپاک اور ناخوشی میں لونڈی بے گناہ ہے ۱۲ (۳۳) اور بلاشبہ ہم نے تمہارے لئے کھلے اور واضح احکام اور جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کے کچھ واقعات و حالات اور ڈرنے والوں کے لئے موعظت و نصیحت کی باتیں نازل فرمائی ہیں ؛ یعنی اس قرآن میں علمی اور عملی احکام بھی نازل فرمائے گزشتہ اقوام کے عبرتناک حالات بھی مذکور فرمائے اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے موعظت و نصیحت اور عبرت بھی نازل فرمائی اور ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت اور اُن کی براءت کی جانب اشارہ ہو کہ پہلی اُمتوں میں بھی اچھے لوگوں کو مطعون کیا گیا ہے جیسے حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰؑ اور حضرت مریمؑ وغیرہ پر جھوٹے الزام لگائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کی براءت کی گویا اس قسم کے واقعات پچھلی اُمتوں میں بھی پیش آتے رہے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پہلی

ع ٨ / ١٠

(باقی صفحہ ٥٦٦ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۶۵) اُمتوں پر بھی ایسے ہی حکم تھے ۱۲ (۳۴) اب اسے ہدایت وضلالت کی ایک اور مثال مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور زمین کی روشنی ہے اور اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور کی صفت عجیبہ ایسی ہے جیسے فرض کرو ایک طاق ہے اُس طاق میں ایک چراغ ہے وہ چراغ ایک شیشے کی قندیل میں ہے وہ شیشے کی قندیل ایسی ہے جیسے ایک چمکتا ہوا تارا وہ چراغ ایک بابرکت درخت کے تیل سے کہ وہ زیتون ہے روشن کیا جاتا ہے وہ درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی ہے یعنی نہ تو بالکل پورب کی طرف ہے اور نہ بالکل پچھم رخ ہے بلکہ بیچ میں واقع ہے جس پر پورے دن کی دھوپ پڑتی ہے۔ اُس درخت کا تیل ایسا صاف اور شفاف ہے کہ قریب ہے وہ خود بخود بھڑک اٹھے خواہ اُس کو آگ بھی نہ چھوئے یہ نور بالائے نور ہے۔ **تفسیر صفحہ ہذا**۔ اللہ تعالیٰ اپنے نور تک جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا اور اُس کی رہنمائی فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شئ کو جاننے والا ہے :: یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

اللہ اپنے نور تک جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سمجھانے کو مثالیں بیان

لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ

کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو جاننے والا ہے۔ وہ چراغ اُن گھروں میں روشن کیا جاتا ہے

اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا

جنکے متعلق اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کی قدر ومنزلت کی جائے اور اُن مکانوں میں اللہ کا نام لیا جائے اُن مکانوں میں صبح اور

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ

شام ایسے لوگ خدا کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ

وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ ڝ

دینے سے نہ کسی قسم کی خرید غافل کر سکتی ہے نہ کسی قسم کی فروخت وہ لوگ

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ ق لا

ایک ایسے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن بہت سے دل پلٹ جائیں گے اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جائیں گی

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ

اُن لوگوں کے ان نیک کاموں کا انجام یہ ہوگا کہ خدا اُن کو اُن کے اعمال کا اچھے سے اچھا صلہ دیگا اور اپنے فضل سے

فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ وَ

اُن کو اور زیادہ بھی دیگا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ

جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اسکو دور

الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْــــًٔا وَّ

سے پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اُس پانی کے پاس آیا تو اُس کو کچھ بھی نہ پایا اور

وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ

وہاں پہنچکر اپنے پاس خدا کو حساب لینے کے لئے موجود پایا سو اللہ نے اس کا پورا پورا حساب اسکو چکا دیا اور اللہ بہت

اقدس کیساتھ تمام کائنات کی رونق وابستہ ہے اُسی نے آسمانوں اور زمین کو عدم کی تاریکیوں سے نکال کر وجود کا نور بخشا ہے اور اُسی کی صفات جلیلہ سے تمام عالم منور اور روشن ہے۔ خواہ چاند سورج اور کواکب کا نور ہو خواہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کا باطنی اور روحانی نور ہو سب اُسی کے نور کا پرتو اور اُسی کی نورانی ذات انور سے مستفاد ہے عالم علوی اور سفلی میں اُس کی تمام آیات خواہ تکوینی ہوں یا تنزیلی سب اُسی کے نور سے منور ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے انت نور السموات والارض۔ سورۂ زمر میں ہے واشرقت الارض بنور ربها اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے نور بھی ایک صفت ہے اگرچہ ہم اسکی کیفیت بیان کرنے سے قاصر ہیں بہرحال جب ہر جز اسکی صفت نور سے منور ہے اور ہر جگہ اس کے ہی نور کی جلوہ گری ہے تو قلب مومن میں جو ایمان کی روشنی ہے اُس کے متعلق ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ مومنین کو اللہ تعالیٰ کے نور سے جو ہدایت کا نور عطا ہوتا ہے اُس کو یوں سمجھو جیسے ایک طاق ہے اُس میں ایک چراغ ہے اور وہ چراغ ایک شیشے کی قندیل میں ہے وہ شیشے کی قندیل ایسی ہے جیسے ایک چمکتا ہوا تارا وہ چراغ ایک مبارک درخت کے تیل سے جو زیتون ہے روشن کیا جاتا ہے اور وہ زیتون کا درخت نہ جانب شرق میں واقع ہے اور نہ غربی جانب میں واقع ہے بلکہ بیچ میں ایسی جگہ واقع ہے جہاں اُس کو پورے دن خوب دھوپ لگتی ہے اُس کی وجہ سے اس کا تیل اتنا صاف اور شفاف ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آگ کے بغیر مس کئے ہوئے بھڑک اُٹھے گا اور روشن ہو جائے گا۔ تجربہ شاہد ہے کہ زیتون کے درخت کو جتنی دھوپ لگے اُس کا تیل صاف اور خوش رنگ ہوتا ہے اور آگ مس کرنے اور دیا سلائی دکھا دیجائے تو پھر نور علیٰ نور ہو جائے اور پورا طاق بقعۂ نور بن جائے۔ طاق میں چونکہ روزن نہیں ہوتا اس لئے بند روشنی بہت زیادہ چمکدار ہوتی ہے مفسرین کے اس تشبیہ میں کئی قول ہیں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طاق سے مومن قانت کا سینہ مراد ہے چراغ سے معرفت وہدایت کا نور مراد ہے شیشے کی قندیل ایک مومن خالص اور کامل کا قلب ہے جس میں وہ نور توفیق اور نور استعداد ودیعت کیا گیا ہے اور وہ نور چونکہ ربانی ہے اس لئے نہ شرقی ہے اور نہ غربی ہے اس نور کو کسی خاص جہت سے منسوب نہیں کیا جا سکتا اس کی استعداد فکری ہدایت کی جانب خود بخود بڑھتی ہے اور جب قرآن اور وحی الٰہی کا اس کو علم حاصل ہوا تو وہ نور بالائے نور ہوگیا۔ اور اُس کی نور کی چمک سے نہ صرف اُس کا سینہ معمور ہوگیا بلکہ دوسروں کے لئے بھی ہدایت کا سبب ہوگیا وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس آگے ارشاد فرمایا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ جس کو چاہے اپنی ہدایت کے نور سے فیضیاب فرمائے اور اس قسم کی مثالیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ لوگوں کے لئے موجب بصیرت ہوں اور ذی استعداد لوگ اسے نصیحت حاصل کرلیں اور وہی اپنی مثالوں کی موزونیت اور مناسبت کو جانتا ہے کسی دوسرے کی کیا مجال ہے کہ ایسی جامع مثال بیان کر سکے یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کون نور توفیق اور نور استعداد کا مستحق ہے اور کون اس قابل ہے کہ اُس کو توفیق واستعداد فطری سے نوازا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ سے رونق اور بستی ہے آسمان وزمین کی اُس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جاویں

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

یادین حق کا انکار کرنیوالوں کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے بڑے گہرے اور عمیق سمندر کے اندرونی اندھیرے اس سمندر کو موج بالائے موج نے ڈھانک رکھا ہو اس موج پر بادل چھایا ہوا ہو غرض بہت سے اندھیرے
ہیں جو اوپر تلے چھائے ہوئے ہیں ان حالات میں اگر کوئی شخص سمندر کی تہ میں اپنا ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو اس کا احتمال ہی نہیں کہ وہ اس ہاتھ کو دیکھ سکے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے روشنی نہیں دی

الْحِسَابِ ۝٣٩ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ
جلد حساب کر دینے والا ہے ۔ یا کافروں کے اعمال ایسے ہیں جیسے بڑے عمیق سمندر کے اندرونی اندھیرے اس سمندر کو موج بالائے

مِنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا
موج نے ڈھانک رکھا ہو اس موج پر بادل چھایا ہوا ہو غرض بہت سے اندھیرے ہیں جو اوپر تلے چھائے ہوئے ہیں

فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا وَمَنْ
ان حالات میں اگر کوئی شخص سمندر کی تہ میں اپنا ہاتھ نکالے تو اس کا احتمال ہی نہیں کہ وہ اس ہاتھ کو دیکھ سکے اور

لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ ۝٤٠ أَلَمْ تَرَ
بات یہ ہے کہ جسکو اللہ روشنی نہ دے اسکو کہیں روشنی نہیں مل سکتی ۔ کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ جو

أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ
کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور وہ پرندے جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں یہ سب خدا کی پاکی

صَافَّاتٍ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
بیان کرتے ہیں ان سب نے اپنی اپنی عبادت کا طریقہ اور اپنی تسبیح کو جان رکھا ہے اور جو کچھ وہ

بِمَا يَفْعَلُونَ ۝٤١ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ
کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے ۔ اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں میں اور زمین میں

إِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝٤٢ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ
اور اللہ ہی کی طرف سب کی بازگشت ہے ۔ کیا اے مخاطب تجھ کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ ہی بادل کو چلاتا ہے

يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ
پھر انکو آپس میں ایک دوسرے کیساتھ ملا دیتا ہے پھر انکو تہ بر تہ رکھتا ہے پھر اے مخاطب تو بارش کو ان بادلوں کے

مِنْ خِلَالِهِ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا
درمیان سے برستا ہوا دیکھتا ہے اور آسمان میں جو اولوں کے پہاڑ ہیں یعنی غلیظ اور وسیع بادل

مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ
ان سے اولے برساتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے اُن کو گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے انکو

اُس کو کہیں نہیں روشنی ؛ یہ دوسری قسم کے بداعتقاد لوگوں کی مثال ہے یعنی اُن کے لئے سراب جیسی چمک بھی نہیں بلکہ کفر وجہل ظلم وعصیاں کی تاریکیوں میں پڑے ہاتھ مار رہے ہیں اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں ۔ سمندر کی تہ کا اندھیرا ۔ موجوں کے طوفان کا اندھیرا پھر موجوں پر گہرا بادل ' نہ معاد پر اعتقاد نہ اعمال پر اطمینان تو یہ شخص واقعی سخت ظلمات میں مبتلا ہے اندھیرے بھی ایسے کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہ پڑے اگر ان اندھیروں میں ہاتھ کو آنکھ کے قریب لاکر بھی دیکھے تو دیکھنا تو درکنار اس کا احتمال بھی نہیں کہ ہاتھ کو دیکھ سکے ۔ اور یہ واقعہ ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ کی جانب سے نور توفیق عطا نہ ہوا اُس کو کہیں سے بھی روشنی میسر نہیں آسکتی استعداد کی خرابی کے باعث توفیق نصیب نہ ہوئی ۔ کفر وعناد کے سمندر میں پڑے ہیں ان پر روشنی کے سب دروازے بند ہیں (٤٠) کیا اے مخاطب تجکو یہ معلوم نہیں کہ جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ پرندے جو پر پھیلائے اُڑتے پھرتے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں ان سب نے اپنی اپنی عبادت ودعا کا طریقہ اور اپنی تسبیح وتقدیس کو جان رکھا ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے ؛ یعنی تمام اہل سموات والارض اللہ تعالیٰ کی پاکی اور اس کی خالقیت وصناعیت کا کمال ظاہر کرتے ہیں اور پرندے خاص طور پر وجود صانع پر دلالت کرتے ہیں ۔ یہ تسبیح قال ہے یا حال ہے جیسا کہ ہم بنی اسرائیل میں قدرے تفصیل کیساتھ عرض کر چکے ہیں ہر ایک اپنی دعا اور تسبیح سے جو اُس کو الہام کے ذریعہ بتائی گئی ہے جانتا ہے اور جب یہ چیز مشاہد بھی ہے تو ہر مخاطب کو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی مطیع ومنقاد ہے اور ہر چیز کی بناوٹ اور ساخت وجود صانع پر دال ہے لیکن باوجود اس کے بعض لوگ توحید الٰہی اور وجود باری کے منکر ہیں اور یہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں اللہ اسکو جانتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے افعال اور دعا اور تنزیہ سے واقف ہے خواہ تم نہ سمجھو (٤١) اور اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہی کی طرف سب کی بازگشت ہے ؛ یعنی جس طرح اُس کا علم سب کو محیط ہے اسی طرح اُس کی حکومت بھی سب پر قائم ہے یہ حکومت اب بھی قائم ہے اور آخرت میں بھی

ع ٥
٦
١١

حاکمانہ تصرف اسی کا ہوگا ۔ آگے اس حاکمانہ تصرف کا بیان ہے (٤٢) کیا اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا اور کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بادل کے ٹکڑوں کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ایک دوسرے سے ملادیتا ہے پھر ان کو تہ بر تہ رکھتا ہے ۔ پھر اے مخاطب تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس بادل کے درمیان سے نکلتی ہے اور تو اس بادل کے درمیان سے مینہ برستا ہوا دیکھتا ہے اور آسمان میں جو اولوں کے پہاڑ ہیں

Marfat.com

اُن سے اولے برساتا اور اُتارتا ہے پھر جس پر چاہتا ہے اُن اولوں کو گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اُن اولوں کو پھیر دیتا ہے اور ہٹا دیتا ہے بادل کی بجلی کی چمک اور اُس کی کوند قریب ہے کہ ابھی آنکھوں کی بینائی لے جائے ؛ یعنی یہ اُس کی قدرت ہے کہ بادل کے ٹکڑوں کو ہنکا لانا پھر ٹکڑوں کو ملانا اور اوپر تلے رکھ کر ایک دبیز اور موٹا بادل ترتیب دینا پھر بارش کو اُس کے درمیان سے نکالنا اور برسانا اولوں پہاڑ آسمان کی جانب سے اُتارنا اور نازل کرتا ہے یہ فرمایا غلیظ بادل کو کر اس میں سے اولے گرتے ہیں پھر جس جگہ چاہتے ہیں اُس کی چھال ڈال دیتے ہیں اور جس سمت کو چاہتا ہے اولوں سے بچا لیتا ہے جیسا کہ بعض کھیت محفوظ رہتے ہیں اور بعض کھیت بعض جانور بعض آدمی اولوں کی زد میں آجاتے ہیں ۔ بڑے شہر میں بھی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعض علاقہ محفوظ رہتا ہے اور بعض علاقے میں اولے پڑ جاتے ہیں اور اولوں کا بادل چونکہ غلیظ ہوتا ہے اس لئے بجلی بھی خوب چمکتی ہے اس کو فرمایا کہ اُس کی چمک کا یہ عالم ہے قریب ہے کہ وہ آنکھوں کی بینائی اُچک لے اور آنکھوں کو خیرہ کردے ۔ ہم نے عام علما کے

يَشَآءُ ۭ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ

پھیر دیتا ہے بادل کی بجلی کی چمک کا یہ عالم ہے کہ گویا اس نے آنکھوں کی بینائی اب لی ۔ اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي

رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے یقیناً اس ردوبدل میں اُن لوگوں کیلئے بڑا استدلال ہے جو اہل

الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ

دانش ہیں ۔ اور اللہ نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے بعض تو وہ ہیں

مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ

جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں اور

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ

ان میں سے بعض وہ ہیں جو چار پاؤں پر چلتے ہیں اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے بے شک

اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ

اللہ تعالیٰ ہر شئی پر پوری طرح قادر ہے ۔ بلاشبہ ہم نے واضح اور روشن دلائل نازل کئے ہیں

وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَ

اور اللہ جس کو چاہتا ہے راہِ راست کی طرف اُس کی رہنمائی کرتا ہے ۔ اور

يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى

یہ منافق دعوٰی تو یہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور رسول پر ایمان لائے اور ہم نے دونوں کی فرمانبرداری قبول کی اور پھر اس کہنے

فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

کے بعد انہی میں سے ایک فریق سرتابی کرتا ہے اور حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے

وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ

اور یہ لوگ جب اللہ اور اسکے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول ان کے مابین فیصلہ کردے تب ہی ایک فریق

مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ

انہیں سے اعراض اور پہلوتہی کرتا ہے ۔ اور اگر ان کا کوئی حق ثابت ہوتا ہو تو رسول کے پاس فرمانبردار بنے ہوئے

قول کے مطابق ترجمہ کیا ہے اگرچہ بعض علماء نے اور طرح بھی تفسیر کی ہے بہرحال یہ اُس کی قدرت کاملہ ہے کہ پانی میں سے آگ پیدا کرتا ہے ۔ بادلوں پر کنٹرول اور قابو رکھتا ہے ۔ جس کھیت یا باغ کو اولوں سے تباہ کرنا چاہتا ہے تباہ کردیتا ہے اور جسکو بچانا چاہتا ہے بچا لیتا ہے یا جس کو چاہتا ہے بارش سے سیراب کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے خشک پڑا رہنے دیتا ہے نسبحان من یخرج الماء والناس والنور من الظلمۃ من شئ واحد (۴۳) اور نیز اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بدلتا رہتا ہے یقیناً رات اور دن کے اس ردوبدل میں اُن لوگوں کے لئے بڑا استدلال ہے جو اہل دانش ہیں اور اُن کو جو آنکھوں والے ہیں دھیان کرنیکا بڑا موقع ہے ؛ یعنی یہ اسی کی قدرت کاملہ اور اُسی قادرِ مطلق کا کام ہے کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات یہ تبدیلی سوائے اُس کے کوئی دوسرا نہیں کرسکتا کبھی کفر کی برتری اور کبھی ہدایت اور روشنی کا عروج یہ سب اُس کی قدرت کا اظہار ہے اور اس میں صاحبان دانش اور آنکھوں والوں کے لئے بڑے استدلال اور بڑی عبرت کے مواقع ہیں (۴۴) اور اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے پھرنے والے جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل رینگتے اور چلتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو چار پیروں پر چلتے ہیں اللہ جو چاہتا ہے بناتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ؛ ہر جاندار کی ابتدا اور اسکی پیدائش پانی سے ہوتی ہے یعنی ہر جاندار کا حدوث یا اس کی بقا پانی ہی سے ہے ۔ رینگنے والے جیسے سانپ مچھلی دو ٹانگوں والے جیسے انسان اور پرندے چار ٹانگوں والے جیسے چوپائے اور کسی مخلوق کے چار پایوں سے بھی زیادہ ہوں یخلق اللہ ما یشاء اس کی غیر محدود قدرت محصور نہیں (۴۵) بلاشبہ ہم نے واضح اور روشن دلائل نازل فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے راہِ راست کی طرف اُس کی رہنمائی فرماتا ہے ؛ یعنی عام طور پر دلائل واضحہ بیان کردئے گئے ہیں مگر خاص طور پر مشیت اور ارادے کا تعلق جس سے ہوتا ہے اُسی کو سیدھی راہ چلنے کی توفیق ہوتی ہے (۴۶) اور منافق لوگ کہتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ہم نے اللہ اور رسول کا حکم مانا پھر اُن میں سے ایک فریق اس کہنے کے بعد سرتابی کرتا اور پھر جاتا ہے اور حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان نہیں رکھتے ؛ یعنی منافقوں کا دعوی تو یہ ہوتا ہے کہ ہم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لے آئے اور ہم نے ان دونوں کا کہا مانا اور فرماں برداری کی لیکن عمل کے وقت انہی میں سے ایک فریق پھر جاتا ہے انکی حالت یہ ہے کہ یہ ایمان نہیں رکھتے ۔ شاید ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب کسی مقدمے کے فیصلے کے لئے طلب کیا جاتا ہوگا تو کچھ زیادہ شریر یہ سمجھ کر کہ فیصلہ ہمارے خلاف ہوگا پھر جاتے ہوں گے کیوں کہ ان میں ایمان تو ہے ہی نہیں جیسا کہ آگے کی آیت سے معلوم ہوتا ہے (۴۷) اور یہ لوگ جب اللہ اور اُس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جائیں اور طلب کئے جائیں کہ رسول ان کے مابین فیصلہ کردے تو ایک فرقے کے لوگ پہلوتہی کرتے اور منہ موڑ لیتے ہیں (۴۸) اور اگر انکا کچھ نکلتا ہو اور ان کا کوئی حق ثابت ہوتا ہو تو رسول کے پاس فرماں بردار بن کر سرِ تسلیم خم کئے ہوئے چلے آتے ہیں ؛ یعنی یہ سمجھ کر

Marfat.com

کو مقدمے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی رو رعایت یا کسی کا بے جا لحاظ تو کریں گے نہیں اس لئے ٹل جاتے اور حاضری سے انکار کرتے ہیں اور فیصلہ کرانے سے بچتے ہیں اور اگر ان کا کچھ نکلتا ہے اور
کوئی حق ان کو پہنچتا ہے تو نہ صرف حاضر ہوتے ہیں بلکہ یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ ہم تو حضورؐ کے فرماں بردار ہیں اور حضور جو حکم فرمائیں گے اور آپؐ جو فیصلہ دیں گے اس کو ہم دل وجان سے قبول کریں گے
اب آگے ان کی اس بیماری کو بطور تردید فرماتے ہیں کہ آخر اس کی وجہ کیا ہے (۴۹) کیا ان لوگوں کے دلوں میں کوئی مرض اور بیماری ہے یا یہ لوگ دھوکے اور شک میں پڑے ہوئے ہیں یا یہ اس بات
سے ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان پر کوئی بے انصافی اور ظلم نہ کرنے لگے ان اسباب میں سے کوئی سبب نہیں ہے بلکہ وہی لوگ نا انصاف اور ظالم ہوتے ہیں :: یعنی سبب کیا ہے معاملات
میں فیصلے پر کیوں راضی نہیں ہوتے کیا یہ خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول کسی کے حق سے زیادہ دلوائے گا اور ان پر ظلم کرے گا اور ان کے خلاف مدعی کے حق سے زیادہ کی ڈگری کر دیگا۔ اب بطور

مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ
چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں کوئی مرض ہے یا وہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں
يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ
یا وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسول کہیں اُن کے حق میں بے انصافی نہ کرنے لگے یہ بات نہیں
اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ
ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ خود ہی نا انصاف ہیں۔ مخلص مسلمانوں کی بات تو بس یہ ہے کہ
اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا
جب انکو اللہ اور اسکے رسول کی طرف اس غرض سے بلایا جاتا ہے کہ رسول ان کے مابین فیصلہ کردے تو وہ یوں کہتے
سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَمَنْ
ہیں کہ ہم نے سُنا اور قبول کیا اور یہی لوگ ہیں حقیقی فلاح پانے والے۔ اور جو شخص اللہ
يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ
اور اُس کے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے اور اُسکی نا فرمانی اور ناراضگی سے بچتا ہے تو ایسے ہی لوگ ہیں
هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ
مراد کو پہنچنے والے۔ اور وہ لوگ بڑی تاکید سے اس بات پر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر آپ ان کو حکم
اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ
دیں یعنی جہاد یا ہجرت کا تو وہ ابھی نکل کھڑے ہوں آپ ان سے کہہ دیجئے بس قسمیں نہ کھاؤ تمہاری فرمانبرداری کی حقیقت
اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ
معلوم ہے جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ اس سے باخبر ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم لوگ اللہ کی اطاعت کرو اور
اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ
رسول کی اطاعت کرو پھر اگر تم روگردانی کروگے تو سمجھ لو کہ رسول پر جو بار ڈالا گیا ہے وہ صرف اس کا ذمہ دار ہے اور
عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى
تم پر جو بوجھ رکھا گیا ہے تم اس کے ذمہ دار ہو اور اگر تم نے رسول کی فرمانبرداری کی تو تم سیدھی راہ پالوگے اور بہر حال

استدراک فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ ان کے کترانے کی وجہ یہ ہے کہ ان مقدمات میں خود ہی ظالم ہوتے ہیں اپنا پورا حق وصول کرنا چاہتے ہیں اور دوسروں کا حق دینا نہیں چاہتے چونکہ خود ظالم ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ دربار رسالت میں کوئی نا انصافی ہوگی نہیں اور پورا پورا انصاف ہوگا جو ان کی طبیعت ذوق کے خلاف ہے اس لئے رسول کی خدمت میں حاضر ہونے سے گھبراتے اور کتراتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دل میں روگ یہ کہ خدا رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اُٹھتے ۱۲ یہ منافقین کا ذکر تھا

ع ۶ / ۱۰ / ۱۲

اب آگے مومنین کا ذکر فرماتے ہیں (۵۰) مخلص مسلمانوں کی بات تو بس یہ ہے کہ جب ان کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلایا جاتا ہے کہ رسول ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو وہ انبساطِ قلب کے ساتھ یہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور قبول کیا اور یہی لوگ حقیقی فلاح پانے والے ہیں :: یعنی منافقین کی حالت تو معلوم ہو چکی اس کے مقابلے میں ایمان والوں کی یہ حالت ہے کہ جب ان کو فصل خصومات کے سلسلے میں طلب کیا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رسول تمہارے مقدمہ کا فیصلہ کریگا تو یہ اہل ایمان سمعنا واطعنا کہتے ہوئے دوڑے چلے آتے ہیں ایسے ہی لوگ دین ودنیا میں فلاح پانیوالے ہیں (۵۱) اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کا حکم مانے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور اُس کی مخالفت اور ناراضگی سے بچتا رہے پس ایسے ہی لوگ مراد کو پہنچنے والے ہیں :: یعنی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی فرماں برداری اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور بُرے راستے سے بچتے رہنا یہی باتیں دین ودنیا میں کامیابی اور حصول مراد کی ضامن ہیں (۵۲) اور وہ منافق بڑی تاکید سے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر آپ ان کو حکم دیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جہاد یا ہجرت کے لئے گھروں سے نکل آؤ تو وہ فوراً نکل آئیں گے اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے کہ قسمیں نہ کھاؤ تمہاری فرماں برداری کی حقیقت معلوم ہے فرماں برداری تو دستور کے موافق ہونی چاہئے بلاشبہ جو کچھ تم

کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس کی پوری خبر رکھتا ہے :: یعنی بے کار قسمیں کھا کر جھوٹے وعدوں سے کیا فائدہ کہ ہم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر نکل آئیں گے تمہاری فرماں برداری کی سب حقیقت معلوم ہے سچے
مسلمانوں کی طرح فرماں برداری کا جو دستور ہے وہ فرماں برداری کر کے دکھاؤ۔ تم اگر زوردار قسمیں کھا کر اپنی بات کا یقین دلا بھی دو تب بھی اللہ تعالیٰ تمہارے فریب اور تمہاری سب چالاکیوں سے
واقف اور خبردار ہے جو کام کی بات ہے وہ کر کے دکھاؤ آگے اس کام کا ذکر فرمایا (۵۳) اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی فرماں برداری کرو پھر اگر تم لوگ روگردانی
کروگے تو سمجھ لو کہ رسول پر جو بار رکھا گیا ہے وہ صرف اس کا ذمہ دار ہے اور تم پر جو بوجھ رکھا گیا ہے تم اُس کے ذمہ دار ہو اور اگر تم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی اور آپکی اطاعت

Marfat.com

قبول کرلی تو تم سیدھی راہ پالوگے اور ہدایت یافتہ ہو جاؤگے اور بہرحال پیغامبر کی ذمہ داری تو پیغام کو صاف طور پر پہونچا دینا ہے ۞ یعنی کام کی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت وفرماں برداری کا عہد کرو۔ اور اگر تمہاری یہی کافرانہ اور منافقانہ روش رہی تو رسول کو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا کیونکہ ہر ایک اپنے اپنے بار کا ذمہ دار ہے اُس کا کام احکام خداوندی کا تم تک پہونچانا ہے اور تمہارا کام رسول کی اطاعت وفرماں برداری ہے جو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت وفرماں برداری ہے ہر شخص اپنے اپنے کام کا ذمہ دار ہے پھر اگر تم اطاعت وفرماں برداری کروگے تو تم سیدھی راہ سے لگ جاؤگے ورنہ رسول کا کام تو احکام الٰہی کو صاف واضح اور کھلے طور پر پہنچا دینا ہے جسکو وہ صحیح طور پر انجام دے رہا ہے اب صرف تم پر تمہاری ذمہ داری باقی ہے (۵۴) لے امتِ محمدیہ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پوری طرح پابند رہے اُن سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اُن کو زمین میں اسی طرح حکمراں بنائے گا جس طرح اُن لوگوں کو حکمراں بنایا تھا اور اُن کو حکومت دی تھی جو ان سے پہلے تھے اور جس دین کو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے پسند فرمایا ہے اس دین کو ان کے لئے محکم کردے گا اور جمادے گا اور تو دے گا اور اس وقت ان کو دشمنوں کا جو خوف طبعاً لاحق ہے اُن کو اس خوف کے بعد اُن کے خوف کو مبدل بہ امن کردے گا درآنحالیکہ وہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص اس وعدے کو پورا ہونے کے بعد ناشکری اور ناسپاسی کی روش اختیار کریگا تو ایسے ہی لوگ فاسق اور بے حکم ہیں ۞ یعنی اللہ تعالیٰ نے مجموعہ اُمت سے حکومت اور دین اسلام کے استحکام اور جماؤ اور خوف کو امن سے بدل دینے کا وعدہ فرمایا اور چونکہ دشمنانِ دین کی متواتر اذیتوں سے پریشان ہوکر بعض صحابہ نے عرض کیا تھا۔ یارسول اللہ کیا ہم ہمیشہ اسی طرح خوف زدہ اور پریشان رہیں گے یا کوئی زمانہ ہم پر ایسا بھی آئیگا کہ ہم امن سے بہرور ہوں گے اور مامون ہو کر زندگی گزاریں گے اور ہتھیار رکھ دیں گے۔ اس پر شاید یہ آیت نازل ہوئی بہرحال اللہ تعالیٰ نے یہ پیشین گوئی پوری فرمائی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے فتوحات کا دور شروع ہوا اور خلفائے راشدین کے دور میں مسلمانوں کی حکومت کہیں سے کہیں پہونچ گئی یہاں تک کہ یورپ اور ایشیا بلکہ افریقہ کا بھی کافی حصہ اُن کے زیرنگیں ہوگیا۔ اور دینِ اسلام جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے پسند فرمایا تھا وہ بھی بہت پھلا پھولا اور ہر چہار طرف امن وامان کا دور آگیا بے خوف وخطر مسلمان ہر جگہ جانے لگے خلفائے راشدین کے بعد بھی حکومت کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن بغداد کی تباہی اور بربادی کے بعد یہ سلسلہ سُست پڑگیا۔ عیش وتنعم اور باہمی خانہ جنگیوں نے حکومت اسلامی کو خطرے میں ڈال دیا۔ اور حکومتیں رُو بہ زوال ہونی شروع ہوگئیں۔ اسی کی طرف شاید اشارہ فرمایا ومن کفر بعد ذلك فاولئك هُمُ الفاسقون۔ آیت سے خلفائے راشدین کی عظمت اور اُن کی بڑی بھاری فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو جو ان میں نیک ہیں پیچھے ان کو حکومت دے گا اور جو دین پسند ہے اُن کے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وے بندگی کریں گے بغیر شرک

الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پیغامبر کی ذمہ داری تو بس پیغام کو صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل

مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ

کرتے رہے اُن سے خدا کا وعدہ ہے کہ وہ اُن کو زمین میں اسی طرح حکمراں بنائے گا

كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ

جس طرح اُن لوگوں کو حکمراں بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور جس دین کو خدا نے ان کیلئے پسند فرمایا ہے

الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ

اس دین کو ان کے لئے مستحکم کردے گا اور اس وقت دشمنوں کا جو خوف ان کو لاحق ہے انکے اس خوف کو مبدل بہ امن

اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ

کردیگا تاکہ وہ میری ہی عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص اس وعدے کے پورا ہو جانیکے بعد ناشکری

ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

کی روش اختیار کریگا تو ایسے ہی لوگ فاسق اور نافرمان ہیں۔ اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ

اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

ادا کرتے رہو اور پیغمبر کی فرماں برداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَ

اے مخاطب یہ خیال نہ کر کہ کافر زمین میں کہیں بھاگ کر ہم کو تھکا دیں گے اور اُن

مَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یقیناً وہ بازگشت کی بہت ہی بری جگہ ہے۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ

تمہاری لونڈی اور غلام اور تم میں کے وہ ہوشیار لڑکے جو ابھی

لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ

بالغ نہیں ہوئے ان سب کو چاہیے کہ تین اوقات میں تمہارے پاس تم سے اجازت لیکر آئیں ایک تو صبح کی نماز

ع ۷
۱۳

یہ چاروں خلیفوں سے ہوا پہلے خلیفوں سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے ان کو بے حکم فرمایا جو کوئی اُن کی خلافت سے منکر ہوا اُن کا حال سمجھا گیا ۱۲ ہرچند کہ ہمارا دور اقتدار اسلامی کے لئے کچھ زیادہ امید افزا نہیں ہے لیکن مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ہے لعل الله يحدث بعد ذلك امرا (۵۵) آگے اعمالِ صالحہ کی مزید ترغیب فرمائی اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہا کرو اور دیگر امور میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اور اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ۞ یعنی اگر اعمالِ صالحہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری کرتے رہا کرو اور خاص طور پر نماز وزکوٰۃ کی پابندی کا التزام رکھو تو تم پر رحم کیا جائے اور تم حضرت حق کے رحم وکرم کے مستحق قرار پاؤگے اللهم ارزقنا اتباع نبيه صلى الله عليه وسلم (۵۶) لے مخاطب یہ خیال نہ کر کہ یہ جو منکر ہیں اور جنھوں نے کفر وانکار کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے یہ کہیں زمین میں بھاگ کر ہم کو تھکا دیں گے۔ اور آخرت میں ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور یقیناً وہ دوزخ بہت بُری بازگشت ہے (باقی ص۵۷۱ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۷۰) اور واپس جانے کی بہت بُری جگہ ہے ÷ یعنی یہ خیال نہ کرو کہ منکر کسی حصہ زمین میں بھاگ کر ہم کو تھکا دیں گے یا ہرا دیں گے بلکہ دنیا میں مقہور و ذلیل ہوں گے اور آخرت میں انکا مرجع اور ٹھکانا دوزخ کی آگ ہے اور وہ آگ بازگشت کی بہت ہی بُری جگہ ہے (۵۷) لئے دعوت ایمانی کو قبول کرنیوالو تمہارے لونڈی اور غلام اور تم میں کے وہ ہوشیار لڑکے جو ابھی حد بلوغ کو نہیں پہونچے اور بالغ نہیں ہوئے ان کو چاہئے کہ وہ تین اوقات میں تمہارے پاس تم سے اجازت لیکر آئیں ایک تو صبح کی نماز سے پہلے **تفسیر صفحہ ہٰذا** :- اور ایک جب تم دوپہر کے وقت اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیا کرتے ہو اور ایک عشاء کی نماز کے بعد یہ مذکورہ تین وقت تمہارے پردے کے اوقات ہیں ان اوقات کے علاوہ بلا اجازت آنے جانے میں نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ ان لونڈی غلاموں اور نابالغ لڑکوں پر کوئی الزام ہے کیونکہ یہ لوگ بکثرت خدمت کی غرض سے تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے ÷ پہلے بیان فرمایا تھا کہ کوئی شخص صاحب خانہ کی بلا اجازت کے مکان میں داخل نہ ہوا کرے اسی حکم سے یہاں بعض صورتوں کا استثنیٰ فرمایا کیونکہ بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں جن کا اظہار ناگواری خاطر کا سبب ہوتا ہے اس لئے مملوک خواہ وہ لونڈی ہو یا غلام اور نابالغ لڑکے جو خدمت کی غرض سے بے روک ٹوک مکان میں آتے جاتے ہیں اُن کے لئے بھی بعض اوقات تستّر میں اجازت ضروری قرار دی۔ اور دوسرے اوقات میں اُن کو اجازت کی ضرورت سے مستثنیٰ رکھا تاکہ بلا وجہ تکلیف اور کلفت پیش نہ آئے۔ چوتھے رکوع میں جو استیذان کا حکم گذرا ہے اس رکوع میں اسی کا تتمہ ہے درمیان میں مضامین زیر بحث آگئے۔ جو تین اوقات قرآن میں بیان کئے ہیں وہ استراحت آرام اور خلوت کے مواقع ہیں جن میں لوگ عادتاً زائد کپڑے اتار دیتے ہیں اور سونے جاگنے کا لباس تبدیل کیا کرتے ہیں اور اپنی گھر والیوں کے ساتھ اختلاط اور مباشرت وغیرہ کے بھی عموماً یہی اوقات ہیں اور اس وقت کسی لونڈی غلام یا لڑکے بالے کا اگرچہ وہ خدمتی کیوں نہ ہو بلا اجازت آجانا تستّر اور پردہ پوشی کے خلاف ہے اس لئے اجانب کی طرح اُن کو بھی اجازت حاصل کرنے کا حکم دیدیا گیا باقی اوقات کھلے رکھے گئے مگر یہ کہ کوئی شخص اپنی مصلحت کی بنا پر کسی دوسرے وقت کے لئے بھی ان لوگوں کو اجازت حاصل کرنیکا پابند کردے۔ اوقات مذکورہ کے علاوہ ان لونڈی غلاموں وغیرہ پر اجازت کی پابندی نہیں رکھی کیونکہ اس سے کاروبار میں دشواریاں پیش آتیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان تین وقت میں لڑکوں کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہئے اور سارے وقتوں میں حاجت نہیں ۱۲ (۵۸) اور جب تم میں کے لڑکے حد بلوغ کو پہونچ جائیں تو جس طرح ان سے پہلے کے بالغ مرد اجازت لیتے آئے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی اجازت حاصل کیا کریں اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے صاف صاف اپنے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے ÷ یعنی جب نابالغ لڑکے بالغ ہوجائیں یا قریب البلوغ یعنی مراہق ہوجائیں تو ان کا حکم بھی بالغ مردوں کا سا ہوگا کہ وہ کسی وقت بھی بلا اجازت لئے مکان میں داخل نہ ہوسکیں گے جیسا کہ چوتھے رکوع میں مذکور ہوا یہ آزاد اور احرار لڑکوں کا حکم ہے جب بالغ ہوگئے تو بلوغ کے احکام جاری ہوں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایسی پروانگی یعنی جیسے جدی گھر والے ہر وقت خبر کرکر آدیں ۱۲ (۵۹) اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جن کو نکاح کی کوئی اُمید باقی نہیں تو وہ اگر اپنے غیر ضروری اور زائد کپڑے اتار کر رکھدیا کریں تو اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ کریں لیکن اس سے بھی بچیں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے ÷ یعنی بڑی بوڑھیاں جن کی عمریں ڈھل چکی ہیں چونکہ ان کا کام گھر میں بیٹھا رہنا ہوتا ہے اس لئے ان کو قواعد فرمایا نہ ان کو نکاح کی کوئی امید نہ ان سے کوئی نکاح کرنے والا تو یہ اگر گھروں میں زائد کپڑے یعنی برقعہ یا اوپر کی چادر اتار کر رکھدیں یا باہر جاتے وقت بھی برقع چھوڑدیں تو مضائقہ نہیں ہاں زینت کے مقامات نہ کھولیں جن کا ذکر چوتھے رکوع میں گزر چکا ہے یعنی وہ مقامات جو صرف محرموں پر ظاہر کئے جاسکتے ہوں یعنی مُنہ اور ہتھیلیاں اور بازو کھولے جاسکتے ہیں۔ باقی اعضا جیسے پیٹ، پیٹھ، سینہ، پنڈلیاں

(باقی ص۵۷۲ پر)

الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ
سے پہلے اور ایک جب تم دوپہر کے وقت اپنے کپڑے اتار کر رکھدیا کرتے ہو اور ایک عشاء
بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ
کی نماز کے بعد یہ مذکورہ تین وقت تمہارے پردے کے ہیں ان اوقات کے علاوہ نہ تم پر کوئی الزام ہے اور
وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ
نہ ان لونڈی غلاموں اور لڑکوں پر کوئی الزام ہے کیونکہ یہ لوگ خدمت کی غرض سے بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں
عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ
کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس اسی طرح اللہ اپنے احکام تمہارے لئے صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا
حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا
حکمت والا ہے۔ اور جب تم میں کے لڑکے حد بلوغ کو پہونچ جائیں تو جس طرح ان سے پہلے کے بالغ مرد اجازت لیتے
كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ
آئے ہیں اسی طرح یہ بھی اجازت حاصل کیا کریں اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام صاف صاف
لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ
بیان کرتا ہے اور اللہ سب جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور وہ بڑی بوڑھی عورتیں جنکو
اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن
نکاح کی کوئی امید باقی نہیں رہی وہ اپنے غیر ضروری اور زائد کپڑے اتار دیا کریں تو اسمیں
يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن
ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنی زینت کے مقامات کو ظاہر نہ کریں اور اس سے بھی
يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾ لَّيْسَ عَلَى
احتیاط رکھیں تو ان کے لئے بہتر ہے اور اللہ سب سننے والا جاننے والا ہے۔ اس بات میں
الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ
نہ اندھے پر کوئی مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ بیمار پر کوئی مضائقہ ہے

Marfat.com

حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ
اور نہ خود تم پر کوئی حرج ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھانا کھاؤ یا
بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ
اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں
اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ
سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے
اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ
یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جنکی کنجیاں تمہارے اختیار میں
اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا
ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھانا کھا لیا کرو اور تم پر اس بات میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ سب ملکر کھاؤ
اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ
یا الگ الگ کھاؤ پھر جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو
تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ
یہ سلام ایک بابرکت اور پاکیزہ تحفہ اور دعا کے طور پر ہے جو اللہ کی طرف سے مقرر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے
اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۶۱ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ
لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ لو۔ کامل مومن تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ
پر اور اُس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب کبھی رسول کے پاس کسی ایسے اہم کام کیلئے
جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ
جمع ہوتے ہیں جس کیلئے اجتماع کیا گیا ہے تو جب تک رسول سے اجازت نہ لے لیں وہاں سے نہیں جاتے بیشک
يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ
جو لوگ آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں

ع ۴
۱۴

(بقیہ صفحہ ۵۷۱) یہ سب پردے میں رہیں تو بھی مضائقہ نہیں اور اگر اس سے بھی بچیں تو اُن کے لئے بہتر ہے۔ یہ بڑھیا عورتوں کو فرمایا اس سے جوان عورتوں کے پردے کا اندازہ کرنے میں بہت آسانی ہو گئی اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے یعنی بے پردگی میں جو باتیں ہوتی ہیں اُن کو سنتا بھی ہے اور جانتا بھی ہے۔ آج کل ہمارے ملک میں بے پردگی کا جو مظاہرہ ہو رہا ہے اس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بوڑھی عورتیں گھروں میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر ۱۲ (۶۰) اس بارے میں نہ اندھے آدمی پر کوئی مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ بیمار پر کوئی مضائقہ ہے تفسیر صفحہ ہٰذا :- اور نہ خود تم پر اس بارے میں کوئی تنگی ہے کہ تم لوگ خود یا تم اور یہ سب معذورین اپنے گھروں میں سے کچھ کھانا کھائیں یا اپنے باپ کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے کھانا کھا لیا کرو اور تم پر اس بارے میں بھی کوئی گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ پھر جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے لوگوں کو سلام کر لیا کرو یہ سلام علیک ایک بابرکت اور پاکیزہ تحفہ اور دعا کے طور پر ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھ لو ❊ اس آیت کے شان نزول میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں بعض حضرات نے تو اپاہج یعنی اندھے لنگڑے اور مریض کے لئے جہاد اور جمعہ وغیرہ کی شرکت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور بعض حضرات نے سب کا تعلق کھانے پینے سے قائم کیا ہے اور وجہ یہ بیان کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپاہج لوگوں کیساتھ کھانا کھانے سے گھبراتے اور پرہیز کرتے تھے کہ مبادا ہم زیادہ کھالیں اور اچھا کھالیں اور اس طرح اپاہج لوگوں کی حق تلفی ہو۔ اندھے کو تو اچھے بُرے کی تمیز نہیں لنگڑے کو بیٹھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ بیمار کی بھی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ تندرستوں کی طرح نہیں کھا سکتا حضرت مجاہد فرماتے ہیں کوئی شخص اپاہج لوگوں کو اپنے بھائیوں کے گھر کھانا کھلانے لے جاتا لیکن یہ لوگ تقوے کی وجہ سے کھانا نہ کھاتے اور یہ خیال کرتے کہ یہ شخص کسی اجنبی کے ہاں ہم کو کھانا کھلانے لے آیا اور اہل خانہ کی بلا اجازت ہم کو کھانا کھلانا چاہتا ہے اس لئے وہ لوگ کھانا نہ کھاتے اس آیت میں ان کے لئے رخصت فرمائی۔ سدی کا بیان ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ یا بیٹے کے گھر جاتا یا بھائی بہن کے گھر جاتا اور گھر والے اس کے آگے کچھ کھانے کو رکھتے تو یہ شخص اُس کے کھانے میں اس لئے تامل کرتا کہ صاحب خانہ تو ہے نہیں مبادا وہ ناراض ہو ان سب حالتوں میں مسلمانوں پر سے تنگی اور تکلیف کو ہٹا دیا گیا اور رخصت فرما دی۔ کنجیوں کے مالک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنے گھر کا وکیل یا مختار بنا دے جیسے لوگ مدینہ منورہ سے جاتے وقت جہاد وغیرہ میں ایسا کرتے تھے کہ اپنے مکانات سپرد کر دیا کرتے تھے اور اپنے پیچھے کچھ کھانے پینے کی اجازت بھی دیدیا کرتے تھے لیکن وہ شخص ہچکچاتا تھا کہ صاحب خانہ تو سفر میں ہے میں کیسے کھاؤں پیوں اسی طرح بعض مہمان نواز لوگ اس کو بُرا سمجھتے تھے کہ اکیلے کھانا کیسے کھائیں جب تک کوئی ساتھ کھانیوالا نہ ہو مہمان کے انتظار میں دن دن بھر کھانا نہ کھاتے تھے ان سب باتوں میں آسانی کا حکم دیا گیا اپاہج لوگوں کے ساتھ بھی حکم دیا گیا یہ کم کھانے اور زیادہ کھانے کا معمولی وسوسہ ہے اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے گو دینے کے رشتوں میں بھی ایسی غیریت نہ ہونی چاہیئے اگر رضامندی کا حال معلوم ہو خواہ یہ رضامندی صراحتہً ہو یا دلالتہً ہو۔ کچھ کھانے پینے میں مضائقہ نہیں بہرحال اپاہجوں کیساتھ کھانے کی رخصت اپنوں کے گھروں میں کھانے کی رخصت اپنے گھروں میں سے کھانے کی رخصت جہاں بیوی اور اولاد رہتی ہو۔ اسی طرح کوئی مکان سپرد کر جائے اور اجازت دے جائے اُس مکان سے کھانے پینے کی اجازت۔ ساتھ ملکر کھانے یا الگ بیٹھ کر کھانے کی رخصت۔ دوستوں کے گھر سے کھانے کی رخصت۔ کسی گھر میں جاتے وقت سلام کرنے کا حکم بیوی بچوں پر سلام کرنے کا حکم غرض یہ سب باتیں اس آیت سے ثابت ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلایا کرتے ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو تم میں سے کسی کی آڑ میں ہو کر چپکے سے کھسک جاتے ہیں لہٰذا وہ لوگ جو اللہ
تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی آفت و مصیبت آپڑے یا ان پر دردناک عذاب نازل ہو جائے ❊ اس آیت میں مجاہد اور سعید بن جبیر کا قول یہ ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیم و توقیر کے ساتھ پکارا کرو یہ نہیں جس طرح آپس میں ایک دوسرے کا نام لیکر یا کنیت یا عرف سے پکارتے ہو اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تم یا محمد یا ابوالقاسم کہہ کر پکارنے لگو بلکہ اگر حضور
کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہو تو ان کو ادب و احترام کیساتھ خطاب کرو دوسرا قول ابن ابی حاتم - ابن عباس - حسن بصری اور عطیۃ العوفی کا ہے یعنی پیغمبر کی بددعا کو معمولی دعا نہ سمجھو اگر آپ کسی کے حق میں بددعا فرماتے

فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ

سو اے پیغمبر جب لوگ آپ سے اپنے کسی کام کیلئے جانے کی اجازت طلب کیا کریں تو آپ اُن میں جسکو چاہیں جانے کی اجازت

مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾ لَا

دیدیا کیجیے اور ان کیلئے خدا سے بخشش کی دعا کر دیا کیجیے بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے - تم لوگ

تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

رسول کے بلانے کو ایسا معمولی بلانا نہ سمجھو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلالیا کرتے ہو -

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ

بیشک اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے کسی کی آڑ میں ہو کر چپکے سے بلا اجازت کھسک جایا کرتے ہیں لہٰذا

الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ

وہ لوگ جو اُس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اُن کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ اُن پر کوئی آفت آپڑے یا

يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ

اُن پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے - آگاہ رہو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب

الْاَرْضِ ۭ قَدْ يَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ ۭ وَيَوْمَ يُرْجَعُوْنَ

اللہ ہی کا ہے تم جس روش پر ہو اللہ تعالیٰ اُس روش کو خوب جانتا ہے اور وہ اس دن کو بھی جانتا ہے جس دن

اِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۴﴾ ع

سب لوگ اُسکی طرف لوٹائے جائینگے اور وہ اُنکو ان تمام کارروائیوں سے آگاہ کر دیگا جو انھوں نے کی تھیں اور اللہ ہر شے کو جانتا ہے -

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ فرقان مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ ستتر آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰي عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ

بڑی عالیشان و بابرکت ذات ہے اسکی جس نے اپنے خاص بندے پر فیصلہ کرنیوالی کتاب یعنی قرآن کو نازل کیا تاکہ وہ تمام

ہیں تو آپ کی دعا ضرور قبول ہو جاتی ہے تیسرا قول وہ ہے جو ہم نے ترجمے اور تیسیر میں اختیار کیا ہے۔ منافقوں کو تنبیہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے خوب واقف ہے جو آڑ میں ہو کر بلا اجازت چپکے سے کھسک جاتے ہیں چونکہ منافق کو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان نہیں اس لئے وہ اسلامی اجتماعات سے گھبراتا اور نکل بھاگنے کی کوشش کرتا ہے اور بلا اجازت کسی کی آڑ میں ہو کر نکل جاتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اُن کو جانتا ہے اور نکل بھاگنے والوں سے واقف ہے۔ آگے تنبیہ کی تاکید ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی یا اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں انکو اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیے کہ وہ دنیا ہی میں کسی آفت اور ناگہانی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں اور ان پر کوئی بلا آجائے یا قیامت کے دن اُن کو دردناک سزا دی جائے اس تردید کا یہ مطلب نہیں کہ دونوں عالم میں سے کسی ایک عالم میں ہو بلکہ یہاں آفت بھی آئے اور وہاں عذاب بھی ہو یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں جگہ کچھ نہ ہو البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں جگہ ہو جائے یہاں آفت و بلا اور وہاں دردناک عذاب یہ سزا اُن کی فرمائی ہو جو اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کے حکم کی مخالفت کیا کرتے ہیں العیاذ باللہ (۶۳) خبردار ہو آگاہ رہو۔ یاد رکھو جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کی مملوک ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی خوب جانتا ہے جس پر تم ہو اور اُس دن کو بھی خوب جانتا ہے جس دن یہ سب لوگ
ع ۹ ۱۵
اُس کی طرف لوٹائے جائیں گے اور ان سب کی بازگشت اُس دن اُسی کی طرف ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اُن کی اُن تمام کارروائیوں سے جو وہ کرتے رہے ہیں ان سب کو آگاہ کر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے ❊ یعنی اوپر کی آیت میں دنیا اور آخرت کی سزا اور تعذیب کی طرف اشارہ تھا اس آخری آیت میں اپنے مالک ہونے اور تمام اشیاء کو خواہ وہ اس عالم سے تعلق رکھتی ہوں خواہ عالم آخرت سے تعلق رکھتی ہوں اُس سب کے جاننے کا اظہار فرمایا یعنی دونوں عالم مملوک بھی اور معلوم بھی پھر گناہ گار بچکر کہاں جا سکتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرتؐ کے بلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلاویں پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے حکم چلے نہ جاویں اب بھی یہی چاہیے اپنے سرداروں سے سب کو کرنا۔ ۱۲ (۶۴) تیسیر موضح القرآن

سورہ فرقان مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ سورت ستتر آیتوں اور چھ رکوع پر مشتمل ہے ❊ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ❊ بڑی عالی شان اور بابرکت ذات ہے اُس کی جس نے اپنے خاص بندے پر فیصلہ کرنیوالی کتاب کو نازل فرمایا تاکہ وہ تمام اقوام عالم اور اہل عالم کے لئے ڈرانے والا ہو ❊ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو اس کے خاص بندے ہیں ان پر قرآن جو حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے نازل فرمایا تاکہ وہ قرآن یا وہ بندہ جہان والوں کو ڈرانے والا ہو یعنی جو اس قرآن پر ایمان نہ لائے اُس کو عذاب الٰہی سے ڈرائیے (۱)

Marfat.com

وہ ذات ایسی ہے کہ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے اور نہ اُس نے کسی کو اپنی اولاد بنایا اور قرار دیا اور نہ اُس کی حکومت میں کوئی اُس کا شریک اور ساجھی ہے اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ہر چیز کا ایک مناسب اور موزوں انداز رکھا ؛ یعنی حضرت حق تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ایسی ہے کہ خواہ آسمانوں کی سلطنت ہو یا زمین کی سب اُسی کی ہے ۔ اُس کی کوئی اولاد بھی نہیں نہ اُس نے کسی کو اولاد مقرر کیا نہ اُس کی حکومت اور اُس کے راج میں کوئی اُس کا شریک ہوا اسی نے ہر موجودہ چیز کو بنایا اور پیدا کیا پھر ہر چیز کا الگ الگ انداز رکھا جو نہایت موزوں اور مناسب ہے کسی چیز کے خواص کچھ رکھے اور کسی کے کچھ رکھے (۲) اور مشرکین نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو چھوڑ کر اُس کے سوا اور ایسے معبود بنا رکھے اور تجویز کر رکھے ہیں جو کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کر سکتے وہ کسی کے خالق نہیں ہیں اُن کی حالت یہ ہے کہ وہ خود ہی

تَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا

اہلِ عالم کیلئے ڈرانیوالا ہو ۔ وہ ذات وہ ہے کہ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اسکی ہے اور نہ اُس نے کسی کو اپنی اولاد قرار

وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ

دیا ہے اور نہ حکومت میں کوئی اُس کا شریک ہے اور اُس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر ہر چیز کا ایک مناسب و موزوں

تَقْدِيْرًا (٢) وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ

انداز رکھا ۔ اور کافروں نے خدا کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کسی شئی کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ اُن کی

هُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا

حالت یہ ہے کہ وہ خود پیدا شدہ ہیں اور نہ وہ اپنے بُرے کا اور نہ اپنے بھلے کا کوئی اختیار رکھتے ہیں اور نہ

يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا (٣) وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

وہ کسی کے مرنیکا اور نہ کسی کے زندہ کرنیکا اور نہ مرنیکے بعد دوبارا جلانیکا کوئی اختیار رکھتے ہیں ۔ اور کافریوں کہتے ہیں کہ

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ

یہ قرآن تو کچھ بھی نہیں محض جھوٹ ہے جسکو اس شخص نے خود گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس گھڑنے میں اسکی مدد کی

فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ (٤) وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

ہے سو اس کہنے میں یہ کافر بڑے ہی ظلم اور کذب کے مرتکب ہوئے ۔ اور کافر قرآن کے متعلق یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ محض اگلے لوگوں

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (٥) قُلْ اَنْزَلَهُ

کی بے سر پا کہانیاں ہیں جنکو اُس نے کسی سے لکھوا لیا ہے پھر وہی کہانیاں اسکو صبح اور شام پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ۔ آپ

الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ

کہدیجئے کہ یہ قرآن تو اُس خدا نے اُتارا ہے جو آسمان و زمین کی تمام چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے بلاشبہ خدا

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (٦) وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ

بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۔ اور یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے

وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ

اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اسکے

پیدا شدہ ہیں اور وہ خود مخلوق ہیں اور نہ وہ خود اپنے بُرے اور بھلے کا کوئی اختیار رکھتے نہ اپنے نقصان اور نفع کے مالک ہیں اور نہ وہ کسی کے مرنے اور نہ وہ کسی کے زندہ کرنیکا اور نہ مرنے کے بعد کسی کو دوبارہ جلا کر اٹھانے کا کوئی اختیار رکھتے ہیں ؛ یعنی اللہ تعالیٰ جو خالق اور مالک اور قادرِ مطلق ہے اُس کو چھوڑ کر اور اس کی توحید کے منکر ہو کر اُس کی مخلوق میں سے ایسے کمزوروں اور ناتوانوں کو معبود بناتے ہیں جو نہ کسی کو پیدا کرنے کی قدرت رکھتے ہیں اور قدرت کیا رکھیں گے وہ اپنی ذات میں اور اپنی پیدائش ہی میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں وہ اپنے ضرر اور نفع کا بھی کوئی اختیار نہیں رکھتے تو بھلا ان مشرکوں کو کیا نفع اور نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ اور نہ ہی کسی کی جان نکال سکتے ہیں نہ کسی بے جان میں جان ڈال سکتے ہیں نہ مرے پیچھے کسی کو دوبارہ زندہ کر سکتے ہیں مطلب یہ کہ جو باتیں استحقاق معبودیت کے لئے ضروری اور لوازم میں سے ہیں اُن میں سے کوئی بات بھی ان معبودانِ باطلہ میں نہیں پائی جاتی جب لازم نہیں تو ملزوم بھی نہیں یہاں تک توحیدِ الٰہی کا اثبات تھا اب آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر جو شکوک و شبہات کئے جاتے ہیں اُن کا جواب ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۳) اور دینِ حق کے منکروں نے یوں کہا کہ یہ قرآن تو کچھ بھی نہیں محض جھوٹ ہی جھوٹ ہے

ع ١٠

جس کو اس شخص نے خود گھڑ لیا ہے اور دوسرے لوگوں نے اس افترا میں اس کی مدد کی ہے پس اس کہنے میں یقیناً یہ منکر بڑے ہی ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے ؛ یعنی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو کتاب معجز بیان اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے اس کے متعلق یہ منکر یوں کہتے ہیں کہ یہ نرا جھوٹ ہی جھوٹ ہے اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں نازل کیا بلکہ یہ نبی خود ہی گھڑتا ہے اور اہل کتاب میں سے کچھ لوگ اس کی مدد اور اعانت کرتے ہیں یہ ان سب کی بنائی ہوئی کتاب کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے حضرت حق جل مجدہٗ نے ان کا جواب فرمایا کہ ان لوگوں نے بڑی ناانصافی کی اور جھوٹ بات کہی جو کلام اپنے اعجاز کی وجہ سے طاقت بشری سے بالاتر ہے اس کو انسانوں کا بنایا ہوا کلام کہنا نہ صرف جھوٹ ہے بلکہ بڑا ظلم اور ناانصافی ہے (۴) اور یہ دینِ حق کے منکر قرآن کے متعلق یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن محض اگلے لوگوں کی بے سر وپا کہانیاں

ہیں جو بے سند پہلے لوگوں سے منقول ہوتی چلی آ رہی ہیں ان کہانیوں کو اس نے کسی سے لکھوا لیا ہے پھر یہی منضبط اور لکھی ہوئی کہانیاں اُس کو صبح اور شام پڑھ پڑھ کر سنائی جاتی اور یاد کرا دی جاتی ہیں ؛ یعنی اوّل تو یہ بے سند باتیں ہیں جن کو ایک پارٹی مرتب کرتی اور لکھتی ہے پھر صبح اور شام اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور یہ یاد کر کے لوگوں کے روبرو پڑھ کر خدا کا کلام بتاتا ہے اور عوام کو سنا کر منزل من اللہ بتاتا ہے آگے اس کا جواب ارشاد ہوتا ہے (۵) اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن تو اس نے نازل کیا ہے جو آسمان اور زمین کی تمام پوشیدہ اور چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ یعنی آپ جواب میں فرما دیجئے کہ یہ قرآن تو اُس اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے جو آسمان و زمین کے ہر پوشیدہ بھید کو جانتا ہے اور چونکہ اُس کا علم سب کو محیط ہے (باقی ص ٥٧٥ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۷۴) اسی لئے یہ کلام معجز نظام ہے اور اعجاز سے لبریز ہے کسی انسان کا نہ اسقدر علم محیط ہے نہ وہ اعجاز کی اتنی رعایتیں ملحوظ رکھ سکتا ہے لہٰذا کوئی بشر ایسا کلام کر ہی نہیں سکتا۔ ایسے کلام سے جو لوگ سرتابی کریں اور اس کو بشر کا کلام کہیں وہ مستحق سزا ہیں لیکن وہ غفور اور رحیم ہے اس لئے عذاب میں جلدی نہیں کرتا (۶) اور یہ دین حق کے منکر اس پیغمبر کی شان میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں جو اس کے ساتھ رہ کر لوگوں کو ڈراتا ÷ یعنی یہ جو اپنے کو رسول کہتا ہے یہ تو ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور معاش کا انتظام کرنے کو بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہماری ہدایت کے لئے فرشتہ آتا اور اگر فرشتہ نہ آتا تو کم از کم اس کے ساتھ ہی کوئی فرشتہ رہتا جو اس کے ساتھ مل کر لوگوں کو ڈراتا (۷) یا فرشتہ نہ اترتا تو اس کی طرف کوئی خزانہ ہی ڈالدیا جاتا یا اگر یہ بھی نہ ہوتا تو اس کے پاس کوئی باغ ہی ہوتا کہ یہ اُس باغ میں سے کھایا کرتا اور یہ ظالم اور حق ناشناس مسلمانوں سے یوں کہتے

تفسیر صفحہ ہذا:- ہیں کہ تم لوگ بس ایک ایسے شخص کی پیروی کر رہے ہو اور ایسے آدمی کے پیچھے چل رہے ہو جو سحر زدہ ہے اور جس پر جادو کیا گیا ہے ÷ یعنی اگر رسول کو فرشتہ نہیں بنایا اور کوئی فرشتہ بھی اس کیساتھ نہیں نازل کیا تو اسکو اگر وہ رسول ہوتا تو معاش سے بے فکر کرنے کے لئے غیب سے اس کے پاس خزانہ ہی ڈال دیا جاتا اچھا اگر خزانہ بھی نہیں ڈالا گیا تو پھر کوئی باغ ہی اس کے پاس ہوتا کہ اُس کے پھل کھا کر گزر کرتا اور اس سے بڑھ کر آپکو مسحور اور مسلوب العقل بھی کہتے ہیں اور اہل ایمان سے کہتے ہیں کہ تم ایک جادو زدہ آدمی کے کہنے پر چلتے ہو جس کے ہوش و حواس صحیح نہیں ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لفظ اصیل پر فرماتے ہیں اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح اور شام مسلمان حضرتؐ پاس جمع ہوتے جو نیا قرآن اُترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اسکو کافر یوں کہنے لگے ۱۲ پھر حضرت شاہ صاحبؒ رحیما پر فرماتے ہیں یعنی اپنی بخشش اور مہر سے آتارا ۱۲ (۸) اے پیغمبر ذرا دیکھئے تو یہ لوگ آپ کی نسبت کیسی کیسی عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہوگئے اور اب یہ کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ ÷ یعنی طرح طرح کی باتیں چھانٹتے ہیں جس کا مآل بجز بے دینی اور گستاخی کے اور کچھ نہیں پس یہ انتہائی گمراہی کی باتیں ہیں اور اب یہ راہِ حق نہیں پا سکتے سیدھی راہ دیکھنے سے انکی آنکھیں اندھی ہو چکی ہیں (۹) وہ ذات بڑی اور عالیشان ہے وہ اگر چاہے تو ان کافروں کے اس کہنے سے بھی آپ کو بہتر چیز دیدے وہ بہت سے باغ ہوں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں اور باغات کے علاوہ آپکو بہت سے محل بھی عطا کردے ÷ یعنی اللہ تعالیٰ بہت بلند اور عالیشان ہے وہ اگر چاہے تو ایک باغ کیا بلکہ بہت سے باغات اپنے رسول کو عطا کردے اور جو چیز ان معاندین نے کہی بھی نہیں یعنی بہت سے محلات بھی دیدے لیکن ان شکوک شبہات کا منشا یہ نہیں کہ ان منکرین کو واقعی حق کی تحقیق منظور ہے بلکہ ان شبہات کا منشا محض شرارت اور دینِ حق کی مخالفت ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۰) ان کا منشا حق کی تحقیق نہیں ہے بلکہ یہ قیامت کے منکر ہیں اور وقوعِ قیامت کو جھوٹ سمجھتے ہیں اور جو لوگ قیامت کی تکذیب کرتے اور قیامت کو جھٹلاتے ہیں ہم نے اُن کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ یعنی دوزخ تیار کر رکھی ہے ÷ یعنی قیامت کو جھٹلانا اور قیامت کا

1
ع ۹
16

مَعَهٗ نَذِيْرًا ۟ۙ اَوْ يُلْقٰۤى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ

ساتھ رہ کر لوگوں کو ڈراتا۔ یا اس کی طرف کوئی خزانہ ہی آپڑتا یا اگر یہ بھی نہ ہوتا تو اُس کے پاس کوئی باغ

يَّاْكُلُ مِنْهَا ؕ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا

ہی ہوتا کہ اُس باغ میں سے وہ کھایا کرتا اور یہ ظالم یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ بس ایک ایسے شخص کے پیچھے چل رہے ہو جو

مَّسْحُوْرًا ۟ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا

سحر زدہ اور مسلوب العقل ہے۔ اے پیغمبر ذرا دیکھئے تو یہ لوگ آپکی نسبت کیسی کیسی باتیں بیان کر رہے ہیں سو یہ لوگ گمراہ ہوگئے ہیں

يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۟ؒ تَبٰرَكَ الَّذِيْۤ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ

اور اب یہ کوئی راہ نہیں پا سکتے۔ وہ ذات بڑی عالی شان و بابرکت ہے وہ اگر چاہے تو ان کافروں کے اس کہنے

خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ

سے بھی آپکو بہتر چیز دیدے وہ بہت سے باغ ہوں جنکے نیچے نہریں بہ رہی ہوں اور باغوں کے علاوہ وہ آپکو

لَّكَ قُصُوْرًا ۟ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۫ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ

بہت سے محل بھی دیدے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ قیامت کے منکر ہیں اور ہم نے ایسے لوگوں کے لئے

كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۟ۚ اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ

جو قیامت کو جھوٹ سمجھیں بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جب وہ دوزخ کی آگ ان کو دور سے دیکھے گی

بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۟ وَاِذَاۤ اُلْقُوْا مِنْهَا

تو یہ کافر اس کی غضب آلود آواز اور اس کے چلانے کو سنیں گے۔ اور جب یہ کافر اس دوزخ کی کسی

مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ۟ؕ لَا

تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کے ڈال دیے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت پکاریں گے۔ کہا جائیگا

تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۟

کہ تم آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔

قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

آپ اُن سے کہئے کیا یہ دوزخ کا عذاب اچھا ہے یا وہ دائمی جنت اچھی ہے جس کا متقی اور پرہیزگار لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے

انکار کرنا یہ جہنمی ہونے کا موجب ہے ان کا منشا صرف یہ ہے کہ وقوعِ قیامت کی تکذیب کی جائے آگے دوزخ اور اُس کے عذاب کی مزید تفصیل ہے (۱۱) جب وہ دوزخ کی آگ ان دینِ حق کے منکروں کو دیکھے گی تو یہ بد دین اُس کی غضب آلود آواز اور اُس کے چلانے اور اُس کے جوش و خروش کو سنیں گے ÷ یعنی قیامت کے دن جب دوزخ اُن کو دور سے دیکھے گی تو یہ دور ہی سے اُس کے جھنجھلانے اور اُس کے شور و غل کو سنیں گے تکاد تمیز من الغیظ (۱۲) اور جب یہ منکر اس دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ پاؤں جکڑ کے ڈال دیے جائیں گے تو وہاں موت ہی موت کو پکاریں گے (۱۳) موت کے پکارنے پر کہا جائیگا کہ تم آج ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارتے اور بلاتے رہو ÷ یعنی جب ان کے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے باندھ کر ان کو کسی تنگ جگہ میں ڈالدیا جائے گا تو وہاں موت کو پکاریں گے جیسا کہ مصیبت کے وقت ہر انسان موت کو پکارتا ہے اور چونکہ وہاں کی مصیبت لا متناہی ہے اس لئے کہا جائیگا کہ آج ایک بار موت کو نہ پکارو بلکہ بار بار موت ہی کو پکارتے رہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

(باقی ص ۵۷۶ پر)

Marfat.com

كَانَتْ لَهُمْ جَزَاءً وَمَصِيرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ

کہ جنت اُن کے تقوے کا صلہ اور اُن کا آخری ٹھکانا ہوگا - جس چیز کی وہ خواہش کرینگے اُن کیلئے وہ چیز اس جنت میں

خَالِدِينَ كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ

موجود ہوگی وہ اسی حالت میں ہمیشہ رہیں گے یہ مذکورہ جنت کا وعدہ آپکے رب کے ذمہ ایک ایسا وعدہ ہے جسکے ایفا کا مطالبہ کیا

وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنْتُمْ أَضْلَلْتُمْ

جاسکتا ہے - اور جس دن اللہ تعالیٰ انکو اور انکے ان باطل معبودوں کو جنکو یہ خدا کے سوا پوجتے ہیں یکجا جمع کریگا پھر ان معبودوں سے پوچھیگا

عِبَادِي هَٰؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ﴿١٧﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ

کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے وہ عرض کریں گے تیری ذات پاک ہے

مَا كَانَ يَنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ

ہماری یہ مجال نہ تھی کہ ہم تیرے سوا دوسروں کو کارساز مقرر کریں لیکن

وَلَٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا

بات یہ ہوئی کہ تونے ان کو اور ان کے بڑوں کو ہر قسم کی آسودگی سے بہرہ مند کیا یہاں تک کہ تیری یاد کو فراموش

قَوْمًا بُورًا ﴿١٨﴾ فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ فَمَا

کر بیٹھے اور یہ خود ہی ہلاک ہونیوالے لوگ تھے اسپر اللہ تعالیٰ فرمائیگا اب تو تمہارے ان معبودوں ہی نے تمہاری باتوں کو جھوٹا کر دیا سو اب

تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ

تم نہ تو عذاب کو اپنے پرسے ٹال سکتے ہو اور نہ تم کسی قسم کی مدد دئے جاسکتے ہو اور جو تم میں سے ظالم یعنی مشرک ہوگا ہم اسکو بڑے سخت عذاب

عَذَابًا كَبِيرًا ﴿١٩﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا

کا مزہ چکھائیں گے - اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے وہ سب کھانا

إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا

بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور لوگو! ہم نے تمہارے میں سے

بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً أَتَصْبِرُونَ ۗ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿٢٠﴾ ع ۲/۱۱/۱۷

ہرایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے تو کیا تم صبر کا شیوہ اختیار کروگے اور اے پیغمبر آپکا رب سب کچھ دیکھ رہا ہے -

(بقیہ ۵۷۵) یعنی ایک بار مریں تو چھوٹ جاویں دن میں ہزار بار مرنے سے بدتر حال ہوتا ہے ۱۲ اب آگے اہل حق کے ساتھ جو سلوک ہوگا اُس کا بیان ہے اور مقابلے میں اُن سے دریافت کیا گیا ہے کہ حق کو قبول کرنے کی بات بہتر ہے یا حق کو جھٹلانے کا انجام بہتر ہے (۱۴) آپ ان سے فرمایئے اور آپ ان سے دریافت کیجئے بھلا یہ مصیبت کی حالت اور یہ دوزخ کا عذاب بہتر ہے یا وہ دائمی جنت اچھی ہے جس کا اہل تقویٰ اور پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ جنت ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کا صلہ اور ان کا آخری ٹھکانا ہوگا اور ان کے بازگشت کی جگہ ہوگی (۱۵) وہ متقی حضرات اس جنت میں جس چیز کی خواہش کریں گے وہ اُن کے لئے وہاں موجود ہوگی وہ اس حالت میں ہمیشہ رہیں گے یہ مذکورہ جنت کا وعدہ آپکے پروردگار کے ذمے ایک ایسا وعدہ ہے جس کے ایفا کرنے کا مطالبہ کیا جاسکتا ہے ؛ یعنی اس جنت میں یہ متقی حضرات آرام و آسائش کے سلسلہ میں جو چاہیں گے وہ سب ان کو میسر ہوگا اور وہ اس جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ وعدہ بھی ایسا حتمی ہے جس کے پورا ہونیکا مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور حضرت حق جل مجدہٗ سے یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ وعدہ جو آپ نے اہل جنت سے کیا تھا اس کو پورا کیجئے یہ مانگ کی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی وجہ سے یہ وعدہ اُس نے اپنے ذمہ پر کیا ہے جس کا پورا ہونا حتمی اور لازمی ہے اور قابل درخواست ہے (۱۶) اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو اور جن معبودان باطلہ کو یہ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہیں سب کو یکجا جمع کرلے گا پھر ان معبودوں سے دریافت کریگا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی سیدھی راہ سے بھٹک گئے تھے ؛ یعنی آخر ان کے کفر و شرک اختیار کرنے کی وجہ کیا ہے تم نے ان کو اپنی پرستش کے لئے اُبھارا اور بہکایا تھا یا انھوں نے خود بخود سیدھی راہ اختیار نہ کی اور گمراہی اختیار کرلی (۱۷) وہ متفقہ طور پر عرض کریں گے تیری ذات پاک ہے ہماری یہ مجال نہ تھی اور ہم کو کسی طرح بھی یہ مناسب اور لائق نہ تھا کہ ہم تیرے سوا دوسروں کو کارساز تجویز کریں۔ لیکن بات یہ ہوئی کہ تونے انکو اور ان کے باپ دادوں کو ہر قسم کی آسودگی اور دُنیوی عیش و تنعم سے بہرہ مند کیا اور دُنیوی ساز و سامان کے برتنے کا موقعہ دیا یہاں تک کہ یہ تیری یاد کو فراموش کر بیٹھے اور جو نصیحت ان کو دی گئی تھی اُس کو بھول گئے اور یہ تھے ہی ہلاک ہونے والے ؛ یعنی جب ہم خود ہی یہ مجال نہ رکھتے تھے کہ تیرے سوا کسی دوسرے کو کارساز اور معبود ٹھہرائیں تو ان کو اس بات پر کس طرح آمادہ کرسکتے تھے کہ یہ ہماری پرستش کریں اور تیرے سوا ہم کو پوجنے لگیں بات تو یہ ہے کہ ان کو آپ نے نسلاً بعد نسلٍ دنیوی آسودگی اور عیش سے بہرہ مند کیا اُس عیش و تنعم میں لگ کر تیری یاد اور تیری نصیحت کو بھلا بیٹھے اور یہ خود ہی ہلاک ہوئے - یہ معبود خواہ اصنام اور بت ہوں خواہ ملائکہ اور بزرگان دین ہوں سب یہی جواب دیں گے اور مشرک جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہماری پرستش سے یہ معبود خوش ہوتے ہیں اور یہ ہم کو ہر مصیبت سے نجات دیں گے جب ان کی تغلیط ہوجائے گی اور ان کے عقیدہ باطلہ کا اظہار ہوجائے گا تو اللہ تعالیٰ بطور تبکیت ان سے فرمائیگا کیونکہ اس سوال کا مقصد ہی یہ تھا چنانچہ ارشاد ہوگا (۱۸) اب تو تمہارے ان معبودوں نے ہی تمہاری تکذیب کردی اور تمہاری باتوں کو جھوٹا بتا دیا اور تم جو کچھ کہتے تھے اسکو جھوٹا کردیا لہٰذا اب تم نہ تو اپنے پر سے عذاب کو ٹال سکتے ہو اور نہ تم کسی طرف سے مدد ہی دئے جاسکتے ہو اور جو تم میں سے گناہگار ہے ہم اُس کو بڑے سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ؛ یعنی جو توقعات معبودان باطلہ سے قائم کر رکھی تھیں وہ سب غلط ہوئیں معبودان باطلہ نے تمہاری پرستش کی خود تمہارے سامنے تردید کردی اب نہ تو تم میں خود دَم ہے کہ عذاب الٰہی کو ٹلا دو اور نہ تمہارے معبودوں میں اتنی جان ہے کہ تمہاری مدد کرسکیں کیونکہ وہ خود محتاج ہیں نیز یہ کہ وہ تمہارے شرک کی وجہ سے خود تم سے بیزار ہیں لہٰذا امداد کی بھی کوئی شکل باقی نہیں رہی آگے فرمایا تم میں سے جو مشرک ہوگا اُس کو ہم سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ بعض حضرات نے یظلم کا ترجمہ گناہ گار کیا ہے۔ ہم نے تیسیر میں اس کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے۔ ظلم سے مراد کسی نے شرک لیا ہے اور کسی نے گناہ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے تفسیر صافی کے لفظ سے کی ہے (۱۹) اور اے پیغمبر ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھی بھیجے ہیں وہ سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے اور ہم نے تمہارے میں سے ہرایک کو دوسرے کیلئے

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۵۵۱

اور ہم جو ان کی امداد کر رہے ہیں کیا یہ لوگ اس امداد کو یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہم جلدی جلدی ان کو فائدہ پہنچا رہے ہیں اور ان کے نیک اعمال کا بدلہ دے رہے ہیں حالانکہ یہ امداد نہیں بلکہ استدراج ہے لیکن ان کو شعور نہیں اور یہ سمجھتے نہیں کہ یہ ہماری طرف سے اچانک پکڑے جانے کا موقعہ دیا جا رہا ہے۔ آگے حقیقی بھلائیاں اور فائدے حاصل کرنے والوں کا ذکر فرمایا (۵۶) بلاشبہ جو لوگ اپنے مالک اور پروردگار کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں (۵۷) اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں (۵۸) اور جو لوگ اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے (۵۹) اور جو اللہ کی راہ میں دیتے ہیں جو کچھ بھی دیتے ہیں اور باوجود اس کے ان کے دل اس بات سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں (۶۰) یہی وہ لوگ ہیں جو دوڑ دوڑ کر بھلائیاں اور فائدے حاصل کر رہے ہیں اور یہی لوگ ان بھلائیوں کی طرف بڑھ جانے والے ہیں ٭ یعنی حقیقی فائدے تو وہ لوگ حاصل کر رہے ہیں جو دین حق کے پیرو ہیں اپنے پروردگار کی ہیبت وجلالت سے ڈرتے ہیں۔ قرآن کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتے اور خیرات وصدقات بھی اپنی توفیق کے موافق کرتے ہیں اور باوجود صدقات وخیرات کے ان کے دل اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں یہی لوگ جلدی جلدی منافع حاصل کر رہے ہیں اور یہی لوگ بھلائیوں کی طرف بڑھ جانے والے ہیں یعنی بھلائیوں کے یہ اہل حق ہی مالک ہیں نہ یہ کہ کافر جن کے سامنے دنیا ہی دنیا ہے یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا۔ خیرات کے موقعہ پر دل کا خوف شاید اس وجہ سے ہو کہ نہ معلوم صدقہ قبول ہوتا ہے یا نہیں اچھے بندوں کا یہی شیوہ ہے کہ وہ نیکی کے بعد بھی ڈرتے ہیں کانوا قلیلا من الیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون یعنی رات کو بہت کم سوتے ہیں اور کم سونے پر بھی صبح سویرے استغفار کرتے ہیں یا یہ کہ رات کی عبادت کے قبول ہونے یا نہ ہونے پر صبح سویرے استغفار کرتے ہیں۔ بہرحال حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کیا جانیں وہاں قبول ہوا یا نہ ہوا آگے کام آوے نہ آوے دیتے ہیں یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ کفار مال اولاد کی زیادتی کو بھلائی سمجھتے ہیں اور اہل حق دین کے کاموں کو نفع اور فائدہ سمجھتے ہیں ان کو فقط دنیا میں عارضی فائدہ، ان کو دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھی مستقل بھلائی۔ لہٰذا اصلی بھلائی کے اہل حق مستحق ہیں نہ دین حق کے منکر (۶۱) اور ہم کسی شخص کو اس کی وسعت اور قوت برداشت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے اور ہمارے پاس ... کی ایک ایسی کتاب ہے جو ٹھیک ٹھیک اور سچ سچ سب کے اعمال بتا دیتی ہے اور وہ لوگ ذرا بھی ظلم نہیں کئے جائیں گے ٭ یعنی شرعی احکام اور شریعت کے کام ایسے مشکل نہیں جو کسی شخص کی طاقت سے باہر ہوں بلکہ یہ دین تو بڑا آسان اور سہل ہے الدین یسر ہر عزیمت کے ساتھ رخصت اور آسانی موجود ہے۔ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے یا ہر شخص کا نامہ عمل مراد ہے۔ جب نامہ عمل پڑھا جائے گا تو وہ بالکل درست ہوگا اور جو کچھ کسی نے کیا ہے وہ سب صحیح صحیح سامنے آئے گا جب ہر چیز کتاب میں ٹھیک ٹھیک ہے تو کسی کے ساتھ ناانصافی کا شبہ نہیں ہو سکتا نہ کسی کے ثواب میں کمی ہوگی اور نہ کسی کے جرم میں اضافہ ہوگا (۶۲)

بقیہ صفحہ ۵۵۵

مشرکوں اور ظالموں میں شامل نہ کیجیو ٭ یعنی مجھے اس عذاب سے محفوظ رکھیو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا کی آفت میں شامل نہ کریو (۹۴) اور ہم اس بات پر پوری طرح قادر ہیں کہ جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ آپ کو دکھا دیں ٭ یعنی یہ ہو سکتا ہے کہ وہ عذاب جس کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے وہ آپ کی زندگی میں ان پر آ جائے اور آپ بھی ان کو مبتلائے عذاب دیکھ لیں۔ آگے کفار سے برتاؤ کا ذکر فرمایا (۹۵) اے پیغمبر آپ ان کفار کی برائی کو ایسے برتاؤ اور ایسے طریقے سے دفع کیا کیجئے جو نہایت ہی اچھا ہو ہم ان باتوں سے خوب واقف ہیں اور ان باتوں کو خوب جانتے ہیں جو یہ آپ کی نسبت بیان کرتے رہتے ہیں ٭ یعنی بدی کا دفعیہ اچھے اور نرم برتاؤ سے کیجئے اور انتقام اور بدلہ لینے کی کوشش نہ کیجئے کیونکہ ان سب باتوں کو ہم جانتے ہیں جو یہ لوگ آپ کے متعلق کہتے رہتے ہیں اور ہم خود بدلہ لینے کو کافی ہیں اور اگر کسی وقت شیطان آپ کو ابھارے تو آپ یوں دعا کیا کیجئے (۹۶) اور اے میرے پروردگار میں شیاطین کے اثرات اور ان کی چھیڑ سے تیری پناہ مانگتا ہوں (۹۷) اور میرے پروردگار اس بات سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آویں ٭ یعنی کسی وقت کوئی ایسی بات ہو کہ آپ کو غصہ آ جائے تو یہ بھی ایک شیطانی اثر ہے تو ایسے وقت پروردگار سے پناہ مانگ لیا کیجئے اور اس سے بھی پناہ مانگئے کہ شیطان آپ کے پاس آئیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چھیڑ شیطان کی ہے کہ دین کے سوال جواب میں غصہ چڑھے اور لڑائی ہو پڑے اسی پر فرمایا کہ برے کا جواب دے اس سے بہتر ۱۲ خلاصہ یہ کہ شیطان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسا دخل نہیں جو کسی خلاف شریعت کام پر ابھار سکے اندیشہ اس کا ہے کہ خلاف مصلحت کسی کام پر نہ آمادہ کرے یا یہ کہ خطاب آپ کو ہے اور مراد عام لوگ ہیں۔ بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان سے محفوظ اور معصوم رکھا گیا ہے۔ پناہ مانگنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہر قسم کے اثر سے محفوظ رکھا جائے (۹۸) یہ معاندین ومنکرین اپنے انکار سے باز نہیں آتے یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے تو اس وقت کہتا ہے اے میرے پروردگار مجھ کو واپس لوٹا دے (۹۹)

بقیہ صفحہ ۵۵۹

تو ایسے لوگوں کی گواہی یہی ہے کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہے کہ بیشک وہ اپنے دعوے میں سچا ہے (۶) اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر وہ جھوٹ بولتا ہو اور اپنے دعوے میں جھوٹا ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت نازل ہو (۷) اور مرد جب قسم کھالے تو عورت پر سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ عورت چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر یوں کہے کہ بیشک یہ مرد یعنی میرا خاوند بالکل جھوٹا ہے (۸) اور پانچویں مرتبہ یوں کہے کہ اگر یہ مرد سچا ہے اور اس نے سچی قسم کھائی ہے تو اس عورت پر یعنی مجھ پر اللہ تعالیٰ کا غضب واقع ہو ٭ زنا کی حد کے قانون میں جو مشکل درپیش تھی اس کا حل لعان کا حکم بیان کر کے ظاہر کر دیا یعنی مشکل یہ پیش آئی کہ کوئی غیر عورت بدکار ہو اور اس کی بدکاری کے ثبوت کے لئے چار گواہ میسر نہ آئیں تو نظر انداز کر دیا جائے لیکن اپنی رفیقۂ حیات کی بدکاری کس طرح برداشت کی جائے صبر کرے تو سخت کوفت کا سامنا دعویٰ کرے اور چار گواہ نہ لائے تو اسی کوڑے لگائے جائیں لیکن لعان نے اس مشکل کو حل کر دیا۔ لعان کی قسمیں اس وقت ہوتی ہیں جب خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا اس کی عورت کے ہاں جو بچہ پیدا ہو اس کو کہے کہ یہ بچہ میرے نطفے سے نہیں ہے۔ عورت اس الزام پر مطالبہ کرے کہ میرے خاوند کو قذف کی حد لگائی جائے۔ تو لعان کیا جائے۔ اگر کوئی خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے تو اس سے چار گواہ طلب کئے جائیں اگر چار گواہ پیش کر دے تو عورت پر زنا کی حد جاری کی جائے اور اگر گواہ نہ لا سکے تو اس سے کہا جائے کہ یہ الفاظ کہے۔ اگر کہدے تو پھر عورت سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ مرد کی تصدیق کرے اگر تصدیق کر دے تو اس پر زنا کی حد جاری کر دی جائے اور اگر تصدیق نہ کرے تو اس کو یہ الفاظ کہنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اگر وہ بھی یہ الفاظ کہدے تو اس کے بعد اس عورت سے صحبت اور دواعی صحبت سب حرام ہو جائیں گے۔ اگر خاوند طلاق دیدے گا تو نکاح ختم ہو جائے گا اور اگر طلاق نہ دے تو قاضی دونوں میں تفریق کر دے گا۔ یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوگی اور پھر اس شخص کا نکاح کبھی اس عورت سے نہ ہو سکے گا سوائے اس کے کہ اگر مرد اپنی تکذیب کر دے اور اس کو حد قذف یعنی اسی درے مارے جائیں تو پھر اس عورت سے نکاح جائز ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جو اہل شہادت سے ہو اور اس کی زوجہ بھی ان عورتوں میں سے ہو جن کے قاذف پر حد قذف جاری کرنے کا حکم ہے تو اگر ایسے میاں بیوی میں یہ قصہ پیش آ جائے اور خاوند زنا کی تہمت لگائے یا بچے کے نسب کی نفی کرے اور چار گواہ عینی نہ لا سکے تو اس سے وہ الفاظ کہلوائے جائیں گے اگر وہ پس وپیش کرے گا تو اس کو قید کیا جائے اور اس کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اپنی تکذیب کرے اگر تکذیب کر دے تو حد قذف جاری کر دی جائے گی۔ اور اگر اس نے قسم کھا کر وہ الفاظ کہدیئے تو پھر عورت سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے خاوند کی تصدیق کرے اور اگر عورت دعوے کی تصدیق کر دے تو اس پر زنا کی حد جاری کر دی جائے گی اور اگر تکذیب کرے تو اس سے ان الفاظ کا مطالبہ جائے گا اگر وہ عورت پس وپیش کرے گی تو اس کو قید کیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ خاوند کی تصدیق کرے اور یا قسم کھا کر تکذیب کرے۔ اس آیت کے شان نزول کے سلسلے میں ہلال ابن امیہ عویمر بن عجلان اور عاصم بن عدی رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کو اپنی بیویوں سے شکایت تھی اس لئے لعان کا حکم نازل ہوا۔ آگے کی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان کا اظہار فرمایا۔ (۹) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اس کا تم پر فضل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور بڑی حکمت والا ہے تو تم بڑی مضرتوں اور دشواریوں میں مبتلا ہو جاتے یعنی ناقابل بیان دشواریوں میں پڑ جاتے مگر یہ اس کا فضل اور مہربانی ہے اور یہ کہ وہ توبہ قبول کرنے والا اور بڑی حکمتوں والا ہے اس لئے اس نے لعان کا قانون نازل فرما کر تم پر احسان کیا اور تم کو حد قذف اور حد رجم سے بچا لیا (۱۰) ع بلاشبہ یہ طوفان جن لوگوں نے باندھا اور برپا کیا وہ تہمت کا طوفان برپا کرنے والا گروہ تم ہی میں سے ایک چھوٹی سی جماعت ہے تم اس طوفان تراشی کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق بھلا اور بہتر ہے اس گروہ میں سے جس آدمی نے جتنا گناہ کمایا اس کے لئے اتنا گناہ ہے اور جس نے ان میں سے سب سے بڑا حصہ لیا

Marfat.com

اس کے لئے بڑا سخت عذاب ہے ۞

بقیہ صفحہ ۵۶۰

مسطح بھی شریک ہوگیا ہے میں نے پوچھا کیسا طوفان اور کیسی تہمت تب مسطح کی ماں نے تمام تفصیلات سے مجھے آگاہ کیا اور میں نے تفصیلات کو سنکر رونا شروع کردیا اور واپس گھر میں آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ آپ اجازت دیں تو میں اپنی ماں اور باپ کے پاس چلی جاؤں حضور نے اجازت دیدی اور یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں چلی گئیں۔ حضرت عائشہ برابر روتی رہیں ان کی والدہ نے فرمایا سوکناپے میں یہی ہوا کرتا ہے جب کوئی عورت اپنے خاوند کو محبوب ہوتی ہے تو اس کی سوکنیں ایسی ہی بات کی فکر میں رہتی ہیں کہ کسی طرح اس کو خاوند کی نظروں سے گرادیں، یہ بات گھبرانے کی نہیں ہے۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مختلف صحابہؓ سے دریافت فرماتے رہے اور مشورہ کرتے رہے چنانچہ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی مشورہ لیا حضرت اسامہ نے نہایت زور کے ساتھ حضرت عائشہؓ کو پاک دامن اور پارسا کہا حضرت علی نے بڑی خوش اسلوبی سے جواب دیا۔ اول تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور معاملہ کی اہمیت کو یہ کہہ کر کم کیا کہ یارسول اللہ آپ کے لئے عورتوں کی کچھ کمی نہیں عائشہ کے سوا اور عورتیں بہت موجود ہیں معاملہ کی اہمیت کو گھٹاتے ہوئے بریرہ سے تحقیق حال کا مشورہ دیا کہ بریرہ گھر کی لونڈی ہے وہ عائشہ کا صحیح حال جانتی ہے۔ چنانچہ آپ نے بریرہ سے دریافت کیا بریرہ نے کہا یارسول اللہ اس مقدس ذات کی قسم جس نے آپ کو رسول بنایا ہے عائشہ میں میں نے کوئی برائی نہیں دیکھی سوائے اس کے کہ وہ ایک نوعمر لڑکی ہے آٹا گوندھ کر کھلا چھوڑ دیتی ہے اور بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے اور یہ پڑکے سو جاتی ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش سے بھی دریافت کیا حضرت زینب نے باوجود اس کے کہ وہ ہمیشہ میری مخالفت کیا کرتی تھیں لیکن انہوں نے اس طوفان سے کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا اور اپنے تقوے کی وجہ سے وہ محفوظ رہیں بلکہ انہوں نے صاف و صریح الفاظ میں میری برأت اور صفائی کی۔ غرض مجھے تین دن رات برابر روتے روتے گذرے اور میرے والدین یہ جانتے تھے کہ عائشہ کو یہ رونا پھونک ڈالے گا لیکن والدین میرے معذور تھے میرے والدین میرے پاس بیٹھے تھے اور میرے آنسو نہ تھمتے تھے اتنے میں ایک انصار کی عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اجازت دیدی وہ بھی میرے ساتھ روتی رہی اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے حالانکہ جب سے یہ طوفان شروع ہوا تھا میرے پاس کبھی آکر نہیں بیٹھے تھے میرے پاس بیٹھ کر آپ نے مختصر خطبہ پڑھا پھر فرمایا اے عائشہ مجھے تمہاری طرف سے فلاں فلاں بات پہنچی ہے اگر تم واقعی اس سے بری ہو تو اللہ تعالیٰ عنقریب تمہاری بریت نازل فرمادے گا اور اگر تم گناہ میں آلودہ ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرو اور توبہ کرو کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ حضور نے جب یہ باتیں فرمائیں تو میرے آنسو تھم گئے میں نے اپنے باپ سے کہا آپ جواب دیں مگر انہوں نے کہا میں اس بات کا کوئی جواب نہیں دے سکتا پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا تم میری طرف سے اس بات کا جواب دو۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتی کہ حضور کو اس کا کیا جواب دوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جب یہ دیکھا کہ میرے والدین ہی حضور کو جواب نہیں دے سکتے تو میں خود ہی اٹھ کر بیٹھی اور میں نے والدین کو مخاطب بناکر کہا مجھے یہ معلوم ہے کہ تم نے میرے متعلق جو باتیں سنیں وہ تمہارے دل میں ایسی اتر گئیں ہیں کہ اگر میں اس گناہ سے اپنی برأت کا اظہار کروں، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کروگے اور اگر میں اس گناہ کا اقرار کرلوں حالانکہ خدا خوب جانتا ہے کہ میں اس گناہ سے بری اور پاک ہوں تو تم میری تصدیق کرلوگے میں اس وقت اپنی اور تمہاری کوئی مثال نہیں پاتی لیکن جیسے یوسف علیہ السلام کے باپ نے فرمایا تھا وہی میں کہتی ہوں فصبر جمیل واللہ المستعان علی ماتصفون۔ اس کے بعد میں اپنے بچھونے پر لیٹ گئی۔ میں یقین کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس تہمت سے ضرور بری کردے گا لیکن یہ خیال نہ تھا کہ میرے حق میں قرآن نازل ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی گھر میں تشریف رکھتے تھے کہ آپ پر وحی کے آثار ظاہر ہوئے اور جب آپ وحی سے فارغ ہوئے تو پہلا جملہ آپ کی زبان مبارک سے یہی نکلا کہ عائشہ تم کو خوش ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ نے تمہاری برأت نازل فرمائی۔ یہ جملہ سنکر حضرت عائشہ کے والدین نے کہا بیٹی اٹھ حضورؐ کی صفت وثنا بیان کر حضرت عائشہ نے کہا خدا کی قسم میں حضورؐ کے لئے کلمات تعریف نہیں کروں گی میں تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کروں گی یہ تو لوگوں کی ریشہ دوانیوں سے متاثر ہوہی گئے تھے۔ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ اس طوفان کا اصل بانی عبداللہ ابن ابی منافق تھا اور مسلمانوں میں سے جو لوگ اس کے پروپیگنڈے کی لپیٹ میں آگئے وہ حسان بن ثابت عرب کے مشہور شاعر اور حمنہ بنت جحش اور مسطح حضرت صدیق اکبر کے بھانجے اور زید بن رفاعہ کا نام بھی لیا جاتا ہے ان ہی کو حق تعالیٰ نے عصبہ فرمایا لاتحسبوہ شرا لکم کا مطلب یہ ہے کہ اس تہمت کو برا نہ سمجھو بلکہ اس پر جو صبر کیا گیا اس صبر کے اجر پر غور کرو، کہ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اس بڑی بات کا متولی عبداللہ بن ابی کو فرمایا۔ ایک مرجوح قول یہ بھی ہے کہ حسان بن ثابت کو متولی کبر کہا لیکن یہ صحیح نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تم کو بہتر ہے اس واسطے کہ اللہ کے فرمانے سے اور تم کو بزرگی ملی اور جتنا کمایا گناہ یعنی بعض خوشیاں کرکے کہتے بعضے افسوس کرکے بعضے چھیڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا کر آپ چپکے سنا کرتے بعضے سنکر تامل میں چپ رہ جاتے بعضے صاف جھٹلا دیتے۔ ان پچھلوں کو پسند کیا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اٹھانے والا عبداللہ بن ابی تھا منافقوں کا سردار ۱۲ (۱۱) جب تم لوگوں نے اس طوفان کی خبر کو سنا تھا تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں کے ساتھ نیک گمان کیوں نہیں کیا اور سنتے ہی یوں کیوں نہیں کہا کہ یہ صریح کذب وبہتان ہے ۞ یعنی مسلمانوں کو تو یہ چاہئے تھا کہ جب کسی مسلمان اور پاک دامن کے متعلق زنا کی بات اور بدکاری کی افواہ کان میں پڑی تھی تو اسی وقت اس کو رد کرنا تھا اور مسلمان مردوں اور عورتوں کو اپنے مسلمان بھائی اور بہن کے ساتھ جو اعتقاداً اور عملاً اپنے ہی ہیں ان کے ساتھ نیک گمان کرنا چاہئے تھا اور صاف کہنا چاہئے تھا کہ یہ عائشہ اور صفوان پر صریح بہتان ہے جیسا کہ حضرت ابو ایوب اور ان کی زوجہ کا یہی قول بعض روایات میں منقول ہے۔ جو لوگ خاموش رہے یا شک میں پڑگئے ان کو بھی تنبیہ ہے۔ مومن مرد اور مومنہ عورتیں فرمایا جن میں حسان اور مسطح، اور زید بن رفاعہ اور حمنہ بنت جحش سب داخل ہوگئے (۱۲) جو لوگ اس طوفان بندی اور قذف کے مرتکب ہوئے وہ اپنے دعوے پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ پھر جب کہ وہ چار گواہ نہ لاسکے تو بس یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں ۞ یعنی جب چار گواہوں کی شہادت قانون الٰہی میں نازل ہوچکی تو اب مدعی اگر خود بھی معائنہ کرے تب بھی اس کو چار عینی شاہدوں کی شہادت دلیل کے طور پر پیش کرنی ہوگی ورنہ حد قذف کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا ان لوگوں کو قانون الٰہی کے مطابق شہادت پیش کرنی تھی اور جب یہ شاہد نہیں لاسکتے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی اس کے قانون کے مطابق یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چاہئے مسلمان کو کہ جب لوگ ایک نیک شخص کو بری تہمتیں لگادیں ان کو جھٹلادے۔ پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے اللہ اس کی پیٹھ پیچھے مدد کرے اور بے تحقیق تہمتیں لگانی ایمان سے بعید ہے ۱۲ (۱۳) اور اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو جس بات کا تم چرچا کررہے تھے اور جس شغل میں تم پڑے تھے اس کی وجہ سے تم پر کوئی بڑا سخت عذاب نازل ہوجاتا اور کسی بڑی سخت سزا میں مبتلا ہوجاتے ۞ یعنی اس کی عام مہربانی اور اس کے عام فضل کا صدقہ ہے کہ تم اے مسلمانو محفوظ رہے۔ خطاب اگرچہ عام ہے لیکن مراد اس سے حمنہ حسان اور مسطح وغیرہ ہیں۔ عبداللہ ابن ابی منافق نہیں کیونکہ آخرت میں نہ وہ مستحق فضل ہے نہ وہ مستحق مہر۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل دنیا کے عذابوں سے بچایا ہے نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے ۱۲ (۱۴) ہاں عذاب عظیم کے تم اس وقت مستحق ہوجاتے اور وہ عذاب تم کو اس وقت مس کرلیتا اور تم عذاب عظیم کی زد میں آجاتے جب کہ تم اس بات کو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے کو نقل کررہے تھے اور اپنے منوں سے ایسی باتیں کہہ رہے تھے جن کا تم کو مطلق علم نہ تھا اور کوئی دلیل نہ تھی اور تم اس تہمت اور بہتان کو ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی سخت بات تھی ۞ یعنی بلا تحقیق اور بلا دلیل ایسی باتیں منہ سے کہہ رہے تھے اور ایک دوسرے سے نقل در نقل کررہے تھے جو معصیت اور موجب عذاب ہیں۔ تم اس کو ہلکا اور سہل سمجھتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑی بھاری اور سخت چیز ہے۔ اول تو محصنات پر بری اور زنا کی تہمت۔ پھر محصنات بھی کون ازواج مطہرات میں سے۔ پھر ایذا رسانی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صدیق اکبر اور ان کے متعلقین کی۔ یہ سب باتیں معصیت ہیں اور عذاب الٰہی کا موجب ہیں (۱۵) اور جب تم نے اس بہتان کو سنا تھا تو سنتے ہی یوں کیوں نہیں کہا کہ ہم کو یہ لائق اور ہم کو یہ زیبا نہیں کہ ہم منہ پر لادیں یہ بات اور ہم ایسی بات منہ سے نکالیں۔ اللہ تعالیٰ تو پاک ہے معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے ۞ جیسا کہ بعض صحابہ اور محتاط حضرات نے سنتے ہی کہہ دیا حضرت ابو ایوب اور ان کی زوجہ کا قول مذکور ہوا۔ رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تردد اور تامل تو اول تو یہ کوئی بے اطمینانی کی دلیل نہیں آپ خاموشی کے ساتھ صرف ایک معاملہ کو ملاحظہ کررہے تھے نیز آپ کا یہ قول احادیث میں مروی ہے کہ ماعلمت علی اھلی الاخیراً۔ یہ قول نزاہت اور پاکی پر یقین کا اظہار ہے (۱۶)

بقیہ صفحہ ۵۶۲

بلاشبہ جو لوگ ایسی عفیفہ اور پاک دامن عورتوں

Marfat.com

پر جو برے کاموں اور بے حیائی کی باتوں سے بالکل بے خبر اور ایمان والیاں ہیں بدکاری کا عیب لگاتے اور زنا کی تہمت دھرتے ہیں تو ایسے لوگوں پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں ملعون قرار دیئے جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کو اس دن بڑا سخت عذاب ہوگا (۲۳) جس دن ان لوگوں کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں ان لوگوں کے ان اعمال پر گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے (۲۴) اس دن یہ لوگ جس سزا کے مستحق ہیں اللہ تعالےٰ وہ سزا ان کو پوری پوری دے گا اور اس دن ان کو معلوم ہوجائے گا اور وہ یہ بات جان لیں گے کہ اللہ تعالےٰ ہی کی ذات برحق ہے اور وہی ہر بات کی حقیقت کو ظاہر کرنے والا ہے ٭ بعض مفسرین نے ان آیتوں کو عموم پر حمل کیا ہے کہ جو لوگ عفائف اور پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان کے لئے ان آیتوں میں وعید بیان کی گئی ہے اور بعض مفسرین نے بیوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے ساتھ ان آیتوں کا تعلق ظاہر کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو عائشہ صدیقہ کی برات نازل ہونے کے بعد بھی ان کے خلاف تہمت کا اظہار کریں گے اور عیب لگائیں گے ان کی سزا یہ ہوگی کہ وہ دارین میں اللہ تعالےٰ کی رحمت سے دور رہیں گے اور قیامت میں ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور پاؤں سب ان کی بداعمالی پر شہادت دیں گے اور اس دن ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اس دن ان کو معلوم ہوجائے گا کہ اللہ تعالےٰ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا اور ہر بات کی حقیقت کو ظاہر کرنے والا ہے۔ اس تقدیر پر ان آیات سے وہ منافق مراد ہوں گے جو باوجود نزول برائت کے پھر بھی حضرت عائشہ کی شان میں گستاخیوں سے باز نہیں آتے۔ جیسے عبداللہ بن ابی اور اس کے حمایتی بہر حال جو مخلص مسلمان اپنی نادانی سے اس بہتان میں شریک ہوگئے تھے ان کی توبہ قبول فرما کر ان کو بچا لیا اور منافقوں کے لئے وعید فرمائی اور محصنات فرمایا۔ اگرچہ صرف حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تھی لیکن حضرت عائشہ کی تہمت کا اثر ازواج مطہرات پر بھی پڑا بلکہ انبیائے سابقین کی عورتوں پر بھی یہ شبہ کیا جانے لگا کہ کیا نبی کی عورت بدکار ہوسکتی ہے۔ حالانکہ بعض نبیوں کی بیویوں کا کافر ہونا تو ثابت ہے لیکن کسی پیغمبر کی بیوی کا بدکار ہونا ثابت نہیں ولا ینبغی لامرأۃ تحت نبی ان تفجر کوئی عورت جو کسی نبی کے نکاح میں ہو اس کا بدکار ہونا کسی طرح مناسب نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول مشہور ہے کہ کسی نبی کی عورت نے بدکاری کا ارتکاب نہیں کیا۔ حضرت عائشہ کے خلاف جو طوفان اٹھایا گیا اس سے چونکہ علاوہ دیگر خاندانوں کے حضرات انبیا کی بیویوں کی پوزیشن مشتبہ ہوتی تھی اس لئے جمع سے تعبیر فرمایا (۲۵) ناپاک عورتیں گندے مردوں کے لائق ہیں اور ناپاک مرد گندی عورتوں کے لئے موزوں ہیں اور پاک عورتیں پاکیزہ اور ستھرے مردوں کے لائق ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ اور ستھری عورتوں کے لئے موزوں ہیں وہ لوگ اس بہتان اور طوفان سے بالکل بری اور پاک ہیں جو یہ منافق کہتے پھرتے ہیں۔ ان پاک اور بے گناہ لوگوں کے لئے بڑی بخشش اور باعزت روزی ہے ٭ آیت کی دو طرح تفسیر کی گئی ہے ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں کی رعایت رکھی ہے مطلب یہ ہے کہ پاکیزہ عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہیں اور ستھرے مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے مناسب اور موزوں ہیں اسی طرح گندی عورتیں ناپاک مردوں کے لئے اور گندے مرد ناپاک عورتوں کے لئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ناپاک باتیں گندے لوگوں کو زیبا اور موزوں ہیں اور گندے لوگ گندی باتوں کے لئے مناسب ہیں۔ اسی طرح پاک باتیں ستھرے لوگوں کے لئے مناسب و لائق ہیں اور پاک لوگ ستھری باتوں کے لئے موزوں ہیں۔ غرض خاندان نبوت جو پاکیزہ حضرات کا خاندان ہے ان کے ہاں گندی باتوں اور فحش عورتوں کا کیا کام وہ لوگ اس قسم کی فحش باتوں سے بالکل بری اور پاک ہیں جو یہ منافق بکتے پھرتے ہیں۔ ان کے لئے ان کی شان کے موافق مغفرت و بخشش کا برتاؤ ہونے والا ہے اور باعزت روزی ملنے والی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ابن عباس نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہیں ہوئی یعنی اللہ ان کے ناموس کی نگہبانی کرتا ہے (۲۶) اے ایمان والو! تم اپنے رہنے اور سکونتی مکان کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک نہ داخل ہو جب تک اس گھر کے رہنے والوں سے اجازت نہ حاصل کر لو اور اس مکان کے رہنے والوں کو السلام علیکم نہ کر لو۔ یہ السلام علیکم کہہ کر اجازت طلب کرنا تمہارے لئے بہتر ہے یہ حکم تم کو اسلئے دیا گیا تاکہ تم اس کا خیال رکھو اور تم یاد رکھو ٭ حضرت عدی بن ثابت ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے گھر میں کبھی ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ کوئی شخص مجھ کو اس حالت میں دیکھے لیکن آنے والا آجاتا ہے تو میں ایسے موقعہ پر کیا کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ پہلے اجازت لیکر مکان میں داخل ہونے کا حکم نہ تھا، لوگ داخل ہوجاتے تھے۔ اب ادب سکھایا اپنے مکان میں کوئی کھلا بیٹھا ہوتا ہے کوئی ڈھکا اس لئے جب کسی غیر کے مکان میں داخل ہونے لگو تو پہلے کہو السلام علیکم أأدخل یعنی کیا میں آسکتا ہوں اور مکان میں داخل ہوسکتا ہوں۔ تین مرتبہ ایسا ہی کرے اگر مکان والے اجازت دیدیں تو داخل ہوجائے ورنہ واپس چلا آئے۔ فقہا فرماتے ہیں اپنے گھر میں بھی جائے تو کھنکار کر جائے یا آواز دیکر جائے تاکہ گھر والوں کو معلوم ہوجائے شاید کوئی پاس پڑوس کی عورت آئی ہوئی ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بے خبر کسی کے گھر میں نہ گھس جائے کیا جانے وہ کس حال میں ہے اول آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی ہے ۱۲ (۲۷)

بقیہ صفحہ ۵۶۴

البتہ غلام کے روبرو نہیں حنفیہ کے نزدیک غلام اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔ یا ان خدمت گاروں کے روبرو بھی زینت کے مقامات کا کشف جائز ہے جن کو عرب میں طفیلی کہا کرتے تھے۔ یہ لوگ گھروں کا کام کاج کیا کرتے تھے اور گھروں میں پڑے رہتے تھے ان کو تابع کہتے تھے یعنی عمر سے اترے ہوئے لوگ جن کو عورت کی خواہش ہی باقی نہ رہے ہوش و حواس بھی صحیح نہ ہوں اور یہ حالت خواہ ضعیفی اور پیرانہ سالگی کی وجہ سے ہوگئی ہو یا عقل ہی مسلوب عنہ ہو۔ یا کم سن بچوں کے روبرو جو ابھی عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں یعنی غیر مراہق، مراہق یعنی قریب البلوغ یا بالغ لڑکوں کے روبرو نہیں۔ آگے حضرت حق جل مجدہٗ نے عورتوں کو چلنے پھرنے کا ادب سکھایا کہ چلنے میں پاؤں زور سے نہ ماریں کہ مخفی زیور کا اظہار ہو اور آواز سننے والے پازیب یا جھانجن چوڑیوں کی آواز سنکر معلوم کرلیں کہ اس کی پنڈلی میں فلاں زیور ہے۔ یعنی غیر مردوں کو زیور کی جھنکار بھی نہ سنائیں ان تمام امور کے بعد توبہ کرنے اور خدا کی جناب میں رجوع ہونے کا حکم دیا تاکہ فلاح کامل کے حق دار قرار پائیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سنگار میں سے کھلی چیز ایسی چیز کو کہا جیسے چھٹے کپڑے اور نیچی پاپوش یا یہ کہ عورت کو تھوڑا سامنہ اور ہاتھ کی انگلیاں اور پاؤں کا پنجہ کھولنا ناچاری کو پھر ہاتھ کی مہندی کھلے یا آنکھوں کا کاجل یا انگلی کا چھلا۔ اور باقی بدن اور گہنا ڈھانکنا ضروری ہے غیر سے مگر اپنے محرموں سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتیں جو نیک چال کی ہوں ان سے بھی اتنا ضرور ہے اور بدراہ عورتوں سے کنارہ پکڑنا! اور کمیرے جن کو غرض نہیں یعنی کھانے اور سونے میں غرق ہیں شوخی نہیں رکھتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بھی محرم ہے بہت علما کے نزدیک اور پاؤں کی دھمک سے معلوم ہوتے ہیں گھونگرو یا گجری اور باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگی اور وہ برابر ہے اور اتنا بھی نہ کھولے تو بہتر ہے ۱۲ طفیلی کے سلسلے میں جو کچھ عرض کیا گیا اس سے مراد باختہ لوگ مراد ہیں ورنہ جن کو عقل ہے خواہ وہ خصی ہوں یا مقطوع الذکر ہوں ان سب سے کشف ممنوع ہے۔ اسی حکم میں ہیجڑے، زنانے، نامرد سب داخل ہیں۔ آیت مذکورہ بالا میں چچا اور ماموں کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ وہ بھی محرم ہیں یہ شاید اس لئے ہو کہ چچا اور ماموں مواقع زینت کو دیکھ کر اپنی اولاد سے ذکر کریں اور کسی فتنہ کا موجب ہو اسی لئے بعض علما نے فرمایا ہے کہ جن محرموں کا قرآن نے ذکر نہیں کیا ان کے سامنے مواقع زینت کے کشف میں احتیاط سے کام لیں (۳۱) اور تم میں سے جو مرد و عورت بے نکاح کے ہوں ان کے نکاح کر دیا کرو اور تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کی صلاحیت اور اہلیت رکھتے ہوں اور نکاح کے لائق ہوں ان کا بھی نکاح کر دیا کرو اگر وہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالےٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اللہ تعالےٰ بڑی کشایش والا بڑا فیاض اور سب کی حالت جاننے والا ہے ٭ آیت کے پہلے حصہ میں آزاد مرد و عورت کے لئے حکم دیا کہ ان کے نکاح کر دو۔ نکاح کے مختلف احوال ہیں بعض حالات میں مستحب یا سنت اور بعض حالات میں واجب ہے پھر اپنے غلام اور باندیوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر وہ حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں اور نکاح کے بعد ان کے مغرور ہوجانے اور تمہاری خدمت میں کوتاہی کرنے کا اندیشہ نہ ہو تو ان کو نکاح کی اجازت دو اور ان کا نکاح کر دو اور آزاد لوگوں کو اگر یہ اندیشہ ہو کہ ہمارا کام کیونکر چلے گا بیوی آجائے گی تو ہم مفلسی میں اس کی خدمت کیونکر کریں گے تو وہ اگر مفلس ہوں گے تو اللہ تعالےٰ انکاح کے بعد ایسے اسباب پیدا کر دے گا جن سے یہ لوگ غنی ہوجائیں گے اور اللہ تعالےٰ اگر چاہے گا تو ان کو اپنے فضل اور مہربانی سے غنی کر دے گا کیونکہ اللہ تعالےٰ معاش کی کشایش کرنے والا اور غریب و امیر سب کی حالت جاننے والا ہے۔ حدیث میں ہے تین شخص ایسے ہیں جن کی مدد کرنا اللہ تعالےٰ پر ایک حق ہے۔ پہلا وہ نکاح کرنے والا جو زنا سے بچنے کے لئے نکاح کرنے کا ارادہ کرتا ہے دوسرے وہ مکاتب غلام جو زر کتابت ادا کرنا چاہتا ہے تیسرے اللہ کی راہ میں جہاد اور غزوہ کرنے والا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رسول نے فرمایا اے علی تین کام میں دیر نہ کر نماز فرض کا جب وقت آئے، جنازہ جب موجود ہو، رانڈ عورت کو جب مرد ملے اس کی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب دے اس کا ایمان سلامت نہیں اور جو نیک ہوں لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہ ہوجاویں تمہارا کام نہ چھوڑدیں ۱۲ (۳۲) اور وہ لوگ جو نکاح کا سامان نہ پائیں اور ان کو نکاح کا مقدور نہ ہو ان کو چاہیئے کہ بچے رہیں اور ضبط کرتے رہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ان کو غنی اور صاحب مقدور کر دے اور اپنے فضل اور مہربانی سے ان کو مالدار بنا دے اور تمہارے مملوک خواہ وہ غلام ہوں یا لونڈیاں ان میں سے جو مملوک لکھا دینے کی خواہش کریں اور مکاتب بننا چاہیں تو تم ان کو مکاتب بنا دیا کرو۔

بقیہ صفحہ ۵۶۶

اور اللہ کی روشنی کی کہاوت ابن عباس نے کہا یہ مومن کے دل میں روشنی ہے کتنے پردوں میں ایک ایک تیز روشنی رکھتا ہے سب کے اندر تارا سا ہے اور زیتون شرق کا نہ غرب کا یعنی باغ کے بیچ کا نہ صبح کی دھوپ کھا دے نہ شام کی. خوب ہرا اور چنگا رہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے ان سے جیسے ملک عرب میں پیدا ہوئے نہ مشرق میں نہ مغرب میں اس کا تیل بن آگ سلگے کو تیار ہے یعنی مومن کے دل میں بن ریاضت ان کی صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ بندگی کرتے ہیں صبح شام وہاں لگا رہے ۱۲ یہ واقعہ ہے کہ اہل اللہ کی صحبت بڑی نافع ہے اور اگر صحبت کے ساتھ ریاضت بھی ہو تو نور علیٰ نور ہے (۳۵) وہ اہل ہدایت جن کو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہدایت کا نور ملا ہے وہ ایسے گھروں میں عبادت کرتے ہیں جن کی قدر و منزلت اور رفعت شان کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور نیز اس کا کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے اور اس کے نام کا ذکر کیا جائے ان مکانوں میں صبح اور شام ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں (۳۶) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ کسی قسم کی خرید غافل کر سکتی ہے اور نہ کسی قسم کی فروخت غفلت میں ڈال سکتی ہے وہ لوگ ایک ایسے دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن بہت سے دل پلٹ جائیں گے اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی (۳۷) ان لوگوں کا مآل اور انجام یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا بہت اچھا صلہ اور بدلہ دے گا اور علاوہ بدلے کے ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے گا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بیشمار اور بے حساب روزی دیتا ہے ﴿ بیوت سے مراد مساجد ہیں یعنی یہ چراغ یا جن کے سینوں میں یہ نور ہدایت روشن ہے اقوال مختلفہ کی بنا پر ہم نے ترجمے اور تیسیر میں فرق کر دیا ہے ان گھروں کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کو بنایا جائے اور ان کو بلند کیا جائے یا یہ کہ ان کا ادب و احترام اور توقیر و تعظیم کی جائے ان میں کوئی نکمی اور فضول باتیں نہ کی جائیں۔ حائضہ اور نفساء عورتیں اور جنبی لوگ اس میں داخل نہ ہوں دنیا کے کام اور باتیں وہاں نہ کی جائیں۔ ہرچند کہ مساجد کے سلسلے میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں ان میں سے حضرت مجاہد اور حضرت حسن کا قول بوجہ اظہر ہونے کے اختیار کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام ان مساجد میں لیا جاتا ہے اس لئے ان کے احترام کا حکم دیا گیا صبح اور شام سے بعض حضرات نے صبح اور عصر کی نماز مراد لی ہے اور اکثر حضرات نے غدو سے صبح کی اور آصال سے باقی چار نمازیں مراد لی ہیں۔ آگے ایک سوال کا جواب فرمایا کہ یہ نمازیں وہ لوگ پڑھتے ہیں کہ وہ لوگ ایسے اہل عزیمت ہیں جن کو خرید و فروخت جو بڑے شغل اور غفلت کا کام ہے اللہ تعالیٰ کی یاد سے نہیں روکتا اور خاص کر نماز پڑھنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے دنیوی کام ان کو مانع نہیں ہوتے وہ اس دن سے ہمیشہ ڈرتے رہتے ہیں جس دن کی ہیبت سے نہ دل ٹھیک

میں رہیں گے نہ آنکھیں۔ آنکھیں اوپر لگ جائیں گی اور دل الٹ پلٹ ہو جائیں گے۔ آگے انجام فرمایا کہ اس قسم کے لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ بہت دیا جائے گا یعنی جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہوگا اور اس کے علاوہ بھی اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دے گا جیسا کہ سورۂ یونس میں للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ۔ چونکہ زیادتی میں اجمال ہے اس لئے اللہ تعالیٰ ہی اس زیادتی کو جانتا ہے مفسرین کے مختلف اقوال ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ان گنت اور بیشمار روزی سے سرفراز فرماتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلہ ہے اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا ۱۲ (۳۸) اور جو لوگ منکر ہیں اور کفر کے خوگر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اس کو دور سے پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب وہ پانی سمجھ کر اس پانی کے قریب آیا تو اس پانی کو کچھ بھی نہ پایا اور وہاں پہنچ کر اپنے پاس اللہ تعالیٰ کو حساب لینے کے لئے موجود پایا پس اللہ تعالیٰ نے اس کا پورا پورا حساب اس کو چکا دیا اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے ﴿ کافر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو دوسرے عالم اور دوسری زندگی پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اس اعتقاد کی بنا پر کچھ اچھے اعمال بھی کرتے رہتے ہیں مثلاً کچھ لوگوں کی خدمت کرنا خیرات کرنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ ان کی مثال بیان فرمائی کہ وہ اعمال جن کو وہ اچھا سمجھ کر کرتے رہتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے گرمی کے موسم میں چمکتا ہوا ریت پانی کا دریا معلوم ہوتا ہے مگر جب پیاسا وہاں پہنچتا ہے تو سوائے چمکتے ہوئے ریت کے اور کچھ نہیں ہوتا اور جن اعمال کو اس نے اس توقع پر کیا تھا کہ وہ مرنے کے بعد کام آئیں گے وہ سب بیکار ثابت ہوئے اور عقائد کفریہ کی وجہ سے وہ تمام اعمال حبط و برباد ہو گئے اور وہاں اللہ تعالیٰ یعنی قضائے الٰہی کو موجود پایا چنانچہ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے عمر بھر کی شرارتوں کا اسی وقت حساب چکا دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو حساب کرنے میں کچھ دیر نہیں لگتی۔ مطلب یہ ہے کہ قضائے الٰہی نے ہلاک کر دیا تمام عمل اس کے اکارت ہو گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر دو طرح کے ہیں ایک عیب کی طرف تاکتے ہیں پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہیں غلط راہیں پکڑتے ہیں یہ ان کی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھ کر دوڑے وہاں پانی نہ ملا آخرت میں اپنے گناہوں کی سزا ملی دوسرے ہیں جو دنیا میں غرق ہیں یا پتھر پوجتے ہیں ان کی کہاوت آگے فرمائی ان پاس ریت بھی نہیں اندھیرے میں بند ہو رہے ہیں ۱۲ (۳۹)

بقیہ صفحہ ۵۷۲

یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ ان کو معاف ہیں جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں ۱۲ مطلب یہ ہے کہ اپاہجوں پر یہ چیزیں لازم نہیں اور فرماتے ہیں یعنی اپنایت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر عورت کا گھر اگر اس کا خاوند ہو تو اس کی مرضی چاہئے اور مل کر کھاؤ یا جدا یعنی اس کا تکرار دل میں نہ رکھے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ سب نے مل کر پکایا سب نے مل کر کھایا اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو درست نہیں کسی کی چیز کھانی اور تقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات میں۔ اس سے بہتر دعا نہیں

جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور لفظ ٹھہراتے ہیں اللہ کی تجویز سے ان کی تجویز بہتر نہیں ۱۲ (۶۱) سورت کے چوتھے رکوع میں اجازت لیکر کسی کے مکان میں داخل ہونے کا حکم تھا اب بعض حالات میں جاتے وقت اجازت حاصل کرنے کا حکم بیان فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ کامل اور مخلص مومن تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب کبھی رسول کے پاس کسی ایسے اہم کام کے لئے جمع ہوتے ہیں جس کے لئے اجتماع کیا گیا ہے تو جب تک رسول سے اجازت حاصل نہ کرلیں وہاں سے اٹھ کر نہیں جاتے بلاشبہ جو لوگ ایسے اجتماع میں آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں تو وہی لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ پس اے پیغمبر جب یہ لوگ اپنے کسی کام کے لئے آپ سے جانے کی اجازت طلب کیا کریں تو آپ ان میں سے جس کو چاہیں جانے کی اجازت دیدیا کیجئے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعا کر دیا کیجئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ﴿ چونکہ اوپر کی آیات میں اکثر احکام کا ذکر تھا اس آیت میں احکام کی تعمیل کرنے پر تاکید فرمائی کہ جب پیغمبر کسی موقعہ پر مسلمانوں کو جمع کرے تو رسول کی اجازت کے بدون کوئی شخص مجمع سے اٹھ کر نہ چلا جائے البتہ اجازت لیکر جائے۔ کیونکہ منافقوں کی عام عادت یہ تھی کہ اول تو وہ آتے نہ تھے اور آتے تو چپکے سے کھسک جاتے تھے۔ یہ بات مخلصین اور منافقین کے فرق کے لئے فرمائی۔ جس کام کے لئے جمع ہوتا ہے وہ کوئی مشورہ ہو، یا جہاد کے لئے اجتماع ہو یا جمعہ اور عیدین وغیرہ ہوں ان اجتماعات میں سے بدون استیذان کے کسی مخلص مومن کو جانا نہیں چاہئے۔ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اور استیذان میں تلازم ہے۔ جو مومن ہے وہ اجازت حاصل کرتا ہے اور جو اجازت حاصل کرتا ہے وہ مومن ہے۔ پھر اجازت دینے نہ دینے کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے پر مفوض فرمایا کہ جس کو آپ چاہیں اجازت دیدیا کریں اور اس کے لئے استغفار کر دیا کریں کیونکہ خواہ کسی عذر سے جاتا ہو اس اجازت سے دنیا کی دین پر تقدیم لازم آتی ہے اس لئے استغفار اور بخشش طلب کرنے کا حکم دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لیکر جانے والے کے لئے بخشش کی دعا کر دیا کریں۔ اس حکم کے بعد صحابہ کی یہ حالت تھی کہ جمعہ کے دن اگر کسی کو خطبے میں کوئی ضرورت پیش آجاتی تھی تو وہ حضور کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا حضور سمجھ لیا کرتے تھے اور اشارے سے جانے یا نہ جانے کا حکم دیدیا کرتے تھے غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکلے تو کوئی کام یاد آگیا تو حضرت عمرؓ نے مکان تک جانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ارجع فلست بمنافق۔ یعنی عمر تم شوق سے گھر ہو آؤ تم منافق نہیں ہو آگے پیغمبر کے بلانے کی اہمیت کا ذکر ہے (۶۲)

بقیہ صفحہ ۵۷۶

آزمائش بنایا ہے دیکھیں تم ثابت رہتے ہو اور کیا تم صبر کا شیوہ اختیار کرو گے اور اے پیغمبر آپ کا پروردگار سب کچھ دیکھ رہا ہے ﴿ یعنی رسول آخر بشر ہے اگر وہ اپنی ضروریات کو کھانا کھا کر اور بازار میں کسی ضرورت کے لئے جاتا ہے تو اس میں اعتراض اور شک کی کیا گنجائش ہے

Marfat.com

ان سے پہلے جس قدر بھی رسول تشریف لائے سب اپنی بھوک دارالامتحان میں دوسرے کیلئے امتحان وآزمائش کا سبب بنا ہوا
کو کھانا کھا کر رفع کرتے اور اپنی خانگی ضرورت کو پورا کرنے ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ دیکھیں تم ثابت رہتے ہو یا نہیں اور صبر کرتے
کے لئے بازار تشریف لے جاتے تھے۔ فرقان کے پہلے ہو یا نہیں زندگی کے اس امتحان وآزمائش میں پورے اترتے
رکوع میں جو حضور کی پیغمبری پر شبہ کیا تھا یہ اس کا جواب ہے ہو یا نہیں اور آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے وہ وقت مقررہ
پھر حضور کو تسلی دینے کی غرض سے فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی پر ہر شخص کو اس کے اعمال کا بدلہ دے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ
مسلمان کفار کے ان طعن وتشنیع سے گھبرائیں نہیں اس عالم میں وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ پر فرماتے ہیں پیغمبر ہیں
ہر شخص دوسرے کے لئے موجب آزمائش ہے مسلمان کافروں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر ہیں پیغمبر کا صبر جانچنے کو ۱۲
کے لئے اور کافر مسلمانوں کے لئے، بیوی خاوند کے لئے اور آیت میں صبر وثبات کی تاکید ہے اور تمام حالات سے باخبر
خاوند بیوی کے لئے، ماں باپ اولاد کے لئے اولاد ماں باپ ہونے میں بڑی تسلی ہے۔ آیت کا چھوٹا سا ٹکڑا اتنا وسیع
کے لئے، پیغمبر امت کے لئے امت پیغمبر کے لئے ہر شخص اس ہے کہ بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے مگر ہمیں اختصار منظور ہے (۲۰)

Marfat.com

Marfat.com

اور وہ لوگ جن کو ہماری ملاقات کی اور ہمارے روبرو پیش ہونے کی توقع اور اُمید نہیں ہے اور جن کو قیامت کا خوف نہیں ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں نازل کئے جاتے یا ہم اپنے پروردگار کو کھلم کھلا کیوں نہیں دیکھ لیتے یہ لوگ اپنے جی میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور یہ لوگ شرارت میں انسانیت اور بندگی کی حد سے بہت آگے نکل گئے ہیں :: یعنی منکرین رسالت اور منکرین قیامت یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم سے ملائکہ آکر آپ کی رسالت کی تصدیق کریں یا ہمارا پروردگار ہمارے سامنے ہو کر یہ کہے کہ یہ ہمارا رسول ہے، اُس وقت تک ہم آپ کے رسول ہونے کا اقرار نہیں کریں گے حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا فرشتوں کو اُن کی اصلی حالت میں دیکھنا یا حضرت حق جل مجدہٗ کی زیارت سے اس دنیا میں مشرف ہونے کا مطالبہ کرنا یہ صلاحیت اُن میں کہاں ہے اور باوجود عدم صلاحیت کے خواہش مند ہیں رویت کے تو یہ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بلند اور بہت بڑا سمجھتے ہیں کہ یہ فرشتوں کو بھی دیکھ لیں گے اور ان سے ہم کلام بھی ہو جائیں گے ایسی اَن ہونی باتوں کی خواہش کر کے یہ لوگ اپنی شرارت اور سرکشی میں حد سے تجاوز کر گئے ہیں نہ یہ انسانیت کا مقتضا ہے اور نہ بندگی کا کہ دنیا میں ملائکہ کی رویت کا مطالبہ کیا جائے یا اللہ تعالیٰ کی رویت کا مطالبہ کیا جائے (۲۱) جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن گناہگاروں کے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں ہوگی اور کوئی بشارت اُن کو نصیب نہ ہوگی اور اُن کو دیکھ کر یہ مجرم یوں کہیں گے کہ ہمارے اور اُن کے درمیان کوئی اوٹ اور آڑ حائل کردی جائے :: غالباً یہ دیکھنا قیامت کے دن ہوگا اُس دن فرشتے اُن کو کوئی بشارت اور خوش خبری نہیں دیں گے بلکہ یہ اُن کی ہیبت ناک شکلیں دیکھ کر کہیں گے کہ ہمارے اور ان فرشتوں کے درمیان کوئی اوٹ اور آڑ حائل ہو جائے کہ ہم کو ان کی صورتیں دکھائی نہ دیں یعنی اُن کو دیکھ کر پناہ پناہ پکاریں گے - یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دیکھنا موت کے وقت کا دیکھنا ہو اور جس طرح فرشتے مومنین و جنت کی بشارت دیتے ہوئے آتے ہیں وہ بشارت ان کو میسر نہ ہوگی اور حجراً محجوراً کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے یوں کہیں گے کہ آج تم پر فوز و فلاح کے دروازے بند کر دئے گئے ہیں اور تم خدا تعالیٰ کی رحمت و شفقت سے محروم کر دیئے گئے ہو واللہ اعلم بالصواب (۲۲) اور ہم ان مجرموں کے اُن اعمال کی جانب جو انھوں نے اپنے زعم میں اچھے سمجھ کر کئے تھے توجہ فرمائینگے اور اُنکے اعمال کو ایسا کر دیں گے جیسے اُڑتا ہوا غبار :: یعنی کفر کی بنیاد پر جو اعمال ان کافروں نے کئے تھے وہ سب بیکار کر دیئے جائیں گے اُن پر کوئی ثواب مرتب نہ ہوگا اور جس طرح غبار کے پراگندہ ذرات بیکار ہوتے ہیں اسی طرح اُنکے اعمال بھی بیکار اور بے نتیجہ ہونگے (۲۳) اہلِ جنت اُس دن باعتبار قیام گاہ کے بھی بہتر ہوں گے. اور باعتبار آرام استراحت کے بھی اچھے ہونگے :: یعنی ان کے مقابلہ میں اصحابِ بہشت اور اہلِ جنت ہر اعتبار سے اچھے ہی اچھے اور بہتر ہی بہتر ہوں گے قیام گاہ بھی جملہ آفات سے مامون اور آرام و آسائش کا سامان بھی بے انتہا (۲۴) جس دن ایک خاص بادل کے سبب سے آسمان پھٹ جائیں گے اور فرشتے بکثرت اور لگاتار نازل کئے جائینگے :: عالمِ بالا کے اُمور کا ذکر ایک بادل کے ساتھ کیا جاتا ہے. جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی شب میں سدرۃ المنتہی سے ایک بادل میں اوپر تشریف لے گئے. پارہ دوم میں بھی فی ظلل من الغمام گزر چکا ہے حدیث میں اس بادل کو عماء اور غمایہ سے تعبیر کیا ہے، اس بادل میں چونکہ ملائکہ کے انبوہ ہوں گے اور یہ بادل حضرت حق جل مجدہٗ کی صفتِ جلال کا مظہر ہوگا اس لئے ہیبتِ الٰہی سے آسمان پھٹ جائیں گے یا اُس بادل کا وزن اس قدر ہوگا کہ بوجھ سے آسمان پھٹ جائیں گے غرض فرشتے آئیں گے تو اس شان سے آئیں گے منکر مطالبہ کرتے ہیں دنیا میں فرشتوں کی ملاقات کا اُس کا جواب دیا گیا کہ فرشتے جس دن آئیں گے وہ قیامت کا دن ہوگا اور فرشتوں کے نزول کے وقت آسمان پھٹ جائیں گے اور وہ وقت عجیب افراتفری کا ہوگا. یہ شاید نفخۂ ثانیہ کا ذکر ہے. پھٹ جانے کا مطلب یہ ہے کہ آسمانوں کے دروازے نزولِ ملائکہ کی وجہ سے کھُل جائیں گے اُس دن عجیب افراتفری ہوگی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۵) اس دن حقیقی حکومت اور حقیقی راج رحمان ہی کا ہوگا اور وہ دن منکرینِ دینِ حق پر بڑا ہی سخت ہوگا :: یعنی اُس دن مجازی ملکیت کی تمام نسبتیں ختم ہو جائیں گی اور رحمان ہی کی (باقی ضمیمہ میں)

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا لَوْلَا أُنْزِلَ

اور وہ لوگ جن کو ہمارے روبرو پیش ہونے کی توقع نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ ہم پر فرشتے کیوں

عَلَيْنَا الْمَلَائِكَةُ أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا ۗ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ

نہیں نازل کئے جاتے یا ہم اپنے پروردگار کو کیوں نہیں دیکھ لیتے یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور یہ

وَعَتَوْا عُتُوًّا كَبِيرًا ﴿٢١﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلَائِكَةَ لَا بُشْرَىٰ

لوگ شرارت میں حد سے بہت ہی آگے نکل گئے ہیں جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن گنہگاروں کیلئے کوئی خوشی کی بات نہیں

يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ وَيَقُولُونَ حِجْرًا مَحْجُورًا ﴿٢٢﴾ وَقَدِمْنَا

ہوگی اور یوں کہیں گے ہمارے اور ان کے درمیان کوئی اوٹ حائل کردی جائے - اور ہم ان مجرموں کے

إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا ﴿٢٣﴾ أَصْحَابُ

ان اعمال کی جانب جو انھوں نے کئے تھے متوجہ ہوں گے اور ان اعمال کو ایسا کردیں گے جیسے اڑتا ہوا غبار - اہل جنت

الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُسْتَقَرًّا وَأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿٢٤﴾ وَيَوْمَ

اُس دن باعتبار قیام گاہ کے بھی بہتر ہوں گے اور باعتبار آرام گاہ کے بھی اچھے ہوں گے - اور جس دن

تَشَقَّقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ﴿٢٥﴾

ایک مخصوص بادل کے ظاہر ہونے کی غرض سے آسمان پھٹ جائیں گے اور فرشتے بکثرت لگاتار نازل کئے جائیں گے.

الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكَافِرِينَ

اُس دن حقیقی حکومت رحمان ہی کی ہوگی اور وہ دن اُن کافروں پر

عَسِيرًا ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ

بڑا سخت دن ہوگا - اور جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا

يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ﴿٢٧﴾ يَا وَيْلَتَىٰ

اے کاش میں نے بھی رسول کے ساتھ ہو کر صحیح راہ اختیار کی ہوتی - ہائے میری خرابی

لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ﴿٢٨﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ

کیا اچھا ہوتا کہ میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا - اُس دوست نے اُس وقت جبکہ نصیحت

Marfat.com

اُس دوست نے اُس وقت جبکہ نصیحت مجھ کو پہونچ چکی تھی مجھے اس نصیحت کو قبول کرنے سے بھٹکا دیا اور شیطان کی عادت ہی ہے کہ وقت پڑے پر انسان کو اکیلا چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے ؛ شیطان کہا اُبی بن خلف کو یا اگر آیت سے عام منکر اور کافر مراد ہوں تو شیطان سے مراد ابلیس ہوگا کافر اُس کو دوست کہتے ہیں حالانکہ وہ خطرے میں مبتلا کرکے الگ ہو جانے والا دوست ہے (۲۹) اور رسول فرمائیں گے اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ایک ناقابلِ توجہ اور متروک شئ بنا دیا تھا ؛ یعنی قیامت کے دن منکرینِ اسلام کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ خداوندی میں شکایت کریں گے یا یہ مطلب کہ کفار کی شکایت آپ نے دنیا میں کی اور اُن کے کافرانہ طرزِ عمل کی بنا پر یہ فرمایا ہو کہ میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے۔ بعض حضرات نے مہجور کا ترجمہ جھک جھک کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو شور کرتے ہیں اور بے ہودہ بکواس کرتے ہیں آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں (۳۰) اور جس طرح اے پیغمبر یہ کفار اور منکر آپ

الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِیْ ؕ وَ كَانَ الشَّیْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾

میرے پاس پہنچ چکی تھی مجھے اس نصیحت کے ماننے سے بھٹکا دیا اور شیطان کی تو عادت ہی ہے کہ وقت پڑے پر انسان کو تنہا چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے

وَ قَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ

اور رسول نے عرض کیا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ایک ناقابلِ توجہ اور متروک شئ

مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ

بنا دیا ہے۔ اور اے پیغمبر جس طرح یہ کافر آپ کے دشمن ہیں اسی طرح ہم گناہ گار لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن

الْمُجْرِمِیْنَ ؕ وَ كَفٰى بِرَبِّكَ هَادِیًا وَّ نَصِیْرًا ﴿۳۱﴾ وَ قَالَ الَّذِیْنَ

بناتے رہے ہیں اور آپ کا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کو کافی ہے۔ اور کافر یوں کہتے ہیں

كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚۛ

کہ اس پیغمبر پر پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل کر دیا گیا یہ اس طرح آہستہ آہستہ اس لئے نازل کیا گیا

كَذٰلِكَ ۚۛ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ رَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ﴿۳۲﴾ وَ لَا

تاکہ ہم اس قرآن کے ذریعہ آپ کے دل کو قوی رکھیں اور اس لئے ہم نے اس قرآن کو بہت ٹھہر ٹھہر کر اتارا ہے۔ اور یہ

یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ﴿ؕ۳۳﴾

لوگ کیسا ہی عجیب اور انوکھا سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم اس کا ٹھیک اور خوب مشرح جواب آپ کو عنایت کر دیتے ہیں

اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے منہوں کے بل دوزخ کی طرف گھیر کر لیجائے جائیں گے یعنی گھسیٹے جائیں گے یہ لوگ ازروئے مکان کے

مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۳۴﴾ ع وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَ

بھی بدتر ہیں اور باعتبار راہ کے بھی بہت گمراہ ہیں۔ اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی اور

جَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِیْرًا ﴿ۚۖ۳۵﴾ فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى

ہم نے ان کے بھائی ہارونؑ کو ان کے ساتھ ان کا مددگار بنایا تھا۔ پھر ہم نے ان سے کہا کہ تم دونوں ان لوگوں

الْقَوْمِ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِیْرًا ﴿ؕ۳۶﴾

کے پاس جاؤ جنھوں نے ہمارے دلائل کی تکذیب کی ہے آخر کار ہم نے ان تکذیب کرنے والوں کو بالکل ہی ہلاک کر دیا۔

کے دشمن ہیں اسی طرح ہم مجرموں اور گنہگاروں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہے ہیں اور آپ کا پروردگار ہدایت دینے اور مدد کرنے کے اعتبار سے کافی ہے ؛ یعنی دینِ حق کی مخالفت اور اہلِ حق سے عداوت کا یہ سلسلہ پرانا ہے آج کل کفارِ مکہ آپ سے اور آپ کی جماعت سے جو سلوک کر رہے ہیں اور جس عداوت کا اظہار ان کی طرف سے ہو رہا ہے یہی سلوک ہر زمانے کے نبی کے ساتھ ہوتا رہا ہے اس قسم کی مخالفت سے اندیشہ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہدایت دینے والا اور مدد کرنے والا آپ کا پروردگار ہے۔ یعنی کافروں کے بہکانے کی پروا نہ کیجئے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا ہدایت سے بہرہ مند کر دے گا اور جن کو ہدایت نہ ہوگی اُن کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کافر بہکایا کریں اللہ جس کو چاہے گا راہ پر لا دے گا ۱۲ (۳۱)

اور دینِ حق کے منکر کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر پورا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل کر دیا گیا یہ اس طرح تھوڑا تھوڑا وقتاً فوقتاً اس لئے نازل کیا گیا کہ ہم اس قرآن کے ذریعہ آپ کے دل کو قوی اور مضبوط رکھیں اور ہم نے اس قرآن کو ٹھہرا ٹھہرا کر اتارا اور سنایا ہے ؛ یعنی کافرانہ شبہات میں سے قرآن کی حقانیت اور صداقت پر یہ شبہ بھی پیش کیا جاتا ہے کہ کتبِ سابقہ کی طرح یہ قرآن ایک ہی دفعہ لکھا لکھایا کیوں نہیں دیدیا گیا تھوڑا تھوڑا نازل ہونے سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ پیغمبر اس قرآن کو سوچ سوچ کر خود ہی بناتا ہے حضرت حق جل مجدہٗ نے جواب دیا کہ اس تدریجی نزول اور ترتیل کے ساتھ سنانے میں بہت فوائد اور حکمتیں ہیں مثلاً تھوڑے تھوڑے حصہ کو یاد کرنا اور لکھ لینا سہل ہے۔ کفار نے جب کوئی اعتراض کیا اُسی وقت اُس کا جواب نازل فرمانا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کی تقویت کا موجب ہوا اور اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت مہیا ہو گیا۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بار بار تشریف لانا جو موجبِ خیر و برکت ہے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ علیا کا اظہار کہ آپ کے پاس بار بار خدا کا فرشتہ آتا ہے غرض اس طریقۂ نزول و ترتیل میں بہت سے فوائد مضمر اور پوشیدہ ہیں۔

ع ۱۲

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر بات کے وقت پر اس کا جواب اتارا ہے تو پیغمبر کا دل ثابت رہے ۱۲ (۳۲) اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب اور انوکھا سوال آپ کے سامنے پیش کریں مگر ہم اس کا ٹھیک اور خوب مشرح جواب آپ کو عنایت کر دیتے ہیں ؛ یعنی یہ دینِ حق کے منکر آپ پر کوئی مثال کیسی ہی چسپاں کریں اور کوئی اعتراض کیسا ہی باطل آمیز بنا کر لائیں جس سے آپ پر اور قرآن پر طعن مقصود ہو مگر یہ کہ ہم اُس کے مقابلہ میں حق بات نہایت تفصیل اور مشرح طور پر لے آتے ہیں جس سے ان کا باطل اعتراض ختم ہو جاتا ہے اور اس کا کوئی وزن باقی نہیں رہتا اور وہ ہمارا جواب مشرح ہونے کے اعتبار سے قریب الفہم بھی ہوتا ہے مگر وہ لوگ عقل و فہم سے عاری ہو چکے ہیں اور عقل و فہم سے کام نہیں لینا چاہتے ان کی سزا آگے بیان فرماتے ہیں (۳۳) یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مُنھوں کے بل دوزخ کی طرف گھیر کر لے جائے جائیں گے یہ لوگ ازروئے مکان کے بھی بدتر ہیں اور باعتبار راہ کے بھی بہت گمراہ ہیں ؛ مُنہ کے بل جانے کا مطلب (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور ہم نوحؑ کی قوم کو بھی ہلاک کر چکے ہیں جبکہ اُنھوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی اور رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے انکو سمندر کے طوفان میں غرق کر دیا اور ہم نے نوحؑ کی قوم کو دوسرے لوگوں اور آئندہ نسلوں کے لئے ایک عبرت آموز نشان بنا دیا اور ہم نے اِن ظالموں کے لئے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ؛ ایک پیغمبر کو جھٹلانا ایسا ہے جیسے سب کو جھٹلایا کیوں کہ تمام انبیاء دین کے اصولوں میں ایک ہی ہیں (۳۷) اور عاد کو اور ثمود کو اور اہل رس یعنی کنوئیں والوں کو اور اُن کے درمیان اور بہت سی قوموں کو ہم نے ہلاک اور برباد کر دیا (۳۸) اور ہم نے اُن سب کے سمجھانے کے لئے عجیب عجیب واقعات اور عمدہ عمدہ مضامین بیان کئے تھے اور اُن کے انکار پر انجام کار اُن سب کو ہلاک کر ڈالا ؛ یعنی عاد اور ثمود اور اصحاب رس اور اُن کے درمیان اور بہت سی بستیوں کو اور قوموں کو تباہ و برباد کر دیا حالانکہ اُن کے سامنے ہر قسم کے دلائل و شواہد اور اچھے اچھے مضامین بیان کئے گئے لیکن اُنھوں نے مان کر نہ دیا اور بالآخر اُن سب کو ہلاک کر دیا گیا ؛ کنوئیں والے شاید یہ بھی کوئی قوم ہوگی جو اپنی نافرمانی کے باعث ہلاک ہوئی شاید ثمود کی بقیہ قوم کی طرف اشارہ ہو۔ رس کچے کنوئیں کو کہتے ہیں جس میں اینٹ نہ لگائی جائے صرف پتھر رکھ دیئے۔ مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کنوئیں والے کہتے ہیں ایک اُمّت کو جس نے اپنے رسول کو کنوئیں میں موندا پھر اُن پر عذاب آیا تب وہ رسول خلاص ہوا ۱۲ واللہ اعلم بالصواب (۳۹) اور یہ مشرکین مکہ اُس بستی پر ہو کر گزرے ہیں جس پر بُری طرح کی بارش برسائی گئی تھی اور بُرا برساؤ برسایا گیا تھا تو کیا اُنھوں نے اس بستی کو دیکھا نہیں یہ بات نہیں ہے بلکہ اُن کو مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھنے کا خوف ہی نہیں ہے ؛ قوم لوطؑ کی بستیوں کی طرف اشارہ ہے یہ بستیاں شام کے راستے میں اُلٹی پڑی ہیں جن پر بُرے کاموں کی وجہ سے عذاب آیا تھا اور پھر کھنگر کے پتھر برسے تھے پھر بھی اُن کو عبرت نہیں ہوئی کہ یہ کفر سے باز آجائیں چونکہ یہ آخرت کے منکر اس لئے کفر کو موجب سزا ہی نہیں سمجھتے بلکہ اس قسم کے عذاب کو اتفاقی بات سمجھتے ہیں ایک بستی جو بڑی تھی یعنی سدوم کا ذکر فرمایا اور بستیاں جو اس مرکزی مقام کے تابع تھیں وہ بھی اس عذاب میں شامل ہوگئیں اب آگے مشرکین مکہ کو مزید تنبیہ کا ذکر ہے (۴۰) اور اے پیغمبر یہ دینِ حق کے منکر جب آپ کو کہیں دیکھتے ہیں تو ان کا سوائے اس کے اور کوئی کام اور مشغلہ نہیں ہوتا کہ آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں اور آپ کا مذاق اُڑانا شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کیا یہی وہ صاحب ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے ؛ یعنی استہزا شروع کر دیتے ہیں اور باتیں چھانٹنے لگتے ہیں منجملہ مذاق کے یوں کہتے ہیں کیا یہی وہ صاحب ہیں جن کو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ نے ان کو اپنا پیغام دیکر بھیجا ہے یعنی یہ رسالت کا اہل نہیں کوئی رئیس اور ذی عزت شخص رسول ہوتا (۴۱) اگر ہم لوگ سختی اور مضبوطی کے ساتھ اپنے معبودوں کی عبادت پر جمے نہ رہتے تو اس شخص نے تو ہم کو ان معبودوں سے منحرف اور برگشتہ ہی کر دیا ہوتا۔ اور عنقریب ان کافروں کو جس وقت یہ عذاب کا معائنہ کریں گے تو اُن کو یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ سیدھی راہ سے منحرف اور بھٹکا ہوا کون تھا ؛ یعنی استہزا کرتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شخص ایسا چرب زبان ہے کہ اگر ہم مضبوط نہ ہوتے تو اس شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے باتیں بنا کر بچلا ہی دیا ہوتا وہ تو یوں کہو ہم اپنے عقیدے پر جمے رہے اور اس کی باتوں میں نہیں آئے ورنہ یہ تو ہم کو گمراہ ہی کر دیتا حضرت حق تعالیٰ نے جواب دیا کہ یہ بہت جلد جب عذاب الٰہی دیکھیں گے خواہ یہ معائنہ عذاب دنیا میں ہو، یا مرتے وقت یا قیامت میں اُس وقت اُن کو یہ بات معلوم ہو جائے گی اور یہ جان لیں گے کہ گم کردہ راہ کون تھا اور راستے سے بھٹکا ہوا کون تھا (۴۲) اے پیغمبر آپ نے اُس شخص کی حالت کو بھی دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنی نفسانی خواہش کا پوجا اختیار کر رکھا ہے تو کیا آپ ایسے ہوا پرست کی نگرانی کر سکتے ہیں یا ایسے شخص کی کوئی ذمہ داری لے سکتے ہیں (۴۳) یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان کافروں میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں یہ تو

وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ أَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ
اور ہم نوحؑ کی قوم کو بھی ہلاک کر چکے ہیں جب اُنھوں نے رسولوں کی تکذیب کی تو ہم نے اُن کو غرق کر دیا اور ہم نے نوحؑ کی قوم
اٰيَةً ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۚ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا وَّثَمُودَا۠ وَ
کو دوسرے لوگوں کیلئے ایک عبرت آموز نشان بنا دیا اور ہم نے ان ظالموں کیلئے ایک دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود
أَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيرًا ﴿۳۸﴾ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ
کو اور کنوئیں والوں کو اور اُن کے درمیان اور بہت سی قوموں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان سب کو سمجھانے کیلئے عجیب
الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ أَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ
عجیب مضامین و واقعات بیان کئے اور اُن کے انکار پر آخر کار ان سب کو بالکل ہلاک کر ڈالا۔ اور یہ کفار مکہ یقیناً اُس بستی پر ہو کر گذرے ہیں
الَّتِي أُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ۚ أَفَلَمْ يَكُونُوا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوا
جس پر بُری طرح کی یعنی پتھروں کی بارش برسائی گئی تھی تو کیا اُنھوں نے اس بستی کو دیکھا نہیں مگر بات یہ ہے کہ یہ
لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ﴿۴۰﴾ وَإِذَا رَأَوْكَ إِن يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا
لوگ مر کر دوبارہ زندہ ہونیکا خوف ہی نہیں رکھتے۔ اور یہ کافر جب آپکو دیکھتے ہیں تو ان کا سوائے اس کے کچھ کام نہیں ہوتا کہ آپکا مذاق اڑانے
أَهٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللّٰهُ رَسُولًا ﴿۴۱﴾ إِن كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ
لگتے ہیں کیا وہ شخص یہی ہے جس کو خدا نے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ہم اپنے معبودوں کی عبادت پر مضبوطی سے جمے
اٰلِهَتِنَا لَوْلَا أَن صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ
نہ رہتے تو اس شخص نے تو ہم کو ان سے منحرف ہی کر دیا ہوتا اور عنقریب ان کافروں کو جس وقت یہ عذاب کا مشاہدہ کریں گے
يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۴۲﴾ أَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ
تو یہ بات معلوم ہو جائیگی کہ راہ راست سے منحرف اور بھٹکا ہوا کون تھا۔ اے پیغمبر آپ نے اُس شخص کی حالت کو بھی دیکھا جس نے
إِلٰهَهُ هَوٰىهُ ۚ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿۴۳﴾ أَمْ تَحْسَبُ
اپنی نفسانی خواہش کو اپنا خدا بنا رکھا ہے تو کیا آپ ایسے ہوا پرست کی کوئی ذمہ داری لے سکتے ہیں۔ یا آپ خیال کرتے ہیں
أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعٰمِ
کہ ان کافروں میں سے اکثر سنتے اور سمجھتے ہیں یہ تو محض ایسے ہیں جیسے چوپائے

منزل ۴

Marfat.com

محض ایسے ہیں جیسے چوپائے بلکہ یہ اُن چوپایوں سے بھی زیادہ گمراہ اور بے راہ ہیں ÷ یعنی جس شخص نے اپنی نفسانی خواہش کو خدا بنا رکھا ہے تو آپ پر ایسے شخص کی کیا ذمہ داری ہے، یہ شاید اُن لوگوں کو فرمایا کہ جن کو جب کوئی اچھا پتھر نظر آیا تو اُس کو لاکر معبود بنالیا پھر جب کوئی اُس سے اچھا پتھر ملا اُس کو معبود بنالیا یا اُن کو فرمایا کہ جو ہر بات اپنی نفسانی خواہش کے مطابق کرتے ہیں جو دل میں آیا وہ کرلیا قطع نظر اس کے کہ اس کام کا اخلاق اثر کیا ہوگا اور آسمانی شریعت اس کام کو جائز سمجھتی ہے یا نہیں اس قسم کے بد ذوق لوگوں کے نہ آپ نگراں ہیں نہ ان سے کوئی اُمید ہے کیونکہ یہ نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں۔ سننے کا یہ مطلب کہ توجہ کے ساتھ آپ کی باتوں کو اور قرآن کی آیتوں کو سنیں اور سمجھیں یہ تو محض چوپائے ہیں کانوں میں ان کے بھی آواز پڑتی ہے لیکن سمجھتے نہیں بلکہ یہ تو ان سے بھی گئے گزرے ہیں وہ بھی اپنے مالک اور محسن کو پہچانتے اور اپنے گھر اور تھان کو جانتے ہیں یہ بدنصیب اس کی بھی صلاحیت نہیں رکھتے یہی وجہ ہے کہ قیامت میں کہیں گے لو کنا نسمع اونعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر۔ اس آیت میں

بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٤﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ
بلکہ یہ اُن سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔ کیا اے مخاطب تو نے اپنے پروردگار کی قدرت پر نظر نہیں کی کہ اُس نے کس طرح سایہ کو
الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ
پھیلایا اور دراز کیا اور اگر وہ چاہتا تو اس سایہ کو ایک ہی حالت پر ٹھہرائے رکھتا پھر ہم نے اس سایہ کے لئے آفتاب
عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿٤٥﴾ ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿٤٦﴾ وَ
کو ایک علامت مقرر کیا۔ پھر ہم نے اس سایہ کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا۔ اور
هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَ
وہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردے کی چیز اور نیند کو تمہارے لئے راحت کی چیز بنایا
جَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ﴿٤٧﴾ وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا
اور دن کو اُٹھ کھڑے ہونے کا وقت بنایا۔ اور وہی ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے آگے آگے
بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ﴿٤٨﴾
بشارت دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہم ہی آسمان سے ایسا پانی برساتے ہیں جو پاک اور پاک کرنے والا ہے
لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَ
تاکہ اُس کے ذریعہ سے مری ہوئی زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپاؤں اور بہت سے
أَنَاسِيَّ كَثِيرًا ﴿٤٩﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا
آدمیوں کو اس پانی سے سیراب کریں۔ اور ہم نے ہی اس پانی کو لوگوں کے مابین مختلف مقدار سے تقسیم کیا تاکہ غور کریں
فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ﴿٥٠﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي
مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے کفرانِ نعمت اور ناسپاسی کے ہر بھلی بات سے انکار ہی کیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں
كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ﴿٥١﴾ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ
ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے یعنی آپ کی امداد کیلئے۔ سو اے پیغمبر آپ ان کافروں کا کہنا نہ مانیئے اور آپ قرآنی دلائل کے
جِهَادًا كَبِيرًا ﴿٥٢﴾ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ
ذریعہ ان کافروں کا سخت مقابلہ کیجئے۔ اور وہی ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا کر چلایا ایک کا پانی ان میں سے

ع ۴/۲

اکثر کی قید شاید اس لئے لگائی کہ انہی منکروں میں سے بعض سُنکر اور سمجھ کر کفر سے تائب ہوئے اور اسلام لائے (۴۴) اثباتِ رسالت کے بعد پھر دلائلِ توحید کا بیان ہے اے پیغمبر کیا آپ نے اپنے پروردگار کی طرف نظر نہیں کی کہ اُس نے سائے کو کس طرح پھیلایا اور دراز کیا اور اگر وہ چاہتا تو اس سائے کو ایک ہی حالت پر ٹھہرائے رکھتا پھر ہم نے اس سائے کے لئے آفتاب کو ایک علامت اور دلیل قرار دیا (۴۵) پھر اس سائے کو آہستہ آہستہ اور سہج سہج اپنی طرف کھینچ لیا ÷ ظل اُس سائے کو کہتے ہیں جو طلوعِ شمس سے لیکر دوپہر تک ہوتا ہے اور دوپہر سے لے کر شام تک سائے کو فے کہتے ہیں، سایہ شروع میں ہر چیز کا طویل ہوتا ہے پھر گھٹتے گھٹتے ہر چیز کا سایہ برابر ہوجاتا ہے اور زوال کے بعد پھر بڑھتا ہے اور آخر آفتاب کیساتھ ختم ہوجاتا ہے اور چونکہ یہ حضرتِ حق کی قدرتِ کاملہ سے ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ ہم نے اس سائے کو سمیٹ لیا آفتاب کو دلیل بنانے کا مطلب یہ ہے کہ سائے کو شناخت کرنے کی دلیل آفتاب کو ٹھہرایا کیونکہ سایہ آفتاب سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ بعض حضرات جن میں حضرت ابن عباسؓ۔ حضرت ابن عمرؓ ابو مالک، ابو العالیہ حضرت مسروق اور مجاہد، سعید بن جبیر اور نخعی اور ضحاک اور قتادہ رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں یہ فرماتے ہیں کہ اس سائے سے وہ سایہ مراد ہے جو پو پھٹنے سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ہوتا ہے، اُس وقت میں بیمار کے دل کو چین ہوتا ہے مسافر اور ہر بیمار کے سکون کا وقت بھی ہوتا ہے۔ واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اوّل ہر چیز کا سایہ لنبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اس کے مقابل سایہ ہٹتا ہے جب تک جڑ میں آلگے اپنی طرف کھینچ لیا کہ اپنی اصل کو جا لگتا ہے سب کی اصل اللہ ہے ۱۲ بہرحال کوئی صورت مراد ہو صنعتِ قدرت سے خالی نہیں اور نہ اور کسی کے بس میں ہے۔ یہی اُس کی وحدانیت اور یکتائی کی دلیل ہے حضرت حق تعالیٰ نے اپنے موجد حقیقی اور فاعلِ مختار ہونے کی تین باتیں فرمائیں سایہ کا پھیلانا۔ آفتاب کا سایہ کے لئے راہ نما ہونا تیسرے سہج سہج اس سائے کو سمیٹ لینا (۴۶) اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو لباس اور پردے کی چیز بنایا اور نیند کو تمہارے لئے راحت و آرام کی چیز بنایا اور دن کو اُٹھ کھڑے ہونا اور زندہ ہونے کا وقت بنایا ÷ رات کو لباس بنایا یعنی جس طرح لباس سے بدن ڈھک جاتا اور پردے میں ہو جاتا ہے اسی طرح رات بھی تستر کا کام دیتی ہے نیند کا آرام و راحت ہونا ظاہر ہی ہے۔ دن کو اُٹھ کھڑے ہونا پھیل جانا معاش کو تلاش کرنے وغیرہ کا وقت اور مرکر زندہ ہو جانا ہے، جیسا کہ سوکر اُٹھنے کی دعا ہم نے "مشکل کشا" میں نقل کی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَحْيَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔ نیند چونکہ موت کے مشابہ ہے سویا مرا برابر ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوکر اُٹھنے کی دعا میں ان الفاظ کی رعایت رکھی اور ایسے الفاظ فرمائے جو قیامت کی زندگی کو ظاہر کرتے ہیں ایک عارف نے کیا خوب فرمایا ہے ؎ نوم ما چوں شد اخ الموت اے فلاں ÷ زیں برادر آں برادر را بداں۔ (باقی ضمیمہ میں۔)

Marfat.com

اور وہ قادرِ مطلق ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو ملا کر چلایا ان میں سے ایک کا پانی شیریں اور خوش ذائقہ اور تسکین بخش ہے اور دوسرے کا پانی ان میں سے کھاری ہے سخت کڑوا اور اسی اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور ایک مضبوط آڑ کر دی ہے ؛؛ یہ بات ہندوستان میں جہاں سمندر کا پانی کسی ندی سے ملتا ہے یا ندی سمندر میں ملتی ہے وہاں ایسا ہوتا ہے نہ صرف مزا بلکہ سفید و سیاہ رنگت بھی پانیوں کی ممتاز ہوتی ہے اور یہ کمال قدرت ہے کہ دریا اور سمندر کا پانی مِل کر بہے اور ایک دوسرے سے مزے اور رنگ میں جدا رہے اور ایک دوسرے پر غالب نہ آئے دیکھنے والوں کو دونوں دریاؤں کے بیچ میں ایک دھاری نظر آتی ہے ، پنجاب کے بعض کنوؤں میں ایک طرف کا پانی میٹھا اور دوسری طرف کا پانی کھاری دیکھنے میں آیا ہے ایک طرف کے پانی سے عمدہ چیز پکتی ہے۔ اور دوسری طرف کے پانی سے دال بھی نہیں گلتی۔ اور ایک کنوئیں میں ہونے کے باوجود ایک پانی دوسرے پانی سے ممتاز پایا جاتا ہے۔ تاپتی ندی میں اور اراکان اور چاٹ گام کے مابین جو دریا بہتا ہے اس میں یہ بات صاف پائی جاتی ہے (۵۴) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے بشر کو پانی یعنی نطفہ سے پیدا کیا اور اُس کو نسب والا اور سُسرال والا بنایا اور اے مخاطب تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے؛ یعنی پانی کے قطرے کو کیا سے کیا کر دیا ددھیال اور ننھیال کے رشتے قائم کئے اور نکاح بیاہ سے داماد اور سُسرال کے رشتے قائم کئے اس طرح خاندان اور نسلیں چلائیں اور یہ پروردگار کا بڑا احسان ہے خاندان اور نسلیں ایک دوسرے کے مددگار ہوتے ہیں اور آپس میں مل کر مضبوط ہوتے ہیں اس نعمت کا حق یہ ہے کہ بشر اُسی وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرے لیکن بشر نے اس نعمت کا جس طرح کفران کیا اُس کا ذکر آگے فرمایا (۵۵) اور یہ مشرک اُس اللہ تعالیٰ اور وحدہٗ لاشریک کو چھوڑ کر اُن چیزوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ اُن کو نفع پہونچا سکتی ہیں اور نہ ان کا کچھ بگاڑ سکتی ہیں اور منکر تو اللہ تعالیٰ کے بالمقابل شیطان کا مددگار ہے ؛؛ یعنی مشرکین بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اُسکی مخلوق میں سے ایسی چیزوں کی پوجا کرتے ہیں جو نہ نفع پہونچانے کی قدرت رکھتی ہیں اور نہ نقصان پہونچانے کی طاقت رکھتی ہیں اور دینِ حق کے منکر کا تو شیوہ ہی یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے خلاف طاغوتی طاقتوں کا معین و مددگار ہوتا ہے مدعا یہ ہے کہ کافر ہمیشہ حق کی مخالفت کرتا ہے اور حق کو پیٹھ دکھاتا ہے اور حق کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ وکان ربک قدیرا پر فرماتے ہیں اپنی اولاد کا جد ہے اور جہاں اُن کا بیاہ ہو اُن کی سُسرال ہے اور رب کر سکتا ہے یعنی مارے پھر جلا دے ۱۲ (۵۵) اور ہم نے آپ کو صرف خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ؛؛ یعنی آپ ان منکرینِ دینِ حق کی شرارتوں سے متاثر اور غمگین نہوں آپکا کام صرف اتنا ہے کہ نیکوں کو بشارت دیدیں اور بدکار لوگوں کو خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈرا دیں' باقی اُن کی مخالفت وغیرہ کی کوئی فکر آپ کو نہ ہونی چاہئے بلکہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیے اور اپنا کام کرتے رہیے (۵۶) آپ ان سے کہدیجئے میں اس تبلیغ دینِ حق پر تم سے کوئی مزدوری طلب نہیں کرتا اور کوئی اجرت نہیں چاہتا مگر ہاں جو چاہے اپنے پروردگار تک پہونچنے کا راستہ اختیار کرلے ؛؛ یعنی میں کوئی مزدوری اپنی تبلیغ پر نہیں مانگتا ہاں میری یہ خواہش ضرور ہے کہ تم میں سے جو اپنے پروردگار تک پہونچنے کی راہ اختیار کرنی چاہے وہ اختیار کرلے اس کو تم میرا معاوضہ کہو یا میری اس خواہش اور خوشی کا کچھ اور نام رکھو۔ گویا آپ کی شفقت کا یہ عالم ہے کہ جس طرح کوئی مزدور مزدوری لیکر راضی ہوتا ہے اسی طرح پروردگار کی راہ اختیار کرنے سے مجھے خوشی ہوتی ہے (۵۷) اور آپ اس پر بھروسہ رکھئے اور توکل کیجئے جو زندہ ہے اور جو مرے گا نہیں اور اُس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہئے اور وہ خود اپنے بندوں کے گناہوں کی خبر رکھنے کو کافی ہے (۵۸) وہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے سب کو چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا پھر اپنی شان کے موافق عرش پر قائم اور جلوہ گر ہوا وہ بڑا مہربان ہے پس اے مخاطب تو اُس کی شان اور اُس کی صفات کو کسی باخبر اور واقف حال سے دریافت کر اور پوچھ ؛؛

(باقی صفحہ ۵۸۲ پر)

فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا

شیریں ہے پیاس کو بجھانے والا اور دوسرے کا پانی ان میں سے کھاری ہے سخت کڑوا اور ان دونوں دریاؤں کے درمیان ایک پردہ

مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ

اور ایک مضبوط آڑ کر دی۔ اور وہی ہے جس نے بشر کو پانی یعنی نطفہ سے پیدا کیا پھر اُسکو صاحب خاندان

نَسَبًا وَّصِهْرًا ۗ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ﴿۵۴﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ

اور سُسرال والا بنایا اور اے مخاطب تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔ اور یہ کافر خدا کو چھوڑ کر

دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَلَا يَضُرُّهُمْ ۗ وَكَانَ الْكَافِرُ

اُن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کا بھلا کر سکتی ہیں اور نہ ان کو ضرر پہنچا سکتی ہیں اور کافر تو خدا کے

عَلٰى رَبِّهٖ ظَهِيْرًا ﴿۵۵﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾

مقابل میں شیطان کا مددگار ہے۔ اور ہم نے آپکو صرف اسلئے بھیجا ہے کہ لوگوں کو خوش خبری سنائیں اور ڈرائیں۔

قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ

اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے کہدیجئے کہ میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا لیکن ہاں جو چاہے

يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ

اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کرے۔ اور آپ اُس زندہ خدا پر بھروسہ رکھئے

الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۗ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ

جو کبھی مریگا نہیں اور اُس کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہئے اور وہ خود اپنے بندوں کے گناہوں کی

عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ ۚ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

خبر رکھنے کو کافی ہے۔ وہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ آسمانوں اور زمین کے

بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ

مابین ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا پھر اپنی شان کے موافق عرش پر قائم اور جلوہ گر ہوا وہ بے حد مہربان ہے

فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ

سو اے مخاطب تو اسکی شان کو کسی باخبر اور واقف حال سے دریافت کر۔ اور جب ان مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو

مع عند المتقدمین ۱۲

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۸۱) یعنی اے پیغمبر خواہ عبادتِ تبلیغ ہو جس کا تعلق مخلوق کی خدمت سے ہے یا عبادتِ لازمہ ہو جیسے اُس کی تسبیح اور تحمید سو آپ ان دونوں قسموں کی عبادت میں اُس زندہ خدا پر بھروسہ رکھئے جو کبھی نہیں مرتا اور جو بندوں کے اعمال کی خبر گیری اور نگرانی اُس پر چھوڑ دیجئے وہ اُن کے گناہوں کی خبر رکھنے کو کافی اور کفایت کرنے والا ہے، وہ پروردگار وہ ہے جس نے تمام آسمان و زمین کو اور آسمان و زمین کے درمیان جو کچھ ہے ان سب کو چھ دن کی مقدار میں بنایا اور پیدا کیا ہے پھر عرش پر اپنی شان کے لائق اس عرش پر جلوہ گر ہوا وہ بے حد رحم کرنے والا ہے لہٰذا اے مخاطب اگر تجھ کو اُس کی صفاتِ کمالیہ کا حال معلوم کرنا ہے تو کسی باخبر اور واقفِ حال سے دریافت کر اور پوچھ دیکھ یہ منکر اور مشرک اُس کو کیا جانیں کہ وہ کن صفاتِ کمالیہ سے متصف ہے اگر یہ کچھ جانتے اور سمجھتے ہوتے تو اُس کو چھوڑ کر اُس کی مخلوق کو نہ پوجتے۔ خبیر سے مراد حضرت حق تعالیٰ کی ذات ہے یا مخلوق میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (۵۹) اور جب ان مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ رحمان کو سجدہ کرو **تفسیر صفحہ ہٰذا**: تو کہتے ہیں رحمان کیا ہے کیا تو ہم سے جس کو سجدہ کرنے کا حکم کرے ہم اُسی کو سجدہ کرنے لگیں اور اُسی کے آگے ہم سجدہ ریز ہو جائیں اور یہ سجدہ کرنے کا حکم اُن کی نفرت کو اور بڑھاتا ہے ؁ یعنی جب رحمان کا نام لیکر اُن کو سجدے کی دعوت دی جائے تو انجان بن کر کہتے ہیں اور تجاہلِ عارفانہ کے طور پر دریافت کرتے ہیں رحمان کیا چیز ہے چونکہ عرب میں اللہ تعالیٰ کے لئے رحمان کا استعمال کم تھا اس لئے اجنبی اور انجان بن کر کہتے تھے یہ بات نہیں کہ رحمان کو جانتے ہی نہ تھے مسیلمہ کذاب کو رحمان الیمامہ کہا کرتے تھے اور ما الرحمان کے ساتھ یہ بھی کہتے تھے کہ کیا جس کو آپ کہتے رہیں اور جس کے لئے حکم دیتے رہیں ہم اُسی کے آگے سربسجود ہو جائیں تو ہم اسی کام کے ہو لئے کہ آپ جس کو کہتے جائیں ہم اُس کو سجدہ کرتے جائیں بلکہ اس حکم سے اُن کی نفرت اور وحشت اور بھی بڑھ جاتی ہے اور باعتبار نفرت کے یہ حکم اور زیادتی کا موجب ہوتا ہے (۶۰) وہ بڑی بابرکت اور بڑی عالی شان ذات ہے جس نے آسمان میں بُرج یعنی بڑے بڑے ستارے بنائے اور اُسی نے آسمان میں ایک روشن چراغ اور نورانی چاند بنایا ؁ بڑے بڑے ستاروں کو بُرج فرمایا۔ اور آسمان کے قلعوں کو بھی برج کہا جا سکتا ہے یا سورج کی بارہ منزلوں کو بُرج فرمایا جو اہلِ ہیئت کہتے ہیں یعنی حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ، میزان، عقرب۔ قوس۔ جدی۔ ڈول اور مچھلی۔ اہلِ عرب کو ستاروں کی گردش کا علم بڑا اہم تھا، یہ تمام بُرج آفتاب کی گردش کے ہیں اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نظامِ شمسی کی طرف اشارہ ہے واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آسمان کے بارہ حصے ہیں اُن کا نام بُرج ہر ایک پر ستاروں کا پتہ یہ حدیں رکھی ہیں حساب کو ؂ سورج کو شاید حرارت اور نور کی وجہ سے چراغ فرمایا چاند کو چمکنے والا اور اُجالا کرنے والا فرمایا۔ (۶۱) اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین اور ایک دوسرے کے پیچھے آنے والا اور بدلنے والا بنایا یہ سب دلائل اُس شخص کے لئے ہیں جو سوچنے سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو یا شکر بجا لانا چاہتا ہو ؁ ادلنا بدلنا یا ایک کے پیچھے دوسرے کا آنا یا جانشین اس لئے فرمایا کہ رات کو کوئی کام رہ گیا تو دن کو کر لیا دن کا کوئی کام رہ گیا تو رات کو کر لیا۔ بہرحال دونوں اُس کی نشانیاں ہیں اور اُس رحمان کی قدرت کو ظاہر کرتی ہیں لیکن ان سے نفع اٹھانا اُس کی قدرت پر غور کرنا اور اُس کی نعمتوں کا شکر بجا لانا یہ اُنہی کا کام ہے جو واقعی حضرت رحمان کی توحید کے دلائل پر غور کرنے کا ارادہ رکھتے یا اُن کی فطرتِ سلیمہ اُن کو شکر بجا لانے پر اُبھارتی اور مجبور کرتی ہو۔ آگے رحمان کے مخلص بندوں کا ذکر فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بدلتے یا تو گھٹنا بڑھنا یا آنا جانا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلا دن کا کام رہ گیا رات کو کیا رات کا کام دن کو ؂ (۶۲) اور رحمان کے مخلص اور خاص بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع اور عاجزی کے ساتھ دبے پاؤں چلتے ہیں اور جب جاہل اور نادان لوگ ان سے نادانی کی بات کرنے لگیں تو ان سے سلامتی اور رفع شر کی بات کہتے ہیں ؁ یعنی جب ناسمجھ لوگ اُن سے بات کرنے اور لڑنے لگیں تو ان سے صاحب سلامت (باقی ضمیمہ میں)

ع ۵ — ۱۹۷ — ۳

قَالُوا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ
تو کہتے ہیں رحمان کیا چیز ہے کیا تو ہم سے جس کو سجدہ کرنے کو کہے اُسی کو ہم سجدہ کرنے لگیں اور یہ سجدے کا حکم اُن کی
نُفُورًا ۶۰ السجدة تَبٰرَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا
نفرت کو اور بڑھاتا ہے۔ وہ بڑی بابرکت اور عالی شان ذات ہے جس نے آسمان میں بُرج یعنی بڑے بڑے ستارے
وَّجَعَلَ فِيهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيرًا ۶۱ وَهُوَ الَّذِي
بنائے اور اُس نے آسمان میں ایک روشن چراغ اور نورانی چاند بنایا۔ اور وہ ایسا ہے جس نے
جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوْ
رات اور دن کو ایک دوسرے کا جانشین بنایا یہ سب دلائل اُس شخص کیلئے ہیں جو سوچنے سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو یا
أَرَادَ شُكُورًا ۶۲ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى
شکر بجا لانا چاہتا ہو۔ اور رحمٰن کے مخصوص بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی اور تواضع کے ساتھ
الْأَرْضِ هَوْنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُونَ قَالُوا سَلٰمًا ۶۳
چلتے ہیں اور جب نادان لوگ ان سے بات کرنے لگیں تو ان سے سلامتی اور رفع شر کی بات کہتے ہیں۔
وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيٰمًا ۶۴ وَالَّذِينَ
اور جو اپنے رب کے آگے سجدے کرنے اور کھڑے رہنے میں رات گذارتے ہیں۔ اور وہ جو
يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا
یوں دعائیں کیا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیو کیونکہ دوزخ کا عذاب
كَانَ غَرَامًا ۶۵ إِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۶۶ وَ
ہمیشہ کی تباہی ہے۔ بیشک وہ جہنم باعتبار ٹھہرنے کے بھی بُری ہے اور باعتبار رہنے کے بھی بُری ہے۔ اور
الَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ
وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ وہ خرچ کرنے میں تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا ان دونوں
بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۶۷ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلٰهًا
باتوں کے درمیان اعتدال کیساتھ ہوتا ہے۔ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے

اور وہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور باطل معبود کی پرستش اور پوجا نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے شرعی طریقہ پر حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر ہاں کسی حق شرعی کیساتھ اور نہ وہ عباد الرحمن زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو شخص یہ بڑے کام کریگا تو وہ شخص گناہوں کا وبال دیکھے گا اور اُس کو سزا سے سابقہ پڑیگا (٦٨) کہ اس کو قیامت کے دن دوچند عذاب کیا جائے گا اور وہ اُس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل ہو کر رہے گا (٦٩) مگر ہاں جو کوئی توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائیگا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ اولیٰ عباد الرحمن کے اعتقاد اور تقوے کا بیان ہے کہ وہ لوگ شرک نہیں کرتے ارتکاب قتل نہیں کرتے جن کے خون کا احترام قواعد شرعیہ کے موافق ہے اُن کے خون کا احترام کرتے ہیں زنا کا ارتکاب نہیں کرتے مگر ہاں اگر کسی کا قتل شرعاً واجب یا مباح ہو تو وہ مستثنیٰ ہے چونکہ معصیات کا ذکر فرمایا تھا اُسی کی مناسبت سے ان گناہوں کے مرتکبین کا ذکر

اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا

اور جس شخص کے قتل کو اللہ نے حرام کیا ہے اُس کو قتل نہیں کرتے مگر ہاں کسی حق شرعی کے ساتھ اور

يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿٦٨﴾ يُّضٰعَفْ

نہ وہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں اور جو شخص یہ مذکورہ بُرے کام کریگا وہ گناہوں کا وبال دیکھے گا۔ کہ اُس کو

لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿٦٩﴾

قیامت کے دن دوچند عذاب کیا جائے گا اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل ہو کر رہے گا۔

اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ

مگر ہاں جو کوئی توبہ کرلے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے

يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا

گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا

رَّحِيْمًا ﴿٧٠﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى

نہایت مہربان ہے۔ اور جو شخص توبہ کرتا ہے اور نیک عمل کرنے لگتا ہے تو وہی حقیقت میں خدائے تعالیٰ کی

اللّٰهِ مَتَابًا ﴿٧١﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا

طرف رجوع کرتا ہے۔ رحمان کے بندے وہ لوگ ہیں جو جھوٹے کام میں شامل نہیں ہوتے اور جب وہ اتفاقاً کبھی

مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

بیہودہ مجالس پر سے گذرتے ہیں تو سنجیدگی کے ساتھ بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔ اور نیز وہ ایسے ہیں کہ جب انکو ان کے

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿٧٣﴾ وَالَّذِيْنَ

رب کے کلام کی آیتیں سُنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور نیز وہ ایسے ہوں

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا

جو یوں دعا کرتے رہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے

قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿٧٤﴾ اُولٰٓئِكَ

آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔ یہی وہ لوگ ہیں

فرمادیا جو مشرک ہیں پھر ان کی سزا اور سزا میں بڑھ جانے کا ذکر فرمایا اور دوگنے عذاب کا ذکر فرمایا دگنا عذاب ہوگا یا یہ کہ عذاب بڑھتا چلا جائے گا پھر اُسی کے ساتھ شرک سے اور معاصی سے توبہ کرنے والوں کا ذکر فرمایا کہ جو لوگ توبہ کرلیں گے اور اسلام لاکر اچھے عمل بجا لائیں گے تو اُن کے گناہ مٹا دئے جائینگے اور ان کے گناہوں کی بجائے اُن کی نیکیاں ثبت کی جائیں گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مگر جہاں چاہیے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہیں مارنی سوائے تین گناہ پر خون کے بدلے میں یا بدکاری میں سنگسار یا راہ لوٹنے پر ١٢ اور فرماتے ہیں یعنی اور گناہوں سے یہ گناہ بڑے ہیں ١٢ اور فرماتے ہیں بدل دے گا یعنی گناہوں کی جگہ نیکیوں کی توفیق دے گا اور کفر کے گناہ معاف کردے گا ١٢ آگے مسلمان گناہگار کا ذکر فرمایا (٧٠) اور جو شخص توبہ کرتا ہے اور توبہ کے بعد نیک عمل کرنے لگتا ہے اور نیک اعمال کا پابند ہوجاتا ہے تو وہی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے ؛ یعنی اہل ایمان میں سے اگر کوئی شخص گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے اور وہ توبہ کرکے نیک اعمال کا پابند ہوجائے اور گناہوں سے بچتا رہے تو وہ خاص طور پر اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلا ذکر تھا کفر کے گناہوں کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام میں گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے یہاں جگہ پاوے ١٢ (٧١) رحمان کے بندے وہ لوگ ہیں جو جھوٹے کاموں اور بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب وہ اتفاقاً کبھی بے ہودہ اور لہو و لعب کی مجالس پر سے گذرتے ہیں تو سنجیدگی کے ساتھ بزرگانہ انداز سے گذر جاتے ہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی گناہ میں شامل نہیں اور کھیل کی باتوں کی طرف دھیان نہیں کرتے نہ اس میں شامل نہ ان سے لڑیں ١٢ (٧٢) اور نیز وہ ایسے ہیں کہ جب اُن کو اُن کے پروردگار کے کلام کی آیتیں سُنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے ؛ یعنی جس طرح کافر اور دینِ حق کے منکر کلام الٰہی سن کر غل مچاتے اور ہجوم کرتے ہیں عباد الرحمان کا یہ طریقہ نہیں ہے بلکہ کلام الٰہی کو توجہ کے ساتھ سنتے اور قبول کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دھیان سے سنیں ١٢ (٧٣) اور نیز وہ ایسے ہیں جو اپنے اہل و عیال کے لئے بہتری اور بھلائی کی دعا کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے ؛ آنکھوں کی ٹھنڈک کا مطلب یہ ہے کہ ان کو بھی تقوے کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرما اور طاعت و تقویٰ میں اتنا بڑھا دے کہ لوگ ہماری اقتدا کرنے لگیں دوسروں کے لئے ہم کو ہادی بنا دے تاکہ پرہیزگار ہماری پرہیزگاری اور تقوے کو دیکھ کر ہماری پیروی کرنے لگیں اور ہمارا خاندان ہمارے نقش قدم پر چلے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ بھی اپنی راہ پر ہوں ہم پرہیزگاروں کے آگے وے ہمارے پیچھے ١٢ (٧٤) یہی عباد الرحمن وہ لوگ ہیں جن کو اُن کے صبر و استقامت کے صلے اور بدلے میں بالا خانے دیے جائیں گے اور وہ دعائے خیر اور سلام کے ساتھ اُس جنت میں

Marfat.com

يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً

جن کو اُن کے صبر و استقامت کے صلے میں بالاخانے دیئے جائیں گے اور وہاں وہ دعائے خیر اور سلام کے ساتھ

وَسَلَامًا ۝٧٥ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَ

استقبال کئے جائیں گے ۔ وہ ان بالاخانوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ بہترین جگہ ہے باعتبار ٹھہرنے کے

مُقَامًا ۝٧٦ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۚ

بھی اور باعتبار رہنے کے بھی ۔ اے پیغمبر آپ فرما دیجئے اگر تم میرے رب کی عبادت نہ کرو تو میرا رب بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کریگا

فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۝٧٧ ع

سو اے کفار تم نے تو احکام الٰہی کی تکذیب کی ہے لہٰذا اب عنقریب یہ تکذیب تم کو چمٹ کر رہے گی ۔

سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَتَانِ وَسَبْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَإِحْدَى عَشَرَ رُكُوعًا

سورہ شعراء مکی ہے اور یہ دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طسٓمٓ ۝١ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝٢ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

طٰسٓمٓ ۔ یہ سورت ایک واضح کتاب یعنی قرآن کی آیتیں ہیں ۔ اے پیغمبر آپ شاید ان کافروں کے

نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۝٣ إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ

ایمان نہ لانے کی وجہ سے اپنی جان کھو بیٹھیں گے ۔ اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی

مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ۝٤

نشانی نازل کردیں کہ اس نشانی کے سامنے ان کی گردنیں پست ہو کر رہ جائیں ۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا

اور ان کافروں کے پاس کوئی نیا نصیحت آمیز حکم رحمان کی جانب سے نہیں پہونچتا مگر

عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۝٥ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ

یہ کہ وہ اس حکم سے روگردانی کرتے ہیں ۔ بہرحال یہ تکذیب کر چکے اب عنقریب ان کو اس بات کی

استقبال کئے جائیں گے ۞ یعنی طاعت و فرماں برداری میں ثابت قدم رہے اور غیروں کے طعن و تشنیع پر صبر کرتے رہے تو ان کو صلے میں بہشت اور بہشت میں بالاخانے دیئے جائیں گے اور ان بالاخانوں میں فرشتے دعائے خیر اور سلام سے ان کا استقبال کریں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فرشتے آگے آکر لے جاویں گے ۱۲ (۷۵) وہ ان بہشت کے بالاخانوں میں ہمیشہ اور سدا رہیں گے وہ جنت ٹھہرنے کے اعتبار سے بھی اچھی اور رہنے کے اعتبار سے بھی خوب ہے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایسی جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنے کو بھی ملے تو بھی غنیمت ہے ان کا تو وہی گھر ہے ۱۲ (۷۶) اے پیغمبر آپ ان سے کہدیجئے اگر تم میرے پروردگار کی عبادت نہ کروگے اور اس کو نہ پکاروگے تو وہ بھی تمہاری کچھ پروا نہیں کرے گا اور تمہارا کوئی وزن اور کوئی قدر نہ ہوگی پس اے منکرو! تم نے تو احکام الٰہی کی تکذیب کی ہے اور تم تو اللہ تعالیٰ کے دین کو جھٹلا ہی چکے اب عنقریب یہ تکذیب تم کو چمٹ کر رہے گی اور اس تکذیب کا وبال تم پر پڑ کر رہے گا یعنی دنیا میں جیسا کہ بدر میں ہوا یا آخرت میں بہرحال بندے کی آبرو اور اُس کی قدر و قیمت اپنے پروردگار کی عبادت میں ہے جو شخص اپنے پروردگار کی عبادت نہیں کرتا وہ اپنے پیدا ہونے کی غرض و غایت کو پورا نہیں کرتا تو ایسے نالائق کی خدا کو بھی کوئی پروا نہیں خواہ وہ کہیں ہلاک ہوجائے اور اے دین حق کے منکرو! تم نے تو احکام الٰہی کی تکذیب کا شیوہ ہی اختیار کر رکھا ہے اور تم تو اُس کے دین کو جھٹلا ہی چکے ہو۔ اب اس تکذیب کی سزا کا انتظار کرو اور اس تکذیب کا وبال اب تمہارے گلے کا ہار بن جائے گا آیت کی تفسیر مفسرین نے بہت طرح کی ہے مگر ہم نے راجح قول کو اختیار کر لیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بندہ معذور نہ ہو خداوند کو اُس کی کیا پروا۔ مگر اُس کی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہوتا ہے بھینٹا یعنی لڑائی جہاد ۱۲ (۷۷) تمت تفسیر سورۃ الفرقان ۞

ع ۱۷ / ۴

سورۃ الشعراء ۞ سورۃ شعراء مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس میں دو سو ستائیس آیتیں اور گیارہ رکوع ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے طٰسٓمٓ (۱) یہ سورت اور یہ مضامین ایک واضح اور کھلی کتاب کی آیتیں ہیں یعنی قرآن کریم کی (۲) اے پیغمبر آپ شاید اس بات سے کہ وہ کافر ایمان نہیں لائے اپنی جان کھو بیٹھیں گے ۞ یعنی آپ ان پر اپنی شفقت کی وجہ سے اتنا غم کھاتے ہیں اور ان کے ایمان نہ لانے پر آپ اس قدر بے قرار اور غمگین ہوتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے شاید ان کے ایمان نہ لانے کے غم میں آپ کی جان جاتی رہے گی اور آپ صدمے میں اپنی جان دے بیٹھیں گے آخر شفقت کی بھی ایک حد ہوتی ہے (۳) اگر ہم چاہیں تو آسمان سے ایک ایسی بڑی نشانی نازل کردیں جس نشانی کے سامنے ان کی گردنیں پست ہو کر رہ جائیں ۞ یعنی ہم کوئی ایسا زبردست نشان آسمان سے نازل کردیں کہ یہ بے بس اور لاچار ہوجائیں اور ایمان لانے پر مجبور ہوجائیں لیکن چونکہ ایمان قبول کرنے میں جبر و اکراہ غیر صحیح اور غیر مفید ہے بلکہ ان کو دلائل سے سمجھانے کی ضرورت ہے تاکہ ایمان کا قبول کرنا بندے کے اختیار میں رہے۔ کیونکہ مقصود یہی ہے اور ایسی کوئی نشانی جس سے بندہ مجبور اور ایمان قبول کرنے پر بے بس ہوجائے تو اس طرح اس کا اختیار ہی سلب ہوجائیگا جو مقصد کے خلاف ہے (۴) اور ان دین حق کے منکروں کے پاس کوئی نئی نصیحت اور فہمائش اور نصیحت آمیز حکم رحمان کی جانب سے نہیں آتا مگر یہ منکر اُس سے اعراض اور روگردانی کرتے ہیں ۞ یعنی رحمان کی جانب سے جو نئی نصیحت ان کے پاس آتی ہے یہ اس سے مُنہ پھیرتے، بے رخی اور اعراض کرتے ہیں (۵) بہرحال یہ تکذیب کر چکے اب عنقریب ان کو اُس بات کی حقیقت معلوم ہوجائیگی جس بات کا یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے اور جس چیز سے یہ تمسخر اور ہنسی کیا کرتے تھے ۞ یعنی اس بے رخی اور اعراض کا نتیجہ یہ ہوا کہ صریح تکذیب کرنے لگے اور تکذیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمسخر اور ہنسی پر اتر آئے جیسا کہ ہر بُرے کام میں ہوا کرتا ہے۔ بہرحال جب موت کے وقت یا قیامت میں عذاب کا معائنہ کریں گے اُس وقت آنکھیں کھلیں گی کہ پیغمبروں نے سچ کہا تھا اور ہم غلطی اور اپنی آبائی جہالت میں مبتلا تھے (۶)

Marfat.com

کیا ان منکروں نے زمین کی طرف نظر نہیں کی اور زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس سے ہر قسم کی کتنی اچھی اچھی چیزیں اگائی ہیں ؛ یعنی اگر ان پر غور کرتے تو صانع کے وجود اُس کے کمال اور اُس کی وحدت پر ایمان لا سکتے تھے لیکن اُنھوں نے توحید الٰہی کے لیئے اتنی تکلیف بھی گوارا نہ کی کہ عالم سفلی ہی کے عجائبات کو دیکھ لیتے (٧) بے شک اس نباتات اور زمین کی روئیدگی میں قدرت خداوندی کی بڑی نشانی ہے اور باوجود اس کے ان میں کے اکثر ایمان لانے والے نہیں (٨) اور بے شک آپ کا پروردگار ہی کمال قوت کا مالک اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے ؛ جب ان صاف اور کھلے دلائل پر توجہ نہیں کرتے اور ان میں کے اکثر ایمان نہیں لاتے تو معلوم ہوتا ہے سخت معاند اور متعصب ہیں پھر ان کے پیچھے غم سے جان دینے میں کیا فائدہ اور آپ کا پروردگار کمال قوت کا مالک ہے چاہے تو ابھی ان کی گرفت کر سکتا ہے لیکن قوت کے ساتھ بڑی رحمت والا بھی ہے اس لئے عقوبت میں تعجیل نہیں کرتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہیں بھیجتا! (٩) اور اے پیغمبر وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب آپ کے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا کہ اے موسیٰ تو ان ظالم لوگوں کے پاس جا (١٠) جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ لوگ ڈرتے نہیں ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کی گرفت سے (١١) موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ کو جھٹلا دیں اور میری تکذیب کریں (١٢) اور میرا دل گھٹنے لگتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی لہٰذا آپ ہارونؑ پر وحی بھیجئے ؛ یعنی زبان میں روانی نہیں ہے زبان اٹکتی ہے تو دل الجھتا اور رکتا ہے پھر فرعون کے آدمی جھٹلادیں گے تو طبعاً طبیعت اور گھٹے گی اس لئے آپ ہارونؑ کو میری مدد کے لئے پیغام دیکر نبی بنا دیجئے تاکہ وہ میرے ہمراہ رہے اور میرا مشیر و معین ہو (١٣) اور میرے ذمے ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے تو مجھ کو یہ اندیشہ ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ وہ کہیں مجھ کو قتل کر ڈالیں ؛ یعنی مصر سے ایک قبطی کو قتل کر کے بھاگا تھا جب سے اب تک گرفتار نہیں ہوا اس لئے بھی مجھ کو خوف ہے کہ وہ مجھ کو دیکھتے ہی قتل کر ڈالیں اور تبلیغ رسالت کی نوبت ہی نہ آئے اور تبلیغ رسالت سے پہلے ہی قتل کر دیا جاؤں (١٤) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا پس تم دونوں ہماری نشانیاں لیکر جاؤ کہ ہم تمہارے ساتھ سننے والے موجود ہیں ؛ یعنی تمہاری درخواست کے موافق ہارونؑ کو نبی بنا دیا گیا ہے لہٰذا تم ہر قسم کے اندیشوں سے بالاتر ہو کر دونوں بھائی اُس کے پاس ہماری نشانیاں اور دلائل لے کر جاؤ ہم ہر قسم کی نصرت و مدد کے لئے تمہارے ساتھ ہیں اور جو باتیں وہ تم سے کرے گا اُن کو سننے والے ہیں (١٥) سو تم دونوں بھائی فرعون کے پاس جاؤ اور اُس سے کہو کہ ہم رب العٰلمین کے فرستادے ہیں (١٦) اور یہ پیغام لائے ہیں کہ اے فرعون تو بنی اسرائیل کو ہمارے ہمراہ بھیجدے ؛ یعنی جو تمام عالموں کا پروردگار اور پالنہار ہے اس کی طرف سے ہم رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ

حقیقت معلوم ہو جائے گی جس بات کا یہ لوگ مذاق اڑایا کرتے تھے - کیا ان لوگوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے

اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ﴿٧﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ

اس سے ہر قسم کی کتنی اچھی اچھی چیزیں اگائی ہیں - بے شک اس روئیدگی میں بڑی نشانی ہے

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿٨﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ

اور ان میں کے اکثر ایمان لانے والے نہیں - اور بے شک آپ کا رب ہی

ع ٩ ١ ٥

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٩﴾ وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ

کمال قوت کا مالک اور بڑی مہربانی کرنیوالا ہے - اور اے پیغمبر وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب آپ کے رب نے موسیٰ کو پکارا

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠﴾ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ﴿١١﴾ قَالَ

کہ تو اس ظالم قوم کے پاس جا - جو فرعون کی قوم ہے کیا وہ لوگ ڈرتے نہیں - موسیٰؑ نے عرض کیا

رَبِّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿١٢﴾ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ

اے میرے پروردگار میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو جھٹلادیں - اور میرا دل

وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ﴿١٣﴾ وَلَهُمْ

رکتا ہے اور میری زبان نہیں چلتی لہٰذا آپ ہارونؑ پر بھی وحی بھیجئے - اور میرے

عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿١٤﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا

ذمہ ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو قتل کر ڈالیں - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہوگا

بِاٰيٰتِنَآ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ﴿١٥﴾ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ

سو تم دونوں ہماری نشانیاں لیکر جاؤ کہ ہم تمہارے ساتھ سننے والے موجود ہیں - پس تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ

فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا

اور اس سے کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادے ہیں - اور یہ پیغام لائے ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو

بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿١٧﴾ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ

ہمارے ساتھ جانے دے - فرعون نے موسیٰؑ سے کہا کیا ہم نے تجھ کو اپنے ہاں رکھ کر بچپنے میں تیری پرورش نہیں کی اور

اور چونکہ بنی اسرائیل پر بڑی تعدی ہو رہی ہے۔ اس لئے بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے اور ان کے جانے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بنی اسرائیل کا وطن تھا ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے بحضرت یوسفؑ کے سبب مصر میں آرہے تھے بہت مدت گزری اب حق تعالیٰ نے اُن کو ملک شام دینا چاہا فرعون اُن کو نہ چھوڑتا تھا کہ اُن سے کام لیتا تھا بیگار میں ۱۲ (١٧) چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس پہونچے فرعون کے سامنے وہ پیام بیان کیا اس پر فرعون نے اپنے احسانات بیان کرتے ہوئے کہا کیا ہم نے تجھ کو بچپنے میں اپنے یہاں رکھ کر تیری پرورش نہیں کی اور کیا تو نے اپنی عمر کے کئی سال ہمارے ہاں نہیں گزارے (١٨)

Marfat.com

لَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۝١٨ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ
کیا تُو نے اپنی زندگی کے کتنے ہی سال ہمارے ہاں نہیں گذارے - اور تُو نے اپنا ایک اور کام بھی کیا تھا
الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝١٩ قَالَ فَعَلْتُهَا
جو کیا تھا اور تو بڑا ہی ناسپاس ہے - موسیٰؑ نے جواب دیا وہ حرکت مجھ سے اُس وقت سرزد ہو گئی تھی
إِذًا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۝٢٠ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا
اور میں غلطی کرنے والوں میں سے تھا - سو جب مجھ کو تم سے خطرہ محسوس ہوا تو میں تمہارے ہاں سے
خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝٢١
فرار ہو گیا پھر میرے رب نے مجھ کو حکمت و دانش عطا فرمائی اور مجھ کو پیغمبروں میں سے کر دیا۔
وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝٢٢
اور وہ احسان جو تو مجھ پر رکھ رہا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔
قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝٢٣ قَالَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَ
فرعون نے کہا اچھا اور رب العلمین کی حقیقت کیا ہے - موسیٰؑ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور
الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝٢٤ قَالَ لِمَنْ
زمین کا اور اُن چیزوں کا جو ان دونوں کے مابین ہیں- بشرطیکہ تم لوگ یقین کرو - فرعون نے اپنے گرد
حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمِعُونَ ۝٢٥ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ
و پیش کے لوگوں سے کہا کیا تم سُن رہے ہو- موسیٰؑ نے کہا وہی تمہارا پروردگار ہے اور وہی تمہارے اگلے
الْأَوَّلِينَ ۝٢٦ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمُ الَّذِي أُرْسِلَ
باپ دادوں کا پروردگار ہے- فرعون نے کہا یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا
إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۝٢٧ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا
گیا ہے بلاشبہ کوئی دیوانہ ہے- موسیٰؑ نے کہا وہی مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ ان
بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝٢٨ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا
دونوں کے مابین ہے اُن کا پروردگار ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو فرعون نے کہا اگر موسیٰ تو نے میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کیا

اور تو نے اپنا ایک اور کام بھی کیا تھا جو کیا تھا اور تو تو بڑا ہی ناسپاس ہے ؛ یعنی موسیٰ تو تو وہی ہے جو بچپنے میں ہمارے ہاں رہا بڑھا پلا اور پھر ایک ناشائستہ حرکت بھی تو نے کی ایک قبطی کو بھی قتل کیا تو تو بڑا ناشکرا اور ناسپاس ہے کہ جس رکابی میں کھائے اُسی میں سوراخ کرے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک قبطی کا خون ہوا تھا اُن سے۔ سورۂ قصص میں آوے گا ۱۲ (۱۹) حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا وہ حرکت مجھ سے اُس وقت سرزد ہو گئی تھی اور میں چوکنے اور غلطی کرنے والوں میں سے تھا ؛ یعنی میں نے عمداً قتل نہیں کیا بلکہ مجھ سے چوک ہو گئی تھی میں صرف تنبیہ کرنا چاہتا تھا لیکن وہ مر گیا (۲۰) سو جب مجھ کو تم سے خوف و خطرہ محسوس ہوا تو میں تمہارے ہاں سے فرار ہو گیا پھر میرے پروردگار نے مجھ کو حکمت اور دانش مندی عطا فرمائی اور مجھ کو پیغام بروں میں سے کر دیا (۲۱) اور وہ احسان جو تو مجھ پر رکھ رہا ہے اور مجھ کو جتا رہا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے ؛ یعنی بظاہر احسان جتا رہا ہے حالانکہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو انتہائی ذلت اور مظالم میں گرفتار کر رکھا ہے (۲۲) فرعون نے کہا یہ رب العلمین کیا ہے یعنی اس کی حقیقت کیا ہے ؛ سورۂ طٰہٰ میں تھا فمن ربکما یا موسیٰ یہاں سوال بالکنہ کیا جو حضرت حق تعالیٰ کے لائق نہ تھا اس بنا پر حضرت موسیٰؑ نے پھر صفات سے جواب دیا کیونکہ حقیقت متعذر تھی ؛ (۲۳) موسیٰؑ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اگر تم کو یقین حاصل کرنا ہو ؛ یعنی ماہیت سے اس کی معرفت ہو نہیں سکتی جب سوال کرو گے صفات ہی سے جواب دیا جائیگا (۲۴) اس پر فرعون نے اپنے گرد و پیش کے لوگوں سے کہا کیا تم کچھ سنتے ہو ؛ اپنے حاشیہ نشینوں کو توجہ دلانے لگا کہ کچھ سُن بھی رہے ہو سوال کچھ اور جواب کچھ (۲۵) موسیٰؑ نے فرمایا وہی تمہارا پروردگار ہے اور وہی تمہارے اگلے باپ دادوں کا پروردگار ہے ؛ چونکہ جواب بالکنہ متعذر تھا اس لئے حضرت موسیٰؑ نے پھر صفات سے معرفت کرانی چاہی (۲۶) اس پر فرعون نے اپنے لوگوں سے کہا یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے یقیناً کوئی دیوانہ ہے ؛ یعنی ٹھیک بات کو نہیں سمجھتا ہم کنہ اور حقیقت دریافت کرتے ہیں رب العالمین کی اور یہ بالوجہ معرفت کرانی چاہتا ہے (۲۷) موسیٰؑ نے فرمایا وہی مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُس سب کا وہی پروردگار ہے اگر تم کچھ عقل اور سمجھ رکھتے ہو ؛ اگر تم کو سمجھ ہو ان دلائل اور صفات سے اس کو مان لو (۲۸) فرعون نے اس پر قانونی دھمکی دیتے ہوئے کہا اگر اے موسیٰؑ میرے سوا تو نے کوئی اور معبود تجویز کیا اور کسی اور معبود کا دعویٰ کیا تو میں تجھ کو قیدیوں میں شامل کر دوں گا ؛ یعنی قید خانے میں بند کر دوں گا (۲۹) اس پر

Marfat.com

غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴿٢٩﴾ قَالَ اَوَلَوْ

تو البتہ میں تجھ کو قیدیوں میں شامل کردوں گا۔ اس پر موسیٰؑ نے کہا کیا اگر میں

جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٠﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖٓ اِنْ كُنْتَ

کوئی صاف وصریح چیز تیرے پاس لایا ہوں فرعون نے کہا اچھا اگر تو سچا ہے تو وہ صاف وصریح

مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٣١﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ

چیز پیش کر۔ اس پر موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اُسی وقت ایک صاف و نمایاں

مُّبِيْنٌ ﴿٣٢﴾ وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿٣٣﴾

اژدہا بن گیا۔ اور موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ ہاتھ اُسی وقت سب دیکھنے والوں کے سامنے بہت ہی چمکدار ہوگیا۔

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿٣٤﴾ يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ

فرعون نے اپنے گرد وپیش کے سرداروں سے کہا کہ واقعی یہ شخص کوئی بڑا ماہر اور سمجھدار جادوگر ہے۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو

مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ﴿٣٥﴾ قَالُوْٓا اَرْجِهْ

تمہارے ملک سے باہر نکال دے سو اب تم لوگ اس بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ سرداروں نے جواب دیا کہ تو موسیٰؑ

وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٣٦﴾ يَاْتُوْكَ بِكُلِّ

اور اُس کے بھائی کو کچھ مہلت دیدے اور تو مختلف شہروں میں اپنے ہرکارے بھیجدے۔ کہ وہ ہر ہوشیار جادوگر کو

سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿٣٧﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿٣٨﴾ وَّ

تیرے پاس لے آئیں۔ آخرکار وہ جادوگر مقررہ دن کے ایک خاص وقت پر جمع کرلئے گئے۔ اور

قِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿٣٩﴾ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ

لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ کیا تم سب لوگ جمع ہوتے ہو۔ یعنی تم کو جمع ہونا چاہیے۔ تاکہ اگر جادوگروں کو

السَّحَرَةَ اِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤٠﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا

غلبہ حاصل ہو تو ہم سب انہیں کے پیرو رہیں۔ پھر جب وہ جادوگر آئے تو اُنھوں نے

لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿٤١﴾

فرعون سے کہا اگر ہم مقابلہ میں غالب آئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا انعام ملے گا۔

موسیٰؑ نے کہا کیا اگر میں کوئی صاف وصریح چیز تیرے پاس لایا ہوں اور کوئی صحیح دلیل پیش کروں۔ ؛ یعنی میں اگر کوئی صاف اور صریح دلیل پیش کروں۔ کیا تب بھی میں قیدخانے کا مستحق قرار دیا جاؤں گا (٣٠) فرعون نے کہا اچھا اگر تو سچا ہے تو وہ صریح دلیل پیش کر (٣١) اس پر حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اسی وقت ایک صاف و نمایاں اژدہا بن گیا (٣٢) اور موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو وہ ہاتھ اُسی وقت دیکھنے والوں کے لئے بہت چمکتا ہوا اور روشن ہوگیا ؛ یعنی ہاتھ کو گریبان میں ڈال کر باہر نکالا تو وہ بہت روشن اور چمکدار ہو کر نکلا (٣٣) فرعون نے اپنے گرد وپیش اور آس پاس بیٹھنے والے سرداروں سے کہا کہ واقعی یہ شخص کوئی بڑا ماہر اور سمجھدار جادوگر ہے (٣٤) اس کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے باہر نکال دے سو اب تم لوگ اس بارے میں مجھ کو کیا مشورہ دیتے ہو ؛ یعنی اس ملک سے ہم کو نکال کر خود قابض ہونا چاہتا ہے لہٰذا اس پر غالب آنے کے لئے کوئی مشورہ دو کہ ہم کو کیا کرنا چاہیے (٣٥) سرداروں نے جواب دیا کہ تو موسیٰؑ اور اُس کے بھائی کو اس وقت کچھ مہلت دیدے اور تو مختلف شہروں میں اپنے ہرکارے اور چوبدار بھیج دے (٣٦) کہ وہ چوبدار ہر ماہر جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں ؛ یعنی چوٹی کے سب جادوگروں کو تیرے پاس اکٹھا کردیں (٣٧) آخرکار وہ جادوگر مقررہ دن کے ایک خاص وقت پر جمع کرلئے گئے ؛ مقررہ دن یوم الزینۃ اور خاص وقت چاشت کا وقت جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں گذر چکا ہے (٣٨) اور لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ تم سب لوگ جمع ہوتے ہو یعنی تم کو جمع ہونا چاہیے (٣٩) تاکہ اگر جادوگر غالب آئیں تو ہم سب انہیں کے پیرو رہیں ؛ یعنی اگر جادوگروں کو غلبہ حاصل ہوجائے جیسا کہ یہی اُمید ہے تو پھر ہم سب اُسی دین کے پیرو رہیں جو جادوگروں کا دین ہے یعنی وہی دین جو فرعون نے اپنی خدائی کیلئے بنا رکھا ہے اور جس میں اہلِ فرعون کو اقتدار اور غلبہ حاصل ہے اور جس کے ماننے والے یہ جادوگر بھی ہیں بہرحال (٤٠) جب وہ جادوگر آئے تو انھوں نے فرعون سے کہا اگر ہم مقابلے میں غالب آئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا انعام ملے گا (٤١) فرعون نے جواب دیا ہاں ضرور ملے گا اور مزید برآں تم تو اُس وقت بارگاہِ شاہی کے مقربین میں شامل کرلئے جاؤ گے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی میرے مصاحب ہوگے (٤٢)

ع ٢ ٤ ٦

باہمی گفتگو میں موسیٰؑ سے یہ طے ہوا کہ پہلے جادوگر ڈالیں گے چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے ان جادوگروں سے فرمایا تمہیں جو کچھ ڈالنا ہے وہ ڈالو (۴۳) اس پر ان جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور یوں کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بلاشبہ ہم ہی غالب رہیں گے ؛ فرعون کی عزت و آبرو کی قسم کھا کر اپنے غالب ہونے کا دعویٰ کیا (۴۴) پھر موسیٰؑ نے اپنا عصا پھینکا عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے اسی وقت اس سب بنے بنائے کھیل اور جھوٹے سوانگ کو نگلنا شروع کردیا جو وہ جادوگر بنا رہے تھے ؛ یعنی وہ عصا اژدہا بنکر جادوگروں کے تمام کھیل اور رسیوں اور

قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ
فرعون نے کہا ہاں ضرور ملے گا اور مزید برآں تم تو اس وقت مقربین میں شامل کرلیے جاؤ گے۔ ان جادوگروں سے موسیٰ
أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ﴿٤٣﴾ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَ
نے کہا تمہیں جو کچھ ڈالنا ہے وہ ڈالو۔ اس پر ان جادوگروں نے اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں ڈالیں
قَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٤٤﴾ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ
اور یوں کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بلاشبہ ہم ہی غالب رہیں گے۔ پھر اس کے بعد موسیٰؑ نے اپنا
عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٤٥﴾ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ
عصا ڈالا عصا کا ڈالنا تھا کہ اس نے اسی وقت اس سب جھوٹے بنے بنائے کھیل کو نگلنا شروع کردیا جو وہ بنارہے تھے اس پر
سَاجِدِينَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾ رَبِّ مُوسَىٰ وَ
تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے۔ اور کہنے لگے ہم اُس رب العلمین پر ایمان لائے۔ جو موسیٰؑ اور
هَارُونَ ﴿٤٨﴾ قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ
ہارونؑ کا رب ہے۔ فرعون نے کہا اس سے پیشتر کہ میں تم کو اس پر ایمان لانے کی اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے
لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ
واقعہ یہ ہے کہ یہ موسیٰؑ تم سب کا بڑا یعنی اُستاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے لہٰذا عنقریب تم کو اس کا نتیجہ معلوم ہوا جاتا ہے
لَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ
یقیناً میں تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو
أَجْمَعِينَ ﴿٤٩﴾ قَالُوا لَا ضَيْرَ ۖ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّا
سولی دوں گا۔ ان نومسلم جادوگروں نے جواب دیا کچھ نقصان کی بات نہیں یقیناً ہم تو اپنے رب ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔
نَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطَايَانَا أَن كُنَّا أَوَّلَ
ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہماری خطاؤں کو معاف کردے گا کیونکہ ہم سب سے پہلے
الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥١﴾ ع وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي
ایمان لانے والوں میں ہیں۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو حکم بھیجا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل

لاٹھیوں کو نگلنے لگا وہ لاٹھیاں اور رسیاں دیکھنے والوں کو دوڑتے ہوئے سانپ نظر آرہے تھے مگر وہ اژدہا سب کو نگل گیا (۴۵) اس پر تمام جادوگر سجدے میں گر پڑے (۴۶) اور کہنے لگے ہم اس رب العالمین پر ایمان لائے (۴۷) جو موسیٰؑ اور ہارونؑ کا پروردگار ہے (۴۸) فرعون یہ دیکھ کر گھبرایا اور اپنا پرسٹیج قائم کرنے کی غرض سے جادوگروں کو خطاب کرتے ہوئے کہنے لگا اس سے پیشتر کہ میں تم کو اس پر ایمان لانے کی اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے واقعہ یہ ہے کہ یہ موسیٰؑ تم سب کا بڑا یعنی استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے تم کو ابھی اپنی اس حرکت کا نتیجہ معلوم ہوا جاتا ہے اور تم یقیناً ابھی جان لوگے میں تم سب کے یقیناً ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤنگا اور تم سب کو سولی دوں گا ؛ یعنی فرعون کو اندیشہ ہوا کہ کہیں عام لوگ اسلام نہ قبول کرلیں اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر ایمان نہ لے آئیں اس لئے جادوگروں کو دھمکی دی۔ یہ جادو میں تم سب کا بڑا ہے یعنی یہ تم سب کا اُستاد ہے اور تم سب نے باہم سازش کی ہے کہ تم لکڑی پھینکنا اور ہم ایمان کا اقرار کرلیں گے پھر سزا کا حکم سنایا اُس کے ملک میں بغاوت کی یہی سزا ہوگی بہرحال شخصی اور غیر جمہوری حکومت تھی۔ فرعون نے جو سزا دی ہو وہ کم تھی بہرحال سورۂ طٰہٰ میں پوری تفصیل گذر چکی ہے۔ ایمان نے تھوڑی ہی دیر میں جادوگروں کا رنگ بدل دیا وہ نہایت ثابت قدمی اور اولوالعزمی کے ساتھ باطل کے مقابل ہوگئے اور فرعون کو مردانہ وار جواب دیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تمہارا بڑا کہا رب کو موسیٰ اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو ۱۲ (۴۹) ان نومسلم یعنی جو ابھی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے پروردگار پر ایمان لائے تھے جادوگروں نے کہا کوئی ضرر اور نقصان نہیں یقیناً ہم تو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانیوالے ہیں ؛ یعنی ہم موت سے نہیں ڈرتے مرنے کے بعد تو اپنے مالک کے پاس پہونچ جائیں گے، جہاں ہر قسم کا آرام میسر ہوگا لہٰذا ہمیں کوئی نقصان نہیں، الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب خالص ایمان کی یہی شان ہوتی ہے (۵۰) ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کردے اور بخشدیگا

ع ۳ ۱۸

بسبب اس کے کہ ہم ان موجودہ حاضرین میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہیں ؛ یعنی ایمان اور اسلام اپنے پہلے گناہوں کو گرادیتا ہے اسی لئے ان نومسلموں نے سابقہ گناہوں کے معاف ہوجانے کی اُمید کی کہ ہمارا پروردگار کفر کی خطاؤں کو بخشدے گا پہلے ایمان لانے کا مطلب ظاہر ہوگیا کہ اس بھرے مجمع میں سب سے پہلے ہم ہی کو توفیق نصیب ہوئی اور ہم ہی یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اول المؤمنین ہیں۔ غرض اس اہم واقعہ میں فرعون کو بڑی ذلت و رسوائی ہوئی لیکن بایں ہمہ ذلت و رسوائی وہ اپنی شرارت سے باز نہیں آیا اور بنی اسرائیل پر ظلم ڈھانا بند نہیں کیا۔ آخر سب کو دریا میں غرق کردیا اور بنی اسرائیل کو ملک مصر کا وارث بنادیا آگے اسی کا بیان ہے (۵۱) اور ہم نے موسیٰؑ کو وحی کی اور حکم بھیجا کہ تو میرے بندوں کو راتوں رات لیکر نکل چل بلاشبہ تمہارا پیچھا کیا جائے گا اور تمہارا

Marfat.com

إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٥٢﴾ فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَائِنِ

کیونکہ تم لوگوں کا پیچھا کیا جائیگا - پھر فرعون نے آس پاس کے شہروں میں اعلان کرنے کو

حَاشِرِينَ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيلُونَ ﴿٥٤﴾

ہرکارے بھیج دیئے - کہ یہ بنی اسرائیل ایک تھوڑی سی جماعت ہیں -

وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَائِظُونَ ﴿٥٥﴾ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَاذِرُونَ ﴿٥٦﴾

اور بلاشبہ انھوں نے ہم کو سخت غصہ دلایا ہے - اور ہم سب خطرہ محسوس کرتے ہیں۔

فَأَخْرَجْنَاهُم مِّن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٥٧﴾ وَكُنُوزٍ وَ

آخر کار ہم نے فرعون کی جماعت کو باغوں سے اور چشموں سے - اور خزانوں سے اور عمدہ عمدہ

مَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٥٨﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾

مکانوں سے نکال باہر کیا ہم نے ان کے ساتھ اسی طرح کیا اور آخر میں ان سب مذکورہ بالا چیزوں کا مالک ہم نے بنی اسرائیل کو بنادیا

فَأَتْبَعُوهُم مُّشْرِقِينَ ﴿٦٠﴾ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ

غرض دن نکلتے نکلتے فرعون کے لشکر نے عقب سے بنی اسرائیل کو جالیا پھر جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے

أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ ﴿٦١﴾ قَالَ كَلَّا ۖ إِنَّ مَعِيَ

ساتھیوں نے کہا بلاشبہ ہم تو پکڑے گئے - موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ساتھ

رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٦٢﴾ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب

میرا پروردگار ہے وہ عنقریب میری رہنمائی فرمائے گا - تب ہم نے موسیٰ کی جانب حکم بھیجا کہ تو اپنے عصا کو

بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ

دریا پر مار چنانچہ لکڑی مارتے ہی دریا پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا ایسا ہو گیا جیسے کوئی

الْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ ﴿٦٤﴾ وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ

بڑا پہاڑ ہے - اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہونچادیا - اور ہم نے موسیٰ کو اور ان لوگوں

وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ﴿٦٥﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿٦٦﴾

کو جو اسکے ساتھ تھے سب کو بچالیا - اور ہم نے اسی دریا میں دوسرے فریق کو غرق کردیا -

تعاقب ہوگا (٥٢) حضرت موسیٰؑ حکم کے مطابق لے کر نکل گئے - پھر فرعون نے آس پاس کے شہروں میں اعلان کرنے کو اپنے ہرکارے اور چوب دار بھیج دیئے (٥٣) کہ یہ بنی اسرائیل
ایک تھوڑی سی جماعت ہیں (٥٤) اور بلاشبہ انھوں نے ہم کو سخت غصہ دلایا ہے (٥٥) اور ہم سب ان سے خطرہ محسوس کرتے ہیں ÷ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو
بحکم خداوندی لے کر نکلے اور فرعون نے اپنا تمام لشکر تعاقب کے لئے اکٹھا کیا اپنے چوب داروں کو مصر کے مختلف شہروں میں روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ بنی اسرائیل ہمارے مقابلے میں
ایک تھوڑی سی جماعت ہیں اور یہ اپنی حرکات
سے ہم کو سخت غصہ دلاتے رہے ہیں اور ہم کو انکی
بغاوت کا اندیشہ رہتا ہے یا یہ مطلب کہ ہم ان کی
کارروائیوں سے باخبر اور ہوشیار ہیں اور ہم
سب مسلح اور ایک باضابطہ فوج ہیں بہرحال
دو چار روز میں سب کو اکٹھا کرکے بنی اسرائیل
کے تعاقب میں نکلا اور چونکہ علم الٰہی میں یہ نکلنا
آخری نکلنا تھا جس کے بعد واپسی نصیب نہ ہونی
تھی اس لئے حق تعالیٰ نے فرمایا حضرت شاہ
صاحبؒ فرماتے ہیں ایک رات اللہ کے حکم سے
شہر مصر میں وباپڑی ہر گھر میں بڑا بیٹا مرگیا - بنی
اسرائیل کو آگے حکم تھا کہ تیار رہیں اُسی رات نکل
کھڑے ہوئے پھر کئی دن لگے اُن کو ماتم میں آخر
فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریائے
قلزم پر جالئے ۱۲ (٥٦) آخر کار ہم نے فرعون والو
کو باغوں سے اور چشموں سے (٥٧) اور خزانوں
سے اور عمدہ عمدہ اور اچھے اچھے مکانات سے
نکال باہر کیا (٥٨) ہم نے انکے ساتھ اسی طرح
کیا اور آخر میں ان سب مذکورہ بالا چیزوں کا مالک
ہم نے بنی اسرائیل کو بنادیا ÷ یعنی قبطی سب
چھوڑ چھاڑ بنی اسرائیل کے تعاقب میں نکل گئے
اور اس تدبیر سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مملوکہ اشیا
دوسروں کے سپرد کر دیں (٥٩) غرض دن نکلتے
نکلتے فرعون کے لشکر نے عقب سے بنی اسرائیل کو
جالیا (٦٠) پھر جب دونوں جماعتیں ایک
دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰؑ کے ساتھیوں نے
کہا بلاشبہ ہم تو پکڑے گئے ÷ یعنی آگے دریا پیچھے
لشکر اب پکڑے جانے میں شک ہی کیا باقی رہا -
(٦١) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ
میرے ساتھ میرا پروردگار ہے وہ عنقریب میری
رہنمائی فرمائے گا ÷ یعنی دریا کو پار کرنے کا راستہ
دکھائے گا (٦٢) تب ہم نے موسیٰؑ کی جانب حکم
بھیجا کہ تو اپنی لاٹھی کو دریا پر مار چنانچہ لکڑی مارتے
ہی دریا پھٹ گیا اور پانی کا ہر ٹکڑا ایسا ہو گیا جیسے
کوئی بڑا پہاڑ ÷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں
پانی پھٹ کر اٹھا بارہ جگہ سے پھٹ کر گلیاں پڑ گئیں
بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے اس میں بیٹھے بیچ میں پانی
کے پہاڑ کھڑے رہ گئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ لاٹھی مارتے
ہی دریا پھٹ کر درمیان میں راستے اور سڑکیں
نکل آئیں دائیں بائیں پانی کی دیواریں جیسے راستے کے دائیں بائیں پہاڑ کھڑے ہوں راستہ بنتے ہی بنی اسرائیل دریائی راستوں میں داخل ہوگئے (٦٣) اور ہم نے دوسرے فریق کو اس موقعہ
کے قریب کردیا ÷ یعنی اتنی دیر میں فرعون اور اہلِ فرعون بھی دریا کے قریب پہونچ گئے - چونکہ بنی اسرائیل دوسرے کنارے پہونچ کر دریائی راستہ طے کر چکے تھے اُس کو فرمایا (٦٤) اور ہم
نے موسیٰ کو اور ان لوگوں کو جو اسکے ساتھ تھے بچالیا ÷ یعنی حضرت موسیٰؑ اور ان کے ہمراہی دریا سے پار ہوگئے اور غرق سے بچالئے گئے (٦٥) پھر ہم نے دوسرے فریق کو دریا میں غرق کردیا ÷ فرعون کے لشکر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ
اپنے حریف کے تعاقب میں انہی راستوں پر گھس گئے اور جب یہ سب دریا میں داخل ہوگئے تو دریا کے پاٹ مل گئے اور جو ہونے والا تھا ظالموں کے ساتھ وہ ہوگیا - (٦٦)

Marfat.com

کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں بڑی عبرت آموز نشانی ہے اور باوجود اس کے ان میں کے اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے (٦٧) اور بے شک آپ کا پروردگار کمالی قوت کا مالک اور بڑی مہربانی والا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ جیسے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن کے باہر تباہ ہوں گے بدر کی لڑائی میں جیسے فرعون تباہ ہوا ۱۲ (٦٨) اور اے پیغمبر آپ ان منکرین دین حق کو ابراہیم کا واقعہ پڑھ کر سنائیے ؛ یعنی یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں ہوتے ہوئے اور حضرت ابراہیمؑ کی ملت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہ لوگ بت پرستی کرتے ہیں تو آپ ان کو حضرت ابراہیمؑ کی خبر سے اس قرآن کے ذریعہ آگاہ کیجئے (٦٩) جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ کیا چیز ہے جس کی تم پرستش کرتے ہو (٧٠) اس پر انھوں نے جواب دیا کہ ہم بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ہم انہی مورتیوں کے مجاور بنے ہوئے ہیں اور سارے دن انہی کے پاس جمے بیٹھے رہتے ہیں ؛ یعنی یہ لکڑی اور پتھر کی مورتیاں ہیں جن کی ہم پوجا کیا کرتے ہیں اور انہی کے سامنے آسن جمائے بیٹھے رہتے ہیں اور دن بھر اُن سے ہی لگے بیٹھے رہتے ہیں (٧١) اس پر ابراہیمؑ نے کہا جب تم اُن کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں (٧٢) یا یہ تم کو کچھ نفع اور فائدہ پہونچاتے ہیں یا یہ تمہارا کچھ نقصان کر سکتے ہیں ؛ یعنی تینوں باتیں ایسی دریافت فرمائیں جن کا جواب سوائے نفی کے اور کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ نفع نقصان کا مطلب یہ ہے کہ عبادت کرو اور ان کی پوجا کرو تو تمہارا بھلا کریں اور پوجا چھوڑ دو تو تمہارا کچھ بگاڑیں اور تم کو نقصان پہونچا دیں (٧٣) ان لوگوں نے جواب دیا نہیں بلکہ ہم نے بڑوں اور باپ دادوں کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے ؛ یعنی بڑوں سے ان کی پوجا ہوتی چلی آئی ہے ہم بھی اپنے بڑوں کی رسم پر ان کی پوجا کرتے ہیں اور ہم نے کسی اور بات پر غور نہیں کیا (٧٤) ابراہیمؑ نے کہا بھلا تم نے ان کو دیکھا بھی اور ان پر غور بھی کیا جن کو تم پوجتے ہو (٧٥) اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی جن کو پوجتے رہے ہیں ؛ یعنی جن کی تم اور تمہارے باپ دادا پرستش کرتے رہے ہیں تم نے کبھی ان کی حالت پر غور بھی کیا (٧٦) یہ تمام باطل معبود جن کی تم پرستش کرتے ہو یہ میرے مخالف اور میری تبلیغ کے لئے باعثِ ضرر ہیں۔ مگر ہاں رب العالمین میرا دوست اور میرا مددگار ہے ؛ حضرت ابراہیمؑ نے نہایت عمدہ پیرائے سے بتوں کی مذمت کرتے ہوئے حق تعالیٰ کی جانب متوجہ کیا ان کو مخالف اور معاند اور دشمن قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی دوستی اور مدد کا اعلان فرمایا اور معبودان باطلہ کے وجود کو توحید کا دشمن ٹھہرایا اور آگے اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان شروع کر دیا تاکہ قوم کی توجہ ناقص سے ہٹ کر کامل کی جانب لگ جائے بتوں کی پوجا ضرر رساں ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت سراسر نافع ہے (٧٧) رب العالمین ایسا ہے جس نے مجھ کو پیدا کیا اور عدمِ محض سے وجود بخشا اور وہی تمام کاموں میں میری رہنمائی فرماتا ہے ؛ یعنی جیسا حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ربنا الذی اعطی کل شیٔ خلقہ ثم ھدی۔ اور سب سے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ فیض ترجمان سے ظاہر ہوا والذی قدر فھدیٰ۔ سبحان اللہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں کیسی یکسانیت ہے آگے حق تعالیٰ کی مزید صفات بیان فرمائیں (٧٨) اور وہ ایسا ہے جو مجھ کو کھلاتا اور پلاتا ہے (٧٩) اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا اور اچھا کر دیتا ہے ؛ یعنی رزق رسانی کا بھی وہی مالک ہے اور جس بیماری میں موت مقدر نہ ہو اُس میں شفا دینے کا بھی وہی مالک۔ یہاں کمال ادب کی رعایت رکھتے ہوئے مرض کو اپنی طرف اور شفا کو اُس کی جانب منسوب کیا (٨٠) وہ ایسا ہے جو اپنے وقت پر مجھ کو موت دے گا پھر مجھ کو قیامت میں زندہ کرے گا (٨١) اور وہ ایسا ہے جس سے میں یہ توقع اور اُمید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن میری کوتاہیوں اور خطاؤں کو درگزر فرما دیگا ؛ یہ تمام صفات اس لئے بیان فرمائیں کہ قوم کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا شوق اور رغبت ہو یہاں پہنچکر وفورِ شوق اور غلبۂ حضور سے مناجات شروع کر دی جو ایک پیغمبر کی عبودیت کا کمال ہے (٨٢)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾

کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں بڑی عبرت آموز نشانی ہے اور باوجود اسکے ان میں کے اکثر لوگ ایمان والے نہ تھے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ

اور بے شک آپ کا رب کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنیوالا ہے - اور اے پیغمبر آپ ان کو ابراہیمؑ کا

إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا

واقعہ پڑھ کر سنائیے - جبکہ اُس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ کیا ہے جسکی تم عبادت کیا کرتے ہو - تو انھوں نے

نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ

جواب دیا کہ ہم بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور ہم انہیں مورتیوں کے مجاور بنے ہوئے ہیں - اس پر ابراہیمؑ نے کہا جب تم

يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ﴿٧٢﴾ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿٧٣﴾

ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری پکار کو سنتے ہیں ، یا تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا تمکو کچھ نقصان پہونچا سکتے ہیں

قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٧٤﴾ قَالَ

ان لوگوں نے جواب دیا نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو ایسا ہی کرتے ہوئے پایا ہے - ابراہیمؑ نے کہا

أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٧٥﴾ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ

بھلا تم نے ان کو دیکھا بھی جن کو تم پوجتے ہو - اور تمہارے اگلے باپ دادا بھی

الْأَقْدَمُونَ ﴿٧٦﴾ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٧﴾

پوجتے رہے ہیں - یہ سب معبود جن کو تم پوجتے ہو میرے مقابل ہیں مگر ہاں رب العالمین میرا دوست ہے

الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ﴿٧٨﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي

جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر وہی ہر کام میں میری رہنمائی فرماتا ہے - اور وہ جو مجھ کو کھلاتا

وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَالَّذِي

اور پلاتا ہے - اور جب میں بیمار پڑجاتا ہوں تو وہی مجھ کو اچھا کرتا ہے - اور وہ جو

يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي

مجھ کو موت دیگا پھر اس کے بعد مجھ کو زندہ کرے گا - اور وہ جس سے میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ

ع ۴ ۱۷ ۸ وقف لازم

Marfat.com

خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿٨٢﴾ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ
قیامت کے دن میری کوتاہیوں کو درگزر فرما دے گا۔ اے میرے پروردگار مجھ کو صحیح فہم عطا کر اور مجھکو نیک
بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٨٤﴾
لوگوں کے ساتھ شامل فرما۔ اور آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ۔
وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ﴿٨٥﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ
اور مجھ کو جنت نعیم کے وارثوں میں سے کردے۔ اور میرے باپ کو معاف کردے کیونکہ
كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٨٧﴾ يَوْمَ
وہ گمراہوں میں سے ہے۔ اور مجھے اُس دن رسوا نہ کیجیو جس دن سب زندہ کرکے اُٹھائے جائینگے
لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿٨٨﴾ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ
اُس دن نہ مال نفع دے گا اور نہ بیٹے کام آئیں گے۔ مگرہاں وہ شخص نفع میں رہے گا جو اللہ کے پاس صحیح سالم
سَلِيْمٍ ﴿٨٩﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٩٠﴾ وَبُرِّزَتِ
دل لیکر حاضر ہوگا۔ اور جنت متقیوں کے قریب کردی جائے گی۔ اور دوزخ گمراہوں کے سامنے
الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿٩١﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿٩٢﴾
ظاہر کردی جائے گی۔ اور ان گمراہوں سے کہا جائے گا کہ اب وہ کہاں ہیں جن کو تم پوجا کرتے تھے
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوْا
اور اللہ تعالیٰ کے سوا کیا وہ تمہاری کچھ مدد کرسکتے ہیں یا وہ اپنا ہی کچھ بچاؤ کرسکتے ہیں۔ پھر وہ معبودان
فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُوْدُ اِبْلِيْسَ اَجْمَعُوْنَ ﴿٩٥﴾ قَالُوْا وَ
باطلہ اور وہ گمراہ لوگ اور شیطان کے لشکر کے سب اوندھے منہ دوزخ میں ڈالدیے جائیں گے۔ گمراہ لوگ اس دوزخ میں
هُمْ فِيْهَا يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٩٦﴾ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾
معبودان باطلہ سے جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے۔ بیشک خدا کی قسم ہم تو اُس وقت صریح گمراہی میں تھے
اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٨﴾ وَمَآ اَضَلَّنَآ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٩٩﴾
جبکہ ہم تم کو رب العالمین کے ساتھ مساوی درجہ دیا کرتے تھے اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں یعنی سرداروں نے گمراہ کیا۔

اے میرے پروردگار مجھ کو صحیح فہم عطا فرما اور مجھ کو نیک لوگوں کے ساتھ شامل کردے ÷ حکم کا ترجمہ ہم نے صحیح فہم سے کیا ہے ہوسکتا ہے کہ کمال علم و عمل مراد ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مراتب عُلیا کی طلب مراد ہو شائستہ اور نیک لوگوں کے ساتھ اور اعلیٰ درجے کے لوگوں کے ساتھ مجھے ملحق کردے (٨٣) اور آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر جاری رکھ ÷ یعنی پیچھے آنے والوں میں میری تعلیم کا سلسلہ جاری رہے اور میرے راستے پر چلیں جیسا کہ آج بھی حضرت ابراہیم کا ذکر نیک لوگوں کی زبان پر جاری ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آخر زمانے میں میرے گھرانے سے نبی ہو اور اُمت ہو اور میرا دین تازہ کریں ۱۲ حدیث میں ہے جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اُس کی محبت اپنی مخلوق کے دل میں ڈال دیتا ہے اور اُس سے تمام آسمان وزمین کے رہنے والے محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ دریا کی مچھلیاں اور ہوا میں اُڑنے والے پرندے بھی اس بندے سے محبت کرتے ہیں (٨٤) اور مجھ کو جنت نعیم کے وارثوں میں سے کردے اور جنت کی میراث کے مستحقین میں سے کردے (٨٥) اور میرے باپ کو ایمان و ہدایت کی توفیق دیکر اُس کی مغفرت کردے کیونکہ وہ گمراہوں میں سے ہے ÷ چونکہ وہ گم کردہ راہ اور مشرک ہے اسلئے اُسکو ایمان کی توفیق عنایت کر کہ وہ ایمان لے آئے تو پھر اُس کے تمام قصور اور گناہ بخشدے۔ (٨٦) اور جس دن سب زندہ کرکے اُٹھائے جائیں گے اُس دن مجھے رسوا نہ کیجیو ÷ یہ لوگوں کے سنانے کو فرمایا تاکہ اُس دن سے ڈریں اور یہ سمجھیں کہ وہ دن بہت خطرناک ہے اور قیامت کے دن کی ہیبت ان کے دل میں بیٹھے (٨٧) اُس دن نہ کسی کو مال نفع دے گا اور نہ کسی کے بیٹے کام آئیں گے ÷ یعنی وہ دن ایسا ہے کہ اُس دن نجات کے لئے نہ مال نفع دے گا اور نہ اولاد کام آئے گی (٨٨) مگر ہاں اُس کو نجات نصیب ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے پاس صحیح و سالم دل لیکر حاضر ہوگا ÷ یعنی کفر و شرک سے پاک دل اور امراض باطنی سے جو شخص نر دگا دل لیکر حاضر ہوگا وہی نجات کا مستحق ہوگا (٨٩) اور پرہیزگاروں اور متقیوں کیلئے جنت قریب کردی جائے گی ÷ یعنی وہ دن ایسا ہوگا کہ جنت متقیوں کے لئے یعنی جو لوگ شرک سے پرہیز کرتے تھے مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں سے جنت قریب کردی جائے گی تاکہ ان کو خوشی ہو (٩٠) اور دوزخ گمراہوں کے لئے ظاہر کردی جائے گی ÷ یعنی دین حق کے منکروں کے روبرو دوزخ کردی جائیگی تاکہ ان کو جہنم کا یقین آجائے اور وہ سمجھ لیں کہ ہم اس میں داخل کئے جائیں گے (٩١) اور ان منکروں اور گمراہوں سے کہا جائے گا کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے تھے وہ کہاں ہیں ÷ یعنی بتاؤ وہ تمہارے معبودان باطلہ کہاں ہیں (٩٢) کیا وہ معبود تمہاری کچھ مدد کرسکتے ہیں یا وہ اپنا ہی کچھ بچاؤ کرسکتے ہیں ÷ یعنی وہ فرضی اور خود ساختہ معبود نہ تمہاری مدد کرسکتے ہیں نہ اپنا ہی بدلا لے سکتے ہیں (٩٣) پھر وہ خود ساختہ معبود اور اُن کے پجاری اور پوجنے والے گمراہ لوگ (٩٤) اور شیطان کے تمام لشکر اوندھے منہ جہنم میں ڈالدیے جائیں گے ÷ یعنی بت پرست اور شیطانی لشکر سب کو اکٹھا کرکے جہنم میں جھونک دیا جائے گا (٩٥) جہنم میں جانے کے بعد یہ گمراہ مشرک ان فرضی معبودوں سے جھگڑا کرتے ہوئے کہیں گے (٩٦) خدا کی قسم ہم اُس وقت صریح گمراہی میں مبتلا تھے (٩٧) جس وقت ہم تم کو رب العالمین کے ساتھ برابری کا درجہ دیا کرتے تھے اور تم کو رب العالمین کے مساوی سمجھتے تھے (٩٨) اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں نے گمراہ کیا تھا ÷ یعنی جب سب جہنم میں داخل کردیے جائیں گے تو وہاں آپس میں سخت تو تو میں میں ہوگی اور وہاں یہ گمراہ مشرک اس بات کا اعتراف کریں گے کہ ہم نے تم کو رب العالمین کا شریک بنانے میں بڑی سخت غلطی کی اور یہ بھی کہیں گے کہ ہماری گمراہی کا بڑا سبب یہ ہمارے سردار یا شیاطین ہوئے جو آج ہماری طرح بے یار و مددگار جہنم میں پڑے ہوئے ہیں (٩٩) پھر اب سفارش کرنے والوں میں سے نہ تو کوئی ہماری سفارش کرنے والا ہے (١٠٠)

Marfat.com

اور نہ کوئی ہمدردی کرنے والا مخلص دوست ہے (۱۰۱) پس کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو دنیا میں پھر واپس جانا مل جاتا تو ہم بھی ایمان والوں میں سے ہو جاتے ؛ یعنی نہ کوئی شفاعت کرنے والا ہے
جو سفارش کرکے اس عذاب سے پیچھا چھڑائے اور نہ کوئی مخلص اور غم خوار دوست جو کم سے کم ہمدردی کرکے ہمارے غم کو ہلکا کرے لہٰذا کیا اچھا ہوا اگر ہم کو پھر واپس ہونے کا ایک موقع مل جائے تو
ہم بھی ایمان لاکر ایمان والوں میں سے ہو جائیں (۱۰۲) بے شک اس واقعۂ ابراہیمی میں بڑی عبرت و موعظت ہے اور با وجود اس کے ان میں کے اکثر منکر ایمان نہیں لاتے (۱۰۳) بلاشبہ آپ کا

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ (١٠٠) وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ (١٠١) فَلَوْ أَنَّ لَنَا
سو آج نہ تو سفارش کرنیوالوں میں سے کوئی ہماری سفارش کرنیوالا ہے اور نہ کوئی ہمدردی کرنے والا دوست ہے ۔ سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو پھر
كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (١٠٢) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا
واپس جانا ملتا تو ہم بھی ایمان والوں میں سے ہو جاتے ۔ بیشک اس واقعۂ ابراہیمی میں بڑی عبرت ہے اور باوجود اسکے
كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ (١٠٣) وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ
ان کافروں میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ۔ اور بلا شبہ آپ کا رب کمال قوت کا مالک
الرَّحِيمُ (١٠٤) كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ (١٠٥) إِذْ قَالَ لَهُمْ
نہایت مہربانی کرنے والا ہے ۔ نوح کی قوم نے پیغمبروں کی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا ۔ جبکہ ان سے ان کے بھائی
أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ (١٠٦) إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ (١٠٧)
نوحؑ نے کہا کیا تم لوگ ڈرتے نہیں ۔ میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں ۔
فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ (١٠٨) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ
سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو ۔ اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو
أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ (١٠٩) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ (١١٠)
بس رب العالمین ہی کے ذمہ ہے ۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ۔
قَالُوا أَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْأَرْذَلُونَ (١١١) قَالَ وَمَا عِلْمِي بِمَا
قوم کے لوگوں نے جواب دیا کیا ہم تجھ کو مان لیں حالانکہ چند رذیل لوگ تیرے پیرو ہو گئے ہیں ۔ نوحؑ نے کہا جو کام اور پیشہ یہ لوگ کرتے
كَانُوا يَعْمَلُونَ (١١٢) إِنْ حِسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي ۖ لَوْ تَشْعُرُونَ (١١٣)
ہیں مجھے اس کے معلوم کرنے سے کیا بحث ۔ ان لوگوں کا حساب کتاب تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے ، کاش تم اس بات کو سمجھے
وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ (١١٤) إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ (١١٥)
اور میں مسلمانوں کو اپنے پاس سے دور کرنیوالا نہیں ہوں ۔ میں تو صاف طور پر صرف ایک ڈرانے والا ہوں ۔
قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا نُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ (١١٦) قَالَ
اس قوم کے لوگوں نے کہا اے نوحؑ اگر تو اپنے طریقہ کار سے باز نہ آئیگا تو ضرور تو سنگسار کر دیا جائیگا ، انجام کار نوحؑ نے دعا کی

پروردگار کمال قوت کا مالک اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے (۱۰۴) نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور ان کو جھوٹا بتایا ؛ یعنی حضرت نوحؑ کی قوم کا بھی یہی رویہ تھا کہ پیغمبروں کی تکذیب کیا کرتے تھے یا تو حضرت نوحؑ کی تشریف آوری سے پہلے سے یہی عادت تھی کہ جو نبی آیا اُس کو جھوٹا بتایا ۔ یا حضرت نوح کی فقط تکذیب کو انبیا کی تکذیب فرمایا کیونکہ ایک پیغمبر کی تکذیب سے کل پیغمبروں کی تکذیب لازم آتی ہے (۱۰۵) جبکہ ان کے بھائی نوحؑ نے ان سے کہا کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ؛ برادری ایک تھی اس لئے بھائی فرمایا ۔ ڈرتے کیوں نہیں اگر ڈرو تو اس کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو (۱۰۶) میں تم سب کے لئے ایک امین اور امانت دار پیغمبر ہوں

ع ۵ ۲۶ ۹

(۱۰۷) سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ؛ امانت دار یعنی جو پیغام اللہ تعالیٰ کی جانب سے آتا ہے اس کو بلا کم و کاست تم تک پہنچاتا ہوں لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری پیروی کرو (۱۰۸) اور میں تم سے اس رسالت کی تبلیغ پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا میرا صلہ اور میرا اجر تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے (۱۰۹) سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہا مانو ؛ یعنی اس ادائے رسالت پر جب تم سے کوئی دنیوی فائدہ بھی حاصل نہیں کرتا تو اس بے غرضی اور بے نفسی کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت و پیروی کرو (۱۱۰) اس پر قوم کے لوگوں نے جواب دیا کیا ہم تجھ کو مان لیں حالانکہ چند رذیل لوگ تیرے پیرو ہو گئے ہیں ؛ رذیل کہا پیشہ وروں کو اور اُن کے پاس بیٹھنے کو عار بتایا کہ ہم ان کے پاس نہیں بیٹھ سکتے یہ کفر کا خاص شیوہ ہے کہ پیشہ ور خدمت گذاروں کو ذلیل اور اچھوت سمجھتے ہیں ۔ (۱۱۱) حضرت نوحؑ نے فرمایا جو کام اور پیشہ یہ لوگ کرتے ہیں مجھ کو اس کے جاننے اور معلوم کرنے سے کیا بحث (۱۱۲) ان لوگوں سے اس کا حساب کتاب لینا تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ذمے ہے کاش تم اس بات کو سمجھتے (۱۱۳) اور میں ایمان لانے والوں کو اپنے پاس سے ہانکنے اور ہٹانے والا نہیں ہوں (۱۱۴) میں تو صاف طور پر صرف ایک ڈرانے والا اور ڈر سنانے والا ہوں ؛ یعنی مجھے کسی کے پیشے کا حال معلوم کرنے سے کیا مطلب پیشے کا حساب کتاب لینا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے ۔ اور میں یہ کس طرح
کر سکتا ہوں کہ ایک مسلمان کو محض اُس کی غربت اور مفلسی کی وجہ سے اپنی مجلس سے ہٹا دوں اور اٹھا دوں میرا کام تو صرف تبلیغ رسالت ہے جو نافرمانی کرے اُس کو خدا کے عذاب سے ڈرا دوں کاش
تم بھی اتنی بات سمجھتے کسی کو کمینہ یا رذیل بنانا میرا کام نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کمینے کہا محنتی لوگوں کو ہر پیغمبر کے ساتھ اول غریب ہوتے ہیں سو فرمایا مجھ کو ان کا صدق قبول ہے ان کے کام
سے کیا غرض کہ ان کا پیشہ کیا ہے ۱۲ (۱۱۵) اس پر قوم کے لوگوں نے کہا اے نوح تو اگر اپنے طریق کار سے باز نہ آیا تو ضرور سنگسار کر دیا جائیگا ؛ یعنی پتھروں سے کچل دیا جائیگا سالہا سال تک قوم سے یہی کشمکش جاری رہی (۱۱۶)

Marfat.com

نوحؑ نے پروردگار کی جناب میں عرض کیا اے میرے پروردگار میری قوم برابر میری تکذیب کر رہی ہے اور مجھ کو جھوٹا بتارہی ہے (۱۱۷) لہٰذا آپ میرے اور ان کے درمیان ایک فیصلہ کر دیجیے اور مجھ کو
اور اُن ایمان والوں کو جو میرے ساتھ ہیں نجات دیدیجیے ٭ یعنی ایک عملی فیصلہ کر دے ان ظالموں کو ہلاک کر دے اور میرے ساتھیوں کو اس ہلاکت سے نجات دیدے (۱۱۸) چنانچہ ہم نے
نوحؑ کو اور اُن کے ساتھیوں کو ایک ایسی کشتی میں بچالیا جو سوار ہونے والوں سے بھری ہوئی تھی۔ (۱۱۹) پھر ہم نے ان کو بچالینے کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا ٭ یعنی طوفان آیا حضرت نوحؑ
اور اُن کے ساتھی ایک کشتی میں سوار کر کے بچالیے گئے اور تمام قوم طوفان کی نذر ہو گئی۔ تفصیل بارھویں پارے میں گزر چکی ہے (۱۲۰) بلاشبہ نوح کے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے اور باوجود اس
کے ان میں کے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۲۱)
اور بے شک تیرا پروردگار کمال قوت کا مالک ــــ
نہایت مہربانی کرنے والا ہے (۱۲۲)

رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ﴿۱۱۷﴾ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ
اے میرے پروردگار میری قوم میری تکذیب کر رہی ہے۔ سو اب تو میرے اور ان کے مابین ایک فیصلہ کر دے
نَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ
اور مجھ کو اور ان ایمان والوں کو جو میرے ساتھ ہیں نجات دیدے۔ چنانچہ ہم نے نوحؑ کو اور اس کے ساتھیوں کو بچالیا
فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۱۹﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّ
جو ایک ایسی کشتی میں سوار تھے جو سوار ہونے والوں سے پُر تھی۔ پھر ہم نے ان کو بچا لینے کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ بیشک
فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ
نوح کے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک تیرا
لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۲۲﴾ كَذَّبَتْ عَادُ ِۨ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ
رب کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنے والا ہے اور عاد والوں نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا۔ جبکہ ان سے
لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۲۵﴾
ان کے بھائی ہودؑ نے کہا کیا تم لوگ ڈرتے نہیں۔ میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۲۶﴾ وَمَاۤ اَسْــَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ
سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا
اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۲۷﴾ ؕ اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً
اجر وصلہ تو بس رب العالمین ہی کے ذمہ ہے۔ کیا تم لوگ ہر اونچے مقام پر عبث اور بلا ضرورت
تَعْبَثُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ﴿۱۲۹﴾ وَاِذَا
ایک بلند یادگار بناتے ہو۔ اور پختہ پختہ محل بناتے ہو شاید تم کو دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جب
بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۳۱﴾
تم کسی کو پکڑتے ہو تو بڑے سخت گیر اور بے رحم ہو کر پکڑتے ہو۔ سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔
وَاتَّقُوا الَّذِیْۤ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾ اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّ
اور اس خدا سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جن کو تم خوب جانتے ہو۔ اُس نے تمہاری چوپاؤں اور

اور عاد والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا
اور پیغمبروں کی تکذیب کی عاد اور ثمود عرب
کی مشہور بستیاں ہیں حضرت ہود علیہ السلام
کی قوم کو عاد کہتے ہیں (۱۲۳) جبکہ ان کے بھائی
ہودؑ نے ان سے کہا کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے
نہیں (۱۲۴) میں تم سب کے لئے ایک امین اور
امانت دار پیغمبر ہوں (۱۲۵) سو تم اللہ سے ڈرو
اور میرا کہا مانو میری اطاعت کرو (۱۲۶) اور میں
اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی مزدوری اور اجرت
نہیں مانگتا میرا صلہ اور میری اجرت تو بس رب العٰلمین
ہی کے ذمے ہے ٭ عاد ایک بڑی طاقت دار اور
بارعب قوم تھی مگر بت پرستی کرتی تھی حضرت ہودؑ کو
ان کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ حضرت ہودؑ
نے ان کو سمجھایا اور تقریباً وہی باتیں فرمائیں
جو حضرت نوحؑ کی تقریر میں مذکور ہوئیں ـــ
امانت ورسالت کا دعویٰ خدا سے ڈرنے کی تاکید اور
اپنی اطاعت اور پیروی کا مطالبہ۔ اور تبلیغ احکام
الٰہی پر اجرت نہ مانگنے کا تذکرہ اس کے بعد ان کی بعض
اخلاقی کمزوریوں اور خرابیوں کا اظہار فرمایا چنانچہ
ارشاد ہوتا ہے (۱۲۷) کیا تم لوگ ہر اونچے مقام
پر عبث اور بلا ضرورت ایک یادگار بناتے ہو (۱۲۸)
اور پختہ پختہ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو شاید تم کو
دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے ٭ اس قوم کی عادت تھی کہ
تکبر اور تفاخر کی وجہ سے بلند مینارے بناتے تھے۔
کبوتر بازی کرتے تھے اس کے لئے اونچی اور بلند جگہ
بناتے تھے۔ یا مسافروں کو دھوکہ دینے کے لئے
بنایا کرتے تھے، بہرحال حضرت ہود علیہ السلام نے
اس قسم کی فضول خرچی اور شہرت و تفاخر کے میناروں
کو منع فرمایا۔ کہ اگر کوئی غرض فاسد نہ ہو تب بھی ایسی
یادگاروں میں روپیہ برباد نہیں کرنا چاہئے اور
جب مبنیٰ بھی فاسد ہو مثلاً تفاخر اور جاہ پسندی اور
دوسرے کی تعمیر سے اونچا بنا کے اُس کو نیچا دکھانا
یا کبوتر بازی کے لئے بنانا وغیرہ جب وجوہِ فاسدہ
بھی موجود ہوں تو عبث اور فضول ہونے کے ساتھ
اور بھی مضرات ہیں۔ اسی طرح مکان بھی بہت پختہ
اور بلند بناتے تھے اور اس میں آرائشی سامان اور
اس کی بناوٹ اور مختلف قسم کی کاریگری میں بہت روپیہ خرچ کرتے تھے اس لئے حضرت ہودؑ نے سمجھایا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ شاید اس دنیا میں ہمیشہ رہو گے۔ ان افعالِ ذمیمہ کا اخلاقی طور پر جو بُرا اثر
ہوتا ہے آگے اس کا اظہار فرمایا (۱۲۹) اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو اور جب کسی سے دار و گیر کرتے ہو تو بڑے سخت گیر اور بے رحم ہو کر پکڑتے ہو ٭ یعنی اس تکبر اور تفاخر کا طبیعت پر یہ اثر ہوتا ہے کہ
بے رحم ہو کر انتقام لیتے ہو تمہارے قلب میں رحم نہیں رہا (۱۳۰) سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو (۱۳۱) اور اُس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جن کو تم خوب جانتے ہو (۱۳۲)

ع ۶
۱۸
۱۰

۳۸
۱

Marfat.com

اُس نے تمہاری چوپاؤں سے اور بیٹوں سے (۱۳۳) اور باغوں سے اور چشموں سے امداد کی (۱۳۴) میں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ÷ یعنی تم نے جو یہ عبث کام اختیار کر رکھا ہے اور ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تم کو یہ تمام ساز و سامان دیا ہے اور تمہاری مدد کی ہے اور تم کو دنیا میں ذی مقدور کیا ہے غرض جو چیزیں تم کو دی گئی ہیں اُن کو تم جانتے ہو یعنی مویشی اور بیٹے اور باغات اور چشمے یہ سب چیزیں تم کو دے کر تمہاری مدد اور اعانت کی تم اس کے جواب میں اگر تکبر کرتے رہے اور کمزوروں اور زیر دستوں پر ظلم کرتے رہے تو میں اُس دن سے ڈرتا ہوں کہ جو دن عذاب کا بڑا دن ہوگا۔ یعنی دنیا میں ہی کوئی عذاب آجائے یا قیامت میں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان لوگوں کو بڑا شوق تھا اونچے منارے بنانے کا جس سے کوئی کام نہ نکلے مگر نام اور رہنے کی عمارتیں بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے کو باغِ ارم بھی انہی کا مشہور ہے ۱۲ (۱۳۵) ان لوگوں نے ہودؑ کو جواب دیا خواہ تو ہم کو نصیحت کرے یا نصیحت کرنے والا نہ بنے ہمارے لئے دونوں باتیں برابر ہیں۔

بَنِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۱۳۴﴾ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ
بیٹوں سے۔ اور باغوں سے اور چشموں سے امداد کی۔ میں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳۵﴾ قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ
ڈرتا ہوں۔ ان لوگوں نے ہودؑ کو جواب دیا خواہ تو ہم کو نصیحت کرے یا نصیحت کرنے والا نہ بنے ہمارے لئے
الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ
دونوں باتیں برابر ہیں۔ جو باتیں تو کہتا ہے یہ کچھ نہیں مگر محض اگلے لوگوں کی ایک رسم اور عادت ہے۔ اور ہم ہرگز
بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ
عذاب دیے جانے والے نہیں ہیں۔ غرض ان لوگوں نے ہودؑ کو جھٹلایا سو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا بیشک عادؑ کے اس واقعہ میں بڑی
وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾
سبق آموز عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی کمال قوت کا مالک نہایت رحم والا ہے
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ
قبیلۂ ثمود نے بھی پیغمبروں کی تکذیب کی۔ جبکہ ان لوگوں سے ان کے بھائی حضرت صالحؑ نے فرمایا
اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
کیا تم لوگ ڈرتے نہیں۔ میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور
اَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي
میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا صلہ تو بس
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿۱۴۶﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ
رب العلمین ہی کے ذمہ ہے۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم کو ان نعمتوں میں جو یہاں موجود ہیں بفکری کے ساتھ چھوڑ دیا جائیگا۔ وہ نعمتیں یہ ہیں کہ
عُيُوْنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿۱۴۸﴾ وَتَنْحِتُوْنَ
باغوں میں اور چشموں میں۔ اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے خوشے نرم اور لدے ہوئے ہیں۔ اور کیا تم کمال
مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۵۰﴾
صنعت کے ساتھ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے رہوگے۔ سو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔

(۱۳۶) جو باتیں تو کہتا ہے یہ کچھ نہیں مگر محض اگلے لوگوں کی ایک رسم اور عادت ہے (۱۳۷) اور ہم ہرگز عذاب دیے جانے والے نہیں اور ہم کو کوئی آفت آنے والی نہیں ÷ یعنی ہم جن باتوں پر قائم ہیں انہی پر قائم رہیں گے تیرا نصیحت کرنا نہ کرنا ہمارے نزدیک دونوں برابر ہیں، سعدیؒ نے خوب کہا ہے

نصیحت کن مرا چنداں کہ خواہی
نتواں شستن از زنگی سیاہی

رہی یہ بات کہ تو کہتا ہے میں پیغمبر ہوں اور باز نہ آؤ گے تو تم پر عذاب آجائے گا تو یہ باتیں بھی ایسی ہیں جو اوپر سے عادتاً چلی آتی ہیں کچھ لوگ نبی بن کر آکھڑے ہوتے ہیں اور مخلوق کے کاموں میں مداخلت کرتے ہیں تو ہم تیری نبوت کو نہیں مانتے اور ہم تیرے ڈرانے سے بھی ڈرنے والے نہیں ہم کو کون عذاب کر سکتا ہے آج دنیا میں ہماری طاقت اور قوت کے مقابلے میں کون ہے جو ہم کو اذیت پہونچا سکے من اشد منا قوۃ (۱۳۸)

ع ۱۸ / ۱۱

غرض یہ لوگ ہودؑ کی برابر تکذیب کرتے رہے پھر ہم نے اس قوم عاد کو ہلاک کر دیا بے شک عاد کے اس واقعہ میں بڑی سبق آموز عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں کے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۳۹) اور بے شک آپ کا پروردگار بڑی قوت کا مالک اور نہایت رحم والا ہے (۱۴۰) قبیلۂ ثمود نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغمبروں کی تکذیب کی (۱۴۱) جب ثمود کی قوم سے ان کے بھائی صالحؑ نے کہا کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں (۱۴۲) میں تم سب کے لئے ایک امین اور امانت دار پیغمبر ہوں (۱۴۳) سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میرا کہا مانو (۱۴۴) اور میں تم سے اس رسالت کی تبلیغ پر کوئی مزدوری اور اجرت نہیں مانگتا میرا اجر اور میرا صلہ تو بس رب العالمین ہی کے ذمہ ہے ÷ یعنی ثمود کے لوگ پہاڑوں میں مکان بنا کر رہتے تھے اور پہاڑوں میں سے بت تراش کر ان کی پوجا کرتے تھے ان کی ہدایت اور ان کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا باقی باتیں اُنھوں نے بھی وہی فرمائیں جو ان کے پیش رو اپنی اپنی قوم سے فرما چکے تھے (۱۴۵) کیا تم کو ان نعمتوں میں جو اس وقت تمہارے پاس موجود ہیں یوں ہی بے خوف اور نڈر اور بے فکری کے ساتھ چھوڑ دیا جائے گا ÷ یعنی وہ نعمتیں جو دنیا میں تم کو حاصل ہیں ان دنیوی نعمتوں میں تم کو بے خوفی اور بے فکری کے ساتھ رہنے دیا جائے گا (۱۴۶) وہ نعمتیں یہ ہیں کہ باغوں میں اور چشموں میں (۱۴۷) اور کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کے گچھے نرم اور خوب گندھے ہوئے ہیں ÷ یعنی وہ نعمتیں جن میں تم اس وقت ہو اور جن سے تم فائدہ اُٹھا رہے ہو یہی ہیں کہ باغات ہیں۔ چشمے ہیں یا نہریں ہیں کھیتیاں ہیں کھجوروں کے درخت ہیں جن میں خوب پھل آتا ہے خوشے اور گچھے خوب لدے ہوئے ہوتے ہیں (۱۴۸) اور کیا تم کمال صنعت کے ساتھ پہاڑوں کو تراش تراش کر گھر بناتے رہو گے ÷ اس فن کے کاریگر بہت تھے یا یہ مطلب ہے کہ گھروں پر اتراتے اور تفاخر کرتے رہو گے (۱۴۹) پس اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری پیروی کرو ÷ یعنی شرک سے باز آجاؤ اور رسول کی اطاعت کرو (۱۵۰) اور ان فساد برپا کرنے والوں کی بات اور ان کا حکم نہ مانو جو حد سے بڑھ جانے والے ہیں

Marfat.com

وَلَا تُطِيعُوٓا۟ أَمْرَ ٱلْمُسْرِفِينَ ﴿١٥١﴾ ٱلَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِى
اور ایسے لوگوں کا کہنا نہ مانو جو حد سے بڑھ جانے والے ہیں۔ وہ ایسے ہیں جو ملک میں فساد برپا کرتے
ٱلْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوٓا۟ إِنَّمَآ أَنتَ مِنَ ٱلْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾
رہتے ہیں اور اصلاح نہیں کیا کرتے۔ ان لوگوں نے جواب دیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو تو
مَآ أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَأْتِ بِـَٔايَةٍ إِن كُنتَ مِنَ
سحر زدہ اور جادو کے مارے لوگوں میں سے ہے۔ تو تو صرف ہم ہی جیسا ایک آدمی ہے سو اگر تو سچا ہے
ٱلصَّٰدِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِۦ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ
تو کوئی معجزہ پیش کر۔ اس پر صالح نے کہا یہ ایک اونٹنی ہے ایک باری پانی پینے کے لئے اسکی ہے اور
شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ
ایک مقررہ دن کی باری تمہارے مواشی کیلئے ہے اور اس اونٹنی کو بدی اور برائی کے ساتھ ہاتھ بھی نہ لگانا ورنہ
عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا۟ نَٰدِمِينَ ﴿١٥٧﴾
تم کو ایک بہت بڑے دن کا عذاب آپکڑیگا۔ آخر کار ان لوگوں نے اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں پھر وہ پشیمان ہوئے
فَأَخَذَهُمُ ٱلْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَةً ۖ وَمَا كَانَ
انجام کار ان کو عذاب نے آلیا بے شک ثمود کے اس واقعہ میں بڑی سبق آموز نشانی ہے اور باوجود اسکے
أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾
ان کافروں میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔ اور بے شک آپ کا رب کمال قوت کا مالک نہایت رحم والا ہے
كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ
لوط کی قوم نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب کہ ان لوگوں سے ان کے بھائی
لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّى لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَٱتَّقُوا۟
لوط نے کہا کیا تم لوگ ڈرتے نہیں۔ میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے
ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَآ أَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِىَ
ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا صلہ

اور حدود بندگی سے آگے نکل جانے والے ہیں (۱۵۱) وہ ایسے ہیں جو ملک میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں اور سنوار و اصلاح نہیں کیا کرتے ؛ یعنی پیغمبر نے اپنی اطاعت کا حکم دیا اور شریروں اور مفسدوں کی اطاعت سے منع فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی حدوں کو توڑ کر آگے نکل جانے والے تھے شاید وہ نو آدمی ہوں گے جن کا ذکر سورۂ قصص میں انشاء اللہ آئے گا (۱۵۲) قوم نے جواب دیا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو سحر زدہ اور جادو کا مارا ہوا ہے اور جادو کے مارے لوگوں میں سے ہے (۱۵۳) تو تو صرف ہم ہی جیسا ایک آدمی ہے لہٰذا اگر تو سچا ہے تو اپنی نبوت کی کوئی نشانی اور معجزہ پیش کر ؛ یعنی تم پر کسی نے بار بار جادو کیا ہے اس لئے تو نبی نہیں ہو سکتا۔ نیز ہم ہی جیسا بشر ہے بھلا کہیں بشر بھی پیغامبر ہو سکتا ہے اچھا نبی ہے تو کوئی دلیل پیش کر (۱۵۴) چنانچہ انھوں نے خود ہی ایک بہت بڑی اونٹنی طلب کی وہ اونٹنی پہاڑوں میں سے نکلی جانور اس کو دیکھ کر بھاگنے لگے پانی پینے کی باری مقرر کی گئی چنانچہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا یہ ایک اونٹنی ہے ایک باری پانی پینے کے لئے اس کی ہے اور ایک مقررہ دن کی باری تمہارے مواشی کے لئے ہے (۱۵۵) اور اس اونٹنی کو برائی اور بدی کے ساتھ ہاتھ بھی نہ لگا دو ورنہ تم کو ایک بہت بڑے دن کا عذاب آپکڑے گا ؛ یعنی اونٹنی اتنی بڑی کہ اس کو دیکھ کر دوسرے چوپائے نہ ٹھہریں وہ پانی پینے جائے تو سب پانی پی جائے۔ حضرت صالح نے باری مقرر کی جس دن وہ پانی پیتی اس دن دوسرے جانور پیاسے رہتے پانی ختم ہو جاتا پھر بری نیت سے اس کو مارنے پیٹنے کی ممانعت کر دی گئی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اونٹنی پیدا ہوئی پتھر میں سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالحؑ کی دعا سے چھٹی پھرتی جب جنگل میں چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے اور جب تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہاں سے بھاگتے تب یوں ٹھہرا ایک دن پانی پر وہ جاوے

ع ۸
۱۵
۱۲

ایک دن اور مواشی جاویں ۱۲ (۱۵۶) آخر کار ان لوگوں نے اونٹنی کو مار ڈالا پھر وہ پشیمان ہوئے ؛ یعنی عذاب کو دیکھ کر نادم ہوئے ہوں گے اس وقت کی ندامت سے کیا فائدہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اس نے اونٹنی کے پاؤں کاٹ کر ڈال دیئے اس کے تین دن بعد عذاب آیا ۱۲ (۱۵۷) پھر ان کو عذاب نے آلیا بے شک ثمود کے اس واقعہ میں بڑی سبق آموز نشانی ہے اور باوجود اس کے ان کافروں کے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۵۸) اور بے شک آپ کا پروردگار کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنے والا ہے (۱۵۹) لوط کی قوم نے بھی پیغمبروں کے جھٹلانے کا شیوہ اختیار کیا اور پیغمبروں کی تکذیب کی (۱۶۰) جب ان لوگوں سے ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ؛ یعنی شرک نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آؤ (۱۶۱) میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں (۱۶۲) سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو (۱۶۳) اور میں تم سے اس

Marfat.com

اداۓ رسالت اور تبلیغ پر کوئی مزدوری اور اجرت نہیں مانگتا میرا صلہ اور میرا اجر تو بس ربّ العالمین کے ذمے پر ہے (۱۶۴) کیا تم سب جہان والوں میں سے مَردوں پر دوڑتے اور مائل ہوتے ہو (۱۶۵) اور تمہارے پروردگار نے جو بیویاں تمہارے لئے پیدا کی ہیں تم ان کو چھوڑے رکھتے اور نظرانداز کر دیتے ہو اصل بات یہ ہے کہ تم انسانیت اور فطرت کی حد سے آگے بڑھ جانے والے لوگ ہو ۔ یعنی عورتوں کو نظرانداز کرنا اور اپنی بیویوں کی جانب توجہ نہ کرنا اور لڑکوں سے شہوت رانی کرنا تمام دنیا والوں میں سے تمہارا یہ فعل انوکھا فعل ہے یعنی دنیا کا ہر نر اپنی مادہ کو اپنی خواہش کے لئے تلاش کرتا ہے مگر تم مرد ہو کر مرد ہی کو اپنی شہوت رانی اور اپنی نفسانی خواہش کو پورا کرنے کا ذریعہ بناتے ہو۔ تم سے پہلے جہان والوں میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا تم تو فطرت اور انسانیت کی حدود سے آگے نکل جانے والے لوگ ہو (۱۶۶) لُوطؑ کی قوم نے جواب دیا اے لُوطؑ اگر تو اپنی ان باتوں سے باز نہ آئے گا تو یقیناً تو بستی سے نکال دیا جائے گا ۔ یعنی دھمکی دی کہ ہم جو کچھ کرتے ہیں اس سے ہم کو نہ روکو ورنہ بستی سے خارج کر دیئے جاؤ گے (۱۶۷) لُوطؑ نے فرمایا بلاشبہ میں تمہارے اس ناشائستہ فعل سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ ۔ یعنی میں تمہارے اس کام سے سخت متنفر ہوں تو میں تم کو منع کرنے سے کیسے باز آ سکتا ہوں ۔ (۱۶۸) اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے متعلقین کو ان کاموں کے وبال اور نکال سے نجات دیجئے جو یہ کر رہے ہیں ۔ متعلقین سے مراد وہ ہیں جو حضرت لُوطؑ کی تبلیغ سے متفق ہیں (۱۶۹) پھر ہم نے لُوطؑ کو اور اس کے جملہ متعلقین کو بچا لیا۔ (۱۷۰) مگر ہاں ایک بڑھیا رہ گئی رہ جانے والوں میں ۔ یعنی جو عذاب نازل ہوا اُس سے تمام اہلِ ایمان بچا لئے گئے مگر ایک بُڑھیا یعنی لُوطؑ کی بیوی چونکہ کافروں سے ملی ہوئی تھی اس لئے وہ کافروں کے ساتھ رہ گئی اور عذاب میں ہلاک ہوئی (۱۷۱) پھر ہم نے اور دوسرے سب لوگوں کو اکھاڑ مارا اور ہلاک کر دیا ۔ سب لوگ یعنی لُوطؑ اور ان کے ساتھی ایمان والوں کے سوا باقی سب لوگ (۱۷۲) اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کا مینہ برسایا سو کیا بُرا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو ڈرایا گیا تھا ۔ یعنی اس قوم پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا سو کیسا بُرا مینہ تھا جو اس لُوطؑ کی قوم پر برسا جس کو پہلے ہی عذابِ الٰہی سے ڈرا دیا گیا تھا مگر نہیں مانے اور آخرکار ہلاک ہوئے (۱۷۳) بیشک اس لُوطؑ کی قوم کے واقعہ میں بڑی سبق آموز عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے (۱۷۴) اور بلاشبہ آپ کا پروردگار کمال قوت کا مالک بڑی مہربانی کرنے والا ہے (۱۷۵) بَن کے رہنے والوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا اور پیغمبروں کی تکذیب کا شیوہ

ع ۹
۱۶
۱۳

اختیار کیا (۱۷۶) جبکہ ان لوگوں سے شعیبؑ نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ۔ حضرت شعیبؑ اہلِ مدین کے پیغمبر ہیں یہ بَن جس میں ایکہ کے درخت کثرت سے تھے مدین کے قریب تھا اور یہاں بہت سی بستیاں آباد تھیں اس لئے ان بستیوں کی تبلیغ بھی ان کے سپرد کر دی ہوگی اُنھوں نے فرمایا ڈرتے نہیں یعنی عذابِ الٰہی سے ڈرو اور شرک کی وجہ سے جن خرابیوں میں مبتلا ہو گئے ہو ان کو چھوڑ دو (۱۷۷) میں تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں (۱۷۸) سو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو (۱۷۹) اور میں تم سے اس رسالت کی تبلیغ پر کوئی مزدوری اور

اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۶۴ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝۱۶۵

تو بس رب العالمین ہی کے ذمہ ہے ۔ کیا تم ساری خدائی میں سے مَردوں یعنی لڑکوں ہی پر مائل ہوتے ہو

وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ؕ بَلْ

اور تمہارے پروردگار نے جو تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں تم ان کو چھوڑے رکھتے ہو اصل بات یہ ہے کہ

اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝۱۶۶ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ

تم حدِ فطرت و انسانیت سے بڑھ جانے والے لوگ ہو ۔ ان لوگوں نے جواب دیا اے لُوطؑ اگر تو اپنی ان باتوں سے باز

مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ۝۱۶۷ قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ؕ ۝۱۶۸

نہ آئیگا تو تو یقیناً بستی سے نکال دیا جائیگا ۔ لُوطؑ نے کہا بلاشبہ میں تمہارے اس ناشائستہ کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں ۔

رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ۝۱۶۹ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ

اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے متعلقین کو ان کے کاموں سے جو یہ کر رہے ہیں نجات دے ۔ سو ہم نے لُوطؑ کو اور اُس کے جملہ

اَجْمَعِیْنَ ۝۱۷۰ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ۝۱۷۱ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝۱۷۲

متعلقین کو بچا لیا ۔ مگر ہاں ایک بڑھیا یعنی لوطؑ کی بیوی کہ وہ رہ گئی رہ جانیوالوں میں پھر ہم نے اور دوسرے سب لوگوں کو ہلاک کر ڈالا

وَاَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ۝۱۷۳ اِنَّ

اور ہم نے ان پر ایک عجیب قسم کا مینہ برسایا یعنی پتھروں کا سو کیا ہی بُرا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو ڈرایا گیا تھا ۔ بیشک

فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝۱۷۴ وَاِنَّ

اس لُوطؑ کے واقعہ میں بڑی سبق آموز عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے ۔ اور بیشک

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝۱۷۵ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَیْكَةِ

آپ کا رب ہی کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنے والا ہے ۔ بن کے باشندوں نے بھی

الْمُرْسَلِیْنَ ۝۱۷۶ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۱۷۷ اِنِّیْ

پیغمبروں کو جھٹلایا ۔ جبکہ اُن لوگوں سے شعیبؑ نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ۔ میں

لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝۱۷۸ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝۱۷۹ وَمَاۤ

تم سب کے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں ۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو ۔ اور میں

Marfat.com

اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٠﴾
تم سے اس تبلیغ پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتا میرا صلہ تو بس رب العالمین ہی کے ذمّے ہے
اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوْا
تم پیمانہ کو پورا بھرا کرو اور نقصان پہونچانے والے مت بنو۔ اور ترازو کی
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ
ڈنڈی سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ پہونچایا کرو
وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِيْ
اور ملک میں فساد برپا کرتے نہ پھرا کرو۔ اور اُس سے ڈرو جس نے
خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ
تم کو اور اگلی تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے۔ بَن کے باشندوں نے جواب دیا سوائے اس کے نہیں کہ تو تو
الْمُسَحَّرِيْنَ ﴿١٨٥﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ
سحر زدہ اور جادو کے مارے لوگوں میں سے ہے۔ اور تو تو صرف ہم ہی جیسا ایک آدمی ہے اور اصل بات یہ ہے کہ ہم تو تجھ کو
الْكٰذِبِيْنَ ﴿١٨٦﴾ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ
جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں۔ سو اگر تو سچوں میں سے ہے تو ہم پر آسمان کا
مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿١٨٧﴾ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨٨﴾
کوئی ٹکڑا گرا دے۔ شعیبؑ نے کہا جو کام تم کر رہے ہو ان کو میرا رب خوب جانتا ہے
فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ
سو یہ لوگ شعیبؑ کی تکذیب کرتے رہے آخر کار ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا بلاشبہ وہ ایک
يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
بڑے خوفناک دن کا عذاب تھا۔ بیشک ان لوگوں کے واقعہ میں بڑی عبرت آموز نشانی ہے اور باوجود اسکے ان کافروں
مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾ وَاِنَّهٗ
میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک آپ کا رب ہی کمال قوت کا مالک اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ اور بلاشبہ

اجرت طلب نہیں کرتا میرا صلہ اور میرا اجر تو بس رب العالمین ہی کے ذمّے ہے ÷ یعنی جب دنیوی لالچ بھی کوئی نہیں ہے تب تو سمجھو کہ جو کہتا ہوں تمہاری بھلے کو کہتا ہوں (١٨٠) تم پیمانے کو پورا بھرا کرو اور نقصان پہونچانے والے نہ بنو ÷ یعنی جو چیز کیلی ہے اُس میں پیمانہ پورا بھر دو اور ماپ پوری رکھو اور جس کا حق ہے اُس کو نقصان پہونچانے والے نہ بنو کم ماپو گے تو صاحب حق کو نقصان پہونچے گا (١٨١) اور سیدھی ترازو سے تولا کرو ÷ یعنی جو چیزیں وزنی ہیں اُس میں سیدھی ڈنڈی رکھ کر تولا کرو۔ نہ بٹے کم ہوں نہ ترازو میں پاسنگ ہو اور نہ تولتے وقت ڈنڈی مارو (١٨٢) اور لوگوں کو ان کی چیزوں میں نقصان نہ پہونچایا کرو اور ملک میں فساد برپا کرتے نہ پھرا کرو ÷ یعنی لینے دینے کی ترازو اور بٹے یکساں ہوں۔ یہ نہ ہو کہ لو بڑھتی اور دو گھٹتی اور لوگوں کو لوٹتے نہ پھرو جیسا کہ تم راہ زنی کرتے پھرتے ہو اور مسافروں کو لوٹتے ہو (١٨٣) اور اُس سے ڈرو جس نے تم کو اور اگلی تمام مخلوقات کو پیدا کیا ہے ÷ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو سب کا خالق ہے (١٨٤) بَن کے باشندوں نے جواب دیا سوائے اس کے نہیں کہ تو تو سحر زدہ اور جادو کے مارے ہوئے لوگوں میں سے ہے (١٨٥) اور تو تو صرف ہم جیسا ایک آدمی ہے اور ہم تو تجھ کو جھوٹے لوگوں میں سے سمجھتے ہیں (١٨٦) لہٰذا اگر تو سچوں میں سے ہے تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے ÷ یعنی اوّل تو تو ہم جیسا ہی ایک معمولی بشر ہے۔ پھر یہ کہ ہم تجھ کو جھوٹا سمجھتے اور خیال کرتے ہیں لہٰذا اگر تو سچا ہے تو کوئی ٹکڑا آسمان کا ہم پر گرا دے (١٨٧) شعیبؑ نے کہا جو کام تم کر رہے ہو اُن کو میرا پروردگار خوب جانتا ہے ÷ یعنی آسمان کا ٹکڑا گرانا یا عذاب لانا یہ پروردگار کا کام ہے وہ جانتا ہے کہ تمہارے اعمال کس عذاب کے مستحق ہیں اور تم پر کب عذاب بھیجا جائے (١٨٨) سو یہ لوگ شعیبؑ کی تکذیب کرتے رہے آخر کار ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا بلاشبہ وہ ایک بڑے خوفناک دن کا عذاب تھا ÷ یعنی بادل آیا اور سائبان کی طرح ان پر چھا گیا اس بادل سے آگ برسی بھونچال آیا سخت آواز ہوئی اور سب مرے کے مرے رہ گئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سائبان کے دن ابر آیا اس میں سے آگ برسی سب قوم جل گئی ١٢ (١٨٩) اور بیشک اصحاب الایکہ کے واقعہ میں بڑی عبرت آموز نشانی ہے اور باوجود اس کے ان کافروں میں کے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور ماننے والے نہیں (١٩٠) اور بے شک آپ کا پروردگار کمال قوت کا مالک اور نہایت مہربانی کرنے والا ہے (١٩١) یہاں تک مختلف لوگوں کے سات واقعات بیان ہوئے یہ واقعات اور مفصلاً مذکور ہو چکے ہیں، یہاں مختصراً ذکر ہوئے۔ عاد کی قوم جس طرح تکبر اور تفاخر کی خوگر تھی اسی طرح قوم ثمود کھانے پینے اور مکان تراشنے کی خوگر اور عادی تھی یہ واقعات بھی سورۂ اعراف میں گذر چکے ہیں اب آگے مکہ والوں کو توجہ دلاتے ہیں اور سابقہ مضمون پھر بیان ہوتا ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں اور بلاشبہ یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے

ع ١٠ ١٦ ١٤

Marfat.com

یعنی اس قرآن کو اُس پروردگار نے اُتارا ہے جو تمام اقوام عالم کا پروردگار ہے (۱۹۲) اس کو ایک امانت دار فرشتہ آپ کے قلب پر لیکر آیا ہے ؛ یعنی اس قرآن کا نزول ایک فرشتے کی وساطت سے آپ کے قلب پر ہوا ہے اور وہ فرشتہ بہت امانت دار ہے مطلب یہ کہ جیسا رب العالمین نے اُتارا ویسا ہی اس نے آپ کے قلب پر القا کر دیا (۱۹۳) تاکہ آپ بھی منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں ؛ یعنی جس طرح اور پیغمبر نافرمانوں کو ڈرایا کرتے تھے آپ بھی ڈرانے والوں میں سے ہوں (۱۹۴) وہ فرشتہ اس قرآن کو صاف اور واضح عربی زبان میں لیکر آیا ہے ؛ اس آیت کا تعلق بھی نزل بہ کے ساتھ ہے (۱۹۵) اور بلاشبہ اس قرآن کا ذکر امم سابقہ کی کتابوں میں بھی بطور پیشین گوئی کے موجود ہے ؛ یعنی پہلی اُمتوں کی کتابوں میں بھی اس قرآن کے نزول کی پیشین گوئیاں موجود ہیں اور باوجود تحریف و تبدیل کے اب بھی ملتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابوں میں اور اس کا مدعا بھی یہی ہے ۱۲۔

لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۹۲﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ﴿۱۹۳﴾

یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے - اس کو آپ کے قلب پر ایک امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے -

عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ

تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں - وہ فرشتہ اس قرآن کو صاف اور واضح عربی زبان میں

مُّبِيْنٍ ﴿۱۹۵﴾ وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۹۶﴾ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً

لیکر آیا ہے - اور بلاشبہ اس قرآن کا ذکر امم سابقہ کی کتابوں میں موجود ہے - کیا ان کفار مکہ کیلئے یہ بات کافی دلیل نہیں ہے

اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۱۹۷﴾ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ

کہ اس پیشین گوئی کو بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں - اگر ہم اس قرآن کو کسی عجمی شخص پر

الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾

نازل کردیتے - اور وہ ان کے روبرو اس کو پڑھتا بھی تب بھی یہ لوگ اس کو نہ مانتے

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

اور اسی طرح ہم نے اس کفر و انکار کو ان گناہگاروں کے قلوب میں داخل کردیا ہے - یہ لوگ اس وقت تک اس قرآن پر ایمان

حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ

نہیں لائیں گے جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے - وہ عذاب ان پر اچانک آپہونچے گا اور ان کو اس کے

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾

آنے کی خبر بھی نہ ہوگی - اُس وقت یہ لوگ یوں کہیں گے کیا ہم کچھ مہلت دیئے جاسکتے ہیں -

اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ

کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کے وقوع کو جلدی چاہتے ہیں - اے مخاطب بھلا دیکھ تو سہی اگر ہم ان کو چند سال تک

سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى

عیش کرنیکا موقع دیدیں - پھر ان پر وہ عذاب آپہونچے جس سے ان کو ڈرایا جارہا ہے - تو وہ ان کا چند سالہ عیش

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا

جس سے وہ بہرہ مند کئے گئے انکو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے - اور ہم نے بستیوں میں سے کسی ایسی بستی کو ہلاک نہیں کیا کہ جس میں نصیحت کی غرض

(۱۹۶) کیا ان کفار مکہ کے لئے یہ بات کافی دلیل نہیں ہے کہ اس کی خبر اور پیشین گوئی کو بنی اسرائیل کے علماء اور اہل علم جانتے ہیں ؛ یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ کے علماء اس بات سے واقف ہیں کہ توریت و انجیل میں نبی آخرالزماں اور اس قرآن شریف کے نزول کا ذکر موجود ہے۔ اب آگے کافروں کے ایک شبہ کا جواب ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۹۷) اور اگر ہم اس قرآن کو کسی غیر عربی یعنی عجمی شخص پر نازل کرتے (۱۹۸) اور وہ عجمی شخص ان کے روبرو اس قرآن کو پڑھتا تب بھی یہ لوگ اس کو نہ ملتے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر کہتے تھے کہ قرآن آتا ہے عربی زبان میں اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو اگر غیر عربی والے پر آتا تو یقین کرتے فرمایا دھوکے والے کا جی کبھی نہیں ٹھہرتا تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے ۱۲ مطلب یہ ہے کہ ان کے عناد اور سرکشی کا یہ حال ہے کہ جب کوئی اور بات کہدیتے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے (۱۹۹) اور اسی طرح ہم نے اس کفر و انکار اور ایمان نہ لانے کو ان گناہ گاروں کے دلوں میں داخل کردیا ہے ؛ یعنی ان کی شرارت اور ان کے عناد کی وجہ سے ہم نے ان کو مہلت دی لیکن یہ ہماری مہلت سے ناجائز فائدہ حاصل کرتے رہے تاآنکہ ہم نے ان سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا نولہ ما تولی اسی کو تعبیر فرمایا کذلک سلکنہ اور یہ اثر ہے انتہائی بدبختی اور شقاوت کا ہم پہلے پارے میں مفصلاً عرض کرچکے ہیں یہ حالت روحانی موت کے مرادف ہے العیاذ باللہ آخر میں جب گناہ کا احساس باقی نہ رہے اور کفر کا خوگر بن جائے تو سمجھنا چاہئے کہ کام ختم ہوگیا۔ اب ان کے ایمان لانے کی کوئی توقع نہیں لہٰذا ان کے ایمان نہ لانے پر افسوس نہ کیجئے جس بدنصیب سے دست توفیق ہٹ جائے اور اُس کو اُس کی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو اُس کی شقاوت کا کیا ٹھکانا (۲۰۰) یہ لوگ اُس وقت تک اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک یہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے ؛ یعنی خواہ موت کے وقت یا قیامت میں یا برزخ میں ظاہر ہے کہ ان اوقات میں عذاب دیکھنے کے بعد ایمان کیا نفع دے سکتا ہے۔ وانی لھم التناوش من مکان بعید بعض مفسرین نے سلکنہ کی ضمیر کا مرجع قرآن کو قرار دیا ہے لیکن ہم نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے قول پر تفسیر کی ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں بھی انکار موجود ہے واللہ اعلم (۲۰۱) وہ عذاب ان پر اچانک آجائے گا اور ان کو اُس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی (۲۰۲) اُس وقت یہ لوگ یوں کہیں گے کیا ہم لوگ کچھ مہلت دیئے جاسکتے ہیں ؛ حالانکہ وہ وقت نہ مہلت کا ہے نہ قبول ایمان کا۔ یہ لوگ خود ہی تو عذاب کی باتیں سُن کر عذاب کی تعجیل کیا کرتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۰۳) کیا لوگ ہمارے عذاب کے وقوع کو جلدی چاہتے اور جلدی طلب کرتے ہیں ؛ یعنی چونکہ عذاب کی وعید کو جھوٹا اور غلط سمجھتے ہیں اس لئے بطور انکار کہتے ہیں فاتنا بما تعدنا جس چیز کا ڈراوا دیتا ہے اُس کو لے آ۔ آگے مہلت نہ دینے کا جواب ہے (۲۰۴) اے مخاطب بھلا دیکھ تو سہی اگر ہم ان کو چند سال تک عیش کرنے اور یہاں کے سازوسامان سے فائدہ

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور ہم نے بستیوں میں سے کسی ایسی بستی کو ہلاک نہیں کیا کہ جس میں نصیحت کی غرض سے ڈرانے والے نہ آئے ہوں (۲۰۸) اور ہمارا شیوہ ظلم کرنا نہیں ہے ÷ یعنی جس بستی پر عذاب الٰہی آیا اُس سے پہلے
پیغمبر آئے اور اُن کو ڈرایا نصیحت کی لیکن جب نہیں مانے تو آخر کار ہلاک کر دیئے گئے یعنی سمجھایا بھی گیا ڈرایا بھی گیا اور سوچنے سمجھنے کا موقع بھی دیا گیا مہلت بھی ملی آخر کار عذاب بھیجا گیا کیونکہ مہلت
اور عذاب میں منافات نہیں ہے جیساکہ اوپر گذر چکا اب پھر قرآن کی حقانیت پر بحث ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۰۹) اور اس قرآن کو شیاطین لے کر نہیں اُترے (۲۱۰) اور یہ کام نہ تو اُن کے
لئے سزاوار اور مناسب ہے اور نہ وہ اس پر قدرت ہی رکھتے ہیں (۲۱۱) کیونکہ وہ شیاطین آسمانی خبروں کے سننے ہی سے روک دیئے گئے ہیں اور دور کر دیئے گئے ہیں ÷ یعنی کہاں
قرآن کی پاکیزہ تعلیم اور خدا پرستی اور تعلیم کی اخلاقی بلندی اور کہاں شیاطین کی گمراہی اور کج روی قرآنی تعلیم سے ان کو کیا مناسبت جو گمراہی کے ٹھیکہ دار ہوں اُن سے ایسی مقدس اور بلند

مُنذِرُونَ ﴿٢٠٨﴾ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٢٠٩﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ
ڈرانے والے نہ آئے ہوں۔ اور ہمارا شیوہ ظلم نہیں ہے۔ اور اس قرآن کو شیاطین
الشَّيَاطِينُ ﴿٢١٠﴾ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٢١١﴾ إِنَّهُمْ
لیکر نہیں آئے۔ اور یہ کام نہ تو ان کے لئے مناسب اور سزاوار ہے اور نہ وہ اس پر قدرت ہی رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ
عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ ﴿٢١٢﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ
شیاطین تو آسمانی خبروں کے سننے ہی سے روک دیئے گئے ہیں۔ سوائے پیغمبر آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہ کریں
فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٢١٣﴾ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾
ورنہ آپ بھی اُن لوگوں میں سے ہو جائیں گے جن کو سزا دی جائے گی۔ اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔
وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢١٥﴾
اور مسلمانوں میں سے جو لوگ بھی آپ کے پیرو ہیں اُن کے سامنے اپنے بازو پست رکھئے یعنی فروتنی اور تواضع کیساتھ پیش آیئے
فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢١٦﴾ وَتَوَكَّلْ
پھر جن کو آپ ڈرائیں اگر وہ آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ فرما دیجئے کہ میں تمہارے اعمال سے بے تعلق اور بری الذمہ ہوں۔ اور آپ
عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٢١٧﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٢١٨﴾ وَتَقَلُّبَكَ
اُس زبردست اور رحم کرنیوالے پر بھروسہ رکھئے۔ جو آپکو اس وقت بھی دیکھتا ہے جب آپ تہجد کی نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اُس وقت بھی آپ کی
فِي السَّاجِدِينَ ﴿٢١٩﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٢٢٠﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ
نشست و برخاست کو دیکھتا ہے جب آپ نمازیوں میں ہوتے ہیں۔ بیشک وہی خوب سننے والا جاننے والا ہے۔ اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجئے کیا
عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾
میں تم کو بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترا کرتے ہیں۔ وہ ہر اُس جھوٹے بد کردار پر اترا کرتے ہیں۔
يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ
جو شیاطین کی باتوں پر کان لگایا کرتے ہیں اور ان میں سے اکثر بہت ہی جھوٹ بولا کرتے ہیں۔ اور شاعروں کی تو پیروی چلتے ہیں
الْغَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ
جو بے راہ ہیں۔ اے مخاطب کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ یہ شاعر ہر میدان میں حیران و سرگرداں پڑے پھرتے ہیں۔ اور یہ شاعر

ع ۹

ترین تعلیم کہاں بن آسکتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ شیاطین کو تو نزولِ قرآن کے وقت سننے سے بھی معزول کر دیا گیا ہے کسی شیطان کی مجال نہیں کہ وہ سُن بھی سکے اصلاحِ خلق کی جو تعلیم نازل ہوئی ہے وہ اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتے یہ بات دوسری ہے کہ اصلاحِ خلق اور قرآنی تعلیم کے علاوہ کوئی بات بھاگتے دوڑتے سُن بھاگیں اور اس میں دس بیس جھوٹی باتیں ملا کر کاہنوں کو بتا دیں جیساکہ آگے آتا ہے تو ایسی باتوں کا قرآن سے اور نزولِ قرآن سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ اس بات میں کوئی تنافی اور تضاد ہے (۲۱۲) سوائے پیغمبر آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکاریں ورنہ آپ بھی اُن لوگوں میں سے ہو جائیں گے جن کو سزا دی جائے گی ÷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ فرمایا رسولؐ کو اور سنایا اوروں کو ۱۲ یعنی دوسرے لوگوں کو شرک سے بچانا مقصود ہے کہ جب ہم اس شخص سے جو ہمارا پیغمبر ہے اور جس سے شرک کا تصور بھی نہیں یوں فرماتے ہیں تو اوروں کو جو شرک میں مبتلا ہیں سمجھ لینا چاہئے کہ وہ کس قدر سزا اور عذاب کے مستحق ہوں گے (۲۱۳) اور آپ پہلے اپنے رشتہ داروں کو ڈرایئے ÷ یعنی تبلیغِ رسالت اور ڈرانے کا کام رشتہ داروں اور قرابتداروں سے شروع کیجئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو حضرتؐ نے سارے قریش کو سُنا دیا اور اپنی پھوپھی اور اپنی بیٹی اور چچا تک کو سُنا دیا کہ اپنے ہاں اپنا فکر کرو خدا کے ہاں میں تمہارا کچھ نہیں کر سکتا ۱۲ (۲۱۴) اور مسلمانوں میں جو لوگ آپ کے پیرو ہیں اور آپ کی راہ پر چلتے ہیں اُن کے سامنے اپنے بازو پست رکھئے ÷ یعنی فروتنی اور تواضع کے ساتھ پیش آیئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی شفقت میں رکھ ایمان والوں کو اپنے ہوں یا پرائے ۱۲ غرض عام مسلمانوں کیساتھ مشفقانہ برتاؤ کا حکم ہے (۲۱۵) پھر جن لوگوں کو آپ ڈرائیں وہ اگر آپ کا کہنا نہ مانیں اور آپ کی نافرمانی کریں تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم جو افعال کر رہے ہو میں تمہارے اعمال سے بیزار اور بری الذمہ ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خلاف حکم

خدا جو کوئی کرے اُس سے تو بیزار ہو جا اپنا ہو یا پرایا ۱۲ (۲۱۶) اور آپ اس زبردست اور بہت رحم کرنے والے پر بھروسہ رکھئے اور توکل کیجئے (۲۱۷) جو آپ کو اُس وقت بھی دیکھتا ہے
جب تہجد کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں (۲۱۸) اور اُس وقت بھی آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے جب آپ نمازیوں میں ہوتے ہیں ÷ یعنی جب تنہا نماز پڑھتے ہو اور جب جماعت میں نماز
پڑھاتے ہو تب بھی تمہاری حالت کا نگراں اور تم سے باخبر رہتا ہے۔ لہٰذا اُس قادرِ مطلق خدا پر بھروسہ رکھئے آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، کیونکہ وہ کمالِ قوت کا مالک اور آپ پر بہت مہربان ہے
تو اسی پر بھروسہ رکھئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جب تو تہجد کو اُٹھتا ہے اور یاروں کی خبر لیتا ہے کہ یاد میں ہیں یا غافل ۱۲ وتقلبك في الساجدين کی تفسیر بعض سلف نے اس طرح
کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنے آبا کی پشت در پشت گذرنے کو جانتا ہے اور ایک پیغمبر کی پشت سے دوسرے پیغمبر کی پشت میں آپکو بھی دیکھتا ہے پھر یہ استدلال کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

یہ شاعر وہ باتیں کہا کرتے ہیں جو کرتے نہیں ؛ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ کاہن ہیں نہ شاعر شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلتے ہیں جو مختلف مضامین کی وادیوں میں حیران و سرگرداں پھرا کرتے ہیں
ان کا قول ان کے کردار سے بالکل برعکس باضابطہ شاعری ہو یا نثر کی تک بندی ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر پیغمبر کو کبھی کاہن کہتے کبھی شاعر سو فرمایا کہ شاعروں بہت سے کسی کو ہدایت نہیں ہوتی
اس کی صحبت میں ہزاروں خلق نیکی پر آتے ہیں ۱۲ پھر فرماتے ہیں یعنی جس مضمون کو پکڑ لیا اسی کو بڑھاتے چلے گئے ۱۲ پھر فرماتے ہیں یعنی جیسے مردانگی کہنے میں ... نہیں رکھتے عشق لیتے ہیں جھوٹ بیماری
کہتے ہیں جھوٹ ۱۲ (۲۲۶) مگر ہاں وہ شاعر مستثنیٰ

يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
وہ باتیں کہا کرتے ہیں جو کرتے نہیں - مگر ہاں وہ شاعر مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے
وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ
اور انھوں نے اپنے اشعار میں بکثرت اللہ کا ذکر کیا اور انھوں نے اس ظلم کے بعد جو ان پر کیا جا چکا ہے اس ظلم کا بدلہ لیا
وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴿٢٢٧﴾
اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جائے گا جنھوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے کہ ان کو کس جگہ پلٹ کر جانا ہے۔

سُورَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَتِسْعُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ
سورہ نمل مکی ہے اور یہ ترانوے آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

طس ۚ تِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿١﴾ هُدًى وَ
طٰس - یہ سورت قرآن کی اور واضح کتاب کی آیتیں ہیں - یہ آیتیں ایمان والوں کیلئے
بُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ
موجب ہدایت و بشارت ہیں - وہ ایمان والے ایسے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور
يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُم بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ﴿٣﴾ إِنَّ
زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں - بلاشبہ جو لوگ
الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ
آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال ان کی نظر میں خوش نما کر دیئے ہیں سو وہ
يَعْمَهُونَ ﴿٤﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي
بھٹکتے پھرتے ہیں - یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دنیا میں بھی بدترین سزا ہے اور یہی لوگ
الْآخِرَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ ﴿٥﴾ وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِن لَّدُنْ
آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں اور آپ کو یقیناً یہ قرآن ایک بڑی حکمت والے

ہیں جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے اور انھوں نے اپنے اشعار میں بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور انھوں نے اس ظلم کے بعد جو ان پر کیا جا چکا ہے اس ظلم کا انتقام اور بدلا لیا اور عنقریب ان لوگوں کو جنھوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے یہ معلوم ہو جائے گا کہ کیسی جگہ پلٹ کر جانا ہے اور وہ کس کروٹ الٹتے ہیں ؛ ان مخصوص شاعروں کو مستثنیٰ فرمایا جو اپنے اشعار میں اللہ تعالیٰ

ع ۱۱ / ۲۶ / ۱۵

کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا اسلام کی تعریف مسلمانوں کی ہمت افزائی اور ان کی شجاعت اور جو منکر اسلام کی ہجو کریں ان کا جواب اور جن پر ظلم کیا گیا اور ان کو وطن سے اجاڑا گیا وہ ظلم کی پاداش میں ظالموں سے انتقام لیں اور اسی مناسبت سے آخر میں ظلم کا انجام بھی فرمایا کہ ان ظالموں کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ یہ کیسی مصیبت اور ہولناکی میں الٹ کر جاتے ہیں اور کس پہلو اور کروٹ پر ان کو پلٹا جاتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مگر جو کوئی شعر میں اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت یا گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کریں یہ اس کا جواب دیں تو ایسا شعر عیب نہیں ۱۲ (۲۲۷)

ختم تفسیر سورۂ شعراء۔

سورۂ نمل مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ ترانوے ۹۳ آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے طٰس تف یہ سورت قرآن کی اور واضح کتاب کی آیتیں ہیں ؛ یعنی وہ کتاب جس کے احکام واضح ہیں۔ صفت کا عطف صفت پر ہے یعنی قرآن ہونا اور واضح کتاب ہونا ایک ہی کلام کی دو نوں صفتیں ہیں (۱) ایمان والوں کے لئے یہ آیتیں موجب ہدایت اور خوش خبری و بشارت دینے والی ہیں ؛ یعنی جو ہدایت پر عمل کریں ان کے لئے موجب بشارت ہیں (۲) وہ ایمان والے ایسے ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں ؛ یعنی پچھلے دن پر جس کو قیامت کہتے ہیں ان کا یقین اور ایمان ہے (۳) جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال ان کی نظر میں خوش منظر اور مستحسن کر رکھے ہیں سو وہ اپنی اسی خوش فہمی میں بھٹکتے پھر رہے ہیں ؛ یعنی ان کے اعمال ان کی نگاہ میں بھلے معلوم ہوتے ہیں اس لئے انہی میں ڈانوا ڈول پھرا کرتے ہیں۔ تزئین کی نسبت حضرت حق تعالیٰ کی طرف خالق ہونے کے اعتبار سے کی گئی ہے (۴) یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دنیا میں بھی بدترین سزا ہے اور یہی لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں ؛ دنیا کا بدترین عذاب مغلوب ہونے کے وقت قید اور قتل وغیرہ یا موت کے وقت فرشتوں کی تعذیب اور آخرت کا نقصان ظاہر ہے۔ برے کام کو برا سمجھ کر کرنے والے جب نقصان میں ہوں گے تو جو برے کاموں کو اچھا سمجھ کر کریں ان کے نقصان کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے (۵) اور اے پیغمبر آپ کو یقیناً یہ قرآن ایک بڑی حکمت والے بڑے علم والے کی جانب سے ملتا اور دیا جاتا اور تلقین

Marfat.com

کیا جاتا ہے ؛ یعنی یہ قرآن اُس کی جانب سے آپ کو دیا جاتا ہے جو کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے (۶) اے پیغمبر موسیٰؑ کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا
کہ میں نے ایک آگ دیکھی ہے میں وہاں سے کوئی راستے کی خبر لاتا ہوں یا آگ سے کوئی چیز جلا کر ایک شعلہ لے آتا ہوں تاکہ تم اس سے تاپو اور گرمی حاصل کرو ؛ یعنی قرآن کے ذکر کی مناسبت
سے موسیٰؑ کا وہ واقعہ بتایا جب وہ مدین سے سفر واپس ہوئے تو طور کی وادی میں مصر کا راستہ بھول گئے اور سردی کڑاکے کی پڑ رہی تھی حیران تھے کہ کس طرف جائیں یکایک طور پر ایک روشنی
نظر آئی سمجھے کہ آگ ہے اس لئے گھر والوں سے فرمایا۔ چونکہ موسیٰ بھی پیغمبر ہوئے کتاب ملی اور فرعونیوں میں تبلیغ کے لئے تقرر ہوا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر ہیں اُن کو بھی واضح کتاب
عطا ہوئی اور قریش کے فراعنہ کی ہدایت کا کام سپرد ہوا تاکہ مکہ کی یہ روشنی تمام عالم میں جلوہ گر ہو (۷) پس جب موسیٰؑ آگ کے پاس پہونچا تو آواز دی گئی کہ مبارک ہے وہ جو اس آگ کے اندر ہے اور

حَكِيمٍ عَلِيمٍ ﴿٦﴾ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا
بڑے علم والے کی جانب سے تلقین کیا جاتا ہے۔ اے پیغمبر موسیٰؑ کا وہ واقعہ بیان کیجئے جبکہ موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے

سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ
ایک آگ دیکھی ہے میں وہاں سے کوئی خبر تمہارے پاس لیکر آتا ہوں یا آگ سے کوئی چیز جلا کر ایک شعلہ لے آتا ہوں تاکہ تم اس آگ سے

تَصْطَلُونَ ﴿٧﴾ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ
گرمی حاصل کرو۔ سو جب موسیٰؑ اس آگ کے پاس پہنچا تو آواز دی گئی کہ مبارک ہے جو اس آگ کے اندر ہے

وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٨﴾ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ
اور وہ جو اس آگ کے آس پاس ہے اور اللہ رب العالمین تمام عیوب سے پاک ہے۔ اے موسیٰؑ بات یہ

أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٩﴾ وَأَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ
ہے کہ میں ہی اللہ ہوں زبردست حکمت والا۔ اور تو اپنا عصا ڈالدے پھر جب موسیٰؑ نے لاٹھی کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا

كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ لَا تَخَفْ
گویا وہ ایک تیز رفتار سانپ ہے تو موسیٰؑ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا ارشاد ہوا اے موسیٰؑ ڈر نہیں

إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ﴿١٠﴾ إِلَّا مَن ظَلَمَ ثُمَّ
میری حضور میں پہونچکر پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔ مگر ہاں جس سے کوئی کوتاہی ہو جائے پھر وہ

بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١١﴾ وَأَدْخِلْ
برائی کے بعد بھلائی سے اس کی تلافی کردے تو میں بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہوں۔ اور تو اپنا ہاتھ

يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ فِي تِسْعِ
اپنے گریبان کے اندر لیجا تو وہ بغیر کسی عیب کے خوب سفید چمکتا ہوا نکلے گا یہ دونوں معجزے اُن نو معجزوں میں سے

آيَاتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿١٢﴾
ہیں جو تجھ کو دیکر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے کیونکہ وہ بڑے حد سے نکل جانے والے لوگ ہیں۔

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ آيَاتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾
غرض جب ان کے پاس ہمارے نہایت روشن واضح معجزے پہونچے تو کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے

ع ۱۰

وہ جو اس آگ کے آس پاس ہے اور اللہ رب العلمین تمام عیوب سے پاک ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آگ کے اندر اور آس پاس فرشتے مقرب تھے آگ نہ تھی اُن کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے ۱۲ یا آگ کے اندر فرشتے ہوں اور آگ کے گرد حضرت موسیٰؑ ہوں۔ یہ جملہ بطور برکت کی دعا کے ہے۔ پاکی کا یہ مطلب کہ اللہ تعالیٰ حدود اور جہات سے پاک ہے اس نور کو خدا نہ سمجھ لیا جائے (۸) اے موسیٰؑ بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں کمال قوت کا مالک بڑی ہمت والا ؛ یعنی میں جو بلا کیف کلام کر رہا ہوں میں ہی اللہ ہوں کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہوں (۹) اور تو اپنی لاٹھی کو ڈال دے پھر جب موسیٰؑ نے لاٹھی کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا کہ وہ ایک پتلا تیز رفتار سانپ ہے تو موسیٰؑ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا ارشاد ہوا اے موسیٰؑ ڈر نہیں میری حضور میں پہونچکر پیغمبر ڈرا نہیں کرتے ؛ حضرت موسیٰؑ کے واقعہ کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ جان کہتے ہیں پتلے سانپ کو سورۂ طٰہٰ میں حیّہ فرمایا یعنی اژدہا یا موٹا سانپ تو دوڑ میں چونکہ پتلے سانپ کی طرح دوڑتا تھا اس لئے جان فرمایا ورنہ اژدہا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اول سنک سی بن گئی تھی پتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑھ کر ۱۲ بہرحال یہ خوف طبعی تھا جو نبوت کے منافی نہیں تفصیل سورۂ طٰہٰ میں گذر چکی ہے (۱۰) مگر ہاں جس سے کوئی کوتاہی ہو جائے پھر وہ برائی کے بعد بھلائی سے اس کی تلافی کردے تو میں بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہوں ؛ برائی کے بعد بھلائی یعنی توبہ کرلے یہ اس لئے فرمایا کہ موسیٰؑ کو نبوت ملنے پر قبطی کے قتل کا واقعہ یاد آجانے سے وحشت نہ ہو اسلئے اطمینان دلایا کہ وہ مغفرت کی درخواست کرنے پر معاف کر دیا گیا اُس کو یاد کرکے پریشان نہ ہونا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہو گیا تھا اُس کا ڈر تھا اُن کے دل میں اُن کو معاف کر دیا ۱۲ (۱۱) اور تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر داخل کردے تو وہ بغیر کسی عیب کے خوب سفید چمکتا ہوا نکل آئے گا۔ یہ دونوں معجزے ان نو معجزوں میں سے ہیں جو تجھ کو

دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے کیونکہ وہ بڑے حد سے نکل جانے والے لوگ ہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سورۂ اعراف میں وے سات نشانیاں ہو چکیں ۱۲
فائدہ وہ نشانیاں یہ ہیں۔ قحط اور میووں کا نقصان اور طوفان اور ٹڈی اور چچڑی اور مینڈک اور لہو اور ہاتھ سفید چمکتا اور عصا یہ دونوں یہاں موجود ہیں اور سات سورۂ اعراف کے چودھویں
رکوع میں ہیں ۱۲ (۱۲) غرض جب ان کے پاس ہمارے نہایت روشن اور واضح الدلالۃ معجزے اور نشانیاں پہونچیں تو یہ کہنے لگے یہ تو کھلا ہوا جادو ہے ؛ یعنی دونوں یہ نشان پہلی ملاقات
میں پیش کئے پھر وقتاً فوقتاً بعض نشانیاں دکھاتے رہے لیکن وہ سب معجزات کو کھلا ہوا جادو کہنے لگے اور سحر بتاتے رہے (۱۳)

Marfat.com

اور فرعون کی قوم والوں نے از روئے ظلم اور اقتدار کے غرور و تکبر سے اُن تمام نشانات اور معجزات کا انکار کر دیا حالانکہ اُن کے جی اور اُن کے دل اُن نشانات کا یقین کر چکے تھے۔ لہٰذا اے پیغمبر دیکھیئے ان مفسدوں اور شریروں کا انجام کیسا ہوا ؛ یعنی پے در پے نشانات کو دیکھ کر دل تو قائل ہو گئے تھے لیکن اقتدار کا گھمنڈ غرور و تکبر اور نا انصافی اور ظلم کی عادت ان خرابیوں کے باعث ضمیر کے خلاف انکار کرتے رہے لہٰذا دیکھ لیجئے کہ فساد برپا کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا کہ دنیا میں غرق کئے گئے اور قیامت میں جہنم کے گھاٹ اُتارے گئے (۱۴) اب آگے حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے ذکر میں، ایک ایسی عورت کا ذکر ہے جو نشاناتِ الٰہی کو دیکھ کر حضرت سلیمانؑ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی اور شرک سے توبہ کرنے کا اعلان کیا یعنی ملکہ سبا کے اسلام کا ذکر چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور بلاشبہ ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم عطا فرمایا اُس پر ان دونوں باپ بیٹوں نے کہا تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کو لائق اور سزاوار ہیں جس نے ہم کو اپنے

وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ
اور اُن لوگوں نے از روئے ظلم اور تکبر و سرکشی ان معجزات کا انکار کر دیا حالانکہ اُن کے دل ان کا یقین
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَ
کر چکے تھے سو اے پیغمبر دیکھیے ان مفسدوں کا انجام کیسا ہوا۔ اور بلاشبہ ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو
سُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ
علم عطا فرمایا اور اس پر ان دونوں نے کہا سب تعریفیں اُس خدا کو لائق ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے
مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٥﴾ وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَ
ایمان والے بندوں پر فضیلت عطا فرمائی۔ اور سلیمانؑ داؤدؑ کا جانشین ہوا اور
قَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ
اُس نے کہا کہ اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی ضروری
كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَحُشِرَ
چیزیں دی گئی ہیں واقعی یہ حکومت و علم کا عطا کرنا ایک کھلا ہوا فضل ہے۔ اور سلیمانؑ کے لئے
لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ
اُس کے لشکر جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے جمع کئے گئے اور وہ روکے
يُوْزَعُوْنَ ﴿١٧﴾ حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ
جاتے تھے یعنی منظم و مرتب کرنے کی غرض سے۔ یہاں تک کہ جب سلیمانؑ اور اُس کے لشکر چیونٹیوں کے ایک میدان پر پہنچے تو ایک چیونٹی
يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ
نے کہا اے چیونٹیو! اپنے اپنے سوراخوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ
وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ
اور اُس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور اُن کو خبر بھی نہ ہو۔ چیونٹی کی اس بات پر سلیمانؑ مسکراتے ہوئے
قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ
ہنس پڑا اور کہنے لگا اے میرے رب مجھے اس بات پر قائم رکھ کہ میں تیرے ان احسانات کا شکریہ ادا کرتا رہوں

منزل ۵

بہت سے ایمان والے بندوں پر بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی ؛ یعنی ان کو علم شریعت اور حکم رانی کا طریقہ سکھایا اس پر اُنھوں نے ہمارا شکر ادا کرتے ہوئے کہا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین۔ کثیر کی قید شاید اس لئے لگائی کہ بندگانِ خدا کی اکثریت پر برتری ظاہر ہو نہ کہ جملہ انسانوں پر کیونکہ تمام مخلوقات پر برتری اور بزرگی حصہ ہے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا (۱۵) اور سلیمانؑ داؤدؑ کا جانشین اور وارث ہوا اور اُس نے کہا کہ اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو ہر قسم کی ضروری چیزیں عطا کی گئی ہیں واقعی یہ حکومت اور علم کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا ایک کھلا ہوا فضل ہے ؛ یعنی حضرت داؤدؑ کی وفات کے بعد حضرت سلیمانؑ اُن کے قائم مقام ہوئے اور ان کے جانشین وارث مقرر ہوئے۔ اور انکو جانوروں کی بولیاں سمجھنے کا علم دیا گیا تو اُنھوں نے لوگوں کے سامنے اس کا اعلان کیا کہ ہم کو پرندوں کی بولی کو سمجھنے کا علم دیا گیا ہے اور حکومت کے چلانے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً لشکر، اسلحہ، اور دیگر ضروری سامان بھی عطا ہوا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا اور کھلا ہوا فضل ہے جو اُس نے عطا فرمایا ہے دوسرے سلاطین کو یہ بات کہاں میسر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وارث ہوا یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہ اور بیٹے تھے وے اس مقام پر نہ ہوئے اور ہر چیز میں سے دیا یعنی جو چیزیں دنیا میں درکار ہیں ۱۲ (۱۶) آگے حضرت سلیمانؑ کے لشکر اور اُس کی ترتیب کا بیان ہے اور سلیمانؑ کے لئے اُس کا لشکر جنات میں سے اور انسانوں میں سے اور پرندوں میں سے جمع کیا گیا اور اُن کو روکا جاتا تھا ؛ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام جب سفر کرتے تو اُنکے لشکر میں جنات بھی ہوتے اور انسان بھی ہوتے اور پرندے بھی شامل ہوتے اور اُن کی روانگی سے قبل اُس تمام لشکر کو ترتیب و تنظیم کی غرض سے روکا جاتا تھا پھر روانگی میں بھی اس ترتیب کو مدنظر رکھا جاتا تھا کہ پہلی صف والے آگے نہ نکل جائیں یا آگے والے پیچھے نہ رہ جائیں اسی طرح میمنہ اور میسرہ میں فرق نہ آئے دائیں والے بائیں طرف نہ ہو جائیں اور بائیں والے دائیں طرف نہ آ جائیں جیسا کہ آج کل منظم حکومتوں کی فوج بھی منظم ہوا کرتی ہے اور اُس کا چلنا اور ٹھہرنا اور دائیں بائیں مڑنا ایک قاعدے اور ضابطے کے ماتحت ہوتا ہے آج کل صرف انسانوں کی فوج ہوتی ہے حضرت سلیمانؑ کے عہد میں انسانوں کے ساتھ جنات اور طیور بھی ہوتے تھے (۱۷) یہاں تک کہ جب سلیمانؑ اور اُس کا لشکر چیونٹیوں کے ایک میدان پر پہونچے تو ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا اے چیونٹیو! تم اپنے سوراخوں اور مکانوں میں گھس جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اُس کے لشکر تم کو کچل ڈالیں اور پیس ڈالیں اور اُن کو خبر بھی نہ ہو ؛ یعنی راستے میں کوئی چیونٹیوں کی بستی اور وادی پڑتی ہوگی تو سلیمانؑ کے لشکر کو آتا دیکھ کر چیونٹیوں کے سردار نے یہ کہا ہو گا چونکہ اللہ تعالیٰ کی یہ مخلوق باوجود اپنی کثرت کے نہایت منظم ہے اور اس مخلوق میں ڈسپلن اور نظم بہت ہے۔ باقاعدہ اُن کی (باقی صفحہ ۶۰۳ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۰۲) فوج ہوتی ہے جاسوس ہوتے ہیں خطرے کے وقت سراغ رساں سپاہی باہر نکلتا ہے اور حالات سے اندر والوں کو مطلع کردیتا ہے اس موقعہ پر اطلاع دہندہ نے بڑی احتیاط سے کام لیا وھم لا یشعرون کہہ کر اس امر کو ظاہر کردیا کہ سلیمانؑ اور اُن کا لشکر ظالم نہیں ہے کہ جان بوجھ کر کسی کو تکلیف کو پہونچائیں البتہ بے خبری میں ایسا ہوسکتا ہے کہ تم لشکر کی روندن میں آکر پس جاؤ اور گذرنے والوں کو خبر بھی نہ ہو حضرت سلیمانؑ نے یہ بات سُن لی اور چیونٹی کی فراست اور کلام میں احتیاط پر اُن کو ہنسی آگئی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چیونٹی کی آواز کوئی نہیں سنتا اُن کو معلوم ہوگئی (۱۸)۱۲ چیونٹی کی اس بات پر سلیمانؑ مسکرایا اور مسکراتے ہوئے ہنس پڑا اور اُس نے کہا اے میرے پروردگار مجھ کو توفیق دے اور اس بات پر مجھ کو مداومت نصیب کر کہ میں تیرے اُن احسانات کا شکر کرتا رہوں **تفسیر صفحہ ہذا**: جو تونے مجھ پر اور میرے والدین پر کئے ہیں اور نیز یہ کہ میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جن کو تو پسند کرتا ہو اور جن سے تو خوش ہو اور تو مجھ کو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل رکھیو ÷ یعنی اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ سے دوام علی الشکر کی توفیق طلب کی۔ اور حضرت حق کے پسندیدہ کاموں کے بجالانے کی دعا کی اور نیک بندے یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل رہنے کی دعا کی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُن کے باپ پر تو ہزاروں احسان تھے اور ماں پر بھی کچھ ہوں گے ایک تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تھی کہتے ہیں وہی تھی جس کا ذکر سورہ صٓ میں ہے اس چیونٹی کی بات سمجھ کر اُن کو شکر آیا ۱۲ اللھم وفقنی لما تحب وترضی (۱۹) اور سلیمانؑ نے پرندوں کی خبر لی۔ جائزہ لیا اور حاضری لی تو کہنے لگا مجھے کیا ہو گیا کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا کیا وہ کہیں غائب ہو گیا ہے ÷ یعنی پرندوں کی حاضری لی تو ہُد ہُد کو نہ پایا تو فرمایا کہ مجھ کو کیا ہوا کہ میں ہد ہد کو نہیں دیکھتا وہ پرندوں کی بھیڑ میں مجھے دکھائی نہیں دیتا یا وہ کہیں غائب ہے۔ حضرت سلیمانؑ پرندوں سے مختلف کام لیتے تھے۔ شاید ہُد ہُد کو بھی کوئی خدمت سپرد ہو اور اُس خدمت کے لئے اُس کی ضرورت ہو کہتے ہیں ہُد ہُد کو یہ حس عطا کی گئی ہے کہ وہ زمین پر سے زمین کے اندر کے پانی کا پتہ معلوم کرلیتا ہے کہ پانی کتنے فاصلہ پر ہے۔ اسی قسم کی ممکن ہے کوئی ضرورت پیش آئی ہو، بہرحال جب حضرت سلیمانؑ نے ہُد ہُد کو نہ پایا تو تادیباً فرمایا (۲۰) یقیناً میں اُس کو سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے روبرو اپنی غیر حاضری پر کوئی معقول دلیل پیش کردے ÷ یعنی ضرورت کے وقت اس کا غیر حاضر ہو جانا موجب سزا ہے۔ تادیباً جو تعزیر مناسب سمجھوں گا وہ دوں گا۔ خواہ وہ کوئی سخت سزا ہو یا ذبح ہو یا کوئی معقول دلیل لائے اپنی غیر حاضری پر (۲۱) پھر زیادہ دیر نہ گذری اور ہُد ہُد نے تھوڑی دیر کے بعد حاضر ہو کر عرض کیا میں ایک ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں کہ آپ کو اُس بات کی خبر نہیں اور میں شہر سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر آیا ہوں ÷ یعنی ایک ایسے ملک کی تفصیلی خبر لایا ہوں کہ آپ کو اُس کی تفصیل کا علم نہیں میں شہر سبا کی پوری تحقیق کر کے اُس کی صحیح اور پختہ خبر لایا ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت سلیمانؑ کو اُس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تھا اب پہنچا۔ سبا ایک قوم کا نام ہے اُن کا وطن عرب میں تھا یمن کی طرف ۱۲ خلاصہ یہ کہ سبا ایک شخص کا

أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ
جو تونے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اور نیز یہ کہ میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جن کو تو پسند کرتا ہو
وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصّٰلِحِينَ ﴿١٩﴾ وَتَفَقَّدَ
اور مجھ کو اپنی رحمت سے تو اپنے نیک بندوں میں شامل رکھیو۔ اور سلیمانؑ نے پرندوں کا
الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ ۖ أَمْ كَانَ مِنَ
جائزہ لیا تو کہنے لگا مجھے کیا ہو گیا کہ میں ہُد ہُد کو نہیں دیکھتا کیا وہ کہیں
الْغَآئِبِينَ ﴿٢٠﴾ لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَا۟ذْبَحَنَّهُ
غائب ہو گیا ہے۔ یقیناً میں اُس کو سخت سزا دوں گا یا اُس کو ذبح کر ڈالوں گا
أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٢١﴾ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ
یا وہ میرے روبرو کوئی معقول دلیل پیش کردے۔ پھر ہُد ہُد نے تھوڑی ہی دیر بعد حاضر ہو کر کہا
أَحَطتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍۭ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿٢٢﴾
میں ایک ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں کہ آپ کو اس بات کی خبر نہیں اور میں قبیلہ سبا سے ایک تحقیقی خبر لیکر آپکے پاس حاضر ہوا ہوں
إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ
میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ وہاں کے لوگوں پر حکومت کر رہی ہے اور اُس کو ہر قسم کا ضروری ساز و سامان دیا گیا ہے اور
لَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ
اُس کے پاس ایک بہت بڑا تخت ہے۔ اور میں نے اُس عورت کو اور اس کی رعایا کو دیکھا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر
لِلشَّمْسِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ
آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے اُن کے اعمال کو
أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٢٤﴾ أَلَّا
اُن کے لئے خوش منظر بنایا ہے اور ان کو صحیح راہ سے روک دیا ہے لہٰذا وہ راہِ حق نہیں پاتے۔ حتیٰ کہ
يَسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ
وہ اُس خدا کو سجدہ نہیں کرتے کہ جو آسمان و زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو باہر نکالتا ہے اور

نام تھا پھر اُس کی اولاد کو سبا کہنے لگے یہ لوگ یمن میں رہتے تھے صنعا سے قریب ہی آباد تھے (۲۲) میں نے وہاں ایک عورت کو پایا کہ وہ وہاں کے لوگوں پر راج کر رہی ہے اور اُس کو ہر قسم کا ضروری سامان دیا گیا ہے اور اُس کے پاس ایک بہت بڑا تخت ہے ÷ یعنی لوازمات سلطنت میں سے ہر قسم کا سامان اُس کو میسر ہے اور ایک مضبوط حکومت کی مالک ہے اور اُس کا تخت بھی بہت بڑا ہے یعنی گھیر گھار کا بھی بڑا ہے یا قیمت کا بیش بہا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سب چیزیں مال و اسباب اور حسن و جمال بھی آگیا اور اُس کے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا کہ اُس وقت کسی بادشاہ کے پاس نہ تھا ۱۲ (۲۳) اور میں نے اُس عورت کو اور اُس کی قوم کو پایا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے اُن کے لئے اُن کے اعمال کو خوش نما و خوش منظر اور مزین کر دیا ہے اور ان کو صحیح راہ سے روک دیا ہے لہٰذا وہ راہِ حق نہیں پاتے ÷ یعنی وہ لوگ آفتاب پرست ہیں شیطان نے اُن کو تباہ کر رکھا ہے اور اُن کی مشرکانہ رسوم کو اُنکی نظروں میں آراستہ کر دیا ہے (باقی صفحہ ۶۰۴)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۰۳) لہٰذا وہ سیدھی راہ کا تجسس بھی نہیں کرتے اور جب اُن کو راہِ حق کی تلاش ہی نہیں تو راہِ حق کو پائیں کیسے شاید ان کے خلاف جہاد کی ترغیب کو یہ الفاظ ہُدہُد نے کہیں ہوں (۲۴)
وہ کیوں اللہ تعالیٰ کو سجدہ نہیں کرتے جو آسمان و زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو باہر نکالتا ہے **تفسیر صفحہ ہٰذا**:- اور جو کچھ تم دلوں میں چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ اُس سب کو جانتا ہے۔
÷ آخر یہ لوگ اُس اللہ تعالیٰ کی عبادت کیوں نہیں بجالاتے اور اسکو سجدہ کیوں نہیں کرتے جو آسمانوں کی اور زمین کی چھپی ہوئی اور پوشیدہ چیزوں کو نکالتا ہے جیسے بارش اور نباتات وغیرہ اور زمین کی بے شمار معدنیات وغیرہ اور عالم ایسا کہ جبات سینوں میں چھپی ہے وہ بھی جانتا ہے اور جو زبان سے اور دیگر جوارح سے کرتے ہو اُس کو بھی جانتا ہے اُس کو چھوڑ کر ایک کُرّے کی جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے پوجا میں لگے ہوئے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہُدہُد کی روزی ریت میں سے کیڑے نکال نکال کھاتا ہے نہ دانہ کھاوے نہ میوہ اُس کو اللہ کی اُسی قدرت سے کام ہے ۱۲ برسات کے موسم میں گیلی زمین کو کھود کھود کر کینچوے بھی نکال کر کھاتا ہے

يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ
تم لوگ جو کچھ چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ اُس سب کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اسکے سوا کوئی عبادت کے
الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ
لائق نہیں اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔ سلیمانؑ نے کہا اچھا ہم ابھی دیکھے لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹ
مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ
بولنے والوں میں سے ہے۔ جا میرا یہ خط لیجا اور اس خط کو اُن کے پاس ڈالدے پھر
تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا
اُن کے پاس سے ہٹ جا اور دیکھتا رہ کہ وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں۔ بلقیس نے کہا اے
الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٩﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ
اہلِ دربار مجھے ایک مکتوب گرامی موصول ہوا ہے۔ وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے
وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿٣٠﴾ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ
اور اس کا مضمون یہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر نہ کرو
وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣١﴾ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْ
اور حکم بردار ہو کر میرے پاس چلے آؤ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہلِ دربار تم مجھ کو میرے اس معاملہ میں
اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿٣٢﴾ قَالُوْا
مشورہ دو میں اُس وقت تک کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو اہلِ دربار نے کہا
نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ
ہم پورے طاقت ور اور سخت جنگ کرنے والے ہیں اور حکم کا اختیار آپ کو حاصل ہے
فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿٣٣﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا
سو آپ دیکھ لیں جو حکم ہم کو دینا ہو۔ بلقیس کہنے لگی بادشاہ جب کسی بستی میں فاتحانہ
قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَ
داخل ہوا کرتے ہیں تو اُس کو برباد کر ڈالتے ہیں اور وہاں کے عزت دار باشندوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور

اور ایک ایک دو دو فٹ زمین کھود ڈالتا ہے زمین کے اوپر سے دیکھ لیتا ہے کینچووں کو شاید مخرج الخبء اسی قدرت خداوندی کی جانب اشارہ ہو، واللہ اعلم (۲۵) اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اُس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہی عرشِ عظیم یعنی بڑے تخت کا مالک ہے ÷ چونکہ اوپر بلقیس کے تخت کا ذکر کیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ کے عرشِ عظیم کا ذکر کیا اور یہ واقعہ ہے کہ بلقیس کے تخت کو عرشِ الٰہی سے کوئی نسبت نہیں (۲۶) ہُدہُد کی باتیں سن کر سلیمانؑ نے کہا اچھا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا تو جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے ÷ یعنی تیرے جھوٹ سچ کا ہم امتحان کریں گے۔ (۲۷) جا میرا یہ خط لیجا اور اس خط کو اُن کے پاس ڈال دے خط ڈالنے کے بعد اُن کے پاس سے ہٹ جا اور دیکھتا رہ کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں اور آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آپ کو معلوم نہ کروا لیکن وہاں کا ماجرا دیکھ آ بد بدلے گیا بلقیس جہاں اکیلی سوتی تھی روزن سے جا کر اس کی چھاتی پر رکھ دیا ۱۲ (۲۸) بلقیس نے خط کو پڑھ کر اپنے سرداروں اور درباریوں سے کہا اے اہلِ دربار مجھے ایک مکتوب گرامی موصول ہوا ہے اور میرے پاس ایک عزت کا خط ڈالا گیا ہے

ع ۲ ۱۷ ۱۷

حضرت سلیمان علیہ السلام کی شہرت اور اُنکی خداداد سلطنت سے واقف ہوگی اس لئے کتاب کے ساتھ عزت و شرافت کا لفظ بڑھایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہتے ہیں ستھرے کاغذ پر لکھا تھا ۱۲ بہرحال ہو سکتا ہے کہ شاہانہ کاغذ پر لکھا ہو (۲۹) وہ خط سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور اُس کا مضمون یہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے (۳۰) تم لوگ میرے مقابلے میں زور اور تکبر نہ کرو اور میرے سامنے حکم بردار ہو کر چلے آؤ ÷ یعنی زور دکھانے اور تکبر کرنے کی ضرورت نہیں میرے سامنے مطیع ہو کر چلے آؤ۔ اتنا مختصر خط اور اتنا جامع اور پُرشوکت ایک پیغمبر ہی کا ہو سکتا ہے جو نبوت اور ملک و سلطنت دونوں رکھتا ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُن کو دینِ حق کھانا منظور تھا ۱۲ (۳۱) خط سُنانے کے بعد بلقیس نے اپنے اُمرا اور اہلِ دربار سے مزید مشورہ طلب کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے بلقیس نے اہلِ دربار سے کہا اے اہلِ دربار تم مجھ کو میرے اس معاملہ میں رائے اور مشورہ دو میں اُس وقت تک کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم میرے پاس موجود نہ ہو ÷ یعنی چونکہ تم میرے معتمد ہو اس لئے میں تم سے ہر ایک کام کا مشورہ کرتی ہوں اور کوئی بات تم سے پوشیدہ نہیں کرتی بلکہ جو فیصلہ کرتی ہوں تم سے رائے حاصل کرنے کے بعد تمہارے روبرو کرتی ہوں (۳۲) اہلِ دربار نے کہا ہم پورے طاقت ور اور صاحبِ قوت ہیں اور بڑے جنگ جو اور لڑنے والے ہیں اور حکم دینے کا اختیار آپ کو حاصل ہے لہٰذا اب آپ غور کر لیں جو حکم ہم کو دینا چاہیں ÷ یعنی جہاں تک لڑائی کا تعلق ہے اور دشمن سے مقابلہ کا معاملہ ہے اُس کے لئے ہم بالکل آمادہ اور تیار ہیں اور ساز و سامان سے بالکل لیس ہیں۔ لیکن جہاں تک جنگ کا حکم دینا اور میدانِ جنگ میں نکلنے کا معاملہ ہے وہ آپ کے اختیار میں ہے لہٰذا آپ (باقی صفحہ ۶۰۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۰۴) اپنی مصلحت دیکھ لیں کہ آپ کیا حکم کرتی ہیں (۳۳) بلقیس کہنے لگی بادشاہ جب کسی بستی میں فاتحانہ داخل ہوا کرتے ہیں تو اُس کو برباد اور تہ وبالا کر ڈالتے ہیں اور وہاں کے عزت دار لوگوں کو ذلیل اور حقیر کر دیا کرتے ہیں اور یہ بھی اسی طرح کریں گے ٭ یعنی اس وقت لڑنا اور اعلانِ جنگ کرنا تو مناسب نہیں۔ کیونکہ اگر فریقِ مخالف کو فتح اور غلبہ حاصل ہو گیا تو فتح کرنے والوں کی عام عادت یہ ہے کہ جس بستی میں وہ غلبہ کے بعد گھستے ہیں تو اُس بستی کو برباد کر ڈالتے ہیں اور وہاں کے بڑے بڑے عزت دار لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور اُن سے حقارت آمیز سلوک اور برتاؤ کرتے ہیں اور یہ لوگ ایسا ہی کریں گے کہ ہمارے شہر کو تہ وبالا کر دیں گے اور یہاں کے اہلِ مناصب کے ساتھ کس قدر تحقیر آمیز برتاؤ کریں گے اسلئے فی الحال جنگ کا اعلان مناسب نہیں بلکہ میں ایک اور تدبیر کرتی ہوں اور اُس کا انجام دیکھتی ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کریں گے ۱۲ (۳۴) **تفسیر صفحہ ہٰذا**:- اور میں سردست ان لوگوں کی طرف کچھ تحفہ بھیجتی ہوں اور اُن لوگوں کے پاس اپنے آدمیوں کے ہاتھ ہدیہ ارسال کرتی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں کہ وہ میرے فرستادے کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چاہا کہ ان بادشاہ کا شوق معلوم کرے کس طرح پر ہے ۱۲ یعنی اُن کا ذوق معلوم ہو جائے کہ وہ کیا چیز پسند کرتے ہیں اگر کچھ لے دیکر پیچھا چھوٹ جائے تو اچھا ہے چنانچہ ہر قسم کے تحائف روانہ کئے اور جب وہ فرستادہ بیش قیمت جواہرات۔ گھوڑے۔ خوبصورت باندیاں وغیرہ لیکر حضرت سلیمانؑ کے دربار میں حاضر ہوا (۳۵) پھر جب وہ فرستادہ ہدیہ لیکر سلیمانؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلیمانؑ نے کہا کیا تم لوگ مال ودولت سے میری امداد کرنا چاہتے ہو سو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو اُس نے تم کو دیا ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ تم ہی اُس تحفہ سے جو تم کو پیش کیا جائے خوش ہوا کرتے ہو ٭ اوپر کی آیت میں جمع فرمایا تھا اور بلقیس نے مرسلون کہا تھا یہاں مفرد فرمایا شاید تحفہ کے انچارج کو مفرد فرمایا۔ یا فلما جاء سے مراد گروہ ہو بہرحال ہم نے ترجمہ اور تیسیر میں رعایت رکھی ہے۔ یعنی تمہارا مال ودولت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دین اور دنیا دونوں کی دولت عطا کر رکھی ہے تو مجکو اس کی ضرورت نہیں تم ہی اپنے اس ہدیہ اور تحفہ پر اتراتے ہوگے یا یہ مطلب ہے کہ تم ہی اس قسم کا تحفہ لے کر خوش ہوتے ہوگے بھدیتکم تفرحون کے دونوں معنیٰ ہو سکتے ہیں کما قال صاحب الروح۔ (۳۶) اے ایلچی تو انہی اہلِ سبا کی طرف واپس ہو جا اور لوٹ جا اب ہم ان پر ایک ایسا لشکر لے کر پہنچتے ہیں کہ اُن لوگوں سے اس لشکر کا مقابلہ اور سامنا نہ ہو سکے گا اور ہم اُن کو شہرِ سبا سے ذلیل کر کے نکال دیں گے اور اُن کی حالت یہ ہوگی کہ وہ ذلیل اور محکوم ہو جائیں گے ٭ یعنی ہم نے تو اس لئے پیغام بھیجا تھا کہ وہ مشرکانہ افعال کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیتے لیکن اگر وہ مال کا لالچ دیکر دینِ حق سے بچنا چاہتے ہیں تو تو واپس جا اور اُن کو اطلاع دیدے کہ اب جو بات ہوگی میدانِ جنگ میں ہی ہوگی اور وہ ہمارے لشکر کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ہمیشہ کے لئے محکوم اور ذلیل ہو جائیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اور کسی پیغمبر نے اس طرح بات نہیں فرمائی ان کو حق تعالیٰ کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا

كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٤﴾ وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ

یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور میں سردست اُن لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ یعنی تحفہ بھیجتی ہوں

فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ

پھر دیکھتی ہوں کہ وہ میرے فرستادے کیا جواب لیکر پلٹتے ہیں۔ پھر جب وہ ہدیہ لیکر جانیوالا گروہ سلیمانؑ کے پاس پہنچا تو سلیمانؑ

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ

نے کہا کیا تم لوگ مال ودولت سے میری امداد کرنا چاہتے ہو سو اللہ نے جو کچھ مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دیا ہے اصل

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿٣٦﴾ اِرْجِعْ اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ

واقعہ یہ ہے کہ تم ہی اس تحفہ سے جو تم کو پیش کیا جائے خوش ہوا کرتے ہو۔ اے ایلچی تو انہی اہلِ سبا کی طرف واپس جا اب ہم ان پر ایک

بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّ

ایسا لشکر لیکر پہنچتے ہیں کہ جس کا اُن سے مقابلہ نہ ہو سکے گا اور ہم اُن کو شہر سبا سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور اُن کی حالت یہ ہوگی

هُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ

کہ وہ ذلیل و محکوم ہو جائیں گے۔ سلیمانؑ نے کہا اے اہلِ دربار کوئی تم میں ایسا بھی ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ

بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ

مطیع ہو کر میرے پاس آئیں بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے۔ جنات میں سے ایک قوی ہیکل

مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ

جن نے عرض کیا میں اس سے پیشتر کہ آپ اپنے اجلاس سے اُٹھیں اس تخت کو آپ کے پاس لے آؤں گا

مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ﴿٣٩﴾ قَالَ الَّذِيْ

اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس تخت کے لانے کی طاقت رکھتا ہوں اور قابلِ اعتماد ہوں۔ ایک شخص نے جس

عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ

کے پاس کتاب کا علم تھا عرض کیا کہ میں اس تخت کو آپ کی خدمت میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے

اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا

یعنی چشم زدن میں حاضر کئے دیتا ہوں پھر جب سلیمانؑ نے اس تخت کو اپنے رُوبرو رکھا ہوا دیکھا تو کہا یہ بھی

(۳۷) غرض بلقیس نے ایلچی کا پیام سن کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم کو چلنا چاہئے اور مقابلہ نہیں کرنا چاہئے ورنہ مبادا محکومی اور ذلت کا سامنا ہو چنانچہ وہ وہاں سے روانہ ہوئی اور یہاں حضرت سلیمانؑ نے اپنے درباریوں سے فرمایا۔ اے اہلِ دربار کوئی تم میں ایسا بھی ہے کہ قبل اس کے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے ٭ یعنی وہ لوگ چونکہ اسلام کی اطاعت کے لئے آرہے تھے اس لئے مسلمین کی قید واقعی ہے غالباً یہ بھی مقصود ہوگا کہ معجزے کا اظہار بھی ان پر ہو جائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر جو اپنی امان میں نہیں اُس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پھر حلال نہیں ۱۲ وفیہ اشارۃ ان مال الحربی قبل الانقیاد والاسلام مباح (۳۸) اس پر جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا میں اس سے پیشتر کہ آپ اپنے اجلاس سے اُٹھیں اور کھڑے ہوں اُس تخت کو آپ کے پاس لے آؤں گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اُس تخت کے (باقی صفحہ ۶۰۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۰۵) لانے پر طاقت رکھتا ہوں اور قابلِ اعتماد اور امانت دار ہوں ⁂ یعنی میں اُس کو آپ کا اجلاس ختم ہونے سے پہلے لا حاضر کروں گا اگرچہ وہ بہت وزنی ہے مگر میں اس پر طاقت رکھتا ہوں اور میں امانت دار بھی ہوں اس لئے اُس کے قیمتی جواہرات بھی محفوظ رہیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اپنی جگہ سے یعنی دربار سے اُس کو پھر ایک عرصہ لگتا اور معتبر اس واسطے کہا کہ اُس میں جواہرات لگے تھے بیش قیمت ۱۲ (۳۹) ایک شخص نے جس کے پاس کتاب الٰہی کا علم تھا کہا کہ میں اُس تخت کو آپ کی خدمت میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے یعنی چشم زدن میں حاضر کئے دیتا ہوں پھر جب سلیمانؑ نے اُس تخت کو اپنے روبرو رکھا ہوا دیکھا تو کہا یہ بھی تفسیر صفحہ ہٰذا میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ مجھ کو آزمائے کہ میں اُس کا شکر بجا لاتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں، اور جو شخص شکر کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدہ کو اور بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو شخص ناسپاسی اور کفرانِ نعمت کی روش اختیار کرتا ہے تو میرا پروردگار بے پروا اور کریم ہے ⁂ حضرت سلیمانؑ نے تخت اپنے روبرو رکھا ہوا دیکھ کر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آیا ہے خواہ اس کا آنا حضرت سلیمانؑ کی نیت کی رد دعا کا معجزہ ہو یا آصف کی کرامت اور اسم اعظم کی برکت اس کا سبب ہو۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آناً فاناً میں اتنا بڑا تخت صدہا میل کی مسافت طے کرکے آگیا۔ پھر اس فضلِ الٰہی اور انعامِ خداوندی کا فلسفہ اور اُس کی علت بتائی کہ یہ انعام اس لئے ہوا کہ جس طرح مصائب و آلام میں آزمائش و امتحان پوشیدہ ہوتا ہے اسی طرح فضل و احسان کے دامنوں میں بھی حضرت حق کی جانب سے ابتلا اور آزمائش پنہاں ہوتی ہے، پھر یہ بھی فرمایا کہ حضرت حق جل مجدہٗ کسی کے شکر اور اعتراف احسان کا محتاج نہیں اور نہ اُس کو کسی کی ناسپاسی کی پروا ہے شکر بجا لانے والا اپنے ہی فائدے اور نفع کو شکر بجا لاتا ہے اور شکر کی بجا آوری کا نفع ازدیادِ نعمت کی شکل میں اُسی کو ملتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر کوئی اُس کے فضل کا استقبال ناشکری اور کفرانِ نعمت کے ساتھ کرتا ہے تو میرے پروردگار کا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ وہ تو غنی ہے اور صفاتِ عالیہ کا مالک ہے۔ شاہ صاحبؒ نے کریم کا ترجمہ نیک ذات کیا ہے۔ علم کتاب سے مراد یا تو اسم اعظم ہے یا توریت کا علم مراد ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہونچے جن سے کرامت ہونے لگی۔ نہ پھرا دے آنکھ یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اُس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسماء اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف تھا اُن کا وزیر ۱۲ یعنی آصف نے اسم اعظم جو اُس کو یاد تھا اُسکو پڑھ کر دعا کی شاید وہ اسم اعظم یا حی یا قیوم ہوگا عبرانی میں آہیاً اشراہیاً کہا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یا ذا الجلال والاکرام ہو۔ اسم اعظم کی بحث فقیر نے اپنی کتاب مشکل کشا کی ابتدا میں کی ہے وہاں ملاحظہ کرلی جائے (۴۰) سلیمانؑ نے حکم دیا کہ بلقیس کے لئے اس کے تخت میں کچھ تغیر اور تبدیلی کردو تاکہ ہم دیکھیں کہ اُس کو اُس کا پتہ لگتا ہے یا اُس کا شمار اُن ہی لوگوں میں ہے جن کو پتہ نہیں لگتا اور راہ نہیں ملتی ⁂ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں روپ بدلنا کہ وہ جڑاؤ تھا اُس کا جڑاؤ اُکھیڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمانی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا ۱۲ یعنی چیز وہی تھی اس کی صورت اور اس کے روپ میں کچھ تبدیلی کرادی (۴۱) پھر جب بلقیس حاضر ہوئی تو اُس سے کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے اُس نے جواب دیا گویا ہوبہو وہی ہے۔ کہنے لگی ہاں ہے تو ایسا ہی اور ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے معلوم اور تحقیق ہو چکا ہے اور ہم حکم بردار ہو چکے ہیں ⁂ یعنی آپ کا حال پہلے ہی معلوم ہو چکا ہے کہ آپ صرف بادشاہ ہی نہیں ہیں بلکہ آپ کے پاس حکومت و نبوت دونوں چیزیں ہیں اس معجزے کی چنداں ضرورت نہ تھی ہم تو آپ کے کمالات کے پہلے ہی معترف اور آپ کے مطیع و منقاد ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی (۴۲) اور اُس کو اب تک ایمان لانے سے اُس چیز نے روک رکھا تھا جس کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت اور پوجا کیا کرتی تھی کیونکہ وہ کافروں کی قوم میں سے تھی۔ یعنی ابتدائی فہم سے اُس کو اس کی شمس پرستی نے روک رکھا تھا (باقی ضمیمہ میں)

مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ

میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ مجھ کو آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص

شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ

شکر کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کیلئے شکر کرتا ہے اور جو شخص ناسپاسی کی روش اختیار کرتا ہے تو میرا رب

غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ

بے پروا اور کرم کرنے والا ہے سلیمان نے حکم دیا کہ بلقیس کے لئے اُس کے تخت میں کچھ تبدیلی کردو تاکہ ہم دیکھیں کہ اسکو

اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَلَمَّا جَاۗءَتْ

اس کا پتہ لگتا ہے یا اس کا ان ہی لوگوں میں شمار ہے جن کو راہ نہیں ملتی ۔ پھر جب بلقیس حاضر ہوئی

قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا

تو کہا گیا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے اس نے جواب دیا گویا ہوبہو وہی ہے اور ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے

الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ

پیشتر ہی تحقیق ہو چکا ہے یعنی آپ کا حال اور ہم حکم بردار ہو چکے ہیں۔ اور اس کو اب تک ایمان لانے سے

تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾

اُس چیز نے روک رکھا تھا جس کی وہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیا کرتی تھی کیونکہ وہ کافروں کی قوم میں سے تھی۔

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ

بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو پھر جب اُس نے اُس محل کے صحن کو دیکھا تو اس کو لہریں پڑتا ہوا پانی سمجھا

كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ

اور اُس نے اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں سلیمان نے کہا یہ ایک محل ہے جس میں شیشے

قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ رَبِّ اِنِّىْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ

جڑے ہوئے ہیں اس پر بلقیس کہنے لگی اے میرے پروردگار میں اپنی جان پر ظلم کرتی رہی اور میں

سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ

سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اللہ رب العالمین پر ایمان لائی ۔ اور ہم نے ثمود کے پاس

ع ۱۳ / ۱۸

Marfat.com

اور ہم نے ثمود کے پاس ان کے بھائی صالح کو یہ پیام دیکر بھیجا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یہ پیغام سنتے ہی وہ لوگ دو فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے کے کے لوگ پیغمبر کے آنے سے جھگڑنے لگے ۱۲ خلاصہ یہ کہ دو فریق ہو گئے ایک سرداروں اور سرمایہ داروں کا دوسرا غرباء اور ضعفاء کا جیسا کہ سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے اور یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی صحیح خبر پیش کی جائے تو کچھ مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے یہی جھگڑے کی صورت ہوتی ہے (۴۵) حضرت صالحؑ نے کہا اے برادران قوم تم لوگ بھلائی سے پہلے برائی کی کیوں جلدی کرتے ہو اور برائی کو کیوں جلد طلب کرتے ہو تم لوگ اللہ تعالیٰ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے ؛ یعنی تو بہ کرتے اور ایمان لاتے عذاب کی بات سن کر ڈرتے یہ تو نہ کیا بلکہ عذاب مانگنے لگے یہ شاید فأتنا بما تعدنا ان کنت من المرسلین کے جواب میں کہا ہوگا۔ کہ عذاب طلب کرنے سے پہلے اچھی باتوں پر آمادہ کیوں نہیں ہوتے تاکہ رحم کے مستحق قرار پاؤ (۴۶) وہ کہنے لگے ہم نے تو تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو منحوس قدم پایا صالحؑ نے کہا تمہاری نحوست کا سبب تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور اُسی کے علم میں ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ تم لوگ ہو جو آزمائش میں ڈالے گئے ہو اور جانچے گئے ہو ؛ یعنی الزام دیا حضرت صالحؑ کو نااتفاقی پھیلانے کا یعنی تو نے یہ نئی بات چلا کر ہم میں تفرق پیدا کر دی یا قحط ہوا تھا اُس کو کہا کہ تیری اور تیرے ساتھیوں کی یہ نحوست ہے حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ اس تمہاری نحوست کا سبب تو اللہ کے علم میں ہے اور وہ تمہارے اعمال ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ تم کو جانچا جاتا ہے اور تم لوگ جانچے جاتے ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر کی شامت سے تم پر سختی پڑی ہے کہ دیکھیں سمجھتے ہو یا نہیں ۱۲ (۴۷) اور اس بستی میں نو آدمی تھے جو ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے تھے اور سنوار و اصلاح نہ کرتے تھے ؛ یعنی نو آدمی بہت ہی شریر تھے اُن کا کام سوائے فساد کے اور کچھ تھا ہی نہیں حجر جو بستی کا نام تھا اس میں بھی فساد برپا کرتے رہتے تھے اور بستی سے باہر بھی فساد کیا کرتے تھے اصلاح اور سنوار سے انکو کوئی تعلق نہ تھا (۴۸) ان فسادیوں نے آپس میں کہا کہ سب اس پر اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم صالحؑ اور اُس کے متعلقین پر شب خون ماریں گے پھر ہم اُس کی طرف سے دعویٰ کرنے والے ولی اور وارث سے کہدیں گے کہ ہم تو ان لوگوں کے مارے جانے کے وقت موجود ہی نہ تھے اور یقیناً ہم بالکل سچے اور راست گو ہیں ؛ یعنی اس بات پر قسم کھا کر متفق ہو کر ایک رات کو شب خون مار کر ان سب مسلمانوں اور صالحؑ کا صفایا کر دو پھر اگر تحقیق کا معاملہ آئے اور ان لوگوں کا کوئی ولی کھڑا ہو اور پنچایت میں مقدمہ آئے تو خون کا دعویٰ کرنیوالے وارث سے ہم کہدیں کہ مارنا تو کیسا ہم تو وہاں موجود بھی نہ تھے اور تاکید اً کہیں گے کہ ہم بالکل راست گو ہیں گویا قتل کا فیصلہ بھی کر لیا اور بیان بھی مرتب کر لئے اور یہ بھی کہ رات کا واقعہ ہوگا۔ گواہ کوئی ملے گا نہیں ہم بری ہو جائیں گے (۴۹) اور انھوں نے ایک خفیہ سازش کی اور ہم نے بھی اُن کی سازش کے توڑ کے لئے ایک خفیہ

أَخَاهُمْ صٰلِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقٰنِ

اُن کے بھائی صالحؑ کو یہ پیغام دیکر بھیجا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یہ پیغام سنتے ہی وہ لوگ دو فریق

يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٥﴾ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ

ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے۔ حضرت صالحؑ نے فرمایا اے برادران قوم تم لوگ بھلائی سے پہلے برائی کو

قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ

کیوں جلدی طلب کرتے ہو تم لوگ اللہ تعالیٰ سے بخشش کیوں نہیں مانگتے تاکہ

تُرْحَمُونَ ﴿٤٦﴾ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ قَالَ

تم پر رحم کیا جائے۔ وہ کہنے لگے ہم نے تو تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو منحوس قدم پایا صالحؑ نے کہا

طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿٤٧﴾ وَكَانَ

تمہاری نحوست کا سبب تو اللہ ہی کے علم میں ہے اصل واقعہ یہ ہے کہ تم وہ لوگ ہو جو آزمائش میں مبتلا کئے گئے ہو۔ اور اس

فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

بستی میں نو آدمی تھے جو ملک میں فساد برپا کرتے پھرتے تھے

وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿٤٨﴾ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ

اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ ان فسادیوں نے آپس میں کہا تم سب اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم صالحؑ اور اُسکے متعلقین

وَأَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ

پر شبخون ماریں گے پھر ہم اُس کی طرف سے دعویٰ کرنے والے وارث سے کہدیں گے کہ ہم تو ان لوگوں کے مارے جانے

أَهْلِهٖ وَإِنَّا لَصٰدِقُونَ ﴿٤٩﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا

کے وقت موجود ہی نہ تھے اور یقیناً ہم بالکل راست گو ہیں۔ اور اُنھوں نے ایک خفیہ سازش کی اور ہم نے بھی ان کیخلاف ایک خفیہ

مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٠﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ

تدبیر کی اور ان کو اس تدبیر کی خبر بھی نہ ہوئی۔ سو اے پیغمبر دیکھیے کہ ان کی سازش کا انجام

مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥١﴾ فَتِلْكَ

کیسا ہوا کہ ہم نے ان نو فسادیوں کو اور ان کی قوم کو سب کو ہلاک کر ڈالا۔ سو اب یہ

تدبیر کی اور اُن کو اس تدبیر کی خبر بھی نہیں ہوئی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ان کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہو گئے تھے جب تک شرارت حد کو نہیں پہونچتی عذاب نہیں آتا ۱۲ یعنی ان شرارت پسندوں نے سازش کی کہ حضرت صالحؑ اور اُن کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالیں حضرت صالحؑ کے مکان پر اس ارادے سے پہونچے یا حضرت صالح علیہ السلام جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے وہاں گئے غرض اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہلاک کر دیا حضرت صالحؑ اور اُن کے ساتھی مسلمانوں کو بچا لیا گیا اور قوم کو ایک ہولناک چیخ سے ہلاک کر دیا گیا اسی کو آگے بیان فرمایا۔ ان بدمعاشوں کے منصوبے خاک میں مل گئے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر کامیاب ہوئی حضرت صالح علیہ السلام نے قریب کے ایک پہاڑ میں مسجد بنا رکھی تھی اُس میں … کو عبادت کیا کرتے تھے (۵۰) پس اے پیغمبر دیکھئے اُن کی خفیہ سازش کا انجام کیسا ہوا کہ ہم نے ان نو فسادی اشخاص کو اور اُن کی قوم کو سب کو ہلاک کر ڈالا اور اُکھیڑ مارا (باقی صفحہ ۶۰۸ پر)

Marfat.com

٭ یعنی آسمانی عذاب سے پوری قوم تباہ کردی گئی (۵۱) سو اب یہ اُن کے گھر ہیں جو ان کے کفر کی وجہ سے ویران اور ڈھئے ہوئے پڑے ہیں بلاشبہ اس ثمود کے واقعہ میں اُن لوگوں کے لئے بڑی عبرت ہے جو دانش مند ہیں (۵۲) اور ہم نے اُن لوگوں کو اس عذاب سے بچالیا جو ایمان اور پرہیزگاری کا طریقہ اختیار کرچکے تھے ٭ یعنی اہلِ مکہ شام جاتے ہوئے ثمود کی ویران بستیوں کو دیکھتے ہیں اس لئے فرمایا کہ یہ اُن کے ڈھئے ہوئے گھر پڑے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہی حال ہے اُن کافروں کا ۱۲ خلاصہ یہ کہ کافروں کا یہ حشر ہوا اور اہلِ یقین اور اہلِ تقوٰی بچالیے گئے (۵۳) اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم دیدہ و دانستہ اور جانتے بوجھتے بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو ٭ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دیکھتے ہو کہ کیسا بُرا کام ہے ۱۲ (۵۴) آگے اس کا بیان ہے کیا تم شہوت رانی کی خاطر عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر دوڑتے اور مائل ہوتے ہو بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم لوگ بے سمجھ اور بڑے ہی جاہل ہو ٭ یعنی اس طرح مادۂ منویہ کو ضائع کرنا بڑی جہالت اور ناسمجھی کی بات ہے (۵۵) اس پر اُس کی قوم کے پاس سوائے اس کے اور کوئی جواب نہ تھا کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوطؑ اور اُس کے متعلقین کو اپنی بستی سے نکال دو کیونکہ یہ لوگ بہت ستھرے اور پاکیزہ بننا چاہتے ہیں ٭ یعنی ان کو پاک باز بننے کا بہت شوق ہے (۵۶) پھر ہم نے اس لوطؑ کو اور اُس کے متعلقین کو سوائے اُس کی بیوی کے بچا لیا، اُس کی بیوی کے لئے ہم نے انہی لوگوں میں رہ جانا مقدر کر رکھا تھا جو رہ جانے والے تھے ٭ یعنی ہم نے حضرت لوط علیہ السلام اور اُن کے متعلقین کو بچالیا مگر اُس کی بیوی کو ایمان نہ لانے کی وجہ سے عذاب میں رہ جانے والوں میں رہ جانا تجویز کردیا اور اُس کے لئے یہی مقدر کردیا کہ وہ رہ جانے والوں کے ہمراہ رہے (۵۷) اور ہم نے اُن پر ایک عجیب قسم کا اور نئی طرح کا مینہ برسایا سو جو مینہ اُن پر برسا جو ڈرائے جاچکے تھے وہ کیا بُرا مینہ تھا ٭ یعنی اُن پر پتھراؤ ہوا اور کھنگروں کا مینہ برسا اُن لوگوں کو پہلے سے ڈرایا جاچکا تھا لیکن باز نہ آئے بالآخر بستیاں اُلٹ دی گئیں اور کھنگر برسائے گئے جیسا کہ سورۂ حجر میں گذر چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت سلیمانؑ کے قصے میں ہم لادیں گے لشکر جن کا سامنا نہ کرسکیں گے وہی بات ہوئی رسول میں اور رکنے والوں میں اور حضرت صالحؑ پر لو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑیں، اللہ نے ان کو بچایا اور اُن کو کھپایا مکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے تھے لیکن نہ بنا جس رات حضرتؐ نے ہجرت کی کئی کافر حضرت کے گھر کو گھیرے بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے میں نکلیں تو سب مل کر مارلیں حضرتؐ نکل گئے اُن کو نہ سوجھا اور قوم لوطؑ نے چاہا کہ شہر سے نکال دیں یہ بھی چاہ چکے تھے اللہ نے آپ سے نکلنا بنادیا ۱ اسی میں کام بنا ۱۲ (۵۸) اب تک رسالت پر گفتگو تھی اب توحید باری کے دلائل مذکور ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر یوں کہیے کہ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے سزاوار اور اللہ تعالیٰ ہی کو لائق ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اُن بندوں پر سلامتی نازل ہوتی رہے جن کو اس نے منتخب فرمایا اور برگزیدہ کیا بھلا کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو یہ مشرک اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں ٭ سلامتی نازل ہو برگزیدہ بندوں پر یعنی انبیاء اولیاء صلحاء اور اتقیاء پر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیجکر اگلی بات شروع کرنی لوگوں کو سکھادی ۱۲ مطلب یہ ہے کہ اپنے پیغمبر کو خطبہ تعلیم کیا کہ ہماری طرف سے توحید کا ذکر شروع کروگے تو اس سے پہلے خطبہ کے الفاظ ادا کرو بعض لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے کمالات اور احسانات جو اوپر پیغمبروں پر مذکور ہوئے اُس پر شکر بجا لانے کا حکم ہوا۔ بہرحال یہ بھی ہوسکتا ہے اب آگے توحیدِ الٰہی کا وعظ ہے اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا جن کو یہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں یعنی بُت وغیرہ چونکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے بہتر ہونے کا قول کرتے تھے لیکن باوجود اس کے کمزور مخلوق کو اُس کی عبادت میں شریک کرتے تھے (۵۹)

بُیُوْتُهُمْ خَاوِیَةًۢ بِمَا ظَلَمُوْا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً
ان کے گھر ہیں جو ان کے کفر کی وجہ سے ویران پڑے ہوئے ہیں بلاشبہ اس ثمود کے واقعہ میں اُن لوگوں کیلئے

لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا
بڑی عبرت ہے جو دانش مند ہیں۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو بچالیا جو ایمان اور تقوٰی کی

یَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾ وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ
روش اختیار کرچکے تھے۔ اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم

الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ
دیدہ و دانستہ اس بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو۔ کیا تم شہوت کی خاطر

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ
عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر مائل ہوتے ہو اصل واقعہ یہ ہے کہ

قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ
تم لوگ بڑے ہی جاہل ہو۔ اس پر اُس کی قوم کے پاس سوائے اس کے کوئی جواب

قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ
نہ تھا کہ آپس میں کہنے لگے لوطؑ کے لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دو کیونکہ یہ بہت

یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ؗ قَدَّرْنٰهَا
پاکباز بننا چاہتے ہیں۔ آخر کار ہم نے لوطؑ کو اور اس کے متعلقین کو سوائے اس کی بیوی کے بچالیا کیونکہ ہم نے اس کی بیوی کیلئے انہی لوگوں میں رہ جانا

مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾ وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ
کر رکھا تھا جو رہ جانے والے تھے۔ اور ہم نے ان پر ایک عجیب قسم کا مینہ برسایا یعنی پتھروں کا سو جو مینہ اُن لوگوں پر برسا جن کو ڈرایا جاچکا

مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۵۸﴾ ع قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰی
تھا وہ کیا بُرا مینہ تھا۔ آپ کہیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے سزاوار ہیں اور خدا کے ان بندوں پر سلامتی نازل ہوتی

عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾
رہے جن کو اس نے برگزیدہ کیا بھلا کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ چیزیں جن کو یہ مشرک اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں۔

ع ۴ / ۱۴ / ۱۹

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۵۷۷

حکومت اور اسی کی فرماں روائی ہوگی۔ اور وہ کافروں پر بڑا سخت اور دشوار ہوگا۔ (۲۶) اور جس دن ظالم حسرت کے مارے اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور یوں کہتا ہوگا اے کاش میں بھی رسول کے ساتھ ہوکر صحیح راہ لگ لیتا اور میں نے بھی صحیح راہ اختیار کی ہوتی ✤ یعنی ندامت وحسرت کا یہ عالم ہوگا کہ ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا اور پچھتا پچھتا کر کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی رسولؐ کے ساتھ ہوکر سیدھا راستہ اختیار کرلیتا اور یہ بھی کہے گا (۲۷) ہائے خرابی کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا ✤ یہ شاید عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ایک دفعہ عقبہ نے آپ کو دعوت پر بلایا۔ آپؐ نے فرمایا جب تک اسلام کا کلمہ نہ پڑھے گا میں اس کی دعوت نہیں قبول کروں گا۔ اس نے کلمہ پڑھ لیا آپؐ دعوت میں تشریف لے گئے۔ یہ خبر ابی بن خلف کو ہوئی اس نے عقبہ کو ملامت کی۔ عقبہ نے جواب دیا میں نے تو مہمان کی دل جوئی کے لئے کلمہ پڑھ لیا تھا۔ ابی بن خلف اور عقبہ کا بڑا دوستانہ تھا یا شاید آیت کا مفہوم عام ہو۔ ہر وہ شخص جو ظالم ہو اور گناہگاروں سے تعلق اور دوستانہ رکھتا ہو وہ اُس دن پشیمان ہوکر یہ کہتا ہوگا (۲۸)

بقیہ صفحہ ۵۷۸

یہ ہے کہ سر کے بل جائیں گے یا یہ کہ گھسیٹتے ہوئے لیجایا جائیگا ان کو جگہ بھی جہنم میں بہت بُری ملے گی تو جگہ کے اعتبار سے بدتر اور چونکہ اپنی کج روی سے صحیح راستہ اختیار نہیں کیا اس لئے راہ کے اعتبار سے بھی گم کردہ راہ ہیں۔ اوندھی عقل تھی ویسا ہی سلوک ہوا (۳۴) اب اس سلسلہ میں بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے واقعات کا تذکرہ ارشاد ہوتا ہے اور بلاشبہ ہم نے حضرت موسٰی کو کتاب یعنی توریت دی تھی اور ہم نے اُن کے بھائی ہارون کو اُن کے ساتھ اُن کا معین ومددگار بنایا تھا۔ (۳۵) پھر ہم نے اُن سے کہا کہ تم دونوں اُن لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہمارے دلائل توحید کی تکذیب کی ہے۔ پھر ہم نے اُن سب تکذیب کرنے والوں کو بالکل ہلاک کردیا ✤ یعنی موسٰی اور ہارون وہاں گئے اور فرعون کو سمجھایا مگر وہ اور اُس کی قوم متاثر نہ ہوئی اور بالآخر وہ سب ہلاک وبرباد کردئے گئے۔ آیات کی تکذیب جو فرمائی حضرت موسٰی سے پہلے وہاں شاید حضرت یوسف کا دین رائج تھا یہ لوگ اُس کی تکذیب کرتے ہوں گے یا عقلی دلائل مراد ہوں گے جس کی وجہ سے ہر شخص توحید الٰہی کا مکلف ہے (۳۶)

بقیہ صفحہ ۵۸۰

اسی لئے نیند کو موت کا بھائی فرمایا۔ نیند موت نہ سہی کالموت تو یقینی ہے۔ سوتے وقت کی دعا میں فرمایا:- بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِكَ اَحْیٰی وَبِكَ اَمُوْتُ (۴۷) اور وہی وحدہٗ لاشریک ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش اور باران رحمت سے پہلے بشارت دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے اور ہم آسمان سے ایسا پانی اُتارتے اور برساتے ہیں جو پاک اور پاک کرنے والا ہے ✤ یعنی باران رحمت سے پہلے بشارت اور خوش خبری دینے والی ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں پھر آسمان کی جانب سے پانی برساتے ہیں وہ پانی خود بھی پاک ہے اور دوسری چیزوں کو بھی پاک وصاف کرنے والا ہے یعنی طاہر بھی اور مطہر بھی (۴۸) تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے مردہ مواضعات کی زمین کو زندہ کردیں اور مری ہوئی زمین میں جان ڈالدیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپایوں اور بہت سے آدمیوں کو اس پانی سے سیراب کریں ✤ بَلْدَةً مَّیْتًا فرمایا یعنی دیہات میں عام طور سے بارانی زمینیں ہوتی ہیں۔ ان بارانی زمینوں کی موت وحیات پر اُس گاؤں کی موت وحیات موقوف ہوتی ہے۔ پانی سے چونکہ خشک زمین میں طاقت نمو پیدا ہوجاتی ہے اس لئے خشک زمین کو مردہ اور ہری بھری زمین کو زندہ فرمایا۔ چوپایوں اور انسانوں کے ساتھ کثیر فرمایا شاید اس لئے کہ دریا اور ندیوں کے قریب رہنے والے چوپائے اور آدمی ندیوں کا پانی پی کر زندگی گذارتے ہیں اور پانی پینے کے لئے بارش کے زیادہ محتاج نہیں ہوتے۔ (۴۹) اور ہم نے ہی اس پانی کو لوگوں کے درمیان مختلف مقدار سے تقسیم کردیا تاکہ غور کریں اور سمجھیں مگر پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے کفران نعمت اور ناسپاسی کے اور کچھ نہیں کیا ✤ یعنی پانی کی تقسیم اس طرح کی کہ بارش کا حصہ ہر ایک کو پہنچا تاکہ یہ غور کریں کہ وہ قادر ومختار کون ہے جس کے حکم سے آگے پیچھے بادل سب جگہ پہنچتے ہیں اور بارش ہوتی ہے لیکن اکثر انسانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ ناشکری اور کفران نعمت کئے بغیر نہ رہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی بجائے نافرمانی اور ناسپاسی پر اڑے رہے بعض حضرات نے صرفناہ کی ضمیر قرآن کی طرف لوٹائی ہے اس تقدیر پر وہی معنی ہوں گے جو بنی اسرائیل میں و لقد صرفنا للناس فی ھذا القرآن کے تحت کئے گئے ہیں ہم نے یہاں راجح قول کو اختیار کرلیا ہے (۵۰) اور اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیجدیتے ✤ یعنی آپ کی امداد کے لئے آپ کے زمانے میں ہر بستی کے لئے ایک ایک ڈرانے والا بھیجدیتے لیکن ہم نے آپ کے اجر اور تبلیغ کا بلند مرتبہ عنایت کرنے کی غرض سے ایسا نہیں کیا تاکہ آپ کا اجر اور آپ کا مرتبہ بلند ہو (۵۱) لہٰذا اے پیغمبر آپ ان کافروں کی اطاعت نہ کیجئے اور ان کا کہنا نہ مانئے اور آپ ان کا قرآن کے ذریعہ سخت مقابلہ کیجئے ✤ یعنی آپ ان کے کہنے میں نہ آیئے اور قرآنی دلائل اور دلائل توحید کے ساتھ پوری قوت اور پورے زور کے ساتھ ان کا مقابلہ کیجئے اور برابر تبلیغ کرتے رہئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نبی کا آنا تعجب نہیں اللہ چاہے تو نبیوں کی بہتایت کردے ہر بستی میں ایک نبی سو تو شبہ نہ تھا کافروں کے انکار سے ۱۲ (۵۲)

بقیہ صفحہ ۵۸۲

کبھی پیچھا چھڑالیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایسوں سے لگے نہیں نہ ان میں شامل ہوں نہ اُن سے لڑیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ اُن سے کوئی قولی یا فعلی انتقام نہیں لیتے (۶۳) اور اپنے پروردگار کے آگے سجدے اور قیام میں رات کاٹتے ہیں ✤ رات اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز میں گذارتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رکوع کو نہیں گنا رکوع بہت لمبا نہیں ہوتا ۱۲ (۶۴) اور وہ جو یوں دعائیں کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیو کیونکہ دوزخ کا عذاب ہمیشہ کی تباہی اور چمٹ جانے والا ہے ✤ یعنی باوجود اس قدر احتیاط اور عبادت کے جہنم اور اُس کے عذاب سے ڈرتے اور پناہ مانگتے ہیں (۶۵) کیونکہ وہ جہنم باعتبار ٹھہرنے کے بھی بری ہے اور باعتبار رہنے کے بھی بُری ہے ✤ یعنی تھوڑی دیر کو ٹھہر کردم لینا بھی بُرا اور زیادہ دیر ٹھہر کر آرام وآسائش کی توقع کرنا بھی بُرا (۶۶) عبادت بدنی کے ساتھ طاعت مالی کا ذکر فرماتے ہیں اور وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ وہ خرچ کرنے میں تنگی اور بخل کرتے ہیں ان کا خرچ کرنا ان دونو باتوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے ✤ یعنی نہ ممسک نہ مسرف بلکہ میانہ روی اختیار کرتے ہیں اور ایک سیدھی گذران پسند کرتے ہیں۔ نہ ایسا اسراف کہ معصیت میں خرچ کرنے لگیں۔ نہ ایسا امساک کہ طاعات میں تنگی دکھلائیں نہ ایسا اُڑائیں کہ تنگدست ہوکر بیٹھ جائیں نہ ایسا امساک اور بخل کہ مٹھی بالکل بند کرلیں۔ بلکہ رحمان کے خاص بندے انفاق میانہ روی اختیار کرتے ہیں (۶۷)

بقیہ صفحہ ۵۹۸

اُٹھانے کا اور موقعہ دیدیں (۲۰۵) پھر ان پر وہ عذاب آپہنچے جس سے ان کو ڈرایا جارہا ہے اور جس کی وعید سنائی جارہی ہے (۲۰۶) تو وہ ان کا چندسالہ عیش اور فائدہ جس سے وہ بہرہ مند کئے گئے اُن کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور یہ عیش کس کام آسکتا ہے ✤ یعنی اگر فرض کرو ان کو چندسالوں کے لئے اور مزے اڑانے کا موقعہ دے دیا جائے اور ان کو مہلت مل جائے اور پھر وہ عذاب آئے جس کی خبر ان کو دی گئی ہے تو کیا وہ چندسالہ عیش اور وہ مہلت ان کو کوئی فائدہ پہنچائے گی۔ پیغمبر کا تشریف لانا قرآن کا نازل ہونا اور ڈرانے والوں کا عذاب سے ڈرانا یہ مہلت ہی تو ہے۔ عذاب کو دیکھکر مہلت طلب کرنا لغو اور بے سود ہے اور اس پر کوئی نتیجہ مرتب ہونے والا نہیں (۲۰۷)

بقیہ صفحہ ۵۹۹

کسی غیرمسلم کی پشت میں نہیں رہے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو مسلمان بنایا ہے واللہ اعلم (۲۱۹) کیونکہ وہ خوب سننے والا جاننے والا ہے ✤ یعنی جب وہ عزیز بھی ہے اور تم پر مہربان بھی سننے والا اور جاننے والا بھی ہے اور آپ کے رات کو اُٹھنے اور نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست وبرخاست سے بھی باخبر ہے۔ لہٰذا آپ کو اُس ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے اور آپ اسی پر توکل کریں (۲۲۰) اے پیغمبر ان منکرین سے جو قرآن کو شیاطین کی خبریں بتاتے ہیں فرمایئے کیا میں تم کو بتاؤں کہ شیاطین کس پر اترا کرتے ہیں (۲۲۱) وہ ہر دروغ گو جھوٹے اور بڑے بدکردار پر اُترا کرتے ہیں (۲۲۲) جو شیاطین کی باتوں پر پوری طرح کان لگادیتے ہیں اور ان میں سے اکثر بہت ہی جھوٹ بولا کرتے ہیں ✤ یعنی شیاطین کے اُترنے کی یہ حقیقت ہے کہ کچھ لوگ شیطان سے دوستی کرلیتے ہیں شیطان آسمانوں کی طرف جاتے ہیں وہاں ان کو انگارے مارے جاتے ہیں وہاں سے بھاگتے ہیں بھاگتے میں فرشتوں کی کوئی جزئی بات کان میں پڑگئی تو اُس میں کچھ اور جھوٹی باتیں ملاکر اُس دوست کو سنادیں دوست نے بہت کان لگاکر یہ باتیں سنیں پھر دوسرے انسانوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے سنائیں سناتے وقت اُس جھوٹ میں کچھ اور جھوٹ ملادیا۔ اس سے زیادہ ان شیطانی خبروں کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک لوگ تھے کاہن کہلاتے کسی شیطان سے دوستی کر رکھتے نذر ونیاز دیکر وہ سب شیطانوں میں مل کر جاتا فرشتوں کی باتیں سننے کو

Marfat.com

وہاں ہکارے مارتے ہیں جو تارے چھوٹتے نظر
آتے ہیں جو ایک دو بات کان میں پڑگئی آکر اس اپنے
دوست پر لا ڈالی اس نے لوگوں کو بنا دی لوگ اس کے
قائل ہوئے جو سچا کاہن ہے سو یہ ہے اور بہت لوگ کہتے
ہیں بعضی چیز انسان سے چھپی ہے شیطان پر معلوم ہے
جیسے سو پچاس کوس کے احوال یا کسی کی جیب میں کیا ہے
یا اس کے دل میں خیال کیا ہے اور اگلی خبر شیطان کو بھی معلوم
نہیں مگر ایک دو بات جو فرشتوں سے سنی اور دس میں
ملالیں اٹکل جھوٹ بڑے پاپی سو شیطان نیک بختوں سے
بیزار ہے کہ یہ اُس کو بُرا جانتے ہیں جھوٹے دغابازوں سے
خوش ہے جو اُس کی مرضی کے موافق ہیں ۱۲ (۲۲۳) اور شاعروں
کی بات پر وہی چلتے ہیں جو گمراہ اور بے راہ ہیں (۲۲۴) اے
مخاطب تجھ کو معلوم کہ یہ شاعر ہر میدان میں حیران و سرگرداں ٹکریں
مارتے پھرا کرتے ہیں (۲۲۵)

سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اُس اللہ تعالےٰ پر ایمان لائی جو تمام
جہانوں کا پالن ہار اور پرورش کرنے والا ہے۔ یعنی حضرت
سلیمانؑ نے ملکہ کے ٹھہرنے کو ایک محل بنوایا جس میں شیشے
لگائے گئے یہاں تک کہ صحن میں بھی شیشے جڑوائے اور
صحن میں جو بڑا حوض تھا جس کو عبور کرکے دیوان خانے میں
داخل ہوتے تھے اُسے بھی شیشے سے پاٹ دیا۔ حوض کا
شیشہ اُس کو نظر نہ آیا۔ شیشے میں سے پانی کی لہریں نظر
آئیں اس نے پایاب سمجھ کر پانی میں سے گذرنا چاہا اپنی دونو
پنڈلیاں کھولیں۔ حضرت سلیمانؑ نے دیوان خانے میں
سے فرمایا یہ ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے
اور حوض پر بلکہ تمام صحن میں شیشے لگے ہوئے ہیں تب اُس
کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اُس نے کہا اے میرے
پروردگار میں اپنی جان پر زیادتی اور ظلم کرتی رہی اور
میں سلیمانؑ کے ساتھ ہو کر اور ان کے طریق کو اختیار کرتے
ہوئے رب العالمین پر ایمان لائی اور اسلام قبول کر لیا۔
بلقیس چونکہ آفتاب کو پوجا کرتی تھی اس لئے اُس کو حوض
پر شیشہ پاٹ کر دکھایا کہ آفتاب میں جو نور نظر آتا ہے اُس
نور کی وجہ سے آفتاب خدا نہیں ہو سکتا جس طرح شیشے
میں سے پانی کا نظر آنا حقیقی پانی نہیں ہے۔ جو لوگ عام
طور سے مظاہر پرستی کے قائل ہیں ان سب کے لئے
اس سورت میں تنبیہ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے
ہیں۔ دیوان خانے میں بیٹھے تھے حضرت سلیمانؑ اس میں
پتھروں کی بجائے شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی گہرا اُس
نے پنڈلیاں کھولیں پانی میں بیٹھنے کو حضرت سلیمانؑ نے
پکارا کہ یہ شیشوں کا فرش ہے پانی نہیں اُس کو اپنی عقل کا قصور اور
اُن کی عقل کا کمال معلوم ہوا کہ دین یہی ہے جو یہ سمجھے ہیں وہی
صحیح ہے ۱۲ بعض مفسرین نے اس موقعہ پر بعض ایسی باتیں
بیان کی ہیں جن کا مبنیٰ محض اسرائیلی روایات ہیں اور وہ قابل
اعتنا نہیں ہیں (۴۴)

بقیہ صفحہ ۶۰۶

چونکہ وہ کافر قوم کی ایک فرد تھی اس لئے بچپنے سے شمس پرستی کی
عادی تھی لیکن جب اُس پر تنبیہ ہوئی تو عقل عادت پر غالب
آئی اور شرک سے باز آگئی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ بعض
مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اُس کو شمس پرستی
سے روک دیا جس میں وہ اپنی قوم کے ساتھ مبتلا تھی اللہ تعالیٰ
کے حکم سے حضرت سلیمانؑ نے اُس کو منع فرما دیا اور جس کو
عادتاً کرتی تھی اُس کو ترک کر دیا (۴۳) بلقیس سے کہا گیا
کہ محل میں چلئے پھر جب اُس نے محل کے صحن کو دیکھا تو اُس
کو لہریں پڑتا ہوا گہرا پانی سمجھا اور اس نے پانی کو عبور کرنے
کے لئے اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں۔ حضرت سلیمانؑ
نے کہا یہ ایک محل ہے جس کے فرش میں شیشے لگے ہوئے
اور جڑے ہوئے ہیں۔ اس پر بلقیس کہنے لگی۔ اے
میرے پروردگار میں اپنی جان پر ظلم کرتی رہی اور میں

Marfat.com

بھلا کس نے آسمانوں کو اور زمین کو بنایا اور کس نے تمہارے لئے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر اس پانی سے ہم نے خوش منظر اور پُر رونق باغ اُگائے یہ کام تمہارے بس کا نہ تھا کہ تم ان باغوں کے درخت اُگا سکو کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے کوئی نہیں بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ کج روی اختیار کرتے ہیں اور دوسروں کو عبادت میں اللہ تعالیٰ کے برابر ٹھیراتے ہیں ✤ یعنی زمین و آسمان کا بنانا اور آسمان سے پانی نازل کرنا پُر رونق اور پھول پھل سے لدے ہوئے باغ اگانا حالانکہ تم میں تو اتنی بھی طاقت اور سکت نہیں کہ ایک درخت بھی اگا سکو چہ جائے کہ پھول یا پھل کی رونق اور بہار یہ کوئی تمہارا بس اور قابو ہو، تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے جو صنعت و خالقیت کا مالک ہو جب کوئی اور معبود ہی نہیں تو سوائے اسکے کیا ہے کہ یہ لوگ صحیح راہ سے مُڑتے اور کج روی اختیار کر کے اور دوسروں کو عبادت میں شریک کر کے اللہ تعالیٰ کیساتھ برابری کا درجہ دے رہے ہیں (۶۰) بھلا کس نے زمین کو بسنے والوں کیلئے قرارگاہ بنایا اور زمین کو ٹھہرنے کے لائق بنایا اور زمین کے درمیان ندیاں بنائیں اور اس زمین کے ٹھیرانے کے لئے بھاری بھاری پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے مابین ایک آڑ بنائی، کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود ہے ہرگز نہیں بلکہ ان میں کے بہتیرے تو موٹی بات سمجھتے بھی نہیں ✤ یعنی زمین کو ایسا بنایا کہ اس میں انسان اور حیوانات آباد ہو سکیں پھر اس زمین کے درمیان ندیاں بنائیں جسکے پانی کو پیا جاسکے اور کھیتی کے کام میں بھی آسکے اور زمین کے ٹھیراؤ اور جماؤ کیلئے جگہ جگہ زمین میں بھاری پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان روک اور حاجب بنایا تاکہ دو دریا آپس میں مل نہ جائیں اور ایک دریا دوسرے دریا کو متاثر نہ کر دے تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور بھی ہے جو اس کا ہاتھ بٹاتا ہو، کوئی نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اکثر لوگ ان میں ان موٹی موٹی باتوں کو سمجھتے تک نہیں (۶۱) بھلا کون ہے جو بیقرار کی پکار کو پہنچتا ہے اور تکلیف و مُصیبت کو دُور کر دیتا ہے جب بیقرار اسکو پکارتا ہے اور کون ہے جو تم کو زمین میں اگلوں کا نائب بناتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب تصرف اور تصرف کا حقدار بناتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے اور یاد رکھتے ہو ✤ یعنی پہلوں کو لیجاتا ہے اور پیچھے آنیوالوں کو اُن کے حقوق منتقل ہو جاتے ہیں، اور پہلوں کے جانے کے بعد پچھلے تمام تصرفات کے حقدار ہو جاتے ہیں اسی طرح مضطر و بیقرار جب اسکو پکارتا ہے تو اسکی پکار کو کون پہنچتا اور کون اسکی مصیبت و پریشانی اور تکلیف کو کھولتا اور دُور کرتا ہے کیا کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور بھی معبود ہے تم لوگ بہت ہی کم سوچتے اور نصیحت قبول کرتے ہو ظاہر ہے کہ جب کوئی اور معبود نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو عبادت میں کیوں شریک کرتے ہو (۶۲) بھلا کون ہے جو جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی اور رہبری کرتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت اور بارش سے پہلے خوشخبری دینے والی ہوائیں بھیجتا اور چلاتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے بلند و بالا ہے ✤ یعنی جنگل کی اندھیریوں اور سمندر کی تاریکیوں میں کون سیدھا راستہ بتاتا ہے اور تاروں کے ذریعے کون تمہاری رہنمائی کرتا ہے، اور اپنی رحمت یعنی بارش جو سراسر رحمت ہے اُس بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں کون چلاتا ہے جس سے باران رحمت کی اُمید بلکہ یقین ہو جاتا ہے، کیا ان باتوں میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی قابل عبادت ہے جو اس کی مدد کرتا اور ہاتھ بٹاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے بہت بلند و بالا ہے یعنی جو اپنی خدائی میں کسی کا محتاج نہیں یہ بدنصیب اُس معبود برحق کی عبادت میں دوسروں کو شریک کر رہے ہیں (۶۳)

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ

بھلا کس نے آسمانوں کو اور زمین کو بنایا اور کس نے تمہارے لئے

لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ

آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا پھر اُس پانی کے ذریعہ سے ہم نے خوش منظر باغ اگائے

مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ

ورنہ یہ کام تمہارے بس کا نہ تھا کہ تم ان باغوں کے درخت اگا سکو کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود ہے کوئی نہیں بلکہ

هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۞٦٠ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا

یہ ایسے لوگ ہیں جو کج روی اختیار کرتے ہیں۔ بھلا کس نے زمین کو قرار گاہ بنایا

وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ

اور اُس زمین کے درمیان ندیاں بنائیں اور اُس زمین کے لئے بھاری بھاری پہاڑ بنائے اور دو

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا

دریاؤں کے مابین روک بنائی کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود ہے ہرگز نہیں بلکہ ان میں سے اکثر تو

يَعْلَمُوْنَ ۞٦١ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ

اس کو جانتے بھی نہیں۔ بھلا کون ہے جو بیقرار کی پکار کو پہنچتا ہے اور تکلیف و مصیبت کو دُور کر دیتا ہے جب وہ

السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ

بیقرار اُس کو پکارتا ہے اور کون ہے جو تم کو زمین میں تصرف کا حقدار بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے

قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۞٦٢ أَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ

تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو۔ بھلا کون ہے جو جنگل اور دریا کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی اور رہبری

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ

کرتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت یعنی بارش سے پہلے خوش خبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے

رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞٦٣

کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے بلند و بالا ہے

Marfat.com

بھلا کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اس مخلوق کو دوبارہ پیدا کرے گا اور کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے آپ ان سے فرمایئے اچھا اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو کوئی برہان اور دلیل پیش کرو ✤ یعنی پہلی بار اُس کا پیدا کرنا تو سب کو تسلیم ہے اور دوبارہ پیدا کرنے پر براہین اور دلائل قطعیہ پر قائم ہیں۔ آسمان سے پانی برسا کر زمین سے ہر قسم کے رزق کا سامان پیدا کرتا ہے۔ اللہ کے ساتھی اور مددگار بھی نہیں بناتے پھر ان اصنام کو استحقاق عبادت پر تمہارے پاس جو دلیل ہو وہ پیش کرو اگر تم اپنے اس دعوے میں صادق اور سچے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ہمراہ یہ بھی عبادت اور پوجا کے مستحق ہیں وہ مقتضیات عبادت پیش کرو اور دلائل سے ثابت کرو جن سے غیر اللہ کا حق عبادت ثابت ہوتا ہے لفظ اَمَّن جو بار بار آیا ہے یہ اصل میں ام من ہے پہلا میم دوسرے میم میں مدغم ہو گیا ہے ام استفہامیہ کی دو قسمیں ہیں ایک ام متصلہ دوسری ام منقطعہ بعض حضرات نے ام متصلہ معادلہ للہمزہ کے موافق ترجمہ کیا ہے اور بعض نے ام منقطعہ کی بنا پر ترجمہ کیا ہے صاحب روح المعانی کے اقتباس کرنیوالوں نے ام متصلہ کی بنا پر ترجمہ کیا ہے لیکن ہم نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کا ترجمہ پیش نظر رکھا ہے اور ہم نے ترجمہ میں ا تلع کیا ہے مطلب یکساں ہے (٦٤) آپ کہدیجئے جس قدر مخلوقات آسمانوں میں اور زمین میں موجود ہے کوئی بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے غیب کی بات نہیں جانتا اور ان کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے ✤ پہلی آیتوں میں توحید و رسالت کی بحث تھی اب قیامت کا ذکر فرمایا جو عقائد میں اہم عقیدہ ہے مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو قیامت کا وقت معین نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو قیامت کے وقت کا علم نہیں دیا گیا تو قیامت ہی پر کیا موقوف ہے آسمان و زمین میں جس قدر مغیبات ہیں انکا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور مخلوقات کو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ مرنے کے بعد کب اُٹھائے جائیں گے، یا اس آیت کا تعلق بھی توحید کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ معبود وہی ہو سکتا ہے جو قدرت کاملہ کے ساتھ علم بھی کامل اور محیط رکھتا ہو اور یہ وہ صفت ہے جو زمین و آسمان کی مخلوق میں نہیں پائی جاتی اور کسی کو یہ صفت حاصل نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ ہی عبادت اور معبودیت کا مستحق ہے، اسکے علاوہ کوئی دوسرا لائق پرستش نہیں (٦٥) کوئی نہیں اصل بات یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں ان کا علم و فکر تھک کر رہ گیا بلکہ وہ آخرت کے متعلق شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ وہ آخرت سے اندھے بنے ہوئے ہیں ✤ یعنی قیامت کے وقت کے تعین کا تو ایک بہانہ ہے حالانکہ عدم علم عدم وقوع کو مستلزم نہیں اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس وقت کا نہیں بتایا گیا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ قیامت کا وقوع بھی نہیں ہوگا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کا علم اور ان کا فکر اس بارے میں ہار گیا اور نیست و نابود ہو گیا اور اُنکو اس کے وقوع کا یقین ہی نہیں بلکہ یہ آخرت کے بارے میں کوئی رائے نہیں قائم کر سکتے اور شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ وہ اس آخرت سے اندھے بنے ہوئے ہیں جس طرح وہ اندھا جو بتانے والے کا یقین نہ کرے اُس کو صحیح راستہ نہیں مل سکتا اسی طرح یہ بھی آخرت کے دلائل پر غور نہیں کرتے اور نہ تامل سے کام لیتے ہیں آخرت کو بتلانے والوں کا یقین نہیں کرتے اسی لئے آخرت کیطرف سے اور اس کے یقین سے اندھے بنے ہوئے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نقل دوڑا کر تھک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبھی شک کرتے ہیں کبھی منکر ہوتے ہیں ۱۲ (٦٦) آگے منکرین دین حق کے ان شبہات کا ذکر ہے جو وہ قیامت کے وقوع پر کیا کرتے ہیں اور یہ دین حق کے کیا منکر یوں کہتے ہیں کہ جب ہم اور ہمارے باپ دادا مرنے کے بعد خاک ہو گئے تو کیا ہم پھر زندہ کر کے قبروں سے نکالے جائیں گے ✤ یعنی جب ہم مر گئے اور ہمارے باپ دادا مر کر خاک میں مل گئے اور ہم سب مٹی ہو گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کر کے پھر نکالے جائیں گے (٦٧) یہ دوبارہ زندہ ہونیکا وعدہ تو پہلے ہی سے ہمارے اور ہمارے باپ دادوں سے ہوتا رہا ہے مگر یہ کچھ نہیں محض اگلے لوگوں کے بے سروپا اور بے سند باتیں ہیں جو نقل ہوتی چلی آئی ہیں ✤ یعنی ہمارے بڑوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اور انبیاء کے بھی ایسے ہی وعدے ہوتے چلے آئے ہیں اور اب یہ پیغمبر بھی ہم سے وعدے کر رہا ہے یہ باتیں محض بے سند ہیں جو اوپر سے نقل ہوتی چلی آ رہی ہیں ان میں واقعیت بالکل نہیں ہے (٦٨) چونکہ جسطرح یہ منکر وقوع قیامت کی ہر معقول دلیل کا انکار کرتے ہیں اسی طرح ان سے پہلے بھی پیغمبروں کی تکذیب کرتے رہے ہیں پھر جو انجام انکا ہوا وہی ان کا بھی ہونیوالا ہے اسلئے ان سے کہہ دیجئے کہ تم ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ گناہگاروں کا انجام کیا ہوا اور کیسا ہوا ✤ یعنی جو ان مجرموں کیساتھ سلوک ہوا وہی تمہارے ساتھ بھی ہونیوالا ہے ۱۲ (۱)

أَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ

بھلا کون ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے۔ پھر اُس کو دوبارہ پیدا کریگا اور کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے

مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا

رزق دیتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔ آپ ان سے کہئے اگر تم اپنے

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٦٤﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ

دعویٰ میں سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو۔ آپ کہدیجئے جس قدر مخلوقات

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا

آسمانوں میں اور زمین میں موجود ہے کوئی بھی سوائے خدا تعالیٰ کے غیب کی بات نہیں جانتا اور انکو یہ بھی

يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿٦٥﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ

خبر نہیں کہ وہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ قیامت کے بارے میں ان منکروں کا

فِي الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا

علم تھک کر رہ گیا بلکہ وہ آخرت کے متعلق شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ وہ اس آخرت سے

عَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا

اندھے بنے ہوئے ہیں۔ اور جنھوں نے کفر اختیار کر رکھا ہے وہ یوں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم اور ہمارے

وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا

باپ دادا خاک ہوگئے تو کیا ہم پھر نکالے جائیں گے۔ یہ دوبارہ زندہ ہونے کا وعدہ تو پہلے ہی

نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ

ہمارے اور ہمارے باپ دادوں کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے مگر یہ کچھ نہیں محض اگلے لوگوں کی

الْاَوَّلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

بے سروپا کہانیاں ہیں۔ آپ اُن سے کہدیجئے کہ تم ذرا زمین میں چلو پھرو پھر دیکھ لو کہ

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ

مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔ اور آپ ان کافروں پر غم نہ کھائیں

ع ٥ / ٨ / ١

٩/٢

Marfat.com

اور آپ ان کافروں پر غم نہ کھائیں اور جو خفیہ سازشیں یہ کرتے رہتے ہیں اور جو شرارتیں یہ کیا کرتے ہیں آپ ان سے تنگدل نہ ہوا کریں ✤ یعنی غم کھانے اور تنگ ہونے کی بات نہیں کیونکہ انبیائے سابقین کیساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا رہا ہے (٧٠) اور یہ منکر مسلمانوں سے کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہو گا ✤ یعنی وعدۂ عذاب قبر کب پورا ہو گا اور قیامت کا وقوع کب ہو گا اور جس عذاب موعود کی دھمکیاں دیتے ہو اس کا وقت متعین کرو۔ (٧١) آپ کہہ دیجئے کہ جس عذاب کی تم جلدی کر رہے ہو کیا عجب ہے کہ اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے آ لگا ہو ✤ یعنی جس عذاب کو جلدی مانگ رہے ہو اس کا کچھ حصہ شاید تمہاری پیٹھ کے پیچھے آ لگا ہو اور عنقریب پہنچ جائے آگے تاخیر کی وجہ بیان کی جاتی ہے۔ (٧٢) اور بلاشبہ آپ کا پروردگار لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے لیکن لوگوں میں سے اکثر اللہ تعالیٰ کے فضل کی قدر نہیں کرتے۔

وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى
اور جو خفیہ سازشیں یہ کیا کرتے ہیں ان سے آپ تنگ نہ ہوا کریں - اور یہ کافر کہتے ہیں کہ مسلمانو
هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسٰٓى اَنْ
اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہو گا - آپ کہہ دیجئے کہ جس عذاب کی
يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٧٢﴾
تم جلدی کر رہے ہو کیا عجب ہے کہ اس کا کچھ حصہ تمہاری پیٹھ ہی کے پیچھے آ لگا ہو
وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ
اور یقیناً آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے - لیکن
اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ
اکثر لوگ فضل خداوندی کی قدر نہیں کرتے - اور بیشک آپ کے رب کو وہ سب باتیں معلوم ہیں جو انکے
صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٤﴾ وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ
سینوں نے چھپا رکھی ہیں اور جو یہ لوگ علانیہ کرتے ہیں اور آسمان و زمین میں کوئی ایسی پوشیدہ
وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٧٥﴾ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ
چیز نہیں ہے جو کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں نہ ہو - بے شک یہ قرآن
يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ
بنی اسرائیل کے سامنے اکثر وہ باتیں جن میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے ہیں
يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٧٦﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٧٧﴾ اِنَّ
بیان کر دیتا ہے - اور یقیناً وہ قرآن ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے، بالیقین
رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ بِحُكْمِهٖ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٧٨﴾
آپ کا رب ان بنی اسرائیل کے مابین اپنے حکم سے فیصلہ کر دیگا یعنی قیامت کے دن اور وہی بڑا زبردست سب کو جاننے والا ہے
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ ﴿٧٩﴾ اِنَّكَ
سو اے پیغمبر آپ اللہ ہی پر بھروسہ رکھئے - کچھ شک نہیں کہ آپ صریح حق پر ہیں - بے شک

✤ یعنی بجائے اسکے کہ تاخیر عذاب پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں اور ایمان لا کر شکر کا مظاہرہ کریں بلکہ تاخیر عذاب کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں اور عذاب کا انکار کرتے ہیں۔ اور عذاب الٰہی کا مذاق اڑاتے ہیں (٧٣) اور بیشک آپکے پروردگار کو وہ سب باتیں معلوم ہیں جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہیں اور جسکو وہ علانیہ کرتے ہیں ✤ یعنی تاخیر عذاب جو کسی مصلحت کے ماتحت ہوتی ہے اور جلدی نہیں کیجاتی تو اس کو یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے پوشیدہ اور علانیہ افعال کی خبر نہیں ہے اور ان افعال کی کبھی سزا نہیں ملے گی بلکہ اسکو سب معلوم ہے اور تمہارے ہی افعال پر کیا منحصر ہے بلکہ وہاں تو ہر چیز لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ (٧٤) اور آسمان و زمین میں کوئی ایسی پوشیدہ چیز نہیں جو کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں موجود نہ ہو ✤ یعنی آسمان و زمین کی پوشیدہ سے پوشیدہ چیز بھی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے (٧٥) بلاشبہ یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں کی حقیقت کو ظاہر کر دیتا ہے اور بیان کر دیتا ہے جن میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے ہیں (٧٦) اور یقیناً وہ قرآن ایمان والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے ✤ یعنی بنی اسرائیل میں اکثر مسئلے جو باہم مختلف فیہا ہیں ان میں سے اکثر باتوں کو یہ قرآن صاف کر دیتا ہے اور اس بات کی حقیقت کو واضح کر دیتا ہے اور یہ قرآن یوں تو تمام مخلوق کیلئے ہدایت و رحمت ہے لیکن خاص طور پر مسلمانوں کیلئے ہے چونکہ وہ اس سے استفادہ کرتے ہیں اور اعتقاداً اور عملاً اس پر عمل کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی قصے کی ان کے وہاں کئی طرح پر روایت تھی اس میں اسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اس میں اسی طرف اشارہ کر دیا ان پر معلوم ہوا کہ صحیح وہی تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اہل علم کے اختلاف میں وہی صحیح بات کہہ سکتا ہے جو سب سے زیادہ اعلم ہو حصول علم کے دو طریقے ہیں۔ یا تو وہ علم مخلوق سے حاصل کیا گیا ہو یا خالق سے۔ اور یہ قرآن چونکہ خالق کی جانب سے نازل ہوا ہے اس لئے اہل علم کے اختلاف میں اسی کی بات محقق اور قابل تحقیق ہو سکتی ہے اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کی صداقت دونوں کی دلیل ہے (٧٧) بالیقین آپکا پروردگار ان بنی اسرائیل کے درمیان اپنے حکم یعنی اپنے عدل سے فیصلہ فرما دے گا اور وہی زبردست ہے سب کو جاننے والا ہے۔ ✤ یعنی قیامت کے دن اپنے حکم اور عدل سے فیصلہ کر دے گا اور یہ بتا دے گا کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے، اور کونسا فریق ٹھیک بات کا قائل تھا اور کون غلط بات کہتا تھا وہ زبردست بھی ہے فیصلے کے نفاذ کی طاقت رکھتا ہے اور اس کا علم بھی سب کو محیط ہے (٧٨) لہٰذا اے پیغمبر آپ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے بے شک آپ صریح حق پر ہیں ✤ یعنی آپ اس طریقہ پر ہیں جو حق ہے۔ (٧٩)

Marfat.com

آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تسلی کے لئے فرمایا اور اے پیغمبر نہ تو آپ مُردوں کو سُنا سکتے ہیں اور نہ آپ بہروں کو اپنی آواز سُنا سکتے ہیں جبکہ وہ بہرے پیٹھ پھیر کر پھر جائیں + یعنی یہ دین حق کے منکر ایسے ہیں جیسے مُردے اور بہرے۔ اور بہرے ایسے جو پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں یعنی سامنے ہوں تو شاید کچھ اشارے سے سمجھیں لیکن جب پیٹھ دیکر جا رہے ہوں تو کیا سنیں اور جنھوں نے کفر کی موت اختیار کر رکھی ہے اور کفر کی مُردنی ان پر چھائی ہوئی ہو اُن کو بھی سُنانا ممکن نہیں (۸۰) اور نہ آپ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے بچا کر راہ پر لگا سکتے ہیں آپ تو صرف انہی لوگوں کو سُنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین کرتے ہیں۔

لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا
آپ مُردوں کو نہیں سُنا سکتے ۔ اور نہ آپ بہروں کو اپنی آواز سُنا سکتے ہیں خصوصاً جبکہ وہ بہرے
وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ
پیٹھ پھیر کر پھر جائیں ۔ اور نہ آپ اندھوں کو اُنکی گمراہی سے بچا کر راہ پر لگا سکتے ہیں آپ تو صرف انہی لوگوں کو سُنا سکتے ہیں
اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾
جو ہماری آیتوں کی تصدیق کرتے ہیں سو وہی فرماں بردار ہیں ۔
وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ
اور جب اُن پر بات پوری ہونیوالی ہوگی یعنی قیامت قریب ہوگی تو ہم اُن کیلئے زمین سے ایک جانور
الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا
نکالیں گے جو اُن سے کلام کرے گا اس لئے کہ یہ لوگ ہماری نشانیوں کا
يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ
یقین نہ کرتے تھے ۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کرینگے جو ہماری آیتوں کی
يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ
تکذیب کیا کرتے تھے پھر وہ روکے جائیں گے یعنی اکٹھا کرنیکی غرض سے ۔ یہاں تک کہ جب وہ سب حاضر ہو جائینگے تو
قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا
خدا تعالیٰ فرمائیگا کیا تم نے میری آیتوں کی تکذیب کی تھی حالانکہ تم نے میری آیتوں کی حقیقت کا پوری طرح احاطہ بھی کیا تھا ورنہ
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا
بتاؤ اور کیا کرتے تھے ۔ اور اپنے ظلم و تعدی کی وجہ سے ان پر وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہے گا اور ان کی حالت یہ ہوگی
فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ
کہ وہ کوئی بات نہ کر سکیں گے ۔ کیا ان کافروں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی
لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ
تاکہ لوگ اس میں آرام کریں اور ہم نے دن کو روشن اور دکھانے والا بنایا یقیناً اس رات دن کی ساخت میں

سو وہی مخلص و فرماں بردار ہیں + یعنی ہماری آیتوں کا یقین کرتے اور پھر مانتے بھی ہیں ان لوگوں کو سنانا نافع ہے اور جن کی روحانی موت ہو چکی ہے اور جن کے کان حق کی آواز سے بے بہرہ ہیں اور جن کی آنکھیں راہ حق دیکھنے سے اندھی ہیں ان کو کوئی نفع نہیں ہوتا اب آگے قیامت کا ذکر فرمایا (۸۱) اور جب ان لوگوں پر بات پوری ہونیوالی ہوگی اور جب وعدۂ قیامت ان لوگوں پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم اُن کیلئے زمین سے ایک جانور نکالیں گے جو اُن سے کلام کریگا اس لئے کہ یہ منکر ہماری آیات کا یقین نہیں کیا کرتے تھے + یعنی اس جانور کا نکلنا علامات قیامت میں سے بڑی علامت ہوگا اور چونکہ یہ مغرب سے طلوع آفتاب کے وقت ہوگا اس لئے اس وقت ایمان لانا معتبر نہ ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قیامت سے پہلے صفا پہاڑ مکے کا پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں سے باتیں کریگا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں اور چھپے منکروں کو جدا کر دے گا نشان دے کر کہتے ہیں اس جانور کا نام جساسہ ہوگا اور یہ بہت طویل القامت ہوگا، روایات بہت مختلف ہیں جس قدر حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا وہی صحیح ہے، اس کے خروج سے مخلص مسلمان اور منافق تمیز ہو جائیں گے واللہ اعلم (۸۲) اور وہ دن انکو یاد دلائیے جس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکذیب کیا کرتے تھے پھر وہ روکے جائیں گے + یعنی اُمم سابقہ میں سے اور اس اُمت میں سے پھر ان کو حساب کے موقف میں لیجایا جائیگا چونکہ کثرت ہوگی اس لئے آگے والوں کو روکا جائیگا تاکہ پیچھے والے بھی آجائیں اور سب کو اکٹھا کر کے لیجایا جائیگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر گناہ والے ایک جتھا ہوں گے ۱۲ بعض مفسرین نے کہا ہے سرداروں اور متبوعین کو آگے رکھا جائیگا اور باقی اتباع کرنیوالے پیچھے ہوں گے۔ (۸۳) یہاں تک کہ جب وہ سب حاضر ہو جائیں گے اور حساب کے موقف میں آجائیں گے تو اللہ تعالےٰ فرمائے گا کیا تم نے میری آیتوں کی تکذیب کی تھی حالانکہ تم نے میری بات کی حقیقت کا پوری طرح احاطہ بھی نہ کیا تھا ورنہ بتاؤ اور کیا کرتے رہے + یعنی نہ تو میری آیات کو سمجھا نہ انکی حقیقت کا باعتبار علم احاطہ

ع ۱۴ / ۲

کیا بلکہ سنتے ہی تکذیب کرنے لگے۔ بعض حضرات نے یوں ترجمہ کیا ہے بلکہ یاد تو کرو اور بھی کیا کام کرتے رہے یہ ترجمہ ام منقطعہ کی تقدیر پر کیا گیا ہے (۸۴) اور ان کے ظلم و عدوان کی وجہ کر اُن پر وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہے گا۔ اور ان کی حالت یہ ہوگی کہ وہ کوئی بات نہ کر سکیں گے + یعنی ان کے ظلم و زیادتی کی وجہ سے اُن پر عذاب کی بات پوری ہو جائے گی اور وہ جرم ثابت ہو جانے کے بعد کچھ بول نہ سکیں گے یعنی ابتداء میں کچھ عذر و معذرت کرتے رہیں لیکن بعد میں کوئی بات نہیں کہہ سکیں گے۔ (۸۵) کیا ان منکرین دین حق نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی تاکہ لوگ اس میں آرام کریں اور ہم نے دن کو روشن اور دکھانے والا بنایا یقیناً اس دن رات کی بناوٹ اور ساخت میں اُن لوگوں کے لئے بڑے دلائل ہیں جو ایمان رکھتے ہیں

Marfat.com

✤یعنی روز رات کو سوتے ہیں نیند جو ہم شکل موت ہے اس سے ہم کنار ہوتے ہیں پھر صبح اٹھتے ہیں اور موت کے بعد زندہ ہوتے ہیں پھر بھی قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے پر شبہ کرتے رہے لیکن چونکہ یہ تدبر نہیں کرتے اسلئے انکو کوئی دلیل نہیں دکھائی دیتی اہل ایمان چونکہ تدبر و تفکر کرتے ہیں تو اس رات دن کی ساخت میں اُن کیلئے بڑے دلائل ہیں جو ایمان رکھتے ہیں ۔(۸۶) اور وہ دن بھی قابل ذکر ہے جس دن صور پھونکا جائیگا تو جو کوئی بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب گھبرا جائیں گے مگر ہاں جس کو اللہ تعالیٰ چاہے اور سب اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجز بن کر حاضر ہوں گے ✤حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک بار صور پھنکے گا جس سے سب خلق مر جائیں گے ۔ دوسرا پھنکے گا تو جی اُٹھیں گے اس کے بعد پھنکے گا تو گھبرائیں گے پھر پھنکے گا تو بیہوش ہو جائیں گے اور پھنکے گا تو ہوشیار ہو جائیں گے صور پھونکنا بہت باری ہے ۔ اکثر علماء کے نزدیک نفخہ صرف دو مرتبہ ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک نفخہ کی کئی حالتیں ہوں ۔ پہلی حالت فزع کی ہو دوسری بے ہوشی کی ہو تیسری فنا کی ہو شاید اسی اعتبار سے شاہ صاحبؒ نے کئی باری فرمایا ہو واللہ اعلم ۔ مگر ہاں جس کو خدا چاہے وہ گھبراہٹ اور موت سے محفوظ رہیں گے ۔ حدیث میں ہے اس سے مراد جبرئیلؑ ۔ میکائیلؑ اسرافیل اور ملک الموت اور حاملان عرش ہیں اور بعض شہدا کو بھی شامل کیا ہے اور بعض نے انبیاء اور صالحین کو بھی شامل فرمایا ہے بہر حال اگر نفخہ اولیٰ ہے تو یہ مطلب نہیں کہ فرشتوں کی موت نہیں آئے گی بلکہ بعد میں ان فرشتوں کی بھی وفات ہو جائیگی (۸۷) اور اے مخاطب تو پہاڑوں کو دیکھ کر یہ خیال کرتا ہے کہ وہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ قیامت کے دن بادلوں کی طرح اُڑتے پھریں گے یہ سب اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط و مستحکم بنایا ہے یہ یقینی بات ہے کہ تم لوگ جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے ✤یعنی پہاڑ اس وقت جمے ہوئے ہیں لیکن اُس دن بادلوں کی طرح اُڑے اُڑے پھریں گے یہ نفخہ اولیٰ کی آخری حالت میں ہو گا یعنی یہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری اور اسکی بناوٹ ہے جس نے ہر شے کو مضبوط بنا رکھا ہے جس نے مضبوط بنایا ہے وہی کمزور کر دیگا ۔ اور روئی کے گالوں کی طرح یہ پہاڑ ہو جائیں گے تمہاری تمام کارروائیوں سے اللہ تعالیٰ خبردار ہے لہٰذا مجازات کیلئے تیار رہو اور مجازات کے دن ہی کو قیامت کہتے ہیں (حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ ہو گا قیامت میں جیسے سورۂ طٰہٰ میں فرمایا ۱۲ (۸۸) جو شخص نیکی لیکر حاضر ہو گا تو اسکو اس نیکی سے بہتر بدلا ملیگا اور وہ نیکی والے اس دن ہر قسم کی گھبراہٹ سے امن میں رہیں گے ✤شاید یہاں نیکی سے ایمان مراد ہے یعنی ایمان والے اُس دن گھبراہٹ کے موقعوں سے مامون رہیں گے سورۂ انبیاء میں گزر چکا ہے ۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنیٰ یا یہ مطلب ہے کہ ایک نیکی کے بدلہ دس نیکیوں کا اجر و ثواب یہ کم سے کم ہو گا ۔ اور جو شخص بدی اور برائی لے کر حاضر ہو گا تو ایسے لوگ اوندھے مُنہ جہنم کی آگ میں ڈالدیئے جائیں گے اور کہا جائے گا تم کو انہی اعمال کا بدلا دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے ۔ ✤یعنی کفر و شرک کی برائی میں مبتلا ہو کر آنیوالے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے اور یہ کہا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ظلم و زیادتی نہیں جیسا کیا تھا اُسی کی سزا بھگت رہے ہو ۔

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ
ان لوگوں کیلئے بڑے دلائل ہیں جو ایمان رکھتے ہیں ۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن صور پھونکا جائیگا تو جو کوئی
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ
بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب گھبرا جائیں گے مگر ہاں جس کو خدا چاہے
اللّٰهُ ۭ وَكُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِرِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا
اور سب خدا کے روبرو عاجز بن کر حاضر ہوں گے ۔ اور اے مخاطب تو پہاڑوں کو دیکھکر یہ خیال کرتا ہے کہ
جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۭ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اَتْقَنَ
وہ جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ قیامت کے دن بادلوں کی طرح اُڑتے پھریں گے یہ سب اللہ تعالیٰ کی کاریگری ہے جس نے ہر چیز کو
كُلَّ شَيْءٍ ۭ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٨٨﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ
مستحکم بنایا ہے یہ یقینی بات ہے کہ تم لوگ جو کچھ کرتے ہو خدا اُس سے باخبر ہے ۔ جو شخص نیکی لے کر حاضر ہو گا
فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿٨٩﴾ وَ
تو اس کو اُس نیکی سے بہتر بدلا ملے گا اور وہ نیکیاں لیکر آنیوالے اُس دن ہر قسم کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے اور
مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ
جو شخص بدی لیکر حاضر ہو گا تو ایسے لوگ اوندھے مُنہ دوزخ کی آگ میں ڈالدیے جائیں گے ۔
هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٠﴾ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ
تم کو انہی اعمال کا بدلا دیا جا رہا ہے جو تم کیا کرتے تھے ۔ بس مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے
اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ
میں اس شہر مکہ کے مالک حقیقی کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو محترم بنایا ہے اور ہر ایک
شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿٩١﴾ وَاَنْ
چیز اُسی کی ہے اور نیز مجھ کو یہ حکم ملا ہے کہ میں فرماں برداروں میں رہوں ۔ اور نیز یہ کہ
اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ
میں قرآن پڑھ پڑھ کر سناؤں سو جو شخص صحیح راہ اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کو

(۹۰) بس مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر مکہ کے مالک حقیقی کی عبادت کروں جس نے اس شہر کو محترم بنایا ہے اور ہر ایک چیز اُسی کی ہے اور نیز مجھ کو یہ حکم ملا ہے کہ میں فرماں برداروں میں ہو (۹۱) اور نیز یہ کہ میں تم کو قرآن پڑھ پڑھ کر سناؤں سو جو شخص صحیح راہ اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کو اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ رہا اور راہ حق سے بھٹکا پھرا تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں ✤یعنی صاف صاف اعلان کر دو کہ مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر مکہ کا جو مالک حقیقی ہے اُس کی عبادت کروں اس نے اس کو حرم بنایا اور ہر شے اُسی کی ہے اور یہ حکم ملا ہے کہ میں فرماں برداروں میں رہوں یعنی عقائد اور اعمال صحیح ہوں اور تبلیغ کرتا رہوں قرآن سنکر کوئی صحیح راستے پر آجائے تو اُس کا نفع اسی کو پہونچے گا اور جو گمراہ رہتا ہے اور

(باقی صفحہ ۶۱۴ پر)

Marfat.com

طریقۂ حق پر نہیں آتا تو اُس سے کہدوں کہ میں تو صرف ڈرانیوالوں اور تبلیغ کرنیوالوں میں سے ہوں میں اپنے عہدے سے بری ہوگیا۔(۹۲) اور آپ کہدیجئے سب خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ثابت ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا سو اُس وقت تم اُن نشانیوں کو پہچان لوگے اور آپ کا پروردگار اُن کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو ✤ یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرد اور کہو سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے سزاوار ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا جن کو تم پہچان لوگے۔ یعنی قرآن کی صداقت اور اسلام کی حقانیت اور وقوع قیامت کے ایسے ایسے نشان دکھائیگا جن کو تم بھی جان لوگے اب ان نشانات کو دیکھ کر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ یہ تمہاری مرضی ہے، یا ایسے وقت ایمان لانے پر آمادہ ہو جب ایمان لانا مفید نہ ہو، اور آپ کا پروردگار اُن کاموں سے بے خبر اور غافل نہیں ہے جو تم کر رہے ہو، لہٰذا اُس کے موافق تم کو بدلا دیا جائے گا۔(۹۳) سورۂ قصص مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں۔

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ

اختیار کرتا ہے اور جو گمراہ رہا تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والوں میں سے

الْمُنْذِرِيْنَ ﴿٩٢﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ

ایک ڈرانے والا ہوں، اور آپ کہدیجئے سب خوبیاں اللہ ہی کیلئے ثابت ہیں وہ تمکو عنقریب اپنی نشانیاں دکھائیگا

فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٣﴾ ع

سو اُس وقت تم اُن نشانیوں کو پہچان لو گے اور آپ کا رب اُن کاموں سے بے خبر نہیں ہے جو تم کر رہے ہو

سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ قصص مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ اٹھاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

طٰسٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ نَتْلُوْا

طٰسٓمّٓ یہ سورت ایک واضح کتاب یعنی قرآن کی آیتیں ہیں۔ اے پیغمبر ہم آپ کو

عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ

موسیٰؑ اور فرعون کے بعض صحیح واقعات اُن لوگوں کے لئے پڑھ کر سُناتے ہیں

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٣﴾ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي

جو تصدیق کرتے ہیں۔ بلاشبہ فرعون نے سرزمین مصر میں بڑی سرکشی

الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ

اختیار کر رکھی تھی اور اُس نے وہاں کے باشندوں کو کئی فرقے بنا رکھا تھا اور اُن فرقوں میں سے ایک جماعت کو

طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ

اتنا کمزور کر رکھا تھا کہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور اُن کی عورتوں کو زندہ

نِسَآءَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٤﴾ وَنُرِيْدُ

چھوڑ دیا کرتا تھا۔ بیشک وہ فساد کرنیوالوں میں سے تھا۔ اور ہم کو یہ منظور تھا کہ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ طٰسٓمّٓ (۱) یہ سورت ایک واضح کتاب کی آیتیں ہیں ✤ یعنی قرآن شریف کی قرآن شریف کو واضح اور کھلی کتاب فرمایا، چونکہ قرآن کے احکام اور دلائل بہت صاف اور واضح اور کھلے ہوئے ہیں اسلئے اس کو کتاب مُبین فرمایا (۲) اے پیغمبر ہم آپ کو موسیٰؑ اور فرعون کے بعض صحیح صحیح واقعات پڑھ کر ان لوگوں کیلئے سُناتے ہیں جو لوگ ایمان رکھتے اور تصدیق کرتے ہیں ✤ یعنی موسیٰ اور فرعون کے احوال و واقعات تو بہت ہیں اُن میں سے کچھ واقعات اس موقعہ پر نازل فرماتے ہیں اور آپ کو پڑھکر
ع ١١
سُناتے ہیں اور آپ پر تلاوت کرتے ہیں اور یہ سُنانا انہی لوگوں کو مفید ہو سکتا ہے جو فی الحال ایمان رکھتے ہیں یا آئندہ ایمان لانیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اقوام سابقین کے قصص اور واقعات سے وہی لوگ عبرت آموز سبق حاصل کرتے ہیں جو ایمان والے ہوں یا ایمان لانے کی غرض سے نیک نیتی کے ساتھ تحقیق کرنا چاہتے ہوں (۳) بلاشبہ فرعون سرزمین مصر میں بہت بڑھ چڑھ رہا تھا اور اونچا ہو رہا تھا اور بڑی سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور وہاں کے باشندوں کو کئی فرقے کر رکھا تھا اُن میں سے ایک فرقے اور جماعت کو اتنا کمزور کر رکھا تھا کہ اُن کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ چھوڑ دیا کرتا تھا۔ بیشک وہ فساد کرنے اور خرابی ڈالنے والوں میں سے تھا ✤ مطلب یہ ہے کہ فرعون نے ملک مصر میں بڑی سربلندی اور سرکشی اختیار کر رکھی تھی اور اپنی سلطنت کو مضبوط کرنے کی غرض سے لوگوں میں فرقہ بندی کر رکھی تھی ایک فرقہ کو اس قدر کمزور کر رکھا تھا یعنی بنی اسرائیل کو اس قدر دبا رکھا تھا کہ ان کی نرینہ اولاد ہی کو ذبح کرا دیتا تھا کہ نہ لڑکے ہوں گے نہ بڑے ہو کر بغاوت کریں گے کہتے ہیں کہ اُس نے خواب میں دیکھا تھا کہ کوئی لڑکا بنی اسرائیل میں سے ہوگا جو بڑے ہو کر ملک مصر کو فرعون کے قبضے سے آزاد کرائیگا یا ابراہیم علیہ السلام کی کوئی پیشین گوئی بنی اسرائیل میں مشہور تھی جیسا کہ ابن کثیر نے ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل میں یہ بات مشہور تھی کہ ایک لڑکا بنی اسرائیل میں سے ہوگا جو بڑا ہو کر مصر کی حکومت کو قبطیوں کے ہاتھ سے آزاد کرائیگا۔ اس بنا پر وہ لڑکوں کو قتل کرا دیا کرتا تھا اور عورتوں سے چونکہ اس قسم کا خطرہ نہ تھا اور وہ باندیاں بنا لی جاتی تھیں لہٰذا ان کو زندہ چھوڑ دیا کرتا تھا۔ غرض اسرائیلی فرقہ یعنی سبطیوں کو ہر اعتبار سے کمزور کرتا چلا جاتا تھا اور دبا رہا تھا۔ اور ان کے مقابلے میں قبطیوں کی ہمت افزائی کرتا تھا اور انکو بڑے بڑے عہدے دے رکھے تھے اور سبطیوں سے بیگار لیا کرتا تھا اور ان کو بہت تنگ کر رکھا تھا ایک طرف بنی اسرائیل کی پوری قوم کو ہمیشہ غلامی میں رکھنے اور ان کی خودداری کو پامال کرنے والی تجاویز زیر غور تھیں۔ اُدھر قدرت کا منشا کیا تھا اور حق سُبحانہ وتعالیٰ کیا چاہتے تھے اُس کا اظہار آگے آتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۴) اور ہم کو یہ منظور تھا اور ہم نے یہ ارادہ کیا کہ ہم اُن لوگوں پر جن کو ملک مصر میں کمزور کر دیا گیا تھا احسان کریں اور ہم انہی کمزوروں کو امام اور پیشوا بنائیں اور ہم انہی کمزوروں کو ملک کا مالک بنائیں، ✤ یعنی جن لوگوں پر ظلم کر کے اُن کو کمزور اور ذلیل و خوار کر رکھا تھا اور جن کو غلامی کی پست زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا تھا ہمارا منشا یہ تھا کہ ہم اُن پر احسان فرمائیں اور ہم ان بنی اسرائیل کو پیشوا بنائیں اور اُن کو نبی اور مقتدا مقرر کریں اور اُن کو ملک مصر کا مالک بنائیں۔(۵)

Marfat.com

اور ہم اُنہی کو ملک میں صاحب تصرف اور ذی اقتدار بنائیں اور مُلک میں اُن کو جمادیں اور فرعون اور ہامان اور اُن دونوں کے لشکروں کو اُن بنی اسرائیل کی جانب سے اور اُن کے ہاتھوں سے وہ واقعات دکھائیں اور وہ چیزیں دکھلائیں جن چیزوں سے وہ خوف کھاتے اور ڈرا کرتے تھے ✤ یعنی ہم کو یہی منظور تھا کہ اُن کمزوروں کو حکومت عطا کریں اور فرعون وہامان اور اُنکے پیروں کو انہی کمزور لوگوں کے ہاتھوں وہ واقعات دکھلائیں جن کا ان کو خوف تھا وہ چونکہ زوال سلطنت سے ڈرتے تھے اور اُن کو یہ اندیشہ تھا کہ بنی اسرائیل کو اگر ڈھیل دی گئی تو یہ ہم سے ملک چھین لیں گے اور خود ملک مصر کے مالک بن جائیں گے۔ اور اُن کو یہ خبر نہ تھی کہ قضا و قدر کا یہی فیصلہ ہے اور قدرت کو یہی منظور ہے کہ کمزوروں اور ناتوانوں کو موقعہ دیا جائے اور جس بات کا فرعونیوں کو ڈر تھا وہ بات سامنے آکر رہے (۶) اور ہم نے موسیٰ کی ماں کو حکم بھیجا اور اُنکو الہام کیا کہ تو موسیٰؑ کو دُودھ پلا پھر جب تو اس کے متعلق کوئی خطرہ محسوس کرے تو اس کو دریا میں ڈال دیجیو اور تو کسی قسم کا اندیشہ اور خوف نہ کیجیو اور نہ کسی قسم کا افسوس اور غم کیجیو، بالیقین ہم موسیٰؑ کو پھر تیری ہی طرف واپس لوٹا دیں گے اور ہم اُس کو پیغمبروں میں سے کریں گے اور اُس کو پیغمبر بنائیں گے ✤ یعنی موسیٰؑ کی ماں کو کسی ذریعہ سے اشارہ فرمایا کہ تو اس کو دودھ پلاتی رہ پھر جب فرعونی جاسوسوں اور اہل کاروں کا موسیٰؑ کی نسبت کوئی خطرہ محسوس کرے تو اُس کو ایک صندوق میں رکھ کر اس صندوق کو دریا میں ڈال دے اور کسی قسم کا خوف نہ کر اور نہ کسی قسم کا غم اور حزن کر یعنی نہ غرق ہونے کا خوف اور نہ جُدائی کا غم کیونکہ چند دن میں ہم اُس کو تیری ہی طرف لوٹا دیں گے اور وہ تیری ہی گود میں آجائیگا اور ہم تو اسکو منصب رسالت پر فائز کرنیوالے اور اس کو پیغمبری دینے والے ہیں، چنانچہ حضرت موسیٰؑ کی والدہ اُن کو دودھ پلاتی رہیں اور جب اُن کے متعلق خطرہ محسوس ہوا تو ان کو ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈال دیا۔ وہ صندوق بہتا بہتا فرعون کی بارہ دری کی دیوار سے جا لگا۔ اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہؓ نے اس صندوق کو شاہی محل میں منگا لیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۷) غرض موسیٰؑ کو فرعون والوں نے اُٹھا لیا تاکہ آخرکار یہ موسیٰؑ اُن فرعونیوں کا دشمن اور اُن کے غم و اندوہ اور حزن و ملال کا سبب ہو بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کی پیروی کرنیوالوں نے اس معاملے میں بڑی چوک کی اور بڑی غلطی کھائی۔ ✤ یعنی فرعون والوں نے موسیٰؑ کے صندوق کو اُٹھا لیا اور موسیٰؑ کی پرورش کی جس کا انجام جو کچھ ہوا وہ آگے آتا ہے۔ یعنی یہی موسیٰؑ فرعون والوں کیلئے دشمن اور فرعون والوں کیلئے پریشانی اور غم و اندوہ کا سبب بنے اور واقعہ یہ ہے کہ فرعون و ہامان اور اُن کی اتباع کرنیوالوں نے بڑی چوک کھائی کہ جس بچہ کی خاطر ہزاروں معصوم بچوں کو قتل کیا آخر اسی بچہ کی پرورش کا سامان کیا اور اپنے گھر رکھ کر اُس کو پالا اور پوسا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں لقوم یومنون پر بیٹے ذبح کرنا کہ یہ قوم بڑھ نہ جائے کہ زور پکڑیں یعنی بنی اسرائیل ۱۲ پھر فرماتے ہیں ہامان وزیر تھا فرعون کا ظلم میں اس کا شریک تھا پھر فرماتے ہیں یہ اُن کے دِل میں پڑ گیا یا خواب میں دیکھا ہر گزر کے پیادے ڈھونڈ ڈھونڈ لاتے اور مارتے جس کے ہاں بیٹا ہوتا ۱۲ پھر فرماتے ہیں ایک

أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ
ہم اُن لوگوں پر احسان کریں جن کو سرزمین مصر میں کمزور کر دیا گیا تھا اور
نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۵ وَنُمَكِّنَ
ہم اُنہی کمزوروں کو پیشوا بنائیں اور ہم اُنہی کو ملک کا وارث بنائیں۔ اور ہم اُنہی کو
لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ
ملک میں صاحب تصرف کریں اور ہم فرعون کو اور ہامان کو اور ان دونوں کے
جُنُودَهُمَا مِنْهُم مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۶ وَأَوْحَيْنَا
لشکروں کو انہی کمزور لوگوں کے ہاتھ سے وہ واقعات دکھائیں جن واقعات سے فرعون والے ڈرا کرتے تھے۔ اور ہم نے موسیٰ کی والدہ کو
إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ
الہام کیا کہ تو موسیٰؑ کو دُودھ پلا پھر جب تو اُس کی نسبت کوئی خطرہ محسوس کرے
فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ
تو اُس کو دریا میں ڈال دیجیو یعنی صندوق میں رکھ کر اور تو کسی قسم کا اندیشہ اور افسوس نہ کیجیو بالیقین ہم موسیٰؑ کو پھر تیری ہی طرف
إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۷ فَالْتَقَطَهُ
واپس لوٹا دیں گے اور ہم اُس کو پیغمبروں میں سے کردیں گے۔ غرض فرعون والوں نے
آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ
موسیٰؑ کو اٹھا لیا تاکہ آخرکار یہی موسیٰؑ اُن کا دشمن اور اُن کے غم و اندوہ کا سبب بنے
إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا
بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان دونوں کی اتباع کرنیوالوں نے
خَاطِئِينَ ۸ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ
بڑی غلطی کھائی۔ اور فرعون کی بیوی نے کہا یہ میری اور تیری
عَيْنٍ لِّي وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ عَسَىٰ أَن يَنفَعَنَا أَوْ
آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرو عجب نہیں کہ یہ ہم کو کچھ فائدہ پہونچائے یا

لکڑی کے صندوق میں ڈال کر اُن کو بہا دیا نہر میں وہ بہتا چلا گیا فرعون کے محل میں اُس کی عورت نے اُس کو اُٹھا لیا ۱۲ (۸) موسیٰؑ کو دیکھ کر فرعون کی بیوی بولی یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل نہ کرو عجب نہیں کہ یہ ہم کو بڑا ہو کر کچھ فائدہ اور نفع پہونچائے یا ہم اس کو اپنا بیٹا ہی بنالیں اور ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ حقیقتِ حال اور انجام سے بالکل ہی بے خبر تھے ✤ یعنی فرعون کی عورت کو بچہ دیکھتے ہی اُس پر پیار آگیا شاید اس کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہ ہوگی اسلئے اُس نے کہا کہ بیٹے کی ذات ہے کوئی نفع ہی پہونچے گا یا اس کو متبنیٰ کریں گے اور بیٹا بنالیں گے اور اُن کو کچھ خبر نہ تھی کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر کیا ہوگا اور یہی لڑکا سلطنت کی تباہی کا باعث ہوگا۔ فرعون نے یہ بات مان لی ہوگی اور موسیٰؑ کو محل میں رکھ کر پرورش کا سامان کیا ہوگا۔ جس کو آگے فرماتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ نے کہا خبر نہیں کہ بڑا ہو کر کیا کریگا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔ ۱۲ (۹)

Marfat.com

اور موسیٰؑ کی ماں کا دل عقل و صبر سے خالی ہوگیا اور اس کی ماں کا قلب بے قرار ہوگیا قریب تھا کہ وہ موسیٰؑ کا حال ظاہر کردیتی اگر ہم اسکی ماں کے دل کو سہارا نہ لگاتے اور مضبوط نہ کردیتے اور جما نہ دیتے یہ اس لئے کیا تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے اور حق تعالیٰ کے وعدے پر یقین کئے بیٹھی رہیں۔ یعنی یہ اطلاع انکو ملی کہ موسیٰؑ کا صندوق فرعون کے گھر پہنچ گیا تو اس اطلاع سے وہ بیحد پریشان ہوئیں صبر و قرار رخصت ہوگئے اور قریب تھا کہ وہ سب سے کہہ دیتی کہ یہ بچہ میرا ہے اور میں نے ہی صندوق میں رکھ کر ڈالا ہے لیکن حضرت حق جل مجدہٗ نے انکی ماں کے دل کو سہارا دیا اور ربطِ قلب سے انکی مدد کی اور ان کے دل کو جمائے رکھا تاکہ وہ وعدہ جو حضرت حق نے اس سے کیا ہے وہ اس پر جمی بیٹھی رہے اور اس وعدے پر ایمان لانیوالوں میں اور اس کی تصدیق کرنیوالوں میں سے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا نام یارخا۔ یا ایارخت ہے جیسا کہ سہیلی نے کہا بعض لوگوں نے کہا ان کا نام نوفا تھا بہر حال وہ حضرت لاوی ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں سے تھیں۔ واللہ اعلم (۱۰) اور موسیٰؑ کی ماں نے موسیٰؑ کی بہن سے کہا تو ذرا موسیٰؑ کے پیچھے چلی جا اور ذرا موسیٰؑ کا پتہ لگا چنانچہ موسیٰؑ کو وہ دور سے

تَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝٩ وَاَصْبَحَ

ہم اسکو بیٹا ہی بنالیں اور اُن لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ حقیقت حال سے بے خبر تھے۔ اور موسیٰ کی ماں کا دل

فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ

بے قرار ہوگیا اگر ہم اُس کے دل کو مضبوط نہ کردیتے تو قریب تھا کہ

لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝١٠

وہ موسیٰؑ کا حال ظاہر کردیتی یہ اس لئے کیا تاکہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے۔

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ؗ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ

اور موسیٰؑ کی ماں نے موسیٰؑ کی بہن سے کہا تو ذرا موسیٰؑ کے پیچھے پیچھے چلی جا چنانچہ وہ موسیٰ کو دور سے

جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝١١ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ

دیکھتی رہی اور فرعون والوں کو اس کا احساس بھی نہ ہوا۔ اور ہم نے پہلے ہی سے سب دودھ پلانے والیوں

الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى

کے دودھ کی موسیٰؑ پر بندش کر رکھی تھی اس پر موسیٰؑ کی بہن بولی کیا میں تم لوگوں کو ایک ایسے گھرانے

اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ ۝١٢

کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کو پرورش کردیں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں

فَرَدَدْنٰهُ اِلٰۤى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَ

غرض ہم نے موسیٰؑ کو اُس کی والدہ کی طرف واپس پہنچا دیا تاکہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ آزردہ خاطر نہ ہو اور

لِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

تاکہ وہ یہ جان لے کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کا

يَعْلَمُوْنَ ۝١٣ ع وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ

یقین نہیں کرتے۔ اور جب موسیٰؑ اپنی جوانی کو پہنچا اور شباب کے کمال کو پہونچ گیا تو ہم نے اُس کو

حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝١٤

فہم صحیح اور علم عطا کیا اور ہم نیک روش اختیار کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں

اجنبی بنی ہوئی دیکھتی رہی اور فرعون والوں کو اس کا احساس بھی نہ ہوا۔ یعنی حضرت موسیٰؑ کی ماں نے بچہ کا حال معلوم کرنے کی غرض سے اُن کی بہن مریم یا کلثوم کو اُن کے پیچھے بھیجا تاکہ وہ دور سے یا اجنبی بنی ہوئی موسیٰؑ کا حال دیکھتی رہے چنانچہ وہ لڑکی فرعون کے محل میں پہنچ گئی اور سب کچھ اجنبی بنی ہوئی دیکھتی رہی اور محل والوں کو اسکی خبر بھی نہ ہوئی کہ یہ لڑکی کون ہے۔ جب موسیٰؑ کی پرورش کا معاملہ طے ہوگیا اور حضرت آسیہ بنت زاحم جو فرعون کی بیوی تھیں اُن کے سپرد کردیئے گئے تو مختلف دایہ بلائی گئیں اور حضرت موسیٰؑ کو ان کی گود میں دیا گیا لیکن انھوں نے کسی دایہ کی چھاتی اور دودھ کو منہ میں نہیں لیا اُس کو ارشاد فرماتے ہیں (۱۱) اور ہم نے پہلے ہی سے دودھ پلانیوالیوں کے دودھ کی موسیٰؑ پر بندش کردی تھی اور وہ کسی کا دودھ منہ میں نہ لیتے تھے تب وہ لڑکی بولی میں تم لوگوں کو ایسے گھروالوں کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کردیں اور وہ اس کے خیرخواہ بھی ہوں۔ یعنی لوگ پریشان تھے کہ بچہ کسی کے دودھ کو منہ نہیں لگاتا۔ اب اس کو کس طرح دودھ پلایا جائے۔ تب موسیٰؑ کی بہن نے کہا اگر تم کہو تو میں ایک خاندان والوں کو بتاؤں اور ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں کہ وہ اسکی کفالت کرلیں اور اس کی پرورش تمہارے لئے کردیں اور وہ اس کے یعنی حضرت موسیٰؑ کے یا فرعون کے خیرخواہ اور وفادار ہوں۔ چنانچہ لڑکی نے پتہ بتایا اور حضرت موسیٰؑ کی والدہ کو بلایا گیا اور بچہ ان کی پرورش میں دیدیا گیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں، فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰؑ کے چچا کی بیٹی اس لفظ سے وہ پہچان گئیں کہ لڑکا اُن کا ہے اور جب اُن کو لے پالا تو دائیاں ڈھونڈیں کسی کا دودھ انھوں نے نہ پیا ناچار ہوگئے تھے تب ان کی ماں کو بلایا اس کا دودھ پینے لگے اُس کو حوالے کیا پالنے کو ایک دینار روز دیا۔ ۱۲ (۱۲) غرض ہم نے موسیٰؑ کو اس کی والدہ کیطرف واپس کردیا اور اس کو اس کی ماں کے پاس واپس پہنچا دیا تاکہ اسکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور وہ موسیٰؑ کی جدائی سے آزردہ خاطر اور غمگین نہ ہو اور اُس بات کا اور زیادہ یقین کرلے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور برحق ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کا یقین نہیں رکھتے۔ خلاصہ یہ کہ حضرت موسیٰؑ کی ماں کی گود اور ماں کے گھر میں پرورش پاتے رہے کبھی کبھی لیجا کر فرعون کو دکھا آیا کرتیں اس طرح اِنَّا رَآدُّوْهُ

ع ۱ / ۱۳ / ۴

اِلَیْکِ کا وعدہ پورا ہوگیا۔ اب آگے اُن کے پیغمبر ہونیکا ذکر آئیگا موسیٰؑ کی ماں کو اللہ تعالیٰ کے وعدے کا یقین ہونا تو پہلے معلوم تھا اور اللہ تعالیٰ کی صداقت پر ایمان تھا لیکن عینی مشاہدے کے بعد اور یقین میں زیادتی اور پختگی ہوگئی۔ آخر میں کفار کی بدیقینی پر تعریض فرمائی، سورۂ طٰہٰ میں عرض کیا جا چکا ہے وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ کی تفسیر میں کہ حضرت موسیٰؑ میں ایک خاص جاذبیت تھی جو دیکھتا تھا اس کو اُن سے بے انتہا الفت ہوجاتی تھی وحرمنا علیہ المراضع کا مطلب یہ کہ ہم نے موسیٰؑ کو منع کردیا تھا کہ کسی دایہ کا سوائے اپنی ماں کے دودھ نہ پینا ورنہ تحریم کا مطلب حرام کرنا نہیں کیونکہ ایک غیر مکلف بچہ پر تحریم کے حقیقی معنیٰ متحقق نہیں ہوتے اُن کی بہن نے تعارف کے وقت ایسے مناسب الفاظ کہے چنانچہ کہتے ہیں کہ اُن پر ہامان نے اعتراض کیا کہ وہ گھر والے جن کو تو بتائے گی وہ اس بچہ کے خیرخواہ کسطرح ہونگے لڑکی نے کہا وھم لہ سے میری مراد بادشاہ ہے بچہ نہیں وہ لوگ سرکار کے وفادار ہیں۔ غرض تقدیر الٰہی پوری ہوئی اور حضرت موسیٰؑ اپنی والدہ ماجدہ کے سپرد کردیئے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی ماں نے اُجرت بھی قبول کرلی یہ اسلئے کہ شاید بچہ سے اسی باطنی تعلق کا ہونا ظاہر نہ ہوا جیسا کہ صاحب المعانی نے فرمایا کہ یہ دودھ پلانے کی اُجرت نہ تھی بلکہ بطور صلہ اور انعام ملا کرتا تھا۔ واللہ اعلم (۱۳) اور جب موسیٰؑ اپنی جوانی کو پہنچا اور شباب کے کمال کو پہنچ گیا (باقی صفحہ آئندہ)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۱۶) تو ہم نے اُس کو حکمت و دانش عطا فرمایا اور فہم صحیح اور علم عطا کیا اور ہم نیک روش اختیار کرنیوالوں کو ایسا ہی صلہ عطا کیا کرتے ہیں ✽ یعنی بھرپور جوانی لفظ اشد کو کہتے ہیں کہ سترہ سال کی عمر سے تیس سال تک ہے اور استویٰ تیس سے لیکر چالیس سال کی عمر تک کو کہتے ہیں، بہرحال جب جوانی آئی اور جسمانی قویٰ درست اور مستحکم ہوئے تو حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے علم و حکمت عطا ہوئے اور آخر میں فرمایا ہمارا عام قاعدہ یہی ہے کہ نکوکاروں کو اسی قسم کا صلہ اور بدلا دیا کرتے ہیں۔ (۱۴) اور موسیٰؑ کہیں باہر سے شہر میں ایسے وقت داخل ہوا کہ جس وقت وہاں کے باشندے بے خبر اور غفلت میں تھے، موسیٰؑ نے دیکھا کہ شہر میں دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں اور ایک دوسرے سے ہاتھا پائی کر رہے ہیں ان دونوں میں سے ایک تو موسیٰؑ کی جماعت میں سے تھا اور وہ دوسرا اُس کا دشمن اور مخالف تھا پس اُس شخص نے جو موسیٰؑ کی جماعت میں سے تھا اُس شخص کے مقابلہ میں اور اس شخص کیخلاف جو موسیٰؑ کا مخالف اور دشمن تھا موسیٰؑ سے فریاد کی اور موسیٰؑ سے مدد چاہی اس پر موسیٰؑ نے اُس مخالف کو ایک گھونسا مارا سو اُس کا کام ہی تمام کر دیا اس پر موسیٰؑ نے کہا یہ تو شیطانی کام ہو گیا بیشک وہ شیطان دشمن اور صریح غلطی میں مبتلا کرنے والا اور کھلی گمراہی میں ڈالنے والا ہے ✽ یعنی حضرت موسیٰؑ کہیں تشریف لے گئے ہو سکتا ہے کہ اپنی والدہ کے مکان پر گئے ہوں کیونکہ وہ شہر کی آبادی سے باہر رہتی تھیں بہرحال مصر میں داخل ہوئے تو وہ لوگوں کے سونے کا وقت تھا یا تو دوپہر ہوگی یا رات کو آئے ہوں گے بہرحال ایسے وقت تشریف لائے کہ شہر میں سناٹا تھا۔ اور اتفاق سے دو شخص آپس میں گتھم گتھا ہو رہے تھے ایک اسرائیلی تھا جس کو من شیعتہ فرمایا اور دوسرا فرعونی جسکو من عدوہ فرمایا اسرائیلی نے اس فرعونی کیخلاف اُن سے فریاد کی اور مدد چاہی۔ حضرت موسیٰؑ بیچ بچاؤ کرنے کی غرض سے آگے بڑھے اُس فرعونی کو سمجھایا حالانکہ قصور اُسی کا تھا مگر وہ نہ مانا اور اپنی تعدی کر باز نہ آیا اس پر حضرت موسیٰؑ نے اس کے تادیباً ایک مکا رسید کیا مگر وہ مکا لگتے ہی مر گیا، ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اس کو قصداً نہیں مارا اور عادتاً مکے اور گھونسے سے آدمی مرتا بھی نہیں اتفاقاً یہ حادثہ پیش آیا بہرحال ایک سرکاری آدمی مارا گیا۔ موسیٰؑ کی شہرت پہلے سے خراب تھی فرعونی اُن کے مخالف تھے اگرچہ یہ کام سہواً ہوا پھر بھی حضرت موسیٰؑ نادم ہوئے اور فرمانے لگے یہ کام شیطان کے کاموں میں سے ہے کہ وہ شیطان دشمن اور کھلا گمراہ کرنے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب حضرت موسیٰؑ جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بیزار تھے اُن کے کفر سے اور انکے ساتھ لگے رہتے بنی اسرائیل، وہی دو شخص لڑتے دیکھے ظالم تھا فرعونی اس کو مارا تھا ادب دینے کو اسکی اجل آگئی یہ پچھتائے کہ بے قصد خون ہو گیا اور اُن کا گھر تھا اس شہر سے باہر جہاں سب بنی اسرائیل تھے حضرت موسیٰؑ کبھی وہاں جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم ان کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے ✽ (۱۵) موسیٰؑ نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا اے میرے پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھ کو بخشدے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور بخشدیا بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ✽ حضرت موسیٰؑ نے ندامت کے ساتھ پچھتاتے ہوئے یہ الفاظ کہے اللہ تعالیٰ کی مغفرت نے موسیٰؑ کی دستگیری فرمائی اور یہ واقعہ ہے کہ غلطی بھی سہواً ہوئی تھی موسیٰؑ کی نیت قتل کی نہ تھی اور نہ حضرت موسیٰؑ کو کسی کافر کے قتل کی اجازت تھی اور آپ فرعون کی پناہ اور امن میں تھے۔ اس لئے کوئی وجہ قتل کی نہ تھی۔ بخشش کا حال شاید موسیٰؑ کو الہام سے معلوم ہوا ہو۔ ہم سورۂ نمل میں بھی آیت الا من ظلم ثم بدل حسناً کے تحت اشارہ کر چکے ہیں کہ قطعی اطلاع بخشش کی نبوت عطا ہونیکے وقت ہوئی تاکہ موسیٰؑ کو یقین ہو جائے کہ سابقہ لغزش پر کوئی گرفت نہ ہوگی (۱۶) حضرت موسیٰؑ نے یہ بھی عرض کیا کہ اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھ پر بڑا فضل فرمایا ہے اور بڑے بڑے احسانات کئے ہیں میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا ✽ مجرموں سے مراد وہ ہیں جو انسان کو (باقی ضمیمہ میں)

وَدَخَلَ الْمَدِينَةَ عَلَىٰ حِينِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا

اور موسیٰؑ شہر میں ایسے وقت داخل ہوا کہ جس وقت وہاں کے باشندے بے خبر تھے تو موسیٰؑ نے شہر میں

فَوَجَدَ فِيهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ وَهَٰذَا

دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے دیکھا ایک تو موسیٰؑ کی جماعت کا آدمی اسرائیلی تھا اور دوسرا اُس کے

مِنْ عَدُوِّهِ ۖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى

مخالفوں میں سے فرعونی تھا چنانچہ اُس شخص نے جو موسیٰؑ کی جماعت میں سے تھا اُس شخص کے مقابلہ میں جو

الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيْهِ ۖ قَالَ

موسیٰؑ کے مخالفوں میں سے تھا موسیٰؑ سے مدد چاہی اس پر موسیٰؑ نے اس فرعونی کو گھونسا مارا سو اُس کا کام ہی تمام کر دیا اس پر موسیٰؑ نے کہا

هَٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ ۖ إِنَّهُ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾

یہ تو ایک شیطانی کام ہو گیا بے شک وہ شیطان دشمن اور کھلم کھلا غلطی میں مبتلا کرنے والا ہے۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ

موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا سو تو مجھ کو بخشدے اس پر خدا نے اُس کو معاف کر دیا

إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿١٦﴾ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ

بے شک وہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ موسیٰؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار چونکہ تو نے مجھ پر اپنا فضل فرمایا ہے

فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ

سو میں آئندہ کبھی مجرموں کا مددگار نہ بنوں گا۔ غرض موسیٰؑ صبح ہی صبح ڈرتا حالات کی ٹوہ لگاتا شہر میں

خَائِفًا يَتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنصَرَهُ بِالْأَمْسِ

گیا تو اچانک کیا دیکھتا ہے کہ وہی اسرائیلی جس نے کل گزشتہ موسیٰؑ سے مدد طلب کی تھی

يَسْتَصْرِخُهُ ۚ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ﴿١٨﴾

آج موسیٰؑ کو پھر پکار رہا ہے تو موسیٰؑ نے اُس سے کہا بے شک تو صریح بے راہ ہے۔

فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَن يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا

پھر جب موسیٰؑ نے اُس فرعونی کو پکڑنا چاہا جو موسیٰؑ اور اس اسرائیلی دونوں کا مخالف تھا

Marfat.com

کہنے لگا اے موسیٰ کیا جس طرح تو نے کل ایک شخص کو قتل کیا تھا آج مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے تم تو بس یہی چاہتے ہو کہ عواقب اور انجام کا خیال کئے بغیر ملک میں مار دھاڑ اور زبردستی کرتے پھرو اور تم باہمی صلح و صفائی اور میل ملاپ کرانے والے لوگوں میں سے نہیں ہونا چاہتے۔ ✤ یعنی جب موسیٰؑ کو اُس اسرائیلی نے پکارا تو اول موسیٰؑ نے اس کو یہ کہہ کر ڈانٹا کہ انک لغوی مبین پھر اُس کے بعد فرعونی کو پکڑنا چاہا، یہ اسرائیلی سمجھا کہ مجھ کو پکڑنا چاہتے ہیں کیونکہ موسیٰؑ مجھ سے ناراض ہیں اور مجھ کو لغوی مبین فرما چکے ہیں اس لئے اس نے گھبرا کر بیساختہ موسیٰؑ سے کہا کیا تو آج مجھ کو قتل کرنا چاہتا ہے جس طرح تو کل ایک شخص کو قتل کر چکا ہے تو مصر کی سرزمین پر انجام کو بغیر سوچے سمجھے زبردستی اور زور دکھانا چاہتا ہے اور مار دھاڑ کرنا چاہتا ہے تو میل ملاپ کرنے والوں میں سے ہونا نہیں چاہتا۔ یہ فقرے اُس اسرائیلی نے اس انداز سے کہے کہ جو بات کل سے کسی کو معلوم نہ تھی وہ ظاہر ہوگئی اور فرعونی کے قاتل کا سُراغ مِل گیا اور پولیس کو معلوم ہوگیا کہ باورچی خانہ کے منیجر کا قاتل یہی موسیٰؑ ہے چنانچہ اس راز کا افشا ہونا اور وہ بھی اپنی ہی جماعت کے ایک نادان دوست کی زبان سے افشا ہونا۔ غضب ہوگیا فرعونی نے فوراً اہل دربار کو طلب کیا اور باہمی مشورہ ہوا موسیٰؑ کی زیادتیوں اور موسیٰؑ کی خداپرستی پر بحثیں ہوئیں اور بالآخر موسیٰؑ کے قتل کی تجویز طے ہوئی انہیں اہل دربار میں سے کوئی موسیٰؑ کا ہمدرد جو اندرونی طور پر مسلمان تھا۔ شاید اس کا نام حزقیل تھا یا حزبیل تھا وہ راستہ بدل کر وہاں سے بھاگا اور پولیس کے آنے سے پہلے وہ موسیٰؑ تک پہونچ گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ ہاتھ ڈالنا چاہا اُس ظالم پر۔ بول اٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھ پر غصہ کیا تھا۔ ہاتھ بھی چلادیں گے وہ کل کا خون چھپا رہا تھا آج اُس کی زبان سے مشہور ہوا ۱۲۔ (۱۹) ارشاد ہوا اور ایک شخص شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اس نے کہا اے موسیٰ بلاشبہ اہل دربار آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر ڈالیں پس آپ یہاں سے نکل جائیے اور یقین کیجئے میں آپ کے خیر خواہوں اور بہی خواہوں میں سے ہوں ✤ یعنی وہ شخص موسیٰؑ تک پہنچ گیا اور اُس نے آکر ان سے کہا فرعون کے درباری آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں کیونکہ اُس فرعون کے خانساماں اور منیجر کے قتل کا پتہ معلوم ہوگیا اور آپ کے مخالفوں کی قوت مضبوط ہوگئی اس لئے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ شہر سے فوری طور پر نکل جائیے میں آپ کا بھلا چاہنے والوں میں سے ہوں ✤ کہتے ہیں اُس نے ہی یہ مشورہ دیا کہ آپ مدین چلے جائیے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ نے اُس کے مشورے پر عمل کیا اور جس حال میں تھے بغیر کسی خاص انتظام کے نکل کھڑے ہوئے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے (۲۰) غرض موسیٰؑ ڈرتا سب طرف دیکھتا بھالتا اُس شہر سے نکل گیا موسیٰ نے نکلتے وقت دعا کی میرے پروردگار مجھے ان ظالم لوگوں سے خلاصی دے اور بچالے ✤ حضرت موسیٰؑ نے کبھی سفر نہیں کیا تھا آرام کی زندگی چھوڑ کر سفر اختیار کیا برہنہ پا نہ کوئی زادِ سفر ہمراہ لیا مدین تقریباً آٹھ یوم کی مسافت پر تھا فرعون کی وہاں حکومت نہ تھی اور فرعون کی حیطۂ اقتدار سے باہر تھا مدین کی جانب تین راستے جاتے تھے انھوں نے درمیانی پگڈنڈی کو اختیار کیا

ع ۲/۸ ۵

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِىْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًاۢ
تو وہ اسرائیلی کہنے لگا اے موسیٰؑ کیا تو نے جس طرح کل ایک شخص کو قتل کر دیا تھا آج مجھ کو
بِالْاَمْسِ ۖ اِنْ تُرِيْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِى الْاَرْضِ
قتل کرنا چاہتا ہے بس تو یہی چاہتا ہے کہ انجام کا خیال کئے بغیر ملک میں مار دھاڑ کرتا پھرے
وَمَا تُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾ وَجَآءَ رَجُلٌ
اور تو میل ملاپ کرانے والے لوگوں میں سے نہیں ہونا چاہتا ۔ اور ایک شخص شہر کے پرلے کنارے سے
مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ۡ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ
دوڑتا ہوا آیا اُس نے کہا اے موسیٰؑ بلاشبہ اہل دربار آپ کے متعلق مشورہ
يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ مِنَ
کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ یہاں سے نکل جائیے میں آپ کے
النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۡ قَالَ رَبِّ
خیر خواہوں میں سے ہوں ۔ غرض موسیٰؑ ڈرتا سب طرف دیکھتا بھالتا ہوا اس شہر سے نکل گیا موسیٰؑ نے دعا کی
نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ
اے میرے پروردگار مجھے ان ظالم لوگوں سے بچالے ۔ اور جب موسیٰؑ نے مدین کی جانب رُخ کیا
قَالَ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾
تو کہا اُمید ہے کہ میرا رب مجھ کو سیدھی راہ چلا دے گا ۔
وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ
اور جب موسیٰؑ مدین کے کنوئیں پر پہونچے تو اُس کنوئیں پر لوگوں کا ایک گروہ کو دیکھا جو مواشی کو
يَسْقُوْنَ ۟ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ
پانی پلا رہے تھے اور اُن لوگوں سے ایک طرف کو دو عورتیں دیکھیں جو اپنے جانوروں کو روکے کھڑی ہیں
قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاۗءُ
موسیٰؑ نے ان عورتوں سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا جب تک چرواہے اپنے جانور پانی پلا کر واپس لیجائیں ہم اُس وقت تک پانی نہیں پلا سکتے

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ سُنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلے جان کے خوف سے کافر سب اکٹھے ہوئے کہ ان پر بل کر چوٹ کریں اُسی رات نکلے ہجرت کر کر ۱۲ (۲۱) اور جب موسیٰؑ نے مدین کی سمت اور مدین کی جانب رُخ کیا تو کہا امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھے راستہ پر چلائیگا اور مجھے سیدھی راہ لیجائیگا ✤ حضرت موسیٰؑ نے توکلاً علی اللہ یہ سفر اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے اُن کی صحیح رہنمائی فرمائی اور ان کو سیدھے راستے لگا دیا اور وہ ایک ایسی پگڈنڈی پڑ گئے جو سیدھی مدین کو جاتی تھی۔ آٹھ روز تک برابر سفر کرتے رہے گھاس پات کھا کر گزر کرتے اور حضرت حق تعالیٰ سے لو لگائے ہوئے چلے جاتے تھے آٹھ روز کے پیہم سفر کے بعد وہ مدین کے پانی پر پہونچ گئے ادھر فرعون کی پولیس اپنی حدود کے اندر جگہ جگہ دیکھتی پھری اور اس کو کہیں پتہ نہ چلا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۶۱۹ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۱۸) یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ نے اسی راہ پر ڈال دیا ۱۲ (۲۲) اور جب موسیٰ مدین کے پانی یعنی کنوئیں پر پہونچا تو اس کنوئیں پر لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا جو کنوئیں سے پانی کھینچ کھینچ کر اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہے تھے اور ان لوگوں سے ایک طرف کو اُنھوں نے دو عورتوں کو دیکھا جو اپنی بکریوں کو روکے کھڑی ہیں، موسیٰؑ نے اُن عورتوں سے پوچھا تمہارا کیا حال ہے اُنھوں نے جواب دیا جب تک یہ چرواہے اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر واپس نہ لیجائیں اس وقت تک ہم پانی نہیں پلا سکتے ؛ یعنی کوئی مرد نہیں جو پانی کھینچ کر ہمارے جانوروں کو پلائے ہم سے ڈول کھینچ نہیں سکتا ہمارا باپ ہے تو وہ بوڑھا بہت ہے اس لئے جب یہ لوگ چلے جاتے ہیں تو انکا بچا کھچا پانی ہم اپنی بکریوں کو پلا لیتی ہیں، کہتے ہیں حضرت موسیٰؑ نے اُن لوگوں سے لڑکیوں کی سفارش کی کیوں بھائی تم ان بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتے مگر اُنھوں نے سخت جواب دیا کہ آپ پلا سکتے ہیں تو پلا دیجئے چنانچہ

وَ اَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤى اِلَى الظِّلِّ

اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ یہ سن کر موسیٰ نے انکے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر وہاں سے ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھا

فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾

اور دعا کی اے میرے پروردگار جو نعمت بھی تو مجھ کو بھیجے میں اس کا حاجت مند ہوں

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَى اسْتِحْیَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ

اتنے میں موسیٰ کے پاس اُن دونوں عورتوں میں سے ایک عورت شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی کہنے لگی

اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا

میرا باپ تجھ کو بلاتا ہے تاکہ تجھ کو اُس پانی پلانے کا حق دیدے جو تو نے ہمارے جانوروں کو پلایا تھا چنانچہ

جَآءَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٙ نَجَوْتَ

جب موسیٰ انکے باپ یعنی شعیبؑ کے پاس آیا اور تمام واقعات اُس کے سامنے بیان کئے تو شعیبؑ نے کہا کچھ خوف نہ کر تو

مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ

ظالم لوگوں سے بچ آیا۔ ان دونوں میں سے ایک لڑکی کہنے لگی۔ اے باپ

اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴿۲۶﴾

آپ اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر جس کو آپ نوکر رکھنا چاہیں وہ شخص ہے جو توانا اور امانت دار ہو۔

قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ

باپ نے موسیٰ سے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا تیرے ساتھ اس شرط پر نکاح کر دوں

عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا

کہ تو آٹھ سال تک میری ملازمت کرے اور اگر تو دس سال پورے کر دے

فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ

تو یہ تیری طرف سے ہے اور میں تجھ پر کوئی مشقت ڈالنا نہیں چاہتا تو مجھ کو

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ

انشاء اللہ خوش معاملہ اور بھلے لوگوں میں سے پائے گا۔ موسیٰ نے جواب دیا بس یہ بات

حضرت موسیٰؑ نے اُن کا چرس لیکر تنہا کھینچ لیا حالانکہ اُسکو دس آدمی مل کر کھینچتے تھے لڑکیوں کی بکریوں کو موسیٰ نے پانی پلا دیا اور لڑکیاں واپس چلی گئیں بعض کہتے ہیں موسیٰ نے ایک دوسرے کنوئیں سے پانی پلایا جس پر ایک بہت بھاری پتھر رکھا ہوا تھا موسیٰ نے تنہا اُس کو ہٹایا اُس میں سے پانی نکال کر لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مصر سے دس کوس کی راہ ہے وہاں پہونچے بھوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے بکریوں کو ۱۲ پھر فرمایا وے حیا سے کھڑی تھیں بکریاں ایک طرف لیکر انکو قوت نہ تھی کہ بھاری ڈول نکالیں اور اُن کے بچا پانی پلاتیاں (۲۴) یہ سن کر موسیٰؑ نے ان لڑکیوں کے جانوروں کو پانی پلا دیا پھر وہاں سے ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھا اور دعا کی اے میرے پروردگار جو نعمت بھی اور بھلائی تو مجھکو بھیجے میں اُسی کا محتاج اور حاجتمند ہوں ؛ یعنی متواتر سفر رہا کچھ کھانے کو میسر نہیں آیا بے سر و سامانی کی حالت میں نکلے تھے پیٹ پیٹھ سے مل گیا پتے وغیرہ جو راستے میں کھاتے تھے پیٹ میں اُن کی سبزی جھلکتی تھی بہرحال دعا قبول ہوگئی اور اُس کے اسباب پیدا ہونے شروع ہوئے لڑکیاں جب گھر پہونچیں تو باپ نے جلدی آجانے کی وجہ دریافت کی لڑکیوں نے تمام حال اس مسافر کا سنایا اور پانی پلانے اور چرس کھینچنے کا حال سنایا باپ نے اسی وقت ایک لڑکی کو بھیجا کہ اُس مسافر کو بلا لا چنانچہ لڑکی خدمت میں حاضر ہوئی ارشاد ہوتا ہے (۲۴) اتنے میں موسیٰؑ کے پاس ان دو عورتوں میں سے ایک عورت شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی اور اُس نے موسیٰ کے قریب آکر کہا میرا باپ اے موسیٰ آپکو بلاتا اور یاد کرتا ہے تاکہ وہ تجھ کو اس پانی پلانے کا حق دیدے جو تو نے ہمارے مویشیوں کو پلایا تھا پھر جب موسیٰؑ اُس کے باپ کے پاس پہنچا اور اپنے آنے کے تمام واقعات اُن کو سنائے اور اپنا تمام حال بیان کیا تو انھوں نے کہا ڈر نہیں اور کچھ خوف نہ کر تو ظالم لوگوں سے بچ آیا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں عورتوں نے پہچانا کہ بھلا اور پختہ ہے مسافر ہے دور سے آیا تھکا بھوکا جا کر اپنے باپ سے کہا کہ انکو درکار تھا کوئی مرد جو نیک بخت کو بکریاں تھامے اور بیٹی بھی بیاہ دیں ۱۲ کہتے ہیں ان بزرگ کا نام شعیب تھا لڑکیوں کا نام صفورا اور شرنا تھا بتایا جاتا ہے جو لڑکی بلانے آئی وہ صفورا تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تم میرے پیچھے چلو اور راستہ مجھکو بتاتی رہو۔ تاکہ اجنبی پر نگاہ نہ پڑے حیا کیساتھ چلتی ہوئی جو شرفا کے گھرانے کا طریقہ ہے کہتے ہیں کہ صفورا نے آنچل سے منہ ڈھانک رکھا تھا۔ راستہ بتانے کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ جس گلی کی طرف مڑنا ہوتا صفورا اس طرف کنکر پھینکدیتی تھی آپ اس طرف مڑجاتے تھے۔ بہرحال جب یہ وہاں پہونچ گئے اور ان کو اطمینان حاصل ہوگیا تو ایک لڑکی نے ان دونوں میں سے کہا جسکا آگے ذکر فرماتے ہیں (۲۵) ان دونوں عورتوں میں سے ایکنے کہا اے باپ آپ اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا اور بہتر نوکر جسکو آپ نوکر رکھنا چاہیں وہ شخص ہے جو طاقت دار اور امانت دار ہو ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکھا بے طمع ہونے سے ؛ کہتے ہیں موسیٰؑ کو صلہ دینا چاہا حضرت شعیبؑ نے مگر موسیٰؑ نے انکار کیا کہ میں ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جس میں بھلے کام پر کوئی اجر نہیں لیا کرتے۔ حضرت شعیبؑ نے فرمایا میں بھی ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتا ہوں جس میں کسی معمولی سے معمولی خدمت کو بھی نظر انداز کرنا مناسب نہیں خیال کرتے (۲۶) اُن بزرگ نے موسیٰؑ سے فرمایا (باقی صفحہ ۶۲۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦١٩) کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اپنی ان دونوں بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تیرے ساتھ اس شرط پر کر دوں کہ تو آٹھ سال تک میری مُلازمت کرے اور اگر تو دس سال پورے کر دے تو یہ تیری طرف سے ہے اور میں تجھ پر کوئی سختی یا مشقت ڈالنا نہیں چاہتا تو مجھ کو انشاءاللہ خوش معاملہ اور بھلے لوگوں میں سے پائے گا ؛ نکاح کرنے کا ارادہ کیا اور آٹھ سال کی خدمت اس نکاح کا معاوضہ یعنی مہر مقرر فرمایا دس سال پورا کرنے کو اُن کی مرضی پر چھوڑ دیا یعنی کوئی جبر نہیں۔ سختی نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عام طور سے نوکروں اور ملازموں کیساتھ سخت برتاؤ کیا جاتا ہے وہ میرے ہاں نہیں ہوگا اور آپ مجھے شائستہ اور بھلے لوگوں میں سے پائیں گے۔ (٢٧) حضرت موسیٰؑ نے جواب دیا کہ بس یہ بات میرے اور تیرے درمیان پختہ ہو چکی ان دونوں مُدتوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کر دوں تو پھر مجھ پر کوئی زیادتی اور جبر نہ ہوگا اور ہم جو کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر گواہ ہے ؛ یعنی وقت کی پابندی اور سخت برتاؤ کا اُنھوں نے انکار کر دیا تھا انھوں نے اس ملازمت کو قبول کر لیا اور دونوں مدتوں میں سے جون سی مدت بھی پوری ہو جائے اس پر حضرت شعیب کو کوئی اعتراض نہ ہوگا ان امور کے طے ہو جانیکے بعد غالباً نکاح ہوا ہوگا اور جو باتیں ملّتِ ابراہیمی میں ہوں گی اُن کے موافق ہوا ہوگا کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے دس سال پورے کیے واللہ اعلم ۔ شبان وادیٔ ایمن گہے رسد بمُراد کہ چند سال بجاں خدمتِ شعیب کند ؛ حضرت شعیبؑ نے صلاحیت دیکھکر اندازہ لگایا ہوگا دس مدت مقرر کی، اب آگے مدت پوری ہونے اور موسیٰ کی رخصت ہونے کا ذکر ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہمارے حضرتؐ بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا اگر چاہتے تو اُسی وقت شہر خالی کروالیتے کافروں سے لیکن اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافروں سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہیں فرمایا قرآن میں اور توراۃ میں نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے ١٢ آخر شعیبؑ کا اندازہ صحیح ہوا مدین کی واپسی پر اُن کی والدہ کا الہام پورا ہوا وجاعلوہ من المرسلین۔ ابھی راستے ہی میں تھے کہ خلعتِ نبوت سے آراستہ ہوگئے (٢٨) الغرض جب موسیٰ وہ مدت پوری کر چکا اور اپنے گھر والوں کو لیکر چلا تو اُس نے کوہ طور کی جانب ایک آگ دیکھی موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا تم ذرا ٹھیرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں وہاں سے تمہارے لیے کوئی خبر لے آؤں یا آگ کا کوئی انگارا لے آؤں تاکہ تم اس سے گرمی حاصل کرو اور تاپو ؛ غرض موسیٰؑ نے جب وہ مدت یعنی بقول مشہور دس سال پورے کر دیے تو حضرت شعیبؑ کی اجازت سے مصر یا شام کا سفر اختیار کیا چلتے وقت اُن کی اہلیہ محترمہ نے کچھ بکریاں حضرت شعیب سے مانگ لیں باپ نے لڑکی کو اُس سال کی پیداشدہ تمام بکریاں دیدیں، حضرت موسیٰؑ مدین سے روانہ ہوئے ایک دن رات کو راستے میں سخت سردی ہوئی اور ہوا چلی گھر والی کو دردِ زہ کی تکلیف ہوئی راستے کا پتہ نہ چلا بکریوں کا گلہ ہوا کی تیزی میں تتر بتر ہوگیا کوئی آدمی نہیں جس کو راستہ دریافت کریں اسی حالت میں تھے کہ کوہِ طور کے قریب ایک روشنی نظر آئی سمجھے کہ آگ ہے گھر والی سے کہا تم ذرا ٹھیرو مجھے آگ دکھائی دیتی ہے میں دیکھوں آگ کے پاس کوئی آدمی ہو تو اُس سے کوئی راستے کی خبر لاؤں یا کوئی آگ کا شعلہ اور انگارہ ہی لے آؤں تاکہ تم آگ سے تاپ لو اور سردی کچھ کم ہو جائے چنانچہ حضرت موسیٰؑ کوہِ طور کی جانب بڑھے (٢٩) پھر جب موسیٰؑ اس آگ کے پاس پہنچا تو اُس کو ایک درخت میں سے جو میدان کی داہنی جانب زمین کے ایک مبارک قطعہ میں تھا یہ آواز دی گئی کہ اے موسیٰؑ بلاشبہ میں ہی اللہ تمام عالموں کا پروردگار ہوں ؛ چنانچہ جب موسیٰؑ بڑھتے ہوئے طور کے پاس پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں ایک سبز درخت میں بے دُھوئیں کی ایک روشنی ہے حضرت موسیٰؑ متحیر ہوئے کہ سبز درخت میں یہ آگ کیسی ہے اور اس سے آگ کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے ابھی اسی حالت میں تھے کہ درخت میں سے آواز دی گئی اور موسیٰؑ کو پکارا گیا انی انا اللہ رب العالمین موسیٰؑ نے درخت کی جانب گہری نظر سے دیکھا اور وہ آواز تمام جسم میں سرایت کر گئی صرف کانوں ہی نے نہیں سُنی بلکہ تمام جسم کان بن گئے وہ آگ اگرچہ درخت میں معلوم ہوتی تھی لیکن انی انا اللہ کی آواز (باقی صفحہ ٦٢١ پر)

بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ

میرے اور تیرے درمیان طے ہو چکی ان دونوں مدتوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کر دوں تو پھر مجھ پر

عَلَيَّ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٨﴾ فَلَمَّا قَضَىٰ

کوئی زیادتی نہ ہوگی اور ہم جو کہہ رہے ہیں خدا اس پر گواہ ہے۔ الغرض جب موسیٰ

مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ

اس مدت کو پورا کر چکا اور اپنے گھر والوں کو لیکر چلا تو اُس نے کوہ طور کی جانب

الطُّورِ نَارًا ۖ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا

ایک آگ دیکھی موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا تم ذرا ٹھیرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے

لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ

شاید میں وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لے آؤں یا آگ کا کوئی انگارہ لے آؤں

لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿٢٩﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ

تاکہ تم اس کی گرمی حاصل کر سکو۔ چنانچہ جب موسیٰ اُس آگ کے پاس پہونچا تو اُس کو ایک درخت میں سے

الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ

جو میدان کے داہنی جانب زمین کے ایک مبارک قطعہ میں تھا

أَنْ يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٠﴾ وَ

یہ آواز آئی کہ اے موسیٰ یقیناً میں ہی اللہ رب العالمین ہوں۔ اور

أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ ۖ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا

یہ کہ تو اپنا عصا ڈالدے پھر جب موسیٰؑ نے اُس لاٹھی کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے

جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يَا مُوسَىٰ

ایک تیز رفتار سانپ ہے، تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا، ارشاد ہوا اے موسیٰ

أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۖ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ﴿٣١﴾

آگے آ اور ڈر نہیں یقیناً تو امن یافتہ لوگوں میں سے ہے۔

ع ٣ / ٦

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۲۰) کیا تھ وہ موسیٰ کے قلب میں پیوست ہوگئی اور نہ بجھنے والی آگ بن کر موسیٰ کے دل میں سماگئی کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔ ہست دامن آتش روشن نمیدانم کہ چیست ؛ اینقدر دانم کہ ہم چوں شمع مے کاہم دگر ؛
اس خطاب کی کیفیت اور لذت اور اس کے اثرات کو موسیٰ ہی جانتے ہوں گے (۳۰) اور نیز یہ آواز آئی کہ موسیٰ تو اپنا عصا ڈالدے پھر جب موسیٰ نے اس لاٹھی کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے وہ ایک تیز رفتار سانپ
ہے تو موسیٰ پیٹھ پھیر کر اُلٹے پھرے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا ارشاد ہوا اے موسیٰ آگے آ اور ڈر نہیں یقیناً تو امن یافتہ لوگوں میں سے ہے ؛ عصا کو ڈالنے کا حکم ہوا جب موسیٰ نے لاٹھی ڈالی تو وہ ایک پتلے سانپ کی طرح
دوڑنے لگی موسیٰ کو بہ تقاضائے بشریت خوف معلوم ہوا اور وہ پیٹھ پھیر کر چلنے لگے تو ارشاد ہوا سامنے آؤ اور ڈرو نہیں تم ہر طرح امن میں ہو۔ یہاں جان فرمایا سورۂ طٰہٰ میں حیۃ فرمایا۔ ہم اس کے متعلق سورۂ طٰہٰ میں عرض
کر چکے ہیں کہ وہ ایک اژدہا بن گیا لیکن دوڑنے اور بھاگنے
میں سبک اور پتلے سانپ کی طرح بھاگتا تھا یا ابتداءً
پتلی شکل ہوتا تھا پھر اژدہا بن جاتا ہو۔ غرض یہ ایک معجزہ
تھا جس کا ظہور اُن کے ہاتھ سے ہوا پھر ارشاد ہوا (۳۱)
اے موسیٰ تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لیجا تو وہ
بغیر کسی نقص و عیب کے خوب چمکتا ہوا نکلے گا اور خوف
کو رفع کرنے اور دور کرنے کی غرض سے اپنا ہاتھ اپنی
بغل اور گریبان سے ملالیجیو۔ یہ دونوں چیزیں فرعون
اور اس کے سرداروں کے پاس جانے کیلئے تیرے پروردگار
کی طرف سے دو دلیلیں اور دو سندیں ہیں یقیناً وہ لوگ
بڑے نافرمان اور حد سے نکل جانے والے ہیں ؛ یعنی
ہاتھ کو بغل کے نیچے لیجا اور گریبان میں ڈال تو وہ اسقدر
چمکدار اور نورانی ہو کر نکلے گا جیسے سورج کی چمک بغیر کسی عیب
اور نقص کے یہ روشنی ہوگی اور سفید چمک ہوگی یعنی کسی بیماری
برص وغیرہ کی سفیدی نہ ہوگی اور جس طرح سانپ کو پکڑ لینا
لاٹھی کو اپنی اصلی حالت پر لے آتا ہے اسی طرح اگر ہاتھ کی
روشنی سے خوف معلوم ہو تو ہاتھ کو دوبارہ گریبان اور بغل
سے ملالینا کافی ہوگا ہاتھ اپنی اصلی حالت پر آجائیگا، یہ دو
دلیلیں منجملہ اُن نو دلیلوں کے ہیں جیسا کہ سورۂ نمل اور
بنی اسرائیل میں گزر چکا ہے۔ یہ دو سندیں ہیں جو فرعون اور
اُس کے اُمراء کے سامنے پیش کر دینا۔ کیونکہ یہ لوگ بڑے
سرکش متکبر اور حدِ عبودیت سے نکل جانیوالے ہیں۔ حضرت
شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر
جاتا رہے ۱۲ ہو سکتا ہے کہ سانپ کے خوف کا یہ علاج ہو اور ہو سکتا
ہے کہ ہاتھ کی چمک سے اگر کوئی خوف ہو تو اس کا علاج ہو
اور ہو سکتا ہے کہ دونوں چیزوں کے ڈر کا علاج ہو کہ
ہاتھ کو اپنے گریبان اور بازو سے ملا لیا جائے تاکہ وہ خوف
جو بہ تقاضائے بشریت ہو جاتا ہے وہ دور ہو جائے نہ سانپ
کو دیکھ کر کوئی دہشت ہو نہ ہاتھ کی چمک سے کوئی اندیشہ ہو
(۳۲) حضرت موسیٰ نے عرض کی اے میرے پروردگار میں
نے اُن میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا میں ڈرتا ہوں
کہ کہیں وہ مجھ کو قتل نہ کر ڈالیں ؛ یعنی مجھے دیکھتے ہی انکو
وہ قتل کا واقعہ یاد آئے اور وہ سب سے پہلے مجھ کو قتل ہی
کر ڈالیں (۳۳) اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے
زیادہ فصیح اور رواں ہے آپ اُسکو بھی میرے ہمراہ میرا مددگار
بنا کر بھیجدیں کہ وہ میرے دعوے اور میری باتوں کی
تصدیق کرے اور میری نبوت کی تائید کرے کیونکہ مجھے اندیشہ
ہے کہ فرعون والے میری تکذیب کریں گے ؛ یعنی چونکہ میری
زبان میں لکنت ہے اور میں بولتے بولتے کبھی اٹک جاتا ہوں

اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ
تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لیجا تو وہ بغیر کسی نقص اور عیب کے خوب چمکتا ہوا
سُوْٓءٍ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ
نکلے گا اور خوف کو دور کرنے کی غرض سے اپنا ہاتھ اپنے جسم سے ملالیجیو یہ دونوں
بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ
چیزیں فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس جانیکے لئے تیرے رب کیطرف سے دو سندیں ہیں بیشک وہ
كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ
بڑے نافرمان لوگ ہیں۔ موسیٰ نے عرض کیا اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل
نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾ وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ
کردیا تھا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھ کو قتل نہ کردیں۔ اور میرے بھائی ہارون
اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِيَ رِدْاً يُّصَدِّقُنِيْٓ
کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو اس کو بھی میرے ہمراہ میرا مددگار بنا کر بھیجدے کہ وہ میری تائید و تصدیق کرے
اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ
کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ فرعون والے میری تکذیب کریں گے۔ ارشاد فرمایا ہم عنقریب تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعہ
بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا
مضبوط کردیں گے اور ہم تم دونوں کو ایک ایسی ہیبت اور غلبہ عطا کریں گے جس کی وجہ سے وہ تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے
بِاٰيٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ
ہماری نشانیاں لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تم دونوں کا پیرو ہو سب غالب رہنے والے ہو۔ غرض جب موسیٰ ان کے پاس
مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
ہماری کھلی کھلی نشانیاں لے کر پہونچا تو وہ کہنے لگے کہ یہ کچھ نہیں محض ایک جادو ہے
مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾
جو خدا کی طرف غلط منسوب کردیا ہے اور ہم نے تو ایسی بات اپنے اگلے باپ دادوں کے زمانے میں بھی ہوتے نہیں سنی

تو ہو سکتا ہے کہ وہ بددین لوگ ہیں کہیں میری تضحیک کریں اور مجھ کو ہنسی میں اڑادیں اس لئے میرے بھائی ہارون جو فصاحت لسانی کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ فصیح ہیں اور اگر مناظرے کی نوبت آئی تو اُن کی زبان کی روانی
سے مدد ملیگی لہٰذا اُن کو میرے ہمراہ مددگار بنا کر بھیجدے کہ وہ میری تائید و تصدیق کریں کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں تنہا گیا تو وہ مجھ کو جھٹلا دیں گے اور میری تکذیب کر دیں گے (۳۴) حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہم
تیرے بازو کو تیرے بھائی کی وجہ سے ابھی مضبوط کر دیں گے اور ہم تم دونوں کو ایک ایسی ہیبت اور غلبہ عطا کر دیں گے اور تم کو ایسی شوکت دیں گے کہ وہ تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے ہماری نشانیاں لیکر جاؤ تم دونوں
اور جو تم دونوں کے متبع اور پیرو ہوں وہ سب غالب رہنے والے ہو ؛ بِاٰيٰتِنَآ کا ترجمہ اپنے اکابر نے دو طرح کیا ہے ہم نے ایک طریقہ اختیار کر لیا ہے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ ہماری نشانیوں کی وجہ سے (باقی صفحہ ۶۲۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ ۶۲۱) تم کو ایذا پہنچانے کی غرض سے تم تک نہ پہونچ سکیں گے، ہم نے صاحب روح کے قول کو اختیار کیا ہے اور فاذ هبا بایٰتنا کی آیت کو ملحوظ رکھا ہے خلاصہ یہ کہ تمہاری دونوں درخواستیں منظور کرلی گئیں۔ ہارون علیہ السلام کی ہمراہی بھی منظور اور وہ تم کو ایذا نہ پہونچا سکیں گے ایذا رسانی کے اندیشے سے بھی بے خوف فرما دیا تم دونوں کو اور جو تم دونوں کی پیروی کرے گا ان کو بھی غلبہ حاصل رہے گا (۳۵) غرض جب موسیٰؑ ہماری کھلی کھلی نشانیاں اور واضح دلائل اور معجزات لیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس آیا تو وہ کہنے لگے کچھ نہیں یہ تو ایک جادو ہے جو محض افترا ہے اور خدا کی طرف منسوب کردیا گیا ہے اور ہم نے تو ایسی باتیں اپنے گزشتہ باپ، دادوں کے زمانے میں ہوتی نہیں سنیں ٭ یعنی یہ تو محض ایک جادو ہے جو اللہ تعالیٰ پر افترا کیا گیا ہے کہ یہ دلائل اسکی جانب سے ہیں حالانکہ جب وہ ہے ہی نہیں تو اُس کے دلائل کیسے محض ایک ساحرانہ افترا ہے، اور اگر ان باتوں کی اصل ہوتی تو اپنے بزرگوں سے تو ہم کبھی سنتے جب ہمارے بزرگوں میں بھی اس قسم کا کوئی چرچا نہیں اور نہ کبھی اُن سے ہم نے یہ باتیں سنیں تو سوائے اسکے کہ یہ ایک گھڑی ہوئی بات ہے اپنے جادو کو خدا کی دلیل بتانا اس کا محض افترا ہے (۳۶) حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ میرا پروردگار اُس شخص کو خوب جانتا ہے جو اُس کے پاس سے صحیح دین اور ہدایت و رہنمائی لیکر آیا ہے اور وہی اسکو بھی جانتا ہے جس کے حق میں اس عالم کا انجام بہتر اور اچھا ہونیوالا ہے اور جس کی عاقبت محمود ہونیوالی ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ ظالم اور ناانصاف کبھی فلاح نہیں پاتے اور مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے ٭ حضرت موسیٰؑ نے جب دیکھا کہ فرعونی ایک سیدھی سادھی اور معقول دلیل کو نہیں سمجھتے اور اُس کو سحر و افترا اور ایک انوکھی اور نئی بات بتاتے ہیں تو انہوں نے فرمایا تم مانو یا نہ مانو جاؤ یا نہ جاؤ میرا پروردگار تو اس کو خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے دین کی روشنی اور ہدایت لیکر آیا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس دنیا کا انجام کس کے لئے اچھا ہونیوالا ہے اور کس کا خاتمہ بخیر ہونیوالا ہے اور کس کی عاقبت محمود ہوگی اور پچھلا گھر کس کو ملنے والا ہے یعنی جو اسلام کا پابند ہوگا اُسی کا انجام اچھا ہوگا اور پچھلا گھر اُسی کو ملنے والا ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ظالم اور ستمگار دل اور بدعقیدہ کو فلاح اور کامیابی نصیب ہونیوالی نہیں (۳۷) اور فرعون نے اپنے مشیروں اور سرداروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا اے اہل دربار میں تو سوائے اپنے تمہارے لئے کسی اور معبود کو جانتا نہیں پھر اپنے وزیر ہامان کو حکم دیا اے ہامان! تو میرے لئے مٹی کی کچی اینٹوں کو آگ میں پکوا پھر اُن پکی اور پختہ اینٹوں سے میرے لئے ایک محل اور بلند عمارت بنوا تا کہ میں ذرا موسیٰؑ کے معبود کی ٹوہ لگاؤں اور دیکھ بھال کروں اور میں موسیٰؑ کے رب کو جھانک کر دیکھ لوں اور میں تو موسیٰؑ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور میری اٹکل میں تو وہ موسیٰؑ جھوٹا ہے ٭ یعنی فرعون کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ اہل دربار موسیٰؑ کے دلائل سے متاثر ہو کر موسیٰؑ کی صداقت کے قائل نہ ہو جائیں، اس لئے انکی توجہ کو ہٹانے اور بہکانے کیلئے اہل دربار کو مخاطب کیا اور کہنے لگا اے اہل دربار مجھ کو تو سوائے اپنے تمہارا کوئی اور معبود معلوم نہیں ہوتا۔ اے ہامان تو ایسا کر گارے کی کچی اینٹوں کو تو آگ جلاکر پکالے اور جب پکی اینٹیں تیار ہو جائیں تو ان اینٹوں سے ایک بلند عمارت تیار کرا تا کہ میں اُس پر چڑھ کر موسیٰؑ کے معبود اور اُس کے رب کا پتہ لگاؤں، یہ بیوقوف سمجھا کہ وہ آسمان میں بیٹھا ہوگا اور باوجود اس کوشش کے اس نے یہ بھی کہا کہ میں موسیٰؑ کو جھوٹا سمجھتا ہوں غرض وہ محل پچاس ہزار راج مزدوروں کی محنت سے تیار ہوا سمجھا یہ تھا کہ آسمان کچھ قریب ہو جائیگا اسکی چھت پر چڑھ کر دیکھا تو آسمان اتنا ہی اونچا نظر آیا جتنا نیچے سے نظر آتا تھا۔ ذلیل و شرمندہ ہو کر نیچے آگیا، اور بجائے دینِ حق کو قبول کرنیکے اُس کی سرکشی اور تکبر اور بڑھ گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں گارے کو آگ دے یعنی کچی اینٹ بنا کر پکتے ہیں پکی اینٹ اوّل اُسی نے نکالی عمارت اونچی بنا دے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے ۱۲ (۳۸) اور فرعون اور اُس کے ماننے والوں نے ناحق ملک میں سر اُٹھا رکھا تھا۔ اور بڑائی کرتے رہے اور وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ ہماری طرف واپس نہ آئیں گے اور اُنکو ہماری طرف لوٹنا نہیں ٭ یعنی فرعون اور اُس کا لشکر اپنی بڑائی اور تکبر و غرور میں مبتلا ہے اور اُنھوں نے یہ (باقی صفحہ ۶۲۳ پر)

وَقَالَ مُوسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ

اور موسیٰؑ نے کہا میرا رب اُس شخص کو خوب جانتا ہے جو اُس کے پاس سے صحیح دین لے کر

عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا

آیا ہے اور اس کو بھی جانتا ہے جس کے حق میں اُس عالم کا انجام بہتر ہونیوالا ہے بلاشبہ

يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا

ظالم کبھی فلاح نہیں پاتے۔ اور فرعون نے کہا اے اہل دربار

الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ

مجھے تو سوائے اپنے تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں ہوتا سو اے ہامان تو میرے لئے

يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ

مٹی کو آگ میں پکوا کر اینٹیں تیار کرا پھر اُن سے میرے لئے ایک بلند عمارت بنوا

اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ

تاکہ میں ذرا موسیٰؑ کے خدا کی ٹوہ لگاؤں اور میں تو موسیٰؑ کو

الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ

جھوٹا ہی سمجھتا ہوں۔ اور فرعون اور اُس کے ماننے والوں نے ناحق ملک میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾

سر اُٹھا رکھا تھا اور وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ ان کو ہماری طرف لوٹنا نہیں ہے

فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ

لہٰذا ہم نے اُس کی اور اُس کے ماننے والوں کی گرفت کی پھر اُن کو دریا میں لیجا ڈالا سو آپ دیکھئے

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً

ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔ اور ہم نے اُن لوگوں کو ایسا قائد بنایا تھا

يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

جو دوزخ کی طرف بلاتے رہے اور قیامت کے روز اُن کی کوئی مدد نہیں کیجائیگی

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٢٢) سمجھ لیا کہ ہم خدا کی طرف لوٹ کر جانیوالے نہیں جب اُن کی یہ سرکشی حد سے بڑھی (٣٩) تو ہم نے فرعون کی اور اس کے تابعین اور ملنے والوں کی گرفت کی پھر ان سب کو دریا میں لیجا پھینکا سوائے پیغمبر آپ دیکھئے ستم گاروں اور ناانصافوں کا انجام کیسا ہوا ۔ یعنی جب ظلم حد سے تجاوز کرگیا اور ان کے غرور و تکبر میں کمی نہیں ہوئی اور قابل ہونکی بجائے سرکشی میں اضافہ ہوتا رہا تو انجام کار فرعون اور اُس کے متبعین کو سب کو دریا میں پھینکدیا اور بحر قلزم میں لیجا پھینکا آگے خطاب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ آپ دیکھیں کہ ناانصافی کرنیوالوں کا انجام کیسا ہوا (٤٠) اور ہم نے اُن کو ایسا قائد اور سردار بنایا کہ وہ لوگوں کو دوزخ اور جہنم کی طرف بلاتے رہ اور قیامت کے دن اُن کی کوئی مدد نہیں ہوگی اور اُن کا کوئی ساتھ نہیں دیگا ۔ جب کوئی ساتھی نہ ہوگا تو ہر قسم کی مدد سے محروم رہیں گے یعنی قوم کے بڑے بنے تھے اور ہم نے اُن کو سردار کیا تھا لیکن انھوں نے بجائے صحیح رہنمائی اور ایمان و اسلام کی دعوت دینے کے اُن کو دوزخ کی طرف جانے کی دعوت دی اب قیامت میں ان سرداران قوم کا یہ حشر ہوگا کہ بے یار و مددگار پڑے رہیں گے (٤١) اور ہم نے دُنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت اور پھٹکار لگادی اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال اور دُور پھینکے ہوئے لوگوں میں سے

وَأَتْبَعْنٰهُمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ
اور ہم نے اس دنیا میں بھی اُن کے پیچھے لعنت لگادی اور قیامت کے دن بھی وہ
مِّنَ الْمَقْبُوحِينَ ﴿٤٢﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ
بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔ اور بلاشبہ ہم نے پہلی قوموں کو
مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولٰى بَصَآئِرَ
ہلاک کرنے کے بعد موسیٰ کو کتاب دی تھی جو لوگوں کے لئے بصیرت افروز
لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٣﴾
دلائل اور موجب ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَآ إِلٰى مُوسَى
اور اے پیغمبر آپ طور کی مغربی جانب میں اُس وقت موجود نہیں تھے جس وقت ہم نے موسیٰ کو احکام
الْأَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِينَ ﴿٤٤﴾ وَلٰكِنَّآ أَنْشَأْنَا قُرُونًا
دیئے تھے اور نہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جو وہاں موجود تھے۔ بلکہ ہم نے اس کے بعد بہت سی نسلیں پیدا کیں
فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِي أَهْلِ
پھر ان پر زمانہ دراز گزر گیا اور نہ آپ مدین میں سکونت پذیر
مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ﴿٤٥﴾
تھے کہ وہاں کے لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہوں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی ہیں رسول بنانے والے
وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ رَّحْمَةً
اور نہ آپ طور کی کسی جانب اس وقت موجود تھے جس وقت ہم نے موسیٰ کو پکارا تھا لیکن آپ اپنے رب کی رحمت سے
مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ أَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيرٍ مِّنْ
نبی بنائے گئے تاکہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں
قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْلَآ أَنْ تُصِيبَهُمْ
آیا کیا عجب ہے کہ یہ لوگ نصیحت قبول کرلیں۔ اور اگر ہم رسول نہ بھیجتے تو جب کبھی اُن کے ہاتھوں کی

ہوں گے ۔ دنیا کی لعنت تو یہ کہ جب ظالموں پر لعنت کی جائے گی تو یہ بھی اس میں شریک ہوں گے ۔ اور قیامت میں تو ان کا مطرود اور مردود ہونا اور ان کی بداحالی اور ان کیلئے بُرائی کا ہونا ظاہری ہے (٤٢) اور بلاشبہ ہم نے پہلی قوموں اور سابقہ اُمتوں کو ہلاک کرنیکے بعد موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی جو لوگوں کیلئے بصیرت افروز دلائل کا سبب اور موجب ہدایت اور موجب رحمت تھی تاکہ وہ لوگ اُس کتاب سے نصیحت قبول کریں اور یاد رکھیں ۔ یعنی عاد اور ثمود وغیرہ قوموں کو ہلاک کرنے اور پیغمبروں کی نافرمانی کے سبب ان کو تباہ و برباد کرنے کے بعد پھر موسیٰ کو توریت عطا فرمائی جو بنی اسرائیل کیلئے قلوب کی روشنی کا سبب تھی اس کتاب کا حال یہ تھا کہ وہ بصیرت افروز دلائل کا مجموعہ تھی اور اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھانیوالی اور اس پر عمل کرنیوالوں کیلئے موجب رحمت و شفقت تھی یعنی ابتدا میں اُس سے سوجھ اور بصیرت اور قلب میں روشنی حاصل ہو پھر اس کے اوامر و نواہی قبول کرنے سے ہدایت ملے اور پھر اللہ تعالیٰ کا قرب میسر ہو جس کو رحمت فرمایا ۔ تاکہ لوگ نصیحت قبول کریں اور اُس کے احکام کو یاد رکھیں (٤٣) آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل کا ذکر ہے اور اے پیغمبر آپ طور کی مغربی جانب میں اُس وقت موجود نہیں تھے جس وقت ہم نے موسیٰ کو احکام دیئے تھے اور نہ آپ اُن لوگوں میں سے تھے جو وہاں موجود تھے ۔ یعنی نہ تو آپ اُس وقت موجود تھے جب ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تھی ۔ شاید میقات کی طرف اشارہ ہوگا جہاں حضرت موسیٰ کو حسب وعدہ بلا کر توریت عطا فرمائی تھی ظاہر ہے کہ اُس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں موجود نہ تھے اور جو لوگ وہاں موجود اور شاہدین تھے ان میں بھی آپ شریک نہ تھے اور باوجود عدم موجودگی کے پھر تمام حالات تفصیل کیساتھ بیان کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر بیان نہیں کیے جاسکتے اور یہی تمہاری نبوت کی علامت ہے اور یہ جو فرمایا کہ تم شاہدین میں سے بھی نہ تھے اس سے مُراد شاید وہ ستر حضرات ہونگے جن کو موسیٰ اپنے ہمراہ طور پر لے گئے تھے یا یہ کہ آپ بنی اسرائیل میں شامل نہ تھے جن کو واقعات کا کم و بیش علم حاصل ہو رہتا ۔ ایک آدمی کا جس کے لئے اُن باتوں کے معلوم کرنیکا کوئی ذریعہ نہو پھر سب کچھ بتانا اور صحیح بتانا سوائے اللہ تعالیٰ کی وحی کے اور کیا ذریعہ ہوسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا وحی بھیجنا آپ کیلئے کافی دلیل ہے (٤٤) لیکن اس واقعہ کے بعد ہم نے اور بہت سی قومیں پیدا کیں پھر اُن پر زمانہ دراز گذر گیا اور نہ آپ مدین میں رہتے تھے کہ وہاں کے لوگوں کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہم ہی رسول بنانیوالے ہیں اور ہم ہی رسول بھیجتے رہے ہیں ۔ یعنی حضرت موسیٰ کے واقعات کو ایک مدت ہو چکی اور کتنا ہی زمانہ گزر چکا اور یہ حضرت موسیٰ کے واقعات عقلی تو ہیں نہیں جو دلائل سے بحث کی جائے یہ واقعات ہیں نقلی ان کے لئے مشاہدے کی ضرورت ہے یا اہل علم سے سماع کی تو یہ بھی متحقق نہیں بلکہ اسکی نفی ہے اور جب قرون گزر چکے ہوں اور تاریخیں مسخ ہو چکی ہوں پھر [illegible] رسانی اور رسول منتخب کرتی ہے اسی لئے [illegible] واقعات اور اخبار [illegible] بھیجا (٤٥) اور [illegible] تھے جب ہم نے موسیٰ کو پکارا تھا (باقی صفحہ ٦٢٤ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۲۳) لیکن آپ اپنے پروردگار کی رحمت اور اس کی مہر سے نبی بنائے گئے تاکہ آپ اُن لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا کیا عجب ہے کہ یہ لوگ نصیحت قبول کرلیں ؛ یعنی جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو طور پر پکارا تھا اور فرمایا تھا انی انا اللہ رب العلمین اُس وقت بھی آپ طور کی کسی جانب موجود نہ تھے اور طور کے آس پاس نہیں تھے، لیکن آپکے پروردگار کی یہ رحمت ہے کہ آپ نبی بنائے گئے اور آپکو اپنے رب کی مہر سے نبوت عطا ہوئی تاکہ آپ اُن لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس ابتک کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ان لوگوں سے مراد آپکے آباء اقربین اور آپ کے ہم زمانہ لوگ مراد ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ بحیثیت رسول کے کوئی نہیں آیا۔ البتہ رسول کے رسول اور حضرت عیسیٰ کے وصی آتے رہے ہوں گے اور توحید ان کے ذریعہ پہنچتی رہی ہو گی جیسا کہ ہم سورۂ رعد میں ولکل قوم ھاد کے تحت عرض کر چکے ہیں اسلئے ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا سے کوئی تعارض نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں توراۃ کے بعد سے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم ہے ۱۲ اور فرماتے ہیں غرب کی جانب طور کے جہاں موسیٰ کو توراۃ ملی ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ کا فرمانا یہ ہے کہ اگر کسی اُمت کے کچھ لوگ شریعت کی پابندی کرتے رہیں اور احکامِ الہٰی کے پابند رہیں تو اُن کی برکت سے عام عذاب کا رہتا ہے اور وہ اُمت محفوظ رہتی ہے (۴۶) اور اگر ہم رسول نہ بھیجتے تو پھر جب کبھی اُن کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے اُن پر کوئی مصیبت اور عذاب نازل ہوتا تو یوں کہتے' اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کسی کو رسول بنا کر کیوں نہیں بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی اتباع اور پیروی کرتے اور ہم تیرے احکام اور تیرے رسولوں پر ایمان لانیوالوں میں سے ہوتے ؛ یعنی فرض کرو اگر رسولوں کا بھیجنا بند ہوتا اور لوگوں کو انکی رائے اور انکی عقل کے حوالے کر دیا جاتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السّلام کی شرائع جن باتوں کو منع کرتی ہیں اور حرام قرار دیتی ہیں اُن کی قباحت اور اُن کی بُرائی عقل صحیح کے نزدیک مسلّم ہے، تو ان کو اگر اُن کی عقل پر چھوڑ دیا جاتا اور یہ عقل سے کام نہ لیتے اور منہیات کا ارتکاب کرتے اور ہمارا عذاب ان پر نازل ہوتا تو ان کو حسرت ہوتی کہ کوئی رہنما کیوں نہیں آیا جو بُرے کاموں کی بُرائی ہمیں سمجھاتا اور ہم اُس کی پیروی کر کے عذاب سے بچ جاتے ۔ مطلب یہ ہوا کہ رسولوں کو بھیجنا تمہارے لئے مفید اور نافع ہے ہمارا اس میں کوئی فائدہ نہیں۔ انبیاء علیہم السّلام کی تشریف آوری کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جہاں تمہاری عقل بے بس ہو کر رک جاتی ہے وہاں وہ تم کو سمجھا کر تمہاری عقل کو رہنمائی بخشتا ہے ایسی ہی بات ہے جیسی سورۂ طٰہٰ کے آخر میں مذکور ہوئی ولو انا اھلکنا ھم بعذاب من قبلہ الاٰیۃ۔ یہاں بھی یہی فرمایا کہ اگر رسول نہ آتے اور تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے باعث عذاب آجاتا کیونکہ بُری باتوں کا لازمی نتیجہ عذاب ہی ہے۔ پھر اُس وقت حسرت سے یوں کہتے کہ کوئی رسول کیوں نہیں آیا جو ہم کو سمجھاتا اور ہم اس کی پیروی کر کے عذاب سے محفوظ رہتے اور ہم ایمان لے آتے (۴۷) پھر اب جب اُن کے پاس ہماری طرف سے دین حق پہنچ گیا اور رسول برحق آگیا تو یوں کہنے لگے کہ جیسی کتاب موسیٰ کو دیگئی تھی ویسی ہی کتاب اس پیغمبر کو کیوں نہیں دی گئی، کیا جو کتاب موسیٰ کو دی گئی تھی اس قرآن سے پہلے یہ لوگ اس کا انکار نہیں کر چکے یہ لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ یہ دونوں کتابیں قرآن اور توراۃ جادو ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے موافق اور معاون ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مکے کے کافر حضرت موسیٰ کے معجزے سن کر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس کے پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود کو پوچھا اور توراۃ کے حکم سنے اُسکے موافق اپنی مرضی کیخلاف ست

مُصِيبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا

کمائی کے باعث ان پر کوئی عذاب نازل ہوتا تو یہ یوں کہنے لگتے کہ اے ہمارے رب

لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ

تو نے ہمارے پاس کسی کو پیغام دیکر کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کرتے اور ہم

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٤٧﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا

ایمان لانیوالوں میں سے ہو جاتے ۔ پھر اب جب اُن کے پاس ہماری طرف کا امر حق پہنچ گیا

قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا

تو یوں کہنے لگے کہ جیسی کتاب موسیٰ کو دیگئی تھی ویسی کتاب اس پیغمبر کو کیوں نہیں دیگئی کیا جو کتاب موسیٰ کو دی گئی تھی

بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا

اس سے پہلے یہ لوگ اس کا انکار نہیں کر چکے یہ لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق و معاون ہیں

وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ

اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے ہیں یعنی توریت کو نہ قرآن کو اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے اچھا اگر تم سچے ہو تو قرآن اور توریت کے علاوہ

عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ

کوئی اور کتاب خدا کے پاس سے لے آؤ جو ہدایت کرنے میں ان دونوں سے بہتر ہو تو میں اس کتاب کی

صٰدِقِيْنَ ﴿٤٩﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا

پیروی کرنے لگوں گا ۔ پھر اگر یہ لوگ آپ کے فرمانے کے مطابق نہ کر سکیں تو آپ یقین جانیے کہ یہ کفار مکہ

يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ

صرف اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو خدا کی جانب سے کسی

بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

رہنمائی اور دلیل کے بغیر اپنی نفسانی خواہش پر چلے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کی

الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٠﴾ ع ۵ وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ

رہنمائی نہیں کرتا ۔ اور ہم نے ان لوگوں کی آسانی کیلئے اس کلام کو تھوڑا تھوڑا پے در پے بھیجا تاکہ

پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے نام پر ذبح نہ ہو سو مردار ہے اور بہتری باتیں تب دونوں کو لگے جواب دینے ۱۲ مطلب یہ ہے کہ رسول نہ آتا اور کتاب نہ آتی تو یوں کہتے کہ ہم کو ہماری عقل پر چھوڑ دیا گیا عقل کی رہنمائی اور عقل کو روشنی بخشنے نہ کتاب آئی اور نہ رسول آیا اور ہم نے اب رسول بھیجا اور کتاب بھیجی تو یہ شبہ کرنے لگے کہ جس طرح موسیٰ کو کتاب دفعۃً واحدۃً کتاب ملی تھی اُسی طرح ان کو ایک ہی وقت میں کیوں کتاب نہیں دیگئی یا موسیٰ کو جو معجزات ملے تھے وہ ان کو کیوں نہیں دیئے گئے، حضرت حق تعالیٰ نے جواب فرمایا کہ تم نے حضرت موسیٰ ہی کو کب نبی مانا تھا کیا اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب کا انکار نہیں کر چکے اور موسیٰ کو بھی تم لوگوں نے نبی نہیں مانا کیونکہ تم تو انسانی نبوت کو جانتے ہی نہیں اور کسی آسمانی مذہب کے قائل ہی نہیں، یہ لوگ تو قرآن اور توراۃ دونوں کے متعلق یوں کہتے ہیں کہ یہ دونوں جادو ہیں ایک دوسرے کے موافق و معاون ہم تو ان میں سے کسی کے بھی قائل نہیں ہم تو ان سب کے منکر ہیں، اور یہ شاید یہود سے معلوم کیا ہوگا کہ قیامت کے متعلق اور توحید کے متعلق تمہاری کتابیں کیا ہیں اور چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اصول میں ایک ہی ملت ہیں (باقی صفحہ ۶۲۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۲۲) اس لئے یہود نے بتایا ہوگا کہ توحید ہمارے ہاں بھی ہے اور بت پرستی کی مذمت اور غیر اللہ کے نام پر ذبیحہ کی حرمت ہماری کتاب میں بھی ہے اور ہمارے ہاں بھی قیامت میں جی اُٹھنا ہے یہ سنکر اُنھوں نے تورات
اور قرآن دونوں کے متعلق یہ کہدیا کہ انا بکل کٰفرون - حق تعالیٰ نے ان کی اس بات پر فرمایا کہ قرآن کو تورات کی مماثلت کا مطالبہ محض لغو اور شرارت آمیز مطالبہ ہے جب تم توریت کے بھی منکر ہو تو اگر قرآن کا نزول
اُس کی شکل بھی ہوتا تو تم کب ماننے والے تھے تم کو تو اُن عقائد سے ضد ہے جن عقائد میں یہ دونوں کتابیں متفق ہیں (۴۸) اے پیغمبر آپ ان سے فرمائیے اچھا اگر تم سچے ہو تو قرآن اور توریت کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے کوئی اور
کتاب لے آؤ جو ہدایت اور رہنمائی کرنے میں ان دونوں سے بہتر ہو تو میں اُس کی پیروی کرنے لگوں گا اور اس کی اتباع کروں گا ؛ یعنی اگر قرآن سے مطمئن نہیں ہو اور توریت پر بھی ایمان نہیں ہے تو اب صحیح طریقہ
یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے کوئی اور کتاب لے آؤ جو قرآن اور توریت دونوں سے بہتر اور زیادہ روشنی دینے والی ہو اور ہدایت کا نور ان دونوں سے اس میں زیادہ ہو تو اُس کو مان لوں گا اور اُس کا پیرو ہو جاؤں گا
اگر تم ان دونوں کا انکار کرنے میں سچے ہو تو ایسا کرلو (۴۹) پھر اگر یہ آپ کا کہا نہ کرسکیں اور آپ کے فرمانے کے مطابق کوئی کتاب حق دکھانے والی ایسی نہ لاسکیں جو توریت و قرآن سے زیادہ راہِ حق دکھانیوالی ہو تو آپ یقین جانئے کہ یہ کفار بکہ صرف اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں اور اس سے بڑھ کر کون گم کردہ راہ اور گمراہ ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے بغیر کسی رہنمائی اور بدون کسی دلیل کے محض اپنی نفسانی خواہش اور دل کی چاؤ پر چلے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے ناانصافوں اور ظالم لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا ؛ یعنی دلائل اور براہین سے حق واضح ہوجانے کے بعد بھی حق کو قبول نہ کریں اور نفس کے اُبھارنے سے انکار ہی کرتے چلے جائیں اور حق کے مقابلے پر ڈٹ جائیں اور واقعی اُس شخص سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوسکتا ہے جس کے پاس کوئی آسمانی ہدایت نہ ہو اور وہ محض اپنے نفس کی خواہش پر چلے تو ایسے ظالموں کی ہدایت اور رہنمائی کی اللہ تعالیٰ پر کوئی ذمہ داری نہیں (۵۰) اور ہم نے ان کیلئے بات کا سلسلہ جاری رکھا اور اس کلام کو پے درپے تھوڑا تھوڑا بھیجا تاکہ یہ نصیحت مانیں اور یاد رکھیں ؛ یہ کافروں کے سابقہ اعتراض کا شاید جواب ہے کہ یہ قرآن توریت کی طرح دفعتہً کیوں نہیں دیا گیا لولا اوتی مثل مَا اوتی مُوسٰی، جواب کا مطلب ہے کہ تھوڑا تھوڑا نازل کیا اور کلام کا سلسلہ جاری رکھا تاکہ یہ نصیحت قبول کریں اور اس طرح قرآن کے یاد رکھنے میں آسانی ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تمام کتب سماوی کے سلسلے کا اظہار ہو کہ ہم پے درپے صحائف اور کتابیں نازل فرماتے رہے جن میں زبور۔ توریت۔ انجیل اور قرآن مشہور ہیں۔ یہ سلسلہ نزول صحائف اور کتب کا اس لئے جاری رکھا اور ایک صحیفہ کے بعد دوسرا صحیفہ اور ایک کتاب کے بعد دوسری کتاب کا نزول فرمایا تاکہ ان منکروں کو بار بار سننے سے نصیحت ہو چونکہ تذکر کے معنی یاد کرنا اور نصیحت قبول کرنا یہ دونوں ہیں اسلئے ہم نے دونوں کی رعایت رکھی ہے بہرحال یا تو کتب سماوی کے یکے بعد دیگرے نازل فرمانے کی طرف اشارہ ہے اور یا قرآن کے تھوڑا تھوڑا اور پے درپے نازل فرمانے کے متعلق اشارہ ہے ہم نے دونوں مطلب بیان کردیئے ہیں (۵۱) جن لوگوں کو ہم نے اس قرآن سے پہلے کتب سماویہ عطا کی ہیں وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں ؛ یعنی اہل کتاب میں سے جو لوگ منصف مزاج ہیں وہ نبی آخرالزماں کی جو بشارات اُن کتابوں میں مذکور ہیں اُن کو دیکھ کر اور پڑھ کر قرآن کا یقین کرتے ہیں اور اُس پر ایمان لاتے ہیں آگے مومنین اہل کتاب

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٥١﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ
نصیحت مانیں - جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے کتب سماویہ عطا فرمائی ہیں
هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ
وہ اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جب یہ قرآن انکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے
اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿٥٣﴾
بیشک یہ حق ہے ہمارے رب کی جانب سے اترا ہے ہم تو درحقیقت اسکے آنے سے پہلے ہی اس کو مانتے تھے -
اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَيَدْرَءُوْنَ
یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کا ثواب اُن کی ثابت قدمی کے باعث دوہرا دیا جائیگا اور وہ لوگ بھلائی
بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاِذَا
سے برائی کو دفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے کچھ خیرات بھی کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ
سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَ
جب کوئی بیہودہ بات سُنتے ہیں تو اُس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور کہدیتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لیئے ہیں اور
لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؗ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ؗ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ﴿٥٥﴾ اِنَّكَ
تمہارے اعمال تمہارے لیئے ہیں ہمارا تو سلام ہے تم پر ہم بے سمجھ لوگوں کے مُنہ لگنا نہیں چاہتے - اے پیغمبر
لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ
آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کرسکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت عطا
يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ
کرتا ہے۔ اور وہی راہ پر آنے والوں کو خوب جانتا ہے - اور کفار یوں کہتے ہیں کہ اگر ہم تیرے ساتھ
الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ
ہوکر اس ہدایت اور دین پر چلنے لگیں تو ہم اپنے ملک سے اُچک لیے جائیں کیا ہم نے اُن کو امن والے
حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ
حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے بطور رزق کے

کے اور اوصاف بیان فرمائے (۵۲) اور جب یہ قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے اور ان پر اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ حق ہے ہمارے پروردگار کیجانب سے نازل ہوا
ہے ہم تو درحقیقت اس کے آنیسے پہلے ہی اسکو مانتے تھے ؛ یعنی اس قرآن کے متعلق جو پیش گوئیاں ہماری کتابوں میں مذکور ہیں ہم ان پر ایمان رکھتے تھے تو ہمارا ایمان تو اس قرآن پر پہلے ہی سے ہے بیشک یہ حق ہے ہمارے
پروردگار نے اسکو نازل فرمایا ہے اسی کی جانب سے یہ اترا ہے اور ظاہر ہے کہ جب ہم اپنی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں تو اُس کی پیشین گوئیوں پر بھی ہمارا ایمان ہے اور یہ قرآن انہی بشارتوں کا مصداق ہے تو ہم تو دراصل اس پر
اس کے نازل ہونیسے پہلے ہی ایمان رکھتے ہیں، گویا ایک ایمان بواسطۂ بشارت اور پیشین گوئی کے اور دوسرا ایمان اس کے نازل ہوجانے اور بحیثیت مُصدِّق کے آجانیکے بعد (۵۳) یہی وہ لوگ ہیں جن کو انکی پختگی
اور ثابت قدمی کی وجہ سے دوہرا اجر و ثواب دیا جائیگا اور وہ لوگ بھلائی اور نیکی کیساتھ برائی اور لوگوں کی ایذا رسانی کو دفع کرتے ہیں اور جو ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں (باقی صفحہ ۶۳۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۲۵) یعنی چونکہ یہ لوگ دو مرتبہ ایمان لائے ہیں ان کا ثواب بھی دوہرا ہوگا ایک اپنی کتاب اور اس کی پیشین گوئیوں پر ایمان لانا پھر جب اس کا مصداق آیا تو اس پر ایمان لانا اس پر دوسرا ثواب ہی معاہر
بھی ثابت قدمی اور پختگی ہر کفار مکہ بھی ان لوگوں کو بُرا کہتے تھے اور اہل کتاب بھی ان کی ہجو کرتے تھے اور طعن و تشنیع سے پیش آتے تھے مگر یہ لوگ صبر کرتے تھے اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے اور ایذا رسانی کرنیوالوں کو
نرمی سے جواب دیا کرتے تھے مثلاً خدا تعالیٰ تم کو ہدایت دے اور تم کو ایمان لانے کی توفیق دے وغیرہ وغیرہ نیز ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے خیرات کرتے ہیں یہاں تک اُن کے عقائد و اعمال کا ذکر فرمایا آگے اُن کے اخلاق
کا اور ذکر فرماتے ہیں (۵۴) اور وہ لوگ جب اپنی نسبت کوئی لغو اور بیہودہ بات مخالفین سے سُنتے ہیں تو اُس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور بے توجہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے
ہیں ہمارا تو سلام ہے تم پر ہم بے سمجھ لوگوں سے اُلجھنا اور اُن کے منہ لگنا نہیں چاہتے اور ہم کو نا سمجھ نہیں چاہئیں یعنی جب کوئی اُن کو بُرا کہتا ہے اور بیہودہ گوئی سے پیش آتا ہے تو یہ اُن لوگوں سے کہتے ہیں کہ بھائی ہمارے اعمال ہمارے
واسطے ہیں اور ان کا بدلا ہم کو ہی ملنے والا ہے اور تمہارے اعمال کی جزا تم کو ملنے والی ہے اور ایسے لوگوں کی باتوں کی کوئی توجہ نہیں دیتے اور صاحب سلامت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں ہم کو نا سمجھ لوگوں کی ضرورت نہیں اور ہم جاہلوں کے مُنہ لگنا نہیں چاہتے اور ہم بے سمجھ لوگوں کی صحبت نہیں چاہتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ حبشہ کے نصاریٰ تھے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سُن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے نہ سمجھیگا اُس سے کنارا ہی بہتر ہے ۱۲ (۵۵) آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد ہے اے پیغمبر آپ جس کو چاہیں اور جس کو پسند کریں اس کو ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جس کو چاہے ہدایت عطا کرتا ہے اور وہی راہ پر آنیوالوں کو جانتا ہے ؛ جو لوگ ایمان نہیں لاتے تھے اور کفر پر مرتے تھے انکے قرابت داروں اور رشتہ دار مسلمانوں کو رنج ہوتا تھا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بعض قرابت داروں کے مرنے پر سخت افسوس ہوا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہدایت و ضلالت کے مسئلے کو صاف کر دیا کہ آپ کا کام صرف راہ نمائی ہے. آپ اُن کو صحیح راستہ دکھلاتے اور بتاتے ہیں لیکن منزل مقصود تک پہونچا دینا اور مطلوب تک پہونچانا یہ آپ کا کام نہیں ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اُس کو مطلوب اور مقصود تک پہونچا دیتا ہے اور ایک شخص کو مقصود تک پہنچانا تو کیا آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ کون راہ پر آنے والا ہے اور کون راہ پر آنیوالا نہیں ہے یہ بات بھی ہم ہی جانتے ہیں کہ ہدایت کو قبول کرنے والا کون ہے اور منزل مقصود تک کون پہنچنے والا ہے اس تقریر سے وہ شبہ صاف ہوگیا ہوگا جو بعض معاصرین کو انک لا تھدی اور انک لتھدی ع ۱۰
الی صراط مستقیم سے ہوا ہے، حضرت
شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرتؐ نے اپنے چچا کیواسطے ۹
سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ ہی کہے اُس نے یہ قبول نہ کیا اسپر یہ آیت اتری ۱۲ (۵۶) آگے اور شبہات کے جواب ہیں اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں اگر ہم تیرے ساتھ ہو کر اس دین حق کی ہدایت پر چلنے لگیں اور اس ہدایت کے پیرو ہو جائیں تو ہم اس ملک سے اُچک لئے جائیں اور یہاں سے مار کر نکال دئیے جائیں کیا ہم نے اُن کو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہماری طرف سے بطور رزق کے دیئے جاتے ہیں لیکن ان میں کے اکثر لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھتے ؛ یعنی اسلام قبول کرنے پر یہ شبہ اور یہ عذر کرتے ہیں کہ اگر ہم ہدایت قبول کرلیں اور دین حق کی پیروی اختیار کر کے آپ کے ساتھ ہو جائیں تو جناب ہم کو

لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا
دیے جاتے ہیں لیکن ان میں کے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے ۔ اور ہم نے کتنی ہی ایسی بستیوں کو
مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ
ہلاک کر ڈالا جن کے باشندے اپنے سامان عیش پر فخر کیا کرتے تھے سو یہ ان کے مکانات پڑے ہوئے ہیں
تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۭ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾
جن کو ان ہلاک ہونیوالوں کے بعد اب تک بسنا ہی نصیب نہیں ہوا مگر بہت کم اور آخر کار ہم ہی ان سب کے وارث ہوئے
وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا
اور اے پیغمبر آپ کا رب اس وقت تک بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جبتک ان بستیوں کے مرکزی مقام میں کسی
رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى
پیغمبر کو نہ بھیجدے کہ وہ وہاں کے لوگوں کو ہمارے احکام پڑھ کر سنادے اور ان تبلیغ احکام کے بعد بھی ہم فوراً ہی بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے
اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
مگر ہاں اس وقت جبکہ وہاں کے لوگ بہت ہی شرارت کرنے لگیں ۔ اور جو کچھ بھی تم کو دیا گیا ہے
فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ
سو وہ محض دُنیوی زندگی کے برتنے کیلئے ہے اور اسی زندگی کی رونق ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے
خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ
وہ اس سے کہیں بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ۔ بھلا ایک وہ شخص جس سے ہم نے
وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ
کوئی بھلا اور اچھا وعدہ کر رکھا ہے پھر وہ شخص اس وعدہ کو پانیوالا بھی ہے کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جسکو ہم نے دُنیوی زندگی
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾
کا کچھ سامان برتنے کو دیدیا ہو پھر وہ قیامت کے دن اُن لوگوں میں سے ہونیوالا ہو جو مجرمانہ حیثیت سے پیش کیے جائیں گے۔
وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ
اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن خدا تعالیٰ ان کافروں کو پکار کر فرمائیگا جن لوگوں کو تم میرا شریک سمجھتے تھے

ع ۲

لوگ یہاں سے مار کر نکال دیں اور ہم کو جلاوطنی اختیار کرنی پڑے اور معاش سے ہاتھ دھو کر بیروزگار ہو جائیں حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اتنی بات پر غور نہیں کرتے کہ ہم نے اس سرزمین کو حرم بنایا اور امن دینے والا بنایا۔ اس سرزمین کا اور یہاں کے باشندوں کا سب لوگ احترام کرتے ہیں اور اس کو امن کی جگہ سمجھتے ہیں، تو کیا تمہارے ایمان قبول کرلینے سے تم کو لوگ یہاں سے نکال دینگے اور حرم کا احترام ترک کردیں گے اور جب جلاوطن نہ ہوگے تو معاش کی اُلجھن کیوں ہوگی یہیں رہوگے اور یہاں رزق کی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ ہر طرف سے پھل کھنچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے کھانیکو ملتے ہیں اور بحیثیت رزق کے ہماری طرف سے تم کو دیئے جاتے ہیں اسلئے نہ جلاوطن ہونیکا اندیشہ ہے اور نہ بیروزگاری کا خطرہ ہے ایمان نہ لانیکا یہ عذر محض عذر بارد اور ناقابل توجہ ہے لیکن ان کے اکثر لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں یہ مکہ کے لوگ کہنے لگے ہم مسلمان ہوں تو یہ سارے عرب ہم سے دشمنی کریں اللہ نے فرمایا اُن کی دشمنی سے کس کی پناہ میں بیٹھے ہو یہی حرم کا ادب ہے، وہی اللہ سب کو پناہ دینے والا ہے ۱۲ (۵۷) آگے ایمان نہ لانیکے (باقی صفحہ ہذا)

Marfat.com

وہ لوگ جن پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کا فرمان ثابت ہو چکا ہے کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے ویسا ہی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے تھے ہم آپ کے روبرو اور آپ کے سامنے ان سے اپنی بیزاری اور عدم تعلق کا اظہار کرتے ہیں اور ان سے دست بردار ہوتے ہیں یہ لوگ ہماری پرستش نہیں کیا کرتے تھے اور ہم کو نہیں پوجتے تھے ؛ یعنی یہ سوال مشرکین سے ہوگا کہ جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں ہیں وہ شرکا کہیں گے کہ مشرکین ہمارا نام لیں گے تو وہ پہلے ہی اپنی صفائی کے طور پر یہ کہیں گے یہ شرکا خواہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے ہوں بہرحال یہ مفروضہ شرکا وہ ہوں گے جن پر عتاب کا حکم پہلے ہی سے ہو چکا ہوگا اور علم الٰہی میں وہ پہلے ہی سے مستحق عذاب ٹھیر چکے ہوں گے جیسا کہ فرمایا وتمت کلمۃ ربک لاملان جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ۔ یہ شرکا اپنی صفائی میں کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا اور گمراہ کیا اور ان کو ویسا ہی گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے یعنی انکے بہکانے میں کوئی جبر و اکراہ اور زبردستی نہیں کی گئی بلکہ جس طرح ہم گمراہ ہوئے تھے کہ ہم پر کسی نے جبر نہیں کیا بلکہ ہم اپنی خوشی سے گمراہ ہوئے ٹھیک اسی طرح یہ بھی اپنی خوشی اور اپنی رضا سے بہکے ۔

كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٦٢﴾ قَالَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

آج وہ میرے شریک کہاں ہیں۔ جن لوگوں پر خدا کے عذاب کا فرمان ثابت ہو چکا وہ کہیں گے

رَبَّنَا هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا ۚ أَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا

اے ہمارے رب یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے ویسا ہی گمراہ کیا جیسا ہم خود گمراہ ہوئے تھے

تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوا إِيَّانَا يَعْبُدُونَ ﴿٦٣﴾ وَقِيلَ

ہم آپ کے روبرو ان سے دست بردار ہوتے ہیں یہ لوگ ہم کو نہیں پوجا کرتے تھے۔ اور کہا جائیگا

ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَ

تم لوگ اپنے شرکا کو پکارو چنانچہ کافر ان کو پکارینگے سو وہ شرکا ان کو جواب ہی نہ دیں گے اور

رَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾ وَيَوْمَ

یہ کافر عذاب کو دیکھ لیں گے کاش یہ لوگ دنیا میں صحیح راہ پر ہوتے۔ اور اس دن

يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾

خدا تعالے ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ تم نے پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا۔

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾

سو اس دن تمام باتیں ان سے گم ہو جائیں گی لہٰذا وہ آپس میں بھی ایک دوسرے سے کچھ دریافت نہ کر سکیں گے۔

فَأَمَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ

البتہ جو شخص توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا رہے تو امید ہے کہ ایسے لوگ

يَكُونَ مِنَ الْمُفْلِحِينَ ﴿٦٧﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَ

اس دن فلاح پانے والوں میں سے ہونگے۔ اور آپ کا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور

يَخْتَارُ ۗ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا

پسند فرماتا ہے ان لوگوں کو پسندیدگی کا کوئی اختیار نہیں ہے خدا تعالیٰ ان لوگوں کے شرک

يُشْرِكُونَ ﴿٦٨﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا

سے پاک اور بالاتر ہے۔ اور آپ کے رب کو وہ سب باتیں معلوم ہیں جو انکے سینوں نے چھپا رکھی ہیں اور جو یہ لوگ

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ہم بہکانے کے قصوروار ہیں لیکن ہم کو ان پر کوئی جابرانہ تسلط حاصل نہیں تھا اسلئے یہ بھی مجرم ہیں کہ کیوں ہمارے بہکانے میں آئے، بہرحال ہم آپکے روبرو ان سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہیں اور ان کو بری ہوتے ہیں یہ ہماری پرستش نہیں کیا کرتے تھے بلکہ یہ تو اپنی نفسانی خواہشات کے پجاری تھے، حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ شیطان بولیں گے بہکایا تو ہم نے انھوں نے پر نام لیکر نیکوں کا اسی سے کہا ہم کو نہ پوجتے تھے ١٢ (٦٣) اور کہا جائیگا تم لوگ اپنے شرکا کو پکارو چنانچہ یہ مشرک انکو پکاریں گے سو وہ ان پکارنیوالوں کو جواب ہی نہ دیں گے اور یہ مشرک اپنی آنکھوں سے عذاب کو دیکھیں گے کاش وہ لوگ دنیا میں صحیح راستے پر ہوتے ؛ اور ان مشرکوں سے کہا جائیگا یہ کہنا یا تو حق تعالیٰ کیطرف سے ہوگا یا فرشتے کہیں گے کہ اپنے ان شرکا کو اپنی مدد کیلئے پکارو چنانچہ یہ اپنی امداد و اعانت کے لئے انکو پکاریں گے مگر وہ ان کو جواب ہی نہ دیں گے اور عذاب ان کے سامنے آجائیگا اور یہ اس عذاب کو دیکھ رہے ہونگے کاش وہ لوگ راہ یافتہ ہوتے اور دنیا میں صحیح راستہ اختیار کرلیتے یعنی وہ معبودان باطلہ جب انکی کوئی مدد نہ کر سکیں گے تو ان کو حسرت و ندامت ہوگی اور یہ مشرک تمنا کرینگے کہ وہ بھی معبودان باطلہ کو چھوڑ کر راہ راست قبول کرلیتے تو آج اس بلا میں مبتلا ہوتے یعنی مسلمان ہو جاتے، حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اس وقت یہ آرزو کریں گے جن نیکوں کو پوجتے تھے وے جواب دیں گے کہ وے راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے ١٢ (٦٤) اور اس دن اللہ تعالیٰ کافروں کو پکار کر فرمائے گا اور دریافت کریگا تم نے پیغامبروں کو کیا جواب دیا تھا ؛ یعنی پیغامبروں کی تشریف آوری تو یقینی ہے مگر یہ بتاؤ کہ جب انکی دعوت تم کو پہنچی تو تم نے انکو کیا جواب دیا (٦٥) سو اس دن ان سے تمام خبریں اور تمام مضامین گم ہو جائینگے لہٰذا وہ آپس میں ایک دوسرے سے کچھ دریافت بھی نہ کر سکیں گے یعنی اس سوال کا جواب ہی نہ دے سکیں گے اور نہ آپس میں ایک دوسرے سے کچھ پوچھ گچھ کر سکیں گے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی جواب نہ آویگا کسی کو ١٢ یہاں تک شرک کی مذمت اور مشرکین کا انجام مذکور تھا آگے توحید و دلائل اور موحدین کا انجام مذکور ہے (٦٦) البتہ جو شخص دنیا میں شرک سے تائب ہو جائے اور دین حق پر ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتا ہے تو ایسے لوگ امید ہے کہ آخرت میں فلاح پانیوالوں اور کامیاب ہونیوالوں میں سے ہونگے ؛ یعنی مشرکوں کے لئے جن آفات اور مصائب کا ذکر ہوا ان سے یہ لوگ محفوظ رہیں گے (٦٧) اور اے پیغمبر آپ کا پروردگار جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے پسند فرماتا ہے ان لوگوں کو پسندیدگی کا کوئی اختیار نہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند و بالاتر ہے ؛ جو چاہے پیدا کرے یعنی تکوینی اختیارات اسی کے قبضے میں ہیں اور جن احکام کو چاہے پسند کرے اور انبیاء علیہم السلام کی معرفت نازل فرمائے ؛ یعنی تشریعی اختیارات بھی سب اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ منکروں اور بے دینوں کو نہ تو حلال و حرام کا اختیار ہے اور نہ پیدائش و اموات انکے قبضے میں ہے۔ جب تکوینی اور تشریعی خالق ہونے میں وہ یکتا ہے تو الوہیت میں بھی وہی منفرد اور یکتا ہے وہ ان مشرکوں کے شرک سے پاک اور بہت بلند ہے' یہ آیت کفار کے اس اعتراض کا جواب بھی ہو سکتا ہے جو مکہ کے کافروں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر تھا کہ ان کو نبوت کیوں دیگئی اور یہ قرآن مکہ اور طائف کے رئیسوں پر کیوں نہ نازل ہوا' یہ اس کا جواب ہے کہ پیدا بھی ہم ہی کرتے ہیں اور برگزیدگی اور انتخاب کا بھی ہمیں کو حق ہے چونکہ وہ اس معاملہ میں منفرد ہے حق پیدائش اور حق انتخاب اسی کو حاصل ہے لہٰذا وہ پاک بالاتر ہے ان سے جن کو یہ مشرک شریک بتاتے ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ پیدا ہم کریں (باقی صفحہ ٦٢٨ پر)

Marfat.com

اور کسی نبی کا حق انتخاب انکے قبضے میں دیدیا جائے (۶۸) اور آپکے پروردگار کو وہ سب باتیں معلوم ہیں جو ان کے سینوں نے چھپا رکھی ہیں اور وہ بھی معلوم ہیں جو یہ لوگ علانیہ کرتے ہیں ؛ یعنی علم بھی ایسا کامل ہو کہ کسی دوسرے کو ایسا علم نہیں جو ہر شخص کے سینے کی باتوں سے اور اس کی علانیہ باتوں سے واقف ہو تو وہ علم میں بھی منفرد ہے (۶۹) اور اللہ ہی کامل الصفات ذات ہے اُس کے سوا کوئی اور معبود نہیں تمام تعریفیں اور ہر قسم کی حمد و ثنا کے لائق دنیا اور آخرت میں وہی ہے اُسی کی فرماں روائی اور حکومت ہے اور تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ؛ یعنی جو خالقیت میں منفرد، اختیارات میں منفرد، علم میں منفرد، وہی تو ذات اللہ جل جلالہٗ ہے جب وہ ہر صفت کمال میں منفرد ہے تو اس کے سوا کوئی معبود بھی نہیں دنیا اور آخرت دونوں عالموں میں اسی کا تصرف ہے اس لئے وہی دونوں عالموں میں ہر قسم کی حمد و ثنا کے لائق ہے، فرماں روائی کا یہ عالم کہ آخرت میں تو اس کے سوا کسی کی حکومت ہی نہیں دنیا میں اگر مجازاً کسی کی حکومت نظر آتی ہے تو وہ بھی محض عارضی، اس لئے حقیقی حکمراں وہی ہے اور اسکی سلطنت کی قوت اور وسعت ایسی ہے کہ تم سب اسی کی طرف واپس ہوگے اس کی قوت و وسعت سلطنت سے کہیں بچکر نہ بھاگ سکتے ہو نہ جاسکتے ہو، وله الحكم النافذ في الدنيا والاخرة ومصير الخلق كلهم في عواقب امورهم الى حكمه في الاخرة آگے اسکی بے پناہ قدرت کا ذکر ہے (۷۰) اے پیغمبر آپ ان سے دریافت کیجئے بھلایہ تو بتاؤ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت تک رات ہی رہنے دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی لے آئے تو کیا تم سنتے نہیں ؛ یعنی آفتاب کی گردش اس طور پر ہو کہ زمین پر اسکی روشنی نہ پڑسکے تو پھر زمین کو روشن کرنے اور تم کو روشنی دکھانیوالا اور کونسا معبود ہے جو تم کو روشنی سے مستفیض کردے تو تم ان دلائل قدرت کو توجہ کیساتھ سنکر سمجھتے نہیں چونکہ ہمیشہ کی رات سے استدلال فرمایا تھا تاریکی کی مناسبت سے افلا تسمعون فرمایا کیونکہ تاریکی میں دکھائی نہیں دیتا البتہ سُن سکتا ہے اس لئے اس وسعت قدرت کا حال سُنتے نہیں آگے اس کا عکس فرمایا (۷۱) آپ ان کو یہ بھی دریافت کیجئے بھلایہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کیلئے قیامت کے دن تک دن ہی رہنے دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے کہ تم اُس میں راحت و آرام پاؤ تو کیا تم دیکھتے نہیں ؛ یعنی بجائے رات کے ہمیشہ کیلئے قیامت تک دن ہی رکھے اور آفتاب کو وسط آسمان پر یا فوق الارض کے مدار پر گردش دے تو ایسی حالت میں وہ کونسا معبود ہے جو تم پر آرام و سکون حاصل کرنے کیلئے رات لے آئے تو کیا تم دیکھتے نہیں یہاں دن کی روشنی کی مناسبت سے تبصرون فرمایا بہرحال وسعت قدرت کا یہ عالم ہے کہ انکے دن کو کوئی رات نہیں کرسکتا اور انکی رات کو کوئی دن نہیں بناسکتا اور جب وہ اپنی قدرت میں منفرد ہیں تو یہ انفراد انکی اُلوہیت کے منفرد ہونے کو مستلزم ہے لیکن تم اور معبودوں کو باوجود دلائل ساطعہ کے چھوڑتے نہیں اور یہ تمہاری انتہائی ہٹ دھرمی اور توحید دشمنی ہے آگے رات اور دن کے ہیر پھیر میں جو اسکی رحمت و مہربانی ہے اس کا اظہار فرماتا ہے (۷۲) اور اس اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا ہے تاکہ تم رات میں راحت و آرام حاصل کرو اور دن میں اس کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر بجالاؤ ؛ یعنی تمہارے لئے رات اور دن کا مقرر کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے تاکہ دن میں روزی تلاش کرو اور کماؤ اور کماکر معاش حاصل کرو اور رات میں آرام اور راحت حاصل کرو اور ان دونوں سے حسب ضرورت فائدہ حاصل کرکے خالق لیل و نہار کا شکر بجالاؤ، یہ اس کا اپنی رحمت میں منفرد ہونا، غرض خالق ہونا، مختار ہونا، کمال علم کا مالک ہونا، کمال قوت اور کمال سلطنت کا مالک ہونا، وسعت قدرت اور اُس کی رحمت کا عام ہونا یہ سب اُسکی اُلوہیت اور اُسکی یکتائی پر براہین قاطعہ ہیں (۷۳) اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن اللہ تعالیٰ ان کافروں کو پکاریگا اور پکار کر ارشاد فرمائیگا جن لوگوں کو تم میرا شریک سمجھا کرتے تھے اور جن کے شریک ہونے کا دعویٰ کیا کرتے تھے وہ میرے شریک کہاں ہیں ؛ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا بطور توبیخ ہوگا اور اُن کے خلاف شہادت لینے وقت فرمائے گا چنانچہ ارشاد ہے۔ (۷۴)

يَعْلِنُونَ ﴿٦٩﴾ وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ لَهُ الْحَمْدُ فِي

علانیہ کرتے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ ہے اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تمام تعریفیں

الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٧٠﴾

دنیا اور آخرت میں اُسی کیلئے لائق اور سزا وار ہیں اور اُسی کی فرماں روائی ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا

آپ ان سے پوچھئے بھلایہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک کیلئے

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ

رات ہی رہنے دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لئے

بِضِيَآءٍ ۭ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿٧١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ

روشنی لے آئے تو کیا تم سنتے نہیں۔ آپ ان سے یہ بھی پوچھئے بھلایہ تو بتاؤ اگر

جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

خدا تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت کے دن تک کے لئے دن ہی رہنے دے

مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ۭ

تو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون سا معبود ہے جو تمہارے لئے رات لے آئے کہ تم اس میں راحت و سکون حاصل کرو

اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ

تو کیا تم دیکھتے نہیں۔ اور اُس خدا نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات

وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ

اور دن کو بنایا ہے تاکہ تم رات میں آرام حاصل کرو اور دن میں اُس کا فضل تلاش کرو اور

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ

تاکہ تم اُس کا شکر بجالاؤ۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن خدا تعالیٰ ان کافروں کو پکار کر فرمائیگا

اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿٧٤﴾

جن لوگوں کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ میرے شریک کہاں ہیں۔

Marfat.com

اور ہم ہر ایک اُمت میں سے ایک گواہ اور احوال بتانیوالا نکال لائیں گے۔ پھر ہم ان مشرکوں سے کہیں گے کہ تم اپنے شرک کے جواز پر دلیل پیش کرو اور اپنی دلیل لاؤ تب انکو یہ معلوم ہو جائے گا کہ سچی بات اللہ تعالیٰ ہی کی تھی اور جو افتراپردازیاں وہ کیا کرتے تھے وہ سب اُن سے گم ہو جائیں گی اور سب کھوئی جائیں گی۔ یعنی گواہ ہر اُمت میں سے میدان حشر میں ایک ایک گواہ لا کھڑا کریں گے پھر مشرکوں سے مطالبہ کیا جائیگا کہ کفر کے دعوے کی صحت پر کوئی دلیل بیان کرو، اُس وقت وہ جان سکیں گے اور اُن کو علم الیقین ہو جائیگا کہ بات وہی سچی تھی جو اللہ کی طرف سے تھی اور وہی دین دینِ حق تھا جو پیغمبر لیکر آئے تھے اور جو باتیں وہ دنیا میں بناتے تھے اور جو افتراپردازیاں وہ یہاں کیا کرتے تھے۔ اُس دن سب بھول جائیں گے اور کوئی بات بن نہ پڑیگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں احوال بتانیوالا پیغمبر یا ان کے نائب جو نیک بخت تھے"(۵۷) اوپر کی آیتوں میں قرآن کی حقانیت اور رسول کی صداقت اور منکرین ظالمین پر نزول عذاب کا ذکر تھا پھر قیامت کا ذکر فرمایا اور قیامت میں منکرین و متکبرین کا انجام فرمایا اسی سلسلے میں ایک اور متکبر و سرکش یعنی قارون کا ذکر کیا اور اُس کی ہلاکت اور تباہی کا بیان فرمایا تاکہ تکبر کرنیوالوں اور سرکشوں کو عبرت ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے' بلاشبہ قارون موسیٰ کی قوم اور برادری میں سے تھا پھر وہ لوگوں پر زیادتی اور اُن کے مقابلے میں تکبر کرنے لگا اور ہم نے جو خزانے اس کو دیئے تھے وہ اتنے تھے کہ اُس خزانے کے صندوقوں کی کنجیاں ایک طاقت ور اور زور آور آدمیوں کی جماعت کو گراں بار کر دیا کرتی تھیں جب اُس قارون کی قوم نے اس سے کہا کہ تو نازاں نہ ہو اور اترا نہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا: حضرت موسیٰؑ لاوی بن یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں ہیں لاوی کی اولاد میں قارون بھی تھا اس لئے اُس کا خاندانی تعلق حضرت موسیٰؑ سے تھا۔

ع ۱۵
۷
۱۰

قارون بہت خوبصورت تھا اس لئے اُس کو منور بھی کہتے تھے' وہ بہت مال دار تھا اور مال داری کی وجہ سے متکبر بھی تھا۔ اُسکے خزانوں کی کنجیاں بہت وزنی تھیں پہلے لوہے کی کنجیاں تھیں پھر لکڑی کی بنوائی گئیں کہتے ہیں وہ بھی بھاری ہوئیں تو پھر چمڑے کی بنوائی گئیں' وہ بھی اس قدر بھاری تھیں کہ ایک زور آور جماعت کے آدمی اُٹھانے میں تھک جاتے تھے اور اُٹھاتے تو لڑکھڑاتے تھے، مال کی اس قدر بہتات کے باعث نافرمانی کرنے لگا اور دینِ حق کا باغی بن گیا حالانکہ توریت کا بہت بڑا عالم تھا اور توریت بہت پڑھا کرتا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قارون حضرت موسیٰ کی جد کی اولاد میں تھا' فرعون کی سرکار میں پیش ہو گیا تھا بنی اسرائیل پر کار بیگار بھی پہنچاتا تھا اور مزدوری اسی کے ہاتھ سے ملتی' اس کام میں مال بہت کمایا جب بنی اسرائیل حکم میں آئے حضرت موسیٰ کے اور فرعون غرق ہوا اس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل میں ضد رکھتا موسیٰؑ سے منافق ہو رہا، پیچھے تہمت دیتا اور تہمتیں لگاتا ایک روز روبرو ایک عورت سکھا لایا تہمت کی بات اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ کہا کہ اس نے مجھے سکھایا تھا تب حضرت موسیٰؑ کی بددعا سے زمین میں غرق ہوا اور اُس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا ۱۲ (۷۶) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دے رکھا ہے اُس سے آخرت کے گھر کی تلاش اور جستجو کر اور دُنیا میں اپنے حصے کو فراموش نہ کر اور اسکو بھول نہ جا اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو اُس کی موافق پر احسان کر اور مُلک میں فساد پھیلانے کا خواہشمند نہ ہو اور فساد پھیلانے کی راہیں تلاش نہ کر بلاشبہ اللہ تعالیٰ فساد کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا: یہ بھی قوم کا قول ہے جو قوم نے اُسکو سمجھانے کی غرض سے کہا، کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تجھ کو عطا فرمایا ہے اُس سے اپنی آخرت کو سنوار اور دارِ آخرت کیلئے اعمالِ خیر کر اور دنیا میں سے اپنا حصہ فراموش نہ کر یعنی کھالے پہن لے باقی خدا کی مخلوق پر صرف کر یا یہ کہ دنیا میں سے جو لے کر جانا ہے اسکو ملحوظ رکھ اور وہ سوائے کفن کے اور کیا ہے، قوم کے لوگوں نے مزید توضیح کی کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے جود و کرم سے تجھکو نوازا ہے تو اُس کی مخلوق اور اُس کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کر اور اپنی ضرورت کے لائق رکھ لے باقی خیرات کر دے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا اسکی نافرمانی کرنے کی راہیں تلاش نہ کر اور فساد پھیلانے کی جستجو نہ کر کیونکہ گناہ سے ملک میں بلکہ ہر خشکی و تری میں فساد پھیلتا اور رونما ہوتا ہے اور اس امر کا یقین کر کہ اللہ تعالیٰ فساد کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا اور پسند نہیں کرتا۔ قوم کی اس نصیحت پر اس نے جواب دیا، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسیٰؑ کی ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بھول دُنیا سے یعنی حصے موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما ۱۲ (۷۷) قارون نے جواب دیا مجھکو تو یہ سب کچھ بس میرے علم و ہنر کی وجہ سے ملا ہے جو مجھکو حاصل ہے میرے پاس ہے حضرت حق نے فرمایا کیا یہ اس کو معلوم نہیں اور اسکو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گذشتہ قوموں میں سے ایسے ایسے شخصوں کو ہلاک کر چکا ہے جو باعتبار قوت و طاقت کے اس سے کہیں زیادہ اور باعتبار

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

اور ہم ہر ایک اُمّت میں سے ایک گواہ نکال لائیں گے پھر ہم اُن مشرکوں سے کہیں گے کہ شرک کے جواز پر اپنی دلیل پیش کرو

فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

تب اُن کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ سچی بات خدا ہی کی تھی اور جو افترا پردازیاں وہ کرتے تھے

يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾ إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ

وہ سب اُن سے گم ہو جائیں گی۔ بلاشبہ قارون موسیٰؑ کی برادری میں سے تھا

فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ

پھر وہ لوگوں پر زیادتی کرنے لگا اور ہم نے اُس کو اتنے خزانے دیئے تھے کہ اسکے خزانوں کی کنجیاں

لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ

ایک طاقتور آدمیوں کی جماعت کو گراں بار کر دیا کرتی تھیں جب اُس قارون کی قوم نے اُس سے کہا

لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾ وَابْتَغِ فِيمَا

تو نازاں نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کیا کرتا۔ اور جو کچھ اللہ نے تجھ کو دے رکھا ہے

آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ

اُس سے آخرت کے گھر کی تلاش کر اور دُنیا میں سے اپنے حصّہ کو فراموش

الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ

نہ کر اور جس طرح اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی احسان کیا کر اور مُلک میں فساد

الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾

پھیلانے کا خواہشمند نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ

قارون نے جواب دیا مجھ کو تو یہ سب کچھ میرے اُس علم اور ہنر کی وجہ سے ملا ہے جو مجھ کو حاصل ہے کیا اسکو یہ معلوم نہیں

أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ

ہوا کہ خدائے تعالیٰ اُس سے پہلے گزشتہ قوموں میں سے ایسے ایسے شخصوں کو تباہ کر چکا ہے جو باعتبار قوت کے

Marfat.com

مال جمع کرنیکے اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے ان گناہگاروں سے انکے گناہوں کے متعلق تحقیق کرنیکی غرض سے پوچھا نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ کے احسان و انعام کو نظرانداز کردیا اور کہنے لگا یہ تو میں نے صرف اپنے علم و ہنر کی وجہ سے کمایا ہے یعنی میں معاش کی تدابیر اور کمائی کی ترکیبوں سے خوب واقف ہوں یا تجارت اور صناعی کا علم ہو بعض کہتے ہیں حضرت یوسف کے خزانوں کا علم ہو گیا تھا وہ خزانے نکال لیے تھے کسی نے کہا کیمیا بنانی جانتا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور نہ میرے مال میں کسی اور کا استحقاق ہے اسی بنا پر میرا افتخار بھی صحیح ہے اور زکوٰۃ سے انکار بھی صحیح ہے۔ حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا اسکو یہ نہیں معلوم کہ ہم اس سے پہلے کتنی قوموں میں سے ایسے لوگوں کو ہلاک و تباہ کرچکے ہیں جو قوت کے اعتبار سے اور مال کی کثرت اور مال جمع کرنیکے اعتبار سے بھی اس سے بہت زیادہ تھے اور جب ہم اس سے زیادہ قوت والے سرمایہ داروں کو بھی ہلاک کرچکے ہیں تو اس کی کیا حیثیت ہے علم کا دعویٰ کرتا ہے اور تاریخ کی اتنی سی بات نہیں جانتا اور یہاں جو مجرمین سے سوال کی نفی فرمائی اُس کا مطلب یہ ہے کہ سوال سے کوئی تحقیق مقصود نہ ہوگی بلکہ توبیخ کی غرض سے سوال ہو سکتا ہے جیسا کہ فرمایا لنسئلنّھم اجمعین۔ سوال کرنا اس غرض سے نہ ہوگا کہ

أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ وَلَا يُسْأَلُ عَن ذُنُوبِهِمُ

اُس سے کہیں زیادہ اور مال جمع کرنیکے اعتبار سے اُس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور گناہ گاروں سے اُن کے گناہوں کے متعلق

الْمُجْرِمُونَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ

پوچھا نہیں جاتا۔ پھر قارون اپنی پوری زینت و زیبائش کیساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو وہ لوگ جو

الَّذِينَ يُرِيدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ

دُنیوی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ سازوسامان

مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٧٩﴾ وَقَالَ

ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے واقعی قارون بڑے نصیبے والا ہے۔ اور جن

الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ

لوگوں کو صحیح علم و فہم عطا کیا گیا تھا انھوں نے فرمایا اے دُنیا کے طالبو تم پر افسوس ہے اللہ تعالیٰ کا وہ ثواب بدرجہا بہتر ہے

آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٨٠﴾

جو اسکی بارگاہ سے ایسے شخص کو ملتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتا ہو اور یہ مرتبہ سوائے ثابت قدم رہنے والوں کے کسی اور کو میسر نہیں ہوا کرتا۔

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ

پھر ہم نے قارون کو اور اُس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا پھر اُس کی مدد کو کوئی ایسی جماعت

يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿٨١﴾

نہیں ہوئی جو خدا سے اُس کو بچا لیتی اور نہ وہ اپنے آپکو خود ہی بچا سکا۔

وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ

اور کل گزشتہ جو لوگ اُس جیسا ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ کہنے لگے

وَيْكَأَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

ارے افسوس بات تو یہ ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے روزی کو بڑھاتا

وَيَقْدِرُ ۖ لَوْلَا أَن مَّنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۖ وَيْكَأَنَّهُ

اور گھٹاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی دھنسا دیتا افسوس، واقعی بات تو یہ ہے کہ

گناہ کیا یا نہیں کیونکہ گناہ کرنا تو حق تعالیٰ کو معلوم ہے ہاں یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیوں کیا بعض حضرات نے اکثر جمعا کے معنی یہ کئے ہیں کہ جماعت کے اعتبار سے انہیں کثرت حاصل تھی یعنی رضاکار اور حمایتی اور حاشیہ نشین بہت تھے اور لاؤ لشکر بہت تھا مفسرین سے دونوں ہی باتیں منقول ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک ہنر سے مجھ کو ملا ہے یعنی دُنیا کمانے کے واسطے اور پوچھے نہ جائیں گے یعنی گنہگار کی سمجھ درست ہو تو گناہ کیوں کرے جب سمجھ اُلٹی پڑی الزام دینے کا کیا فائدہ (٧٨) پھر قارون اپنی خوب زینت و زیبائش کیساتھ اپنی قوم پر نکلا تو وہ لوگ جو دُنیوی زندگی کو چاہتے تھے اسکی شان و شوکت دیکھ کر کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ سازوسامان ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے واقعی وہ بڑے نصیبے والا ہے۔ قارون اپنا خاص لباس پہنکر ایک سفید خچر پر بیٹھ کر نکلا اور ہزاروں پیدل اور سوار اس کے جلوس میں تھے یہ ٹھاٹھ اور کر و فر دیکھ کر بعض طالبین دُنیا نے یہ تمنا کی کہ کاش ہم کو یہ سب سامان عیش ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے وہ واقعی بڑا نصیبے والا ہے بنی اسرائیل کے بعض دنیاداروں نے یہ تمنا کی (٧٩) اور جن لوگوں کو صحیح علم و فہم عطا کیا گیا تھا انھوں نے فرمایا اے دُنیا کے طالبو تم پر افسوس ہے اللہ تعالیٰ کا وہ ثواب بدرجہا بہتر ہے جو اسکی بارگاہ سے ایسے شخص کو ملتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتا ہے اور یہ مرتبہ سوائے صبر کرنیوالوں اور ثابت قدم رہنے والوں کے اور کسی کو میسر نہیں ہوا کرتا۔ حضرت شمعون اور حضرت موسیٰؑ کے دُوسرے ہمراہی جو اہل علم و فہم تھے ان کو سمجھانے لگے کہ ایسی فانی چیز کی تمنا کیوں کرتے ہو۔ اس قارون کی زینت و زیبائش سے اللہ تعالیٰ کا ثواب جو ایمان لانیوالوں اور اعمال نیک کرنیوالوں کو ملتا ہے وہ ہزارہا درجے اس سے بہتر اور اچھا ہے یہ کرامت اور بزرگی اور کامل ثواب اُن لوگوں کو ملتا ہے جو صبر کرنیوالے ہیں نیک اعمال پر اور دُنیوی تنگدستی پر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہیں جن کی محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے دُنیا کی آرزو پر گرتے ہیں نادان آدمی دُنیادار کی آسودگی کو دیکھتا ہے کہ اس کی بڑی قسمت ہے اسکی فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور رسوائی و خوشامد کرنے کو نہیں دیکھتا اور یہ نہیں دیکھتا کہ دنیا میں آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنیکے بعد کاٹنے ہیں ہزاروں برس ۱۲ (٨٠) آخرکار ہم نے قارون کو اور اُس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا پھر اس کی مدد کو کوئی ایسی جماعت کھڑی نہیں ہوئی جو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اسکو بچا لیتی اور نہ وہ اپنے آپکو خود ہی بچا سکا۔ قارون کی شرارت بڑھتی رہی اور زکوٰۃ ادا کرنے کو آمادہ نہیں ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کرتا رہا یہاں تک کہ اُس نے چاہا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجمع عام میں توہین کرائے، اس کیلئے اس نے ایک عورت کو کثیر رشوت دیکر آمادہ کیا اور جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زنا کی حد بیان کررہے تھے تو قارون نے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ اے موسیٰ اگر آپ بھی اس فعلِ شنیع کے مرتکب ہوں تو کیا اسی سزا کے مستحق ہوں گے آپ نے فرمایا بیشک قارون نے عورت کیطرف اشارہ کیا وہ عورت کھڑی ہوئی اور وہ اپنے ساتھ بدکاری کی نسبت بیان کرنے لگی حضرت موسیٰؑ نے اس سے کہا خدا کے غضب سے ڈر کر بیان دے اور جو کہنا چاہتی ہے وہ کہہ اس پر یہ عورت ڈر گئی اور اس نے رشوت کا تمام واقعہ سنا دیا اور وہ تھیلیاں بھی پیش کیں جن پر قارون کی مُہر لگی ہوئی تھی۔ اس پر مجمع میں قارون پر ملامت ہونے لگی حضرت موسیٰؑ سجدے میں گر کر دعا مانگنے لگے اس پر ارشاد ہوا موسیٰ تم زمین کو حکم دو وہ تمہاری اطاعت کرے گی حضرت موسیٰؑ نے زمین سے (باقی ص ٦٣١ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۳۰) فرمایا اے زمین اسکو پکڑ لے چنانچہ قارون زمین میں دھنسنا شروع ہوا اس خسف سے پہلے آپنے اعلان کر دیا کہ تمام بنی اسرائیل یہاں سے چلے جائیں اور صرف قارون اور اُس کے ساتھی یہاں ٹھہر رہیں
چنانچہ صرف دو آدمی قارون کیساتھ بیٹھے رہے اور وہ قارون کیساتھ زمین میں دھنسنے لگے ان لوگوں نے چلانا اور حضرت موسیٰؑ سے معافی مانگنی شروع کی حضرت موسیٰؑ برابر زمین سے کہتے رہے کہ زمین اسکو پکڑ یہاں تک کہ زمین قارون
کو نگلتی چلی گئی بعض مفسرین نے صرف قارون کے دھنسنے کا ذکر کیا ہے دھنستے دھنستے بھی قارون آنکھوں کے اشاروں سے معافی مانگتا رہا لیکن حضرت موسیٰؑ نے اُس پر رحم نہیں کیا بہرحال یہ زمین میں دھنس گیا اور
اُس کے تمام خزانے اور اس کا مال و متاع بھی زمین میں دھنسا دیا گیا چونکہ بنی اسرائیل کے بعض لوگوں نے شبہ کیا کہ حضرت موسیٰؑ نے اسکے مال پر قبضہ کرنے کی وجہ سے ایسا کیا ہے اس لئے اُس کا سامان بھی اسی
جگہ دھنسا دیا گیا اور وہ اپنے گھر سمیت زمین میں دھنس گیا نہ کوئی اُس کا حمایتی آیا نہ کوئی اسکے رضا کاروں اور حاشیہ نشینوں میں سے آیا اور نہ وہ اپنی مدد خود کرنے کے قابل تھا جب قارون کا یہ انجام ہوا

لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۲ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا
ناسپاسوں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی۔ یہ آخرت کا گھر یعنی جنت ہم انہی لوگوں کیلئے
لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۭ
خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد پھیلانا
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝۸۳ مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ
اور آخر میں انہی لوگوں کا بھلا ہوتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔ جو شخص نیکی لے کر حاضر ہوگا تو اس کو
خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى
اُس نیکی سے بہتر بدلا ملے گا اور جو شخص بدی لے کر حاضر ہوگا تو ایسے بد اعمالوں کو
الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۸۴
اُن کے صرف اُنہی اعمال کی سزا دی جائے گی جو وہ کیا کرتے تھے
اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى
بے شک جس خدا نے آپ پر قرآن کے احکام کو فرض کیا ہے وہ آپکو ضرور آپکے اصلی وطن میں
مَعَادٍ ۭ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَاۗءَ بِالْهُدٰى وَمَنْ هُوَ
پہونچانے والا ہے آپ فرما دیجئے میرا رب خوب جانتا ہے کہ کون دین حق لے کر آیا ہے اور کون
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۸۵ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى
کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔ اور اے پیغمبر آپ کو تو یہ توقع بھی نہ تھی کہ آپ پر
اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا
یہ کتاب نازل کی جائے گی مگر محض آپ کے رب کی مہربانی سے نازل کی گئی لہٰذا
تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝۸۶ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ
آپ ہرگز ان کافروں کے مددگار نہ ہوں۔ اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے
اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ
تو اس کے بعد ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ ان احکام کی تعمیل سے آپکو روک دیں اور آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہئے

تب اُن دنیا کی خواہش کرنیوالوں کی آنکھیں کھلیں جنکا
ارشاد ہوتا ہے (۸۱) اور کل گزشتہ جو لوگ اُس جیسا ہونے
۸ کی تمنا کر رہے تھے اور اُس کا درجہ حاصل کرنیکی خواہش
ع ۷ کر رہے تھے وہ کہنے لگے ارے خرابی کی بات تو یہ ہے
۱۱ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے
روزی کو فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے اسکو
نپی تلی روزی دیتا اور روزی کی تنگی اور کمی کر دیتا ہے
اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان اور مہربانی نہ فرماتا تو ہم
کو بھی دھنسا دیتا افسوس واقعی بات تو یہ ہے کہ ناسپاسو
اور منکروں کو فلاح نصیب نہیں ہوا کرتی :: یعنی جو
لوگ اپنی نادانی سے کل تک یٰلیت لنا مثل ما
اوتی قارون کہہ رہے تھے آج قارون کا حشر دیکھ کر
صبح صبح تعجب سے کہنے لگے بس جی معلوم ہو گیا روزی کی
فراخی اور بندوں میں سے کسی پر تنگی یہ نصیب اور بدنصیب
کی علامت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس
کی تکوینی مصلحت پر موقوف ہے ہمارا یہ خیال غلط تھا کہ
قارون بڑا نصیبے والا ہے غرق ہو جانیکے بعد معلوم ہوا بڑا
بدنصیب تھا اور بس جی یہ معلوم ہوا کہ نافرمان اور ناسپاسو
کو فلاح نصیب نہیں ہوتی ہماری غربت اور تنگدستی نے
ہم کو بچایا نہ معلوم ہم مالدار بن جاتے تو کیسے ثابت ہوتے اگر
ہم کفرانِ نعمت کے مرتکب ہوتے تو شاید ہمارا حشر بھی قارون
جیسا ہوتا اور ہم کو بھی اللہ تعالیٰ زمین میں دھنسا دیتا
آگے نیک بندوں کے انجام کا ذکر ہے (۸۲) یہ آخرت کا
گھر اور عالم آخرت ہم اُن ہی لوگوں کیلئے خاص کیا کرتے
ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننے کی خواہش کرتے ہیں اور نہ فساد
کرنا اور فساد پھیلانا اور انجام کار انہی لوگوں کا بھلا ہوتا
ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنیوالے ہیں :: اوپر کی آیتوں میں
ایک متکبر اور بخیل دولت مند کا ذکر فرمایا تھا اس کی مناسبت
سے اب اچھے لوگوں کا ذکر فرمایا۔ کہ پچھلا گھر اور عالم آخرت
کی آسودگی اور دائمی بہشت اُن لوگوں کیلئے ہم نے خاص
طور پر مقرر کی ہے جو زمین میں اور دنیا میں نہ تو اونچا ہونے
کا قصد اور عزم کرتے ہیں اور نہ فساد پھیلانا یعنی گناہوں
کا ارتکاب کرنا اور تکبر چونکہ دیگر منہیات اور مفاسد
کے لئے بطور بنیاد ہے اسلئے اسکو مقدم فرمایا اور فساد
سے عام گناہ مراد ہوں خواہ ان کا کرنا گناہ ہو یا انکا
ترک گناہ ہو جیسے چوری، غیبت، قتل ناحق یا ترک صلوٰۃ
اور ترک صوم اور ترک حج و زکوٰۃ وغیرہ ان تمام باتوں
کا ارادہ بھی نہیں کرتے آخر میں پرہیزگاروں کو بشارت
دی کہ انجام کار بھلا متقیوں کا ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے
ہیں یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا اسکی بڑی قسمت ہے بڑی قسمت یہ نہیں آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے سو وہ انکو ہے جو دنیا کا عروج نہیں چاہتے ۱۲ (۸۳) جو شخص نیکی لیکر حاضر ہوگا تو اس کو اس نیکی سے بہتر
بدلا ملے گا اور جو شخص بدی اور برائی لیکر حاضر ہوگا تو ایسے بداعمالوں کو صرف اُنہی اعمال کی سزا دی جائیگی جو وہ کیا کرتے تھے :: یعنی نیکی لیکر قیامت میں حاضر ہونیوالا اُس نیکی سے زیادہ بدلا پائیگا جس کا کم سے کم
درجہ دس گنا ہوگا یعنی ایک نیکی کا مقتضا یہ ہے کہ اس نیکی کی مثل بدلا مل جاتا لیکن نیکی والے کو دس گنا بدلا ملے گا اور یہ کم سے کم بدلا ہوگا یہاں تک کہ کسی کو سات سو تک بھی دیا جائیگا لیکن بدی کا بدلا اُس بدی
اور برائی کے مقتضا سے زیادہ نہیں ہوگا بلکہ صرف مقتضا کے مطابق دیا جائیگا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس شخص پر افسوس ہے جس کی اکائیاں دہائیوں کو کھا جائیں یعنی جو ایک کی ایک لکھی جائے وہ زیادہ ہوں اور
جو ایک کی دس لکھی جائیں وہ کم ہو جائیں تو گویا اکائیاں دہائیوں سے زیادہ ہو جائیں مطلب یہ ہے کہ برائیاں بھلائیوں سے بڑھ جائیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا وہ ملتا ہے (باقی صفحہ ۶۳۲ پر)

Marfat.com

وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ
اور آپ ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ اور نہ اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو
اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ ۘ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ
پکارے اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اس کی ذات کے سوا سب چیزیں
إِلَّا وَجْهَهُ ۚ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾
فنا ہونیوالی ہیں اسی کی فرماں روائی ہے اور تم سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَسِتُّونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ
سورۂ عنکبوت مکی ہے اور یہ انہتر ٦٩ آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الم ﴿١﴾ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا
الٓمّٓ۔ کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہدینے پر کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیے جائیں گے
وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ﴿٢﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
اور وہ کسی آزمائش میں نہ ڈالے جائیں گے۔ حالانکہ ہم اُن لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں
فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ﴿٣﴾
سو یقیناً اللہ اُن لوگوں کو ظاہر کرکے رہیگا جو سچے ہیں اور اُنکو بھی ظاہر کرکے رہیگا جو جھوٹے ہیں۔
أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا
کیا جو لوگ بُرے کام کرتے رہتے ہیں انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہم سے کہیں بھاگ کر آگے بڑھ جائینگے
سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿٤﴾ مَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ اللَّهِ
وہ فیصلہ بہت بُرا ہے جو یہ کرتے ہیں۔ جو شخص اللہ سے ملنے کی آس لگائے ہوئے ہے
فَإِنَّ أَجَلَ اللَّهِ لَآتٍ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٥﴾
اسکو چاہیے کہ تیاری کرتا رہے کیونکہ اللہ کی ملاقات کا مقررہ وقت یقیناً آنیوالا ہی ہے اور وہی ہے سب سننے والا جاننے والا

(بقیہ صفحہ ٦٣١) مقرر اور بُرائی پر بُرائی وعدہ نہیں فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا اپنے کئے سے زیادہ سزا نہیں ملتی ١٢ (٨٤) بلاشبہ جس نے آپ پر قرآنی احکام کی تعمیل اور تبلیغ کو فرض کیا ہے اور جس نے آپ پر قرآن کا حکم بھیجا ہے وہی آپ کو آپ کے اصلی وطن میں پھیرنے والا اور واپس لانیوالا ہے آپ فرما دیجئے میرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت اور دینِ حق لیکر آیا ہے اور کون صریح اور کھلی گمراہی میں مبتلا ہے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پھر لادیگا پہلی جگہ یہ آیت اتری ہجرت کے وقت یہ تسلی فرمائی کہ پھر مکے میں آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہو کر ١٢ معاد سے مُراد عام طور پر مکہ معظمہ کیجانب فاتحانہ طور پر واپسی بیان کی گئی ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ کی موت اور اجل کی طرف اشارہ ہو جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور چونکہ مکہ کی واپسی کے بعد اجل کا زمانہ بھی قریب آگیا اس لئے موت کی طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے اور عاشقوں کیلئے موت سے اچھا کیا وعدہ ہو سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معاد سے مُراد عالم آخرت کی واپسی ہو وہ تو حقیقی معاد ہے ہی اور اجل کے بعد پھر عالم آخرت ہی آتا ہے اسلئے معاد کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد شام کی زمین ہے چونکہ وہ حشر کی زمین ہے اور اجل کے بعد ہی حشر برپا ہونیکا زمانہ ہے اس لئے ارضِ شام کا قول بھی صحیح ہے لیکن مشہور بات وہی ہے جو شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ باقی معنی سب ملتے جلتے ہیں واللہ اعلم بالصواب (٨٥) اور اے پیغمبر آپکو تو یہ اُمید نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب نازل کی جائیگی مگر محض آپکے پروردگار کی رحمت اور مہربانی سے نازل کی گئی لہٰذا آپ ہرگز ان دینِ حق کے منکروں کے مددگار نہ ہوں اور ان کے پشت پناہ نہ بنیں اور انکی تائید نہ کریں یعنی نبی بننے سے پہلے آپکو یہ اُمید نہ تھی کہ آپ نبی ہوں گے اور آپ پر قرآن جیسی جامع کتاب نازل ہوگی لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آپکے پروردگار کی مہربانی سے ہوا کہ آپ نبی مقرر ہوئے اور آپ پر قرآن وحی کے ذریعہ سے القا کیا گیا اب آپ کا فرض ہے بالکل الگ تھلگ رہیں جس طرح آپ ہمیشہ سے انکی تائید نہ فرماتے اور دینی معاملات میں اُن سے کوئی واسطہ نہ رکھئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنی قوم کو اپنا نہ سمجھ جنھوں نے تجھ سے یہ بدی کی اب جو تیرا ساتھ دے وہی اپنا ١٢ (٨٦) اور جب اللہ تعالیٰ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے تو اسکے بعد ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ آپ کو ان احکام کی تعمیل سے روک دیں اور آپ ان کو اپنے پروردگار کیطرف بلاتے رہئے اور ان کو دینِ حق کی دعوت دیتے رہئے اور آپ ہرگز شرک کرنیوالوں میں سے نہوں ۞ یعنی عطاء رسالت اور نزولِ قرآن کے بعد آپکو دعوت الی الحق اور تبلیغِ احکام میں یہ کوئی رکاوٹ پیدا نہ کردیں اور آپکو روک نہ دیں آپ حسبِ دستور ان کو بلاتے رہیے اور آپ اپنے کو ان میں شمار نہ کیجئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کر دین کے کام میں اور آپکو اُن میں نہ گن گو کہ اپنے قرابتی ہوں ١٢ (٨٧) اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارئے اسکے سوا کوئی اور معبودِ حقیقی نہیں ہے اسکی ذات کے سوا سب چیزیں فنا ہونے والی ہیں اسی کی حکومت اسی کی فرماں روائی ہے اور تم سبکی بازگشت اسی کی طرف ہے اور تم سب اسکی طرف پلٹائے جاؤ گے ۞ وجہ سے مراد حق تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے وہی باقی رہیگا اور سب فنا ہوجانے والے ہیں، نہ اس کے سوا کوئی معبودِ حقیقی ہے نہ اسکے سوا اور کسی کو پکارنیکی اجازت ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہوتی ہے کبھی ہو مگر اس کا منہ یعنی وہ آپ ١٢ (٨٨) سورۂ عنکبوت مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں انہتر آیتیں اور سات رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ الٓمّٓ (١) کیا ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا اور یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہدینے پر کہ ہم ایمان لے آئے چھوڑ دیے جائیں گے اور انکو آزمایا نہ جائیگا اور وہ کسی آزمائش میں مبتلا نہ کئے جائیں گے ۞ یعنی یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اوپر کی سورت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل پر فرعونی مظالم اور اس کی زیادتیوں کا ذکر تھا اس سورت میں کفارِ مکہ کے ان مظالم کا ذکر ہے جو وہ مسلمانوں پر کیا کرتے تھے ان مظالم کے متعلق مسلمانوں کو سمجھایا گیا ہے اور ان کو تسلی دی گئی ہے اور انکو بتایا کہ دعوتِ ایمانی کو قبول کرنیوالے ابتلا اور امتحان و آزمائش کیلئے آمادہ رہیں اور یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ایمانی دعوت کو قبول کر لینا ہر قسم کی آزمائشوں اور فتنوں سے سبکدوش ہوجانا ہے نہیں کافرانہ اقتدار کے دور میں یہ کہنا کہ ہم دینِ حق پر ایمان لے آئے اور ہم نے حق کو قبول کر لیا یہ کہنا ہی بہت سے امتحانات کو دعوت دینا ہے آگے اطمینان دلایا کہ یہ کوئی نئی آزمائش نہیں ہے بلکہ پہلی اُمتوں کو بھی یہ حوادثات پیش آچکے ہیں اُن

بقیہ صفحہ ٦٣٣ پر

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۳۲) فتنوں سے گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ انکا صبر، استقلال اور جواں مردی سے مقابلہ کرنا چاہئے (۲) اور بلاشبہ ہم ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں اور مختلف حوادثات و مصائب میں مبتلا کر چکے ہیں جو ان
سے پہلے ہو گزرے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ظاہر کر دیگا جو سچے ہیں اور ان لوگوں کو بھی ظاہر کر کے رہیگا جو جھوٹے اور کاذب ہیں ؛ یعنی تم سے پہلے جو مسلمان تھے اور کا فر انہ اقتدار کے دور میں اپنے زمانے کے نبی
پر ایمان لائے تھے ان کیساتھ جو مظالم ہوئے کوئی گھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا اور کسی کو لوہے کی کنگھیوں سے کھرچ کھرچ کر اسکی ہڈیوں کے ڈھانچے کو نمایاں کیا گیا کما جاء فی الحدیث یہ سب سلوک ہو چکے ہیں تو ہم
ان مسلمانوں سے پہلے کے مسلمانوں کو بھی اس قسم کی آزمائشوں میں مبتلا کر چکے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ظاہر کر دے اور یہ بات معلوم ہو جائے کہ صحیح اعتقاد سے مسلمان ہونیوالے کون ہیں اور جھوٹے ایمان لانیوالے کون
ہیں آگے اُن ظالموں کو بھی تنبیہ فرمائی جو محض اس بنا پر لوگوں کو ستاتے اور ان پر ظلم کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں (۳) کیا وہ لوگ جو بُرے کام کر رہے ہیں انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہم سے کہیں بھاگ کر آگے بڑھ جائیں گے اور
آگے نکل جائیں گے وہ فیصلہ اور وہ تجویز بہت ہی بُری ہے
جو یہ کرتے ہیں ؛ یعنی اس قسم کا خیال کہ ہم اللہ تعالیٰ کے
قبضۂ قدرت سے نکل بھاگیں گے یہ خیال بہت ہی بُرا اور نہود
بیہودہ ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلی دو آیتیں
کہیں مسلمانوں کو جو گرفتار تھے کافروں کی ایذا میں اور یہ سب
کافروں کو جو ستاتے تھے مسلمانوں کو ۱۲ (۴) آگے پھر مسلمانوں کا
ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی مُلاقات
اور اس سے ملنے کی اُمید رکھتا ہے اور آس لگائے ہوئے ہے
اُس کو چاہئے کہ وہ مصائب سے گھبرائے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ
سے ملنے کا مقررہ وقت یقیناً آنے والا ہی ہے اور وہی سب
کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے ؛ یعنی جو اللہ سے ملاقات
کی اُمید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ملنے کا متوقع ہے تو اس کو
اس قسم کے مصائب اور حوادثات سے گھبرانا نہیں چاہئے کیونکہ
اُسکی ملاقات کا مقررہ اور متعین وقت یقیناً ضرور آنیوالا ہے
اُس وقت وہ ان تمام ایذا رسانیوں کا صلہ عطا فرمائیگا
اور اس کو تو جو کچھ یہاں ظالم مسلمانوں کیساتھ سلوک
کر رہے ہیں سب کا علم ہے اور جو باتیں طعن آمیز یہ کر رہے ہیں اُن
سب کو سن رہا ہے وہ سننے والا اور جاننے والا ہے (۵) اور جو
شخص کوشش اور محنت کرتا ہے تو وہ اپنے بھلے اور فائدے
کو کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو یقیناً اہل عالم اور اقوام عالم سے
مستغنی اور بے نیاز ہے اسکو تمام جہان والوں میں سے کسی
کی حاجت اور پروا نہیں ؛ مدعا صاف ہے کہ جو جسقدر مشقت
اور محنت کریگا اور مصائب پر تحمل کریگا اس کا اجر اور صلہ اسکو
ہی ملے گا (۶) اور جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ
کے پابند رہے تو ہم ان کے گناہ یقیناً اُن سے دُور کر دیں گے
اور ان سے زائل کر دیں گے اور ہم انکے ان کاموں کا جو وہ
کیا کرتے تھے بہترین بدلا عنایت کریں گے ؛ یعنی ایمان اور
اعمال صالحہ کے پابند رہے تو ان کے گناہ ان سے دور کر دیے
جائیں گے اور اُن کے ایمان و اعمال صالحہ کا اجر اُن کو
اُن کے حق سے بھی بہتر اور زیادہ دیا جائیگا حضرت شاہ
صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایمان کی برکت سے نیکیاں ملیں گی اور
برائیاں مٹتا ہوں گی ۱۲ (۷) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں
باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں
ماں باپ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ کسی ایسی چیز کو میرا
شریک بنا اور شریک ٹھیرا جسکے معبود ہونیکی کوئی صحیح
دلیل تیرے پاس نہیں ہے تو تو ان دونوں کا کہنا نہ مان اور
شرک کرنے میں انکی اطاعت نہ کر تم سبکو میری ہی طرف لوٹ
کر آنا ہے اور تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے پھر میں
تم کو ان سب کاموں کی حقیقت سے آگاہ کر دوں گا اور

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ
اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کے لیے کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو یقیناً
لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
اہل عالم سے مستغنی اور بے نیاز ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک
الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ
عمل کرتے رہے تو ہم ضرور اُن کے گناہ اُن سے زائل کر دیں گے اور ہم اُن کے اُن کاموں کا جو وہ
أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٧﴾ وَوَصَّيْنَا
کیا کرتے تھے بہترین بدلا عطا فرمائیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے
الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ
ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ
لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ
تو ایسی چیز کو میرا شریک بنا جسکے معبود ہونیکی کوئی دلیل تیرے پاس نہیں ہے تو تو اُن دونوں کا کہنا نہ مان
إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٨﴾
تم سب کو میری ہی طرف واپس آنا ہے پھر میں تم کو اُن سب کاموں کی حقیقت سے آگاہ کر دوں گا جو تم کیا کرتے تھے
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي
اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کرتے رہے ہوں گے اُن کو ہم نیک لوگوں میں
الصَّالِحِينَ ﴿٩﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ
داخل کر دیں گے۔ اور لوگوں میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے
فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ
لیکن جب اُن کو اللہ کی راہ میں کوئی اذیت دی جاتی ہے تو وہ لوگوں کی اس ایذا رسانی کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے خدا کا
اللَّهِ ۖ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِنْ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ إِنَّا كُنَّا
عذاب اور اگر آپکے رب کی جانب سے کوئی مدد آ پہنچتی ہے تو یہی لوگ یُوں کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو تمہارے

بتلاؤں گا جو تم کیا کرتے تھے ؛ حمنہ بنت ابی سفیان کے صاحبزادے سعد بن ابی وقاص کا واقعہ ہے کہ انکے مسلمان ہونے پر ان کی والدہ نے دھوپ میں بیٹھنا اختیار کیا اور کھانا پینا چھوڑ دیا اور سعد سے کہا جبتک تم اسلام
کو ترک کریگا تو میں اسی طرح رہوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں سعد نے کہا اے ماں اگر تیری سو جانیں ہوں اور وہ یکے بعد دیگرے نکلتی رہیں تو میں اسلام چھوڑنیوالا نہیں خواہ تو کھائے پیے یا بھوکی مر جائے، ماں نے جب دیکھا
کہ یہ باز نہیں آئیگا تو انھوں نے کھانا پینا شروع کر دیا اور دھوپ سے اُٹھ کر سایہ میں چلی گئیں۔ مطلب یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کر ان کی خدمت کر لیکن وہ اگر کوشش کریں اور تم پر زور ڈالیں کہ اللہ
اور اس کے رسول کی نافرمانی پر یا کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں شریک کرنے پر آمادہ کریں جس کا تم کو صحیح علم نہیں اور تمہارے پاس کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور ہر چیز ایسی ہی ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں
شریک کرنے پر کوئی دلیل نہیں بلکہ شرک کے خلاف دلیلیں قائم ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے شرک پر اور اسکی نافرمانی پر زور دیں تو ان کا کہنا نہ مانو آخر میں فرمایا کہ تم سب کو میرے ہی پاس آنا ہے پھر جو عمل تم نے کئے ہیں (باقی صفحہ ۶۳۴ پر)

Marfat.com

(بقیہ ص۶۳۳) ان سب کی حقیقت سے تم کو باخبر کر دوں گا اور تم پر اپنے کاموں کی حقیقت ظاہر ہو جائیگی آیت کا شان نزول شاید سعد بن ابی وقاصؓ اور حمنہ بنت ابی سفیان کے بارے میں ہے لیکن حکم عام ہے خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے (۸) اور جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک اعمال کے پابند رہے ہوں گے اُن لوگوں کو ہم نیک اور شائستہ حضرات کے درجے میں داخل کر دیں گے ؛ صالحین کا درجہ بہشت ہے چنانچہ یہ لوگ بہشت میں داخل کر دیے جائیں گے نیک اعمال میں کافروں کی ایذارسانی پر صبر کرنا اور ان کو خندہ پیشانی کیساتھ برداشت کرنا بھی داخل ہے مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے اور کفار کی ایذارسانی سے خواہ وہ قولاً ہو یا فعلاً ہو ان ایذارسانی سے گھبرائے نہیں تو ہم ایسے لوگوں کو ضرور بہشت میں داخل کریں گے اور بہشت والوں میں شامل کر لیں گے آگے ان منافقوں کا ذکر ہے جن کا ایمان پختہ نہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا میں ماں باپ سے زیادہ کسی کا حق نہیں پر اللہ کا حق اُن سے زیادہ ہے انکی خاطر دین نہ چھوڑے ۱۲ (۹) اور لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے لیکن جب اللہ کی راہ میں انکو کافروں کی طرف سے کوئی اذیت اور تکلیف دیجاتی ہے تو وہ لوگوں کی اس ایذارسانی کو ایسا سمجھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اگر کوئی مدد آپکے پروردگار کی طرف سے آجائے تو یہی لوگ یوں کہنے لگتے ہیں کہ ہم تو دین میں تمہارے ساتھ تھے کیا یہ بات نہیں ہے کہ اہل عالم کے سینوں میں جو باتیں مخفی ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو خوب جانتا ہے ؛ یعنی کچھ ضعیف الایمان لوگ ایسے ہیں جو زبان سے تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن کافروں کی ایذارسانی کو ایسی اہمیت دیتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا عذاب یعنی جس طرح اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر کر انسان کفر سے تائب ہوتا ہے اور کفر کو چھوڑ کر ایمان لاتا ہے اسی طرح یہ لوگوں کی تکالیف سے ڈر کر ایمان سے دست بردار ہو جاتے ہیں ہاں اگر آپکے پروردگار کی جانب سے آپکو کوئی مدد پہنچ جائے تو یہ کہنے لگتے ہیں کہ ہم دین و ملت اور عقیدے میں یقیناً تمہارے ساتھ تھے اور ہم نے تو دفع ایذا کی وجہ سے کافروں کا ساتھ دیدیا تھا اس دورخی پالیسی کا حضرت حق جل مجدہٗ نے جواب دیا کہ کیا تمام عالم اور دنیا جہان والوں کے سینے میں جو باتیں پنہاں اور مخفی ہیں اُن کا علم اللہ تعالیٰ کو نہیں ہے یقیناً ہے پھر غلط باتوں کا کیوں اظہار کرتے ہو اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اخلاص کو بھی جانتا ہے اور نفاق کو بھی آگے امتحانات کی وجہ مذکور ہے (۱۰) اور یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ظاہر اور معلوم کر کے رہے گا جو صحیح ایمان لائے اور منافقوں کو بھی معلوم اور ظاہر کر کے رہیگا ؛ یعنی اگر اس قسم کے امتحانات میں اُن کو مبتلا نہ کیا جائے تو بُرے اور بھلے اور کچے اور پکے نمایاں نہیں ہو سکتے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ مومن اور منافق نمایاں ہو جائیں (۱۱) اور کافر منکر ایمان والوں سے یوں کہتے ہیں کہ تم ہمارے طریق پر چلو اور ہمارے راستے کی پیروی کرو اور تمہارے گناہ ہم اٹھائیں گے حالانکہ یہ کافر ان کے گناہوں میں سے کچھ بھی اٹھانیوالے نہیں یقیناً یہ کافر بالکل جھوٹ بول رہے ہیں ؛ یعنی رؤسائے قریش مسلمانوں سے کہا کرتے تھے کہ اول تو یہ باتیں تمہارے دین کی عقل و سمجھ سے باہر ہیں کہ مرنے کے بعد زندہ ہوں گے اور حساب کتاب ہوگا اسلئے ہم تم سے کہتے ہیں کہ تم اپنے آبائی دین پر قائم رہو اور جس دین پر تمہارے بزرگ تھے اسی میں واپس آجاؤ اور اگر بالفرض یہ باتیں پیش بھی آئیں تو ہم تمکو یقین دلاتے ہیں کہ تمہارے تمام گناہ ہم اٹھالیں گے یہ بات ابوسفیانؓ اور اُمیہ بن خلف نے حضرت عمر اور حضرت خبابؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہی تھی حضرت حق تعالیٰ نے اسکی نفی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ کسی کے گناہوں میں سے کچھ اٹھانیوالے نہیں کوئی کسی گنہگار کے گناہ اس طرح اپنے ذمے لیلے اور گناہ گار کو سبکدوش کر دے یہ ہونے والا نہیں جو لوگ گناہ اٹھانے اور اپنے ذمے لینے کو کہہ رہے ہیں یہ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں انکو اپنے ہی گناہوں کے بوجھ سے فرصت کہاں ہوگی جو یہ مرتد ہونیوالوں کا بوجھ اٹھائیں اسلئے یہ جھوٹے ہیں (۱۲) اور ہاں یہ ضرور ہوگا کہ یہ دین حق کے منکر اپنے بوجھ کو اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کے ساتھ کچھ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے اور یہ لوگ جو افترا پردازیاں کرتے رہتے ہیں ان سب کی قیامت کے دن ان سے بازپرس کی جائیگی ؛ یعنی اپنی گمراہی اور کفر کا بوجھ اور دوسروں کو بہکانے اور گمراہ کرنے کا بوجھ ان پر لدا ہوا ہوگا اور جو اُن کے کہنے سے گمراہ ہوئے ان کا بوجھ ہلکا نہ ہوگا یعنی وہ تو سبکدوش نہ ہوئے اور ان پر ان کے گناہوں کے ساتھ ساتھ گمراہ کرنے کا بوجھ اور لاد دیا گیا یہ منکر جو افترا پردازیاں کیا کرتے ہیں ان سب کی قیامت میں ان سے بازپرس ہوگی اور ان سب سے سوال کیا جائیگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کوئی چاہے کہ رفاقت کر کے کسی کے گناہ اپنے اوپر لے لے یہ ہوتا نہیں مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکانے سے اُس نے گناہ کیا وہ گناہ اس پر بھی اور اس پر بھی ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ کی (باقی ص۶۳۵ پر)

مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ
ساتھ تھے کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ جو باتیں اہل عالم کے سینوں میں مخفی ہیں اُن سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
خدا خوب واقف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور اُن لوگوں کو نمایاں کر کے رہے گا جو صحیح ایمان لائے اور

لَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝۱۱ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ
منافقوں کو بھی ظاہر کر کے رہے گا۔ اور کافر مسلمانوں سے کہتے ہیں

اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ
کہ تم ہمارے طریق پر چلو اور تمہارے گناہ ہم اٹھالیں گے حالانکہ یہ کافر ان کے گناہوں میں سے

بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱۲
کچھ بھی اٹھانے والے نہیں یقیناً یہ کافر بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔

وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ
اور ہاں یہ ضرور ہوگا کہ یہ کافر اپنے بوجھ اٹھائیں گے اور اپنے بوجھ کیساتھ کچھ اور بوجھ بھی اٹھائیں گے

وَلَيُسْـَٔــلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳ ع
اور جو جو افترا پردازیاں یہ لوگ کرتے رہے ہیں اُن سب کی قیامت میں اُن سے بازپرس کی جائے گی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ
اور بلاشبہ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا سو وہ اُن لوگوں میں

اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۭ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَ
پچاس برس کم ہزار سال رہا پھر اُن لوگوں کو طوفان نے آپکڑا اور

هُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝۱۴ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ
وہ بڑے ہی نافرمان تھے۔ پھر ہم نے نوحؑ کو اور جہاز والوں کو بچا لیا

وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝۱۵ وَاِبْرٰهِيْمَ اِذْ قَالَ
اور ہم نے اس واقعہ عذاب کو اہل عالم کیلئے ایک عبرت آموز نشانی بنا دیا۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جب کہ

Marfat.com

لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن

اُس نے اپنی قوم سے کہا تم اللہ کی عبادت کرو اور اُس سے ڈرو یہ عبادت اور تقویٰ اگر تم سمجھ رکھتے ہو

كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ

تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ تم لوگ خدا کو چھوڑ کر محض بتوں کی پرستش

أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ

کرتے ہو اور تم جھوٹی باتیں گھڑا کرتے ہو یہ واقعہ ہے کہ خدا کو چھوڑ کر تم جن کی پرستش

مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا

کر رہے ہو وہ تم کو روزی دینے کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتے سو تم لوگ اپنی روزی

عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ ۖ إِلَيْهِ

خدا ہی سے طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اُسی کا شکر بجا لاؤ تم سب کو اُسی کیطرف

تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَإِن تُكَذِّبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّن

لوٹ کر جانا ہے۔ اور اگر تم لوگ تکذیب کرو گے تو تم سے پہلے بھی مختلف قومیں اپنے پیغمبروں کو

قَبْلِكُمْ ۖ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٨﴾ أَوَ

جھٹلا چکی ہیں اور رسول پر تو اس سے زیادہ کوئی ذمہ داری نہیں کہ بس صاف طور پر پہنچا دینا۔ کیا

لَمْ يَرَوْا كَيْفَ يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ

ان لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اُسکو دوبارہ بھی پیدا کرے گا

إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ﴿١٩﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ

بے شک یہ بات اللہ پر بہت ہی آسان ہے۔ آپ کہئے کہ تم لوگ ملک میں چلو پھرو

فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ ۚ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ

پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طرح پہلی بار پیدا کیا ہے پھر وہی اللہ مخلوق کو آخری

الْآخِرَةَ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ يُعَذِّبُ مَن

اُٹھان بھی اُٹھائے گا یقیناً اللہ ہر شئے پر پوری طرح قادر ہے۔ وہ جس کو چاہے عذاب دے

(بقیہ صفحہ ۶۳۵) تقریر کے بعد تعارض کا کوئی شبہ باقی نہ رہا واللہ اعلم (۱۳) اب منکرین کی ایذا رسانی کے سلسلہ میں چند انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کیا جاتا ہے کہ پہلے منکرین کے مظالم اور اُنکی مسلمان امتوں کو جن فتنوں سے دوچار ہونا پڑا اُن کے واقعات سامنے آجائیں اور مسلمانوں کو تسلی ہو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور بلاشبہ ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا پھر وہ اُن لوگوں میں پچاس برس کم ایک ہزار سال رہا پھر جب وہ لوگ ایمان نہ لائے تو ان کو طوفان نے آپکڑا اور وہ بڑے ہی نافرمان تھے یعنی اس سے بڑھ کر ظلم اور شرارت کیا ہوگی کہ ساڑھے نو سو ۹۵۰ برس میں بھی مان کر نہ دیا اور ایمان کی نعمت سے محروم رہے (۱۴) پھر ہم نے نوحؑ کو اور جہاز والوں کو بچا لیا اور ہم نے اس واقعۂ طوفان کو اقوام عالم کیلئے ایک عبرت آموز نشانی بنایا یعنی جب تک طوفان نوحؑ کا تذکرہ باقی رہے لوگوں کو عبرت حاصل ہوتی رہے۔ اصحاب سفینہ وہی لوگ ہیں جو حضرت نوحؑ کے ہمراہ اس جہاز میں سوار تھے وہ سب بچ گئے اور آئندہ نسل انہی سے چلی یہ جہاز پانی اُترنے کے بعد جودی پر ٹھہر گیا اور وہیں مدتوں رکھا رہا جیسا کہ سورۂ ہود میں تفصیل گزر چکی ہے، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہتے ہیں طوفان سے پہلے اتنا رہا اور پیچھے بھی ایک مدت رہ ساری عمر چودہ سو برس ۱۲ حضرت نوحؑ کی عمر میں چند قول ہیں صاحب روح نے فرمایا ایک ہزار پچاس سال کی عمر ہوئی بعض حضرات نے اس سے بھی زیادہ بتائی ہے واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس وقت یہ سورت اُتری ہے حضرت کے یار بہت سے کافروں کی ایذا سے جہاز پر بیٹھ کر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینہ کو ہجرت کر آئے تب وے بھی سلامتی سے آئے اور جہاز نشانی رکھا لوگوں کو یعنی دُنیا میں ناؤ سے بڑے کام چلتے ہیں اور قدرتیں اللہ کی نظر آتی ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ حسن اتفاق سے جس طرح حضرت نوحؑ کی قوم نے کشتی میں بیٹھ کر نجات پائی کفار سے اسی طرح اُمت محمدیہ کے بھی بعض مخلصین اہل مکہ کی ایذا رسانی سے تنگ آکر حبشہ چلے گئے کشتی میں بیٹھ کر پھر جب حضور مدینے پہنچ گئے تب حبشہ سے وہ مہاجرین واپس مدینہ منورہ جاکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے سورۂ عنکبوت نازل ہو چکی تھی جس میں نوح کی قوم کا کشتی میں بیٹھ کر نجات پانا مذکور ہے اس لئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں اُمتوں کی مناسبت ذکر فرمائی پھر سورۂ عنکبوت کا جس سال نزول ہوا اسی سال حبشہ کی ہجرت کا واقعہ پیش آیا (۱۵) اور ہم نے ابراہیمؑ کو بھی پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو یہ اللہ تعالیٰ کی پرستش اور اس سے ڈرتے رہنا اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو تمہارے لئے اس طریقہ کار سے بہتر ہے جو تم نے اختیار کر رکھا ہے یعنی تم نے جو طریقہ اختیار کر رکھا ہے وہ شرک اور بت پرستی کا ہے اسکے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کی پوجا اور اس سے ڈرنا بدرجہا بہتر ہے اگر تم جانتے اور سمجھتے ہو (۱۶) تم لوگ تو بس اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتے ہو اور تم جھوٹی جھوٹی باتیں گھڑا کرتے ہو اور جھوٹی باتیں بنا رہتے ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر تم جن کی پرستش کر رہے ہو وہ تم کو روزی دینے کا ذرا بھی اختیار نہیں رکھتے سو تم لوگ اپنی روزی اور اپنا رزق اللہ تعالیٰ ہی سے طلب کیا کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر بجا لاؤ، تم سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے، اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے یعنی بت پرستی کرتے ہو اس توقع پر کہ یہ معبودان باطلہ تم کو کچھ فائدہ پہنچائیں گے حالانکہ ان کے اختیار میں کوئی نفع پہنچانا نہیں ہے حتی کہ روزی جو روز مرہ کی ضرورت اور زندگی قائم رکھنے کی چیز ہے وہ بھی ان کے اختیار میں نہیں ہر قسم کی نفع رسانی تو خدا کے اختیار میں ہے اسلئے تم روزی اسی کے پاس تلاش کیا کرو اور اسی سے طلب کیا کرو اور اسی کی پرستش اور بندگی کیا کرو اور اُسی کا شکر بجا لایا کرو کیونکہ تم سب کو اسی کی طرف واپس جانا ہے اور اسی کے رُوبرُو اعمال کا جواب دینا ہے، خلاصہ یہ کہ نفع کا مالک بھی وہی ہے اور ضرر کا مالک بھی وہی ہے روزی کا مالک بھی وہی ہے اُسی کی پیشی میں حاضر ہونا ہے وہی اب تک تم کو روزی دیتا رہا ہے لہٰذا ہر قسم کی عبادت اور ہر قسم کے شکر کی بجا آوری کا وہی مستحق ہے (۱۷) اور اگر تم لوگ میری تکذیب کرو گے تم سے پہلے بھی بہت سی اُمتیں اور بہت سی قومیں اپنے پیغمبروں کی تکذیب کر چکی ہیں اور رسول پر تو سوائے صاف طور پر پیغام الٰہی کو پہنچا دینے کے اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے یعنی اگر تم میری تکذیب کرو گے تو میرا کوئی نقصان نہیں آخر تم سے پہلے بھی لوگ اپنے اپنے رسول کی تکذیب کر چکے ہیں رسول کی ذمہ داری تو پیغام الٰہی کو صاف اور واضح طور پر پہنچا دینا ہے اسکے علاوہ اور کوئی ذمہ داری رسول پر نہیں ماننے یا نہ ماننے کے تم خود ذمہ دار ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رزق جو فرمایا اکثر خلق روزی کے پیچھے ایمان دیتی ہے سو جان رکھو کہ اللہ کے سوائے روزی کوئی نہیں دیتا وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے موافق ۱۲ (۱۸) کیا ان لوگوں کو یہ بات (باقی ص ۶۳۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۳۵) معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح شروع کرتا ہے پیدائش کو اور مخلوق کو پہلی مرتبہ کس طرح پیدا کرتا ہے پھر وہی اُسکو دوبارہ بھی پیدا کردیگا بلاشبہ اللہ تعالیٰ پر یہ بہت ہی آسان ہے؛ یعنی اُس پر پہلی بار پیدا کرنا کچھ مشکل نہ دوبارا پیدا کرنا کچھ مشکل' یہ قیامت کے سلسلہ میں فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی شروع تو دیکھتے ہو دوہرانا اُسی سے سمجھ لو۱۲ (۱۹) اے پیغمبر آپ ان سے فرمائیے کہ تم لوگ مُلک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو کس طرح پہلی بار پیدا کیا ہے پھر وہی اللہ تعالیٰ مخلوق کو پچھلی بار بھی پیدا کرے گا اور آخری اٹھان بھی اُٹھائیگا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری طرح قادر ہے؛ چونکہ کفار مکہ بھی ابتدائی خلق کے قائل تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مخلوق کو پیدا کیا ہے، اسلئے اوپر کی آیت میں علم عقلی سے استدلال فرمایا اور دوسری آیت میں علم حسی سے اعادہ خلق سے استدلال فرمایا کہ جاؤ ملک میں چل پھر کر دیکھو کہ پیدائش کا طریقہ کیا ہے پہلی مرتبہ کیونکر مخلوق کی پیدائش ہوئی پھر اسی سے دوبارا پیدا ہونے کو سمجھ لو' وہ ہر شے پر پوری طرح قادر ہے (۲۰) وہ جسکو چاہے عذاب دے اور جس پر چاہے رحم کرے اور تم سب اُسی کیطرف پلٹ کر جاؤ گے؛ جب اُس کو اپنی مخلوق پر پوری قدرت اور پورا اختیار حاصل ہے اور سب کو خوشی یا ناخوشی سے اسی کیطرف واپس ہونا ہے تو کسی پر رحم فرمانا کسی کو تعذیب دینا یہ بھی اُسی کی قدرت میں ہے اور اس سے بچ نکلنے کی کوئی تدبیر نہیں۔ (۲۱) اور نہ تم زمین میں کہیں بھاگ کر عاجز کرسکتے ہو اور نہ تم آسمان میں کہیں بھاگ کر ہرا سکتے ہو اور اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تمہارا کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار؛ جب بے بسی کا یہ عالم ہے کہ نہ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کو عاجز کرسکتے ہو اور نہ آسمان میں تم اُس کو ہرا سکتے ہو۔ نہ تمہارا کوئی سرپرست و حمایتی اور نہ مددگار تو پھر ایسے مالک و مختار کی نافرمانی کس برتے پر کرتے ہو (۲۲) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے اور اسکے رُوبرو پیش ہونے کے منکر ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جو قیامت میں میری رحمت سے نااُمید ہونگے اور یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے دردناک اور تکلیف دہ عذاب ہے؛ یعنی جب قرآن پر ایمان سے انکار لقاء الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی پیشی سے انکار پھر رحمت خداوندی سے مایوسی نہ ہوگی تو اور کیا ہوگا ایسے ہی بدنصیب رحمت الٰہی سے محروم رہینگے رحمت سے مایوسی اور محرومی کے بعد عذاب سے ہی واسطہ ہوگا (۲۳)

يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ﴿٢١﴾ وَمَا
اور جس پر چاہے رحم فرمائے اور تم سب اُسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے - اور نہ
أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ۖ وَمَا
تم زمین میں کہیں بھاگ کر عاجز کرسکتے ہو اور نہ تم آسمان میں ہرا سکتے ہو اور خدا کے
لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَالَّذِينَ
سوا نہ تمہارا کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار - اور جو لوگ
كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ أُولَٰئِكَ يَئِسُوا مِنْ
اللہ کی آیتوں کے اور اُس کے روبرو پیش ہونیکے منکر ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں جو میری رحمت
رَحْمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢٣﴾ فَمَا كَانَ
نااُمید ہوں گے اور یہی ہیں جن کیلئے دردناک عذاب ہے۔ پس ابراہیم کی قوم کے پاس سوائے اسکے
جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ
کوئی جواب نہ تھا کہ آپس میں کہنے لگے یا تو اس کو قتل کر ڈالو یا اسے جلا دو
فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ
سو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو اُس آگ سے بچا دی (نجات دی) بیشک اس واقعہ ابراہیمی میں بھی اُن لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں
يُؤْمِنُونَ ﴿٢٤﴾ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ
بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور ابراہیم نے یہ بھی کہا کہ تم نے جو خدا کو چھوڑ کر بتوں کو اختیار کر رکھا ہے
أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ يَوْمَ
تو بس دُنیوی زندگی کے باہمی مروّت و محبت کے تعلقات کی بنا پر اختیار کر رکھا ہے پھر قیامت کے
الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ
دن تم میں سے ایک دوسرے کی مخالفت اور آپس میں ایک دوسرے پر
بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٢٥﴾ ق لا
لعنت کرے گا اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا -

ع ۹ ۱۴

پس ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے پاس اس بہترین تقریر کے بعد اسکے سوا کوئی جواب نہ تھا کہ آپس میں کہنے لگے یا تو اسکو قتل کر ڈالو یا اسے جلا ڈالو۔ حضرت حق تعالیٰ فرماتا ہے سو اللہ تعالیٰ نے اُس ابراہیم کو آگ سے نجات دیدی اور آگ سے بچا لیا بلاشبہ اس واقعہ ابراہیمی میں اُن لوگوں کیلئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے اور یقین لاتے ہیں؛ اس آگ کی تفصیل سورۂ انبیاء میں گزر چکی ہے آگ روشن کی گئی اللہ کے اولوالعزم پیغمبر کو ڈالدیا مگر آگ اثر نہ کرسکی اور وہ زندہ سلامت آگ میں سے نکلے اور نمرود کی حکومت سے ہجرت فرمائی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اوپر سے حضرت ابراہیمؑ کا کلام چلا تھا اسی کے موافق اللہ تعالیٰ نے بیچ میں کئی باتیں فرمائیں پھر اس قوم کا جواب ذکر کیا نہ جلنے میں تپے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اُس کے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے۱۲ خلاصہ یہ کہ بیچ میں توحید و قیامت کے اور دلائل بیان کئے گئے (۲۴) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ تم نے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو معبود بنا رکھا ہے تو بس محض دنیوی زندگی کے باہمی مروت و محبت کے تعلقات کی بنا پر بنا رکھا ہے پھر قیامت کے دن تم میں سے ایک دوسرے کی مخالفت کریگا اور ایک دوسرے پر لعنت کریگا اور تمہارا ٹھکانا اُس وقت دوزخ کی آگ ہوگا اور تمہاری کوئی مدد کرنیوالا نہ ہوگا؛ یعنی تم جو بت پرستی میں مبتلا ہو اور تم نے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اصنام کو اپنا معبود بنا رکھا ہے یہ محض آپس کی دیکھا دیکھی اور آپس کے تعلقات اور باہمی رشتہ داریوں اور برادری کی مروت کیوجہ سے ہے کہ کوئی رشتہ داری اور باہمی تعلقات کی وجہ سے نکو بنا نہیں چاہتا کہ جو توحید کو قبول کریگا اُس پر سب اُنگلیاں اُٹھائیں گے لیکن قیامت میں ایک دوسرے کا مخالف ہوگا اور ایک دوسرے پر لعنت ملامت کریگا کہ تیری وجہ سے میں بھی کفر میں رہ گیا وہ کہے گا تیری وجہ سے میں توحید کا قائل نہ ہوا باہمی مروت و محبت کی بنا پر کفر و شرک اختیار کرنا اور خلاف شریعت مراسم کی پابندی کرنا ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے لیکن قیامت کے دن یہ دوست دشمنیوں سے بدل جائیں گی اور ایک دوسرے کو ہدف ملامت بنا رہا ہوگا اُس دن اُن سب کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہوگا اور ان بدقسمتوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا العیاذ باللہ اور حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وہ شیطان جن کے نام کے تھان ہیں اللہ کے روبرو منکر ہوں گے کہ ہم نے نہیں کہا کہ ہم کو پوجو تب یہ پوجنے والے ان کو پھٹکار دیں گے کہ ہماری نذر و نیاز لے کر وقت پر پھر گئے۱۲ (۲۵)

Marfat.com

بہر حال حضرت ابراہیمؑ نے جو تقریر فرمائی تمام قوم میں سے حضرت لوطؑ نے ابراہیمؑ کی تصدیق کی اور ابراہیمؑ نے کہا میں یہاں سے اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنیوالا ہوں بے شک وہی کمالِ قوت اور کمالِ علم کا مالک ہے :: یعنی قوم میں سے صرف آپکے بھتیجے لوطؑ نے آپ کی تصدیق کی اور حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کا ارادہ کیا اور چونکہ حضرت حق تعالیٰ نے انکو جگہ بتائی ملک شام کی اس لئے ابراہیم نے فرمایا اپنے پروردگار کی طرف ہجرت کرنیوالا ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وقال انی مهاجر الی ربی حضرت لوط کا قول ہو۔ بہر حال حضرت ابراہیمؑ اپنے خاندان کو لیکر پچھتر سال کی عمر میں بابل سے ملک شام چلے گئے۔ (۲۶) اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا فرمایا اور ہم نے نبوت اور کتاب کا سلسلہ ابراہیمؑ کی اولاد اور اُن کی نسل میں جاری رکھا اور ہم نے دنیا میں بھی ابراہیم کو اس کا صلہ عطا فرمایا اور بلاشبہ وہ آخرت میں بھی نیک اور شائستہ لوگوں میں سے ہوگا :: یعنی حضرت ابراہیمؑ کے ہاں سارہ کے بطن سے اسحاقؑ پیدا ہوئے اور اسحقؑ کے ہاں یعقوبؑ پیدا ہوئے جیسا کہ سورہ انبیاء میں فرمایا۔ اور ہم نے انکے خاندان میں نبوت کا اور آسمانی کتب کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور حضرت ابراہیمؑ کو دنیا میں بھی ہم نے اچھا صلہ عطا فرمایا اور آخرت میں بھی وہ صالحین یعنی مقربین میں سے ہوگا۔ اور بڑے درجے کے نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ دنیا میں برگزیدگی اور قیامت میں قربِ خداوندی (۲۷) اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ اس نے قوم سے کہا کہ بلاشبہ تم ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو کہ تم سے پہلے اقوامِ عالم اور دُنیا جہان کے لوگوں میں سے کسی نے ایسی بے حیائی کا ارتکاب نہیں کیا :: یعنی ایسی بے حیائی تو اقوام عالم میں سے کسی قوم میں نہیں تھی جس فعل شنیع کے تم مرتکب ہوتے ہو۔ حضرت لوطؑ کی قوم میں بہت سی بُرائیاں اور بہت سے عیوب تھے بالخصوص لواطت کا فعل اُن کی قوم میں بہت تھا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۸) کیا تم مردوں یعنی لڑکوں سے خواہش پوری کرتے ہو اور امردوں پر دوڑتے ہو اور امردوں سے بدفعلی کرتے ہو، اور تم راہ زنی کرتے ہو اور ڈاکا ڈالتے ہو اور اپنی مجلس میں نامعقول بات اور ناشائستہ اعمال کا ارتکاب کرتے ہو اس پر اُن کی قوم کا جواب بجز اسکے کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ :: بے حیائی فرمایا لواطت کو کہ تم لوگ اپنی شہوانی قوت کو مردوں پر خرچ کرتے ہو، ڈاکے ڈالتے ہو لوگوں کو لوٹ لیتے ہو ان کو قتل کر دیتے ہو، یا یہ مسافروں کو پکڑ کے ان سے بدفعلی کے مرتکب ہوتے ہو اور رہ مارنا یہ بھی کہ صحیح راستے کو چھوڑ کر توالد اور تناسل کے سلسلہ کو منقطع کر رہے ہو، اور اپنی مجلس میں بیٹھ کر نامعقول کام کرتے ہو یعنی فحش اور بیہودہ گوئی، یا علی الاعلان لواطت کا ارتکاب، یا گوز مارنا، جُوا کھیلنا وغیرہ وغیرہ۔ غرض لواطت تو نمایاں ہی ہے۔ پھر رہزنی بھی اور مجلس میں غیر مہذب اور خلاف تہذیب اُمور کا ارتکاب، ان سب امور میں لوطؑ کی اُمت مبتلا تھی، اُنھوں نے بہت سمجھایا اور عرصہ تک سمجھایا، سورۂ ہود میں تفصیل گزر چکی ہے لیکن اس وعظ و نصیحت کا ان پر یہ اثر ہوا کہ جواب دیا تو یہ دیا کہ ہم پر

ع ۳ ۸ ۱۵

اللہ تعالیٰ کا عذاب لے آ اگر تو سچا ہے (۲۹) :: لوطؑ نے بارگاہِ رب العزت میں دعا کی اے میرے پروردگار ان شریروں اور شرارت پسند لوگوں کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اور مجھ کو ان پر غالب فرما :: آگے اس عذاب کی مختصر تفصیل ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ ان آیات کے تحت فرماتے ہیں۔ حضرت لوطؑ بھتیجے تھے حضرت ابراہیمؑ کے اس قوم میں کسی نے نہ مانا ان کے سوائے ان کا وطن شہر بابل تھا پھر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام میں پہنچا کر بسایا ۱۲ پھر فرماتے ہیں دُنیا میں حق تعالیٰ نے مال اور عزت اور ہمیشہ کا نام نیک دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا ۱۲ پھر فرماتے ہیں راہ مارنا بھی ان میں دستور تھا یا اسی بدکاری سے مسافروں کی راہ مارتے تھے کہ اس طرف کو ہو کر نہ نکلیں اور مجلس میں برے کام شاید یہی بدکاری لوگوں میں کرتے ہوں گے اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ اور ٹھٹھے بازی اور چھیڑ کرتے ہوں گے ۱۲ (۳۰)

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ؕ
اس پر صرف لوطؑ نے ابراہیمؑ کی تصدیق کی اور ابراہیمؑ نے کہا میں یہاں سے ہجرت کر کے اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں
اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ
بے شک وہی کمالِ قوت اور کمالِ علم کا مالک ہے۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ
وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ
اور یعقوبؑ یعنی بیٹا اور پوتا عطا کیا اور ہم نے نبوت اور کتاب کا سلسلہ
الْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي
ابراہیمؑ کی نسل میں جاری رکھا اور ہم نے دنیا میں بھی ابراہیمؑ کو اس کا صلہ عطا کیا اور بلاشبہ وہ
الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ
آخرت میں بھی نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جبکہ اُس نے اپنی قوم سے کہا
اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ ۫ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ
یقیناً تم لوگ ایسی بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو کہ تم سے پہلے اہلِ عالم میں سے کسی نے بھی
اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۸﴾ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ
اس کا ارتکاب نہیں کیا۔ کیا تم مردوں یعنی لڑکوں سے خواہش پوری کرتے ہو
وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ۬ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ
اور راہ زنی کرتے ہو اور اپنی مجلس میں ناشائستہ اعمال کا ارتکاب کرتے ہو
الْمُنْكَرَ ؕ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا
اس پر اُن کی قوم کا جواب سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے
ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾
اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ کا عذاب لے آ۔
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ ع
لوطؑ نے دعا کی اے میرے پروردگار ان شرارت پسند لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔

Marfat.com

وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرٰهِيمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوٓا

اور جب ہمارے فرستادہ ابراہیمؑ کے پاس خوش خبری لے کر آئے اُن فرشتوں نے کہا

إِنَّا مُهْلِكُوٓا أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ إِنَّ أَهْلَهَا

ہم اس بستی یعنی سدوم کے رہنے والوں کو ہلاک کرنیوالے ہیں کیوں کہ یہاں کے باشندے

كَانُوا ظٰلِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا ۚ قَالُوا

بڑے ظالم اور شریر ہیں - ابراہیمؑ نے کہا اس بستی میں لوطؑ بھی تو ہے فرشتوں نے جواب دیا

نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا ۖ لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا

ہم کو خوب معلوم ہے جو جو شخص اس میں ہے ہم یقیناً لوطؑ کو اور اُسکے متعلقین کو بچا لیں گے مگر ہاں

امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٣٢﴾ وَلَمَّآ أَنْ

اس کی بیوی کو کہ وہ رہے گی رہ جانے والوں میں - اور جب کہ ہمارے وہ فرشتے

جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

لوطؑ کے پاس آئے تو لوطؑ اُن کے آنے سے غمگین اور اُن کی وجہ سے

ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ

تنگ دل ہوا فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں اور نہ غمگین ہوں ہم آپکو اور آپکے

وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِينَ ﴿٣٣﴾

متعلقین کو بچالیں گے مگر ہاں آپ کی بیوی کو کہ وہ رہے گی رہ جانے والوں میں۔

إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلٰى أَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا

ہم اس بستی کے باشندوں پر ایک آسمانی عذاب اُن کی ان

مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ

بدکرداریوں کے باعث نازل کرنے والے ہیں جو یہ کیا کرتے ہیں - اور بے شک

تَرَكْنَا مِنْهَآ ءَايَةًۢ بَيِّنَةً لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾

ہم نے اُس بستی کے کچھ ظاہری نشان اُن لوگوں کیلئے چھوڑ رکھے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں

اور جب ہمارے فرستادہ یعنی فرشتے ابراہیم کے لئے بشارت اور خوش خبری لیکر آئے تو اُن فرشتوں نے کہا ہم اس بستی یعنی سدوم کے رہنے والوں کو ہلاک کرنیوالے ہیں کیوں کہ یہاں کے رہنے والے بڑے ظالم اور شریر ہیں ؛ یعنی جیسا کہ سورۂ ہود میں گزر چکا ہے کہ فرشتے حضرت ابراہیم کو حضرت اسحاق کی بشارت دینے آئے تھے بشارت کے بعد حضرت ابراہیمؑ نے دریافت کیا اب کیا مہم ہے جیسا کہ پارہ ۱۴، اور پارہ ۲۷ میں مذکور ہے انھوں نے کہا اب یہ سدوم اور اس کی متعلقہ بستیاں جن میں حضرت لوطؑ کی قوم آباد ہے ان کو ہلاک کریں گے کیونکہ یہ بڑے شریر لوگ ہیں (۳۱) حضرت ابراہیم نے فرمایا اس بستی میں لوط بھی تو آباد ہیں فرشتوں نے کہا ہم کو خوب معلوم ہے اور جو جو اس بستی میں رہتے ہیں ان کو ہم خوب جانتے ہیں ہم یقیناً لوط کو اور اس کے متعلقین کو بچالیں گے مگر ہاں اس کی بیوی کو کہ وہ رہے گی رہ جانے والوں میں ؛ یعنی ان بستیوں میں جو لوگ آباد ہیں ان کی حالت ہم کو خوب معلوم ہے ہم کو بتادیا گیا ہے کہ لوط کے ہمراہی اور ساتھیوں کو ہم عذاب سے پہلے ہی بچالیں گے البتہ اس کی بیوی عذاب میں رہ جانیوالوں کیساتھ رہ جائے گی چنانچہ فرشتے حضرت ابراہیمؑ کے پاس سے اُٹھ کر حضرت لوط کے پاس پہنچے (۳۲) اور جب ہمارے وہ فرشتے لوط کے پاس آئے تو لوط ان کے آنے سے غمگین اور تنگ دل ہوا اُن فرشتوں نے کہا آپ ڈریں نہیں اور غمگین نہ ہوں ہم آپ کو اور آپکے متعلقین کو بچالیں گے مگر ہاں آپ کی بیوی کہ وہ رہیگی رہ جانیوالوں میں ؛ یعنی ان کو خوف ہوا اپنی قوم کی بدکاری اور مسافروں کو لوٹنے سے چنانچہ جب فرشتوں نے یہ حال دیکھا تو ان کو اطمینان دلادیا کہ ہم آدمی نہیں ہیں بلکہ فرشتے ہیں ہم آپکو اور آپ کے متعلقین کو بچا نکالیں گے باقی آپ کی بیوی یقیناً عذاب والوں میں رہ جائیگی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں' یہ خفا ہوئے اس سے کہ ان مہمانوں کو کس طرح بچاؤں گا اپنی قوم کی بدی سے ۱۲ آگے فرشتوں کا بقیہ قول مذکور ہے (۳۳) ہم اس بستی کے بقیہ باشندوں پر ایک عذاب آسمان سے ان کی بدکرداری کے باعث اُتارنے والے ہیں جو بدکرداری اور فسق یہ کیا کرتے ہیں ؛ یعنی آپ حضرات کو بچالینے کے بعد جو لوگ یہاں رہ جائیں گے جن میں آپ کی بیوی بھی شامل ہوگی ان سب پر ہم ایک آسمانی عذاب نازل کریں گے چنانچہ وہ عذاب نازل ہوا اُن پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا اور تباہ و برباد کردیے گئے (۳۴) اور بیشک ہم نے اس بستی کے کچھ ظاہری نشان اُن لوگوں کیلئے چھوڑ رکھے ہیں جو عقل و خرد سے کام لیتے ہیں ؛ یعنی وہ بستیاں آج بھی اُلٹی پڑی ہیں جو شارع عام سے نظر آتی ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وے شہر اُلٹے راہ پر نظر آتے ہیں ۱۲ بہرحال لوطؑ کی نافرمان اور فسق و ... فجور کا ارتکاب کرنیوالی قوم ختم کردی گئی، اب آگے مختصراً اور چند عبرتِ ... کی قوموں کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۳۵)

Marfat.com

وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَـٰقَوْمِ
اور مدین والوں کے پاس ہم نے اُن کے بھائی شعیبؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا سو شعیبؑ نے کہا اے میری قوم
اعْبُدُوا اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا
اللہ کی عبادت کرو اور یوم آخرت کو ملحوظ خاطر رکھو اور زمین میں
فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٣٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ
فساد برپا کرتے پھرو۔ پھر اُن لوگوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی لہٰذا زلزلے نے
الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٣٧﴾ وَ
اُن کو آپکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں مُنہ کے بل پڑے کے پڑے رہ گئے۔ اور
عَادًا وَثَمُودَا۟ وَقَد تَّبَيَّنَ لَكُم مِّن مَّسَـٰكِنِهِمْ
ہم نے عاد اور ثمود کو بھی ہلاک کیا اور اُن کی تباہی اُن کے مکانوں سے تم پر ظاہر ہو چکی ہے
وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَـٰنُ أَعْمَـٰلَهُمْ فَصَدَّهُمْ
اور شیطان نے ان لوگوں کیلئے اُن کے اعمال کو خوش منظر بنا دیا تھا اور شیطان نے انکو سیدھی راہ سے
عَنِ السَّبِيلِ وَكَانُوا مُسْتَبْصِرِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَـٰرُونَ
روک رکھا تھا حالانکہ یوں تو وہ لوگ خاصے ہوشیار تھے۔ اور ہم نے قارون
وَفِرْعَوْنَ وَهَـٰمَـٰنَ ۖ وَلَقَدْ جَآءَهُم مُّوسَىٰ
اور فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کیا اور بلا شبہ اُن لوگوں کے پاس موسیٰؑ صاف صاف
بِالْبَيِّنَـٰتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا كَانُوا
دلائل لے کر آیا تھا مگر اُنھوں نے مُلک میں سرکشی کی اور وہ ہم سے بچ کر
سَـٰبِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ ۖ فَمِنْهُم
کہیں بھاگ نہ سکے۔ پھر ہم نے اُن سب کو اُن کے جرائم کے باعث پکڑ لیا سو اُن میں سے
مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ
بعضوں پر تو ہم نے پتھر برسانے والی آندھی بھیجی اور بعضوں کو اُن میں سے

اور مدین والوں کے پاس ہم نے اُن کے بھائی شعیبؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا، پس شعیبؑ نے کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرو یعنی شرک سے پرہیز کیا کرو اور آخرت کا ڈر اور خوف ملحوظِ خاطر رکھو اور پچھلے دن سے ڈرتے رہو اور زمین میں فساد برپا کرتے نہ پھرو :: مدین والوں کا ذکر کئی جگہ آچکا ہے، یہ قوم مشرک تو تھی ہی اور شرک کے ساتھ اور بھی بہت سی اخلاقی خرابیوں میں مبتلا تھی۔ آخرت سے منکر معاملات کے کھوٹے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان میں عادت تھی دغابازی کی لین دین کی مگر شاید راہ بھی لوٹتے تھے ۱۲ (٣٦) پھر ان اہل مدین نے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی لہٰذا زلزلے نے اُن کو آلیا اور بھونچال نے آپکڑا پھر وہ اپنے گھروں میں مُنہ کے بل پڑے کے پڑے رہ گئے :: آخر زلزلے کا عذاب آیا اور اس عذاب نے مدین والوں کا خاتمہ کردیا سورۂ ہود میں تفصیل گزر چکی ہے (٣٧) اور ہم نے عاد اور ثمود کو بھی ہلاک کیا اور اُن کی تباہی وہلاکت اُن کے ویران مکانوں سے تم پر ظاہر ہو چکی ہے اور اُن کا ہلاک ہونا تم کو اُن کے رہنے کے مقامات سے نظر آرہا ہے اور شیطان نے اُن کے اعمال کو ان کے لئے خوش منظر اور مستحسن بنا دیا تھا۔ یعنی بُرے اعمال کو اچھا جانتے اور اسی وجہ سے شیطان نے اُن کو سیدھی راہ سے روک دیا تھا حالانکہ یوں تو وہ لوگ خاصے ہوشیار اور سوجھ بوجھ کے تھے :: یعنی دُنیا کے کاموں میں ہوشیار تھے اور سوجھ بوجھ کے اچھے تھے۔ لیکن دین کے معاملہ میں عقل سے کام نہ لیا اور شیطان کے بہکانے میں آگئے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی دنیا کے کام میں ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقل مند تھے پر شیطان کے بہکانے سے نہ بچ سکے ۱۲ (٣٨) اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کیا اور بلاشبہ اُن لوگوں کے پاس موسیٰؑ صاف صاف دلائل و احکام لیکر آیا تھا مگر انھوں نے ملک میں سرکشی اور تکبر کیا اور وہ ہم سے جیت نہ سکے اور بچکر کہیں بھاگ نہ سکے :: یعنی باوجود اس کے کہ حضرت موسیٰؑ اُن لوگوں کے پاس واضح دلائل اور صاف احکام لیکر آئے لیکن اُنکی نخوت تکبر اور غرور اور سرکشی میں کمی نہ آئی اور برابر اونچے ہوتے چلے گئے بالآخر اُن کے افعال ناشائستہ اُن کو بچا نہ سکے اور وہ باوجود اپنی حکومت و دولت کے ہم کو ہرا نہ سکے اور ہم سے بھاگ کر کہیں جا نہ سکے (٣٩) پھر ہم نے ان سب کو اُن کے گناہوں کی پاداش میں اور جرائم کی سزا میں پکڑ لیا سو اُن میں کے بعضوں پر تو ہم نے پتھر برسانے والی آندھی بھیجی اور بعض کو اُن میں سے ایک ہولناک آواز اور ایک چنگھاڑ نے آپکڑا اور ان میں سے بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعضوں کو اُن میں سے ہم نے غرق کردیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ اُن پر ظلم کرتا بلکہ یہ لوگ خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے :: یعنی ان نافرمانوں میں سے کسی پر کنکر پتھر برسانے والی آندھی ہم نے بھیجی اور وہ ہلاک ہوگئے جیسے عاد اور کوئی تھا جسکو چنگھاڑ کی ہولناک آواز نے پکڑا اور اُنکو ہلاک کردیا جیسے ثمود اور بعض کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا جیسے قارون اور بعضوں کو غرق کردیا جیسے فرعون و ہامان وغیرہ اور ان لوگوں پر جو عذاب نازل ہوئے اس میں کچھ ہماری زیادتی نہ تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی شان ایسی نہیں کہ وہ کسی پر زیادتی کرے وہاں چونکہ اپنے ملک میں تصرف کرنا ہے اسلئے ظلم و زیادتی کا سوال ہی نہیں اگر صورتاً بھی زیادتی کہا جائے تو وہ بھی نہیں کیونکہ یہ لوگ اپنی شرارتوں کی وجہ سے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے جن کا نتیجہ بُرا ہونا تھا چنانچہ وہی ہوا آگے پھر شرک کی کمزوری اور توحید کا اثبات فرماتے ہیں۔ (٤٠)

Marfat.com

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑکر اوروں کو کارساز تجویز کر رکھا ہے اُن لوگوں کی شال مکڑی کی سی ہے کہ اُس مکڑی نے اپنے خیال میں ایک گھر بنالیا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں سے کمزور اور بودا گھر مکڑی کا ہوتا ہے کاش وہ اتنی بات کو سمجھتے :: حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں گھر اس واسطے ہے کہ جان و مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوائے کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے ۱۲

أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ

ایک ہولناک آواز نے آ پکڑا اور اُن میں سے بعض کو ہم نے زمین میں

الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ

دھنسا دیا اور بعض کو اُن میں سے ہم نے غرق کر دیا اور اللہ کی یہ شان نہ تھی

لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾

کہ وہ اُن پر ظلم کرتا بلکہ یہ لوگ خود ہی اپنے اُوپر ظلم کیا کرتے تھے۔

مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ

جن لوگوں نے خدا کو چھوڑکر اوروں کو کارساز بنا رکھا ہے

كَمَثَلِ الْعَنكَبُوتِ اتَّخَذَتْ بَيْتًا ۖ وَإِنَّ أَوْهَنَ

اُن کی مثال مکڑی کی سی ہے کہ اُس مکڑی نے ایک گھر بنا رکھا ہے اور اُس میں کچھ شک نہیں کہ

الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنكَبُوتِ ۖ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾

تمام گھروں سے بودا اور کمزور مکڑی ہی کا گھر ہوتا ہے کاش وہ اتنی بات کو سمجھتے

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ مِن

اللہ تعالیٰ اُن سب چیزوں کی حقیقت سے واقف ہے جن کو یہ لوگ

شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ

خدا کے سوا پوجتے ہیں اور وہی کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے۔ اور یہ مثالیں

نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾

ہم لوگوں کے لئے بیان کیا کرتے ہیں مگر ان مثالوں کو اہل علم ہی سمجھا کرتے ہیں

خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو کمال حکمت و مصلحت کے ساتھ بنایا ہے۔ بیشک

فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾ ع

ان دونوں کے بنانے میں اہل ایمان کے لئے بڑی دلیل ہے۔

جو اللہ تعالیٰ کے سوائے دوسروں پر تکیہ اور سہارا لگا کر بیٹھے ہیں وہ بدنصیب ایسے ہی ہیں جیسے مکڑی جالا تن کے بیٹھ جائے جو کسی تیز ہوا کے جھونکے یا کسی کا دامن اور ہاتھ لگ جانے سے ہوا میں اُڑتا پھرے ایسا ہی بے جان غیر اللہ کا سہارا سمجھ لیجئے کہ کس وقت پاش پاش ہو جائے، سہارا اور عروۃ وثقیٰ تو اللہ تعالیٰ ہی کا سہارا اور اُسی کا بچاؤ ہے مکڑی کا گھر تو محض ایک مضحکہ خیز گھر ہے جس میں خاک بچاؤ نہیں یہی حال ان بتوں کی کمزوری کا ہے کہ ان کا سہارا باطل کمزور اور بے جان سہارا ہے کاش دین حق کے منکر اور مشرک اتنی بات کو سمجھتے اور اللہ کی توحید کو قبول کر لیتے اور ان کمزور سہاروں کو جو کچھ بھی نہیں چھوڑ دیتے (۴۱) اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کی حقیقت کو جانتا ہے جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہیں اور جن کی پرستش کرتے ہیں اور وہی کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے :: حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی کبھی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی ہانک دیا بعضے خلق بُت پوجتے ہیں بعضے آگ پانی کو بعضے اولیاء انبیاء کو یا فرشتوں کو سو اللہ نے فرمایا کہ اللہ کو سب معلوم ہیں اگر کوئی کر سکتا تو اللہ سب کو ایک قلم موقوف کرتا اور اللہ کو کسی کی رفاقت نہیں چاہیئے وقف لازم زبردست ہے اور شورت نہیں چاہیئے حکمتیں اسی کو ہیں ۱۲ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا خواہ بت ہو، تھان ہو، فرشتہ ہو، نبی ہو، ولی ہو، چھڑی ہو، جھنڈا ہو غرض کوئی جان دار ہو یا بے جان ہر ایک کی پرستش کا ایک ہی حکم ہے (۴۲) اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کیا کرتے ہیں مگر ان مثالوں کو اہل علم ہی سمجھا کرتے ہیں یعنی مثال خواہ کوئی چھوٹی چیز کی ہو یا بڑی چیز کی مثال کی مطابقت ممثل لہ کے ساتھ ہے یا نہیں یہ اہل علم کا کام ہے جاہل اس کو نہیں سمجھتے، شاید یہ کفار کے اس شبہ کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ مکھی اور مکڑی کی مثالیں بیان کرتا ہے پہلے پارے میں ہم تفصیل کے ساتھ عرض کر چکے ہیں (۴۳) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو کمال مصلحت اور حکمت کے ساتھ بنایا ہے بلاشبہ ان دونوں کے بنانے میں اہل ایمان کے لئے بڑی دلیل ہے :: یعنی زمین اور آسمان کو نہایت مناسب انداز میں جیسا بنانا چاہیئے تھا ویسا ہی بنایا، اور مسلمانوں کیلئے دلیل اسلئے فرمایا کہ وہ اُن کی بناوٹ اور ساخت کو دیکھ کر یہ جانتے ہیں کہ چونکہ یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اسلئے اس کی عبادت میں کوئی شریک نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اس کام میں کوئی شامل نہ تھا تو تھوڑے کام میں شریک ہونے کی کیا احتیاج ہے جب آسمان و زمین جیسی مخلوق بنانے میں کسی کا ساجھا اور کسی کی شرکت نہیں تو جو باتیں زمین و آسمان سے کم ہیں ان میں اس کا شریک کیوں کیا جائے (۴۴)

ع ۴ / ۱۶

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۶۱۷

گناہ پر اُبھاریں خواہ وہ شیاطین الانس ہوں یا شیاطین الجن ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غلطی پر توبہ بھی کی اور آئندہ کے لئے شیطانی اور طاغوتی قوتوں سے بچنے کا بھی عہد کیا۔ توبہ کی تکمیل میں یہ دونوں باتیں ہوا کرتی ہیں۔ کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انشاءاللہ نہ کہا اس لئے دوسرے دن پھر اسی قسم کے قضیے میں مبتلا ہوتے۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ اُس فرعونی مقتول کو رات ہی میں دبا دیا تھا تاکہ پتہ نہ چلے چنانچہ قاتل کا سراغ نہیں ملتا تھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید اُس فریادی کی بھی تقصیر ہوگی اور بخشا اُنہوں نے جاتا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہیں ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے اسرائیلی کی تقصیر کی طرف اس لئے اشارہ فرمایا کہ کم از کم اُس نے فرعونی کے خلاف موسیٰؑ کو اُبھارا اور کسی جرم پر اُبھارنا بھی جرم ہے اسی لئے حضرت موسیٰؑ نے فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ کہا۔ اور جمع کا صیغہ استعمال کیا تاکہ شیطان اور شیطانی کام پر اُبھارنے والے سب شامل ہو جائیں (۱۷) غرض موسیٰؑ صبح ہی صبح ڈرتا حالات کی ٹوہ لگاتا شہر میں گیا تو اچانک کیا دیکھتا ہے کہ وہی اسرائیلی جس نے کل گذشتہ موسیٰؑ سے مدد طلب کی تھی آج موسیٰؑ کو پھر پکار رہا ہے تو موسیٰؑ نے اُس سے کہا تو یقیناً صریح بے راہ ہے ✽ یعنی حضرت موسیٰؑ نے رات پریشانی کی حالت میں گذاری صبح کو ڈرتا اور خوف کھاتا ہوا نکلا کیونکہ کل کا واقعہ سامنے تھا کہ فرعونی حکومت کی اطلاعات کیا ہیں میرا نام کسی کو معلوم ہوا یا نہیں پولیس آتی ہے تو کب آتی ہے اس قسم کا انتظار تھا اُسی کی ٹوہ اور کھوج لگانے کو نکلا کہ شہر میں کیا افواہ ہے میری گرفتاری ہوتی ہے تو کب ہوتی ہے۔ یہ اسی حالت میں تشریف لے جا رہے تھے کہ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ وہی کل والا اسرائیلی پھر کسی فرعونی سے اُلجھ رہا ہے اور موسیٰؑ کو پکار رہا ہے موسیٰؑ نے اس واقعہ کو دیکھ کر کل گذشتہ کے واقعہ کو یاد کیا جو کل فرعون کے باورچی خانے کے منیجر کے ساتھ پیش آیا تھا لہٰذا اسرائیلی سے ناخوش ہوئے اور فرمایا تو صریح بدراہ ہے کہ روز کسی نہ کسی فرعونی سے اُلجھتا ہے حالانکہ ابھی کسی اُلجھاؤ کی اجازت نہیں ہے بلکہ صبر و ضبط کا حکم ہے لیکن جب اُنہوں نے فرعونی کی زیادتی دیکھی تو یہ چاہا کہ فرعونی کو پکڑ کر علیحدہ کریں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر روز ظالموں سے اُلجھتا ہے اور مجکو لڑواتا ہے۔ رہ دیکھتے یہ کہ خون والے فرعون پاس فریاد لے گئے دیکھئے کس میں ثابت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کریں ۱۲ (۱۸) پھر جب موسیٰؑ نے اُس فرعونی کو پکڑنے کا ارادہ کیا جو موسیٰؑ اور اُس اسرائیلی دونوں کا مخالف اور دشمن تھا تو وہ اسرائیلی یہ سمجھ کر کہ مجکو پکڑنا چاہتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۶۲۶

ایک اور سبب کا جواب ہے اور ہم نے کتنی ہی ایسی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جن کے باشندے اپنے سامان عیش پر نازاں اور اِترانے والے تھے۔ اب یہ اُن کے مکانات پڑے ہوئے ہیں جن کو اُن ہلاک ہونے والوں کے بعد اب تک بسنا ہی نصیب نہیں ہوا مگر بہت تھوڑا اور آخرکار ہم ہی اُن کے وارث اور مالک ہوئے ✽ یعنی یہ لوگ اپنی خوش عیشی اور آرام پسندی اور دولت و ثروت پر نازاں اور فخر کرنے والے ہیں اس لئے ایمان پر اور دین حق کو قبول کرنے پر توجہ نہیں کرتے اور اس سبب سے ایمان نہیں لاتے تو ہم اس قسم کی بہت بستیوں کو تباہ و برباد کر چکے ہیں۔ جو بستیاں اپنی عیش پسندی پر نازاں اور فخر کناں تھیں وہ بستیاں اور اُن کے اُجڑے ہوئے مکانات یہ تمہارے قریب ہی ہیں۔ اُن بستیوں کو ہلاک ہونے کے بعد آج تک بسنا میسر نہیں ہوا۔ یوں تھوڑی دیر کو کوئی راہ چلتا آ ٹھہرا اور دو چار دن کو بس گیا تو اُس کا کیا شمار! اور آخرکار اُن کے مال و اسباب اور اراضی وغیرہ کے ہم ہی مالک ہوئے (۵۸) آگے ایک اور شبہ کا جواب ہے۔ اور اے پیغمبر آپ کا پروردگار اُس وقت تک بستیوں کو ہلاک نہیں کیا کرتا جب تک اُن بستیوں کے مرکزی مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج دے کہ وہ وہاں کے لوگوں کو ہمارے احکام پڑھ کر سنا دے اور اُس تبلیغ احکام کے بعد اور پیغمبر کے بھیجنے کے بعد بھی فوراً ہی بستیوں کو ہلاک نہیں کر دیتے مگر ہاں اُس وقت ہلاک کرتے ہیں اور اُس حالت میں تباہ کرتے ہیں جب وہاں کے لوگ بہت ہی شرارت اور ظلم کرنے لگیں ✽ یعنی اگر اُن بستیوں کو جن کا اوپر ذکر ہوا اُن کے کفر کی وجہ سے ہلاک کیا گیا تو ہم بھی کفر کر رہے ہیں پھر ہم کو کیوں تباہ نہیں کیا گیا تو اس کا جواب فرمایا اور پیغمبر کو مخاطب بنا کر ارشاد ہوا کہ آپ کے پروردگار کی یہ شان نہیں کہ بستیوں کو ابتداء ہی میں ہلاک کر دے بلکہ اتمام حجت کی غرض سے بستیوں کے مرکزی اور صدر مقام میں کسی رسول اور پیغمبر کو بھیجتے ہیں اُس مرکزی مقام میں وہ تبلیغ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام بیان کرتا ہے اُس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور اس مرکزی مقام سے آس پاس کی بستیوں میں اطلاع پہنچتی ہے پھر بھی لوگوں کے ایمان لانے اور دین حق کو قبول کرنے کا انتظار کیا جاتا ہے جب لوگ ایمان نہیں لاتے اور عناد و سرکشی میں بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں اور اُن کا ظلم حد سے تجاوز ہو جاتا ہے تب کہیں جا کر اُن کی ہلاکت و تباہی کا حکم ہوتا ہے اور وہ بستیاں تباہ کر دی جاتی ہیں (۵۹) اور جو کچھ بھی تم کو سامان عیش دیا گیا ہے وہ محض دنیوی زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور اسی زندگی کی رونق اور زینت ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اس سے بدرجہا بہتر اور باقی رہنے والا ہے کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ✽ یعنی تم کو جو کچھ سامان عیش سے حصہ ملا ہے وہ محض چند روزہ دنیا کی زندگی کا سرمایہ ہے اور اسی دنیا میں برتنے اور استعمال کرنے کا ساز و سامان ہے اور جو اجر و ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ کمّاً اور کیفاً دونوں اعتبار سے بدرجہا بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور یہاں کا سرمایۂ عیش یہیں کی زیب و زینت ہے تو کیا اتنی موٹی بات بھی تم نہیں سمجھتے۔ اور عارضی اور دائمی میں جو فرق ہے وہ تمہاری سمجھ سے باہر ہے جو عارضی کے حصول پر گرے پڑتے ہو اور آخرت کو فراموش کئے بیٹھے ہو۔

رکوع کے پہلے حصے میں مومنین اہل کتاب کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ پھر کفار مکہ کے بعض اعتراضات کا جواب فرمایا چچا کے انتقال پر جو صدمہ ہوا اُس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی۔ پھر حارث بن عثمان بن نوفل کے شبہ کا جواب دیا۔ پھر اہل مکہ کو اُن بستیوں کی جانب توجہ دلائی جو شام کے ملک کی طرف جاتے وقت راستے میں پڑتی تھیں اور اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہو گئی تھیں اور راستے سے اُجڑی ہوئی اور ویران نظر آتی تھیں اسی مناسبت سے نافرمانوں کی ہلاکت کا فلسفہ بیان کیا گیا اور اتمام حجت کے لئے مرکزی مقام میں پیغمبر کے بھیجنے کا اظہار فرمایا اور کفار مکہ کو اُن کے انجام سے خوف دلایا گیا جیسا کہ بدر میں ہوا۔ اور آخر میں دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کے دوام و بقا کا ذکر کرتے ہوئے اُن کی عقل سے اپیل کی۔ وللہ الحمد علیٰ احسانہ (۶۰) آگے قیامت کی مختصر تفصیل ہے۔ بھلا ایک وہ شخص جس سے ہم نے ایک اچھا اور پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے پھر وہ شخص اُس وعدے کی چیز سے ملنے والا اور اُس وعدے کو پانے والا بھی ہے کیا ایسا شخص اُس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی کا کچھ سامان برتنے کو دے رکھا ہے پھر وہ قیامت کے دن اُن لوگوں میں سے ہونے والا ہے جو مجرمانہ حیثیت سے پیش کئے جانے والے ہیں ✽ شاید حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابوجہل کے مابین سخت گفتگو ہوئی تھی اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی یا شاید عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور ولید بن مغیرہ کی باہمی تکرار کے سلسلے میں نازل ہوئی۔ بہرحال ایک مومن کامل اور دنیا دار کافر کے مابین جو فرق ہے اُس کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ایک شخص وہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے جنت اور اس کی نعمتوں کا وعدہ کیا ہے اور وہ چیزیں حسب وعدہ اُس کو ملنے والی بھی ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے تو یہ شخص یعنی مومن اُس کافر جیسا کیسے ہو سکتا ہے جس کو کچھ سامان عیش دنیوی زندگی میں برتنے کو دے رکھا ہے اور وہ قیامت کے دن پکڑا ہوا حاضر کیا جائے گا۔ اور اُن مجرموں میں سے ہوگا جن کو گرفتار کر کے حاضر کیا جائے۔ یعنی ایک مومن کامل اور دین حق کا منکر دونو برابر نہیں ہو سکتے۔ کہاں ایک بدکردار مجرم اور کہاں ایک شاہی مہمان دونوں میں مساوات کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ آگے مومن اور مجرم کے حالات کا ذکر ہے (۶۱) اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن اللہ تعالیٰ ان منکروں کو پکار کر فرمائے گا

وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم میرا
شریک سمجھا کرتے تھے ✽ یعنی جن لوگوں کو
میرا شریک ٹھہراتے تھے اور دعویٰ
کیا کرتے تھے کہ وہ میرے
شرکاء ہیں آج وہ
شریک کہاں
ہیں (۶۲)

Marfat.com

Marfat.com

اے پیغمبر جو کتاب آپ کی جانب وحی کی گئی ہے اُس کی تلاوت کیا کیجئے اور نماز کی پابندی کیجئے اللہ نماز کو قائم رکھئے بیشک نماز بے حیائی اور نامعقول و ناشائستہ کاموں سے باز رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور اسکا
ذکر بہت بڑی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو تم کرتے ہو ۔ اوپر کی آیات میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اُنکے ماننے والوں کیساتھ منکرین کی بدسلوکی اور بُرے برتاؤ کا ذکر تھا تاکہ مسلمان ان فتنوں سے نہ
گھبرائیں جو دینِ حق کے منکروں کی طرف سے آئے دن پیش آتے رہتے ہیں اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہوئے بعض احکام بیان فرماتے ہیں اور اس کے ضمن میں آپ کی نبوت کے بعض دلائل کا
بھی ذکر فرمایا اور قرآن شریف کی صداقت پر بھی بعض دلائل بیان فرمائے چنانچہ ارشاد ہوا کہ جو کتاب آپ کی جانب نازل کی گئی ہے اور وحی کی گئی ہے اُس کی تلاوت کیا کیجئے اور اُسکو پڑھ کر سنایا کیجئے تاکہ لوگوں

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ
اے پیغمبر جو کتاب آپ کی جانب وحی کی گئی ہے اُس کی تلاوت کیا کیجئے اور نماز کی پابندی
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ
رکھئے بے شک نماز بے حیائی سے اور نامعقول کاموں سے باز رکھتی ہے
اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَہْلَ
اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے جو تم لوگ کرتے ہو ۔ اور تم لوگ
الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ ٭ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا
اہلِ کتاب کے ساتھ مباحثہ نہ کیا کرو مگر ہاں ایسے طریقے پر جو طریقہ بہترین ہو یعنی شائستہ اور مہذب لیکن جو لوگ ان اہلِ کتاب
مِنْہُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ
میں زیادتی کریں ان کی رعایت نہ کرنے میں مضائقہ نہیں اور اہلِ کتاب کے مقابلہ میں یوں کہا کرو کہ ہم اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ہماری طرف بھیجی گئی
اِلَیْکُمْ وَاِلٰـہُنَا وَاِلٰـہُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٤٦﴾
اور اُن کتابوں پر بھی جو تمہاری طرف نازل کی گئیں اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اُس کے فرماں بردار ہیں ۔
وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُمُ
اور جس طرح ہم نے پہلے نبیوں پر کتابیں نازل کیں اسی طرح ہم نے آپ پر بھی کتاب نازل کی سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے
الْکِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ۚ وَمِنْ ہٰٓؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِہٖ ؕ وَ
وہ اس کتاب کو مانتے ہیں اور ان مشرکین عرب میں سے بھی بعض وہ ہیں جو اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں
مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْکٰفِرُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا
اور ہماری آیتوں کو ماننے سے وہی انکار کرتے ہیں جو کفر کے خوگر ہو چکے ہیں ۔ اور اے پیغمبر آپ اس کتاب یعنی قرآن سے
مِنْ قَبْلِہٖ مِنْ کِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّہٗ بِیَمِیْنِکَ اِذًا
پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے ایسا ہوتا تو یہ باطل پرست اور ہٹ دھرم اس وقت
لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٤٨﴾ بَلْ ہُوَ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ فِیْ
ضرور کسی شبہ میں پڑتے ۔ بلکہ یہ قرآن ایسی صاف اور واضح آیات کا مجموعہ ہے جو

میں اُس کی تبلیغ ہو اور اُن کی ہدایت کا ذریعہ ہو اور نماز قائم رکھئے یعنی نماز پڑھ کر ان کو دکھایئے تاکہ ان کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ کیا ہے اور آپ قولی اور فعلی دونوں قسم کی تبلیغ کے فریضے سے ادا ہوں۔ پھر فرمایا نماز بے حیائی اور نامعقول کاموں سے باز رکھتی ہے اور ناشائستہ امور میں مبتلا ہونے سے ایک نمازی مسلمان جھجک اور شرمندگی محسوس کرتا ہے اور یہ قاعدے کی بات ہے کہ جو دربار میں حاضر ہونے والے ہیں وہ بادشاہ کی نافرمانی بہت کم کرتے ہیں۔ اور کم از کم یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جب تک نماز میں رہتا ہے بے حیائی اور ناشائستہ باتوں سے محفوظ رہتا ہے اور ہم پہلے پارہ میں تفصیل کیساتھ عرض کر چکے کہ ہر نیکی اور بدی کا ایک ثمرہ ہوتا ہے، ہر بدی سے بدی اور ہر نیکی سے نیکی پھوٹتی ہے آپ ایک غلطی کیجئے یقیناً آپ کسی دوسری غلطی میں مبتلا ہو جائیں گے ایک نیکی کیجئے یقیناً کسی دوسری بھلائی اور نیکی کی توفیق آپ کو میسر ہو جائے گی، یہ ایک تجربہ کی بات ہے بلکہ ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ کوئی چھوٹا سا نیک عمل دوامی طور پر اختیار کر لیجئے وہی عمل آپ کی رہنمائی اور روحانی ترقی کا موجب ہو جائے گا اور چونکہ نماز کو اللہ تعالیٰ کی حضوری اور اُس کی یاد میں بڑا دخل ہے اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اسکی یاد بہت بڑی چیز ہے، یہ اشارہ ہے دوسرے اعمالِ خیر کی طرف بھی، ہر عملِ خیر خدا تعالیٰ کی یاد ہے اور اُس کی یاد بہت بڑی بات ہے۔ آگے تربیت کے طور پر فرمایا کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ ان سب کاموں کو خوب جانتا ہے اور جب سب کاموں کا اُس کو علم ہے تو اُن کاموں کو اختیار کرو جو اُس کو پسندیدہ ہوں اور اُن سے بچو جو اُس کی ناراضگی کا موجب ہوں، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جتنی دیر نماز میں لگے اتنی دیر تو ہر گناہ سے بچے اُمید ہے کہ آگے بھی بچا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے اور اعلیٰ درجوں پر چڑھے ۱۲ (٤٥) اور تم لوگ اہلِ کتاب کے ساتھ مباحثہ اور مناظرہ نہ کیا کرو مگر ہاں ایسے طریقے پر مباحثہ کرو جو طریقہ اچھا اور بہتر ہو لیکن وہ لوگ جو زیادتی کریں ان کی رعایت نہ کرنے میں مضائقہ نہیں اور اہلِ کتاب کے مقابلے میں یوں کہا کرو کہ ہم اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ہماری طرف بھیجی گئی ہے اور اُن کتابوں پر بھی جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہیں۔ اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے فرماں بردار اور اُسی کے حکم پر ہیں ۔ اہلِ کتاب کی حالت نسبتاً کفارِ مکہ سے بہتر تھی اہلِ کتاب پڑھے لکھے لوگ تھے آسمانی کتابوں کو جانتے تھے اُن کا نام لیتے تھے پیغمبروں سے واقف، توحید اور قیامت کو بھی سمجھتے تھے البتہ ان کی کتابوں میں جو تحریف وغیرہ ہو گئی تھی اُس سے بگڑ گئے تھے اس لئے قرآن کا منشا یہ تھا کہ اہلِ کتاب سے گفتگو نرم کی جائے اور کم از کم متفقہ باتوں میں باہمی سمجھوتہ کر لیا جائے۔ جیسا کہ آلِ عمران میں ذکر گزر چکا ہے مشرکین مکہ نہ صرف جاہل تھے بلکہ ان کا مذہب ہی کچھ نہیں تھا چند خاندانی رسومات تھیں جن کو یکے بعد دیگرے کرتے چلے آ رہے تھے ۔ اُن کو حمیتِ جاہلیہ نے اور سخت کر دیا تھا چنانچہ اس لئے یہاں بھی یہ بات مسلمانوں کو سمجھائی گئی کہ مذہبی گفتگو میں اہلِ کتاب سے نرمی اور تہذیب سے گفتگو کی جائے اور اہلِ کتاب اور خالص مشرکین سے گفتگو میں فرق کیا جائے (باقی صفحہ ٦٤٢ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۴۱) البتہ اگر کوئی شخص ان میں بدکلام ہو اور جو لوگ غیر مہذب ہوں اُن سے گفتگو کرنے میں اُن کی درشتی پر تم بھی کوئی سخت بات کہدو تو مضائقہ نہیں اگرچہ اس کا ترک بھی افضل ہے، اور سختی کا جواب بھی نرمی سے دیا جائے تو بہتر اور افضل ہے آگے گفتگو کا طریقہ تعلیم فرمایا کہ ان سے کہو ہم تو قرآن پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور تمہارے پاس جو آسمانی کتابیں توریت اور انجیل وغیرہ ہیں انکو بھی مانتے ہیں کہ بیشک جس وقت یہ نازل ہوئی تھیں اس وقت انہی پر عمل کرنے کی ضرورت تھی بھریہ کہ ہمارا تمہارا معبود برحق ایک ہی ہے۔ اُس میں کوئی فرق نہیں اور ہم اُسی کے حکم بردار ہیں اگر تم بھی اُسکی حکم برداری کرنے لگو تو پھر ہم تم ایک ہی ہیں، اہل کتاب کو اس طرح نرمی سے۔ عاد اسلام کا مقصد یہ تھا کہ اہل کتاب جو کفار مکہ سے زیادہ سمجھدار لوگ ہیں اگر اسلام میں داخل ہو جائیں تو مسلمانوں کی طاقت دوزنی ہو جائے گی حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تھا تو اُن سے اُنکی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے اُن کی بات کاٹو نرمی سے واجبی بات سمجھاؤ مگر جو اُن میں سے بے انصافی پر آوے اس کو سزا دینی ہے ۱۲ قرآن تبلیغ اور مباحثوں میں بھی انصاف اعتدال اور فرق مراتب کا لحاظ رکھتا ہے (۴۶) اور جس طرح ہم نے پہلے انبیاء پر کتابیں نازل کیں اسی طرح ہم نے آپ پر کتاب نازل کی سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کتاب یعنی قرآن کو مانتے ہیں اور بعض لوگ ان منکرین عرب میں سے بھی ایسے ہیں جو اس کتاب یعنی قرآن پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر وہی جو کفر کے خوگر ہو چکے ہیں اور کفر پر اڑنے والے ہیں ﴿ یعنی ضدی اور ہٹی قسم کے لوگ تو انکار ہی کرتے رہتے ہیں لیکن جو منصف مزاج اور صحیح سمجھ رکھنے والے ہیں وہ مشرکوں میں سے بھی اور اہل کتاب میں سے بھی اس کو مانتے اور اس پر ایمان لے آتے ہیں اوّل قرآن کے نزول پر استدلال کیا کتب سابقہ کے نزول سے پھر اہل کتاب کا ذکر فرمایا کہ انکی کتابوں میں تو قرآن کی پیشین گوئی موجود ہے لہٰذا جو صحیح سمجھ رکھتے ہیں وہ قرآن پر ایمان لے آتے ہیں اور مشرکین میں سے بھی جو منصف ہیں وہ خود سمجھ کر یا اہل علم یا اہل کتاب کے ایمان سے استدلال کر کے قرآن پر ایمان لے آتے ہیں اور رہا کل انکار تو وہی کرتے ہیں جو پرلے درجے کے ضدی اور ہٹی ہیں کوئی ظاہر ایمان لے آتا ہے کوئی دل سے سمجھتا کہ کتاب جھوٹی نہیں ہے. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُن لوگوں میں یعنی مشرکوں میں اور جن کتاب والوں نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی تھی وہ اُسکو بھی مانیں گے ۱۲ (۴۷) اور اے پیغمبر آپ اس کتاب یعنی قرآن سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے داہنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے ایسا ہوتا تو یہ باطل پرست اور ہٹ دھرم جھوٹے اس وقت ضرور کسی شبہ میں پڑتے ﴿ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور قرآن کے منزل من اللہ ہونے پر ایک اور دلیل بیان کی گئی ہے کہ نزول قرآن سے پیشتر آپ کوئی کتاب نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے اگر لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تھے تو اس شبہ کا امکان بھی تھا کہ لکھے پڑھے آدمی ہیں کہیں بیٹھکر یہ قرآن مرتب کر لیا ہوگا اگرچہ پھر بھی اسکی اعجازی فصاحت و بلاغت اسکی مقتضی تھی کہ اسکو منجانب اللہ مانا جائے لیکن اس وقت اہل زیغ اور اہل باطل کو شبہ کی گنجائش تو تھی اور آپکے اُمّی ہونیکی حالت میں تو افترا اور بناوٹ کہنے کی گنجائش ہی نہیں بلکہ اسکو منجانب اللہ تسلیم کرنیکے سوا کوئی چارہ ہی نہیں. سیدھا ہاتھ اسلئے فرمایا کہ عام طور سے سیدھے ہاتھ سے لکھا جاتا ہے اسلئے ہم نے ترجمے میں صرف ہاتھ ترجمہ کیا ہے غرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کے کلام اللہ ہونے میں شبہ کرنیوالوں کے شبہات لغو اور ناقابل ترجیح ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جگہ تھی شبہ کی کہ انکی کتاب پڑھ کر یہ باتیں معلوم کیں حضرت کو نہ کبھی استاد کے پاس بیٹھے نہ ہاتھ میں قلم پکڑا ۱۲ (۴۸) تفسیر صفحہ ہذا۔

صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا

اُن لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے جن کو علم دیا گیا ہے اور ہماری آیتوں کو ماننے سے وہی انکار کرتے ہیں

الظَّالِمُونَ ﴿٤٩﴾ وَقَالُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّن

جو ضدی اور ہٹ دھرم ہیں۔ اور یہ کفار قریش یوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر اسکے رب کی جانب سے ہماری حسب منشا نشانیاں

رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِندَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ

کیوں نہیں نازل ہوئیں آپ کہدیجئے بس نشانیاں تو سب خدا کے قبضے میں ہیں اور میں تو صرف ایک صاف صاف

مُّبِينٌ ﴿٥٠﴾ أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

ڈرانے والا ہوں۔ کیا اُن لوگوں کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر ایک کتاب نازل کی ہے

يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ

جو اُن کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے، بے شک اس کتاب میں ایمان لانے والے لوگوں کے لئے بڑی رحمت

يُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۖ

اور بڑی نصیحت ہے۔ آپ یہ کہدیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان باعتبار گواہ کے اللہ تعالیٰ کافی ہے

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا

وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو لوگ جھوٹی باتوں کا یقین کرتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥٢﴾ وَ

اور اللہ کے منکر ہیں تو وہی لوگ سخت نقصان اُٹھانے والے ہیں۔ اور

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ

یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اگر عذاب کا ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر کبھی کا

الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾

عذاب آچکا ہوتا اور یقیناً وہ عذاب ان پر اچانک آجائیگا اور ان کو اُسکے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی۔

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٥٤﴾

یہ لوگ آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور بلا شبہ جہنم ان کافروں کو ہر طرف سے گھیرنے والی ہے

ع ٥ / ١

۲م / ۲

بلکہ یہ قرآن ایسی صاف اور واضح آیات و دلائل کا مجموعہ ہے اُن لوگوں کے سینوں اور ذہنوں میں جنکو سمجھ اور علم عطا کیا گیا ہے اور ہماری آیتوں کو ماننے سے وہی انکار کرتے ہیں جو نا انصاف اور ضدی ہٹ دھرم ہیں ﴿ یعنی قرآن باوجود ایک کتاب ہونیکے بیشمار دلائل واضحہ اور معجزات کا مجموعہ ہے اور اُن لوگوں کے اذہان اور صدور میں محفوظ ہے جنکو سمجھ اور علم صحیح عطا ہوا ہے۔ جس پر کسی منصف مزاج کو شبہ کی گنجائش نہیں اور بس وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو ظالم اور ہٹ دھرم ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہیں پیغمبر نے کسی سے نہیں لکھا پڑھا مگر یہ وحی جو اُن پر آئی ہمیشہ کو بن لکھے جاری رہے گی سینہ بسینہ اور کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں یہ کتاب حفظ ہی باقی ہے لکھنا افزود ہے ۱۲ (۴۹) اور یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر پر اسکے رب کی جانب سے ہمارے حسب منشاء اور ہماری مُنہ مانگی اور ہماری فرمائش کے مطابق نشانیاں کیوں نازل نہیں ہوئیں۔ (باقی صفحہ ۶۴۴ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۴۲) آپ فرما دیجئے نشانیاں تو سب صرف اللہ کے قبضے میں ہیں میرے اختیار کی چیز نہیں ہے اور میں تو صرف ڈر سنانیوالا ہوں کھول کر اور صاف طور پر نافرمانوں کو ڈرانے والا ہوں ؛ یعنی میں تو ایک کامل ہوں اور اپنی نبوت کی صداقت کے دلائل پیش کرتا ہوں اُن دلائل میں سے ایک یہ کتاب بھی ہے جو خود ہزاروں دلائل واضحہ کا مجموعہ ہے کیوں کہ اسکی ہر آیت اعجاز ہے اس کے علاوہ اور کیا نشانیاں مانگتے ہو نشانیاں میرے اختیار میں نہیں ہیں ہر قسم کی نشانی اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اسی کو آگے فرمایا (۵۰) کیا ان لوگوں کیلئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر ایک کتاب نازل کی ہے جو اُن پر پڑھی جاتی ہے اور ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے ، بلاشبہ اس کتاب میں اُن لوگوں کیلئے جو اہل ایمان ہیں بڑی رحمت اور نصیحت ہے ؛ رحمت تو ظاہر ہی ہے کہ ہزاروں احکام اور مسائل کی تعلیم ہے حرام وحلال کی واقفیت اس کتاب سے حاصل ہوتی ہے اور نصیحت یہ کہ ترغیب اور ترہیب ہے یہ اور نشانیوں میں بات کہاں ہوتی ہے (۵۱) آگے ایک اور جواب دیا جاتا ہے اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان باعتبار گواہ کے اللہ تعالیٰ کافی اور بس ہے وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور جو لوگ جھوٹی باتوں کا یقین کرتے اور جھوٹی باتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے منکر اور اُسکی توحید کا انکار کرتے ہیں تو وہی لوگ سخت نقصان اُٹھانے والے ہیں اور وہی لوگ زیاں کار ہیں ؛ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب میری رسالت کا گواہ ہے اور اس کا علم تمام اُمور پر محیط ہے تو تم جو کچھ کر رہے ہو وہ اسکو معلوم ہے تو وہ تم کو تمہارے اعمال پر سزا دیگا اور اس کا سزا دینا یہی نقصان اور زیاں ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ کی گواہی یہی کہ سچوں کو دن پر دن بڑھایا اور جھوٹوں کو مٹایا ۱۲ (۵۲) اور اے پیغمبر یہ دینِ حق کے منکر آپ سے عذاب واقع ہونے میں جلدی کرتے ہیں اور اگر عذاب کے آنے کی میعاد اور عذاب کا ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ان پر کبھی کا عذاب آچکا ہوتا اور یقیناً وہ عذاب ان پر ضرور دفعتہً اور اچانک آجائیگا اور انکو اُس عذاب کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی ؛ یعنی عذاب طلب کرنے میں جلدی کرتے ہیں عذاب کا ایک وقت مقرر ہے اگر عذاب کا وقت مقرر نہ ہوتا تو اُن کے طلب کرنے پر عذاب آچکا ہوتا ہاں وہ آئے گا ضرور اور آئیگا بھی اچانک کہ اُن کو اُس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی کہ کب آئیگا اور کدھر سے آئیگا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس اُمت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح کے دن مکے والے بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر کھڑا ہوا ۱۲ (۵۳) یہ منکر آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور بلاشبہ جہنم ان کافروں کو ہر طرف سے گھیرنے والی ہے (۵۴) تفسیر صفحہ ہذا جس دن اُنکے اوپر سے اور انکے پاؤں کے نیچے سے انکو عذاب لپیٹ لیگا اور ڈھانک لیگا اور اللہ تعالیٰ فرمائیگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے اُسکا مزا چکھو ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آخرت کا عذاب تو جبث مانگتے ہیں اُس عذاب میں تو پڑے ہی ہیں یہ کفر اور برے کام مرے پر نظر آئیگا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے ۱۲ یعنی عذاب دُنیا میں بھی آئے گا اور آخرت کا عذاب تو ظاہر ہی ہے کہ قیامت بھی اچانک ہی آئیگی گو اسکی علامت ظاہر ہو جائیں گی اور برزخ سے اٹھنا بھی اچانک ہوگا اور جہنم کے عذاب کا گھیرنا اور لپیٹنا بھی ہو کر رہیگا اس وقت ارشاد ہوگا جو اعمال کیا کرتے تھے اس کا اب مزا چکھو ۔ العیاذ باللہ یہ ذوقوا ما کنتم تعملون ۔ یا تو حضرت حق فرمائیں گے یا عذاب ہی میں سے آواز آئیگی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اللہ کہے گا یا وہ عذاب ہی بولے گا جیسے زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہو کر گلے

يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ
جس دن اُن کے اوپر سے اور اُن کے پاؤں کے نیچے سے اُن کو عذاب
اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ
لپیٹ لے گا اور خدا تعالیٰ فرمائے گا جو کچھ تم کرتے رہتے تھے اُس کا مزہ چکھو ۔ اے میرے بندو
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾
جو ایمان لائے ہو بے شک میری زمین وسیع ہے سو تم صرف میری ہی عبادت کرو ۔
كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَ
ہر متنفس اور ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤگے اور
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ
جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ہم ان کو یقیناً جنت کے ایسے بالاخانوں میں
الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ
جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی وہ ان بالاخانوں میں ہمیشہ رہیں گے
نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ
کیا خوب صلہ ہے کام کرنے والوں کا ۔ وہ کام کرنے والے وہ ہیں جو مصائب پر ثابت قدم رہے اور انھوں نے
يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ
اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھا ۔ اور کتنے ہی جانور ایسے ہیں جو اپنی روزی اٹھا کر نہیں رکھتے
اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ
اللہ تعالیٰ ہی اُن کو بھی روزی پہونچاتا ہے اور تم کو بھی اور وہی ہے سب کی سنتا سب کو جانتا اور
سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ
اے پیغمبر اگر آپ ان کافروں سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے اور
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾
جس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے تو وہ لوگ ضرور یہی جواب دینگے کہ وہ اللہ ہی پھر یہ لوگ کہاں اُلٹے پھرے جاتے ہیں

میں پڑیگا اور گلے چیرے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں ۱۲ (۵۵) آگے مسلمانوں کو ہجرت کرنے کی ترغیب ہے ارشاد ہوتا ہے اے میرے بندو جنھوں نے دعوتِ اسلامی کو قبول کر لیا ہے اور اے میرے بندو جو اہلِ ایمان ہیں میری زمین فراخ اور وسیع ہے سو تم صرف میری ہی عبادت کیا کرو ؛ یعنی اے میرے بندو جو ایمان لے آئے ہو اگر تم اپنے وطن میں آزادی کے ساتھ میری عبادت نہیں کر سکتے اور منکر تم کو میری عبادت نہیں کرنے دیتے اور تمہاری راہ میں مشکلات پیدا کر رہے ہیں تو میری زمین بہتیری وسیع اور فراخ ہے تم کوئی امن کی جگہ دیکھ کر وہاں ہجرت کر کے چلے جاؤ اور کسی دباؤ سے میری عبادت میں فرق نہ آنے دو بلکہ صرف میری ہی عبادت کرتے رہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب کافروں نے مکے میں بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا اسی ترا سی گھر اُٹھ گئے حبشے کے ملک کو فرمایا کہ کوئی دن کی زندگی ہے جہاں بنے تہاں کاٹ دو پھر ہم پاس اکھٹے آؤ گے ؛ تا وطن چھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا ۱۲ (۵۶) ہر متنفس اور ہر جاندار موت کا مزا چکھنے والا ہے پھر تم سب کی بازگشت ہماری طرف ہے اور تم سب ہماری طرف لوٹائے جاؤ گے ؛ یہ شاید اسلئے فرمایا کہ ترکِ وطن (باقی ص ۶۴۴ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۴۳) اور ہجرت کے حکم سے جو پریشانی ہو دور ہو جائے کہ آخر ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے اور دنیا ہی چھوڑنا ہے تو آج دین کی خاطر ترک وطن کر لیں تاکہ اجر بھی میسر آئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل بھی (۵۷) آگے نیک اعمال پر اجر مذکور ہے ارشاد ہوتا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے اور نیک کام کرتے رہے تو ہم ان کو یقیناً جنت کے ایسے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے پائیں اور نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ اُن بالاخانوں میں ہمیشہ رہیں گے کیا خوب اجر اور صلہ ہے عمل کرنیوالوں کا (۵۸) وہ عمل کرنے اور کام کرنے والے وہ لوگ ہیں جو مصائب پر ثابت قدم رہے اور صبر کرتے رہے اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے رہے اور اُسی پر توکل کرتے رہے ۔ یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کی پابندی کرنے والوں کا صلہ بیان کیا اور یہ بتایا کہ وہ مصیبتوں پر صبر کرنے والے ہیں جس میں ہجرت کی تکلیف اور مصیبت بھی آگئی صبر کرنیوالے ہیں اور خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کرتے تھے یعنی اپنے ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر اُن کو بھروسہ تھا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس وطن کے بدلے وہ وطن ملیگا ۱۲ آگے روزی کی طرف سے اطمینان دلایا (۵۹) اور کتنے ہی جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا کل کیلئے اُٹھا کر نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ ہی اُن کو بھی روزی پہنچاتا ہے اور تم کو بھی وہی روزی دیتا ہے اور وہ سب کی سننے والا اور سب کو جاننے والا ہے ۔ یعنی اگر ہجرت اور ترک وطن میں روزی کا خیال مانع ہو تو روزی کا تو یہ حال ہے کہ بہت سے جانور بھی ایسے ہیں جو اپنی غذا بچا کر اور اُٹھا کر دوسرے دن کیلئے نہیں رکھتے صبح کو بھوکے اُٹھتے ہیں اور شام کو اُن کا پیٹ بھرا ہوتا ہے تو تم تو انسان ہو اور ہماری راہ میں ترک وطن کر رہے ہو تم کس طرح بھوکے رہ سکتے ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ روزی کی فکر سے خاطر جمع کر دی کہ اکثر جانوروں کے گھر میں کل کا قوت نہیں ہوتا نیا دن اور نئی روزی ۱۲ (۶۰) آگے پھر شرک کی کمزوری اور توحید کا اثبات ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور اے پیغمبر اگر آپ ان کافروں سے دریافت کریں اور پوچھیں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان کو اور زمین کو پیدا کیا ہے اور جس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے تو وہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ وہ اللہ ہے پھر یہ لوگ کدھر اُلٹے چلے جا رہے ہیں ۔ یعنی تکوینی اُمور میں تو اللہ کا نام لیتے ہیں لیکن اُلوہیت کا اقرار نہیں کرتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اسباب رزق کے اُسی نے بنائے سب جانتے ہیں پھر امیر پر کبر کیوں نہیں کرتے وہی پہنچا بھی دیگا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو یہ آگے کھول دیا ۱۲ (۶۱) تفسیر مظہری اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہے روزی کشادہ اور فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہے روزی کو تنگ کر دیتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے باخبر ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ملپ کر دیتا ہے یہ نہیں کر دیتے ۱۲ یعنی جس کی روزی چاہے فراخ کر دے اور جس کی چاہے نپی تلی روزی مقرر کر دے کمتی یا بڑھتی دینا ضرور ہے کیونکہ وہ ہر شے کے حال سے باخبر ہے وہ خوب جانتا ہے کس کو کتنی روزی ملنی چاہئے (۶۲) اور اگر آپ ان کو ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر اُس پانی سے زمین کو اُس کے خشک ہوئے پیچھے اور مرے پیچھے زندہ اور تروتازہ کر دیا تو وہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے آپ کہئے سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں مگر یہ لوگ مانتے نہیں بلکہ ان میں کے اکثر لوگ سمجھتے بھی نہیں اور سمجھ سے کام نہیں لیتے ۔ یعنی آپ ان کا جواب سنکر الحمد للہ کہئے جب ہر چیز کا خالق بھی وہی اور رازق بھی وہی پھر اب اس کی الوہیت کا اعتراف کرنے میں کیوں جھجکتے ہو لیکن مانتے نہیں مانیں تو کیا یہ تو عقل سے کام ہی نہیں لیتے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مینہ بھی ہر کسی پر برابر نہیں برستا اور اسی طرح حال بدلتے دیر نہیں تنگی مفلس سے دولتمند کر دے ۱۲ شاہ صاحبؒ نے تمام آیات کا تعلق ہجرت ہی کے مضمون سے رکھا یہ حضرت شاہ صاحب کی علمی بصیرت کا کمال ہے ۔ (۶۳) آگے اس نہ سمجھنے کی وجہ کا رد ہے ارشاد ہوتا ہے اور یہ دنیا کی زندگی تو محض جی کا بہلانا اور ایک کھیل ہے اور محض ایک لہو و لعب ہے اور بلاشبہ حقیقی زندگی تو عالم آخرت کی ہی زندگی ہے اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے جینا کاش یہ لوگ اتنی بات سمجھتے ۔ یعنی یہ منکر جو اللہ تعالیٰ کی توحید پر غور و فکر نہیں کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ دُنیا کے مشاغل میں یہ ہر وقت منہمک رہتے ہیں انکو یہ بھی خبر نہیں کہ یہ دُنیا کی زندگی تو محض لہو و لعب کے سوا اور کچھ نہیں اور محض ایک کھیل تماشا ہے ، زندگی تو حقیقی وہ ہے جو اس زندگی کے بعد شروع ہوتی ہے کاش یہ منکر اتنی بات سمجھ لیتے تو اس عارضی دنیا کے مشاغل کو چھوڑ کر آخرت کی اصلاح کیطرف متوجہ ہو جاتے ۔ اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے موت کے دن کی تعبیر خوب فرمائی چنانچہ موت کے دن کو یوں کہتی ہیں ھو اول یوم من ایام الاخرۃ و اٰخر یوم من ایام الدنیا۔ (باقی صفحہ ۶۴۵ پر)

اللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَ یَقۡدِرُ

اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہے روزی تو تنگ کر دیتا ہے

لَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۶۲﴾ وَ لَئِنۡ سَاَلۡتَہُمۡ مَّنۡ

بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے باخبر ہے۔ اور اگر آپ ان کفار سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے

نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِ

جس نے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر اُس پانی سے زمین کو اس کے خشک ہوئے پیچھے زندہ اور تروتازہ

مَوۡتِہَا لَیَقُوۡلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ؕ بَلۡ اَکۡثَرُہُمۡ

کر دیا تو وہ لوگ یہی جواب دیں گے کہ وہ اللہ ہی ہے آپ کہئے سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اصل بات یہ ہے کہ ان میں کے اکثر

لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۳﴾ وَ مَا ہٰذِہِ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَہۡوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ

لوگ سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ اور یہ دنیا کی زندگی تو محض جی کا بہلانا اور ایک کھیل ہے

وَ اِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَۃَ لَہِیَ الۡحَیَوَانُ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۴﴾

اور بے شک حقیقی زندگی تو عالم آخرت ہی کی زندگی ہے کاش یہ لوگ اتنی بات سمجھتے

فَاِذَا رَکِبُوۡا فِی الۡفُلۡکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ۚ

پھر جب یہ لوگ کسی کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص خدا ہی پر اعتقاد رکھ کر خدا کو پکارنے لگتے ہیں

فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اِذَا ہُمۡ یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۶۵﴾ لِیَکۡفُرُوۡا

پھر جب خدا ان کو نجات دے کر خشکی پر لے آتا ہے تب ہی وہ شرک کرنے لگتے ہیں تاکہ جو احسان ہم نے ان پر کیا ہے اس کی

بِمَاۤ اٰتَیۡنٰہُمۡ ۚۛ وَ لِیَتَمَتَّعُوۡا ٝ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۶۶﴾ اَوَ لَمۡ یَرَوۡا

ناشکری کریں اور تاکہ چند دن اور فائدہ اٹھالیں سو ان لوگوں کو عنقریب سب معلوم ہو جائے گا۔ کیا ان کفار نے

اَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنۡ حَوۡلِہِمۡ ؕ

اس بات کو نہیں دیکھا کہ ہم نے حرم کو پناہ کی جگہ بنایا ہے حالانکہ ان حرم والوں کی قریب جوار کے لوگ لوٹے اور

اَفَبِالۡبَاطِلِ یُؤۡمِنُوۡنَ وَ بِنِعۡمَۃِ اللّٰہِ یَکۡفُرُوۡنَ ﴿۶۷﴾

مارے جاتے ہیں تو کیا اس پر بھی یہ لوگ باطل اور بے اصل معبودوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا کے احسان کی ناشکری کرتے ہیں

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٤٤) یعنی موت کا دن دُنیوی زندگی کا آخری دن ہے اور آخرت کی زندگی کا پہلا دن ہے بہرحال موت کے دن سے جو زندگی شروع ہوتی ہے وہی اصلی اور حقیقی زندگی ہے اگر کوئی اتنی بات سمجھ لے تو اسکی تمام
توجہ آخرت کی اصلاح پر مرکوز ہوجانی چاہئے وہوالمقصود ۔ بازیچہ ایست طفل فریب متاعِ دہر ٭ بے عقل مرداں کہ بدیں مبتلا شوند (٦٤) آگے پھر توحید کا اثبات ہے ' ارشاد ہوتا ہے پھر جب یہ لوگ کشتی میں
سوار ہوتے ہیں تو خالص اللہ تعالیٰ پر ہی اعتقاد رکھ کر اُسکو پکارتے ہیں اور اُسی پر خالص نیت رکھ کر اُسکو پکارنے لگتے ہیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ انکو نجات دیکر خشکی پرلے آتا ہے اور دریا سے جنگل میں پہنچا دیتا ہے
تب ہی وہ شرک کرنے لگتے ہیں (٦٥) تاکہ جو احسان ہم نے اُن پر کیا ہے اُسکی ناشکری اور کفرانِ نعمت کریں اور تاکہ یہ ہوائے نفسانی کی اتباع کرکے چند دن اور فائدہ اٹھالیں سو اب عنقریب یہ لوگ جان لیں گے اور
انکو سب علوم ہوجائیگا ٭ یہ مضمون کئی جگہ گزر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب بھی کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اب کی دفعہ خدا نے بچا لیا تو ہم ایمان لے آئیں گے اور

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ
اور اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے یا جب سچی بات اُس کو پہونچ جائے
لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ (٦٨) وَالَّذِينَ
تو اسکی تکذیب کرے کیا ایسے کافروں کا آخری ٹھکانا دوزخ میں نہ ہوگا - اور جو لوگ ہمارے لئے
جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (٦٩)
مشقتیں برداشت کرتے ہیں تو ہم ضرور انکو اپنی راہیں دکھادیں گے اور بیشک اللہ تعالیٰ ایسے نکوکاروں کے ساتھ ہے

سُورَةُ الرُّومِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتُّونَ آيَةً وَسِتُّ رُكُوعَاتٍ
سورہ روم مکی ہے اور اس میں ساٹھ آیات اور چھ رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الم (١) غُلِبَتِ الرُّومُ (٢) فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن
الٓمٓ - اہل روم مغلوب ہوگئے۔ اس ملک میں جو حجاز کے متصل ہے اور وہ اہل روم اپنے اس مغلوب
بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ (٣) فِي بِضْعِ سِنِينَ ۗ لِلَّهِ
ہونیکے بعد عنقریب پھر غلبہ حاصل کریں گے۔ چند برسوں میں یعنی تین سال سے لیکر نو سال کے اندر اندر۔ اللہ ہی کے
الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ
ہاتھ اختیار ہے پہلے بھی اور پیچھے بھی اُس دن مسلمان اس پیشین گوئی کے پورے ہونے پر بہت خوش
الْمُؤْمِنُونَ (٤) بِنَصْرِ اللَّهِ ۚ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ
ہوں گے۔ غلبہ خدا کی مدد سے ہوتا ہے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہی ہے
الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (٥) وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ
بڑا زبردست نہایت رحم والا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کیا کرتا
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (٦) يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا
لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے - یہ لوگ دُنیوی زندگی کی

اسلام کے حلقہ بگوش ہوجائیں گے لیکن جب اللہ تعالیٰ انکو خشکی پرلے آتا ہے تب ہی شرک کرنا اور بتوں کو پکارنا شروع کردیتے ہیں جس کا انجام اور ماحصل یہ ہے کہ جو نجات ہم نے ان کو غرق سے دی تھی اسکی ناشکری کریں اور کفر پر قائم رہیں اور دُنیوی زندگی کو کچھ اور دنوں برت لیں اور کچھ اور فائدہ اُٹھالیں اور من مانی کارروائیاں کرتے پھریں بہرحال اب آگے چل کر انکو سب علوم ہوجائیگا (٦٦) کیا ان کفار مکہ نے اس بات کو نہیں دیکھا اور انھوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے حرم مکہ کو پناہ اور امن کی جگہ بنا دیا حالانکہ انہی ساکنانِ حرم کے اردگرد اور قریب جوار کے لوگ اُچک لیے جاتے ہیں اور لوٹے مارے جاتے ہیں تو کیا اس حق کو بھی یہ لوگ باطل اور بے اصل معبودوں پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات کی ناشکری اور کفرانِ نعمت کرتے ہیں ٭ ہم سورہ قصص میں کہہ چکے ہیں کہ مکہ کے حرم کا سب لوگ احترام کرتے تھے اور حرم کے رہنے والوں کو لوٹتے نہیں تھے اور نہ قتل کرتے تھے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اہل مکہ پر بڑا احسان تھا۔ آس پاس کے لوگوں کو ڈاکو مار بھی ڈالتے لوٹتے بھی تھے اور اُن کو نکال بھی دیتے تھے لیکن حرم میں رہنے والوں پر آنچ بھی نہ آتی تھی اللہ کے اس کھلے ہوئے احسان کا مقتضیٰ یہ تھا کہ یہ اُس پر ایمان لاتے اور اُس وحدہٗ لاشریک کے ساتھ شرک نہ کرتے لیکن یہ بدنصیب پھر بھی بتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفرانِ نعمت کا برتاؤ کرتے ہیں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں مکے کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنوں سے پناہ میں تھے اور سارے ملک عرب میں فساد تھا۔ بتوں کے نیچے احسان مانتے ہیں یہ سچا احسان اللہ کا نہیں ملتے ١٢ (٦٧) تفسیر مظہری اور اُس شخص سے بڑھ کر ظالم اور ناانصاف کون ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے یا جب سچی بات اسکو پہنچ جائے اور اسکے پاس آجائے تو اُس سچی بات کی تکذیب کرے کیا ایسے کافروں کا آخری ٹھکانا جہنم میں نہ ہوگا ٭ یعنی بے دلیل اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا کرے اور کہے کہ وہ شریک رکھتا ہے اور سچی بات جو مدلل اور مع الدلیل آئے اسکو جھٹلائے اور اسکی تکذیب کرے، تو وہ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے اور ایسے ظالموں کا جہنم کے سوا ٹھکانا بھی کہاں ہوسکتا ہے (٦٨) اور جو لوگ ہمارے لئے مشقتیں برداشت کرتے ہیں تو ہم ضرور اُن کو اپنی راہیں دکھادیں گے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے نکوکاروں کے ساتھ ہے ٭ اور جو لوگ ہماری رضا اور خوشنودی حاصل کرنیکی غرض سے مختلف مشقتیں برداشت کرتے ہیں

توہم ان کیلئے اپنے قرب و محبت کی راہیں ظاہر کردیتے ہیں اور دکھا دیتے ہیں اور ہم حضرات مخلصین کے ساتھ ہیں دنیا و آخرت میں حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں اپنی راہیں یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت
ہے ١٢ یعنی جو لوگ ریاضت و مجاہدے کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر وصل کی راہیں آسان کردیتا ہے اور نورِ بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ جنت میں داخل ہوجاتے ہیں ساتھ کا یہ مطلب کہ اس کی حمایت اور نصرت اُنکے
ساتھ رہتی ہے، راستہ تو ایک ہی ہے لیکن ریاضت اور مجاہدے کے بہت سے شعبے ہیں اس لئے راہیں فرمایا واللہ اعلم و علمہٗ اتم و احکم (٦٩) تم تفسیر سورۃ العنکبوت و للہ الحمد -
سورہ رُوم مکی ہے اور اس میں ساٹھ آیات اور چھ رکوع ہیں - الٓمٓ (١) اہل روم مغلوب ہوگئے ٭ یعنی رُومی اہل فارس سے کمزور پڑگئے اور دب گئے اور اُن کو شکست ہوگئی (٢) اُس ملک میں جو حجاز کے متصل
ہے اور ملک عرب سے ملا ہوا ہے اور قریب ہے اور وہ اہل روم اپنے اس مغلوب اور مفتوح ہوجانے کے بعد عنقریب پھر غلبہ حاصل کریں گے اور غالب آجائیں گے (٣) یہ غلبہ چند برسوں میں حاصل کریں گے (باقی ضمیمہ میں۔

Marfat.com

مِنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝٧ اَوَ
ظاہری حالت کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے بالکل ہی بے خبر ہیں
لَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ
کیا ان لوگوں نے اپنے دلوں میں کبھی یہ غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ
الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ
ان دونوں کے مابین ہے اس کو کسی خاص مصلحت ہی سے پیدا کیا ہے اور ایک وقت مقررہ تک کیلئے ہی پیدا کیا ہے اور بہت سے
كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝٨ اَوَلَمْ
آدمی تو اپنے رب کے رو برو حاضر ہونے کو مانتے ہی نہیں۔ کیا یہ لوگ ملک میں
يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
چلتے پھرتے نہیں چلیں پھریں تو دیکھیں کہ اُن لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو لوگ
الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا
ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا حال یہ تھا کہ وہ ان سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور انھوں نے زمین کو ان سے زیادہ بویا
الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ
جوتا بھی تھا اور جس قدر ان لوگوں نے زمین کو آباد کر رکھا ہے اُنھوں نے ان سے کہیں زیادہ آباد کر رکھا تھا اور انکے پاس بھی ان کے
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ
پیغمبر کھلی کھلی نشانیاں لیکر آئے تھے سو خدا تعالیٰ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ان لوگوں پر ظلم کرتا لیکن
كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٩ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ
وہ لوگ خود ہی اپنے اوپر آپ ظلم کرتے تھے۔ آخرکار ان لوگوں کا انجام جنھوں نے
اَسَاۗءُوا السُّوْٓآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا
برا کیا تھا برا ہی ہوا اس وجہ سے کہ اُنھوں نے آیات الٰہی کی تکذیب کی اور وہ ان آیات کا
يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ
مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کریگا پھر

یہ لوگ دُنیوی زندگی کی ظاہری سطح اور حالت کو جانتے ہیں اور آخرت سے یہ لوگ بالکل ہی بے خبر ہیں ؛ یعنی دُنیوی زندگی کے کاروبار تجارت اور کھیتی باڑی کو جانتے ہیں اور آخرت کی انکو کچھ خبر نہیں۔ لا یعلمون اور یعلمون میں منافات نہیں کیونکہ علم کی نفی ہے امور دین میں اور اثبات علم ہے امور دُنیا میں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ظاہر دنیا میں جس کا غلبہ دیکھیں اللہ اُسی سے خوش ہے ۱۲ (۷) آگے اُن کے غور و فکر نہ کرنے پر تنبیہ ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کیا ان لوگوں نے اپنے دلوں میں کبھی یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو نہیں پیدا کیا مگر کسی خاص حکمت اور مصلحت سے ایک وقت مقررہ تک کے ہی لئے پیدا کیا ہے اور بلا شبہ بہت سے آدمی تو اپنے پروردگار کی پیشی میں حاضر ہونے کو مانتے ہی نہیں اور پروردگار کے روبرو حاضر ہونیکے منکر ہیں ؛ یعنی بات اتنی مشکل نہیں یہی عالم اُس عالم کیلئے دلیل راہ ہو سکتا ہے لیکن اپنے جی میں غور ہی نہیں کرتے اور چونکہ غور نہیں کرتے اس لئے عالم آخرت کے یقین سے محروم ہیں حالانکہ عالم آخرت پر عقلی اور نقلی دلائل و شواہد موجود ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر چیز کی ایک ابتدا اور ایک انتہا ہر انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان میں ہر گردش کی ایک مدت ہے مہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہوتی ہے جو ہر چیز میں صنعت ہے سو سارے جہان میں ہی اپنے وقت پر اسکو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا کھیل نہیں جو کچھ اس سے منظور ہے وہی آخرت میں نظر آئے گا ۱۲ (۸) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں چلتے پھرتے تو دیکھتے کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کا حال یہ تھا کہ وہ ان سے قوت میں بھی زیادہ تھے اور اُنھوں نے ان سے زیادہ زمین کو بویا جوتا بھی تھا۔ اور جس قدر ان لوگوں نے سامان اور تعمیرات سے زمین کو آباد کر رکھا ہے اُنھوں نے ان سے کہیں زیادہ آباد کر رکھا تھا اور اُن کے پاس بھی ان کے پیغمبر کھلی اور صاف نشانیاں لے کر آئے تھے پس اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ان لوگوں پر ظلم اور زیادتی کرتا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا کرتے تھے ؛ یعنی تم سے پہلے کے منکرین بڑے قدآور اور زور آور تھے کھیتی باڑی بھی خوب کرتے تھے درخت لگاتے تھے نہریں نکالتے تھے زمین کو انھوں نے مکانات بنا بنا کر خوب آباد کر رکھا تھا بڑا سامان رکھتے تھے غرض ہر بات طاقت و قوت محنت اور کاشت، اور شہروں کی آبادی وغیرہ میں تم سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور ان کے پاس ان کے رسول بڑے بڑے صاف دلائل اور معجزات لیکر آئے تھے لیکن اُنھوں نے رسولوں کی مخالفت کرکے اپنی جانوں پر ظلم کیا حضرت حق تعالیٰ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ان پر ظلم و زیادتی کرتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بن رسول بھیجے اللہ نہ پکڑتا ۱۲ (۹) آخرکار ان لوگوں کا انجام جنھوں نے برا کیا تھا برا ہی ہوا اس سبب سے کہ ان لوگوں نے آیات الٰہی کی تکذیب کی اور وہ ان آیات کے ساتھ ٹھٹا کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں یعنی دلائل و احکام کا مذاق اُڑایا کرتے تھے ؛ یعنی برا کرنیوالوں کا برا ہوا اُن کی آخرت تباہ ہوئی اور عذاب الٰہی کے مستحق ہوئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایک قوم کو جن باتوں پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کی فنا بھی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب کی سزا بھی ایک کی سزا سے بوجھو ۱۲ (۱۰) آگے آخرت اور وہاں کی سزا و جزا کا بیان ہے ارشاد ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارا پیدا کرے گا پھر

ع ٤

Marfat.com

تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤگے ÷ یعنی جس نے پہلی بار پیدا کیا ہے وہی اعادہ فرمائے گا تمام خلق کا پھر تم سب کی بازگشت اُسی کے حضور میں ہوگی (١١) اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو اس دن مجرم لوگ مایوس ہو کر رہ جائیں گے ÷ ابلاس کے معنی ہیں مایوسی، رسوائی، حیرت۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت جب قائم ہوجائے گی تو آس توڑ دیں گے پہلے سے منکر تھے اب وہ چیز سامنے آجائے گی تو سوائے رسوائی اور مایوسی کے اور کیا ہوگا (١٢) اور ان کے خودساختہ اور بنائے ہوئے شرکاء میں سے کوئی بھی ان کی سفارش کرنیوالا نہ ہوگا اور یہ لوگ اپنے ان خودساختہ شرکاء سے خود ہی منکر ہوجائیں گے اور انکار کردینگے ÷ یعنی جن کو اپنے زعم باطل میں اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دے رکھا تھا ان میں سے کوئی ان کی سفارش کو نہ آئیگا تو یہ اُن کی شرکت ہی سے انکار کردیں گے چونکہ یہ انکی تشریک فی الالوہیت کا قول کرتے تھے اسلئے اُس دن قسمیں کھاکھا کر انکار کریں گے واللہ ربنا ماکنا مشرکین حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جنکو اللہ کا شریک بتاتے تھے ١٢ (١٣) اور جس دن قیامت قائم ہوگی اُس دن سب لوگ متفرق اور جُدا جُدا ہوجائینگے ÷ یعنی ابرار اور فجار یا اہلِ جنت اور اہلِ جہنم الگ الگ ہوجائیں گے آگے اسی کی تفصیل ہے (١٤) سو جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے تو وہ بہشت میں مسرور اور خوش حال ہوں گے ÷ یعنی اُن کی خوب آؤبھگت ہوگی اور خاطر تواضع ہورہی ہوگی (١٥) اور جن لوگوں نے کافرانہ روش اختیار کر رکھی تھی اور کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کی اور آخرت کے پیش آنے کی تکذیب کی تھی تو یہ لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے اور عذاب میں حاضر کیے جائیں گے ÷ یعنی کفر کے خوگر رہے اور آیات الٰہی اور قیامت کے ملنے اور پیش آنے کو جھٹلاتے رہے تو یہ لوگ عذاب میں مجرموں کی طرح گرفتار کر کے حاضر کیے جائیں گے (١٦) سو تم لوگ جب شام کرو اور جب صبح کرو تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کیا کرو اور پاک اللہ کو یاد کیا کرو جب شام کرو اور جب صبح کرو ÷ یعنی ان اوقات میں اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی پاکی بیان کیا کرو اور سب سے بہتر اس کی یاد اور پاکی نمازمیں ادا ہوتی ہے تو مطلب یہ ہے کہ صبح۔ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھا کرو (١٧) اور تمام آسمانوں میں اور زمین میں اُسی کی تعریف اور حمد و ثنا ہوتی ہے اور تم سہ پہر اور دوپہر کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کیا کرو اور اُسی کی خوبی ہے آسمان اور زمین میں اور پچھلے وقت اور جب دوپہر ہو ÷ یعنی آسمان و زمین میں اُسی کی حمد و ثنا اور اُسی کی تعریف کا چرچا ہے۔ خواہ زبانِ حال سے ہو یا زبانِ قال سے ہو اور تم لوگ پچھلے پہر اور دوپہر یعنی ظہر اور عصر کی نماز پڑھا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے ان آیات سے نماز اوقات بتائے ہیں اور فرمایا ہے ان آیات سے پانچ وقت کی نماز ثابت ہوتی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پاک اللہ کو یاد کرو اور اُسکی خوبی آسمان و زمین میں ہورہی ہے ان چار وقتوں پر یاد کرو صبح کی نماز اور شام کی اس میں مغرب اور عشاء آچکیں اور پچھلے وقت عصر اور دوپہر ظہر ١٢ (١٨) وہ جان دار کو مُردے سے نکالتا ہے اور مردے کو زندہ سے اور وہی زمین کو اسکے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ بھی مرنے کے بعد زمین سے نکالے جاؤگے ÷ یعنی انسان کو نطفے سے اور نطفے کو انسان سے جانور سے انڈے کو اور انڈے سے جانور کو مومن سے کافر کو کافر سے مومن کو اور جب زمین خشک ہوتی ہے تو پھر اُس کو برسات میں زندہ کردیتا ہے، اور زمین میں روئیدگی ہوجاتی ہے، اسی طرح تم کو بھی مرنے کے بعد قبروں سے نکال کھڑا کرے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مٹی مُردے سے جیتے جان دار ١٢ (١٩)

تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٢﴾

تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤگے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو اُس دن مجرم لوگ

وَلَمْ يَكُن لَّهُم مِّن شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا

مایوس ہو کر رہ جائیں گے۔ اور اُنکے خود ساختہ شرکاء میں سے کوئی بھی اُن کی سفارش کرنیوالا نہ ہوگا

بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ

اور یہ لوگ اپنے ان خود ساختہ شرکاء سے خود ہی منکر ہوجائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی

يَتَفَرَّقُونَ ﴿١٤﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اُس دن سب لوگ جُدا جُدا ہوجائیں گے۔ سو جو لوگ ایمان لائے تھے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے تھے

فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿١٥﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

تو وہ بہشت کے باغ میں مسرور ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي

ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا تو یہ لوگ

الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿١٦﴾ فَسُبْحَانَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ

عذاب میں گرفتار ہوں گے۔ سو تم لوگ جب شام کرو اور جب صبح کرو تو اللہ کی

وَحِينَ تُصْبِحُونَ ﴿١٧﴾ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَاوَاتِ وَ

پاکی بیان کیا کرو۔ اور تمام آسمانوں میں اور زمین میں اُسی کی تعریف اور حمد و ثنا ہوتی ہے

الْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ﴿١٨﴾ يُخْرِجُ الْحَيَّ

اور تم سہ پہر کے وقت اور ظہر کے وقت بھی خدا کی پاکی بیان کیا کرو۔ وہ جان دار کو مُردے سے

مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي

نکالتا ہے اور مُردے کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہی

ع ٢ ٩ ٥ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿١٩﴾ وَمِنْ

زمین کو اُس کے مرے پیچھے زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ بھی نکالے جاؤگے۔ اور اسکی

Marfat.com

اور اُس کی حکمت و قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم یکایک تھوڑے ہی دنوں میں انسان ہو جو ہر طرف پھیلے ہوئے ہو: یعنی مٹی سے مطلب یہ ہے کہ ایسے عناصر سے بنایا جن میں مٹی کے اجزا سب سے زیادہ ہیں آخر جو غذا کھائی جاتی ہے جس سے خون اور مادہ منویہ کی تولید ہوتی ہے وہ مٹی سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ (۲۰) اور اُس کی قدرت و حکمت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں اور جوڑے بنائے تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اور تم کو ان سے آرام و اطمینان حاصل کرو اور اُس نے تم میاں بیویوں کے مابین محبت اور ہمدردی پیدا کی، اس بات میں اُن لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں: یہ بھی اللہ تعالیٰ کے نشانہائے قدرت کا ایک بڑا نشان ہے کہ اُس نے نسل انسانی کی پیدائش اور افزائش کے لئے انسانی جنس سے جوڑا بنایا اور مرد کیلئے عورت کو پیدا کیا انسانیت کی بنا پر دونوں میں اُنس اور محبت ہوتی ہے اور مرد کو عورت سے راحت اور سکون میسر ہوتا ہے اُس کی جانب سے مہربانی اور شفقت کا سلوک ہوتا ہے اور عورت کی طرف سے محبت ہوتی ہے۔ جو فکر کرنے والے اور سوچنے والے ہیں انکو اللہ تعالیٰ کی اس طریقہ تعلق میں اور دونوں کی ایک دوسرے کے ساتھ محبت و شفقت میں بڑی نشانیاں نظر آتی ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے درخت کی نسل ایک سے چلائی اور جانور کی دو سے پھر بعضے جانور کا جوڑا مقرر نہیں اور بعضوں کا مقرر ہے انسان کو جوڑا مقرر ٹھہرایا اس میں نسل کے سوائے اُنسیت اور چین ہے اور پیار اور محبت تا جہاں کی بستی ہو جو کوئی جوڑا مقرر نہ کرے یعنی زنا کرے نکاح نہ کرے وہ انسان سے حیوان ہوا ۱۲ (۲۱) اور اسکے نشانہائے قدرت و حکمت سے آسمان و زمین کا بنانا اور تمہاری بولیوں کا اور تمہاری رنگتوں کا ایک دوسرے سے مختلف ہونا بھی ہے بلاشبہ اس بات میں اور ان چیزوں میں جاننے والوں اور اہل دانش کیلئے بڑی نشانیاں اور بڑے پتے ہیں: یعنی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا تمہاری بولیوں کا الگ الگ ہونا کہ ہندوستانی کو اہل عرب نہ سمجھیں اور عرب کی بولی یورپ میں نہ سمجھی جائے۔ جاپان کی بولی انگلستان میں نہ سمجھی جائے ایسا ہی رنگوں کا اختلاف کوئی کالا کوئی گورا۔ کوئی سانولا، ہر ایک کی رنگت جُدا ہر ایک کا ناک نقشہ الگ یہ سب باتیں ایسی ہیں جن میں اہل علم اور اہل دانش کیلئے بڑی نشانیاں ہیں اور ان امور میں بڑے پتے کی باتیں ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سب انسان ایک ماں باپ سے بنائے اور کر دیئے پھر جُدا بولیاں کر دیں ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک میں جیسے جانور ۱۲ (۲۲) اور اُسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن میں سونا اور نیند سے راحت حاصل کرنا ہے اور تمہارا اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی روزی کا تلاش کرنا ہے بیشک ان باتوں میں اُن لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو توجہ کیساتھ سنتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ رات میں زیادہ سوتے ہو دن کو قیلولہ وغیرہ کر لیتے ہو اور رات دن کے اس سونے سے راحت حاصل کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی روزی تلاش کرتے ہو یعنی دن کو زیادہ عام طور سے اور رات کو کم بہرحال سونے کا بھی اختیار اور کمانے کا بھی اختیار چاہے رات میں سوؤ دن میں کماؤ یا دن میں سوؤ رات میں کماؤ غرض دن کا بھی شغل اور رات کا بھی شغل۔ آرام کا بھی سامان یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی قدرت کے دلائل ہیں اور ان دلائل سے وہی لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں جو دلیل کو توجہ کے ساتھ سنتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دو حالتیں بدلتی ہیں سویا تو پتھر کی طرح اور تلاش میں لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہیں اصل تو رات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونوں وقت دونوں کام ہوتے ہیں ۱۲ فائدہ نشانیاں ہیں سننے والوں کو اپنے سونے کا احوال نظر نہیں آتا سو لوگوں کی زبانی سنتے ہیں ۱۲ (۲۳) اور اسکے نشانہائے قدرت میں سے یہ بات ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور اُمید دلانے کو بجلی کی چمک دکھاتا ہے اور وہ آسمان کی جانب سے پانی نازل کرتا ہے پھر اس پانی سے زمین کو اُس کے مرے پیچھے یعنی خشک ہوجانیکے بعد زندہ اور تر و تازہ کر دیتا ہے بیشک اس امر مذکور میں ان لوگوں کیلئے قدرت خداوندی کی بڑی نشانیاں ہیں جو صحیح عقل اور سمجھ بوجھ رکھتے ہیں: یعنی جب بارش ہوتی ہے تو بجلی کی چمک دکھاتا ہے جس سے بجلی کے گرنے کا خوف بھی ہوتا ہے اور بارش کے ہونے کی اُمید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے اور اس پانی سے زمین کو اُس کے مرجانے اور خشک ہوجانے کے بعد از سر نو زندگی عطا فرماتا ہے اور زندہ کر دیتا ہے یعنی تر و تازہ ہوتی ہے اور نمو کی قوت پیدا ہوجاتی ہے، ان باتوں میں دلائل ہیں اہل عقل کیلئے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ جب زمین مرنیکے بعد زندہ ہوتی ہے تو زمین سے بنا ہوا انسان بھی مرنے کے بعد زندہ ہوجائیگا۔ (۲۴)

اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ
نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اُس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اب تم انسان ہو
تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
جو ہر طرف پھیلے ہوئے ہو۔ اور اُسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے
اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ
بیویاں بنائیں تاکہ تم ان سے آرام و اطمینان حاصل کرو اور اُس نے تم میاں بیویوں کے درمیان محبت
رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾
اور ہمدردی پیدا کی اس بات میں اُن لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں
وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ
اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہاری بولیوں کا اور تمہارے
اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ
رنگوں کا مختلف ہونا ہے۔ بے شک ان چیزوں میں اہل دانش کے لئے
لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ
بڑی نشانیاں ہیں۔ اور اُسی کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن میں نیند سے سونا ہے
وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ
اور تمہارا خدا کے فضل یعنی روزی کو تلاش کرنا ہے۔ بے شک اس بات میں ان لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں
یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ
جو توجہ کے ساتھ سنتے ہیں۔ اور اُسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمکو ڈراتے اور اُمید دلانے کو بجلی
طَمَعًا وَّ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ
دکھاتا ہے اور وہی آسمان کی جانب سے پانی نازل کرتا ہے پھر اُس پانی سے زمین کو اسکے خشک ہوجانیکے بعد
بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾
تر و تازہ کر دیتا ہے۔ بیشک اس بات میں ان لوگوں کیلئے بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں

Marfat.com

اور اُس کے نشاناتِ قدرت میں سے یہ بات بھی ہے کہ آسمان و زمین اُسی کے حکم اور ارادے سے قائم ہیں پھر جب وہ تم کو پکار کر زمین سے بلائیگا تو تم سب پکارتے ہی نکل پڑو گے یعنی زمین و آسمان اسی کے ارادے سے قائم ہیں پھر جب وہ تم کو زمین سے اُٹھانا چاہے گا تو تم کو آواز دے گا اور تم زمین سے نکل آؤ گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کھڑا ہے اس میں تارے چلتے ہیں جس کو اور جگہ فرمایا پھرتے ہیں ۱۲ (۲۵) اور جتنے انسان اور فرشتے آسمان و زمین میں موجود ہیں سب اُس کے مملوک ہیں اور سب کے سب اُسی کے تابع فرمان ہیں: یعنی جو ذی عقل مخلوق آسمان و زمین میں ہے سب اُسی کی مملوک ہے مراد اس سے فرشتے اور ارواحِ طیبہ اور زمین میں انسان سب اللہ تعالیٰ کی مملوک ہیں اور سب اُسی کے حکم کے تابع ہیں کوئی اختیاری اور کوئی اضطراری (۲۶) اور وہی ہے جو ابتداءً مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر وہی اس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اس پر بہت آسان ہے اور آسمان و زمین میں اُس کی شان سب سے بلند اور بالاتر ہے اور وہ کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے: یعنی اول بار پیدا کرنا بھی اُسی کا کام ہے جو سب کو تسلیم ہے اور دوبارہ بھی وہی پیدا کریگا جیسا کہ دلائل قاطعہ سے ثابت ہے اور یہ بات یعنی ایک چیز کو ایک مرتبہ بنا کر اُس کو دوبارہ بنا لینا مخاطبین کے اعتبار سے آسان اور سہل بھی ہے پھر دوسری زندگی سے کیوں انکار کرتے ہو اُس کی کہاوت اور اُس کی صفات اور اسکی شان سب سے بلند و بالاتر ہے اور وہ عزیز ہے حکیم ہے. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آسمان کے لوگ نہ کھاویں نہ پیویں نہ حاجت بشری رکھیں سوائے بندگی کے کچھ کام نہیں اور زمین کے لوگ سب چیز میں آلودہ اللہ کی صفت نہ ان سے ملے نہ اُن سے اور وہ پاک ذات ہے ۱۲ (۲۷) اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تم ہی میں سے اور تمہارے ہی احوال وحالات میں سے ایک عجیب مضمون اور عجیب کہاوت اور مثال بیان فرماتا ہے وہ یہ کہ کیا اس مال و متاع میں جو ہم نے تم کو دیا ہے اور عطا فرمایا ہے تمہارے وہ مملوک یعنی لونڈی اور غلام جن کے تم مالک ہو شریک ہیں کہ تم اور وہ مملوک اس مال و متاع کی شرکت میں دونوں برابر ہوں اور اختیارات میں دونوں مساوی ہوں اور تم ان سے اسی طرح اندیشہ کرتے ہو اور ڈرتے ہو جس طرح تم اپنوں سے ڈرتے ہو ہم اسی طرح اپنی توحید کے دلائل تفصیل کے ساتھ ان لوگوں کیلئے بیان کیا کرتے ہیں جو سمجھ سے کام لیتے ہیں اور صحیح عقل رکھتے ہیں: یعنی شرک کی مذمت اور اثبات توحید کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تمہارے ہی حالات میں سے ایک عجیب مثال بیان کرتا ہے تاکہ تم اس کو سمجھو اور چونکہ یہ مضمون تمہاری حالت ہی پر چسپاں ہوتا ہے اس لئے اسکے سمجھنے میں آسانی ہوگی اس لئے اسپر غور کرو کہ ہم نے جو مال و اسباب تم کو دیا ہے خواہ وہ نقد ہو یا سامان تجارت وغیرہ ہو کیا تم کو یہ بات پسند ہے کہ تمہارے ممالیک خواہ وہ غلام ہوں یا تمہاری باندیاں ہوں وہ تمہارے مال میں جو ہمارا ہی دیا ہوا ہے شریک ہوں اور مالکانہ حق انکو بھی حاصل ہو، جسطرح تم اپنے شریک اور سہیم سے ڈرتے ہو کہ اگر میں نے بیجا خرچ کیا تو میرا شریک مجھ سے حساب طلب کرے گا اور میرے بیجا خرچ پر اعتراض کرے گا اور رقم پوری کرنے کا مطالبہ کرے گا اسی طرح تم ان ممالیک سے بھی اندیشہ کرو۔ انفسکم سے مُراد شریک ہیں خواہ وہ اپنے عزیز ہوں یا کوئی دوسرا آزاد ہو بہر حال جب کوئی شریک فی المال ہوتا ہے تو ایک دوسرے کا لحاظ رکھنا ہی ہوتا ہے۔ یہی حق تمہارے غلاموں کو بھی

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا

اور اُسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین اُس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب وہ

دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿٢٥﴾

تم کو پکار کر زمین سے بلائے گا تو تم سب پکارتے ہی نکل پڑو گے۔

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿٢٦﴾

اور جتنے آسمان اور زمین میں موجود ہیں یعنی انسان اور فرشتے اُسی کے مملوک ہیں سب اُسی کے تابع فرمان ہیں

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ

اور وہی ہے جو ابتداءً مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر وہی اُس کو دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ دوبارہ پیدا کرنا

عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَ

اُس پر بہت آسان ہے اور آسمان و زمین میں اُسی کی شان سب سے بالاتر ہے اور

هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ

وہی کمال قوت کمال حکمت کا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے تمہارے ہی حالوں میں سے ایک عجیب مثال بیان کرتا ہے

هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا

کیا اس مال و متاع میں جو ہم نے تمکو عطا کیا ہے تمہارے وہ غلام جن کے تم مالک ہو شریک ہیں کہ تم اور وہ

رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ

غلام اس مال و متاع کی شرکت میں دونوں برابر ہوں اور تم اُن سے اسی طرح ڈرو جس طرح تم اپنوں سے

ع ٨ / ٦

اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٢٨﴾ بَلِ

ڈرتے ہو ہم اسی طرح اپنی توحید کے دلائل تفصیل کیساتھ اُن لوگوں کیلئے بیان کیا کرتے ہیں جو سمجھ سے کام لیتے ہیں

اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ

اصل بات یہ ہے کہ یہ ظالم بغیر کسی دلیل کے اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں سو جس کو خدا تعالیٰ گمراہ رکھے اسکو

مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَقِمْ وَجْهَكَ

کون راہ پر لگا سکتا ہے اور ایسے گمراہوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ سوائے مخاطب تو سب طرف سے یکسو ہو کر اپنا رخ

حاصل ہو ظاہر ہے کہ اس کے لئے کون آمادہ ہو سکتا ہے آج کل جب کہ سرمایہ دارانہ نظام کی ہر وقت مذمت کی جاتی ہے اور کمیونزم کی تعریف کے پُل باندھے جاتے ہیں آج بھی کوئی اس کے لئے تیار نہیں: حتیٰ کہ کمیونسٹ جو اس معاملہ میں کسی قدر آزاد ہیں وہ بھی دوسرے کو تصرف فی الاختیار کی برابری پر آمادہ نہیں ہیں ضروریاتِ زندگی کی تقسیم دوسری چیز ہے وہ بھی اس طرح کہ ہاتھ اٹھا کر سب کو دیدیں اور اپنے ماتحتوں میں مساوات قائم کردیں یہ اور بات ہے اور اپنی دولت اور حکومت میں دوسرے کا تصرف اور اختیار تسلیم کریں یہ اور بات ہے اس کیلئے تو آج کی دُنیا بھی تیار نہیں ہے چہ جائے کہ اب سے چودہ سو صدی کے پہلے کی دُنیا کو تو اس کا تصور بھی نہ تھا کہ اپنی دولت اور مال و اسباب میں کوئی دوسرا ہمارا شریک و سہیم بھی ہو سکتا ہے اور ہمارے لونڈی غلام جو ہمارے مملوک ہیں وہ ہمارے مال پر تصرف کے اختیارات حاصل کر کے ہمارے مساوی ہو جائیں اور ہم کو ان کی جواب دہی کا ڈر اور خوف ہو اس شرکت کیلئے کون تیار ہو سکتا تھا۔ پھر اپنے مال میں جو خدا کا دیا ہوا مال ہے (باقی صفحہ ٦٥٠)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۴۹) اپنے ہی جیسے انسان کو جس میں ایک اضافی فرق ہے ورنہ وہ بھی تم ہی جیسا آدمی ہے تم آقا ہو وہ غلام ہے تو اپنے جیسے انسان کو شریک کرنے اور مساوی بنانے پر تیار نہیں اور اللہ تعالیٰ جو تمام مخلوق کا خالق ہے اور اس میں اپنی مخلوق کے ساتھ کوئی مناسبت نہیں اسکی مخلوق کو حضرت حق جل مجدہٗ کی عبادت میں شریک کر رہے ہو اور معبودِ برحق کی عبادت میں اُس کی مخلوق کو جس میں بعض تمہارے ہی ہاتھ کے بنائے ہوئے بت ہیں اس معبود اور خالق کی عبادت میں برابر کا شریک سمجھتے ہو تم اپنے غلاموں کی شرکت فی الامور پر آمادہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق جو اُس کی مملوک اور غلام ہے اس کے غلاموں کو اس کی عبادت میں شریک کر رہے ہو، جس طرح ہم نے یہ دلیل توحید کی بیان کی ہے اسی طرح ہم دُوسرے دلائل بھی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ سے کام لیں اور شرک سے باز آجائیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم جھوٹے مالک ہو لونڈی غلام کے سب روزی کھاتے ہو اللہ کی پھر بھی ساجھی نہیں ہو سکتے تمہارے جیسے اپنے بھائی بند اور تم کو کچھ پروا نہیں ان کی مرضی لیکر کام کرو تو وہ سچا مالک کیا پروا رکھے اپنے غلام کی جس کو اس کا ساجھی گنتے ہو ۱۲ (۲۸) سمجھانے کے باوجود یہ لوگ حق کی پیروی نہیں کرتے بلکہ یہ ظالم اور نا انصاف لوگ بغیر کسی صحیح دلیل کے اپنی نفسانی خواہشات اور خیالات کی پیروی کرتے ہیں سچ جس کو اللہ تعالیٰ بے راہ رکھے اُس کو کون راہ دکھا سکتا اور کون صحیح راہ پر لگا سکتا ہے اور ایسے گمراہوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا ۔ یعنی یہ لوگ ان دلائل قاطعہ کو نہیں مانتے بلکہ یہ ظالم اپنی نفسانی خواہشات پر بدون کسی صحیح دلیل کے چلتے ہیں بدی پر چونکہ جم چکے ہیں اور ظلم کے اور شرک کے خوگر ہو چکے ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایت کا ہاتھ اُن کے سروں پر سے اٹھالیا ہے اسی کو فرمایا من اضل اللّٰہ اور اللہ تعالیٰ جب کسی نالائق پر سے اپنا دستِ ہدایت اُٹھالے تو پھر اس کو کون راہ پر لگا سکتا ہے اور عذاب کے وقت ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا (۲۹) تفسیر صفحہ ہٰذا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے ہر ایک مخاطب کو خطاب فرماتے ہیں سوائے مخاطب تو سب طرف سے یکسو ہو کر اپنا رُخ اس دینِ حق کی طرف رکھو اور تم سب لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس صلاحیت و قابلیت کی پیروی کرو جس قابلیت و صلاحیت پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اس میں تبدیلی نہیں یہی صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے ۔ یعنی جو گمراہی میں مبتلا رہنا چاہتا ہے اس کو نظر انداز کرو اور تم سب طرف سے اور تمام ادیانِ باطلہ سے مُنہ موڑ کر اپنا رُخ دینِ حق کی جانب کرلو اور صرف دینِ حق کے ہو کر رہو اور اُسی صلاحیت کی اتباع کرو جس صلاحیت اور جبلت پر اللہ تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا ہے اور تراشا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر بچہ کی طبیعت میں ہدایت کا ایک ایسا مادہ رکھا ہے کہ اگر اس سے کام لیا جائے تو دینِ حق کی روشنی میسر آسکتی ہے ۔ ہر شخص کی فطرت میں ایسی استعداد موجود ہوتی ہے لیکن بعض دفعہ ماں باپ کا اثر اور بعض دفعہ دوسرے گمراہوں کا اثر اُس کو سوچنے سمجھنے کا موقعہ نہیں دیتے اور وہ گمراہی کو اختیار کرلیتا ہے اور اسکی استعداد و صلاحیت کی روشنی ماند اور مدھم پڑجاتی ہو اسکو احادیثِ صحیحہ میں فرمایا ہے کل مولود یولد علیٰ فطرۃ الاسلام یعنی ہر پیدا شدہ بچہ فطرتِ اسلامی پر پیدا ہوتا ہے اگر عارضی اور خارجی اثرات سے اس کو محفوظ رکھا جائے تو اس کی طبیعت خود اس کی رہنمائی کرتی ہے اور اس کا میلانِ طبع اس کو دینِ حق کی طرف مائل کردیتا ہے، لیکن کبھی ماں باپ اُس کی گمراہی کا سبب ہو جاتے ہیں اور کبھی شیاطین اس کو اغوا کرلیتے ہیں تم اللہ کی ساخت اور اس کے تراشے کو تبدیل نہ کرو بلکہ اسی فطرتِ سلیمہ کی اتباع کرو یہی وجہ ہے کہ جس ساخت پر اللہ تعالیٰ نے تراشا ہے اگر انسان خارجی اثرات سے خالی الذہن ہو کر غور کرتا ہے تو نہ صرف اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف کھنچتا ہے بلکہ وہ دینِ حق کی ہر اچھی بات کو اچھا کہتا ہے یہی وہ فطری استعداد ہے جس کی طرف قرآن نے اشارہ فرمایا ہے اسی کو فرمایا کہ اس میں تبدیلی نہیں یا اس کو بدلنا نہیں چاہئے، اور اُسی استعداد کی روشنی میں صحیح راستے کی تلاش کرنا چاہئے۔ پس دینِ حق کا صحیح اور سیدھا راستہ یہی ہے اور امرِ حق کی تلاش ہی صحیح اور سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ اس بات کو جانتے نہیں اور اُس طبعی روشنی سے کام نہیں لیتے اور تدبیر نہیں کرتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اس کے برابر نہیں کسی کا زور اُس پر نہیں یہ باتیں سب جانتے ہیں اس پر چلنا چاہئے ایسا ہی کسی کی جان و مال کو ستانا ناموس پر عیب لگانا ہر کوئی بُرا جانتا ہے ایسا ہی اللہ کو یاد کرنا غریب پر ترس کھانا حق پورا دینا دغا نہ کرنی ہر کوئی اچھا جانتا ہے (باقی ضمیمہ میں۔)

لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا

اُس دینِ حق کیطرف رکھو اور تم لوگ اللہ کی دی ہوئی اُس صلاحیت و قابلیت کی پیروی کرو جس قابلیت پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا ہے

تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اُس خداداد صلاحیت کو جس پر خدا نے لوگوں کو پیدا کیا ہے تبدیل نہ کرو یہی صحیح دین ہے لیکن اکثر لوگ

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (٣٠) مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا

اس بات کو نہیں جانتے۔ تم سب خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرتِ الٰہی یعنی خداداد صلاحیت کی پیروی کرو اور خدا سے ڈرتے رہو اور نماز کی

الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (٣١) مِنَ الَّذِيْنَ

پابندی کرو اور شرک کرنیوالوں میں سے نہ ہو جانا ۔ یہ شرک کرنے والے وہ ہیں جنھوں نے

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ

اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرلیا اور خود فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر فرقہ اس طریقہ پر نازاں ہے جس کا

فَرِحُوْنَ (٣٢) وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ

وہ پابند ہے۔ اور جب لوگوں کو کوئی سختی پہونچتی ہے تو اپنے رب کیطرف رجوع ہو کر اسی کو پکارنے لگتے ہیں

اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ

پھر جب خدا تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے کچھ رحمت کا مزہ چکھا دیتا ہے تب ہی ان لوگوں میں سے ایک فریق

بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ (٣٣) لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪

اپنے رب کیساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔ جس کا حاصل اسکے سوا کچھ نہیں کہ جو احسان ہم نے اُنپر کیا ہے اسکی ناشکری کریں چند دن اور فائدہ اُٹھالو

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ (٣٤) اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ

اب عنقریب تمکو سب حال معلوم ہو جائیگا۔ کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی سند نازل کی ہے کہ وہ سند خدا کیساتھ

بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ (٣٥) وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً

شرک کرنیکو ان سے کہتی ہے ۔ اور ہم جب لوگوں کو کسی نعمت سے لطف اندوز کر دیتے ہیں تو

فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

وہ اس پر نازاں ہو جاتے ہیں اور اگر ان کے اس کئے پر جو وہ اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں کوئی مصیبت آپڑتی ہے

کیا اُن لوگوں کو معلوم نہیں اور کیا یہ لوگ نہیں دیکھ چکے کہ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے روزی کو کشادہ اور فراخ کر دیتا ہے، اور پھیلا دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے روزی تنی تلی دیتا ہے اور گھٹا دیتا ہے بیشک اس رزق کی کمی بیشی میں ان لوگوں کیلئے توحید کے بڑے دلائل ہیں جو یقین رکھتے ہیں ؛ اس بات کا ان کو بھی اعتراف تھا کہ روزی کا گھٹانا بڑھانا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار ہے، اسی لئے فرمایا کہ جب روزی اُس کے قبضے میں ہے تو استحقاق عبودیت بھی اسی کے لئے ہے ؛ اہل ایمان تو اسکو سمجھتے ہی ہیں دُوسرے بھی اگر سمجھنا چاہیں تو سمجھ سکتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جس کو چاہے ماپ دے روزی جس کو چاہے پھیلا دے ۱۲ یعنی جب یہ چیز قضائے الٰہی کے ماتحت ہے تو امساک اور بخل سے پرہیز کرو بلکہ (۳۷) اے مخاطب قرابت دار کو اُس کا حق دیا کر اور مسکین اور مسافر کو بھی اس کا حق دیا کرو یہ ہر ایک مستحق کا حق ادا کرنا ان لوگوں کیلئے بہت بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب گار ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں ؛ یعنی جب ہر شخص کا رزق مقرر ہے تو بخل کرنا نہیں چاہئے بلکہ ہر شخص کو اُس کے حق سے بہرہ مند کرنا چاہئے یہ اُن لوگوں کیلئے جن کا مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی رضا ہے بہت بہتر ہے کہ اہل قرابت اور مسکین و مسافر کی خبر گیری کیا کریں اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہی قیامت میں اور دُنیا میں فلاح پانے والے ہیں۔ (۳۸) اور جو مال تم بڑھانے کو اس لئے دوگے کہ وہ لوگوں کے مال میں مل کر زیادہ ہو جائے اور بڑھ کر واپس آئے مثلاً سود اور بیاج کے لئے یا نوتہ اور سلامی وغیرہ تو اس دینے سے یہ مال اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھا کرتا اور جو صدقہ تم محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے ارادہ سے دیتے ہو اور مقصد محض اللہ کی ذات اور اُس کی خوشنودی ہوتی ہے جو لوگ ایسا کرتے ہیں تو وہی اپنا مال اور اپنا اجر و ثواب بڑھانیوالے ہیں ؛ یعنی دُنیوی رسوم میں جو لوگ اپنا مال اس توقع پر خرچ کرتے ہیں کہ ہماری رقم بڑھ کر آئے گی خواہ وہ سود کیلئے رقم لگائیں خواہ سلامی وغیرہ میں دیں یا برادریوں میں نوتہ کی رقم ہو اور اسی قسم کے لین دین تو یہ رقم اللہ تعالیٰ کے ہاں نہیں بڑھتی اور اس میں اضافہ نہیں ہوتا البتہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو صدقہ بڑھتا ہے خواہ وہ صدقات واجبہ ہوں یا نافلہ ہوں اور صدقہ میں بھی محض اللہ کی ذات اور اُس کی خوشنودی مقصود ہو تو جو لوگ اس پاک ارادے سے صدقہ کرتے ہیں تو اُن کے مال میں بھی اضافہ ہوتا ہے اور وہ اپنے اجر کو بھی بڑھاتے ہیں (۳۹) اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو اُس نے رزق دیا پھر تم کو وہ موت دیتا ہے پھر تم کو وہ دوبارہ زندہ کرے گا بھلا کیا تمہارے خود ساختہ شرکا جن کو تم خدا کا شریک سمجھتے ہو ان میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام کر سکے وہ اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے بہت پاک اور بالاتر ہے ؛ یعنی وہی تم کو پیدا کرتا ہے پیدا کرنے کے بعد وہی تمہاری روزی کا سامان کرتا ہے اور تم کو روزی دیتا ہے پھر موت بھی اسی کے قبضے میں ہے اُسی کے حکم سے مرتے ہو پھر دوبارہ زندگی بھی اُسی کے اختیار میں ہے خواہ وہ زندگی عالم برزخ کی ہو یا قیامت کی زندگی۔ اچھا اب بتاؤ یہ تمہارے خود ساختہ شریک جن کو تم نے میری الوہیت میں شریک کر رکھا ہے بھلا کیا ان میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان امور مذکورہ میں سے کوئی کچھ کر سکے۔ اور جب نہ ان کے قبضے میں پیدا کرنا نہ روزی دینا نہ مارنا اور نہ دوبارہ زندہ کرنا جب ان کاموں میں سے کوئی کام بھی یہ نہیں کر سکتے تو ان کا شریک ٹھہرانا باطل اور

إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

تو بس وہ لوگ نا امید ہو جاتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے روزی کو

لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ

کشادہ کر دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے کم دیتا ہے۔ بلاشبہ اس روزی کی کمی بیشی میں اُن لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں

يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾ فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ

جو ایمان رکھتے ہیں۔ سو اے مخاطب تو قرابت دار کو اس کا حق دیا کر اور مسکین اور

السَّبِيلِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ ۖ وَ

مسافر کو بھی ان کا حق دیا کر یہ ہر ایک مستحق کا حق ادا کرنا ان لوگوں کیلئے جو رضائے الٰہی کے طلبگار ہیں بہت بہتر ہے اور

أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رِبًا لِيَرْبُوَ فِي

ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو مال تم بڑھانے کو اس لئے دوگے کہ وہ لوگوں کے مال میں مل کر

أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُو عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ

زیادہ ہو جائے یعنی بڑھ کر واپس آئے تو اس دینے سے مال اللہ کے ہاں نہیں بڑھا کرتا اور جو صدقہ تم محض

زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿٣٩﴾

خدا کی رضا جوئی کے ارادے سے دیتے ہو تو جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہی لوگ اپنا مال اور ثواب بڑھانے والے ہیں

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو اس نے رزق دیا پھر تم کو موت دیتا ہے پھر

يُحْيِيكُمْ ۖ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ مِنْ ذَٰلِكُمْ

تم کو دوبارہ زندہ کرے گا بھلا کیا تمہارے خود ساختہ شرکا میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو ان مذکورہ کاموں میں

مِنْ شَيْءٍ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٠﴾ ظَهَرَ الْفَسَادُ

کوئی کام کر سکے وہ خدا ان مشرکوں کے شرک سے بہت پاک اور بالاتر ہے خشکی اور تری میں ان

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ

لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کے باعث ہلاکت و تباہی پھیل گئی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اُنکے بعض

گمراہی ہے سُبحٰنہ وتعالیٰ عمّا یشرکون۔ (۴۰) خشکی اور تری میں ان لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے ہلاکت و تباہی پھیل گئی تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ان کے بعض اعمال کی سزا کا مزہ چکھا دے تاکہ وہ باز آ جائیں اور اعمال بد کے ارتکاب سے لوٹ جائیں ؛ برّ و بحر سے مراد عام آبادیاں ہیں۔ خواہ وہ دریا کے قریب ہوں یا دریا سے دور ہوں فساد سے ہر قسم کے مصائب اور بلائیں مراد ہیں خواہ وہ قحط ہو یا سیلاب ہو۔ وبائیں ہوں قتل و غارت گری ہو یہ سب باتیں ان گناہوں کی وجہ سے ہیں جو لوگ کرتے رہتے ہیں' اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ کچھ اعمال کی سزا کا مزا لوگوں کو دنیا میں چکھائے ورنہ اگر تمام اعمال کا مواخذہ شروع ہو جائے تو رُوئے زمین پر ایک متنفس بھی باقی نہ رہے بعض اعمال پر سزا اس لئے تاکہ لوگ گناہوں سے جن میں سب سے بڑھ کر گناہ شرک و کفر ہے باز آ جائیں۔ عام مفسرین اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کا زمانہ مراد لیتے ہیں کیونکہ تاریخ میں وہ زمانہ سخت تاریکی کا دور تھا۔ یورپ کے مورخوں نے اس کا نقشہ بہت بھیانک دکھایا ہے، اسی لئے مفسرین نے یہ مراد لیا ہے (باقی ص ۵۲ پر)

Marfat.com

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ سِيرُوا
اعمال کی سزا کا مزہ چکھائے تاکہ وہ باز آجائیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم لوگ
فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ
زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا
قَبْلُ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ
ان گزشتہ لوگوں میں اکثر لوگ مشرک ہی تھے۔ سو اے پیغمبر آپ اپنے کو اس صحیح دین یعنی اسلام پر
الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ
قائم رکھئے اس سے پہلے کہ خدا کی طرف سے وہ دن آپہونچے جو کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتا
يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ
اُس دن سب لوگ جدا جدا ہوجائیں گے۔ جو شخص کفر کررہا ہے تو اسکے کفر کا وبال اُسی پر پڑنیوالا ہے اور جو
عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ
کوئی نیک عمل کررہا ہے تو یہ لوگ اپنی آرام گاہ کو درست کررہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ
اپنے فضل سے جزا دے گا جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو
الْكَافِرِينَ ﴿٤٥﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَ
پسند نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی ہے کہ وہ ہواؤں کو اسلئے بھیجتا ہے کہ وہ بارش کی خوشخبری دینے
لِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا
والی ہوں اور تاکہ وہ تم کو اپنی رحمت سے لذت اندوز کرے اور تاکہ اس کے حکم سے کشتیاں جاری ہوں اور تاکہ تم اس کا فضل
مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٤٦﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ
تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر بجا لاؤ۔ اور بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبروں کو
قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا
اُن کی قوموں کی طرف بھیجا سو وہ پیغمبر ان قوموں کے پاس صاف دلائل لیکر آئے پھر ہم نے اُن لوگوں سے انتقام لیا

(بقیہ صفحہ ۶۵۱) قحط سے انسانوں میں اور حیوانوں میں سخت تباہی پھیل جاتی ہے۔ بارش نہ ہونے سے صدہا بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں اور بحر سے مُراد طوفان اور سیلاب بتاتے ہیں، دریاؤں کے سیلاب سے جو طوفان آتے ہیں اور انسان اور حیوانات جس طرح تباہ ہوتے ہیں اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے بیشک بعثت محمدیؐ سے قبل دنیا کی یہی حالت تھی لیکن آج بھی یہ تباہی جبکہ تمام دنیا ایک علاقہ بن گئی ہے سابقہ دور سے کچھ کم نہیں ہے، یہ زمانہ بھی فساد بحر و بر کا ہے بدامنی، بے اطمینانی، بے گناہوں کا قتل آج بھی زمانۂ جاہلیت سے کچھ کم نہیں ہے۔ نوعیت میں اگرچہ فرق ہے لیکن جو کچھ ہوچکا ہے اور جس پر ہم نفرت و حقارت کا اظہار کرتے ہیں وہ سب کچھ آجکل کی دنیا میں بھی ہورہا ہے العیاذ باللہ کل کی دنیا اپنی بداعمالی کی سزا بھگت چکی ہے اور آج کی دنیا اپنے اعمال کی پاداش بھگت رہی ہے بدکرداری موجب بلیّہ کل کی دُنیا کیلئے بھی تھی اور آج کی دنیا کیلئے بھی ہے۔ آگے کفارِ مکہ سے کہا گیا ہے کہ چل پھر کر دیکھو کہ نافرمانوں اور گناہ گاروں کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ (۴۱) اے پیغمبر آپ ان منکرین دینِ حق سے فرمایئے کہ تم لوگ زمین میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کا آخر اور انکا انجام کیسا ہوا ان گزشتہ لوگوں میں اکثر اور بہت سے مشرک ہی تھے :: یعنی یہ مشرک اس بات کے قائل نہیں ہوتے کہ گناہوں کی پاداش کبھی دنیا میں بھی ملتی ہے تو ان سے کہو کہ دنیا میں چل پھر کر دیکھو کہ پہلی قومیں کس طرح تباہ کی گئیں اور تم ان کو دیکھ کر اُن جرائم سے باز آؤ جو وہ کیا کرتے تھے یہاں یہ شبہ نہ کیا جائے کہ حوادثات کی علت اگر گناہ ہوں تو بعض دفعہ حوادثات تو نیک بندوں کو بھی پیش آتے ہیں کیونکہ اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ مطلق حوادث کی علت معاصی اور گناہوں میں منحصر نہیں ہے بلکہ جو حوادثات بطور سزا کے پیش آتے ہیں ان کی علت یقیناً معاصی ہی ہوتے ہیں اور رفع درجات وغیرہ کے لئے جو حوادثات پیش آئیں انکی علت معاصی اور گناہ نہیں ہوتے واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین میں اور جہازوں میں لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا۔ چاہیے سارا تو آخرت میں ہے پر کچھ یہاں بھی شاید ڈر کر راہ پر آویں ۱۲ (۴۲) سو اے مخاطب تو اپنے رُخ کو اس سیدھے اور درست دین کی طرف قائم رکھ اور اپنے مُنہ کو اس صحیح دین کی جانب سیدھا رکھ اس سے پہلے کہ وہ دن آئے اور وہ دن آپہنچے جس دن کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہٹنا اور پھرنا نہیں اُس دن سب لوگ جُدا جُدا ہوجائیں گے :: بعض لوگوں نے من اللہ کو ان یاتی کے متعلق کیا ہے اور بعض نے لامرد کے متعلق کیا ہے ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں ترکیبوں کی رعایت رکھی ہے اسی طرح فاقم میں بعض نے عام خطاب مراد لیا ہے اور بعض نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب مراد لیا ہے ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں کی رعایت رکھی ہے۔ یعنی وہ دن قیامت کا ہے کہ آئے پیچھے ٹلے گا نہیں دنیا کے عذاب میں کبھی مہلت مل جاتی ہے لیکن عذاب اُخروی میں مہلت ملنے والی نہیں، جُدا جُدا ہوں گے۔ یعنی ابرار الگ ہوں گے اور فجار الگ ہوں گے۔ مستحق عذاب ایک طرف اور مستحق نجات ایک طرف۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا پانیوالے الگ ہوں اور مقبول اللہ کے الگ ۱۲ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے شاید آیت کو دنیا کے عذاب پر حمل فرمایا ہے (۴۳) جو شخص کفر و انکار کا خوگر ہوا اور کفر کا شیوہ اختیار کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر پڑنے والا ہے اور جو کوئی نیک عمل کررہا ہے اور نیک عمل کا پابند ہے تو ایسے ہی لوگ اپنی آرام گاہ سنوار رہے ہیں اور اپنے نفع کا سامان کررہے ہیں :: مطلب یہ ہے کہ کافروں پر کفر کا وبال ہوگا اور اہلِ ایمان اور اعمالِ صالحہ کے پابند اپنی جنت کو سنوارتے اور آراستہ کرتے ہیں (۴۴) جس کا نتیجہ اور ماحصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان لوگوں کو صلہ اور جزا عطا فرمائے گا جو ایمان لائے اور نیک عمل کے پابند رہے، واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا اور دوست نہیں رکھتا :: من فضلہ کی قید سے معلوم ہوا کہ اعمال خواہ کتنے ہی ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کے فضل کی بہرحال احتیاج ہے رحمت بلاعلت محض فضل سے ہوتی ہے اور سزا بلاعلت نہیں ہوتی۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ پسند نہ فرمائے اُس کے مرتکب کا کہاں ٹھکانا ہوسکتا ہے۔ نعوذ باللہ من الکفر (۴۵) آگے پھر دلائلِ توحید کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ نشانی ہے کہ وہ ہوائیں اس لئے چلاتا ہے (باقی صفحہ ۶۵۳ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۵۲) اور ہواؤں کو اس لئے بھیجتا ہے کہ وہ بارش کی خوش خبری دینے والی ہوں اور تاکہ وہ تم کو اپنی رحمت سے لذت اندوز کرے اور اپنی رحمت کا تم کو مزہ چکھائے اور تاکہ اُس کے حکم سے کشتیاں جاری ہوں اور تاکہ تم اُس کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر بجا لاؤ ؛ یعنی اسکی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بارش سے پہلے بارش کی خوش خبری دینے والی ہوائیں چلتی ہیں جن سے بارش کے ہونے کا پتا چلتا ہے پھر بارش ہوتی ہے اس بارش کے مزے سے تم کو لطف اندوز فرماتا ہے اور یہ ہوائیں دریا میں چلنے والی کشتیوں اور جہازوں کو مدد دیتی ہیں خواہ دخانی ہوں خواہ غیر دخانی ہواؤں سے جہازوں اور کشتیوں کی روانی تیز ہو جاتی ہے ان کشتیوں اور جہازوں کے ذریعے ایک ملک کا مال دوسرے ملک میں لے جا کر فروخت کرو اور خوب نفع کماؤ ایک ہوا سے کتنے کام نکلتے ہیں، یہ منافع مالی اور جسمانی اس کے مقتضی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی باد کے چلنے سے اتنے فائدے ہیں مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہیں ۱۲ (۴۶) اور اے پیغمبر ہم نے بلاشبہ آپ سے پہلے بہت سے پیغمبروں کو اُن کی قوموں کی طرف بھیجا تھا سو وہ ان کے پاس صاف اور کھلے کھلے دلائل لیکر آئے پھر ہم نے ان لوگوں سے انتقام لیا جو جرائم کے مرتکب ہوئے تھے اور جنھوں نے جرائم کئے تھے اور مسلمانوں کی مدد کرنا اور اہل ایمان کی مدد کرنا حسب وعدہ ہمارے ذمہ لازم تھا ؛ آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی کہ اگر آپکی مخالفت کرتے ہیں تو آپ غمگین نہ ہوں کیونکہ آپ سے پیشتر بھی انبیاء کی قوموں نے ایسا ہی کیا ہے اور باوجود دلائل واضحہ کے جرائم کفریہ کا ارتکاب کرتے رہے ہیں آخر کار ہم نے مجرموں سے انتقام لیا اور مسلمانوں کی امداد کرنا ہمارا شیوہ رہا ہے اور حسب وعدہ ہم پر ایک حق ہے جس کو ہم پورا کرتے رہے ہیں۔ آپکے ساتھ بھی ہم حسب عادت سلوک کریں گے تمہارے دشمن خائب و خاسر ہوں گے اور تم کو اُن پر غلبہ حاصل ہوگا۔ اور جس طرح گرمی کے غبار اور خاک کے بعد بارش آتی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کیطرف سے نصرت۔ فتح اور غلبہ حاصل ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بیچ میں باد کا مذکور اس واسطے کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہیں بادیں اس طرح دین کے غلبے کی نشانیاں روشن ہوتی جاتیاں ہیں ۱۲ (۴۷) اللہ تعالیٰ وہ قادر مطلق ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا لاتی اور ابھا لاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے اس بادل کو آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور کبھی اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے سوائے مخاطب تو بارش کو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں کے درمیان سے نکلتی ہے پھر جب وہ اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جن بندوں کو چاہے پہنچا دیتا ہے تو بس وہ شادماں ہو جاتے ہیں ؛ بادلوں کے اُٹھنے اور گھٹاؤں کے آنے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں یہاں صرف دو صورتیں بیان فرمائیں کچھ سورۂ نور میں گزر چکی کبھی تو ہوا کے دوش پر ایک لمبی گھٹا کو اٹھا لاتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں اُس کو برسا دیتے ہیں کبھی بجائے طویل گھٹا کے ٹکڑے ایک جگہ جمع کر دیتے ہیں اور ان سے بارش ہو جاتی ہے۔ پھر اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں بارش سے نواز دیتے ہیں جن لوگوں پر بارش ہوتی ہے وہ شادماں ہوتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پھیلاتا ہے جس طرح چاہے یعنی پہلے کسی طرف پہنچے کسی طرف اسی طرح دین بھی پھیلا ۱۲ جس طرح بارش سے بڑے بڑے فوائد وابستہ ہیں اسی طرح دین بھی روحانی بارش ہے جس سے انسانی زندگی سنورتی ہے

مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾

جو جرائم کے مرتکب ہوئے تھے، اور اہل ایمان کی مدد کرنا ہمارے ذمہ لازم تھا۔

اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ

اللہ وہ قادر مطلق ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں پھر خدا تعالیٰ جسطرح چاہتا ہے اس بادل کو آسمان

كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ

میں پھیلاتا ہے اور کبھی اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے سوائے مخاطب تو بارش کو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں کے درمیان سے

خِلَالِهِ ۖ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ

نکلتی ہے پھر جب وہ اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جن بندوں کو چاہے پہنچا دیتا ہے تو بس وہ

يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ

شادماں ہو جاتے ہیں۔ باوجودیکہ وہ لوگ قبل اس کے کہ ان پر بارش نازل کی جائے وہ اس نزول بارش سے

مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ ﴿٤٩﴾ فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ

پہلے بالکل ہی ناامید تھے۔ سوائے مخاطب اللہ کی رحمت کے نشانات کو غور سے دیکھ کہ وہ

يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ

زمین کو اس کے خشک ہوئے پیچھے کسطرح تر و تازہ کر دیتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہی مُردوں کو زندہ کرنیوالا ہے اور وہی

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا

ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اور اگر ہم اور قسم کی ہوا چلا دیں جس سے یہ لوگ کھیتی کو زرد پڑی ہوئی دیکھیں

لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ﴿٥١﴾ فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ

تو یہ اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں۔ یقیناً اے پیغمبر آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے

وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٥٢﴾ وَمَا أَنْتَ

اور نہ آپ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں خصوصاً جبکہ وہ بہرے پیٹھ پھیر کر پھر جائیں۔ اور نہ آپ

بِهَادِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ

اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر راہ پر لگا سکتے ہیں آپ تو صرف انہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کی

منزل ۵

اور عاقبت درست ہوتی ہے (۴۸) باوجودیکہ وہ لوگ قبل اس خوش ہونے سے پہلے اُن پر برسے بالکل ہی ناامید ہو رہے تھے ؛ من قبلہ میں کئی قول تھے ہم نے دونوں ترکیبوں کے خیال سے ترجمے اور تیسیر میں رعایت کی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بارش برسنے سے جو خوشی حاصل ہوئی اس خوشی سے پہلے کہ ان پر بارش برسے اور یہ خوش ہوں یہ لوگ بارش سے بالکل مایوس تھے۔ بارش کے ہوتے ہی ناامیدی خوشی سے بدل گئی اور بارش کے آنے سے ذرا پہلے تک بھی مایوس تھے لیکن بارش آتے ہی خوش ہو گئے۔ بہرحال انسانی حالت کی بے ثباتی کا اظہار ہے تھوڑی دیر میں مایوس اور تھوڑی دیر میں خوش (۴۹) سوائے مخاطب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نشانات کو دیکھ کہ وہ زمین کو اس کے خشک ہوئے اور مرے پیچھے کس طرح زندہ اور تر و تازہ کر دیتا ہے بلاشبہ یقیناً وہی مُردوں کو زندہ کرنیوالا ہے اور وہی ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے ؛ یعنی بارش سے مُردہ زمین کے زندہ ہو جانے پر غور و فکر کرکے اس نتیجہ پر پہنچو کہ انسان جو زمین سے پیدا ہوا ہے اسی طرح مرنے کے بعد زندہ ہو جائیگا (۵۰) اور اگر ہم اور قسم کی خشک ہوا چلا دیں جس سے (باقی صفحہ ۶۵۴)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۵۳) یعنی کھیتی کو زرد پڑی ہوئی دیکھیں تو یہ اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں :: غرض پوری ہو جائے تو خوشی سے پھولے نہ سمائیں اور غرض پوری نہ ہو تو کھُل کر نافرمانی پر آمادہ ہو جائیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ
فرماتے ہیں یعنی غرض کے ساتھ ہے شکر اور ناشکری یہاں اس پر فرمایا کہ مُراد پاکر بندہ نڈر نہ ہو جائے اللہ کی قدرت رنگا رنگ ہے ۱۲ (۵۱) یقیناً اے پیغمبر آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ اور نہ آپ بہروں کو اپنی
آواز سنا سکتے ہیں خصوصاً جبکہ وہ بہرے پیٹھ پھیر کر پھر جائیں :: یعنی ان کے دل مر چکے ہیں آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ اُن بہروں کو سنا سکتے ہیں جو بہرے بھی ہوں اور پیٹھ پھیر کر جا بھی رہے ہوں یعنی یا تو یہ مُردہ
کی مثل ہیں اور یا ایسے بہرے ہیں جنکے کانوں میں قفل ہے اور وہ پیٹھ پھیر کر جا بھی رہے ہیں (۵۲) اور نہ آپ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے بچا کر راہ لگا سکتے ہیں آپ تو صرف ان ہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو
ہماری آیتوں کی تصدیق کرتے ہیں سو وہی فرماں بردار ہوتے ہیں :: یعنی ظاہری اسباب سننے دیکھنے کے مفقود ہیں ایسوں کی ہدایت مشکل ہے بہرحال آپ اپنی تبلیغ کا حق ادا کرتے رہئے ایسے لوگ یقیناً آپکی تذکیر
سے مستفید ہوں گے جو ہماری آیتوں کو مانتے ہیں اور فرماں برداری کرتے ہیں اور اندھے بہروں کے نہ سننے نہ ماننے سے غم نہ کیجئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس آیت سے مُردے کے نہ سننے پر استدلال کیا ہے اور یہی اکثر مشائخ حنفیہ کا مسلک ہے واللہ اعلم (۵۳) تفسیر صفحہ ہذا اللہ تعالیٰ وہ قادرِ مطلق ہے جس نے تم کو ابتداءً کمزور اور ضعیف حالت میں پیدا کیا اور بنایا پھر کمزوری کے بعد طاقت اور توانائی عطا کی پھر طاقت اور قوۃ کے بعد کمزوری اور بڑھاپا کیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے :: یعنی انسان کی ابتداہی ضعف کیساتھ ہوتی ہے وخلق الانسان ضعیفاً۔ منی اور نطفہ، مضغہ، علقہ پھر روح کا پڑنا پیدا ہونا، پیدا ہوتا ہے تو بھی ناتواں۔ نہ گردن ٹھہرتی ہے، نہ آنکھ ٹھہرتی ہے۔ غرض کمزوری اور ناتوانی بچے کو گھیرے رہتی ہے، پھر بتدریج طاقت اور توانائی آتی ہے اور جوانی بھرتی ہے جوانی کے بعد پھر ناتوانی اور بڑھاپا شروع ہوتا ہے، یہ تمام تصرفات ان کی مشیت سے ہوتے ہیں اس لئے فرمایا جو چاہے بناتا اور پیدا کرتا ہے وہ ہر تصرف کا علم رکھتا اور ہر تصرف پر اسکو قدرت ہے سب جاننے والا قدرت والا ہے (۵۴) اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو یہ مجرم قسمیں کھا کر کہیں گے کہ وہ دُنیا اور برزخ میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے، جس طرح یہ آج غلط اور اُلٹی بات کہہ رہے ہیں اسی طرح دنیا میں بھی یہ لوگ حق بات سے پھر ہوئے تھے اور صحیح بات سے اُلٹے پھرا کرتے تھے :: یعنی دنیا کا رہنا یا برزخ کا رہنا یا دونوں کی مدت قیامت کی ہولناکی اور شدت عذاب کے مقابلے میں ایک گھڑی معلوم ہوگی، اور دنیا میں یہ قسمیں کھا کھا کر دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے تھے آج وہاں کی مدت کو قسمیں کھا کر ایک گھڑی بتا رہے ہیں، جو بے ڈھنگی اور اُلٹی چال یہاں چلتے تھے وہی اُلٹی بات آج کہہ رہے ہیں۔ پہلی آیتیں میں قیامت کے امکان کا ذکر تھا اس آیت میں قیامت کے وقوع کا بیان ہے۔ آگے ان کے غلط کہنے کا رد ہے (۵۵) اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا کیا گیا وہ اہل علم اور اہل ایمان کہیں گے تم لوگ تو اللہ تعالیٰ کے لکھے اور نوشتہ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو یعنی دنیا اور قبر کی میعاد اللہ تعالیٰ کے نوشتے کے موافق دوبارا جی اُٹھنے کی میعاد تھی سو اُس میعاد میں رہے ہو سو قیامت کا دن یہی تو ہے لیکن تم لوگ یقین نہیں کیا کرتے تھے :: یہ جواب

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٥٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ

تصدیق کرتے ہیں سو وہی فرماں بردار ہوتے ہیں۔ اللہ وہی قادر مطلق ہے جس نے تم کو ابتداءً

ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

کمزور حالت میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت عطا کی پھر قوت کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ

کمزوری اور بڑھاپا دیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہی

الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ ﴿٥٤﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ

بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو یہ مجرم اس بات پر قسمیں کھائینگے

مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ۭ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿٥٥﴾ وَقَالَ

کہ وہ دنیا میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے جس طرح یہ آج غلط بات کہہ رہے ہیں اسی طرح دنیا میں بھی یہ لوگ حق بات سے پھر ہوئے تھے، اور

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ

جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا کیا گیا ہے وہ جواب دیں گے کہ تم لوگ تو

كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَھٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ

نوشتہ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی تو ہے لیکن

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٥٦﴾ فَيَوْمَىِٕذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا

تم لوگ یقین نہیں کرتے تھے۔ بہرحال اس دن نہ تو ظالموں کو ان کا معذرت کرنا

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٥٧﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ

کوئی نفع دے گا اور نہ اُن سے خدا کو راضی کرنیکی خواہش کی جائیگی۔ اور بیشک ہم نے لوگوں کو سمجھانیکے لئے

فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَىِٕنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ

اس قرآن میں ہر طرح کے عمدہ عمدہ مضامین بیان کرتے ہیں اور اگر آپ ان کے پاس انکی حسب منشا کوئی نشانی بھی لے آئیں

لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿٥٨﴾

تب بھی جو لوگ کافر ہیں وہ یوں ہی کہیں گے کہ تم کچھ نہیں مگر یہ کہ سب مل کر جھوٹ بنا لائے ہو۔

منزل ۵

مسلمان دیں گے اور مسلمان اور فرشتے دونوں کی طرف دیا جائے گا کہ میعاد مقررہ میں کچھ بھی واقع نہیں ہوئی بلکہ مُردوں کے جی اُٹھنے کے دن کی جو میعاد تھی وہ اللہ تعالیٰ کے نوشتے کے موافق پوری ہوگئی۔ اور قیامت
کا اور مُردوں کے جی اُٹھنے کا دن یہی تو ہے لیکن تم تو وقوعِ قیامت کا یقین نہیں کرتے تھے اور مُردوں کے جی اُٹھنے پر ایمان ہی نہیں لاتے تھے یہی وجہ ہے کہ تم کو میعاد کم معلوم ہو رہی ہے۔ اگر ایمان رکھتے ہوتے
اور مومن ہوتے تو تم بھی قیامت کی طلب کرتے۔ حدیث میں آتا ہے مومن کی برزخ میں تمنا ہوتی ہے۔ رب اقم الساعۃ الٰہی قیامت قائم کردے تاکہ دائمی راحت حاصل کروں اور کافر کہتا ہے الٰہی قیامت قائم
نہ ہو کیونکہ سمجھتا ہے کہ برزخ میں جب یہ حال ہے تو قیامت اس سے سخت ہی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قبر کا رہنا تھوڑا معلوم ہوگا اور ایسے ہی غلط باتیں جانتے تھے دنیا میں ۱۲ اب آگے قیامت
کی مختصر تفصیل ہے (۵۶) بہرحال اُس دن نہ تو کافروں کو ان کا معذرت کرنا کوئی نفع دیگا اور نہ ان سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے اور اللہ تعالیٰ کی خفگی کا تدارک کرنے کی کوئی خواہش کی جائے گی (باقی ۶۵۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۵۴) یعنی نہ کوئی جھوٹا یا بہانہ عذر نفع دیگا اور نہ کوئی یہ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرلو (۵۷) اور بلاشبہ ہم نے اس قرآن عظیم لوگوں کو سمجھانے کیلئے ہر طرح کے عمدہ عمدہ مضامین بیان کردیئے ہیں اور اگر آپ ان کے پاس ان کی حسب منشا کوئی نشانی لے بھی آئیں اور ان کو کوئی ان کا منہ مانگا معجزہ دکھا بھی دیں تب بھی جو لوگ کافر اور منکر ہیں وہ یوں ہی کہیں گے کہ تم کچھ نہیں مگر یہ کہ تم سب مل کر جھوٹ بناتے ہو اور تم سب لوگ کچھ نہیں ہو مگر بیہودہ گو ؛ یعنی قرآن کریم میں لوگوں کے سمجھانے کو ہم نے اعلیٰ مضامین عقلی اور نقلی دلائل اور بہترین مثالیں بیان کی ہیں لیکن ان کے کفر و عناد کی حالت یہ ہے کہ اگر آپ انکو علاوہ اس قرآن کے جو سراسر اعجاز ہے کوئی معجزہ ان کی خواہش اور ان کی آرزو کے موافق دکھا بھی دیں تب بھی یہ سب مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمراہ ملا کر کہیں گے ۔ ان انتما لا مبطلون یعنی تم سب اہل باطل اور بیہودہ گو ہو اور تم سب جھوٹ بناتے ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساحر بتا کر مبطل کہیں اور مسلمانوں کو سحر پر یقین رکھنے والے بتا کر مبطل کہیں۔ (۵۸) جو لوگ یقین نہیں لاتے اللہ تعالیٰ پر اسی طرح ان کے دلوں پر مہر کردیا کرتا ہے ؛ یعنی جن کا کفر و عناد بڑھتا جاتا ہے قبولِ حق کی صلاحیت کمزور پڑتی چلی جاتی ہے ۔ تا آنکہ قبولِ حق کی صلاحیت باقی ہی نہیں رہتی اسی کو فرمایا یطبع اللہ ۔ یعنی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کا باقی نہ رہنا ہی مُہر اور چھاپ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لگادی جاتی ہے ۔ جس طرح یہ قاعدہ ہے اسی طرح ان لوگوں کے قلوب پر جو دلائل سے قائل نہیں ہوتے اور یقین نہیں لاتے ، اللہ تعالیٰ اُنکے قلوب پر مہر لگادیتا ہے

ع ۶ / ۹ (۵۹) تفسیر صفحہ ہذا سو اے پیغمبر آپ انکے طعن و تشنیع اور ان کی سوقیانہ حرکات کو برداشت کیجئے اور سہا کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور حق ہے اور یہ بدیقین اور محروم الیقین لوگ آپ کو آپ کی شان کیخلاف ہلکی اور چھچھوری باتوں پر آمادہ نہ کردیں اور آپکو بے برداشت نہ کردیں ؛ یعنی ان معاندین کی گستاخیوں پر صبر کرتے رہیے اللہ تعالیٰ کا وعدۂ نصرت اور وعدۂ غلبۂ حق ہے ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بدیقین لوگ آپکو غصہ دلا کر اکھاڑ نہ دیں اور پھسلا نہ دیں اور یہ بے سمجھ لوگ ایسی اوچھی حرکات پر نہ آمادہ کردیں جو آپ کی شان کے لائق نہ ہوں (۶۰) تم تفسیر سورۃ الروم وللہ الحمد علی الائہ سورۂ لقمان مکہ معظمہ میں نازل ہوئی یہ چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں ۔ الٓمٓ (۱) یہ ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو محکم اور حکمت سے لبریز ہے ؛ یعنی اپنے احکام میں محکم اور پکی کتاب ہے یا یہ کہ بالطلعت اور پُرحکمت ہے اور حکمت کی باتوں سے لبریز ہے ، تیسیر میں دونوں قولوں کو جمع کردیا ۔ یہ کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں یا اس سورت میں جو مذکور ہے یہ آیتیں ہیں کتاب حکیم کی ۔ (۲) یہ آیتیں یا یہ قرآن نیک لوگوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہیں ؛ یعنی مومنین و محسنین کیلئے ہدایت اور رحمت کا سبب ہے یعنی اس کتاب سے وہ لوگ صحیح رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہوتے ہیں اگرچہ قرآن تمام ہی نوع انسان کیلئے موجب ہدایت و رحمت ، لیکن چونکہ اس سے صحیح فائدہ مومنین اور محسنین ہی اٹھاتے ہیں اس لئے محسنین کا ذکر فرمایا آگے محسنین کی صفات بیان فرمائیں (۳) محسنین وہ لوگ ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں ؛ محسنین کے اوصاف میں تین چیزوں کا ذکر فرمایا ۔ نماز ۔ زکوٰۃ ۔ اور آخرت کا کامل یقین ۔ لفظ محسن کی تفصیل کئی جگہ گزر چکی ہے اور احسان کی بحث بھی ہوئی ہے اور شاید اسی سورت کے تیسرے رکوع میں پھر تذکرہ آجائے ۔ اور زکوٰۃ کی فرضیت اگرچہ مدینہ منورہ میں ہوئی ہے لیکن اس کی مشروعیت ہوسکتا ہے کہ مکہ میں بھی ہو ، بہرحال قرآن شریف کا موجب ہدایت اور سبب رحمت ہونا اُن مسلمانوں کے لئے نمایاں ہے جو مخلص مسلمان ہیں ۔ عمل کے اعتبار سے بھی اور اعتقاد کے اعتبار سے بھی اسی کو آگے بیان فرمایا (۴) یہی لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے راستے پر ہیں اور یہی ہیں فلاح پانیوالے اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونے والے ؛ یعنی اس قرآن اور اس پر عمل کرنے اور اعتقاد رکھنے کی برکت سے وہ فلاح پانیوالے ہیں قرآن کی ہدایت اور اس کی رحمت کا یہ اثر ہوا کہ پروردگار کی سیدھی راہ پر بھی رہے اور فلاح بھی حاصل ہوئی اب آگے بعض شرارت پسندوں کا ذکر فرمایا تاکہ نیکوں اور شریروں کا فرق معلوم ہو (۵) اور لوگوں میں سے بعض آدمی وہ بھی ہے جو ان باتوں کو خریدتا پھرتا ہے جو کھیل کی باتیں اور غافل کرنیوالی باتیں ہیں تاکہ بے جانے بُوجھے اللہ کی راہ سے گمراہ کرے اور اس راہِ حق کا مذاق اڑائے یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے ذلت اور اہانت آمیز عذاب ہے ؛ نضر بن حارث کافروں میں سے ایک شخص تھا جو (باقی صفحہ ۶۵۶ پر)

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٩﴾ فَاصْبِرْ

جو لوگ یقین نہیں کرتے خدا اُن کے دلوں پر اسی طرح مہر کردیا کرتا ہے ۔ سو اے پیغمبر آپ برداشت کیجئے

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿٦٠﴾

بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ محروم الیقین لوگ آپکو آپکی شان کیخلاف ہلکی اور چھچھوری باتوں پر آمادہ نہ کردیں ۔

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ لقمان مکی ہے اور یہ چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ﴿١﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً

الٓمٓ ۔ یہ ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو حکمت سے لبریز ہے ۔ یہ آیتیں نیک لوگوں کے لئے

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

ہدایت اور رحمت ہیں ۔ وہ نیک لوگ وہ ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى

دیا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں ۔ وہی لوگ

هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٥﴾ وَمِنَ

اپنے رب کی سیدھی راہ پر ہیں اور وہی لوگ فلاح کو پہونچنے والے ہیں اور

النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ

آدمیوں میں سے بعض آدمی ایسا ہے جو ان باتوں کو خریدتا پھرتا ہے جو غافل کرنیوالی ہیں تاکہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ

بے سوچے سمجھے اللہ کی راہ سے لوگوں کو گمراہ کرے اور اس راہ حق کا مذاق اڑائے یہ وہ لوگ ہیں

لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿٦﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى

جن کیلئے ذلت آمیز عذاب ہے ۔ اور جب اس مذکورہ شخص کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کیجاتی ہیں تو وہ تکبرانہ انداز سے

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۵۵) پیغمبر اسلام کا سخت مخالف اور بدترین دشمن تھا وہ چاہتا تھا کہ قرآن کی طرف لوگ متوجہ نہ ہوں وہ تجارت کی غرض سے فارس جاتا اور وہاں سے رستم اور اسفندیار کے قصّے خرید لاتا اور مکہ میں لوگوں کو جمع کر کے سُناتا تاکہ قرآن سننے اور اسلام قبول کرنے سے باز رہیں لوگوں سے کہتا کہ یہ پیغمبر تم کو عاد اور ثمود کے قصّے سناتا ہے میں تم کو ایران کی مشہور لڑائیوں اور مشہور پہلوانوں کے قصّے سناتا ہوں تم ہی بتاؤ دونوں قسم کے قصّوں میں دل چسپی کونسے قصّوں میں ہے، ایک دفعہ ایک گانے والی لونڈی خرید لایا جس کو دیکھتا کہ اسلام کی طرف مائل ہے اُس کو گھر لاکر کھانا کھلاتا اور گانا سُنواکر قرآن سے مقابلہ کرتا کہ بتاؤ تفریح اور دل لگی کس میں ہے۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ لوگ لغو مشغلوں میں اُلجھ جائیں اور قرآنی ہدایت سے متنفر ہو جائیں یہ آیت اُسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ لھو الحدیث انہی باتوں کو فرمایا جو لوگوں کو مشغول کردے اور صحیح چیز سے غافل کردے علماء فرماتے ہیں کل ما شغل عن عبادۃ اللّٰہ وذکرہ من السمر والاضاحیک والخرافات والغناء ونحوھا فھو لھو۔ یعنی جو چیز بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اُس کی یاد سے غافل کرے خواہ وہ کہانیاں ہوں یا اور ہنسنے ہنسانے کی باتیں اور خرافات ہوں گانا اور راگ ہو سب لہو ہے، یہ ضرور ہے کہ لہو کے مختلف درجات ہیں جو لہو گمراہ ہونے اور گمراہ کرنے کا سبب بنے وہ کفر ہے اور کوئی لہو معصیت کا سبب ہو وہ معصیت ہے اور جو لہو کسی امر شرعی کا فوت کرنیوالا نہ ہو اور اس میں کوئی شرعی غرض اور مصلحت بھی نہ ہو وہ اگرچہ مباح ہے لیکن خلاف اولیٰ ضرور ہے۔ البتہ گھوڑے پر چڑھنا اور گھوڑے کو دوڑانا، تیر اندازی کرنا اور اس میں مسابقت اور اپنی اہل سے ملاعبت یہ لہو باطل سے مستثنیٰ ہیں بعض حضرات نے غنا کو بھی اس آیت سے لہو میں داخل کیا ہے۔ واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک کافر تھا جسکو دیکھا کہ نرم دل ہوا مسلمانی طرف جھکا اپنے گھر لیجاتا شراب پلاتا اور راگ اور ناچ دکھاتا اس بندی کی مجلس سے ایمان کا اثر مٹ جاتا اسکو یہ فرمایا ۱۲ آیت میں اُسی لہو کو ظاہر فرمایا ہے جو ضلال اور اضلال کا سبب ہو اور ظاہر ہے کہ ایسا لہو یقیناً کفر ہے (۶) اور جب اس شخص مذکور پر اور اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ تکبر کرتا ہوا مُنہ موڑ لیتا ہے اور تکبرانہ انداز سے پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے کہ گویا اس نے ان آیات کو سنا ہی نہیں جیسے اس کے دونوں کانوں میں ثقل ہے تفسیر مظہری لہٰذا سو اے پیغمبر آپ اس شخص کو ایک دردناک سزا اور عذاب کی بشارت اور خوش خبری دیدیجئے: یعنی ایک طرف اس کے اضلال کی یہ حالت کہ مغنیہ عورت اور لہو کی باتیں جمع کرتا پھرتا ہے دوسری طرف جب خود اسکے سامنے آیات الٰہی پڑھی جائیں تو تکبر کے ساتھ ان آیات الٰہی کو ناقابل التفات سمجھ کر پیٹھ پھیر کر چلا جائے اور ایسا بن جائے جیسے اُس نے سُنا ہی نہیں اور جیسے اُس کے دونوں کان بہرے ہیں تو ایسے شریر کو آپ دردناک عذاب کی خبر دیدیجئے، اب آگے نیک اور اہل ایمان کا ذکر فرماتا ہے (۷) بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے اور نیک عمل کرتے رہے تو اُن کیلئے نعمت کے باغ اور عیش کی جنتیں ہیں (۸) وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے یہ وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ نے وعدہ سچا اور وہی کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے: یعنی اہل ایمان جو نیک اعمال کیا کرتے ہیں ان کے لئے گوناگوں نعمتوں کے باغ ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے انکو وہاں سے نکالا نہ جائیگا یہ اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے اور اس کا وعدہ پورا ہی ہو کر رہتا ہے کیونکہ وہ کمال قوت و حکمت کا مالک ہے (۹) اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بنایا چنانچہ تم ان کو دیکھتے ہو اور اسی نے زمین میں بھاری بھاری پہاڑ ڈالدیئے اور رکھ دیئے تاکہ کہیں تم کو زمین لیکر ہلنے نہ لگے اور ڈانواڈول نہ ہونے لگے اور اُسی نے زمین میں ہر قسم کے حیوانات پھیلائے اور ہم نے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر ہم نے زمین میں ہر قسم کی عمدہ اقسام کی نباتات اگائیں: یعنی بلا کسی ٹیک کے آسمان بنائے زمین پر پہاڑ رکھے ہر قسم کے جان دار حیوانات پھیلائے آسمان سے پانی برسا کر بھانت بھانت کی نباتات اُگائیں ہر قسم کی اچھی اچھی اور عمدہ عمدہ نباتات پیدا کیں نباتات میں بھی جوڑے ہوتے ہیں یہی نباتات کی قسمیں ہیں الحاصل موالید ثلاثہ (حیوانات، نباتات، جمادات) کے جوڑے سب اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا فرمائے ہیں۔ آگے معبودان باطلہ کے پرستاروں سے مطالبہ ہے کہ تم بتاؤ تمہارے معبودوں نے کیا پیدا کیا ہے (۱۰) یہ سب چیزیں تو خدا تعالیٰ نے پیدا کی ہیں اب تم لوگ ذرا مجھ کو یہ تو دکھاؤ اور بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں نے کیا کیا بنایا اور پیدا کیا ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ مشرک کھلی اور (باقی ص۶۵۷ پر)

مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ
اس طرح منہ پھیر کر چلا جاتا ہے گویا اُس نے ان آیتوں کو سنا ہی نہیں جیسے اُس کے دونوں کانوں میں ثقل ہے
فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑦ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
سو آپ اس شخص کو ایک دردناک عذاب کی بشارت دیدیجئے۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل
الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ⑧ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ
کرتے رہے تو ان کے لئے نعمت کے باغ ہیں۔ وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ نے
اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ⑨ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ
سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہی کمال قوت کمال حکمت کا مالک ہے۔ اللہ نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے
عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ
بنایا جیسا کہ تم انکو دیکھتے ہو اور اُسی نے زمین میں پہاڑ ڈالدیے تاکہ کہیں زمین تم کو لے کر
وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَاۗبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ
ہلنے نہ لگے اور اسی نے زمین میں ہر قسم کے حیوانات پھیلائے اور ہم نے آسمان کیجانب سے
مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑩ هٰذَا
پانی اُتارا پھر ہم نے زمین میں ہر قسم کی اچھی اچھی چیزیں اُگائیں۔ یہ سب چیزیں تو
خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ
اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں اب تم لوگ ذرا مجھے یہ تو دکھاؤ کہ خدا کے سوا اوروں نے کیا کیا پیدا کیا ہے
بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ
اصل بات یہ ہے کہ یہ مشرک صریح گمراہی میں مبتلا ہیں۔ اور بلاشبہ ہم نے لقمان کو
الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ
دانائی عطا کی اور حکم دیا کہ اللہ کا شکر ادا کرتا رہ اور جو شخص شکر کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کو
لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑫
شکر کرتا ہے اور جو ناسپاسی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور سزاوار حمد و ثنا ہے

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٥٦) صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ؛ یعنی ان چیزوں کو جب سے یہ موجود ہوئی ہیں اللہ تعالیٰ نے موجود فرمائی ہیں اور بنائی ہیں اور ان کا موجد ہی مستحق اُلوہیت ہے جس کے تم قائل نہیں تو اب بتاؤ کہ اُس مستحق الوہیت کے علاوہ اوروں نے کیا بنایا ہے تاکہ شرک فی الألوہیت ثابت ہو، چاہیے تو یہ تھا کہ اس دلیل کے بعد شرک سے باز آجاتے اور اپنی ہار مان لیتے لیکن اپنی ضد اور اصرار پر قائم ہیں اور یہ ظالم اور ناانصاف لوگ صریح گمراہی میں مبتلا ہیں کہ بغیر کسی دلیل کے شرک پر اڑے ہوئے ہیں (١١) اور بلاشبہ ہم نے لقمان کو حکمت اور دانشمندی عطا کی اور اس کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہ اور جو شکر بجا لاتا ہے تو وہ اپنے ہی نفع کو اور بھلے کو شکر بجا لاتا ہے ۔ اور جو شخص ناسپاسی اور کفران نعمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور سب خوبیوں سراہا ہے ؛ حکمت یعنی علم و عمل سے نوازا ، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت لقمان نبی نہ تھے ، البتہ ان کو حکمت و دانائی سے نوازا گیا تھا انھوں نے بہت سے انبیا کی شاگردی کی تھی اور عمر بھی بڑی پائی تھی ۔ وہ سیاہ رنگ تھے ۔ بعض نے کہا وہ غلام تھے پھر آزاد ہوئے بنی اسرائیل میں مفتی تھے چونکہ ان کے عام نصائح توحید کو مشتمل ہیں اس لئے ان کا یہاں ذکر فرمایا اور چونکہ انبیاء علیہم السلام کی صحبت میں رہے تھے اس لئے ان کی باتوں میں آسمانی دین کی جھلک ہے وہ حکیم تھے مردِ صالح تھے ۔ بنی اسرائیل کو پند و نصائح کیا کرتے تھے ۔ بعض لوگوں نے لقمان کا ایک قول نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں ، میں نے چار ہزار نبیوں کی خدمت کی ہے اور ان کے کلام میں سے میں نے آٹھ باتیں محفوظ کی ہیں (١) اگر تو نماز میں ہو تو اپنے دل کی حفاظت کر (٢) اگر کھانے پر ہو تو اپنے حلق کی حفاظت کر یعنی زیادہ نہ کھا (٣) اور جب تو کسی غیر کے گھر میں ہو تو اپنی آنکھوں کی حفاظت کر (٤) اور جب تو لوگوں میں ہو تو اپنی زبان کی حفاظت کر (٥-٦) دو چیزوں کو ہمیشہ یاد رکھ (٧-٨) اور دو چیزوں کو بھلا دے ، یاد رکھنے والی دو چیزیں یہ ہیں ایک اللہ تعالیٰ کو دوسرے موت کو ہمیشہ یاد کیا کر بھول جانیوالی دو چیزیں یہ ہیں ایک تو جب کسی اپنے یا کسی غیر کے ساتھ احسان کرے تو اس احسان کو بھول جا دوسرے جو تیرے ساتھ کوئی برائی کرے تو اس کی برائی کو بھلا دے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ، حضرت لقمان غلام تھے حبشی حضرت داؤد کے وقت میں ، اللہ نے انکو حکمت دی یعنی عقل کی راہ سے وے باتیں کھولیں جو موافق ہوئیں پیغمبروں کے حکم کے ١٢ (١٢) تفسیر صفحہ ہذا اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا در انحالیکہ وہ اسکو نصیحت کر رہا تھا اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیجیو اور کسی کو شریک نہ ٹھہرائیو بلاشبہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے ؛ یعنی جس نے شرک کیا اُس نے اپنی جان پر بڑا بھاری ظلم کیا ؎ الحمد للّٰہ لا شریک لہ
ومن ابا ہا فنفسہ ظلما

ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر کہ در دریائے وحدت غرق باشد جان او
جوہر فردِ حقیقت یافت از جانان او ۔

اب آگے حق تعالیٰ ماں باپ کے حق کا ذکر فرماتا ہے (١٢) اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید اور تقید کی ہے اُس کی والدہ نے سستی اور ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے اس کو حمل میں رکھا اور پھر دو سال میں اُس کا دودھ چھوٹتا ہے اے انسان تو میرا اور اپنے ماں باپ کا حق مانا کر اور شکر گزار رہا کر کیوں کہ آخر میری ہی طرف واپس آنا ہے ؛ جب عورت کو پیٹ رہتا ہے تو اس کو روز بروز تھکن سستی اور ضعف بڑھتا رہتا ہے اسی وجہ سے اس کی شکر گزاری کو اپنے ساتھ جمع فرمایا کہ میرے شکر کے ساتھ ساتھ اپنے ماں باپ کا بھی شکر ادا کرتا رہ پھر پیدا ہونے کے بعد بھی عام طور پر دو سال تک دودھ کا سلسلہ جاری رہتا ہے اگرچہ گنجائش ڈھائی سال تک ہے کما فی الفقہ ۔ شکر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لائے اور ماں باپ کی خدمت اور اُن کی اطاعت کرے ۔ انسانی پیدائش اور انسانی تربیت میں حقیقی احسان تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے لیکن مجازی طور پر چونکہ ماں باپ کا بھی دخل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے بعد اُن کا حق سب سے مقدم اور فائق ہے اور چونکہ انسان کی بازگشت حضرت حق تعالیٰ ہی کی جناب میں ہے اس لئے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ حقوق الٰہی کے ساتھ وہاں حقوق العباد کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی اور ماں باپ کی خدمت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا سوال بھی ہوگا ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ کلام بیچ میں اللہ صاحب فرماتا ہے ، لقمان نے بیٹے کو ماں باپ کا حق نہ کہا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوتی اللہ صاحب نے شرک سے پیچھے اور نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمایا کہ بعد اللہ کے ماں باپ کا حق ہے باپ نے اللہ کا حق بتایا اللہ نے باپ کا (باقی صفحہ ٦٥٨ پر)

وَإِذْ قَالَ لُقْمَٰنُ لِٱبْنِهِۦ وَهُوَ يَعِظُهُۥ يَٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ
اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے خدا کیساتھ کسی کو
بِٱللَّهِ ۖ إِنَّ ٱلشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ﴿١٣﴾ وَوَصَّيْنَا ٱلْإِنسَٰنَ
شریک نہ ٹھہرائیو بلاشبہ شرک کرنا بڑا ہی ظلم ہے ۔ اور ہم نے انسان کو اسکے ماں باپ کے بارے میں
بِوَٰلِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُۥ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَٰلُهُۥ
تاکید کی ہے اسکی ماں نے سستی اور ضعف پر ضعف برداشت کرتے ہوئے اسکو حمل میں رکھا اور دو سال میں
فِى عَامَيْنِ أَنِ ٱشْكُرْ لِى وَلِوَٰلِدَيْكَ إِلَىَّ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٤﴾
اس کا دودھ چھوٹتا ہے تاکید یہ ہے کہ اے انسان تو میرا اور اپنے ماں باپ کا حق مانا کر کیونکہ آخر مجھی تک واپس آنا ہے ۔
وَإِن جَٰهَدَاكَ عَلَىٰٓ أَن تُشْرِكَ بِى مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ
اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرا جسکے معبود ہونے کی کوئی دلیل تیرے پاس
عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۖ وَصَاحِبْهُمَا فِى ٱلدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۖ
نہیں ہے تو ان دونوں کا کہنا نہ مان ہاں دنیوی معاملات میں بھلی طرح ان کا رفیق اور ہم صحبت رہ
وَٱتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَىَّ ۚ ثُمَّ إِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ
اور اسی شخص کی راہ چل جو میری طرف رجوع ہوا پھر تم سب کو میری طرف واپس آنا ہے
فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يَٰبُنَيَّ إِنَّهَآ إِن تَكُ
سو میں تم کو ان تمام اعمال کی حقیقت سے آگاہ کردوں گا جو تم کیا کرتے تھے ۔ اے میرے بیٹے کوئی عمل
مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُن فِى صَخْرَةٍ
رائی کے دانے کے برابر ہو پھر خواہ وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ
أَوْ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ أَوْ فِى ٱلْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا ٱللَّهُ ۚ
آسمان میں ہو یا وہ زمین میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو بھی لا حاضر کرے گا
إِنَّ ٱللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾ يَٰبُنَىَّ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ وَأْمُرْ
بے شک اللہ نہایت باریک بین بہت باخبر ہے ۔ اے میرے بیٹے نماز پڑھا کر اور اچھی باتوں کی

(بقیہ صفحہ ٦٥٧) اور رسول کا اور مرشد کا حق اللہ ہی کی طرف میں ہے کہ اُسی کے نائب ہیں ١٢ (١٤) اور اگر وہ تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو کسی ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرا جس کے شریک اُلوہیت اور شریک فی العبادت ہونے کی تیرے پاس کوئی سند اور دلیل نہ ہو تو تُو ان کا کہنا نہ مان اور ان کی اطاعت نہ کر ہاں دُنیوی معاملات میں مثلاً خدمت اور انفاق وغیرہ میں بھلی طرح اور دستور کے موافق ان کا رفیق اور ہم صحبت رہ اور پیروی اسی شخص کی کر اور اُسی کی راہ چل جو میری طرف رجوع ہوا پھر تم سب کو میری طرف آنا ہے اور تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے پس میں تم کو ان تمام اعمال کی حقیقت سے آگاہ کردوں گا جو تم کیا کرتے تھے: یعنی باوجود ان حقوق کے جو والدین کے تجھ پر ہیں اگر وہ کبھی تجھ کو میرا شریک ٹھہرانے پر آمادہ کریں اور کوشش کریں اور تجھ پر زور ڈالیں تو ان کی اطاعت نہ کیجو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک کرنے اور اس کی اُلوہیت میں کسی کو شریک ٹھہرانے پر نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی سند ہے جو تیرے علم میں آتی ما لیس لک بہ علم کا یہی مطلب ہے کہ جب شرک پر آج تک کوئی دلیل ہی قائم نہیں ہو سکی تو تیرے پاس دلیل کہاں ہے اور جب دلیل نہیں تو شرک میں ان کا کہنا نہ مان البتہ دُنیوی معاملات میں جیسے اُن کی خدمت اور نان نفقہ وغیرہ کی خبرگیری دستور کے موافق کرتے رہنا اور خوبی اور بھلائی سے انکے ساتھ بسر کرتے رہنا اس میں کوتاہی نہ ہو ان باتوں میں ان کی رفاقت اور ساتھ دینے میں کمی نہ کر ہاں دین کے معاملے میں انکا کہنا نہ مان بلکہ اُس کی راہ چل اور اُس شخص کے راستے کی اتباع اور پیروی کر جو میری طرف رجوع ہوا یعنی جو میرے احکام پر عامل ہو اور میرے احکام پر اعتقاد رکھتا ہو اُس کے راستے پر چل اور دین کے بارے میں مشرک ماں باپ کا کہنا نہ مان، آگے فرمایا تم سب کو میری ہی طرف آنا ہے اُس وقت میں تم کو آگاہ کردوں گا اور تم کو وہ سب اعمال بتلا دوں گا جو تم کیا کرتے تھے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شریک نہ مان جو معلوم نہیں یعنی شبہے میں نہ مان اور یقین بوجھ کر تو کیوں مانے ١٢: اب آگے پھر حضرت لقمان کی نصائح کا ذکر ہے (١٥) اے میرے بیٹے کوئی عمل رائی کے دانے برابر ہو پھر خواہ وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان میں ہو یا زمین میں ہو تو اللہ تعالیٰ اُس عمل کو بھی لا حاضر کریگا بیشک اللہ تعالیٰ نہایت باریک بیں بہت باخبر ہے: اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کے کمال سے بیٹے کو آگاہ فرمایا کہ اُس کا علم اتنا وسیع ہے کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا عمل چاہے رائی کے دانے ہی کے برابر کیوں نہ ہو اور کہیں پوشیدہ ہو کسی پتھر میں ہو یا زمین کے اور آسمان کے کسی حصے میں مخفی ہو یعنی کتنا ہی پوشیدہ ہو اور خواہ کتنا ہی دور ہو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حساب کے وقت اس کو بھی لا حاضر کریگا اس عمل کا چھوٹا ہونا یا پوشیدہ ہونا یا آسمان جیسی دُوری پر ہونا اللہ تعالیٰ کے احاطۂ علم اور احاطۂ قدرت سے خارج نہیں کر سکتا۔ کوئی عمل ہو یا خصلت عادت ہو۔ وقت پر اُس سب کا اظہار ہو جائے گا اور لطیف خبیر ہر چیز کو لا حاضر کریگا (١٦) اے میرے بیٹے نماز پڑھا کر اور نماز کی پابندی کیا کر تفسیر صفحہ ہذا اور اچھی باتوں کی نصیحت کیا کر اور بُری باتوں سے اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور جو مصیبت تجھ پر پڑے اُس کو سہار اور برداشت کر۔ بلا شبہ یہ کام بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہیں: یعنی بیٹا نماز کی پابندی کر اور بھلے کاموں کی نصیحت کیا کر بُرے کاموں سے لوگوں کو منع کیا کر اور روکا کر اور اس تبلیغ کے سلسلہ میں یا عام طور سے جو مصیبت تجھ پر پڑے اور جو مصائب پڑیں ان کو خندہ پیشانی سے برداشت کر اور جھیل اور سہار یہ نیک کام کرنا اور نیک کاموں کی راہ میں جو مصائب آئیں ان کو برداشت کرنا بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نماز کے ساتھ زکوٰۃ نہیں کہی ایسے لوگوں کے پاس مال کہاں رہتا ہے ١٢ اب آگے اخلاق و عادات کی اصلاح کا ذکر ہے (١٧) اور لوگوں سے مُنہ پھُلا کر بے رُخی کا برتاؤ نہ کر اور لوگوں سے اپنا رُخ نہ پھیر اور زمین میں اترا کر اور متکبرانہ چال سے نہ چلا کر بیشک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے شیخی مارنے والے کو پسند نہیں کرتا: مطلب یہ ہے کہ لوگوں سے خندہ پیشانی اور اخلاق کیساتھ ملا کر لوگوں کو حقیر سمجھ کر تکبر کا برتاؤ نہ کیا کر اور مُنہ پھُلا کر بے رُخی کے ساتھ بات نہ کیا کر زمین پر اکڑ کر چلنے سے منع فرمایا کیونکہ یہ متکبروں کی چال ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے فخر کرنیوالے کو دوست نہیں رکھتا اور شیخی خورے متکبر کو پسند نہیں کرتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں گال نہ پھلا یعنی غرور سے نہ دیکھ ١٢ حضرت شاہ صاحبؒ نے تصعر خدک کا ترجمہ گال مت پھلا کیا ہے۔ مطلب وہی ہے جو ہم نے عرض کیا تصعر کا ترجمہ لغت میں رُو بگردانیدن از کبر کیا ہے (١٨) اور اپنی رفتار اور (باقی ص ٦٥٩ پر)

بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ
نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور جو مصیبت تجھ پر پڑے
اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ ﴿١٧﴾ وَلَا تُصَعِّرْ
اُس کو برداشت کر یقین مان یہ کام بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہیں، اور لوگوں سے
خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِى الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ
بے رُخی کا برتاؤ نہ کر اور زمین پر متکبرانہ چال سے نہ چلا کر
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ ﴿١٨﴾ وَاقْصِدْ فِىْ
بیشک اللہ کسی تکبر کرنیوالے شیخی مارنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ اور اپنی چال میں
مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ
میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز کو نیچا رکھ بلاشبہ آوازوں میں بدترین آواز
لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ع ﴿١٩﴾ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى
گدھوں کی آواز ہے۔ کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ نے ان سب چیزوں کو جو
السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً
آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور اس نے تم پر اپنی تمام
وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِى اللّٰهِ
ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر رکھی ہیں اور لوگوں میں بعض شخص ایسا بھی ہے کہ جو اللہ کے بارے میں بدون کسی
بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ
واقفیت اور بدون کسی دلیل اور بغیر کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتا ہے۔ اور جب اس قسم کے جھگڑالو لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ
اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ
جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے تم اس کی پیروی کرو تو یہ کہتے ہیں ہرگز نہیں ہم تو اس طریقہ پر چلیں گے جس طریقہ پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے
اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٢١﴾
بھلا کیا اگر شیطان انکے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو تب بھی یہ اُنہی کی پیروی کریں گے

٢/٢

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٥٨) چال میں میانہ روی اور اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز کو نیچا اور پست رکھ بلاشبہ آوازوں میں بدترین اور بُری آواز گدھوں کی آواز ہے ﴿ یعنی رفتار متوسط اختیار کر اور آواز میں نرمی اور پستی پیدا کر حدیث میں آتا ہے جب تم گدھے کی آواز سنو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہا کرو (١٩) کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی اور تم نے یہ بات نہیں دیکھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تمہارے لئے ان سب چیزوں کو مسخر کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنی تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر رکھی ہیں اور لوگوں میں سے بعض آدمی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدون کسی واقفیت اور بغیر کسی دلیل اور بغیر کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتا ہے ﴿ یعنی آسمان میں سورج اور چاند اور سیارے یعنی پورا انظام شمسی جس کی تسخیر پر مخلوق کی زندگی کا دارومدار ہے اور زمین کی چیزیں مویشی اور زمین کی کھیتی باڑی، دریا پہاڑ غرض کوئی ایسی چیز نہیں جو انسانی منافع اور کسی گوشۂ زندگی سے وابستہ نہ ہو۔ ان سب چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی ضروریاتِ زندگی کیلئے مسخر کر رکھا ہے۔ ظاہری نعمت سے یا تو وہ چیزیں ہیں جو اس سمجھا نی جائیں اور سمجھی جائیں یا جسمانی اور مادی نعمتیں مراد ہوں اور باطنی نعمتیں وہ جن کو سمجھنا محض عقل سے ہو یا روحانی نعمتیں مراد ہوں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی وساطت سے حاصل ہوں، یہ جھگڑالو شخص یا تو نضر بن حارث ہے جس کا ذکر سورۂ حج کے شروع میں گذر چکا ہے یا کوئی یہودی ہے، جو بغیر کسی بدیہی علم اور بغیر ہدایت یعنی دلیل عقلی اور کتاب یعنی دلیل نقلی کے جھگڑا کرتا اور مسلمانوں سے اللہ تعالیٰ کے بارے میں اُلجھا رہتا ہے ہو سکتا ہے کہ علم سے مراد دلیل ہو۔ اور ھدی سے مُراد رسول کا قول ہو، اور کتاب منیر سے مُراد کتب سماوی ہو، بہرحال نہ استدلال عقلی۔ نہ کسی پیغمبر کا قول، نہ کسی آسمانی کتاب کی شہادت اور باوجود اس تہی دامنی کے کٹ حجتی کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے بارے میں بحث مباحثہ اور جھگڑا کرتا رہتا ہے (٢٠) اور جب اس قسم کے جھگڑالو افراد سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے اُس کی پیروی اور اتباع کرو تو یہ کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں بلکہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے اور اُس طریقۂ کار کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے۔ بھلا کیا اگر شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا رہا ہو تب بھی یہ انہی کی پیروی کریں گے ﴿ یعنی جب کبھی ان کو ما انزل اللّٰہ کی دعوت دی جاتی ہے تو انکار کرتے ہیں اور اپنے بڑوں کی کورانہ تقلید اور اُن کے غلط راستوں کی پیروی کرنے پر اصرار کرتے ہیں یعنی دلیل کی طرف نہیں آتے اور بلا دلیل بڑوں کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ حضرت حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر شیطان ان کے بڑوں کو عذاب سعیر کی طرف بلاتا رہا ہو تب بھی وہ اُنہی کا اتباع کرینگے عذاب سعیر کا سبب ہے گمراہی تو مطلب یہ ہے کہ گمراہی کی طرف شیطان ان کے بڑوں کو بُلاتا رہا ہو تب بھی یہ ان شیطان کے ماروں کی پیروی کرتے رہیں گے سعیر دہکتی ہوئی آگ کو کہتے ہیں مراد اس سے جہنم ہے (٢١) تفسیر صفحہ ہذا اور جس شخص نے اپنا رُخ اللہ تعالیٰ کی طرف کر لیا اور اپنی ذات کو حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور وہ شخص مخلص بھی ہے تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ اور مستحکم کڑا پکڑ لیا اور سب کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتا ہے ﴿ اللہ تعالیٰ کی طرف رخ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فرمانبرداری کی غرض سے اس نے اپنا مُنہ خدا کے سامنے رکھ دیا یعنی اسلام قبول کر لیا اور عمل و اعتقاد کو درست کر لیا اور وہ مخلص بھی ہو یعنی

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ
اور جس شخص نے اپنی ذات کو اللہ کے سپرد کر دیا اور وہ شخص مخلص بھی ہو تو یقیناً اُس نے بڑا
بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ
مضبوط حلقہ پکڑ لیا اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف لوٹتا ہے۔ اور جو شخص
كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا
کفر کرتا ہے تو اس کا کفر آپکو رنجیدہ نہ کرے ان سب کو ہماری طرف واپس ہونا ہے پھر ہم ان کو ان تمام اعمال کی حقیقت سے آگاہ کر دینگے
عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ
جو وہ کرتے رہے ہیں۔ بیشک اللہ سینوں کی تمام باتوں سے خوب واقف ہے۔ ہم ان لوگوں کو
قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٢٤﴾ وَلَئِنْ
تھوڑے دنوں سود مند رکھیں گے پھر ہم ان کو ناچار و مجبور کر کے سخت عذاب کیطرف لیجائیں گے۔ اور اگر آپ
سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ
ان کفار سے دریافت کریں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے بنایا ہے تو وہ لوگ ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے
قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٥﴾ لِلّٰهِ مَا فِي
آپ کہئے سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں، اصل بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ اتنا بھی نہیں جانتے۔ جو کچھ آسمانوں میں
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٦﴾
اور زمین میں موجود ہے سب اللہ کی ملک ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے سب خوبیوں والا۔
وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ
اور جتنے درخت روئے زمین پر ہیں اگر ان سب کی قلمیں بن جائیں اور موجودہ سمندر کی سیاہی ہو
يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ
اور اس سمندر کے علاوہ اس میں اور سات سمندر شامل ہو جائیں تب بھی اللہ کی باتیں ختم
اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿٢٧﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ
نہ ہوں گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ کمال قوت کمال حکمت کا مالک ہے۔ تم سب کا پیدا کرنا اور تم سب کو مرنیکے بعد پھر جلانا

دل سے مسلمان ہو تو گویا اس نے ایک ایسا مضبوط اور پختہ حلقہ کو پکڑ لیا کہ گرنے کا اندیشہ نہ رہا اور ہر اعتبار سے محفوظ ہو گیا اور اخیر سب کاموں کا اللہ ہی کی طرف ہے وہاں ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کے موافق سزا یا صلہ عطا ہوگا عروۃ الوثقیٰ کی تفصیل سورۃ بقرہ کی تسہیل میں گزر چکی ہے۔ (٢٢) اور جو شخص کفر و انکار کرتا ہے تو اس کا کفر اے پیغمبر آپکو رنجیدہ نہ کرے ان سب کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے۔ اور ہماری ہی طرف ان سبکو لوٹنا ہے پھر ہم انکو ان تمام اعمال کی حقیقت سے آگاہ کر دیں گے جو وہ کرتے رہے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ سینوں کی تمام باتوں سے خوب واقف ہے ﴿ اور جو شخص باوجود ان دلائل واضحہ اور ثابتہ کے پھر بھی کفر پر قائم ہے اور جما ہوا ہے تو آپ ایسے لوگوں پر غمگین نہ ہوں اور آپکو ان کا کفر رنجیدہ نہ کرے چونکہ ان سب کو ہماری ہی سرکار میں واپس آنا ہے تو ہم ان کو وہ تمام باتیں بتا دینگے اور جتا دیں گے جو یہ دُنیا میں کرتے رہے تھے کیوں کہ اللہ تعالیٰ دلوں تک کی باتوں سے خوب واقف ہے اور جب کوئی بات حتیٰ کہ دلوں تک کی باتیں اُس پر مخفی نہیں ہیں تو کوئی عمل خواہ (باقی صفحہ ٦٦٠ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۵۹) کیسا ہی پوشیدہ یا ظاہر کیوں نہ ہو سب کا حساب ہو جائیگا اور اس کی سزا دی جائیگی اس لئے آپ کو کسی کا کفر رنجیدہ اور غمگین نہ کرے (۲۳) ہم ان لوگوں کو تھوڑے دنوں سود مند رکھیں گے پھر ہم انکو ناچار و مجبور کر کے کشاں کشاں سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے ؛ یعنی دنیا کی زندگی میں ان منکروں کو تھوڑا فائدہ پہونچے گا اور یہ دنیا کی لذتوں سے فائدہ اُٹھاتے رہیں گے پھر اُن کو مضطر و مجبور کر کے سخت عذاب یعنی جہنم کیطرف لیجائیں گے آگے اللہ تعالیٰ کی خالقیت کا منکروں کی زبان سے اعتراف کا ذکر فرمایا (۲۴) اور اے پیغمبر اگر آپ ان دینِ حق کے منکروں سے دریافت فرمائیں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے بنایا اور کس نے پیدا کیا تو وہ لوگ ضرور جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ فرمائیے الحمد للہ اصل بات یہ ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ اتنا بھی نہیں جانتے ؛ یعنی ایک بات تو تسلیم کر لی اور اس کا اعتراف کر لیا اس پر آپ الحمد للہ کہئے دوسری بات جو یہ نہیں مانتے وہ بالکل ہی ظاہر ہے کہ جو مخلوق اور مصنوع ہو وہ مستحق الوہیت نہیں ہوا کرتا یہ وصف خالقیت تو اللہ تعالیٰ کا تسلیم کرتے ہیں لیکن اسکی مخلوق کو اور اسکے مصنوع کو اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت میں شریک کرتے ہیں ، بلکہ اکثر تو ان میں کے ان باتوں کو جانتے ہی نہیں ؛ چونکہ دوسرا مقدمہ بالکل ظاہر تھا اس لئے الحمد للہ فرمایا کہ کفار پر الزام ثابت ہو گیا ، بعض تو اتنا بھی نہیں جانتے کہ اس اعتراف سے کس طرح ان پر حجت قائم ہو گئی اور شرک کا بطلان ظاہر ہو گیا (۲۵) جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں موجود ہے سب اللہ تعالیٰ کی مِلک اور اسی کی ملکیت ہے ، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تمام خوبیوں والا ہے ؛ یہ دوسرے مقدمہ کی تائید اور تقریر ہے کہ مملوک کا کما الوہیت میں کس طرح حصہ دار ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور سب خوبیوں والا ہے ۔ آگے خوبیوں کا بیان ہے (۲۶) اور جتنے درخت رُوئے زمین پر ہیں اگر ان سب کی قلمیں بن جائیں اور موجودہ سمندر کی سیاہی ہو اور اس موجودہ سمندر کے بعد اس میں اور سات سمندر شامل ہوں تب بھی اللہ کی باتیں تمام اور ختم نہ ہوں گی بلاشبہ اللہ تعالیٰ کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے ؛ کہتے ہیں آیت کا تعلق یہود کے بعض شبہات سے ہے کہ وہ توریت کے بعد یہ خیال کرتے تھے کہ اب کوئی مزید علم نہیں ہے ، بہرحال آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلمات اور اس کی خوبیاں اس قدر ع ۱۱
بے حد و حساب ہیں کہ اگر تمام روئے زمین کے درختوں کی اقلام بنالی جائیں اور موجودہ سمندر کے ساتھ اور ۱۲
سات سمندر ملا کر اُن کی سیاہی بنالی جائے اور اللہ تعالیٰ کی باتیں اُس کی صفات اور اس کے کمالات لکھے جائیں تو سیاہی خشک ہو جائے اور قلمیں گِھس جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں اور بات بھی یہی ہے کہ محدود قوتوں سے لا محدود اور غیر متناہی صفات و کمالات کہاں منضبط ہو سکتی ہیں ، وہ عزیز اور حکیم ہے من بعدہ کا یہ مطلب بھی ہے کہ بحرِ محیط کی سیاہی ختم ہو جانے کے بعد اور سات سمندروں کی سیاہی بنالی جائے لا اُحصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علٰی نفسک ۔ جل جلالہ و اعظم شانہ ۔ (۲۷) تفسیر صفحہ ہذا ۔ تم سب کا ابتدائی پیدا کرنا اور مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد جلانا یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے ؛ یعنی اسکے نزدیک مخلوق کا پہلی بار پیدا کرنا اور دوبارہ مرنے کے بعد سب کا زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسے ایک آدمی کو پیدا کرنا اور ایک آدمی کو مرنے کے بعد زندہ کر لینا نہ سب کو

إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ﴿۲۸﴾ أَلَمْ تَرَ
بس ایسا ہی ہے جیسے ایک شخص کا پیدا کرنا اور جلانا یقیناً اللہ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے ۔ اے مخاطب کیا

أَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي
تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل

اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ
کر دیا کرتا ہے اور اُس نے سورج اور چاند کو مسخر کر رکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مقررہ وقت تک

مُّسَمًّى وَأَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ
چلتا رہے گا اور نیز یہ بات کہ اللہ تعالیٰ ان تمام کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو ۔ یہ سب

بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ
تصرفات اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ ہی کی ذات حق ہے اور جن چیزوں کی یہ مشرک عبادت کر رہے ہیں وہ سراسر

الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۳۰﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ
باطل ہیں اور اللہ ہی سب سے عالی شان اور سب سے بڑا ہے ۔ کیا اے مخاطب تو نے اس بات پر غور نہیں کیا

الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُم مِّنْ
کہ سمندر میں جہاز اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے چلتے ہیں تاکہ وہ تم کو کچھ اپنی قدرت کی نشانیاں

آيَاتِهِ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿۳۱﴾
مشاہدہ کرائے ، بیشک اس امر مذکور میں ہر صبر کرنے والے شکر بجا لانے والے کیلئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں ۔

وَإِذَا غَشِيَهُم مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ
اور جب ان لوگوں پر دریا کی موجیں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو وہ لوگ خالص خدا ہی پر اعتقاد رکھ کر

الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ ۚ
خدا کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب خدا ان کو نجات دیکر خشکی پر لے آتا ہے تو بعضے ان میں سے راہِ راست پر قائم رہتے ہیں

وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ﴿۳۲﴾
اور ہماری نشانیوں کا بس وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو عہد شکن اور ناسپاس ہیں ۔

پیدا کرنے اور دوبارہ زندہ کرنے میں کچھ تعب اور نہ ایک کو پیدا کرنے اور دوبارہ زندہ کرنے میں کوئی آسانی اور سہولت ! حضرت حق کے ارادے کا جہاں تعلق ہوا اور چیز موجود ہوئی ہر ایک کی سنتا اور ہر ایک کو دیکھتا ہے (۲۸) اے مخاطب کیا تجکو یہ بات معلوم نہیں اور تو نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے اور مسخر کر رکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا اور نیز یہ بات کہ جو کام تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ ان تمام کاموں سے باخبر ہے ؛ یعنی رات کے اجزا کو دن بنا دیتا ہے اور دن کے اجزا کو رات میں داخل کر دیتا ہے جس سے سردی اور گرمی ہوتی ہے سورج اور چاند دونوں مسخر ہیں اور کام میں لگے ہوئے ہیں اور ان کی یہ تسخیر اور ان کا چلنا ایک مقررہ وقت رہے گا ۔ یہ دلیل بھی توحید کی ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ٹھہرا وعدہ یا قیامت ہے یا ہر ایک کا مدار ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے الی اجل مسمّی کی تفسیر بیان کی بہرحال مطلب ایک ہی ہے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ
اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو اور اُس دن سے ڈرو جس دن نہ تو
وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ز وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ
باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آسکے گا اور نہ بیٹا ہی اپنے باپ کے
وَّالِدِهٖ شَيْئًا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ
ذرہ برابر کام آسکے گا، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے سو تم کو دُنیوی زندگی
الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿٣٣﴾
دھوکے میں مبتلا نہ کرے اور تم کو خدا کے بارے میں وہ دھوکے باز یعنی شیطان کسی دھوکے میں نہ ڈالدے
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ
بے شک قیامت کی خبر اللہ ہی کو ہے۔ اور وہی مینہ
الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِيْ
برساتا ہے اور جو کچھ حاملہ کے رحم میں ہے اُس کو بھی وہی جانتا ہے اور کوئی شخص
نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ
نہیں جانتا کہ وہ خود کل کیا کرے گا اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ
بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿٣٤﴾ ع
وہ کس سرزمین پر مریگا بیشک اللہ تعالی سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے

سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ
سورہ سجدہ مکی ہے اور یہ تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الٓمّٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٢﴾
الٓمّٓ۔ اس قرآن کا نازل کرنا ربّ العالمین کی جانب سے ہے اس میں ذرا شبہ نہیں

اے افراد نوع انسانی اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو اور اُس دن سے ڈرو جس دن نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آسکے گا اور نہ بیٹا ہی اپنے باپ کے کچھ کام آسکے گا۔ بیشک اللہ تعالی کا وعدہ حق اور سچا ہے سو تم کو کہیں دنیوی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور دھوکے میں مبتلا نہ کردے اور تم کو اللہ تعالی کے بارے میں وہ دھوکے باز یعنی شیطان کسی دھوکے میں نہ ڈال دے ؛ یعنی اللہ تعالی سے ڈرو اور اُس خوفناک دن سے ڈرتے رہو جس دن بیٹے کی طرف کوئی مطالبہ اُس کا باپ نہ پورا کرسکے اور باپ پر اگر کوئی مطالبہ ہو تو اُس کو بیٹا نہ بھگتا سکے بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہو لکل امرئ منهم یومئذ شان یغنیه اس افراتفری میں کوئی کسی کا نہ ہوگا، اور جب قریبی باپ بیٹا ایک دوسرے کے کام نہ آئے تو پوتے پردتے اور دادا پر دادا کا تو کہنا ہی کیا ہے پھر یہ بھی یقین کرو کہ اللہ تعالی کا وعدہ حق ہے یہ دن ضرور آکر رہے گا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ دُنیوی زندگی تم کو کسی فریب اور دھوکے میں مبتلا کردے اور تم سمجھ بیٹھو کہ یہ دُنیوی آرام وعیش یوں ہی جاری رہیں گے یا جو یہاں مزے میں ہیں وہاں بھی مزے میں ہوں گے اور تم کو وہ دھوکے باز بھی دھوکا نہ دیدے اور فریب میں مبتلا نہ کرے جو تمہارا پرانا دشمن ہے یعنی شیطان - یا طویل اور لمبی اُمید۔ واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی شیطان دھوکا دے کہ اللہ غفور الرحیم ہے اور دنیا کا جیسا بہکاوے کہ جسکو یہاں بھلا ہے اسکو وہاں بھی بھلا ہے ۱۲ اب آگے حارث یا وارث بن عمر اور ایک صحابی کے چند سوالات کا جواب ہے (۳۳) بلاشبہ قیامت کی خبر اللہ تعالی ہی کو ہے، اور وہی مینہ برساتا ہے اور جو کچھ رحم میں ہے اس کو بھی وہی جانتا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ خود کل کیا کرے گا اور نہ کوئی شخص یہ جانتا ہے کہ وہ کس سرزمین پر مرے گا بلاشبہ اللہ تعالی سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے ؛ حدیث میں ان آیات کو مفاتیح الغیب فرمایا ہے۔ ان آیات میں علم غیب کے اختصاص کا ذکر ہے۔ قیامت کا علم کہ وہ کب آئے گی یا بارش کہاں ہوگی اور کتنی ہوگی اور کس وقت ہوگی حاملہ عورت کے رحم میں کیا ہے اور ارحام میں کیا ہے، خون ہے، یا رسولی ہے یا کھیڑی ہے یا بیٹا ہے، یا بیٹی ہے۔ اگر اندازاً کسی کو معلوم ہو جائے یا کسی آلے سے پتہ چل جائے تو یہ علم غیب نہیں ہے اسی طرح کل کا کام باوجود پروگرام بنالینے کے بسا اوقات ملتوی اور غلط ہو جاتے ہیں اور کس سرزمین پر مرنا ہے ان سب امور کی یہی حالت ہے۔ اور یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اللہ تعالی کے مغیبات ان پانچ باتوں میں منحصر ہیں، چونکہ بعض صحابہ نے یہ باتیں آپ سے دریافت کی تھیں اور آپ نے انکار کیا تھا اُس پر یہ آیت نازل ہوئی پس اکوان غیبیہ کے علم کلی کی طرف اشارہ کرنا ہے حصر مقصود نہیں ہے اکوان غیبیہ کا علم کلی اللہ تعالی ہی کے ساتھ مختص ہے اور بجز اللہ تعالی کے علم کل کسی کو نہیں (۳۴) - تم تفسیر سورۃ لقمان
ولله الحمد والفضل والنعمة۔ سورۃ سجدہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ تیس آیات اور تین رکوعوں پر مشتمل ہے۔ الٓمّٓ (۱) یہ کتاب یعنی قرآن نازل کیا گیا ہے اور اُتارا گیا ہے اس میں کچھ شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ کتاب پروردگار عالم کی طرف سے ہے ؛ یعنی یہ کتاب نازل شدہ ہے اور اس کا نزول منجانب اللہ ہی جیسا کہ اس کے اعجاز سے ظاہر ہے اور اس کتاب میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں یعنی شبہ کرنے والوں کا شبہ محض عناد اور دشمنی پر مبنی ہے ترجمہ میں گنجائش کا لفظ اسی رعایت سے رکھا گیا ہے (۲)

Marfat.com

کیا یہ منکر لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو پیغمبر نے گھڑ لیا ہے اور اپنے دل سے بنایا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ کتاب حق اور سچ ہے جو آپکے پروردگار کیطرف سے آئی ہے تاکہ آپ لوگوں کو ڈرادیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ صحیح راہ پر آجائیں ؛ یعنی اس قرآن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف منسوب کرتے ہیں کہ یہ انکا بنایا ہوا ہے، یہ گھڑتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کلام کہہ کر سناتے ہیں حالانکہ یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے بلکہ یہ قرآن تو ایک سچی کتاب ہے اور پروردگار کی طرف سے آئی ہے اور اس لئے آئی ہے تاکہ آپ ان لوگوں کو عذاب الٰہی سے ڈرادیں جن کو عرصے سے کوئی ڈرسنانے والا نہیں آیا یعنی حضرت عیسیٰ کے بعد سے یا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد سے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا اور ڈرانے اور ڈرسنانے سے فائدہ یہ ہے تاکہ یہ لوگ راہِ راست پر آجائیں (٣) اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُس کو چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا پھر اپنی شان کے موافق عرش پر قائم و جلوہ گر ہوا سوائے اُس کے نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی سفارش کرنیوالا سو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سوچتے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ وہ قادر مطلق ہے جس نے تمام آسمانوں کو اور زمین کو اور ان کے مابین جو کچھ ہے اُس کو چھ دن کی مقدار میں بنایا اور پیدا کیا۔ اور یہ مقدار بھی شاید یہ بات ظاہر کرنے کیلئے رکھی کہ کاموں میں تاخیر بہتر ہے تعجیل سے ورنہ وہاں تو ایک کن میں بلکہ صرف ارادہ اور اس کے تعلق سے ہی پیدا ہو سکتے تھے، مابین سے بعض لوگوں نے ابر اور ہوا اور خلا مراد لیا ہے پھر اپنی شان کے موافق عرش پر مستوی اور جلوہ گر ہوا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اُس کی رضاجوئی نہ کرو گے تو یاد رکھو نہ تمہارا کوئی حمایتی ہوگا نہ کوئی شفاعت کرنے والا تم کو میسر آئے گا۔ تم اتنی بات بھی نہیں سوچتے کہ اُس بزرگ و برتر اور قادر مطلق رب العٰلمین کی نافرمانی کا انجام کیا ہوگا (٤) وہ اللہ تعالیٰ آسمان سے لیکر زمین تک جتنے امور ہیں ہر کام اور ہر امر کی تدبیر کرتا ہے پھر ہر امر اور ہر ایک کام ایک ایسے دن میں اُسی کی حضور اور اُسی کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے جس دن کی مقدار تمہارے شمار سے ہزار سال ہوتی ہے ؛ یعنی ہر ایک اہم کام اور اُس کے انتظامات کے متعلق اوپر سے حکم اُترتا ہے اور جملہ اسباب خواہ وہ حسی ہوں یا معنوی ظاہری ہو یا باطنی اُس کے انصرام اور اتمام میں لگ جاتے ہیں آخر وہ کام اور وہ انتظام ایک مدت تک جاری رہتا ہے پھر زمانۂ دراز کے بعد وہ انتظام اُٹھ جاتا ہے اور دوسرا رنگ اُترتا ہے اور اس کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے بعض مفسرین نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ ایک دن یعنی ہزار سال کے کام فرشتوں کو القا کر دیتا ہے اور جب وہ تمام امور سرانجام ہو جاتے ہیں تو آیندہ دن یعنی ہزار سال کے کام الہام فرما دیتا ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آسمان سے زمین پر آتا ہے اور یہاں اُس حکم کے متعلق جو کام ہوتے ہیں اُس کا اندراج دفتر اعمال میں درج ہونے کی غرض سے فرشتے لے جاتے ہیں چونکہ زمین سے آسمان اول پر پہنچنے کی مسافت عام رفتار سے ایک ہزار برس ہے اس لئے فرمایا ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ بعض حضرات نے اس دن کو قیامت کا دن فرمایا ہے اور مشہور قول یہی ہے۔ اور جو لوگ اس دن کو قیامت کا دن فرماتے ہیں انھوں نے سورۃ معارج کی آیت خمسین الف سنۃ کا جواب یہ دیا ہے کہ وہ دن لوگوں پر مختلف حالات کے ماتحت گزرے گا جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ بعض مومنین و مخلصین پر قیامت ایسی گزرے گی جیسے عصر اور مغرب کے مابین کا وقت اور بعض نافرمانوں کو ہزاروں برس کا دن معلوم ہوگا اس لئے ایک ہزار اور پچاس ہزار میں کوئی منافات نہیں واللہ اعلم، بہرحال فی یوم کو کسی صاحب نے یعرج کے متعلق کیا ہے اور کسی مفسر نے یدبر کے متعلق کیا ہے اسی بنا پر کئی معنی ہو گئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بڑے بڑے کام کا حکم عرش سے مقرر ہو کر نیچے اترتا ہے سب اسباب اسکے آسمان و زمین سے جمع ہو کر بن جاتا ہے پھر ایک مدت جاری رہتا ہے پھر اُٹھ جاتا ہے اللہ کی طرف دوسرا رنگ اُترتا ہے جیسے بڑے بڑے پیغمبر جن کا اثر قرنوں تک رہا یا بڑی قوم میں سرداری جو عمروں چلی۔ وہ ہزار برس اللہ کے ہاں ایک دن ہے ١٢ شاہ صاحبؒ نے غالباً حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اختیار کیا ہے (٥) وہی اللہ تعالیٰ ہر چھپے اور کھلے ہر پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنے والا ہے (٦) جس نے خوب بنائی جو چیز بنائی اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی (٧) پھر آدم کی اولاد اور اس کی نسل کو (باقی صفحہ ٦٦٣ پر)

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ لِتُنذِرَ

کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو پیغمبر نے گھڑ لیا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ کتاب سچی ہے (اور) آپ کے رب کیطرف سے نازل کی گئی ہے تاکہ آپ

قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ

اُن لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ راہ

يَهْتَدُونَ ﴿٣﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ

پر آجائیں۔ اللہ ہی کی وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو

الْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ

اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُسکو چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا پھر اپنی شان کے موافق

عَلَى الْعَرْشِ ۖ مَا لَكُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا

عرش پر قائم و جلوہ گر ہوا۔ بجز اس کے نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی

شَفِيعٍ ۚ أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٤﴾ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ

سفارش کرنے والا سو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سوچتے۔ وہ آسمان سے لے کر زمین تک

السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ

ہر ایک کام کی تدبیر کرتا ہے پھر ہر کام ایک دن میں جس

كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ﴿٥﴾ ذَٰلِكَ

کی مقدار تمہارے شمار سے ہزار سال ہوتی ہے اُسی کی حضور میں پہنچ جاتا ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦﴾ الَّذِي

چھپے اور کھلے کا جاننے والا کمال قوت کا مالک نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔ جس نے

أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۖ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنسَانِ مِن

خوب بنائی جو چیز بنائی اور انسان کی پیدائش مٹی سے

طِينٍ ﴿٧﴾ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ ﴿٨﴾

شروع کی۔ پھر آدم کی اولاد کو ایک نچوڑے ہوئے بے قدر پانی سے بنایا یعنی نطفہ سے۔

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۶۲) خلاصہ   نچوڑے ہوئے بے قدر اور حقیر پانی سے بنایا ؛ یعنی چھپی اور کھلی چیزیں اُس کے نزدیک سب برابر ہیں جن چیزوں کو کوئی نہیں جانتا وہ انکو بھی جانتا ہے
اور جو چیزیں مخلوق کے سامنے ہیں اور مخلوق کے علم میں ہیں وہ ان سے بھی واقف ہے اس کی نگاہ علم میں نہاں اور عیاں دونوں یکساں ہیں اُس نے جو چیز پیدا کی اور بنائی وہ خوب ہی بنائی یعنی جس مصلحت سے بنائی
اُس کے لئے موزوں اور مناسب بنائی وہ عزیز بھی ہے یعنی ہر قسم کی طاقت وقوت کا مالک ہوتے ہوئے رحیم اور مہربان بھی ہے۔ انسان یعنی آدم کی پیدائش مٹی سے کی پھر اخلاط کے خلاصے یعنی ہضم رابع کے بعد جب غذا اخلاط
میں منتقل ہو جاتی ہے اس کا نچوڑ اور ست اور جوہر یعنی منی سے آدم کی نسل چلائی اور بنائی۔ مطلب یہ ہے کہ آدم کو مٹی سے بنایا پھر اُس کی غذا بھی وہی رکھی جو مٹی سے بنتی ہے پھر آگے کو جو سلسلہ چلا وہ نطفے سے جو ایک حقیر
پانی ہے اور وہ منی ہی کا ست اور جوہر ہے اور اُسی غذا کا نچوڑ ہے جو زمین سے نکلی ہے صورتیں بدلتی رہیں اور مختلف الانواع و اقسام بنتے رہے ورنہ سب مٹی ہی کا کرشمہ ہے۔ اور حضرت حق جل مجدہٗ کی کمال خالقیت

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِن رُّوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمُ
پھر اُس کے اعضاء کو درست کیا اور اُس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تمہارے نفع کیلئے تم کو
السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ﴿٩﴾ وَ
کان اور آنکھیں اور دل دیئے تم لوگ خدا کا بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو۔ اور
قَالُوٓا أَءِذَا ضَلَلْنَا فِى الْأَرْضِ أَءِنَّا لَفِى خَلْقٍ جَدِيدٍ
یہ قیامت کے منکر یوں کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں رل مل کر فنا ہو گئے تو کیا ہم از سرِ نو پیدا ہونگے
بَلْ هُم بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُونَ ﴿١٠﴾ قُلْ يَتَوَفّٰىكُم مَّلَكُ
اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے رب کے روبرو پیش ہونے ہی کے منکر ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ تمہاری جانوں کو
الْمَوْتِ الَّذِى وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾
موت کا وہ فرشتہ جو تم پر متعین ہے قبض کر لیتا ہے پھر تم سب کی بازگشت اپنے رب ہی کی طرف ہو گی۔
وَلَوْ تَرٰىٓ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ
اور اے پیغمبر اگر آپ گناہگاروں کو اس وقت ملاحظہ کریں تو عجب حال دیکھیں جس وقت یہ اپنے رب کے روبرو سر جھکائے کہتے ہونگے
رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صٰلِحًا إِنَّا
اے ہمارے پروردگار بس اب ہماری آنکھیں اور ہمارے کان کھل گئے سو آپ ہمکو پھر واپس بھیج دیجئے آئندہ ہم نیک کام کریں گے ہمکو اب
مُوقِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَءَاتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ
پورا یقین آ گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اس کی صحیح راہ عنایت کر دیتے
لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّى لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ
لیکن میری وہ بھی بات بالکل سچ ہو کر رہی کہ میں جنات اور انسان
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٣﴾ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَآءَ
دونوں سے جہنم کو ضرور بھر دوں گا۔ سو جس طرح تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے
يَوْمِكُمْ هٰذَآ إِنَّا نَسِينٰكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ
آج اس بھولنے کا مزہ چکھو۔ ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا اور اپنے ان اعمال کی بدولت جو تم

کا ظہور ہے (۸) پھر اسکو برابر کیا اور اُس کے اعضا کو درست کیا اور درست اندام کیا اور اس میں اپنی رُوح کو پھونکا اور داخل کیا اور تمہارے نفع کیلئے تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تم لوگ بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو ؛ یعنی اعضا میں تناسب رکھا اور درست اندام بنایا روح چونکہ اس کی طرف سے ہے اس لئے اُس کی شرافت اور عزت کیلئے اپنی روح فرمایا۔ پھر آنکھیں اور کان اور دل دیئے تاکہ دیکھو اور آیات تنزیلیہ سنو اور دل سے سمجھ کر ایمان لاؤ اور اُس کی توحید کا اقرار کرو مگر تم لوگ بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اپنی جان کہا ہے جو مخلوق ہے اُسی کا مال ہے مگر جسکو عزت دی اس کو اپنا کہا جیسے ان عبادی سو انسان کی جان غیب سے آئی ہے مٹی پانی سے نہیں بنی اس کو اپنی کہا اور یہ نہ سمجھے کہ اللہ کی جان جان ہو تو بدن بھی ہو بدن ہو تو ترکیب بھی ہو ذات پاک کہاں رہی ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہاں روح کا تصور یہ نہ کرنا کہ جیسے انسان کی جان۔ کہ
ع ۱۱ اُس کے لئے بدن کا ہونا ضروری ہے بلکہ حق تعالیٰ
۱۴ ۱ نے اس کی اضافت اپنی طرف محض اسکی شرافت کی وجہ سے فرمائی ہے (۹) اور یہ منکرینِ قیامت یوں کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں رل مل گئے اور نیست و نابود ہو گئے تو کیا ہم از سرِ نو پیدا ہوں گے اور کیا ہم کو نیا بننا ہے اور کیا ہم نے جنم میں آویں گے کوئی نہیں اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہونے اور اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں ؛ یہ ابی بن خلف کا قول ہے اور چونکہ دوسرے کافر بھی اس قول میں اُس کے موافق تھے اس لئے سب کی طرف قول کی نسبت فرمائی۔
ضل الماء فی اللبن کے محاورے سے ضللنا فی الارض کہا کہ جس طرح پانی دودھ میں مل کر گم ہو جاتا ہے۔ یہی حال ہماری ہو جائیگی کہ ہم خاک میں مل کر نیست و نابود ہو جائینگے پھر ہم دوبارہ کیسے پیدا ہو سکتے ہیں حضرت حق نے فرمایا۔ اصل بات یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی پیشی اور اس کے روبرو حاضر ہونے ہی کے منکر ہیں آگے تحقیقی جواب ہے (۱۰) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ تمہاری جانوں کو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر متعین ہے قبض کر لیتا ہے پھر تم سب کی بازگشت اور تم سب کا لوٹنا اپنے پروردگار ہی کیطرف ہو گا ؛ یعنی کیا تم جسم کے خاک میں مل جانے سے سمجھتے ہو کہ تم ختم ہو گئے تم کو تو فرشتہ لیجاتا ہے اور تم سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہو گی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اور خوب فرماتے ہیں یعنی تم آپ کو دھڑ سمجھتے ہو کہ زمین میں
رل گئے تم جان ہو وہ فرشتہ لے جاتا ہے فنا نہیں ہو جاتے ۱۲ سبحان اللہ کیا خوب فرمایا ہے۔ جسم اگر خاک میں مل گیا تو جان تو فنا نہیں ہوئی جان تو جان آفریں کے پاس موجود ہے۔ جسم کا کیا ہے جب چاہے سمیٹ کر بنا لو (۱۱)
اور اے پیغمبر اگر آپ ان گناہگاروں کو اُس وقت دیکھیں اور ملاحظہ فرمائیں تو عجب حال دیکھیں جس وقت یہ اپنے پروردگار کی پیشی میں سر جھکائے ہوئے کہتے ہوں گے اے ہمارے پروردگار ہم نے خوب دیکھ لیا اور سُن لیا
اور ہمارے کان اور ہماری آنکھیں کھل گئیں سو آپ ہم کو پھر لوٹا دیجئے اور ہم کو دنیا میں پھر واپس بھیج دیجئے آئندہ ہم نیک اور شائستہ عمل کیا کریں گے اب ہم پورا یقین کرنیوالے ہیں اور ہم کو پوری طرح یقین آ گیا ؛ یعنی
جب انکی واپسی ہوگی اور پروردگار کے سامنے حاضری ہوگی تو اس وقت کی حالت کو اگر آپ ان کی دیکھیں تو عجیب ہولناک منظر دیکھیں کہ یہ منکرین بعث سب سر جھکائے ہوئے کہہ رہے ہوں گے اب ہم نے خوب دیکھ لیا
و سُن لیا اے پروردگار اب تو ہم کو واپس بھیج دے تو ہم آئندہ خوب نیک اعمال کریں گے ہم کو تو اب پوری طرح یقین آ گیا (۱۲) اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو اُس کی صحیح راہ عنایت کر دیتے لیکن (باقی صفحہ ۶۶۴ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٦٣) میرا وہ وعدہ اور میری وہ کہی بات محقق اور پوری ہو کر رہی کہ میں جنات اور انسان دونوں سے جہنم کو بھر دوں گا، مطلب یہ ہے کہ ہم کسی کو مجبور اور مضطر کر کے اگر ہدایت دینا چاہتے تو سب کو
راہِ راست پر لگا دیتے لیکن ہماری مصلحت اور حکمت مقتضی نہ تھی کہ سب کو بجبر و اکراہ اُس ہدایت پر زبردستی قائم کیا جائے جس کو موصول الی المطلوب کہتے ہیں اور جس طرح اُس ہدایت سے نوازا جس کو ارادۃ الطریق
کہتے ہیں اسی طرح ان کو ہدایت بمعنی ایصال الی المطلوب سے بالجبر نواز سکتے تھے۔ مگر ایسا اکراہ ہم نے پسند نہیں کیا اور وہ قول اور وعدہ پورا اور محقق ہو کر رہا کہ میں نافرمانوں کو خواہ وہ جنات یعنی شیاطین ہوں
یا ان کے متبعین انسان ہوں سب سے جہنم کو پُر کر دوں گا اور بھر دوں گا، ہم سورہ انعام میں عرض کر چکے ہیں کہ ان کی واپسی مفید نہ ہوگی ولو ردوا لعادوا لما نھوا عنہ، اس لئے واپسی نہیں ہو سکتی اور اسی
کا کوئی امکان نہیں (١٣) سو جس طرح تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے آج اُس بھولنے کا مزہ چکھو ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا اور اپنے ان اعمال کی بدولت جو تم کیا کرتے تھے تفسیر صفحہ لہٰذا ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ

کیا کرتے تھے دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔ ہماری آیتوں پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ

إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

جب ان کو ان آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کیساتھ پاکی بیان کرنے

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ

لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔ ان کے پہلو اپنی خوابگاہوں سے اس طور پر علیحدہ رہتے ہیں

الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

کہ وہ اپنے رب کو ڈر سے اور اُمید سے پکارتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے

يُنْفِقُونَ ﴿١٦﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ

خیرات کیا کرتے ہیں۔ سو ایسے لوگوں کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا جو سامان خزانۂ غیب میں موجود ہے اسکی کسی شخص کو بھی

أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا

خبر نہیں یہ ان کو ان اعمال کا صلہ ملے گا جو وہ کیا کرتے تھے۔ کیا بھلا وہ شخص جو ایماندار ہے

كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ أَمَّا الَّذِينَ

اُس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو نافرمان ہے دونوں فریق نہیں برابر ہو سکتے۔ سو جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ

ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے تو ان کا ٹھکانا جنتیں ہیں۔ یہ جنتیں

نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا

اُن کے اُن اعمال کے بدلے میں بطور مہمانی کے ہیں جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور جو لوگ نافرمان رہے

فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا

تو اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ لوگ جب کبھی بھی اس دوزخ سے باہر نکلنا چاہیں گے تو اسی میں پھر

فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ

لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا اس دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو جس عذاب کی

یعنی تم نے اس دن کی ملاقات اور قیامت کے دن کی پیشی کو بالکل فراموش کر رکھا تھا لہٰذا اب تم اس بھلانے کا مزہ چکھو ہم نے تم کو اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ہم تم سے ایسا برتاؤ کریں گے جیسے کوئی بھولے ہوئے شخص کے ساتھ کرتا ہے انا نسینکم بطور مجاز فرمایا ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت حق نسیان سے پاک ہیں اور جو اعمال اور بدکرداریاں کرتے رہے ہو اسکے سبب سے عذاب دائم اور ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو آگے مومنین کا ذکر اور ان کے نیک انجام کا ذکر فرمایا (١٤) ہماری آیتوں پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب اُن کو ان آیات کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے اور انکو یہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کی حمد کیساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہ لوگ ایمان لانے اور سجدہ کرنے سے تکبر نہیں کرتے اور سورۂ لقمان میں کافر کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا ولی مستکبرا۔ یعنی وہ آیات الٰہی کو سنکر ان آیات کا مذاق اُڑاتا ہے اور تکبر کے ساتھ پیٹھ پھیر کر چل دیتا ہے، لیکن مومنین کا یہ حال نہیں ہے وہ آیات کو سُن کر اُن پر ایمان لاتے ہیں اور جب اُن کو وہ آیات یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ ریز ہو جاتے ہیں اور سجدے میں گر پڑتے ہیں اور وہ لوگ آیات الٰہی سے اور ایمان سے اور سجدہ کرنے سے تکبر آمیز برتاؤ نہیں کرتے۔ حمد کیساتھ ملا کر تسبیح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سبحان اللہ وبحمدہ کہتے ہیں آگے ان کے مزید اعمال کا ذکر ہے (١٥) ان کے پہلو اپنی خوابگاہوں سے اس طور پر علیحدہ رہتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار کو عذاب کے ڈر سے اور رحمت کی اُمید سے پکارتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے خیرات کیا کرتے ہیں یعنی وہ مخلص مومن رات کے حصے میں اپنے بچھونوں اور خوابگاہوں کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف ہوتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے خوف یعنی اُس کے عذاب کے خوف سے اور اسکی رحمت اور ثواب کی اُمید اور لالچ سے اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں، اس سے مراد عشاء اور صبح کی نماز ہے یا تہجد کی نماز ہے اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے انفاق فی سبیل اللہ کیا کرتے ہیں۔ سونے کی جگہ کو مضجع کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ نرم بچھونوں کی پروا نہ کرتے ہوئے ان کو چھوڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی میں لگ جاتا ہے اور اُس کو کبھی خوف سے اور اس کے عذاب کے ڈر سے پکارتا ہے اور کبھی اُس کی رحمت اور ثواب کی اُمید سے پکارتا ہے ابن رواحہ کے قصیدے میں ہے جو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھا ہے ؎

یبیت یجافی جنبہ عن فراشہ ✽ اذا استثقلت بالکافرین المضاجع۔ یعنی جب رات کو کافر اپنے بچھونوں پر بھاری اور بوجھل بنے ہوئے پڑے رہتے ہیں تو یہ پیغمبر اس طرح رات گذارتا ہے کہ اس کا پہلو اپنے بچھونے کو خالی کر دیتا ہے گویا آپ شب بھر عبادت الٰہی میں گزارتے ہیں اور کافر پڑے سویا کرتے ہیں ؎ بہ نیم شب کہ ہمہ مست خواب خوش باشند ٭ من و خیال تو ونالہائے درد آلود۔
حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا ایسی آواز سے پکاریگا جس کو تمام خلائق سُنے گی وہ کہے گا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو اپنے بچھونوں سے علیحدہ رہتے تھے یعنی شب میں نماز پڑھنے والے وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے وہ تھوڑے ہوں گے، پھر آواز دے گا وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جو مصیبت اور درد میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کیا کرتے تھے، اس پر کچھ اور تھوڑے لوگ کھڑے ہو جائیں گے (باقی ص٦٦٥ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۶۴) ان دونوں گروہوں کو اکٹھا کرکے جنت میں بھیجدیا جائے گا اس کے بعد لوگوں کا حساب شروع ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ سے لالچ بُری نہیں نہ اُس سے ڈر اور اس واسطے بندگی کرے تو قبول ہے دم اور ڈر دُنیا کا ہو یا آخرت کا اور اگر کسی اور کے خوف و رجا سے بندگی کرے تو ریا ہے کچھ قبول نہیں ۱۲ (۱۶) سوایسے لوگوں کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا جو سامان پوشیدہ دھرا ہوا ہے اور خزانۂ غیب میں اس کو کوئی شخص نہیں جانتا یہ اُن کو اُن کے اُن اعمالِ نیک کا صلہ ملے گا جو وہ کیا کرتے تھے ؛ یعنی ایسے عبادت گذار لوگوں کیلئے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا جو سامان چھپا دھرا ہے اس سامان کا کسی کو علم نہیں اور کوئی اس کو نہیں جانتا یہ اُن کے اعمال کا صلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اس آنکھوں کی ٹھنڈک کے سامان کو نہ کوئی بشر جانتا ہے نہ اسکی خبر کسی ملکِ مقرب کو اور نہ اس کا علم کسی اولوالعزم پیغمبر کو ہے، یہاں نکرہ تحت النفی واقع ہے جو عموم افراد کو مستلزم ہے۔ ابجبکہ مومنین اور منکرین کا انجام بیان ہوچکا تو اب دونوں میں عدم تساوی اور عدم مساوات کا ذکر فرمایا ارشاد ہوتا ہے (۱۷) کیا بھلا وہ شخص جو مومن اور ایمان دار ہے اُس شخص کے برابر ہوسکتا ہے جو بے حکم اور نافرمان ہے یہ دونوں فریق برابر نہیں ہوسکتے ؛ یعنی ایک مومن کامل ہے ایک فاسق یعنی کافر ہے۔ دونوں برابر نہیں ہوسکتے کہتے ہیں ولید نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلے میں کہا تھا کہ میری تلوار اور میری زبان تیری تلوار اور زبان سے زیادہ تیز ہے حضرت علیؓ نے فرمایا تو فاسق ہے میں مومن ہوں تیری میری برابر نہیں ہوسکتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی مومن سے مراد حضرت علیؓ ہیں اور فاسق سے مراد ولید ہے۔ اسی قسم کے تمام افراد کو ملا کر لا یستوون فرمایا اور جمع کا استعمال کیا آگے عدم تساوی کی تفصیل بیان فرمائی (۱۸) سو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو ان کا ٹھکانا
ع ۲ باغ ہیں یہ باغ اُن کے اُن اعمالِ نیک کے بدلے میں
۱۱ بطور مہمانی کے ہیں جو وہ کیا کرتے تھے ؛ یعنی ایمان
۱۵ والوں کو جو نیک اعمال کے پابند رہے اُن کو باغوں میں ٹھکانا دیا جائیگا وہ باغ بطور مہمانی کے ہوں گے۔ جو اُن کو اُن اعمال کے بدلے میں عطا ہوں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اُن کی مہمانی ان باغوں یعنی جنتوں میں ہوگی (۱۹) اور جو لوگ بے حکمی کے خوگر ہیں اور کافرانہ روش اختیار کئے ہوئے ہیں اُن کا حقیقی ٹھکانا جہنم ہے وہ لوگ جب کبھی اُس جہنم سے باہر نکلنا چاہیں گے تو اُسی جہنم میں لوٹادیے جائیں گے اور ان سے کہا جائیگا کہ اس جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور جس کی تم تکذیب کرتے تھے ؛ یعنی جو لوگ فاسق یعنی کافر ہیں اُنکا آخری اور حقیقی ٹھکانا جہنم ہوگا جب کبھی یہ اس دوزخ سے نکلنے کی کوشش کریں گے اور نکلنا چاہیں گے خواہ نکل نہ سکیں تو ان کو اُلٹا ہی دھکیل دیا جائیگا اور جہنم ہی میں انکو واپس کردیا جائیگا اور ان سے کہا جائیگا اُس عذاب جہنم کا مزہ چکھو جسکی تم دنیا میں تکذیب کیا کرتے تھے (۲۰) تفسیر صفحہ ہٰذا اور ہم ان کفارِ مکہ کو اُس بڑے عذاب موعود سے پہلے دنیا کے قریبی عذاب کا بھی ضرور مزا چکھائیں گے تاکہ شاید یہ لوگ کفر سے باز آجائیں ؛ یعنی عذاب اکبر فرمایا آخرت کے عذاب کو اس سے پہلے تھوڑا سا عذاب یعنی دُنیوی مصائب و آلام خواہ وہ قحط ہو بیماری ہو یا جہاد میں قتل و قید ہو غرض دنیا میں بھی اُن کی آنکھیں کھولنے کے لئے مختلف مصائب سے ان منکروں کو دوچار کروں گا تاکہ یہ کفر سے باز آجائیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دنیا میں لوٹ مار بندی دیکھ لیں گے ۱۲ (۲۱) اور اُس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے

بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى
تم تکذیب کیا کرتے تھے۔ اور ہم ان کفارِ مکہ کو اس بڑے عذاب سے پہلے دنیا کے قریبی
دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ
عذاب کا بھی ضرور مزہ چکھائیں گے تاکہ شاید یہ باز آجائیں۔ اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے
مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ
جس کو اُس کے رب کی آیات کے ذریعہ نصیحت کی جائے تو وہ اُن سے منہ پھیرلے یقیناً ہم
الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
ایسے مجرموں سے بدلا لیکر رہیں گے۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰؑ کو کتاب یعنی توریت عطا کی تھی
فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى
سو آپ اس کتاب کے ملنے میں کسی قسم کا شک نہ کیجئے اور ہم نے اس توریت کو بنی اسرائیل
لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ
کیلئے رہنما بنایا تھا۔ اور ہم نے بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں کو جبکہ انھوں نے مصائب پر
بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾
صبر کیا اور ہماری آیتوں پر یقین کیے رہے دین کا پیشوا بنادیا کہ وہ ہمارے حکم سے رہنمائی کیا کرتے تھے
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا
یقیناً قیامت کے دن آپ کا رب اُنکے مابین یہ لوگ جن امور میں اختلاف کرتے رہتے ہیں
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ
اُن سب امور کا فیصلہ کردے گا۔ کیا اُن کفارِ مکہ کے لیے یہ امر سبق آموز نہیں ہوا کہ ہم
اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ
ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کرچکے ہیں جن کے برباد شدہ مکانوں کے پاس سے
مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾
آتے جاتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ اس انقلاب میں بڑی نشانیاں ہیں کیا یہ لوگ سنتے نہیں

جس کو اس کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعے نصیحت کی جائے اور اسکو اس کے پروردگار کی آیتیں یاد دلائی جائیں پھر وہ اُن سے اعراض کرے اور منہ پھیرلے یقیناً ہم ایسے گنہگاروں سے بدلا لیکر رہیں گے۔ ؛ یعنی وہ شخص سب سے بڑا ظالم ہے جس کو اُس کے پروردگار کی آیات یاد دلائی جائیں اور اسکو اُن آیات کے واسطے سے نصیحت کی جائے اور وہ اُن آیات کی طرف سے منہ پھیرلے اور تحقیر کا برتاؤ کرے تو ایسے گنہگار یقیناً اس قابل ہیں کہ اُن سے انتقام لیا جائے (۲۲) اور بلاشبہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب توریت عطا فرمائی آپ اس کتاب کے ملنے میں کسی قسم کا شک نہ کیجئے اور ہم نے اس کتاب توریت کو بنی اسرائیل کے لئے موجب ہدایت اور رہنمائی بنایا ؛ شک نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں یہ مطلب نہیں کہ آپ کو معاذ اللہ اس میں کچھ شک یا تردد تھا بعض نے یہ مطلب بتایا ہے کہ جس طرح کتاب توریت موسیٰؑ کو دی گئی تھی اسی طرح قرآن آپکو دیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے اور یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ معراج میں جو آپ کی ملاقات حضرت موسیٰؑ سے چھٹے آسمان پر ہوئی وہ شک کی بات نہیں (باقی صفحہ ۶۶۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۶۵) یا یہ کہ قیامت میں جو موسیٰؑ سے ملاقات ہوگی وہ شک کی بات نہیں یا یہ مطلب کہ حضرت موسیٰؑ کی جو اپنے پروردگار سے ملاقات ہوگی وہ شک اور دھوکے کی بات نہیں۔ من لقائہ کی ضمیر میں مفسرین کے چند اقوال ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دھوکا نہ کر اس کے ملنے میں یعنی کتاب کے یا موسیٰؑ کے معراج کی رات میں ان سے ملے اور بھی کئی بار ۱۲ (۲۳) اور ہم نے بنی اسرائیل میں سے بعض لوگوں کو امام اور مپیشوا بنایا تھا وہ ہمارے حکم سے ہدایت اور رہنمائی کیا کرتے تھے جبکہ وہ لوگ مصائب و تکالیف پر صبر کرتے رہے اور وہ ہماری آیتوں کا یقین کرتے تھے ؛ یعنی مصائب پر صبر کرنے اور ہماری آیتوں پر اذعان و یقین کا اُن لوگوں کو یہ صلہ ملا کہ اُن کو ہم نے اُمت موسوی کا پیشوا بنادیا ایسا ہی اُمت محمدیہ میں بھی ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم بھی ٹھہرے رہو تو تم میں بھی وہی حال ہو آخر ہوئے ۱۲ (۲۴) اے پیغمبر جن امور میں کافر اور مومن یا پیغمبر اور اُن کی اُمت اختلاف کرتے رہتے ہیں آپ کا پروردگار یقیناً قیامت کے روز ان کے مابین ان سب امور کا فیصلہ کردیگا ؛ فیصلہ یہی کہ مومن جنت میں اور کافر جہنم میں بھیجدیے جائینگے انبیا مقام قرب میں ہونگے اور اُن کی جھگڑالو اُمتیں عذاب میں مبتلا ہوں گی ہوسکتا ہے کہ بنی اسرائیل کے مختلف فرقوں کے باہمی اختلاف کے فیصلے کی طرف اشارہ ہو (۲۵) کیا ان کفار مکہ کیلئے یہ امر سبق آموز نہیں ہوا اور ان کیلئے یہ امر موجب رہنمائی نہیں ہوا کہ ہم ان سے پہلے کتنی ہی قوموں کو ہلاک کرچکے ہیں جن کے برباد شدہ مکانوں کے پاس سے یہ گزرتے اور آتے جاتے ہیں اس میں کچھ شک نہیں کہ اس انقلاب اور ہلاکت میں بڑی نشانیاں ہیں کیا یہ لوگ سنتے نہیں ؛ یعنی پیغمبروں کی نافرمانی اور ایذا رسانی کی بدولت عاد و ثمود اور قوم لوط کی بستیاں ہلاک و تباہ ہوچکی ہیں تو کیا ان تباہ شدہ بستیوں کی تباہی جن کو ہم انکی نافرمانی کے باعث تباہ کرچکے ہیں ان کفار مکہ کے لئے موجب رہنمائی نہیں ہیں اور یہ ان کی تباہی سے سبق حاصل نہیں کرتے حالانکہ یہ سفر میں جاتے آتے ان بستیوں کے پاس سے گزرتے بھی ہیں۔ ان بستیوں کی ہلاکت و تباہی میں بلاشبہ بڑی عبرت آموز نشانیاں ہیں کیا یہ ان لوگوں کے واقعات اور گذشتہ امم کے قصے سنتے نہیں ۱۲ اب آگے قیامت اور مُردوں کے زندہ ہونے پر یقین لانیکی بات فرمائی (۲۶) تفسیر صفحہ ہذا کیا ان دین حق کے منکروں نے اس بات پر غور نہیں کیا اور اس بات کو دیکھا نہیں کہ ہم ایک خشک زمین تک پانی کو پہونچاتے ہیں پھر اس پانی کے ذریعہ کھیتی پیدا کرتے ہیں جس میں سے اُن کے مواشی بھی چرتے ہیں اور وہ خود بھی اس میں سے کھاتے ہیں تو کیا اس بات کو یہ لوگ دیکھتے نہیں ؛ یعنی خشک زمین پر پانی کا پہنچانا خواہ وہ بارش کے ذریعے ہو یا نہر اور رجبہوں سے اور نالیوں سے ہو بہرحال خشک زمین پر پانی پہنچانا پھر اُس پانی کے ذریعے خشک زمین میں کھیتی کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں پھر اس کھیتی میں سے تمہارے چوپائے بھی کھاتے اور چرتے ہیں جیسے بھوسا اور چری وغیرہ اور تم بھی کھاتے ہو جیسے گیہوں جو چنا اور جوار و باجرہ وغیرہ تو کیا لوگ دیکھتے نہیں، کہ جس طرح مُردہ اور خشک زمین زندہ ہوسکتی ہے اسی طرح مرے ہوئے انسان بھی دوبارہ زندہ ہوسکتے ہیں (۲۷) اور یہ منکرین کہتے ہیں کہ یہ فیصلے کا دن کب ہوگا اگر تم سچے ہو تو بتاؤ ؛ یوم الفتح سے مُراد یا تو فتح مکہ کا دن ہے کیوں کہ مسلمانوں سے اس پیشین گوئی کا چرچا سنتے رہتے تھے

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ

کیا انہوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ ہم ایک خشک زمین تک پانی کو پہونچاتے ہیں

فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَ

پھر ہم اس پانی کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں کہ جس سے ان کے مویشی بھی چرتے ہیں اور وہ خود بھی

أَنْفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا

اس میں سے کھاتے ہیں تو کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں۔ اور یہ کافر کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو

الْفَتْحُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا

تو بتاؤ کہ یہ آخری فیصلہ کب ہوگا۔ آپ فرمادیجئے کہ اس آخری فیصلے کے دن کافروں کو

يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿٢٩﴾

اُن کا ایمان لانا کوئی نفع نہ دے گا اور نہ وہ مہلت ہی دئے جائیں گے

فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُنْتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾ ع

سو آن کافروں کی طرف سے اپنی توجہ ہٹا لیجئے اور انتظار کرتے رہیے یہ کافر بھی انتظار کررہے ہیں

سُورَةُ الْأَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَتِسْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ احزاب مدنی ہے اور یہ تہتر آیتیں اور نو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَ

اے نبی خدا سے ڈرتے رہیے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا

الْمُنَافِقِينَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ

نہ مانیئے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کمال علم اور حکمت کا مالک ہے۔ اور آپ کے رب کی جانب سے جو حکم

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿٢﴾

آپکی طرف بھیجا جا آپ اس کا اتباع کیجیے، بیشک اللہ تعالیٰ ان تمام کاموں سے باخبر ہے جو تم لوگ کرتے ہو

یا اس سے قیامت کا دن مُراد ہے جو آخری فیصلے کا دن ہے جس طرح قیامت قائم ہونے کے وقت ایمان معتبر نہیں اسی طرح تلوار کے خوف سے مضطر اور مجبور ہوکر ایمان لانا خدا کے نزدیک معتبر نہیں اسی کا آگے جواب ہے۔ (۲۸) آپ فرمادیجئے کہ اس آخری فیصلے کے دن منکروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دیگا اور نہ وہ مہلت ہی دیئے جائیں گے ؛ یعنی اُس دن کے آنے کی جلدی نہ کرو جب وہ دن آجائیگا تو اُس دن کسی منکر ایمان کو اس کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ اُن کو مہلت ہی دی جائیگی ؛ چونکہ وہ لوگ عذاب میں تعجیل کرتے تھے اور عذاب کا مذاق اُڑاتے تھے اس لئے اس قسم کے سوال کی جو غرض تھی اس کے مطابق جواب دیا گیا چونکہ مفسروں کے تین قول تھے ہم نے ہر ایک کی رعایت سے ترجمہ کیا ہے اور تیسیر میں رعایت رکھی ہے۔ قیامت کا دن۔ فتح مکہ کا دن۔ بدر کی لڑائی کا دن۔ عذاب کو دیکھ کر اور قتل کے وقت ایمان لانا معتبر نہیں۔ کما فی المدارک۔ مطلب یہ ہے کہ تکذیب اور استہزا چھوڑ دو جو گھڑی آنیوالی ہے وہ آکر رہے گی اور اُس وقت نہ تو ایمان لانا ہی نافع ہوگا۔ (باقی صفحہ ۶۶۷ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۶۶) لہٰذا مہلت ہی دیجائے گی جو کچھ کرنا ہے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے کرلو (۲۹) سو آپ ان کافروں اور دین حق کے منکروں سے اپنی توجہ ہٹا لیجئے اور ان کا خیال چھوڑ دیجئے اور انکی باتوں کا خیال نہ کیجئے اور اس یوم موعود کا انتظار کرتے رہیے یہ کافر بھی انتظار کر رہے ہیں :: یعنی آپ اپنی تبلیغ جاری رکھئے اور ان کی بے ہودہ ہفوات کی جانب توجہ نہ کیجئے۔ یوم الفتح کا اعلان ہو چکا ہے آپ بھی اس کا انتظار فرمائیے یہ بھی انتظار کر رہے ہیں اس دن حق اور باطل کا خود بخود ہی فیصلہ ہو جائے گا۔ (۳۰) تم تفسیر سورۃ السجدۃ فللہ الحمد ولہ النعمۃ والشکر۔ سورۂ احزاب مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اس میں ۷۳ آیتیں اور نو رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اے نبی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کمال علم اور کمال حکمت کا مالک ہے :: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کی بلندی کی رعایت رکھتے ہوئے آپ کا نام لیکر خطاب نہیں فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت عظمت اور غایت شرافت کی دلیل ہے کہ آپ کو یا احمد یا محمد نہیں کہا گیا بلکہ یا ایھا النبی اور یا ایھا الرسول فرمایا۔

وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③ مَا جَعَلَ اللّٰهُ

اور آپ خدا پر بھروسہ رکھئے اور اللہ تعالیٰ کارساز ہونیکے اعتبار سے کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے

لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ

سینے میں دو دل نہیں بنائے اور اس نے تمہاری ان بیویوں کو جن سے تم

الّٰٓـئِْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاۗءَكُمْ

ظہار کر لیتے ہو سچ مچ تمہاری مائیں نہیں بنا دیا ہے اور اس نے تمہارے لے پالکوں کو

اَبْنَاۗءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ

تمہارے حقیقی بیٹے نہیں کر دیا ہے یہ صرف تمہارے اپنے منہ کی کہی بات ہے اور اللہ تعالیٰ سچی بات

وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ④ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۗىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ

کہتا ہے اور وہی سیدھی راہ بتاتا ہے۔ تم لوگ ان لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہی

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَاۗءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي

بات خدا کے نزدیک صحیح انصاف ہے اور اگر تم ان لے پالکوں کے حقیقی باپوں سے واقف نہ ہو تو وہ تمہارے

الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ

دین کے بھائی اور دوست ہیں اور اس میں تم سے جو بھول چوک ہو جائے

بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

تو اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں مگر ہاں جو دل سے قصد کر کے کرو تو مواخذہ ہے اور اللہ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ

بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ نبی مسلمانوں کے ساتھ خود ان کی جان سے بھی زیادہ

وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ

تعلق رکھتا ہے اور نبی کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں اور کتاب اللہ کی رو سے رشتے دار

اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ

آپس میں باعتبار دوسرے مومنین اور مہاجرین کے زیادہ حق دار ہیں یعنی میراث میں اِلّا

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کا یہ مطلب ہے کہ آپ ڈرتے تو ہیں اس وصف پر ہمیشہ قائم رہیے۔ یہی مطلب آگے جو امر کے صیغے آرہے ہیں ان کا سمجھنا چاہیے یہ مطلب نہیں کہ آپ خدا سے ڈرتے نہ تھے اس لئے ڈرنے کا حکم دیا گیا۔ نیز مخالفین کو سنانا ہے کہ ہمارے پیغمبر تو ان اوصاف پر قائم رہیں گے اور تم احکام خداوندی کی تعمیل سے خائب و خاسر رہو گے۔ کافروں اور منافقوں کا ذکر اسلئے فرمایا کہ مکہ کے بعض کافر مدینہ کے بعض منافقوں کے مکان میں آکر مقیم ہوئے آپ سے امن طلب کیا آپنے امن دیدیا۔ اسکے بعد باہمی مشورے سے طے کر کے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ ہمارے بتوں کے متعلق یہ تسلیم کرلیں کہ وہ قیامت میں شفاعت کریں گے اور نفع دیں گے اور آپ ان کا ذکر چھوڑ دیں تو ہم آپ سے کوئی تعارض نہ کریں گے آپ اپنے پروردگار کی آزادانہ عبادت کرتے رہیں۔ آپ یہ سنکر ملول ہوئے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ مکہ کے کافروں اور مدینہ کے منافقوں کا کہنا نہ مانیے اور انکی اطاعت نہ کیجئے اور اس عدم اطاعت پر قائم رہیے (۱) اور آپکے پروردگار کی جانب سے جو حکم آپ کی طرف بھیجا گیا ہے اور جو وحی آپکی جانب کی گئی ہے آپ اس کی اتباع اور پیروی کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان تمام کاموں سے باخبر ہے جو تم لوگ کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے :: یعنی آپ تو صرف اسکا اتباع کیجئے جو وحی آپکی جانب کیجاتی ہے (۲) تفسیر صفحہ ہذا اور آپ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھئے اور اسی پر توکل کیجئے اور اللہ تعالیٰ باعتبار کارساز ہونیکے کافی ہے اور اللہ تعالیٰ بس ہے کام بنانے والا :: یعنی آپ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھئے جیسا کہ آپ کیا کرتے ہیں ہمیشہ ایسا ہی توکل اور بھروسہ رکھا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ کارساز اور کام بنانے کو کافی اور بس ہے (۳) اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اور اس نے تمہاری اُن بیویوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو سچ مچ تمہاری مائیں نہیں بنا دیا ہے اور اُس نے تمہارے لے پالک اور منہ بولے بیٹوں کو تمہارے حقیقی بیٹے نہیں کر دیا ہے یہ صرف تمہارے اپنے منہ کی کہی بات ہے اور اللہ تعالیٰ حق اور سچی بات کہتا ہے اور وہی سیدھا راستہ اور سیدھی راہ دکھاتا اور بتاتا ہے :: یہاں سے زمانۂ جاہلیت کے چند اقوال باطلہ کا رد فرمایا اور کافرانہ روش اور کافرانہ رسوم کا رد کیا مثلاً کوئی آدمی ذہین اور طباع اور سمجھ دار ہوتا تو زمانہ جاہلیت میں لوگ کہا کرتے تھے اس مرد کے اندر دو دل ہیں اور یہ دو دل والا آدمی ہے۔ اسی طرح ایک رسم ظہار کی تھی وہ یہ کہ کسی شخص نے اپنی منکوحہ بیوی کو ماں کہدیا یا اس کے پیٹ یا پیٹھ کو اپنی ماں کے پیٹ یا پیٹھ سے تشبیہ دیدی تو زمانہ جاہلیت میں اس بیوی کو واقعی ماں کی طرح حرام سمجھتے تھے اور اُسکو بجائے خادم کے مخدوم سمجھنے لگتے تھے اسی طرح متبنی اور لے پالک کو حقیقی بیٹا سمجھتے تھے کسی نے کسی کو بیٹا بنا لیا تو اب وہ حقیقی بیٹا ہو گیا وہ ورثہ کا بھی حق دار ہو گیا اس کی منکوحہ اس فرضی باپ پر حرام سمجھتے تھے۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت زینبؓ کے نکاح کا اعتراض کرتے تھے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو اپنا متبنی فرمایا تھا زید بن حارثہ قبیلہ کلب کے رہنے والے تھے بچپنے میں قید کر لئے گئے تھے حکیم بن حزام نے انکو اپنی پھوپی خدیجہ کیلئے خرید لیا تھا جب حضرت خدیجہؓ نکاح میں آئیں نبی کریم صلی اللہ علیہ کے تو انھوں نے زید کو حضور کے لئے ہبہ کر دیا۔ ایک دفعہ کسی سفر میں زید بن حارثہ کو ان کے ورثا نے پہچان لیا اور ان کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ (باقی ضمیمہ میں۔)

Marfat.com

البتہ اگر کوئی اہلِ قرابت کے علاوہ کسی دوسرے رفیق اور کسی دوست یا مہاجر کسی انصار کسی مہاجر کے ساتھ سلوک کرنا چاہتا ہے تو وہ اپنی زندگی میں دے سکتا ہے یا وصیت کر سکتا ہے اور وصیت
کے ذریعہ دے سکتا ہے اور وصیت زیادہ سے زیادہ متروکہ مال کا تیسرا حصہ ہونا چاہئے پہلے لفظ کتاب کا ترجمہ ہم نے کتاب اللہ اور تیسیر میں احکام شرعیہ کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب قرابت دار اولیٰ ہیں
تو آئندہ مہاجرین اور انصار کی مواخات کی بنا پر ترکہ تقسیم نہیں ہوگا بلکہ قرآن کی رُو سے قرابت داروں میں تقسیم ہوگا اور کان ذلک فی الکتاب میں لوحِ محفوظ ترجمہ کیا ہے تاکہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ
لوحِ محفوظ میں ہر حکم کا وقت مقرر ہے جب وہ وقت پورا ہو جاتا ہے وہ حکم ختم ہو جاتا ہے یہی مطلب ہے ناسخ منسوخ کا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نبی نائب ہے اللہ کا اپنے جان مال میں اپنا تصرف
نہیں چلتا جتنا نبی کا اپنی جان دہکتی آگ میں ڈالنی روا نہیں اور نبی حکم کرے تو فرض ہے اور اس کی عورتیں سب کی مائیں حرمت میں پردے میں نہیں اور حضرت کے ساتھ جنھوں نے وطن چھوڑا بھائی بندوں

الْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ
یہ کہ تم اپنے دوستوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی سلوک کرنا چاہو تو کرسکتے ہو یہ
ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ
ورثہ کا آخری حکم لوحِ محفوظ میں لکھا جاچکا تھا۔ اور وہ وقت قابلِ ذکر ہے جب ہم نے تمام نبیوں سے
مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَ
ان کا عہد لیا اور خصوصاً آپ سے اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور
عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ۙ
عیسیٰ بن مریمؑ سے بھی عہد لیا اور عہد بھی خوب پختہ عہد لیا
لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا
اور اللہ نے یہ اس لئے کیا تاکہ ان سچوں سے ان کے سچ کو دریافت کرے اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کے لئے
اَلِيْمًا ۝۸ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اے ایمان والو اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر اس وقت کیا تھا
اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ
جبکہ تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تھے پھر ہم نے ان تمہاری مخالف فوجوں پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوجیں بھیجیں
تَرَوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۹ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ
جنکو تم نے نہیں دیکھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ تعالیٰ ان سب کو دیکھ رہا تھا۔ جب کہ وہ مخالف لشکر تم پر
مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ
تمہاری اوپر کی جانب سے اور تمہارے نیچے کی جانب سے چڑھ آئے تھے اور جبکہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں
وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ ؕ
اور دل حلق میں چلے آرہے تھے اور تم لوگ اللہ پر طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔
هُنَالِكَ ابْتُلِىَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱
اس موقعہ پر ایمان والوں کی آزمائش کی گئی اور وہ نہایت سختی کے ساتھ ہلائے گئے۔

سے ٹوٹے ان کو حضرت نے آپس میں بھائی کر دیا تھا
دو دو کو پیچھے ان کے ناتے والے مسلمان ہوئے فرمایا کہ
اس بھائی چارے سے ناتا مقدم ہے میراث ناتے ہی پر
ہے اور سب حکم مگر احسان اور سلوک اس کا بھی کئے
جاؤ یہ کتاب میں لکھا ہے یعنی قرآن میں ہمیشہ کو یہ حکم جاری
رہا توریت میں بھی یہی حکم ہوگا ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ
نے اولویت کی جو تقریر فرمائی ہے اس پر مجھے حضرت
سہیل رحمۃ اللہ علیہ کا قول یاد آگیا وہ فرماتے ہیں من
لم یر نفسہ فی ملک الرسول ولم یر ولایتہ
علیہ فی جمیع احوالہ لم یذق حلاوۃ
سنتہ ۔ یعنی جس نے اپنی جان کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ملک نہیں سمجھا اور تمام احوال میں آپ کی
ولایت اولویت اور برتری کو نہیں سمجھا اس نے
رسول کی سنت کا مزہ اور سنن پیغمبر کی حلاوت کا مزا
نہیں چکھا۔ یعنی سنت پر عمل کرنے کا مزا ہی جب آتا ہے
جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان اور علو مرتبت
سے واقف ہو اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ
آل محمد (۷) اور وہ وقت قابلِ ذکر ہے جب ہم
نے تمام نبیوں سے ان کا عہد اور اقرار لیا اور ان
نبیوں میں آپ سے اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ ع ۸
اور عیسیٰ ابن مریمؑ سے بھی عہد لیا اور عہد بھی خوب
پختہ عہد لیا (۸) تاکہ اللہ تعالیٰ ان سچوں سے ۱۷
ان کے سچ کو دریافت کرے اور ان کے سچ کی تحقیقات
فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے منکروں کے لئے دردناک عذاب
تیار کر رکھا ہے۔ ف اللہ تعالیٰ نے یوم میثاق میں جس طرح
عام انسانوں سے الست بربکم کا عہد لیا اسی طرح
عام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے تبلیغ توحید اسلام
اور دعوتِ رسالت کا عہد لیا اور باہمی تناصر اور تعاون
کا عہد لیا۔ اگرچہ نبیین میں سب ہی پیغمبر داخل ہیں لیکن
ان میں سے اولوالعزم پیغمبروں کا خصوصیت سے نام
لیا اور ان میں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم
فرمایا۔ تاکہ آپ کی اولیت اور آپ کے مراتبِ علیا کا اظہار
ہو کیونکہ حضور اپنی خلق کے اعتبار سے اول ہیں اگرچہ آپ
کو اس عالم میں جملہ عمل کی تکمیل کیلئے آخر میں بھیجا گیا
اور تاکید کے طور پر فرمایا کہ عہد خوب پختہ لیا اور یہ عہد
اور اس کی پختگی اس لئے ہوئی تاکہ قیامت میں ان سچوں
سے اُن کے سچ کی تحقیقات کرے اور عہد کی وفا میں
جو سچے ہیں اُن کا سچ ظاہر کرنے کیلئے دریافت کیا جائے
اس کو سوال تشریف کہتے ہیں اس سوال سے جس
طرح صادقین کی بزرگی اور ادائے تبلیغ کا اظہار ہوگا اسی طرح منکرین و مخالفین کے لئے یہ سوال باعثِ ندامت ہے جس طرح اس آیت سے صاحبِ وحی پر اتباع وحی اور اس کی تبلیغ کا وجوب ثابت ہے
اسی طرح سننے والوں پر صاحبِ وحی کی اتباع کرنے کا وجوب ثابت ہے گویا صاحبِ وحی کو اپنی وحی پر عمل کرنا واجب اور غیر صاحبِ وحی کو صاحبِ وحی کی اتباع واجب اس لئے نافرمانی کرنیوالوں کے لئے وعید کا ذکر کیا گیا
کہ جو لوگ صاحبِ وحی کی اتباع کرنے سے انکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کی تبلیغ توحید کی مخالفت کرتے ہیں ان کیلئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے آگے اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات کا ذکر فرمایا اور خاص طور پر غزوۂ
احزاب میں جو غیبی امداد فرمائی اُس کو یاد دلایا (۸) اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت اور احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر اُس وقت فرمایا جبکہ تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تھے پھر ہم نے تمہاری اُن مخالف
فوجوں پر ایک تیز و تند آندھی بھیجی اور ایسا لشکر بھیجا جس کو تم نے نہیں دیکھا اور جو اعمال تم کر رہے تھے اللہ تعالیٰ اُن سب اعمال کو دیکھ رہا تھا ف ان آیات میں غزوۂ احزاب جسکو غزوۂ خندق بھی (باقی ضمیمہ میں)۔

Marfat.com

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا
اور جبکہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بیماری ہے یوں کہنے لگے کہ
وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ
اللہ نے اور اسکے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ سب محض فریب تھا۔ اور جبکہ ان منافقین میں سے کچھ لوگوں نے کہا
مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَیَسْتَاْذِنُ
اے اہل مدینہ یہاں ٹھہرنیکا موقعہ نہیں بس لوٹ چلو اور انہی منافقوں میں سے کچھ لوگ پیغمبر سے
فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا
واپسی کی اجازت طلب کرنے لگے وہ کہتے تھے کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں حالانکہ ان کے گھر
هِیَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ
کھلے نہیں پڑے ہیں بلکہ وہ محض بھاگنا چاہتے ہیں۔ اور اگر مدینہ کے اطراف سے
عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا
ان پر دیسا ہی کوئی لشکر آچڑھے اور ان سے فتنہ و فساد کی شرکت کا مطالبہ کیا جائے تو وہ فوراً ہی فتنہ میں
وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ
شریک ہو جائیں اور ان گھروں میں جنکو غیر محفوظ بتاتے ہیں بہت ہی کم ٹھیریں۔ حالانکہ یہی لوگ اس واقعہ خندق سے پہلے
مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ
خدا سے عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے کیے ہوئے عہد کی
مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ
بازپرس ہونی ہے۔ اے پیغمبر آپ فرمادیجئے اگر تم موت یا قتل کے خوف سے بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تمکو ہرگز کچھ نفع نہیں دیسکتا اور ایسی
الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۶﴾ قُلْ مَنْ
حالت میں تم بجز چند دنوں کے کوئی خاص پھل نہیں پاسکتے یعنی بچ بھی گئے تو کے دن کو۔ آپ فرمادیجئے اگر خدا تم کو
ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ
کوئی برائی پہنچانی چاہے یا تم پر رحمت کرنی چاہے تو کون تم کو اس برائی سے بچا سکتا ہے یا کون

(۱۱) اور یہ وہ وقت تھا جبکہ منافق اور وہ لوگ جنکے دلوں میں روگ اور بیماری ہے یوں کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ صرف فریب اور محض دھوکا تھا: منافقوں کا ہمیشہ قاعدہ ہے کہ امتحان کے وقت اُن کے مُنہ سے کمزوری اور کفر کی باتوں کا اظہار ہوتا ہے چنانچہ ان ہی لوگوں کے مُنہ سے یہ نکلا کہ اللہ اور اُس کے رسول نے ہم سے وعدہ نہیں کیا مگر فریب اور دھوکہ دیا۔ منافقین اور والذین فی قلوبھم مرض میں عطف تفسیری ہے منافقین اور وہ لوگ جن کے دل میں نفاق کا مرض ہے بعض نے کہا والذین فی قلوبھم مرض سے وہ کم سمجھ لوگ مُراد ہیں جو منافقین کے شبہ ڈالنے سے جلدی متاثر ہو جاتے ہیں۔ جس منافق نے یہ کہا تھا اس کا نام معتب بن قشیر ہے اُس نے کہا تھا کہ محمد کہتا ہے کہ میرا دین روم اور فارس تک پہونچے گا اور یہاں حالت یہ ہے کہ جائے ضرور کو نکلنا مشکل ہے روم اور فارس کے خزانے تو بہت دور ہیں یہاں تو چند سیر غلہ دینے کی استطاعت بھی نہیں ہے۔ یہ وعدہ سوائے فریب کے اور کچھ نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بعضے منافق کہنے لگے پیغمبر کہتا ہے کہ میرا دین پہنچیگا مشرق اور مغرب یہاں جائے ضرور کو نہیں نکل سکتے مسلمانوں کو چاہیے اب بھی نا اُمیدی کے وقت بے ایمانی کی باتیں نہ بولیں ۱۲ (۱۲) اور اُس وقت جبکہ ان منافقوں میں سے بعض نے کہا اے اہل یثرب اور اے اہل مدینہ یہاں تمہارے لئے کوئی ٹھکانا نہیں ہے اور ٹھہرنیکا کوئی موقعہ نہیں ہے لہٰذا لوٹ چلو اور واپس ہو جاؤ اور انہی منافقین میں سے کچھ لوگ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرنے لگے وہ کہتے تھے ہمارے گھر غیر محفوظ اور کھلے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ وہ گھر غیر محفوظ اور کھلے ہوئے نہیں پڑے تھے ان کا مقصد سوائے بھاگ جانیکے اور کچھ نہیں: یعنی مدینے والوں کو مخاطب کر کے کہا یہاں ٹھہرنے کا موقعہ نہیں، سرائے خالی نہیں ہے۔ یہ جگہ رہنے کی نہیں ہے لوٹ جاؤ کا مطلب یہ ہے کہ گھروں کو لوٹ جاؤ یا کفر کی طرف لوٹ جاؤ۔ یہ شاید اوس ابن قیظی یا عبداللہ بن ابی منافق نے کہا تھا کہ مسلمانوں کے لشکر سے علیٰحدہ ہو کر مدینے چلو۔ ایک فریق نے یہ کہا کہ ہم کو اجازت دیجئے ہمارے مکان غیر محفوظ حالت میں ہیں حالانکہ وہ مکان غیر محفوظ نہیں ہیں۔ ان باتوں سے مقصد صرف یہ ہے کہ کسی طرح میدان جنگ سے بھاگ جائیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یثرب نام تھا مدینے کا یعنی سارے عرب ہمارے دشمن ہوئے تو ہم کو رہنے کا ٹھکانا کہاں اس لشکر سے جُدا ہو جاؤ اور حضرت لشکر کے ساتھ باہر کھڑے تھے شہر میں محکم حویلیوں کے ناکے بند کر کے زنانے ان میں رکھ دیئے تھے یہ بہانے کرنے لگے کہ ہمارے گھر کھلے ہیں اور وہ جھوٹ بات تھی ۱۲ خلاصہ یہ کہ گھروں کو کھلا کہہ کر اجازت مانگتے تھے کہ ہم ان کی نگہبانی کریں گے تاکہ چور اور دشمن نہ گھس آئیں (۱۳) اور اگر مدینہ کے تمام اطراف و جوانب سے لشکران کے سروں پر آچڑھتا پھر ان سے فتنے اور فساد میں شریک ہونیکا مطالبہ کیا جاتا تو یہ اس فساد کی شرکت کو منظور کر لیتے اور بلا توقف اس فتنے میں شریک ہو جاتے اور نہ ڈھیل کرتے اس کے قبول کرنے میں مگر تھوڑی سی: یعنی یہ لوگ جو گھروں کے غیر محفوظ ہونے کا بہانہ بناتے ہیں یہ شاید بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے لوگ تھے ان کا جواب فرمایا کہ اگر یہی لشکر یا اس جیسا کوئی دوسرا لشکر مدینے کے اطراف و جوانب سے اُن پر آگھسے یا اُن جہات مختلفہ سے اُن کے مکانوں میں گھس آئے اور اُن سے فتنے میں شریک ہونے کا مطالبہ کیا جائے یعنی فتنہ یہ کہ مسلمانوں پر حملہ کر دیا یہ کہ مرتد ہو جاؤ اور کفر اختیار کرو تو بلا توقف یہ لوگ فتنے میں شریک ہو جاتے اور ذرا دیر نہ لگاتے مگر تھوڑی دیر یعنی سوال و جواب میں جتنی دیر لگتی بس اس سے زیادہ دیر انکے شریک ہونے میں نہ لگتی یا یہ کہ اُن مکانوں میں زیادہ دیر نہ ٹھہرتے اور فوراً شریک ہو جاتے اور ہو سکتا ہے کہ اگر ایسا کرتے تو اپنے مکانوں میں زیادہ دن نہ رہتے اور عذاب سے ہلاک کر دیئے جاتے واللہ اعلم مطلب یہ ہے کہ یہ ان بیوتنا عورۃ کہنے والے ایمان میں اتنے کمزور ہیں کہ اگر کوئی لشکر مدینے میں داخل ہو جائے اور ان سے یہ مطالبہ کرے تو یہ جھٹ قبول کر لیں اور مان لیں مفسرین نے کئی طرح معنی بیان کئے ہیں ہم نے تیسیر میں سب کا خلاصہ کر دیا ہے بعض حضرات نے یہ خلاصہ بیان کیا ہے کہ جہاد میں توقف کرتے ہیں اور خانہ جنگی اور جنگ نفسانی پیش آجائے تو توقف نہ کریں واللہ اعلم بالصواب (۱۴) اور اُن کی حالت یہ ہے کہ بلاشبہ یہ لوگ اس غزوۂ احزاب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کی بازپرس ہونی ہے: یعنی یہی بنو حارثہ اور بنو سلمہ غزوۂ اُحد کے بعد اور غزوۂ خندق سے پہلے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر چکے تھے کہ ہم جہاد سے نہیں بھاگیں گے اور پیٹھ نہیں دکھائیں گے لیکن باوجود عہد کے پھر کمزوری دکھاتے ہیں اور گھروں کا (باقی صفحہ ۶۷۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٦٩) بہانہ بنا کر بھاگنے کی فکر میں لگے ہوئے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جنگ اُحد کے بعد یہ اقرار کیا تھا کہ پھر ہم ایسی حرکت نہ کریں گے ١٢ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد کو توڑنے پر باز پُرس کا مطلب یہ ہے کہ عہد شکنی کی سزا ملے گی (١٥) اے پیغمبر آپ ان سے کہدیجئے کہ اگر تم موت یا قتل اور مارے جانے کے خوف سے بھاگنا چاہتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو ہرگز نفع نہ دیگا اور ایسی حالت میں تم سوائے تھوڑے دنوں کے کوئی خاص فائدہ نہیں پا سکتے :: یعنی یہ فرار کا ارادہ کرنے والے اگر موت یا قتل کے خوف سے بھاگ بھی جائیں گے تو موت ایک دن ضرور آنی ہے سوائے اس کے کہ جتنے دنوں کی زندگی مقدر ہے اتنے دنوں کوئی فائدہ حاصل کر لو اس سے زیادہ تو کوئی پھل نہیں پا سکتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جس کی قسمت میں موت ہے اُس کو بچاؤ نہ ہوگا بھاگنے سے اور اگر موت نہیں تو بھاگ کر بچانے کا" یعنی موت نہیں تو نہ فرار سے کوئی ضرر اور نہ فرار سے کوئی نفع (١٦) آپ ان سے فرمایئے اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی بُرائی پہنچانی چاہے یا وہ تم پر کوئی مہربانی کرنی چاہے تو وہ کون ہے جو اُس بُرائی سے تم کو بچالے یا اُس کی مہربانی کو تم سے روک دے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کو اپنا حمایتی پائیں گے نہ مددگار ::

أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ
اس رحمت خداوندی کو روک سکتا ہے اور یہ لوگ خدا کے سوا نہ تو اپنا کسی کو حمایتی
وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنكُمْ وَ
پائیں گے اور نہ مددگار - خدا تعالیٰ تم میں سے اُن لوگوں کو اچھی طرح جانتا ہے جو لوگوں کو جہاد کی شرکت سے رکتے اور
الْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ
اپنے بھائیوں سے یُوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ اور یہ لوگ جنگ میں نہیں آتے
إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتَهُمْ
مگر بہت ہی کم - تمہارے حق میں بخل کا جذبہ لیے ہوئے پھر جب کوئی ڈر کی بات پیش آجاتی ہے
يَنظُرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ
تو اے پیغمبر آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف تکنے لگتے ہیں انکی آنکھیں یعنی پتلیاں اس طرح پھرنے لگتی ہیں جس طرح
مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ
کسی شخص پر موت کی بیہوشی طاری ہو رہی ہو پھر جب وہ خوف کی بات دور ہو جائے تو یہ منافق اپنی تیز کلامی سے تم کو
حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ
طعنے دینے لگتے ہیں اس حال میں کہ یہ مال غنیمت پر انتہائی حریص بنے ہوتے ہیں یہ لوگ حقیقت میں ایمان ہی نہیں لائے لہٰذا
اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿١٩﴾
اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے اور یہ اعمال برباد کر دینا اللہ پر بہت آسان ہے
يَحْسَبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۖ وَإِن يَأْتِ الْأَحْزَابُ
ان منافقوں کا اب تک یہ خیال ہے کہ فوجیں واپس نہیں گئیں اور اگر کہیں وہ فوجیں پھر آجائیں
يَوَدُّوا لَوْ أَنَّهُم بَادُونَ فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ
تب تو یہ منافق یوں تمنا کریں کہ وہ کسی طرح دیہاتیوں میں جا بسیں اور وہیں سے تمہاری خبریں
أَنبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾ ع
دریافت کرتے رہیں اور اگر یہ بزدل تم میں رہ بھی جائیں تب بھی یہ جہاد نہ کریں مگر یوں ہی برائے نام۔

تفسیر صفحہ ہٰذا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اگر کوئی چیز نازل کرنی چاہے اور اُتارنی چاہے خواہ وہ کوئی بُرائی اور سختی ہو جیسے قتل وغیرہ کا کوئی عذاب یا نعمت جیسے عمر کی درازی وغیرہ تو اللہ تعالیٰ کو اس کی مشیت اور ارادہ سے کون روک سکتا اور ہٹا سکتا ہے اور تم اس سختی سے کس طرح بچ سکتے ہو یا اس کی مہربانی سے کس طرح محروم رہ سکتے ہو اُس کے سوا نہ تمہارا کوئی حمایتی ہے اور نہ مددگار حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی عرب کی مخالفت سے ڈرتے ہو اگر اللہ حکم دے تو مسلمان اب تم کو قتل کر ڈالیں ١٢ مسلہ قدر کے پیش نظر یہ بات سمجھائی کہ میدان جنگ میں ٹھہرے رہنا زندگی کے منافی نہیں اور معرکہ جنگ سے بھاگ جانا زندگی کے لیے مفید نہیں پھر بھاگنے کی فکر کیوں کرتے ہو آگے پھر منافقوں پر تنقید فرمائی (١٧) بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم میں سے اُن مانعین کو خوب جانتا ہے جو لوگوں کو جہاد کی شرکت سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ اور یہ لوگ جنگ میں نہیں آتے مگر بہت ہی کم اور کبھی کبھی :: یعنی کچھ لوگ تم میں سے وہ بھی ہیں جو دوسروں کو جنگ کی شرکت سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے وہ اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں بھائی فرمایا نسب کے اعتبار سے یا وطن کے اعتبار سے اور ان کی بزدلی اور بخل کا یہ عالم ہے کہ لڑائی میں نہیں آتے مگر بہت ہی تھوڑا - یعنی تھوڑی دیر کیلئے آجاتے ہیں کہ لوگ دیکھ لیں اور ان کو بھی غنیمت کا مستحق سمجھیں اور یہ تھوڑی دیر کو بھی کبھی آسکتے ہیں، کہتے ہیں یہود نے منافقین کو کہا تھا کہ تم کیوں ابو سفیان کے ہاتھوں قتل ہونا چاہتے ہو محمدؐ کا ساتھ چھوڑ کر ہمارے پاس چلے آؤ اگر ابو سفیان قابو پا گیا تو اب کے سب کو ختم کر دیگا صاحب زاد المسیر فرماتے ہیں کہ ایک شخص اہل اسلام کے لشکر میں سے اپنے گھر گیا اُس نے دیکھا کہ اُس کے بھائی کے آگے شراب رکھی ہے اُس نے کہا بھائی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم تو جنگ میں گھرے ہوئے ہیں اور تو شراب و کباب کے شغل میں ہے اُس نے کہا بھائی تو بھی میرے پاس آجا اور محمدؐ کا ساتھ چھوڑ دے اُس مسلمان کی واپسی سے پہلے یہ آیتیں نازل ہوئیں آگے اس قسم کے بزدلوں اور مریضوں کی تفصیل ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ع ١٢ ١٨
(١٨) کبھی تمہارے پاس آتے بھی ہیں تو اس حال میں آتے ہیں کہ تمہارے حق میں حرص آمیز بخل کا جذبہ لیے ہوئے تمہاری طرف سے دریغ رکھتے ہوئے پھر جب کوئی ڈر کی بات پیش آجائے اور خوف کی بات ہو جائے تو اے پیغمبر آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف تکنے لگتے ہیں ان کی آنکھیں ڈگر ڈگر کرنے لگتی ہیں اور پتلیاں اس طرح پھرنے لگتی ہیں جس طرح کسی شخص پر موت کی بیہوشی طاری ہو رہی ہو پھر جب وہ ڈر کی بات اور وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو یہ منافق اپنی زبان درازی اور تیز کلامی سے تم کو طعنے دینے لگتے ہیں اس حال میں کہ یہ مال غنیمت پر بڑے حریص ہوتے ہیں، یہ لوگ حقیقت میں ایمان نہیں لائے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انکے اعمال برباد اور نیست و نابود کر دئے اور یہ اعمال کا برباد کر دینا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے :: یعنی تمہاری مدد کرنے میں بخیل بنے ہوئے ہیں، یا مال غنیمت پر حریص بنے ہوئے ہیں جب کوئی خوف آجائے مثلاً دشمن کے حملے کی خبر مشہور ہو جائے یا کوئی اور ایسی ہی افواہ اُڑ جائے تو ان منافقوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ آپ کی طرف متحیر ہو کر تکنے لگتے ہیں اور ان کی آنکھیں اور پتلیاں اس طرح دائیں بائیں گھومنے لگتی ہیں جیسے ان کا دم نکل رہا ہو اور جیسے کسی کو موت کی بے ہوشی طاری ہو جائے (باقی ص ٦٧١ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٧٠) اور جب وہ ڈر چلا جائے یعنی وہ حملے کا خوف جاتا رہے پھر ان کی زبان درازی قابل دید ہے۔ بات بات پر تیز تیز زبان چلاتے ہیں مسلمانوں کو طعنے دیتے ہیں اور سب سے زیادہ مال غنیمت طلب کرتے ہیں مسلمانوں کو بزدل کہتے ہیں اور اپنی مردانگی جتاتے ہیں یہ لوگ پہلے ہی سے ایمان نہیں لائے اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال بیکار اور اکارت کردیئے ہیں اور ان کو قیامت میں کوئی اجر نہیں ملیگا اور کسی غیر مستحق کے اعمال کو نابود کردینا اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی برے وقت رفاقت سے جی چراتے ہیں اور ڈر کے مارے جان نکلتی ہے اور فتح کے بعد مردانگی جتاتے ہیں سب سے زیادہ اور غنیمت پر ڈھلکتے ہیں فائدہ جہاں حبط اعمال کا ذکر ہے تو فرمایا یہ اللہ پر آسان ہے یعنی حکمت میں اللہ کو کسی کی محنت ضائع کرنی تعجب لگتی ہے لیکن جب حبط کرنے پر آوے اس عمل ہی میں ایسا نقصان پڑے جس سے وہ درست ہی نہیں ہوا جیسے عمل بے ایمان کا کہ ایمان شرط ہے ہر عمل کی ۱۲ (۱۹) ان منافقوں کا اب تک یہ خیال ہے کہ فوجیں واپس نہیں گئیں اور اگر کہیں وہ فوجیں پھر آجائیں تب تو یہ منافق یوں تمنا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ
بلاشبہ مسلمانو تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سیکھنی تھی بالخصوص اس شخص کو
يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا
جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا اور قیامت کے دن کا خوف رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرتا ہے۔ اور جب
رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ
ایمان دار لوگوں نے لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی منظر ہے جس کی ہم کو اللہ نے
وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا
اور اس کے رسول نے خبر دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اور اسکے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس واقعہ نے ان ایمانداروں کے ایمان
إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ﴿٢٢﴾ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا
اور شیوۂ اطاعت کو اور بڑھا دیا۔ انہی ایمان داروں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ سے جو
مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم
عہد کیا تھا اُس عہد کو سچ کر دکھایا پھر بعضے تو ان میں سے وہ ہیں جو اپنی منت پوری کرچکے یعنی شہید ہوگئے اور بعضے
مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ لِّيَجْزِيَ اللَّهُ
ان میں سے وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے اپنے عہد میں ذرا سی بھی کوئی تبدیلی نہیں کی۔ یہ واقعہ احزاب اسلئے ہوا تاکہ
الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن
اللہ تعالیٰ سچے مسلمانوں کو اُن کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو اگر چاہے تو عذاب کرے یا
شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٤﴾
چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق دے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے
وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى
اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو انکی غضب آلود حالت میں واپس کردیا انکی یہ حالت ہوئی کہ وہ کوئی بھلائی حاصل نہیں کرسکے اور
اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ﴿٢٥﴾
اللہ تعالیٰ جنگ میں مسلمانوں کیلئے خود ہی کافی ہوا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت کا مالک بڑا زبردست ہے

کریں کہ وہ کاش کہ صحرانشیں ہوتے اور وہ دیہاتیوں میں باہر جا رہیں اور دیہاتیوں میں جا بسیں اور دور ہی بیٹھے بیٹھے آنے جانیوالوں سے تمہاری خبریں دریافت کرتے رہیں اور اگر یہ بزدل لوگ تم میں رہ بھی جائیں تب بھی یہ قتال اور جہاد نہ کریں مگر یوں ہی تھوڑا سا برائے نام ؛ یعنی فوجوں کی اور لشکر کی واپسی کا یقین ہی نہیں حالانکہ کفار کو شکست ہوئی اور وہ قہر الٰہی کی تاب نہ لاسکے اور بھاگ گئے لیکن ان کو لشکر اعدا کی واپسی کا یقین نہیں اور اگر کہیں خدانخواستہ وہ کفار کا لشکر پھر واپس آجائے تو ان کے دلوں کی تمنا یہ ہوگی کہ یہ شہر چھوڑ کر دیہات میں جا بسیں اور وہیں سے بیٹھ کر تمہاری خبریں معلوم کرتے رہیں اور آنے جانے مسافروں سے پوچھتے رہیں اور اگر کہیں یہ تم میں ٹھہر بھی جائینگے تب بھی لڑائی میں شریک نہیں ہوں گے مگر یوں ہی برائے نام تھوڑی سی شرکت کریں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نامردی کے مارے یقین نہیں آتا کہ فوجیں پھر گئیں اور باتوں میں تمہاری خیرخواہی جتاویں اور لڑائی میں کام نہ کریں ۱۲ اب آگے لڑائی میں ثابت قدم رہنے کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کا حکم ہے (۲۰) تفسیر صفحہ ہذا مسلمانو! بلاشبہ تم میں سے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا اور قیامت کا خوف رکھتا اور بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بہترین قابل تقلید نمونہ تھی ؛ خطاب فرمایا عام مسلمانوں کو پھر تخصیص فرمائی ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ کی لقا اور اُس کی رضا کی اُمید رکھتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی پیشی سے ڈرتے ہیں اسی طرح قیامت سے ڈرتے ہیں یا قیامت کے دن ثواب کی اُمید رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کرتے ہیں ایسے کامل مومن اُس بات کے اور بھی زیادہ مستحق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سیکھیں اور آپ کی پیروی ان مسلمانوں کے لئے ایک عمدہ نمونہ تھی اور یہ دیکھنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر کیسی محنت اور مشقت برداشت کرتا ہے اور میدان جنگ میں کس طرح ثابت قدم رہتا ہے، ترجمہ اور تیسیر میں ہم نے لمن کان کو لکم کا بدل اور صفت کی رعایت کا لحاظ رکھا ہے۔ لمن کان کو حسنۃ کا صلہ بھی قرار دیا گیا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی رسول کو دیکھو ان سختیوں میں کیا استقلال رکھتا ہے۔ سب سے زیادہ محنت اور اندیشہ ہے ۱۲ لکم میں تعمیم تھی لمن کان سے اسکی تخصیص فرمائی ہم نے سب مفسرین کے اقوال کو پیش نظر رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے اور یہاں جو اسوۂ حسنہ کی تفسیر میں آپکے اعلان اور ثبات فی الجہاد کا ذکر کیا ہے یہ موقعہ کے لحاظ سے ہے ورنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صفات کاملہ اور آپکے اخلاق عالیہ موجب اقتدا اور واجب الاتباع ہیں۔ اور آپکی ہر سنت پر عمل کرنا حصول برکت اور رفع درجات کا سبب ہے اور ہر قسم کے عتاب اور عذاب اور ملامت سے نجات کا ضامن ہے اس میں تمام سنن اور مستحبات وغیرہ داخل ہوگئے (۲۱) اور ان مومنین کاملین نے جب کفار کے لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی موقعہ ہے اور وہی منظر ہے جس کا ہم کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے وعدہ دیا تھا اور جس کی خبر دی تھی اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اس واقعہ نے ان ایمان والوں کے ایمان اور شیوۂ اطاعت کو اور بڑھا دیا؛ اللہ کا وعدہ تو شاید وہی جو سورۂ بقرہ میں گذر چکا ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم الایۃ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ احزاب آنیوالے ہیں تمہاری طرف آخر نو راتوں میں یا دس میں غرض یہ کہ منافقوں کی حالت تو وہ تھی جو مذکور ہوئی (باقی صفحہ ٦٧٢ پر)

Marfat.com

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ
اور جن اہلِ کتاب نے ان مشرکین کی مدد کی تھی خدا نے اُن کو اُن کے قلعوں سے
صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا
نیچے اُتار دیا اور اُن کے دلوں میں تمہارا ایسا رعب بیٹھا دیا کہ بعض کو تم
تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ
قتل کرنے لگے اور بعض کو تم نے قیدی بنا لیا۔ اور تم کو اُن کی زمین کا اور
وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ
اُن کے گھروں اور اُنکے مالوں کا مالک بنا دیا اور اس زمین کا بھی تم کو مالک بنا دیا جس پر تم نے قدم بھی نہ رکھے تھے اور اللہ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢٧﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ
ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ
اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ
اگر تم دنیا کی زندگی اور اس زندگی کی رونق اور سازو سامان چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو
اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿٢٨﴾ وَاِنْ كُنْتُنَّ
کچھ مال و متاع دیدوں اور تم کو خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کردوں۔ اور اگر تم اللہ کو
تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ
اور اُس کے رسول کو اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے
اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ
نیک کردار بیویوں کیلئے بہت بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے۔ اے نبی کی عورتو
مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا
تم میں سے جو عورت صریح ناپسندیدہ فعل کا ارتکاب کرے گی تو ایسی عورت کو
الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾
دوہری سزا دی جائے گی اور یہ دوہری سزا دینا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے

(بقیہ صفحہ ٦٧١) اور اہلِ ایمان کی حالت یہ تھی کہ جب انھوں نے لشکروں کو دیکھا تو صاف کہدیا کہ یہ معرکہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطلاع کے مطابق ہو رہا ہے جو کچھ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے فرمایا تھا وہ سچ ہی تھا اور دبی ہو کر رہا۔ اس واقعہ نے اُن میں ایمان اور اطاعت گذاری کا جذبہ اور بڑھا دیا لشکروں کا دیکھنا ایمان میں پختگی اور فرماں برداری میں اضافہ کا موجب ہوا اوپر کی آیتوں میں منافقوں کی عہدشکنی کا ذکر آیا تھا اب مومنین کے ایفاءِ عہد کا ذکر فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وعدہ اللہ کا یہ کہ فرمایا تھا تکلیف پاؤ گے کافروں کے ہاتھ سے آخر تم کو غلبہ ہے اور یہ ہے کہ رسول نے فرمایا تھا آٹھ دس دن میں تم پر فوجیں آتی ہیں ١٢ (٢٢) انہی مومنوں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انھوں نے جو عہد اللہ تعالیٰ سے کیا تھا اس عہد کو پورا کر دیا اور سچ کر دکھایا پھر بعضے تو ان میں سے ایسے ہیں جو اپنے قول و قرار اور اپنی بات اور اپنا ذمہ پورا کر چکے اور کچھ ان میں سے ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور اُنھوں نے اپنے عہد میں اور اپنی بات میں ذرا سا تغیر و تبدل نہیں کیا (٢٣) یہ واقعہ اس لئے ہوا تاکہ اللہ سچوں کو انکے سچ کا صلہ عنایت فرمائے اور منافقوں کو اگر چاہے تو عذاب کرے یا چاہے تو ان کو توبہ کی توفیق عنایت فرمائے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ یعنی کامل مومنوں نے اپنی بات پوری کر دکھائی جیسے انس بن نضرؓ اور ان کے رفقاء اور جن لوگوں نے عہد نہیں کیا تھا وہ بھی ثابت قدم رہے یہ مطلب نہیں کہ عہد والوں نے تو سچائی دکھائی اور عہد نہ کرنیوالوں نے ثابت قدمی نہیں دکھائی اور معاذ اللہ منافقوں کی طرح عہدشکنی کے مرتکب ہوئے۔ پھر فرمایا ان عہد کرنیوالوں کی دو قسمیں ہیں کچھ تو اپنی منت اور اپنا ذمہ پورا کر چکے یعنی اُنھوں نے جنگِ بدر اور جنگِ اُحد میں جامِ شہادت نوش فرمائے اور شہید ہو گئے۔ جیسے حضرت حمزہؓ اور مصعبؓ اور انس بن نضرؓ اور ان کے رفقاء اور بعض وہ ہیں۔ جو شہادت کی موت کے منتظر ہیں اور اپنی نیت اور اپنے ارادے اور اپنے عہد میں ذرا سی بھی تبدیلی نہ کی اور یہ واقعہ اس لئے ہوا کہ کامل مومنین منافقوں کو متمیز ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ سچوں کو اُن کے سچ کا صلہ عطا فرمائے اور منافقوں کو مہلت دے اور ان کے انجام کے موافق اُن کو جزا دے اگر کفر و نفاق پر خاتمہ ہو تو ویسی سزا دے اور اگر چاہے تو اُن پر توجہ فرمائے اور توبہ کی توفیق دیکر ان کا انجام بخیر کردے بہرحال وہ غفور و رحیم ہے اور اُس سے بہتری اُمید کی جا سکتی ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ذمہ پورا کر چکا یعنی جہاد میں جان دے چکا جیسے شہداء بدر اور اُحد اور راہ دیکھتا یعنی اور اصحاب جو جہاد پر مستعد ہیں موت کی راہ دیکھتے ہیں لیکن رسولؐ نے فرمایا کہ طلحہؓ ان میں ہے جو شہید ہو چکے ١٢ یہ طلحہ کی خصوصیت ہے چونکہ اپنے ہاتھ کو انہوں نے ڈھال بنایا تھا پیغمبر کیلئے اور اُن کا ہاتھ شل ہو گیا تھا اس لئے ان کو یہ فضیلت حاصل ہوئی (٢٤) اور اللہ تعالیٰ نے دینِ حق کے منکروں کو اُن کے غصے میں بھرا ہوا اور ان کی غضب آلود حالت میں پھیر دیا اور واپس کر دیا ان کی یہ حالت ہوئی کہ وہ کوئی بھلائی حاصل نہ کر سکے اور ان کی کچھ مُراد بھی پوری نہیں ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے خود ہی کافی ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی لڑائی آپ ہی اُٹھا لی اور اللہ تعالیٰ بڑا قوی بڑی قوت کا مالک اور زبردست ہے ؛ یعنی کافروں کو غصے میں بھرا ہوا لوٹا دیا کہ انھوں نے کوئی بھلائی حاصل نہیں کی اور بے نیل مرام واپس ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جنگ اپنے ذمہ اوڑھ لی یعنی خود ہی کافی ہو گیا اور بغیر کسی بڑی لڑائی کے کفار کو ہزیمت ہوئی اللہ تعالیٰ قوی بھی ہے غلبے والا بھی (٢٥) تفسیر صفحہ ہذا اور جن اہلِ کتاب نے ان مشرکوں کی مدد کی تھی اللہ نے ان کو انکے قلعوں کے نیچے اتارا اور ان کے قلوب میں تمہارا ایسا رعب بٹھا دیا کہ ان میں سے تم بعض کو قتل کرنے لگے اور بعض کو تم نے قیدی بنا لیا ؛ یہ اشارہ ہے بنو قریظہ کی طرف۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احزاب سے واپس تشریف لائے تو آپ جبرئیلؑ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ نے ہتھیار کھول ڈالے اور آپ نے ہتھیار رکھدیے حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے آپ اس وقت حضرت زینب بنت جحشؓ کے پاس تھے اور وہ آپ کا سر دھو رہی تھیں آپ نے سنکر فرمایا جبرئیلؑ ملائکہ کس طرف کا قصد رکھتے ہیں تو جبرئیلؑ نے عرض کیا قریظہ کا قصد رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُٹھ۔ اور قریظہ کی طرف چلو چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کرا دیا اور مسلمانوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی سرپرستی میں قریظہ کی جانب روانہ کیا۔ بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے گئے۔ چنانچہ قریظہ کے کنوئیں کے پاس آپ نے پڑاؤ کیا قریظہ کے یہودی قلعوں کے دروازے بند کر لئے۔
(باقی ٦٧٣ پر)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۶۴۵

یعنی تین سال سے لیکر نو سال کے اندر اندر اللہ تعالےٰ ہی کو پہلے بھی اختیار ہے اور بعد بھی اسی کے ہاتھ اختیار ہے اور اس دن مسلمان اس پیشین گوئی کے پورا ہونے سے بہت خوش ہوں گے۔ (۴) غلبہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہوتا ہے وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہی ہے بڑا زبردست نہایت رحم والا ؛ پُرانے زمانے میں یہ دو بڑی حکومتیں تھیں ایک فارس اور ایک روم۔ یہاں کے بادشاہ کا لقب کسریٰ تھا اور روم کے بادشاہ کا قیصر۔ قیصر کی حکومت اہل کتاب کے قبضے میں تھی اور کسریٰ یعنی فارس کی حکومت زرتشتی حکومت کہلاتی تھی جو پہلے تو شاید کسی پیغمبر کو مانتی تھی پھر بگڑ کر آتش پرست ہو گئی تھی اور مجوس کی حکومت کہلاتی تھی۔ ان دونوں حکومتوں میں باہمی جنگ بھی ہو جایا کرتی تھی اور پُرانے زمانے سے دونوں حکومتوں میں عداوت چلی آتی تھی اور اس عداوت کا مظاہرہ بھی ہوتا رہتا تھا۔ جب ملک عرب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی اور اسلام کا ظہور ہوا تو شاید آپ کی بعثت کو پانچواں یا نواں سال تھا علی اختلاف الروایات۔ تو ان دونوں حکومتوں میں پھر باہمی چپقلش ہو گئی۔ اب چونکہ عرب میں لوگ اسلام قبول کر چکے تھے اور قدرتی طور پر مسلمانوں کی ہمدردی اہل کتاب کے ساتھ اور کفار عرب کی ہمدردی آتش پرستوں کے ساتھ قائم ہو گئی تھی۔ جب یہ چپقلش ہوئی تو شاہ فارس نے شہر یار کو اور فرخان کو جو پرویز کے بڑے معتمد تھے ان دونوں کو ایک جرار لشکر دیکر بھیجا اور رومیوں پر حملہ کر دیا یہ حملہ شرق اردن پر یا فلسطین پر ہوا یا اذرعات اور بصریٰ کے مابین ہوا بہر حال اُن علاقوں پر کیا جو قیصر کے قبضے میں تھے رومی شاید تیار نہ تھے ادھر شہر یار اور فرخان کا حملہ بہت سخت تھا رومی بھاگ نکلے اور روم کا بہت سا علاقہ اہل فارس کے قبضے میں آ گیا۔ یہ خبر جب مکہ میں پہنچی منکرین مکہ نے اس خبر پر مسلمانوں کو طعنہ دینا شروع کیا جس طرح رومیوں کو پرویز کی فوجوں نے شکست دی ہے اسی طرح ہم تم پر ایک دن غلبہ حاصل کریں گے اور مسلمان اس خبر سے فطرتاً غمگین ہوئے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور پیشین گوئی کی گئی کہ اس وقت رومی مغلوب ہو گئے لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد پھر اہل روم اہل فارس پر غلبہ حاصل کریں گے۔ حالانکہ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا کہ رومی پنپ سکیں گے اور پرویز کو ہزیمت کا مُنہ دیکھنا پڑے گا اور جس طرح آج مشرک بغلیں بجا رہے ہیں اسی طرح اُس دن مسلمان خوش ہو رہے ہوں گے۔ ادنی الارض سے مراد علاقہ ہائے جنگ کا ملک عرب سے قریب ہونا ہے۔ لله الامر کا مطلب یہ ہے کہ رومیوں کے مغلوب ہونے کے وقت بھی اختیار اللہ ہی کے پاس تھا اور مغلوب ہو جانے کے بعد بھی اختیار اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔ یعنی ہر حال میں اختیار اللہ ہی کو ہے خواہ کسریٰ کے غلبہ سے پہلے یا غلبہ کے وقت یا غلبہ کے بعد۔ فی بضع سنین کا مطلب یہ ہے کہ تین سال سے لے کر نو سال کے اندر اندر یہ غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اس پر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشرکین سے کہا کہ پرویز کا یہ غلبہ عارضی ہے تین سال کے اندر دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ ابی بن خلف حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اس بات پر بہت بگڑا اور کہنے لگا غالب ہونے والا مغلوب ہرگز نہیں ہوگا۔ میں اس پر شرط کرنے کو تیار ہوں حضرت صدیقؓ بھی تیار ہو گئے اور دس دس اونٹوں پر شرط ہو گئی اگر تین سال میں رومی غالب نہ آئے تو صدیق دس اونٹ ابی بن خلف کو دیں گے اور اگر غالب آ گئے تو ابی بن خلف دس اونٹ حضرت صدیق کو دے گا۔ جب حضرت صدیقؓ نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ صدیق تم نے تین سال کی شرط کیوں لگائی بضع کا لفظ تو تین سے لے کر نو تک استعمال ہوتا ہے۔ تم شرط کی مدت بدلو اور اونٹوں کی تعداد بڑھا دو۔ چنانچہ حضرت صدیقؓ ابی ابن خلف کے پاس تشریف لائے اور شرط کی مدت بڑھا دی اور بجائے دس اونٹوں کے سو اونٹوں کی شرط مقرر کی گئی۔ اس وقت شاید ایسی شرط جائز ہوگی۔ اس شرط کے بعد حسن اتفاق سے جس سال بدر میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی ان ہی دنوں میں رومیوں کو کسریٰ پر غلبہ حاصل ہوا اور رومیوں نے پوری تیاری سے حملہ کیا حضرت صدیق کو سو اونٹ ابی بن خلف نے شرط کے دیئے جو آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے خیرات کر دیئے اور سو کے سو اونٹ غربا پر تقسیم کر دیئے۔ شاید اسی پر فرمایا ویومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ۔ بعض حضرات نے جنگ بدر کی خوشی سے تفسیر کی اور بعض دونوں خوشیاں بتاتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی مدد ہر صورت میں شامل حال تھی ان کی مدد کے بغیر نہ رومیوں کو فتح حاصل ہو سکتی تھی نہ مسلمانوں کو بدر میں فتح نصیب ہو سکتی تھی۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد فرماتا ہے اور وہ بڑا زبردست اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں روم اور فارس کے بادشاہ ملک کی سرحد پر لڑتے تھے عرب سے لگتی زمین پر یعنی عراق پر کافر مکہ میں چاہتے کہ فارس جیتے مسلمان چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبریں جھوٹ اُڑتی تھیں حق تعالیٰ نے نازل فرمایا کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس میں وے غالب ہوں گے دس برس سے کم میں اسی طرح واقع ہوا ۱۲ پھر فرماتے ہیں کئی برس پیچھے پھر دونوں میں مقابلہ ہوا تو روم والے غالب ہوئے اور یہ خبر عرب میں پہنچی جس دن مسلمانوں کو جنگ بدر فتح ہوئی اور اس کی خوشی تھی ۱۲ (۵) اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے ؛ یعنی وعدۂ الٰہی کے صدق کا یقین نہیں کرتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بغیر ظاہر اسباب خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے ۱۲ (۶)

بقیہ صفحہ ۶۵۰

اس پر چلنا وہی دین سچا ہے ان چیزوں کا بندوبست پیغمبروں کی زبان سے اللہ نے سکھا دیا ۱۲ (۳۰) تم سب اللہ کی طرف رجوع ہو کر فطرت الٰہی یعنی خدا داد صلاحیت کی پیروی کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور نماز کی پابندی کرو اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر صحیح فطرت کی پیروی کرو اور دینِ فطرت کی مخالفت کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہو اور دین حق قبول کر کے نماز کی پابندی کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جانا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اصل دین پکڑو اس کی طرف رجوع ہو کر اگر صلاح دنیا کے واسطے یہ کام کئے تو دین درست نہ ہو ۱۲ خلاصہ یہ کہ دین کا کام دین ہی کی غرض سے ہو دین کے کام میں دنیا کی غرض شامل نہ کرو دنیا کو مقدم رکھو گے تو دین مجروح ہو جائے گا اس کا علاج انابت الی اللہ اور نماز ہے اس لئے ان کی توجہ دلائی۔ (۳۱) یہ اہل شرک وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور خود فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر فرقہ اُس طریقہ پر نازاں ہے جس کا وہ پابند ہے اور جو اُس کے پاس ہے اسی پر ریجھ رہا ہے ؛ یعنی دین حق تو ایک ہی ہے اور باطل بہت ہی ہیں انہوں نے دین حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی مختلف راہیں اختیار کر لیں ہر فرقہ کسی ایک باطل کو اختیار کر بیٹھا اب لطف یہ ہے کہ جو باطل اس کے پاس ہے اور جس کا وہ پابند ہے اسی پر ریجھ رہا ہے اور نازاں ہے۔ اب یہ مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اگر دین حق پر رہتے تو تم ایک ہی گروہ رہتے (۳۲) آگے اسی صحیح فطرت کا اثر بتاتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور جب لوگوں کو کوئی سختی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے حقیقی رب اور پروردگار کی طرف رجوع ہو کر اس کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے کچھ رحمت اور مہربانی کا مزہ چکھا دیتا ہے تب ہی ان لوگوں میں سے ایک فریق اپنے پروردگار کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے ؛ یعنی جب کبھی لوگوں پر کوئی مصیبت آتی ہے خواہ وہ قحط ہو یا مرض ہو۔ یا کوئی بلا اور وبا ہو۔ یا سیلاب اور طوفان ہو تو معبود حقیقی کی طرف رجوع ہو کر اور متوجہ ہو کر اسی کو پکارتے ہیں اور یہی وہ فطرت الٰہی ہے جس پر ہر انسان پیدا ہوا ہے پھر اللہ تعالیٰ اپنی مہر کا مزہ چکھا دیتا ہے یعنی وہ مصیبت دور ہو جاتی ہے اور ان کو نجات اور خلاصی مل جاتی ہے تب ہی ایک فریق شرک کی خباثت میں مبتلا ہو جاتا ہے یعنی بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بت پرستی کرنے لگتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جیسے بھلے کام ہر انسان کی جبلت پہچانتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بھی ہر ایک کی جبلت جانتی ہے ڈر کے وقت کھل جاتا ہے ۱۲ یعنی یہ تو معلوم ہوا کہ بھلے کام کی طرف رہنمائی کرنیوالی کوئی طاقت طبیعت انسانی میں موجود ہے پھر اسی طاقت سے روشنی کیوں نہیں حاصل کرتے (۳۳) جس کا انجام اور حاصل یہ ہوتا ہے کہ جو احسان ہم نے ان کے ساتھ کیا ہے اور جو آرام ان کو دیا ہے اس کی ناشکری اور کفران نعمت کریں سو اچھا چند روز اور فائدہ اٹھا لو اب عنقریب تم کو سب حال معلوم ہو جائے گا ؛ یعنی اس کا ماحصل یہی ہے کہ کفران نعمت ان نعمتوں پر جو ہم نے عطا کی ہیں یعنی مصیبت لے گئے راحت عنایت فرما دی سو چند دن اس آرام و عیش کا اور فائدہ اٹھا لو مرنے کے بعد عذاب کے وقت سب معلوم ہو جائے گا (۳۴) کیا ہم نے ان پر کوئی ایسی سند نازل کی ہے کہ وہ سند خدا تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کو ان سے کہتی ہے ؛ یعنی کوئی کتاب ان پر ایسی نازل کی ہے جس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا کرو

Marfat.com

اور کسی کو اس کو شریک ٹھہراؤ مطلب یہ ہے کہ شرک پر ان کے پاس کوئی دلیل نقلی بھی نہیں اور عقل صحیح تو مانتی ہی نہیں جب ہی تو مصیبت میں خدا ہی کو پکارتے ہیں جب شرک کے لئے نہ دلیل عقلی نہ نقلی تو اللہ تعالےٰ کے ساتھ شرک باطل ہوا۔ (۳۵) اور ہم جب لوگوں کو اپنی نعمت سے لطف اندوز کر دیتے ہیں اور اپنی مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر نازاں ہو جاتے ہیں اور ریجھ جاتے ہیں اور اگر ان کے ان اعمال بد کی وجہ سے جو ان کے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں کوئی مصیبت ان پر آ پڑتی ہے تو بس وہ لوگ ناامید ہو جاتے ہیں اور آس توڑ بیٹھتے ہیں ؛ یعنی یہ آیت بھی سابقہ مضمون واذا مس الناس کا تتمہ ہے مطلب یہ ہے کہ جب ہم اپنی رحمت اور مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو لوگ اترا جاتے ہیں اور ہماری نافرمانی پر کمربستہ ہو جاتے ہیں اور اگر سابقہ بداعمالی کے بدلے میں جو ان کے ہاتھوں ہو چکی ہے کوئی برائی ان کو پہنچ جاتی ہے تو ناامید ہو جاتے ہیں اور آس توڑ دیتے ہیں۔ یعنی عنایت کریں تو یہ غفلت اور فرح میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اُس کے فضل پر شرک کرتے ہیں اور نافرمان بن جاتے ہیں اور اگر ان کے سابقہ اعمال بد کی پاداش میں کوئی مصیبت آ پڑے تو ناامید ہو جائیں یعنی اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں کہ فضل کے موقعہ پر بھی اسی کے ہو کر رہیں اور پاداش کے موقعہ پر بھی اسی سے التجا کریں ان کو تعلق مع اللہ حاصل ہی نہیں ظاہر یہ ہے کہ الناس سے مراد کافر ہیں ورنہ مسلمان کی یہ شان کہاں ؎

زندہ کنی عطائے تو — در بکشی لقائے تو
ہر چہ کنی رضائے تو — دل شدہ مبتلائے تو

ومن احسن دیناً ممن اسلم وجھہ اللہ۔

بقیہ صفحہ ۶۶۰

کہ جب وہ ٹھہرا وعدہ آجائے گا تو یہ تمام نظام ختم ہو جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ (۲۹) عالم علوی کے یہ سب تصرفات اس بات کی دلیل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ثابت اور حق ہے اور جن چیزوں کی یہ مشرک عبادت کرتے ہیں اور جن کو پکارتے ہیں وہ سراسر باطل اور لچر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے عالی شان اور سب سے بڑا ہے ؛ یعنی وہی حق اور واجب الوجود ہے اور جن چیزوں کو اس کی اُلوہیت میں شریک کیا جا رہا ہے وہ سراسر پوچ اور لچر ہیں اور ان تمام تصرفات میں اُس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہی سب سے بلند اور بڑا ہے آگے اور اُس کی توحید اور اس کی قدرت کی نشانیاں مذکور ہیں۔ (۳۰) اے مخاطب کیا تو نے توحید کی اس دلیل پر غور نہیں کیا کہ سمندر میں اللہ تعالیٰ ہی کی نعمت اور اس کے فضل ہی سے جہاز چلتے ہیں تاکہ وہ تم کو کچھ اپنی قدرت کی نشانیاں مشاہدہ کرائے یقیناً اس امر مذکور یعنی جہازرانی اور بحری سفر میں ہر صبر کرنے والے شکر بجالانے والے کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں ؛ یعنی یہ بات غور کرنے کی ہے کہ مسافروں سے اور مال سے بھرے ہوئے جہاز کس طرح سمندروں کو چیرتے پھاڑتے چلے جاتے ہیں اور تم اللہ کے فضل اور اُس کے احسانات سے کس طرح سودمند ہوتے ہو۔ یہ اس کی قدرت کی کتنی بڑی نشانی ہے۔ اس نے اس لئے یہ احسان کیا ہے تاکہ تم کو اپنی توحید اور اپنی قدرت کے دلائل سے روشناس کرائے صبر کرنے والوں اور شکر بجالانے والوں کا خاص طور پر ذکر فرمایا کہ جب جہاز کے سفر میں پانی کی طغیانی سے کچھ تکلیف ہوتی ہے تو صبر و تحمل سے کام لیتے ہیں اور جب کنارے پر مع الخیر پہنچ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں۔ آگے کفران نعمت کرنے والوں کا ذکر فرمایا۔ (۳۱) اور جب ان لوگوں پر دریا کی موجیں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں اور بادلوں کی طرح ان کو ڈھانک لیتی ہیں تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ ہی پر خالص اعتقاد رکھ کر اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگتے ہیں اور اسی کی نری بندگی کا اعتقاد کر کے اس کو پکارتے ہیں پھر جب وہ اللہ تعالیٰ ان کو نجات دے کر خشکی پر لے آتا ہے تو کوئی ان میں سے راہ راست پر قائم رہتا اور بیچ کی چال اختیار کر لیتا ہے اور کوئی عہد شکنی کرتا ہے اور ہماری نشانیوں کا بس وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو عہد شکن قول کے جھوٹے اور ناسپاس ہیں ؛ یعنی سمندر میں جب طوفان آجائے اور موج بدلی کی طرح سائبان بن کر گھیرے ڈالے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی توحید خالص کا اعتقاد کر کے خدا تعالیٰ کو پکارتے ہیں پھر جب ان کو نجات مل جاتی ہے اور خشکی پر آ جاتے ہیں تو کوئی کوئی تو اپنے قول و قرار پر قائم رہتے ہوئے اعتدال کی راہ یعنی توحید پر قائم رہتا ہے اور کوئی کوئی قول و قرار سے پھر جاتا ہے اور ہماری نشانیوں کا انکار نہیں کیا کرتے مگر غدار عہد شکن قول کے جھوٹے کفران نعمت کے خوگر ایسا کیا کرتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کوئی ہے بیچ کی چال پر یعنی وہ چال جو خوف کے وقت تھی سو وہ تو کسی کو نہیں رہتی مگر ذرا بھول بھی نہ جاوے ایسے بھی کم ہیں نہیں تو اکثر منکر ہوتے ہیں قدرت سے اپنی تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح کی مدد پر ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ خوف کی حالت تو باقی نہیں رہتی البتہ کوئی عہد کو یاد رکھ کر توحید پر قائم رہتا ہے۔ اور اکثر غدر کرتے ہیں کشتی میں جو عہد کیا تھا اس کو توڑ دیا یہ مطلب ختار کا اور کنارے پر پہنچ کر شکر بجالانا تھا اس کی بجائے کفر کیا یہ مطلب ہے کفور کا۔ یہاں چونکہ مقتصد ختار کے مقابلے میں آیا ہے اس لئے بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ توحید کا کم و بیش پابند رہتا ہے اور کفر کی طرف نہیں لوٹتا۔ اب آگے کشتی کے خوف سے زیادہ ایک خوف کا دن یاد دلاتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۶۶۷

حضورؐ نے زیدؓ کو اختیار دیدیا کہ اگر وہ جانا چاہیں تو چلے جائیں مگر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور شرف صحبت کو ترک کرنا گوارا نہ کیا آپ نے ان کو بیٹا اور متبنیٰ کر لیا اور ان کو آزاد کر دیا اور وہ زید بن محمد کہے جانے لگے۔ چونکہ قریش اپنی لڑکی کی شادی کسی ایسے شخص کے ساتھ کرنے میں عیب سمجھتے تھے جس کا باپ دادا یا وہ خود غلام رہا ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کا نکاح زید بن محمدؐ سے کر کے کفر کی اس پرانی رسم کو توڑا جس کی وجہ سے قریش میں شادی کرنا کسی آزاد شدہ غلام سے ممنوع تھی۔ اور جب زید بن محمدؐ نے ایک عرصہ کے بعد ان کو طلاق دیدی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ کی تالیف قلوب کے لئے خود اُن سے شادی کر لی۔ اس پر بھی کفار نے اعتراض کیا اس کی تفصیل تین رکوع کے بعد آئے گی۔ بہرحال زمانۂ جاہلیت کی مختلف رسوم کا رد فرمایا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا کرتے تھے کہ اس شخص کے دو دل ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کفر کے وقت کوئی جورو کو ماں کہتا تو ساری عمر وہ اس سے جدا ہوتی اور کسی کو بیٹا کر بولتا تو سچا بیٹا ہو جاتا اللہ تعالیٰ نے وہ دونوں حکم بدل دیئے جورو کو ماں کہنا سورۂ قد سمع اللہ میں آوے گا اور لے پالک کا حکم آگے بیان ہے ان دو کے ساتھ تیسری بات بھی سنا دی کہ ایسی باتیں کہنے کی بہتیری ہیں ان پر عمل نہیں ہو سکتا جیسے مستقل مرد کو کہتے ہیں اس کے دو دل ہیں چھاتی چیر کر دیکھو تو کسی کے دو دل نہیں ۱۲ غرض یہ تمہاری اپنے مُنہ کی بنائی باتیں ہیں ان کی حقیقت کچھ نہیں نہ کسی مرد کے سینے میں دو دل ہوتے ہیں اور نہ بیوی کو ماں کے ساتھ تشبیہ دینے سے بیوی ماں ہو جاتی ہے اور نہ کسی کو متبنیٰ کرنے سے وہ حقیقی بیٹا بن جاتا ہے۔ آگے حکم بیان کرتے ہیں کہ لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کیا کرو۔ (۴) تم لوگ ان لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارا کرو یہی بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک راستی اور انصاف کی بات ہے پھر اگر تم ان لے پالکوں کے حقیقی باپوں کو نہ جانتے ہو اور ان سے واقف نہ ہو تو وہ تمہارے دین کے بھائی اور رفیق ہیں اور اس میں تم سے جو بھول چوک ہو جائے تو اس بھول چوک میں تم پر کوئی گناہ نہیں مگر ہاں جو دل سے قصد کر کے کرو تو مواخذہ ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ چوک کا مطلب یہ ہے کہ اس حکم کے نزول سے پیشتر جو ہوتا رہا یا یہ کہ بھول سے کسی وقت زبان سے نکل گیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی چوک کا گناہ تو کسی چیز میں نہیں اور ارادے کا ہے۔ اس میں بھی اللہ چاہے تو بخشے چوک یہ کہ منہ سے نکل گیا فلانے کا بیٹا فلانا ۱۲ دین کے بھائی اور دوست فرمایا اگر تم کو ان کے واقعی اور حقیقی باپوں کا نام نہ معلوم ہو تو بھائی کہو یا مولیٰ کہہ کر پکارو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں زید بن حارثہ کو لوگ زید ابن محمدؐ کہا کرتے تھے اس آیت کے بعد ان کو پھر زید بن حارثہ کہا جانے لگا اور زید کو حضورؐ کی طرف منسوب کرنا چھوڑ دیا۔ حدیث میں آتا ہے جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو اپنا باپ بتائے اور اپنے کو غیر باپ کی طرف منسوب کرے تو اس پر جنت حرام ہے۔ (۵) نبی مسلمانوں کے ساتھ خود ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق اور لگاؤ رکھتا ہے۔ اور نبی امور مسلمین میں تصرف کرنے کے بارے میں خود ان مسلمانوں کے نفسوں اور ان کی جانوں سے لائق تر ہے اور پیغمبر کی بیویاں ان مسلمانوں کی مائیں ہیں اور کتاب اللہ اور حکم شرعی کی رو سے رشتے دار آپس میں ایک دوسرے سے زیادہ قریب اور حقدار ہیں باعتبار دوسرے مومنین

Marfat.com

اور مہاجرین کے الا یہ کہ تم اپنے دوستوں میں سے کسی کے ساتھ کوئی سلوک اور بھلائی کرنا چاہو تو کرسکتے ہو یہ حکم لوح محفوظ میں لکھا جاچکا تھا۔ اولی کا ترجمہ احری۔ اجدر الیق سے کیا ہے یعنی سزاوار تر۔ مسلمانوں کو بتایا کہ تمہارے نفوس کے مقابلے میں پیغمبر واجب الاطاعت اور واجب التعظیم ہے۔ نفس تو انسان کو کبھی ہلاکت اور تباہی کی طرف لے جاتا ہے لیکن پیغمبر کی ہر بات انسان کی فوز و نجات کے لئے ہوتی ہے اس لئے پیغمبر کی اطاعت مطلقاً اور آپ کی تعظیم بدرجۂ کمال واجب ہے نفس کی دعوت کے مقابلے میں پیغمبر کی دعوت کا قبول کرنا مقدم اور فرض ہے حدیث میں ہے مامن مومن الا وانا اولی بہ فی الدنیا والاخرۃ من انفسھم ومن ابائھم یعنی کوئی مومن نہیں مگر یہ کہ اس کے لئے میں اس کی جان سے اور اس کے باپ سے اس پر زیادہ شفقت کرنیوالا ہوں۔ کمال ایمان آپ کی محبت پر موقوف ہے جبتک کسی مومن کو آپ سے اپنی اولاد اور ماں باپ سے بلکہ سب لوگوں سے زیادہ محبت نہ ہو تب تک اسکے ایمان کے کامل ہونے کی شکل نہیں۔ جیسا کہ لا یؤمن احدکم روایت سے ظاہر ہے چونکہ آپ کو ابوۃ معنوی حاصل ہے اس لئے فرمایا کہ پیغمبر کی ازواج مسلمانوں کی مائیں ہیں اور یہ ابوۃ معنوی تمام انبیاء کو اپنی اُمم پر حاصل ہے کماقال مجاھد مصحف ابی اور قرأۃ ابن مسعود میں یہ الفاظ وارد ہیں وھواَبٌ لَّھُمْ وازواجہ امھاتھم بہرحال بحث کو مختصر کرتے ہوئے گذارش ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر اعتبار سے ابوینۃ حاصل ہے اور آپ کی ازواج مطہرات مسلمانوں کی مائیں ہیں اور ان سے ان کی تعظیم کی بنا پر کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات یا طلاق کے بعد بھی نکاح نہیں کرسکتا ہے جیسا کہ اسی سورت میں اس کی تصریح موجود ہے اور چونکہ ان ازواج مطہرات کا مائیں ہونا ان کی تعظیم اور جلالت شان کے اعتبار سے ہے اس لئے نکاح میں تحریم فرمائی باقی امور میں اُمومیت ثابت نہیں ہے مثلاً ورثہ اور حجاب وغیرہ تو اب ان کی بیٹیوں کو مسلمانوں کی بہنیں اور ازواج مطہرات کے بھائی بہنوں کو مسلمانوں کے ماموں یا خالائیں نہیں کہنا ہوگا بعض حضرات کا اس میں اختلاف ہے کہ ازواج مطہرات صرف مردوں کی مائیں ہیں یا مسلمان عورتوں کی بھی مائیں ہیں اس میں صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ جب مائیں کہنے سے اصل تحریم نکاح ہے اور دوسرے امور میں اُمومیت نہیں ہے اور عورتوں میں نکاح کی صلاحیت نہیں تو یہ اُمومیت صرف مردوں کے لئے ہے جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے ایک قول بھی مروی ہے وہ فرماتی ہیں انا ام رجالکم لا اُم نسائکم یعنی میں تمہارے مردوں کی ماں ہوں تمہاری عورتوں کی ماں نہیں ہوں۔ بعض علما مسلمان عورتوں اور مسلمان مردوں دونوں کی امومیت کے قائل ہیں واللہ اعلم آیت کے آخری حصے میں مہاجرین اور انصار کے بھائی چارے اور مواخات کے سلسلے میں جو ورثہ جاری فرمایا تھا اس کو بتایا کہ وہ عارضی چیز تھی اور لوح محفوظ میں ایک وقت خاص اس کا مقرر تھا وہ وقت پورا ہوگیا لہذا مرنے والے کے ورثے کے حق دار میت کے اہل قرابت ہیں اور آئندہ سے صرف مرنے والے کے اہل قرابت ہی کو ورثہ ملے گا اور جو حصوں کی مقدار سورۂ نساء میں گذر چکی ہے اس کے موافق حصہ رسدی ہر اہل قرابت کو دیا جائے گا۔

بقیہ صفحہ ۶۶۸

کہتے ہیں اور جس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اس احسان کا ذکر فرمایا اور غزوۂ احزاب کی بھی تھوڑی سی تفصیل بیان فرمائی اور منافقوں نے جو سوتیانہ حرکات اس جنگ میں انجام دیں اور پارٹ ادا کیا اس کو طشت از بام کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۵ھ ہجری میں یہود بنی نضیر کو ان کی ناشائستہ حرکات پر جلا وطن کردیا تھا اور مدینہ سے نکال دیا تھا ان جلا وطن لوگوں نے کفار عرب میں حضور کے خلاف ریشہ دوانیاں شروع کیں اور حیی ابن اخطب یہودی سردار نے اس میں نمایاں حصہ لیا۔ اور ہر قوم میں پھرا یہاں تک کہ قریش، فزارہ، غطفان اور بنی قریظہ کو مدینہ منورہ پر حملے کے لئے آمادہ کرلیا اور تقریباً بارہ ہزار کفار کا لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس ہجوم کی اطلاع ملی تو آپ اپنے ہمراہی جن کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی مدینہ سے باہر سلع پہاڑ کے دامن میں قیام پذیر ہوئے حضرت سلمان فارسیؓ نے مشورہ دیا کہ مدینہ کی حفاظت کے لئے مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود دی جائے ہم اہل فارس جنگ کے موقع پر ایسا ہی کیا کرتے تھے چنانچہ ان کی رائے پسند کی گئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مجاہدین کو زمین کھودنے کا حکم دیا اور زمین کے حصے مختلف لوگوں میں تقسیم کردیئے۔ مجاہدین نے خندق کھودنی شروع کردی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مٹی کی ٹوکریاں نکال رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے اللھم لا عیش الا عیش الاخرۃ فاغفر الانصار والمھاجرۃ اے اللہ عیش اور زندگی تو آخرت ہی کی زندگی اور آخرت ہی کا عیش ہے پس آپ مہاجر اور انصار کو بخش دیجئے۔ آخر کار کفار کا یہ لشکر جس کی ... اور دس ہزار تھی مدینہ پہنچ گیا۔ اور عیینہ جو غطفانی فوج کا سردار تھا اپنی فوج لیکر جانب مشرق کی وادی میں ٹھہرا اور ابوسفیان نے اپنے لشکر کو جانب غرب کی وادی میں ٹھہرایا۔ بہرحال کفار کا یہ لشکر تقریباً ایک ماہ پڑا رہا۔ کوئی خاص مقابلہ نہیں ہوا البتہ کبھی کبھی آپس میں کچھ جھڑپیں ہوجاتی تھیں کبھی پتھر ادھر آجاتا تھا کبھی کبھی تیر چلتے تھے۔ بہرحال کوئی بڑا معرکہ نہیں ہوا مسلمان اگرچہ ثابت قدم رہے لیکن کفار کی زیادتی اور ان کے جنگ جویانہ رویہ سے خائف ضرور تھے۔ ایک موقعہ پر مسلمانوں کا خیال ہوا کہ باہم صلح سے یہ خطرہ ٹلا دیا جائے لیکن سعد بن معاذؓ اور سعد بن عبادہؓ نے اتفاق نہیں کیا اور صلح کا خیال ترک کردیا حسن اتفاق سے اسی حالت میں نعیم بن مسعود غطفانی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے اسلام کا اظہار کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے اسلام قبول کرنے کی کسی کو اطلاع نہیں ہے اگر آپ اس حالت میں کوئی خدمت مجھ سے لینا چاہیں تو میں حاضر ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا نعیم اس وقت بڑا کام یہ ہے کہ دشمنوں میں باہم تفریق ہوجائے اور ان کے پاؤں اکھڑ جائیں اور مدینہ طیبہ کا محاصرہ ختم ہوجائے کیونکہ لڑائی تو داؤں کا نام ہے اگر تم ایسا کوئی داؤں کرسکو تو یہ وقت کا بڑا کام ہے۔ چنانچہ نعیم بن مسعودؓ تشریف لے گئے اور انہوں نے وعدہ کیا کہ میں تدبیر کرتا ہوں اگر اللہ تعالےٰ نے کامیاب فرمایا تو انشاء اللہ میری تدبیر کامیاب ہوگی۔ چنانچہ نعیم بنی قریظہ کے یہود کے پاس آیا اور ان سے باتیں کرتے ہوئے اس نے کہا تم جانتے ہو میں تمہارا آدمی ہوں ایک بات کہتا ہوں یہ قریش اور غطفانی جو تمہارے ہمراہ لڑنے کے لئے ہیں ان کے اموال اور ان کی اولاد یہاں سے بہت دور ہیں اگر جنگ میں شکست ہوگئی تو ان کا کوئی نقصان نہیں ہوگا اور ان کی اولاد اور ان کے اموال محفوظ رہیں گے بخلاف تمہارے کہ تم مدینہ کے قریب رہتے ہو تم کس طرح محفوظ رہ سکتے ہو اگر شکست ہوئی یا قریش نے اور غطفان نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا تو تمہارے پاس ان کی طرف سے کیا ضمانت ہے۔ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ تم اس وقت تک ان کے ساتھی ہوکر نہ لڑو جب وقت تک ان کے اشراف اور سرداروں میں سے کسی ایک کو اپنے پاس ضمانت کے طور پر رہن نہ رکھ لو۔ بنی قریظہ کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور انہوں نے اس کو قبول کرلیا اور نعیم کی خیر خواہی کا اعتراف بھی کیا پھر نعیم قریش کے پاس گیا اور ان سے اس نے باتوں باتوں میں کہا کہ دیکھو میں تمہارا خیر خواہ ہوں ایک بات تم سے کہتا ہوں بشرطیکہ تم اس کو پوشیدہ رکھو۔ قریش نے وعدہ کیا۔ اس پر نعیم نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی قریظہ نے اپنی عہد شکنی پر ندامت کا اظہار کیا ہے اور محمدؐ سے کہلا بھیجا ہے کہ اے محمدؐ اگر تم کہو تو ہم تم کو قریش اور غطفان کے ایک ایک دو دو اشراف اور سردار بھیجدیں ان کو قتل کرڈالو اور ہماری عہد شکنی کو درگذر کردو تو ہم تمہارے ساتھ ہوکر جنگ کریں اور محمدؐ نے اس کو قبول کرلیا ہے سو اگر تم سے بنی قریظہ والے ضمانت کا نام لے کر کچھ آدمی طلب کریں تو تم ان کو نہ دینا اور انکار کردینا۔ پھر نعیم غطفان کے پاس آیا اور ان سے بھی وہی کہا چنانچہ نعیم کی یہ تدبیر کارگر ہوئی چنانچہ جب قریش اور غطفان نے یہود سے حملہ کرنے اور جنگ کرنے کا تقاضا کیا تو انہوں نے بطور ضمانت اشراف کو طلب کیا۔ قریش اور غطفان نے انکار کیا اور آپس میں بات بڑھ گئی آخر ہفتہ کی رات کو ان پر پُروا ہوا کا عذاب آیا اور ٹھنڈی ہوا نے ان کو آلیا تمام خیمے اُلٹ گئے حتیٰ کہ چولھوں پر جو ہانڈیاں چڑھی تھیں وہ بھی الٹ گئیں گھوڑوں کی میخیں اور کھونٹے اکھڑ گئے غرض کہ کفار کے تمام لشکر میں افراتفری پڑ گئی اس حالت پر ملائکۃ اللہ نے تکبیر بلند کی۔ ابوسفیان نے چیخ کر کہا اے قریش اب اگر تم ٹھہرے تو صبح تک ہلاک ہوجاؤ گے یہ ہوا تم کو چھوڑے گی نہیں اور میں جاتا ہوں۔ چنانچہ ابوسفیان اونٹ پر چڑھ کر بھاگ اور تمام کفار تتر بتر ہوگئے والحمد للہ علی ذلک حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہجرت سے چوتھے برس یہود بنی نضیر جو مدینہ سے نکالے گئے تھے

Marfat.com

سورۂ حشر میں آوے گا ہر قوم میں پھرے اور قریش کو اور فزارہ کو اور غطفان کو اور بنی قریظہ کو جو مدینہ کے پاس تھے جمع کر کے حضرت پر چڑھا لائے بارہ ہزار آدمی مسلمان کم تھے تین ہزار مدینہ سے باہر لشکر پڑا خندق کھود لی جب فوجیں آئیں دور دور سے لڑتے رہے قریب ایک مہینے تک پھر اللہ نے ایک پروا باد بھیجی تند کافروں کی آگیں بجھ گئیں بھوکے رہے اور خیمے گر پڑے گھوڑے چھوٹ گئے سب لشکر برباد ہوا لاچار اُٹھ کر چلے گئے یہ جنگ احزاب کہلاتی ہے اور جنگ خندق بھی جاڑے کے موسم میں اناج کی تنگی لڑائی لڑتے خندق کھودتے اور گرد سب مخالف اس میں منافق دل کی باتیں بولنے لگے اور مومن ثابت قدم رہے اس جنگ میں حضرتؐ نے فرمایا اب سے ہم جاویں گے کفار پر وے ہم پر نہ آویں گے وہی ہوا ۱۲ صحابۂ کرام نے خندق چھ روز میں کھود دی تھی۔ بہر حال یہ مختصر سا خاکہ تھا جنگ احزاب کا جو ہم نے عرض کر دیا وجنود الم تروھا سے مراد ملائکہ ہیں جو عام طور پر نظر نہ آتے تھے اگرچہ بعض صحابہ نے ان کو بشکل انسانی بھی دیکھا تھا ان فرشتوں نے جنگ میں کوئی حصہ نہیں لیا البتہ ان کے آنے کا یہ فائدہ ہوا کہ کفار کے قلوب مرعوب ہو گئے اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ تعالیٰ ان اعمال کو دیکھ رہا تھا یعنی اتنے بڑے ہجوم کے مقابلے میں باوجود اقلیت کے تمہارا استقلال، خندق کی صرف چھ روز میں تکمیل وغیرہ۔ (۹) یہ امداد و اعانت اُس وقت ہوئی جب کہ مخالفین کا لشکر تم پر تمہارے اوپر کی جانب سے اور تمہارے نیچے یعنی نشیب کی جانب سے چڑھ آیا تھا اور یہ لوگ تم تک پہنچ چکے تھے اور جب کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور دل حلق میں چلے آ رہے تھے اور کلیجے منہ کو آ رہے تھے اور تم لوگ اللہ تعالیٰ پر طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اور خیالات باندھ رہے تھے ۞ یعنی کثرت اعدا کی وجہ سے پریشانی، سراسیمگی مسلمانوں میں بہت تھی اور طبعی طور پر مختلف خیالات اور وساوس کی قلوب آماجگاہ بنے ہوئے تھے کیونکہ نتائج کا کوئی علم نہ تھا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اوپر سے اور نیچے سے یعنی مدینہ کی شرقی طرف سے جو اونچی ہے اور غربی طرف سے جو نیچی ہے اور آنکھیں ڈگنے لگیں لوگوں کی یعنی تیور بدلنے لگے دوستی جتانے والے لگے آنکھیں چرانے اور دل پہنچے گلوں تک دھڑک دھڑک کرتے ڈر سے اور رکی گئیں اٹکلیں مسلمانوں نے سمجھا کہ اب کے اور سخت آزمائش آئی اور کچے ایمان والوں نے سمجھا کہ اب کی بار نہ بچیں گے ۱۲ (۱۰) اس موقع پر ایمان والوں کی آزمائش کی گئی اور وہ نہایت سختی کے ساتھ جھڑجھڑائے گئے ۞ یعنی سخت ابتلا میں مبتلا ہوئے اور سخت زلزلے میں ڈالے گئے۔ زلزلہ فرمایا جنگ اور جنگ کی پریشانیوں کو۔

بقیہ صفحہ ۶۶۲

مسلمانوں کا محاصرہ پورے چوبیس دن جاری رہا جب بنو قریظہ بہت تنگ ہوئے تو ابی لبابہ کو بیچ درمیان میں ڈالا ابولبابہ کا ذکر سورۂ انفال میں گذر چکا ہے کہ انہوں نے مشورہ دیہود کو اترنے اور اپنے کو مسلمانوں کے حوالے کرنے کا دیا لیکن ساتھ ہی ہاتھ سے اشارہ بھی کر دیا کہ تم سب ذبح کئے جاؤ گے پھر وہ اپنی اس خیانت پر نادم ہوئے اور اپنے کو ستون سے باندھ دیا بالآخر ان کی توبہ نازل ہوئی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جا کر کھولا۔ ابولبابہ کے بعد حضرت سعد ابن معاذؓ کے حکم پر اترے چونکہ ان لوگوں نے غدر کیا تھا اور عہد شکنی کی تھی اور احزاب میں کفار سے مل کر مدینہ پر فوج کشی کی تھی لہذا ان کے نوجوانوں کو سب کو قتل کیا گیا اور ان کی بیوی اور بچوں کو قیدی بنا لیا گیا اور ان کے اموال مسلمانوں میں خمس نکالنے کے بعد تقسیم کر دیئے گئے سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ دیا گیا اور یہ معرکہ اس طرح سر ہوا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ یہود تھے بنی قریظہ نزدیک مدینہ کے رہتے تھے پہلے حضرت سے صلح رکھتے تھے اس ہنگامے میں پھر گئے۔ اس لڑائی سے فارغ ہوئے کہ جبریلؑ حکم لائے ان کو جا گھیرا چوبیس دن گھیر کر تھکے راضی ہوئے کہ ہم نکلتے ہیں جو ہمارے حق میں سعد بن معاذؓ کہے سو قبول رکھو حضرتؐ نے قبول کیا سعدؓ نے یہی حکم دیا جوانوں کے قتل کرنے کا اور عورتوں اور لڑکوں کو بندی لینے کا خدا اور رسول کی مرضی یہی تھی اور ان کی بدعہدی کی سزا ۱۲ (۲۶) اور تم کو ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا مالک بنا دیا اور اُس زمین کا بھی تم کو مالک بنا دیا جس پر تم نے قدم بھی نہ رکھے تھے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ۞ جن چیزوں کا قریظہ میں مالک بنایا اور آئندہ کے لئے بھی خیبر فتح کی کا مژدہ سنایا۔ ہو سکتا ہے کہ فارس اور روم کی فتح کی طرف اشارہ ہو یا قیامت تک جو علاقے بھی مسلمان فتح کریں گے ان کی پیشین گوئی اور بشارت ہو کیونکہ ارضا لم تطؤھا کے لفظ میں عموم بہت زیادہ ہے اس لئے عموماً فتوحات مستقبلہ کی جانب اور خصوصاً خیبر کی طرف اشارہ ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ زمین مدینہ کے نزدیک ہاتھ لگی حضرت نے مہاجرین کو بانٹی ان کو گذران کا ٹھکانا ہو گیا اور دوسری زمین سے مراد ہے زمین خیبر کی دو برس کے پیچھے ان یہود سے وہ ہاتھ لگی اس سے حضرت کے سب اصحاب آسودہ ہو گئے ۱۲ (۲۷) اے نبی آپ اپنی ازواج یعنی بیویوں سے فرما دیجئے اگر تم دنیا کی زندگی کا عیش اور اس زندگی کی بہار اور ساز و سامان چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو کچھ مال و متاع دیدوں اور تم کو خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کر دوں ۞ مال و متاع شاید اس سے وہ جوڑا مراد ہو جو مطلقہ عورت کو دیا جاتا ہے خیبر کی فتح کے بعد جیسا کہ ہم نے کہا مسلمان کچھ آسودہ اور مرفہ الحال ہو گئے تھے ازواج مطہرات نے متفقہ طور پر نان و نفقہ کی زیادتی کا مطالبہ کر دیا ازواج مطہرات کی تعداد اس وقت نو تھی عائشہ بنت ابوبکر، حفصہ بنت عمر، ام حبیبہ بنت ابو سفیان، ام سلمہ بنت امیہ، سودہ بنت زمعہ، زینب بنت جحش، میمونہ بنت حارث، صفیہ بنت حیی بن اخطب، جویریہ بنت حارث۔ ان میں سے پہلی پانچ قریشی ہیں، چھٹی اسدیہ ہیں، ساتویں ہلالیہ، آٹھویں خیبر کی، نویں مصطلقیہ ہیں جب یہ مطالبہ ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناخوش ہوئے اور آپ نے ایک ماہ کے لئے سب سے علیحدگی اختیار کر لی اور قسم کھا لی کہ ایک ماہ تک گھر میں نہ جاؤں گا۔ لوگوں میں مختلف چرچے ہونے لگے کوئی کہتا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی کوئی کہتا علیحدگی اختیار فرمائی ہے۔ ان افواہوں سے حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما بہت پریشان تھے گھر میں اپنی اپنی لڑکیوں کو دھمکاتے تھے کہ تم نے یہ کیا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی گھر میں تشریف نہ لے جاتے تھے صرف مسجد کے برابر جو بالاخانہ تھا اس پر قیام فرماتے کسی کو اوپر جانے کی اجازت نہ تھی آخر صدیق اکبر اور فاروق اعظم نے اجازت طلب کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اجازت دی جب یہ بالاخانے پر گئے تو حضرت عمر نے سرکار کی توجہ منتقل کرنے کی غرض سے کہا یا رسول اللہ اگر میری بیوی خارجہ مجھ سے میری حیثیت سے زیادہ نفقہ طلب کرتی تو میں اس کو خوب مارتا۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا دیکھ لو یہ میرے گرد بیٹھی ہیں اور مجھ سے وہ چیز طلب کرتی ہیں جس کے دینے کی مجھ کو مقدرت نہیں ہے۔ اس پر حضرت صدیق نے عائشہ کو اور حضرت عمر فاروق نے حفصہ کو اٹھ کر مارنا شروع کیا اور ان سے کہا تم کیوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز طلب کرتی ہو جس کو ادا کرنے کی آپ مقدرت نہیں رکھتے تب ازواج نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ ہم کبھی ایسی کوئی چیز حضور سے طلب نہیں کریں گے جو آپ کے پاس نہ ہو۔ اسی واقعہ میں یہ آیت تخییر نازل ہوئی۔ (۲۸) اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور دار آخرت اور پچھلے گھر کا ارادہ رکھتی ہو اور چاہتی ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیک کردار اور نکوکار بیویوں کے لئے بہت بڑا ثواب مہیا کر رکھا ہے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت کی ازواج نے دیکھا کہ لوگ آسودہ ہوئے چاہا ہم بھی آسودہ ہوں بعضوں نے بول چال کی حضرت نے قسم کھائی کہ ایک مہینے گھر میں نہ جاویں پھر مہینے کے بعد یہ آیت اتری حضرت گھر میں آئے اول حضرت عائشہؓ سے کہا انہوں نے اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی پھر اسی طرح سب! حضرت کے ہاں ہمیشہ فقر و فاقہ تھا اپنے اختیار سے جو آتا تھا شتاب اٹھا ڈالتے تھے پھر قرض لینا پڑتا تھا یہ جو فرمایا کہ جو نیکی پر ہیں ان کو بڑا نیگ ہے حضرت کی ازواج سب نیک ہی رہیں الطیبات للطیبین مگر حق تعالیٰ صاف خوشخبری کسی کو نہیں دیتا تاکہ نڈر نہ ہو جاویں خاتمہ کا ڈر لگا رہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جب یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آپ نے حضرت عائشہؓ کو بلا کر سنائیں اور ان سے فرمایا کہ تم اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دو حضرت عائشہؓ نے فرمایا اس میں مشورے کی کیا ضرورت ہے میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو اختیار کرتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ کو چونکہ سب ازواج تفقہ اور سمجھ میں اپنے سے فائق خیال کرتی تھیں اور اسی دینی تفقہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے محبت اور طبعی میلان زیادہ تھا تمام

Marfat.com

باقی بیویوں نے بھی وہی کہا جو حضرت عائشہؓ نے فرمایا آپ کو جس فعل سے پریشانی ہو، دوہری سزا یعنی اس
تھا اگرچہ حضرت عائشہؓ نے اپنے فیصلے کو مخفی رکھنے کی فعل کی سزا جتنی کسی اور کو ملتی اس سے دوچند تم کو دی جائیگی
کوشش کی بہر حال یہ قضیہ ختم ہوا آگے کی آیتوں میں اور سزا کا دوچند کر دینا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔
ازواج مطہرات کو مزید ہدایت فرمائی۔ (۲۹) اے نبی تمہاری عظمت اور پیغمبر کی زوجہ ہونا اس کے لئے
کی عورتو! تم میں سے جو عورت صریح ناپسندیدہ فعل کا مانع نہیں۔ ازواج مطہرات کی شرافت، برتری اور
ارتکاب کرے گی تو ایسی عورت کو دگنی اور دوہری بزرگی پر یہ آیت دلالت کرتی ہے جس طرح عالم کی
سزا دی جائے گی اور یہ دوہری سزا دینا اللہ تعالیٰ پر سزا جاہل سے زیادہ اور آزاد کی سزا غلام سے زیادہ
آسان ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ یہاں سزا کی زیادتی اسی طرح سمجھنی چاہیئے۔ یہ مرتبہ
عنہ نے فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ کی تفسیر میں نشوز اور سوء خلق فرمایا ہے ازواج کا اس نسبت زوجیت کی بنا پر ہے جو ان کو
مطلب یہ ہے کہ کسی ایسی حرکت کا ارتکاب جو نبی کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی منکوحہ ہونے سے
صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی اور تنگی کی موجب ہو اور حاصل ہوا۔

Marfat.com

Marfat.com

اور جو عورت تم میں سے اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک اعمال کرتی رہے گی تو ہم اُس کو اس کا بھی دُو مرتبہ یعنی دوہرا اجر دیں گے اور مزید برآں ہم نے اُس عورت کے لئے خاص اور باعزت روزی تیار کر رکھی ہے ؛ یعنی تم کو جو نبی کی زوجیت کا شرف حاصل ہے اس کی بنا پر وزر بھی اور اجر بھی دوہرا - اور ظاہر ہے کہ ان کا نشوز جس طرح اذیت پیغمبر کا موجب ہے اسی طرح ان کی خدمت اور اطاعت آپ کی راحت کا سبب ہوگی - تو پیغمبر کے ستانے کا جس طرح عذاب زیادہ اسی طرح آپ کو راحت اور آرام پہونچانے کا ثواب زیادہ دوہرے کا مطلب وہی کہ جتنا اس عمل کا ثواب کسی اور کو ملے اس سے دُگنا انکو ملے رزق کریم سے مُراد جنت ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ بڑے درجے کو لازم ہے نیکی کا ثواب دونا اور برائی کا عذاب دونا پیغمبر کو بھی فرمایا لاذقنٰك ضعف الحیوٰة ؛ یہ آیت سورۂ بنی اسرائیل میں گزر چکی ہے اور وہاں ہم نے ایک ہلکا سا اشارہ بھی کر دیا ہے (۳۱) اے نبی کی عورتو! تم عام اور معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو بشرطیکہ تم پرہیزگاری اور تقوے کی پابند رہو سو تم نامحرم مردوں سے نزاکت اور لچک کے ساتھ بات نہ کیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جس کے قلب میں کوئی روگ اور خرابی ہے وہ کوئی غلط اور فاسد خیال قائم کرے اور معقول اور جچی تلی بات کہا کرو ؛ اس آیت میں ازواج مطہرات کی امتیازی شان کا ذکر ہے کہ اگر تم تقوے اور پرہیزگاری پر قائم رہو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو پھر ادب تعلیم کیا کہ نامحرم مردوں سے بات کرنے وقت نرمی اور لوچ نہ برتا کرو کیونکہ نزاکت کیساتھ بات کرنے میں بلا وجہ روگی اور مریض دلوں میں خیالات فاسدہ اور بُری قسم کا لالچ پیدا ہو جاتا ہے اس لئے بات جو کرو وہ معقول اور جچی تلی ہو جیسے ماں بیٹے سے کرتی ہے گفتگو کا انداز سخت اور درشت ہو تو یہ اُس کلام سے بہتر ہے جس میں لین اور لوچ ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ ایک ادب سکھایا کہ کسی مرد سے بات کہو تو اس طرح کہو جیسے ماں کہے بیٹوں کو ؛ جب ازواج مطہرات کو یہ حکم ہوا تو اس پر اُمت کی عام عورتوں کو کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے یہ خود سمجھنے کی بات ہے (۳۲) اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور قدیم زمانۂ جاہلیت کی طرح مت پھرو اور گذشتہ دور جاہلیت کی طرح اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو اور تم نماز کی پابند رہو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرتی رہو اے پیغمبر کے گھر والو اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی آلودگی اور گندگی باتیں دور رکھے اور تم کو خوب پاک صاف رکھے ؛ یعنی ازواج مطہرات کو گھر میں رہنے کا حکم دیا کہ گھروں سے نہ نکلو اگر کوئی شرعی ضرورت ہو - مثلاً حج تو ایسی صورت مستثنیٰ ہوگی بعض روایا میں بھی آیا ہے کہ اذن لکم ان تخرجن لحاجتکن یعنی ہم تم کو اجازت دیجاتی ہے کہ تم اپنی ضرورتوں کیلئے گھروں سے باہر جا سکتی ہو - جاہلیت اُولیٰ کے دور میں جس طرح عورتیں بے پردہ پھرتی تھیں اس طرح نہ پھرو۔ جاہلیت اُولیٰ میں کئی قول ہیں شاید جاہلیت اُولیٰ حضرت عیسیٰؑ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی دور کو فرمایا۔ نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا۔ بظاہر خطاب ازواج مطہرات کو ہے لیکن یہ حکم میں اُمت کی تمام عورتوں کو شامل ہے آخر میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو معصیت کی آلودگی سے پاک رکھے اور تم کو ظاہری اور باطنی عقیدے اور اعمال و اخلاق کی خرابیوں سے خوب پاک صاف رکھے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر کے وقت بے پردہ تھیں عورتیں ؛ اور فرماتے ہیں خطاب ہے ازواج کو اور داخل ہیں حضرت کے سب گھر والے ؛ یعنی اہل بیت کے لفظ میں ازواج مطہرات میں آپ کی عزت بھی شامل ہے۔ یعنی حضرت حسنینؓ حضرت خاتون محشر اور حضرت علی کرم اللہ وجہ - آیت تطہیر سے بعض حضرات نے جو اہل بیت کی معصومیت کا دعویٰ کیا ہے یہ صحیح نہیں ہے (۳۳) اور جو آیات الٰہی تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اور جن حکمت کی باتوں کا تذکرہ اور چرچا تمہارے گھروں میں ہوتا رہتا ہے اُنکو یاد رکھو بلاشبہ اللہ تعالیٰ واقف الاسرار ہے خبردار ؛ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور دانائی کی باتیں تمہارے ہاں ہوتی ہیں ان کو خود بھی سیکھو اور دُوسروں کو بھی سکھاؤ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اُس نے تمکو ایسے گھرانے میں رکھا جو آسمانی علم و حکمت کا خزانہ ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ بڑا رازداں اور جملہ اسرار سے واقف اور باخبر ہے اس لئے اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری شریعت کیلئے منتخب فرمایا اور دین متین کی اشاعت اور اس کے پھیلانے کیلئے تم کو اسکی (باقی صفحہ ۶۷۴ پر)

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ
اور جو عورت تم میں سے اللہ کی اور اُس کے رسول کی فرماں برداری کرے گی اور نیک اعمال

صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا
کرتی رہے گی تو ہم اُس کو اُس کا اجر بھی دوہرا دیں گے اور ہم نے ایسی عورت کے لئے باعزت

كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ
روزی تیار کر رکھی ہے - اے نبی کی عورتو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو بشرطیکہ

اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ
تم تقوے کی پابند رہو سو تم غیر مردوں سے لچک کیساتھ بات نہ کیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ شخص جس کے قلب میں

مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا
خرابی ہے کوئی غلط خیال قائم کر بیٹھے اور معقول و جچی تلی بات کہا کرو - اور تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور گزشتہ

تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ
دور جاہلیت کی طرح بناؤ سنگھار نہ دکھاتی پھرو اور تم نماز کی پابند رہو

وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ
اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ کی اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو اے پیغمبر کے گھر والو اللہ یہ چاہتا ہے

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
کہ تم سے ہر قسم کی آلودگی کو دُور رکھے اور تم کو خوب پاک

تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ
صاف رکھے - اور جن آیاتِ الٰہی اور حکمت کی باتوں کا تمہارے گھروں میں تذکرہ اور چرچا رہتا ہے

وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ
ان کو یاد رکھو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا رازداں بڑا باخبر ہے - بلاشبہ احکام اسلامی کی تعمیل کرنیوالے مرد اور

وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَ
احکام اسلامی کو بجالانیوالی عورتیں اور ایمان دار مرد اور ایمان دار عورتیں اور فرماں برداری کرنے والے مرد اور

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۷۳) ازواج میں داخل کیا تاکہ تم تمام اُمت کیلئے نمونہ بنو (۳۴) بلاشبہ احکام اسلامی کی تعمیل کرنیوالے مرد اور احکام اسلامی کی تعمیل کرنیوالی عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور سہار کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں اور عاجزی کرنیوالے مرد اور عاجزی اور خشوع کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنیوالے مرد اور بکثرت یاد کرنیوالی عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان سب کیلئے بخشش کا بڑا سامان اور بڑا اجر و ثواب تیار کر رکھا ہے ؂ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت کی ایک بی بی نے کہا تھا کہ قرآن میں سب ذکر مردوں کا ہے عورتوں کا کہیں نہیں اس پر یہ آیت اُتری نیک عورتوں کی خاطر کو نہیں تو جو حکم مردوں پر کہا سو عورتوں پر بھی آیا ہر بار جدا کہنے کی حاجت نہیں ۱۲ ہو سکتا ہے کہ ازواج مطہرات کے ذکر پر دوسری عورتوں کو بھی یہ خیال ہوا ہو کہ ہمارا بھی ذکر قرآن میں ہو تو حق تعالیٰ نے اس پر یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ یہاں مسلمان مرد اور مومن مرد کے ذکر سے مُراد وہی ہے جو حدیث جبرئیل میں آیا ہے۔ یعنی ایمان سے اعتقاد اور اسلام سے اعمال، فرماں برداری کرنیوالے سے مُراد یہ ہے کہ انکا اسلام اور ایمان محض انقیاد اور فرماں برداری کی نیت سے ہو۔ راست باز یعنی اعمال اور اعتقاد اور نیت میں سچے ہوں اور ریا اور نفاق نہ ہو، صابرین میں ہر قسم کے صبر کرنیوالے خواہ طاعت کی مشقت پر صبر ہو یا معاصی سے رُکنے پر صبر ہو یا مصائب پر صبر ہو۔ اور خاشعین سے مُراد وہ لوگ ہیں جو تواضع کے خوگر ہیں اور بالخصوص عبادت الٰہی میں ان کے قلب اور اعضاء پر خشوع و خضوع کا اثر مرتب ہو جاتا ہے۔ خیرات کرتے ہیں ہر قسم کی خیرات مُراد ہے خواہ نفل ہو یا فرض۔ ذکر الٰہی بکثرت کرنیوالوں میں خواہ ذکر لسانی ہو یا قلب کا ذکر ہو سب طرح کے لوگ شامل ہیں ان سب مرد اور عورتوں کے لئے بخشش بھی اور اجر عظیم بھی یعنی خطاؤں کی مغفرت اور ثواب کی بزرگی اور بڑائی (۳۵) اور کسی ایمان دار مرد اور کسی ایماندار عورت کو یہ بات لائق اور مناسب نہیں کہ جب اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا حکم دیدے تو پھر ان مومن مردوں یا عورتوں کو اس کام کا کوئی اختیار باقی رہے اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا مرتکب ہوا تو یقیناً وہ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑا ؂ یعنی جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حکم کردے تو پھر مومن مرد یا مومن عورت کو اختیار شرعی باقی نہیں رہتا کہ چاہے اُس کام کو کرے یا نہ کرے بلکہ اُس حکم کی تعمیل واجب ہوتی ہے اور جو کوئی اُس حکم کو بجالانے میں سرتابی یا پس و پیش کرے گا تو ایسا کرنیوالا صریح گمراہی میں مبتلا ہوگا یعنی حکم کی تعمیل میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے یہ شاید تمہید ہے حضرت زینبؓ کی طلاق اور نکاح کی جیسا کہ شروع سورت میں بیان ہوا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت زینبؓ رسول خدا کی پھوپی کی بیٹی اور قوم میں اشراف۔ حضرت نے چاہا کہ اُن کو نکاح کردیں زید بن حارثہ سے یہ زید اصل عرب تھے ظالم پکڑلے گئے لڑکپن میں شہر مکہ میں بکے حضرت نے مول لیا دس برس کی عمر میں ان کے باپ بھائی خبر پاکر آئے مانگنے کو حضرت دینے پر راضی ہوئے یہ گھر جانے پر راضی نہ ہوئے حضرت کی محبت سے پھر حضرت نے ان کو بیٹا کرلیا اسلام سے پہلے اُس وقت کے رواج کے موافق حضرت زینب اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے اس بات پر یہ آیت اتری پھر نکاح کردیا ۱۲ حضرت زینب بنت جحش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپی اُمیمہ کے بطن سے ہیں اُن کے بھائی کا نام عبداللہ بن جحش ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضورؐ نے پہلی مرتبہ پیام دیا تو عبداللہ راضی ہوگئے تھے پھر انکار کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلی مرتبہ کے پیام کو یہ سمجھے کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لئے چاہتے ہیں مگر جب اُن کو معلوم ہوا کہ آپ زید بن حارثہ کیلئے طلب کرتے ہیں تو اُنھوں نے انکار کردیا کیونکہ اُس زمانے کا رواج تھا کہ قریشی لڑکی کسی ایسے شخص کے نکاح میں نہیں دیجاتی تھی جو غلام رہ چکا ہو اور ظاہر ہے کہ زید پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زرخرید غلام تھے بعد میں آپ نے اُس کو آزاد کرکے لے پالک بیٹا بنالیا تھا۔ اس حکم کے بعد عبداللہ اور زینبؓ زید کے ساتھ نکاح کرنے پر رضامند ہوئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم دینے کے بعد کوئی چارہ نہ رہا۔ جب حضرت زینبؓ سے زیدؓ کا نکاح ہوا تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (باقی صفحہ ۶۷۵ پر)

وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَ
فرماں برداری کرنیوالی عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنیوالے مرد اور
الصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ
صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور
الْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ
خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہوں کی
فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ
حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور بکثرت خدا کو یاد کرنیوالے مرد اور یاد کرنیوالی عورتیں
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ
ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑی مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔ اور کسی ایماندار مرد
وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ
اور کسی ایمان دار عورت کو یہ لائق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیدے تو پھر ان مومن
لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ
مردوں اور عورتوں کو اپنے کام کا کوئی اختیار باقی رہے اور جو شخص اللہ کی اور اسکے رسول کی نافرمانی کا ارتکاب کرے تو
ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾ وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ
یقیناً وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوا۔ اور اے پیغمبر وہ واقعہ یاد کیجئے کہ جب آپ اس شخص سے کہ جس پر اللہ نے احسان کیا ہے
عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ
اور آپ نے بھی اس پر احسان کیا ہے یوں فرما رہے تھے کہ اپنی بیوی یعنی زینب کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور خدا سے ڈر
وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ
اور آپ اپنے جی میں وہ بات چھپا رہے تھے جس کو خدا ظاہر کرنے والا تھا اور آپ لوگوں سے ڈرتے تھے
وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا
حالانکہ خدا اس کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ہی ڈریں پھر جب زید کو اس زینب سے کوئی حاجت باقی نہ رہی یعنی اسکو طلاق دیدی

۴۳
۲

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۰۰۰)، چنا پارچے دس دینار اور ساٹھ درم ایک اوڑھنی۔ ایک کرتا۔ ایک تہبند، ایک چادر، پچاس مُد غلہ اور تیس صاع کھجوریں حضرت زینبؓ کو بھیجیں اور یہ نکاح ہوگیا لیکن مزاجوں میں موافقت نہ ہوئی وہ قریشی لڑکی زید کو خاطر میں نہ لاتی تھی زید طول ہوتے تھے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیوی کے بُرے برتاؤ اور کج خلقی کی شکایت کرتے تھے غرض جو غیر کفو اور بے جوڑ رشتوں میں باتیں ہوا کرتی ہیں وہ ہوتی تھیں کبھی وہ یہ بھی کہتے تھے کہ میں طلاق دیدیتا ہوں غرض ان پیچیدگیوں کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت متامل تھے زیدؓ کو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دے پھر یہ بھی سوچتے تھے کہ اگر اس نے طلاق دیدی تو زینبؓ کے تالیف قلوب کی کیا صورت ہوگی غرض اس کا بیان آگے آتا ہے (۳۶) اور اے پیغمبر وہ واقعہ یاد کیجئے کہ جب آپ اس شخص پر جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا اور آپ نے بھی اس پر احسان کیا ہے یوں فرما رہے تھے کہ اپنی بیوی زینبؓ کو اپنی زوجیت میں روکے رکھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور آپ اپنے جی میں وہ بات چھپا رہے تھے جسکو اللہ تعالیٰ خود ظاہر کرنیوالا تھا اور آپ لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ آپ اس سے ہی ڈریں پھر جب زید کو اُس زینبؓ سے کوئی حاجت باقی نہ رہی اور زیدؓ اُس سے اپنی غرض پُوری کرچکا یعنی طلاق دے چکا اور عدت پوری ہوگئی (تفسیر صفحہ ہذا) توہم نے اس زینبؓ کو آپکے نکاح میں دیدیا تاکہ مسلمانوں کو متبنی اور لے پالکوں اور مُنہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی نہ رہے جب کہ وہ لے پالک اُن بیویوں سے اپنی حاجت اور اپنی غرض پوری کرچکیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہو کر ہی رہنے والا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا احسان یہ کہ زید کو اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور آپؐ کی خدمت اور تربیت میں رکھا۔ رسولؐ کا احسان یہ کہ زید کو آزاد کیا اور اس کو متبنی بنایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ اس کو روکے رہو اور زینب کو طلاق دینے میں تعجیل نہ کرو یہ امر معروف تھا کوئی شرعی حکم نہ تھا۔ بہر حال زید اور زینب میں اَن بَن بڑھتی رہی ادھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشویش میں اضافہ ہوتا رہا کہ اگر اُس نے طلاق دیدی تو زینب کیلئے تالیف قلب کی کیا صورت اختیار کی جائے گی، تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے آپکو بتایا کہ زینب سے آپ کا نکاح کیا جائے گا حضورؐ نے حیا کی وجہ سے زید کے رُوبرو یہ بات نہیں کھولی اگرچہ دل میں یہ خیال ہوگا کہ زید اس کو طلاق دیدیگا تو میں اس سے نکاح کروں گا تاکہ حتی الامکان اس کی دل جوئی ہوسکے۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو یہ بتا چکا تھا کہ زید زینبؓ کو طلاق دیگا اور زینب آپکے نکاح میں آئے گی، اسی لئے فرمایا کہ آپ اپنے دل کی بات پوشیدہ رکھ رہے تھے یعنی زینب کے نکاح کو اور اللہ تعالیٰ آخر میں اسکو ظاہر کرنیوالا تھا آپ لوگوں سے ڈرتے تھے ڈر کی وجہ یہ کہ لوگ طعن کریں گے کہ متبنی کی بیوی سے نکاح کرلیا، حالانکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہی آپکے لئے زیادہ سزاوار ہے یعنی کفار کے طعن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو میں زیادہ مستحق ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے بہر حال جب زید اپنی حاجت پوری کرچکا اور اُس نے اپنی غرض پوری کرلی اور عدت پوری ہوگئی تو ہم نے زینب کا نکاح آپ سے کردیا تاکہ جاہلانہ اور کافرانہ رسم کا سد باب ہو اور آئندہ مسلمانوں کو اپنے لے پالک بیٹوں کی بیویوں سے شادی کرنے میں کوئی دشواری و تنگی نہ پیش آئے۔ جب کہ وہ خاوند ان سے اپنی حاجت اور غرض پوری کرچکیں یعنی طلاق دے چکیں اور عدت پوری ہوجائے تو اُن سے یعنی لے پالک بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرسکیں اور تمام لوگوں کو حسبی اور نسبی اولاد اور بنائی ہوئی اولاد کا فطری فرق معلوم ہوسکے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حکم تو ہونیوالا ہی تھا، کیونکہ حکمت الٰہی اس امر کی مقتضی تھی کہ دُنیا سے کافرانہ اور غیر فطری رسوم کا خاتمہ کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک طرف زینب کو زید کے نکاح میں دیکر اونچ نیچ کے فرق کو جو میت جاہلیہ تھی اس کو توڑا پھر زید کی طلاق کے بعد زینبؓ سے خود حضورؐ کا نکاح کرنا اس سے لے پالک اور صلبی بیٹے کا فرق معلوم ہوگیا۔ کہ لے پالک اور متبنی کی بہو خواہ منکوحہ ہو یا موطوءہ ہو خسر پر حرام نہیں لیکن صلبی بیٹے کی منکوحہ خسر پر حرام ہے وللہ الحمد۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت زینبؓ زید کے نکاح میں آئیں تو وہ اُن کی آنکھوں میں حقیر لگتا مزاج کی موافقت ہوئی جب لڑائی ہوتی تو زید حضرتؐ سے آکر شکایت کرتے اور کہتے میں اسے چھوڑتا ہوں۔ حضرت منع فرماتے کہ میری خاطر سے اُس نے تجھ کو قبول کیا اب چھوڑ دینا دوسری ذلت ہے جب بار بار قضیہ ہوا حضرت کے دل میں آیا کہ اگر ناچار زید چھوڑ دیگا تو زینب کی دل جوئی بغیر اس کے نہیں کہ میں نکاح کروں لیکن منافقوں کی بدگوئی سے اندیشہ کیا کہ کہیں گے اپنے بیٹے کی جورو گھر میں رکھ لی حالانکہ (باقی ضمیمہ میں)

وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ
توہم نے اس کو آپ کے نکاح میں دیدیا تاکہ مسلمانوں کو اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی باقی نہ رہے
فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَكَانَ
جبکہ وہ لے پالک ان بیویوں سے اپنی غرض ختم کرچکیں یعنی طلاق دے چکیں اور خدا کا یہ
اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا
حکم تو ہو کر ہی رہنے والا تھا۔ اللہ نے جو بات نبی کے لئے مقرر کردی تھی اس بات میں نبی پر
فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ
کوئی الزام نہیں خدا کا یہی دستور اُن پیغمبروں میں بھی رہا ہے جو پہلے ہو گزرے ہیں
وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ
اور اللہ کا حکم تو پہلے سے تجویز شدہ ہوا کرتا ہے۔ وہ اگلے پیغمبر ایسے تھے کہ خدا کے احکام
رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ
پہونچایا کرتے تھے اور اللہ سے ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرا کرتے تھے
وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ
اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں
رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ
یعنی نسب کے اعتبار سے مگر ہاں وہ اللہ کے رسول اور آخر النبیینؐ ہیں اور اللہ ہر شئی کی
اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ
مصلحت کو خوب جانتا ہے۔ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کو بکثرت
ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ
یاد کیا کرو۔ اور صبح و شام اُس کی پاکی بیان کیا کرو۔ وہ اللہ تعالیٰ وہ ہے
يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
جو تم پر رحمت بھیجتا رہتا ہے اور اُس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے

ع ۵
۶
۲

Marfat.com

الی النور وکان بالمؤمنین رحیما ۝۴۳ تحیتہم یوم

روشنی کی طرف نکال لائے اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر نہایت مہربان ہے۔ جس دن مسلمان خدا سے ملیں گے

یلقونہ سلٰم واعد لہم اجرا کریما ۝۴۴ یایہا

تو خدا کیطرف سے جو انکو دعا اور تحفہ عطا ہوگا وہ السلام علیکم ہوگا اور اللہ نے مسلمانوں کیلئے باعزت صلہ تیار کر رکھا ہے اے نبی

النبی انا ارسلنک شاہدا ومبشرا ونذیرا ۝۴۵ و

یقیناً ہم نے آپکو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہی دینے والے ہیں اور آپ بشارت دینے والے اور ڈرانیوالے ہیں۔ اور

داعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا ۝۴۶ وبشر

خدا کے حکم سے خدا کی طرف بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔ اور آپ ایمان والوں کو

المؤمنین بان لہم من اللہ فضلا کبیرا ۝۴۷ ولا تطع

اس بات کی خوش خبری سنا دیجیے کہ ان کیلئے اللہ کی جانب سے بڑا فضل ہے۔ اور آپ

الکفرین والمنفقین ودع اذىہم وتوکل علی اللہ

کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے اور ان کیطرف سے جو تکلیف پہونچے اس کا خیال نہ کیجیے اور خدا ہی پر بھروسہ رکھیے

وکفی باللہ وکیلا ۝۴۸ یایہا الذین امنوا اذا نکحتم

اور اللہ کارساز ہونے کے اعتبار سے کافی ہے۔ اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے

المؤمنت ثم طلقتموہن من قبل ان تمسوہن

نکاح کرو اور پھر ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دے دو

فما لکم علیہن من عدۃ تعتدونہا فمتعوہن

تو تمہاری ان پر کوئی عدت نہیں کہ جس کی گنتی ان سے پوری کراؤ ہاں انکو کچھ متاع دیدو

وسرحوہن سراحا جمیلا ۝۴۹ یایہا النبی انا احللنا

اور ان کو بھلی طرح رخصت کردو۔ اے نبی ہم نے آپ کی یہ تمام بیویاں جن کے مہر

لک ازواجک التی اتیت اجورہن وما ملکت

آپ ادا کرچکے ہیں آپ کے لئے حلال کی ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ نے آپکو غنیمت میں سے دلوائی ہیں جو آپکی

اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر نہایت مہربان ہے ؛ فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں مسلمانوں کیلئے یا استغفار کرتے ہیں اور ظلمات سے مراد معاصی کی تاریکیاں ہیں یا شک کی اسی مناسبت سے نور سے مراد طاعت کی روشنی ہے یا یقین کی روشنی خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مختلف تاریکیوں سے خواہ معاصی کی اندھیریاں ہوں یا شکوک و شبہات کی ہوں ان تاریکیوں سے نکال کر طاعت اور یقین کی روشنی اور نور کی جانب لاتا ہے۔ اور مسلمانوں پر بہت مہربان ہے کہ دنیا میں ان کو ایمان کی نعمت اور اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا اور آخرت میں بھی انکو رحمت اور مہربانی کا مورد قرار دیا (۴۳) جس دن مسلمان اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے تو اسکی طرف سے السلام علیکم کا تحفہ اور دعا عطا کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کیلئے باعزت صلہ اور اجر تیار کر رکھا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ ان پر سلام بھیجیگا اور آپس میں بھی یہی دعا ہے اور ہوگی ۱۲ یعنی قیامت میں جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے یا مرتے وقت جب ملک الموت کے ہمراہی فرشتے سلام کرتے ہیں یا قبر سے اٹھتے وقت فرشتے سلامتی کا پیام اور بشارت دیں گے یا آپس میں دخول جنت کے بعد السلام علیکم کہتے ہوں گے۔ مفسرین کے کئی قول ہیں ترجیح دی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے مومنین کیلئے سلام کا تحفہ عطا ہوگا ابن عطا نے فرمایا یہ تحفہ بلا واسطہ ہوگا ؎

سلامت من دل خستہ در سلام تو باشد
زہے سعادت اگر دولت سلام تو یابم

(۴۴) اے نبی یقیناً ہم نے آپکو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہی دینے والے ہیں اور آپ بشارت اور خوش خبری سنانے والے ہیں اور ڈرانے والے ہیں (۴۵) اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلانیوالے اور داعی ہیں اور آپ ایک روشن اور چمکتے ہوئے چراغ ہیں ؛ گواہ ہوں گے یعنی اپنی امت پر گواہی دیں گے یا انبیاء کی تبلیغ رسالت پر شہادت دیں گے مستحقین بشارت یعنی مومنین کو خوش خبری دینے والے اور منکرین دین حق کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے سراج منیر سے مراد یا تو قرآن شریف ہے۔ یعنی تالیاً سراجاً منیرا۔ آپ قرآن شریف کی تلاوت کرنیوالے یا آپکی ذات تمام طالبین انوار کیلئے موجب ہدایت و رہنمائی ہو چراغ شاید اس لئے فرمایا کہ آپ کی تعلیم اور آپکے دین کی روشنی ہر کچے اور پکے مکان بلکہ ہر آبادی میں پہنچنے والی ہے اس لئے آپ کو چراغ فرمایا۔ اس آیت میں آپؐ کی جس شان اور احترام کا ذکر فرمایا ہے۔ تقریباً یہی الفاظ آپکے متعلق توریت میں بھی مذکور ہیں توریت میں آپکا نام متوکل رکھا جیسا کہ ابن کثیر نے ابن عمرو بن عاصؓ سے نقل کیا ہے (۴۶) اور اے پیغمبر آپ ایمان والوں کو اس امر کی بشارت دیدیجئے کہ ان کیلئے اللہ تعالیٰ کیطرف سے بڑا فضل ہونیوالا ہے اور بڑی بزرگی ملنے والی ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سب امتوں سے برتر یہی امت ہے (۴۷) اور اے پیغمبر آپ کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے اور ان کی ایذا رسانی کو چھوڑ دیجئے اور نظر انداز کردیجئے اور ان کی ایذا رسانی کا خیال نہ کیجئے اور آپ اللہ تعالیٰ ہی پر توکل اور بھروسہ رکھئے اور اللہ تعالیٰ باعتبار وکالت اور کارساز ہونے کے کافی اور بس ہے ؛ یعنی تبلیغ رسالت کے سلسلے میں جو تکالیف اور جو اذیتیں آپ کو یہ کافر اور منافق پہونچاتے ہیں انکو نظر انداز کردیجئے اور ان تکالیف کا خیال نہ فرمائیے خواہ وہ تکالیف قولی ہوں یا فعلی ہوں کیوں کہ یہ تو ہر ایک حق کی تبلیغ کرنے کرنیوالوں کو پہونچتی ہیں آپ ان کی ایذا رسانی کی پروا نہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھئے وہی اپنے بندوں کا کارساز اور وکیل ہے۔ اور کارساز بھی ایسا جو پوری طرح کفایت کرنے والا اور کارساز ہونے کے لئے بالکل کافی اور بس ہے اور اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کام بنانیوالے کی ضرورت نہیں (۴۸) اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو اور پھر انکو ہاتھ لگانے سے پہلے ہی طلاق دیدو یعنی وطی اور خلوت صحیحہ سے پہلے طلاق دیدو تو ان پر تمہاری کوئی عدت نہیں کہ جس کی گنتی ان سے پوری کراؤ ہاں ان کو کچھ متاع اور کچھ فائدہ دیدو اور انکو بھلی طرح رخصت کردو ؛ یعنی مومن مردوں کو خطاب فرمایا اوپر ازواج مطہرات کا ذکر تھا اسی سلسلے میں یہ بات بیان کی تاکہ معلوم ہو کہ یہ حکم سب کے لئے عام ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص نہیں ہے منکوحہ عورت کے ساتھ ہم بستری نہ کیجائے اور خلوت صحیحہ کی بھی نوبت نہ آئے یعنی وطی حقیقی ہو نہ حکمی ہو اور اس عورت کو طلاق دیدی جائے تو اس پر کوئی عدت نہیں طلاق کے بعد ہی وہ اگر چاہے تو نکاح کرسکتی ہے اور اس غیر مدخول بہا کے نکاح کے وقت اگر کچھ مہر مقرر ہوا تھا تو اس کے مہر کا نصف اس عورت کو دیا جائے اور مہر مقرر نہ ہوا ہو تو ایک جوڑا اسکو دیا جائے اچھی طرح رخصت کرنیکا (باقی ص ۶۷۷ پر)

Marfat.com

يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ

مملوکہ ہیں وہ بھی ہم نے آپ کے لئے حلال کی ہیں اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی

عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ

بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں جنھوں نے آپکے ساتھ ہجرت کی ہو وہ بھی آپ کیلئے

مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ

ہم نے حلال کی ہیں اور اس مسلمان عورت کو بھی ہم نے حلال کیا ہے جو بلا کسی عوض کے اپنے آپ کو نبی کیلئے ہبہ کر دے

اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ

بشرطیکہ نبی بھی اس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے یہ حکم یعنی بدون وجوب مہر کے نکاح صرف آپکے لئے خاص ہے دوسرے

الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ

مسلمانوں کیلئے نہیں بلاشبہ ہم نے عام مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے حقوق کے

وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَ

بارے میں جو احکام مقرر کئے ہیں یعنی مہر وغیرہ کے وہ ہم کو معلوم ہیں اے پیغمبر آپکے ساتھ بعض احکام کی خصوصیت اسلئے ہے تاکہ آپ پر

كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ

کسی قسم کی تنگی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ آپ اپنی بیویوں میں سے جسکو چاہیں مؤخر کر دیں

وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ

اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جن کو آپ نے ایک خاص وقت کے لئے اپنے سے الگ کر رکھا تھا انہیں سے آپ کسی کو طلب کرنا چاہیں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ

تو بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں، اس رعایت میں اس بات کی توقع ہے کہ ان بیویوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی

وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ

اور وہ آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور جو کچھ بھی آپ ان کو دیدیں گے اس پر سب خوش رہیں گی اور اللہ تعالیٰ

يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝

تمہارے دلوں کی سب باتوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ سب جاننے والا تحمل والا ہے

(بقیہ صفحہ ٦٧٦) مطلب یہ کہ بلا وجہ نہ روکا جائے اور نرم کلام کیا جائے اور خوش اسلوبی کیساتھ رخصت کر دیا جائے اب آگے بعض احکام ایسے بیان فرمائے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ مخصوص ہیں اور آپ کے مراتب اور آپکی علوشان کیوجہ سے آپ کی خصوصیت کا اظہار ہے سورہ بقرہ پارہ سیقول میں ہم تفصیل عرض کر چکے ہیں غیر مدخول بہا کے بارے میں تسہیل القرآن ملاحظہ کی جائے۔ اگرچہ کتابیات کا بھی یہ حکم ہے کہ نصف مہر اور مہر مقرر نہ ہوا ہو تو جوڑا کپڑوں کا لیکن شاید مومنات کا ذکر اسلئے فرمایا کہ مومن مردوں کیلئے مومن عورتوں سے نکاح کتابیات کے مقابلے میں بہتر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بغیر صحبت ہوئے جو مرد چھوڑ دیوے عورت کو اگر اس کا مہر بندھا تھا تو آدھا دے اگر نہ بندھا تھا تو کچھ فائدہ دے یعنی ایک جوڑا پوشاک اور اسی وقت وہ چاہے تو اور نکاح کر لے عدت نہیں اور اگر خلوت ہوئی گو صحبت نہ ہوئی تو مہر بھی پورا دینا اور عدت بھی بٹھانا یہ مسئلہ یہاں فرمایا۔ حضرتؐ کی ازواج مطہرہ کے ذکر میں شاید اسواسطے کہ حضرت نے ایک عورت نکاح کی تھی۔ جب اسکے نزدیک گئے کہنے لگی اللہ تجھ سے پناہ دے حضرت نے اسکو جواب دیا کہ تونے بڑے کی پناہ پکڑی اُسپر یہ حکم فرمایا ہو اور خطاب فرمایا ایمان والوں کو تا معلوم ہو کہ پیغمبر کا خاص حکم نہیں سب مسلمانوں پر یہی حکم ہے ١٢ (٤٩) اے نبی آپکی یہ تمام بیویاں جن کے مہر آپنے ادا کئے ہیں ہم نے آپکے لئے حلال رکھی ہیں اور وہ باندیاں جو اللہ تعالیٰ نے آپکو غنیمت کے مال میں سے دلوائی ہیں اور آپکے ہاتھ آن کے مالک ہوتے (تفسیر صفحہ ہٰذا) یعنی جو آپ کی مملوکہ ہیں وہ بھی آپکے لئے ہم نے حلال رکھی ہیں اور آپکے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپیوں کی بیٹیاں اور آپکے ماموں کی بیٹیاں اور آپکی خالاؤں کی بیٹیاں یہ سب بھی آپکے لئے حلال ہیں بشرطیکہ انھوں نے آپکے ساتھ ہجرت کی ہو یعنی ان سے نکاح کرنا جائز اور حلال ہے اور وہ مسلمان عورت بھی ہم نے آپکے لئے حلال کی جو بلا کسی عوض کے اپنے آپ کو نبی کیلئے ہبہ کر دے بشرطیکہ نبی بھی اُس کو اپنے نکاح میں لانا چاہے یہ حکم یعنی بدون مہر کے کسی مسلمان عورت کو جس نے اپنا نفس ہبہ کیا ہو نکاح میں لے آنا اور نکاح میں قبول کر لینا صرف آپکے لئے خاص ہے دوسرے مسلمانوں کے لئے نہیں بلاشبہ ہم نے عام مسلمانوں پر اُن کی بیویوں اور باندیوں کے حقوق کے بارے میں جو احکام مقرر کئے ہیں وہ ہم کو معلوم ہیں اے پیغمبر آپکے ساتھ بعض احکام کی خصوصیت اس لئے ہے تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ آپکے نکاح میں جس قدر عورتیں ہیں وہ سب آپکے لئے حلال ہیں، اور یہ تعداد آپکے لئے خصوصی احکام میں سے ایک خاص حکم ہے۔ جو دوسرے مردوں کیلئے نہیں یعنی مسلمان ایک وقت میں چار عورتوں سے زائد نہیں رکھ سکتا لیکن آپ چار بیویوں کی پابندی سے مستثنیٰ ہیں اتیت اجورهن کی قید واقعی ہے اشتراطی نہیں اور اس سے مُراد ازواج مطہرات ہیں، مراد یہ ہے کہ جس قدر عورتیں آپکے نکاح میں ہیں وہ سب آپکے لئے حلال ہیں، دوسری بات باندیوں کے متعلق ہے کہ مال غنیمت میں سے جس قدر باندیاں آپکے پاس ہیں وہ بھی آپکے لئے حلال ہیں۔ بظاہر اس میں کوئی خصوصیت نہیں معلوم ہوتی یہ سب مسلمانوں کے لئے ہے بعض مفسرین نے اسکو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خصوصی حکم قرار دیا ہے۔ بعض نے تو فرمایا کہ وہ خصوصی حکم کو معلوم نہیں ہو سکا بعض نے فرمایا شاید اس سے وہ باندیاں مراد ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تھا کہ مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے کوئی چیز لے لیں یا کوئی ہدیہ اہل حرب کیجانب سے آئے تو وہ آپکا ہوتا تھا پہلی شکل کو صفی کہا جاتا ہے یہ بات دوسرے امام کو جائز نہیں، اسلئے فرمایا کہ بطور صفی اگر آپنے کوئی باندی لے لی ہو تو وہ بھی آپ کو حلال ہے جیسے غزوہ خیبر کی غنیمت میں سے آپنے صفیہ کو لے لیا تھا اسی طرح ہدیئے کے طور پر کوئی لونڈی اہل حرب سے آئی ہو تو وہ بھی آپکے لئے حلال ہے جیسے مقوقس نے ماریہ کو آپکے لئے بھیجا تھا۔ بہرحال سیاق و سباق کو ملاحظہ کرنیکے بعد معلوم ہوا کہ خصوصیت کی یہ توجیہ شاید صحیح ہو اور مطلب یہ ہو کہ جو مملوکہ بطور صفی یا بطور ہدیہ آپ کو ملی ہو وہ لونڈی آپکے لئے حلال ہے لیکن دوسرے مسلمانوں کو صفی یا اہل حرب کا ہدیہ جائز نہیں۔ چچا کی بیٹیاں۔ پھوپی کی بیٹیاں ماموں کی بیٹیاں اور خالہ کی بیٹیاں مراد اس سے ننھیال اور ددھیال کی لڑکیاں ہیں یعنی باپ کے خاندان سے ہوں یا ماں کے خاندان میں سے ہوں اگر ان میں سے کوئی ہجرت کر چکی ہو تو وہ بھی اور اُن سے بھی نکاح کرنا جائز ہے یہ ہجرت کی قید احترازی ہے جس نے ہجرت نہ کی اس سے نکاح کرنا آپ کو جائز نہیں ھاجرن معك کا یہ مطلب نہیں کہ اُنھوں نے ہجرت میں آپکے ساتھ ساتھ ہجرت کی ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ مہاجرات ہوں آگے پیچھے ہجرت کر چکی ہوں۔ معیت زمانی شرط نہیں۔

(باقی ضمیمہ میں)

منزل ٥

Marfat.com

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ
اے پیغمبر مذکورہ بالا اقسام کے علاوہ اور عورتیں آپکے لئے حلال نہیں اور نہ یہ درست ہے کہ آپ موجودہ بیویوں کو چھوڑ کر
بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا
ان کی جگہ اور عورتوں سے نکاح کر لیں خواہ ان کا حسن آپ کو کتنا ہی بھلا معلوم ہو مگر ہاں جو آپ کی
مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿٥٢﴾
مملوکہ ہوں یعنی لونڈیوں میں رخصت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر نگہبان ہے
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ
اے ایمان والو نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر ہاں جب تم کو
يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا
کھانیکے واسطے آنیکی اجازت دیجائے جانے کی حالت بھی یوں ہو کہ تمکو اس کھانیکی تیاری کا انتظار کرنا پڑے یعنی نہ قبل از وقت
دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ
نہ دعوت کے بغیر بلکہ جب تم کو بلایا جائے اس وقت جاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں
لِحَدِيْثٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ
جی لگا کر نہ بیٹھے رہا کرو کیونکہ تمہاری یہ بات نبی کو تکلیف دیتی ہے سو نبی تم سے لحاظ
مِنْكُمْ ۡ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ۭ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ
کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا اور پیغمبر کی بیویوں سے جب تم کوئی سامان
مَتَاعًا فَسْـَٔــلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ۭ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ
مانگنے جاؤ تو ان سے وہ سامان پردے کے باہر سے مانگا کرو یہ طریقہ تمہارے دلوں کے
لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ
اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا بہترین ذریعہ ہے اور تمکو یہ کسی طرح جائز ہی نہیں کہ اللہ کے رسول کو اذیت پہنچاؤ
اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ
اور نہ تم کو یہ جائز ہے کہ تم پیغمبر کے بعد انکی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو یہ پیغمبر کو تکلیف دینا اور ان کی

لے پیغمبر مذکورہ بالا اقسام کے علاوہ اور عورتیں آپکے لئے حلال نہیں اور نہ یہ حلال ہے کہ آپ موجودہ بیویوں کے بدلے اور عورتوں سے نکاح کریں اور انکو چھوڑ کر انکی جگہ اور عورتوں سے نکاح کرلیں خواہ اُن کا حسن آپکو کتنا ہی بھلا معلوم ہو مگر ہاں جو آپکی مملوکہ ہوں یعنی لونڈیوں میں رخصت ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر نگہبان و نگراں ہے: یعنی نہ تو اس تعداد میں اضافہ کر سکتے ہیں اور نہ ان کو بدل سکتے ہیں کہ ان میں سے کسی کو طلاق دیدیں اور اُسکی جگہ کسی اور کو کرلیں بعض محققین نے فرمایا کہ جس طرح عام اُمت کے مسلمانوں کو چار تک کی اجازت ہے اسی طرح حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی وفات کے بعد نو بیویوں سے زیادہ کی اجازت نہ تھی اور چونکہ ان سب عورتوں نے تخییر کے موقعہ پر اللہ اور اُس کے رسول کو اختیار کیا اس لئے ان پر احسان فرمایا کہ ان نو عورتوں کو نہ تو بدلو اور نہ اُن پر کوئی اور کرو البتہ باندیوں کے سلسلہ میں رخصت فرمادی۔ اگرچہ یہ تحریم کا حکم بقول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخر تک نہ رہا لیکن یہ واقعہ ہے کہ آپنے اس حکم کے نازل ہونیکے بعد نہ کوئی اور نکاح کیا اور نہ ان میں سے کسی عورت کو بدلا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جتنی قسمیں کہدیں اس سے زیادہ حلال نہیں اور جو ہیں اُنکو بدلنا نہیں حلال بہ ضرور رہیں اور ہاتھ کا مال حضرت کے دو حرم مشہور ہیں یا تین ایک ماریہ جن کے شکم سے فرزند ہوئے ابراہیمؑ ایک ریحانہ یا شمونہ یا دونوں حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتیں حلال ہو گئیں۱۲ اگرچہ بعض حضرات نے آیت کی تفسیر اور طرح بھی کی ہے لیکن ہم نے شاہ صاحبؒ کی رائے کو ترجیح دیتے ہوئے اُسی پر اکتفا کیا مزید اقوال ملاحظہ کرنے ہوں تو درِ منثور کا مطالعہ کیا جائے (۵۲) اے دینِ حق کو قبول کرنے والو تم نبی کے گھروں میں بے بُلائے نہ جایا کرو مگر ہاں
ع ۶
۱۲
جب تم کو کھانیکے واسطے آنے کی اجازت دیجائے جانیکی حالت بھی اس طور پر ہو کہ تمکو اس کھانیکی تیاری۳۰ کا انتظار نہ کرنا پڑے یعنی پہلے سے نہ جا بیٹھو اور کھانے کی نیت سے دعوت کے بغیر جاؤ بلکہ جب تم کو کھانا کھانیکے لئے بُلایا جائے اُس وقت جاؤ پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھے رہا کرو کیونکہ تمہاری یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاتی ہے سو نبی تم سے لحاظ کرتا اور شرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاف اور ٹھیک بات کہنے میں کسی سے شرم اور کسی کا لحاظ نہیں کرتا، اور پیغمبر کی بیویوں سے جب تم کوئی سامان اور کوئی کام کی چیز مانگو تو وہ پردے کے باہر سے مانگا کرو یہ طریقہ یعنی پردے کے باہر سے کسی چیز کا طلب کرنا تمہارے دلوں کے اور اُن کے دلوں کے پاک رہنے کا بہترین ذریعہ ہے اور تمہارے دل کی اور اُن کے دل کی اس میں خوب ستھرائی اور پاکیزگی ہے اور تم کو کسی طرح یہ نہیں پہنچتا اور تم کو کسی طرح یہ امر جائز نہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول کو اذیت اور تکلیف پہنچاؤ اور نہ تم کو یہ جائز ہے کہ تم پیغمبر کے بعد یعنی اُن کی وفات کے بعد کبھی بھی انکی بیویوں سے نکاح کرو یہ پیغمبر کو تکلیف دینا یا اُنکی وفات کے بعد ان کی بیویوں سے نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بھاری بات ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب زینبؓ بنت جحش سے نکاح کیا تو اُن کے ولیمہ میں لوگوں کو بُلایا لوگ آتے رہے اور کھانا کھا کر جاتے رہے بعض لوگ کھانا کھانے کے بعد بیٹھے رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے اُٹھنے کا انتظار کرتے رہے آخر خود حضورؐ مجلس سے اُٹھے اور باہر تشریف لے گئے۔ اس پر کچھ لوگ تو اُٹھ گئے لیکن دو تین آدمی بیٹھے باتیں کرتے رہے آپ مکان میں تشریف لائے اور اُنکو بیٹھا دیکھ کر پھر تشریف لے گئے۔ حضرت زینبؓ دیوار کیطرف منہ کئے بیٹھی رہیں آپکے دوبارہ واپس ہونے پر وہ لوگ بھی چلے گئے۔ حضور کو بھی پریشانی ہوئی حضرت زینبؓ کو بھی تکلیف ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم شرم وحیا کے باعث یہ نہ فرما سکے کہ تم اُٹھ جاؤ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ یہ آیت ان چند آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کا طریقہ یہ تھا کہ حضورؐ کے کھانا کھانے کے وقت آجاتے اور کھانا پکنے کے منتظر رہتے جب کھانا پک چکتا تو کھانا کھاتے اور کھانا کھا کر بیٹھے رہتے اور جلدی نہ نکلتے اور حضورؐ کو تکلیف ہوتی اور آپ شرم سے ان لوگوں کو منع نہ کرتے چونکہ اپنی ذات کا معاملہ تھا اسلئے خود تکلیف برداشت کرتے اور شرم سے کچھ نہ فرماتے یہ مطلب نہیں کہ آپ اظہارِ حق سے شرماتے تھے یا آپنے کبھی شرم سے اظہارِ حق میں کوتاہی کی ہو۔ ہماری اس گزارش اور شانِ نزول کی تقریر کے بعد آیت کے اس حصّے کا مطلب صاف ہو گیا کہ پیغمبر کے گھر میں اگر کھانے کیلئے بُلائے جاؤ تو کھانیکے وقت سے پہلے نہ جا بیٹھو کہ کھانیکے تیار ہونے کا انتظار کرتے رہو اور اسی طرح کھانا کھانے سے فارغ ہو جانے کے بعد بیٹھے نہ رہو بلکہ چلے جاؤ کبھی باتیں کرتے رہو اور بیٹھے رہو اس سے پیغمبر کو بلکہ ہر صاحبِ خانہ کو تکلیف ہوتی ہے اسلئے آدابِ طعام میں سے یہ ادب ہے کہ کھانا کھا کر اُٹھ کھڑے ہو اور چلے جاؤ۔ اگرچہ شانِ نزول خاص ہے لیکن (باقی صفحہ ۶۷۹ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٧٨) یہ ادب عام ہے اور ہر دعوت میں اسکی رعایت مستحب ہے، اسکے بعد پردے کا حکم بیان فرمایا کہ پیغمبر کی بیویاں تم سے پردہ کیا کریں گی اب جب تم اُن سے کوئی ضرورت کی چیز طلب کرو تو پردے کے باہر سے طلب کرو یعنی بلا ضرورت نہ انکو دیکھو نہ اُن سے کلام کرو اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو کلام کرسکتے ہو مگر پردے کے باہر سے۔ یہ طریقہ جس کا حکم تم کو اب دیا ہے یہ تمہارے دلوں کے اور ان کے دلوں کی پاکی اور ستھرائی کا عمدہ اور بہتر ذریعہ ہے اور تم کو کسی طرح لائق اور زیبا نہیں کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچاؤ خواہ وہ کھانے کے بعد بیٹھے رہنے سے ہو یا کوئی اور بات آپکی ایذا اور تکلیف کا سبب ہو مطلقاً پیغمبر کی ایذا رسانی حرام ہے اور نہ یہ بات تم کو جائز ہے کہ تم پیغمبر علیہ السلام کے بعد اُن کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو کیونکہ آپکی ایذا رسانی تفسیر صفحہ ہذا۔ اور آپ کی بیویوں سے آپ کے بعد نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بھاری بات ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار حضور سے عرض کیا کرتے تھے یا رسول اللہ آپ کے ہاں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں آپ ازواج مطہرات کیلئے پردے کا حکم دیجئے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں یہ آیت میری مرضی اور خواہش کے مطابق اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی۔ بہر حال زندگی میں حضورؐ کی ازواج مطہرات کو دیکھنا ممنوع قرار دیا گیا اگر ازواج مطہرات پردے میں ہوں یعنی چادر یا برقع اوڑھے ہوئے ہوں تب بھی انکی طرف نظر نہ کی جائے یہ حکم اُن کے حق میں دیا گیا اور حضورؐ کی وفات کے بعد کوئی مسلمان اُن سے نکاح نہ کرے کیونکہ وہ اُمت کی مائیں ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے ادب سکھائے مسلمانوں کو کبھی کھانے کو حضرتؐ کے گھر میں جمع ہوتے تو پیچھے باتیں کرنے لگ جاتے حضرتؐ کا مکان آرام کا وہی تھا شرم سے نہ فرماتے کہ اُٹھ جاؤ اُنکے واسطے اللہ نے فرمایا اس آیت میں حکم ہوا پردے کا کہ مرد حضرتؐ کی ازواج کے سامنے نہ جاویں سب مسلمانوں کی عورتوں پر یہ حکم واجب نہیں اگر عورت سامنے ہو کسی مرد کے سب بدن پردے میں ڈھکا ہو تو گناہ نہیں اور اگر نہ سامنے ہو تو بہتر ہے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ وہ چادر میں بھی ہوں تو بھی اُن کو دیکھنا منع ہے۔ (۵۴) تم اگر کسی چیز کو ظاہر کروگے یعنی زبان سے کہوگے یا اسکو چھپاؤگے اور دل میں پوشیدہ رکھوگے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ﴿ یعنی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کرنے اور آپؐ کی ایذا دہی کی بات کو خواہ وہ زبان سے ظاہر کرو جیسا کہ ایک شخص کا قول مشہور ہے کہ اگر حضورؐ کی وفات ہوگئی تو میں حضرت عائشہؓ سے نکاح کروں گا۔ غرض ایسی بات کا زبان سے نکالنا یا دل میں ایسا ارادہ رکھنا دونوں کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہ ایسا کرنیوالوں کو سزا دیگا۔ ازواج مطہرات کے پردے کے بارے میں جو عام حکم تھا اس سے بعض افراد و اشخاص کو آگے مستثنیٰ فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۵۵) نبی کی عورتوں پر اپنے باپوں کے اور اپنے بیٹوں کے اور اپنے بھائیوں کے اور اپنے بھتیجوں کے اور اپنے بھانجوں کے اور اپنی عورتوں یعنی مسلمان عورتوں کے اور اپنی لونڈیوں کے سامنے ہونے میں کوئی گناہ نہیں اور اے پیغمبر کی عورتو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر حاضر و ناظر ہے ﴿ باپ بیٹے بھائی بھتیجے بھانجے مسلمان عورتیں اور ما ملکت سے مُراد باندیاں ہیں مشہور قول کے موافق اور یہ مستثنیٰ کا حکم ان لوگوں میں منحصر نہیں ہے بلکہ محارم نسبی اور محرمات رضاعی سب اس میں داخل ہیں جس طرح چچا اور ماموں کا ذکر نہیں مگر وہ محرمات میں ہیں یہاں تک

ع ۷ آپکی ازواج مطہرات کی بحث تھی اب آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف اور حضور کے مراتب علیا اور آپ پر درود و سلام بھیجنے کی تاکید ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اپنی عورتوں کا اور ہاتھ کے مال کا ذکر ہو چکا سورہ نور

ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿٥٣﴾ اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ
بیویوں سے نکاح کرنا اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات ہے۔ تم کسی چیز کو اگر ظاہر کروگے یا
تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿٥٤﴾ لَا جُنَاحَ
اُس کو پوشیدہ رکھوگے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ نبی کی عورتوں پر
عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ
اپنے باپوں کے اور اپنے بیٹوں کے اور اپنے بھائیوں کے
وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ
اور اپنے بھتیجوں کے اور اپنے بھانجوں کے اور اپنی عورتوں یعنی مسلمان عورتوں کے
وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ
اور اپنی لونڈیوں کے سامنے ہونے میں کوئی گناہ نہیں اور اے پیغمبر کی عورتو خدا سے ڈرتی رہو بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز
عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿٥٥﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ
پر موجود یعنی حاضر ناظر ہے۔ بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے اس نبی پر
عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا
رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجا کرو اور خوب
تَسْلِيْمًا ﴿٥٦﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ
سلام بھیجا کرو۔ بے شک جو لوگ خدا کو اور اُس کے رسول کو ستاتے ہیں تو اُن پر اللہ تعالیٰ
اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿٥٧﴾
دنیا و آخرت میں لعنت کرتا ہے اور خدا نے اُن کے لئے ذلیل و رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے
وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا
اور جو لوگ مسلمان مردوں کو اور مسلمان عورتوں کو بغیر اس کے کہ انھوں نے کسی
اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾ يٰٓاَيُّهَا
جرم کا ارتکاب کیا ہو ایذا پہونچاتے ہیں تو یقیناً وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اُٹھاتے ہیں اے نبی

میں ۱۲ (۵۵) بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے ہیں اے مسلمانو! تم بھی اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو ﴿ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ حکم ادا ہوتا ہے نماز میں۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ اللہ سے رحمت مانگنی اپنے پیغمبر اور اُنکے ساتھ اُنکے گھرانے پر بڑی قبولیت رکھتی ہے اُن پر اُن کے لائق رحمت اُترتی ہے اور دس رحمتیں اُترتی ہیں مانگنے والے پر جتنا چاہے اتنا حاصل کرے ۱۲ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ خاصہ سے اپنے پیغمبر کو نوازتا ہے اور اُس کے فرشتے اس رحمتِ خاصہ کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرتے ہیں لہٰذا مسلمانو! تم بھی ہمارے پیغمبر کیلئے اس رحمتِ خاصہ کی دعا کیا کرو اور آپ پر بکثرت سلام بھیجا کرو یعنی اللهم صل علی سیدنا محمد وسلم علی سیدنا محمد کہہ کر آپؐ پر درود و سلام بھیجا کرو۔ فقیر نے اس سلسلہ میں ایک خاص رسالہ صلوٰۃ و سلام کے نام سے لکھا ہے جس کا مطالعہ ضروری اور نافع ہے۔ حدیث میں آیا جو شخص ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس بندے پر دس مرتبہ درود یعنی اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ احادیث میں (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اے نبی آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے فرما دیجئے کہ وہ اپنی چادریں اوپر سے اوڑھ کر تھوڑی سی منہ کے آگے لٹکا لیا کریں یعنی سر اور چہرہ چھپا لیا کریں یہ طریقہ کار اختیار کرنے سے اور اس علامت سے ان کا متمیز ہوجانا اور اُن کا پہچانا جانا قریب تر ہوجائے گا اور وہ ستائی نہ جائیں گی اور ان کو اخلاقی تکلیف نہ پہونچائی جاسکے گی اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے ☆ مدینہ کے اوباش لوگ جب عورتیں باہر نکلتی تھیں تو اُن کو چھیڑتے تھے اور اُن کا مذاق بناتے تھے لونڈیوں کو تو بیباک ہوکر چھیڑتے تھے مگر آزاد عورتوں کو چھیڑتے ہوئے ذرا ڈرتے تھے کہ اس کو اگر چھیڑیں گے تو اس کے خاندان کے لوگ جھگڑا کریں گے لونڈیوں کے مقابلے میں آزاد عورتوں کا احترام زیادہ ہوتا تھا۔ اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آزاد عورتوں کیلئے پردے کے احکام بیان کر دیجئے تاکہ آزاد عورتوں کو پردے کے احکام معلوم ہوجائیں کہ ان کو غیر محرموں سے بدن کا کون کون سا حصہ چھپانا چاہئے اور دوسرا فائدہ یہ بھی ہوگا کہ اوباش قسم کے لوگ اُن کو چھیڑتے ہوئے ڈریں گے اور وہ انکی چادر جو اوڑھنی کے اوپر سے اُنہوں نے اوڑھی ہوگی اسکو دیکھ کر اور اُن کے گھونگٹ کو دیکھ کر سمجھ لیں گے کہ یہ آزاد اور حرہ عورت ہے اسلئے اسکے چھیڑنے میں جھگڑا بڑھ جائے گا تو وہ باز رہیں گے اور بدمعاشی سے رُک جائیں گے، البتہ لونڈیاں جن کو پردے میں شریعت نے رخصت دی ہے اور کام کاج کی وجہ سے ان کو سر اور مُنہ کھولنے کی اجازت ہے، انکو یہ بدمعاش لوگ چھیڑتے رہیں گے تو ان کے لئے آگے کی آیت میں تہدید فرمائی، اور اُن کو ڈرایا کہ اگر یہ لوگ اپنی شرارت سے باز نہ آئیں گے تو انکو مدینہ سے نکال دیا جائیگا اور یہ سخت سزاؤں کے مرتکب ہوں گے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہچانی پڑیں کہ لونڈی نہیں بی بی ہے صاحب ناموس یا بدذات نہیں نیک بخت ہے تو بدنیت لوگ اُس سے نہ اُلجھیں گے گھونگٹ اسکا نشان رکھا یہ حکم بہتری کا ہے ۱۲ حرائر کو اماء اور باندیوں سے اس حکم نے متمیز کر دیا آج تک شرفا کے گھرانوں میں یہ دستور ہے کہ ان کی عورتیں بغیر چادر اور گھونگٹ کے نہیں نکلتیں چادر کے نیچے اوڑھنی ہوتی ہے جو معمولی طور پر گھر میں استعمال کرتی ہیں لیکن جب گھر سے نکلتی ہیں تو چادر اوڑھ کر نکلتی ہیں۔ حرائر اور اماء کی مفصل بحث سورۂ نور میں گزر چکی ہے یہ جو آخر میں غفور اور رحیم فرمایا یہ شاید اسلئے ہو کہ حکم کی تعمیل میں کچھ کوتاہی ہوجائے تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربانی کرنیوالا ہے (۵۹) اگر یہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بدی کا روگ ہے اور بدکاری کے مرض میں مبتلا ہیں اور وہ جو مدینہ میں پریشان کن افواہیں اُڑایا کرتے ہیں یہ سب لوگ اپنی ناشائستہ اور سوقیانہ حرکتوں سے باز نہ آئیں گے تو ہم یقیناً آپ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے اور ہم آپکو ان پر مسلط کر دیں گے پھر ان لوگوں کو مدینے میں آپ کی ہمسائگی نصیب نہ ہوگی اور تیرے ساتھ یہ لوگ مدینے میں نہ رہ سکیں گے مگر بہت کم اور بہت تھوڑے دنوں (۶۰) اور وہ تھوڑے دنوں بھی اس حالت سے کہ ہر طرف سے پھٹکارے ہوئے جہاں پائے جائیں گرفتار کیے جائیں اور شدت کے ساتھ قتل کیے جائیں ☆ یعنی منافق لوگ اپنی مفسدانہ شرارتوں سے باز نہ آئے۔ اور شہوت پرست منافق عورتوں کی چھیڑ چھاڑ سے باز نہ آئے اور افواہیں اُڑانے والے جو جنگ کے زمانے میں مسلمانوں کی شکست اور کفار کی فتح کا پروپگنڈا کیا کرتے ہیں جن کا ذکر سورۂ نساء میں گزر چکا ہے یہ لوگ اپنی افواہوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو حکم دیں گے کہ ان کو جلا وطنی پر مجبور کر دیں اور آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے کہ آپ انکو جلا وطنی کی سزا دیں اور اس حکم کی وجہ سے یہ مدینے میں آپکے ساتھ نہ رہ سکیں گے

النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ

آپ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور دوسرے مسلمانوں کی بیویوں سے فرما دیجئے کہ

يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ

وہ اپنی چادریں اوپر سے اوڑھ کر تھوڑی سی منہ کے آگے لٹکا لیا کریں اس علامت سے انکا

يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾

متمیز ہوجانا قریب تر ہوگا اور وہ ستائی نہ جائیں گی اور اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ

اگر منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بدی بھری ہوئی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں

مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ

پریشان کن افواہیں پھیلایا کرتے ہیں اپنی ان حرکات سے باز نہ آئے تو ہم یقیناً آپ کو ان پر مسلط کر دینگے

ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَاۤ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا

پھر ان لوگوں کو مدینہ میں آپ کی ہمسائگی نصیب نہ ہوگی مگر بہت کم یعنی چند روز۔ ان کی حالت یہ ہوگی کہ ہر طرف سے

ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِيْنَ

پھٹکارے ہوئے جہاں پائے جائیں گے گرفتار کیے جائیں گے اور شدت کیساتھ قتل کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا یہی دستور

خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

ان لوگوں میں بھی جاری رہا ہے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں کسی قسم کا ردوبدل نہ پائیں گے

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

اے پیغمبر یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں آپ کہدیجئے کہ قیامت کا علم تو بس اللہ ہی کے

اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾ اِنَّ

پاس ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر شاید وہ گھڑی قریب ہی آ لگی ہو۔ بے شک

اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ

اللہ نے کافروں کو رحمت سے دور کر رکھا ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ

آپکے ساتھ کا یہ مطلب کہ وطن کی معیت باقی نہیں رہے گی بلکہ تھوڑے دن یعنی جبتک اپنا سامان اور اسباب تیار کریں لیکن حالت یہ ہوگی کہ پھٹکارے ہوئے ہوں گے اور اُن پر ہر طرف سے لعنت برستی ہوگی اور انکو قتل اور گرفتاری کی سزا بھی دی جائے گی یعنی اگر شرارت بڑھے گی تو سزا میں اضافہ کیا جائے گا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو لوگ بدنیت تھے مدینے میں عورتوں کو چھیڑتے ڈھکے اور جھوٹی خبریں اُڑاتے مخالفوں کے زور کی اور مسلمانوں کی شکست کی ان کو یہ فرمایا اور تورات میں تقیید ہے کہ مفسدوں کو اپنے بیچ سے باہر کر ۱۲ خلاصہ یہ کہ ان شرارت پسندوں کو نفاق کے پردے میں پناہ ملی ہوئی ہے اور جب ان کی جارحانہ کارروائیوں سے وہ پردہ چاک ہوگیا تو جو اہل حرب اور کھلے دشمنوں کیساتھ سلوک ہوتا ہے وہ اُن کیساتھ بھی ہوگا اور یہ کوئی نیا قانون اور دستور نہیں ہے بلکہ انبیائے سابقین کے عہد میں بھی ایسا ہی ہوتا رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۶۱) اللہ تعالیٰ کا یہی دستور اُن لوگوں میں بھی جاری رہا ہے جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے دستور میں کسی کی طرف سے کوئی ردوبدل نہ پائیں گے ☆ یعنی اللہ تعالیٰ کی روش یہی ہے کہ دعا انبیاء علیہم السلام

(باقی صفحہ ۶۸۱ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۸۰) کی مدد کرتا ہے اور جن کا ظلم وطغیان حد سے تجاوز ہو جاتا ہے۔ انکو دنیا ہی میں سزا دینے کا حکم دیتا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روش اور اُس کے طریقہ کو کوئی بدلنے والا نہیں مل سکتا جیسے
کسی دستور کو جاری کرنا چاہے تب بھی کوئی اس کی مشیت کو تبدیل نہیں کرسکتا اور نہ حکم جاری کرنے کے بعد کوئی اس کو روک سکتا ہے بہرحال اس وعید سے باندیوں کی عصمت کا تحفظ بھی ہوگیا۔ اور حرائر کو تنبیہ بالا یا مت
کی بھی ممانعت ہوگئی (۶۲) اے پیغمبر لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں یعنی یہ کہ وہ کب واقع ہوگی آپ فرما دیجئے کہ قیامت کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اور آپکو اس کی کیا خبر کہ وہ کب ہے شاید وہ قیامت
قریب ہی آلگی ہو۔ یہ سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور استہزاء اور بطور مذاق اکثر کیا گیا ہے۔ یہاں بھی شاید ان منافقوں ہی کا ذکر ہو پر ہوا ہے انہوں نے کیا ہو بہرحال سوال کا مطلب صاف ہے کہ بتاؤ تم قیامت کا خوف
بہت دلایا کرتے ہو آخر وہ کب آئے گی اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ اسکے واقع ہونے کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے آپکو اسکی کیا خبر کہ وہ کب واقع ہوگی۔ اور جب آپکو اُس کے وقت کا علم نہیں اور اُس کا آنا یقینی ہے تو اجمالاً اتنا سمجھ لینا

فِيهَآ أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (۶۵) يَوْمَ
ہمیشہ رہیں گے وہ کافر نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ جس دن
تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِى ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَٰلَيْتَنَآ
ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے وہ کافر یوں کہتے ہوں گے اے کاش ہم نے
أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا۠ (۶۶) وَقَالُوا۟ رَبَّنَآ إِنَّآ
اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اور یہ بھی کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے
أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَأَضَلُّونَا ٱلسَّبِيلَا۠ (۶۷)
اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو انھوں نے ہم کو سیدھی راہ سے گمراہ کر دیا
رَبَّنَآ ءَاتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ ٱلْعَذَابِ وَٱلْعَنْهُمْ لَعْنًا
اے ہمارے پروردگار ان کو دوہری سزا دے اور ان پر ایسی لعنت کر جو بہت بڑی
كَبِيرًا (۶۸) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَكُونُوا۟ كَٱلَّذِينَ
لعنت ہو۔ اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے موسیٰ کو اذیت
ءَاذَوْا۟ مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ ٱللَّهُ مِمَّا قَالُوا۟ ۚ وَكَانَ عِندَ
پہونچائی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو اس تہمت سے جو انھوں نے لگائی تھی بری کر دیا اور موسیٰ اللہ کے
ٱللَّهِ وَجِيهًا (۶۹) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟
نزدیک بڑا ذی مرتبہ تھا۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سیدھی اور پختہ
قَوْلًا سَدِيدًا (۷۰) يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ
بات کہا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے نیک اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے گناہ
لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ
بخش دے گا اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کے کہنے پر چلا تو وہ
فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا (۷۱) إِنَّا عَرَضْنَا ٱلْأَمَانَةَ عَلَى
بہت بڑی کامیابی کو پہونچا۔ ہم نے اپنی امانت یعنی احکام کی ذمہ داری

چاہیئے کہ عجب نہیں وہ قیامت قریب ہی آجائے، کیونکہ جب کسی کے آنے کی تاریخ مقرر نہ ہو تو اس امر کا اندیشہ ہے کہ کل ہی آجائے یا قریب۔ اس لئے فرمایا کہ تمہارا دور بھی اللہ کے نزدیک قریب ہی ہے۔ انھم یرونہ بعیداً ونرٰہ قریبا معارج یعنی یہ اسکو دور خیال کرتے ہیں اور ہم اسکو قریب دیکھ رہے ہیں۔ بہرحال منکروں کا یہ سوال معاندانہ تھا ورنہ تحقیق حال کیلئے مخلصانہ سوال بعض مسلمانوں کا بھی ثابت ہے جیسا کہ احادیث میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کسی مسلمان نے دریافت کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کیلئے کیا سامان تیار کیا ہے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ کچھ سامان سوائے اسکے مہیا نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں آپ نے فرمایا تو جسکو دوست رکھتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا اس بشارت آمیز جواب سے مسلمان بہت ہی خوش ہوئے، کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں سے محبت کرنیوالے قیامت میں انہی کے زمرے میں ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ شاید یہ بھی منافقوں نے ہتھکنڈا پکڑا ہوگا کہ جس چیز کا جواب نہیں وہی سوال کریں بار بار اس پر یہاں ذکر کر دیا (۶۳) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے منکروں کو رحمت سے دور کر رکھا ہے اور ان کیلئے آتش سوزاں اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (۶۴) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اس آگ میں یہ منکر لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ منکر نہ اپنا کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار یعنی اللہ تعالیٰ نے کافروں پر ان کی معاندانہ حرکات کی وجہ سے لعنت فرمائی ہے اور ان کیلئے سعیر یعنی دہکتی ہوئی آگ اور بھڑکتی ہوئی جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے جس آگ میں یہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور وہاں یہ ڈھونڈھے سے بھی نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار (۶۵) وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ان منکروں کے منہ اور ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے اور یہ منکر آرزو کرتے ہوں گے کاش ہم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کا کہنا مانا ہوتا۔ الٹ پلٹ کا مطلب یا تو یہ ہے کہ جب ان کو گھسیٹ کر جہنم میں لے جائیں گے تو ان کے چہرے الٹ پلٹ ہوتے ہوں گے جیسا کہ عام قاعدہ ہے کہ جب کسی کو اضطراراً گھسیٹ کر لیجاتے ہیں تو اس کا منہ کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب ہو جاتا ہے کبھی سیدھا اور کبھی اوندھا ہو جاتا ہے۔ صاحب معالم نے یہی مطلب بیان کیا ہے اور سورۂ قمر کی آیت یوم یسحبون فی النار کے مناسب ہے، یا یہ مطلب ہے کہ جہنم میں الٹ پلٹ ہوتے ہوں گے

آگ کے جوش اور آگ کے فوران کے باعث اس میں اُبلتے ہوں گے اور جلنے کی حالت میں ان کے چہرے الٹ پلٹ ہو رہے ہوں گے جیسا کہ صاحب مدارک نے فرمایا ہے بہرحال اُس دن اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کی تمنا کرتے ہوں گے (۶۶) اور یہ بھی کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں کا اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو اُنہوں نے ہمکو راہ راست سے بھٹکا دیا اور گمراہ کر دیا۔ بڑوں سے مراد شاید رؤسا قریش اور دکھاوا لگ ہوں گے جن کو متبوع اور قابل اتباع سمجھا جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ بڑی عمر کے لوگ مراد ہوں جیسا کہ بڑے بوڑھوں کی بات مانی جاتی ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ علماء سوء مراد ہوں واللہ اعلم (۶۷) اے ہمارے پروردگار انکو دوہری سزا دے یعنی سرداروں کو اور ہمارے بڑوں کو اور اُن پر ایسی لعنت کر جو بہت بڑی لعنت ہو۔ بعض قرأت میں کثیراً ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ ان پر بکثرت لعنت بھیج۔ بہرحال اپنے گمراہ کرنیوالوں کے حق میں بددعا کرتے ہوں گے اسی قسم کی ایک بحث آٹھویں پارے سورۂ اعراف میں گزر چکی ہے وہاں دیکھ لیا جائے آگے پھر مسلمانوں کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذارسانی سے ممانعت ہے (۶۸) باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

[illegible]

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ

[illegible]

اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا

[illegible]

جَهُوْلًا ۙ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَ

[illegible]

الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ

مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو سزا دے گا اللہ مومن مردوں اور مومن

وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

عورتوں پر شفقت آمیز توجہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سبا مکی ہے اور یہ چوّن آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَ

سب تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں جس کی مِلک ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور

لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۱﴾ يَعْلَمُ

آخرت میں بھی تمام تعریفیں اُسی کو سزاوار ہیں اور وہی کمال حکمت کا مالک اور جملہ امور سے باخبر ہے۔ اللہ تعالیٰ

مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ

ہر اُس چیز کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اُس زمین سے نکلتی ہے اور اُس چیز کو بھی جانتا ہے جو آسمان سے

السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ﴿۲﴾

اُترتی ہے اور جو چیز آسمان میں چڑھتی ہے اور وہی نہایت مہربانی کرنے والا بڑا بخشنے والا ہے

[illegible] ... اور اس قبول امانت کا انجام یہ بھی ہے کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں پر خاص توجہ مبذول فرماتا ہے اور اہل ایمان کی کوتاہیوں اور تقصیرات کو اپنی مہربانی سے درگزر فرما دیتا ہے وہ غفور الرحیم ہے۔ حضرات صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے امانت کے تین درجے بتلائے۔ اوّل احکام شرعیہ اور اوامر و نواہی۔ دوم محبت و عشق اور انجذاب الٰہی۔ جیسا عارف شیرازی نے فرمایا ہے

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحل ہا

اُس سے بڑھ کر کون سبکسار ساحل ہو سکتا ہے جس کو عنایات الٰہی نے خود ہی کھینچ لیا سوم فیض الٰہی بلا واسطہ۔ یہ اُس وقت حاصل ہوتا ہے جب حجابات وجودیہ نکل جائے انہی حجابات وجودیہ کا نام ظلوم و جہول ہے امانت کا پہلا مرتبہ عوام کیلئے دوسرا خواص کیلئے اور تیسرا اخص الخواص کیلئے۔ از دم صبح ازل تا آخر شام ابد ٭ دوستی و مہر بر یک عہد و یک میثاق بود ٭ (۷۳) الحمد للہ تم تفسیر سورۃ الاحزاب۔ سورۃ کا نام سبا ہے مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں چوّن آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ تمام تعریفیں اُسی اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں اور اُسی کے لائق ہیں جو ایسا ہے اور جس کی شان یہ ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کی مِلک ہے اور آخرت میں بھی تمام تعریفیں اُسی کو سزاوار اور لائق ہیں اور وہی کمال حکمت کا مالک اور جملہ امور سے باخبر ہے ٭ یعنی تمام حمد و ثنا اور مدح و شکر اُسی کو سزاوار اور لائق ہے جو ہر اُس چیز کا مالک ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے یعنی تمام ارضیہ اور سماویہ اشیاء اُسی کی مِلک اور مملوک ہیں اور جس طرح اس عالم میں وہی حمد و ثنا کا مستحق اور سزاوار ہے (باقی ص۶۸۳ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٨٢) اسی طرح آخرت میں بھی وہی لائق حمد و ثنا ہے جیسا کہ اہل آخرت کی حمد قرآن میں کئی جگہ مذکور ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سورۂ یونس میں اس آیت کی تفسیر گزر چکی
وہی کمال حکمت کا مالک ہے ہر چیز کے پیدا کرنے کی حکمت اور مصلحت کو وہ حکیم مطلق ہی جانتا ہے اور وہ تمام مخلوق کے حال سے باخبر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دُنیا میں ظاہر ادر کسی کی تعریف بھی ہوتی ہے
کہ وہ پردہ ہے اللہ کے فعل کا۔ آخرت میں پردہ نہیں تو ہے اُسی کی طرف ۱۲ خلاصہ یہ کہ دُنیا میں مجازاً اوروں کی بھی مدح و ثنا کی جاتی ہے وہ بھی حقیقتاً اُسی کی تعریف ہے لیکن آخرت میں تو یہ حقیقت و مجاز کا پردہ بھی نہیں
ہی حقیقت ہے آگے مزید اُس کی صفت خبیر کی توضیح اور اسکے علم محیط کا اظہار ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ ہر اُس چیز کو جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتی ہے اور جو اُس زمین سے نکلتی ہے اور ہر اُس چیز کو جانتا ہے جو آسما
سے اُترتی ہے اور جو چیز آسمان میں چڑھتی ہے اور وہ نہایت مہربانی اور بڑی مغفرت و بخشش کرنیوالا ہے ؛ زمین میں داخل ہونا، پانی۔ بیج، مُردے۔ دفینے اور جو نکلتا ہے۔ نباتات۔ معدنیات حشر میں مُردے
وغیرہ مثلاً اُترنا آسمان سے بارش کا پانی۔ برکتیں۔ ملائکہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى
اور یہ کافر یوں کہتے ہیں کہ ہم کو قیامت پیش نہ آئے گی آپ کہدیجئے کیوں نہیں آئے گی
وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ
قسم ہے میرے رب کی وہ قیامت تم پر ضرور آئے گی وہ میرا رب تمام مغیبات کا جاننے والا ہے ذرہ برابر بھی کوئی چیز اس سے
ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ
غائب نہیں خواہ وہ آسمانوں میں ہو اور خواہ وہ زمین میں ہو اور نہ ذرہ کی مقدار سے کوئی چیز چھوٹی ہے
ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۳ لِّيَجْزِيَ
اور نہ اس سے بڑی ہے مگر یہ کہ وہ کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی موجود ہے۔ اس قیامت کا وقوع
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ
اس لئے ہوگا تاکہ خدا تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کا صلہ عطا فرمائے یہی وہ لوگ ہیں
مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۴ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا
جن کے لئے بڑی مغفرت اور باعزت روزی ہے۔ اور جو لوگ ہمارے ہرانے کو ہماری آیتوں کے خلاف
مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۵
دوڑ دھوپ کرتے پھرے تو یہ وہ لوگ ہیں جن کو سخت قسم کا دردناک عذاب ہونے والا ہے
وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ
اور وہ لوگ جن کو صحیح علم دیا گیا ہے وہ تو اس کتاب کو جو آپ کے رب کی جانب سے آپ پر نازل کی گئی ہے
مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ
یہی جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے اور وہ اُس خدا کا راستہ بتاتی ہے جو بڑا زبردست اور جملہ صفات سے
الْحَمِيْدِ ۶ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰي
متصف ہے۔ اور جو لوگ منکر ہیں وہ آپس میں یوں کہتے ہیں بھلا کیا ہم تم کو ایک ایسا
رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ
آدمی بتائیں جو تم کو یہ انوکھی چیز دیتا ہے کہ جب تم مر کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم کو

کتابیں وغیرہ۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں۔ آسمان میں چڑھنا ملائکہ۔ اعمال عباد۔ بندوں کی دعائیں، مرنیوالوں کی ارواح وغیرہ مثلاً وہ بڑی مہربانی کرنیوالا ہے کہ بندے جس چیز کے محتاج ہیں وہ نازل کرتا اور اتارتا ہے اور بڑی مغفرت کرنیوالا ہے یعنی صغیرہ تقصیرات کو حسنات اور نیکیوں سے بخشدیتا ہے اور کبیرہ گناہوں کو توبہ سے اور ایمان لانے سے بخشدیتا ہے۔ بشرطیکہ کفر اور شرک تک کبیرہ نہ پہونچ جائے اور کبھی صغیرہ اور کبیرہ کو محض اپنے فضل سے بخشدیتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں زمین میں پیٹھے ہے۔ جانور، کیڑا۔ اور مینہ۔ نکلتا ہے سبزہ کھیتی۔ آسمان سے اُترتا ہے قرآن۔ تقدیر۔ چڑھتا ہے عمل۔ اور دعاء۔ اور رُوح مُردے کی اور بخشتی اس کی رحمت سے ہے ۱۲ یہاں تک توحید کا ذکر تھا آگے قیامت کا ذکر فرماتا ہے (۲) تفسیر صفحہ ہٰذا اور دین حق کے منکروں کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئیگی آپ اُن سے کہدیجئے کیوں نہیں آئیگی قسم ہے میرے پروردگار کی وہ قیامت تم پر ضرور آئے گی۔ وہ میرا پروردگار عالم الغیب ہے یعنی وہ عالم بالعلم المحیط ہے ذرہ برابر بھی کوئی چیز اُس سے غائب نہیں ہے خواہ وہ آسمانوں میں ہو اور خواہ وہ زمین میں ہو اور نہ ذرے کی مقدار سے کوئی چیز چھوٹی ہے اور نہ اس سے بڑی ہے لیکن وہ سب کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی موجود ہے ؛ قیامت کے متعلق منکر جو شکوک و شبہات کیا کرتے تھے اُن شبہات کا تفصیلی جواب قرآن میں مختلف جگہ آتا رہتا ہے یہاں لا تاتینا الساعۃ کا جواب دیا گیا ہے اور چونکہ منکر پوری قوت اور یقین کیساتھ انکار کرتے تھے اسلئے جواب بھی موکد بالقسم دیا گیا اور چونکہ اُس کے وقوع کا وقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس لئے اُس کے علم محیط کی تفصیل فرمائی کہ ذرہ بھر بھی کوئی چیز اُس پر آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ نہیں ہے یہ سب اُس کے علم میں حاضر ہیں۔ اور ذرّے پر کیا منحصر ہے بلکہ ذرے سے خواہ کوئی چھوٹی چیز ہو یا بڑی چیز وہ سب لوح محفوظ میں مرقوم ہے آگے قیامت کے وقوع کی وجہ بیان فرمائی۔ شاید ذرے کی بحث اس وجہ سے آئی ہو کہ کفار کہا کرتے تھے جب ہم زمین میں رل مل جائیں گے اور ہماری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی پھر ان کو کس طرح جمع کیا جائے گا (۳) یہ قیامت کا وقوع اس لئے ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کے پابند رہے انکو جزا اور صلہ عطا فرمائے یہی دین حق پر ایمان لانے والے

اور اعمال صالحہ کے پابند رہنے والے وہ لوگ ہیں جن کے لئے بڑی مغفرت اور باعزت روزی ہے۔ (۴) اور جو لوگ ہم کو عاجز کرنے اور ہمارے ہرانے کو ہماری آیتوں کیخلاف دوڑے دوڑے پھرے تو یہ لوگ وہ ہیں جن کو سخت قسم کا دردناک عذاب ہونے والا ہے ؛ یعنی قیامت قائم ہوگی تاکہ دین حق پر ایمان لانے اور نیک اعمال کی پابندی کرنیوالوں کو اُن کی کارکردگی کا صلہ عطا کیا جائے اور جو لوگ ہماری آیات کا رد اور ابطال کرنے کی کوشش اور دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہوئے کرتے ہیں کہ وہ ہم کو کہیں بھاگ کر عاجز کردیں گے اور ہم کو ہرادیں گے تو اُن کو اُن کے کئے کی پاداش میں بُری قسم کا دردناک عذاب کیا جائے۔ کسی نے کہا ہماری آیتوں کے ابطال کیلئے کوشش کی پیغمبر کے ہرانے کو۔ ہم نے صاحب مدارک کے قول کی بنا پر ترجمہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا رد کرنے میں اس نے کوشش کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو زچ اور اس کو عاجز کردیں گے واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قیامت اسواسطے آنی ضروری ہے ۱۲ (۵) اور وہ لوگ جن کو کتب سماویہ کا صحیح علم دیا گیا ہے وہ تو اس کتاب کو جو آپ کے پروردگار کیجانب سے آپ پر نازل کیگئی ہے (باقی صفحہ ٦٨٤ پر)

Marfat.com

بقیہ صفحہ (۶۸۳) بھی جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے اور وہ اس اللہ تعالیٰ کا راستہ بتاتی اور اُسکے رستے کی رہنمائی کرتی ہے جو بڑا زبردست اور جملہ صفات محمودہ سے متصف ہے ؛ یعنی جو لوگ اہل علم ہیں انکو یقین ہے کہ یہ قرآن حق ہے اور چونکہ اس قرآن میں قیامت کا ذکر ہے اسلئے قیامت یقینی ہے۔ بہرحال اُن اہل علم سے مُراد یا تو صحابہ کرام ہیں اور اُن کے تابعین ہیں اور یا اہل کتاب کے وہ علماء ہیں جو اسلام قبول کر چکے تھے جیسے عبداللہ ابن سلام اور کعب بن احبار وغیرہما۔ ایسا ہی ایک مضمون سورۂ شعراء کے آخر میں بھی گزرا ہے اور یہ بھی ایک طریقۂ استدلال ہے کہ نہ جاننے والے جاننے والوں سے معلوم کرلیں۔ چنانچہ اہل عرب اگر تحقیق کرنا چاہتے ہیں تو وہ مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنے ملک کے اہل کتاب یہود اور نصاریٰ سے دریافت کرلیں کہ اُن کی کتابوں میں اس نبی کا اور اس قرآن کا اور خاص طور پر قیامت کا ذکر ہے یا نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس جملے کو بھی لیجزی الذین اٰمنوا کے ساتھ ملا کر ترجمہ کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں یعنی اس واسطے قیامت آئی ہے کہ جن کو یقین تھا وہ آنکھوں سے دیکھ لیں ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے اس آیت کا لیجزی الذین اٰمنوا پر عطف کیا ہے یعنی ولیری الذین اوتوا العلم ورنہ تو بات صاف ہے کہ اس آیت کا تعلق قرآن کی صداقت اور حقانیت سے ہے اور اہل کتاب میں سے جو علماء حق ہیں وہ بھی اس قرآن کی صداقت کے قائل ہیں صراط العزیز الحمید سے مُراد دین حق کا راستہ ہے۔ آگے پھر مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی بحث ہے جو اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے جیسا کہ ہم کئی مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ دنیا کے کفار و مشرکین ایک جانب ہیں اور تمام کتب سماویہ ایک جانب ہیں (۶) اور یہ دین حق کے منکر آپس میں ایک دوسرے سے یوں کہتے ہیں کیا ہم تم کو ایک ایسا شخص بتائیں جو تم کو یہ انوکھی خبر دیتا ہے کہ جب تم مر کر بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تمکو از سر نو پیدا ہونا ہے اور نئے سرے سے جنم لینا ہوگا ؛ یعنی ایک دوسرے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ان الفاظ سے کراتا ہے کہ آؤ ہم تمہیں ایک ایسا آدمی بتائیں جو عجیب و غریب باتیں کرتا ہے وہ عجیب بات یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جب تم مر کر زمین میں رل جاؤ گے اور ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم پھر دوبارا پیدا ہوگے اور از سر نو جنم لوگے (۷) تفسیر صفحہ ہٰذا

خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝٧ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَم بِهِ جِنَّةٌ ۗ

از سر نو پیدا ہونا ہوگا۔ معلوم نہیں اس شخص نے اللہ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اسکو کچھ جنون ہوگیا ہے

بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَ

یہ کوئی بات بھی نہیں بلکہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہ خطرناک عذاب اور

الضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝٨ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ بھلا کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف

وَمَا خَلْفَهُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِن نَّشَأْ نَخْسِفْ

نظر نہیں کی جو اُن کے آگے بھی اور پیچھے بھی موجود ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ان کو

بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۚ

زمین میں دھنسا دیں یا چاہیں تو ان پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دیں

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ۝٩ وَلَقَدْ

بیشک اس دلیل مذکور میں ہر اُس بندے کیلئے بڑی سبق آموز دلیل ہے جو خدا کی طرف رجوع کرنیوالا ہے اور بلاشبہ

آتَيْنَا دَاوُودَ مِنَّا فَضْلًا ۖ يَا جِبَالُ أَوِّبِي مَعَهُ وَالطَّيْرَ ۖ

ہم نے داؤد کو اپنی جانب سے برتری عطا کی تھی ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا اے پہاڑو داؤد کیساتھ تسبیح میں موافقت کرو اور پرندوں کو بھی

وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ۝١٠ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ

یہی حکم دیا اور ہم نے داؤد کیواسطے لوہے کو نرم کردیا۔ کہ اے داؤدؑ تو پوری پوری زرہیں بنا اور حلقوں کے بُننے میں

فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝١١

کڑیوں کا صحیح اندازہ رکھ اور تم سب لوگ نیک کام کرتے رہو، بیشک تم جو کام کرتے ہو میں وہ سب دیکھ رہا ہوں

وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۖ

اور ہم نے سلیمانؑ کیلئے ہوا کو مسخر کردیا کہ اس ہوا کا صبح کو چلنا اور شام کو چلنا ایک ایک مہینے کی مسافت تھی

وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَن يَعْمَلُ

اور ہم نے سلیمانؑ کیلئے ایک پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہادیا اور جنات میں سے بعض وہ جن تھے

معلوم نہیں اس شخص نے اللہ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اسکو کچھ جنون ہوگیا ہے یہ کوئی بات نہیں بلکہ جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہ خطرناک عذاب اور پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا ہیں ؛ یعنی یا تو یہ شخص اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا کرتا ہے یا کچھ جنون اور دیوانگی میں مبتلا ہے، کیونکہ مرنے کے بعد دوبارا پیدا ہونا تو محال ہے یا یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے، یا دیوانگی کیوجہ سے بلا قصد جھوٹ کا مرتکب ہوتا ہے حق تعالیٰ نے جواب میں فرمایا کہ ہمارا پیغمبر نہ تو مفتری ہے نہ مجنون ہے بلکہ جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے وہی لوگ عذاب اور دور دراز کی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ کلام ہمیشہ صدق اور کذب میں دائر ہوتا ہے لیکن ان بدبختوں نے صدق کو تو چھوڑ ہی دیا کذب کا مقابلہ جنون سے کردیا یعنی جھوٹا تو یہ شخص ہے ہی فرق یہ ہے کہ جان بوجھ کر خدا پر جھوٹ بولتا ہے یا جنون کی وجہ سے بلا جانے بوجھے جھوٹ بولتا ہے گویا جھوٹ کو تقسیم کردیا قصداً اور بلا قصد میں پرلے درجے کی گمراہی کا مطلب یہ ہے کہ یہ گمراہی منہاج مستقیم سے بہت دور ہے (۸) بھلا کیا انھوں نے آسمان و زمین کی طرف نظر نہیں کی جو انکے آگے بھی اور پیچھے بھی موجود ہیں اگر ہم چاہیں تو انکو زمین میں دھنسا دیں یا اگر ہم چاہیں تو اُن پر آسمان سے کوئی ٹکڑا گرا دیں اس دلیل مذکور میں بڑی واضح اور سبق آموز دلیل ہے اُس بندے کیلئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنیوالا ہے ؛ یعنی آسمان و زمین جو اُن کو دکھائی دیتے ہیں اور جہاں جائیں یہ اُن کو احاطہ کئے ہوئے ہیں ان زمین و آسمان پر نظر نہیں کرتے اور غور و فکر سے کام نہیں لیتے کہ زمین و آسمان کے گھیرے میں گھرے ہوئے انسانوں کی کیا بساط جب اللہ تعالیٰ چاہے زمین میں قارون کیطرح دھنسادے اور چاہے تو ایکہ والوں کی طرح جو حضرت شعیبؑ کی قوم تھی آسمان سے کوئی عذاب نازل کردے وہ بھی کہا کرتے تھے کہ آسمان کا کوئی ٹکڑا ہم پر گرادے تو ان پر بادل آیا اور آگ برسی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آیت میں وعید بھی ہو اور دوبارا مُردوں کے زندہ ہونے کی دلیل بھی ہو کہ جس اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا آسمان اور زمین پیدا کیا اُسکو دوبارا انسان کے پیدا کرنے میں کیا دشواری ہوسکتی ہے ؛ رجوع کرنیوالا بندہ وہ ہے جو ہر اُس شے سے جو اللہ سے غافل کرنیوالی ہو اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے فرمایا جو اپنی توبہ میں سچا ثابت ہو وہ منیب ہے، بہرحال آگے بعض ایسے حضرات کا ذکر ہے جو انابت میں کامل تھے (۹) اور یقیناً ہم نے داؤد کو اپنی جانب سے ایک خاص قسم کی برتری اور بزرگی دی تھی ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا تھا کہ اے پہاڑو! داؤدؑ کے ساتھ تسبیح میں (باقی صفحہ ۶۸۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۸۴) موافقت کرو اور پرندوں کو بھی یہی حکم دیا اور ہم نے داؤد کیلئے لوہے کو نرم کر دیا (۱۰) اور ہم نے فرمایا کہ اے داؤد تو لوہے کی کشادہ اور پوری زرہیں بنا اور جال بُننے میں کڑیوں کا صحیح اندازہ رکھ اور تم سب یعنی داؤدؑ اور اس کے متعلقین نیک اعمال کے پابند رہو بلاشبہ تم جو کام کرتے ہو میں وہ سب دیکھتا ہوں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت داؤدؑ جو پڑھتے دن جنگل میں نکلتے اپنے گناہ پر روتے اور زبور پڑھتے خوش آوازی سے اُس کے اثر سے پہاڑ بھی ساتھ پڑھتے اور روتے اور اُڑتے جانور پاس بیٹھ کر اُسی طرح آواز کرتے اس مجلس میں لوگوں کے بہت جنازے نکلتے اور کڑیوں کی زرہ پہلے اُنہی نے نکالی کر کشادہ رہے ۱۲ حضرت داؤدؑ حضرت یعقوب علیہ السلام کی نویں یا گیارھویں پشت میں ہوئے ہیں، انکے باپ کا نام ایشا ہے یا ایشا کے چھوٹے لڑکے تھے ان کے علاوہ ایشا کے بارہ لڑکے اور تھے ، یہ بڑے باقبال تھے ان کی تفصیل تو سورۂ بقرہ میں گزر چکی ہے ۔ یہ علاوہ بکریاں چرانے کے گوپیے سے نشانہ بہت اچھا لگاتے تھے حضرت اشمویل علیہ السلام کے مشورے سے حضرت اشمویل کی فوج میں شریک ہو کر جالوت کو قتل کیا اور حضرت اشمویل کے حکم سے جالوت کی سلطنت سنبھالی واتٰہ الملک والحکمۃ وعلمہ مما یشاء پارۂ دوم کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا بہر حال سلطنت کے بھی مالک ہوئے نبوت بھی ملی ، آپ کی خوش الحانی اور ترنم ضرب المثل ہے ان کی تسبیح میں خاص اثر تھا پہاڑ اور طیور کو اللہ تعالیٰ نے ان کا مسخر کر دیا تھا پہاڑ بھی ان کے ساتھ اور طیور بھی ان کیساتھ تسبیح کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ان کو حکم دے رکھا تھا اوبی معہ والطیر اوبی کے معنی عام طور سے مفسرین نے داؤد علیہ السلام کی تسبیح کے ساتھ موافقت کرنے اور آواز سے آواز ملانیکے معنی کیے ہیں ۔ سورۂ صٓ میں انشاء اللہ آئے گا۔ یسبحن بالعشی والاشراق والطیر محشورۃ ۔ بعض لوگوں نے کہا ہے پہاڑ اُن کیساتھ چلتے تھے ۔ بہر حال پہاڑوں کی تسبیح یا ان کا ہمراہ چلنا حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات میں سے تھا۔ پہاڑوں اور پرندوں کی یہ تسبیح ان کی آواز کی گونج نہ تھی جیسا کہ بعض ناسمجھ لوگوں نے سمجھا ہے بلکہ یہ ایک معجزہ تھا ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا اُن کا لحن اور ان کا زبور پڑھنا پرندوں اور پہاڑوں پر یہ اثر کرتا تھا جو مذکور ہوا اور انسانوں کی یہ حالت ہوتی تھی کہ اُن کی مجلس میں اللہ تعالیٰ کے شوق میں بعض لوگ مر جاتے تھے ۔ جیسا کہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا۔ اسی طرح داؤد علیہ السلام کو خوش آوازی اور لحن اور خوش گلو کی نعمت کے ساتھ ان کے ہاتھ میں لوہے کو موم بنا دیا تھا جس طرح چاہتے لوہے کو موم کی طرح استعمال کرتے ان کی خواہش تھی کہ وہ اپنا [illegible] اللہ تعالیٰ نے یہ وصف عطا کیا زرہ بناتے تھے اور فروخت کر کے اپنی گزر کرتے تھے ۔ زرہ پہلے سپاٹ ہوتی تھی انھوں نے کڑیاں مقرر کر کے جال بنانے کی ایجاد کی اس میں سپاہی کو آرام رہتا تھا وہ آسانی کیساتھ جنگ میں پیترا بدل سکتا تھا۔ حلقوں کی جالی سے مڑنے اور گھومنے میں دُشواری نہ ہوتی تھی ۔ ان انعامات پر اللہ تعالیٰ نے اُن سے اور اُن کے خاندان سے شکریہ کا مطالبہ کیا کہ تم سب لوگ شائستہ اور نیک اعمال کرتے رہو اور آخر میں ہر قسم کے کاموں پر نگرانی کا اعلان کیا کہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ میں سب دیکھ رہا ہوں (۱۱) تفسیر صفحہ ہٰذا اور ہم نے سلیمان کیلئے ہوا کو تابع کر دیا تھا کہ اُس ہوا کا صبح کو چلنا مہینہ بھر کی مسافت تھی اور اسی طرح اُس ہوا کا شام کو چلنا ایک مہینے کی مسافت تھی اور ہم نے سلیمان کیلئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنوں میں سے بعض وہ جنات تھے جو سلیمان کے پروردگار کے حکم سے اسکے سامنے اور اسکی نگرانی میں مختلف قسم کے کام کیا کرتے تھے اور ہم

بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَن يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا

جو سلیمانؑ کے رب کے حکم سے سلیمانؑ کی نگرانی میں مختلف قسم کے کام کرتے تھے اور ان جنات میں سے جو ہمارے حکم سے

نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِن

کج روی اور سرتابی کرے گا تو ہم اسکو دہکتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھادیں گے۔ وہ جنات سلیمان کیلئے وہ چیزیں

مَّحَارِيبَ وَتَمَاثِيلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ

جو وہ چاہتا بنایا کرتے تھے بڑی بڑی اونچی عمارتیں اور تصویریں اور بڑے بڑے لگن جیسے حوض اور بڑی بڑی دیگیں بھاری

رَّاسِيَاتٍ ۚ اعْمَلُوا آلَ دَاوُودَ شُكْرًا ۚ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ

ہونے کی وجہ سے ایک ہی جگہ جمی رہیں اے داؤد کے خاندان والو تم سپاس نعمتوں کے شکریہ میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں سے بہت ہی

الشَّكُورُ ﴿١٣﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ

بندے شکر گزار ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو سلیمان کی موت پر جنات کو

عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ ۖ

کسی نے بھی آگاہ نہ کیا مگر ایک گھن کے کیڑے نے جو سلیمانؑ کی لکڑی کو کھا رہا تھا

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ

پھر جب سلیمان گر پڑا تب جنات کو اس امر کی حقیقت ظاہر ہوئی کہ اگر وہ غیب کی باتیں جانتے ہوتے

مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ

تو اس ذلت آمیز مصیبت و تکلیف میں مبتلا نہ رہتے۔ بلاشبہ اہل سبا کے لئے ان کے

فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ

وطن ہی میں بڑی بڑی نشانیاں موجود تھیں نشانیاں باغوں کی دو رویہ قطاریں تھیں جو دائیں اور بائیں جانب مسلسل چلی گئی تھیں

كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ

اپنے رب کی دی ہوئی روزی کھاؤ اور اس کا شکر بجا لاؤ۔ عمدہ اور پاکیزہ شہر ہے

طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ﴿١٥﴾ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

اور معاف کرنے والا رب غفور ہے۔ پھر انہوں نے بے پروائی کا شیوہ اختیار کیا تو ہم نے ان پر

ان جنات کو یہ حکم دیا تھا کہ جو ہمارے حکم سے کج روی اور سرتابی کریگا تو ہم اُس کو دہکتی اور بھڑکتی ہوئی آگ کے عذاب کا مزہ چکھادیں گے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے ہوا کو مسخر فرما دیا تھا اُن کے تخت کو جہاں وہ چاہتے وہاں پہونچاتی۔ ہوا جس تیزی سے اپنے دوش پر ان کے تخت کو لے جاتی تھی اس کا اندازہ اس سے ہو تا کہ ایک گھوڑے سوار ایک مہینے میں جتنی دور جائے حضرت سلیمانؑ کا تخت وہاں صبح کو نکلتے کے بعد دوپہر تک پہونچادے اور دوپہر ڈھلے قیلولہ کرنیکے بعد شام تک ایک مہینے کی مسافت طے کر لیا کرتے ۔ شام یمن ، یمن سے شام ، شام سے اصطخر اور اصطخر سے کابل غرض جہاں انکو جانا ہوتا تھا ہوا اُن کے تخت کو اُڑا کر لے جاتی جیسا کہ سورۂ انبیاء میں گزرا ہے اور سورۂ صٓ میں بھی اشارہ آئے گا ۔ زمین میں معدنی تانبا کو پگھلا دیا گیا تھا جس میں پگھلا ہوا تانبا چشمہ کی طرح بہتا تھا اور اس پگھلے ہوئے تانبے کو سانچے میں ڈال کر برتن وغیرہ تیار کیے جاتے تھے ۔ کہتے ہیں یہ چشمہ یمن میں تھا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے جنات کو بھی اُن کے لیے مسخر کر دیا تھا اور اُن سے حضرت سلیمانؑ وہ کام لیتے تھے جو انسانی طاقت سے زیادہ ہوتے تھے ۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

پھر انہوں نے اعراض اور بے پروائی کا شیوہ اختیار کیا اور پھر انھوں نے مُنہ پھیر لیا تو ہم نے ان پر بند توڑ کر زور کا سیلاب اور پانی کی تیز رو کو بھیجدیا۔ اور ہم نے اُن کے دو رویہ باغوں کے بدلے میں اور دو باغ انکو دیدیئے جن میں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور کچھ قدرے قلیل بیری کے درخت تھے ؛ مطلب یہ ہے کہ پانی کا بند ٹوٹ گیا اور پانی کی رو آگئی اور وہ دو رویہ باغ بہہ گئے آبادی تباہ ہوگئی۔ اور تمام زمین ایسی ہوگئی جیسے دریا کے قریب بیلا۔ کچھ جھاؤ۔ جوانسا۔ بدمزہ پھلوں کے درخت کچھ جنگلی بیری کے بیر۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب چاہا اللہ نے عذاب بھیجے گھونس پیدا ہوئی اس پانی کے بند میں اُس کی جڑ کریدڈالی ایک بار پانی نے زور کیا بند کو توڑ دیا وہ پانی عذاب کا تھا سُرخ رنگ کا جس زمین پر پھر گیا کام سے جاتی رہی پیچھے وہ قوم ویران ہو کر جدا جدا ہوگئی اور کچھ جو رہی تھی اُن باغوں کے بدلے یہ چیزیں پانے لگی ۱۲ خلاصہ یہ کہ پورا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تباہ ہوگیا اور لوگ مختلف قبیلوں میں بٹ گئے (۱۶) ہم نے ان کو یہ سزا اُن کی اس ناشکری اور ناسپاسی کے سبب دی جسکے وہ مرتکب ہوتے تھے اور ہم ایسی سزا صرف اُسی کو دیا کرتے ہیں جو بڑا ناسپاس ہو۔ ضحاک کہتے ہیں کہ یہ لوگ فترت کے زمانے میں تھے یعنی حضرت

سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ

زور کا سیلاب بھیج دیا اور ہم نے اُن کے دو رویہ باغوں کے بدلے میں اور دو باغ اُنکو دیئے

أُكُلٍ خَمْطٍ وَّأَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝١٦

جن میں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور کچھ قدرے قلیل بیری کے درخت رہ گئے

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۖ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ إِلَّا

ہم نے انکو یہ سزا اُن کی اسی ناسپاسی کے سبب ہی جس کے وہ مرتکب ہوئے تھے اور ہم ایسی سزا صرف اسی کو دیا کرتے ہیں جو

الْكَفُوْرَ ۝١٧ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ

سخت ناسپاس ہو۔ اور ہم نے اہلِ سبا کے اور ان بستیوں کے مابین جن میں ہم نے برکت رکھی تھی یعنی شام کا علاقہ

بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ

بہت سی ایسی بستیاں آباد کر رکھی تھیں جو راہ میں نظر آتی تھیں اور ہم نے سفر کی رعایت سے ان بستیوں کے درمیان خاص

سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۝١٨ فَقَالُوْا رَبَّنَا

اندازہ اور مناسب فاصلہ رکھا تھا کہ تم لوگ ان میں راتوں کو اور دنوں کو امن و امان سے سفر کرو۔ پھر اس سفر کی آسانی پر

بٰعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ

انھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں کو دراز کردے اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا پھر ہم نے

أَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

ان کو ایک قصۂ پارینہ بنا دیا اور ہم نے ان کو بالکل ٹکڑے ٹکڑے اور تتر بتر کر دیا۔ بے شک اس واقعہ میں

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝١٩ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ

ہر صبر کرنیوالے شکر بجالانے والے کیلئے بڑی عبرت آموز نشانیاں ہیں۔ اور بلاشبہ شیطان نے لوگوں کے

إِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ إِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢٠

بارے میں جو رائے قائم کی تھی اُس کو صحیح پایا کہ ایمان والوں کی ایک تھوڑی سی جماعت کے سوا سب شیطان کے پیچھے ہولئے

وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ

اور لوگوں پر شیطان کا قابو سوائے اتنی بات کے اور کسی وجہ سے نہیں ہوا کہ جو شخص آخرت پر ایمان

عیسیٰؑ اور جناب سید المرسلینؐ کے درمیان کا زمانہ اگر یہ دور ہو تو شاید حضرت عیسیٰؑ کے وصی انکو سمجھانے آتے ہوں گے۔ بہرحال پیام خداوندی اُن کو کسی نہ کسی ذریعے سے پہنچا ہوگا اور نافرمانی کے باعث یہ تباہی آئی ہوگی، بند ٹوٹنے کا سبب گھونس ہو یا جو بھی ہوں۔ ظاہری طور پر کوئی سبب ہوا ہو لیکن یہ واقعہ ہے کہ مارب ویران کیا گیا اور انکی نافرمانی اور ناسپاسی کے باعث ویران ہُوا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ہم معمولی باتوں پر سزا نہیں دیا کرتے مگر ہاں جب کسی ناسپاس کی ناسپاسی حد سے بڑھ جاتی ہے تب ہماری جانب سے سزا کا حکم جاری ہوتا ہے وَهَلْ نُجٰزِيْٓ إِلَّا الْكَفُوْرَ۔ نعوذ باللہ من الکفر والطغیان (۱۷) اور ہم نے اہلِ سبا کے اور اُن بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت رکھی ہے بہت سی بستیاں ایسی آباد کر رکھی تھیں جو راستے میں سے نظر آتی تھیں اور ہم نے سفر کی رعایت سے اُن بستیوں کے درمیان ایک خاص اندازے اور مناسبت سے فاصلہ رکھا تھا کہ تم لوگ ان بستیوں میں راتوں کو اور دنوں میں جب چاہے امن کیساتھ بے خوف و خطر سفر کرو اور چلو؛ حضرت حق تعالیٰ نے ایک اور احسان کی ناسپاسی کیجانب اس آیت میں ذکر فرمایا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے اہلِ سبا کو اُن کے ملک میں ہر طرح آسودگی اور مرفہ الحالی عطا فرمائی تھی اسی طرح اُن لوگوں کیلئے سفر اور تجارت کی بڑی سہولتیں عطا کی تھیں یمن سے لیکر شام تک ایک شارع عام اور گذرگاہ تھی۔ جس پر نہ صرف یمن اور جدہ اور بصرہ سے تجارت ہوتی تھی بلکہ عرب لوگ ہندوستان سے لاکھوں روپے کے مال کی تجارت کیا کرتے تھے، یہ شارع عام ملک شام تک چلا جاتا تھا اور ہندوستان کا مال شام تک اس راہ سے پہونچتا تھا۔ اس راستے میں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بستیاں آباد تھیں ان بستیوں سے مسافروں کو بڑا آرام ملتا تھا پھر یہ بستیاں ایک ایسے مناسب فاصلے سے آباد تھیں کہ صبح کا مسافر دوپہر کو اور دوپہر کا مسافر شام کو ان میں پہونچکر آرام کرسکتا تھا۔ ان بستیوں کے تسلسل کیوجہ سے یہ طویل راستہ محفوظ اور مامون بہت تھا۔ راستے میں لُوٹ مار کے واقعات بہت ہی کم ہوتے تھے تو راستہ محفوظ۔ تجارت کی آسانی۔ اور کثیر المنافع کا سفر اور سفر میں قیام اور آرام کی سہولتیں پانی کی فراوانی غرض ہر قسم کی سہولتیں انکو اس عام گذرگاہ سے حاصل تھیں مگر انھوں نے سفر کی ان تمام سہولتوں کو ٹھکرا دیا جیساکہ آگے ارشاد ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں برکت والی بستیاں یعنی ملک شام ان کے ملک سے شام تک راہ امن کی آباد بستیاں پاس پاس سفر تھا جیسے سیر ۱۲ (۱۸) پھر اس سہولت اور سفر کی آسانی پر انھوں نے یوں کہا اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں میں درازی اور بعد کردے اور فاصلہ کردے اور انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا پھر ہم نے ان کو افسانہ اور قصۂ پارینہ کردیا اور اُن کو ٹکڑے ٹکڑے اور تتر بتر کردیا بے شک اس واقعہ تمزق میں ہر صبر کرنے والے اور شکر بجا لانیوالے کیلئے بڑی عبرت آموز نشانیاں ہیں ؛ اس خواہش کی بنا بھی شاید حسد ہوگی کہ اس سفر میں فقیر اور رئیس یکساں کیوں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر کچھ بستیاں ان بستیوں میں سے اُجڑ جائیں اور قیام و طعام کی اور امن و امان کی یہ سہولتیں ختم ہوجائیں تو پھر یہ سفر رؤسا اور امراء کے ڈھب کا رہ جائے جن کے ساتھ محافظ سپاہی ہوں، پانی لانیوالے نوکر و غلام ہوں، پہرہ دینے والے خدام ہوں۔ وہی لوگ سفر کرنے کے مستحق ہوں۔ بہرحال نالائقوں کی اس خواہش کا مبنیٰ کچھ بھی ہو، مدعا یہ ہے کہ سفر کی یہ سہولتیں پسند نہ آئیں اور سفر میں جو عموماً تکالیف اور ناہمواریاں (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

دہ لوگوں پر شیطان کا قابو سوائے اتنی بات کے اور کسی وجہ سے نہیں ہوا کہ جو شخص آخرت پر ایمان لاتا ہے ہم اسکو اس شخص سے نمایاں اور متمیز کردیں جو آخرت کے متعلق شک اور شبہے میں پڑا ہوا ہے اور
آپکا پروردگار ہر چیز پر نگہبان اور نگراں ہے ؛ یعنی شیطان کو جو اغوا کے سلسلے میں برائے نام قابو دیدیا ہے اُس کا منشا صرف اسقدر ہے کہ بُرے اور اچھے علیحدہ علیحدہ ہوجائیں اور قیامت کے منکر قیامت
پر ایمان رکھنے والوں سے متمیز ہوجائیں ۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۔ خدا کی قسم شیطان نے کسی کو تلوار یا لکڑی اور کوڑے سے نہیں مارا بلکہ اُس کا کام فریفتہ کرنا اور دلوں میں آرزوئیں ڈالنا
چونکہ لوگ اتنی ہی بات میں اسکے پیچھے ہو لیتے ہیں اسلئے تسلیط سے تعبیر فرمایا ۔ بہرحال لوگ اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے موافق اسکے پیرو ہوجاتے ہیں یا اس سے نفرت کرتے ہیں اور عقائد و اعمال کی وجہ سے
ایک دوسرے سے متمیز اور نمایاں ہوجاتے ہیں ۔ معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے ۔ یہ شیطان کا پیرو ہے اور یہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کا متبع اور پیرو ہے آپ کا پروردگار ہر چیز پر نگراں ہے اس سے
کوئی بات فرماں برداروں کی یا نافرمانوں کی پوشیدہ
نہیں ہے (۲۱) اے پیغمبر آپ دین حق کے ان منکروں سے
فرما دیجئے کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا معبود سمجھتے
ہو اُن مفروضہ معبودوں کو پکارو وہ نہ آسمانوں میں
ذرہ برابر کوئی اختیار رکھتے ہیں اور نہ زمین میں اور نہ
آسمان و زمین کے پیدا کرنے میں ان مزعومہ و مفروضہ
معبودوں کی کوئی شرکت اور ساجھا ہے اور نہ اُن
ع ۱۲ معبودانِ باطلہ میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے ؛
۸ مطلب یہ ہے کہ جن معبودوں کو تم خدا کے سوا اُسکی
خدائی اور اُسکی قدرت میں دخیل سمجھتے ہو اور اُن کو معبود
بنائے بیٹھے ہو ان کو اپنی حاجت روائی کیلئے پکار دیکھو
تم کو معلوم ہوجائیگا کہ اُن کے اختیار کی کیا حقیقت ہے
ان معبودانِ باطلہ کی کیفیت یہ ہے کہ نہ آسمانوں اور نہ
زمینوں میں اُن کی کچھ چلتی ہے اور نہ ایجادِ عالم میں ان کو
کوئی دخل ہے اور نہ وہ کسی حیثیت سے حضرت حق تعالیٰ
کے مددگار ہیں پھر اُنکو پکارنا محض عبث اور بیکار ہی نہیں
بلکہ جہالت اور گمراہی ہے (۲۲) اور اللہ تعالیٰ کے سامنے
کسی کیلئے سفارش کام نہیں آتی مگر ہاں اس کے کام
آسکتی ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ سفارش کی اجازت
دیدے یعنی شفیع کو منظوری مل جائے کہ فلاں جماعت
کیلئے سفارش کرسکتے ہو اور اجازت سے پہلے پہلے اہل محشر
اور شافع اور مشفوع بہم ایک گھبراہٹ اور پریشانی میں
انتظار کرتے ہوں گے یہاں تک کہ جب انکی گھبراہٹ ان
کے قلوب سے دور ہوجائے گی تو آپس میں کہیں گے تمہارے
پروردگار نے کیا فرمایا اور کیا حکم دیا تو کہیں گے اللہ تعالیٰ
نے حق فرمایا یعنی شفاعت کی اجازت دیدی گئی اور وہی
سب سے عالیشان اور بڑا ہے ؛ حضرت شاہ صاحب
فرماتے ہیں یعنی اللہ کے یہاں سفارش عوام جانتے ہیں
اولیاء سے وہ انبیا سے وہ فرشتوں سے فرشتوں کا حال
یہ ہے جو فرمایا جب اوپر سے اللہ کا حکم اُترتا ہے آواز
آتی ہے جیسے پتھر پر زنجیر کی فرشتے ڈر سے تھرتھراتے ہیں
جب تسکین آئی اور کلام اُتر چکا ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ کیا
حکم ہوا اوپر والے بتلاتے ہیں نیچے والوں کو جو اللہ کی
حکمت کے موافق ہے اور آگے سے قاعدہ معلوم ہے وہی
حکم ہوا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ عام احکام کے نزول کے وقت
جو آواز پیدا ہوتی ہے اُس آواز کو سلسلۃ الجرس سے تشبیہ
دیجاتی ہے جیسا کہ عام طور سے احادیث میں آیا ہے اسی
کو شاہ صاحب نے فرمایا جیسے پتھر پر زنجیر کی آواز ۔ چونکہ اس آیت
کی تفسیر مفسرین نے دو طرح کی ہے اس لئے ہم نے ترجمے اور

يُؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِىْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ
لاتا ہے ہم اسکو اس شخص سے نمایاں اور متمیز کردیں جو آخرت کے متعلق شک میں پڑا ہوا ہے اور آپکا رب
عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ حَفِيْظٌ ؑ ﴿۲۱﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ
ہر چیز کے حال کا نگراں ہے ۔ آپ اُن کافروں سے کہہ دیجئے جن کو تم خدا کے سوا اپنا معبود سمجھے
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِى السَّمٰوٰتِ
بیٹھے ہو ان کو پکارو وہ نہ آسمانوں میں ذرہ برابر کوئی اختیار رکھتے ہیں
وَلَا فِى الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ
اور نہ زمین میں اور نہ آسمان و زمین میں ان مزعومہ اور مفروضہ معبودوں کی کوئی شرکت ہے اور انمیں سے
مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا
کوئی خدا کا مددگار ہے ۔ اور خدا کے سامنے کسی کے لئے سفارش کام نہیں آتی مگر ہاں اسکے کام آسکتی ہے جسکی نسبت خدا تعالیٰ
لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا
سفارش کی اجازت دیدے اور تو اور وہاں فرشتوں کی یہ حالت ہے کہ وہ نزول فرمان کے وقت گھبرا جاتے ہیں یہاں تک کہ جب انکے دلوں سے گھبراہٹ دور کردی جاتی
مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾
ہے تو ایک دوسرے سے دریافت کرتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا حکم دیا مقربین ملائکہ جواب دیتے ہیں کہ حق بات کا حکم فرمایا اور وہی سب سے عالیشان اور بڑا ہے
قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ
آپ ان لوگوں سے پوچھئے تم کو آسمانوں سے اور زمین سے کون روزی دیتا ہے آپ ہی فرما دیجئے کہ وہ
اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾
اللہ ہے اور یقیناً ہم یا تم ضرور راہِ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں یعنی سچا فرقہ تو ایک ہی ہے
قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾
اے پیغمبر آپ فرما دیجئے تم سے ہمارے جرائم کی پرسش نہیں کی جائے گی اور تمہارے اعمال کی ہم سے بازپرس کی جائیگی
قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ
آپ کہہ دیجئے ہمارا رب ہم سب کو جمع کرے گا پھر ہم سب کے مابین انصاف کے ساتھ فیصلہ کردے گا ، اور وہی خوب

تیسیر میں فرق کردیا ہے ۔ ایک قول تو وہی ہے جس کی طرف شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے کہ جب کوئی حکم نازل ہوتا ہے تو ملائکہ میں ایک قسم کی گھبراہٹ پیدا ہوجاتی ہے اور جب آواز بند ہوجاتی ہے تو فرشتے ایک دوسرے
سے دریافت کرتے ہیں ماذا قال ربکم ۔ ملائکہ مقربین جواب دیتے ہیں کہ جو حکم جاری ہوا ہے وہ بالکل صحیح اور ٹھیک ہے ۔ دوسرے معنی وہ ہیں جو ہم نے تیسیر میں اختیار کئے ہیں کہ شفاعت کے اذن سے پہلے سب میں
گھبراہٹ ہوگی ۔ اور شفاعت کے خواہش مند اور جنکو شفاعت کا اذن ملنا ہے وہ سب گھبراہٹ میں مبتلا ہوں گے اور ایک عرصہ تک انتظار میں رہیں گے یہاں تک کہ اللہ کا حکم جاری ہوچکے گا تب ایک دوسرے سے
دریافت کریں گے کہ پروردگارِ عالم نے کیا فرمایا آپس میں ہی ایک دوسرے کو جواب دیں گے کہ جو کچھ فرمایا ہے وہ برحق ہے یعنی گناہگار مومنین کیلئے شفاعت کی اجازت مل گئی اور دین حق کے منکروں کیلئے شفاعت کو ترک
دیا گیا ۔ وما للظلمین من حمیم ولا شفیع یطاع (مومن) وہ بلند مرتبہ اور بزرگ قدر ہے ۔ اسکے حکم کو کوئی رد کرنیوالا نہیں (۲۳) اے پیغمبر آپ دلائل توحید کے سلسلے میں ان منکرین سے فرما دیجئے کہ
(باقی ص۱۹۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۸۷) تم کو آسمانوں سے اور زمین سے کون روزی دیتا ہے اور کون تمہاری رزق رسانی فرماتا ہے آپ ہی فرمایئے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے اور یقیناً ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں ؛ یعنی آسمان سے پانی برسانا اور زمین سے نباتات اُگا کر تمہارے لئے روزی مہیا کرنا کس کا کام ہے یہ بات چونکہ ایسی ہے کہ دل سب اس کو مانتے ہیں کہ یہ کام سوائے باری تعالیٰ کے اور کون کرسکتا ہے اس لئے رسول کو حکم دیا کہ آپ کہہ دیجئے وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ آگے ایک بات اور غور طلب فرمائی کہ ذرا سوچو ہم تم میں ایک نہ ایک تو حق پر ہے اور ایک نہ ایک ضرور گمراہ ہے۔ ہم باوجود اس کے حق پر ہیں پھر بھی تم کو موقع دیتے ہیں کہ اُٹھ کر غور کرو۔ یہ بھی تبلیغ و تلطیف دعوت کا ایک طریقہ ہے۔ بہرحال یہ تو ہو نہیں سکتا کہ توحید باری کے مدعی اور توحید الٰہی کے منکر دونوں حق پر ہوں یا دونوں گمراہ ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دونوں فرقے تو یکساں نہیں کہئے ایک مقرر سچا ہے ایک مقرر جھوٹا ہے تو لازم ہے کہ سوچو اور سچی بات پکڑو اس بیان کا جواب ہے جو اس زمانے میں بعضے لوگ کہتے ہیں دونوں فرقے ہمیشہ سے چلے آئے ہیں کیا ضرور جھگڑنا ۱۲ بعضے جاہل اس قسم کی صلح کن باتیں کیا کرتے ہیں اور حق و باطل کو ایک ترازو میں تولتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانے میں بھی ایسے لوگ ہوں گے اور آج کل تو ایسے نادان بہت ہیں بعض مفسرین نے اس آیت میں و کو معنی او بھی لیا ہے اور کلام کو بطریق لف و نشر مرتب کے بیان کیا ہے واللہ اعلم (۲۴) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے تم سے ہمارے جرائم کی پرسش نہیں کی جائیگی اور تم جو کرتے ہو اس کی ہم سے بازپرس نہیں کی جائے گی ؛ اس کلام میں بھی نہایت نرمی برتی ہے کہ اپنے افعال کو اجرمنا سے تعبیر کیا ہے اور مخالف کے اعمال کو عما تعملون فرمایا ہے مطلب ہے کہ تم میں سے اور ہم میں سے ہر ایک فریق اپنے اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور قیامت کے منکر یہ سمجھ بیٹھیں کہ کسی سے بازپرس نہ ہوگی اور پرسش اعمال کا کوئی دن نہ ہوگا اس لئے آگے فرمایا (۲۵) اے پیغمبر آپ یہ بھی فرما دیجئے ہمارا پروردگار ہم سب کو جمع کرے گا پھر ہم سب کے مابین ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے گا اور وہی بڑا خوب فیصلہ کرنیوالا ہے سب کا حال جانتا ہے ؛ یعنی ایک دن ضرور ایسا آنا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو سب کو جمع کریگا پھر ہم سب کے درمیان انہا فیصلہ کیسا صحیح اور حق فیصلہ فرمادیگا وہ بڑا فیصلہ کرنیوالا اور خوب فیصلہ کرنیوالا اور ہر ایک کے حال سے واقف اور جاننے والا ہے آگے پھر شرک کا رد فرمایا (۲۶) تفسیر صفحہ ہذا آپ ان سے فرمایئے جن کو تم نے اللہ تعالیٰ کا شریک بنا کر اللہ تعالیٰ کیساتھ ملا رکھا ہے انہیں ذرا مجھے بھی تو دکھلاؤ۔ ہرگز ایسا نہیں ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں ہے بلکہ وہی اللہ ہے کمال قوت اور حکمت کا مالک ؛ یعنی تم کو اللہ تعالیٰ کی قوت اور اسکے احسانات کا علم ہو چکا اور معبودان باطلہ کا عجز اور انکی بیچارگی بھی معلوم ہو چکی اور باوجود اس کے ان باطل معبودوں کو تم نے اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت میں شریک کر رکھا ہے تو اُن کو مجھ کو دکھلاؤ اور اُن کو بتاؤ تاکہ میں اُن کو دیکھوں کہ وہ کس کام ہیں تم ان خیالات سے باز آؤ اللہ تعالیٰ تو وہی یکتا اور اکیلا معبود ہے اور وہی زبردست اور بڑی حکمت کا مالک ہے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اظہار ہے (۲۷) اور ہم نے آپکو نہیں بھیجا مگر تمام لوگوں کیواسطے بشارت اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانیوالا لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ؛ تمام لوگ یعنی عرب عجم اور ہر احمر و اسود، موجود یا آئندہ آنے والے بلکہ ہر مکلف کی جانب آپ رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں خواہ وہ انسان ہوں یا جنات اتباع کرنیوالوں کو رضائے الٰہی کی خوش خبری دیتے ہیں اور نافرمانی کرنیوالوں کو ڈراتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے لیکن اکثر لوگ آپ کی بزرگی اور آپ کے مراتب علیا کی قدر و منزلت کو نہیں سمجھتے حضرت قتادہ نے مرفوعاً فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد کو عرب اور عجم یعنی سب کیطرف پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تمام لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بزرگ وہ ہے جو ان کی بہت اتباع اور پیروی کرنیوالا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمام لوگوں کیطرف بھیجا گیا ہوں خواہ وہ عرب ہوں یا عجم اور نبی صرف اپنی قوم کیطرف بھیجے جاتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرا رعب مہینہ بھر کی راہ سے دشمن پر پڑتا ہے اور مال غنیمت میری اُمت کیلئے حلال کر اور میرے لئے زمین کو مسجد اور پاک کرنیوالی مقرر کیا گیا اور میں شفاعت دیا گیا جس کو میں نے اپنی اُمت کے گناہ گاروں کے لئے قیامت تک محفوظ کر رکھا ہے، البتہ وہ شفاعت اہل شرک کو نہیں پہنچے گی۔ اللّٰہ ارزقنا محبتہ وشفاعتہ وادخلنا فی زمرۃ اتباعہ واحبائہ امین یارب العالمین آگے قیامت کے متعلق ایک اعتراض کا جواب فرمایا (۲۸) اور یہ دین حق کے منکر کہتے ہیں کہ یہ عدہ

(باقی صفحہ ۶۸۹)

الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ أَرُونِيَ الَّذِينَ أَلْحَقْتُم
فیصلہ کرنیوالا سب کے حال سے باخبر ہے آپ ان سے فرمایئے جنکو تم نے خدا کا شریک بنا کر خدا کیساتھ ملا رکھا ہے
بِهِ شُرَكَاءَ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾
انہیں ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ، ہرگز اُس کا کوئی شریک نہیں ہے بلکہ وہی اللہ ہے کمال قوت و کمال حکمت کا مالک
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا
اور اے پیغمبر ہم نے آپکو تمام لوگوں کے واسطے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے
وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقُولُونَ
لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے - اور جو لوگ منکر ہیں وہ یوں کہتے ہیں
مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٩﴾ قُل لَّكُم
کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدۂ عذاب و ثواب کب پورا ہو گا- آپ فرما دیجئے تمہارے لئے
مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا
ایک دن کا وعدہ مقرر ہے تم اس دن سے نہ گھڑی بھر پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ گھڑی بھر
تَسْتَقْدِمُونَ ﴿٣٠﴾ ع وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن
آگے بڑھ سکتے ہو۔ اور کفار قریش کہتے ہیں کہ ہم ہرگز
نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ
اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اُس سے پہلی کتابوں پر
وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ
اور کاش آپ ان کی حالت کو اس وقت ملاحظہ کرتے جب یہ ظالم اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے
يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ ج يَقُولُ الَّذِينَ
ان میں سے ایک دوسرے پر بات کو ڈالتا ہو گا- کم زور یعنی
اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا
ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم یقیناً

ع ۹

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۸۸) تو اب کب پورا ہوگا اگر تم سچے ہو تو بتاؤ ۔ یعنی قیامت کب آئے گی اور یہ فیصلے کب ہوں گے (۲۹) آپ اُن سے فرما دیجئے تمہارے لئے وعدہ کا ایک دن مقرر ہے ۔ اس دن سے نہ گھڑی بھر پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ گھڑی بھر آگے بڑھ سکتے ہو ۔ یعنی گو اس قیامت کا وقت نہ بتایا جائے مگر وہ آئے گی ضرور وہ دن جس کا علم الٰہی میں مقرر ہے ، اُس دن سے نہ تم پیش قدمی کر سکتے ہو نہ اس دن کو موخر کرنا تمہارے لئے ممکن ہے اُس دن سے مراد قیامت کا دن ہے ۔ ضحاکؒ فرماتے ہیں موت کا دن ۔ بہرحال موت بھی اگر مراد لی جاتی تو وہ بھی مرنیوالے کی قیامت ہی ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من مات فقد قامت قیامتہ یعنی جو شخص مرگیا تو اُس کی قیامت تو قائم ہوگئی (۳۰) اور دینِ حق کے منکروں نے یوں کہا کہ ہم ہرگز اس قرآن پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر ایمان لائیں گے ۔ اور کاش اے مخاطب تو ان منکروں کی حالت اُس وقت دیکھتا جبکہ یہ ظالم اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ایک دوسرے پر بات کو پلٹ رہے ہوں گے تو تجھ کو بڑا عجیب معلوم ہو جو لوگ کمزور اور تابع تھے وہ بڑائی کرنیوالوں سے کہیں گے

مُؤْمِنِينَ ﴿۳۱﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا

ایمان دار ہوتے۔ یہ بڑے لوگ اُن ادنیٰ درجے کے لوگوں کو جواب دیں گے کیا ہم نے تمکو

أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ

اس ہدایت کے قبول کرنے سے بعد اس کے کہ وہ ہدایت تم کو پہونچ چکی تھی رُوکا تھا۔ نہیں بلکہ تم ہی

كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا

خود قصور وار ہو - اس پر ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے لوگوں سے یوں

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ

کہیں گے نہیں بلکہ تمہاری ہی رات دن کی پُرفریب تدبیروں نے ہم کو روکا تھا جب

تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَ

تم ہم سے یہ فرمائش کیا کرتے تھے کہ ہم خدا کے ساتھ کفر کریں اور ہم دوسروں کو خدا کا ہمسر ٹھہرائیں۔ اور

أَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ

جب یہ لوگ عذاب کو دیکھیں گے تو اپنی پشیمانی کو چھپائیں گے اور ہم اُن لوگوں کی گردنوں میں

فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا

جو کفر کرتے رہے طوق ڈال دیں گے اُن لوگوں کو بس وہی سزا دی جائے گی جو کچھ وہ

يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ

کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانیوالا رسول نہیں بھیجا مگر اُس بستی کے خوش عیش

مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿۳۴﴾ وَقَالُوا نَحْنُ

لوگوں نے پیغمبروں سے یہی کہا کہ جو پیغام تم دیکر بھیجے گئے ہو ہم اس پیغام کے منکر ہیں اور یہ خوش عیش لوگ یہ بھی

أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۳۵﴾ قُلْ إِنَّ

کہتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کبھی عذاب دیئے جانے والے نہیں۔ آپ فرما دیجئے میرا

رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

پروردگار جس کیلئے چاہتا ہے روزی کشادہ کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگی روزی دیتا ہے لیکن اکثر

ع ۴ / ۱

اگر تم نہ ہوتے تو ہم یقیناً ایمان دار ہوتے ۔ یعنی کفارِ قریش یوں کہتے ہیں نہ ہم قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ دوسری کتب سماویہ پر ایمان لائیں گے کیونکہ دیگر کتب سماویہ میں بھی اس آخری کتاب یعنی قرآن کا ذکر ہے اس لئے ہم کسی بھی آسمانی کتاب پر ایمان نہیں لائیں گے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے یا عام مخاطب کو خطاب فرمایا ہے مفسروں کے دونوں قول ہیں اسلئے ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں قول اختیار کرلئے ہیں جب یہ ظالم اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے آپس میں سوال و جواب تو تو میں میں کر رہے ہوں گے ایک دوسرے پر بات کو لوٹا رہے ہوں گے چنانچہ دنیا میں وہ لوگ جو کمزور اور دبے ہوئے تھے وہ سرکشوں اور سرداروں اور چودھریوں سے کہہ رہے ہوں گے اگر تم نہ ہوتے اور تمہارا دباؤ نہ ہوتا تو ہم اسلام قبول کرلیتے اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہوتے آگے مستکبرین کا جواب ہے (۳۱) تفسیر صفحہ ہٰذا بڑائی کرنیوالے اُن کمزوروں کو جواب دیں گے کیوں غلط بات کہہ رہے ہو کیا ہم نے تم کو اس ہدایت کو قبول کرنے سے بعد اُس کے کہ وہ ہدایت تمکو پہنچ چکی تھی روکا تھا؟ نہیں بلکہ تم خود ہی مجرم اور قصوروار تھے ۔ یعنی ہم نے تمکو اسلامی ہدایت کے قبول کرنے سے کیا زبردستی روکا تھا ہم پر اپنے اسلام نہ قبول کرنیکا کیوں الزام رکھتے ہو اپنے جرم کا خود کیوں نہیں اعتراف کرتے ہم نے تم پر کوئی زور یا زبردستی نہیں کی (۳۲) اس پر وہ کمزور اور ادنیٰ درجے کے لوگ اُن بڑائی کرنیوالوں سے کہیں گے اور جواب دیں گے نہیں بلکہ تمہاری ہی رات دن کی پُرفریب تدبیر دل اور ریشہ دوانیوں نے ہم کو روکا تھا جب تم ہم سے یہ فرمائش کیا کرتے تھے اور یہ مشورہ دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں اور ہم دوسروں کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر ٹھہرائیں اور جب یہ لوگ عذاب کا معاینہ کریں گے اور جب تابع اور متبوع عذاب کو دیکھیں گے تو اپنی ندامت اور پشیمانی کو چھپانے کی کوشش کریں گے اور دل ہی دل میں پچھتائیں گے اور ہم اُن لوگوں کی گردنوں میں جو کفر کرتے رہے طوق ڈالدیں گے اُن لوگوں کو اُنہی اعمال کی سزا دیجائیگی جو وہ کیا کرتے تھے ۔ یعنی سوال و جواب کے سلسلہ میں یہ کمزور اور ناتواں لوگ مستکبرین کو جواب دیں گے کہ زور اور زبردستی نہ بھی کی ہو تمہاری ان ریشہ دوانیوں اور پُرفریب تدبیروں نے تو روکا جو تم دن رات کیا کرتے تھے کہ ہم کسی طرح اسلام نہ قبول کرلیں اور خود ہم سے کہا بھی کرتے تھے اور ہم سے فرمائش بھی کیا کرتے تھے کہ ہم کفر پر

قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک اور سہیم قرار دیں اور دوسروں کو اس کا ہمسر بنائیں ۔ اور جب یہ دونوں فریق عذاب کو دیکھیں گے تو چپکے چپکے نادم و پشیمان ہوں گے اور ایک دوسرے سے پشیمانی کو چھپائیں گے مستکبرین اپنی حرکات پر نادم ہوں گے کہ ہم نے ان غریب لوگوں کی راہ میں مشکلات پیدا کیں اور مستضعفین یوں شرمندہ ہوں گے کہ ہم نے ان کا کہنا کیوں مانا اور اپنی رائے سے حق قبول کیوں نہ کیا آگے سزا کا ذکر ہے کہ مجرموں کی مشکیں کس کر گلے میں بھاری بھاری طوق ڈال دیئے جائیں گے اور تابع یعنی کمزور اور متبوع یعنی بڑائی کرنیوالے سب ہی عذاب کے مستحق ہوں گے هل یجزون الا ما کانوا یعملون بدلا نہیں دیا جاے گا مگر انہی اعمال کا جن کا ارتکاب کیا کرتے تھے ۔ آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے (۳۳) اور ہم نے کسی بستی میں کوئی رسول ڈرانیوالا نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس بستی کے مرفہ الحال اور خوش عیش لوگوں نے ان پیغمبروں سے یہی کہا کہ جو پیغام تم دیکر بھیجے گئے ہو ہم اس پیغام کے منکر اور نا معتقد ہیں ۔ یعنی یہ کفر و انکار کا طریقہ صرف آپ ہی کو پیش نہیں آرہا ہے ۔ بلکہ ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ جب کوئی پیغمبر کسی بستی میں آتا ہے تو وہاں کے

(باقی صفحہ ۶۹۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٨٩) خوش حال لوگ اُس کی تبلیغ اور اُس کے لائے ہوئے احکام کا انکار کرتے ہیں (٣٤) اور یہ خوش حال لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کبھی عذاب دیئے جانیوالے نہیں ۞ یعنی ہم مال میں بھی تم سے زیادہ اور اولاد میں بھی تم سے زیادہ اور ہم کو کبھی عذاب نہ ہوگا یہ الفاظ شاید مسلمانوں سے کہا کرتے ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ پیغمبروں سے کہتے ہوں (٣٥) آپ فرما دیجئے میرا پروردگار جس کے لئے چاہتا ہے روزی کشادہ کردیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے اور تنگ تلی روزی دیتا ہے لیکن اکثر لوگ اس تقسیم کی مصلحت کو نہیں جانتے ۞ یعنی روزی کا کم وبیش ہونا کچھ بزرگی اور مرتبے کی یا حق پر ہونے کی بات نہیں کہ اس سے خوش حال لوگ اپنی صداقت پر دلیل پکڑیں بلکہ روزی کی تقسیم اور اس میں کمی وبیشی اللہ تعالیٰ کی دوسری مصلحتوں اور دوسری حکمتوں پر مبنی ہے کبھی نافرمان غنی ہوتا ہے اور فرماں بردار فقیر اور اسکا عکس لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ نحن اکثر اموالا و اولادا اور اس سے یہ نتیجہ نکالنا بھی باطل ہے کہ کثرت مال و اولاد عذاب الٰہی سے بچالے گی (٣٦) تفسیر صفحہ ہٰذا اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایسی

الناس لا يعلمون ﴿٣٦﴾ وما اموالكم ولا اولادكم
لوگ اس کو نہیں جانتے ۔ اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد وہ چیزیں نہیں ہیں
بالتي تقربكم عندنا زلفى الا من امن وعمل
جو تم کو درجے میں ہمارا مقرب بنادیں مگر ہاں جو ایمان لائے اور نیک عمل
صالحا فاولئك لهم جزاء الضعف بما عملوا وهم
کرتا رہے سو ایسے لوگوں کو ان کے اعمال کا دوگنا صلہ ملے گا اور وہ
في الغرفت امنون ﴿٣٧﴾ والذين يسعون في ايتنا
بالاخانوں میں بے خوف ہوں گے ۔ اور جو لوگ ہمارے ہرانے کو ہماری آیتوں کیخلاف دوڑے
معجزين اولئك في العذاب محضرون ﴿٣٨﴾ قل ان
دوڑے پھرتے ہیں تو وہ لوگ گرفتار کرکے عذاب میں لائے جائیں گے ۔ اے پیغمبر آپ فرمادیجئے کہ
ربي يبسط الرزق لمن يشاء من عباده ويقدر
میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جسکی روزی چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے تنگ تلی روزی دیتا ہے
له وما انفقتم من شيء فهو يخلفه وهو خير
اور تم جو چیز بھی خیرات کروگے خدا تم کو اس کا عوض عطا فرمائیگا اور وہ سب روزی دینے والوں سے بہتر
الرزقين ﴿٣٩﴾ ويوم يحشرهم جميعا ثم يقول
روزی دینے والا ہے ۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن خدا ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے
للملئكة اهؤلاء اياكم كانوا يعبدون ﴿٤٠﴾ قالوا
فرمائے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے ۔ فرشتے عرض کریں گے
سبحنك انت ولينا من دونهم بل كانوا يعبدون
اے خدا تو جملہ عیوب سے پاک ہے، ہمارا کارساز تو تو ہی ہے نہ کہ یہ لوگ بلکہ اصل قصہ یہ ہے کہ یہ لوگ شیاطین کی پرستش
الجن اكثرهم بهم مؤمنون ﴿٤١﴾ فاليوم لا يملك
کیا کرتے تھے اور ان میں سے اکثر انہی شیاطین پر اعتقاد رکھتے تھے ۔ سو آج تم میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہونچانے کا

٤٤ / ٢

ع ٤ / ١٠

چیزیں نہیں ہیں جو درجے اور مرتبے میں تم کو ہم سے قریب کردیں اور تم کو ہمارا مقرب بنادیں مگر ہاں جو شخص ایمان لائے اور نیک عمل کرتا ہے تو یہ ایمان اور عمل صالح بیشک ہم سے قریب ہونے اور ہمارے مقرب ہونے کا ذریعہ اور سبب ہیں سو ایسے لوگوں کو ان کے اعمال کا دوگنا یعنی عمل سے زیادہ صلہ ملے گا اور وہ جنت کے بالاخانوں میں بے خوف بیٹھے ہونگے ۞ یعنی جو لوگ کثرت اموال و اولاد پر نازاں ہوکر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اموال و اولاد ہم کو خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں مقرب بنادیں گے اُن کی غلطی اور جہالت کا اظہار فرمایا اور بتایا کہ اصل چیزیں تو ایمان اور عمل صالح ہیں جو ہم سے قریب کرتے اور ایک انسان کو ہمارا پسندیدہ بناتے ہیں ۔ دُگنے کا یہ مطلب ہے کہ عمل سے زیادہ بدلا پائیں گے خواہ وہ دوگنا ہو یا دوگنے سے زیادہ ہو، اگر دل میں ایمان نہیں اور نہ نیک اعمال کا جذبہ تو مال اور اولاد بیکار ہیں اور اُن کا کوئی نفع نہیں البتہ ایمان ہو اور نیک عمل ہو پھر مال نیک کاموں میں خرچ کیا جائے اور اولاد کو اچھی تربیت دی جائے اور وہ ماں باپ کی مغفرت کیلئے دعا کریں تو فائدہ پہونچ سکتا ہے غرفات میں پُرامن ہوں گے ۔ حدیث میں آتا ہے ان فی الجنۃ غرفا یری ظاھرھا من باطنھا وباطنھا من ظاھرھا ۔ یعنی جنت میں کچھ بالاخانے ہیں جو اپنی صفائی کے اعتبار سے اتنے شفاف ہیں جن کے اندر سے باہر کی تمام چیزیں نظر آتی ہیں اور باہر سے اندر کی تمام چیزیں دکھائی دیتی ہیں یہ بالاخانے ان مسلمانوں کے لئے ہیں جو نرم کلام کرتے ہیں اور فقراء کو کھانا کھلاتے ہیں اور پے درپے روزے رکھتے ہیں اور راتیں جب لوگ سوتے ہیں تو وہ نماز پڑھتے ہیں یعنی تہجد کی نماز پڑھا کرتے ہیں (٣٧) اور جو لوگ ہمارے ہرانے اور عاجز کرنے کو ہماری آیتوں کیخلاف کوشش کرتے اور دوڑے دوڑے پھرتے ہیں تو وہ لوگ گرفتار کرکے عذاب میں لائے جائیں گے ۞ یعنی ہماری آیتوں کے خلاف ان آیات کو باطل ٹھہرانے کی کوشش کرتے ہیں اور ہم کو یا ہمارے پیغمبر کو عاجز کرنا چاہتے ہیں اُن کیلئے یہ وعید فرمائی آگے پھر رزق کی کشادگی اور تنگی کا ذکر فرماتے ہیں شاید اس میں مسلمانوں کو سمجھانا ہے جیسا کہ وما انفقتم سے سمجھ میں آتا ہے اور اس توجیہ سے تکرار کا شبہ بھی مندفع ہوجاتا ہے (٣٨) اے پیغمبر آپ فرمادیجئے کہ میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے روزی کو فراخ اور کشادہ کردیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کردیتا ہے اور تنگ تلی روزی دیتا ہے اور تم جو چیز بھی خیرات کروگے اللہ تعالیٰ تم کو اس کا عوض اور بدلا عنایت فرمائے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ۞ یعنی روزی کی فراخی اور تنگی حضرت حق تعالیٰ کی مشیت پر ہے روزی کی تنگی اور فراخی کا تعلق حق وباطل سے نہیں ہے بلکہ اُس کی حکمت اور مصلحت دوسری ہے ۔ جو مسلمان ایسے مواقع میں خرچ کرتے ہیں جہاں خرچ کرنا حضرت حق کو پسندیدہ ہے تو اللہ تعالیٰ اُن کو اُس مال کا صلہ عطا فرماتا ہے یعنی دنیا میں یا آخرت میں وہ سب روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے یعنی اگر یہاں کوئی مجازی طور پر کسی کو کچھ دیتا بھی ہے تو وہ بھی حق تعالیٰ کے دیئے ہوئے میں سے دیتا ہے اس لئے وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے (٣٩) اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو میدان قیامت میں جمع فرمائے گا پھر فرشتوں سے ارشاد فرمائیگا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے اور تم کو پوجتے تھے ۞ یعنی کیا تمہاری رضامندی اور تمہاری اجازت سے تم کو پوجتے تھے کیونکہ اکثر مشرکین (باقی ص ٦٩١ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۹۰) فرشتوں کو روحانی قوت سمجھ کر پوجتے تھے بعض کواکب پرست فرشتوں کو ستاروں کی روح سمجھ کر پوجتے تھے۔ حق تعالیٰ کے اس سوال پر فرشتے عرض کریں گے (۴۰) وہ فرشتے جواب دیں گے اے خدا تو تمام عیوب سے پاک ہے ہمارا کارساز تو تو ہی ہے اور ہمارا تعلق تو محض آپ ہی سے ہے نہ کہ ان لوگوں سے بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ شیاطین کی پرستش کیا کرتے تھے اور ان میں سے اکثر انہی شیاطین پر اعتقاد رکھتے تھے ۔ یعنی آپ تمام عیوب سے جس میں شرک کا عیب بھی داخل ہے پاک اور منزہ ہیں ، ہمارا تو ہی کارساز ہے ان سے ہمارا کوئی تعلق اور واسطہ نہ تھا ۔ نہ ہم ان کے فعل سے راضی تھے ۔ نہ یہ ہمارے مطیع تھے ۔ ہم تو خود ہی آپ کے مطیع اور فرماں بردار تھے ۔ بلکہ یہ لوگ شیاطین کی پوجا کیا کرتے تھے کیونکہ وہی ان کو شرک کی ترغیب دیا کرتے تھے اور ان کے شرکا نہ افعال سے شیاطین راضی تھے ۔ اس لئے وہی ان کے معبود تھے ، اور یہ لوگ قصداً بھی انہی شیاطین کے معتقد تھے جیسا کہ انشاءاللہ سورہ جن میں آجائیگا وانہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن ۔ بہرحال مشرکوں نے جو امیدیں فرشتوں سے قائم کر رکھی تھیں وہ فرشتوں کا جواب سنکر مایوس ہو جائیں گے ، آگے اُن جھوٹے عابدین اور باطل معبودین کی بےبسی کا اظہار فرمایا (۴۱) تفسیر صفحہ ہذا بہرحال آج تم میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ کوئی کسی کو نقصان اور ضرر پہونچانے کا اختیار رکھتا ہے اور ہم ان لوگوں سے جنہوں نے ظلم اور ناانصافی کا ارتکاب کیا تھا فرمائیں گے کہ جس آگ کے عذاب کی تم تکذیب کیا کرتے تھے اُس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو ۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں ان معبودان باطلہ کی عبادت پر نازاں تھے اور فرشتوں کی اور شیاطین کی سفارشوں اور شفاعت پر بھروسہ اور گھمنڈ رکھتے تھے ۔ اُس کی حقیقت فالیوم لا یملک فرما کر آشکارا کر دی گئی کہ نہ پوجا کرنیوالوں کو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی کو ان معبودوں میں سے کوئی نفع یا ضرر پہونچا سکیں اور نہ ان فرضی معبودوں ہی کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنے پجاریوں کو کوئی نفع یا نقصان پہونچا سکیں اور ظاہر ہے کہ جب معبودوں کو اختیار نہیں تو پوجا کرنیوالوں کو اختیار کہاں ؟ پھر یہ بھی ارشاد ہوگا کہ جس جہنم کے عذاب کو جھوٹا کہا کرتے تھے اُس جہنم کے عذاب کا مزہ چکھو آگے ان منکرین دین حق کی بعض اور سوقیانہ اور احمقانہ باتوں کا ذکر فرمایا (۴۲) اور ان منکرین دین حق کے سامنے جب ہماری واضح اور روشن آیات پڑھی جاتی ہیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ منکر لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں محض ایک آدمی ہے جو یہ چاہتا ہے کہ تم کو ان چیزوں کی پرستش اور ان معبودوں کی پوجا سے روک دے اور باز رکھے جن کو تمہارے بڑے بوڑھے اور تمہارے باپ دادا پوجا کرتے تھے اور قرآن کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ قرآن کچھ نہیں محض ایک جھوٹ ہے گھڑا ہوا اور یہ منکر اس امر حق کے متعلق جب وہ امر حق اُن کے پاس پہونچا یوں کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں صرف ایک صریح جادو ہے ۔ یعنی نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور خدا کا فرستادہ مانتے ہیں آپ کی نبوت سے انکار کرتے ہیں بلکہ یوں کہتے ہیں یہ ایک آدمی ہے جس کا منشا صرف یہ ہے کہ وہ ہم کو اُن معبودوں کی پوجا سے باز رکھے جن کو ہمارے پرانے باپ دادا پوجتے آئے ہیں ، گویا ایک آدمی خود بخود ویسے ہی کھڑا ہو گیا بڑوں کی قائم کردہ رسم کو مٹانے کو ۔ اسی طرح قرآن کو اللہ تعالیٰ کا کلام نہیں مانتے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ اس شخص نے خود ہی گھڑا ہے اور خدا کی طرف جھوٹی نسبت کر دی ہے اسلئے قرآن کو افک مفتری کہتے ہیں یعنی جھوٹ گھڑا ہوا ۔ اور امر نبوت جو سراسر حق ہے اسمیں سے کوئی بات بھی جب

۵
ع
۹

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا ضَرًّا ۖ وَنَقُولُ لِلَّذِينَ

اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہونچانے کا اور ہم اُن لوگوں سے جو ظلم کے مرتکب ہوتے

ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ ﴿٤٢﴾

تھے کہیں گے کہ اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے ۔

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا رَجُلٌ

اور جب ان کفار کے روبرو ہماری کھلی کھلی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ کچھ نہیں محض ایک آدمی ہے

يُرِيدُ أَن يَصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُكُمْ وَ

جو یہ چاہتا ہے کہ تم کو ان چیزوں کی پرستش سے روک دے جن کی پرستش تمہارے بڑے بوڑھے کیا کرتے تھے

قَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ مُّفْتَرًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کچھ نہیں محض ایک جھوٹ ہے گھڑا ہوا ۔ اور ان کافروں نے اس امر حق یعنی قرآن کی نسبت

لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٣﴾ وَمَا

جب وہ ان کے پاس پہونچا یوں کہا کہ یہ قرآن محض ایک صریح جادو ہے ۔ اور ہم نے

آتَيْنَاهُم مِّن كُتُبٍ يَدْرُسُونَهَا ۖ وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ

ان کفار مکہ کو نہ تو آسمانی کتابیں دی تھیں جن کو یہ پڑھتے پڑھاتے ہوں اور نہ آپ سے پہلے ان کی طرف

قَبْلَكَ مِن نَّذِيرٍ ﴿٤٤﴾ وَكَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَمَا

کوئی ڈرانے والا ہی بھیجا تھا ۔ اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا تھا اور جو کچھ

بَلَغُوا مِعْشَارَ مَا آتَيْنَاهُمْ فَكَذَّبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ

سازوسامان ہم نے ان لوگوں کو دیا تھا اسکے دسویں حصہ کو بھی کفار مکہ نہیں پہنچے غرض ان لوگوں نے میرے رسولوں کو جھٹلایا سو دیکھ لو

نَكِيرِ ﴿٤٥﴾ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُم بِوَاحِدَةٍ ۖ أَن تَقُومُوا لِلَّهِ

میرا انکار کا نتیجہ ان کے حق میں کیسا ہوا اے پیغمبر آپ ان سے کہیے میں تم کو صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں وہ یہ کہ تم خدا

مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُم مِّن جِنَّةٍ ۚ

کے واسطے دو دو ملکر اور تنہا تنہا کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو کہ تمہارے اس رفیق یعنی رسول کو کچھ جنون نہیں ہے

ان کے سامنے آتی ہے خواہ کوئی معجزہ ہو یا قرآن کی آیت ہو یا کوئی معقول بات ہو جب وہ امر حق ان کے سامنے پیش ہوا تو اس کو یہ جادو کہتے ہیں حالانکہ ان کو تو ایسی حالت میں کہ عرصے سے انبیاء کی صحبتوں سے محروم ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور صحبت کو غنیمت سمجھنا چاہئے تھا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۴۳) اور نہ تو ہم نے ان اہل عرب کو آسمانی کتابیں دی تھیں جن کو یہ پڑھتے پڑھاتے ہوں اور نہ آپ سے پہلے ان کے پاس کوئی ڈرانے والا ہی آیا تھا ۔ یعنی جس طرح بنی اسرائیل میں توریت اور انجیل وغیرہ کتابیں نازل ہوئیں اور مختلف علاقوں میں انبیاء آتے رہے اہل عرب میں یہ دستور نہیں رہا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد کوئی رسول بھی نہیں آیا تا آنکہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اُن پر قرآن نازل ہوا ۔ تو ایک عرصہ کے بعد ان کو اس نعمت سے نوازا گیا تو ان کو اس کی قدر کرنی چاہئے تھی لیکن یہ بجائے قدر کے ناشکری پر آمادہ ہو گئے تو اس سے بڑھ کر ان کی اور کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے آگے پیغمبروں کے جھٹلانیوالوں کا انجام فرمایا (۴۴) اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا تھا (باقی صفحہ ۶۹۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۹۱) اور اُن کی حالت یہ تھی کہ جو ساز و سامان ہم نے اُن کو دیا تھا اس کے دسویں حصّہ کو بھی یہ کفار مکہ نہیں پہنچے غرض ان لوگوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی اور جھٹلایا پھر دیکھ لو میرے انکار کا انجام
ان کے حق میں کیسا ہوا:۔ مطلب یہ ہے کہ تم سے پہلی قومیں ہر اعتبار میں تم سے کہیں زیادہ تھیں، قوت، شوکت۔ سامان عیش و ترف۔ حاشیہ نشینوں کی کثرت وغیرہ اُن کے مقابلہ میں تمہارے پاس تو دسواں حصہ بھی نہیں
ہے۔ مال متاع کی کمی حمایتیوں کی قوت کم۔ عمریں پہلوں سے کم۔ جب ہم نے ان سابقہ قوموں کو پیغمبروں کی تکذیب کے باعث نہیں چھوڑا اور تباہی کے گھاٹ اُتار دیا تو تم کس گنتی اور شمار میں ہو۔ وما بلغوا معشار
ما اتینٰھم میں مفسرین کے چار قول ہیں ہم نے مشہور قول اختیار کر لیا ہے اگر تطویل کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم چاروں اقوال پر بحث کرتے۔ ایک قول ان اقوال میں سے یہ ہے کہ جو حجت اور دلیل۔ اور علم بیان اِس اُمت
کو دیا گیا ہے اُس کا دسواں حصّہ بھی ان کو نہیں دیا گیا پھر جب رسول کی مخالفت سے اُن کو برباد کیا گیا تو تم تو اُن سے زیادہ ذمہ دار ہو اپنی قابلیت کی بنا پر تم سوچو کہ تمہارا انجام کیا ہوگا واللہ اعلم (۴۵) اے پیغمبر

إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُم بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۝٤٦
وہ تو تم کو صرف ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانے والا ہے
قُلْ مَا سَأَلْتُكُم مِّنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى
آپ ان سے فرما دیجئے اگر میں نے تبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ طلب کیا ہو تو وہ تمہارا ہی ہے میرا اجر تو بس اللہ ہی کے
اللَّهِ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝٤٧ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَقْذِفُ
ذمہ ہے اور وہی ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے۔ آپ کہہ دیجئے میرا رب امرِ حق کو ڈالتا ہے یعنی انبیاء کے
بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝٤٨ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ
قلوب میں وہ غیب کی سب باتوں کا خوب جاننے والا ہے۔ آپ کہہ دیجئے دینِ حق آ پہونچا اور باطل نہ کسی کو
الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ۝٤٩ قُلْ إِن ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ
پیدا کرے اور نہ کسی کو پھیر کر لائے۔ اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے اگر میں گمراہ ہو جاؤں تو بس میں اپنے ہی بُرے کو گمراہی
عَلَىٰ نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي
اختیار کروں گا اور اگر میں راہ پر ہوں تو یہ اُس قرآن کی وجہ سے ہے جو میرا رب میری جانب بھیجتا ہے
إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۝٥٠ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا
بیشک وہ بڑا سننے والا اور بہت قریب ہے۔ اور اے پیغمبر کاش آپ ان کافروں کی اس حالت کو ملاحظہ کرتے کہ جب سخت گھبرائے ہوئے ہونگے
فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۝٥١ وَقَالُوا آمَنَّا
اور کہیں بھاگ کر بچ بھی نہ سکتے ہوں گے اور پاس کے پاس ہی سے پکڑ لئے جائیں گے۔ اور یوں کہتے ہوں گے کہ
بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝٥٢
ہم دینِ حق پر ایمان لائے۔ اور بھلا اتنی دور جگہ سے اب ان کا ہاتھ ایمان کو کہاں حاصل کر سکتا ہے
وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِن قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ
حالانکہ پہلے اِس امرِ حق سے منکر تھے۔ اور دور دراز جگہ سے بن دیکھے
بِالْغَيْبِ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝٥٣ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ
نشانے پر تیر پھینکا کرتے تھے۔ اور ان کے اور ان کی خواہشات کے مابین اسی طرح روک کر دی جائیگی

آپ ان سے فرمائیے میں تو تم کو صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں اور تم کو ایک ہی بات سمجھاتا ہوں وہ بات یہ کہ تم محض اللہ تعالیٰ کیواسطے دو دو مل کر اور تنہا تنہا کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو کہ تمہارے اس رفیق یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ جنون نہیں ہے۔ تفسیر صفحہ ہذا وہ تو تم کو صرف ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے ڈرانیوالا ہے یعنی غور و فکر کا ایک طریقہ تعلیم فرمایا کہ کسی بڑے اجتماع میں صحیح غور و فکر کا موقعہ میسر نہیں آتا تم نیک نیتی کیساتھ تعصب اور ہٹ دھرمی سے بلند ہو کر سوچو اور سمجھو، دو دو آدمی ملکر اسپر آمادہ ہو جاؤ اور ایک ایک بھی غور کر دیعنی تنہا تنہا بیٹھ کر سوچو ان تقوموا کا یہ مطلب نہیں کہ کھڑے ہو کر غور کرو بلکہ مطلب یہ کہ تم لوگ یہ طریقہ اختیار کرنے پر مستعد اور آمادہ ہو جاؤ اگر تم نے محض اللہ تعالیٰ کیلئے یہ کام کیا اور علیحدہ بیٹھ کر غور و فکر کیا تو حضرت حق تعالیٰ کیجانب سے تمہاری رہنمائی ہوگی اور صحیح راہ تمہاری سمجھ میں آجائے گی اور تم جان لوگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون اور دیوانگی نہیں ہے اور نہ مجنون کا ایسا کلام ہوتا ہے اور نہ اس کلام کے مماثل کوئی دیوانہ کلام کر سکتا ہے۔ آگے آنیوالے عذاب سے مراد قیامت اور اُس کا عذاب ہے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا۔ بعثت بین یدی الساعۃ یعنی میں قیامت سے آگے بھیجا گیا ہوں۔ اس آیت میں غور و فکر کی تاکید ہے اور نتیجے کے اعتبار سے یہ طریقہ مفید ہے (۴۶) اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے جو کچھ اس تبلیغ پر میں نے تم سے اُجرت اور معاوضہ طلب کیا ہو تو وہ تمہارا اور تمہارے لئے ہے۔ میرا اجر تو بس اللہ تعالیٰ ہی پر ہے وہ ہر چیز سے خبردار اور ہر چیز پر حاضر و ناظر ہے:۔ یعنی کسی قسم کا معاوضہ خواہ وہ اعیان کی شکل میں ہو یا اعراض کی شکل میں۔ وہ سب تمہارا۔ جیسے ہمارے ہاں بھی محاورہ ہے کہ میں نے کچھ لیا ہو تو وہ تم لے لو مبالغہ کے طور پر یہ بات کہی جاتی ہے جب کسی قسم کا کوئی ذاتی نفع مقصود ہی نہیں ہے تو لینا دینا کیسا۔ اور یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ تبلیغ محض خدا کے واسطے تھی اس تبلیغ پر کوئی نقد یا سامان وصول کرنا مقصود ہی نہ تھا اس لئے فرمایا میرا نیگ اور ثواب تو اللہ تعالیٰ پر ہے وہی مجھ کو صلہ دے گا اور وہ ہر چیز پر مطلع اور خبردار ہے اگر کوئی چیز میں لیتا ہوں تو وہ خوب جانتا ہے آگے حق کا غالب ہونا اور دینِ حق کے غلبے کا ذکر ہے (۴۷) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ میرا پروردگار امرِ حق کو اور سچی بات کو ڈالتا ہے اور وحی راست کو اُتارتا ہے۔ اور وہ تمام چھپی چیزوں کو خوب جاننے والا ہے:۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ امرِ حق کو اور دینِ حق کو اُتارتا ہے اور میں اس کے بندوں تک پہونچاتا ہوں یا یہ مطلب کہ وہی امرِ حق کو باطل پر غالب کرتا ہے جیسا کہ سورۂ انبیاء میں ہم عرض کر چکے ہیں۔ قذف کے معنی اگرچہ تیر پھینکنے کے ہیں لیکن قرآن میں عام طور سے القا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ وقذف فی قلوبھم الرعب۔ اور ان اقذفیہ فی التابوت۔ ہم نے تیسیر میں دونوں معنی کو واضح کر دیا ہے اور وہی غیب کی تمام باتوں کو خوب جاننے والا ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اُوپر سے اُتارتا ہے (۴۸) اے پیغمبر آپ فرمادیجئے دینِ حق آپہنچا اور باطل نہ کسی کو ابتداءً پیدا کرے اور نہ دوبارہ پیدا کرے:۔ باطل سے مراد یا تو صنم ہے یا شیطان ہے یعنی ابتداءً کسی چیز کو پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اُس کو قیامت میں دوبارہ پیدا کرنا یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے غیر اللہ میں سے کسی کا کام نہیں خواہ وہ شیطان ہو یا بت ہو۔ صاحب مدارک نے ایک اور معنی کی طرف بھی اشارہ کیا ہے یعنی حق آگیا اور باطل گیا گزرا ہو گیا جیسا کہ فرمایا جاء الحق وزھق الباطل۔ مطلب یہ ہے کہ باطل کا بطلان خوب کھل گیا اور ظاہر ہو گیا یہ مطلب نہیں کہ باطل کو کبھی عارضی غلبہ بھی نہ ہوگا۔
(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور اُن کے اور اُن کی خواہشات کے مابین اُسی طرح روک اور آڑ کر دی جائے گی جس طرح اُن لوگوں کی آرزوؤں کے مابین آڑ کر دی جائے گی جو ان کے ہم مذہب اور ہم مشرب ان سے پہلے ہو گزرے ہیں کیونکہ یہ سب لوگ ایک ایسے شک میں مبتلا تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا: مطلب یہ ہے کہ ان کیساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو دوسرے منکروں کے ساتھ سلوک ہوا ہے یعنی جس طرح تمام نعمتوں سے وہ محروم کئے گئے اسی طرح یہ بھی تمام نعمتوں سے محروم کر دیئے جائیں گے ان کی خواہشات کے مابین روک کر دیجائیگی خواہ وہ خواہش ایمان لانے کی ہو یا دُنیا میں واپس جانے کی ہو، یا ٹھنڈے پانی کی آرزو ہو جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ٹھنڈا پانی پی کر یہ آیت پڑھی ما یشتھون عام ہے جس سے ہر قسم کی خواہش مراد ہو سکتی ہے چونکہ ان سے پہلے بھی اس قماش کے لوگ یہی حرکت کرتے تھے اور یہی حرکت کفارِ مکہ بھی کر رہے ہیں جو سزا ان کو دی گئی وہی ان کو دی جائے گی، کیونکہ وہ لوگ بھی اسی قسم کے لغو شبہات و شکوک میں مبتلا تھے۔ جس قسم کے شک اور قلق میں یہ مبتلا ہیں (۵۴) الحمد للہ تم تفسیر سورۃ السبا۔

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِم
جس طرح ان لوگوں کی آرزوؤں کے مابین آڑ کر دیجائے گی جو ان کے ہم مذہب ان سے
مِّن قَبْلُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُّرِيبٍ ﴿٥٤﴾
پہلے ہو گزرے ہیں کیونکہ یہ سب لوگ ایسے شک میں مبتلا تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا

سُورَةُ فَاطِرٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَخَمْسُ رُكُوعَاتٍ
سورہ فاطر مکی ہے اور یہ پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ
تمام تعریفیں اُسی خدا کو سزاوار ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو بنا نکالا اسی نے
الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَّثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ۚ
فرشتوں کو پیغام رساں بنایا جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار
يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
پر ہیں وہ اپنی مخلوق کی پیدائش اور بناوٹ میں جو چیز چاہے بڑھا دیتا ہے بے شک اللہ ہر چیز پر
قَدِيرٌ ﴿١﴾ مَّا يَفْتَحِ اللَّهُ لِلنَّاسِ مِن رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ
پوری طرح قادر ہے۔ اپنی جو رحمت اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے کھول دے تو اس کا کوئی
لَهَا ۖ وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِن بَعْدِهِ ۚ وَهُوَ
روکنے والا نہیں اور وہ اپنی جو مہربانی روک لے تو اس کا کوئی بھیجنے اور جاری کرنیوالا نہیں اور وہی
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ
کمال قوت کمال علم کا مالک ہے۔ اے لوگو! اللہ کے تم پر جو احسانات ہیں ان کو
عَلَيْكُمْ ۚ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ
یاد کرو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے

سورۂ فاطر یا سورۂ ملائکہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
تمام تعریفیں اور تمام حمد و ثنا اُس اللہ تعالیٰ کو لائق اور سزاوار ہیں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو بنایا اور فرشتوں کو پیغام لانیوالا بنایا جن کے دُو دُو اور تین تین اور چار چار پر ہیں وہ اپنی مخلوق کی پیدائش اور بناوٹ میں جو چیز چاہے بڑھا دیتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے
ع ٩ ١٢
۱۲ یعنی اللہ تعالیٰ کو تمام تعریفیں سزاوار ہیں وہ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو عدم سے وجود بخشا آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا۔ فرشتوں کو پیغمبر بنایا یعنی وحی اور بشارتیں اللہ تعالیٰ کیطرف فرشتے پیغمبروں کے پاس لاتے ہیں۔ فرشتوں کے پر والے بازو ہیں، نہ معلوم اُن کی کیفیت کیا ہوگی جس نے فرشتوں کو دیکھا ہو وہی سمجھ سکتا ہے دُو دُو تین تین چار چار بازو میں انحصار نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ بڑھاتا ہے یعنی چار سے زیادہ پر ہیں بعضوں نے کہا جبرئیلؑ کے چھ سو پر ہیں ۱۲ فاطر السموات والارض کے معنی ہیں آسمان و زمین کا بنانیوالا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں فاطر کے معنی میں الجھا ہوا تھا پہلی مرتبہ میرے سامنے دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے جھگڑا ایک کنوئیں کا تھا دونوں میں سے ایک نے کہا انا فطرتھا یعنی میں نے اس کنوئیں کو بنایا ہے۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ فاطر کے معنی ہیں بنانے والا آگے اس کی قدرت کی وسعت اور اس کے قدیر ہونے کا ذکر ہے۔
(۱) جو کچھ کھولدے اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے رحمت اور مہر تو اس کا کوئی روکنے اور بند کرنیوالا نہیں اور وہ جو کچھ روک لے اور بند کرلے تو اُس کے بند کئے پیچھے کوئی بھیجنے والا اور جاری کرنیوالا نہیں اور وہی ہے کمال قوت کمال علم کا مالک: یعنی اُس کی قدرت کاملہ کا یہ عالم ہے کہ وہ مہربانی سے اپنے بندوں کو نوازنا چاہے تو اسکی مہربانی کو کوئی روکنے والا نہیں اور اگر وہ خود اپنی کسی مصلحت سے کوئی چیز روک لے تو اس کے روکنے کے بعد کوئی جاری کرنیوالا نہیں۔ مثلاً اگر وہ بارش اور نباتات کی روئیدگی اور ارزانی کا دروازہ کھول دے تو کوئی اُن نعمتوں کو روک نہیں سکتا اور اگر کبھی حضرت حق تعالیٰ ہی اپنی مصلحت اور حکمت کے ماتحت کوئی چیز روک لیں تو ان کے روکنے کے بعد کوئی جاری کرنیوالا نہیں وہ غالب بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی۔ حدیث میں آتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ یعنی تو جو عطا فرمائے اُسے کوئی روکنے والا نہیں جو تو روک لے اُسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی دولت مند کو اُس کی دولت تیرے عذاب کے مقابلے میں نفع نہیں دے سکتی (۲) اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو تم پر احسانات کئے ہیں ان کو یاد کرتے رہا کرو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی خالق اور بنانے والا ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے روزی پہنچاتا ہو اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے پھر تم کہاں اُلٹے پھرے جا رہے ہو: یعنی اللہ تعالیٰ کے جو بیشمار احسانات بنی نوع انسان پر ہیں اُن کو یاد کرتے رہو تاکہ شکر کا جذبہ پیدا ہو اور نافرمانی سے بچو اور یہ غور کرو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو آسمان سے پانی برسا کر اور زمین سے نباتات اُگا کر تمہارے رزق کا سامان مہیا کرے اور اس طرح آسمان و زمین سے تم کو روزی پہونچائے۔ سوائے اُس معبودِ حقیقی کے اور کوئی لائقِ عبادت نہیں۔ پھر تم توحید کو چھوڑ کر شرک کیطرف کیوں پھرے جا رہے ہو اور اسکی الوہیت میں کیوں کسی دوسرے کو شریک

Marfat.com

ٹھہراتے ہو، آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول برحق ہونے کا ذکر اور آپ کے لئے تسلی ہے (۳) اور یہ دین حق کے منکر آپ کی تکذیب کریں اور آپ کی طرف جھوٹ کی نسبت کریں تو آپ سے
پہلے بھی رسولوں کی تکذیب کیجا چکی ہے اور آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں اور سب کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف پھرے جائیں گے اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے ؛ مطلب یہ ہے کہ رسولوں کے ساتھ
منکروں کا ہمیشہ سے یہی شیوہ چلا آتا ہے جو آپ کے ساتھ ہو رہا ہے وہ بھی اپنے اپنے رسولوں کو جھوٹا بتاتے تھے اسی طرح یہ کفار قریش آپ کی تکذیب کر رہے ہیں اس سے آپکو گھبرانا نہیں چاہیے اللہ تعالیٰ ہی کی
طرف کاموں کی بازگشت ہے۔ جہاں رسولوں کو ان کی مظلومیت کا صلہ ملے گا۔ اور ظالموں کو تکذیب کی جزا دیجائے گی آیت کا آخری حصہ وعدہ اور وعید دونوں کو شامل ہے (۴) اے لوگو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ
کا وعدہ سچا اور برحق ہے سو تم کو دُنیوی زندگی کہیں دھوکے میں نہ ڈالدے اور تم کو خدا کے بارے میں وہ دھوکے باز یعنی شیطان کسی دھوکے میں مبتلا نہ کر دے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدے سزا اور جزا کے کئے ہیں اور

وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③ وَ
روزی پہونچاتا ہو اُس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ پھر تم کہاں پھرے جا رہے ہو۔ اور
اِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَ
اگر یہ لوگ آپ کی تکذیب کریں تو آپ سے پہلے بھی رسول جھٹلائے جا چکے ہیں۔ اور
اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
ہر قسم کے تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اے لوگو اللہ کا وعدہ یقیناً
حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٝ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ
برحق ہے سو کہیں تم کو دُنیوی زندگی دھوکے میں مبتلا نہ کر دے اور تم کو خدا کے بارے میں وہ دھوکہ باز
بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ
شیطان کسی دھوکے میں نہ ڈالدے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان تمہارا دشمن ہے سو تم بھی اس کو
عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ
اپنا دشمن ہی سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو محض اس لئے بُلاتا ہے تا کہ وہ لوگ دوزخ والوں میں
السَّعِيْرِ ⑥ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ؕ وَالَّذِيْنَ
شامل ہو جائیں۔ جن لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جو لوگ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑦ ع
ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو اُن کے لئے بڑی بخشش اور بڑا اجر ہے۔
اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ
بھلا وہ شخص جس کی نگاہ میں اسکے عمل کی بُرائی کو خوشنما کر دیا گیا ہو اور وہ اس بُرے عمل کو اچھا سمجھتا ہو کیا یہ اُس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو
يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ
ایسا نہ ہو یقین جانو اللہ جسکو چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے اور جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے سو اے پیغمبر ان کافروں پر
نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ⑧
افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے۔ بلاشبہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں خدا کو اس سب کا علم ہے۔

بعث اور حشر و نشر کے جو وعدے تم سے کئے ہیں وہ سب برحق ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی زندگی تم کو فریب دیدے یا دغاباز شیطان تم کو اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی جانب سے کسی فریب میں مبتلا کر دے ، دنیا کی زندگی کا دھوکہ یہی کہ اس زندگی میں منہمک ہو کر آخرت سے غافل ہو جاؤ اور شیطان کا دھوکہ یہی کہ وہ تم کو سمجھا دے کہ اللہ تعالیٰ کے روبرو جانا نہیں اور وہ تم کو عذاب کریگا یا نیک کاموں کا صلہ نہ ملے گا (۵) یقین مانو کہ شیطان تمہارا دشمن ہے پس تم بھی اُس کو اپنا دشمن ہی سمجھو وہ تو اپنی جماعت اور اپنے گروہ کو صرف اسلئے بُلاتا ہے کہ وہ لوگ دوزخ والوں میں شامل ہو جائیں ؛ یعنی شیطان کی عداوت تو ظاہر اور کھلی ہوئی ہے تمہارے باپ کے وقت سے یہ دشمنی چلی آتی ہے۔ لہٰذا تم بھی اسکو دشمن ہی سمجھو اور اس کا کام ذہن میں رکھو وہ تو اپنے فریب کی لوگوں کو اس لیے بلاتا اور پکارتا اور دعوت دیتا رہتا ہے کہ انسانوں کو فریب دیکر جہنم والوں میں شامل کر دے اور اہل جہنم کی تعداد میں اضافہ کر دے اور اس دغا باز کا کام ہی کیا ہے (۶) جو لوگ اس کے فریب میں آ کر دین حق سے منکر ہو گئے اور کافرانہ روش اختیار کر لی تو اُن لوگوں کیلئے سخت سزا ہے اور جو لوگ شیطان کی دھوکہ دہی سے بچکر ایمان لے آئے اور نیک اعمال کے پابند اور خوگر رہے تو ایسے لوگوں کے لئے بڑی مغفرت و بخشش اور بڑا اجر و ثواب ہے ؛ اس آیت میں منکر اور مومن کے انجام کی خبر دی گئی ہے آگے بُرے اعمال کا دنیا میں جو اثر ہوتا ہے اُس کا اظہار ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور تشفی ہے (۷)

۱

بھلا کیا وہ شخص جس کا بُرا عمل اس کیلئے خوشنما اور آراستہ و مزین کر دیا گیا ہو پھر وہ اس عمل بد کو اچھا سمجھ رہا ہو تو کیا یہ شخص اُس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو بُرے کو برا سمجھتا اور دیکھتا ہو کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے راہ اور گمراہ رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اس کی رہنمائی فرماتا ہے اور اے پیغمبر ان منکرین دین حق پر حسرت اور افسوس کرتے کرتے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو اُن کے کاموں کی جو وہ کرتے ہیں سب خبر ہے ؛ یعنی دین حق کے منکروں کو ان کے بُرے اعمال کفر و شرک وغیرہ اچھے دکھائی دیتے ہیں ان بُرے اعمال کو ان کی نگاہ میں شیطان آراستہ و پیراستہ کر کے اور مزین کر کے دکھاتا ہے، شاید یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی یا اہل بدعت اور خوارج کے حق میں نازل ہوئی ہو پھر جو بُرے
عمل کو اچھا اور بدنما کو حسین سمجھے وہ شخص اس حقیقت آشنا کے برابر کیسے ہو سکتا ہے جو توحید اسلامی کو اچھا اور شرک کو برا جان کر اس سے بیزار ہے، اس سوال کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ مومن اور کافر برابر
نہیں ہے اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص بُرے فعل کو اچھا کس طرح سمجھ سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ جس بدنصیب سے چاہیں اپنے دامن ہدایت کو سمیٹ لیں اور اپنی رہنمائی سے اُسکو محروم کر دیں
اور جس خوش نصیب کے لئے اپنی رہنمائی کے دامن وسیع کر دیں اور اس کی رہنمائی فرمادیں' اور اُن کی رہنمائی کرنیکا یہ اثر ہے کہ اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا سمجھتا ہے اور اُن کا اپنی رہنمائی کے دامن کو سمیٹ
لینے کا اثر یہ ہے کہ انسان بُرے کاموں کو اچھا سمجھنے لگتا ہے پس اے پیغمبر ایسے عقل کے دشمنوں اور شیطان کے فریب خوردہ لوگوں پر غم نہ کیجئے' اور پچھتا پچھتا کر اپنی جان نہ کھو بیٹھئے ان کی تمام کاروائیوں سے
اللہ تعالیٰ باخبر ہے اور واقف حال ہے۔ آگے دلائل توحید اور قیامت کا پھر ذکر ہے (۸)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ وہ قادرِ مطلق ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں بادل کو اُٹھاتی اور اُبھارتی ہیں پھر ہم اُس بادل کو کسی خشک اور مرے ہوئے قطعہ زمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر ہم اُس بادل یعنی اُس کے پانی سے زمین کو اُس کے مرے پیچھے زندہ کرتے ہیں یعنی نباتات اُگاتے ہیں اسی طرح لوگوں کا قیامت میں جی اُٹھنا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مثل زندہ کرنے زمین خشک کے اُٹھنا اموات کا ہوگا قبروں سے کہا گیا ہے کہ زندہ کریگا اللہ خلق کو ساتھ ایک پانی کے کہ بھیجے گا اُس کو عرش کے نیچے سے کہ اس میں تاثیر منی کی ہوگی اگا دیگا اس سے اجساد خلق کے ۱۲ (۹) جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو ہر قسم کی تمام تر عزت اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے پاکیزہ کلام اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں چڑھتا ہے اور عمل صالح اور نیک کام اُس پاکیزہ کلام کو اُٹھاتا اور بلند کرتا ہے اور وہ لوگ جو بُری تدبیریں اور بُرے داؤں کرتے رہتے ہیں ان کیلئے سخت سزا اور سخت عذاب ہے اور ان لوگوں کے یہ داؤں اور بُری تدبیریں سب نابود و برباد ہو جائیں گی اور ان کا داؤں نقصان اور خسارہ کا ہے ؛ دینِ حق کے منکروں کو یہ گھمنڈ تھا کہ ہمارے معبود دنیا میں اور خصوصاً

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ

اور اللہ وہ ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں بادل کو ابھارتی ہیں پھر ہم اس بادل کو

اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

کسی خشک اور مرے ہوئے قطعہ زمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر اسکے ذریعے سے ہم زمین کو اس کے مرے پیچھے زندہ کرتے ہیں

كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ

اسی طرح لوگوں کا جی اُٹھنا ہے۔ جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو سب قسم کی عزت

جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

اللہ ہی کو حاصل ہے پاکیزہ کلام خدا ہی کی طرف چڑھتا ہے اور نیک عمل اُس پاکیزہ کلام کو

يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ

بلند کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ بُری بُری تدبیریں کرتے ہیں اُن کو سخت عذاب ہوتا ہے

وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ۝ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

اور ان لوگوں کی یہ سب تدبیریں نابود و برباد ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم کو مٹی سے پیدا کیا

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ

پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا اور بغیر علم الٰہی کے نہ کسی مادہ کو

اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّ

حمل رہتا ہے اور نہ وہ حمل کو جنتی ہے اور نہ کسی بڑے عمر والے کو عمر دی جاتی ہے اور

لَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ

نہ کسی کی عمر کم کی جاتی ہے مگر سب کتاب یعنی لوح محفوظ میں موجود ہوتا ہے اس میں شک نہیں کہ یہ سب کام

يَسِيْرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ڰ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

اللہ پر آسان ہیں۔ اور دونوں دریاؤں کی کیفیت مساوی نہیں ہے ایک تو میٹھا ہے پیاس بجھاتا جسکا پینا

سَاۗىِٕغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ

خوشگوار ہے اور ایک کھاری سخت کڑوا ہے' اور تم ہر ایک میں سے تازہ گوشت

آخرت میں ہمارے شفیع ہوں گے اور ہماری عزت اور سربلندی کے یہی معبودان باطلہ ضامن ہیں حضرت حق جل مجدہٗ نے اس غلط خیال کا رد فرمایا کہ عزت مطلقہ اور بالذات اُسی اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے اگر دوسرے کو کوئی عزت ملتی ہے اور تعزز حاصل ہوتا ہے تو وہ اس کی عنایت اور فضل سے میسر ہوتا ہے عزت کا اصلی اور بالذات مالک وہی ہے اور دوسروں کو جو تعزز حاصل ہوتا ہے وہ بالواسطہ ہوتا ہے جیسا سورۂ منافقون میں انشاء اللہ آجائے گا۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ جیسا کہ عام قاعدہ ہے کہ بالعرض محتاج ہوتا ہے بالذات کا تو سب حق تعالیٰ کے حصولِ عزت میں محتاج ہوئے آگے فرمایا کلام پاکیزہ یعنی ذکرِ الٰہی اور تلاوت قرآن اور دعائیں وغیرہ سب اُسکی بارگاہ میں چڑھتی ہیں اور وہی اُن کو قبول فرماتا ہے گویا اذکار کا ذاتی اقتضا اوپر چڑھنا ہے اس کلام کیساتھ نیک اعمال بھی ہوں تو اذکار کو سہارا مل جاتا ہے عمل صالح سے مُراد تمام نیک کام خواہ ظاہری ہوں یا باطنی بلکہ تصدیق قلبی کو بھی شامل ہیں اگر اذکار الٰہیہ کیساتھ یہ چیزیں بھی ہوں تو ان کو اور بلندی یعنی قبولیت تامہ حاصل ہو جاتی ہے بعض حضرات یرفعہٗ کی ضمیر سے یہ مطلب لیا ہے کہ عمل صالح اللہ تعالیٰ خود بلند فرماتا۔ بعضوں نے کہا پاکیزہ کلام کو اچھا اور نیک کام بلند کرتا ہے حضرات مفسرین نے کئی طرح معنی کئے ہیں ایک قرأت والعمل کے لام کو فتح کیساتھ بھی ہے، اس تقدیر کے معنی یہ ہیں کہ پاکیزہ کلام نیک عمل کو بلند کرتا ہے اور معراج قبول کو پہونچاتا ہے۔ بہرحال پہلے معنی جو ہم نے بیان کئے وہ راجح معلوم ہوتے ہیں اور بات بھی یہی ہے کہ اذکار طیبہ تو اگر کسی فاسق کے مُنہ سے نکلیں تو وہ بھی اوپر چڑھتے ہیں لیکن عمل صالح بھی اگر ہوں تو قبولیت کی اُمید زیادہ ہے یہ مقبولیت ایمانِ خالص کے ساتھ وابستہ ہے اور جو لوگ ہر وقت اسلام اور پیغمبر اسلام کیخلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہتے ہیں تو ان کے مکر و فریب اور بُری قسم کی ریشہ دوانیاں سب نیست نابود ہو جائیں گی اور ان کے مکر و فریب کو ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑیگا اور بہت نقصان پہونچے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی عزت اللہ کے ہاتھ ہے تمہارے ذکر اور بھلے کام چڑھتے جاتے ہیں جب اپنی حد کو پہونچیں گے تب بدی پر غلبہ کرینگے کفر دفع ہوگا اسلام کو عزت ہوگی یعنی ہر ایک کام سہج سہج ہوتا ہے جیسے آدمی کا بننا ۱۲ (۱۰) اور اللہ تعالیٰ نے تمکو یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نسل انسانی اور آدم کی اولاد کو نطفہ سے پیدا کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا یعنی نر و مادہ کو پیدا کیا اور بغیر علم الٰہی کے نہ کوئی مادہ حمل کو اٹھاتی ہے اور نہ حمل کو جنتی ہے اور نہ کسی بڑے عمر والے کی عمر مقرر کی جاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم مقرر کی جاتی ہے مگر یہ سب کتاب یعنی لوح محفوظ میں موجود ہے بلاشبہ یہ کام اللہ پر آسان ہے ؛ یعنی کسی عورت کو حمل ٹھہرنا اور کسی کا وضع حمل ہونا اس سب کی اُس کو اطلاع ہوتی ہے بلکہ حمل کے گھٹنے بڑھنے کا بھی اسکو علم ہوتا ہے جیسا کہ سورہ رعد میں گزر چکا ہے اور کسی عمر کا زیادہ ہونا یا کسی کی عمر کم ہونا یہ سب بھی لوح محفوظ میں مکتوب ہے اور اللہ تعالیٰ کے علمِ قدیم کی بنا پر لوح محفوظ میں ثبت ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان ہے کیونکہ اُس کا علم ذاتی ہے جسکی نسبت جمیع معلومات کیساتھ وقوع سے قبل اور وقوع کے بعد یکساں ہے (۱۱) اور دونوں دریا اپنی کیفیت میں برابر نہیں ہیں اور دونوں مساوی نہیں ہیں ایک تو شیریں اور میٹھا ہے پیاس بجھاتا ہے اسکا پینا خوشگوار ہے اور یہ دوسرا کھاری اور سخت کڑوا ہے تم ہر ایک میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو اور زینت کا وہ سامان بھی نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو۔ اور اے مخاطب تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ وہ

Marfat.com

دونوں میں سے ہر ایک میں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں یہ اسلئے تاکہ اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی اُسکی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کا احسان مانو دو دریاؤں کا ذکر فرمایا ایک کھاری اور دوسرا میٹھا یا اُن دونوں کے علیحدہ رہنے کی صورت میں ان کی کیفیت کا بیان ہے یا مل کر بہنے کی حالت کا تذکرہ ہے اور دونوں کے اختلاط کی صورت کا بیان ہے بہر حال ایک دریا یا حصہ دریا میٹھا شیریں خوش ذائقہ پیاس کو بجھانیوالا ہے اور دوسرا دریا یا دوسرا حصہ سخت کڑوا اور بدمزہ ہوتا ہے لہٰذا مزے میں دونوں دریا کے حصے یا دونوں دریا برابر نہیں ہاں مچھلی کا گوشت دونوں میں سے ملتا ہے اور زینت کا سامان یعنی موتی اور مونگا وغیرہ خوبصورت کوڑیاں اور سنکھے دونوں میں مل جاتے ہیں کھاری پانی میں تو عام طور سے لیکن جب کھاری میٹھے اختلاط کیساتھ بہتے ہیں تو دونوں حصوں میں یہ چیز دستیاب ہو جاتی ہیں جس کا لوگ زیور بنا کر پہنتے ہیں۔ جیسا کہ ہم سورہ نحل میں عرض کر چکے ہیں کشتیاں اور جہاز ہر ایک دریا کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ سفر کرو اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کا فضل اور روزی کو تلاش کرو یعنی تجارت کر کے مال بڑھاؤ اور روزی کماؤ اور تاکہ اللہ تعالیٰ کے ان احسانات سے فائدہ اُٹھا کر اُس کا شکر بجا لاؤ، حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر اور اسلام برابر نہیں خدا کفر کو مغلوب ہی کریگا اگرچہ تم کو دونوں سے فائدہ ملے گا مسلمانوں سے قوتِ دین اور کافروں سے جزیہ خراج گوشت میٹھے کھاری دونوں پانیوں سے نکلتا ہے یعنی مچھلی اور گہنا یعنی موتی مونگا اور جواہر اکثر کھاری سے اور کبھی میٹھے سے یہ جو فرمایا گہنا جو پہنتے ہو معلوم ہوا جواہر نرا پہننا مردوں کو حرام نہیں ۱۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب پانی پیتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَهٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا (۱۲) وہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیا کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو تابع فرمان بنا رکھا ہے اور اس کام میں لگا رکھا ہے ان میں سے ہر ایک سورج اور چاند ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا یہی اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے، اُسی کی سلطنت اور بادشاہی ہے اور اُسکے سوا جن کو تم پوجتے اور پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے ؛ یعنی رات کے اجزا دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کے اجزا رات میں داخل کر دیتا ہے دونوں سورج چاند مسخر ہیں اور اُس کے تابع فرمان ہیں ایک وقت مقرر سے مراد قیامت ہے کہ قیامت کے دن تک یہ اسی طرح چلتے رہیں گے یہی اللہ تعالیٰ جس کی یہ عظمت اور شان ہے تمہارا پروردگار ہے اسی کی سلطنت ہے وہی عالم بالا پر حکومت کرتا ہے اور وہی عالم خاکی اور ارضی کا فرماں روا ہے اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو اور پکارتے ہو ان کو ایک چھلکے کا بھی اختیار نہیں کہاں ارض و سما پر حکمرانی اور کہاں ایک چھلکے کا مالک نہ ہونا یہ تمہارے معبود ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی رات دن کی طرح کبھی کفر غالب کبھی اسلام اور سورج چاند کی طرح ہر چیز کی مدت بندھی ہے دیر سویر نہیں ہوتی پھر اس میں ہے اللہ کی وحدانیت کی نظیر کہتے ہیں باریک چھلکے جو کھجور کی گٹھلی پر ہے ۱۲ دن رات گھٹنا بڑھنا مشاہدات میں سے ہے (۱۳) اگر تم انکو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سن سکتے اور اگر فرض کرو وہ معبودان باطل سن بھی لیں تو تمہاری پکار کو قبول کر سکیں گے

لَحْمًا طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَ تَرَی
کھاتے ہو اور زینت کا وہ سامان بھی نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو یعنی موتی وغیرہ اور اے مخاطب تو کشتیوں کو
الْفُلْكَ فِیْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ
دیکھتا ہے کہ وہ دونوں میں سے ہر ایک میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم خدا کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اور تاکہ
تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَ یُوْلِجُ النَّهَارَ
تم خدا کا احسان مانو۔ وہ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل
فِی الَّیْلِ ۙ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ۖ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ
کر دیا کرتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو تابع فرمان بنا رکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک مقررہ وقت تک
مُّسَمًّی ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَ الَّذِیْنَ
چلتا رہے گا۔ یہی اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے اُسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جن کو
تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا یَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ؕ ۝۱۳
تم پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔
اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَ لَوْ سَمِعُوْا مَا
اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار کو سن ہی نہیں سکتے اور اگر فرض کرو سن بھی لیں تو
اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ
تمہاری پکار پر نہ پہونچ سکیں اور قیامت کے دن وہ تمہارے اس شرک کرنیکی مخالفت اور انکار کرینگے
وَ لَا یُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ۝۱۴ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ
اور اے مخاطب تجھ کو خدائے خبیر کی طرح کوئی دوسرا نہیں بتا سکے گا۔ اے لوگو! تم اللہ کے
الْفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰهِ ۚ وَ اللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝۱۵ اِنْ یَّشَاْ
محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ وہی ہے بے نیاز اور سب خوبیوں والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو
یُذْهِبْكُمْ وَ یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝۱۶ وَ مَا ذٰلِكَ عَلَی
تم سب کو معدوم کر دے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق کو لا موجود کرے۔ اور یہ لیجانا اور لے آنا اللہ پر کچھ

اور تمہاری پکار پر نہ پہونچیں گے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کرنے اور شریک ٹھہرانے کی خود مخالفت کریں گے اور منکر ہو جائیں گے اور اے مخاطب تجھ کو خبر رکھنے والے کے برابر کوئی دوسرا نہ بتا سکے گا؛ یعنی جمادات میں تو سننے کی صلاحیت ہی نہیں اور رہے صاحبِ ارواح تو اُن کا سننا بھی بغیر اذن خداوندی تحقق نہیں اور اگر سن بھی لیں تو وہ کام نہیں آسکتے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے سوا پکارنے کو پسند نہیں کرتے اور اپنے کو پکارنے پر راضی نہیں رہے شیاطین تو ان میں قدرت مستقلہ نہیں۔ پس سن لینے کے باوجود کام نہیں آسکتے پھر مزید برآں وہ سب بعد قیامت کے روز تمہارے ان مشرکانہ افعال کا انکار کریں گے ماکنتم ایانا تعبدون۔ اور یہ جو فرمایا ولا ینبئک مثل خبیر یہ ایک عربی کی مثل ہے جس کا مطلب ہے کہ خبردار یعنی اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی آپ کو خبر نہیں دے سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے زیادہ احوال کون جانے وہی فرماتا ہے یہ شریک غلط ہیں ۱۲ یعنی اُس سے زیادہ کوئی واقف حال نہیں اسلئے وہی خبر دے سکتا ہے اور اسی کی خبر صحیح ہو سکتی ہے سو وہی فرماتا ہے کہ یہ شریک غلط ہیں اور شرک کا انجام بُرا ہے۔ لہٰذا اس کی بات کا یقین کرنا چاہیے اور شرک کو ترک کر دینا چاہیے (۱۴) اے لوگو تم اللہ تعالیٰ کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ وہی ہے بے نیاز و بے احتیاج سب خوبیوں سراہا اور تعریف کیا گیا؛ تمام بنی نوع انسان کو خطاب کر کے فرمایا

(باقی صفحہ ۶۹۷ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٦٩٦) تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ تو وہ سب سے بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں اور وہ تمام صفات حمیدہ سے متصف ہے لہٰذا عبادت کرنے اور شرک سے بچنے میں تمہارا ہی فائدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کفر کی پرواہ نہیں کیونکہ وہ تو تمام خوبیوں سے متصف اور تعریف کیا گیا ہے وہ سب خوبیوں کا مالک ہے۔ آگے حضرت حق تعالیٰ کی قوت اور مخلوق کی کمزوری کا ذکر فرمایا (١٥) اگر وہ چاہے تو تم سب کو لے جائے اور تم سب کو معدوم کر دے اور تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق کو لے آئے اور لا موجود کرے (١٦) اور یہ لے جانا اور لے آنا اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں: یہ مضمون کئی جگہ گزر چکا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قوموں کی الٹ پلٹ ہمارے لئے کچھ مشکل نہیں ہم تمہارے کفر کی وجہ سے تم کو فنا کر دیں اور تمہاری جگہ عبادت گذار لوگوں کو لے آئیں اللہ تعالیٰ پر ایسا کرنا کچھ دشوار نہیں۔ قوموں کی تاریخیں اس قسم کے انقلابات سے لبریز ہیں جن قوت چاہیں ایسا کر سکتے ہیں کہ بُروں کو فنا کر کے اچھوں کو لے آئیں لیکن بمقتضائے حکمت بُروں کو مہلت دیجاتی ہے۔ آگے قیامت کا ذکر فرمایا (١٧) تفسیر صفحہ ہذا اور کوئی بوجھ اٹھانیوالا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا اور اگر کوئی

اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿١٧﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۚ وَاِنْ تَدْعُ

دشوار نہیں ہے۔ اور کوئی بوجھ اٹھانیوالا کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ اور اگر کوئی گرانبار کسی کو

مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ

اپنا بوجھ بٹانے کو پکاریگا تب بھی اُسکے بوجھ میں سے کچھ نہ بٹایا جائیگا خواہ وہ جس کو پکارا تھا وہ اس پکارنے والے کا

ذَا قُرْبٰى ۗ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَ

رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اے پیغمبر آپ تو بس انہی لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۚ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۚ

نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو شخص پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کو پاک ہوتا ہے

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٨﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿١٩﴾

اور اللہ ہی کیطرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿٢٠﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿٢١﴾

اور نہ تاریکی اور روشنی دونوں برابر ہیں۔ اور نہ سایہ اور دھوپ دونوں برابر ہیں

وَمَا يَسْتَوِى الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ

اور نہ زندے اور مُردے برابر ہو سکتے ہیں۔ اللہ جس کو چاہتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿٢٢﴾ اِنْ

سُنوا دیتا ہے اور اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔ آپ تو صرف

اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿٢٣﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ

خدا کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں۔ یقیناً ہم ہی نے آپ کو دینِ حق دیکر بشارت دینے والا اور

نَذِيْرًا ۗ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿٢٤﴾ وَاِنْ

ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے۔ اور کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانیوالا نہ گذرا ہو۔ اور اگر یہ لوگ

يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ

آپ کی تکذیب کریں تو جو لوگ ان سے پہلے ہوئے ہیں وہ بھی جھٹلا چکے ہیں حالانکہ ان کے پاس بھی

گرانبار کسی کو اپنا بوجھ بٹانے کو پکاریگا تب بھی اُسکے بوجھ میں سے کچھ نہ بٹایا جائے گا خواہ اس پکارنیوالے نے جسکو اپنا بوجھ بٹانے کو پکارا تھا وہ اس پکارنے والے کا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو اے پیغمبر آپ تو بس انہی لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو شخص سنورتا ہے اور پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کو اور اپنے ہی فائدہ کو سنورتا اور پاک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سبکو لوٹ کر جانا ہے: یعنی قیامت کا دن ایسی افراتفری کا ہوگا کہ کوئی کسی کے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کو تیار نہ ہوگا اگر کوئی گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا شخص کسی کو پکاریگا بھی خواہ وہ اُس کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اور پکار کر کہے گا کہ میرے بوجھ میں سے کچھ کم کر دے اور میرا حصہ بٹا لے تو بھی اُس کے بوجھ میں سے کچھ بھی ہلکا نہ کیا جائیگا اور بوجھ کا کوئی حصہ بٹایا جائے گا۔ پھر پیغمبر کو خطاب کیا کہ آپ کا تو فقط انہی لوگوں کو ڈرانا اور خوف دلانا مفید ہو سکتا ہے جو بن دیکھے اور غائبانہ طور پر اپنے پروردگار کے غضب اور اُس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں اور نماز پابندی کیساتھ ادا کرتے ہیں پھر فرمایا اگر کوئی شخص اپنی اصلاح کرتا ہے اور کفر و شرک سے پاک ہوتا ہے تو وہ اپنے ہی مفاد کو اور اپنے ہی نفع کیلئے سنورتا اور پاک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سب کی بازگشت ہے وہاں جا کر معلوم ہو جائیگا اور ہر ایک کو اُس کے کیے کا پھل ملتا ہے اور پاک لوگوں کو ان کی پاکیزگی کا نفع پہونچتا ہے۔ آپ کسی قسم کا فکر نہ کریں اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو احوال قیامت کے ساتھ تسلی بھی دی گئی ہے آگے پھر دینِ حق کے منکروں اور مومنوں میں فرق بیان فرمایا۔ (١٨) اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہے (١٩) اور نہ تاریکیاں اور روشنی برابر ہیں (٢٠) اور نہ سایہ اور دھوپ دونوں برابر ہیں۔ (٢١) اور نہ زندے اور مُردے دونوں برابر ہو سکتے ہیں اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے سُنوا دیتا ہے اور آپ ان لوگوں کو نہیں سُنا سکتے جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سب خلق برابر نہیں جن کو ایمان دیا ہے انہی کو ملے گا تو ہر کوئی آرزو کرے تو کیا ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا اندھیرا نہ اُجالا یعنی نہ اندھیرا برابر اُجالے کے اور نہ اُجالا برابر اندھیرے کے اور فرمایا تو نہیں سناتا قبروں میں پڑوں کو حدیث میں آیا ہے کہ مُردوں سے سلام علیک کرو وے سُنتے ہیں اور بہت جگہ مُردے کو خطاب کیا ہے۔ اُسکی حقیقت یہ کہ مُردے کی روح سُنتی ہے اور قبر میں پڑا ہے دھڑ وہ نہیں سُن سکتا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنین اور مُنکرین کے فہم اور ادراک کا فرق اور دونوں کے انجام اور ثمرات کا فرق بیان فرمایا۔ منکر کو اندھا اور مومن کو بصیر فرمانے میں یہ بات ظاہر فرمائی کہ اس نے خداداد فہم سے اسلام کی حقیقت کو سمجھ کر اُسے قبول کر لیا اور منکر کا فہم اندھوں کیطرح ٹٹولتا رہا اور اسلام کی حقانیت کو نہ معلوم کر سکا اسی طرح منکر کفر کی تاریکیوں میں مبتلا رہا اور مومن نے اپنی بصارت سے حقیقی نور اور روشنی پائی۔ پھر دونوں کے انجام اور ثمرات کا فرق بیان فرمایا کہ سایہ اور ٹھنڈک اور بادِ سموم اور گرم لوئیں برابر نہیں یعنی جنت جو ایمان کا ثمرہ ہے اور جہنم جو انکار کا ثمرہ ہے دونوں برابر نہیں۔ پھر منکر کو روحانیت سے خالی ہونے کی بنا پر مُردہ اور مومن چونکہ اسلام کی روحانیت سے مستفید ہے اس کو زندہ فرمایا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور اطمینان دلایا کہ جن کے دل اور جن کا صحیح فہم مُردہ ہو چکا ہے اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اُن کو سُننے کی توفیق عطا کر سکتا ہے اور سُننے کے ساتھ قبول کرنے کی توفیق بھی عطا کر سکتا ہے ورنہ آپ ان لوگوں کو جو قبروں میں پڑے ہوئے ہیں یعنی مُردہ ہو چکے ہیں اُن کو نہیں سنا سکتے یعنی انکو مُردہ سمجھو جس طرح

(باقی صفحہ ٦٩٨ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۶۹۷) مردے ہیں سُننے کی صلاحیت نہیں اسی طرح یہ بھی صحیح سماع سے محروم ہیں تو آپ انکے سننے نہ سننے کی فکر نہ کیجئے (۲۳) آپ تو صرف ڈرانیوالے ہیں ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرانا صرف آپکا یہی کام ہے آپ کسی کے قبول کرنے نہ کرنے کے ذمہ دار نہیں ہیں اس لئے آپ کو لوگوں کے ایمان نہ لانے پر افسوس کرنا چاہیے (۲۴) بلاشبہ اے پیغمبر ہم نے آپ کو دینِ حق کیساتھ خوش خبری اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی جماعت اور قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانیوالا نہ گزرا ہو ؛ یعنی ایمان لانیوالوں اور مسلمانوں کو خوش خبری دینے والا اور دینِ حق کو قبول کرنیسے انکار کرنیوالوں کو ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے ہر اُمت میں کوئی نہ کوئی ڈرانے والا ضرور آیا ہے خواہ کوئی رسول ہو یا رسول کا رسول ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ڈرانیوالا خواہ نبی ہو یا نبی کی راہ پر ہو ۲ یعنی کسی نبی پر ایمان رکھنے والا پہنچا چلا کوئی اُمت ایسی نہیں جس کو حق نہ پہونچا ہو (۲۴) اور اگر یہ لوگ آپکی تکذیب کریں اور جھوٹ آپ کی طرف منسوب کریں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں وہ بھی یقیناً تکذیب کا ارتکاب کر چکے ہیں اور اپنے زمانے کے نبیوں کو جھٹلا چکے ہیں حالانکہ ان کے پاس بھی اُن کے پیغمبر نشانیاں یعنی معجزے اور صحیفے یعنی چھوٹی کتابیں اور اوراق اور روشن کتابیں لیکر آئے تھے (تفسیر صفحہ ہذا)

رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ (۲۵) ثُمَّ

ان کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے - پھر

أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ (۲۶) أَلَمْ تَرَ

میں نے ان لوگوں کو جو کفر کے مرتکب ہوئے تھے پکڑ لیا سو دیکھ لو میرے انکار کا نتیجہ ان کے حق میں کیسا ہوا اے مخاطب

أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ

کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر اس پانی سے ہم نے گوناگوں رنگ کے

مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ

پھل نکالے اور اسی طرح پہاڑوں کے بھی مختلف حصے اور ٹکڑے ہیں بعض سفید اور بعض سرخ پھر یہ سفید و سرخ رنگ بھی

مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ (۲۷) وَمِنَ النَّاسِ وَ

آپس میں مختلف در اترتے چڑھتے رنگ میں اور بعض بجائے سفید اور سرخ کے گہرے سیاہ ہیں - اور اسی طرح آدمیوں میں اور

الدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى

جانوروں میں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ انکی رنگتیں مختلف ہیں - اللہ تعالیٰ سے بس اسکے وہی بندے

اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ (۲۸) إِنَّ

ڈرتے ہیں جو اس کی قدرت و عظمت کا علم رکھتے ہیں - واقعی اللہ بڑا زبردست بڑی مغفرت کرنیوالا ہے - جو لوگ

الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا

کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں سے

مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن

پوشیدہ اور علانیہ خیرات کیا کرتے ہیں وہ یقیناً ایک ایسی تجارت کی اُمید لگائے ہوئے ہیں جسکو کبھی نقصان

تَبُورَ (۲۹) لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ

پہونچنے والا نہیں - یہ اس لئے تاکہ خدا تعالیٰ اُن کو اُن کے صلے پورے پورے عطا فرمائے اور اپنے فضل سے انکو اور زیادہ بھی دے -

إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ (۳۰) وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ

بیشک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے - اور اے پیغمبر جو کتاب ہم نے آپ کی طرف وحی کی ہے وہ

؛ یعنی پہلوں کا بھی طرزِ عمل یہی رہا ہے کہ اپنے اپنے زمانے کے نبیوں کو جھوٹا بتاتے رہے ہیں حالانکہ انبیاء ہر قسم کے دلائل و چھوٹی کتابیں اور بڑی بڑی روشن کتابیں لیکر آئے تھے لیکن باوجود اس کے اُن اُمتوں نے پیغمبروں کی تکذیب کی اور انکو جھوٹا ہی بتاتے رہے (۲۵) پھر آخر کار میں نے ان دینِ حق کے منکروں کو پکڑ لیا اور انکی گرفت کی سو دیکھ لو میرے انکار کا نتیجہ انکے حق میں کیسا ہوا اور میرا عذاب کیسا ہوا ؛ یعنی آخر کار انکی گرفت کی گئی اور سب کو ہلاک کر دیا گیا ؎

توان پاک کردن ز زنگ آئینہ
ولیکن نیاید ز سنگ آئینہ

انکے دل آئینہ نہ تھے جو صاف ہو سکتے ان کے دل پتھر ہو چکے تھے جن کو آئینہ بنانا ناممکن ہو گیا (۲۶) اے مخاطب کیا تو نے یہ بات نہیں دیکھی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی جانب سے پانی اُتارا پھر اس پانی سے ہم نے گوناگوں اور مختلف رنگ کے پھل نکالے اور پہاڑوں کے بھی مختلف حصے اور ٹکڑے ہیں کچھ سفید اور کچھ سرخ پھر سفید و سرخ رنگ آپس میں مختلف اور اترتے چڑھتے رنگ ہیں اور بعض بجائے سفید و سرخ کے گہرے سیاہ ہیں (۲۷) اور اسی طرح آدمیوں میں اور رینگنے والے کیڑوں میں اور چوپایوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں اللہ تعالیٰ سے بس اس کے بندوں میں سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی قدرت و عظمت کا علم رکھتے ہیں یعنی علماء بے شک اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑی بخشش کرنیوالا ہے ؛ سورۂ رعد میں گزر چکا ہے کہ ایک ہی قسم کا پانی برسا کر پھر اُس پانی سے اللہ تعالیٰ رنگہا رنگ کے نباتات، جمادات اور حیوانات پیدا کرتا ہے یہ اُسکی خالقیت کا کمال ہے۔ پھلوں کے انواع میں تو رنگ کا اختلاف ظاہر ہی ہے، سیب کا رنگ اور ہے، بیر کا اور ہے۔ خربوزہ کا اور ہے تربوز کا اور ہے بلکہ اصناف میں دیکھو تو بھی یہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ سیب ایک صنف ہے لیکن رنگ مختلف خربوزہ ایک صنف لیکن مختلف یہی حالت پتھروں کی ہے کوئی سنگ مرمر ہے کوئی سنگ سُرخ ہے اور کوئی سنگ باسی ہے۔ کوئی سنگ سیاہ سُرمہ ہے جو گہرا اور بالکل سیاہ ہے۔ جُدد جدّہ کی جمع ہے جیسے مدد مدہ کی بعض حضرات نے جدد کا ترجمہ گھاٹیاں بھی کیا ہے پہاڑ کی گھاٹیوں بن گھسنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ دائیں طرف کا رنگ کچھ اور ہے بائیں طرف کا رنگ کچھ اور ہے پھر اسی طرح لوگوں میں کوئی کالا ہے کوئی گورا ہے۔ حبشی کا رنگ کچھ اور ہے کشمیری کا کچھ اور ہے۔ کیڑے مکوڑے بھی مختلف رنگ رکھتے ہیں۔ بچھو بھی کئی رنگ کے اور سانپ بھی جیسا ، رنگ کے چوپایوں کا بھی یہی حال انواع اگر مراد لو تو گائے کا رنگ بھینس سے جُدا اونٹ کا رنگ ہاتھی سے جُدا اصناف مراد لو تو بکریوں کے مختلف رنگ بھیڑوں کے مختلف رنگ غرض سارا عالم گوناگوں رنگوں سے لبریز ہے۔ پھولوں کا رنگ اور اُن کے انواع و اقسام تو بے حساب ہیں۔ ان تمام چیزوں کا بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے خشیت علماء کو میسر ہوتی ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان سے علماء ہی واقف ہیں اس لئے وہی ڈرتے ہیں آگے بطور دلیل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ زبردست قوت و طاقت کا مالک ہے اور بڑا بخشنے والا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سب آدمی ڈرنے والے نہیں ڈرنا اللہ سے سمجھ والوں کی صفت ہے اور اللہ کی معاملت بھی دو طرح ہے زبردست بھی ہے کہ ہر خطا پر پکڑے اور (باقی صفحہ ۶۹۹ پر)

Marfat.com

الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ
سراسر حق ہے اس کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق بھی کرنیوالی ہے ۔ بیشک اللہ

بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ
اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا اُن کو دیکھنے والا ہے ۔ پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے جن بندوں کو برگزیدہ اور منتخب کیا

اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ
انکو اس کتاب کا وارث بنایا یعنی اُمت محمدیہ کو ان برگزیدہ بندوں میں سے بعض اپنی جانوں پر زیادتی کرنے والے ہیں اور

مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ
بعض ان میں سے میانہ روی اختیار کرنیوالے ہیں اور بعض ان میں خدا کی توفیق سے بھلے کاموں میں آگے

اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ
بڑھ جانیوالے ہیں یہ کتاب کا عطا فرمانا خدا تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہے ۔ وہ سدا بہار مذکور دائمی باغ ہیں

يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ
جن میں یہ لوگ اس شان سے داخل ہوں گے ان کو ان دائمی باغوں میں سونے کے کنگن

ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا
اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کی پوشاک ریشمی ہوگی ۔ اور ان باغوں میں داخل ہو کر کہیں گے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ
تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہر قسم کا غم ہم سے دور کر دیا ۔ بے شک

رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ
ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے ۔ کہ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے

مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا
مقام میں لا اُتارا ۔ جہاں نہ ہم کو کوئی کلفت پہونچے گی اور جہاں نہ ہم کو کسی قسم کی

فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا
تکان لاحق ہوگی ۔ اور جو لوگ منکر ہیں اُن کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو

منزل ۵

(بقیہ صفحہ ۶۹۸) غفور بھی ہے کہ ہر گنہگار کو بخشے ۱۲ یہاں حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا اور سورۂ بینہ میں فرمایا ذٰلک لمن خشی ربہ یعنی جنت اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی ان لوگوں کیلئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ۔ انما یخشی اللہ کے مفسرین نے کئی طرح معنی کئے ہیں مگر ہم نے حضرت شاہ صاحبؒ کا قول اختیار کیا ہے ۔ آیت کے مضمون کا تعلق بظاہر انذار اور خشیت الٰہی سے ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی و تشفی سے ہو اور مطلب ہو کہ جیسے اندھے اور سماکے میں فرق ہے اور اندھیرے اُجالے میں اختلاف ہے ، گرمی اور ٹھنڈک میں اختلاف ہے ، ایسا اختلاف ہر پتھر اور درخت میں موجود ہے اس لئے اگر کوئی ایمان نہ لائے تو آپ کو افسوس اور رنج و غم کی کیا ضرورت ہے ۔ مفسرین کی یہ دونوں توجیہیں مشہور ہیں اور حسب مجازات و مکافات کی طرف اشارہ فرمایا تھا اسی کی آگے تفصیل فرمائی (۲۸) جو لوگ کتاب الٰہی یعنی قرآن حکیم کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خیرات کیا کرتے ہیں وہ یقیناً ایک ایسی تجارت کے اُمیدوار ہیں اور ایک ایسی تجارت کی امید لگائے بیٹھے ہیں جس تجارت کو کبھی نقصان پہونچنے والا نہیں ؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس تجارت کی ترقی کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے اس تجارت میں نقصان اور کساد بازاری اور مندے کا اندیشہ نہیں ، قرآن کی تلاوت کا مطلب ہے کہ ترجمہ کیساتھ قرآن پڑھتے اور اُس پر عمل کرتے ہیں ، نماز کا قائم رکھنا یعنی جماعت اور خشوع و خضوع کا خیال رکھتے ہیں پوشیدہ علانیہ یعنی صدقات فریضہ اور نافلہ جیسا کہ اہل علم نے فرمایا ہے کہ فرض یعنی زکوٰۃ علانیہ دی جائے اور نفلی خیرات چھپا کر ادا کی جائے (۲۹) چونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی اس تجارت کا حامی ہے تو اس میں نفع ہی نفع کی وجہ یہ ہے کہ تا کہ اللہ تعالیٰ انکو ان کے اجر اور صلے پورے پورے عطا فرمائے اور اپنی مہربانی اور فضل سے ان کو اور بڑھتی اور زیادہ بھی دے بیشک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدرداں ہے ؛ یعنی ثواب اور اُن کے اعمال کی اُجرتیں تو حسب وعدہ اُن کو دی ہی جائیں گی جس کا بیان آگے آئیگا لیکن مقررہ ثواب کے علاوہ اور زیادہ بھی عطا ہوگی ۔ سورۂ یونس میں گزر آیا ہے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ یعنی بھلائی کرنیوالوں کو بھلی چیز یعنی جنت ملے گی اور جنت کے علاوہ اور زیادہ بھی عطا ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ثواب مقررہ کے علاوہ ایسی چیزیں دی جائیں گی جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں وہ بڑی بخشش کا مالک یعنی غفور ہے اور بڑا قدرداں یعنی شکور ہے (۳۰) تفسیر صحیح ہذا اور اے پیغمبر جو کتاب ہم نے آپ کی جانب وحی کی ہے وہ سراسر حق ہے اسکی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق بھی کرنیوالی ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پوری خبر رکھنے والا اور انکو خوب دیکھنے والا ہے ؛ مصدق کے دو معنی ہیں جن کو ہم نے ہمیشہ بیان کیا ہے ۔ ایک تو یہ کہ ان کتابوں کو منزل من اللہ بتاتا ہے دوسرے معنی یہ ہیں کہ چونکہ اس کتاب کی سابقہ کتب سماویہ میں پیشین گوئیاں موجود ہیں اس لئے اس کتاب نے آکر تمام کتب سماویہ کی پیشین گوئیوں کی تصدیق کر دی ۔ چونکہ وہ بندوں کی حالت سے خبردار اور ان کی مصالح سے واقف ہے اس لئے آخری دور میں ایک ایسی کامل کتاب نازل فرمائی جس پر عمل کرنے سے آدمی درجات کے کمال کو حاصل کر لیتا ہے (۳۱) پھر ہم نے اپنے بندوں کو برگزیدہ اور منتخب کیا ان چیدہ اور پسندیدہ بندوں کو اس کتاب کا وارث بنایا اور ان کے ہاتھوں تک اس کتاب کو پہونچایا ، پھر ان میں سے بعض اپنی جانوں پر زیادتی اور ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان بندوں میں سے متوسط اور میانہ رو ہیں اور بعض ان بندوں میں سے اللہ تعالیٰ کے حکم اور اسکی توفیق سے بھلے کاموں میں سبقت کرنیوالے اور آگے بڑھ جانے والے ہیں اور نیکیوں میں ترقی کرنے والے ہیں یہ کتاب کا وارث بنانا اور کتاب کا عطا فرمانا بڑا فضل اور بڑی بزرگی ہے ؛ یعنی جو کتاب برحق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی گئی تھی اس کتاب کا اُمت محمدیہ کو جو چیدہ اور پسندیدہ اُمت ہے اور تمام بندوں میں سے جن کو برگزیدہ فرمایا ہے یہ کتاب اُس اُمت کو دی گئی اور اس کتاب کا وارث اُمت محمدیہ کو بنایا گیا ۔ آگے اُمت محمدیہ کی حالت بیان فرمائی کہ اگرچہ یہ اُمت محمدیہ اصطفا اور اجتبا میں سب مشترک ہے لیکن اعمال کے اعتبار سے اس اُمت کی تین قسمیں ہیں ایک وہ جو گناہ کرتے رہتے ہیں اور گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں ، دوسرے وہ جو درمیانہ روی اختیار کرتے ہیں یعنی گناہ کم اور نیکیاں زیادہ دونوں چیزیں مختلط ہیں ۔ پھر نیکیاں بھی طاعات ضروریہ سے متجاوز نہیں ، یہ متوسط اور درمیانی درجے کے حضرات ہیں ۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

نہ تو اُن پر موت ہی کا حکم کیا جائیگا کہ وہ مر جائیں اور نہ اُن پر سے دوزخ کا عذاب ہی کسی وقت ہلکا کیا جائے گا ہم ہر ناشکر اور ناسپاس اور منکر کو ایسی ہی جزا اور ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں: یعنی بار بار موت کی درخواست کریں گے لیکن اس عالم میں موت نہیں جو آ جائے (۳۶) اور یہ لوگ اس دوزخ میں پڑے چلاتے اور فریاد کرتے ہوں گے اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال دے ہم آئندہ نیک کام کیا کریں گے وہ کام نہیں جو ہم پہلے نیک سمجھ کر کیا کرتے تھے۔ جواب ملے گا کیا تم کو اتنی عمر دی تھی اور تم کو اس قدر زندگی نہیں دی تھی کہ جس کو سوچنا سمجھنا ہوتا وہ اُس عمر اور اس زندگی میں سوچ سمجھ لیتا اور تمہارے پاس ڈرانیوالا بھی آیا تھا پس اب عذاب کا مزہ چکھو سو ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں کہ ان کی مدد کرے: مطلب یہ ہے کہ اے رب ہم کو اس جہنم سے نکال کر پھر دنیا میں بھیجدے تو آئندہ ہم نیک اعمال کریں گے اس پر شبہ تھا کہ تمام کافرانہ اعمال کو بھلا ہی سمجھ کر کیا کرتے تھے اس شبہ کا دفعیہ کریں گے غیر الذی کنا نعمل یعنی وہ نہیں جو اب تک کرتے رہے بلکہ ان کیخلاف جن اعمال کو پیغمبر اچھا بتاتے تھے وہ کیا کریں گے۔ جواب کا مطلب ظاہر ہے کہ اس قدر عمر اور زندگی دی گئی تھی یعنی بلوغ سے لیکر جہاں تک بھی ہو وہ ایک چنے سمجھنے والے کو کافی تھی جسکو سوچنا سمجھنا ہوتا وہ اُس زندگی میں سوچ سمجھ سکتا تھا۔ مزید برآں یہ کہ پیغمبر بھی بھیجا گیا جس کا کام زیادہ تر نافرمانوں کو اُس دن کی وحشت اور عذاب سے ڈرانا ہی ہوتا تھا: سوچنے سمجھنے کو عقل ملی ہوش و حواس ملے عقل اُبھارنے اور حرکت دینے کو ڈرانیوالا پیغمبر آیا۔ اب کام کونسا باقی رہ گیا جس کیلئے پھر واپس بھیجا جائے لہٰذا مزا چکھتے رہو اور یہ سمجھ لو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہ نہیں جو کرتے تھے یعنی اس وقت تو اسی کو بھلا سمجھتے تھے پر اب وہ نہ کریں گے ۱۲ (۳۷) بلاشبہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور زمین کی تمام پوشیدہ چیزوں کا عالم اور جاننے والا ہے بلاشبہ وہ اُن باتوں کو بھی خوب جانتا ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہیں: یعنی اُس کے کمال علمی کا یہ حال ہے کہ مغیبات سماوی و ارضی سب کا عالم اور سینوں کے پوشیدہ بھید جاننے والا ہے آگے کمال قدرت کا بیان ہے (۳۸) وہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے جس نے تم کو زمین میں پہلوں کا جانشین بنایا اور تم کو زمین میں آباد کیا جو شخص کفر و انکار کی روش اختیار کرے گا تو اُس کے کفر کا وبال اُسی پر پڑے گا اور کافروں کا کفر اُن کے پروردگار کے ہاں نہیں بڑھاتا مگر بیزاری اور اشد غضب ہی بڑھاتا ہے اور کافروں کو ان کا کفر نہیں بڑھاتا مگر نقصان اور ٹوٹا ہی بڑھاتا ہے: یعنی جانشین کیا پہلوں کا اور تم کو زمین میں آباد کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کا احسان مانو اور اس کی نافرمانی اور کفر نہ کرو اور یہ بات ذہن نشین کر لو کہ جو کفر اختیار کرتا ہے تو اسکے کفر کا وبال اسی پر پڑتا ہے، اور کافروں کا کفر اُن کے پروردگار کے نزدیک بیزاری اور غضب میں ہی اضافہ کرتا ہے۔ اور کافروں کا کفر اور منکروں کا انکار اُن کیلئے نقصان ہی کا موجب ہوتا ہے مقت کا ترجمہ سخت غضب کیا گیا ہے ہم نے شاہ صاحبؒ کا لفظ بیزاری بھی اور ترجمہ کی تیسیر میں دونوں باتیں رکھی ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قائم مقام کیا زمین میں یعنی رسولوں کے پیچھے ریاست دی یا اگلی اُمتوں کے پیچھے اب اس کا حق ادا کرو ۱۲ (۳۹) اے پیغمبر آپ ان سے فرمائیے بھلا تم نے اپنے ان خود ساختہ شریکوں کو دیکھا بھی جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کو تم پکارا کرتے ہو ذرا مجھ کو بھی تو بتاؤ اور ذرا مجھ کو بھی تو دکھاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا حصہ بنایا ہے اور زمین سے انہوں نے کیا بنایا ہے یا آسمانوں کے بنانے میں ان کی کوئی شرکت اور ساجھا ہے یا ہم نے ان مشرکوں کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل اور حجت پر قائم ہیں کچھ نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ ظالم جو آپس میں ایک دوسرے کو اُمیدیں دلاتے ہیں وہ صرف دھوکا ہی دھوکا ہے: یعنی جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو ان کا حال تو بیان کرو اور زمین کا جو حصہ انھوں نے بنایا ہے وہ مجھ کو بھی دکھلاؤ یا آسمانوں کے بنانے میں ان کی کوئی شرکت اور ساجھا ہے تو وہ بھی بتاؤ اور دکھلاؤ یا ان کو کوئی کتاب ہم نے دی ہے کہ اس کتاب سے اپنے مفروضہ اوہام پر دلیل پکڑتے ہوں یعنی یا تو عقلی دلیل ہو عقلی نہ ہو تو نقلی حجت ہو ان کے پاس کچھ بھی نہیں بلکہ یہ جو آپس میں ایک دوسرے کو اُمیدیں دلاتے ہیں اور کہتے ہیں قیامت میں ہم کو یہ معبود سفارش کر کے بچا لیں گے یہ محض دھوکا اور فریب ہے۔ ارءیتم اور ارونی آپس میں بدل اشتمال ہیں۔ ترجمہ میں شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر صاحب رحمہما اللہ کا قول اختیار کیا ہے اور بجائے لفظ آیا کے یا استعمال کیا ہے۔

يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ
ان پر موت ہی کا حکم کیا جائے گا کہ وہ مر جائیں اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان پر سے کسی وقت ہلکا
عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۝٣٦ وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ
کیا جائے گا۔ ہم ہر ناسپاس کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔ اور یہ لوگ اس دوزخ میں پڑے چلاتے
فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا
ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو نکال لے ہم آئندہ نیک کام کیا کریں گے وہ کام نہیں جو ہم پہلے
نَعْمَلُ ۭ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ
کیا کرتے تھے۔ جواب ملے گا کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جسکو سوچنا سمجھنا ہوتا تو وہ اُس عمر میں سوچ سمجھ لیتا
وَجَاۗءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ
اور تمہارے پاس ڈرانیوالا بھی پہونچا تھا سو اب عذاب کا مزا چکھو کہ ایسے ظالموں کا کوئی
نَّصِيْرٍ ۝٣٧ اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
مددگار نہیں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ آسمانوں کی اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے
اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝٣٨ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ
بیشک وہ اُن باتوں سے بھی خوب واقف ہے جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔ وہ خدا وہی ہے جس نے تمکو زمین میں
خَلٰۗىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَ
پہلوں کا جانشین بنایا پھر جو شخص کفر اختیار کریگا تو اُس کے کفر کا وبال اُسی پر پڑیگا اور کافروں کا
لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ
کفر اُن کے رب کے ہاں اُن کے لئے بیزاری ہی بڑھانے کا موجب ہوتا ہے
وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝٣٩ قُلْ
اور کافروں کا کفر ان کے لئے نقصان ہی بڑھانے کا سبب ہوتا ہے۔ آپ اُن سے کہیے
اَرَءَيْتُمْ شُرَكَاۗءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ
بھلا تم نے اپنے ان خود ساختہ شریکوں کو دیکھا بھی جن کو تم خدا کے سوا پکارا کرتے ہو

Marfat.com

امر لھم شرک اور ام اٰتینٰھم کتابا دونوں جگہ آیا کی بجائے یا کیا گیا ہے (۴۰) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اس بات سے تھام رکھا ہے کہ وہ اپنے مرکز سے کہیں ہٹ نہ جائیں
اور اگر وہ بالفرض اپنے مرکز سے ٹل جائیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوا ان آسمان و زمین کو نہ کوئی تھام سکتا ہے اور نہ کوئی ان کو روک سکتا ہے بیشک وہ اللہ تعالیٰ برابر دبار حلیم اور بڑی مغفرت و بخشش کرنیوالا ہے۔ یعنی یہ
نظام عالم جو حضرت حق تعالیٰ نے قائم کر رکھا ہے اسکو درہم برہم کرنے سے اُسی نے روک رکھا ہے اگر خدانخواستہ درہم برہم ہوجائے تو خدا تعالیٰ کے بعد اس نظام عالم کو کوئی روک ہی نہیں سکتا تمام مخلوق

أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي
ذرا مجھے بھی تو بتاؤ کہ انھوں نے زمین کا کونسا حصہ بنایا ہے یا آسمانوں کے بنانے میں اُن کی
السَّمٰوٰتِ ۚ أَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ
کچھ شرکت ہے یا ہم نے ان مشرکوں کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہیں
بَلْ إِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا ﴿۴۰﴾
نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ ظالم جو آپس میں ایک دوسرے کو اُمیدیں دلاتے ہیں نرا دھوکہ ہی دھوکہ ہے
إِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۚ
یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو روک رکھا ہے کہ وہ اپنے مرکز سے کہیں ہٹ نہ جائیں
وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ۚ
اور اگر بالفرض وہ اپنے مرکز سے ہٹ جائیں تو پھر خدا کے سوا کوئی اور اُن کو تھام بھی نہیں سکتا۔
إِنَّهٗ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿۴۱﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ
بے شک خدا بڑا حلیم بڑی مغفرت کرنیوالا ہے۔ اور یہ کافر بڑی تاکید سے اس بات پر اللہ کی قسمیں
أَيْمٰنِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدٰى
کھاتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آئے گا تو وہ ہر ایک قوم سے زیادہ
مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ
صحیح راہ قبول کرنیوالے ہوں گے پھر جب ان کے پاس ڈرانے والا آ گیا تو اس کے آنے سے ان میں
إِلَّا نُفُورًا ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ
نفرت کے جذبات کو ہی ترقی ہوئی۔ وہ یہ کہ ملک میں مزید سرکشی اور بُری بُری
السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهٖ ۚ فَهَلْ
تدبیریں کرنے لگے حالانکہ بُری چال اس چال چلنے والے ہی کو گھیر لیا کرتی ہے سو کیا
يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ
یہ کافر اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے لہٰذا اے پیغمبر آپ خدا کے دستور میں

فنا ہوجائے جس طرح قیامت کے دن ہوگا۔ لیکن چونکہ وہ حلیم ہے اس لئے مہلت دیئے جاتا ہے اور اس مہلت اور امہال سے کوئی فائدہ اٹھا کر گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوجائے تو وہ بخش بھی دیتا ہے۔ چونکہ وہ غفور ہے حدیث میں آتا ہے جو سو کر اٹھا اور اس نے یہ کلمات کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي رَدَّ إِلَيَّ نَفْسِي بَعْدَ مَوْتِهَا وَلَمْ يُمِتْهَا فِي مَنَامِهَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي يُمْسِكُ السَّمَآءَ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ إِنَّهٗ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ۔ یہ شخص اگر بچھونے پر سے گر کر مرجائیگا تو شہید ہوگا اور اگر اٹھ کر نماز پڑھے گا تو نماز پڑھے گا۔ (درمنثور (۴۱)

اور یہ کفار قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل نہایت تاکید کیساتھ اللہ تعالیٰ کی سخت ترین قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانیوالا آئیگا تو وہ ہر ایک اُمت سے زیادہ راہ پانیوالے اور راہ یافتہ ہونگے پھر جب ان کے پاس ڈرانیوالا آیا تو اس کے آنے سے ان میں نفرت کے جذبات کو ہی ترقی ہوئی (۴۲) وہ یہ کہ ملک میں مزید غرور اور سرکشی اور بُری بُری تدبیریں کرنے لگے۔ حالانکہ بُری تدبیر اور بُری چال پلٹ کر اس چال چلنے والی کو گھیر لیا کرتی ہے۔ سو کیا یہ کافر اسی طریقے اور دستور کے منتظر ہیں اور اُسی آئین عقوبت کی راہ دیکھ رہے ہیں جو اگلے لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ وہی برتاؤ ان کفار قریش کیساتھ بھی ہوگا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس دستور کو کبھی بدلتا نہیں پائیں گے اور آپ اس کے آئین میں کسی قسم کا رد و بدل نہیں پائیں گے اور آپ ہرگز اللہ تعالیٰ کے دستور کو پھرتا اور منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہ کفار جب اہل کتاب کی بے راہ روی دیکھتے اور اُن کے مظالم اور بیجا ہٹ دھرمیوں کے قصے سنا کرتے تو اس بات کی خواہش کیا کرتے کہ ہمارے پاس کوئی نبی آئے تو ہم اسکی خوب اطاعت و فرمانبرداری کرکے دکھائیں اور تمام اُمتوں سے ہم زیادہ راہ یافتہ اور سب سے زیادہ ہدایت قبول کرنیوالے ہوں گے پھر اس دعوے پر بڑی پختہ اور سخت مضبوط قسمیں بھی اللہ تعالیٰ کے نام کی کھایا کرتے تھے کہ ہم ضرور اس کی پوری پوری اتباع کریں گے اور ہر ایک اُمت سے زیادہ راہ پانیوالے ہوں گے لیکن جب ان کے پاس پیغمبر اور ڈرانیوالا آپہونچا اور اس نے اُن کو دعوت دی تو ان میں سوائے نفرت کے

اور کچھ نہ بڑھا یعنی اس نذیر کی تعلیم سے ان میں نفرت ہی بڑھی دُنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے غرور کی راہ اختیار کی اور پیغمبر کے خلاف بُری بُری تدبیریں کرنے لگے اور سوئے تدبیر سے کام لینے لگے حالانکہ اس قسم کے مکر و فریب اور بُری حیلہ سازی خود ایسا کرنیوالوں پر ہی پلٹ جاتی ہے اور اس قسم کی تدبیریں خود بُرائی کرنے والوں کو گھیر لیا کرتی ہیں۔ ان لوگوں کی یہ حرکات اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ یہ اس آئین عقوبت کا انتظار کر رہے ہیں جو پہلوں کیساتھ ہوچکا ہے جس طرح ان سے پہلے لوگ نافرمانی کے باعث تباہ اور ہلاک ہوئے وہی ان کے ساتھ برتاؤ کیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے طریقہ میں نہ تبدیلی پائی جاتی ہے۔

Marfat.com

نہ ٹوئیں چنانچہ یہی برتاؤ ان کیساتھ بھی ہوگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں عرب کے لوگ جو سنتے یہود کی بےعملیاں اپنے نبی سے تو کہتے کبھی ہم میں ایک نبی آئے تو ہم اس سے بہتر رفاقت کریں سو منکروں نے اور حد اولیٰ"
(۴۴) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جیسیں پھریں تو دیکھیں کہ جو لوگ ان سے پہلے ہوگذرے ہیں ان کا انجام کار کیونکر ہوا اور کیسا ہوا یعنی تکذیب کی وجہ سے ان کا آخری انجام کیا ہوا حالانکہ وہ گزشتہ لوگ قوت اور زور میں ان کفارِ مکہ سے زیادہ تھے اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ اُس کو آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز بھی عاجز اور بےبس کرسکے اور تھکا سکے بلاشبہ وہ کمال علم اور کمال قدرت کا مالک ہے ؂ یعنی ملک میں چل پھر کر دیکھو کہ گزشتہ قوموں کا اس تکذیب اور پیغمبروں کی نافرمانی کے باعث کیا انجام ہوا حالانکہ وہ قوت و طاقت میں ان کفارِ مکہ سے بہت زیادہ زور آور تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے بچ بھی کس طرح سکتے تھے اور بھاگ کر اللہ تعالیٰ کو عاجز کیسے کرسکتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اُسکو آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز بھی اُس کو نہ تھکا سکتی نہ بھاگ کر ہرا سکتی ہے کیونکہ اس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں کہ کوئی اس سے چھپ جائے اور وہ قدرت والا ہے سب کچھ کرسکتا ہے اس سے کوئی بھاگ کر کہاں جاسکتا ہے اور کتنا ہی کوئی زور آور ہو اُس کا مقابلہ کس طرح کرسکتا ہے (۴۴) اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے کسب اور اُن کے اعمال کی وجہ سے گرفت اور مواخذہ کرنے لگے تو روئے زمین پر کسی حرکت کرنے والے اور کسی متنفس کو بھی نہ چھوڑے لیکن وہ ایک وقتِ مقررہ تک لوگوں کو مہلت دیتا رہتا ہے پھر جب ان کا وہ وقتِ مقررہ اور میعادِ معینہ آجائے گی تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ کے سب بندے اُس کی نگاہ میں ہیں ؂ یعنی اگر بندوں کو اُن کی شامتِ اعمال کے سبب گرفتار کرنا شروع کردے تو ایک بھی متنفس باقی نہ رہے اور روئے زمین پر کوئی چلنے والا نہ دکھائی دے۔ اور جب انسان ہی نہ رہیں تو حیوانات جو انتفاعِ خلق کے لئے ہیں وہ بھی بیکار ہوجائیں۔ لیکن یہ اُس کی مہربانی ہے کہ اس نے بندوں کو مہلت دے رکھی ہے اور توبہ کرکے باز آجانے کا موقع دیا ہے۔ جب وہ وقت آجائے گا۔ خواہ کسی خاص قوم کے ختم کرنے کا وقت ہو یا قیامت کا وقت ہو تو اُس وقت گرفت کی جائے گی کیونکہ وہ اپنے بندوں کو دیکھنے والا ہے اور سب اچھے بُرے اُس کی نگاہ میں ہیں اس وقت ہر شخص کے ساتھ سزا اور جزا کا معاملہ کیا جائے گا (۴۵) ع ۵ ۸
الحمد للہ والمنۃ کہ سورہ فاطر کی تیسیر ختم ہوئی ۱ و للہ الحمد علی ذلک۔

اللّٰہِ تَبْدِیْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحْوِیْلًا ﴿۴۳﴾
کسی قسم کا ردوبدل نہ پائیں گے۔ اور آپ ہرگز خدا کے دستور کو پھرتا ہوا نہ پائیں گے
اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ
کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں تو دیکھیں کہ اُن لوگوں کا انجام
عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ وَکَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْہُمْ
کیسا ہوا جو لوگ ان سے پہلے ہوگذرے ہیں حالانکہ وہ ان کفارِ مکہ سے قوت میں بڑھے
قُوَّۃً ؕ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ
ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے جس کو آسمانوں
وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ
اور زمین کی کوئی شئے بھی عاجز کرسکے۔ بیشک وہ کمال علم کمال قوت کا مالک ہے۔ اور اگر
یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہْرِہَا
خدا تعالیٰ لوگوں کے اعمال کی وجہ سے ان کی گرفت کرنے لگے تو روئے زمین پر کسی حرکت کرنیوالے کو بھی
مِنْ دَآبَّۃٍ وَّلٰکِنْ یُّؤَخِّرُہُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ
باقی نہ چھوڑے لیکن وہ ایک وقت مقررہ تک لوگوں کو مہلت دیتا رہتا ہے
فَاِذَا جَآءَ اَجَلُہُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ بَصِیْرًا ﴿۴۵﴾ ع
پھر جب ان کا وہ مقررہ وقت آپہونچے گا تو یقین جانو کہ خدا کے سب بندے اُس کی نگاہ میں ہیں

سُوْرَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ وَّہِیَ ثَلٰثٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰیَۃً وَّخَمْسُ رُکُوْعَاتٍ
سورۂ یٰسٓ مکی ہے اور یہ تراسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

سورۂ یٰسٓ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں تراسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔ ۳۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ ۵

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳﴾
یٰسٓ۔ قسم ہے اس قرآن کو جس کے دلائل نہایت محکم ہیں۔ کہ بیشک اے محمد آپ پیغمبروں میں سے ہیں

یٰسٓ (۱) قسم ہے اس قرآن حکمت والے کی۔ ؂ بعض نے قرآن باحکمت کیا ہے، اور بعض نے پختہ اور مضبوط کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس قرآن کے احکام حکمت سے لبریز ہیں یا یہ کہ اس کے دلائل نہایت محکم اور مضبوط ہیں جواب قسم آگے مذکور ہے۔ (۲) بے شک آپ پیغمبروں میں سے ہیں (۳)

Marfat.com

آپ سیدھے راستے پر ہیں ﴿ یعنی آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اور جب آپ ہمارے فرستادوں میں سے ہیں تو یقیناً آپ سیدھی راہ پر ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جواب ہے قسم کا اور یہ رَد ہے کفار پر جس وقت کہا انھوں نے کہ نہیں ہے تو رسول ۱۲ (۴) یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا جو نہایت زبردست نہایت رحم والا ہے ﴿ کمال قوت کا مالک ہے اس لئے جو احکام چاہے نازل کر سکتا ہے کوئی رَد کرنے والا نہیں اور نہایت مہربان ہے اس لئے بندوں کو وہی حکم دیتا ہے اور بندوں کے لئے وہی احکام نازل فرماتا ہے جو بندوں کے دین اور دنیا کے لئے موجب فلاح اور موجب بہبود ہوتے ہیں (۵) آپ کو پیغمبر اسلئے بنایا اور یہ قرآن حکیم آپ پر اس لئے نازل کیا تاکہ آپ اس قوم کو اور ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادا عرصہ سے نہیں ڈرائے گئے سو اسی وجہ سے وہ غافل اور بےخبر ہیں ﴿ یعنی عرب میں عرصے کوئی مستقل نبی نہیں آیا اگرچہ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہم السلام کے زمانے کے احکام تشریعی موجود تھے لیکن مرور زمانہ کی وجہ ان میں تحریف و تغییر ہو چکی تھی۔ اور چونکہ آپ کی بعثت عام تھی اسلئے فرمایا لتنذر قوما ما انذر اباؤھم (۶) بلاشبہ ان میں سے اکثر پر تو عذاب کی بات ثابت ہو چکی سو وہ تو ایمان نہیں لائیں گے ﴿ یعنی ایمان نہ لانیوالوں پر آپ افسوس نہ کریں دل تنگ نہ ہوں کیوں کہ ان میں سے اکثر پر وہ ازلی اور تقدیری کلمۂ عذاب ثابت ہو چکا ہے اس لئے وہ تو ایمان لائیں گے نہیں شاید وہ بات وہ ہو جو فرمایا لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ اور فرمایا سورۂ حج میں وکثیر حق علیہ العذاب۔ آگے ان میں ایمان نہ لانیوالوں کی مثال بیان فرماتے ہیں (۷) ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں اور وہ طوق ان کی ٹھوڑیوں تک پہونچ گئے ہیں جس کی وجہ سے اُن کے سر اوپر کو اُٹھے کے اُٹھے رہ گئے ہیں ﴿ یعنی ان کے کفر و عناد اور ان کی شقاوت و بدبختی کی مثال ایسی ہے جیسے ہم نے انکے گلے میں بھاری اور موٹے موٹے طوق ڈالدیئے جن کی وجہ سے ان کے سر نیچے نہیں ہو سکتے کہ یہ سیدھی راہ اختیار کر سکیں کسی جانب التفات ہی نہیں کر سکتے۔ غرض انکی بداعمالیاں ان کے گلے کا ہار بن گئی ہیں جو ان کو راہ حق کیطرف مائل نہیں ہونے دیں گی۔ ہم سورۂ بقر میں اس مسئلے پر تفصیلی بحث کر چکے ہیں وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ ایک برائی سے دوسری برائی پیدا ہوتی ہے اور آخر نوبت یہاں تک آجاتی ہے کہ حق کو ناحق اور ناحق کو حق سمجھنے لگتا ہے۔ العیاذ باللہ آگے دوسری مثال ان کی گمراہی کی بیان فرمائی (۸) اور ہم نے ایک دیوار ان کے آگے اور ایک دیوار ان کے پیچھے کھڑی کر دی ہے اور اوپر سے اُن کو ڈھانک دیا ہے لہٰذا وہ کسی چیز کو دیکھ نہیں سکتے ﴿ یہ بھی ان کے کفر و عناد اور مخالفانہ جد و جہد کی تصویر و تمثیل ہے۔ یہی منکروں کی وہ باتیں ہیں جو دین حق کو قبول کرنے سے آڑ بن گئی ہیں اور اُن کی آنکھوں پر پردہ بن کر انکو حق کے دیکھنے سے اندھا بنا دیا ہے، اور ان کو کچھ سوجھتا نہیں۔ یہ تمام ان کی ناشائستہ حرکات کی مثال ہے۔ کوئی حرکت گلے کا طوق بن گئی ہے اور ان کی بعض حرکات انکی محرومی کیلئے آڑ اور دیوار اور پردہ بن گئی ہیں اسی لئے ان کی شقاوت و بدبختی کا آگے کی آیت میں اظہار فرمایا (۹) اور اے پیغمبر اُن کے حق میں آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں باتیں برابر ہیں وہ ایمان نہیں لائینگے ﴿ یعنی یہ لوگ جو کفر کے خوگر ہو چکے ہیں ان کے حق میں آپ کا ڈرانا اور نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٤ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝٥

اور بیشک آپ سیدھی راہ پر ہیں۔ یہ قرآن خدائے زبردست اور نہایت رحم والے نے اتارا ہے

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝٦ لَقَدْ

آپ کو پیغمبر اس لئے بنایا ہے۔ تاکہ آپ ان لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے سو یہ وہ بےخبر ہیں۔ بلا

حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝٧ اِنَّا

اُن میں سے اکثر پر تو عذاب کی بات ثابت ہو چکی ہے۔ سو وہ تو ایمان نہیں لائیں گے۔ ہم نے

جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ

ان کی گردنوں میں طوق ڈالدیئے ہیں اور وہ طوق انکی ٹھوڑیوں تک پہنچ گئے ہیں جنکی وجہ سے انکے سر اوپر کو

مُّقْمَحُوْنَ ۝٨ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّ

اُٹھے کے اُٹھے رہ گئے ہیں۔ اور ہم نے ایک دیوار ان کے آگے اور

مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝٩

ایک دیوار اُن کے پیچھے کھڑی کر دی ہے اور اوپر سے اُن کو ڈھانک دیا ہے لہٰذا وہ اب کچھ نہیں دیکھ سکتے

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝١٠

اور آپ کا ان کو ڈرانا یا نہ ڈرانا ان کے حق میں دونوں برابر ہیں یہ لوگ ایمان نہیں لائینگے

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ

بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدائے رحمان سے غائبانہ ڈرے

فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ۝١١ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ

سو ایسے شخص کو آپ بڑی مغفرت کی اور باعزت اجر کی خوشخبری سنا دیجئے۔ یقیناً ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے اور

نَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۭ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ

ہم اُن کے اُن تمام اعمال کو لکھتے رہتے ہیں جو وہ آگے بھیج جاتے ہیں اور وہ اعمال بھی جنکے اثرات وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو

فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ۝١٢ وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ

ایک کھلی کتاب یعنی لوح محفوظ میں محفوظ کر رکھا ہے۔ اور آپ ان کے سامنے گاؤں کے لوگوں کا ایک قصہ اُس وقت کا

ربع ع ۱۳ ۱۸

اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ کا اجر و ثواب ملے گا لیکن ان کے ایمان لانے کی کوئی توقع نہیں ہے۔ تفصیل کیلئے سورۂ بقر کی تسہیل ملاحظہ کرنے کی ضرورت ہے (۱۰) بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور رحمان سے غائبانہ اور بے دیکھے ڈرے پس ایسے شخص کو آپ بڑی بخشش اور باعزت اجر و ثواب کی خوشخبری دیدیجئے ﴿ یعنی آپ کا ڈرانا اور آپکے ڈرانے کا صحیح نفع تو اُس شخص پر مرتب ہوتا ہے جو قرآن کی پیروی کرے اور رحمان جس کو دیکھا نہیں بن دیکھے اُس کے ڈر سے خوف کھاتے رہیں ایسے لوگ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کو مغفرت اور باعزت اجر و صلے کی بشارت دیدیجئے (۱۱) بلاشبہ ہم ہی مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم اُن کے اُن تمام اعمال کو لکھتے رہتے ہیں جو وہ آگے بھیج جاتے ہیں اور وہ اعمال بھی جن کے اثرات وہ اپنے پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک کھلی کتاب میں گھیر رکھا ہے اور محفوظ کر رکھا ہے یعنی لوح محفوظ میں ﴿ مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی میں جو کچھ کرتا ہے وہ عمل مرتے وقت ختم ہو جاتے ہیں لیکن بعض اعمال کا اثر (باقی صفحہ ۷۰۴ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۰۳) مرنے کے بعد بھی رہتا ہے، کوئی مدرسہ بنوا دیا یا اچھا طریقہ جاری کر دیا۔ یا کوئی بُری رسم قائم کر گیا۔ بہرحال خواہ پہلی قسم ہو اعمال کی یا دوسری اعمال اچھے ہوں یا بُرے ہوں سب ضبطِ تحریر میں آتے رہتے ہیں اور ہم تو ہر چیز کو اسکے وقوع سے پہلے ہی ایک واضح کتاب یعنی لوح محفوظ میں محفوظ اور ضبط کر چکے ہیں۔ اور چونکہ وہی مُردوں کو زندہ کرنیوالے ہیں اس لئے زندہ ہونیکے بعد تمام اعمال کی جوابدہی ہوگی سورۂ قیامۃ میں انشاء اللہ آجائیگا يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ۔ قدّم سے مُراد جو آگے کر گیا اخّر سے مُراد جو پیچھے کے لئے چھوڑ گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آگے بھیجے گئے اپنے اعمال اور پیچھے رہے نشانی اولاد اور عمارت اور رسم ڈالی نیک یا بد ۱۲ (۱۲) اور اے پیغمبر آپ ان کی عبرت کے لئے ان کے سامنے گاؤں والوں کا قصۂ عجیبہ اُس وقت کا بیان کیجئے جب اس میں کئی رسول آگے پیچھے آئے :: یعنی پہلے دو صاحب تشریف لائے پھر ان کے بعد ان دو کی تقویت اور تعزز کیلئے ایک صاحب اور بھیجے گئے، چونکہ اس قصے سے رسالت کا اثبات بھی ہے اور منکرین رسالت کی تہدید بھی ہے اس لئے اس واقعہ میں عبرت بھی ہے، چونکہ یہ لوگ رسولوں کی مخالفت کے باعث تباہ و ہلاک ہوئے آگے قصہ کی تفصیل مذکور ہے تفسیر صفحہ ہذا۔ اذ جاءھا اصحاب قریہ سے بدل اشتمال ہے۔

الْقَرْيَةِ ۘ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ⑬ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ

بیان کیجئے جب اس گاؤں میں کئی رسول آئے۔ جبکہ پہلے ہم نے ان کی طرف

اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ

دو پیغمبروں کو بھیجا تو ان لوگوں نے ان دونوں کو جھٹلا دیا پھر ہم نے تیسرے پیغمبر سے انکی تائید کی پھران تینوں پیغمبروں نے کہا بیشک ہم

مُرْسَلُونَ ⑭ قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا

تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں۔ بستی والوں نے جواب دیا تم تو بس ہم ہی جیسے آدمی ہو اور خدائے

أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ⑮

رحمان نے تو کبھی کوئی چیز نازل نہیں کی تم سب محض جھوٹ بولتے ہو۔

قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ ⑯ وَمَا

ان رسولوں نے کہا ہمارا رب خوب جانتا ہے کہ یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ اور ہمارے ذمہ تو

عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ⑰ قَالُوا إِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۖ

صرف خدا کے پیغام کا صاف صاف پہونچا دینا ہے۔ بستی والوں نے کہا ہم نے تو تم کو منحوس پایا

لَئِنْ لَمْ تَنْتَهُوا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِنَّا

اگر تم اپنے اس دعوے سے باز نہ آؤ گے تو ہم تمکو سنگسار کر ڈالیں گے اور ہماری طرف سے تم کو عبرتناک

عَذَابٌ أَلِيمٌ ⑱ قَالُوا طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ ۚ أَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۚ

سزا ملے گی۔ ان پیغمبروں نے کہا تمہاری نحوست کا سبب تو تمہارے ساتھ ہی لگا ہوا ہے کیا اتنی بات پر کہ تمکو نصیحت کیگئی تم یہ سلوک کرنے پر آمادہ ہو

بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ ⑲ وَجَاءَ مِنْ أَقْصَى الْمَدِينَةِ

نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے نکل جانیوالے لوگ ہو۔ اور شہر کے پرلے کنارے سے

رَجُلٌ يَسْعَىٰ قَالَ يَا قَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِينَ ⑳

ایک شخص دوڑتا ہوا آیا آکے کہنے لگا اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو۔

اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْأَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُهْتَدُونَ ㉑

تم ایسے لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے تبلیغ پر کچھ معاوضہ طلب نہیں کرتے اور وہ ہدایت یافتہ لوگ ہیں

(۱۲) جبکہ ہم نے پہلے ان گاؤں والوں کیطرف دو پیغمبروں کو بھیجا تو ان گاؤں والوں نے ان دونوں پیغمبروں کی تکذیب کی اور ان کو جھٹلا دیا پھر ہم نے تیسرے پیغمبر سے ان دونوں کو تقویت دی اور ان دونوں کی تائید کی پھر ان تینوں پیغمبروں نے ان گاؤں والوں سے کہا کہ ہم تمہاری طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں :: بعض علماء کے نزدیک یہ دونوں پیغمبر صادق اور صدوق تھے اور یہ دونوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی تھے جن کو انطاکیہ والوں کے پاس بھیجا تھا چونکہ یہ انطاکیہ والے بُت پرست تھے اسلئے ان کی اصلاح کے لئے بھیجا تھا پھر جب ان دونوں صادقؔ صدُوق کی گاؤں والوں نے تکذیب کی تو پھر تیسرے صاحب جن کا نام شمعون بتایا جاتا ہے ان کو ان دونوں کی تائید کے لئے روانہ کیا لیکن بعض مفسرین کے نزدیک یہ گاؤں انطاکیہ نہیں ہے بلکہ کوئی مبہم قریہ ہے، اور یہ بھی صحیح نہیں کہ یہ دونوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی تھے بلکہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے قبل لوگ گئے ہوں، اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبعین انبیا میں سے ہوں بہرحال یہ لوگ ان گاؤں والوں کی اصلاح اور توحید کا پیغام لیکر پہنچے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ شہر تھا انطاکیہ حضرت عیسیٰؑ کے دو یار وہاں پہنچے شہر والوں نے ٹال دیئے پھر تیسرے یار بھی پہنچے یہ تیسرے یار بڑے تھے ۱۲ (۱۴) گاؤں کے اصحاب نے جواب دیا تم نہیں مگر ہم ہی جیسے آدمی ہو اور رحمان نے کوئی چیز نازل نہیں کی تم نہیں ہو مگر محض دروغ گو :: یعنی اللہ تعالیٰ کے تینوں پیغمبروں کی تکذیب کی اور کہا تم تو محض ہماری طرح معمولی آدمی ہو تم میں کوئی امتیاز نہیں ہے اور تمہاری خصوصیت کیا ہے خدائے رحمان نے تو کبھی کوئی چیز یعنی کتاب اور احکام وغیرہ نازل نہیں کئے، تم نہیں ہو مگر دروغ گو یعنی جھوٹ بولتے ہو تم خدا تعالیٰ کے فرستادہ نہیں ہو بلکہ نرے جھوٹے ہو (۱۵) اُن فرستادوں نے فرمایا ہمارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ بلاشبہ یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں اور اُسی کے فرستادے ہیں (۱۶) اور ہمارے ذمے تو صرف اللہ تعالیٰ کے پیغام کا صاف صاف پہنچا دینا ہے :: یعنی ان تینوں پیغامبروں نے توحید کے دلائل اُن کو سنائے اور بتائے۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ بہت سے بیماروں کو ان کی دعا سے شفا بھی ہوئی تمام دلائل و براہین دیکھنے کے بعد ان گاؤں والوں نے ان کا رد کرنا شروع کر دیا۔ اور عام لوگوں کی طرح وہی بشریت کا اعتراض اٹھایا اور جملہ کتب سماویہ کا انکار کیا جیسا کہ ما انزل الرحمٰن من شیء سے ظاہر ہے۔ جب پیغمبروں کی تکذیب میں گاؤں والوں نے تاکید سے کام لیا تو انھوں نے مجبوراً اپنے کلام کو مؤکد بالقسم کرتے ہوئے فرمایا۔ ربنا یعلم۔ پیغمبروں کی اس سیدھی بات پر گاؤں والوں نے جو اعتراض کیا وہ آگے مذکور ہے (۱۷) گاؤں کے لوگوں نے کہا ہم نے تو تم کو منحوس پایا اور ہم نے تم سے شگون بد لیا اور ہم نے تم کو نامبارک دیکھا اگر تم اپنے دعوی سے باز نہ آؤ گے اور اپنی اس دعوت توحید کو بند نہ کرو گے تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور تم کو ہماری طرف سے عبرتناک سزا ملے گی اور تم کو ہمارے ہاتھوں سخت تکلیف پہونچے گی :: کہتے ہیں کہ اس زمانے میں قحط کے آثار نمایاں تھے اس بنا پر گاؤں والوں نے انکو منحوس کہا،
(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۶۷۵

ے مالک کا حکم بیٹے کا نہیں کسی بات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زینبؓ کی خاطر کبھی بعد طلاق کے حضرت کے نکاح میں دیدیا اللہ کے فرمانے ہی سے نکاح بندہ گیا ظاہر میں نکاح کی حاجت نہ ہوئی جیسے آپ کوئی مالک اپنی لونڈی غلام کا نکاح باندہ دے غرض تمام کرلی یعنی چھوڑ دی ۱۲ اور یہ جو فرمایا ہم نے آپ کے نکاح میں زینبؓ کو دیدیا اسی وجہ سے زینب کا نکاح دنیا کی زمین پر نہیں ہوا چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلا اذن حاصل کئے زینبؓ کے مکان میں تشریف لے گئے حضرت زینب نے عرض کیا بلا خطبے اور گواہ آپ نے فرمایا اللہ المزوج وجبریل الشاھد یعنی اللہ تعالیٰ نکاح کرنے والا اور حضرت جبریلؑ گواہ۔ اسی وجہ سے حضرت زینبؓ سب بیبیوں پر فخر کیا کرتی تھیں کہ میرا نکاح کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور تمہارا نکاح کرنے والے تمہارے رشتہ دار ہیں۔ تخفی فی نفسک کی تفسیر میں بعض حضرات نے بہت سی ان ہونی اور غیر ثابت شدہ باتیں لکھی ہیں جو نہ روایتاً صحیح ہیں نہ درایتاً اس لئے ہم نے ان سب کو نظر انداز کر دیا ہے

اُحِبُّنَا ان نضرب عنھا صفحا العدم صحتھا فلا نوردھا۔

(۳۷) اللہ تعالیٰ نے جو بات نبی کے لئے مقرر کر دی اُس بات کے کرنے میں نبی پر کوئی الزام اور کچھ مضائقہ نہیں اللہ تعالیٰ کا یہی معمول اور یہی دستور اُن لوگوں میں بھی رہا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم تو پہلے سے تجویز شدہ ہوا کرتا ہے۔ (۳۸) وہ اگلے پیغمبر ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ اعمال کا حساب لینے کے لئے کافی ہے ﴿ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جو بات پیغمبر کے لئے مقرر کر دے یہ تقرر خواہ تکوینی ہو یا تشریعی۔ اس کے کرنے میں کوئی الزام اور مواخذہ نبی پر نہیں غرض جو چیز اس کے لئے مباح کر دی گئی وہ مباح ہے۔ یہی طریقہ انبیائے سابقین میں بھی رہا ہے کہ جس بات کی ان کو اجازت دیدی گئی اس پر کوئی مواخذہ یا تنگی نہیں اور اللہ تعالیٰ کا کام اور اس کا حکم تو ایک طے شدہ اور پہلے سے تجویز کردہ ہوتا ہے۔ آگے ان پیغمبروں کے اوصاف بتائے کہ انبیائے سابقین اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے اور چونکہ ہر چیز کا حساب اللہ تعالیٰ ہی لینے والا ہے اور وہ حساب لینے کو کافی ہے پھر کسی اور سے ڈرنے کی ضرورت بھی کیا ہے۔ آگے فرمایا کہ زید بن حارثہ کو آپ نے متبنیٰ کر لیا تھا وہ آپ کے حقیقی بیٹے نہیں بن گئے تھے اور زید کا بیٹا بننا کیسا آپ تو مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں نرینہ اولاد فوت ہو چکی آپ کی اولاد میں کوئی مرد نہیں صرف لڑکیاں ہیں۔ رہی روحانی ابوت جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں وہ دوسری بات ہے اور روحانی ہے جس پر ظاہری احکام متفرع نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پیغمبر کو ایک کام کرنا جو شرع میں روا ہو کیا مضائقہ رکھتا ہے۔ ہمیشہ پیغمبروں کو اس کے سوا کسی کا ڈر نہیں رہا یا یہ کہ بعضے حکم ہمیشہ پیغمبروں کو خاص ہی رہے جیسے عورتوں کی گنتی حضرت داؤدؑ کو سو عورتیں تھیں اور کوئی اپنی حد سے زیادہ کرے تو گناہ ہے اور جن کو روا ہو اُن کو مضائقہ نہیں اور ان کو خاص بعضے حکم اس سے ہیں کہ خدا کے خلافِ حکم نہیں کرتے ۱۲ (۳۹) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مَردوں میں سے کسی کے نسبی اعتبار سے باپ نہیں ہیں مگر ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخر النبیین اور سب نبیوں پر مُہر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شے کی مصلحت کو خوب جاننے والا ہے ﴿ یعنی آپ مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں چھوٹے بچے وفات پا چکے کوئی حد بلوغت کو نہیں پہنچا رہا زید بن حارث تو وہ بھی حقیقی اور نسبی بیٹا نہیں محض لے پالک اور متبنیٰ تھا تبنیت کی شریعت میں کوئی حقیقت نہیں اس لئے کہ یہ تعبیر بالکل صحیح ہے کہ ما کان محمد ابآ احد من رجالکم۔ نسبی ابوت کی نفی کے بعد آپ کی رسالت اور آخر النبیین اور سلسلۂ نبوت پر مہر لگا کر اس دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند کر دینے والے کا اثبات ہے آخر میں اس مرتبۂ رفیع پر اپنی حکمت اور مصلحت کا اعلان ہے کہ ہم خوب جانتے ہیں کون رسالت کے لائق ہے اور کون آخر الرسل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ابوت نسبی مَردوں میں کسی کو حاصل نہیں البتہ ابوت معنوی اور روحانی تو اس کی کیفیت یہ ہے کہ سارے پیغمبر اپنے اپنے زمانے میں روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی روحانیت سے مستفید ہوئے ہیں ان سب کی تکمیل آپ کی بعثت اور آپ کی تشریف آوری پر موقوف تھی نبوت کا ہر خط اسی نقطہ کا پروردہ اور اسی نقطہ کا مرہون منت تھا جس نقطہ کو حقیقت محمدیہ کہا جاتا ہے اللھم صل علیٰ محمد وبارک وسلم علیہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت کی اولاد یا لڑکے گذر گئے یا بیٹیاں رہیں کوئی مرد ہوا نہیں۔ یعنی کسی کو اس کا بیٹا نہ جانو مگر رسول اللہ کا ہے اس حساب سے سب اُس کے بیٹے ہیں اور پیغمبروں پر مہر ہے اس کے بعد کوئی پیغمبر نہیں یہ بڑائی اس کو سب پر ہے ۱۲ (۴۰) اے دعوت ایمانی کو قبول کرنیوالو اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کیا کرو (۴۱) اور صبح و شام اُس کی پاکی بیان کیا کرو ﴿ یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت رکھو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر فرض کی ایک حد مقرر کی ہے لیکن ذکر کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی یعنی بیٹھے اٹھتے لیٹتے چلتے پھرتے دن میں رات میں صحرا میں دریا میں غرض اُس کا ذکر کرنا اور اُس کو یاد کرنا ہر وقت مطلوب ہے اُس کے ترک کے لئے کوئی عذر بھی نہیں سوائے اس کے کہ جنون ہو جائے اور ذکر کرنیوالا پاگل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے جس قدر مسلمانوں پر احسانات ہیں ان پر غور کرو اور ذکر الٰہی کی کثرت رکھو خواہ ذکر لسانی ہو یا ذکر قلبی ہو اور صبح و شام اس کی تسبیح اور تقدیس کرتے رہو اس جملے میں تمام طاعات داخل ہیں۔ بکرہ دن کے اول حصے کو کہتے ہیں اور اصیل شام کے حصے کو کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام بجالاؤ اسی وجہ سے بعض مفسرین نے بکرہ سے نماز فجر اور اصیل سے مراد ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں مراد لی ہیں۔ حضرت قتادہ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ تسبیح سے مراد یہ کلمے ہیں۔ بہر حال قول راجح یہی ہے کہ تمام طاعات مراد لی جائیں۔ (۴۲) وہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو تم پر رحمت بھیجتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے استغفار کیا کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو گناہوں کی تاریکیوں سے طاعت و فرماں برداری کی روشنی کی جانب نکال لائے۔

بقیہ صفحہ ۶۷۷

ہجرت کی یہ شرط صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی کہ آپ غیر مہاجرات سے نکاح نہیں کر سکتے تھے بعض اہل علم فرماتے ہیں یہ شرط ابتدائی دور میں تھی پھر منسوخ ہو گئی۔ عورت مومنہ جو اپنے کو بلا معاوضہ ہبہ کر دے۔ اس میں شرط تو مومنہ کی ہے اور مطلب یہ ہے کہ کوئی عورت مومنہ اپنے کو پیش کرے اور آپ کے نکاح میں بلا معاوضہ آنا چاہے اور آپ اس کو نکاح میں لینا چاہیں تو بلا مہر کے نکاح ہو سکتا ہے یہ دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں صرف آپ کے لئے یہ حکم مخصوص ہے مگر علما کہتے ہیں کہ ایسی کوئی عورت آپ کے نکاح میں نہیں آئی اور کوئی بیوی موہوبہ نہ تھی بعض نے کہا کہ نہیں خولہ بنت حکیم ان عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا نفس ہبہ کیا اور آپ نے بغیر مہر مقرر کئے ان سے نکاح کیا واللہ اعلم۔ بہر حال مسلمانوں کے لئے یہ جائز نہیں۔ ان کو ہر حال میں مہر ادا کرنا لازم ہے خواہ نکاح کے وقت مہر کا نام لیا جائے یا نہ لیا جائے یہ احکام خصوصی اس لئے ہیں تاکہ آپ پر کوئی تنگی اور دشواری نہ ہو اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ بیچ میں جملۂ معترضہ کے طور پر فرمایا اور ہم کو مہر اور نان نفقہ وغیرہ کے وہ تمام احکام معلوم ہیں جو ہم نے عام مسلمانوں پر ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر فرمائے ہیں۔ جیسا کہ احادیث اور کتب فقہ میں مذکور ہیں۔ (۵۰) اے پیغمبر آپ اپنی بیویوں میں سے جس کو چاہیں دور رکھیں اور موخر کر دیں اور جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں اور جن کو آپ نے ایک خاص وقت تک کے لئے اپنے سے الگ کر رکھا تھا اور موخر کر دیا تھا ان میں سے آپ کسی کو پھر طلب کرنا چاہیں تو بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں اس رعایت میں اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ اُن بیویوں کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور وہ غمگین اور آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور جو کچھ بھی آپ ان کو دے دیں گے اس پر سب راضی اور خوش رہیں گی اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ ان سب باتوں کو خوب جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بُردبار اور تحمل والا ہے ﴿ مطلب یہ ہے کہ باری وغیرہ کی جو تقسیم عامۂ مومنین پر واجب ہے کہ چند بیویاں ہوں تو ان کی باری وغیرہ میں تقسیم مساوی ہو لیکن آپ پر یہ واجب نہیں آپ پر باری کی کوئی پابندی نہیں جس کو چاہیں موخر کر دیں جس کو چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ اگر کسی کو موخر کر رکھا ہے اس کو بلانا چاہو تو بلا لو۔ ایسا ہی اختیار مال کی تقسیم میں دیدیا گیا ہے۔ اس اختیار سے کسی کو تکلیف نہ ہوگی اور سب مطمئن رہیں گی کیونکہ تکلیف اور آزردہ خاطری تو حق کی کمی پر ہوا کرتی ہے۔ اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ استحقاق نہیں ہے محض تبرع ہے تو کمی بیشی پر رنج نہ ہوگا آگے تنبیہ فرمائی کہ دلوں میں اور کسی قسم کے خیالات نہ جماؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو سب کے دلوں کی باتیں معلوم ہیں وہ گرفت کرے گا۔ وہ بڑا علیم اور بڑا حلیم ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ دونوں آیتوں پر فرماتے ہیں یعنی جو عورتیں تیری ہیں جن کا مہر دیا یعنی اب نکاح میں ہیں خواہ قریش سے ہوں اور مہاجر ہوں یا نہ ہوں یہ سب حلال ہیں اور ماموں چچا کی بیٹیاں یعنی قریش میں کی بیٹیاں بشرط ہجرت کے اگر ہجرت نہ کی تو حلال نہیں اور جو عورت بخشے

Marfat.com

نبی کو اپنی جان یعنی بن مہر اپنی جان نیاز کرے یہ خاص پیغمبر کو ہے اور مسلمانوں کو وہی حکم ہے ان تبتغوا باموالکم بن مہر نکاح نہیں خواہ ذکر میں آیا خواہ کچھ ٹھہرا لیا خواہ نہ ٹھہرایا تو جو قوم کا مہر ہے سو لازم آیا حضرت کی بیبیاں دس مشہور ہیں۔ حضرت خدیجہ اول تھیں اُن کے بعد سب نکاح میں آئیں نو بیبیاں رہیں وفات کے بعد حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ حضرت سودہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت ام حبیبہؓ حضرت زینبؓ حضرت جویریہؓ حضرت صفیہؓ حضرت میمونہؓ پچھلی تین قریشی تھیں ۱۲ پھر فرماتے ہیں کسی مرد کی کئی عورتیں ہوں اُس پر واجب ہے باری سے سب کے پاس رہنا برابر حضرت پر یہ واجب نہ رکھا اس واسطے کہ عورتیں اپنا حق نہ سمجھیں جو دیں راضی ہو کر قبول کریں پھر حضرت نے فرق نہیں رکھا سب کی باری برابر رکھی حضرت سودہؓ نے اپنی باری بخشدی تھی حضرت عائشہؓ کو ۱۲ (۵۱)

بقیہ صفحہ ۶۷۹

درود کے مختلف الفاظ منقول ہیں عراقی نے ان سب الفاظ کو اس طرح جمع کیا ہے۔

اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد وازواجہ امہات المؤمنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اللہم بارک علی محمد النبی الامی وعلی آل محمد وازواجہ وذریتہ واہل بیتہ کما بارکت علی ابراہیم فی العلمین انک حمید مجید۔

یہ الفاظ اُن سب حدیث صحیحہ کے جامع ہیں جو نماز میں درود پڑھنے کے متعلق وارد ہیں۔ دوسرا جامع درود ہے جو ابن حجر نے بالدر المنضود میں لکھا ہے اس میں احادیث کے تمام صیغے جمع ہو جاتے ہیں درود شریف کے الفاظ یہ ہیں

اللہم صل علی محمد عبدک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد وازواجہ امہات المؤمنین وذریتہ واہل بیتہ کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید وبارک علی محمد النبی الامی وعلی آل محمد وازواجہ امہات المؤمنین وذریتہ واہل بیتہ کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم فی العالمین انک حمید مجید وکما یلیق بعظیم شرفہ وکمالہ ورضاک عنہ وما تحب وترضی لہ دائما ابدا عدد معلوماتک ومداد کلماتک ورضا نفسک وزنۃ عرشک افضل صلوۃ واکملہا واتمہا کل ذکرک وذکرہ الذاکرون وغفل عن ذکرک وذکرہ الغافلون وسلم تسلیما کثیرا وعلینا معہم انتہی من الدر المنضود منقول عن اولۃ المسائل (۵۶)

اوپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کی مذمت فرمائی تھی خواہ وہ ایذا رسانی بلا ارادہ واقع ہو۔ آگے جو لوگ معاذ اللہ اس فعل کا قصداً ارتکاب کرتے ہیں اُن کے لئے سخت وعید فرماتے ہیں۔ (۵۶) بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ذلیل اور رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ۞ یہاں بھی اوپر کی طرح عموم مجاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ایذا رسانی سے مراد ان افعال کا ارتکاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کا موجب ہوں۔ قصداً کا لفظ تمہید میں میں نے عرض کیا کیونکہ اوپر جو باتیں گذری ہیں مثلاً ازواج مطہرات کا نان نفقہ طلب کرنا یا کھانے کے بعد پیغمبر کے گھر میں باتیں کرنا وہاں مقصد ایذا نہ تھا اور اس آیت میں اُس ایذا رسانی پر وعید ہے جو کفار اور اہل نفاق کا شیوہ تھا۔ آگے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایذا اور تکلیف دینے پر وعید ہے ارشاد ہوتا ہے (۵۷) اور جو لوگ ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بغیر اس کے کہ اُنہوں نے کسی جرم کا ارتکاب کیا ہو ایذا اور تکلیف پہنچاتے ہیں تو یقیناً وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھاتے اور اپنے اوپر بار لیتے ہیں ۞ اگر اذیت قولی ہو تو بہتان ہے اور اگر فعلی ہو تو صریح گناہ کی بات ہے۔ ہوسکتا ہے کہ آیت کے نزول کا تعلق حضرت علیؓ کو برا کہنے والوں کے حق میں ہو، حضرت عائشہؓ پر بہتان باندھنے والوں کے حق میں ہو یا کسی اور واقعہ کے متعلق ہو بہر حال بغیر کسی ایسے فعل کے جو قابل سزا ہو کسی مومن مرد اور مومن عورت کی ایذا رسانی موجب بہتان اور صریح گناہ ہے مسلمان تو کیا بلکہ کسی انسان کو بھی ایذا نہیں دینی چاہئے حضرت فضیل رضی اللہ عنہ کا قول ہے یہ بات حلال نہیں کہ کسی کتے اور سور کو بھی ناحق تکلیف پہنچائی جائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ منافق تھے کہ پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے رسول کی یا اُن کی زوجہ پر طوفان لگایا سورۂ نور میں اُن کے کلام ذکر ہو چکے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ ہاتھ سے یا زبان سے کسی انسان کو نقصان نہ پہنچایا جائے اور بالخصوص مسلمان کو۔ (۵۸)

بقیہ صفحہ ۶۸۱

اے ایمانی دعوت کے قبول کرنے والے مسلمانو! تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے موسیٰؑ کو اذیت اور تکلیف پہنچائی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو اس تہمت سے جو انہوں نے لگائی تھی بری ثابت کر دیا اور موسیٰ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا معزز اور ذی مرتبہ تھا ۞ یعنی بنی اسرائیل کی روش اختیار نہ کرنا اور جس طرح انہوں نے موسیٰؑ کی بدگوئی کر کے نقصان اٹھایا اسی طرح تم کو بھی ضرر پہنچ جائے حضرت موسیٰ کو عیب لگا کر ستایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس عیب اور تہمت سے اُن کو بری کر دیا۔ کہتے ہیں انبیاء علیہم السلام عام طور پر بڑے حیادار اور ستر پسند ہوتے ہیں اسی طرح حضرت موسیٰ بھی بڑے پردے اور ستر کے ساتھ غسل وغیرہ کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے بعض فساق نے ان پر برص کی تہمت لگا دی کہ ان کے بدن پر کوڑھ کے دھبے ہیں اس لئے یہ اپنے بدن کو چھپاتے ہیں بعض لوگوں نے اُدرۃ کا عیب لگایا اُدرۃ کہتے ہیں انتفاخ خصیہ کو یعنی ان کے خصیے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے یہ غسل میں پردے کا غیر ضروری اہتمام کرتے ہیں چنانچہ ایک دن یہ دریا میں نہا رہے تھے اور کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے تھے جب یہ نہا کر نکلے اور کپڑے اٹھانے لگے تو وہ پتھر کپڑے لے کر چلنے لگا موسیٰؑ پیچھے پیچھے اور پتھر آگے آگے۔ یہ فرماتے تھے اے پتھر میرے کپڑے اے پتھر میرے کپڑے۔ پتھر کپڑے لے کر ایسی جگہ آ گیا جہاں لوگوں نے آپ کو دیکھ لیا اور یہ بات صاف ہو گئی کہ آپ کے جسم پر نہ کوڑھ ہے نہ اُدرۃ ہے۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قارون نے ایک عورت کو آمادہ کیا کہ وہ حضرت موسیٰؑ پر تہمت لگائے کسی نے کہا حضرت ہارونؑ کا انتقال ایک پہاڑ پر ہو گیا تھا ان کے مرنے کا الزام موسیٰؑ پر لگا دیا کہ انہوں نے بھائی کو قتل کر دیا۔ غرض اسی قسم کی چیزیں مفسرین نے لکھی ہیں مسلمانوں کو بنی اسرائیل کی ان ناشائستہ حرکات سے روکا گیا کہ تم اپنے پیغمبر کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ نہ کرو اور ان کو ایذا نہ پہنچاؤ خواہ وہ ایذا اخلاقی ہو یا بدنی ہو یا روحانی ہو سب سے اجتناب کرو حضرت موسیٰ ذی وجاہت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک آبرو والے تھے یعنی پیغمبر تھے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بعضے مفسد حضرت موسیٰؑ کو تہمت لگانے لگے کہ حضرت ہارون کو جنگل میں لے جا کر مار آئے تاکہ شریک ریاست نہ رہیں پھر ان کا جنازہ آسمان سے نظر آیا اور ان کی آواز آئی کہ میں اپنی موت مرا ہوں اور کتنوں نے کہا یہ جو چھپ کر نہاتے ہیں ان کے بدن میں کچھ عیب ہے بدن کی سفیدی یا خصیہ پھولا۔ ایک روز حضرت موسیٰؑ اکیلے نہانے لگے کپڑے رکھے ایک پتھر پر وہ پتھر کپڑے لے کر بھاگا حضرت موسیٰ عصا لے کر اس کے پیچھے دوڑے جہاں سب لوگ دیکھتے تھے پتھر کھڑا ہو گیا سب نے ننگے دیکھ لیا بے عیب پھر اس پتھر کو کئی عصا مارے اس میں نقش پڑ گیا ۱۲ (۶۹) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سیدھی اور سچی بات کہا کرو۔ (۷۰) اللہ تعالیٰ تمہارے نیک اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے کام درست کر دے گا اور سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہنا مانا تو یقیناً وہ بہت بڑی کامیابی کو پہنچا ۞ اوپر کی آیت میں پیغمبر کو ایذا پہنچانے سے منع فرمایا تھا اور اس معاملہ میں بنی اسرائیل کی مشابہت نہ کرنے کا حکم دیا تھا پھر عام طور پر تقوے کا حکم فرمایا کیونکہ تقویٰ تمام بھلائیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔ قول سدید کے مفسرین نے بہت سے معنی کئے ہیں ہم نے سیدھی اور پختہ ترجمہ کیا ہے مطلب یہ ہے کہ عدل اور اعتدال سے متجاوز نہ ہو۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمہ صواب کیا ہے قتادہ نے عدل کیا ہے حضرت حسن نے صدق کیا ہے حضرت عکرمہ نے لا الہ الا اللہ کیا ہے اصلاح اعمال سے مراد عمل کی سنوار اور درستی ہے اور یہی مقبولیت کی علامت ہے پھر اطاعت کرنے والوں کو بخشش گناہ کی بشارت بھی ہے۔ آخر میں اللہ اور رسول کی اطاعت پر کامیابی کا اعلان فرمایا جو فرمانبرداروں کے لئے موجب اطمینان اور موجب مسرت ہے۔ (۷۱)

بقیہ صفحہ ۶۸۵

جیسا کہ سورۂ انبیا میں گذر چکا ہے جنات کو امر خداوندی سے مسخر کیا گیا تھا اور جنات کو حکم دیا گیا تھا کہ اگر ان میں سے کسی نے سلیمانؑ کی حکم عدولی کی یا کوئی کج روی اختیار کی تو ہم اُس کو آتش سوزاں کے عذاب کا مزا چکھائیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت سلیمانؑ کا تخت تھا جس پر لشکر چلتا باؤ اس کو لے چلتی شام سے یمن اور یمن سے شام آدھے دن میں لے پہنچتی اور پگھلے تانبے کا چشمہ اللہ نے نکال دیا یمن کی طرف اس کو سانچوں میں ڈھال کر جن باسن بناتے بہت بڑے لشکر کا کھانا پکتا اور بٹتا ۱۲ (۱۳) وہ جنات سلیمانؑ کے لئے جو چیزیں وہ چاہتا تھا بنایا کرتے تھے بڑی بڑی اونچی عمارتیں اور تصویریں اور بڑے بڑے لگن جیسے حوض اور بڑی بڑی دیگیں

Marfat.com

جو بھاری ہونے کی وجہ سے چولہوں پر چڑھی رہتی تھیں، اے داؤد کے خاندان والو! تم سب ان نعمتوں کا شکر ادا کیا کرو اور شکریے میں نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں بہت کم بندے شکرگذار ہوتے ہیں ۞ حضرت سلیمان جنات سے جو کام لیا کرتے تھے اُن کی کچھ تفصیل سورۂ انبیاء میں گذر چکی ہے کچھ یہاں بیان فرمائی۔ ان سے قلعے اور مساجد تعمیر کراتے تھے بیت المقدس کی تعمیر میں ان کا بہت بڑا حصہ تھا اور دوسری بڑی بڑی عمارتیں بھی وہ بناتے تھے۔ محاریب کی تفسیر قلعوں سے اور مساجد سے کی گئی ہے تماثیل سے مراد یا تو مجسمے ہیں یا دوسری تصویریں ہیں جو دیواروں پہ بطور آرائش اس زمانہ میں بنائی جاتی ہوں اور ایسا کرنا ان کی شریعت میں اُس وقت جائز ہوگا اور آخری شریعت محمدیہ کی طرح اُس وقت تماثیل کا بنانا حرام نہ ہوگا۔ اور پھیلے ہوئے تانبے کے بڑے بڑے لگن جس میں سیکڑوں آدمی کھانا کھا سکیں اسی طرح بڑی بڑی دیگیں جو بھاری ہونے کی وجہ سے ایک ہی جگہ بڑے بڑے چولھوں پر جما دی جاتی تھیں اور ان میں لشکر کا کھانا پکتا تھا۔ یہ تمام انعامات الٰہی تھے جن سے داؤدؑ اور ان کے لڑکے سلیمان کو نوازا تھا۔ اسی پر شکر کا مطالبہ فرمایا۔ شکر نعمتہائے تو چنداں کہ نعمتہائے تو۔ آخر میں فرمایا کہ میرے بندوں میں سے شکر ادا کرنے والے تھوڑے ہی ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بہت کم لوگ شکر ادا کرتے ہیں سے

اے منزہ از زن و فرزند و جفت
کے توانم شکر نعمتہائے گفت (۱۳)

پھر جب ہم نے سلیمان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو سلیمان کی موت پر جنات کو کسی نے بھی آگاہ نہ کیا اور کسی نے جنات کو سلیمان کا مرنا نہ جتایا مگر ایک گھن کے کیڑے نے جو سلیمان کے سہارے کی لکڑی کو کھا رہا تھا پھر جب سلیمان گر پڑے تب جنات کو اپنے دعوئے غیب دانی کی حقیقت معلوم ہوئی اور یہ بات ظاہر ہوئی کہ اگر وہ جنات غیب کی باتیں جانتے ہوتے تو وہ اس ذلت آمیز مصیبت اور تکلیف میں مبتلا نہ رہتے ۞ یعنی حضرت سلیمان نے یہ دعا کی تھی کہ بیت المقدس کی تعمیر پوری ہو جائے۔ چنانچہ تعمیر پوری ہونے سے پہلے حضرت سلیمان کی وفات کا وقت قریب آ گیا حضرت سلیمان کا قاعدہ تھا کہ محراب میں اپنا عصا ٹیک کر کھڑے رہتے تھے اور عبادت میں مشغول ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک دن حسب عادت وہ عصا کی ٹیک لگا کر محراب میں کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کی روح کے قبض کا حکم دیا۔ اور جب سلیمان کی جان قبض کر لی گئی تو وہ لکڑی کے سہارے کھڑے رہ گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک سال تک ان کو اسی حالت میں رکھا۔ جنات یہ سمجھتے رہے کہ حضرت سلیمان محراب عبادت میں کھڑے ہیں۔ سال بھر میں حضرت سلیمان کی لکڑی میں دیمک لگ گئی اور گھن لکڑی کو کھاتا رہا جب لکڑی کا گودا ختم ہو گیا تو چھلکا ٹوٹا لکڑی کے ٹوٹتے ہی حضرت سلیمان گر پڑے اس وقت آپ کی وفات کا حال سب کو معلوم ہوا اور جنات جو محنت مشقت میں لگے رہتے تھے اور بیت المقدس کی تعمیر میں لگے ہوئے تھے وہ منتشر ہو گئے اور یہ بات معلوم ہوتے ہی کہ سلیمان علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تمام جنات بھاگنے شروع ہو گئے۔ لیکن اس عرصہ میں بیت المقدس کی تعمیر مکمل ہو گئی۔ اسی واقعہ کا آیت مذکورہ میں اظہار فرمایا کہ جب سلیمان کی موت واقع ہو گئی تو جنات کو کسی نے نہیں جتایا اور وہ اپنے کام میں لگے رہے۔ یہ بات ظاہر ہوئی بھی تو گھن کے کیڑے سے کھلی کیونکہ گھن لکڑی کو کھا گیا تھا اس پر جنات کی حقیقت بھی ظاہر ہو گئی کہ اگر یہ جنات غیب کو جانتے ہوتے تو کیوں سال بھر تک مصیبت پیٹتے رہتے اور خود جنات کو بھی معلوم ہو گیا کہ اگر وہ اپنے دعوائے غیب میں سچے ہوتے تو تسخیر کے عذاب میں اور تکلیف میں کیوں مبتلا رہتے۔ بہرحال اس طرح بیت المقدس کی تعمیر پوری ہو گئی۔ آگے سبا اور اُس کے باشندوں کا احوال مذکور ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت سلیمان جنوں کے ہاتھ سے مسجد بیت المقدس بنواتے تھے جب معلوم کیا کہ میری موت پہنچی جنوں کو عمارت کا نقشہ بنا کر آپ شیشے کے مکان میں در بند کر کے بندگی میں مشغول ہوئے بعد وفات کے برس دن تک جن بناتے رہتے کہ پوری بن چکی جس عصا پر ٹیک کر کھڑے تھے گھن کے کھانے سے گرا تب سب پر وفات معلوم ہوئی اور جن جو آدمیوں پاس دعویٰ کرتے تھے علم غیب کا قائل ہوئے ۱۲ (۱۴) بلاشبہ اہل سبا کے لئے خود ان کے وطن مآرب میں بڑی بڑی نشانیاں موجود تھیں۔ وہ نشانیاں باغوں کی دو رویہ قطاریں تھیں جو دائیں اور بائیں جانب مسلسل چلی گئی تھیں اُن سے کہا گیا اپنے پروردگار کی عطا کردہ روزی کھاؤ اور اُس کا شکر بجالاؤ تمہارے رہنے کے لئے عمدہ اور پاکیزہ شہر ہے اور تقصیرات کو معاف کرنے والا پروردگار بخشش والا ہے ۞ یشجب ابن یعرب بن قحطان کے ایک لڑکے کا نام سبا تھا اسی کے نام پر صنعاء اور یمن کے مابین یہ آبادی بس گئی تھی۔ یہ آبادی دو پہاڑوں کے مابین تھی۔ جہاں سیلاب کے زمانے میں برسات کا اور کبھی عمان کی جانب سے پانی آجایا کرتا تھا۔ چنانچہ کسی بادشاہ نے یا ملکۂ سبا نے ایک بند بندھوا دیا تھا۔ بند بندھوا دینے سے پانی جمع رہتا تھا اور بند میں پانی لینے کے لئے اوپر نیچے تین راستے رکھے تھے جب پانی کے چڑھاؤ کا زمانہ ہوتا تو اوپر کا راستہ کھول کر پانی لیا کرتے جب پانی کم ہو جاتا تو درمیانی دروازہ کھول کر پانی حاصل کر لیتے اور جب پانی بہت کم ہو جاتا تو نیچے کا سوراخ یا دروازہ کھول کر پانی لیا کرتے بہرحال پانی کی اس باضابطگی سے نشیبی علاقے تو دست برد اور تباہی سے محفوظ ہو گئے اور مآرب جو علاقہ سبا کا دارالخلافہ سمجھنا چاہئے بہت سرسبز اور شاداب ہو گیا دو رویہ باغات کی قطار تھی جو میلوں چلی جاتی تھی۔ ہر قسم کے پھول و پھل سے مآرب کے رہنے والے بہت خوشحال تھے۔ ملکۂ سبا کی خوش حالی اور فوج کی قوت کا ذکر سورۂ نمل میں گذر چکا ہے۔ بہرحال وہاں کے رہنے والوں کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام یا ان کے نائبین کی معرفت یہ پیام پہنچا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو کھاؤ لیکن شکر کا خیال رکھو اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالاؤ۔ کہتے ہیں بارہ تیرہ نبی یکے بعد دیگرے اُن کو سمجھانے آئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر یہی کہ اُس کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ شرک نہ کرو۔ تمہاری بڑی خوش قسمتی ہے کہ تم کو پاکیزہ اور صاف ستھرا شہر رہنے کو دیا اور تمہارا پروردگار بڑا بخشش کرنے والا ہے جو تمہاری معمولی کوتاہیوں کو صرف حسنات سے درگذر فرما دیتا ہے اور بھلائیوں سے برائیوں کو مٹا دیتا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے کفران نعمت کیا اور اُس کی سزا پائی جیسا کہ آگے آتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بلقیس جو سبا کی بادشاہ تھی ملک یمن میں اپنے دیس کو خوب بسا گئی تھی پانی جھیلوں کا سب سمیٹ کر ایک جگہ روکا اوپر نیچے تین کھڑکیاں رکھیں اونچی نیچی زمینوں کے واسطے سارے برس مینہ کا پانی موجود رہتا جتنا چاہتے خرچ کرتے ملک خوب سرسبز آباد ہوا ۱۲ (۱۵)۔

بقیہ صفحہ ۶۸۶

ہوتی ہیں اُن کی خواہش کا اظہار کیا تو یہ اُس ہی ناسپاسی کا جذبہ تھا جو ان کے سینوں میں رچ گیا تھا۔ چنانچہ اس کا انجام وہی ہوا جو کفرانِ نعمت کا ہوتا ہے کہ مآرب کے تمام لوگوں کو تباہ کر دیا گیا جو بچے وہ مختلف حصوں میں تقسیم ہو گئے کوئی قبیلہ شام میں چلا گیا کوئی مکہ کو اور بحرین کو چلا گیا کوئی مدینہ اور تہامہ میں جا بسا۔ غرض اس طرح سب منتشر کر دیئے گئے اور آج زبانوں پر صرف ان کے افسانے باقی رہ گئے۔ ہر صبر کرنے والے اور شکر بجالانے والے کے لئے نشانیاں فرمائیں۔ اس لئے کہ اس قسم کے انقلابات سے وہی لوگ سبق لیتے اور عبرت حاصل کرتے ہیں جن کو مصائب پر صبر کرنے اور نعمتوں پر شکر بجالانے کی عادت ہوتی ہے۔ ایمان کے دو حصے ہیں نصف صبر ہے اور نصف شکر ہے حضرت قتادہ نے مطرف کا قول نقل کیا ہے نعم العبد الصبار الشکور الذی اذا اعطی شکر و اذا ابتلی صبر۔ یعنی اچھا بندہ وہ صابر و شاکر ہے کہ جب اس کو کچھ دیا جائے تو شکر کرے اور جب اس کو کسی آزمائش میں ڈالا جائے تو صبر کرے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آرام میں مستی آئی لگے تکلیف مانگنے کہ جیسے اور ملکوں کی خبر سنتے ہیں سفروں میں پانی نہیں ملتا آبادی نہیں ملتی ویسا ہی ہم کو بھی ہو یہ بڑی ناشکری ہوئی۔ چیر کر ٹکڑے کر ڈالا یعنی متفرق ہو گئے کسی کسی ملک میں ۱۲ اب آگے عام طور پر شیطان کی پیروی کرنے والوں پر الزام اور ان کی مذمت اور مومنین کی تعریف ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۹) اور بلاشبہ شیطان نے بنی آدم کے بارے میں جو رائے اور جو گمان قائم کیا تھا صحیح اور سچا پایا کہ ایمان والوں کی ایک تھوڑی سی جماعت اور فریق کے سوا سب شیطان کے پیچھے ہو لئے اور اس کی پیروی کرنے لگے۞ یعنی شیطان نے جس گمان کا اظہار کیا تھا کہ ولا تجد اکثرھم شکرین کہ آپ ان انسانوں میں سے اکثر کو شکرگذار نہ پائیں گے۔ تو اس لعین نے جیسا خیال قائم کیا تھا اور جس گمان کا اظہار کیا تھا وہی ہوا کہ سوائے اہل ایمان کی ایک تھوڑی سی جماعت کے سب ہی اُس کی اتباع کرنے لگے اور ظاہر ہے کہ اہل ایمان کی تعداد خواہ کتنی ہو دین حق کے منکروں کے مقابلے میں کم ہی ہیں۔ کامل اہل ایمان تو شیطان سے بالکل محفوظ رہے اور فاسق مسلمان بھی عصیان اور نافرمانی میں شیطان کے کہنے پر چلنے لگے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے دن ابلیس نے کہا لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا ویسے ہی نکلے ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہ بھی شیطان کا قول تھا کہ میں اس آدم کی تمام کو بس میں کر لوں گا مگر تھوڑے میرے بس میں

Marfat.com

سو ویسا ہی ہوا کہ اس خبیث نے جو اندازہ لگایا تھا وہ صحیح نکلا۔ آگے شیطان کے بہکانے اور اس کے ظاہری تسلط کی حقیقت بیان فرمائی۔ (۲۰)

بقیہ صفحہ ۶۹۲

بلکہ مطلب یہ ہے کہ حق کے آنے سے پہلے کبھی باطل کے صحیح ہونے کا شبہ ہو جاتا تھا اب وہ بات آ گئی ہو گئی اور باطل کی کمر ہی ٹوٹ گئی۔ واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اوپر سے اتارا ہے ۱۲ (۴۹) آپ یہ بھی فرما دیجئے کہ فرض کرو اگر میں خدانخواستہ راہ راست سے بھٹک جاؤں اور گمراہ ہو جاؤں تو سوائے اس کے نہیں کہ میں اپنے ہی بُرے کو اور اپنی ہی جان کے لئے گمراہی اختیار کروں گا۔ اور اگر میں راہ راست پر قائم ہوں تو یہ اس قرآنی وحی کی وجہ سے ہوگی جو میرا پروردگار میری طرف بھیجتا ہے بلاشبہ وہ خوب سننے والا اور بہت قریب و نزدیک ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ جب کلام الٰہی کا حق ہونا ثابت ہو گیا تو لو فرضاً اگر میں راہ حق سے بھٹک جاؤں تو اس کا وبال اور اس کا ضرر مجھ پر ہوگا اور میں جیسا کہ راہ راست پر ہوں اسی راہ راست پر قائم رہوں تو اس کا سبب وہ وحی الٰہی ہوگی جس کو میرا پروردگار میری طرف بھیجتا ہے یعنی کلام الٰہی کی وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے اسی کے سبب میں راہ یافتہ رہوں گا۔ پس ایسی حالت میں تم کسی کی گمراہی اور ہدایت کی فکر نہ کرو بلکہ اپنی فکر کرو اور راہ راست اختیار کرنے میں پیش قدمی کرو وہ سب کی باتیں سننے والا اور بہت ہی نزدیک ہے۔ جو جیسا کرے گا اُس کی سزا یا اُس کا صلہ پائے گا۔ (۵۰) اور اے پیغمبر آپ ان دین حق کے منکروں کی حالت اُس وقت دیکھتے کہ جب یہ منکر سخت گھبرا رہے ہوں گے اور کہیں بھاگ کر بچ بھی نہ سکتے ہوں گے اور قریب ہی کے قریب پکڑ لئے جائیں گے۔ (۵۱) اور یوں کہتے ہوں گے کہ ہم دین حق پر ایمان لائے اور بھلا اب اتنی دور جگہ سے ان کا ہاتھ ایمان کو کہاں پہنچ سکتا ہے ؛ یعنی اے پیغمبر قیامت میں جو ان پر گذرے گی اگر وہ حالت ان کی دیکھ لیں تو آپ کو سخت حیرت ہو کہ یہ میدان حشر کی ہولناکیوں سے گھبرا رہے ہوں گے اور کہیں بھاگ نکلنے کو جگہ نہ ہوگی اور قریب کے قریب ہی گرفتار کر لئے جائیں گے اور یہ منکر یوں کہیں گے کہ ہم دین حق پر ایمان لے آئے۔ حالانکہ یہ بات دنیا میں ہو سکتی تھی اب دار الجزاء میں اس کا موقع کہاں وہ ایمان لانے کی بات دور گئی۔ اور بھلا دار العمل کی بات کا اقرار دار الجزاء میں جا کر کرنا تو بھلا اتنی دور کے فاصلے سے ہاتھ ایمان تک کہاں پہنچ سکتا ہے اب ایمان لانے کی بات بہت دور گئی بعض نے کہا مرتے وقت بعض نے کہا قبروں سے اٹھتے وقت بہرحال کئی قول ہیں ہم نے ایک قول اختیار کر لیا ہے آگے ان منکروں کی پہلی حالت بیان فرمائی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایمان لانے کا وقت نہ رہا ۱۲ (۵۲) حالانکہ یہ اس سے پیشتر اس دین حق کا انکار کیا کرتے تھے اور دور دراز جگہ سے بن دیکھے نشانے پر تیر پھینکا کرتے تھے ؛ یعنی اب دنیا میں واپس جانے اور ایمان لانے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ اس سے پیشتر تو انکار کیا کرتے تھے اور بن دیکھے نشانے پر دور سے تیر پھینکا کرتے تھے۔ یعنی بن دیکھی باتوں کو جھوٹ کہتے تھے میدان حشر کا انکار حساب کتاب کا انکار جنت و دوزخ کی تکذیب یا حضورؐ کو ساحر، شاعر، کاہن وغیرہ کہتے تھے۔ یہی اٹکل کے تیر چلانا ہے۔ (۵۳)

بقیہ صفحہ ۶۹۹

تیسری قسم سابق بالخیرات باذن اللہ کی جو اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی توفیق سے طاعات و عبادات میں بڑھتے اور ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ بعض حضرات نے قرآن کی روشنی میں یوں تقسیم کی ہے کہ سابق بالخیرات سے صحابہ تابعین اور تبع تابعین کو مراد لیا ہے۔ جیسا کہ سورہ یونس میں گذر چکا ہے متوسطین کو واخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا واخر سیئا میں رکھا ہے اور ظالم لنفسہ کو واخرون مرجون لامر اللہ میں شمار کیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ سابقنا سابق ومقتصدنا ناج وظالمنا مغفور لہ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ممبر پر یہ آیت پڑھی اور اس کے بعد فرمایا ہمارے آگے بڑھنے والا تو آگے بڑھنے والا ہی ہے اور ہمارا درمیانی بھی نجات پانے والا ہے اور ہمارا ظالم بخشا گیا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پیغمبر کے بعد کتاب کے کئی ایک اور گنے چنے بندے بتائے یعنی یہ امت ان میں تین درجے بتائے ایک گنہ گار ایک درمیانہ ایک اعلیٰ سب کو گنا چنے بندوں میں امید ہے کہ آخر سب بہشتی ہیں رسولؐ نے فرمایا کہ ہمارا گناہ گار معاف ہے اور میانہ سلامت ہے اور آگے بڑھے سو سب سے آگے بڑھے اللہ کریم ہے اس کے یہاں کمی نہیں ۱۲ بعض نے تینوں فرقوں کی تفصیل اس طرح کی ہے کہ کوئی کبھی گناہ کر کے ظالم بن جاتا ہے۔ مقتصد وہ جو نہ گناہ کرتے ہیں نہ نیکیاں زیادہ کرتے ہیں اور سابق وہ جو ترقی کرتے اور نیکیوں میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ بعض نے کہا ظالم وہ جو ایمان صحیح کے باوجود گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور متوسط وہ نہ گناہوں میں انہماک نہ ولی کامل۔ اور سابق وہ جو تحصیل کمال میں آگے بڑھتے چلے جاتے اور مستحبات کی بھی رعایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سابق داخل ہوگا جنت میں بغیر حساب کے اور متوسط سے حساب لیا جائے گا مگر حساب یسیر یعنی آسان حساب اور ظالم لنفسہ کو میدان حشر میں روکا جائے گا یہاں تک کہ اُس کو گمان ہوگا کہ میری نجات نہ ہوگی پھر اُس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت پہنچے گی اور وہ جنت میں داخل ہوگا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (۳۲) وہ اجر و ثواب جن کا اوپر کی آیت میں ذکر ہوا وہ دائمی اور ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ لوگ اس کیفیت سے داخل ہوں گے کہ ان باغوں میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان باغوں میں ان کی عام پوشاک ریشمی ہوگی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سونا اور ریشم مسلمانوں کو وہاں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو ریشمی پہنے دنیا میں وہاں نہ پہنے ۱۲ بعض مفسرین نے اس آیت کا تعلق تینوں فرقوں کے ساتھ رکھا ہے مگر بعض نے ان الذین یتلون کتاب اللہ سے قائم کیا ہے فقیر کے نزدیک دونوں صحیح ہیں واللہ اعلم۔ (۳۳) اور ان باغوں میں داخل ہوتے وقت کہیں گے تمام تعریفیں اُس اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار اور لائق ہیں جس نے ہر قسم کا غم ہم سے ہمیشہ کے لئے دور کر دیا بلاشبہ ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ (۳۴) کہ جس نے اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے گھروں اور مقام میں لا اتارا جہاں نہ ہم کو کسی قسم کی کلفت اور مشقت پہنچے گی اور جہاں نہ ہم کو کوئی تکان لاحق ہوگی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں غم دنیا کا رفع کیا بخشتا ہے گناہ قبول کرتا ہے طاعت ۱۲ پھر فرماتے ہیں رہنے کا گھر اس سے پہلے کوئی نہ تھا ہر جگہ چل چلاؤ روزی کا غم اور دشمنوں کا ڈر رنج اور مشقت وہاں پہنچ کر سب گئے ۱۲ (۳۵) اور جو لوگ منکر رہے اور کفر و انکار کا شیوہ اختیار کئے رہے ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔

بقیہ صفحہ ۷۰۴

یا اس بنا پر کہا کہ تمہاری وجہ سے ہم میں اختلاف پیدا ہو گیا یہ تمہاری نحوست ہے۔ (۱۸) انبیاء نے جواب دیا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے۔ کیا اتنی بات پر کہ تم کو نصیحت کی گئی تم یہ سلوک کرنے پر آمادہ ہو نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حد سے نکل جانے والے لوگ ہو ؛ مطلب یہ ہے کہ تمہاری نحوست کا سبب تو تمہارے ساتھ لگا ہوا ہے یعنی وہ کفر اور ناسپاسی ہے اگر اس کو چھوڑ دیتے تو نہ کوئی اختلاف ہوتا نہ قحط کا اندیشہ ہوتا صرف اتنی بات پر کہ تم کو نصیحت اور تمہاری خیر خواہی کی گئی تم الزام تراشی اور دھمکیوں پر آمادہ ہو گئے۔ بات یہ ہے کہ تم لوگ حد شرع اور معقولیت سے نکل جانے والے لوگ ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید کفر کی شامت سے قحط پڑا ہوگا اس کو نامبارکی سمجھے یا آپس میں اختلاف ہو کسی نے مانا کسی نے نہ مانا اس کو کہا ہر طرح شامت ان ہی کی ہے ۱۲ (۱۹) اور شہر کے پرلے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا آ کے کہنے لگا اے میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو۔ (۲۰) تم ایسے لوگوں کی پیروی کرو جو تم سے تبلیغ پر کچھ اجرت اور معاوضہ طلب نہیں کرتے اور وہ خود بھی ہدایت یافتہ لوگ ہیں ؛ یہ شخص کوئی پرانا مسلمان تھا یا ان ہی پیغمبروں کی تعلیم پر ایمان لایا تھا جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ قوم کے آدمی پیغمبروں کی توہین اور قتل کا ارادہ کر رہے ہیں تو یہ گھبرا کر شہر کے آخری حصے میں جہاں یہ رہتا تھا وہاں سے بھاگا ہوا آیا اور قوم کو سمجھانے لگا کہ اے میری قوم تم ان رسولوں کی اتباع اور پیروی کرو کیونکہ یہ بے غرض لوگ ہیں دعوت و تبلیغ پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتے نہ کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں اور خود بھی راہ راست پر ہیں اور نیک لوگ ہیں پھر ان کے طریقے کو کیوں نہ اختیار کیا جائے اور ان کی پیروی کیوں نہ کرو بلکہ تم سب ان کی پیروی کرو۔ کہتے ہیں کہ اس شخص کا نام حبیب تھا یہ نجار یعنی بڑھئی یا دھوبی تھا۔ آگے اس نے خود اپنے پر رکھ کر توحید کی خوبیاں اور بتوں کی مذمت شروع کر دی۔ (۲۱)

Marfat.com

وَمَالِيَ لَآ أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٢﴾
اور میرے لئے کیا عذر ہے کہ جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے میں اُس کی عبادت نہ کروں اور تم سب اُسی کیطرف واپس کئے جاؤ گے
ءَأَتَّخِذُ مِن دُونِهِۦٓ ءَالِهَةً إِن يُرِدْنِ الرَّحْمَٰنُ بِضُرٍّ لَّا
کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے معبودوں کو اختیار کروں کہ اگر خدائے رحمان مجھے کچھ تکلیف پہنچانی چاہے تو نہ
تُغْنِ عَنِّي شَفَٰعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَلَا يُنقِذُونِ ﴿٢٣﴾ إِنِّيٓ إِذًا لَّفِي
ان معبودوں کی سفارش میرے کچھ کام آئے اور نہ وہ مجھ کو اس تکلیف سے چھڑا ہی سکیں۔ اگر میں ایسا کروں تب تو میں یقیناً
ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾ إِنِّيٓ ءَامَنتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿٢٥﴾ قِيلَ
صریح گمراہی میں مبتلا ہو جاؤں۔ میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا ہوں سو تم میری بات سُن لو۔ اس شخص کیلئے کہا گیا
ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَٰلَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي
بہشت میں داخل ہو جا کہنے لگا کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی۔ کہ میرے رب نے مجھکو
رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَمَآ أَنزَلْنَا عَلَىٰ قَوْمِهِۦ
بخشدیا اور مجھکو معزز لوگوں میں شامل کر دیا۔ اور اُس شخص کے قتل کے بعد ہم نے اسکی قوم پر
مِنۢ بَعْدِهِۦ مِن جُندٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنزِلِينَ ﴿٢٨﴾
آسمان سے کوئی فوج نہیں اتاری اور نہ عام طور سے ہم فوجیں اتارا ہی کرتے ہیں
إِن كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً فَإِذَا هُمْ خَٰمِدُونَ ﴿٢٩﴾
اُن کی سزا تو صرف ایک ہولناک آواز تھی سو وہ سب اُسی وقت بجھ کر رہ گئے۔
يَٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِۦ
کیا ہی افسوس ہے بندوں کے حال پر کبھی کوئی رسول اُن کے پاس نہیں آیا جس کا انھوں نے
يَسْتَهْزِءُونَ ﴿٣٠﴾ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ
مذاق نہ اڑایا ہو۔ کیا اُن لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم اُن سے پہلے کتنی قومیں ہلاک
الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿٣١﴾ وَإِن كُلٌّ لَّمَّا
کر چکے ہیں جن کو ان کے پاس لوٹ کر آنا نصیب نہیں ہوا۔ اور اُن سب میں کوئی ایسا نہیں

٤٥ / ١

تفسیر صفحہ ہذا (۲۲) اور میرے لئے کونسا عذر ہے کہ جس نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور مجھکو بنایا ہے میں اسکی عبادت اور پرستش نہ کروں اور تم سب اُسی کی جانب واپس کئے جاؤ گے اور تم سب کی بازگشت اُسی کی جانب ہے ۔ یعنی جس کا مجھ پر اتنا بڑا احسان ہے کہ جس نے مجھ کو عدم سے وجود بخشا میں اسکی عبادت نہ کروں تو مجھ سے زیادہ احسان فراموش کون ہو سکتا ہے یہ بات اپنے پر رکھ کر کہی تا کہ کسی کو ناگوار نہ ہو (۲۳) کیا میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور ایسے معبودوں کو اختیار کر لوں کہ اگر رحمان مجھے کچھ تکلیف اور نقصان پہونچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش میرے کام آئے اور نہ وہ مجھ کو اس تکلیف اور نقصان سے چھڑا ہی سکیں اور نہ خلاصی دے سکیں ۔ یعنی رحمان کے مقابلہ میں نہ ان کی شفاعت نافع اور نہ ان میں بالذات کچھ قدرت (۲۴) اگر میں ایسا کروں تب تو میں یقیناً صریح گمراہی میں مبتلا ہو جاؤنگا ۔ یعنی ایسا کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بے دست و پا قسم کے معبود اختیار کرنا صریح گمراہی ہے (۲۵) میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا ہوں سو تم میری بات سُن لو ۔ یعنی میں ایمان لا چکا ہوں تم بھی ایمان لے آؤ ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں آگے نقل کرتے ہیں کہ قوم نے اس کو شہید کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جیتا اُٹھا لیا ۱۲ (۲۶) اُس شخص کیلئے حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے کہا گیا جا بہشت میں داخل ہو جا وہ کہنے لگا کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی (۲۷) کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بخشدیا اور مجھ کو با عزت اور معزز لوگوں میں شامل کر دیا ۔ اگر وہ شہید کر دیا گیا تھا تو ظاہر ہے کہ دخول جنت سے مُراد شہداء کا وہ مقام ہوگا جو جنت سے متصل ہے ۔ اور اگر زندہ اٹھا لیا تو جنت ہی مُراد ہوگی اور وہ اس وقت تک زندہ رہے گا جب عالم رُوحانیت کے باشندوں کو موت آئے اور مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ ہو کر جنت میں داخل کیا جائے ، بہر حال قوم کے اس نا روا اور ظالمانہ سلوک کے باوجود جنت کے دخول کا حکم سنکر اس کو اپنی قوم یاد آئی کہ کاش میری قوم کو میرا حال معلوم ہو جاتا کہ توحید اور اتباع رسول کی وجہ سے میرے پروردگار نے مجھ کو بخشدیا اور مجھ کو اپنے نیک اور معزز بندوں میں سے کر دیا ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں قوم نے اس سے دشمنی کی اس کو بہشت میں بھی قوم کی خیر خواہی رہی کہ اگر معلوم کریں میرا احوال تو شاید ایمان لے آئیں ۱۲ زندہ اٹھائے جانے کا قول حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے وہ فرماتے ہیں وہ جنت میں مرنے کے نہیں مگر وقت فنا ہونے زمین و آسمان کے ۔ بہر حال ان کے متعلق دو قول ہیں مشہور یہ ہے کہ قوم نے ان کو سنگسار کر دیا واللہ اعلم (۲۸) اور اُس شہید کے بعد ہم نے اسکی قوم پر آسمان سے کوئی لشکر نہیں بھیجا اور نہ ہم کو لشکر بھیجنا ہی تھا ۔ یعنی اُس کی قوم کو تباہ کرنے کی غرض سے کسی لشکر کے بھیجنے کی ضرورت نہ تھی ۔ اور ہماری حکمت کا مقتضی یہ نہ تھا کہ ہم کسی لشکر کو بھیجتے ، یعنی ان کی ہلاکت (باقی صفحہ ۷۰۶ پر)

(بقیہ صفحہ ۶۰۵) کوئی ایسا دشوار امر نہ تھا کہ جس کیلئے کوئی جماعت فرشتوں کی مقرر کی جاتی بلکہ اُن کی ہلاکت کا کام بہت آسان تھا۔ (۲۸) اُن کی سزا تو صرف ایک ہولناک آواز تھی سو وہ یکایک بجھی ہوئی آگ کیطرح ہو کر رہ گئے۔ یعنی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یا کسی اور فرشتے نے ایک چیخ ماری اور ایک ہی چیخ میں اس طرح بجھکر رہ گئے جس طرح آگ جلتی ہوئی بجھ کر رہ جاتی ہے آگے بندوں کے طرز عمل پر افسوس کا اظہار ہے (۲۹) لے وائے اور افسوس بندوں کے حال پر کبھی کوئی رسُول اُن کے پاس نہیں آیا جس کا انھوں نے مذاق نہ اُڑایا ہو۔ یعنی ایسے بندوں پر جن کی عادت ہی تکذیب کی ہے بہت افسوس ہے ان کی حالت یہ ہے کہ کوئی رسول ان کے پاس نہیں آیا مگر یہ کہ انھوں نے اس پیغمبر کی تکذیب ہی کی یعنی ہر پیغمبر کو جھٹلایا (۳۰) کیا ان مکذبین رسالت نے اس امر پر نظر نہیں کی اور انھوں نے نہیں معلوم کیا کہ ہم اُن سے پہلے کتنی اُمتیں اور کتنے طبقات کو ہلاک کر چکے ہیں کہ وہ ہلاک شدگان پھر ان کے پاس لوٹ کر نہیں آتے اور ان ہلاک شدگان کو ان کے پاس لوٹ کر آنا نصیب نہیں ہوا۔ یعنی ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہم اسی بنا پر تباہ و برباد کر چکے ہیں کہ انھوں نے اپنے زمانے کے رسولوں کو جھٹلایا اور جو احکام وہ لیکر آئے ان کو نہیں مانا اور اپنی ضد اور ہٹ پر قائم رہے بالآخر ان کو اس طرح ہلاک کیا کہ ان کو پھر لوٹ کر آنا ہی نصیب نہ ہوا۔ یہ واقعات اول تو مشہور بہت ہیں پھر ان کی تباہ شدہ بستیوں اور آبادیوں کے نشانات اب تک موجود ہیں ان واقعات گزشتہ پر اگر غور کرتے تو انبیاء کی تکذیب سے باز آجاتے اور رسُولوں کو جھٹلانا چھوڑ دیتے لیکن انھوں نے ان واقعات سے کوئی عبرت نہیں حاصل کی یہ تو ان کے ساتھ دُنیا میں سلوک ہوا اب آگے جو ہوگا اس کا اظہار فرماتے ہیں (۳۱) یعنی تفسیر صفحہ ہذا اور ان سب میں کوئی ایسا نہیں جو اجتماعی طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جائے۔ یعنی تمام خلائق حشر میں ہمارے روبرو حاضر کئے جائیں گے اور سب اکٹھے ہو کر پیش کئے جائیں گے۔ اجتماعی طور پر مجرمانہ حیثیت سے گرفتار ہو کر ہمارے روبرو حاضر ہوں گے۔ یعنی گنہگاروں کی کیفیت یہ ہوگی احضار کا مطلب یہی ہے کہ گرفتار ہو کر پیش ہوں شاہ صاحب نے اسی رعایت سے ترجمہ یوں کیا ہے سب حاضر کئے جائیں گے ہمارے پاس پکڑے آکر (۳۲) اور منجملہ آیات قدرت و توحید کے ان لوگوں کے لئے خشک اور مُردہ زمین ایک قدرت کی نشانی ہے کہ ہم نے اس مردہ زمین کو زندہ کیا اور ہم نے اس زمین سے اناج اور مختلف قسم کے غلے نکالے سو اس میں سے یہ کھاتے ہیں۔ یعنی خشک اور بے گیاہ زمین کو ہم زندہ کر دیتے ہیں اور اس میں سے ہر قسم کے غلے اور اناج پیدا کرتے ہیں اور اسی اناج اور حبوب کو یہ لوگ کھاتے ہیں اور چونکہ یہ کام وہی کرتا ہے اُسی کی قدرت کا یہ کرشمہ ہے اس لئے وہی قادر مطلق ہے اور نیز اس معاملات میں ان کے معبودان باطلہ کی کوئی شرکت نہیں ہے اس لئے وہی وحدہٗ لاشریک ہے (۳۳) اور پیدا کئے ہم نے زمین میں باغ کھجوروں کے اور باغ انگوروں کے اور نیز اس زمین میں یا ان باغوں میں چشمے جاری کئے۔ فیہا میں دو قول ہیں بعض نے زمین مُراد لی ہے بعض نے باغ مُراد لئے ہیں۔ مقصد ایک ہی ہے جو چشمے زمین سے نکلتے ہیں ان کا پانی ہی باغوں میں دیا جاتا ہے۔ کھجوروں کا باغ جس میں کھجور کے درخت زیادہ ہوں اسی طرح انگور کا باغ جس میں انگور کے درخت زیادہ ہوں (۳۴) تاکہ لوگ باغ کے پھلوں میں سے یا اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ پھلوں میں سے کھائیں اور ان پھلوں کو اور اناج کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا ہے پھر یہ کیوں اللہ تعالیٰ کا احسان نہیں مانتے۔ ثمرہ کی ضمیر میں بھی دو قول ہیں ہم نے دونوں

جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٣٢﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ

جو اجتماعی طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جائے۔ اور ان لوگوں کیلئے خشک اور مُردہ زمین قدرت کی ایک نشانی ہے

أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿٣٣﴾ وَجَعَلْنَا

کہ ہم نے اس کو زندہ کیا اور ہم نے اس زمین سے اناج نکالا پھر اسی اناج میں کو لوگ کھاتے ہیں اور اس زمین میں

فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ﴿٣٤﴾

ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے اور ہم نے اس میں چشمے جاری کئے۔

لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٣٥﴾

تاکہ لوگ باغ کے پھلوں میں سے کھائیں اور اس پھل اور اناج کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا کہ پھر یہ کیوں شکر نہیں بجالاتے

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَ

وہ ذات پاک ہے جس نے زمین کی روئیدگی میں کا اور خود انسانوں میں سے اور نیز اُس مخلوق میں سے جس کو لوگ

مِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾ وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ

نہیں جانتے ہر چیز کو جوڑا جوڑا اور ایک کو دوسرے کا مقابل بنایا ہے۔ اور ان لوگوں کیلئے رات بھی قدرت کی ایک نشانی ہے اس پر سے ہم

مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ﴿٣٧﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ

ہم دن کو کھینچ کر اتار لیتے ہیں تب ہی یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور آفتاب اپنے ٹھکانے کیطرف چلتا رہتا ہے

لَّهَا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنَاهُ مَنَازِلَ

یہ اُس خدا کا مقرر کردہ نظام ہے جو کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے۔ اور چاند کیلئے ہم نے منزلیں مقرر کردی ہیں

حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿٣٩﴾ لَا الشَّمْسُ يَنبَغِي لَهَا

یہاں تک کہ آخر میں وہ ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی۔ نہ آفتاب کی یہ مجال ہے کہ

أَن تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا اللَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۚ وَكُلٌّ فِي

وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور ان میں کہ ہر ایک

فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿٤٠﴾ وَآيَةٌ لَّهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ

۲۵/۲ آسمان میں چکر لگایا کرتے ہیں یعنی اپنے اپنے دائرے پر۔ اور ان لوگوں کیلئے ہماری ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی نسل کو کشتی میں

کیطرف تیسیر میں اشارہ کر دیا ہے یہ پھل اس لئے پیدا کئے گئے تاکہ لوگ ان پھلوں کو کھائیں حالانکہ پھل کے پیدا کرنے میں ان کے ہاتھوں کا کوئی دخل نہیں پانی دینا اور ہل چلانا یہ کام لوگ کرتے ہیں لیکن غلے اور پھلوں کی صورت نوعیہ اور مزا وغیرہ عنایت کرنا اس میں کسی کو دخل نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے پھر یہ لوگ اس کا احسان مان کر شکر کیوں نہیں بجالاتے (۳۵) وہ ذات جملہ عیوب سے منزہ اور پاک ہے جس نے زمین کی نباتات میں سے اور خود انسانوں میں سے اور نیز اس مخلوق میں سے جس کو یہ لوگ نہیں جانتے ہر چیز کو جوڑا جوڑا اور ایک دُوسرے کا مقابل بنایا۔ یعنی جو چیز زمین اُگاتی ہے اور خود ان میں سے یعنی انسانوں میں سے اور وہ چیزیں جن سے لوگ ابھی تک ناآشنا ہیں اور وہ پردۂ غیب میں نہاں ہیں ان سب میں اُس پاک ذات نے ایک کو دُوسرے کا جواب اور مقابل بنایا اور ایک کو دوسرے کا جوڑا بنایا۔ غرض تمام مخلوق میں خواہ وہ جس کو لوگ جانتے ہوں خواہ وہ جس کو لوگ نہ جانتے ہوں سب میں ایک قسم کی مماثلت اور جوڑ موجود ہے جیسے نر و مادہ اور اجناس و انواع اور اصناف متضاد وغیرہ (۳۶) اور ان لوگوں کے لئے نشانہائے قدرت میں سے رات بھی ایک قدرت خداوندی

(باقی صفحہ ۶۰۷ پر)

Marfat.com

الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاِنْ نَّشَاْ

سوار کر دیا۔ اور ہم نے کشتی کی طرح کی اور چیزیں بھی ان کیلئے پیدا کیں جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو

نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَ

ان کو غرق کر دیں پھر نہ تو اُن کا کوئی فریاد رس ہو اور نہ یہ غرق سے بچائے جا سکیں۔ مگر یہ ہماری مہربانی ہے اور

مَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ

ایک وقت معین تک انکو فائدہ پہونچانا ہے۔ اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ تم لوگ اس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے ہے

وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ

اور وہ جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحم کیا جائے تو وہ کچھ پروا نہیں کرتے۔ اور ان کے رب کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی

اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا

ان کے پاس نہیں آتی مگر یہ کہ وہ اسکے ساتھ رُوگردانی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے تمکو دیا ہے

مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ

اس میں سے کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرو تو یہ کفار مسلمانوں سے یوں کہتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا

مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾

کھلائیں جن کو اگر خدا چاہتا تو کھانے کو دیتا۔ تم لوگ محض کھلی گمراہی میں مبتلا ہو۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾ مَا

اور یہ کفار کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ بس یہ

يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾

لوگ صرف ایک ایسی ہولناک آواز کا انتظار کر رہے ہیں جو ان کو ایسی حالت میں آپکڑے گی جبکہ یہ باہم اُلجھ رہے ہوں گے

ع ۳ ۱۸ ۴

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَ

پھر اس وقت نہ تو وصیت ہی کر سکیں گے اور نہ اپنے گھر والوں ہی کی طرف لوٹ کر جا سکیں گے۔ اور

نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾

صور پھونکا جائے گا یعنی دوبارہ سو وہ سب دفعۃً قبروں سے نکل کر اپنے رب کیطرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے

(بقیہ صفحہ ۷۰۶) کی نشانی ہے اس رات پر سے ہم دن کو کھینچ کر اُتار لیتے ہیں پس یکایک یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں (۳۷) اور آفتاب بھی قدرتِ خداوندی کی ایک نشانی ہے جو اپنی ٹھہری راہ اور اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے یہ اس خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ نظام ہے جو کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے ؛ جس طرح کسی جانور کا پوست اور اسکی کھال ہے اس کا اندرونی حصہ چھپا رہتا ہے اور کھال اُتارنے سے وہ اندرونی حصہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس طرح رات کی تاریکی پر دن کی روشنی چھائی رہتی ہے جہاں وہ چھائی ہوئی روشنی اتاری گئی اور چھپی ہوئی تاریکی نمایاں ہوئی اور لوگوں پر اندھیرا چھا گیا اور وہ اندھیرے میں ہو گئے۔ یہ کھال کھچ جانے کی مثال سے شب و روز کے انقلاب کی تصویر سمجھائی اسی طرح آفتاب کو بھی قدرت کی ایک نشانی بتایا کہ اتنا بڑا کرہ کس طرح مقرر کردہ راہ پر چلتا رہتا ہے خواہ وہ راستہ صبح سے شام تک کا ہو اور خواہ وہ نقطہ ہو جہاں سال بھر کی مسافت طے کر کے پہونچتا ہو بہر حال مستقرا دونوں کو شامل ہے۔ وہ سالانہ دورہ ہو یا دن رات کا چلنا ہو۔ نظامِ شمسی کا مقررہ نظام اُس نے مقرر کیا ہے جو بڑی قوت والا اور بڑے علم والا ہے (۳۸) اور چاند بھی ان کے لئے قدرتِ خداوندی کی ایک نشانی ہے جس کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ آخر میں ایسا رہجاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی ؛ یعنی چاند کی چال کے لئے منزلیں مقرر ہیں ہر دن میں ایک مقررہ مسافت کو قطع کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر میں ایسا رہ جاتا ہے جیسے خشک ٹہنی کھجور کی یعنی پتلا او مڑا ہوا۔ جیسے خم دار ٹہنی کھجور کی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چاند اور سورج چلتے ہیں مہینے کے آخر تو چاند چھپ گیا جب آگے بڑھا تو نظر آیا پھر منزل منزل بڑھتا چلا جب تک پھر اسی جگہ جا پہنچا ٹہنی سا نظر آیا پھر ٹہنی سا ہو کر چھپا بیچ میں بڑھ کر پورا ہوا اور گھٹا اور منزلیں ہیں اٹھائیس ۱۲ (۳۹) نہ آفتاب کی یہ مجال کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات ہی دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں چکر لگایا کرتے ہیں اور تیرتے رہتے ہیں ؛ یعنی نہ آفتاب کو یہ طاقت کہ وہ چاند کو رات میں آپکڑے نہ رات کی یہ مجال کہ وہ قبل از وقت دن سے آگے آجائے۔ ان میں سے ہر ایک یعنی چاند سورج اور سیارے غرض تمام اجرام علویہ اپنے اپنے دائرے پر اس طرح چلتے رہتے ہیں جیسے وہ تیر رہے ہیں۔ شاید فلک کہنے سے افلاک سبعہ کیطرف اشارہ ہو کیونکہ اجرام علویہ کے دوا مختلف افلاک میں بتاتے ہیں واللہ اعلم غرض جملہ اجرام علویہ اور اجسام فلکیہ اس کے حکم کے ماتحت اور اس کے تابع ہیں کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جملہ ذراتِ زمین و آسماں ہم مظہر سرِ حیاتست اے جواں
کے توانی یافتن آں را خرد بشہ ہست او سر خرد کے پے برد

(۴۰) اور ان کے لئے قدرتِ خداوندی کی ایک قدرت اور نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا (۴۱) (تفسیر صفحہ ہذا) اور ہم نے کشتی ہی کی طرح کی اور چیزیں بھی ان کے لئے پیدا کیں جن پر یہ سوار ہوتے ہیں ؛ یعنی ان کو بحری اور بری سفر کی آسانیاں دیں کہ ان کی اولاد کشتی میں جو مسافروں سے بھری ہوئی ہے سفر کرتی پھرتی ہے اور تجارت کرتی ہے بری سفر کے لئے ان کو گھوڑے اور اونٹ دیئے جن پر سوار ہو کر یہ جنگل کا سفر کرتے ہیں اور زندگی کے منافع حاصل کرتے ہیں بعض مفسرین نے فرمایا کہ کشتی سے حضرت نوح کی کشتی مراد ہے جس میں اہل عرب کے آباؤ اجداد سوار ہو کر بچے تھے ذریّت کا لفظ اضداد میں سے ہے جس طرح اولاد پر یہ لفظ بولا جاتا ہے اسی طرح آباؤ اجداد پر بولا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔ بہر حال ان کے بزرگوں پر احسان ہوا یا ان کی اولاد پر ہوتا ہے دونوں حالتوں میں قدرتِ خداوندی کی کشتی ایک نشانی ہے کہ اتنے بڑے وزن کو پانی کی سطح پر لیکر چلتی ہے اور آج کل جہاز رانی میں جو ترقی ہوئی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اس کی وجہ سے تجارت کو جو فروغ ہوا ہے وہ ظاہر ہے (۴۲) اور اگر ہم چاہیں تو اُن کو غرق کر دیں پھر نہ تو ان کا کوئی فریاد رس ہو جو غرق سے بچا سکے اور نہ یہ موت سے خلاصی حاصل کر سکیں (۴۳) مگر یہ ہماری مہربانی ہے اور ایک وقت معین تک ان کو فائدہ پہونچانا ہے ؛ یعنی اگر ہم چاہیں تو کشتی کو ان کی غرق کر دیں پھر ان کے مزعومہ اور خود ساختہ شرکا میں نہ ان کی کوئی فریاد رسی کرنیوالا ہو اور نہ یہ قوت سے چھڑائے جا سکیں مگر ہماری مہربانی سے کشتی غرق سے محفوظ رہتی ہے۔ نیز ان کو موت کے معین وقت تک فائدہ پہونچانا ہے (۴۴) اور جب ان منکروں سے کہا جاتا ہے کہ اس عذاب سے ڈرو جو تمہارے آگے ہے اور تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم رحم کئے جاؤ تو وہ بالکل پروا نہیں کرتے ؛ جو تمہارے سامنے ہے یعنی غرق اور خسف اور قتل وغیرہ یہ دُنیوی عذاب اور جو پیچھے ہے وہ آخرت کا عذاب ہے جو یقیناً آنیوالا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سامنے آتا ہے جزا کا دن (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

کہتے ہوں گے ہائے خرابی ہماری ہم کو ہماری سونے کی جگہ سے کس نے جگا دیا جواب دیا جائے گا یہ وہی ہے جس کا رحمان نے وعدہ فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں نے سچ کہا تھا ⁂ یا تو من بعثنا قول ہے
مسلمانوں کا کیونکہ اُن سے قبر میں کہا جاتا ہے نم کنومۃ العروس. اور اگر کفار کا قول ہے تو مطلب یہ ہے کہ قبور کے عذاب کو قیامت کے عذاب کے مقابلے میں نیند سمجھیں گے. اور بعض حضرات کا قول ہے کہ قیامت کے
نفخہ سے لیکر دُوسرے نفخہ کے چالیس سال تک کفار سو جائیں گے ھذا ما وعد الرحمٰن یا تو فرشتے کہیں گے یا یہ جواب مسلمانوں کیطرف سے ہوگا. رحمان نے جو وعدہ کیا تھا حشر و نشر کا سزا و جزا کا یہ وہی وعدے کا

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ
کہیں گے ہائے خرابی ہماری ہم کو ہماری خوابگاہوں سے کس نے اٹھا دیا۔ جواب دیا جائے گا یہ وہی ہے
الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً
جس کا رحمان نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ فرمایا تھا۔ بس وہ ایک زور کی آواز ہوگی
وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ لَا
جس سے وہ سب کے سب دفعۃً ہمارے حضور میں حاضر کر دیئے جائیں گے۔ پھر اس دن کسی شخص پر
تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾
ذرا سا بھی ظلم نہیں کیا جائے گا اور تم کو صرف انہی اعمال کا بدلا دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے
اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَ
بے شک اہل جنت اُس دن اپنے مشاغل میں لذت اندوز ہو رہے ہونگے، وہ اور
اَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيْهَا
اُن کی بیویاں سایوں میں مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ اُن کے لئے اس جنت میں
فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ ۣ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾
ہر قسم کے میوے ہوں گے اور وہ جو طلب کریں گے ان کو ملے گا۔ انکو وہاں رب رحیم کی جانب سے سلام کہا جائے گا۔
وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ
اور اے مجرمو تم آج مومنوں سے الگ ہو جاؤ۔ اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ
تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی پرستش نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا
مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ وَ
دشمن ہے۔ اور یہ کہ تم میری ہی عبادت کرنا۔ یہ میری عبادت کرنا ہی سیدھا راستہ ہے اور
لَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ۭ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾
یقیناً وہ شیطان تم میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ بھی کر چکا تھا تو کیا تم سمجھتے نہ تھے۔

دن ہے اور پیغمبر جو اس دن کی خبر دیا کرتے تھے وہ بھی سچے تھے اور سچ کہا کرتے تھے (۵۲) وہ صور کا نفخہ ثانیہ ایک تند اور زور کی آواز ہوگی جس سے وہ سب کے سب دفعۃً ہمارے حضور میں حاضر کر دیئے جائیں گے ⁂ یعنی اس نفخہ سے لوگ نکلنے شروع ہو جائیں گے اور نفخہ کے ختم ہونے تک سب حاضر کئے جائیں گے یعنی فرشتے گھیر کر لے آئیں گے (۵۳) پھر اُس دن کسی جی پر اور کسی شخص پر ذرا سا بھی ظلم اور زیادتی نہ ہوگی اور تم کو صرف انہی اعمال کا بدلا دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے ⁂ یعنی زیادتی کچھ نہ ہوگی بلکہ وہی بدلا پاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے (۵۴) بلاشبہ اہل جنت اُس دن ایک خاص شغل میں خوش اور لذت اندوز ہیں ⁂ یعنی اپنی بیویوں سے یا آپس میں ایک دُوسرے سے ملاقات یا جنت کے نغمات اور گانے سننے میں لگے ہوئے ہوں گے۔ بہرحال جو شغل اور جو دھندا بھی ہوگا وہ بلا مشقت اور محض خوش طبعی کا شغل ہوگا (۵۵) وہ اہل جنت اور ان کی بیویاں سایوں میں مسہریوں پر تکیے لگائے ہوئے بیٹھے ہوں گے ⁂ یعنی آرام سے تختوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے اور سایوں میں ہوں گے (۵۶) اہل جنت کے لئے اس جنت میں ہر قسم کے میوے ہوں گے اور وہ جو کچھ مانگیں گے اور جس چیز کی وہ تمنا کریں گے وہ ان کو وہاں ملے گا اور میسر ہوگا ⁂ یعنی ہر چیز حسب طلب میسر ہوگی (۵۷) ان کو وہاں پروردگار بڑی مہربانی کرنیوالے کی جانب سے سلام ہوگا ⁂ حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے بواسطہ ملائکہ یا بلا واسطہ سلام یعنی السلام علیکم یا اہل الجنۃ کہا جائے گا اور سلام کا تحفہ اہل جنت کو دیا جائے گا (۵۸) اور اے مجرمو! تم آج کے دن جُدا ہو جاؤ ⁂ یعنی میدان حشر میں جب مومنین کو جنت میں داخل کرنے کا حکم ہوگا تو گنہگاروں کو حکم دیا جائیگا کہ تم الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو یعنی مومنین سے الگ ہو جاؤ کیونکہ ان کو جنت میں بھیجنا ہے اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے (۵۹) اے اولاد آدم کیا میں نے تم کو تقید و تاکید نہیں کی تھی کہ تم شیطان کی عبادت اور پرستش نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے (۶۰) اور یہ کہ میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھی راہ ہے ⁂ مطلب یہ ہے کہ ہر پیغمبر کی معرفت شیطان کی آشکارا اور کھلی عداوت سے آگاہ کیا گیا تھا اور اسکی اطاعت سے روکا گیا تھا اور اپنی عبادت کی عام دعوت دی گئی تھی اور اسی کو سیدھا راستہ بتایا گیا تھا اَعْھَدْ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ

کوئی عہدنامہ مرتب کیا گیا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ جو حکم دیتا ہے اور انبیاء جو بات فرماتے ہیں وہ ہر فرد انسانی کیلئے واجب التعمیل ہوتی ہے اور یہی وہ عہد ہے (۶۱) اور وہ شیطان تم میں سے یعنی تمہاری ہی نوع میں سے ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا ہے تو پس کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ انبیاء سابقین کے جھٹلانیوالوں کے واقعات سے تم کو معلوم ہو چکا تھا کہ شیطان نے کتنے ہی انسانوں کو گمراہ کر کے برباد کیا ہے یہ سب تم کو بتا دیا گیا تھا تو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھتے تھے کہ ایسے گمراہ دشمن کا کہنا نہ ماننے (۶۲)

Marfat.com

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ
تو اب یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ آج اس کفر کے سبب جس کے تم مرتکب
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ
ہوئے تھے اس دوزخ میں داخل ہو۔ آج ہم ان کے منہوں پر مہر کر دیں گے اور
تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾
جو کچھ یہ لوگ کرتے رہے تھے اسکو انکے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں اسکی گواہی دینگے
وَ لَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰۤى اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ
اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو بالکل زائل کر دیں پھر یہ راستے کی طرف دوڑیں مگر اس
فَاَنّٰى یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَ لَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ
راستے کو کہاں دیکھ سکیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو اُن کو اُن کے مقام میں اس طور پر مسخ اور اپاہج کر دیں
فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ
کہ یہ لوگ نہ آگے چل سکیں اور نہ پیچھے ہی لوٹ سکیں۔ اور جس کی عمر ہم زیادہ کر دیتے ہیں
نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَ مَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَ مَا
تو ہم اسکو طبعی حالت میں اُلٹا کر دیتے ہیں کیا یہ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے۔ اور ہم نے اس پیغمبر کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور شاعری اسکی شان کے
یَنْۢبَغِیْ لَهٗؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّیُنْذِرَ مَنْ
لائق بھی نہیں بس جو قرآن ہم نے اسکو تعلیم کیا ہے وہ تو صرف ایک نصیحت اور کتاب ہے جو احکام کو ظاہر کرنیوالی ہے۔ اسکے نزول کا مقصد یہ کہ وہ قرآن
كَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا
اس شخص کو ڈرائے جو صحیح زندگی رکھتا ہو اور تاکہ کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔ کیا ان لوگوں نے اسپر نظر نہیں کی کہ ہم نے
خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾
اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کیلئے مواشی پیدا کئے ہیں پھر یہ لوگ انکے مالک بنے ہوئے ہیں
وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا یَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾
اور ہم نے ان مواشی کو ان کا مطیع کر دیا پھر ان مواشی میں سے بعض ان کی سواریاں ہیں اور بعض کو انہیں سے وہ کھاتے ہیں

یہ وہ دوزخ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۶۳) آج تم اس کفر کے سبب جس کا تم ارتکاب کیا کرتے تھے اس دوزخ میں داخل ہو جاؤ ؛ یعنی یہی دوزخ تو ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا کہ اگر تم کفر ہی کرتے کرتے مر گئے تو دوزخ میں جاؤ گے۔ تو بس آج اس کفر کے سبب جس کے تم خوگر ہو چکے تھے اور مرتے دم تک اُس سے باز نہ آئے جاؤ اس جہنم میں داخل ہو جاؤ (۶۴) آج ہم اُن کے منہوں پر مہر کر دیں گے اور اُن کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور اُن کے پاؤں اُن چیزوں کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے اور کمایا کرتے تھے ؛ یعنی منہوں پر مہر لگا دی جائیگی تاکہ بے موقع اور جھوٹے عذر نہ کریں اور غیر موثر و لایعنی باتیں نہ بنائیں بلکہ ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے کمائے ہوئے کاموں کی خبر دیں گے۔ یعنی ہاتھ کلام کریں گے اور پاؤں گواہی دیں گے۔ یہ غالباً اس موقع پر ہو گا جب انسان سب کی تکذیب کریگا حتیٰ کہ فرشتوں کو بھی جھٹلائے گا تب شاید اُس کے اعضا بولیں گے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے مزید بحث انشاء اللہ سورہ فصلت میں آجائے گی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے تمام اعضا اور اس کی کھال تک بھی کافر کے خلاف بیان دیگی اور اس طرح دین حق کے منکروں پر حجت قائم کی جائے گی (۶۵) اور اگر ہم چاہیں تو ان کی آنکھوں کو نابود اور بالکل زائل کر دیں پھر وہ راستہ کی طرف چلنے کے لئے دوڑتے پھریں پس اس راستے کو کہاں دیکھ سکیں ؛ یعنی آخرت میں جو عذاب ہوگا وہ تو ہوگا اگر ہم چاہیں تو ان کی بینائی کو دنیا ہی میں بالکل نابود کر دیں یا ان کی آنکھوں کو بالکل ہی مٹا دیں یعنی آنکھ کا عضو ہی باقی نہ رہے پھر یہ راستے کی طرف دوڑیں مگر راستے کو کہاں دیکھ سکیں ظمس کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں (۶۶) اور اگر ہم چاہیں تو ان کو انکی جگہ پر مسخ کر دیں اور اپاہج بنا دیں کہ یہ لوگ آگے چل سکیں اور نہ اُلٹے ہی پھریں ؛ یعنی کوئی جانور بنا دیں یا پتھر بنا دیں کہ نہ آگے جا سکیں نہ پیچھے لوٹ سکیں جانور کی شکل مسخ بھی کر دیں اور اپاہج بھی بنا دیں غرض ایسا کر دیں کہ مسخ ہونیکے بعد اپنی جگہ پڑے رہیں لا یرجعون کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے اصلی شکل پر نہ لوٹ سکیں اور ایسا انسان نہ بن سکیں اور انسانی شکل نہ اختیار کر سکیں اسی سلسلے میں آگے بڑھاپے کا ذکر فرمایا تاکہ انسان کی تبدیلی پر کوئی شبہ نہ کیا جائے (۶۷) اور جس کو ہم عمر دراز دیتے ہیں ہم اس کو طبعی حالت اور پیدائش میں اُلٹا اور نگونسار کر دیتے ہیں پھر کیا یہ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ؛ یعنی جب کسی کو زیادہ بوڑھا کر دیتے ہیں تو اس کی خلقت کو اُلٹا کر دیتے ہیں۔ خلقت سے مُراد ہے اس کے قوائے مدرکہ۔ سمع و بصر کی طاقت۔ معدے کے ہضم کی حالت اس کا حسن و جمال اس کے چہرے کی بناوٹ وغیرہ سب کو اُلٹ دیتے ہیں یعنی سب میں تغیر اور انقلاب کر دیتے ہیں بوڑھا بالکل بچہ بن جاتا ہے۔ جب اس قسم کا تغیر اور انقلاب فی الاعضا مشاہد ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ آدمی سب کچھ جاننے کے بعد انجان بنا دیا جاتا ہے تو اسی طرح اگر چاہیں تو انسانی اعضا میں تغیر اور انقلاب کر دیں اور اس کو جانور یا پتھر وغیرہ بنا دیں اور کہیں آنے جانے کے قابل نہ رکھیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی جیسا لڑکا سست تھا بوڑھا پھر ویسا ہی ہوا یہ بھی نشان ہے پھر پیدا ہونے کا ۱۲ حدیث میں آتا ہے کہ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانو یعنی جو عبادت و ریاضت جوانی میں ہو سکتی ہے وہ بڑھاپے میں نہیں ہو سکتی آگے پھر رسالت اور قرآن کا ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۶۸) اور ہم نے اس پیغمبر کو شعر گوئی اور شعر کہنا نہیں سکھایا اور یہ خیالی مضامین کا مرتب کرنا اس کی شان کے لائق بھی نہیں جو قرآن ہم نے اسکو تعلیم کیا ہے وہ تو بس ایک نصیحت اور آسمانی کتاب ہے جو احکام کو آشکارا اور ظاہر کرنیوالی ہے ؛ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ شاعر اور کاہن وغیرہ کہتے تھے اور مطلب ان کا یہ ہوتا تھا کہ قرآن کو آپ کی شعر گوئی کا نتیجہ بتائیں۔ حضرت حق نے آپکے متعلق شاعری کی نفی فرما دی شعر گوئی یا تو کسی ماہر فن سے حاصل کی جاتی یعنی اکتسابی ہوتی اور یا حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے وہبی ہوتی ظاہر ہے کہ اس فن میں آپ کا کوئی استاد نہیں، اور وہبی کی نفی حضرت حق تعالیٰ نے خود ہی فرما دی۔ بس معلوم ہوا کہ آپ فن شاعری کو نہیں جانتے تھے۔ اسی لئے اگر کسی شاعر کا شعر پڑھتے تھے تو بسا اوقات غلط پڑھ دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ یہ بیت پڑھی۔ کفی بالاسلام والشیب للمرء ناھیًا۔ یعنی اسلام اور بڑھاپا یہ دونوں چیزیں آدمی کو بُری بات سے روکنے کیلئے کافی ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ شاعر نے یُوں کہا ہے کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیًا لیکن حضورؐ نے یہ سنکر جب دوبارا اس بیت کو پڑھا تب بھی اسی طرح وزن شعری کیخلاف پڑھا۔

(باقی صفحہ ۷۱۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۰۹) تب صدیق اکبرؓ نے عرض کیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا وما علمنٰہ الشعر وما ینبغی لہ ۔ بہرحال فن شاعری سے حضورؐ واقف نہ تھے اور اگر بلا قصد کبھی کوئی مصرعہ یا شعر زبان سے نکل گیا ہو تو اس کو شاعری نہیں کہتے ، باقی نفس شعر گوئی کی بحث سورۂ شعراء کے آخر میں گزر چکی ہے ۔ یہ جو کتاب سُناتے ہیں وہ آسمانی کتاب ہے جو احکام کو واضح طور پر بیان کرتی ہے (۶۹) اس قرآن کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ یہ قرآن اس شخص کو ڈرادے جو زندہ ہو اور صحیح زندگی رکھتا ہو اور تاکہ منکروں پر الزام اور حجت ثابت ہو جائے ۔ یعنی قرآن یا پیغمبر کا کام یہ ہے کہ جو شخص زندہ ہو یعنی قلبی زندگی رکھتا ہو اور اس میں حق بات کو قبول کرنے کی صلاحیت ہو اس کو یہ رسول یا یہ قرآن ڈرادے ۔ اس میں تامل کرنے اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت ہو ۔ تو اسی کو ڈرانا نافع ہو سکتا ہے ورنہ غافل تو ایسا ہے جیسے مُردہ اور میت ۔ کافروں پر حجت ثابت ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ قرآن سُن کر نہیں مانتے اور اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے تو ان پر یہ قرآن حجت اور الزام ہے کہ ہدایت ان تک پہنچی مگر انھوں نے قبول نہیں کی ۔ لہٰذا ان پر کلمہ عذاب ثابت ہے

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَ

اور ان مواشی میں ان لوگوں کیلئے اور بھی فائدے ہیں اور پینے کی چیزیں بھی ہیں سو یہ لوگ کیوں شکر نہیں بجا لاتے ۔ اور

اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا

ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے ہیں کہ شاید ان کو ان معبودوں سے مدد پہونچ سکے ۔ یہ مفروضہ

يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾

معبودان مشرکوں کی کچھ مدد نہیں کرسکتے اور یہ مشرک ان معبودان باطلہ کی ایک فوج بن کر حاضر کئے جائیں گے

فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾

سو اے پیغمبر ان کافروں کی باتیں آپ کے لئے موجب آزردگی نہ ہوں کیونکہ یہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں وہ ہم سب جانتے ہیں

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ

کیا انسان یہ نہیں جانتا کہ ہم نے اس کو ایک حقیر نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر ناگہاں وہ علانیہ ایک

خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ

جھگڑا کرنے والا بن گیا ۔ اور ہماری شان میں اس نے ایک عجیب مثال بیان کی اور اپنی اصل پیدائش کو بھول گیا

قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي

کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو جو بالکل بوسیدہ اور پرانی ہو چکی ہوں کون زندہ کریگا ۔ آپ کہدیجئے ان ہڈیوں کو وہی زندہ کریگا

أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾ الَّذِي

جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا ہے اور وہ سب قسم کا پیدا کرنا جانتا ہے ۔ وہ ایسا ہے

جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ

جو تمہارے لئے ہرے درخت سے آگ پیدا کرتا ہے پھر تم اس درخت کی آگ سے اور

تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

آگ سلگا لیا کرتے ہو ۔ اور کیا جس خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے

بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾

وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسے آدمیوں کو پیدا کردے بیشک وہ ضرور قادر ہے اور وہی بڑا اصل بنانیوالا سب جانتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس میں جان ہو یعنی نیک اثر پکڑتا ہو اس کے فائدے کو اور منکروں پر الزام اُتارنے کو ۱۲ آگے توحید کے سلسلے میں حضرت حق تعالیٰ کے بعض احسانات کا ذکر ہے (۷۰) کیا ان لوگوں نے یعنی منکرین توحید نے اس بات پر غور نہیں کیا اور اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزوں میں سے ان کے لئے مواشی پیدا کئے ہیں پھر یہ لوگ ان مواشی کے مالک بنے ہوئے ہیں ۔ یعنی ہم نے اپنی بنائی ہوئی اور اپنی ساختہ چیزوں میں سے ان کے نفع کیلئے مواشی مثلاً گائے بھینس ، اُونٹ وغیرہ بھی بنائے ہیں پھر ان چوپایوں کا ان کو مالک بنادیا ہے جن سے یہ مختلف فوائد اور منافع حاصل کرتے ہیں انہی فوائد کا آگے بیان فرمایا (۷۱) اور ہم نے ان مواشی کو ان کا مطیع اور تابع کردیا اور ان مواشی کو ان کیلئے عاجز اور ان کے سامنے پست کردیا پھر ان مواشی میں سے بعض ان کی سواریاں ہیں اور ان میں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں ۔ یعنی ان مواشی کو اُن کا فرمانبردار بنادیا ان سے جو کام چاہتے ہیں وہ لیتے ہیں سوار ہونا چاہیں تو سواری کا کام بھی دیتے ہیں اور اگر ضرورت کے موقع پر ان کو ذبح کرکے کھانا چاہیں تو اُن کا گوشت بھی کھاتے ہیں (۷۲) تفسیر صفحہ ہٰذا ۔ اور اُن مواشی میں ان لوگوں کے لئے اور بھی بہت سے فوائد اور منافع ہیں اور ان میں ان کے لئے پینے کی چیزیں بھی ہیں سو یہ لوگ کیوں شکر نہیں بجالاتے ۔ نفعوں سے مُراد اُن چوپایوں کی کھال ہڈی اور اُن کے سینگ اور اُون وغیرہ سے فائدہ حاصل کرنا ہو سکتا ہے اُن کا دُودھ پیا جاتا ہے ۔ یہ تمام احسانات اور انعامات اس امر کے مقتضی ہیں کہ حضرت حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اللہ تعالیٰ نے تمام حیوانات کو مسخر کردیا ہے انسان جس طرح چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے مواشی کو استعمال کرتا ہے اور پھر اس خالق حقیقی اور منعم حقیقی کا شکر نہیں بجالاتا (۷۳) اور دین حق کے منکروں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اور معبود قرار دے رکھے اور بنا رکھے ہیں کہ شاید ان کو ان معبودان باطلہ سے کچھ مدد پہونچ سکے اور وہ معبود اُن کی کسی وقت مدد کریں ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں اس توقع اور امید پر کہ کسی آڑے وقت میں اُن سے مدد پہونچ جائے گی (۷۴) یہ مفروضہ معبود اُن کی کچھ مدد نہیں کرسکتے اور یہ مشرک ان معبودان باطلہ کی ایک فوج بن کر حاضر کئے جائیں گے ۔ آیت کا مطلب کئی طرح بیان کیا گیا ہے ۔ قیامت میں یہ مشرک ان معبودوں کے ہمراہ گرفتار کرکے لائے جائیں گے ۔ یا یہ کہ وہ بت ان مشرکوں کا لشکر ہوں گے جو قیامت کے دن گرفتار کرکے حاضر کئے جائیں گے یا یہ کہ قیامت میں وہ معبودان باطلہ ان مشرکوں کے حریف اور مقابل ہوں گے جو بجائے مدد کرنے کے اُن کی مخالفت کرتے ہوں گے ، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دُنیا کی حالت بتائی گئی ہو کہ مشرک ان بتوں کے لشکر ہیں یعنی ان کے مددگار اور خادم ہیں جو ان کی مکھیاں اُڑاتے رہتے ہیں اور ان کو جھاڑتے اور صاف کرتے رہتے ہیں اور اس خدمت کیلئے ان کے پاس حاضر و مستعد رہتے ہیں اور جو معبود خود ہی مدد کے محتاج ہیں وہ ان کی کیا مدد کرسکتے ہیں واللہ اعلم اور اگر قیامت کی حاضری ہے تب تو مذکورہ بالا اقوال سے بات سمجھ میں آگئی ہوگی آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تسلی فرماتے ہیں (۷۵) پس اے پیغمبر آپ کو ان کی باتیں اور ان کے ناشائستہ اقوال موجب دل آزاری نہ ہوں اور آپ کو غمگین نہ کریں کیونکہ یہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں وہ ہم سب جانتے ہیں یعنی آپ کے آزردہ ہونے کی (باقی صفحہ میں)

إِنَّمَآ أَمْرُهٗٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٨٢﴾

بس اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس چیز کو کہدیتا کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٨٣﴾

پس اس خدا کی ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی زمام حکومت ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے

سُوْرَةُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ صافات مکے میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا ﴿١﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿٢﴾ فَالتّٰلِيٰتِ

قسم ہے ان صف باندھنے والوں کی جو صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر ان ڈانٹنے والوں کی قسم جو جھڑک کر ڈانٹتے ہیں پھر ان کی قسم جو ذکر الٰہی کی

ذِكْرًا ﴿٣﴾ إِنَّ إِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿٤﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

تلاوت کرنے والے ہیں، کہ بیشک تم سب کا معبود برحق ایک ہی ہے۔ وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿٥﴾ إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا

اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس سب کا اور وہ رب ہے تمام مشرقوں کا ہم نے آسمانِ دنیا کو ایک عجیب

بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ﴿٦﴾ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿٧﴾

آرائش کیساتھ کہ وہ تارے ہیں آراستہ کیا ہے۔ اور ہم نے ہر سرکش شیطان سے اس آسمان کی حفاظت بھی کی

لَا يَسَّمَّعُوْنَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ

وہ شیاطین عالم بالا کے لوگوں کی باتیں سننے کو کان بھی نہیں لگا سکتے اور وہ ہر طرف

كُلِّ جَانِبٍ ﴿٨﴾ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿٩﴾ إِلَّا

پھینکے جاتے ہیں ان کے ہنکانے کو اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ مگر ہاں

مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ﴿١٠﴾

جو شیطان کوئی خبر اُچک کر لے بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اُس کے پیچھے ہو لیتا ہے

بس اس کی شان تو یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس چیز کو کہدیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے ؛ یعنی اُس کے ارادے کا تعلق شئی کو وجود میں لے آتا ہے اُسی تعلق کو لفظ کن سے تعبیر فرمایا ہے کہ جس طرح تم کو کُن کہنے میں دشواری نہیں ہوتی اسی طرح اُس کو کسی چیز کو پہلی مرتبہ یا دُوسری مرتبہ پیدا کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی (۸۲) پس جملہ عیوب سے اُس اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس کے ہاتھ ہر چیز کی زمام حکومت ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے ؛ یعنی ہر چیز کی حکومت اور بادشاہت اسی کے ہاتھ اور اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور تم سب کی بازگشت اسی کیطرف ہے (۸۳) سورۂ یٰسٓ کی بہت بزرگی احادیث میں مذکور ہے اس سورۃ کو قرآن کریم کا دل فرمایا ہے یاسین کی تلاوت کرنیوالے کیلئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور گناہوں کی بخشش کا سبب فرمایا ہے اور ایک دفعہ سورۂ یٰسٓ کا پڑھنا ایسا ہے جیسا کسی نے بائیس مرتبہ قرآن شریف پڑھا اور فرمایا جسکو حاجت پیش ہو اور وہ سورۂ یاسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت پوری کر دے گا اور فرمایا جس کسی نے سورۂ یٰسٓ پڑھی اللہ تعالیٰ اس کی بھوک اور پیاس کو دُور کر دے گا۔ اگر عریاں ہو تو اس کو کپڑے پہنا دے گا اگر وہ ڈرتا ہو کسی سے تو اس کا ڈر دُور کر دیگا اور اگر وحشت ہو تو اس کی وحشت دُور کر دے گا۔ فقیر ہو تو اسکو غنی کر دیگا۔ قید میں ہوگا تو اس کو قید سے خلاصی دیگا راستہ بھولا ہوا ہوگا تو راستہ پائیگا اگر مقروض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے

ع ١٦ ۴ خزانے سے اس کا قرض ادا کر دے گا اور اس سورۃ کو دافعہ اور قاضیہ بھی کہتے ہیں یہ سورت اپنے پڑھنے والے سے ہر بُرائی کو دُور کرتی ہے۔ تمہ سورۃ یٰسین

سورہ صافات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔

ع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے سورۂ یاسین اور سورۂ صافات کو جمعہ کے دن پڑھا پھر اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا تو اللہ تعالیٰ اس کا مانگا ہوا اسکو عطا فرمائیگا سورۂ یٰسٓ میں بعض نافرمان اور ناسپاس قوموں کی تباہی اور ہلاکت کا ذکر فرمایا تھا انہی میں سے بعض کی تفصیل ہے نیز توحید۔ رسالت اور قیامت و بعثت اور قصص بعض انبیاء کے مذکور ہیں۔

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں ؛ یعنی حکم الٰہی کو سننے کے وقت خوب صف باندھتے اور صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کیلئے خوب صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں یعنی قطار باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں (۱) پھر ان ڈانٹنے اور جھڑکنے والوں کی قسم جو جھڑک کر ڈانٹتے اور روکتے ہیں اور بندش لگاتے ہیں ؛ یعنی ان فرشتوں کی قسم جو شیاطین کو ملاء اعلیٰ کی خبریں سُننے سے روکتے ہیں اور ہانکتے ہیں اور جھڑک کر اور ڈانٹ کر روکتے ہیں (۲) پھر ان فرشتوں کی قسم جو ذکر الٰہی اور اُس کی تسبیح و تقدیس کی تلاوت کرتے ہیں ؛ یعنی یہ کام بھی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی پاکی اور اسکی تقدیس بھی کرتے ہیں یہی اوصاف ملائکہ کے اس صورت میں آگے آجائیں گے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ فرشتے کھڑے ہوتے ہیں قطار سننے کو حکم اللہ کا پھر جھڑکتے ہیں شیطانوں کو جو سننے کو جاتے ہیں۔ پھر جب اتر چکا اسکو پڑھتے ہیں ایک دوسرے کے بتانے کو ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس طرح صف نہیں باندھتے جس طرح فرشتے اپنے پروردگار کے حضور میں صفیں باندھکر کھڑے ہوتے ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کس طرح صف باندھتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا پہلی صف کو پورا کرتے ہیں اور سب بہت ملکر اور گتھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ مفسرین نے عام طور سے تفسیر ملائکہ سے کی ہے خواہ وہ حکم سُننے کو صفیں باندھتے ہوں یا احکام الٰہی کو بجالانے کے لئے صف بستہ رہتے ہوں۔ لیکن بعض علماء نے فرمایا کہ صفیں غازیوں کی ہوں میدان جنگ میں یا نمازیوں کی ہوں مساجد میں۔ اور زواجرات سے مُراد یا تو وہ فرشتے ہیں جو شیاطین کو ہانکتے ہوں یا قرآن کی وہ آیتیں مُراد ہوں جو گناہ سے ڈرانیوالی ہیں یا علماء ہوں جو لوگوں کو بُری باتوں سے روکتے ہیں، یا نمازی جو گھوڑوں کو ڈانٹتے ہیں یا وہ فرشتے جو بادلوں کو ہانکتے ہیں یا وہ فرشتے جو انسانوں کو گناہوں سے روکتے ہیں اور ان کے قلب میں گناہوں کی بُرائی الہام کرتے ہیں۔ ایسا ہی تالیات سے فرشتے مُراد ہیں جو ہر وقت ذکر میں مشغول رہتے ہیں یا غازیوں کی جماعتیں مُراد ہیں جو جنگ میں ذکر الٰہی کرتی رہتی ہیں واللہ اعلم غرض ان قسموں کے بعد ارشاد ہوتا ہے (۳) کہ بیشک تم سب کا معبود برحق ایک ہی ہے ؛ یعنی وہ اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں آگے توحید کے دلائل مذکور ہیں (۴) وہ پروردگار ہے یعنی مالک و متصرف ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس سب کا مالک و متصرف ہے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اے پیغمبر اب آپ ان کافروں سے دریافت کیجئے کہ از روئے پیدائش ان لوگوں کا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا ان مذکورہ چیزوں کا جن کو ہم نے پیدا کیا ہے بلاشبہ ہم نے ان کو ایک چپکتے گارے سے پیدا کیا ہے مطلب یہ ہے کہ آسمانوں کا اور تاروں کا اور سورج اور ملأ اعلیٰ کے فرشتوں کا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا نبی نوع انسان کا پیدا کرنا کچھ سخت کام ہے۔ جن کو ہم نے ایک چپکتی ہوئی مٹی اور گارے سے پیدا کیا ہے جن میں کوئی صلابت نہیں حالانکہ دوسری مخلوق میں زیادہ صلابت ہے جب ہم نے ان کو بنایا اور پیدا کیا ہے تو ان کا بنا لینا ہم کو کیا دشوار ہے جو ذات اقدس ایک بڑی سے بڑی مخلوق پیدا کرنے پر قدرت رکھتی ہے اس کو ایک ضعیف الخلقت مٹی کے کھلونے کو دوبارا بنا لینا کیا مشکل ہے (۱۱)

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا

اب آپ ان کافروں سے دریافت کیجئے کہ از روئے پیدائش ان لوگوں کا پیدا کرنا زیادہ سخت ہے یا ان مذکورہ چیزوں کا جنکو ہم نے پیدا کیا ہم نے

خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾

ان لوگوں کو ایک چپکتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور وہ مذاق اڑاتے ہیں

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور جب ان کو نصیحت کی جائے تو نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب یہ لوگ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اور زیادہ ہنسی اڑاتے ہیں

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَ

اور کہتے ہیں کچھ نہیں یہ تو کھلا جادو ہے۔ بھلا جب ہم مر گئے اور

كُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَاۗؤُنَا

مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے

الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دٰخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا

باپ دادا بھی۔ آپ کہہ دیجئے ہاں تم سب اٹھائے جاؤ گے اور تمہاری حالت یہ ہوگی کہ تم ذلیل ہوگے۔ وہ بعثت

هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا

تو بس ایک سخت للکار ہوگی کہ اس للکار کے ہوتے ہی سب دیکھنے بھالنے لگیں گے۔ اور یہ منکر کہیں گے ہائے خرابی ہماری

هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ

یہ تو وہی جزا کا دن ہے۔ کہا جائے گا یہ وہی فیصلے کا دن ہے جس کی تم

بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ

تکذیب کیا کرتے تھے۔ فرشتوں کو حکم دیا جائیگا کہ ظلم کرنے والوں کو اور ان کے ساتھیوں کو

وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ

اور ان کو جن کو یہ لوگ خدا کے سوا پوجا کرتے تھے۔ سب کو جمع کر لو پھر ان سب کو

اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾

دوزخ کی راہ بتاؤ۔ اور ان کو کھڑا رکھو کیوں کہ ان سے کچھ پوچھا جائے گا۔

بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور وہ لوگ مذاق اڑاتے ہیں ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی تجھکو ان پر تعجب آتا ہے کہ ایمان کیوں نہیں لاتے اور ان کو تجھ سے ٹھٹھا (۱۲) اور جب ان کو نصیحت کی جائے تو یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کرتے ؛ یعنی جب نصیحت کی باتیں سنائی جاتی ہیں اور دلائل عقلیہ سمجھائے جاتے ہیں تو سنتے اور دیکھتے نہیں (۱۳) اور جب کوئی نشان اور معجزہ دیکھتے ہیں تو اور زیادہ ہنسی اڑاتے ہیں ؛ یعنی ثبوت نبوت کی غرض سے کوئی ایسا معجزہ ان کو دکھایا جاتا ہے جس سے دوبارا بعثت پر دلیل قائم کی جاسکے تو مزید ہنسی اڑاتے اور دل لگی کرتے ہیں (۱۴) اور کہتے ہیں کچھ نہیں یہ تو کھلا جادو ہے ؛ یعنی یہ نشانی اور معجزہ نہیں بلکہ صریح جادو ہے (۱۵) بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے (۱۶) اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے ؛ یعنی مر گئے اور خاک اور ہڈیاں ہو گئے تو پھر ہم اور ہمارے گذشتہ باپ دادا کیا پھر اٹھائے جائیں گے (۱۷) آپ فرما دیجئے ہاں تم سب اٹھائے جاؤ گے اور تم ذلیل ہوگے ؛ ہاں یعنی اٹھائے جاؤ گے اور چونکہ بعثت کے منکر تھے۔ اس لئے بعثت کو دیکھ کر سخت ذلیل و خوار ہوگے (۱۸) وہ بعثت اور وہ اٹھنا تو بس نفخۂ صور کی ایک تند آواز اور للکار ہوگی کہ اس آواز اور للکار کے ہوتے ہی یہ سب دیکھنے بھالنے لگیں گے ؛ یعنی بعثت صرف یہ ہے کہ صور میں نفخۂ ثانیہ ہوگا اور نفخۂ ثانیہ کے بعد فوراً ہی زندہ ہو کر ایک دوسرے کو دیکھنے بھالنے لگیں گے (۱۹) اور منکرین بعث کہیں گے ہائے ہماری خرابی یہ تو وہی جزا کا دن ہے (۲۰) کہا جائیگا یہ وہی فیصلے کا دن ہے جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے ؛ یہ شاید فرشتے جواب دینگے جب وہ تعجب کے ساتھ کہیں گے ہائے یہ تو وہی جزا کا دن ہے تو فرشتے کہیں گے ہاں یہی وہ یوم الفصل ہے جس کو تم جھوٹا کہا کرتے تھے (۲۱) فرشتوں کو حکم دیا جائیگا کہ ظلم کرنے والوں کو اور ان کے ہم مشرب ساتھیوں کو اور ان کو جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے تھے سب کو جمع اور اکٹھا کر لو (۲۲) پھر ان سب کو دوزخ کی راہ بتاؤ ؛ یعنی ان سب کو جمع کر کے ان کو دوزخ کا راستہ بتاؤ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ حکم ہوا فرشتوں کو ان کے جوڑے کہا یا تو جورو (بیوی) کو کہا یا ایک ایک قسم کے گنہگار جو اکٹھے ہیں ان کو کہا ۱۲ خلاصہ یہ کہ ازواج کے جمع کرنے کو کہا اس ازواج سے یا تو منکروں کی بیویاں مراد ہیں جو ان کی شریک حال رہتی تھیں اور ان کے ساتھ خود بھی شر میں مبتلا تھیں یا وہ لوگ مراد ہوں گے جو ان کے ہم مشرب تھے اور وہ بھی ظالموں جیسے اور ان کے ساتھی تھے۔ بہرحال ظالموں کو اور ان کے ہم مشرب ساتھیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا جائے گا اور یہ بھی ارشاد ہوگا کہ ان کو دوزخ کی راہ دکھاؤ (۲۳) اور ان کو روکے رہو کیونکہ ان سے کچھ پوچھا جائے گا ؛ یعنی جہنم میں جانے سے ذرا روکو تاکہ ان سے کچھ پوچھ گچھ کی جائے (۲۴)

Marfat.com

ارشاد ہوگا تم کو کیا ہوگیا تم آپس میں ایک دُوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے (۲۵) بلکہ وہ سب سر جُھکائے کھڑے ہوں گے ؛ یعنی بجائے ان دعووں کے جو دُنیا میں کیا کرتے تھے کہ نحن جمیع منتصر یعنی ہم سب ایک دُوسرے کے مددگار ہیں بجائے مدد کے آج وہ سب ذلیل و سرفگندہ کھڑے ہوں گے آگے ان کی آپس میں جو تو تو میں میں ہوگی اور ایک دُوسرے کے خلاف جو کچھ کہیں گے اُس کا ذکر ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں حکم کے بعد ٹھہرا کر لڑوادیں گے آپس میں ۱۲ (۲۶) اور وہ ایک دُوسرے کی طرف متوجہ ہوکر باہم سوال و جواب کرنے لگیں گے ؛ یعنی بجائے ایک دُوسرے کی مدد کے باہم اختلاف اور تو تو میں میں کرنے لگیں گے (۲۷) تابع متبوعوں سے کہیں گے تم ہی تو ہو جو ہمارے پاس داہنی جانب سے آتے تھے یعنی پُوری قوت اور زور سے چڑھ چڑھ کر آتے تھے ؛ یعنی ہمارے گمراہ کرنے کو پُورا زور ہم پر ڈالتے تھے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہم پر چڑھے آتے تھے بہکانے کو زور سے اور رُعب سے داہنا ہاتھ زور کا ہے ۱۲ ہوسکتا ہے کہ یہ مطلب ہو کہ تم ہر طرف سے دباؤ ڈالتے تھے دائیں سے اور بائیں سے یا یہ مطلب کہ تم قسم کھا کر ہم سے کہتے تھے کہ ہمارا ہی دین سچا ہے یا یہ کہ دین کا نام لیکر ہم کو گمراہ کرتے تھے (۲۸) وہ متبوع یعنی سردار اور بڑے لوگ کہیں گے نہیں یہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے (۲۹) اور ہمارا تم پر کچھ زور اور غلبہ تو تھا ہی بلکہ تم خود ہی حد سے نکل جانے والے لوگ تھے ؛ یعنی گمراہ کرنا تو جب ہوتا کہ تم مومن ہوتے تم تو اہلِ ایمان ہی نہ تھے تو ہم پر گمراہ کرنے کا الزام ہی غلط ہے پھر کوئی حکومت بھی ہماری تم پر نہ تھی کہ ہم تم پر دباؤ ڈالتے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم خود ہی سرکش اور حد سے نکل جانے والے لوگ تھے (۳۰) سو اب ہم سب پر ہمارے پروردگار کا وہ قول اور وہ کلمہ ثابت ہوکر رہا جس کا خلاصہ اور جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب عذاب کا مزہ چکھنے والے ہیں یعنی وہی ازلی بات کہ لاملئن جھنم من الجنة والناس اجمعین۔ یعنی اس نے اپنے علم ازلی کی بنا پر جو فرمایا تھا کہ میں جہنم کو شیاطین اور انسانوں سے بھر دوں گا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم سب خواہ تابع ہوں یا متبوع سب ہی عذاب کا مزہ چکھنے والے ہیں اور اس کے اسباب یُوں ہوئے (۳۱) کہ ہم نے تم کو بھی بہکایا اور ہم خود بھی گم کردہ راہ تھے ؛ یعنی جو بات ہونے والی تھی اس کے اسباب یہ ہوئے کہ ہم نے تم کو بہکایا اور تم بلا جبر و اکراہ اپنے ارادے سے گمراہ ہوئے اور ہم خود بھی اپنے اختیار اور ارادے سے گمراہ ہوئے تھے آگے حضرت حق جل مجدہٗ کا ارشاد ہے (۳۲) پس وہ سب کے سب اس دن عذاب میں مشترک ہوں گے (۳۳) ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں (۳۴) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی حقیقی معبود نہیں ہے تو یہ تکبر کا اظہار کیا کرتے تھے (۳۵) اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی وجہ سے چھوڑ دینے والے ہیں ؛ یعنی چونکہ کفر میں اشتراک تھا تابع اور متبوع کا لہٰذا عذاب میں بھی دونوں شریک ہوں گے نافرمانوں اور مجرموں کے ساتھ ہم ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ ان کی سرکشی کا یہ حال تھا کہ جب ان کو لا الٰہ الا اللہ کی دعوت دی جاتی تھی تو یہ اس کے مقابلے میں تکبر کرتے تھے اور تکبر سے اس دعوت کو ٹھکرا دیا کرتے تھے اور توہین آمیز لہجے میں کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر اور مجنوں کے کہنے سے چھوڑ دیں گے اور ان کی پُوجا اور بندگی سے انکار کر دیں گے آگے جواب مذکور ہے (۳۶) وہ نہ شاعر ہے نہ دیوانہ بلکہ وہ سچا دین لیکر آیا ہے اور وہ سب پیغمبروں کی تصدیق کرتا ہے ؛ یعنی وہ دینِ حق لیکر آیا ہے اور گزشتہ پیغمبروں کی تعلیم کی تصدیق کرتا ہے اس سے ان سب کی سچائی ظاہر ہوتی ہے یعنی سابقہ پیشین گوئیوں کے موافق آیا ہے اس کے آنے سے سب کی تصدیق ہوتی ہے یا وہ سب انبیاء کی تصدیق کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ اور اسکے پیغمبر تھے (۳۷) بلاشبہ تم دردناک عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو (۳۸) اور تم کو بدلا نہیں دیا جائیگا مگر انہی اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے ؛ یعنی تابع اور متبوع سب عذابِ دردناک کا مزہ چکھنے والے ہیں اور تم صرف انہی اعمال کفر یہ اور شرکیہ کا بدلہ پاؤ گے جنکا تم ارتکاب کیا کرتے تھے (۳۹)

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَ

تم کو کیا ہوگیا تم ایک دُوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ بلکہ وہ سب اُس دن سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور

أَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ

وہ ایک دُوسرے کی طرف متوجہ ہوکر باہم سوال جواب کرنے لگیں گے۔ ماتحت لوگ سرداروں سے کہیں گے

كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا

کہ تم ہی تو ہو جو ہم پر پوری قوت سے چڑھ چڑھ آتے تھے۔ وہ سردار کہیں گے نہیں یہ نہیں بلکہ تم خود ہی

مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ ۖ بَلْ كُنْتُمْ

ایمان نہیں لاتے تھے۔ اور ہمارا تم پر کچھ زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم خود ہی تھے

قَوْمًا طَاغِينَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا ۖ إِنَّا لَذَائِقُونَ ﴿٣١﴾

حد سے نکل جانیوالے۔ سو اب ہم سب پر ہمارے رب کا وہ قول ثابت ہوکر رہا جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم سب کو مزہ چکھنا ہے

فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ﴿٣٢﴾ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ

ہم نے تم کو بھی گمراہی میں مبتلا کیا اور ہم خود بھی گمراہ تھے۔ سو وہ سب کے سب اس دن عذاب میں

مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهُمْ

مشترک ہوں گے۔ ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں۔ یہ لوگ

كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَ

ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی اور حقیقی معبود نہیں ہے تو یہ تکبر کا اظہار کیا کرتے تھے اور

يَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ

یوں کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر اور دیوانے کے کہنے سے چھوڑ دینے والے ہیں۔ وہ شاعر ہے نہ دیوانہ بلکہ

جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾ إِنَّكُمْ لَذَائِقُو

وہ سچا دین لیکر آیا ہے اور وہ سب پیغمبروں کی تصدیق کرتا ہے۔ بے شک تم سب کو دردناک

الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾

عذاب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ اور تم کو بدلا نہیں دیا جائیگا مگر انہی اعمال کا جو تم کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿٤١﴾
لیکن ہاں اللہ کے وہ بندے جو مخصوص ہیں - ان مخصوص بندوں کے لئے مقرر شدہ روزی ہے
فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٤٢﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٤٣﴾ عَلٰى سُرُرٍ
وہ روزی ہر طرح کے میوے ہیں اور وہ بڑے اکرام کیساتھ . نعمت کے باغوں میں . تختوں پر ایک دوسرے کے
مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَآءَ
آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے - ان اہل جنت کے روبرو ایسی لطیف شراب کے جام پیش کئے جا رہے ہونگے جن کی رنگت خوب سفید
لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾
اور مزے میں پینے والوں کیلئے نہایت لذیذ ہوگی - اس شراب سے نہ دوران سر ہو اور نہ وہ اس سے عقل کھو بیٹھیں
وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ
اور ان اہل جنت کے پاس نیچی نظروں والی بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی وہ حوریں صفائی میں ایسی ہوں گی گویا وہ انڈے ہیں
مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿٥٠﴾
جو چھپے ہوئے رکھے ہوں - وہ اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہم حالات دریافت کریں گے
قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ﴿٥١﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ
ان جنتیوں میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ میرا دنیا میں ایک ملنے والا تھا - وہ مجھ سے کہا کرتا تھا کیا تو بھی
لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿٥٢﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا
یقین کرنے والوں میں سے ہے - بھلا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے
ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾ فَاطَّلَعَ
تو کیا پھر ہم جزا دیئے جائیں گے - پھر وہ جنتی اپنے ساتھیوں سے کہے گا کیا تم اس میرے ملنے والے کو جھانک کر دیکھو گے - اسپر وہ خود ہی جھانکے گا
فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ
تو اس ملنے والے کو وسط دوزخ میں پڑا ہوا دیکھے گا - یہ جنتی اس سے کہے گا خدا کی قسم تو تو قریب تھا
لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٥٧﴾
کہ مجھ کو ہلاک ہی کر دیتا - اور اگر میرے پروردگار کا مجھ پر فضل نہ ہوتا تو میں بھی گرفتار شدگان میں سے ہوتا

لیکن ہاں اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو مخصوص اور چیدہ ہیں ؛ مخلص بندے وہی ہیں جو شرک و معاصی سے خالص ہوں - ان کا کوئی تعلق ان ذکروں سے نہیں ہوگا بلکہ ان کیساتھ معاملہ دوسری قسم کا ہوگا جو آگے مذکور ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ان کے کیوں کا بدلا نہیں معاف ہوں گے ۱۲ (۴۰) ان مخلصین کے لئے روزی معلوم اور مقرر ہے ؛ یعنی یہ لوگ اہل ایمان ہیں جو اللہ تعالیٰ کے مخصوص اور چیدہ بندے ہیں ان کی روزی معلوم ہے یعنی قرآن کی کئی سورتوں میں ذکر ہو چکا ہے یا یہ کہ مقرر ہے جو صبح اور شام ان کو پہنچائی جاتی ہے (۴۱) وہ رزق معلوم مختلف قسم کے میوے ہیں اور وہ نوازے ہوئے بڑے اکرام کیساتھ۔ (۴۲) نعمت کے باغوں میں (۴۳) تختوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (۴۴) ان اہل جنت کے روبرو ایسی لطیف شراب کے جام پیش کئے جا رہے ہوں گے جو نہری اور بہتی ہوئی شراب سے بھرے گئے ہوں گے (۴۵) جس کی رنگت خوب سفید اور مزے میں پینے والوں کیلئے نہایت لذیذ ہوگی (۴۶) اُس شراب سے نہ دوران سر ہو اور نہ وہ اس سے عقل کھو بیٹھیں ؛ یعنی اس شراب سے نہ خمار ہو نہ عقل میں فتور آئے۔ بہتی ہوئی کا مطلب یہ ہے جنت کی نہروں میں جاری ہوگی، ہم نے محاوروں کی رعایت سے جام پیش کئے جائیں گے ترجمہ کیا ہے ورنہ یطاف کے معنی شاہ صاحبؒ نے پھرتے ہوں گے لوگ کیا ہے لوگ سے مراد غلمان ہیں (۴۷) اور ان اہل جنت کے پاس نیچی نظروں والی بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی (۴۸) وہ حوریں صفائی میں ایسی ہوں گی گویا وہ انڈے ہیں جو پردوں کے نیچے چھپے رکھے ہیں ؛ نیچی نگاہ والی یعنی پاک دامن اور عفت مآب بڑی بڑی آنکھوں والی یعنی خوش نما۔ اور رنگت کی صفائی میں ایسی جیسے انڈے پروں میں چھپے رکھے ہیں سورۂ رحمٰن میں یاقوت اور مرجان سے تشبیہ دی ہے یہاں شاید صفائی میں تشبیہ دی ہو رنگ خواہ کیسا ہی ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کہتے ہیں مراد ہیں شتر مرغ کے انڈے بہت خوش رنگ ہوتے ہیں (۴۹) وہ اہل جنت ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہم حالات دریافت کریں گے ؛ یعنی ایک دوسرے سے بات چیت کرتے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کے حالات دریافت کرتے ہوں گے (۵۰) اُن اہل جنت میں سے ایک کہنے والا کہے گا میرا دنیا میں ایک ملنے والا اور میرا ہم نشین تھا (۵۱) وہ مجھ سے کہا کرتا تھا کیا تو بھی اس امر کے باور کرنے والوں اور یقین کرنے والوں میں سے ہے (۵۲) بھلا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا پھر ہم جزا دیئے جائیں گے اور ہم کو بدلا ملنا ہے ؛ یہ قرین مجاہد کے نزدیک شیطان ہے اور مقاتل نے کہا یہ ان دو شخصوں کا واقعہ ہے جن کا قصہ سورۂ کہف میں گزر چکا ہے ان دونوں میں سے ایک کافر تھا دوسرا مومن۔ کافر کا نام فرطوس تھا بہر حال اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جب اہل جنت اپنا قصہ بیان کریں گے تو اس میں علی سبیل التذکرہ کوئی جنتی اپنے ایک کافر ملاقاتی کا حال بھی بیان کرے گا اور اس کا تعجب کے ساتھ یہ کہنا کہ ءاذا متنا وکنا ترابا وعظاما کا بھی ذکر کرے گا (۵۳) پھر وہ جنتی اپنے ساتھیوں سے کہے گا اور پوچھے گا تم اُس میرے ہم نشیں اور اہل مجلس کو جھانک کر دیکھو گے (۵۴) اس پر وہ دوزخ میں جھانکے گا تو اس ملاقاتی کو وسط جہنم میں دیکھے گا ؛ یا تو وہ جنتی کہے گا جیسا کہ ہم نے قال کا ترجمہ کیا ہے یا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم اس شخص کو دیکھنا چاہتے ہو چنانچہ حضرت حق کی اجازت کے بعد یہ لوگ یا فقط وہی جو ذکر کر رہا تھا جھانک کر دیکھے گا تو وہ اسکو قعر جہنم میں پڑا ہوا دیکھے گا۔ اور یہ چونکہ اُس کو پہچانتا تھا اس لئے شاید اسی نے دیکھا ہو آگے اسی کی گفتگو کا ذکر ہے یا سب اہل مجلس نے جھانکا ہو مگر گفتگو فقط اسی نے کی ہو (۵۵) یہ جنتی اس سے کہے گا اللہ تعالیٰ کی قسم تو تو قریب تھا کہ مجھکو ہلاک ہی کر دیتا (۵۶) اور اگر میرے پروردگار کا مجھ پر فضل اور احسان نہ ہوتا تو میں بھی آج گرفتار شدگان میں سے ہوتا اور ماخوذ ہو کر حاضر کیا جاتا ؛ یعنی اگر خدانخواستہ میں تیری باتوں میں آ کر بعث سے بد عقیدہ ہو جاتا تو ہلاک و برباد ہو کر تیری طرح جہنم میں پڑا ہوا ہوتا اور میں خود ماخوذ ہو کر حاضر کیا جاتا وہ تو اللہ نے مجھ پر اپنا فضل کیا کہ میں قیامت کے اعتقاد سے ہٹا نہیں اور خدا نے جو کچھ فرمایا تھا اور وقوع قیامت کی جو خبر دی تھی اس پر جما رہا

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ
پھر یہ جنتی اپنے ساتھیوں سے کہیگا کیا یہ واقعہ نہیں ہو کہ سوا اس مرنیکے اب ہم کو مرنا نہیں ہو۔ جو ہم پہلی مرتبہ دنیا میں مرچکے اور نہ ہم کبھی
بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ
عذاب دیے جانیوالے ہیں۔ بیشک جو انعامات مذکور ہوئے یہی بڑی کامیابی ہے۔ ایسی ہی کامیابی حاصل کرنے
هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ
کے لیے عمل کرنیوالوں کو چاہیے کہ عمل کریں۔ بھلا یہ نعمتیں بطور مہمانی بہتر ہیں یا زقوم کا
الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ
درخت۔ ہم نے اس زقوم کے درخت کو ظالموں کیلئے موجب فتنہ و امتحان بنایا ہے۔ وہ زقوم ایک درخت ہے
تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾
جو جہنم کی تہ میں سے نکلتا ہے۔ اس کے خوشے ایسے جیسے شیاطین کے سر۔
فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ
تو یہ اہلِ جہنم اسی زقوم کو کھائیں گے اور اسی سے اپنے پیٹوں کو بھریں گے، پھر
اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ
اس زقوم کے اوپر سے ان کو سخت کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائیگا یعنی کچلہو میں ملا کر پھر ان کی بازگشت
لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ
دوزخ ہی کی طرف ہوگی۔ ان کو سزا دینے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اپنے بڑوں کو گمراہ پایا۔ اور یہ بھی
عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ
انہی کے قدم بقدم دوڑے چلے گئے۔ اور بلاشبہ اکثر اگلے لوگ ان سے پہلے بھی
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ
گمراہ ہو چکے ہیں، اور ان گزشتہ لوگوں میں بھی ہم نے ڈرانے والے بھیجے تھے۔ سو اے مخاطب دیکھ
كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۷۴﴾
جن کو ڈرایا گیا تھا ان کا انجام کیسا ہوا۔ مگر ہاں اللہ کے وہ بندے جو مخلص و برگزیدہ تھے۔

(۵۷) اس واقعہ کے بعد پھر یہ خوش ہو کر اپنے ساتھی اہلِ جنت سے کہے گا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ اب ہم کو مرنا نہیں ہے (۵۸)
سوائے اس مرنے کے جو ہم اپنی پہلی بار کی موت سے مرچکے اور ہم کبھی عذاب دیے جانے والے نہیں ؛ یعنی دنیا میں پہلی مرتبہ جو ہم مرچکے اسکے سوائے نہ ہم کو اب موت آئے گی اور نہ ہم عذاب دیے جائیں گے۔ بخلاف
اہلِ جہنم کے کہ وہ ہر وقت موت کے متوقع ہیں حالانکہ موت آتی نہیں (۵۹) بلاشبہ جو انعامات رُوحانی اور جسمانی مذکور ہوئے یہی بڑی کامیابی اور بڑی مُراد ملنی ہے (۶۰) ایسی ہی کامیابی حاصل کرنے کے لئے عمل
کرنیوالوں کو چاہیے کہ عمل کریں ؛ یہ کلام یا تو حضرت حق
تعالیٰ کا ہے کہ اولٰئک لھم رزق معلوم سے جو نعمتیں
بیان کی گئیں یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور انہی نعمتوں کے
حصول کیلئے عمل کرنیوالوں کو عمل کرنا چاہیے۔ یا یہ کلام
اسی جنتی کا ہے جس نے اپنے اہلِ مجلس سے کہا دونوں قول
تفسیر میں منقول ہیں (۶۱) بھلا یہ نعمتیں بطور مہمانی کے
بہتر ہیں یا درخت زقوم کا یعنی سینڈھ یا تھوہر کا درخت
؛ یعنی اوپر اہلِ جنت کی مہمان نوازی کا ذکر تھا اب اہلِ
جہنم سے ان کا موازنہ فرماتے ہیں آگے زقوم کے درخت کی
تفصیل ہے (۶۲) بیشک ہم نے اس درخت کو علاوہ
عذاب کے دُنیا میں ان ظالموں کے لئے موجب امتحان بنایا
ہے ؛ یعنی آخرت میں تو وہ عذاب ہے ہی لیکن دُنیا میں بھی
ان کے لئے اُس درخت کا ذکر آزمائش ہے کہ اس میں
الجھ رہے ہیں اور ان کو یقین نہیں آتا کہ آگ میں ہرا
درخت کیسے ہو سکتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں
یعنی آخرت میں اسکو کھاویں گے اور گلے میں پھنسے گا
ایک یہ بھی عذاب ہوگا، یا خراب کرنا دُنیا میں یہ کہ سُن کر
گمراہ ہوتے ہیں کہ سبز درخت دوزخ میں کیونکر اُگا۔ وہ ایک
درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ سے ۱۲ (۶۳) وہ زقوم
ایک درخت ہے جو قعرِ جہنم اور جہنم کی تہہ میں سے نکلتا ہے ؛
یعنی وہ دوزخ کی گہرائی میں سے اُگتا ہے (۶۴) اس کے
خوشے ایسے بدنما جیسے شیاطین کے سر ؛ حضرت شاہ صاحبؒ
فرماتے ہیں یعنی بدنما یا شیطان کہا سانپوں کو ۱۲ خلاصہ
یہ کہ اس کے خوشے ایسے ہوں گے جیسے سانپوں کے پھن
ہوتے ہیں (۶۵) سو یہ اہلِ جہنم اُسی زقوم سے کھائیں گے
اور اسی زقوم سے اپنے پیٹوں کو بھریں گے ؛ یعنی کچھ اور
کھانے کو نہ ہوگا اور بھوک سے بیقرار ہوں گے تو اسی کو
مجبوراً کھائیں گے اور اسی سے پیٹوں کو بھریں گے (۶۶)
پھر اس زقوم کے اوپر سے ان کو سخت کھولتا ہوا پانی ملا کر
دیا جائے گا ؛ یعنی کھولتے ہوئے پانی میں پیپ اور کچلہو
ملا کر پلایا جائیگا (۶۷) پھر ان کی بازگشت دوزخ کی
طرف ہوگی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بہت
بھوکے ہوں گے تو آگ سے ہٹا کر یہ کھانا پانی کھلا پلا کر پھر
آگ میں ڈال دیں گے (۶۸) کیونکہ انھوں نے اپنے بڑوں
اور اپنے باپ دادوں کو گمراہ پایا (۶۹) اور یہ بھی
ان کے قدم بقدم دوڑے چلے گئے ؛ یعنی بجائے حق و
باطل کی تحقیق کرنیکے اپنی رضا و رغبت اور شوق سے
ان کی گمراہی اور غلط راہ پر تیزی سے چل پڑے اور دوڑے
چلے گئے (۷۰) اور بلاشبہ ان سے پہلے بھی اکثر لوگ گمراہ
ہو چکے ہیں (۷۱) اور ان گزشتہ لوگوں میں بھی ہم نے ڈرانے والے بھیجے تھے (۷۲) سوائے مخاطب دیکھ جن کو ڈرایا گیا تھا ان کا انجام اور ان کا آخر کیسا بُرا ہوا (۷۳) مگر ہاں اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو مخلص
اور چیدہ تھے ؛ یعنی اہلِ ایمان اس بُرے انجام سے محفوظ رہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ڈر سبھی کو سُناتے ہیں ان میں نیک بچتے ہیں اور بد کھپتے ہیں ۱۲ (۷۴)
باقی ص ۷۱۶ پر

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۱۵ ، چونکہ اوپر ڈرانیوالے اور ڈرائے گئے لوگوں کا ذکر آیا تھا اسلئے چند انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ توحید اور رسالت کا اثبات ہو جائے ۔ اگرچہ تفصیل نہیں ہے ۔ تفصیل دُوسری جگہ مذکور ہے مگر
جس قدر یہاں مذکور ہے اس سے مدعا ثابت ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے مرسل تھے اور توحید اور اخلاق عالیہ کی تعلیم دیتے تھے اور اسی بنا پر دینِ حق کے منکران کی مخالفت کرتے تھے اور بالآخر مستوجب سزا قرار پاتے تھے
چنانچہ ارشاد ہوتا ہے تفسیر صفحہ ہٰذا ۔ اور بلاشبہ ہم کو نوح نے پکارا اور ہم سے دعا کی سو ہم کیا خوب پکار پر پہنچنے اور دعا کو قبول کرنیوالے ہیں ؛ دعا کرنیوالوں کی دعا کو قبول کرتے ہیں اور پکارنیوالوں کی پکار پر پہونچتے ہیں یعنی مدد
فرماتے ہیں (۷۵) اور ہم نے نوح کو اور اس کے متعلقین اور متبعین کو بڑے غم سے نجات دی ؛ یعنی غرق کے عذاب سے مومنین کو جن کی تعداد تھوڑی تھی بچا لیا کہتے ہیں کہ کشتی میں کل اسّی یا تراسی آدمی تھے وہی محفوظ
رہے (۷۶) اور ہم نے صرف نوح ہی کی اولاد کو باقی رکھا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کشتی میں اسّی یا تراسی آدمی بچے تھے ان کی اولاد نہیں چلی انہی کے تین بیٹوں سے چلی سام بسا یعنی زمین عرب کے اور
ایرانی اور تورانی پیدا ہوئے یافث بسا شمال کو ترک خزرج اور یاجوج ماجوج پیدا ہوئے ۔ حام بسا جنوب کو ہند اور حبش پیدا ہوئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ طوفان نوح کے بعد جب تمام دنیا غرق ہو گئی جیسا کہ عام مفسرین کی رائے ہے تو صرف حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں کی اولاد سے دُنیا بسی شاید جو لوگ حضرت نوح کیساتھ تھے اُن کا بھی انتقال ہو گیا اور ان کی اولاد بھی نہ رہی بعض مفسرین کے نزدیک جن کی تعداد بہت ہی کم ہے یہ طوفان عالمگیر نہ تھا بلکہ صرف اس زمین میں ہوا تھا جہاں حضرت نوح آباد تھے اور شاید لوگوں کی تعداد بھی صرف اتنی ہی تھی کیونکہ تمام زمین اس وقت تک آباد نہ ہوئی تھی ۔ بلکہ ابتدائی دور تھا اور آبادی زیادہ بڑھی نہ تھی ۔ بعض احادیث سے بھی جمہور مفسرین کی تائید ہوتی ہے (۷۷) اور ہم نے پیچھے آنیوالے لوگوں کیلئے یہ بات رہنے دی (۷۸) کہ نوح پر سلام ہو سب عالم والوں میں ؛ یعنی ہم نے پچھلے لوگوں میں اس کیلئے ذکر نیک اور اس کا ذکر جمیل چھوڑا دُوسری آیت میں دعا کے طور پر فرمایا اُس پر سلام ہو جیو ہماری طرف سے عالم کے لوگوں میں ۔ یا یہ مطلب ہے جو صاحب مدارک نے فرمایا کہ پچھلوں میں ہم نے ان کے لئے یہ بات رکھی کہ ان پر تمام عالم والے سلام بھیجا کریں ۔ ہمارے اکابر نے دو طریقوں سے آیت کے معنی کئے ہیں پہلا طریقہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اختیار کردہ ہے اور دُوسرا طریقہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اختیار کیا ہے ۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ہمیشہ خلق ان پر سلام بھیجتے ہیں سارا جہان ۱۲ پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا اظہار ہے اور دُوسری صورت میں سلام بھیجنے کا حکم ہے (۷۹) ہم اسی طرح نیک روش اختیار کرنیوالوں کو جزا اور صلہ دیا کرتے ہیں ؛ یعنی محسنین کو جزائے حُسن دیا کرتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ تمام امور میں تشبیہ ہو صرف اتنی بات ہے کہ اچھوں کو اچھا صلہ دیتے ہیں (۸۰) بلاشبہ نوح ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا (۸۱) پھر ہم نے دُوسرے لوگوں کو ڈبو دیا اور غرق کر دیا (۸۲) اور نوح کے طریقے پر چلنے والوں میں سے ابراہیم بھی تھا ؛ یعنی جس طرح تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام عقائد دینیہ کے اصول میں ایک دُوسرے کے موافق ہوتے ہیں اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی عقائد میں اُنہی عقائد کے پابند تھے جو عقائد حضرت نوح علیہ السلام کے تھے ۔ یعنی توحید بعثت

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَ
اور نوح نے ہم کو پکارا سو ہم کیا خوب پکار پر پہنچنے والے ہیں ۔ اور ہم نے نوح کو اور
اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ
اس کی اہل کو بہت بڑے غم سے نجات دی ۔ اور ہم نے صرف نوح ہی کی نسل کو
الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى
باقی رکھا ۔ اور ہم نے پیچھے آنے والے لوگوں میں نوح کے لئے یہ بات رہنے دی کہ نوح پر
نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾
سلام ہو سب عالم والوں میں ۔ ہم نیک روش اختیار کرنیوالوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾
بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا ۔ پھر ہم نے دُوسرے لوگوں کو غرق کر دیا ۔
وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ
اور نوح کی راہ پر چلنے والوں میں سے ابراہیم بھی تھا ۔ ابراہیم کا وہ واقعہ قابل ذکر جب وہ اپنے رب کی جانب بے عیب دل
سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا
لیکر متوجہ ہوا ۔ جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے دریافت کیا تم کس چیز کی پرستش کیا کرتے ہو کیا تم جھوٹ اور اپنی فاسد
اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾
لئے کیوں جھوٹ سے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دُوسرے معبودوں کو چاہتے ہو ۔ آخر تم نے رب العالمین کی نسبت کیا خیال کر رکھا ہے ۔
فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ
پھر ابراہیم نے تاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا ۔ اور کہا میں بیمار ہونیوالا ہوں ۔ اس پر قوم کے لوگ اسکے پاس سے
مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾
اُلٹے چلے گئے ۔ اس کے بعد ابراہیم چپکے سے ان کے بتوں میں جا گھسا اور بتوں سے کہا تم کھاتے کیوں نہیں
مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾
تم کو کیا ہوا کہ تم بولتے بھی نہیں ۔ پھر ان بتوں کو پوری قوت کے ساتھ مارتا ہوا ان پر جا پڑا ۔

قیامت وغیرہ میں وہی خیالات حضرت ابراہیم کے بھی تھے ۔ حضرت ابراہیم اور حضرت نوح کے درمیان حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام دو مشہور پیغمبر گذرے ہیں ۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے
مابین کہتے ہیں کہ دو ہزار چھ سو چھیالیس ۲۶۴۶ برس کا زمانہ گزرا ہے واللہ اعلم (۸۳) ابراہیم کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب وہ اپنے پروردگار کی جانب بے عیب اور زندگا دل لیکر متوجہ ہوا اور اس کے رُوبرو آیا ؛ زندگا
حضرت شاہ صاحب کا لفظ ہے یعنی کوئی روگ حضرت ابراہیم کے قلب میں نہ تھا حضرت شاہ صاحب موضح القرآن میں فرماتے ہیں یعنی گمراہی اور عیب سے پاک ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بیا صحیح
اور سالم دل لیکر حاضر ہوئے جو ہر قسم کی آلائش شرکیہ سے پاک صاف اور توحید ساذج سے لبریز تھا حضرت ابراہیم کے بہت تفصیلی واقعات قرآن میں کئی مقام پر گزر چکے ہیں (۸۴) جبکہ اس نے اپنے باپ اور اپنی
قوم سے دریافت کیا تم کس چیز کی پرستش کرتے ہو اور تم یہ کیا پوجا کرتے ہو (۸۵) کیا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کذب و افترا کے طور پر دُوسرے معبودوں کو چاہتے ہو ؛ اَئِفْكًا کی کئی ترکیبیں مفسرین نے کی ہیں (باقی صفحہ ۱۷ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۱۶) ہم نے ترجمہ اور تفسیر میں صرف دو ترکیبوں پر اکتفا کرلیا۔ بہرحال حضرت ابراہیم نے ان کو تنبیہ کی کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی فاسد رائے سے بنوٹے ہوئے معبودوں کی عبادت کیوں کرتے ہو اور دو سرے معبودوں کی پرستش کو پسند کرتے ہو (۸۶) آخر تم نے عالموں کے مالک اور پروردگار کے متعلق کیا خیال کر رکھا ہے یعنی رب العالمین کے متعلق تو بتاؤ کہ تم نے کیا خیال قائم کیا ہے اور اسکو عبادت کے قابل جانتے ہو یا نہیں اور اس کو معبود حقیقی سمجھتے ہو یا نہیں سمجھتے۔ اتفاقاً انہی دنوں اُن کا ایک میلہ ہونیوالا تھا جس میں شریک ہونے کیلئے حضرت ابراہیم کو ان لوگوں نے دعوت دی اور یہ سمجھے کہ ہمارے بتوں کے میلے کی شان و شوکت کو دیکھ کر شاید ابراہیم کے خیالات کی اصلاح ہوجائیگی پس حضرت ابراہیم نے تاروں کی طرف دیکھ کر اپنے بیمار ہونے کا عذر کیا اور دعوت اور میلے کی شرکت کو ٹلا دیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۸۷) پھر ابراہیم نے تاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا (۸۸) اور فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں (۸۹) غرض قوم کے لوگ ابراہیم کو چھوڑ کر ابراہیم کے پاس سے اُلٹے چلے گئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وے لوگ نجومی تھے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر کہا یا نجوم کی کتاب دیکھ کر کہا میں بیمار ہوں یعنی ہوا چاہتا ہوں وے شہر سے باہر نکلتے تھے ایک عید کو اور بُت پوجنے کو اُن کو چھوڑ کر چلے گئے یہ ایک جھوٹ ہے اللہ کی راہ میں عذاب نہیں ثواب ہے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ ایسا توریہ اور ذو معنی بات جو اسلام کے فائدے کے لئے کی جائے اور مسلمانوں کو فائدہ پہونچتا ہو تو ایسی بات وقت پر کہدینی جائز ہے اور اس سے انه کان صدیقا نبیا پر کوئی اثر نہیں پڑتا (۹۰) جب وہ لوگ میلے میں چلے گئے تو ابراہیم چپکے سے ان کے بتوں میں جا گھسا اور بتوں سے کہا تم کھاتے کیوں نہیں یعنی وہ چڑھاوے جو عام طور سے بت پرست بتوں کے آگے رکھا کرتے ہیں ان کو کہا ہوگا کہ کھاتے کیوں نہیں اور یہ فرمانا بھی حضرت ابراہیم کا بطور تہکم اور استہزا ہوگا ورنہ حضرت ابراہیم جانتے ہوں گے کہ یہ بے جان پتھر تراشے ہوئے بُت کیا کھائیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان کے آگے کھانے رکھ گئے تھے ۱۲ (۹۱) تم کو کیا ہوا تم بولتے بھی نہیں (۹۲) پھر ان بتوں کو داہنے ہاتھ یعنی پوری قوت سے مارتا ہوا ان پر جا پڑا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی زور سے مار مار کر توڑا (۹۳) تفسیر صفحہ ۷۱۷ اس واقعہ کے بعد قوم کے لوگ ابراہیم کے پاس دوڑ کر گھبرائے ہوئے آئے یعنی غصے میں بھرے ہوئے اور گھبرا کر دوڑتے ہوئے آئے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی الزام دینے لگے جب ثابت ہوچکا ۱۲ (۹۴) ابراہیم نے کہا کیا تم ان بتوں کو پوجتے ہو جن کو خود تراشتے ہو یعنی خود ہی تراشو اور اپنے ہی تراشوں کو پوجو جو تمہارے خود محتاج ہیں وہ کیا تمہارے کام آئیں گے (۹۵) حالانکہ تم اور جو کام تم کرتے ہو اسکو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ جس طرح تمہارا خالق ہے اسی طرح تمہارے افعال کا خالق بھی وہی ہے لہٰذا عبادت اور پرستش کا بھی وہی حقدار ہے جس کی ہمہ گیر خالقیت کے تمام اعراض اور جواہر محتاج ہیں۔ غرض حضرت ابراہیم کی گفتگو اور ان کے مناظرانہ انداز سے لاجواب ہوکر حضرت ابراہیم کے خلاف دوسری تدبیر کرنے لگے جو عام طور سے ذی اقتدار لوگ کیا کرتے ہیں (۹۶) قوم کے لوگ کہنے لگے ایک عمارت یعنی چار دیواری بناؤ پھر ابراہیم کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو یعنی ایک آتش کدہ بناؤ اس چار دیواری کو آگ سے پُر کردو اور اس میں ابراہیم کو ڈالدو تاکہ یہ جل کر راکھ ہوجائے جیسا کہ سورۂ انبیاء میں تفصیل گزر چکی ہے آگ میں ڈالتے وقت انھوں نے یہ کلمات کہے

فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ﴿٩٤﴾ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾

اس واقعہ کے بعد قوم کے لوگ ابراہیم کے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔ ابراہیم نے کہا کیا تم ان بتوں کو پوجتے ہو جنکو تم خود ہی تراشتے ہو

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٦﴾ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا

حالانکہ تم کو اور جو کام تم کرتے ہو اسکو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ قوم کے لوگ کہنے لگے ابراہیم کیلئے ایک عمارت یعنی چار دیواری بناؤ

فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿٩٧﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ

پھر ابراہیم کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈالدو۔ غرض انھوں نے ابراہیم کیساتھ ایک برائی کا ارادہ کیا تھا مگر ہم نے

الْأَسْفَلِينَ ﴿٩٨﴾ وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴿٩٩﴾

انہی کو مغلوب کردیا۔ اور ابراہیم نے کہا میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں یعنی ہجرت کرکے۔ وہ ضرور میری رہنمائی فرمائیگا

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠٠﴾ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾

اے میرے رب مجھ کو کوئی سعادتمند فرزند عطا فرما۔ لہٰذا ہم نے اس کو ایک حلیم المطبع لڑکے کی بشارت دی

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ

پھر جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچ گیا کہ ابراہیم کیساتھ دوڑنے یعنی چلنے پھرنے اور ہاتھ بٹانے لگا تو ابراہیم نے کہا اے بیٹے میں خواب میں

أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا

دیکھتا ہوں کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں سو تو بھی غور کرکے کہ تیری کیا رائے ہے لڑکے نے کہا اے میرے باپ جو حکم آپکو دیا گیا ہے ایسے

تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ ﴿١٠٢﴾ فَلَمَّا

کر ڈالئے انشاء اللہ آپ مجھے سہار کرنیوالوں میں سے پائیں گے۔ پھر جب دونوں باپ بیٹے حکم کی

أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ ﴿١٠٣﴾ وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ ﴿١٠٤﴾

بجا آوری پر تیار ہوگئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرا دیا۔ اور ہم نے ابراہیم کو یہ کہکر پکارا کہ اے ابراہیم

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا ۚ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٠٥﴾

تونے خواب کو پوری طرح سچ کر دکھایا۔ ہم نکوکاروں کو یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ

بلاشبہ یہ کام تھا بھی ایک کھلا ہوا امتحان۔ اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس لڑکے کے

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْوَاحِدُ فِي السَّمَاءِ وَاَنَا الْوَاحِدُ فِي الْاَرْضِ لَيْسَ فِي الْاَرْضِ اَحَدٌ يَّعْبُدُكَ غَيْرِي حَسْبِيَ اللّٰهُ نِعْمَ الْوَكِيْلُ یعنی تو جس طرح اللہ تعالیٰ بحیثیت معبود ہونیکے آسمانوں میں یکتا ہے اسی طرح میں بحیثیت عابد کے زمین میں اکیلا ہوں زمین میں اس وقت میرے سوا تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہے اللہ تعالیٰ مجھکو کافی ہے اور وہی اچھا اور بہتر کارساز ہے (۹۷) غرض انھوں نے ابراہیم کیساتھ ایک برائی اور بدخواہی کا ارادہ کیا مگر ہم نے انہی کو مغلوب اور نیچا کردیا یعنی آگ ٹھنڈی ہوگئی حضرت ابراہیم صحیح اور سلامت نکل آئے اور ان منکروں نے جو داؤں کیا تھا اُس داؤں میں انہی کو نیچا دیکھنا پڑا اور ان کا داؤں انہی پر اُلٹا پڑا اور ہم نے ان کو زیر تر کردیا (۹۸) ابراہیم نے کہا میں اپنے پروردگار کی طرف یقیناً جانیوالا ہوں وہ میری ضرور رہنمائی فرمائے گا یعنی آگ سے سلامت نکلنے کے بعد انھوں نے دارالکفر سے ہجرت کا ارادہ کیا اور فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی راہ میں کسی طرف ہجرت کرکے چلا جاتا ہوں وہ مجھ کو کسی بہتر مقام کیلئے راہ بتائے گا اور میں وہاں پہونچ جاؤں گا۔ جب حضرت ابراہیم تشریف لے گئے تو راستے میں (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اُس لڑکے کے فدیہ میں دیا ٭ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بڑے درجے کا بہشت سے آیا ایک دُنبہ حضرت ابراہیم نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری چلائی زور سے اللہ کے حکم سے گلا نہ کٹا حضرت جبریل نے بیٹے کو سرکا دیا اور ایک دنبہ رکھ دیا آنکھیں کھولیں تو دُنبہ ذبح پڑا تھا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ ذبح کو عظیم فرمایا یا تو عظیم الجثہ مراد ہے یا عظیم المرتبت ' یہ واقعہ منٰی میں پیش آیا جہاں آج کل بھی حاجی قربانیاں کرتے ہیں (۱۰۷) اور ہم نے پیچھے آنیوالے لوگوں میں ابراہیم کے لئے یہ بات رہنے دی (۱۰۸) کہ ابراہیم پر سلام ہو ٭ یعنی ان پر ہمیشہ سلام بھیجا جاتا رہے جیسا کہ آج تک درود شریف میں ابراہیم اور آل ابراہیم کا ذکر آتا ہے (۱۰۹) ہم نیک روش اختیار کرنیوالوں کو ایسا ہی بدلا اور صلہ دیا کرتے ہیں (۱۱۰) بلاشبہ وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھا ٭ حضرت ابراہیم جیسا ایمان کس کو نصیب ہوتا ہے (۱۱۱) اور ہم نے منجملہ اور احسانات کے ابراہیم کو اسحاق کی بھی بشارت دی تھی جو نبی اور شائستہ اور سعادتمند لوگوں میں سے ہوگا ٭ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں معلوم ہوا کہ وہ پہلی خوش خبری اسمٰعیل کی تھی اور سارا قصہ ذبح کا اُنہی

عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٠٨﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ

فدیہ میں دیا ۔ اور ہم نے پیچھے آنیوالے لوگوں میں ابراہیم کیلئے یہ بات رہنے دی ۔ کہ ابراہیم پر سلام ہو یعنی ہمیشہ

إِبْرَاهِيمَ ﴿١٠٩﴾ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٠﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا

سلام بھیجا جاتا رہے ، ہم نیک روش اختیار کرنیوالوں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ ابراہیم ہمارے

الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١١﴾ وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١١٢﴾

ایماندار بندوں میں سے تھا ۔ اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق کی بھی بشارت دی تھی جو نبی اور سعادت مند لوگوں میں سے ہوگا ۔

وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ ۚ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَ

اور ہم نے ابراہیم پر اور اسحٰق پر اپنی برکتیں نازل فرمائیں اور ان دونوں کی نسل میں سے کچھ نکوکار ہیں اور

ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ مُبِينٌ ﴿١١٣﴾ وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١١٤﴾

بعض اپنے حق میں صریح ظلم کرنیوالے بھی ہیں ۔ اور بلاشبہ ہم نے موسٰیؑ اور ہارون پر بھی احسان کیا ۔

وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ

اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی ۔ اور ہم نے ان سب کی مدد کی

فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿١١٦﴾ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ﴿١١٧﴾

تو آخر کار یہی لوگ غالب ہوئے ۔ اور ہم نے ان دونوں بھائیوں کو ایک ایسی کتاب دی جو صاف و واضح تھی اور

وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿١١٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي

ہم نے ان دونوں کو سیدھی راہ پر قائم رکھا ۔ اور ہم نے پیچھے آنے والے لوگوں میں ان دونوں کے لئے

الْآخِرِينَ ﴿١١٩﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ

یہ بات رہنے دی ۔ کہ موسٰیؑ اور ہارون پر سلام ہو ۔ ہم نیک روش پر قائم رہنے والوں کو

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢١﴾ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٢﴾ وَ

ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ دونوں ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے اور

إِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا

بیشک الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھا ۔ الیاس کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم

ع ۳۹

پر تھا ۔ یہود کہتے ہیں ذبح کیا اسحٰق کو لیکن خلاف ہے اسحاق کی خوش خبری کیساتھ خبر ہے یعقوب کی بھی سورۂ ہود میں ہو چکا اور خبر ہے نبی ہونے کی یہ سنکر حضرت ابراہیم پوچھتے کہ ابھی دونوں باتیں ظہور میں نہیں آئیں ذبح کیوں کرو گا ۔ خلاصہ یہ کہ یہود کا قول کہ وہ حضرت اسحٰق کو ذبح قرار دیتے ہیں یہ قرآنی نصوص سے معتبر نہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ دو واقعے ہیں اسماعیل کے ساتھ منٰی میں ہوا اور اسحاق کے ساتھ شام میں ہوا حالانکہ یہ بھی صحیح نہیں ۔ پہلے لوگ بجز پر انسانوں کو قربان کیا کرتے تھے اللہ تعالٰی نے حضرت ابراہیم کے ہاتھوں اس قربانی کا رُخ انسانوں سے ہٹا کر جانوروں کیطرف کر دیا مشرک بتوں کے نام پر قربانی کرتے ہیں اور مومن اللہ تعالٰی کے نام پر قربانی دیتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ سنۃ ابیکم ابراھیم ۔ یہ قربانی تمہارے باپ ابراہیم کا طریقہ ہے ۔ (۱۱۲) اور ہم نے ابراہیم پر اور اسحاق پر اپنی برکتیں نازل فرمائیں اور ان دونوں کی نسل میں سے کچھ نکوکار ہیں اور کچھ اپنی جانوں پر صریح ظلم کرنیوالے بھی ہیں ٭ دین و دنیا کی برکتوں سے نوازا اور ان کی نسل دُنیا میں خوب پھیلی عام طور سے مفسرین نے دونوں سے ابراہیم اور اسحٰق مراد لئے ہیں لیکن شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ دونوں کہا دونوں بیٹوں کو دونوں سے بہت اولاد پھیلی اسحاق کی اولاد میں نبی گزرے بنی اسرائیل کے اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب جس میں ہمارے پیغمبر ہوئے ۱۲ (۱۱۳) اور یقیناً ہم نے موسٰیؑ اور ہارون پر احسان فرمایا ٭ جیسا کہ سورۂ طٰہٰ میں گزر چکا ہے ولقد مننا علیك مرۃ اخرٰی (۱۱۴) منجملہ ان احسانات کے یہ ہے کہ ہم نے موسٰیؑ اور ہارون کو اور ان دونوں کی قوم کو بڑی مصیبت اور بڑے غم سے نجات دی یعنی فرعون کی ایذا رسانی اور اس کی غلامی سے نجات دی یا غرق ہو جانے کا اندیشہ تھا جب سمندر اور فرعون کی فوجوں کے مابین گھر گئے تھے اس وقت غرق سے بچایا (۱۱۵) اور ہم نے ان سب کی مدد فرمائی یعنی موسٰیؑ ہارونؑ اور ان کی قوم کی ۔ تو آخر کار وہی غالب ہوئے ٭ یعنی فرعون کے مقابلے میں بنی اسرائیل کی مدد فرمائی اور آخر کار فرعونی مغلوب ہوئے ان کی حکومت ختم ہوئی اور بنی اسرائیل غالب ہوئے اور مصر کی حکومت ان کے قبضہ میں آئی (۱۱۶) اور ہم نے ان دونوں بھائیوں کو ایک واضح کتاب عطا کی ٭ یعنی توریت (۱۱۷) اور ہم نے ان دونوں کو سیدھی راہ پر قائم رکھا ٭ یعنی جو راہ ان کو دکھائی تھی اُسی پر قائم رکھا (۱۱۸) اور ہم نے پیچھے آنیوالے لوگوں میں ان دونوں کے لئے یہ بات رہنے دی (۱۱۹) کہ موسٰیؑ اور ہارون پر سلام ہو ٭ یعنی یہ بات ان کے لئے پچھلے لوگوں میں باقی چھوڑی کہ ان دونوں پر سلام بھیجتے رہیں تفصیل حضرت نوح کے ذکر میں گزر چکی ہے ۔ وہی معنی یہاں بھی ہیں ۔ چنانچہ جب ان کا نام لیا جاتا ہے تو علیہ السلام کہا جاتا ہے (۱۲۰) ہم نیک روش پر قائم رہنے والوں کو ایسا ہی بدلا اور صلہ عطا کیا کرتے ہیں (۱۲۱) بلاشبہ وہ دونوں ہمارے ایمان دار بندوں میں سے ہیں (۱۲۲) اور بیشک الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھا ٭ حضرت الیاس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ہارون کی چوتھی یا پانچویں پشت میں تھے ۔ حضرت یوشع بن نون نے حضرت موسٰیؑ علیہ السلام کی وفات کے بعد جب نواحی شام کو فتح کیا تو انھوں نے تمام علاقے کو اسباط بنی اسرائیل میں تقسیم کر دیا ایک خاندان کو بعلبک کا علاقہ ملا بنی اسرائیل میں بُت پرستی رواج پذیر ہوئی تو حضرت الیاسؑ کو ان کی ہدایت کے لئے مقرر کیا ۔ حضرت الیاسؑ کے زمانے میں اُس علاقہ کا حکمراں ایک اجب نامی حاکم تھا یہ لوگ بعل نامی بت کی پُوجا کرتے تھے ۔

(باقی صفحہ ۷۱۹ پر)

Marfat.com

تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿١٢٥﴾
خدا سے ڈرتے نہیں ۔ کیا تم بعل نامی بت کو پوجتے ہو اور اسکو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بہتر پیدا کرنے والا ہے
اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٢٦﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ
وہ معبود حق تمہارا بھی رب ہے ، اور وہی تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے ۔ پس ان لوگوں نے الیاس کی تکذیب کی سو یقینا
لَمُحْضَرُوْنَ ﴿١٢٧﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ
وہ گرفتار کرکے حاضر کئے جائیں گے ۔ مگر ہاں جو اللہ کے چیدہ و برگزیدہ بندے تھے ۔ اور ہم نے پیچھے آنیوالے
فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٢٩﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿١٣٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ
لوگوں میں الیاس کیلئے یہ بات رہنے دی کہ الیاسین پر سلام ہو ۔ بے شک ہم نکو کاروں کو
نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣١﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣٢﴾ وَ
ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ الیاس ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا اور
اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٣٣﴾ اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿١٣٤﴾
بیشک لوط بھی پیغمبروں میں سے تھا ۔ لوط کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ ہم نے اسکو اور اس کے تمام متعلقین کو عذاب سے بچا لیا
اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ﴿١٣٥﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿١٣٦﴾ وَاِنَّكُمْ
مگر ہاں ایک بڑھیا یعنی اسکی بیوی کہ وہ رہ گئی رہ جانیوالوں میں ۔ پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر ڈالا ۔ اور مکہ والو !
لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿١٣٧﴾ وَبِالَّيْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٣٨﴾
تم تو لوط کے لوگوں پر سے کبھی صبح ہوتے ۔ اور کبھی رات میں گذرا بھی کرتے ہو تو کیا تم پھر بھی سمجھ سے کام نہیں لیتے
وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٣٩﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ
اور بیشک یونس بھی پیغمبروں میں سے تھا ۔ یونس کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ وہ اپنی قوم سے بھاگ کر ایک ایسی کشتی پر
الْمَشْحُوْنِ ﴿١٤٠﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿١٤١﴾ فَالْتَقَمَهُ
پہنچا جو مسافروں وغیرہ سے پر تھی پھر یونس قرعہ اندازی میں کشتی والوں کیساتھ شریک ہوا اور ہر دفعہ یونس ہی مغلوب و ملزم ٹھہرا ۔ پھر
الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿١٤٢﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿١٤٣﴾
اسکو مچھلی نے نگل لیا اور وہ اپنے پر ملامت کر رہا تھا ۔ پھر اگر یہ بات نہ ہوتی کہ وہ یاد کرتا تھا پاک ذات کو

(بقیہ صفحہ ٧١٨) یہ ایک بیش گرانبہا بت تھا اور اس کے چار منہ تھے ۔ اس حاکم کی بیوی کا نام ازبیل تھا وہ حاکم پر بہت قابو یافتہ تھی ۔ غرض حضرت الیاسؑ نے بہت سمجھایا لیکن یہ لوگ ان کے درپے آزار ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہاڑوں میں تشریف لے گئے پھر جب ان لوگوں پر مصیبت آئی وہ ظاہر ہوئے دعا کی ان کی دعا سے مصیبت ٹل گئی لیکن ان لوگوں نے پھر ان کی مخالفت کی چند اور لوگ تھے جو توریت پر ایمان رکھتے تھے اور دین موسوی پر قائم تھے لیکن وہ اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے بہرحال وہ بنی اسرائیل میں نبی تھے انھوں نے قوم کو سمجھایا ۔ ان کا نام الیاسین ۔ الیاس ۔ آل الیاسین تھا ۔ ان کا قصہ بعض تفسیروں میں بڑی تفصیل کیساتھ مذکور ہے (١٢٣) الیاس کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ؟ ؎ یعنی بنی اسرائیل جو بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے ان کو حضرت الیاس نے اللہ تعالیٰ کا خوف دلایا اور فرمایا کیا تم کو ڈر نہیں (١٢٤) تفسیر صفحہ ہذا ۔ کیا تم بعل نامی بت کو پوجتے ہو اور اس معبود حقیقی کو چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بہتر بنانیوالا اور پیدا کرنیوالا ہے ؎ یعنی کچھ بنانیوالے ایسے ہیں جو بعض اشیاء کی تحلیل و ترکیب کر لیتے ہیں یعنی قدرت کی پیدا کردہ چیزوں کو ملا کر کوئی کھلونے بنا لیتا ہے کوئی گاڑی یا انجن بنا لیتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ تو اشیاء کا موجد اور خالق ہے انسان اصل اشیاء کا ایجاد کرنیوالا نہیں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ حقیقی بنانے والا ہے اور سب سے بہتر بنانیوالا (١٢٥) وہ معبود حقیقی تمہارا بھی پروردگار ہے اور وہی تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے ؎ یعنی احسن الخالقین اللہ تعالیٰ ہے جو تمہارا اور تمہارے بڑوں کو پیدا کرنیوالا اور پرورش کرنیوالا ہے (١٢٦) پھر ان لوگوں نے حضرت الیاس کی تکذیب کی اور حضرت الیاس کو جھٹلایا سو یقینا وہ لوگ گرفتار کرکے حاضر کئے جائیں گے (١٢٧) مگر ہاں جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مخلص بندے ہیں ؎ یعنی جو اجب نامی حکمران اور اسکی ملکہ ازبیل کی پیروی کرتے رہے اور حضرت الیاس کو قتل کرنیکے درپے ہوئے اور تکذیب کا شیوہ اختیار کیا وہ مجرمانہ حیثیت سے عذاب میں حاضر کئے جائیں گے البتہ جو لوگ مومن رہے اور موسوی دین پر قائم رہے وہ عذاب سے محفوظ رہیں گے ۔ (١٢٨) اور ہم نے پیچھے آنیوالے لوگوں کے لیے یہ بات رہنے دی (١٢٩) کہ الیاسین پر سلام ہو ؎ مطلب اوپر گزر چکا ہے (١٣٠) بلاشبہ ہم نیک روش پر قائم رہنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں ۔ (١٣١) بلاشبہ وہ الیاسین ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا ؎ یعنی کامل مومنوں میں سے تھا (١٣٢) اور بیشک لوط بھی پیغمبروں میں سے تھا (١٣٣) لوط کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ ہم نے اسکو اور اس کے تمام متعلقین کو عذاب سے بچا لیا (١٣٤) مگر ہاں ایک بڑھیا جو رہ گئی رہ جانیوالوں میں ؎ یعنی حضرت لوط کی بیوی جو کفار سے ملی ہوئی تھی وہ انہی کے ساتھ رہ گئی (١٣٥) پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا ؎ یعنی حضرت لوط اور ان کے ساتھی مومنین کے سوا سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا (١٣٦) اور اے مکہ والو ! تم تو لوط والوں کے مکانات پر سے گزرا بھی کرتے ہو کبھی صبح ہوتے (١٣٧) اور کبھی رات میں پھر بھی نہیں سمجھتے اور سمجھ سے کام نہیں لیتے ؎ یعنی تمہارے تجارتی قافلے تو ان بستیوں پر صبح کو اور کبھی رات میں گزرا کرتے ہیں یعنی جب ملک شام جاتے ہو تو ان الٹی ہوئی بستیوں سے گزرتے ہو کیا پھر بھی نہیں سمجھتے کہ ان پر عذاب کیوں ہوا اور پیغمبر کی نافرمانی کی سزا ان کو کس طرح ملی ۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں قوم لوط کی بستیاں الٹی ہوئی نظر آتی ہیں شام کی راہ میں ١٢ (١٣٨) بلاشبہ یونس بھی پیغمبروں میں سے تھا ؎ یعنی یونس علیہ السلام کو موصل سے نینوا بھیجا اللہ تعالیٰ نے تاکہ وہاں کے لوگوں کو رسالت کا پیغام پہونچائیں ۔ جب وہاں کے لوگ ایمان نہ لائے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان کو عذاب سے ڈرایا اور عذاب کے آنے کا ایک دن مقرر کر دیا اور خود وہاں سے نکل کر دوسری جگہ چلے گئے اور وہاں سے نینوا کی خبریں حاصل کرتے رہے یہاں یوم موعود پر عذاب کے آثار نمودار ہوئے لوگ گھروں سے نکل کر جنگل میں گئے وہاں جا کر توبہ کی ایمان لائے اور گڑگڑائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عذاب واپس ہو گیا ۔ جب حضرت یونس کو یہ معلوم ہوا تو شرمندگی کے باعث نینوا میں واپس نہ آئے بلکہ ایک کشتی پر سوار ہو کر اس علاقہ سے نکل جانا چاہتے تھے ۔ بچوں کو اور بیوی کو لیکر نکلے ۔ یہ واقعہ سورۂ یونس اور سورۂ انبیاء میں قدرے تفصیل سے گزر چکا ہے (١٣٩) اور یونس کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ وہ اپنی قوم سے بھاگ کر ایک ایسی کشتی پر پہنچا جو مسافروں وغیرہ سے پر تھی ؎ یعنی جب یہ معلوم ہوا کہ قوم پر سے عذاب ٹل گیا تو انھوں نے یہ سمجھا کہ اگر واپس جاؤں گا تو قوم مجھے جھٹلائے گی اسلئے کہیں نکل جاؤں چونکہ یہ تجویز

(باقی صفحہ ٧٢٠ پر)

Marfat.com

لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ

تو اسی مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک پڑا رہتا جس دن مُردے زندہ کیے جائیں گے۔ آخر کار ہم نے اسکو ایک کھلے میدان میں ڈالدیا

وَهُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَ

اور وہ اس وقت بیمار ناتواں تھا - اور ہم نے ان پر ایک بیلدار درخت اگا دیا - اور

اَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا

ہم نے اُس کو ایک لاکھ یا لاکھ سے زیادہ آدمیوں پر پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ پھر اس واقعہ کے بعد وہ سب لوگ ایمان لے آئے

فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ

اور ہم نے ان کو ایک وقت خاص تک سود مند کیا۔ اے پیغمبر اب آپ ان کفار سے دریافت کیجیے کیا آپکے رب کیلئے تو بیٹیاں ہیں

وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ

اور ان کے لئے بیٹے۔ یا کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا ہے اور وہ

شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ

دیکھ رہے تھے۔ خوب سُن لو وہ محض اپنی بہتان طرازی سے کہتے ہیں - کہ اللہ صاحب اولاد ہے

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَی الْبَنَاتِ عَلَی الْبَنِیْنَ ﴿۱۵۳﴾

اور کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ سراسر جھوٹے ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیوں کو پسند کیا ہے

مَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمْ لَكُمْ

تمہیں کیا ہو گیا تم کیسا حکم لگاتے ہو۔ کیا تم غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ کیا تمہارے پاس

سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۷﴾

کوئی واضح دلیل ہے۔ اگر سچے ہو تو وہ اپنی کتاب لا کر پیش کرو۔

وَجَعَلُوْا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ

اور ان لوگوں نے خدا کے اور جنات کے مابین رشتہ قرار دے رکھا ہے حالانکہ جنات کو اس امر کا پورا یقین ہے کہ ان میں کے بدکردار جن

اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

گرفتار کرکے حاضر کیے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۷۱۹) بھاگ نکلنے کی بغیر اللہ تعالیٰ کی منظوری کے اختیار کی اس لئے وہ واقعات پیش آئے جو آگے مذکور ہیں کہتے ہیں ندی پار کرتے تھے کہ ایک لڑکا اور بیوی بہہ گئی اور ایک لڑکے کو کنارے پر چھوڑ گئے تھے اُسے بھیڑیا لے گیا بہرحال جوں توں کرکے کشتی پکڑی کشتی میں سوار ہوگئے۔ کشتی روانہ ہوئی تو دھارے پہ جا کر رُک گئی۔ اور چکر کھانے لگی کشتی والوں نے کہا ان مسافروں میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا سوار ہوگیا ہے اور ہم قاعدے اور دستور کے موافق بھاگے ہوئے غلام کو دریا میں پھینکدیا کرتے ہیں تاکہ ہماری کشتی غرق سے محفوظ رہے حضرت یونس سمجھ گئے کہ ہو نہ ہو وہ غلام میں ہی ہوں جو مولا سے بھاگ کر آیا ہوں چنانچہ انھوں نے اپنے کو پیش کردیا لیکن ان کی صورت کو دیکھ کر ناخدا کو یقین نہ آیا کہ یہ بھاگے ہوئے غلام ہیں چنانچہ قرعہ ڈالا گیا اور کئی بار قرعہ میں ان کا ہی نام نکلا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۴۰) پھر یونس قرعہ اندازی میں کشتی والوں کیساتھ شریک ہوا اور اہل کشتی کے ساتھ قرعہ ڈلوایا پھر وہ یونس مغلوب اور الزام خوردہ قرار پایا یعنی انہی کا نام نکلا اور انکو سمندر میں پھینکنے کا فیصلہ ہوا کشتی کے سرے پر جب حضرت یونس کو پھینکنے لائے تو دیکھا کہ ایک مچھلی مُنہ کھولے ہوئے بیٹھی ہے۔ یہ ناخدا اُن کو کشتی کے دوسرے سرے پر لے گیا تو وہاں پھر وہ مچھلی موجود پائی بالآخر مجبور ہو کر کشتی کو بچانے کی غرض سے یونس دریا میں کود گئے اپنی کمبلی سر پر رکھی اور مچھلی کے مُنہ میں جا پڑے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کشتی دریا میں چکر کھانے لگی لوگوں نے کہا اس میں کوئی غلام ہے اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہر ایک کے نام پر قرعہ ڈالا ان کا نام نکلا ۱۲ (۱۴۱) پھر اس کو مچھلی نے نگل لیا اور وہ الزام خوردہ اور پشیمان تھا یعنی الزام دہی کر بلا اجازت شہر سے کیوں نکل گئے اور عذاب کی تاریخ بلا اجازت کیوں متعین فرمائی۔ بہرحال مچھلی نے نگل لیا اور مچھلی کو یہ حکم ہوا کہ یہ تیری غذا نہیں ہے تیرا پیٹ فقط اس کے لئے قید خانہ ہے یہ تیرے پیٹ میں اس طرح محفوظ ہے جس طرح بچہ ماں کے پیٹ میں محفوظ رہتا ہے چنانچہ مچھلی دریا میں اپنا مُنہ باہر نکال کر چلتی تھی تاکہ یونس کا دم نہ گھٹے۔ حضرت یونس اُن اندھیروں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے جیسا کہ سورۂ انبیاء میں گزر چکا ہے۔ (۱۴۲) پھر اگر یہ بات نہ ہوتی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنیوالوں میں سے تھا (۱۴۳) تفسیر صفحہ ہذا۔ تو وہ یونس اس مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک ٹھہرا رہتا جس دن کہ مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے یعنی قیامت تک ۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت یونس اگر مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے اور لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین نہ کہتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ سے نہ نکلتے بلکہ اس کی غذا بنا دیئے جاتے اور قیامت میں عام مردوں کی طرح اُٹھائے جاتے یہ مطلب نہیں کہ قیامت تک مچھلی بھی زندہ رہتی اور ان کو پیٹ میں لئے پھرتی۔ کلمہ لا الٰہ الا انت توحید اور حضرت حق کی پاکی اور استغفار سب کو شامل ہے من المسبحین۔ ایک مطلب یہ ہے کہ چونکہ یونس ہمیشہ سے شکر کرنیوالوں۔ عبادت کرنیوالوں۔ نماز پڑھنے والوں پاکی بیان کرنیوالوں میں سے تھا اس لئے اس ابتلا کے موقع پر اس کی دعا بہت جلد قبول کرلی گئی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کو رضا اور آسانی میں یاد رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ مصیبت کے وقت اس کی دعا جلد قبول کرلیتا ہے اور جو بندہ عیش میں اُس سے غافل رہتا ہے تو مصیبت میں اللہ تعالیٰ بھی اسکی دعا قبول کرنے میں تاخیر سے کام لیتا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں کتنے دن رہنا ہوا اس میں مختلف اقوال ہیں۔ تین دن یا سات دن یا چالیس دن۔ حضرت شعبی کا قول ہے کہ دن کے ابتدائی حصے میں مچھلی نے نگلا اور دن کے آخری حصے میں اُگل دیا یعنی صبح کو پیٹ میں رکھا اور شام کو اُگل دیا واللہ اعلم (۱۴۴) آخر کار ہم نے اس کو ایک چٹیل درپٹ پڑ میدان میں ڈال دیا اور اس کی حالت یہ تھی کہ وہ مضمحل اور ناتواں تھا (۱۴۵) اور ہم نے اس پر ایک بیلدار درخت اُگا دیا۔ یعنی مچھلی نے ایک بن گھاس کے میدان میں ان کو اگل دیا۔ اور چونکہ وہ بیمار مضمحل اور ناتواں تھے مچھلی کے پیٹ کی حدت نے ان کو اس قدر گھلا دیا تھا کہ ایک گوشت کا لوتھڑا معلوم ہوتے تھے وہاں ہم نے ان پر کدو کی بیل اگا دی اور وہ اس طرح ان پر چھا گئی کہ مکھی اور مچھر کے ضرر سے محفوظ رہے۔ اور دھوپ سے ان کی حفاظت ہوئی پہاڑی بکری کو حکم دیا گیا جو صبح اور شام ان کو دودھ پلا جایا کرتی تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں وہ کدو کی بیل تھی ۱۲ غرض چند روز میں ان کے جسم میں کھال اور بال وغیرہ جم آئے اور وہ تندرست و توانا ہوگئے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب کسی پر سختی اور بلا نازل ہو تو اس کے دور کرنے

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

مگر ہاں جو اللہ تعالیٰ کے مخلص اور چیدہ بندے ہیں وہ ان باتوں سے مستثنا ہیں ؛ یعنی یہ کفار یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی جناتنی سے شادی کی اس سے فرشتے پیدا ہوئے اس لئے جنات سے اللہ تعالیٰ کا رشتہ ناطہ قرار دیتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بیوی سے پاک ہے جب بیوی نہیں تو سسرال کی رشتہ داری کہاں جب زوجہ محال ہے تو صہریت وغیرہ کا نسب بھی محال اور جن جنات کو یہ خدا کا شریک اور رشتہ دار ٹھہراتے ہیں وہ جنات بھی خوب جانتے ہیں کہ وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے اور جب وہ مستحق عذاب ہیں تو رشتہ ناطہ کیسا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے جو باتیں یہ حضرت حق کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مگر ہاں جو اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہیں وہ عذاب سے نجات پائیں گے یا یہ کہ منکر ایسی باتیں اس کے متعلق بیان کرتے ہیں لیکن مومن اور خاص بندے ان باتوں کی نسبت سے بیزار اور مستثنا ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ اور جنات کے مابین داماد اور سسرال کے رشتے کا جوڑ لگا رکھا ہے حالانکہ جنات سے تو پوچھو وہ جانتے ہیں کہ جنات میں جو نافرمان اور منکر ہیں وہ سب عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں اگر اللہ تعالیٰ معاذ اللہ جنات کا داماد ہوتا تو جنات عذاب میں کیوں جاتے بہرحال اللہ تعالیٰ ان عیوب سے منزہ اور پاک ہے جو یہ اس پر لگاتے ہیں مگر وہ بندے خواہ وہ انسان ہوں یا جنات جو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مومن ہیں وہ اس قسم کے عیوب لگانے سے مستثنا اور بری ہیں۔ متقدمین میں سے بعض حضرات نے اس طرح معنی بیان کئے ہیں کہ منکر جنات کو اللہ تعالیٰ کا حریف اور مقابل قرار دیتے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ جنات اور شیاطین جہنم میں کیوں عذاب کئے جاتے اگر مقابل ہوتے تو مزاحمت کرتے آگے پھر اسی پر تفریع فرمائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (١٦٠) سولے منکرو تم اور جن کو تم پوجتے ہو سب مل کر بھی (١٦١) کسی شخص کو بھی اللہ تعالیٰ کے خلاف گمراہ نہیں کرسکتے اور بہکا نہیں سکتے۔ اور اس کے ہاتھ سے بہکا کر نہیں لے سکتے (١٦٢) مگر ہاں اسی کو جو جہنم میں داخل ہونے والا ہے ؛ یعنی تم نیکی اور بدی کی تقسیم کرکے یہ سمجھتے ہو کہ فرشتے جس کو چاہیں نیک بنادیں اور تم اور تمہارے معبود جنات اور شیاطین جس کو چاہیں منکر بنادیں تو یاد رکھو تم اور تمہارے تمام معبود مل کر بھی کسی کو بہکا اور گمراہ نہیں کرسکتے اور بدون حضرت حق کی مشیت کے کسی کو بہکا کر اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے لے نہیں سکتے مگر ہاں جس کو اللہ تعالیٰ ہی نے اسکی سوء استعداد اور طبعی فساد کی وجہ سے دوزخی لکھدیا ہو وہ گمراہ اور بے راہ ہوسکتا ہے۔ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے اختیار میں نہیں ہے کہ تم جسکو چاہو گمراہ کرسکو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم انسان اور تمہارے شیطان بے مرضی اللہ کے گمراہ نہیں کرسکتے گمراہ وہی ہوگا جس کو اس نے دوزخی لکھدیا ۱۲ (١٦٣) اور فرشتوں کا قول ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک درجہ اور ٹھکانا معین ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہاں سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی زبان سے فرمایا جیسے دعائیں فرمائیں آدمیوں کی زبان سے ٹھکانا مقرر یعنی اپنی حد سے اُسے آگے بڑھنا نہیں یہ اُس پر فرمایا کہ کافر کہتے تھے فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی عورتوں سے پیدا ہوتیاں سو جنوں کو اپنا حال معلوم ہے اور فرشتے یوں کہتے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک درجہ معین ہے اُس کی بجاآوری میں لگے رہتے ہیں اپنی رائے سے کچھ نہیں کرسکتے (١٦٤) اور ہم تو صف بستہ اور قطار باندھ کر کھڑے ہونیوالے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنی اپنی حد پر ہر کوئی کھڑا رہتا ہے ۱۲ حدیث میں ملائکہ کی صفوں کا ذکر آتا ہے جیسا کہ ہم شروع سورت میں ذکر کرآئے ہیں (١٦٥)

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾ فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾ مَآ

مگر ہاں خدا کے وہ بندے جو چیدہ ہیں وہ ان باتوں سے مستثنیٰ ہیں۔ سو مشرکو تم اور جن کو تم پوجتے ہو یعنی جنات وغیرہ وہ سب

أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾

کسی شخص کو خدا کے خلاف گمراہ نہیں کرسکتے۔ مگر ہاں اسی کو جو جہنم میں جانے والا ہی ہے۔

وَمَا مِنَّآ إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ

اور فرشتوں کا قول ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک درجہ معین ہے۔ اور ہم تو صف بستہ

الصَّآفُّونَ ﴿١٦٥﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾ وَإِنْ كَانُوا

کھڑے ہونے والے ہیں۔ اور ہم خدا کی پاکی بیان کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور یہ واقعہ ہے کہ نزول قرآن سے پہلے

لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾

یہ کافر کہا کرتے تھے۔ اگر ہمارے پاس بھی پہلے لوگوں کی سی کوئی نصیحت آمیز کتاب آتی

لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ

تو یقیناً ہم بھی خدا کے خاص بندے ہوتے۔ مگر اب یہ اس کتاب کے منکر ہوگئے سو تھوڑے دنوں میں انکو اپنا انجام

يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾

معلوم ہوا جاتا ہے۔ اور بے شک ہمارے وہ بندے جو رسول ہیں ان کے حق میں ہماری یہ بات پہلے سے طے شدہ ہے

إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾

کہ یقیناً وہ مظفر و منصور ہوں گے۔ اور یقیناً ہمارا ہی لشکر غالب رہنے والا ہے۔

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٤﴾ وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾

سو اے پیغمبر آپ تھوڑی مدت تک ان کفار کو منہ نہ لگایئے۔ اور آپ ان کو دیکھتے رہیے سو یہ عنقریب یہ بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٧٦﴾ فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کو جلدی چاہتے ہیں۔ پھر جب وہ عذاب ان کے گھروں کی انگنائی میں آنازل ہوگا

فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٧﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿١٧٨﴾

تو جنکو ڈرایا جاچکا تھا انکے لئے وہ وقت بہت برا وقت ہوگا۔ اور اے پیغمبر آپ تھوڑی مدت تک ان کفار کو منہ نہ لگایئے یعنی کوئی تعارض نہ کیجئے

ع ٤ ١

اور ہم اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنیوالے ہیں ؛ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں لگے رہتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آسمانوں میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتہ نماز پڑھتا اور تسبیح نہ کرتا ہو۔ حضرت جبرئیل نے ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی ہم میں سے یعنی گروہ ملائکہ میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی آسمانوں میں کوئی جگہ مقرر نہ ہو جہاں وہ عبادت کرتا اور نماز پڑھتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہاں تک ہوچکا فرشتوں کا کلام ۱۲ (١٦٦) اور یہ واقعہ ہے کہ نزول قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل یہ منکران عرب کہا کرتے تھے (١٦٧) اگر ہمارے پاس بھی گزشتہ اُمتوں کی سی کوئی نصیحت آمیز کتاب ہوتی (١٦٨) تو یقیناً ہم بھی اللہ تعالیٰ کے خاص اور چیدہ بندے ہوتے (١٦٩) پھر اب یہ لوگ اُس کتاب اور اُس نبی کا انکار کرنے لگے اور اُس سے منکر ہوگئے سو تھوڑے دنوں میں یہ اپنا انجام جان لیں گے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں عرب کے لوگ انبیاء کا کلام سنتے تھے ان کے علم سے خبردار نہ تھے تو یہ کہتے تھے اب جو اپنے اندر نبی پیدا ہوا تو پھر گئے ۱۲۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور دیکھتے رہئے یعنی انتظار کرتے رہئے سو یہ عنقریب خود ہی اپنا انجام دیکھ لیں گے ؛ حضرت شاہ صاحب صباح المنذرین پر فرماتے ہیں یہ ہوا فتح مکہ کے دن ١٢ یعنی ایک مدت تک کا جو انتظار تھا اور ان کو اپنا انجام دیکھنا تھا وہ عذاب یا تو بدر میں آیا جیسا کہ بعض نے کہا ہے یا فتح مکہ کے دن ہوا جیسا کہ شاہ صاحبؒ نے فرمایا وابصر فسوف یبصرون پر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید پہلا وعدہ دُنیا کے عذاب کا اور پچھلا آخرت کا ١٢ (١٧٩) اے پیغمبر آپکا پروردگار جو کمال عزت و قوت کا مالک ہے ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ اُس کی نسبت گھڑا کرتے ہیں (١٨٠) اور سلام ہو پیغمبروں پر یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام فرستادوں پر (١٨١) اور تمام تعریفیں اور خوبیاں اس اللہ تعالیٰ کو لائق ہیں جو تمام عالموں کا مالک اور پروردگار ہے ؛ سورت کے آخر میں توحید و رسالت کو اجمالاً ایک نئے انداز سے فرمایا۔ حضرت حق تعالیٰ کی جملہ عیوب سے تنزیہہ فرمائی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کو اُن تمام عیوب سے منزہ سمجھو جو منکر اُس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو واجب الاتباع اور واجب الاطاعت جانو کیونکہ وہ ایسے بلند مرتبہ ہیں کہ ہم اُن پر سلام بھیج رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو موصوف بکمالات جلیلہ سمجھو سب خوبیوں سے متصف جانو کیونکہ وہ مستجمع بصفات الکمال ہے اور تمام جہانوں کا مالک اور پرورش کرنیوالا ہے (١٨٢) سورت میں جن امور کی تفصیل تھی خاتمہ میں اس کا اجمال ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جو چاہتا ہے کہ ثواب کا پُورا پیمانہ بھر کر ثواب حاصل کرے تو وہ جب اپنی مجلس سے اُٹھے تو یہ والصّافات ۃ کی آیتیں پڑھ کر کھڑا ہُوا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلام بھیجو مجھ پر تو سلام بھیجو اور رسُولوں پر اس لیے کہ نہیں ہوں میں مگر رسولوں میں۔ حضرت قتادہؓ جب ان آیتوں کو سُناتے تو یہ حدیث بیان کرتے۔ ابن ابی حاتم نے شعبی سے نقل کیا ہے جو پورا پیمانہ بھر کر ثواب حاصل کرنا چاہے قیامت کے دن تو وہ مجلس سے اُٹھتے وقت ان آیتوں کو پڑھ لیا کرے۔ ابن عباس۔ ابو سعیدؓ اور زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز سے فارغ ہونا انہی آیتوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا تھا یعنی ہر نماز سے فارغ ہوتے ہی یہ آیتیں پڑھا کرتے تھے۔ نماز سے اس قدر متصل ان آیتوں کا پڑھنا ہوتا تھا کہ بعض صحابہ کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ شاید سلام پھیرنے سے پہلے آپ نے ان کو پڑھا۔ ورنہ سلام کے بعد تو یقینی تھا کہ آپ سلام پھیرتے ہی ان آیات کو پڑھتے تھے۔ تم تفسیر سُورۃ والصّافات ؛

وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٩﴾ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا

اور منتظر رہئے سو یہ عنقریب وہ بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے اے پیغمبر آپکا پروردگار جو کمال عزت کا مالک ہے ان تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ

يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٢﴾

اسکی نسبت گھڑا کرتے ہیں۔ اور سلام ہو تمام پیغمبروں پر۔ اور تمام تعریفیں اس خدا کو لائق ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے

سُورَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَّثَمَانُونَ آيَةً وَّخَمْسُ رُكُوعَاتٍ

سورہ صٓ مکّی ہے اور اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

صٓ ۚ وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿١﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا

صٓ قسم ہے اس قرآن کی جو نصیحت سے لبریز ہے۔ وہ بات جو کافر پیغمبر کی نسبت کہہ رہے ہیں صحیح نہیں ہے بلکہ یہ کفار

فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ﴿٢﴾ كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّن

اپنے گھمنڈ اور مخالفت میں مبتلا ہیں۔ ہم ان سے پہلے بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے

قَرْنٍ فَنَادَوا وَّلَاتَ حِينَ مَنَاصٍ ﴿٣﴾ وَعَجِبُوا أَن

ہیں پھر وہ بہت کچھ چیختے پکارتے رہے لیکن وہ خلاصی کا وقت نہیں تھا۔ اور کافروں نے اس بات پر تعجب کیا

جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكَافِرُونَ هَٰذَا سَاحِرٌ

کہ انہی میں سے ان کے پاس ایک ڈرانیوالا آیا اور یہ کافر کہنے لگے یہ شخص تو ایک جادُوگر ہے

كَذَّابٌ ﴿٤﴾ أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا

جھُوٹا۔ کیا اس نے اتنے سارے معبُودوں کی جگہ ایک ہی معبود کر دیا واقعی یہ معبودوں کی کاٹ چھانٹ تو

لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ وَانطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا

بڑی ہی عجیب بات ہے۔ اور رؤسائے قریش یہ کہتے ہوئے مجلس سے چل کھڑے ہوئے کہ چلو جی چلو اپنے

وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ﴿٦﴾

اپنے معبودوں پر قائم رہو یقیناً یہ بات جو یہ شخص کہہ رہا ہے اس میں ضرور اسکی کوئی غرض ہے

٦ع
٢

سورۂ صٓ مکّہ میں نازل ہوئی ہے اس میں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
صٓ قسم ہے اس قرآن کی جو نصیحت سے لبریز اور پُر ہے ؛ صٓ کے معنی تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کیوں کہ یہ حروفِ مقطعات میں سے ہے قرآن نصیحت والے کی قسم کا مطلب یہ ہے کہ جو قرآن نصیحت کی باتوں سے لبریز ہے اس کی قسم کھا کر کہا جاتا ہے کہ یہ کلام معجز ہے اور مقابلہ کرنیوالوں کو عاجز کر دینے والا ہے کہ وہ اسکا جواب نہیں لاسکتے یا قسم کا جواب یہ ہے ما الامر کما قال کفار مکۃ من تعدد الالٰہ یعنی قسم ہے قرآن نصیحت والے کی واقعہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ بہت سے اور متعدد معبود ہیں۔ یعنی تعدد الٰہ کا قول باطل ہے ٹھیک نہیں ہے یا یہ کہ کفار جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہہ رہے ہیں وہ صحیح نہیں ہے جواب قسم کے سلسلے میں کئی قول ہیں جو ہم نے ترجمہ و تیسیر میں جمع کر دیئے ہیں (١) بلکہ یہ کفار اپنے گھمنڈ تعصب اور دین حق کی مخالفت میں پڑے ہوئے ہیں ؛ عزت کے معنی ہیں تکبر کے اور شقاق کے معنی ہیں خلاف کے مطلب یہ ہے کہ اپنی طاقت گھمنڈ اور تکبر میں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی مخالفت میں مبتلا ہیں۔ بعض قرأت میں غرّۃ بھی پڑھا گیا ہے جس کے معنی غفلت کے ہیں (٢) ان سے پہلے ہم بہت سی قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں پس انہوں نے ہلاکت کے وقت بہت فریاد کی اور بہت شور مچاتے اور پکارتے رہے اور وہ وقت خلاصی کا نہ تھا ؛ یعنی جب ہلاکت آفریں عذاب آجاتے تو پھر خلاصی اور کہیں بھاگنے کا موقعہ نہیں۔ مناص عرب کا ایک خاص لفظ تھا جو عام طور پر جنگ سے بھاگتے وقت بولا کرتے تھے اور ایک دُوسرے کو کہا کرتے تھے۔ شاید بدر میں بھی یہ لفظ کہا تھا۔ حضرت حق نے فرمایا ہے کہ تم سے پہلے بھی بہت سی قوموں اور اُمتوں کو ایسے حالات پیش آئے مگر وہ وقت کہیں بھاگ کر چھٹکارا پانے کا نہ تھا مگر یہ لوگ عبرت حاصل نہیں کرتے (٣) اور ان دین حق کے منکروں نے اس بات پر اچنبھا اور تعجب کیا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک ڈرانیوالا آیا اور اس پر یہ کافر (باقی صفحہ ٧٢٣ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۴۲۲) کہنے لگے کہ یہ شخص ایک جادوگر ہے جھوٹا ۞ یعنی نبوت اور بشریت میں منافات سمجھ کر تعجب کرنے لگے کہ ہم ہی جیسا ایک آدمی جو ہم ہی میں سے ہے ہم کو ڈرانے والا نبی بن کر آ گیا لہٰذا کہنے لگے کہ یہ شخص
معجزات اور خوارق نہیں دکھاتا یہ تو جادوگر ہے اور دعوئ نبوت میں جھوٹا ہے۔ حالانکہ علاوہ اور معجزات کے قرآن شریف خود ایک مستقل معجزہ تھا بہرحال خوارق کو جادو بتایا اور آپ کی نبوت کی تکذیب کی (۴)
کیا اس شخص نے اتنے سارے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود کر دیا اور اتنوں کی بندگی کے بدلے ایک ہی کی بندگی کر دی بلاشبہ یہ معبودوں کی کاٹ چھانٹ بڑی عجیب بات ہے ۞ حضرت نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا۔
جب چچا نے کہا کہ مکہ والے تمہاری بڑی شکایت کرتے ہیں' اے چچا میں تو صرف ایک کلمہ کہتا ہوں ابوطالب نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا محمدؐ تو صرف ایک کلمہ کہتا ہے۔ چنانچہ آپ سے پوچھا گیا وہ کلمہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔
لا الٰہ الا اللہ اس پر تمام منکر بگڑ کر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے کیا ایک معبود اتنی گنجائش رکھتا ہے کہ تمام خلائق کا کام چلا سکے۔ ہم تین سو ساٹھ معبود رکھتے ہیں اور وہ سب مل کر ایک مکہ کا انتظام نہیں کر سکتے
تو ایک معبود کو کہتا ہے بھلا وہ تمام دُنیا کا کام کیسے چلا سکتا ہے (۵) اور کفارِ قریش کے اشراف اور سردار یہ کہتے ہوئے مجلس سے چل کھڑے ہوئے کہ چلو جی چلو اور اپنے اپنے معبودوں کی عبادت پر قائم رہو بیشک اس بات یعنی دعوت الی التوحید میں اس کی کوئی غرض ہے ۞ یعنی مجلس سے یہ کہہ کر قریش کے سردار عوام کو لیکر اُٹھ گئے کہ بس اب تو مصلحت یہی ہے اپنے ٹھاکر دں اور دیوتاؤں کی عبادت میں لگے رہو محمدؐ کی اس بات میں کوئی غرض ہے یعنی دل میں اس کے اور خیال ہے اس خیال کی بنا پر یہ تحریک جاری کی گئی ہے یا یہ مطلب کہ یہ دین ایک فتنہ ہے جس کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یا یہ کہ توحید ارادہ کی گئی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے جاری کرنے کا حکم کریگا اب اس کا مقابلہ سوائے صبر کے نہیں ہو سکتا۔ یا یہ کہ یہ بات حوادث زمانہ سے ہے جس سے چھٹکارا مشکل ہے (۶)

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا
ہم نے یہ ایک معبود والی بات اپنے پچھلے دین میں کبھی سُنی نہیں یہ کچھ نہیں محض
اخْتِلَاقٌ ۞ ۷ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ
گھڑی ہوئی بات ہے۔ کیا ہم سب میں سے اسی شخص پر کلام الٰہی نازل کیا گیا ہے کافروں کے اس انکار کی وجہ یہ ہے کہ
فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۞ ۸ اَمْ
یہ کفار میرے قرآن کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ یہ واقعہ ہے کہ انھوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا
عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۞ ۹ اَمْ
کیا اے پیغمبر آپ کا پروردگار جو کمال قوت اور کمال عطا کا مالک ہے اُس کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں یا
لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۣ فَلْيَرْتَقُوْا
کیا آسمانوں کا اور زمین کا اور جو چیزیں ان دونوں کے مابین ہیں ان سب کا اختیار ان کو حاصل ہے اگر ایسا ہے تو یہ لوگ کسی
فِي الْاَسْبَابِ ۞ ۱۰ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ
ذریعہ سے آسمان پر چڑھ جائیں۔ منجملہ اور مخالفین انبیاء کی جماعتوں کے ان کفار مکہ کا بھی ایک معمولی سا لشکر ہے جو
الْاَحْزَابِ ۞ ۱۱ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّ
شکست دیدیا جائے گا۔ ان سے پہلے بھی نوح کی قوم اور عاد اور
فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۞ ۱۲ وَثَمُوْدُ وَقَوْمُ لُوْطٍ وَّاَصْحٰبُ
میخوں والا فرعون۔ اور ثمود اور لوط کی قوم اور بن کے رہنے والے سب تکذیب کر چکے ہیں یہی لوگ مخالفین
لْـَٔيْكَةِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ الْاَحْزَابُ ۞ ۱۳ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ
انبیاء کی وہ مذکورہ جماعتیں ہیں۔ جتنے تھے ان سب نے ہی رسولوں کو جھٹلایا
فَحَقَّ عِقَابِ ۞ ۱۴ وَمَا يَنْظُرُ هٰٓؤُلَاۗءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
تو ان پر میرا عذاب واقع ہوگیا۔ اور یہ کفار صرف ایک ایسی سخت ہولناک آواز کا انتظار کر رہے ہیں
مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۞ ۱۵ وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا
جو شروع ہوئے پیچھے بیچ میں دم نہ لے گی۔ اور یہ کافر کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو ہمارے عذاب کا حصہ

تفسیر صفحہ ہٰذا۔ ہم نے تو ایک معبود والی بات اپنے پچھلے دین میں کبھی نہیں سُنی۔ یہ محض افترا اور گھڑی ہوئی بات ہے ۞ پچھلا دین یا نصاریٰ کے دین کو کہا کہ اس میں بھی توحید نہ تھی بلکہ وہاں بھی تین خداؤں کا ذکر ہے، یا پچھلا دین کہا اپنے باپ دادوں کے دین کو کہ ہم نے اُن سے بھی کبھی ایک معبود کی بات نہیں سُنی اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہو نہ ہو یہ اس شخص کی من گھڑت ہے (۷) کیا ہم سب میں سے اسی شخص پر یہ کلام اور قرآن نازل کیا گیا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ منکر میرے قرآن کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ انھوں نے ابھی میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا ۞ یعنی ان کو ہم پر کیا فوقیت تھی کہ ہم سب میں سے اسکو نزول قرآن کا مستحق سمجھا گیا رؤسائے قریش میں سے کسی رئیس پر یہ قرآن کیوں نازل نہیں کیا گیا اس پر کیوں نازل کیا گیا۔ یہ محض حسد کی وجہ سے کہتے ہیں ورنہ واقعہ یہ ہے کہ میرے کلام کے بارے میں یہ شک اور دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں۔ بلکہ ان کو ابھی عذاب کا مزہ چکھنے کا موقعہ نہیں ملا جس دن عذاب دیکھیں گے اُس دن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں گے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں پچھلا دین کہتے تھے اپنے باپ دادوں کو یعنی آگے تو سنتے ہیں کہ اگلے لوگ ایسی باتیں کہتے تھے پر ہمارے بزرگ تو یوں نہیں کہہ گئے ۱۲ (۸) کیا اے پیغمبر آپ کا پروردگار جو کمال قوت اور کمال عطا کا مالک ہے اس کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں۔ ۞ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں وے جو کہتے تھے کہ
ہم پر کیوں نہ اُترا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ اُس وھاب اور عزیز کی رحمت کے خزانے کیا ان کے پاس ہیں کہ یہ جسکو چاہیں نبوت دیں۔ رحمت جس میں نبوت داخل ہے اس کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ جسکو چاہے
عطا کرے وہ خزانے ان کے اختیار میں ہوتے تو ان سے پوچھ کر تقسیم کئے جاتے۔ رحمت کا لفظ قرآن میں عام طور سے رُوحانی ترقی اور برتری کیلئے استعمال ہوتا ہے جس طرح فضل کا لفظ دُنیوی ترقی اور مال کیلئے اضافہ
کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم نے عرض کیا کہ رحمت میں نبوت داخل ہے جو رُوحانی ترقی کی انتہائی چیز ہے اگرچہ کہیں کہیں اس کا عکس بھی ہوتا ہے۔ لیکن عام طور سے رحمت کا استعمال روحانیات میں
اور فضل کا استعمال بہتایت مال میں ہوتا ہے کما قال الشاہ ولی اللہ الدہلوی (۹) کیا آسمان و زمین اور زمین کا اور جو چیزیں ان دونوں کے مابین ہیں ان سب کا اختیار ان سب کی حکومت و سلطنت ان کو حاصل ہے تو یہ لوگ
رسیاں تان کر اور سیڑھیاں لگا کر آسمانوں میں چڑھ جائیں ۞ یعنی کیا ان کو آسمان و زمین اور ان دونوں کے مابین جو کچھ ہے اس سب کی بادشاہی اور حکومت حاصل ہے تو یہ آسمان پر کسی ذریعہ سے خواہ وہ رسیاں ہوں یا سیڑھیاں
(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾ اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ

یوم حساب سے پہلے ہی جلدی دیدے۔ اے پیغمبر یہ جو کچھ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کیجئے اور ہمارے

عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا

بندے داؤد کو یاد کیجئے جو بڑا صاحب قوت تھا بیشک وہ داؤد خدا کیطرف بہت رجوع ہونیوالا تھا۔ ہم نے پہاڑوں کو تابع

الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَ

کر دیا تھا وہ پہاڑ داؤد کے ہمراہ شام اور صبح تسبیح کیا کرتے تھے اور

الطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ۭ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ

پرندوں کو بھی تابع کر دیا تھا جو داؤد کے پاس جمع ہو جاتے تھے یہ سب پہاڑ اور پرندے داؤد کی وجہ سے تسبیح میں مشغول رہتے تھے۔ اور ہم نے اسکی سلطنت

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾ وَهَلْ اَتٰىكَ

کو خوب مضبوط کیا تھا اور ہم نے اسکو حکمت اور واضح و فیصلہ کن تقریر عطا کی تھی۔ اور بھلا اے پیغمبر

نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا

ان مقدمہ والوں کی خبر بھی آپ کو پہونچی ہے جبکہ وہ لوگ عبادت خانہ کی دیوار کو پھاند کر۔ داؤد کے پاس جا پہونچے

عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ

اور داؤد ان کو دیکھ کر گھبرا گیا وہ اہل مقدمہ کہنے لگے آپ ڈریئے نہیں۔ ہم ایک جھگڑے کے

بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا

دو فریق ہیں کہ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے سو آپ ہم میں انصاف کیساتھ فیصلہ کر دیجئے اور

تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ

بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ بتا دیجئے۔ جھگڑا یہ ہے کہ

هٰذَاۤ اَخِيْ ۫ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ

یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک

وَّاحِدَةٌ ۫ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾

دنبی ہے سو یہ کہتا ہے کہ وہ اپنی ایک دنبی بھی میرے حوالے کر دے اور گفتگو میں مجھ کو دبا لیتا ہے

اور ان منکروں نے بطور استہزا کہا اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری سرنوشت اور ہمارا حصہ ہم کو حساب کے دن سے پہلے ہی دیدے ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں جب وعدہ قیامت کا سنتے تو کہتے ہمارا حصہ ابھی ہم کو دیدے یہ ٹھٹھے تھے اُن کے ۱۲ خلاصہ یہ کہ قیامت کا عذاب منکر کہتے کہ قیامت تو آنیوالی نہیں کافروں کو جو عذاب اُس دن ہونیوالا ہے اُس میں سے جو ہمارا حصہ ہو وہ ہم کو یہیں مل جائے اور ہماری سرنوشت ہم کو یہیں دیدی جائے تاکہ ہم کو اپنا انجام معلوم ہو جائے تو ہم کو ہماری چھٹی اور پروانہ یا نامۂ اعمال اسی دنیا میں دیدیا جائے (۱۶) اے پیغمبر یہ جو کچھ کہتے ہیں آپ اس پر صبر کیجئے اور سہارے سے کام لیجئے اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے جو بڑا صاحب قوت تھا بلاشبہ وہ داؤد اللہ تعالیٰ کی طرف بڑا رجوع ہونیوالا تھا ؛ داؤد کا ذکر فرمایا شاید اُن سے لغزش ہوگئی تھی اور ان پر عتاب ہوا تھا اس لئے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ تم صبر کرنے میں ذرا لغزش نہ کرنا۔ صاحب قوت سے مُراد بعض سلف نے عبادت اور ان کی ریاضت لی ہے کہ وہ ایک دن افطار کرتے تھے اور ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے رات کو آدھی رات سوتے تھے پھر ایک تہائی رات عبادت کرتے پھر رات کو چھٹے حصے میں سوتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت داؤد کو اعبد البشر فرمایا کرتے تھے یعنی انسانوں میں زیادہ عبادت گزار تھے سعید بن بلال نے کہا جب داؤد اُٹھتے تو فرماتے۔ اَللّٰهُمَّ نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَغَارَتِ النُّجُوْمُ وَاَنْتَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ یا اللہ آنکھیں سو رہی ہیں اور تارے پست ہو رہے ہیں، اور تو زندہ اور سنبھالنے والا ہے نہ تجھ کو اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے۔ اس بنا پر ذا الاید کا ترجمہ عبادت کی طاقت و ہمت کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حکومت کی طاقت اور لوہے کو نرم کرنے کی طاقت یا ہاتھ کے بل سے کما کر کھانے کی طاقت مُراد ہو۔ اَوَّابٌ۔ رجوع کرنیوالا۔ تسبیح کرنیوالا۔ یقین کرنیوالا۔ مفسرین نے کئی معنی کئے ہیں (۱۷) بلاشبہ ہم نے پہاڑوں کو تابع فرمان کر دیا تھا وہ پہاڑ صبح و شام داؤد کے ہمراہ تسبیح کیا کرتے تھے ؛ تابع کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ چاہتے تو پہاڑ ان کے ہمراہ چلتے جہاں وہ ان کو لیجانا چاہتے اور ان کے ساتھ تسبیح میں شریک ہوتے صبح اور شام۔ یہ وقت داؤد علیہ السلام کی تسبیح کے تھے یعنی تسبیح کے وقت تسبیح میں شریک رہتے اور اگر وہ کسی پہاڑ کو اپنے ہمراہ چلنے کا حکم دیتے تو پہاڑ ان کے ہمراہ بھی چلتا۔ (۱۸) اور پرندوں کو بھی تابع کر دیا تھا جو اکٹھے ہوتے تھے یہ سب کے سب پہاڑ اور اُڑتے جانور اُس کے آگے رجوع کئے ہوئے تھے ؛ یعنی جس طرح پہاڑ تابع تھے اسی طرح اُڑتے جانور بھی جمع ہو کر تسبیح کرنے میں اُس کے تابع تھے۔ پھر فرمایا پہاڑ اور پرندے سب اُس کے تابع تھے۔ یا سب اس کی طرف رجوع رہتے تھے۔ حضرات مفسرین کے چند اقوال ہیں۔ بہرحال یہ اُن کی تسخیر کا بیان تھا اب آگے اُن کی حکومت اور نبوت کا ذکر فرمایا (۱۹) اور ہم نے اس کی سلطنت کو اور اسکو حکمت یعنی نبوت اور واضح اور فیصلہ کن تقریر عطا فرمائی تھی ؛ یعنی وہ سلطنت جو طالوت سے چھینی تھی اُس کو بہت مضبوط کر دیا اور ان کی سلطنت کی دھاک بیٹھ گئی اور ان کا اقتدار جما دیا اور اُن کو حسن تدبیر یا نبوت عطا فرمائی۔ اور قوۃ فیصلہ۔ اور فیصلہ کر دینے والی تقریر کا ملکہ یا علم قضا اور فیصلہ کرنا۔ مدعی مدعا علیہ کے درمیان حق و باطل کا سمجھ لینا۔ یا ایسی تقریر جو مخاطب بلا تکلف سمجھ لے۔ شعبی فرماتے ہیں کہ خطبہ کے بعد اما بعد کہنا یہ انہی سے شروع ہوا۔ بہرحال ہر قسم کے علم و حکمت سے اُس کو نوازا اب آگے ان کا ان کے ایک معاملہ میں مبتلا ہو کر اُن کی لغزش کا بیان ہے (۲۰) اور بھلا اے پیغمبر اُن جھگڑنے والوں اور مقدمہ والوں کی بات بھی آپ کو پہونچی ہے جبکہ وہ لوگ عبادت خانے کی دیوار کو پھاند کر (۲۱) داؤد کے پاس جا پہونچے اور داؤد ان کے اس طرح بے موقع آنے پر ان سے گھبرا گئے وہ اہل مقدمہ کہنے لگے آپ ڈریئے نہیں ہم ایک جھگڑے کے دو فریق ہیں کہ ہم میں ایک نے دُوسرے پر زیادتی کی ہے آپ ہمارے درمیان انصاف کیساتھ فیصلہ کر دیجئے۔ اور انصاف کی حد سے تجاوز نہ کیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی اور صحیح راہ بتا دیجئے ؛ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن عبادت کیا کرتے تھے محراب میں اُس دن کسی کو اُن کے پاس جانے کا حکم نہ تھا۔ دربان اُن کی محراب کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اور ایک دن فصل خصومات اور دربار کا متعین تھا۔ اور ایک دن گھر والوں کے پاس گزارتے تھے چنانچہ یہ دو شخص یا چند اشخاص جو دراصل فرشتے تھے خاص اُس دن آئے جو ان کی عبادت کا دن تھا جب دربانوں نے اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دی تو یہ باہر سے (باقی صفحہ ۷۲۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۲۴) یچھت کی دیوار پرسے کود کر محراب میں داخل ہوگئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام جو اپنی عادت کے موافق پوری توجہ اور انہماک سے عبادت الٰہی اور ذکر الٰہی میں مشغول تھے ان آنیوالوں کو دیکھ کر گھبرائے کہ باوجود نگرانی کے یہ گھسے کیسے اور کس طرح داخل ہوئے پھر خیال کیا کہ اتنی اونچی دیوار کس طرح پھاندلی۔ پھر یہ سوچا کہ دشمن ہوں اور کسی انتقام کی غرض سے نہ آئے ہوں کیونکہ ان کا لہجہ بہت بے باکانہ اور گستاخانہ تھا انھوں نے کہا آپ ڈریے نہیں۔ ہم تو دو فریق یا دو شخص اہل معاملہ ہیں اور اہل مقدمہ ہیں دربانوں نے دروازے سے آنے نہ دیا تو ہم دیوار پھاند کر آگئے۔ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیجئے اور دیکھئے انصاف سے تجاوز کر کے ہم میں سے کسی پر زیادتی نہ کیجئے۔ اور ہم کو سیدھا راستہ بتا دیجئے۔ آگے جھگڑے کی تفصیل ہے (۲۲) جھگڑا یہ ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دُنبی ہے پس یہ کہتا ہے وہ ایک دُنبی اپنی بھی میرے سپرد کر دے اور میرے حوالے کر دے اور زبردستی اور سختی کرتا ہے میرے ساتھ بات کرنے میں اور گفتگو کرنے میں مجھ کو دبا لیتا ہے ؛ یعنی یہ میرا بھائی ہے دین میں۔ یا ملاقاتی بھائی ہے بہرحال اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ وہ ایک دُنبی بھی میں اس کے حوالے کر دوں۔ اور گفتگو میں اپنی منہ زوری سے مجھ کو دبا لیتا ہے۔ حضرت داؤد کی عبادت میں جو خلل واقع ہوا اور توجہ بٹ گئی پھر ان لوگوں کا اس طرح بے موقع آنا اس پریشانی میں مقدمہ کو مقدمہ کی طرح نہ کر سکے اور پریشانی کی حالت میں ایک فریق مظلوم کی بات سن کر فرمانے لگے (۲۳) تفسیر صفحہ ہٰذا :- داؤد نے کہا یہ شخص جو تیری دُنبی کو اپنی دُنبیوں میں ملانے کی مانگ کرتا ہے تو یقیناً تجھ پر ظلم کرتا ہے اور بیشک بہت سے شرکاء آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی اور ظلم کرتے ہیں مگر ہاں وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اور نیک اعمال کے پابند رہتے ہیں وہ باہم زیادتی نہیں کیا کرتے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں اور داؤد یہ سمجھ گیا کہ ہم نے اسکو آزمایا اور آزمائش میں مبتلا کر دیا۔ لہٰذا وہ یہ گمان کرتے ہی اور سمجھتے ہی اپنے پروردگار سے استغفار اور بخشش طلب کرنے لگا اور سجدے میں گر پڑا اور خالص اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہوا ؛ حضرت داؤد علیہ السلام کی کوئی خاص غلطی تو معلوم نہیں ہوئی۔ صرف اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ مظلوم کا بیان سننے کے بعد بجائے ظالم سے دریافت کرنے کے صرف مظلوم ہی کے بیان پر فیصلہ سنا دیا اور یہ بات قواعد شرعیہ کے مطابق نامناسب ہوئی اور ان سے اس قدر کوتاہی ہوئی کہ انہوں نے فریقین کو بولنے کا موقعہ نہیں دیا حالانکہ ایک فریق کا بیان پورے اطمینان اور صبر کے ساتھ سنا اگرچہ واقعہ خلاف عادت پیش آیا لیکن حضرت داؤد نے انتہائی صبر و تحمل سے مقدمہ کی کارروائی انجام دی مگر اتفاق سے یہ کوتاہی پیش آگئی اور اسی کو فرمایا انما فتنہ۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ حضرت داؤد خود بھی عبادت گزار تھے اور انھوں نے گھر والوں کے لئے بھی ایک ایسا انتظام بنا دیا تھا کہ چوبیس گھنٹے میں کوئی وقت ایسا نہ تھا کہ جب داؤد اور آل داؤد میں سے کوئی نہ کوئی عبادت میں مشغول نہ ہوتا ہو اس کثرت عبادت پر داؤد کو کچھ عجب ہوا یہ بات حضرت حق کو پسند نہ آئی اور ارشاد فرمایا۔ اے داؤد یہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے اگر ہماری مدد نہ ہو تو اس پر نہ قدرت پا سکتا ہے اور نہ عبادت کی اس کثرت کو نباہ سکتا ہے اور نہ مشغول رہ سکتا ہے اور نہ اپنا انتظام قائم رکھ سکتا ہے۔ حضرت داؤد نے عرض کیا جس دن مجھ کو امتحان میں مبتلا کرے مجھے اس دن کی خبر کر دیجئے۔ حضرت داؤد اسی دن فتنے میں مبتلا ہو گئے حاکم نے مستدرک میں کوئی اثر نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امتحان حضرت داؤد کا اس اعجاب اور خود ستائی کی بنا پر تھا پہلی وجہ سے یہ وجہ اقوی ہے۔ چنانچہ بیہقی نے بھی شعب الایمان میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ بعض حضرات نے اوریا اس کی بیوی کو حاصل کرنے کی وجہ بیان کی ہے کہ یہ ابتلا اور امتحان اس کی وجہ سے ہوا۔ اس قصے میں بعض ایسے واقعات بھی ذکر کئے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ کی ہرگز شایان شان نہیں ہیں اور ان کو پڑھ کر افسوس ہوتا ہے۔ علماء متقدمین نے ان کی سخت تنقیص کی ہے اور ان روایات پر سخت نکتہ چینی کی ہے اور ان کو اسرائیلیات سے ماخوذ بنایا ہے۔ ایسا نہ تو حضرت داؤد نے کیا اور نہ ایسا خدا کے ایک پیغمبر صاحب زہد سے ممکن تھا۔ نعوذ باللہ من ھٰذہ الخرافات۔ کسی شخص کی بیوی حاصل کرنے کے لئے اس شخص کو فوج میں رکھ کر قتل کرانا معاذ اللہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اس سے بہت ارفع اور بلند ہے (باقی ضمیمہ میں)

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ

داؤد نے کہا یہ جو تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کی غرض سے مانگتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور بیشک

كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا

اکثر شرکاء آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں مگر ہاں

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ

وہ لوگ جو ایمان رکھتے ہیں اور نیک کاموں کے پابند ہیں وہ زیادتی نہیں کرتے اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں اور داؤد یہ سمجھ گیا کہ ہم نے اس کو آزمایا ہے

دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَ

سو وہ یہ سمجھتے ہی اپنے رب سے معافی طلب کرنے لگا اور سجدے میں گر پڑا اور

أَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَ

رجوع ہوا۔ پھر ہم نے اسکی وہ بات جس سے وہ توبہ کر رہا تھا معاف کر دی اور یقیناً اس کے لئے ہمارے ہاں بڑا قرب اور

حُسْنَ مَآبٍ ﴿٢٥﴾ يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي

بڑی اچھی بازگشت ہے۔ اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین میں حکمراں

الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ

بنایا ہے سو تو لوگوں کے مابین انصاف کیساتھ فیصلے کیا کر اور اپنے جی کی خواہش پر نہ چل

فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن

کہ وہ خواہش تجھے خدا کے راستے سے بھٹکا دے گی۔ بے شک جو لوگ خدا کی راہ سے بے راہ ہو جاتے ہیں

سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾

ان کو اس وجہ سے کہ انھوں نے حساب کے دن کو فراموش کر رکھا تھا سخت عذاب ہو گا

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَٰلِكَ

اور ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اسکو بیکار یعنی خالی از حکمت نہیں پیدا کیا ان چیزوں کا

ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾

بیکار اور خالی از حکمت ہونا ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں سو کافروں کے لئے جہنم کی وجہ سے بڑی خرابی ہے

ع ١٢

تو کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے ایسے حضرات کو اُن شریروں اور مفسدوں کے برابر کردیں گے جو زمین میں کفر و شرک پھیلا کر فساد برپا کرتے رہتے ہیں یا ہم متقیوں اور پرہیزگاروں، بدکاروں اور فاجروں کے برابر کردیں گے ؀ یعنی قیامت کے نہ آنے کو یہ مستلزم ہے کہ بُرے بھلوں کو اپنی اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے بھلا ایسا کس طرح ہو سکتا ہے کہ نکوکاروں کو اُن کی نیکی کا صلہ نہ ملے اور بدکاروں اور شریروں کو ان کی بدکاری اور شرارت کی پاداش نہ دیجائے۔ آگے رسالت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسُول ہونے کا اظہار ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۸) یہ قرآن ایک کتاب ہے جس کو ہم نے آپ کیطرف بذریعہ وحی نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل عقل و دانش اس سے نصیحت حاصل کریں ؀ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ تدبر آیات قرآنی کا یہ ہے کہ ان کا اتباع کرے تذکرہ اور تدبر کا حاصل یہی ہے۔ آگے پھر بعض انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قصص کا تذکرہ فرمایا اور یہ توحید و رسالت اور بعثت کا تذکرہ ضمناً آ گیا (۲۹) اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا سلیمان اچھا بندہ تھا بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع ہونے والا تھا

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ
تو کیا ہم اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے ان مفسدوں کے برابر کردیں گے جو ملک میں فساد برپا
فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝۲۸ كِتَابٌ
کرتے پھرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کردیں گے۔ یہ قرآن
أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ
ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا ہے کہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل دانش اس سے
أُولُو الْأَلْبَابِ ۝۲۹ وَوَهَبْنَا لِدَاوُودَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ
نصیحت قبول کریں۔ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا وہ سلیمان بڑا اچھا بندہ تھا۔
إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝۳۰ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ
وہ خدا کیطرف بہت رجوع رہنے والا تھا۔ سلیمان کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جبکہ اسکے رُوبرُو شام کے وقت اصیل گھوڑے
الْجِيَادُ ۝۳۱ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي
پیش کیے گئے جو تیز رفتار تھے۔ تو سلیمان نے کہا میں اپنے رب کے ذکر سے اس مال کی محبت میں لگ کر غافل ہو گیا
حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝۳۲ رُدُّوهَا عَلَيَّ ۖ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ
یہانتک کہ سورج پردے میں چھپ گیا۔ ذرا ان گھوڑوں کو پھر تو میرے پاس واپس لاؤ چنانچہ گھوڑوں کی واپسی پر سلیمانؑ نے ان کی گردنوں
وَالْأَعْنَاقِ ۝۳۳ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ
اور پنڈلیوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ اور بلاشبہ ہم نے سلیمان کو امتحان میں مبتلا کیا اور ہم نے اسکے تخت پر ایک ناقص الخلقت
جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۝۳۴ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا
دھڑ لا ڈالا پھر سلیمانؑ نے خدا کی جناب میں رجوع کیا۔ دعا مانگی اے میرے رب میرا قصور معاف کر دے اور مجھ کو ایک ایسی سلطنت
لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِي ۖ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۳۵
عطا کر جو میرے سوا کسی اور کے لئے مناسب نہ ہو بے شک تو بڑا ہی دینے والا ہے
فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝۳۶
سو ہم نے ہوا کو سلیمان کا تابع کر دیا کہ وہ ہوا اسکے حکم سے جہاں وہ جانا چاہتا نرم اور خوشگوار رفتار سے چلتی

؀ یعنی داؤد علیہ السلام کو سلیمان نامی بیٹا ہم نے عطا کیا وہ سلیمان اچھا بندہ تھا وہ خدا تعالیٰ کیطرف بہت رجوع رہا کرتا تھا (۳۰) سلیمان کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب کہ اس کے رُوبرو شام کے وقت ایسے اصیل گھوڑے پیش کیے گئے جو بہت تیز رفتار تھے ؀ کہتے ہیں کہ یہ گھوڑے دریائی گھوڑوں کے میل سے حاصل کیے گئے تھے یہ تیز اور سبک رفتار ہوتے تھے اور اُن پر سوار ہو کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے پانی میں تیر رہے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ ان کی گردنیں لانبی ہوتی ہوں۔ بعض نے کہا یہ وہ گھوڑے تھے جو داؤد علیہ السلام نے جب جالُوت کو شکست دی تو قوم عمالقہ سے ہاتھ لگے۔ بہرحال ان کے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ اُن کی عبادت کا وقت جو وہ عصر کے بعد کیا کرتے تھے وہ وقت فوت ہو گیا اگرچہ گھوڑے جہاد کے لئے تھے پھر بھی مقررہ عبادت کے فوت ہو جانے سے بہت افسوس ہوا (۳۱) پس سلیمان نے کہا میں نے اس مال کو پسند کیا اور میں اپنے پروردگار کی یاد اور اس کی عبادت سے اس مال کی محبت میں لگ کر غافل ہو گیا یہاں تک کہ آفتاب پردہ میں چھپ گیا ؀ خیر فرمایا مال کو جیسا کہ بعض آیات میں فرمایا وانہ لحب الخیر لشدید۔ حدیث میں آتا ہے۔ الخیل معقود بنواصیھا الخیر الی یوم القیٰمۃ یعنی گھوڑوں کی پیشانیوں کیساتھ قیامت تک کے لئے خیر وابستہ کر دی گئی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کسی علاقہ پر جہاد کرنے کی غرض سے گھوڑوں کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ لیکن اُن گھوڑوں میں اس قدر مشغول ہوئے کہ ان کی مقررہ عبادت کا وقت فوت ہو گیا ہو سکتا ہے کہ یہ عصر کی نماز ہو جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ ان کی ملت میں بھی ان پر عصر کی نماز فرض تھی۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ چونکہ وہ ایک فریضۂ الٰہی یعنی جہاد کی ترتیب میں لگے ہوئے تھے۔ اس لئے دُوسرے فرض سے غافل ہو گئے اور یہ ایسی چیز ہے جو واقع ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غزوۂ خندق میں خندق کھودتے ہوئے کئی نمازیں قضا ہو گئیں۔ لیکن کسی شغل خاص کی وجہ سے اگر ایسا بھی ہو جائے تب بھی بڑے حضرات خصوصاً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس کا بڑا ملال ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان لوگوں نے ہم کو ہماری نمازوں سے مشغول رکھا ملا اللہ قبورھم و بیوتھم نارا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اور قبروں کو آگ سے بھر دے اس لئے یہاں بھی حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑوں کو واپس بلا کر قتل کر ڈالا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آفتاب کو واپس کیا اور فرشتوں سے کہا کہ آفتاب کو واپس لاؤ تاکہ میں نماز ادا کر لوں۔ بہرحال ان مختلف اقوال سے آگے کی آیت کا لوگوں نے مختلف ترجمہ کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں (۳۲) ان گھوڑوں کو میرے پاس واپس لاؤ اور واپس مجھ پر لوٹاؤ چنانچہ گھوڑوں کی واپسی پر اُن کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا ؀ یعنی گھوڑوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور کہتے ہیں نو سو گھوڑے قتل کر دیے اور ایسا کرنا شاید ان کی شریعت میں جائز ہوگا اور اتنے گھوڑے قتل کر دینے سے گھوڑوں میں کچھ کمی نہ پڑتی ہوگی۔ بعض حضرات نے کہا ایک دین کے فرض کی وجہ سے دُوسرے فرض میں غفلت کوئی ایسی بڑی خطا نہ تھی جس پر گھوڑوں کو قتل کیا جاتا اس تقدیر پر آیت کا مطلب یہ ہے کہ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں کو صاف کرنا شروع کر دیا۔ اور گھوڑوں کی تعظیم کی۔ یعنی جو چیز فوت ہو چکی وہ تو ہو ہی چکی اب گھوڑوں کو تو ٹھیک کر لیا جائے۔ تیسری بات کہ فرشتوں سے کہا کہ آفتاب کو واپس لے آؤ اور آفتاب واپس آ گیا۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور اسی طرح جنات کو بھی جو عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانیوالے تھے اس کے تابع فرمان کر دیا (۳۷) اور اسی طرح اور دُوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں بندھے رہتے تھے ۃ ہَوا کو تابع کیا کہ وہ جہاں جانا چاہتے ان کے تخت کو اُڑا کرلے جاتی پھر یہ لیجانا بھی نرم طریقے سے کہ سوار ہونیوالوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوتی لوگ کرسیوں پر بیٹھے باتیں کرتے رہتے اور تخت اُڑتا رہتا۔ ہر قسم کی عمارت بنانے والے جنات کو بھی جو چاہتے ان سے تعمیر کراتے۔ اور غوطہ لگانیوالے جو دریاؤں سے موتی وغیرہ نکالتے۔ کچھ سزا یافتہ جنات جو خدمت میں کوتاہی کرتے ان کو سزاءً قید کر دیا کرتے تھے یا وہ جن جو لوگوں کو ستاتے تھے اُن کو زنجیروں سے باندھ کر دریا میں قید کر دیا کرتے تھے اور دریا میں ڈلوا دیا کرتے تھے: تاکہ ان کو ادب سکھائیں اور فساد سے باز رکھیں بہرحال ان طاقتوں کے حاصل ہو جانے کی وجہ سے سلاطین عالم ان کے سامنے پست اور عاجز ہو گئے (۳۸) یہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اے سلیمان یہ ہماری بخشش اور عطیہ ہے اب تو جس پر چاہے احسان کر یا روک رکھ تجھ سے کوئی حساب نہیں (۳۹) اور یقیناً ہمارے ہاں سلیمان کے لئے خاص قرب اور بڑی اچھی بازگشت ہے ۃ یعنی یہ سب طاقتیں اور زر و جواہر دیکر فرمایا کہ یہ سب کچھ ہمارا عطیہ ہے جاہے کسی کو دو یا نہ دو تم سے کوئی مواخذہ اور تم پر کوئی دارو گیر نہیں یعنی ہر قسم کے تصرف کا تجھ کو اختیار ہے تو محض خازن اور حارس نہیں ہے۔ یا بغیر حساب عطاؤنا کے متعلق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ دیا ہے وہ بے حساب ہے نہ کوئی شمار کر سکتا ہے اور نہ گھیر سکتا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جنات کا مسخر کرنا ہماری بخشش ہے اب تو چاہے جس پر احسان کر اور چھوڑ دے اور جسکو چاہے قید رکھ اور اس سے کام لے۔ آگے اُن کے خصوصی قرب اور اچھی بازگشت کا ذکر فرمایا جیسے اوپر حضرت داؤد کے لئے فرمایا تھا حُسن مآب سے یہاں جنت مُراد ہے۔ تنبیہ حضرت داؤد علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام کے متعلق بعض حضرات نے بہت سے غلط و بیہودہ قصے نقل کئے ہیں جو صحت سے دُور ہیں ہم نے ان سب کو نظر انداز کر دیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ اور مہربانی کہ اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا حساب معاف کر کر لیکن وے کھاتے تھے اپنے ہاتھ کی محنت سے ٹوکری بنا کر ۱۲ آگے اور پیغمبروں کا ذکر فرمایا چونکہ ابتدا میں بطور تسلی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا تھا۔ واصبر علی ما یقولون اسی سلسلے میں حضرت ایوب کا ذکر فرمایا (۴۰) اور اے پیغمبر آپ ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجکو شیطان نے درد اور تکلیف پہونچا رکھی ہے ۃ یوں تو حضرت ایوب عرصے سے بیمار تھے لیکن شیطان نے ان کی بیوی کو پریشان دیکھ کر کہا کہ ایک طبیب بہت اچھا ہے وہ اس کے ہمراہ چلی گئیں وہ ایک طبیب کے پاس لے گیا۔ انھوں نے اس سے اپنی خاوند کی بیماری کا ذکر کیا۔ اس طبیب نے کہا اگر تو ایوبؑ کو تھوڑی سی شراب پلادے تو اس کو آرام ہو جائے گا اور جب آرام ہو جائے تو یوں کہیو فلاں طبیب نے شفا دی ہے یہ نہ کہیو خدا نے شفا دی ہے۔ یہ سُن کر یہ بیوی جن کا نام رحمت تھا۔ واپس گھر آئیں اور انھوں نے حضرت ایوبؑ کو اُس طبیب کا تمام قصہ سُنایا وہ یہ قصہ سُنکر بہت ناراض ہوئے اور انھوں نے قسم کھائی کہ اگر میں اچھا ہو گیا تو تیرے ایک سو قمچیاں ماروں گا وہ شیطان تھا تو اسکے پاس کیوں گئی بعض نے کہا کہ اس طبیب نے کہا کہ مجھ کو سجدہ کرے تو تیرا خاوند اچھا ہو جائے گا بعض نے کہا بیوی کے تاخیر سے پہونچنے پر قسم کھائی۔ بہر تقدیر انھوں نے حضرت حق تعالیٰ سے عرض کی۔ رب انی مسنی الشیطان بنصب وعذاب۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّاۗءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ

اسی طرح جنات کو بھی جو عمارت بنانیوالے اور غوطہ لگانیوالے تھے اس کے زیر فرمان کر دیا۔ اور بہت سے اور جنات کو بھی جو

فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَاۗؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ

زنجیروں میں بندھے رہتے تھے۔ یہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اے سلیمان یہ ہمارا عطیہ ہے اب تو جس پر چاہے احسان کر یا اپنے ہی لئے روک رکھ تجھ سے

حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾ وَاذْكُرْ

کوئی حساب نہیں۔ اور یقیناً ہمارے ہاں سلیمان کیلئے بڑا قرب اور بڑی اچھی بازگشت ہے۔ اور اے پیغمبر آپ

عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ

ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جبکہ اس نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھ کو

بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ

رنج اور تکلیف پہونچا رکھی ہے۔ حکم ہوا زمین پر اپنا پاؤں مار یہ غسل کرنے اور پینے کے لئے

وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً

ٹھنڈا پانی ہے۔ اور ہم نے اس کے اہل وعیال اور ان اہل وعیال کے ہمراہ اتنے ہی اور اہل وعیال اسکو عطا کئے یہ عطا ہم نے اپنی خاص

مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾ وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا

رحمت کے سبب سے کی اور نیز اس مقصد سے کی کہ اہل عقل کے لئے ایک یادگار رہے۔ اور اے ایوب تو سینکوں کا ایک مٹھا لے لے

فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ

اور اس سے اپنی بیوی کو مار لے اور اپنی قسم نہ توڑ بیشک ہم نے ایوبؑ کو بہت صبر کرنیوالا پایا وہ ایوبؑ بہت اچھا بندہ تھا

اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

وہ خدا کی جناب میں بہت رجوع رہنے والا تھا۔ اور اے پیغمبر ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ کو یاد کیجئے

اُولِي الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ

جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے اُن کو ایک خاص وصف کیساتھ مخصوص کیا تھا

ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾

کہ وہ دار آخرت کا یاد کرنا تھا۔ اور یقیناً وہ ہمارے ہاں برگزیدہ اور بہتر لوگوں میں سے ہیں۔

پہلے بھی دعا کرتے رہتے تھے جیسا کہ سورۂ انبیاء میں گذر چکا ہے جب وہ امتحان اور آزمائش کا دور ختم ہوا تو حضرت حق نے حکم فرمایا (۴۱) زمین پر اپنا پاؤں مار یہ غسل کرنے اور پینے کیلئے ٹھنڈا پانی ہے ۃ حضرت ایوب کی دعا قبول ہوئی حضرت جبرئیل آئے اور کہا ایوب تم اپنا پاؤں زمین پر مارو پاؤں مارنے سے ایک چشمہ پھوٹ نکلا۔ جبرئیل نے کہا اس چشمے کے پانی سے نہاؤ اور اسی کا پانی پیتے رہو بعض حضرات کہتے ہیں دو چشمے جاری ہوئے ایک گرم اُس سے نہانے کا حکم دیا اور دوسرا ٹھنڈا اس سے پینے کا حکم دیا چنانچہ ان کا دُکھ اور بیماری دُور ہوگئی (۴۲) اور ہم نے اس کے اہل وعیال اور اس اہل وعیال کے ہمراہ اتنے ہی اور عیال اس کو عطا کئے یہ عطا ہم نے اپنی رحمت خاص کے سبب سے کی اور اس سبب سے اور مقصد سے کی کہ اہل عقل و دانش کے لئے ایک یادگار رہے ۃ یعنی اہل عقل غور کریں کہ صبر کرنیوالوں کو اس طرح بدلا دیا جاتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب اللہ نے چاہا کہ اُن کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے اسی سے نہایا کرتے اور پیتے رہے اُن کو شفا ہوئی اور ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب مرے تھے انکو جلایا۔

(باقی صفحہ ۷۲۸ پر)

Marfat.com

٤٢) اور اتنی اولاد اور دی ۱۲ خلاصہ یہ کہ اُن کی اولاد فوت ہو چکی تھی بیوی ہر وقت خاوند کی خدمت میں رہتی مکان کا اور بچوں کا کوئی نگران نہ تھا گاؤں والوں نے ان کے مرض کی وجہ سے انکو گاؤں سے باہر وال دیا تھا اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد دوچند کر کے دی (۴۳) اور اے ایوب تو سینکوں کا ایک مٹھا لے اور اس سے اپنی بیوی کو مارلے اور اپنی قسم نہ توڑ بیشک ہم نے ایوب کو بڑا صبر کرنیوالا پایا وہ ایوب بہت اچھا بندہ تھا وہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت رجوع ہونے والا تھا ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں مرض میں خفا ہو کر قسم کھائی تھی کہ اپنی عورت کو سو لکڑیاں ماریں اگرچہ ہوں وہ بی بی اس حال کی رفیق تھی اور بے تقصیر اللہ تعالیٰ نے قسم اس طرح سچ کروائی ۱۲ مطلب یہ ہے کہ سو سینکوں کا مٹھا ہو یا ایک کھجور کی ٹہنی ہو کہ اس میں سو شاخیں ہوں۔ وہ مار دو بہرحال قسم پوری ہو گئی اور نیک بیوی کو تکلیف بھی نہ پہنچی۔ یہ ایک حیلہ تھا جو ایوب کو بتایا۔ یہ ایوب علیہ السلام کی خصوصیت تھی۔ اس امت میں بھی کوڑے مارنے کے سلسلہ میں ایک ناقص الخلقت شخص کو جس پر زنا کرنے کا جرم تھا ایک لونڈی سے بجائے سو دُروں کے ایک ٹہنی جس میں سو ٹہنیاں تھیں وہ ایک دفعہ مارنے کا حکم دیا تھا۔ ہر جگہ حیلے کا استعمال نہیں کرنا چاہئے البتہ اگر شرعی طریقے سے کسی حیلے کی گنجائش ہو اور علماء حق اجازت دیں تو حیلہ کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ (۴۴) اور اے پیغمبر ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ہاتھوں سے بندگی کرتے اور آنکھوں سے قدرتیں دیکھ کر یقین زیادہ کرتے ۱۲ یعنی قوت عملیہ اور علمیہ میں کمال رکھتے تھے اور علم و عمل میں کامل تھے۔ آگے اور ان کی خوبیاں فرمائیں (۴۵) اور ہم نے ان کو ایک خاص وصف کے ساتھ امتیاز دیا کہ وہ دار آخرت کا یاد کرنا تھا ؛ مجاہد نے کہا کہ ہم نے ان کو یاد آخرت کے لئے خاص کیا تھا کہ ان کو سوائے آخرت کے نہ کوئی ذکر تھا اور نہ کوئی فکر بعض لوگوں نے کہا کہ ان کے ذکر جمیل کیطرف اشارہ ہے کہ اُن کو پچھلے لوگ بہترین طریقے سے یاد کرتے ہیں۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ ہم نے دنیا کی محبت ان کے دلوں سے کھینچ لی تھی۔ اور ان کے دلوں کو آخرت کی محبت اور اس کے ذکر سے خاص کیا تھا (۴۶) اور یقیناً وہ یعنی ابراہیم اسحاق اور یعقوب علیہم السلام ہمارے ہاں چیدہ۔ برگزیدہ اور بہتر لوگوں میں سے ہیں ؛ یعنی منتخب لوگوں میں سے ہیں اور منتخب میں بھی سب سے بڑھ (۴۷) **تفسیر صفحہ ہذا** :۔ اور اے پیغمبر آپ اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجئے اور یہ سب بھی اچھے اور بہترین لوگوں میں سے تھے ؛ حضرت الیسع حضرت الیاس کے خلیفہ اور نائب ہیں پھر بعد کو نبی ہوئے اور حضرت الیسع کے چچازاد بھائی ذوالکفل ہیں انکی نبوت میں اہل علم کو اختلاف ہے حضرت اسمٰعیل مشہور اور اولوالعزم نبی ہیں۔ ان سب کو اس لئے یاد دلایا کہ یہ سب بڑے صابر اور ضابط تھے اور اصبر علی مایقولون کی مناسبت سے ان کا ذکر کیا گیا۔ یا دوسری مصلحتوں کی بنا پر ان کا ذکر فرمایا ہو کہ اسقدر بڑے مرتبے والے بھی دار آخرت کی یاد میں منہمک تھے تو عرب کے منکر اُس سے کیوں غفلت برت رہے ہیں (۴۸) یہ ایک نصیحت کا مضمون تھا جو ہو چکا اور یقیناً متقیوں اور پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے پھر جانے کا۔ ؛ مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن ایک نصیحت ہے۔ یا یہ کہ انبیاء کا تذکرہ ایک نصیحت کا مضمون تھا جو ختم ہوا۔ بلاشبہ جو لوگ متقی اور پرہیزگار ہیں ان کے لئے ایک

وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾

اور آپ اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجئے اور یہ سب بھی بہترین لوگوں میں سے تھے۔

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ

یہ انبیاء کا تذکرہ ایک نصیحت کا مضمون تھا جو ہو چکا اور پرہیزگاروں کیلئے بیشک اچھا ٹھکانا ہے۔ وہ اچھا ٹھکانا دائمی باغ ہیں

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ ۚ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا

جن کے دروازے ان لوگوں کیلئے کھلے ہوئے ہوں گے۔ وہ ان باغوں میں تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے وہ وہاں بہت سے

بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

میوے اور پینے کی چیزیں منگوائیں گے۔ اور اُن لوگوں کے پاس نیچی نظروں والی ہم عمر

اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ الثلٰثۃ اِنَّ

حوریں ہوں گی۔ یہ ہیں وہ نعمتیں جن کا تم سے یوم حساب کے لئے وعدہ کیا گیا تھا۔ یہ

هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ ۚ هٰذَا ؕ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ

ہماری عطا کردہ روزی ہے جو کبھی ختم ہی ہونیوالی نہیں۔ یہ پرہیزگاروں کی بات تو ہو چکی اور رہے سرکش تو سرکشوں کا

لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ

یقیناً برا ٹھکانا ہے۔ وہ برا ٹھکانا دوزخ ہے کہ اس میں وہ داخل ہوں گے سو وہ دوزخ بہت ہی بری آرام گاہ ہے۔ یہ

فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ

کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ ہے سو اب یہ سرکش لوگ اس کا مزہ چکھیں۔ اور اور بھی اسی قسم کے عذاب کی

اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ ؕ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ

مختلف چیزیں ہیں۔ یہ ایک اور جماعت تمہارے ساتھ عذاب میں شریک ہونے کو دھنستی گھسی چلی آتی ہے ان کا برا ہو یہ بھی

صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ

جہنم ہی میں آ رہے ہیں۔ وہ جواب دیں گے نہیں بلکہ تمہارا ہی برا ہو۔ تم ہی تو

قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا

یہ عذاب ہمارے آگے لائے ہو سو وہ عذاب بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ پھر دعا کریں گے اے ہمارے رب جو اس مصیبت کو ہمارے آگے لایا ہو

اچھی بازگشت ہے اور بہترین ٹھکانا ہے (۴۹) وہ اچھا ٹھکانا دائمی باغ ہیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہوں گے ؛ یعنی ان باغات کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا حتیٰ اذا جاؤھا وفتحت ابوابھا۔ یا گھروں کے دروازے کھلے ملیں گے (۵۰) ان باغات میں یہ متقی تکیے لگائے ہوئے ہوں گے وہ وہاں بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں منگواتے ہوں گے (۵۱) اور ان متقیوں کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی ؛ یعنی ہر قسم کی نعمتیں طلب کر رہے ہوں گے اور وہ نعمتیں وہاں انکو میسر ہوں گی۔ نیچی نگاہ والی عورتیں یعنی شرمیلی اور باعفت ہم عمر کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ حوریں سب کی سب آپس میں ہم عمر ہوں گی یا مطلب یہ ہے کہ وہ حوریں اپنے خاوندوں کی ہم عمر ہوں گی۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ جب بہشت میں داخل ہوں گے ہر کوئی بن بتائے اپنے گھر میں چلا جائیگا ۱۲ (۵۲) یہ ہے وہ۔ حام جس کا تم سے یوم حساب کے لئے وعدہ کیا گیا تھا ؛ یعنی یوم حساب کے سلسلے میں جن نعمتوں کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا (باقی صفحہ ۷۲۹ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۲۸) یہ دو نعمتیں ہیں (۵۳) یہ ہماری عطا کردہ روزی ہے جو کبھی ختم ہونیوالی نہیں (۵۴) یہ پرہیزگاروں کی بات تو ہو چکی اور رہے شریر اور سرکش تو سرکشوں کا بُرا ٹھکانا اور بُری بازگشت ہے (۵۵) وہ بُرا ٹھکانا دوزخ ہے کہ جس میں یہ لوگ داخل ہوں گے سو وہ جہنم بہت بری آرام گاہ اور بہت بُرا ٹھکانا ہے (۵۶) یہ سخت کھولتا ہوا پانی اور کچلہو یعنی پیپ پس اب یہ سرکش لوگ اس کا مزہ چکھیں (۵۷) اور اور بھی اسی قسم کے عذاب کی مختلف چیزیں ہیں اور عذاب ہیں مانند اس کے طرح طرح کے ؛ یعنی یہ گرم کھولتے ہوئے پانی اور کچلہو کے علاوہ اور بھی اسی قسم کے مختلف عذاب ہیں اور طرح بطرح کے عذاب ہوں گے۔ شاید یہ پہلے جو لوگ داخل ہوں گے یہ سردار اور متبوع ہوں گے ان کے بعد جب فوج در فوج بنا کر تابع جہنم کے کنارے پر پہونچیں گے تو دوزخ کے اندر سے ان کو دیکھ کر وہ متبوع کہیں گے (۵۸) یہ ایک اور جماعت تمہارے ساتھ عذاب میں شریک ہونے کو اوپر تلے گھسی چلی آتی ہے ان کا برا ہو یہ بھی جہنم ہی میں آ رہے ہیں ؛ یعنی جب اس گروہ کو آتا دیکھیں گے تو کہیں گے۔ یہ ایک گروہ ہے جو تم میں گھسا چلا آتا ہے ان کو خدا کی

هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝۶۱ وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرٰى

اس کا عذاب جہنم میں دُگنا بڑھا دے۔ اور اہل جہنم آپس میں کہیں گے ہم کو کیا ہو گیا کہ ہم یہاں ان لوگوں کو نہیں دیکھتے

رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْأَشْرَارِ ۝۶۲ أَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا

جن کو ہم بُرے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے۔ کیا ہم نے ان کا مذاق بنا رکھا تھا

أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْأَبْصَارُ ۝۶۳ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ

یا اس وقت ان کے دیکھنے سے آنکھیں خطا کر رہی ہیں۔ یقیناً یہ دوزخیوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا ایک

النَّارِ ۝۶۴ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ

غیر مشتبہ حقیقت ہے اے پیغمبر آپ کہدیجئے بس میں تو صرف ایک ڈرانیوالا ہوں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے جو یگانہ اور سب پر غالب ہے اور کوئی عبادت

الْقَهَّارُ ۝۶۵ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ

کے لائق نہیں ہے۔ وہی آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے ان سب کا رب ہے، وہ کمال قوت اور بڑی

الْغَفَّارُ ۝۶۶ قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ۝۶۷ أَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ۝۶۸

بخشش کا مالک ہے۔ آپ کہیے یہ خبر ایک بہت بڑے واقعہ کی خبر ہے۔ جس خبر سے تم بے پروائی برت رہے ہو

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝۶۹ إِنْ

مجھے تو عالم بالا کے رہنے والے فرشتوں کی جب وہ آپس میں بحث کر رہے تھے کچھ بھی خبر نہ تھی۔ میری جانب تو

يُوحٰى إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝۷۰ إِذْ قَالَ رَبُّكَ

وحی صرف اسوجہ سے کیجاتی ہے کہ میں خدا کی جانب سے صاف صاف ڈر سنانیوالا ہوں۔ وہ باہمی بحث اس وقت ہوئی تھی جب

لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ ۝۷۱ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ

آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ میں مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں۔ سو جب میں اسکو پوری طرح

وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سٰجِدِينَ ۝۷۲ فَسَجَدَ

درست کر چکوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکدوں تو تم سب اسکے سامنے سجدے میں گر پڑنا۔ چنانچہ سب کے سب

الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝۷۳ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ اسْتَكْبَرَ

تمام فرشتوں نے آدم کے سامنے سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے کہ اس نے اپنے کو بڑا سمجھا

مار اور ان کا بُرا ہو یہ بھی سب جہنم میں ہی آ رہے ہیں یعنی ان کے آنے سے کوئی خوشی نہیں بلکہ یہ تو ہماری طرح عذاب میں ہی داخل ہونے کو آ رہے ہیں یہ سنکر وہ آنیوالے یعنی تابع کہیں گے (۵۹) وہ جواب دیں گے نہیں بلکہ تمہارا ہی بُرا ہو تم ہی تو یہ عذاب ہمارے آگے لائے ہو سو وہ عذاب بُرا ٹھکانا اور بُری جگہ ہے ٹھہراؤ کی یعنی یہ بھی کلام مرحبًا کا جواب کلام جنبلے دیں گے۔ نہیں تم پر خدا کی مار ہو تمہاری بدولت تو ہم کو یہ عذاب پیش آیا ہے نہ تم ہم کو بہکاتے اور نہ ہم یہ بُری رسمیں چھوڑ کر جاتے اور نہ تم مبتلا ہوتے۔ ہم کو اس مصیبت میں تمہاری وجہ سے مبتلا ہونا پڑا سو یہ عذاب بہت ہی بری قرارگاہ ہے جس میں ہم تمہاری وجہ سے آ رہے ہیں ؛ پس
۴ ۲۴ ع ۱۳ کی تو قومیں کے ساتھ یہ تابع اللہ تعالیٰ سے بھی دعا کریں گے (۶۰) کہیں گے اے ہمارے پروردگار جو اس عذاب کی مصیبت کو ہمارے آگے لایا اس کا عذاب جہنم میں دُگنا بڑھا دے اور دو چند کر دے ؛ تفسیر صفحہ ہذا یعنی تجھ کو تو معلوم ہے جس کی وجہ سے اور جس کے بہکانے سے یہ مصیبت ہمارے سامنے آئی اُس کا عذاب بڑھا کر دو چند کر دے (۶۱) اور اہل جہنم آپس میں کہیں گے یا وہ تابع ہی کہیں گے ہم کو کیا ہو گیا کہ ہم یہاں ان مَردوں کو نہیں دیکھتے جن کو ہم بُرے اور بد لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے ؛ یعنی ایک دم فقرا مسلمین کا خیال آئیگا تو سب مل کر کہیں گے یا صرف تابع کہیں گے کہ اس عذاب میں ہم ان کو نہیں دیکھتے جن کو ہم شرارت پسندوں میں سے گنا کرتے تھے اور بُروں میں شمار کرتے تھے وہ مسلمان کدھر گئے اور کہاں گئے یہ خیال کر کے کہیں گے (۶۲) کیا ہم نے بلا وجہ ان کا مذاق بنا رکھا تھا اور ان سے ٹھٹھا کرتے تھے یا اس وقت ان کے دیکھنے سے ہماری آنکھیں خطا کر رہی ہیں اور آنکھیں دیکھنے سے چوک گئیں اور چکرا گئی ہیں ؛ مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جو اُن کا مذاق ہم اُڑاتے تھے وہ بلا وجہ کا مذاق تھا یا وہ بھی اس عذاب میں موجود ہیں مگر نگاہ نہیں پڑ رہی اُن پر جیسا کہ کثرت اژدحام میں ایسا ہوتا ہے شاید ان اشرار سے مُراد ان کی عمار، بلال صہیب اور خباب وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم فقرائے مہاجرین ہوں گے کیونکہ منکر ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچانیں گے لیکن کوئی مُسلمان ان کا جاننے والا نظر نہیں آئیگا تب انکو تعجب ہوگا۔ (۶۳) بلاشبہ یہ دوزخیوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات اور ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے ؛ یعنی اہل نار کے اس جھگڑے کا ہونا واجب الوقوع ہے اور یہ جھگڑا ضرور ہونیوالا ہے (۶۴) اے پیغمبر آپ ان منکرین توحید و رسالت سے کہدیجئے کہ میں تو بس صرف ڈرانیوالا ہوں اور ڈر سنانیوالا ہوں اور سوائے اللہ تعالیٰ کے جو یکتا و یگانہ سب پر غالب ہے اور کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے ؛ یعنی میں تو صرف ایک پیغمبر ہوں جو نافرمانوں اور سرکشوں کو ڈراتا ہوں یہ تو رسالت کی بات ہے اور توحید الٰہی ایک امر حق ہے اُس کے متعلق یہ بات ہے کہ سوائے اُس اللہ تعالیٰ کے جو واحد اور سب پر غالب ہے اور کوئی معبود نہیں نہ کوئی لائق پرستش ہے (۶۵) وہی آسمانوں کا اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو اُن کے مابین ہیں سب کا پروردگار اور کمال قوت کا مالک اور بڑی بخشش کرنیوالا ہے ؛ یعنی سب کا مالک ہے زبردست ہے اور بہت بخشش کرنے والا ہے (۶۶) آپ یہ بھی کہدیجئے کہ یہ خبر ایک بڑے واقعہ کی خبر ہے (۶۷) جس خبر سے تم بے پروائی برت رہے ہو ؛ یہ مضمون جو میں نے اپنی رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان کیا یہ بہت اہم مضمون ہے مگر افسوس کہ تم اس مضمون سے غفلت برتتے اور اس سے تم اعراض کرتے ہو ؛ ہو سکتا ہے کہ اس خبر سے مُراد قیامت کی خبر ہو جیسا کہ بعض علماء نے کہا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قیامت کے احوال یا اس دین کا نازل ہونا

(۶۸) بقیہ صفحہ ۷۳۰ پر

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۲۹) مجھے تو عالم بالا کے رہنے والے فرشتوں کی جب وہ آپس میں بحث کر رہے تھے اور گفتگو کر رہے تھے کچھ بھی خبر نہ تھی (۶۹) میری جانب جو وحی کی جاتی ہے وہ محض اس سبب سے کی جاتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں ﴿ یعنی میں اگر پیغمبر نہ ہوتا تو مجھے کیا خبر ہوتی کہ ملأ اعلیٰ کے فرشتوں نے تخلیق آدم کے وقت کیا کہا اور اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیا اور وہ آپس میں کیا بحث و تکرار کر رہے تھے یا بعض دوسرے مسائل ہیں ان میں کیا بحث ہوتی ہے اور کیا تکرار ہوتی ہے۔ مجھے ان معاملات کی کیا خبر ہوتی لیکن وحی کے ذریعہ سے وہ باتیں مجھے معلوم ہوتی ہیں اور مجھ پر جو وحی آتی ہے وہ محض اس سبب سے آتی ہے کہ میں کھلا اور آشکارا ڈرانے والا ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اعلیٰ فرشتے جو تدبیریں کرتے ہیں مجھ کو کیا خبر تھی کہ تم پاس بیان کرتا اللہ کی وحی سے کہتا ہوں اس مجلس میں جھگڑا نہیں مگر ہر کوئی اپنے کام کا تکرار کرتا ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ عالم بالا کے رہنے والے فرشتے امر کونیہ کے متعلق جو تدبیریں کرتے ہیں اور احکام تکونیہ کی تعمیل میں جو باہمی مذاکرات اور بحث و تکرار کیا کرتے ہیں اور میں تم کو وقتاً فوقتاً ان کی خبر بھی دیتا

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ

اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابلیس جس کو میں نے اپنے

تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ؕ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ

دونوں ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا کیا تو نے اپنے کو بڑا سمجھا یا تو واقعی بڑے درجے

الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ؕ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ

لوگوں میں سے ہے۔ ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں کہ تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اسکو

مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّاِنَّ

مٹی سے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا نکل یہاں سے یقیناً تو مردود ہو گیا۔ اور بے شک

عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ

تجھ پر قیامت کے دن تک میری لعنت رہے گی۔ ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار مجھے اس دن تک کے لئے مہلت دیدے

اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ

جس دن مُردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلاشبہ تجھ کو مہلت دی گئی۔ اس مقررہ

الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾

وقت کے دن تک۔ ابلیس نے کہا تیری عزت کی قسم میں تمام اولاد آدم کو گمراہ کروں گا

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ قَالَ فَالْحَقُّ ؗ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾

مگر ہاں اولاد آدم میں سے تیرے وہ بندے محفوظ رہیں گے جو چیدہ اور مخلص ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں حق ہوں اور ہمیشہ حق ہی کہا کرتا ہوں

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ

کہ میں ابلیس تجھ سے اور جو لوگ بنی آدم میں سے تیری پیروی کریں گے ان سب سے دوزخ کو بھر دوں گا۔ اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے

مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ

کہ میں تم سے اس قرآن کی تبلیغ پر نہ کچھ مزدوری طلب کرتا ہوں اور نہ میں بناوٹ اور تصنع کرنیوالوں میں سے ہوں۔ یہ قرآن تو

هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع

بس اقوام عالم کیلئے ایک بہت بڑی نصیحت و فہمائش ہے۔ اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد تم اس قرآن کی صحیح حقیقت کا حال معلوم کرو گے

رہتا ہوں۔ یہ سوائے وحی الٰہی کے کس طرح خبر دے سکتا ہوں۔ یہ آپس کی بحث اور گفتگو کو یختصمون فرمایا ورنہ کوئی جھگڑا جیسا کہ اہل نار میں ہوگا وہ جھگڑا مراد نہیں شاید اسی بنا پر آگے تخلیق آدم کا ذکر فرمایا کیونکہ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ملائکہ کا جواب منقول ہے۔ ترمذی شریف کی ایک طویل حدیث میں بھی فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی مذکور ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کن بیان دینا بھی مذکور ہے (۷۰) اے پیغمبر وہ واقعہ یاد کیجئے جب آپ کے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں ﴿ یعنی اس کی ترکیب اور بناوٹ مٹی سے کروں گا (۷۱) پھر جب میں اس کو پوری طرح درست کردوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑنا ﴿ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک یہ بھی فرشتوں کی تکرار تھی جو بیان فرمایا ۱۲ اور فرمایا ایک اپنی جان یعنی آب خاک ہے نہیں بنی غیب سے آئی ۱۲ (۷۲) پھر جب اس کو درست کرلیا اور اپنی روح ڈال دی تو سب کے سب تمام فرشتوں نے آدم کے سامنے سجدہ کیا (۷۳) مگر ابلیس نے کہ اس نے اپنے کو بڑا سمجھا اور غرور کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ کلّہم بھی فرمایا اور اجمعون بھی مطلب یہ ہے کہ سب نے مل کر بیک وقت ان کے سامنے سجدہ کیا۔

تفسیر صفحہ ہٰذا:۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ جن تھا دے اکثر خدا کے حکم سے منکر تھے لیکن رہنے لگا تھا فرشتوں میں ۱۲ (۷۴) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے ابلیس جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا اور باز رکھا تو نے اپنے کو بڑا سمجھا اور غرور کیا یا تو واقعی بلند مرتبہ والوں میں سے ہے ﴿ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دو ہاتھوں سے یعنی بدن کو ظاہر کے ہاتھ سے اور روح کو غیب کے ہاتھ سے غیب کی چیزیں پیدا ہوتا ہے ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے اس انسان میں دونوں طرح قدرت خرچ کی ۱۲ مطلب تو ہم سورۂ بقر میں عرض کر چکے ہیں یہاں اتنا سمجھ لیجئے کہ جس مخلوق کو ہم نے صفت جلال اور صفت جمال سے آراستہ کیا اور جسکو متضاد قوتیں عطا کیں تو اسکے سامنے سجدہ کرنے سے کھنچا آخر اس کی وجہ کیا ہے تو نے تکبر کیا اور اپنے کو بڑا سمجھا یا واقعی تو بلند قدروں میں سے ہے (۷۵) ابلیس نے جواب دیا میں آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا ﴿ یعنی کہاں آگ اور کہاں مٹی تیرا یہ حکم مصلحت کے خلاف ہے۔ کہ ایک بلند چیز دوسری پست چیز کے آگے جھکایا جائے (۷۶) ارشاد ہوا جا نکل یہاں سے یقیناً تو مردود ہو گیا (۷۷) اور بے شک قیامت کے دن تک تجھ پر میری لعنت رہے گی ﴿ اوقات رحمت میں بھی ملعون رہے اور قیامت ہونے کے بعد تو مرحوم ہونے کی کوئی شکل ہی نہیں (۷۸) ابلیس نے کہا اے میرے پروردگار مجھے اس دن تک کیلئے مہلت دے جس دن مُردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے (۷۹) اللہ تعالیٰ نے فرمایا بلاشبہ تجھ کو مہلت دی گئی (۸۰) اس مقررہ وقت کے دن تک ﴿ یعنی ابلیس کی یہ درخواست منظور کر گئی دن وہی جس دن نفخۂ اوّل ہوگا اور وقت معلوم کا یہ مطلب ہے کہ وہ وقت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے (۸۱) ابلیس نے کہا تیری عزت کی قسم میں تمام اولاد آدم کو گمراہ کروں گا (۸۲) مگر ہاں اولاد آدم میں سے تیرے وہ بندے محفوظ رہیں گے جو چیدہ اور مخلص ہوں گے ﴿ یعنی سب کو بہکاؤں گا اور گمراہ کروں گا۔ مگر تیرے چیدہ بندے میرے قبضے میں نہیں آئیں گے (۸۳) اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو ٹھیک بات یہ ہے اور میں ٹھیک ہی بات

(باقی صفحہ ۷۳۱ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۳۰) کہتا ہوں :: یعنی اللہ تعالیٰ کا نام بھی حق ہے تو یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ میں حق ہوں اور حق ہی بات کہتا ہوں۔ ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں کو ظاہر کر دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ سچ ہی کہتا ہوں
(۸۴) یقیناً میں تجھ سے اور اولاد آدم میں سے جو تیری پیروی کریں گے اور تیرے کہنے پر چلیں گے ان سب سے دوزخ کو بھر دوں گا :: تو جن کو ان میں سے یعنی اولاد آدم میں سے بہکا لے گا تو تجھ سے اور ان سب سے
جہنم کو بھر دوں گا (۸۵) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ میں تم سے اس قرآن کی تبلیغ پر نہ کوئی مزدوری اور اُجرت طلب کرتا ہوں اور نہ میں بناوٹ اور تصنع کرنے والوں میں سے ہوں :: یعنی نہ تم سے اس قرآن کی
تبلیغ پر کسی اُجرت کا خواہاں ہوں اور نہ میں بہ تکلف بنتا ہوں بلکہ اللہ کا فرستادہ اور اسلام کا داعی ہوں (۸۶) یہ قرآن تو بس اقوام عالم کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت اور فہمائش ہے :: یعنی یہ قرآن
تو اللہ کا کلام ہے جو اقوام عالم کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے (۸۷) اور تھوڑے ہی دنوں کے بعد تم اس قرآن کی صحیح حقیقت کا حال معلوم کر لوگے :: یعنی دَم نکلتے ہی سب معلوم ہو جائے گا کہ قرآن کیا چیز تھا۔
اور قرآن سے کیا فائدہ پہونچتا۔ اور قرآن پر ایمان نہ لانے سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ سورت کے شروع میں فرمایا والقرآن ذی الذکر اور آخر میں فرمایا ان ھو الا ذکر للعالمین (۸۸) تمت ص

سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَسَبْعُونَ آيَةً وَثَمَانُ رُكُوعَاتٍ
سورہ زمر مکی ہے اور اس میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿١﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَا
اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو کمال قوت کمال حکمت کا مالک ہے۔ اے پیغمبر اس کتاب کو جو کہ
إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿٢﴾
حقائق واقعیہ پر مشتمل ہے آپ کی جانب ہم نے نازل کیا ہے سو آپ خالص اللہ کی اطاعت کے اعتقاد سے اسی کی عبادت کرتے رہیے
أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ
آگاہ رہو کہ عبادت جو خالص ہو وہ اللہ ہی کیلئے سزاوار ہے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور دوسرے شرکاء تجویز
أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ
کر رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کا خاص مقرب بنا دیں اللہ تعالیٰ
يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي
ان لوگوں کے مابین ان باتوں کا جن میں یہ اختلاف کر رہے ہیں یقیناً فیصلہ فرما دیگا بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی رہنمائی نہیں فرماتا
مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣﴾ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ
جو جھوٹا اور سخت ناسپاس ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اولاد بنانیکا ارادہ کرتا تو وہ ضرور اپنی مخلوق میں سے
مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۖ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٤﴾
جس کو چاہتا منتخب کر لیتا لیکن وہ تو ہر عیب سے پاک ہے، وہ ایسا اللہ ہے جو یکتا اور سب پر غالب ہے
خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ يُكَوِّرُ اللَّيْلَ عَلَى
اسی نے آسمانوں کو اور زمین کو کمال حکمت و مصلحت کے ماتحت پیدا کیا ہے وہی رات کو دن پر
النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ ۖ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ
لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اسی نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے

تفسیر صفحہ ہذا :: سورۂ زمر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور اس سورت میں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے جس طرح سورۂ ص میں توحید و رسالت اور قیامت کا ذکر تھا اسی طرح اس سورت میں بھی عقائد اسلامیہ کے اہم مسائل مذکور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت۔ قرآن کی صداقت۔ قیامت کا وقوع نفخہ صور اور حساب کتاب کے بعد اہل جنت کا جنت میں جانا اور اہل دوزخ کا عذاب میں گرفتار ہونا مذکور ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو کمالی قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے :: یعنی قوت کی بنا پر منکروں کیلئے سزا کا اعلان کرتا ہے اور مصالح کی بنا پر مہلت دیتا ہے۔ یعنی اظہار قوت بھی اور اظہار حکمت بھی دونوں کا اس عالم میں ظہور ہوتا رہتا ہے (۱) اے پیغمبر ہم نے حق کیساتھ اس کتاب کو آپ کی طرف نازل فرمایا ہے اس کتاب کو جو حقائق واقعیہ پر مشتمل ہے آپ کی جانب ہم نے اُتارا ہے سو آپ خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعتقاد سے اُس کی عبادت کرتے رہیے :: یعنی جب یہ معلوم ہو گیا کہ اس کلام معجز نظام کو ہم نے ہی آپ کی جانب اُتارا ہے تو آپ اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کیجئے اور یہ بندگی بھی خالص کر کے کیجئے۔ خالصاً لہ بندگی اور عبادت کا یہ مطلب ہے کہ وہ عبادت شرک اور ریا سے پاک ہو (۲) آگاہ ہو کہ عبادت اور بندگی جو خالص ہو شرک سے وہ اللہ ہی کیلئے سزاوار ہے اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دُوسرے حمایتی اور دوسرے شرکاء تجویز کر رکھے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ تعالیٰ کا خاص مقرب بنا دیں اور اعلیٰ مراتب قرب تک نزدیک کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مابین ان باتوں کا جن میں یہ اختلاف کر رہے ہیں یقیناً فیصلہ فرما دے گا بیشک اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی رہنمائی نہیں فرماتا جو جھوٹا اور سخت ناسپاس اور ناشکر ہو :: یعنی اللہ تعالیٰ کیساتھ عبادت خالصہ کا اختصاص واجب ہے مگر کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں دُوسروں کو شریک کرتے ہیں اور اس شرک فی العبادت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لوگ چونکہ مقرب خداوندی ہیں اس لئے ان کی وجہ سے ہماری احتیاج اور ہماری عبادت اللہ تعالیٰ تک پہونچ جاتی ہے اور ان کی توجہ سے ہم بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیں گے اس کیلئے فرمایا کہ یہ اختلاف جو مشرکوں کے اور اہل ایمان کے درمیان واقع ہے اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرما دے گا خواہ یہ فیصلہ قیامت میں ہو جسکو عملی فیصلہ کہتے ہیں یا اسلام کے غالب ہونے کے بعد دنیا ہی میں ہو جائے اور حق و باطل کا اختیار نمایاں ہو جائے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے اور ناسپاس کو اُس کے عناد کی وجہ سے توفیق ہدایت نہیں عطا کرتا۔ جو بُتوں کو وسیلۂ قرب سمجھتے ہیں ان کا رد فرما کر آگے ان لوگوں کا رد فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں اور ملائکہ کو اُس کی بیٹیاں بتاتے ہیں (۳) اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اولاد بنانے کا ارادہ کرتا اور اولاد بنانا چاہتا تو وہ ضرور اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا منتخب کر لیتا وہ تو ہر عیب سے پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جو یکتا اور سب پر غالب ہے :: یعنی یہ لازم باطل ہے۔ چونکہ وہ جملہ عیوب سے پاک ہے اور اپنی مخلوق یعنی غیر جنس سے کسی کو بیٹا بنانا۔ (باقی تفسیر میں)

Marfat.com

تکویر کے معنی ہیں لپیٹنے کے کہیں اسکو ایلاج سے تعبیر کیا ہے کہیں غشیان سے تعبیر کیا ہے مطلب سب کا یہ ہے کہ رات کے بعد دن اور دن کے بعد رات آتے جاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دن کی روشنی پر رات چھائی اور رات کی تاریکی پر دن چھا گیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ موسم سرما اور موسم گرما میں رات دن کی کمی بیشی کی جانب اشارہ ہو۔ سورج اور چاند کی تسخیر اور ان کا کام میں لگے رہنا ظاہر ہی ہے۔ ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ عالم بالا کے یہ کرے کسی کے تابع فرمان ہیں جو بلا کم وکاست خدمت انجام دے رہے ہیں اور مقررہ وقت تک یہ اپنا کام اسی طرح کرتے رہیں گے اور یہ مقررہ وقت قیامت کا پہلا نفخہ ہے اس پہلے صور پر تمام کارخانہ درہم برہم ہوجائے گا۔ کمال قوت کا مالک یعنی سب پر حکمراں ہے۔ قوموں کا پست وبالا کرنا اُس کے اختیار میں ہے۔ غفار ہے۔ یعنی باوجود طاقت کے کسی کو فوراً نہیں پکڑتا بلکہ مہلت دیتا ہے اور بہت سے گناہگاروں کو معاف کرتا رہتا ہے ؎ ولیکن خداوند بالا و پست ٭ بعصیاں در رزق برکس نہ بست ٭ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ لپیٹتا ہے یعنی ایک پردہ دوسرا چلا آتا ہے تو ٹوٹا نہیں پڑتا ۱۱ (۵) اسی

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۝۵ خَلَقَكُمْ

کہ ان میں سے ہر ایک ایک وقت مقررہ تک چلتا رہے گا آگاہ رہو وہ خدا بڑا زبردست اور بڑا بخشنے والا ہے۔ اسی نے تم لوگوں کو ایک

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ

نفس واحدہ یعنی آدم سے پیدا کیا اور اُسی نے اس نفس واحدہ سے اس کا جوڑا بنایا اور اسی نے تمہارے لئے

مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ

چوپایوں میں سے آٹھ نر اور مادہ پیدا کئے وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں

خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

بتدریج ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر تین تاریکیوں میں بناتا ہے وہی اللہ تعالیٰ تو

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۶ اِنْ

تمہارا پروردگار ہے اسی کی سلطنت ہے بجز اسکے کوئی اور دوسرا عبادت کے لائق نہیں ہے تو پھر اب تم پھرے کہاں چلے جا رہے ہو، اگر

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ

تم کفر کروگے تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ تم سے مستغنی اور بے پرواہ ہے اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند

الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

نہیں کرتا اور اگر تم شکر بجالاؤگے تو وہ تمہارے لئے اس شکر کو پسند کرے گا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا

وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

بوجھ نہیں اُٹھائے گا پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہوگا سو جو اعمال تم دنیا میں

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷ وَاِذَا

کرتے رہے ہو ان سب کی حقیقت سے وہ تم کو آگاہ کردیگا یقیناً وہ لوگوں کے سینوں کی باتوں تک سے بخوبی واقف ہے اور انسان کو جب

مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا

کوئی سختی پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کی طرف پوری طرح رجوع ہوکر اس کو پکارنے لگتا ہے پھر جب خدا تعالیٰ

خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ

اس انسان کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما دیتا ہے تو جس سختی کو دور کرنے کیلئے وہ خدا کو اس نعمت سے پہلے پکار رہا تھا اسے بھول جاتا ہے

نے تم کو پیدا کیا ایک نفس واحدہ سے اور اسی نے اس نفس واحدہ سے اسکا جوڑا بنایا اور اسی نے تمہارے لئے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے یعنی نر مادہ پیدا کئے وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں بتدریج ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت اور دوسری کیفیت کے بعد تیسری کیفیت پر تین تاریکیوں میں بناتا ہے وہی اللہ تعالیٰ تو تمہارا پروردگار ہے اُسی کی سلطنت اور اُسی کا راج ہے اس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں ہے تو پھر اب تم کہاں پھر کر چلے جا رہے ہو ٭ یعنی نفس واحدہ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اُن سے اُن کا جوڑا یعنی حضرت حوا کو بنایا اور ان دونوں سے اولاد آدم کا سلسلہ شروع ہوا۔ چوپایوں کا ذکر آٹھویں پارے میں مفصلاً گزر چکا ہے مراد ان سے بیل۔ اُونٹ۔ بکری اور بھیڑ ہیں چونکہ انسانی زندگی میں یہ چوپائے بہت ضروری ہیں اس لئے فرمایا۔ انزل لکم۔ چونکہ ہر چیز کی پیدائش کے اسباب آسمان سے ہی ہوتے ہیں اس لئے شاید انزل فرمایا۔ ہم نے ترجمے میں پیدا کئے کیا ہے۔ پھر تمام انسانی پیدائش کا ذکر فرمایا کہ اس نے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں مختلف کیفیات کے ساتھ پیدا کیا یعنی پہلے نطفہ پھر خون پھر لوتھڑا وغیرہ وقد خلقکم اطواراً۔ تین تاریکیوں سے مُراد ماں کا پیٹ۔ رحم اور مشیمہ یعنی جھلی جو بچے کے ساتھ نکلتی ہے۔ پیدائش کا یہ سلسلہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ جو پروردگار ان صفات حامدہ سے متصف ہے وہی تو تمہارا پروردگار اور رب ہے، اسی کی ہر جگہ حکومت ہے اس کے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں۔ پھر تم راہ حق معلوم کر لینے کے بعد کہاں پھیرے جاتے ہو اور منہ پھیر کر کہاں بھاگے چلے جاتے ہو۔ (۶) اگر تم کفر اختیار کروگے اور کافرانہ روش پر چلوگے تو یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ تم سے مستغنی ہے اور وہ تمہاری عبادت کا محتاج نہیں ہے اور وہ بندوں کے لئے کفر ناسپاسی کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر بجالاؤ گے یعنی اسلام قبول کرلوگے وہ تمہارے لئے اس شکر کو پسند کریگا اور کوئی بوجھ اٹھانیوالا کسی دوسرے کے بوجھ کو نہیں اٹھائے پھر تم سب کی بازگشت اپنے پروردگار کی طرف ہوگی اور تم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہوگا بس جو اعمال تم دنیا میں کرتے رہے ہو وہ اُن سب کی حقیقت سے تم کو آگاہ کردے گا اور تم کو بتلادیگا یقیناً وہ لوگوں کے سینوں تک کی باتوں سے بخوبی واقف ہے اور اُن کو جانتا ہے ٭ مطلب یہ ہے کہ اگر کفر کروگے تو اسکو کوئی پروا نہیں اور نہ اس کا کچھ ضرر ہے اور نہ وہ کسی کی عبادت کا محتاج ہے اور اسکو اپنے بندوں کا کفر کرنا جس میں شرک بھی آگیا پسند نہیں۔ اور اگر تم شکر بجالاؤ اور اسلام قبول کرلو اور اطاعت بجالاؤ تو وہ اس شکر کو پسند کرتا ہے اور شکر سے راضی ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کوئی بوجھ اُٹھانیوالا کسی دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا بلکہ جو جیسا کریگا ویسا بھریگا۔ اور تم سب کو اُسی کے حضور میں حاضر ہونا ہے پھر وہ تم کو تمہارے اُن اعمال کی حقیقت بتادے گا جو تم دنیا میں کرتے رہے ہو۔ کیونکہ وہ تو سینوں تک کی خفیہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ عبادہ میں مفسرین کے دو قول ہیں لیکن راجح یہی ہے کہ کفر کا فر کا ناپسند ہے اللہ تعالیٰ کو اور اللہ تعالیٰ راضی نہیں اس کفر سے قتادہ اور دوسرے سلف کا قول یہی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ کفر سے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے اور چونکہ تمہارے لئے ضرر رساں ہے اس لئے اللہ تعالیٰ بھی اسکو تمہارے لئے پسند نہیں کرتا اور شکر چونکہ بندوں کے لئے نافع ہے اس لئے وہ بھی تمہارے لئے شکر کو پسند کرتا ہے۔ اور یہ خیال نہ کیا جائے کہ کفر اور نافرمانی کا بار کسی دوسرے پر پڑ جائیگا (باقی صفحہ ۷۳۳ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۳۲) بلکہ ہر شخص کو اپنے اعمال کا بار اور بوجھ اُٹھانا ہوگا اور حدیث میں جو آتا ہے۔ من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بہا۔ اُسکو ہم سورۂ عنکبوت میں عرض کر چکے ہیں
وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ (۷) اور انسان کو جب کوئی سختی اور تکلیف پہونچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی جانب پوری طرح رجوع ہو کر اس کو پکارنے لگتا ہے پھر جب اللہ تعالیٰ اس انسان کو اپنی طرف سے کوئی
نعمت عطا فرما دیتا ہے تو جس سختی کو دُور کرنے کیلئے وہ اس نعمت سے پہلے اللہ تعالیٰ کو پکار رہا تھا وہ اُسکو بھول جاتا ہے۔ تفسیر صفحہ ہذا۔ اور دُوسروں کو اللہ تعالیٰ کا ہمسر اور شریک ٹھہرانے اور بنانے لگتا ہے
جس کا انجام اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی گمراہی کے علاوہ دُوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ سے بے راہ اور گمراہ کرتا ہے اے پیغمبر آپ ایسے شخص سے کہدیجئے کہ تو اپنے کفر اور ناسپاسی سے اور تھوڑے دنوں فائدہ اُٹھالے
بلاشبہ تو اہل دوزخ سے ہے۔ یہ انسان شاید ابوجہل ہے یا ہر کافر اور ناسپاس مُراد ہے کہ جب کوئی بلا اور سختی آتی ہے تو مشرک اپنے معبودان باطلہ سے توجہ ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اسی کی

قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ
اور دُوسروں کو خدا کا ہمسر اور شریک بنانے لگتا ہے جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو خدا کی راہ سے بے راہ کرتا ہے اے پیغمبر آپ ایسے شخص سے
تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ﴿۸﴾ اَمَّنْ
کہدیجئے کہ تو اپنے کفر سے اور تھوڑے دنوں فائدہ اٹھالے یقینًا تو اہل جہنم میں سے ہے۔ بھلا وہ شخص
هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ
جو رات کی گھڑیاں سجدے اور قیام کی حالت میں عبادت کرتے ہوئے گزارتا ہو نیز
الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ
آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے رب کے فضل و مہربانی کی اُمید رکھتا ہو تو کیا ایسا نیک شخص اس مشرک کے برابر ہو سکتا ہے۔ آپ فرما دیجئے
يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا
کیا وہ لوگ جو حقیقت آشنا ہیں اور وہ جو حقیقت سے ناواقف ہیں کہیں برابر ہو سکتے ہیں بس ان دلائل سے وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے
الْاَلْبَابِ ﴿۹﴾ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ
ہیں جو اہل عقل و خرد ہیں اے پیغمبر آپ میرے مسلمان بندوں سے یہ فرما دیجئے کہ اے میرے ایمان والے بندو اپنے رب سے ڈرتے رہو جو لوگ
اَحْسَنُوْا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ
اس دنیا میں بھلے کام کیا کرتے ہیں ان کے لئے آخرت میں بھی بھلائی ہے اور اللہ کی زمین
وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾
بڑی فراخ ہے جو لوگ مصائب و آلام پر ثابت قدم رہنے والے ہیں انکو ان کے صبر کا صلہ بیشمار ہی دیا جائے گا یعنی بھرپور۔
قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾
آپ کہدیجئے مجھ کو تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں خالص خدا ہی کی اطاعت کے اعتقاد سے اللہ کی عبادت کروں
وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ
اور نیز مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں ہوں سب سے پہلے حکم بردار۔ آپ کہدیجئے اگر میں اپنے رب کا حکم
اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ
نہ مانوں تو میں ایک بڑے سخت دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ آپ کہدیجئے میں تو اللہ کی عبادت اس طرح کرتا ہوں

طرف رجوع ہو کر اُسی کو پکارنے لگتا ہے۔ پھر جب وہ سختی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دُور کر دیتا ہے خواہ وہ مرض ہو یا سمندر کا طوفان ہو یا کاروبار کی پریشانی ہو وغیرہ وغیرہ تو وہ اُس سختی کو یا اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے یعنی نہ وہ بلا یاد رہتی ہے نہ خدا یاد آتا ہے اور یہی نہیں بلکہ پھر وہ مشرک اپنے شرک کی طرف لوٹ جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو گمراہ کرے۔ یعنی خود تو گمراہ ہوتا ہی ہے بلکہ دُوسروں پر بھی اسکی گمراہی کا اثر پڑتا ہے آگے بطور تہدید فرمایا کہ اے محمدؐ ایسے نالائق احسان فراموش سے کہدو کہ اچھا تو اپنے کفر کا کچھ اور دن فائدہ اٹھالے۔ آخر کار تو جہنمی ہے۔ مشرک کی مذمت فرمائی کہ مطلب نکل جانے کے بعد پھر بتوں کو پکارنے لگتا ہے یہ مضمون اور بھی کسی جگہ گزر چکا ہے آگے اہل توحید کی مدح و ثنا ہے۔
(۸) بھلا وہ شخص جو رات کی گھڑیاں سجدے اور قیام کی حالت میں عبادت کرتے ہوئے گذارتا ہو نیز آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے پروردگار کے فضل و مہربانی کی اُمید رکھتا ہو کیا ایسا عبادت گذار شخص اُس مشرک مذکور کے برابر ہو سکتا ہے جس کا ذکر ابھی اوپر ہوا۔ آپ اے پیغمبر
ع ۱ فرمائیے کیا وہ لوگ جو اہل علم اور حقیقت آشنا ہیں
۹ اور وہ جو جاہل اور حقیقت سے ناآشنا ہیں کہیں برابر
۱۵ ہو سکتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ ان دلائل سے وہی لوگ نصیحت پکڑتے اور نصیحت مانتے ہیں جو اہل عقل و خرد ہیں۔ اس آیت سے مُراد حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر ہیں۔ ابن عمر نے کہا مراد حضرت عثمان ہیں۔ کلبی نے کہا حضرت عمار اور سلمان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ قانتٌ سے مُراد طویل قیام کرنیوالا۔ اور یہ جو فرمایا کہ باوجود کثرت عبادت کے آخرت سے ڈرتا اور اپنے رب کی رحمت کی اُمید رکھتا ہے۔ یہ علامت ہے خالص مومن کی۔ یعنی نہ مایوس نہ بالکل بے خوف۔ اہل علم سے مراد علماء باعمل ہیں جو عامل نہیں وہ باوجود علم کے جاہل ہیں۔ بہرحال بھلے اور بُرے میں مساوات نہیں (۹) اے پیغمبر آپ میرے ایمان والے بندوں سے فرما دیجئے کہ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ جو لوگ اس دنیا میں بھلے اور اچھے کام کیا کرتے ہیں اُن کے لئے آخرت میں بھی بھلائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت وسیع اور فراخ ہے جو لوگ مصائب و آلام پر سہار کرتے ہیں اور ثابت قدم رہتے اور صبر کرنیوالے ہیں تو سوائے اس کے نہیں کہ انکے صبر کا صلہ ان کو بیشمار اور ان گنت دیا جائے گا۔ یعنی اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ طاعت اور فرماں برداری اور
خشیت الٰہی اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہا کریں اور بھلائیوں پر مداومت رکھیں کیونکہ جو لوگ اس دُنیا میں بھلائی اور نیک کاموں کے خوگر ہوتے ہیں ان کو بھلائی یعنی جنت ہے۔ بعض لوگوں نے فی الدنیا کو حسنۃ کے متعلق کہا ہے اور یوں معنی کئے ہیں کہ جو بھلے کام کرتے ہیں ان کو دنیا میں بھی بھلائی ہے یعنی صحت وعافیت عطا ہوتی ہے بہرحال دنیا میں صحت وعافیت اور آخرت میں بہشت عطا ہوتی ہے اس طرح مفسرین کے دونوں قول جمع ہو سکتے ہیں۔ پھر اگر وطن میں کوئی نیک کاموں سے مانع ہو اور تم میں دفاع کی طاقت اور قوت نہ ہو تو وطن سے ہجرت کر کے کوئی ایسی جگہ اختیار کر لو جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کوئی مزاحم نہ ہو کیونکہ میری زمین وسیع ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت مجاہد نے آیت کی تفسیر ہجرت سے کی ہے۔ اور مکہ والوں کو ہجرت کی ترغیب کے لئے اس آیت کا شان نزول فرمایا۔ پھر ہجرت کرنے یا نہ کرنے کچھ مصائب و آلام آئیں اُن کو خندہ پیشانی کیساتھ برداشت کرنے اور اُن پر صبر کرنیوالوں کو بغیر حساب اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔ یعنی بہت اجر دیا جائیگا۔ اور بھرپور ملے گا اجر صبر کرنیوالوں کو (۱۰)۔
(باقی صفحہ ۷۳۴ پر)

Marfat.com

مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ
کہ اپنی عبادت کو خالص اسی کیلئے رکھتا ہوں۔ اب رہے تم تو خدا کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے پھرو۔ آپ ان سے فرما دیجئے
اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَ اَهْلِیْهِمْ یَوْمَ
حقیقی نقصان میں وہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے متعلقین کو نقصان میں ڈال بیٹھے آگاہ ہو
الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ
یہ قیامت کے دن کا گھاٹا ہی تو صریح گھاٹا ہے۔ ان گھاٹے والوں کے
فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ
اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور ان کے نیچے بھی آگ کے سائبان ہوں گے وہ عذاب یہی ہے
یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَ الَّذِیْنَ
جس سے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اے میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور جن لوگوں نے
اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ
بتوں کے پوجنے سے اجتناب کیا اور وہ ہمہ تن خدا ہی کی طرف متوجہ رہے تو ان کے لئے
الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ
خوشخبری ہے سو اے پیغمبر آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔ جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں
فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ
پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کی خدا نے رہنمائی فرمائی اور
اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ
یہی وہ لوگ ہیں جو اہل عقل و خرد ہیں۔ بھلا جس شخص پر عذاب کا حکم ثابت ہو چکا ہو
اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ ﴿۱۹﴾ لٰكِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا
تو کیا آپ ایسے شخص کو چھڑا سکتے ہیں جو دوزخ میں پڑا ہوا ہے۔ مگر ہاں وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے
رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِیَّةٌ ۙ تَجْرِیْ
تو ان کے رہنے کے لئے ایسے بالاخانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں ان بالاخانوں کے نیچے

(بقیہ صفحہ ۴۳۲) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے مجھ کو تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں خالص خدا کی ہی کے اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں (۱۱) اور نیز مجھ کو حکم دیا گیا ہوں کہ سب مسلمانوں سے پہلے مسلمان ہوں (۱۲) آپ یہ بھی کہدیجئے اگر میں اپنے پروردگار کا حکم نہ مانوں تو میں ایک سخت دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۞ پہلے اخلاص کا حکم دیا گیا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت پر اعتقاد رکھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یعنی نری اُسی کی بندگی ہو اُس کی عبادت میں کوئی دُوسرا شریک نہ ہو نہ تو عبادت میں ریا ہو اور نہ غیر اللہ کی عبادت ہو۔ دُوسرے یہ کہ اس اُمت میں سب مُسلمانوں میں سے پہلے میں اسلام کے حق ہونے کو مانوں اور اسلام کے حق ہونیکا اظہار کروں۔ اور اگر بفرض محال مجھ سے اپنے پروردگار کی کوئی نافرمانی ہو جائے تو میں قیامت کے دن کے عذاب اور اُس بڑے دن کی پکڑ سے ڈرتا ہوں بڑا دن فرمایا قیامت کو (۱۳) آپ کہدیجئے میں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ اپنی عبادت کو خالص اور صرف اُسی کے لئے رکھتا ہوں ۞ (۱۴) تفسیر صفحہ ہذا۔ یعنی اُس کی عبادت سوائے اُس کے کسی کی نہیں کرتا نہ اُس کی عبادت میں کسی دُوسرے کو شریک کرتا ہوں بلکہ نری اور خالص اُسی کی عبادت کا اعتقاد رکھ کر اُس کی بندگی کرتا ہوں (۱۴) پس اب تم اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی چاہو پُوجا کرتے پھرو آپ ان سے فرما دیجئے حقیقی نقصان، ٹوٹے اور ہار میں وہی ہیں جو قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے متعلقین کو نقصان میں گنوا بیٹھے۔ آگاہ ہو یہ قیامت کے دن کا گھاٹا ہی تو صریح گھاٹا ہے ۞ اپنی عبادت کے خالص ہونیکا اعلان کرنیکے بعد بطور توبیخ اور تہدید کے فرمایا۔ میں نے تو اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا اب تمہارا جو جی چاہے کرتے پھرو۔ البتہ یہ یاد رکھو کہ اصلی نقصان اُٹھانیوالے وہی لوگ ہیں جو قیامت کے دن سب کچھ ہار بیٹھے اور اپنی جانوں کو اور اپنے گھروالوں کو خسارے میں دے بیٹھے اور گنوا بیٹھے یہی نقصان تو صریح نقصان اور گھاٹا ہی گھاٹا ہے (۱۵) ان صریح نقصان اُٹھانیوالوں کیلئے اوپر بھی آگ کے سائبان ہوں گے اور اُن کے نیچے بھی آگ کے سائبان ہوں گے وہ عذاب یہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے سو اے بندو میرے مجھ سے ڈرتے رہو ۞ یا تو مطلب یہ ہے کہ اوپر بھی اور نیچے بھی سب طرف جہنم کی آگ اور اس کے شعلے محیط ہوں گے۔ یا مطلب یہ ہے کہ آگ میں گرتے چلے جائیں گے نیچے کی آگ سائبان بنتی چلی جائیگی یعنی اوپر تھے نیچے آگ کی زمین تھی جب اس زمین کے نیچے اُتر گئے تو وہ سائبان ہو گئی جس طرح اُوپر سے گرنیوالا دھنستا چلا جائے تو ہر منزل اُس کی چھت بنتی رہے گی یا اُوپر کا دُھواں اور نیچے آگ کا بچھونا۔

اعاذنا اللہ منہا نستغفرک ونتوب الیک۔

یہ عذاب ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے کہ کفر و شرک اور معاصی سے باز آجاؤ ورنہ وہاں کا عذاب الیما ہے آخر میں فرمایا میرے بندو مجھ سے ڈرتے رہو یعنی خوف علی الدوام ہو تا کہ نفس پر قابو قائم رہے (۱۶) اور جن لوگوں نے بتوں سے یا شیاطین کی عبادت سے اجتناب کیا اور وہ پُوری طرح اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع اور متوجہ رہے ایسے لوگوں کے لئے بشارت اور خوش خبری ہے اور وہ خوش خبری سُنانے کے مستحق ہیں اے پیغمبر میرے اُن بندوں کو خوش خبری سُنا دیجئے (۱۷) جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اُس کی اچھی اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں اور اُن پر چلتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی اور ہدایت دی اور یہی وہ لوگ ہیں جو صاحبان عقل و خرد ہیں ۞ طاغوت کی تفسیر کئی جگہ گزر چکی ہے اس سے مراد یا تو بُت اور اصنام ہیں یا شیطان ہیں جو لوگ اس قسم کی سرکش طاقتوں سے مجتنب رہے اور ان کی عبادت سے بچے رہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع رہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی غیر اللہ کو شریک نہیں کیا اور صرف اللہ کی عبادت کرتے رہے ان کے لئے دُنیا میں بھی بشارت ہے اور آخرت میں بھی جیسا کہ ہم گیارھویں پارے میں لھم البشریٰ فی الحیوٰۃ الدنیا وفی الاخرۃ۔ کی تفسیر میں کہہ آئے ہیں اور جب یہ لوگ مستحق بشارت ہیں تو اے پیغمبر میرے ان بندوں کو بشارت دیدیجئے جو باوجود اجتناب طاغوت اور انابت الی اللہ کے اس صفت کیساتھ بھی متصف ہیں جو کلام الٰہی کو کان لگا کر سنتے ہیں اور پھر اس کلام کے تمام احکام کی خواہ وہ اوامر ہوں یا نواہی اُن کی پیروی کرتے ہیں۔ اور چونکہ وہ تمام ہی احکام اچھے ہیں، اس لئے فرمایا فیتبعون احسنہ یہ مطلب نہیں کہ اچھی باتوں پر چلتے ہیں اور بُری باتیں چھوڑ دیتے ہیں۔ تمام کلام اچھا ہے تو سب پر عمل کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرمائی ہے اور یہی لوگ صاحب خرد ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چلتے ہیں اس کے نیک پر (باقی ۴۳۵ پر)

(باقی ۴۳۵ پر)

۱۹

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۳۴) یعنے حکم پر چلنا کہ اس کو کرتے ہیں منع پر چلنا کہ اس کو نہیں کرتے اس کا کرنا نیک ہے اس کا نہ کرنا نیک ہے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جملہ اوامر و نواہی کا اتباع نیک ہی نیک ہے۔ بعض مفسرین کے اور بھی اقوال ہیں مثلاً واجب اور مستحب اوامر پیش آئیں تو واجب کو اختیار کریں اور مباح اور مستحب پیش آئیں تو مستحب کو اختیار کرتے ہیں عزیمت و رخصت کے امور پیش آئیں تو عزیمت کو اختیار کرتے ہیں۔ قصاص لینے اور معاف کرنیکا معاملہ ہو تو معاف کرنیکا اختیار کرتے ہیں۔ غرض جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب حاصل ہوتا ہو اُس کو اختیار کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو زمانۂ جاہلیت میں بھی توحید کے قائل تھے۔ مثلاً سعید بن زید۔ ابوذر غفاری اور سلمان فارسی وغیرہم بہرحال ہم نے ترجمے اور تیسیر میں مشہور اور راجح قول کو اختیار کرلیا ہے اور فیستمعون القول سے مراد قرآن لیا ہے۔ (۱۸) بھلا جس شخص پر عذاب کا حکم ثابت ہو چکا ہے تو کیا آپ ایسے شخص کو بچا سکتے ہیں جو آگ میں پڑا ہوا ہو؛ یعنی جس شخص کے لئے کلمۂ عذاب سبقت کرچکا ہو اور علم ازلی میں یہ بات

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ ۬ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿٢٠﴾

نہریں بہہ رہی ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے اور اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي

اے مخاطب کیا تونے اس بات پر غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمان کی جانب سے پانی نازل کیا پھر اس پانی کو زمین کے ان مقامات میں داخل

الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ

کرتا جو پانی بہنے اور نکلنے کے مقامات ہیں پھر وہ اس پانی سے گونا گوں قسم کی کھیتی اُگاتا ہے پھر وہ کھیتی بالکل خشک ہو جاتی ہے

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

پھر تو اس کو دیکھتا ہے کہ وہ زرد پڑ گئی پھر خدا اس کو چورا چورا کر ڈالتا ہے۔ بے شک کھیتی کی اس مذکورہ حالت میں

لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿٢١﴾ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ

اہل عقل و خرد کے لئے بڑی عبرت ہے۔ کیا بھلا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کیلئے

لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰي نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ

کھول دیا ہوا ور وہ اپنے رب کی جانب سے ایک عطا کردہ روشنی پر ہو تو کہیں یہ کسی سخت دل کے برابر ہو سکتا ہے

قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٢﴾

سو ایسے لوگوں کیلئے بڑی خرابی ہے جن کے دل خدا کے ذکر کی طرف سے سخت ہیں یہی لوگ صریح گمراہی میں مبتلا ہیں

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ

اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے وہ کلام ایک ایسی کتاب ہے جس کے مضامین باہم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ

اسکی باتیں بار بار دہرائی گئی ہیں اس کتاب سے ان لوگوں کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر انکے جسم

جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ

اور ان کے دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کیطرف متوجہ ہو جاتے ہیں یہ کتاب مذکور اللہ کی ہدایت ہے

يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

وہ اس کے ذریعہ سے جس کی چاہتا ہے رہنمائی فرماتا ہے اور جس گم کردہ راہ کی خدا رہنمائی نہ کرے اسے کوئی

متحقق ہو چکی ہے کہ وہ جہنم میں جانیوالا ہے تو بھلا آپ ایسے شخص کو جہنم کی آگ سے کس طرح بچا سکتے ہیں اور نجات دلا سکتے ہیں یعنی جو شخص اپنی سوءِ استعداد کے باعث جہنمی ٹھہر چکا اس کو بچانا کس کے بس کی بات ہے (۱۹) مگر ہاں وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں تو اُن کے رہنے کے لئے ایسے بالاخانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں ان بالاخانوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ وعدے کا خلاف نہیں کرتا؛ یہ متقی لوگ شاید وہی ہیں جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کئی کئی منزل کے مکان ہوں گے بالاخانوں میں کھڑکیاں اور جھروکے ہوں گے۔ تفسیر صفحہ ہذا۔ بالاخانے پر بالاخانے نیچے نہریں جاری ہیں آخر میں تاکید کے لئے فرمایا متقیوں کے لئے یہ اللہ نے وعدہ کیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتے۔ یعنی تفریح کے تمام سامان مکمل ہوں گے۔

ع ۱۲/۱۶ اوپر کی آیتوں میں تقوے والوں کی تعریف تھی پھر بیچ میں ازلی اہلِ شقاوت کا ذکر فرمایا اب آگے دُنیا کی بے ثباتی اور زوال کا ذکر فرمایا (۲۰) کیا اے مخاطب تونے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کی جانب سے پانی نازل فرمایا پھر اس پانی کو زمین کے اُن مقامات میں داخل کر دیا جو پانی بہنے اور نکلنے کے مقامات ہیں یعنی اُن سوتوں میں پانی کو پہونچا دیتا ہے جن سوتوں سے وہ پانی کنوئیں یا چشموں سے بآسانی حاصل کیا جا سکتا ہے پھر اس پانی سے مختلف اور گونا گوں رنگوں کی کھیتیاں پیدا کرتا اور نکالتا ہے۔ پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے بس اے مخاطب تو اس کو زرد رنگ دیکھتا ہے پھر وہ اس کھیتی کو چورا کر ڈالتا ہے بیشک کھیتی کی اس مذکورہ حالت میں اہلِ عقل و خرد کیلئے نصیحت و عبرت ہے: بعض حضرات نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت کی دلیل ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ یہ دُنیا کی بے ثباتی اور اس کی فنا کی دلیل ہے۔ یا یہ انسانی زندگی کی مثال ہے بہرحال ایک چیز کو بنانا اور ایک وقت تک اسکو قائم رکھنا پھر اس کو فنا کر دینا یہ ہر ایسی چیز کی مثال ہے۔ انسانی زندگی بھی ایسی ہی ہے کہ بڑھتے بڑھتے جوانی آئی بڑھاپے کی سفیدی آئی اور موت نے ٹھکانے لگا دیا۔ مختلفا الوانہ کی تفسیر بعض حضرات نے کھیتی کے مختلف اقسام کیساتھ کی ہے اقسام سے مراد جیسے چنے۔ جو گیہوں وغیرہ۔ سورۂ کہف میں گزر چکا؛ فاصبح هشيما تذروه الرياح وكان الله على كل شئ مقتدرا (۲۱) بھلا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کی جانب سے عطا کردہ روشنی پر ہو تو کہیں ایسا شخص اہلِ قساوت کے برابر ہو سکتا ہے سو ایسے لوگوں کیلئے بڑی خرابی ہے جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف سے سخت ہیں اور یہی لوگ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں: اہلِ حق اور اہلِ باطل دونوں فرقوں کا ذکر فرمایا۔ ایک تو وہ لوگ ہیں جن کے قلوب اللہ تعالیٰ نے حق کی قبولیت کے لئے کھول دیئے ہیں اور وہ اپنے پروردگار کے عطا کردہ نورِ ہدایت پر قائم ہیں اور ہدایت کے مقتضا پر چل رہے ہیں یعنی اعتقاد اور عمل صحیح کو اختیار کر چکے ہیں اور دوسرے جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کیطرف سے سخت ہیں یہ دونوں فریق کہیں برابر ہو سکتے ہیں یعنی ایک مومن کامل اسلامی احکامات کا پابند دوسرا اللہ کی یاد سے بھاگنے والا اور سنگدل دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ پھر اُن لوگوں کے انجام کی خرابی بیان کی جن کے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سخت ہیں یعنی سُنتے ہی نہیں اور ذکر الٰہی سے اور قرآنی مضامین سے متاثر نہیں ہوتے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

کیا بھلا وہ شخص جو قیامت کے دن بُرے اور بدترین عذاب کو اپنے مُنہ پر روکتا ہوا اور اپنے مُنہ کو قیامت کے دن سخت عذاب کیلئے سپر بنادے تو کیا یہ معذب اس کے برابر ہوسکتا ہے جو عذاب سے مامون ہو اور ظالموں سے کہا جائیگا کہ جو کمائی تم دنیا میں کرتے رہے ہو اس کے وبال کا مزا چکھو :: یعنی جب آگ میں ڈالا جائے گا تو پہلے جس چیز کو آگ لگے گی وہ مُنہ ہوگا۔ سورۂ فصلت میں انشاء اللہ آجائے گا۔ افمن یلقی فی النار خیرام من یاتی آمنا یوم القیٰمۃ ۔ یا یہ مطلب ہو کہ تمام بدن طوق وسلاسل میں جکڑا ہوا ہوگا مگر مُنہ کھلا ہوا ہوگا ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے اس لئے فرمایا افمن یتقی بوجھہ مقصد آگے میں جانا ہے آگے منکرین قیامت اور منکرین عذاب کو تنبیہہ ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۴) ان لوگوں سے پہلے جو لوگ ہوگزرے ہیں انھوں نے بھی حق کو جھٹلایا تھا اور دینِ حق کی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا تھا پھر ان پر عذاب ایسے طور پر آیا اور ایسی جگہ سے آیا جہاں سے عذاب آنے کی اُن کو خبر بھی نہ تھی :: یعنی وہ لوگ جو اُن سے پہلے ہوگزرے ہیں انھوں نے بھی رسولوں کو اور ان کی باتوں کو جھوٹا بتایا تھا آخر کار اُن

مَنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾ أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ

راہ دکھانیوالا نہیں۔ کیا بھلا وہ شخص جو قیامت کے دن بدترین عذاب اپنے منہ پر روکتا ہو کہیں وہ اُس جیسا ہوسکتا ہے جو

الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾

عذاب سے مامون ہو اور ظالموں سے کہا جائیگا کہ جو کمائی تم دنیا میں کرتے رہے ہو اُس کے وبال کا مزہ چکھو۔

كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

ان لوگوں سے پہلے جو لوگ ہوگزرے ہیں انہوں نے بھی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا تھا پھر ان پر عذاب ایسی جہت سے آیا

يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ

جس کی ان کو خبر بھی نہ تھی۔ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی دنیا کی زندگی میں ذلت و رسوائی کا مزہ چکھایا

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

اور آخرت کا عذاب تو یقیناً اس سے کہیں بڑا ہے۔ کاش یہ لوگ اس بات کو سمجھتے۔ اور بلاشبہ ہم نے

لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ

اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ یہ لوگ

يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾ قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ

نصیحت حاصل کریں۔ اس قرآن کی حالت یہ ہے کہ یہ عربی زبان میں ہے اسمیں کسی قسم کی پیچیدگی نہیں تاکہ یہ لوگ اسکی تکذیب سے

يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ

بچیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک شخص یعنی غلام ہے کہ اس غلام میں چند آدمی شریک ہیں اور شرکاء بھی آپس میں ایک دوسرے کے سخت مخالف

وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ

اور بدخو ہیں اور ایک اور غلام ہے جو سالم ایک ہی شخص کا غلام ہے کیا ان دونوں غلاموں کی حالت یکساں ہوسکتی ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کو سزاوار ہیں

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ﴿٣٠﴾

مگر ان کافروں میں سے اکثر نہیں سمجھتے۔ اے پیغمبر کچھ شک نہیں کہ آپ کو بھی مرنا ہے اور یقیناً ان منکروں کو بھی مرنا ہے

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾

پھر تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے رو برو اپنا اپنا معاملہ پیش کروگے

پر عذاب ایسی جہت سے آیا جس کی اُن کو خبر بھی نہ تھی اور گمان بھی نہ تھا (۲۵) سو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی دنیا کی زندگی میں ذلت و رسوائی کا مزا چکھایا اور آخرت کا عذاب تو یقیناً اس سے کہیں بڑا ہے کاش یہ لوگ اس بات کو سمجھتے :: یعنی دُنیا میں ذلت و رسوائی کا مزا چکھنا پڑا اور آخرت کا عذاب یقیناً بہت بڑا اور بڑا سخت ہے۔ یعنی دُنیا کی رسوائی کو اُس سے کوئی نسبت نہیں۔ اللّٰھم اجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ کاش یہ بھی ان باتوں کو سمجھ جاتے اگر سمجھ جاتے تو تکذیب اور جھٹلانے کا طریقہ نہ اختیار کرتے (۲۶) اور بلاشبہ ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں اور عمدہ مضامین بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ سوچیں اور نصیحت قبول کریں (۲۷) اس قرآن کی کیفیت یہ ہے کہ یہ عربی زبان کا قرآن ہے اس میں کسی قسم کی پیچیدگی اور کجی نہیں تاکہ یہ لوگ اس کی تکذیب سے بچیں :: یعنی عمدہ مضامین اور مثالیں تاکہ ان کو سوچنے اور سمجھنے کا موقع ملے اور نصیحت پکڑیں پھر یہ قرآن عربی زبان میں ہے۔ چونکہ اہلِ عرب مخاطب اول ہیں اس لئے عربی میں نازل فرمایا تاکہ ان کو خود سمجھ کر دُوسروں کو سمجھانے میں آسانی ہو کتاب میں کوئی کجی اور ہیر پھیر نہیں بالکل سیدھی کتاب ہے۔ جیسا کہ سورۂ کہف کی ابتدائی آیتوں میں بیان ہو چکا ہے۔ بہرحال ہدایت کے لئے جیسی کتاب کی ضرورت تھی وہ سب باتیں اس میں علی وجہ الکمال مذکور ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ کفر سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں۔ بعض حضرات نے غیر ذی عوج۔ کی تفسیر مرفوع حدیث سے غیر مخلوق بھی کی ہے اس حدیث کے راوی حضرت انس ہیں۔ آگے مشرک اور موحد کے مابین جو تفاوت ہے اس کی مثال بیان فرمائی (۲۸) اللہ تعالیٰ نے ایک مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص غلام ہے جس میں بہت سے مالک شریک ہیں۔ یہ شرکاء بھی آپس میں ایک دُوسرے کے سخت مخالف اور بداخلاق ہیں اور ایک اور شخص غلام ہے جو سالم ایک ہی شخص کا مملوک ہے۔ کیا ان دونوں غلاموں کی حالت یکساں ہوسکتی ہے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہیں مگر ان کافروں کے اکثر لوگ نہیں سمجھتے :: کیا عجب مثال ہے۔ فرض کرو ایک غلام کے چند آقا ہیں وہ اپنی خدمت کے لئے طلب کرتا ہے یہ اپنی خدمت کیلئے طلب کرتا ہے نان نفقہ میں ایک دُوسرے پر ٹالتا ہے آقاؤں میں کھینچا تانی ہے اس کے کام میں دیر ہو جائے تو یہ ناراض اُس کے حکم کی تعمیل میں تاخیر ہو جائے تو وہ ناراض غرض یہ غلام ہر وقت پریشان ہے۔ اور ایک غلام صرف ایک ہی آقا کا غلام ہے آقا اس کی تمام ضروریات کا کفیل اور یہ ہمہ تن اُس کی خدمت کے لئے وقف کہاں اس کا اطمینان اور کہاں اس کی پریشانی اور تحیر دونوں برابر نہیں یہی فرق ہے ایک مشرک اور مومن میں۔ الحمد للہ۔ یعنی حق ثابت ہوگیا۔ لیکن ان مشرکوں میں سے اکثر سمجھ سے کام نہیں لیتے کیونکہ سمجھنے کا قصد ہی نہیں کرتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ ایک غلام جو کئی شخص کا ہو کوئی اسکو اپنا نہ سمجھے تو اس کی پوری خبر نہ لے۔ اور ایک غلام جو سارا ایک کا ہو وہ اسکو اپنا سمجھے اور پوری خبر لے یہ مثال ہے جو ایک رب کے بندے ہیں اور جو کئی رب کے بندے ۱۲۔ خلاصہ یہ کہ ایک چند جھگڑالو بداخلاق آقاؤں کا غلام اور ایک صرف حضرت حق تعالیٰ کا غلام اللہ تعالیٰ اُس کا مربی اور پروردگار جو اطمینان اس کو میسر ہوسکتا ہے وہ اطمینان اس مشرک کو کہاں میسر ؟ ۱۲ (۲۹) اے پیغمبر کچھ شک نہیں کہ آپ کو بھی مرنا ہے اور یقیناً ان منکروں کو بھی مرنا ہے

(باقی ضمیمہ میں)

ع ۱۰ ۱۷

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۷۰۰

اور پیچھے چھوڑے اعمال ۱۲ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ سے مراد ہے آخرت اس کے لئے عمل کرو اور مَا خَلْفَكُمْ سے مراد دنیا ہے. تو دنیا سے بچو۔ (۴۵) اور ان کے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی اور ان کے پروردگار کے احکام میں سے کوئی حکم ان کے پاس نہیں آتا مگر یہ کہ وہ اس سے رو گردانی کرتے ہیں اور منہ پھیر لیتے ہیں ؛ یعنی ان کے عناد اور سرکشی کا یہ عالم ہے کہ جو حکم بھی ان کو دیا جاتا ہے اس سے ہی اعراض اور رو گردانی کرتے ہیں (۴۶) اور جب ان دین حق کے منکروں سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تم کو اللہ تعالےٰ نے دیا ہے اس میں سے کچھ خیرات بھی کرو اور خدا کی راہ میں خرچ کرو تو یہ منکر اہل حق سے یوں کہتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا کھلائیں جن کو اگر اللہ تعالےٰ چاہے تو کھانا کھلا دے تم لوگ محض گمراہی میں مبتلا ہو ؛ یعنی اللہ تعالےٰ نے جو روزی تم کو اپنے کرم اور اپنی عنایت سے دی ہے اس میں سے کچھ مساکین کو بھی دیا کرو تو یہ جواب دیتے ہیں کہ جن کو خدا نے نہیں دیا ان کو ہم کیا دے سکتے ہیں. اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو بہت کچھ کھانے کو دے سکتا تھا لیکن جب خدا ہی نے ان کو نہیں دیا تو ہم کیوں دیں. ظاہر ہے کہ یہ جواب انتہائی بخل اور ناسپاسی پر مبنی ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا بعض منکر مدینے میں ایسے تھے کہ جب ان کو خیرات کا حکم ہوا تو کہنے لگے خدا کی قسم جن کو اللہ تعالےٰ نے محتاج کیا ہم ان کو کبھی کچھ نہ دیں گے إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ کا جملہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے منکروں کے حق میں یا مسلمانوں کے قول کی حکایت ہے. یا منکروں کا قول ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو کہا ہو کہ یہ تمہاری گمراہی ہے جن کو خدا نے محتاج کیا ہے ان کی سفارش کر رہے ہو واللہ علم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہی گمراہی ہے نیک کام میں تقدیر کا حوالہ اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا ۱۲ (۴۷) اور یہ منکرین قیامت کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ یہ وعدہ کب پورا ہوگا ؛ یعنی آخر یہ قیامت کب واقع ہوگی اور ہمارے عذاب کا وعدہ کب ظہور پذیر ہوگا (۴۸) یہ لوگ صرف ایک ہولناک آواز اور چیخ کا انتظار کر رہے ہیں جو ان کو آپکڑے گی اور یہ سب اپنے معمول کے موافق کاروبار کے سلسلے میں جھگڑ رہے ہوں گے ؛ یعنی کفار پر قیامت اچانک آجائے گی جب کہ یہ لوگ حسب معمول کاروبار اور لین دین کرتے ہوں گے اور باہم کاروبار کے وقت جو بہادر وغیرہ میں جھگڑے ہوا کرتے ہیں وہ جھگڑے بھی ہو رہے ہوں گے. ہولناک آواز یعنی صور کے پھنکنے کی آواز. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قیامت ناگہاں آدے گی اپنے معاملات میں غرق ہوں گے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جن کفار پر قیامت کا ظہور ہوگا تو اچانک ہی ہوگا اور جو وقوع قیامت سے قبل مر چکے تو ان کے لئے ان کی موت ہی قیامت ہوگی کیونکہ عالم آخرت بہرحال ان کے سامنے آجائے گا. آگے قیامت کے ناگہاں آنے کی تفصیل ہے (۴۹) قیامت کے اچانک آنے کی یہ حالت ہوگی کہ نہ تو کچھ وصیت کر سکیں گے اور نہ اپنے اہل خانہ کی طرف واپس ہی لوٹ سکیں گے ؛ یعنی نہ اتنی مہلت ہوگی کہ کوئی وصیت کر سکیں اور کچھ کہہ مریں اور نہ اتنی فرصت ہوگی کہ گھر تک پہنچ سکیں بلکہ جہاں ہوں گے وہیں رہ جائیں گے۔ (۵۰) اور صور میں پھونکا جائے گا سو وہ سب دفعۃً قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل پڑیں گے ؛ یعنی پہلی مرتبہ صور وقوع قیامت کے لئے پھونکا جائیگا اور اس کے چالیس برس کے بعد یہ دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ زندہ ہو کر اپنی اپنی قبروں سے نکل کر جلدی جلدی اپنے پروردگار کی طرف چلیں گے جو شخص جہاں ہوگا اور جس کے ذرات جہاں ہوں گے وہی اس کی قبر ہے (۵۱)

بقیہ صفحہ ۷۱۰

کوئی وجہ نہیں ہم ان کی کھلی اور چھپی دشمنی کو خوب جانتے ہیں اور ہم ان کو ان کے اعمال بد کی سزا دینے کو کافی ہیں اور ان کو ان کی حرکات کی سزا ملنے والی ہے لہذا آپ کو کسی غم اور فکر کی ضرورت نہیں (۷۶) کیا انسان یہ نہیں جانتا کہ ہم نے اس کو ایک حقیر نطفے اور بوند سے پیدا کیا پھر ناگہاں وہ ایک علانیہ جھگڑا کرنے والا بن گیا ؛ یعنی قیامت کا منکر انسان اس بات پر غور نہیں کرتا کہ وہ ایک حقیر بوند سے پیدا کیا گیا ہے اور باوجود حقارت اور دناءت کے حضرت حق تعالےٰ جل شانہٗ کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کے دوبارہ زندہ کرنے پر اعتراض کرتا ہے اور علانیہ اللہ تعالےٰ کی قدرت کا مقابلہ کرتا اور بعثت کی تکذیب کرتا ہے. (۷۷) اور اس منکر نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون اور ایک عجیب مثال بیان کی اور اپنی پیدائش اور اپنی اصل کو بھول گیا کہتا ہے کہ ان ہڈیوں کو جو بالکل بوسیدہ اور پرانی ہو چکی ہوں کون زندہ کرے گا ؛ کہتے ہیں ابی بن خلف. جو دین حق کے منکروں میں اشد اور سخت تھا ایک دن ایک پرانی ہڈی جو ریزہ ریزہ ہو جاتی تھی ہاتھ میں لے کر آیا اور مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے پر اعتراض کرنے لگا کہ بھلا ان ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا اور اپنی اصل کو بھول گیا کہ خود ایک بے جان چیز سے یعنی نطفہ سے پیدا ہوا ہے. اپنی اصل کو بھول گیا اور دوبارہ خلق ہونے پر ایک گلی ہوئی ہڈی کو ہاتھ میں مل کر اعتراض کرنے لگا آگے جواب فرمایا (۷۸) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے ان ہڈیوں کو وہی زندہ کردے گا جس نے ان ہڈیوں کو پہلی بار پیدا کیا ہے اور وہ ہر قسم کا بنانا اور پیدا کرنا جانتا ہے (۷۹) وہ پہلی بار پیدا کرنے والا ایسا ہے جو تمہارے لئے ہرے اور سبز درخت سے آگ پیدا کرتا ہے پھر تب ہی تم اس سبز درخت سے اور آگ سلگاتے ہو ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اول پتھر سے نکلتے ہیں یا درخت سبز سے ٹہنیاں اس کی آپس میں رگڑتی ہیں تو آگ نکلتی ہے جیسے بانس سے ۱۲ بانس کے درخت سے آگ کا نکلنا تو مشہور ہے جب ہولے بانس آپس میں رگڑتے ہیں تو ان میں آگ پیدا ہو جاتی ہے. اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ پانی سے جو لکڑی پیدا ہوتی ہے وہی آگ کا کام دیتی ہے یہ تغیر اور تبدل اس امر کی دلیل ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہے. یا اہل عرب چونکہ عام طور سے مرخ اور عفار کو رگڑ رگڑ کر آگ نکالتے تھے اس کو ظاہر فرمایا کہ ہری لکڑی میں سے آگ نکال دیتا ہے جس میں رطوبت موجود ہوتی ہے مرخ نر ہے اور عفار مادہ ہے جب دونوں کی ٹہنیوں کو آپس میں رگڑتے ہیں تو آگ پیدا ہو جاتی ہے. بہرحال جب یہ تغیرات آگ اور پانی کے اس عالم امکان میں موجود ہیں اور یہ تغیر و تبدل ذرہ دیکھنے میں آتے ہیں تو مردوں کو زندہ کر دینا کون سا مستبعد ہے (۸۰) اور کیا جس اللہ تعالےٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسے آدمیوں کو دوبارہ پیدا کر دے بے شک وہ ضرور قادر ہے اور وہی ہے اصل بنانے والا سب جاننے والا ؛ یعنی جس اللہ تعالےٰ نے آسمان اور زمین جیسی بڑی بڑی مخلوق کو بنا دیا اور ان کو فنا کرنے کے بعد پھر پیدا کر دے گا کیا وہ اس بات کی قدرت نہیں رکھتا کہ انسان جو آسمان و زمین کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا اس کو موت کے بعد دوبارہ پھر پیدا کر دے بے شک وہ قادر ہے وہ بہت بڑا بنانے والا اور پیدا کرنے والا اور سب کو جاننے والا اور ہر ایک کے حال سے آگاہ ہے (۸۱)

بقیہ صفحہ ۷۱۱

اور تمام مشرقوں کا مالک اور متصرف ہے ؛ یہاں صرف مشارق کا ذکر فرمایا دوسری جگہ مغارب کا بھی ذکر آیا ہے اور کہیں دو مشرقوں اور مغربوں کا ذکر ہے. مشارق سے مراد یا تو آفتاب کے طلوع ہونے کے نقاط ہیں. یا تمام تاروں کے طلوع ہونے کے مقامات ہیں. تمام ستارے مراد لئے جائیں تب تو ظاہر ہے کہ ہر ستارے کے طلوع کی ایک مشرق جداگانہ اور دوسری مشرق سے ممتاز ہے اور اگر صرف آفتاب کے لئے جمع فرمایا تو پھر حضرت شاہ صاحبؒ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں شمال سے جنوب تک مشرقیں ہیں سورج کو جدا اور دوسری طرف اتنی ہی مغربیں ہیں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ آفتاب ہر روز ایک نئی جگہ اور نئے نقطہ سے طلوع ہوتا ہے اور نئی جگہ اور نئے نقطہ پر غروب ہوتا ہے جہاں سے آج نکلا ہے کل وہاں سے نہیں نکلے گا اور جہاں آج غروب ہوا ہے کل وہاں غروب نہیں ہوگا (۵) ہم نے آسمان دنیا یعنی ورلے آسمان کو ایک عجیب آرائش کے ساتھ کہ وہ تارے ہیں آراستہ کیا ہے اور تاروں کی رونق کے ساتھ اس طرف کے آسمان کو رونق دی. (۶) اور انہی ستاروں کے ساتھ آسمان کی ہر سرکش شیطان سے حفاظت کی ؛ یعنی آسمان دنیا کو تاروں سے رونق اور زینت بخشی اور انہی تاروں کے ذریعہ شیاطین کو آسمان پر جانے سے روکا اور آسمان کی حفاظت کی کہ شیطان آسمان پر نہیں جا سکتے خواہ وہ تاروں کی کوئی خاص نوع ہو یا عام تارے ہوں. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں معلوم ہوتا ہے تارے ورلے آسمان میں ہیں اگرچہ پھیرا ہر ایک کا اوپر ہو یا نیچے ہو اور ان ہی تاروں کی روشنی سے آگ نکلتی ہے جس سے شیطانوں کو مار پڑتی ہے جیسے سورج سے آتشی شیشے سے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جس طرح آتشی شیشے کو آفتاب کے سامنے کرنے سے آگ پیدا ہوتی ہے اسی طرح تاروں میں بھی کوئی خاص اثر ہوگا جس سے شیاطین ڈرتے ہیں اور اوپر جانے کی ہمت نہیں کرتے یہ مضمون سورۂ حجر چودھویں پارہ میں ذرا تفصیل سے گذر چکا ہے (۷) وہ شیاطین عالم بالا کے لوگوں کی باتیں سننے کو کان بھی نہیں لگا سکتے اور وہ ہر طرف سے پھینکے اور دھکے دئے جاتے ہیں (۸) ہنکانے کو اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے ؛ یعنی اول تو شیاطین کی یہ ہمت نہیں کہ وہ ملا اعلےٰ یعنی فرشتوں کی باتیں سننے کو اوپر جا سکیں اور اگر جاتے ہیں تو ان کو ہنکانے کی غرض سے مار کر دھکے دئے جاتے ہیں اور ان پر شعلے پھینکے جاتے ہیں یہ سلوک تو ان کے ساتھ اس عالم میں کیا جاتا ہے اور آخرت میں ان کے لئے دائمی عذاب مقرر ہے۔ غرض ان کو یہ موقع حاصل نہیں کہ کچھ خبریں آسمانی

Marfat.com

فرشتوں کی حاصل کرسکیں اور کاہنوں کو بتاسکیں جو لوگ شیاطین کی بندگی کرتے ہیں ان کے لئے شیاطین کی بے بسی اور بے چارگی موجب عبرت اور موجب غیرت ہے ۔ غرض یہ ہے کہ جب یہ اوپر جانے کی کوشش کرتے ہیں تو فرشتے ان کو دھکے دے کر ہنکا دیتے ہیں یا تاروں کی روشنی اور گرمی سے مردود و مطرود کر دیا جاتا ہے (۹) مگر ہاں جو شیطان کوئی خبر اچک کرلے بھاگے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے ہو لیتا ہے ۔ یعنی اگر کلمات ملائکہ میں سے کوئی کلمہ سن کر بھاگ نکلے تو اس کے پیچھے ایک دہکتا ہوا شعلہ لگ لیتا ہے ۔ یہ شیاطین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل ایسا کرتے تھے کہ آسمانوں کی خبریں اڑا لاتے تھے پھر اس میں کچھ باتیں اپنی طرف سے ملا دیا کرتے تھے اور کاہنوں کو بتا دیا کرتے تھے وہ کاہن اپنے معتقدوں کو بتایا کرتے تھے ان میں سے بعض باتیں ہوجاتی تھیں اور بعض نہ ہوتی تھیں ۔ جو باتیں نہ ہوتی تھیں ان کو کاہن اپنے فہم کا قصور سمجھتے تھے بہرحال یہ سلسلہ جاری تھا انشاء اللہ تفصیل بشرط زندگی سورۂ جن میں آجائے گی ۔ یہ شعلہ اس شیطان کو بالکل خاکستر کر دیتا ہے یا صرف مجروح کر دیتا ہے اس میں دو قول ہیں ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول یہی ہے کہ یہ شعلہ ہلاک نہیں کرتا بلکہ شیطان کو شدید مجروح کر دیتا ہے واللہ اعلم اب آگے قیامت اور بعثت کا ذکر فرمایا (۱۰)

بقیہ صفحہ ۱۷

حضرت ہاجر حضرت سارہ کو مل گئیں جو انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کو دے دی (۹۹) حضرت ابراہیم نے دعا کی اے میرے پروردگار مجھکو کوئی شائستہ اور سعادت مند فرزند عطا فرما (۱۰۰) لہذا ہم نے اس کو ایک حلیم الطبع اور بردبار لڑکے کی بشارت اور خوشخبری دی ۔ صالح لڑکے کی درخواست کی جو منظور ہوئی اور حضرت حق تعالےٰ کی جانب سے ان کو بشارت بھی مل گئی وہ بچہ پیدا ہوا اور غالباً وہ بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں جیسا کہ مشہور یہی ہے اور اکثر اہل علم کی رائے یہی ہے (۱۰۱) پھر جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیمؑ کے ساتھ چلنے پھرنے اور ہاتھ بٹانے لگے تو ابراہیمؑ نے کہا اے میرے چھوٹے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھکو ذبح کرتا ہوں سو تو بھی غور کرلے کہ تیری کیا رائے اور تیرا کیا مشورہ ہے ۔ لڑکے نے کہا کہ اے میرے باپ جو حکم آپ کو دیا گیا ہے اسے کر ڈالئے انشاء اللہ تعالےٰ آپ مجھکو صبر کرنے والوں اور سہار کرنے والوں میں سے پائیں گے ۔ سعی کے معنی میں کئی قول ہیں ۔ ایک یہ کہ مردوں کے سے کام کرنے لگیں تو شاید عمر تیرہ سال ہو ۔ ایک یہ کہ دوڑنے اور چلنے لگیں تو عمر سات سال کی ہو ۔ ایک یہ عبادت الٰہی میں خوب کوشش اور جد و جہد کرنے لگے تو شاید بالغ ہوں بہرحال مفسرین کے تین قول ہیں بعض حضرات مترجمین نے یہاں سعی سے مراد مقام سعی اور موضع سعی کیا ہے ۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک قول مروی ہے اس کی بنا پر سعی سے مراد موضع سعی کیا گیا ہے اور یہ جو فرمایا کہ جو حکم ہوا ہے وہ کر ڈالئے یہ شاید فراست سے سمجھا ہو کہ پیغمبر کا خواب بمنزلۂ وحی ہوتا ہے یا شاید ابراہیمؑ نے کہا ہو کہ میں اللہ تعالےٰ کے امر اور حکم سے ذبح کر رہا ہوں اور بیٹے سے مشورہ اس لئے نہ تھا کہ اگر وہ انکار کر دیں تو ابراہیم اس کے ذبح سے باز آجائیں بلکہ یہ معلوم کرنے کی غرض سے پوچھا کہ اسماعیل گھبراتا ہے یا خندہ پیشانی سے بیٹے خواب کا استقبال کرتا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے

چوں خلیل اللہ قربان کن ولد × جان خود را نیز با صد جد وکد

(۱۰۲) پھر جب دونوں باپ بیٹے تعمیل حکم کے لئے آمادہ ہوگئے اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل گرا دیا ۔ یعنی ابراہیم اور اسماعیل نے امر الٰہی کو تسلیم کرلیا اور باپ ذبح کرنے اور بیٹا ذبح ہونے کو آمادہ ہوگئے اور باپ نے بیٹے کو اس مصلحت سے پیشانی کے بل گرا دیا کہ مبادا بیٹے کی صورت دیکھ کر حضرت حق جل مجدہٗ کے حکم کی بجا آوری میں کچھ کوتاہی نہ ہوجائے بعض کہتے ہیں کہ یہ تدبیر حضرت اسماعیل نے ہی بتائی تھی ۔ بہرحال لٹانے کے بعد چاہتے تھے کہ گلے پر اسماعیل کے چھری پھیر دیں (۱۰۳) اور ہم نے ابراہیم کو یہ کہہ کر پکارا اے ابراہیم (۱۰۴) تو نے خواب کو پوری طرح سچ کر دکھایا بلاشبہ ہم نکوکار اور مخلصین کو اسی طرح صلہ دیا کرتے ہیں ۔ یعنی جب چھری چلانی چاہی اس وقت عالم بالا کے ملائکہ پر کیا گذری اور زمین و آسمان پر کیا بیتی ۔ بہرحال ان دونوں کی قربانیوں کو ہم نے قبول کرلیا اور ابراہیم کو پکار کر کہا اے ابراہیم تو نے اپنے خواب کو سچا کر دیا ہم مخلصین کو اسی طرح بدلہ اور صلہ دیا کرتے ہیں کہ دونوں عالم میں ان کو بھلائی ملتی ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایسے مشکل حکم کر کر آزماتے ہیں پھر ان کو قائم رکھتے ہیں تب درجے بلند ہوتے ہیں ۱۲ (۱۰۵) بلاشبہ یہ کام تھا بھی ایک کھلا اور صریح امتحان ! یعنی یہ واقعہ ایک ایسا صریح امتحان اور آزمائش تھی کہ جس کو مخلصین ہی پورا کر سکتے ہیں ایسے سخت امتحان میں پورا اترنا ہر ایک کے بس کا کام نہیں (۱۰۶)

بقیہ صفحہ ۲۰

کے لئے میں تم کو بتاؤں کہ کیا چیز نافع ہوسکتی ہے صحابہ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ بتایئے تو آپ نے فرمایا وہ حضرت یونس کی دعا ہے جس کے پڑھنے سے بلا دور ہوجاتی ہے بزرگوں سے اس دعا کو پڑھنے کے بہت سے طریقے منقول ہیں (۱۴۶) اور ہم نے اس کو ایک لاکھ یا لاکھ سے زیادہ آدمیوں پر پیغمبر بنا کر بھیجا تھا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگر عاقل بالغ گنئے تو لاکھ تھے اور اگر سب کو شامل گنئے تو زیادہ تھے اللہ کو شک نہیں ۱۲ ہوسکتا ہے کہ او بمعنی بل ہو ۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگر کسر کا اعتبار نہ کرو تو ایک لاکھ کہو اور کسر کا اعتبار کرو تو لاکھ سے زیادہ کہو بہرحال وہ لوگ حضرت یونس کی تلاش میں تھے ۔ اجمالی ایمان تو پہلے ہی لے آئے تھے تفصیلی ایمان حضرت یونس کی دوبارہ تشریف آوری پر لائے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۴۷) پھر اس واقعہ کے بعد وہ سب لوگ ایمان لائے یعنی تفصیلی ایمان اور ہم نے ان کو ایک خاص وقت تک سود مند کیا اور ایک مدت تک بہرہ مند کیا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہی قوم جن سے بھاگے تھے ان پر ایمان لا رہے تھے ڈھونڈتے تھے یہ جا پہنچے ان کو بڑی خوشی ہوئی ۱۲ خلاصہ یہ کہ نینوا کے لوگ آکر لے گئے یا یہ خود تشریف لے گئے دونوں لڑکے اور بیوی صحیح سلامت ان کو مل گئے بڑے لڑکے اور بیوی کو قریب کے گاؤں والوں نے نکال لیا اور چھوٹے بچہ کو بھیڑیئے کے منہ سے چھڑا لیا ۔ وقت مقرر سے ان لوگوں کی مدت عمر مراد ہے کہ اسلام لانے کے بعد حضرت یونس کے ہمراہ مدت العمر آرام اور عیش میں رہے چند انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنے اور یہ نبوت کی بحث کرنے کے بعد اب شرک کا بطلان اور شرک کی برائی مذکور ہے (۱۴۸) اسے پیغمبر آپ ان کفار سے دریافت کیجئے کہ کیا آپ کے پروردگار کے لئے

تو بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے ۔ کچھ معاند اور سرکش لوگ فرشتوں کو اللہ تعالےٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے معاذ اللہ ان کہنا فرمایا شاید یہود اور نصاریٰ کی بات سن کر کفار عرب نے یہ طریقہ اختیار کیا ہوگا وہ مسیح اور عزیر کو ابن اللہ کہتے تھے انہوں نے استہزاءً ملائکہ کو بنات اللہ کہنا شروع کر دیا اور وجہ یہ بیان کی کہ چونکہ ملائکہ ظاہر نہیں ہوتے اور وہ پردے میں رہتے ہیں اس لئے وہ اللہ تعالےٰ کی بیٹیاں ہیں ان کو اس نے پردہ میں رکھ چھوڑا ہے (۱۴۹) یا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا ہے اور وہ منکر ان کو بناتے وقت دیکھ رہے تھے ۔ یعنی ملائکہ کی انوثت پر ان کے پاس کوئی دلیل عقلی اور نقلی نہیں ہے اور نہ یہ ان کے پیدا کرتے وقت موجود تھے جو آنکھوں کا دیکھا حال بیان کریں ۔ (۱۵۰) خوب سن لو وہ محض اپنی بہتان طرازی سے کہتے ہیں ۔ (۱۵۱) کہ اللہ تعالےٰ صاحب اولاد ہے اور اس نے جنا ہے اور اس کے ہاں اولاد ہوتی ہے اور یقین جانو کہ یہ لوگ سراسر جھوٹے ہیں ۔ یہ باتیں جو کر رہے ہیں ان کا مبنی دروغ گوئی اور بہتان طرازی ہے یہ کہنا کہ اللہ نے اولاد جنی اور اس کے ہاں اولاد ہوئی سراسر جھوٹ اور کذب ہے (۱۵۲) کیا اللہ تعالےٰ نے بیٹوں کے مقابلے میں بیٹیوں کو پسند کیا ہے (۱۵۳) تمہیں کیا ہوگیا تم کیسا حکم لگاتے ہو ۔ یعنی نہایت لغو اور بے ہودہ حکم کرتے ہو (۱۵۴) کیا تم غور و فکر سے کام نہیں لیتے ۔ یعنی کچھ سوچتے سمجھتے اور عقل و دھیان سے کام نہیں لیتے (۱۵۵) کیا تمہارے پاس کوئی واضح اور صریح دلیل ہے ۔ (۱۵۶) سو اگر تم سچے ہو تو وہ اپنی کتاب لاؤ ۔ یعنی تم بیٹیوں کو اپنے لئے تو عیب اور ذلت و رسوائی کا سبب سمجھتے ہو اور اللہ تعالےٰ کے لئے ان کو ثابت کرتے ہو ۔ کچھ سوچ بچار سے کام نہیں لیتے اگر تمہارے پاس اس بات کی کوئی نقلی دلیل ہے اور تم سچے ہو تو اس کتاب کو لاکر پیش کرو کیونکہ عقلی دلیل تو تمہارے پاس ہے نہیں عقل تو اللہ تعالےٰ کے لئے اولاد ہی سے انکار کرتی ہے اور اللہ تعالےٰ کو اولاد سے پاک بتاتی ہے (۱۵۷) اور ان معاندین منکرین نے اللہ تعالےٰ اور جنات کے درمیان ناتا قرار دے رکھا ہے حالانکہ جنات کو اس بات کا پورا یقین ہے کہ ان میں جو بدکردار اور کافر ہیں وہ گرفتار کرکے حاضر کئے جائیں گے (۱۵۸) اللہ تعالےٰ ان باتوں سے پاک ہے جو یہ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں (۱۵۹)

بقیہ صفحہ ۲۱

یعنی حضور کی بعثت سے پہلے جب انبیائے سابقین کا حال اور ان کی قوموں کی مخالفت کے تذکرے سنتے تو یہ خواہش کرتے کہ اگر ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب لاتا جیسی پہلوں کے پاس آئی تھی تو ہم ہرگز اس کی مخالفت نہ کرتے بلکہ ہم تو اھدٰی من احدی الامم ہوتے لیکن جب کتاب آئی اور رسول لے کر آیا تو اب اس سے منکر ہوگئے اور مخالفت شروع کر دی لہذا تھوڑے دنوں میں ان کو اپنا انجام معلوم ہوجائے گا یہود و نصاریٰ کے احوال سنتے ہوں گے یا اور دوسرے رسولوں کے تذکرے سنتے ہوں گے بہرحال خواہش یہ کرتے تھے مگر کتاب اور رسول کے آتے ہی وہی کرنے لگے جو پہلی امتیں اپنے رسولوں کے ساتھ کیا کرتی تھیں (۱۷۰) اور بلاشبہ ہمارے وہ بندے جو رسول ہیں ان کے حق میں ہماری یہ بات اور یہ کلمہ پہلے سے طے شدہ ہے (۱۷۱) کہ یقیناً وہی پیغمبر منصور اور مدد کئے گئے ہیں (۱۷۲) اور بلاشبہ ہمارا ہی لشکر غالب رہنے والا ہے ۔ یعنی یہ پہلے ہی سے پیغمبروں کے بارے میں طے شدہ

Marfat.com

امر ہے کہ رسولوں کا بول بالا ہوگا۔ ان کی مدد کی جائے گی اور ان کو مغلوب نہ ہونے دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اگر کسی مصلحت سے دنیا میں ایسا نہ ہوا تو عقبیٰ میں ان کی مدد ضرور ہوگی بہر حال اعتبار اکثریت کا ہے۔ عام طور سے انبیاء علیہم السلام غالب رہتے ہیں اور ان کو تفوق حاصل ہوتا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی پیغمبر کو دنیا میں نمایاں غلبہ حاصل نہ ہو تو آخرت میں یہ غلبہ یقینی ہے سبقت کلمتنا کا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام مدد کئے گئے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ لڑائی اور جنگ میں کوئی نبی مغلوب نہیں ہوا۔ حضرت حق نے سورۂ مجادلہ میں فرمایا ہے لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ۔ یقیناً میں اور میرے رسول غلبہ پائیں گے۔ یہی مطلب ہے انھم لھم المنصورون کا اور عام طور سے یہ بات ہے کہ ہمارا لشکر ہی غالب ہوا کرتا ہے (۱۷۳) سو اے پیغمبر آپ تھوڑی مدت تک ان منکروں کو منہ نہ لگایئے اور ان سے منہ پھیر لیجئے یعنی تھوڑے زمانے تک صبر کیجئے (۱۷۴) اور آپ ان کو دیکھتے رہئے سو یہ عنقریب خود بھی اپنا انجام دیکھ لیں گے۔ یعنی جو مہلت ان کو دی گئی ہے اس تک ان کی حالت اور ان کے انجام کا انتظار کیجئے تھوڑے ہی دنوں میں ان کو خود بھی اپنا انجام معلوم ہوا جاتا ہے۔ شاید اس پر اس وعید کی کفار کی جانب سے تعجیل کی گئی ہوگی کہ جو کچھ معلوم ہونا ہے وہ ہو جائے اس میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے ہم اپنا انجام دیکھنے کو تیار ہیں آگے اس کا جواب ہے (۱۷۵) کیا یہ لوگ ہمارے عذاب کو جلدی چاہتے ہیں۔ یعنی ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں اور عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں (۱۷۶) پھر جب وہ عذاب ان لوگوں کے میدان میں اتر آئے گا تو جن کو ڈرایا گیا ہے ان کے لئے وہ وقت بہت برا وقت ہوگا۔ یعنی جب عذاب ان کے سامنے اور ان کے رو برو آ نازل ہوگا۔ تو وہ صبح یا وہ دن ان لوگوں کے لئے بہت برا ہوگا۔ جو ڈرائے جا چکے ہیں۔ یعنی منکروں کے لئے چونکہ عام طور سے صبح کے وقت مسلمان حملہ کرتے تھے اس لئے وہی اصطلاح عذاب کے لئے استعمال فرمائی۔ عرب کے لوگ ساحت بول کر قوم مراد لیتے ہیں۔ یعنی عذاب سامنے آ موجود ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر پر حملہ آور ہوئے تو رات ہی کو پہنچ گئے مگر صبح تک انتظار کرتے رہے جب صبح ہو گئی اور لوگ گھروں سے نکلے تو انہوں نے کہا قسم خدا کی یہ محمد اور ان کا لشکر ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا انزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین یعنی اللہ تعالٰے بہت بڑا ہے خیبر برباد ہوا۔ جب ہم کسی قوم کے میدان میں اتر آتے ہیں تو جو لوگ ڈرائے گئے ہیں ان کے لئے وہ وقت بہت برا ہوتا ہے یعنی نازل شدہ عذاب ٹلتا نہیں (۱۷۷) اور اے پیغمبر آپ ان منکرین کو تھوڑی مدت تک منہ نہ لگایئے اور ان سے منہ پھیر لیجئے۔ یعنی کوئی تعارض نہ کیجئے اور ان کی ایذا رسانی اور ان کی مخالفت کا خیال نہ کیجئے (۱۷۸)

بقیہ صفحہ ۲۳

ہوں چڑھ جائیں اور نبوت کی تقسیم اور قضا و قدر کے معاملات پر قبضہ کر لیں اور اس میں مداخلت کریں اور ظاہر ہے کہ جب ان کو آسمان پر چڑھنا بھی ناممکن ہے تو آسمانی تصرفات میں دخل دینے کا کیا حق ہے اور اگر ان کی حکومت ہے تو یہ آسمان پر چڑھ کر خود تمام کام سنبھال لیں اور جس کو نبوت دینا چاہیں دیں۔ تدبیر خلائق اور رحمت کی تقسیم جس طرح چاہیں کریں اور جس پر چاہیں وحی اتاریں سورۂ زخرف میں انشاء اللہ آجائے گا اھم یقسمون رحمت ربک یعنی کیا آپ کے پروردگار کی رحمت کو یہ بانٹیں گے یعنی رحمت تو کیا تقسیم کریں گے دنیوی زندگی کا رزق بھی ہم ہی ان میں تقسیم کیا کرتے ہیں۔ آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے ارشاد ہے (۱۰) منجملہ دیگر مخالفین انبیاء کی جماعتوں کے ان کفار کا بھی ایک معمولی سا لشکر اور بھیڑ ہے جو شکست دے دیا جائے گا۔ یعنی جس طرح دیگر مخالفین انبیاء کے گروہ تھے کہ جب انھوں نے انبیاء کے ساتھ جنگ کی تو ان کو شکست ہوئی انہی گروہوں میں سے ایک چھوٹا سا گروہ اور غول یہاں مکہ میں بھی ہے جو لڑائی کے موقعہ پر شکست دے دیا جائے گا۔ اے پیغمبر تسلی رکھو گھبرانے کی بات نہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں یہ خبر دی ہے اللہ تعالٰے نے اپنے پیغمبر کو جب کہ وہ مکہ میں تھے کہ لشکر مشرکوں کا شکست پائے گا۔ چنانچہ بدر میں ایسا ہی ہوا۔ سورۂ قمر میں ارشاد ہے سیھزم الجمع ویولون الدبر عنقریب گروہ مشرکین شکست پائے گا اور پیٹھ پھیرے گا (۱۱) ان سے پہلے بھی نوح کی قوم اور عاد نے یعنی حضرت ہودؑ کی قوم نے اور میخوں والے فرعون نے (۱۲) اور ثمود یعنی حضرت صالحؑ کی قوم نے اور لوط کی قوم نے اور بن کے رہنے والوں نے یعنی حضرت شعیب کی قوم نے ان سب نے پیغمبروں کی تکذیب کی اور پیغمبروں کو جھٹلایا ہے۔ یہی لوگ مخالفین انبیاء کی وہ مذکورہ جماعتیں اور گروہ ہیں۔ یعنی اوپر کی آیت میں جو من الاحزاب فرمایا تھا وہ برباد شدہ گروہ یہی لوگ ہیں۔ بن والے لوگ کہا شعیبؑ کی قوم کو فرعون کو میخوں والا کہا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہ ظالم آدمی کو چومیخا کر کے مارتا تھا اس کا یہ نام پڑ گیا ہے بعضے کہتے ہیں لشکر کے گھوڑوں کی میخیں رکھتا تھا سونے کی اور روپے کی ۱۲۔ یعنی چاندی سونے کی میخیں رکھتا تھا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگلی قومیں برباد ہوئیں اگر چڑھ جاویں تو ان میں ایک یہ بھی برباد ہوں ۱۲ یعنی جس طرح ان گروہوں نے رسولوں کا مقابلہ کیا اور وہ برباد ہوئے اسی طرح یہ بھی جنگ کے میدان میں آئیں گے تو برباد ہوں گے (۱۳) یہ جتنے تھے ان سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا تو ان پر میرا عذاب ثابت ہو گیا۔ یعنی ان سب لوگوں نے رسولوں کی تکذیب کی اور آخر کار ان پر میرا عذاب واقع ہو گیا اسی طرح یہ کفار مکہ آپ کی تکذیب کر رہے ہیں تو ان کو بھی مطمئن نہ ہونا چاہیئے (۱۴) اور یہ دین حق کے منکر نہیں انتظار کرتے اور نہیں راہ دیکھتے مگر ایک ہولناک آواز اور چیخ کی جو شروع ہوئے پیچھے ٹھیرے گی نہیں اور بیچ میں دم نہ لے گی۔ یعنی نفخۂ صور اور صور کی آواز کا انتظار کر رہے ہیں جو شروع ہونے پیچھے تھوڑی سی دیر کو بھی دم نہ لے گی۔ فواق فے کے زبر یا پیش سے اس وقفہ کو کہتے ہیں جو دودھ والے جانور کو دودھ دوہتے وقت دودھ اترنے کی غرض سے تھوڑی دیر کو چھوڑ دیا کرتے ہیں تاکہ جانور دودھ اتار لے اس تھوڑے سے وقفہ کی نفی فرمائی کہ اتنی دیر بھی وہ چنگھاڑ شروع ہونے کے بعد کبھی دم نہ لے گی۔ یعنی اس آواز کے تسلسل میں توقف نہ ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی صور کی آواز ۱۲ (۱۵)

بقیہ صفحہ ۲۵

حضرت خاتم المحدثین حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ نے توجیہ فرمائی اور اپنے شاگرد رشید نواب مولانا قطب الدین صاحب کو قلم بند کرائی کہ ایک عورت سے اوریا نے پیغام نکاح دیا اور اسی کو حضرت داؤدؑ نے پیغام نکاح دیا اس عورت کے اولیا کو اوریا کی طرف سے کچھ خدشہ ہوا اور انھوں نے حضرت داؤدؑ سے نکاح کر دیا۔ یہی تقریر صاحب زاد المسیر نے کی ہے جیسا کہ مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب نے اپنی جامع التفاسیر میں نقل کی ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے پیغام پر انکار سے پہلے پیغام دے دیا ہو تو حضرت داؤدؑ کے لئے یہ نامناسب بات تھی کہ ایک شخص کے پیغام پر پیغام بھیج دیا جو ان کو مناسب نہ تھا۔ بہر حال خطا معمولی تھی لیکن ان کی شان کے موافق ان کی گرفت کی گئی اور یہ گمان بھی حضرت داؤدؑ کو یوں ہوا کہ وہ فرشتے جو اہل مقدمہ تھے یہ کہہ کر آسمان کی جانب چلے گئے کہ قضی الرجل علی نفسہ یعنی اس شخص نے اپنے ہی خلاف فیصلہ دے دیا۔ بہر حال آزمائش اور امتحان کی وجہ کچھ بھی ہو حضرت داؤد علیہ السلام سجدے میں گرے اور رونا شروع کیا یہاں تک کہ نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے بلکہ آٹھوں پہر روتے ہی رہتے اور اپنے پروردگار کو پکارتے رہتے اور اپنی توبہ کی قبولیت کے لئے درخواست کرتے۔ لوگ ان کو بیمار سمجھ کر ان کی عیادت کو آتے حالانکہ وہ بیمار نہ تھے لیکن اللہ تعالٰی کے خوف نے ان کا یہ حال کر دیا تھا۔ بنی اسرائیل کے بڑے بڑے راہب بھی ان کے ساتھ رونے میں شریک ہوتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی ایک معمولی لغزش پر اس قدر متاثر ہوئے اور حضرت حق کے امتحان کی تاب نہ لا سکے بار بار فرمایا کرتے تھے سبحنک الٰہی اذا ذکرت خطیئتی ضاقت علی الارض بما رحبت واذا ذکرت رحمتک ارتدت علی روحی سبحنک الٰہی اتیت اطباء عبادک لیداووا لی خطیئتی وکلھم علیک یدلنی، یعنی تیری ذات پاک ہے اے اللہ جب میں اپنی خطا کو یاد کرتا ہوں تو میرے اوپر زمین باوجود اپنی کشائش کے تنگ ہو جاتی ہے اور جب تیری رحمت کو یاد کرتا ہوں تو میری روح مجھ میں واپس آ جاتی ہے۔ الٰہی میں تیرے طبیب بندوں کے پاس گیا تاکہ وہ میرے مرض کی دوا کریں۔ مگر ان تمام طبیبوں کو میں نے اپنے گناہ کی وجہ سے بیمار پایا۔ بہر حال ایک عرصہ تک حضرت داؤدؑ کا یہ رونا جاری رہا آخر حضرت حق کی عنایت نے دستگیری فرمائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۴) پھر ہم نے وہ لغزش اس کو معاف کر دی اور بلاشبہ اس کے لئے ہمارے ہاں خاص قرب ہے اور بڑی اچھی بازگشت ہے۔ یعنی جس خطا کی معافی مانگ رہا تھا وہ خطا ہم نے معاف کر دی۔ اور بے شک ہمارے ہاں اس کو قرب خاص میسر ہے اور جنت میں اس کو اعلیٰ مقام حاصل ہے یعنی درمیان میں جو غلطی اس سے سرزد ہو گئی تھی اور اپنی اور اپنے خاندان کی عبادت پر جو ناز ہو گیا تھا وہ اس کی توبہ اور استغفار اور رونے کی وجہ سے معاف کر دیا گیا اور اس کے درجہ قرب اور اچھی بازگشت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ حسن مآب کی تفسیر جنت کے ساتھ کی گئی ہے (۲۵) اے داؤدؑ ہم نے تجھ کو زمین میں حکمران بنایا ہے پس تو لوگوں کے مابین انصاف کے فیصلے کیا کر اور اپنے نفس کی خواہش اور اپنے جی کی خواہش پر نہ چل کہ وہ خواہش پر چلنا تجھے اللہ تعالٰے کی راہ سے بھٹکا دے گا۔ بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالٰے کی راہ سے بے راہ ہو جاتے ہیں ان کو اس وجہ سے کہ انہوں نے حساب کے دن کو فراموش کر رکھا تھا سخت عذاب ہوگا۔ حضرت داؤدؑ کو خطاب فرمایا کہ اے داؤدؑ ہم نے تم کو خلیفہ اور ملک میں حاکم بنایا ہے۔ خلیفہ یعنی پچھلوں کے جانشین ہو۔ بہر حال نبوت کے ساتھ حکومت بھی عطا کی ہے لہذا ہمیشہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرتے رہنا اور نفسانی خواہش کو دخل نہ دینا ورنہ یہ جی کی خواہش پر چلنا اور ہوائے نفسانی کی اتباع کرنا تجکو اللہ تعالٰے کی راہ سے بچلا دے گی اور بے شک

Marfat.com

جو لوگ اللہ تعالےٰ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کا برا حشر ہوتا ہے۔ اور اس بنا پر کہ انہوں نے یوم حساب کو بھلا دیا ان کو سخت عذاب کا منہ دیکھنا ہوگا۔ یہ جو فرمایا کہ یوم حساب کو بھول جانے کے سبب اس سے معلوم ہوا یوم حساب کو فراموش کر دینا تمام روحانی امراض کی جڑ ہے چونکہ اوپر سے توحید رسالت اور بعثت کا بیان تھا بیچ میں سعی کی تائید میں حضرت داوُد کا ذکر کیا گیا تاکہ توحید الٰہی اور رسالت کے درجات کا اظہار ہو جائے اب پھر چند آیتوں میں توحید رسالت اور بعثت کا ذکر ہے (۲۹) اور ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس کو نکما۔ بیکار اور خالی از حکمت نہیں پیدا کیا یہ باطل اور عبث پیدا کرنے کا خیال ان لوگوں کا ہے جو دین حق کے منکر اور کافر ہیں لہٰذا کافروں کے لئے جہنم کی وجہ سے بڑی خرابی ہے ؛ یعنی اس عالم کی پیدائش بے شمار حکمتوں پر مبنی ہے خصوصاً حضرت حق تعالےٰ کی توحید کا بہت بڑا ثبوت تخلیق عالم سے ملتا ہے۔ جو شخص تخلیق عالم کو لاحاصل اور نکما کہے وہ توحید باری کا منکر اور کافر ہے تو اس قسم کا گمان کافر ہی کر سکتا ہے لہٰذا کافروں کے لئے بڑی خرابی ہے اور وہ بڑی خرابی آگ ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نکما یعنی جس کا اثر کچھ نہ نکلے آگے بلکہ اس دنیا کا اثر ہے آخرت میں ۱۲ آگے قیامت کے منکروں پر رد فرمایا کیونکہ قیامت کا وقوع تو اس لئے ضروری ہے کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا صلہ اور بدلا دیا جائے یہ ... منکرین قیامت یہ چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قیامت واقع نہیں ہوگی جس کا مطلب یہ ہے نہ نیکوں کو صلہ اور نہ بدوں کو سزا اس خیال کا رد فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۷)

بقیہ صفحہ ۲۶

او ... نے اپنا مقررہ وظیفہ یا نماز ادا کر لی تو پھر طفقِ مسح ... دوسرے معنی صاف ہیں کہ وہ گھوڑوں کو جھاڑنے لگے اور ان کو کپڑے سے ملنے لگے۔ خلاصہ یہ کہ مفسرین کے دو قول مشہور تھے ہم نے تیسیر میں دونوں کا خلاصہ عرض کر دیا ہے کہ آفتاب کا غروب ہونے کے بعد واپس ہونا اگر یہ قول صحیح ہو تو اس پر کوئی اشکال نہیں جیسا کہ اس امت میں بھی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسا معجزہ موجود ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر فوت ہونے پر حضور صلی اللہ وسلم کی دعا سے ظاہر ہوا اور محدثین اس واقعہ کی توثیق کرتے ہیں۔ آگے حضرت سلیمان کے ایک امتحان اور ابتلا کا ذکر ہے۔ (۳۴) اور یقیناً ہم نے سلیمان کو امتحان اور آزمائش میں مبتلا کیا اور ہم نے اس کے تخت پر ایک ناقص الخلقت دھڑ لا ڈالا پھر سلیمان نے اللہ تعالےٰ کی جناب میں رجوع کیا؛ واقعہ یہ ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ماتحت امراء اور سرداروں سے ان کی بعض کوتاہیوں کے سلسلے میں منغص اور ناراض ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ میں آج کی رات اپنی ستر یا سو بیویوں سے ہمبستر ہوں گا اور ہر ایک بیوی سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوگا تو ان کو جہاد میں استعمال کیا جائے گا۔ اس موقعہ پر فرشتے نے قلب میں القا کیا کہ انشاء اللہ کہہ لیجئے۔ مگر سلیمان کو خیال نہ رہا اور زبان سے انشاء اللہ نہ کہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صرف ایک بیوی کے ہاں کچا بچہ پیدا ہوا اور قابلہ نے اس کچے بچے کو سلیمان کے تخت پر لا کر رکھ دیا چنانچہ اس پر حضرت سلیمانؑ نادم ہوئے کہ کسی بیوی کو حمل قرار نہ ہوا اور جس کو ہوا اس کے ہاں بھی ناقص الخلقت اور کچا بچہ پیدا ہوا۔ انہوں نے اس پر حضرت حق کی جناب میں رجوع کیا اور مغفرت طلب کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا کہ اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتا تو اس کی تمام بیویوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوتے جو جوان ہو کر گھوڑوں پر چڑھ کر جہاد کرتے۔ یہ ایک طبعی امر تھا کہ جب کوئی بڑا آدمی اپنے ملازموں اور اپنے امرا کی غیر وفادارانہ روش سے ناراض ہوتا ہے تو اس کو اپنی اولاد کا خیال آتا ہے کہ اگر اولاد ہو تو وہ میری خیر خواہ اور حکومت کی وفادار ہو چنانچہ اس ہی خیال کی بنا پر حضرت سلیمانؑ نے یہ خواہش کی کہ جب گھر کے جہاد کرنے والے ہوں گے تو پھر کسی سردار کی کوتاہی اور غیر وفادارانہ روش کا اندیشہ نہ رہے گا لیکن انشاء اللہ تعالےٰ بھول نہ کہنے کی بنا پر صورت حال بدل گئی اور اللہ تعالےٰ کے دربار میں رجوع کرنے لگے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۳۴) سلیمان نے کہا اے میرے پروردگار میری تقصیر معاف فرما دیجئے اور مجھ کو ایک ایسی سلطنت عطا کر جو میرے سوا کسی اور کے لئے مناسب نہ ہو بے شک تو بڑا ہی دینے والا ہے ؛ یعنی ایسی سلطنت عطا ہو جو میری نبوت کے لئے خرق عادت اور معجزے کا کام دے اور ایسی ہو کہ مجھ سے چھین کر کسی اور کو نہ دے دی جائے اور اس کو میں بطور نبوت کی دلیل کے پیش کر سکوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسی سلطنت میرے سوا کسی کو دی ہی نہ جائے۔ بہر حال ایسی خواہش بطور حسد نہ تھی اور اگر پہلے معنی ہوں کہ میرے زمانے میں مجھ سے چھین کر کسی اور کو نہ دی جائے تو کچھ اشکال نہیں اور اگر دوسرے معنی بھی ہوں تب بھی یہ معنی ہیں کہ جو میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بلکہ میرا ہی معجزہ ہو۔ مجھے ایک ایسی بادشاہت مت مرحمت فرمائیے کہ دوسرا اس کی طلب میں ہوس نہ کرے اور نہ کسی بلا اور فتنے میں نہ پڑے کیونکہ بغیر قوۃ نبوت کے اس قدر عظیم الشان فتنے میں پڑنے سے کوئی شخص مامون نہیں رہ سکتا۔ بہر حال اس دعا پر حسد کا شبہ لغو اور بے ہودہ ہے چونکہ ظالم اور جبابرہ کی حکومتوں کا دور تھا اس لئے ایک ایسی سلطنت مانگی جس پر کوئی غالب نہ آ سکے اور میں دین الٰہی کی ترویج اور اشاعت میں اس سلطنت کی وجہ سے کام لے سکوں حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ جب آپ کوئی دعا کرتے ہوں تو اپنی دعا کو ان جملوں سے شروع نہ کرتے ہوں سبحان ربی الاعلی الوھاب یعنی دعا سے پہلے سبحٰن ربی الاعلی الوھاب ضرور فرماتے (۳۵) پس ہم نے ہوا کو سلیمانؑ کے تابع کر دیا کہ وہ ہوا اس کے حکم سے جہاں وہ جانا چاہتا نرم اور خوشگوار رفتار سے چلتی (۳۶)

بقیہ صفحہ ۳۱

اُس کے لئے عیب ہے۔ پس اس قسم کا انتخاب محال ہے اور اتخاذ ولد کا ارادہ بھی محال ہوا۔ نیز یہ کہ اولاد کی خواہش خود احتیاج کو مستلزم ہے۔ کاروبار سنبھالنے میں دشواری کی وجہ سے اولاد کی خواہش ہوتی ہے یا مرنے کے بعد کسی جانشین کی خواہش ہوتی ہے یا بڑھاپے کی کمزوری کے باعث کسی سہارے کے لئے اولاد کی خواہش ہوتی ہے یا کسی حملہ آور کی وجہ سے مددگار کے لئے اس قسم کی خواہش ہوتی ہے ان تمام مجبوریوں اور معذوریوں سے اللہ تعالیٰ کی ذات بلند و بالا تر ہے وہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے اسی لئے فرمایا سبحنہٗ ھو اللّٰہ الواحد القھار حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بیٹیاں کیوں لیتا چنی چیز لیتا بیٹا ۱۲ (۴) اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو کمال حکمت اور کمال مصلحت کے ساتھ وہی رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور اسی اللہ تعالےٰ نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے۔ کہ ان میں سے ہر ایک مقررہ وقت تک چلتا رہے گا آگاہ ہو وہ اللہ تعالےٰ کمال قوت اور طاقت کا مالک بڑی بخشش کرنے والا ہے ؛

بقیہ صفحہ ۳۵

یا یہ کہ ان پر ذکر کا الٹا اثر ہوتا ہے کہ ان کے دل قرآن سن کر اور سخت ہو جاتے ہیں تو ان کے لئے آخرت میں خرابی اور دنیا میں گمراہی ہے حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرح صدر کی علامت دریافت کی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انابۃ الی دار الخلود والتجافی عن دار الغرور والتاھب للموت قبل نزول الموت یعنی آخرت کے ساتھ رجوع ہونا اور دار آخرت کو وابستہ رہنا اور دار غرور یعنی دنیا سے الگ رہنا اور بے توجہی برتنا اور موت کے آنے سے پہلے موت کے لئے سامان جمع کرنا یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح شرح صدر ہدایت اور فیض الٰہی کے مراتب میں سے ایک مرتبہ ہے اس طرح گمراہی اور شقاوت کے درجات میں سے قساوت قلب بھی ایک درجہ ہے جیسے غلف غشاوہ اور ختم اور طبع وغیرہ ہیں اسی طرح قساوت بھی ایک بدقسمتی کا درجہ ہے اس قساوت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ قرآن سن کر دل کی سختی اور قساوت زیادہ ہوتی ہے۔ سورۂ توبہ میں ہے فزادتھم رجسا الی رجسھم۔ اللھم اھدنا الی مرضاتک وجنبنا عن موجبات سخطک۔ آمین آگے اس نور اور ذکر کا بیان ہے (۲۳) اللہ تعالےٰ نے بہترین کلام نازل کیا ہے وہ کلام ایک ایسی کتاب ہے جس کے مضامین باہم ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اس کی باتیں بار بار دہرائی گئی ہیں اس کتاب کے سننے سے ان لوگوں کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں پھر ان کی جلد اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں یہ کتاب مذکور اللہ تعالےٰ کی ہدایت ہے وہ اس کے ذریعہ سے جس کی چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس گم کردہ راہ کی وہ رہنمائی نہ فرمائے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں ؛ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو کلام نازل فرمایا وہ اللہ تعالےٰ کا کلام ہے اور کلام الملوک ملوک الکلام ہوتا ہے یہ قرآن شریف بہترین کلام ہے۔ یعنی ایک کتاب ہے جو باعتبار نظم اور معانی کے آپس میں ملتی جلتی ہے کوئی آیت اپنی خوبی اور اپنے نظم اور معانی کی صحت اور اعجاز کے درجے سے گری ہوئی نہیں ہے اور فصاحت و بلاغت میں ملتی جلتی ہے۔ یہاں تشابہ اس معنی میں نہیں ہے جو محکم کی مقابل ہے جس کی شرح ہم آل عمران کے شروع میں کر آئے ہیں بلکہ یہاں تشابہ اس معنی میں ہے جو پانچویں پارے میں گذرا کہ تمام کلام ایک سانچے میں ڈھلا ہوا ہے ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ یعنی یہ کلام ایسی ذات کی طرف جو ہر قسم کے خارجی اثرات سے پاک ہے ورنہ ہر متکلم کے کلام میں خارجی اثر پایا جاتا ہے جیسے جوانی اور بڑھاپے کے کلام کا فرق یا غضب اور حلم کا فرق۔ یا غم اور خوشی کا فرق۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے کلام میں کوئی ایسا فرق نہیں بلکہ فصاحت و بلاغت کی خوبی میں سب یکساں ہے۔ اسی طرح بعض مضامین ضرور یہ کہ قرآن میں کئی کئی بار بھی بیان کیا گیا تاکہ سامعین کو سمجھنے میں آسانی ہو اور ہر عنوان

Marfat.com

ایساجاذب کہ ایک چیز کا کئی بار سننا سامع کو گراں نہ ہو کی وجہ سے ہدایت دیتاہے جیساکہ مسلمان اور خائفین
اور اس کے سننے کا اثر پروردگار سے ڈرنے والوں کا حال معلوم ہوا اور جس بد بخت سے اللہ تعالےٰ
پر یہ ہوتاہے کہ ان کا تمام جسم متاثر ہوجاتاہے کی رہنمائی دست کش ہوجائے اور اس کی سوئے
رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں ان کی کھالیں یعنی تمام جسم استعداد کی وجہ سے اس کو گمراہی میں رہنے دے
اور ان کے دل نرم ہوجاتے ہیں اور نرم ہوکر اللہ تعالیٰ تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ۔ چونکہ خوف اور
کے ذکر کی جانب متوجہ ہوجاتے یعنی احکام الٰہی کی تعمیل رجا دونوں کا ذکر کیاہے اس لئے اس کے دونوں اثرات کی جانب
کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں اور اعمال جوارح اور اعمالِ ارشاد فرمایاہے۔ خوف کی آیتوں سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے
قلوب جذبۂ انقیاد و اطاعت سے بجالاتے ہیں ۔ یہ اور رحمت کے ذکر سے قلب میں نرمی اور لین کے آثار پیدا
قرآن اللہ تعالےٰ کی ہدایت ہے جس کو چاہتاہے اس ہوجاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کتاب آپس میں
ملتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں دہرائی ہوئی یعنی ایک
مدعا کئی کئی طرح سے تقریر کیا ۱۲ (۲۳)

بقیہ ❀ صفحہ ❀ ۲۳۶

......٭ یعنی اگر یہ لوگ نہیں مانتے تو آپ غم نہ کیجئے۔ یہاں سے آپ کو بھی جاناہے اور ان کو بھی جاناہے یعنی ہمیشہ یہاں کوئی بھی رہنے والا نہیں بلکہ قیامت میں سب کو ایک جگہ ہوناہے (۳) پھر تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے پاس اپنا اپنا معاملہ پیش کروگے اور اس کے روبرو آپس میں جھگڑوگے ٭ یعنی تمام معاملات خواہ وہ مسلمانوں کے ہوں یا پیغمبروں اور ان کی امتوں کے ہوں وہاں پیش ہوں گے۔ اور پھر وہاں عملی فیصلہ ہوجائے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا۔ پھر فرشتوں کی گواہی سے اور آسمان و زمین کی اور ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہو ۱۲ (۲۱) ۔

Marfat.com

Marfat.com

سو اُس سے زیادہ کون ظالم اور ناحق پرست ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولے اور جب اُس کے پاس سچی بات آئے تو اس سچی بات کی تکذیب کردے کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہوگا ؛ یعنی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ یہ کہ وہ شریک رکھتا ہے یا اولاد رکھتا ہے۔ سچی بات یہ کہ قرآن یا دین اُسکے پاس رسول کے ذریعہ پہونچے اور وہ اس قرآن کو جھٹلائے تو اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے۔ اور ظالم کیلئے عقوبت ہے اور وہ جہنم ہے اور وہ ایسے ظالموں کا ٹھکانا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگر نبی نے جھوٹ خدا کا نام لیا تو اس سے بُرا کون اور اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے بُرا کون ۱۲ یعنی اللہ تعالیٰ پر افترا کرنا یہ بھی بہت بڑا ظلم اور رسول کی سچی بات لائی ہوئی کو جھٹلانا خواہ وہ قرآن ہو یا دین حق ہو اس سے انکار کرنا اور جھوٹا بتانا اس سے بڑھ کر اور کیا ظلم ہوگا لہٰذا ظالموں کا ٹھکانا دوزخ ہے جس طرح خدا پر بہتان باندھنا اور افترا کرنا قابل عقوبت ہے اسی طرح حضرت حق جل وعلا کے پیام کی مخالفت کرنا بھی ایک قابل سزا جرم ہے (۳۲) اور وہ لوگ جو سچی بات لیکر آئے اور خود بھی اس سچی بات کی تصدیق کی تو یہی لوگ ہیں ڈرنیوالے اور پرہیزگار ؛ چونکہ مفسرین کے اس آیت کی تفسیر میں کئی قول ہیں اس لئے ترجمے اور تیسیر میں ان کی رعایت کی گئی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو سچ لایا وہ نبی اور جس نے سچ مانا وہ مومن ۱۲ وہ لوگ جو سچ لائے اس میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو خدا کی طرف سے دین حق لیکر آئے یا رسول کی طرف سے کوئی دین حق کی تبلیغ کیلئے ہیں گیا سب شامل ہیں اور رسول یا رسول کے رسول نے خود بھی تصدیق کی اور دین حق کو سچا جانا یعنی خود صادق بھی اور مصدق بھی تو ان لوگوں کو متقی فرمایا۔ بعض حضرات نے فرمایا صادق رسول اور اُس کی تصدیق کرنیوالے اُس کے تابعین۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ دین حق کو لانیوالے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنے والے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت عطا کا قول ہے کہ صدق کو لانیوالے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تصدیق کرنیوالے آپ کی پیروی کرنیوالے پہلا قول یعنی صادق اور مصدق کی وحدت حضرت ابن عباسؓ اور سُدی سے منقول ہے (۳۳) ان متقیوں کیلئے ان کے پروردگار کے ہاں ہر وہ چیز موجود ہوگی جس کی وہ چاہت اور خواہش کریں گے۔ یہ ہر خواہش کی تکمیل بدلا اور صلہ ہے نکوکاروں کا (۳۴) یہ صلہ اس لئے مقرر ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے اُن کی بُرائیوں کو جو اُنھوں نے کی تھیں دُور فرمائے اور انکو ان اچھے کاموں کے عوض جو وہ کیا کرتے تھے صلہ عطا فرمائے ؛ یعنی ان متقیوں کو اُن کے حسب دل خواہ آسائش و آرام میسر ہو اُن کی بُرائیاں حسب مراتب اُن سے دور کردی جائیں گی اور اُن سے زائل کردی جائیں گی اور اُن کے اچھے کاموں کا اُن کو اجر اور صلہ دیا جائے گا چونکہ متقیوں میں صادق اور مصدق دونوں شامل ہیں اس لئے ہم نے حسب مراتب کی قید لگادی ہے اور اسوا الذی میں تفضیلی معنی مُراد نہیں ہیں معمولی لغزش بھی انبیاء کے لئے سوء اور بُرائی ہے۔ حسنات الابرار سیات المقربین (۳۵) کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کافی اور کارساز نہیں ہے اور اے پیغمبر یہ کافر آپکو اللہ تعالیٰ کے سوا اور دوسروں سے ڈراتے ہیں اور جس گم کردہ راہ کو اللہ تعالیٰ بے راہ رکھے اسکو کوئی راہ دکھانیوالا نہیں (۳۶) اور اللہ تعالیٰ جس کی رہنمائی فرمائے اُسکو کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں کیا اللہ تعالیٰ کمال قوت کا مالک اور بدلا لینے والا نہیں ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تجکو ڈراتے ہیں یعنی توتوں کو نہیں مانتا تو وہ تجھ پر غضب ہوں گے کچھ تیرا کردیں گے سو جس کی مدد پر اللہ ہو اُس کا بُرا کون کرسکے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جس کا کارساز اللہ تعالیٰ ہو اُسکو بتوں سے اور مخلوق سے ڈرانا ایک مضحکہ خیز چیز ہے وہ تو سب کے لئے کافی ہے اور بالخصوص آپ تو اُس کے پیغمبر ہیں تو کیا آپ کے لئے کافی نہیں ہے بات اصل یہ ہے کہ جو گمراہی کو پسند کرچکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو اُن کی گمراہی میں چھوڑ دیا ہے تو اُن کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسکی ہدایت پر اللہ تعالیٰ آمادہ ہو جائے اور جسکو وہ ہدایت دیدے تو اُس کو کوئی گمراہ کرنیوالا نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ صاحب قوت اور صاحب انتقام نہیں ہے۔ بعض مشرکوں کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے دیوتاؤں کی پھٹکار اور گرفت سے ڈرایا کرتے ہیں ایسا ہی کوئی واقعہ پیش آیا ہوگا جس پر یہ آیت نازل ہوئی اور چونکہ مشرکین مکہ بھی اللہ تعالیٰ کو خالق السماوات والارض جانتے تھے اس لئے آگے اس کی تصریح فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے کافی ہونے پر حجت قائم کی (۳۷) اور اگر آپ ان سے اے پیغمبر سوال کریں اور دریافت کریں کہ بھلا آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ اُس کا جواب یقیناً یہی دیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ
سو اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ بولے اور جب اُسکے پاس سچی بات

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
آئے تو اس سچی بات کی تکذیب کردے۔ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ
میں نہیں ہوگا - اور وہ لوگ جو سچی بات لے کر آئے اور وہ جنہوں نے اس سچی بات کی تصدیق کی تو

بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ
یہی لوگ خدا سے ڈرنے والے ہیں۔ ایسے متقیوں کیلئے اُن کے رب کے ہاں ہر وہ چیز موجود ہوگی جس کی

رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ
وہ خواہش کریں گے یہ ہر خواہش کی تکمیل صلہ ہے نیکی کرنیوالوں کا - یہ صلہ اسلئے مقرر ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ اُن

اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ
نیک لوگوں سے ان کی بُرائیوں کو جو انہوں نے کی تھیں دُور کردے اور اُن کو اُن اچھے کاموں کے عوض

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ
جو وہ کیا کرتے تھے ان کا صلہ عطا فرمائے - کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے یعنی محمد کیلئے

عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ
کافی نہیں ہے اور اے پیغمبر یہ کافر آپ کو خدا کے سوا اور دوسروں سے ڈراتے ہیں اور جس

يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ
گمکردہ راہ کو خدا بے راہ رکھے اُسکو کوئی راہ دکھانیوالا نہیں - اور جس کو خدا راہ دکھائے

فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾
تو اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں کیا اللہ تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا نہیں ہے

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
اور اے پیغمبر اگر آپ ان سے سوال کریں کہ بھلا آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے

Marfat.com

آپ ان سے فرمائیے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ جن معبودوں کو تم اللہ تعالےٰ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف اور دُکھ پہنچانا چاہے تو کیا یہ تمہارے معبود اُس کے بھیجے ہوئے ضرر اور دُکھ کو مجھ سے دور کر سکتے ہیں اور دُکھ کو ہٹا سکتے ہیں یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر کوئی مہربانی کرنی چاہے تو کیا تمہارے وہ معبود اسکی مہربانی کو مجھ سے روک سکتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کافی ہے۔ بھروسہ کرنیوالوں کو چاہیئے کہ اسی کی ذات پر بھروسہ کیا کریں ۞ آسمان وزمین کا حق تعالیٰ کو خالق ماننا مستلزم ہے کمال قدرت کو پس جب انھوں نے ملزوم کو مان لیا تو لازم کے ماننے سے انکو مفر نہیں جب اُس کو خالقیت میں تنہا مان لیا تو وہ کمال قدرت جو اُس دعوی کو مستلزم تھا وہ بھی لازم آگیا تو اب ان سے یہ دریافت کرو کہ وہ غیر اللہ جن کو تم معبود سمجھتے ہو اُن میں سے کوئی اس کا مزاحم ہو سکتا ہے اور مقابل ہو سکتا ہے کہ اُس کی مرضی اور حکم کے خلاف کوئی میرا دکھ دور کر سکے یا اُس کے فضل کو مجھ سے روک سکے۔ حدیث میں عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی صبح کی نماز کے بعد دس کلمے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کو نزدیک ان کلموں کے کفایت کرنیوالا پائے گا ان دس میں پانچ دُنیا کے لئے ہیں اور پانچ آخرت کیلئے۔ وہ دس کلمے یہ ہیں۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدِيْنِيْ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِيْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰى عَلَيَّ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِيْ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِيْ بِسُوْءٍ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ فِي الْقَبْرِ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْحَوْضِ۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ

تو یہ اُس کا یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے آپ ان سے کہیے کہ بھلا یہ تو بتاؤ جن معبودوں کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو

اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ

اگر خدا مجھے کوئی تکلیف پہونچانی چاہے تو کیا یہ تمہارے معبود اُسکی بھیجی ہوئی تکلیف کو مجھ سے دور کر سکتے ہیں

اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ

یا خدا تعالیٰ مجھ پر کوئی اپنی مہربانی کرنی چاہے تو کیا تمہارے یہ معبود اُس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں آپ کہہ دیجیے

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يٰقَوْمِ

پس مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اُسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں بھروسہ کرنیوالے۔ آپ کہہ دیجئے اے میری قوم

اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾

تم لوگ اپنے حال پر عمل کرتے رہو میں بھی اپنے طور پر عمل کر رہا ہوں اب عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ

کہ کس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اُس کو رسوا کردے گا اور کس پر دائمی عذاب

مُّقِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ

نازل ہوتا ہے۔ اے پیغمبر یہ کتاب لوگوں کی بھلائی کے لئے آپ پر ہم نے نازل کی ہے جو دین حق کی تعلیم پر مشتمل ہے

فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ

سو اب جو شخص راہ راست اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بھلے کو اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ گمراہ ہوتا ہے

عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿٤١﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى

اپنے ہی بُرے کو اور آپ ان پر مختار کار مقرر نہیں ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ روحوں کو انکے مرتے وقت

الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ

قبض کر لیتا ہے یعنی روح حیات کو اور جن کے مرنے کا وقت نہیں آیا انکو بھی سوتے وقت قبض کر لیتا ہے یعنی روح تمیز کو

فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى

پھر ان روحوں کو جن پر وہ موت کا حکم صادر کر چکا ہے انکو تو روک لیتا ہے اور دوسری ارواح کو ایک مقررہ وقت تک کیلئے

(٣٨) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے اے میری قوم تم اپنے حال اور اپنی وضع پر عمل کئے جاؤ بلاشبہ میں بھی اپنے حال اور اپنی وضع پر عمل کرنیوالا ہوں سو عنقریب اب تم جان لوگے اور معلوم کر لوگے (٣٩) کہ وہ شخص کون ہے جس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسکو رسوا کر دے گا۔ اور کس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے ۞ مطلب یہ ہے کہ آپ ان سے کہہ دیجئے اگر تم نہیں مانتے اور باوجود قائل ہو جانیکے پھر بھی اپنی ضد پر اڑے ہوئے ہو تو اچھا اپنے ڈھنگ پر جو کرتے ہو وہ کئے جاؤ اور میں بھی اپنی حالت پر جو کچھ کر رہا ہوں وہ کئے جاؤں گا ہاں اتنی بات کہہ دیتا ہوں کہ بہت جلد تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ دنیا میں کس پر رسواکُن عذاب آتا ہے۔ اور کس پر مرنے کے بعد دائمی عذاب اور سدا کا عذاب نازل ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہ دنیا میں یہ آخرت میں ۱۲ خلاصہ یہ کہ مغلوب اور مقتول ہو کر رسوا ہوگے دُنیا میں اور جہنم میں داخل ہو کر عذاب الٰہی بھگتو گے۔ یہ تہدید کے طور پر ہے اور ناراضگی کا اظہار ہے اعملوا علیٰ مکانتکم اجازت نہیں ہے (٤٠) اے پیغمبر یہ کتاب لوگوں کے نفع اور فائدے کیلئے آپ پر ہم نے نازل فرمائی ہے جو دین حق کی تعلیم پر مشتمل ہے پس اب جو شخص راہِ راست اختیار کرتا ہے اور صحیح راہ پر چلتا ہے تو اپنے ہی بھلے کو چلتا اور اختیار کرتا ہے اور جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو سوائے اس کے نہیں کہ وہ اپنے بُرے کو اختیار کرتا ہے اور اس گمراہی کا وبال اُسی پر پڑنے والا ہے اور آپ ان پر مختار کار مقرر نہیں ہوئے ہیں ۞ یعنی اُن کی گمراہی کی آپ سے بازپرس نہیں کیونکہ آپ اُن پر وکیل اور ان کے سردار نہیں ہیں (٤١) اللہ تعالیٰ جانوں کو اُن کے مرنیکے وقت کھینچ لیتا ہے اور قبض کر لیتا ہے جب وقت ہو اُن کے مرنے کا یعنی مرتے وقت جانوں کو قبض کر لیتا ہے اور جن کے مرنیکا وقت نہیں آیا اُن کو بھی سوتے وقت قبض کر لیتا ہے اور کھینچ لیتا ہے پھر اُن جانوں کو جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے روک لیتا ہے۔ یعنی اُن کو تصرف فی الابدان سے روک لیتا ہے اور اُن کو واپس نہیں کرتا اور دوسری جانوں کو ایک مقررہ وقت تک کیلئے واپس کر دیتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے بلاشبہ اس تصرف خداوندی میں اُن لوگوں کیلئے بڑے دلائل ہیں جو غور و فکر

(بقیہ ص ٧٣٩ پر)

٤٧
٢

Marfat.com

إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَٰتٍ لِّقَوْمٍ
واپس بھیج دیتا ہے اس میں شک نہیں کہ اس تصرف خداوندی میں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں
يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ شُفَعَآءَ ۚ
بڑے دلائل ہیں۔ کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ اور سفارش کرنے والے تجویز کر رکھے ہیں
قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْـًٔا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾
آپ کہئے اگرچہ یہ تمہارے مفروضہ سفارشی نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں تب بھی
قُل لِّلَّهِ الشَّفَٰعَةُ جَمِيعًا ۖ لَّهُۥ مُلْكُ السَّمَٰوَٰتِ وَ
آپ ان سے کہہ دیجئے کہ سفارش تو تمامتر خدا ہی کے اختیار میں ہے تمام آسمانوں کی اور
الْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٤٤﴾ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ
زمین کی حکومت کا وہی مالک ہے پھر تم اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور جب تنہا صرف خدا کا ذکر
وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت کا یقین دل میں نہیں رکھتے اُن کے دل سخت کبیدہ
بِالْءَاخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِۦٓ إِذَا هُمْ
اور متنفر ہوتے ہیں اور جہاں خدا کے سوا دوسروں کا ذکر کیا گیا تو یہ لوگ
يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَٰوَٰتِ وَ
اسی وقت خوش ہو جاتے ہیں۔ اے پیغمبر آپ کہئے اے اللہ آسمانوں کے اور زمین کے پیدا کرنے والے
الْأَرْضِ عَٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَٰدَةِ أَنتَ تَحْكُمُ
چھپے اور کھلے کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے
بَيْنَ عِبَادِكَ فِى مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾
درمیان اُن امور کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے
وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِى الْأَرْضِ جَمِيعًا
اور اگر اُن لوگوں کے پاس جو ظالم ہیں وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے

بقیہ ۴۲ . کام لیتے ہیں :. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچتا ہے یہی نشان ہے آخرت کا معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھنچتی ہے جیسے موت میں اگر نیند میں کھنچ کر رہ گئی وہی موت ہے مگر یہ جان وہ ہے جس کو ہوش کہتے ہیں اور ایک جان جس سے دم چلتا ہے اور نبضیں اُچھلتی ہیں اور کھانا ہضم ہو جاتا ہے وہ دوسری ہے وہ موت سے پہلے نہیں کھنچتی ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا قول یہی ہے وہ فرماتے ہیں ابن آدم میں نفس ہے اور روح ہے ان دونوں کے درمیان ایسا ہی تعلق ہے جیسا آفتاب کا تعلق شعاع سے پس نفس تو وہ ہے کہ بسبب اُس کے عقل و تمیز ہے اور روح وہ ہے کہ بسبب اُس کے سانس لیتا ہے اور حرکت کرتا ہے۔ پس جب سو جاتا ہے بندہ تو قبض کرتا ہے اللہ تعالیٰ نفس اُس کا اور نہیں قبض کرتا روح اُس کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں نکل جاتی ہے روح اور باقی رہتی شعاع اسکی بدن میں پس ساتھ اس کے خواب دیکھتا ہے پس جب جاگنے لگتا ہے نیند سے پھر آتی ہے روح اُس کے بدن کیطرف جلد تر پلک مارنے سے۔ بہرحال یہ تو ظاہر ہے کہ نیند موت کی بہن ہے۔ نیند میں بھی کوئی چیز قبض ضرور ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا۔ ھو الذی یتوفکم بالیل۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ آدمی رات کو سویا اور سویا کا سویا رہ گیا جیسا کہ پچھلے دنوں انگلستان کا بادشاہ سویا کا سویا رہ گیا تھا۔ اور لاکھوں مخلوق رات کو سو کر صبح اُٹھ بیٹھتی ہے۔ اگر من کل الوجوہ موت نہیں آتی تو من بعض الوجوہ حیات رہتی ہے اور اسی حیات کو شعاع سے صاحب نے تعبیر کیا ہے۔ سونے میں جو تصرف ہوتا رہتا ہے وہ شعاعوں کا اثر ہوتا ہے اور من کل الوجوہ موت وہ ہے جس میں حیات کا کوئی اثر نہ رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت فرمایا کرتے تھے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِاسْمِكَ أَرْفَعُهُ إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِينَ ۔ یعنی تیرے ہی نام کیساتھ اے پروردگار اپنا پہلو رکھتا ہوں اور تیرے ہی نام کیساتھ اسکو اُٹھاتا ہوں۔ اگر آپ میرے نفس کو روک لیں تو اس پر رحم فرمائیں اور اگر اس کو تو چھوڑ دے تو پھر نفس کی اُن باتوں سے حفاظت کر جن باتوں سے نیک بندوں کی حفاظت کیا کرتا ہے۔ (۴۳) تو کیا اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ سفارش کرنے والے تجویز کر رکھے ہیں۔ آپ فرما دیجئے اگرچہ یہ مفروضہ سفارشی نہ کسی چیز کا اختیار رکھتے ہوں اور نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں تب بھی یہ سفارش کریں گے اور سفارش کے اہل ہوں گے :. یعنی ان مشرکوں نے کچھ چیزوں کو اللہ کے علاوہ یہ سمجھ کر معبود بنا رکھا ہے کہ وہ ان کی اللہ تعالیٰ کے رُوبرو سفارش کریں گے اور ان کو عذاب سے بچا لیں گے جیسا کہ سورۂ یونس میں گزر چکا ہے ھٰؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِندَ اللّٰهِ ۔ اس لئے فرمایا کہ شفاعت کیلئے قدرت و طاقت کی تو کم از کم ضرورت ہے یہ تمہارے خود ساختہ معبود اور مفروضہ سفارشی نہ کسی قسم کا علم رکھتے ہوں نہ اُن کو کسی قسم کا اختیار حاصل ہو تو کیا ایسی حالت میں بھی یہ سفارشی قرار پائیں گے۔ اور اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ تماثیل اور اصنام بے اختیار اور بے عقل ہوں لیکن جن بزرگوں اور بڑوں کی یہ تماثیل ہیں۔ وہ تو با اختیار اور اہل علم ہوں گے اس کا جواب آگے فرمایا (۴۴) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ شفاعت اور سفارش تو تمام تر اللہ ہی کے اختیار میں اور اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے تمام آسمانوں اور زمین کی حکومت کا وہی مالک و متصرف ہے پھر تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے :. مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی شفاعت کا وہی مالک ہے۔ صاحب کشاف نے کہا ہے کہ شفاعت دو باتوں پر موقوف ہے۔ اوّل شفیع کو اجازت ہو دوسرے یہ کہ مشفوع لہٗ سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور وہ قابل مغفرت ہو۔ یہاں دونوں باتیں مفقود ہیں۔ شفیع اگر شیاطین اور ارواح خبیثہ ہوں تو اجازت مفقود اور اگر ملائکہ اور ارواح طیبہ ہو تو مشفوع لہٗ کا قابل مغفرت ہونا مفقود۔ اور چونکہ شفاعت ہی کی توقع پر اُن کو معبود بنایا تھا اور اُن کی عبادت اسی بنیاد پر کرتے تھے جب شفاعت مفقود تو ان کا معبود ہونا بھی باطل اور اللہ تعالیٰ کا وحدہٗ لاشریک ہونا ثابت اور سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے باوجود ان دلائل قطعیہ کے ان مشرکین کا یہ حال ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ کے رُوبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے نہ تمہارے کہے سے ۱۲ (۴۵) اور جب تنہا صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور اُس اکیلے اور یگانہ معبود کا نام لیا جائے تو ان لوگوں کے دل جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے سخت کبیدہ متنفر اور منقبض ہوتے ہیں اور جہاں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کا ذکر کیا گیا تو اسی وقت یہ لوگ خوش ہو جاتے اور خوشیاں کرنے لگتے ہیں :. یعنی جن کے قلوب کو آخرت کا یقین نہیں ہے اُن بدنصیبوں کی حالت یہ ہے کہ جب اُن کے سامنے (باقی صفحہ ۷۴۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٧٣٩) صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور لا الٰہ الا اللہ کہا جائے تو ان کے دل منقبض ہوجاتے ہیں اور جب خدا تعالیٰ کیساتھ دوسروں کو بھی ذکر کیا جائے یا فقط دوسروں ہی کا ذکر ہو تو یہ لوگ خوش ہونے لگتے ہیں ۔ اگرچہ بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد ابوجہل ۔ ولید بن عقبہ ۔ صفوان اور ابی بن خلف مراد ہیں ۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ ہر کافر اور مشرک کا یہی حال ہے کہ صرف اللہ کا نام ان کو کھٹکتا ہے ہاں اگر ان کے فرضی معبودوں کا ذکر کیا جائے تو بہت خوش ہوتے ہیں بلکہ فقیر کا تجربہ تو یہ ہے کہ بعض اہل بدعت بھی اتباع سنت اور اتباع شریعت کی باتوں سے دل تنگ ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ کی فرضی کہانیوں سے خوش ہوتے ہیں (٤٥) اے پیغمبر آپ یوں دعا کیجئے اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ۔ چھپے اور کھلے کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے درمیان اُن باتوں کا فیصلہ فرمائے گا جن میں وہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے ؛ یعنی آپ ان بدکرداروں کی مخالفت اور سرکشی کی فکر نہ کیجئے ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کردیا کیجئے ۔ کیونکہ حقیقی اور عملی فیصلہ ان سب باتوں کا اُسی کے سامنے ہوگا (٤٦)

وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ
اور اتنا ہی اور بھی اس کیساتھ ہو یعنی دنیا بھر کی چیزوں کا دگنا تو یہ لوگ تمام مال و دولت قیامت کے دن بدترین سزا
الْقِيٰمَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿٤٧﴾
بچنے کیلئے اپنے فدیہ میں دے ڈالیں اور خدا کیطرف سے انکے سامنے وہ چیز رونما ہوگی جس کا وہ وہم و گمان بھی نہ رکھتے تھے
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
اور جو کام وہ کرتے رہے تھے ان کاموں کی برائیاں انکے سامنے ظاہر ہوجائیں گی اور جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤٨﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ؗ ثُمَّ
وہی عذاب ان کو آ گھیرے گا ۔ جس وقت انسان کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے
اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ؕ
پھر جب ہم اسکو اپنی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا فرمادیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے یہ تو مجھ کو صرف میری علمی قابلیت کی بنا پر ملی ہے
بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قَدْ
یہ بات نہیں بلکہ وہ ایک آزمائش ہے مگر اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ۔ یہ بات
قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا
وہ لوگ بھی کہہ چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں پھر جو کچھ وہ کرتے رہے وہ ان کے
يَكْسِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ
کچھ بھی کام نہ آیا ۔ پھر ان کی تمام بداعمالیوں کا وبال ان پر آ پڑا اور ان موجودہ
ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ
لوگوں میں سے بھی جو ظالم ہیں ان کی بداعمالیوں کا وبال بھی ان پر عنقریب پڑنے والا ہی ہے
وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥١﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ
اور یہ لوگ خدا کو ہرا نہیں سکتے ۔ کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے روزی
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ
فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے روزی تنگ کر دیتا ہے بیشک اس روزی کی کمی بیشی میں ان لوگوں کے لئے

اور اگر جو لوگ ظلم یعنی کفر و شرک کے خوگر ہیں ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین میں ہے اور اتنا ہی اسکے ساتھ اور بھی ۔ تفسیر صفحہ ہذا ۔ یعنی روئے زمین کی سب چیزوں کا دگنا تو یہ لوگ تمام مال و دولت قیامت کے بدترین اور سخت عذاب سے بچنے کے لئے اپنے فدیہ میں دے ڈالیں ۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے سامنے وہ چیز ظاہر ہوگی جس کا وہ گمان بھی نہ رکھتے تھے ؛ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آج اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرکے ظلم کر رہے ہیں اور ظالم بنے ہوئے ہیں انکی یہ حالت ہوگی کہ روئے زمین کی تمام دولت کا دگنا بھی اگر کسی کے پاس ہو تو وہ بھی قیامت کے دن اسکو اپنے فدیہ میں دیکر اس بری طرح کی سزا اور عذاب سے اپنے کو چھڑا لیں جو قیامت میں ان کو بھگتنا پڑیگا اگرچہ وہ قبول نہ ہوگا اور قیامت کے دن کی سزا بھگتنی ہی پڑے گی اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے کچھ ایسے واقعات و حالات ظاہر ہوں گے جن حالات و واقعات کے پیش آنے کا ان کو وہم و گمان تک نہ تھا (٤٧) اور جو کام کرتے رہتے تھے ان کاموں کی برائیاں اُن کے سامنے ظاہر ہوجائیں گی اور جس عذاب کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے وہی عذاب اُن کو گھیرلے گا ؛ یعنی کفر کی حالت میں یہ لوگ جو اعمال کرتے رہے ہیں ان اعمال کی برائیاں ظاہر ہوجائیں گی ۔ اور جس عذاب کا استہزا کیا کرتے تھے وہ عذاب اُن کو گھیرلے گا ۔ (٤٨) جس وقت انسان کو کوئی تکلیف اور سختی پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے پھر جب ہم اُسکو اپنی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا فرماتے ہیں تو کہنے لگتا ہے سوائے اس کے نہیں کہ یہ تو مجھکو میرے علم کی بنا پر ملی ہے ۔ یہ بات نہیں بلکہ وہ ایک آزمائش ہے مگر ان کے اکثر لوگ اس بات کو سمجھتے نہیں ؛ یعنی ایک طرف تو یہ حالت کہ اللہ تعالیٰ کے نام سے نفرت کرتے ہیں اور دوسری طرف اُن کی یہ حالت ہے کہ ان میں سے جب کسی کو کوئی دکھ پہنچتا ہے تو اس وقت ہم کو پکارتا ہے اور ہم جب کوئی احسان کردیتے ہیں تو کہتا ہے مجھے اس کا پہلے ہی سے علم تھا کہ مجھ کو یہ نعمت ملنے والی ہے ۔ یا یہ کہ اللہ مجھ کو اور میرے استحقاق کو جانتا تھا اسی کی بنا پر یہ نعمت مجھ کو دی گئی ہے ۔ یا یہ کہ مجھ میں جو مختلف ہنر اور کسب ہیں یہ اسکی بنا پر دی گئی ہے ۔ اور جو کچھ مجھ کو ملا وہ میری تدبیر اور میرے ہنر اور میرے کسب سے ملا ہے ۔ یعنی اپنے ہی کمال کو ذریعہ سمجھتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا احسان نہیں مانتا ۔

حضرت حق تعالیٰ فرماتے ہیں یہ ایک امتحان ہے جس کو اُن کے اکثر لوگ نہیں سمجھتے یعنی جس طرح مصیبت اُس کا ایک امتحان ہے کہ صبر کرتا ہے یا نہیں اسی طرح نعمت بھی اس کی ایک آزمائش ہے کہ دیکھیں شکر بجا لاتا ہے یا نہیں ۔ سورۂ انبیاء میں گزر چکا ہے ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ اسی قسم کا یہ مضمون ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آگے سے کلمہ ہی یہی قیاس بھی چاہتا تھا کیونکہ ہو ۔ اللہ کی قدرت کا قائل نہ ہو ۔ یہ جانچ ہے کہ عقل اُس کی دوڑنے لگی ہے وہ اپنی عقل پر بیکھے وہی عقل رہتی ہے اور آفت آپہونچتی ہے ۱۲ (٤٩) یہ بات وہ لوگ بھی کہہ چکے ہیں جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں پھر جو کچھ وہ کرتے رہے وہ ان کے کچھ بھی کام نہ آیا ؛ یعنی قارون اور فرعون وغیرہ دوسرے کافر بھی یہی کہا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت نہ کرتے تھے جب آفت آئی تو ان کی کمائی ان کے کچھ کام نہ آئی (٥٠) پھر ان پہلوں پر ان بداعمالیوں اور بُری کمائیوں کا اثر اور وبال آ پڑا اور ان موجودہ لوگوں میں سے بھی جو ظالم ہیں اُن کی کمائیوں کی برائی اور اُن کی بداعمالی کا اثر اور وبال اُن پر پڑنے والا ہے (باقی صفحہ ٧٤١ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۴۰) اور ان کو پہونچے گا اور بہت جلد ان کو پہونچکر رہے گا اور یہ اللہ تعالیٰ کو تھکانے اور عاجز کرنیوالے نہیں ہیں ؛ یعنی یہ کفار مکہ بھی عنقریب اپنے بُرے اعمال اور بُری کمائیوں کا پھل پانیوالے ہیں جیسا کہ قحط میں اور بدر کے دن قتل میں مبتلا کئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کو عاجز نہ کرسکے آگے پھر قدرت کا اظہار فرمایا (۵۱) کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے روزی کو فراخ کردیتا ہے اور تنگ کردیتا ہے۔ بلاشبہ اس بسط و قدر میں اُن لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو اہلِ ایمان ہیں اور مانتے ہیں ؛ یعنی یہ باتیں روزمرہ دیکھنے میں آتی ہیں کہ دو آدمیوں کے پاس ایک سا سرمایہ ہے دونوں ایک ہی کام کرتے ہیں ایک بڑھتا چلا جاتا ہے اور ایک کمی میں چلا جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ تھوڑے سرمائے والا آگے نکل جاتا ہے اور بڑے سرمائے والا رہ جاتا ہے۔ روزی کا معاملہ ایسا ہے کہ کسی کے کنٹرول اور قابو میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مشیت جسکو چاہتی ہے اس کی روزی فراخ کردیتی ہے اور جس کو چاہتی ہے اس کی روزی تنگ۔ اور بقدر ضرورت ماپ کردیتی ہے۔ اس طریقہ کار میں ان لوگوں کیلئے قدرت خداوندی کے بڑے دلائل ہیں جو اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی روزی کا فراخ کرنیوالا ہے اور نہ کوئی گھٹانے اور تنگ کرنیوالا ہے۔ تفسیر صفحہ ہذا: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی عقل دوڑاتے ہیں تدبیر کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا پھر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ جان لو کہ یہ عقل کا کام نہیں ۱۲ (۵۲) اے پیغمبر آپ میری طرف سے کہہ دیجئے اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اور حد سے تجاوز کیا ہے تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے گا واقعی وہ بڑی بخشش کرنیوالا نہایت رحم کرنے والا ہے ؛ چونکہ اوپر کی آیتوں میں شرک کی مذمت کا بیان تھا ہوسکتا ہے کہ بعض مشرکوں کو یہ خیال ہوا ہو کہ ہم ایسے گناہ کرنیکے بعد اب کس طرح مسلمان ہوسکتے ہیں اور ایمان لانے سے ہمکو کیا فائدہ ہوسکتا ہے اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونے کی کوئی وجہ نہیں اللہ تعالیٰ ایمان لانے اور توبہ کرنے کے بعد تمام گناہوں کو بخشدے گا اور سب کی مغفرت فرمادیگا۔ آیت کا شان نزول خواہ قاتل حمزہ کے بارے میں ہو جس کا نام وحشی تھا اور اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا تھا۔ یا یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید اور ان کی جماعت کے بارے میں نازل ہوئی ہو۔ یہ لوگ اسلام لانے کے بعد مرتد ہوگئے تھے اور پھر اپنے گناہوں پر نظر کرتے ہوئے واپس اسلام میں آنے سے جھجکتے تھے یا بقول ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ جب آیت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ نازل ہوئی تو صحابہ ہر ایک گناہ گار پر خوف کھانے لگے۔ جب کسی کو فواحش میں مبتلا دیکھتے تو کہتے کہ بس یہ ہلاک ہوا اور اس کے عمل باطل ہوئے۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہم کو اطمینان ہوا۔ بہرحال آیت کا تعلق تمام گناہگاروں سے ہے جو لوگ اپنی جانوں پر حد سے تجاوز کرچکے ہوں تو ان کو بھی ناامید نہ ہونا چاہئے کیونکہ اسلام لانے سے تمام گناہ زائل ہوجاتے ہیں اور اسلام کے بعد تمام گناہ توبہ اور استغفار سے بخش دئے جاتے ہیں۔ ایک دفعہ صحابہ میں گفتگو ہوئی کہ قرآن میں کون سی آیت وسیع تر ہے تو صحابہ نے مختلف آیتیں پیش کیں لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا کہ وسیع رحمت کے بارے میں یہ آیت ہے۔ جب حضرت حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی رحمت اور مغفرت کی جانب سے اطمینان دلادیا اب آگے اسلام کی دعوت مذکور ہے (۵۳) اور تم

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٥٢﴾ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى

بڑے دلائل ہیں جو اہل ایمان ہیں۔ اے پیغمبر آپ کہدیجئے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر

٥ ع ١١ ٢

اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ

زیادتیاں کی ہیں تم خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہ

الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿٥٣﴾ وَ

بخش دے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنیوالا ہے۔ اور

اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ

تم اپنے رب کی طرف رجوع ہو جاؤ اور اُس کے فرماں بردار بن جاؤ اس سے قبل کہ

يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَاتَّبِعُوْٓا

تم پر عذاب آپہونچے پھر تم کہیں سے مدد بھی نہ دئے جاسکو۔ اور تمہارے رب کی طرف سے

اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ

جو اچھے اچھے احکام تمہارے لئے نازل کئے گئے ہیں تم اُن پر چلو قبل اس کے کہ

يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿٥٥﴾ اَنْ

تم پر اچانک اس طرح عذاب آپہونچے کہ تم کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔ پھر

تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ

کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص یوں کہنے لگے ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کا حکم بجالانے

اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿٥٦﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ

میں کی اور میں تو مذاق اُڑانیوالوں ہی میں شامل رہا۔ یا کوئی کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو

هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿٥٧﴾ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى

ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا۔ یا کوئی عذاب کو دیکھ کر یوں کہنے لگے

الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٥٨﴾

کاش مجھے دنیا میں پھر جانے کا موقع مل جائے تو میں بھی نیک کرداروں میں سے ہو جاؤں

توبہ کرنے کی غرض سے اپنے پروردگار کی جانب رجوع ہو اور اس کے فرماں بردار اور اطاعت گذار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب واقع ہو پھر تم کہیں سے مدد بھی نہ کئے جاسکو ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اسلام غالب کیا جو کافر دشمنی پر لگے تھے سمجھے کہ حق اس طرف اللہ ہے اور پچتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوئے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہوگی دشمنی کی لڑائی لڑے جا ملے رب اللہ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے ناامید مت ہو توبہ کرو اور رجوع ہو بخشے جاؤ گے مگر جب سر پر عذاب آیا یا موت نظر آنے لگی تب کی توبہ قبول نہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ قبل نزول عذاب اور قبل نزول موت توبہ کرلو اور توبہ کرکے اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہو جاؤ اور اسلام کے اطاعت گزار اور فرماں بردار بن جاؤ ورنہ عذاب آجانے کے وقت نہ توبہ قبول نہ کہیں سے مدد کی اُمید (۵۴) اور تمہارے رب کی طرف سے جو اچھے اچھے احکام تمہارے لئے نازل کئے گئے ہیں اُن پر چلو اور اُن کی پیروی کرو قبل اس کے اور اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب اس طرح آواقع ہو کہ تم کو اُس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو ؛

(باقی صفحہ ۷۴۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۴۱) احکام الٰہی تمام کے تمام اچھے ہیں جیسا کہ ہم فیتبعون احسنہ کی شرح میں ابھی عرض کر چکے ہیں۔ اس عذاب سے مُراد بظاہر آخرت کا عذاب ہے جو نفخۂ اولیٰ سے شروع ہوگا اور سب سے فنا ہو جانے کے بعد نفخۂ ثانیہ پر اُس عذاب کا ادراک اور انکشاف ہوگا (۵۵) پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص یوں کہنے لگے اے حسرت و افسوس میری اس کوتاہی اور کمی پر جو میں نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اور اُس کے احکام بجا لانے میں کی اور میں ہنسنے والوں اور مذاق اُڑانیوالوں ہی میں شامل رہا۔ یعنی جو لوگ اللہ کی آیتوں کا مذاق اُڑاتے تھے میں بھی اُن میں شامل رہا کرتا تھا ہائے افسوس میں نے بڑی کوتاہی کی یعنی اپنے کئے پر عذاب کو دیکھ کر پچھتانے لگے (۵۶) یا کوئی کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ میری رہنمائی کرتا اور مجھ کو ہدایت دیتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا۔ یعنی اگر اللہ تعالیٰ میری دستگیری فرماتا تو میں متقیوں میں سے ہوتا اور ساخرین میں شامل نہ ہوتا۔ (۵۷) یا کوئی عذاب کو دیکھ کر یوں کہنے لگے کاش مجھے دنیا میں پھر جانے کا موقع مل جائے تو میں بھی نکوکاروں میں ہو جاؤں۔ یعنی عذاب کا معائنہ کرنے کے بعد یا دوزخ میں داخل ہونے کے بعد یہ تمنا کرنے لگے کہ مجھ کو دوبارہ جانے کا موقع مل جائے تو میں نیکوں میں سے ہو جاؤں بہرحال یہ باتیں سب ہی کہیں گے یا بعض پہلا اور دوسرا جملہ کہیں گے اور بعض پہلا۔ بعض دوسرا، بعض تیسرا۔ غرض تردید علی سبیل مانعۃ الخلو ہے یہ جملے کہے ضرور جائیں گے خواہ سب کہیں یا کوئی کچھ کہے اور کوئی کچھ کہے آگے ان کہنے والوں کا رد ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آگے کا قول ان لوگوں کا رد ہے جنہوں نے اپنی گمراہی پر تقدیر کی آڑ پکڑی اور لو ان اللہ ھدٰنی کہا۔ لیکن بعض علماء نے کہا کہ آگے کے قول میں سب کا رد ہے بہرحال ارشاد ہوگا (۵۸) تفسیر صفحہ ہذا۔ ہاں یہ واقعہ ہے کہ میرے احکام تجھ تک پہونچے تھے پھر تو نے ان کو جھٹلایا اور تو نے میری آیتوں کے مقابلے میں تکبر کیا اور تو منکروں میں شامل رہا۔ یعنی تو غلط کہتا ہے کہ تو ہدایت نہیں کیا گیا۔ بلکہ پیغمبروں کا بھیجنا اور آیات کا نزول یہ سب کچھ ہدایت کے اسباب تھے تو خود ہی تکذیب کرتا رہا اور خود ہی تو نے تکبر کا اظہار کیا اور تو خود ہی کافروں میں شامل رہا پھر ہم پر کیوں الزام لگاتا ہے جبکہ قاعدہ یہ ہے کہ جبر فی الہدایت نہیں کیا جاتا یہی جواب پہلے اور تیسرے جملے کا بھی ہوسکتا ہے مگر ذرا تفصیل کیساتھ جس کی تیسیر میں گنجائش نہیں۔ چونکہ لو ان اللہ ھدٰنی کا جواب ظاہر تھا اس لئے ہم نے اُسی پر کفایت کیا (۵۹) اے مخاطب تو قیامت کے دن لوگوں کے چہرے کالے اور سیاہ دیکھے گا جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا کیا ان تکبر کرنیوالوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی باتوں کا اثبات کیا جس کا اس نے انکار کیا اور ان باتوں کا انکار کیا جس کا اس نے حکم دیا تو ایسے لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے اور ان متکبروں کا ٹھکانا جہنم میں ہوگا۔ دونوں میں مفسرین کے دو قول ہیں اس لئے ترجمے اور تیسیر میں دونوں کی رعایت کی گئی (۶۰) اور جو لوگ شرک و کفر سے بچتے تھے اللہ تعالیٰ ان متقیوں کو کامیابی کے ساتھ جہنم سے بچائیگا۔ نہ ان کو کسی طرح کی تکلیف چھوئے گی نہ وہ کبھی غمگین ہوں گے۔ تقوے کے مختلف درجے ہیں کم از کم یہ کہ شرک سے بچتا ہے۔ تو اس آیت میں عام مسلمانوں کو بڑی بشارت ہے اور جو تقوے کے اعلیٰ درجات کو طے کر چکے ہیں تو ان کی تو کامیابی کا اندازہ کیا ہوسکتا ہے۔ بہرحال اہل تقویٰ کو کامیابی کیساتھ محفوظ رکھا جائے گا ان کو نہ برائی اور تکلیف اور عذاب مس کریں گے اور نہ وہ غم زدہ اور غمگین ہوں گے کیونکہ وہ جنت میں ہوں گے

بَلٰی قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَ

ارشاد ہوگا ہاں یہ واقعہ ہے کہ میرے احکام تجھ تک پہنچے تھے پھر تو نے انکو جھٹلایا اور تو نے میری آیتوں کے مقابلہ میں تکبر کیا اور

كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۹﴾ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ

تو منکروں میں شامل رہا۔ اور اے پیغمبر آپ قیامت کے دن اُن لوگوں کے

كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ اَلَیْسَ فِیْ

چہرے سیاہ دیکھیں گے جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا۔ کیا ان تکبر

جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۶۰﴾ وَیُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ

کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے۔ اور جو لوگ پرہیزگاری اور تقوے کے پابند تھے خدا تعالیٰ ان کو

اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ

کامیابی کے ساتھ جہنم سے بچا لے گا نہ اُن کو کسی طرح کی تکلیف پہونچے گی اور نہ وہ کبھی

یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ

غمگین ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا اور وہی ہر چیز کا

شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ

نگہبان ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اسی کے اختیار میں ہیں۔ اور

الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾

جو لوگ اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے تو وہی وہ لوگ ہیں جو سخت نقصان میں رہیں گے

قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾

اے پیغمبر آپ ان سے کہیے کہ اے جاہلو! کیا اب بھی تم مجھ سے یہی کہتے ہو کہ میں غیر اللہ کی پرستش کرنے لگوں

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ

اور بلاشبہ اے پیغمبر آپ کی طرف اور ان سب پیغمبروں کی طرف جو آپ سے پہلے ہوگزرے ہیں یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ

اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾

اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے اعمال نیست و نابود ہو جائیں گے اور تم یقیناً خسارے میں پڑ جاؤ گے

(۶۱) اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ یعنی ہر چیز کا موجد اور باقی رکھنے والا اور حفاظت کرنیوالا وہی ہے (۶۲) آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں اُسی کے اختیار میں ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے منکر ہیں اور ان کو نہیں مانتے تو وہی وہ لوگ ہیں جو سخت نقصان اور گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔ یعنی کنجیاں اُس کے اختیار میں ہیں تو وہی متصرف ہے اور چونکہ حضرت حق تعالیٰ کے یہ اوصاف موجد ہونا۔ حافظ و متصرف ہونا۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیوں کا مختار ہونا مخالفین کو مسلّم تھا اس لئے ایسی ذات کو شریک سے بھی منزہ ہونا تسلیم کرنا چاہئے لیکن جو لوگ باوجود ان تمام صفات جمیلہ کے اُس کو وحدہٗ لاشریک نہیں مانتے اُن سے زیادہ خائب و خاسر کون ہوسکتا ہے۔ (۶۳) اے پیغمبر آپ ان سے فرمایئے اے نادانو کیا اب بھی تم مجھ سے یہی کہتے ہو اور مجھ کو یہی حکم دیتے ہو کہ میں غیر اللہ کی پرستش کروں۔ یعنی تمام دلائل توحید جو اوپر بیان ہوئے سب کو سن کر بھی مجھ کو یہی حکم کرتے ہو اور ترغیب دیتے ہو کہ میں بھی تمہاری طرح غیر اللہ کی عبادت کروں۔

(باقی صفحہ ۷۴۳ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۴۲) اے نادانو اور جاہلو۔ کفار مکہ نے ایسا کہا تھا کہ آپ ہمارے ان معبودوں کی عبادت بھی کرکے دیکھئے اس کا جواب دربار رسالت سے دلوایا گیا (۶۴) اور بلاشبہ اے پیغمبر آپ کی طرف اور ان پیغمبروں کی طرف جو آپ سے پہلے ہو چکے ہیں یہ وحی کی جا چکی ہے اور یہ حکم بھیجا جا چکا ہے کہ اگر لو فرضاً تم نے بھی شرک کیا تو تمہارے اعمال اکارت اور نیست و نابود ہو جائیں گے اور تم یقیناً خسارا اور گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے (۶۵) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ تم شرک نہ کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنا اور اسی کے شکر گزار رہنا۔: یعنی شرک ایسی بری چیز ہے کہ ہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جس میں آپ اور آپ سے پہلے انبیاء سب داخل ہیں ان سب کو یہ حکم دے چکے ہیں کہ اگر فرض کر و تم نے بھی یہ شرک کی برائی کی تو تمہارے تمام اعمال ضبط کر لئے جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤ گے تم کبھی شرک نہ کرنا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنا اور اسی کے شکر گزار رہنا۔ یہ تنبیہ تو اصل میں پیغمبروں کی امتوں کو ہے لیکن جیسا کہ شاہی قاعدہ ہوتا ہے کہ رعایا میں سب سے بڑے آدمی کو مخاطب بنا کر حکم سناتے ہیں تاکہ دوسرے لوگ ڈر جائیں کہ جب اس معاملہ میں بڑوں کی حالت یہ ہے تو ہم کس شمار میں ہیں ورنہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے شرک کے صدور کا احتمال ہی نہیں بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ یہ حکم بواسطہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام انکی امتوں کو دیا گیا ہے۔ اور یہ کہا گیا ہے کہ تم اپنی اپنی امتوں میں سے ہر ایک کو یہ پیام پہونچا دو کہ اگر تم میں سے کسی نے بھی شرک کیا تو اس کے اعمال نابود ہو جائیں گے اور وہ ٹوٹا پانیوالوں میں سے ہو جائے گا۔ آگے پھر توحید اور قیامت کا ذکر فرمایا جو اسلام کے اہم مسائل ہیں (۶۶) اور ان منکروں نے اللہ تعالیٰ کی وہ قدر نہیں پہچانی جو اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا حالانکہ یہ تمام زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان کاغذ کی طرح اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے پاک اور بالا تر ہے۔ ؛ قدر کا ترجمہ ہم نے قدر ہی کر دیا چونکہ یہ لفظ عام طریقہ سے بولا اور لکھا جاتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں' اور نہیں سمجھے اللہ کو جتنا کچھ وہ ہے بعض لوگوں نے قدر کو عظمت سے تعبیر کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی شان جس عظمت و جلال کی مقتضی تھی اس کے موافق اس کی تعظیم نہیں کی۔ آگے اس کی جلالت شان مذکور ہے کہ تمام زمینیں اس کی مٹھی میں ہوں گی اور تمام آسمان داہنے ہاتھ سے لپٹے ہوئے ہوں گے ہم نے ترجمے میں کاغذ کی طرح کیا چونکہ سورۂ انبیاء کے آخری رکوع میں کطی السجل للکتب فرمایا تھا بعض مفسرین نے بیمینہ کی تفسیر بقدرتہ سے بھی کی ہے۔ یعنی آسمان اسکی قدرت سے لپٹ جائیں گے اور لپٹے ہوئے ہونگے۔ داہنے ہاتھ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک ہاتھ داہنا ہے۔ کیونکہ بائیں کو دائیں سے کمتری ہے اور وہاں کمتری کا تصور بھی ناجائز ہے اس لئے اس کا ہر ہاتھ داہنا ہے مزید برآں یہ ہاتھ اور دونوں ہاتھ متشابہات میں سے ہیں جن کے معنی معلوم اور کیفیت مجہول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس کے ہاتھ کیسے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر بندے اس کی عظمت و جلال اور اس کی شان قدر و ہیبت کو پہچانتے تو اس کے ساتھ شریک تجویز نہ کرتے۔ حدیث میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں کہ زمین کو مٹھی میں اور آسمانوں کو ہاتھ پر لپیٹ کر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں۔ کہاں ہیں بادشاہ زمین کے؟ میں قدوس یعنی پاک ہوں۔ میں سلام ہوں یعنی سلامتی مجھ سے وابستہ ہے میں مومن یعنی امن دینے والا ہوں میں نگہبان ہوں میں عزیز یعنی غالب ہوں میں جبار ہوں یعنی زبردست میں متکبر ہوں یعنی سب سے بزرگ میں نے ہی دنیا کو پیدا کیا جب وہ کچھ نہ تھی۔ اور میں ہی اس کا اعادہ کروں گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ کے فرمائے موافق اللہ کا داہنا ہاتھ کہئے اور بانواں نہ کہئے ۱۲ (۶۷) اور صور میں پھونک ماری جائیگی تو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر جس کو اللہ تعالیٰ چاہے پھر اس میں دوسری مرتبہ پھونکا جائیگا اور پھونک ماری جائے گی تو یکایک وہ سب کھڑے ہو جائیں گے دیکھتے ہوں گے ؛ یعنی پہلا نفخہ فنا کا ہے جس سے سب لوگ مر جائیں گے اور عالم ارواح کے لوگ بیہوش ہو جائیں گے مگر جس کو خدا چاہے۔ پھر دوسرے نفخہ میں مرنیوالے زندہ ہو جائیں گے اور بے ہوش یعنی عالم مجردات کے لوگ ہوشیار ہو جائیں گے زندہ ہونیوالے حیرت زدہ ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہونگے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک بار نفخ صور ہے عالم کی فنا کا دوسرا ہے زندہ ہونے کا تیسرا یہ ہے بیہوشی کا چوتھا ہے خبردار ہونے کا اس کے بعد اللہ کے سامنے ہو جائیں گے ۱۲ اکثر علما۔ فرماتے ہیں کہ نفخے تین ہیں۔

(باقی صفحہ ۷۴۴ پر)

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝٦٦ وَمَا قَدَرُوا
تم شرک نہ کرنا بلکہ اللہ ہی کی عبادت کرنا اور اس کے شکرگزار رہنا۔ اور ان منکروں نے اللہ کی وہ قدر
اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ
نہیں پہچانی جو اس کی قدر پہچاننے کا حق تھا حالانکہ یہ ساری زمین قیامت کے دن اس کی
الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَ
مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان کاغذ کی طرح اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ ان
تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝٦٧ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ
مشرکوں کے شرک سے پاک اور بالاتر ہے۔ اور صور میں پھونک ماری جائیگی تو جو مخلوق آسمانوں میں ہے
مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَاۗءَ
اور جو زمین میں ہے ساری بے ہوش ہو جائے گی مگر ہاں جس کو اللہ چاہے
اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝٦٨
پھر اس صور میں دوسری مرتبہ پھونک ماری جائے گی تو یکایک سب کے سب کھڑے ہو جائینگے اور سب طرف دیکھنے لگیں گے
وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَ
اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور اعمال کے حساب کی کتاب لاکر رکھ دی جائے گی اور
جِايْۗءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ
پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور بندوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ
بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝٦٩ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا
کیا جائیگا اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہیں کی جائے گی۔ اور ہر شخص کو اس کے کئے ہوئے کاموں کا پورا پورا بدلا
عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝٧٠ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ
دیا جائیگا اور اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے ان کاموں کو خوب جانتا ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ
كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ
کفر کرتے رہے ہیں وہ دوزخ کی طرف گروہ کے گروہ بنا کر ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب وہ دوزخ پر پہونچیں گے تو

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۴۳) پہلا فزع کیلئے دوسرا موت کا تیسرا دوبارا زندہ ہونیکا۔ اور اگر فزع اور موت کا مطلب یہ لیا جائے کہ اوّل شروع شروع گھبراہٹ ہوگی اور جب آواز تیز ہوگی تو مرنے لگیں گے یہاں تک کہ عالم فنا ہو جائے گا تو اس طرح صرف دو نفخے ہوتے ہیں۔ بیہوشی سے جن کا استثنا فرمایا ہے اس میں بھی کئی قول ہیں بعض نے کہا جبرئیل۔ میکائیل۔ اسرافیل اور عزرائیل بعض نے کہا حاملین عرش بعض نے فرمایا شہداء بعض نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ بعض نے کہا دوزخ کا داروغہ اور جنت کا رضوان۔ بہرحال عالم مجردات کے جو فرشتے زندہ رہ جائیں گے ان کو بھی مرنا یا بیہوش ہونا ضروری ہے۔ بہرحال قرآن میں یہاں صرف دو نفخوں کا ذکر ہے اس کے بعد حضرت حق تعالیٰ اپنی شان کے موافق زمین پر تجلی فرمائیں گے اور ہر ایک کا حساب کتاب شروع ہو جائیگا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۶۸) اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے چمک اُٹھے گی اور اعمال کے حساب کا دفتر لا رکھا جائیگا اور انبیاء اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور ان کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائیگا :: یعنی حضرت حق جل مجدہٗ کے نزول وجلال کیساتھ ہی نامۂ اعمال ہر شخص کا اس کے سامنے رکھدیا جائے گا اور پیغمبر اور گواہ جیسا کہ سورۂ نساء میں گذر چکا ہے سب موجود ہو جائیں گے اور سب بندوں کا بلکہ سب مکلفین کا فیصلہ کر دیا جائیگا یہ فیصلہ حق اور انصاف کیساتھ کیا جائیگا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا (۶۹) اور ہر شخص کو جو کچھ اس نے کیا ہے اس کے کئے ہوئے کاموں کا پورا پورا بدلا ملے گا اور وہ اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے اُن کاموں کو خوب جانتا ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں :: یعنی کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی۔ آگے فیصلے کے بعد نتائج مذکور ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی گواہ آتے ہیں ان کے الزام کو نہیں اللہ پر کیا چھپا ہے ۱۲ (۷۰) اور وہ لوگ جو کفر کا شیوہ اختیار کئے ہے نہایت ذلت کیساتھ جہنم کیطرف گروہ گروہ بنا کر ہانکے جائیں گے یہاں تک کہ جب یہ اُس جہنم کے پاس پہونچیں گے تو جہنم کے دروازے کھولے جائینگے

أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ

دوزخ کے دروازے کھول دئے جائیں گے اور دوزخ کی حفاظت کرنیوالے فرشتے اُن کافروں سے کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں

يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَآءَ

پیغمبر نہ آئے تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے

يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا۟ بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ ٱلْعَذَابِ

ڈراتے تھے وہ کافر جواب دیں گے ہاں آئے تھے لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر

عَلَى ٱلْكَٰفِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ٱدْخُلُوٓا۟ أَبْوَٰبَ جَهَنَّمَ خَٰلِدِينَ

پورا ہو کر رہا ۔ ان کافروں سے کہا جائیگا کہ جاؤ دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے لئے دوزخ کے دروازوں میں

فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى ٱلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ وَسِيقَ ٱلَّذِينَ

داخل ہو جاؤ سو وہ دوزخ کیا ہی بُری قرارگاہ ہے تکبر کرنیوالوں کی ۔ اور جو لوگ اپنے رب سے

ٱتَّقَوْا۟ رَبَّهُمْ إِلَى ٱلْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءُوهَا وَفُتِحَتْ

ڈرتے رہے انکو بھی گروہ گروہ بنا کر جنت کیطرف روانہ کیا جائیگا یہانتک کہ جب وہ لوگ بہشت کے پاس پہنچیں گے اور اسکے دروازے

أَبْوَٰبُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ

کھلے ہوئے ہوں گے اور جنت کے محافظ ان لوگوں سے کہیں گے کہ تم پر سلام ہو تم خوش حال رہو

فَٱدْخُلُوهَا خَٰلِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا۟ ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى

جاؤ جنت میں ہمیشہ رہنے کیلئے داخل ہو جاؤ ۔ اور پرہیزگار لوگ جنت میں داخل ہو کر کہیں گے سب تعریفیں اسی خدا کو لائق ہیں جس نے

صَدَقَنَا وَعْدَهُۥ وَأَوْرَثَنَا ٱلْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ ٱلْجَنَّةِ

اپنا وعدہ ہم کو سچ کر دکھایا اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنا دیا کہ ہم اس بہشت میں جہاں چاہیں

حَيْثُ نَشَآءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ ٱلْعَٰمِلِينَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى ٱلْمَلَٰٓئِكَةَ

سکونت اختیار کریں غرض کیا ہی اچھا صلہ ہے محنت کرنیوالوں کا ۔ اور اے پیغمبر آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ

حَآفِّينَ مِنْ حَوْلِ ٱلْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

عرش کے چاروں طرف حلقہ باندھے ہوئے اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح کرتے ہوں گے

تفسیر صفحہ ہذا :: اور دوزخ کی حفاظت کرنیوالے فرشتے ان سے دریافت کرینگے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے پیغمبر نہیں آئے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے اور تمہارے اس دن کی ملاقات سے تم کو ڈرایا کرتے تھے۔ وہ منکر کہیں گے ہاں آئے تھے لیکن عذاب کا کلمہ اور عذاب کا وعدہ منکروں پر ثابت ہو کر رہا :: یعنی جن کے خلاف فیصلہ ہوگا ان کو ہنکا کر جہنم کی طرف لیجایا جائیگا۔ جب وہ جہنم پر پہونچیں گے تو ان سے فرشتے یہ باتیں دریافت کریں گے اور وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ کلمۃ العذاب سے شاید مراد ہے لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین ہو (۷۱) اُن کو کہا جائیگا داخل ہو جاؤ دوزخ کے دروازوں میں ہمیشہ اس میں رہنے کو پس وہ دوزخ بُری جگہ اور بُرا ٹھکانا ہے غرور کرنیوالوں کا :: یعنی دوزخ کے دروازوں میں ان منکروں کو داخل ہونے کا حکم ہوگا اور ہمیشہ رہنے کا حکم دیا جائیگا آخر میں فرمایا سو کیا بُرا ٹھکانا ہے دوزخ تکبر کرنیوالوں کا یہ بات یا تو فرشتے کہیں گے یا حضرت حق تعالیٰ کا کلام ہے (۷۲) اور جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے اُن کو بھی گروہ گروہ بنا کر جنت کی طرف روانہ کیا جائیگا یہاں تک کہ جب یہ لوگ جنت کے پاس پہونچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور جنت کے محافظ فرشتے اُن سے کہیں گے تم پر سلام پہونچے تم خوش حال رہو اور تم لوگ پاکیزہ ہوئے جاؤ جنت میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ :: یہ متقی لوگ وہی ہیں جن کے متعلق ہم عرض کر چکے ہیں کہ ان کے مختلف درجات ہیں ابتدائی درجہ ان کا ایمان ہے۔ بہرحال یہ لوگ بھی تفاوت درجات کے اعتبار سے گروہ گروہ بنائے جائیں گے جس طرح کفار اپنے مختلف درجات کے اعتبار سے مختلف گروہوں میں تقسیم کرئے جائیں گے۔ یہاں بھی وسیق فرمایا شاید اہل جنت کی سواریاں مُراد ہوں کہ ان کی سواریاں ہنکائی جائیں گی۔ بہرحال اہل جنت کو عزت واحترام کیساتھ لیجایا جائے گا اور کفار کو مجرموں کی طرح ہنکایا جائے گا سورۂ مریم میں گذر چکا ہے یوم نحشر المتقین الی الرحمٰن وفدا ونسوق المجرمین الی جہنم وردا۔ یہ بحیثیت مہمان کے ہوں گے اور وہ بحیثیت مجرموں کے ہوں گے دونوں کے لیجانے میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے۔ اہل جنت کو تکریم کے طور پر جنت کے دروازے کھلے ملیں گے۔ جنت عدن مفتحۃ لھم الابواب سورۂ صٓ میں گزر چکا ہے۔ سلام علیکم مطلب یہ ہے کہ استقبال کرنیوالے فرشتے السلام علیکم کہیں گے۔ تم پاک ہو

(باقی صفحہ ۷۴۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۴۴۷) ہر قسم کے میل کچیل سے پاک یہ کر خوش حال رہو اور مزے کرو اور خوش ہیش ہو جاؤ ہمیشہ کیلئے اس جنت میں داخل ہو جاؤ۔ مہمان کے آنیکے وقت دروازے کا کھلا ہونا دنیا میں بھی دستور ہے اور اُس میں مہمان کا اکرام ہے (۷۳) اور یہ متقی لوگ جنت میں داخل ہو کر کہیں گے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو لائق اور سزاوار ہیں جس نے اپنا وعدہ ہمیں سچ کر دکھایا اور ہم کو اس سرزمین کا وارث اور مالک بنا دیا کہ ہم اس بہشت میں جہاں چاہیں سکونت اختیار کریں غرض یہ بہشت کیا ہی اچھا صلہ ہے عمل کرنیوالوں کا :: مطلب یہ ہے کہ اہل جنت کہیں گے الحمدللہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور جو کہا تھا وہی کیا سرزمین بہشت کا مالک بنایا۔ جگہ اس قدر وسیع کہ جہاں چاہیں سکونت پذیر ہوں اور جہاں چاہیں چلیں پھریں سیر کریں یعنی جو جگہ ہمارے لئے مقرر کی گئی ہے وہ نہایت وسیع ہے آخر میں جو کلام ہے وہ یا متقیوں ہی کا ہے یا اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ عمل کرنیوالوں کا کیسا اچھا صلہ اور اجر ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان کو حکم ہے کہ جہاں چاہیں رہیں لیکن ہر کوئی وہی جگہ چاہے گا جو اس کے واسطے رکھی ہے ۔ (۷۴) اور اے پیغمبر آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے چاروں طرف حلقہ باندھے ہوئے اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کیساتھ پاکی بیان کر رہے ہوں گے۔ تفسیر صفحہ ہذا اور تمام مخلوق کے درمیان انصاف کیساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ سب تعریفیں اور سب خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہیں جو تمام عالموں کا مالک اور پروردگار ہے :: شاید نزول اجلال کی کیفیت مذکور ہے کیونکہ اُس وقت تمام مخلوق کے مابین فیصلہ ہوگا۔ بعض حضرات نے فرمایا یہ ملاء اعلیٰ یعنی فرشتوں کے باہمی بحث مباحثے کے فیصلے کی طرف اشارہ ہے۔ مخلوق کے فیصلے کے وقت شاید لوگ کہیں گے الحمد للہ رب العلمین یا ملائکہ کی بات پر کوئی فیصلہ صادر ہوتا ہے تو اس پر کہا جاتا ہے الحمد للہ رب العلمین۔ یہاں قیام ینظرون فرمایا اور سورہ یٰسین میں الی ربھم ینسلون فرمایا۔ شاید پہلے حیرت زدہ ہو کر کھڑے رہیں اس کے بعد جب معلوم ہو جائے گا کہ یہ میدان حشر ہے تو حساب کے موقف کی جانب چل پڑیں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک اپنے قاعدے پر ایک تدبیر بولتا ہے پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے وہی ہوتی ہے حکمت کے موافق یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی (۷۵) تم سورۃ الزمر۔ سورہ مومن مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس میں پچاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں۔
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے
حٰمٓ (۱) اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو کمال قوت اور کمال علم کا مالک ہے :: یعنی زبردست ہے خبردار دانا (۲) گناہ کا بخشنے والا توبہ کا قبول کرنیوالا سخت سزا دینے والا اور بڑی قدرت و فضل کا مالک اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اسی کی طرف پھر جانا ہے :: یعنی صاحب مغفرت بھی اور توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرنیوالا بھی۔ یعنی توبہ قبول کر کے گنہگار کو ایسا کر دیتا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ تھا۔ سزا میں سخت ہے یعنی اس کا عذاب بہت سخت ہے اور اس کی گرفت شدید ہے۔ طول فضل یعنی قدرت والا صاحب فضل اور غیر محتاج و بے نیاز سب معنی طول کے ہو سکتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا توبہ کرنے والے کے گناہ بخشنے والا اور توبہ کرنیوالے کی توبہ کو قبول فرمانیوالا۔ ثابت بنانی حضرت مصعب بن عمیر کیساتھ کوفہ کے نواح میں گشت کر رہے تھے تو ثابت ایک باغ میں دو

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾ ع

اور تمام مخلوق کے درمیان انصاف کیساتھ فیصلہ کر دیا جائیگا اور کہا جائیگا کہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کو زیبا ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے

سُورَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَتِسْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ مومن مکی ہے اور یہ پچاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حم ﴿١﴾ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ

حٰمٓ۔ اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو کمال قوت اور کمال علم کا مالک ہے۔ گناہ کا

الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ

بخشنے والا اور توبہ کا قبول کرنیوالا سخت سزا دینے والا اور بڑی قدرت و فضل کا مالک ہے

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿٣﴾ مَا يُجَادِلُ فِي آيَاتِ

اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اسی کیطرف لوٹ کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں صرف وہی لوگ جھگڑے نکالتے ہیں

اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤﴾

جو کفر کا شیوہ اختیار کر چکے ہیں سو ایسے پیغمبران منکروں کا شہر در شہر پھرنا آپ کو کسی مغالطہ میں مبتلا نہ کر دے

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ

ان لوگوں سے پہلے نوحؑ کی قوم اور نوحؑ کی قوم کے بعد اور مختلف گروہ پیغمبروں کی تکذیب کر چکے ہیں

وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا

اور ہر امت کا منتہائے مقصد یہی رہا کہ وہ اپنے پیغمبر کو گرفتار کریں یعنی قید کر کے ڈالدیں اور بے اصل باتوں کا سہارا

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ

لیکر جھگڑا کرنے لگیں تاکہ اس باطل کے ذریعہ حق کو ہٹا دیں آخر کار میں نے ان لوگوں کو پکڑ لیا سو میری

كَانَ عِقَابِ ﴿٥﴾ وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى

سزا کیسی ہوئی۔ اور اسی طرح ان موجودہ کافروں پر بھی آپ کے رب کی

رکعتیں پڑھنے کھڑے ہو گئے اور انھوں نے نماز میں سورۂ مومن کی ابتدائی آیتیں پڑھنی شروع کیں تو انھوں نے ایک شخص کو سفید خچر پر سفید چادر اوڑھے ہوئے دیکھا کہ اُن کے پاس آیا اور اس نے کہا اے شخص جب تو کہے غافر الذنب تو کہہ یا غَافِرَ الذَّنْبِ اِغْفِرْ ذَنْبِیْ اور جب تو کہے قابل التوب تو یوں کہہ یَا قَابِلَ التَّوْبِ اِقْبَلْ تَوْبَتِیْ اور جب کہے شَدِیْدِ الْعِقَاب تو یوں کہہ یَا شَدِیْدَ الْعِقَابِ لَا تُعَاقِبْنِیْ۔ اور جب تو کہے ذی الطول۔ تو کہہ یَا ذَا الطَّوْلِ طُلْ عَلَیَّ بِخَیْرٍ۔ ثابت کہتے ہیں میں نے اسی طرح کہا بعد میں میں نے اس شخص کو تلاش کیا تو نہیں پایا تو آس پاس کے لوگوں سے پوچھا تو انھوں نے بھی اس شخص کے دیکھنے سے انکار کیا۔ آیت میں اللہ تعالیٰ کی خوبیاں فرما کر پھر اسکی توحید و قیامت کا اعلان کیا آگے اہل باطل کا رد ہے (۳) اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں صرف وہی لوگ جھگڑے نکالا کرتے ہیں جو دین حق کے منکر ہیں اور جنھوں نے کفر کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے سو ایسے پیغمبران منکروں کا شہر در شہر پھرتے پھرنا آپ کو کسی غلطی اور فریب میں مبتلا نہ کر دے :: مطلب یہ ہے کہ جو لوگ کافر اور دین حق کے منکر ہیں یہی قرآن میں ناحق کے

(باقی صفحہ ۷۴۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۴۶۵) جھگڑے نکالتے اور کج بحثی کرتے ہیں۔ اور اپنے حق پر ہونے کیلئے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ دیکھو ہم کس طرح اطمینان کے ساتھ شہر بہ شہر پھرتے ہیں اور خوب تجارت کر کے نفع کماتے ہیں اگر ہم حق پر نہ ہوتے اور غلط راستے پر ہوتے تو ہم پر عذاب آجاتا اور ہم ہلاک ہو جاتے۔ گویا تباہی میں تعجیل کا نہ ہونا ہماری حقانیت کا ثبوت ہے۔ اسکو فرمایا کہ ان کو جو وسعتِ تجارت کی مہلت ملی ہوئی ہے اُس سے آپ کسی غلطی میں بتلا نہ ہو جائیں یہ تو استدراج ہے اور چند روزہ بہار ہے جیسا کہ ہم تفصیل کیساتھ آلِ عمران کی تسہیل میں عرض کر چکے ہیں وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آشنائیاں رکھتے ہیں سرداروں سے اس کا اندیشہ نہ کر۔ ۱۲ (۴) ان لوگوں سے پہلے نوحؑ کی قوم اور نوح کی قوم کے بعد اور مختلف گروہ اپنے اپنے رسولوں کی تکذیب کر چکے ہیں۔ اور ہر اُمت نے اپنے رسولوں کیساتھ یہی ارادہ کیا کہ اس رسول کو گرفتار کر لیں اور قیدی بنا لیں اور بے اصل باتوں اور بے ہودہ شبہات کا سہارا لیکر جھگڑا کرنے لگے تاکہ اُس ناحق کے جھگڑے کی وجہ سے حق کو اُس کی جگہ سے ہٹا دیں۔ آخر کار میں نے ان لوگوں کو جو باطل سے حق کو مٹانا چاہتے تھے پکڑ لیا اور ان کی گرفت کی پھر دیکھا کہ میرا عذاب کیسا ہوا۔ یعنی نوحؑ کی قوم نے حضرت نوحؑ کی تکذیب کی اور اُن کے بعد اور بھی بہت سی جماعتوں نے جیسے عاد و ثمود وغیرہ نے اپنے اپنے رسولوں کی تکذیب کی اور ان رسولوں کو جھٹلایا اور ہر ایک گروہ اور جماعت نے یہ ارادہ کیا کہ اپنے رسول کو قید کر لیں اور اُس کو قتل کر دیں اور ناحق کے جھگڑے نکالنے لگے تاکہ باطل اور ناحق سے حق کو زائل کر دیں اور دینِ حق کو مٹا دیں۔ جب ان اُمتوں کی یہ حرکات حد سے بڑھیں تو آخر کار میں نے اُن کو پکڑا۔ پھر دیکھا کہ میری پکڑ اور میرا عذاب کیسا ہوا (۵) اور جس طرح ان کافروں کی پکڑ ہوئی اسی طرح تمام کافروں پر آپ کے پروردگار کی یہ بات ثابت ہو گئی اور ٹھیک ہو چکی کہ وہ اہلِ دوزخ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح اُممِ سابقہ کی دُنیا میں بھی گرفت ہوئی اور آخرت میں بھی سزا ہوگی اسی طرح ان کفارِ مکہ کے حق میں بھی ایسا ہی ہوگا۔ تفسیر حقی۔ یا یہ کہ دنیا میں بھی ان کی گرفت ہوگی اور آخرت میں بھی وہ اہلِ جہنم میں سے ہوں گے یا یہ کہ تمام کافروں کے حق میں یہ بات ثابت اور ٹھیک ہو چکی کہ وہ اہلِ جہنم ہوں گے۔ یعنی اہلِ کفر کا اصحابِ نار ہونا یہ ازلی بات ہے اور آپ کے پروردگار کا قول ہے۔ رہی یہ بات کہ دُنیا میں بھی کسی منکر قوم پر عذاب کا نازل ہونا۔ یا کسی قوم پر عذاب کا نہ نازل ہونا یہ دوسری بات ہے لیکن سب کا اہلِ جہنم سے ہونا ضروری ہے آگے اہلِ ایمان کے اجر و ثواب اور اُن کے مراتب کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد فرمایا (۶) وہ فرشتے جو عرشِ الٰہی کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور وہ فرشتے جو اس عرش کے گرداگرد ہیں سب اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کیساتھ تسبیح اور پاکی بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کیلئے بخشش کی دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت اور آپ کا علم ہر چیز کو شامل ہے آپ کی رحمت اور آپکا علم ہر چیز کی سمائی ہے۔ یعنی باعتبار رحمت اور باعتبار علم کے آپنے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے سو آپ ان لوگوں کو جو توبہ کر چکے ہیں اور آپ کی راہ پر چلتے ہیں بخش دیجئے اور انکی مغفرت فرما دیجئے نیز ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ⑥ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ
یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ یہ لوگ یقیناً اہلِ دوزخ ہیں۔ وہ فرشتے جو عرش کو اُٹھائے
الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ
ہوئے ہیں اور وہ فرشتے جو اس عرش کے گرداگرد ہیں یہ سب اپنے رب کی حمد و ثنا کیساتھ تسبیح کیا کرتے ہیں اور
يُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا
اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کیلئے بخشش کی دعا کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار
وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ
آپ کی رحمت اور آپ کا علم ہر چیز کو شامل ہے سو آپ اُن لوگوں کو جو توبہ
تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ⑦
کر چکے ہیں اور آپ کی راہ پر چلتے ہیں بخش دیجئے اور نیز ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے
رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدتَّهُمْ وَ
اے ہمارے پروردگار اور آپ ان لوگوں کو ان دائمی باغوں میں داخل کر دیجئے جنکا آپنے ان سے وعدہ کیا ہے اور
مَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ
ان کے ماں باپ اور انکی بیویوں اور انکی اولاد میں سے بھی جو لوگ جنت کی صلاحیت رکھتے ہوں انکو بھی انکے ہمراہ داخل کر دیجئے بیشک
أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑧ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَن تَقِ
آپ کمال قوت اور کمال حکمت کے مالک ہیں۔ اور آپ ان لوگوں کو ہر برائی کی پاداش سے محفوظ رکھیے اور
السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَٰلِكَ هُوَ
بات تو یہ ہے کہ جسکو آپنے اس دن برے کاموں کی پاداش سے بچا لیا تو واقعی آپنے اس پر بڑی ہی مہربانی کی اور جو کچھ مذکور ہوا
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ⑨ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ
یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ جو لوگ منکر ہیں اُن کو پکار کر کہا جائے گا
لَمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ
جس طرح تم آج اپنی جانوں سے بیزار ہو اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تم سے اس وقت بیزار تھا جب تم کو ایمان کی دعوت

عرشِ الٰہی کے اٹھانیوالے چار فرشتے ہیں۔ اور عرش کے گرداگرد بے شمار صفیں ہیں یہ فرشتے دوسرے فرشتوں کے مقابلے میں زیادہ معزز اور قابلِ احترام ہیں جو عرش کے گرداگرد ہیں وہ عام طور سے عرشِ الٰہی کا طواف کرتے رہتے ہیں۔ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہیں۔ عرش کے اُٹھانیوالوں میں سے دو کی تسبیح یہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ اور دوسرے دو فرشتے کہتے ہیں۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ۔ ایسے معزز فرشتے علاوہ تسبیح و تہلیل کے اہلِ ایمان کیلئے دعائے مغفرت بھی کرتے ہیں چونکہ وہ خود بھی مومن ہیں اس لئے باعتبار اخوت و ہمدردی اپنے مومن بھائیوں کیلئے دعائے مغفرت کیا کرتے ہیں اور یوں دعا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار جن لوگوں نے کفر و شرک سے تائب ہو کر تیری راہ اختیار کر لی اُن کی بخشش فرمادے اور اُن کو دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ کیونکہ تیری رحمت سب پر چھائی ہوئی ہے اور تیرا علم سب کو محیط ہے۔ معلوم ہوا کہ مومن کو مومن سے ہمدردی کرنی چاہیے (۷) اے ہمارے پروردگار آپ ان کو اُن دائمی باغوں میں (باقی صفحہ ۴۷۰ پر)

Marfat.com

إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ⑩ قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ

دی جایا کرتی تھی اور تم اس کے قبول کرنے سے انکار کیا کرتے تھے۔ وہ منکر کہیں گے اے ہمارے رب تونے ہمکو دو بار مردہ رکھا

وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ

اور دو دفعہ تونے ہم کو زندہ کیا سو اب ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں پھر کیا اب یہاں کر

خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ ⑪ ذَٰلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ

نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے۔ ارشاد ہوگا یہ سزا تم کو اس لئے دی جا رہی ہے کہ جب صرف تنہا خدا کا نام لیا جاتا تھا

وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ

تو تم انکار کرتے تھے اور اگر خدا کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم یقین کر لیا کرتے تھے بس اب یہ فیصلہ

لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ⑫ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَ

اللہ ہی کا ہے جو سب سے عالیشان اور سب سے بڑا ہے۔ وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور

يُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا

تمہارے لئے آسمان سے روزی نازل کرتا ہے اور ان باتوں سے صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے جو

مَنْ يُنِيبُ ⑬ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

خدا کیطرف رجوع ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ سو مسلمانو تم خالص خدا ہی کی فرمانبرداری کا اعتقاد کر کے خدا کی عبادت

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ⑭ رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ

کرو خواہ کافر کتنا ہی برا مانیں۔ وہ بلند ترین صفات کا مالک اور صاحب عرش ہے

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ صاحب وحی

لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ⑮ يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ ۚ

لوگوں کو باہمی ملاقات کے دن سے ڈرائے۔ وہ دن وہ ہے جس دن سب لوگ نکل کھڑے ہوں گے

لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ

ان لوگوں کی کوئی بات خدا سے پوشیدہ نہ رہے گی کہا جائے گا آج کس کی حکومت ہے جواب دیا جائیگا

(بقیہ صفحہ ۷۴۶) داخل کر دیجئے جن کا آپنے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے ماں باپ اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے بھی جو لوگ جنت کی صلاحیت رکھتے ہیں انکو بھی ان کیساتھ جنت میں داخل کر دیجئے بلاشبہ آپ کمال قوت اور کمال حکمت کے مالک ہیں (۸) اور آپ ان لوگوں کو ہر قسم کی تکالیف سے بچا لیجئے اور جس کو آپنے اس دن برائیوں اور تکالیف سے بچا لیا تو بیشک آپنے اس پر بہت مہربانی فرمائی اور جو کچھ مذکور ہوا یہی تو بہت بڑی کامیابی ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ جن دوامی باغوں کا آپنے ان سے ایمان اور نیک اعمال پر وعدہ فرمایا ہے ان میں ان کو داخل فرما دیجئے اور نہ صرف ان کو بلکہ ان کے ماں باپ اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد کو بھی ان کے ہمراہ داخل کیجئے تاکہ انکو اطمینان ہو۔ من صلح کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے جو اہل ایمان ہوں اگرچہ اعمال میں ان کے برابر نہ ہوں۔ اور آپ چونکہ کمال قوت کے مالک ہیں اس لئے نہ آپ پر کوئی اعتراض کرنیوالا اور نہ آپ کی مصلحت میں کوئی دخل دینے والا اور ان کو ہر برائی کی پاداش سے بچا خواہ وہ عذاب کی شکل میں ہو یا ملامت یا میدان حشر کی تکالیف سے غرض ہر برائی کی پاداش سے بچا۔ چونکہ وقهم السيئات کی تفسیر دو طرح کی گئی ہے اس لئے ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں باتیں ظاہر کر دی ہیں اور جس کو تو نے اس دن برائیوں سے بچا لیا تو اس پر بڑا ہی رحم کیا اور یہ برائیوں سے بچ کر جنت عدن میں داخل ہو جانا اور اپنے اہل و عیال کیساتھ جمع ہو جانا اور اس دن کی پریشانیوں سے بچکر خدا کی رحمت میں آ جانا یہ بہت ہی بڑی کامیابی ہے (۹) بلاشبہ جو لوگ منکر ہیں جب وہ دوزخ میں داخل ہوں گے تو ان کو پکار کے کہا جائیگا جس طرح آج تم اپنی جانوں سے بیزار ہو اور ان پر غضبناک ہو اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ تم سے اس وقت بیزار تھا اور تم پر غضبناک تھا جب تم کو ایمان کی دعوت دیجاتی تھی اور تم انکار کرتے تھے۔

؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم آج اپنے جی کو پھٹکارتے ہو دنیا میں جب تم کفر کرتے تھے اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا اسی کا بدلا آج پاؤ گے ۱۲ تفسیر مظہری کا خلاصہ یہ ہے کہ آج تم اپنی جان سے بیزار ہو اور اپنے پر غصہ کر رہے ہو اور غصے کے مارے اپنی اپنی انگلیاں چبائے ڈالتے ہو جب تم کفر کیا کرتے تھے دنیا میں اور اللہ تعالیٰ کی ایمانی دعوت کو ٹھکراتے تھے تو اللہ تعالیٰ اس وقت تم پر تمہارے غصے سے زیادہ غصے اور غضبناک ہوتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ یوں ترجمہ کیا جائے کہ تم جس قدر اپنے جی پر غصہ اور غضب کر رہے ہو اس سے زیادہ تو اللہ تعالیٰ تم سے خفا اور بیزار ہے اور تم پر غضبناک ہے۔ آگے ان کا اعتراف مذکور ہے کہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے اور دوبارہ واپس آنے کے لئے درخواست کریں گے (۱۰) وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار تو نے ہم کو دو مرتبہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا سو ہم اب گناہوں کا اقرار کرتے ہیں پھر کیا اب یہاں سے کوئی نکلنے کی بھی راہ ہے اور واپس جانے کا بھی کوئی راستہ ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ ہم جماد اور بے جان تھے جو بالکل مردہ کی حالت تھی یعنی پیدا ہونے سے پیشتر پھر تو نے ہم کو زندگی بخشی پھر دنیوی زندگی میں موت آئی اس کے بعد حشر میں پھر زندہ ہوئے تو اب ہم نے آخرت کی زندگی سے جو انکار کیا تھا اس گناہ ور نافرمانی کا اعتراف کرتے ہیں تو اب کوئی صورت ایسی بھی ہے کہ ہم یہاں سے پھر دنیا میں چلے جائیں تاکہ تلافی مافات ہو سکے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے مٹی تھے یا نطفہ تو مردے ہی تھے تو پھر جان پڑی تو جی پایا پھر مرے پھر جیے یہ ہوئیں دو موتیں اور دو حیاتیں ۱۲ سورہ بقرہ میں فرمایا وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم یعنی تم مردہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمکو زندہ کیا پھر تم کو موت دیگا پھر تم کو زندہ کریگا۔ بعض حضرات نے فرمایا پہلی زندگی دنیا کی پھر دنیا کی موت پھر عالم برزخ یعنی قبر کی زندگی پھر موت پھر عالم حشر کی زندگی، یوں دو موتیں اور یوں دو زندگیاں ہوئیں۔ یعنی دنیا کی زندگی اور عالم برزخ کی زندگی۔ اور وہاں کی موت اور وہاں کی زندگی۔ بہرحال وہ بھی زندگی ہے اگرچہ اس کی صحیح کیفیت مجہول ہے۔ لیکن پہلا قول راجح ہے اور وہی جمہور کا قول ہے۔ دوبارہ واپسی کی خواہش اس لئے کریں گے کہ اب انبیاء کی باتوں کا حق ہونا آنکھوں سے دیکھ لیا تو اب ہم بھی ایمان لے آئیں گے لہٰذا دنیا میں یہاں سے نکال کر بھیج دیجئے۔ فهل الى خروج من سبيل۔ سورۂ شوریٰ میں فرمایا آگے اس درخواست بعد الوقت کا جواب ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۱) یہ سزا تم کو اس لئے دی جا رہی ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا تو تم اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کیا کرتے تھے۔

(باقی تتمہ میں)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ پر بندوں کے اعمال واحوال مخفی نہیں اللہ تعالیٰ جو واحد ہے اور سب پر غالب ہے اُسی کی حکومت ہے۔ شاید سب کے فنا اور بیہوش ہوجانے کے بعد حضرت حق تعالیٰ فرمائیں اور خود جواب فرمائیں (١٦)
آج کے دن ہر شخص کو اُس کی کمائی کا بدلا دیا جائیگا آج کسی پر کچھ ظلم نہیں ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب کردینے والا ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک ماہ کا سفر کرکے عبداللہ ابن اُنیسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا
میں نے عرض کیا ایک حدیث آپکے پاس قصاص کے بارے میں ہے وہ سننے کیلئے آیا ہوں انھوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت کے دن لوگ غیر ختنہ شدہ اور بے سروسامان اُٹھائے
جائیں گے پھر سب کو اللہ تعالیٰ آواز دیکر کہے گا اور اس آواز کو سب سنیں گے وہ قریب ہوں یا دور فرمائے گا میں بادشاہ ہوں اور میں انصاف کرنے والا ہوں اہلِ دوزخ اور اہلِ جنت دونوں ٹھہر جائیں
جب تک میں حقوق کا بدلا نہ دلوادوں تب تک کوئی شخص دوزخ اور جنت میں نہ جائے پھر جو حق کسی نے کسی کا دبایا ہوگا یا کسی پر ظلم کیا ہوگا اُس کا بدلا دلوایا جائے گا۔ میں نے پوچھا وہ کیونکر ہوگا۔ عبداللہ بن

الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ
صرف اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے جو یکتا اور غالب ہے ۔ آج ہر شخص کو اُس کی کمائی کا
نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ
بدلا دیا جائے گا آج کسی پر کچھ ظلم نہیں ہو گا۔ بیشک اللہ بہت جلد حساب
الْحِسَابِ ﴿١٧﴾ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ
کردینے والا ہے۔ اور اے پیغمبر ان لوگوں کو اس قریب ہی آنیوالے دن کی مصیبت سے ڈرائیے جبوقت غم کے مارے
لَدَى الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ
گھٹ گھٹ کر لوگوں کے کلیجے منہ کو آرہے ہوں گے اسدن ظالموں کا نہ تو کوئی ہمدردی کرنے والا دوست ہوگا
وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي
اور نہ کوئی ایسا سفارشی ہوگا جس کی بات مان لی جائے۔ وہ خدا خیانت کرنیوالی نگاہ کو بھی جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جانتا ہے
الصُّدُورُ ﴿١٩﴾ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ
جو سینوں نے چھپا رکھی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا کرتا ہے اور خدا کے سوا جن معبودوں کو یہ
يَدْعُونَ مِن دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۗ إِنَّ اللَّهَ
مشرک پکارا کرتے ہیں وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کرسکتے ۔ بے شک اللہ تعالے ہی
هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٢٠﴾ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ
سب کی سننے والا سب کو دیکھنے والا ہے۔ کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں
فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِن
جو دیکھتے کہ ان لوگوں کا انجام جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں کیسا ہوا
قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي
ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ وہ قوت وطاقت کے اعتبار سے اور ان یادگاروں کے اعتبار سے جو وہ زمین پر چھوڑ گئے
الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُم
ان لوگوں سے بہت زیادہ تھے لیکن اللہ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا اور اللہ تعالیٰ سے

اُنیسؓ نے فرمایا ظالم کی نیکیاں چھین کر مظلوم کو دلوائی جائیں گی اور جب نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو برائیاں مظلوم کی ظالم پر ڈالی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ حساب میں جلدی کرنیوالا ہے یعنی یہ کہ بیک وقت سب سے حساب لیگا اُسکا حساب لینا ایک سے دوسرے سے حساب لینے کو بیک وقت مانع نہ ہوگا اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں گناہ تین قسم کے ہیں ایک قسم وہ جو بخشدیئے جائینگے دوسری قسم وہ جو نہیں بخشے جائیں گے تیسری قسم وہ جن میں سے کچھ چھوڑا نہیں جائیگا۔ جن گناہوں کی بخشش ہوجائے گی وہ گناہ وہ ہیں جن کے کرنیوالے نے توبہ کرلی ہوگی۔ جو نہیں بخشا جائیگا وہ گناہ شرک ہے اور جو نہیں چھوڑا جائے گا وہ حقوق کا گناہ ہے جو پورا دلوایا جائیگا۔ ظالم سے مظلوم کو غاصب سے مغصوب کو اگر کسی نے ناحق کسی کو طمانچہ مارا ہے تو اس کا بھی بدلا دلوایا جائیگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تاکید فرمایا کرتے تھے کہ جس پر کسی کا کوئی حق ہو تو وہ اس کو اس دن کے پہلے پہلے معاف کرالے جس دن درہم و دینار نہ ہونگے بلکہ حقوق اعمال سے ادا کرائے جائیں گے (١٧) اور اے پیغمبر آپ اُن کو اُس قریب آنیوالے دن کی مصیبت سے ڈرادیجئے جس وقت مارے غم اور خوف کے گھٹ گھٹ کر لوگوں کے کلیجے گلوں میں آرہے ہوں گے اُس دن ظالمین کا نہ کوئی ہمدردی کرنیوالا دوست ہوگا اور نہ کوئی ایسا سفارشی ہوگا جس کی بات مان لی جائے۔ کلیجہ منہ کو آنا ایک محاورہ ہے
ع 11
ہماری زبان کا مطلب یہ ہے کہ وہ دن قریب ہی آنیوالا ہے کیونکہ ہر روز قریب ہوتا جاتا ہے اس دن کی گھبراہٹ اور خوف اور نفسا نفسی کا قرآن میں بہت جگہ ذکر آچکا ہے۔ یہاں خوف اور گھبراہٹ سے جو گھٹن ہوگی اُس کا حال بیان فرمایا ایسے موقعہ پر انسان کا دل اور اس کا کلیجہ اُچھلتا ہے اسکو فرمایا کہ دل اُچھلتے اُچھلتے حلق اور گلوں میں پھنس جائینگے نہ باہر نکل سکیں گے اور نہ اطمینان نصیب ہوگا کہ دل اپنی جگہ اور کلیجہ اپنی جگہ ٹھہر کر سکون پکڑیں۔ پھر اس مصیبت اور تکلیف کے وقت نہ کوئی ہمدرد کرنیوالا دوست ہوگا اور نہ کوئی قابلِ اعتماد سفارشی کہ جسکا کہا مان لیا جائے (١٨) اللہ تعالیٰ خیانت

کرنیوالی آنکھوں کو اور چوری کی نگاہ کو جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جانتا ہے جو سینوں نے چھپا رکھی ہیں۔ چوری کی نگاہ کنکھیوں سے کسی کو دیکھنا یا کسی پر دل آزاری کی نیت سے آنکھوں کو چلا کر
کھنایا اشارہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِي مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِي مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ
وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ (١٩) اور اللہ تعالیٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا کرتا ہے اور جن کو یہ دین حق کے منکر پکارتے اور پوجتے ہیں وہ کسی چیز کا بھی فیصلہ نہیں کرسکتے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی سب کی سُننے والا سب کو دیکھنے والا
ہے یعنی سچ اور انصاف کیساتھ اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کرسکتا ہے معبودانِ باطلہ میں یہ قدرت کہاں کہ وہ کسی چیز کا فیصلہ کرسکیں۔ کیونکہ وہ سُننے والا دیکھنے والا ہے اور معبودانِ باطلہ سُننے کی صلاحیت رکھتے ہیں
نہ دیکھنے کی۔ لہٰذا عبادت اور بندگی کے قابل صرف وہی ہو سکتا ہے جو ہر قسم کی صلاحیت اور قابلیت کا مالک ہو (٢٠) کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ اُن لوگوں کا انجام جو (باقی صفحہ ٤٧٩ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۴۸) ان سے پہلے ہو گزرے ہیں کیسا ہوا حالانکہ وہ ان موجودہ کفار سے قوۃ و زور کے اعتبار سے اور ان یادگاروں کے اعتبار سے جو وہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بہت زیادہ تھے پھر اُن کے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو پکڑ لیا اور نہ ہوا ان کو اللہ تعالیٰ سے کوئی بچانیوالا ٭ یعنی ان موجودہ کافروں اور دینِ حق کے منکروں سے پہلے کے کافر قوۃ وطاقت میں اور عمارات۔ محل و قصور وغیرہ کی تعمیر کرنے میں بہت زیادہ تھے جیسا کہ ان کے قلعے اور ان کے بڑے بڑے مکان و آثار سے ان کی قوت وطاقت اور ان کی صنعت و کاریگری کا پتہ چلتا ہے تو کیا زمین پر چل پھر کر ان منکروں نے اُن منکروں کا انجام نہیں دیکھا کہ ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑا اور اللہ تعالیٰ کی گرفت کے وقت کوئی ان کا بچانیوالا نہ ہوا۔ (۲۱) یہ گرفت اور مواخذہ اس سبب سے ہوا کہ انکے پیغمبر انکے پاس واضح دلائل اور کھلے نشان لیکر آئے مگر وہ کفر اور انکار ہی کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو پکڑ لیا بلاشبہ وہ بڑی قوت والا سخت عذاب کرنیوالا ہے ٭ یعنی ان کے پاس بھی رسول آئے تھے اور دلائل پیش کئے تھے مگر وہ اپنے کفر پر قائم رہے آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کو پکڑا کیونکہ بڑا قوی اور سخت عذاب کرنیوالا ہے اسی مناسبت سے آگے فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۲) اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں اور بڑی واضح دلیل دیکر (۲۳) فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا سو انہوں نے کہا جادوگر ہے جھوٹا ٭ یعنی احکام عطا فرمائے اور معجزے عطا فرمائے یہ سب کچھ ان لوگوں نے دیکھا مگر موسیٰ کو جھوٹا جادوگر کہا (۲۴) غرض جب موسیٰ ہمارے پاس سے دینِ حق لیکر ان کے پاس آیا تو ان لوگوں نے کہا کہ جو لوگ موسیٰ کیساتھ ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کرو اور ان کی عورتوں یعنی بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دو اور کافروں کی یہ تدبیر اور یہ داؤں نہ ہوا مگر بے سود ٭ یعنی جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے اور فرعون عاجز ہوا تو یہ حکم دیدیا تاکہ بنی اسرائیل کی قوت کمزور ہو جائے اور ان کو بغاوت کرنے کا موقع نہ ملے ایک قتل لڑکوں کا حضرت موسیٰ کی پیدائش سے پہلے تھا لیکن موسیٰ پیدا ہوئے اور پیغمبر بن گئے۔ اب کی دفعہ شاید بنی اسرائیل کی قوت کمزور کرنے کی غرض سے یہ تدبیر اختیار کی ہوگی لیکن انقلاب آ کر رہا اور فرعون کی حکومت ختم کردی گئی وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ آگے خود موسیٰ علیہ السلام کے قتل کی گفتگو کا ذکر ہے (۲۵) اور فرعون نے اپنے مشیروں سے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو تاکہ میں موسیٰ کو قتل کردوں اور اسکو چاہیئے کہ وہ اپنے پروردگار کو مدد کے لئے پکار لے اور اس سے دُعا کرے کیونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تمہارے دین کو بدل ڈالے یا ملک میں کوئی فساد برپا کر ڈالے ٭ اہلِ دربار موسیٰؑ کے قتل کو سیاسی مصلحت کے خلاف سمجھتے ہوں گے اس لئے روکتے ہوں گے کہ شاید موسیٰ کا قتل زوالِ سلطنت کا سبب ہو جائے اور لوگوں کو خیال پیدا ہو کہ فرعون دلائل سے مقابلہ کرنے میں عاجز ہوگیا اور موسیٰ کو قتل کر دیا اسلئے اس نے اہلِ دربار اور مشیرانِ خاص سے کہا کہ تم مجھ کو چھوڑ دو تاکہ میں اسکو قتل ہی کردوں کیونکہ کہیں ایسا نہو کہ یہ تمہارے دین کو بدل دے اور تمکو بد دین بنادے یعنی میری خدائی کی بجائے کسی اور خدا کی عبادت کی طرف مائل کردے یا ملک میں کوئی اور جھگڑا فساد کھڑا کردے اور کوئی بغاوت کرادے (۲۶) اور موسیٰ نے کہا میں ہر ایسے سرکش اور مغرور سے جو حساب کے دن

مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝٢١ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ

کوئی بھی ان کا بچانے والا نہ ہوا۔ یہ گرفت اس بنا پر ہوئی کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ

واضح دلائل و براہین لے کر آتے رہے مگر وہ کفر و انکار ہی کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے انکو پکڑ لیا

اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢٢ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

بے شک وہ بڑی قوت والا اور سخت سزا دینے والا ہے اور ہم نے موسیٰ کو

مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝٢٣ اِلٰى فِرْعَوْنَ

اپنی نشانیاں اور بڑی واضح دلیل دے کر فرعون

وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝٢٤

اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا مگر ان لوگوں نے اسکو جادوگر اور جھوٹا بتایا

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا

غرض جب موسیٰ ان کے پاس ہماری طرف سے امرِ حق لیکر پہونچا تو ان لوگوں نے کہا کہ جو لوگ موسیٰ کے ساتھ

اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَ

ایمان لے آئے ہیں اُن کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور اُن کی عورتوں یعنی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو۔ اور

مَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝٢٥ وَقَالَ فِرْعَوْنُ

ان کافروں کی یہ تدبیر محض بے سود و بے نتیجہ رہی۔ اور فرعون نے کہا یعنی اہلِ دربار سے کہ

ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ

مجھ کو موقعہ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور موسیٰ کو چاہیے کہ وہ اپنے رب کو اپنی مدد کیلئے پکارے کیونکہ مجھ کو خطرہ ہے

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ

کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ تمہارے دین کو بدل ڈالے یا ملک میں کوئی اور فساد

الْفَسَادَ ۝٢٦ وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ

برپا کردے۔ اور موسیٰؑ نے کہا میں ہر ایسے سرکش سے جو یومِ حساب کا یقین نہ رکھتا ہو

Marfat.com

کا یقین نہ رکھتا ہو اپنے پروردگار کی اور تمہارے پروردگار کی پناہ لے چکا ہوں اور اس کی پناہ میں آچکا ہوں ؀ یعنی موسیٰ کو جب یہ خبر ملی کہ فرعون کا یہ ارادہ ہے تو اُنھوں نے فرمایا کہ میں اپنے اور تمہارے پروردگار یعنی جو سب کا پروردگار ہے اُس سے پناہ مانگتا ہوں اور اس کی پناہ میں آچکا ہوں۔ ہر اس متکبر اور سرکش کے مقابلے میں جو یوم حساب کا یقین ہی نہیں رکھتا یعنی جب میں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوں تو مجھ کو کوئی اندیشہ نہیں (۲۷) اور فرعون کے خاندان والوں میں سے ایک مومن شخص جو اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھتا تھا اُس نے یوں کہا کیا تم محض اس بنا پر ایک شخص کو قتل کرتے ہو جو یوں کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے پروردگار کی طرف سے کھلی اور واضح نشانیاں بھی لیکر آیا ہے اگر یہ شخص جھوٹا ہی ہو تو اس کے جھوٹ کا وبال اُسی پر پڑے گا اور اگر وہ سچا ہوا تو اس عذاب کا کچھ حصہ تو تم کو پہونچکر ہی رہے گا جس کا وہ تم کو وعدہ دے رہا ہے اور جس کی پیشین گوئی کر رہا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی رہبری اور رہنمائی نہیں کیا کرتا اور اس کو مقصود تک نہیں پہونچاتا جو حد سے گذر جانیوالا

مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾ وَقَالَ رَجُلٌ

اپنے رب کی اور تمہارے رب کی پناہ لے چکا ہوں۔ اور فرعون کے خاندان والوں میں سے ایک مسلمان شخص جو اپنے

مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا

ایمان لانیکو پوشیدہ رکھتا تھا یعنی خفیہ مسلمان تھا اُس نے کہا کیا تم محض اس بنا پر ایک شخص کو قتل کرتے ہو

اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ

جو یوں کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے کھلی ہوئی نشانیاں لیکر آیا ہے

وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا

اور فرض کرو اگر یہ شخص جھوٹا ہی ہو تو اسکے جھوٹ کا وبال اس پر پڑیگا۔ اور اگر وہ سچا ہوا تو اس عذاب کا کچھ نہ کچھ

يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ

حصہ تم کو پہونچکر رہے گا جسکا وہ تمکو وعدہ دے رہا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کی رہبری نہیں کیا کرتا

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ

جو حد سے گزر جانیوالا اور بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ اے میری قوم کے لوگو آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس ملک میں

ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ

تم غالب اور حکمراں ہو لیکن اگر خدا کا عذاب ہم پر آپڑا تو پھر کون ایسی عذاب الٰہی میں

اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ

ہماری مدد کرے گا فرعون نے کہا میں تو تم کو وہی رائے دیتا ہوں جسکو میں خود صحیح

اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ

سمجھتا ہوں اور میں تم کو صرف وہی طریقہ بتا رہا ہوں جو طریقہ عین مصلحت ہے۔ اور اسی مومن نے کہا

الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ

اے میری قوم کے لوگو! میں تم پر ڈرتا ہوں کہ کہیں تم کو بھی دوسری قوموں کی طرح روز بد

الْاَحْزَابِ ﴿٣٠﴾ لا مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ

نہ دیکھنا پڑے۔ اور تمہارا وہی حال ہو جیسے نوحؑ کی قوم اور عاد اور ثمود

اور بہت جھوٹ بولنے والا ہو ؀ یعنی حسن اتفاق ملاحظہ ہو کہ جب فرعون موسیٰ کے قتل کا مشورہ کر رہا تھا تو ان ہی اہل دربار میں سے ایک مرد مسلمان جو پوشیدہ اور خفیہ مسلمان تھا اور حسن اتفاق سے فرعون کا رشتہ دار یعنی چچازاد بھائی تھا قرآن نے اس کا نام نہیں بتایا بعض مفسرین نے کہا یہ وہی شخص ہے جو بھاگ کر آیا تھا اور اُس نے موسیٰ کو مصر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا تھا اور حضرت موسیٰ مصر سے نکل کر مدین روانہ ہوگئے تھے اس کا نام شمعان تھا بعض نے کہا اس کا نام حزقیل تھا۔ بعض کہتے ہیں اس کا نام جبر ہے واللہ اعلم بہرحال اس نے نہایت معقول بات کہی کہ یہ شخص باوجود دلائل اور براہین پیش کرنے کے یا جھوٹا ہے یا سچا ہے اگر جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو زیادہ مہلت نہیں دیگا کیونکہ جھوٹے کو سرسبز ہونیکا زیادہ موقعہ نہیں ملا کرتا خود تباہ ہو جائے گا اور اگر سچا ہے تو جس عذاب سے ڈرا رہا ہے اُس میں سے کچھ بھی تم پر پڑ گیا تو پھر تمہاری خیر نہیں آگے ایسا جملہ کہا جو بظاہر موسیٰ کے لیے تھا لیکن اس کی لپیٹ میں فرعون بھی آگیا اور اسکی طرف بھی اشارہ ہوگیا ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب۔ کہ جھوٹے اور حد سے بڑھنے والو کی رہنمائی نہیں ہوا کرتی۔ چند دن کی بات ہے تم اس کے قتل کرنے میں جلدی نہ کرو ایسا کرنا خطرناک ہوگا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اگر جھوٹا ہے تو جسپر جھوٹ بولتا ہے وہی سزا دے گا اور شاید سچا ہو تو اپنا فکر کرو ۱۲۔ آگے بھی اسی کی تقریر مذکور ہے اور شاید تقریر کرتے کرتے اس مرد مسلمان نے اپنے ایمان کو بھی ظاہر کردیا ہو کیونکہ آگے کی باتیں اور تقریر کا رنگ ایسا ہی ہے اور ہو سکتا ہے کہ باوجود اس تقریر کے اپنے ایمان کا اعلان نہ کیا ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دفعہ لوگوں سے دریافت کیا کہ آدمیوں میں بڑا شجاع اور بہادر کون ہے لوگوں نے کہا ہم نہیں جانتے حضرت علیؓ نے فرمایا سب سے زیادہ شجاع ابوبکرؓ ہیں میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مرتبہ قریش نے پکڑا اور آپکو بُرا کہنا اور مارنا شروع کیا۔ پس خدا کی قسم ہم میں سے کسی کا حوصلہ نہیں پڑا کہ قریب آتا مگر ابوبکر صدیقؓ قریش پر جھپٹے کسی کا گلا گھونٹتے کسی کے کندھے پکڑ کر ہلاتے اور فرماتے ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ۔ پھر حضرت علیؓ نے اپنے مُنہ پر سے چادر اُٹھائی اور رونا شروع کیا یہاں تک

کہ آپ کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر آپ نے فرمایا میں قسم دیتا ہوں تم کو بتاؤ کیا آل فرعون کا مومن بہتر ہے یا ابوبکر لوگ خاموش رہے پھر حضرت علیؓ نے فرمایا تم مجھ کو جواب نہیں دیتے پس قسم ہے خدا کی ایک ساعت ابوبکر کی بہتر ہے قصہ مومن آل فرعون سے کہ اُس نے اپنے ایمان کو چھپا رکھا اور ابوبکر ایک ایسا شخص ہے کہ اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا۔ آگے پھر اسی مومن آل فرعون کا ذکر ہے (۲۸) اے میری قوم کے لوگو! آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ تم اس ملک میں غالب اور حکمراں ہو لیکن اگر خدا کا عذاب ہم پر آپڑا تو پھر کون اللہ تعالیٰ کی اس آفت سے ہماری مدد کریگا فرعون نے کہا میں تو تم کو وہی رائے دوں گا جو خود سمجھ رہا ہوں اور میں تو تم کو صرف وہی طریقہ بتاتا ہوں جو طریقہ عین مصلحت ہے اور میں تم کو نہیں راہ دکھاتا مگر وہی راہ جو بھلائی کی راہ ہے ؀ یعنی اے میری قوم کے لوگو تمہاری اس ملک میں آج کے دن حکومت ہے دراں حالیکہ تم غالب ہو رہے ہو ملک میں اگر موسیٰ کو قتل کرنا چاہو تو قتل کر سکتے ہو لیکن موسیٰؑ کے قتل سے اگر کوئی آفت اور عذاب ہم پر آگیا تو عذاب خداوندی کے مقابلے میں (باقی صفحہ ۷۵۱ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۵۰) ہماری کون مدد کرے گا فرعون نے بیچ ہی میں جواب دیا میں تو آپ لوگوں کو وہی رائے دیتا ہوں جس کو میں خود ٹھیک سمجھتا ہوں اور میں تم کو راستہ نہیں بتاتا مگر وہی راستہ بتاتا ہوں جو بھلائی کا راستہ اور مصلحت کے موافق ہوتا ہے (۲۹) اور اُس شخص نے جو ایمان لے آیا تھا کہا اے میری قوم میں ڈرتا ہوں کہ تم کو بھی کہیں اور گروہوں اور فرقوں کی طرح روزِ بد نہ دیکھنا پڑے (۳۰) اور تمہارا وہی حال ہو جیسے نوحؑ کی قوم اور عاد و ثمود کا اور اُن لوگوں کا ہوا جو اِن کے بعد ہوئے اور اللہ تعالیٰ بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا: تفسیر صفحہ ہذا:- اس مردِ مسلمان نے دیکھا کہ یہ لوگ نرمی کی بات سے متاثر نہیں ہوتے تو اُس نے تہدید کا طریقہ اختیار کیا اور اُس نے کہا کہ مجھے خوف اور اندیشہ ہے تم پر مثل اُس یوم بد کے جو مختلف فرقوں کا دن ہو چکا ہے مانند صورت حال قوم نوح کے اور عاد و ثمود کے اور اُن کے بعد جو لوگ نافرمانی کرتے رہے یعنی تمہاری نسبت بھی مجھکو اور اُمتوں کے سے روزِ بد کا اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ تو بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا لیکن جب تم بھی اسی طرح کی باتیں کروگے اور نافرمانی کرتے رہوگے تو تمہارے ساتھ بھی وہی ہونے کا اندیشہ ہے جو اُن کیسا تھ ہوا (۳۱) اور اے میری قوم کے لوگو! میں تمہاری نسبت اُس دن سے جو باہمی چیخ و پکار کا دن ہے (۳۲) جس دن تم پیٹھ پھیر کر بھاگوگے اُس دن تم کو کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے بچانیوالا نہ ہوگا اور جس گم کردہ راہ کو اللہ تعالیٰ ہی بے راہ رکھے اسکو کوئی راہ دکھانیوالا نہیں: یوم التناد قیامت کا دن ہے اس دن ایک دوسرے کو پکارے گا یا فرشتے پکاریں گے یا اہل دوزخ اہل جنت کو پکاریں گے حساب کتاب اور نامۂ اعمال کو دیکھ کر بھاگنے کی کوشش کریں گے لیکن بھاگنے کی کوئی جگہ نہ ہوگی یا یہ مطلب کہ حساب کی جگہ سے پیٹھ پھیر کر عذاب کیطرف چلوگے۔ اُس دن اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بچانیوالا نہیں جو تم کو میدان حشر کی پریشانیوں سے بچا سکے یا عذاب سے بچا سکے اور جو شخص باوجود دلائل کو دیکھنے اور سمجھنے کے پھر بھی گمراہی کو نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ اُس کی رہنمائی نہیں فرماتا اور اُس کی عدم استعداد اور سرکشی کے باعث گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے تو اسکو کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے یوم التناد سے مراد وہ دن مراد لیا ہے جس دن فرعونی دریا میں غرق ہوئے چنانچہ فرماتے ہیں ہانک پکارا کا دن اُن پر آیا جس دن غرق ہوئے قلزم میں ایک دوسرے کو پکارنے لگا ڈوبنے میں یہ اسکو کشف سے معلوم ہوا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر اسی طرح عذاب آتا ہے ۱۲ اب آگے پھر اسی مردِ مومن کا کلام ہے۔ (۳۴) اور بلاشبہ اس موسیٰ سے پہلے تمہارے پاس یوسف کھلے اور واضح دلائل لیکر آچکا ہے سو تم ان امور میں بھی ہمیشہ شک ہی کرتے رہے جو یوسف تمہارے پاس لیکر آیا تھا یہاں تک کہ جب یوسفؑ کا انتقال ہو گیا۔ تو تم کہنے لگے بس اب اللہ تعالیٰ اس یوسف کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجے گا اللہ تعالیٰ اسی طرح ان لوگوں کو گمراہ رکھتا ہے جو حد سے بڑھ جانیوالے اور شکوک شبہات میں مبتلا رہنے والے ہیں: اس مردِ مومن نے حضرت یوسف بن یعقوب علیہم السلام کی حکومت اور نبوت کی طرف اشارہ کیا کہ اُن کے زمانے میں بھی تم کو شک و شبہ کی بیماری میں مبتلا پایا اور تم ان کے زمانے میں بھی موشگافیاں کرتے رہے۔ حالانکہ وہ بھی واضح دلائل اپنی نبوت کے لیکر تمہارے پاس آیا تھا جیسا کہ تفسیر سورۂ یوسف میں گزر چکا ہے یہانتک کہ جب

وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿٣١﴾
اور ان کے بعد والوں کا حال ہوا اور اللہ تعالیٰ بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا
وَيَا قَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾ يَوْمَ تُوَلُّونَ
اور اے میری قوم کے لوگو میں تمہاری نسبت اس دن سے ڈرتا ہوں جو باہمی چیخ پکار کا دن ہے جسدن تم پشت پھیر کر
مُدْبِرِينَ مَا لَكُم مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۗ وَمَن
بھاگو گے اسدن تم کو کوئی بھی خدا سے بچانے والا نہ ہوگا اور جس گمراہ کو
يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ
خدا ہی گمراہ رکھے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔ اور بلاشبہ اس موسیٰ سے پہلے تمہارے پاس
يُوسُفُ مِن قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا
یوسف کھلے کھلے دلائل لیکر آچکا ہے سو تم ان امور میں بھی ہمیشہ شک ہی کرتے رہے جو یوسف تمہارے پاس
جَاءَكُم بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَن يَبْعَثَ اللَّهُ
لیکر آیا تھا یہاں تک کہ جب یوسف کی وفات ہوگئی تو تم کہنے لگے بس اب اللہ تعالیٰ اس یوسف کے بعد کوئی رسول
مِن بَعْدِهِ رَسُولًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ
نہیں بھیجے گا اللہ تعالیٰ اسی طرح ان لوگوں کو بے راہ رکھتا ہے جو حد سے بڑھ جانیوالے اور شکوک و شبہات میں
مُّرْتَابٌ ﴿٣٤﴾ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ
مبتلا رہنے والے ہیں، وہ لوگ وہ ہیں جو بغیر کسی دلیل کے جو ان کو ملی ہو خدا کی آیتوں میں
سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ ۖ كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ وَعِندَ الَّذِينَ
جھگڑے نکالا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اہل ایمان کے نزدیک یہ رویہ بڑا ہی
آمَنُوا ۚ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ
ناپسندیدہ ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر سرکش کے دل پر
جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا
مہر کردیا کرتا ہے۔ اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے لئے ایک بلند عمارت بنوا

اس کی وفات ہوگئی تو تم نے کہا کہ اب ہرگز اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ یعنی جب ہم نے رسول کو نہیں مانا تو اب اللہ تعالیٰ رسول بھیجکر کیا کریگا وہ بھی رسول بھیجنا بند کردیگا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ حد سے آگے بڑھ جانے والے شک و شبہ کرنیوالے کو بے راہ رکھتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس مردِ مومن نے حضرت یوسف بن ابراہیم بن یوسف بن یعقوبؑ مراد لئے ہوں یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے پوتے مراد ہوں کیونکہ وہ بھی بنی اسرائیل کیطرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت یوسف کی زندگی میں قائل نہ ہوئے ان کی موت کے بعد جب مصر کی سلطنت کا انتظام بگڑ گیا تو کہنے لگے یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تھا ایسا کوئی نبی نہ ہوگا یا وہ انکار یا یہ اقرار بھی زیادہ گوئی ہے ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا کے ایسے معنی بیان فرمائے للہ درہ مفسراً۔ مطلب یہ ہے کہ آج موسیٰ کی مخالفت کررہے ہو کل اس کے بعد اسکو یاد کروگے۔ اب آگے مسرف اور مرتاب کی مزید تفصیل ہے (۳۴) مسرف و مرتاب وہ لوگ ہیں جو بغیر کسی ایسی

(باقی صفحہ ۷۵۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۵۱ ٧) دلیل کے جوان کو ملی ہو اور اُن کے پاس آئی ہو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑا نکالتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اُن لوگوں کے نزدیک جو ایمان لائے ہیں یہ رویہ بڑا ناپسندیدہ ہے اور
یہ کج بحثی اللہ تعالیٰ کے اور مسلمانوں کے نزدیک بہت مبغوض ہے جس طرح تمہارے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر متکبر اور سرکش کے دل پر مہر کر دیا کرتا ہے ؛ یعنی یہ مسرف و مرتاب
دبی لوگ ہیں جو بغیر کسی دلیل آسمانی کے خواہ وہ دلیل عقلی ہو یا نقلی اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑا نکالا کرتے ہیں اور کج بحثیاں کرتے ہیں اور یہ رویہ اللہ تعالیٰ کے اور ایمان والوں کے نزدیک بہت مبغوض
اور بیزاری کا موجب ہے اور یہی دو باتیں ہیں جو قلب انسانی کے لئے مہلک ہیں ہم کئی مرتبہ عرض کر چکے ہیں یہی وہ اسباب عوارض ہیں جن سے روحانی بیماری بڑھتی رہتی ہے ۔ خواہ ابتدا میں اس کا نام
رین یعنی زنگ ہو پھر بڑھتے بڑھتے آخر میں غشاوہ یعنی پردہ اور طبع یعنی مہر اور قساوت یعنی سختی ہو ۔ غرض یہ تمام امراض باطنی تکبر اور سرکشی لاپرائی اور عدم تدبر اور بے موقع استہزا وغیرہ سے پیدا ہوتے ہیں

لَعَلِّيٓ أَبۡلُغُ الۡأَسۡبَابَ (٣٦) أَسۡبَابَ السَّمٰوٰتِ فَأَطَّلِعَ إِلَىٰٓ
تاکہ میں ان ذرائع کو حاصل کر سکوں ۔ جو ذرائع آسمانوں پر پہنچنے کے ہیں پھر ذرا موسیٰ کے
إِلٰهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۚ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ
معبود کی ٹوہ لگاؤں اور واقعہ یہ ہے کہ میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور اسیطرح فرعون کے اعمال کی
لِفِرۡعَوۡنَ سُوٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا كَيۡدُ
برائی اُس کیلئے خوش منظر کر دیگئی اور اُسے سیدھی راہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی
فِرۡعَوۡنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ (٣٧) وَقَالَ الَّذِيٓ اٰمَنَ يٰقَوۡمِ
چال تھی مگر تباہ و برباد ہونیوالی ۔ اور اسی مومن مذکور نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم
اتَّبِعُونِ أَهۡدِكُمۡ سَبِيلَ الرَّشَادِ (٣٨) يٰقَوۡمِ إِنَّمَا هٰذِهِ
میری راہ چلو کہ میں تم کو صحیح راہ بتاتا ہوں اے میری قوم یہ دنیا کی زندگی
الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا مَتَاعٌ ۫ وَإِنَّ الۡاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الۡقَرَارِ (٣٩)
محض چند روزہ نفع کی چیز ہے اور اصل قرار گاہ تو آخرت ہی ہے۔
مَنۡ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجۡزٰىٓ إِلَّا مِثۡلَهَا ۚ وَمَنۡ عَمِلَ
جو شخص کسی برائی کا مرتکب ہوگا تو اُس کو صرف اسی برائی کے برابر بدلا دیا جائیگا اور جو نیک کام
صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ أَوۡ أُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَأُولٰٓئِكَ
کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ
يَدۡخُلُونَ الۡجَنَّةَ يُرۡزَقُونَ فِيهَا بِغَيۡرِ حِسَابٍ (٤٠) وَيٰقَوۡمِ
جنت میں داخل ہوں گے اس جنت میں ان کو بے حساب رزق دیا جائیگا ۔ اور اے میری قوم کے لوگو
مَا لِيٓ أَدۡعُوكُمۡ إِلَى النَّجٰوةِ وَتَدۡعُونَنِيٓ إِلَى النَّارِ (٤١)
آخر یہ بات کیا ہے کہ میں تم کو نجات کیطرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی آگ کی طرف بلاتے ہو ۔
تَدۡعُونَنِي لِأَكۡفُرَ بِاللّٰهِ وَأُشۡرِكَ بِهٖ مَا لَيۡسَ لِي
تم مجھکو اسلئے بلاتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کیساتھ کفر کروں اور اُس کے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤں جسکے شریک ہونیکی

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی توہین اس مرض کا سب سے بڑا سبب ہے ۔ اللہ تعالیٰ چونکہ خالق ہے اس کی جانب بحیثیت خالق ہونیکے نسبت کی جاتی ہے ورنہ یہ سب بندے کے اپنے ہی بُرے اعمال ہیں اور وہ بد پرہیزیاں ہیں جس سے مرض بڑھتا رہتا ہے تاآنکہ کفر پر موت واقع ہوجاتی ہے ۔ وماتوا وھم کٰفرون کا مصداق صحیح ہوجاتا ہے ۔ بہرحال خرقیل کی اس تقریر کا ممبران حکومت پر جو اثر ہوا ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ فرعون اپنے خیال سے نہ ہٹا اور اسی تکبر اور سرکشی پر قائم رہا چنانچہ آگے اس کے قول سے ظاہر ہوتا ہے (۳۵) فرعون نے کہا اے ہامان میرے واسطے ایک محل اور بلند عمارت بنا تفسیر صفحہ ہذا تاکہ میں اس پر چڑھکر اُن ذرائع اور اسباب کو حاصل کر دوں (۳۶) جو ذرائع آسمانوں پر جانے کے ہیں ۔ پھر ذرا موسیٰ کے معبود کی ٹوہ لگاؤں اور دیکھ بھال کر سکوں اور واقعہ یہ ہے کہ میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور اسی طرح فرعون کے عمل کی برائی اس کے لئے خوش منظر اور دیدہ زیب کر دی گئی اور اسے سیدھی راہ سے روک دیا گیا اور فرعون کی چال اور حیلہ سازی نہ تھی مگر غارت اور تباہ ہونیوالی ؛ یعنی برسر اقتدار لوگوں کا قاعدہ ہے کہ وہ عام لوگوں کو گمراہ کرنے کی غرض سے اور فریب میں مبتلا کرنیکے لئے ایک نئی بات کیا کرتے ہیں تاکہ لوگ اس میں اُلجھ جائیں اسی طرح اس نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ ایک محل بنا یعنی ایک اونچی عمارت بنا تاکہ اس پر چڑھ کر ایسے راستے حاصل کر سکوں جو آسمان تک پہنچانے کے راستے ہیں چنانچہ ایک بڑا اونچا منار بنایا گیا اور اسکو اتنا بلند کیا کہ تمام عمارتوں سے وہ اونچا تھا ۔ چنانچہ فرعون اس پر چڑھا مگر دیکھا کہ آسمان اتنا ہی اُونچا ہے جتنا نیچے سے نظر آتا تھا اس نے لوگوں کو یہ دھوکا دیا کہ اونچا ہو کر ذرا موسیٰ کے خدا کا پتا چلاؤں گا اور اس کی ٹوہ لگاؤں گا اور یہ بھی کہا تھا کہ میں تو موسیٰ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں لیکن جاتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ اس کا جھوٹ تم پر آشکارا کر دوں اسپر حضرت حق نے فرمایا کہ اس کے عمل کی بُرائی اُس کو دکھائی نہ دیتی تھی بلکہ اعمال کی بُرائی اس کے لئے دیدہ زیب بنا دی گئی اور یہی مرض کی انتہائی خوفناک حالت ہے کہ مریض کو مرض کا احساس جاتا رہے اور وہ باوجود مرض کے اپنے کو تندرست سمجھنے لگے ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ راہ حق سے روکا گیا اسی ناگفتہ بہ حالت کی وجہ سے

ع ۱۰ ۹

فرمایا کہ اس کا ہر داؤں تباہ و برباد ہونیوالا ہے ۔ جتنی روک تھام اور اپنے اقتدار کا بچاؤ کرتا تھا اتنا ہی ہلاکت اور تباہی کے قریب ہوتا جاتا تھا اس جملۂ معترضہ کے بعد پھر اُس مرد مسلمان کی تقریر ہے جس نے ارکان حکومت کو دنگ کر دیا تھا (۳۷) اور اس مومن مذکور نے کہا اے میری قوم کے لوگو! تم میرے کہنے پر اور میری راہ چلو میں تم کو بھلائی کا راستہ بتاتا ہوں ؛ جب اس مرد مومن نے دیکھا کہ فرعون کوئی معقول بات اور معقول دلیل سُنتا ہی نہیں تو اس نے پھر قوم سے خطاب کیا ۔ یعنی تم اس رستے چلو جو رستہ میں بتاتا ہوں ۔ میں تم کو دین اور دُنیا کی بھلائی کا راستہ بتاتا ہوں رشد اور رشاد کے معنی ہیں ۔ وہ راستہ اختیار کرنا جو دین اور دنیا دونوں کے لئے بھلا ہو رشاد غی اور ضلال کے مقابل ہے (۳۸) اے میری قوم یہ دُنیوی زندگی محض چند روزہ نفع اور فائدہ اُٹھانے کی چیز ہے ۔ اور اصلی قرار گاہ تو آخرت ہی ہے ؛ یعنی دنیا چند روزہ برتنے کی چیز ہے اور آخرت تو وہی اصلی قرار گاہ اور ٹھہرنے کی جگہ ہے (۳۹) جو شخص کسی بُرائی کا مرتکب ہوگا تو اس کو صرف اُس بُرائی کے (باقی صفحہ ۷۵۳ پر)

Marfat.com

اور جو شخص نیک اور بھلا کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت دراں حالیکہ وہ مومن ہو تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اس جنت میں ان کو بے حساب رزق دیا
(باقی صفحہ ۷۵۲) برابر بدلا دیا جائیگا جائے گا :: یعنی بے شمار روزی ملے گی۔ مومن کی قید اس لئے لگائی کہ بغیر ایمان لائے کوئی عمل صالح مقبول نہیں (۴۰) اور اے میری قوم کے لوگو! آخر یہ کیا بات ہے اور مجھ کو کیا ہوا کہ میں تم کو نجات اور بچاؤ کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو جہنم کی طرف بلاتے ہو :: یعنی میں تم کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ میں دھکیلنا چاہتے ہو کیونکہ (۴۱) تم مجھ کو بلاتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کیساتھ کفر کروں اور اس کیساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤں اور ساجھی بناؤں جس کے شریک اور ساجھی ہونے کی میرے پاس کوئی دلیل نہیں اور میں تم کو اس کی طرف بلاتا ہوں جو کمال قوت اور کمال مغفرت اور بخشش کا مالک ہے :: تفسیر صفحہ ہٰذا یعنی تمہاری دعوت اور بہتر اُبا نا تو یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار کردوں اور اُس کے ساتھ ایسے معبودان باطلہ کو شریک ٹھہراؤں کہ جن کی مجھے خبر نہیں اور اُن کی شرکت کی کوئی دلیل نہیں اور میں تم کو اُس خدا کی دعوت دیتا ہوں جو زبردست بڑ اور خطاؤں کا بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ بلکہ شرک کے خلاف بکثرت دلائل موجود ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پہونچکر اُس شخص نے کھلم کھلا اپنے ایمان کا اعلان کردیا اب جبکہ دونوں عوتوں میں فرق ہوگیا تو (۴۲) یہ یقینی بات ہے کہ تم مجھ کو اس کی طرف بلاتے ہو جو اپنی طرف بلانے اور دعوت دینے کی صلاحیت نہ دنیا میں رکھتا ہے اور نہ آخرت میں یعنی اس کا بلاوا کہیں نہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ ہم سب کی بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کیطرف ہے اور کچھ شک نہیں کہ جو حد سے تجاوز کرنے والے اور زیادتی کرنیوالے ہیں وہی اہل جہنم ہیں :: لیس لہٗ دعوۃ کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ وہ نہ دنیا میں کسی ضرورت کے وقت پکارے جانے کے قابل ہیں اور نہ آخرت میں پکارے جانیکے لائق ہیں اور جب ہم سب کی بازگشت یقینی ہو رہی اللہ تعالیٰ کیطرف ہے تو ہم کو صرف ایسے معبود کی ضرورت ہے جو دنیا میں تو کام آتا ہی ہے وہ آخرت میں بھی کام آئے نہ وہ کہ نہ یہاں کسی کی سنے اور نہ آخرت میں کسی کی سُنے اور کسی پکار کو قبول کرنیکے قابل ہی نہ ہو۔ غرض جب یہ بات صاف ہوگئی کہ جو لوگ حد سے تجاوز کرنیوالے ہیں یعنی توحید کی حد سے گزر کر شرک کی حد میں داخل ہوجانے والے ہی لوگ اہل جہنم میں سے ہیں اب آگے اس نے پھر تہدید کے طور پر انجام سے ڈرایا (۴۳) پس میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں تم میری اس بات کو آگے چل کر یاد کرو گے اور میں اپنا کام اور اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب بندوں کا نگراں ہے اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں سب بندے :: یعنی جب عذاب آجائے گا اُس وقت میری باتوں کو یاد کرو گے اگرچہ اُس وقت یاد کرنا مفید نہ ہوگا رہا یہ کہ مجھ کو جو فرعون کی گرفت سے ڈراتے ہیں تو میں تو اپنا معاملہ اور تمام مقدمہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں تمام بندے اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہیں وہ سب کا نگراں ہے یہ مقام تفویض ہے جو اللہ تعالیٰ کے اچھے وفاشعار اور طاعت گزار بندوں کو میسر ہوتا ہے حزقیل کی تقریر بالعباد تک ختم ہوچکی آگے پھر فرعون کا ذکر ہے (۴۴) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس مومن مرد کو یا حضرت موسیٰ کو ان لوگوں کی بدی اور شرارت آمیز چالوں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں کو بُرے اور بدترین عذاب نے آگھیرا :: یعنی یا تو حزقیل کو یا موسیٰ کو کیونکہ کلمۃ الحق کے اعلان کے بعد فرعون حزقیل کا بھی دشمن ہوگیا ہوگا اسی لئے بعض نے حزقیل مراد لیا اور بعض نے موسیٰ کو مراد لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بُرے داؤں اور بُرے چالوں سے اسکو بچالیا اور فرعونیوں کو بُرے عذاب نے گھیر لیا غرض وہ دریا میں ڈبو دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو بچالیا مرنے کے بعد فرعون والوں کیساتھ جو سلوک ہورہا ہے اسکو آگے بیان فرماتے ہیں (۴۵) یہ لوگ صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی ارشاد ہوگا فرعون والوں کو نہایت سخت عذاب میں داخل کرو :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ عالم قبر کا حال ہے کافر کو اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے اور قیامت کو اس میں بیٹھے گا اور مومن کو بہشت ۱۲ عالم برزخ کی مختلف کیفیات کا ذکر ہے۔ کافر کی روح صبح و شام دوزخ پر حاضر کی جاتی ہے جب تک کہ دُنیا قائم ہے یعنی دائماً یہ سلسلہ جاری ہے۔ حضرت قتادہ۔ مقاتل۔ کلبی اور سدی کا یہی قول ہے (۴۶) اور وہ وقت قابل ذکر ہے کہ جب کفار جہنم میں باہم جھگڑتے ہوں گے پھر ضعفاء اور کمزور لوگ جو تابع تھے رؤسائے متکبرین یعنی وہ لوگ جو متبوع تھے اُن سے کہیں گے۔ کہ ہم

بِهٖ عِلْمٌ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا
میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں اور میں تم کو اس خدا کی طرف بلاتا ہوں جو کمال قوت اور کمال مغفرت کا مالک ہے
جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی
یقینی امر ہے کہ تم مجھ کو اس کی طرف بلاتے ہو جو خود اپنی طرف دعوت دینے اور بلانے کی صلاحیت
الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ
نہ دنیا میں رکھتا ہے اور نہ آخرت میں اور کچھ شک نہیں کہ ہم سب کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے اور کچھ شک نہیں
الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ
کہ جو لوگ حد سے تجاوز کرنیوالے ہیں وہی اہل جہنم ہیں۔ سو میں تم سے جو کچھ کہہ رہا ہوں تم لوگ
اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
میری اس بات کو آگے چل کر یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ
بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا
سب بندوں کا نگراں ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُس مومن کو ان لوگوں کی شرارت آمیز چالوں سے محفوظ رکھا
وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۚ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ
اور فرعون والوں کو بدترین عذاب نے آگھیرا۔ صبح
یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّعَشِیًّا ۚ وَیَوْمَ تَقُوْمُ
اور شام یہ لوگ آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی
السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَ
اس دن ارشاد ہوگا کہ فرعون والوں کو نہایت سخت عذاب میں داخل کرو۔ اور
اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ
وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب کفار جہنم میں باہم جھگڑتے ہوں گے پھر کمزور لوگ جو تابع تھے اپنے رؤسا
اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ
متکبرین سے کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمہارے کہنے پر چلا کرتے تھے تو کیا تم آج

Marfat.com

دنیا میں تمہارے تابع تھے اور تمہارے کہنے پر چلا کرتے تھے تو کیا آج تم ہم پر سے آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو؟ یعنی جب دنیا میں ہم تمہاری اتباع کرتے تھے تو آج تم ہماری اتنی مدد تو کرو کہ عذاب کا کچھ حصہ ہم سے ہٹا دو اور کم کر دو یعنی پورے عذاب کو دفع نہیں کرا سکتے تو کچھ دفع کرا دو یا خود اُٹھا لو (۴۷) وہ متکبرین سردار جواب دیں گے کہ ہم تم سب ہی اس آگ میں پڑے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان ایک قطعی فیصلہ کر چکا ؛ یعنی اس بات کا موقع کہاں - تم ہم سب آگ میں پڑے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو جو فیصلہ کرنا تھا وہ کر چکا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اب جگہ نہ رہی کہ کوئی کسی کے کام آئے (۴۸) اور اہل جہنم جہنم کی حفاظت کرنیوالے فرشتوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمارے عذاب میں سے کسی دن تو کچھ تخفیف کر دے ؛ یعنی دنیا کے دنوں کی مقدار سے ایک دن کی مقدار عذاب میں تخفیف فرمائے (۴۹) وہ فرشتے جواب دیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلائل اور معجزات لے کر نہیں آئے تھے اہل جہنم کہیں گے ہاں رسول تو آتے رہتے تھے اسپر دوزخ کے موکل فرشتے کہیں گے تو بس اب تم خود ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا کچھ نہیں مگر بے سود و بے نتیجہ ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کرنی ہمارا کام نہیں ہم تو عذاب پر مقرر ہیں سفارش کام ہے رسولوں کا سو رسولوں سے تو بر خلاف ہی تھے ۱۲۔ یعنی سب ہی اہل جہنم فرشتوں سے درخواست کریں گے تم ہی اپنے پروردگار سے درخواست کرو کہ وہ ہمیشہ کے لئے عذاب نہ ہٹائے تو کم از کم ایک دن کیلئے تو کچھ کمی کر دے وہ کہیں گے معاملہ کیا ہے تم کو دوزخ میں آنے کی نوبت ہی کیوں آئی کیا تمہارے پاس پیغمبر کھلے دلائل اور معجزات لیکر نہیں آئے تھے وہ کہیں گے آئے تھے مگر ہم نے ان کی تکذیب کی اور ان کو جھوٹا بتایا تب فرشتے کہیں گے ایسی حالت میں تم خود ہی دعا کرو اور تمہاری دعا کا بھی کوئی نتیجہ نہ ہوگا کیونکہ کافروں کی دعا آخرت میں بے سود ہوتی ہے (۵۰) بلاشبہ ہم اپنے پیغمبروں کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان والے ہیں دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے اور اُن کا انتقام لیتے ہیں اور اس دن بھی مدد کریں گے جس دن گواہی دینے والے گواہی دینے کھڑے ہوں گے اور موجود ہوں گے ؛

عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا

ہم پر سے آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو۔ رؤسا متکبرین جواب دیں گے کہ ہم سبھی

كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ

اس آگ میں پڑے ہیں اللہ تعالیٰ کو بندوں کے درمیان جو فیصلہ کرنا تھا وہ کر چکا۔ اور اہل جہنم جہنم کی

الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ

حفاظت کرنیوالے فرشتوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہمارے عذاب

عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ

میں کسی دن تو کچھ تخفیف کر دے۔ وہ فرشتے کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح معجزات

رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا بَلَىٰ ۚ قَالُوا فَادْعُوا ۗ وَمَا

لے کر نہیں آئے تھے اہل جہنم کہیں گے کہ ہاں رسول تو آتے رہتے تھے اسپر فرشتے کہیں گے تو بس اب تم خود ہی دعا کرو اور

دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿۵۰﴾ إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا

کافروں کی دعا کچھ نہیں مگر محض بے سود و بے نتیجہ۔ بے شک ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی

وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ

دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اُس دن بھی مدد کریں گے جس دن گواہی دینے والے

الْأَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ ۖ

گواہی دینے کھڑے ہوں گے۔ وہ دن وہ ہے جس دن کافروں کو اُن کا کوئی عذر نفع نہ دے گا

وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا

اور اُن کیلئے خدا کی لعنت ہوگی اور اُن کے رہنے کو بُرا گھر ہوگا۔ اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو ہدایت

مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ﴿۵۳﴾

یعنی کتاب عطا فرمائی اور ہم نے بنی اسرائیل کو ایک ایسی کتاب کا وارث بنایا۔

هُدًى وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

جو اہل عقل و خرد کیلئے موجب ہدایت و نصیحت تھی۔ تو اے پیغمبر آپ صبر سے کام لیجئے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ

ع ۵ ۱۳ ۱۰

یہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی اور تشفی کا ذکر فرمایا اور آپ کے ساتھ آپ کے متبعین کو بھی اطمینان دلایا کہ ہماری امداد اُن کو بھی شامل ہے دنیا اور آخرت میں بعض اکابر مفسرین نے لننصر کی تفسیر لننتقم سے کی ہے ہم نے تیسیر میں اس کی طرف بھی اشارہ کیا۔ بہرحال مظلوم کی امداد کا وعدہ تو احادیث میں آتا ہی ہے ہر مظلوم کی امداد کی جاتی ہے اور اُس کا بدلا لیا جاتا ہے خواہ کچھ تاخیر سے ہو۔ لیکن اہل حق کی مدد دُنیا میں بھی ہوتی ہے اور آخرت میں بھی آگے اس دن کی وضاحت ہے جس دن گواہی دینے والے گواہی کو کھڑے ہوں گے (۵۱) جس دن کافروں کو اُن کا کوئی عذر نفع نہ دے گا اور اُن کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت و پھٹکار ہوگی اور اُن کے رہنے کو بُرا گھر ہوگا ؛ گواہ کھڑے ہوں گے بظاہر معلوم ہوتا ہے وہ فرشتے جو اعمال لکھتے رہتے ہیں یا فرشتے اور انبیاء اور اُمت محمدیہ بھی گواہی دے گی۔ اور خود مجرمو کے ہاتھ پاؤں بھی شاہد ہوں گے، عذر قبول نہ کیا جائے گا۔ یعنی تمام دلائل اور حجتیں دنیا میں ختم ہو چکیں اب عذر ہی کیا ہوگا اور اگر کوئی نامعقول عذر پیش بھی کیا تو وہ مسموع نہ ہوگا۔ بُرا گھر فرمایا جہنم کو۔ اور جہنم سے زیادہ بُرا گھر کون سا ہو سکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے مسلمانوں میں بُرا گھر وہ ہے کہ جس گھر میں کوئی یتیم ہو اور اس یتیم کو ایذا دی جاتی ہو۔ آگے اُسی تسلی کے سلسلے میں حضرت موسیٰ کا ذکر فرمایا (۵۲) اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو ہدایت یعنی راہ کی سوجھ عنایت کی اور بنی اسرائیل کو ایک ایسی کتاب کا وارث بنایا (۵۳) جو اہل عقل و خرد کیلئے موجب ہدایت و نصیحت تھی ؛ اس میں تسلی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جس طرح آپ کو قرآن عنایت کیا ہے حضرت موسیٰ کو توریت عطا فرمائی تھی پھر جس طرح انھوں نے فرعون کے مظالم کا صبر اور خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا اُسی طرح آپ بھی کفار کے مقابلہ کا تحمل اور صبر سے مقابلہ کیجئے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۵۴) تو اے پیغمبر آپ صبر کرتے رہئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے اور اپنے گناہ کی بخشش طلب کیجئے اور اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کے ساتھ صبح اور شام پاکی بیان کیا کیجئے ؛ یعنی کفار کے مظالم پر صبر کرتے رہئے اللہ تعالیٰ کے وعدے پر یقین رکھئے کیونکہ اس کا وعدہ سچا ہے۔ اور اگر صبر کرنے میں کچھ کوتاہی ہو جائے تو وہ آپ کی شان و مرتبے کے اعتبار سے آپکے حق میں گناہ ہے

۴۸/۲

Marfat.com

اس لئے اس کوتاہی پر معافی طلب کیا کیجئے اور صبح شام اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیا کیجئے یعنی دائمی طور پر۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے پر بندے سے قصور ہے اس کے موافق ہر کسی کو ضرور ہے استغفار ۱۲ (۵۵) بلاشبہ وہ لوگ جو بغیر کسی سند اور دلیل کے جو اُن کو پہونچی ہو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں ان لوگوں کے دلوں میں کچھ نہیں مگر بڑا بننے کی ایک ایسی خواہش ہے کہ جس خواہش کے پورا ہونے تک یہ کبھی پہونچنے والے نہیں اے پیغمبر آپ ان کے شر سے پناہ مانگتے رہئے بلاشبہ وہی سننے والا دیکھنے والا ہے بعض اہل تفسیر کا قول ہے کہ یہ آیت یہود کے بارے میں ہے وہ سرداری اور حکومت چاہتے تھے۔ بعض نے کہا کفار مکہ مراد ہیں کیونکہ یہی روز روز جھگڑے نکالا کرتے تھے۔ بہر حال بغیر سند اور بغیر دلیل عقلی نقلی کے جھگڑا کرتے ہیں اور آیات الٰہی میں شکوک و شبہات پیدا کرتے ہیں تو ان لوگوں کے دلوں میں صرف غرور اور بڑا بننے کی خواہش ہے حالانکہ یہ خواہش ان کی پوری ہونیوالی نہیں۔ چونکہ اُن کی خواہشات کا مبنی غلط ہے تو ان کی شرارتیں بھی ناقابل اعتبار ہیں۔ آپ اللہ سے پناہ مانگا کیجئے وہ نہایت سننے والا دیکھنے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں غرور یہ کہ اس پیغمبر سے ہم اوپر رہیں یہ ہونا نہیں ۱۲۔ خلاصہ یہ کہ جھگڑا اس لئے پیدا کرتے ہیں کہ ہم کسی طرح اس پیغمبر کی بات کو نیچا کر دیں اور ہم سربلند ہو جائیں یہ ہونا نہیں یعنی اس خواہش کے پورا ہونے تک پہونچنے والے نہیں پس آپ ان کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کیجئے وہی تمہارے اقوال کو سنتا اور تمہارے افعال کو دیکھتا ہے (۵۶) البتہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے بڑا کام ہے قدرت کا مگر اکثر لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے ؛ اوپر کی آیت میں رسالت پر اعتراض کرنے والوں کا رد اور ان کا جواب تھا اس آیت میں منکرین توحید اور منکرین بعث کا رد ہے یعنی آسمان و زمین کا پہلی مرتبہ پیدا کرنا انسانوں کے دوبارا پیدا کرنے کے مقابلے میں بہت بڑی قدرت کا اظہار ہے یعنی انسانوں کے دوبارا پیدا کر دینے کا انکار کرتے ہو اور آسمان و زمین کے ابتداءً پیدا کرنے کا اقرار کرتے ہو حالانکہ اتنی بات نہیں سمجھتے کہ جو آسمان و زمین کا موجد ہے اُس کو انسان کا دوبارہ پیدا کرنا اور انسانوں کا اعادہ کر لینا کیا مشکل ہے (۵۷) اور اندھا اور دیکھتا دونوں برابر نہیں ہوتے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ اور بدکار دونوں برابر نہیں ہو سکتے تم لوگ بہت کم غور کرتے ہو؛ چونکہ دو نظریوں پر بحث ہو رہی ہے۔ بعض لوگ غور کرتے ہیں سوچتے ہیں اور حق بات کو مان لیتے ہیں اور بعض نہ غور کرتے ہیں نہ سوچنے کے عادی ہیں اور نہ مانتے ہیں اس لئے دو فرقے بن گئے ہیں دونوں کے عدم مساوات کا اعلان ہے۔ غور کرنے سوچنے اور ایمان لانے والے کو آنکھوں والا اور سوجھاکا فرمایا ہے اور عدم تدبر والوں کو اندھا فرمایا دوسری بات میں صراحتاً فرمایا کہ اہل ایمان جو ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند بھی رہے اور دوسرے بدکردار یعنی کفر و شرک میں مبتلا اور دین حق کے مخالف یہ دونوں برابر نہیں۔ آخر میں کم غور کرنے اور کم سوچ بچار کو توبیخاً فرمایا کہ تم بہت کم غور کرتے ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دوسری بار پیدا ہونا محال جانتے ہو ۱۲ (۵۸) یقین جانو قیامت ضرور آنیوالی ہے اس میں کسی طرح کا شک نہیں لیکن اکثر نہیں مانتے اور قیامت آنے کی تصدیق نہیں کرتے؛ آگے پھر اپنی عبادت کا ذکر فرمایا کہ میری عبادت کے مقابلے میں تکبر سے اجتناب کرو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایک دن چاہیئے کہ ان کا فرق کھلے ۱۲ خلاصہ یہ ہے آنکھوں والے ایمان دار اور بدکردار کا جو ذکر کیا گیا ہے اُس کیلئے ایک دن تو ہونا چاہیئے جو ان کا فرق ظاہر ہو اور دنیا کی مخلوق جان لے کہ ایمان داروں اور سوجھاکوں کے ساتھ کیا ہوا اور بدکرداروں اور راہ حق کے اندھوں کے ساتھ کیسا معاملہ ہوا (۵۹) اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے مجھ سے دعا مانگو مجھکو پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا اور تمہاری پکار کو پہونچوں گا۔ بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے سرتابی اور غرور و تکبر کا برتاؤ کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے وہ بہت جلد مرنیکے بعد جہنم میں داخل ہوں گے دراں حالیکہ وہ ذلیل ہوں گے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا نہ مانگنا غرور ہے اگر دنیا نہ مانگے تو مغفرت ہی مانگے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ اللہ پکار کو پہونچتا ہے سو بر حق بات یہ ہے مگر یہ نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کرے اپنی مرضی

(باقی صفحہ ۵۶ پر)

اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ
سچا ہے اور اپنے گناہ کی معافی طلب کیجئے اور شام اور صبح حمد و ثنا کے ساتھ
بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ
اپنے رب کی پاکی بیان کیا کیجئے۔ بے شک جو لوگ بغیر کسی سند کے جو ان کو پہنچی ہو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں
اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ
جھگڑے نکالا کرتے ہیں تو اور کچھ نہیں ان لوگوں کے دلوں میں صرف بڑا بننے کی ایک ایسی خواہش ہے
مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ
کہ جس خواہش تک یہ کبھی پہونچنے والے نہیں سو اے پیغمبر آپ ان کے شر سے خدا کی پناہ مانگتے رہیے بلاشبہ وہی سننے والا
الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ
دیکھنے والا ہے۔ بالیقین آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا انسانوں کے پیدا کرنے سے
خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾
بڑا کام ہے مگر اکثر لوگ اتنی بات بھی نہیں سمجھتے
وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ
اور اندھا اور دیکھنے والا دونوں برابر نہیں ہوتے اور جو لوگ ایمان لائے اور
عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْۗءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾
انھوں نے نیک عمل کئے وہ اور بدکار دونوں برابر نہیں ہوتے تم لوگ بہت ہی کم غور کرتے ہو
اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
یقین رکھو قیامت ضرور آنیوالی ہے اس میں کسی طرح کا بھی شک نہیں مگر اکثر
النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ
لوگ اس کی تصدیق نہیں کرتے۔ اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو
اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ
میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا یقین مانو جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۵۵) کے موافق مالک ہے اپنی خوشی کرتا ہے ۱۲ عبادت میں دعا بھی شامل ہے اس لئے دعا کو فرمایا اور آخر میں عبادت کے استکبار کو جہنم کے داخل ہونے کا سبب بتایا مدعا یہ ہے کہ دعا سوائے حق کے کسی سے نہیں مانگنی چاہئے جس طرح عبادت غیر اللہ کی حرام ہے اسی طرح دعا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ استجابت فرماتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ استجابت کے مختلف طریقے ہیں جیسا کہ ہم سورۂ بقرکی تسہیل میں تفصیلاً عرض کر چکے ہیں اور سورۂ انعام میں اشارہ کر چکے ہیں فیکشف ماتدعون الیہ ان شآء مشیت الٰہی پر دعا کی قبولیت موقوف ہے۔ بعض دفعہ مانگنے والے کے حق میں بھی وہ قبولیت مضر ہوتی ہے بعض دعا کے اثر کو آخرت کیلئے ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے اس لئے قبولیت کا اظہار مشیت پر موقوف رکھا ہے حضرات مفسرین نے فرمایا ادعونی وحدونی واعبدونی جو عبادت کا منحرف ہے وہ دعا کا بھی منحرف ہے، اور دعا سے پھرنیوالا عبادت سے پھرنیوالا۔ دعا کو دعا کے طریقے سے مانگا جائے تو قبولیت ضروری ہے۔ تفسیر صفحہ ہذا۔ ہم نے اپنی کتاب مشکل کشا میں شاید اس پر بحث کی ہے کسی نے خوب کہا ہے۔ ؎

سَيَدۡخُلُوۡنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيۡنَ ۝٦٠ اَللّٰهُ الَّذِىۡ جَعَلَ
وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے
لَـكُمُ الَّيۡلَ لِتَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَالنَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ
رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام حاصل کرو اور اسی نے دن کو روشن اور دکھانیوالا بنایا بیشک اللہ تعالیٰ
لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا
لوگوں پر بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس کا
يَشۡكُرُوۡنَ ۝٦١ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ خَالِـقُ كُلِّ شَىۡءٍ ۘ لَاۤ
شکر نہیں بجا لاتے۔ یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا وہ ہرچیز کا پیدا کرنیوالا ہے اسکے
اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤۡفَكُوۡنَ ۝٦٢ كَذٰلِكَ يُؤۡفَكُ
سوا اور کوئی حقیقی معبود نہیں تو پھر اب تم پھرے کہاں چلے جاتے ہو جس طرح یہ لوگ اُلٹے پھرے جاتے ہیں
الَّذِيۡنَ كَانُوۡا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجۡحَدُوۡنَ ۝٦٣ اَللّٰهُ الَّذِىۡ
اسی طرح وہ لوگ پھیرے جاتے ہیں جو خدا کی آیتوں کا انکار کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے
جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمۡ
زمین کو تمہارے لئے قرارگاہ اور آسمان کو چھت بنایا اور اسی نے تمہاری شکل و صورت بنائی
فَاَحۡسَنَ صُوَرَكُمۡ وَرَزَقَكُمۡ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰ لِكُمُ
سو اس نے تمہاری صورتیں بہترین بنائیں اور کھانے کو تمہیں پاکیزہ یعنی لذیذ چیزیں عطا فرمائیں یہ ہے
اللّٰهُ رَبُّكُمۡ ۖ ۚ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝٦٤ هُوَ
اللہ تمہارا پروردگار سو اللہ تعالیٰ بہت عالی شان ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ وہی
الۡحَـىُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادۡعُوۡهُ مُخۡلِصِيۡنَ لَـهُ
زندہ ہے اس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں سو تم خالص اسی کی فرماں برداری کا اعتقاد کر کے اسکو پکارا کرو
الدِّيۡنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝٦٥ قُلۡ اِنِّىۡ نُهِيۡتُ
تمام تعریفیں اسی خدا کو سزاوار ہیں جو تمام عالموں کا رب ہے۔ اے پیغمبر آپ کہدیجئے مجھے اس بات سے منع کیا گیا ہے

برآستان ارادت کہ سر نہاد شبے
کہ لطف دوست بروئش دریچہ نکشود

عارف شیرازی فرماتے ہیں ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

ع ۶ ۱۰ ۱۱

(۶۰) اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام حاصل کرو اور اسی نے دن کو روشن اور دکھانیوالا بنایا بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں پر بڑا ہی فضل کرنیوالا ہے لیکن اکثر لوگ اس کا شکر نہیں بجا لاتے اور اس کا احسان نہیں مانتے ÷ یعنی رات آرام کو اور دن روزی کمانے کو بنایا اللہ تعالیٰ نے بندوں پر کس قدر احسان فرمایا اور بندوں کی مصلحت کی کتنی رعایت فرمائی لیکن بندوں کی یہ حالت کہ وہ حق ماننے کی بجائے ناسپاسی کرتے ہیں (۶۱) یہ ہے اللہ پروردگار تمہارا وہ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا اس کے سوا اور کوئی حقیقی معبود نہیں سو تم پھر کہاں لوٹے جا رہے ہو ÷ یعنی جب سب کچھ وہی ہے پیدا کرنیوالا پالنے والا اس کے علاوہ کوئی لائق عبادت بھی نہیں پھر اب تم شرک کرنے کی غرض سے کہاں پھرے جاتے ہو (۶۲) جس طرح یہ لوگ پھرے جاتے ہیں اسی طرح وہ لوگ پھیرے جاتے ہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے ہیں ÷ یعنی جس طرح یہ کفار عرب راہ حق سے پھرے جاتے ہیں اسی طرح سب معاندین کیسا تھ یہی سلوک ہوتا ہے خواہ وہ لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہوں یا ان کے بعد ہوں جو شخص ازراہ عناد اور سرکشی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کے دل راہ حق سے پھیرے جاتے ہیں کیونکہ دستور اللہ تعالیٰ کا یہی ہے۔ بعض حضرات نے صرف قبل کے لوگ مراد لئے ہیں لیکن بعض حضرات نے پہلے اور پچھلے سب کے لئے آیت کو عام رکھا ہے۔ یعنی وہ کسی زمانے کے لوگ ہوں جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کیا تو ان کو راہ حق سے پھیر دیا گیا (۶۳) اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے زمین کو قرار کی جگہ اور ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو مثل چھت کے بنایا اور اس نے تمہاری شکل و صورت بنائی سو تمہاری صورتیں بہترین بنائیں اور تم کو لذیذ اور پاکیزہ چیزیں کھانے کو عطا فرمائیں یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار سو بڑی برکت ہے اللہ تعالیٰ کی اور اللہ تعالیٰ بڑا عالی شان ہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے ÷

یعنی رہنے کو زمین اور وہ زمین آسمان کے ساتھ مسقف یعنی آسمان کی چھت اس نے ہی تمہاری صورت اور تمہارا نقشہ بھی بہترین بنایا اور تم کو لذیذ و نفیس اور خوش ذائقہ پاکیزہ اور عمدہ چیزوں سے روزی دی اب سمجھ لو کہ جس نے یہ سب کچھ کیا وہی تمہارا پروردگار ہے اور وہ رب العلمین بڑا عالیشان ہے اور اس کی بڑی برکت ہے ہم نے تیسیر میں تمام معانی کی رعایت رکھی ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور روزی ستھری ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ صورت میں بھی سب سے بہتر اور دیدہ زیب غذا میں بھی دانے اور پھل تمہارے اور پتے اور بھوسا جانوروں کا فتبارک اللہ رب العلمین (۶۴) وہی اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں سو تم خالص اسی کی عبادت اور فرماں برداری کے اعتقاد سے اسکو پکارا کرو تمام تعریفیں اور خوبیاں اسی اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے (۶۵) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے مجھے اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ تم جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا کرتے ہو میں ان کی عبادت کروں جبکہ میرے پاس میرے پروردگار کی جانب سے واضح

Marfat.com

دلائل آچکے اور پہونچ چکے اور مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العلمین کا فرماں بردار رہوں :: یعنی یہ کہہ دیجئے کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہوا ور جن کو تم پکارا کرتے ہو مجھ کو اُن کی عبادت سے منع کر دیا گیا ہے۔
بالخصوص ایسی حالت میں جب کہ میرے پاس واضح اور صاف دلائل بھی شرک کی مذمت میں پہونچ چکے ہیں اور مجھ کو تو یہی حکم کیا گیا ہے کہ میں رب العالمین کی اطاعت و فرماں برداری کیلئے سر تسلیم خم کردوں اور اپنے کو اس
کے حوالے کردوں اور اس کے علاوہ کسی کی طرف عبادت کی غرض سے نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھوں یعنی توحید پر قائم رہوں (٦٦) وہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو یعنی آدم کو ابتداءً مٹی سے بنایا پھر بتدریج نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے بنایا پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتا ہے پھر تم کو باقی رکھتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچ جاؤ پھر تم کو باقی رکھتا ہے یہانتک کہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور بعض تم میں سے وہ ہے جو اس سے پہلے ہی مرجاتا ہے اور تم میں سے ہر ایک کو ایک خاص عمر دیتا ہے تاکہ تم سب اپنے معیّن اور مقررہ وقت تک پہنچو اور تاکہ تم عقل و سمجھ سے کام لو :: مطلب یہ ہے کہ تمہاری پیدائش اور تمہارے بنانے میں مٹی اور خاک کا بڑا عنصر ہے۔ ابتداءً تم کو خاک ہی سے بنایا یعنی حضرت آدمؑ کو پھر ان کی نسل کو نطفہ سے جو مٹی کا ایک جوہر یا ست ہے اُس سے پیدا کیا۔ یہ سلسلہ تدریجی ہے انسان جو کھاتا ہے اس کی غذا مٹی سے نکلتی ہے۔ پھر اُس غذا سے خون پیدا ہوتا ہے اُس سے نطفہ پھر وہ نطفہ رحم مادر میں جمے ہوئے خون کی شکل اختیار کرتا ہے پھر یہ جما ہوا خون مختلف شکلیں اختیار کر کے بچہ بن جاتا ہے پھر تم کو بچہ کی شکل میں نکالتا اور پیدا کرتا ہے پھر تم کو زندہ رکھتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کو پہونچ جاؤ پھر تم کو زندہ رکھتا ہے تاکہ بڑھاپے کو پہونچو اور بوڑھے ہو جاؤ اور بعض تم میں سے اس سے پہلے یعنی جوانی سے۔ یا بڑھاپے سے یا جوانی اور بڑھاپے دونوں سے پہلے ہی مرجاتا ہے۔ بہر حال مقررہ عمر تک پہونچنے میں یہ سب برابر ہیں جو عمر مقرر کر دی ہے اس کو سب پورا
ع
کرتے ہیں اور اس سلسلہ کو جاری رکھنے کا منشا
٨
یہ ہے کہ تم سمجھو کہ جو یہ کام کرتا ہے وہ وحدہٗ لاشریک
١٢
ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اتنے احوال تم پر گزرے شاید ایک حال اور بھی گزرے وہ مر کر جینا (٦٧) وہی ہے جو زندگی عطا کرتا ہے اور موت دیتا
١٣
ہے اور جب وہ کسی کام کو پورا کرنا چاہتا ہے تو
ع
بس اُسکو اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے :: یعنی پیدائش کا تدریجی سلسلہ مذکور ہوا اور اگر وہ کسی کام کو دفعۃً کرنا چاہتا ہے تو اُسکو کہتا ہے کہ ہو جا وہ اسی وقت ہو جاتا ہے۔ ہم پہلے پارے کی تسہیل میں اور سورۂ یاسین کی تیسیر میں عرض کر چکے ہیں (٦٨) اے پیغمبر کیا آپ نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں یہ لوگ کہاں اُلٹے پھرے جاتے ہیں :: اس سورت

اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا
جن کو تم خدا کے سوا پکارا کرتے ہو میں اُن کی عبادت کروں جبکہ
جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ
میرے رب کی جانب سے میرے پاس واضح دلائل پہنچ چکے اور مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں رب العالمین
الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ
کا فرماں بردار رہوں۔ وہ ذات ہے جس نے تم کو یعنی آدم کو ابتداءً مٹی سے بنایا
نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ
پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے بنایا پھر تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر
لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ
تم کو زندہ رکھتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کے کمال کو پہنچ جاؤ پھر تم کو اور زندہ رکھتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور بعض تم میں سے
مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ
وہ ہیں جو اس سے پہلے ہی مرجاتے ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو ایک خاص عمر دیتا ہے تاکہ تم سب وقت معین تک پہنچ جاؤ اور
لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا
تاکہ تم سمجھ سے کام لو۔ وہی ہے جو زندگی عطا کرتا ہے اور موت دیتا ہے اور وہ جب
قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى
کسی کام کو پورا کرنا چاہتا ہے تو بس اس کو اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے۔ اے پیغمبر کیا آپ نے ان لوگوں کی حالت
الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾
نظر نہیں کی جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں یہ لوگ کہاں اُلٹے پھرے جاتے ہیں۔
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ڕ
یہ لوگ ہیں جنھوں نے اس کتاب یعنی قرآن کی تکذیب کی اور ان چیزوں کی بھی تکذیب کی جو چیزیں ہم نے اپنے رسولوں کو دے کر
فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَ
بھیجا تھا سو ان لوگوں کو عنقریب اپنا انجام معلوم ہوا جاتا ہے۔ جب کہ ان کی گردنوں میں طوق اور

میں تین مرتبہ جھگڑنے کا ذکر فرمایا۔ ان سے مُراد یا تو کفار مکہ اور یہود اور نصاریٰ ہیں یا تاکیداً فرمایا اُن لوگوں کے خلاف جو بلاوجہ کے جھگڑے نکالا کرتے ہیں یہ اس جھگڑے کی وجہ سے گمراہی کی طرف پھرے چلے جاتے ہیں آگے تہدید فرمائی (٦٩) یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے کتاب یعنی قرآن کی تکذیب کی اور نیز ان چیزوں کی تکذیب کی جو چیزیں ہم نے اپنے رسولوں کو دیکر بھیجا تھا۔ سو ان کو عنقریب اپنا انجام معلوم ہوا جاتا ہے اور یہ لوگ بہت جلد معلوم کرلیں گے :: یعنی قیامت میں ان کو سب معلوم ہو جائیگا۔ جو چیز رسول دیکر بھیجے گئے وہ احکام اور معجزات وغیرہ ہیں۔ کتاب کی تکذیب رسولوں کے لائے ہوئے احکام اور معجزات سب ہی کو جھٹلایا (٧٠) جب ان کی گردنوں میں طوق اور زنجیریں ہوں گی گھسیٹے جاتے ہوں گے (٧١)

سخت گرم کھولتے ہوئے پانی میں پھر یہ لوگ آگ میں جھونک دیئے جائیں گے ؛ یہ حمیم اور جحیم کی بحث پہلے بھی گذر چکی ہے مدعا یہ ہے کہ عذاب کی انواع مختلف ہوں گی کبھی یہ مقدم اور کبھی وہ مقدم مفسرین کے دو قول ہیں ۔ ہم
نے ابن کثیر کے فیصلے کو اختیار کیا ہے ۔ کبھی گرم پانی کا عذاب کبھی نار خالص کا عذاب یطوفون بینہا وبین حمیم اٰن ۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنْ نَارِكَ اِنَّا عَائِذُوْنَ بِجِوَارِكَ (۷۲) پھر ان لوگوں سے
کہا جائے گا جن معبودوں کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا شریک ٹھہراتے تھے (۷۳) وہ اب کہاں گئے وہ جواب دیں گے وہ تو سب ہم سے کہیں غائب ہو گئے اور ہماری نظر سے چوک گئے بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ ہم
تو اس عالم سے پہلے کسی چیز کو پوجتے ہی نہ تھے ۔ اسی طرح

اَلسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿٧٢﴾
زنجیریں ہوں گی اور انکو گھسیٹتے ہوئے ۔ سخت کھولتے ہوئے پانی میں لیجائیں گے پھر یہ لوگ آگ میں جھونک دیئے جائینگے
ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾ مِنْ دُوْنِ
پھر ان لوگوں سے پوچھا جائیگا کہ خدا کے سوا جن معبودوں کو تم شریک بناتے تھے ۔ وہ اب کہاں ہیں
اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ
وہ جواب دیں گے کہ وہ تو سب ہم سے کہیں غائب ہو گئے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم تو اس عالم سے پہلے کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے
شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو غلطی میں مبتلا رکھتا ہے ۔ یہ عذاب اس کا بدلا ہے
تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ
جو تم زمین میں ناحق اتراتے پھرتے تھے اور نیز اس کا بدلا ہے جو تم
تَمْرَحُوْنَ ﴿٧٥﴾ اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ
اکڑتے پھرتے تھے ۔ جاؤ جہنم میں ہمیشہ رہنے کیلئے اس کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ
فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
سو وہ دوزخ کیا بری قرارگاہ ہے تکبر کرنیوالوں کی ۔ سو اے پیغمبر آپ صبر سے کام لیجئے بیشک اللہ کا وعدہ
حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ
سچا ہے پھر جو وعدے ہم ان سے کرتے ہیں خواہ ان میں سے بعض کا وقوع ہم آپ کو دکھا دیں یا ان کے وقوع سے قبل ہم
نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا
آپکی عمر پوری کر دیں بہرحال وہ ہماری ہی طرف واپس کئے جائیں گے ۔ اور بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سے
مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ
رسول بھیجے ہیں جن میں سے کچھ تو وہ ہیں کہ ان کے حالات ہم نے آپ سے بیان کئے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں
لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ
جن کا بیان ہم نے آپ سے نہیں کیا اور کسی رسول کو یہ مقدور نہ تھا کہ وہ خدا کے حکم کے بغیر

اللہ تعالیٰ کافروں کو غلطی میں مبتلا رکھتا ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا شریک ٹھہراتے تھے وہ کہاں ہیں اُن کو بلاؤ تاکہ تمہاری فریاد رسی کریں ۔ وہ ان کو کہیں ملیں گے نہیں پھر شرک سے ہی انکار کر دیں گے ۔ اسی کو فرمایا کہ جس طرح گمراہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح تمام منکرین و معاندین کو گمراہ رکھتا ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اول منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک نہیں پکڑے اب گھبرا کر منہ سے نکل جائیگا پھر سنبھل کر انکار کریں گے تو وہ انکار اللہ نے بھلا دیا اس حکمت سے ۔ ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ کبھی کچھ کہیں گے اور کبھی کچھ ۔ بہکی بہکی باتیں کریں گے اور یہی اللہ تعالیٰ کا بھٹکانا اور گمراہ رکھنا ہے ۔ دنیا میں راہ حق سے گمراہ ہے اور آخرت میں صحیح جواب نہ دے سکے (۷۴) یہ عذاب اس کا بدلا اور اس سبب سے ہے جو تم دنیا میں ناحق اتراتے پھرتے تھے اور نیز اس کا بدلا ہے جو تم اکڑتے پھرتے تھے ؛ فرح اپنے پر ناز کرنا اور مرح تکبر سے چلنا ۔ (۷۵) جاؤ جہنم میں ہمیشہ رہنے کیلئے اس کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ سو وہ دوزخ کیا بری قرارگاہ ہے تکبر کرنیوالوں کی (۷۶) سو اے پیغمبر آپ صبر سے کام لیجئے اور سہار کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق اور سچا ہے ۔ پھر جو وعدے ہم ان سے کرتے ہیں خواہ اُن میں سے بعض کا وقوع آپ کو دکھلا دیں یا ان کے وقوع سے قبل ہم آپ کی عمر پوری کر دیں اور آپ کو وفات دیدیں بہرحال وہ ہماری ہی طرف واپس کئے جائیں گے اور ان کی بازگشت ہماری ہی طرف ہوگی ؛ یہ آیت سورۂ یونسؑ میں بھی گزر چکی ہے مطلب یہ ہے کہ جس عذاب کا وعدہ ہم ان سے کرتے ہیں اور جس عذاب کا خوف ہم ان کو دلاتے ہیں ہو سکتا ہے کہ اُس کا کچھ حصہ ہم ان کو آپ کی زندگی میں دکھلا دیں یا ہم آپکو وفات دیدیں اُسکے بعد ان پر عذاب آئے یا نہ آئے بہرحال ان کو ہماری طرف لوٹنا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ عذاب دُنیوی اور اخروی کا جو وعدہ ہم نے کیا ہے وہ ضرور اُن پر نازل ہوگا خواہ آپ کی زندگی میں نازل ہو جائے یا آپ کو وفات دیدیں پھر نازل ہو اور اخروی عذاب کا وعدہ تو پورا ہونا ہی ہے اور ہوا بھی ایسا ہی یعنی جنگ بدر اور فتح مکہ وغیرہ تو آپ کی زندگی میں اُن کے لئے موجب تعذیب ہوا ۔ اور آپ کے بعد بھی ! اور قیامت کے دن بھی وعدہ پورا کیا جائے گا ۔ اس

بنا پر اپنے پیغمبر کو صبر کا حکم دیا گیا ۔ تاکہ آپ کو تسلی ہو (۷۷) اور بلاشبہ ہم نے آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے ہیں جن میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کے حالات ہم نے آپ سے بیان کر دیئے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا
بیان ہم نے آپ سے نہیں کیا اور کسی رسول کو یہ طاقت نہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ لا سکے اور دکھا سکے پھر جس وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب کا حکم آئیگا تو انصاف کیساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا
اور اس وقت جھوٹے اور بے ہودہ گو سخت خسارے میں رہیں گے ؛ مطلب یہ ہے کہ رسولوں کی تعداد علی اختلاف الروایات خواہ کچھ ہو لیکن آپ سے پہلے بہت سے رسول آچکے پھر ان میں سے کسی کا حال آپ کو

Marfat.com

بتادیا گیا اور بعض کا نہیں بھی بتایا گیا: بہرحال ایک چیز سب میں مشترک ہے وہ یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کے کسی کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ کوئی معجزہ دکھا سکے یا کوئی نشانی ظاہر کر سکے پھر جب اللہ تعالیٰ کا وعدۂ عذاب در
عذاب کا حکم آجائے گا خواہ وہ دنیا کا عذاب ہو یا آخرت کا اس وقت اہل باطل بے ہودہ گو اور جھوٹے سخت خسارے اور نقصان میں ہوں گے آگے پھر توحید کی دلیل اور توحید کے انکار پر توبیخ اور عذاب کے آجانیکے بعد
ایمان کا غیر مفید ہونا مذکور ہے (۷۸) اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہارے لئے مواشی بنائے تاکہ ان میں سے بعض کی سواری لو اور بعض کو تم کھاتے بھی ہو: یعنی چوپائے پیدا کئے تاکہ اُن کی سواری لو اور اُن پر

بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَ
کوئی معجزہ ظاہر کر سکے پھر جس وقت اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور
خَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ
اُس وقت اہل باطل سخت خسارے میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہارے لئے
الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ
مواشی پیدا کئے تاکہ تم ان میں سے بعض کی سواری لو اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو۔ اور تمہارے لئے
فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ
ان مواشی میں اور بھی بہت سے منافع ہیں اور یہ غرض بھی ہے کہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی اُس ضرورت تک پہنچ جاؤ جو تمہارے دلوں میں ہے
وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ
اور تم ان چوپایوں پر اور کشتیوں پر چڑھے چڑھے پھرتے ہو۔ اور وہ تم کو اپنی اور نشانیاں بھی دکھاتا رہتا ہے پھر تم
اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
خدا کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے۔ کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ
جو دیکھتے کہ وہ لوگ جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا۔
كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ
وہ لوگ تعداد میں ان سے زیادہ تھے اور باعتبار قوت کے اور باعتبار اُن یادگاروں کے جو وہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے
اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ
پھر ان کی وہ کمائی جو وہ کمایا کرتے تھے ان کے کچھ بھی کام نہ آئی۔ اور جب ان امم سابقہ کے پاس
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ
ان کے رسول واضح دلائل لے کر آئے تو وہ لوگ اپنے اس دنیوی علم پر ناز کرتے رہے جو انکو
حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا
حاصل تھا بالآخر جس عذاب کا وہ مذاق اڑاتے تھے وہی عذاب ان پر آپڑا۔ پھر جب انھوں نے ہمارا عذاب دیکھا

سوار ہو اور بعض تمہاری خوراک بھی ہیں جن کا گوشت
کھاتے ہو (۷۹) اور تمہارے لئے ان چوپایوں میں اور
بھی بہت سے منافع اور فوائد ہیں اور یہ غرض بھی ہے
کہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی اُس حاجت اور ضرورت کو
پہنچ جاؤ جو تمہارے دلوں میں ہے اور تم ان چوپایوں پر
۸ اور کشتیوں پر چڑھے چڑھے پھرتے ہو: یعنی ان کا
ع دودھ پیتے ہو ان کی اون کا استعمال کرتے ہو ان
۱۰ کا چمڑا کام میں لاتے ہو اور وہ حاجتیں اور ضرورتیں
۱۳ جو تمہارے جی میں ہوتی ہیں ان حاجتوں کو اُن پر
سوار ہو کر پورا کرتے ہو اور صرف چوپایوں پر کیا منحصر
ہے بلکہ سواریوں پر اور کشتیوں پر چڑھے پھرتے ہو مطلب
یہ ہے کہ خشکی اور تری دونوں قسم کے سفروں کیلئے آسانیاں
اور سہولتیں پیدا کر دی ہیں اور ایسی چیزیں مہیا کر دی
ہیں جن سے بحر و بر کا سفر کرتے ہو (۸۰) اور وہ تم کو
اپنی اور نشانیاں بھی دکھاتا رہتا ہے پھر تم اللہ تعالیٰ کی
کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے: یعنی اسکی توحید
اور اس کی قدرت کی بیشمار نشانیاں جلوہ گر ہیں جو وہ
تم کو دکھاتا ہے پھر تم کس کس نشانی کا انکار کرو گے کہ
یہ نشانی اُس کی نہیں ہے (۸۱) کیا یہ لوگ ملک میں
چلے پھرے نہیں جو دیکھتے کہ وہ لوگ جو ان سے پہلے ہو
گزرے ہیں اُن کا انجام کیسا ہوا وہ لوگ تعداد میں
ان سے بہت زیادہ تھے اور باعتبار قوت و طاقت کے
بھی سخت تھے۔ اور باعتبار اُن یادگاروں کے بھی جو
وہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں ان سے سخت تھے پھر اُن کی
وہ کمائی جو وہ کمایا کرتے تھے ان کے کچھ بھی کام نہ آئی
: ہم سورۂ روم میں عرض کر چکے ہیں مطلب یہ ہے
کہ ان لوگوں نے اپنے سے پہلے مشرکین کا انجام نہیں
دیکھا اگر ملک میں چلتے پھرتے اور سیر کرتے تو دیکھتے کہ ان
کے شرک اور کفر و عناد کا انجام کیسا ہوا حالانکہ وہ
ان کفار عرب سے ہر اعتبار سے زیادہ اور سخت تھے خواہ
باعتبار تعداد۔ خواہ باعتبار قوت و زور اور خواہ باعتبار
محلات اور عمارات غرض ہر اعتبار سے بڑھے ہوئے تھے۔
لیکن ہوا کیا کہ عذاب کے وقت اُن کا کوئی کسب اور کوئی
ہنر اُن کو عذاب الٰہی سے نہ بچا سکا پھر یہ کس بات پر مغرور
ہیں (۸۲) پھر جب ان اُمم سابقہ کے پاس اُن کے
رسول واضح دلائل لیکر آئے تو وہ لوگ اپنے اُس دنیوی
علم و ہنر پر ناز کرتے رہے جو ان کو حاصل تھا اور جس
عذاب کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے اُسی عذاب نے ان کو
گھیر لیا اور اُن کے کفر و شرک کا وبال اُن پر آپڑا جس
کا وہ مذاق اُڑاتے تھے اور جس سے وہ تمسخر کرتے تھے: یعنی وہ اپنے جس دنیوی علم پر اتراتے تھے اور جس کے بل بوتے پر عذاب الٰہی کا مذاق اُڑاتے تھے ان کو اسی عذاب نے گھیر لیا اور آخر کار تباہ ہو گئے (۸۳)
پھر جب اُنھوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا تو کہنے لگے ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر جو یگانہ اور اکیلا ہے اور ہم نے اُن چیزوں سے کفر کیا اور انکار کیا جن کو ہم شریک ٹھہراتے تھے: یعنی ہمارے عذاب کو جب دیکھا تو

Marfat.com

شرک سے توبہ کرنے لگے اور کہنے لگے جن معبودوں کو ہم اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک ٹھہراتے تھے ان سب کو ہم نے چھوڑ دیا اور ان سے الگ ہو گئے اور ہم تو خدائے یکتا و یگانہ پر ایمان لائے (۸۴) پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب کو آتا دیکھا تو ان کا یہ ایمان لانا ان کو کچھ مفید اور سود مند نہ ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی دستور مقرر کیا ہے جو اس کے بندوں میں پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے اور ہو گزرا ہے اور اس وقت وہ کافر سخت نقصان اور خسارے میں رہ گئے: یعنی عذاب کو آتا دیکھ کر ایمان کا دعویٰ کرنے لگے کہ ہم تو ایمان لائے اور ہم نے تو تمام معبودوں سے دست برداری دیدی اور ہم تو اس خدا پر ایمان لائے جو وحدہٗ لاشریک ہے اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ ان کا یہ ایمان لانا عذاب کو دیکھ کر ان کے لیے نافع نہ ہوا کیونکہ مجبور ہو کر ایمان لانا اور اضطراری ایمان معتبر نہیں بلکہ ہر مکلف کا اختیاری ایمان معتبر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہی طریقہ اسکے بندوں میں پہلے سے جاری ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہی رسم پوری کی وہ ایمان ایمان چلاتے رہے لیکن اس اضطراری ایمان نے ان کو کچھ نفع نہ دیا اور آخر کار وہ کافر بڑے ٹوٹے اور خسارے میں پڑ گئے یعنی ہلاک کر دیئے گئے۔ ھنالک اگرچہ جگہ کیلئے ہے لیکن یہاں زمان سے استعارہ کیا ہے اور منکر توحید تو ہر وقت ہی زیاں کار ہے (۸۵) نیز تفسیر سورۂ مومن

قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ

تو کہنے لگے ہم خدائے یکتا پر ایمان لائے اور جن معبودوں کو ہم خدا کیساتھ شریک کرتے تھے ان سب کو ہم نے چھوڑ دیا لیکن

يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ

جب انھوں نے ہمارے عذاب کو دیکھ لیا تو ان کو انکا ایمان کچھ سود مند نہ ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی دستور مقرر کیا ہے

قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

جو اس کے بندوں میں پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے اور اس وقت کافر سخت نقصان میں رہ گئے

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حٰم سجدہ مکی ہے اور یہ چوّن آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ

حٰمٓ۔ یہ کلام اس خدا کی جانب سے نازل کیا جاتا ہے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ کلام ایک ایسی کتاب ہے جسکی

اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِيْرًا وَّ

آیتیں مفصل ہیں اس کتاب کی شان یہ ہے کہ یہ قرآن ہے عربی ان لوگوں کیلئے جو سمجھدار ہیں۔ یہ قرآن بشارت دینے والا

نَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾

اور ڈرانیوالا ہے۔ پھر بھی اُن کے اکثر لوگوں نے رُوگردانی کی اور وہ اس کو سنتے ہی نہیں

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ

اور وہ یوں کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اس بات کے سمجھنے سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور

اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ

ہمارے کانوں میں ثقل ہے اور ہمارے اور تیرے مابین ایک خاص مانع یعنی پردہ حائل ہے

فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

سو تو اپنا کام کئے جا اور ہم اپنا کام کئے جاتے ہیں۔ اے پیغمبر آپ ان سے کہدیجئے میں بھی تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں

سورۂ حٰم سجدہ مکۂ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں چوّن آیتیں اور چھ رکوع ہیں۔

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ (۱) یہ کلام اس اللہ تعالیٰ کیجانب سے نازل کیا جاتا ہے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے: یہ سورت بھی حروف مقطعات سے شروع ہوئی جن کے معنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور اس سورت کی ابتدا بھی دوسری سورتوں کی مثل سورۂ مومن اور سورۂ زمر کے ابتدا قرآن کی صداقت اور اس کی حقانیت سے ہوئی ہے (۲) یہ کلام ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں جدا جدا اور صاف واضح ہیں یعنی ایسا قرآن جو عربی زبان میں ہے ان لوگوں کے نفع کے واسطے جو دانشمند اور سمجھدار ہیں (۳) اس قرآن کی شان یہ ہے کہ بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا ہے پھر بھی ان کے اکثر لوگوں نے اس قرآن سے روگردانی کی سو وہ سنتے ہی نہیں: مطلب یہ ہے کہ اس کلام کی آیتیں مفصل ہیں یعنی جدا جدا ایک آیت سے دوسری آیت علیحدہ اور اپنے مضامین اور معانی میں نہایت صاف اور واضح مراد لیتا ہوں میں قرآن عربی زبان کا یعنی اس کتاب سے مراد قرآن ہے جو عربی میں ہے۔ تاکہ جن لوگوں میں یہ نازل ہوا ہے وہ اس کو آسانی سے سمجھ سکیں اور دوسرے لوگوں کو سمجھا سکیں ان لوگوں کے نفع کیلئے یہ قرآن نازل کیا گیا ہے جو سمجھدار ہیں یعنی اگرچہ مکلف سب ہیں لیکن حقیقۃً منتفع وہی لوگ ہوتے ہیں جو اہل دانش ہیں۔ اس قرآن کا حال اور اس کی شان یہ ہے کہ جو اس کو مانتے ہیں انکو بشارت اور خوش خبری دیتا ہے اور جو نہیں مانتے اُن کو ڈراتا ہے۔ پھر بھی عرب کے اکثر لوگوں نے اس کتاب سے اعراض کیا اور مُنہ پھیرا پھر وہ اس کو سُنتے ہی نہیں۔ یعنی اس کتاب کا سُننا بھی گوارا نہیں کرتے اور سننے سے اعراض کرتے ہیں پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ بطور عناد و سرکشی کے ہرزہ سرائی کرتے ہیں (۴) اور ان دین حق کے منکروں نے یوں کہا کہ جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے اس بات کے سمجھنے سے ہمارے دل اور قلوب پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ثقل اور بوجھ ہے اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک خاص مانع یعنی پردہ حائل ہے سو تو اپنا کام کئے جا اور ہم اپنا کام کر رہے ہیں: یعنی آپ جو ہم کو دعوت دیتے ہیں اور تبلیغ کرتے ہیں اس سے ہم پر کوئی اثر نہیں ہوتا کیونکہ ہمارے دل پردوں میں ہیں۔ کانوں میں ثقل یعنی ڈٹیاں اڑی ہوئی ہیں۔ اور آپ کے اور ہمارے درمیان پردہ حائل ہے۔ یہ تمام موانع ہیں۔ اب تیرا جو کام ہے وہ کرتا رہ اور ہمارا جو کام ہے وہ ہم کر رہے ہیں۔ کفار کی یہ باتیں بطور استہزا اور بطور تمسخر تھیں اور عناد کی راہ سے کہتے تھے بنی اسرائیل میں حضرت حق تعالیٰ نے جو فرمایا ہے کہ ہم نے ان کے اور آپ کے مابین پردہ حائل کر دیا ہے اور ان کے کانوں میں ثقل ہے تو وہ ان کے اسی عناد اور بے ہودہ گوئی کی سزا کے طور پر فرمایا ہے اور یہ ہم کئی دفعہ عرض کر چکے ہیں کہ جب شرارت پسندوں کی شرارتیں حد سے تجاوز کر جاتی ہیں تو حضرت حق تعالیٰ کی توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ یعنی جب مریض بد پرہیزی سے باز نہیں آتا تو مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔ اہل علم نے یوں جواب دیا ہے کہ کفار کے اس قول کا منشاء یہ تھا کہ ہم میں قبول استعداد کا فقدان ہے اور یہ فقدان بھی مطلقاً ہے۔ یعنی استعداد قبول مفقود ہے اس لیے ان کا یہ قول کاذب ہے اور (باقی صفحہ ۶۱ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۶۰) حضرت حق تعالیٰ کے اثبات پردہ اور ثقل کا منشا یہ ہے کہ فقدان استعداد قریب من الفعل ہوتا ہے۔ بہر حال حٰم سجدہ کی آیت اور بنی اسرائیل کی آیت میں منافات نہیں ہے۔ چنانچہ دوسرے دن پھر لوگوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور جب آپ نے دریافت کیا کہ تم تو کل یہ کہتے تھے اور آج اسلام قبول کر رہے ہو تو انھوں نے عرض کیا کہ وہ باتیں ہم مذاق میں کہہ رہے تھے (۵) اے پیغمبر آپ اُن سے کہدیجئے کہ میں تو بس تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں تفسیر صفحہ ہٰذا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ میری طرف یہ وحی بھیجی جاتی ہے اور مجھ کو حکم دیا جاتا ہے کہ بس تمہارا حاکم اور تمہارا معبود حقیقی ایک ہی ہے سو تم اسی کی طرف سیدھ باندھے چلے جاؤ اور سیدھے رہو اور اسی کی طرف سیدھے متوجہ رہو اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی اور بخشش طلب کرتے رہو۔ اور ان مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں ادا کرتے یعنی کار خیر میں روپیہ خرچ کرنے سے بخل کرتے ہیں (۶) اور وہ آخرت کا انکار ہی کئے چلے جاتے ہیں (۷) یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور وہ نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی منقطع ہونیوالا نہیں ⁂ زکوٰۃ کا جو ترجمہ ہم نے کیا ہے اس کے بعد ان شبہات کا ازالہ ہو جاتا ہے کہ کفار صرف ایمان کے مخاطب ہیں یا فرائض اور شرائع کے بھی مخاطب ہیں۔ یا یہ شبہ کہ زکوٰۃ مدینہ میں فرض ہوئی ہے اور یہ سورت مکیہ ہے۔ یہاں زکوٰۃ سے کافروں کے صرف جبلی بخل کی مذمت مقصود ہے (۸) آپ ان سے کہئے کیا تم اُس خدا کی توحید کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین کو پیدا کر دیا تم دوسروں کو اُس کا ہمسر ٹھہراتے ہو یہی اللہ تعالیٰ تمام جہانوں اور تمام عالموں کا پروردگار ہے ⁂ یعنی جس زمین پر تم آباد ہو اس کو باوجود وسعت کے صرف اتنے وقت میں پیدا کر دیا جو دو دن کی مقدار ہے اور بلا کسی کی شرکت کے پیدا کر دیا پھر بھی اس کی توحید کا انکار کرتے ہو اور دوسروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو یہ اللہ تعالیٰ جس کے وصف بیان کئے گئے ہیں یہی تو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے (۹) اور اسی نے زمین میں اس زمین کے اوپر بھاری بھاری پہاڑ قائم کر دیئے اور اسی نے اس زمین میں برکت رکھی اور زمین پر رہنے والوں کی غذائیں اور روزی بھی اسی زمین میں مقرر کر دیں یہ سب کچھ کامل چار دن میں ہوا دریافت کرنیوالوں کیلئے یہ واضح بیان اور پورا جواب ہے ⁂ شاید یہود نے دریافت کیا تاکہ آپ کے جواب کو تورات سے ملا کر دیکھیں۔ اس کا یہ جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو ہی دن کے وقت کی مقدار میں یہ کام کیا کہ زمین پر پہاڑوں کو جمایا اور بھاری بھاری پہاڑ رکھے۔ زمین میں برکت رکھی کہ برابر ہر چیز پیدا کرتی ہے اور ہزارہا برس سے زمین کی برکتوں سے مخلوق اسکی پیداوار سے مالا مال ہو رہی ہے۔ اسی کو فرمایا وقدر فیھا اقواتھا یعنی زمین کو روزیوں کا خزانہ بنایا جس مقام پر جس مذاق کی مخلوق بستی ہے وہاں اسی کے ذوق کے موافق رزق موجود ہے یہ سب کام یعنی زمین کا پیدا کرنا اور اس میں ہر قسم کی ضرورت کا رکھنا اور اس پر پہاڑ قائم کرنا اس کام کو چار دن میں کیا یعنی تدریجی طور سے اس کام میں چار دن کے برابر اور چار دن کی مقدار کے موافق وقت خرچ ہوا ورنہ یہ کام فوری بھی ہو سکتا تھا مگر مخلوق کی تعلیم کیلئے تاخیر سے کیا گیا۔ تاکہ کام کرنیوالے غور کریں اور کسی کام میں تعجیل کرنے کی بجائے سوچ سمجھ کر کام کیا کریں۔ ان دنوں سے مراد دنیوی دن ہیں یا آخرت کے دن اس میں مفسرین کے دونوں قول ہیں۔ بہر حال آخر میں فرمایا

يُوحَىٰٓ إِلَيَّ أَنَّمَآ إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَٰحِدٌ فَٱسْتَقِيمُوٓا۟ إِلَيْهِ

ہاں یہ ضرور ہے کہ میری طرف وحی بھیجی جاتی ہے کہ بس تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے سو تم اسی کی طرف سیدھے بندھے چلے جاؤ

وَٱسْتَغْفِرُوهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ⑥ ٱلَّذِينَ لَا

اور اس سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرو اور ایسے مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو

يُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَهُم بِٱلْءَاخِرَةِ هُمْ كَٰفِرُونَ ⑦

زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کا انکار ہی کیے جاتے ہیں

إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور وہ نیک عمل کرتے رہے تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی منقطع

مَمْنُونٍ ⑧ قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِٱلَّذِى خَلَقَ

ہونے والا نہیں۔ آپ ان سے پوچھئے کیا تم اُس خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں

ٱلْأَرْضَ فِى يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُۥٓ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ

زمین کو پیدا کر دیا اور کیا تم دوسروں کو اس کا ہمسر ٹھہراتے ہو یہی

رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ⑨ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَٰسِىَ مِن فَوْقِهَا وَ

خدا تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ اور اسی نے زمین میں زمین کے اوپر پہاڑ قائم کر دیئے اور

بَٰرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَآ أَقْوَٰتَهَا فِىٓ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ

اسی نے اس زمین میں برکت رکھی اور زمین پر بسنے والوں کی غذائیں بھی اسی زمین میں مقرر کر دیں یہ سب کچھ کامل چار دن

سَوَآءً لِّلسَّآئِلِينَ ⑩ ثُمَّ ٱسْتَوَىٰٓ إِلَى ٱلسَّمَآءِ وَهِىَ

میں ہوا دریافت کرنیوالوں کیلئے یہ واضح بیان اور پورا جواب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان کیجانب توجہ فرمائی اور وہ اس وقت

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ٱئْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا

ایک دھواں سا تھا سو اس سے اور زمین سے ارشاد فرمایا تم دونوں حاضر ہو جاؤ خوشی سے یا دباؤ سے

قَالَتَآ أَتَيْنَا طَآئِعِينَ ⑪ فَقَضَىٰهُنَّ سَبْعَ سَمَٰوَاتٍ

انھوں نے عرض کیا ہم دونوں خوشی سے حاضر ہیں۔ دو دن میں ان کو سات آسمان بنا دیا

کہ سوال کرنیوالوں اور پوچھنے والوں کیلئے یہ پورا جواب ہے (۱۰) پھر آسمان کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ فرمائی اور وہ اس وقت ایک دھواں سا تھا سو اس سے اور زمین سے ارشاد فرمایا تم دونوں حاضر ہو جاؤ خوشی سے یا ناخوشی سے انھوں نے عرض کیا ہم دونوں خوشی سے حاضر ہیں اور آپ کا حکم بجالانے کو موجود ہیں ⁂ یعنی آسمان کا مادہ جو زمین کے صورت سے پہلے تخلیق ہو چکا تھا اس کی جانب توجہ فرمائی تاکہ اسکو سات حصوں میں تقسیم فرمائیں اور آسمان کی تعداد سات مقرر فرمائی اُس وقت زمین و آسمان کو ارشاد ہوا کہ تم کو ہمارے احکام کی تعمیل تو کرنی ہی ہوگی تم میں جو ہم نے شعور رکھا ہے اس کی بنا پر حکم کیا جاتا ہے کہ ہمارے جو احکام تکوینیہ تم میں جاری ہوتے رہیں گے ان کی تعمیل خوشی سے کروگے یا ناخوشی سے کروگے انھوں نے اسی شعور کی بنا پر جواب دیا کہ ہم خوشی سے احکام کی تعمیل کیلئے حاضر ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان احکام سے وہ خدمت مراد ہو جو آسمان و زمین کے میل سے ہم دیکھ رہے ہیں ایک طرف سے حرارت اور بارش کا ظہور ہے اور دوسری طرف سے نمو اور مختلف اقسام کے اُگانے اور پیدا کرنے کا ظہور ہے شاید اسی خدمت کی (باقی صفحہ ۷۶۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ٧٦١) انجام دہی کیلئے ارشاد ہوا جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا ہے۔ آسمان و زمین کا جواب یہ ہے کہ جو ارشاد ہوگا اُس کیلئے ہم حاضر ہیں اب آگے آسمانوں کی ترتیب کا ذکر فرمایا (١١) پھر ان کو دو دن میں سات آسمان بنا دیا اور ہر ایک آسمان میں اُس کے مناسب حال حکم بھیجدیا اور ہم نے آسمانِ دنیا اور دوسرے آسمانوں کو چراغوں سے رونق دی اور آراستہ کیا اور نیز اُس آسمان دنیا کی حفاظت کی یہ اس اللہ تعالیٰ کا تجویز کردہ نظام ہے جو کمال قوت اور کمال علم کا مالک ہے ؛ تفسیر صفحہ ہذا۔ یعنی آسمان سات بنائے اُوپر تلے اور ہر آسمان کے فرشتوں کو اس آسمان کے موافق حکم دیدیا اور آسمان دُنیا کو چراغوں یعنی ستاروں سے رونق بخشی اور شیاطین کے جانے اور فرشتوں کی خبریں اُڑا لانے سے آسمان دنیا کی حفاظت کی یہ تجویز کردہ نظام اُس کی جانب ہے جو عزیز بھی ہے اور علیم بھی ہے (١٢) پھر اگر یہ کفارِ

فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ

اور ہر ایک آسمان میں اُس کے مناسب حال حکم بھیجدیا اور ہم نے آسمان دنیا کو

الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ

چراغوں یعنی ستاروں سے آراستہ کیا اور نیز اس آسمان دنیا کی حفاظت کی یہ خدا کا مقرر کردہ نظام ہے جو کمال قوت اور کمال

الْعَلِيْمِ ﴿١٢﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً

علم کا مالک ہے، پھر اگر یہ کفار مکہ اس پر بھی روگردانی اختیار کریں تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تم کو اُس سخت ہولناک عذاب سے ڈراتا ہوں

مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿١٣﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْ

جیسا ہولناک عذاب عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا۔ جبکہ پیغمبران کے پاس ان کے سامنے سے اور ان کے

بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

پیچھے سے آئے یعنی ہر جہت سے اُن کو سمجھایا کہ تم لوگ بجز اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی عبادت نہ کرو

قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

مگر انھوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے رب کو منظور ہوتا تو وہ فرشتوں کو نازل کرتا سو تم اپنے خیال میں جو چیز دیکر بھیجے گئے ہو ہم اسکے

كٰفِرُوْنَ ﴿١٤﴾ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ جو عاد تھے وہ دنیا میں ناحق کا تکبر کرنے لگے

الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

اور کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ ہو کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس خدا نے

الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا

ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے قوت میں کہیں بڑھ کر ہے غرض وہ ہماری

بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿١٥﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا

نشانیوں کا انکار ہی کرتے رہے۔ پھر ہم نے ان پر ان دنوں میں جو ان کے حق میں منحوس تھے سخت

صَرْصَرًا فِيْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

تیز و تند ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو اسی دُنیوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا

مکہ اس پر بھی روگردانی کریں اور منہ پھیریں اور ٹلائیں تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایسے کڑاکے سے اور ایسے عذاب سے اور ایسی آفت سے ڈراتا ہوں جیسا کڑاکا عاد اور ثمود پر آچکا ہے ؛ یعنی باوجود ان دلائل کے بھی اگر یہ توحید قبول نہ کریں تو کہدیجئے کہ میں تم کو ایک ایسے ہولناک عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا ہولناک عذاب عاد و ثمود پر نازل ہوا تھا (١٣) جبکہ اُن کے پاس رسول ان کے مُنہ کے سامنے سے اور اُن کی پیٹھ کے پیچھے سے آئے اور ان کو سمجھایا کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی اور کی عبادت نہ کرو مگر انھوں نے جواب دیا اگر ہمارے پروردگار کو رسولوں کا بھیجنا منظور ہوتا تو وہ فرشتوں کو اُتارتا اور چونکہ ایسا نہیں ہوا تو ہم اس چیز کے ماننے سے انکار کرتے ہیں جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو ؛ آگے سے اور پیچھے سے آنے کا یہ مطلب کہ بار بار سمجھایا کبھی سامنے سے آکر سمجھایا اور کبھی پیچھے سے غرض ہر طرح اور ہر جہت سے سمجھایا مگر وہ مانتے تو کیا کہا تو یہ کہا اگر ہمارا پروردگار چاہتا اور ہم کو تبلیغ کرنا اسکو منظور ہوتا تو وہ فرشتے نازل کرتا اور جبکہ ایسا نہیں اور فرشتے نہیں آئے تو ہم اس توحید سے انکار کرتے ہیں جو تم دیکر بھیجے گئے ہو یعنی تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم توحید کی دعوت دیکر بھیجے گئے ہیں (١٤) پس وہ جو عاد تھے وہ دُنیا میں ناحق تکبر اور غرور کرنے لگے اور جب اُن کو ڈرایا گیا تو کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ ہے کیا ان لوگوں نے یہ نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے ان کو بنایا اور پیدا کیا ہے وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے غرض وہ ہماری نشانیوں کا انکار ہی کرتے رہے ؛ یہ عاد و ثمود کے بعض حالات کی تفصیل ہے۔ کہ عاد کے لوگ بڑے قدآور اور بڑے مضبوط تھے انہوں نے تکبر اور غرور اختیار کر رکھا تھا اپنی طاقت اور زور کے آگے کسی کی سنتے ہی نہ تھے جب اُن کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرایا گیا تو انجان بن کر پوچھنے لگے وہ ہے کون جو ہم سے قوت اور زور میں زیادہ ہے تو ہم کو عذاب دے گا۔ حضرت حق تعالیٰ نے جواب دیا کیا ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں اور انھوں نے نہیں دیکھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے ان کو بنایا ہے وہ ان سے زور اور طاقت میں کہیں زیادہ ہے اور یہ لوگ ہماری آیتوں کے ساتھ انکار کرنے کے خوگر ہو چکے تھے اب آگے عذاب کی تفصیل ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رسول آئے آگے سے اور پیچھے سے یعنی ہر طرف سے شاید رسول بہت آئے ہوں گے مشہور یہی ہے دو رسول ہیں حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ ١٢ شاہ صاحبؒ اور فرماتے ہیں ان کے جسم بڑے بڑے ہوتے تھے بدن کی قوت پر غرور کیا غرور کا دم مارنا اللہ کے ہاں وبال لاتا ہے ١٢ (١٥) پھر ہم نے ان پر ان دنوں میں جو ان کے حق میں منحوس تھے سخت تند و تیز ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو اسی دُنیوی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزا چکھا دیں اور آخرت کا عذاب یقیناً بہت رسوا کرنے والا ہے اور آخرت کی مار میں تو پوری رسوائی ہے اور ان کو کہیں سے مدد بھی نہیں دی جائے گی ؛ صرصر اُس ہوا کو کہتے ہیں جو نہایت تیز ہو اور اس میں آواز بھی ہو یہ ہوا سات راتیں اور آٹھ دن چلتی رہی۔ جیسا کہ سورۃ الحاقۃ میں انشاء اللہ آجائے گا کہتے ہیں یہ ہوا شوال کے آخری ہفتہ سے شروع ہوئی اور بدھ کے دن تک چلتی رہی، ایام نحسات فرمایا اس لئے کہ یہ دن اُنکے نزدیک منحوس تھے یا اُس عذاب کی وجہ سے یہ دن اُن پر منحوس ہوئے نحس سعد کی ضد ہے۔ ظاہر ہے کہ زمانے میں سعد یا نحس کی تفریق نہیں البتہ اعمال و افعال کی بنا پر نحس اور مبارک کہا جاتا ہے کہتے ہیں یہ دلو کا مہینہ تھا۔ ہوا

Marfat.com

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ

مزہ چکھادیں اور یقین رکھو کہ آخرت کا عذاب باعتبار ذلت و رسوائی کے کہیں زیادہ ہے اور اُن کی

لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١٦﴾ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا

کوئی مدد نہیں کی جائے گی۔ اور وہ جو ثمود تھے تو ہم نے ان کو سیدھی راہ بتادی تھی مگر انھوں نے ہدایت کے مقابلہ میں

الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ

اندھے رہنے یعنی گمراہ رہنے کو پسند کیا لہٰذا ان کو ان کی اس کمائی کے باعث جو وہ کمایا کرتے تھے ایک ایسے عذاب کے کڑاکے نے

الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿١٧﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

آپکڑا جو عذاب نہایت ذلیل کرنے والا تھا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور پرہیزگار رہے

وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿١٨﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى

اُن کو ہم نے اس عذاب سے بچالیا۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن خدا کے دشمن دوزخ کی طرف جمع کر کے

النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿١٩﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

لائے جائیں گے پھر وہ اکٹھا کرنے کی غرض سے روکے جائیں گے۔ یہاں تک جب وہ سب اس دوزخ کے قریب

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا

پہنچ جائیں گے تو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کی کھالیں اُن لوگوں کے برخلاف ان اعمال کی گواہی دینگے جو یہ

يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾ وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوْٓا

لوگ کرتے رہے تھے۔ اور وہ لوگ اپنے اعضا سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی وہ اعضا جواب دینگے

اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ

کہ جو خدا ہر بولنے والی چیز کو گویائی عطا کرتا ہے اُسی نے ہم کو بھی گویا کردیا اور اُسی نے تم کو پہلی مرتبہ

اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ

پیدا کیا تھا اور تم اُسی کی طرف واپس لائے گئے ہو۔ اور تم اپنی بداعمالیوں کو کچھ اس خوف سے

اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ

نہیں چھپایا کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے اور دوسرے اعضا تمہارے خلاف

پچھوا تھی اور ٹھنڈی بھی۔ یا پروا تھی جیسا کہ بعض نے کہا بہرحال اتنی تیز تھی کہ ان لوگوں کو اُٹھا اُٹھا کر پھینکتی رہی اور پٹخنے دیتی رہی یہاں تک کہ وہ مرگئے۔ اور چونکہ لمبے تڑنگے تھے اس لئے انکو کھجور کے کھوکھلے تنوں کے ساتھ قرآن نے تشبیہ دی۔ کانھم اعجاز نخل خاویۃ دنیا کی رسوائی اور ذلت کے عذاب کا مزا چکھا اور قیامت کے دن کا عذاب یقیناً دنیا کے عذاب سے زیادہ رسوا کن ہے اور شاید یہ خیال ہو کہ ہمارے معبودان باطلہ اُس دن ہماری مدد کریں گے تو وھم لا ینصرون کہہ کر اُس کی بھی نفی فرمادی اب آگے ثمود کا ذکر فرماتے ہیں (١٦) اور بہرحال وہ جو ثمود تھے ہم نے اُن کو سیدھی راہ بتادی تھی مگر انھوں نے ہدایت کے مقابلے میں اندھے رہنے کو پسند کیا لہٰذا اُن کو اُن کی اُس کمائی کے بدلے میں جو وہ کمایا کرتے تھے ایک سخت ذلیل کن عذاب کے کڑاکے نے آپکڑا۔ یعنی پیغمبر کو بھیجکر ثمود کو ہدایت کی راہ بتائی مگر انھوں نے ہدایت کے مقابلے میں گمراہی کے اندھے پن کو پسند کیا اور گمراہ ہی رہے آخرکار انکو بھی ذلت و خواری کے عذاب کے ایک کڑاکے نے آپکڑا اور سب ذلت کی موت ہلاک کردئے گئے۔ کہتے ہیں ثمود ایک فرشتے کی ہولناک چیخ سے ہلاک کئے گئے (١٧) اور جو لوگ ایمان لائے اور بچ کر چلے یعنی تقوی اور پرہیزگاری کے پابند رہے اُن کو ہم نے بچالیا۔ یعنی اہل ایمان اور تقویٰ شعار حضرات اس عذاب ہون سے محفوظ رہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ عاد کا غرور توڑنے کو کمزور مخلوق سے اُن کو تباہ کروایا دو کے مہینے میں آخر کے آٹھ دن تھے جن میں وہ باد چلی ١٢ اور ثمود کے لئے فرماتے ہیں زلزلہ آیا ساتھ ایک آواز تند کے اس آواز سے جگر پھٹ گئے ١٢ (١٨) اور وہ
٣
ع
١٠
١٦ دن قابل ذکر ہے جس دن اللہ تعالیٰ کے دشمن آگ کی طرف جمع کئے جائیں گے پھر ان کو اکٹھا کرنے کیلئے روکا جائیگا۔ یعنی پچھلے آنیوالے پہلوں سے آملیں جیسا کہ سورۂ نمل میں ہم حضرت سلیمانؑ کے لشکروں کے بارے میں کہہ آئے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا دوزخ کے پاس لاکر اس میں دھکیلے جائیں گے اور بعض نے کہا ہنکائے جائیں گے (١٩) یہاں تک کہ جب وہ سب جمع ہو کر دوزخ کے قریب آجائیں گے تو ان کے کان اور اُن کی آنکھیں اور ان کی جلدیں اور کھالیں ان کے خلاف اُن اعمال کی گواہی دینگے جو وہ کیا کرتے تھے۔ یعنی تمام اعضا اور انسان کی کھال بھی اس کے خلاف شہادت دیگی جب کافر یہ حالت دیکھیں گے تو گھبرا کر اپنے اعضا کو بُرا بھلا کہیں گے (٢٠) اور اپنے چمڑوں سے کہیں گے تم نے کیوں ہمارے خلاف گواہی دی وہ جواب دیں گے جو اللہ تعالیٰ ہر بولنے والی چیز کو گویائی عطا کرتا ہے اُسی نے ہم کو بھی گویا کردیا اور اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہاری بازگشت ہوئی اور تم لوٹائے گئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر کے اعمال جب فرشتے لادیں گے لکھے ہوئے وہ منکر ہوں گے کہ یہ ہمارے دشمن ہیں دشمنی سے ہم پر جھوٹ لکھ دیا اب آسمان و زمین سے گواہی دلوادیگا کہے گا یہ بھی دشمن ہیں یا رب تیرے ہاں ظلم نہیں کوئی ہمارا دوست گواہی دے تو سند ہے تب ان کے ہاتھ پاؤں بولیں گے ١٢ خلاصہ یہ ہے کہ جب سب حساب کے موقف میں جمع ہو جائیں گے اور جہنم قریب ہوگی اُس وقت حساب ہوگا تو حساب کے وقت اعضا گواہی دیں گے کیونکہ اور گواہوں کی تکذیب کرے گا اور دشمنی بیان کرے گا مگر اعضا کی گواہی پر چُپ ہو جائیگا اپنے اعضا پر خفا ہوگا وہ جواب دیں گے کہ ہم کو اس اللہ تعالیٰ نے گویا کردیا جو ہر بولنے والی چیز کو طاقت گویائی عطا فرماتا ہے جب اُس نے پوچھا تو ہماری کیا مجال تھی کہ ہم نہ بولتے۔ آگے کا کلام اگر اعضا کا ہے تو مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا قادر مطلق ہے جس نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا پھر تم اسی کے پاس لوٹائے گئے۔ تو جو بے جان کو جان عطا کردیتا ہے اُسکے نزدیک یہ کیا مشکل ہے کہ وہ بے زبان کو زبان عطا فرمادے اور اگر وھو خلقکم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو ظاہر ہے کہ یہ آگے کی تمہید ہے (٢١) اور تم اپنی بداعمالیوں اور فواحش کو کچھ اس خوف سے نہیں چھپایا کرتے تھے کہ تم پر تمہارے کان گواہی دیں گے نہ اس ڈر سے کہ تمہاری آنکھیں تم پر گواہی دیں گی اور نہ اس خوف سے کہ تمہارے چمڑے تم پر گواہی دیں گے ولیکن تم یہ

Marfat.com

خیال کرتے تھے کہ تم جو کچھ کرتے ہو ان میں سے بہت سی باتوں کی اللہ تعالیٰ کو خبر ہی نہیں ہوتی ؛؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی غیر سے چھپ کر گناہ کرتے تھے یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتا دیں گے اس کی خبر بھی ۱۲
خلاصہ یہ کہ بعض منکر دل کا یہ خیال تھا کہ جو بات پکار کر کہو یا جو بات علانیہ کرو وہ تو خدا کو معلوم ہو جاتی ہے اور جو خفیہ کر دیا چپکے سے کہو خدا کو اس کی خبر نہیں ہوتی۔ حضرت ابن مسعودؓ نے دو قریشی اور ایک ثقفی
یا دو ثقفی اور ایک قریشی کی ایسی ہی باتیں سنی تھیں آپ کعبہ کے پردے میں چھپے ہوئے تھے آپ نے حضورؐ سے عرض کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ حدیث میں آتا ہے قیامت میں جب منکر حاضر ہوں گے تو مونہوں پر
مہریں لگی ہوں گی ۔ اعضا میں سب سے پہلے انسان کی ران بولے گی ۔ غرض تم جو کچھ چھپ چھپا کر کرتے ہو وہ اس ڈر سے نہیں کرتے تھے کہ اعضا تم پر شہادت دیں گے اس کا تو تم کو یقین ہی نہ تھا تم تو قیامت ہی کے
منکر تھے وہ چھپا کر اس لئے کرتے تھے کہ تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ جو کام چھپا کر کیا جائے اسکو اللہ تعالیٰ نہیں جانتا آگے اس کا جواب فرمایا (۲۲) اور تمہارے اسی گمان نے جو تم نے اپنے پروردگار کے ساتھ قائم کر رکھا تھا تم کو تباہ و برباد کیا لہٰذا تم سخت خسارے میں پڑ گئے یعنی اپنی بدگمانیوں کی بدولت اس دھاڑے کو پہنچے اور ابدی نقصان میں اور خسارے میں پڑ گئے (۲۳) پھر اگر اب یہ لوگ صبر کریں تب بھی ان کا ٹھکانا دوزخ ہی ہے اور اگر وہ کوئی عذر کریں اور خدا کو راضی کرنا چاہیں تو بھی ان کا کوئی عذر مقبول نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل نہ ہوگی ؛؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دنیا میں بھی بلا صبر سے آسان ہوتی ہے۔ وہاں صبر کریں یا نہ کریں دوزخ گھر ہو چکا اور بعضی بلا ٹلتی ہے منت کرنے سے وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں کوئی قبول نہیں کرتا ۱۲ خلاصہ یہ کہ صبر کرنا یا نہ کرنا نہ تو آگ سے بچا سکتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کو منت اور سماجت سے منانے اور راضی کرنے کی کوشش کامیاب ہو سکتی ہے (۲۴) اور ہم نے ان کفار کیلئے کچھ ایسے ہم نشین مقرر کر دیئے تھے جنھوں نے ان کی نگاہ میں ان کے پہلے اور پچھلے اعمال کو یا دنیا اور آخرت کو خوش نما اور امید افزا بنا رکھا تھا اور آج ان کافروں کے حق میں بھی اللہ تعالیٰ کا وہ کلمۃ العذاب پورا ہو کر رہا جو ان امتوں کے حق میں ہوا تھا جو امتیں جنات اور انسانوں کی ان سے پہلے گزر چکی ہیں۔ کیونکہ وہ سب زیاں کار تھے ؛؛ مطلب یہ ہے کہ جب انسان کا کفر و عناد اور سرکشی بڑھ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و ہدایت کا اثر کم ہو جاتا ہے اور شیطان کا اثر بڑھ جاتا ہی ہے اور شیطان اس پر قابو پا لیتا ہے اور اس کو اس کے بُرے اعمال کی خوبیاں اور بھلائیاں سمجھاتا ہے اور آخر برباد کر کے چھوڑتا ہے آٹھویں پارے ولو اننا میں تفصیل گزر چکی ہے۔ یہی معنی ہیں شیطان مقرر کر دینے کے حضرت حق تعالیٰ کی توجہات خصوصی کے ہٹ جانے اور دست کش ہو جانے کا نام ہے۔ شیطانی اثر کا غلبہ۔ اسی پانچویں پارے میں فرمایا نولہ ما تولی یعنی جدھر اور جس راہ جاتا ہے اسے جانے دیتے ہیں۔ بہرحال وہ شیطان دوست اور ہم نشین و ہم جلیس ہو جاتا ہے پہلے اعمال جو وہ کر چکا اور آئندہ جن کا ارادہ رکھتا ہے ان سب کو آراستہ اور خوش منظر کر کے دکھاتا ہے اور انسان انہیں مبتلا ہوتا چلا جاتا ہے ما بین ایدیھم

لَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا

گواہی دیں گے بلکہ تم نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ تمہارے بہت سے اعمال کی جو تم کیا کرتے ہو

مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ

خدا کو خبر ہی نہیں ہوتی - اور تمہارے اسی گمان نے جو تم نے اپنے رب کے ساتھ قائم کر رکھا تھا

اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا

تم کو تباہ و برباد کیا لہٰذا تم سخت خسارے میں پڑے رہ گئے ۔ پھر اب اگر یہ لوگ صبر کریں

فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ

تب بھی ان کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہی ہے اور اگر وہ کوئی عذر کرنا چاہیں تو بھی ان کا کوئی عذر

الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ

مقبول نہیں ہوگا - اور ہم نے ان کافروں کیلئے کچھ ایسے ہم نشین مقرر کر دیے تھے جنھوں نے ان کی نگاہ میں

مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

دنیا اور آخرت کے حالات کو خوش نما اور امید افزا بنا رکھا تھا اور آج ان کافروں کے حق میں بھی ان امتوں

فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

کیساتھ اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہو کر رہی جو امتیں جنات و انسان کی ان سے پہلے ہو گزری ہیں

اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا

کیونکہ وہ سب زیاں کار تھے - اور یہ کفار آپس میں ایک دوسرے سے یوں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو

لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

سنا ہی نہ کرو اور اس کے پڑھتے وقت بیچ میں غل مچایا کرو امید ہے کہ اسطرح تم غالب آ جاؤ گے ۔

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ

سو ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور

لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ

یقیناً ان کو ان بدترین اعمال کا بدلا دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے - اللہ تعالیٰ کے

وما خلفھم کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ دنیا کی رغبت اور آخرت کی نفرت کو اچھا اور خوش نما کر کے دکھاتا ہے۔ اسی حالت میں یہ کفار مکہ مبتلا ہیں اور جب یہ موجودہ کفار کفر کے خوگر ہو جاتے ہیں تو پھر ان کیساتھ بھی وہی برتاؤ ہوتا ہے جو ان امتوں کیساتھ ہوا جو ان سے پہلے گزر چکی ہیں خواہ وہ جنات کی ہوں یا انسانوں کی ہوں۔ اور قول وہی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ یعنی وہ بات پوری ہوگی کہ سابقہ امم کافرہ کو اور موجودہ کافروں کو جہنم میں جھونک دیا جائے کیونکہ وہ اور یہ سب ہی زیاں کار اور نقصان اٹھانے والے تھے آگے کفار کے اور اقوال شنیعہ مذکور ہیں (۲۵) اور یہ دین حق کے منکر آپس میں یوں کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنا ہی نہ کرو اور اس کے پڑھتے وقت بیچ میں غل مچایا کرو شاید تم غالب ہو جاؤ ؛؛ یعنی آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جب قرآن پڑھا جائے اور یہ تم کو قرآن سنانے لگیں تو خوب غل و شور کرو اور سنو نہیں شاید تم غلبہ پا جاؤ اور اس قرآن کا لوگوں پر اثر نہ ہو آگے تہدید اور تنبیہ فرمائی (۲۶) پس ہم ان منکروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ہم ان کو ان کے

(باقی صفحہ ۷۶۵ پر)

Marfat.com

(باقی صفحہ ۶۴) برے اور بدترین کاموں کی سزا اور بدلا دیں گے جو یہ کیا کرتے تھے ⁂ یعنی اس قسم کا شور و شغب کرنیوالوں اور یہ مشورہ کرنیوالوں کو سخت سزا کا مزہ چکھایا جائے اور یہ جو برے برے عمل کرتے رہتے ہیں ان کی ہم جزا دیں گے (۲۷) اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی سزا یہی آگ ہے۔ تفسیر صفحہ ہذا۔ اور یہ ہے جزاد شمنان خدا کی کہ آگ ہے۔ ان کو اسی آگ میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ ان کا گھر اسی آگ میں ہے سدا کو یہ بدلا ان کو اس بنا پر دیا کہ یہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے (۲۸) اور یہ دین حق کے منکروں کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو جنات میں سے اور انسانوں میں سے جن جن لوگوں نے بہکایا اور گمراہ کیا تھا ان دونوں گروہوں کو ذرا ہم کو دکھادے کہ ہم ان کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں اور نیچے رہنے والوں میں سے ہوجائیں ⁂ یعنی قیامت کے دن عذاب کو دیکھ کر اور جہنم میں مبتلائے عذاب ہوکر یہ کفار گمراہ کرنیوالوں سے انتقام لینے کی آرزو کریں گے اور ان پر غصہ اتارنا چاہیں گے کہ جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا اور بہکایا خواہ وہ جن ہوں یا آدمی ہوں ان دونوں گروہو کو ہمیں دکھلادے تاکہ ان کو پاؤں تلے ڈال کر ہم خوب مسلیں اور خوب روندیں اور وہ خوب ذلیل ہوں اور ان کو سافلین والوں میں کردیں اور وہ اُن لوگوں میں سے ہوجائیں جو نیچے والے ہیں۔ اگرچہ وہ گمراہ کرنیوالے بھی جہنم ہی میں ہوں گے لیکن شاید نظر نہ پڑیں گے اس لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے۔ اور چونکہ بہکانیوالے اور گمراہ کرنیوالے یہی دو ہیں یا شیطان یا انسان نما شیطان وکذٰلك جعلنا لكل نبی عدوا شياطين الانس والجن (۲۹) بلاشبہ جن لوگوں نے اس امر کا اقرار کیا اور یوں کہا کہ پروردگار ہمارا اللہ تعالیٰ ہے پھر اُس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے تو ایسے لوگوں پر فرشتے اترتے ہیں کہ آئندہ آنیوالی چیزوں سے خوف نہ کرو اور نہ پچھلی چیزوں کا کچھ غم کرو اور چھوڑی ہوئی چیزوں پر غمگین نہ ہو اور تم اس جنت کی بشارت پر خوش ہو جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے ⁂ یعنی اوپر کی آیتوں میں دین حق کے منکروں کا ذکر تھا اور اُن کے افعال شنیعہ کا بیان تھا اس آیت میں مسلمانوں کا ذکر ہے۔ کہ جنھوں نے توحید کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرتے رہے تو ایسے لوگو پر فرشتے اترتے ہیں یعنی مرتے وقت اور قبر میں اور قبر سے دوبارا زندہ ہوتے وقت تینوں وقت فرشتوں کے آنے کا ہے جو یہ کہتے ہوئے آتے ہیں کہ جو چیزیں آئندہ تم کو پیش آنے والی ہیں ان کا بالکل خوف نہ کرو اور جو چیزیں دنیا میں چھوڑ کر آئے ہو مثلاً مال اور اولاد وغیرہ ان کا غم نہ کرو اور جس جنت کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اس کے حصول پر خوش ہو یعنی وہ حاصل ہونے والی ہی ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے لوگوں سے دریافت کیا ثم استقاموا کے کیا معنی سمجھتے ہو انھوں نے عرض کیا توحید کا اعلان کرنے کے بعد کوئی گناہ نہ کرے آپ نے فرمایا تم نے دین کو ایک مشکل بات پر حمل کیا لوگوں نے کہا آپ اس کا مطلب بیان کیجئے۔ حضرت صدیقؓ نے فرمایا۔ توحید کا اقرار کرنیکے بعد پھر بت پرستی اور شرک کو اختیار نہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ توحید قبول کرنے کے بعد منافقت اختیار نہ کی (۳۰) دنیا کی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق اور دوست تھے اور آخرت میں بھی ہم تمہارے رفیق اور دوست رہیں گے اور جنت میں تم کو ہر وہ چیز حاصل اور میسر ہوگی جس کیلئے تمہارے دل خواہش کریں اور وہاں تم جو طلب کروگے

ع ۴
۱۸

جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ
دشمنوں کا بدلا یہی آگ ہے اُن کا دائمی مقام اسی آگ میں ہوگا
جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ
یہ بدلا ان کو اس بنا پر دیا جائیگا کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور وہ کفار کہیں گے کہ
كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ
اے ہمارے پروردگار ہم کو جنات میں سے اور انسانوں میں سے جن جن لوگوں نے بہکایا تھا
الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا
ان دونوں گروہوں کو ذرا ہمیں دکھادے کہ ہم ان کو اپنے پیروں تلے روند ڈالیں تاکہ
مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ
وہ خوب ذلیل ہوں۔ بلاشبہ جن لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہمارا رب اللہ ہے
ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا
پھر اس پر قائم رہے تو ایسے لوگوں پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم نہ کسی بات سے
تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ
ڈرو اور نہ تم کسی طرح غمگین ہو اور تم اس جنت کے حصول پر خوش ہو جس کا
كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ
تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ دُنیا کی زندگی میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ
اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق رہیں گے اور جنت میں تمہارے لئے ہر وہ چیز موجود ہوگی جسکی تمہارا
اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ
دل خواہش کریگا اور جو تم وہاں طلب کروگے وہ تم کو ملیگا۔ یہ سب کچھ اُسکی طرف سے بطور مہمانی کے ہوگا
غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
جو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اور بات کے اعتبار سے اُس شخص سے اچھا بات کا کون ہوسکتا ہے جو لوگوں کو

وہ تم کو ملے گا (۳۱) یہ سب کچھ اسکی طرف سے بطور مہمانی کے ہوگا جو بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے ⁂ یعنی دنیا میں بھی نیک بندوں کو اُن کی رفاقت میسر ہوتی ہے چنانچہ نیکیوں کا الہام اور رشد امداد حوادث میں صبر و سکینہ اور غیبی مدد ان ملائکہ ہی کا فیضان ہے۔ ان کی رفاقت اور ہمراہی اور بشارت یہ سب باتیں آخرت میں ہونگی۔ اور جنت کی تعریف بیان کریں گے کہ تم کو وہاں جو چاہو گے وہ موجود ہوگا اور جو طلب کروگے وہ ملیگا یعنی جس طرح یہاں دنیا میں ہر چیز کا تصور بلا تکلف کرسکتے ہو لیکن موجود نہیں کرسکتے وہاں یہ طاقت بڑھا دیجائے گی جس چیز کا تصور کرو گے وہ تصور کرتے ہی موجود ہوجائے گی اور یہ سب چیزیں بطور اکرام اور اعزاز ہوں گی اور مہمانی کے طور پر ہوں گی۔ حدیث میں بھی آتا ہے۔ امنت باللہ ثم استقم۔ یعنی میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر قائم رہ شارحین حدیث نے اس کی شرح میں فرمایا کہ نیک اعمال کی پابندی کرے اور نواہی سے بچے۔ یہی مطلب آیت کا ہے۔ شیخین سے جو تفسیر ہم نے نقل کی ہے یہ محض موجودہ حالات کی رعایت سے اختیار کرلی ہے ورنہ استقامت کیلئے نیک اعمال ضروری ہیں اور نواہی سے (باقی صفحہ ۶۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۶۵) احتراز لازم ہے۔ شیخین کی تفسیر کا مطلب یہ ہے کہ ایمان خالص ہو اور اس میں شرک و نفاق کی آمیزش نہ ہو یہ کم سے کم درجہ استقامت کا ہے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقیم سے اللہ تعالیٰ کے امر پر اور اس کی طاعت کرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے (۳۲) اور قول کے اعتبار سے اس شخص سے بہتر کس کی بات اور کس کا قول ہو سکتا ہے تفسیر صفحہ ہذا۔ جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دے اور بلائے اور خود بھی نیک عمل کرتا ہے اور یوں کہے کہ بیشک میں مسلمان ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فرماں برداروں میں سے ہوں ٭ یعنی توحید کی دعوت دے عمل نیک یعنی خلوص کے ساتھ کام کرتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت پر فخر کرتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہو ظاہر ہے کہ اس سے مراد خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے جیسا کہ آگے آیت میں آپ ہی کو خطاب ہے اس میں دعوت الی اللہ کا ذکر ہے آگے تبلیغ میں جو تکلیف دہ حالات پیش آتے ہیں ان کا علاج ہے۔ فخر کرنے کا یہ مطلب کہ اسلام سے تکبر یا عار نہ کرتا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم کو اس میں شک نہیں کہ

اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾
خدا کی طرف بلائے اور خود بھی نیک کام کرتا ہے اور یوں کہے کہ میں خدا کے فرماں برداروں میں سے ہوں
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ
اور اے پیغمبر نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی آپ برائی کو ایسے برتاؤ سے دفع کیا کیجئے
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ
جو بہت اچھا ہو چنانچہ اس بہترین برتاؤ کا اثر یہ ہوگا کہ جس شخص میں اور آپ میں
عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا
دشمنی تھی وہ یکایک ایسا ہو جائیگا کہ گویا کوئی ہمدردی کرنے والا دوست ہے۔ اور یہ بات صبر کرنیوالوں کے
الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ
سوائے کسی اور کو میسر نہیں ہوتی اور نہ اس شخص کے سوا کسی اور کو میسر ہوتی ہے جو بڑے
عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ
نصیبے والا ہو۔ اور اگر شیطانی وسوسہ کسی وقت آپ کو ابھارے
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ
تو آپ خدا تعالیٰ سے پناہ طلب کرلیا کیجئے بلاشبہ وہی ہے سننے والا جاننے والا۔ اور منجملہ خدا کی
اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا
نشانیوں کے رات اور دن اور سورج اور چاند بھی اسی کی نشانیاں ہیں تو تم لوگ نہ سورج کو
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ
سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ صرف اسی خدا کو سجدہ کرو جس نے ان نشانیوں کو پیدا کیا ہے
اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا
اگر تم کو فی الواقع خدا کی عبادت کرنی ہے۔ پھر اگر یہ لوگ سرتابی کریں
فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ
تو آپ ان کو نظر انداز کیجئے جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں وہ اس کی رات اور دن پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ

یہ آیت مؤذنوں یعنی اذان دینے والوں کے بارے میں اتری ہے اور ہر اس شخص کے بارے میں ہے جو دین اسلام کا معتقد اور موحد ہو۔ اچھے کام کرنیوالا ہو اللہ کی طرف بلانیوالا ہو۔ عکرمہ کا قول ہے کہ بلانیوالا مؤذن ہے۔ ابو امامہ باہلی کا قول ہے کہ مراد اچھے عمل کرنے سے اذان اور تکبیر کے مابین نماز پڑھنی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز اور تکبیر کے مابین جو دعا کی جائے وہ رد نہیں کی جاتی اور یہ بھی فرمایا اگر لوگ اذان کا ثواب جان لیتے تو آپس میں اذان دینے کے متعلق جھگڑا کیا کرتے (۳۳) اور اے پیغمبر نیکی اور بدی برابر نہیں ہوا کرتی آپ برائی کو ایسے برتاؤ سے دفع کیجئے جو بہت اچھا ہو اور برائی کو اس خصلت کے ساتھ دفع کیجئے جو بہت بہتر اور اچھی ہو بس اس بہترین برتاؤ کا یہ اثر ہوگا کہ جس شخص کے اور آپ کے درمیان دشمنی ہے وہ یکایک ایسا ہو جائیگا کہ کوئی ہمدردی کرنیوالا دوست ہے ٭ یعنی برائی اور بدی کی مکافات اور بدلا برائی اور بدی سے ہوگا تو مخالفت اور دشمنی زیادہ ہوگی اور اگر برائی کا بدلا بھلائی سے ہوگا تو دشمن بھی دوست بن جائیگا گو دل سے دوست نہ ہو مگر برتاؤ میں ڈھیلا ہو جائیگا بشرطیکہ اس کے مزاج میں کچھ صلاحیت اور سلامت روی ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں برابر نہیں نیکی برائی سے نہ برائی نیکی سے کوئی سخت کلام کرے یا برا معاملہ کرے تو اس کے مقابل کو جو اس سے بہتر ہو کرنے سے دشمن ہو جاتے جیسے دوست اگرچہ دل میں نہ ہوں ۱۲ (۳۴) اور یہ بات سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے صبر کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے کسی اور کو میسر نہیں ہوتی اور نہ یہ بات سوائے اس کے کسی کو ملتی اور میسر ہوتی ہے جو بڑے نصیبے والا ہو ٭ یعنی یہ بات ہر ایک کے بس کی نہیں اور نہ یہ خصلت ہر ایک کو ملتی ہے مگر ہاں جو لوگ نصیبے والے ہیں اور جنھوں نے صبر و سہار کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے ان کو اس خصلت سے سرفراز کیا جاتا ہے اور انہیں کو یہ خصلت تلقین کی جاتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں ورنہ اس صفت سے ہر شخص متصف نہیں ہوا کرتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی حوصلہ کشادہ چاہئے کہ بری بات سہار کر بھلی کہے یہ اقبال مندوں کو ملتا ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہ مرتبہ صرف صبر کرنیوالے اور نصیبے والے کا حصہ ہے جو مزاج کا بہت مستقل اور ثواب کے اعتبار سے بڑا نصیبے والا ہو (۳۵) اور اگر شیطانی وسوسہ کسی وقت آپ کو ابھارے اور اگر کبھی شیطان کا کچوکا آپ کو کچوکے تو آپ پناہ پکڑئیے اللہ کی اور اللہ سے پناہ طلب کیا کیجئے بلاشبہ وہی سننے والا جاننے والا ہے ٭ نزغ کا لفظی ترجمہ کچوکا ہے مطلب یہ ہے کہ غصہ کا وسوسہ آئے اور غصہ پر ابھارے تو آپ فوراً اللہ سے پناہ طلب کرلیا کیجئے کیونکہ وہی سب کی سننے والا جاننے والا ہے (۳۶) اور منجملہ اس اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نشانوں میں سے رات دن اور سورج اور چاند بھی اسی کی نشانیاں ہیں تو تم لوگ نہ سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اس اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو جس نے ان نشانیوں کو پیدا کیا ہے اگر تم کو واقعی اسی کی عبادت کرنی ہے ٭ یہاں سے پھر توحید کے دلائل اور رسالت و قرآن کی صداقت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کا ذکر شروع فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کے بیشمار دلائل اور نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند بھی اسی کی قدرت کی نشانیاں ہیں اور جب یہ چیزیں آیات قدرت ہیں تو تم نہ سورج کو بندگی کرو اور نہ چاند کو بلکہ تم اگر واقعی اللہ تعالیٰ کے پجاری اور بندگی کرنیوالے ہو تو اسی اللہ تعالیٰ کی پوجا کیا کرو جس نے ان نشانیوں کو پیدا کیا ہے۔ بعض کواکب پرست ایسا کرتے تھے اور بعض مشرکوں کا آج کل بھی یہ شیوہ ہے کہ وہ خدا کا نام لیتے ہیں لیکن سورج اور چاند کو پوجتے ہیں قرآن نے (باقی صفحہ ۷۶۷ پر)

Marfat.com

لَا يَسْـَٔمُونَ ۩ ﴿٣٨﴾ وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنَّكَ تَرَى ٱلْأَرْضَ

ذرا نہیں تھکتے۔ اور منجملہ اُسکی قدرت کی نشانیوں کے ایک نشانی یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے کہ وہ دبی

خَٰشِعَةً فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا ٱلْمَآءَ ٱهْتَزَّتْ وَ

اور مری پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ تر و تازہ ہوتی اور

رَبَتْ ۚ إِنَّ ٱلَّذِىٓ أَحْيَاهَا لَمُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰٓ ۚ

ابھرنے لگتی ہے۔ بیشک جس خدا نے اس زمین کو زندہ کیا ہے وہی مُردوں کو بھی زندہ کرنیوالا ہے

إِنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ

کچھ شک نہیں کہ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ بلاشبہ جو لوگ

يُلْحِدُونَ فِىٓ ءَايَٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَآ ۗ أَفَمَن

ہماری آیتوں میں کج روی اختیار کرتے ہیں وہ لوگ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں بھلا ایک شخص

يُلْقَىٰ فِى ٱلنَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِىٓ ءَامِنًا يَوْمَ

جو آگ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن بے خوف و

ٱلْقِيَٰمَةِ ۚ ٱعْمَلُوا۟ مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُۥ بِمَا تَعْمَلُونَ

مامون ہو کر آئے۔ تم جو چاہو کیے جاؤ بے شک تم جو کچھ کر رہے ہو وہ اس سب کو

بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِٱلذِّكْرِ لَمَّا

خدا دیکھ رہا ہے۔ بیشک لوگ جنھوں نے قرآن کے ماننے سے جبکہ وہ قرآن انکے پاس آیا انکار کیا تو انھوں نے

جَآءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُۥ لَكِتَٰبٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَأْتِيهِ

سخت کوتاہی کی حالانکہ وہ قرآن ایک بڑی باوقعت کتاب ہے۔ جس میں باطل کو مطلق

ٱلْبَٰطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِۦ ۖ

رسائی نہیں یعنی غلط بات نہ اُس کے آگے سے آسکتی ہے نہ پیچھے سے ... کی طرف سے نازل کی گئی ہے

تَنزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ مَّا يُقَالُ لَكَ

جو کمال حکمت کا مالک اور ہر قسم کی حمد و ثنا کا مستحق ہے۔ اے پیغمبر آپ کی شان میں بھی وہی باتیں کہی جا رہی ہیں

(بقیہ صفحہ ۷۶۶) ایسے لوگوں کا رد فرمایا کہ یہ چیزیں معبود نہیں ہیں بلکہ معبودِ حقیقی کی نشانیاں ہیں جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اُس معبودِ حقیقی کے علاوہ کوئی اور پرستش کے قابل نہیں ہے (۳۷) پھر اگر یہ لوگ تکبر کا اظہار کریں اور غرور کریں تو آپ ان کی پرواہ نہ کیجئے کیونکہ وہ لوگ یعنی فرشتے جو آپ کے پروردگار کے پاس ہیں اور آپ کے پروردگار کے مقرب ہیں وہ رات دن اس اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ عبادت کرتے ہوئے ذرا نہیں تھکتے۔ مطلب یہ ہے کہ توحید کے اعتراف اور اقرار میں اور صرف وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرنے میں انہی کا فائدہ ہے لیکن اگر یہ اپنے ہی فائدے کو ترک کرتے ہیں تو یہ ان کی حماقت اور بے وقوفی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو عبادت کی احتیاج ہے نہیں کیونکہ آپ کے پروردگار کے پاس ایک اور روحانی مخلوق بھی ہے جو رات دن اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی پاکی اور بڑائی بیان کرتے رہتے ہیں اور باوجود اس قدر محنت شاقہ کے تھکتے ہی نہیں تفسیر صفحہ ہذا تو پھر جس دربار میں بیشمار عبادت گزار موجود ہوں وہاں اگر یہ دینِ حق کے منکر اس عالی شان سرکار کی عبادت سے سرتابی کریں تو سوائے اس کے کہ ان منکروں ہی کا نقصان ہو اللہ تعالیٰ کو کیا نقصان ہو سکتا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ کیا چیزیں اور ان کا غرور کیا چیز ہے ۱۲ (۳۸) اور منجملہ اس کے نشانہائے قدرت اور دلائلِ توحید یہ بات بھی ہے کہ اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ وہ دبی پڑی ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ تر و تازہ ہوتی اور اُبھرنے لگتی ہے بیشک جس اللہ تعالیٰ نے اس دبی ہوئی زمین کو زندہ کیا وہی مُردوں کو بھی زندہ کرنیوالا ہے اور بلاشبہ وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر اور قدرت رکھنے والا ہے: یعنی گرمی کے موسم میں جب زمین خشک ہو جاتی ہے اس کو فرمایا کہ دبی پڑی ہوتی ہے اور ایسی ہوتی ہے جیسے مُردہ کہ اس میں نمو ہی نہیں اور کسی چیز کو اگانے کی صلاحیت ہی نہیں لیکن جہاں بارش کا چھینٹا پڑا اور زمین میں ایک حرکت اور اُبھار پیدا ہوا۔ زمین کی فصل کٹ جانے کے بعد اس کی موت اور بارش سے اس میں دوبارہ آثارِ حیات پیدا ہونا یہ ہر سال کا مشاہدہ ہے پھر جو خدا اتنی بڑی زمین کو خشک ہونے کے بعد ازسرِ نو زندہ اور تر و تازہ کر دیتا ہے وہی خدا انسان کو بھی اس کے مرنے کے پیچھے زندہ کرنیوالا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی بہت بڑی دلیل ہے اور جس طرح توحید کی دلیل ہے اسی طرح اس زمین کا مرنا اور زندہ ہونا قیامت کے قائم ہونے اور مُردوں کے زندہ ہونے کی بھی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کا ہر چیز پر قادر ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ مُردوں کے زندہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے (۳۹) بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی اختیار کرتے ہیں وہ لوگ ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں اور ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ بھلا ایک شخص جو آگ میں ڈالا جائے وہ شخص اچھا اور بہتر ہے یا وہ اچھا ہے جو قیامت کے دن بے خوف و مامون ہو کر آئے تم جو چاہو کرتے رہو۔ بیشک تم جو کچھ کر رہے ہو اس سب کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ توحیدِ الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار اور تکذیب کرتے ہیں اور ہماری آیات میں رکیک اور باطل تاویلات کرتے ہیں اور ہماری آیات میں تحریف کرتے ہیں ان کی یہ حرکات شنیعہ ہم پر پوشیدہ نہیں ہیں یعنی ہم ان کی ان حرکات سے بخوبی واقف ہیں۔ آگے تمثیل بیان فرمائی کہ ایک وہ شخص جو آگ میں جھونکا جائے اور جہنم میں ڈالا جائے اور ایک وہ شخص جو قیامت کے دن مطمئن اور با امن اور مامون ہو کر آئے ان دونوں میں کون بہتر ہے مراد اس سے کافر اور مومن ہے۔ یا ابوجہل اور عمار بن یاسرؓ ہیں یا ابوجہل اور حضرت سید الشہداء حمزہؓ ہیں۔ بہر حال بہت سے اقوال مذکور ہیں۔ ایسا ہی الحاد میں بہت سے اقوال ہیں۔ ہم نے تیسیر میں ان سب کو جمع کر دیا ہے۔ اس آیت میں منکرینِ توحید و رسالت کیلئے سخت وعید ہے اعملوا ما شئتم بھی بطور تہدید ہے۔ جواز و اباحت کیلئے نہیں۔ بعض حضرات نے اعملوا ما شئتم کا تعلق اہلِ بدر سے کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ جملہ خاص اہلِ بدر کیلئے ہے۔ لیکن راجح قول پہلا ہے۔ جیسا کہ انه بما تعملون بصیر اس پر شاہد ہے کہ یہ تنبیہ اور تہدید ہے (۴۰) بلاشبہ وہ لوگ جنھوں نے قرآن کے ماننے سے انکار کیا جبکہ وہ قرآن اُن کے پاس پہنچا اور قرآن اُن کے پاس آیا تو ان لوگوں میں خود تدبر کی کمی اور کوتاہی ہے حالانکہ وہ قرآن ایک بڑی باوقعت اور گرامی قدر کتاب ہے (۴۱) جس میں باطل کو مطلق رسائی نہیں کوئی غیر واقعی بات اور غلط اور بیہودہ (باقی ۷۶۸ پر)

Marfat.com

(بقیہ ۷۶۷) بات اور باطل بات نہ اس کے آگے سے آسکتی ہے نہ پیچھے سے آسکتی ہے وہ کتاب اسکی طرف سے نازل کی گئی ہے اور اُتاری گئی ہے جو کمال حکمت کا مالک اور ہر قسم کی حمد و ثنا کا مستحق ہے :: یعنی جن لوگو نے قرآن آنیکے بعد جب کہ قرآن اُن کے پاس آیا انکار کر دیا اور اسکو نہ مانا ان لوگوں نے بڑی کوتاہی اور عدم تدبر کا ثبوت دیا اور اس کتاب کی عظمت کو نہ سمجھا حالانکہ یہ کتاب بڑی گرامی قدر اور باوقعت ہے اور ہر قسم کے ناجائز تصرف سے محفوظ ہے کیونکہ اس میں باطل اور لغویات کسی جانب سے بھی داخل نہیں ہو سکتی۔ مجاہد نے باطل کی تفسیر میں شیطان کہا ہے۔ یعنی شیطان کو اس کتاب میں تصرف کا کوئی حق نہیں اور شیطا کا اثر کسی جانب سے بھی اس کتاب میں نفوذ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کتاب حکیم اور حمید کی جانب سے نازل کی گئی ہے۔ بس لئے شیطان کی کیا مجال ہے کہ اس کتاب میں کوئی مداخلت کر سکے۔ حمید کے معنی ہیں سب خوبیاں سراپا۔ حضرت علیؓ نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا آپ کی وفات کے بعد آپ کی اُمت فتنوں میں مبتلا ہوگی اور پھر فتنوں سے نکلنے کی تدبیر کیا ہوگی۔ آپنے فرمایا اس اُمت کو فتنے سے اللہ تعالیٰ جو غالب ہے اُس کی کتاب نکالے گی جس کی صفت یہ ہے لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہیں اور قرآن کی طرف سے منکروں کے اعتراض کا جواب ارشاد فرماتے ہیں (۴۳) اے پیغمبر آپ کی شان میں نہیں کہی جاتیں مگر وہی باتیں تفسیر صفحہ ہذا جو آپ سے پہلے سب رسولوں کے لیے کہی جاتی رہی ہیں بلا شبہ آپ کا پروردگار صاحب مغفرت اور بخشنے والا ہے اور دردناک سزا دینے والا ہے :: یعنی جو تکلیف اور ایذا رسانی آپکے ساتھ یہ کفار کر رہے ہیں یہ سب وہی باتیں ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کیساتھ کی جا چکی ہیں۔ اگر دین حق کے منکر آپکو ستانے سے باز آجائیں تو آپ کا پروردگار انکی خطائیں معاف فرمادے گا کیونکہ وہ بڑی مغفرت والا ہے اور اگر یہ باز نہ آئے تو ان کو سخت سزا دیجائے گی کیونکہ وہ مغفرت کیساتھ دردناک سزا بھی دینے والا ہے (۴۴) اور اگر ہم اس قرآن کو بجائے عربی زبان کے کسی اور یعنی عجمی زبان میں کر دیتے۔ تو یہ قرآن کے منکر یوں کہتے کہ اس کتاب کی آیتیں ہماری ہی زبان میں صاف صاف اور مفصل کیوں نہ بیان کی گئیں کیا کتاب عجمی اور پیغمبر عربی۔ آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اُن کے لیے یہ قرآن نیک باتوں میں رہنما ہے اور بُرے روگ اور بُری بیماریوں سے شفا اور تندرستی ہے اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے تو یہ قرآن ان کے کانوں میں ثقل اور بوجھ ہے اور اُنکی آنکھوں کے حق میں نابینائی اور تاریکی اور اندھاپن ہے۔ یہ لوگ ایسے ہیں جیسے بڑی دور کی جگہ سے پکارے جا رہے ہیں :: کافروں کے اُس اعتراض کا جواب ہے جو وہ بطور عناد قرآن پر کیا کرتے تھے اور وہ یہ کہ قرآن عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں کیوں نہ اُتارا گیا اگر تمام قرآن عجمی میں نہ ہوتا تو بعض حصہ عجمی میں ہوتا بعض عربی میں ہوتا۔ اس کا جواب فرمایا کہ اگر ہم قرآن کا کل یا جز عجمی زبان میں کرتے تو پھر دوسرے طریقے سے اعتراض کرتے اور یوں کہنے لگتے کہ عربی ہیں اس کتاب کی آیتیں صاف صاف کیوں نہ بنائی گئیں رسول کا دعویٰ کرنے والا تو عربی اور کتاب عجمی۔ آخر میں ارشاد ہوا کہ ان سے کہہ دیجئے کہ یہ قرآن اپنے میں خاص اثر رکھتا ہے جو لوگ اہل ایمان ہیں ان کو یہ کتاب نیک باتوں کیلئے رہنمائی کرتی ہے اور روحانی امراض اور قلب کی بیماریوں کے لیے شفا دینے والی ہے اور جو لوگ ایمان سے محروم ہیں اُن کے حق میں یہ کانوں کا بوجھ ہے یعنی کان کے ثقل کی وجہ سے کتاب کانوں سے نہیں گزرتی اور آنکھوں کے حق میں اندھاپا بن جاتی ہے کہ وہ اس کی خوبیوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ یہ لوگ ایسے ہیں جیسے کوئی بڑی دور جگہ سے پکارا جائے۔ کان بہرے ہوں آنکھیں اندھی ہوں۔ اور دُور سے پکارا جائے تو کس طرح دیکھ سکتا ہے اور سن سکتا ہے۔ منکروں کی حالت یہی ہے۔ عجمی وہ ہے جو فصیح کلام نہ کر سکتا ہو خواہ وہ عجم کا ہو یا عرب کا۔ خلاصہ یہ کہ ان کو کسی طرح اطمینان نہیں۔ عربی ہے تو کہتے ہیں عجمی کیوں نہیں عجمی ہوتا تو کہتے عربی کیوں نہیں ہوا (۴۴) اور بلا شبہ ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب عطا کی تھی پھر اس کتاب میں بھی اختلاف کیا گیا اور اگر آپکے پروردگار کی ایک بات پہلے سے مقدر نہیں ہو چکی ہوتی تو ان کے مابین اور ان کے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور یہ کفار مکہ بھی اس قرآن کی طرف سے ایک تردد انگیز شک میں مبتلا ہیں :: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ سنا کر۔ ان کو بھی ہم نے توریت عطا کی تھی پھر اس کو بھی کسی نے مانا کسی نے نہ مانا یہی آپکے ساتھ ہو رہا ہے (باقی ضمیمہ میں)

اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ
جو ان سب رسولوں سے کہی جا چکی ہیں جو آپ سے پہلے تھے۔ بے شک آپ کا رب
لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنٰهُ
بڑی مغفرت کرنے والا اور بڑی دردناک سزا دینے والا ہے۔ اور اگر ہم اس قرآن کو بجائے
قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ
عربی زبان کے عجمی زبان میں کرتے تو یہ کافریں کہتے کہ اسکی آیتیں ہماری ہی زبان میں مفصل کیوں نہیں بیان کی گئیں۔
ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
یہ کیا بات ہے کہ کتاب عجمی اور پیغمبر عربی۔ آپ فرما دیجئے کہ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں
هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ
ان کے لیے یہ قرآن ہدایت اور شفا ہے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں رکھتے تو یہ
فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ
قرآن ان کے کانوں کے حق میں ثقل اور اُن کی آنکھوں کے حق میں نابینائی اور تاریکی ہے یہ لوگ ایسے ہیں
يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَا
جیسے یہ کسی بڑی دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔ اور بلا شبہ ہم نے موسیٰ کو بھی
مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ
کتاب دی تھی پھر اس کتاب میں بھی اختلاف کیا گیا۔ اور اگر آپ کے رب کی ایک بات
سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ
پہلے سے مقدر نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے مابین فیصلہ ہو چکا ہوتا اور یہ کفار مکہ بھی اسکی طرف سے
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ
ایک تردد انگیز شک میں مبتلا ہیں۔ جو شخص نیک عمل کرتا ہے تو وہ اپنے ہی نفع کیلئے کرتا ہے
وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾
اور جو بُرا کرتا ہے تو اُس کی بُرائی کا وبال اُسی پر پڑتا ہے اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہے

ع ۵
۱۲
۱۹

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۶۶۷

اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے اور یقین کر لیا کرتے تھے سو اب یہ فیصلہ اللہ تعالےٰ ہی کا ہے جو سب سے عالی شان اور سب سے بڑا ہے۔ یعنی واپسی کی کوئی شکل نہیں ہمیشہ کے لئے یہیں رہنا ہے تمہاری حالت دنیا میں یہ تھی کہ خدائے وحدہ لاشریک کا ذکر ہوتا تھا تو تم توحید الٰہی کا انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جاتا تھا تو تم یقین کر لیا کرتے۔ پس حکم اور فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو سب سے بلند اور بڑا ہے اور اس کا ہی فیصلہ ہے کہ واپسی محال اور عذاب دائمی بھگتنا معین ومقرر آگے اللہ تعالےٰ کی بعض قدرتیں مذکور ہیں جن سے اس کی توحید پر استدلال مقصود ہے (۱۲) وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق نازل کرتا ہے اور ان باتوں سے صرف وہی شخص نصیحت قبول کرتا ہے اور ان پر صرف وہی غور اور سوچ کرتا ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہونے کی خواہش اور ارادہ کرتا ہے یعنی مختلف نشانیاں دکھاتا ہے فی کل شئی لہ ایۃ ہر چیز میں اس کی کوئی نہ کوئی نشانی موجود ہے۔ آسمان سے رزق اتارنے کا مطلب یہ کہ آسمان سے بارش کرتا جس کی وجہ سے ہر قسم کی نعمت زمین سے نکلتی ہے۔ ان نشانیوں سے صرف وہی لوگ نصیحت قبول کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونے کا ارادہ کرنے توفیق میسر ہو جاتی ہے (۱۳) پس خالص اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کے اعتقاد سے اس کو پکارو اور اس کی عبادت کرو۔ اگرچہ منکر بُرا مانیں ×اگر یہ خطاب مسلمانوں کو ہے جیسا کہ ظاہر یہی ہے تب تو مطلب صاف ہے

اور اگر خطاب کفار کو ہے تو مطلب یہ ہے کہ خالص اللہ کی بندگی کا اعتقاد رکھ کر اس کی عبادت کرو اور اسلام قبول کر لو خواہ تمہارے ساتھی کتنا ہی برا مانیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر ولا الہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون (۱۴) وہ مرتبوں کا بلند کرنے والا عرش کا مالک اور صاحب ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے بھید کی بات اور وحی نازل کرتا اور اپنا حکم بھیجتا ہے تاکہ وہ صاحب وحی لوگوں کو ملاقات کے اور اجتماع کے دن سے ڈرا دے (۱۵) وہ دن وہ ہے جس دن سب لوگ نکل کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ پر لوگوں کی کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی کہا جائے گا آج کس کی حکومت ہے۔ جواب دیا جائے گا صرف اللہ تعالےٰ کی حکومت ہے جو یکتا ویگانہ اور سب پر غالب ہے ×رفیع الدرجات میں دو قول ہیں ایک رافع الدرجات ایک مرتفع الدرجات نے ہم دونوں قولوں کی رعایت سے ترجمے اور تیسیر میں فرق کر دیا ہے۔ خود بھی اس کی تمام صفات ہر اعتبار سے بلند ہیں اور بندوں میں سے بھی جس کے چاہتا ہے درجے بلند کرتا ہے اور مراتب علیا سے نوازتا اور اپنی وحی کا محیط بناتا ہے اس کو نبی بنا کر اس پر اپنے بھید اتارتا اور حکم ڈالتا ہے۔ تاکہ وہ بندوں کو ملاقات کے دن یعنی قیامت سے ڈرائے قیامت کو یوم التلاق فرمایا کیوں کہ اس دن آسمان وزمین کے رہنے والے ملیں گے۔ اولین وآخرین باہم ملیں گے خلق اور خالق ملیں گے یا ظالم ومظلوم ملیں گے۔ یا عابد ومعبود ملیں گے یا آدمی اپنے اعمال کے ساتھ ملے گا۔ یا جسم ارواح کے ساتھ ملیں گے۔ سب اس دن قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اللہ تعالےٰ پر کسی کی کوئی

چیز پوشیدہ نہ ہوگی اس دن کو ایسا فرض کرو کہ وہ آج ہی ہے اور کہا جا رہا ہے لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار جیسا کہ سورۂ تغابن میں فرمایا فالیوم الذین امنوا شاید لمن الملک الیوم کئی مرتبہ کہا جائے گا جس وقت کوئی جواب دینے والا نہیں ہوگا تو خود ہی فرمائے گا للہ الواحد القہار یا کوئی پکارنے والا پکارے گا اور وہی جواب دے گا یا اہل جہنم کو جہنم میں بند کرنے کے بعد کوئی ندا دینے والا ندا دے گا۔ مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔

بقیہ صفحہ ۶۶۸

اگر مہلت اور میعاد کی بات آپ کے پروردگار کی طرف سے طے نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے مابین فیصلہ کر دیا جاتا یعنی فیصلہ قیامت کے دن ہوتا ہے اس لئے اس وقت فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ ان کو ایک وقت مقررہ تک کے لئے ڈھیل دے دی گئی ہے اور یہ منکر ایک ایسے شک میں مبتلا ہیں جو ان کو چین نہیں دیتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بات وہی نکل چکی کہ فیصلہ ہے آخرت میں ۱۲ اور فرماتے ہیں یہ ان پر اندھایا یعنی ان پر پوشیدہ ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ عذاب موعود کی طرف سے یا قرآن کی صداقت اور اسلام کی حقانیت کی طرف سے شک میں مبتلا ہیں (۴۵) جو شخص نیک عمل کرتا ہے تو وہ اپنے ہی نفع کے لئے کرتا ہے اور جو بُرا کرتا ہے تو اس کی بُرائی کا وبال اسی پر پڑتا ہے اور آپ کا پروردگار بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے ہ یعنی بھلے کام کرنے والوں کو بھلائی کا نفع پہنچے گا اور برائی کرنے والوں کو بُرائی کا نقصان اور ضرر پہنچے گا۔ کیونکہ آپ کے پروردگار کے ہاں ظلم نہیں ہے جیسا کوئی کرے گا ویسا بھرے گا۔ آگے قیامت کا ذکر فرمایا (۴۶)

Marfat.com

Marfat.com

تفسیر صفحہ ہذا (٤٦) قیامت کے وقوع کا علم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹایا جا سکتا ہے اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ وہ مادہ کوئی بچہ جنتی ہے اِلّا
یہ کہ یہ سب کام اس کی اطلاع اور اس کے علم سے ہوتے ہیں اور جس دن اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو پکار کر فرمائے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں وہ مشرک جواب دیں گے ہم نے تو آپ کو جتا دیا اور
آپ سے عرض کر دیا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس عقیدے کا مدعی اور اقرار کرنے والا نہیں ؛ یعنی جن کو تم میرا شریک ٹھہراتے تھے وہ آج کہاں ہیں تو وہ کہیں گے ہم تو آپ کو بتا چکے اور آپ کو خبر دے
چکے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں جو اس بات کی
گواہی دے کہ آپ کا کوئی شریک ہے ہم تو سب
توحید کے قائل ہیں یا یہ کہ ہم میں سے کوئی بھی
ع ٥ / ١٤ شرک کا مدعی اور مقر نہیں یا یہ کہ ہم میں سے
کوئی بھی ان کا مشاہدہ اور دیکھنے والا نہیں جو
ان کو بُلا لائے (٤٧) اور جن معبودوں کو
قیامت سے پہلے یہ لوگ پکارا کرتے تھے اور جن کی
پوجا کیا کرتے تھے وہ سب ان کی نظروں سے غائب
ہو جائیں گے اور یہ مشرک اس بات کو جان لیں گے کہ
ان کے واسطے فرار کی اور بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں ہے
یعنی وہ سب شرکا ان کی نظروں سے غائب اور
اوجھل اور گم ہو جائیں گے اور مشرک اس بات کو
اچھی طرح سمجھ لیں گے کہ اب کہیں خلاصی اور بھاگ
نکلنے کی اور بچاؤ کی جگہ نہیں آگے منکروں کی اخلاقی
کمزوری کا ذکر فرمایا (٤٨) انسان بھلائی مانگنے
سے تھکتا نہیں اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہونچ جاتی
ہے تو ناامید ہو کر آس کو توڑ بیٹھتا ہے ؛ یعنی دینِ
حق کے منکر کی یہ حالت ہے کہ مال کی فراخی کے مانگنے
سے اس کا پیٹ ہی نہیں بھرتا اور بھلائی مانگنے سے
تھکتا ہی نہیں اور اگر اتفاقاً تنگدستی یا مرض وغیرہ کی
کوئی تکلیف پہونچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
ناامید ہو جاتا ہے اور آس توڑ دیتا ہے (٤٩)
اور اگر ہم اُس تکلیف اور دکھ کے بعد جو اس کو
پہنچا تھا اپنی کسی مہربانی کے مزے سے اس کو لذت
اندوز کر دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے یہ تو میرا حق تھا
جو مجھے ملنا ہی چاہیے تھا اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت
اٹھنی ہے اور قیامت کبھی قائم ہوگی اور اگر میں اپنے
رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو بھی میرے لیے اس
کے ہاں خوبی اور بہتری ہے سو ہم ان کافروں کو
ان کے ان تمام اعمال کی جو یہ کرتے رہتے ہیں پوری
حقیقت سے آگاہ کر دیں گے اور ہم ان کو سخت ترین
عذاب کا مزہ چکھائیں گے ؛ مطلب یہ ہے کہ اس قسم
کا کفرانِ نعمت دینِ حق کے منکروں کی عادت میں
داخل ہے حال کی محبت کا یہ عالم کہ کبھی سیر نہ ہوں
عدم اعتماد کی یہ حالت کہ کوئی نقصان ہوا تو مایوس
اور ناامید۔ غلط فہمی اور بے وفائی کی یہ حالت کہ دکھ اور
مصیبت کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی کا مزہ چکھائے تو
کہے یہ تو مجھے ملنا ہی تھا یعنی میرا حق تھا جو مجھ کو مل گیا
رہا۔ بداعتقادی اور اس پر سے خوش فہمی کی یہ کیفیت
کہ قیامت کے قائم ہونے کا یقین نہیں اور اگر بالفرض مجھے اپنے رب کی طرف جانا بھی پڑا تو بھی میرے لئے وہاں مزے ہوں گے اور اچھی اور بہتر چیزیں مجھ کو وہاں ملتی رہیں گی۔ اس پر فرمایا کہ
ہم اُن کے اعمال کی پوری حقیقت اُن پر آشکارا کر دیں گے اور ان کے بعد تمام اعمال اُن کے جتا دیں گے اور ان کو سخت ترین سزا کا مزا چکھائیں گے اسی مضمون کی مزید وضاحت اور تتمہ کے طور پر
فرماتے ہیں (٥٠) اور جب ہم انسان کو اپنے انعام سے نوازتے ہیں اور اپنی کوئی نعمت عطا کرتے ہیں تو مونہہ موڑتا اور اپنا پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اسی انسان کو کوئی برائی اور سختی پہنچتی ہے تو ہاتھ پھیلا پھیلا کر لمبی
چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ
قیامت کے وقوع کا علم صرف خدا ہی کی طرف لوٹایا جا سکتا ہے اور کوئی پھل اپنے غلاف سے
مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا
نہیں نکلتا اور نہ کوئی مادہ حاملہ ہوتی ہے اور نہ وہ مادہ کوئی بچہ جنتی ہے اِلّا یہ کہ یہ سب
بِعِلْمِهِ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ أَيْنَ شُرَكَائِي قَالُوا آذَنَّاكَ
کام اسکے علم سے ہوتے ہیں۔ اور جس دن خدا تعالیٰ ان مشرکوں کو پکار کر کہے گا وہ میرے شریک کہاں ہیں تو جواب دیں گے ہم نے تو آپ کو عرض
مَا مِنَّا مِنْ شَهِيدٍ ﴿٤٧﴾ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ
کر دیا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس عقیدے کا مدعی اور مقر نہیں ہے۔ اور جن معبودوں کو قیامت سے پہلے یہ لوگ پکارا کرتے تھے وہ سب
مِنْ قَبْلُ ۖ وَظَنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَحِيصٍ ﴿٤٨﴾ لَا يَسْأَمُ
غائب ہو جائیں گے اور یہ مشرک اس امر کا یقین کر لیں گے کہ اب ان کیلئے فرار کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ انسان بھلائی کی دعا
الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ
مانگنے سے کبھی تھکتا نہیں اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہونچ جاتی ہے تو ناامید ہو کر آس
قَنُوطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ
توڑ بیٹھتا ہے۔ اور اگر اس تکلیف کے بعد جو اس کو پہونچی تھی ہم اُسے اپنی کسی مہربانی سے لذت اندوز
مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَٰذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً
کر دیتے ہیں تو کہنے لگتا ہے یہ تو میرا حق تھا جو مجھے ملا اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت کبھی قائم ہوگی
وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ ۚ
اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو بھی میرے لئے اس کے ہاں بہتری ہے
فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ
سو ہم ان کافروں کو ان کے ان تمام اعمال کی جو یہ کرتے رہے ہیں پوری حقیقت سے آگاہ کر دیں گے اور ہم انکو
مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٠﴾ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ
سخت ترین عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور جب ہم انسان کو کوئی نعمت عطا کرتے ہیں ٤٤ / ١

Marfat.com

یہاں تک منکر اور کافر کے افعال کا ذکر فرمایا۔ مال پر حرص۔ حُبِ دنیا میں انہماک۔ عیش میں خدا کو بھول جانا اترانا اینٹھنا مصیبت میں جزع اور فزع وغیرہ۔ سختی میں صبر نہ نعمت میں شکر یہ منکرین کی جبلت ہے اور مسلمان کی طبیعت اور عادت ان تمام باتوں سے بالاتر ہے (تفسیر صفحہ ہذا) (۵۱) اے پیغمبر آپ ان سے کہئے بھلا یہ تو بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہو اور پھر تم اس کا انکار کرو تو اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو ایک ایسی مخالفت میں مبتلا ہو جو مخالفت طریقۂ حق سے بہت دور ہو۔ یہ کافروں کی طبعی کمزوریوں کے بعد تنبیہ فرمائی کہ اگر یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ ہو جیسا کہ واقع میں ہے بھی پھر تم اس کا انکار کرو جیسا کہ اسکی مخالفت کرتے ہو اور نہیں مانتے تو تم ہی بتاؤ کہ کون تم سے زیادہ گمراہ ہوگا جو ایک صحیح چیز کی مخالفت میں طریقۂ حق سے اس قدر دور ہو جائے۔ اور ایسی مخالفت میں پھنس جائے۔ ایسے موقعہ پر تو نہایت احتیاط کی ضرورت ہے (۵۲) ہم عنقریب ان منکرین قرآن کو اطرافِ عالم میں اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں اور اپنی قدرت کے نمونے دکھائیں گے یہاں تک کہ یہ بات ان پر واضح اور آشکارا ہو جائے گی کہ یہ قرآن واقعی حق ہے کیا اے پیغمبر آپکے پروردگار کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز پر شاہد ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عنقریب کچھ ایسی نشانیوں اور پیشین گوئیوں کا ظہور ہوگا جس سے عرب کا کونہ کونہ متاثر ہوگا اور اطرافِ عالم پر اس کا اثر پڑے گا اور خود ان سے متعلق بھی بعض ایسی پیشین گوئیوں کا ظہور ہوگا جن سے یہ بات ظاہر ہو جائے گی کہ یہ دین اسلام یا یہ قرآن واقعی حق اور سچ ہے اور چونکہ ان پیشین گوئیوں کا ظہور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا بھی نشان ہے اس لئے فرمایا کیا آپکے رب کی یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہر واقعی اور حقیقی بات کا گواہ اور آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ وکفی باللہ شہیدا۔ وہ نشان یہی کہ اطرافِ عالم میں اسلام کی اشاعت۔ یا گزشتہ اُمتوں کے برباد شدہ مکانات سورج اور چاند اور تارے وغیرہ اور نباتات اور اشجار اور خود ان میں امراض اور بلائیں یا فتح مکہ اور مکہ کے اطراف کا فتح ہونا بہرحال بعض حضرات مفسرین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے متعلق ضمیر کو راجع کیا ہے اور بعض حضرات نے قرآن کے متعلق کہا ہے اس لئے تفسیر میں تھوڑا سا فرق ہے ہم نے دونوں کو ملا دیا ہے۔ کیونکہ پیغمبر کی صداقت اور قرآن کی حقانیت دو چیزیں نہیں ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ اور ہر چیز پر مطلع اور ہر چیز پر حاضر ہے۔ قرآن کی حقانیت اور پیغمبر کی صداقت پر اس کی گواہی کافی ہے۔ (۵۳) آگاہ رہو اور یاد رکھو کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہونے اور اس سے ملنے اور اس کی ملاقات سے شک میں پڑے ہوئے ہیں آگاہ رہو اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے علم اور قدرت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے یعنی ان کو تو اپنے پروردگار کے روبرو حاضر ہونے کا یقین ہی نہیں ہے اور یہ شک میں مبتلا ہیں یہ یاد رکھو کہ اس نے یعنی اس کے علم اور اس کی قدرت نے سب کو گھیر میں لے رکھا ہے اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے اور وہ ان کو ان کے گناہوں پر سزا دے گا (۵۴) تمت سورۃ حٰم السجدۃ۔

أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَاءٍ

تو ہمارا حق ماننے سے منہ موڑتا اور اپنا پہلو پھیر لیتا ہے اور جب اس انسان کو کوئی سختی پہنچتی ہے تو ہاتھ پھیلا پھیلا کر لمبی چوڑی

عَرِيضٍ (٥١) قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ اللَّهِ ثُمَّ

دعائیں کرنے لگتا ہے۔ آپ ان سے کہئے بھلا یہ تو بتاؤ اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے آیا ہو اور پھر تم

كَفَرْتُم بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ (٥٢)

اس کا انکار کرو تو اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو ایک ایسی مخالفت میں مبتلا ہو جو مخالفت طریقۂ حق سے بہت دور

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ

ہم عنقریب ان کافروں کو اطرافِ عالم میں اور خود ان کی ذات میں بھی اپنی نشانیاں دکھائیں گے یہاں تک

يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ

ان کو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ یہ قرآن واقعی حق ہے کیا اے پیغمبر آپ کے رب کی یہ بات کافی نہیں کہ وہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ (٥٣) أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ

ہر چیز پر شاہد ہے آگاہ رہو کہ یہ لوگ اپنے رب کے روبرو

مِّن لِّقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ (٥٤)

حاضر ہونے سے شک میں پڑے ہوئے ہیں یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے

سُورَةُ الشُّورَىٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَلَاثٌ وَخَمْسُونَ آيَةً وَخَمْسُ رُكُوعَاتٍ

سورہ شوریٰ مکی ہے اور یہ ترپن آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حمٓ (١) عٓسٓقٓ (٢) كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن

حٰمٓ۔ عٓسٓقٓ۔ جس طرح اے پیغمبر آپ پر یہ سورت نازل کی جا رہی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جو کمال

قَبْلِكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (٣) لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ

قوت و کمال حکمت کا مالک ہے۔ آپ پر اور آپ سے پہلے اور رسولوں پر وحی بھیجتا رہا ہے۔ جو کچھ بھی آسمانوں میں

۴۴/۲

سورۂ شوریٰ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں ترپن آیتیں اور پانچ رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے حٰمٓ (۱) عٓسٓقٓ (۲) جس طرح اے پیغمبر یہ سورت یا یہ کتاب آپ پر نازل کی گئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جو کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے آپ پر اور اُن رسولوں پر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں وحی بھیجتا رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں پر اپنے احکام بذریعہ وحی بھیجا کرتا ہے جس طرح یہ سورت آپ پر نازل کی گئی ہے اسی طرح آپ پر اور آپ سے پہلے لوگوں پر بھی اللہ تعالیٰ جو عزیز بھی ہے اور حکیم بھی ہے اپنی وحی بھیجتا رہا ہے۔ یعنی عزیز ہے اس لئے کوئی اسکو احکام بھیجنے سے روک نہیں سکتا اور چونکہ حکیم بھی ہے اس لئے اس کے نازل کردہ احکام میں اس کی مخلوق کے لئے بڑی حکمتیں پنہاں ہیں (۳) جو کچھ بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور وہی سب سے بلند اور برتر اور عظیم الشان ہے یعنی

Marfat.com

سب زمین و آسمان میں اُسی کی بادشاہت اور تصرف ہو وہی سب سے بلند بالا اور سب سے بزرگ ہے (۴) قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر کی جانب سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کرتے ہیں اور ان لوگوں کیلئے جو زمین میں ہیں بخشش طلب کرتے ہیں خوب سُن لو اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہی گناہوں کا بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آسمان پھٹ پڑیں رب کی عظمت کے زور سے یا فرشتوں کی کثرت ذکر کی تاثیر سے اور پھٹ پڑیں حضرت نے فرمایا آسمان میں چار انگشت جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ سر نہیں رکھ رہا سجدے میں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ آسمان کا پھٹ پڑنا یا تو عظمت الہٰی کی وجہ سے۔ یا کثرت ملائکہ اور ملائکہ کے ذکر کی تاثیر سے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ آسمان چرچر بولتا ہے اور اس کو لائق ہے کہ وہ چرچر بولے آسمان میں کہیں چار انگل بھی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتے رکوع اور سجدے میں نہ ہوں۔ یا آسمان اس وجہ سے پھٹ پڑے کہ رحمان کی طرف لوگ ولاد کی نسبت کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۂ مریم میں مذکور ہوا بوجھ پڑنے سے عام طور سے نیچے کا حصہ پھٹتا ہے لیکن من فوقھن بطور مبالغہ فرمایا کہ نیچے سے تو کیا آسمان اوپر سے پھٹ پڑے۔ بخشش مانگنے کا مطلب یہ ہے کہ یا تو لمن فی الارض سے مومن مُراد ہوں جیسا کہ سورۂ مومن میں گذر چکا ہے اور اگر عام ہو تو پھر معافی طلب کرنے کا مطلب یہ ہوگا کہ عذاب استیصال سے بچنے کیلئے معافی طلب کرتے ہیں بہرحال کفار کے لئے معافی اگر مراد ہو تو ایک وقت خاص اور محدود وقت مراد ہوگا مرنے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہوگا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کافروں کیلئے ایمان کی توفیق کیلئے دعا کرتے ہوں۔ آگے اعلان فرمایا کہ یاد رکھو گناہ معاف کرنیوالا اور رحم کرنیوالا وہی ہے کوئی دوسرا یہ کام نہیں کر سکتا (۵) اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کارساز اور رفیق بنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ اُن پر نگہبان ہے اور ان کو دیکھ رہا ہے اور آپ اے پیغمبر اُن پر مختار کار نہیں ہیں اور آپ پر ان کا کوئی ذمہ نہیں ہے ؛ یعنی جو ایسا کر رہے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال ہم پر ہے اور ہم ہی ان کو وقت پر سزا دیں گے آپ سے ان کے جرائم کی کوئی بازپرس نہ ہوگی (۶) اور ہم نے اسی طرح ۱۲ قرآن عربی کو آپ پر نازل کیا ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور یہ قرآن عربی زبان میں اس لئے آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ اہل مکہ کو اور مکہ کے چاروں طرف رہنے والوں کو خبردار کر دیں اور اُس دن سے ڈرا دیں جو سب کے جمع ہونیکا دن ہے اُس دن کے آنے میں ذرا شک نہیں ہے اس دن ایک فریق جنت میں داخل ہوگا اور ایک فریق جہنم میں داخل کیا جائے گا ؛ وکذلک کی تشبیہ کا دو طرح ترجمہ کیا گیا ہے ہم نے دونوں کو ترجمہ اور تیسیر میں ظاہر کر دیا ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہر پیغمبر کو اس کی قومی زبان میں وحی بھیجی گئی ہے اسی طرح آپ کو عربی زبان کا قرآن دیا گیا ہے یا یہ کہ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہم نے اس قرآن عربی کو آپ کی طرف اسلئے نازل کیا ہے کہ آپ اُمّ القریٰ یعنی مکہ جو چھوٹے چھوٹے گاؤں اور قصبات کی اصل ہے اور بڑا شہر ہے اس کے بسنے والوں کو ڈرا دیں اور خبردار کر دیں اور اس کے چاروں طرف کے رہنے والوں کو ڈرا دیں اور جمع ہونے کے دن سے یعنی قیامت سے ڈرا دیں جس کے آنے اور واقع ہونے میں کوئی گنجائش شک کرنے کی نہیں کیونکہ دلائل عقلی اور نقلی سے قیامت کا وقوع ثابت ہو چکا ہے اس دن کا خلاصہ یہ ہے کہ اس دن ایک فریق یعنی مومن

وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ④ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ

اور زمین میں ہے سب اُسی کا ہے اور وہی سب سے برتر اور عظیم المرتبت ہے۔ قریب ہے کہ آسمان

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ

اوپر کی جانب سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے رب کی حمد و ثنا کیساتھ پاکی بیان

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ

کرتے ہیں اور اہل زمین کے لیے بخشش طلب کرتے ہیں خوب سُن لو

اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ⑤ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

کہ اللہ ہی گناہوں کا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جن لوگوں نے خدا کے سوا

مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۖ وَمَآ اَنْتَ

دوسروں کو کارساز بنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ اُن کو دیکھ رہا ہے اور آپ ان پر

عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ⑥ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا

مختار کار نہیں ہیں اور جس طرح ہر پیغمبر پر اس کی قومی زبان میں ہم نے وحی بھیجی ہے اسی طرح آپ پر ہم نے قرآن عربی زبان میں

عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ

نازل کیا ہے تاکہ آپ اہل مکہ کو اور مکہ کے چاروں طرف رہنے والوں کو خبردار کر دیں اور اُس دن سے ڈرا دیں جو سب کے جمع ہونیکا

الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۗ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي

دن ہے جس کے آنے میں ذرا شک نہیں ہے اس دن ایک فریق جنت میں داخل ہوگا اور ایک فریق دوزخ میں

السَّعِيْرِ ⑦ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ

داخل کیا جائیگا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب لوگوں کو ایک ہی فرقہ کر دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا

يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۗ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ

اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور جو نافرمان ہے اُن کا نہ کوئی

وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ⑧ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ

یار ہوگا نہ مددگار۔ کیا ان مشرکوں نے خدا کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے تو اللہ

جنت میں ہوں گے اور ایک فریق یعنی منکر جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔ ومن حولہا چونکہ مکہ دنیا کے وسط میں واقع ہے اس لئے ومن حولہا کا مطلب یہ ہے کہ تمام عالم کیلئے آپ ڈرانیوالے ہیں اور اگر ومن حولہا سے عموم مراد نہ لیا جائے بلکہ مکۂ معظمہ کے آس پاس کی بستیاں مُراد لی جائیں تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ ابتدا میں اوّل ان لوگوں کو ڈرایا جائے۔ اوپر فرمایا تھا کہ ان پر وکیل اور مختار کار نہیں ہیں اب اسکو اور واضح فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ گاؤں فرمایا مکے کو سارے عرب کا مجمع وہیں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں گھر اللہ کا وہیں۔ آس پاس اول عرب بعد اس کے ساری دنیا ۱۲ (۷) اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا اور اس کو منظور ہوتا تو ان سب کو ایک ہی فرقہ ایک ہی جماعت اور ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا لیکن وہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور جو ظالم اور نافرمان ہیں اُن کا نہ کوئی یار ہوگا نہ مددگار ؛ یعنی یہ کفر و اسلام مشیت الٰہی پر موقوف ہے وہ چاہتا تو سب کو ایک طریقہ کا بنا کر ایک ہی فرقہ کر دیتا لیکن وہ جسکو چاہے اپنی رحمت اور ہدایت کے سایہ میں داخل فرما لیتا ہے

(باقی صفحہ ۷۷۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ ۷۷۱ صفحہ) اور جو لوگ کافر ہیں اور جن کا شیوہ ہی کفر ہے ان کا نہ کوئی ولی جو اُن کی شفاعت کرے اور نہ کوئی مددگار جو عذاب کو دفع کرے (۸) کیا ان مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کارساز بنا رکھا تھا اور اگر کسی کو کارساز بنا رکھا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے اور وہی کام بنانیوالا ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرنیوالا ہے اور وہی ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ؛ یعنی کارساز اللہ تعالیٰ کے علاوہ یہ مشرک دوسروں کو بناتے ہیں حالانکہ حقیقی کارساز اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور وہی مستحق ہے کہ اس کو کارساز بنایا جائے تفسیر صفحہ ہذا ۔ وہی مردوں کو زندہ کرنیوالا ہے یہ شاید اس لئے فرمایا کہ مُردوں کو زندگی عطا کرنا کسی کے قبضے میں نہیں اور خاصکر ایسے وقت جبکہ برائے نام کام آنے کا بھی سلسلہ منقطع ہوجائے ایک مُردوں کا زندہ کرنا کیا وہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے (۹) اور جو آپ سے اختلاف کرتے ہیں ان سے کہہ دیجئے کہ جس جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد اور اُسی کے حوالے ہے اور اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے اور اسی پر میں نے توکل اور بھروسہ کر رکھا ہے اور میں ہر بات میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ؛ یعنی تم جو توحید و رسالت اور قیام قیامت وغیرہ میں باوجود دلائل اور براہین قاطعہ کے پھر بھی مجھ سے اختلاف کرتے ہو تو اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے وہی میرا پروردگار ہے اور تمہارے اختلاف کی وجہ سے جو نتائج برآمد ہونیکا اندیشہ ہے ان نتائج کے لیے میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر رکھا ہے اور میں دین و دنیا کے تمام کاموں میں اُسی کیطرف رجوع کرتا ہوں (۱۰) وہی اللہ تعالیٰ آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے اسی نے تمہارے لیے تمہاری جنس میں سے جوڑے بنائے اور اسی نے چوپایوں میں سے جوڑے بنائے وہ تم کو اس تدبیر سے رُوئے زمین پر پھیلاتا اور بڑھاتا ہے کوئی چیز اس جیسی نہیں اس کی طرح کا سا کوئی اور نہیں اور وہی سب کی سننے والا سب کو دیکھنے والا ہے ؛ یعنی تم میں اور دیگر حیوانات میں نر و مادہ کے جوڑے پیدا کئے اور اس طریقہ سے وہ تم کو روئے زمین پر پھیلاتا اور بڑھاتا رہتا ہے ۔ کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں یعنی اس اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی دوسرا نہیں وہی سب کی سننے والا اور سب کو جاننے والا ہے (۱۱) آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں سب اسی کے اختیار میں ہیں جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی کو چاہتا ہے کم کر دیتا ہے اور تنگی کر دیتا ہے اور اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے بیشک وہ ہر چیز کو پوری طرح جاننے والا اور ہر چیز سے پوری طرح واقف ہے ؛ یعنی آسمانوں اور زمین میں اسی کا تصرف ہے جسکی روزی چاہتا ہے کشادہ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے کم کر دیتا ہے اور اسکو تنگدست بنا دیتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اور ہر شخص کی مصلحت سے خوب واقف ہے جسکو جس لائق سمجھتا ہے اپنی حکمت کے موافق اسی قدر روزی سے نوازتا ہے (۱۲) اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے وہی دین مقرر کیا ہے اور دین میں تمہارے لیے وہی راہ ڈال دی ہے جس دین کا حکم اُس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جس کو ہم نے آپکے پاس بھی وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس دین کا حکم ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو بھی دیا تھا اور ان کی اُمتوں کو یہ کہا تھا کہ تم سب اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا اور متفرق نہ ہونا ان مشرکوں پر وہ بات جس کی طرف آپ انکو بُلاتے اور دعوت دیتے ہیں بہت گراں اور بھاری گذرتی ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور چُن لیتا ہے اور جو اسکی طرف رجوع کرے وہ اس کی اپنی جانب رہنمائی کرتا اور اپنی طرف راہ دکھاتا ہے ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی ہے اس کو قائم کرنیکے طریق ہر وقت اللہ نے جُدا ٹھہرائے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ دین کی اصولی باتیں ہر زمانے میں ایک رہی ہیں ۔ یعنی توحید رسالت اور مرنے کے بعد جی اُٹھنا اور قیامت وغیرہ یہ سب باتیں ہر پیغمبر کے دین میں یکساں ہیں ان میں کوئی فرق نہیں اسلئے اصولی اعتبار سے سب پیغمبروں کا دین ایک ہی ہے ۔ البتہ ضروریات زمانہ کے اعتبار سے اعمال کے طریقے مختلف ہیں کسی میں کم کسی میں زیادہ تا آنکہ آخری دور میں اسکی تکمیل ہوگئی ۔ دین عطا کرکے، رسولوں کی اتباع کرنے والوں سے فرمایا کہ آپس میں ٹکڑے ٹکڑے نہ ہوجانا اور پھوٹ نہ ڈالنا کبر علی المشرکین کا یہ مطلب کہ انہی عقائد اور اسی دین کی طرف جو سابقہ انبیاء کا رہا ہے جب ان مشرکوں کو دعوت دیتے ہیں تو ان کو ناگوار اور ان پر گراں ہوتا ہے اور جب صحیح بات کو قبول کرنے میں ناگواری ہو تو ان کو ہدایت کس طرح نصیب ہو سکتی ہے

ع ۱ ۹ ۲

هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۹﴾ وَ
جو ہے وہی کارساز ہے اور وہی مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے
مَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ
اور جو آپ سے اختلاف کرتے ہیں اُن سے کہہ دیجئے کہ جس جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو تو اسکا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد وہی اللہ میرا
رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۱۰﴾ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ
رب ہے میں نے اسی پر بھروسہ کر رکھا ہے اور میں ہر بات میں اسکی طرف رجوع کرتا ہوں ۔ وہی آسمانوں کا اور زمین کا
الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ
پیدا کرنیوالا ہے اُسی نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے اور اُسی نے چوپایوں کے
اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ
جوڑے یعنی نر و مادہ بنائے وہ تمکو اُس میں پھیلاتا اور بڑھاتا ہے کوئی چیز اس جیسی نہیں اور وہی سب کی سننے والا
الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ
سب کو دیکھنے والا ہے ۔ آسمانوں کی اور زمین کی کنجیاں سب اسی کے اختیار میں ہیں جس کی روزی
الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۲﴾ شَرَعَ
چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی روزی چاہتا ہے کم کر دیتا ہے ۔ بیشک وہ ہر چیز سے پوری طرح واقف ہے ۔ خدا نے
لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ
تم لوگوں کیلئے وہی دین مقرر کیا ہے جس دین کا حکم اُس نے نوح کو دیا تھا اور جو ہم نے
اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَ
آپکے پاس بھی وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰ اور
عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ
عیسیٰ کو بھی حکم دیا تھا اور کہا تھا کہ تم سب اس دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا
عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ
ان مشرکوں پر وہ بات جس کی طرف آپ ان کو بُلاتے ہیں بہت گراں گزرتی ہے اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے

Marfat.com

کیونکہ ہدایت کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے بلا اسباب کے اپنی طرف کھینچ لے اور توفیق ایمان کی عطا فرمائے دوسرے یہ کہ کوئی بندہ اسکی جانب رجوع کرے اور ہدایت کا طالب ہو تو اللہ تعالیٰ
اس کی اپنے تک رہنمائی فرما دیتا ہے اور اس کی حضرت حق تعالیٰ تک رسائی ہو جاتی ہے انہی دو طریقوں کو حضرات صوفیائے کرام جذب اور سلوک سے تعبیر کرتے ہیں۔ بہرحال ان کی ہدایت کے یہ دو طریقے ہیں یا
یہ مطلب ہے کہ توفیق کے بعد اگر کوئی انابت اور رجوع الی اللہ کرتا ہے تو اس کو مراتب قرب اور درجات عالیہ سے نوازا جاتا ہے (۱۴) اور وہ امم سابقہ یعنی اہل کتاب بعد اسکے کہ ان کو صحیح علم پہونچ چکا تھا آپس
کی ضد بحث اور حسد سے الگ الگ ہو گئے اور اے پیغمبر اگر آپکے پروردگار کی طرف سے ایک وقت معین کی بات پہلے سے طے شدہ نہ ہوتی تو ان کے درمیان کبھی کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا اور وہ لوگ جو ان کے بعد
کتاب الٰہی کے وارث کئے گئے اور ان کو کتاب دی گئی وہ تو اس کتاب کی طرف سے ایک سخت تردد انگیز شک میں مبتلا ہو گئے ہیں یہ مطلب یہ ہے کہ باوجود ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ کا صاف حکم دینے اور ان
کے پاس صحیح علم پہونچ جانے کے بعد وہ لوگ تفرقہ انداز
کے مرتکب ہوئے اور یہ تفرقہ بھی محض ضد اور حسد کی وجہ
سے ڈالا اور کتب سماویہ میں تحریف اور تغییر بالمعنیٰ کرکے
فرقے فرقے ہو گئے اور اس تفرقہ انگیز حرکت کے
باعث ان کا فیصلہ دنیا ہی میں کر دیا جاتا مگر چونکہ
ازل میں مہلت اور وقت معین تک عدم گرفت کا قول
ہو چکا ہے اور اجل مسمی والی بات نکل چکی ہے اس لئے
وہ مانع ہوئی۔ اور جو لوگ پیچھے آئے اور کتاب ان کے ہاتھ
لگی تو اب وہ سخت تردد اور خلجان میں پڑ گئے کہ کس کی
بات مانیں اور کون سے معنی اختیار کریں اور کون سے
نہ کریں چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پہلے لوگ
تو ضد سے اپنی بات ثابت کرنے کو معنی بدل گئے اور پیچھے
والے مختلف باتیں دیکھتے ہیں حیران ہوتے ہیں کہ معنی
اس طرح یا اس طرح یہ اختلاف برا ہے جن معنوں میں
خلاف نکلتا ہو اور کسی طرح معنی کئے جن جسمیں خلاف نہیں نکلتا
اس کا منع نہیں ۱۲ بعض حضرات نے وان الذین
اورثوا الکتاب سے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
مشرکین مراد لئے ہیں کہ امم سابقہ کے بعد جب اس امت
کو کتاب دی گئی تو یہ اس کی جانب سے شک اور تردد میں
پڑ گئے بہرحال یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں ہم نے حضرت شاہ
صاحبؒ کے معنی کو تیسیر میں پیش نظر رکھا ہے واللہ اعلم
(۱۴) پس اے پیغمبر آپ لوگوں کو اسی دین کی دعوت اور
بلاوا دیتے رہیے اور آپ خود بھی جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا
ہے اسی پر قائم رہیے اور آپ ان منکروں کی خواہشات
فاسدہ پر نہ چلئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی
کتابیں نازل فرمائی ہیں میں ان سب پر یقین اور ایمان
رکھتا ہوں اور نیز مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان
انصاف کروں اللہ تعالیٰ ہی ہمارا پروردگار ہے اور
وہی تمہارا پروردگار ہے ہمارے عمل ہم کو ملنے ہیں اور
ہمارے عمل ہمارے لئے ہیں اور تمہارا کیا تم کو ملنا ہے
اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہیں ہمارے تمہارے
درمیان کوئی جھگڑا اور بحث نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہم
سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف سب کی بازگشت
ہے اور اسی کی طرف سب کو جانا ہے پیغمبر کو ارشاد
ہوتا ہے کہ جب اس دین اور قرآن کی حقانیت ثابت
ہے تو آپ اسی کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیے اور دعوت
اور بلانے پر قائم رہیے یا خود بھی اس دین پر مستقیم رہیے
اور ان دین حق کے منکروں کی خواہشات نفسانی پر
نہ چلئے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔ اور اپنے
مکلف ہونے کا اعلان کر دیجئے کہ جن باتوں کی طرف تم کو بلاتا ہوں میں بھی ان کا پابند ہوں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی تمام کتابوں کو مانتا ہوں اور اسی کا حکم دیتا ہوں اور مجھے یہ بھی حکم ملا ہے کہ اگر تمہارا باہمی کوئی
جھگڑا میرے پاس آئے تو اس میں انصاف کیساتھ فیصلہ کروں یا یہ کہ اپنے اور تمہارے درمیان انصاف کروں جو تم کو بتاؤں وہ میں خود بھی کروں۔ جو تم پر واجب یا فرض کروں وہ اپنے پر واجب اور فرض
کروں۔ ہمارا تمہارا اللہ تعالیٰ ہی پروردگار اور مالک ہے۔ تمہارے اعمال تمہارے لئے ہمارے اعمال ہمارے لئے ہمارے تمہارے درمیان کچھ بحث نہیں کوئی جھگڑا نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کرے گا اور
اسی کی طرف سب کو پھر جانا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے کتاب والوں سے اسی طرح کلام کرنا چاہئے ۱۲ یعنی اہل کتاب سے انداز گفتگو نرم ہونا چاہئے (۱۵) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین
میں بعد اس کے کہ وہ دین لوگوں میں مقبول ہو چکا اور خلق میں مان لیا گیا مسلمانوں سے جھگڑے نکالتے ہیں اور کٹ حجتی کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی کج بحثی اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہے (باقی صفحہ ۷۷۴ پر)

إِلَيْهِ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ وَمَا تَفَرَّقُوا
اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جو خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا اپنی جانب اسکی رہنمائی فرماتا ہے اور وہ لوگ یعنی
إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ وَلَوْلَا
اہل کتاب بعد اسکے کہ ان کو صحیح علم پہنچ چکا تھا محض آپس کی ضد بحث سے الگ الگ ہو گئے اور اے پیغمبر اگر آپکے
كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ
رب کی طرف سے ایک وقت معین تک کی بات پہلے سے طے شدہ نہ ہوتی تو ان کے مابین کبھی کا فیصلہ کر دیا گیا ہوتا
وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكِتَابَ مِن بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ
اور وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب الٰہی کے وارث کئے گئے وہ اس کتاب کی طرف سے ایک سخت تردد انگیز
مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿١٤﴾ فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ ۖ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ۖ
شک میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ سو آپ لوگوں کو اسی دین کیطرف دعوت دیتے رہیے اور خود بھی جیسا آپکو حکم دیا گیا ہے اس پر قائم رہیے
وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ ۖ وَقُلْ آمَنتُ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ
اور منکرین کی خواہشات پر نہ چلئے اور ان سے کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میں ان سب پر ایمان
مِن كِتَابٍ ۖ وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۖ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۖ
رکھتا ہوں اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے مابین انصاف کروں اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رب ہے اور وہی تمہارا رب ہے
لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۖ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۖ
ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارا کیا تمہارے لئے ہمارے تمہارے درمیان کوئی جھگڑا اور بحث نہیں
اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۖ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ وَالَّذِينَ يُحَاجُّونَ
اللہ تعالیٰ ہم سب کو جمع کریگا اور اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے۔ اور جو لوگ خدا کے دین میں بعد اسکے کہ وہ
فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِندَ
دین لوگوں میں مقبول ہو چکا پھر بھی جھگڑے نکالتے ہیں تو ایسے لوگوں کی کٹ حجتی خدا کے نزدیک
رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ﴿١٦﴾
باطل ہے اور ان پر خدا کا غضب ہے اور ان کیلئے سخت عذاب ہے

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۷۳) اور ان پر اللہ تعالیٰ کا غضب واقع ہونیوالا ہے اور آخرت میں ان کیلئے سخت عذاب ہے :: یعنی لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا دین مقبول ہو چکا پھر اس کے بعد جو لوگ مسلمانوں سے خواہ مخواہ کی کج بحثی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کی کج بحثی اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہے ایسے لوگوں پر دنیا میں اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہونیوالا ہے اور آخرت میں یہ سخت سزا کے مستحق ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ ان کتاب والوں کو کہا جو پیچھے لوگوں کو بہکاتے ہیں شبہ ڈال کر ۱۲ (۱۶) تفسیر صفحہ ہذا :- اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے دین حق پر مشتمل کتاب نازل فرمائی اور نیز ترازو نازل فرمائی یعنی عدل و انصاف کا حکم نازل فرمایا اور اے پیغمبر آپ کو کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو :: یعنی قرآن جو سچے دین کو شامل ہے اور جس میں سچے دین کی تعلیم موجود ہے۔ اور ترازو یعنی عدل و انصاف کا حکم نازل فرمایا۔ ہو سکتا ہے کہ عین ترازو نازل کی گئی ہو جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ ترازو نوح علیہ السلام کے زمانے میں نازل کی گئی۔ ترازو یا میزان ایک آلہ ہے انصاف اور تسویہ کا • حال معاملات میں عدل و انصاف چونکہ بہت ضروری ہے اس لئے

اَللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِیْزَانَ ؕ وَ مَا

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے دین حق پر مشتمل کتاب اور ترازو یعنی عدل و انصاف کا حکم نازل فرمایا اور

یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ ﴿۱۷﴾ یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ

آپ کو کیا خبر شاید قیامت قریب ہی ہو۔ قیامت کو وہی لوگ جلدی چاہتے ہیں

لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ

جو اس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو لوگ قیامت پر ایمان رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور

یَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ

اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ اس قیامت کا وقوع ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے آگاہ رہو جو لوگ قیامت کے وقوع میں جھگڑا

لَفِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۱۸﴾ اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ

کرتے ہیں وہ پرلے درجہ کی گمراہی میں مبتلا ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے جسکو جس قدر چاہتا ہے

یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۱۹﴾ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ

روزی دیتا ہے اور وہی بڑی قوت والا بڑے غلبہ والا ہے۔ جو شخص آخرت کی کھیتی کا

الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِیْ حَرْثِهٖ ۚ وَ مَنْ كَانَ یُرِیْدُ حَرْثَ

خواہش مند ہو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی کو بڑھا دیتے ہیں اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا

الدُّنْیَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۙ وَ مَا لَهٗ فِی الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِیْبٍ ﴿۲۰﴾ اَمْ

خواستگار ہو تو ہم اسی میں سے اسکو کچھ دیدیتے ہیں اور آخرت میں اس شخص کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ کیا

لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاْذَنْۢ بِهِ

ان کافروں کے کچھ ایسے خود ساختہ شریک ہیں جنھوں نے ان کے لئے کوئی ایسا دین مقرر کر دیا ہے کہ جس دین کی خدا نے

اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ

اجازت نہیں دی اور اگر وہ فیصلے والی بات طے شدہ نہ ہوتی تو ان کافروں کے مابین کبھی کا فیصلہ ہو گیا ہوتا اور بلا شبہ ان ظالموں کو

لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَى الظّٰلِمِیْنَ مُشْفِقِیْنَ مِمَّا

دردناک عذاب ہونیوالا ہے۔ اے پیغمبر آپ اس وقت ان ظالموں کو دیکھیں گے کہ یہ اپنے اعمال کے وبال سے

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شریعتوں میں اسکی تاکید ہے اور چونکہ قیامت کے دن بھی اعمال وزن کئے جائینگے اس مناسبت سے قیامت کا ذکر بھی فرمایا کہ آپ کو کیا معلوم کہ وقوع قیامت قریب ہی ہو کیونکہ جس چیز کے وقوع کا وقت معلوم نہ ہو تو کیا کہا جا سکتا ہے کہ وہ کب آجائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ترازو فرمایا دین حق کو جس میں بات پوری ہے نہ کم نہ زیادہ ۱۲ (۱۷) قیامت کو وہی لوگ جلدی چاہتے ہیں جو اس کے آنے کا یقین نہیں رکھتے اور جو لوگ اس پر یقین رکھتے ہیں وہ تو اس سے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں اور وہ یہ جانتے ہیں کہ اس قیامت کا وقوع ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے آگاہ رہو جو لوگ قیامت کے بارے میں اور قیامت کے وقوع میں جھگڑا کرتے ہیں وہ یقیناً پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا ہیں :: یعنی قیامت کے آنے کی وہی لوگ تعجیل کرتے ہیں اور جلدی مچاتے ہیں جن کا قیامت پر ایمان نہیں اور جو لوگ اس پر ایمان رکھتے ہیں وہ ڈرتے اور کانپتے رہتے ہیں اور اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ قیامت کا وقوع ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے اور وہ یقینی طور پر آنیوالی ہے۔ پھر تاکیداً فرمایا کہ جو لوگ قیامت کے آنے میں جھگڑتے ہیں

ع ۱۰

وہ پرلے درجے کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں (۱۸) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربانی اور نرمی کرنیوالا ہے جس کو جس قدر چاہے روزی دیتا ہے اور وہ بڑی قوت والا بڑے غلبے والا ہے :: یعنی اللہ تعالیٰ کا دنیا میں عام طور سے سب کے ساتھ نرم برتاؤ ہے۔ وہ جس کو جس قدر چاہے روزی دیتا ہے اور چونکہ وہ کمال قوت اور کمال غلبہ کا مالک ہے اس لئے اس کے معاملات میں کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا لطیف کے بہت سے معنی کئے گئے ہیں مثلاً مناقب پھیلانے والا عیبوں کو چھپانیوالا۔ گناہوں کو معاف کرنیوالا۔ ضرورت سے زیادہ روزی دینے والا طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنے والا۔ مہربان نرمی کرنیوالا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جسکو چاہے جتنی چاہے ۱۲ (۱۹) جو شخص آخرت کی کھیتی کا خواہش مند ہو اور آخرت کی کھیتی چاہتا ہو ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھا دیتے اور ترقی دیتے ہیں اور جو شخص دُنیا کی کھیتی کا خواستگار ہو اور دنیا کی کھیتی چاہتا ہو تو ہم اسی میں سے اس کو کچھ دیدیتے ہیں اور آخرت میں اس شخص کا کوئی حصہ نہ ہوگا :: اعمال پر جو اثر مرتب ہوتا ہے اس کو کھیتی سے تعبیر کیا جس طرح بیج ڈالنے سے کھیتی پیدا ہوتی ہے اسی طرح اعمال سے جزا ملتی ہے اس لئے فرمایا جو شخص عمل آخرت کے نفع کے لئے کرتا ہے اور اُس عالم کا فائدہ چاہتا ہے تو ہم اس کی کھیتی کو ترقی دیتے ہیں یعنی اعمال خیر کی مزید توفیق ملتی ہے یا ثواب دو چند و سہ چند اور اس سے بھی زیادہ بڑھا دیا جاتا ہے یا یہ کہ دنیا اور آخرت دونوں عطا فرما دیں اور جس شخص کا عمل اور اس کی جد و جہد صرف دنیا کے لئے ہو تو اس کو دنیا میں ہی جس قدر چاہیں گے دیدیں گے اور وہ آخرت میں محروم ہوگا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل میں ہم عرض کر چکے ہیں یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور ان کا کوئی عمل آخرت کی غرض سے نہیں ہوتا وہ آخرت میں محروم ہوں گے۔ پھر دُنیا دینے میں بھی یہ وعدہ نہیں کہ ان کی تمنا اور ان کی منشا کے موافق دیدیں گے بلکہ جس قدر ہم چاہیں گے اس قدر دیں گے اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ حدیث میں آتا ہے جس نے صرف ایک آخرت کا فکر اپنے ذمے لیا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام افکار کیلئے کافی ہوگا اور جو شخص دنیاوی ہموم (باقی ۷۷۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۷۴) اور احوال کے تفکرات اپنے ذمے لے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پروا نہیں کہ وہ کونسی وادی میں ہلاک ہوگیا۔ یعنی جس کو آخرت کا غم ہے اس کی کفالت فرمائی جاتی ہے اور جو دنیا کی ہموم لے پھرتا ہے اور دنیا حاصل کرنے کا اس کو غم لگا ہوا ہے تو اس سے بے پروائی کا اظہار ہے (۲۰) کیا ان کافروں کے کچھ ایسے خود ساختہ شریک ہیں جنھوں نے ان کیلئے ایسا دین مقرر کردیا ہے اور دین کی کوئی ایسی راہ ڈالی ہے کہ جس دین کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی اور اللہ تعالیٰ نے اس دین کا حکم نہیں دیا اور اگر وہ فیصلے کی بات نہ ہو چکی ہوتی تو ان کے درمیان یقیناً فیصلہ کردیا گیا ہوتا اور بلاشبہ ان ظالموں کیلئے دردناک عذاب ہے۔ اوپر شرع لکم من الدین ما وصی بہ گزرا ہے اسی سلسلے میں ارشاد ہے اور استفہام انکاری کے طور پر فرمایا کہ کیا ان کے تجویز کردہ معبودوں نے کوئی اور ایسا دین ان کے لئے تجویز کردیا اور کوئی اور راستہ دین کے نام سے بنا دیا ہے جس دین کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا۔ کلمۃ الفصل سے وہی مہلت اور عذاب موعود کا آخرت میں ہونا مراد ہے یعنی اگر وہ بات نہ ہوتی تو حق و باطل کا فیصلہ ہیں ہو جاتا۔

كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
ڈر رہے ہوں گے حالانکہ وہ وبال ان پر ضرور واقع ہو کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے
فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۖ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ
وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے ان کو ان کے رب کے ہاں ہر وہ چیز ملے گی جس کی وہ خواہش کریں گے
ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾ ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ
یہ ہر خواہش کا پورا ہونا ہی بڑا فضل و انعام ہے۔ یہی وہ نعمت ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے
عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ
ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے آپ ان سے فرمایئے کہ میں تم سے اس تبلیغ پر
عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۗ وَمَنْ يَقْتَرِفْ
بجز رشتہ داری کی محبت کے کوئی صلہ نہیں چاہتا اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس شخص کے لئے
حَسَنَةً نَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٢٣﴾
اس نیکی میں اور خوبی بڑھا دیں گے بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا بڑا قدر دان ہے
أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۖ فَإِنْ يَشَإِ اللَّهُ
کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اس پیغمبر نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھ رکھا ہے سو اگر اللہ چاہے تو
يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ ۗ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ
آپ کے قلب پر مُہر لگا دے اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اور اپنے احکام سے
الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٢٤﴾
حق کو ثابت کرتا ہے بے شک وہ سینوں کی باتوں کو جانتا ہے
وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو
اور وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ تمام گناہوں کو معاف
عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿٢٥﴾ وَيَسْتَجِيبُ
کردیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سب کو جانتا ہے اور جو لوگ ایمان لائے

اور ان کا فیصلہ چکا دیا جاتا اور یقین کرو کہ ان مشرکوں کے لئے دردناک عذاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف دین میں اختراع کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی فیصلے کا وعدہ ہے اپنے وقت پر ۱۲ (۲۱) اے پیغمبر آپ ان ظالموں کو دیکھیں گے کہ یہ اپنے اعمال کے وبال اور اپنی کمائی کے نکال سے ڈر رہے ہوں گے تفسیر صفحہ ہذا: حالانکہ وہ ان کی کمائی کا وبال ان پر پڑنے والا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے ان کو ان کے پروردگار کے ہاں ہر وہ چیز ملے گی اور میسر ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے اور جو چاہیں گے وہ حاصل ہوگا۔ یہ ہر خواہش کا پورا ہونا ہی بڑی بزرگی اور بڑا انعام ہے۔ آج تو یہ مشرک قیامت کی اور اس عذاب کی جلدی کر رہے ہیں لیکن اس دن آپ ان کو دیکھیں گے کہ جب ان کی کمائی اور ان کے کسب کا وبال ان کے سامنے آئے گا تو خوف زدہ ہو رہے ہوں گے اور سہمے جاتے ہوں گے کہ کہیں وہ وبال اور عذاب ان کو پکڑ نہ لے حالانکہ وہ ان پر ضرور واقع ہو کر رہے گا پھر ان کے مقابلے میں اہل ایمان کا ذکر فرمایا۔ کہ وہ لوگ بہشت کے باغوں اور نعمتوں میں ہوں گے وہاں ہر چیز جو یہ چاہیں گے ان کو میسر ہوگی یہ بہت بڑا انعام ہے۔ چاہت پر ہر چیز کا ملنا ایسا ہی ہے جیسا آج دنیا میں ہر چیز کا تصور با آسانی کرسکتے ہیں لیکن اس چیز کو وجود خارجی نہیں دے سکتے۔ یعنی انگور اور سیب کا مثلاً تصور کرسکتے ہو لیکن خارج میں اس کو نہیں لا سکتے جنت میں یہ قوت عطا ہوگی کہ تصور کے ساتھ ہی وہ شے خارج میں بھی موجود ہو جائے گی وھو الفضل الکبیر (۲۲) یہی وہ نعمت ہے جس کی بشارت اور خوش خبری اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ آپ ان سے فرمائیے کہ میں اس اسلامی تبلیغ پر بجز رشتہ داری کی محبت کے کوئی صلہ نہیں مانگتا اور جو کوئی نیکی کرے گا اور بھلائی کمائے گا تو ہم اُس شخص کیلئے اس نیکی میں اور خوبی بڑھا دیں گے بیشک اللہ تعالیٰ بڑی بخشش کرنے والا بڑا قدردان ہے ۔ یعنی یہی وہ احسانات و انعامات ہیں جن کی بشارتوں سے اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو نوازتا اور خوش خبری دیا کرتا ہے میں تم سے صرف رشتہ داری کی محبت اور برتاؤ کا مطالبہ کرتا ہوں یعنی اسلام کی اور قرآن کی تبلیغ پر کوئی اجرت تو طلب ہی نہیں کرتا جیسا کہ سورۂ ص کے آخر میں فرمایا لیکن غضب تو یہ ہے کہ تم نے رشتہ داری اور برادری کے تعلقات کا پاس بھی نہیں رکھا۔ میرے دعویٰ کا ہنسی مذاق اڑانا میری بات پر غل شور کرنا آخر میرے تمہارے رشتے ناطے کے بھی تو تعلقات ہیں کیا ان کا اقتضا یہی ہے کہ تم میرے ساتھ ایسا سلوک کرو میری بات کو سنو اس پر غور کرو۔ تمہارا طریقہ میرے ساتھ بہت ہی سوقیانہ اور بالکل اجانب کا سا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسکو چھوڑ دو اور قرابت داروں کا سا برتاؤ کرو اسلام کے قبول کرنے نہ کرنے کا معاملہ علیحدہ ہے بہرحال برتاؤ ایک رشتہ دار کے ساتھ شریفانہ ہو اور نیکی کیساتھ خوبی کے زیادہ کرنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ نیکی کا ثواب زیادہ کردیں گے یا نیکی کرنے والے کو مزید نیکی کی توفیق عطا کریں گے جس طرح بدی سے نیکی کی برکت جاتی رہتی ہے اسی طرح نیکی سے نیکی زیادہ ہوتی ہے اور نیک کاموں کی توفیق بڑھتی رہتی ہے۔ کوتاہیوں کو معاف فرماتا ہے اور تھوڑے کام پر اجر زیادہ عطا کرتا ہے کیونکہ وہ قدر دان اور قدر شناس ہے۔ جو نیک کام کروگے اُس کی بے قدری نہ کی جائیگی (باقی ۷۷۶ پر)

Marfat.com

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ
اور نیک عمل کئے اُن کی دعائیں اور عبادت قبول کرتا ہے اور اُن کو اپنے فضل سے اور زیادہ

فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ
دیتا ہے اور جنھوں نے کفر کی روش اختیار کر رکھی ہے اُن کیلئے سخت عذاب ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب

الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ
بندوں کے لیے روزی فراخ کردیتا تو وہ ضرور دنیا میں شرارت کرنے لگتے لیکن وہ جس قدر چاہتا ہے ایک مناسب اندازے

مَّا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ
رزق اتارتا ہے۔ بیشک وہ اپنے بندوں سے باخبر اور ان کو دیکھنے والا ہے اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید

الْغَيْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ۭ وَهُوَ الْوَلِيُّ
ہونے کے پیچھے مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت عام طور سے پھیلاتا ہے اور وہی کارساز اور سزاوار

الْحَمِيْدُ ﴿۲۸﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا
حمد وثنا ہے۔ اور منجملہ اس کی نشانیوں کے آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا اور ان جان داروں کا پیدا کرنا ہے جو اس نے

بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ ۭ وَهُوَ عَلٰي جَمْعِهِمْ اِذَا يَشَاۗءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ وَمَآ
زمین و آسمان کے درمیان پھیلا رکھے ہیں اور وہ جب چاہے ان سب کے جمع کرلینے پر قادر ہے۔ اور تم کو جو

اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا
مصیبت پہنچتی ہے سو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے گناہ تو

عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ښ وَمَا لَكُمْ
وہ معاف ہی کردیتا ہے۔ اور تم زمین میں کہیں بھاگ کر ہرا نہیں سکتے اور خدا کے سوا

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهِ الْجَوَارِ
تمہارا نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے سمندر میں چلنے والے

فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُسْكِنِ الرِّيْحَ فَيَظْلَلْنَ
وہ جہاز ہیں جو ایسے ہیں جیسے پہاڑ۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھیرا دے اور وہ جہاز سمندر کی پیٹھ پر

(بقیہ صفحہ ۷۷۵) بلکہ قدر شناسی کا برتاؤ ہو گا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی قرآن پہونچانے پر نیگ نہیں چاہتا مگر قرابت کی دوستی یعنی میں تمہارا بھائی ہوں ذات کا مجھ سے بدی نہ کرو ۱۲ (۲۴) یہ دین حق کے منکر یوں کہتے ہیں کہ اس شخص نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افترا کیا ہے سو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کے قلب پر مہر لگادے اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے اور حق کو اپنے احکام اور اپنی باتوں سے ثابت کرتا ہی بلاشبہ وہ سینوں کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اللہ اپنے اور ریوں جھوٹ بولنے دے دل کو بند کردے مضمون : آئے دے جسکو باندھے اور یوں ہی چاہے تو کفر کو مٹادے بن پیغام بھیجے مگر وہ اپنی باتوں سے دین کو ثابت کرتا ہے اس واسطے نبی پر کلام بھیجتا ہے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کاذب کی مدد نہیں کیا کرتا اور جھوٹے مدعی نبوت کی بات کو چلنے نہیں دیتا اگر معاذ اللہ یہ نبی مفتری ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ آپ کے قلب پر مہر لگا کر آپ کے دل کو بیکار کردے اور جب دل ہی بند ہو گیا تو پھر آپ کی بات کیسے بڑھ سکتی ہے دماغ میں افترا پردازی کی صلاحیت ہی باقی نہ رکھیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ ہے کہ وہ باطل کو مٹاتا اور حق کو ثابت کرتا ہے اپنے کلمات یعنی احکامات اور اپنی باتوں سے۔ بہرحال جب یہ سلسلہ ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کسی افترا پرداز کو اتنا موقعہ دیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی کرتا ہے اور چونکہ یہ افترا پرداز نہیں ہے بلکہ ہم اس پر جو وحی نازل کرتے ہیں وہی یہ بیان کرتا ہے اس لئے اس کو موقعہ دیا جاتا ہے بلکہ اس کی مدد کی جاتی ہے اور چونکہ سینوں کے پوشیدہ احوال کو جانتے ہیں اس لئے جس غرض سے تم افترا پرداز کہتے ہو وہ بھی ہم جانتے ہیں اور اس کی صداقت اور سچائی کو بھی جانتے ہیں۔ ہم نے یمحو اور یحق کی تفسیر میں حضرت مولینا شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ کے ترجمہ کی رعایت رکھ کر حال سے ترجمہ کیا ہے اگرچہ صاحب کشاف حال اور استقبال دونوں کے قائل ہیں اگر استقبال کے معنی لئے جائیں تو یہ کلام بطور پیشین گوئی ہو گا جو پیشین گوئی پوری ہوئی باطل مٹا دیا گیا اور حق ثابت کردیا گیا والحمد للہ علیٰ ذالک (۲۴) اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور وہ تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سب کو جانتا ہے ؛ یعنی جو کفر سے توبہ کرکے اسلام قبول کرلیتا ہے وہ پہلے تمام گناہوں کو معاف کردیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اسکو جانتا ہے یعنی جس نیت سے توبہ کروگے اسکو بھی بخوبی جانتا ہے کہ صدق دل سے توبہ کرکے اسلام میں داخل ہوئے یا نفاق دل میں رکھ کر توبہ کا اظہار کیا ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی نبی پیغام پہونچاتا ہے اور بندوں کو سب معاملت اپنے رب سے ہے ۱۲ (۲۵) اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کی سنتا اور ان کی دعائیں اور عبادتیں قبول کرتا ہے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ ثواب دیتا ہے اور جو منکر ہیں اور جنھوں نے کفر کی روش اختیار کر رکھی ہے اُن کیلئے سخت عذاب ہے ؛ تفسیر صفحہ ہذا۔ یعنی جو مسلمان ہوا اور نیک عمل کا پابند ہوا اس کے تمام نیک اعمال بھی مقبول اور اس کی دعا بھی مقبول عبادت کی قبولیت کیساتھ ثواب میں بھی زیادتی کا وعدہ اور کافروں کا کوئی عمل مقبول نہیں کیونکہ عمل کی بنیاد یعنی ایمان نہیں اس لئے وہ سخت عذاب کے مستحق ہیں (۲۶) اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کیلئے روزی فراخ کردیتا تو وہ ضرور عام طور سے دنیا میں شرارت کرنے لگتے لیکن وہ جس قدر چاہتا ہے ایک مناسب اندازے سے رزق اتارتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال کا دانا بینا ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کی روزی فراخ ہوجائے تو احتیاج باہمی کا نظام ٹوٹ جائے اور ہر شخص دوسرے سے مستغنی ہوجائے تو نظام عالم گڑبڑ ہوجائے اور ایک دوسرے سے بغاوت کرے اور شرارت شروع ہوجائے۔ امن کی بجائے فسادات شروع ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ ایک اندازے سے روزی نازل فرماتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں کے تمام احوال سے باخبر اور ان کو دیکھنے والا ہے یعنی بندوں کی مصلحت سے باخبر اور ان کی حالت کو دیکھنے والا ہے (۲۷) اور وہی ہے جو لوگوں کے ناامید ہو چکنے کے پیچھے مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت عام طور سے پھیلاتا ہے اور وہی کارساز اور سزاوار حمد وثنا اور سب خوبیوں سراہا ہے ؛ یعنی بسا اوقات لوگ بارش سے ناامید ہوجاتے ہیں تو وہ مینہ برساتا ہے اور بارش کردیتا ہے اور اپنی رحمت کے نشانات عام طور سے پھیلاتا ہے یعنی نباتات کی بہتات ہوتی ہے۔ پھول اور پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں یہی اس کی رحمت کے آثار اور نشانات ہیں۔ ولی۔ کارساز۔ حمید محمود بالصفات الکاملہ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بڑا شبہ اس میں ہر صبر کرنیوالے اور شکر بجالانیوالے کے لیئے بڑے دلائل ہیں اور بڑی نشانیاں ہیں (٣٣) یا اگر چاہے تو اہل جہاز کے اعمال اور ان کی کمائی کی وجہ سے اُن جہازوں کو تباہ کردے اور بہت سے آدمیوں کو معاف بھی کردیتا ہے (٣٤) اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں میں جھگڑتے اور خواہ مخواہ کے جھگڑے نکالا کرتے ہیں ان کو یہ بات معلوم ہوجائے کہ ان کیلئے کہیں بھاگنے اور بچ نکلنے کی جگہ نہیں ہے ف یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے یہ بات کہ پانی اور لکڑی کا ایسا جوڑ لگادیا کہ لکڑی پانی پر تیرتی ہے اور پانی اس کو ڈبوتا نہیں جس کی وجہ سے بڑے بڑے جہاز بنا کر لوگ پانی میں سفر کرتے ہیں اور جہاز بھی ایسے ایسے بڑے بڑے بناتے ہیں جیسے پہاڑ۔ جب یہ جہاز پانی میں چلتے ہیں تو ہوائیں چلتی ہیں یا ہوائیں ان جہازوں کو جلدی لے جاتی ہیں یا آج کل اسٹیم سے چلتے ہیں جس کو بھاپ کہتے ہیں۔ بہرحال اگر وہ چاہے تو ہوا کو روک دے اور اسٹیم کی طاقت کو سلب کرلے اور بھاپ کو بیکار کردے پھر یہ جہاز جانے چلنے کے سطح سمندر پر کھڑے رہ جائیں اس میں ہر صابر اور ہر شاکر کیلئے نشانیاں ہیں اور توحید الٰہی کے دلائل ہیں صابر اور شاکر سے مومن مراد ہیں کیونکہ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے سبق حاصل کرتے ہیں یا یہ کہ ان جہازوں کو بالکل تباہ کردے اور بیٹھنے والے اپنے گناہوں کی وجہ سے غرق کردیئے جائیں اور بہتوں کو معاف فرمادے اور اس وقت غرق نہ کرے ان کو پھر کسی اور سفر میں غرق کرے یا آخرت میں عذاب کرے یا خشکی میں کسی اور عذاب سے ہلاک کرے جیسا کہ بنی اسرائیل میں گزر چکا ہے اور ہماری نشانیوں اور ہماری قدرتوں میں بلاوجہ جھگڑنے والوں کو یہ معلوم ہوجائے کہ ان کو کہیں بچ کر نکلنے کی شکل نہیں ہے اور کہیں بھاگنے کا موقعہ نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو لوگ ہر چیز کو اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اس وقت عاجز ہوجائیں گے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جن لوگوں کو اپنی تدبیر پر ناز ہے وہ عاجز ہوجائیں اور ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہو جیسا کہ ہم اس ترقی یافتہ دور میں بھی روزمرہ دیکھتے اور سنتے رہتے ہیں (٣٥) سو تم لوگوں کو جو کچھ دیا گیا وہ محض دنیوی زندگی کیلئے برتنا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے اور باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں ف یعنی تم کو جو کچھ عطا ہوا ہے وہ عارضی زندگی کا عارضی سامان ہے اور اللہ رب العزت کے ہاں جو سامان اہل ایمان اور اہل توکل کو ملنے والا ہے وہ ہر اعتبار سے بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اوپر دنیا کی کھیتی اور آخرت کی کھیتی کا ذکر آیا تھا یہ اسی کا شاید تتمہ ہو۔ دنیوی مال و متاع کی اور یہاں کے فوائد جس میں مومن اور منکر دونوں برابر ہیں بلکہ منکر کچھ زائد ہیں اس کی تفصیل ظاہر کی کہ یہاں کی نعمتوں کا کوئی اعتبار نہیں آخرت کی نعمتیں بہتر بھی ہیں اور پائیدار بھی (٣٦) اور وہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے اور اجتناب کرتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو قصوروار کو معاف کردیتے ہیں ف کبائر الاثم سے حضرت ابن عباس نے شرک مراد لیا اور جس میں برائی ہو وہ فاحشہ ہے جیسے زنا۔ اور مقاتل نے فرمایا بے حیائی اور فواحش وہ گناہ ہیں جن پر شریعت نے حد مقرر فرمائی ہے اور جب اُن کو غصہ آتا ہے تو غضب کی حالت میں معاف کردیا کرتے ہیں یعنی اپنے ذاتی معاملات میں اور دنیوی قصوں میں انتقام کی خواہش نہیں کرتے بلکہ عفو اور درگزر کردیا کرتے ہیں (٣٧) اور وہ اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور جو

رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ

کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔ بیشک اس میں ہر صبر کرنیوالے اور شکر ادا کرنے والے کے لیے بڑی

شَكُورٍ ﴿٣٣﴾ أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾ وَ

نشانیاں ہیں۔ یا اگر چاہے تو اہل جہاز کے اعمال کی وجہ سے ان جہازوں کو تباہ کردے اور بہت سے آدمیوں کو معاف فرمادے اور

يَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ

وہ لوگ جو ہماری نشانیوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں ان کو یہ بات معلوم ہوجائے کہ ان کیلئے کہیں بھاگنے کی

مَحِيصٍ ﴿٣٥﴾ فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ

جگہ نہیں۔ سو تم لوگوں کو جو کچھ دیا گیا ہے تو وہ محض دُنیوی زندگی کے برتنے کے لیے ہے

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس سے کہیں بہتر اور باقی رہنے والا ہے وہ ان لوگوں کیلئے ہے جو ایمان لائے اور وہ اپنے پروردگار

يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾ وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَ

پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور وہ کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کے کاموں سے اجتناب

الْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِينَ

کرتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو وہ قصوروار کو معاف کردیتے ہیں۔ اور وہ

اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ

اپنے رب کا حکم مانتے اور نماز کی پابندی کرتے ہیں اور اُن کا ہر کام آپس کے مشورے سے

بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ

ہوتا ہے اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے وہ اس میں سے خیرات کرتے ہیں۔ اور وہ ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم

الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ

ہوتا ہے تو وہ مناسب بدلا لیتے ہیں۔ اور بُرائی کی پاداش اسی بُرائی کی

مِثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ

مثل ہے پھر جو شخص درگذر کرے اور باہم صلح و صفائی کرلے تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک

کچھ ہم نے ان کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں ف یعنی اپنے پروردگار کا جو حکم ہوا اس کو قبول کرتے ہیں جیسے مدینے کے انصار۔ اور نماز کے پابند رہتے ہیں اور ہر اہم کام میں آپس میں مشورہ کرنیکے بعد کرتے ہیں اور جو روزی ہم نے ان کو دی ہے اس کو خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں حضرت حسن بصری کا مشہور قول ہے کہ جس قوم نے باہم مشورے سے کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ مرفوعاً فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ بعض دفعہ ہم کو ایسے امور اور حوادثات پیش آتے ہیں کہ قرآن میں ان کے متعلق کوئی حکم نہیں ہوتا آپ نے فرمایا جب کوئی ایسا حادثہ پیش آئے تو میری اُمت میں سے عبادت گزار لوگوں کو جمع کرکے مشورہ کرلینا اور اس مشورے پر عمل کرلینا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً ایسا ہی منقول ہے۔ کہ اہل عقل سے مشورہ کرلیا کرو تم راہ پاؤگے اور مشورے سے جو بات طے ہوجائے اس کی مخالفت نہ کرو ورنہ ندامت اٹھاؤگے۔ خرچ کرنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طاعت میں خرچ کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مشورے سے کام کرنا پسند ہے (باقی صفحہ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ... دین کا ہو یا دنیا کا) (۳۸) اور وہ ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم ہوتا ہے اور ان پر چڑھائی ہوتی ہے تو وہ مناسب بدلا لیتے ہیں ۞ یعنی دین کے بارے میں اگر کوئی زیادتی کرتا ہے تو مناسب یعنی برابر کا بدلا لیتے ہیں۔ اوپر کی آیت میں درگزر کرنے پر تعریف تھی یہاں انتقام پر ان کی مدح فرمائی یعنی اپنے حق میں درگزر اور عفو کا شیوہ رکھتے ہیں لیکن دین کے بارے میں سخت گیر اور منتقم ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کافروں سے جہاد کرتے ہیں ۱۲ بعض حضرات نے فرمایا مراد یہ ہے کہ اگر کسی کمزور پر کوئی ظلم کرے تو قبیلے کے بزرگ جمع ہو کر ظالم سے بدلا لیں (۳۹) اور برائی کی پاداش اسی برائی کی مثل ہے پھر جو شخص درگزر کرے اور باہم صلح و صفائی کر لے اور قضیے کو رو باصلاح لے آئے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا ۞ یہاں سے انتقام اور بدلے کا ایک ضابطہ بیان فرمایا کہ برائی کرنیوالوں کو اتنی ہی برائی پہونچاؤ جتنی اس نے برائی کی ہے انتقام میں زیادتی نہ ہونے پائے اور سیئہ کے مقابلے میں جو انتقامی کارروائی کی گئی اس کو بھی سیئہ فرمایا حالانکہ پہلی سیئہ تو حقیقت میں سیئہ ہے لیکن جواباً جو عمل ہو وہ سیئہ نہیں بلکہ وہ تو آئندہ کی روک تھام کی غرض سے کیا گیا ہے تو اسکی وجہ شاید یہ ہو جیسا کہ علما نے کہا ہے کہ چونکہ یہ سیئہ کا بدلا ہے اسلئے اسکو سیئہ فرمایا۔ یا اس لئے کہ یہ دوسرا فعل پہلے فعل کے مشابہ اور اسکی مثل ہے اس لئے اس کو سیئہ فرمایا۔ یا اس لئے کہ بہر حال اس سے بد دلی ہوتی ہے اگر اس سے پہلے سیئہ نہ ہو چکی ہوتی تو یہ یقینی سیئہ تھی۔ یا شاید اس لئے جوابی کارروائی کو سیئہ فرمایا کہ ہر حال میں معاف کر دینا بہتر اور مستحب ہے، مقاتل نے کہا مراد اس سے قصاص لینا ہے زخم پہونچانے میں اور خون کرنے میں مجاہد اور سُدی کا قول ہے کہ اس سے مراد قبیح کا جواب قبیح سے دینا ہے۔ یعنی جو تجھ کو برا کہے تو تو بھی اس کو برا کہہ سکتا ہے ابن عیینہ کہتے ہیں میں نے سفیان ثوری سے اس کا مطلب دریافت کیا لیکن میں ان کے جواب سے مطمئن نہ ہوا تو میں نے ہشام بن حجیرہ سے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا یہ زخمی کرنیوالوں کے حق میں ہے اگر کوئی تجھ کو زخم پہونچائے تو تو بھی اس کو زخم پہنچا سکتا ہے۔ اور یہ مراد نہیں کہ کوئی تجھے کو برا کہے تو تو بھی اسکو برا کہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر وہ فعل فی نفسہ شرعاً حرام ہے تو اس کے جواب میں حرام کرنے کی اجازت نہیں۔ آگے معافی کا ذکر فرمایا کہ باوجود اجازت انتقام کے بھی کوئی شخص معاف کر دے اور آپس میں صلح کرے اور اصلاح کرے تو ایسے شخص کا اجر اور ثواب اللہ تعالیٰ پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ظلم کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔ ابن زید نے کہا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں ایک وہ جو بالکل معاف کر دیتے ہیں اور غصے کو پی جاتے ہیں دوسرے وہ جو انتقام لیتے ہیں اور برابر سرابر بدلا لیا کرتے ہیں پھر بھی معافی اور باہمی اصلاح کو ترجیح ہے (۴۰) تفسیر صفحہ ہذا۔ اور جو اپنے پر ظلم کئے جانے کے بعد مناسب بدلا لے لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ۞ یعنی جب برابر سرابر بدلا لینے کی اجازت ہے تو بدلا لینے والوں پر کوئی الزام نہیں بشرطیکہ مثل سے زیادتی نہ ہو اور بجائے معاف کر دینے سے ثواب کا وعدہ ہے (۴۱) الزام تو صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق شرارت کرتے پھرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی تکبر اور فساد برپا کرنے کے درپے رہتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کیلئے دردناک عذاب ہے ۞ ظلم کرتے ہیں یعنی ابتداءً ظلم کرتے ہیں یا انتقام میں مثلیت کو چھوڑ کر حد سے بڑھ جاتے ہیں اور جن کا قصد ہی فتنہ و فساد کو پھیلانا اور تکبر کرنا اور دھوم مچانا ہے تو ان کیلئے دردناک سزا اور دردناک عذاب کی وعید ہے آگے پھر عزیمت کا مرتبہ بیان فرماتے ہیں۔ یہاں تک قانون کا اعتدال اور توسط مذکور تھا آگے عالی حوصلگی اور مراتب کی بلندگی مذکور ہے (۴۲) اور بلاشبہ جو شخص صبر کرے اور معاف کرے اور بخش دے تو یقین جانو یہ کام بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہیں ۞ یعنی باوجود اس کے کہ قانون میں انتقام بالمثل کی اجازت ہے پھر بھی کوئی ظلم پر صبر کر لے اور ظالم کو معاف کر دے تو یہ بڑی ہمت والوں کا کام ہے۔ یعنی بدلے کی رخصت ہے اور صبر اور بخشش عزیمت ہے (۴۳) اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ راہ نہ دے اور گمراہ رکھے تو اللہ تعالیٰ کے بعد اس شخص کا کوئی چارہ ساز اور کارساز نہیں اور کام بنانیوالا نہیں چنانچہ اے پیغمبر آپ ظالموں کو دیکھیں گے کہ جس وقت وہ عذاب کا معائنہ کریں گے اور جس وقت عذاب کو دیکھیں گے تو یوں کہیں گے کیا یہاں سے واپس ہو جانے اور لوٹ جانے کی بھی کوئی راہ اور کوئی سبیل ہے ۞ یعنی اللہ تعالیٰ ہی جس کی رہنمائی نہ فرمائے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی سرپرست اور کارساز نہیں اور جس وقت یہ دین حق (باقی صفحہ ... پر)

لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ

اللہ ظلم کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو اپنے پر ظلم کے کئے جانے کے بعد مناسب بدلا لے لے تو ایسے

مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ

لوگوں پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو بس صرف ان لوگوں پر ہے

يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ

جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق شرارت

الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَ

کرتے پھرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور بیشک جو شخص صبر کرے اور

غَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾ وَمَنْ يُّضْلِلِ

معاف کر دے تو یقین جانو کہ یہ کام بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہیں۔ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ

تو اس کے بعد اس شخص کا کوئی چارہ ساز نہیں اور اے پیغمبر آپ ظالموں کو دیکھیں گے

لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ

کہ جس وقت وہ عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو یوں کہیں گے کیا یہاں سے واپس ہو جانے کی

سَبِيْلٍ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ

کوئی صورت ہے۔ اور آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ آگ کے روبرو اس حال سے لائے جائیں گے کہ ذلت کے

الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ

جھکے ہوئے ہوں گے اور خفیہ خفیہ گوشۂ چشم سے آگ کو دیکھتے ہوں گے اور اس وقت اہل ایمان

اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ

کہیں گے حقیقی زیاں کار وہی لوگ ہیں جو آج قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے متعلقین کو

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾

نقصان میں ڈال بیٹھے آگاہ رہو کہ ظلم کرنے والے دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے

ع ۱۴ / ۵

Marfat.com

بقیہ صفحہ (۷۷۸) کے منکر عذاب کو دیکھیں گے تو آپ ان مشرکوں کو دیکھیں گے کہ یوں کہیں گے کہ یہاں سے واپس لوٹ جانیکا بھی کوئی طریق ہے (۴۴) اور آپ انکو دیکھیں گے کہ وہ آگ کے سامنے اس حال میں لائے جائیں گے اور جہنم کے روبرو پیش کئے جائیں گے تو ان کی حالت یہ ہوگی کہ آپ ان کو دیکھیں گے مارے ذلت کے جھکے ہوئے ہوں گے اور خفیہ خفیہ گوشہ چشم نیم کشادہ سے آگ کو دیکھتے ہوں گے اور اس وقت اہل ایمان کہیں گے کہ حقیقی زیاں کار اور نقصان اٹھانیوالے وہی لوگ ہیں جو آج قیامت کے دن اپنی جانوں کو اور اپنے متعلقین کو خسارے میں اور نقصان میں ڈال بیٹھے آگاہ رہو بلاشبہ ظلم کرنیوالے دائمی عذاب میں مبتلا رہیں گے :: پیغمبر علیہ السلام کو خطاب فرماتے ہوئے گمراہ لوگوں کے اس منظر پر توجہ دلائی ہے جو قیامت میں پیش آنیوالا ہے۔ اوپر کی آیتوں میں ہدایت یافتہ حضرات کے اجر و ثواب کا ذکر تھا اور من یضلل اللہ سے دین حق کے منکروں کا ذکر شروع ہوا پہلے تو عذاب کو دیکھ کر واپس آنے اور دنیا میں دوبارہ آنے کی راہ تلاش کریں گے. پھر جب جہنم کے روبرو لائے جائیں گے تو ان کی حالت یہ ہوگی کہ ذلت و

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۗ وَ
اور وہاں ان کے کوئی حمایتی نہ ہوں گے جو خدا کے سوا ان کی مدد کرسکیں اور
مَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن سَبِيلٍ ﴿۴۶﴾ اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُم
جس کی خدا تعالیٰ رہنمائی نہ فرمائے اسکے لئے کہیں کوئی راہ نہیں۔ تم لوگ اپنے رب کا حکم مان لو قبل اسکے کہ تم پر خدا کی طرف سے
مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُم
وہ دن آجائے جو واپس ہونے والا نہیں اس دن تمہارے لئے نہ کوئی
مِّن مَّلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ ﴿۴۷﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا
پناہ گاہ ہوگی اور نہ تمہارے لئے کوئی انکار کی گنجائش ہوگی۔ پھر اگر یہ لوگ اس پر بھی روگردانی کریں
فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ
تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا ہے بس آپ کے ذمہ تو صرف پہونچا دینا ہے
وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن
اور ہم جب انسان کو کچھ اپنی رحمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر اترا جاتا ہے اور اگر
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ
لوگوں کو اپنے ان اعمال کے باعث جو وہ اپنے ہاتھوں پہلے کر چکے ہیں کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے تو انسان ناشکری کرنے لگتا ہے
كَفُورٌ ﴿۴۸﴾ لِّلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ
بیشک انسان بڑا ہی ناسپاس ہے۔ آسمانوں میں اور زمین میں اللہ ہی کی سلطنت ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے
يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ ﴿۴۹﴾
جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے
أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ
یا جس کے لئے چاہتا ہے ان بیٹوں اور بیٹیوں کو جمع کر دیتا ہے اور وہ جسکو چاہے بے اولاد رکھتا ہے
إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿۵۰﴾ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ
بیشک وہ بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے۔ اور کسی بشر کیلئے یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اس سے کلام کرے

رسوائی کی وجہ سے جھکے ہوئے ہوں گے عاجزی کرتے ہونگے اور آگ کو کنکھیوں سے دیکھتے ہوں گے جیسے خوف کے وقت آدمی خوف کی چیز کو دیکھتا ہو اس وقت اہل ایمان اپنی نجات اور بچنے پر یہ الفاظ کہیں گے کہ آج قیامت کے دن حقیقی زیاں کار اور نقصان میں وہی لوگ ہیں جو اپنی جان کو نقصان میں ڈال بیٹھے اور نہ صرف اپنی جان کو بلکہ اپنے ساتھ اپنے متعلقین یعنی بیوی بچوں کو بھی اور اپنے قرابت داروں کو نقصان میں ڈال دیا. کیونکہ ان کا ظلم اور ان کا کفر دوسروں کیلئے بھی ایمان لانے اور ہدایت قبول کرنے سے مانع ہوا۔ آخر میں حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ سن لو یہ مشرک۔ ظالم۔ دین حق کے منکر دائمی طور پر عذاب میں رہیں گے اور جہنم سے نکلنا نصیب نہ ہوگا (۴۵) تفسیر صفحہ ہذا: اور ان ظالموں کیلئے وہاں کوئی حمایتی اور مددگار نہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے سوا انکی مدد کرسکیں اور جس بدنصیب کی اللہ تعالیٰ رہنمائی نہ فرمائے اس کی نجات کیلئے کوئی راستہ نہیں :: یعنی وہاں ان مشرکوں کے حمایتی بھی نہ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ سے الگ اور جدا ہو کر ان کی مدد کرسکیں اور جس بدنصیب کی حضرت حق جل مجدہٗ کی جانب سے رہنمائی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو راہ نہ دے تو اس کو کہیں راہ نہیں یعنی دنیا میں راہِ حق نہ ملے اور آخرت میں نجات یا جنت کا راستہ نہ ملے. عذاب کی وعید سنانے کے بعد عام دعوت کا اعلان فرمایا (۴۶) تم لوگ اپنے پروردگار کا حکم مان لو اور اس کا حکم قبول کرلو اس دن کے آنے سے پہلے کہ جسکو اللہ تعالیٰ کیطرف سے واپس ہونا اور پھرنا نہیں اس دن تمہارے لئے نہ کوئی پناہ گاہ اور بچاؤ کی جگہ ہوگی اور نہ تمہارے لئے انکار کی کوئی گنجائش ہوگی :: یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کو مان لو اور قبول کرلو اس دن کے آنے سے پہلے یعنی قیامت کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے آنے پیچھے واپسی نہیں وہ دن ایسا ہے کہ جس دن نہ کہیں بھاگ کر پناہ لے سکو گے نہ اپنے برے اعمال سے انکار ہی کرسکو گے یا نکیر کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر کوئی انکار کرنیوالا بھی نہ ہوگا جو یہ پوچھ سکے کہ ایسا کیوں کیا گیا من اللہ کو بعض لوگوں نے یاتی کیساتھ اور بعض نے لا مرد لہ کیساتھ متعلق کیا ہے ہم نے ایک قول تیسیر میں اور دوسرا قول ترجمہ میں اختیار کرلیا ہے آگے اپنے پیغمبر کو تسلی دیتے ہیں (۴۸) پھر اگر یہ لوگ اس پر بھی روگردانی اور اعراض کریں تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا آپکے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور جب ہم انسان کو اپنی رحمت کا کچھ مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس پر خوش ہو جاتا ہے اور اس پر اترا جاتا ہے اور اگر لوگوں کو اپنے ان اعمال کے باعث جو ان کے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے تو ناشکری کرنے لگتا ہے بیشک انسان بڑا ہی ناسپاس ہے :: یعنی اس وعید کو سن لینے اور جہنم کے واقعات معلوم ہو جانیکے بعد بھی ان کے رویے میں تبدیلی نہ ہو اور یہ اپنی جگہ جمے رہیں اور دین حق سے روگردانی اور قرآن سے اعراض کرتے رہیں تو آپ غمگین اور پریشان نہ ہوں کیونکہ آپ ان کے اعمال پر نگہبان یا نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے نہ آپ سے کوئی بازپرس ہوگی کہ انھوں نے شرک اور کفر کیوں کیا آپکے ذمے تو صرف احکام الٰہی کا پہنچا دینا تھا سو آپنے پہنچا دیا اور انسان سے مراد یہی منکر لوگ ہیں کہ ان کی حالت یہ ہے کہ حق تعالیٰ اگر ان کو اپنی مہربانی سے نوازتے ہیں اور ان کو اپنی مہر کا مزہ چکھاتے ہیں تو یہ لوگ اترا جاتے ہیں اور ریا و بطر۔ تکبر و غرور کرنے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو اپنی خوش تدبیری اور ہنرمندی پر محمول کرتے ہیں اور اگر اس کمائی کے بدلے میں جو ان کے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں ان پر کوئی مصیبت آجائے مثلاً مرض قحط اور (باقی ص ۷۸۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۷۹) تنگدستی وغیرہ تو انسان ناشکری اور ناسپاسی کرنے لگتا ہے جیسا کہ عام طور سے منکروں کو دیکھا جاتا ہے نعمت ملے مثلاً خوش حالی صحت ۔ عزت ۔ حکومت وغیرہ تو شکر نہ کریں اور کوئی دکھ تکلیف آجائے تو صبر نہ کریں۔ اسی لئے آخر میں فرمایا کہ انسان بڑا ہی ناسپاس ہے یہی جملہ ان تصبھم کی جزا کا قائم مقام ہے۔ قرآن میں ان تصبھم کی جزا علیحدہ مذکور نہیں ہے مگر ہم نے ترجمہ میں جزا کو ظاہر کر دیا ہے اور آخری جملے کا ترجمہ بھی کر دیا ہے۔ بڑا ناشکرا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر سمجھتا ہے ۔ کفران نعمت یا کفر باللہ کرتا ہے آگے پھر توحید کا بیان فرمایا (۴۸) آسمانوں میں اور زمین میں اللہ تعالیٰ ہی کی سلطنت اور اسی کا راج ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے اور عطا کرتا ہے (۴۹) یا جس کے لئے چاہتا ہے ان لڑکوں اور لڑکیوں کو جمع کر دیتا ہے یعنی دونوں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بے اولاد کر دیتا ہے بلا شبہ وہ بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے ۔ یعنی آسمان و زمین میں ہر قسم کا تصرف اس کو حاصل ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے انسان کی تخلیق پر اسکو پورا اختیار ہے اولاد کے بارے میں چار صورتیں ہو سکتی ہیں یا فقط بیٹے یا فقط بیٹیاں

إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ

الا یہ کہ یا تو الہام کے ذریعہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے کہ جو پیغام خدا کو منظور ہو وہ فرشتہ

بِإِذْنِهِ مَا يَشَآءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾ وَكَذَٰلِكَ

خدا کے حکم سے پہونچا دے بیشک وہ بڑا عالیشان اور کمال حکمت کا مالک ہے - اور اسی طرح

أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي

اے پیغمبر ہم نے قرآن کو جو ہمارا حکم ہے آپ کی جانب بھیجا ہے آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ

مَا الْكِتَٰبُ وَلَا الْإِيمَٰنُ وَلَٰكِن جَعَلْنَٰهُ نُورًا

کتاب کیا چیز ہے اور نہ آپ یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا ہے لیکن ہم نے قرآن کو ایک ایسا نور بنایا ہے

نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِيٓ

کہ اسکے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ آپ لوگوں کو

إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾ صِرَٰطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي

سیدھا راستہ بتاتے ہیں - جو اس خدا کا راستہ ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے

السَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَآ إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿٥٣﴾ ع

اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے آگاہ رہو تمام کام اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے

سُورَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَثَمَانُونَ آيَةً وَسَبْعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ زخرف مکی ہے اور یہ نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتَٰبِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّا جَعَلْنَٰهُ قُرْءَٰنًا عَرَبِيًّا

حٰمٓ - قسم ہے اس واضح کتاب کی - ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن رکھا ہے

لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٣﴾ وَإِنَّهُ فِيٓ أُمِّ الْكِتَٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ

تا کہ تم سمجھ سکو - اور یقیناً وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑی بلند مرتبہ اور

یا دونوں یعنی بیٹے بھی اور بیٹیاں ۔ یا دونوں نہیں ان چاروں پر اپنے اختیار کا اظہار فرمایا۔ چاہتا ہے جس کو جو کچھ دیتا ہے۔ لڑکیوں کو مقدم فرمایا چونکہ انسان بیٹیوں کو نہیں چاہتا تو بیٹیاں اہم ہیں اور اہم واجب التقدیم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات عورت کی برکت سے ہے کہ وہ پہلے بیٹی جنے یعنی اگر عورت کے ہاں پہلوٹھی کی بیٹی ہو تو عورت کی برکت ہے۔ پھر بیٹوں کو فرمایا کہ چاہے تو بیٹے ہی بیٹے دے ۔ اور چاہے تو دونوں عطا فرمائے خواہ جوڑواں دے خواہ جدا جدا عطا فرمائے بہرحال ملواں جُلواں ہوں اور چاہے تو کچھ بھی نہ دے عقیم جس طرح عورت پر بولا جاتا ہے اسی طرح بے اولاد مرد کو بھی عقیم کہتے ہیں۔ علیم قدیر سے اپنی مصلحت اور قدرت کی جانب اشارہ فرمایا کہ جو ہماری مصلحت ہوتی ہے ہم اس کے موافق کرتے ہیں۔ آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق و توثیق فرمائی نیز کفار کے بعض اعتراضات کا جواب بھی ہے (۵۰) اور کسی بشر کیلئے یہ ممکن نہیں اور کسی بشر کی یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے مگر یہ کہ یا تو الہام اور اشارے کے ذریعہ سے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیجے کہ وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے وہ پیغام پہونچا دیتا ہے بلا شبہ وہ بڑا عالیشان بڑی حکمت والا ہے (بقیہ تفسیر صفحہ ہذا) بعض کفار کہا کرتے تھے کہ اگر یہ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ خود ہم سے کہے کہ یہ ہمارے رسول ہیں اور کبھی ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کے روبرو آنے اور اس سے کلام کرنے اور فرشتوں کے سامنے آنے کی خواہش کیا کرتے تھے جیسا کہ انیسویں پارے میں گزر چکا ہے ۔ اسی پر یہ بات فرمائی کہ کسی بشر کی یہ طاقت نہیں کہ اس سے موجودہ حالت میں کلام کرے یعنی دنیا میں بات چیت کرے مگر ہاں اس کے کلام کرنے کے تین طریقے ہیں ۔ یا تو اشارے سے کوئی بات فرمائے اشارے سے مراد ہے الہام یا خواب ۔ خواب میں کوئی چیز دکھا دی جائے یا قلب میں کوئی بات ڈال دی جائے جیسا حدیث میں نفث فی روعی آتا ہے یا حضرت ابراہیم نے فرمایا تھا انی اریٰ فی المنام ۔ ایک طریقہ تو یہ ہوا ۔ دوسرا طریقہ یہ فرمایا کہ پردے کے پیچھے سے یعنی آواز سنائی دے لیکن کوئی چیز نظر نہ آئے ۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو کلام ہوا تیسرا طریقہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی پیغام فرشتہ لیکر آئے اور اس کے حکم سے وہ پیغام پہونچا دے موجودہ حالت میں اللہ تعالیٰ کا کسی بشر سے کلام کرنا ان تین طریقوں سے ہی ہو سکتا ہے ان کے علاوہ ممکن نہیں من وراء حجاب کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ پردے میں ہوتا ہے بلکہ خود بات کرنیوالا پردے میں ہوتا ہے یعنی بات کرنیوالے کے ادراک کا ضعف اس کیلئے پردہ بن جاتا ہے اور حدیث میں جو فاذا انا بربی تبارک و تعالیٰ آتا ہے وہاں بھی نورانی حجاب کے ساتھ گفتگو ہے ۔ موجودہ جسد عنصری اور قوائے بشری حضرت حق تعالیٰ کا معائنہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے ۔ پہلا طریقہ جو اشارے اور الہام کا فرمایا وہ ظاہر ہے کہ اگر نبی ہو خواہ یقظہ میں خواہ منام میں تو وہ بمنزلہ وحی کے ہے اور اگر غیر نبی کو ہو یعنی ولی کو تو وہ ظنی ہے قطعی نہیں ۔ یہ منکر چونکہ کفر میں مبتلا ہیں اسلئے ان کیلئے پہلی صورت بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ اس کے اہل ہی نہیں ۔ بہرحال دنیا میں حضرت حق تعالیٰ کے کلام فرمانے کے یہ تین طریقے ہیں جو آیت میں مذکور ہوئے اور ان لوگوں کو ناامید کر دیا گیا جو بڑھ بڑھ کر حضرت حق تعالیٰ کو دیکھنا اور اس سے کلام کرنا چاہتے تھے (۵۱) (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

پھر بھلا کیا اس وجہ سے کہ تم حد سے نکل جانیوالے لوگ ہو ہم اس قرآن کا رخ تم سے پھیر دیں گے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس سبب سے کہ تم نہیں مانتے کیا بھیجنا موقوف رکھیں گے حکم کا ؟
خلاصہ یہ کہ تم لوگ چونکہ اطاعت اور فرماں برداری کی حدود سے نکل جانیوالے ہو تو ہم قرآن کے نزول کو بند کر دیں گے اور ایک حق بات کو کہنا چھوڑ دیں گے اگر ایک خاص طبقہ اپنی ہٹ دھرمی کے باعث نہ
مانے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ دوسرے بھی عام فیض سے محروم رکھے جائیں۔ تمہاری مخالفت سے قرآن کا نزول بند نہیں ہوگا۔ چونکہ اس میں تمام مخلوق کیلئے رشد و ہدایت ہے اسلئے یہ نازل ہوکر رہے گا اور
چند سر پھروں کی وجہ سے ہم عام مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی سے دست کش نہیں ہوں گے (۵) اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیج چکے ہیں ؛ یعنی باوجود لوگوں کی مخالفت اور تکذیب کے ہم نے نبیوں کا سلسلہ
منقطع نہیں کیا اسی طرح ان لوگوں کی مخالفت کے باوجود قرآن جو ایک نصیحت اور ذکر کی کتاب ہے اس کے نزول کا سلسلہ بند نہیں ہوگا (۶) اور کبھی کوئی نبی ان کے پاس نہیں مگر یہ کہ وہ اس کے ساتھ ہنسی کرتے تھے اور اس کا
مذاق ہی اڑایا کرتے تھے ؛ یعنی اے پیغمبر جو سلوک لوگ آپ کے

حَكِيمٌ ﴿٤﴾ أَفَنَضْرِبُ عَنكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَن كُنتُمْ قَوْمًا
پر از حکمت کتاب ہے۔ بھلا کیا اس وجہ سے کہ تم حد سے نکل جانیوالے لوگ ہو ہم اس نصیحت یعنی قرآن کا رخ
مُّسْرِفِينَ ﴿٥﴾ وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِن نَّبِيٍّ فِي الْأَوَّلِينَ ﴿٦﴾
تم سے پھیر دیں گے۔ اور ہم پہلے لوگوں میں بہت سے نبی بھیج چکے ہیں
وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٧﴾
اور کبھی کوئی نبی ان لوگوں کے پاس نہیں آیا مگر یہ کہ انھوں نے اس کا مذاق ہی اڑایا۔
فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُم بَطْشًا وَمَضَىٰ مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ﴿٨﴾
پھر آخر کار ہم نے ان اگلے لوگوں کو جو موجودہ کفار قریش سے زیادہ زور آور تھے تباہ و برباد کر ڈالا اور پہلوں کی یہ حالت گزر چکی ہے
وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ
اور اے پیغمبر اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے
لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٩﴾ الَّذِي جَعَلَ
تو وہ یقیناً یہی جواب دیں گے کہ ان کو اس زبردست اور جاننے والے نے پیدا کیا ہے۔ وہی ہے جس نے
لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ
تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس نے زمین میں تمہارے لیے راستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود تک
تَهْتَدُونَ ﴿١٠﴾ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ
پہونچ سکو۔ اور جس نے آسمان سے ایک خاص انداز کے ساتھ پانی برسایا
فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ﴿١١﴾ وَالَّذِي
پھر ہم نے اس پانی سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا اسی طرح تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ اور جس نے
خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَ
تمام چیزوں کی مختلف قسمیں بنائیں اور تمہارے لیے وہ کشتیاں اور
الْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ
چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ تم ان کشتیوں اور چوپایوں کی پیٹھ پر خوب جم کر بیٹھو پھر

ساتھ کر رہے ہیں سابقہ کفار کا بھی یہی دستور رہا ہے کہ کوئی نبی ان کے پاس ایسا نہیں آیا جس کے ساتھ انہوں نے استہزا اور مذاق نہ کیا ہو (۷) پھر آخر کار ہم نے ان اگلے لوگوں کو جو ان کفار قریش سے زیادہ زور آور اور قوی تھے ہلاک کر ڈالا اور تباہ و برباد کر دیا اور پہلوں کی یہ حالت گزر چکی ہے ؛ یعنی ہم نے ان کو باوجود زور آور ہونے کے تباہ کر دیا اور کفار عرب تو اتنے زور آور بھی نہیں پھر ان کی ہلاکت اور ان کو تباہ کرنا کیا دشوار ہے اور پہلے لوگوں کی یہ حقیقت ہوتی چلی آئی ہے کہ حد سے گزر جانے پر ان کو ہلاک کیا جاتا رہا ہے۔ ان آیتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے اور کفار کیلئے ترہیب ہے کہ وہ قرآن کی مخالفت سے باز آجائیں آگے توحید کے دلائل مذکور ہیں (۸) اور اے پیغمبر اگر آپ ان منکرین سے دریافت کریں کہ آسمانوں کو اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ یقیناً یہی جواب دیں گے کہ ان کو اس کمال قوت اور کمال علم کے مالک نے پیدا کیا ہے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کی خالقیت کے منفرد ہونیکے یہ بھی قائل ہیں مگر اپنی ضد میں اتنی بات نہیں سمجھتے کہ انفراد فی الخالقیت مستلزم ہے انفراد فی الالوہیت کو یہ لوگ اسکو خالقیت میں یکتا مانتے ہیں لیکن پھر اس کیساتھ شرک کرتے ہیں اگر آپ ان سے سوال کریں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا اور کس نے پیدا کیا تو یہ ضرور جواب دیں گے کہ ان کو اس نے پیدا کیا جو اپنی قوت و طاقت اور اپنے غلبہ میں بڑا زبردست ہے اور اسی طرح اپنے علم میں پورا کمال رکھتا ہے کیونکہ یہ نظام شمسی بغیر طاقت اور بغیر علم کے چل ہی نہیں سکتا تو ان کو بھی لامحالہ یہی جواب دینا پڑے گا تو اس جواب کے بعد قاعدے سے ان پر حجت قائم ہے اور ان کے شرک کے جواز کی کوئی صورت نہیں آگے حق تعالیٰ دوسر افعال اپنی قدرت کے بیان فرماتا ہے (۹) وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو فرش اور بچھونا بنایا اور اس نے زمین میں تمہارے لئے راستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو ؛ زمین کو پھیلانا اور فرش بنانا جس میں راستے اور پگڈنڈیاں قائم کرنا یہ اسی کا کام ہے تاکہ تم راہ پاؤ اور منزل مقصود تک پہونچ سکو۔ یہ ہر مسافر جانتا ہے کہ سفر طے کرنے اور منزل پر پہونچنے کے لئے۔ شاہراہ۔ سڑک اور پگڈنڈیاں کس قدر ضروری ہیں (۱۰) اور جس نے آسمان سے ایک خاص انداز کیساتھ پانی اتارا پھر ہم نے اس پانی کے ایک مرے ہوئے شہر اور مردہ دیس کو زندہ کر دیا یعنی

آبادی کی زرعی زمین جو خشک پڑی تھی اسکو زندہ کر دیا اور اسی طرح تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے ؛ آسمان سے پانی برساتا ہے ایک خاص انداز سے کیساتھ یعنی حسب ضرورت تاکہ لوگ کھیتی باڑی کر سکیں اور پانی
پینے کیلئے بھی کام میں لائیں، مری ہوئی زمین سے مراد خشک زمین جو بارش کے بعد کھیتی باڑی کے قابل ہو جاتی ہے اور ابھرنے لگتی ہے اسی طرح تم بھی نکالے جاؤ گے یعنی جس طرح مری ہوئی زمین زندہ ہو جاتی ہے اور
ہر قسم کی نباتات اس سے پیدا ہونے لگتی ہے اسی طرح تم بھی مرنے کے بعد اپنی قبروں سے نکل آؤ گے اور قیامت کے دن زمین میں سے اٹھ کھڑے ہو گے (۱۱) اور جس نے تمام چیزوں کی مختلف قسمیں بنائیں اور ہر چیز کے
جوڑے بنائے اور تمہارے لئے وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو ؛ یعنی حیوانات میں اور نباتات میں جوڑے یعنی اصناف اور ایک دوسرے کا جواب۔ اور کشتی اور بڑے چوپائے جو سواری کے کام آتے ہیں

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

مسخر کردیا اور ان چیزوں کو ہمارے بس میں دیدیا ورنہ ہم ایسے طاقتور نہ تھے کہ ان چیزوں کو اپنے بس میں لاسکتے (۱۳) اور بیشک ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں ؛؛ حضرت حق جل مجدہٗ نے دلائل توحید کے سلسلے میں ان احسانات کا تذکرہ فرمایا. ظاہر ہے کہ بحری اور بری سفروں کی سہولت اور آسانی کے لئے یہ چیزیں پیدا فرمائیں پھر ان چیزوں پر انسان کو قابو یافتہ فرمایا وہ کشتیاں ہوں یا چوپائے ہوں انسان سب پر حکمرانی کرتا ہے آخر میں آداب تعلیم فرمائے (تفسیر صفحہ ہذا) کہ جب کسی سواری پر بیٹھو تو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اپنے دل میں اعتراف کیا کرو اور قلب میں اس کی نعمت ہائے بے کراں کو محسوس کیا کرو اور زبان سے بھی اس کا اظہار کیا کرو سواری پر سوار ہوتے وقت مختلف دعائیں حدیث کی کتابوں میں منقول ہیں قرآن میں یہ الفاظ ہیں سبحٰن الذی سخر لنا ھٰذا وما کنا لہ مقرنین ۔ یہ واقعہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو پیدا نہ فرماتا تو کوئی اور پیدا کرنیوالا نہ تھا اور اگر وہ پیدا کرنیکے بعد ان کو انسان کے لئے مسخر نہ فرماتا تو ان کو قابو میں کرنا اور ان حیوانات کو اپنا قرین بنانا انسان کے بس کی بات نہ تھی۔ دعا میں اپنی عاجزی بے بسی اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اعتراف ہے اور ساتھ ہی سفر آخرت کا بھی اقرار ہے جو آخری اور حقیقی سفر ہے۔ آگے بندوں کی نافرمانی اور حضرت حق کی شان میں غلط الزامات اور ان کے جوابات مذکور ہیں. حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس سفر سے آخرت کا سفر یاد کرو حضرتؐ سوار ہوتے تو یہی تسبیح کہتے ۱۲ (۱۴) اور دین حق کے منکروں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض بندوں کو اس کا جز اور حصہ اور ٹکڑا بنا رکھا ہے۔ واقعی انسان کھلا ہوا ناسپاس اور ناشکر گزار ہے ؛؛ یعنی ایک طرف بندوں پر اسکے یہ احسانات اور دوسری طرف بندوں کی یہ جرأت اور دلیری کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بعض بندوں کو اللہ تعالیٰ کی اولاد اور اس کی بیٹیاں کہتے ہیں حالانکہ اولاد تو باپ کا حصہ اور جز ہوتی ہے یہ کتنی بڑی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ جو ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے یہ اس کا تجزیہ کرتے ہیں اور اس کو بانٹتے ہیں نعوذ باللہ من ذالك (۱۵) کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کردہ مخلوقات میں سے اپنے لئے بیٹیاں تجویز کیں اور تم کو بیٹوں کیساتھ مخصوص کیا؛ یعنی کیا تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں سے اپنے لئے بیٹیاں تجویز کیں اور تم کو بیٹوں کیلئے چن لیا اور مخصوص کردیا۔ یہ بہت ہی لغو بات ہے جو تم کہتے ہو اوّل تو اللہ تعالیٰ کیلئے اولاد کا قول بہت ہی نامناسب ہے کیونکہ اولاد جنسیت کو مستلزم ہے اور اللہ تعالیٰ کی کوئی جنس نہیں پھر اولاد میں سے بھی وہ ثابت کرتے ہو جو طبعاً ناقص ہے یعنی بیٹی اور خود اپنے لئے بیٹے چاہتے ہو خود تمہاری حالت یہ ہے (۱۶) حالانکہ جس کی مثال یہ اللہ تعالیٰ کے لئے بیان کرتے ہیں اور رحمان کیلئے جس چیز کا نام دھرتے ہیں، جب اس بیٹی کے ہونیکی ان میں سے کسی کو خوشخبری دیجاتی ہے تو تمام دن اس کا منہ سیاہ اور اداس رہتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے ؛؛ یعنی جو چیز یہ رحمان کیطرف منسوب کرتے ہیں جب وہی بیٹی کبھی انکے ہاں پیدا ہوجاتی ہے تو ان کی حالت بیٹی کی خبر سن کر یہ ہوتی ہے کہ ان کا چہرہ کالا ہوجاتا ہے اور دل میں گھٹتا رہتا ہے آگے اور لڑکیوں کی کمزوری اور ضعف کا حال بیان فرمایا (۱۷) کیا وہ جو زیور کی زیبائش اور آرائش میں پرورش پائے اور پروان چڑھے اور وہ جو جھگڑے اور مباحثے میں صاف طور سے اظہار مدعا نہ کرسکے یہ لوگ اس کو رحمان کی اولاد ٹھہراتے ہیں ؛؛ یعنی عادتاً لڑکی کی پرورش آرائش اور زیبائش میں ہوتی ہے ماں باپ زیور پہناتے ہیں اس کا بناؤ سنگھار کیا جاتا ہے پھر ضعف رائے اور قوت فکریہ کی کمزوری کا یہ عالم کہ بحث مباحثہ اور جھگڑے کے وقت اپنے مدعا کو صاف طور پر بیان بھی نہ کرسکے تم ایسی کمزور چیز کو خدا کی اولاد قرار دیتے ہو (۱۸) اور ان دین حق کے منکروں نے ان فرشتوں کو جو رحمان کے بندے ہیں عورتیں تجویز کر رکھا ہے. کیا یہ ان فرشتوں کی پیدائش کے وقت موجود تھے ان منکروں کی یہ شہادت لکھی جائے گی اور ان سے اس کی بازپرس کیجائے گی ؛؛ یعنی ان کی یہ بات ان کے نامہ اعمال میں درج کرلی جائے گی اور قیامت کے دن ان سے اس گواہی کی حقیقت پوچھی جائے گی مطلب یہ کہ ان کی اس لغو اور جھوٹی بات پر گرفت ہوگی حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ جو فرمایا بندے رحمان کے ہیں یعنی بیٹیاں نہیں اور معلوم ہوا کہ فرشتے اگرچہ نہ مرد نہ عورت پر بولی مردانی بولیں ۱۲ (۱۹) اور یہ منکر یوں کہتے ہیں کہ اگر رحمان چاہتا تو ہم ان فرشتوں کی پوجا نہ کرتے ان لوگوں کو اس بات کا کوئی صحیح علم نہیں یہ صرف اٹکل سے تخمینے کیا کرتے ہیں ؛؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ تو سچ ہے کہ بن چاہے خدا کے کوئی چیز نہیں پر اس کا بہتر ہونا نہیں نکلتا

(باقی صفحہ ۷۸۳ پر)

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا

جب اطمینان سے ان پر بیٹھ جاؤ تو اپنے رب کا احسان یاد کرو اور یوں کہو کہ

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَ

اس کی ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے لئے مسخر کردیا ورنہ ہم تو ایسے طاقتور نہ تھے کہ ان چیزوں کو اپنے بس میں کرسکتے اور

اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ

بیشک ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور ان لوگوں نے خدا کے بندوں میں سے بعض بندوں کو اس کا ایک جز یعنی اولاد بنا رکھا ہے

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ع اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ

واقعی انسان کھلا ناسپاس ہے۔ کیا خدا نے اپنی مخلوقات میں سے اپنے لئے بیٹیاں

بَنٰتٍ وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ

تجویز کیں اور تم کو بیٹوں کیساتھ مخصوص کیا۔ حالانکہ جس چیز کی مثال یہ رحمان کیلئے بیان کرتے ہیں جب اسی بیٹی کے

لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَوَمَنْ

ہونیکی ان میں سے کسی کو خبر دیجاتی ہے تو اس کا چہرہ کالا پڑجاتا ہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہتا ہے۔ کیا وہ

يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا

جو زیور کی زیبائش میں نشو و نما پائے اور جھگڑے کے وقت صاف طور پر اظہار مدعا نہ کرسکے۔ اور ان کافروں نے

الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا

ان فرشتوں کو جو رحمان کے بندے ہیں عورتیں تجویز کر رکھا ہے کیا یہ ان فرشتوں کی پیدائش کے وقت موجود تھے انکی یہ شہادت

خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ

لکھ لی جائے گی اور ان سے اسکی بازپرس کی جائے گی۔ اور یہ منکر یوں کہتے ہیں کہ اگر

شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ

رحمان چاہتا تو ہم ان فرشتوں کی پوجا نہ کرتے ان لوگوں کو اس بات کا کوئی صحیح

عِلْمٍ ق اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ ؕ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ

علم نہیں ہے یہ صرف اٹکل سے تخمینے کیا کرتے ہیں. کیا ہم نے ان مشرکوں کو اس قرآن سے پہلے

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۸۲) اُسی نے قوت بھی پیدا کیا یعنی اشیائے خوردنی اور زہر بھی زہر کون کھاتا ہے ؛ خلاصہ یہ کہ کفار کا یہ قاعدہ رہا ہے کہ وہ جواب دینے سے جب عاجز ہوتے تو مشیت کی آڑ پکڑتے قرآن میں اور بھی کئی جگہ کفار کا یہ قول ذکر فرمایا ہے چنانچہ آٹھویں پارے میں قدرے تفصیل سے گزر چکا ہے اور پہلے پارے کی تسہیل میں ہم بہت مفصل عرض کر چکے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ قدرت علی الکسب کے ساتھ مشیت کا تعلق اسکو مستلزم نہیں کہ اس کسب اور فعل پر مشیت رضامند بھی ہے ظاہر ہے کہ کفر غیر پسندیدہ ہے لیکن اسکی قوت عطا فرما رکھی ہے۔ قوت اگر سلب کرلیں تو جبر ہو جائے۔ یہ طریقہ اسلام و کفر کے بارے میں رائج نہیں۔ اسلئے ہر فعل خواہ وہ نیک ہو یا بد فاعل کو موقعہ دیا جاتا ہے۔ مطلب یہ نہیں کہ جس فعل کے کرنے کا موقعہ دیا جائے وہ پسندیدہ اور قابل قبول بھی ہو (۲۰) کیا ہم نے ان مشرکوں کو اس قرآن سے پہلے تفسیر صفحہ ہذا کوئی اور کتاب دی ہے کہ اس کتاب سے یہ استدلال کرتے ہیں ؛ یعنی دلیل عقلی تو ان کی لغو اور مہمل ہے اب بتاؤ ان کو کوئی آسمانی کتاب ملی ہے جس سے یہ نقلی دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ یہ بات بھی نہیں لہٰذا ان کے اس دعوے پر کہ لو شاء الرحمٰن ما عبدناھم پر دلیل عقلی اور نقلی دونوں منتفی ہیں (۲۱) بلکہ یہ تو یوں کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم بھی ان کے نشانہائے قدم پر راہ سے لگے ہوئے ہیں اور ہم اُن ہی کے نقش قدم پر راہ پانیوالے ہیں ؛ یعنی ان کو دلیل عقلی اور نقلی سے کیا بحث یہ تو اپنے بڑوں کی راہ پر چلنے کے پابند ہیں آگے اس طریقے کی قدامت کا ذکر فرماتے ہیں کہ یہ ان منکروں کی پرانی بات ہے (۲۲) اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی ڈرانیوالا نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے خوش عیش لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر پایا ہے اور ہم بھی اُنہی کے نشانہائے قدم پر ان کی پیروی اور اقتدا کر رہے ہیں ؛ یعنی یہ بات جو کفار مکہ کہہ رہے ہیں یہ اوپر سے ہوتی چلی آئی ہے جب آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر ہم نے بھیجا تو وہاں کے مرفہ الحال لوگوں نے پہلے اور انکی دیکھا دیکھی ان کے ماتحت لوگوں نے یہی کہا کہ ہمارے باپ دادا جو کرتے تھے ہم انہی کے نشانہائے قدم کی پیروی کرتے رہیں گے اس پر ہر آنے والے پیغمبر نے انکو سمجھایا (۲۳) اس پر ہر ایک پیغمبر نے کہا جس طریقے پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اگرچہ میں اس سے بہتر منزل مقصود تک پہنچانیوالا کوئی طریقہ تمہارے پاس لایا ہوں تب بھی تم اپنے بڑوں ہی کی اقتدا کرو گے وہ اسپر عناداً کہنے لگے تم جس دین کیساتھ بھیجے گئے ہو ہم اُس کے منکر ہیں اور اس کے ماننے والے نہیں ؛ یعنی جو طریقہ تمہارے باپ دادا کا ہے اور جس پر تم چلنے کا دعویٰ کرتے ہو اگر اس سے زیادہ بہتر اور راہ دکھانیوالی چیز میں تمہارے پاس لایا ہوں یعنی روشن دین جس سے منزل مقصود تک پہونچنا آسان ہو جائے اور تم کو منزل نظر آنے لگے تب بھی تم اپنے باپ دادا کی فرسودہ اور گمراہ کن راہوں پر اڑے رہو گے۔ تو ان بستی والوں نے مختلف اوقات میں مختلف پیغمبروں کو یہی جواب دیا کہ تم جو دین اور روشن راستہ لیکر آئے ہو اور جو دین تم کو دیکر بھیجا گیا ہے ہم اس دین کو ماننے والے نہیں اور ہم تو اس دین کے منکر اور کافر ہیں اب آگے ایسے معاندین اور سرکش لوگوں کا انجام بیان فرمایا (۲۴) آخر کار ہم نے اُن سے بدلا لیا سو آپ دیکھئے کہ تکذیب کرنیوالوں اور جھٹلانیوالوں کا انجام کیسا ہوا ؛ یعنی باپ دادا کی رسوم کے مقابلے میں دین حق کو نظرانداز کرنیوالوں سے آخر کار بدلا اور انتقام لیا گیا اور سب کو ختم کرکے رکھدیا گیا۔ ہمارے دور میں بھی کثرت سے مسلمان باپ دادوں کی رسوم کو دین پر ترجیح دیتے ہیں معاذاللہ

قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿٢١﴾ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ

کوئی اور کتاب دی ہے کہ یہ اس سے استدلال کرتے ہیں۔ بلکہ یہ تو یوں کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو

اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَكَذٰلِكَ

ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم بھی انہی کے نشانہائے قدم پر راہ سے لگے ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح

مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ

ہم نے آپ سے پہلے کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے خوش عیش لوگوں نے

مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى

یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک راہ پر پایا ہے اور ہم بھی انہی کے نشانہائے قدم پر ان کی

اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿٢٣﴾ قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا

اقتدا کر رہے ہیں۔ اسپر ان کے پیغمبر نے فرمایا جس طریقے پر تم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اگر چہ میں اس سے بہتر

وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ

مقصود تک پہنچانے والا کوئی طریقہ لیکر تمہارے پاس آیا ہوں تب بھی تم انہی کی اقتدا کرو گے وہ کہنے لگے کہ تم جو دین دیکر بھیجے گئے ہو

كٰفِرُوْنَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

ہم اسکو ماننے والے نہیں۔ آخر کار ہم نے ان سے بدلا لیا سو آپ دیکھئے کہ تکذیب کرنے والوں کا

الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿٢٥﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ

انجام کیسا ہوا۔ اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا جن چیزوں کو تم پوجتے ہو

بَرَاۗءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿٢٦﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ ﴿٢٧﴾

میں ان سے بیزار ہوں۔ مگر ہاں جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر وہی میری رہنمائی فرماتا ہے

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٢٨﴾

اور اسی توحید کو ابراہیم اپنی اولاد میں ایک قائم رہنے والی بات کر گیا تاکہ لوگ شرک سے باز آتے رہیں

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَاۗءِ وَاٰبَاۗءَهُمْ حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْحَقُّ وَ

بلکہ میں نے ان کو اور ان کے بڑوں کو ہر قسم کے سامان سے بہرہ مند کیا یہاں تک کہ انکے پاس سچا قرآن اور

ع ۱۰

(۲۵) اور حضرت ابراہیم کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب ابراہیم نے اپنے باپ سے اپنی قوم سے کہا جن چیزوں کو تم پوجتے ہو اور جن کی پرستش کرتے ہو میں ان سے بیزار ہوں اور ان چیزوں سے الگ ہوں (۲۶) مگر ہاں جس نے مجھ کو پیدا کیا پھر وہی میری رہنمائی کرتا ہے اور مجھ کو ہدایت دیتا ہے ؛ یعنی اوپر کی آیتوں میں باپ دادا کے نقش قدم پر چلنے اور پیغمبروں کی تعلیم سے روگردانی کرنے کی مذمت بیان فرمائی تھی اسی سلسلے میں حضرت ابراہیم کے واقعہ کا ذکر فرمایا چونکہ قریش بھی ان کو اپنا جد اعلیٰ مانتے تھے اس لئے ان کا ذکر فرمایا کہ دیکھو تمہارے جد اعلیٰ نے کس طرح اپنے باپ دادا کی رسوم اور طریقوں سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔ تم بھی آبائی طریقوں سے اپنی علیحدگی کا اعلان کردو۔ اور یہ جو فرمایا الا الذی فطرنی تو یہ استثنا منقطع ہے۔ کیونکہ اول تو وہ خدا کی پرستش کرتے ہی نہ تھے اور اگر بتوں کی بندگی کیساتھ خدا کی بندگی کرتے بھی ہوں تو وہ نہ کرنے کے برابر ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہاں یہ قصہ اس پر کہا کہ تمہارے پیشوا نے باپ کی راہ غلط دیکھ کر چھوڑ دی تم بھی وہی کرو (۲۷) اور اسی کلمہ توحید کو ابراہیم اپنے پیچھے ایک قائم رہنے والی بات کر گیا تاکہ منکر رجوع کریں اور کفر سے باز آتے رہیں ؛ یعنی حضرت ابراہیمؑ نے اپنی اولاد کو وصیت کی اور وصیت کے ذریعے اس توحید کے کلمہ کو اپنے پیچھے اپنی اولاد میں قائم کر گیا تاکہ لوگ شرک سے باز رہیں۔ (باقی صفحہ ۷۸۴ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۸۳) یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے اس کلمے کو ان کی اولاد میں بھی باقی رکھا اور توحید کی تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا تاکہ لوگ شرک سے باز آئیں۔ کلمہ باقیہ کے بھی دو معنی بیان کئے گئے۔ ایک کلمۂ توحید۔ دُوسرا انّنی براءٌ یعنی شرک سے بیزاری۔ لعلھم یرجعون سے مُراد یا تو عام مشرک ہیں یا یہ ھم کی ضمیر سے مکہ کے مشرک مُراد ہیں۔ بہرحال مفسرین نے کئی طرح معنی کئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے آبائی طریقہ ترک کیا اور کلمۂ توحید اور شرک کی بیزاری کا سلسلہ اسکی اولاد میں بھی قائم رہا چنانچہ یہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم اسی طریقے کی تبلیغ فرماتے ہیں (۲۸) مگر یہ لوگ ابراہیم کی بات پر نہ چلے بلکہ میں نے ان کو اور ان کے بڑوں کو ہر قسم کے ساز و سامان سے بہرہ مند کیا اور یہ اسی میں مشغول ہو کر غافل ہوگئے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس دین حق اور صاف صاف بیان کرنیوالا رسول آپہونچا۔ یہ مطلب یہ ہے کہ میں نے مکہ والوں کو اپنی نعمتوں سے نوازا اور مالامال کیا یہ نوازش اسلئے تھی کہ یہ ابراہیم کی اولاد میں یہ اللہ تعالیٰ کا احسان مانیں گے اور ابراہیم کے کلمۂ باقیہ کا احترام کریں گے لیکن ہوا یہ کہ یہ لوگ مغرور ہوگئے اور عیش و عشرت میں لگ کر دین حنیف کو فراموش کردیا اور شرک میں مبتلا ہوگئے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس حق یعنی قرآن۔ یا دین حق۔ تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اور رسول صاف صاف بتانیوالا آپہونچا۔ حق کے دو معنی مفسرین نے کئے ہیں ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں کی رعایت رکھی ہے۔ اور یہ جو فرمایا۔ بل متعت ھؤلاء وابآءھم مراد اس سے دُنیاوی عیش ہے مثلاً عمر کی درازی، عزت و آبرو۔ سامان عیش وغیرہ اور بڑی بات یہ کہ مہلت اور ڈھیل۔ لیکن انہوں نے بجائے احسان ماننے کے کفرانِ نعمت کیا یہاں تک کہ ان کے پاس رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا سچا قرآن آگیا (۲۹) اور جب ان کے پاس یہ سچا قرآن آیا تو کہنے لگے یہ تو جادو ہے اور ہم اس کے ماننے سے انکار کرنیوالے ہیں ؛ یعنی ہمارے احسانات کا ناجائز فائدہ اُٹھایا اور قرآن کو جادو بتا کر اس کو ماننے سے انکار کردیا (۳۰) اور انہوں نے کہا کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا ؛ یعنی مکہ اور طائف دونوں بڑے شہروں کے کسی بڑے آدمی پر اُترتا۔ مطلب یہ کہ کسی مالدار اور بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل ہوا۔ بڑے آدمی سے شاید ولید بن مغیرہ اور عروہ بن مسعود ثقفی ہوں کیونکہ پہلا مکہ کا بڑا تھا اور دُوسرا طائف کا سردار تھا۔ گویا نبوت بھی ایسی چیز ہے جو ان کے مشورے اور ان کی رائے پر دیجاتی (۳۱) کیا آپکے پروردگار کی رحمت یعنی نبوت کو یہ لوگ تقسیم کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ان کی دنیوی زندگی میں بھی ان کی روزی ان میں ہم ہی نے تقسیم کر رکھی ہے اور ہم نے باعتبار مراتب اور درجات ایک کو دُوسرے پر فوقیت اور بلندی عطا کر رکھی ہے تاکہ ایک دُوسرے کو خدمت کیلئے استعمال کرسکے اور اپنا کام چلا سکے اور آپکے رب کی رحمت اس چیز سے بدرجہا بہتر ہے جو یہ سمیٹتے اور جمع کرتے پھرتے ہیں ؛ قرآن میں عام طور سے روحانی ترقی اور روحانی مرتبے کو رحمت رب سے تعبیر کیا ہے خواہ یہ روحانیت نبوت کی ہو یا ولایت اور امامت کی ہو۔ اسی طرح یہاں بھی رحمت ربک سے مراد نبوت ہے چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے پر کفار معترض تھے تو اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ خود نبوت کو تقسیم کرنیکے خواہش مند تھے حضرت حق نے اس کا جواب فرمایا کہ نبوت جو آپکے پروردگار کی رحمت کا ایک شعبہ ہے یہ کفار مکہ خود اس کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ نبوت تو بہت بلند اور بڑی اونچی چیز ہے اس کی تقسیم تو ان کے کیا سپرد ہوتی ہم نے تو دُنیوی زندگی میں بھی ان کی روزی کی تقسیم ان کے ہاتھوں میں نہیں دی بلکہ اپنی مصلحت کے موافق ہر شخص کی روزی ہم نے خود ہی تقسیم فرمائی اور بعض کو بعض پر فوقیت عطا کی تاکہ ایک سرمایہ دار غریب کو اُجرت پر لیکر اس سے کام لے سکے اور اس طرح نظام عالم قائم رہے یا یہ مطلب کہ ایک دوسرے کا دست نگر رہے سرمایہ دار کو مزدور کی حاجت رہے اور مزدور سرمایہ دار کا محتاج رہے۔ بہرحال نبوت تو بہت بالاتر ہے جب اس سے حقیر اور ادنیٰ درجے کی چیز ان کے ہاتھوں تقسیم نہیں کرائی تو نبوت ان کے ہاتھوں کس طرح تقسیم کرائی جاسکتی ہے۔ آگے دنیا کی تحقیر کے سلسلہ میں مزید تشریح فرمائی۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں اللہ نے روزی دنیا کی تو ان کی تجویز پر نہیں بانٹی پیغمبری کیوں کردے ان کی تجویز پر ۱۲ (۳۲) اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقے اور ایک ہی دین پر ہوجاتے تو ہم ان لوگوں کے گھروں کی چھتیں جو رحمان کے منکر ہیں چاندی کی کردیتے اور ان کی وہ سیڑھیاں بھی چاندی کی کردیتے جن پر یہ چڑھا کرتے (۳۳) اور ان منکرین رحمان کے گھروں کے دروازے بھی اور وہ تخت بھی جن پر تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں چاندی کے کردیتے (۳۴)
(باقی صفحہ ۷۸۵ پر)

رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿٢٩﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّ

صاف صاف بیان کرنیوالا رسول آگیا۔ اور جب اُن کے پاس یہ سچا قرآن آیا تو کہنے لگے یہ تو جادو ہے اور

اِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى

ہم اس کو نہیں مانتے۔ اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ یہ قرآن ان دونوں بستیوں یعنی مکہ اور طائف کے

رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿٣١﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ

کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ کیا آپکے پروردگار کی رحمت یعنی نبوت کو یہ لوگ تقسیم کرنا چاہتے ہیں

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

حالانکہ دنیوی زندگی میں بھی اُن کی روزی اُن میں ہم ہی نے تقسیم کر رکھی ہے اور

رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ

ہم نے باعتبار مراتب ایک کو دوسرے پر بلندی عطا کر رکھی ہے تاکہ ایک دوسرے کو خدمت کیلئے

بَعْضًا سُخْرِيًّا ۗ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَ

استعمال کرسکے اور آپ کے رب کی رحمت تو اس سے بدرجہا بہتر ہے جو یہ لوگ جمع کرتے پھرتے ہیں۔ اور

لَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی دین پر ہو جائیں گے تو ہم ان لوگوں کے گھروں کی چھتیں

بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ

جو رحمان کے منکر ہیں چاندی کی کر دیتے اور ان کی وہ سیڑھیاں بھی جن پر یہ

عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا

چڑھا کرتے چاندی کی کر دیتے۔ اور ان منکرین رحمان کے گھروں کے دروازے بھی اور وہ تخت بھی جن پر تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں

يَتَّكِـُٔوْنَ ﴿٣٤﴾ وَزُخْرُفًا ۗ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ

چاندی کے کر دیتے۔ اور صرف چاندی کے بلکہ سونے کے بھی کر دیتے اور یہ سب کچھ مال و دولت کچھ نہیں مگر دنیوی زندگی کی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۗ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿٣٥﴾ ع

بہرہ مندی اور کامرانی ہے اور آخرت آپکے رب کے ہاں انہی کے لیے ہے جو ڈرتے ہیں۔

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۸۴) اور نہ صرف چاندی کے بلکہ سونے کے بھی کر دیتے اور یہ سب مذکورہ مال و دولت کچھ نہیں مگر دنیوی زندگی کی چند روزہ بہرہ مندی اور کامرانی ہے اور آخرت آپکے پروردگار کے ہاں انہی کیلئے ہے جو شرک سے بچتے ہیں اور متقی ہیں ﴿ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی کافر کو اللہ نے پیدا کیا ہیں تو اس کو آرام دے آخرت میں تو عذاب ہے دنیا ہی میں آرام ملتا مگر ایسا ہو تو سب ہی کفر کریں ۱۲ مطلب صاف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی کوئی وقعت اور عزت نہیں اگر کافروں کو دنیا زیادہ دی گئی تو دنیا اور کافروں کی یہ عزت نہیں ہے۔ منکروں کے پاس دنیا کی کثرت دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ منکروں پر بڑے مہربان ہیں دنیا کی کثرت حق تعالیٰ کی مہربانی کی دلیل نہیں ہے۔ تو ہم اس تھوڑی سی دنیا پر یہ خیال کرتے ہوا گر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ بعض مسلمانوں کے قدم ڈگمگا جائیں گے۔ تو ہم منکرین رحمان یعنی اپنے منکروں کو چاندی کی چھتیں چاندی کی سیڑھیاں اور چاندی کے دروازے اور چاندی کے تخت عطا کرتے۔ اور چاندی کے کیا بلکہ سونے کے بھی بعض حضرات نے زخرف کا ترجمہ زینت کیا ہے۔ تو مطلب یہ ہوگا کہ چاندی کیساتھ ہر قسم کی زینت کا سامان رحمان کے منکروں کو دیا جاتا۔ سونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ تمام چیزیں چاندی کی بھی دیتے اور سونے کی بھی دیتے۔ لیکن ہر منکر رحمان کو اگر چاندی اور سونے کے مکان دیئے جاتے تو کفر حصول مال و متاع کا سبب یقینی ہو جاتا اور اکثر طبائع میں حرص مال و متاع غالب ہے اس لئے چند مخصوص اور قلیل مسلمانوں کو چھوڑ کر سب لوگ کفر کی طرف مائل ہو جاتے اور اس طرح دنیا میں لوگ منکر رحمان بن جاتے۔ لہٰذا رحمان کے منکروں کو دنیا دی مگر تھوڑی دی۔ یہ مضمون قرآن میں بہت جگہ آچکا ہے لیکن یہاں ایک اچھوتا اور نیا عنوان رکھا ہے بہرحال اگر ایسا ہوتا بھی تو یہ سب ساز و سامان دنیا کے جیتے ہوتا اور آخرت کی کامیابی بہرحال متقیوں کے لئے ہے جو کم از کم شرک سے بچتے ہیں یعنی رحمان کے منکر نہیں بلکہ اس کے مومن ہیں۔ حدیث میں آتا ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں اخلاق کو بھی تقسیم کیا جس طرح تمہارے ارزاق کو تمہارے درمیان تقسیم کیا اللہ تعالیٰ دنیا میں ہر شخص کو دیتا ہے خواہ وہ اسکو دوست رکھے یا دوست نہ رکھے مگر دین صرف اسکو دیتا ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ یعنی دنیا تو دوست دشمن سب کو ملتی ہے مگر دین سوائے دوست کے کسی کو نہیں ملتا (درمنثور) (۳۵)

تفسیر صفحہ ہذا:۔ اور جو رحمٰن کے ذکر اور اسکی نصیحت سے آنکھیں بند کرلے اور آنکھ چرائے تو ہم اس پر ایک شیطان متعین کر دیتے ہیں سو وہ شیطان اُس کیساتھ رہتا ہے ﴿ سورۂ حٰم سجدہ میں تفصیل گزر چکی ہے مطلب وہی ہے کہ رحمان کے ذکر سے جو شخص آنکھیں چرانے کا خوگر ہو جائے تو پھر اس کو کسی ایک شیطان کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور وہ شیطان خواہ جن ہو یا آدمی کی شکل میں ہو اس پر مسلط رہتا ہے اور ٹھیک بات کی طرف اسکو آنے نہیں دیتا (۳۶) اور یہ ساتھی شیاطین ان منکروں کو راہِ حق اور سیدھی راہ سے روکتے رہتے ہیں اور یہ منکر سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں اور راہ یافتہ ہیں ﴿ یعنی ان شیاطین کے تسلط کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ان کے اعمال بد کی تزئین کرتے رہتے ہیں اور برے کاموں کو اچھا کر کے ان کو دکھاتے رہتے ہیں راہ حق سے ان کو روکتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ راہ حق یہی ہے کہ جس پر ہم چل رہے ہیں۔ شاید یاد ہوگا ہم نے بتایا ہے کہ یہ شیطان کا تعین اور شیطان کی حوالگی کے الفاظ سے مجرم کی اس حالت کی جانب اشارہ ہے جب کوئی بدنصیب مجرم حد سے آگے نکل جائے اور حضرت حق جل مجدہ اس سے دست کش ہو جائیں اور اسکی سرپرستی سے ہاتھ اٹھالیں تو ایسا مجرم آخر کار طاغوتی طاقتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی حالت کو نقیض لہ شیطانا سے تعبیر فرمایا ہے۔ بڑا بدقسمت ہے وہ انسان جس سے رحمان ناراض ہو کر اپنی مہربانی اور اپنی ہدایت کے دامن سمیٹ لے اور اسکو طاغوتی طاقتوں پر چھوڑ دے اللھم لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین (۳۷) یہاں تک کہ جب نصیحت فراموش ہمارے پاس آئیگا تو اس ساتھی اور شیطان قرین سے کہیگا کاش دنیا میں میرے اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کا سا فاصلہ ہوتا کیونکہ تو بہت برا ساتھی تھا ﴿ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی دنیا میں شیطان کے مشورے پر چلتا ہے اور وہاں اسکی صحبت سے پچھتاوے گا اس طرح کا ساتھی شیطان کسی کو جن ملتا ہے کسی کو آدمی ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جب اس شیطان کو قیامت میں بھی اپنے ساتھ دیکھے گا تو یہ کہے گا یلیت بینی و بینک۔ کہ کاش تو دنیا میں میرا قرین نہ ہوتا اور میرے تیرے درمیان اتنی دوری ہوتی جتنی مشرق اور مغرب کے درمیان مسافت بعیدہ ہوتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تمنا آخرت کیلئے کرے کہ یہاں تجھ کو تیری صورت نہ دکھائی دیتی اور میرے تیرے درمیان مشرق و مغرب کا سا بعد ہوتا (۳۸) (باقی ۷۸۶ پر)

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ
اور جو شخص رحمان کی نصیحت سے آنکھیں بند کرلے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں سو وہ شیطان
قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ
اسکے ساتھ رہتا ہے۔ اور وہ ساتھ رہنے والے شیاطین ان مذکورہ کافروں کو صحیح راہ سے روکتے رہتے ہیں اور وہ کافر سمجھتے ہیں کہ
مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ
وہ راہ یافتہ ہیں۔ یہاں تک کہ نصیحت فراموش جب ہمارے پاس آئیگا تو اس ساتھی سے کہیگا کاش دنیا میں میرے اور تیرے درمیان
بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ
مشرق مغرب کا سا فاصلہ ہوتا کیونکہ تو بہت برا ساتھی تھا۔ اور جبکہ تم ظالم ٹھہر چکے تو آج یہ بات
ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ
کہ تم سب عذاب میں مشترک ہو تم کو کوئی نفع نہیں دے سکتی۔ سو اے پیغمبر کیا آپ بہروں کو
الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾
سنا سکتے ہیں یا آپ اندھوں کو اور اُن کو جو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں راہ پر لا سکتے ہیں
فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِيَنَّكَ
سو اگر ہم آپ کو اُٹھا بھی لیں تب بھی ہمیں ان کافروں سے ضرور بدلا لینا ہے۔ یا اُن کا فروں سے جو ہم نے
الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ
عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپکو دکھلا دیں بہرحال ہم اُن پر ہر طرح سے قدرت رکھتے ہیں۔ سو آپ اس قرآن پر
بِالَّذِىْۤ اُوْحِىَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ وَاِنَّهٗ
جو آپ کی جانب بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے مضبوطی کے ساتھ قائم رہیے بیشک آپ سیدھی راہ پر ہیں۔ اور یہ
لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ وَسَوْفَ تُسْــَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَسْــَٔلْ مَنْ
قرآن آپ کیلئے اور آپکی قوم کیلئے بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سب پوچھے جاؤ گے۔ اور آپ ان پیغمبروں سے
اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ
یعنی انکی کتابوں سے جنکو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ دیکھئے کہ کیا ہم نے خدائے رحمان کے سوا اور دوسرے

(بقیہ صفحہ ۷۸۵) اور جبکہ تم کفر کے مرتکب ہو چکے اور ظالم قرار پاچکے تو آج تم کو یہ بات کوئی نفع نہیں دے سکتی کہ تم سب عذاب میں باہم مشترک ہو ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کا فرکہیں گے خوب ہوا کہ انھوں نے ہم کو عذاب میں ڈلوایا یہ بھی نہ بچے لیکن اسکو کیا فائدہ اگر دوسرا بھی پکڑا گیا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ وہ تمام شیاطین اور وہ تمام انسان جن کو شیاطین بہکاتے اور صحیح راہ سے روکتے تھے سب جہنم میں جھونک دیئے جائیں گے تو اسکو حضرت حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں بلائے عام کے موقع پر ایک دوسرے کی حالت دیکھ کر اپنے دل کو تسلی دے لیا کرتے تھے کہ جو ہمارا حال وہ تمہارا حال یہاں اس کہنے سے کوئی تسلی اور نفع نہیں ہوگا اور یہ اشتراک کا الٹا کسی نفع کا موجب نہیں ہوگا۔ اور کم سے کم تسلی بھی میسر نہیں ہوگی یا یہ کہ آج کوئی عذر و ندامت قابل قبول نہ ہوگی کیونکہ تم سب ہی عذاب میں مشترک ہو (۳۹) سو اے پیغمبر کیا آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں یا آپ اندھوں کو اور ان کو جو کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں راہ پر لا سکتے ہیں ؛ یعنی جو سماع قبول نہیں رکھتے اور جو ہیئے کے اندھے ہیں صریح گمراہی سے وہ لوگ مراد ہیں جن کا گمراہ رہنا مرتے دم تک اللہ کے علم میں ہے (۴۰) پھر اگر ہم آپکو اٹھا بھی لیں تب بھی ہمیں ان کافروں سے ضرور بدلا لینا ہے (۴۱) یا ان کافروں سے جو ہم نے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کی زندگی میں آپ کو دکھلادیں بہرحال ہم ان پر ہر طرح قابو اور قدرت رکھتے ہیں ؛ مطلب یہ ہے کہ جس عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے وہ ضرور ہوگا خواہ وہ آپکی زندگی میں ہو یا آپکی وفات کے بعد ہو کیونکہ یہ پوری طرح ہمارے بس میں ہیں۔ چنانچہ دونوں ہی باتیں ہوئیں آپؐ کی حیات میں بھی کفار کو ذلیل و رسوا کیا گیا اور آپکی وفات کے بعد بھی (۴۲) سو آپ اے پیغمبر اس قرآن پر جو آپ کیجانب بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے مضبوطی کیساتھ قائم رہئے بیشک آپ سیدھی راہ پر ہیں ؛ یعنی آپ جس دین پر ہیں اس میں کجی نہیں اور وہی راہ سیدھی ہے لہٰذا جو کچھ آپکو وحی کی جاتی ہے اسپر آپ خود بھی قائم رہئے اور دوسروں کو بھی تبلیغ کرتے رہئے (۴۳) اور یہ قرآن آپکے لئے اور آپکی قوم کیلئے ایک نصیحت ہے اور عنقریب تم سب سوال کئے جاؤ گے ؛ اس آیت میں ذکر کا ترجمہ دو طرح کیا گیا ہے ایک نصیحت ایک شرف ہم نے دونوں ذکر کر دیئے ہیں۔ نصیحت کی بات تو ظاہر ہی ہے۔ حضورؐ کیلئے بھی نصیحت ہے اور قوم کیلئے بھی۔ البتہ شرف کا مطلب ہے کہ یہ قرآن جو آپ پر نازل کیا ہے تو چونکہ بلا واسطہ آپ مخاطب ہیں یہ آپکے لئے بڑے شرف کی بات ہے اور آپکی قوم سے بالواسطہ خطاب ہے اس لئے دونوں ہی کیلئے موجب شرف اور موجب عزت ہے حضرت حق تعالیٰ جس کو کلام کی عزت سے نوازیں اس کے اعزاز اور شرافت کا کیا ٹھکانا۔ سوال کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس قرآن اور اس شرف کا کیا حق ادا کیا اور کیسی تعظیم کی یہ پوچھا جائے گا قوم سے مراد بعض نے قریش اور بعض نے عرب اور بعض نے تمام امت لی ہے۔ بہرحال یہ قرآن جس پر اترا وہ بھی قابل احترام اور جس قوم کے لئے اترا وہ بھی دنیا کی قوموں میں بلند پایہ قوم ہے صلی اللہ علیٰ رسولہ وآلہ واصحابہ اجمعین (۴۴) اور آپ ان سب پیغمبروں سے جنکو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ دیکھئے کہ کیا ہم نے خدائے رحمان کے علاوہ اور دوسرے معبود مقرر کئے تھے کہ انکی پرستش کیجائے اور ان کو پوجا جائے ؛ مطلب یہ ہے کہ اس مسئلے کی تحقیق کی جائے کہ کیا سابقہ پیغمبروں کے زمانہ میں کبھی کسی پیغمبر کے وقت میں ہم نے سوائے رحمان کے کسی دوسرے معبود کو مقرر کرنے اور پوجنے کا حکم دیا ہے۔ یعنی اگرچہ رسول اس وقت نہیں ہیں ان کی کتابوں کو دیکھ کر بتاؤ کہ کسی نبی نے آج تک شرک کی تعلیم دی ہے۔ **تفسیر صفحہ ہذا:** حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کسی دین میں شرک روا نہیں رکھا اور پوچھ دیکھ یعنی جس وقت ان کی ارواح سے ملاقات ہو یا ان کے احوال کی کتابوں سے تحقیق کر ۱۲ ان سے پوچھنا یہ ہے ان کی کتابوں سے تحقیق کرنے میں (۴۵) اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا سو موسیٰ نے کہا کہ میں رب العالمین کا بھیجا ہوا پیغمبر ہوں ؛ یعنی عصا اور ید بیضا لیکر آئے اور اس کے دربار میں اپنے رسول ہونے کا اعلان کیا مگر اس نے نہیں مانا اور ان کے فرستادۂ خدا ہونے کو تسلیم نہیں کیا (۴۶) پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری اور نشانیاں لیکر آیا تو وہ اُن نشانیوں کی ہنسی اُڑانے لگے اور ان نشانیوں سے مذاق کرنے لگے۔ یہ غالباً وہ نو نشانیاں ہیں جن کا ذکر نویں پارے میں گزر چکا ہے۔ یعنی طوفان۔ قحط۔ امراض وغیرہ حالانکہ یہ معجزات برنگ عقوبت اور عذاب دکھائے گئے تھے پھر بھی ان کو معمولی حوادثات پر محمول کرنے لگے اور ان نشانیوں کا مذاق اُڑانے لگے اور اُن نشانیوں کی حالت یہ تھی (۴۷) اور ہم ان کو جو نشانی دکھاتے تھے وہ نشانی پہلی نشانی اور اپنی قرین نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے ان کو مختلف قسم کی سزاؤں (باقی ۷۸۷ پر)

الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ۝٤٥ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ
معبود مقرر کئے تھے کہ ان کی پرستش کی جائے۔ اور بلاشبہ ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ
فرعون اور اُس کے درباریوں کے پاس بھیجا اور موسیٰؑ نے کہا کہ میں رب العالمین کا
الْعٰلَمِیْنَ ۝٤٦ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا
بھیجا ہوا پیغمبر ہوں۔ پھر جب موسیٰ ان لوگوں کے پاس ہماری نشانیاں لیکر آیا تو وہ دفعتہً اُن نشانیوں
يَضْحَكُوْنَ ۝٤٧ وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ
کی ہنسی اُڑانے لگے۔ اور ہم اُن کو جو نشانی دکھاتے تھے وہ نشانی پہلی نشانی سے بڑھ چڑھ کر
اُخْتِهَا ۫ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝٤٨ وَ
ہوتی تھی اور ہم نے انکو مختلف قسم کی سزاؤں میں گرفتار کیا تاکہ وہ باز آجائیں۔ اور
قَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ
انھوں نے موسیٰؑ سے کہا اے جادوگر تو اپنے رب سے اُس عہد کی بنا پر جو اُس نے تجھ سے کر رکھا ہے ہمارے لئے دعا کرے
اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝٤٩ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا
ہم یقین لاتے ہیں کہ ہم ضرور راہ پر آجائیں گے۔ پھر جب ہم نے اُنسے وہ سزا جس میں وہ مبتلا کئے گئے تھے دور کردی تو
هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝٥٠ وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِیْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ
انھوں نے اسی وقت اپنے وعدے کو توڑ دیا۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو پکارا اور کہا اے میری قوم
اَلَيْسَ لِیْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ ۚ
کیا مصر کی حکومت میری نہیں ہے اور میرے نیچے یہ نہریں جاری ہیں
اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝٥١ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ مَهِیْنٌ ۙ۬
کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ میں اس شخص سے کہیں بہتر ہوں جسکی کوئی عزت نہیں
وَّلَا يَكَادُ يُبِیْنُ ۝٥٢ فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ
اور وہ صاف طور سے بول ہی سکتا ہے۔ پھر اگر یہ خدا کا فرستادہ ہے تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے

ع ۱۰

۵۰/۲

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۸۶) اور تکالیف میں گرفتار کیا تاکہ وہ کفر سے باز آجائیں ۞ یہ مطلب نہیں کہ پہلی نشانی کچھ چھوٹی ہوتی تھی اور دوسری بڑی ہوتی تھی بلکہ یہ ایک محاورہ ہے کہ ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر۔ عذاب آلود ہر نشانی بڑی ہوتی
ہے۔ یہ ایسا محاورہ ہے جیسے کوئی کہے ھما اخوان کل واحد منھما اکرم علی الاخر۔ بہرحال فرعونیوں پر ان مصائب کا سلسلہ جاری رہا (۴۸) اور ان فرعونیوں نے ہر موقع پر موسیٰؑ سے کہا اے جادوگر تو اپنے پروردگار
سے اُس عہد کی بنا پر جو اس نے تجھ سے کر رکھا ہے ہمارے لئے دعا کر دے ہم یقین دلاتے ہیں کہ ہم ضرور راہ پر آجائیں گے (۴۹) پھر جب ہم نے ان سے وہ سزا جس میں وہ مبتلا کئے گئے تھے دور کر دی اور ہٹالی تب ہی انھوں
نے اپنے وعدے کو توڑ دیا ۞ یعنی حسب عادت موسیٰؑ کو جادوگر کہہ کر آواز دیتے اور یہ کہتے کہ اس عہد کی بنا پر جو تیرے رب نے تجھ سے کر رکھا ہے اور وہ عہد شاید یہی کہ اگر یہ باز آجائیں گے تو ہم عذاب اُٹھالیں گے اسی عہد کی بنا پر
وعدہ کرتے اور دعا کی درخواست کرتے مگر منہ سے یہی کہتے کہ اپنے رب سے دعا کر۔ منہ سے یہ نکلتا کہ ہمارے پروردگار سے دعا کر دے اس شقاوت لفظی کے بعد بھی موسیٰ حضرت حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کرتے ہوں گے موسیٰؑ کی دعا

أَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ﴿٥٣﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ

یا اس کے ساتھ فرشتے ہی جمع ہو کر آتے۔ غرض فرعون نے اپنی قوم کو متاثر و مغلوب

فَأَطَاعُوهُ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فٰسِقِينَ ﴿٥٤﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُونَا

کرلیا اور انھوں نے اُسی کا کہا مانا بیشک وہ تھے ہی نافرمان لوگ۔ پھر جب انھوں نے ہم کو غصہ دلایا

انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنٰهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٥٥﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ

تو ہم نے اُن سے بدلا لیا اور اُن سب کو غرق کر دیا۔ اور ہم نے پیچھے آنیوالوں کے لئے اُن لوگوں کو

سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا

ایک گزری ہوئی قوم اور فسانۂ عبرت بنا دیا۔ اور جب ابن مریمؑ کے متعلق ایک عجیب بات کہی گئی تو یکایک

إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ

آپ کی قوم کے لوگ اس بات سے خوشی کے مارے شور مچانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود بہتر ہیں

أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾

یا عیسیٰ ابن مریمؑ یہ بات انھوں نے آپ سے محض جھگڑے کی غرض سے بیان کی ہے بلکہ یہ لوگ سخت جھگڑالو واقع ہوئے ہیں

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا

وہ عیسیٰ ابن مریم محض ایک بندہ ہے جس پر ہم نے اپنا فضل کیا تھا اور بنی اسرائیل کیلئے اسکو ایک

لِّبَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً

نمونۂ قدرت بنایا تھا۔ اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کر دیں

فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا

جو زمین میں تمہارے قائم مقام ہوں۔ اور بے شک وہ عیسیٰ قیامت کی ایک علامت ہے سو تم لوگ

تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَ

اس قیامت کے وقوع میں شک نہ کرو اور تم میری پیروی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔ اور

لَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾

شیطان تم کو روک نہ دے کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

سے عذاب ہٹ جاتا ہوگا اور یہ بدبخت اپنے عہد اور وعدے کو عذاب کے دور ہوتے ہی توڑ دیتے ہوں گے اسی کو ان آیتوں میں بیان فرمایا (۵۰) اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی اور ان کو پکارا اور کہا اے میری قوم کیا مصر کی حکومت میری نہیں ہے اور میرے نیچے یہ نہریں بہ رہی ہیں کیا تم دیکھتے نہیں ۞ یعنی فرعون نے خیال کیا کہیں یہ عذاب کا سلسلہ اور یہ معجزات دیکھ کر میری قوم ڈگمگا نہ جائے اس خوف سے اپنی عظمت قائم رکھنے کو پکارا۔ یا تو لوگوں کو جمع کر کے کوئی خطاب کیا ہوگا یا منادی کے ذریعہ اعلان کرایا ہوگا کہ سلطنت مصر تمام کی تمام میری ہے اور میرے محل کے پائیں اور باغات میں نہریں یہ ہی ہیں میری بارہ دری کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اب تم غور کرو کہ مجھ میں اور موسیٰ میں کون بہتر ہے جو بہتر ہو اسکا
ع ۵ / ۱۱
ساتھ دو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُس گرد و پیش کے ملکوں میں مصر کا حاکم بڑا ہوتا تھا اور نہریں اس نے بنائی تھیں دریائے نیل کا پانی اپنے باغ میں لایا تھا کاٹ کر ۱۲ (۵۱) بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ میں اس شخص سے کہیں بہتر ہوں جسکی کوئی عزت نہیں اور نہ وہ صاف طور سے بول ہی سکتا ہے ۞ حضرت موسیٰ کو بے قدر کہا اور ان کی زبان کی لکنت پر طعن کیا اور اس طرح اپنی برتری جتائی (۵۲) پھر اگر یہ خدا کا فرستادہ ہے تو اس کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن کیوں نہیں ڈالے گئے یا اس کے ساتھ فرشتے ہی جمع ہو کر اور پرا باندھ کر آتے ۞ یعنی یہ خدا کا فرستادہ نہیں ورنہ تو تمام بادشاہوں کا یہ قاعدہ ہے کہ اپنے خاص امرا اور عہدیداروں کو سونے کے کنگن پہناتے ہیں ان کے جلو میں تفسیر صفحہ ہذا۔ فوج چلتی ہے یہ کیسا خدا کا خاص آدمی ہے نہ اس کے ہاتھوں میں کنگن نہ اس کے جلو میں فرشتوں کی فوج یہ کیسا خدا تعالیٰ کا فر[illegible] ہے دونوں باتوں میں سے ایک بھی نہیں (۵۳) غرض ان باتوں سے فرعون نے اپنی قوم کو مغلوب اور متاثر کرلیا ا[illegible] ان کی عقل کھو دی پھر انہوں نے اُسی کا کہا مانا اور اسکی اطا[illegible] کی بیشک وہ پہلے ہی سے شرارت پسند لوگ تھے ۞ یعنی فرعون نے اپنی باتوں سے قوم کو متاثر کرلیا اور وہ اسکی ہاں میں ہاں ملانے لگے کیونکہ وہ حد سے نکل جانیوا[illegible] شرارت پسند تو پہلے ہی سے تھے (۵۴) پھر جب انہو[ں] نے اپنے عناد اور سرکشی سے ہم کو سخت غصہ دلایا تو ہم[نے] ان سے بدلا لیا اور ان سب کو ڈبو دیا ۞ یعنی ان کی سر[کشی] کا انجام یہ ہوا کہ ہمارے تحمل کی انتہا ہو گئی اور ان کی [ا]ن حرکات نے ہم کو غصہ دلایا اور ہم نے ان سے بدلا لیا [اور]
ان سب کو غرق کر دیا (۵۵) اور ہم نے پیچھے آنیوالوں کے لئے ان لوگوں کو ایک گذری ہوئی قوم اور فسانۂ عبرت بنا دیا (۵۶) اور جب ابن مریمؑ کے متعلق بعض معترضین نے ایک مضمون بیان کیا تب ہی آپ کی قوم کے لو[گ]
اس مضمون پر خوشی کے مارے شور مچانے لگے ۞ چونکہ قرآن میں اکثر بتوں کی بُرائی اور غیر اللہ کی پرستش کے مضامین بیان ہوتے تھے اس لئے دینِ حق کے منکر اس فکر میں رہتے تھے کہ کوئی ایسی بات نکال کر لاؤ جو ہمارے
کا الزام اور اُن کی بُرائی ہلکی ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موقعہ پر یہ بھی فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا وہ پوجا جائے اُس میں خیر نہیں ۔ ایک موقعہ پر سورہ انبیاء کی آیت انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم
یعنی جن چیزوں کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو وہ جہنم کا ایندھن ہیں ۔ اسی قسم کے اور مضامین جن میں عمومی طور پر معبودان غیر اللہ کی مذمت ہوتی تھی اس پر عبداللہ بن زبعری یا کسی دوسرے شخص نے یہ بات کہی
جب آپ معبودان غیر اللہ میں خیر نہیں پاتے اور اُن کو دوزخ کا ایندھن کہتے ہیں تو اس طرح حضرت عیسیٰؑ اور عزیرؑ اور بہت سے فرشتے بھی سب خیر سے خالی ہوئے اور اگر ان میں خیر ہے تو پھر ہمارے اصنام کیا قص[ور]
(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

وَلَمَّا جَآءَ عِيسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِٱلْحِكْمَةِ وَ

اور جب عیسیٰ دلائل واضحہ لیکر آیا تو اس نے کہا لوگو میں تمہارے پاس سمجھ کی باتیں لے کر آیا ہوں اور

لِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَ

نیز اسلئے آیا ہوں کہ بعض باتیں جنمیں تم اختلاف کر رہے ہو انکی حقیقت سے تمہیں آگاہ کردوں سو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور

أَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا

میرا کہا مانو۔ بیشک اللہ ہی میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے سو تم اُسی کی عبادت کرو یہی

صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَٱخْتَلَفَ ٱلْأَحْزَابُ مِنۢ بَيْنِهِمْ ۖ

سیدھا راستہ ہے۔ پھر بنی اسرائیل کے بہت سے گروہوں نے آپس میں اختلاف ڈالدیا

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا۟ مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنظُرُونَ

سوایسے ظالموں کے لئے ایک دردناک دن کے عذاب سے بڑی تباہی ہے۔ اب یہ لوگ

إِلَّا ٱلسَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾

صرف قیامت کے منتظر ہیں کہ ان پر اچانک قیامت آپہونچے اور انکو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔

ٱلْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا ٱلْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾

اُس دن بجز اہلِ تقویٰ کے تمام دوست آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے

يَٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ ٱلْيَوْمَ وَلَآ أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾

اے میرے بندو آج نہ تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم کسی طرح غمگین ہوگے۔

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا۟ مُسْلِمِينَ ﴿٦٩﴾ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ

یہ بندے وہ ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرماں بردار رہے۔ جاؤ تم اور تمہاری

أَنتُمْ وَأَزْوَٰجُكُمْ تُحْبَرُونَ ﴿٧٠﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِصِحَافٍ

بیویاں جنت میں خوشی خوشی چلے جاؤ۔ ان اہلِ جنت کے روبرو سونے کی رکابیاں

مِّن ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ ۖ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ ٱلْأَنفُسُ وَ

اور جام پیش کئے جاتے ہوں گے اور وہاں ہر وہ چیز جس کی دل خواہش کریں اور

اور جب عیسیٰؑ دلائل واضحہ لیکر آیا تو اُس نے کہا میں تمہارے پاس حکمت اور سمجھ کی باتیں لیکر آیا ہوں اور نیز اس لئے آیا ہوں کہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو اُن کی حقیقت سے میں تم کو آگاہ کردوں اور تم سے بیان کردوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو (٦٣) بلاشبہ اللہ تعالیٰ جو ہے وہی میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے سو تم اسی کی عبادت کرو یہی سیدھی راہ ہے۔ یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی تعلیم کا خلاصہ ہے۔ اس میں کہیں ان کے معبود ہونے کا ذکر نہیں بینات سے مُراد معجزات۔ مختلف فیہ سے مراد وہ بعض دینی مسائل جس میں بعض لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا تھا (٦٤) پھر بنی اسرائیل کے بہت سے گروہ آپس میں پھٹ گئے اور آپس میں اختلاف ڈال لیا۔ سو ایسے ظالموں کے لئے ایک دردناک دن کے عذاب سے بڑی تباہی اور بڑی خرابی ہے۔ یعنی یہود اُن کے منکر ہوئے نصاریٰ ان کے قائل ہوئے پھر نصاریٰ میں بھی فرقے فرقے ہو گئے کوئی اقانیم ثلثہ کا قائل ہوا کسی نے ان کو اللہ کہا کسی نے خدا کا بیٹا کہا۔ ایسے لوگوں کے لئے وعید فرمائی۔ کہ قیامت کے دن ان لوگوں کیلئے بڑی خرابی ہے۔ جنھوں نے اختلاف ڈال کر ابن مریم کی صحیح تعلیم کو برباد کر دیا۔ آگے منکروں کے لئے تہدید بیان فرمائی (٦٥) یہ دینِ حق کے منکر نہیں انتظار کر رہے ہیں مگر قیامت کا کہ وہ ان پر اچانک آپہونچے اور ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔ یعنی جب دلائلِ واضحہ اور براہینِ ساطعہ کے بعد کفر کو ترک نہیں کرتے اور اسلام کے قائل نہیں ہوتے تو بس یہ لوگ قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ ان بےخبری میں اچانک آپہونچے اس وقت یہ ایمان لائیں حالانکہ اس وقت ایمان لانا ان کو نفع نہ دے گا آگے اس دن کی ایک مختصر سی تفصیل ہے (٦٦) اُس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر اہلِ تقویٰ اس سے مستثنیٰ ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اُس دن دوست سے دوست بھاگے گا کہ اس کے سبب سے میں نہ پکڑا جاؤں۔ ١٢ یعنی اہلِ ایمان کی دوستیاں باقی رہیں گی دُنیا کے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ دوستیاں اور دوستانے اہلِ دُنیا کے دشمنیوں سے بدل جائیں گے کیونکہ اس دن باطل کی دوستی کا ضرر اور حق کی دوستی کا نفع ظاہر ہو جائیگا (٦٧) اے میرے بندو! آج تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔ یہ خطاب اہلِ ایمان کو حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ (٦٨) یہ بندے وہ ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور فرماں بردار رہے (٦٩) جاؤ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ خوش و مسرور۔ حبر کہتے ہیں جس کے چہرے پر آثارِ خوشی نمایاں ہوں (٧٠) ان اہلِ جنت کے روبرو سونے کی رکابیاں اور سونے کے جام اور آبخورے لئے پھرتے ہوں گے اور ان کے روبرو پیش کئے جاتے ہوں گے اور وہاں جنت میں ہر وہ چیز ہوگی جس کی دل خواہش کریں اور جس سے آنکھیں لذت اندوز ہوں۔ اور تم اس جنت میں ہمیشہ رہوگے۔

ع ٦ / ١١ / ١٤

Marfat.com

یعنی ہر قسم کی ماکولات سے بھری ہوئیں قابیں اور رکابیاں اور ہر قسم کی مشروبات سے لبریز گلاس اور آب خورے۔ دل کی ہر خواہش اور آنکھیں جس سے لذت محسوس کریں وہ ہر چیز وہاں موجود ہوگی اور اہل جنت کو ارشاد ہوگا کہ تم اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہو (۷۱) اور وہ جنت یہی ہے جس کے تم اپنے ان اعمال کے عوض جو تم کیا کرتے تھے وارث یعنی مالک بنادئے گئے ہو :: یعنی تم جو نیک اعمال دنیا میں کیا کرتے تھے اور تم سے ان نیک اعمال کے عوض جس جنت کا وعدہ کیا جاتا تھا یہ وہی جنت ہے جس کے تم مالک بنادئے گئے ہو (۷۲) اس جنت میں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں جن میں سے تم کھاتے رہوگے :: آگے اہل جہنم کا ذکر فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی چن چن کر ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جو میوے پسندیدہ ہوں وہ کھاتے رہوگے (۷۳) بلاشبہ جو لوگ مجرم اور گناہ گار ہیں وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں (۷۴) ان پر سے کسی وقت بھی وہ عذاب ہلکا اور سست نہیں کیا جائیگا اور وہ اسی عذاب میں مایوس اور ناامید پڑے رہیں گے (۷۵) اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا اور ان کیساتھ ناانصافی نہیں کی بلکہ وہ خود ہی ظلم اور ناانصافی کرنیوالے تھے (۷٦)

تَلَذُّ الْأَعْيُنُ ۚ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٧١﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي

جس سے آنکھیں لذت محسوس کرتی ہوں موجود ہوں گی اور تم اس جنت میں ہمیشہ رہوگے۔ اور یہی جنت ہے جسکے

أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٧٢﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ

تم اپنے اعمال کے عوض وارث یعنی مالک بنادئے گئے ہو۔ یہاں تمہارے لئے بکثرت میوے ہیں

مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿٧٣﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿٧٤﴾

جن میں سے تم کھاتے رہوگے۔ جو لوگ گناہگار ہیں وہ یقیناً ہمیشہ جہنم کے عذاب میں رہیں گے

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٧٥﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَٰكِنْ

ان پر سے کسی وقت بھی وہ عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہینگے اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا

كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٧٦﴾ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ۖ

بلکہ وہ خود ہی ظلم کرنیوالے تھے۔ اور وہ دوزخ کے داروغہ کو پکار کر کہیں گے اے مالک کسیطرح تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کردے یعنی موت دیدے

قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ ﴿٧٧﴾ لَقَدْ جِئْنَاكُمْ بِالْحَقِّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَكُمْ

وہ مالک جواب دیگا تم کو ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے۔ بلاشبہ ہم تمہارے پاس دین حق لائے ہیں لیکن تم میں سے اکثر

لِلْحَقِّ كَارِهُونَ ﴿٧٨﴾ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ ﴿٧٩﴾ أَمْ

حق بات سے نفرت رکھتے ہیں۔ کیا انھوں نے کوئی کاروائی طے کرلی ہے تو ہم نے بھی اپنی بات طے کر رکھی ہے۔ کیا

يَحْسَبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ بَلَىٰ وَرُسُلُنَا

انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم انکی خفیہ باتوں کو اور ان کے باہمی مشوروں کو نہیں سنتے ہاں ہم ضرور سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے جو انکے

لَدَيْهِمْ يَكْتُبُونَ ﴿٨٠﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ

پاس موجود ہیں وہ سب لکھتے رہتے ہیں۔ اے نبی آپ یہ فرمائیے کہ اگر بالفرض محال خدائے رحمٰن کی کوئی اولاد ہو تو سب عبادت کرنیوالوں سے پہلے

الْعَابِدِينَ ﴿٨١﴾ سُبْحَانَ رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ

میں اسکی عبادت کروں۔ یہ مشرک اسکی شان میں جو باتیں بناتے ہیں ان سے وہ آسمانوں اور زمین کا مالک جو عرش بریں کا بھی مالک ہے

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٨٢﴾ فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا

بالکل پاک اور منزہ ہے۔ اب آپ انکو چھوڑئیے کہ یہ اسی بیہودہ شغل اور کھیل میں رہیں یہاں تک کہ جس دن کا

اور وہ اہل عذاب دوزخ کے داروغہ کو پکار کر کہیں گے اے مالک تیرا پروردگار ہمارا کام ہی پورا کردے اور ہمارا فیصلہ ہی کردے وہ مالک جواب دے گا تمکو ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے :: لیقض علینا ربک یعنی ہم کو موت دیدے اگر عذاب سے نکالنا نہیں تو مار کر ہم کو ختم کردے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مالک نام ہے فرشتے کا جو دوزخ کا داروغہ ہے کہتے ہیں ہزار برس تک چلادیں گے تب وہ جواب دے گا ناامیدی کا فیصل کر چکیے یعنی مار ڈالے عذاب کر کر ۱۲ (۷۷) بلاشبہ ہم نے تمہارے پاس سچا دین پہونچایا لیکن تم میں سے اکثر دین حق سے نفرت کرتے اور برا مانتے ہیں :: یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ یا ہو سکتا ہے کہ یہ بھی مالک کا قول ہو (۷۸) کیا انہوں نے کوئی کارروائی اور کوئی بات طے کی ہے تو ہم نے بھی اپنی بات طے کر رکھی ہے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافروں نے مل کر مشورہ کیا کہ تمہارے تغافل سے اس نبی کی بات بڑھی اب جو اس دین میں آوے اسی کے نلطے والے اسکو مار کر الٹا پھیریں اور جو شہر میں اوپری آدے اسکو پہلے سنادو کہ اس شخص کے پاس نہ بیٹھے سو اللہ نے ٹھہرایا اُن کا خراب کرنا ۱۲ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کوئی سازش کی ہوگی اُس کید اور سازش کیخلاف یہ فرمایا کہ تم نے اگر کوئی ایسی سازش کی ہے تو ہم نے بھی اس سازش کا توڑ طے کر رکھا ہے چنانچہ ان کی سازش ناکام کردی جائے گی (۷۹) کیا انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم ان کی خفیہ باتوں کو اور ان کے باہمی مشوروں کو نہیں سنتے بیشک ہم ضرور سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے جو ان کے پاس موجود ہیں وہ لکھتے رہتے ہیں :: یعنی ہم خود بھی سب کچھ جانتے ہیں اور کراماً کاتبین متعین ہیں جو ہر بات لکھتے رہتے ہیں اور مقدمہ کے وقت وہ تحریر پیش کی جائے گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر آدمی کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں ہر کام اس کا لکھتے ہیں ۱۲ سر کہتے ہیں دل کے بھید کو اور نجوی کہتے ہیں جو چند آدمی بیٹھ کر خفیہ مشورہ کریں۔ بعض نے کہا دو آدمیوں کی خفیہ بات چیت کو سر کہتے ہیں اور دو سے زائد آدمیوں کی بات چیت کو نجوی کہتے ہیں بہرحال ہر بھید اور خفیہ سے خفیہ بات کو وہ سنتا اور جانتا ہے (۸۰) اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے اگر بفرض محال خدائے رحمان کے کوئی اولاد ہو تو سب عبادت کرنیوالوں سے پہلے میں اس کی عبادت کردوں :: یعنی اگر تم ثابت کردو کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے تو میں سب سے پہلے اس کے ماننے اور قبول کرنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ خدا کی اولاد بھی خدا ہی ہوگی اور جس طرح خدا عبادت کا مستحق ہے وہ اولاد بھی عبادت کی مستحق ہے لیکن یہ امر چونکہ محض باطل ہے اس لئے میں اس نام سے کسی کی عبادت کرنے کو تیار نہیں۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کو معلق فرمایا فرزند اور ولد کیساتھ اور یہ ظاہر ہے کہ فرزند کا ہونا محال ہے لہٰذا عبادت بھی محال۔ یا یہ کہ واجب الوجود ہونا خواص ہے۔ معبودیت کا اور واجب الوجود کا لڑکا بھی واجب الوجود ہوگا اگر وہ واجب الوجود نہ ہو تو غیر جنس کا ولد اللہ تعالیٰ کے لئے عیب ہوگا اور وہ مستحق عبودیت بھی نہ ہوگا۔ پس فرشتوں کو اس کی اولاد کہنا تمہارا محض جہل اور ناواقفیت کی بنا پر ہے یا یہ کہ اگر تمہارے گمان میں اللہ کی اولاد ہو تو میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے والا اور تمہاری تکذیب کرنیوالا ہوں۔ غرض لوگوں نے اس آیت کے کئی طرح معنی کئے ہیں ہم نے دو تین قول نقل کردیئے ہیں ارجح اور صحیح قول وہی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے آگے حضرت حق سبحانہٗ اس نسبت ولد اور کفار کے بہتان سے اپنی پاکی بیان فرماتا ہے (۸۱) یہ مشرک اس کی شان میں جو باتیں بناتے ہیں وہ ان سے پاک ہے اور وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور

(باقی صفحہ ۷۹۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۸۹) وہ عرش بریں کا مالک ہے :: یعنی وہ ذات جو آسمانوں کی اور زمین کی مالک اور عرش بریں کی مالک ہے وہ اُن عیوب سے پاک ہے اور جو سب کا مالک اور تمام عیوب سے پاک ہے وہ جسم سے بھی پاک ہے اور جو جسم سے پاک ہو اس کیلئے اولاد کا ثابت کرنا کس قدر گستاخی اور جُرأت و بے باکی کی بات ہے اور جب ان کے عناد اور ان کے جمود کی یہ حالت ہے تو (۸۲) اب آپ ان کو اسی بیہودہ شغل اور کھیل و تفریح میں چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ یہ اپنے اُس دن سے ملاقات کرلیں جس دن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے :: خوض کے معنی ہیں کسی باطل بات میں گھُس جانا اور لغو و مہمل امور میں غور و خوض کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو ان کے مہمل اور لغو مشاغل میں چھوڑ دیجئے تفسیر صفحہ ہٰذا۔ یہاں تک کہ قیامت اور موت کے دن سے ملاقات کریں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن نضر بن حارث قریش کے سرداروں میں بیٹھا ہوا استہزاءً کہہ رہا تھا کہ بیشک محمد جو کچھ کہتا ہے حق کہتا ہے اور میں بھی حق کہتا ہوں وہ کہتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ میں بھی کہتا ہوں لا الٰہ الا اللہ۔ میں بلکہ اور زیادہ کہتا ہوں الملٰئکۃ بنات اللہ۔ جب یہ واقعہ حضورؐ کے سامنے بیان کیا گیا تو آپ غمگین ہوئے اُس پر یہ اوپر کی آیتیں نازل ہوئیں (۸۳) اور وہی ہے جو آسمانوں میں بھی لائق عبادت ہے اور وہی ہے جو زمین میں بھی معبود اور لائق پرستش ہے اور وہی کمال حکمت اور کمال علم کا مالک ہے :: یعنی علم و حکمت میں اس کا کوئی شریک نہیں تو اُلوہیت اور معبودیت میں بھی اس کا کوئی شریک اور ہمسر نہیں (۸۴) اور اس کی ذات بڑی برکت والی اور بڑی عالیشان ہے جس کیلئے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اُس سب کی حکومت ثابت ہے اور قیامت کا علم اسی کے پاس ہے اور تم سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے اور تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے :: یعنی آسمان و زمین اور ان دونوں کے مابین جو کچھ ہے سب پر اسی کی بادشاہی اور اسی کا راج ہے اور اسی کی حکومت ہے۔ اُس کا علم اتنا وسیع ہے کہ قیامت کا علم اسی کے پاس ہے۔ اُسکی مخلوق میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ قیامت کب آئیگی پھر اسکی قدرت اتنی وسیع ہے کہ تم سب کی بازگشت بھی اُسی کے پاس ہے۔ حکومت علم قدرت سب چیزوں میں کامل ہے وہ ذات بڑی بابرکت اور بڑی عالی شان ہے۔ آگے جن کو یہ دینِ حق کے منکر پوجتے ہیں ان کی کمزوری اور عاجزی کا اظہار ہے (۸۵) اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو یہ منکر پکارتے اور پوجتے ہیں وہ سفارش اور شفاعت کا کوئی اختیار نہیں رکھتے مگر ہاں وہ لوگ جو حق بات کی زبان سے گواہی دیتے ہیں اور دل سے اُس حق بات کو جانتے اور اس کا یقین رکھتے ہیں :: یعنی جو لوگ کلمۂ توحید کے قائل اور زبان سے گواہی دینے والے اور دل سے توحید کا یقین کرنیوالے ہیں وہ بیشک اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی اجازت سے اہل ایمان کی سفارش کرسکیں گے تو ان کی شفاعت سے کفار کو کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اتنی سفارش کرسکتے ہیں کہ جس نے کلمۂ اسلام کہا ان کی خبر میں اُسکی گواہی دیتے ہیں بغیر کلمۂ اسلام سب کے حق میں نہیں کہہ سکتے سوا اتنی سفارش بھی نیک کرسکیں گے ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہ منکر جن کو پوجتے ہیں ان کو تو سفارش کا کوئی حق نہ ہوگا البتہ جو بزرگ مسلمان زبردستی معبود بنالئے گئے جیسے حضرت عیسیٰؑ یا عزیرؑ ایسے لوگ باذنِ الٰہی شفاعت کرسکیں گے وہ بھی صرف مسلمانوں کی شفاعت کریں گے۔ مشرکوں کی شفاعت کرنیوالا کوئی نہیں ہوگا۔ آگے کفار کے عناد کی مزید توضیح ہے (۸۶) اور اے پیغمبر اگر آپ ان دینِ حق کے منکروں سے دریافت کریں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے۔ پھر اب یہ منکر کہاں اُلٹے پھرے چلے جاتے ہیں :: یعنی حق دشمنی کا ان کی یہ حال ہے کہ اگر پوچھو تم کو کس نے پیدا کیا ہے تو جواب بھی دیں گے کہ ہم کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ تو توحید کا ایک مقدمہ تو تسلیم کرتے ہیں اور دوسرا مقدمہ کہ وہی ذات قابل پرستش ہو سکتی ہے جو حقیقی طور پر قادر علی الخلق ہو اسکو نہیں مانتے۔ اسی کو فرمایا کہ اب اُلٹے کہاں پھرے جاتے ہیں۔ یعنی توحید کا ایک مقدمہ تسلیم کرنیکے بعد پھر کہاں لوٹے جاتے ہو۔ خالق اور قادر علی الخلق مان کر جو مستلزم ہے انفراد الی الخالق کے پھر اسکی عبادت میں شرک کا دعویٰ کرنا انتہائی حق دشمنی اور عناد و جمود ہے (۸۷) اور قسم ہے رسول کے اس کہنے کی کہ اے میرے پروردگار یہ کفار قریش ایک ایسی قوم ہیں جو ایمان نہیں لاتے (۸۸) لہٰذا اے پیغمبر آپ ان سے بے رخی کا برتاؤ کیجئے اور ان سے منہ پھیر لیجئے اور یوں کہئے کہ بس میرا سلام ہے یا یہ کہ تم کو سلام کرتا ہوں یہ لوگ اب تھوڑے دنوں میں اپنا انجام معلوم کرلیں گے :: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کی (باقی ص۷۹۱ پر)

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَ

ان سے وعدہ کیا گیا ہے اپنے اس دن سے ملاقات کرلیں۔ اور وہی ذات ہے جو آسمانوں میں بھی لائق عبادت ہے اور

فِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ﴿٨٤﴾ وَتَبَارَكَ الَّذِي

جو زمین میں بھی لائق پرستش ہے اور وہی بڑی حکمت والا سب کو جاننے والا ہے۔ اور وہ ذات بڑی عالیشان ہے

لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهُ

جس کیلئے آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ اُن دونوں کے مابین ہے اُس سب کی حکومت ثابت ہے اور قیامت کا

عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٥﴾ وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ

علم بھی اسی کو ہے اور تم سب اُسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور خدا کے سوا جن کو یہ کافر پکارتے ہیں

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ

اُن کو سفارش کا کوئی اختیار نہ ہوگا مگر ہاں وہ لوگ جو حق بات کی زبان سے گواہی دیتے ہیں اور دل سے اس حق کا

يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ

یقین کرتے ہیں۔ اور اے نبی اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے

فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾ وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَا

سو پھر اب یہ کہاں اُلٹے پھرے چلے جاتے ہیں۔ اور رسول کے اس کہنے کی قسم کہ اے میرے رب کفار قریش ایک ایسی قوم ہیں جو

يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ ۚ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾

ایمان نہیں لاتے۔ لہٰذا اے پیغمبر آپ ان سے بے رخی کا برتاؤ کیجئے اور یوں کہہ دیجئے کہ بس میرا سلام ہے یہ لوگ اب تھوڑے دنوں میں اپنا انجام جان لیں گے

ع ۷ — ۴۲ — ۱۳

سُورَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَخَمْسُونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

سورہ دخان مکی ہے اور یہ انسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حم ﴿١﴾ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ﴿٢﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ

حٰمٓ۔ قسم ہے اس واضح کتاب کی۔ کہ ہم نے اس کو ایک بابرکت رات میں نازل کیا ہے

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۹۰) بے رُخی اور بے اعتنائی اور معاندانہ مظاہروں سے تنگ آکر فرمایا یارب ان ھؤلاء قوم لا یؤمنون یعنی اے میرے پروردگار یہ ایسے لوگ ہیں کہ باوجود میری فہمائش اور میرے سمجھانے کے ایمان نہیں لاتے۔ حضرت حق تعالیٰ نے ان معصومانہ اور افسوس میں ڈوبے ہوئے جملوں کی قسم کھا کر فرمایا اور آپ کی ہمت افزائی فرمائی کہ پیغمبر کے اس کہنے کی قسم۔ بعض حضرات نے وقیلہ کا عطف علم الساعۃ پر کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور پیغمبر کے اس کہنے کا بھی علم ہے کہ یارب ان ھؤلاء قوم لا یؤمنون۔ صاحب مدارک نے اسی معنی کو اختیار کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ لوگ جو اپنے پیغمبر کو اس طرح تنگ کرتے ہیں وہ سخت عذاب کے مستحق ہوں گے اسی لئے آگے تفریع فرمائی کہ آپ ان سے اعراض کیجئے اپنا منہ پھیر لیجئے۔ اور ان کو سلام وداع کہئے جیسا کہ ترک تعلق کے موقعہ پر ایسا کیا کرتے ہیں۔ کہ اچھا بھائی سلام نہیں ملتے تو جاؤ۔ ان سے کہئے کہ تم کو سلام کرتا ہوں۔ اب عنقریب ان کو اپنا انجام معلوم ہو جائیگا۔ یعنی مرنے کے بعد ہی پتہ چل جائیگا۔ اور قیامت میں تو جو کچھ ہونا ہے وہ ہونا ہی ہے تب انکو اپنی سرکشی اور نافرمانی کا انجام معلوم ہو جائیگا (۸۹)

إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ (۳) فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ (۴) أَمْرًا

ہم لوگوں کو باخبر اور آگاہ کرنیوالے تھے۔ ہر مبنی بر حکمت کام اس رات میں طے کر دیا جاتا ہے۔ اس حکم کے مطابق جو حکم

مِّنْ عِندِنَا ۚ إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ (۵) رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ

ہماری جناب سے صادر ہوتا ہے بیشک ہم ہی بھیجنے والے ہیں۔ آپکے رب کی شفقت و مہربانی کی وجہ سے۔ بے شک وہ

هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۶) رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔ وہ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے

بَيْنَهُمَا ۘ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ (۷) لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَ

اس سب کا مالک ہے اگر تم یقین لانا چاہو۔ بجز اسکے کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی زندگی عطا کرتا ہے اور

يُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ (۸) بَلْ هُمْ فِي

وہی موت دیتا ہے وہی تمہارا بھی پروردگار ہے اور وہی تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ شک میں

شَكٍّ يَلْعَبُونَ (۹) فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ

مبتلا کھیل میں مشغول ہیں۔ سو اے پیغمبر آپ ان کیلئے ایک ایسے دن کے منتظر رہیے جس دن آسمان سے ایک صاف و آشکارا دھواں

مُّبِينٍ (۱۰) يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ (۱۱) رَّبَّنَا

ظاہر ہوگا۔ جو ان سب لوگوں کو گھیرے گا یہ دھواں ایک دردناک سزا ہے۔ کہیں گے اے رب ہمارے

اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ (۱۲) أَنَّىٰ لَهُمُ

ہم سے اس آفت یعنی قحط کو دور کر دے ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ بھلا ان کو کہاں

الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ (۱۳) ثُمَّ تَوَلَّوْا

نصیحت ہوتی ہے حالانکہ ان کے پاس ایک ایسا رسول آچکا جس کی شان رسالت نمایاں ہے۔ پھر انہوں نے

عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ (۱۴) إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ

اس رسول سے روگردانی کی اور کہا یہ سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔ ہم چند دن کے لئے اس عذاب کو

قَلِيلًا ۚ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ (۱۵) يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ

ہٹالیں گے مگر تم پھر اپنی پہلی حالت پر لوٹ جاؤ گے۔ جس دن ہم بڑی پوری گرفت کریں گے

تم سورۂ زخرف —— سورۂ دخان مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور اس میں انسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ (۱) قسم ہے اس واضح اور صاف بیان کرنے والی کتاب کی ؛ اپنے معنی اور مفہوم میں واضح ہے۔ یا حق و باطل کو الگ الگ کرنیوالی ہے۔ یا حلال و حرام کو صاف صاف اور واضح طور پر بیان کرنیوالی ہے۔ (۲) ہم نے اس کتاب کو ایک بڑی برکت والی رات میں نازل فرمایا کیونکہ ہم لوگوں کو کہہ سنانیوالے اور آگاہ کرنیوالے تھے ؛ یعنی ہم نے اس کتاب کو لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اُتارا اور وہاں سے وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا حسب ضرورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔ برکت والی رات سے مُراد لیلۃ القدر ہے۔ اور لیلۃ القدر کو برکت والی رات فرمایا چونکہ اس رات کو دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ امت محمدیہ پر خاص توجہ فرماتا ہے۔ تفسیر صفحہ ہٰذا :۔ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ آخر میں نزول قرآن کی علت فرمائی کہ ہماری شفقت اور مہربانی کا تقاضہ یہ تھا کہ ہم اپنے بندوں کو خیر اور شر سے آگاہ کر دیں تاکہ وہ نقصان کی چیزوں سے بچیں اور نفع کی چیزوں پر عمل کریں بعض حضرات نے برکت والی رات سے لیلۃ البراءت مُراد لی ہے یعنی شعبان کی پندرھویں شب۔ کیونکہ اس رات میں سال بھر کے ہونیوالے تمام اُمور طے کئے جاتے ہیں۔ لیکن جمہور کا قول وہی ہے جو ہم نے اختیار کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہمیشہ دستور رہا ہے رات برکت کی شب قدر ہے جیسے انا انزلنا میں فرمایا ۱۲ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ واقعات تو شب قدر میں لکھے جاتے ہیں لیکن شب برات میں دیئے جاتے ہیں اس طرح شاید دونوں قول جمع ہو سکتے ہیں کما قال ابن عباسؓ بلا سند (۳) اس برکت والی رات میں ہر مبنی بر حکمت کام طے کر دیا جاتا ہے ؛ یعنی ہر معاملہ جو حکمت کا مقتضی ہے اور مبنی بر حکمت ہے اس کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے امر کیساتھ حکیم کی قید لگائی وہ واقعی ہے یعنی ہر کام حکمت والا ہے آگے طے ہونے اور فیصلہ ہونے کی شکل بیان فرمائی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جدا ہوتا ہے یعنی لوح محفوظ میں سے جدا کر کے اس کام والوں کو لکھ دیتے ہیں ۱۲ (۴) فیصلہ کیا جاتا ہے اس حکم کے مطابق جو حکم ہماری جناب سے صادر ہوتا ہے بیشک ہم ہی پیغمبروں کو یا فرشتوں کو بھیجنے والے ہیں ؛ یعنی یہ کام جو جدا کئے جاتے ہیں اور ان کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو یہ ہمارے اُس حکم کے موافق ہوتا ہے جو ہمارے پاس سے صادر ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ شقاوت وسعادت کے علاوہ باقی امور مثلاً روزی۔ اچھی بری شہرت۔ موت اور بیماری۔ حج کو جانا۔ باغ لگانا۔ مکان بنانا وغیرہ کا اجمالی فیصلہ ملائکہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور وہ فرشتے اپنے اپنے مفوضہ کاموں کو حسب ہدایت انجام دیتے رہتے ہیں۔ اور ان فیصلوں کا اجمالی علم ملائکہ کو حاصل رہتا ہے۔ ہم بھیجنے والے ہیں یعنی رسولوں کو۔ یا فرشتوں کو۔ یا احکام کو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر ۱۲۔ آگے قرآن کے نازل کرنے اور آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجنے کی وجہ مذکور ہے (۵) بوجہ آپکے پروردگار کی رحمت کے بیشک وہ بڑا سُننے والا جاننے والا ہے ؛ یعنی یہ قرآن کا نازل فرمانا اور خیر و شر سے مطلع کرنا اور آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجنا یہ آپ کے پروردگار کی رحمت کے سبب ہے کہ اس کی رحمت کا یہ مقتضا ہے کہ بندوں کو ہر بات سے آگاہ کر دیا جائے۔ اور پیغمبر کو بھیجکر ان کو اُن کا انجام سمجھا دیا جائے اور ان کو عمل کرنے کے لئے احکام کی (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آخرت کا عذاب نہیں ملتا ۱۲ خلاصہ یہ کہ بڑی پکڑ پکڑنا اگر دنیوی عذاب کی طرف اشارہ ہے تو بدر میں منکرین مکہ کی کافی ذلت ورسوائی ہوئی اور خوب انتقام لیا گیا اور اگر پکڑ
آخرت کی ہے تو ظاہر ہے کہ نہ وہ عذاب ٹلنے والا ہے اور دنیا کے عذاب سے بہت زیادہ رسوا کن ہے اللھم اجرنا منہ (۱۶) اور بلاشبہ ہم نے ان لوگوں سے پہلے فرعون کی قوم کو جانچا اور آزمایا تھا اور ان کے
پاس ایک معزز اور گرامی قدر رسول پیغام لیکر آیا تھا (۱۷) کہ تم ان اللہ تعالیٰ کے بندوں کو یعنی بنی اسرائیل کو میرے حوالے اور میرے سپرد کردو میں تمہاری طرف اللہ کا فرستادہ ہوں اور معتبر اور امانت دار ہوں
(۱۸) اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور چڑھے نہ جاؤ میں تمہارے لئے اور تمہارے روبرو ایک واضح دلیل اور کھلی سند اور حجت ظاہرہ پیش کرتا ہوں ؛ یعنی فرعون کی قوم کا بھی امتحان لیا
جا چکا ہے اور وہ امتحان یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے ان سے یہ مطالبہ کیا کہ بنی اسرائیل کو میرے سپرد کردو ان پر ظلم نہ کرو اور ان کو قیدی نہ بناؤ بلکہ مجھ کو اجازت دو کہ میں ان کو

الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾ وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ

قوم سب بدلا لے لیں گے - اور بلاشبہ ہم نے اُن لوگوں سے پہلے فرعون کی قوم کو آزمایا تھا

وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۷﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَیَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّیْ لَكُمْ

اور اُن کے پاس ایک معزز رسول پیغام لیکر آیا تھا - کہ تم اللہ کے بندوں یعنی بنی اسرائیل کو میرے حوالے کردو میں تمہاری طرف

رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۸﴾ وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّیْٓ اٰتِيْكُمْ

ایک امانتدار فرستادہ ہوں - اور یہ کہ تم خدا کے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو - میں تمہارے روبرو ایک

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۹﴾ وَاِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ اَنْ

واضح دلیل پیش کرتا ہوں - اور میں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی اس بات سے پناہ پکڑتا ہوں کہ

تَرْجُمُوْنِ ﴿۲۰﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿۲۱﴾ فَدَعَا رَبَّهٗٓ

تم لوگ مجھ کو سنگسار کرو - اور اگر تم میرا یقین نہیں کرتے تو تم مجھ سے الگ ہی ہو جاؤ - آخر کار موسیٰ نے اپنے رب کو پکارا

اَنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَيْلًا

کہ یہ لوگ بڑے ہی گنہگار ہیں - ارشاد ہوا موسیٰ میرے بندوں کو راتوں رات لیکر نکل جا

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ

کیونکہ تم لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا - اور دریا کو اسی ٹھہری ہوئی حالت پر چھوڑ جایو کیوں کہ ان

جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّ

فرعونیوں کا لشکر غرق کیا جائے گا - وہ لوگ کتنے ہی باغ اور کتنے ہی چشمے اور

زُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿۲۷﴾

کتنی ہی کھیتیاں اور عمدہ عمدہ مکان - اور کتنے ہی وہ سامان تنعم جن میں مزے کیا کرتے تھے سب چھوڑ گئے

كَذٰلِكَ ۣ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ

ہم نے اسی طرح کیا اور ہم نے ان سب چیزوں کا وارث ایک دوسری قوم کو بنا دیا - پھر ان لوگوں پر نہ تو آسمان رویا

السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا

اور نہ زمین اور نہ اُن کو کوئی مہلت دی گئی - اور بلاشبہ ہم نے بنی اسرائیل کو

اپنے ہمراہ جہاں چاہوں لے جاؤں میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور امانت دار ہوں تم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں سرکشی نہ کرو اور سر نہ اٹھاؤ میں تمہارے پاس اپنے پیغمبر ہونے کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی کھلی دلیل لے کر آیا ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بنی اسرائیل کو رخصت کردو ۱۲ (۱۹) اور میں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی اس بات سے پناہ پکڑتا ہوں کہ تم مجھ کو سنگسار کرو ؛ تمہارا اور میرا پروردگار یعنی جو حقیقتاً ایک ہی ہے یہ اس لئے فرمایا کہ وہ موسیٰ کے رب کو اپنا رب نہیں سمجھتے تھے بلکہ فرعون کو رب کہا کرتے تھے۔ رجم اور سنگساری کا مطلب ہے کہ تم مجھ کو قتل کرو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا ہوں کہ تم کو مجھ پر قابو حاصل ہو سکے، اور پتھروں سے مار کر یا کسی اور طریقے سے قتل کردو جیسا کہ سورۂ مومن کے تیسرے رکوع میں گزر چکا ہے ذرونی اقتل موسیٰ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ شاید وہ ڈراتے ہوں گے اُس سے ۱۲ (۲۰) اور اگر تم میرا یقین نہیں کرتے تو تم مجھ سے الگ ہی ہو جاؤ ؛ یعنی مجھے ایذا نہ پہنچاؤ اور میرا راستہ نہ روکو اور میرے کام میں دخل نہ دو حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اپنی قوم کو لیجاؤں تم راہ نہ روکو ۱۲ باوجود اس کہنے کے فرعون کی قوم اپنی حرکات ناشائستہ سے باز نہ آئی تب حضرت موسیٰ نے جناب باری میں عرض کیا (۲۱) آخر کار موسیٰ نے اپنے رب کو پکارا کہ یہ لوگ بڑے ہی گناہگار ہیں ؛ یعنی اب ان کا فیصلہ فرما دیجئے (۲۲) اس پر ارشاد ہوا موسیٰ میرے بندوں کو راتوں رات لیکر نکل جا بلاشبہ تمہارا تعاقب اور تمہارا پیچھا کیا جائیگا (۲۳) اور دریا کو سکون اور ٹھہری ہوئی حالت پر چھوڑ جا کیوں کہ ان فرعونیوں کا پورا لشکر غرق ہونیوالا اور ڈوبنے والا ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ موسیٰ تو راتوں رات بنی اسرائیل کو لیکر نکل جا۔ تمہارا تعاقب ہوگا۔ تم کو دریا ساکن ملیگا اور راستے بنے ہوئے ملیں گے تم گزر جانا اور دریا کو اسی حالت پر چھوڑ جانا یعنی کوئی تشویش اور فکر نہ کرنا۔ کیونکہ فرعونیوں کے تمام لشکر کا ڈبویا جانا مقصود ہے آگے مختصر سی تفصیل ہے (۲۴) وہ لوگ کتنے ہی باغ اور کتنے ہی چشمے (۲۵) اور کتنی ہی کھیتیاں اور عمدہ عمدہ مکان (۲۶) اور کتنے ہی وہ سامان تنعم اور سامان عیش وآرام جن میں وہ مزے کیا کرتے تھے اور باتیں بنایا کرتے تھے سب چھوڑ گئے ۱۲

ع ۲۹ / ۱۴

(۲۷) ہم نے اسی طرح کیا اور ہم نے ان سب چیزوں کا وارث ایک دوسری قوم کو بنا دیا ؛ یعنی فرعونی غرق کردیئے گئے اور کتنے ہی باغات اور چشمے - اور کھیتیاں اور محلات اور بڑی بڑی کوٹھیاں اور بارہ دریاں اور سامان عیش وعشرت جن میں وہ بیٹھ کر مزے اڑاتے تھے سب چھوڑ گئے اور یہ تمام سامان دوسروں کے قبضے میں آ گیا یعنی بنی اسرائیل اُس سب کے وارث ہو گئے۔ یہ دوسری بات ہے کہ اسی حادثے کے بعد بنی اسرائیل وارث ہوئے یا کچھ عرصے کے بعد زمین مصر کے وارث ہوئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بنی اسرائیل کو جیسا کہ سورۂ شعراء میں ہے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون کے غرق ہوئے پیچھے بنی اسرائیل کا دخل ہوا مصر میں ۱۲ یعنی تصرف کا حق مل گیا اور تمکین فی التصرف حاصل ہو گیا خواہ واپسی کچھ دنوں کے بعد ہوئی ہو۔ بہرحال مصر کے اندرونی معاملات میں دخل ہو گیا۔ اس مسئلے میں بعض مفسرین میں اختلاف تھا جیسے حضرت حسن اور حضرت قتادہ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے لفظ دخل نے دونوں قولوں کو جمع کر دیا (۲۸) پھر ان لوگوں پر نہ تو آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ ان کو کوئی مہلت دی گئی ؛ یعنی فرعونیوں کی تباہی پر نہ آسمان و زمین کو کوئی

(باقی صفحہ ۷۹۳ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۹۲) رنج ہوا۔ اور نہ ان کو کسی قسم کی مہلت دی گئی حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں حدیث میں فرمایا ہے کہ مسلمان کے مرنے پر روتا ہے دروازہ آسمان کا جس سے اس کی روزی اترتی تھی اور زمین جہاں وہ نماز پڑھتا تھا ۱۲ یہ چونکہ نہ مسلمان تھے اور نہ نماز پڑھتے تھے اس لئے آسمان وزمین کو بھی ان سے کوئی ہمدردی نہ تھی (۲۹) اور بلاشبہ ہم نے بنی اسرائیل کو تفسیر صفحہ ہذا۔ اس ذلیل کن عذاب سے نجات دی (۳۰) جو فرعون کی جانب سے ہوتا تھا وہ فرعون واقعی بڑا سرکش اور حد سے بڑھ جانیوالوں میں سے تھا یعنی متکبر بھی تھا اور ظلم بھی کرتا تھا اور حد عبودیت سے نکل جانیوالوں میں سے تھا (۳۱) اور بلاشبہ ہم نے جان بوجھ کر اور اپنے علم وحکمت کی رُو سے بنی اسرائیل کو اقوام عالم پر فوقیت وفضیلت عطا فرمائی ۞ اخترنٰھم کے اصل معنی تو پسندیدہ فرمانا اور پسند کرنا ہے۔ مگر ہم نے فوقیت اور فضیلت کر دیا ہے حضرت حق کی پسندیدگی اور پسند فرمانا دلیل ہے فوقیت اور فضیلت کی اور یہ معنی وانی فضلتکم علی العلمین کے موافق اور مطابق ہیں۔ اقوام عالم سے مُراد اُس زمانے کی اقوام ہیں جیسا کہ ہم سورۂ بقرہ میں عرض کر چکے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں اگرچہ ان میں یعنی بنی اسرائیل میں بُرائیاں بھی معلوم ہوتی تھیں ۱۲ (۳۲) اور ہم نے ان بنی اسرائیل کو ایسی نشانیاں عطا فرمائیں جن میں کھلا ہوا انعام یا کھلا ہوا امتحان تھا ۞ یعنی بنی اسرائیل کو بڑی بڑی نشانیاں دیں مثلاً فرعون کے مظالم سے نجات اور اسی قسم کی نشانیاں جو حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتی رہیں۔ جو معجزات بھی تھے اور دلائل توحید بھی۔ یہ نشانیاں انعامات اور اللہ تعالیٰ کی مدد تھیں اور ہو سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کا امتحان بھی مقصود ہو کہ ان انعامات پر شکر بجا لاتے ہیں یا کفرانِ نعمت کرتے ہیں۔ اسلئے بلٰٓؤٌا کے دونوں معنی کئے گئے ہیں۔ انعامات اور امتحانات ہم نے سورۂ بقرہ میں مفصل بحث کی ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہ نشانیاں حضرت موسیٰ کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی تھیں (۳۳) یہ کفار قریش کہتے ہیں (۳۴) کہ ہمارا آخری انجام اور ہماری اخیر حالت بس یہی ہمارا پہلی مرتبہ کا مرنا ہے اور ہم پھر دوبارہ نہیں اُٹھائے جائیں گے (۳۵) اور اگر تم سچے ہو تو ہمارے اگلے باپ دادوں کو زندہ کر کے لے آؤ ۞ یہاں سے کفار قریش کا ذکر فرمایا کہ آخرت کی زندگی کا انکار کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا اخیر یہی ہونا ہے کہ بس موت آجائے گی۔ اور مر جائیں گے اور اس کے بعد کوئی زندگی نہیں اور اگر مر کر دوبارا بھی کوئی زندہ ہو سکتا ہے تو ہمارے باپ دادا جو مر چکے ہیں ان کو جلا لاؤ اور زندہ کر کے لے آؤ۔ اگر تم سچے ہو اور دوبارہ زندہ کرنے کے قائل ہو تو ایسا کرو یہ جو الاموتتنا الاولی فرمایا اس پر شبہ نہ کیا جائے کہ پہلی موت پر کوئی اختلاف نہ تھا اختلاف تو مرنے کے بعد جینے پر تھا لیکن ہم نے جو تقریر عرض کی اُس کے بعد شبہ نہیں رہتا۔ کیونکہ صرف پہلی موت کو تسلیم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس موت کے بعد کچھ نہیں ہے اور یہی قول ہے جس کو دوسری جگہ فرمایا ان ھی الاحیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین اپنے باپ دادوں کی زندگی کا مطالبہ ایک غیر متعلق مطالبہ ہے ظاہر ہے اس زندگی پر جس کا اسلام علی الاطلاق دعویٰ کرتا ہے اس مقید مطالبے کے عدم وقوع سے کیا اثر پڑ سکتا ہے (۳۶) بھلا یہ کفار قریش قوت وشوکت میں بہتر اور بڑھ کر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو تبع کی قوم سے پہلے ہو گزرے ہیں بہتر اور بڑھ کر تھے ان سب کو ہم نے ہلاک برباد کر دیا کیونکہ وہ مجرم اور گنہگار تھے ۞ یعنی یہ کفار قریش تو اتنے قوی اور پُر شوکت ہیں بھی نہیں۔ جتنی تبع یعنی یمن کے بادشاہ کی قوم تھی اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے مثلاً عاد اور ثمود جب ہم نے ان کو گناہوں کے سبب ہلاک کر دیا اور سب کو تباہ کر دیا تو کفار قریش اگر اسی طرح جرائم پیشہ رہے تو یہ کس طرح بچ سکتے ہیں۔ تبع یمن کے بادشاہوں کا لقب تھا اس نام کے بہت سے بادشاہ ہوئے ہیں جس تبع کا قرآن نے ذکر کیا ہے وہ تبع حمیری ہے اس کا نام اسعد یا سعد بن ملکا کرب تھا اور اس کی کنیت ابو کرب تھی۔ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے ایک ہزار برس پہلے اس کا دور گزرا ہے یہ توریت پر ایمان رکھتا تھا مگر اس کی قوم بُت پرست تھی۔ وہ توریت میں آپ کے فضائل پڑھ کر آپ کے نبی آخر الزماں ہونے پر ایمان لایا تھا۔ اور اس نے خط بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لکھا تھا جو بطور وصیت اس کی اولاد اور خاندان میں چلا آتا تھا یہاں تک کہ اس کی اکیسویں پشت میں شامول نامی ایک شخص نے حضرت ایوب انصاریؓ کی معرفت وہ خط (باقی ص ۷۹۴ پر)

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ

اس ذلیل کن عذاب سے نجات دی۔ جو فرعون کی جانب سے ہوتا تھا

اِنَّهٗ كَانَ عَالِیًا مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ

وہ فرعون واقعی بڑا متکبر اور حد سے بڑھ جانیوالوں میں سے تھا۔ اور بیشک ہم نے

عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ مَا

جان بوجھ کر بنی اسرائیل کو اقوام عالم پر فضیلت عطا کی۔ اور ہم نے ان بنی اسرائیل کو ایسی نشانیاں

فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِیَ

دیں جن میں کھلا ہوا انعام تھا۔ یہ کفار قریش کہتے ہیں۔ کہ بس یہی

اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِیْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا

ہمارا پہلی ہی مرتبہ کا مرجانا ہے اور ہم پھر دوبارا نہیں اٹھائے جائیں گے۔ اور اگر تم سچے ہو

بِاٰبَآىِٕنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۶﴾ اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ

تو ہمارے اگلے باپ دادوں کو زندہ کر کے لے آؤ۔ بھلا یہ کفار قریش بہتر ہیں یا تبع کی قوم

وَّالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا

اور وہ لوگ جو تبع کی قوم سے پہلے ہو گزرے ہیں وہ بہتر اور بڑھے ہوئے تھے جنکو ہم نے ہلاک برباد کر دیا کیونکہ وہ

مُجْرِمِیْنَ ﴿۳۷﴾ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

بڑے گناہ گار تھے۔ اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اسکو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم

بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ

کوئی فعل عبث کرنیوالے تھے۔ ہم نے ان دونوں کو نہیں بنایا مگر کمال حکمت کے ساتھ لیکن

اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ

ان میں سے اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ یقیناً وہ فیصلے والا دن ان سب لوگوں کے

اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۰﴾ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْـًٔا

وعدے کا وقت ہے۔ جس دن کوئی اپنا کسی اپنے کے ذرا کام نہ آسکے گا

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۹۳) حضور کی خدمت میں پیش کر دیا اور آپنے یہ الفاظ فرمائے مرحبا بالاخ الصالح بعض لوگوں نے کہا ہے اس تبع حمیری کا زمانہ ہمارے نبی آخر الزماں سے سات سو برس پہلے تھا۔ بہرحال اسکی قوم بھی ہلاک کی گئی تھی۔ حضرت حق تعالیٰ نے کفار قریش کو تنبیہ فرمائی۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں تبع بادشاہ تھا یمن کا سب قوم اسکی بت پرست تھی اسکو یقین آیا تورات پر اپنی قوم کے سامنے آزمایا کہ سجادین کو نسا بڑی آگ جلائی عالم یہود کے توریت بغل میں لیکر اس میں گھس گئے: جلے وے بت پرست بت کو بغل میں لیکر چلے جلنے لگے اُلٹے بھاگے اُسکی قوم اسکی دشمن ہوئی آخر خراب ہوئے ۱۲ (۳۷) اور ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے مابین اسکو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم کوئی فعل عبث کرنیوالے اور کھیلنے والے تھے: یعنی ان چیزوں کو ہم نے عبث اور بے کار نہیں پیدا کیا اور ہم کو کوئی کھیل اور تماشا کرنا مقصود نہ تھا (۳۸) ہم نے ان دونوں کو نہیں بنایا مگر کمال حکمت کیساتھ بنایا لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے: یعنی ان دونوں میں بے انتہا مخلوق کیلئے منافع ہیں قدرت کے استدلالات ہیں۔ الوہیت کے دلائل اور توحید کے براہین ہیں اور ایک ٹھیک اندازے پر ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ یہ سارا نظام اس کی توحید پر دال ہے لیکن اکثر لوگ ان امور کو نہیں سمجھتے اور اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک کرتے ہیں آگے قیامت کے واقعات کا ذکر ہے (۳۹) بلاشبہ وہ فیصلے کا دن ان سب لوگوں کے وعدے کا وقت ہے (۴۰) جس دن کوئی اپنا کسی اپنے کے کچھ کام نہ آسکے گا۔ تفسیر صفحہ ہذا:۔ اور کوئی رفیق کسی رفیق کے ذرا کام نہ آئے گا اور نہ انکی کوئی مدد کیجائے گی (۴۱) مگر ہاں جس پر اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے بیشک وہ بڑا زبردست بڑی مہربانی کرنیوالا ہے: یعنی یوم الفصل جو حقیقی فیصلے کا دن ہے وہ ان سب کی سزا اور جزا عذاب اور ثواب کا دن ہے۔ اس دن کوئی دوست۔ رفیق اور اپنا کسی دوست۔ رفیق اور اپنے کے بالکل کام نہ آئے گا۔ اور نہ کسی کی طرف سے کوئی مدد پہونچے گی۔ البتہ اس سے وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور اسکی مہر ہو جائے۔ اور اس کے لئے شفاعت کی اجازت مل جائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسکو مدد پہنچ جائے۔ وہ بڑا زبردست اور کمال قوت کا مالک ہے کافر اس کے انتقام سے بچ نہیں سکتے وہ بڑی مہربانی کرنیوالا ہے اور اسکی مہربانی سے قیامت کے دن مسلمان خاص طور پر مستفید ہوں گے (۴۲) بلاشبہ زقوم یعنی سینڈیا تھوہر۔ یا ناگ پھنی کا درخت (۴۳) خوراک ہے بڑے گناہ گار کی۔ (۴۴) وہ زقوم ایسا ہوگا جیسے سیاہ تیل کی تلچھٹ وہ پیٹوں میں اس طرح جوش مارے گا۔ (۴۵) جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے (۴۶) حکم دیا جائیگا۔ اس گناہگار کو پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے درمیانی حصے تک لے جاؤ یعنی دوزخ کے بیچوں بیچ (۴۷) پھر اس کے سر پر عذاب کا سخت کھولتا ہوا پانی ڈالو (۴۸) لے اس عذاب کا مزہ چکھ تو بڑا ذی عزت اور ذی مرتبت ہے (۴۹) یہی وہ چیز ہے جس میں تم لوگ شک اور شبہ کیا کرتے تھے: مطلب یہ ہے کہ زقوم کا درخت جس کی تفصیل سورۂ الصافات میں گزر چکی یہ اہل جہنم کی خوراک ہوگی۔ ہندوستان میں اس کے تین نام لئے گئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ کے کسی جانب میں پیدا ہوتا ہے اس کا مزا سخت کڑوا ہوتا ہے۔ جہنم میں زقوم کی کیا شکل ہوگی ذات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ قرآن میں سیاہ تیل کی تلچھٹ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ پھر پیٹ میں جا کر اس کا کھولنا بیان کیا گیا ہے۔ جس طرح گرم پانی کھولتا اور جوش مارتا ہے پھر زبانیہ جو دوزخ پر متعین فرشتے ہیں انکو حکم ہوگا کہ اسکو گھسیٹتے ہوئے وسط جہنم تک لیجاؤ۔ پھر اسپر عذاب اور تکلیف کا گرم کھولتا ہوا پانی ڈالو اسی کیساتھ یہ بھی کہا جائیگا اس عذاب کا مزہ چکھ تو بڑا آبرو دار اور بڑے مرتبے والا ہے۔ غرض ان آیتوں میں انواع عذاب اور دوزخ میں طرح طرح کی تکالیف کا ذکر فرمایا ہے۔ العیاذ باللہ اللھم انا نعوذ بك من عذاب جہنم کہتے ہیں ان آیتوں کا تعلق ابوجہل اور اس کے ہمنشینوں کے ساتھ ہے۔ وہ کھجوریں اور مکھن لا کر دوستوں کے سامنے رکھتا اور کہتا تزقموا یعنی کھاؤ یہ وہ زقوم ہے جس کا محمد تم سے وعدہ کرتا ہے۔ اور بطور فخر اور تکبر کہا کرتا تھا انا اعز اہل الوادی واکرمہم۔ یعنی میں تمام وادی مکہ میں سب سے زیادہ عزت دار اور بزرگ تر ہوں۔ عذاب کے وقت یہی کہا جائیگا ذق انك انت العزیز الکریم۔ آخر میں عام طور پر اہل جہنم کو خطاب ہے کہ بلاشبہ یہی تو وہ عذاب ہے جس میں تم شکوک و شبہات پیدا کیے کرتے تھے۔ کلام میں جو زور ہے اور جس غصے کیساتھ عذاب کا نقشہ اور مجرم کی کیفیت بیان کی گئی ہے اسکو ہندوستان کی زبان میں ادا کرنا مشکل ہے اس کا حظ وہی لوگ حاصل کر سکتے ہیں جو عربی ادب سے واقف ہیں۔ (باقی صفحہ ۷۹۵ پر)

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ
اور نہ ان کی کوئی مدد کی جائے گی مگر ہاں جس پر اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے بیشک وہی بڑا زبردست اور
الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾ اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ ع ۱۳ ۱۵
بڑی مہربانی کرنیوالا ہے۔ بیشک زقوم کا درخت۔ خوراک ہے بڑے گناہ گار کی
كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ مع ۱۴
وہ زقوم ایسا ہوگا جیسے سیاہ تیل کی تلچھٹ وہ پیٹوں میں اسطرح جوش ماریگا جیسے کھولتا ہوا پانی جوش مارتا ہے حکم دیا جائیگا کہ
فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ
گناہگار کو پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے درمیانی حصے تک لیجاؤ۔ پھر اس کے سر پر عذاب کا
مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾ ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾
سخت کھولتا ہوا پانی ڈالو۔ لے اس عذاب کا مزہ چکھ کیونکہ تو بڑا ذی عزت اور ذی مرتبت ہے
اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ
یہی وہ چیز ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔ البتہ خدا سے ڈرنیوالے
مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ
پُرامن مقام میں ہوں گے یعنی باغوں اور چشموں میں۔ وہ ڈرنیوالے باریک اور دبیز ریشم کا لباس پہنیں گے
وَّاِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ ۟ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ
اور ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ یہ سب باتیں اسی طرح ہوں گی اور ہم گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی
عِيْنٍ ﴿۵۴﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ لَا
حوروں کو ان کو بیاہ دینگے۔ وہ ان باغوں میں اطمینان سے ہر قسم کے میوے طلب کرتے ہونگے۔ وہ
يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰىهُمْ
وہاں بجز اس موت کے جو دنیا میں آچکی تھی اور کسی موت کا مزہ نہیں چکھیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ
عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
ان ڈرنیوالوں کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ یہ سب کچھ اُن کو آپ کے رب کے فضل سے میسر ملیگا یہی

Marfat.com

آگے اہل تقویٰ اور پرہیزگاروں کیساتھ جو سلوک ہوگا اس کا
(بقیہ صفحہ ۷۹۴) نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا۔ اللھم اجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاٰخرۃ۔ آگے اہل تقویٰ اور پرہیزگاروں کیساتھ جو سلوک ہوگا اس کا ذکر فرمایا (۵۰) بلاشبہ جو لوگ متقی اور خدا سے ڈرنیوالے ہیں وہ پرامن اور باامن مقام میں ہوں گے ؛ وہ ایسی جگہ میں ہوں گے جہاں کسی قسم کی بے چینی اور خطرہ نہ ہوگا آگے اس پرامن مقام کا بیان ہے (۵۱) باغوں میں اور چشموں میں ؛ یعنی وہ باغوں میں ہوں گے جن باغوں میں نہریں اور چشمے بہہ رہے ہوں گے۔ ان لوگوں کو کسی قسم کا رنج یا فکر نہ ہوگا۔ نہ بیماری کا خطرہ نہ بڑھاپے کا خوف نہ مرنے کا خیال غرض ہر اعتبار سے بے خوف بے بلا اور امن و چین میں ہوں گے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ہم متقیوں کے درجات متفاوتہ کی تفصیل تو سورۂ بقرہ کی ابتدا میں بیان کر چکے ہیں کم سے کم درجے کا متقی وہ ہے جو شرک سے بچتا اور پرہیز کرتا ہو تقویٰ کا اونچا اور بڑا درجہ بہت بلند ہے اس تمام بحث کو سورۂ بقرہ میں دیکھنا چاہیے آگے ان مامون حضرات کے لباس کا ذکر فرمایا (۵۲) وہ ڈرنے والے باریک اور دبیز ریشم کا لباس پہنیں گے اور ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ؛ یعنی ایک دوسرے کے مقابل جہاں سے آسانی کے ساتھ آپس میں بات چیت کرتے ہوں گے (۵۳) یہ سب اسی طرح ہوگا اور ہم گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کو ان سے بیاہ دیں گے ؛ یا حوروں کو ان کا قرین بنا دیں گے چونکہ مفسرین کے دو قول ہیں اس لئے ہم نے ایک کو

۳ اختیار کر لیا ہے اور دوسرے کی طرف اشارہ کر دیا

ع ۱۷ ہے خلاصہ یہ کہ موانست اخوان اور ملاعبت نسوان

۱۶ دونوں نعمتوں سے بہرہ مند ہوں گے (۵۴) وہ ان باغوں میں اطمینان سے ہر قسم کے میوے طلب کرتے ہوں گے ؛ یعنی ہر قسم کا اطمینان میسر ہوگا اور ذاتاً بھی وہ امن والے ہوں گے وہاں کے باغوں میں ہر قسم کے میوے خدام سے منگا رہے ہوں گے (۵۵) وہ ان باغوں میں بجز اس موت کے جو دنیا میں آچکی تھی اور کسی موت کا مزا نہیں چکھیں گے اور اللہ تعالیٰ نے انکو دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ؛ یعنی دنیاوی موت کے علاوہ کوئی اور موت نہیں اور وہ جب دنیا میں تھے تو اس پہلی موت کا مزہ چکھ چکے اب ان کے لئے اور کسی موت کا خطرہ نہیں اور جہنم کے عذاب سے ان کو بچا لیا گیا۔ غرض ہر قسم کے تفکرات اور خوف و خطر سے پاک اور بے شمار نعمتوں سے لذت اندوز (۵۶) یہ سب کچھ ان اہل تقویٰ کو آپ کے پروردگار کے فضل سے ملیگا یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔ **تفسیر صفحہ ہذا** :۔ یعنی یہ تمام عطائیں اور انعامات آپ کے رب کے فضل سے میسر ہوں گے اور یہ واقعہ ہے اگر حضرت حق تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو کچھ بھی نہیں ان کا فضل ہے اور ہر شخص کو ان کے فضل ہی کا سہارا ہے اللھم انا نسئلک من فضلک (۵۷) سوائے پیغمبر ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان یعنی عربی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ اس کو سمجھ کر نصیحت قبول کریں اور غور و فکر سے کام لیں ؛ آپ کی زبان یعنی عربی زبان میں آسان کیا تاکہ اہل عرب اسکو سمجھیں خود نصیحت قبول کریں اور دوسروں کو سمجھائیں آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی (۵۸) غرض فی الحال آپ بھی انجام کا انتظار کیجیے یہ لوگ بھی انتظار کر رہے ہیں ؛ یعنی آپ کا کام صرف تبلیغ ہے آپ اپنے کام کو جاری رکھیے اور کسی قسم کا فکر نہ کیجیے ان کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کیجیے۔ یہ آپ کے نقصان اور آپ کے ضرر کا انتظار کر رہے ہیں آپ بھی ان کے انجام اور ان پر نزول ضرر کا انتظار کرتے رہیے۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کس نتیجے کا ظہور ہوتا ہے۔

الْعَظِيمُ ﴿٥٧﴾ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ

بڑی کامیابی ہے۔ سوائے پیغمبر ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان یعنی عربی میں آسان کر دیا ہے تاکہ

يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُرْتَقِبُونَ ﴿٥٩﴾

یہ لوگ نصیحت قبول کریں۔ غرض فی الحال آپ بھی نتیجے کا انتظار کیجیے یہ لوگ بھی انتظار کر رہے ہیں

سُورَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعٌ وَثَلٰثُونَ اٰيَةً وَاَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

سورہ جاثیہ مکی ہے اور سینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٢﴾ اِنَّ

حٰمٓ۔ اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ بے شک

فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣﴾ وَفِي

اہل ایمان کیلئے آسمانوں میں اور زمین میں بڑے دلائل موجود ہیں۔ اور خود تمہارے

خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٤﴾

پیدا کرنے میں اور نیز ان حیوانات میں جنکو خدا نے پھیلا رکھا ہے ان لوگوں کیلئے بڑے دلائل ہیں جو یقین رکھتے ہیں

وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ

اور رات اور دن کے آگے پیچھے آنے جانے میں اور اس رزق یعنی بارش میں جس کو اللہ تعالیٰ آسمان کی جانب سے

السَّمَآءِ مِنْ رِزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

نازل کرتا ہے اور اس سے زمین کو اس کے خشک ہوئے پیچھے زندہ کر دیتا ہے

وَتَصْرِيفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٥﴾ تِلْكَ

اور ہواؤں کے بدلنے میں ان لوگوں کے لئے بڑے دلائل ہیں جو عقل سے بہرہ مند ہیں اے پیغمبر یہ اللہ کی

اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيثٍ

آیتیں ہیں جو صحیح طور پر ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ اور اسکی

والامر کلہ بیدہ (۵۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے سورۂ حم الدخان کسی رات میں پڑھی تو اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کیلئے ستر ہزار فرشتے بخشش مانگتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے دوسری روایت میں ہے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے سورۂ حم الدخان شب جمعہ میں پڑھی تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے تمام گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں۔ حضرت ابوامامہ کی روایت ہے کہ شب جمعہ میں جس نے سورۂ حم الدخان پڑھی اس کیلئے جنت میں ایک بہت بڑا مکان بناتا ہے اللہ تعالیٰ۔ تمت سورۃ الدخان

سورۃ الجاثیۃ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے۔ سینتیس ۳۷ آیتیں ہیں اور اس میں چار رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؛ حٰمٓ (۱) اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے ؛ یعنی یہ کتاب اللہ تعالیٰ جو کمال قوت اور کمال علم کا مالک ہے اسکی جانب سے اتاری گئی ہے (۲) بے شک اہل ایمان کیلئے آسمانوں میں (باقی صفحہ ۷۹۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۹۵) اور زمین میں بڑے دلائل موجود ہیں ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی الوہیت کیلئے بڑے بڑے دلائل موجود ہیں جو حق کے متلاشی ہیں اور حق کے متلاشی اہل ایمان کے علاوہ اور ہیں بھی کہاں (۳) اور خود تمہارے پیدا کرنے میں اور نیز اُن حیوانات اور جانوروں میں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں پھیلا رکھا اور بکھیر رکھا ہے ان لوگوں کیلئے قدرت خداوندی اور اسکی توحید کے بڑے دلائل ہیں جو یقین رکھتے ہیں (۴) اور رات دن کے اختلاف یعنی آگے پیچھے آنے جانے میں اور اُس رزق یعنی بارش میں جسکو اللہ تعالیٰ نازل کرتا ہے آسمان کی جانب سے پھر اس بارش سے زمین کو اُسکے خشک ہوئے پیچھے زندہ کر دیتا ہے اور ہواؤں کے بدلنے میں اُن لوگوں کیلئے بڑے دلائل اور بڑی نشانیاں ہیں جو عقل سے بہرہ مند اور سمجھ بوجھ رکھتے ہیں ؛ رزق فرمایا بارش کو اس لئے کہ سبب ہے رزق کا یہ تبدیلیاں جو عالم میں ہوتی ہیں اور موسم کی اُلٹ پلٹ ہواؤں کی تبدیلیاں ۔ انسان اور جانوروں کی پیدائش ۔ آسمان و زمین کی بناوٹ غرض کوئی چیز بھی اس عالم کی ایسی نہیں ہے جو حضرت حق تعالیٰ کی توحید اور اس کی الوہیت پر دلالت نہ کرتی ہو ۔ ہواؤں کی تبدیلی یہی کبھی پروا کبھی پچھوا وغیرہ ۔ غرض اہل ایمان ۔ اہل ایقان اور اہل عقل کیلئے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں (۵) اے پیغمبر یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو ہم صحیح صحیح طور پر آپکو پڑھ کر سناتے ہیں پھر اب یہ دین حق کے منکر اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات کے بعد کونسی بات پر ایمان لائیں گے ؛ **تفسیر صفحہ ہٰذا**: یعنی جب اللہ تعالیٰ اور اُس کی باتوں کو نہیں مانتے تو ان کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے یعنی اللہ تعالیٰ اور اسکی باتوں سے بڑھ کر اور کون سی بات ہوگی جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے (۶) ہر اُس جھوٹے دروغ گو گنہگار کیلئے بڑی خرابی اور تباہی ہے (۷) جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو سُنتا ہے جب وہ آیتیں اُس کے روبرو پڑھی جاتی ہیں پھر بھی وہ تکبر اور غرور کی راہ سے اس طرح کفر پر اڑا رہتا ہے اور کفر کو لازم پکڑتا ہے کہ گویا اس نے ان آیتوں کو سنا ہی نہیں پس ایسے شخص کو آپ ایک دردناک عذاب کی خبر دیدیجئے ؛ شاید یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ سورۂ لقمان میں تفصیل گزر چکی ہے یہ شخص بڑا سخت کافر تھا قرآن کو پہلے لوگوں کی قصہ کہانیاں کہا کرتا تھا اور گانے والی عورتوں کی تجارت کیا کرتا تھا اس کے حق میں یہ وعید فرمائی ۔ (۸) اور جب وہ ہماری آیات میں سے کسی آیت کی خبر پاتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے اور اس کو ٹھٹھا ٹھہراتا ہے اور اس کی ہنسی اڑاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے ذلیل و خوار کرنیوالا عذاب ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ جب کسی آیت کے نزول کا لوگوں سے اس کو علم ہو جاتا ہے مثلاً کوئی اس سے کہدیتا ہے کہ آج محمد پر فلاں آیت اُتری ہے تو اسکو سُن کر ہنسی اُڑاتا ہے ۔

بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۶ وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝۷

آیتوں کے بعد اب یہ لوگ کون سی بات پر ایمان لائیں گے ۔ ہر اس جھوٹے گنا ہگار کیلئے بڑی تباہی ہوگی

يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ

جو اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے جب وہ آیتیں اسکے روبرو پڑھی جاتی ہیں پھر بھی وہ ازراہ تکبر اسطرح کفر پر اڑا رہتا ہے کہ گویا اس نے

لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۸ وَاِذَا عَلِمَ مِنْ

ان آیتوں کو سنا ہی نہیں سو ایسے شخص کو آپ ایک دردناک عذاب کی خبر دیدیجئے اور جب وہ ہماری آیتوں میں سے

اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا ۨاتَّخَذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

کسی آیت کی خبر پاتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے ایسے لوگوں کے لئے ذلیل و خوار کرنے والا

مُّهِيْنٌ ۝۹ ؕ مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا

عذاب ہے ۔ ان کے آگے دوزخ ہے اور جو کچھ انھوں نے کمایا تھا نہ تو وہ کمائی ان کو

كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ

کچھ نفع دے گی اور نہ وہ معبود ان کے کچھ کام آئیں گے جنکو انھوں نے اللہ کے سوا اپنا کارساز بنا رکھا تھا اور

لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝۱۰ ؕ هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ان لوگوں کو بڑا عذاب ہوگا ۔ یہ قرآن سراسر ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں کو

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ۝۱۱ ع اَللّٰهُ الَّذِيْ

نہیں مانتے ان کو بری بلا کا دردناک عذاب ہونے والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيْهِ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا

تمہارے لئے دریا کو مسخر کر دیا تاکہ اس کے حکم سے دریا میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم لوگ اس کا فضل یعنی

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي

روزی تلاش کرو اور تاکہ تم اس کا شکر بجالاؤ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

اُس سب کو اُس نے اپنی جانب یعنی اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے ۔ بے شک ان امور مذکورہ میں

ع ۱۱ ۱۶

(۹) ان کے آگے جہنم ہے اور جو کچھ انھوں نے کمایا تھا نہ تو وہ کمائی اُن کو کچھ نفع دے گی اور نہ وہ معبود اور رفیق اُن کے کچھ کام آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود اور رفیق اور کارساز بنا رکھا تھا اور ان لوگوں کو بڑا عذاب ہوگا ؛ یعنی نضر بن حارث اور اس کے ہم مشربوں کا یہ حال ہوگا کہ آگے ان کے دوزخ ہے پھر وہاں نہ تو ان کے اعمال ان کے کچھ کام آئیں گے اور نہ وہ ان کے معبود اور کارساز ہی کچھ اُن کے کام آسکیں گے ۔ جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنا کارساز اور معبود بنا رکھا تھا اور ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا (۱۰) یہ قرآن سراسر ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور نہیں مانتے ان کو بری بلا کا دردناک عذاب ہونے والا ہے ؛ یعنی جو اس ہدایت کے منکر ہیں ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے (۱۱) اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے دریا کو تمہارے لئے مسخر کر دیا اور دریا کو تمہارے بس میں کر دیا تاکہ اللہ کے حکم سے دریا میں کشتیاں اور جہاز چلیں اور تاکہ تم لوگ اس کا فضل یعنی روزی تلاش کرو اور طلب معیشت کرو ۔ اور تاکہ تم اُس کا شکر بجالاؤ ؛ یہاں سے توحید کا بیان فرمایا ۔ دریاؤں کی تسخیر اور دریائی سفر سے بے شمار منافع کا حصول ظاہر ہے اور ان انعامات پر شکر بجالانا انسانیت کا بڑا وظیفہ ہے بلکہ انسانیت کی دلیل ہے (۱۲) اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اُس سب کو اپنی جانب یعنی اپنے حکم سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے بیشک ان اُمور مذکورہ میں اُن لوگوں کے لئے بڑے بڑے دلائل ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے اور دھیان کرتے ہیں ؛ عالم علوی اور عالم سفلی کی کوئی ایسی چیز نہیں جو دنیا کے انسانوں کے

Marfat.com

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۳﴾ قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا
ان لوگوں کیلئے بڑے دلائل ہیں جو غور و فکر کرتے رہتے ہیں۔ اے پیغمبر آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ وہ ان لوگوں سے درگزر

لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًاۢ بِمَا كَانُوْا
کریں جو ایامِ خداوندی یعنی معاملات الٰہی کا یقین نہیں رکھتے تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ان اعمال کا بدلا دے

يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۡ
جو وہ کرتے ہیں جو شخص نیک کام کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کو کرتا ہے اور جو شخص برا کرتا ہے تو اس برائی کا وبال اسی پر پڑتا

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
ہے پھر تم سب اپنے ہی رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اور البتہ ہم نے بنی اسرائیل کو

الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَ
کتاب اور حکومت اور نبوت عطا فرمائی تھی اور ہم نے ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دی تھیں اور

فَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ
ہم نے ان کو اقوام عالم پر فضیلت دی تھی۔ اور ہم نے ان کو دین کے بارے میں واضح دلائل عطا فرمائے تھے

فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًاۢ
پھر انہوں نے صحیح علم آجانے کے بعد محض آپس کی ضد بحث میں باہم ایک دوسرے سے

بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا
اختلاف کیا۔ بے شک آپ کا رب قیامت کے دن ان کے مابین ان امور کا فیصلہ کر دے گا جن میں

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰي شَرِيْعَةٍ مِّنَ
یہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر اے پیغمبر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص راستے پر

الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ
قائم کر دیا سو آپ اسی راستے پر چلے جائیے اور ان لوگوں کی خواہشات پر نہ چلئے جو صحیح علم سے بے بہرہ ہیں کیونکہ یہ جاہل

لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
خدا کے مقابلہ میں آپ کے کچھ کام نہ آ سکیں گے۔ اور جو ظالم ہیں

کام میں لگی ہوئی ہے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر کے انسان کے کام میں لگا رکھا ہے۔ یہ سب کچھ اسی کی طرف اور اسی کے حکم سے ہے کام مثاتی ہو۔ ہر چیز انسانی نشوونما اور انسانی آرام و آسائش کے کاموں میں لگی ہوئی ہے اسی کو تسخیر فرمایا اور اسی کو اہل فکر کے لئے توحید کی دلیل فرمایا (۱۴) اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں فرما دیجئے کہ وہ ان لوگوں سے فی الحال درگزر کریں جو ایام خداوندی یعنی معاملات الٰہی کا یقین نہیں رکھتے تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ان اعمال کا بدلا دے جو وہ کما تے تھے ؛ ایام اللہ سے وہ وقائع اور حوادثات مراد ہیں جو کبھی کبھی دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں اور آخرت میں تو ان کا وقوع یقینی ہے۔ مسلمانوں کو صبر کی تلقین فرمائی کہ دشمنوں کی زیادتی پر فی الحال کوئی بدلا نہ لو بلکہ انتظار کرو شاید اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں سرکشوں اور ظالموں کو خوار و رسوا کر دے یا قیامت میں دشمنوں سے بدلا لے۔ کفار کی تعریف یہاں کا یرجون ایام اللہ کے الفاظ سے فرمائی یعنی نہ تو یہ لوگ وقائع اور حوادثات کے متوقع ہیں اور نہ ہی آخرت پر ان کا ایمان ہے۔ لیجزی کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ دشمنوں کو ان کے کسب اور ان کی کمائی کا بدلا دے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کے صبر کا صلہ عطا فرمائے۔ بہرحال آیت کا کئی طرح ترجمہ کیا گیا ہے ہم نے تمام اقوال کا ایک خلاصہ کر دیا ہے کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی مشرک نے جو قبیلہ غفار کا تھا اس نے برا اور سخت و سست کہا حضرت عمر نے اس سے انتقام لینا چاہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی بعض نے کہا مسلمان مکہ معظمہ میں کفار کے ہاتھوں سخت ایذا برداشت کرتے تھے۔ اس کا شکوہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں سے فرما دیجئے کہ وہ ان لوگوں کی زیادتیوں سے درگزر کریں جو ایام خداوندی اور اس کی سزا و جزا کے قائل نہیں ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صبر کا صلہ اور ایذا رسانوں کو ان کی ایذا کا بدلا خود ہی عطا فرمائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں معاف کریں یعنی بدلے کی فکر نہ کریں اللہ پر چھوڑ دیں ۱۲ آگے اسی کی تفصیل ہے (۱۴) جو شخص نیک عمل کرتا ہے تو اپنے ہی بھلے کو کرتا ہے اور جو شخص برا کرتا ہے تو اس برائی کا وبال اسی پر پڑتا ہے پھر تم سب اپنے پروردگار ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے ؛ اور تمہاری بازگشت تمہارے پروردگار ہی کی جانب ہوگی وہاں ظالموں کو ان کے ظلم کا بدلا دیا جائیگا اور صبر کرنیوالے اور درگزر کرنیوالے مظلوم اپنا صلہ پائیں گے۔ آگے نبوت کا مسئلہ مذکور ہے (۱۵) اور بلاشبہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور دانشمندی اور نبوت عطا فرمائی تھی اور ہم نے ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دی تھیں اور ہم نے ان کو اقوام عالم پر برتری اور فضیلت عطا فرمائی تھی ؛ حکم کے بہت سے معنی کئے گئے ہیں حکمت۔ فقہ اور صحیح سمجھ۔ فیصلہ خصومات۔ حکومت۔ ہم نے ترجمہ اور تیسیر میں سب کی رعایت رکھی ہے۔ فیصلہ خصومات میں بادشاہت بھی آجاتی ہے۔ چھٹے پارے میں فرمایا اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً۔ انبیاء کا سلسلہ بھی ان میں بکثرت رہا اور بادشاہ بھی بہت ہوئے۔ عمدہ اور نفیس روزی سے شاید من اور سلوی کی طرف اشارہ ہو یا ملک شام کے میوے اور وہاں کی برکات ہوں۔ اقوام عالم سے مراد اسی زمانے کی اقوام ہو سکتی ہیں۔ بہرحال نبوت کوئی تعجب کی چیز نہیں اب اگر محمد کو رسول بنا کر بھیجا ہے تو اس پر کیوں تعجب کرتے ہو (۱۶) اور ہم نے ان کو دین کے بارے میں واضح دلائل اور کھلی باتیں عطا فرمائیں پھر انھوں نے صحیح علم آجانے کے بعد محض آپس کی ضد بحث میں باہم ایک دوسرے سے اختلاف کیا اور پھوٹ ڈال لی بے شک آپ کا پروردگار قیامت کے دن ان کے مابین ان امور کا فیصلہ کر دے گا جن میں یہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے ؛ واضح دلائل اور کھلی باتوں سے مراد شاید حضرت موسیٰ کے دیگر معجزات ہوں مثلاً دریا کا پھٹ جانا اور لکڑی مار کر پتھر سے پانی نکالنا وغیرہ پھر یہ آپس میں مختلف نہیں ہوتے مگر صحیح علم آجانے کے بعد اور وہ اختلاف بھی محض آپس کے حسد اور ضد بحث کی بنا پر اختلاف ڈالا اور ٹولیاں۔ ٹولیاں بن گئے۔ صحیح علم یعنی علم شریعت اور علم توریت حاصل ہونے کے بعد صرف اپنی ضد اور اپنے حسد کی بنا پر آپس میں پھوٹ ڈال لی۔ بہرحال اس اختلاف کا عملی فیصلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے مابین کر دے گا (۱۷) پھر اے پیغمبر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص راستے پر قائم کر دیا اور آپ کو دین کے ایک راستے پر رکھا سو آپ اس راستے پر چلے جائیے اور ان لوگوں کی خواہشات پر نہ چلئے جو صحیح علم سے بے بہرہ اور جاہل ہیں۔ ؛ مطلب یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی نبوت کے دور کے بعد آپ کو نبی بنایا اور آپ کو دین کے ایک خاص طریقے اور خاص راستے پر رکھا یعنی شریعت دیکر بھیجا کہ آپ خود اس راستے پر چلیں اور دوسروں کو بھی اس شریعت کی تبلیغ کریں (باقی صفحہ ۷۹۸ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۷۹۷) تو آپ اس شریعت پر قائم رہئے اور اسی کی تبلیغ کرتے رہئے اور جاہلوں اور ان پڑھ لوگوں کا کہا نہ مانیئے جو صحیح علم سے بے بہرہ اور کورے ہیں (۱۸) کیونکہ یہ جہلا اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں آپ کے ذرا کام نہیں آسکتے اور بلاشبہ ظالم اور بے انصاف لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ متقیوں اور پرہیزگاروں کا دوست اور رفیق ہے :: تفسیر صفحہ لہٰذا :: یعنی یہ ظالم لوگ ناانصافی ان کا شیوہ ہے یہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں یہ آپ کے دوست نہیں ہوسکتے کیونکہ آپ متقیوں کے سردار ہیں اور یہ جاہل اور ظالم اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں آپ کے کچھ کام نہیں آسکیں گے اور اللہ تعالیٰ چونکہ اہل تقویٰ کا رفیق اور کارساز ہے لہٰذا آپ اسی کی رفاقت پر اعتماد رکھئے اور جو طریقہ آپ کو بتا دیا ہے اس پر خود بھی چلئے اور دوسروں کو بھی اسی راستے پر چلنے کی ترغیب دیجئے۔ (۱۹) یہ قرآن عام لوگوں کے لئے ایک بصیرت افروز دلائل کا مجموعہ اور ہدایت کا ذریعہ ہے اور ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں یہ قرآن بڑی رحمت ہے :: یعنی یہ قرآن دلائل واضحہ اور روشن دلیلوں سے لبریز ہے اور عام لوگوں کے لئے سوجھ بوجھ کی باتیں ہیں اور گمراہی کے مقابلے میں ہدایت اور راہ دکھانے والی ہے اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کیلئے بڑی مہر اور اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے (۲۰) کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیاں کمائی ہیں یہ سمجھتے ہیں اور یہ خیال رکھتے ہیں کہ ہم ان کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں اور نیک اعمال کرتے ہیں اس طرح برابر کر دیں گے کہ ان کا اور ان کا مرنا جینا یکساں ہو جائے وہ بہت ہی برا حکم ہے جو یہ لگاتے ہیں :: یعنی ایسا خیال کرنا ان کی حماقت ہے اور یہ فیصلہ بہت برا ہے۔ دونوں کا مرنا جینا یکساں ہو جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ گناہ گار جس طرح دنیا میں عیش کرتا رہا اسی طرح آخرت میں مرنے کے بعد بھی عیش کرے اور مسلمان جس طرح یہاں تکلیف اور تنگی اٹھاتا رہا اسی طرح آخرت میں بھی وہ تنگی اٹھائے یا یہ کہ مرتے وقت مسلمان کو جو بشارت دی جاتی ہے وہ بشارت برائی کمانے والوں کو بھی دی جائے یا جو فرشتے کافروں کا مرتے وقت استقبال کرتے ہیں وہ معاذ اللہ مومنوں کی بھی جان قبض کرتے وقت آئیں۔ یہ بھی
ع ۳ ۱۰ ۱۸ ہوسکتا ہے جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ اس آیت کا تعلق دوبارا زندہ ہونے سے ہو۔ یعنی ظالموں گناہ گاروں اور معصیت پیشہ لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اہل ایمان اور عمل صالح کے پابند اور ظالم و گنہگار سب کو ہم برابر کر دیں گے۔ زندگی میں بھی کوئی مواخذہ نہیں اور مرنے کے بعد بھی کوئی سزا اور جزا نہ ہوگی۔ یہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ بلکہ ایک دن ایسا ہونا چاہئے جس دن نیکوں کو صلہ دیا جائے اور بروں کو سزا دی جائے اور اسی دن کو قیامت کہتے ہیں اور اس کا آنا ضروری ہے۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ کافروں کے اس قول کا جواب ہے جو وہ کہا کرتے تھے کہ اگر قیامت آئی بھی تو ہم کو وہاں بھی فائدہ ہوگا اور ہم کو عیش ملے گا۔ یہ اس خیال کا رد فرمایا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ کہ بدکردار اور نیکوکار یکساں کر دیئے جائیں اور ان کی موت اور دوسری زندگی میں کوئی فرق نہ ہو۔ ایسا فیصلہ اور ایسا دعویٰ کرنا بہت برا ہے مفسرین نے اور بھی کئی طرح اس آیت کے معنی کئے ہیں ہم نے آسان اور عام فہم تفسیر اختیار کی ہے (۲۱) اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو کمال حکمت کیساتھ بنایا ہے اور جیسا بنانا چاہئے تھا ویسا بنایا۔ اور اس لئے کہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلا دیا جائیگا اور لوگوں پر کسی قسم کا ظلم اور زیادتی نہیں کی جائے گی :: یعنی آسمان و زمین کا پیدا کرنا کمال حکمت اور کمال تدبیر پر مبنی ہے تاکہ اس کی قدرت اور اس کی توحید پر استدلال کیا جائے اور قدرت علی البعث پر استدلال ہوسکے۔ اور تاکہ ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلا دیا جاسکے اور چونکہ دنیا میں پورا بدلا ملنے کی کوئی صورت نہیں اس لئے بعث یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونا ضروری ہے۔ اور ہر شخص کو اس کے کئے کا پورا پورا انتقام ضروری ہے۔ یوں سمجھنا چاہئے کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا مخلوق کی معیشت کے لئے تھا اس لئے ان کو کمال حکمت کیساتھ بنایا۔ پھر جب مخلوق یہاں زندگی گزارے گی تو ان میں اچھے بھی ہوں گے اور برے بھی ان کے لئے کوئی دن مقرر ہونا چاہئے لہٰذا یہی آسمان و زمین اس پر دلالت کرتے ہیں کہ بدلے کا دن کوئی اور ہوگا اور اس دن آسمان و زمین کی یہ شکل نہ ہوگی۔ آخر میں اس دن کیلئے ظلم کی نفی فرمائی (۲۲) اے پیغمبر بھلا آپ نے اس شخص کی حالت کو بھی دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا خدا اور اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے علم صحیح کی بنا پر بے راہ اور گمراہ بنا رکھا ہے اور اس کے کان اور اس کے دل پر مہر کر دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پھر اب اللہ تعالیٰ کے بعد اس گم کردہ راہ کی کون رہنمائی کر سکتا ہے تو کیا پھر بھی تم لوگ نصیحت نہیں پکڑتے :: یعنی باوجود ان دلائل واضحہ (باقی صفحہ ۷۹۹ پر)

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا

وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کا رفیق و مددگار ہے۔ یہ قرآن

بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمْ

عام لوگوں کیلئے ایک بصیرت افروز دلائل کا مجموعہ اور ہدایت کا ذریعہ ہے اور ان لوگوں کیلئے جو اہل یقین ہیں یہ قرآن بہت بڑی رحمت ہے

حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ

کیا وہ لوگ جنھوں نے برائیاں کمائی ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کو اور ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں

كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَ

اور نیک اعمال کرتے ہیں اس طرح برابر کر دیں گے کہ ان کا مرنا جینا یکساں

مَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ

ہو جائے وہ بہت ہی برا حکم ہے جو یہ لگاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو

الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ

کمال حکمت کیساتھ بنایا ہے اور اس لئے کہ ہر شخص کو اسکے کئے کا بدلا دیا جائے اور لوگوں پر کسی قسم کا

لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾ اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ

ظلم نہیں کیا جائیگا۔ اے پیغمبر بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا خدا بنا رکھا ہے اور

اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَ

اللہ تعالیٰ نے اسکو اپنے علم صحیح کی بنا پر گمراہ رکھا ہے اور اس کے کان پر اور اس کے دل پر مہر لگا دی اور

جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۭ

اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے پھر اب خدا کے بعد اس گم کردہ راہ کی کون رہنمائی کر سکتا ہے

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا

تو کیا پھر بھی تم لوگ نصیحت نہیں پکڑتے۔ اور یہ قیامت کے منکر یوں کہتے ہیں کہ ہماری اس دنیوی

نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ

زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں ہے ہم یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہم کو کوئی نہیں مارتا مگر زمانہ اور ان منکروں کے پاس

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ نفسانی خواہش کا ایسا فرمانبردار ... آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنی خواہش نفسانی کو معبود بنا رکھا ہے۔
(بقیہ صفحہ ۷۹۸) کے جو ہم نے توحید پر اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر بیان کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے علم صحیح کی بنا پر گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان پر اور اس کے دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا
ہے جس طرح معبود کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ اس معاند اور منکر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم صحیح کی بنا پر گمراہ رکھا۔ مہر کا اور پردے کا یہ مطلب ہے کہ کانوں سے سماع حق دل سے قبول حق اور آنکھوں سے حق کو دیکھنے کی صلاحیت
یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی استعداد کی خرابی کا خیال جانتے ہوئے اسکو بے راہ کر دیا اور اس کو گمراہ رکھا۔ یعنی کفر کے مرض نے اتنا گھیر لیا کہ اب مریض پر کوئی دوا ہی اثر نہیں کرتی اللہ تعالیٰ اپنے علم ازلی سے اس کی شقاوت اور سوء مزاج کو
ہی سلب کر لی سنتا ہے دیکھتا ہے سمجھتا ہے مگر قبول کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔ یعنی باوجود سمجھ بوجھ کے اسکو بے راہ رکھا۔ یعنی منکر اور معاند سمجھتے بوجھتے پھر غلط راستے
جانتا تھا اور اس کو معلوم تھا کہ یہ نیکی کی طاقت کو پامال کر کے بدی اختیار کریگا۔ بعض لوگوں نے علی علم کو مغول کا حال بنایا ہے۔

پر پڑ گیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کو کھو بیٹھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لیا اور اس کو بے راہی اور گمراہی پر چھوڑ دیا ہم نے سورۂ بقرہ کی تسہیل میں اس مسئلے پر مفصل بحث کی ہے۔ اگر کسی نالائق بندے کی سرپرستی اور ہدایت سے اللہ تعالیٰ ہی ہاتھ اٹھالے تو اسکو ہدایت کہاں سے نصیب ہو سکتی ہے۔ کیا تم یہ باتیں سنکر نصیحت قبول نہیں کرتے اور سمجھتے نہیں۔ یعنی ایسا سمجھنا جو تمہارے لئے نفع بخش ہو (۲۳) اور یہ منکرین قیامت یوں کہتے ہیں کہ ہماری اس دُنیوی زندگی کے سوا اور کوئی زندگی نہیں ہم یہیں ایک مرنا مرتے ہیں اور ایک جینا جیتے ہیں اور ہم کو نہیں مارتا اور نہیں ہلاک کرتا مگر زمانہ اور ان منکروں کے پاس اپنے اس کہنے پر کوئی دلیل نہیں **تفسیر صفحہ ہذا**: یہ لوگ محض خیال اور اٹکل کی باتیں کیا کرتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ دوسری زندگی کے قائل نہیں ہیں۔ اس لئے دعویٰ کرتے ہیں کہ بس
ع ۳ یہی دُنیا کی زندگی ہے۔ پیدا ہوئے جئے اور مرگئے۔
۵ اس سے زیادہ کچھ نہیں اور ہمارا مرنا بھی کیا مرور زمانہ
۱۹ کی وجہ قوی مضمحل ہوئے اور مرگئے۔ تو گردش زمانہ
ہم کو مار دیتی ہے۔ یہ قول ان کا قائم مقام دلیل کے تھا گویا اپنے جینے اور مرنے پر یہ جملہ بطور دلیل پیش کیا کہ ہمارا مرنا گردش زمانہ سے ہے حضرت حق نے فرمایا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں محض اٹکل کی باتیں کرتے ہیں۔ اور امور طبعیہ پر موت و حیات کو محول کرتے ہیں۔ چونکہ حیات ثانیہ کے اسباب ان کی سمجھ میں نہیں آتے اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی زمانہ نام ہے دہر کا وہ کچھ کام کرنیوالا نہیں مگر کسی اور چیز کو کہتے ہیں۔ جو معلوم نہیں ہوتی اور دنیا میں تصرف اس کا جتا ہے پھر اللہ ہی کو کیوں نہ کہیں اس معنی پر حدیث میں آیا کہ دہر اللہ ہے اس کو برا نہ کہئے ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے خوب بات فرمائی کہ زمانہ خود متصرف نہیں بلکہ متصرف تو کوئی اور پوشیدہ طاقت ہے، لوگ زمانے کو کبھی اچھا کبھی برا کہتے ہیں حدیث میں زمانے کو برا کہنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا جس کو تم زمانے کا اثر سمجھتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا اثر ہے اس لئے وہی زمانہ ہے بہرحال بعض حضرات نے یہاں بہت سی بحثیں کی ہیں۔ تناسخ کے مسئلے کو بھی چھیڑا ہے صور نوعیہ کا فاعل ہونا اور ہیولیٰ کا قابل ہونا اس قسم کی بہت سی بحثیں کی ہیں۔ لیکن ہم نے صرف آیت کا عام فہم مطلب عرض کر دیا ہے۔ اصل بحث دوسری زندگی کی ہے منکروں کی طرف سے اس کا انکار ہے اللہ تعالیٰ ان کے

بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاِذَا تُتْلٰى
اپنے اس کہنے پر کوئی دلیل نہیں ہے یہ لوگ محض خیالی باتیں کیا کرتے ہیں۔ اور جب ان کے روبرو
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا
ہماری کھلی کھلی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے پاس سوائے اس کٹ حجتی کے اور کوئی جواب نہیں ہوتا کہ یوں کہتے ہیں
ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٢٥﴾ قُلِ اللّٰهُ
اچھا اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے لے آؤ۔ آپ ان سے کہہ دیجئے اللہ ہی
يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
تم کو زندگی بخشتا ہے پھر وہی تم کو موت دے گا پھر وہی تم سب کو قیامت کے دن جس کے آنے میں
لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلِلّٰهِ
ذرا شک نہیں ہے جمع کرے گا لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اور آسمانوں میں
مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ
اور زمین میں اللہ ہی کی سلطنت ہے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن اہل باطل
يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۚ كُلُّ اُمَّةٍ
سخت گھاٹے میں رہیں گے۔ اے پیغمبر آپ ہر فرقہ کو گھٹنوں پر سر ڈالے ہوئے دیکھیں گے ہر فرقہ
تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ۖ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٨﴾
اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلایا جائے گا کہا جائے گا کہ آج تم کو ان اعمال کا بدلا دیا جائے گا جو تم کیا کرتے تھے
هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ۚ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ
یہ نامۂ اعمال ہماری کتاب ہے جو تمہارے مقابلہ میں حقیقت واقعیہ کو ظاہر کر رہی ہے کیونکہ تم جو اعمال کیا کرتے تھے
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٩﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
ان کو ہم لکھواتے جاتے تھے۔ سو جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک اعمال کئے تھے
فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿٣٠﴾
ان کو ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہ رحمت میں داخل کر لینا کھلی ہوئی کامیابی ہے

خیالات کو ظن فرماتا ہے اور صحیح علم اور صحیح سند اور صحیح دلیل سے ان کو عاری فرماتا ہے اور ان سے دلیل کی نفی بیان کرتا ہے (۲۴) اور جب ان کے روبرو ہماری کھلی کھلی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو ان کے پاس سوائے اس کٹ حجتی کے اور کوئی جواب نہیں ہوتا اور ان کے پاس بجز اس کے کوئی جواب نہیں ہوتا کہ یوں کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو زندہ کر کے لے آؤ: وہی بات جو سورۂ دخان میں گزر چکی ہے ہمارے بڑوں کو زندہ کرلاؤ (۲۵) آپ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہی تم کو زندگی عطا کرتا ہے تم کو زندہ رکھتا ہے پھر وہی تم کو موت دیتا ہے پھر وہی تم سب کو قیامت کے دن جس کے آنے میں ذرا شک نہیں ہے جمع کرے گا لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے: یعنی مسلمانوں سے ایسا مطالبہ کرنا مہمل ہے۔ زندگی عطا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے وہ جب چاہتا ہے جسکو چاہتا ہے زندگی دیتا ہے۔ جب تک چاہتا ہے زندہ رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے موت دیتا ہے اور مار دیتا ہے پھر وہ قیامت کے دن جس کا وقوع ہر قسم کے شک سے پاک ہے تم سب کو جمع کرے گا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے یعنی نہ اللہ کی قدرت کے قائل ہوتے ہیں اور نہ دلیل کو سمجھتے ہیں۔ زندگی اور موت کا (باقی صفحہ ۸۰۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۹) مالک وہ ہے اُسی کے اختیار میں زندگی ہے اسی کے اختیار میں موت ہے۔ اُسی کے اختیار میں قیامت کے دن سب کو جمع کرنا ہے اور یہی سچے مسلمانوں کا عقیدہ ہے (۲۶) اور آسمانوں
تعالیٰ ہی کی سلطنت اور اُسی کا راج ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اور قیامت اُٹھے گی اُس دن اہلِ باطل سخت گھاٹے میں رہیں گے :: اہلِ باطل یعنی منکر اور جھوٹے (۲۷) اور اے پیغمبر آپ ہر فرقے کو
میں سر ڈالے ہوئے دیکھیں گے ہر فرقہ اپنے نامۂ اعمال کی طرف بُلایا جائیگا کہا جائیگا کہ آج تم کو ان اعمال کا بدلا دیا جائیگا جو تم کیا کرتے تھے :: جاثیہ۔ سر جھکا کر دو زانو بیٹھنا۔ یعنی ہر شخص دو زانو سر جھکا
ہوگا۔ زانو پر بیٹھنا داد خواہ کی بیٹھک ہوا کرتی ہے حاکم کے سامنے۔ حضرت سلمان کا قول ہے کہ قیامت میں ایک ساعت ہوگی جس کی درازی دس سال ہوگی کہ اُس میں لوگ گھٹنوں کے بل گرے رہیں گے (۲۸)
اعمال ہمارا لکھوایا ہوا دفتر اور کتاب ہے جو تمہارے مقابلے میں حقیقتِ واقعیہ کو ظاہر کر رہی ہے۔ اور تم پر ٹھیک ٹھیک بولتی ہے اور سچ سچ اظہارِ حقیقت کرتی ہے کیوں کہ تم جو اعمال کیا کرتے تھے ان کو ہم لکھواتے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
اور جو لوگ کفر کرتے رہے ان سے کہا جائیگا کیا میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر نہیں سُنائی جاتی تھیں
فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٣١﴾ وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ
پھر تم نے ان سے تکبر کیا اور تم بڑے ہی گنہگار لوگ تھے۔ اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ
وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا
اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت کے وقوع میں ذرا شک نہیں ہے تو تم کہا کرتے تھے ہم نہیں جانتے
السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾
قیامت کیا چیز ہے ہاں ہم کو صرف یوں ہی ایک ہلکا سا خیال تو ہوتا ہے مگر ہم کو اس کے ہونے کا یقین نہیں ہے
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
اور جو اعمال انہوں نے کیے تھے ان سب اعمال کی برائیاں ان کے سامنے ظاہر ہو جائیں گی اور جس عذاب کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ
وہی عذاب ان کو گھیر لیگا۔ اور انسے کہا جائیگا کہ جس طرح تم نے اپنے اس دن کے سامنے آنے کو فراموش کر رکھا تھا
يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ
اسی طرح آج ہم بھی تم کو فراموش کر دیں گے اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے۔ اور تمہارا کوئی بھی مددگار نہیں یہ
بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
عذاب اس لئے ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا مذاق اُڑایا تھا اور تم کو دنیوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا
فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ فَلِلّٰهِ
سو آج یہ لوگ نہ تو اس آگ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان سے یہ خواہش کی جائیگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں۔ سو تمام
الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٣٦﴾ وَلَهُ
خوبیاں اللہ ہی کیلئے ہیں جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا اور پروردگار ہے تمام عالموں کا اور آسمانوں میں
الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٣٧﴾
اور زمین میں ہر قسم کی بڑائی اُسی کے لیے ہے اور وہی کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے

:: یعنی ہر شخص کو اس کے نامۂ اعمال کی طرف بُلا کر یہ فرمائینگے
یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے مقابلے میں صحیح صحیح بات بتلائے گی کیونکہ تمہارے تمام اعمال اس میں مکتوب و محفوظ ہیں۔ نستنسخ۔ ہم ثابت رکھتے ہیں۔ ہم لکھواتے تھے۔ ہم محفوظ رکھتے تھے (۲۹) سو جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک اعمال بھی کئے تھے ان کو ان کا پروردگار اپنی مہر اور اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہ رحمت میں داخل کر لینا کھلی ہوئی کامیابی ہے :: یعنی رحمت میں داخل فرما لینا اس سے بڑھ کر اور کیا کامیابی ہوسکتی ہے یہی بڑی مُراد تھی جو حاصل ہوگئی (۳۰) تفسیر صفحہ ہذا:۔ اور جو لوگ کفر و انکار کرتے رہے ان سے کہا جائیگا کیا تم کو میری آیتیں پڑھ پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں پھر تم نے ان کے قبول کرنے سے غرور اور تکبر کیا اور تم بڑے ہی گناہگار لوگ تھے :: یعنی جنھوں نے کفر کا شیوہ اختیار کر رکھا تھا۔ ان سے کہا جائیگا کیا یہ نہیں ہوا کہ میری آیتیں تم کو سنائی گئیں سو تم نے ان کے قبول کرنے سے تکبر کیا اور یہ تمہارا بہت بڑا جرم تھا اور واقع یہ ہے تم مجرم اور جرائم پیشہ لوگ تھے (۳۱) اور جب تم سے کہا جاتا تھا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور برحق ہے اور قیامت کے وقوع اور اس کے آنے میں ذرا شک نہیں ہے تو تم کہا کرتے تھے ہم نہیں جانتے اور ہم نہیں سمجھتے کہ قیامت کیا چیز ہے ہاں ہم کو صرف یوں ہی ایک ہلکا سا خیال تو ہوتا ہے مگر ہم کو اس کے ہونے کا یقین نہیں ہے۔ اور ہم کو اس کا یقین نہیں ہوتا :: یعنی ہم کو مسلمانوں کے کہنے سننے سے ایک وہم سا ہوتا ہے لیکن ہم کو اس قیامت کا یقین نہیں ہوتا گویا اللہ تعالیٰ کے وعدے کا یقین نہیں۔ پھر قیامت کا یقین نہیں تو گویا دوبارا زندہ ہونے اور سزا اور جزا کا یقین نہیں ہے اور یہی کفر صریح ہے (۳۲) اور جو اعمال انہوں نے کیے تھے ان سب اعمال کی بُرائیاں ان کے سامنے ظاہر ہوئیں اور کھل گئیں اور جس عذاب کا وہ مذاق اُڑایا کرتے تھے اور ہنسی کیا کرتے تھے اُسی عذاب نے ان کو گھیر لیا :: یعنی بُرے اعمال کی سزائیں ظاہر ہوگئیں یا بُرے اعمال ظاہر ہوگئے اور جس عذاب کا ٹھٹھا کیا کرتے تھے اور مذاق اُڑایا کرتے تھے اسی عذاب نے آگھیرا اور وہی عذاب ان پر اُلٹ پڑا۔ (۳۳) اور ان دینِ حق کے منکروں اور جرائم پیشہ لوگوں سے کہا جائیگا کہ جس طرح تم نے اپنے اس دن کی ملاقات اور اس دن کے سامنے آنے کو فراموش کر رکھا تھا اسی طرح آج ہم بھی تم کو

ع ۴ / ۱۱ / ۲۰

فراموش کر دیں گے اور تمہارا ٹھکانا آگ ہے اور تمہارا کوئی بھی مددگار نہیں :: مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس دن کے آنے کو تم نے فراموش کر رکھا تھا اسی طرح آج ہم تم سے ایسا معاملہ کریں گے جیسے بھولے آدمی سے کیا جاتا ہے۔ حضرت حق تعالیٰ کے فراموش کرنے کا مطلب ہے کہ تم کو رحمت سے محروم کر دیں گے۔ تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور جب خدا کی رحمت سے محروم کردئے گئے تو ہر قسم کی مدد اور ہر قسم کے مددگار سے بھی محروم۔ آخری ٹھکانا جہنم قرار پائے گا اور ان کا کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا (۳۴) یہ سزا تم کو اس لئے ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا مذاق اُڑایا اور اس کی باتوں سے ٹھٹھا کیا اور تم کو دنیوی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ لہٰذا آج یہ کفر پیشہ لوگ نہ تو اس آگ سے نکالے جائیں گے اور نہ ان سے یہ خواہش کی جائیگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کریں :: یعنی قیامت میں عذاب تم پر اس لئے کیا جا رہا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے احکام کی ہنسی اُڑایا کرتے تھے دنیوی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈال دیا تھا تم دنیوی زندگی کو حقیقی اور دائمی زندگی سمجھا کرتے تھے دوسری زندگی کا یقین نہ کرتے تھے۔ (باقی ضمیمہ پر)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۷۷۹

سب خوبیوں سے متصف اور سزاوار حمد وثنا ہے (۲۸) اور منجملہ اُس کی قدرت کی نشانیوں کے آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنا اور اُن جان داروں کا پیدا کرنا ہے جو اُس نے آسمان اور زمین کے درمیان پھیلا رکھے ہیں وہ جب چاہے ان سب کے جمع کرلینے پر قادر ہے ؛ یعنی اُس اللہ تعالیٰ کے دلائل توحید اور نشانہائے قدرت میں سے آسمان و زمین کا پیدا کرنا اور اُن کے درمیان جانداروں کا پیدا کرنا اور پھیلانا ہے۔ دابة ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جو زمین پر چلے جیسا کہ ہم بارھویں پارہ میں عرض کرچکے ہیں ۔ حضرت مجاہد نے فرمایا یہاں آدمی اور فرشتے مراد ہیں۔ بہرحال جو سب کے پیدا کرنے اور پھیلانے پر قادر ہے وہ سب کو جمع کرنے اور سمیٹ لینے پر بھی قادر ہے یہ اشارہ قیامت اور میدان حشر کی طرف فرمایا۔ یہاں تک توحید کے دلائل بیان فرمائے اب آگے بعض شبہات کا جواب ہے (۲۹) اور تم کو جو مصیبت اور سختی پہنچتی ہے سو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے پہنچتی ہے اور بہت سے گناہ تو وہ معاف ہی کر دیتا ہے اور درگزر فرما دیتا ہے ؛ یہ خطاب مکلفین کو ہے کہ جو مصیبت یا آلام تم کو پہنچتے ہیں وہ تمہاری تقصیرات اور خطاؤں کی وجہ سے پہنچتے ہیں۔ خواہ وہ نافرمانی کا کوئی گناہ ہو یا طاعات میں کسی کوتاہی کی پاداش ہو ان تکالیف سے ان تقصیرات کا کفارہ ہو جاتا ہے تکالیف میں دنیا ۔ قبر اور حشر مراد ہو سکتے ہیں۔ ہم پانچویں پارے میں من یعمل سوا یجزبہ کی تسہیل میں مفصلاً عرض کرچکے ہیں۔ اگر کسی مومن کو کانٹا چبھتا ہے یا وہ کوئی چیز رکھ کر بھول جاتا ہے اور اس چیز کے تلاش کرنے میں پریشانی ہوتی ہے تو یہ باتیں بھی تقصیرات کی معافی کا سبب بن جاتی ہیں۔ عام طور سے ایسا ہی ہوتا ہے اور کبھی رفع درجات کے لئے بھی اس قسم کی تکالیف کا اللہ تعالیٰ کے بندوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس کی بحث یہاں نہیں ہے۔ بہرحال معمولی سی تکلیف بھی کفارۂ سیئات کا موجب ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ کوئی کھرینچ لگ جائے یا پاؤں پھسل جائے۔ یا بخار ہو جائے یہ سب چیزیں کسی گناہ کی پاداش میں ہوتی ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت قرآن میں بڑی امید کی آیت ہے۔ کیونکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ جب کسی گناہ کی سزا دے دے گا تو آخرت میں اس کا مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ مومنوں کے لئے اس آیت میں بڑی بشارت ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک مگر نبی داخل نہیں اور سختی دنیا کی بھی آگئی اور قبر کی اور آخرت کی ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ یہ خطاب بالغوں کو ہے نابالغوں کو یہ خطاب شامل نہیں اور اسی طرح نبی بھی اس سے مستثنیٰ ہے دنیا میں خواہ کوئی دکھ پہنچے۔ یا قبر میں کچھ پریشانی ہو۔ یا میدان حشر کی کوئی پریشانی ہو مومن کے لئے یہ تمام تکلیف اور پریشانیاں کفارہ ہیں اس کے گناہوں سے۔ اب آگے ارشاد ہوتا ہے کہ اگر کہیں اہل زمین سے مواخذہ شروع ہو جائے تو پھر نجات کی کوئی صورت نہیں اور نہ بھاگ کر ہی بچ نکلنے کی شکل ہے (۳۰) اور تم زمین میں کہیں بھاگ کر ہرا اور تھکا نہیں سکتے اور اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ مددگار ؛ یعنی تم چاہو کہ کہیں بھاگ کر اللہ تعالیٰ کو عاجز کردو اور اُس کو تھکا دو یا اُس کو ہرا دو تو یہ ممکن نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں عاجز کرنے والے یعنی جو کچھ ہم نے مصیبتیں مقرر کی ہیں چاہے تم اُن سے بھاگ سکو اور ہم کو تھکا دو سو ممکن نہیں اور نہ مددگار کہ دفع کرے تم سے عذاب جب کہ وہ آوے تم پر ۱۲ آگے پھر دلائل توحید مذکور ہیں (۳۱) اور اُسی کے نشانہائے قدرت میں سے چلنے والے وہ جہاز ہیں جو ایسے ہیں جیسے پہاڑ (۳۲) اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہوا کو ٹھیرا دے اور وہ جہاز سمندر کی پیٹھ پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں۔

بقیہ صفحہ ۷۸۰

اور اسی طرح اے پیغمبر ہم نے قرآن کو جو ہمارا حکم ہے آپ کی جانب بھیجا ہے نہ تو آپ یہ جانتے تھے کہ کتاب الٰہی کیا چیز ہے اور نہ آپ یہ جانتے تھے کہ ایمان کیا چیز ہے لیکن ہم نے قرآن کو ایک ایسا نور بنایا ہے کہ اُس کے ذریعے سے ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں اور بلا شبہ آپ لوگوں کو سیدھا راستہ بتلاتے ہیں (۵۲) جو اس اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے۔ آگاہ رہو تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹیں گے اور اللہ ہی تک پہنچ ہے کاموں کی ؛ یعنی جس طرح ہم نے دنیا میں بشر سے کلام کرنے کی شکل بیان فرمائی ہے اسی طرح ہم نے قرآن کو جو ہمارا حکم ہے اس کو آپ پر نازل فرمایا ہے یا جس طرح اور رسولوں پر اپنے احکام بذریعہ کتب اور صحف نازل کئے ہیں۔ اسی طرح اس قرآن کو جو ہمارا حکم ہے یا ہمارے کلام سے ہے اس کو ہم نے آپ کی جانب بھیجا ہے آپ کو اس کے نزول سے پہلے معلوم نہ تھا کہ کتاب اللہ کیا ہے اور اسی طرح آپ یہ بھی نہ جانتے کہ منتہائے ایمان کیا ہے گو نفس ایمان تھا جیسا کہ ہر نبی کو نبوت سے پہلے ایمان ہوتا ہے لیکن منتہائے ایمان اور تفصیلی ایمان نبوت کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔ آپ ایمان کے انتہائی مراتب کو نہیں جانتے تھے۔ لیکن ہم نے اس قرآن کو ایک ایسا نور بنا کر بھیجا ہے جس سے ہم جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے ہدایت عطا فرماتے ہیں۔ قرآن کو شاید روح اس لئے فرمایا کہ یہ مُردہ دلوں کو زندگی بخشتا ہے اور قلب میں آثار حیات اس قرآن کی برکت سے پیدا ہو جاتے ہیں آگے آپ کے ہادیٔ برحق ہونے کی توثیق فرمائی کہ بے شک آپ لوگوں کو صراط مستقیم کی رہنمائی فرماتے ہیں اور آپ داعی برحق ہیں۔ صراط مستقیم اور سیدھی راہ کی تفصیل بیان فرمائی کہ یہ راستہ ہی اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمینوں کی چیزوں کا مالک ہے۔ سب کچھ اسی کا ہے سب اُس کے مملوک اور مخلوق ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو راستہ آپ دکھاتے ہیں وہ راستہ اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے جو ہر اس چیز کا مالک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ ....

... ہے۔ پھر فرمایا سن لو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام امور کا مرجع ہے۔ آخری آیت کا آخری ٹکڑا وعدہ اور وعید دونوں کو شامل ہے یعنی تمام امور کا مرجع ہے جب اُسی کی ذات ہے تو وہ سزا دے گا اور نیک لوگوں کو صلہ عطا فرمائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس نے سورۂ حٰمٓ عسق کو پڑھا تو فرشتے اس کو شاباشیں دیتے ہیں اور اس کے لئے بخشش مانگتے اور رحمت طلب کرتے ہیں۔ (۵۳)

سورة الزخرف مكية وهي تسع وثمانون اية وسبع ركوعات
سورہ زخرف مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اس میں نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

حٰمٓ (۱) قسم ہے اس واضح اور صاف کتاب کی (۲) ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن رکھا ہے تاکہ تم سمجھ سکو ؛ یعنی یہ کتاب اپنے معنی اور مطالب میں واضح اور کھلی ہوئی ہے جس نے حق و باطل کی راہیں واضح اور جدا جدا کر دی ہیں اور ہدایت و گمراہی کی راہوں کو الگ الگ کر دیا ہے یا یہ کہ اس کتاب نے ان تمام چیزوں کو واضح کر دیا ہے اور کھول کر بیان کر دیا ہے جن چیزوں کی دین کے بارے میں امت کو احتیاج اور ضرورت ہے اور ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن رکھا یعنی اس کا وصف یہ ہے کہ عربی زبان کا قرآن ہے یا یہ کہ اس کا نام رکھا قرآن عربی زبان کا تاکہ اے اہل عرب تم سمجھ سکو اور سمجھ کر دوسروں کو سمجھا سکو۔ کیونکہ اوّلی خطاب اہل عرب کو ہے۔ یہاں جعل بمعنی خلق نہیں ہے بلکہ بمعنی تصییر ہے جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے ایک اعرابی کے ساتھ گفتگو میں تصریح فرمائی۔ جس کو شبہ ہو گیا تھا کہ جعل بمعنی خلق ہے (نقلہ ابن مردویہ مطولا) (۳) اور وہ یقیناً ہمارے پاس ام الکتاب یعنی لوح محفوظ میں بڑی بلند قدر اور حکمت سے لبریز کتاب ہے ؛ دو باتیں فرمائیں اول اس کی حفاظت کا یہ حال ہے کہ وہ لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے جیسا کہ تمام کتب سماویہ لوح محفوظ میں ثبت ہیں بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ گویا ہماری خاص نگرانی میں ہے اور ہماری زیر حفاظت ہے۔ دوسری بات یہ کہ اپنے اعجاز اور کلام الٰہی ہونے کے اعتبار سے بڑی عظیم المرتبت اپنے منافع اور اپنے مصالح کے اعتبار سے پر از حکمت ہے اور یہ جو فرمایا ہمارے پاس یہ باعتبار شرف اور باعتبار اختصاص فرمایا یعنی قرب مکانی نہیں بلکہ قرب مرتبہ کے اعتبار سے لدینا ارشاد فرمایا گیا ہے (۴)

بقیہ صفحہ ۷۸۱

تاکہ تم ان کشتیوں اور چوپایوں کی پیٹھ پر خوب جم کر بیٹھو پھر جب اطمینان سے ان پر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کا احسان یاد کرو اور یوں کہو کہ وہ ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے لئے

بقیہ صفحہ ۷۸۷

کہ ان میں خیر نہ ہو یہ اعتراض جب کیا گیا تو دین حق کے منکر اس پر خوشی کے مارے شور مچانے اور قہقہے لگانے لگے عبداللہ بن زبعری نے جو اعتراض کیا یا جو معارضہ کیا اس کا منشا صرف یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ کے ابطال شرک کا جواب دیا جائے اور توحید کو غلط بتایا جائے اور شرک کی صحت کو ثابت کیا جائے کہ جب عیسیٰ ابن مریمؑ کو بھی لوگ پوجتے ہیں تو بس شرک

کرنا اللہ کے ساتھ صحیح ہے بہرحال ان آیتوں میں عبداللہ بن زبعری کے انہی شبہات کا جواب ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قرآن میں ان کا ذکر آوے تو اعتراض کرتے ہیں کہ ان کو بھی خلق پوجتے ہیں انہیں کیوں خوبی سے یاد کرتے ہو اور ہمارے پوجوں کو بُرا کہتے ہو ۱۲ خلاصہ یہ کہ معبود بغیراللہ سب ہی بُرے ہونے چاہئیں ۔ ہمارے بتوں کو تو بُرا کہتے ہو اور مسیحؑ کی تعریف کرتے ہو ۔ ابن مریمؑ کو برا کیوں نہیں کہتے (۵۷) اور کہنے لگے ہمارے معبود بہتر ہیں یا وہ یعنی ابن مریمؑ یہ بات اور یہ مضمون اور یہ کہاوت انہوں نے آپ سے محض جھگڑا کرنے کی غرض سے بیان کی ہے اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ جھگڑالو واقع ہوئے ہیں ؛ یعنی یہ اعتراض عبداللہ بن زبعری کا محض جھگڑا کرنے کی بنا پر ہے اور یہ لوگ جھگڑالو واقع ہوئے ہیں اور جھگڑالو ہی ہیں (۵۸) وہ عیسیٰؑ بن مریم محض ایک ایسا بندہ ہے جس پر ہم نے اپنا انعام اور فضل کیا تھا اور بنی اسرائیل کے لئے اس کو ایک نمونۂ قدرت بنایا تھا ؛ اور جو بندہ ہمارا منعم علیہ ہو ظاہر ہے کہ وہ خیر ہونے سے خالی نہ ہوگا ۔ بخلاف اصنام اور شیاطین کے کہ ان میں یہ خیریت نہیں اور خاص طور پر شیاطین میں تو ایک اور بھی مانع خیریت موجود ہے اور وہ ان کا کفر ہے پس ابن مریمؑ چونکہ اللہ تعالیٰ کے منعم علیہ ہیں اس لئے ان کے خیر ہونے پر ان کا معبود من غیر اللہ ہونا موثر نہیں یہی وجہ ہے کہ ابن مریمؑ میں اور دوسرے اصنام اور شیاطین میں فرق ہے اور آپ کی قوم کا خوش ہو کر غل مچانا اور یہ سمجھنا کہ ہم نے محمدؐ کو لاجواب کر دیا محض جہالت اور ناسمجھی ہے ۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابن مریم ۔ یا حضرت عزیر یا جلیل القدر فرشتے ان سب میں خیر ہے اور دوسرے اصنام اور شیاطین وغیرہ میں خیر نہیں باقی انکم وما تعبدون پر جو اعتراض تھا اس کا جواب سورۂ انبیا میں گذر چکا ہے ۔ ہماری اس مختصر تفصیل کے بعد ہم کو امید ہے کہ عبداللہ ابن زبعری اور اس کے ساتھیوں کے اعتراض اور اس کا جواب سمجھ میں آ گیا ہوگا بنی اسرائیل کے نمونۂ قدرت کا مطلب یہ ہے کہ ابتداءً بنی اسرائیل کے لئے اور بعد میں تمام امتوں کے لئے ان کی ذات گرامی ایک نمونۂ قدرت تھی اور ہم تو اگر چاہیں تو اس سے بھی زیادہ اپنی قدرت کے کرشموں کا اظہار کر سکتے ہیں وہ یہ کہ (۵۹) اور اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین میں تمہارے قائم مقام ہوں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی عیسیٰ میں آثار فرشتے کے سے تھے اس سے معبود نہیں ہو گیا ۔ اگر چاہیں تمہاری نسل سے ایسے لوگ پیدا کریں ۱۲ یعنی اگر ہم چاہتے تو تمہارے ہاں فرشتے پیدا کرتے پھر جس طرح تم رہتے ہو اور مرتے ہو اسی طرح وہ بھی پیدا ہوتے اور مرتے اور فرشتوں کا آدمیوں سے پیدا ہونا یہ حضرت عیسیٰؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونے سے زیادہ عجیب ہوتا یا یہ مطلب ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ تمہاری بجائے تمہارے بدلے زمین میں فرشتے پیدا کرتے ۔ بہرحال ابن مریمؑ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا اور اس کا منعم علیہ ہونا اور اس کا دنیا کے لئے نمونہ قدرت ہونا کچھ تعجب کی بات نہیں ہماری قدرت اس سے بھی کہیں زیادہ وسیع ہے (۶۰) اور بے شک وہ عیسیٰؑ قیامت کی ایک علامت ہے سو تم لوگ اس قیامت کے وقوع میں شک نہ کرو اور تم میری پیروی کرو اور میرا کہا مانو یہی سیدھی راہ ہے ، یعنی حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش خود اس بات کی دلیل ہے کہ قیامت اور بعث کا وقوع ہونا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ سب کو فنا کرنے کے بعد سب کو دوبارہ پیدا کر دے ۔ میری پیروی کرو یعنی میں نے جو احکام بھیجے ہیں ان پر چلو یا میرے رسول کی پیروی کرو ۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کا دوبارہ آسمان سے آنا قیامت کے وقوع کی بہت بڑی دلیل ہے سو تم قیامت میں شبہ نہ کرو اور میری شریعت کی پیروی کرو ۔ یہ معنی ظاہر ہیں اور حضرت ابن مریمؑ کی تشریف آوری اور نزول من اسماء قیامت کی علامتوں میں سے بڑی علامت ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰؑ کا آنا نشان قیامت کا ہے ۱۲ (۶۱) اور شیطان تم کو اس سیدھی راہ سے روک نہ دے کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ؛ یعنی جو باتیں توحید کی بیان ہوئیں اور عیسیٰؑ کا منعم علیہ ہونا مذکور ہوا اس سے شیطان تم کو روک نہ دے آگے حضرت عیسیٰؑ نے جو کچھ قوم سے فرمایا اور بنی اسرائیل کو جو تلقین فرمائی اس کا ذکر ہے ۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۶۲)

بقیہ صفحہ ۷۹۱

ایک مکمل کتاب دی جائے تاکہ وہ تاریکی میں نہ رہیں اور قیامت میں یہ نہ کہیں لولا ارسلت الینا رسولا یہ حضرت حق تعالیٰ کی رحمت ہے اس نے ابتدائے آفرینش سے یہ سلسلہ جاری کیا اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تک اس سلسلہ کو پہنچایا بے شک وہ اپنی تمام مخلوق کی باتوں کو سنتا اور ان کے تمام احوال کو جانتا ہے (۶) آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اس سب کا مالک ہے اگر تم یقین رکھتے ہو ؛ یعنی وہ پروردگار ہے تمام مخلوقات کا اگر تم کو اس کا یقین ہے ۔ جیسا کہ تم اے اہل مکہ اس کو جانتے ہو تو تم اس امر کا بھی یقین کرو کہ محمدؐ اسی کے بھیجے ہوئے رسول ہیں (۷) سوائے اس کے کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے ۔ وہی تمہارا پروردگار ہے اور وہی تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے ؛ یعنی اس کے سوا کوئی مستحق عبادت بھی نہیں اور اس کے سوا کوئی مالک حقیقی اور پروردگار بھی نہیں (۸) اصل بات یہ ہے کہ یہ دین کے منکر شک میں مبتلا ہیں کھیل میں مشغول ہیں ؛ یعنی یہ کسی بات کے قائل نہیں جو کچھ کہتے ہیں استہزاءً کہتے ہیں ۔ خود شک میں مبتلا ہیں اور آپ سے مذاق کرتے ہیں (۹) سو اے پیغمبر آپ ان کے لئے ایک ایسے دن کا انتظار کیجئے جس دن آسمان ایک صاف اور ظاہر دھواں لے آئے (۱۰) جو ان سب لوگوں کو گھیرلے گا اور ان سب کے لئے عام ہوگا ۔ یہ دھواں ایک دردناک عذاب ہے ؛ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب کفار قریش نے دل آزاری اور کفر نوازی اور اسلام دشمنی کے مختلف طریقے اختیار کئے تو نبی علیہ السلام نے ان پر قحط کے لئے بد دعا کی ۔ اور فرمایا جیسا یوسفؑ کے زمانے میں قحط ہوا تھا ایسا ہی ان پر قحط بھیج ۔ چنانچہ خشک سالی شروع ہوئی اُدھر ثمامہ جو یمامہ کے رئیس تھے جب وہ مسلمان ہوئے تو کفار قریش نے ان پر ملامت کی اور انہوں نے یمامہ کا غلہ روک لیا ۔ چنانچہ قریش سخت قحط میں مبتلا ہو گئے اور یہاں تک نوبت پہنچی کہ مُردوں کی قبر سے ہڈیاں نکال کر اور ان کو پیس کر کھانے لگے ۔ چونکہ بھوک کی حالت میں آنکھوں کے آگے ایک غبار اور دھواں سا ہو جاتا ہے اس حالت کی طرف اشارہ فرمایا ۔ جب یہ لوگ زیادہ پریشان ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی اور دعا کی درخواست کی اور یہ وعدہ کیا کہ ہماری یہ مصیبت اگر ٹل جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے ابوسفیان نے بھی اور دوسرے روسار قریش نے بھی آپ کو لکھا کہ بارش کے لئے دعا کریں اور ثمامہ کو بھی لکھیں کہ وہ یمامہ سے غلہ مکہ میں آنے دے ان آیتوں میں اسی غبار اور دھوئیں کا ذکر ہے جو قحط کی وجہ سے ان پر ظاہر ہوا ۔ یہ تمام مضمون بطور پیش گوئی کے ارشاد فرمایا ہے ۔ صاحب روح نے اسی کو راجح فرمایا ہے ۔ عبداللہ ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے ۔ جتنی باتیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھیں وہ سب باتیں ہم نے دیکھ لیں سوائے چار چیزوں کے آفتاب کا مشرق سے طلوع ہونا ۔ دجال کا نکلنا اور دابۃ الارض کا اور یاجوج ماجوج اور جس دھوئیں کا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ قحط کے دنوں میں دیکھ لیا کہ ہر کافر کی آنکھوں کے آگے بھوک کے مارے دھواں نظر آتا تھا ۔ اور بطشت یعنی پکڑ دھکڑ بھی بدر کی لڑائی میں ہو چکی انہی آیتوں کے متعلق دوسرا قول حضرت علیؓ کا ہے کہ یہ دھواں قیامت سے پہلے ظاہر ہوگا ۔ کافروں کے کانوں میں یہ دھواں بھرے گا ۔ اور مومنوں کو صرف اس سے زکام ہوگا اور کافروں کا دماغ اس دھوئیں سے خشک ہو جائے گا اور زمین ایک جلتے ہوئے مکان کی طرح ہو جائے گی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس دھوئیں کو علامات قیامت میں سے شمار کرتے تھے ۔ بہرحال ان دونوں صحابہؓ کے اقوال کی روشنی میں ان آیات کی تفسیر کو سمجھنا چاہئے ۔ چنانچہ اس دھوئیں کے وقت لوگوں کی یہ حالت ہوگی کہ یوں کہیں گے ۔ (۱۱) اے ہمارے پروردگار ہم سے اس آفت کو دور کر دے اور اس قحط کو ہٹا لے ہم ضرور ایمان لے آئیں گے ؛ یعنی اس بھوک اور قحط کے دور ہوتے ہی ہم ایمان لے آئیں گے (۱۲) ان کو نصیحت کہاں ملے اور بھلا ان کو نصیحت کہاں ہوتی ہے ۔ حالانکہ ان کے پاس ایک ایسا رسول آ چکا جس کی شان رسالت نمایاں ہے ایسا رسول جو صاف صاف بیان کرنے والا ہے ؛ یعنی ان کو نصیحت کہاں میسر ہو سکتی ہے جن کی حالت یہ ہے کہ ان کے پاس ایک ایسا رسول آیا جو واضح البیان اور اپنی شان میں نمایاں اور ظاہر ہے (۱۳) پھر انہوں نے اس رسول سے روگردانی کی اور سرتابی کرتے رہے اور کہنے لگے یہ کسی بشر کا سکھایا ہوا ہے اور دیوانہ ہے ؛ یعنی ایسے واضح الشان رسول سے سرتابی کرتے رہے اور اس پر دو الزام لگائے ایک تو یہ کسی بشر نے اس کو سکھا دیا ہے اور دوسرا الزام یہ کہ یہ دیوانہ اور پاگل ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دھوئیں کا مذکور ہے کہ اس وقت سمجھنا کام نہیں آتا قیامت میں دھواں گھیرے گا نیک آدمیوں کو زکام سا ہوگا اور بد کو سر میں چڑھے گا بے ہوش ہو کر گر پڑے گا ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا مبنی غالباً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے (۱۴) ہم چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے مگر تم پھر اپنی پہلی حالت پر لوٹ جاؤ گے ؛ یعنی ہم اس عذاب کو تھوڑے دنوں کے لئے دور کر دیں گے مگر تم پھر کفر کی طرف لوٹ جاؤ گے یا یہ مطلب کہ پھر عذاب کی طرف لوٹ جاؤ گے اور پھر عذاب میں مبتلا کر دیئے جاؤ گے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اور ثمامہ کو لکھنے سے یمامہ کا غلہ کھل گیا ۔ کئی دن تک بارش کا سلسلہ جاری رہا ۔ قحط دور ہوا ۔ اس کے بعد ان کے کفر و عناد اور استکبار میں اور ترقی ہو گئی اور پیغمبر کی دشمنی اور بڑھ گئی ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ۔ یعنی عادت یوں ہی ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ منکروں کی عادت یہی ہے کہ عذاب کو دیکھ کر چیخ و پکار کرتے ہیں عذاب ہٹ جاتا ہے تو پھر کفر کا مظاہرہ کرتے ہیں جیسا کہ کشتی میں بیٹھ کر اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ طوفان کے وقت موحد اور طوفان سے نجات پانے کے بعد مشرک (۱۵) جس روز ہم بڑی سخت گرفت کریں گے تو اس روز ہم پورا بدلہ لیں گے ؛ یہ پیشگوئی بدر میں پوری ہوئی اور کافروں سے پورا انتقام لیا گیا ۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وعید قیامت کے دن کے لئے ہو کہ اس دن

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۸۰۰

بس آج کے دن نہ تو یہ لوگ دوزخ سے کبھی نکالے
جائیں گے اور نہ ان سے اللہ تعالیٰ کے راضی اور خوش کرنے
کا مطالبہ کیا جائے گا۔ بہرحال اعتقاد اور عمل کے کفر کا یہ
انجام ہوا آگے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُس کی بڑائی پر سورت
ختم ہوتی ہے (۳۵) پس تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے
ہیں جو پروردگار اور مالک ہے آسمانوں کا اور مالک و پروردگار
ہے زمین کا اور پروردگار ہے تمام عالموں کا یعنی تمام آسمانوں
وزمین اور گوناگوں عالموں کا وہی پیدا کرنے اور ایجاد کرنے
والا ہے۔ اور وہی سب کو باقی رکھنے والا اور سنبھالنے والا
ہے (۳۶) اور اُسی کی بزرگی اور بڑائی ہے آسمانوں میں
اور زمین میں اور وہی کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے؛
یعنی آسمانوں میں اور زمین میں اُسی کی بڑائی اور اُسی کی
بزرگی کا ظہور ہو رہا ہے۔ وہ زبردست قوت والا ہے۔
انتقام لینے میں اور اپنے احکام کی حکمت اور مصالح کو خوب
جانتا ہے (۳۷)

تم تفسیر سورۃ الجاثیہ شوال ۱۳۷۴ھ مطابق
۱۶ جون ۱۹۵۵ء فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَلَہُ الشُّکْرُ

Marfat.com

Marfat.com

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احقاف مکی ہے اور یہ پینتیس ۳۵ آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾

حٰم۔ اس کتاب کا نازل کیا جانا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے

مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ

ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان دونوں کے مابین ہیں نہیں بنایا مگر خاص مصلحت کے ماتحت

اَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ﴿٣﴾

اور ایک میعادِ مقررہ تک کے لئے بنایا ہے اور وہ لوگ کافر ہیں انکو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے وہ اُس سے بے رخی برتتے ہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا

اے پیغمبر آپ ان سے فرمایئے بھلا دیکھو تو جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو ذرا مجھ کو یہ تو دکھاؤ کہ

خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ

اُنھوں نے زمین کا کون سا حصہ پیدا کیا ہے یا آسمانوں کے بنانے میں اُن کی کوئی شرکت ہے۔

اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ

میرے پاس یا تو کوئی کتاب لاؤ جو اس قرآن سے پہلے کی ہو یا انبیائے سابقین کی کوئی معتبر روایت جو نقل ہوتی

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٤﴾ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ

چلی آئی ہو اسے پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ اور اُس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوسکتا ہے جو خدا کو چھوڑ کر

دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَ

ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اُس کی پکار کو قبول نہ کر سکے اور

هُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٥﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا

ان کو ان مشرکوں کے پکارنے کی بالکل خبر بھی نہ ہو۔ اور جب سب لوگ جمع کیے جائیں گے تو

٥١
١

سورۂ احقاف مکہ میں نازل ہوئی ہے یہ پینتیس ۳۵ آیتیں اور چار رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؛ حٰم (۱) اس کتاب کا بھیجنا اور اُتارنا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے جو کمالِ قوت اور کمالِ حکمت کا مالک ہے ؛ کمالِ طاقت اور قوت کی وجہ سے کوئی مزاحمت کرنیوالا نہیں اور کمالِ حکمت کی بنا پر اس کتاب کے مضامین اور احکام حکمت سے لبریز ہیں (۲) ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو چیزیں ان دونوں کے مابین ہیں اُن سب کو نہیں بنایا مگر خاص مصلحت اور حکمت کے ساتھ بنایا ہے اور ایک میعادِ مقررہ تک کے لئے بنایا ہے اور وہ لوگ جو دینِ حق کے منکر ہیں انکو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے وہ اُس سے اعراض کرتے اور بے رخی اور بے التفاتی برتتے ہیں ؛ یعنی عالمِ علوی ہو یا عالمِ سفلی جو کچھ بنایا ہے وہ سب مبنی برحکمت اور مبنی برمصلحت ہے۔ نیز یہ کہ یہ سارا نظامِ شمسی ایک خاص وقت اور خاص میعاد تک کیلئے ہے میعاد آنے پر اور وقت پورا ہونے پر یہ تمام نظام درہم برہم کر دیا جائیگا۔ منکروں کو جس چیز سے ڈرایا جاتا ہے یعنی قیامت کے واقعات سنا کر یا قرآن سنا کر جب ان کو ڈرایا جاتا ہے اور خوف دلایا جاتا ہے تو یہ اُس سے مُنہ پھیر لیتے ہیں اور بے توجہی کرتے ہیں (۳) اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے بھلا دیکھو تو سہی جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو اور جن کی تم عبادت کرتے ہو ذرا مجھ کو یہ تو دکھاؤ کہ انھوں نے زمین کا کونسا حصہ بنایا اور پیدا کیا ہے یا آسمانوں کے بنانے میں اُنکی کوئی شرکت اور ساجھا ہے یا تو کوئی کتاب لاؤ جو اس قرآن سے پہلے کی ہو یا انبیائے سابقین کی کوئی معتبر روایت جو نقل ہوتی چلی آئی ہو وہ پیش کرو اگر تم سچے ہو ؛ یعنی بطور احتجاج ان سے کہو کہ تمہارے ان معبودوں نے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور پوجا کرتے ہو انھوں نے زمین کا کوئی حصہ بنایا ہو تو اُن کی بنائی ہوئی زمین مجھ کو دکھاؤ آسمانوں کے پیدا کرنے میں کوئی شرکت اور ساجھا ہو تو مجھ کو بتاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی دلیل عقلی ہو تو وہ لاؤ دلیل عقلی تو ہے نہیں کیونکہ تم خود ان معبودانِ باطلہ کی خالقیت کے قائل نہیں اور اُلوہیت جو بلا شرکتِ غیرے خالقیت کو مستلزم ہے اُس کو بھی نہیں مانتے بلکہ شرک کرتے ہو تو اچھا کوئی نقلی دلیل لاؤ اُس کی صورت یہ ہے کہ کوئی کتاب لے آؤ جو قرآن سے پہلے کی ہو کیونکہ قرآن تو خدا کے سوا دوسرے کی خالقیت کی نفی کرتا ہے اور اللہ کے وحدہٗ لاشریک ہونے کا مدعی ہے اس میں تو یہ چیز مل نہیں سکتی لہٰذا کوئی دوسری کتاب جو اس سے پہلے کی ہو یا کوئی کتبہ ہو وہ لا کر دکھاؤ یا کوئی روایت ہی پہلے پیغمبروں کی نقل ہوتی چلی آتی ہو یا علوم اوّلین میں سے کوئی علم تواتر کے ساتھ نقل ہوتا ہوا چلا آتا ہو جس میں ان معبودوں کے زمین یا آسمانوں کو پیدا کرنے کا ذکر ہو وہی مجھکو دکھا دو یا بتا دو۔ کہ ان غیر اللہ نے زمین کا کوئی حصہ بنایا ہے یا آسمانوں کے بنانے میں ان کی شرکت تھی اگر تم ان غیر اللہ کی پرستش کرنے میں سچے ہو تو ان کی خالقیت کا ثبوت پیش کرو (۴) اور اُس سے بڑھ کر کون شخص گمراہ ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اس کی پکار کو قبول نہ کر سکے اور اس کی پکار کو نہ پہونچ سکے اور ان معبودوں کو ان مشرکوں کے پکارنے کی خبر تک نہ ہو ؛ یعنی اول تو ان کو خبر ہی نہیں کہ ہم کو کون پکار رہا ہے اور اگر بفرضِ محال کسی طرح خبر بھی ہو جائے تو پکارنے والی کی مدد کرنے یا اس تک پہونچنے کی صلاحیت اور قابلیت نہیں۔ ایسے اپاہج اور غافل معبود کو جو پکارے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ جیسے معبودِ حقیقی کو چھوڑ کر تو ایسے بدبخت سے زیادہ اور کون گمراہ ہوسکتا ہے (۵) اور جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو یہ معبودانِ باطلہ اپنے پوجنے اور پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کے بھی منکر ہوں گے ؛ یعنی یہاں تو ان اپاہج معبودوں کا

Marfat.com

یہ حال ہے کہ کسی کام کے نہیں اور جب قیامت میں ایک میدان میں سب اکٹھے کئے جائیں اور آمنا سامنا ہو تو اپنے پوجنے والوں کے دشمن ہو جائیں اور اُن کی عبادت اور اُن کی پکار کے منکر ہو جائیں اور اپنی لاعلمی کا اظہار کر دیں. جیسا کہ سورۂ یونس کی تفسیر میں گزر چکا ہے ماکنتم ایانا تعبدون (۶) اور جب ہماری واضح آیتیں اور کھلے کھلے دلائل ان کو پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو یہ منکر اس امرِ حق یعنی قرآن کے متعلق جب وہ ان تک پہونچتا ہے یوں کہتے ہیں یہ تو کھلا ہوا جادو ہے ؛ یعنی ان منکرینِ رسالت کی یہ حالت ہے کہ جب ان پر قرآن کی واضح آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور قرآن ان تک پہونچتا ہے تو اس کو کھلا جادو کہتے ہیں (۷) کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کو اس شخص نے از خود بنایا اور گھڑ لیا ہے آپ فرما دیجئے اگر اس قرآن کو میں نے از خود گھڑ لیا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی گرفت سے مجھ کو ذرا بھی نہیں بچا سکتے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے مجھ کو کوئی نفع نہیں پہونچا سکتے تم جو گفتگو قرآن کے بارے میں کر رہے ہو اور جو باتیں بنا رہے ہو وہ اللہ تعالیٰ ان کو خوب جانتا ہے اور میرے اور تمہارے مابین گواہی دینے کو وہی کافی ہے اور از روئے گواہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہت بخشش کرنیوالا بڑی مہربانی کرنیوالا ہے ؛ یعنی پیغمبر پر اور الزامات کے علاوہ یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ قرآن کو یہ شخص خود ہی بناتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے اور ہم کو خدا کا کلام کہہ کر سناتا ہے اس کا جواب دیا گیا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ پر افترا کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھکو سزا دیگا یہ تو نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ پر افترا کرنیوالے کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے کہ وہ تلبیس کرتا پھرے۔ اور کاذب کا کذب ظاہر نہ ہو اور جب اللہ تعالیٰ مجھکو سزا دیگا تو تم اس کے سامنے میرے کچھ کام نہ آسکو گے اور چونکہ وہ ان تمام باتوں سے واقف ہے جو تم بناتے ہو اس لئے میرے تمہارے درمیان وہی گواہ ہے یعنی وہ واقف اور باخبر ہے اس لئے وہی فیصلہ کرنیوالا ہے اگر میں کاذب اور مفتری ہوں تو مجھ کو اور اگر تم جھوٹے ہو تو تم کو سزا دے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ تمہاری باتوں کا بخوبی علم رکھتے ہوئے تمہاری سزا اور عذاب میں تاخیر اور مہلت سے کام لے رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ غفور اور رحیم ہے اس لئے عقوبت میں تعجیل نہیں کرتا (۸) آپ ان منکرینِ رسالت سے کہدیجئے کہ میں کوئی نیا رسول نہیں آیا ہوں اور میں کوئی انوکھا اور دنیا سے نرالا رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہونا ہے اور نہ میں یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے میں تو صرف اُس حکم کی پیروی اور اتباع کرتا ہوں جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے آتا ہے میں تو صرف ایک کھلا اور صاف صاف ڈرانیوالا ہوں ؛ یعنی میں کوئی دنیا سے انوکھا۔ نیا اور نرالا رسول نہیں آیا ہوں آخر مجھ سے پہلے بھی بہت سے رسول آچکے ہیں اُن کی تعلیم اور میری تعلیم کو ملا کر دیکھ لو. جس طرح وہ اپنے فرشتہ ہونے اور عالم الغیب ہونے کی نفی کیا کرتے تھے میں بھی اپنے عالم الغیب ہونے کی نفی کرتا ہوں مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ میرے ساتھ کیا ہونا ہے اور تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے. میں تو اپنے علم و عمل میں صرف اُسی کی پیروی کرتا ہوں جو وحی کے ذریعہ میرے پاس کوئی حکم آتا ہے میں تو ڈرانے والا ہوں صاف صاف. بعض مفسرین نے اس آیت کو منسوخ بتایا ہے اور سورۂ فتحنا کی ابتدائی آیتوں کو اس کا ناسخ قرار دیا ہے مگر یہ قول راجح نہیں ہے. بعض حضرات نے فرمایا کہ سورۂ فتحنا کی آیتوں سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ اجمالی طور سے یہ بتا دیا گیا کہ انبیاء اور صلحاء کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائیگا۔ سورۂ فتحنا کا یہ اجمالی علم اس آیت کے اطلاق کا ناسخ نہیں ہو سکتا واللہ اعلم (۹) آپ ان سے کہئے کہ بھلا یہ تو بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی جانب سے آیا ہو اور تم اس پر ایمان لانے سے انکار کرو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی معتبر اور مقتدر گواہ اس جیسی کتاب کے منجانب اللہ ہونے پر گواہی دے اور پھر اس قرآن پر ایمان بھی لے آئے اور تم تکبر اور غرور و نخوت ہی کرتے رہو تو تم سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی رہنمائی نہیں فرماتا جو ظالم ہوں ؛ قرآن میں کئی جگہ یہ بات فرمائی گئی ہے کہ اگر تم کو اس قرآن کی منجانب اللہ ہونے میں شک ہے تو علماء بنی اسرائیل سے دریافت کرو کہ اس قرآن کی صفت توریت میں مذکور ہے یا نہیں. اور سورہ زخرف میں ابھی گزرا ہے کہ پہلے رسولوں کی کتابوں میں دیکھ لو اور ان کتابوں سے دریافت کرو کہ ان میں قرآن کا ذکر ہے یا نہیں یہ آیت بھی اسی قسم کے مضمون کو ظاہر کرتی ہے کہ فرض کرو یہ قرآن خدا کی جانب سے ہو اور تم انکار کرتے رہو اور بنی اسرائیل (باقی ص۸۰۳ پر)

لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝٦ وَاِذَا تُتْلٰى
یہ معبودانِ باطلہ ان مشرکوں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کے بھی منکر ہوں گے ۔ اور جب ہماری
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا
کھلی کھلی آیتیں پڑھ کر ان کو سنائی جاتی ہیں تو یہ کافر اس امرِ حق یعنی قرآن کی نسبت جب وہ ان تک
جَآءَهُمْ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ
پہنچتا ہے یوں کہتے ہیں یہ تو کھلا ہوا جادو ہے ۔ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کو اس شخص نے از خود گھڑ لیا ہے آپ فرما دیجئے
اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا هُوَ
کہ اگر اس قرآن کو میں نے از خود بنایا ہے تو تم خدا کی گرفت سے مجھ کو ذرا بھی نہیں بچا سکتے تم قرآن کے بارے میں جو باتیں
اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًا بَيْنِيْ
بنا رہے ہو خدا ان کو خوب جانتا ہے میرے اور تمہارے مابین گواہی دینے کو وہی کافی
وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٨ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا
ہے اور وہی بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں کوئی نیا
مِّنَ الرُّسُلِ وَمَآ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ اِنْ
رسول نہیں ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہونا ہے اور نہ یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا ہونا ہے
اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ وَمَآ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٩ قُلْ
میں تو صرف اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس وحی کے ذریعہ سے آتی ہے اور میں تو صرف ایک صاف صاف ڈرانیوالا ہوں۔ آپ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ
ان سے فرمائیے بھلا یہ تو بتاؤ اگر یہ قرآن خدا کی جانب سے آیا ہو اور تم اس کو ماننے سے انکار کرو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ
شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ
اس جیسی کتاب کے منجانب اللہ ہونے پر گواہی دیدے پھر اس پر ایمان بھی لے آئے اور
اسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠ ع
تم تکبر ہی کرتے رہو تو تم سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی رہنمائی نہیں فرماتا جو ظالم ہوں۔

٥١/٢

Marfat.com

تم تکبر اور نخوت و غرور ہی کرتے رہو اور اس قرآن پر ایمان نہ لاؤ تو بتاؤ تم سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا
(بقیہ صفحہ ۸۰۲) کا کوئی بڑا عالم اس قرآن کے منجانب اللہ ہونے کو تسلیم کرکے اس پر ایمان لے آئے اور تم تکبر اور نخوت و غرور ہی کرتے رہو اور اس قرآن پر ایمان نہ لاؤ تو بتاؤ تم سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا
اور اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ ظالموں کی رہنمائی نہیں فرماتا اس میں اہل کتاب کے ان علما کی طرف اشارہ ہے جنھوں نے قرآن کی تصدیق کی اور نبی آخرالزماں پر ایمان لائے اور اگر یہ آیت مدنی ہو
جیسا کہ بعض علما نے کہا ہے تو یہ آیت عبداللہ بن سلام کو بھی شامل ہوگی. بہرحال منکروں کو سمجھایا گیا ہے کہ جب اہل کتاب کے پڑھے لکھے لوگ جن کو تم بھی اہل علم سمجھتے ہو اگر اس کو تسلیم کرکے قبول کرلیں اور تم
اپنی ضد اور غرور میں الجھے رہو تو تم سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا (۱۰) تفسیر صفحہ ہذا :- اور یہ دین حق کے منکر اہل ایمان کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ دین یا یہ قرآن بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس قرآن
یا دین کی طرف ہم سے سبقت نہ کرتے اور آگے نہ بڑھتے اور جب ان منکروں کو اس قرآن سے ہدایت میسر نہ ہوئی تو اب یہی کہیں گے کہ یہ قرآن ایک پرانا جھوٹ ہے :: یعنی عناد اور تکبر کی راہ سے یہ کہتے ہیں کہ اگر
یہ دین اسلام یا یہ قرآن کوئی اچھی چیز ہوتا تو ہم لوگ جو اہل عقل و دانش ہیں اور رئیس اور بڑے لوگ ہیں ہم اس کو ان سے پہلے قبول کرتے اور یہ اس کے قبول کرنے میں ہم سے آگے نہیں بڑھتے ان کا قبول کرلینا اور ہمارا قبول نہ کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دین اور یہ قرآن کوئی بہتر چیز نہیں ہے ورنہ بڑھیا لوگ کیوں چھوڑتے اور ذلیل اور گھٹیا درجے کے لوگ کیوں قبول کرتے اور جب ان کو اس قرآن سے ہدایت نصیب نہ ہوئی تو ان کا عناد ظاہر ہوگیا اور یہ کہنے لگے یہ قرآن تو پرانا جھوٹ ہے۔ کہتے ہیں جب عرب کے بعض قبیلے جہینہ اور مزینہ وغیرہ مسلمان ہوئے تو بعض دوسرے قبائل بنوعامر اور غطفان وغیرہ نے ان پر یہ طعن کیا بعض کہتے ہیں کہ بعض یہودیوں کے مسلمان ہونے پر دوسرے کافر یہود نے یہ کہا تھا بعض نے کہا یہ مکہ کے مشرکوں کا قول ہے وہ مسلمانوں کے مقابلے میں کہا کرتے تھے کہ ہم اشراف ہیں اچھی چیز کے اشراف مستحق ہیں اگر اچھی ہوتی تو ہم اس کے قبول کرنے میں آگے ہوتے نہ کہ یہ ذلیل کم درجہ کے لوگ آگے ہوتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی لوگ ہمیشہ ایسی باتیں کہا کرتے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ جس طرح یہ مکہ کے کفار اساطیر الاولین۔ اور ھذا افک قدیم کہہ رہے ہیں اسی طرح پہلے کافر بھی آسمانی کتابوں کے متعلق ایسا ہی کہا کرتے تھے (۱۱) اور اس قرآن سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب ہے جو مقدم ہونے کے اعتبار سے امام اور پیشوا تھی اور ہدایت کے اعتبار سے رحمت ہے اور قرآن بھی عربی زبان کی ایک کتاب ہے جو اس توریت کی پیشین گوئی کو سچا کرنے والی ہے تاکہ جو لوگ ظلم اور ناانصافی کا شیوہ اختیار کرچکے ہیں اُن کو ڈرائے اور اُن لوگوں کو خوش خبری اور بشارت دے جو نکوکار ہیں :: یعنی اس سے پہلے بھی موسیٰؑ کی کتاب توریت نازل ہوچکی ہے جو امام اور رحمت تھی، اُس کتاب میں اس قرآن کی پیشین گوئی موجود ہے۔ اس قرآن نے جو عربی زبان کی کتاب ہے اس توریت کی تصدیق کی ہے اور اُس پیشین گوئی کو سچا کردیا ہے یہ اس لئے نازل ہوئی کہ ظالموں کو ڈرائے اور نیکوں کو خوش خبری دے (۱۲) بلاشبہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر اس کہنے پر مضبوطی کیساتھ قائم اور ثابت رہے سو نہ ان پر کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے :: یعنی آخرت میں ہر قسم کے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا
اور یہ منکر اہل ایمان کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس دین کی طرف
سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا
ہم سے آگے نہ نکلتے اور جب ان منکروں کو اس قرآن سے ہدایت نصیب نہیں ہوئی تو یہ اب یہی کہیں گے کہ یہ
إِفْكٌ قَدِيمٌ ﴿١١﴾ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ
تو پرانا جھوٹ ہے۔ اور اس قرآن سے پہلے موسیٰؑ کی کتاب ہے، جو مقدم ہونے کے اعتبار سے امام اور ہدایت کے اعتبار سے
وَهَٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ
رحمت تھی اور یہ قرآن بھی عربی زبان کی ایک کتاب ہے، جو اس توریت کو سچا کرتی ہے تاکہ جو لوگ ظالم ہیں انکو ڈرائے
ظَلَمُوا وَبُشْرَىٰ لِلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا
اور ان لوگوں کو خوش خبری دے جو نکوکار ہیں۔ بے شک جن لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہمارا رب
اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٣﴾
اللہ ہے پھر اس پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے تو ایسے لوگوں پر نہ کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ وہ کبھی غم گین ہوں گے۔
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا
یہ لوگ اہل جنت ہیں جو اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں یہ صلہ ان کو اُن اعمال کے بدلے میں دیا جائے گا
يَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ
جو وہ کرتے تھے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔
حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ
اسکی ماں نے اسکو بڑی مشقت کیساتھ پیٹ میں رکھا اور بڑی دشواری سے اُس کو جنا اور اسکو پیٹ میں رکھنے اور اسکے دودھ چھڑانے
ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ
کی مدت تیس مہینے ہیں یہاں تک کہ جب وہ بچہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس سال کی عمر کو پہونچ گیا
سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي
تو کہنے لگا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیرے ان احسانات کا شکر بجا لاؤں

خوف اور غم سے محفوظ رہیں گے۔ بشرطیکہ ربنا اللہ کا اقرار صدق دلی کے ساتھ ہو (۱۳) ایسے لوگ یعنی سچائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرنے اور اس پر مستقیم رہنے والے اہل جنت ہیں جو اس بہشت
میں ہمیشہ رہنے والے ہیں یہ صلہ ان کو ان اعمال کے بدلے میں دیا جائیگا جو وہ دنیا میں کیا کرتے تھے :: یعنی ان کے نیک اعمال کا صلہ ہوگا اوپر کافروں کا ذکر تھا پھر مومنوں کا ذکر فرمایا اب نیک اعمال میں سے بعض
کا ذکر فرماتے ہیں (۱۴) اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی ہے اس کی ماں نے اس کو پیٹ میں بڑی مشقت اور تکلیف کیساتھ رکھا اور بڑی دشواری سے اسکو جنا۔ اور اسکو
پیٹ میں رکھنے اور اس کا دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہیں یہاں تک کہ جب وہ بچہ اپنی جوانی کو پہونچا اور چالیس سال کی عمر کو پہنچ گیا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیرے ان احسانات کا
شکر بجا لاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اور نیز یہ کہ میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جن سے تو راضی اور خوش ہو اور میرے لئے میری اولاد میں صلاحیت پیدا کردے اور میرے نفع کیلئے میری

Marfat.com

اولاد کو نیک کردے میں تیری جناب میں رجوع کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور یقیناً میں فرماں برداروں میں سے ہوں ÷ اس آیت میں چند باتیں فرمائیں۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنا۔ ماں کا کام حمل رکھنا اور جننا اور باپ کا کام دیکھ بھال کرنا اور ماں کیلئے آرام مہیا کرنا اسلئے وہ دونوں اسکے مستحق ہیں کہ ان کا احسان مانا جائے یہاں حمل اور فصل کو تیس مہینے فرمایا۔ اگر بچہ توی ہو تو اکیس مہینے میں بھی دودھ چھڑایا جاسکتا ہے اور اگر دو سال دودھ کے ہوں تو حمل کی اقل مدت مراد ہوگی کہ کم سے کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے اور دُودھ کے حولین کاملین کا بیان سورۂ بقرہ میں گزر چکا ہے۔ بلغ اشدہ کا مطلب یہ ہے کہ بالغ ہوگیا اور حد بلوغ کو پہونچ گیا پھر چالیس سال کی عمر کو پہونچا تو اس نے یوں دعا کی کیونکہ یہ عمر سوچنے اور سمجھنے کی ہوجاتی ہے اور عقل پختہ ہوجاتی ہے۔ ماں باپ پر جو احسان کیا اور بچہ پر جو احسان کیا یعنی ان پر جو احسان ہوا اس کا اثر دینی اور دنیوی مجھ پر بھی پہونچا۔ میری اولاد میں میرے نفع کیلئے صلاحیت کا مطلب یہ ہے کہ زندگی میں میری خدمت کریں میں ان کو دیکھ کر خوشی حاصل کروں اور مرنے کے بعد وہ میری مغفرت کیلئے دعا کرکے ایصال ثواب کیا کریں۔ رجوع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خطاؤں سے توبہ کرکے رجوع ہونا۔ بعض نے کہا اشدہ سے مراد تینتیس سال کی عمر ہے۔ یتیم کے بارہ میں حتی یبلغ اشدہ فرمایا وہاں بلوغ ہی مراد ہے (١٥) یہ لوگ وہ ہیں کہ ان کے نیک اور بہتر سے بہتر اعمال جو انھوں نے کئے ہیں ہم قبول کرلیں گے اور ان کی برائیوں سے ہم درگزر کردیں گے درانحالیکہ یہ لوگ بہشت میں ہوں گے اور ان کا شمار اہل جنت میں سے ہوگا۔ ان سے یہ سلوک اس سچے وعدہ کی بناپر ہوگا جو ان سے کیا جاتا تھا ÷ اکثر مفسرین نے اس آیت کے متعلق فرمایا ہے کہ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ بعض نے فرمایا سعد بن ابی وقاص سے مراد ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی سعادت مند لوگ ایسے ہوتے ہیں"! بہرحال ہوسکتا ہے شان نزول کسی متقدر صحابی کے متعلق ہو حضرت صدیقؓ صحابہ میں بہت ممتاز درجہ رکھتے تھے ان کے بارے میں نازل ہوئی ہو یا کسی اور صحابی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ہر سعادت مند اور ماں باپ کی خدمت گزار اولاد اس سے مراد لی جاسکتی ہے بڑے خوش قسمت ہیں وہ ماں باپ جن کی اولاد ایسی ہو اور بڑی خوش نصیب ہے، وہ اولاد جو اس آیت کی مصداق ہو۔ آگے اس کے مقابلہ میں کافر کا ذکر فرمایا (١٦) اور وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کو کہا کہ تف ہے تم پر کیا تم مجھ کو یہ وعدہ اور یہ خبر دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی قومیں اور طبقے اور اُمتیں گزر چکی ہیں اور ماں باپ کا یہ حال ہے کہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے ہیں اور لڑکے سے کہتے ہیں ارے تیرا بُرا ہو تو ایمان لے آ اور یقین جان کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا اور برحق ہے مگر وہ جواب دیتا ہے کچھ نہیں یہ محض اگلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں ہیں ÷ یعنی ماں باپ کو مسلمان ہونے کی بناپر ڈانٹتا ہے کفر اور عقوق یعنی ماں باپ کی نافرمانی دونوں کا ارتکاب کرتا ہے۔

أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ

جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اور نیز یہ کہ میں ایسے نیک کام کرتا رہوں جن سے تو خوش ہو

وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ

اور میرے لئے میری اولاد میں صلاحیت پیدا کردے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور یقیناً میں

الْمُسْلِمِينَ ﴿١٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا

فرماں برداروں میں سے ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اُن کے نیک اعمال ہم قبول کریں گے اور

عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ

اُن کے گناہوں سے درگزر کریں گے ان لوگوں کا شمار اہل جنت میں سے ہوگا ان سے یہ سلوک

الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿١٦﴾ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ

اس سچے وعدے کی بناپر ہوگا جو ان سے کیا جاتا تھا۔ اور وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ کو کہا کہ

أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ

تُف ہے تم پر کیا تم مجھ کو یہ خبر دیتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے بہت سی

مِنْ قَبْلِي وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ إِنَّ وَعْدَ

قومیں گزر چکی ہیں اور ماں باپ کا یہ حال ہے کہ وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں اور لڑکے سے کہتے ہیں ارے تیرا بُرا ہو تو ایمان لے آ

اللَّهِ حَقٌّ فَيَقُولُ مَا هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾

یقین جان اللہ کا وعدہ سچا ہے مگر وہ جواب دیتا ہے کچھ نہیں یہ محض اگلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے حق میں بھی ان اُمتوں کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی بات پوری ہو کر رہی جو اُمتیں

مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿١٨﴾

جنات اور انسان کی ان سے پہلے ہو گزری ہیں کیونکہ یہ سب زیاں کار تھے۔

وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا ۖ وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا

اور ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال کی وجہ سے مختلف درجے ملیں گے اور اسلئے ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ ان سب کو انکے اعمال کا پورا پورا بدلا دے

ہوسکتا ہے کہ یہ آیت کسی شقی اور بدبخت کے حق میں نازل ہوئی ہو جیسا کہ حسن بصریؒ وغیرہ سے منقول ہے یا ہر وہ شخص مراد ہے جو مذموم صفت سے متصف ہو (١٧) یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کے حق میں بھی اُن اُمتوں کے ساتھ جو ان سے پہلے جنات اور انسانوں کی ہو گذری ہیں اللہ تعالیٰ کی وہ بات پوری ہوکر رہی کیونکہ یہ سب زیاں کار تھے ÷ مطلب یہ ہے کہ ان سے پہلے جو اُمتیں جنات اور انسانوں کی گذری ہیں اور اُن پر اللہ تعالیٰ کی بات یعنی وعدۂ عذاب پورا ہوکر رہا۔ اسی طرح ان کے ساتھ ان پر بھی وعدۂ عذاب پورا ہوگا۔ حق علیھم القول سے وہی کلمہ لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین مراد ہے۔ بہرحال جو اُمتیں کافروں کی

(باقی صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ ٨٠٤) ان سے پہلے گزری ہیں خواہ وہ جنات کی ہوں یا انسان کی جو انجام ان کا ہوا وہی حال ایسی اولاد کا ہونے والا ہے جو ماں باپ کی نافرمان اور کافر ہو (١٨) اور ہر ایک کو اپنے اپنے اعمال
مختلفہ کی وجہ سے مختلف درجے ملیں گے اور یہ اس لئے ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلا دے اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا ؛ مختلف اعمال یعنی مومن کا عمل کافر کے عمل سے مختلف ہے
اس لئے مومن کو جنت اور کافر کو جہنم مومن کا پورا بدلہ وہ ہے اور کافر کا پورا بدلا یہ ہے۔ یا یہ مطلب کہ مومن کوئی بُرے عمل کرنیوالا کوئی کم عمل کرنے والا۔ تفسیر صفحہ ہذا ۔ کافر بھی کوئی اسلام کا سخت دشمن اور کٹر
کوئی نرم قسم کا کافر جہنم میں ان کے طبقات مختلف اور جنت میں ان کے درجات عالیہ مختلف کوئی اہل یمین کوئی مقرب بارگاہ اللھم اجعلنا من المقربین برحمتك یا ارحم الراحمین (١٩) اور وہ دن
قابلِ ذکر ہے جس دن وہ لوگ جنھوں نے کفر کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے آگ کے روبرو حاضر کئے جائیں گے۔ کہا جائے گا کہ تم اپنی دنیوی زندگی میں اپنے حصے کی نعمتیں حاصل کرچکے اور اُن سے خوب فائدہ اٹھا چکے

يَظْلِمُونَ ﴿١٩﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ ط
اور ان پر ظلم نہیں کیا جائیگا - اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن کفار آگ کے روبرو حاضر کئے جائیں گے
أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ج
کہا جائیگا کہ تم اپنی دنیوی زندگی میں اپنے حصے کی نعمتیں حاصل کر چکے اور ان سے خوب فائدہ اٹھا چکے
فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ
سو آج تم کو اُس تکبر کے باعث جو تم ناحق دنیا میں کیا کرتے تھے
ع فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ ﴿٢٠﴾ ع وَاذْكُرْ ١٠/٢
اور اُن نافرمانیوں کے باعث جو تم کرتے رہتے تھے ذلیل کرنیوالے عذاب کی سزا دیجائیگی - اور اے
أَخَا عَادٍ ط إِذْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْأَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ
پیغمبر آپ قوم عاد کے بھائی یعنی ہودؑ کا ذکر کیجئے جبکہ اُس نے اپنی قوم کو جو کہ ایک ریگستانی علاقہ میں آباد تھی ڈرایا اور یقیناً ہودؑ
مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ط
سے پہلے بھی اور اُس کے پیچھے بھی بہت سے ڈرانیوالے گزر چکے ہیں ہودؑ نے کہا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو
إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٢١﴾ قَالُوا
میں تم پر ایک بڑے سخت دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں - قوم کے لوگوں نے کہا
أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ آلِهَتِنَا ج فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ
کیا تو ہمارے پاس اسلئے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دے اچھا اگر تو سچا ہے تو جس عذاب
كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٢٢﴾ قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ
کا ہم سے وعدہ کرتا ہے اُسے ہم پر لے آ - ہودؑ نے کہا اس کا علم تو صرف اللہ ہی کو ہے
وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا
اور میں تو تم کو وہ پیغام پہنچاتا ہوں جو مجھ کو دیکر بھیجا گیا ہے مگر میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت و نادانی کی
تَجْهَلُونَ ﴿٢٣﴾ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ
باتیں کر رہے ہو - پھر جب اُنھوں نے اس عذاب موعود کو ایک بادل کی شکل میں اپنے میدانوں کی جانب آتا ہوا

پس آج تم کو اس تکبر کے باعث جو تم ناحق زمین میں کیا کرتے تھے اور ان نافرمانیوں کے سبب جو تم کرتے رہتے تھے ذلیل و خوار کرنے والے عذاب کی سزا اور بدلا دیا جائے گا ؛ یعنی جس دن اہلِ نار آگ کے روبرو لائے جائیں گے تو ان سے منجملہ اور باتوں کے یہ بھی کہا جا گا کہ تم لذت کی چیزیں اور اپنے حصے کی نعمتیں دنیا میں حاصل کرچکے - اور اُن سے خوب فائدہ اٹھا چکے اور خوب برت چکے تو آج تم کو ذلیل کرنے والے عذاب کا بدلا اور سزا دی جائیگی اور اس کی وجہ اور سبب یہ ہے کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اسلام کے مقابلے میں جو تکبر کیا جائے وہ ناحق ہی ہے اور پھر زمین پر رہ کر جو تکبر کیا جائے اس کے غیر حق ہونے میں شک ہی کیا ہو سکتا ہے اور دوسری وجہ ذلت کے عذاب کی یہ فرمائی کہ تم نافرمانیوں کے مرتکب ہوتے تھے جس میں ہر قسم کا کفر اور فسق شامل ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جن لوگوں نے آخرت نہ چاہی فقط دنیا ہی چاہی اُن کی نیکیوں کا بدلا اسی دنیا میں مل چکا ۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعض بھلائیاں دنیا میں کافر بھی کرتا ہے چونکہ اُس کا مقصود آخرت نہیں ہوتا کیونکہ وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اس لئے اس کی بھلائیوں کا بدلا دنیا میں مل جاتا ہے - بعض صحابہ سے منقول ہے کہ وہ لذتِ دنیوی سے بہت بچتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت میں یہ کہا جائے اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا حضرت عمرؓ کا قول صاحب مدارک نے نقل کیا ہے - لوشئت لکنت اطیبکم طعاما واحسنکم لباسا ولکنی استبقی طیباتی یعنی اگر میں چاہوں تو تم سے اچھا کھا سکتا ہوں اور تم سے اچھا پہن سکتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ میری نعمتیں آخرت کے لئے باقی رہیں یہاں تک عام منکروں کا ذکر تھا آگے قوم عاد کا ذکر ہے (٢٠) اور اے پیغمبر آپ قوم عاد کے بھائی یعنی ہود علیہ السلام کا ذکر کیجئے جیسا کہ اس نے اپنی قوم کو جو ایک ریگستانی علاقہ میں آباد تھی ڈرایا اور یقیناً ہودؑ سے پہلے بھی اور اُس کے پیچھے بھی بہت سے ڈرانے والے گزر چکے ہیں ہودؑ نے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو میں تم پر ایک بڑے سخت دن کی آفت اور عذاب سے ڈرتا ہوں ؛ ہود علیہ السلام جو قوم عاد کے بھائی برادر تھے ان کو عاد کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا جیسا کہ قرآن میں کئی جگہ
اُن کا ذکر گزر چکا ہے یہ لوگ یمن کے علاقے میں یا عمان اور مہرہ کے درمیان ریگستان میں جہاں بڑے بڑے مستطیل ریت کے ٹیلے تھے وہاں آباد تھے ہودؑ نے اُن کو ڈرایا کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی دوسرے کی عبادت
نہ کیا کرو مجھے تم پر ایک بڑے سخت دن کی آفت کا اندیشہ ہے۔ اُس دن سے مراد قیامت کا دن یا دنیوی عذاب کا دن ہے۔ بیچ میں فرمایا اس سے پہلے اور اس سے پیچھے اور بہت سے ڈرانے والے گزر چکے ہیں
یہ اس لئے فرمایا تاکہ ہودؑ کی بات کی تائید ہو کہ اور پیغمبر بھی توحید کی تبلیغ کرتے رہے ہیں انھوں نے ایک متفق علیہ بات اپنی قوم کے روبرو پیش کی تھی (٢١) قوم کے لوگوں نے جواب دیا کیا تو ہمارے پاس
اس لئے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے ٹھاکروں اور ہمارے معبودوں سے پھیر دے اور لوٹا دے۔ تو ہم تو ایسا کرنیوالے ہیں نہیں پس تو اگر سچا ہے تو جس عذاب کی ہم کو دھمکی اور وعدہ دیتا ہے اُس عذاب کو ہم پر لے آ۔
(٢٢) ہودؑ نے کہا اس کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ا۔ میں تو تم کو وہ پیغام پہنچاتا ہوں جو پیغام میں دیکر بھیجا گیا ہوں مگر میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم جہالت اور نادانی کی باتیں کر رہے ہو ؛ (باقی صفحہ ٨٠٦ پر)

Marfat.com

(بقیہ ۸۰۵) حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی حضرت ہودؑ نے عاد کو ڈرایا احقاف ایک ضلع ہے یمن میں اُس کے معنی ریت کے تھل ۱۲ مطلب آیت کا یہ ہے کہ میں تم کو توحید کی دعوت دیتا ہوں تم عذاب مانگتے ہو میرا کام تو یہی ہے کہ جو پیغام مجھے دیکر بھیجا گیا ہے وہ میں تم کو پہنچا دوں باقی عذاب کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ عذاب کو بلا سوچے سمجھے طلب کرنا یہ جاہلوں اور نادانوں کی باتیں ہیں جو تم کر رہے ہو (۲۳) پھر جب اُنھوں نے اس عذاب موعود کو ایک سیاہ بادل کی شکل میں اپنے میدانوں کی طرف آتا ہوا دیکھا اور اپنی وادیوں کی طرف متوجہ دیکھا تو کہنے لگے یہ ابر ہے جو ہم پر برسے گا۔ تفسیر صفحہ ہذا ارشاد ہوا یہ بات نہیں بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے یہ ایک تیز ہوا اور آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے (۲۴) یہ آندھی ہر چیز کو اپنے پروردگار کے حکم سے درہم برہم کر ڈالے گی اور اکھیڑ پھینکے گی چنانچہ وہ ایسے تباہ و برباد ہوئے کہ اُن کے گھروں کے سوا وہاں کچھ اور نہ دکھائی دیتا تھا ہم مجرموں اور گناہگاروں کو اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں :: مطلب یہ ہے کہ ایک بادل اٹھتا ہوا نظر آیا جو اُن کے میدانوں کی طرف متوجہ تھا یہ سمجھے بارش آئی۔

قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ

دیکھا تو کہنے لگے یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا یہ بات نہیں بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے

رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ (۲۴) تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا

یہ ایک سخت آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے۔ یہ آندھی ہر ایک چیز کو اپنے رب کے حکم سے درہم برہم

فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ

کر ڈالے گی چنانچہ وہ ایسے ہوگئے کہ ان کے گھروں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا ہم مجرموں کو اسی طرح

الْمُجْرِمِينَ (۲۵) وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِن مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا

سزا دیا کرتے ہیں اور بلاشبہ ہم نے اُن لوگوں کو اُن چیزوں کی قدرت دی تھی کہ جن چیزوں کی قدرت تم کو نہیں دی

لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ

اور ہم نے اُن کو کان اور آنکھیں اور دل دئے تھے لیکن وہ لوگ چونکہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اسلئے

سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُم مِّن شَيْءٍ

نہ ان کے کان ہی ان کے کچھ کام آئے اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ اُن کے دل

إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا

اور جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اُسی نے اُن کو

بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (۲۶) وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُم مِّنَ الْقُرَىٰ

آگھیرا - اور بلاشبہ ہم نے تمہارے آس پاس کی اور بستیوں کو بھی تباہ و برباد کیا ہے

وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ (۲۷) فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ

اور ہم نے طرح طرح سے اُن کو اپنی نشانیاں دکھائیں تاکہ وہ باز آجائیں۔ پھر خدا کے سوا جن چیزوں کو

الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً ۖ بَلْ

اُن لوگوں نے خدا کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے معبود بنا رکھا تھا اُن معبودوں نے ان مشرکوں کی کوئی مدد کیوں نہیں کی

ضَلُّوا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ (۲۸)

بلکہ وہ سب جھوٹے معبود ان سے غائب ہوگئے اور یہ غیر اللہ کو معبود بنانا اُن مشرکوں کا محض بہتان اور افترا پردازی تھی۔

حضرت ہودؑ نے فرمایا یا حضرت حق کا ارشاد ہوا یہ بارش نہیں بلکہ وہی عذاب ہے جس کو جلد چاہتے تھے - یہ ایک دردناک عذاب سے لبریز ہوا ہے جو ہر چیز کو خدا کے حکم سے اکھیڑ کر پھینک مارے گی۔ چنانچہ یہی ہوا کہ سب ہلاک کر دئے گئے نہ کوئی انسان باقی رہا نہ کوئی حیوان سوائے اُن کے خالی مکانوں کے اور کوئی چیز اُن کی بستیوں میں دکھائی نہ دیتی تھی۔ آخر میں فرمایا ہم اسی طرح گناہ گاروں کو بدلا دیا کرتے ہیں۔ آگے مکہ والوں کو تنبیہ فرماتے ہیں (۲۵) اور بلاشبہ ہم نے اُن لوگوں کو ان باتوں کی قدرت اور مقدور دیا تھا جن باتوں کی قدرت اور مقدور تم کو نہیں دیا اور ہم نے ان کو کان اور آنکھیں اور دل دئے تھے لیکن وہ لوگ چونکہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اس لئے نہ اُن کے کان ہی اُن کے کچھ کام آئے اور نہ اُن کی آنکھیں اور نہ اُن کے دل اور جس عذاب کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے اسی نے انکو آگھیرا اور وہی چیز ان پر اُلٹ پڑی :: مطلب یہ ہے کہ جو قوت اور طاقت اور طول قامت اور درازی عمر اور مال کی کثرت ہم نے اُن کو دے رکھی تھی وہ تو تم کو دی بھی نہیں جب ان کو عذاب سے یہ سب چیزیں نہ بچا سکیں تو تمہارے پاس تو یہ چیزیں ہیں بھی نہیں پھر تم عذاب الٰہی سے کیوں بے خوف ہو پھر فرمایا اُن کو کان اور آنکھیں اور دل دئے تھے یعنی سوجھ بوجھ اور ہوشیاری اور سمجھ داری بھی دی تھی جیسا کہ سورۂ عنکبوت میں گزرا ہے وکانوا مستبصرین پھر چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اس لئے کوئی چیز بھی اُن کے کام نہ آئی اور جن باتوں کا وہ استہزا اور ٹھٹھا کیا کرتے تھے انہی چیزوں نے اُن کو آگھیرا اور اُس مذاق اور ہنسی نے عذاب کی صورت اختیار کرلی اور ہلاک کر دئے گئے (۲۶) اور بلاشبہ ہم نے تمہارے ماحول اور آس پاس کی بستیوں کو بھی تباہ و برباد اور ہلاک کیا ہے اور ہم نے طرح طرح سے اُن کے سامنے دلائل عبرت پیش کئے اور اپنی باتیں اُن کو مختلف عنوان سے سنائیں اور بتائیں تاکہ وہ باز آجائیں :: آس پاس کی بستیاں یعنی قوم ثمود اور قوم لوطؑ وغیرہ ع کے ایک جانب یمن اور دوسری جانب شام تھا اہل مکہ عام طور سے ان علاقوں میں تجارت کے لئے سفر کیا کرتے تھے۔

ع ۳ ۶ ۳

اور ان بستیوں کو اجڑا ہوا دیکھتے تھے اکثر و بیشتر یہ بستیاں شارع عام پر پڑتی تھیں اور آتے جاتے دکھائی دیتی تھیں جیسا کہ ہم سورۂ سبا میں اور دوسری جگہ بیان کر آئے ہیں۔ مختلف انداز اور مختلف عنوان سے اُن کو سمجھاتے رہے لیکن وہ نہ مانتے تو بالآخر ہم نے اُن کو ہلاک و برباد کر دیا (۲۷) پھر اللہ تعالیٰ کے سوا اُن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کیلئے جن کو معبود بنا رکھا تھا ان معبودانِ باطلہ نے ان تباہ ہونیوالوں کی مدد کیوں نہیں کی اور ان کو بچایا کیوں نہیں بلکہ وہ سب کے سب جھوٹے معبود اُن کی نظر سے غائب ہوگئے اور یہ غیر اللہ کو معبود اور شفیع اور قرب الٰہی کا ذریعہ محض بہتان - افترا اور بنائی ہوئی بات تھی :: غیر اللہ کی عبادت کے سلسلہ میں جو وجہ یہ بیان کیا کرتے تھے کہ ہم تو اُن کے ذریعے سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں لیقربونا الی اللہ زلفی۔ جیسا کہ سورۂ زمر میں گزرا ہے - اور یہ کہتے تھے کہ یہ تو ہمارے شفیع ہیں اللہ تعالیٰ کی جناب میں ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ - جیسا کہ سورۂ یونس میں گزرا - اسی کو فرمایا کہ یہ سفارشی اور ذریعہ قرب خدا کہ جن کو خدا کے سوا پوجتے تھے (باقی ۸۰۸ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۰۶) اُنھوں نے عذاب سے بچایا کیوں نہیں اور اُن کی مدد کیوں نہیں کی آخر میں فرمایا کہ یہ سب باتیں کہ وہ ہمارے سفارشی ہیں یا اُن کے ذریعے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے اس لئے ہم اُن کی عبادت کرتے ہیں یہ سب اُن کی افترا پردازیاں تھیں۔ وہ جھوٹے معبود نہ سفارشی نہ قربتِ الٰہی کا ذریعہ نہ ان میں معبود بننے کی اہلیت وصلاحیت (۲۸) **تفسیر صفحہ ہٰذا**۔ اور اے پیغمبر آپ ان سے اس واقعہ کا ذکر کیجئے کہ جب ہم نے جنات کی ایک جماعت کو آپ کی جانب متوجہ کر دیا ذرا خیال کیجئے وہ قرآن سننے لگے۔ یعنی قرآن کی آواز ان کو پہونچنے لگی اور اُنھوں نے قریب پہنچنے کی کوشش کی۔ غرض جب وہ قرآن کی تلاوت کے پاس آ پہونچے تو کہنے لگے چُپ رہو اور خاموش ہو جاؤ پھر جب قرآن کی تلاوت پوری ہوگئی اور تلاوت ہو چکی تو وہ جن اپنی قوم کو آگاہ کرنے اور ڈرانے کی غرض سے قوم کے پاس واپس گئے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرتؐ نکلے تھے حج کے دنوں میں شہر مکہ سے باہر نماز صبح پڑھنے کیلئے اپنے یاروں کے ساتھ اُس وقت کتنے جن سن گئے اور مسلمان ہوئے اور اپنی قوم کو جا کر سمجھایا اس بار حضرتؐ سے نہیں ملے پھر بہت لوگ مسلمان ہو کر ایک رات مکے سے باہر آئے حضرتؐ اکیلے باہر گئے سب نے قرآن سیکھا اور دین قبول کیا سورہ جن میں انکی باتیں مفصل ہیں اور جب سے حضرت کو وحی آئی تب سے جنوں پر خبر آسمان سے بند ہوئی ان کو سبب معلوم نہ تھا قرآن جب سنا تو جانا اس کا نزول ہوتا ہے اس سے خبر بند کی ہے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے جن آسمان پر جا کر فرشتوں کی باتیں سنتے تھے اور غیبی خبریں اڑا لاتے تھے یہاں اُنھوں نے کاہن لگا رکھے تھے جو خبریں لیکر آتے تھے اُن میں کچھ اور اپنی طرف سے ملا کر کاہنوں کو بتا دیا کرتے تھے کاہن ان خبروں کو دوسرے لوگوں کو بتا دیا کرتے تھے اس طرح لوگ خوب گمراہ ہوتے تھے اور شیاطین کا مقصد خوب پورا ہوتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ بند کر دیا گیا۔ اور ان جنات کو مار مار کر بھگایا جانے لگا۔ جنات میں اس کا چرچا تھا اس لئے مختلف ٹولیاں جنات کی اس معاملہ کی تحقیق کیلئے نکلیں شاید ان میں سے کوئی ٹولی جو سات نفر کو شامل تھی مکہ میں بھی آ نکلی ہو مکہ سے باہر اسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرآن پڑھنے کی آواز سنائی دی آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے یا تہجد کی نماز پڑھ رہے تھے بہرحال وہ سمٹ کر قرآن کی آواز کے قریب پہونچ گئے۔ یہ جن شاید نصیبین کے تھے یا نینوا کے، یہ واقعہ وادیٔ نخلہ میں پیش آیا۔ حضورؐ کو اُن جنات کے آنے کی خبر نہ ہوئی۔ وہ جنات کی ٹولی قرآن سنکر متاثر ہوئی اور اپنی قوم کو سمجھانے اور ڈرانے کے لئے واپس ہوگئی۔ بعض حضرات نے فرمایا وہ جماعت حضورؐ سے ملی اور مشرف با سلام ہو کر اپنی قوم کی طرف واپس ہوئی بعض نے کہا کہ سال بھر کے بعد آ کر ایک کافی تعداد جنات کی مسلمان ہوئی بہرحال جنوں کے واقعات احادیث میں کتنی ہی جگہ آئے ہیں اس لئے ان آیات کے متعلق مفسرین کے مختلف اقوال ہیں ہم نے انہی اقوال کا خلاصہ عرض کیا۔ یعنی مکہ سے باہر وادیٔ نخلہ میں آپؐ نماز پڑھ رہے تھے یا جماعت کی نماز پڑھا رہے تھے جنات کی ایک جماعت آئی اُس نے قرآن سنا اور قرآن کا اثر لیکر یا حضورؐ سے ملاقات کر کے مشرف با سلام ہو کر واپس اپنی قوم کی طرف گئی اور وہاں جا کر اُس نے قرآن سننے اور اپنے تاثرات کو بیان کیا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۹) ان جنوں نے اپنی قوم میں جا کر کہا۔ اے برادران قوم ہم نے بلا شبہ ایک ایسی کتاب سنی ہے اور ہم ایک ایسی کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰؑ کے بعد نازل کی گئی ہے وہ کتاب اپنے سے پہلے کی تمام کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور وہ کتاب دین حق کی اور سیدھے راستے کی رہنمائی کرتی ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت سلیمانؑ کے وقت سے توریت ان میں مشہور تھی ۱۲ یعنی جس شان کی توریت تھی اور جس طرح وہ بہت سے احکام اور شرائع کو شامل تھی اس کے بعد سے ایسی کوئی کتاب آج تک سننے میں نہیں آئی توریت کے بعد یہی کتاب ہم نے سنی ہے جو دین حق کی دعوت دیتی اور اُس کی طرف یعنی اسلام کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ بعض مفسرین اس کے قائل ہیں کہ یہ جن یہودی تھے لیکن اس پر کوئی صحیح نقل ہم کو نہیں مل سکی (۳۰) اے برادران قوم تم اللہ کی طرف بلانے والے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مانو اور بات کا ماننا یہی ہے کہ اس پر ایمان لے آؤ اگر ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو دردناک عذاب سے پناہ دے گا اور محفوظ رکھے گا ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کے داعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت مان لو اور ان پر ایمان لے آؤ تو تمہارے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ بعض حضرات نے (باقی صفحہ میں)

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ

اور اے پیغمبر اُس واقعہ کو بیان کیجئے کہ جب ہم نے جنات کی ایک جماعت کو آپ کی جانب متوجہ کر دیا اور وہ قرآن سننے

فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ

لگے غرض جب وہ قرآن کی تلاوت کے پاس آ پہنچے تو آپس میں کہنے لگے خاموش ہو جاؤ پھر جب قرآن کی تلاوت ہو چکی تو وہ جن اپنی قوم کو

قَوْمِهِم مُّنذِرِينَ ﴿٢٩﴾ قَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا

آگاہ کرنے کی غرض سے قوم کے پاس واپس گئے۔ وہاں جا کر اُنھوں نے کہا اے برادران قوم ہم ایک ایسی کتاب سُن کر

أُنزِلَ مِن بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي

آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے وہ کتاب اپنے سے پہلے کی تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور وہ

إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٣٠﴾ يَا قَوْمَنَا أَجِيبُوا

کتاب دین حق کی اور صحیح راہ کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ اے برادران قوم تم اللہ کے داعی یعنی محمد صلی اللہ علیہ

دَاعِيَ اللَّهِ وَآمِنُوا بِهِ يَغْفِرْ لَكُم مِّن ذُنُوبِكُمْ وَ

وسلم کی بات مانو اور اُس پر ایمان لے آؤ اگر ایسا کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دیگا اور تم کو

يُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ وَمَن لَّا يُجِبْ دَاعِيَ

دردناک عذاب سے پناہ دے گا۔ اور جو شخص اللہ کی طرف بلانے والے کی بات نہ مانے گا

اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ

تو وہ زمین میں کہیں بھاگ کر خدا کو ہرا نہیں سکے گا اور نہ اس کا خدا کے سوا کوئی حمایتی

أَوْلِيَاءُ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٢﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ

ہوگا یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ کیا منکرین قیامت نے اس بات کو نہیں سمجھا

الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

کہ جس خدا نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے میں ذرا بھی

بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

نہیں تھکا وہی خدا مُردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے کیوں نہیں بے شک وہ ہر چیز پر

Marfat.com

قَدِيرٌ ﴿٣٣﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَلَيْسَ

قدرت رکھتا ہے۔ اور وہ دن قابل ذکر ہے کہ جس دن کفار دوزخ کے روبرو لائے جائیں گے اور اُن سے کہا

هٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا ۚ قَالَ فَذُوقُوا

جائیگا کیا یہ دوزخ ایک غیر مشتبہ حقیقت نہیں ہے وہ جواب دیں گے ہم کو اپنے رب کی قسم بیشک یہ ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے ارشاد ہوگا

الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ

اب اس کفر کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے اس عذاب کا مزہ چکھو۔ سو اے پیغمبر جس طرح اور ذی ہمت پیغمبروں نے صبر کا شیوہ اختیار

أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ

کیا تھا آپ بھی صبر کرتے رہئے اور ان کافروں کے لئے عذاب کی جلدی نہ کیجئے جس دن یہ لوگ اس چیز کو دیکھیں گے

يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ

جس کا اُن سے وعدہ کیا جا رہا ہے تو یوں خیال کریں گے کہ گویا وہ دنیا میں پورے دن میں سے صرف کوئی

نَهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾ ع

گھڑی بھر رہے ہوں گے یہ قرآن اتمام حجت کی غرض سے پہونچا دینا ہے پس اب وہی لوگ تباہ کئے جائیں گے جو نافرمان ہیں۔

سُورَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَثَلٰثُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدنی ہے اور یہ اڑتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾

جن لوگوں نے کفر کیا اور خدا کی راہ سے روکا تو اُن کے اعمال خدا تعالیٰ نے ضائع کر دیئے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اُنھوں نے بھلے کام کئے اور وہ اُس سب پر ایمان لائے جو محمدؐ پر نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ محمدؐ پر اُترا ہے

هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿٢﴾

وہ لوگوں کے پروردگار کی طرف سے ایک امر واقعی ہے تو خدا تعالیٰ نے ان لوگوں سے انکی برائیاں دور کردیں اور اُنکی حالت کو درست کر دیا۔

اور وہ دن قابل ذکر ہے جس دن یہ دین حق کے منکر نار دوزخ کے روبرو لائے جائیں گے اور آگ کے سامنے پیش کئے جائیں گے اور اُن سے کہا جائیگا کیا یہ دوزخ ایک امر واقعی اور غیر مشتبہ حقیقت نہیں ہے کہیں گے ہم کو اپنے پروردگار کی قسم بیشک یہ ایک امر حق اور ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے ارشاد ہوگا پس اب اس کفر کے بدلے میں جو تم کیا کرتے تھے اس عذاب کا مزہ چکھو ؛ دنیا میں جہنم کا انکار کرتے تھے اب دوزخ کے کنارے پر کھڑے ہوکر اور آنکھوں سے دیکھ کر اعتراف کریں گے۔ آگے تسلی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے (۳۴) پس اے پیغمبر جس طرح اور دوسرے ہمت والے اور اولوالعزم رسولوں نے صبر کا شیوہ اختیار کیا آپ بھی صبر کرتے رہئے اور شیوۂ صبر پر قائم رہئے اور ان منکروں کے لئے عذاب کی جلدی نہ کیجئے۔ کیونکہ جس دن یہ لوگ اُس چیز یعنی عذاب کو دیکھیں گے جس عذاب کا اُن کو وعدہ دیا جا رہا ہے اور جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جا رہا ہے تو یوں سمجھیں گے گویا وہ دنیا میں نہیں ٹھہرے مگر پورے دن میں سے کوئی گھڑی بھر رہے ہوں گے۔ یہ قرآن یا یہ پیام اتمام حجت کی غرض سے پہونچا دینا ہے پس اب وہی لوگ تباہ کئے جائیں گے جو نافرمان اور دین حق کا انکار کرنیوالے ہیں ؛ یوں تو سب ہی رسول اولوالعزم ہیں لیکن ان میں جو مخصوص طور پر صفت صبر کے ساتھ متصف ہیں اُن کی طرف اشارہ ہے کہ آپ بھی اُن کی طرح صبر اور سہار کا شیوہ اختیار کیجئے اور عذاب الٰہی کی جلدی نہ کیجئے کیونکہ جب وہ عذاب موعود آئے گا تو یہ بدبخت یہی سمجھیں گے کہ بہت جلد آیا کیونکہ ان کو دنیا میں یا قبر میں یا دونوں جگہ رہنے کی مدت کا یہ اندازہ ہوگا کہ دن کی ایک گھڑی رہے اور عذاب جلدی آگیا۔ آپ کا کام اس قرآن کو یا ہمارے پیام کو یا دین برحق کو پہنچانا ہے سو آپ نے پہونچا دیا اب حق پہونچنے کے بعد ہی لوگ ہلاک و تباہ کئے جائیں گے جو نافرمانی کے خوگر ہیں کیونکہ اتمام حجت ہوچکا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ڈھیل نہ پائی تھی دنیا میں یعنی اب تو دیر سمجھتے ہیں کہ عذاب کیوں نہیں آتا اُس دن جانیں گے کہ بہت شتاب آیا دنیا میں رہنا ایک گھڑی یا عالم قبر کا رہنا ایک گھڑی معلوم ہوگا، دستور ہے کہ گزری مدت تھوڑی معلوم ہوتی ہے ۱۲ (۳۵) تم تفسیر سورۃ الاحقاف

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ اڑتیس ۳۸ آیتیں اور چار رکوع ہیں

ربع ۴

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۝ وہ لوگ جنھوں نے کفر کا شیوہ اختیار کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا ان کے اعمال خدا تعالیٰ نے نیست و نابود اور ضائع کر دئے ؛ یعنی خود بھی دین حق کے منکر ہوئے اور دوسروں کو بھی اسلام قبول کرنے سے روکا اور اُن کے لئے طرح طرح کی مشکلات پیدا کیں تو ایسے لوگوں کے تمام وہ اعمال جن کو وہ اچھا سمجھ کر کیا کرتے ہیں اُن کے وہ تمام اعمال کھو دئے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو کالعدم کر دیا (۱) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور نیک اعمال کے پابند رہے اور جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اُس سب پر ایمان لائے اور بات بھی یہ ہے کہ جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں کے پروردگار کی طرف سے ایک امر واقعی، برحق اور سچا دین ہے، پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے اُن کی برائیاں دور کردیں اور اُتار دیں اور اُن کو سنوارا اور درست کر دیا ؛ اوپر کی آیت میں دو باتیں اعمال کو کالعدم کرنے کیلئے بیان فرمائیں ایک کفر دوسرے رکاوٹ عن سبیل اللہ اگرچہ ایک بات بھی یعنی فقط کفر ہی اعمال کی بربادی کے لئے کافی ہے۔ لیکن وہ دونوں باتوں کے چونکہ مرتکب ہوئے تھے اس لئے دو باتوں کا ذکر فرمایا اس آیت میں ایمان اور عمل صالح اور ایمان بما نزل علی محمدؐ پر گناہوں کی معافی اور حالت کی درستی کا اعلان فرمایا یہ درستی دونوں جہان میں ہوتی ہے دنیا میں مزید نیک اعمال کی توفیق ملتی ہے اور آخرت میں اجر و ثواب عطا ہوتا ہے۔ بیچ میں بطور تاکید فرمایا وھو الحق من ربھم یعنی جو احکام اور جو دین اور جو قرآن محمدؐ پر نازل کیا گیا ہے وہ واقع میں بھی امر حق ہے اس پر ہر شخص کو ایمان لانا اور اُس کو ماننا ہی ... حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلے زمانے میں سب خلق کو تکلیف نہ تھی ایک شرع کی اس وقت سب جہان کو ایک حکم ہے اب سچا دین یہی ہے اور کام بھلے برے مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی لیکن سچا دین ماننے سے یہ قبولیت ہے کہ نیکی ثابت اور برائی معاف اور نہ ماننے کی یہ سزا ہے کہ نیکی برباد گناہ لازم ۱۲ (۲)

Marfat.com

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ
یہ مختلف سلوک اس وجہ سے ہوا کہ جو لوگ کافر ہیں اُنھوں نے باطل کی پیروی اختیار کی اور جو لوگ ایمان دار ہیں
اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ
اُنھوں نے اُس دین حق کی پیروی کی جو اُن کے رب کی جانب سے پہونچا ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح لوگوں
لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝٣ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
کے فائدے کیلئے ان کے احوال بیان فرماتا ہے۔ پھر جب کفار سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو
فَضَرْبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ۙ
اُن کی گردنیں مارو یہاں تک کہ جب تم اُن کو خوب قتل کر چکو تو پھر انکو قید کرو اور مضبوط بندش
فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ
باندھو پھر اس قید و بند کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا ہے یا فدیہ لیکر رہا کر دینا ہے جب تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار
اَوْزَارَهَا ۛ ذٰلِكَ ۛ ؕ وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ
نہ رکھ دے یہ حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو ان کافروں سے انتقام لے لیتا لیکن اُس نے
لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ
تم کو جہاد کا حکم دیا تاکہ وہ تم میں سے بعض کا بعض کے ذریعہ امتحان کرے اور جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے
اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝٤ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ
خدا اُن کے اعمال کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُن کو انکے مقصد تک پہنچا دیگا اور ان کی
بَالَهُمْ ۝٥ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝٦ يٰٓاَيُّهَا
حالت کو درست رکھے گا۔ اور اُن کو اس جنت میں داخل کر دے گا جسکی تعریف ان سے کر دی گئی ہے۔ اے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ
ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم
اَقْدَامَكُمْ ۝٧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝٨
جمادے گا۔ اور جو لوگ منکر ہیں اُن کیلئے تباہی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کے اعمال ضائع کر دیگا۔

ع ۱۳

یہ مختلف سلوک کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ منکر ہیں اُنھوں نے باطل اور غلط راہ کی پیروی کی اور جو لوگ اہل ایمان ہیں اُنھوں نے دین حق کی جو ان کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کی پیروی اختیار کی اللہ تعالیٰ اسی طرح لوگوں کے فائدے اور نفع کیلئے ذلیقین کے احوال بیان کرتا ہے یعنی منکر باطل اور جھوٹ کی اتباع کرتا ہے اور ایمان دار اُس حق کی پیروی کرتا ہے جو اس کے پروردگار کی جانب سے آیا ہے اس لئے دونوں کے انجام اور دونوں کے ساتھ سلوک بھی مختلف ہے اللہ تعالیٰ اسی طرح اُن لوگوں کے احوال بیان فرماتا ہے اور فریقین کا ذکر کرتا ہے تاکہ لوگوں کو ترغیب اور ترہیب ہو (۳) پھر جب منکروں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے اور تم صف بستہ ہو کر اہل باطل سے بھڑ جاؤ تو ان کی گردنوں کو مارنا ہے یہاں تک کہ جب تم اُن کی خوب خوں ریزی کر چکو تو پھر اُن کو قید کرو اور خوب مضبوط باندھو پھر اس قید و بند کے بعد یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دینا ہے یا فدیہ لیکر رہا کر دینا ہے جب تک کہ لڑنے والے اپنے ہتھیار نہ رکھ دیں اور ہتھیار نہ ڈال دیں یہ سن چکے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کافروں سے انتقام لے لیتا لیکن اُس نے تم کو قتال کا حکم دیا تاکہ وہ تم میں سے بعض کا بعض کے ذریعے امتحان کرے اور امتحان لے اور تم کو آزمائے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے گئے اللہ تعالیٰ ہرگز اُن کے اعمال کو ضائع نہیں کریگا۔ (۴) اللہ تعالیٰ اُن شہید ہونیوالوں کو انکے مقصد تک پہنچا دے گا اور اُن کے حال کو سنوار دے گا اور درست کر دے گا (۵) اور اُن کو اُس جنت میں داخل کر دے گا جس کی تعریف اُن سے کر دیگئی ہے اور ان کو بہشت معلوم کرا دی ہے ❁ ہم متعدد بار عرض کر چکے ہیں کہ جہاد یا قتال کا منشا اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ ملک میں شرارت بند ہو اور امن قائم رہے۔ اسی لئے جن سے شرارت اور بدامنی کا وقوع نہیں ہوتا اُن کو جہاد میں بھی قتل کا حکم نہیں۔ مثلاً عورتیں، بچے، بوڑھے وغیرہ یہاں بھی یہی حکم ہے کہ جب کبھی دشمنوں سے بھڑ جاؤ تو پھر گردنوں کا مارنا ہے یعنی قتل کرنا چونکہ عام طور پر گردن کاٹنے سے قتل واقع ہو جاتا ہے اس لئے سبب کا بیان فرمایا ورنہ قتل اعدا جس طرح بھی ہو اُسے حاصل کیا جائے پھر جب دشمن کی قوت ٹوٹ جائے اور وہ مغلوب ہو جائے تو پھر قید کرنا ہے قید کے بعد پھر اختیار ہے چاہے احسان رکھ کر چھوڑ دو اور اُن کو ممنون احسان بنالو، چاہے کچھ فدیہ لیکر رہا کر دو فدیہ چاہے مال کی شکل میں ہو۔ یا جو قیدی مسلمان کافروں کے قبضے میں ہوں اُن کی رہائی کے بدلے میں ہو۔ لڑائی کا ہتھیار رکھدینا یہ کہ اہل حرب اور شرارت پسند لوگ مغلوب ہو کر جنگ کو بند کر دیں، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ۔ قتادہ۔ ضحاک اور مجاہد اس کے قائل ہیں کہ یہ آیت سورۂ برات کے حکم سے منسوخ ہو چکی اب سوائے قتل اور استرقاق کے دوسری بات نہیں چونکہ سورۂ برات سورۂ محمدؐ سے بعد میں نازل ہوئی ہے اس لئے سورۂ برات کی آیت اقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم کو ناسخ قرار دیا ہے۔ یہی قول امام ابی حنیفہؒ اور اوزاعی کا بھی ہے۔ دوسرے ائمہ اس بات کے قائل ہیں کہ نہیں اب بھی امام کو اختیار ہے کہ مناسب سمجھے تو قتل کرے۔ مناسب سمجھے تو استرقاق کرے اور مناسب سمجھے تو من اور فدیہ لیکر چھوڑ دے یہ مسلک ہے عبداللہ بن عمرؓ۔ حسن اور عطا اور اکثر صحابہ اور ثوری اور شافعی اور احمدؒ۔ اور اسحاق کا۔ آخر میں اس قتال کی ایک حکمت بھی بیان فرمائی کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اپنا انتقام خود بھی لے سکتا ہے جیسا کہ بعض اقوام متشددہ سے لیا گیا۔ لیکن وہ تمہارے بعض کا بعض کے ذریعے امتحان لیتا ہے اسلئے یہ جہاد اور قتال تمہاری آزمائش اور امتحان کی ایک شکل ہے پھر شہدا کی فضیلت اور اُن کے اجر بیان فرمائے۔ کہ ان کو مقصد تک پہنچایا جائے گا۔ اور اُس جنت میں داخل کئے جائیں گے جس کا تعارف اُن کو حاصل ہے اور جس کی تعریف بار بار سنتے رہتے ہیں۔ اب آگے پھر مسلمانوں کو خطاب ہے اور اُن کی ثابت قدمی کیلئے وعدہ ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب تک کافر کا زور نہیں ٹوٹتا تب تک قتل ہی چاہیے اور جب زور ٹوٹ چکا تب قید بھی کفایت ہے تا ڈر کر مسلمان ہوں یا احسان کر کر چھوڑیئے تو ہمیشہ احسان مانیں اور دین کی محبت آوے یا چھڑوائی لیکر چھوڑے تو دو فائدے اب اختلاف ہے کہ کافر قید میں آوے تو اُس کو پھر اپنے گھر جانے دیجئے یا نہیں اگر چھوڑیئے تو اس طرح کہ رعیت ہو کر رہے ۱۲ (٦) اے ایمان والو! اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جماوے گا ❁ یعنی تم اللہ تعالیٰ کی دین کی مدد کرو گے تو وہ

(باقی صفحہ ۸۱۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۰۹) تمہاری مدد کرے گا یعنی تم کو دشمنوں پر غالب کرے گا اور میدان جہاد میں تم کو ثابت قدمی عطا فرمائیگا (۷) اور جو لوگ منکر ہیں اُن کے لئے تباہی اور ہلاکت ہے اور کھو دئے اُن کے کئے اور ان کے اعمال کالعدم کر دئے ۔ یعنی مقابلے کے وقت دنیا میں ہلاکت اور آخرت میں اعمال کا نیست و نابود ہو جانا غرض دارین میں زیاں و خسران آگے سبب اس نقصان کا فرمایا (۸) **تفسیر صفحہ ہٰذا** یہ تباہی اور اعمال کا بیکار ہو جانا اس سبب سے ہے کہ ان دین حق کے منکروں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کو پسند نہ رکھا اور ناپسند کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اُن کے اعمال کو اکارت اور بیکار اور نابود کر دیا ۔ یعنی دین حق کی مخالفت اور ما انزل اللہ سے بغاوت کرنے کا یہ قدرتی اثر ہے کہ اُس کے اعمال ضائع کر دئے جائیں اور ان اعمال پر جو اس نے بھلے سمجھ کر کئے ہیں کوئی مفید نتیجہ مرتب نہ ہو دوسری قوموں کے حالات دیکھنے اور چل پھر کر دوسرے منکروں کے انجام سے عبرت پکڑنے کو فرمایا (۹) کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جو دیکھیں کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیسا ہوا اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت تباہی اور بربادی واقع کی اُن کو درہم برہم کر دیا اور اُن کو اکھاڑ مارا اور اُن کافروں کے لئے بھی اسی کی مانند ہونیوالا ہے اور اسی قسم کے حالات اِن منکروں کے بھی ہونے والے ہیں ۔ یعنی زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ پہلی قوموں کیساتھ کیسا سلوک ہوا ان کی اپنی حرکات نے اور رسولوں کی مخالفت نے اُن کو مبغوض ٹھہرایا ۔ یہی حرکات تم کر رہے ہو ، انکو اسی مبغوض ہونے کی سزا ملی اسی سزا کا یہ استحقاق پیدا کر رہے ہیں ۔ پھر جو سلوک اُن کے ساتھ ہوا اُسی کی مانند انکے ساتھ ہونے والا ہے آگے پھر اس کا سبب بیان فرمایا (۱۰) اس سلوک کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان اور ماننے والوں کا رفیق ہے اور اہل کفر اور نہ ماننے والوں کا کوئی رفیق اور مددگار نہیں ۔ یعنی ولایت عامہ بمعنی مالک اور رب اگرچہ تمام بندوں کو حاصل ہے ۔ لیکن یہاں اُس ولایت کا ذکر ہے جو کفر کے مقابلے میں دین حق کی حمایت اور نصرت سے تعلق رکھتی ہے ۔ یہاں اُس ولایت کا اظہار ہے ۔ اور وہ مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ حاصل ہے اور منکر اس سے محروم ہیں اور منکرین کا عارضی غلبہ اس کے منافی نہیں فھو مولی المؤمنین والکافرین من جھۃ الاختراع والتصرف فیھم ومولی المؤمنین خاصۃً من جھۃ النصرۃ (۱۱) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور نیک اعمال کے پابند رہے اُن کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور وہ لوگ جو دین حق کے منکر اور کفر پیشہ ہیں وہ دنیا میں عیش کر رہے ہیں اور اس طرح دنیا میں بے فکر ہو کر کھاتے ہیں جیسے چوپائے کھایا کرتے ہیں اور ان منکروں کا آخری ٹھکانا جہنم ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جانور کا سا کھانا یعنی حرص سے اور مسلمان کھاویا رفع حاجت کو ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت میں فریقین کا انجام مذکور ہے ۔ یعنی جو لوگ ایمان اور عمل صالح کے پابند ہیں وہ جنت میں داخل ہوں گے جن کے پائیں نہریں بہہ رہی ہوں گی اور منکرین کی حالت بیان فرمائی کہ وہ دنیا میں عیش کر رہے ہیں اور دُنیوی زندگی سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں اور چونکہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے اس لئے عبادت سے بے فکر ہو کر کھاتے ہیں جس طرح مویشی کھاتے ہیں کہ ان کو نہ آخرت کی جوابدہی کا اندیشہ اور نہ عبادت کی فکر یہی حالت ان منکرین کی ہے ۔ اور ان کا انجام اور آخری ٹھکانا دوزخ کی آگ ہے حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا ہے ؎ خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است ، تو معتقد آں کہ زیستن برائے خوردن است ۔ بس یہی فرق مومن اور منکر کے تمتع اور کھانے پینے میں ہے (۱۲) اور اے پیغمبر کتنی ہی بستیاں ایسی تھیں جو آپ کی اس بستی سے جس کے باشندوں نے آپکو جلا وطن اور گھر سے بے گھر کیا ہے قوت و طاقت اور زور میں بڑھی ہوئی تھیں ہم نے اُن زور آور بستیوں کو ہلاک کر ڈالا اور کوئی بھی ہلاک کرتے وقت اُن کا مددگار نہ ہوا ۔ یعنی بہت سی بستیاں جس کے رہنے والے باشندے ان مکہ والوں سے طاقت اور زور میں بہت زیادہ تھے جنھوں نے آپ کو آپ کے وطن سے نکالا ہے ہم نے ان بستیوں کے رہنے والوں کو ہلاک کر ڈالا اور ہلاک ہوتے وقت ان کی کوئی مدد کرنیوالا اور ان کو بچانے والا نہ ہوا تو یہ مکہ کے منکر کس گنتی اور شمار میں ہیں (۱۳) کیا بھلا وہ شخص جو اپنے پروردگار کی صاف واضح اور سوجھی راہ پر ہو تو کیا (باقی صفحہ ۸۱۱ پر)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ⑨

اس کا سبب یہ ہے کہ ان کافروں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کو ناپسند کیا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انکے اعمال کو نیست و نابود کر دیا ۔

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جو دیکھیں کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کا

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۫ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

انجام کیسا ہوا اللہ تعالیٰ نے اُن پر سخت تباہی و بربادی واقع کی اور اسی قسم کے حالات ان کافروں کے بھی

اَمْثَالُهَا ⑩ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ

ہونے والے ہیں ۔ اس سلوک کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا رفیق ہے اور کافروں کا کوئی

الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ⑪ ع اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ

رفیق نہیں ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور انھوں نے

ع ۱ ۱۱ ۵

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ

نیک اعمال کئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ

اور وہ لوگ جو منکر ہیں وہ عیش کر رہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جیسے چوپائے

الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ⑫ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ

کھایا کرتے ہیں اور ان کافروں کا ٹھکانا آگ ہے ۔ اور اے پیغمبر کتنی ہی بستیاں جو آپ کی

اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ ۚ اَهْلَكْنٰهُمْ

اس بستی سے جس کے باشندوں نے آپکو جلا وطن کیا ہے قوت و طاقت میں بڑھی ہوئی تھیں ہم نے ان بستیوں کو

فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ⑬ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ

ہلاک کر ڈالا اور کوئی بھی اُن کا مددگار نہ ہوا ۔ کیا بھلا وہ شخص جو اپنے رب کی صاف راہ پر ہو گیا اُس شخص کے برابر

كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ⑭

ہو سکتا ہے جس کیلئے اُس کا برا عمل خوش منظر کر دیا گیا ہو اور وہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہوں ۔

Marfat.com

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ
جس جنت کا اہل تقویٰ سے وعدہ کیا گیا ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ اس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جس پانی کے رنگ بو
غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِنْ لَبَنٍ لَمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِنْ
اور مزے میں ذرا تغیر نہ ہوگا اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس دودھ کا ذائقہ ذرا نہ بدلا ہوگا اور ایسی شراب کی
خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ وَأَنْهَارٌ مِنْ عَسَلٍ مُصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا
نہریں ہیں جو پینے والوں کے لئے بہت ہی مزے دار ہوگی اور ایسے شہد کی نہریں ہیں جو بالکل صاف و خالص ہوگا اور
مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي
ان اہل جنت کیلئے جنت میں ہر قسم کے پھل ہونگے اور انکے رب کیجانب سے ان کیلئے بہت بڑی مغفرت ہوگی کیا یہ اہل جنت کہیں انکے
النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ مَنْ
برابر ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور کھولتا ہوا پانی انکو پلایا جائیگا سو وہ پانی انکی آنتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کردیگا۔ اور ان کافروں
يَسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّى إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ
میں بعض ایسے ہیں جو آپکی طرف کان لگاتے ہیں یہاں تک کہ جب آپکے پاس سے باہر جاتے ہیں تو یہ منافق ان لوگوں سے
أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ
جو اہل علم ہیں یوں دریافت کرتے ہیں کہ اس شخص نے ابھی ابھی کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر
قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ
اللہ تعالیٰ نے مہر کردی ہے اور یہ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہیں۔ اور جو لوگ راہ یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ انکو
هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿۱۷﴾ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ
ہدایت میں اور بڑھاتا ہے اور ان کے تقویٰ کی ان کو توفیق عطا کرتا ہے۔ اب کیا یہ لوگ صرف قیامت کے
أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا
منتظر ہیں کہ وہ ان پر اچانک آجائے بیشک اس کی علامتیں تو آ ہی چکی ہیں پھر جب وہ قیامت ان پر آپہنچی گی تو اس وقت
جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ
انکو سمجھنا کہاں میسر ہوگا۔ سو اے پیغمبر آپ اسکا یقین رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں اور آپ اپنی خطاؤں کی

(بقیہ صفحہ ۸۱۰) وہ اُس شخص کے برابر ہوسکتا ہے اور اُس جیسا ہوسکتا ہے جس کے لئے اُس کا بُرا عمل خوش منظر کردیا گیا ہو اور اُس کی بداعمالی اُس کی نگاہ میں آراستہ کردی گئی ہو اور وہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات پر چلتے ہوں ؛؛ سوءِ عمل کی تزیین پر کئی دفعہ بحث ہو چکی ہے یہ گمراہی کا ایک درجہ ہے۔ جب انسان کی نظر میں اُس کی بداعمالی اور اُس کی بدکاری اچھی اور خوش نما معلوم ہونے لگے اور اس قسم کے لوگ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہوں تو بھلا یہ اس شخص کی مانند ہوسکتے ہیں جو اپنے پروردگار کی روشن دلیل اور اُس دلیل سے جو راستہ ثابت ہے وہ اُس راستے پر قائم ہو تو اسکو اس قسم کے بدکار لوگوں سے کیا نسبت اور ان دونوں میں برابری کہاں ہوسکتی ہے یہ فرق بیان فرمایا مومن متقی اور منکر شقی کا (۱۴) **تفسیر صفحہ ہٰذا** :- جس جنت کا اہل تقویٰ اور متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے اُس کی کیفیت اور اُس کا حال یہ ہے کہ اُس میں ایسے پانی کی نہریں ہیں جس پانی کے رنگ و بو اور مزہ میں ذرا تغیر نہ ہوگا۔ اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس دودھ کے ذائقہ میں تغیر نہ ہوگا۔ اور ایسی شراب کی نہریں ہوں گی جو پینے والوں کیلئے بہت لذیذ اور مزیدار ہوگی اور ایسے شہد کی نہریں ہوں گی جو بالکل صاف اور خالص ہوگا اور اُن اہل جنت کیلئے اُس جنت میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور ان کے پروردگار کی جانب سے ان کے لئے بڑی مغفرت اور بخشش ہوگی کیا یہ اہل جنت کہیں اُن کے برابر اور اُن جیسے ہوسکتے ہیں جو ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہیں گے اور وہ سخت کھولتا ہوا پانی پلائے جائیں گے پس وہ کھولتا ہوا پانی اُنکی آنتوں کو ٹکڑے ٹکڑے اور پارہ پارہ کردے گا ؛؛ اوپر فریقین کے اعمال کا فرق بیان فرمایا تھا یہاں سے فریقین کے انجام کا ذکر فرمایا۔ نہر کا پانی کبھی خراب نہ ہوگا۔ دودھ کا مزہ کبھی نہ بگڑے گا شراب بہت مزیدار ہوگی شہد میں میل کچیل نہ ہوگا ہر قسم کے بہتر سے بہتر پھل کھانے کو ہوں گے مزید برآں حضرت حق تعالیٰ کی بخشش اور مغفرت۔ ایک طرف یہ ساز و سامان دوسری طرف سدا آگ میں رہنا۔ کھولتا ہوا پانی پلایا جانا جو آنتوں اور انتڑیوں کے کاٹ کر ٹکڑے اڑا دے۔ ان دونوں حالتوں میں مساوات کہاں ہوسکتی ہے۔ پہلے اعمال کا ذکر تھا اب اس آیت میں اُس کا پس منظر مذکور ہوا تساوی کی نفی فرمائی اور واقعی کہاں یہ بے کراں نعمتیں اور کہاں عذاب کی شدت دونوں میں کوئی نسبت نہیں آگے منافقین کی حالت کا بیان ہے (۱۵) اور ان منکروں میں بعض آدمی ایسے ہیں جو آپ کی طرف کان لگاتے ہیں یہاں تک کہ جب آپ کے پاس سے باہر نکلتے ہیں تو یہ منافق اُن لوگوں سے جو اہل علم ہیں اور جن کو صحیح علم دیا گیا ہے یوں دریافت کرتے ہیں کہ اس شخص نے ابھی ابھی کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کردی ہے اور یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں ؛؛ یعنی حضورؐ کی صحبت میں منافق اس طرح کان لگا کر آپ کی باتیں یا قرآن سنتے ہیں کہ یہ بڑے اعتقاد سے سُن رہے ہیں لیکن دل سے بالکل متوجہ نہیں ہوتے چنانچہ جب باہر نکلتے ہیں تو مخلص مسلمانوں سے پوچھتے ہیں کہ اس شخص نے ابھی کیا کہا تھا۔ کہتے ہیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استہزا اور تمسخر کے طور پر پوچھتے تھے کہ یہ شخص کیا کہہ رہا تھا۔ حضرت حق تعالیٰ فرماتا ہے یہی تو وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مُہر کردی ہے سنتے ہیں اور دل قبول نہیں کرتا اور دل میں حق نہیں اُترتا یہی لوگ اپنی نفسانی خواہشات پر اور نفس کے کہنے پر چلتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کے قلوب پر مہر کی گئی ہے (۱۶) اور جو لوگ راہ یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت میں اور بڑھاتا ہے اور ان کو بچکر چلنے کی اور اُن کو اُن کے تقویٰ کی توفیق عطا فرماتا ہے ؛؛ یعنی جو لوگ مسلمان ہیں اُن کی ہدایت و رہنمائی میں ترقی ہوتی ہے یا کلام سُن کر اور نئی باتیں معلوم کرکے ایمان اور تصدیق کے افراد باعتبار متعلقات کے زیادہ ہوتے ہیں اور اُن کے تقوے کی اُن کو توفیق عطا فرماتا ہی کہ وہ نفسانی خواہشات سے بچتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت کے کلام سے اثر پایا اور گناہوں سے بچنے لگے ۱۲ خلاصہ یہ کہ اوپر کی آیت میں منافقوں کے متعلق دو باتیں فرمائی ہیں ایک قلوب پر مُہر کر حق بات دل میں اُتر ہی نہ سکے۔ دوسری بات نفسانی خواہشات کی پیروی ان دونوں باتوں کے مقابلے میں مخلص مسلمانوں کی دو باتوں کو دیکھنا چاہئے قلب کی کشادگی کہ ہر وقت نئے نئے احکام کی وجہ سے ان کی تصدیق اور ایمان بڑھتا رہتا ہے۔ دوسرے نفسانی خواہشات کو پامال کرتے ہیں اور نفس کی خواہش کو پورا کرنے سے پرہیز کرتے ہیں جسکو تقویٰ کہتے ہیں۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بعض اہلِ علم نے فرمایا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کیلئے بہت اُمید افزا ہے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکم دیا ہے کہ مومنین اور مومنات کیلئے بخشش طلب کرو، حضورؐ نے اس حکم کی یقیناً تعمیل کی ہوگی اور جب اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیکر ایسی دعا اُمت کیلئے کرائی ہوگی تو یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ قبول نہ فرمائی ہو۔ پس اُمت کے گناہوں کی بخشش اس آیت سے ظاہر ہوئی اور یہی بڑی کامیابی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ہر روز سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ حدیث میں آتا ہے کہ ہر مجلس میں آپ کا تکیہ کلام تھا کہ جب بات کرتے کرتے توقف فرماتے۔ یا کسی مخاطب سے خطاب کو ختم کرتے تو فرماتے رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَتُبۡ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الۡغَفُوۡرُ ۝ یعنی میری خطاؤں کو بخش دیجئے۔ بیشک تو توبہ کا قبول کرنیوالا اور گناہوں کو بخشنے والا ہے۔ حدیث میں آتا ہے افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ وافضل الدعاء الاستغفار۔ یعنی تمام اذکار میں بڑھیا ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اور تمام دعاؤں میں سب سے بڑھیا دعا استغفار ہے۔ اللھم اجعلنی من الذین اذا احسنوا استبشروا واذا اساؤا استغفروا۔ یا اللہ مجھے ان لوگوں میں کردیجئے کہ جب وہ کوئی نیکی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب کوئی بُرائی ان سے ہوجاتی ہے تو استغفار کرتے ہیں (۱۹) اور جو لوگ اہلِ ایمان ہیں وہ کہتے رہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہیں نازل ہوئی۔ لیکن جب کوئی ایسی سورت نازل ہوتی ہے جس کے معنی واضح ہوں اور وہ سورت واضح المعنیٰ ہو اور اس سورت میں جہاد اور قتال کا بھی ذکر کیا گیا ہو۔ تو اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جن کے دل میں نفاق کا روگ اور بیماری ہے کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے اور تکنے لگتے ہیں جیسے وہ شخص تکتا ہے جس پر موت کی بے ہوشی طاری ہورہی ہو اور اس طرح تکتے ہیں جیسے کوئی بے ہوش پڑا مرنے کے وقت سو ایسے منافقوں کیلئے خرابی اور وائے ہے اور ایسوں کی کم بختی آنے والی ہے۔ یعنی مومن اور مخلص حضرات کو قرآن سے جو ذوق ہے اُس کی بنا پر یہ کہتے رہتے ہیں کہ کوئی اور سورت نازل ہو تاکہ اس پر ایمان لانے سے اور ہدایت کی زیادتی ہو یا یہ کہ کفار کی ایذا رسانی سے تنگ آکر یہ خواہش کرتے ہوں کہ جہاد کا حکم ہو اور کوئی آیت نازل ہو۔ بہر حال جب کوئی سورۃ محکم غیر متشابہ نازل ہوجائے اور اس میں حکم ہو لڑائی کا تو آیت کے نزول ہی سے منافق اور مومن کا حال کھل جاتا ہے جو نفاق کے روگی ہیں اور اُن کے دل میں نفاق کی بیماری ہے اُن کی عجیب حالت ہوتی ہے اور وہ آپ کی طرف اس طرح پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے ہیں جیسے مردنت کوئی دیکھتا ہے جب موت کی بے ہوشی طاری ہوتی ہے جب بھی آدمی خوف زدہ اور بے رونق آنکھوں سے دیکھا کرتا ہے یہی حالت ان منافقوں کی جہاد کے خوف سے ہوجاتی ہے کہ انکار کریں تو مشکل جہاد میں جائیں تو مشکل اس لئے فرمایا ایسے منافقوں کی خرابی ہے یعنی دنیا میں بھی اور اگر دنیا میں رسوائی سے بچ گئے تو آخرت میں تو یقینی ذلت اور رسوائی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مسلمان سورت مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذا سے عاجز ہوکر آرزو کرتے کہ اللہ تعالیٰ حکم دے جہاد کا تو جو ہوسکے کر گزریں جب حکم آیا جہاد کا تو کچے لوگوں پر بھاری پڑا مُردے کی طرح بے رونق آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ ہم کو کاش اس حکم سے معاف رکھیں۔ بے حد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی جیسے مرتے وقت ہوجاتی ہے ۱۲ (۲۰) فرماں برداری کرنا اور بھلی بات کہنی چاہئے پھر جب جہاد کا حکم لازم ہوجائے اور اس وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے روبرو سچے ثابت ہوں تو یہ اُن کے لئے بہت ہی بہتر ہو۔ طاعۃ وقول معروف کے کئی طرح معنی کئے گئے ہیں ایک تو یہ کہ پہلے کلام سے اس کو جدا رکھا جائے اور کلام مستانف سمجھ کر یوں ترجمہ کیا جائے۔ طاعت اور بھلی بات اچھی ہے یعنی منافق تو آنے کے حکم سے پہلے کہا کرتے تھے امرنا طاعۃ وقول معروف۔ یعنی ہمارا کام تو فرماں برداری اور بھلی بات کہنا ہے لیکن جب جہاد کا حکم آیا تو اس کہنے کی حقیقت ظاہر ہوگئی۔ دوسرے بعض لوگوں نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ خدا اور رسول کی طاعت اُن کے لئے بہتر ہے اگر وہ کرتے۔ بعض نے اور طرح بھی ترجمے کئے ہیں۔ بہر حال مطلب یہ ہے یعنی ظاہر میں یہ لوگ فرماں برداری کا اظہار کرتے ہیں اور زبان سے اسلام کا اقرار کرتے ہیں مگر کام کی بات یہ ہے کہ عملاً اللہ اور اُس کے رسول کا کہنا مانیں اور بات اچھی اور معقول کہیں۔ پھر جب جہاد لازم ہوجائے اور لڑائی کی بات آپڑے اس وقت اللہ تعالیٰ کے روبرو سچے ثابت ہوں

(باقی ضمیمہ میں)

لِذَنۡۢبِكَ وَلِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ‌ؕ وَاللّٰهُ يَعۡلَمُ مُتَقَلَّبَكُمۡ وَ
اور سب مسلمان مردوں اور سب مسلمان عورتوں کیلئے بخشش طلب کیا کیجئے اور اللہ تعالیٰ تمہارے آنے جانے کی جگہ کو اور تمہارے
مَثۡوٰٮكُمۡ ۝١٩ وَيَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَتۡ سُوۡرَةٌ‌ ۚ فَاِذَاۤ
آخری ٹھکانے کو خوب جانتا ہے۔ اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ کہتے رہتے ہیں کہ کوئی سورت کیوں نہ نازل ہوئی لیکن جب کوئی
اُنۡزِلَتۡ سُوۡرَةٌ مُّحۡكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيۡهَا الۡقِتَالُ‌ ۙ رَاَيۡتَ الَّذِيۡنَ
ایسی سورت کہ جس کے معنی واضح ہوں نازل کی جاتی ہے اور اس میں جہاد کا بھی ذکر کیا جاتا ہے تو اے پیغمبر آپ اُن
فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ يَّنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ نَظَرَ الۡمَغۡشِىِّ عَلَيۡهِ
لوگوں کو دیکھتے ہیں جن کے دل میں نفاق کی بیماری ہے کہ وہ آپکی طرف اس طرح تکنے لگتے ہیں جیسے وہ شخص تکتا ہے جس پر موت
مِنَ الۡمَوۡتِ‌ؕ فَاَوۡلٰى لَهُمۡ‌ۚ ۝٢٠ طَاعَةٌ وَّقَوۡلٌ مَّعۡرُوۡفٌ‌ ۛ فَاِذَا
کی بیہوشی طاری ہورہی ہو سو ایسے منافقوں کیلئے خرابی ہے۔ فرماں برداری کرنا اور بھلی بات کہنا چاہئے پھر جب جہاد کا حکم
عَزَمَ الۡاَمۡرُ فَلَوۡ صَدَقُوا اللّٰهَ لَـكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ‌ۚ ۝٢١ فَهَلۡ
لازم ہوجائے اور اس وقت یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے روبرو سچے ثابت ہوں تو یہ ان کیلئے بہت ہی بہتر ہو۔ پھر تم
عَسَيۡتُمۡ اِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ اَنۡ تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَتُقَطِّعُوۡۤا
سے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اگر تم کو اقتدار حاصل ہوجائے تو تم زمین میں فساد برپا کردو اور اپنے رشتے ناتوں کو
اَرۡحَامَكُمۡ ۝٢٢ اُولٰٓـئِكَ الَّذِيۡنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمۡ وَاَعۡمٰٓى
منقطع کر ڈالو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی پھر اُن کو بہرا کردیا اور اُن کی آنکھوں کو اندھا
اَبۡصَارَهُمۡ ۝٢٣ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ اَمۡ عَلٰى قُلُوۡبٍ اَقۡفَالُهَا ۝٢٤
کر دیا۔ کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا اُن کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔
اِنَّ الَّذِيۡنَ ارۡتَدُّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ
جو لوگ بعد اس کے کہ ان پر صحیح راہ واضح ہوچکی تھی پھر بھی اپنی پیٹھ پھیر کر لوٹ گئے تو ان مرتدین کو
لَهُمُ الۡهُدَى‌ۙ الشَّيۡطٰنُ سَوَّلَ لَهُمۡؕ وَاَمۡلٰى لَهُمۡ ۝٢٥ ذٰلِكَ
شیطان نے یہ بات آراستہ کر کے دکھائی ہے اور اُن کی امیدوں کو دراز کردیا ہے۔ ان منافقوں کے اس ارتداد

ع ۲ ۸ ٦

Marfat.com

ان منافقوں کے اس ارتداد کا سبب یہ ہے کہ اُن منافقوں نے ایسے لوگوں سے جو اللہ کے نازل کردہ احکام کو ناپسند کرتے ہیں یوں کہا کہ ہم بعض باتوں میں تمہارے کہنے پر چلیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی رازدارانہ اور خفیہ باتوں کو خوب جانتا ہے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں منافقوں نے کافروں سے کہا کہ ہم مسلمان ہوئے ہیں لیکن تم سے نہ لڑیں گے ۱۲ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام سے بیزار اور ناپسند کرنے والے کافر ہیں خواہ وہ اہلِ کتاب ہوں یا مشرکین مکہ ہوں تو یہ لوگ ان سے سازباز رکھتے ہیں۔ اوّل نفاق پھر کافروں سے سازباز یہ چیزیں اُن کے ارتداد کا سبب ہوئیں اگرچہ یہ باتیں خفیہ ہوتی تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان مشوروں کو ظاہر کر دیا (۲۶) پھر اُس وقت ان مرتدین کا کیا حال ہوگا کہ جس وقت فرشتے اُن کی جان قبض کرتے ہوں گے اور اُن کے مونہوں پر اور اُن کی پیٹھوں پر مارتے جاتے ہوں گے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تب موت سے کیونکر بچیں گے اور تب نفاق کا مزا کافر چکھیں گے ۱۲ خلاصہ یہ کہ موت کے فرشتے مسلط ہوں گے وہ جان بھی نکال رہے ہوں گے اور مارتے بھی جاتے ہوں گے (۲۷) یہ سلوک اس بنا پر ہوگا کہ اُن لوگوں نے وہ روش اختیار کی جو روش اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنیوالی تھی اور اُنھوں نے رضائے الٰہی کو بُرا جانا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے تمام اعمال نیست و نابود اور ضائع کر دئے :: یعنی اس سزا اور عقوبت کا سبب یہ ہے کہ جو طریقہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب تھا اور جو اُس کو غصے میں لانیوالا تھا وہ طریقہ اُنھوں نے اختیار کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی و خوشی کو ناپسندیدہ رکھا اور اُس کی رضامندی سے بیزاری کا اظہار کیا اسلئے اُن کے اعمال کالعدم کر دیئے گئے۔ (۲۸)

ع ۳ / ۹ / ۷

جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے کیا وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن کی عداوتوں اور اُن کے کینوں کو ظاہر نہیں کرے گا :: یعنی کیا یہ سمجھتے ہیں کہ اُن کا نفاق کبھی آشکارا نہیں کیا جائیگا (۲۹) اور اگر ہم چاہتے تو آپ کو وہ تمام منافق بتا دیتے اور ان کا پورا پتہ آپ کو بتا دیتے پھر آپ اُن کو اُن کی صورت اور حلیہ سے پہچان لیتے اور اب بھی آپ ان کے اندازِ گفتگو اور طرزِ کلام سے اُن کو پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے :: یعنی اول تو جو نورِ بصیرت آپ کو عطا ہوا ہے اس سے ہی آپ کو اُن کے نفاق کا اندازہ ہو ہوگا اور اگر ہم چاہیں تو ہر ایک منافق کا پورا پتہ آپ کو بتا دیں کہ آپ اُن کا چہرہ ان کی صورت اور ان کا حلیہ دیکھ کر ہی ان کو معلوم کرلیں نیز اُن کے طرزِ کلام ہی سے آپ کو معلوم ہو جاتا ہوگا کیونکہ یہ اکھڑی اکھڑی غیر اطمینان بخش باتیں کرتے ہیں جو دل کو نہیں لگتیں اس سے ہی ان کے نفاق کا اندازہ ہو جاتا ہوگا پھر مسلمان اور نامسلمان سب کو خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم سب کے اعمال اور تم سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کے کام کے موافق بدلا دے گا (۳۰) اور ہم ضرور تم سب کی آزمائش کریں گے تاکہ ہم تم میں سے جو جہاد کرنیوالے اور مصائب پر صبر کرنے والے اور تکالیف کو برداشت کرنے والے ہیں اُن کو جان لیں اور ظاہری طور پر اُن مجاہدین اور صابرین کو دوسروں سے متمیز کردیں اور تاکہ ہم تمہارے دوسرے حالات کی بھی جانچ کرلیں :: یعنی جیسا کہ ابھی مذکور ہوا فھل عسیتم۔ اُسی سلسلے میں فرماتے ہیں کہ ہم تمہارا امتحان اور تمہاری جانچ کریں گے تاکہ بزدل، کمزور اور بہادر متمیز ہو جائیں اگرچہ ہم اُن کو سب کی حالت معلوم ہے اسی لئے مقصود اعلام نہیں بلکہ استعلام ہے۔ تاکہ ہر شخص کی حالت معلوم ہو جائے اور منافق اور مومن معلوم ہو جائیں پھر فرمایا امتحان صرف جہاد پر ہی موقوف نہیں بلکہ اور بھی باتیں جانچنے کے لئے ہیں اُن سے تمہارے حالات کا اظہار ہو جائیگا۔ آگے پھر کفار کا ذکر فرماتے ہیں (۳۱) جن لوگوں نے بعد اس کے کفر کا شیوہ
(باقی صفحہ پر)

بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ
کا سبب یہ ہے کہ ان منافقوں نے ایسے لوگوں سے جو اللہ کے نازل کردہ احکام کو ناپسند کرتے ہیں پوشیدہ طور پر یوں کہا کہ ہم بعض باتوں

فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا
میں تمہارے کہنے پر چلیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کی رازدارانہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ پھر اُس وقت اُن مرتدین کا

تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾
کیا حال ہوگا جس وقت فرشتے اُن کی جان قبض کرتے ہوں گے اور اُن کے مونہوں پر اور ان کی پیٹھوں پر مارتے جاتے ہوں گے۔

ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ
یہ سلوک اس بنا پر ہوگا کہ ان لوگوں نے وہ روش اختیار کی جو روش خدا تعالیٰ کو ناراض کرنیوالی تھی اور انھوں نے رضائے الٰہی کو بُرا

فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ
جانا اس لئے خدا تعالیٰ نے اُن کے تمام اعمال نیست و نابود کر دئے۔ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کا مرض ہے

مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ
کیا وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی دلی عداوتوں کو کبھی ظاہر ہی نہیں کرے گا۔ اور اگر ہم چاہتے تو

لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ
آپ کو وہ تمام منافق بتا دیتے پھر آپ انکی صورت سے انکو پہچان لیتے اور اب بھی انکے اندازِ گفتگو سے آپ انکو اچھی

الْقَوْلِ ۚ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ
طرح پہچان لیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ اور ہم ضرور تم سب کی آزمائش کریں گے تاکہ تم میں جو

نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾
جہاد کرنیوالے اور مصائب کو برداشت کرنیوالے ہیں انکو ہم معلوم کرلیں اور تاکہ ہم تمہارے دوسرے حالات کی بھی جانچ کرلیں۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا
جن لوگوں نے بعد اس کے کہ انکو سیدھی راہ منکشف ہو چکی تھی اور انھوں نے خدا کی راہ سے لوگوں کو روکا اور پیغمبر

الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ يَضُرُّوا
کی مخالفت کی تو یہ لوگ خدا تعالیٰ کو ذرا سا نقصان بھی نہیں

Marfat.com

اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
پہونچا سکیں گے البتہ خدا تعالیٰ ان کے تمام اعمال کو رائیگاں کر دے گا۔ اے ایمان والو
اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾
اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی اطاعت بجا لاؤ اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرو۔
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا
بیشک جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی اور خدا کی راہ سے لوگوں کو روکا پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مرگئے
وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾ فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى
تو خدائے تعالیٰ ان کو ہرگز کبھی نہیں بخشے گا۔ اور مسلمانو! تم کم ہمت نہ ہو اور خود بخود کافروں کو
السَّلْمِ ڰ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ڰ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ
صلح کی دعوت نہ دو جس حال میں کہ تم غالب ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کے ثواب
اَعْمَالَكُمْ ﴿٣٥﴾ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا
کو کم نہیں کرے گا۔ بس یہ دنیا کی زندگی تو محض جی کا بہلانا اور ایک کھیل ہے اور اگر تم ایمان لے آؤ
وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ﴿٣٦﴾ اِنْ
اور تقوے کی روش اختیار کرو تو وہ تم کو تمہارے اجر و ثواب عطا فرمائیگا اور وہ تم سے تمہارا کُل مال نہیں طلب کریگا
يَّسْـَٔــلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ﴿٣٧﴾
اگر وہ تم سے تمہارا کُل مال طلب کرنے لگے اور طلب کرنے میں مبالغہ سے کام لے تو تم بخل کرنے لگو اور خدا تعالیٰ تمہاری باطنی ناگواری کو ظاہر کر دے۔
هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ
سن رکھو تم لوگ ایسے ہو کہ جب تم کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے
فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ
تو تم میں سے بعض وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنی ہی ذات سے بخل
نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا
کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں ہے ہاں تم سب اسکے محتاج ہو اور اگر تم روگردانی اختیار کروگے

(بقیہ صفحہ ٨١٣) ۔ اختیار کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ اور اُس کے راستے سے روکا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی جبکہ اُن کو سیدھی راہ دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے واضح اور منکشف ہو چکی تھی تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ذرا سا نقصان اور زیاں نہ پہونچا سکیں گے البتہ اللہ تعالیٰ اُن کے تمام اعمال کو رائیگاں اور کالعدم کر دے گا ۔ مطلب یہ ہے کہ ہدایت اور صحیح راہ جب واضح اور ظاہر ہو چکی اور دین حق معلوم ہو گیا پھر اس کے بعد جو لوگ کفر اختیار کریں اور کافرانہ روش کے پابند ہوں اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے ترغیب یا ترہیب سے روکیں یعنی لالچ دیکر یا ڈرا دھمکا کر باز رکھیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت پر ہر وقت آمادہ رہیں تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ہرگز کوئی ضرر اور نقصان نہ پہونچا سکیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کے تمام اعمال نابود اور کالعدم کر دے گا ۔ ان حرکات سے اُن کو ہی نقصان پہونچے گا اور اللہ تعالیٰ کا دین تو پورا ہی ہو کر رہے گا (٣٣) تفسیر صفحہ ہٰذا :۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بجا لاؤ اور اپنے اعمال ضائع اور برباد نہ کرو ۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بجا لاؤ اور منافقوں کی طرح اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کر کے اپنے اعمال برباد نہ کرو ۔ یعنی تم بھی منافقین اور مرتدین کے گروہ میں شامل ہو جاؤ یا اپنے اعمال میں ریا اور دکھاوے کو دخل دیکر اپنے اعمال کو باطل کر دو ایسا کرنے سے مسلمانوں کو حضرت حق تعالیٰ نے منع فرمایا آگے کفار کی بُرائی بیان فرمائی (٣٤) بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی اور کفر کیا اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو روکا پھر وہ کفر و شرک کی ہی حالت میں مر گئے یعنی کافر ہی مرے تو اللہ تعالیٰ انکو ہرگز نہ بخشے گا اور اُن کی مغفرت کبھی نہیں فرمائے گا ۔ یعنی ایسے لوگوں کی کبھی بخشش نہیں ہوگی ۔ آگے مسلمانوں کو پھر خطاب فرمایا (٣٥) اور اے مسلمانو تم کفار کے مقابلے میں بودے اور کم ہمت نہ ہو اور کافروں کو ہمت ہار کر خود بخود صلح کی دعوت نہ دو اور صلح کیلئے نہ پکارو جس حال میں کہ تم غالب ہو یا تم ہی غالب رہوگے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تعالیٰ ہرگز تمہارے اعمال کے ثواب کو کم نہ کرے گا اور تمہارے کاموں میں نقصان نہیں دے گا تم کو ۔ جہاد کی ترغیب فرمائی کہ تم مومن ہو جُبن اور بزدلی نہ دکھاؤ اور اپنی طرف سے خود بخود صلح کی دعوت نہ دو جب کہ تم کو اپنے غلبہ کا یقین ہو یا یہ مطلب ہے کہ دعوتِ صلح کیلئے کافروں کو نہ پکارو تم غالب ہونے والے ہو اللہ تعالیٰ تمہاری امداد اور نصرت کے لئے تمہارے ساتھ ہے وہ تم کو نقصان سے بچائیگا یا تم کو تمہارے اعمال کے ثواب میں کسی طرح کی کمی نہیں کریگا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں محنت سے بھاگ کر صلح نہ چاہیئے اور اگر صلح نظر آوے تو درست ہے آگے آویگا بیان اس کا سورہ فتح میں ١٢ خلاصہ یہ کہ کم ہمتی اور بزدلی کی بنا پر صلح نہ چاہو ہاں صلح میں فائدہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں جیسا کہ سورۂ انفال میں تفصیل گزر چکی ہے اب آگے اور صلح حدیبیہ کے سلسلہ میں ذکر آئیگا چونکہ جہاد بھی ایک قسم کی لڑائی ہے اور لڑائی کے لوازمات میں سے ہے شکست ۔ فتح اور صلح ، تو صلح کی ممانعت نہیں البتہ گر کر صلح نہ کرنی چاہیے ۔ اب آگے دنیا کی بے ثباتی اور جہاد میں مال خرچ کرنے کی ترغیب ہے (٣٦) سوائے اس کے نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تو جی کا بہلانا اور ایک کھیل ہے اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ کی روش اختیار کرو تو وہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے اجر و ثواب عطا فرمائیگا اور تم سے تمہارے مال طلب نہیں کرے گا ۔ دنیا کی زندگی ایک کھیل تماشا ہے اگر تم ایمان اور تقوے کی روش اختیار کروگے اور ایمان اور تقوے کے پابند رہوگے تو تم کو اجر و ثواب بھی اپنے وقت پر ملیگا اور تم سے مال کا مطالبہ بھی نہیں کیا جائے گا یا کل مال طلب نہیں کریگا ۔ دو طرح معنی کئے گئے ہیں ہم نے دونوں کی رعایت کر دی ہے یعنی ابتدائی دور میں جان اور مال دونوں ہی کی ضرورت ہے آگے چل کر مال کا مطالبہ بھی کم ہو جائیگا اور جب مال کا مطالبہ نہ ہوگا تو جان جو مال سے کہیں زیادہ محبوب ہے اس کا مطالبہ اور بھی نہ ہوگا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حق تعالیٰ نے ملک فتح کرائے مسلمانوں کو زر خرچ کرنا تھوڑے ہی دنوں پڑا سو جتنا خرچ کیا تھا اس سے سو سو برابر ہاتھ لگا اسی واسطے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کو قرض دو ١٢ خلاصہ یہ کہ شروع شروع میں مال کی بھی ضرورت تھی اور جان کی بھی اب چونکہ اسلام پھیل گیا اور مالی بہتات ہوگئی تو اب ضرورت کم ہو گئی البتہ چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے وہ بدستور جاری ہے ۔ اسی کو آگے فرماتے ہیں (٣٧) اگر تم سے تمہارے کل مال طلب کرنے لگے اور اس طلب کرنے میں مبالغہ کرے تو تم بخل کرنے لگو اور اللہ تعالیٰ تمہارے بخل اور

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تاکید جو سنتے ہو مال خرچ کرنے کی نہ جانو کہ اللہ مانگتا ہے یا رسول یہ تمہارے بھلے کو فرماتا ہے پھر ایک کے ہزار ہزار پاؤ گے اور اللہ کو کیا پرواہ ہے اور اس کے رسول کو ۱۲ (۳۸)
تو تفسیر سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ❁ سورۂ فتح مدنی ہے اور یہ اُنتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں ❁ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵ اے پیغمبر ہم نے آپکو صاف اور کھلی ہوئی فتح
دی (۱) تاکہ اُس فتح کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی اور پچھلی تمام خطائیں معاف فرمادے اور تاکہ آپ پر اپنی نعمتیں پوری کردے اور تاکہ آپ کو سیدھی راہ پہ لے چلے (۲) اور تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد
فرمائے جو باعزت فتح کو شامل ہو اور آپ کو ایسا غلبہ دے جس میں عزت ہی عزت ہو اور جو غلبہ قوی ہو ❁ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تجھ کو اس تحمل سے درجے بڑھے اور یہ بات اللہ نے کسی بندے کو نہیں
فرمائی کہ اگلے پچھلے گناہ بخشے اگرچہ بہت بندے بخشے اس میں مذکور دینا ہے ۱۲ آپ کے گناہوں سے مراد وہی شان برتر کے نامناسب کام جو صورۃً خطا سمجھی جائے خواہ معنیٰ وہ خطا نہ ہو اور کوئی ایسی خطا ہو جو صورۃً

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوٓا أَمْثَالَكُم ﴿٣٨﴾
تو وہ تمہاری جگہ تمہارے غیروں کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے بخیل و نافرمان نہ ہوں گے

سُورَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ تِسْعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَأَرْبَعُ رُكُوعَاتٍ
سورۂ فتح مدنی ہے اور یہ اُنتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

ع ۱۰ إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿١﴾ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ
اے پیغمبر ہم نے آپکو ایک صاف اور کھلی فتح دی ہے۔ تاکہ اس فتح کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کی
مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُۥ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ
اگلی اور پچھلی تمام خطاؤں کو معاف فرمادے اور تاکہ اپنی نعمتیں آپ پر پوری کرے اور تاکہ آپ کو
صِرَٰطًا مُّسْتَقِيمًا ﴿٢﴾ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ﴿٣﴾ هُوَ
سیدھی راہ پر چلائے۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی ایسی مدد فرمائے جو مدد باعزت فتح کو شامل ہو، وہی
الَّذِىٓ أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِى قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوٓا
تو ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں ضبط و اطمینان پیدا کیا تاکہ وہ اس ایمان کیساتھ
إِيمَٰنًا مَّعَ إِيمَٰنِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَ
جو ان کو پہلے سے حاصل تھا ایمان میں اور بڑھ جائیں اور آسمان و زمین کے سب لشکر خدا ہی کے ہیں اور
كَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٤﴾ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَٰتِ
اللہ تعالیٰ کمال علم و حکمت کا مالک ہے۔ مسلمانوں کے دلوں میں یہ اطمینان اسلئے پیدا کیا تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں
جَنَّٰتٍ تَجْرِى مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ
کو ایسے باغوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور وہ ہمیشہ انہی باغوں میں رہیں گے اور اسلئے تاکہ انکے گناہ
عَنْهُمْ سَيِّـَٔاتِهِمْ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِندَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٥﴾
ان سے زائل کردے اور یہ گناہوں کی معافی اور جنت میں داخل ہونا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے۔

خطا ہو اور حقیقت میں خطا نہ ہو وہ خطا معصومیت کے منافی نہیں۔ ایسی ہی خطاؤں کو فرمایا کہ اگلی پچھلی سب بخش دیں صلح حدیبیہ کیساتھ ان آیتوں کا تعلق ہے بعض علماء نے فتح مکہ سے ان آیتوں کا تعلق بیان کیا ہے لیکن راجح اور جمہور علماء کی رائے وہی ہے جو ہم نے اختیار کی ہے چونکہ یہ صلح آئندہ ہونے والی فتح کی تمہید اور سبب تھی اس لئے اس صلح کو فتح فرمادیا بعض حضرات نے ماتقدم سے آدمؑ و حواؑ کی خطا اور ماتاخر سے اُمت کے گناہگاروں کی خطائیں مراد لی ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں خطا کے جو معنی ہم نے بیان کئے ہیں وہ راجح ہیں اور چونکہ اس صلح حدیبیہ کے بعد ہی بعض عظیم الشان فتوحات حاصل ہوئیں اور تبلیغ میں آسانیاں ہوئیں اور لوگ بکثرت مسلمان ہوئے اور اس صلح میں بھی آپ نے بڑی دانش مندی اور تحمل کا ثبوت دیا اس لئے آپ کے اجر و ثواب اور آپکے درجاتِ عالیہ میں زیادتی ہوئی اور یہی وجہ آپ کی تقصیرات اور خطاؤں کی عام معافی کی موجب ہوئی۔ نعمتوں میں تکمیل اور احسانات کا اتمام یعنی آپ کے ہاتھ پر بہت لوگ مسلمان ہوں اور آپ کے لئے تبلیغ میں آسانیاں پیدا ہوں اور دین کی تکمیل ہوجائے اور آپ کو بغیر کسی مزاحمت اور روک ٹوک کے دین کی سیدھی راہ پر لے چلے اور وہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ آپ کی مدد فرماکر آپ کو ایسا غلبہ دیا جائے کہ کوئی دینِ حق کا منکر آپ سے آنکھ نہ ملاسکے یعنی وہ غلبہ نہایت مضبوط اور قوی ہو (۳) وہی تو ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں تحمل اور ضبط و اطمینان نازل فرمایا تاکہ وہ اس ایمان کے جو اُن کو پہلے سے حاصل تھا ایمان میں اور بڑھ جائیں اور آسمان و زمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کمال علم و حکمت کا مالک ہے ❁ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی چین سے رسول کے حکم پر رہے ضدیوں کے ساتھ ضد نہ کرنے لگے اس میں ان کو ایمان کا درجہ بڑھا ۱۲ سکینہ کی بحث سورۂ انفال اور سورۂ براۃ میں گزر چکی ہے کہ یہ ایک حالت ہے جو اہل ایمان کے قلوب میں ڈال دی جاتی ہے جس سے مسلمانوں کو پریشانی کے وقت اطمینان اور چین حاصل ہوجاتا ہے۔ اس سورت میں نزول سکینہ کا دو جگہ ذکر آیا ہے۔ ایک اس موقع پر جب کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر لشکر اسلام میں پھیلی اور آپ نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے قتال پر بیعت لی اور لوگوں
نے جواں مردی سے جہاد پر آمادہ ہوکر حضورؐ کے ہاتھ پر بیعت کی اور خوش دلی سے لڑنے پر تیار ہوگئے، دوسری شاید کفار کی ضد کے موقع پر جب آپ نے لڑائی سے منع فرمایا اُس وقت بھی مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اور حمیتِ جاہلیہ سے متاثر نہ ہوئے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور فرماں برداری کے لئے آمادہ ہوگئے پیغمبر کی اطاعت اور فرماں برداری سے ایمان کے کمال اور ایمان کے نور میں ترقی ہوتی ہے اور ایمان کی ترقی جنت میں داخل ہونیکا سبب ہے اسی لئے دخول جنت کا آگے ذکر فرمایا فرشتوں کے اور دیگر مخلوقات کے سب لشکر اُسی کے ہیں وہ چاہے تو ان کفار کو ہلاک کردے لیکن وہ بڑے علم اور حکمت کا مالک ہے جنگ کی مصلحت ہو تو جنگ اور لڑائی کا حکم دیتا ہے اور صلح کی مصلحت اور حکمت کا مقتضی ہو تو صلح کا حکم دیتا ہے (۴) یہ سکینہ اس لئے نازل فرمایا اور کمال ایمانی کو اس لئے ترقی دی تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمان مَردوں کو اور مسلمان عورتوں کو ایسے باغوں اور ایسی بہشتوں میں داخل فرمائے جن کے پائیں اور جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور وہ ہمیشہ انہی باغوں میں رہیں گے اور اس لئے (باقی ص۸۱۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۱۵) تاکہ اُن کے گناہ ان سے زائل کردے اور دور کردے اور یہ جنت میں داخل ہونا اور گناہوں کا معاف ہوجانا اللہ کے ہاں بہت بڑی کامیابی اور مراد یابی ہے ؞ یعنی نزول سکینہ سے جو اثرات قلوب پر مرتب ہوئے وہ اثرات موجب ہوئے جنت میں داخل ہوکر ہمیشگی اختیار کرنا اور گناہوں کا بالکل معاف ہوجانا یہی باتیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ منافق اور مشرک وغیرہ اس سکینہ کی برکت سے محروم رہے آگے اس محرومی پر جو اثر مرتب ہوا اور وہ اثر جن چیزوں کا سبب بنا اُس کو بیان فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۵) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ نیز اس لئے تاکہ اللہ تعالیٰ اُن منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور اُن مشرک مردوں اور مشرکہ عورتوں کو سخت سزا دے جو اللہ تعالیٰ کی نسبت بُرے بُرے گمان رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیاں کیا کرتے ہیں ان لوگوں پر بُری گردش واقع ہونے والی ہے اور اللہ تعالیٰ ان پر غضبناک ہوگا اور ان پر لعنت کریگا اور اُن کو اپنی رحمت سے دور کردے گا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کیلئے جہنم تیار کر رکھی ہے اور وہ جہنم بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے

وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَ
اور نیز اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُن منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور اُن مشرک مردوں اور
الْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ
مشرکہ عورتوں کو سخت سزا دے جو اللہ تعالیٰ کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیاں کیا کرتے ہیں ان لوگوں پر بُری گردش واقع
السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ
ہونیوالی ہے اور اللہ تعالیٰ اُن پر غضبناک ہوگا اور اُن کو اپنی رحمت سے دور کردے گا اور اُس نے اُن کیلئے جہنم
جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝۶ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ
تیار کر رکھی ہے اور وہ جہنم بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔ اور آسمان و زمین کے سب لشکر
وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ
اللہ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کمال قوت و حکمت کا مالک ہے۔ ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے
شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
کہ آپ گواہی دینے والے اور بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔ تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹
اور خدا تعالیٰ کی مدد کرو اور اُس کا ادب ملحوظ رکھو اور صبح و شام اُس کی پاکی بیان کیا کرو۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ
بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ واقع میں اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں پر
اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى
خدا کا ہاتھ ہے پھر جو شخص عہد شکنی کرتا ہے تو وہ اپنے ہی بُرے کو عہد شکنی
نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ
کرتا ہے اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر اُس نے اللہ سے عہد کیا ہے تو اللہ تعالیٰ عنقریب
اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۰ ع سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ
اسکو بہت بڑا صلہ عطا فرمائیگا۔ اے پیغمبر وہ دیہاتی جو حدیبیہ میں پیچھے رہ گئے تھے عنقریب آپ سے کہیں گے

؞ یعنی سکینہ کی محرومی کا یہ اثر مرتب ہوا کہ منافق اپنے نفاق پر اور مشرک اپنے شرک پر قائم رہے اور کافر اپنے کفر پر جمے رہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق طرح طرح کی بدگمانیاں کرتے رہے بیچ میں فرمایا انہی پر بُری گردش آنیوالی ہے۔ یہ بری گردش تو دنیا میں ہوگی اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کا غصہ اس کی رحمت سے دوری، اور جہنم کو بُرا ٹھکانا فرمایا۔ اور واقعی جہنم سے بُرا ٹھکانا اور ہو بھی کیا سکتا ہے۔ بہرحال یہ کفر و شرک اور نفاق اُن کے عذاب اور غضب الٰہی کا موجب ہوئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں جنت کی طلب نقصان ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ ... یہی بڑا کمال ہے ۱۲ شاہ صاحبؒ نے اور فرمایا بُری آنکھیں یہ کہ مدینے سے چلتے وقت منافق بہانے کرکے بیٹھ رہے جانا کہ یہ لڑائی میں تباہ ہوں گے وطن سے دور ہے اور فوج کم اور دشمن کا دیس اور کافروں نے جانا کہ عمرہ کے نام سے آئے ہیں چاہتے ہیں دغا سے شہر کہ لے لیں ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانے میں کچھ جاہل پیر ایسے بھی تھے جو اپنے مُریدوں کو جنت کی دعا مانگنے سے منع کرتے تھے اور کہتے تھے جنت مانگ کر ہم اپنا نقصان نہیں کرنا چاہتے ہم تو وصال چاہتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وکان ذٰلک عند اللّٰہ فوزاً عظیماً سے اس کا رد فرمایا اور بدگمانیاں یعنی بُری اٹکلیں کرنے لگے اور یہ خیال کر بیٹھے کہ اتنی دور لڑنے جارہے ہیں ان مسلمانوں کی قضا لے جارہی ہے، چنانچہ گاؤں کے اکثر لوگ گھروں میں بیٹھے رہے اور مسلمانوں کے ساتھ نہیں آئے۔ بدگمانی کرنے والوں کو بیچ میں فرمایا تھا کہ ان پر ہی بُری گردش پڑنے والی ہے، چنانچہ مسلمانوں کی فتح یابی کے بعد ان بدگمانی کرنے والوں پر جو گزری اُس کا اندازہ آج کرنا مشکل ہے۔ جب ان لوگوں نے اپنی آنکھوں سے کفر کو سمٹتے ہوئے اور اسلام کو پھیلتے ہوئے دیکھا ہوگا تو ان کے کلیجے پر سانپ لوٹتا ہوگا اور اپنی موت نظر آتی ہوگی۔ اور آخرت میں جو کچھ ہونے والا ہے وہ ابھی باقی ہے (۶) اور آسمان و زمین کے تمام لشکر اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اور اللہ تعالیٰ کمال قوت و حکمت کا مالک ہے ؞ اُس کا لشکر فرشتے اور دیگر مخلوقات جس سے چاہیں کام لیتے ہیں اور باوجود اتنی بڑی قوت کے کوئی کام بغیر مصلحت اور حکمت کے نہیں ہوتا (۷) بلاشبہ ہم نے آپ کو اس شان کا

ع ۱۰ ۹

رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہی دینے والے اور بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں (۸) تاکہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کے دین کی مدد کرو اور اس کا ادب ملحوظ رکھو اور صبح و شام اُس کی پاکی بیان کیا کرو ؞ آپ کو گواہی دینے والا یعنی اور رسولوں پر یا اپنی امت پر بشارت دینے والا یعنی ہر ایمان لانے اور نیک اعمال بجالانے والے کو آپ نجات کی خوش خبری دیتے ہیں، ڈرانے والا یعنی ہر منکر اور معاند کو خدا کے عذاب سے ڈراتے ہیں۔ اور اے مسلمانو ہم نے ان کو اس لئے رسول بنا کر بھیجا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو اور اُس کا ادب ملحوظ رکھو اور صبح و شام اُس کی پاکی بیان کیا کرو۔ ادب ملحوظ رکھنا یعنی اُس کے احکام بجا لاؤ اور جن باتوں سے وہ منع فرمائے اُن سے رُک جاؤ۔ پاکی بیان کرنے سے مراد یا تو اُس کا ذکر ہے اور یا صبح شام کی نماز ہے۔ بعض حضرات نے تعزروہ وتوقروہ کی ضمیریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور تسبحوہ کی ضمیر خدا کی طرف پھیری ہے۔ یہ ضمائر کا انتشار صحیح نہیں ہے بلکہ راجح یہی ہے کہ تینوں ضمیریں (باقی ص ۸۱۷ پر)

Marfat.com

شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ

کہ ہم کو ہمارے اموال اور ہمارے اہل و عیال نے فرصت نہ لینے دی سو آپ ہمارے لئے خدا سے معافی طلب کر دیجئے یہ لوگ

بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ

اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے آپ انسے کہدیجئے اگر خدا تمکو کوئی نقصان پہنچانا چاہے

مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ

یا تم کو کسی نفع سے بہرہ مند کرنا چاہے تو وہ کون ہے جو خدا کے سامنے تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہو بلکہ بات یہ ہے کہ

كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ

جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سب سے باخبر ہے - یہ بات نہیں ہے جو تم کہہ رہے ہو بلکہ تم نے یہ سمجھ لیا تھا

يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ

کہ اب پیغمبر اور مسلمان اپنے اہل و عیال میں کبھی لوٹ کر ہی نہیں آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں کو

ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ۚۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًا

بھلی بھی لگی تھی اور تم نے طرح طرح کی بدگمانیاں کی تھیں اور تم لوگ ہو گئے

بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا

برباد ہونے والے - اور جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لائیگا تو ہم نے ایسے منکروں

لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ

کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے - اور تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے

يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

وہ جس کو چاہے معاف کردے اور جس کو چاہے سزا دے اور اللہ تعالیٰ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ

بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے - یہی لوگ جو حدیبیہ میں پیچھے رہ گئے تھے عنقریب تم سے جب تم

اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ

خیبر کی غنیمتیں لینے چلو گے تو کہیں گے ہم کو اجازت دو کہ ہم بھی تمہارے ہمراہ چلیں یہ لوگ چاہتے ہیں

مدینے کے آس پاس کے بعض قبائل بنی غفار - مزینہ جھینیہ اور اسلم وغیرہ کو آپ نے مکہ جانے کے لئے دعوت دی لیکن وہ اس سفر میں شریک نہیں ہوئے جیسا کہ ہم نمبر ایک میں عرض کر چکے ہیں انہی کی طرف اشارہ ہے کہ اب آپ کے مدینے پہونچنے پر یہ لوگ عذر کرنے آئیں گے تو آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے لئے نفع اور ضرر کا کوئی شخص بھی کچھ اختیار رکھتا ہے؟ اگر وہ تمکو نفع پہنچانا چاہے یا نقصان پہنچانا چاہے لہٰذا یہ عذر بھی تمہارا صحیح نہیں عذر کے مواقع کے لئے بعض احکام ہوتے ہیں لیکن قطعی حکم کے بعد عذر کا کیا موقع - پھر یہ جو کچھ زبان سے کہہ رہے ہیں ان کے قلوب اُس کے موافق نہیں - لہٰذا جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ محض شک و نفاق کی بنا پر کہہ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے اور جب یہ بات ہے کہ نفع اور ضرر پر اُسی کو قدرت ہے تو باوجود گھر پر رہنے کے بھی وہ نقصان پہونچ سکتا ہے اور گھر چھوڑ کر جانے پر بھی نفع پہونچ سکتا ہے (۱۱) یہ بات نہیں ہے بلکہ تم نے یہ گمان کر لیا تھا کہ اب رسول اور اُن کے ہمراہی مسلمان اپنے گھر والوں میں کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے - اور یہ بات تمہارے دلوں میں آراستہ اور خوش نما کر دی گئی ہے - یعنی یہ گمان تم کو اچھا اور بھلا بھی معلوم ہوا کیونکہ دل کی خواہش کے مطابق تھا اور تم نے طرح طرح کی بدگمانیاں کیں اور بُرے بُرے گمان کئے اور تم لوگ ہوگئے ہلاک و برباد ہونے والے یعنی اصل واقعہ یہ ہے کہ تم نے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ اب پیغمبر اور مسلمان مکہ سے واپس آنے ہی کے نہیں کیونکہ وہاں جنگ ہوگی اور یہ وہاں سب کے سب کام آجائیں گے وہاں کفار کی تعداد زیادہ ہوگی اور یہ کم ہوں گے لہٰذا اب لوٹ کر آنے کا کوئی سوال نہیں اور بُرے بُرے گمان کر رہے تھے و زین ذلك فی قلوبکم کا مطلب یہ ہے کہ یہ گمان دل کو بھلا لگ رہا تھا اور یہی گمان خوش نما اور دل کو بھا رہا تھا کہ بس جی ایسا ہی ہوگا - اسی بدگمانی نے تم کو مستحق عذاب قرار دیا - اور تم ہلاک ہونے والے ہوگئے - گمان یہی کہ کافر غالب ہوں گے مسلمان مارے جائیں گے اور اسلام ختم ہو جائیگا معاذ اللہ - وزین ذلك فی قلوبکم یعنی شیطان کی طرف سے اس گمان کو آراستہ کیا گیا (۱۲) اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور اسکے رسول پر ایمان نہیں لائیگا تو ہم نے ایسے منکروں کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے (۱۳) اور تمام آسمان و زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور اللہ ہی کا راج ہے آسمانوں کا اور زمین کا وہ جسکو چاہے معاف کر دے اور بخش دے اور جس کو چاہے سزا دے اور عذاب کرے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے - یعنی کافر اگرچہ مستحق عذاب ہے لیکن وہ ایسا غفور رحیم ہے کہ اگر ایمان لے آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی بخش دیتا ہے - (۱۴) یہی لوگ جو حدیبیہ میں پیچھے رہ گئے تھے عنقریب تم سے جب تم خیبر کی غنیمتیں حاصل کرنے چلو گے تو کہیں گے ہم کو چھوڑ یعنی ہم کو اجازت دو ہم بھی تمہارے ہمراہ چلیں یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اور اُس کا کہا بدل دیں

۵۲ / ۱

Marfat.com

آپ کہدیجئے تم اس سفر میں ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جاسکتے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے اسی طرح فرمادیا ہے اس پر یہ لوگ کہیں گے یہ بات نہیں بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو اور تم ہمارے بھلے سے جلتے ہو بلکہ یہ لوگ بات کو نہیں سمجھتے مگر بہت کم۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب مکے سے پھرے وہاں سے حکم ہوا کہ خیبر پر چلو اور ان لوگوں کے سوا کوئی ساتھ نہ چلے۔ مدینے میں تین دن رہ کر ارادہ کیا جو لوگ پہلے سفر میں ڈر کر رہ گئے تھے اس سفر میں لالچ کو تیار ہوئے ان کو اللہ نے منع سنادیا خیبر میں جو یہود تھے وہ جنگ احزاب میں قوموں کو چڑھا لائے تھے ۱۲ یعنی جب خیبر کو فتح کرنے جاؤ گے خیبر کی فتح کو غنائم سے تعبیر کیا چونکہ فتح اور غنائم یقینی تھے یہ خیبر کے یہودی ہیں جن کا ذکر سورۂ احزاب میں ہوچکا ہے یہ بڑے شریر تھے انھوں نے عرب کی تمام قوموں کو اُبھار کر مدینے پر حملہ کیا تھا۔ اب اُن سے انتقام کا وقت آگیا چنانچہ آپ ذی الحجہ ۶ھ میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے اور محرم ۷ھ میں خیبر کی جانب متوجہ ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے خیبر فتح ہوگیا۔ چونکہ حکم یہ تھا کہ خیبر کی لڑائی میں متخلفین میں سے کوئی شریک ہو لہٰذا اسی کا ان آیتوں میں اظہار ہے۔ یعنی جب تم چلوگے تو یہ دیہاتی بھی اس کی خواہش کریں گے یہ اللہ تعالیٰ کی بات کو بدلنا چاہتے ہیں کیونکہ اُس کا حکم ہے کہ اور کوئی ہمراہ نہ جائے اور وہ پہلے ہی سے یہ حکم دے چکا ہے۔ اور چونکہ یہ حکم تابیدی نہ تھا اس لئے ہم نے اس سفر میں کی قید بڑھادی ہے کہ یہ حکم صرف خیبر کیلئے تھا آگے کیا ہو وہ اُن کے حسب حال ہوگا جیسا کہ سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ متخلفین میں سے بعض قبائل آئندہ لڑائیوں میں شریک ہوئے اور یہ جو فرمایا کہ بہت کم سمجھتے ہیں، اس لئے کہ وحی کی بات کو مسلمانوں کے حسد پر محمول کرتے ہیں یہ توقی سے اگر سمجھدار ہوتے تو وحی کی بات کا انکار نہ کرتے (۱۵) آپ ان پیچھے رہ جانیوالے دیہاتیوں سے فرمادیجئے کہ عنقریب ایسے لوگوں کے مقابلے کی دعوت دیجائیگی اور ایسے لوگوں سے لڑنے کو کہا جائیگا جو سخت جنگ جو ہوں گے کہ یا تم ان سے جنگ کرتے رہو یا وہ اسلام کے مطیع اور فرمانبردار ہوجائیں پھر اگر تم اس وقت حکم بجالاؤگے تو اللہ تعالیٰ تم کو اچھا صلہ اور عمدہ اجر عطا فرمائیگا اور اگر تم نے اسی طرح روگردانی کی جس طرح تم اس سے پہلے حدیبیہ میں روگردانی کر چکے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو سخت دردناک سزا دے گا ۞ آئندہ فارس اور روم کے ساتھ ہونے والی لڑائیوں کی جانب اشارہ فرمایا فارس اور روم پرانی حکومتیں تھیں اور اُس زمانے کی مہذب قوموں میں شمار ہوتی تھیں فوجیں باقاعدہ اور سامان جنگ بہت رکھتی تھیں اسی لئے اولی باس فرمایا۔ یہ لڑائیاں فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذی النورین کے زمانہ میں وقوع پذیر ہوئیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بڑے لڑیے حق تعالیٰ فرماتا ہے فارس کے لوگوں کو اُن کی سلطنت ہمیشہ زبردست رہی تھی حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے وقت فارس کا ملک فتح ہوا اور کچھ مسلمان ہوئے بن لڑے وہاں سے غنیمتیں بہت ہاتھ لگیں ۱۲ آگے معذورین اور اپاہج لوگوں کو مستثنیٰ فرماتے ہیں۔ جیسا کہ ہم والمحصنت کے پارے میں بتا چکے ہیں اور بھی کئی جگہ تفصیل گزر چکی ہے (۱۶) ہاں اندھے اور نابینا پر کچھ گناہ نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ مریض اور بیمار پر کوئی گناہ ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کی اطاعت و فرماں برداری کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو ایسی بہشتوں اور باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور جو شخص روگردانی کرے اور پلٹ جائے تو اللہ تعالیٰ اُس کو دردناک عذاب کی سزا دے گا ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جہاد ان معذور لوگوں پر فرض نہیں ۱۲ (۱۷) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن مسلمانوں سے راضی ہوا جب کہ وہ ایک کیکر کے درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے اور جو خلوص اور توکل اُن بیعت کرنے والوں کے دلوں میں تھا اللہ تعالیٰ کو وہ بھی معلوم تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اُن مسلمانوں پر سکینہ نازل فرمایا

أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ

کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بدل دیں آپ کہدیجئے تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے

اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ

اسی طرح فرمادیا ہے اس پر یہ لوگ کہیں گے یہ بات نہیں بلکہ تم ہمارے بھلے سے جلتے ہو واقعہ یہ نہیں ہے

كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٥﴾ قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ

بلکہ یہ لوگ بات کو نہیں سمجھتے مگر بہت کم۔ آپ ان پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے

مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ

فرمادیجئے تم کو عنقریب ایسے لوگوں کے مقابلہ کی دعوت دی جائے گی جو سخت جنگ جو

شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِن تُطِيعُوا

ہوں گے کہ یا تم ان سے جنگ کرتے رہو یا وہ اطاعت قبول کریں پھر اگر تم اس وقت حکم بجالاؤگے

يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِن تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُم

تو اللہ تعالیٰ تم کو اچھا صلہ عطا فرمائیگا اور اگر تم نے اسی طرح روگردانی کی جس طرح تم اس سے پہلے حدیبیہ میں

مِّن قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦﴾ لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ

روگردانی کرچکے ہو تو خدا تم کو سخت دردناک سزا دے گا۔ ہاں اندھے پر کچھ گناہ

حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ

نہیں اور نہ لنگڑے پر کوئی گناہ ہے اور نہ بیمار پر کوئی گناہ ہے۔

وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن

اور جو شخص اللہ کا اور اُس کے رسول کا کہا مانے گا تو اسکو خدا ایسے باغوں میں داخل کریگا جنکے نیچے

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٧﴾ ع

نہریں بہ رہی ہوں گی اور جو شخص روگردانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کو دردناک عذاب کی سزا دے گا۔

لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ

بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان مسلمانوں سے خوش ہوا جبکہ وہ ایک درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے

ع ٢ ١٠

Marfat.com

یعنی ان میں اطمینان قلب پیدا کردیا اور اُن کو اس جرأت ایمانی کے بدلے میں ایک ایسی فتح عنایت کی جو بہت ہی قریب تھی (١٨) اور بکثرت غنیمتیں بھی دیں جن کو یہ لوگ حاصل کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے (١٩) اور اللہ تعالیٰ تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرما چکا ہے جن کو تم حاصل کروگے پس اُس نے جلدی عطا کی یہ تم کو یعنی فی الحال اور سردست یہ خیبر کی غنیمت تمکو عطا کی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا یہ اس لئے کیا کہ علاوہ اور مقاصد کے یہ واقعہ مسلمانوں کے لئے قدرت کا ایک نمونہ ہوجائے نیز اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو سیدھی راہ چلائے (٢٠) اور ایک اور فتح بھی موعود ہے جس پر سردست تم کو دسترس نہ ہوسکی اور تم اس پر قابو نہ پاسکے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے احاطۂ قدرت میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شئی پر پوری طرح قادر ہے ﷺ جیسا کہ ہم تمہید کے نمبر ۴ میں عرض کرچکے ہیں یہ وہی بیعت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر کہ جنگ ناگزیر ہے مسلمانوں کو جمع کرکے جہاد پر بیعت لی اور تقریباً چودہ سو آدمیوں نے بیعت کی۔ ان کے حق میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی اور رضا مندی کا اظہار فرمایا یہ بیعت ایک کیکر کے درخت کے نیچے کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے صدق و خلوص کا یہ کہکر اظہار فرمایا فعلم ما فی قلوبھم۔ اس موقعہ پر سکینہ نازل فرمایا اور مسلمانوں کے دلوں میں اطمینان پیدا کردیا۔ اور یہ جو فرمایا فتح قریب تو اس سے مراد خیبر کی فتح ہے اور مغانم کثیرۃ وہاں سے حاصل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے فتح بھی دی اور غنائم بھی بکثرت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کمال قوت وطاقت کا مالک ہے اور بڑی حکمت والا ہے جب کسی کو چاہتا ہے فتح دیتا ہے اور جب چاہتا ہے غنائم سے مالامال کردیتا ہے اور ایک خیبر پر کیا موقوف ہے یہ تو اللہ تعالیٰ نے تم کو جلدی عطا کردی ہے اس نے تو تم سے اور بھی غنائم کا وعدہ کر رکھا ہے شاید ان غنائم سے مراد فارس اور روم کے غنائم ہوں۔ یا قیامت تک جو غنائم حاصل ہوتے رہیں۔ اس انعام کے بعد اور انعام فرمایا کہ تم پر حملہ کو روکا اور لوگوں کو تم پر ہاتھ نہیں اٹھانے دیا۔ ان لوگوں سے مراد خیبر اور ان کے حلفاء مراد ہیں بنی اسد اور بنی غطفان ان کے حلفاء تھے وہ مدد کو خیبر والوں کی آئے تھے لیکن مرعوب ہوکر واپس ہوگئے۔ ان انعامات میں اگرچہ بہت سی مصلحتیں تھیں اور بہت سے منافع مقصود تھے اور اُن منافع اور مقاصد کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ مسلمانوں کے لئے کفار کے ہاتھوں کو روکنا ایک نمونہ اور نشانی ہو کہ اللہ تعالیٰ اُن کا حامی اور مددگار ہے اور مسلمان اللہ کے نزدیک ذی مرتبت ہیں اور وہ ان کا ضامن ہے یا ہاتھ روکنے سے مراد کفار مکہ کے ہاتھوں کو روکنا ہے کہ وہاں صلح ہوگئی اور تم سب سلامت واپس آئے۔ بہرحال جہاں تمہارے لئے یہ ایک نمونہ اور نشان تھا وہاں یہی مقصود تھا کہ تم کو راہِ مستقیم پر قائم رکھے تمہاری بصیرت اور تمہارا اعتماد اور توکل اللہ تعالیٰ کے فضل پر خوب پختہ ہو اور تم راہِ مستقیم پر مضبوطی سے قائم رہو دوسری فتح شاید مکہ کی فتح ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب صلح سوال کا جواب تھا۔ حضرتؐ نے بھیجا مکہ میں حضرت عثمانؓ کو یہاں جھوٹی خبر اڑی کہ اُن کو مار ڈالا حضرتؐ نے کہا اب ہم کو لڑنا حلال ہوا کہ پہل انھوں نے کی اور وہ خبر جھوٹ تھی اور یہ بھی کہ اسی آدمی کے کے گرد آئے کہ اکیلے دکیلے کو ماریں وہ سب جیتے پکڑ لئے۔ پس حضرتؐ نے ارادہ کیا لڑنے کا تو ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھے اور کہا مجھ سے قول کرو کہ مرتے

الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ
اور جو خلوص ان بیعت کرنیوالوں کے دلوں میں تھا خدا کو وہ بھی معلوم تھا پھر اللہ نے ان مسلمانوں میں اطمینان قلب پیدا کردیا
وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ
اور انکو اس کے بدلے میں ایک ایسی فتح عنایت کی جو بہت ہی قریب تھی۔ اور بکثرت غنیمتیں بھی دیں جنکو یہ لوگ حاصل کر رہے ہیں
وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٩﴾ وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً
اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ فرما چکا ہے جنکو
تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ
تم حاصل کروگے فی الحال اُس نے تم کو یہ خیبر کی غنیمت عطا کردی اور لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا
عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا
یہ اس لئے کیا کہ یہ واقعہ مسلمانوں کیلئے قدرت کا ایک نمونہ ہوجائے اور نیز اس لئے کہ خدا تم کو سیدھی
مُسْتَقِيمًا ﴿٢٠﴾ وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ
راہ چلائے۔ اور ایک اور فتح بھی موعود ہے جس پر سردست تم کو دسترس نہ ہوسکی مگر وہ خدا تعالیٰ کے احاطۂ
بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿٢١﴾ وَلَوْ قَاتَلَكُمُ
قدرت میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے۔ اور اگر یہ کافر تم سے
الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا
لڑتے تو ضرور پیٹھ دے کر بھاگ جاتے پھر وہ اپنا نہ کوئی یار پاتے اور نہ
نَصِيرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ
مددگار۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی دستور قائم کر رکھا ہے جو پہلے سے ہوتا چلا آرہا ہے اور
تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ
آپ خدا کے آئین میں کسی قسم کا ردوبدل نہ پائیں گے۔ اور وہی تو ہے جس نے مکہ کی سرحد میں
عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ
ان کافروں پر تم کو قابو یافتہ کردینے کے باوجود ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے

دم تک کوتاہی نہ کرینگے سب نے قول دیا ایک منافق تھا جد بن قیس اس کے سوا کوئی نہیں رہا وہ بیعت اللہ کے ہاں قبول پڑی اللہ نے جانا جو انکے دل میں ہے یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا توکل اور انعام میں دی یہ فتح خیبر اس سے مسلمان آسودہ ہوئے اور حضرتؐ نے فرمایا اس بیعت والا کوئی نہ جائیگا دوزخ میں ١٢ یہ بھی انعام میں داخل ہے کہ لوگوں کے ہاتھ یعنی لڑائی نہ ہونے دی ١٢ یعنی اس بیعت کے انعام میں فتح خیبر دی اور فتح مکہ جو اس وقت ہاتھ نہ لگی وہ بھی مل ہی چکی ہے ١٢ خلاصہ یہ کہ ان آیات میں بیعت کے واقعہ کے ساتھ ساتھ جسکو بیعت رضوان کہتے ہیں حضرت حق تعالیٰ نے اپنے احسانات بتائے مثلاً مسلمانوں کے خلوص اور توکل کا اعلان۔ سکینہ کا نزول۔ فتح خیبر اور اُس کے غنائم میں تعجیل۔ دیگر مغانم کثیرہ کا وعدہ۔ لوگوں کے حملے سے بچانا اور دشمنوں کا مرعوب کردینا۔ مسلمانوں کیلئے ان تمام امور کو ایک نشان قرار دینا۔ اور مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھنے کی بشارت دینا۔ دوسری ایک اور فتح کی یعنی مکہ معظمہ یا فارس و روم کی بشارت اور سب سے بڑی بات اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا اعلان (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

تمہارے کام جو تم کر رہے تھے اُن کو دیکھ رہا تھا اور اُن کے اثرات سے واقف تھا (۲۴) یہ اہل مکہ وہی ہیں جنھوں نے حق کو قبول کرنے سے انکار کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا یعنی عمرے کے احکام بجالانے
سے تم کو روک دیا اور نیز قربانی کے وہ جانور جو حدیبیہ میں رُکے ہوئے تھے اُن جانوروں کو اُن کے ٹھکانے پر پہونچنے سے روکا یعنی ہدی کو منیٰ میں پہنچکر ذبح ہونے سے روک دیا۔ اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم
بہت سے اُن مسلمان مردوں اور ان مسلمان عورتوں کو جن کو تم جانتے اور پہچانتے نہیں ہو اپنی بے خبری اور لاعلمی کے باعث اُن کو روندڈالتے اور پامال کر دیتے پھر اُن بے گناہوں کی وجہ سے تم کو
تکلیف پہنچتی تو یہ سب قضیہ طے کر دیا جاتا اور خواب کی تصدیق اسی سال ہو جاتی اور مکہ کی فتح نصیب ہو جاتی لیکن فتح کو اس لئے موخر کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے ہاں
اگر یہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ان کفار سے جدا ہو گئے ہوتے اور ایک طرف ہو جاتے تو ہم ان اہل مکہ میں سے جو کافر تھے اُن کو سخت دردناک سزا دیتے ٭ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس
ماجرے میں ساری ضد اور بے ادبی کیسے کی انہی سے
ہوئی تم باادب رہے اُنھوں نے عمرے والوں کو منع کیا
اور قربانی نہ پہنچنے دی وہ اس قابل تھے کہ اسی وقت
تمہارے ہاتھ سے فتح ہوتے مگر بعض مسلمان چھپے تھے
مرد و زن اور بعضے ابھی مسلمان ہونے مقدر تھے اس
روز کی فتح میں وہ پسے جاتے آخر دو برس کی صلح میں
جتنے مسلمان ہونے تھے وہ سب ہو چکے اور نکلنے
والے نکل آئے تب اللہ نے مکہ فتح کرایا ۱۲ خلاصہ یہ
کہ خواب کی تعبیر تو اُسی سال پوری ہو جاتی۔ لیکن یہ
اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کا احسان ہے کہ اُس نے
مکہ کے کافروں کی حد سے بڑھی ہوئی شرارتوں اور
گستاخیوں اور بے ادبیوں کے باوجود بعض حکمتوں
کی بنا پر سزا کو موخر کر دیا۔ اور جنگ کو ٹلا دیا۔ حالانکہ
یہ وہ شقی ہیں کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا
اور تم کو مسجد حرام سے روکا۔ نہ عمرے کے احکام یعنی
طواف و سعی وغیرہ کرنے دئے نہ تمہاری ہدی کو منیٰ
جو اُن کے ذبح کا مقام تھا وہاں پہونچنے دیا بلکہ تم نے
مجبوراً حدیبیہ ہی میں جو حرم کا ایک حصہ ہے اور کونا ہے
سر منڈوائے اور قربانیاں کیں اور حلال ہو کر واپس
ہو گئے۔ اگر حملہ ہو جاتا تو بہت مسلمان مرد و عورتیں
جو کفارِ مکہ کی قید میں تھے اُن کو گزند پہونچ جاتا۔ تم
نادانستہ اُن کو بھی قتل کر دیتے اور کافر سمجھ کر مار ڈالتے
یا کافر اُن کو تمہارے حملے سے متاثر ہو کر قتل
کر دیتے۔ بہرحال وہ بے گناہ پس جاتے پھر ان کے قتل
سے تم کو رنج اور کوفت ہوتی اور تم کو افسوس ہوتا
اور تم کو بھی نادانستگی میں ضرر۔ سختی اور گناہ پہنچتا
بغیر علم کو بعض نے ان تطؤھم کے اور بعض نے
فتصیبکم کے متعلق کیا ہے۔ ہم نے دونوں باتوں
کی طرف اشارہ کر دیا ہے، تمہاری نادانستگی کی وجہ سے
وہ مظلوم مسلمان پس جاتے یا تم کو نادانستہ کوئی سزا
اور سختی پہنچتی کیونکہ بے گناہ مسلمان تمہارے
ہاتھوں قتل ہوتے۔ ان کافروں میں بعض
مسلمان ہونے والے بھی تھے اس لئے فتح
کو موخر کیا کہ وہ مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت
میں داخل ہو جائیں اور جو نکل سکیں وہ نکل
آئیں۔ ہاں اگر وہ مسلمان جو کافروں کی قید میں تھے
اور کافروں سے دبے پڑے تھے کہیں ٹل جاتے اور
ان کافروں سے جدا ہو گئے ہوتے تو پھر اسی سال
ان کو تمہارے ہاتھوں سے سخت دردناک سزا دیتے

عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِينَ
روک دیا اور جو اعمال تم کرتے ہو اللہ اُن سب کو دیکھ رہا ہے۔ یہ اہل مکہ وہی تو ہیں جنھوں نے
كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا
کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور نیز قربانی کے وہ جانور جو حدیبیہ میں رُکے ہوئے تھے انکو
أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ
ان کے ٹھکانے پر پہونچنے سے روک دیا اور اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم اُن مسلمان مردوں اور اُن مسلمان
مُؤْمِنَاتٌ لَمْ تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُمْ مِنْهُمْ
عورتوں کو جن کو تم پہچانتے نہ تھے اپنی بے خبری کے باعث انہیں روند ڈالتے پھر ان بے گناہوں کی وجہ سے تم کو ضرر
مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ
پہنچتا تو یہ سب قضیہ طے کر دیا جاتا لیکن ایسا اس لئے نہیں کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں جسکو چاہے داخل کرے
يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا
ہاں اگر یہ مذکورہ مسلمان مرد اور عورتیں الگ ہو گئے ہوتے تو ہم ان اہل مکہ میں سے جو کافر تھے اُن کو سخت دردناک
أَلِيمًا ﴿٢٥﴾ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ
سزا دیتے۔ وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے جبکہ ان کافروں نے اپنے قلوب میں اس غیرت و حمیت کو جگہ دی
حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ
جو جاہلیت کی حمیت تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور مسلمانوں کو اپنی طرف سے
وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا
ضبط و اطمینان عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پرہیزگاری کی بات پر جمائے رکھا اور مسلمان ہی اس تقویٰ
ع ٣ ٩ ١١ أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ﴿٢٦﴾
کی بات کے زیادہ حقدار اور اس کلمۂ تقویٰ کے حقیقی اہل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو خوب جانتا ہے۔
لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ
بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو سچا خواب دکھلایا جو واقع کے مطابق ہے تم ضرور مسجد حرام میں

یعنی مکہ فتح ہو جاتا اور کافروں کو ختم کر دیا جاتا (۲۵) اور وہ واقعہ بھی قابلِ ذکر ہے جبکہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں اس غیرت و حمیت اور عار کو جگہ دی جو جاہلیت کی غیرت و حمیت اور عار
تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا سکینہ اپنے رسول پر اور مسلمانوں پر نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی بات پر ثابت اور جمائے رکھا اور یہ مسلمان اس کلمۂ تقویٰ کے زیادہ
حقدار اور تقویٰ کی بات کے حقیقی اہل ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو خوب جانتا ہے ٭ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک ضد یہ کہ اس سال عمرہ نہ کرنے دیا اور یہ کہ جو مسلمان ہجرت کرے پھر بھیجو اور اگلے سال
عمرے کو آؤ تین دن سے زیادہ نہ رہو اور ہتھیار کھلے نہ لاؤ حضرتؐ نے یہ سب قبول کر لیا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ کافروں نے کس قدر جاہلانہ ضدیں اور ہٹیں کیں۔ رسول اللہ کا کٹوا کر محمد بن عبد اللہ کا لکھوانا بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم کٹوا کر باسمک اللّٰھم لکھوانا وغیرہ وغیرہ یہ ایسی غیرت اور ہٹ دھرمی ہے کہ جاہلیت کی عار اور حمیت و غیرت سے تعبیر فرمایا ہے۔ کفار نے انتہائی تنگ دلی کا ثبوت دیا لیکن (باقی صفحہ ۸۲۱ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۲۰) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر سکینہ یعنی ضبط۔ تحمل اور رواداری نازل فرمائی اور مسلمانوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری پر جمائے رکھا۔ مسلمان باوجود ناراضگی اور کفار کی بیہودگیوں سے تنگ آنے کے پھر بھی کلمۂ توحید اور پیغمبر کی فرماں برداری پر جمے رہے اسی لئے فرمایا وکانوا احق بھا واھلھا کہ مسلمان دنیا میں بھی کلمۂ تقویٰ کے غیروں سے زیادہ حقدار ہیں اور قیامت میں بھی اس کے اجر و ثواب کے اہل ہیں۔ اس ضبط و تحمل کا تقاضہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی ان سب باتوں کو تسلیم کرلیا اور مسلمانوں نے اپنی رواداری سے پیغمبر کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کردیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ یعنی ان کی ضدوں کو بھی جانتا ہے اور تمہارے صبر و تحمل کو بھی جانتا ہے اور اپنی حکمتوں اور اپنے مصالح کو بھی جانتا ہے کہ ان تمام موانع پر وہ اثر مرتب فرمایا کہ جس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کا ذکر فرماتے ہیں جس کا ہم نے سورت کی ابتداء میں ذکر کیا تھا (۲۶) تفسیر صفحہ ہذا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھلایا جو واقع کے مطابق ہے تم ضرور مسجد حرام میں انشاء اللہ تعالیٰ امن و امان کیساتھ داخل ہوگے کہ اپنے سر منڈواتے اور بال کترواتے ہوگے اور تمہیں کسی طرح کا خوف اور اندیشہ نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان باتوں کو جانتا ہے جو تم نہیں جانتے پھر اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کے داخلہ سے پہلے ایک ایسی فتح عنایت کردی جو بہت ہی قریب تھی ؛ ہم پہلے عرض کرچکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا صحابہ یہ سمجھے کہ ہم اسی سال عمرہ کریں گے اور مکہ میں داخل ہوں گے۔ وہاں جانے کے بعد روکے گئے اور جو واقعات پیش آئے ان کو ہم بیان کرچکے ہیں جب مدینے آئے تو یہاں کے بعض منافقین منہ جوڑنے لگے اور طعن و تشنیع پر اتر آئے چنانچہ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے کہا کہ ماحلقنا ولا قصرنا ولا رأینا المسجد الحرام۔ یعنی نہ ہم نے سر منڈوائے اور نہ بال کتروائے اور نہ ہم نے مسجد حرام کو دیکھا اس پر یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ کہ وہ خواب جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو دکھایا اس کو اللہ تعالیٰ نے سچ کردیا اور وہ واقع کے مطابق ہے۔ تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہوگے۔ یہاں انشاء اللہ تعلیق کیلئے نہیں ہے بلکہ تاکید اور تحقیق کیلئے ہے۔ یہ داخلہ پُرامن ہوگا کوئی تم میں سے سر منڈواتا ہوگا کوئی تم میں سے بال کترواتا ہوگا پُرامن داخلہ کے بعد کسی قسم کا خوف اور اندیشہ نہ ہوگا۔ فعلم مالم تعلموا۔ میں ان تمام امور کی طرف اشارہ ہے جو پیش آئے اور جن میں بڑے بڑے انعامات اور احسانات پوشیدہ تھے۔ انہی احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے پہلے ایک اور فتح جو بہت قریب ہے وہ حاصل ہوئی مراد اس سے خیبر کی فتح ہے۔ بہرحال جو تاخیر بے شمار مصالح اور حکمتوں کو اور بیشمار فوائد اور منافع کو شامل تھی اس پر زبان طعن دراز کرنا منافقوں کی ایک حماقت اور جہالت ہے۔ مسلمانوں کو اس سے متاثر نہ ہونا چاہئے۔ آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید تائید و تصدیق فرماتے ہیں احرام سے نکلنے کے لئے حلق اور تقصیر کراتے ہیں۔ عورتوں کیلئے تقصیر اور مردوں کیلئے تحلیق اور تقصیر دونوں کی اجازت ہے تحلیق افضل ہے۔ جو صورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو پیش آئی اس کو احصار کہتے ہیں احصار کے مفصل مسائل فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں (۲۷) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین کے ساتھ اور ہدایت و دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اس دین حق کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کردے اور اللہ تعالیٰ کافی ہے گواہی دینے والا اور اللہ تعالیٰ بس ہے حق ثابت کرنے والا ؛ ہدایت یعنی قرآن۔ دین حق یعنی اسلام۔ غلبہ کا مطلب یہ ہے کہ تمام ادیان مروجہ کا ناسخ ہے۔ یا دلیل کے اعتبار سے ہر دین پر غالب ہے۔ اور شوکت و قوت کے اعتبار سے بھی غالب ہے اگر مسلمانوں کی عملی حالت درست اور صحیح ہو۔ بعض علماء نے فرمایا یہ غلبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوگا۔ اور اللہ کافی ہے گواہی دینے والا۔ یعنی اس بات پر جو وعدہ فرمایا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اگر کافر تیری رسالت اور تیری صداقت کی گواہی نہیں دیتے تو اللہ تعالیٰ گواہی دینے کو کافی ہے کہ تو اس کا رسول ہے اور دین حق لیکر آیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سب سے غالب کردیا ایک مدت اور دلیل سے غالب ہے ہمیشہ ۱۲ (۲۸) محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے صحبت یافتہ اور ہمراہی ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت (باقی ضمیمہ میں)

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ
انشاء اللہ امن و امان کے ساتھ داخل ہوگے اپنے سر منڈواتے

رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ
اور بال کترواتے ہوگے اور تمہیں کسی طرح کا خوف نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان باتوں سے واقف ہے جو

تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿٢٧﴾ هُوَ الَّذِي
تم نہیں جانتے پھر اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام کے داخلہ سے پہلے ایک ایسی فتح عنایت کردی جو بہت ہی قریب تھی۔

أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ
وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا ہے تاکہ اس دین حق کو تمام ادیان

كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿٢٨﴾ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ
باطلہ پر غالب کردے اور اللہ کافی ہے گواہی دینے والا۔ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے

مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا
صحبت یافتہ و ہمراہی ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت اور آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تو انکو کبھی

سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ
رکوع اور کبھی سجدے کی حالت میں دیکھے گا وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو میں لگے رہتے ہیں ان کی علامت

فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
کثرت سجود کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہو رہی ہے اصحاب رسول اللہ کے یہ اوصاف توراۃ میں

ع ١٥

التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ
مذکور ہیں اور صفات ان کے انجیل میں بھی ہیں جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس

شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ
ابتدائی سوئی کو اس کھیتی نے قوی کیا پھر وہ اور بھی موٹی ہوئی اور آخر کار وہ کھیتی اپنی نال یعنی پاؤں پر اس طرح سیدھی کھڑی

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ
ہوگئی کہ کاشتکاروں کو خوش کرنے لگی یہ زور اور قوت اس لئے عطا فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ انکی وجہ سے کافروں کو غیظ و غضب میں مبتلا کرے

Marfat.com

چہرے کے نور سے اور کھیتی کہاوت یہ کہ اول ایک آدمی تھا پھر دو ہوئے پھر قوت بڑھتی گئی حضرتؐ کے وقت پھر خلیفوں کے وقت اور یہ کہ وعدہ دیا اُن کو جو ایمان لائے اور بھلے کام کرتے رہے حضرتؐ کے اصحاب ایسے ہی تھے مگر خاتمے کا اندیشہ رکھا حق تعالیٰ اپنے بندوں کو ایسی خوش خبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جاویں مالک سے اتنی شاباشی بھی غنیمت ہے ۱۲ (۲۹) حضرت اُبی بن کعبؓ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے پڑھی سورہ فتح پس گویا کہ وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہوا جنھوں نے بیعت کی نیچے درخت کے یعنی بیعت الرضوان میں شریک ہوا۔ تمت تفسیر سورۃ الفتح

سورہ حُجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی یہ اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسولؐ سے قول اور فعل میں سبقت اور پیش دستی نہ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے ؛ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کسی کام میں آگے نہ بڑھا کرو مسلمانوں کو یہ ادب سکھایا پیغمبر کی تعظیم کا۔ کہتے ہیں بعض لوگوں نے عید الضحیٰ کی نماز سے پہلے قربانیاں کر لی تھیں بعض نے کہا یوم الشک کے روزے کی نہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لاتقولوا خلاف الکتاب والسنۃ۔ یعنی قرآن اور سنت کے خلاف کوئی بات نہ کہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مجلس میں کوئی کچھ پوچھے تو حضرت کی راہ دیکھو کہ کیا فرما دیں تم اپنی عقل سے آگے جواب نہ دے بیٹھو ۱۲ خلاصہ یہ کہ بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے کہ کسی کی بات میں دخل دیکر خود جواب دینے لگتے ہیں پیغمبر علیہ السلام کی مجلس میں بھی کسی نے ایسا کیا ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے والے کا جواب حضورؐ سے پہلے خود جواب دینا شروع کر دیا ہوگا یہ بہت بڑے عیب کی بات ہے اور بالخصوص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں یہ بڑی بے ادبی ہے اس لئے مسلمانوں کو اس قسم کی سبقت اور پیش قدمی اور آگے بڑھنے سے منع فرمایا (۱) اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ ہونے دو اور نبی کی آواز سے اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اور نہ تم اُن سے اس طرح پکار کر بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے پکار کر بات کیا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو؛ بنی تمیم کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور گفتگو اس امر میں ہوئی کہ بنی تمیم کے لئے حاکم کس کو مقرر کیا جائے۔ حضرت ابوبکرؓ کی رائے تھی کہ قعقاع بن معبد کو بنایا جائے حضرت عمرؓ کی رائے اقرع بن حابس کے حق میں تھی اس گفتگو میں آوازیں حاضرین کی بلند ہوئیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی عبداللہؓ سے منقول ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی اُن کے کان میں گرانی اور ثقل تھا اور آواز بڑی تھی بعض دفعہ اس قدر اُن کی آواز بلند ہو جاتی تھی کہ حضور کو اذیت ہوتی تھی اس لئے کلام میں پستی کا حکم دیا گیا حضرت شاہ صاحب رح فرماتے ہیں اس سورت میں حق تعالیٰ نے آداب سکھائے رسول کے ایک یہ کہ مجلس میں شور نہ کرو کہ حضرت کی بات سنی نہ پڑے دوسرے یہ کہ خطاب کرو ادب سے کھک کر نہ بولو ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضورؐ کی مجلس میں زیادہ بلند آواز سے کلام نہ کرو اور نہ ان سے اس طرح بات کرو جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے بلند آوازی کے ساتھ بات کیا کرتے ہو کیونکہ یہ کبھی نبی کی ایذا رسانی کا موجب ہوتا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت ایک ایسا فعل ہے کہ اسکی شامت سے اندیشہ ہے کہ نوبت حبط اعمال تک پہونچ جائے اور کبھی نشاط اور انبساط کے وقت رفع صوت ناگواری خاطر کا سبب نہ ہو تو اس کا پتہ چلنا مشکل ہے اس لئے عام طور پر حکم دیا اور ڈرایا کہ اگر حضورؐ کی مجلس میں رفع صوت کے ترک کا التزام نہ کیا تو حبط عمل کا اندیشہ ہے اور ناگواری خاطر کا موجب ہونا یا نہ ہونا اس کا تمہیں علم نہیں تم یہ سمجھتے رہو کہ ہماری بلند آوازی ملال کا سبب نہیں ہے اور وہ پیغمبر کے ملال کا موجب ہو تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو آگے ترغیب کے طور پر فرماتے ہیں (۲) بیشک جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور دبی آواز سے بولتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقوے کے لئے آزما لیا ہے اور نکھار لیا ہے اور خالص کر دیا ہے ان کے لئے بڑی مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے ؛ یہ آیت بقول بعض مفسرین سعد بن معاذؓ کے بارے میں اُتری ہے (باقی صفحہ ۸۲۳ پر)

ع ۳ ۱۲

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

اور اللہ تعالیٰ نے اُن میں سے جو ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے ان سے بڑی مغفرت اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانِ عَشَرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ حجرات مدنی ہے اور یہ اٹھارہ آیتیں اور دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ

اے ایمان والو تم اللہ اور اُس کے رسول سے سبقت نہ کیا کرو اور

رَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱﴾ يٰٓاَيُّهَا

اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ خوب سننے والا جاننے والا ہے ۔ اے ایمان والو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ

اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ ہونے دو

النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ

اور نہ تم ان سے اس طرح پکار کر بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے پکار کر بات کرتے ہو

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾ اِنَّ

کبھی تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ بے شک

الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ

جو لوگ رسول اللہؐ کے روبرو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں تو یہی وہ لوگ ہیں

الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ

جن کے دلوں کو خدا نے تقوے کے لئے آزما لیا ہے ان کے لئے بڑی مغفرت اور

اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ

بہت بڑا اجر ہے ۔ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۲۲) اور بعض نے کہا کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بہر حال مطلب یہ ہے کہ جو لوگ رسالت مآب کی جناب میں دبی آواز سے گفتگو کرتے ہیں اُن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کیلئے نکھار کر خالص کر لیا ہے یعنی اُن کے دلوں میں غیر تقویٰ نہیں ہے اور یہی وہ تقویٰ کا اعلیٰ درجہ ہے جس کو فرمایا ہے لایبلغ العبد ان یکون من المتقین حتیٰ یدع مالاباس بہ حذرا لما بہ باس ۔ یعنی تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر جب پہونچ سکتا ہے جبکہ اُن چیزوں کو اندیشہ سے جن میں خطرہ ہے اُن چیزوں کو چھوڑ دے جن میں کوئی خطرہ نہ ہو۔ یہاں پر بھی رفع صوت جو پیغمبر کی ایذا کا موجب ہو اس میں خطرہ ہے اور جو ایذا کا سبب نہ ہو اس میں کوئی اندیشہ نہیں انہوں نے مطلقاً رفع صوت کو ترک کرکے تقوے کے اعلیٰ اصول پر عمل کیا یعنی خطرہ کے اندیشہ اور حبط عمل کے ڈر سے اتنی آواز بھی بلند نہ کی جو حبط کا موجب نہیں ہے ۔ سبحان اللہ کیسا ادب ہے اور کیسا تقویٰ ہے انہی کیلئے فرمایا لھم مغفرۃ واجر عظیم ۔ صحابہ کرام کی اتباع کا یہ حال تھا رضوان اللہ علیہم اجمعین (۳) تفسیر صفحہ ہذا ۔

الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ④ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى

پکارتے ہیں اُن میں اکثر ایسے ہیں جو عقل نہیں رکھتے ۔ اور اگر یہ لوگ ذرا صبر سے کام لیتے یہاں تک

تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ⑤

کہ آپ خود نکل کر ان کے پاس تشریف لے آتے تو یہ ان کیلئے بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَاۗءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا

اے مسلمانو اگر کوئی گناہ گار آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لیکر آئے تو اس خبر کی خوب چھان بین کر لیا کرو

اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ

کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی قوم کو اپنی لاعلمی سے کوئی ضرر پہنچا دو پھر تم اپنے کیے پر

نٰدِمِيْنَ ⑥ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ

پچھتاتے پھرو ۔ اور یہ بات خوب جان رکھو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ رسول

فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ

ان میں تمہاری رائے پر عمل کرنے لگے تو تم بڑی مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب

الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ

بنا دیا اور ایمان کو تمہارے دلوں میں خوش نما اور مستحسن کر دیا اور کفر اور فسق سے اور نافرمانی سے

الْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ⑦ فَضْلًا

تم کو نفرت دیدی یہی لوگ سیدھی راہ پر چلنے والے ہیں ۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے

مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑧ وَاِنْ طَاۗىِٕفَتٰنِ

فضل اور اس کے انعام کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے ۔ اور اگر مسلمانوں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ

کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے مابین اختلاف کو رفع کرکے صلح کرا دو پھر اگر ان میں

اِحْدٰىهُمَا عَلَي الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْۗءَ

سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو جو گروہ زیادتی کرتا ہے تم اُس سے لڑو یہاں تک کہ وہ

منزل ۷

بلاشبہ جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر ایسے ہیں جو عقل نہیں رکھتے (۴) اور اگر یہ لوگ ذرا صبر کرتے اور صبر سے کام لیتے یہاں تک کہ آپ خود حجرے سے نکل کر اُن کے پاس تشریف لے آتے تو یہ اُن کے لئے بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا بہت مہربان ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بنی تمیم آئے ملنے کو حضرتؐ گھر میں تھے باہر سے لگے پکارنے چاہیے تھا کہ آدمی کی زبانی خبر کرتے ۱۲ یہ بھی ایک ادب کی بات سکھائی ۔ کہ اگر کبھی پیغمبر کی خدمت میں آؤ اور پیغمبر کسی ضرورت سے مکان میں تشریف رکھتے ہوں تو آپ کو یا محمد اخرج الینا کہہ کر پکارنا نامناسب اور آپ کی شان کے خلاف ہے ۔ اطلاع کے اور ذرائع بھی ہو سکتے ہیں یا یہ کہ صبر اور انتظار کرو یہاں تک کہ حضورؐ خود ہی باہر تشریف لائیں تو اُس وقت ملاقات کر لو ۔ کیونکہ جو لوگ عوام سے رابطہ رکھتے ہیں وہ گھر میں زیادہ دیر نہیں ٹھہرتے ۔ اکثر اس لئے کہا کہ شاید کچھ لوگوں نے اس کی ابتدا کی ہو اور کچھ نے دیکھا دیکھی یہ حرکت کی ہو ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ حضورؐ کے قیلولے کا وقت ہو کیونکہ آپ گھر میں آرام فرماتے تھے ۔ اس لئے ان لوگوں کا ہر حجرے پر آوازیں دیتے پھرنا اور انتظار نہ کرنا خلاف تہذیب اور خلاف ادب قرار دیا گیا ۔ آپ خود نکل کر اُن کے پاس تشریف لے آتے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ انتظار کرتے تو یہ بہتر ہوتا کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا کہ حضورؐ کو ان کے آنے کی خبر نہ ہوتی لیکن بہر حال جب آپ باہر نکلتے خواہ اُن کی ملاقات کے لئے نہیں بلکہ کسی اور کام کو مکان سے باہر تشریف لاتے اور اُن کو بیٹھے ہوئے دیکھتے تو ضرور اُن سے دریافت کرتے اور اُن سے ملاقات کرتے ۔ اور یہ ان کے لئے بہتر ہوتا کیونکہ اس میں پیغمبر کی گستاخی اور بے ادبی سے محفوظ رہتے بہر حال اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بڑی مہربانی کرنے والا ہے ۔ ان کی غلطیوں کو معاف کر دیا جائے ان تمام آیات میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کا ادب تعلیم کیا ہے اور بتایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہونے اور بات چیت کا طریقہ کیا ہونا چاہیے اور معصیت میں کیا نقصان پہونچتا ہے ۔ یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اہل سنت کے نزدیک معصیت حبط عمل کا موجب نہیں ہوتی ۔ یہ مذہب تو معتزلہ وغیرہ کا ہے جیسا کہ ہم نہایت وضاحت کے ساتھ پہلے پارے میں آیت بلیٰ من کسب سیئۃ کے تحت عرض کر چکے ہیں اور تسہیل میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے ۔ یہاں بھی ہم نے تیسیر میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے ۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی معصیت براہ راست حبط عمل کا سبب نہ بنتی ہو لیکن معصیت سے آئندہ نیکی کی توفیق سلب ہو سکتی ہے اور معاصی موجب الی الخذلان ہو سکتے ہیں اور خذلان منجر الی الکفر ہو سکتا ہے اور کفر اختیاری سے تو بالاتفاق عمل کا حبط ہونا لازمی ہے تو رفع صوت بالجہر آہستہ آہستہ تم کو کفر تک پہونچا دے اور تمہارے تمام اعمال ضائع ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو کہ یہ سزا کون سے جرم کی پاداش میں دی گئی ۔ ذرا تامل کرنے سے تیسیر کی یہ بات سمجھ میں آجائے گی لیکن اشارے کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا اسلئے میں نے صراحۃً عرض کر دیا (۵) اے ایمان والو اگر کوئی گناہ گار اور شریر آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اُس خبر کی خوب چھان بین کر لیا کرو اور تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی لاعلمی اور نادانی سے کسی قوم کو ضرر پہونچا دو پھر تم اپنے کیے پر پچھتاتے پھرو ۔ اور پشیمان ہو (۶) اور یہ بات خوب جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں ۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

پھر اگر اُن میں سے ایک گروہ دوسرے پر زیادتی کرے تو جو گروہ اور جو جماعت زیادتی کرتی ہے تم اُس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے یعنی قتال ترک کردے پھر اگر وہ زیادتی کرنے والا فریق رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے مابین انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ کو خوش آتے ہیں انصاف والے (۹) سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی جب حکم شرع کے تابع ہوں تو انصاف سے صلح کرا دو ایک کی طرف داری نہ کرو یہ حکم ہے خانہ جنگی کا جو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں اگر جنگ ہو جائے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ آپس میں سمجھا بجھا کر ما بہ النزاع امور کو ختم کرا کے اصلاح کردیں اور دونوں پارٹیوں میں صلح کرا دیں اور اگر باوجود اصلاح کی اور صلح کی کوشش کے کسی جماعت کی زیادتی دیکھو یعنی وہ قتال کے ترک پر آمادہ نہو اور زیادتی اور تعدی سے باز نہ آئے تو زیادتی کرنیوالی جماعت سے تم سب مل کر لڑو اور جنگ کرو یہاں تک کہ وہ تعدی اور زیادتی کرنیوالی جماعت اللہ تعالیٰ کے حکم اور اُس کے فیصلے کے آگے جھک جائے اور جنگ بند کردے پھر جب وہ پارٹی جھک جائے اور جنگ سے رجوع کرلے تو حدود شرعیہ کے موافق اُن کی اصلاح کردو۔ عدل کا مطلب ہے شرعی حدود کے موافق صلح کرا دو تاکہ صلح پائیدار اور دائمی ہو۔ صرف جنگ بند کرا دینے سے پھر اندیشہ رہے گا کہ کسی وقت پھر لڑائی ہو جائے اس لیے تمام معاملات کو انصاف کے ساتھ طے کرا دو اور انصاف کیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے آگے پھر اسی مضمون کی تاکید ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی ہیں تو کبھی بھائیوں میں لڑائی ہو جائے تو تم اپنے دونوں بھائیوں میں اصلاح کر دیا کرو کیونکہ بہرحال وہ دونوں پارٹیاں تمہارے بھائی ہیں اور صلح کراتے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو یعنی جانب داری سے کام نہ لو اور کسی پارٹی کی طرف داری نہ کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ انصار کے بعض حضرات اور عبداللہ بن ابی کے بعض طرف داروں میں ایک جھگڑا ہو گیا جھگڑا معمولی سی بات پر تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سواری پر سوار تھے سواری نے پیشاب کیا عبداللہ بن ابی نے پیشاب پر کچھ ناک بھوں چڑھائی عبداللہ بن رواحہ نے اس کی ناک بھوں چڑھانے پر کچھ ناراضگی کا اظہار کیا۔ اسی پر بات بڑھ گئی اور اسی پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اس آیت کے متعلق بہت سے مسائل ہیں کیونکہ یہ آیت ہر اُس جنگ کو شامل ہے جو مسلمان آپس میں لڑیں یا امام سے بغاوت کرکے مقابلے میں آئیں اور آپس میں لڑیں ان کا حکم فرمایا مرتدین کا نہیں ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ جمل اور جنگ صفین کے موقعہ پر فرمایا تھا اخواننا بغوا علینا۔ حضرت علیؓ نے بغاوت کرنیوالوں کو اپنا بھائی فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ایسی بغاوت یا باہمی جنگ سے مسلمان کا نام باقی رہتا ہے اور ایک مسلمان کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ اسی لئے اس قسم کے لڑنے والوں کے احکام بھی جدا ہیں مثلاً جو دو پارٹیاں باہم نبرد آزما ہیں وہ دونوں امام المسلمین کی ولایت کے تحت ہیں۔ یا دونوں امام المسلمین کی ولایت کے ماتحت نہیں ہیں۔ یا ایک امام کی ولایت کے تحت ہے۔ اور دوسری نہیں ہے۔ ان کے تمام احکام علیحدہ علیحدہ فقہ کی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہیں جو ان کتابوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس مختصر تیسیر میں ان کی گنجائش نہیں یہاں صرف اتنی بات سمجھ لینی چاہیے کہ مسلمانوں کو اخوۃ قائم رکھنے کی غرض سے ایک طریقہ صلح و آشتی اور باہم صفائی کا بتایا گیا ہے اور تیسری پارٹی جو اصلاحی ہو اُس کو عدل و انصاف کی تاکید کی گئی ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے اور آداب تعلیم فرمائے اور سماج کو اعلیٰ کردار سکھائے تاکہ اخلاق کی بلندی میسر ہو اور باہمی خانہ جنگی بند ہو (۱۰) اے ایمان والو! نہ تو مردوں کی کوئی جماعت دوسرے مردوں کی کسی جماعت سے مذاق کرے کیا عجب ہے کہ جو لوگ مذاق اڑا رہے ہیں اور تمسخر کر رہے ہیں اُن سے وہ لوگ بہتر ہوں جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور جن سے تمسخر کیا جا رہا ہے اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا اور ان سے مذاق کرنا چاہیے یہ ممکن ہے کہ جو عورتیں ہنسی اُڑانے والی ہیں اُن سے وہ عورتیں بہتر ہوں جن کی ہنسی اُڑائی جا رہی ہے اور نہ آپس میں ایک دُوسرے کو طعنہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارا کرو (باقی ضمیمہ میں)

إِلَىٰٓ أَمْرِ ٱللَّهِ ۚ فَإِن فَآءَتْ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَهُمَا بِٱلْعَدْلِ وَ
خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو جائے پھر اگر وہ زیادتی کرنیوالا فریق رجوع ہو جائے تو ان دونوں کے مابین انصاف کیساتھ صلح
أَقْسِطُوٓا۟ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ﴿٩﴾ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ
کرا دو اور انصاف کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنیوالوں کو پسند فرماتا ہے۔ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے
إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا۟ بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ لَعَلَّكُمْ
بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر
تُرْحَمُونَ ﴿١٠﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ
رحم کیا جائے۔ اے ایمان والو نہ تو مردوں کی کوئی جماعت دوسرے مردوں کی کسی جماعت سے مذاق کرے
عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ
کیا عجب ہے کہ جو لوگ مذاق اڑا رہے ہیں اُنسے وہ لوگ بہتر ہوں جن کا مذاق اُڑایا جا رہا ہے اور عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے
أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟
یہ ممکن ہے کہ جو عورتیں ہنسی اُڑانیوالی ہیں اُن سے وہ عورتیں بہتر ہوں جنکی ہنسی اڑائی جا رہی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنہ دیا کرو اور نہ
بِٱلْأَلْقَٰبِ ۖ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَٰنِ ۚ وَمَن لَّمْ
ایک دوسرے کو بُرے لقب سے پکارا کرو ایمان لانے کے بعد فسق کا نام بہت بُرا ہے اور جو توبہ
يَتُبْ فَأُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ ﴿١١﴾ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱجْتَنِبُوا۟
نہ کریں گے تو وہی لوگ ظلم کرنیوالے ہوں گے۔ اے ایمان والو بہت گمان کرنے سے
كَثِيرًا مِّنَ ٱلظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ ٱلظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا۟
احتراز کیا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے عیب کی ٹٹول
وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ
نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے بُرا کہا کرو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا
أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾
گوشت کھائے اسکو تو تم برا سمجھتے ہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنیوالا بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔

ع ۱ ۱۰ ۱۴

Marfat.com

اے انسانو ! اور اے لوگو ! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف شاخیں اور مختلف قبیلے بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرسکو اور پہچان سکو ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو تم سب میں بڑا شریف اور عزت والا وہ ہے جو تم سب میں بڑا پرہیزگار اور زیادہ تقوے والا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب کو جانتا ہے اور سب کے حال سے باخبر ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بڑائیاں ذات کی اور قوم کی عبث ہیں صفت نیک چاہئے بڑی ذات کس کام کی ۱۲ خلاصہ یہ کہ سب لوگ ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم و حوا سے پیدا ہوئے ہیں۔ جس قدر اولاد بڑھتی گئی ان کے شعب قبیلہ، عمارہ۔ بطن، فخذ اور فصیلہ بنتے گئے۔ اس سے باہمی تعارف اور پہچان میں آسانی ہوتی ہے کیوں کہ ایک ایک نام کے بہت سے آدمی ہوتے ہیں اس کے علاوہ بھی اور بہت سے فوائد ہیں۔ مثلاً قرب و بعد کی مناسبت سے ان کے حقوق شرعیہ رد کئے جاتے ہیں حاجب اور محجوب کا پتہ چلتا ہے ایک خاندان کا آدمی دوسرے خاندان کے آدمی سے متمیز رہتا ہے۔ شعوب جمع ہے شعب کی۔ شعب جمع کرتا ہے قبائل کو اور قبیلہ جمع کرتا ہے عمائر کو اور عمارہ جمع کرتا ہے بطون کو۔ اور بطن جمع کرتا ہے افخاذ کو اور فخذ جمع کرتا ہے فصائل کو۔ یہ ہم نے عربی قبائل کی اصطلاح بیان کی۔ دوسری قوموں میں کوئی اور دستور ہوگا۔ بہرحال یہ اولاد آدم کی تقسیم ہوتی چلی گئی۔ مثلاً فرض کرو خزیمہ شعب ہے اور کنانہ قبیلہ اور قریش عمارہ اور قصی بطن۔ اور ہاشم فخذ۔ اور عباس فصیلہ۔ یہ تمام تقسیمیں باہمی شناخت کے لئے ہیں اور کسی کو کسی پر فضیلت نہیں۔ شرافت اور بزرگی اور عزت اللہ تعالیٰ کی نظر میں اسی کی ہے جو متقی ہو۔ جو تقویٰ میں اونچا اور اعلیٰ اور اتقیٰ ہے وہی اللہ کے نزدیک بڑا شریف اور مکرم ہے۔ اس اعلان نے بنی نوع انسان میں مساوات اور یگانگت پیدا کردی اور زمانۂ جاہلیت کے خاندانی تفاخر اور بڑائی کو پارہ پارہ کردیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جو خطبہ فرمایا اس میں اس بات کا اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کی نخوت اور تکبر کو دور کردیا آدمیوں کی دو ہی قسمیں ہیں مومن جو پرہیزگار ہو وہ اللہ کے نزدیک عزت دار اور کریم ہے۔ اور جو فاجر شقی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ذلیل و خوار ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور آدمؑ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے نہ عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت ہے نہ عجمی کو عربی پر کوئی بزرگی ہے نہ سرخ رنگ والے کو سفید رنگ والے پر کوئی بزرگی ہے نہ سفید رنگ والے کو سرخ رنگ والے پر کوئی فضیلت اور بڑائی حاصل ہے مگر تقوے اور پرہیزگاری سے۔ پیغمبر اسلام علیہ السلام کا یہ بنی نوع انسان پر کتنا بڑا احسان ہے کہ تمام دنیا کے انسانوں سے نسبی تفاخر کو مٹا کر سب کو بھائی بھائی بنادیا اور صرف تقوے اور پرہیزگاری کو امتیاز کی وجہ قرار دیا یعنی جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے وہی بڑا ہے جس قدر تقوے میں بڑھا ہوا ہے اسی قدر بزرگی میں بڑھا ہوا ہے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ جو عمل میں پیچھے رہا اس کا نسب اسکو آگے نہ بڑھا سکے گا۔ اللہ تعالیٰ علیم اور خبیر ہے یعنی ہر شخص کے نسب اور اس کے نسبی تفاخر کو بھی جانتا ہے اور ہر شخص کے تقوے سے بھی باخبر ہے (۱۳) یہ دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ ان سے کہدیجئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم فرماں بردار ہوگئے یعنی ہم نے مخالفت ترک کردی ہے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی صحیح اطاعت کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کے اجر و ثواب میں ذرا بھی کمی نہیں کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔ عرب کے اکثر دیہاتیوں نے صدق دل سے ایمان قبول کیا تھا لیکن یہ بنی اسد کے لوگ قحط کے زمانے میں غلہ وغیرہ حاصل کرنے مدینے میں آئے تو کہنے لگے ہم ایمان لے آئے اس پر تنبیہ کی کہ ایمان صرف زبان کے کہنے سے نہیں ہوتا بلکہ دل سے اس کی نیت ۔۔۔ یعنی جب تک تصدیق قلبی میسر نہ ہو صرف قول سے مومن نہیں ہوتا ہاں زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہو کہ ہم صلح میں داخل ہو کر آپ کے مطیع ہوگئے ہیں اور ہم نے مخالفت ترک کردی ہے اور ابھی ایمان تمہارے قلب میں ہوا یعنی تصدیق قلبی حاصل نہیں ہوئی اور اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو جس میں تصدیق قلبی بھی آگئی یعنی دل سے بھی ایمان لے آؤ اور زبان اور قلب میں مطابقت ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ان اعمال کے اجر میں جو ایمان لانیکے بعد تم کروگے اس وقت کے کفر و شرک کی وجہ سے کچھ کمی نہیں کرے گا۔ یعنی ایمان لانے کے بعد جو عمل کروگے اس کا پورا پورا ثواب دیا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ
اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف شاخیں اور مختلف قبیلے
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ
بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کرسکو اللہ کے نزدیک تو تم سب میں بڑا عزت والا وہ ہے جو تم سب میں بڑا پرہیزگار ہے
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٣﴾ قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ
بیشک اللہ سب کو جانتا ہے اور سب کے حال سے باخبر ہے۔ یہ دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے آپ انسے کہدیجئے تم ایمان
تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ
تو نہیں لائے ہاں یوں کہو کہ ہم فرمانبردار ہوگئے اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل
فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم
نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی صحیح طور پر اطاعت کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کے
مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا
اجر میں ذرا بھی کمی نہیں کریگا۔ بیشک اللہ بڑا بخشنے والا بڑی مہربانی کرنیوالا ہے۔ کامل
الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا
ایمان والے تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انھوں نے کبھی شک نہیں کیا
وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ
اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں مشقتیں برداشت کیں یہی
هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَ
لوگ ہیں جو سچے ہیں۔ آپ ان دیہاتیوں سے کہدیجئے کیا تم اللہ کو اپنے دین کی خبر دیتے ہو
اللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ
حالانکہ اللہ تو ان سب چیزوں سے آگاہ ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور خدا تعالیٰ تمام
شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل
چیزوں کو جانتا ہے۔ اے نبی یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں آپ کہدیجئے

Marfat.com

یعنی اگر تمہارا یہ دعویٰ ایمان سچا بھی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ کا احسان مانو کہ اس نے تم کو ہدایت ایمان کی توفیق دی اور تمہاری رہنمائی فرمائی تم الٹا اپنا احسان جتاتے ہو۔ اور یہاں تو بات ہی دوسری ہے کہ دعوے اسلام میں ہی سچے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا علم تمہارے ایمان کے خلاف ہے یہ تمام آیتیں اعراب مذکورہ سے ہی تعلق رکھتی ہیں جیسا کہ صاحب مدارک کا خیال ہے۔ اسی لئے ہم نے سب آیتوں کا سلسلہ قالت الاعراب سے ہی رکھا ہے۔ اب خلاصہ یہ ہوا کہ یہ اعراب کذب خدع یعنی دھوکہ۔ اور تمنن یعنی احسان جتانا تینوں افعال قبیحہ کے مرتکب ہوئے تھے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کئی مرتبہ کی گفتگو کا خلاصہ ہو جیسا کہ بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ بنی اسد پہلے چلے گئے جب انھوں نے یہ آیتیں سنیں تو پھر آئے اور قسمیں کھا کر یقین دلانے لگے۔ اس پر آگے کی آیتیں نازل ہوئیں۔ ایمان اور اسلام امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت کی بنا پر دونوں چیزیں ایک ہی ہیں۔ یہاں ایمان اور اسلام کی جو بحث ہے وہ لغوی ہے شرعی نہیں (۱۷) بلا شبہ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی تمام مخفی اور پوشیدہ باتیں جانتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سب کو اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے ؛ صاحب مدارک نے فرمایا یہ ان اعراب کے غیر صادق ہونے کا بیان ہے یعنی جبکہ اللہ تعالیٰ ہر پوشیدہ سے پوشیدہ چیز کو آسمان و زمین کی جانتا ہے اور تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے اور دیکھنے والا ہے تو اس سے وہ بات کیوں کر پوشیدہ ہو سکتی ہے جو تمہارے دلوں میں ہے (۱۸) تم تفسیر سورۃ الحجرات

لَا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْكُمْ اَنْ

کہ تم مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے ایمان کی جانب

هَدٰىكُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ

تمہاری رہنمائی فرمائی ہے بشرطیکہ تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو۔ یقین جانو اللہ تعالیٰ آسمان

غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾ ع

و زمین کی تمام مخفی باتیں جانتا ہے اور جو تم کر رہے ہو وہ سب اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔

سُوْرَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ق مکی ہے اور یہ پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

قٓ ۚ۫ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ ﴿۱﴾ۚ بَلْ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ

قٓ تف قسم ہے اس قرآن شریف کی۔ (کہ آپ ہمارے رسول ہیں مگر یہ کافر یقین نہیں کرتے) بلکہ انکو اس بات پر تعجب ہوا کہ انکے

مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ﴿۲﴾ۚ ءَاِذَا مِتْنَا

پاس انہی میں سے ایک ڈرانیوالا آیا اس پر کافر کہنے لگے یہ ایک عجیب سی بات ہے۔ کیا جب ہم مر گئے اور مر کر

وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ﴿۳﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ

خاک ہو گئے تو کیا پھر لوٹ کر زندہ ہوں گے یہ دوبارہ پھر زندہ ہونا بہت ہی بعید از عقل ہے۔ بیشک ہم انکے ان اجزا کو

الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَ عِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ﴿۴﴾ بَلْ كَذَّبُوْا

جانتے ہیں جنکو زمین ان میں سے کم کرتی ہے اور ہمارے پاس کتاب ہے جسمیں سب کچھ محفوظ ہے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ جب سچی بات

بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ﴿۵﴾ اَفَلَمْ یَنْظُرُوْۤا

انکو پہنچی تو وہ اس کی تکذیب کرنے لگے غرض یہ لوگ تردد و اضطراب کی حالت میں مبتلا ہیں۔ کیا ان لوگوں نے آسمان کی جانب

اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَ زَیَّنّٰهَا وَ مَا لَهَا مِنْ

جو ان کے اوپر ہے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس آسمان کو کیسا بنایا اور کس طرح اسکو آراستہ کیا اور اس میں کہیں کوئی

سورۂ قٓ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے یہ پینتالیس آیتیں اور تین رکوع ہیں:۔

ع ۸ ۱۴

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ تف۔ قسم ہے قرآن مجید بڑے شان والے کی ؛ قٓ تو حروف مقطعات میں سے ہے اور قارئین کو معلوم ہے کہ ہم حروف مقطعات کے کوئی معنی نہیں کرتے اس لئے کہ ان حروف کا حقیقی علم اور اس کے معنی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ اگرچہ اکثر مفسرین نے معنی بیان کئے ہیں لیکن ہم نے احتیاطاً کسی جگہ اس کے معنی تیسیر میں نہیں کئے۔ مجید کے معنی شرف اور بزرگی کے ہیں اس لئے ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں معنی کی رعایت رکھی ہے قرآن کا مجد اور شرف ظاہر ہے دوسری کتب سماویہ پر قرآن کو ایک خاص شرف اور بزرگی حاصل ہے۔ یہ سب کا ناسخ ہے۔ اس میں تحریف نہیں جس طرح نازل ہوا اسی طرح امت کے سینوں میں محفوظ ہے اس قسم کا جواب محذوف ہے۔ بعض نے کہا بے شک ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے بعض نے کہا کفار مکہ ایمان نہیں لاتے محمد پر بعض نے کہا ہم نے آپ کو قیامت سے ڈرانیوالا بھیجا ہے ہم نے ترجمے میں جواب قسم یہ لکھا ہے کہ آپ ہمارے رسول ہیں مگر یہ کافر یقین نہیں کرتے بہرحال المحذوف کالملفوظ کی بنا پر ہم نے جواب قسم لکھ دیا ہے ورنہ قرآن میں مذکور نہیں بعض حضرات نے قد علمنا ما تنقص الارض کو اور بعض حضرات نے ما یلفظ من قول کو جواب قسم کہا ہے (۱) کافروں نے نہیں مانا بلکہ ان کو اس بات پر تعجب ہوا کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک ڈرانیوالا آیا سو دین حق کے منکروں نے کہا یہ ایک عجیب سی بات ہے (۲) کیا جب ہم مر گئے اور مر کر مٹی اور خاک ہو گئے تو کیا پھر لوٹ کر زندہ ہوں گے یہ دوبارہ پھر زندہ ہو کر لوٹنا بہت ہی بعید از عقل بات ہے ؛ یعنی اول تو اس پر تعجب کہ ہماری ہی جنس سے یعنی بشر ہم کو ڈرانے کے لئے آیا پھر اس پر تعجب یہ کہتا ہے کہ مر جانے اور مٹی ہو جانے کے بعد پھر تم کو دوبارہ زندہ ہونا اور زندہ ہو کر لوٹنا ہے۔ تو یہ رجعت اور دوبارہ لوٹنا تو عقل و فہم سے بہت دور اور بعید بات ہے بھلا خاک ہو جانے کے بعد پھر ہمارا انسان بن جانا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سورۂ مومنون میں گزر چکا ہے هیهات هیهات لما توعدون اگرچہ یہ قول نوح علیہ السلام کی قوم کا ہے لیکن دین حق کے سب منکروں میں ایک ہی قسم کی ذہنیت کار فرما ہے جو بات ہزارہا برس پہلے نوح علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی وہی برسہا برس کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم یعنی کفار عرب نے کہا ذلک رجع بعید یعنی بعید از امکان ہے (۳) یقیناً ہم ان کے ان اجزا کو جانتے ہیں کہ جنکو زمین ان میں سے کم کرتی اور گھٹاتی ہے اور ہمارے پاس کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے اور جو حفاظت کرنے والی ہے ؛ یہ اس بعید از امکان کا جواب ہے۔ کہ آخر یہ غیر ممکن کیوں ہے یا تو یوں کہو کہ محل میں حیوٰۃ کی قابلیت نہیں۔ اور یہ بداہۃً غلط ہے کیونکہ محل تو بالفعل حیات سے متصف ہے۔ یا یوں کہو کہ فاعل اور زندہ کرنیوالے کو اتنا علم کہاں کہ وہ ہمارے اجزائے منتشرہ

(باقی صفحہ ۸۲۷ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۲۶) کو جمع کرکے اُس کو فرمایا کہ زمین جس قدر حصے کو کم کرتی ہے فاعل کو اُس کا سب علم ہے اور یہ علم آج سے نہیں بلکہ تمہارے پیدا کرنے سے پہلے بھی جانتا تھا کہ تم مر کر کہاں جاؤ گے اور تمہارا ہڈی چمڑا کہاں کہاں منتشر ہوگا اور کس قدر ذرے کہاں کہاں ہوں گے تو جس فاعل اور زندہ کرنے والے کا علم اتنا وسیع ہو اُس کے لئے نہ بعید از عقل ہے نہ بعید از امکان ہے۔ اسی کو فرمایا وعندنا کتاب حفیظ۔ کہ ہمارے پاس لوح محفوظ ہے جس میں تمہارا بلکہ تمام عالم کا احوال درج اور منضبط ہے۔ پھر تمہارا زندہ کرلینا اور تمہارا لوٹنا فاعل اور زندہ کرنیوالے کو کیا مشکل ہے۔ حفیظ کا ترجمہ اگر محفوظ کریں تو مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کے تغیر سے، شیاطین کے تصرف سے اور برا ہونے سے وہ محفوظ ہے اور اگر حافظ سے ترجمہ کریں جیسا کہ ہم نے دونوں کو ظاہر کردیا ہے تو مطلب یہ ہے کہ اس کتاب میں جو لکھا ہے وہ کتاب خود اس کی حفاظت کرنے والی اور نگہبان ہے بہرحال حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی سارے مٹی نہیں ہوجاتے جان سلامت رہتی ہے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ ہم کو معلوم ہے کہ کون مرتا ہے اور کس کو زمین کم کرتی ہے اور کیا چیز زندہ رہتی ہے۔ آگے منکروں کی عام تکذیب کا ذکر فرماتے ہیں کہ بعث کے انکار پر کیا منحصر ہے یہ تو ہر امر حق کی تکذیب کرتے ہیں (۴) یہی نہیں بلکہ جب سچی بات اور امر حق ان کو پہنچا اور ان کے پاس آیا تو وہ اسکی تکذیب کرنے لگے غرض یہ لوگ تردد و اضطراب کی حالت میں مبتلا ہیں اور الجھی بات میں پڑے ہیں ؛ مطلب یہ ہے کہ ایک بعث بعد الموت کے کیا منکر ہیں امر حق اور دین حق کی تکذیب کرتے ہیں۔ جس میں نبوت اور قرآن بھی داخل ہے یہ تو سب کی ہی تکذیب کرتے ہیں۔ نبوت کو جھٹلاتے ہیں قرآن کی تکذیب کرتے ہیں۔ بعث کی تکذیب کرتے ہیں۔ غرض عقائد حقہ کے مکذب ہیں اور ان کو قرار نہیں یہ ایک حالت پر نہیں رہتے۔ مریج۔ مرج الخاتم فی اصبعہ کے محاورے سے ہے یعنی انگلی میں انگوٹھی ڈھیلی ہو تو وہ ایک حالت پر نہیں رہتی بلکہ ہرتی پھرتی اور آگے پیچھے ہوتی رہتی ہے، یہی ان کی حالت ہے کہ کسی بات پر قائم نہیں بلکہ ڈانواں ڈول ہیں، آگے حضرت حق تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرماتے ہیں (۵) کیا ان لوگوں نے آسمان کی جانب جو اُن کے اوپر ہے نہیں دیکھا کہ ہم نے اس کو کیسا بنایا اور کس طرح اس کو آراستہ کیا اور اسکو زینت دی اور اس میں کہیں کوئی شگاف اور دراڑ نہیں ؛ یعنی آسمان جو اُن کے اوپر ہے اور نہایت آسانی سے جب نگاہ اُٹھائیں دیکھ سکتے ہیں کبھی نظر نہیں ڈالی کہ ہم نے اُس کو کیسا اونچا بنایا اور اس کو تاروں سے کیسی زینت بخشی اور پھر مرور زمان کے باوجود اُس میں نہ کوئی بال پڑا۔ نہ شگاف نہ دراڑ نہ اس میں کوئی سوراخ ہوا، جیسا کہ عام تعمیرات میں ہوا کرتا ہے۔ (۶) تفسیر صفحہ ہذا:- اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اس میں ہم نے بھاری بھاری پہاڑ ڈالے اور پہاڑوں کو جمادیا اور ہم نے اس زمین میں سے ہر قسم کی پُر رونق چیزیں اُگائیں ؛ یعنی قسم قسم کی نباتات (۷) تاکہ ہر اس بندے کیلئے یہ چیزیں موجب اور ذریعہ ہوں ہدایت اور نصیحت کا جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونیوالا ہے ؛ ہم نے مفعول لہٗ کی تقدیر پر تبصرۃ کا ترجمہ کیا ہے یعنی فعلنا ذلک تبصیراً منا۔ دوسرے بھی احتمال ہیں مثلاً خلقنا السماء تبصرۃ اور خلقنا الارض ذکریٰ اور بھی اس کے علاوہ احتمالات ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر عبد منیب کے لئے یہ چیزیں بینائی اور دانائی کا سبب اور موجب ہیں۔ ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کی راہ بھی ملتی ہے اور نصیحت بھی بشرطیکہ کوئی بندہ حضرت حق تعالیٰ کی جناب میں رجوع ہونے کے لئے آمادہ اور تیار ہو۔ آگے اور دلائل توحید مذکور ہیں (۸) اور ہم نے آسمان سے بابرکت اور برکت والا پانی اتارا پھر اس پانی سے بہت سے باغ پیدا کئے اور وہ اناج پیدا کئے جن کا کھیت کاٹا جاتا ہے ؛ یعنی دانے اور غلے والی کھیتی۔ جیسے جو۔ چنا۔ گیہوں جوار وغیرہ جس کا کھیت عام طور سے کاٹا جاتا ہے حبّ الحصید کی ترکیب ایسی ہے جیسے مسجد الجامع۔ یعنی صفت کی اضافت موصوف کی طرف (۹) اور کھجوروں کے اونچے اونچے درخت اگائے کہ ان درختوں کا گابھا اوپر تلے خوب گتھا ہوا اور تہ بر تہ ہوتا ہے ؛ یعنی ان کے گچھے خوب گندھے ہوئے ہوتے ہیں (۱۰) یہ سب کچھ بندوں کے رزق دینے کیلئے اُگایا اور اسی پانی کے ذریعے ہم نے مری ہوئی زمین کو زندہ کیا۔ اور اسی طرح قبروں سے مُردوں کا نکلنا ہوگا ؛ بارش کے پانی کو برکت والا فرمایا کیونکہ مخلوق کیلئے اس میں خیر کثیر اور منافع کثیرہ ہیں۔ (باقی ضمیمہ میں)

فُرُوجٍ ⑥ وَالْأَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَ
شگاف نہیں ۔ اور ہم نے زمین کو پھیلایا اور اُس میں ہم نے بھاری بھاری پہاڑ جما دیے اور
أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ⑦ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى
ہم نے اُس میں سے ہر قسم کی پُر رونق چیزیں اُگائیں ۔ تاکہ ہر اُس بندے کیلئے یہ چیزیں موجب ہدایت
لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ⑧ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا
ونصیحت ہوں جو خدا کی طرف رجوع ہونیوالا ہے ۔ اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا پھر
فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيدِ ⑨ وَالنَّخْلَ
ہم نے اُس پانی سے بہت سے باغ پیدا کئے اور وہ اناج پیدا کئے جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے ۔ اور کھجوروں کے اونچے
بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ⑩ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَأَحْيَيْنَا
اونچے درخت اُگائے کہ ان درختوں کا گابھا اوپر تلے خوب گتھا ہوا ہوتا ہے ۔ یہ سب کچھ بندوں کو رزق دینے کیلئے اُگایا اور اسی
بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ الْخُرُوجُ ⑪ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ
پانی کے ذریعہ ہم نے مری ہوئی زمین کو زندہ کیا اسی طرح قبروں سے نکلنا ہوگا ۔ ان کفار قریش سے پہلے نوح
قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحٰبُ الرَّسِّ وَثَمُودُ ⑫ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ
کی قوم اور کنوئیں والے اور ثمود اور عاد اور فرعون
وَإِخْوَانُ لُوطٍ ⑬ وَّأَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ
اور لوط کی قوم ۔ اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم تکذیب کرچکے ہیں
كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ⑭ أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ
ان سب ہی نے رسولوں کو جھٹلایا پھر میرے عذاب کا وعدہ ان پر تحقق ہوکر رہا ۔ کیا اب ہم پہلی بار پیدا کرکے
۱ ع ۱۵ ۱۵ الْأَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ⑮ وَلَقَدْ
تھک گئے ہیں؟ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ نئی پیدائش کی طرف سے ایک شبہ میں پڑے ہوئے ہیں اور یقیناً
خَلَقْنَا الْإِنْسٰنَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ
انسان کو ہم نے بنایا ہے اور اُس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں ان کو ہم جانتے ہیں

Marfat.com

اور ہم انسان سے اُس کی شہ رگ سے اور اُس کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں ۞ ورید اگرچہ وہ رگ ہے جس کے قطع ہوجانے سے انسان کی موت واقع ہوجاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے علم کے اعتبار سے ہر انسان کی روح اور اُس کے نفس سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ نقہ میں جن عروق کا ذکر آتا ہے اور ذبح کی شرط کہا جاتا ہے وہ حلقوم۔ مری۔ اور ودجان ہیں۔ ان عروق کی اکثریت کاٹ جانا ذبیحہ کو حلال کردیتا ہے۔ لیکن یہاں رگِ جان سے شریان سمجھنا چاہئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں گردن کی رگ مراد ہے جس میں جان پھرتی ہے دل سے دماغ تک اس کے کٹنے سے موت ہے اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے ۱۲ اُس کے علمی قرب کا کیا ٹھکانا ہے۔ مولانا فرماتے ہیں۔ جان نہاں در جسم تو در جان نہاں ۞ لے نہاں اندر نہاں لے جان جاں ۞ صاحب مفردات نے ورید کے معنی میں کہا ہے وہ ایک رگ ہے جو جگر اور قلب سے متصل ہے وفیہ مجاری الدم۔ بہرحال حضرت حق نے اس اتصال علمی کو اقرب من حبل الورید سے تعبیر فرمایا ہے (۱۶) جب وہ لینے والے فرشتے لیتے رہتے ہیں جو کہ دائیں اور بائیں جانب بیٹھے رہتے ہیں ۞

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ۝۱۶ اِذْ یَتَلَقَّی
اور ہم انسان کے قریب تر ہیں اُس کی شہ رگ سے۔ جب دائیں
الْمُتَلَقِّیٰنِ عَنِ الْیَمِیْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِیْدٌ ۝۱۷
اور بائیں جانب بیٹھے دو لینے والے فرشتے لیتے رہتے ہیں۔
مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ۝۱۸
کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اس کے پاس ہی ایک انتظار کرنیوالا تیار ہوتا ہے۔
وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ
اور واقعی موت کی سختی آ پہونچی یہی تو وہ چیز ہے جس سے تو بچتا
مِنْهُ تَحِیْدُ ۝۱۹ وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ ؕ ذٰلِكَ یَوْمُ الْوَعِیْدِ ۝۲۰ وَ
پھرتا تھا۔ اور صور پھونکا جائے گا یہی دن ہوگا عذاب کے وعدے کا۔ اور
جَآءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَآئِقٌ وَّشَهِیْدٌ ۝۲۱ لَقَدْ
ہر شخص اس طرح آئے گا کہ ایک اُس کے ساتھ اُس کو میدان حشر میں لانیوالا اور ایک اسکے ساتھ گواہ ہوگا
كُنْتَ فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ
کہا جائے گا تو اس دن سے بے خبر تھا اب ہم نے تجھ پر سے تیرا پردہ ہٹا دیا ہے
فَبَصَرُكَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ ۝۲۲ وَقَالَ قَرِیْنُهٗ هٰذَا مَا
سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے۔ اور اُس کا وہ ساتھی جو گواہ تھا کہے گا اس کے اعمال کا وہ دفتر
لَدَیَّ عَتِیْدٌ ۝۲۳ اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ ۝۲۴
جو میرے پاس تھا یہ حاضر ہے۔ فرشتوں کو حکم ہوگا تم دونو! ہر ایسے شخص کو جہنم میں ڈال دو جو ناسپاس اور سرکش ہو۔
مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ مُّرِیْبٍ ۝۲۵ الَّذِیْ جَعَلَ مَعَ
اور نیکی سے روکنے والا حد سے تجاوز کرنے اور دین میں شبہ پیدا کرنے والا ہو۔ جس نے اللہ تعالیٰ کیساتھ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَاَلْقِیٰهُ فِی الْعَذَابِ الشَّدِیْدِ ۝۲۶
کوئی دوسرا معبود تجویز کیا ہو سو ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈال دو۔

اپنے قرب کے بعد اور اتصالِ علمی کے بعد دو فرشتے جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے اور جو بندے کے اعمال پر نگراں ہیں اور ہر عمل لکھتے رہتے ہیں اُنکا ذکر فرمایا جیسا کہ سورۂ جاثیہ میں گزر چکا ہے انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون (۱۷) وہ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالنے پاتا مگر یہ کہ اُس کے پاس ہی ایک انتظار کرنیوالا تیار رہتا ہے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو اُس کے منہ سے نکلا وہ لکھ لیتے ہیں نیکی داہنی والا اور بدی بائیں والا ۱۲ پھر شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی لکھنے کو تیار ہے ۱۲ خلاصہ دونوں آیتوں کا یہ ہے کہ ہر انسان کے اعمال کی نگرانی دو فرشتے کرتے رہتے ہیں ایک داہنی جانب ایک بائیں جانب جہاں کوئی بات منہ سے نکالی اور اُس کے لینے اور لکھنے کو ایک منتظر فرشتہ تیار بیٹھا ہے اور اس تاک میں لگا ہوا ہے کہ یہ منہ سے کہے اور میں لکھوں۔ پہلی آیت میں صرف لینے اور اخذ کرنے کا ذکر تھا اور دوسری آیت میں انکی تیاری اور انتظار ہے مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتے اپنے کام سے غافل نہیں ہیں بلکہ ہر وقت ہوشیار اور چوکنے ہیں تاکہ کوئی لفظ رہ نہ جائے آگے قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے کا پھر ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ (۱۸) اور موت کی سختی اور بے ہوشی حقیقۃً قریب آ پہونچی یہی تو وہ چیز ہے جس سے تو بچتا اور بدکتا پھرتا تھا ۞ یعنی یہ لوگ تو دوبارہ زندہ ہونے کو بہت بعید کہتے ہیں حالانکہ اُس کے آثار اور اُس کی ابتدا تو موت سے ہی شروع ہوجاتی ہے اور وہ حقیقۃً قریب ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ موت کی بے ہوشی بہت سے حقائق اور امور واقعیہ کو اپنے ساتھ لے آئی اور جو چیزیں موت کے بعد آنے والی ہیں اور آخرت میں جو احوال اور جو اہوال پیش آنے والے ہیں وہ ظاہر ہونے شروع ہوجائیں گے۔ اور یہ جو فرمایا ذلك ما کنت منه تحید۔ اگر یہ صرف منکر قیامت کو کہا جائے تب تو ظاہر ہے کہ کافر موت سے بہت گھبراتا ہے اور اگر عام لیا جائے۔ تو یہ اس لئے کہ فاسق فاجر اپنے گناہوں کی وجہ سے بچتا ہے اور موت سے ٹلنا چاہتا ہے اور نیک بندے طبعاً موت نہیں چاہتے یہ طبیعت انسانی کا مقتضا ہے کہ انسان مرنے کو پسند نہیں کرتا اور شاید فرشتے مرتے وقت مرنے والے کو خطاب کرکے یہ کہتے ہوں کہ ذلك ما کنت منه تحید۔ جیسا کہ بعض نے کہا ہے اب آگے وقوع قیامت کا ذکر ہے (۱۹) اور صور میں پھونکا جائیگا یہی دن ہوگا عذاب کے وعدے کا ۞ یہ دوسرا نفخۂ صور ہوگا۔ جس سے تمام لوگ اپنی قبروں سے نکل کر میدان حشر میں جمع ہوں گے۔ ترجمہ ایں بھی ہوسکتا ہے کہ صور میں پھونکا جائے گا اور فرشتے کہیں گے یہی تو وہ وعدۂ عذاب کا دن ہے۔ وعدہ اور وعید کا فرق ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ وعید اُس وعدے کو کہتے ہیں جس میں دھمکی اور تخویف ہو۔ وعدہ وہ وعدہ ہے جس میں عام طور سے بھلائی اور منافع کا وعدہ ہو (۲۰) اور ہر شخص اس طرح آئیگا کہ دو فرشتے اُس کے ساتھ ہوں گے ایک ہانکنے والا اور ہمراہ لانے والا اور ایک گواہی دینے والا اور احوال بتلانے والا ۞ یہ دونوں فرشتے یا تو وہی کراماً کاتبین ہیں یا دوسرے دو فرشتے ہوں گے۔ ایک نیکی کا فرشتہ جس کو شہید فرمایا اور ایک بدی لکھنے والا جس کو سائق کہا گیا ہے۔ بہرحال مفسرین کے کئی قول ہیں۔ اسی طرح کل نفس میں بھی علماء کے دو قول ہیں ایک یہ کہ آیت عام ہے ہر مسلمان اور کافر اسی طرح آئیگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ کل نفس سے مراد صرف منکر اور کافر ہیں بہرحال آگے کی آیت کا تعلق صرف منکروں کے ساتھ ہے کہ میدان حشر میں (باقی تیمہ میں)

Marfat.com

اس کافر کا وہ ساتھی جو اس پر متعین تھا وہ کہے گا اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو زبردستی اور جبراً گمراہ نہیں کیا تھا لیکن یہ خود ہی پرلے درجہ کی گمراہی میں مبتلا تھا:؛ یہ وہی قرین یعنی شیطان ہے جو
بدکرداری کی وجہ سے انسان پر مسلط کر دیا جاتا ہے جس کا ذکر سورۂ زخرف میں گزر چکا ہے وہ اپنی صفائی میں یہ کہے گا کہ جناب میں نے اس کو زبردستی گمراہ نہیں کیا میں اس پر مسلط ضرور تھا اور اس کو برے کاموں
پر بھی اُبھارتا تھا لیکن میں نے اس پر کوئی زیادتی اور جبر نہیں کیا۔ بلکہ یہ خود ہی بہت دور کی گمراہی میں پڑا ہوا تھا یعنی ایسی گمراہی جو راہ حق سے بہت دور تھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ ساتھی شیطان ہے
آپ کو بے گناہ کیا چاہتا ہے ۱۲ جمہور کا قول یہی ہے البتہ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں یہ قرین وہی کاتب اعمال فرشتہ ہے یہ کافر اپنے نامۂ اعمال کو دیکھ کر کہے گا اس فرشتے نے مجھ پر بڑی زیادتی کی۔
کیونکہ میرے نامۂ اعمال میں ایسی باتیں درج کر دیں جن کا ارتکاب میں نے نہیں کیا۔ وہ فرشتہ اپنی صفائی میں کہے گا اے ہمارے پروردگار میں نے تو کوئی زیادتی نہیں کی یہ ہی راہ حق سے بہت دور کی گمراہی میں
پڑا ہوا تھا یہ جو کچھ کرتا تھا میں تو وہی لکھا کرتا تھا یہ
قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے بہرحال یہ کہنے والا
کاتب اعمال فرشتہ ہو یا وہ شیطان مسلط اور متعین
ہو جس کو ومن یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ
شیطاناً میں فرمایا ہے آگے حضرت حق تعالیٰ کا جواب
ہے (۲۷) ارشاد ہوگا میرے سامنے جھگڑے کی باتیں
نہ کرو اور میرے روبرو جھگڑا نہ کرو اور میں تمہاری طرف
پہلے ہی عذاب کا وعدہ بھیج چکا تھا (۲۸) میرے
ہاں مقررہ بات بدلی نہیں جاتی اور میں بندوں پر ظلم
نہیں کیا کرتا:؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔
بدلتی نہیں بات اور کافر بخشا نہیں جاتا ۱۲ خلاصہ یہ ہے
کہ اس وقت جھگڑا نہ کرو جھگڑا کرنا اور عذر کرنا
بیکار ہے میں تو تم کو پہلے ہی اپنے پیغمبروں کی معرفت
تمام باتیں بتا چکا ہوں۔ اور تم کو عذاب کا وعدہ
دے چکا تھا کہ اگر کافرانہ روش سے باز نہ آؤ گے
ع ۲ / ۱۴ / ۱۶
تو تم کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ تو میری جناب میں وہ
وعید جو دی جا چکی ہے بدلی نہیں جائے گی۔ اور تم سب
دین حق کے منکروں کو جہنم میں ڈالا جائیگا۔ اور میں اس
عذاب کو تجویز کرنے میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہوں
بلکہ بندے خود ہی اپنی جان پر ظلم کرنے والے تھے کہ وہ
افعال ناشائستہ کی وجہ سے اپنی جان پر ظلم کیا کرتے
تھے۔ اور کفر و شرک سے اور رسولوں کی تکذیب سے باز
نہ آتے تھے (۲۹) وہ دن قابل ذکر ہے جس دن ہم
جہنم سے کہیں گے کہ تو پُر ہو گئی اور بھر بھی گئی اور وہ جواب
دے گی کیا کچھ اور بھی ہے:؛ یعنی کچھ اور زیادہ اس سے
ہے بعض حضرات نے پہلے ہل کے معنی قد کے کئے ہیں اور
دوسرے ہل کے معنی لا کے لیا ہے اس تقدیر پر ترجمہ اس
طرح ہوگا۔ تحقیق بھر گئی تو وہ جواب میں کہے گی اور زیادہ
نہیں چاہتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔
دوزخ کا پھیلاؤ اس قدر لوگوں سے نہ بھرے گا ۱۲
خلاصہ یہ کہ جمہور کا مذہب یہی ہے کہ اس سے سوال کیا
جائے گا اور وہ زیادہ طلب کرے گی۔ بعض روایت
میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتقول ھل من مزید کے
جواب میں اپنا قدم جہنم میں رکھدے گا جس پر وہ کہیگی
بس بس۔ بہرحال یہ پاؤں رکھنا کنایہ ہے کہ اس کو
دبا دیا جائیگا۔ اور پھیلی ہوئی چیز کو سمیٹ دیا جائے گا
جس سے وہ بھر جائے گی حضرت حق تعالیٰ نے لاملئن
جھنم فرمایا تھا اور وہ بات پوری ہوگئی۔ اگر کسی
مکان میں یا دالان میں دس پانچ آدمیوں کی دبا کر اور

قَالَ قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ
اس کافر کا ساتھی وہ شیطان جو اس پر متعین تھا کہے گا اے ہمارے پروردگار میں نے تو اسکو گمراہ نہیں کیا تھا لیکن یہ خود ہی پرلے
بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ
درجہ کی گمراہی میں مبتلا تھا۔ ارشاد ہوگا میرے روبرو جھگڑا نہ کرو اور میں تمہارے پاس پہلے ہی عذاب کا
بِالْوَعِيْدِ ﴿۲۸﴾ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَآ اَنَا بِظَلَّامٍ
وعدہ بھیج چکا تھا۔ میرے ہاں مقررہ بات بدلی نہیں جاتی اور میں بندوں پر ظلم
لِّلْعَبِيْدِ ﴿۲۹﴾ يَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ
نہیں کیا کرتا۔ اے پیغمبر ان کو وہ دن یاد دلایئے جس دن ہم دوزخ سے کہیں گے کہ تو بھر بھی چکی اور وہ جواب
هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ ﴿۳۰﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ
دیگی کیا کچھ اور بھی ہے۔ اور جنت پرہیزگاروں کے اتنی قریب کر دیجائے گی کہ کچھ
بَعِيْدٍ ﴿۳۱﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ﴿۳۲﴾
دور نہ رہیگی۔ کہا جائیگا یہی وہ جنت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ہر اس شخص کیلئے ہوگی جو رجوع ہونیوالا اور حقوق الٰہی کی حفاظت کرنیوالا ہو
مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ ﴿۳۳﴾
جو شخص بن دیکھے خدائے رحمان سے ڈرا اور رجوع ہونے والا دل لے کر حاضر ہوا۔
ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُوْدِ ﴿۳۴﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ
ان سے ارشاد ہوگا تم اس بہشت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ کے فیصلے کا دن ہے۔ انکو اس بہشت میں جو وہ
فِيْهَا وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ ﴿۳۵﴾ وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ
چاہیں گے میسر ہوگا اور ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ ہے اور ہم بہت سی قوموں کو ان کفار مکہ سے پہلے تباہ و برباد کر چکے ہیں جو
اَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ ۭ هَلْ مِنْ مَّحِيْصٍ ﴿۳۶﴾
قوت و زور میں ان سے بہت زیادہ تھیں پھر وہ اپنی بستیوں میں تلاش کرتے پھرے کہ کہیں کوئی پناہ کی جگہ ہے۔
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى
بیشک اس واقعہ مذکور میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے کہ جس کے پہلو میں دل ہو یا وہ متوجہ

گنجائش نکالی جائے تو اس کو بھرا ہوا ہی کہتے ہیں وتقول ھل من مزید کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ بھر تو چکی ہوں اگر اور حکم ہو تو دب دبا کر اور جگہ بھی نکالی جا سکتی ہے اور زیادہ بھیجد یجئے دوزخ کو بھرنے
کے لئے کوئی اور مخلوق پیدا نہیں کی جائے گی جیسے جنت کو پُر کرنے کے لئے اور نئی مخلوق پیدا کی جائے گی جب دوزخ پُر ہو جائے گی تو اس کو بند کر دیا جائیگا اور ڈھانک دیا جائیگا آگے جنت کا ذکر فرماتے ہیں
(۳۰) اور جنت پرہیزگاروں کے نزدیک کر دی جائیگی جو دور نہ ہوگی:؛ یعنی اہل تقویٰ سے بہشت قریب کر دیجائیگی غیر بعید تاکید کے طور پر فرمایا جیسے کہا کرتے ہیں عزیز غیر ذلیل۔ یعنی جنت میں جانے سے پہلے اسکو دیکھ لیں
جنت اتنی قریب لے آئی جائے گی (۳۱) کہا جائے گا یہ وہ جنت ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا کہ یہ ہر اُس شخص کے لئے ہوگی اور ہر اُس شخص کو ملے گی جو رجوع ہونے والا اور حقوق الٰہی کی حفاظت کرنے والا ہو
:؛ یعنی یہ بہشت جو قریب کر دی گئی ہے یہ وہی بہشت ہے جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا کہ یہ جنت اس شخص کے لئے ہوگی جو دل سے رجوع ہو کر نیک اعمال کا پابند ہوا اور احکام الٰہی کی (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بلاشبہ ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس سب کو چھ دن میں پیدا کیا ہے اور ہم کو تکان اور ماندگی نے چھو آنک بھی نہیں ؛ مطلب یہ ہے کہ مجازاۃ یعنی قیامت کے دن ہر شخص کو عمل کا بدلا ملنا ضروری ہے اس پر شبہ نہ کرنا چاہئے۔ اسی سلسلے میں قدرت اور توانائی کا اظہار فرمایا جیسا کہ سورۂ احقاف کے آخر میں فرمایا تھا ولم یعی بخلقھن ۔ اسی طرح یہاں فرمایا کہ ہم نے آسمان و زمین اور اس کی درمیانی چیزوں کو صرف چھ دن کی مقدار میں بنایا اور اس تیسرے ہم میں کوئی تھکاوٹ اور ماندگی نہیں آئی۔ کہتے ہیں بعض یہود نے مذاق کے طور پر کہا تھا کہ اللہ نے ساتویں دن کیا کیا کسی نے جواب دیا اس دن آرام کیا اور سو گیا اس پر فرمایا وما مسنا من لغوب ۔ غرض پھر آخر میں بعث بعد الموت پر اپنی قدرت کا اظہار فرمایا اب ان تصریحات کے باوجود بھی اگر یہ لوگ قیامت کا انکار کرتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر اور سہار کی ہدایت فرماتے ہیں (۳۸) سو اے پیغمبر آپ ان کفار کی باتوں پر اور جو کچھ یہ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور ان باتوں کی سہار کیجئے۔ اور طلوع آفتاب سے قبل اور غروب آفتاب سے قبل اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کیساتھ پاکی بیان کیا کیجئے (۳۹) اور کچھ رات کے اوقات میں بھی اس کی تسبیح و تقدیس کیا کیجئے۔ اور نمازوں کے بعد بھی یعنی اس کی تسبیح و تقدیس کیا کیجئے ؛ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور اس کی تحمید علاج ہے دل کے مضبوط اور قلب کے مطمئن ہونے کا۔ اہل علم نے فرمایا اس میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے اور نماز کے بعد سنن و نوافل کی طرف اشارہ ہے مثلاً سورج کے طلوع سے پہلے صبح کی نماز اور غروب سے قبل ظہر اور عصر کی نماز رات میں مغرب اور عشا کی نماز ادبار [illegible] یعنی نماز کے بعد نوافل وغیرہ یہ بھی ہو سکتا ہے [illegible] الیل میں تہجد بھی داخل ہو، بہرحال جب یہ لوگ اتنے دلائل واضحہ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کو دوبارا پیدا کرنے سے عاجز کہتے ہیں تو آپ صبر سے کام لیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح۔ تقدیس۔ اور تحمید میں مشغول رہے۔ اس میں نماز بھی آگئی۔ سبحان اللہ الحمد للہ لا الہ الا اللہ - اللہ اکبر - ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھے یہ ننانوے کلمے ہوئے۔ آخر میں ایک مرتبہ کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیٔ قدیر ؛ اس کلمے پر سو کی تعداد پوری کردے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے تمام گناہ بخشدیتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ دو وقت یاد کے ہیں اس وقت دعا اور عبادت بہت قبول ہوتی ہے ۱۲ اور فرماتے ہیں یعنی نماز کے ۱۲ خلاصہ یہ کہ طلوع و غروب سے قبل کا وقت قبولیت کا ہے اور ہر نماز کے بعد پاکی بیان کیا کرو (۴۰) اور اے مخاطب اس دن کی بات پوری توجہ کیساتھ سن جس دن ایک پکارنے والا پاس ہی سے پکارے گا (۴۱) اس دن سب لوگ یقینی طور پر اس چیخ کو سن لیں گے۔ یہ دن قبروں سے نکلنے کا ہوگا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہتے ہیں صور پھونکا جاوے گا بیت المقدس کے پتھر پر یا اس کی آواز ہر جگہ نزدیک لگے گی ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ اس دن کی بات توجہ سے سنو۔ جس دن ایک پکارنے والا صور میں پکارے گا یہ آواز ہر شخص کو قریب کی آواز معلوم ہوگی، اس دن یقینی طور پر اس کی آواز کو سب سن لیں گے۔ یہی دن نکلنے کا ہوگا۔ یعنی اس صور کے بعد سب لوگ زندہ ہو جائیں گے اور حساب و کتاب کے لئے دوڑتے پھریں گے

اَلسَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ

ہو کر کان لگا دیتا ہو۔ اور بلاشبہ ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ

ان دونوں کے مابین ہے اس سب کو چھ دن میں پیدا کیا ہے اور ہم کو تکان نے

لُّغُوْبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

چھو آنک بھی نہیں۔ سو آپ ان کفار کی باتوں پر صبر کیجئے اور آفتاب کے طلوع و غروب سے قبل اپنے رب

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ الَّيْلِ

کی حمد و ثنا کے ساتھ پاکی بیان کرتے رہیے۔ اور کچھ رات میں بھی

فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ﴿٤٠﴾ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ

اس کی تسبیح و تقدیس کیا کیجئے اور نمازوں کے بعد بھی۔ اور اے مخاطب اس دن کی بات پوری توجہ کیساتھ سن جس دن ایک

مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ﴿٤١﴾ يَّوْمَ يَسْمَعُوْنَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۗ

پکارنیوالا قریبی مقام سے پکارے گا۔ جس دن یقینی طور پر سب لوگ اس چیخ کو سن لیں گے

ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوْجِ ﴿٤٢﴾ اِنَّا نَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَاِلَيْنَا

یہ دن قبروں سے نکلنے کا ہوگا۔ بیشک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور سب کی بازگشت ہماری

الْمَصِيْرُ ﴿٤٣﴾ يَوْمَ تَشَقَّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سِرَاعًا ۭ ذٰلِكَ حَشْرٌ

ہی طرف ہے۔ اس دن زمین مُردوں پر سے کھل جائیگی اور وہ اس سے نکل کر دوڑتے ہوں گے یہ زندہ کرکے جمع

عَلَيْنَا يَسِيْرٌ ﴿٤٤﴾ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

کرلینا ہم پر بہت ہی آسان ہے۔ یہ کافر جو باتیں کہتے ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں اور آپ ان پر زور اور جبر

بِجَبَّارٍ ۣ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ﴿٤٥﴾

کرنیوالے نہیں ہیں آپ تو قرآن کے ذریعہ اس شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو میرے عذاب کے وعدے سے ڈرتا ہے

ع ١٦ — ١٧

سُوْرَةُ الذّٰرِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ ذاریات مکی ہے اور یہ ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

کہتے ہیں اس صور میں یہ آواز ہوگی ایتھا العظام البالیۃ والاوصال المتقطعۃ واللحوم الممزقۃ والشعور المتفرق، ان اللہ یامرکن ان یجتمعن لفصل القضاء - اے پرانی ہڈیو اے ٹوٹے ہوئے جوڑوں اور پھٹے ہوئے اور پارہ پارہ گوشت کے ٹکڑوں اور پراگندہ بالوں اللہ تعالیٰ تم کو حکم کرتا ہے کہ فیصلوں کے لئے جمع ہو جاؤ چنانچہ اس کے بعد لوگ جمع ہونے شروع ہو جائیں گے (۴۲) بیشک ہم ہی زندہ کرتے ہیں اور زندگی عطا کرتے ہیں اور ہم ہی موت دیتے ہیں اور سب کی بازگشت اور سب کو ہماری طرف لوٹنا ہے (۴۳) اس دن زمین مُردوں پر سے کھل جائے گی اور وہ اس سے نکل کر دوڑتے ہوں گے زندہ کرکے جمع کرلینا ہم پر بہت آسان ہے ؛ یعنی دنیا میں بھی ہم ہی زندگی دینے والے ہیں اور ہم ہی موت دینے والے ہیں اور سب کی بازگشت بھی ہماری ہی طرف ہے۔ وہ دن ایسا ہوگا کہ اس دن زمین پھٹ جائے گی اور کھل جائے گی اور زمین سے مردے نکل کر دوڑنے لگیں گے۔ یہی حشر ہے جو ہم پر بہت آسان ہے یعنی یہ سب کو زمین سے نکال کر جمع کرلینا ہم پر (باقی ص٨٣١ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۳۰) کچھ مشکل نہیں۔ کہتے ہیں زمین پر کوئی خاص قسم کا مینہ برسے گا جس کا اثر یہ ہوگا کہ مُردے جگہ جگہ سے نکلنے شروع ہوجائیں گے اور زندہ ہوکر دوڑنے لگیں گے۔ یہ ہر برسات میں مشاہدہ ہوتا ہے کہ پہلی بارش میں زمین سے نباتات کا اُگنا شروع ہوجاتا ہے اور لاکھوں جان دار پیدا ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔ تمام حشرات الارض اساڑھ اور ساون کی بارش میں اسی زمین سے نکل آتے ہیں جو ہر سال ہوتا ہے یہی حال اُس بارش سے انسانوں کے پیدا ہونے کا ہوگا بہر حال صورت کچھ بھی ہو اللہ تعالیٰ پر تمام مخلوق کا دوبارہ زندہ کرلینا بہت ہی آسان ہے۔ آگے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے تبلیغ کا حکم کرتے ہیں (۴۴) یہ دین حق کے منکر جو کچھ قیامت اور بعث بعد الموت کے متعلق کہتے ہیں وہ سب ہم جانتے ہیں اور آپ ان پر زور اور جبر کرنے والے نہیں ہیں۔ پس آپ اس قرآن کے ذریعہ سے اُس شخص کو نصیحت کرتے رہیے جو میرے عذاب اور میری سزا کے وعدے سے ڈرتا ہے اور جو میر سے ڈرے سے ڈرتا ہے ؂ قرآن میں کئی جگہ یہ بات فرمائی ہے کہ آپ ان پر داروغہ یا وکیل بناکر نہیں بھیجے گئے۔ یہ منکر عقائد اسلامیہ کے متعلق جو کچھ کہتے ہیں اُس سب کا ہم کو علم ہے۔ آپ کا کام تو یہ ہے کہ آپ قرآن کے ذریعہ تبلیغ وعظ و پند کرتے رہیے آپ ان کو زور زبردستی سے مسلمان نہیں بنا سکتے۔ زور زبردستی سے مسلمان بنانا کوئی مفید اور سود مند ہوسکتا ہے بلکہ قرآن کے ذریعے نصیحت کرتے رہیئے اور اُن کو سُناتے رہیئے جو میری وعید سے ڈرتے ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی سزا اور اُس کی گرفت سے ڈرنے والے ہیں اُن پر نصیحت اور قرآنی موعظت کا اثر ضرور ہوتا ہے (۴۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے خطبے میں عام طور سے سورۂ ق پڑھا کرتے تھے اور عیدین میں بھی ق اور سورۂ قمر اکثر پڑھا کرتے تھے۔ تم تفسیر سورۂ ق ؂

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا
وَالذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا ۝۱ فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ۝۲ فَالۡجٰرِیٰتِ یُسۡرًا ۝۳
قسم ہے ان ہواؤں کی جو اڑا کر بکھیرنے والی ہیں۔ پھر اُن بدلیوں کی قسم جو بوجھ کو اُٹھانیوالی ہیں۔ پھر اُن کشتیوں کی قسم جو نرم رفتار سے چلنے والی ہیں
فَالۡمُقَسِّمٰتِ اَمۡرًا ۝۴ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ ۝۵ وَّ اِنَّ
پھر اُن تقسیم کرنیوالے فرشتوں کی قسم جو خدا کے حکم سے تقسیم کرتے ہیں۔ یقیناً تم لوگوں سے جو کچھ وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچ ہے۔ اور یقیناً بدلا
الدِّیۡنَ لَوَاقِعٌ ۝۶ وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡحُبُکِ ۝۷ اِنَّکُمۡ لَفِیۡ
ضرور ملنے والا ہے۔ قسم ہے راستوں والے آسمان کی۔ کہ تم لوگ قرآن کے متعلق
قَوۡلٍ مُّخۡتَلِفٍ ۝۸ یُّؤۡفَکُ عَنۡہُ مَنۡ اُفِکَ ۝۹ قُتِلَ
مختلف باتیں کرنے میں مبتلا ہو۔ اُس کے ماننے سے وہی پھرا جس کو پھیر دیا گیا۔ ہلاک کیے جائیں
الۡخَرّٰصُوۡنَ ۝۱۰ الَّذِیۡنَ ہُمۡ فِیۡ غَمۡرَۃٍ سَاہُوۡنَ ۝۱۱ یَسۡـَٔلُوۡنَ
تخمینے لگانیوالے۔ جو غفلت و جہالت میں بھولے ہوئے ہیں۔ پوچھتے ہیں
اَیَّانَ یَوۡمُ الدِّیۡنِ ۝۱۲ یَوۡمَ ہُمۡ عَلَی النَّارِ یُفۡتَنُوۡنَ ۝۱۳ ذُوۡقُوۡا
کہ روزِ جزا کب ہوگا۔ وہ اُس دن ہوگا جس دن یہ لوگ آگ پر تپائے جائیں گے۔ کہا جائیگا اپنی تکذیب کی
فِتۡنَتَکُمۡ ؕ ہٰذَا الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِہٖ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ۝۱۴ اِنَّ
جزا کا مزہ چکھو یہی تو وہ عذاب ہے جس کے طلب کرنے میں تم جلدی کیا کرتے تھے۔ البتہ
الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ ۝۱۵ اٰخِذِیۡنَ مَاۤ اٰتٰہُمۡ
پرہیزگار لوگ باغات اور چشموں میں ہوں گے۔ اُن کی حالت یہ ہوگی کہ جو کچھ ان کے رب نے
رَبُّہُمۡ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَبۡلَ ذٰلِکَ مُحۡسِنِیۡنَ ۝۱۶ کَانُوۡا قَلِیۡلًا
ان کو دیا ہوگا وہ اسے حاصل کرتے ہوں گے کیونکہ وہ اس عالم آخرت سے پہلے نیکو کار تھے۔ وہ لوگ رات میں
مِّنَ الَّیۡلِ مَا یَہۡجَعُوۡنَ ۝۱۷ وَ بِالۡاَسۡحَارِ ہُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ ۝۱۸
بہت ہی کم سویا کرتے تھے۔ اور شب کے آخری حصہ میں استغفار کیا کرتے تھے۔

سورۂ ذاریات مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ ساٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں۔ شروع اللہ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے ؂ قسم ہے اُن ہواؤں کی جو بکھیرنے اور اُڑا کر پراگندہ کرنیوالی ہیں (۱) پھر اُن بدلیوں کی قسم جو بوجھ کو اٹھانے والی ہیں (۲) پھر اُن کشتیوں کی قسم جو نرم رفتار سے چلنے والی ہیں (۳) پھر اُن تقسیم کرنے والے فرشتوں کی قسم جو امرِ الٰہی سے تقسیم کرتے ہیں (۴) یقیناً تم لوگوں سے جس کا وعدہ کیا جاتا ہے وہ سچ ہے (۵) اور یقیناً اعمال کی جزا ضرور ملنے والی ہے ؂ یعنی بارش سے پہلے جو بادلوں کو ابھارنے کے لیے تیز ہوا چلتی ہے۔ جس سے خاک اور غبار اُڑتا ہے اُس کی قسم۔ پھر جب پانی سے بھرے ہوئے بادل اُٹھ آتے ہیں۔ اُن بدلیوں کی قسم، اور سازگاری ہوا کے ساتھ جو نرم رفتار کے ساتھ کشتیاں چلتی ہیں اُن کی قسم اور اُن فرشتوں کی قسم جو ارزاق وغیرہ کی تقسیم پر موکل ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق مختلف علاقوں میں بارش کی تقسیم کرتے ہیں۔ اور ہوسکتا ہے کہ یہ چاروں قسمیں ہوا کی ہوں۔ مثلاً یوں ترجمہ کیا جائے قسم ہے اُن ہواؤں کی جو اڑا کر بکھیرتی ہیں جن سے غبار اور خاک وغیرہ اُڑتی ہے۔ پھر وہ ہوائیں جو بادلوں کو اٹھالاتی ہیں اور بدلیوں کی حامل ہوتی ہیں۔ پھر وہ نرم رفتار ہوائیں جو بارش سے پہلے آہستہ اور سبک خرام ہوتی ہیں پھر اُن ہواؤں کی قسم جو حکم الٰہی کے موافق پانی کو بانٹتی اور تقسیم کرتی ہیں۔ ان تمام قسموں کا جواب قسم یہ ہے۔ انما توعدون لصادق و ان الدین لواقع۔ یعنی جس قیامت کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے اور جس بعث بعد الموت کا تم کو وعدہ دیا جارہا ہے وہ بالکل سچ ہے۔ اور اعمال کی جزا ضرور واقع ہونے والی ہے۔ اور حساب اعمال کا ضرور ہونے والا ہے۔ قیامت کے صدق پر ان چیزوں کی قسم کھائی مناسبت ظاہر ہے کہ قیامت تمام عالم کو درہم برہم کردے گی خواہ وہ عالم علوی ہو یا عالم سفلی ہو، یا خلا اور جو ہو۔ فرشتے عالم علوی کے۔ کشتیاں عالم سفلی کی ہوا اور بادل خلا اور جو کے۔ اور یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضرت حق تعالیٰ جو ان سب چیزوں پر قدرت رکھتا ہے اور جس نے یہ نظام ہواؤں کا اور بدلیوں کا اور تقسیم امور کا قائم کیا ہے وہ اس سب کو فنا کرنے کی بھی طاقت اور قدرت رکھتا ہے اور ختم کرنے کے بعد پھر انسان کو دوبارا پیدا بھی کرسکتا ہے۔ بعض علماء نے جاریات کا ترجمہ بجائے کشتیوں کے ستارے کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ قسم ہے باؤوں کی اول آندھی چلتی ہے کہ غبار اُڑتا ہے اور بادل بنتے ہیں پھر اُن میں پانی بنتا ہے اس بوجھ کو لئے پھرتیاں ہیں۔ پھر برسنے کے قریب نرم باؤ چلتی ہے پھر ہانک کر ہر جگہ کا حصہ پہونچاتی ہیں موافق حکم کے ۱۲ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور اُن کے مالوں میں حصّہ مقرر تھا سوال کرنے والوں کا اور سوال سے بچنے والوں کا ؛ یعنی ایسے باغات میں ہوں گے جن میں چشمے جاری ہوں گے اور جو نعمتیں اُن کا پروردگار اُن کو عطا فرمائیگا اُن کو حاصل کرتے ہوں گے کیونکہ یہ پرہیزگار لوگ دنیا میں نیک روش رکھتے تھے اور نیکیاں کرنے کے خوگر تھے اور علاوہ فرائض و واجبات کے نوافل اور تطوعات بھی بجالاتے تھے۔ رات کو بہت کم سوتے تھے یعنی رات کا اکثر حصّہ عبادت میں گزارتے تھے اور سحر کے وقت اللہ تعالیٰ سے استغفار کیا کرتے تھے۔ یہ استغفار یا تو تھوڑی دیر سو جانے پر کیا کرتے تھے یا رات بھر کی عبادت میں جو کوتاہی ہوگئی ہو اُس پر استغفار کرتے تھے۔ بعض روایتوں میں یستغفرون کا ترجمہ یصلون کیا ہے یعنی سحر کے وقت نماز پڑھتے تھے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ کفار کی طرح تمام رات نہیں سوتے تھے بلکہ عشاء کی نماز پڑھتے تھے اس تقدیر پر اس آیت کا تہجد کی نماز سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ بہرحال عبادات بدنی کے بعد عبادات مالی اور اُن کی خیرات کا حال بتایا کہ وہ اپنا مال مانگنے والوں کو بھی دیتے تھے اور جو سوال سے تعفف کی وجہ سے بچتے اور پرہیز کرتے ہیں اُن کو بھی دیتے ہیں۔ تلک الرسل میں تفصیل گزر چکی ہے سائل کی دو قسمیں بیان فرمائیں ایک وہ جو عام طور سے سوال کرتے ہیں اور دوسرے وہ جو سفید پوش ہیں اور شرم و حیا کی وجہ سے سوال نہیں کرتے پھرتے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہارا وہ جو محتاج ہے اور مانگتا نہیں پھرتا ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ پہلی آیتوں میں منکروں کا ذکر تھا ان آیتوں میں متقیوں کا ذکر فرمایا آگے دلائل توحید اور رزق کے وعدہ کی تاکید ہے (۱۹) اور زمین میں یقین کرنیوالوں کیلئے بہت سے دلائل موجود ہیں (۲۰) اور تمہاری ذات میں بھی دلائل موجود ہیں پھر کیا دکھائی نہیں دیتا ؛ اور محسنین کا ذکر تھا اب فرمایا سب کاموں کا دارومدار یقین پر ہے یقین کرنیوالوں کے لئے زمین قدرت الٰہی کی نشانیوں سے بھری پڑی ہے اسکی نباتات، رنگ برنگ کے پھول اور پتوں کی ساخت معدنیات۔ قسم قسم کے جواہرات غرض کیا چیز ہے جو زمین ہر سال نہیں اگلتی۔ یہ کارخانۂ ارضی اپنے اندر ہزاروں نشانیاں قدرت خداوندی کی پنہاں رکھتا ہے اور اُنکو وقتاً فوقتاً آشکارا کرتا رہتا ہے۔ اور زمین تو بڑی چیز ہے خود انسان کے اندر کیا نہیں ہے انسان خود ایک عالم صغیر ہے جس میں سب کچھ موجود ہے۔ سر سے لے کر پاؤں تک قدرت الٰہی کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہے کیا تم دیکھتے نہیں اور اپنی ساخت اور اپنی بناوٹ پر غور نہیں کرتے ؎

نظرے بسوئے خود کن کہ نوجان دل ربائی
مفگن بخاک خود را کہ تو از بلند جائی
تو ز چشم خود نہانی تو کمال خود چہ دانی
چو دُر از صدف بروں آ کہ تو بس گراں بہائی

بہرحال خواہ عالم صغیر ہو یا عالم کبیر ہو ہر ایک میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اُس کی بے پناہ قدرت کے دلائل موجود ہیں آگے خیرات کرنے والوں کی ہمت افزائی کرتے ہیں اور رزق کی جانب سے اطمینان دلاتے ہیں (۲۱) اور تمہاری روزی اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سب آسمان میں ہے ؛ یعنی رزق کا سامان آسمان سے اترتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس قدر رزق تمہارے لئے مقسوم ہے اور جس قدر رزق تمہاری قسمت میں ہے اور جو ثواب و عقاب اور خیر اور شر اور قیامت کا وقوع یہ سب امور لوح محفوظ میں درج ہیں اور وہیں کے لکھے کے موافق آسمان پر سے ہر چیز نازل ہوتی ہے۔ آسمان میں ہونے کے معنی یہ ہیں کہ یہ سب لوح محفوظ میں درج ہے (۲۲) آسمان و زمین کے پروردگار کی قسم یہ بات بالکل ایسی ہی برحق ہے جیسے تم بولتے اور باتیں کر رہے ہو ؛ حضرت حق تعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ اس کلام میں شبہ نہیں جیسے اپنے بولنے میں شبہ نہیں۔ تم اپنے بولنے میں شبہ نہیں کرتے ایسے اس بات کو بھی حق سمجھو اور اُس کے حق ہونے میں شبہ نہ کرو کہ رزق پہنچکر رہے گا اور قیامت آکر رہے گی اور اللہ تعالیٰ کے وعدے ضرور پورے ہو کر رہیں گے چونکہ رزق کی بحث تھی اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی توثیق کا بیان تھا اس لئے آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا۔ (۲۴) اے پیغمبر کیا ابراہیمؑ کے معزز اور بزرگ مہمانوں کی بات بھی آپ تک پہونچی ہے ؛ یہ فرشتے تھے جیسا کہ سورۂ حجر میں گذر چکا ہے زیادہ سے زیادہ اُن کی تعداد مع جبرئیل علیہ السلام کے دس بتائی جاتی ہے۔
(باقی ضمیمہ میں)

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿١٩﴾ وَفِي الْاَرْضِ

اور اُن کے مالوں میں سوال کرنیوالوں اور سوال سے بچنے والوں کا حصّہ تھا۔ اور یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں

اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ ۭ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَ

بہت سے دلائل موجود ہیں۔ اور خود تمہاری ذات میں بھی دلائل موجود ہیں پھر کیا تم کو دکھائی نہیں دیتا۔ اور

فِي السَّمَاۗءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾ فَوَرَبِّ السَّمَاۗءِ وَ

تمہارا رزق اور جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ سب آسمان میں ہے۔ آسمان و زمین کے رب

الْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿٢٣﴾ هَلْ اَتٰىكَ ع ۱ / ۲۳ / ۱۸

کی قسم بے شک یہ بات بالکل ایسی ہی برحق ہے جیسے تم بول رہے ہو۔ اے نبی کیا

حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ

ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی بات بھی آپ تک پہنچی ہے۔ جب وہ مہمان ابراہیم کے پاس آئے

فَقَالُوْا سَلٰمًا ۭ قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ

تو اُنھوں نے کہا سلام ابراہیمؑ نے بھی کہا سلام یہ لوگ اجنبی ہیں۔ پھر ابراہیمؑ

اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَاۗءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ ﴿٢٦﴾ فَقَرَّبَهٗٓ اِلَيْهِمْ قَالَ

خاموشی کے ساتھ اپنے گھر گیا اور ایک فربہ بچھڑا تلا ہوا لے آیا۔ پھر وہ بچھڑا اُن کے سامنے لاکر رکھا اور فرمایا

اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ۭ قَالُوْا لَا

آپ حضرات کھاتے کیوں نہیں۔ پھر ابراہیمؑ اُن سے اپنے دل ہی دل میں خوف کرنے لگا اُن مہمانوں نے کہا آپ

تَخَفْ ۭ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ ﴿٢٨﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ

ڈریئے نہیں اور اُنھوں نے ابراہیمؑ کو ایک ایسے لڑکے کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا۔ اتنے میں ابراہیمؑ کی بیوی بولتی ہوئی

فِيْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ ﴿٢٩﴾

سامنے آئی اور اُس نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی میں بڑھیا بھی اور بانجھ بھی

قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿٣٠﴾

اُن مہمانوں نے کہا تیرے رب نے اسی طرح فرما دیا ہے بیشک وہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۸۰۷

مِنْ تبعیضیہ مراد لیکر بعض گناہ ترجمہ کیا ہے یعنی حقوق العباد کے علاوہ گناہ معاف ہوجائیں گے۔ بعض نے من بیانیہ مراد لیا ہے بعض نے من کو زائد کہا ہے۔ بہر حال بعض حضرات نے کل ذنوب ترجمہ کیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اسلام لانے سے سب ہی گناہ معاف ہوجاتے ہیں حقوق العباد کی بحث میں تھوڑی سی تفصیل ہے اگر حقوق العباد ذنوب کی قسم ہیں یعنی قتل تو اسلام لانے سے بالاتفاق معاف ہوجاتا ہے رہا قرض تو وہ ذنوب کی قسم میں داخل نہیں اور حدیث میں آتا ہے کہ اہل حقوق کو خاص نعمتیں دکھائی جائیں گی وہ عرض کریں گے یا اللہ یہ نعمتیں کس کے لئے ہیں ارشاد ہوگا جو اپنے حقوق معاف کر دے گا یہ نعمتیں اس کو ملیں گی چنانچہ لوگ اپنے اپنے حقوق معاف کر دیں گے۔ اسی احتیاط کی بناپر ہم نے ترجمے میں اور تیسیر میں بعض اور کل کا لفظ چھوڑ دیا ہے اور اس تقریر کے بعد جو ہم نے کی ہے بعض کا لفظ بے معنی ہوجاتا ہے۔ اس آیت سے اتنا بھی معلوم ہوا کہ کفر و معاصی پر جنات کو عذاب ہے لیکن مسلمان اور نیک ہونے پر جنت ہے یا نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اس باب میں توقف ہے البتہ ضحاک، مالک، ابن ابی لیلیٰ اور امام محمد اور امام ابو یوسف دونوں باتوں کے قائل ہیں یعنی جنت نیک جنوں کے لئے اور دوزخ گمراہ جنات کے لئے۔ بہر حال امام صاحب کا مسلک توقف غایت احتیاط پر مبنی ہے جب تک ان جنات کے جنت میں جانے کے متعلق کوئی واضح دلیل موجود نہ ہو (۳۱) اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی بات نہ مانے گا تو وہ اللہ تعالے کو زمین میں کہیں بھاگ کر تھکا نہیں سکے گا اور نہ اللہ تعالے کے سوا اس کا کوئی حمایتی اور مددگار ہوگا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کھلی گمراہی میں مبتلا ہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بھاگ کر زمین میں اوپر سے فرشتے مارتے ہیں تو زمین ہی کو تو بھاگتے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ زمین کے کسی حصے میں بھاگ کر خدا تعالیٰ کو عاجز کر دے یہ نہیں ہوسکتا اور جس طرح یہ خدا تعالیٰ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا اسی طرح اس کا کوئی حمایتی بھی نہیں ہوسکتا۔ ایسے لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں یعنی داعی کے برحق ہونے پر دلائل قائم ہوجانے کے بعد پھر داعی کی بات نہ ماننے تو اس سے بڑھ کر اور کون گمراہی میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ داعی اللہ سے مراد ہم نے جگہ جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس لی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ داعی اللہ سے مراد قرآن ہو چونکہ کفار مکہ کے تکبر کا اوپر ذکر تھا اس لئے ان کے مقابلے میں جنات کا ذکر فرمایا کہ طبعاً ان میں تکبر اور بلندی کا مادہ زیادہ ہے لیکن جب وہ بھی قرآن کو سنکر اس کی جانب مائل ہوگئے تو اے کفار قریش تم تو انسان ہو تم کو تو داعی اللہ کی پکار پر ضرور اجابت کرنی چاہئے۔ اب آگے بعثت اور دوبارہ زندہ ہونے پر اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے اس سورت کو ختم فرماتے ہیں (۳۲) کیا ان منکرین قیامت نے اس بات کو نہیں دیکھا اور نہیں سمجھا کہ جس اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور ان آسمانوں و زمین کے پیدا کرنے اور بنانے میں وہ ذرا بھی نہیں تھکا وہ اللہ تعالے بدرجہ اولیٰ مردوں کے زندہ کرنے پر قادر ہے۔ کیوں نہیں وہ ضرور قادر ہے بے شک وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا اور ہر چیز کرسکتا ہے ؛ یعنی یہ بات نہیں سمجھتے کہ جس اللہ تعالے نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور آسمان و زمین پیدا کرنے میں اس کو تھکاوٹ اور تھکن محسوس نہیں ہوئی وہ اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کر دے جواب فرمایا بے شک وہ قادر ہے اور مردوں کو دوبارہ زندہ کرنا اس کو کیا مشکل ہے وہ ہر چیز کرسکتا ہے (۳۳)

بقیہ صفحہ ۸۱۱

وہاں قلب پر مہر یہاں قلب حق قبول کرنے کیلئے ہر وقت تیار۔ وہاں نفسانی خواہشات کی غلامی اور یہاں نفسانی خواہشات کی پامالی۔ (۱۷) اب کیا یہ لوگ صرف قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ قیامت ان پر دفعتہً آپڑے اور اس میں شک نہیں کہ اس قیامت کی علامتیں تو آہی چکی ہیں پھر جب وہ قیامت ان پر آپہنچے گی تو اس وقت ان کو سمجھنا اور نصیحت قبول کرنا کہاں نصیب ہوسکتا ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ جب ہر قسم کے دلائل اور براہین سے قائل نہیں ہوتے تو بس اب صرف قیامت کا انتظار کر رہے ہیں کہ وہ ان پر اچانک واقع ہوجائے اور دفعتہً قیامت ان پر آجائے چنانچہ اس کی علامتیں تو آہی گئی ہیں۔ مثلاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور انشقاق قمر وغیرہ یہ علامات قیامت میں سے ہیں اور جب قیامت آجائے گی تو اس وقت ایمان لانا اور سمجھنا اور نصیحت قبول کرنا کہاں میسر ہوسکتا ہے۔ احادیث میں قیامت کی علامتیں بہت مذکور ہیں جن کی تعداد تقریباً اسی ہے یہاں ان کی تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ نبی آخر الزمان کی تشریف آوری اور چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا یہ بھی قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا سب نبی راہ دیکھتے تھے خاتم النبیین کی جب وہ آچکے اب قیامت ہی رہی باقی ۱۲ (۱۸) پس اے پیغمبر آپ اس کا یقین رکھئے کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں ہے کوئی معبود نہیں مگر اللہ تعالے۔ اور اے پیغمبر آپ اپنی خطاؤں کے لئے بخشش طلب کیجئے اور تمام مسلمان مردوں کے لئے اور مسلمان عورتوں کے لئے بھی بخشش طلب کیجئے اور اللہ تعالے تمہارے آنے جانے اور چلنے پھرنے کی جگہ اور تمہارے رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ جس توحید کی آپ تبلیغ کرتے ہیں اور جس طرح آپ خود بھی اللہ تعالے کی توحید اور اس کے وحدہ لاشریک ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اسی پر قائم رہئے اور اگر کوئی آپ کی شان نبوت کے نامناسب فعل آپ سے صادر ہوجائے گو وہ آپ کی معصومیت کے منافی نہ ہو اور محض آپ کی شان ارفع اور اعلیٰ کے اعتبار سے صورتاً خطا ہو تو آپ اللہ تعالے سے اس کی معافی اور بخشش طلب کیجئے اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے بخشش طلب کیا کیجئے۔ کیونکہ عام مومنین اور مومنات سے گناہ کا سرزد ہونا ظاہر ہی ہے آپ کا بخشش طلب کرنا اپنی امت کے لئے بہت زیادہ مفید اور سودمند ہے۔ اور اللہ تمہارے چلنے پھرنے شہروں میں آنے جانے سے بھی بخوبی واقف ہے اور تمہارے رہنے سہنے کو بھی خوب جانتا ہے۔ یا مثویٰ سے مراد آخری ٹھکانا ہے یعنی دنیوی بود و باش کو جانتا ہے اور آخری ٹھکانے کو بھی جانتا ہے کہ وہ دوزخ ہے یا جنت ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جتنے شہروں میں پھروگے پھر بہشت یا دوزخ میں پہنچوگے اپنے گھر میں ۱۲۔

بقیہ صفحہ ۸۱۲

تو ان کے لئے بہتر ہے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو ہر طرح سے ماننا ہی چاہئے پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑائے اور جو بہت ہی تاکید آپڑے اسی وقت لڑنا ضرور ہوگا نہیں تو لڑنے والے بہت ہیں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کی بات مانیں اور بھلی باتوں کے پابند رہیں پھر جب جہاد کا موقع ہو اور جہاد فرض عین ہوجائے تو اللہ تعالے کے سامنے سچے ثابت ہوں ورنہ اگر فرض کفایہ ہو تو ہر شخص کو لڑنا ضروری نہیں (۲۱) پھر تم سے یہ بھی کچھ بعید نہیں کہ اگر تم کو اقتدار ہوجائے تو تم زمین میں فساد برپا کرو اور اپنے رشتے ناتوں کو منقطع کر ڈالو ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آرزو کرتے ہو جہاد کی جان سے تنگ ہوکر اور اگر اللہ تم ہی کو غالب کر دے تو فساد نہ کرنا ۱۲ یہ معنی اس تقدیر پر ہیں کہ تولیتم کے معنی غالب آنے اور حکومت مل جانے کے کئے جائیں جیسا کہ صاحب معالم نے پہلا قول یہی نقل کیا ہے البتہ صاحب مدارک اور صاحب جلالین نے دوسرا قول اختیار کیا ہے اس تقدیر پر مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ تعالے کی راہ میں جہاد کرنے سے اعراض کروگے تو دنیا میں امن اور انصاف قائم نہیں ہوسکتا اور جب امن و انصاف قائم نہ رہے گا تو فساد و بدامنی وغیرہ کا زور ہوگا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اگر تم ایمان لانے سے اعراض کروگے تو زمانۂ جاہلیت کی حالت پھر لوٹ آئے گی اور جو فساد اور خرابیاں اور قطع رحمی وغیرہ اس وقت میں ہوتی تھیں وہی پھر ہونے لگیں گی۔ یا منافقوں ہی سے خطاب ہو اور یوں کہا جائے کہ اگر اے منافقو تم جہاد سے اعراض کروگے تو تم سے کچھ بعید نہیں کہ اپنی منافقانہ شرارتوں سے ملک میں دھوم مچاؤگے اور مسلمان قرابتیوں سے رشتہ ناتا توڑ کر کافروں سے کھل کر مل جاؤگے۔ بہر حال اور بھی کئی قول ہیں مگر ہم نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے معنی کو ترجیح دی ہے اور اسی کو اختیار کرلیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب۔ (۲۲) یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالے نے لعنت کی اور ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیا پھر ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا (۲۳) کیا یہ لوگ قرآن میں غور اور دھیان نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل پڑے ہوئے ہیں ؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی حکومت کے غرور میں ظلم کرنے لگے پھر کسی کا جھایا نہ سمجھے ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے جو کچھ فرمایا اس کا تعلق اسی معنی سے ہے جو انہوں نے اختیار کئے ورنہ دوسرے لوگوں نے ان آیتوں سے منافق مراد لئے ہیں اور اس حقیقت کا اظہار ہے کہ جب کفر و نفاق اور عناد طبیعت میں پرورش پاتے رہتے ہیں تو ان کا انجام یہی ہوتا ہے کہ وہ شخص رحمت سے دور کر دیا جاتا ہے آنکھیں اور کان حق کو سمجھنے اور دیکھنے سے بے کار ہوجاتے ہیں قرآن کو سمجھنے کا شعور سلب ہوجاتا ہے اور دلوں پر تالے ڈال دیئے جاتے ہیں اور بھلی بات دل میں اثر نہیں کرتی اور دل میں گھس ہی نہیں سکتی اور اس پھٹکار کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کھلم کھلا کفر کی طرف عود کر جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۴) جو لوگ دین حق سے پیٹھ پھیر کر الٹے لوٹ گئے اور چلے گئے بعد اس کے کہ ان پر صحیح راہ حق دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے واضح ہوچکی تھی اور صاف ظاہر ہے حق کا راستہ ان کو

Marfat.com

معلوم ہو چکا تھا پھر بھی لوٹ گئے تو یہ بات ان کو شیطان نے آراستہ کر کے دکھائی اور شیطان نے ان کے دل میں بات بنائی اور ان کی امیدوں کو دراز کر دیا ہے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی منافق قرآن کو نہیں سمجھتے کہ جہاد میں کتنے فائدے ہیں اور قرار ایمان سے پھرے جاتے ہیں کہ لڑائی میں نہ جاویں گے تو دیر تک جیویں گے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ ان منافقین مرتدین سے مراد اگر اہل کتاب ہیں تب تو یہ معنی ہیں کہ ان کو اپنی کتابوں سے بھی اسلام کی حقانیت اور قرآن کی سچائی واضح ہو چکی ہے پھر بھی الٹے پھرے جاتے ہیں اور جہاد سے بچنا چاہتے ہیں۔ اور اگر منافق غیر اہل کتاب ہیں تو معنی یہ ہیں کہ قرآن کے اعجاز اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات سے اسلام کی حقانیت اور قرآن کی سچائی ان کو صاف طور سے معلوم ہو چکی ہے پھر بھی الٹے پھرتے ہیں تو یہ شیطان کی فریب دہی کا اثر ہے۔ تسویل کسی کو فرضی چیز پر طمع کر کے اور آراستہ کر کے دھوکہ دینا۔ تو شیطان نے ان کو فریب اور دھوکے میں مبتلا کیا ہے۔ املیٰ لھم یعنی مد لھم فی الاٰمال والاٰمانی یعنی زندگی آرزوؤں اور امیدوں میں الجھا کر مہلت دیدینا۔ بعض قرأتوں میں وَاُمْلِیْ لَھُمْ بھی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ان کو مہلت دے رکھی ہے۔ لیکن یہ قرأت حفص رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے۔ (۲۵)۔

بقیہ صفحہ ۸۱۴

باطنی ناگواری کو ظاہر کر دے ۞ یعنی اگر تم سے زیادہ مال کا مطالبہ کیا جائے اور اس میں سختی سے کام لیا جائے تو سب نہ سہی اکثر بخل کرنے لگیں اور مال کی محبت میں جو کمزوریاں ہوتی ہیں ان کو اللہ تعالےٰ ظاہر کر دے تو ایسا نہیں بعض حضرات نے یوں تفسیر کی کہ مال خرچ کرنے میں جو تاکید سنتے ہو تو یہ مطلب نہیں کہ اللہ اور اس کا رسول تم سے اپنے لئے مانگتے ہیں بلکہ مانگتے ہیں تم سے فقرا کے لئے اور راہ دین کے قائم کرنے کے لئے اس مال میں کہ تنگ نہیں کرتے تم کو اور نہ بہت مانگتے ہیں تم سے بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ وسعت سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں دی جاتی اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کو بہت شاق ہوتا اور بہت سے حضرات سے کمزوریاں ظاہر ہوتیں اب عام طور سے لوگوں کی حالت پر تبصرہ فرمایا (۳۷) آگاہ ہو تم لوگ ایسے ہو کہ جب تم کو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے تو تم میں سے بعض وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو شخص بخل کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنی ہی ذات سے بخل کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ کسی کا محتاج نہیں ہے ہاں تم سب اس کے محتاج ہو اور اگر تم روگردانی اختیار کرو گے تو وہ تمہاری جگہ تمہارے غیروں کو لے آئے گا پھر وہ تم جیسے بخیل و نافرمان نہ ہوں گے اور وہ تمہاری مانند اور تمہاری طرح نہ ہوں گے ۞ یعنی تمام مال کا مطالبہ تو بہت بڑی بات ہے تمہاری حالت تو یہ ہے کہ زکوٰۃ جو محض چالیسواں حصہ ہے مال کا اس کے لئے بھی بلائے جاتے ہو حالانکہ وہ چالیسواں حصہ تمہارے ہی غریب بھائیوں پر خرچ ہوتا ہے، پھر بھی بعض لوگ تم میں سے بخل کرتے ہیں اور اگر کوئی بخل کرتا ہے تو وہ اپنے ہی سے بخل کرتا ہے کیونکہ جو مال جمع کر کے قوم کی بہبود اور قوم کے نفع کے لئے خرچ کیا جائے اس میں کوتاہی کرنا یا اس سے بچنا یا چھپانا یہ تو اپنے ہی کو نقصان پہنچانے کے مرادف ہے۔ قوم کو نقصان پہنچنا ہر فرد قوم کا نقصان اس لئے فرمایا وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ پھر اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ تو غنی ہے یعنی محتاج نہیں ہے وہ تو تمام عالم کو کھلاتا ہے اور خود کچھ نہیں کھاتا اور تم سب محتاج اور فقیر ہو جب اللہ تعالےٰ محتاج نہیں تو کل مال طلب کرنا یا بعض مال طلب کرنا اس کی اپنی ضرورت کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ تمہارے لئے اور تمہاری ہی دینی مصلحتوں کے لئے طلب کرتا ہے اگر اس معاملے میں بخل کرو گے یعنی انفاق فی سبیل اللہ میں کمی اور کوتاہی کرو گے تو تمہارے ضرر کا موجب ہوگا۔ اگر جہاد میں زیادہ ڈھیلے سے جی چراؤ گے تو سب ہلاکت میں پڑ جاؤ گے۔ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ اور اگر زکوٰۃ میں کمی کرو گے یا دوسرے صدقات میں سیر چشمی سے کام نہ لو گے تو پوری قوم کو نقصان پہنچ جائے گا۔ بہر حال اگر تم اس کے احکام سے روگردانی کرو گے اور منہ موڑو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سوا کسی اور قوم سے تم کو بدل دے گا یعنی تمہاری جگہ کوئی اور قوم لے آئے گا اور وہ قوم تم جیسی نہ ہوگی یعنی بخل کرنے والی یا نافرمانی کرنے والی نہ ہوگی۔

بقیہ صفحہ ۸۱۶

حضرت حق جل مجدہٗ کی جانب پھرتی ہیں جیسا کہ ہم نے اختیار کیا ہے بعض نے ابتدا کی دو ضمیریں دونوں کی طرف راجع کی ہیں یعنی اللہ اور اس کے رسول کی طرف اور تیسری ضمیر وتسجوہ کی صرف اللہ تعالیٰ کی طرف راجع کی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بکرۃ سے مراد صبح کی نماز اور اصیلا سے باقی چاروں نمازیں مراد ہوں جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا ہے بہر حال اعمال نیک کی اس آیت میں ترغیب ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ قول مشہور ہے صَنَائِعُ الْمَعْرُوفِ تَقِيْ مَصَارِعَ السُّوْءِ یعنی افعال پسندیدہ اور برگزیدہ کا بجالانا چاہئے تاکہ ان افعال کی برکت سے ڈر اور ہلاکت کے مواقع سے محفوظ رہے (۹) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں سوائے اس کے نہیں کہ وہ اللہ تعالےٰ سے بیعت کرتے ہیں۔ ان بیعت کرنے والوں کے ہاتھوں پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہے۔ پھر جو شخص عہد شکنی کرتا ہے تو وہ اپنے ہی ضرر اور اپنی ہی ذات کی برائی کے لئے عہد شکنی کرتا ہے اور جو شخص اس بات کو پورا کرے گا جس نے اس پر اللہ تعالےٰ سے عہد کیا ہے تو عنقریب اللہ تعالےٰ اس کو اجر عظیم اور بہت بڑا نیک عطا فرمائے گا ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہاتھ ملاتے تھے وقت قول کے وقت اول قول مسلمان کا قول ہوتا تھا پھر جس بات کا تقید منظور ہوا لڑائیوں میں مرتے دم تک نہ بھاگنے کا ۱۲ صلح حدیبیہ کے متعلق چند امور ذہن نشین کر لینے چاہئیں تاکہ سورۃ فتح کی تفسیر سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہ واقعہ حدیبیہ کا ۶ھ میں پیش آیا۔ واقعہ کی بنا یہ ہوئی ۱ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا کہ ہم مکہ معظمہ میں امن وامان سے گئے اور ہم نے عمرہ کیا قربانی کے جانور ذبح کئے اور سر منڈائے اور بال کتروائے۔ اس خواب کی تعبیر کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہ تھی عام طور سے صحابہ سمجھے کہ حضور کا یہ خواب اسی سال پورا ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے سفر کی تیاریاں شروع کر دیں اور حضورؐ نے بھی عمرے کا ارادہ کر لیا۔ ۲ تقریباً ڈیڑھ ہزار آدمی آپ کے ہمراہ جانے کو تیار ہو گئے۔ آس پاس کے اعراب کو بھی آپؐ نے دعوت دی لیکن انہوں نے اپنے نفاق کی وجہ سے عذر کر دیا اور آپؐ کے ساتھ سفر میں موافقت نہیں کی۔ جب یہ خبر مکہ میں پہنچی تو کفار مکہ نے باہم مشورہ کر کے یہ طے کیا کہ ہم اس سال عمرے کی غرض سے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو مکہ میں نہ آنے دیں گے۔ ۳ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کفار کا یہ عزم معلوم ہوا تو آپ بجائے زبردستی مکہ میں داخل ہونے کے حدیبیہ جو مکہ سے قریب ایک جگہ ہے وہاں اتر پڑے اور قربانی کے جانور جو آپ کے ہمراہ تھے وہ بھی وہیں روک دئے۔ یہ حدیبیہ مکہ سے تقریباً نو کوس کے فاصلے پر آپ کی اونٹنی ثنیہ کے پاس بیٹھ گئی لوگوں نے اٹھانے کی کوشش کی تو فرمایا چھوڑ دو اس کو اسی نے روکا ہے جس نے اصحاب فیل کو روکا تھا ثنیہ ایک گھاٹی کا نام ہے جہاں سے مکہ کا راستہ چھٹتا ہے ۴ بہر حال حدیبیہ میں قیام فرما کر آپ نے ایک قاصد کو بھیجا کہ ہم لوگ عمرہ کرنے کی غرض سے آئے ہیں لڑنے کا ارادہ نہیں ہے۔ اس قاصد کو قریش نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر آپ نے حضرت عثمانؓ کو بھیجا حضرت عثمان کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو یہاں یہ شہرت ہوئی کہ حضرت عثمان کو کفار نے شہید کر دیا۔ چنانچہ اس خبر نے مسلمانوں میں تشویش پیدا کر دی اور آپ نے ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ کر لوگوں سے جہاد پر بیعت لینی شروع کر دی۔ ۵ جب یہ خبر مکہ والوں نے سنی تو انہوں نے حضرت عثمان کو واپس بھیج دیا اور چند آدمی صلح کا پیغام لیکر آئے۔ صلح کی شرائط پر بحث شروع ہوئی کفار کا رویہ بہت جارحانہ تھا۔ اول بسم اللہ الرحمن الرحیم پر اعتراض کیا پھر محمد رسول اللہ پر اعتراض کیا۔ ایک شرط یہ تھی کہ آپ اس سال عمرہ نہ کریں بلکہ آئندہ سال آکر عمرہ کرلیں۔ چنانچہ آپؐ نے تمام شرطیں منظور فرمالیں اور حضرت علی کو یا محمد بن مسلمہ کو صلح نامہ لکھنے کا حکم کیا اور جب محمد رسول اللہ اور بسم اللہ الرحمان الرحیم پر کفار کی جانب سے اعتراض ہوا تو آپ نے محمد رسول اللہ کی بجائے محمد بن عبداللہ اور بسم اللہ کی بجائے باسمک اللھم لکھوایا اور علی سے فرمایا رسول اللہ کو مٹا کر ابن عبداللہ لکھ دو اس پر حضرت علیؓ نے عذر کیا کہ میں اپنی قلم سے رسول اللہ کو کس طرح مٹا دوں تو حضورؐ نے خود صلحنامہ لیکر رسول اللہ کو صاف کر دیا۔ ۶ ابھی صلح نامے کی تکمیل نہ ہوئی تھی کہ مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ کوئی جماعت خفیہ مکہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی غرض سے آئی ہوئی ہے چنانچہ ان کا سراغ لگا کر مسلمانوں نے اس جماعت کے افراد کو گرفتار کر لیا لیکن بعد میں حضورؐ نے ان کو رہا کر دیا ۷ چلتے وقت حضورؐ نے مدینہ سے کافی اصحاب کو اپنے ہمراہ لیا لیکن اعراب اس خیال سے کہ جنگ ہوگی اور ہم لوٹ کر واپس نہ آسکیں گے شریک نہ ہوئے اور حضورؐ کی واپسی پر آکر طرح طرح کے جھوٹے عذر کرنے لگے۔ ۸ صلحنامے کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ دس سال تک جنگ نہ ہوگی اس عرصہ میں اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ بھاگ آئے تو ہم اسے واپس نہ کریں گے اور اس عرصہ میں اگر مسلمان مکہ سے بھاگ کر مدینہ پہنچ جائے تو آپ کو اسے واپس کرنا ہوگا۔ چنانچہ ابو جندل ابن سہیل کو اسی شرط کے ماتحت حدیبیہ ہی سے واپس کر دیا گیا ہر چند کہ مسلمانوں کو اس کا واپس کرنا بہت شاق گذرا لیکن آپؐ نے شرائط کی پابندی

Marfat.com

کی اسی طرح ابو بصیر مدینہ میں بھاگ کر آئے تو ان کو بھی حضورؐ نے واپس فرما دیا۔ یہ صلح طے ہونے کے بعد آپ نے وہیں حدیبیہ میں حلق کیا قربانیاں ذبح کیں اور احرام کھول دیا اور سلامتی کے ساتھ واپس تشریف لے آئے اور جنگ نہیں کی بعض جوشیلے مسلمانوں پر یہ صلح بہت شاق تھی اور وہ اس کو اپنی کمزوری سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے راستے میں جب حضورؐ واپس ہو رہے تھے تو یہ سورت نازل فرمائی۔ چنانچہ اس کے بعد کفار کی جانب سے نقض عہد ہوا اور حضورؐ نے ۸ھ میں مکہ کو فتح کر لیا۔ مدینہ پہنچ کر سب سے پہلے خیبر کو فتح فرمایا اور وہاں سے بہت غنیمت ہاتھ لگی لیکن متخلفین کو اس خیبر کی فتح میں شرکت کی ممانعت کر دی گئی جس کا ذکر اسی سورت میں آتا ہے۔ بنا اے پیغمبر دیہاتی جو حدیبیہ میں پیچھے رہ گئے تھے عنقریب آپ سے کہیں گے کہ ہمارے مالوں نے اور ہمارے بیوی بچوں نے ہم کو مشغول رکھا اور ہم کو فرصت نہ لینے دی اور ہم لگے رہ گئے اپنے مالوں میں اور گھروں میں سو آپ ہمارے لئے بخشش کی دعا کر دیجئے۔ یہ لوگ اپنی زبانوں سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر اللہ تعالیٰ تم کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے یا تم کو کسی نفع اور فائدے سے بہرہ مند کرنا چاہے تو وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کے سامنے تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار رکھتا ہو۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس سب سے باخبر ہے۔

بقیہ صفحہ ۸۱۹

غرض ان آیات میں حضرت حق جل مجدہٗ نے ان احسانات کا اظہار فرمایا جو حدیبیہ میں حضورؐ کے ساتھ شریک سفر تھے اور بیعت میں شریک تھے اور جنگ کے موقع پر جنگ کے لئے آمادہ ہوئے اور حضورؐ کے روکنے اور صلح کرنے کے بعد صلح کے لئے آمادہ ہو گئے۔ آگے اور اسی صلح کے جو حقیقتاً پیغمبر کی فتح تھی احوال بیان فرمائے (۲۱) اور اگر یہ کافر اور دین حق کے منکر تم سے لڑتے اور صلح نہ ہوتی تو یقیناً پیٹھ پھیر کر اور پیٹھ دیکر بھاگتے پھر وہ اپنا نہ کوئی کارساز پاتے اور نہ مددگار ۔ یعنی اگر مکہ والے تم سے صلح نہ کرتے اور لڑائی کی نوبت آجاتی اور وہ لڑنے کو آمادہ ہو جاتے تو وہ بری طرح بھاگتے اور ان کو نہ کوئی یار ملتا نہ مددگار۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خیبر کے حلفا کی طرف اشارہ ہو کہ بنی اسد اور بنی غطفان مرعوب ہو کر لوٹ گئے اگر وہ خیبر والوں کی طرف سے لڑتے تو بری طرح پیٹھ دیکر بھاگتے۔ بعض مفسرین نے ایسا کہا ہے (۲۲) یہ اللہ تعالیٰ کی رسم پڑی ہوئی ہے اور اس نے اپنا یہی دستور اور طریقہ قائم کر رکھا ہے جو پہلے سے ہوتا چلا آتا ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے آئین اور اس کی ڈالی ہوئی رسم میں کوئی تبدیلی اور کسی شخص کی طرف سے رد و بدل نہ پائیں گے ۔ یعنی رسم اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے یہی ہے کہ اپنے دوستوں کو غالب اور منکروں کو مغلوب کرتا رہتا ہے اس کی اس رسم میں کوئی تبدیلی آپ نہیں پائیں گے۔ (۲۳) اور وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے مکہ کی سرحد میں اور شہر مکہ کے قریب ان منکروں پر قابو یافتہ ہونے کے باوجود ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک دیا اور جو اعمال تم کرتے ہو وہ ان سب کو دیکھ رہا ہے ۔ یعنی مکہ سے بالکل قریب پہنچنے کے بعد بعد اس کے کہ تم کو ان پر فتحمند اور فیروزمند کر دیا۔ پھر بھی جنگ کرنے سے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکے رکھا۔ یہ بھی حضرت حق تعالیٰ کا احسان ہے کہ ایک ایسے مقام پر پہنچ کر جہاں جنگ ناگزیر تھی اور جنگ کی حالت میں مسلمانوں کی فتح یقینی تھی پھر بھی جنگ سے روک دیا اور اس جنگ نہ ہونے سے جو فوائد ظہور پذیر ہوئے اور جس آسانی سے مکہ معظمہ فتح ہوا وہ بات مسلمانوں کو حاصل نہ ہوتی بعض حضرات نے فرمایا یہ ان آدمیوں کی طرف اشارہ ہے جن کو مسلمانوں نے گرفتار کیا تھا اور ان کو بعد میں رہا کر دیا بہر حال جو کچھ ہوا وہ حق تعالیٰ کا احسان ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہ اسی آدمی جو پکڑے بیچ شہر مکے کے یعنی قریب شہر کے گویا شہر کا بیچ ہی ہے ۱۲ اسی آدمیوں کا ذکر اوپر آچکا ہے کہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے کہ اکا دکا حملہ کر کے مسلمانوں کو قتل کریں۔

بقیہ صفحہ ۸۲۱

اور آپس میں مہربان ہیں اے مخاطب تو ان کو کبھی رکوع اور کبھی سجدے کی حالت میں دیکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضامندی کی جستجو اور تلاش میں لگے رہتے ہیں ان کی علامت اور رشد و صلاح کی نشانی سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہے۔ اصحاب رسول اللہ کے یہ اوصاف توراۃ میں مذکور ہیں اور اوصاف ان کے انجیل میں بھی ہیں جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس ابتدائی سوئی کو اس کھیتی نے قوی کیا پھر وہ اور بڑھ کر موٹی ہوئی اور آخر کار وہ کھیتی اپنی نال یعنی اپنے پاؤں اور اپنی پنڈلیوں پر اس طرح سیدھی ہو گئی کہ کاشت کرنے والوں کو خوش کرنے لگی۔ یہ زور اور قوت اس لئے عطا فرمائی تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے کافروں کو غیظ و غضب میں مبتلا کرے اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے بڑی مغفرت اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کر رکھا ہے ۔ یعنی محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدح فرمائی۔ اعدا کے مقابلے میں تیز اور مسلمانوں میں کیسے باہم معاملات میں مہربان۔ بکثرت رکوع اور سجدے یعنی نوافل پڑھنے والے اللہ تعالیٰ کے فضل و رضامندی کے متلاشی۔ جب دیکھو نوافل کی عبادت میں مشغول۔ اس کثرت عبادت کی علامت ان کے چہروں سے ظاہر ہے۔ یعنی سجدے کے نشان پیشانی پر نمایاں ہیں۔ یا چہرے کی زردی جو ریاضت اور محنت شاقہ سے پیدا ہو جاتی ہے مراد اس سے وہ نور ہے جو تہجد گذاروں اور شب بیداروں کے چہرے پر نمایاں ہوتا ہے۔ یہ اوصاف ان صحابہ کرام کے توراۃ میں مذکور ہیں اور انجیل میں ان اصحاب رسول اللہ کی یہ مثال ہے جیسے کھیتی ابتدا میں بہت کمزور ہوتی ہے پھر قوت پکڑ کر اور قوی ہوئی پھر موٹی ہوئی یہاں تک کہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی۔ کھیتی کرنے والوں کو کھیتی کی یہ حالت خوش کرنے لگی۔ یہ قوت صحابہ کرام کی وجہ سے اسلام میں اس لئے آئی تاکہ کفار کو غم و غصے میں مبتلا کر دے اور وہ حسد کی آگ میں جلتے رہیں۔ آخر میں صحابہ کرام کو آخرت کے اجر و ثواب اور بخشش و مغفرت کی بشارت دی اور ان سے وعدہ فرمایا۔ ایمان اور عمل صالح کی قید لگا دی تاکہ یہ معلوم ہو کہ مرتے دم تک اسلام کی محبت پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر قائم رہے کھیتی کی تمثیل اور ان کے خشوع اور خضوع کا وصف بیان فرما کر یہ بات ظاہر کی کہ توراۃ و انجیل میں بھی نبی آخرالزماں کے اصحاب اور آپ کے ہمراہیوں کے یہ اوصاف بیان ہو چکے ہیں کھیتی کی ابتدائی حالت ضعیف اور کمزور ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ قوی ہوتی ہے آگے چل کر قوی تر ہو جاتی ہے۔ یہی اسلام کی تقویت کا حال ہے ابتدا میں ایک پھر دو پھر تین پھر چار پھر بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ اصحاب کرام کی تعداد ہزارہا تک پہنچ گئی۔ ابتدا میں ضعیف تھے پھر رفتہ رفتہ بہت اور غالب ہو گئے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں زرع محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اخرج شطأہ ابوبکر۔ فآزرہ عمر۔ فاستغلظ عثمان۔ فاستوی علی سوقہ علی بن ابی طالب۔ رضی اللہ عنہم۔ آیت کے آخری حصے میں بعض نے من کو بیانیہ کہا۔ اور بعض نے تبعیضیہ فرمایا بعض نے زائدہ کہا۔ بہر حال صحابہ کرام کے دشمنوں کی موشگافیوں کے لئے آیت میں کوئی گنجائش نہیں۔ صحابہ کرام سب کے سب قابل تعظیم اور لائق ادب ہیں۔ ان کی اتنی بڑی اکثریت میں سے اگر کوئی ایک دو فرد جن کو صحبت پیغمبر کم میسر آئی ہو وہ خارج بھی ہو جائیں تو تمام صحابہ پر کوئی حرف گیری نہیں کی جا سکتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضاً بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم یعنی میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم میرے پیچھے ان کو ہدف ملامت اور طعن و تشنیع نہ بنانا پس جس نے ان کو دوست اور محبوب رکھا تو میری محبت کی وجہ سے ان کو محبوب رکھا اور جس نے ان کو مبغوض رکھا اور ان سے بغض کیا تو میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان کو مبغوض سمجھا اور مبغوض رکھا۔ حضرات صحابہ کرام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کرنا، ان پر لعن طعن کرنا یا ان کی شان میں سب و شتم سے پیش آنا ایمان کے زائل ہونے کی علامت اور نشانی ہے۔ اور یہ جو فرمایا ذلک مثلھم فی التورٰۃ ومثلھم فی الانجیل اس میں مفسرین نے کئی احتمال بیان کئے ہیں اور ترجمہ کرنے والوں نے بھی کئی طرح ترجمے کئے ہیں۔ ہم نے ان میں سے ایک بات اختیار کر لی ہے پہلا حصہ اور پہلے اوصاف والذین معہٗ سے توریت میں جو اوصاف مذکور ہیں ان کا بیان ہے اور کزرع سے وہ اوصاف مذکور ہیں جو انجیل میں ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اوصاف توریت اور انجیل دونوں میں مذکور ہوں۔ بہر حال کتب سابقہ منزل من السماء میں جس طرح نبی آخرالزماں کی بشارت جگہ جگہ مذکور ہے اسی طرح آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اوصاف کا بھی تذکرہ ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی رسولہ واصحابہ اجمعین۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر آئے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ۔ ان کا ماتا یعنی تہجد کی نماز صاف نیت سے چہرے پر ان کے نور ہے حضرت کے اصحاب لوگوں میں پہچانے پڑتے۔

بقیہ صفحہ ۸۲۳

بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اگر وہ رسول ان میں تمہاری رائے پر عمل کرنے لگے تو تم بڑی مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایمان کو

Marfat.com

محبوب بنا دیا اور ایمان کو تمہارے دلوں میں خوشنما اور مستحسن کر دیا۔ اور کفر اور فسق اور نافرمانی سے تم کو نفرت دی۔ یہی لوگ سیدھی راہ پر چلنے والے ہیں (۷) یہ سب کچھ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کے انعام و احسان کی وجہ سے ہے اور اللہ تعالےٰ بڑا جاننے والا بڑی حکمت والا ہے ٭ ولید بن عقبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بنی مصطلق روانہ کیا۔ سو ر اتفاق سے ولید میں اور بنی مصطلق میں زمانہ جاہلیت سے ایک خون کے متعلق عداوت چلی آتی تھی بنی مصطلق کے مسلمان ان کے استقبال کو نکلے یہ سمجھے کہ میرے قتل کو نکلے یہ ڈر کر بھاگ آئے یہاں آکر انہوں نے اطلاع دی کہ وہ قوم تو مرتد ہو گئی۔ زکوٰۃ سے انکار کیا اور انہوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا۔ یہ خبر سنکر بعض لوگ مشتعل ہوئے اور انہوں نے مشورہ دیا کہ حضورؐ ان پر فوج کشی کریں اور ان کو سزا دیں لیکن حضورؐ نے نہایت احتیاط سے کام لیا اور خالد بن ولید کو ایک چھوٹے سے لشکر کے ہمراہ خفیہ طور سے بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ معاملہ کی خوب تحقیق کرو اگر واقعی وہ مرتد ہو گئے ہیں اور تم پر حملہ کریں تو تم ان کا مقابلہ کرو ورنہ زکوٰۃ لیکر چلے آؤ۔ چنانچہ خالد بن گئے اور زکوٰۃ لیکر چلے آئے بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنی المصطلق کے لوگ خود آئے اور زکوٰۃ پیش کی اور سارا ماجرا حضور کو سنایا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں اور یہ حکم دیا گیا کہ اگر کوئی شریر اور گناہ گار آدمی کوئی خبر لائے اور تم کو سنائے تو پہلے اس کی تحقیق کر لو اس خوف سے کہ کہیں بغیر تحقیق کے کسی قوم کو تمہارے ہاتھوں سے گزند نہ پہنچ جائے پھر تم کل کو پشیمان اور نادم ہو۔ اور جو کچھ تم نے کیا اس پر تم کو پشیمان ہونا پڑے۔ پھر فرمایا تم میں اللہ تعالےٰ کا رسول موجود ہے اگر یہ بہت سے کاموں میں تمہارے مشوروں کو قبول کر لیں اور ان پر عمل کرنے لگیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ اور تم کو سخت مضرت پہنچے لیکن وہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ ..... اپنے فضل و احسان کے سبب اس نے تمہارے دلوں میں ایمان کامل کو محبوب بنا دیا اور کمال ایمان کی تحصیل کو تمہارے قلوب کے لئے مرغوب اور خوش منظر کر دیا اور اسی کے ساتھ کفر کی اور فسق کی یعنی کبیرہ گناہوں کی اور عصیان یعنی صغیرہ گناہوں کی نفرت پیدا کر دی کہ تم کو یہ سب باتیں بری لگتی ہیں۔ چونکہ ان لوگوں کی رائے صائب تھی جنہوں نے لشکر کشی سے پہلے تحقیق کا مشورہ دیا اس لئے ان کو اولئک ھم الراشدون فرمایا یعنی یہ لوگ راہ حق پر مستقیم رہنے والے ہیں جو پہاڑ کی طرح صحیح بات پر جمے رہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور احسان کی وجہ سے ہوا۔ ایمان کامل کی محبت اور گناہوں سے نفرت یہ ان کے فضل اور احسان کی نوازش سے ہی ہو سکتا ہے وہ علیم بھی ہے ہر شخص کی حالت سے واقف ہے اور ہر ایک کو اپنی حکمت سے عطا کرنے والا ہے کیونکہ وہ بڑی حکمت والا ہے جس پر چاہتا ہے انعام کرتا ہے اور جس کو اس کی مصلحت کا تقاضا ہوتا ہے اس کو فضیلت دیتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک شخص کو حضرت نے بھیجا ایک قوم پر زکوٰۃ لینے کو وہ نکلے اس کے استقبال کو اسلام سے پہلے اس قوم میں اور اس کی قوم میں بیر تھا ڈرا کہ میرے مارنے کو نکلے الٹا بھاگا مدینے میں آکر مشہور کر دیا کہ فلانی قوم مرتد ہوئی حضرت ان پر فوج بھیجیں اس سے معلوم ہوا کہ شہادت فاسق کی قبول نہیں فاسق جس پر سلے شرع کام عیاں ہوں" اور فرمایا یعنی تمہارا مشورہ قبول نہ ہو تو برا نہ مانو رسول عمل

کرتا ہے اللہ کے حکم پر اسی میں تمہارا بھلا ہے اگر تمہاری بات مانا کرے تو ہر کوئی اپنے بھلے کی کہے کس کس کی بات پر چلے ۱۲ (۸) اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ اور دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے مابین اصلاح کر دو یعنی اختلاف اور مابہ النزاع امور کو رفع کرا کے دونوں میں صلح کرا دو۔

بقیہ صفحہ ۸۲۴

ایمان لانے کے بعد مسلمان کے لئے فسق کا نام بہت برا ہے اور جو توبہ نہ کریں گے تو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہوں گے ٭ مطلب یہ ہے کہ ایسا مذاق اور تمسخر جو کسی کی تحقیر اور دل آزاری کے لئے کیا جائے وہ حرام ہے خواہ مرد کسی مرد کے ساتھ ایسا مذاق کرے یا عورت کسی عورت کے ساتھ ایسا مذاق کرے یا عورت مرد کے ساتھ یا مرد عورت کے ساتھ تحقیر آمیز مذاق کرے تو وہ ناجائز ہوگا۔ باقی جس میں دوسرے کی تحقیر اور دل آزاری نہ ہو وہ مزاح اور خوش طبعی ہے اس میں مضائقہ نہیں اور مزاح جائز ہے۔ یہاں جو رجال اور نساء فرمایا ہے اس سے محض جنس مراد ہے جیسا کہ ہم نے عرض کر دیا ہے۔ یہاں یہ بحث شاید غیر ضروری ہوگی کہ قوم کا اطلاق صرف مردوں پر ہوا کرتا ہے عورتیں قوم کے لفظ میں داخل نہیں ہوتیں اور اگر ہوتی ہیں تو تبعاً داخل ہوتی ہیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ شاید وہ تم سے بہتر ہوں یعنی اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ شخص بہتر ہو جس کی تم تحقیر اور دل آزاری کر رہے ہو یعنی اس کا خاتمہ ایمان پر مقدر ہو اور وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک تم سے زیادہ مقبول ہو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ قول مشہور ہے۔ البلاء موکل بالقول لو سخرت من کلب لخشیت ان احول کلبا۔ یعنی ہر قسم کی بلا قول پر سونپی گئی ہے۔ اکثر بلائیں زبان کی بدولت نازل ہوتی ہیں۔ میں تو کسی کتے سے بھی مذاق نہیں کرتا اگر کتے سے بھی تحقیر آمیز مذاق کروں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں میں کتا نہ بنا دیا جاؤں۔ بہرحال وہ شخص جو اپنی حقارت اور ذلت پر نظر رکھتا ہے وہ ہمیشہ دوسرے آدمی کو ذلیل کرنے سے احتیاط کرتا ہے۔ تلمزوا کو میم کے زیر سے اور میم کے پیش سے دونوں طرح کی قرأت ہے خواہ کسی طرح پڑھے مطلب یہ ہے کہ کسی پر طعن نہ کرو اور عیب نہ لگاؤ بعض حضرات نے فرمایا کہ ایسا کوئی فعل اختیار نہ کرو جس کی وجہ سے تم کو طعن کیا جائے۔ تنابزوا بالالقاب کا مطلب یہ کہ کسی کو برے لقب سے پکارنا جو کسی کو ناگوار گذرے یعنی ایسے لقب سے نہ پکارو جو اس کی دل آزاری کا موجب ہو۔ جیسے کسی شخص کی کوئی چڑ بنا لیتے ہیں اور پھر اس چڑ سے اس کو پکارتے ہیں۔ اور وہ ایک مومن کی ناگواری کا سبب ہوتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسا نام لیا جائے اور ایسا لقب دیا جائے جو ناگوار نہ ہو تو مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ بعض لوگ کسی لقب سے خوش ہوتے ہیں۔ آخر فرمایا کہ ایمان کے بعد تو مسلمان کے لئے سب سے برا نام فسق کا ہے یعنی کسی مسلمان کو یا فاسق کہہ کر پکارنا۔ جیسے بعض لوگ ان مسلمانوں کو جو یہودی سے مسلمان ہوئے تھے یا یہودی کہہ کر پکارتے تھے تو سب سے برا لقب تو ایمان لانے کے بعد فسق کا لقب ہے۔ اس میں سب گناہ داخل ہو گئے۔ مثلاً کسی کو یا فاسق، یا زانی، یا سارق کہنا سب داخل ہو گئے۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے

کہ دوسروں کو برا لقب دینے سے پہلے یہ تو دیکھو کہ تم ایک گناہ کرنے سے فاسق ہو جاتے ہو جو ایمان کے بعد بہت ہی برا لقب ہے یعنی دوسرے کو برا لقب دینے سے اپنا لقب فاسق ہو جاتا ہے اس لئے ایسے امور سے اجتناب کرنا چاہیئے جس میں اپنا لقب فاسق ہو جائے۔ اور جو شخص ان حرکات ناشائستہ اور ممنوعہ سے باز نہ آئے گا اور توبہ نہ کرے گا تو ایسے ہی لوگ ظالم اور ناانصاف ہوں گے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جہاں کسی پر برا نام ڈالا پہلے تو اپنا نام پڑ گیا فاسق آگے تھا مومن اس پر عیب لگایا نہ لگا ۱۲ خلاصہ یہ کہ ایسے افعال سے بچنا چاہیئے جو کسی مسلمان کی دل آزاری اور ناگواری کا موجب ہو اور بات بڑھ کر فتنہ و فساد اور قتل و قتال کی نوبت آئے اور خود فاسق قرار پائے۔ انسان اگر اپنے آپ کو خود حقیر سمجھے تو دوسروں پر عیب لگانے کی جرأت نہ کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا مشہور ہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ شَکُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا۔ یعنی اللہ مجھ کو صبر کرنے والا اور شکر کرنے والا بنا دے اور مجھ کو اپنی آنکھوں میں چھوٹا اور دوسروں کی آنکھوں میں بڑا بنا دے یعنی جب میں خود اپنے پر نظر کروں تو اپنے کو چھوٹا سمجھوں اور دوسرے جب مجھ کو دیکھیں تو بڑا سمجھیں (۱۱) اے ایمان والو بہت گمان کرنے سے احتراز کیا کرو اور بہت سے گمانوں سے بچا کرو کیونکہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کے عیب کی ٹٹول نہ کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو پیٹھ پیچھے برا کہا کرو کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ اور مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے سو تم کو اس سے گھن آئے اور تم اس سے متنفر ہو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالےٰ بڑا معاف کرنیوالا بڑی مہربانی کرنے والا ہے ٭ چونکہ ظن کی بہت سی اقسام ہیں بعض جائز، بعض واجب، بعض مباح، اس لئے فرمایا بعض حرام۔ اس لئے ظن اور گمان کی کثرت سے احتراز کر دیا یہ مطلب ہے کہ اجتنبوا اجتنابا کثیرا۔ کہ بچو بچنا بہت۔ اہل خیر اور صلاح کے ساتھ بدگمانی کرنا بہت بری بات ہے۔ اور اہل فسق کے معاملے میں بدگمانی جائز ہے۔ اور جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ بعضے افراد ظن اور گمان کے گناہ ہیں تو ان کی تحقیق کرنے کے بعد جہاں بدگمانی جائز ہو یا ضروری ہو وہاں بدگمانی کرے تو مضائقہ نہیں۔ یہ نہیں کہ ہر موقعہ پر اور ہر معاملے میں بدگمانی کرو، اور برے ظن سے کام لو۔ جو شخص بہت بدگمانیوں سے احتراز کرے گا تو بعض سے بچ جائے گا تجسس کسی کے عیب کی تلاش کرنا۔ اور مسلمان کے عیب ڈھونڈتے پھرنا۔ حضرت مجاہد کا قول ہے خذ وا ما ظہر ودعوا ما ستره الله۔ یعنی جو کچھ ظاہر ہو اور وہ لے لو اور جو کچھ اللہ نے چھپا لیا اسے چھوڑ دو۔ بہرحال عیب جوئی سے منع فرمایا کسی کی چھپ کر باتیں سننا یا سونے والے کی حالت بنا کر جاگتے رہنا اور دوسروں کی باتیں سنتے رہنا تجسس ہے۔ اس میں بھی اگر کہیں اپنے آپ کو ضرر سے بچانے یا کسی مسلمان کو نقصان سے بچانے کی غرض سے دشمن کی تدابیر کا کھوج لگائے تو جائز ہوگا۔ پھر فرمایا ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ یعنی پیٹھ کے پیچھے ایسی برائی کرنا جو سچی ہو کہ اگر اس کے

Marfat.com

سامنے رو تو اس کو ناگوار گذرے یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات بھی نہ ہو تو بہتان ہے اور اس میں بہت لوگ مبتلا ہیں بلکہ یہ مرض علما اور صوفیا میں آجکل کے بہت ہے۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔ گوشت کھانا فرمایا جس طرح کسی انسان کا گوشت نوچ نوچ کر کھانے سے تکلیف ہوتی ہے اسی طرح اس کی آبروریزی بھی اس کی تکلیف کا موجب ہے۔ اگرچہ اس آبروریزی کا اس کو علم نہ ہو تو عدم حس میں مشابہت مردے کے ساتھ دی۔ لیکن فی نفسہٖ تکلیف دہ چیز ہے۔ گویا مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھا رہے ہو۔ پس جس طرح مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے گھن کرتے ہو اسی طرح اس کی پیٹھ پیچھے اس کی آبروریزی سے بھی بچو اور اس کو برا سمجھو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں تہمت اور بھید ٹٹولنا اور پیٹھ پیچھے بد کہنا کسی جگہ نہیں بے گناہ یعنی مظلوم ظالم کو کچھ کہے جہاں اس میں دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت غرض نہ ہو ۱۲ خلاصہ یہ کہ مظلوم ظالم کی بدگوئی کر سکتا ہے بشرطیکہ دین کا کچھ فائدہ ہو۔ ہم اس مسئلے کو چھبیسویں پارے کی ابتدا میں تفصیل کے ساتھ عرض کر چکے ہیں اس کی تسہیل میں ملاحظہ کر لیا جائے۔ یہ غیبت جس طرح قول سے ہوتی ہے فعل سے بھی ہوتی ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل اتارنا، یا کسی پستہ قد کو اشارہ کر کے اور ٹھگنا بنا کے دکھانا وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال اس باب میں تفصیل ہے جو مقامی علما سے دریافت کی جا سکتی ہے۔ اور یہ جو فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یعنی غیبت کرنے سے بچو اور توبہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرماتا ہے اور وہ بڑی مہربانی کرنے والا ہے۔ غیبت حق العباد بھی ہے اور حق اللہ بھی۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور جس کی غیبت کی ہے اس سے معاف کراؤ اور اگر وہ مر گیا ہو تو اس کے لئے استغفار کرے۔ غیبت صرف مسلمان ہی کی حرام نہیں بلکہ کافر ذمی ہو اس کی بھی غیبت حرام ہے۔ بہرحال اس باب میں بھی بڑی تفصیل ہے جو اس مختصر میں نہیں کی جا سکتی۔ چونکہ اوپر تقوے کا ذکر فرمایا تھا اس لئے آگے متقی کی تعریف اور اس کی خوبی بیان فرمائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۲)

بقیہ صفحہ ۸۲۵

اور تمہاری موجودہ کافرانہ روش کی وجہ سے ایمان لے آنے کے بعد کے اعمال میں سے کچھ کم نہ کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑی بخشش کرنے والا اور بڑی مہربانی کرنے والا ہے وہ دل سے ایمان لانے اور زبان سے اقرار کرنے اور ارکان اسلامی پر عمل کرنے کے بعد پہلے اعمال کفریہ کو ساقط کر دیا کرتا ہے اور ان اعمال کفریہ پر کوئی محاسبہ نہیں کرتا جو ایمان سے پہلے ہو چکے۔ (۱۴) کامل ایمان والے تو بس وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کبھی شک و شبہ نہیں کیا یعنی ہمیشہ ایمان پر قائم رہے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مشقتیں برداشت کیں اور جہاد کیا یہی لوگ ہیں جو سچے ہیں ÷ یعنی تم تو کاذب ہو کہ جھوٹ بولے ایمان کا اور ایمان تھا نہیں۔ سچے اور پورے ایمان دار تو وہ لوگ ہیں جو تصدیق قلبی کے ساتھ ایمان لائیں اور زبان سے اقرار کریں اور جہاد میں اپنی جان اور مال لٹا دیں۔ تو یہ لوگ سچے اور کامل ایمان والے ہیں مطلب یہ ہے کہ اعمال میں کچھ کوتاہی بھی ہو مگر تصدیق قلبی تو موجب بھی تم کو صادق کہا جا سکتا تھا لیکن یہاں تو صدق ہی مفقود ہے بلکہ جھوٹ بول کر دھوکہ دینا مقصود ہے نہ تم کو مومن کس طرح کہا جا سکتا ہے اور صادقوں میں سے ہونا تو بہت اونچی چیز ہے۔ (۱۵) آپ ان دیہاتیوں سے کہہ دیجیے کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنے دین کی خبر دیتے ہو اور اپنی دینداری اس کو جتاتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے ÷ یعنی زمین و آسمان کی چیزوں کے علاوہ بھی ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔ سورۂ یونس میں بھی گذر چکا ہے قل اتنبؤن اللّٰہ بما لا یعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اگر سچا دین تم کو ہے تو کہے سے کیا ہوگا جس سے معاملت ہے وہ آپ خبردار ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جب وہ ہر شے کو جانتا اور ہر شے کا جاننے والا ہے تو تمہارے ایمان کو بھی جانتا ہوگا (۱۶) اے پیغمبر یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے تم مجھ پر اپنے اسلام لانے اور مسلمان ہونے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے ایمان کی جانب تمہاری رہنمائی فرمائی بشرطیکہ تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو ÷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو نیکی اپنے ہاتھ سے ہو اپنی تعریف نہیں رب کی تعریف ہے جس نے کروائی ۱۲۔

بقیہ صفحہ ۸۲۶

اس برکت والی بارش کی وجہ سے ہی زمین سے ہر قسم کی چیز پیدا ہوتی ہے۔ نباتات ہی کیا بلکہ جمادات لوہا سیسہ، سونا چاندی غرض زمین کی ہر چیز کا تعلق آسمانی بارش سے ہے۔ بلدۃ کا ترجمہ ہم نے زمین کر دیا ہے اس لئے کہ شہر کا زندہ کرنا یا کسی قصبہ کا زندہ کرنا یہی ہے کہ اس کی زمین میں زندگی پیدا ہو جائے اور اس میں روئیدگی کی طاقت از سر نو آجائے۔ اس مری ہوئی زمین کو زندہ کرنے کی تشبیہ دی مردوں کے زمین سے نکلنے کو جب اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں کے پیدا کرنے پر قدرت رکھتا ہے، تو انسان کے دوبارہ پیدا کرنے پر ان دین حق کے منکروں کو تعجب کیوں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اناج وہی جس کے ساتھ کھیت بھی کٹ جاوے اور درخت قائم رہتا ہے پھل ٹوٹ کر ۱۲ آگے دین حق کے منکروں کے لئے تہدید اور وعید ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۱) ان کفار قریش سے پہلے نوح کی قوم اور کنوئیں والے اور ثمود (۱۲) اور عاد اور فرعون اور لوط کے بھائیوں یعنی لوط کی قوم (۱۳) اور بن کے رہنے والے اور تبع کی قوم تکذیب کا شیوہ اختیار کر چکے ہیں۔ ان میں سے ہر قوم نے اپنے اپنے پیغمبر کو جھٹلایا اور ہر ایک نے رسولوں کی تکذیب کی۔ سو میرے عذاب کا وعدہ ان پر ثابت اور سچا ہو کر رہا ÷ اس تہدید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ جس طرح سابقہ رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کا انجام ہوا اور ان پر میری وعید ثابت ہوئی اسی طرح آپ کی تکذیب کرنیوالوں کا بھی ایسا ہی انجام ہوگا۔ کنوئیں والے وہی ہیں جن کا ذکر سورۂ فرقان میں گذر چکا ہے۔ کہتے ہیں عدن کی نواحی میں کوئی چھوٹی سی ریاست تھی انہوں نے اپنے بادشاہ کی پرستش شروع کر دی تھی۔ اس زمانے کے نبی نے ان کو سمجھایا لیکن وہ نہ مانے آخر وہ کنواں بھی زمین میں دھنس گیا اور ریاست کے لوگ بھی زمین میں دھنسا دیئے گئے۔ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود مشہور قومیں ہیں۔ فرعون بھی معروف ہے۔ بن والے مدین والوں کو فرمایا یعنی حضرت شعیب کی قوم۔ لوط کی قوم یعنی سدوم کے رہنے والے۔ ہرچند کہ حضرت لوط مہاجر تھے اور حضرت ابراہیم کے ساتھ عراق سے شام چلے گئے تھے لیکن شاید وہاں جا کر نکاح کر لیا تھا اس سے سسرالی رشتہ قائم ہو جانے کی وجہ سے اخوان لوط فرمایا۔ تبع کی قوم وہی جس کا ذکر سورۂ دخان میں گذرا ہے یعنی تبع حمیری جن کا نام اسعد اور کنیت ابوکرب ہے۔ ایک رسول کی تکذیب کرنا ایسا ہی ہے جیسے سب رسولوں کی تکذیب۔ یا اس لئے رسولوں کو جمع فرمایا کیونکہ ان قوموں نے اپنے اپنے زمانے کے پیغمبروں کی تکذیب کی تھی اس لئے ارشاد ہوا۔ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيْدِ (۱۴) کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے عاجز ہو گئے اور تھک گئے نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ نئی پیدائش کے بارے میں اور نئے سینے کی طرف سے شبہ میں اور دھوکے میں پڑے ہوتے ہیں ÷ یعنی شیطان نے ان کو شبہ میں ڈال دیا ہے کہ مر کر زندہ ہونا عادت کے خلاف ہے اس لئے اس دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں کہ کوئی دوبارہ زندہ نہیں کر سکتا۔ چونکہ یہ شبہ کیا جا سکتا تھا کہ محل قابل حیات بھی اور فاعل یعنی زندہ کرنیوالا قادر بھی ہو لیکن تھک جانے کی وجہ سے تنفیذ کی قدرت باقی نہ رہی ہو۔ اس احتمال کا جواب ہے کہ ہم عاجز نہیں ہوتے اور تھکتے نہیں۔ کیونکہ جو صفات مستفاد من الغیر ہوں اس میں نقص محال ہے۔ وہ قادر بالذات ہے یہ وصف کسی غیر سے حاصل شدہ نہیں ہے اس لئے اس میں کوئی احتمال عاجز ہونے کا نہیں۔ (۱۵) اور انسان کو یقیناً ہم نے بنایا ہے اور اس کے دل میں جو خیالات آتے ہیں اور جو باتیں (وسوسے) میں آتی ہیں اور جو چیزیں اس کا نفس خاطر میں لاتا ہے ان کو ہم جانتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۸۲۸

دین حق کے منکروں سے کہا جائے گا (۲۲) یقیناً تو اس دن سے بے خبر اور بڑی غفلت میں تھا۔ اب ہم نے تجھ سے تیرا پردہ ہٹا دیا سو آج تیری نگاہ بڑی تیز ہے ÷ یعنی تو انکار کرتا تھا اور مانتا نہ تھا۔ قیامت کو جھٹلاتا تھا اور عالم برزخ کی کسی چیز کا قائل نہ تھا اب معائنہ کر لیا اور تجھ کو معلوم ہو گیا کہ پیغمبر جو کچھ کہا کرتے تھے وہ سب سچ تھا آج بڑا تیز بین ہے کہ کوئی چیز مانع اور روک نہیں اگر دنیا ہی میں اس پردے کو ہٹا دیتا اور ان چیزوں پر ایمان لے آتا تو تیرے حق میں کیا اچھا ہوتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔ الناس نیام اذا ماتوا فانتبھوا یعنی لوگ سو رہے ہیں جب مر جائیں گے تو بیدار ہو جائیں گے دنیا میں انسان پر غفلت کی نیند طاری ہے جب مر جائے گا تب آنکھیں کھلیں گی۔ (۲۳) اور اس کا ساتھی کہے گا اس کے اعمال کا وہ دفتر جو میرے پاس تھا یہ حاضر ہے ÷ قرین یہ شاید وہی فرشتہ ہے جس کو اوپر شہید کہا گیا ہے یہ نامۂ اعمال پیش کرتے ہوئے عرض کرے گا ھذا ما لدی عتید۔ کہ جو اس کی مسل اور روزنامچہ اور نامۂ اعمال میرے پاس تھا یہ حاضر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہ فرشتہ اعمال حاضر کرے گا ۱۲ خلاصہ یہ کہ دو فرشتے

Marfat.com

جو ساتھ ہوں گے ایک سائق اور ایک شہید وہی پیش کریں گے اور اسی وقت فیصلہ کر دیا جائے گا۔ حضرت مجاہد نے اس قرین سے وہ شیطان مراد لیا ہے جس کا ذکر سورۂ زخرف میں گذر چکا ہے وہ یہ کہے گا کہ میں اس پر متعین تھا یہی وہ شخص ہے اس کو میں حاضر کر رہا ہوں چونکہ یہ قول مرجوح تھا اس لئے اس کو ہم نے چھوڑ دیا۔ جمہور کا قول یہی ہے کہ وہ فرشتہ کاتب اعمال ہوگا جو اس کا عمل نامہ پیش کرتے ہوئے کہے گا ھذا مالدی عتید۔ (۲۳) فرشتوں کو حکم ہوگا تم دونوں ہر ایسے شخص کو جہنم میں جھونک دو اور ڈال دو جو ناسپاس سرکش ہو (۲۴) اور نیکی سے روکنے والا حد سے تجاوز کرنے والا دین میں شبہ پیدا کرنے والا ہو (۲۵) جس نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود تجویز کیا ہو سو ایسے شخص کو سخت عذاب میں ڈالدو۔ کفار۔ بڑا ناسپاس اور ناشکرا۔ عنید۔ سرکش ضدی۔ مناع للخیر بھلائی سے روکنے والا مال میں ممسک اور بخیل۔ معتدی۔ حد سے تجاوز کرنے والا۔ مریب۔ شک کرنے والا۔ شبہے میں ڈالنے والا شبہات پیدا کرنے والا۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ دوسرے کو معبود تجویز کرنے والا۔ یہ حکم ہوگا کہ اس قسم کے مجرم کو جہنم میں ڈالدو۔ یہ شاید ان ہی دو فرشتوں کو حکم دیا جائے گا یا اور دو فرشتے ہوں گے جن کو حکم دیا جائے گا۔ دو فرشتوں کا ذکر اس لئے فرمایا کہ عام طور سے مجرم کو دو آدمی بادشاہ اور قاضی کے رو برو پیش کیا کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ حکم مالک کو دیا جائے جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ اور اس کی عظمت کی وجہ سے تثنیہ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ بہرحال عام مفسرین کا قول یہی ہے کہ یہ فرشتے وہی سائق اور شہید ہیں۔ (۲۶)

بقیہ صفحہ ۸۲۹

حفاظت کرنے والا یعنی ان کو اپنے وقت پر بجا لانے والا ہو۔ غرض یہ بہشت ہر ایسے شخص کے لئے ہوگی (۳۲) جو رحمان سے بن دیکھے اور غائبانہ ڈرتا رہا اور اللہ تعالےٰ کی جناب میں رجوع ہونے والا دل لیکر حاضر ہوا۔ (۳۳) ان سے ارشاد ہوگا تم اس بہشت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ یہ ہمیشہ کے فیصلے اور ہمیشہ کے حکم کا دن ہے (۳۴) ان کو اس بہشت میں جو وہ چاہیں گے وہ ملے گا اور میسر ہوگا اور ہمارے پاس ان کی چاہی ہوئی چیزوں سے اور بھی زیادہ ہے ؁ حدیث میں آتا ہے جس شخص نے شروع دن میں اور دن کے ابتدائی حصے میں چار رکعتیں پڑھنے پر مداومت کی اور چار رکعتیں ہر روز پابندی سے پڑھتا رہا تو وہ شخص اوّاب حفیظ میں داخل ہے۔ یہ نماز اشراق کی چار رکعتیں ہیں گو اشراق کی نماز پر حفاظت رکھنے والے کو اوّاب حفیظ کہا گیا ہے۔ من خشی الرحمان یا تو اواب سے بدل ہے اور یا مبتدا ہے۔ بہرحال رحمان سے ڈرتا ہے اور باوجود اس علم کے کہ رحمان وسیع الرحمت ہے پھر بھی ڈرتا رہتا ہے۔ قلب منیب رجوع رکھنے والا دل یعنی صحیح عقیدہ رکھنے والا دل۔ یا گناہوں سے نیکیوں کی طرف رجوع کرنے والا۔ یا گناہ کرکے توبہ کرنے والا۔ بہرحال اواب کے بہت سے معنی کئے گئے ہیں۔ اسی طرح منیب کے بھی بہت سے معنی کئے ہیں۔ اخلاص رکھنے والا۔ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی طرف متوجہ ہونے والا۔ سلامتی کے ساتھ داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عذاب سے سلامتی۔ یا تفکرات اور ہر قسم کی تکلیف سے سلامتی۔ یا اللہ تعالےٰ اور اس کے فرشتوں کے سلام کے ساتھ۔ ولدینا مزید۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی رویت اور ان کا دیدار جو بلا کیفیت ہوگا۔ یا اللہ تعالےٰ کے راضی ہونے اور کبھی ناراض نہ ہونے کا اعلان۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو نعمتیں ان کے خیال میں نہیں ۱۲ آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور وقوع قیامت اور مردوں کے زندہ ہونے کا مضمون ہے۔ (۳۵) اور ہم بہت سی امتوں اور قوموں کو ان کفار مکہ سے پہلے تباہ و برباد کر چکے ہیں جو قوت و زور میں اور دست درازی میں ان سے بہت زیادہ تھیں پھر وہ اپنی بستیوں میں تلاش کرتے پھرے اور شہروں کو چھانتے پھرے کہ کوئی پناہ کی جگہ ہے ؁ مطلب یہ ہے کہ ان سے پہلے بہت سی قوموں نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ پیغمبروں کی تکذیب کرتے تھے۔ وہ ان سے قوت اور زور میں بھی زیادہ تھے۔ پھر جب عذاب آیا تو شہروں میں بھاگنے کی جگہ تلاش کرتے پھرے۔ یا یہ ان کی قوت و طاقت کے ساتھ ان کا شہروں میں پھر کر دنیاوی ساز و سامان میں ترقی کرنے کو ظاہر کیا گیا ہے کہ زور آور بھی اور ساز و سامان میں بھی ان سے زیادہ تھے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ مکہ والے جو سفر کرتے رہتے ہیں ان مکہ والوں نے تفتیش کی اور تفحص کیا کہ ان کے لئے کوئی بھاگنے کی جگہ تھی تاکہ ان پر عذاب آئے تو یہ وہاں جا کر پناہ حاصل کریں۔ تنقیب کے معنی ہیں تنقیر اور تفتیش کسی بات کی تفحص۔ چلنا زمین میں۔ پہاڑوں میں چلنا۔ اور بحث یعنی کرید کرنا کسی بات کی۔ انہی معنی کے اعتبار سے ترجمے کئی طرح سے کئے گئے ہیں بھاگنے کی جگہ موت سے یا اللہ تعالےٰ کے عذاب سے۔ سب کا خلاصہ یہ ہے کہ پہلی قومیں قوت میں ساز و سامان میں زیادہ تھیں سو وہ عذاب کے وقت بچنے کی جگہ ڈھونڈتی پھریں۔ اور ان کو کہیں بچنے کی جگہ نہ ملی اور سب ہلاک ہو گئیں۔ آگے ان واقعات سے عبرت اور نصیحت پکڑنے کا ذکر فرمایا (۳۶) بلاشبہ اس واقعہ میں اس شخص کے لئے بڑی نصیحت اور عبرت ہے کہ جس کے پہلو میں دل ہو یا وہ متوجہ ہو کر کان لگا دیتا ہو ؁ یعنی گذشتہ قوموں کی ہلاکت کے واقعات میں وہی لوگ عبرت و موعظت حاصل کر سکتے ہیں جن کے پہلو میں قلب سلیم اور فہیم ہو اور ان کا دل زندہ ہو یا کان لگا کر قرآن کو سنتے اور سمجھتے ہوں۔ اور اپنا ذہن حاضر رکھتے ہوں یعنی دل اور دماغ دونوں میں صلاحیت ہو۔ یا کم از کم ایک چیز میں بھی صلاحیت ہو تو کچھ نہ کچھ عبرت ہو جائے۔ دل لگا کر سنتا بھی رہے تو فائدہ پہنچ جاتا ہے۔ حضرت صوفیا نے بہت سے معنی بیان فرمائے ہیں۔ اور بات بھی یہ ہے کہ جس کے دل میں اعتقاد نہ ہو وہ دل ایسا ہے جیسے دل نہ ہو۔ (۳۷)

بقیہ صفحہ ۸۳۱

خلاصہ یہ کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ چاروں قسمیں ہواؤں کی ہیں اس لئے ان کے منہیہ میں فرشتوں کا اور کشتیوں کا ذکر نہیں ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے نزدیک ذاریات۔ حاملات۔ جاریات۔ مقسمات یہ سب ہوائیں ہیں (۶) قسم ہے راستوں والے آسمان کی (۷) کہ تم ایک اختلاف کی بات میں پڑے ہوئے ہو (۸) اس کے ماننے سے وہی پھرا اور باز رہا جو راندا گیا اور پھیر دیا گیا ؁ یہ آسمان کی قسم کھائی۔ راستوں والا آسمان جس میں فرشتوں کے جانے آنے کے راستے ہیں یا تاروں والا آسمان۔ حُبُکْ جمع ہے حبیکہ کی جیسے طرق جمع طریقہ کی یا جمع ہے حباک کی۔ جس کے معنی ستارے کے ہیں۔ اسی وجہ سے ترجمے میں دو قول ہیں۔ راستوں والے آسمان کی قسم اور تاروں والے آسمان کی قسم۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنے ترجمے میں فرمایا قسم ہے آسمان جالی دار کی پھر موضح القرآن میں فرمایا آسمان جالی دار یعنی تارے ہیں اس میں جال سا اور جھگڑے کی بات آخرت کا جینا جو اس کو نہ مانے وہ درگاہ سے پھیرا گیا ۱۲ جس طرح حبک کے معنی دو طرح کئے گئے ہیں۔ اسی طرح قول مختلف میں بھی کئی قول ہیں یا تو وہی مرنے کے بعد آخرت میں زندہ ہونا۔ یا قرآن کے بارے میں مختلف قول کہتے ہو۔ یا رسول اللہ کے بارے میں مختلف باتیں کہتے ہو۔ بہرحال آسمان کی قسم کھا کر فرمایا کہ تم بلا وجہ ایک اختلاف میں مبتلا ہو اور جس چیز میں اختلاف کر رہے ہو وہ ایسی ہے کہ اس سے وہی شخص باز رہ سکتا ہے اور اس پر ایمان لانے سے وہی پھرتا ہے جو درگاہ خداوندی سے پھیر دیا گیا اور لوٹا دیا گیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا یضل عنہ من ضل۔ یعنی وہ شخص گمراہ ہوتا ہے اس سے جس کو گمراہ کیا گیا۔ صاحب قاموس نے کہا ہے مافوک مصروف عن الحق۔ مطلب یہ ہے کہ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہو وہ آخرت کا جینا ہو یا قرآن ہو۔ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہو۔ بہرحال اس سے وہی پھرتا ہے جو پھیر دیا گیا اور راندا گیا۔ یعنی جو ازلی بدبخت ہے وہی اس سے انکار کرتا اور پھرتا ہے۔ غرض قیامت۔ رسول یا قرآن کے اقرار اور ایمان سے وہی پھرتا ہے جس کو ہر قسم کی خیر و سعادت سے پھرنا اور محروم رہنا ہوتا ہے۔ (۹) ہلاک کئے جائیں اور خدا کی رحمت سے دور کئے جائیں وہ تخمینے لگانے اور اٹکل کرنے والے اور بے سند باتیں کرنیوالے (۱۰) جو غفلت اور جہالت میں فراموش کرنے اور بھولنے والے ہیں (۱۱) پوچھتے اور دریافت کرتے ہیں کہ جزا کا دن کب ہوگا۔ (۱۲) وہ اس دن ہوگا جس دن یہ لوگ آگ پر تپائے جائیں گے۔ (۱۳) کہا جائے گا اپنی تکذیب اور اپنی شرارت کا مزا چکھو یہی تو وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی اور شتابی کیا کرتے تھے ؁ قُتِلَ بد دعا کے طور پر ہے۔ یعنی لُعِنَ۔ خراصون محض بدگمان اور اٹکل سے بے سند بات کرنے والے۔ غمرۃ۔ جہل۔ ضلال۔ غفلت تعنت اور استہزا اور جلدی کرنے کی غرض سے پوچھتے تھے انصاف کا دن کب ہوگا۔ فتنت الشئ۔ جلانا۔ عذاب کرنا۔ آگ پر تپانا۔ آگ کے کوئلوں پر رکھ کر الٹ پلٹ کرنا۔ اپنے فتنے کا مزا چکھو یعنی اپنی شرارت اور شرک کا مزا۔ آگے پرہیزگاروں کے انجام کا ذکر فرماتے ہیں۔ (۱۴) البتہ پرہیزگار اور ڈرنے والے لوگ باغوں میں اور چشموں میں ہوں گے۔ (۱۵) ان کی حالت یہ ہوگی کہ جو نعمتیں اور جو ثواب ان کے پروردگار نے ان کو دیا ہوگا وہ اس کو حاصل کر رہے ہوں گے کیونکہ وہ اس عالم آخرت سے پہلے نکوکار اور نیکی کرنے والے تھے (۱۶) وہ لوگ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے (۱۷) اور رات کے آخری حصے میں یعنی سحر کے وقت بخشش طلب کیا کرتے تھے۔ (۱۸)

بقیہ صفحہ ۸۳۲

ہو سکتا ہے کہ کم و بیش ہو۔ مکرّم فرمایا جیسا کہ سورۂ انبیا

Marfat.com

میں گذرا ہے بل عباد مکرمون۔ اور یہاں تو ابراہیم علیہ السلام
ہی ان کا اکرام فرمارہے تھے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا مکرم
ہوسکتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت
کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام
کرے اور اس کی عزت کرے (۲۴) یہ واقعہ اس وقت
کا ہے جب وہ مہمان ابراہیم کے پاس آئے تو انہوں نے
کہا سلام۔ ابراہیم نے بھی کہا سلام یہ لوگ اجنبی ہیں ؞
یعنی تحیہ جو دستور تھا کہ انہوں نے سلام کیا حضرت ابراہیم
نے سلام کا جواب وعلیکم السلام کہا۔ پھر فرمایا دل میں یہ
لوگ اوپری اور ناشناختہ ہیں۔ ابن عباس کا قول یہی
ہے کہ دل میں فرمایا اور ہوسکتا ہے کہ زبان سے کہا ہو کہ
آپ نے لوگوں کو پہچانا نہیں مگر فرشتوں نے کوئی جواب نہ
دیا۔ یا یہ کہ وہ دیار کفر تھا وہاں اسلامی تہذیب کو منکر
اوپری خیال کیا بہرحال سلام و کلام کے بعد (۲۵) ابراہیم
خاموشی کے ساتھ اپنے گھر والوں کی طرف گیا اور ایک خوب
فربہ اور موٹا بچھڑا گھی میں تلا ہوا لے آیا (۲۶) پھر وہ بچھڑا ان
کے سامنے لاکر رکھا اور فرمایا آپ حضرات کھاتے کیوں نہیں ؏
یعنی مہمانوں سے بات کرکے جلدی سے گھر گئے۔ یہ جانا خفیہ
طور پر تھا جیسا کہ قاعدہ ہے۔ گھر گئے اور گھر جا کر ایک موٹا بچھڑا
تلوا کر گھی میں لے آئے اب وہ بچھڑا مہمانوں کے آگے رکھا
جب مہمانوں نے ہاتھ نہ بڑھایا تو فرمایا الا تاکلون (۲۷)
پھر ابراہیم ان سے اپنے دل ہی دل میں خوف کرنے لگا ان مہمانوں
نے کہا آپ ڈریئے نہیں اور انہوں نے ابراہیم کو ایک ایسے لڑکے
کی بشارت دی جو بڑا عالم ہوگا ؞ جب انہوں نے کچھ نہ کھایا تو
ان کو اندیشہ ہوا۔ کیونکہ مہمان کا کھانا نہ کھانا خطرناک سمجھا جاتا
تھا کہ یہ کھانا نہیں کھاتے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نیت
تکلیف پہنچانے کی ہے۔ وہ فرشتے تھے ان کو معلوم ہوا تو
انہوں نے کہا آپ خوف نہ کیجیے اور اندیشہ نہ کیجیے۔ اور ایک
لڑکے کی جو دانا اور علیم ہوگا یعنی نبی ہوگا اسکی بشارت دی یہ بشارت
حضرت اسحاق علیہ السلام کے ہونے کی تھی۔ (۲۸) اتنے میں
ابراہیم کی بیوی بولتی ہوئی سامنے آئی اور اس نے ماتھے پر
ہاتھ مارا اور کہنے لگی میں بڑھیا بھی اور بانجھ بھی ؞ یہ بیوی
حضرت سارا ہیں یہ گھر میں سن رہی ہوں گی۔ انہوں نے
لڑکے کی بشارت سنی تو ماتھے پر ہاتھ مار کر کہنے لگیں جیسے عورتوں
کی عادت ہے کہ تعجب کے وقت ایسا کرتی ہیں۔ وہ آگے آئیں
اور ہاتھ مار کر کہنے لگیں میں بڑھیا بھی اور بانجھ بھی ایسی حالت
میں بچہ ہونا بڑے تعجب کی بات ہے۔ یہ قصہ سورۂ ہود میں تفصیل
کے ساتھ گذر چکا ہے۔ بہرحال جب حضرت سارا نے ہاتھ مار کر
ماتھے پر تعجب کا اظہار کیا تو ان فرشتوں نے عورت کا یہ تعجب
دیکھ کر فرمایا (۲۹) ان مہمان فرشتوں نے کہا تیرے پروردگار
نے اسی طرح فرمایا ہے بے شک وہ بڑے علم والا بڑی
حکمت والا ہے ؞ یعنی تعجب کی کوئی بات نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ
کا فرمودہ ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس کو اولاد دینی ہے اور
کیونکر دینی ہے اور وہ بڑی حکمت والا ہے اس کی حکمت
اور مصلحت کے ماتحت ہی نبوت تقسیم ہوتی ہے
وہ جس خاندان میں چاہتا ہے علم و نبوت کا
سلسلہ جاری رکھتا ہے اور جب تک چاہتا
ہے اس کو قائم رکھتا ہے۔ بہرحال اس بات کو سنکر
حضرت سارا کا تعجب دور ہوگیا۔ (۳۰)

Marfat.com

Marfat.com

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ

پھر ابراہیمؑ نے کہا اے فرشتو اب تمہیں کیا مہم در پیش ہے ۔ انھوں نے جواب دیا ہم

اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً

ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں ۔ تاکہ ہم اُن مجرموں پر کھنگر کے پتھر برسائیں

مِّنْ طِيْنٍ ﴿۳۳﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۴﴾

ان پتھروں پر آپ کے رب کی طرف سے حد سے نکل جانے والوں کیلئے خاص نشان بھی پڑے ہوئے ہیں

فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَا

آخر کار اس بستی میں جتنے ایمان دار تھے ہم نے ان کو وہاں سے بچا نکالا ۔ اور ہم نے اس بستی میں

وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَتَرَكْنَا فِيْهَآ اٰيَةً

مسلمانوں کے ایک گھر کے سوا اور کوئی گھر پایا ہی نہیں ۔ اور ہم نے ان تباہ شدہ بستیوں میں

لِّلَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿۳۷﴾ وَفِيْ مُوْسٰٓى اِذْ

ایسے لوگوں کیلئے ایک سبق آموز نشانی باقی رکھی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں ۔ اور موسیٰ کے واقعہ میں

اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۸﴾ فَتَوَلّٰى بِرُكْنِهٖ

بھی عبرت آموز نشانی ہے جب ہم نے اُسکو فرعون کی طرف کھلی دلیل دیکر بھیجا پھر فرعون نے اپنی فوجی طاقت کے

وَقَالَ سٰحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ

بل پر روگردانی کی اور کہنے لگا جادوگر ہے یا دیوانہ ہے ۔ پھر ہم نے اُسکی اور اُس کے لشکروں کی گرفت کی اور ان سبکو دریا میں

فِى الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۴۰﴾ وَفِيْ عَادٍ اِذْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ

جا پھینکا اور اُسکی حالت یہ تھی کہ وہ ملامت زدہ تھا ۔ اور عاد کے واقعہ میں بھی سبق آموز نشانی ہے جب ہم نے ان پر

الْعَقِيْمَ ﴿۴۱﴾ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ

ایک نامبارک آندھی بھیجی ۔ وہ آندھی کسی چیز پر نہیں گزرتی تھی مگر یہ کہ وہ اُس کو چورا چورا جیسا کر کے

كَالرَّمِيْمِ ﴿۴۲﴾ وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۴۳﴾

چھوڑتی تھی ۔ اور ثمود کے واقعہ میں بھی عبرت کی نشانی ہے جب ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اور چند دن تک فائدہ اٹھا لو ۔

۵۳ / ۱

حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے خدا کے فرستادو اب تمہارا کیا مقصد ہے اور تم کو کیا مہم در پیش ہے ؛ یعنی جب بات کھل گئی تو ان سے دریافت کیا کہ اے خدا کے بھیجے گئے فرشتو! اب تمہارا کیا کام ہے انھوں نے بتا دیا کہ حضرت لوطؑ کی قوم پر عذاب لیکر آئے ہیں اب وہیں جا رہے ہیں تفصیل سورۂ ہود اور سورۂ حجر میں دیکھ لی جائے (۳۱) اُن فرشتوں نے حضرت ابراہیمؑ کے جواب میں کہا بلاشبہ ہم ایک مجرم قوم کیطرف بھیجے گئے ہیں یعنی لوطؑ کی قوم پر عذاب کی غرض سے بھیجے گئے ہیں (۳۲) تاکہ ہم اُن مجرموں پر کھنگر کے پتھر برسائیں (۳۳) ان پتھروں پر آپ کے پروردگار کی طرف سے حد سے نکل جانیوالوں کے لئے خاص نشان بھی پڑے ہوئے ہیں ؛ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ حد سے نکل جانے والے ہیں اور مسرف ہیں ان پر جو پتھر برسیں گے ان پتھروں پر آپ کے پروردگار کی جانب سے خاص علامت اور نشان ہوں گے یعنی اُن کے نام لکھے ہوئے ہوں گے ۔ تفصیل سورۂ ہود میں گزر چکی ہے (۳۴) آخر کار اس بستی میں جتنے ایمان والے تھے ہم نے اُن کو وہاں سے بچا کر نکال لیا (۳۵) اور ہم نے اس بستی میں ایک گھر کے سوا مسلمانوں کا اور کوئی گھر پایا بھی نہیں ؛ یعنی وہاں ایک گھر کے سوا کوئی اور گھر ہی مسلمانوں کا نہ تھا ورنہ اللہ تعالیٰ کا علم اس کو بھی محیط ہوتا بہرحال ایمان والوں کو بچا نکالا اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سورۂ حجر اور سورۂ ہود میں پڑھ لیجئے (۳۶) اور ہم نے ان تباہ شدہ بستیوں میں ایسے لوگوں کیلئے ایک سبق آموز نشان باقی رکھا جو دردناک عذاب سے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں ؛ یعنی عذاب الیم سے جو لوگ ڈرتے ہیں ان کیلئے اب تک وہ الٹی ہوئی بستیاں پڑی ہیں اور مکان اُلٹے پڑے ہیں اور وہاں سڑا ہوا بدبودار پانی بہتا ہے (۳۷) اور موسیٰؑ کے واقعہ میں بھی عبرت آموز نشانی ہے جب کہ ہم نے فرعون کی طرف واضح اور کھلی دلیل دیکر بھیجا یعنی معجزہ دیکر بھیجا (۳۸) پھر فرعون نے اپنی فوجی طاقت کے بل پر روگردانی اور سرتابی کی اور کہنے لگا تو یہ جادوگر ہے یا یہ دیوانہ ہے ؛ یعنی جب موسیٰؑ آیا اور اُس کا معجزہ دیکھا تو اُس کو شعبدہ باز ۔ جادوگر اور دیوانہ وغیرہ کہنے لگے ۔ برکنہ کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اپنے ارکان سلطنت کے ساتھ اُس نے سرتابی کی ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روگردانی اس طرح کی کہ بازو اور کھوے تک پھیر لئے یعنی اعضا بھی پھیر لئے لیکن ہم نے فوجی قوت کا بل کیا ہے اور ہم اسی کو اس موقعہ پر مناسب سمجھتے ہیں فرعون کے وقت سے لے کر آج کے دم تک ہم دیکھ رہے ہیں کہ فوجی طاقت کو حکمرانوں کی گمراہی میں بڑا دخل ہے واللہ اعلم (۳۹) پھر ہم نے اس فرعون کو اور اس کے لشکر کو پکڑ لیا اور ان سب کو دریا میں جا پھینکا اور اس کی حالت یہ تھی کہ وہ ملامت زدہ تھا اور اس نے کام ہی ایسا کیا تھا جو اُولا ہنے اور ملامت کا موجب تھا (۴۰) اور عاد کے واقعہ میں بھی عبرت اور سبق آموز نشانی ہے جب ہم نے ایک نامبارک اور بے منفعت ہوا بھیجی (۴۱) وہ آندھی اور تیز ہوا کسی چیز پر نہیں گذرتی تھی مگر یہ کہ وہ ہوا اس کو ایسا کر دیا کرتی تھی جیسے چورا یا بوسیدہ اور گلی ہوئی ہڈی ؛ قوم عاد وہی ہے جس کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا ۔ تفصیلی ذکر سورۂ ہود اور سورۂ اعراف میں گزر چکا ہے سورۂ شعراء اور سورۂ احقاف میں بھی ذکر آیا ہے ۔ ان لوگوں نے حضرت ہود کا کہا نہ مانا اور ان کی مخالفت کی آخر ان پر پچھوا ہوا کا عذاب بھیجا وہ ہوا ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلط رہی ۔ ہوا کو قرآن میں عقیم فرمایا ۔ یعنی عقم سے مشتق ہے عقیم اصل میں تو اس عورت کو کہتے ہیں جس کی بچہ دانی کسی خرابی کی وجہ سے اولاد نہ پیدا کر سکے یہاں اس کے معنی ہیں کہ اس ہوا میں خیر نہ تھی اس نے پوری قوم ہی کو ہلاک کر دیا اور توالد و تناسل کا تمام سلسلہ منقطع کر دیا ۔ ہوا میں اس قدر زور تھا کہ اٹھا اٹھا کر لوگوں کو پھینکتی تھی اور ریت اُڑا اُڑا کر لاتی تھی جس سے قوم مٹی میں دب گئی ۔ غرض چورا چورا کر دیا جیسے گلی ہوئی ہڈی ہوتی ہے ۔ جس چیز پر گزرتی اُس کو ریزہ ریزہ کر دیتی (۴۲) اور ثمود کے واقعہ میں عبرت کی نشانی ہے جب ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اور چند دن تک فائدہ اٹھا لو اور کچھ عرصہ اور بہرہ مند رہو ۔ (۴۳)

Marfat.com

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ
سوان لوگوں نے اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کو ایک ہولناک
يَنْظُرُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا
کڑک نے آپکڑا۔ پھر نہ تو وہ کھڑے ہی ہوسکے اور نہ ہم سے
مُنْتَصِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا
بدلا ہی لے سکے۔ اور ان مذکورہ قوموں سے پہلے ہم نوح کی قوم کو بھی ہلاک کرچکے تھے کیونکہ وہ بھی بڑے ہی
فٰسِقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ
نافرمان لوگ تھے۔ اور ہم نے آسمان کو اپنی قدرت سے بنایا ہے اور ہم بڑی قدرت والے ہیں۔ اور
الْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ
ہم نے ہی زمین کو بچھایا ہے سو ہم کیا خوب بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے ہر چیز کو
خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّيْ
جوڑا جوڑا یعنی ایک کا ایک کو جواب بنایا تا کہ تم سمجھ سے کام لو۔ سو تم اللہ ہی کی طرف دوڑو بیشک میں
لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۭ
تم سب کے لئے اللہ کی طرف سے صاف صاف ڈرانیوالا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہ ٹھہراؤ
اِنِّيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۱﴾ كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ
بےشک میں تم سب کیلئے خدا کی طرف سے صاف طور پر ڈرانے والا ہوں جسطرح یہ لوگ آپکو کہتے ہیں اسیطرح ان سے
قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿۵۲﴾ اَتَوَاصَوْا
پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں انکے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جسکو انھوں نے جادوگر یا دیوانہ نہ کہا ہو۔ کیا ایک دوسرے کو اسی بات کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں
بِهٖ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿۵۴﴾
نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب ہی سرکش لوگ ہیں۔ لہٰذا آپ ان سے بےرخی کا برتاؤ کیجئے۔ کیونکہ اب آپ پر کوئی الزام نہیں۔
وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقْتُ
اور سمجھاتے رہیے کیونکہ سمجھانا ایمان والوں کو نفع دیتا ہے۔ اور میں نے جن اور انسان کو

ع ۲ / ۲۴ / ۱

پس ان لوگوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی پھر ان کو ایک عذاب اور کڑک نے آپکڑا اور اس حالیکہ وہ دیکھ رہے تھے ﴿ یعنی سرکشی کرتے رہے اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کو ایک نعرہ تند نے آپکڑا اصاعقہ مہلک عذاب کو بھی کہتے ہیں۔ یہ جو اوپر کی آیت میں مہلت دی گئی تھی یہ شاید وہی تین دن ہوں گے جن کا ذکر سورۂ ہود میں گزرا ہے کہ قال عبد اللہ بن عباسؓ یا عام طور پر کہا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز آجاؤ ورنہ ہلاک کردیے جاؤگے زندگی کے دن پورے کرلو بہرحال ان کی آنکھوں دیکھتے ان کو عذاب نے آلیا اور پھر حالت یہ ہوگئی (۴۴) کہ نہ تو وہ اُٹھ ہی سکے نہ کھڑے ہی ہوسکے اور نہ وہ عذاب الٰہی کو ہی روک سکے ﴿ یعنی جہاں بیٹھے تھے بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور ہولناک چیخ سے سب کے سب مرگئے۔ وما کانوا منتصرین کے معنی ہم سے بدلہ نہ لے سکے مقابلہ نہ کرسکے یا ممتنعین منا۔ ہمارے عذاب کو نہ روک سکے غرض کئی معنی ہوسکتے ہیں ہم نے ترجمے اور تیسیر میں فرق کردیا ہے (۴۵) اور ہم نے ان مذکورہ قوموں سے پہلے نوحؑ کی قوم کو ہلاک کیا کیونکہ وہ بھی بڑے ہی نافرمان اور بے حکم لوگ تھے ﴿ یعنی عاد و ثمود وغیرہ کی قوموں سے پہلے نوحؑ کی قوم بھی ہلاک کرچکے ہیں کیونکہ وہ نوحؑ کی قوم کے لوگ بھی بڑے نافرمان اور بدکار تھے (۴۶) اور ہم نے آسمان کو اپنی طاقت اور اپنی قدرت اور ہاتھ کے بل سے بنایا اور بلاشبہ ہم بڑی قدرت اور بڑی قوت والے ہیں موسع روزی کے فراخ کرنیوالے غنی اور بھی کئی معنی ہیں مگر ہم نے تیسیر میں راجح معنی اختیار کرلئے ہیں (۴۷) اور ہم نے زمین کو بچھایا سو کیا خوب بچھانیوالے ہیں ﴿ اگرچہ زمین کو گول کہا جاتا ہے لیکن وہ اپنی پہنائی کی وجہ سے ہر جگہ بچھی ہوئی ہے فرش کا فرش ہے اور دسترخوان کا دسترخوان نعمت کی تمام اقسام اس فرش کے نیچے دبی ہوئی ہیں۔ فسبحان من خلق السمآء والارض (۴۸) اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا یعنی ایک کو ایک کا جواب اور مقابل بنایا تاکہ تم نصیحت پکڑو اور سمجھ سے کام لو ﴿ یعنی ہر چیز ایک دوسرے کے مقابل اور جواب ہے مثلاً روشنی اور تاریکی۔ نر اور مادہ آسمان اور زمین۔ سورج اور چاند۔ رات اور دن۔ ایمان اور کفر۔ سعادت اور شقاوت۔ کھٹا اور میٹھا۔ حق اور باطل۔ کائنات میں دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ ہر شئی کی نظیر اور مثل اور جواب موجود ہے۔ یہی حالت نباتات کی ہے اور یہی جمادات کی ہے۔ جس شئے کو دیکھیے اس میں یہ اتار چڑھاؤ موجود ہیں اس سب پر غور کیجئے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ خلق میں ہر شئی کی نظیر اور جواب ہے لیکن خالق وحدہٗ لاشریک ہے جس کی نہ نظیر ہے نہ ضد ہے نہ اسکا کوئی مقابل ہے نہ کوئی جواب ہے اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا لعلکم تذکرون فرما کر ظاہر کیا یعنی فتعلمون ان خالق الازواج فرد لا نظیر لہ ولا شریک معہ یعنی یہ بات سمجھ لو کہ ہر چیز کا جواب اور جوڑا پیدا کرنے والا خود لاجواب ہے اور اکیلا ہے نہ اس کا کوئی نظیر ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی شریک ہے (۴۹) پس بھاگو اللہ تعالیٰ کی طرف بیشک میں اس کی جانب تم سب کے لئے صاف اور آشکارا طور پر ڈرانیوالا ہوں ﴿ یعنی شرک سے توحید کی طرف بھاگو! یا عذاب سے ثواب کی طرف بھاگو یا ماسوی اللہ سے اللہ کی طرف بھاگو باطل سے حق کی طرف اور اللہ کے غضب سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف بھاگو۔ عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کی طرف بھاگو اللّٰھم انی اعوذ بک منک (۵۰) اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود نہ بناؤ اور کوئی اور معبود تجویز نہ کرو بے شک میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم سب کو صاف اور کھلا ڈرانے والا ہوں ﴿ اوپر فروا الی اللہ توحید باری کو مستلزم تھا اور یہاں شرک کی نہی مقصود ہے۔ تمہارے سمجھانے کے واسطے میں واضح طور پر ڈرانے والا ہوں کھل کر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں اگر شرک سے باز نہ آئے تو عذاب کئے جاؤگے (۵۱) جس طرح یہ لوگ آپکو کہتے ہیں اسی طرح جو منکر ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جسکو انھوں نے جادوگر یا دیوانہ نہ کہا ہو ﴿ یعنی اگر یہ لوگ آپ کی بات نہیں مانتے اور آپ پر طرح طرح کے الزام لگا رہے ہیں اسی طرح وہ کافر جوان سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کا حال تھا کہ کوئی رسول ان کے پاس نہیں آیا مگر یہ کہ اُنھوں نے اسکو ساحر یا مجنوں نہ کہا جیسا کہ ابھی موسیٰؑ کے بارے میں فرعون کا قول گزر چکا ہے (۵۲) کیا ایک دوسرے کو اسی بات کی وصیت کرتے چلے آئے ہیں نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ سب کے سب ہی سرکش لوگ ہیں ﴿ یعنی کچھ اس طرح تمام منکر اور کافر رسولوں کیساتھ ایک سا سلوک کرتے رہے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرتے وقت ایک دوسرے کو کہہ کر مرتا ہے کہ اگر تمہارے زمانے میں کوئی رسول آئے تو اس کو جادوگر اور مجنون کہنا پھر فرمایا بل ھم قوم طاغون نہیں بلکہ یہ (باقی ص ۸۳۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۳۴) سب کے سب ہی سرکش ہیں اور تمام کافروں کی ذہنیت ایک سی ہے (۵۳) لہٰذا آپ ان سے بے رخی کا برتاؤ کیجئے اور ان کی جانب التفات نہ کیجئے کیونکہ اب آپ پر کوئی الزام آنے والا نہیں؛ یعنی آپ ان کی جانب التفات نہ کیجئے آپ نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا اب آپ پر کوئی الزام نہیں اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے اپنے کام میں کوتاہی کی آپ اطمینان کیساتھ اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہئے اور ان سے کسی قسم کا تملق اور چاپلوسی نہ کیجئے یعنی کھنچ کر بات کیجئے اور ان سے منہ پھیر لیجئے یعنی ان سے کوئی اچھی امید نہ رکھیے اور ان کی تکذیب کی پرواہ نہ کیجئے (۵۴) ہاں نصیحت کرتے اور سمجھاتے رہئے بے شک سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو؛ یعنی یہ مطلب نہیں کہ وحی منقطع ہو گئی اور کام بند ہو گیا نہیں اپنا کام کرتے رہئے یعنی نصیحت اور سمجھانے کا کام جاری رکھیے نہ ماننے والوں پر اتمام حجت ہوگا جس کی قسمت میں ایمان لکھا ہے وہ ایمان لے آئیگا اور جو ایمان والے ہیں ان کو آپ کی نصیحت سے بہت نفع ہوگا (۵۵) اور میں نے جن اور انسان کو اسی واسطے پیدا کیا کہ وہ **تفسیر صفحہ ہذا**: میری عبادت کیا کریں اور نہیں پیدا کیا میں نے جن وانس کو مگر اس لئے کہ پوجیں مجھ کو؛ مراد عبادت سے تشریعی عبادت ہے:

الجن والانس الا لیعبدون ﴿۵۶﴾ ما ارید منهم من
اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔ میں ان سے رزق رسانی کی خواہش
رزق وما ارید ان یطعمون ﴿۵۷﴾ ان الله هو الرزاق
نہیں کرتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلایا کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ہی سب کو روزی دینے والا
ذو القوة المتين ﴿۵۸﴾ فان للذين ظلموا ذنوبا
زور آور اور مضبوط ہے۔ ان ظالموں کے لئے بھی اسی طرح ایک باری مقرر ہے
مثل ذنوب اصحبهم فلا يستعجلون ﴿۵۹﴾ فويل
جس طرح ان کے ہم مشربوں کی باری مقرر تھی لہٰذا یہ مجھ سے عذاب مانگنے میں جلدی نہ کریں۔ غرض ان
للذين كفروا من يومهم الذي يوعدون ﴿۶۰﴾
کافروں کے لئے اپنے اس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جس دن کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

سورة الطور مكية وهي تسع واربعون اية فيها ركوعان
سورۂ طور مکی ہے اور یہ انچاس آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

والطور ﴿۱﴾ وكتب مسطور ﴿۲﴾ في رق منشور ﴿۳﴾
قسم ہے طور کی۔ اور اس لکھی ہوئی کتاب کی۔ جو کھلے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے
والبيت المعمور ﴿۴﴾ والسقف المرفوع ﴿۵﴾ والبحر
اور آباد گھر کی۔ اور اونچی چھت کی۔ اور جوش مارنے والے
المسجور ﴿۶﴾ ان عذاب ربك لواقع ﴿۷﴾ ما له من
سمندر کی۔ کہ بے شک آپ کے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ کوئی اس عذاب کو
دافع ﴿۸﴾ يوم تمور السماء مورا ﴿۹﴾ وتسير الجبال سيرا ﴿۱۰﴾
ٹالنے والا نہیں۔ جس دن آسمان بڑے زور سے لرزنے لگے۔ اور پہاڑ نہایت تیزی سے چل پڑیں۔

جو بالاختیار ہو اور ابتلاء و امتحان کے طور پر ہو، ملائکہ میں ابتلا نہیں اور دوسری مخلوقات میں اختیار نہیں یہ تشریعی عبادت جو بالاختیار کی جائے جن وانس کے ساتھ خاص ہے اسی لئے ان کی تخصیص فرمائی اور یہی عبادت ان سے مطلوب ہے (۵۶) میں ان سے رزق رسانی کی خواہش نہیں کرتا اور نہ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھانا کھلایا کریں؛ یعنی میری یہ خواہش نہیں کہ تم میری مخلوق کو رزق بانٹتے پھرو نہ میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ مجھ کو کھانا کھلایا کرو غرض نہ مخلوق کی رزق رسانی ان کے سپرد ہے نہ میں غذا کا اور کھانے کا محتاج ہوں اور ہر کیوں ہوتا جبکہ میں خود ہی سب کو روزی دینے والا ہوں چنانچہ فرماتے ہیں (۵۷) بیشک اللہ تعالیٰ سب کو روزی دینے والا زور آور اور مضبوط ہے؛ یعنی جب ہم خود ہی سب کو روزی دینے والے ہیں اور خود روزی کے محتاج نہیں تو عبادت میں ہمارے کسی نفع کا تصور نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس عبادت میں بندوں ہی کا نفع ہے۔ زور آور مضبوط شاید اس لئے فرمایا کہ جس کو وہ روزی دینا چاہے تو اسکو کوئی روک نہیں سکتا نہ اس کی دی ہوئی روزی کو کوئی چھین سکتا ہے رزاق بھی اور ذو القوة المتين بھی

ع ۳ / ۱۴ / ۲

رساند رزق بروجہے کہ شاید
بسازد کار ہا نوعے کہ باید
بروزی بے نوایاں را توانا
برحمت بے کساں را کارساز (۵۸)

پس بلاشبہ ان ظالموں کے لئے بھی ایک باری مقرر ہے جس طرح ان کے ہم مشربوں کی باری مقرر تھی لہٰذا یہ مجھ سے عذاب طلب کرنے میں جلدی نہ کریں؛ یہ عبادت میں شریک کرنے والوں کو دھمکی فرمائی یعنی یہ کفار مکہ جو ظلم اور شرک فی العبادت کا ارتکاب کر رہے ہیں اور اپنی صفائی میں یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم غلط کار ہیں تو ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا۔ اسکو فرمایا کہ ان کا بھی عذاب میں ایک حصہ ہے جس طرح ان سے پہلے جو ان کے ہم خیال و مشرک تھے ان کا بھی ایک حصہ اور باری مقرر تھی جب ان کی ناؤ اور ان کا ڈول بھر گیا تو ان کی باری پوری ہو گئی جب ان کا ڈول اور ان کے پاپ کی ناؤ بھر جائیگی تو ان کی بھی باری پوری ہو جائیگی عذاب الٰہی ایک پنگھٹ ہے جس کا وقت اور جس کی باری آجاتی ہے اسی کا ڈول بھر دیا جاتا ہے اور اسی پر عذاب خداوندی نازل ہو جاتا ہے۔

لہٰذا عذاب میں جلدی کرنا بے سود ہے شاید حضرت شاہ صاحب کے ترجمے سے یہ بات خوب سمجھ میں آجائیگی حضرت شاہ صاحبؒ اس آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں سو ان گناہ گاروں کا بھی ڈول بھرا ہے جیسے ڈول بھرا ان کے ساتھیوں کا اب مجھ سے شتابی نہ کریں۔ مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کے ڈول بھرنے کی باری مقرر ہے ان کے ہم خیالوں کی باری آئی تو ان کا ڈول بھر دیا گیا جب ان کی باری آئیگی تو ان کو بھی حصہ مل جائے گا عذاب کی تاخیر کے لئے کیا بہترین تعبیر ہے۔ عرب میں پانی سے بھر کر بڑا ڈول رکھ لیا کرتے تھے اور باری باری سے حصہ رسدی پانی سب کو ان کے وقت پر دیا جاتا تھا۔ کئی طرح شارحین نے مطلب بیان کیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ عذاب میں جلدی کرنا بے کار ہے کام اپنے نمبر پر ہوگا (۵۹) غرض ان کافروں کے لئے اپنے اُس دن کے آنے سے بڑی خرابی ہوگی جس دن کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے؛ یعنی دین حق کے منکروں کیلئے اپنے اس دن میں بڑی خرابی تباہی اور ہلاکت ہوگی جس دن کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دن یا تو دین الانصاف کا دن ہے جس کا شروع سورت میں وعدہ کیا گیا ہے انما توعدون لصادق وان الدين لواقع

(باقی صفحہ ۸۳۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۳۵) اور یا دنیوی عذاب کا کوئی دن ہو اور ہو سکتا ہے کہ یوم بدر ہو واللہ اعلم (۶۰) تفسیر سورۃ الذاریات۔ سورۃ الطور ۔ سورۂ طور مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ انتالیس آیتیں ہیں
اور اس میں دو رکوع ہیں ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ قسم ہے طور پہاڑ کی (۱) اور اس لکھی ہوئی کتاب کی (۲) جو کھلے اور کشادہ کاغذ میں لکھی ہوئی ہے (۳) اور آباد
گھر کی (۴) اور اونچی اور بلند چھت کی (۵) اور اُبلتے اور جوش مارنے والے سمندر کی (۶) کہ یقیناً آپ کے پروردگار کا عذاب اس دن واقع ہو کر رہے گا (۷) کوئی اس عذاب کو ٹالنے اور دفع کرنے والا
نہیں (۸) جس دن آسمان بڑے زور سے تھرتھرانے اور لرزنے لگے (۹) اور پہاڑ نہایت تیزی سے چل پڑیں اور اپنی جگہ سے ہٹ جائیں (۱۰) **تفسیر صفحہ ہذا:** پھر اس دن تکذیب کرنے والوں
اور جھٹلانے والوں کے لئے بڑی خرابی اور تباہی ہے (۱۱) جو بیہودہ نکتہ چینیوں میں مشغول رہتے ہیں اور کھیلتے ہوئے باتیں بناتے ہیں (۱۲) وہ دن وہ ہوگا جس دن یہ لوگ دوزخ کی طرف دھکے دے دے کر

فَوَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿١١﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ
پھر اس دن تکذیب کرنیوالوں کے لئے بڑی خرابی ہے ۔ جو بیہودہ نکتہ چینیوں میں
يَّلْعَبُوْنَ ﴿١٢﴾ يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ﴿١٣﴾ هٰذِهِ
مشغول رہتے ہیں ۔ جس دن یہ لوگ آتش دوزخ کی طرف دھکے دے دیکر دھکیلے جائیں گے ۔ کہا جائیگا یہی تو
النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿١٤﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ
وہ دوزخ ہے جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے ۔ کیا یہ کوئی جادو ہے یا تم کو اب بھی
لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿١٥﴾ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْٓا اَوْ لَا تَصْبِرُوْا ۚ سَوَآءٌ
نظر نہیں آتا ۔ جاؤ اس دوزخ میں داخل ہو جاؤ پھر اب تم خواہ صبر کرو یا نہ کرو تمہارے لئے
عَلَيْكُمْ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ
دونوں باتیں برابر ہیں بس تم کو ویسا ہی بدلا دیا جائے گا جیسے اعمال تم کیا کرتے تھے ۔ پرہیزگار لوگ بلاشبہ
فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَعِيْمٍ ﴿١٧﴾ فٰكِهِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ۚ وَوَقٰىهُمْ
باغوں اور مختلف قسم کی نعمتوں میں ہونگے ۔ جو کچھ انکے رب نے ان کو دیا ہوگا وہ اس سے شادماں ہونگے اور ان کا پروردگار ان کو
رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿١٨﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا ۢ بِمَا كُنْتُمْ
دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا ۔ تم ان اعمال کے بدلے میں جو کیا کرتے تھے خوب مزے کیساتھ
تَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ۚ وَزَوَّجْنٰهُمْ
کھاؤ اور پیو ۔ یہ لوگ ان تختوں پر جو برابر بچھے ہوئے ہوں گے تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی
بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٢٠﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ
حوروں کا ان سے نکاح کر دیں گے ۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انکی اولاد نے بھی ایمان لانے میں ان کی پیروی کی
اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ
ہم ان کی اولاد کو ان سے ملا دیں گے اور ان سابقہ اہل ایمان کے اعمال میں سے کوئی عمل کم نہیں
شَيْءٍ ۭ كُلُّ امْرِیٍٔ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ﴿٢١﴾ وَاَمْدَدْنٰهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَّ
کریں گے ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے رہن رکھا ہوا ہے ۔ اور ہم ان اہل جنت کو جس جس قسم کے میوے اور

دھکیلے جائیں گے اور سختی سے نار جہنم کی طرف روانہ کئے جائیں گے
(۱۳) کہا جائیگا یہی تو وہ جہنم اور آتش دوزخ ہے جس کی تم
تکذیب کیا کرتے تھے اور جھٹلایا کرتے تھے (۱۴) اب بتاؤ کیا یہ
کوئی جادو ہے یا تم کو اب بھی دکھائی نہیں دیتا اور تم کو سوجھتا
نہیں (۱۵) جاؤ اس دوزخ میں داخل ہو جاؤ پھر اب تم خواہ
صبر کرو یا صبر نہ کرو تمہارے لئے دونوں باتیں برابر ہیں بس تم کو
ویسا ہی بدلہ دیا جائیگا جیسے اعمال تم کیا کرتے تھے۔

وقف لازم

یہ قسمیں مجازاۃ عمل کی غرض سے ارشاد فرمائیں ۔
کیونکہ منکرین قیامت اور جزائے اعمال کے منکروں
کا جس قدر انکار بڑھتا جاتا ہے اسی قدر اس کے اثبات
کو موکد فرماتے ہیں ۔ طور سے مراد وہی پہاڑ ہے جس پر سیدنا
موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تھا ۔ لکھی
ہوئی کتاب جو کشادہ کاغذ میں لکھی ہوئی ہے ۔ اس سے مراد
بظاہر صحائف اعمال ہیں جن کو نامۂ اعمال کہتے ہیں ، یا
مراد توریت ہے یا قرآن ہے یا تمام کتب سماویہ یا لوح محفوظ
مراد ہیں ۔ اس بارے میں علماء کے کئی قول ہیں ۔ آباد گھر
سے مراد بظاہر خانہ کعبہ ہے یا بیت معمور جو اس کعبہ کے
بالکل محاذ میں آسمان کے اوپر کوئی چیز ہے فرشتے جس کی
زیارت اور طواف کرتے ہیں خواہ وہ ساتویں آسمان میں
ہو یا پہلے آسمان پر یا کسی اور آسمان پر علی اختلاف
الاقوال کہتے ہیں ہر روز ستر ہزار فرشتے اس کا طواف
کرتے ہیں بلند اور اونچی چھت سے مراد آسمان ہے اور یا
عرش الٰہی ہے ۔ جوش مارتا ہوا سمندر ۔ یہ شاید اس لئے
فرمایا کہ جس طرح سمندر میں پانی جوش مارتا ہے اسی طرح
جہنم میں آگ جوش مارتی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ اوپر کوئی
دریا ہو اس کی طرف اشارہ ہو ۔ جواب قسم ہے کہ پروردگار
کا عذاب ضرور واقع ہوگا اس کو کوئی ہٹانے والا اور دفع
کرنے والا نہیں ۔ ہم نے تیسیر میں عذاب سے پہلے اس
دن کا لفظ بڑھا دیا ہے تاکہ یوم تمور السماء سے ربط
کی عبارت درست ہو جائے یعنی وہ دن عذاب کا ہے
جس دن آسمان لرزنے لگے اور جھٹکے کھانے لگے ۔ یعنی
پھٹنے سے پہلے ایسا ہوگا پہاڑ ابتدا میں اپنی جگہ سے ہٹ کر
چلنے لگیں گے پھر اڑنے لگیں گے اور ریزہ ریزہ ہو جائینگے
اس دن ان منکروں کو دھکے دے دیکر جہنم میں لے جایا
جائے گا بے ہودہ نکتہ چینی یعنی قرآن کو ایک شغلہ اور
کھیل بنا رکھا ہے قرآن کی باتیں بیان کر کے ان کا مذاق
اڑاتے ہیں اور قیامت کی اور دین حق کی تکذیب کرتے
ہیں دوزخ کے کنارے پر پہونچا کر کہا جائے گا کیا یہ جادو
ہے کیونکہ قرآن کے وعدہ اور وعید کو جادو کہتے تھے یا اب

تم کو دکھائی نہیں دیتا جس طرح دنیا میں دوزخ دکھائی نہ دیتی تھی اور تم انکار کرتے تھے اب کہو کیا کہتے ہو اب تو یہ جہنم تمہاری آنکھوں کے سامنے ہے جاؤ اس میں داخل ہو جاؤ ۔ اب تم صبر کرو اور عذاب کو سہار دیا چیخو
چلاؤ دونوں باتیں برابر ہیں یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت نہیں جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا بدلہ دیا جائے گا کچھ تم پر ظلم اور زیادتی نہیں ہوگی ۔ آگے اہل تقویٰ اور پرہیزگار مومنین کا ذکر فرمایا تاکہ دونوں فریق اہل حق
اور اہل باطل کا انجام معلوم ہو جائے اور ہر انسان کو اپنے متعلق فیصلہ کرنے میں آسانی ہو (۱۶) بلاشبہ پرہیزگار لوگ باغوں میں اور انواع و اقسام کی نعمتوں میں ہوں گے (۱۷) جو کچھ ان کو ان کے پروردگار
نے دیا ہوگا یعنی جو عیش و آرام کی چیزیں عطا فرمائی ہوں گی ان پر شادماں اور خوش حال ہوں گے اور ان کا پروردگار ان کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا ۔ فاکھین کا ترجمہ ہم نے خوش دل اور خوش حال و
شادماں کیا ہے ۔ بعض حضرات نے فاکھین کا ترجمہ میوے کھاتے کیا ہے ۔ میوے کھانا بھی اطمینان کے ساتھ خوش حالی کی دلیل ہے اس لئے مطلب ایک ہی ہے (۱۸) ارشاد ہوگا تم ان اعمال کے بدلے میں جو کیا کرتے تھے
(باقی ضمیمہ)

Marfat.com

اور ہم ان اہل جنت کو جس قسم کے میوے اور گوشت وہ چاہیں گے پے درپے دیتے رہیں گے ؛ یعنی یہ نعمتیں کسی خاص مدت کے لئے نہ ہونگی بلکہ برابر ملتی رہیں گی (۲۲) وہ اس جنت میں جام شراب پر باہمی چھینا جھپٹی بھی
کریں گے اس شراب میں نہ لغو بکواس ہوگی نہ کوئی گناہ کی بات ؛ چھینا جھپٹی یہ کہ ازراہ تلذذ ایک دوسرے سے لیں گے یا یہ کہ جیسا عام مجمع میں ہوتا ہے کہ دیا زید کو لے لیا محمود نے یا ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے لیگا کہ پہلے میں
پیوں گا غرض جو باتیں ایسے موقعہ پر لطف اٹھانے اور دل لگی کرنے کی ہوتی ہیں وہ بھی ہوں گی - البتہ اس شراب میں بیہودگی اور گناہ کی کوئی بات نہ ہوگی دنیا کی شراب پر وہاں کی شراب کو قیاس نہ کرنا چاہیے (۲۳) اور انکی
خدمت کے لئے جو غلام اور خادم اُن اہلِ جنت کے پاس آمد و رفت کرتے ہوں گے اور ان پر پھرتے ہوں گے ایسے ہوں گے جیسے سیپی میں محفوظ موتی ؛ خدام جنت کی صفائی اور سفیدی میں تشبیہ بیان کی گئی - جو موتی
غلاف میں یا سیپ میں رکھا ہو اس کی صفائی اور سفیدی
بہت بڑھیا ہوتی ہے مکنون کا یہی مطلب ہے (۲۴)
وہ اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی جانب متوجہ ہو کر گفتگو
اور پوچھ گچھ کرتے ہوں گے ؛ یعنی آپس میں ایک دوسرے
کے واقعات دریافت کریں گے (۲۵) دوران گفتگو
میں کہیں گے ہم اس سے پہلے اپنے گھر میں اور گھر والوں
میں بہت ڈرا کرتے تھے ؛ یعنی ہر وقت انجام سے ڈرا
کرتے تھے دنیا میں (۲۶) پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا
احسان فرمایا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا ؛
سموم اصل میں گرم ہوا کو کہتے ہیں یہاں دوزخ مراد ہے
حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی دوزخ کی بھاپ بھی
نہ لگی ۱۲ خلاصہ یہ کہ دنیا میں ڈرنا آج کام آیا اور جہنم کی
آگ اور اس کے عذاب سے بالکل محفوظ رہے (۲۷)
ہم اس عالم سے پہلے اُسی کو پکارا کرتے تھے اور اُس سے
ہی دعائیں کرتے تھے واقعی وہ بڑا محسن اور نہایت
مہربان ہے ؛ یعنی دنیا میں اُس کی عبادت کرتے تھے.
اسی سے دعائیں کیا کرتے تھے کہ ہم کو عذاب سے بچائیو.
اور دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھیو۔ اس سے
ع ١ پہلے یعنی عالم آخرت سے پہلے یا اللہ تعالیٰ کی ملاقات
٢٨ سے پہلے (۲۸) پس اے پیغمبر آپ نصیحت
٣ کرتے رہیے آپ اپنے پروردگار کے فضل سے نہ
کاہن ہیں نہ دیوانے ؛ اوپر جو اہل جنت اور اہل جہنم کا
ذکر تھا وہ سب ترغیب اور ترہیب کو شامل تھا اور یہی
مضمون ہے نصیحت کا اسی پر تفریع فرمائی کہ آپ تذکیر
اور نصیحت کئے جائیے نہ کاہن ہیں آپ نہ مجنوں - کاہن وہ
جو شیطان کی بتائی ہوئی باتیں جھوٹی سچی غیب کا نام
لیکر لوگوں کو بتائے - مجنون کے معنی ظاہر ہی ہیں - اکثر
لوگ مکہ سے باہر جاکر قافلے والوں کو بہکاتے تھے اور
آپ کے متعلق کاہن اور دیوانہ کہہ کر اُن مسافروں کو
بہکاتے تھے - اس لئے یہ آیتیں نازل فرمائیں (۲۹)
ہاں تو یہ کافروں کہتے کہ یہ شخص شاعر ہے ہم اس کے لئے
زمانے کی گردش یعنی موت کا انتظار کرتے ہیں ؛ یعنی جس
طرح اور شاعر عرب کے مرگئے اور حوادث زمانہ نے انکو ختم
کردیا اور ان کے رفقا بھی ختم ہوگئے اسی طرح اسکی بھی
موت کا انتظار کرو یہ مرجائیگا تو اس کی بھی پارٹی اور
اس کے رفقا بھی منتشر ہوجائیں گے اور یہ روز روز کا
قصہ ختم ہوجائے گا (۳۰) آپ فرمادیجیے اچھا تم انتظار
کئے جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں
سے ہوں ؛ یعنی تمہاری طرح میں بھی منتظر ہوں تمہارے

لَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ﴿٢٢﴾ يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا
گوشت وہ چاہیں گے برابر پے درپے دیتے رہیں گے - وہ جنت میں شراب کے جام پر باہمی چھینا جھپٹی بھی کرینگے اس شراب
وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ
میں نہ لغو بکواس ہے اور نہ کوئی اور گناہ کی بات - اور اُن کے غلام جو ان کی خدمت کیلئے اُنکے پاس پھرتے ہونگے ایسے ہوں گے
مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾
جیسے محفوظ موتی - اور وہ اہل جنت ایک دوسرے کی جانب متوجہ ہوکر آپس میں گفتگو کریں گے.
قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ
کہیں گے ہم اس سے پہلے اپنے گھر یعنی دنیا میں بہت ڈرا کرتے تھے - سو اللہ نے ہم پر بڑا احسان
عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ نَدْعُوهُ
کیا اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچالیا - ہم اس عالم سے پہلے اسی کو پکارا کرتے تھے.
إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ
واقعی وہی بڑا محسن اور نہایت مہربان ہے - سو آپ نصیحت کیے جائیے کیونکہ آپ اپنے پروردگار کے
بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ
فضل سے نہ کاہن ہیں نہ مجنوں - ہاں تو کیا یہ کافروں کہتے ہیں کہ یہ شخص شاعر ہے ہم اسکے لئے زمانہ کی گردش یعنی
رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾
موت کا انتظار کر رہے ہیں - آپ ان سے کہدیجیے اچھا تم انتظار کئے جاؤ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں.
أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ
کیا ان کو اس قسم کی باتیں ان کی عقلیں سکھاتی ہیں یا یہ لوگ سرکش واقع ہوئے ہیں - کیا
يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾ فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ
یہ یوں کہتے ہیں کہ اس نے قرآن کو از خود گھڑ لیا ہے نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے - اچھا اگر یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں
مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ﴿٣٤﴾ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ
تو یہ بھی اس قرآن کی مثل کوئی کلام لے آئیں - کیا یہ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے خود بخود پیدا ہوگئے ہیں

انجام کا (۳۱) کیا ان کو اس قسم کی باتیں اور اس قسم کے عقیدے ان کی عقلیں سکھاتی ہیں یا یہ لوگ سرکش اور شریر واقع ہوئے ہیں ؛ یعنی یہ خود بھی اپنے عقل مند ہونے کے مدعی ہیں اور کفار عرب میں بھی کے والے
عقل مند مشہور ہیں - تو کیا ان کی عقلیں اُن کو یہ تعلیم دیتی ہیں یا یہ کہ وہ سرکش ہیں (۳۲) ہاں تو کیا وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس نے قرآن کو از خود گھڑ لیا اور بنالیا ہے - یہ بات نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ ایمان
نہیں لاتے اور تصدیق نہیں کرتے ؛ یعنی تقول کی بات تو ہے نہیں بلکہ یہ عناد اور سرکشی کی وجہ سے اس قرآن کی تصدیق نہیں کرتے اور جب ان کا مقصد ایمان نہیں ہے تو مختلف باتیں اور شاخسانے نکالتے ہیں
آگے الزامی جواب ہے (۳۳) اچھا اگر یہ اپنے دعوے میں سچے ہیں تو اس قرآن کی مثل کوئی کلام لے آئیں ؛ یعنی اگر ایسا معجزہ اور اعجاز نما کلام بشر کا ہوسکتا ہے جس کی بنا پر انھوں نے بنانے کا الزام گھڑا ہے تو یہ
بھی آخر بشر ہیں پھر یہ ایسا کلام بنالائیں اگر یہ اس بات میں سچے ہیں کہ محمدؐ نے بنالیا ہے تو یہ کیوں نہیں بنالاتے یہاں تک رسالت کی بحث تھی اور منکرین رسالت کا رد تھا آگے توحید کے مضامین مذکور ہیں (۳۴)

Marfat.com

أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل

یا یہ خود اپنے خالق ہیں۔ یا انھوں نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے

لَا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ

کہ یہ لوگ یقین نہیں کرتے۔ کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں یا یہ کوئی

الْمُصَيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ ۖ فَلْيَأْتِ

حکمراں ہیں۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر آسمان کی باتیں سن آیا کرتے ہیں اگر ایسا ہے تو انمیں

مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ﴿٣٨﴾ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ

سے جو سنکر آنے والا ہے وہ کوئی واضح دلیل پیش کرے۔ کیا خدا کے ہاں بیٹیاں ہوں

الْبَنُونَ ﴿٣٩﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ﴿٤٠﴾

اور تمہارے ہاں بیٹے ہوں۔ کیا آپ ان سے تبلیغ پر کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں کہ وہ اس تاوان کے بوجھ میں دبے جاتے ہیں

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ

کیا ان کے پاس کوئی غیب کا علم ہے جسے یہ لکھ رکھتے ہیں۔ کیا یہ لوگ کوئی چال کرنی چاہتے ہیں

فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ

سو جو لوگ کافر ہیں وہ خود ہی چال میں گرفتار ہوں گے۔ کیا ان کا خدا کے سوا کوئی اور معبود ہے

سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾ وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِنَ السَّمَاءِ

اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے پاک ہے۔ اور اگر یہ آسمان سے کوئی ٹکڑا بھی گرتا ہوا

سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَرْكُومٌ ﴿٤٤﴾ فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا

دیکھیں تو یوں کہنے لگیں یہ ایک تہ بتہ جما ہوا بادل ہے۔ سو اے پیغمبر آپ انکو ان کے حال پر چھوڑئیے یہاں تک کہ یہ

يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾ يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ

اپنے اس دن کا مشاہدہ کرلیں کہ جس دن ان کے ہوش گم کردئے جائیں گے۔ اس دن انکا کر و فریب انکو ذرا بھی نفع

كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

نہ پہنچا سکے گا اور نہ کہیں سے ان کو مدد پہنچے گی۔ اور بلا شبہ ان ظالموں کو اس مذکورہ عذاب کے قبل بھی

کیا یہ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں ؛ یعنی بغیر خالق کے پیدا نہیں ہوئے اور خود یہ اپنے خالق نہیں ورنہ تحصیل حاصل ہوگا پھر کیوں خالق کی وحدانیت پر ایمان نہیں لاتے۔ اس آیت میں کئی شکلیں بن سکتی ہیں مگر ہم نے محض استفہام انکاری کی تقریر کردی ہے (٣٥) کیا انھوں نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ لوگ یقین نہیں لاتے ؛ یعنی کیا یہ زمین و آسمان کے خالق ہیں۔ نہیں یہ بات نہیں۔ یعنی نہ یہ اپنے خالق اور نہ آسمان و زمین کے خالق سوائے اللہ تعالیٰ کے پھر یہ سوچتے سمجھتے نہیں کہ خالق کائنات کے لئے الوہیت اور توحید لازم ہے۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے اور یقین نہیں کرتے آگے پھر رسالت کے متعلق ان کے چند مزعومات باطلہ کا رد فرماتے ہیں (٣٦) کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ کوئی داروغہ اور حکمراں ہیں یعنی یہ جو کہا کرتے ہیں کہ فلاں شخص کو نبوت دی جاتی یا فلاں شخص کو کیوں نہیں دی گئی۔ اس کا جواب ہے کہ آپ کے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں یا یہ ان خزانوں پر حکمراں ہیں کہ فلاں کو دو فلاں کو نہ دو بلکہ ہم مالک ہیں اور اپنی مصلحت کے موافق جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت یعنی نبوت سے نوازتے ہیں (٣٧) کیا انکے پاس کوئی سیڑھی ہے کہ اس پر چڑھ کر آسمان کی باتیں سن آتے ہیں اگر ایسا ہے تو ان میں سے جو سننے والا ہے وہ کوئی واضح دلیل پیش کرے ؛ آسمانی باتوں کی دو ہی شکلیں ہیں یا تو وحی آئے یا صاحب وحی خود آسمان پر جائے۔ وحی تو ان پر آتی نہیں اب یہ اگر مدعی ہیں تو کیا انھوں نے آسمان پر صعود کیا ہے وہاں سے سُن کر آئے ہیں کہ فلاں شخص نبی نہیں ہے یا قرآن ہم نے نہیں اتارا۔ تو اگر ان میں سے کوئی شخص سنکر آیا ہے تو اس کو چاہئے کہ واضح دلیل کے ساتھ اپنا صاحب وحی ہونا اور اپنی وحی کو بیان کرے اور پیش کرے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرف بہ وحی ہونا دلائل ظاہرہ سے ثابت ہے اسی طرح یہ آسمان پر چڑھنے والے بھی اپنے سنکر آنے کو ثابت کریں۔ آگے مشرکوں کے ایک اور دعوے پر تنقید ہے (٣٨) کیا اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں تجویز کی جائیں اور تمہارے لئے بیٹے ؛ یعنی اول تو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد کا قول کرنا پھر اولاد میں سے بیٹیوں کی نسبت کرنا جسکو اپنے لئے پسند نہ کریں یہ کس قدر بہتان اور ظلم ہے (٣٩) کیا آپ ان سے تبلیغ پر کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں کہ وہ اس تاوان میں دبے جاتے ہیں اور وہ تاوان ان کو گراں معلوم ہوتا ہے ؛ مغرم لازمی ٹیکس یا تاوان جسکو چٹی کہتے ہیں اور جب آپ ان سے کوئی مزدوری اور معاوضہ نہیں طلب کرتے تو پھر آپکی نبوت کا ان پر کیا بار ہے (٤٠) کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جس کو یہ لکھ لیتے ہیں ؛ یعنی یہ جو آپ کے مقابلے میں بے سروپا بکواس بکتے رہتے ہیں کہ ہم کو قیامت میں بھی مزے ہوں گے اور مسلمان یہاں بھی تکلیف میں ہیں وہاں بھی دکھ بھریں گے تو کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ یہ اس کو محفوظ رکھنے کی غرض سے لکھ لیا کرتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جو انھوں نے لوح محفوظ سے لکھ لیا ہے یعنی جب کوئی بات بھی نہیں تو پھر عالم آخرت کے متعلق کیوں بے کار یاوہ گوئی کرتے ہیں (٤١) کیا یہ لوگ کوئی چال یا داؤں کرنا چاہتے ہیں سو جو لوگ منکر اور کافر ہیں وہ خود ہی چال میں گرفتار ہونگے یعنی اگر ان کا مقصد ان باتوں سے کوئی چال چلنی اور داؤ کرنا ہے تو فکر نہ کرو اور جو لوگ بد اندیش ہیں وہ اپنے داؤں میں خود ہی پھنس جایا کرتے ہیں (٤٢) کیا اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی اور معبود ہے اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کے شرک سے پاک ہے ؛ یعنی کوئی ان کا معبود خدا کے سوا اور ہے جو ان کو رزق دیتا ہے یا ان کو عذاب سے بچائے گا آگے ان کی بدبختی اور شقاوت پر ایک اور مضمون فرمایا کہ یہ معجزات کو بھی مذاق اور دل لگی کے لئے طلب کرتے ہیں۔ اور اسی طرح عذاب مانگنے میں بھی ان کا مقصد محض استہزا ہے چنانچہ فرماتے ہیں (٤٣) اور اگر یہ آسمان سے کوئی ٹکڑا بھی گرتا ہوا دیکھیں تو یوں کہنے لگیں کہ یہ ایک ابر ہے دل دار تہ بتہ اور یہ بدلی ہے گاڑھی ؛ یعنی ایسے ڈھیٹ ہیں کہ اگر آسمان سے کوئی ٹکڑا ان کو گرتا ہوا نظر آئے تو کہیں گے یہ تو کوئی غلیظ بادل ہے جو ہماری طرف آرہا ہے اور اگر معجزے کے طور پر بھی ان کو کوئی آسمان کا ٹکڑا گرتا ہوا دکھائی دے تب بھی یہی کہیں گے۔ مرکوم - دونوں ہی باتیں کہی گئی ہیں اس لئے ہم نے دونوں باتوں کا ذکر کردیا ہے۔ ورنہ بظاہر یہ مذاق اور انکار عذاب کے ساتھ معلوم ہوتا ہے (٤٤) پس اے پیغمبر آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑئے یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے ملاقات کریں اور مشاہدہ کرلیں جس دن میں ان کے ہوش گم کردئے جائیں گے (٤٥) اس دن ان کو ان کا مکر و فریب اور چالیں چلنی ان کو کچھ بھی فائدہ نہ پہونچا سکیں گی اور ان کے ذرا بھی

(باقی ص۸۳۹ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۳۸) کام نہ آئیں گی اور نہ کہیں سے ان کو مدد پہونچے گی ؛ یعنی جب ان کی سرکشی کی یہ حالت ہے تو ان سے کوئی توقع نہ رکھئے اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیجئے۔ یہاں تک کہ ان پر قیامت آجائے آگے قیامت کا ذکر فرمایا کہ اس دن ہوش و حواس صحیح نہ رہیں گے یا قبروں سے اٹھتے وقت اس دن کی ہولناکی کو دیکھ کر بے ہوش ہوجائیں گے جیسا کہ سورۂ زمر کے آخر میں گزر چکا ہے اس دن ان کی چالیں بھی بیکار ہوجائینگی اور مدد کی بھی کوئی شکل نہ ہوگی (۴۶) اور علاوہ جو لوگ ظلم کا ارتکاب کر رہے ہیں اور جو ظالم ہیں ان ظالموں کو اس مذکورہ قیامت کے عذاب سے قبل بھی اور اس سے ورے بھی عذاب ہونے والا ہے لیکن ان میں سے اکثر کو اور بہت سوں کو معلوم نہیں ؛ یعنی قیامت کے دن تو جو کچھ ہونا ہے وہ ہوگا ہی لیکن اس سے پہلے بھی عذاب میں یہ ظالم مبتلا ہوں گے۔ ظالم اس لئے فرمایا کہ مشرک ہیں۔ وہ عذاب مشرکین کا قتل۔ قحط۔ جنگ بدر وغیرہ ہیں، اکثر اس لئے فرمایا کہ اس عذاب دنیوی سے پہلے کچھ لوگ اسلام میں داخل ہوجائیں گے اور دین حق کو قبول کرلیں گے (۴۷) **تفسیر صفحہ ہذا** :- اور اے پیغمبر آپ اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر سے کام لیجئے۔ بے شک آپ ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری حفاظت و نگرانی میں ہیں اور جس وقت آپ اُٹھا کریں تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ پاکی بیان کیا کیجئے (۴۸) اور بعض اوقات شب میں بھی اور ستاروں کے غائب ہوئے پیچھے بھی اُس کی تسبیح کیا کیجئے ؛ حضرت حق تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو صبر کی تلقین فرمائی۔ یعنی آپ انتقام میں جلدی نہ کیجئے۔ اگرچہ آپ کی یہ جلدی اپنے نفس کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اسلام کی برتری اور دین حق کی بلندی کے لئے ہوتی ہے کہ جس قدر جلد کفر کی شوکت پارہ پارہ ہوگی اسی قدر جلدی اسلام بلند ہوگا پھر بھی اپنے رب کے حکم کا انتظار کرتے رہئے اور صبر کریں۔ اور اپنے رب کے حکم کے منتظر رہیں اور اس کا فکر نہ کریں کہ مہلت کے زمانے میں کفار آپ کو اذیت پہونچا سکیں گے کیونکہ آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ واصنع الفلك باعيننا حضرت نوحؑ کو فرمایا تھا لیکن فانك باعيننا میں اور واصنع الفلك باعيننا میں بڑا فرق ہے بہرحال آپ تسبیح اور تحمید کرتے رہیں۔ یعنی حمد و ثنا کے ساتھ پاکی بیان کیا کریں جب آپ اٹھیں یعنی صبح کے وقت یا تہجد کے وقت نیند سے اٹھیں یا مجلس سے یا نماز کو اٹھیں۔ اور رات کے اوقات میں بھی اس سے عشا کی اور مغرب کی نماز شاید مراد ہیں۔ یا تہجد کی نماز مراد ہو اور ستاروں کے غائب ہوئے پیچھے یعنی صبح صادق ہوجانے کے بعد یہی تاروں کے غائب ہونے کا وقت ہے اسوقت علی الترتیب تارے غائب ہونے شروع ہوجاتے ہیں یعنی صبح کی نماز پڑھا کیجئے یا فجر کی نماز سے پہلے کی دو رکعتیں مراد ہیں۔ مفسرین کے تسبیح کے بارے میں بہت سے اقوال ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ یہ الفاظ مجلس سے اٹھتے وقت پڑھنا مسنون ہیں۔ بہرحال جو آسان ہو وہ اختیار کی جائے اور اوقات مذکورہ میں خاص اہتمام کیا جائے (۴۹) تم تفسیر سورۃ الطور۔

سورۃ النجم ؛ سورۃ نجم مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ باسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں ؛

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥

قسم ہے تارے کی جب وہ غروب ہونے لگے (۱) کہ تمہارے رفیق صحبت اور ساتھی یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ راہ گم کی اور نہ وہ راہ سے بہکے اور نہ بے راہ چلے ؛ سیاروں کے طلوع اور غروب سے مسافروں کو جہت کا پتہ چلتا ہے اور رات کی تاریکی میں ان سیاروں سے بڑی رہنمائی ہوتی ہے اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہادی برحق ہونے اور ہر قسم کی گمراہی اور غوایت سے پاک ہونے پر قسم کھانی تھی اس لئے تارے کی قسم کھائی اور اس مناسبت سے قسم کا یہ عنوان قائم کیا۔ عام مفسرین کی رائے یہ ہے کہ نجم سے مراد یہاں تاروں کی جنس ہے۔ کوئی خاص تارا مراد لینا راجح نہیں۔ اگرچہ مفسرین کے بے شمار اقوال ہیں جیسے ثریا۔ زحل، زہرہ یا وہ ستارے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت اترے اور لٹکے تھے یا وہ نجوم جو رجم شیاطین کے وقت مستعمل ہوتے ہیں۔ بعض نے النجم سے مراد قرآن کی آیتیں اور سورتیں لی ہیں۔ بہرحال قسم کا جواب ہے ماضل صاحبکم وما غوی۔ گم کردہ راہ جو راستہ نہ معلوم ہونیکی وجہ سے کھڑا رہ جائے اور غوی وہ جو ایک رستے سے بہک کر دوسری ٹیا پر پڑ جائے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں باتوں کی نفی فرمائی۔ کفار اکثر دو باتیں کہتے تھے دعوئ رسالت کے بعد گم کردہ راہ اور (باقی ضمیمہ میں)

عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَ

اور عذاب ہونے والا ہے لیکن ان میں سے بہت سوں کو معلوم نہیں - اور اے پیغمبر

اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

آپ اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر سے کام لیجیے - کیونکہ آپ ہماری حفاظت و نگرانی میں ہیں اور جس وقت آپ

حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿٤٨﴾ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ﴿٤٩﴾

اٹھا کریں تو اپنے رب کی حمد و ثنا کے ساتھ پاکی بیان کیا کریں - اور بعض اوقات شب میں بھی اور ستاروں کے غائب ہوئے پیچھے بھی اس کی تسبیح کیا کریں۔

ع ٢ ٢١ ٣

سُوْرَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِثْنَانِ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ نجم مکی ہے اور یہ باسٹھ آیتیں ہیں اور اس سورت میں تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ﴿١﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ﴿٢﴾ وَمَا

قسم ہے ستارے کی جب وہ غروب ہونے لگے - کہ تمہارے رفیق صحبت یعنی محمدؐ نے نہ راہ گم کی اور نہ وہ غلط راہ چلے - اور

يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿٣﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿٤﴾ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ

نہ وہ اپنی نفسانی خواہش سے کوئی بات بنا کر کہتے ہیں - ان کا فرمان تو صرف وحی ہے جو انکی طرف بھیجی جاتی ہے - اس وحی کو انہیں

الْقُوٰى ﴿٥﴾ ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ﴿٦﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ﴿٧﴾

ایک طاقتور فرشتہ تعلیم کرتا ہے - جو خوش منظر اور زور آور ہے پھر وہ فرشتہ سیدھا کھڑا ہوا - ایسی حالت میں کہ وہ آسمان کے بلند کنارے پر تھا۔

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ﴿٨﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿٩﴾

پھر وہ فرشتہ نزدیک ہوا اور اتر آیا - یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم۔

فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ﴿١٠﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿١١﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وحی نازل فرمائی - جو کچھ پیغمبر کی آنکھوں نے دیکھا اس کے سمجھنے میں دل نے غلطی نہیں کی

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ﴿١٣﴾ عِنْدَ

سو کیا تم پیغمبر کی دیکھی ہوئی چیز میں اس سے جھگڑتے ہو - اور بلاشبہ انھوں نے اس فرشتے کو اس کی حقیقی شکل میں ایک اور مرتبہ بھی دیکھا ہے

Marfat.com

سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿١٤﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ﴿١٥﴾ اِذْ يَغْشَى

اُس بیری کے پاس جو منتہائے حد پر واقع ہے۔ اُسی بیری کے قریب بہشت آرام سے رہنے کی ہے کہ فرشتے کو اس وقت دیکھا کہ جس وقت اس بیری کو ڈھانک

السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ﴿١٦﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿١٧﴾ لَقَدْ رَاٰى

رکھا تھا جس نے بھی ڈھانک رکھا تھا۔ پیغمبر کی نگاہ نے نہ کجروی اختیار کی اور نہ اس نے مقصد سے تجاوز کیا۔ بلاشبہ انھوں نے

مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿١٨﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿١٩﴾ وَ

اپنے رب کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے۔ سو کیا تم نے لات اور عزیٰ کے حال پر ۔ اور

مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿٢٠﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى ﴿٢١﴾ تِلْكَ

ایک اور تیسرے منات کے حال پر غور بھی کیا ہے۔ کیا تمہارے لئے بیٹے اور خدا کیلئے بیٹیاں ۔ اگر ایسا ہے تو

اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ﴿٢٢﴾ اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ

یہ تو بہت ہی غیر منصفانہ تقسیم ہے۔ یہ بت کچھ نہیں مگر چند نام ہیں جن کو تم نے اور تمہارے

وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ

باپ دادوں نے رکھ لیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ثبوت پر کوئی دلیل نہیں نازل کی یہ لوگ محض اپنے بے بنیاد خیالات

اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ

اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ ان کے رب کی جانب سے انکے پاس

الْهُدٰى ﴿٢٣﴾ ؕ اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ﴿٢٤﴾ ۖ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ

صحیح ہدایت آچکی ہے۔ بھلا کہیں انسان کا ہر چاہا پورا ہوا کرتا ہے۔ پس خدا ہی کے اختیار میں ہے وہ عالم بھی اور

الْاُوْلٰى ﴿٢٥﴾ ع وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ

یہ عالم بھی۔ اور بہت سے فرشتے آسمانوں میں موجود ہیں جن کی شفاعت ذرا بھی نفع نہیں

شَيْـًٔا اِلَّا مِنْ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿٢٦﴾

دے سکتی مگر ہاں بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہے سفارش کرنیکا حکم دیدے اور اسکے لئے سفارش کو پسند کرے

اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو لڑکیوں کے

یہ دیکھا اس بیری کے پاس تھا جو منتہائے حد پر واقع ہے (١٤) اُس بیری کے پاس ہے بہشت آرام سے رہنے کی (١٥) اس وقت اس فرشتے کو دیکھا جس وقت اس بیری کو ڈھانک رکھا تھا جس نے بھی ڈھانک رکھا تھا (١٦) نہ تو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ نے کجروی کی اور نہ مقصد کی حد سے تجاوز کیا (١٧) مطلب یہ ہے کہ صرف یہی نہیں کہ اس نے فرشتے کو اس کے اصلی روپ میں زمین پر دیکھا بلکہ اس نے ساتویں آسمان پر سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہی اُس فرشتے کو اس کی اصل شکل میں دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے۔ منتہیٰ اس بنا پر کہا کہ یہ ایک مرکزی مقام ہے عرشِ الٰہی سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ پہلے یہیں پہنچتے ہیں اور وہاں سے ہر چیز فرشتے زمین پر لاتے ہیں۔ اسی طرح زمین والوں کے تمام اعمال پہلے وہاں پہونچتے ہیں اور وہاں سے اوپر لے جائے جاتے ہیں۔ ہر جگہ کے فرشتے علیحدہ علیحدہ ہیں، فرشتوں کی جماعتیں وہاں بکثرت جمع رہتی ہیں۔ اور تمام فرشتے اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔ جنت الماویٰ۔ متقیوں کی آرام گاہ ہے۔ پھر فرشتے کے دیکھنے کا وقت بیان فرمایا جب بیری کو ڈھانک رکھا تھا جس نے ڈھانک رکھا تھا وہ وقت کہ حضورؐ نے فرشتے کو اصلی شکل میں دیکھا بہرحال معراج میں تو جبرئیلؑ ہر وقت ساتھ ہی تھے۔ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر آپ نے ان کو اصل شکل میں دیکھ لیا۔ ڈھانک رکھا تھا یعنی انوارِ الٰہی نے، یا فرشتے۔ یا بعض روایات ڈھانکنے والے اور لپٹنے والے پروانے تھے یعنی لپٹنے والوں کی شکل پروانوں کی سی معلوم ہوتی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ نے کسی چیز کو دیکھنے میں نہ تو کجروی کی یعنی جس چیز کو دیکھنے کا حکم ہوا اس کو خوب دیکھا اور جس کے دیکھنے کا حکم نہ ہوا اس کے دیکھنے میں جلدی نہ کی بلکہ حکم کے بعد دیکھا جو کچھ آپ نے ملاحظہ فرمایا وہ چونکہ عجیب و غریب تھا اس لئے آگے فرمایا (١٨) بلاشبہ انھوں نے اپنے پروردگار کی قدرت کے بڑے بڑے عجائبات ملاحظہ فرمائے یعنی عرش کرسی، رفرف اور ملاءِ اعلیٰ کے تمام فرشتے اور جو باتیں معراج کے بیان میں ذکر کی جاتی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس نے اپنے حبیب اور اپنے معزز مہمان کو کیا کیا دکھایا اور کہاں کہاں کی سیر کرائی۔ اس مختصر میں اوّل تو ان سب باتوں کی گنجائش نہیں۔ نیز راز کی باتیں رازہی میں رہیں تو اچھی ہیں جو باتیں حدِ ادراک سے آگے ہوں اور جہاں عقل و خرد تھک کر گر جائے ان کا بیان ہو بھی کب سکتا ہے اور وہ کسی کی سمجھ میں بھی کیا آسکتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ دوسری بار جبرئیلؑ کو اپنی صورت پر دیکھا معراج کی رات میں سات آسمان سے اوپر جہاں درخت ہے بیری کا وہ حد ہے نیچے کی اور اوپر کی نیچے کے لوگ اوپر نہیں پہونچتے اور اوپر کے لوگ نیچے نہیں اترتے اس کے بعد بہشت کو دیکھا اس بیری پر چھا رہے پروانے سنہرے ایسے خوش رنگ جن کے دیکھنے سے دل کھچا جاوے اور نمونے جو دیکھے سو اللہ ہی کو خبر ہے ١٢

١ ع ٢٥ ٥

فائدہ واضح رہے کہ ہم نے ان آیات کی تفسیر مشہور اور راجح قول کی بنا پر کی ہے۔ ورنہ بعض صحابہ سے تفسیر اس طرح منقول ہے مثلاً فاستوی وھو بالافق الاعلیٰ میں یوں ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں دونوں افق اعلیٰ پر کھڑے ہوئے ایسے ہی دنی فتدلی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہوئے اللہ تعالیٰ کے اور سجدے میں گر پڑے۔ یا قریب ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے انوار اور اسکی رحمت نے بڑھ کر ان کو اٹھا لیا۔ ایسے ہی فکان قاب قوسین میں قربِ خداوندی کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر وحی کی۔ دوبارہ دیکھنے کا مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ سے بار بار ملاقی ہوئے۔ واپس آتے تھے اور پھر لوٹ کر تخفیف کراتے تھے جیسا کہ شریک کی روایت میں نمازوں کی تخفیف کے لئے بار بار لوٹنے کا ذکر ہے۔ غرض فاستوی سے لیکر آخر تک سب آیتوں کا تعلق معراج سے ہی بیان کیا گیا ہے اور بجائے جبرئیلؑ کے حضرت حق تعالیٰ کی طرف ضمائر کا مرجع بتایا ہے۔ پھر حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے درمیان اللہ تعالیٰ کی رویت میں اختلاف کا ذکر کیا ہے حالانکہ درحقیقت وہ کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بعض علماء نے دونوں کے قول جمع کرنے میں توجیہات سے کام لیا ہے بہرحال ہم نے ان تمام عنوانات کو چھوڑ دیا ہے۔ بلکہ قرآن کا نفس مطلب مشہور قول کی بنا پر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہٗ علم الکتاب والیہ المرجع والمآب حضرت حق تعالیٰ کی قدرت اور اس کی خالقیت کو بیان کرنے کے بعد اب بتوں کی بے بسی کا اظہار فرماتے ہیں (١٩) پس اے دینِ حق کے منکرو! تم نے لات اور عزیٰ کے حال پر (٢٠) اور تیسرے ایک اور منات کے حال پر غور کیا ہے یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور آپ کا جبرئیلؑ کو دیکھنا تم کو معلوم ہو گیا (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا
نام سے نامزد کرتے ہیں ۔ حالانکہ ان کے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں یہ لوگ محض بے بنیاد خیالات کی پیروی
الظَّنَّ ۚ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ﴿٢٨﴾ ۚ فَاَعْرِضْ
کرتے ہیں اور یقینی بات کے مقابلہ میں بے بنیاد خیالات ذرا بھی کارآمد نہیں ہو سکتے ۔ سو آپ ایسے شخص کو
عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٢٩﴾ ؕ
منہ نہ لگائیے جس نے ہماری نصیحت سے روگردانی اختیار کر رکھی ہو اور بجز دنیوی زندگی کے اسکا اور کوئی مقصد نہ ہو
ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ
بس ان لوگوں کے فہم کی رسائی یہیں تک ہے بیشک آپ کا رب ہی اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اسکی راہ سے
عَنْ سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿٣٠﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ
بھٹک گیا اور وہی اس سے بھی خوب واقف ہے جس نے صحیح راہ پائی ۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے
وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ
اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے تاکہ آخر کار جن لوگوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے انکو ان کے کئے کا بدلا دے
الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴿٣١﴾ ۚ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ
اور جنہوں نے بھلے کام کئے ہیں ان کو اچھا صلہ عنایت فرمائے ۔ وہ بھلے لوگ وہ ہیں جو کبیرہ گناہوں سے
الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ؕ
اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں الا یہ کہ کوئی معمولی گناہ جو اتفاقیہ واقع ہو جائے بلاشبہ آپکے رب کی مغفرت بڑی
هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ
وسیع ہے وہ تم کو اس وقت سے اچھی طرح جانتا ہے جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں
فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ
کے پیٹ میں بچے تھے لہذا تم خود ستائی نہ کیا کرو خدا ہی خوب جانتا ہے اسکو
بِمَنِ اتَّقٰى ﴿٣٢﴾ ع اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ تَوَلّٰى ﴿٣٣﴾ ۙ وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّ
جو پرہیزگار ہے ۔ بھلا آپنے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے دین حق سے روگردانی کی ۔ اور تھوڑا سا دیا اور

حالانکہ ان کے پاس اس بات کی کوئی دلیل نہیں یہ لوگ محض بے بنیاد اور بے اصل خیالات اور صرف اٹکل کی پیروی کرتے ہیں اور بلاشبہ ایک حقیقت واقعیہ اور ثابتہ کے مقابلے میں اٹکل اور اوہام فاسدہ ذرا بھی کارآمد اور مفید نہیں ہو سکتے ۔ ؛ یعنی ملائکہ کو خدا کی بیٹیاں سمجھتے ہیں اس لئے ان کے نام بھی عورتوں اور لڑکیوں کے سے رکھتے ہیں حالانکہ ان کے ایسا کرنے کی کوئی سند نہیں ۔ یہ لوگ محض اٹکل کی باتوں پر چلتے ہیں اور اوہام کی باتیں کرتے ہیں اور یہ واقعہ ہے کہ امر حق کے مقابلے میں بے اصل اوہام اور خیالات اور اٹکل جن کی کوئی سند نہ ہو کچھ کام نہیں آسکتے ۔ وان الظن لا یغنی من الحق شیئا ۔ مجتہدین کے کسی مسئلے کا مختلف فیہ ہونا اس کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں جو لوگ مسائل فقہیہ کے اختلاف میں اس آیت کو پڑھا کرتے ہیں یا پیش کرتے ہیں وہ بڑی زیادتی اور بے باکی سے کام لیتے ہیں (٢٨) پس آپ ایسے شخص کو منہ نہ لگائیے اور ایسے شخص سے منہ پھیر لیجئے ۔ اور اس سے بے التفاتی کا برتاؤ کیجئے ۔ جس نے ہماری نصیحت اور ہمارے ذکر سے روگردانی اختیار کر رکھی ہو اور سوائے دنیوی زندگی کے اس کا اور کوئی مقصد نہ ہو (٢٩) ان لوگوں کے فہم کی رسائی اور ان کے علم کی پہونچ بس یہیں تک ہے بیشک آپ کا پروردگار ہی اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہ ہی اس سے بھی خوب واقف ہے جس نے صحیح راہ پائی ؛ ذکر سے مراد قرآن ، یا ایمان ۔ یا ذکر الٰہی اور خدا تعالیٰ کی یاد ہے ایسے لوگ جو ہمارے ذکر سے منہ پھیرتے ہیں اور کسی طرح نہیں مانتے آپ بھی ان سے بے توجہی کا برتاؤ کیجئے کیونکہ ان کا مقصد صرف دنیوی زندگی کا عیش و آرام ہے ۔ اور ان کا مبلغ علم اور ان کے فہم کی رسائی اس سے آگے نہیں ہے یعنی عالم آخرت تک پہونچا ہی نہیں ان کے علم کی پہنچ اور رسائی کی حد یہیں تک ہے ۔ ایسے لوگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد اور حوالے کیجئے وہی جانتا ہے کہ گم کردہ راہ کون ہے اور وہی جانتا ہے کہ ہدایت یافتہ کون ہے (٣٠) اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملک اور اسی کے اختیار میں ہے تاکہ انجام کار ان لوگوں کو جنہوں نے برے عمل کئے ہیں اور برائیوں کے مرتکب ہوئے ہیں ان کے کئے کا ان کو بدلا دے اور جنہوں نے بھلے کام کئے اور بھلائیاں کیں ان کو اچھا صلہ عنایت فرمائے (٣١) وہ بھلے لوگ وہ ہیں جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے اور اجتناب کرتے ہیں الا یہ کہ کوئی معمولی اور صغیرہ گناہ جو اتفاقیہ واقع ہو جائے بلاشبہ آپ کے پروردگار کی مغفرت اور بخشش بہت وسیع ہے وہ تم کو اس وقت سے خوب جانتا ہے جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچے اور جنین تھے لہذا تم خود ستائی اور خود اپنی پاکیزگی بیان نہ کیا کرو اور اپنے کو مقدس نہ سمجھا کرو وہ اللہ تعالیٰ ہی تقوے والوں کو خوب جانتا ہے اور وہی خوب جانتا ہے اسکو جو پرہیزگار ہے ؛ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ ہر گمراہ اور ہدایت یافتہ کو خوب جانتا ہے تو اب یہ بات فرمائی کہ وہ مالک الملک ہونیکی وجہ سے ہر ایک کو سزا اور جزا بھی دے گا ورنہ نیکی اور بدی بے کار اور عبث ہو کر رہ جائیگی اسلئے فرمایا کہ وہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے اس سب کا مالک ہے اس لئے انجام کار یہ ہوگا کہ ہر برائی کے مرتکب کو اس کی برائی کا بدلا اور جزا دی جائیگی اور جو محسن اور نیکوکار ہیں ان کو اچھا صلہ یعنی جنت ملے گی ۔ بعض حضرات نے لیجزی کا تعلق ان ربک ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بمن اھتدیٰ سے بیان کیا ہے اور وللہ ما فی السموت وما فی الارض کو جملہ معترضہ بنایا ہے اس تقدیر پر مطلب بالکل صاف ہے اور اس تقدیر پر لیجزی کے لام کو لام عاقبت رکھنے کی ضرورت نہ ہوگی آگے محسنین کی مزید وضاحت اور ان کا وصف بیان فرمایا کہ وہ لوگ کبائر سے بچتے اور اجتناب کرتے ہیں یعنی کبیرہ گناہ اور خاص طور پر ان کبیرہ گناہوں میں سے جو فواحش اور بے حیائی کے کام ہیں ان سے بچتے ہیں یا تو کبیرہ گناہ کا ارتکاب ہی نہیں کرتے اور اگر ہو جائے تو فوری طور پر توبہ اور ندامت سے اس کا تدارک کرتے ہیں وقوع گناہ پر لاپروائی نہیں کرتے الا اللمم میں بھی دو قول ہیں اگر استثنا منقطع ہو تو مطلب یہ ہے کہ معمولی اور صغیرہ گناہ اگر کبھی اتفاقیہ ہو جائے تو وہ درگزر ہو جاتے ہیں بشرطیکہ ان پر اصرار نہ ہو اور ان پر دوام نہ ہو کہ ہمیشہ لاپروائی کے ساتھ صغیرہ گناہ کرتا رہے کیونکہ یہ چھوٹے چھوٹے گناہ بھی مل کر ایک دن بڑا گناہ ہو جاتا ہے بہر حال بعض متقدمین نے استثنا کو متصل کہا ہے اس تقدیر پر کبائر سے استثنا ہوگا یعنی اگر کبھی کسی گناہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں تو توبہ کرتے ہیں اور دوبارہ وہ گناہ نہیں کرتے ۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

کیا اس کے پاس علم غیب ہے کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے ؛ یعنی کیا ولید کے پاس علم غیب ہے کہ وہ یہ دیکھ رہا ہے کہ مجھ کو عذاب ہوگا تو فلاں شخص یعنی عاتبہ میرے عذاب کو اٹھا لے گا اور میں سبکدوش ہو جاؤنگا (۳۵)
کیا اس کو ان مضامین کی خبر نہیں پہنچی جو حضرت موسیٰ کے صحیفوں میں مذکور ہیں (۳۶) اور نیز اُس ابراہیمؑ کے صحیفوں میں ہیں جس نے ہر حکم کو پورا کیا ؛ توریت کے علاوہ حضرت موسیٰؑ کو اور چند صحیفے دیئے گئے تھے
اُن صحف میں اور حضرت ابراہیمؑ کے صحائف میں مذکور ہیں۔ کیا ان مضامین کی خبر اُس ولید کو نہیں پہنچی یعنی ان مضامین پر مطلع نہیں ہوا۔ وہ مضامین تو قرآن سے بہت پہلے کے ہیں۔ آگے اُن مضامین کا ذکر ہے
جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف میں مذکور ہیں۔ علاوہ اس کے کہ کفار مکہ کو ان مضامین سے آگاہ کرنا ہے اور اُن کو تنبیہ کرنی ہے۔ ان مضامین سے یہ بات بھی معلوم ہوگی کہ انبیاء کی تعلیمات
میں کس قدر باہم آہنگی اور یکسانیت ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۳۷) وہ یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائیگا ؛ یعنی ان دونوں اولوالعزم پیغمبروں کے صحائف میں یہ مضمون
موجود ہے کہ کوئی گناہ گار دوسرے گناہگار کا بوجھ نہ اٹھائیگا ؛

اَكْدٰى (۳۴) اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى (۳۵) اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ
بند کر دیا۔ کیا اسکے پاس علم غیب ہے کہ وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ کیا اسکو ان مضامین کی خبر نہیں پہنچی جو حضرت موسیٰ کے
صُحُفِ مُوْسٰى (۳۶) وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى (۳۷) اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ
صحیفوں میں مذکور ہیں۔ اور نیز اس ابراہیم کے صحیفوں میں ہیں جس نے ہر حکم کو پورا کیا۔ وہ یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا
وِّزْرَ اُخْرٰى (۳۸) وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى (۳۹) وَاَنَّ
بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اور یہ کہ انسان کو صرف وہی ملتا ہے جس کی اس نے سعی کی۔ اور یہ کہ انسان کی
سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى (۴۰) ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى (۴۱) وَاَنَّ
سعی عنقریب دیکھی جائے گی۔ پھر اس کو پورا پورا بدلا دیا جائے گا۔ اور یہ کہ
اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى (۴۲) وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى (۴۳) وَاَنَّهٗ هُوَ
آپ کے رب ہی کی طرف سب کو پہونچنا ہے۔ اور یہ کہ وہی ہنساتا اور وہی رُلاتا ہے۔ اور یہ کہ وہی
اَمَاتَ وَاَحْيَا (۴۴) وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى (۴۵)
موت دیتا اور زندگی بخشتا ہے۔ اور یہ کہ وہی دونوں قسمیں نر اور مادہ کی پیدا کرتا ہے۔
مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى (۴۶) وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى (۴۷)
نطفے سے جب وہ نطفہ رحم میں ڈالا جاتا ہے۔ اور یہ کہ دوسری بار پیدا کرنا اس پر ضروری ہے۔
وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى (۴۸) وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى (۴۹)
اور یہ کہ وہی مالدار بناتا اور سرمایہ دیتا ہے۔ اور وہی شعریٰ نامی ستارے کا مالک ہے۔
وَاَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى (۵۰) وَثَمُوْدَا فَمَاۤ اَبْقٰى (۵۱) وَ
اور یہ کہ اسی نے عاد اولیٰ یعنی قدیم قوم عاد کو ہلاک کیا۔ اور ثمود کو بھی ہلاک کیا سو کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ اور
قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى (۵۲)
عاد اور ثمود سے پہلے نوح کی قوم کو بھی ہلاک کیا اس میں شک نہیں کہ وہ بڑے ہی ظالم اور بہت زیادہ سرکش تھے
وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى (۵۳) فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى (۵۴) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
اور لوط کی بستیاں بھی اسی نے اٹھا کر دے ماریں۔ پھر ان بستیوں کو ڈھانک لیا جس چیز نے کہ ڈھانک لیا۔ سو اے مخاطب تو اپنے

یعنی ایسا نہیں ہوگا کہ ایک بالکل اٹھا لے اور دوسرا سبکدوش ہو جائے۔ اور دوسرے پر کوئی بار نہ رہے۔ جیسا کہ تفصیل سورۂ عنکبوت میں گزر چکی ہے بعض حضرات نے وفی کو وفا سے لیا ہے اور یہ معنی کئے ہیں کہ وہ ابراہیمؑ جو بڑا پابند وفا تھا (۳۸) اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی اس نے سعی کی اور کمایا (۳۹) اور یہ کہ آدمی کی سعی اور کمائی عنقریب دیکھی جائے گی (۴۰) پھر اسکو اس کمائی اور سعی کا پورا پورا بدلا دیا جائیگا ؛ یعنی ہر انسان نے جو سعی اور کمائی کی ہے اسی کا پھل اس کو ملے گا۔ یعنی کسی شخص کا ایمان دوسرے کو نہ ملے گا ہر شخص کے ایمان کا پھل اسی کو ملے گا جس کا وہ ایمان ہوگا۔ یعنی ہر ایمان والے کو اسی کے ایمان کا فائدہ پہنچے گا۔ اور عنقریب اس کی سعی اور کمائی دیکھی جائے گی۔ پھر ہر شخص کو اپنی کمائی کا پورا پورا بدلا دیا جائیگا۔ وان لیس للانسان الا ما سعی۔ میں جن لوگوں نے اعمال کو بھی داخل کیا ہے اور صرف ایمان نہیں لیا ہے ان پر یہ شبہ کیا گیا ہے کہ اس طرح ایصال ثواب کا دروازہ بالکل بند ہو گیا۔ جیسا کہ معتزلہ نے کہا ہے کہ کسی ایک مسلمان کا ثواب دوسرے مسلمان کی طرف منتقل ہی نہیں ہو سکتا۔ بہرحال یہ ایک بڑی طویل بحث ہے۔ اہل سنت اور اہل سنت میں سے حنفیہ کا مسلک بالکل صاف ہے کہ زندوں کی جانب سے مُردوں کو ایصال ثواب ہوتا ہے اور مالی اور بدنی دونوں قسم کی عبادتوں کا ثواب پہنچایا جا سکتا ہے یہ ظاہر ہے کہ فرض وواجبات کے علاوہ نفلی عبادتوں کے ثواب کا یہ حکم ہے جیسے کوئی نفلی صدقہ یا حج یا روزے یا نماز یا قربانی کا ثواب کسی اپنے بزرگ کو پہونچائے یہ سب صورتیں حنفیہ کے نزدیک جائز ہیں۔ کمائی دیکھی جائے گی کا مطلب یہ ہے کہ کمائی والے کو اس کی کمائی دکھائی جائے گی اور جو کچھ اس نے کیا ہے وہ اس کے روبرو رکھ دیا جائے گا۔ ایصالِ ثواب کی بحث میں اگر الا ما سعی کا ترجمہ ایمان سے کیا جائے جیسا کہ بعض نے کہا ہے تو پھر اس آیت میں ایصال ثواب کی بحث کے لئے کوئی گنجائش نہیں واللہ اعلم (۴۱) اور یہ کہ آپ کے پروردگار ہی کی طرف سب کو پہونچنا ہے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سب کی انتہا ہے اور سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے (۴۲) اور یہ کہ وہی ہنساتا اور وہی رُلاتا ہے ؛ یعنی ہر قسم کی خوشی اور غم کا سامان اُسی کے اختیار میں ہے (۴۳) اور یہ کہ وہی موت دیتا ہے اور وہی زندہ کرتا ہے ؛ یعنی موت وزندگی کا مالک وہی ہے (۴۴) اور یہ کہ وہی دونوں قسمیں نر اور مادہ کی پیدا کرتا ہے ؛ ہر انسان اور حیوان کے جوڑے نر اور مادہ کے وہی پیدا کرتا ہے (۴۵) پانی کی بوند یعنی
نطفہ سے جب ڈالا جاتا ہے وہ رحم میں ؛ یعنی ظاہری اسباب پر وہ سبب حقیقی اپنا اثر مرتب کرتا ہے جب یہ تمام چیزیں حضرت حق تعالیٰ کے حکم سے ہوتی ہیں تو ولید نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ قیامت کے دن اس پر سے
عذاب کو کوئی اور اپنے ذمہ لے لیگا (۴۶) اور یہ کہ دوسری بار پیدا کرنا اس پر لازم ہے ؛ یعنی عالمِ آخرت کا قیام ضروری ہے اور یہ وعدے کی بنا پر اس نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے (۴۷) اور یہ کہ وہی مالدار بناتا ہے
اور وہی سرمایہ کو محفوظ بناتا ہے ؛ اقنی کے معنی کئی طرح کئے گئے ہیں۔ چونکہ دولت مندی بھی کئی طرح ہوتی ہے۔ یا تو نقد روپیہ کو اغنا فرمایا اور اقنا زمین اور مویشی کو فرمایا یا بڑے سرمایہ دار اور کم سرمایہ دار، یا ضرورت
کے لئے جو کافی ہو وہ اغنا اور جو ضرورت سے زائد ہو وہ اقنا۔ بہرحال سرمایہ داری میں جو تفاوت نظر آتا ہے اس کی جانب اقنی کہکر اشارہ فرمایا (۴۸) اور یہ کہ وہی پروردگار ہے شعریٰ نامی ستارے کا (باقی ص۸۴۳ پر)

Marfat.com

(بقیہ ۸۴۲) مالک اور پروردگار ہے: عرب میں شعریٰ ستارے کی پوجا ہوتی تھی زمانۂ جاہلیت میں اس کی پرستش خوب ہوا کرتی تھی اس کو فرمایا کہ اس کا مالک اور پروردگار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں شعریٰ ایک تارا ہے بہت بڑا اس کو بعضے عرب پوجتے تھے ۱۲ (۴۹) اور یہ کہ اس نے عاد اولیٰ یعنی قدیم عاد کو ہلاک کیا (۵۰) اور ثمود کو بھی ہلاک کیا سو ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا (۵۱) اور عاد و ثمود سے پہلے نوح کی قوم کو بھی ہلاک کیا اس میں شک نہیں کہ وہ بڑے ہی ظالم اور بہت زیادہ سرکش تھے (۵۲) اور لوط کی بستیاں بھی اسی نے اٹھا کر دے ماریں (۵۳) پھر ان بستیوں کو ڈھانک لیا جس چیز نے کہ ڈھانک لیا: یہ سابقہ قوموں کی ہلاکت کا ذکر فرمایا تاکہ عرب کے کفار کو عبرت ہو۔ کہتے ہیں عاد اولیٰ کی طرف سورۂ اعراف میں ہم اشارہ کر چکے ہیں یہ وہی ہود کی قوم ہے اور جن کو عاد ثانیہ کہتے ہیں وہ مکہ میں آباد تھے اور وہ بعد میں مکہ سے نکل کر کہیں اور جا بسے تھے اور وہ بھی ہلاک کئے گئے یا یہ کہ عاد اولیٰ کو عاد اولیٰ فرمانا ایک حقیقت واقعیہ جو اُن کی قدامت کی وجہ سے ہے اس لئے عاد آخری کی حاجت نہیں مؤتفکات وہ اُلٹی ہوئی بستیاں ہیں حضرت لوط علیہ السلام کی۔ ڈھانک لیا یعنی پتھر اس طرح برسے جس طرح مینہ برستا ہے اور جس طرح بارش کسی بستی کو ڈھانک لیتی ہے اسی طرح پتھروں نے ان بستیوں کو اپنی بارش سے ڈھانک لیا (۵۴) پس اے مخاطب تو اپنے (تفسیر صفحہ ہٰذا) پروردگار کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرتا رہے گا: یعنی اے انسان تو اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں میں شک اور انکار کرتا رہے گا اور ایمان نہیں لائے گا اور ایمان لا کر منتفع نہیں ہوگا۔ یہ شاید آخر میں ولید اور اس کے رفقاء کو فرمایا (۵۵) یہ محمدؐ بھی پہلے ڈرانیوالوں کی طرح ایک ڈرانیوالا ہے: یعنی جس طرح سابقہ پیغمبر ڈرانے والے ہوئے ہیں انہی کی جنس میں سے یہ بھی ایک ڈرانے والے ہیں ان پر ایمان لانے میں دیر نہ کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری آواز اور آخری پیغام ہے بس اب قیامت آنیوالی ہے ایمان لانے میں جلدی کرو (۵۶) قریب آگئی قریب آنیوالی: یعنی قیامت کو آیا ہی سمجھو (۵۷) اللہ تعالیٰ کے سوا اُس کا کوئی ہٹانے والا اور رد کرنے والا نہیں: یعنی اس کے آگے پیچھے (۵۸) کیا تم اس بات پر تعجب اور اچنبھا کرتے ہو (۵۹) اور تم ہنستے ہو اور روتے نہیں (۶۰) اور تم متکبرانہ برتاؤ کرتے ہو: حدیث سے مراد قرآن ہے۔ یعنی اس قرآن میں تعجب کرتے ہو اور خوف کی باتیں سن کر بھی اس قرآن پر استہزا ہنستے ہو روتے نہیں اور تم اس قرآن کی اطاعت سے متکبرانہ برتاؤ کرتے ہو یا اس قرآن سے کھیل کرتے ہو اور کھلاڑیاں کرتے ہو یا غل مچاتے ہو یا گانے بجانے کا شور کرتے ہو بجائے رونے اور اپنے انجام پر غور کرنے کے تمہاری یہ حرکات ہیں (۶۱) پس اب اللہ کی جناب میں سجدہ ریز ہو اور عبادت کرو: سجدہ کرو یعنی اس کی اطاعت کرو اور اسی کی پرستش کیا کرو جب یہ سورت پڑھی گئی تو اس کا قدرتی اثر ایسا ہوا کہ جب اس کے ختم پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ہمراہ مسلمانوں نے سجدہ کیا تو مشرکوں نے بھی سجدہ کیا البتہ ایک متعصب مشرک نے نہیں کیا بلکہ اس نے ایک خاک کی مٹھی اٹھا کر پیشانی سے لگالی۔ بہر حال یہ ایک وقت کی بات تھی اور فوری اثر کا کرشمہ تھا یا بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ اس وقت غاشیۂ الٰہی نے سب کو اس طرح گھیر اکہ کسی کو سجدہ نہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی سب نے ہی سجدہ کیا کسی نے اختیاری اور کسی نے غیر اختیاری اور بے ساختہ۔ بعض مفسرین نے جو اس سجدے کے سلسلہ میں بہت سی باتیں نقل فرمائی ہیں ان کی اصل کا محققین نے انکار کیا ہے اس لئے ہم نے اسے بالکل ہی ترک کر دیا (۶۲) تم تفسیر سورۃ النجم: سورۃ القمر: سورۃ قمر مکی ہے اور یہ پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں: شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵ قریب آپہونچی قیامت اور پھٹ گیا چاند: اور پچھلی سورت کے آخر میں قیامت کے قریب آنے کا ذکر فرمایا تھا۔ اور یہ واقعہ بھی ہے کہ جس چیز کا آنا یقینی ہو وہ قریب ہی ہے۔ اس سورت میں بھی اسی کے قرب کا اظہار فرمایا کیونکہ قیامت کی علامتوں میں سے ایک بڑی علامت بھی ظاہر ہو گئی یعنی چاند بھی پھٹ گیا اگرچہ یہ شق قمر اور چاند کا پھٹنا بطور معجزہ ہوا اور دلائل رسالت کی دلیل ہو کر اس کا ظہور ہوا لیکن اس معجزے سے اول تو یہ بات معلوم ہو گئی کہ چاند کا پھٹ جانا ممکن ہے دوسرے یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور جب رسول کسی بات کی خبر دے تو اس میں شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ ہماری اس تقریر سے انشقاق قمر کے ساتھ اقتراب قیامت کا تعلق بھی سمجھ میں آگیا ہوگا۔ (باقی ضمیمہ میں)

رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نَذِيرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْأُولَىٰ ﴿٥٦﴾ أَزِفَتِ

رب کی کون کونسی نعمتوں میں شک کرتا رہے گا۔ یہ نبی بھی پہلے ڈرانے والوں کی طرح ایک ڈرانیوالا ہے۔ قریب آ پہونچی

الْآزِفَةُ ﴿٥٧﴾ لَيْسَ لَهَا مِن دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ﴿٥٨﴾ أَفَمِنْ

قریب آنیوالی یعنی قیامت۔ اللہ کے سوا اُس کا کوئی ہٹانے والا نہیں ہے۔ کیا تم اس

هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ﴿٥٩﴾ وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ﴿٦٠﴾

بات یعنی قرآن سے تعجب کرتے ہو۔ اور اس پر ہنستے ہو اور روتے نہیں۔

وَأَنتُمْ سَامِدُونَ ﴿٦١﴾ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۩ ﴿٦٢﴾

اور تم متکبرانہ برتاؤ کرتے ہو۔ بس اب اللہ کے آگے سجدہ کرو اور عبادت کرو۔

سُورَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَخَمْسُونَ آيَةً وَثَلٰثُ رُكُوعَاتٍ

یہ سورہ قمر مکی ہے اور یہ پچپن آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵

اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانشَقَّ الْقَمَرُ ﴿١﴾ وَإِن يَرَوْا آيَةً يُعْرِضُوا

قیامت قریب آپہونچی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر یہ کفار کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اس سے روگردانی

وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿٢﴾ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَ

کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ یہ ایک چلتا ہوا جادو ہے۔ اور انھوں نے تکذیب کی اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی

كُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ ﴿٣﴾ وَلَقَدْ جَاءَهُم مِّنَ الْأَنبَاءِ مَا فِيهِ

اور ہر کام کی ایک حد ہے جہاں وہ ٹھہر نیوالا ہے۔ اور گزشتہ واقعات میں سے ان لوگوں کے پاس اسقدر واقعات پہنچ چکے ہیں کہ ان

مُزْدَجَرٌ ﴿٤﴾ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ ۖ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ﴿٥﴾ فَتَوَلَّ

میں کافی تنبیہ۔ اور اعلیٰ درجہ کی حکمت موجود ہے مگر ان کو ڈرانیوالی باتیں کچھ نفع نہیں دیتیں۔ سو اے پیغمبر آپ انکو

عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴿٦﴾ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ

منہ نہ لگائیے جس دن ایک بلانیوالا ایک سخت ناگوار چیز کی طرف بلائے گا۔ یہ قبروں سے اس حال میں

Marfat.com

یہ قبروں سے اس حال میں نکلیں گے کہ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور اس طرح نکلیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں ؛ یعنی جب ان کی حالت یہ ہے کہ ان کو کوئی خوف دلانے والی بات نفع نہیں پہنچا سکتی تو آپ ان کا خیال چھوڑ دیجئے اور ان کی طرف التفات نہ کیجئے کیونکہ جس دن سے آپ ان کو ڈراتے ہیں وہ دن آئیگا تو ان کو خود ہی معلوم ہوجائیگا وہ دن ایسا ہوگا جس دن ایک بلانے والا فرشتہ ان کو بلائے گا یعنی نفخ صور ہوگا اور یہ قبروں سے نکلیں گے جیسے بکھری ہوئی ٹڈیاں ہوتی ہیں آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور وہ چیز جس کی طرف وہ فرشتہ بلائیگا وہ چیز ناخوش اور ان دیکھی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی حساب کو ۱۲ اور چونکہ قبروں سے نکلنے کے بعد مختلف حالات سے دو چار ہونا پڑے گا اس لئے کبھی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ کبھی آنکھیں پھٹی ہوئی ہوں گی اور اوپر کی جانب ٹکٹکی لگی ہوئی ہوگی۔ یہاں قبروں سے اٹھنے کی حالت مذکور ہے پراگندہ ٹڈیوں سے تشبیہ فرمائی جیسے ٹڈیاں ادھر ادھر اڑتی پھرتی ہیں اسی طرح قبروں سے نکلنے والے ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہوں گے (۷) ان کی حالت یہ ہوگی کہ اس بلانے والے کی طرف دوڑ رہے ہونگے

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ⑦

نکلیں گے کہ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی اور اس طرح نکلیں گے گویا وہ بکھری ہوئی ٹڈیاں ہیں

مُّهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَٰذَا يَوْمٌ

ان کی حالت یہ ہوگی کہ اس بلانے والے کی طرف دوڑ رہے ہوں گے کافر اس دن کہیں گے یہ دن بڑا ہی

عَسِرٌ ⑧ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا

سخت ہے۔ ان کفار سے پہلے نوحؑ کی قوم بھی تکذیب کا شیوہ اختیار کرچکی ہے چنانچہ انھوں نے ہمارے بندے یعنی نوحؑ کو جھٹلایا

مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ⑨ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانتَصِرْ ⑩

اور کہا کہ دیوانہ ہے اور اس کو دھمکی بھی دی گئی۔ پھر نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوگیا ہوں آپ ان سے بدلا لیجئے

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَمِرٍ ⑪ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ

پھر ہم نے بکثرت برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیے۔ اور ہم نے زمین سے چشمے

عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ⑫ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ

بہادئے پھر دونوں جانب کا پانی مل کر اس کام کیلئے جمع ہوگیا جو مقدر ہوچکا تھا۔ اور ہم نے نوحؑ کو

ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ⑬ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِّمَن

تختوں اور کیلوں والی پر سوار کر دیا۔ وہ کشتی ہماری حفاظت و نگرانی میں چلتی تھی یہ اس شخص کا بدلا لینے کیلئے کیا گیا

كَانَ كُفِرَ ⑭ وَلَقَد تَّرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ⑮ فَكَيْفَ

جسکی بے قدری کی گئی تھی۔ اور ہم نے اس واقعہ کو ایک سبق آموز نشانی کے طور پر چھوڑ دیا سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے پھر

كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ⑯ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

دیکھا میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنیکی غرض سے آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی

مِن مُّدَّكِرٍ ⑰ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ⑱

نصیحت حاصل کرنیوالا ہے۔ عاد نے بھی تکذیب کا طریقہ اختیار کیا سو دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا۔

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ⑲

ہم نے اُن پر ایک سخت نامبارک دن میں نہایت تیز و تند ہوا بھیجی۔

کافر اس دن کہیں گے یہ دن بڑا ہی سخت ہے ؛ یعنی بلانے والے کی آواز پر بھاگتے ہوں گے۔ دینِ حق کے منکر یوں کہتے ہوں گے یہ دن بڑا ہی سخت اور دشوار دن ہے جب اس دن کی مشکلات سامنے آئیں گی تب یہ کہیں گے۔ آگے گزشتہ اقوام کے چند واقعات بیان فرمائے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۸) ان لوگوں سے پہلے نوحؑ کی قوم نے تکذیب کی اور نوحؑ کی قوم بھی تکذیب کا شیوہ اختیار کرچکی ہے چنانچہ انھوں نے ہمارے بندے نوحؑ کو جھٹلایا اسکی تکذیب کی اور اس کو جھوٹا بتایا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور اس کو جھڑک دیا اور اس کو دھمکی دی گئی ؛ یعنی حضرت نوح کو جھوٹا کہا اور دیوانہ کہا اور جھڑکا اور دھمکایا جیسا کہ سورہ شعرا میں گزرا ہے کہ اے نوح اگر تو باز نہ آیا تو ہم تجھ کو سنگسار کر دیں گے۔ جب نوح کیساتھ یہ سلوک کیا گیا تو انھوں نے قوم کے حق میں یوں دعا کی (۹) پھر نوحؑ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوگیا ہوں اور دب گیا ہوں سو تو ان سے میرا بدلا لے (۱۰) پھر ہم نے بکثرت برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے اور دہانے کھول دے (۱۱) اور ہم نے زمین سے چشمے بہادئے پھر دونوں جانب کا پانی مل کر اس کام کے لئے جمع ہوگیا جو مقدر ہوچکا تھا ؛ یعنی آسمان سے موسلادھار بارش ہوئی ادھر زمین سے چشمے ابلنے لگے اور زمین کو باعتبار چشموں کے پھاڑ دیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ زمین کے پردے پھٹ گئے ہیں اُدھر آسمان نہ رکتا تھا دونوں پانی مل کر اکٹھے ہوگئے اور جو کام علم الٰہی میں تجویز ہوچکا تھا وہ کام ہوگیا۔ یعنی نوحؑ کی قوم ہلاک کردی گئی اور طوفان میں غرق ہوگئی مطلب یہ کہ پانی اس کام پر مل گیا جو مقدر ہوچکا تھا۔ (۱۲) اور ہم نے اس نوحؑ کو تختوں والی اور کیلوں والی ایک کشتی پر سوار کر دیا (۱۳) وہ کشتی ہماری حفاظت و نگرانی میں اور ہماری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی یہ سب کچھ اس شخص کا بدلا لینے کیلئے کیا گیا جس کی بے قدری کی گئی تھی ؛ تفصیل سورۂ ہود میں گزر چکی ہے۔ تجری باعیننا کا مطلب یہ ہے کہ ہماری حفاظت میں جاری تھی۔ گویا کشتی بنی بھی حضرت حق کی نگرانی میں جیسا کہ فرمایا واصنع الفلک باعیننا اور چلتی بھی رہی نگرانی میں جیسا کہ فرمایا تجری باعیننا۔ یہاں ایک اور بات کا بھی اظہار فرمایا جزآء لمن کان کفر۔ یعنی یہ طوفان کا آنا اور قوم نوحؑ کا غرق کرنا یہ سب اس شخص کی ناقدری حق ناشناسی اور بے قدری کا بدلا تھا۔ جس کی قدر نہ پہچانی اور اس کی بے قدری اور اس

انکار کیا گیا۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی بے عزتی اور تذلیل اور نافرمانی کا انتقام اور بدلا لینا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ والوں کی اذیت اور تذلیل کا بدلا لیا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے اُن کی بے قدری کا انتقام کفر باللہ کا انتقام تھا پس نوح علیہ السلام کی بے عزتی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر سب کا ہی انتقام لیا گیا (۱۴) اور ہم نے اس واقعہ کو ایک سبق آموز نشانی کے طور پر چھوڑ دیا سو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا ہے ؛ یعنی جو اس عبرت انگیز واقعہ سے نصیحت پکڑے ہوسکتا ہے کہ ترکنھا سے مراد وہ کشتی ہو اور مطلب یہ ہو کہ ہم نے اس کشتی کو باقی رکھا تاکہ اس سے عبرت ہو۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں نشانی کو یعنی دنیا میں تب سے کشتی رہی یا وہ کشتی رہ گئی جودی پہاڑ پر نظر آئی قرنوں تک اس امت کے لوگوں نے بھی دیکھی ۱۲ خلاصہ یہ کہ کشتی چلانے کا دستور باقی رہا شاید اس سے پہلے کشتی کا دستور نہ تھا یا یہ کہ ہم نے نوحؑ کی کشتی کو محفوظ رکھا جیسا کہ آج کل بھی اخبارات میں اس کے تذکرے ہوتے رہتے ہیں۔ اور شاید ابھی تک اس کے کچھ تختے کہیں کسی پہاڑ پر برف میں موجود ہیں واللہ اعلم (۱۵) (باقی ص۸۴۵ پر)

(باقی ص۸۴۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۴۴) پھر دیکھا میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا ؛ یعنی نافرمانوں کیساتھ کیسا سلوک ہوا (۱۶) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے سہل اور آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی سوچنے والا اور نصیحت قبول کرنے والا ہے ؛ یعنی قرآن کو زبانوں پر سہل اور آسان بنا دیا تاکہ نصیحت حاصل کرنے والوں کو آسانی ہو۔ تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنے والا اور سوچنے والا اور غور کرنے والا ہے کہ وہ اس کے پند و وعظ سے فائدہ حاصل کرے۔ للذکر کی قید سے ان لوگوں کے خیالات کی نفی ہوگئی جو آج کل کے لوگ اجتہاد اور استنباط کے لئے قرآن کو آسان سمجھتے ہیں (۱۷) قوم عاد نے بھی تکذیب کا شیوہ اختیار کیا سو دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا ؛ یعنی اُن کا انجام بھی دیکھ لو (۱۸) ہم نے ان پر ایک سخت نامبارک دن میں نہایت تیز و تند ہوا بھیجی (۱۹) تفسیر صفحہ ہذا : وہ ہوا لوگوں کو اس طرح اکھاڑ پھینکتی تھی جیسے وہ جڑ سے اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں ؛ ہم نے مستمر کا ترجمہ سخت کیا ہے۔ بعض حضرات نے دوام کیا ہے۔ دوام کا مطلب یہ ہے کہ ہوا کا ان پر اثر ہمیشہ رہا یعنی برزخ میں بھی اور جہنم میں بھی۔ یوم نحس سے مراد زمانہ ہے یعنی زمانۂ نحس میں وہ ایک دن ہو یا آٹھ دن ہوں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا ہے کھجوروں کے تنوں سے تشبیہ دینے میں شاید اُن کے مضبوط اور جسیم ہونے کی طرف اشارہ ہو کیونکہ وہ بڑے لمبے تڑنگے اور ڈیل ڈول کے لوگ تھے اور بڑے طویل الجثہ تھے اور اگر مستمر کا ترجمہ شدید اور سخت کیا جائے تو معنی ظاہر ہیں۔ نحوست اس سے کیا زیادہ سخت ہوگی کہ بستیوں کا نام و نشان مٹ گیا آبادیاں بالکل تباہ و برباد ہوگئیں اور مرنے کے بعد بھی عذاب نے پیچھا نہیں چھوڑا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نحوست ان کی جب تک تمام ہو چکے نحوست کا دن انہی پر تھا یہ نہیں ہمیشہ کو۔

تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ ﴿٢٠﴾ فَكَيْفَ كَانَ
وہ ہوا لوگوں کو اس طرح اکھاڑ پھینکتی تھی جیسے وہ جڑ سے اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو تم نے سنا
عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٢١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت
مُدَّكِرٍ ﴿٢٢﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ﴿٢٣﴾ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِنَّا
حاصل کرنے والا ہے۔ ثمود نے بھی ڈرانیوالوں کی تکذیب کی۔ اور کہنے لگے ہم اپنی ہی جنس کے
وَاحِدًا نَتَّبِعُهُ إِنَّا إِذًا لَفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٢٤﴾ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ
ایک ایسے آدمی کی پیروی کرنے لگیں جو تن تنہا ہے اگر ایسا کریں گے تو اسوقت ہم بڑی گمراہی اور دیوانگی میں پڑ جائیں گے۔ کیا ہم سب
عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ﴿٢٥﴾ سَيَعْلَمُونَ غَدًا
میں سے اسی پر وحی اتاری گئی یہ بات نہیں ہے بلکہ وہ شخص بڑا جھوٹا اور خود پسند ہے۔ ان کو ابھی کل ہی معلوم ہوا جاتا ہے
مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ﴿٢٦﴾ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ
کہ کون بڑا جھوٹا اور شیخی خورہ ہے۔ اے صالح ہم ان کی آزمائش کے لئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں تو
فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ﴿٢٧﴾ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ
ان کو ہوشیاری سے دیکھتا رہ اور صبر سے کام لے۔ اور ان لوگوں کو آگاہ کر دے کہ پانی کو ان میں تقسیم کر دیا گیا ہے
كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ ﴿٢٨﴾ فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾
ہر باری والے کو اپنی باری پر حاضر ہونا ہے۔ آخر کار اس کی قوم نے اپنے رفیق یعنی قدار کو پکارا پھر اس نے اونٹنی پر دست درازی کی اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٠﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً
پھر دیکھو میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا۔ ہم نے ان پر ایک ہی سخت ہولناک آواز کو مسلط کر دیا
وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ
پھر وہ ایسے ہو گئے جیسے کسی باڑ لگانیوالے کی باڑ کا چورا ہو جاتا ہے۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے
لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٣٢﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ ﴿٣٣﴾
آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ لوط کی قوم نے بھی رسولوں کی تکذیب کی۔

ع ١ ٢٢ ٨

(۲۰) پھر تم نے دیکھا اور سنا کہ میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا ؛ یعنی ان کی تباہ شدہ بستیوں کو دیکھ کر اور ان کی ہلاکت کے واقعات کو سنکر معلوم کیا کہ میری سزا اور میرے ڈراوے کیسے ہوتے ہیں اور ان کا انجام کیسا ہوا (۲۱) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے سہل اور آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی غور کرنے والا اور نصیحت قبول کرنے والا ہے (۲۲) قوم ثمود نے بھی ڈرانیوالوں کی تکذیب کی اور ڈرانیوالوں کو جھوٹا بتایا (۲۳) سو کہنے لگے کہ کیا اپنی ہی جنس کے ایک ایسے آدمی کی پیروی کرنے لگیں جو اکیلا اور تن تنہا ہے اگر ایسا کرینگے تو اس وقت ہم بڑی گمراہی اور دیوانگی میں پڑ جائیں گے ؛ یعنی یہ بھی ہم میں سے ہم ہی جیسا بشر ہے۔ پھر اکیلا ہے یعنی ظاہری دولت و امارت اور جاہ و حشم بھی نہیں۔ نہ فرشتہ نہ ذی اثر بشر۔ پھر اگر ایسے شخص کی ہم پیروی کرنے لگیں اور اس کا کہنا ماننے لگیں تو ہم بڑی گمراہی غلطی بلکہ دیوانگی اور جنون میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ انھوں نے یہ بھی کہا۔ (۲۴) کیا ہم سب میں سے اسی پر وحی نازل کی گئی اور اسی پر نصیحت کی بات اتاری گئی یہ بات نہیں ہے بلکہ وہ شخص بڑا جھوٹا اور خود پسند اور بڑائی مارنے والا ہے ؛ یعنی ہم سب میں سے پیغمبری کے لئے اسی کو منتخب کیا ہے نہیں بلکہ یہ بڑا جھوٹا اور شیخی خورہ ہے بڑائی اور سرداری چاہتا ہے آگے حضرت حق تعالیٰ کا جواب ہے (۲۵) انھیں ابھی کل کو ہی معلوم ہوا جاتا ہے کہ کون دروغ گو اور شیخی مارنے والا ہے ؛ یعنی جھوٹا اور شیخی خورہ کون ہے بہت جلد کل کو ہی یہ جان لیں گے (۲۶) اے صالح ہم ان کی آزمائش کے لئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں تو ہوشیاری سے ان کی دیکھ بھال رکھ اور صبر سے کام لے (۲۷) اور ان کو آگاہ کر دے کہ پانی کو ان میں تقسیم کر دیا گیا ہے ہر باری والے کو اپنی باری پر حاضر ہونا ہے ؛ یعنی حضرت صالح علیہ السلام جو ان کے پیغمبر تھے اُن کو ہم نے حکم بھیجا کر ہم ان کی آزمائش اور ان کے امتحان کے لئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں جیسا کہ سورۂ اعراف میں مفصل گزر چکا ہے۔ صالحؑ کو حکم دیا کہ تو ان کو دیکھتا رہ کہ یہ کیا کرتے ہیں اور ان کی ایذا رسانی پر صبر کئے جا۔ اور ان کو خبردار کر دے کہ پانی قوم کے اور اونٹنی کے درمیان تقسیم کر دیا گیا ہے۔ یعنی نوبت بہ نوبت پانی استعمال کرنا ہوگا۔ ایک دن قوم کے مویشی پئیں گے اور ایک دن اونٹنی پئے گی۔ یا تو اس وجہ سے کہ پانی کم ہے یا اس وجہ سے کہ مویشی اس اونٹنی کو دیکھ کر ڈرتے ہیں بہر حال ہر نوبت والے کو اپنی اپنی باری پر حاضر ہونا ہے (۲۸) آخر کار ثمود نے اپنے رفیق اور ساتھی قدار بن سالف کو پکارا پس اس نے جرأت کی۔ اور حملہ کیا اور دست درازی کی اور اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں ؛ قدار بن سالف ایک شقی تھا اس نے اپنی محبوبہ کے اشارے سے یہ جرأت کی اور تلوار سے اس اونٹنی پر حملہ کیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔ یعنی قتل کر دیا۔ سورۂ اعراف میں فعقروا فرمایا یعنی باقی لوگوں کی بھی ہمدردیاں حاصل تھیں یا اس کے اس ناشائستہ فعل پر راضی تھے۔ اس لئے اس کا فعل پوری قوم کی طرف منسوب کیا گیا (۲۹) پھر دیکھو کہ میرا عذاب (باقی صفحہ ۸۴۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۴۵) اور میرا ڈرانا کیسا ہوا ؛ یعنی تیسرے دن عذاب آگیا اسی کو فرماتے ہیں (۳۰) ہم نے ان پر ہولناک آواز اور ایک نعرے کو مسلط کر دیا اور ہم نے ان پر ایک چنگھاڑ بھیجی ؛ پھر وہ ایسے ہوگئے جیسے کسی باڑ لگانیوالے کی باڑ کا چورا چورا ہوجاتا ہے ؛ یعنی ایک فرشتے کو مسلط کر دیا اُس نے ایک چیخ ماری جس سے اُن کے پتے پھٹ گئے اور ایسے ہوگئے جیسے باڑ لگانے والے کی باڑ کا چُورا۔ اکثر دیہات میں مویشیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ کانٹوں کی باڑ لگادیا کرتے ہیں تاکہ مویشی درندوں سے محفوظ رہیں لیکن چونکہ اُس باڑ کے پاس سے مویشی گزرتے ہیں اس لئے وہ باڑ مویشیوں کے گزرنے کی وجہ سے کچھ عرصہ کے بعد چورا چورا ہوجاتی ہے اس سے تشبیہ دی کہ ان کا بھی یہی حال ہوگیا۔ پامال شدہ باڑ کے ساتھ تشبیہ دینا اہل عرب کے سمجھانے کے لئے ہے وہ اس کو خوب سمجھتے تھے (۳۱) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کی غرض سے سہل اور آسان کر دیا ہے۔ تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا اور سوچنے والا ہے (۳۲) لوطؑ کی قوم نے بھی رسولوں کی تکذیب کی اور رسولوں کو جھٹلایا ؛ چونکہ کسی ایک پیغمبر کی تکذیب مستلزم ہے سب رسولوں کی تکذیب کو اس لئے رسول کو جمع لائے (۳۳) تفسیر صفحہ ہذا ہ۔ ہم نے ان پر پتھر برسانے والی ہوا کو بھیجا مگر ہاں لوطؑ کے متعلقین کو ہم نے اخیر شب میں (۳۴) اپنے فضل سے بچا نکالا جو شکر بجالاتا ہے اور حق مانتا ہے ہم اس کو ایسا ہی صلہ اور ایسی ہی جزا دیا کرتے ہیں ؛ یعنی لوطؑ کی قوم پر پتھراؤ ہوا پتھروں کا مینہ برسا آندھی آئی پتھراؤ کی۔ البتہ جو لوگ اُس پر ایمان لائے تھے وہ بچائے گئے ایمان والوں کو آل فرمایا۔ ان کو سحر کے وقت بچا نکالا۔ آخر میں فرماتے ہیں ہم شکر گزاروں کو ایسا ہی [illegible] فرماتے ہیں۔ کذٰلک نجزی من شکر [illegible] اور بلا شبہ حضرت لوطؑ نے اُن کو ہماری گرفت [illegible] ہماری پکڑ سے ڈرایا تھا سو انہوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے نکال کھڑے کئے اور جھگڑے پیدا کئے اور مکابرہ کیا ؛ یعنی اس کی بات کو غلط ثابت کرنے لگے اور ڈرانے لگے۔

اِنَّاۤ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّاۤ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۙ﴿۳۴﴾
ہم نے ان پر پتھر برسانیوالی ہوا کو بھیجا مگر ہاں لوطؑ کے متعلقین کہ ان متعلقین کو ہم نے اخیر شب میں
نِّعْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ
اپنے فضل سے بچا نکالا جو شکر بجالاتا ہے ہم اُس کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ اور بلا شبہ
اَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ
لوطؑ نے ہماری گرفت سے انکو ڈرایا تھا مگر انھوں نے اس ڈرانے میں جھگڑے نکال کھڑے کئے۔ اور وہ بری نیت سے لوطؑ کے
عَنْ ضَيْفِهٖ فَطَمَسْنَاۤ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾
مہمانوں کو لوطؑ سے طلب کرنے لگے پھر ہم نے انکی آنکھیں بے نور کر دیں اور کہا گیا کہ لو اب میرے عذاب اور میرے ڈرانیکا مزہ چکھو۔
وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ۚ﴿۳۸﴾ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ
اور صبح سویرے ہی ان پر ایک دائمی عذاب آپہونچا۔ کہا گیا کہ اب تم میرے عذاب اور ڈرانے کا
وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ ع
مزہ چکھو۔ اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنیکی غرض سے آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔
وَلَقَدْ جَآءَ اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿۴۱﴾ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا
اور فرعون والوں کے پاس بھی بہت سی ڈرانے والی چیزیں پہنچیں۔ پر انھوں نے ہماری تمام نشانیوں کی تکذیب کی
فَاَخَذْنٰهُمْ اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۴۲﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ
پھر ہم نے ان کی ایسی گرفت کی جیسی ایک زبردست صاحب اقتدار کی گرفت ہوتی ہے۔ کیا تمہارے کافران سب گزشتہ کافروں
اُولٰٓئِكُمْ اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۚ﴿۴۳﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ
سے کچھ بہتر ہیں یا کتب سماویہ میں تمہارے لئے کوئی معافی کا پروانہ درج ہے۔ یا یہ یوں کہتے ہیں کہ ہم ایک
جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾
انتقام لینے والی جماعت ہیں۔ اب عنقریب یہ جماعت شکست دیجائیگی اور یہ پیٹھ دیکر بھاگیں گے۔
بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿۴۶﴾ اِنَّ
صرف یہ ہی نہیں بلکہ ان کے اصل وعدہ کا وقت تو قیامت ہے اور وہ قیامت بڑی ہی سخت اور بڑی ہی تلخ چیز ہے۔ بیشک

(۳۷) اور انہوں نے بری نیت اور نیت بد سے لوطؑ کے مہمانوں کو لوطؑ سے حاصل کرنا چاہا پھر ہم نے ان کی آنکھیں بے نور کر دیں اور ان کی آنکھیں مٹا دیں اور کہا گیا کہ لو اب میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو ؛ یعنی حضرت لوطؑ کے ہاں جو فرشتے مہمان بن کر آئے تھے اُن مہمانوں پر حملہ آور ہوئے اور چاہا کہ اُن مہمانوں کو لوطؑ سے چھین کر لے جائیں۔ اور یہ یورش اُن کی بدنیتی اور بُرے ارادے سے تھی۔ تو ہم نے ان کو اندھا کر دیا۔ آنکھیں پٹ ہوگئیں اور ارشاد ہوا اب میری سزا اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو کہتے ہیں حضرت جبرئیلؑ نے اپنا پر اُن کی آنکھوں پر مارا جس سے وہ اندھے ہوگئے (۳۷) اور بلا شبہ صبح سویرے ہی ان پر ایک دائمی عذاب آپہونچا (۳۸) کہا گیا اب تم میرے عذاب اور میرے ڈرانے کا مزہ چکھو (۳۹) اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنیکی غرض سے سہل اور آسان کر دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا اور سوچنے والا ہے ؛ یعنی یورش کے وقت تو اندھا کر دیا گیا اور صبح ہونے کے وقت ٹھہر جانے والا عذاب نازل ہوگیا۔ جو برزخ میں بھی رہا اور جہنم میں بھی ہوگا یعنی تمام بستیاں اُلٹ دی گئیں اور کھنگر کا پتھراؤ ہوا۔ جیسا کہ سورہ ہود اور سورہ حجر میں گزرا ہے۔ آخر میں پھر فرمایا کہ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا نصیحت کے لئے تو کوئی ہے نصیحت قبول کرنے والا۔ مدکر کے ترجمے میں حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ نصیحت حاصل کرنا اور سوچنا کرتے ہیں اس لئے ہم نے دونوں باتیں لکھی ہیں۔ مطلب دونوں کا ایک ہی ہے جو سوچے اور غور کرے گا وہی نصیحت بھی قبول کرے گا۔ ڈرانے اور عذاب کے چونکہ واقعات کا بیان ہے اس لئے بار بار فذوقوا عذابی ونذر فرمایا جیسا کہ نعمتوں کے موقعہ پر بار بار فبای الاء یکما فرمایا (۴۰) اور فرعون والوں کے پاس بھی بہت سے ڈرانے والی چیزیں پہونچیں ؛ ڈرانے والی چیزیں یا تو پیغمبر جیسے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام یا حضرت موسیٰؑ کی نو نشانیاں فرعون بھی فرعون والوں میں شریک ہے یعنی فرعون اور اُس کے متعلقین کے پاس ڈرانے والی باتیں آئیں ڈرانیوالی باتوں کا مطلب یہ ہے کہ ان نشانیوں کو دیکھ کر اور پیغمبروں کی باتیں سن کر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور ایمان لے آتے لیکن ہوا یہ (۴۱) کہ انھوں نے ہماری تمام نشانیوں کی تکذیب کی اور ہماری سب نشانیوں کو جھٹلایا پھر ہم نے ان کی ایسی گرفت کی اور ایسا پکڑا جیسے ایک زبردست زور آور صاحب اقتدار کی گرفت اور پکڑنا ہوتا ہے ؛ نشانات کی تکذیب کا یہ مطلب کہ ان کو جادو بتایا یا اللہ تعالیٰ کی نشانی ہونے کا انکار کیا اور نشانہائے خداوندی پر جو نتیجہ مرتب ہوتا کہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لاتے اور دین برحق کے (باقی ص ۸۴۷ پر)

(بقیہ ۸۴۶) مطیع ہوجاتے وہ نہیں کیا بلکہ موسیٰؑ کو جھٹلاتے رہے عزیز مقتدر یعنی جس طرح زبردست اور قوی اور بااختیار اور ذی اقتدار بادشاہ پکڑا کرتے ہیں اور سزا دیتے ہیں اسی طرح ہم نے انکی گرفت کی اور سزا دی (۴۲) کیا تمہارے کافر ان سب کافروں سے بہتر ہیں یا تمہارے لئے کتب سماویہ اور گزشتہ کتابوں میں کوئی معافی اور خلاصی کا اور فارغخطی کا کوئی پروانہ درج ہے ؛ یعنی تم نے گزشتہ کفار کی عقوبت اور ان کے عذاب کے قصے اور واقعات سن لئے اب بتاؤ وہ بہتر تھے یا تم ان سے بہتر ہو اور تم کو ان پر کچھ فضیلت حاصل ہے جو تم کو عذاب سے بچالے گی۔ یا یہ کہ تمہارے لئے کتب سابقہ میں کوئی پروانہ درج ہے اور کوئی خلاصی لکھ دی گئی ہے کہ عرب کے کافروں اور منکروں پر کوئی عذاب نہیں آئے گا اور یہ کبھی نہیں پکڑے جائیں گے اور ان کی کبھی گرفت نہ ہوگی حالانکہ یہ دونوں باتیں نہیں ہیں نہ تم ان گزشتہ مجرموں سے بہتر ہو اور نہ تمہاری خلاصی اور معافی کا آسمانی کتابوں میں کوئی پروانہ اور نوشتہ موجود ہے پھر تم اس قدر نڈر اور بیباک کیوں ہوا اور یوں کیوں کہتے ہو جیسا کہ آگے ان کا قول مذکور ہے (۴۳) یا یہ یوں کہتے ہیں کہ ہم ایک انتقام لینے والی جماعت ہیں۔

الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي

یہ مشرک بڑی گمراہی اور جہالت میں مبتلا ہیں۔ جس دن یہ لوگ اپنے منھوں کے بل آگ میں

النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ

گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ دوزخ کی آگ کے لپٹنے کا مزہ چکھو۔ بے شک ہم نے ہر چیز ایک مقررہ

خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ

اندازے کے ساتھ پیدا کی ہے۔ اور ہمارا حکم تو بس یک بارگی ایسا ہوتا ہے جیسے آنکھ کا

بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ﴿٥١﴾

جھپکانا۔ اور ہم تمہارے بہت سے ہم مذہبوں کو ہلاک کر چکے ہیں تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزُّبُرِ ﴿٥٢﴾ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ

اور جو کچھ انھوں نے کیا ہے وہ سب اعمال ناموں میں موجود ہے۔ اور ہر چھوٹی اور بڑی بات

مُسْتَطَرٌ ﴿٥٣﴾ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾ فِي

لکھی ہوئی ہے۔ جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے۔ انھیں ایک

مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

پسندیدہ مقام میں ایسے بادشاہ کا قرب حاصل ہوگا جو بڑا صاحب قدرت ہے۔

سُورَةُ الرَّحْمٰنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَسَبْعُونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

سورہ رحمٰن مکی ہے اور یہ اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۝

الرَّحْمٰنُ ﴿١﴾ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ﴿٢﴾ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ﴿٣﴾ عَلَّمَهُ

رحمٰن ہی نے۔ قرآن سکھایا۔ اسی نے انسان کو پیدا کیا۔ اسی نے انسان کو

الْبَيَانَ ﴿٤﴾ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿٥﴾ وَالنَّجْمُ وَ

بولنا اور کلام کرنا سکھایا۔ سورج اور چاند مقررہ حساب سے چلتے ہیں۔ اور بے تنے کے درخت اور

ربع

(۴۴) اب عنقریب یہ جماعت اور ان کی جمعیت شکست دی جائیگی اور یہ پیٹھ دیکر بھاگیں گے (۴۵) صرف یہ ہی نہیں ان کے اصل وعدے کا وقت تو قیامت ہے اور قیامت بڑی ہی سخت اور بڑی ہی تلخ ہے ؛ یعنی یہ یوں کہتے ہیں کہ ہماری جمعیت اور ہمارا باہمی میل اور ہمارا بندھن دشمن سے خوب بدلہ لینے والا ہے ؛ یعنی ہمیں کون نقصان پہنچانے والا ہے اور ہماری مغلوبیت کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ ہمارا باہمی بندھن بہت مضبوط ہے اور ہم میں دشمن سے بدلہ لینے کی طاقت ہے اس لئے ہم غالب رہیں گے اور مغلوب نہیں ہو سکتے حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا یہ جماعت اور یہ جمعیت تو دنیا ہی میں پارہ پارہ ہوجائیگی اور یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر اور پیٹھ دیکر بھاگے گی یہ تو دنیا ہی میں ہوگا جیسا کہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احزاب میں یہ پیشین گوئی پوری ہو گئی بلکہ ان کی اصل وعدہ گاہ تو قیامت ہے یعنی عذاب اکبر کا وقت تو وہ ہے اور وہ قیامت بڑی سخت آفت اور بڑی کڑوی چیز ہے (۴۶) **تفسیر صفحہ ہذا** : بلاشبہ یہ مشرک بڑی گمراہی اور بے عقلی میں مبتلا ہیں ؛ یعنی اس سے بڑھ کر گمراہی اور جہالت کیا ہوگی کہ دین برحق جو دلائل و براہین سے ثابت ہے اس کو قبول نہیں کرتے (۴۷) وہ دن قابل ذکر ہے جس دن یہ لوگ اپنے منھوں کے بل جہنم میں گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ دوزخ کی آگ کے لپٹنے کا مزہ چکھو ؛ ارتباط آیت سابقہ سے بھی ہو سکتا ہے اور استیناف بھی ہو سکتا ہے اس لئے ہم نے ترجمے میں اور تیسیر میں دونوں رعایتیں رکھی ہیں سقر دوزخ کے درکات میں سے ایک درک کا نام ہے بہرحال منہ کے بل گھسیٹ کر لیجائیں گے اور کہیں گے اس جہنم کے عذاب کے لپٹنے کا مزہ چکھو۔ آگے عذاب جلدی طلب کرنیوالوں کا جواب ہے (۴۸) ہم نے ہر چیز کو ایک مقررہ اندازے کیساتھ پیدا کیا ہے ؛ یعنی زمان اور مکان وغیرہ کے اعتبار سے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر ہے اسی طرح قیامت اور اُس کے عذاب کا بھی ایک وقت اور اندازہ مقررہ اور طے شدہ ہے لہٰذا اپنے مقررہ وقت پر وہ سب چیزیں ہوں گی۔

٣ ع ١٥ ١٠

(۴۹) اور ہمارا کام تو یہی ایک دم کی بات ہے جیسے جھپک اور ایک نگاہ کی ؛ یعنی ہم چشم زدن میں جو چاہیں کر ڈالیں کسی چیز کے بنانے میں ہم کو دیر نہیں لگتی تم قیامت کی تخریبی آمد کو کچھ مشکل نہ سمجھو جیسے پلک مارنا اور آنکھ کا جھپکنا اتنی دیر میں سب کچھ ہوجاتا ہے اور ہمارا کام نہیں ہے مگر یکایک اور یکبارگی۔ جیسے آنکھ کا جھپکنا (۵۰) اور ہم تمہارے بہت سے ہم مسلک۔ ہم مذہب۔ ہم طریقہ اور تم جیسے لوگوں کو ہلاک کر چکے ہیں تو کیا کوئی نصیحت قبول کرنیوالا اور سوچنے غور کرنے والا ہے ؛ یعنی کسی طبقے کو ہلاک کر دینا ہمیں کچھ مشکل نہیں ہے آخر تمہارے ہم مشربوں کو بہت سوں کو ہلاک کر چکے ہیں تمہاری ہلاکت ہمیں کیا مشکل ہے کوئی تم میں نصیحت حاصل کرنے والا اور عبرت پکڑنے والا ہے آگے ایک شبہ کا جواب ہے (۵۱) اور جو کچھ انھوں نے کیا ہے وہ سب اعمال ناموں میں لکھا ہوا موجود ہے (۵۲) اور ہر چھوٹی اور بڑی بات لکھی ہوئی ہے ؛ یعنی جو اعمال کرتے ہیں وہ سب نامۂ اعمال میں لکھے ہوئے موجود ہیں اور ہر صغیر و کبیر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے یعنی لوح محفوظ میں یا ان کے اعمال نامے میں (۵۳) بلاشبہ جو لوگ پرہیزگار اور تقوے والے ہیں وہ باغوں میں اور نہروں میں ہوں گے ؛ یعنی باغوں میں ہوں گے اور ان کے پائیں

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور بے تنے کے درخت اور تنے والے درخت سجدہ کرتے ہیں ٭ یعنی اللہ تعالیٰ کے مطیع اور منقاد ہیں نباتات کی تسخیر کو سجدہ تکوینی سے تعبیر فرمایا ہے بے تنے کے درخت جیسے بیل دار درخت، بوٹے یا گھاس وغیرہ اور
تنے دار درخت تو ظاہر ہی ہیں یہ تمام درخت اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع اور مسخر ہیں اور ان نباتات میں جو حضرت حق تعالیٰ نے فوائد اور منافع رکھے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے (۶) اور اسی نے آسمان کو اونچا اور
بلند کیا اور اسی نے ترازو رکھی (۷) تاکہ تم تولنے میں بے اعتدالی اور کمی بیشی نہ کرو ٭ آسمان کا بلند کرنا علاوہ دیگر احسانات کے ایک بڑی نعمت ہے کہ اس سے خالق اور صانع عالم کے وجود پر استدلال کیا جاتا ہے نیز اس
آسمان پر فرشتے رہتے ہیں اور ترازو رکھنے کا مطلب کہ ہر چیز کی تول کی جاسکے اور صحیح اندازہ لگایا جاسکے۔ خواہ وہ ترازو ہو۔ پیمانہ ہو۔ کوئی آلہ ہو بہر حال ترازو سے کاروبار کرنے والوں اور لین دین کرنے والوں کے لئے
بڑے منافع ہیں۔ ساتھ ہی ترازو کے سلسلے میں یہ بھی فرمایا تاکہ کمی بیشی نہ کرو (۸) اور انصاف کیساتھ سیدھی ترازو تولو اور تول گھٹاؤ نہیں ٭ یعنی سیدھا تولا کرو انصاف کیساتھ اور تول کم مت کیا کرو یعنی ڈنڈی

وَّالشَّجَرُ يَسْجُدٰنِ ⑥ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ⑦

تنے والے درخت سب سجدے یعنی اطاعت میں لگے ہوئے ہیں۔ اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور اسی نے ترازو رکھی

اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ ⑧ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا

تاکہ تم تولنے میں بے اعتدالی نہ کرو۔ اور انصاف کے ساتھ سیدھی ترازو تولو اور تول کو

تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ ⑨ وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ⑩ فِیْهَا

گھٹاؤ مت یعنی کم نہ تولو۔ اور اسی نے خلق کے نفع کیلئے زمین کو پھیلا دیا کہ اس میں

فَاکِهَةٌ وَّالنَّخْلُ ذَاتُ الْاَکْمَامِ ⑪ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

میوے اور کھجوروں کے درخت ہیں جن کے پھلوں پر غلاف ہوتے ہیں۔ اور اسی میں بھوسہ والا اناج

وَالرَّیْحَانُ ⑫ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ⑬ خَلَقَ

اور خوشبودار پھول ہیں۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کروگے۔ اسی نے انسان کو

الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ ⑭ وَخَلَقَ الْجَآنَّ

ایک ایسی خشک مٹی سے پیدا کیا جو ٹھیکرے کیطرح کھن کھن بولتی تھی۔ اور جان یعنی ابو الجنات کو اس نے

مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ⑮ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ⑯

بے دھوئیں والی خالص آگ سے پیدا کیا۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کروگے

رَبُّ الْمَشْرِقَیْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَیْنِ ⑰ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا حقیقی مالک ہے۔ پھر اے جن وانس تم اپنے رب کی

رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ⑱ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ⑲ بَیْنَهُمَا

کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کروگے۔ اسی نے دو دریاؤں کو اس طرح جاری کیا کہ وہ دونوں باہم ملے ہوئے ہیں ان دونوں

بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ⑳ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ㉑

کے مابین ایک پردہ ہے جس سے وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کروگے

یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ㉒ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا

ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے۔ سوائے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی

نہ مارا کرو اور بٹے کم نہ رکھو۔ غرض کوئی حرکت ایسی نہ کرو جس سے مشتری کو نقصان پہونچے۔ غرض تول اور ناپ کے طریقوں کا رواج بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت اور احسان بلکہ ہزارہا مفاسد کا سد باب ہے۔ ولا تخسروا المیزان کا مطلب یہ ہے کہ ترازو میں نقصان نہ کرو (۹) اور اسی نے خلق کے فائدے اور نفع کے لئے زمین کو پھیلا دیا (۱۰) کہ اس میں میوے ہیں اور کھجوروں کے درخت ہیں جن کے پھلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں (۱۱) اور اس میں اناج اور غلہ ہے جس میں چھلکا اور [illegible] تا ہے اور خوشبودار پھول ہیں (۱۲) سو تم اے [illegible] اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور تکذیب کروگے ٭ اول انسان کی ذات پر جو احسان تھے انکو فرمایا پھر باہمی معاملات کے سلسلے میں عدل و انصاف کا ذکر فرمایا پھر عالم علوی کے احسانات بتائے پھر عالم سفلی یعنی زمین کے بعض احسانات ظاہر فرمائے۔ اس کے بعد فرمایا کہ اے گروہ جن وانس تم اپنے پروردگار کی نعمتوں کو اور اس کے احسانات کو کہاں تک جھٹلاؤ گے۔ بھوسے والا اناج اور غلے جن کو روند کر چھلکا اتارتے ہیں پھول خوشبودار جن کی ہزارہا قسمیں اور ان میں ہزارہا منافع ہیں یہ فبای آلاء شاید اکتیس مرتبے اس سورت میں آیا ہے اور چونکہ ہر جگہ نعمت کی حیثیت جداگانہ ہے اور مصداق الگ ہے اس لئے ہر نعمت کے بعد فرمایا ہے کہ تم اے جنات وانسان ہماری کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے اور کس کس نعمت کا انکار کروگے (۱۳) اسی نے انسان کو ایک ایسی خشک مٹی سے پیدا کیا جو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی اور کھن کھن بولتی تھی ٭ یعنی آدم علیہ السلام کو خشک مٹی سے بنایا جو شروع میں گارا تھی پھر آخر میں خشک ہوگئی تھی۔ (۱۴) اور جان یعنی ابو الجنات کو اس نے بے دھوئیں کی خالص آگ سے پیدا کیا ٭ یعنی سب جنوں کے باپ کو بعض نے کہا ابلیس کو ـ مارج ـ کہتے ہیں اس صاف شعلے کو جس میں دھواں نہ ہو۔ من نار اسی مارج کا بیان ہے (۱۵) سوائے جماعت جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے اور جھٹلاؤ گے (۱۶) وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا حقیقی مالک ہے ٭ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی جاڑے گرمی کی دو مشرقیں اسی طرح دو مغربیں ۱۲ واقعہ یہ ہے کہ سورج ہر روز نئے خط پر طلوع اور غروب ہوتا ہے اس لئے رب المشرقین ورب المغربین بلکہ رب المشارق والمغارب بھی کہا جاسکتا ہے جیساکہ سورۂ معارج میں انشاء اللہ آجائیگا (۱۷) سو

اے گروہ جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے (۱۸) اسی نے دو دریاؤں کو اس طرح چلایا کہ وہ دونوں باہم ملے ہوئے ہیں (۱۹) ان دونوں کے مابین ایک پردہ ہے جس سے
وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھ نہیں سکتے اور ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے ٭ یعنی آب شور اور آب شیریں مل کر بہتے ہیں جیساکہ ہندوستان میں بہت جگہ دیکھا جاتا ہے ہم سورۂ فرقان کے آخر میں بتا چکے
ہیں بنگال اور گجرات میں اور کراچی میں دیکھا جاسکتا ہے (۲۰) سو تم اے جنس وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۲۱) ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگا برآمد ہوتا ہے (۲۲)

Marfat.com

تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٣﴾ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿٢٤﴾

نعمتوں کی تکذیب کروگے۔ اور اسی کے اختیار میں ہیں سمندر میں چلنے والے جہاز جو پہاڑوں کی طرح بلند ہیں۔

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَّ

سواے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے۔ جو کوئی بھی روئے زمین پر ہے سب فنا ہو جانے والا ہے۔ اور

يَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

صرف آپکے رب کی ذات جو عظمت واحسان والی ہے باقی رہ جائے گی۔ سواے جن وانس تم اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٢٨﴾ يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے۔ سب آسمان وزمین والے اسی سے مانگتے ہیں

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ﴿٢٩﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٠﴾

وہ ہر روز ایک نہ ایک شان یعنی کام میں ہے۔ سواے جن وانس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے

سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ ﴿٣١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اے جن وانس کی دونوں جماعتو ہم عنقریب تمہارے حساب کتاب کیلئے فارغ ہوئے جاتے ہیں سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی

تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٢﴾ يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ

نعمتوں کی تکذیب کروگے۔ اے گروہ جن وانس اگر تم کو آسمان وزمین کی حدود سے

اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا

باہر نکل جانے کی قدرت ہے تو اچھا نکلو تم بغیر کسی زور اور قوت کے

لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿٣٣﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

نہیں نکل سکتے اور وہ ہے نہیں۔ سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۙ وَّنُحَاسٌ

تکذیب کروگے۔ تم دونوں پر خالص آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا

فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا

پھر تم اس کا مقابلہ نہ کرسکو گے۔ سو تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کروگے۔ غرض

ع ٢٥ / ١١

سوتم اے جماعت جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے (٢٣) اور اُس کے اختیار میں ہیں سمندر میں چلنے والے جہاز جو پہاڑوں کی طرح بلند ہیں ؛ یعنی یہ بڑے بڑے جہاز جو پہاڑوں کی مانند بلند ہیں اور سمندر میں بہتے رہتے ہیں خواہ وہ بادبانی ہوں یا دخانی یہ سب اُس کے اختیار میں ہیں (٢٤) سواے گروہ جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے (٢٥) جو کوئی بھی روئے زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے (٢٦) اور صرف آپ کے پروردگار کی ذات جو عظمت واحسان والی ہے باقی رہ جائیگی ؛ یعنی جس قدر جن وانس موجود ہیں وہ روئے زمین میں ہے سب فنا ہونے والا ہے جو کوئی روئے زمین پر ہے سب بگڑنے والا ہے چونکہ ثقلین یعنی جن وانس مخاطب ہیں اس لئے زمین کا ذکر فرمایا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ آسمان والے فنا نہیں ہونگے سب فنا ہو جائیں گے صرف حضرت حق تعالیٰ کی ذات صاحب الجلال والاکرام باقی رہ جائیگی سورۂ قصص میں گزر چکا ہے کل شیٔ ھالك الا وجھہ (٢٧) سواے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے (٢٨) سب آسمان وزمین والے اُسی سے مانگتے ہیں وہ ہر روز ایک نہ ایک شان یعنی کام میں ہے ؛ یعنی آسمان وزمین کی تمام مخلوق اسی کی محتاج اور اسی کی دست نگر ہے۔ کل یوم ھو فی شان کا مطلب یہ ہے کہ عالم میں جملہ تصرفات اس کے ہی حکم سے ہوتے ہیں اور وہ کسی وقت بھی اپنی مخلوقات سے بے خبر اور غافل نہیں ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ صدور افعال اس سے ہوتا ہے یا صدور افعال اسکی ذات کے لوازم سے ہے۔ بعض نے کہا یہود کے ایک اعتراض کا جواب ہے وہ کہتے تھے ایک روز اللہ تعالیٰ کے آرام کرنے کا ہے۔ اس کا جواب ہے۔ کل یوم ھو فی شان۔ خلاصہ یہ کہ اس کی شئونات بے حد حساب ہیں۔ کسی کو جلانا کسی کو مارنا۔ کسی کو فقیر بنانا کسی کو مال دار کرنا۔ کسی کو پست کسی کو بلند کرنا اور یہی اس کے شئون ہیں وہ کسی وقت بھی معطل اور بے کار نہیں ہے۔ آسمان وزمین کی مخلوقات کے سوال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوقات زبان حال یا زبان قال سے اس کی محتاج ہے اور ہر ایک کا حاجت روا اور مشکل کشا وہی ہے (٢٩) سواے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے ؛ یعنی یہ اس کا محتاج الیہ اور سب کا مشکل کشا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہے (٣٠) اے جن وانس کی دونوں جماعتو ہم عنقریب تمہارے حساب وکتاب کے لئے فارغ ہوئے جاتے ہیں ؛ فراغت کو یہاں مجازًا اور مبالغۃً فرمایا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ایک کام چھوڑ کر اور اس سے فارغ ہوکر تمہاری جانب متوجہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ قصد اور توجہ تام کے معنی میں ہے اور حضرت حق تعالیٰ کا ہر قصد اور ہر توجہ تام ہی ہے۔ فراغت کے مشہور معنی لینا مستلزم ہے کہ اس سے قبل کا شغل مانع ہوا تھا حالانکہ ذات باری تعالیٰ میں یہ معنی محال ہیں اسلئے یہاں محض مبالغہ اور مجاز کے طور پر فرمایا سنفرغ ثقلان سے مراد جن وانس ہیں۔ اس آیت میں اطلاع دینا ہے عالم آخرت کے حساب وکتاب وغیرہ کی اور یہ حضرت حق تعالیٰ کا احسان ہے (٣١) سواے جن وانس تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے۔ (٣٢) اے گروہ جن وانس اگر تم کو آسمان وزمین کی حدود اور آسمان وزمین کے کناروں سے باہر نکل جانے کی قدرت اور استطاعت ہے تو نکل جاؤ تم بغیر کسی زور اور قوۃ کے نہیں نکل سکتے اور وہ زور ہے نہیں ؛ یعنی اگر حدود ارضی اور سماوی سے کہیں نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ جاؤ لیکن بھاگ سکتے نہیں کیونکہ بھاگنا ہو سکتا ہے زور اور سطوت وطاقت سے وہ ہے نہیں لہٰذا حدود ارضی وسماوی سے نکلنا بھی نہیں ہو سکتا جس طرح آج تمہاری حالت کمزوری اور بے بسی کی ہے اسی طرح عالم آخرت میں بھی تم عاجز اور بے بس ہوگے کہیں بچ کر بھاگ نہ سکو گے (٣٣) سواے جن وانس تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے ؛ یعنی اُس عالم کی خبر دینا بھی حضرت حق تعالیٰ کا احسان ہے آگے روز آخرت کی تفصیل ہے (٣٤) تم دونوں پر خالص آگ کا شعلہ اور دھواں چھوڑا جائیگا پھر تم اسکا مقابلہ اور اس کا بدلا نہ لے سکو گے ؛ یعنی جب قبروں سے نکلو گے تو آگ کے شعلے تمکو گھیر کے لیجائیں گے یا جہنم کے دھوئیں اور جہنم کے شعلوں کا ذکر فرمایا جیسا کہ سورۂ مرسلات میں آئیگا۔ بہرحال عالم آخرت میں مجرموں کیساتھ جو کچھ ہوگا اس کا مقابلہ تم دونوں جماعتوں کے مجرم ملکر بھی نہیں کرسکو گے (٣٥) سواے گروہ جن وانس تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤگے (٣٦)

٣ / ٥ / ١

Marfat.com

پھر جب آسمان پھٹ جائیگا اور ایسا سرخ ہو جائے گا جیسے تیل کی تلچھٹ یا سرخ نری کا چمڑا ؛ یعنی اوپر کی آیت میں قیامت کے دن کی بے بسی کا اظہار تھا کہ اُس دن تمام جن وانس عاجز ہوں گے اب فرمایا آسمان پھٹ جائیگا شاید مطلب یہ ہو کہ آسمان کے دروازے کھل جائیں گے اور فرشتے اتریں گے ۔ جیسا کہ سورۂ فرقان میں گزر چکا ہے کہ فرشتے اتریں گے اور بادلوں میں تجلی الٰہی کا نزول ہوگا اور حساب کتاب شروع ہوگا۔ آسمان کا رنگ گلاب کے پھول کی طرح سرخ یا تیز گلابی ہوگا۔ کالدھان کے دو معنی کئے گئے ہیں تیل کی تلچھٹ ۔ اور سرخ نری کا چمڑا ۔ ہم نے دونوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے (۳۷) سو تم دونو اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۳۸) پھر اس دن کسی انسان سے اور کسی جن سے اس کے گناہوں کو معلوم کرنے کی غرض سے دریافت نہیں کیا جائے گا ؛ یعنی جو سوال گناہوں سے ہوگا اس کی غرض یہ نہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کو مجرم کے گناہ معلوم کرنیکی ضرورت ہوگی بلکہ مجرم پر جرم ثابت کرنے اور ان گناہوں کا اقرار کرانے کی غرض سے ہوگا ۔ جیسا کہ فرمایا فوربك لنسئلنهم اجمعين ۔ یعنی سوال تو ضرور ہوگا لیکن وہ اللہ تعالیٰ کو بتلانے اور معلوم کرانیکی غرض سے نہیں ہوگا بلکہ جرم ثابت کرنے کی غرض سے ہوگا اور زجر توبیخ کی غرض سے ہوگا (۳۹) سو تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۴۰) گناہ گار اپنے چہرے کی علامت اور حلیے سے پہچانے جائینگے پھر اس گناہ گار کو اس کی پیشانی کے بال اور اس کے پاؤں ملا کر پکڑا جائے گا ؛ یعنی سیاہ چہرے اور نیلی نیلی آنکھوں سے پہچانے جائیں گے اور جہنم میں ڈالتے وقت پیشانی کے بال اور ان کے پاؤں پکڑ کر ان کو جہنم میں ڈالا جائیگا (۴۱) سو تم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۴۲) جہنم میں ڈالتے وقت کہا جائیگا وہ جہنم یہی ہے جس کو یہ مجرم جھٹلایا کرتے تھے اور جھوٹا بتایا کرتے تھے (۴۳) یہ گناہگار آگ میں اور سخت کھولتے ہوئے گرم پانی میں دوڑ کرتے ہوں گے اور پھرتے پھریں گے ؛ یعنی کبھی آگ میں کبھی گرم پانی میں ۔ کبھی آگ میں جل رہے ہیں اور کبھی سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائیگا یا گرم پانی پلایا جائیگا (۴۴) سو تم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے (۴۵) اور جو شخص اپنے پروردگار کے روبرو کھڑے ہونیسے ڈرتا رہتا ہے اس کے لئے بہت بڑھیا دو باغ ہیں ؛ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لئے بہت بڑھیا دو باغ ہوں گے ۔ اوپر مجرموں اور گناہگاروں کا ذکر تھا یہاں سے مومنین کا ذکر شروع فرمایا مومنین میں ایک وہ ہیں جو مقربان خاص ہیں دوسرے وہ ہیں جن کو عامۂ مومنین کہا جاتا ہے ۔ پہلے مقربین اور خواص کا ذکر ہے اور ومن دونهما جنتان سے عوام مومنین کا ذکر ہوگا (۴۶) سو تم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۴۷) وہ دونوں باغ بکثرت ٹہنیوں اور شاخوں والے ہوں گے ؛ یعنی گھنے ہوں گے (۴۸) سو تم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۴۹) ان دونوں باغوں میں دو بہتے ہوئے چشمے ہوں گے ؛ شاید یہ چشمے سلسبیل اور تسنیم کے ہوں گے (۵۰) سو تم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۵۱) ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی ؛ یعنی جس قدر قسمیں اسی قدر لذتیں اور مختلف مزے (۵۲) سو تم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۵۳) اہل جنت ایسے فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے اور اُن دونوں باغوں کے پھل

انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
جب آسمان پھٹ کر ایسا سرخ ہو جائے جیسے تیل کی تلچھٹ ۔ سو تم دونوں اپنے رب کی
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْئَلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ
کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے ۔ پھر اس دن کسی انسان سے اور کسی جن سے اُس کے گناہوں سے دریافت
لَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ
نہیں کیا جائے گا ۔ سو تم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے ۔ گناہ گار اپنے چہرے کی علامت
بِسِيْمٰهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
سے پہچان لئے جائیں گے پھر اُس گناہگار کو اس کی پیشانی کے بال اور اُس کے پاؤں ملا کر پکڑا جائیگا ۔ سو تم دونوں اپنے رب
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤٣﴾
کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے ۔ یہ ہے وہ جہنم جس کو گناہگار جھٹلایا کرتے تھے ۔
يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
یہ مجرم آگ میں اور سخت کھولتے ہوئے گرم پانی میں پھرتے پھریں گے ۔ سو تم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی
تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ فَبِاَیِّ
تکذیب کرو گے ۔ اور جو شخص اپنے پروردگار کے روبرو کھڑے ہونیسے ڈرتا رہتا ہے اس کیلئے بہت بڑھیا دو باغ ہیں ، سو تم
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے ۔ وہ دونوں باغ بکثرت ٹہنیوں والے ہونگے ۔ سو تم دونوں اپنے رب کی
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٩﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿٥٠﴾ فَبِاَیِّ
کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے ۔ ان دونوں باغوں میں دو بہتے ہوئے چشمے ہوں گے ۔ سو تم دونوں
اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥١﴾ فِيْهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿٥٢﴾
اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے ۔ ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو دو قسمیں ہوں گی ۔
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٥٣﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ
سو تم دونوں اپنے رب کی کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے ۔ اہل جنت ایسے فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہونگے

وقف لازم ع ٢ ١٣ ٣٠

Marfat.com

بَطَآئِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۚ وَجَنَى الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿٥٤﴾

جن کے استر دبیز ریشم کے ہوں گے اور ان دونوں باغوں کے پھل بہت ہی قریب ہوں گے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٥﴾ فِيهِنَّ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ

سوتم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ ان میں نیچی نگاہ والی ایسی عورتیں ہونگی

لَمْ يَطْمِثْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿٥٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

جنکو ان اہل جنت سے پہلے نہ کسی آدمی نے استعمال کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے۔ سوتم دونوں اپنے رب کی کون کونسی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٧﴾ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٥٨﴾

نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ وہ عورتیں ایسی خوش نما ہوں گی جیسے یاقوت اور مونگے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٥٩﴾ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ

سوتم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ صحیح فرماں برداری کا بدلا بجز انعام واکرام کے

إِلَّا الْإِحْسَانُ ﴿٦٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦١﴾ وَ

اور کیا ہو سکتا ہے۔ سوتم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ اور

مِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ ﴿٦٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٣﴾

ان مذکورہ دو باغوں سے ذرا کم درجہ کے دو باغ اور بھی ہیں۔ سوتم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کروگے

مُدْهَامَّتَانِ ﴿٦٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٥﴾ فِيهِمَا

وہ دونوں خوب گہرے سبز ہوں گے۔ سوتم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ ان دونوں میں

عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ ﴿٦٦﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٧﴾ فِيهِمَا

پانی کے دو اُبلتے ہوئے چشمے ہوں گے۔ سوتم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے۔ ان دونوں

فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ﴿٦٨﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٦٩﴾

باغوں میں میوے اور کھجوریں اور انار ہوں گے۔ سوتم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے

فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ حِسَانٌ ﴿٧٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٧١﴾

ایسی نیک سیرت خوبصورت عورتیں ہوں گی۔ سوتم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی تکذیب کرو گے

بہت ہی قریب ہوں گے ؛ استر کے ریشمین ہونے سے ابرے کی خوبی خود بخود سمجھ میں آسکتی ہے کیونکہ استر سے ابرا بڑھیا ہوا کرتا ہے پھلوں کے قریب اور جھکے ہوئے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان پھلوں کا حاصل کرنا بہت آسان ہوگا۔ چاہے کھڑے ہو کر چاہے بیٹھ کر چاہے لیٹے لیٹے وہ پھل حاصل کئے جا سکیں گے (۵۴) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۵۵) اور ان باغوں کے مکانات اور محلات میں نیچی نگاہ والی ایسی عورتیں ہوں گی جن کو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے استعمال کیا ہوگا نہ کسی جن نے ان کو استعمال کیا ہوگا ؛ یعنی بالکل محفوظ ہوں گی وہ حوریں (۵۶) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۵۷) وہ عورتیں جو محلات میں ہوں گی وہ ایسی خوش نما ہوں گی جیسے یاقوت اور مونگے ہیں ؛ یعنی یاقوت کی طرح صاف وشفاف اور مونگے کی طرح سفید اور گوری، یا سرخ وسفید۔ صاحب مدارک نے کہا مرجان چھوٹے موتی کو کہتے ہیں۔ بہر حال ان کے چہروں کی چمک سفیدی اور سرخی بہت ہی خوشنما ہوگی (۵۸) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۵۹) صحیح فرماں برداری کا بدلہ اور صلہ بجز انعام واکرام اور احسان کے کیا ہو سکتا ہے ؛ جنت کی تعریف وتوصیف کے بعد فرمایا ھل جزآء الاحسان مومنین کی اطاعت وفرماں برداری کو احسان سے تعبیر فرمایا یعنی غایت اطاعت اور انتہائی فرماں برداری جو احسان کا مفہوم ہے اس کا بدلا غایت واکرام اور انعام کے سوا اور ہو بھی کیا سکتا ہے (۶۰) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۶۱) اور ان مذکورہ دو باغوں سے ذرا کم درجے کے دو باغ اور بھی ہیں ؛ یعنی ان باغوں سے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ یہ دو باغ ذرا کم درجے کے ہوں گے شاید وہ مقربین کیلئے تھے یہ اصحاب یمین اور عام مسلمانوں کے لئے ہونگے۔ (۶۲) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۶۳) یہ دونوں باغ خوب گہرے سبز ہوں گے ؛ یعنی سبزی کا گہرا ہونا مائل بسیاہی (۶۴) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۶۵) ان دونوں میں دو اُبلتے ہوئے پانی کے چشمے ہوں گے (۶۶) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۶۷) ان دونوں باغوں میں میوے کھجوریں اور انار ہوں گے ؛ یعنی مختلف میوؤں کے ہمراہ کھجوروں اور انار کے درخت بھی ہونگے (۶۸) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۶۹) ان باغوں کے مکانات اور محلات میں نیک سیرت اور خوبصورت عورتیں ہوں گی ؛ خیرات برگزیدہ بھلے اخلاق والیاں۔ حسان۔ خوبصورت (۷۰) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کرو گے (۷۱)

Marfat.com

حُورٌ مَّقْصُورٰتٌ فِى الْخِيَامِ ﴿٧٢﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

وہ عورتیں گوری رنگت کی ہوں گی اور خیموں میں محفوظ ہونگی ۔ سوتم دونوں اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٣﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿٧٤﴾

تکذیب کرو گے ۔ ان اہل جنت سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے استعمال کیا ہوگا اور نہ کسی جن نے ۔

فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٥﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ

سوتم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے ۔ وہ اہل جنت عجیب خوش نما

خُضْرٍ وَّعَبْقَرِىٍّ حِسَانٍ ﴿٧٦﴾ فَبِاَىِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

فرشوں پر سبز رنگ کے تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے ۔ سوتم دونوں اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی

تُكَذِّبٰنِ ﴿٧٧﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِى الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ﴿٧٨﴾

تکذیب کروگے ۔ اے نبی آپ کے پروردگار کا نام بڑا بابرکت ہے جو صاحب عظمت اور صاحب انعام ہے

سُوْرَةُ الْوَاقِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ سِتٌّ وَّتِسْعُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ واقعہ مکی ہے اور یہ چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿١﴾ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ﴿٢﴾

یاد کرو جب واقع ہوجانیوالی واقع ہوجائے گی یعنی قیامت ۔ اس کے وقوع کے وقت کوئی شخص جھوٹ کہنے والا نہ ہوگا

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿٣﴾ اِذَا رُجَّتِ الْاَرْضُ رَجًّا ﴿٤﴾

وہ کسی کو پست اور کسی کو بلند کردے گی ۔ جب زمین بہت زور سے ہلادی جائے گی ۔

وَّبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ﴿٥﴾ فَكَانَتْ هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ﴿٦﴾ وَّكُنْتُمْ

اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کردئے جائیں گے ۔ پھر وہ پہاڑ پراگندہ غبار کی مانند ہوجائینگے ۔ اور تم اس

اَزْوَاجًا ثَلٰثَةً ﴿٧﴾ فَاَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ﴿٨﴾

دن تین قسم ہوجاؤ گے ۔ ایک داہنے والے سو کیسی اچھی حالت میں ہیں داہنے والے ۔

وہ عورتیں گوری رنگت کی ہوں گی اور خیموں میں محفوظ ہوں گی ؛ حور مقصورات خیرات حسان سے بدل ہے یعنی وہ نیک سیرت عورتیں حوریں ہوں گی جو اپنے خیموں میں جو سفید موتیوں کے ہوں گے بالکل محفوظ اور غیر استعمال شدہ ہوں گی (٧٢) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے (٧٣) ان اہل جنت سے پہلے ان عورتوں کو نہ کسی انسان نے استعمال کیا ہوگا نہ کسی جن نے استعمال کیا ہوگا (٧٤) سوتم دونوں اے جن وانس اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے (٧٥) وہ اہل جنت عجیب خوشنما فرشوں پر سبز رنگ کے تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے ؛ رفرف ہر اس ستھرے اور پاکیزہ فرش کو کہتے ہیں جو گاؤ تکیے کے آگے بچھایا جائے ۔ عبقری مسند جو خوش نما اور بہترین ہو جیسے بہت بڑھیا قالین وغیرہ (٧٦) سوتم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں کی تکذیب کروگے (٧٧) اے پیغمبر آپ کے پروردگار کا نام بڑا بابرکت ہے جو عظمت والا احسان والا ہے ؛ یعنی آپ کا پروردگار جو عظمت وجلال اور اکرام و انعام کا صاحب ہے اس کا نام بڑا بابرکت اور بڑا عظیم الشان ہے چونکہ اس سورت میں بعض جگہ قیامت اور جہنم کے عذاب کا بھی ذکر آیا ہے جو بظاہر نعمت نہیں معلوم ہوتا اگرچہ ہم شروع میں ہی عرض کرچکے ہیں کہ عذاب کا ذکر بھی اس جہت سے کہ وہ موجب ہدایت ہے اور اس سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے اور عذاب کی باتیں سنکر انسان کو کفر سے نفرت اور بے رغبتی ہوتی ہے اس لئے وہ بھی نعمت ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر آیت میں نعمت جتائی کوئی آپ نصیحت ہے اور کسی کی خبر دینی نعمت ہے تا اس سے بچیں ١٢ (٧٨)

تم تفسیر سورۃ الرحمان

ع ٣ / ١٤

سورۃ الواقعۃ ؛ سورۂ واقعہ مکی ہے اور یہ چھیانوے آیتیں اور تین رکوع ہیں ؛

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

یاد کرو جب واقع ہوجانے والی واقع ہوجائیگی ؛ یعنی جس کا واقع ہونا یقینی ہے وہ واقع ہوجائے مراد اس سے قیامت ہے کہ جب قیامت واقع ہوجائے (١) اس کے وقوع اور واقع ہوجانے کے وقت کوئی شخص جھوٹ کہنے والا نہیں ہوگا ؛ مطلب یہ ہے کہ قیامت آجائیگی اس وقت کوئی شخص بھی قیامت کو جھوٹ کہنے والا نہ ہوگا ۔ کیونکہ جب وہ چیز نظروں کے سامنے آجائیگی پھر کون اسکو جھٹلا سکے گا ۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب قیامت واقع ہوگی جس کے واقع ہونے میں کوئی خلاف نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے (٢) وہ پست کرنیوالی اور بلند کرنے والی ہے ؛ یعنی ایک جماعت کو پست اور ذلیل کردے گی اور ایک گروہ کو بلند کردیگی ۔ منکر پست اور ذلیل ہونگے مومن بلند مرتبہ ہوں گے (٣) یہ قیامت کا وقوع اس وقت ہوگا جبکہ زمین بہت زور سے ہلادی جائیگی (٤) اور پہاڑ بالکل ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے (٥) پھر وہ پہاڑ پراگندہ غبار کی مانند ہوجائیں گے ؛ یعنی ایسا سخت زلزلہ ہوگا کہ پہاڑ چورا چورا ہوکر خاک کی طرح اڑتے پھریں گے اور یہ معلوم ہوگا کہ بادل ہوا پر اڑ رہے ہیں بہرحال جب یہ ہولناک چیز واقع ہوگی تو اس دن یہ ہوگا (٦) کہ تم سب تین قسم ہوجاؤ گے یعنی اگلے پچھلے سب کے سب تین قسم پر منقسم ہوگے اور تم سب کی تین قسمیں ہوجائیں گی وہ تین قسمیں خواص مومنین ۔ عوام مومنین اور منکرین کی ایک جماعت آگے یہی تفصیل ہے (٧) ایک داہنے والے سو کیسے اچھے ہیں داہنے والے ؛ یعنی وہ اہل سعادت جن کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھوں میں ہوں گے یا ابتدا میں جب حضرت آدمؑ کی ذریت کو ان کی پشت سے نکالا تو یہ حضرت آدمؑ کی دائیں جانب تھے ۔ یا قیامت کے دن جب لوگ عزت کے ساتھ بٹھائے جائیں گے تو یہ داہنی طرف ہوں گے (٨)

Marfat.com

اور دوسرے بائیں طرف والے سو کیسی بری حالت میں ہیں بائیں والے ؛ یعنی وہ اہلِ شقاوت جن کے اعمال نامے بائیں ہاتھ میں دیے جائیں یا یوم میثاق میں حضرت آدمؑ کی بائیں جانب تھے یا جن کو میدانِ حشر میں بائیں جانب لے (۹) اور تیسرے آگے چلنے والے تو وہ ہیں ہی آگے بڑھنے والے ؛ یعنی جو نیک کاموں میں سبقت کرنے والے ہیں وہ وہاں بھی آگے ہی رہنے والے ہیں (۱۰) وہی تو مقرب اور نزدیک رہنے والے ہیں ؛ یعنی بارگاہِ خداوندی میں انہیں قرب اور نزدیکی میسر آنیوالی ہے اس جماعت میں انبیاء اولیاء، صالحین اور شہدا اور کامل تقوے والے۔ اب آگے ان تینوں قسم کے لوگوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل ہے (۱۱) یہ حضرات مقربین آرام و آسائش کے باغوں میں ہوں گے ؛ یعنی بہشتوں میں ہوں گے (۱۲) ان مقربین کا بہت بڑا گروہ تو پہلے لوگوں میں سے ہوگا (۱۳) اور تھوڑے لوگ پچھلے لوگوں میں سے ہونگے ؛ پہلے لوگ یعنی اُمم سابقہ کے حضرات اور تھوڑے لوگ اس امت کے صحابہ اور اولیا، رحمہم اللہ۔ چونکہ سابقہ امتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور پیغمبروں کی تعداد بھی بہت ہے اس لئے ان میں مقربین زیادہ ہوں گے اور اس امت کے مقربین کم ہوں گے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امتِ محمدیہ ہی کے متقدمین اور متاخرین مراد ہوں کما قال بعض المفسرین یہ آگے بڑھنے والے بھلائیوں میں یا اسلام میں سبقت کرنیوالے ہیں یا ہجرت میں آگے بڑھنے والے مراد ہیں۔ بعض نے کہا اس سے حافظ قرآن اور عالم باعمل مراد ہیں واللہ اعلم آگے ان کے آرام و آسائش اور ان کی نعمتوں کا ذکر ہے۔ (۱۴) یہ لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے جڑاؤ تختوں پر ہوں گے (۱۵) تکیے لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے ؛ یعنی ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے ہوں گے ؛ موضونۃ سونے کے تاروں سے بُنا ہوا تخت جس میں موتی اور یاقوت کی مرصع کاری ہو اور جواہرات جڑے ہوئے ہوں۔ (۱۶) ان لوگوں کے اردگرد اور ان کے روبرو ایسے غلمان اور لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے اشیاء ذیل لئے پھرتے ہوں گے ؛ یعنی جو چیزیں آگے مذکور ہیں وہ لئے ہوئے ان کے روبرو پیش کرتے ہونگے وہ چیزیں یہ ہیں (۱۷) آب خورے۔ آفتابے اور ایسی صاف شراب کا جام (۱۸) جس شراب سے نہ ان کو دورانِ سر ہوگا اور نہ عقل میں کوئی فتور آئے گا ؛ کوب وہ برتن جس میں ٹونٹی اور ڈنڈی لگی ہوئی نہ ہو۔ آب خورا۔ گلاس پیالہ وغیرہ۔ ابریق جس برتن میں ٹونٹی بھی ہو اور ڈنڈی بھی۔ ہندی میں آفتابہ کہتے ہیں جس سے ہاتھ دھوئے جائیں اور ہاتھ صاف کئے جائیں۔ آفتابہ بڑے لوٹے کو کہتے ہیں جس میں ٹونٹی بھی ہوتی ہے اور ڈنڈی بھی اور اوپر ڈھکنا بھی ہوتا ہے۔ کاس جام۔ گلاس شراب کی پیالی۔ معین صاف اور بہنے والی شراب نتھری ہوئی۔ جنت کی شراب دنیا کی شراب سے بالکل علیحدہ کوئی چیز ہوگی۔ اس کے پینے سے دوران سر بھی نہیں ہوگا اور نہ اس کے پینے سے عقل کو کوئی نقصان پہنچے گا سر میں درد بھی نہیں اور سکر بھی نہیں۔ (۱۹) اور نیز وہ میوے جن میووں کو یہ لوگ پسند کریں (۲۰) اور پرندوں کا وہ گوشت جس قسم کے گوشت کی وہ مقربین خواہش کریں ؛ یعنی یہ غلمان ان مقربین کے روبرو ان کی پسند اور ان کی خواہش کے مطابق میوے اور پرندوں کا گوشت بھی پیش کرتے ہوں گے (۲۱) اور ان مقربین کیلئے گوری رنگت کی بڑی بڑی آنکھوں والی ایسی عورتیں ہونگی (۲۲) جیسے سیپ میں حفاظت سے رکھا ہوا موتی ؛ یہ تشبیہ ہے صفائی میں، خوبصورتی میں اور ان کے محفوظ ہونے میں (۲۳) یہ سب ان مقربین بارگاہ کے ان اعمال کا صلہ اور بدلا ہے جو وہ کیا کرتے تھے (۲۴) وہاں نہ لغو بکواس سنیں گے اور نہ کوئی اور بے ہودہ اور فحش بات سننے میں آئے گی (۲۵) بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آتی ہوگی ؛ یعنی یہ حضرات نہ تو بکبک کی آواز سنیں گے اور نہ کوئی بے ہودہ اور فحش اور گناہ کی بات سننے میں آئے گی مگر ایک بولنا سلام سلام۔ یعنی سلام کی آوازیں آتی ہوں گی۔ فرشتوں کا سلام۔ حضرت حق تعالیٰ کا سلام۔ اور آپس میں ایک دوسرے کا سلام اب آگے اصحاب یمین یعنی عوام مسلمین کا ذکر فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۶) اور داہنی طرف والے سو کیسی اچھی حالت میں ہیں داہنی طرف والے (۲۷) یہ اصحاب یمین اور اہلِ سعادت ان باغوں میں ہوں گے جن میں بے کانٹوں کی اور بے خار کی بیریاں (۲۸)

وَاَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ ؕ ﴿۹﴾ وَالسّٰبِقُوۡنَ

اور بائیں طرف والے سو کیسی بری حالت میں ہیں بائیں طرف والے۔ اور آگے رہنے والے

السّٰبِقُوۡنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿۱۱﴾ فِىۡ جَنّٰتِ النَّعِيۡمِ ﴿۱۲﴾

سو وہ تو ہیں ہی آگے رہنے والے۔ وہی تو مقرب خداوندی ہیں یہ حضرات مقربین آرام و آسائش کے باغوں میں ہونگے

ثُلَّةٌ مِّنَ الۡاَوَّلِيۡنَ ۙ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيۡلٌ مِّنَ الۡاٰخِرِيۡنَ ؕ ﴿۱۴﴾ عَلٰى

ان مقربین کا ایک بڑا گروہ تو پہلے لوگوں میں سے ہوگا۔ اور تھوڑے لوگ پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے۔ یہ لوگ

سُرُرٍ مَّوۡضُوۡنَةٍ ۙ ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيۡنَ عَلَيۡهَا مُتَقٰبِلِيۡنَ ﴿۱۶﴾

سونے کے تاروں سے بنے ہوئے جڑاؤ تختوں پر۔ تکیے لگائے ہوئے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے

يَطُوۡفُ عَلَيۡهِمۡ وِلۡدَانٌ مُّخَلَّدُوۡنَ ۙ ﴿۱۷﴾ بِاَكۡوَابٍ وَّ

ان لوگوں کے روبرو ایسے لڑکے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے اشیاء ذیل لئے پھرتے ہونگے۔ آب خورے اور

اَبَارِيۡقَ ۙ وَكَاۡسٍ مِّنۡ مَّعِيۡنٍ ۙ ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوۡنَ عَنۡهَا

آفتابے اور ایسی صاف شراب کا جام۔ جس شراب سے نہ ان کو دردِ سر ہوگا

وَلَا يُنۡزِفُوۡنَ ۙ ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُوۡنَ ۙ ﴿۲۰﴾ وَلَحۡمِ طَيۡرٍ

اور نہ عقل میں کوئی فتور آئے گا۔ اور نیز وہ میوے جن کو یہ لوگ پسند کریں۔ اور پرندوں کا وہ گوشت

مِّمَّا يَشۡتَهُوۡنَ ؕ ﴿۲۱﴾ وَحُوۡرٌ عِيۡنٌ ۙ ﴿۲۲﴾ كَاَمۡثَالِ اللُّـؤۡلُـؤِ

جس قسم کے گوشت کی وہ مقربین خواہش کریں۔ اور ان کیلئے گوری رنگت والی بڑی بڑی آنکھوں والی ایسی عورتیں ہوں گی۔ جیسے سیپ میں حفاظت

الۡمَكۡنُوۡنِ ۚ ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسۡمَعُوۡنَ

سے رکھا ہوا موتی۔ یہ سب ان کے ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔ وہاں نہ لغو بکواس

فِيۡهَا لَغۡوًا وَّلَا تَاۡثِيۡمًا ۙ ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲۶﴾ وَاَصۡحٰبُ

سنیں گے اور نہ کوئی اور بیہودہ بات۔ بس ہر طرف سے سلام ہی سلام کی آواز آتی ہوگی۔ اور داہنی طرف

الۡيَمِيۡنِ ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ ؕ ﴿۲۷﴾ فِىۡ سِدۡرٍ مَّخۡضُوۡدٍ ۙ ﴿۲۸﴾

والے سو کیسی اچھی حالت میں ہیں داہنی طرف والے۔ وہ لوگ اُن باغوں میں ہونگے جن میں بن کانٹوں کی بیریاں

Marfat.com

اور تہ بہ تہ کیلے ہوں گے :: یعنی کیلوں کی گیلیں اوپر تلے لگی ہوئی ہوں گی (۲۹) اور ان باغوں میں لمبا اور دراز سایہ (۳۰) اور بہتا ہوا پانی ہوگا (۳۱) اور بکثرت میوے ہوں گے (۳۲) جن کی نہ کبھی فصل ختم ہوگی اور نہ ان پر کوئی پابندی عائد کی جائیگی :: یعنی وہ بکثرت میوے ایسے ہیں جو نہ کبھی منقطع اور ختم ہوں گے اور نہ ان کے توڑنے اور کھانے پر کوئی روک ٹوک ہوگی جیسا کہ دنیا کے باغات میں یہ دونوں باتیں ہوتی ہیں (۳۳) اور اونچے اونچے فرش اور بچھونے ہوں گے :: یا تو یہ فرش اونچے تختوں پر بچھے ہوئے ہوں گے یا مکان اور محل بلند ہوں گے اس لئے بچھونے بھی بلند ہوں گے آگے ان عورتوں کا ذکر ہے جو ان اہل سعادت کو ملیں گی خواہ وہ حوریں ہوں یا دنیا کی عورتیں ہوں (۳۴) ہم نے وہاں کی عورتوں کو ایک خاص طور پر بنایا ہے (۳۵) اور ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ باکرہ رہیں گی (۳۶) خاوندوں کی محبوبہ اور ہم عمر ہوں گی (۳۷) یہ سب چیزیں داہنی طرف والوں کے لئے ہیں :: یعنی دنیا میں جو عورت بڑھیا تھی وہ وہاں جوان ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو حوریں ملیں گی وہ جوان اور ہمیشہ باکرہ رہیں گی لا مقطوعۃ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ ان اہل سعادت سے پہلے ان میووں کو کسی نے توڑا نہ ہوگا۔ عورتوں میں جو وصف اوصاف ہونے چاہئیں وہ سب ابکار، عرب اور اتراب میں آگئے۔ تاکہ استمتاع اور لذت کی تکمیل ہو جائے (۳۸) ان اصحاب یمین کا ایک بڑا گروہ تو پہلے لوگوں میں سے ہوگا (۳۹) اور ایک انبوہ کثیر پچھلے لوگوں میں سے ہوگا :: یعنی یہ اصحاب یمین تعداد میں بہت زیادہ ہونگے۔ پہلے لوگوں میں بھی اس امت میں بھی اگرچہ اس وقت کے مومنین کی مجموعی تعداد دوسری امتوں کے مومنین کی مجموعی تعداد سے زیادہ ہوگی آگے بائیں جانب والوں کا ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۴۰) اور بائیں ہاتھ والے سو وہ بائیں ہاتھ والے کیسی بری حالت میں ہیں :: یعنی جن کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے گئے یا ان کو بائیں جانب کھڑا کیا گیا۔ (۴۱) وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے گرم پانی میں (۴۲) اور سیاہ دھوئیں کے سایہ کے نیچے ہوں گے (۴۳) وہ سایہ نہ ٹھنڈا ہوگا نہ وہ باعزت اور فرحت بخش ہوگا یعنی اہل شقاوت مختلف اور گوناگوں عذابوں میں مبتلا ہوں گے اسی کی یہ تفصیل ہے۔ سموم۔ گرم بھاپ جو آگ کی طرح تیز ہو اور آگ کا کام کرے اسی لئے کسی نے آگ ترجمہ کیا اور کسی نے لو اور گرم ہوا ترجمہ کیا اور گرم پانی پینے کو یا گرم کھولتا ہوا پانی سروں پر ڈالا جائیگا۔ سیاہ دھوئیں کے سائے تلے یعنی سروں پر سیاہ دھوئیں کے بادل چھائے ہوئے ہوں گے۔ یعنی نہ اس سایہ تلے سایے کی سی ٹھنڈک نہ کوئی آبرومندانہ فرحت و منفعت اور نہ وہ سایہ نفع بخش (۴۴) یہ لوگ اس سے پہلے بڑے خوش عیش آسودہ اور ناز پروردہ تھے :: یعنی دنیا میں آسودہ حالی کی زندگی بسر کرتے تھے (۴۵) اور یہ بڑے بھاری گناہ پر اڑتے اور اصرار کرتے تھے :: یعنی شرک پر مداومت اور ضد کرتے تھے (۴۶) اور یہ یوں کہا کرتے تھے کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے (۴۷) اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے (۴۸) اے پیغمبر آپ فرما دیجئے کہ سب اگلے اور پچھلے (۴۹) ایک مقررہ دن میں جب اس کا وقت آئیگا ضرور جمع کئے جائیں گے :: ظاہر ہے کہ وہ بعث بعد الموت کے منکر تھے اس لئے ان کو جہنم میں وہ بات یاد دلائی جائیگی اور یہاں ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جواب بھی دلوایا گیا۔ جس میں کوئی مستبعد نہیں اس دن کا جو وقت مقرر ہے جب وہ وقت آئے گا تو تم سب اگلے پچھلے جمع کئے جاؤ گے (۵۰) پھر اے گمراہو! اور دین حق کی تکذیب کرنے والو! (۵۱) تم کو زقوم کے

وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ﴿٢٩﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ﴿٣٠﴾ وَّمَآءٍ مَّسْكُوْبٍ ﴿٣١﴾
اور تہ بہ تہ کیلے ہوں گے - اور ان باغوں میں سایہ لمبا - اور بہتا ہوا پانی ہوگا
وَّفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَّ
اور بکثرت میوے ہوں گے - جن کی نہ کبھی فصل ختم ہوگی اور نہ ان پر کوئی پابندی عائد کی جائیگی - اور
فُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ﴿٣٤﴾ اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ﴿٣٥﴾ فَجَعَلْنٰهُنَّ
ان باغوں میں اونچے اونچے بچھونے ہوں گے - ہم نے وہاں کی عورتوں کو ایک خاص طور پر بنایا ہے اور ہم نے انکو ایسا بنایا
اَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾ ع ثُلَّةٌ
کہ وہ باکرہ رہیں گی - خاوند کی محبوبہ اور ہم عمر ہوں گی - یہ سب چیزیں داہنے ہاتھ والوں کے لئے ہیں - ان اصحاب یمین کا
مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَاَصْحٰبُ ۱ ع ۳۸ ۱۴
ایک بڑا گروہ تو پہلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا - اور بائیں والے
الشِّمَالِ ۙ۬ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِيْ سَمُوْمٍ وَّحَمِيْمٍ ﴿٤٢﴾
سو وہ بائیں والے کیسی حالت میں ہیں - وہ لوگ آگ میں اور کھولتے ہوئے گرم پانی میں -
وَّظِلٍّ مِّنْ يَّحْمُوْمٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيْمٍ ﴿٤٤﴾ اِنَّهُمْ
اور سیاہ دھوئیں کے سایہ تلے ہوں گے - وہ سایہ نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ وہ نفع بخش ہوگا - یہ لوگ
كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوْا يُصِرُّوْنَ
اس سے پہلے بڑے خوش عیش و ناز پروردہ تھے - اور یہ بڑے بھاری گناہ
عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ﴿٤٦﴾ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۙ۬ اَئِذَا مِتْنَا
یعنی شرک پر اصرار کیا کرتے تھے - اور یہ یوں کہا کرتے تھے کہ جب ہم مر گئے
وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿٤٧﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا
اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے - اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی
الْاَوَّلُوْنَ ﴿٤٨﴾ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ﴿٤٩﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ۬
اٹھائے جائیں گے - آپ کہدیجئے کہ سب اگلے اور پچھلے - ایک مقررہ دن میں جب اس کا وقت

Marfat.com

درخت سے کھانا ہوگا ۞ زقوم کی تفصیل والصّٰفّٰت میں گزر چکی ہے (٥٢) پھر اُسی سے پیٹوں کو بھرنا ہوگا (٥٣) پھر اُس زقوم کے اوپر سے گرم کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا (٥٤) پھر اُس پانی کو اس طرح پیوگے جیسے اُن پیاسے اونٹوں کا پینا جو استسقا کی بیماری میں مبتلا ہوں (٥٥) قیامت کے دن یہ اُن لوگوں کی مہمانی کا سامان ہوگا ۞ یعنی زقوم جیسا بدمزہ بدبودار درخت تمہاری خوراک ہوگا اس سے کھانے والے مجبور ہوں گے اور اسی سے پیٹ بھر نا ہوگا پھر اس تکلیف دہ خوراک کے اوپر سے ایسا گرم کھولتا ہوا پانی پیوگے اور پیوگے بھی اس طرح جیسے تونس کے مارے اونٹ پانی پیا کرتے ہیں ھیم الجمل الذی بہ الھیام - ہیام کوئی بیماری ہے جو استسقا کے مشابہ ہوتی ہے اس میں پیاس بہت لگتی ہے اور کتنا ہی پانی پیئے پیاس نہیں بجھتی۔ یا تین دن کے پیاسے اونٹ جیسا کہ بعض نے کہا ہے مطلب یہ ہے کہ جس طرح پیاسے اونٹ پانی پر گرتے ہیں اسی طرح تم بھی پانی پر گروگے - مگر پانی ایسا تیز گرم ہوگا کہ انتڑیاں کٹ کر باہر آ پڑیں گی - یوم الدین یعنی قیامت کے دن اور روزِ جزا کو یہ اُن کی مہمانی ہوگی - یہ تمام اُس عذاب کی تفصیل بیان فرمائی جو پناہ بخدا جہنم میں پیش آنیوالا ہے اب آگے دلائل قدرت کے ساتھ بعث بعد الموت کا ذکر فرماتے ہیں (٥٦) ہم ہی نے تم کو پیدا کیا ہے پھر تم یقین کیوں نہیں کرتے ۞ یعنی دوبارہ زندہ ہونے کا یقین کیوں نہیں کرتے اور یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ جس نے پہلی مرتبہ بنایا ہے وہ دوبارہ بھی بنا سکتا ہے اور زندہ کر سکتا ہے (٥٧) بھلا دیکھو تو جو منی تم ٹپکاتے اور پہنچاتے ہو ۞ یعنی عورتوں کے رحم میں (٥٨) کیا تم اس کو انسان بناتے ہو یا ہم اُس کے بنانیوالے ہیں ۞ یعنی مادۂ منویہ کا ڈال دینا اور منی کا رحم میں پہونچانا بظاہر تمہارا کام ہے - لیکن نطفے کے رحم میں پہونچنے کے بعد اس کو بنانا اور رحم مادر میں اسکی تخلیق یہ کس کا کام ہے اور اندھیری کوٹھری میں کس کا دستِ صنعت اپنی کاریگری کے جوہر دکھاتا ہے اور وہ کس کی کلک قدرت ہے جو پانی کی بوند کو جیتا جاگتا خوش نما انسان بنا نکالتا ہے (٥٩) ہم ہی نے تم میں مرنے کا ایک وقتِ معین کو رکھا ہے اور موت کو تم میں اور تمہارے درمیان ٹھہرا رکھا ہے اور ہم اس بات سے عاجز نہیں ہیں (٦٠) کہ تمہاری جگہ تم ہی جیسی کوئی اور قوم لے آئیں اور تم کو وہاں اٹھا کر کھڑا کریں جہاں تم نہیں جانتے ۞ یعنی موت کو تمہارے مابین ٹھہرا رکھا ہے اور ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے جس طرح رزق تقسیم شدہ ہے اور ایک اندازے سے بٹتا ہے اسی طرح موت بھی تقسیم شدہ ہے اور مقررہ وقت پر پہنچتی ہے اور جب موت اور زندگی پر ہمارا قبضہ اور کنٹرول ہے تو ہم اس بات سے عاجز نہیں ہیں کہ تم کو مار کر ختم کر دیں اور تم کو موت بھیجکر مار دیں اور تمہاری جگہ تم ہی جیسی شکل و شباہت کی کوئی اور قوم لے آئیں جیسا کہ انقلاب ارضی میں یہ عام طور پر ہوتا رہا ہے بلکہ ہزارہا تاریخی شواہد موجود ہیں کہ ایک قوم کو ختم کیا دوسری قوم کو لے آئے اور اگر لفظ موت نہ ہوتا تو شاید تبادلۂ آبادی بھی آیت شامل ہو جاتی - الا یہ کہ یوں کہا جائے کہ موت حقیقی ہو یا مجازی - یعنی تم کو مار کر کسی دوسری قوم کو تم سے بدل دیں یا تم کو ایک حصۂ ارضی سے بالکل نکال دیں اور تمہاری جگہ دوسری قوم کو لا کر آباد کر دیں جیسا کہ فرمایا - ان یشأ یذھبکم ایھا الناس ویأت باخرین والمحصنات وہاں تبادلۂ آبادی کا استدلال بلا تکلف موجود ہے لیکن یہاں تکلف و تعسف سے خالی نہیں ہے اس لئے ہم نے اسکو ترک کر دیا اور آزاد منش لوگوں کی طرح تفسیر نہیں کی بہر حال ہم اس بات سے عاجز نہیں کہ تم کو موت دے کر مٹا دیں اور تم ہی جیسی کوئی اور قوم یعنی انسانوں کی قوم کو لا بسائیں اور تم کو کہیں اور لے جائیں جس کو تم نہ جانتے ہو - یعنی تمہاری شکل و صورت کو مسخ کر دیں بندر اور سور بنا دیں جیسا کہ صاحب جلالین نے فرمایا - حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم کو اور جہاں میں لے جاویں تمہاری جگہ یہاں اور خلقت بسا دیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ صورت شکل بدل دیں یا اس عالم میں لیجائیں جس کو تم نہیں جانتے اور اس عالم کا انکار کرتے ہو یعنی عالم برزخ اور عالم آخرت (٦١) اور بلا شبہ تم ابتدائی پیدائش اور پہلی مرتبہ کے پیدا کرنے کو تو جان ہی چکے پھر تم دوبارہ پیدا ہونے کو کیوں نہیں سمجھتے ۞ یعنی پہلی مرتبہ کا پیدا ہونا تو تمہاری نگاہوں کے سامنے ہے اور تم کو اس کا علم ہے پھر دوبارہ اعادے اور دوبارہ پھر پیدا کرنے کی بات کیوں نہیں سمجھتے اس میں کیا دشواری ہو گئی جو بعث پر ایمان نہیں لاتے (٦٢) بھلا دیکھو تو جو بیج اور تخم بوتے اور زمین میں ڈالتے ہو (٦٣) اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اس کے اگانے والے ہیں ۞ یعنی زمین میں جو تخم ریزی کرتے ہو پھر بتاؤ کہ اس کو اگاتا کون ہے اور نباتات کا نمو کون کرتا ہے تم یا ہم (٦٤) (باقی صفحہ ٨٥٦ پر)

إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿٥٠﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا الضَّالُّونَ
آئے گا ضرور جمع کئے جائیں گے - پھر اے گمراہو
الْمُكَذِّبُونَ ﴿٥١﴾ لَآكِلُونَ مِن شَجَرٍ مِّن زَقُّومٍ ﴿٥٢﴾ فَمَالِئُونَ
تکذیب کرنے والو - تم کو زقوم کے درخت سے کھانا ہوگا - پھر اسی سے
مِنْهَا الْبُطُونَ ﴿٥٣﴾ فَشَارِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ﴿٥٤﴾ فَشَارِبُونَ
اپنے پیٹوں کو بھرنا ہوگا - پھر اس زقوم کے اوپر سے کھولتا ہوا گرم پانی پینا ہوگا - پھر اسکو اس طرح پیوگے
شُرْبَ الْهِيمِ ﴿٥٥﴾ هَٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ﴿٥٦﴾ نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ
جیسے ان پیاسے اونٹوں کا پینا جو استسقا کی بیماری میں مبتلا ہوں - قیامت کے دن یہ اُن لوگوں کی مہمانی کا سامان ہوگا - ہم ہی نے تم کو
فَلَوْلَا تُصَدِّقُونَ ﴿٥٧﴾ أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ ﴿٥٨﴾ أَأَنتُمْ
پیدا کیا ہے پھر تم یقین کیوں نہیں کرتے - اچھا یہ تو بتاؤ کہ جو منی تم عورتوں کے رحم میں پہنچاتے ہو - کیا تم اس کو
تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ﴿٥٩﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ
انسان بناتے ہو یا ہم اُس کے بنانے والے ہیں - ہم نے ہی تم میں موت کو مقرر کر رکھا ہے
الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٦٠﴾ عَلَىٰ أَن نُّبَدِّلَ
اور ہم اس بات سے عاجز نہیں ہیں - کہ تمہاری جگہ تم ہی جیسی کوئی
أَمْثَالَكُمْ وَنُنشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ
اور قوم لے آئیں اور تم کو وہاں اٹھا کھڑا کریں - جہاں تم نہیں جانتے - اور بلا شبہ تم پہلی
النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَفَرَأَيْتُم مَّا
مرتبہ پیدا کرنے کو تو جان ہی چکے ہو پھر تم کیوں نہیں سمجھتے - اچھا پھر یہ تو بتاؤ کہ
تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ﴿٦٤﴾
جو بیج تم ڈالتے ہو - اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اس کے اگانے والے ہیں
لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا
اگر ہم چاہیں تو اس پیداوار کو سوکھا ہوا چورا کر دیں پھر تم متعجب و نادم ہو کر رہ جاؤ - کہ ہم پر تو

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۵۵) اگر ہم چاہیں تو اس پیداوار کو سوکھا ہوا چورا کر دیں پھر تم متعجب اور نادم ہو کر رہ جاؤ اور سارے دن باتیں بناتے رہو (۶۵) **تفسیر صفحہ ہٰذا**: کہ ہم پر تو مفت کا تاوان اور چٹی ہی پڑی (۶۶)
بلکہ ہم تو بالکل ہی محروم اور بدنصیب رہ گئے۔ یعنی کچھ بھی پلے نہ پڑا اور نقصان ہی نقصان میں رہ گئے (۶۷) بھلا دیکھو تو جو پانی تم پیتے ہو (۶۸) اس کو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں (۶۹)
اگر ہم چاہیں تو اس بارش کے پانی کو کھاری کر دیں پھر تم شکر کیوں نہیں بجالاتے (۷۰) بھلا دیکھو تو کہ جس آگ کو تم سلگایا کرتے ہو (۷۱) تو کیا اس آگ کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا کرنے والے ہیں (۷۲)
ہم نے اس آگ کو موجب نصیحت اور مسافروں کے لئے بڑے فائدے کی چیز بنایا ہے (۷۳) سوائے پیغمبر آپ اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی پاکی بیان کیجئے ۞ حضرت حق جل مجدہٗ نے اپنی قدرت کاملہ کو کیا
خوب ترتیب سے بیان فرمایا ہے۔ پہلے انسانی پیدائش اور عطائے وجود کا ذکر فرمایا اور یہ بات بتائی کہ انسان کی پیدائش اور اس کی ساخت میں ہماری ہی قدرت کا ظہور ہے۔ گو بظاہر تم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہاری
مشقت کو دخل ہے لیکن حقیقتاً سب جگہ ہماری ہی فرماں روائی کو دخل ہے۔ مثلاً چند قطروں کا رحم میں ڈال دینا یہ تمہارا کام ہے لیکن رحم مادر میں ان قطروں کو انسانی شکل میں بنانا یہ کس کا کام ہے۔ زمین میں تخم پاشی بظاہر تم کرتے ہو ہل چلاتے ہو۔ بیج ڈالتے ہو لیکن اناج کا اُگانا اور کھیتی کو پروان چڑھانا یہ کس کا کام ہے۔ اگر ہم چاہیں تو اس کھیتی کو خشک کر دیں اور چورا کر دیں۔ جیسا کہ سورۂ یونسؑ اور سورۂ کہف میں گزر چکا ہے۔ پھر سوائے اس کے کہ تم نقصان اور خسارا پکارتے پھرو اس کے سوا اور کیا کر سکتے ہو چونکہ پیدا ہونے کے بعد کھانے پینے کی ضرورت اور کھانے کے لئے آگ کی ضرورت ہوتی ہے اسی ترتیب سے حضرت حق نے اپنی نعمتوں کا اظہار فرمایا۔ فظلتم تفکھون کے کئی طرح ترجمے کئے گئے ہیں ہم نے سب کو تیسیر میں جمع کر دیا ہے۔ مغرم کے معنی تاوان اور مقروض کئے گئے ہیں تاوان کو شاہ صاحبؒ نے کہیں کہیں چٹی بھی لکھا ہے۔ شاید سرکاری محصول زمین کا خراج یا بیج کا نقصان مراد ہو۔ بادلوں سے پانی کا بہنا اور اُترنا یہ بھی علاوہ ضروری ہونے کے قدرت کاملہ کی ایک بہت بڑی نشانی ہے جو ہر سال دیکھنے میں آتی ہے اور چونکہ اس پانی کے برسنے میں کسی کو مجازاً بھی دخل نہیں نہ کوئی ایک قطرہ بادلوں سے گرا سکتا ہے اور نہ برستے ہوئے بادلوں کو روک سکتا ہے اس لئے فرمایا کہ اگر ہم چاہیں تو میٹھے پانی کی بجائے اس کو کڑوا اور کھاری کر دیں۔ بہرحال تم شکر کیوں نہیں کرتے اور افراد شکر میں سے بڑا فرد توحید الٰہی ہے اس کے قائل کیوں نہیں ہوتے۔ آخر میں آگ کی طرف اشارہ فرمایا چونکہ انسانی زندگی میں آگ کو بڑا دخل ہے۔ حرارت سے غذا پکتی ہے۔ تاپتے ہیں۔ روشنی حاصل کرتے ہیں۔ پانی گرم کرتے ہیں۔ لوہا پگھلاتے ہیں غرض ہزارہا کام آگ سے وابستہ ہیں۔ اسکو فرماتے ہیں کہ ہرے درخت سے اس آگ کو کون نکالتا ہے۔ مرخ اور عفار کی رگڑ سے آگ نکلتی ہے یہ کس کی قدرت ہے۔ تورون آگ سلگاتے ہو۔ یا آگ درخت کی شاخ سے نکالتے ہو۔ ہم نے اس حصول آگ کے طریقے اور آگ کو موجب نصیحت بنایا ہے یعنی اس آگ کو استعمال کرنے اور کام میں لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی الوہیت پر ایمان لاؤ یا دوزخ کی آگ کو یاد کر کے ڈرو۔ بہرحال آگ کا وجود بھی موجب نصیحت ہے۔ مقوین۔ مسافروں کے لئے بڑی

لَمُغْرَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ
مفت کا تاوان ہی پڑا۔ بلکہ ہم تو بالکل ہی محروم رہ گئے یعنی کچھ بھی پلے نہ پڑا۔ اچھا بھلا یہ تو بتاؤ کہ جو پانی
تَشْرَبُوْنَ ﴿۶۸﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿۶۹﴾
تم پیتے ہو۔ تم اُس کو بادل سے برساتے ہو یا ہم برسانے والے ہیں۔
لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ
اگر ہم چاہیں تو اس بارش کے پانی کو کھاری کر دیں پھر تم شکر کیوں نہیں بجالاتے۔ اچھا پھر یہ تو بتاؤ کہ جس
الَّتِيْ تُوْرُوْنَ ﴿۷۱﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ
آگ کو تم سلگایا کرتے ہو۔ تو کیا اس آگ کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم پیدا
الْمُنْشِـُٔوْنَ ﴿۷۲﴾ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّمَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ﴿۷۳﴾
کرنے والے ہیں۔ ہم نے اس آگ کو موجب نصیحت اور مسافروں کیلئے بڑے فائدے کی چیز بنایا ہے
فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۷۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾
سوائے نبی آپ اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی پاکی بیان کیجئے۔ پس میں ستاروں کے چھپنے کی قسم کھاتا ہوں
وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿۷۶﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۷﴾
اور اگر تم سمجھو تو یہ قسم بہت بڑی قسم ہے۔ قسم اس پر کھاتا ہوں کہ یہ کتاب ایک گرامی قدر قرآن ہے۔
فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿۷۸﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿۷۹﴾
جو لوح محفوظ میں درج ہے۔ اس لوح محفوظ کو بجز پاک فرشتوں کے اور کوئی مس نہیں کر سکتا۔
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ
یہ قرآن رب العالمین کی جانب سے بھیجا گیا ہے۔ تو کیا تم اس کلام کے بارے میں مداہنت اور کاہلی
مُّدْهِنُوْنَ ﴿۸۱﴾ وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۸۲﴾
برتتے ہو۔ اور کیا تم نے اپنا یہ وظیفہ مقرر کر لیا ہے کہ تم تکذیب کرتے رہو۔
فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ﴿۸۳﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿۸۴﴾
سو جب کسی کی روح گلے تک پہنچ جاتی ہے۔ اور تم اس وقت مرنے والے کو دیکھا کرتے ہو۔

ع ٣ — 15

فائدے کی چیز اور نفع بخش ہے ورنہ جنگل میں آگ کا حاصل ہونا سخت دشوار ہے یا مقیم اور مسافر دونوں مراد ہیں۔ جیسا کہ اہل لغت نے کہا ہے کہ یہ اضداد میں سے ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ مسافر اور مقیم دونوں
کے فائدے کے لئے اس آگ کو بنایا ہے۔ اور چونکہ تمام مخلوق کا انتفاع آگ کیساتھ وابستہ ہے اور وہ انتفاع موقوف علی القدرۃ ہے تو سب مخلوق محتاج ہوئی قدرت کی اور یہی حق تعالیٰ کی قدرت استحقاق
الوہیت وعبادت کی دلیل ہے۔ آگ حاصل کرنے کے طریقے بھی کئی ہیں یا بانس کی رگڑ سے۔ چقماق وغیرہ سے چونکہ اہل عرب خاص طور سے مرخ اور عفار سے آگ نکالا کرتے تھے اس لئے اس درخت کا ذکر فرمایا۔ آخر
میں اپنے پیغمبر کو ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبر آپ اپنے پروردگار کے نام کی پاکی بیان کیجئے وہ آپ کا پروردگار بڑی عظمت والا ہے۔ یعنی سبحان ربی العظیم کہئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت اتری تو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجعلوھا فی رکوعکم۔ یعنی اس تسبیح کو اپنے رکوع میں داخل کر لو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ کئی درخت ہیں سبز جن کو رگڑنے سے آگ نکلتی ہے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور ہم اس مرنے والے کے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم ہمارے قرب علمی کو سمجھ نہیں سکتے اور تم ہم کو نہیں دیکھتے ÷ یعنی جب کسی کی جان سمٹ کر اس کے حلق اور ٹینٹوے میں آجاتی ہے اور ٹینٹوے میں پہنچ جاتی ہے اور تم اُس وقت دیکھا کرتے ہو اور ہم بھی اپنے قرب علمی کی بنا پر تم سے زیادہ اُس مرنیوالے کے قریب ہوتے ہیں لیکن نہ تم ہم کو دیکھتے ہو اور نہ تم ہمارے قرب علمی کو اپنے جہل کی وجہ سے سمجھ سکتے ہو۔ ہم تم سے زیادہ مرنے والے کے حال کو جانتے ہیں (۸۵) پھر اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں ہو اور تمہارا حساب کتاب ہونیوالا نہیں ہے اور تم خود مختاری کے دعوے میں سچے ہو تو اس روح کو گلے میں آئے پیچھے بدن میں لوٹا کیوں نہیں دیتے ÷ یعنی اگر تم کسی کے حکم میں نہیں ہو اور کسی کے زیر فرمان اور زیر اختیار نہیں ہو اور نہ تمہارا حساب کتاب ہونا ہے نہ تم کو خدا کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ بلکہ تم خود مختار ہو اور تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو اس جان کو جو حلقوم میں پہنچ گئی ہے اس کو پھر واپس جسم میں کیوں نہیں پھیر لاتے اور واپس کیوں نہیں کر دیتے۔ یعنی وقوع قیامت اور بعث بعد الموت حق ہے جیسا کہ قرآن ناطق ہے اور دلائل عقلی و نقلی سے ثابت ہے لیکن تم نہیں مانتے اور انکار کئے جاتے ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ روح پر اپنا قابو مانتے ہو یا تمہارے انکار کو یہ مستلزم ہے کہ روح تمہارے بس میں ہے اور خالق الارواح کے بس میں نہیں ہے۔ تو اچھا بعث کے وقت تو روح اجسام میں داخل کی جائیگی اور اب نکالی جاری ہے اور تمہاری آنکھوں کے روبرو یہ ہو رہا ہے اور تم غمگین پریشان بھی ہو تو اچھا اس روح کو واپس لے آؤ تاکہ ہم تمہاری طاقت اور زور آزمائی کا حال معلوم کرلیں اگر تم اس دعوے میں سچے ہو اور خود مختار ہو تو جان کو واپس کرلو تاکہ یہ ثابت ہوجائے کہ نہ کوئی جان نکال سکتا ہے اور نہ جان کو کوئی تمہاری منشا کے خلاف جسم میں داخل کر سکتا ہے اور تم واپس کر نہیں سکتے۔ لہٰذا معلوم ہوا تم کو جان پر کوئی دسترس نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جب چاہے اس کو جسم سے نکال دے اور جب چاہے داخل کر دے۔ وھو المطلوب۔ کیا عجیب فقرہ ہے بعث بعد الموت کا۔ کہ پھر مرنے والوں کی تقسیم ہے جو ابتدائے سورت میں تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے اسی کو سورت کے ختم پر اجمالاً بیان کرتے ہوئے سورت کو ختم کرتے ہیں (۸۶) پھر اگر وہ مرنے والا مقربین بارگاہ میں سے ہوگا (۸۸) تو اُس کو راحت ہے اور روزی ہے اور آرام و آسائش کا باغ ÷ یعنی اگر سابقین میں سے ہے اور بھلائی میں آگے بڑھنے والا ہے تو اس کے لئے راحت و رزق اور آسائش و آرام کی بہشت کا کیا کہنا ہے۔ بعض حضرات نے ریحان کا ترجمہ خوشبودار پھول کیا ہے۔ بہرحال حضرت حق کی جانب سے نعمتوں کی فراوانی ہوگی (۸۹) اور بہرحال اگر وہ داہنے والوں میں سے ہوگا (۹۰) تو اس کو کہا جائے گا تیرے لئے سلامتی اور امن وامان ہے کہ تو اصحاب یمین سے ہے ÷ یعنی اگر وہ اہل سعادت سے ہے تو اُس کو امن و سلامتی کا پیغام ہے کہ تو اصحاب یمین اور اہل سعادت سے ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خاطر جمع رکھ ان کی طرف سے یعنی اصحاب یمین کی جانب سے کوئی تشویش نہ ہوا چاہئے۔ ہم نے اصحاب یمین کو ہی مخاطب کیا ہے اور شاہ صاحبؒ کا خطاب عام ہے جیسا کہ اُن کے منہ سے معلوم ہوتا ہے۔ بعض نے خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بیان کیا ہے یعنی اصحاب یمین کی جانب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان دلایا ہے کہ ان کو سلامتی ہے آپ ان کا فکر نہ کریں

ع ۳
۲۲
۱۶

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿۸۵﴾
اور ہم اس مرنے والے کے تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم ہمارے قرب کو سمجھ نہیں سکتے
فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ﴿۸۶﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ
پھر اگر تم کسی کے زیر فرمان نہیں ہو۔ اور تم اس دعوے میں سچے ہو تو پھر
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۸۸﴾
اس روح کو واپس کیوں نہیں لے آتے۔ پھر اگر وہ مرنے والا مقربین میں سے ہوگا۔
فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ
تو اس کو راحت ہے اور روزی ہے اور آرام و آسائش کا باغ۔ اور اگر وہ
مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۰﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿۹۱﴾
داہنے والوں میں سے ہوگا۔ تو اس کو کہا جائیگا تیرے لئے سلامتی اور امن وامان ہے کہ تو اصحاب یمین سے ہے
وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۹۲﴾
اور جو شخص جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوگا۔
فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۹۳﴾ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ﴿۹۴﴾ اِنَّ هٰذَا
تو کھولتے ہوئے گرم پانی سے اُسکی مہمانی ہوگی اور اس کو دوزخ میں داخل کرنا ہوگا۔ بے شک یہ حالات
لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۹۵﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۹۶﴾
جو مذکور ہوئے یہ سراسر حق اور یقینی ہیں۔ سو اے نبی آپ اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی پاکی بیان کیجئے

سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورہ حدید مدنی ہے اور یہ انتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہ بڑا زبردست

بہرحال ہمارے ترجمے کا مطلب یہ ہے کہ مرنیوالے سے کہا جائے گا تو اصحاب یمین سے ہے تیرے لئے سلامتی ہے یہ پیغام یا تو ابتدا ہی میں دیا جائے گا اگر وہ جنت میں ابتداءً داخل ہونے کا مستحق ہے یا خطاؤں اور تقصیرات کی بخشش کے بعد کہا جائے گا (۹۱) اور بہرحال اگر وہ شخص جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہوگا (۹۲) تو کھولتے ہوئے گرم پانی سے اُس کی مہمانی ہوگی ÷ یعنی گرم پانی پلایا جائے گا یا سر پر ڈالا جائیگا (۹۳) اور اس کو جہنم میں داخل کرنا اور آگ میں بٹھانا ہوگا (۹۴) بلاشبہ یہ حالات جو بیان ہوئے یہ سراسر حق اور یقینی ہیں۔ بے شک سننے کی بات یہی ہے لائق یقین کے ÷ یعنی تینوں فرقوں کے جو حالات مذکور ہوئے یہ بالکل یقینی بات ہے۔ سابقین۔ اصحاب یمین یعنی عامۂ مومنین جس میں اہل کبائر بھی داخل ہیں کیونکہ وہ مکذبین نہیں ہیں اگرچہ گنہگار ہوں۔ اور تیسرے گمراہ اور تکذیب کرنیوالے سو ان کے لئے گوناگوں عذاب بیان ہوا۔ غرض یہ جو کچھ مذکور رہا۔ یہ حق الیقین ہے اور ویسا ہی ہوگا۔ پس جو پروردگار اس قسم کے تصرفات پر قادر ہے اور (باقی ۸۵۸ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۵۵) اس قدر عظیم الشان اس کا اقتدار اور اختیار ہے تو اُس کی پاکی بیان کرنی چاہیے جیسا کہ آگے ذکر ہے (۹۵) سو اے پیغمبر آپ اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی پاکی بیان کیجئے (۹۶) حدیث میں ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص ہر رات میں سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے گا۔ اس کو فاقے کی تکلیف کبھی نہیں ہوگی۔ حدیث میں ہے دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے۔ میزان میں بھاری اور رحمان کو محبوب ہیں وہ دونوں کلمے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ہیں۔ تمت تفسیر سورۃ الواقعۃ ❊ سورۃ الحدید ❊ سورۂ حدید مدنی ہے اور یہ اُنتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ❊ - اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ کامل قوت والا کمال علم و حکمت کا مالک ہے ❊ پاکی بیان کرنا یعنی ہر قسم کے نقص سے تنزیہہ و تقدیس عرب کہا کرتے ہیں سبحانہ بعد تلہ عن السوء۔ یعنی میں نے اسکو پاک ظاہر کیا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہر برائی کو اس سے دور کیا اور ہر برائی سے اس کی پاکی بیان کی۔ تمام مخلوقات کا یہی حال ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تنزیہہ کرتی ہے۔ خواہ زبان حال سے یا زبان قال سے، بڑی قوت کا مالک یعنی ہر ایک منکر سے بدلہ لے سکتا ہے اور بڑی حکمت والا یعنی ہر مطیع و فرمانبردار کو اپنی حکمت اور اپنے علم کے موافق صلہ دیتا ہے (۱)

الْحَكِيْمُ ① لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ
بڑی حکمت والا ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ② هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ
اور وہ ہرشے پر پوری طرح قادر ہے۔ وہی سب سے اول اور سب سے آخر ہے اور وہی ظاہر اور

الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ③ هُوَ
وہی مخفی ہے اور وہ ہرشے کو بخوبی جاننے والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے

الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ
جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ
پھر اپنی شان کے موافق عرش پر قائم اور جلوہ گر ہوا جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے

وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ
اور جو اس میں سے نکلتی ہے اور جو کچھ آسمان سے اُترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے

فِيْهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا
وہ سب کو جانتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ خواہ تم کہیں بھی ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ④ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اللہ اُس سب کو دیکھتا ہے۔ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے۔

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ⑤ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ
اور اللہ ہی کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے۔ وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور

يُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑥
وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ سینوں کی تمام باتوں سے واقف ہے

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ
تم لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس مال میں سے خیرات کرو جس مال میں خدا نے دوسروں کا تمکو

تفسیر صفحہ ہذا:- آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اور حکومت اسی کی ہے وہی زندگی عطا کرتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہ ہرشے پر پوری طرح قادر ہے ❊ یعنی سب جگہ اسی کا راج اور موت و زندگی اسی کے اختیار میں ہے اور وہ ہرشی پر قدرت رکھتا ہے (۲) وہی سب سے اول اور سب سے آخر ہے اور وہی ظاہر اور وہی باطن اور مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے ❊ یعنی تمام مخلوقات سے پہلے وہی تھا اور تمام مخلوقات کے بعد وہی رہے گا نہ اس پر عدم سابق طاری ہوا اور نہ عدم لاحق طاری ہوگا۔ جیسا کہ تمام مخلوقات دو عدموں کے درمیان ہے سابق میں بھی معدوم تھی اور عدم لاحق کے بعد پھر معدوم ہوگی۔ اور وہ اپنے مطلق وجود اور شئونات بے پایاں کے اعتبار سے ظاہر اور کنہ ذات کے اعتبار سے بالکل مخفی اور پوشیدہ ہے یعنی کوئی اس کی ذات کا ادراک نہیں کرسکتا۔ اور وہ ہرشی سے خوب واقف ہے۔ یعنی ہرشی کو من کل الوجوہ وہ جانتا ہے اور خود من وجہ معلوم اور من وجہ نامعلوم سبحانہ ما اعظم شانہ (۳) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا پھر اپنی شان کے موافق عرش پر قائم اور جلوہ گر ہوا جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو چیز زمین سے نکلتی ہے اس کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو آسمان میں چڑھتا ہے وہ سب کو جانتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم لوگ کہیں بھی ہو اور جو عمل تم لوگ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سب کو دیکھتا ہے ❊ چھ دن کی مقدار کا زمانہ۔ اس زمانے میں آسمان و زمین کو پیدا کر دیا جیسا کہ سورۂ فصلت میں گزر چکا ہے۔ عرش پر قائم ہونا اور جلوہ گر ہونا یعنی تمام احکام عرش الٰہی سے جاری ہوتے ہیں چونکہ اس کے استوا کی کیفیت مجہول اور ادراک سے ماوراء ہے اس لئے ہم نے اپنی شان کے موافق جلوہ گر ہوا ترجمہ کیا ہے جو چیز زمین میں داخل ہوتی ہے مثلاً بارش۔ حرارت۔ بیج اور گٹھلی وغیرہ زمین سے نکلتی ہے نباتات وغیرہ سونا چاندی۔ کوئلہ اور مختلف قسم کی دھاتیں۔ آسمان سے اترنا فرشتے احکام۔ بارش وغیرہ۔ آسمان میں چڑھنا ملائکہ۔ بندوں کے اعمال مظلوم کی دعائیں۔ کلمۂ توحید وغیرہ اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے اور اپنے علم کے اعتبار سے ہر وقت تمہارے ساتھ رہتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے احاطہ علمی سے تم اور تمہارے اعمال گھرے ہوئے ہیں خواہ تم کہیں بھی ہو (۴) اسی کا راج ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام امور کی بازگشت ہے ❊ یعنی تمام اجسام ہوں یا اعمال سب اسی کے حضور میں پھرنے والے اور پیش ہونے والے ہیں (۵) وہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور وہی دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور دل کی تمام پوشیدہ اور مخفی باتوں کو جانتا ہے ❊ یعنی رات کے اجزا دن میں شامل کر دیتا ہے جس سے دن بڑا ہو جاتا ہے اور جب دن کے اجزا رات میں شامل کر دیتا ہے تو رات بڑی ہو جاتی ہے (باقی ۸۵۹)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۵۸) جیسا کہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے اور وہ سینوں تک کی تمام باتیں جانتا ہے (۶) تم لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اُس مال میں خیرات کرو جس مال میں اللہ تعالیٰ نے اگلے اور گزشتہ لوگوں کی جگہ تم کو قائم مقام اور جانشین کیا ہے سو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں اور خیرات کریں ان کو بڑا اجر ملے گا اور اُن کے لیے بڑی مزدوری اور بڑا نیگ ہے ۞ یعنی تم نے اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کے اقتدار اور اس کی وسعت حکومت کا حال سُن لیا تو اتنے بڑے مالک الملک کے احکام مانو اور اسکی توحید اور اس کی وحدانیت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لے آؤ اور ایمان لاکر اپنے اس مال میں سے خیرات کرو جس مال میں تم کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے گزشتہ لوگوں کا جانشین بنایا ہے۔ سبحان اللہ مال کی تعریف میں خوب فرمایا وانفقوا مما جعلکم مستخلفین فیہ۔ کہ یہ مال وہی تو ہے جو تم سے پہلے کسی اور کے پاس تھا اور تمہارے مرنے کے بعد کسی اور کے پاس ہوگا تو اس مال میں سے کچھ حصہ خیرات کر دو کیونکہ کل جب تمہارے پاس نہ رہے گا تو خالی ہاتھ رہ جاؤ گے۔ تفسیر صفحہ ہٰذا:۔ آگے بشارت ہے کہ جو لوگ ایمان لے آئیں گے اور ایمان لا کر خیرات کریں گے تو ان کو اجر کبیر دیا جائیگا اس انفاق سے مراد یا تو زکوٰۃ ہے یا تمام خیرات و صدقات مراد ہو سکتے ہیں (۷) اور تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دے رہے ہیں اور تم کو ایمان باللہ کی جانب بلا رہے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور بلاشبہ تم سے تو خود اللہ تعالیٰ پختہ عہد لے چکا ہے بشرطیکہ تم باور کرو اور تم کو ایمان لانا ہو ۞ یعنی ایمان لانے میں کیوں توقف کر رہے ہو اور تم کو کیا چیز مانع اور حارج ہے۔ جبکہ ایمان کے دواعی موجود ہیں۔ اول تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو ایمان کی دعوت دے رہے ہیں پھر تم سے اللہ تعالیٰ خود بھی عہد لے چکا ہے یعنی یوم میثاق میں الست بربکم فرما کر تم سے عہد لیا تھا اور تم نے بلیٰ کہا تھا تو اگر تم کو ایمان لانا ہو تو رسول کی دعوت اور تمہارا اپنا عہد خدا کے ساتھ تمہارے ایمان لانیکے لئے کافی داعیہ اور محرک موجود ہے آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کی اور وضاحت فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ قرار لے چکا ہے دنیا میں آنے سے پہلے اور اس کا اثر رکھ دیا ہے دل میں ۱۲ (۸) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جو اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صاف اور واضح آیتیں اور کھلی کھلی نشانیاں نازل فرماتا ہے تاکہ وہ تم کو تاریکیوں اور اندھیروں سے نکال کر روشنی اور اُجالے کی جانب لے آئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر بڑا شفیق اور نہایت مہربان ہے ۞ یعنی قرآن میں دلائل توحید بہت صاف اور واضح نازل فرمائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے کھلے معجزات عطا فرمائے تاکہ وہ کفر کی تاریکیوں سے تم کو اسلام کی تعلیم اور اس کی ہدایات کی روشنی میں نکال لائے۔ اس کی شفقت اور مہربانی یہی ہے کہ تمہارے لئے روحانی اور مادی سامان مہیا کرتا ہے ہو سکتا ہے کہ لیخرجکم سے مراد عبد ہو یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو کفر کی اندھیریوں سے ہدایت کی روشنیوں کی جانب نکال لائیں (۹) اور تم کو کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمان و زمین کی سب میراث آخر میں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بعد والوں کے برابر نہیں ہیں بلکہ یہ پہلے حضرات ان لوگوں سے جنھوں نے فتح مکہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور فی سبیل اللہ جہاد کیا مرتبے اور درجے میں بہت بڑے ہیں اور ہاں اللہ تعالیٰ نے بھلائی، ثواب اور جنت کا وعدہ ہر ایک سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ظاہر کرنیکا جب تک حکم نہ ہو تب ہی تک ہنا ہو جاتا ہے اور جب اسلام کا غلبہ ہوا اور اُس وقت منافق کا ملک فتح ہوا پہلے یعنی فتح مکہ سے پہلے جنھوں نے خرچ کیا اور جہاد کیا ان کے بڑے درجے ہیں ۞ یعنی جب سب مال کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے کیونکہ میراث کا وارث وہی ہوا کرتا ہے جو مرنے کے بعد زندہ رہے اور اللہ تعالیٰ سب کے فنا ہو جانے کے بعد باقی رہنے والا ہے تو وہی سب کی میراث کا مستحق ہے اس لئے فرمایا کہ آسمان و زمین کی میراث اسی کی ہے۔ آسمان کا ذکر شاید اس لئے فرمایا کہ وہاں تو کسی کی ملک ہی نہیں جس طرح بلاشرکت غیرے وہ آسمان کا مالک ہے اسی طرح زمین کا بھی بلاشرکت غیرے مالک ہے۔ لیکن یہاں چونکہ مجازاً زندہ انسانوں کو مالک کہا جاتا ہے اگرچہ حقیقی مالک وہی ہے اور اس مجاز کی بنا پر اوپر مستخلفین فیہ فرمایا تھا کہ

(باقی ص ۸۶۰ پر)

فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَأَنفَقُوا لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿٧﴾

قائم مقام کیا ہے سو جو لوگ تم میں سے ایمان لے آئیں اور خیرات کریں ان کو بہت بڑا اجر ملے گا

وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۙ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ

اور تم کو کیا ہوا کہ تم اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ رسول تم کو اس بات کی دعوت دے رہا ہے

لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِن كُنتُم

کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور تم سے تو خود اللہ تعالیٰ پختہ عہد لے چکا ہے بشرطیکہ تم

مُّؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

باور کرو۔ وہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جو اپنے بندے یعنی محمدؐ پر صاف صاف آیتیں نازل کرتا ہے

لِّيُخْرِجَكُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ

تاکہ وہ تم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی جانب لائے اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر

لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿٩﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ

بڑا شفیق اور نہایت مہربان ہے۔ اور تم کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے

اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي

حالانکہ آسمان و زمین کی سب میراث آخر میں اللہ ہی کیلئے ہے اور تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے قبل

مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ

خدا کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا وہ بعد والوں کے برابر نہیں ہیں بلکہ وہ پہلے لوگ مرتبہ کے اعتبار سے

أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ

ان لوگوں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں جنھوں نے فتح مکہ کے بعد خدا کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا

ع ١٠/١٧

وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٠﴾

ہاں اللہ تعالیٰ نے بھلائی یعنی جنت کا وعدہ ہر ایک سے کر رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے پوری طرح باخبر ہے

مَّن ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ کے طور پر قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے اس دیئے ہوئے کو بڑھاتے

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۵۹) ایک دوسرے کا جانشین ہوتا رہتا ہے لیکن جب سب فنا ہو جائیں اور مجازی مٹ جائے تو سب کچھ اللہ ہی کا ہے اس لئے لوگوں کو ترغیب ہو کہ جب اول و آخر وہی مالک ہے تو لاؤ جو ہو سکے اسکی راہ میں خرچ کر دو۔ اور فتح مکہ سے قبل خیرات کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں اور فتح مکہ کے بعد خیرات کرنیوالوں کا فرق بیان فرمایا۔ اور یہ ایک کھلا ہوا فرق ہے۔ ابتدائی بے سرو سامانی کی حالت جبکہ ترقی کی کوئی امید نہو اس دور کے وفادار یقیناً قابل ستائش اور اس دور کے مسلمانوں سے درجے میں بلند ہوں گے جنھوں نے بعد میں اقتدار حاصل ہو جانے اور غلبہ حاصل ہو جانیکے بعد ہاتھ بڑھایا اور اپنی جانیں قربان کیں اگرچہ حسنیٰ یعنی بھلائی یا ثواب یا جنت کا وعدہ ہر ایک فریق سے ہے یعنی پہلے مجاہدین اور منفقین سے بھی اور بعد کے مجاہدین اور منفقین سے بھی یعنی جنت میں دونوں جائیں گے لیکن درجات میں تفاوت ہوگا ہم والمحصنت پانچویں پارے کی تسہیل میں تفصیل عرض کر چکے ہیں انفاق فی سبیل اللہ اور جہاد میں خلوص کی بہت زیادہ ضرورت ہے اس لئے آخر میں فرمایا کہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے واقف اور باخبر ہے یعنی اعمال جوارح سے بھی واقف ہے اور قلب کے خلوص سے بھی آگے پھر خیرات کرنیوالوں کا ذکر ہے (۱۰) کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش دلی اور خلوص کے ساتھ قرض دے پھر اللہ تعالیٰ اس قرض کے ثواب کو بڑھا دے اور دوگنا کر دے اور اسی کے ساتھ اس کے لئے باعزت صلہ اور اجر بھی ہو: قرض حسنہ یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خوش دلی اور خلوص کے ساتھ خیرات کرے خدا کی راہ میں خیرات کرنے کو قرض فرمایا تاکہ خیرات کرنیوالے کو اطمینان ہو کہ اس کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے اس کو یعنی اس کے ثواب کو بڑھا دیں گے دنیا میں خیرات کا نفع پہونچے گا اور آخرت میں بھی باعزت اجر ملے گا۔ مطلب یہ کہ کمیت میں اجر کی زیادتی ہوگی اور کیفیت میں بھی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ تفسیر صفحہ ہذا قرض کے معنی یہ کہ اس وقت خرچ کر و جہاد میں پھر کتنی دولتیں برتو گے اور یہی معنی ہو دلے کے مالک میں اور غلام میں بیاج نہیں جو دیا سو اس کا جو نہ دیا سو اس کا ۱۲ یہ شاید اس زمانے کے بعض جاہل سود خواروں کا جواب ہے کہ جب خدا خود سود دیتا ہے تو ہمارے سود کھانے کو کیوں حرام کرتا ہے نعوذ باللہ شاہ صاحبؒ نے خوب فرمایا کہ آقا اور غلام میں سود کا نیچ نہیں ہوا کرتا کیونکہ جو کچھ غلام کے پاس ہے وہ سب آقا ہی کا ہے (۱۱) وہ دن قابل ذکر ہے جس دن آپ ایمان دار مردوں اور ایمان دار عورتوں کو اس حال میں دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی جانب تیز رفتار سے چلتا ہوگا اور دوڑتا ہوگا کہا جائیگا کہ آج تم کو ایسے باغوں کی خوش خبری ہو جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ نور اور بشارت ہی تو بڑی کامیابی ہے: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس وقت پل صراط پر چلیں گے سخت اندھیرا ہوگا اپنے ایمان کی روشنی آگے ہوگی اور داہنے کو کہ نیک عمل داہنی طرف جمع ہوتے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ پل صراط پر گزرنے ہی میں نیکوں کو بشارتیں ملنے لگیں گی (۱۲) اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے ذرا ہمارا انتظار کر لو کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ روشنی حاصل کر لیں ان سے کہا جائیگا تم اپنے پیچھے کی جانب الٹے ہی لوٹ جاؤ اور وہاں روشنی اور نور تلاش کرو اتنے میں ان منافقوں اور مومنوں کے مابین ایک ایسی دیوار قائم کر دی جائیگی جس میں دروازہ ہوگا اس دیوار کے باطنی اور اندرونی جانب رحمت ہوگی اور بیرونی جانب اس کے عذاب ہوگا: منافق وہ جس کا اعتقاد صحیح نہ ہو مسلمانوں کے دکھلانے کو اچھے کام کرتا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ پہلے ان کو بھی کچھ روشنی ملے ظاہری اعمال کی پھر وہ سلب کر لی جائے اور مومن اپنی روشنی میں آگے بڑھتے چلے جائیں یہ اندھیرے میں ان کو پکاریں۔ وہ کہیں جاؤ جہاں صراط پر چلنے تھے وہاں سے روشنی حاصل کر دیا دنیا میں جا کر اعمال کی روشنی لاؤ۔ بہر حال بیچ میں دیوار قائم ہو جائیگی منافق کافروں کی طرف رہ جائیں گے اور مومن صراط سے پار ہو جائیں گے۔ بعض نے کہا یہ اعراف کے لوگ ہوں گے۔ بہرحال ایک فریق ادھر ہو جائیگا عذاب کی جانب اور دوسرا فریق رحمت یعنی جنت کی جانب (۱۳) یہ منافق مسلمانوں کو پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے۔ وہ کہیں گے بیشک تم ہمارے ساتھ تھے لیکن تم نے اپنے آپ کو گمراہی میں مبتلا کر رکھا تھا اور تم ہم پر حوادثات کا انتظار کیا کرتے تھے اور تم شک رکھتے تھے اور تمہاری غلط امیدوں اور آرزوؤں نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپہونچا یعنی تم کو موت آگئی اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں تم کو اس دھوکے باز یعنی شیطان نے دھوکے میں مبتلا رکھا: یعنی بظاہر نماز روزے میں شریک تھے لیکن تم (باقی صفحہ ۸۶۱ پر)

لَهٗ وَلَهٗ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اور اسی کیساتھ اُس کے لئے باعزت صلہ بھی ہو۔ اے نبی وہ دن قابل ذکر ہے جس دن آپ ایمان دار مردوں اور ایماندار عورتوں کو اس حال میں

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ

دیکھیں گے کہ اُن کا نور تیز رفتار سے اُن کے آگے اور ان کی داہنی جانب چلتا ہوگا کہا جائے گا کہ آج تم کو

الْيَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

ایسے باغوں کی خوش خبری دی جاتی ہے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہینگے

فِيْهَا ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ

یہ نور اور بشارت ہی تو بہت بڑی کامیابی ہے۔ اُس دن منافق مرد اور

وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ

منافق عورتیں اہل ایمان سے یوں کہتے ہوں گے کہ ذرا ہمارا انتظار کر لو کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ روشنی

نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَاۗءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ

حاصل کر لیں اُن کہا جائیگا اپنے پیچھے کی جانب اُلٹے ہی لوٹ جاؤ اور وہاں روشنی تلاش کرو اتنے میں ان منافقوں

بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ

اور مومنوں کے درمیان ایک ایسی دیوار قائم کر دیجائے گی جس میں ایک دروازہ ہوگا اس دیوار کے اندرونی جانب رحمت

مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ﴿۱۳﴾ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ

ہوگی اور بیرونی جانب اس کے عذاب ہوگا۔ یہ منافق مسلمانوں کو پکار کر کہیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ

وہ جواب دیں گے کہ تم ہمارے ساتھ تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے کو گمراہی میں مبتلا کر رکھا تھا اور تم ہم پر حوادثات کے منتظر رہا

وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ

کرتے تھے اور تم دین کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے تھے اور تمہاری غلط آرزوؤں نے تم کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا یہاں تک کہ خدا کا حکم آپہنچا اور اللہ

وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ

کے بارے میں تم کو اس دھوکے باز یعنی شیطان نے دھوکہ میں مبتلا رکھا۔ غرض آج نہ تو تم منافقوں سے کوئی فدیہ

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۶۰) نفاق کی گمراہی میں مبتلا تھے اور تم نے اپنے آپ کو نفاق کے فتنے میں ڈال رکھا تھا اور تم توحید اور پیغمبر کے متعلق شک کیا کرتے تھے اور حوادثات کے منتظر رہتے تھے کہ مسلمان کب مٹیں اور ان کا دین کب ختم ہو۔ اور تم کو تمہاری بیہودہ تمناؤں نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور تم آخر تک اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ موت آ گئی۔ اور تم کو شیطان نے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ دھوکے میں ڈال رکھا تھا وہ دھوکہ یہ کہ اللہ تعالیٰ تم سے کوئی بازپرس اور مواخذہ نہیں کرے گا (۱۴) تفسیر صفحہ ہذا۔ غرض آج نہ تو تم منافقوں سے کوئی معاوضہ اور فدیہ قبول کیا جائیگا اور نہ ان لوگوں سے جنھوں نے کھلے کفر اور انکار کا ارتکاب کیا اور تم سب کا ٹھکانا جہنم اور آگ ہے وہی تمہارے لائق اور تمہاری رفیق ہے اور وہ پھر جانے اور بازگشت کی بُری جگہ ہے۔ یعنی اول تو یہاں فدیہ دینے ہی کو کچھ نہیں اور بالفرضِ محال کچھ ہو بھی تو آج معاوضے اور فدیہ کا سوال ہی نہیں نہ منافقوں سے اور نہ کافروں سے۔ آج تمہارا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔ وہی تمہارے رہنے کی جگہ ہے اور وہی تمہارے لائق اور تمہاری رفیق ہے۔ اور وہ لوٹ کر جانے کی بُری جگہ ہے (۱۵) کیا مسلمانوں کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے قلوب اللہ تعالیٰ کے ذکر اور جو دینِ حق منجانب اللہ نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر ایک طویل اور لمبی مدت گزر گئی سو اُن کے دل سخت ہو گئے اور اب اُن کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر فاسق اور دین سے خارج ہیں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ایمان وہی ہے کہ دل نرم ہو پیغمبر کی صحبت میں یہ پاتے تھے مدت کے بعد سخت ہو گئے اور اب یہ صفت مسلمانوں کو چاہئے ۱۲ شاید مکہ میں جب مسلمان رہتے تھے اور تنگی سے گزر ہوتی تھی اور مدینے میں آکر وہ عسرت دور ہو گئی اور مسلمانوں میں کچھ سستی پیدا ہوئی اس پر یہ آیت اُتری۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمارا اسلام لانے اور اس سرزنش اور تنبیہ میں عرصہ چار سال کا ہے۔ یعنی اتنے جلدی ہم کو تنبیہ کی گئی۔ بہر حال شانِ نزول کچھ بھی ہو۔ عام طبائع کا یہ حال ہے کہ جوں جوں زمانہ گزرتا ہے دلوں سے ایمانی قوت اور اعمالِ صالحہ کا شوق۔ اور مستحبات کی رعایت کم ہوتی جاتی ہے اسلئے فرمایا کہ مسلمانوں کو خشوع سے کام لینا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کی نصیحت اور دینِ حق کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ اور جھکے رہنا چاہئے اہلِ کتاب کی طرح زمانے اور مدت دراز کے گزرنے سے تمہارے دل اہلِ کتاب کی طرح سخت نہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور دینِ حق کی محبت کم نہ ہو جائے اور فسق تک نوبت نہ ہو جائے ہو سکتا ہے کہ مکہ کی تکالیف کے مقابلے میں مدینے کے عیش اور راحت سے بعض لوگوں کے اعمال میں کچھ اختلال ہوا جیسا کہ ہم نے عرض کیا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے مراتب علیا کے اعتبار سے ان کو سرزنش اور تنبیہ فرمائی ہو۔ لیکن آج کل کا دور تو اس کا مقتضی ہے کہ اس آیت پر مسلمان بار بار غور کریں اور اپنی مجالس میں پڑھیں اور دیکھیں کہ ان کی حالت کہاں سے کہاں پہونچ چکی ہے۔ شاید یاد ہوگا میں نے تیسیر میں کہیں صراحۃً کہیں اشارۃً کئی مرتبہ عرض کیا کہ ایک کوتاہی سے دوسری غلطی اور کوتاہی نشو ونما پاتی ہے اور ایک غلطی سے دوسری غلطی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ ان کوتاہیوں کے اثر سے قلب کی حالت بگڑ تی جاتی ہے اور نوبت قساوت بلکہ غلف اور طبع اور ختم تک

فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ

قبول کیا جائے گا اور نہ اُن لوگوں سے جنھوں نے کفر کیا اور تم سب کا ٹھکانا

النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑮ اَلَمْ

دوزخ ہے وہ دوزخ ہی تمہارے لائق ہے اور وہ بازگشت کی بہت بُری جگہ ہے۔ کیا

يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ

مسلمانوں کے لئے ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل خدا کی نصیحت اور اس دینِ حق کے سامنے

اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ

جو نازل ہوا ہے۔ جھک جائیں اور اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جن کو

اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ

ان سے پہلے کتاب دی گئی تھی پھر ان پر ایک طویل مدت گزر گئی پس ان کے

قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ⑯ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ

دل سخت ہوگئے اور اب ان کی حالت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر دین سے خارج ہیں۔ اس بات کا یقین کرو

اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ

کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اُس کے مرنے یعنی خشک ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے ہم نے تم سے اپنے دلائل واضح طور پر

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ⑰ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَ

بیان کر دئیے ہیں تاکہ تم عقل سے کام لو۔ بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور

الْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ

صدقہ دینے والی عورتیں اور جو اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ یعنی خلوص کیساتھ قرض دیتے رہتے ہیں انکے لئے اس صدقہ کو دوچند کیا

وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ ⑱ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ

جائے گا اور ان لوگوں کو باعزت اجر ملے گا۔ اور جو لوگ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ

تو یہی لوگ اپنے رب کے نزدیک سچے اور گواہی دینے والے ہیں

پہونچ جاتی ہے اور یہ آپ جانتے ہی ہیں کہ اس قسم کی سب بیماریوں کا علاج توبہ اور انابت الی اللہ اور حضرت حق کی جانب رجوع ہونا ہے لفظ خشوع سے اس آیت میں اسی کو ظاہر فرمایا ہے۔ ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق۔ ہم نے ترجمہ میں جھک جانا کیا ہے۔ مطلب یہی ہے کہ جب کوئی ایسی حرکت سرزد ہو تو فوراً توبہ کرو اور اللہ کی طرف رجوع ہو جاؤ پھر حالت درست کر دی جائیگی۔ کوئی نعمت اسلام سے بہتر نعمت نہیں ہے اور کوئی شغل طاعت اور عبادت سے بڑھ کر شغل نہیں ہے اور کوئی عبرت موت سے بڑھ کر عبرت نہیں ہے۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے قول کا ترجمہ ہے جو میں نے عرض کیا۔ بہر حال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بڑے مرتبے کے لوگ تھے۔ پیغمبر خدا کی ان کو صحبت میسر تھی جب ان کو تھوڑی سی بات میں تنبیہ ہو گئی تو ہم کس شمار میں ہیں۔ بعض حضرات نے یہ بھی فرمایا ہے کہ الم یان للذین اٰمنوا سے مخلص مسلمان مراد نہیں ہیں بلکہ منافق مراد ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں کیا ان کے لئے یہ وقت نہیں آیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نصیحتوں اور دینِ حق اور (باقی ۸۶۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۶۱) قرآن کیلئے خشوع اختیار کریں اور سچے دل سے مسلمان ہوجائیں۔ اس کی طرف آگے بھی اشارہ ہے کہ توبہ کرنا ایسا ہے جیسے مردہ زمین کا زندہ ہوجانا چنانچہ ارشاد فرمایا (۱۶) اس بات کو جان لو اور اس بات کا یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مرنے یعنی خشک ہوجانے کے بعد زندہ کردیتا ہے ہم نے تم سے اپنے دلائل واضح طور پر بیان کردئیے ہیں تاکہ تم سمجھو؛ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی عرب کے لوگ جاہل تھے جیسے مُردہ زمین اب ان کو جلایا ان میں سب کمال پیدا کردئے ۱۲ یعنی حالت کفر کو مری ہوئی زمین سے تشبیہ دی۔ ایمان لانا اور گناہوں سے توبہ کرنا ایسا ہے جیسے خشک زمین پر بارش ہوگئی۔ اسلئے اگر توبہ کرتے رہوگے تو نیکیوں کی کھیتی خشک نہ ہوگی۔ یہ سوچنے سمجھنے کی بات ہے (۱۷) بلاشبہ صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو خوش دلی اور خلوص کے ساتھ قرض دیا اُن کے لئے اس صدقہ کے ثواب کو بڑھادیا جائے گا اور دوچند کردیا جائیگا اور اُن لوگوں کو باعزت اور پسندیدہ ثواب ملے گا؛ آیت کی تفسیر اوپر گزرچکی ہے صدقہ بڑھادیا جائیگا یعنی صدقہ کا ثواب بڑھادیا جائیگا

لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ ۗ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا
اُن لوگوں کے لئے اُن کا اجر اور اُن کا نور ہوگا اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کی
بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٩﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ
تکذیب کی تو یہی لوگ اہل جہنم ہیں۔ تم خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی تو
الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَ
بس یہی ایک جی کا بہلانا اور کھیل ہے اور ظاہری آرائش ہے اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا
تَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ
اور اموال و اولاد میں ایک دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے بارش کہ اسکی پیداوار کاشتکاروں
الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ
کو خوش کرتی ہے پھر وہ خشک ہوجاتی ہے پھر اے مخاطب تو اسکو دیکھتا ہے کہ وہ زرد پڑگئی پھر وہ چورا
حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ
چورا ہوجاتی ہے اور آخرت کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے
مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ
مغفرت اور رضامندی ہے اور دنیا کی زندگی تو محض ایک سرمایۂ
الْغُرُوْرِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ
فریب ہے۔ تم اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف بڑھے چلو
عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ
جس کا عرض ایسا ہے جیسا آسمان و زمین کا پھیلاؤ وہ جنت اُن لوگوں کیلئے
لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ
تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اسکے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہ مغفرت و جنت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿٢١﴾
وہ اپنا فضل جس کو چاہے عنایت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

(۱۸) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتے ہیں تو یہی لوگ اپنے پروردگار کے ہاں سچے اور گواہی دینے والے ہیں ان لوگوں کے لئے ان کا خاص اجر اور ان کا نور ہوگا تفسیر صفحہ ہٰذا؛ اور جن لوگوں نے کفر کا شیوہ اختیار کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی تو یہی لوگ اہل جہنم ہیں؛ یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے رسول پر کامل ایمان رکھتے ہیں تو یہی لوگ اپنے پروردگار کے پاس سچے یعنی صدیق ہوں گے اور گواہی دینے والے یا شہید ہوں گے ان کو جنت میں ان کے خاص اجر سے نوازا جائے گا۔ ان کے لئے عالم آخرت کی ہر ایک موقع پر ان کو روشنی اور نور میسر ہوگا شہید کا ترجمہ بعض حضرات نے گواہ کیا ہے تب یہ مطلب ہوگا کہ قیامت کے دن لوگوں پر گواہی دینے والے ہوں گے اور انبیاء کی تائید کرنیوالوں میں شامل ہوں گے۔ اور بعض حضرات نے شہید کیا ہے تب یہ مطلب ہوگا کہ کمال ایمان کے باعث یہ صدیق بھی ہوں گے اور شہید بھی جیسا کہ پانچویں پارے میں گزرچکا ہے ہم نے دونوں ہی باتیں ذکر کردی ہیں بہرحال اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیقیت اور شہادت کا مرتبہ انہی کو میسر ہوگا جو کامل ایمان والے ہونگے رہے کافر اور مکذبین بآیت اللہ اہل جہنم ہوں گے ۱۲ اب آگے دنیا کی بے ثباتی کا اظہار ہے (۱۹) خوب جان لو کہ دنیا کی زندگی تو بس یہی ایک جی کا بہلانا اور کھیل ہے اور ظاہری آرائش اور آپس میں ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال اور اولاد میں ایک کا دوسرے سے اپنے کو زیادہ بتلانا اور مال و اولاد کی زیادہ طلبی اس کی مثال ایسی ہے جیسے بارش اور برکھا کہ اس کی نباتات کاشت کاروں کو خوش کرتی ہے پھر وہ خشک ہوجاتی ہے پھر اے مخاطب تو اس کو دیکھتا ہے کہ وہ زرد پڑگئی پھر وہ چورا چورا ہوجاتی ہے اور آخرت کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں سخت عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش اور رضامندی و خوشنودی ہے اور دنیا کی زندگی نہیں ہے مگر ایک سرمایۂ فریب اور دھوکے کی ٹٹی؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آدمی کو اول عمر میں کھیل چاہئے پھر تماشا پھر بناؤ درست کرنا پھر ساکھ کرنے اور نام حاصل کرنا اور مرنا قریب آوے تب ذکر مال اور اولاد کو پیچھے میرا گھر بار ہے آسودہ یہ سب دغا کی جنس ہے آگے کام آوے گا کچھ اور یہ کچھ کام نہ آوے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ کھیل کود۔ بے ہودہ شغل اور مشاغل اور آرائشگی بڑے بڑے سامان شادی بیاہوں میں تفاخر۔ ایک دوسرے کے مقابلے میں شہرت اور مال و اولاد کی کثرت یہ تمام دنیوی زندگی کا خلاصہ ہے اور یہ سب ایسا ہی ہے۔ مینہ برسا کھیتی اُگی۔ وقت پر مزید پانی نہ ملنے سے زرد ہوئی خشک ہوئی اور ہوا میں چورا چورا ہوکر اڑگئی پھری اور معاملہ تمام ختم ہوگیا تو یہ زندگی سوائے اس کے کہ ایک دھوکے کا سودا ہے اس سے زیادہ اور کیا ہے۔ رہا عالم آخرت جس کو دارالجزاء کہتے ہیں وہاں نافرمان لوگوں کیلئے سخت ترین عذاب اور فرماں برداروں کے لئے بخشش اور پروردگار عالم کی رضامندی اور خوشنودی اب آگے مغفرت کی جانب لپکنے اور مغفرت کا سامان مہیا کرنے کی ترغیب ہے (۲۰) تم اپنے پروردگار کی بخشش و مغفرت اور اس جنت کی طرف لپکو اور بڑھے چلو اور بڑھنے میں جلدی کرو جس جنت کا عرض ایسا ہے جیسا آسمان و زمین کا پھیلاؤ اور جس کی وسعت ایسی ہے جیسے آسمان و زمین کی وسعت وہ بہشت اُن لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں یہ مغفرت اور جنت اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے وہ اپنا فضل جس کو (باقی ص۸۶۳ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۶۲) چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے اور بڑے فضل واحسان کا مالک ہے ٭ اوپر کی آیت میں مغفرت اور رضوان کا ذکر فرمایا تھا اس آیت میں اُس کی طرف بڑھے چلنے کا ذکر ہے۔ یعنی بھلائیوں میں سبقت کرو اور قدم بڑھائے چلو۔ یہ مغفرت اور جنت کی طرف بڑھنا یا یہ جنت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور فضل اُن کی مشیت پر ہے اس لئے اپنی بھلائیوں پر تکیہ اور بھروسہ نہ کرلو اگرچہ اس نے اپنی رحمت سے نیک عمل کرنے والوں سے اپنی مشیت متعلق کرلی ہے۔ اس لئے جنت کی امید رکھو اور اُس کی گرفت سے ڈرتے رہو۔ آگے ایک اور مرتبے کا ذکر ہے (۲۱) کوئی آفت و مصیبت خواہ وہ دنیا میں واقع ہو یا خاص طور پر تم کو پہونچے اِلَّا یہ کہ وہ اس سے پہلے کہ ہم اس مصیبت کو پیدا کریں وہ ایک کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے بے شک یہ قبل از وقوع کتاب میں لکھ دینا اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے ٭ یعنی مصیبت کوئی داخلی ہو یا خارجی ہو۔ عام ہو یا خاص ہو وہ دنیا میں واقع ہونے اور ظاہر ہونے سے پہلے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہوتی ہے اور یہ ہم پر لوح محفوظ کا اندراج بہت آسان ہے کیونکہ وہ علم غیب رکھتا ہے اور اُس کا علم سب کو محیط ہے (۲۲) اور تم کو یہ اس لئے بتادیا اور سکھادیا تاکہ جو چیز تم سے فوت ہوجائے اور تمہارے ہاتھ نہ لگے تم اس پر رنجیدہ نہ ہوا کرو اور وہ جو تم کو دیوے اور عطا کردے تم اس پر اترایا نہ کرو اور ریجھا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے اور خودستائی کرنیوالے اور شیخی مارنے والے کو پسند نہیں کرتا ٭ یعنی ہاتھ نہ آنے والی چیز پر رنجیدہ تو اس لئے نہ ہو کہ ایسا ہی لکھا ہوا تھا کہ فلاں چیز تجھے نہ ملے اور اترایا اس لئے نہ کیا کرو کہ ملنے والی چیز بھی لکھے کے موافق ملی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملی وہ لوح محفوظ میں نہ لکھتا تو کیسے ملتی اختیال اور فخر دونوں میں تھوڑا سا فرق ہے لیکن دونوں مذموم ہیں خواہ فضائلِ داخلیہ ہوں جیسے علم اور ہنر یا فضائلِ خارجیہ ہوں جیسے مال و دولت اور جائیداد چونکہ اترانے کا اثر انسان پر لبسا اوقات بخل کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس لئے آگے بخیلوں کی صراحۃً مذمت فرمائی (۲۳) جو ایسے ہیں کہ خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور جو کوئی روگردانی کرے گا تو بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز اور سب خوبیوں سے متصف ہے ٭ چونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا تقاضہ یہ تھا کہ مخلوق کے آگے جھکتا یعنی تواضع کرتا اور مخلوق کی خدمت کرتا لیکن کسی نے اگر بخل کیا اور اللہ تعالیٰ کے شکر سے روگردانی کی اور دینِ حق کے قبول کرنے سے پھرا تو اللہ تعالیٰ کا کوئی ضرر اور نقصان نہ ہوگا کیونکہ وہ غنی بھی ہے اور حمید بھی ہے۔ یعنی غیر محتاج اور سب صفاتِ کمالیہ سے متصف اگر نقصان ہوگا تو اس روگردانی کرنے اور پھر کر چلے جانے والے ہی کا ہوگا (۲۴) بلاشبہ ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل و احکامات دیکر بھیجا اور ہم نے ان کے ہمراہ اور ان کی معرفت کتابیں اور ترازو یعنی طریقۂ عدل نازل کیا۔ تاکہ لوگ انصاف و اعتدال پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا نازل کیا یعنی پیدا کیا اس میں سخت لڑائی کا سامان اور لوگوں کے اور منافع بھی اس سے وابستہ ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس امر کو ظاہر کردے کہ اس کو بن دیکھے اس کی اور اس کے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہایت قوی اور زبردست ہے ٭ یعنی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے دلائل یعنی صاف صاف احکام بھیجے اور اُس نے رسولوں کے ساتھ کتابیں بھی نازل کیں اور ترازو اُتاری یعنی احکام

ع ۳ / ۱۹

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ

کوئی آفت و مصیبت خواہ وہ دنیا میں واقع ہو یا خاص طور پر تم کو پہونچے

اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ

الا یہ کہ وہ اس سے پہلے کہ ہم اسکو پیدا کریں وہ ایک کتاب یعنی لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے بیشک قبل از وقوع کتاب میں

يَسِيْرٌ ۝۲۲ۚۖ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ

لکھ دینا اللہ پر بہت آسان ہے۔ تم کو یہ اس لئے بتادیا ہے تاکہ جو چیز تمہارے ہاتھ نہ لگے تم اس پر رنجیدہ نہ ہوا کرو اور جو وہ تم کو عطا

اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۨ ۝۲۳ۙ الَّذِيْنَ

کردے تم اس پر اترایا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے خودستائی کرنیوالے کو پسند نہیں کرتا۔ جو ایسے ہیں کہ

يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ

خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور جو کوئی روگردانی کریگا تو بے شک

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝۲۴ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ

اللہ تعالیٰ بے نیاز اور سب خوبیوں سے متصف ہے۔ بلاشبہ ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل و احکامات دیکر بھیجا اور

اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ

ہم نے اُن کی معرفت کتابیں اور طریقۂ عدل نازل کیا تاکہ لوگ انصاف یعنی اعتدال پر قائم رہیں

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ

اور ہم نے لوہا پیدا کیا کہ اس میں سخت لڑائی کا سامان ہے اور لوگوں کے اور منافع بھی اس سے وابستہ ہیں

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ

اور اس لئے پیدا کیا تاکہ اللہ تعالیٰ اس امر کو ظاہر کردے کہ اسکو بن دیکھے اسکی اور اسکے رسولوں کی کون مدد کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ

عَزِيْزٌ ۝۲۵ۧ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ

نہایت قوی اور زبردست ہے اور بلاشبہ ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بناکر بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت

ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ

اور کتاب کا سلسلہ جاری رکھا پھر اُن کی اولاد میں سے بعض ہدایت یافتہ ہوئے اور اکثر

میں خاص طور پر انصاف و عدل کرنے کا حکم بھی اتارا تاکہ لوگ افراط و تفریط سے بچکر انصاف اور اعتدال پر قائم رہیں اور ہم نے لوہا اتارا یعنی لوہے کو زمین سے پیدا کیا اور مخلوق کو لوہا دریافت کرادیا اس لوہے میں شدید جنگ اور سخت ہیبت ہے یعنی اس سے سامانِ جنگ بنتا ہے اور سامانِ جنگ کے علاوہ اور بھی لوگوں کے لئے طرح طرح کے فائدے ہیں اور آج کل کی مادی اور ترقی یافتہ دنیا میں تو لوہے کی ضروریات اور اس کے منافع کا حصر ہی کیا ہوسکتا ہے۔ اور لوہے کو اس لئے بھی پیدا کیا تاکہ یہ بات ظاہر ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے کون مدد کرتا ہے۔ یعنی لوہے سے چونکہ جنگ کا سامان بناکر اس لئے جہاد میں کام آتا ہے۔ تو اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بن دیکھے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے پیغمبروں کی کون مدد کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ پیغمبروں کی تہذیب اور اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کیلئے کون ہتھیار استعمال کرتا ہے۔ اور کون اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اس کے دین کی اور اس کے رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کسی کی مدد کا محتاج نہیں ہے کیونکہ وہ قوی صاحب قوت اور عزیز ہے (باقی صفحہ ۸۶۴)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۶۳) صاحب غلبہ اور غالب رہنے والا ہے۔ بلکہ دین کی مدد کرنا اور دین کی اشاعت کرنا اور دینِ حق کی حفاظت کرنا خالص انسانیت کی خدمت ہے اور دینِ حق کی بقا دنیا میں انسانیت اور صحیح اور خالص انسانیت کی بقا ہے بعض حضرات نے یہاں رسولوں سے فرشتے مراد لئے ہیں جو انبیاء کے پاس کتابیں لیکر نازل ہوتے تھے بعض نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام ترازو لیکر حضرت نوحؑ کے پاس آئے تھے۔ بعض نے کہا آسمان سے لوہے کے بعض آلات نازل ہوئے تھے۔ واللہ اعلم (۲۵) اور بلاشبہ ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بنا کر بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت کا اور کتاب کا سلسلہ جاری رکھا سو اُن کی امت میں سے بعض ہدایت یافتہ ہوئے اور اکثر ان میں سے نافرمان رہے ؛ پیغمبروں کے سلسلے میں خاص طور پر حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کا ذکر فرمایا۔ کیونکہ تمام پیغمبر انہی کی اولاد میں سے ہوئے ہیں۔ بعض ان میں سے وہ تھے جو مستقل کتاب اور مستقل شریعت رکھتے تھے۔ بعض پر وحی نازل ہوتی تھی لیکن مستقل کتاب ان کو نہیں ملی تھی۔ بعض حضرات نے کتاب کا ترجمہ وحی کیا ہے اور بعض نے کتاب سے کتابت مراد لی ہے بہر حال ان دونوں کی اولاد میں نبوت، کتاب یا وحی یا کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ پھر ان انبیاء کی امتوں میں سے کچھ راہ یافتہ ہوئے اور اسلام کے پابند رہے اور کچھ بے حکم رہے جو ایمان نہیں لائے۔ (۲۶)

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَ
ان میں سے نافرمان رہے۔ پھر ان رسولوں کے پیچھے ہم اور رسولوں کو پے در پے بھیجتے رہے اور
قَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۬ وَجَعَلْنَا
اُن کے بعد ہم نے عیسیٰؑ بن مریم کو بھیجا اور ہم نے اُس کو انجیل عطا فرمائی اور جن لوگوں نے
فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ؕ وَرَهْبَانِيَّةَ
عیسیٰؑ بن مریم کی پیروی کی ہم نے اُن کے قلوب میں شفقت اور رحم پیدا کیا اور رہبانیت یعنی ترک دنیا کو
ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ
خود اُنھوں نے ایجاد کیا ہم نے اس رہبانیت کو ان پر لازم نہیں کیا تھا مگر ہاں اُنھوں نے رہبانیت مذکورہ کو خدا کی خوشنودی کیلئے اختیار
فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ
اور ایجاد کیا تھا لیکن جو اُسکی رعایت کا حق تھا اُنھوں نے اسکو پورا نہیں کیا پھر جو لوگ ان میں سے ایمان لائے یعنی نبی آخر الزماں پر تو ہم نے ان کو
اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
ان کا اجر عطا فرمایا اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں۔ اے گزشتہ رسولوں پر ایمان رکھنے والو
اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ
خدا سے ڈرتے رہو اور اُس کے رسول یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے دو حصے عطا
رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ
فرمائے اور تم کو ایک ایسا نور عنایت فرمائے جس کو تم لئے پھرو اور تم کو معاف کر دے
وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَلَّا
اور اللہ بہت معاف کرنیوالا نہایت مہربان ہے۔ اس حسن سلوک کا ذکر اسلئے کیا گیا تاکہ غیر مسلم اہل کتاب اس امر سے واقف ہو جائیں
يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ
کہ وہ فضل خداوندی کے کسی حصے پر بھی قدرت نہیں رکھتے اور یہ کہ فضل اللہ تعالیٰ ہی کے
اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع
قبضے میں ہے وہ جس کو چاہے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہی بڑے فضل والا ہے۔

تفسیر صفحہ ھٰذا: پھر ان رسولوں کے پیچھے ہم اور رسولوں کو پے در پے بھیجتے رہے اور ان رسولوں کے بعد ہم نے عیسیٰؑ ابن مریم کو بھیجا اور ہم نے اُس کو انجیل عطا فرمائی اور جن لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیروی کی اور عیسیٰؑ ابن مریم کی اتباع کی ہم نے اُن کے قلوب میں شفقت اور رحم پیدا کیا اور رہبانیت اور گوشہ نشینی یعنی ترک دنیا کو خود انھوں نے ایجاد کیا ہم نے اس رہبانیت اور گوشہ نشینی کو ان پر فرض اور ان پر لازم نہیں کیا تھا مگر ہاں یہ ضرور ہے کہ انھوں نے رہبانیت مذکورہ کو اور گوشہ نشینی کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے اختیار اور ایجاد کیا تھا لیکن ترک دنیا اور گوشہ نشینی کی رعایت کا جو حق تھا انھوں نے پورا نہیں کیا اور رہبانیت کی پوری پوری رعایت اور نگہداشت نہیں کر سکے اور جیسا نباہنا چاہیے تھا ویسا نباہ نہ سکے پھر جو لوگ ان میں سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو ان کا اجر اور ثواب عطا فرمایا اور اکثر ان راہبوں میں سے نافرمان ہیں ؛ یعنی رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ کو بھیجا اور ان کو مستقل شریعت اور کتاب عطا فرمائی یہ عیسیٰؑ بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں پھر کچھ لوگ تو ان پر ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے ایمان لانے سے انکار کیا۔ جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔ پھر جو لوگ ایمان لائے تھے ان میں سے بعض نے اپنے دین کے تحفظ اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے ترک دنیا اور گوشہ نشینی کا طریقہ اختیار کیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رہبانیت کا حکم نہیں دیا تھا نہ رہبانیت کو عیسیٰؑ کی قوم پر لازم کیا تھا لیکن کچھ لوگوں نے اس کا اختراع کر لیا اگرچہ اس ترک دنیا کے پورے پورے حق ادا نہیں کر سکے اور گوشہ نشینی اور ترک دنیا کو نباہ نہ سکے۔ جو لوگ انجیل پر ایمان لائے تھے ان میں انجیل کی تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ ان کے قلوب میں شفقت اور رحمت پیدا کر دی گئی۔ جیسا کہ انجیل کی تعلیم سے ظاہر ہے بہر حال جو لوگ رہبانیت کے پابند تھے اور راہب کہلاتے تھے ان میں سے بعض لوگ نبی آخر الزماں پر ایمان لائے اور شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم کر لیا تو جن راہبوں نے دینِ حق کو قبول کر لیا ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کے اجر و ثواب عنایت فرمائے اور بہت سے ان راہبوں میں نافرمان اور فاسق ہوئے یعنی انھوں نے اسلام کو قبول نہیں کیا آگے پھر ان کو ایمان قبول کرنے کی ترغیب دیتے ہیں (۲۷) اے گزشتہ پیغمبروں پر ایمان لانے والو! (گزشتہ پیغمبروں میں حضرت عیسیٰؑ ابن مریم بھی داخل ہیں) اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ تاکہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے دو حصے عطا فرمائے اور تم کو ایک ایسا نور عطا فرمائے جس کو تم لئے پھرو اور جس نور کے ساتھ تم چلو پھرو اور تم کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنیوالا نہایت مہربان ہے ؛ یعنی جو لوگ سابقہ انبیاء پر ایمان لائے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اس آخری نبیؐ پر ایمان لائیں یعنی اہلِ کتاب کو چاہیے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ ان کو دو حصے عطا فرمائے گا جیسا کہ سورۂ قصص میں گزر چکا ہے۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۸۳۶

خوب مزے کے ساتھ رچ کر کھاؤ پیو (۱۹) یہ پرہیز گار لوگ ان تختوں پر جو برابر بچھے ہوئے ہوں گے تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کا ان سے نکاح کر دیں گے ؛ تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ یہ تخت برابر برابر بچھے ہوئے ہوں گے اور ان سے ہم حورعین کو بیاہ دیں گے۔ آنکھیں بڑی اور رنگت گوری یہ حال تھا عام اہل ایمان کا اب آگے ایک آیت میں مخصوص مومنین کا ذکر فرماتے ہیں (۲۰) وے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان لانے میں ان کی پیروی کی ہم ان کی اولاد کو ان کے پاس پہنچا دیں گے اور ان سے ملا دیں گے اور ان سابقہ اہل ایمان کے اعمال میں سے کوئی عمل کم نہیں کریں گے ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے محبوس اور رہن رکھا ہوا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں نیکوں کی اولاد کو یہ فائدہ ہے کہ اگر ایمان رکھیں اور ان کی راہ پر چلیں تو ان کے درجے میں پہنچیں نیکوں کا عمل ان کو نہیں بانٹ دیتے پر ان کی خوشی پر ان پر مہر کی اور ان کی راہ نہ چلیں تو جیسے اور ۱۲ خلاصہ یہ کہ نیک اور متقیوں کے لئے بشارت ہے کہ ان کی اولاد بھی اگر مومن ہو گی تو اس مومن اولاد کو اپنے خاندان سے ملا دیا جائے گا جیسا کہ ہم سورۂ مومن میں عرض کر چکے ہیں۔ وہاں **ومن صلح من اٰبائھم وازواجھم وذریاتھم** فرمایا۔ صلاحیت یہی ایمان اور عمل صالح کی ہے۔ اگر اولاد باپ دادا کے نقش قدم پر چلنے والی ہے تو ایسی اولاد کو جنت میں ان کے آباؤ اجداد کے ساتھ جمع کر دیا جائے گا۔ اور اتنی مہربانی مزید کی جائے گی کہ اگر اولاد کے اعمال میں کچھ کوتاہی ہو گی تو بھی ان کے درجے بڑھا کر ان کے آباء تک پہنچا دیا جائے گا۔ یہ نہیں کیا جائے گا کہ آباء کے عمل کم کر کے ان کے درجے نیچے کر دیئے جائیں۔ بہرحال نیک لوگوں کے خاندان اگر اپنے بزرگوں کی طرح مومن اور عمل صالح کے پابند ہوں گے اور ان کے عمل اپنے بزرگوں کے عمل سے کم ہوں گے تب بھی بڑوں کی برکت سے اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان کو ان تک پہنچا دے گا تاکہ ان کی آنکھیں اپنی اولاد کو اپنے پاس دیکھ کر ٹھنڈی رہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **ان اللہ یرفع ذریۃ المؤمن فی درجتہ وان کانوا دونہ فی العمل لتقربھم عینہ** یعنی اللہ تعالیٰ مومن کی اولاد کے درجے بلند کر دے گا اگرچہ وہ عمل میں کم بھی ہو تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ حضرت حق نے آخر میں منکر اور کافر کی طرف اشارہ فرمایا کہ ہر نفس اپنے شرک و کفر کی وجہ سے محبوس اور گرو رکھا ہوا ہے دوزخ میں جب تک رہن کی ادائیگی نہ ہو شے مرہونہ کو چھوڑا نہیں جا سکتا۔ مومن اس سے مستثنا ہے۔ جیسا کہ سورۂ مدثر میں ہے **الا اصحاب الیمین**۔ خازن میں اسی طرح ہے۔ بعض مفسرین نے عام رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہر نفس رہن ہے اور مطالبہ ہے اعمال صالح کا جس بندے نے نیک اعمال کئے اس کا نفس چھوڑ دیا جائے گا اور جس نے نیک عمل نہیں کئے اس کا نفس محبوس ہے۔ یہ ایک تمثیل ہے جو راہن ۔ مرہون اور مرتہن کی شکل میں سمجھائی گئی ہے مگر صاحب خازن نے صرف کفار کے لئے یہ شکل بیان کی ہے۔ یہ خاص مومنین کا ذکر بیچ میں آ گیا تھا۔ اب پھر اہل جنت کا ذکر فرماتے ہیں بعض حضرات نے اولاد نسبی کے ساتھ اولاد سببی کو بھی شریک کیا ہے۔ یعنی ایک شیخ کے مرید اور ایک عالم کے شاگرد۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے کچھ بعید نہیں اگر نیک مرید اور نیک شاگرد اپنے شیخ اور اپنے استاد سے قریب کر دیئے جائیں۔ **ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء** (۲۱)

بقیہ صفحہ ۸۳۹

راستے سے بھٹک جانے والا عام طور سے بہکتے تھے حضرت حق تعالےٰ نے دونوں کی نفی فرمائی کہ نہ یہ گمراہ ہے، نہ راستے سے بہکا ہے۔ **ھوی** کا ترجمہ ہم نے مصدر کو قبول کے وزن پر رکھتے ہوئے کیا ہے اور اگر **ھوی** کو **دخول** کے وزن پر رکھا جائے تو اس کے معنی طلوع کے ہوں گے۔ بہرحال ہم نے غروب کو اختیار کیا کیونکہ تارے کے غروب کے وقت مسافروں کو راہ اور جہت معلوم کرنے کا زیادہ شوق ہوتا ہے اور وہ اس وقت کا اہتمام بھی زیادہ کرتے ہیں۔ رفیق صحبت اور ساتھی اس لئے فرمایا کہ اس کی تمام زندگی سے تم واقف ہو تمہارے سامنے بڑھا اور پلا ہے۔ اور تم خود بھی اس کی صداقت اور امانت کے معترف ہو (۲) اور نہ وہ اپنی نفسانی خواہشات سے کوئی بات بنا کر کہتے ہیں ؛ یعنی جیسا کہ تم کہتے ہو کہ یہ قرآن اس نے خود بنا لیا ہے یا اس نے کوئی نئی شریعت بنائی ہے۔ بلکہ جہاں تک انسانی ہدایت اور رہنمائی کا تعلق ہے ان کی کوئی بات بھی خود ساختہ اور اپنی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ (۳) ان کا ہر فرمان اور ان کا ہر ارشاد تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف بھیجی جاتی ہے ؛ یعنی انسانی ہدایت کے بارے میں ان کا ہر کلام اللہ تعالےٰ کی وحی ہے جو وحی ان کی جانب بھیجی جاتی ہے وہ وحی متلو یعنی قرآن ہو یا غیر متلو یعنی حدیث ہو۔ غرض شریعت اور دین کے بارے میں وہ کوئی بات اپنی چاؤ اور اپنی خواہش سے نہیں کہتے اور نہیں بولتے (۴) ف۳ اس وحی کو انہیں ایک بڑا طاقت ور فرشتہ تعلیم کرتا ہے ؛ یعنی جو وحی ان کی جانب کی جاتی ہے اس کو ایک بڑا زور آور اور طاقت ور فرشتہ لیکر آتا ہے اور ان کے سامنے پڑھتا اور بیان کرتا ہے۔ اسی کو تعلیم سے تعبیر کیا ہے۔ طاقت دار اس فرشتے کو کہا تاکہ معلوم ہو کہ راستے میں اس کے بدلنے اور گھٹنے بڑھنے کا احتمال بھی نہیں۔ مراد اس فرشتے سے حضرت جبریل علیہ السلام ہیں جن کی بے پناہ طاقت اور زور کا اندازہ کرنا مشکل ہے جن کی ایک آواز سے لوگوں کے پتے پھٹ جائیں اور جو بڑی بڑی بستیوں کو اٹھا کر الٹ دیں۔ تو جو پیام وہ لیکر آئیں ان سے کون چھین سکتا ہے اور کون تبدیل کر سکتا ہے۔ **شدید القویٰ** کی اضافت صفت مشبہ کی اضافت فاعل کی طرف ہے۔ یعنی **ملک شدید قواہ**۔ یعنی ایک ایسا فرشتہ جس کے قوا بہت قوی اور سخت ہیں۔ (۵) جو خوش منظر صاحب حسن اور زور آور ہے پھر وہ فرشتہ اپنی اصلی شکل میں سیدھا کھڑا ہوا (۶) دراں حالیکہ وہ آسمان کے بلند کنارے پر تھا ؛ **مرۃ** کے معنی بھی مضبوط کے ہیں **مریرہ** اس رسی کو کہتے ہیں جو بہت ہی مضبوط بٹی ہوئی ہو۔ استحکام عقل اور مضبوطی رائے اور دین کی متانت کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ صاحب حسن اور وجیہ کو بھی کہتے ہیں۔ **فلان ذو مرۃ کانہ محکم الفتل** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب حسن ترجمہ کیا ہے اس لئے ہم نے خوش منظر کر دیا ہے بہرحال **شدید القویٰ** کے بعد پھر **ذو مرۃ** فرمایا۔ تو یا تو حضرت جبرئیل کی روحانی اور جسمانی طاقت کو ظاہر کرنا ہے یا یہ مطلب ہے کہ وہ بڑی قوت والا اور پیدائشی طاقتور اور زور آور ہے۔ بہرحال حضرت جبریل کی کمال طاقت اور کمال زور کا اظہار ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام ہمیشہ آپ کی خدمت میں انسانی شکل و صورت کے ساتھ آیا کرتے تھے جیسا کہ مشہور ہے کہ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شکل میں آتے تھے۔ اور ان کا قاعدہ بھی یہی ہے کہ ہر پیغمبر کے پاس انسانی صورت میں آتے رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنے کی خواہش کی۔ چنانچہ وہ افق اعلیٰ میں اپنی اصلی صورت میں حضور کو نظر آئے۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب آپ غار حرا میں خلوت کی زندگی بسر فرمایا کرتے تھے اور کئی کئی دن بعد گھر آیا کرتے تھے۔ اور عام طریقے سے جو خواب آپ شب میں دیکھتے تھے وہ دوسرے دن صبح کی روشنی کے مانند ظاہر ہو جاتا تھا اور دوسرے ہی دن وہ واقعہ اسی طرح ظہور پذیر ہو جاتا تھا یہ ان ہی دنوں کی بات ہے وحی کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا چنانچہ جبریل آسمان کے کنارے کی بلندی میں نظر آئے ان کے چھ سو پر تھے جن کی لمبائی چوڑائی سے مشرق سے لیکر مغرب تک کی تمام فضا پُر نظر آئی حضور یہ شکل و صورت دیکھ کر گھبرا گئے اور آپ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ اسی وقت حضرت جبریل نے انسانی شکل اختیار کی اور آپ کے قریب آ کر آپ کو اٹھایا چنانچہ اسی کو آگے بیان فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ بیان فرماتے ہیں حضرت کو اول نبوت میں حضرت جبریل نظر آئے اصل صورت پر ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے آسمان ان سے بھر رہا کنارے سے کنارے تک یہ دیکھ کر گھبرائے تو سورت مدثر اتری۔ شدید القویٰ ذو مرہ کی صفتیں سورۂ کورت میں حضرت جبریل کی کہی ہیں ۱۲ (۷) پھر وہ فرشتہ نزدیک ہوا اور اتر آیا (۸) یہاں تک کہ دو کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم (۹) پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے پر وحی نازل فرمائی جو کچھ بھی نازل فرمائی ؛ جیسا کہ اوپر فرمایا تھا حضرت جبریل اپنی اصلی شکل میں نظر آئے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشانی اور بیہوشی ہوئی تو وہ انسانی شکل کے ساتھ متشکل ہو کر حضور کے قریب آئے اور جھک کر آپ کو اٹھایا جس کو قرآن نے **فتدلی** فرمایا۔ قرب کو محاورے کے طور پر فرمایا دو کمان یا اس سے بھی کم فاصلہ عرب کا قاعدہ تھا کہ جب دو شخص باہمی یگانگت اور اتحاد کا عہد کرتے تھے تو دو کمانوں کو باہم ملا کر دونوں آدمی مل کر ایک تیر پھینکتے تھے اور اس کو دوستی اور اتحاد کا عہد کہا کرتے تھے۔ اسی اتحاد اور یگانگت کی طرف شاید اشارہ ہو۔ بہرحال جب حضرت جبریل نے آپ کو اٹھایا اور پیشانی سے خاک کو صاف کیا تو اس وقت حضرت جبریل کی وساطت سے اللہ تعالےٰ نے اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی بھیجی۔ وہ وحی مخفی ہے اس وحی میں شاید آپ کی امت کے لئے کوئی بشارت تھی بعض لوگوں نے کہا اس وحی کا مضمون یہ تھا کہ جنت میں اس وقت تک کوئی نبی داخل نہ ہو گا جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہو جائیں اور تمام انبیاء کی امم پر دخول جنت اس وقت تک حرام کر دیا گیا ہے جب تک آپ کی امت جنت میں نہ داخل ہو جائے۔ بعض نے کچھ اور فرمایا ہے بہرحال

Marfat.com

کوئی حقیقی بات اس وحی کے متعلق نہیں کہی جا سکتی۔ آگے اپنے پیغمبر کی تصدیق فرماتے ہیں۔ (۱۰) جو کچھ پیغمبر کی آنکھ نے معائنہ کیا اس کے سمجھنے میں دل نے غلطی نہیں کی اور جھوٹ نہیں کہا۔ (۱۱) پس تم کیا پیغمبر کی دیکھی ہوئی چیز میں اس سے جھگڑتے ہو ؛ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرشتہ کا جس طرح مشاہدہ اور معائنہ کیا دل نے اور دماغ نے اسی طرح سمجھا۔ دل نے جھوٹ نہیں کہا اور دماغ نے اس کے سمجھنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ تو اب ایسی بات جس کو ان کی آنکھوں نے دیکھا اور دل و دماغ نے سمجھا تم اس چیز میں اے منکرو اس پیغمبر سے جھگڑا کرتے ہو۔ ایسا جھگڑا کٹ حجتی اور حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ تمہاری گفتگو اور مجادلہ محض بیکار اور تمہاری ایک عامیانہ حرکت ہے (۱۲) اور بلاشبہ پیغمبر نے اس فرشتے کو ایک اور مرتبہ بھی اس کی حقیقی شکل میں دیکھا ہے (۱۳)

بقیہ صفحہ ۸۴۰

اور تم کو اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور اس کی توحید کا حال معلوم ہو گیا اب بتاؤ کہ تم نے ان بتوں کے حال پر بھی غور کیا جن کے نام تم نے لات اور عزیٰ اور تیسرے ایک اور کا نام منات رکھ چھوڑا ہے۔ ان میں کیا قدرت ہے اور ان کی کیا حقیقت ہے اور کیا یہ اس قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کی جائے۔ لات، عزیٰ اور منات قریش کے مشہور بت ہیں۔ لات کی ثقیف کے لوگ پوجا کیا کرتے تھے۔ عزیٰ کو غطفان پوجتے تھے۔ منات ایک پہاڑ کا ٹکڑا تھا جس کو خزاعہ پوجتے تھے حضرت حق تعالے نے منات کے ساتھ اخریٰ فرما کر اس کی بے قدری اور اس کے گھٹیا ہونے پر اشارہ فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ نام ہیں بتوں کے کافر کہتے تھے یہ بیٹیاں ہیں اللہ کی ان کی ماں جنوں کی بیٹیاں ۱۲ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے خیال میں فرشتوں کے یہ فرضی نام رکھ لئے ہوں۔ کیونکہ عام طور سے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ اسی بات کا آگے رد فرماتے ہیں۔ (۲۰) کیا تمہارے لئے بیٹے اور اللہ تعالے کے لئے بیٹیاں (۲۱) اگر ایسا ہے تو پھر اس حالت میں تو یہ بہت ہی بھونڈی اور غیر منصفانہ تقسیم ہوئی ؛ مطلب یہ ہے کہ جن بیٹیوں کو تم ناپسند کرتے ہو وہ ناپسندیدہ چیز تم خدا کی طرف منسوب کرتے ہو اور اپنے لئے بیٹے تجویز کرتے ہو۔ اس قسم کی تقسیم تو بہت ہی غیر منصفانہ ہے (۲۲) یہ مذکورہ اصنام کچھ نہیں مگر چند نام ہیں جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لیا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ثبوت پر کوئی دلیل اور حجت نہیں نازل فرمائی۔ یہ لوگ محض بے بنیاد خیالات اور وہم فاسد اور اٹکل کی اور اپنی نفسانی خواہش اور جیوں کے چاؤ کی پیروی کرتے ہیں حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ ان کے پروردگار کی جانب سے ان کے پاس صحیح ہدایت اور رہنمائی پہنچ چکی ہے ؛ یعنی باوجود اس کے کہ ان کے پاس قرآنی تعلیم اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جن کی ذات مقدس جو ہدایت ہی ہدایت ہے۔ یہ تمام سامان ہدایت پہنچ چکا ہے مگر باوجود اس کے ان کی حالت یہ ہے کہ چند من گھڑت نام جو انہوں نے اور ان کے بڑوں نے دیوی اور دیوتاؤں کے وضع کر رکھے ہیں جن کے لئے آسمان سے کوئی دلیل نہیں اتری اور اللہ تعالے نے کوئی حجت نہیں نازل فرمائی، ان کے مفروضہ بتوں کی پرستش کئے جاتے ہیں۔ یہ پیروی نہیں کرتے مگر محض اٹکل اور تخمینے اور گمان فاسد کی اور اپنے نفوس اور جیوں کی خواہش کی صرف پیروی کرتے ہیں اور جو سامان ہدایت ان کو پہنچا ہے اس پر غور نہیں کرتے (۲۳) بھلا کہیں انسان کا ہر چاہا پورا ہوتا ہے اور کیا انسان کو اس کی ہر تمنا مل جاتی ہے اور کہیں آدمی کو ملتا ہے جو کچھ چاہے (۲۴) سو اللہ تعالے ہی کے اختیار میں ہے وہ عالم بھی اور یہ عالم بھی ؛ یعنی انسان کی ہر آرزو پوری نہیں ہوا کرتی خواہ ان منکروں کی یہ آرزو ہو کہ یہ بت ان کی سفارش کریں گے۔ یا یہ آرزو ہو کہ اسلام دنیا میں نہ پھیلے اور مسلمان ختم ہو جائیں۔ یا یہ آرزو ہو کہ نبوت اس پیغمبر سے چھن کر عرب کے کسی اور بڑے آدمی کو مل جائے۔ بہرحال یہ بات نہیں ہے کہ انسان کی ہر تمنا پوری ہو جائے بلکہ وہ جہان اور یہ جہان یعنی عالم آخرت اور عالم دنیا سب میں اللہ تعالے ہی کی فرماں روائی ہے اور دونوں عالم اسی کے اختیار میں ہیں وہ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے۔ فللہ الاخرۃ والاولیٰ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بت پوجنے سے کیا ملتا ہے ملتا ہے وہی جو اللہ دے پچھلے اور پہلے یعنی آخرت اور دنیا کی پادشاہی ۱۲ اسے ماکل مایتمنی المرء یدرکہٗ تجری الریاح بمالا تشتھی السفن۔ (۲۵) اور آسمانوں میں بہت سے فرشتے موجود ہیں کہ ان کی سفارش اور شفاعت ذرا بھی نفع نہیں دے سکتی اور کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی مگر ہاں بعد اس کے کہ اللہ تعالے جس کے لئے چاہے شفاعت کرنے کا حکم اور اجازت دیدے اور اس کے لئے سفارش کو پسند کرے ؛ یعنی اول تو فرشتے بلا اجازت کسی کی سفارش ہی نہیں کر سکتے اور اگر سب فرشتے مل کر بھی کسی کی شفاعت کریں تو نافع نہیں۔۔۔ ہاں صرف اس صورت میں نافع ہو سکتی ہے کہ اللہ جس کے لئے چاہے اذن دیدے اور اس کو پسند کرے۔ یعنی اس کے حق میں سفارش کرنا اس کو پسندیدہ ہو۔ یہ نہیں کہ جیسے دنیا میں بعض موقعہ پر محض دباؤ سے یا لالچ سے کوئی کسی کی سفارش کرتا ہے یا کسی سے سفارش کرا لیتا ہے (۲۶) بلاشبہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ فرشتوں کو لڑکیوں کے نام سے نامزد کرتے ہیں اور فرشتوں کے زنانے اور عورتوں کے سے نام رکھتے ہیں۔ (۲۷)

بقیہ صفحہ ۸۴۱

چونکہ مفسرین کے کئی قول ہیں اس لئے ہم نے ان کی جانب اشارہ کر دیا ہے۔ اور استثنا منقطع لیا جائے تو مطلب صاف ہے اور یہ نہ سمجھا جائے کہ الذین احسنوا کا جو وصف الذین یجتنبون میں بیان کیا گیا ہے اس میں کبیرہ کے مرتکب کو حسنیٰ یا کوئی صلہ ہی نہیں ملے گا آیت کا یہ مطلب نہیں بلکہ نیک کاموں کا بدلہ ضرور دیا جائے گا اور حسنیٰ ان کو ضرور ملے گی یہ دوسری بات ہے کہ کچھ تاخیر سے ملے۔ یہ نہیں کہ کسی گناہ کی وجہ سے نیکیوں کا اجر ہی ختم کر دیا جائے۔ بہرحال اب مطلب بالکل واضح ہو گیا کہ اللہ تعالے جو مالک الملک ہے اس کے لئے ہر نیک و بد کو جزا اور مکافات اور اجر و ثواب عطا کرنا کچھ مشکل نہیں۔ وہ بدوں کو بدی کی مکافات دے گا اور نیکوں کو صلہ یعنی حسنیٰ دے گا۔ یہ حسنیٰ کے مستحق اولین وہ محسن ہوں گے جو کبائر سے اجتناب کرتے ہیں مگر ہاں کوئی معمولی گناہ اور آلودگی کبھی ہو جائے تو وہ درگذر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آپ کا پروردگار بڑا وسیع المغفرت اور بڑی بخشش کرنے والا ہے وہ معمولی لغزشوں کو درگذر کرتا ہے اور کبائر سے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ آگے ایک اور اخلاقی اور بلند بات بتائی کہ محسنین اور نکوکاروں کو اپنی نیکی پر فخر و عجب اور تکبر نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بعض دفعہ نیکیوں میں کوئی ایسی کوتاہی رہ جاتی ہے جس کی وجہ سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں یا کوئی پوشیدہ برائی اس نیکی میں شامل ہو جاتی ہے جس سے وہ نیکی نیکی نہیں رہتی۔ اس لئے اس معاملے کو اللہ تعالےٰ ہی کے سپرد کرنا چاہئے کہ کون نیک ہے اور کون متقی ہے اور کس کی نیکیاں مقبول ہیں۔ کیونکہ وہ تم کو اس وقت بھی جانتا تھا جب تمہارے باپ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا تھا اور ابتدا میں ان کو مٹی سے بنایا تھا پھر جب توالد تناسل کا سلسلہ شروع ہوا تو جب تم ماں کے پیٹ میں تھے اس وقت بھی تم کو جانتا تھا اور تمہارے احوال اور تمہاری حالت سے واقف تھا لہٰذا اس واقف کار کو اپنے محسن اور نیک ہونے کا معاملہ سپرد کر دو اور اپنی خوبیاں اور اپنی پاکیزگی خود اپنی زبان سے بیان نہ کیا کرو اور اپنے کو پاکیزہ اور متقی نہ سمجھ بیٹھو۔ جو متقی اور پرہیزگار ہے اس کو وہی خوب جانتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ خود ستائی اور اپنی پاکبازی بیان نہ کیا کرو حقیقت حال از ابتدا تا انتہا اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کون پرہیزگار اور تقوے کا اہل ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالے عنہ نے خوب فرمایا ہے علم اللہ من کل نفس ماھی صانعۃ والی ماھی صائرۃ فلا تزکوا انفسکم ولا تطھروھا ۔۔۔ من الاثام وکا تمدحوھا بحسن الاعمال۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہر شخص کو جانتا ہے کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔ اور اس کا کیا ہونے والا ہے۔ تم اپنے کو پاکباز نہ سمجھ بیٹھو اور اپنے کو گناہوں سے پاک نہ ظاہر کرو اور نہ اپنے اعمال کی بھلائی پر اپنی تعریف کرو۔ نیک بندوں کا ذکر فرمانے کے بعد اب بعض کافروں کا ذکر فرماتے ہیں (۳۲) بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے دین حق سے روگردانی کی (۳۳) اور تھوڑا سا دیا اور بند کر دیا اور سخت دل ہو گیا ؛ کہتے ہیں ولید بن مغیرہ دین حق کی جانب کچھ مائل ہو چلا تھا مشرکوں نے اس کو سمجھایا کہ تو یہ کیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ خدا کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ اس پر ایک متعصب مشرک نے کہا کہ اگر عذاب کی نوبت آئی تو میں ضامن ہوتا ہوں کہ تیرا عذاب میں اوڑھ لوں گا بشرطیکہ تو اپنے مال میں سے اتنا اتنا مال مجھے دیدے۔ ولید نے اس کی بات مان لی۔ اسلام سے بھی ہٹ گیا اور اس مشرک کو جس کا نام عاتیہ تھا مال بھی پورا نہ دیا اور بند کر دیا۔ اس کو فرمایا کہ آپ نے اس شخص کی حالت کو بھی ملاحظہ فرمایا جس نے پیٹھ پھیری اور اسلام سے روگردانی کی یعنی اسلام سے ہٹ گیا اور جو تھوڑا سا مائل ہوا تھا اس سے لوگوں کے کہنے سننے میں آکر ہٹ گیا۔ اور پھر جو ضامن بنا تھا یعنی عاتیہ اس کو مال بھی نہ دیا۔ مال دینا بند کر دیا۔ یا سخت دل ہو گیا۔ دونوں ہی معنی کئے گئے ہیں۔ اکدیٰ حافر البیر کے محاورے سے لیا گیا ہے۔ یعنی کنواں کھودنے والے نے کنواں کھودنا بند کر دیا زمین کی سختی کی وجہ سے بہرحال جو وعدہ کیا تھا اسکے موافق مال ادا نہیں کیا اور سخت دل ہو گیا اور بخیل ہو گیا۔ تھوڑا سا دیا اور بند کر دیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تھوڑا سا ایمان لانے لگا پھر سخت ہو گیا اس کا دل ۱۲ (۳۴)

بقیہ صفحہ ۸۴۳

اس لئے فرمایا کہ قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا

Marfat.com

آگے معجزات کی تکذیب اور قیامت کے انکار پر زجر و توبیخ فرمائی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں منیٰ کے دنوں میں آدھی رات کو کافر جمع تھے حضرت ان کو سمجھاتے تھے انہوں نے مانگی کچھ نشانی حضرت نے فرمایا دیکھو آسمان کی طرف چاند دو ٹکڑے ہو گیا ایک ان میں سے مشرق کو آیا ایک مغرب کو جب تک خوب طرح دیکھ لیا پھر آپس میں مل گیا یہ نشانی ہے قیامت کی آگے سب کچھ یوں ہی پھٹے گا ۱۲ معجزہ شق القمر مشہور ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ اس باب میں بہت کافی اور بس ہے (۱) اور اگر یہ کفار کوئی معجزہ اور نشانی دیکھتے ہیں تو یوں کہتے ہیں کہ یہ ایک چلتا ہوا جادو ہے ؛ مستمر کے کئی معنی کئے گئے ہیں۔ قوی۔ دائم مستحکم زائل ہو جانے والا۔ باقی نہ رہنے والا۔ (۲) اور انہوں نے تکذیب کی اور اپنی خواہشات کی پیروی کی اور اپنی نفسانی خواہشات پر چلے اور ہر کام کی ایک حد ہے جہاں وہ ٹھہرنے والا ہے ؛ یعنی دین حق اور پیغمبر اسلام کی تکذیب کرتے ہیں۔ اور باطل اور شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔ اور یہ جو فرمایا **وکل امر مستقر**۔ یہ ایک ایسا جملہ ہے جیسے ہم بولا کرتے ہیں کہ ہر کام کا ایک وقت ہوا کرتا ہے۔ یعنی کب تک کوئی یہ کام کرتا رہے گا آخر ہر کام کی ایک حد اور اس کا ٹھہراؤ ہے یہاں شاید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت اور تکذیب کی انتہا کی طرف اشارہ ہے کہ یہ کب تک حق کی مخالفت کرتے رہیں گے آخر کسی دن تو اس کی انتہا ہو گی۔ یا شاید دین حق کی مقبولیت کی طرف اشارہ ہو کہ ایک دن تو یہ دین مقبول عام و خاص ہو گا اور لوگ سمجھتے سمجھتے حق و باطل میں امتیاز کرنے لگیں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ قیامت کی جانب اشارہ ہو کہ ان کا انکار کب تک چلے گا آخر تو ایک دن ان کو ماننا ہی پڑے گا کہ قیامت حق ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر امر خیر و شر کا ایک مستقر ہے یعنی دوزخ میں یا جنت میں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ان کا عذاب بھی ایک وقت آئے گا ۱۲ (۳) اور بلاشبہ سابقہ واقعات میں سے ان کے پاس اس قدر خبریں پہنچ چکی ہیں کہ ان میں ان کے لئے کافی نصیحت اور عبرت اور ڈانٹ ہو سکتی ہے ؛ قاعدہ ہے کہ افتعال کی تا کو دال مشدد یا ذال سے یا نا سے بدل لیا کرتے ہیں۔ ازدجار۔ کسی کو جھڑک کر کسی بات سے روکنا اور منع کرنا مطلب یہ ہے کہ امم سابقہ کی تعذیب کے جو واقعات ان تک آئے ہیں اور جو خبریں ان تک پہنچی ہیں ان خبروں میں کافی جھڑکی اور منع ہے۔ یہاں بھی کہا کرتے ہیں خبردار ایسا نہ کرنا کبھی جھڑک کر کہتے ہیں کبھی تیز آواز سے منع کرتے ہیں۔ اسی کو فرمایا کہ وہ واقعات خود اس قسم کی جھڑکی اور روک ہیں یا ان میں سے اس قدر جھڑکی اور ڈانٹ ہے کہ ایک سمجھ دار آدمی کو انہیں سن کر گناہوں سے بچ جانا چاہئے۔ (۴) اعلیٰ درجے کی حکمت اور انتہائی دانائی اور پوری عقل کی بات موجود ہے مگر ان کو ڈرانے والی باتیں اور خوف دلانے والی چیزیں کوئی فائدہ نہیں دیتیں ؛ حکمۃ بالغۃ۔ یا تو مبتدا محذوف کی خبر ہے۔ یا ما فیہ میں جو ما ہے اس سے بدل ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ مزدجر سے بدل ہو مطلب یہ ہے کہ وہ خبریں اور وہ واقعات پوری دانائی اور حکمت ہیں۔ یا ان واقعات میں انتہائی حکمت و دانائی ہے۔ یا یہ واقعات جس قرآن میں مذکور ہیں وہ قرآن حکمت بالغہ ہے یا وہ جھڑکی اور ڈانٹ انتہائی حکمت و دانائی ہے مگر ان کو ان ڈرانیوالی باتوں سے کچھ نفع نہیں ہوتا اور ان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا خواہ وہ ڈرانے والے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام ہوں یا امم سابقہ کی ہلاکت اور تباہی کے واقعات ہوں۔ (۵) سو اے پیغمبر آپ ان کو منہ نہ لگایئے اور ان سے بے رخی کا برتاؤ کیجئے جس دن ایک بلانے والا فرشتہ ایک ناخوش اور ان دیکھی چیز کی طرف ان کو بلائے گا۔ (۶)

بقیہ صفحہ ۸۴۷

نہریں بہ رہی ہوں گی۔ (۵۴) انہیں ایک عمدہ اور پسندیدہ مقام میں ایسے بادشاہ کا تقرب حاصل ہو گا جو بڑا صاحب قدرت ہے اور جس کا سب پر قبضہ ہے ؛ یعنی یہ لوگ ایک سچی بیٹھک میں بیٹھے ہوں گے جس کو مقام صدق کہتے ہیں۔ وہاں بادشاہ مقتدر کا قرب حاصل ہو گا۔ جس کو مقام عندیت بھی کہتے ہیں۔ اس لئے فرمایا **عند ملیک مقتدر**۔ یعنی عمدہ مقام میں بادشاہ مقتدر کے پاس سبحان اللہ اس مقام کی بلندی اور برتری کا کیا کہنا ہے۔ کچھ سورۂ یونس میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ یہ مقام قربت اور مقام تقرب وحدت ہے۔ **اللھم انک ملیک مقتدر فارزقنی مقاماً یکون عندک بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم** (۵۵) تم تفسیر سورۃ القمر۔

سورۃ الرحمٰن۔ سورۃ الرحمان مکی ہے یہ اٹھتر آیتیں اور تین رکوع ہیں۔

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بےحد مہربان نہایت رحم والا ہے ؂ رحمان ہی نے (۱) قرآن سکھایا (۲) اسی نے انسان کو بنایا اور پیدا کیا (۳) ف ۳ اسی نے انسان کو بولنا اور کلام کرنا سکھایا جس طرح اوپر کی سورت میں مختلف قوموں کو عذاب کرنے کا ذکر تھا اسی طرح اس سورت میں اللہ تعالےٰ نے اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اگرچہ قوموں کی ہلاکت اور عذاب کا ذکر بھی ہدایت کا سبب ہونے کی وجہ سے نعمت ہی ہے۔ اس سورت میں بھی انعامات و احسانات کے ساتھ بعض جگہ جہنم کا ذکر فرمایا وہ ذکر بھی بعض اعتبار سے نعمت ہی ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالےٰ کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت قرآن اور اس کی تعلیم ہے اس لئے اس کو مقدم فرمایا اور چونکہ اہل مکہ عام طور سے رحمان کے نام پر الجھتے تھے اور کہا کرتے تھے رحمان کون ہے ہم رحمان کو نہیں جانتے اس لئے سورت کو حضرت حق تعالےٰ کے نام رحمان سے شروع کیا چنانچہ فرمایا کہ قرآن کی تعلیم رحمان ہی نے دی ہے۔ اور رحمان ہی نے قرآن سکھایا ہے۔ انسان کو اسی نے پیدا کیا اسی نے بات کرنا سکھایا بعض نے بیان کے ترجمے میں بات کرنا اور سمجھنا بھی شامل کیا ہے۔ انسان یا تو عام ہے یا حضرت آدم علیہ السلام مراد ہیں اور بیان سے مراد تمام چیزوں کے وہ نام ہیں جو آدم علیہ السلام کو تعلیم کئے گئے تھے۔ اور ہو سکتا ہے کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بیان سے مراد وہ واقعات ہیں جو حضور کو اللہ تعالےٰ نے بتائے خواہ وہ آئندہ کے ہوں یا گذشتہ کے۔ آگے اور احسانات کا ذکر فرمایا۔ (۴) سورج اور چاند مقررہ حساب کے ساتھ چلتے ہیں۔ سورج اور چاند کا ایک حساب ہے ؛ یعنی مقررہ حساب سے اپنے برجوں اور اور اپنی منازل میں چلتے ہیں اور ان کے ساتھ بےشمار منافع مخلوق کے وابستہ ہیں۔ (۵)

بقیہ صفحہ ۸۵۶

آگے سورۂ یاسین میں اس کا ذکر ہو چکا ۱۲ اور فرماتے ہیں یاد دے کہ اس آگ سے دوزخ کی آگ یاد آوے اور جنگل والوں کو آگ سے بہت کام ہیں اور کام سبھی کا چلتا ہے اس سے ۱۲ خلاصہ یہ کہ حق تعالےٰ نے جو امور ان آیتوں میں فرمائے اور جن نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے وہ توحید کے لئے بھی سبب ہیں اور قدرۃ علی البعث کے لئے بھی موجب ہیں لہٰذا ان دونوں باتوں پر ایمان لانا چاہئے۔ (۷۴) پس میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے غروب ہونے اور چھپنے کی (۷۵) اور اگر تم سمجھو تو یہ قسم بہت بڑی قسم ہے ؛ حضرت حق جل مجدہٗ کی قسم واقعی بہت عظیم اور بڑی عظمت والی ہے تاروں کا ڈوبنا یعنی رات کا پچھلا حصہ جو تاروں کے غروب ہونے کا وقت اور تہجد گذاروں کی نماز کا وقت ہے۔ اور رحمت الٰہی اور رضائے الٰہی کے نزول کا وقت ہے چونکہ اوپر قیامت اور اللہ تعالےٰ کی توحید کے لئے عقلی دلائل مذکور تھے۔ اب نقلی دلائل کے سلسلے میں قرآن کا ذکر فرماتے ہیں کہ قرآن جیسی باعظمت اور مکرم کتاب بھی ان امور کا وقوع یقینی بتاتی ہے اور چونکہ یہ ایک مکرم اور آسمانی کتاب ہے اس لئے جو چیز دلائل عقلیہ سے ثابت تھی وہ نقلی دلائل سے بھی ثابت ہے۔ لہٰذا تم کو بھی توحید اور بعث بعد الموت پر ایمان لانا چاہئے بعض لوگوں نے کہا تاروں کے ٹوٹنے کی قسم ہے اور بعض نے کہا کہ قرآن کے اترنے اور پیغمبر کے قلب پر نازل ہونے کی قسم ہے۔ بہرحال آگے قسم کا جواب ہے اور جس چیز پر قسم کھائی ہے آگے وہ مذکور ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک معنی یہ ہے کہ آیتیں اترنے کی پیغمبر کے دل میں ۱۲ خلاصہ یہ کہ نجوم سے مراد قرآن کی آیتیں ہیں جو پیغمبر کے دل میں اترتی ہیں۔ (۷۶) قسم اس بات پر کھاتا ہوں کہ یہ کتاب جو اس نبی پر نازل ہوئی ایک گرامی قدر قرآن ہے۔ (۷۷) کتاب مکنون یعنی لوح محفوظ میں درج اور لکھا ہوا ہے۔ (۷۸) اس لوح محفوظ کو سوائے مقدس اور پاکیزہ فرشتوں کے کوئی چھو نہیں سکتا اور ہاتھ نہیں لگا سکتا (۷۹) یہ قرآن تمام عالموں کے پروردگار کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور بھیجا گیا ہے ؛ قرآن کو کریم فرمایا اس لئے کہ اس میں دونوں عالم کی زندگی اور مکرم ہونے کا سامان موجود ہے یعنی اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک بندہ مکرم ہو جاتا ہے اور اس میں خیر کثیر ہے اس لئے اس کو قرآن کریم فرمایا۔ کتاب مکنون چھپی کتاب سے مراد لوح محفوظ ہے۔ جس کو سوائے فرشتوں کے اور کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا ہی پاکیزہ ؛ ایا فرشتوں کو۔ وہ روحانی مخلوق ہر قسم کی مادی آلائشوں سے پاک اور منزہ ہے۔ پروردگار عالموں کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ چونکہ یہ کتاب جملہ اقوام عالم کے لئے نازل ہوئی ہے اسی لئے فرمایا کہ جملہ اقوام عالم کے مالک کی نازل کردہ ہے بعض حضرات نے کا یمسہ سے قرآن مراد لیا ہے اور نقی سے نہی مراد لی ہے یعنی اس قرآن کو حدث اور جنابت سے پاک لوگ ہاتھ لگائیں یعنی اگر وضو نہ ہو تو وضو کر کے اور اگر کوئی ناپاک ہو تو غسل کر کے ہاتھ لگائے۔ یہ مسائل کتب فقہ میں دیکھے جائیں (۸۰) ف تو کیا تم اس کلام کے بارے میں مداہنت اور کاہلی برتتے ہو ؛ مداہنت کے معنی ہیں کسی کام میں نرمی برتنا اور سستی اور کاہلی سے بے پروائی برتنا اردو میں یہ لفظ بولا جاتا ہے

دحق اور سچی بات نہیں کہتے مداہنت برتتے ہو کسی امر میں . سابقہ گناہ معاف ہو جایا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا
ڈھیلی بات کہنی۔ کلا یتصلب بہ تھاون نا بہ مطلب یہ کہ اور معاف کرنیوالا مہربانی کرنیوالا ہے (۲۸) اہل کتاب کے ساتھ
قرآن کے بارے میں مداہنت کرتے ہو اور اس کو قبول کرنے میں اس حسن سلوک کا ذکر اس لئے کیا گیا تاکہ غیر مسلم اہل کتاب کو یہ بات
تھاون اور سستی ظاہر کرتے ہو اور اس کو ایک سرسری اور معمولی معلوم ہو جائے اور وہ اس امر سے واقف ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ
بات سمجھتے ہو (۸۱) اور کیا تم نے اپنا یہ وظیفہ مقرر کر لیا ہے کہ کے فضل میں سے ان کو کسی حصے پر بھی قدرت نہیں ہے اور وہ
ہر نعمت کی تکذیب کرتے رہو۔ یعنی تم نے تکذیب کو اپنی غذا خدا تعالیٰ کے فضل میں سے کسی چیز پر بھی قدرت نہیں رکھتے اور یہ کہ
بنالیا ہے۔ کہ جس طرح کھانا ضروری ہے اسی طرح کلام کی ہر قسم کا فضل اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اور تمام انواع فضل
تکذیب کرنا ضروری ہے۔ یہ ایک محاورہ اردو میں بولا کرتے اسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے
- - - ہیں فلاں شخص نے تو میری مخالفت کو روٹی رزق اور بڑا صاحب فضل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اجر و ثواب اس
بنالیا ہے۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ قرآن اور قیامت اور پیغمبر لئے فرمایا کہ جو اہل کتاب ایمان نہیں لائے ان کو معلوم ہو جائے
کی تکذیب کو غذا اور رزق بنا رکھا ہے مطلب کا خلاصہ یہ ہے کہ ایمان نہ لانے کی وجہ سے ان کا اللہ تعالیٰ کے فضل میں
کہ اس قرآن کو سرسری سمجھتے ہو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ہر نعمت کوئی حصہ نہیں اور نہ ان کو فضل خداوندی کی کسی چیز پر دسترس
کی تکذیب کو اپنا شیوہ اور روٹی رزق بنالیا ہے۔ بجائے اس ہے اور یہ بات بالکل منکشف ہو جائے کہ ہر قسم کا فضل اللہ
کے کہ نعمت کا شکر بجالاؤ تکذیب کرتے ہو اور اسی وجہ سے تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا
توحید اور وقوع قیامت کا انکار کرتے ہو اور جھٹلاتے ہو آگے مالک ہے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل فرماتا ہے اور چونکہ
تنبیہ ہے (۸۲) پس جب کسی کی روح گلے تک پہنچ جاتی ہے اس کی مشیت اس فضل کے ساتھ مسلمانوں سے متعلق ہوئی
(۸۳) اور تم اس وقت مرنے والے کو دیکھا کرتے ہو۔ (۸۴) اس لئے ان کو مل گیا۔ اہل کتاب کو یایھا الذین امنوا
فرمایا حالانکہ عام طور سے یہ خطاب مسلمانوں کو کیا جاتا ہے۔

بقیہ صفحہ ۸۶۴

یہاں شاید اس لئے کہا ہو کہ نبی آخر الزماں پر ایمان لانے کے
ایک اپنے زمانے کے نبی پر ایمان لانے کا ثواب اور بعد ان کا پہلا ایمان بھی مقبول ہو جائے گا اور دوسری جگہ جو
دوسرا ثواب نبی آخر الزماں پر ایمان لانے کا اور ان کو ایک لئلا یعلم اھل الکتاب فرمایا اس جگہ وہ اہل کتاب
نور عنایت فرمائے گا جس کی روشنی میں چلیں گے یعنی ایمان مراد ہیں جو مسلمان نہیں ہوئے ان کو اس لئے اہل کتاب ہی فرمایا۔
ان کا رفیق اور ہمراہی ہو گا جو صراط تک رفیق رہے گا اور تمہارے فضل کی تقسیم کے وقت ان کو اپنی محرومی اور اہل ایمان کی سعادت
گناہ بخش دے گا اور معاف کر دے گا کیونکہ ایمان لانے سے کا حال معلوم ہو گا۔ (۲۹) تمت تفسیر سورۃ الحدید۔

Marfat.com

سورہ مجادلہ مدنی ہے اور یہ بائیس آیتیں اور تین رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵ اللہ تعالیٰ نے یقیناً اس عورت کی بات سُن لی جو اے نبی آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑتی تھی اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں شکوہ و شکایت کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بلاشبہ اللہ تعالیٰ سب سننے والا دیکھنے والا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اسلام سے پہلے مرد اگر عورت کو کہتا کہ تو میری ماں ہے تو ساری عمر وہ اس پر حرام گنتے حضرت کے وقت میں ایک مسلمان کہہ بیٹھا اپنی عورت کو پھر دونوں پچھتائے عورت آئی حضرت کے پاس حضرت نے فرمایا اب کیوں کر تم مل سکتے ہو وہ شکوہ کرنے لگی کہ گھر ویران ہوتا ہے اولاد پریشان ہوتی ہے اس میں یہ حکم اترا فرمایا کہ جن نے جنا نہیں وہ ماں کیونکر ہو گرا اپنی گستاخی کا بدلا کفارہ دے تو اس عورت کے پاس جاوے نہیں تو نہ جاوے پر عورت اسی کی رہی اس ماں بہن کہنے کو ظہار کہتے ہیں ۱۲ ظہار ایک قسم تھی طلاق موبدکی زمانہ جاہلیت میں - اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے انت علی کظہر امی کہدے تو وہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جایا کرتی تھی یعنی تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ تو یہ کہنا دائمی طلاق کے حکم میں ہوتا تھا۔ اسلام کے بعد اوس بن صامت کو ایک دن یہ واقعہ پیش آ گیا۔ انھوں نے اپنی زوجہ جن کا نام خولہ تھا اور ثعلبہ کی بیٹی تھیں ان سے غصہ میں کہدیا انت علی کظہر امی۔ اس کے بعد ان کو اپنے کہنے پر افسوس ہوا۔ خولہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آ کر اپنے بچوں کا تذکرہ کرنے لگیں اور کہنے لگیں میرے خاوند نے طلاق کا تو ذکر نہیں کیا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معذرت فرمائی اور فرمایا تو اس پر حرام ہو گئی۔ عورت چونکہ بار بار اپنی مصیبت کو دوہراتی تھی اس لئے فرمایا تجادلک فی زوجہا۔ حضورؐ بار بار معذرت فرماتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتی تھی یعنی یوں کہتی تھی اللھم اشکو الیک فانزل علی لسان نبیک فرجی یعنی اے اللہ تجھ سے فریاد کرتی ہوں کہ اپنے نبی کی زبان پر ایسا حکم نازل فرما جس سے میری مصیبت دور ہو جائے۔ یہ اس وقت کی باتیں ہیں جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کا سر دھلا رہی تھیں یہ عورت اس قدر چپکے چپکے اپنا معاملہ پیش کر رہی تھی کہ بیوی عائشہ صدیقہؓ بھی باوجود قریب ہونے کے پوری طرح نہ سمجھ سکیں اسی وقت حضور پر وحی کے آثار ظاہر ہوئے تو بیوی عائشہؓ نے خولہ کو اشارہ کیا کہ تو خاموش ہو جا جب وحی کے آثار منکشف ہوئے تو آپ نے سورۂ مجادلہ کی یہ آیتیں تلاوت فرمائیں آگے ظہار کا کفارہ مذکور ہے اور سابقہ خیالات کی غلطی کا اظہار ہے (۱) جو لوگ تم سے اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار کرتے ہیں یعنی بیویوں کو ماں کے ساتھ تشبیہ دے بیٹھتے ہیں تو وہ بیویاں درحقیقت ان کی مائیں نہیں ہیں ان کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے مگر ہاں یہ ظہار کرنے والے اور بیوی کو ماں کے ساتھ تشبیہ دینے والے ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے ؛ یعنی بیوی کو ماں سے یا اس کے کسی عضو خاص سے مثلاً پیٹ یا پیٹھ وغیرہ سے تشبیہ دینے کے کوئی معنی نہیں اور نہ ایسا کہنے سے وہ اس شخص کی ماں بن جاتی ہے بلکہ حقیقی مائیں تو وہی ہیں جنھوں نے پیٹ میں رکھا اور ان کو جنا یہ ایک غلط بات ہے اور منکر بھی ہے یعنی حق بات سے انحراف اور ایسی نامعقول اور جھوٹ بات کوئی کہدے تو اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا اور بخشنے والا ہے یہاں فرمایا ہے

سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مجادلہ مدنی ہے اور یہ بائیس آیتیں اور اس میں تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سُن لی جو اے نبی آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی

وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں شکایت و فریاد کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو کو سن رہا تھا بیشک اللہ

سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ

سب سننے والا دیکھنے والا ہے۔ جو لوگ تم میں سے اپنی بیویوں کے ساتھ ظہار یعنی بیویوں کو ماں کیساتھ تشبیہ

نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ

دے بیٹھیں تو وہ بیویاں حقیقتاً اُن کی مائیں نہیں ہو جاتیں اُن کی مائیں تو صرف وہی ہیں جنھوں نے انکو

وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ

جنا ہے مگر ہاں یہ ظہار کرنے والے ایک نامعقول اور

زُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ② وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ

جھوٹی بات کہتے ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں

مِنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

سے ظہار کریں پھر وہ اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرنا چاہیں تو اُن کے ذمہ اس سے پہلے کہ وہ آپس

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاۗسَّا ۭ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ

میں میاں بیوی ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ایک غلام یا باندی کو آزاد کرنا ہے اس کفارے کے حکم سے تم کو نصیحت کیجاتی ہے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ③ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے۔ پھر جو شخص غلام یا باندی آزاد کرنیکی توفیق نہ رکھتا ہو تو اسکے ذمہ اس سے پہلے

۵۵/۱

ان امھتھم الا الّٰئی ولدنھم - اس پر یہ شبہ نہ کیا جائے کہ رضاعی ماں بھی تو ماں ہوتی ہے اور ازواج مطہرات بھی تو مائیں ہیں۔ رضاعی ماں کو دودھ پلانے کی وجہ سے ملحق کر دیا ہے اصلی ماں کے اور اسی طرح ازواج مطہرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سودہ اپنے احترام کی وجہ سے مائیں ہیں بہرحال جب وہ عورتیں جن سے ظہار کیا ہے وہ حقیقی مائیں نہیں تو حرمت موبدہ نہیں قائم ہوئی (۲) اور جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہدیں پھر وہ اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرنا اور کہی ہوئی بات کی تلافی کرنا چاہیں تو ان کے ذمے اس سے پہلے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں ایک بردہ آزاد کرنا ہے یعنی ایک لونڈی یا غلام آزاد کرنا ہے اس حکم کفارہ سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے ان کاموں سے جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پھر وہی کام جسکو کہا ہے یعنی یہ لفظ کہا ہے صحبت موقوف کرنیکو پھر چاہیں کہ صحبت کریں تو پہلے بردہ آزاد کرلیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ بیوی کو ماں کہدینے کے بعد اگرچہ وہ ماں نہیں ہو جاتی لیکن ایک بیہودہ اور نامعقول بات (باقی ص ۸۶۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۶۵) کہنے کے بعد پھر اگر ان سے ملنا چاہیں اور اپنی بیویوں سے متمتع ہونا چاہیں اور میاں بیوی کا تعلق کرنا چاہیں یعنی جو کہہ چکے ہیں اُس سے پلٹنا چاہیں تو آپس میں اختلاط کرنے اور صحبت کرنے یا دواعی صحبت مثلاً بوسہ اور مس وغیرہ کرنے سے پہلے ایک بردہ آزاد کرنا ضروری ہے یہ بردہ غلام ہو یا باندی خواہ وہ مومن ہو یا غیر یعنی لونڈی یا غلام کسی مذہب و ملت کا ہو مومن ہونا شرط نہیں ہاں مدبر، مکاتب یا اُم ولد نہ ہو بلکہ رقیت تام ہو یعنی پورا غلام ہو۔ اس حکم سے تم کو نصیحت کی جاتی ہے۔ تاکہ تم اس سے نصیحت پکڑ، یہ حکم تمہارے سیأت اور خطاؤں کی معافی کیساتھ ساتھ ایک قسم کا زجر اور تنبیہ ہے اور یہ کفارہ تمہارے لئے زاجر بھی ہے تاکہ آئندہ احتیاط کرو اور اپنی زبان کو قابو میں رکھو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری طرح خبر ہے ۔ یعنی کفارہ ادا کرنے میں کوئی کوتاہی کروگے تو وہ اس سے باخبر ہے (۳) **تفسیر صفحہ ہٰذا** :۔ پھر جو بردہ یعنی غلام یا باندی آزاد کرنے کی توفیق نہ رکھتا ہو تو اس کے ذمے اس سے پہلے کہ وہ میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں دو مہینے کے لگاتار اور پے در پے روزے ہیں پھر جو دو مہینے کے روزوں کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے ذمے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ حکم اس لئے ہے تاکہ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور یہ احکام اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور منکروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بردے کا مقدور ہو تو روزہ نہیں روزہ ہو سکے تو کھانا نہیں آخر کو کھانا ہے اگر پکا کر کھلا دے تو سالن روٹی دو وقت کھلا دے پیٹ بھر کر اور اگر اناج دے تو ہر ہر کو دو سیر گیہوں ۱۲ خلاصہ یہ کہ کفارے میں ترتیب ہے۔ اگر کسی عاقل بالغ مسلمان نے اپنی بیوی سے ظہار کیا ظہار یہ کہ اپنی بیوی کے پیٹ یا پیٹھ کو یا سر کو یا اور کسی عضو کو جس کو چھپانا اور مستور رکھنا ضروری ہے اس عضو کو اپنی ماں بہن یا کسی ذی رحم محرم کے عضو سے تشبیہ دے یہ ذی رحم محرم نسب سے ہو یا رضاعت سے یا مصاہرت سے یا جماع سے بہرحال یہ ظہار ہے مثلاً کوئی مسلمان اپنی بیوی سے یوں کہے انت علی کظھر اختی من الرضاع۔ اور عمتی من النسب اور امی او ابنی او ابی او ام امرأتی او ابنتھا یعنی تو مجھ پر ایسی ہے جیسے میری دودھ شریک بہن کی پیٹھ یا میری پھوپھی کی پیٹھ یا میرے بیٹے کی بیوی یا میرے باپ کی بیوی کی پیٹھ یا میری بیوی کی ماں کی پیٹھ یا میری مدخول بہا بیوی کی لڑکی کا پیٹ۔ غرض یہ تمام صورتیں ظہار کی ہیں۔ ظہار کے بعد اگر عورت سے ملنے کا قصد کرے یعنی پھر اس کو بیوی بنا کر رکھنا چاہے تو ہاتھ لگانے سے قبل کفارہ ادا کرے کفارہ یہی پہلے غلام یا لونڈی آزاد کرے۔ اگر اسکی توفیق نہ ہو یعنی قوت خرید نہ ہو یا اس کے ملک میں لونڈی غلام کا دستور نہ ہو۔ تو پے در پے روزے رکھے اگر بیچ میں کوئی روزہ رہ گیا تو از سر نو شروع کرے دو مہینے کے روزوں کی استطاعت نہ ہو تو پھر ساٹھ مساکین کو دو وقت کھانا کھلائے اگر کفارہ ادا کرنے کے درمیان عورت سے مل لیا تو کفارہ پھر سے ادا کرنا ہوگا مثلاً نصف غلام آزاد کیا اور عورت کے پاس چلا گیا اور نصف غلام بعد میں آزاد کیا تو کفارہ بے کار ہو گیا یا ساٹھ روزے پورے کرنے سے پہلے عورت سے مل گیا تب بھی دوبارہ روزے رکھنے ہوں گے۔ البتہ مساکین کو کھانا کھلانے میں

مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

کہ وہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں دو مہینے کے لگاتار روزے ہیں پھر جو دو مہینے کے روزوں کی بھی استطاعت

فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ۭ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ

نہ رکھے تو اس کے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے تاکہ تم اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ④

کرو اور یہ احکام اللہ کی مقررہ حدود ہیں اور منکروں کیلئے دردناک عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَاۗدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل اور رسوا کئے جائینگے جسطرح ان سے پہلے

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۭ وَ

لوگ ذلیل اور رسوا کئے گئے اور البتہ ہم نے صاف صاف احکام نازل کئے ہیں اور

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑤ۚ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا

کافروں کو ذلیل و رسوا کن عذاب ہونا ہے۔ یہ عذاب اسدن ہوگا جسدن اللہ تعالیٰ ان سبکو زندہ کریگا

فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي

پھر اُن کو ان اعمال سے آگاہ کریگا جو انھوں نے کئے تھے خدا نے ان سب اعمال کو شمار کر رکھا ہے حالانکہ یہ خود انکو کر کے

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑥ۧ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي

بھول گئے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگراں ہے کیا اے مخاطب تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ

آسمانوں میں اور زمین میں ہیں کہیں تین آدمیوں کا خفیہ مشورہ ایسا نہیں ہوتا

اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ

جہاں چوتھا وہ نہ ہو اور نہ کہیں پانچ کا کوئی ایسا خفیہ مشورہ ہوتا ہے جس میں چھٹا وہ نہ ہو اور نہ

اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ

تین سے کم اور نہ پانچ سے زائد کا کوئی خفیہ مشورہ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ انکے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ مشورہ کرنیوالے کہیں بھی ہوں

ع ۱ ۶ ۱

٥٥/٢

یہ بات نہیں اگر مساکین کو کھانا کھلانیکے درمیان ایسی حرکت کی تو دوبارہ کفارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ مزید تفصیل مقامی علماء سے دریافت کی جائے یا کتب فقہ کا مطالعہ کیا جائے۔ لتؤمنوا باللہ ورسولہ اس لئے فرمایا تاکہ تم اُس کے حکم کی بجا آوری سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی تصدیق کرنیوالے ہو اور آسمانی شریعت کو اپنے باپ دادا کی رسموں کے مقابلے میں سچا سمجھو۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ضابطے اور اُس کی باندھی ہوئی اور مقرر کی ہوئیں حدود ہیں۔ آخر میں منکروں کو تنبیہ فرمائی کہ جو لوگ اللہ کی حدود کا انکار کرتے ہیں اُن کو دردناک عذاب ہونے والا ہے آگے اسی عذاب کا ذکر ہے۔ دنیا میں بھی اس کا ہونا ممکن ہے اور آخرت میں تو اہل انکار کے لئے وہ عذاب یقینی ہے (۴) بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل و رسوا کئے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل و رسوا کئے گئے اور بیشک ہم نے کھلے کھلے اور واضح احکام نازل کئے ہیں اور ان لوگوں کیلئے جنھوں نے کفر کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے (باقی ص ۸۶۷ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۶۶) ذلیل ورسواکن اور خوار کرنے والا عذاب ہے ؛ یعنی جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کا شیوہ اختیار کر رکھا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کے رہتے ہیں تو دنیا میں بھی ان کی ذلت ورسوائی ہوگی جس طرح سابقہ منکرین کے ساتھ بھی یہ سلوک ہوتا رہا ہے اور چونکہ ہم نے احکام واضح طور پر نازل کئے ہیں اور جو لوگ ان احکام واضحہ کا انکار کریں گے تو وہ سزا کے مستوجب ہوں گے اور قیامت میں ان کو توہین اور ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا (۵) اس عذاب کا وہ دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو زندہ کرکے اٹھائے گا پھر ان کے ان تمام اعمال سے ان کو آگاہ کرے گا اور ان کے تمام وہ اعمال ان کو جتا دیگا جو انھوں نے کئے تھے اللہ تعالیٰ نے ان سب اعمال کو جو انھوں نے کئے تھے شمار کر رکھا ہے اور گن رکھا ہے حالانکہ یہ خود ان اعمال کو کرچکے بعد بھول گئے اور فراموش کرچکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے مطلع اور ہر چیز پر نگراں ہے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے ؛ یعنی ان کے عذاب کا وہ دن ہوگا جس دن تمام مُردے اٹھائے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ان تمام اعمال سے باخبر کرے گا جو وہ دنیا میں کرچکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان اعمال کو گن رکھا ہے حالانکہ یہ اعمال کرنے والے اپنے اعمال کو بھول چکے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے باخبر ہے خواہ یہ اعمال ہوں یا کوئی اور چیز اور جب وہ تمام اعمال سے باخبر ہے تو ہر ایک کو اس کے کئے کی سزا دے گا (۶) کیا آپ نے اس پر نظر نہیں فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ان سب چیزوں کو جانتا ہے جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں کہیں تین شخصوں کا خفیہ مشورہ ایسا نہیں ہوتا جہاں چوتھا وہ اللہ تعالیٰ موجود نہ ہو۔ اور نہ کہیں پانچ کا خفیہ مشورہ مگر یہ کہ چھٹا ان کا وہ اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور نہ تین سے کم اور نہ پانچ سے زائد کوئی خفیہ مشورہ مگر یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے خواہ وہ مشورہ کرنے والے کہیں بھی ہوں پھر جو کچھ انھوں نے کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ ان کو قیامت کے دن آگاہ کرے گا اور جتا دے گا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات کو خوب جانتا ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ بعض یہود اور بعض منافق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سرگوشیاں کرتے تھے اور کبھی علیحدہ بیٹھ کر بھی چپکے چپکے باتیں کیا کرتے تھے ذیل کی آیتوں میں آدابِ مجلس کی تعلیم دی ہے۔ اور اس قسم کے شرارت پسندوں کو جو بلا وجہ مسلمانوں کو مشتبہ بنائیں۔ یا پیغمبر علیہ السلام کی بدگوئی کریں اُن کو تنبیہ کی گئی ہے اور اس قسم کی سرگوشیوں سے منع کیا گیا ہے جس سے مجلس کے سکون کو نقصان پہونچے اور مسلمانوں کو اذیت اور تکلیف ہو۔

تفسیر صفحہ ہٰذا :۔ الم تر میں بعض لوگوں نے عام خطاب رکھا ہے اور بعض نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنایا ہے ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں باتوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے نجویٰ یعنی التناجی کالشکوی بمعنی الشکایۃ۔ نجاہ نجوی سارہ والنجوی السر الذی یکتم اور یہ جو فرمایا ھو معھم این ما کانوا۔ حضرت حق تعالیٰ کے قرب علمی کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت عارف رومی نے فرمایا ہے ؎

ایں معیت در نیابد عقل و ہوش
زیں معیت دم مزن بنشیں خموش
قربِ حق یا بندہ دور است از قیاس
ہر قیاس خود منہ آں را اساس

ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ
پھر جو کچھ انھوں نے کیا ہے وہ اس سے قیامت کے دن اُن کو آگاہ کر دیگا یقیناً اللہ تعالیٰ کو ہر شی کی
عَلِيمٌ ﴿٧﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا عَنِ النَّجْوَىٰ ثُمَّ يَعُودُونَ
پوری خبر ہے۔ کیا اے نبی آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشیوں سے روکا گیا تھا پھر وہ وہی کام
لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَاجَوْنَ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ
کرتے ہیں جس سے اُن کو منع کیا گیا تھا اور آپس میں گناہ اور ظلم کے اور رسول کی نافرمانی کے چپکے چپکے مشورے
الرَّسُولِ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللَّهُ
کیا کرتے ہیں اور جب آپ کے پاس آتے ہیں تو ان الفاظ سے آپ کو سلام کرتے ہیں جن الفاظ سے خدا نے آپ پر سلام نہیں
وَيَقُولُونَ فِي أَنفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۚ
بھیجا اور اپنے جی میں یوں کہتے ہیں کہ جو الفاظ ہم کہتے ہیں ان پر خدا ہم کو سزا کیوں نہیں دیتا
حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا ۖ فَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٨﴾ يَا أَيُّهَا
ایسے لوگوں کے لئے جہنم کافی ہے اس میں یہ لوگ داخل ہوں گے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔
الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَ
اے ایمان والو جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ کی اور ظلم کی اور رسول کی
الْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۖ
نافرمانی کی سرگوشیاں نہ کیا کرو بلکہ بھلائی اور پرہیزگاری کی باتوں کا باہم مشورہ کیا کرو
وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩﴾ إِنَّمَا النَّجْوَىٰ مِنَ
اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے روبرو تم سب جمع کئے جاؤ گے۔ اس قسم کی بُری سرگوشی
الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ
محض شیطان کا کام ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو رنج میں مبتلا کرے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر
شَيْئًا إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾
مسلمانوں کو کچھ بھی ضرر نہیں پہونچا سکتا اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔

اس امت کے حق میں فرمایا من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم ولا خمسۃ الا ھو سادسھم اور اصحاب کہف کے متعلق فرمایا ثلثۃ رابعھم کلبھم ویقولون خمسۃ سادسھم کلبھم۔ سبحان اللہ فانظر کم من فرق بین من کان اللہ رابعھم وسادسھم وبین من کان اخس الحیوانات رابعھم وسادسھم (۷) کیا اے پیغمبر آپ نے ان لوگوں کی طرف نظر نہیں کی جن کو سرگوشیوں سے روکا گیا تھا اور منع کیا گیا تھا اور وہ پھر وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو منع کیا گیا تھا اور روکا گیا تھا اور وہ آپس میں گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کے چپکے چپکے مشورے اور سرگوشیاں کیا کرتے ہیں اور جب آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو ان الفاظ سے آپ کو سلام کرتے اور دعا دیتے ہیں جن الفاظ سے اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام نہیں بھیجا اور دعا نہیں دی اور اپنے دل میں اور اپنے جی میں یوں کہتے ہیں کہ جو الفاظ سلام اور دعا کے ہم کہتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ ہم کو سزا کیوں نہیں دیتا (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اے دعوتِ ایمانی کو قبول کرنے والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کھل کر بیٹھو اور جگہ کشادہ کردو تو جگہ کھول دیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کردے گا اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے ہوجاؤ تو کھڑے ہوجایا کرو اللہ تعالیٰ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کے اور اُن لوگوں کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے درجے بلند کردے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ آداب ہیں مجلس کے کوئی آوے اور جگہ نہ پاوے تو چاہئے سب تھوڑا تھوڑا ہٹیں مکان حلقے کا کشادہ ہوجائے یا اٹھ کر پرے حلقہ کرلیں اتنی حرکت کرنے میں غرور نہ کریں خو نیک پر اللہ مہربان ہے اور خود سے اللہ بیزار ہے ۱۲ ایک دن اصحاب صفہ تشریف رکھتے تھے۔ کچھ اہلِ بدر آگئے لیکن مجلس میں ان کو جگہ نہ ملی لوگوں نے جگہ کشادہ نہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حضرات کو مجلس سے اٹھ جانیکا حکم دیدیا اسپر بعض منافقین نے طعن کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ مطلب یہ ہے کہ جب میر مجلس یا صدر مجلس حکم دے کر جگہ آنیوالوں کیلئے کشادہ کردو تو جگہ کشادہ کردیا کرو۔ یعنی تھوڑے تھوڑے سمٹ کر جگہ کھول دیا کرو تاکہ آنیوالوں کو جگہ مل جائے اور وہ مجلس میں بیٹھ سکیں۔ اور اگر میر مجلس کی طرف سے کہا جائے کہ کھڑے ہوجاؤ یعنی جگہ وسیع کرنیکی غرض سے کھڑے ہوجاؤ۔ کیونکہ جب لوگ کھڑے ہوکر بیٹھتے ہیں تو جگہ وسیع ہوجاتی ہے اور جگہ نکل آتی ہے۔ پھر میر مجلس اگر چاہے تو دوسری جگہ بیٹھنے کو کہدے یا مجلس سے بالکل علیحدہ کردے یا وہیں بیٹھ جانے کو کہدے۔ کیونکہ بعض دفعہ خلوت۔ یا خاص مشورے یا آرام کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو واجب الاطاعت ہر حال میں تھے۔ لیکن یہ حکم آپ کے بعد بھی ہے کہ ہر مجلس میں مجلس کے منتظم کے حکم کی پابندی کرنی چاہئے۔ حضرت حق تعالیٰ نے کھڑے ہوجانیوالوں اور نشوز کی تعمیل کرنیوالوں کیلئے رفع درجات کا وعدہ فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں منافق بھی تھے اور مسلم بھی مسلمانوں میں کچھ اہلِ علم لوگ تھے کچھ عوام یعنی بے پڑھے لکھے۔ والذین اٰمنوا منکم فرمانے سے منافق خارج ہوگئے اور عدم ایمان کی وجہ سے رفع درجات سے محروم رہے باقی مسلمان خواہ وہ عالم ہوں یا غیر عالم ان سب کو رفع درجات کی توقع دلائی اور وعدہ فرمایا۔ اہلِ علم کا ذکر فرماکر اہلِ علم کے مراتب علیا کا اظہار فرمایا۔ احادیث میں علم اور اہلِ علم کی بہت فضیلت آئی ہے (۱۱) اے دینِ حق کی دعوت کو قبول کرنے والو! جب تم رسول سے کوئی سرگوشی اور خفیہ مشورہ کرنا چاہو تو اس سرگوشی اور خفیہ بات چیت سے پہلے کچھ خیرات دیدیا کرو اور صدقہ کردیا کرو یہ صدقہ دینا تمہارے لئے بہتر اور بہت پاکیزہ ہے پھر اگر تم کو کچھ میسر نہ ہو اور تم کچھ نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے (۱۲) کیا تم اس حکم سے کہ اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دیدیا کرو ڈر گئے پس جب تم نے اس کو نہ کیا اور تم ایسا نہ کرسکے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو درگزر بھی فرمادیا تو اب تم نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کیا کرو اور اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیا کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کی پوری خبر ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں منافق بے فائدہ باتیں حضرت سے کان میں کرتے کہ لوگوں میں اپنی بڑائی جتائیں۔ حضرت

ع ۲/۴

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ

اے ایمان والو جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں جگہ کشادہ کردو

فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا

تو جگہ کھول دیا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کردیگا اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے ہوجاؤ تو کھڑے ہوجایا کرو

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ

اللہ تعالیٰ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کے اور اُن لوگوں کے جن کو علم عطا کیا گیا ہے

دَرَجٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿١١﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

درجے بلند کردیگا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ

جب تم رسول سے کوئی سرگوشی کرنا چاہو تو اس اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ خیرات

صَدَقَةً ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ۭ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ

دیدیا کرو یہ خیرات کردینا تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے پھر اگر تم کو کچھ میسر نہ ہو تو

اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٢﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ

اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ کیا تم اس حکم سے کہ اپنی سرگوشی سے قبل

يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ۭ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ

کچھ صدقہ دیدیا کرو ڈر گئے پھر جب تم نے اس کو نہ کیا اور اللہ نے تم کو درگزر بھی

عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ

فرمادیا تو اب تم نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی

وَرَسُوْلَهٗ ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٣﴾ اَلَمْ تَرَ اِلَى

اطاعت کیا کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی پوری خبر ہے۔ اے نبی کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں

الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ مَا هُمْ مِّنْكُمْ

دیکھا جو ایسی قوم سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ غصے ہوا اور غضب فرمایا یہ لوگ پوری طرح نہ تم میں سے ہیں

خلق کے سبب منع نہ کرتے جب یہ حکم اترا منافقوں نے مارے بخل کے وہ عادت چھوڑ دی پیچھے پھر وہ حکم موقوف ہوا ۱۲ پھر شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وہ حکم جو ہرگز موقوف نہیں انہیں پر لگے رہو معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے یہ حکم نہیں کیا کہ موقوف ہوا ۱۲ ہوسکتا ہے کہ کچھ اغنیا اور خوش حال لوگ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دیر تک چپکے چپکے باتیں کرنے کے عادی ہوں اور اس سے فقراء کو دل تنگی پیش آتی ہو۔ یا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دیر تک کانوں میں باتیں کرنے اور جواب دینے میں اذیت ہوتی ہو۔ اس لئے صدقہ دینے کا حکم دیا گیا تاکہ حضور سے سرگوشی کرنیوالوں میں کمی واقع ہو۔ چنانچہ اس حکم میں جو مصلحت تھی وہ پوری ہوگئی۔ اس لئے اس حکم کو موقوف کردیا گیا۔ کہتے ہیں یہ حکم دس دن رات رہا اور بعض نے کہا کہ یہ حکم صرف ایک ساعت رہا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اس آیت پر نہ تو کسی نے مجھ سے پہلے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی عمل کرے گا۔ میرے پاس ایک دینار تھا۔ جو میں نے حضور کی سرگوشی پر خرچ کیا۔ بہرحال آیت میں کسی خاص مقدار کا ذکر نہیں فرمایا (باقی ص ۸۶۹ پر)

Marfat.com

... جو کچھ مقدور ہو وہ خیرات کردیجائے۔ اور یہ جو فرمایا کہ یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے یہ اس لئے کہ حسنات سے برائیاں دور ہوتی ہیں چونکہ صدقہ اور خیرات حسنات میں سے ہیں اس لئے اس میں خطائیں دور ہوجائیں گی۔ پھر فرمایا اگر کسی کو مقدور نہ ہو اور اس کے پاس صدقہ دینے کو نہ ہو تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اس سے معلوم ہوا کہ حکم شاید وجوبی تھا لیکن فقراء کو اس حکم سے مستثنا کردیا گیا اور جب حکم کا منشاء پورا ہوگیا تو وہ حکم موقوف ہوا چنانچہ ارشاد ہوا کہ سرگوشیوں کی قلت اور پیغمبر سے چپکے چپکے باتیں کرنے میں جو کمی واقع ہوگئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم سرگوشی سے پہلے مساکین کو صدقہ دینے سے ڈرگئے پھر جب تم ایسا نہ کرسکے اور اللہ تعالیٰ نے درگزر فرمادیا اور تمہارے حال پر توجہ فرمائی غرض یہ حکم مرتفع ہوا اور اللہ تعالیٰ نے تخفیف فرمادی اور یہ حکم موقوف ہوا تو بار بار خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سرگوشیوں کی خواہش کرنا ختم ہو۔ لہٰذا اب تم اُن دائمی فرائض کی پابندی کرو جو تم پر مقرر فرمائے ہیں یعنی نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور ہر بات میں اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانو۔ جو کام بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے باخبر ہے۔ یعنی اگر قابل اعتراض کام کروگے تو سزا دے گا اور فرائض کی بجاآوری پر تم کو صلہ عنایت فرمائے گا (١٣) اے پیغمبر کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں ملاحظہ فرمایا جو اس قوم سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے غضب نازل کیا ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ غصے ہوا یعنی یہود یہ لوگ پوری طرح نہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے ہیں اور یہ لوگ جھوٹی بات پر قسم کھاجاتے ہیں حالانکہ یہ جانتے ہیں ⁂ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اللہ غصہ ہوا کافروں پر خصوص یہود اور اُن کے رفیق منافق ۱۲ خلاصہ یہ کہ منافق مسلمانوں سے ملے رہتے اور حضور کی خدمت میں آتے جاتے پھر یہاں کے بھید یہود کو بتاتے۔ اور جب ان سے کہا جاتا تو قسمیں کھاتے کہ ہم نے نہیں کہا عبداللہ بن نبتل کے متعلق مشہور ہے کہ وہ منافق تھا حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا اور یہود کو بھید بتایا کرتا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں تشریف رکھتے تھے آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ تم میں ابھی ایک شخص آئیگا کہ دل اس کا متکبر ہے اور شیطان کی نظر سے دیکھتا ہے۔ تفسیر صفحہ ہٰذا ۱۔ تھوڑی دیر میں عبداللہ بن نبتل آیا حضورؐ نے اس سے شکایت کی کہ تو ہماری جماعت کو کیوں گالیاں دیتا ہے اس پر اس نے اور اس کے ساتھیوں نے قسم کھائی اور کہا ہم نے کبھی آپ کو یا آپکی جماعت کو برا نہیں کہا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ منافق نہ تم میں سے ہیں یعنی نہ مسلمان ہیں اور نہ ان میں سے ہیں یعنی نہ یہودی ہیں بلکہ غیر مذہب ہیں نہ ادھر نہ اُدھر۔ تمہارے بھید بتاتے ہیں اور جب ان پر اعتراض کرو تو جانتے بوجھتے جھوٹی قسم کھا کر انکار کرجاتے ہیں (١٤) اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ کام بہت برے ہیں جو وہ کررہے ہیں ⁂ یعنی نفاق اور کفر وغیرہ (١٥) ان منافقوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں پس ان لوگوں کیلئے ذلیل و خوار کرنے والا عذاب ہے ⁂ یعنی سخت بھی اور رسواکن بھی (١٦) ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ان کو ذرا بھی نہ بچاسکیں گے اور یہ لوگ اہل دوزخ اور دوزخ والے ہیں یہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ⁂ یعنی اس سخت اور رسواکن عذاب سے

وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤﴾

اور نہ ان ہی میں سے ہیں اور یہ لوگ جانتے بوجھتے جھوٹی بات پر قسم کھاجاتے ہیں۔

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک وہ کام بہت برے ہیں جو

يَعْمَلُوْنَ ﴿١٥﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ

وہ کررہے ہیں۔ ان منافقوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو خدا کی راہ سے

سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٦﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ

روکتے رہتے ہیں لہٰذا ان کیلئے ذلیل و رسواکن عذاب ہے۔ ان کے اموال اور ان کی اولاد

اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ

اللہ کے ہاتھ سے ان کو ذرا بھی نہ بچا سکیں گے یہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١٧﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ

اہل دوزخ ہیں یہ اس دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہ عذاب اس دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ

جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ

ان سب کو دوبارہ زندہ کریگا پھر جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھایا کرتے ہیں اسی طرح اسکے روبرو بھی قسمیں کھائینگے اور یوں

اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٨﴾ اِسْتَحْوَذَ

سمجھیں گے کہ انھوں نے کوئی بھلی بات اختیار کی ہے آگاہ رہو یہ لوگ بڑے ہی جھوٹے ہیں ان پر شیطان نے پوری طرح

عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ

غلبہ پالیا ہے سو اس نے ان کو خدا کی یاد بھلادی ہے یہ جماعت شیطان کا

الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اِنَّ

لشکر ہے خوب سن لو شیطان کا لشکر ہی یقیناً تباہ ہونے والا ہے۔ جو

الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي

لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ ذلیل ترین

جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں نہ ان کے اموال کچھ کام آئیں گے اور نہ ان کی اولاد کچھ کام آئے گی یہ لوگ اہل جہنم ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے (١٧) یہ عذاب اس دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو قبروں سے اٹھائیگا اور دوبارہ زندہ کریگا پھر یہ جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھایا کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے روبرو قسمیں کھائیں گے اور یہ سمجھتے ہوں گے کہ وہ کچھ بھلی راہ پر ہیں آگاہ رہو بلاشبہ یہ لوگ بہت جھوٹے ہیں اور یہی ہیں اصل جھوٹے ⁂ یعنی ان کے حقیقی عذاب کا اور سزا بھگتنے کا وہ دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے گا اور سب کو جمع کرے گا سو یہ لوگ اس وقت خدا کے سامنے بھی اسی طرح قسمیں کھائیں گے جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں یعنی دنیا میں کہ ہم کسی بھلی بات پر ہیں۔ یا قیامت میں یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہم کسی اچھی حالت میں ہیں کہ جھوٹی قسمیں کھا کر بچ جائیں گے۔ لبعض حضرات نے ویحسبون انھم علی شیء کو دنیا کے ساتھ رکھا ہے اور بعض نے قیامت کیساتھ (باقی صفحہ ٨٧٠ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۶۹) ہم نے دونوں باتیں عرض کردی ہیں۔ مطلب یہ کہ قسمیں جھوٹی دونوں جگہ کھائیں گے یہاں بھی یہ سمجھ کر جھوٹی قسم کھاتے ہیں کہ ہم نے بھلی بات کی ہے اور مسلمانوں کو یقین دلانے میں کامیاب ہیں اور وہاں بھی جھوٹی قسمیں کھائیں گے واللہ ربنا ما کنا مشرکین اور یہ سمجھیں گے کہ ہم کچھ نفع کے کام پر ہیں کہ جھوٹی قسمیں کھا کر عذاب سے نجات حاصل کرلیں گے۔ ان کے جھوٹ پر تاکید ہے کہ سن لو یہی لوگ ہیں جھوٹے۔ ان کا جھوٹ یہاں بھی ان کیلئے نافع نہیں اور وہاں بھی نفع دینے والا نہیں (۱۸) ان لوگوں پر شیطان نے پوری طرح قابو پالیا ہے سو اس شیطان نے انکو اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اُس کی یاد بھلادی ہے یہ لوگ شیطان کا لشکر ہیں اور یہ جماعت شیطان کا گروہ ہے خوب سن لو گروہ شیطان کا یقیناً خسارہ اٹھانیوالا اور برباد ہونیوالا ہے ۃ یعنی ان منافقوں اور مشرکوں پر شیطان نے پورا پورا غلبہ حاصل کرلیا ہے اور اس کا یہ اثر ہے کہ ان کے دل سے خدا کی یاد بالکل نکل گئی اور شیطانی اثرات نے اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھلادیا اور یہ صرف شیطان کے ہو رہے بھولے سے بھی کبھی اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کرتے۔ یہ سب لوگ شیطان کا ایک گروہ ہے اور شیطانی گروہ یقیناً ٹوٹا پانیوالا اور برباد ہونیوالا ہے آخرت میں بھی اور کبھی دنیا میں بھی کیونکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے (۱۹) جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے ہیں وہ ذلیل ترین اور بے قدر لوگوں میں سے ہیں ۃ یعنی قیامت میں نہ ان کی کوئی عزت نہ قدر وقیمت (۲۰) تفسیر صفحہ ہٰذا :۔ اللہ تعالیٰ یہ بات لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہینگے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑا زور آور زبردست ہے ۃ یعنی غلبہ تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوتا ہے اور ان کے متبعین کو اللہ تعالیٰ کا ذکر یہاں تشریفاً کیا گیا ہے جیسا کہ سورۂ مومن میں گزر چکا ہے۔ جب انبیاء علیہم السلام کو غلبہ ہوگا تو مومنین کی بھی عزت بلند ہوگی یہاں تک منافقین کی اس دوستی اور محبت کی مذمت تھی جو وہ خفیہ طور پر یہود اور کافروں کے ساتھ رکھتے تھے اور مسلمانوں کے بھید دشمنوں تک پہونچایا کرتے تھے اب آگے مخلصین اہل ایمان کا ذکر فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۹) اے پیغمبر آپ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر ایمان رکھتے ہیں اُن لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہ دیکھیں گے جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کے برخلاف ہیں خواہ وہ مخالفت کرنے والے ان اہل ایمان کے باپ ہوں یا بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے اور عزیز اقارب ہوں ع ۹ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو ثبت کردیا ہے اور مضبوط کردیا ہے اور جما دیا ہے اور اپنے غیبی فیضان سے ان کی مدد اور تائید فرمائی ہے اور آخرت میں ان کو ایسے باغوں میں داخل فرمائیگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جن کے پائیں نہریں بہہ رہی ہوں گی وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہوئے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا لشکر اور یہ جماعت اللہ تعالیٰ کا گروہ ہے خوب سن لو اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی فلاح پانیوالا اور اپنے مقصد میں کامیاب ہونیوالا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹا ہو وہی سچے ایمان والے ہیں اُن کو یہ درجے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کے دوست نہیں ہیں خواہ وہ ان کے باپ بیٹے بھائی اور دوسرے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ پکے ایمان دار ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایمان کو منقش کردیا ہے اور جما دیا ہے اور ان کی باطنی طور پر امداد فرمائی ہے جس کا بڑا اثر یہ ہے کہ نیک اعمال کی توفیق اور قلب کو سکون و اطمینان میسر ہوتا ہے۔ بعض نے کہا اس سے نور قرآن مراد ہے۔ بعض نے کہا دشمنوں پر مدد مراد ہے۔ یا قلب کا نور مراد ہے یا اسلام کا نور مراد ہے۔ بہرحال ایک باطنی کیفیت ہے اس کو وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس پر یہ کیفیت وارد ہوتی ہے قرآن نے بروح منہ سے تعبیر کیا ہے اور اپنے حضرات نے فیضان غیبی سے ترجمہ کیا ہے۔ یہ ایک باطنی قوت اور باطنی سکون و اطمینان ہے جو اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندوں کو عطا کیا جاتا ہے یہ دولت روحانی تو دنیا میں عطا ہوتی ہے اور آخرت میں بہشت میں داخل کئے جاتے ہیں اور رضائے الٰہی کی دولت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ یہ جماعت اللہ تعالیٰ کا گروہ اور اس کا

(باقی ص۸۷۱ پر)

الْأَذَلِّينَ ⑳ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۚ إِنَّ اللَّهَ

لوگوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ بات لکھ چکا ہے کہ میں اور میرے پیغمبر ضرور غالب رہیں گے، بیشک

قَوِيٌّ عَزِيزٌ ㉑ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

اللہ تعالیٰ نہایت قوی اور زبردست ہے۔ اے پیغمبر آپ اُن لوگوں کو جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان

الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا

رکھتے ہیں ان لوگوں سے محبت کرتے ہوئے نہ دیکھیں گے جو اللہ اور اُس کے رسول کے برخلاف ہیں خواہ وہ

آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ

اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے ہوں یا اُن کے بھائی ہوں یا اُن کے اور عزیز و اقارب ہوں یہ لوگ

كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ ۖ

وہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کردیا ہے اور اپنے غیبی فیضان سے ان کی مدد فرمائی ہے

وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

اور اُن کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی وہ ان باغوں میں

فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ

ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ جماعت اللہ کا

اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ㉒ ع

گروہ ہے خوب سن لو اللہ ہی کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔

سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ حشر مدنی ہے اور یہ چوبیس آیتیں اور اس میں تین رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ

جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہ بڑا زبردست

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۷۰) لشکر ہے اور یہی لوگ مراد کو پہونچنے والے ہیں کفار کی دوستی جو اسلام اور مسلمانوں کیلئے ضرر رساں ہو حرام اور ممنوع ہے۔ تلک الرسل کی تسہیل ملاحظہ کی جائے (۲۲) تمہ تفسیر سورۃ المجادلہ ۞ سُوْرَۃُ الْحَشْرِ ۞ سورہ حشر مدنی ہے اور یہ چوبیس آیتیں اور تین رکوع ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہ بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق روحانی ہو یا مادی سب اپنی خلق کے اعتبار سے خالق اور صانع کی پاکی بیان کرتی ہے۔ اسی طرح زبان سے بھی مخلوق اس کی پاکی بیان کرتی ہے بہرحال تسبیح زبان حال سے ہو یا زبان قال سے ہو سب اس کی تسبیح کرتے اور اسی کے ثناخواں ہیں اس کی تسخیر اور مخلوق کا مطیع اور زیر فرمان ہونا بھی اسی کی تسبیح اور تحمید ہے۔ عزیز کمال قوت کا مالک حکیم کمال علم اور حکمت کا مالک ہے (۱) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ وہی ہے جس نے کفار اہل کتاب کو ان کے گھروں سے پہلی مرتبہ اکٹھا کر کے نکال دیا ہے اے مسلمانو! تم کو ان کے نکل جانیکا گمان بھی نہ تھا اور تم کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ وہ کبھی نکلیں گے اور وہ اہل کتاب یہ گمان کرتے تھے اور یہ خیال کئے بیٹھے تھے کہ ان کے مضبوط قلعے ان کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ یعنی اس کے عذاب سے بچالیں گے پھر اللہ تعالیٰ یعنی اس کا عذاب ایسی جگہ سے آیا جس کا ان اہل کتاب کو خیال بھی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب میں اور ان اہل کتاب کے دلوں میں ایسا رعب ڈال دیا کہ وہ منکر اہل کتاب اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی برباد کر رہے تھے اور اجاڑ رہے تھے پس اے آنکھوں والو اس عبرت انگیز واقعہ سے عبرت حاصل کرو ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مدینے کے چار پانچ کوس ایک قوم یہود کے گڑھ تھے بنی نضیر اُن کا نام اول حضرت سے صلح رکھتے تھے پھر کے کے کافروں سے پیغام کرنے لگے۔ اور حضرت جہاں بیٹھے تھے اوپر سے بھاری چکی ڈالدی اگر لگے تو آدمی مرجائے۔ اللہ نے بچایا حضرت نے مسلمانوں کو جمع کیا ارادہ یہ کہ ان سے لڑیں جب ان کے گھر گھیر لئے وے ڈر گئے۔ التجا کی حضرت نے ان کی جان بخشی اور جو مال اٹھا سکیں اور گھر اور باغ اور کھیت قبضے میں آئے حق تعالیٰ نے وہ زمین غنیمت کی طرح تقسیم نہ کروائی حضرت کے اختیار پر رکھی حضرت نے مہاجرین کو جن کا خرچ انصار کے ذمے تھا اکثر تقسیم کی مہاجر اور انصار دونوں کو فائدہ ہوا اور اپنے گھر کا خرچ اور وارد کا خرچ اسپر مقرر رکھا وہی ذکر ہے اس سورت میں ۱۲۔ بنی نضیر یہود کا پرانا قبیلہ ہے جو مدینہ منورہ سے تھوڑے فاصلہ پر رہتا تھا۔ یہ مال دار لوگ تھے بہت مضبوط قلعے بنا رکھے تھے اور تمام بستی ایک گڑھی کے مانند تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہود سے معاہدہ ہوا تو یہ لوگ بھی معاہدے میں شامل تھے بعد میں ان لوگوں نے عہد شکنی کی اور نقض عہد کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی۔ اور کعب بن اشرف ان کا سردار ابوسفیان سے سازش کرنے گیا اور مدینے پر حملہ کرنے کے لئے سازش کی۔ اس نقض عہد کی بنا پر ان کو جلا وطن کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور دس روز کی مہلت دی گئی وہ نکلنے پر آمادہ ہوئے مگر مدینے کے منافقوں نے ان کو بہکا دیا وہ نکلنے سے منکر ہو گئے۔ چنانچہ ان کا محاصرہ کر لیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ تم اپنی منقولہ جائیداد اپنے ہمراہ لے جا سکتے ہو۔ چنانچہ وہ اپنے مکانوں کے کڑی تختے اکھیڑنے لگے۔ اور مسلمانوں سے درخواست کی کہ ہماری مدد کرو۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کی مدد کی اور ان کے مکان گرانے میں ان کو مدد دی تاکہ وہ آسانی سے جو لیجا سکتے ہیں وہ لیجائیں۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہمارے قلعے مضبوط ہیں ان کو کوئی فتح نہیں کر سکتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مرعوب کر دیا۔ اسی کو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس وہاں سے آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا۔ شاید مسلمان بھی اتنے جلدی ان پر فتح یابی کا گمان نہ کرتے ہوں گے جو فرمایا ما ظننتم ان یخرجوا۔ چونکہ یہود کا یہ پہلا اخراج تھا اس لئے اس کو اول الحشر فرمایا اور حشر ثانی فاروق اعظم کے زمانہ خلافت میں واقع ہوا۔ محاصرے کے زمانے میں ان کے بعض درخت مسلمانوں نے کاٹے تھے اور جو جائیداد غیر منقولہ وہ چھوڑ گئے تھے اس کا حکم آگے مذکور ہے (۲) اور اگر اللہ تعالیٰ ان کے لئے جلا وطنی مقدر نہ کر دیتا اور ان کی قسمت میں جلا وطنی نہ ہوتی تو ان کو دنیا ہی میں سزا دیتا (باقی صفحہ ۸۷۲ پر)

الْحَكِيْمُ ① هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ
بڑی حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے کفار اہل کتاب یعنی بنی نضیر کو ان کے گھروں سے

الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ
پہلی مرتبہ اکٹھا کر کے نکال دیا اے مسلمانو تم کو تو یہ گمان بھی نہ تھا کہ

يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
وہ نکل جائیں گے اور وہ خود یہ خیال کیے بیٹھے تھے کہ ان کے قلعے ان کو اللہ کے ہاتھ سے بچالیں گے

فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب اُن پر ایسی جگہ سے آیا جس کا اُن کو خیال بھی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایسا

الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ
رعب ڈالدیا کہ وہ کفار اہل کتاب اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے بھی اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی برباد کر رہے تھے

فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ
لہٰذا اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے جلا وطن ہونا اُن کی قسمت میں

الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ
نہ لکھا ہوتا تو اُن کو دنیا ہی میں سزا دیتا اور آخرت میں ان کو دوزخ کا

النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ
عذاب ہونا ہے۔ یہ سزائیں اس بنا پر ہیں کہ اُنھوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور

يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④ مَا قَطَعْتُمْ
جو شخص اللہ کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔ اے مسلمانو! جن کھجور کے

مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓي اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ
درختوں کو تم نے کاٹ ڈالا یا جن کو تم نے اسی حالت پر چھوڑ دیا کہ وہ اپنی جڑوں پر کھڑے رہے تو یہ سب خدا تعالیٰ

اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَمَآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلٰي رَسُوْلِهٖ
کے حکم کے موافق ہوا اور یہ اس لئے ہوا تا کہ کافروں کو ذلیل و رسوا کرے۔ اور جو مال اللہ تعالیٰ نے بطور فے اپنے رسول کو

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۷۱) اور آخرت میں تو بہرحال اُن کے لئے عذاب ہے ﴿ یعنی اگر ان کے لئے جلاوطن ہو جانا مقدر نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ ان کی قسمت میں جلاوطنی نہ لکھ دیتا مدعا یہ ہے کہ اگر یہ ترکِ وطن نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں عذاب کرتا اور قتل ہوتے اور قید کئے جاتے اور اس جلاوطنی کے باوجود آخرت میں ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے (۳) یہ سزائیں دینا اور آخرت کی اس بنا پر ہیں کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول کی مخالفت کی اور اللہ اور اس کے رسول کے مخالف بنے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مار سخت ہے اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے (۴) اے مسلمانو! کھجور کے جن درختوں کو تم نے کاٹ ڈالا یا جن درختوں کو تم نے اُن کی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑ دیا۔ اور جڑوں پر ان کو کھڑا چھوڑے رکھا تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق ہوا اور اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ کافروں اور بے حکموں کو رسوا کرے ﴿ ہم نے اوپر عرض کیا ہے کہ محاصرے کے زمانے میں بعض مسلمانوں نے پھل دار درخت کاٹ دئے تھے۔ اور اگرچہ پھل دار درختوں کا کاٹنا معیوب سمجھا جاتا تھا بعض مسلمانوں نے محض اس بنا پر کہ یہود کو اس سے قلبی اذیت پہونچے گی کچھ درخت کاٹ دئے۔ اور بعض مسلمانوں نے یہ خیال کر کے کہ یہ درخت ان کی جلاوطنی کے بعد ہمارے ہی کام آئیں گے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا۔ مدینے کے بعض یہود نے طعن بھی کیا کہ مسلمانوں نے پھل دار درخت کاٹ دئے اور یہ فساد ہے اس لئے مسلمان مفسد ہیں۔ حق تعالیٰ نے دونوں فریق کی تصویب فرما دی۔ چونکہ دونوں کی نیت صحیح تھی اس لئے دونوں کو بری الذمہ فرما دیا۔ لینۃ کے معنی بعض لوگوں نے مطلق درخت یا کھجوروں کے درخت کئے ہیں۔ اور بعض نے لینۃ خاص بیش قیمت کھجوروں کے درخت کہا ہے۔ غرض یہ کام اس لئے ہوا تاکہ مسلمانوں کو عزت دے اور نافرمانوں کو رسوا کرے آگے اس مالِ غیر منقولہ کی تفصیل مذکور ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب وے قلعے میں بند ہوئے حضرت نے حکم دیا کہ ان کے باغ کاٹو اور کھیت اجاڑو تاکہ اس کے درد سے باہر نکل کر لڑیں پھر کاٹنے لگے وے لگے طعن کرنے کہ ہم کو تو کافر کہتے ہو اس سے مارتے ہو کیا درخت بھی کافر ہے جو کاٹتے ہو۔ یعنی مسلمانوں کو شبہ آنے لگا یہ آیت اتری ۱۲ (۵) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اور جو مال اللہ تعالیٰ نے بطور فے اپنے رسول کو یہود سے دلوا دیا اور جو ہاتھ لگا یا اس میں تمہارا کوئی حق نہیں کیونکہ اس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ اونٹ دوڑائے بلکہ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو مسلط کر دیتا ہے اور غالب فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے ﴿ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہی فرق رکھا غنیمت میں اور فے میں جو مال لڑائی سے ہاتھ لگا وہ غنیمت ہے اس میں پانچواں حصہ اللہ کی نیاز اور چار حصے لشکر کو بانٹے اور جو بغیر جنگ ہاتھ لگا وہ سارا خزانوں میں مسلمانوں کے ہے جو کام ضرور ہوا اس پر خرچ ہو ۱۲ خلاصہ یہ کہ جو مال اہلِ حرب سے بلا قتال ہاتھ لگے وہ فے ہے اور جو مال لڑ کر حاصل ہو یعنی جنگ ہو اور کفار کی شکست کے بعد ہاتھ لگے اور دار الحرب پر عنوۃً قبضہ ہو وہ غنیمت ہے۔ غنیمت کا مال کس طرح تقسیم ہو اور اس کا کیا حکم ہے وہ سورہ انفال میں گزر چکا ہے وہ یہی کہ تمام مالِ غنیمت میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ نکال کر باقی مجاہدین پر تقسیم کر دیا جاتا ہے اور فے کا حکم یہ ہے کہ مالِ فے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تاحیات ملک میں ہوتا تھا اور آپ کی وفات کے بعد ملک ختم اور اموال موقوفہ شمار ہوتے تھے ان میں ورثہ جاری نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مال مہاجرین اور بعض انصار کو تقسیم کیا یہ وہ انصار تھے جو بہت ہی مفلوک الحال تھے۔ باقی اپنے اہل عیال کو سال بھر کا نفقہ عطا فرماتے تھے اس کے بعد جو کچھ بچتا وہ جہاد اور اسلحہ وغیرہ کی تیاری میں خرچ فرماتے۔ کافر کا لاوارث مال بھی فے میں شمار کیا جاتا تھا اور اس مرتد کا مال جو حالتِ ارتداد میں مارا جائے جزیہ کا بھی فے میں شمار ہے اور بھی کئی قسم کے اموال ہیں جن کو فقہا نے فے میں شامل کیا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ امام وقت اپنی حاجت کے موافق اپنی ضرورت کے مقدار نکال کر باقی مصالح مسلمین پر خرچ کر دے یہود کی اکثر بستیاں اسی طرح قبضے میں آئیں اس لئے ان کے اموال کو مالِ فے کہتے ہیں جیسے بنی نضیر۔ باغ فدک اور خیبر کا بعض حصہ۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مالِ فے میں پانچواں حصہ نکالنا شرط نہیں ہے۔ بہرحال مالِ غنیمت میں سے خمس نکال کر مجاہدین کو

(باقی ضمیمہ میں)

مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ
بنی نضیر سے دلوا دیا اس میں تمہارا کوئی حق نہیں کیونکہ اس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ بلکہ
اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
اللہ جس پر چاہتا ہے اپنے رسولوں کو مسلط فرما دیتا ہے اور اللہ ہر شئی پر پوری طرح
قَدِيْرٌ ﴿٦﴾ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى
قادر ہے۔ جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اور دوسری بستیوں سے بطور فے دلوائے اس میں بھی تمہارا حق
فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
نہیں ہے بلکہ وہ اللہ کا حق ہے اور رسول کا اور رسول کے قرابتداروں کا حق ہے اور یتیموں کا حق ہے اور محتاجوں کا اور
وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ
مسافروں کا حق ہے یہ حکم اس لئے دیا گیا تاکہ وہ مال فے تم میں سے سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں دائر اور پھرتا
مِنْكُمْ ۭ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۤ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ
ہو کر نہ رہ جائے اور رسول تم کو جو کچھ دیدیا کرے اُسے لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو منع کر دیا کرے
فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٧﴾
اس سے رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔
لِلْفُقَرَاۗءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
اس مال فے میں ان فقراء مہاجرین کا بھی حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے
وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ
علیحدہ کر دئے گئے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی رضامندی کے طلبگار ہیں
يَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿٨﴾ وَ
اور وہ اللہ کی اور اُس کے رسول کی امداد کیا کرتے ہیں یہی لوگ حقیقی راست باز ہیں۔ اور
الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ
اس مال فے میں وہ لوگ بھی مستحق ہیں جو ان مہاجرین کے پہلے سے مدینہ میں ٹھکانا رکھتے ہیں اور انھوں نے ایمان میں اپنی ایک

Marfat.com

هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ

جگہ پیدا کرلی ہے جو شخص ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس

اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ

یہ لوگ اپنے دلوں میں کوئی خلش محسوس نہیں کرتے اور خواہ ان کو کتنا ہی نقر و فاقہ کیوں نہ ہو وہ ان مہاجرین کو اپنی ذات پر

خَصَاصَةٌ ۛ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

مقدم رکھتے ہیں اور جو شخص اپنے طبعی بخل و حرص سے بچا لیا گیا تو ایسے ہی لوگ

الْمُفْلِحُوْنَ ۝٩ وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ

فلاح پانے والے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی اس مال فے کے مستحق ہیں جو ان مذکورہ مہاجرین و انصار کے بعد آئے اور جو یوں دعا

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

کیا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخشدے جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت کرچکے ہیں اور جو لوگ

وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ

ایمان لاچکے ہیں اُن کی طرف سے ہمارے دلوں میں بغض و عداوت کو جگہ نہ دے اے ہمارے پروردگار

اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝١٠ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا

بے شک تو بڑی شفقت کرنے والا نہایت مہربان ہے۔ کیا اے پیغمبر آپ نے ان منافقوں کو نہیں دیکھا جو

يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ

اپنے بھائی کفار اہل کتاب یعنی بنی نضیر سے یوں کہتے ہیں کہ

الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ

خدا کی قسم اگر تم جلا وطن کئے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہم تمہارے

فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ

معاملہ میں کبھی کسی کا کہنا نہیں مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝١١ لَئِنْ اُخْرِجُوْا

اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق سراسر جھوٹے ہیں۔ خدا کی قسم اگر اہل کتاب

ع ١٠ / ٤

اور اس مال فے کے وہ لوگ بھی حق دار ہیں جو ان مہاجرین کی ہجرت کے پہلے سے مدینے میں ٹھکانا رکھتے ہیں اور قرار پکڑے ہوئے ہیں اور اُنھوں نے ایمان میں اپنی ایک جگہ پیدا کرلی ہے جو شخص ان کے پاس ہجرت کرکے آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دیا جاتا ہے اُس سے یہ لوگ اپنے دلوں میں کوئی خلش اور کوئی دغدغہ نہیں محسوس کرتے اور نہیں پاتے خواہ ان کو کتنی ہی احتیاج اور کتنا ہی نقر و فاقہ کیوں نہ ہو وہ ان مہاجرین کو اپنی ذات سے مقدم رکھتے ہیں اور باوجود سخت احتیاج کے ان مہاجرین کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں اور جو اپنے طبعی بخل و حرص سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں ؛؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پہلی آیت سے مہاجرین مراد ہیں اور اس آیت سے انصار اور جو اس گھر میں رہتے ہیں پہلے سے یعنی مدینے میں اور مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں اپنی حاجت بند رکھ کر اور ان کو ملے تو حسد نہیں کرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں اول رکھتے ہیں اپنی جانوں سے اگرچہ ہو ان کو بھوک یعنی صدقہ کرتے ہیں اپنی جانوں پر اگرچہ ان کو احتیاج ہو ١٢ مدینہ منورہ میں بعض وہ مسلمان بھی تھے جو ہجرت شروع ہونے سے پہلے اسلام کی خبر سن کر اسلام لے آئے تھے یا مکہ جا کر مسلمان ہوئے اور اپنے گھر واپس چلے آئے ان کو من قبلھم فرمایا یہ مطلب نہیں کہ مہاجرین سے بھی پہلے اسلام لائے بہرحال یہ مدنی مسلمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل مسلمانوں کی جو خدمت کیا کرتے تھے اس خدمت کو آیت میں سراہا گیا ہے کہ یہ لوگ جو مہاجر گھر چھوڑ کر آتا ہے اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کو اگر کہیں سے کچھ ملتا ہے تو اس پر ان کے دل میں کوئی خلش نہیں ہوتی اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ کاٹ کر ان کو کھلاتے ہیں اپنے ہاں فاقہ ہو تب بھی بچوں کو بھوکا سلا دیتے ہیں اور مہاجر بھائی کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں آخر میں فرماتے ہیں ومن یوق شح نفسہ فاولٰئک ھم المفلحون شح بخل آمیز حرص یا حرص آمیز بخل۔ جو شخص اپنی طبیعت کے بخل و حرص سے محفوظ رکھا گیا اور بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیاب اور مراد کو پانے والے ہیں۔ بہرحال آیت میں جہاں مہاجرین کو مال فے کا حق دار قرار دیا تھا وہاں اس قسم کے مخلص اور وفادار انصار کو بھی مال فے میں حق دار ٹھہرایا اسی بنا پر شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض انصار کو بھی مال فے میں سے کچھ عطا فرمایا بڑی بات یہ کہ اگر ان مہاجرین کو کچھ دیا جاتا ہے تو ان انصار کے دل میں ذرا سی خلش بھی نہیں ہوتی کہ ان کو کیوں ملا اور ہم کو کیوں نہیں ملا (٩)

اور وہ لوگ بھی اس مال فے کے حق دار ہیں جو ان انصار و مہاجرین کے بعد آئے اور جو اپنے پروردگار سے یوں دعا کیا کرتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخشدیجئے جو ایمان لانے میں ہم سے سبقت کرچکے ہیں اور جو لوگ ایمان لاچکے ہیں انکی طرف سے ہمارے دلوں میں کینہ۔ بغض اور عداوت کو جگہ نہ دے اے ہمارے پروردگار بے شک تو بڑی شفقت کرنے والا نہایت مہربان ہے ؛؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ آیت سب مسلمانوں کے واسطے ہے جو اگلوں کا حق مانیں اور انہی کے پیچھے چلیں اور ان سے بیر نہ رکھیں ١٢ بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے مراد تابعین ہیں بعض نے کہا تبع تابعین بعض نے ان کے بھی بعد کے لوگ مراد لئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ متاخرین متقدمین کے فضل اور بزرگی کے معترف رہیں اور آپس میں ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے بیر نہ رکھے متقدمین کو اچھا سمجھیں اور معاصرین سے محبت کریں۔ آیت میں یہ قید ترغیب کے لئے ہے کہ بعد کے لوگوں کو ایسا ہونا چاہیے یہ مطلب نہیں کہ جو ایسا نہ ہو وہ فے کا حقدار نہیں۔ اور مصرف فے نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مشہور ہے۔ لیس احد الا لہ فی المال حق۔ کہ کوئی ایسا مسلمان نہیں ہے کہ جس کا اس مال میں حق نہ ہو۔ یہ ہم عرض کرچکے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مال فے میں مالکانہ تصرف حاصل تھا وہ آپ کی وفات کے بعد ختم ہوگیا۔ البتہ مصارف خیر کا ذکر موجود ہے اب زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی حاکم وقت یا امام وقت ہو تو اس کو حاکمانہ تصرف حاصل ہوگا کہ اگر اس کے عہد امامت میں مال فے حاصل ہو تو وہ ان مصارف خیر میں اس مال کو تقسیم کردے لعل اللہ یحدث بعد ذالک الزمان اھ و ھو المعین وھو المستعان اب پھر ان منافقین کا ذکر فرمایا جنھوں نے یہود کو اپنی مدد کا وعدہ دیکر دھوکا دیا تھا اور بنی نضیر کو اپنی مدد کا یقین دلا کر اُبھارا تھا (١٠) اے پیغمبر کیا آپ نے ان (باقی صفحہ ٨٧٤ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۷۳) نفاق پیشہ لوگوں کی حالت ملاحظہ نہیں فرمائی جو اپنے ان بھائیوں سے جو اہل کتاب میں سے کافر ہیں اور منکرانہ روش رکھتے ہیں یوں کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر تم جبراً نکالے گئے اور جلاوطن کے گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ملک بدر ہو جائیں گے اور ہم تمہارے معاملے میں کبھی کسی کا کہنا نہیں مانیں گے اور تمہارے بارے میں کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو یقیناً ہم تمہاری مدد کریں گے۔ اور لڑائی میں ہم تمہارے معاون ہوں گے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق سراسر جھوٹے اور کاذب ہیں ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ منافق ان کافروں کو چھپے چھپے پیغام دیتے تھے آخر وہ نکالے گئے ان سے کچھ نہ ہوا ۱۲ یعنی بنی نضیر کو عبداللہ بن ابی منافق کی پارٹی بہکاتی تھی کہ تم جمے رہنا اگر تم سے اس نبی نے جنگ کی تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور اگر تم کو انھوں نے ملک بدر کیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ احتجاجاً مدینہ چھوڑ کر نکل جائیں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ منافق بالکل جھوٹے ہیں یہ نہ کوئی مدد کریں گے اور نہ یہ کافران اہل کتاب کی ہمدردی میں اپنا وطن چھوڑیں گے

يُخْرَجُونَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُونَهُمْ ۚ وَ
جلاوطن کے گئے تو یہ مدینہ کے منافق ان کیساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر بنی نضیر سے جنگ چھڑ گئی تو یہ منافق انکی مدد بھی نہیں
لَئِنْ نَصَرُوهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ (١٢)
کرینگے اور اگر بالفرض یہ انکی مدد کریں گے تو بھی پیٹھ دیکر بھاگ جائیں گے پھر ان اہل کتاب کی کوئی مدد نہیں ہوگی
لَأَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ مِنَ اللَّهِ ۚ
یقیناً تم مسلمانوں کا خوف ان منافقوں کے قلوب میں اللہ کے خوف سے بھی زیادہ ہے
ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ (١٣) لَا يُقَاتِلُونَكُمْ
اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں۔ یہ سب مل کر بھی تمہارے بالمقابل
جَمِيعًا إِلَّا فِي قُرًى مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ ۚ
نہیں لڑ سکتے الا یہ کہ قلعہ بند بستیوں اور دیواروں کی آڑ میں محفوظ ہو کر
بَأْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدٌ ۚ تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَ
ان کے آپس ہی میں ان کی بڑی سخت جنگ ہے اے مخاطب تو ان کافروں کو متحد خیال کرتا ہے حالانکہ
قُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ (١٤)
ان کے دل پھٹے ہوئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔
كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ۖ ذَاقُوا
ان بنی نضیر کی مثال اُن لوگوں کی سی مثال ہے جو ان کے کچھ ہی پہلے ہوئے ہیں یعنی بنی قینقاع اور جو اپنے اعمال کی
وَبَالَ أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ (١٥) كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ
سزا کا مزہ چکھ چکے ہیں اور ان کو دردناک عذاب ہونا ہے۔ اور ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی مثال ہے
إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ
کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے کہ
إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ (١٦)
میں تجھ سے بے تعلق ہوں میں تو اُس اللہ سے ڈرتا ہوں جو رب العالمین ہے۔

(۱۱) تفسیر صفحہ ہذا: خدا کی قسم اگر یہ کفر پیشہ اہل کتاب ملک بدر کئے گئے تو یہ مدینے کے منافق ان کیساتھ نہیں نکلیں گے اور ترک وطن نہیں کریں گے اور اگر ان اہل کتاب یعنی بنی نضیر سے لڑائی ہوئی تو یہ ان کی مدد بھی نہیں کریں گے اور اگر بفرض محال ان منافقوں نے ان کی مدد کی بھی اور ان کی مدد کے لئے میدان جنگ میں آئے بھی تو پیٹھ دیکر بھاگیں گے اور میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور پھر ان منافقوں کے بھاگ جانے کے بعد ان اہل کتاب کی کوئی مدد نہ ہوگی ۞ یعنی ان کا جھوٹ یہ کہ اگر وہ جلاوطن کیے گئے تو یہ منافق انکے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ چھڑی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے اور اگر بالفرض مدد کو آئیں گے تو میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان اہل کتاب کی کوئی مدد نہیں کی جائیگی۔ یعنی جھوٹے مددگار تو بھاگ گئے اور کوئی مددگار نہیں پھر مدد کی کوئی شکل نہیں ان آیتوں کا نزول بعد میں ہو تو محض استحضار واقعہ اور ان کا کذب اور خلف وعدہ کا اظہار مقصود ہوگا اور اگر واقعہ اخراج سے قبل نزول ہو تو ظاہر ہے کہ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔ یعنی محاصرے کی حالت میں منافقوں نے ان اہل کتاب کی کوئی مدد نہ کی اور اخراج کے وقت کسی نے ان کے ہمراہ ترک وطن نہ کیا (۱۲) یقیناً تم مسلمانوں کا خوف اور دہشت ان منافقوں کے قلوب میں اور ان کے سینوں میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھی زیادہ ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ یہ لوگ ناسمجھ واقع ہوئے ہیں ۞ یعنی تم اے مسلمانو! باعتبار خوف اور دہشت کے ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہو چونکہ یہ ناسمجھ لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی بڑائی کو جانتے نہیں اس لئے خدا تعالیٰ سے ڈرنے کی بجائے تم سے ڈرتے ہیں اور اُس سے ڈرنے کا حق ادا نہیں کرتے (۱۳) ان کی بزدلی کا یہ عالم ہے کہ یہ کافر سب اکٹھے ہو کر بھی اور سب مل کر بھی تمہارے بالمقابل نہیں لڑ سکتے الا یہ کہ قلعہ بند بستیوں اور دیواروں کی آڑ میں محفوظ ہو کر ان کے مابین آپس میں بڑی سخت جنگ ہے اے مخاطب تو ان کافروں کو متفق اور متحد الخیال سمجھتا ہے حالانکہ ان کے قلوب غیر متفق اور پھٹے ہوئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کافر عقل نہیں رکھتے اور بے عقل واقع ہوئے ہیں ۞ مطلب یہ ہے کہ ان یہودیوں اور منافقوں میں اتنی ہمت نہیں کہ یہ سب مل کر بھی تمہارا مقابلہ کر سکیں سوائے اس کے کہ قلعہ بند بستیوں میں چھپ کر یا کسی مضبوط دیوار کی آڑ میں۔ دیگر جیسے شہر پناہ وغیرہ کی آڑ سے مقابلہ کریں تو کریں سامنے آ کر مقابلہ کرنیکی ان میں ہمت نہیں یہ سب مل کر بھی مقابلہ کرنیکی ہمت نہیں رکھتے مگر ہاں قلعوں میں گھس کر اور قلعہ بند بستیوں میں چھپ کر حملہ کر سکتے ہیں یا پھر کسی دیوار وغیرہ کے پیچھے اور دیوار کی آڑ لیکر مقابلہ کرلیں تو کرلیں ان کے مابین آپس ہی میں بڑی لڑائی ہے اور ان میں بڑے اختلاف ہیں دیکھنے والا تو ان کو دیکھ کر سمجھتا ہے کہ سب ایک ہیں اور ان کی بھیڑ کو دیکھ کر خیال کرتا ہے کہ یہ متفق الخیال اور باہم متحد ہیں حالانکہ ان کے دل پراگندہ اور ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں اور ان کے دل باہم متحد نہیں ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو دین کی عقل نہیں اور بے عقل واقع ہوئے ہیں اور اسی بے عقلی کی وجہ سے مختلف العقائد ہیں دین الٰہی کے بارے میں ان کے مختلف نظریے ہیں۔ اور جب دل الگ الگ ہیں تو جم کر یہ مسلمانوں کا مقابلہ کیا کر سکیں گے۔ آگے دو مثالیں بیان فرمائیں: (۱۴) (باقی ص ۸۷۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ ۸۷۴) مثال ان یہود بنی نضیر کی مانند ان لوگوں کے ہے اور ان کی مثال ان لوگوں کی سی مثال ہے جو ان سے کچھ ہی پہلے ہوئے ہیں جو دنیا میں بھی اپنے کردار اور اپنے اعمال کی سزا کا مزا چکھ چکے اور ان کو دردناک عذاب ہونے والا ہے ؛ شاید بنی قینقاع کی طرف مثال میں اشارہ ہے کہ انھوں نے بھی غدر کیا اور نقض عہد کیا اور لڑائی کی پھر مغلوب ہو کر قلعے میں بند ہو گئے اور بالآخر قلعے سے باہر نکلے ان سب کی مشکیں باندھ لی گئیں اور ابن ابی کی سفارش پر رہا کئے گئے کہ مدینے سے چلے جائیں چنانچہ وہ شام کی جانب چلے گئے اور ان کے اموال بھی غنیمت کی طرح تقسیم ہوئے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں۔ اس مثال میں بدر کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نزدیک ہے کہ مکے والے بدر کے دن سزا پا چکے ہیں وہی ڈول ان کا بھی ہوگا ۱۲ قریباً من قبلھم کی وجہ سے بعض حضرات نے بدر اور بعض حضرات نے بنی قینقاع کے یہود مراد لئے ہیں۔ واقعہ بدر اور واقعہ بنی قینقاع دونوں سنہ ہجری کے واقعات میں سے ہیں (۱۵) اور ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی مثال ہے کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ منکر ہو جا اور کافر بن جا پھر جب وہ کافر ہو جاتا ہے تو کہتا ہے میں تجھ سے بے تعلق اور الگ ہوں میں تو اس اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو تمام عالم کا پروردگار ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شیطان آخرت میں یہ کہے گا اور بدر کے دن بھی ایک کافر کی صورت بن کر لوگوں کو لڑوا دیا جب فرشتے نظر آئے تو بھاگا سورۂ انفال میں بیان ہو چکا یہ کہاوت ہے منافقوں کی ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ ان منافقوں کی مثال شیطان کی سی ہے یہ بھی لوگوں کو اُبھار کر جنگ پر آمادہ کر دیتے ہیں اور اپنی امداد کا وعدہ دلاتے ہیں پھر جب میدان کارزار گرم ہو جاتا ہے تو خود کھسک جاتے ہیں اور بھاگ کے علیحدہ ہو جاتے اور تماشائی بن جاتے ہیں یہی شیطان کرتا ہے کہ انسان کو سبز باغ دکھا کر کفر پر آمادہ کر دیتا ہے اور جب کافر پر کفر کا وبال آتا ہے تو خود بھاگ جاتا ہے اور تبری کرتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ نہیں ہوں یہ وبال کفر کا دنیا میں بھگتنا پڑے جیسے بدر میں ہوا اور انفال میں گزر چکا یا آخرت میں ہو جیسا سورۂ ابراہیم میں گزرا (۱۶) تفسیر صفحہ ہٰذا : پھر ان دونوں یعنی شیطان اور انسان کا انجام یہ ہوا کہ دونوں آگ میں گئے اور دونوں اس آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی سزا ہے گناہ گاروں کی ؛ یعنی دونوں کا انجام جہنم ہوا شیطان کا بھی اور کافر انسان کا بھی۔ یہی انجام مدینے کے منافقین اور بنی نضیر اور بنی قینقاع کا ہوا کہ وہ دنیا میں تباہ و برباد ہوئے اور آخرت میں جہنم داخل ہوں گے (۱۷) اے دعوتِ ایمانی کو قبول کرنیوالو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور ہر متنفس اور ہر شخص اور ہر جی کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اس نے کل کیلئے کیا آگے بھیجا ہے اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یقین جانو! جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس سب کی خبر ہے ؛ اوپر منافقین اور بنی نضیر وغیرہ کا بیان تھا اس کے بعد مسلمانوں کو خطاب فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر کر دینی طاعات اور اعمالِ صالحہ کے بجا لانے میں خوب سعی کیا کرو اور تم میں سے ہر شخص اس امر کا خیال رکھے اور دیکھتا رہے اور اس امر کی فکر کرتا رہے کہ کل کیلئے اس نے آگے کیا بھیجا کل سے مراد قیامت ہے۔ یعنی عالم آخرت کیلئے جو بھیج رہا ہے اس پر کڑی نظر رکھے۔ موت کیلئے جو تیاری کر رہا ہے اسکو دیکھتا رہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یعنی ہواہش اور گناہوں سے بچو کیونکہ تم جو کچھ کر رہے ہو اور جن اعمال کا ارتکاب کر رہے ہو ان سب اعمال سے اللہ تعالیٰ واقف اور خبردار ہے اعمال پر نظر کرتے رہنا یہی وہ چیز ہے جس کو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں مراقبہ کہتے ہیں اور ان مراقبات کی مختلف صورتیں ہیں جو شیخ کامل سے معلوم کی جا سکتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے حاسبوا قبل ان تحاسبوا یعنی اس سے پہلے کہ تم سے تمہارے اعمال کا حساب لیا جائے تم خود آپ اپنا حساب لے لیا کرو۔ غرض مراقبات کی بہت سی صورتیں ہیں۔ اور مختلف حالات کے لئے مختلف مراقبے ہیں جو مرشد سے دریافت کئے جا سکتے ہیں جس طرح ولتنظر نفس ماقدمت لغد میں مراقبۂ بعد الموت کی طرف اشارہ ہے اسی طرح ان اللہ خبیر بما تعملون میں بھی مراقبہ من عرض الاعمال کی طرف اشارہ ہے (۱۸) اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو فراموش کر دیا اور اس کے احکام کو بھلا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے خود ان کی جانوں سے ان کو غافل کر دیا اور بھلا دیئے ان کو اُن کے جی یہی تو وہ لوگ ہیں (باقی ص ۸۷۶ پر)

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيهَا ۚ وَ
پھر ان دونوں یعنی شیطان اور انسان کا انجام یہ ہوا کہ دونوں آگ میں گئے وہ دونوں اس آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور

ذٰلِكَ جَزَٰٓؤُا الظّٰلِمِينَ ﴿١٧﴾ ع يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
یہی سزا ہے گناہ گاروں کی اے ایمان والو! اللہ سے

اللّٰهَ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۖ وَاتَّقُوا
ڈرتے رہو اور ہر متنفس کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اس نے کل کیلئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ

اللّٰهَ ۚ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُونُوا
سے ڈرتے رہو یقیناً جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔ اور تم اُن لوگوں کی طرح

كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَأَنسٰهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولٰٓئِكَ
نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا پھر اللہ تعالیٰ نے خود ان کی جانوں سے اُن کو غافل کر دیا یہی تو وہ لوگ ہیں

هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿١٩﴾ لَا يَسْتَوِيٓ أَصْحٰبُ النَّارِ وَأَصْحٰبُ
جو نافرمان ہیں۔ اہل جہنم اور اہل جنت دونوں باہم برابر

الْجَنَّةِ ۚ أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُونَ ﴿٢٠﴾ لَوْ أَنزَلْنَا هٰذَا
نہیں ہیں جو اہل جنت ہیں وہی اپنے مقصد میں کامیاب ہیں۔ اگر ہم اس قرآن کو

الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خٰشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ
کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اے مخاطب تو اس پہاڑ کو دیکھتا کہ وہ خدا کے خوف سے دب جاتا

خَشْيَةِ اللّٰهِ ۚ وَتِلْكَ الْأَمْثٰلُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
اور پھٹ جاتا اور ہم اس لئے ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ

يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢١﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ
فکر و تامل سے کام لیں۔ وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ ہر

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ ﴿٢٢﴾ هُوَ
چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے وہ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہ

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۷۵) جو نا فرمان اور بے حکم ہیں ؎ یعنی تم اے مسلمانو! ان لوگوں کی طرح مت ہو جانا جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام سے بے پروائی برتی اور احکام خداوندی کو بھلادیا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے جی بھلادئے اور اپنی ذات سے ان کو بے پروا بنا دیا اور وہ اپنے نفع سے غافل ہوگئے اور اپنی جانوں کے بھلے کو بھلا بیٹھے ۔ تو ان لوگوں کو ان کے لئے کی سزا ملے گی اور یہ لوگ فاسق اور بے حکم ہیں ۔ پہلی آیت میں اہلِ تقویٰ کا ذکر تھا اس آیت میں نافرمانوں اور کافروں کا ذکر ہے ۔ چنانچہ دونوں کا انجام بیان فرمایا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ان کے جی بھلا دئے یعنی اپنے جی کے بچاؤ کا فکر نہ کیا ہو (۱۹) اہلِ جہنم اور اہلِ جنت دونوں باہم برابر نہیں ہیں جو اہلِ جنت ہیں وہی اپنے مقصد میں کامیاب ہیں ؎ یعنی متقی اہلِ ایمان اصحاب جنت ہیں اور یہ فاسق اور بے حکم اہلِ جہنم اور دوزخی ہیں ۔ تو اے مسلمانو! تم اصحاب جنت میں سے ہو تم ان کی طرح مت ہو جاؤ جو اصحاب نار ہیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جو استدلال عدم مساوات فی القصاص پر کیا ہے ۔ یہاں اس کی بحث نہیں ہے ۔ کتب حنفیہ میں اس کا جواب موجود ہے

اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ

ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بادشاہ ہے پاک ذات ہے

السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ

بے عیب ہے امن دینے والا ہے نگہبانی کرنیوالا ہے کمال قوت کا مالک ہے نہایت زبردست ہے بڑی عظمت والا ہے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝۲۳ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ

اللہ تعالیٰ کی ذات اُن لوگوں کے شرک سے پاک ہے وہی اللہ ہے ہر چیز کا خالق ہے ایجاد و اختراع کرنیوالا ہے

الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ

صورت بنانیوالا ہے سب اچھے اچھے نام اسی کیلئے خاص ہیں جو مخلوقات آسمانوں میں ہے

مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۲۴ ع

اور جو زمین میں ہے سب اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہ کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے

سُوْرَةُ الْمُمْتَحِنَةِ مَدَنِیَّةٌ وَّهِیَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ اٰیَةً وَّفِیْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ممتحنہ مدنی ہے اور یہ تیرہ آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ

اے ایمان والو تم میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست

اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ

نہ بناؤ کہ تم ان کو دوستی کے پیغام بھیجنے لگو حالانکہ جو دین حق تمہارے پاس آیا ہے

مِّنَ الْحَقِّ ۚ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِیَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا

وہ اس کے منکر ہیں وہ تم کو اور رسول کو محض اتنی بات پر جلاوطن کر چکے ہیں کہ تم اس اللہ پر

بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ

ایمان لائے ہو جو تمہارا پروردگار ہے اگر مسلمانو تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضامندی تلاش کرنیکی غرض

(۲۰) اور اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اے مخاطب یقیناً تو اس پہاڑ کو دیکھتا کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ تعالیٰ کے خوف اور ڈر سے اور ہم اس لئے ان مثالوں کو لوگوں کیلئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سوچیں اور فکر و تامل سے کام لیں ؎ یعنی قرآن اپنی عظمت و جلال کی وجہ سے ایسی شان رکھتا ہے کہ اگر اس کو کسی پہاڑ پر نازل کر دیتے اور پہاڑ کو فہم اور شعور دیا جاتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے دب جاتا اور پھٹ جاتا اور اے مخاطب تو اس کو دیکھتا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن ان منکروں کے دل پہاڑ کے پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں کہ یہ قرآن سنتے ہیں اور متاثر نہیں ہوتے یہ مثالیں اس لئے بیان کی جاتی ہیں تاکہ لوگ سمجھیں اور غور کریں آیت میں کافروں کی قلبی قساوت کا اظہار ہے ۔ (۲۱) وہ اللہ تعالیٰ ایسا معبود ہے جس کے سوا اور کوئی معبود ہونے کے قابل نہیں وہ ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے وہ بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؎ یعنی وہ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں جو چیز مخلوق سے پوشیدہ ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے اور جو مخلوق سے پوشیدہ نہیں وہ اس کی بھی کنہ اور حقیقت کو جانتا ہے آگے پھر اسی توحید کی تاکید ہے (۲۲) تفسیر صفحہ ہذا ۔
وہ اللہ تعالیٰ ایسا معبود ہے کہ اس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بادشاہ ہے وہ جملہ عیوب سے پاک ۔؎ وہ تمام عیوب سے سالم اور تمام عیبوں سے سلامت ہے ۔ وہ امن دینے والا ہے وہ نگہبانی کرنیوالا ہے یعنی ہر آفت سے کمال قوت کا مالک اور زبردست ہے بڑی عظمت والا اور بڑائی والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے ؎ جبّار کے معنی ہم نے زبردست کے کئے ہیں ۔ خرابی کا درست کرنیوالا بھی ہو سکتا ہے اور خود اختیار بھی اس کے معنی ہو سکتے ہیں ۔ قرآن میں مختلف معنی کیلئے استعمال ہوا ہے (۲۳) وہ معبود برحق ہے وہ ہر چیز کا خالق ہے وہ ایجاد و اختراع کرنیوالا ہے ۔ وہ صورت بنانیوالا ہے سب اچھے اچھے نام اسی کے لئے خاص ہیں ۔ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب اس کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہ کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے ؎ خالق اور باری کے معنی میں تھوڑا سا فرق ہے ۔

خالق کے معنی کسی چیز کو اندازے کے ساتھ پیدا کرنا اور باری کے معنی ہیں عدم سے وجود میں لانا ۔ بعض حضرات نے باری کے معنی ٹھیک ٹھیک بنانیوالا کئے ہیں ۔ اچھے اچھے اور نیک نام جو اچھی صفتوں پر دلالت کرتے ہیں سب اُسی کو زیبا اور اُسی کے نام ہیں ۔ خلاصہ یہ کہ سورت کے آخر میں پھر توجہ دلائی کہ ایسے زبردست مالک الملوک کی موجودگی میں دوسروں کو معبود سمجھنا کس قدر جہالت اور نادانی ہے ۔ ہر حالت میں وہی فرماں روا ہے اور اُسی کے احکام کی بجا آوری ہونی چاہئے (۲۴) تم تفسیر سورۃ الحشر ؎ سورۃ الممتحنہ ؎ سورہ ممتحنہ مدنی ہے اور یہ تیرہ آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں ؎ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؎ اے ایمان والو تم میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ در آں حالیکہ تم اُن کو مروت اور دوستی کے پیغام بھیجنے لگو اور ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو حالانکہ جو دین حق تمہارے پاس آیا ہے وہ اس دین حق کے منکر ہیں ان کی دشمنی کا یہ حال ہے کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تم کو اتنی بات پر شہر بدر اور
(باقی ص۸۷۸ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۷۶) جلا وطن کر چکے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو جو تمہارا پروردگار ہے۔ اگر اے مسلمانو! تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا جوئی اور میری رضامندی کو تلاش کرنے کے لئے اپنے گھروں سے نکلے ہو تو ان منکروں کو دوست نہ بناؤ تم دوستی کی وجہ سے ان کی طرف پوشیدہ پیغام بھیجتے ہو اور ان سے خفیہ اور چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو حالانکہ تم جو کچھ علانیہ اور ظاہر کر کے کرتے ہو اُس سب کو میں خوب جانتا ہوں اور جو شخص تم میں سے ایسا کریگا یعنی دشمنوں کو دوستانہ پیغام دے گا تو یقین جانو وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا:۔ ۸ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ بنی ہاشم کی ایک باندی سارہ نامی مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آئی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے سارا تو مسلمان ہو کر آئی ہے اس نے کہا نہیں میں محتاج ہو کر آئی ہوں آپ نے عبد المطلب کی اولاد کو ترغیب دلائی کہ خاندان ہاشم کی باندی ہے اور محتاج ہو کر آئی ہے ان لوگوں نے اس کی کپڑے اور دیگر سامان وغیرہ کی مدد کی جب یہ واپس جانے لگی تو حاطب بن بلتعہؓ جو ایک مشہور بدری صحابی ہیں انھوں نے ایک خفیہ خط اس کو دیدیا جو کفار مکہ کے نام روانہ کیا گیا تھا اور اس میں لکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں تم لوگ باخبر رہنا غرض کفار مکہ سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے یہ خفیہ اطلاع دی تھی اور چونکہ حاطبؓ یمن کے رہنے والے تھے اور مکہ میں ان کے اہل وعیال تھے اور کوئی ان کا قرابت دار مکہ میں نہ تھا۔ اس لئے حاطب نے یہ ہمدردی کی تاکہ کفار مکہ ان کے بال بچوں کو گزند نہ پہونچائیں اور ان کی حفاظت کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس خفیہ خط سے آگاہ کر دیا۔

وَابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِيْ ڰ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ڰ وَاَنَا

سے نکلے ہو تو ان منکروں کو دوست نہ بناؤ تم دوستی کی وجہ سے ان کی طرف پوشیدہ پیغام بھیجتے ہو حالانکہ

اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ

جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو تم علانیہ کرتے ہو میں اُس سب کو خوب جانتا ہوں اور جو کوئی تم میں سے ایسا

فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ① اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا

کریگا تو یقین جانو کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔ اگر وہ کافر تم پر قابو پالیں تو تمہارے حق میں

لَكُمْ اَعْدَاۗءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ

دشمنی کا اظہار کریں اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی

بِالسُّوْۗءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ② لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ

کریں اور وہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر ہو جاؤ۔ قیامت کے دن نہ تمہاری رشتہ داریاں کچھ نفع

وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ڔ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ڔ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا

دیں گی اور نہ تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ تمہارے مابین فیصلہ فرمائے گا اور جو کچھ بھی تم کر رہے ہو

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ

اس سب کو اللہ تعالیٰ خوب دیکھ رہا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے ساتھ دینے والوں کی زندگی میں تم لوگوں کیلئے

اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰۗؤُا

ایسی اچھی خصلت موجود ہے جو قابل اتباع ہے جبکہ ان سب نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور اُن سے

مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَ

جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو سخت بیزار ہیں ہم تمہارے عقائد باطلہ کے منکر ہیں اور

بَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا حَتّٰى

ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی ظاہر ہو گئی تا وقتیکہ

تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ

تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ مگر ہاں ابراہیمؑ کی اتنی بات جو اُس نے اپنے باپ سے کہی تھی

تفسیر صفحہ ہٰذا۔ چنانچہ آپ نے حضرت علیؓ۔ عمارؓ۔ عمر۔ زبیر۔ طلحہ۔ مقداد۔ اور ابا مرثد کو روانہ کیا اور ان کو یہ حکم دیا کہ تم روضہ خاخ پر پہنچو وہاں تم کو ایک عورت ملے گی تم اس سے خفیہ خط کی تحقیق کرو اور اس کے پاس سے وہ خط لیکر آجاؤ اور اس عورت کو چھوڑ دو چنانچہ ان لوگوں نے روضہ خاخ پر پہنچکر اس عورت کو پکڑا اس نے انکار کیا اور اس کے سامان کی تلاشی میں بھی وہ خط نہ نکلا حضرت علیؓ نے اس کو قتل کی دھمکی دی تب اس نے اپنے بالوں کے جوڑے میں سے نکال کر وہ خط دیا۔ یہ لوگ خط لے کر واپس آئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطبؓ سے دریافت کیا حاطب نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کسی قسم کے نفاق یا خیانت کی وجہ سے یہ خط نہیں لکھا بلکہ اپنے اہل وعیال کی حفاظت کے خیال سے یہ خط لکھا تاکہ کفار مکہ اس احسان کی بنا پر میرے اہل وعیال کو قتل نہ کردیں اور میرا مکان نہ لوٹ لیں۔ کیونکہ میں ایک پردیسی آدمی ہوں اور مکہ میں میرا کوئی رفیق نہیں ہے۔ آپؐ نے حاطب بن بلتعہؓ کا عذر قبول فرمالیا۔ حضرت عمر نے حاطب کے قتل کی اجازت طلب کی مگر آپ نے منع فرمادیا اور فرمایا کہ حاطب جنگ بدر کے شرکا میں سے ہے۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ اب آگے کفار کی عداوت کا مزید بیان ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرتؐ کو مکے والوں سے صلح ہوئی انا فتحنا میں آچکا دو برس رہی پھر کافروں کی طرف سے ٹوٹی تب حضرتؐ نے فوج جمع کیکے ارادہ کیا تھا کا اور خبر بندی کہ کبھی کافر پھر نہ لڑنے لگیں کہ حرم میں لڑنا نہ ہو ایک مسلمان تھے حاطب مکے والوں کو خط لکھا حضرت کو وحی سے معلوم ہوا اس کو راہ سے پکڑوا منگایا حاطب نے عذر میں کہا کہ میرے اہل وعیال مکے میں ہیں ان کافروں سے سلوک رکھتا ہوں تا عیال کی خبر لیتے رہیں یہ خطا بڑی ہوئی لیکن حاطبؓ بہشتی ہیں بدر کے لوگوں میں اس پر یہ سورت اتری ۱۲ (۱) اگر یہ منکر تم پر قابو پالیں اور ان کو تم پر دسترس ہو جائے تو یہ تمہارے حق میں دشمن ہوں اور عداوت کا اظہار کرنے لگیں اور برائی کیساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی کریں اور وہ اس بات کے متمنی ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ تم کسی طرح کافر بن جاؤ اور کفر اختیار کرلو:۔ یعنی یہ لوگ دوستی کے قابل نہیں ان کی دوستی میں دُنیوی نقصان بھی ہے اور دینی نقصان بھی ہے۔ دنیوی نقصان یہ کہ اگر برسر اقتدار ہو جائیں تو کھلم کھلا دشمنی کریں۔ ہاتھ سے برائی پہونچائیں زبان طعن دراز کریں دینی نقصان یہ کہ ان کی دلی خواہش اور تمنا یہ ہے کہ تم اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار کرلو چونکہ مکے والوں کے یہ خیالات اور ان کی یہ ذہنیت ہے اس لئے مکے والے اس قابل نہیں کہ ان سے خفیہ یا علانیہ دوستی کریں (۲) قیامت کے دن تمہاری رشتہ داریاں اور قرابت داریاں تم کو کچھ نفع نہیں دے سکتیں اور نہ تمہاری اولاد تمہارے کچھ کام آسکتی ہے اللہ تعالیٰ تمہارے مابین فیصلہ فرمائیگا اور اللہ تعالیٰ ان تمام اعمال کو جو تم (باقی ص۸۷۸ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۷۷) کر رہے ہو دیکھتا ہے ؛ یعنی قرابت داری اور اولاد وغیرہ کی وجہ سے اس قسم کی کمزوریاں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اسی کو فرمایا کہ یہ چیزیں نفع دینے والی نہیں ہیں۔ قیامت کے دن ان میں سے کوئی بھی چیز کام آنیوالی نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ فرمادیگا۔ مومن جنت میں ہوں گے اور منکروں کو جہنم میں بھیجدیا جائیگا۔ لہٰذا کام آنے اور نفع دینے کا کوئی سوال ہی نہیں۔ تمہارے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے۔ پس ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کے حق کو مقدم سمجھو اور کسی دوسرے کے حق کو اللہ تعالیٰ کے حق پر ترجیح نہ دو۔ آگے ترغیب وتحریض کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر فرمایا (۴) بلاشبہ تمہارے لئے ابراہیم علیہ السلام میں اور ان لوگوں میں جو ان کے ساتھی اور شریک حال تھے ایک عمدہ نمونہ ہے اور بیشک تم کو چال چلنی ہے اچھی ابراہیمؑ کی اور جو اس کے ساتھ تھے جبکہ ان سب نے اوقات مختلفہ میں اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور ان سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو اور جن کی پرستش کیا کرتے ہو سخت بیزار ہیں ہم تمہارے عقائد باطلہ کے منکر ہیں اور ہم میں اور تم میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی ظاہر ہوگئی تاوقتیکہ تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ مگر ہاں ابراہیمؑ کی اتنی بات جو اس نے اپنے باپ سے کہی تھی کہ میں تیرے لئے استغفار ضرور کروں گا اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی تیرے بھلے کا کوئی اختیار نہیں رکھتا اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر بھروسہ کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف سبکی بازگشت ہے ؛ **تفسیر صفحہ ہٰذا**:۔ یعنی کفار سے تعلقات کے بارے میں حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے ساتھی جو بتدریج بڑھتے رہے ابتداء میں بہت کم تھے پھر اور بڑھ... بہرحال ابراہیمؑ اور اُن کے ساتھیوں کا پیروی کرنے کے لئے ایک اچھا نمونہ اور ان کی سیرت قابل اقتدا اور واجب الاتباع ہے۔ پھر وہ روش اور ان کا طرزِ عمل بیان فرمایا کہ ان سب نے صاف طور پر کہدیا کہ ہم تمہارے طرزِ عمل اور تمہارے معبودانِ باطلہ سے بیزار بری الذمہ اور الگ ہیں ہم تم سے یعنی تمہارے باطل عقیدوں کے منکر ہیں اور باعتبار معاملات اور برتاؤ کے بھی ہمارا تمہارا کوئی تعلق نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے دشمنی اور عداوت وبغض قائم ہے جب تک کہ تم اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرکے اللہ تعالیٰ جو وحدہٗ لاشریک ہے اس پر ایمان نہ لے آؤ اس وقت تک یہ عداوت اور دشمنی قائم رہے گی یعنی شرک اور مشرکین کی عداوت کی غایت مشرکین کا اللہ تعالیٰ پر جو وحدہٗ لاشریک ہے ایمان لے آنا ہے ہاں ابراہیمؑ کی اتنی بات اپنے باپ سے ضرور ایک وعدے کی بنا پر تھی کہ میں تیرے لئے بخشش کی دعا کرتا رہوں گا اور یہ بھی کہدیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں تجھے کچھ نفع نہ پہونچا سکوں گا اور میں تیرے بھلے کا اللہ کے ہاتھ سے مالک نہیں ہوں چونکہ کفار کے ساتھ نہایت صاف الفاظ میں بیزاری کا اظہار فرمایا تھا آگے ان ابراہیمؑ اور مؤمنین کی دعا ذکر فرمائی اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھی پر توکل کیا تاکہ کفار کے شر سے اور ضرر سے محفوظ رہیں اور تجھ پر ایمان لانے میں تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں اور اپنے اس اعتقاد کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم سب کی بازگشت تیری ہی طرف ہے اور سب کو تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے (۴) اے ہمارے پروردگار نہ جانچ ہم پر کافروں کو اور ہم کو کافروں کے لئے محل آزمائش نہ بنا اور اے ہمارے پروردگار ہم کو بخشدے اور ہمارے گناہوں کو معاف کردے بلاشبہ تو کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کی پھر اپنی قوم کی طرف منہ نہ کیا تم بھی وہی کرو ایک ابراہیمؑ نے دعا چاہی تھی باپ کیواسطے جب تک معلوم نہ تھا تم کو معلوم ہوچکا تم کافر کی بخشش نہ مانگو۔ نہ جانچ ہم پر کافروں کو یعنی ہم کو کافروں کے واسطے محل آزمائش نہ کر ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ تم کو حضرت ابراہیمؑ اور اس کے ساتھیوں کی پیروی کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح انھوں نے ہجرت کی تم بھی ہجرت کرجاؤ اور اپنے ہم وطن کافروں کی طرف رخ کرکے نہ دیکھو۔ البتہ ابراہیم جو اپنے باپ کے حق میں دعا کیا کرتے تھے وہ اجازت سے کیا کرتے تھے جب اُن کو معلوم ہوگیا کہ وہ کفر پر مرا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کردیا تو وہ رُک گئے اور چونکہ تم کو اپنے رشتہ داروں کے مرنے کا حال معلوم ہے اس لئے تم اُن کے لئے استغفار نہ کیا کرو۔ اور یہ جو فرمایا ربنا لا تجعلنا فتنۃ للذین کفروا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کے ظلم وستم کے لئے ہم کو تختہ مشق نہ بنا اور ان کو ایسا غلبہ اور اقتدار نہ دے کہ ہمارے اعلان بیزاری اور (باقی ضمیمہ میں)

لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ
کہ میں تیرے لئے استغفار ضرور کروں گا اور میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی تیرے بھلے کا کوئی اختیار نہیں

رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ ﴿٤﴾
رکھتا اے ہمارے پروردگار ہم آپ پر بھروسہ کرتے ہیں اور آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تیری ہی طرف سبکی بازگشت ہے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا۟ وَٱغْفِرْ لَنَا
اے ہمارے پروردگار ہم کو کافروں کے لئے محل آزمائش نہ بنا اور اے ہمارے پروردگار ہم کو

رَبَّنَآ ۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٥﴾ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ
معاف کردے بیشک تو بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ بے شک تم لوگ جو اللہ پر

فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا۟ ٱللَّهَ وَٱلْيَوْمَ
اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو تمہارے لئے اس ابراہیمؑ اور اسکے ساتھیوں میں بہترین قابل تقلید نمونہ

ٱلْءَاخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْغَنِيُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿٦﴾ ع
موجود ہے اور جو شخص اُن کی اتباع سے روگردانی کریگا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور تمام خوبیوں سے متصف ہے

۞ عَسَى ٱللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ ٱلَّذِينَ عَادَيْتُم
کچھ عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم میں اور اُن لوگوں میں جن سے تمہاری دشمنی ہے

مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَٱللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَٱللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧﴾
دوستی پیدا کردے اور اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے اور اللہ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہے

لَّا يَنْهَىٰكُمُ ٱللَّهُ عَنِ ٱلَّذِينَ لَمْ يُقَٰتِلُوكُمْ فِى
اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے

ٱلدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَٰرِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ
دین کے بارے میں نہیں لڑے اور نہ انھوں نے تم کو تمہارے

وَتُقْسِطُوٓا۟ إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلْمُقْسِطِينَ ﴿٨﴾ إِنَّمَا
گھروں سے نکالا بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم کو اُن لوگوں سے دوستی کرنیکو منع کرتا ہے جنھوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی کی ہو اور تم کو تمہارے گھروں سے اُجاڑا اور نکالا ہو اور تمہارے خلاف تمہارے نکالنے والوں کی مدد کی ہو اور جو لوگ ایسے کفار اور اس قسم کی جارحانہ کارروائیاں کرنیوالے کفار سے دوستی کریں گے اور دوستانہ برتاؤ کریں گے تو یہی لوگ ہیں گناہ گار۔ یعنی صرف اُن لوگوں سے موالات اور دوستی کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے جو تم سے دین کے حق میں لڑتے رہے اور دین کے بارے میں تم سے جنگ کرتے رہے۔ تم کو تمہارے وطن سے نکالا۔ تم کو تمہارے گھروں سے اُجاڑا اور اُن لوگوں کی اعانت کی اور ان کی مدد کی جو تم کو تمہارے وطن اور تمہارے گھروں سے نکالنے والے تھے ایسے لوگوں سے کسی قسم کی دوستی یعنی خصوصی برو احسان اور خصوصی انصاف نہ کرو جو لوگ باوجود اس حکم ممانعت کے پھر بھی ان سے موالات اور دوستی کا برتاؤ کریں گے تو ایسے ہی لوگ ظالم اور بے انصاف ہیں۔ لوضعهم الولاية في موضع العداوة - کیونکہ ان لوگوں نے عداوت کی جگہ ولایت کو رکھا اس لئے انکو

يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ
تم کو صرف اُنہی لوگوں سے دوستی کرنے کو منع فرماتا ہے جنھوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ کی
اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ
ہو اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور تمہارے خلاف تمہارے نکالنے والوں کی
اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (٩)
مدد کی ہو اور جو لوگ ایسے کفار سے دوستی کریں گے تو یہی لوگ گناہ گار ہوں گے۔
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ
اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کرکے آجائیں
مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ
یعنی دارالحرب سے تو اُن کے ایمان کا امتحان کرلیا کرو یوں تو ان کے ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے
عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۭ
پھر اگر تم ان کو واقعی مسلمان سمجھو تو ان کو کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔
لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۭ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ
کیونکہ نہ تو وہ عورتیں ان کافروں کیلئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کیلئے حلال ہیں ہاں جو مہر انکے کافر خاوندوں
اَنْفَقُوْا ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ
نے ان کو دیا ہو وہ ان خاوندوں کو واپس کردو اور تم کو ان ہجرت کرکے آنیوالی عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۭ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ
جبکہ ان عورتوں کو انکے مہر ادا کردو اور تم ان کافرہ عورتوں سے زوجیت کا کوئی تعلق قائم نہ رکھو (جو دارالحرب میں رہ گئیں یا مرتد
وَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۭ ذٰلِكُمْ حُكْمُ
ہوکر واپس گئیں) ہاں جو مہر تم نے انکو دیا ہو وہ کافروں سے واپس لو اور اسی طرح جو مہر کافروں نے دیا ہو وہ اپنا دیا ہوا ان سے واپس لیں یہ اللہ
اللّٰهِ ۭ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (١٠) وَاِنْ فَاتَكُمْ
تعالیٰ کا حکم ہے وہ تمہارے مابین فیصلہ کرتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور اگر تمہاری بیویوں میں سے

ظالم فرمایا۔ اب آگے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جو عہد نامہ کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان ہوا تھا اور جس کو چند سال کے بعد خود کفار مکہ نے توڑ دیا تھا اسکی بعض تشریحات مذکور ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۹)

اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں دارالحرب سے ہجرت کرکے آجائیں تو اُن کے ایمان کو پرکھ لیا کرو اور اُن کے ایمان کا امتحان لے لیا کرو یعنی یہ معلوم کرلیا کرو کہ انھوں نے صرف ایمان کی خاطر ہجرت کی ہے یا کسی کے عشق میں مبتلا ہوکر آئی ہیں یا خاوند سے دینوی معاملات میں ناراض ہوکر چلی آئی ہیں۔ یوں تو ان کے ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے پھر اگر تم ان کو واقعی مسلمان سمجھو تو ان کو کافروں کی طرف واپس مت کرو کیونکہ نہ تو وہ مسلمان ہجرت کرنے والی عورتیں ان کافروں کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر ان عورتوں کیلئے حلال ہیں۔ یعنی یہ مہاجرہ عورتیں نہ اپنے کافر خاوندوں کے لئے حلال ہیں اور نہ وہ کافر خاوند ان مسلمان عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جو مہر ان کے کافر خاوندوں نے انکو دیا ہو وہ ان خاوندوں کو واپس کردو اور لوٹا دو اور تم کو ان ہجرت کرکے آنے والی عورتوں سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں جبکہ تم ان عورتوں کو ان کا مہر ادا کردو اور تم اے مسلمانو! ان کافرہ عورتوں سے زوجیت کا کوئی تعلق قائم نہ رکھو یعنی جو دارالحرب میں رہ گئیں یا دارالاسلام سے مرتد ہوکر واپس ہوگئیں۔ ہاں جو مہر تم نے ان کو دیا ہو وہ ان کافروں سے واپس طلب کرلو اور اسی طرح جو مہر کافروں نے دیا ہو وہ اپنا دیا ہوا تم سے واپس طلب کرلیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وہ تمہارے مابین فیصلہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس صلح کے وقت قرار ہوا تھا کہ جو کوئی ہمارا تم پاس جاوے اس کو پھیر بھیجو حضرت نے قبول کیا کئی مرد آئے ان کو پھیر دیا پھر کئی عورتیں آئیاں ان کو پھیریں تو کافر مرد کے گھر عورت کو حرام کردانا پڑے گا تب یہ آیت اتری ۱۲ شاید یاد ہوگا ہم نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر بتایا تھا کہ کفار مکہ کیساتھ جو صلح نامہ لکھا گیا تھا اس میں علاوہ اور شرائط کے یہ شرط بھی تھی کہ جو شخص مکہ سے بھاگ کر مدینے پہونچ جائے یا معسکر اسلام یعنی حدیبیہ میں آجائے جو اس وقت عارضی طور پر دارالاسلام تھا۔ اس مسلمان کو واپس کرنا ہوگا اور اگر کوئی مسلمان مرتد ہوکر مکہ بھاگ جائے اس کو مکہ والے واپس نہیں کریں گے چنانچہ اسی سلسلے میں کئی مسلمان واپس کئے گئے۔ اتفاق سے سبیعہ بنت حارث اسلمی بھی مسلمان ہوکر آگئیں اور ان کے پیچھے ان کا خاوند مخزومی جو کافر تھا وہ بھی آگیا مخزومی نے مطالبہ کیا کہ میری بیوی مجھ کو واپس کی جائے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور آپؐ نے فرمایا واپسی کی بات مردوں کے ساتھ ہے جو عورت مسلمان ہوکر آئے گی اس کو واپس نہیں کیا جائیگا۔ غالباً کفار نے بھی اس شرط کو منظور کرلیا۔ عورت کے امتحان کا مطلب ہم عرض کرچکے ہیں کہ اس کی ہجرت صرف رغبت اسلام کی وجہ سے ہو اور وہ ان شرائط پر بیعت کرنے کو آمادہ ہو جو اسی سورت کے آخر میں ابھی آتی ہیں یہ ایک اجمال کی تفصیل تھی اس لئے معاہدہ بھی نہیں ٹوٹا اور بالاتفاق صلح قرار پائی۔ اگرچہ بعض حضرات اب ان احکام کے قائل نہیں اور ان کو منسوخ بتاتے ہیں لیکن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ ان احکام کا نسخ ثابت نہیں۔ اب بھی اگر کسی موقعہ پر اہل حرب سے صلح ہو تو ان احکام پر عمل کیا جاسکتا ہے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور اگر تمہاری بیویوں میں سے کوئی عورت کافروں کی طرف چلے جانے سے تم کو چھوڑ جائے اور کافر اس کا مہر تم کو واپس نہ کریں پھر تمہاری نوبت آجائے یعنی مہر واپس کرنیکی مثلاً کوئی کافرہ عورت مسلمان ہو کر آجائے تو وہ مہر بجائے کافروں کے ان مسلمانوں کو اس قدر دو جتنا کہ انھوں نے خرچ کیا تھا جن کی بیویاں ہاتھ سے نکل گئی ہیں اور اس اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو: یعنی اگر کفار تمہارے مہر نہ دیں جیسا کہ انھوں نے نقض عہد کیا کہ اپنی عورتوں کے مہر تو وصول کرتے اور جب کسی مرتدہ کا جو مدینے سے نکل کر مکہ بھاگ آئی مہر دینا پڑتا تو انکار کر دیتے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسا موقع آجائے تو تم بھی ہجرت کرنیوالی عورتوں کا مہر روک لو اور تم خود ان مسلمانوں کو دیدو جن کی بیویاں مرتد ہو کر نکل گئیں اگر مہر کی رقم برابر سرابر ہو تب تو کوئی دشواری نہیں اور اگر کفار کا کچھ بچے اور بڑھ جائے تو ان کو دیدو۔ اور اگر اس لین دین کے بعد تمہارا نکلتا ہے تو اس کا مطالبہ جاری رکھو۔ بعض حضرات نے عاقبتم کا ترجمہ عذاب اور جہاد سے کیا ہے تو اب مطلب یہ ہوگا کہ اگر تمہارا یعنی مسلمانوں کا مطالبہ کافر ادا نہ کریں

شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا

کوئی عورت کافروں کی طرف چلے جانیسے تم کو چھوڑ جائے اور کافر اس کا مہر تم کو واپس نہ کریں پھر تمہاری نوبت آجائے تو وہ مہر

الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُم مِّثْلَ مَا أَنفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا

بجائے کافروں کے اُن مسلمانوں کو دو جن کی بیویاں ہاتھ سے نکل گئی ہیں اسی قدر جتنا کہ اُنھوں نے خرچ کیا تھا اور اُس

اللَّهَ الَّذِي أَنتُم بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا

اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں

جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَن لَّا يُشْرِكْنَ

آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ وہ خدا کے ساتھ کسی چیز کو

بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ

شریک نہ کریں گی اور یہ کہ نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو

أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ

قتل کریں گی اور نہ کوئی ایسا بہتان لائیں گی جو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے

أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ

درمیان گھڑلیں اور نہ کسی امر شرعی میں آپ کی نافرمانی کریں گی

فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ

تو آپ ان عورتوں کو بیعت کر لیا کیجئے اور ان کے لئے خدا سے مغفرت طلب کیا کیجئے بے شک اللہ تعالیٰ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا

بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اے ایمان والو ان لوگوں سے دوستی نہ کرو

قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوا مِنَ الْآخِرَةِ

جن پر اللہ تعالیٰ نے غصہ اور غضب فرمایا ہے اُن کی حالت یہ ہے کہ وہ آخرت کے ثواب سے ایسے ناامید

كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ﴿١٣﴾ ع

ہوگئے ہیں جیسے وہ کافر ناامید ہیں جو قبروں میں مدفون ہیں۔

اور ان عورتوں کا جو مرتد ہو کر بھاگی ہیں ان کا مہر مسلمانوں کو واپس نہ کریں اور ان سے کبھی لڑنے اور جہاد کرنے کی نوبت آجائے تو جو مال غنیمت تمہارے ہاتھ آئے اس میں سے ان مسلمانوں کے مہر کا مطالبہ پورا کرو۔ جیسا کہ منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ مرتدہ عورتوں کا مہر ان کے مسلمان خاوندوں کو غنیمت کے مال سے ادا کیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جس مسلمان کی عورت گئی اور کافر اس کا خرچ کیا ہوا نہیں پھیرتے تو جس کافر کی عورت آئی اس کا خرچ دینا تھا اس کو نہ دیں اسی مسلمان کو دیں یہ مال غنیمت [illegible] کہا اس مال کے لئے یہ حکم جب تھا کہ وہ کافروں [illegible] ٹھہر گئی تھی پھیر دینے پر اب یہ حکم نہیں مگر کہیں ایسی صلح کا اتفاق ہو جائے اور عورتوں کا جانچنا فرمایا کہ دل کی خبر اللہ کو ہے مگر ظاہر میں جانچنا یہ کہ اگلی آیت میں جو حکم ہے وے قبول کریں تو ان کا ایمان ثابت رکھو یہ آیت ہے بیعت کی حضرت کے پاس بیعت کرتیاں تھیں تو یہی اقرار لیتے تھے جو آگے وہ آیت مذکور ہے۔ اور یہ جو فرمایا مثل ما انفقوا اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں کے زر مہر میں سے اس قدر رقم مسلمانوں کو دی جائے جتنی انھوں نے اپنی بیویوں کے مہر میں خرچ کی ہو۔ اور چونکہ یہ لین دین کے معاملات میں ہیں اس لئے آخر میں فرمایا واتقوا اللہ الذی انتم بہ مؤمنون۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور لین دین میں احتیاط سے کام لو ایسا نہ ہو کہ غیر مسلموں کی رقم میں سے مسلمانوں کو کچھ زیادہ دیدو بلکہ جس قدر مہر میں ان کا خرچ ہوا ہے حساب سے اسی قدر دو اور اگر کافروں کی رقم بچ جائے تو ان کو واپس کر دو اور کافروں کی رقم وصول کرنے کے بعد بھی تمہارا کچھ نکلے تو اس کا مطالبہ کرتے رہو اور ان سے عہد نامہ کی پابندی کراؤ خلاصہ یہ کہ کسی شخص کی حق تلفی نہ کرو خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم (١١) اے پیغمبر جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے ان باتوں پر وہ بیعت کریں۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی اور یہ کہ وہ چوری نہ کریں گی اور یہ کہ وہ نہ بدکاری کریں گی اور یہ کہ نہ وہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی۔ اور یہ کہ وہ کوئی ایسا بہتان نہیں لائیں گی جو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان گھڑ لیا ہو اور نہ کسی امر شرعی میں آپ کی نافرمانی کرینگی

الرکوع ٢ ٨

اگر ان امور پر آپ سے بیعت کریں تو آپ ان عورتوں کو بیعت کر لیا کیجئے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش طلب کیا کیجئے بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۞ مطلب یہ ہے کہ جو عورت مومنہ ان امور پر آپ سے بیعت کرنا چاہے اس کو بیعت کر لیا کیجئے یہی اس کا امتحان ہے اور اس سے اس کے مسلمان ہونے کا ظن غالب ہو سکتا ہے باقی یوں تو ہر ایک کے صحیح ایمان کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ سب سے پہلی بات فرمائی کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں کیونکہ یہ تمام امور کی اساس اور بنیاد ہے۔ چوری نہ کریں گی کہ یہ حق العباد میں کبیرہ گناہ ہے۔ جس کی سزا قطع ید ہے۔ اور نہ بدکاری کی مرتکب ہوں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی۔ جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں دستور تھا اور نہ کوئی ایسا بہتان گھڑیں گی اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان۔ کنایہ ہے حرام کے حمل کو خاوند کا بتا دینا۔ یا کسی غیر کا بچہ اٹھا لائیں اور اپنا بتا دیا اور اپنے خاوند سے اس کا نسب قائم کر دیا یہ سب امور زمانۂ جاہلیت میں کئے جاتے تھے اور امور شرعیہ اور احکام شرعیہ میں پیغمبر کی نافرمانی نہ کریں گی۔ اگر وہ عورتیں ان باتوں پر بیعت کریں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بیعت کر لیں۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

سورہ صف مدنی ہے اور یہ چودہ آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ ہر وہ چیز اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور وہ کمال قوت وحکمت کا مالک ہے ۞ مخلوق کی تسبیح کرنے کا ذکر سورۂ حشر میں ہو چکا ہے۔ تمام مخلوق کی تسبیح اور پاکی بیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز قالاً تسبیح کرتی ہو یا اس کے حال اور اُس کی کیفیت سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا اظہار ہوتا ہو (۱) اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ۞ یعنی ایسی بات زبان سے کیوں نکالتے ہو جو پوری نہیں کرتے کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب بدر کی تعریف فرمائی تھی اور ان کے اجر وثواب کا ذکر فرمایا تھا۔ بعض صحابہ نے شوق ظاہر کیا اور کہا اگر اب کے کوئی جنگ ہوئی تو ہم بھی خوب دل کھول کر لڑیں گے لیکن اس کے بعد جنگ اُحد ہوئی تو اس میں وہ بہادری ظاہر نہیں ہوئی جس کا اظہار کرتے تھے اُس پر فرمایا کہ ایسی بات زبان سے کیوں کہتے ہو جو پوری نہیں کرتے۔ بعض حضرات نے فرمایا۔ یہ آیت اُن لوگوں کے حق میں ہے جو دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود اس کے خلاف کرتے ہیں۔

سُوْرَةُ الصَّفِّ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ صف مدنی ہے اور یہ چودہ آیتیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ

جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو مخلوق زمین میں ہے وہ سب اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے اور وہی

الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ

کمال قوت وحکمت کا مالک ہے۔ اے ایمان والو تم ایسی بات کیوں کہتے ہو

مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا

جو کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے نزدیک یہ امر سخت مبغوض ہے کہ تم ایسی بات کہو جو

تَفْعَلُوْنَ ③ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ

کرو نہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اسکی راہ میں اس طرح صف باندھکر

سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ وَاِذْ قَالَ

لڑتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ اور وہ وقت قابل ذکر ہے جب موسیٰ

مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ

نے اپنی قوم سے کہا اے برادران قوم مجھے کیوں ایذا دیتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ

اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ۭ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ

میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں پھر جب وہ اپنی کج روی پر جمے رہے تو اللہ نے انکے قلوب

قُلُوْبَهُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَاِذْ

کو اور ٹیڑھا کر دیا اور اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔ اور وہ وقت بھی

قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ

قابل ذکر ہے جبکہ عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا

۵۶
۱

یعنی بے عمل عالم یا بے عمل واعظ۔ مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو دوسرے لوگوں کو ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے (۲) اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ امر سخت مبغوض ہے اور بہت ناراضی کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں ۞ یعنی یہ بات اللہ تعالیٰ کی جناب میں بہت ناپسندیدہ اور مبغوض ہے کہ تم جو بات زبان سے کہتے ہو اُس کو کرتے نہیں یا جو بات دوسروں سے کہتے ہو وہ خود نہیں کرتے۔ مطلب یہ ہے کہ امر بالمعروف کرو لیکن خود بھی اس پر عمل کرو۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے وعظ کہنے کی اجازت طلب کی کہ میں لوگوں کو نصیحت کرنے اور وعظ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں انھوں نے فرمایا کہ تو نے قرآن شریف کی تین آیتوں پر غور کر لیا ہے اس نے عرض کیا کہ وہ تین آیتیں کونسی ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک تو سورۂ بقرہ کی آیت ہے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم۔ یعنی کیا تم لوگوں کو حکم کرتے ہو بھلائی کا اور خود اپنے نفسوں کو فراموش کر دیتے ہو دوسری آیت سورۂ ہود کی ہے وما ارید ان اخالفکم الی ما انھٰکم عنہ۔ یعنی حضرت شعیب نے اپنی قوم سے فرمایا تھا کہ میرا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ جس بات سے تم کو روکتا اور منع کرتا ہوں وہ خود کرنے لگوں۔ تیسری آیت سورۂ صف کی ہے یایھا الذین اٰمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔ یعنی اے مسلمانو! لوگوں سے وہ بات کہتے ہو جو تم خود نہیں کرتے۔ اس شخص نے کہا میں نے تو ان آیتوں پر کبھی غور نہیں کیا حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا تجھ کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ خلاصہ یہ کہ آیت امر بالمعروف سے نہیں روکتی بلکہ عالم کو اپنے علم پر عمل کرنے کی تاکید کرتی ہے جو لوگ آیت کا تعلق جہاد سے بتاتے ہیں ان کا مطلب ہم اوپر بتا چکے ہیں۔ کہ ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جن کو پورا نہیں کیا کرتے۔ جہاد کا شوق ظاہر کرتے ہو اور جہاد کے موقعہ پر کوتاہی کرتے ہو۔ بعض حضرات نے فرمایا آیت عام ہے اور ایسے لوگوں کیلئے تہدید ہے جو محض لفاظی اور بڑھ بڑھ کر باتیں کرنے کے عادی ہیں اور عمل کے اعتبار سے کمزور اور تہی دامن ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بندے کو دعوے کی بات سے ڈرا چاہیے کہ اس کے پیچھے مشکل پڑتا ہے ایک جگہ مسلمان جمع تھے کہنے لگے ہم اگر جانیں کہ اللہ کو کیا کام بہت بھاتا ہے تو وہی اختیار کریں تب یہ آیت اتری اگلی ۱۲ خلاصہ یہ کہ اوپر غضب اور غصے والی بات کا اظہار فرمایا تھا اور مبغوض بات بتائی تھی۔ اب اگلی آیت میں محبوب چیز مذکور ہے چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں (۳) بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اس کی راہ میں اس طرح صف باندھ کر لڑتے اور جنگ کرتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔ یعنی ایک محکم اور مضبوط عمارت کی طرح جمے ہوئے ثابت قدمی کے ساتھ لڑتے ہیں ۞ یعنی یہی تو وہ چیز ہے جو تم جنگ احد میں پوری نہ کر سکے اور جم کر مقابلہ کرنے میں تم نے کمزوری اور سستی دکھائی اب آگے اسی مناسبت سے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا ذکر فرماتے ہیں کہ ان کی امتوں نے اپنے اپنے رسولوں کو ایذا دی اور تکلیف پہونچائی اس کا انجام ان کے حق میں برا ہوا اگر اسی طرح اس نبی آخر الزماں کو تکلیف پہونچائی گئی اور پیغمبر کو ستایا گیا اور نافرمانی کی گئی تو اس کا انجام بھی ایک دن برا ہوگا۔ اور جہاد کی علت کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اس کی وجہ رسول کی مخالفت اور دین حق کا انکار اور پیغمبر کی ایذا رسانی ہوا کرتی ہے اور ایسے ہی لوگوں کے خلاف (باقی ص۸۸۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۸۱) جہاد کرنیکا حکم دیا جاتا ہے (۴) اور وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا اے برادران قوم تم مجھے کیوں ایذا دیتے اور تکلیف پہونچاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ کا فرستادہ اور تمہارے پاس اُس کا بھیجا ہوا آیا ہوں پھر جب وہ اس کہنے پر بھی اپنی کجروی اور کج راہی پر جمے رہے اور کجی پر قائم ہی رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو اور ٹیڑھا کر دیا اور اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں اور بے حکموں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا ۔ بنی اسرائیل کی ایذا رسانی کے واقعات قرآن میں کئی جگہ مذکور ہو چکے ہیں ۔ بنی اسرائیل کی نافرمانی اور بدگوئی پیغمبر کا مقابلہ وغیرہ سورۂ بقرہ سورۂ اعراف میں متعدد جگہ مذکور ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی متعدد بار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے بھائی موسیٰ پر رحم فرمائے ان کو تو مجھ سے بھی زیادہ ان کی قوم نے ایذا دی ہے ۔ بہرحال جب ان کی قوم نے اپنی حالت کی اصلاح نہ کی ۔ اور نافرمانی ہی پر قائم رہے اور دل کی کجی کا علاج نہیں کیا تو بالآخر مریض کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا گیا جیسا کہ معمول ہے کہ دوام علی العصیان اور نافرمانی کا عادی اور خوگر ہونا اطاعت اور انابت الی اللہ سے بندے کو دور کر دیتا ہے وہی حشر ان کا ہوا اور ان کے دل کج اور ٹیڑھے ہونے چلے گئے ہم تیسیر میں متعدد جگہ عرض کر چکے ہیں ۔ کہ گناہ سے گناہ بڑھتے ہیں ۔ جب گناہ کے بعد توبہ نہ ہوگی تو کسی اور گناہ میں مبتلا ہونیکا انتظار کر و عادت اللہ اسی طرح جاری ہے ۔ اور یہی بدپرہیزی اور دوا کا ترک ایک دن انسان کو روحانی موت کے کنارے پر لگا دیتا ہے ۔ اسی معمول کیطرف آخر میں اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو جو نافرمانی کے خوگر ہو چکے ہیں ہدایت کی توفیق نہیں دیا کرتا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بنی اسرائیل ہر بات میں ضد کرتے اپنے رسول سے آخر مردود ہو گئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہی ایذا رسانی کے وہ کام تھے جو ایک دن قوم کو مغضوب اور ملعون بنانے کا سبب ہوئے ۔ اللھم انا نعوذ بلک منک ومن مخالفتہ رسولک صلی اللہ علیہ وسلم (۵) اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جب حضرت عیسیٰ ابن مریم نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا فرستادہ اور اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا آیا ہوں اور من جانب اللہ تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں اور میں اس توریت کی تصدیق کرنیوالا اور اس کو سچا بتانیوالا ہوں جو مجھ سے پہلے ہے اور میں ایک ایسے رسول کی بشارت اور خوش خبری دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اور ان کا نام احمدؐ ہوگا پھر جب وہ رسول احمدؐ ان بنی اسرائیل کے پاس صاف وصریح اور کھلے دلائل لیکر آیا تو وہ بنی اسرائیل ان کے معجزات کو دیکھ کر کہنے لگے یہ تو ایک کھلا ہوا جادو ہے ۔ تفسیر صفحہ ہذا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتب سابقہ میں پیشین گوئیاں موجود ہیں اور آپ کا مختلف ناموں سے تعارف کیا گیا ہے مثلاً توریت میں آپ کا نام احید ہے زبور میں آپ کو ماحی کہا گیا ہے انجیل میں آپ کا نام احمد بتایا ہے اسی کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں ۔ ایک طرف میں توریت کی تصدیق کرنیوالا اور اس کو سچا بتانیوالا ہوں دوسری طرف اپنے بعد نبی آخر زماں کے آنے کی بشارت اور خوش خبری دیتا ہوں کہ اس آخری نبی کا نام احمدؐ ہوگا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نام برنباس کی انجیل میں اب تک بھی موجود ہے دوسری اناجیل میں اس کا ترجمہ لفظ فارقلیط سے کیا گیا ہے ۔ بہرحال اناجیل کا مطالعہ کرنے والے آج بھی جانتے ہیں کہ باوجود تحریف لفظی اور معنوی کے اس پیشین گوئی کا پتا موجود ہے ۔ اگرچہ نصاریٰ نے اس قسم کی پیشین گوئیوں کو اپنی تاویلات بعیدہ اور فاسدہ سے بالکل مسخ کر دیا ہے پھر جب وہ نبی آخر زماں حسب بشارت تشریف لائے اور کھلے اور صاف وصریح دلائل اور معجزات اپنے ہمراہ لائے تو بنی اسرائیل اس پر ایمان لانے کی بجائے ان دلائل ومعجزات کو کھلا جادو کہنے لگے اور اس پیغمبر پر ایمان نہیں لائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت کا نام رکھا گیا دنیا میں محمدؐ اور فرشتوں کے درمیان احمدؐ ۱۲ بعض حضرات نے فلما جاءھم بالبینت کی ضمیر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی مراد لی ہے اس تقدیر پر مطلب یہ ہوگا کہ جب حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے پاس آئے تو انھوں نے اس عیسیٰ کو جادوگر بتایا واللہ اعلم بظاہر یہ قول مرجوح ہے (۶) اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر (باقی ضمیمہ میں)

اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ

آیا ہوں اور میں اس توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے ہے

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۭ فَلَمَّا

اور میں ایک ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اور ان کا نام احمدؐ ہوگا پھر جب وہ رسول

جَاۗءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ (٦) وَمَنْ

ان بنی اسرائیل کے پاس صاف وصریح دلائل لیکر آیا تو وہ کہنے لگے یہ تو کھلا جادو ہے ۔ اور اُس شخص سے

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى

بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہو کہ اس کو اسلام کی طرف دعوت دیجائے

اِلَى الْاِسْلَامِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (٧)

اور وہ خدا پر جھوٹ افترا کرے ۔ اور اللہ ایسے ظالموں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا ۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ ۭ وَاللّٰهُ مُتِمُّ

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک

نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ (٨) هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

پہونچا کر رہے گا اگرچہ کافر کتنا ہی برا مانیں ۔ وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے

رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي

رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ اس دین کو تمام ادیان باطلہ

الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ (٩) ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

غالب رکھے اگرچہ مشرک کتنا ہی برا مانیں ۔ اے ایمان والو

اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰي تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ

کیا میں تمہیں ایسی سوداگری بتاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے

اَلِيْمٍ (١٠) تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ

بچالے ۔ وہ یہ ہے کہ تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور خدا کی راہ میں اپنے مال

ع ۱ ۹ ۹

۱۶/۲

Marfat.com

وہ یہ کہ تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یعنی اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانیں لڑا دو۔ یہ ایمان اور جہاد
تمہارے لئے بہت بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ یعنی یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اور اپنے مال اور اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرنا یہ تمہاری بقا اور تحفظ کے لئے بہت ہی بہتر ہے بشرطیکہ تم کو کچھ سمجھ ہو اور جہاد کے منافع
اور فوائد تمہارے پیش نظر ہوں (۱۱) اس پر اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور ان عمدہ نفیس اور پاکیزہ مکانوں میں داخل
کرے گا جو دائمی باغات میں واقع ہوں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ یعنی اگر تم ایسا کرو گے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے اور جان و مال سے جہاد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے
گناہ بخشدے گا اور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے پائیں نہریں بہتی ہوں گی اور ایسے نفیس اور پاکیزہ مکانات میں داخل فرمائیگا جو جنات عدن یعنی دائمی باغوں میں واقع ہوں گے ان نعمتوں کا حصول

یہ بہت بڑی کامیابی ہے (۱۲) اور ان نعمتوں اور
اس بڑی کامیابی کے علاوہ تمہارے لئے ایک نعمت
بھی ہے جسکو تم چاہتے اور دوست رکھتے ہو وہ اللہ
تعالیٰ کی جانب سے مدد اور قریب الحصول فتح ہے۔
اور اے پیغمبر آپ ان مسلمانوں کو بشارت اور خوشخبری
دیدیجئے۔ یعنی ان ثمرات اور نتائج حقیقیہ کے علاوہ
جو تمہارے ایمان اور جہاد پر مرتب ہوں گے۔ ایک
اور نعمت عاجلہ بھی ہے جو تم کو محبوب ہے تحبونھا)
فرمایا کیونکہ عام طور سے انسانی طبائع فوائد عاجلہ کو
محبوب اور مرغوب رکھتی ہیں وہ محبوب نعمت کیا ہے وہ
اللہ تعالیٰ کی جانب سے غیبی مدد اور قریب ملنے والی
فتح۔ آخر میں اپنے پیغمبر کی زبانی اس فتح کی بشارت
دلوائی۔ اس فتح سے اشارہ یا تو مکہ کی فتح کی طرف ہے
یا شاید روم کی فتح مراد ہو یا فارس کی بہرحال ایک
بڑی فتح کی بشارت اور خوش خبری فرمائی۔ چونکہ سورت
کی ابتداء میں صف باندھ کر اور جم کر لڑنے کا ذکر فرمایا
تھا اس لئے اسی مضمون کا یہاں تتمہ فرمایا اور آخر
ایک پیغمبر کی امت اور اس کے جاں نثار حواریوں کی
کامیابی کا ذکر فرمایا (۱۳) اے ایمان والو! تم اللہ
تعالیٰ کے یعنی اس کے دین کے اسی طرح مددگار ہو جاؤ
جس طرح عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا تھا
کہ اللہ تعالیٰ کے کام میں کون میرا مددگار ہوتا ہے اس پر
حواریوں نے جواب دیا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے یعنی اس
کے دین کے مددگار ہیں پھر ان کی کوشش کے بعد بنی
اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لے آئے اور کچھ لوگ
منکر ہوئے یعنی ایک گروہ انکار کرتا رہا۔ پھر جو لوگ
ایمان لائے تھے ہم نے ان کی مدد کی اور ان کو ان کے
دشمن کے مقابلے میں قوت عطا فرمائی سو وہ ایمان
والے غالب ہوئے۔ حواری کے معنی مخلص اور برگزیدہ
اور صفیہ کہتے ہیں حور کے لفظی معنی سفیدی اور بیاض
ہیں۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد تھے اور کپڑے
دھویا کرتے تھے ان دھوبیوں کی تعداد بارہ تھی۔ پوری
تفصیل آل عمران کی تیسیر میں ملاحظہ کیجئے۔ یہاں
کو حضرت عیسیٰ کے شاگردوں کا حوالہ دیکر
کی ترغیب دی گئی ہے کہ جس طرح انھوں
اپنے نبی کی آواز پر لبیک کہا اور اللہ تعالیٰ
دین کی تبلیغ کے لئے آمادہ ہو گئے تم بھی
طرح مستعد رہو۔ حضرت عیسیٰ کے زمانے میں جہاد
کا جہاد تھا اور غالباً یہ واقعہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان

سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ
اور اپنی جانیں لڑا دو یہ ایمان اور جہاد تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے
إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ
بشرطیکہ تم سمجھ رکھتے ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کر دیگا اور تم کو ایسے باغوں میں
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً
داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور ان نفیس مکانوں میں داخل کرے گا
فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَأُخْرَىٰ
جو دائمی باغات میں واقع ہوں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور ان کے علاوہ
تُحِبُّونَهَا ۖ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۗ وَبَشِّرِ
تمہارے لئے ایک اور نعمت بھی ہے جس کو تم چاہتے ہو وہ اللہ کیجانب سے مدد اور قریب ہی حاصل ہونیوالی فتح ہے اور اے پیغمبر آپ
الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ
ان مسلمانوں کو بشارت دیدیجئے۔ اے ایمان والو! تم اسی طرح اللہ کے مددگار ہو جاؤ
اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ
جس طرح کہ عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کہا تھا کہ اللہ کے کام میں کون میرا
أَنصَارِي إِلَى اللّٰهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ
مددگار ہوتا ہے اس پر حواریوں نے جواب دیا تھا کہ ہم اس کے مددگار ہیں
اللّٰهِ ۖ فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَ
پھر ان کی کوشش کے بعد بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگ ایمان لائے اور
كَفَرَت طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا
کچھ لوگ منکر رہے پھر جو لوگ ایمان لائے تھے ہم نے ان کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں
عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾ ع
قوت عطا فرمائی سو وہ ایمان والے غالب ہوئے۔

ع ۲ ۵ ۱۴

پر تشریف لے جانے کے بعد ہوا۔ ان کی موجودگی میں تو لوگ ان کے نبی مانتے اور انجیل کو آسمانی کتاب کہنے کے قائل نہ ہوئے تھے۔ مگر رفع الی السماء کے بعد بعض ان کے خدا ہونے کے قائل ہو گئے۔ بعض ان
کا بیٹا کہنے لگے ایک فرقہ ان کے مخلصین کا اُن کو خدا کا بندہ اور رسول کہتا رہا وہ ان کا مقابلہ کرتا رہا یہاں تک کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہو گئی اور آپ سے اس عبدہٗ و رسولہٗ کہنے والی
کو تقویت پہنچی اور وہ غالب آئی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کے اصحابؓ سے ان کی تائید ہوئی اور ان کو اپنے مخالف فریق پر غلبہ حاصل ہوا اور اگر ان کی موجودگی کا واقعہ لیا جائے تب ظاہر
کہ جس طرح ہر نبی کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں سے مناظرہ اور مجادلہ کی نوبت آتی ہے وہی ان حواریوں کو بھی آتی ہوگی اور ان مخلصین کی کسی خاص موقعہ پر ایسی مدد فرمائی ہوگی جس سے مخالف مغلوب
ہو گئے ہوں گے اور بہ حجت و براہین سے غالب ہو گئے ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کے یاروں نے بڑی محنتیں کی ہیں تب ان کا دین نشر ہوا ہمارے (باقی ص۸۸۴)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۸۳) حضرت کے پیچھے بھی خلیفوں نے اس سے زیادہ لیا ۱۲ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کا خیال بھی یہی ہے کہ یہ اہل ایمان حضرت عیسیٰؑ کے وہ شاگرد ہیں جنھوں نے حضرت عیسیٰؑ کے رفع الی السماء کے بعد ان کے دین اور ان کے طریقہ کو جاری رکھا اور آسمان پر چڑھتے وقت جو عہد و پیمان انہوں نے اپنے مخلص شاگردوں سے لیا تھا اُس کو اُن شاگردوں نے ان کے بعد پورا کیا۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب (۱۴) تم تفسیر سورۃ الصف ۔ سورۃ الجمعۃ مدنی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے سب اُس اللہ تعالیٰ کو پاکی کیساتھ یاد کرتی ہے اور اس کی پاکی بیان کرتی ہے جو بادشاہ ہے نہایت پاک ذات ہے بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے ۔ یعنی زمین و آسمان ہر ایک چیز زبان حال سے یا زبان قال سے اُس اللہ تعالیٰ کی پاکی کا اظہار کرتی ہے جو بادشاہ ہے جس کی سلطنت دائمی ہے جو جملہ عیوب سے پاک و منزہ ہے۔ کمال قوت کا مالک بڑی حکمت والا ہے (۱)

سُورَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ جمعہ مدنی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ

جو مخلوقات آسمانوں میں ہے اور جو مخلوقات زمین میں ہے وہ سب اُس اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتی ہے جو بادشاہ ہے

الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ① هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي

پاک ذات ہے اور بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے - وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں

الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ

انہی ناخواندوں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے روبرو خدا کی آیتیں تلاوت کرتا ہے اور انکو پاک کرتا ہے

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ

اور انکو کتاب یعنی قرآن کی تعلیم دیتا ہے اور ان کو دانائی کی باتیں سکھاتا ہے اور یقیناً اس رسول کی بعثت سے پہلے یہ

لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ② وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا

لوگ کھلی گمراہی میں تھے - اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی جو آئندہ انمیں شامل ہونیوالے ہیں مگر ابھی تک وہ ان میں شامل نہیں ہوئے

بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ③ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ

اور وہ خدا بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے یہ مذکورہ نبوت خدا تعالیٰ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جس کو

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ④ مَثَلُ

چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل کا مالک ہے - ان لوگوں کی مثال

الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ

جن پر توریت کے علم وعمل کا بار ڈالا گیا تھا پھر انھوں نے اس کا بار نہ اُٹھایا اُس گدھے کی سی مثال ہے

الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ

جو بہت سی بڑی بڑی کتابیں اُٹھائے ہوئے ہو جن لوگوں نے خدا کی آیتوں کی تکذیب کی

وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے اَن پڑھ اور ناخواندہ لوگوں میں انہی ناخواندوں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا اور انکو سنوارتا اور پاک کرتا ہے اور ان کو قرآن سکھاتا ہے اور ان کو حکمت و دانش مندی کی باتوں کی تعلیم دیتا ہے اور بلاشبہ اس رسول کی بعثت اور تشریف آوری سے قبل یہ لوگ صریح اور کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

(۳) اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی جو آئندہ ان میں شامل ہونیوالے ہیں اور ابھی تک ان میں شامل نہیں ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا یعنی وہ رسول بھی امی اور ان پڑھ بھیجا اور عرب کی ہدایت کے لئے اسکو مقرر کیا آگے اُس پیغمبر کے تعلیمی شعبوں کا ذکر فرمایا کہ وہ اُن کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے جس سے ان کو ہدایت میسر ہوتی ہے اور ان کو عقائد باطلہ اور اخلاق ذمیمہ سے پاک کرتا ہے اور ان کی اخلاقی اصلاح کرتا اور انکو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب یعنی قرآن کی تعلیم دیتا ہے اور انکو حکمت و دانش اور ان کو صحیح فہم کی تعلیم دیتا ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ یہ اہل عرب اس رسول کی بعثت سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ وہ گمراہی کفر و شرک کی گمراہی ہے جس میں تمام عرب کے لوگ مبتلا تھے اور آپ کو دوسرے لوگوں کے لئے بھی مبعوث فرمایا جو آئندہ ان میں شامل ہونیوالے ہیں ۔ یعنی یا تو موجود ہیں مگر مسلمان نہیں ہوئے اور یا ابھی موجود ہی نہیں ہوئے اس لئے ابھی تک ان میں شامل نہیں ہیں مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو قیامت تک آپ کے تابع اور پیرو ہوں گے۔ بعض حضرات نے صحابہ کرام کے تابعین مراد لئے ہیں۔ بعض نے فارس کے لوگ بتائے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ آخرین منھم سے تمام اُمت مراد ہے خواہ وہ عربی ہوں یا عجمی ہوں قیامت تک کی تمام اُمت اس میں شامل ہے اور منھم جو فرمایا یہ اس بنا پر کہ مسلمان باعتبار اسلام کے سب متحد اور ایک دوسرے کے شامل ہیں۔ وہ زبردست حکمت والا ہے یعنی اس نے اپنی قدرت اور حکمت سے ایسا نبی بھیجا جس نے تمام دنیا کے انسانوں کے لئے رہنمائی کا سامان مہیا فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) یہ پیغمبر کی بعثت اور اس کے ذریعہ سے گمراہی سے نکلکر کتاب و حکمت کی طرف آنا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہی رسول دوسرے ان پڑھوں کے واسطے بھی ہے وے فارس کے لوگ وے بھی نبی کی کتاب نہ رکھتے تھے حق تعالیٰ نے اول عرب پیدا کئے اس دین کے تھامنے والے پیچھے عجم میں ایسے کامل لوگ اٹھے ۱۲ خلاصہ یہ کہ بعض روایات میں چونکہ آخرین کی تفسیر میں فارس کا ذکر آیا ہے اس بنا پر حضرت شاہ صاحبؒ نے وہ قول اختیار کیا ہے لیکن اس امر کی گنجائش ہے کہ تفسیر میں عام مفہوم کو اختیار کیا جائے تاکہ عموم میں اہل فارس بھی داخل ہو جائیں بہرحال یہاں تک اس پیغمبر کی تعلیم اور اس کی تعلیم سے نفع حاصل کرنیوالوں کا ذکر تھا اب آگے مخالفین رسالت کا ذکر فرمایا (۵) ان لوگوں کی مثال جن پر توریت کے علم و عمل کا بار ڈالا گیا تھا پھر انھوں نے اس توریت پر عمل کے بار کو نہ اُٹھایا اُس گدھے کی سی مثال ہے جو بہت سی بڑی بڑی کتابیں اٹھائے ہوئے ہو جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کی تکذیب کی اور جھٹلایا اُن کی بہت بُری مثال ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کی رہنمائی نہیں فرماتا اور اُن کو ہدایت کی توفیق

(باقی صفحہ ۸۸۵ پر)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۸۸۴ نہیں دیا کرتا۔ یہ ان یہود کے علماء کی مثال ہے جن کو توریت کا علم دیا گیا تھا اور ان کو احکام الٰہی پر عمل کرنے کی تاکید کی گئی تھی لیکن انھوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو پیشین
گوئیاں توریت میں مذکور تھیں ان پر پردہ ڈالا اور ایک فریق نے مخالف بن کر نبی آخر الزماں کا مقابلہ کیا ان کے علم و عمل کی مثال سمجھائی کہ یہ توریت کے بے عمل علماء ایسے ہیں جیسے گدھے پر بڑی بڑی کتابیں لدی
ہوئی ہوں کہ اس گدھے کو کچھ خبر نہیں کہ اس پر کیا لدا ہوا ہے۔ توریت میں حکم تھا کہ نبی آخر الزماں پر ایمان لانا۔ انھوں نے انکار کیا تو ان کا انکار مستلزم ہے ان کی بے عملی کو اس لئے یہ ان کی مثال فرمائی۔ جو لوگ
اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں اور ان کی تکذیب کریں یہ ان کی بری مثال ہے کہ ان کو چوپائے سے مثال دی گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کی جو جان بوجھ کر آیات الٰہی کو جھٹلائیں ہدایت و رہنمائی کا
ذمہ دار نہیں ہے اور یہ بدبخت اس کے مستحق نہیں ہیں کہ ان کی رہنمائی کی جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہود کے عالم ایسے تھے کہ کتاب پڑھی اور دل میں کچھ اثر نہ ہوا اللہ ہم کو پناہ دے ۱۲ احادیث
صحیحہ میں بے عمل علماء کے لئے سخت وعید آئی ہے تفصیل

كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑤
ان کی بہت بری مثال ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔
قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ
اے پیغمبر آپ ان سے کہئے کہ اے یہودیو اگر تم کو یہ دعویٰ ہے کہ اور سب لوگوں کے
اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ
علاوہ صرف تم ہی اللہ کے دوست ہو تو تم موت کی تمنا کرو
اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ⑥ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا
اگر تم اس دعوی میں سچے ہو۔ اور یہ ان اعمال کی وجہ سے جو اپنے ہاتھوں آگے بھیج چکے ہیں
قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ⑦
کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔
قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ
آپ کہہ دیجئے کہ جس موت سے بھاگتے ہو وہ یقیناً تم کو پہونچ کر رہے گی
ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ
پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے پھر جو جو کام تم کرتے رہے ہو
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑧ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ
وہ تم کو ان سب سے آگاہ کردے گا۔ اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز
لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ
نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم خدا کی یاد کیلئے بلا تاخیر چل کھڑے ہوا کرو
وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ⑨
اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو یہ بات تمہارے لئے بہت بہتر ہے بشرطیکہ تم کو کچھ سمجھ ہو۔
فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ
پھر جب نماز پوری ہو چکے تو اختیار ہے کہ تم زمین میں چلو پھرو

ع ٨ ١١

کے لئے دوزخ کا کھٹکا ملاحظہ کیا جائے (۵) اے پیغمبر آپ ان یہود سے فرمایئے اے یہودیو اور اے یہود ہونے والو! اگر تم کو یہ دعویٰ ہے کہ اور سب لوگوں کے علاوہ تم ہی اللہ تعالیٰ کے دوست ہو تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ یعنی بے عملی کی یہ حالت کہ توریت کے احکام کی صریح خلاف ورزی کے مرتکب ہو اور دعویٰ یہ کرتے ہو کہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ اور لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً۔ اور لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى۔ غرض یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کی نگاہ محبت و الفت اور بخشش میں تم ہی تم ہو۔ کوئی دوسرا یعنی مسلمان اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مستحق ہی نہیں ہیں تو تم موت کی تمنا کرو جیسا کہ عاشقین الٰہی کا دستور ہے کہ وہ موت کو پسند کرتے ہیں اور موت سے گھبراتے نہیں جیسا کہ ہم سورۂ بقرہ میں اس پر سیر حاصل بحث کر چکے ہیں اور بتا چکے ہیں کہ لقائے الٰہی کے شوق میں موت کی تمنا مذموم نہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس کو معلوم ہو کہ مجھ کو اللہ کے ہاں درجہ ہے اور خطرہ نہیں تو بیشک وہ مرنے سے خوش ہو اور نہ ڈرے ۱۲ خلاصہ یہ کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو تو تم موت کی تمنا کرو اور مرنے کے نام پر خوشی کا اظہار کرو لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ اس کو آگے بیان فرمایا (۶) اور یہ ان اعمال کی وجہ سے جو اپنے ہاتھوں آگے بھیج چکے ہیں کبھی بھی موت کی تمنا نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے اور ان ناانصافوں سے خوب واقف ہے۔ یعنی جو اعمال یہ لوگ کرتے رہے ہیں ان کے انجام کو جانتے ہیں اس لئے یہ موت کی تمنا کبھی نہیں کریں گے کیونکہ یہ تو موت سے ڈرتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان سب تحریفات کا حساب دینا ہوگا جو توریت میں صوری اور معنوی کرتے رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ مرنے کے بعد ان کو ان کے کاموں کی سزا دے گا آگے تنبیہ فرماتے ہیں (۷) اے پیغمبر آپ ان سے فرما دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ یقیناً تم کو پہنچ کر رہے گی اور وہ موت تم سے ملنے اور ملاقات کرنیوالی ہے پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے پھر جو جو کام تم کرتے رہے ہو وہ تم کو ان سب سے
آگاہ کردے گا اور تمہارے کرتوت تم کو جتا دے گا۔ یعنی جس موت سے ڈرتے اور گھبراتے ہو اور بھاگتے ہو اس سے چھٹکارا نہیں وہ ایک نہ ایک دن تم سے ملاقات کرنیوالی اور تم کو دبوچ لینے والی ہے پھر
تم جانتے ہو کہ تم اس اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے جو کھلی اور چھپی سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔ پس جو عمل بھی تم کرتے رہے ہو وہ سب تمہارے روبرو رکھ دیئے جائیں گے اور ہر عمل تمہارا تم کو جتا دیا جائے گا۔
اور جیسا عمل ہوگا ویسی ہی سزا دی جائیگی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہود کی خرابی یہی تھی کہ دین کو سمجھتے بوجھتے دنیا کے واسطے چھوڑ دیتے ایسی بات سے ہم کو منع کیا جمعہ کا تقید بھی ایسا ہے کہ اس وقت دنیا کے
کام میں نہ لگو ۱۲ خلاصہ یہ کہ آگے جو جمعہ کا ذکر فرمایا اس کی مناسبت سے شاہ صاحب نے یہ فرمایا کہ اوپر کی آیت سے ربط رہے (۸) اے دعوت ایمانی کے قبول کرنے والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دیجائے
تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر اور خدا تعالیٰ کی یاد کے لئے بلا تاخیر چل کھڑے ہوا کرو اور اللہ تعالیٰ کی یاد کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت کو چھوڑ دیا کرو یہ کاروبار کو چھوڑ کر نماز کی طرف تیز گامی سے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

آگے اسی سلسلے میں ایک خاص واقعہ کا ذکر فرمایا جو ایک جمعہ کو عین خطبے کی حالت میں پیش آیا۔ تھا وہ یہ کہ مدینہ منورہ میں غلے کی کمی تھی لوگ مال کے آنے کے منتظر تھے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے جمعہ کا خطبہ فرما رہے تھے۔ یہ اُس زمانے کا ذکر ہے جب خطبہ نماز کے بعد ہوا کرتا تھا یا شاید اسی دور کا ذکر ہے جب خطبہ پہلے اور نماز بعد میں ہوا کرتی تھی۔ بہرحال آپ خطبہ دے رہے تھے اور عین خطبے کی حالت میں کوئی قافلہ غلہ کا دف بجاتا ہوا نقارہ پیٹتا ہوا بازار میں آ گیا لوگ غلہ خریدنے کے خیال سے اُٹھ اُٹھ کے بازار میں چلنے شروع ہو گئے یہاں تک کہ مسجد میں صرف بارہ آدمی خطبہ سنتے رہ گئے اور سب چلے گئے۔ چاروں خلفائے راشدین اور آٹھ اور حضرات بیٹھے رہے۔ اس پر حضرت حق تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (١٠) اور یہ لوگ جب کوئی بنجارہ اور تجارتی قافلہ یا کوئی کھیل اور شغل دیکھتے ہیں تو اس کے دیکھنے کے لئے متفرق اور منتشر ہو جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں یعنی آپ کو خطبہ فرماتے ہوئے کھڑے ہونے کی حالت میں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں آپ ان سے فرما دیجئے جو چیز اللہ کے پاس ہے اور جو اجر اللہ کے ہاں ہے وہ کھیل تماشے اور سوداگری سے بدرجہا بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک بار جمعہ میں حضرت خطبہ فرماتے تھے اسی وقت بنجارا آیا اس کے ساتھ نقارہ بجتا تھا پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی لوگ دوڑے کہ اس کو ٹھہرا دیں نماز کو پھر پڑھ لیں گے حضرت کے ساتھ بارہ آدمی رہ گئے حضرت نے انہی سے نماز پڑھی یہ اسی پر اترا ١٢ خلاصہ یہ کہ اگر خطبہ پہلے ہوتا تھا اور نماز خطبہ کے بعد ہوتی تھی جیسا کہ دستور اور قاعدہ ہے تب یہ سمجھ کر چلے گئے کہ نماز قافلہ کو ٹھہرا کر پھر واپس آ کر پڑھ لیں گے اور اگر ابتدائی دور میں خطبہ بعد میں ہوتا تھا تو یہ سمجھ کر چلے گئے کہ بنجارا دیکھ کر پھر واپس آ جائیں گے بہرحال اس کو ہی فرمایا کہ جب کوئی تجارت اور سوداگری دیکھیں یا کھیل اور مشغلہ کی کوئی بات دیکھیں جیسے لوگوں کا غل غپاڑا اور دف کی یا ڈھول کی یا نقارے کی آواز تو آپ کو منبر پر کھڑا ہوا چھوڑ کر چلے جائیں جیسا کہ جمعہ میں دوران خطبہ میں ان سے ایسی حرکت سرزد ہوئی آپ ان سے فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں جو نماز اور خطبہ سننے کا ثواب موجود ہے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت اور مجلس ذکر کی شرکت کے جو منافع اور فوائد اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں وہ تمہاری سوداگری اور کھیل، تماشے سے کہیں بہتر ہیں رہی غلے کی کمی اور قحط کے اندیشے سے ڈرنا اور رزق کی تلاش کرنا تو اللہ تعالیٰ بہترین روزی دینے والا ہے اور سب سے اچھا روزی رساں ہے۔ اس لئے طاعات ضروریہ اور عبادات میں مشغول رہنے پر بھی رزق جو مقسوم ہے وہ ضرور ملتا پھر اطاعت ضروریہ کو کیوں ترک کیا جائے بلکہ حقوق الٰہی کی رعایت کرنے پر رزق کے اور زیادہ ملنے کی اُمید ہے جیسا کہ بیشمار واقعات اہل اللہ کی سوانح میں موجود ہیں (١١) تم تفسیر سورۃ الجمعۃ

وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

اور اللہ کا فضل یعنی اُس کی روزی تلاش کرو اور اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو

لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠﴾ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْٓا

تاکہ تم فلاح پاؤ اور یہ لوگ جب کوئی تجارتی قافلہ یا کوئی کھیل تماشے کی بات دیکھتے ہیں تو اس کیلئے منتشر

اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ

ہو جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں آپ فرما دیجئے جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے

اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١﴾ ع

بدرجہا بہتر ہے اور اللہ سب روزی دینے والوں سے بہتر روزی دینے والا ہے

سُوْرَةُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ منافقون مدنی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ

اے پیغمبر جب منافق آپکے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بیشک آپ اُس کے رسول ہیں اور خدا تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق یقیناً

لَكٰذِبُوْنَ ﴿١﴾ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ

جھوٹے ہیں یعنی جو کہتے ہیں اس پر اعتقاد نہیں۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے سو یہ لوگ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ

خدا کی راہ سے روکتے ہیں بے شک وہ کام بہت برے ہیں جو یہ کر رہے ہیں۔ یہ اس بنا پر ہے کہ

اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٣﴾

یہ ایمان لائے پھر منکر ہو گئے لہٰذا ان کے دلوں پر مُہر کر دی گئی اب یہ لوگ حق بات کو سمجھتے ہی نہیں۔

سورۂ منافقون مدنی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں:

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ؁ اے پیغمبر جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں اور دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور پیغمبر ہیں اور حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ بیشک آپ اس کے رسول ہیں اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق یقیناً جھوٹے اور کاذب ہیں یعنی جو کہتے ہیں اس پر ان کا اعتقاد نہیں۔ پہلی سورت میں یہود کے بعض منافقین کا ذکر فرمایا تھا اس سورت میں مدینے کے بعض دیگر منافقین کا ذکر ہے جو ظاہر میں مسلمانوں کی طرح باتیں کرتے تھے لیکن علیحدگی میں مسلمانوں پر طعن و تشنیع اور عیب چینی اور بدگوئی کرتے تھے نو وارد لوگوں کو بہکا کر اور غلط باتیں کہہ کر اسلام سے روکتے تھے۔ اور اگر کبھی کوئی بات کھل جاتی تھی اور ان سے دریافت کیا جاتا تھا کہ تم نے ایسا کہا ہے تو صاف قسمیں کھا جاتے تھے کہ ہم نے ایسا نہیں کیا۔ بعض موقعہ پر سفر کی حالت میں جبکہ ایک کنوئیں سے پانی لینے پر انصار اور مہاجر کی کچھ کہہ سن ہو گئی عبداللہ بن اُبی منافق نے انصار سے یہ کہا تھا کہ تم نے ان مہاجرین کو پرورش کر کے اور روٹیاں کھلا کر اپنے پر شیر کر لیا ہے اب یہ تمہارا مقابلہ کرتے ہیں اگر تم ان کی امداد بند کر دو تو چند دن میں یہ بھاگتے نظر آئیں اور یہ بھی کہا کہ اب کے ہم مدینے واپس گئے تو عزت دار لوگ ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ اشارہ اس طرف تھا کہ میں جو عزت دار ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو معاذ اللہ ذلیل ہیں میں ان کو مدینے سے نکال باہر کروں گا (باقی ص ٨٨٧ پر)

Marfat.com

وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِن يَقُولُوا تَسْمَعْ
اور اے پیغمبر جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے ظاہری جسم آپکو خوشنما معلوم ہوں اور اگر یہ باتیں کریں تو آپ انکی باتوں کو دلچسپ
لِقَوْلِهِمْ ۖ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ
ہونیکی وجہ سے کان لگاکر سنیں گویا وہ خشک لکڑیاں ہیں جو کسی دیوار کے سہارے لگادی گئی ہیں وہ ہر بلند آواز کو اپنے ہی خلاف
عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ
خطرہ سمجھتے ہیں یہی لوگ دشمن ہیں آپ ان سے بچتے رہیئے خدا ان کو ہلاک کرے یہ کہاں
يُؤْفَكُونَ ④ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ
پھرے چلے جارہے ہیں۔ اور جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تاکہ اللہ کا رسول تمہارے لئے بخشش
رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ
طلب کرے تو یہ لوگ اپنے سروں کو پھیر لیتے ہیں اور آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ متکبرانہ
وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ ⑤ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ
انداز کیساتھ بے رخی برتتے ہیں۔ اے پیغمبر ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں خواہ آپ ان کیلئے
لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ
مغفرت طلب کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا
إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ⑥ هُمُ الَّذِينَ
بے شک اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔ یہ لوگ وہی تو ہیں
يَقُولُونَ لَا تُنفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ
جو یوں کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہ کے پاس رہتے ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ وہ خود بخود
يَنفَضُّوا ۗ وَلِلَّهِ خَزَائِنُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنَّ
منتشر ہوجائیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آسمانوں کے اور زمین کے تمام خزانے اللہ ہی کے ہیں لیکن
الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ⑦ يَقُولُونَ لَئِن رَّجَعْنَا
یہ منافق اتنی بات بھی نہیں سمجھتے نیز یہ منافق یوں کہتے ہیں اگر اب کے ہم لوٹ کر

(بقیہ صفحہ ۸۸۶) زید بن ارقمؓ نے اس بات کی اطلاع حضورؐ کو دی مگر یہ مکر گیا اور قسم کھالی کہ میں نے نہیں کہا زید بن ارقمؓ بلا وجہ محجوب ہوئے۔ حضرت حق تعالیٰ نے زید بن ارقمؓ کی توثیق فرمائی غرض اس سورت کے بڑے حصے میں انہی لوگوں کی شرارتوں کا ذکر ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ جب منافق آپکی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو کہتے ہیں ہم دل سے گواہی دیتے ہیں یعنی جو بات زبان سے کہتے ہیں ہمارا اعتقاد بھی یہی ہے اور ہمارا دل ہماری زبان کی موافقت اور مطابقت کرتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں حضرت حق تعالیٰ نے نفس رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توثیق فرمائی کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں لیکن منافق چونکہ جھوٹ بول رہے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں ان کا اعتقاد اور ان کا قلب ان کی زبان کے موافق نہیں ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وہ قائل نہیں غرض کو کہتے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ اعتقادِ قلبی زبان سے موافقت نہیں کرتا لہٰذا گواہی اعتقاد قلب سے نہیں محض لسانی ہے (۱) ان اہلِ نفاق نے اپنی قسموں کو ڈھال اور سپر بنا رکھا ہے سو یہ منافق لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں بلاشبہ وہ کام بہت برے ہیں جو یہ کر رہے ہیں ۞ مطلب یہ ہے کہ جب تک اسلام کا نام لیتے اور ایمان کا اظہار کرتے ہیں ان پر جہاد نہیں کیا جاسکتا اور ان کی جان اور اموال محفوظ ہیں۔ تو گویا انھوں نے اپنی قسموں کو اپنے اموال اور اپنی جان کے بچاؤ کے لئے ڈھال بنا رکھا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اپنی مجلس میں منافق طعن اور عیب مسلمانوں کا کہتے جب ان پر پکڑ ہوتی منکر ہو کر قسم کھا جاتے کہ ہم نے یہ بات نہیں کہی ۱۲ خلاصہ یہ کہ اس سے زیادہ برے کام ان کے اور کیا ہوں گے کہ کہیں اور قسم کی آڑ لیکر مکر جائیں (۲) یہ بسبب اسکے ہے کہ یہ لوگ اول ظاہر میں ایمان لائے پھر منکر ہوگئے سو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی اب یہ لوگ حق بات کو سمجھتے ہی نہیں ۞ یعنی یہ اس سبب سے ہوا کہ یہ لوگ پہلے ایمان کے مدعی بنے اٰمنا کہتے پھرے ظاہر میں سب کو ایمان کا یقین دلاتے رہے پھر کافروں سے کہا انا معکم، کافروں کی طرح اسلام کو نقصان پہنچاتے رہے لہٰذا ان کے قلوب پر مہر کردی گئی اور استمرار علی الکفر کی وجہ سے دل مسخ ہوگئے اب ان کی سمجھ میں کوئی حق بات آتی ہی نہیں یہی ان کے وہ برے کام ہیں جن کو اوپر فرمایا تھا انھم ساء ما کانوا یعملون کہ خود تو منافق ہیں دوسروں کو بھی مسلمان ہونے سے روکتے ہیں (۳) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اے پیغمبر ان کی حالت یہ ہے کہ جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قدوقامت اور ظاہری جسم آپ کو خوشنما معلوم ہوں اور ان کے ڈیل ڈول خوش لگیں۔ اور جب یہ باتیں کریں تو آپ انکی شیریں کلامی اور دلچسپ باتوں کی وجہ سے ان کی باتیں کان لگا کر سنیں۔ گویا وہ خشک لکڑیاں ہیں جو کسی دیوار کے سہارے لگادی گئی اور ٹکادی گئی ہیں وہ ہر بلند آواز کو اپنے ہی خلاف خطرہ سمجھتے ہیں جو کوئی پکارے یہ جانیں ہم پر ہی بلا ہے یہی لوگ حقیقی دشمن ہیں اے پیغمبر آپ ان سے بچتے رہئے اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے اور خدا ان کو غارت کرے یہ کہاں پھرے چلے جارہے ہیں ۞ یعنی دیکھنے میں بڑے متین ڈیل ڈول ایسا کہ دیکھ کر اچنبھا ہو ظاہری قدوقامت کے اعتبار سے خوشنما باتیں ایسی دلچسپ اور شیریں کہ آپ کان لگادیں۔ پیچھے دار گفتگو کریں۔ حالت یہ کہ اندر سے بالکل خول اور بے کار جیسے خشک لکڑیاں کہ دیوار کے سہارے رکھی ہیں۔ محض بے کار کسی کام کے نہیں سوائے اس کے کہ ایندھن کے کام آئیں اور آگ میں جلائے جاویں۔ ڈرپوک ایسے کہ ذرا غل غپاڑہ ہو۔ کوئی چیخ کر بولے۔ یا کہیں سے غل کی آواز آئے تو سمجھیں کہ ان پر ہی کوئی آفت آئی۔ یہ لوگ سخت اور کٹر دشمن ہیں اے پیغمبر ان کی شرارتوں اور ان کے داؤں پیچ اور ان کی ریشہ دوانیوں سے چوکنے اور ہوشیار رہئے۔ خدا ان کو ہلاک کرے حق واضح ہوجانے کے بعد کہاں پھرے چلے جارہے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی دیکھنے میں مرد آدمی اور دل میں نامرد دغاباز ۱۲ خلاصہ یہ کہ دیکھنے میں مرد معقول اور دل ہیجڑوں جیسے (۴) اور جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اور پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرو تاکہ اللہ کا رسول تمہارے لئے استغفار کرے اور بخشش طلب کرے تو یہ لوگ اپنے سروں کو مٹکاتے اور پھیر لیتے ہیں اور آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ اس تفصیل استغفار سے یا اس کہنے والے سے کہ آؤ متکبرانہ انداز کے ساتھ بے رخی برتتے ہیں ۞ شاید عبداللہ ابن ابی منافق کی کوئی غلطی اور شرارت ظاہر ہوگئی تھی اس پر کسی نے اس سے کہا کہ پیغمبر علیہ السلام کی (باقی تفسیر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۸۰) خدمت میں حاضر ہوکر عذر کردے تاکہ حضورؐ تیرے لئے استغفار کردیں تو اس منافق نے گردن کو مٹکا کر اور سر کو پھیر کر کہا۔ مجھ سے تم نے ایمان کو کہا میں ایمان لے آیا تم نے زکوٰۃ دینے کو کہا میں نے زکوٰۃ بھی ادا کی بس اب خمؐ کو سجدہ کرنا باقی رہ گیا ہے اور نہایت تکبر کے ساتھ بے رخی کا برتاؤ کیا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عذر کرنے کو آمادہ نہ ہوا۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ بہرحال منافقوں کی سرکشی اور تکبر کی یہ حالت تھی کہ خیانت اور بد دیانتی کے ظہور پر اگر کوئی سمجھاتا تو اس کی پروا نہ کرتے اور تکبر و غرور کا برتاؤ کرتے حضرت حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (۵) اے پیغمبر ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں آپ ان کے لئے مغفرت طلب کریں یا مغفرت نہ طلب کریں اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز معاف نہ فرمائے گا اور ہرگز ان کو نہ بخشے گا بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا اور ایسے بے حکموں کو ہدایت کی توفیق عطا نہیں فرماتا ؛ سورۂ برات میں گزر چکا ہے کہ اگر آپ ستر بار بھی استغفار کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو معاف نہیں کرے گا اس موقعہ پر منقول ہے کہ آپ نے بعض صحابہ سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ستر بار فرمایا ہے میں ستر بار سے زیادہ استغفار کی دعا کروں گا شاید پھر قبول ہوجائیگی۔ سورۂ منافقون میں فرمایا استغفار کرنا یا نہ کرنا ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں۔ سورۂ برات میں ہم مفصل عرض کرچکے ہیں کہ اس استغفار کی وجہ کیا تھی اور لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے اس کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی بعض منافقوں کے رشتہ دار پختہ مسلمان ہوگئے تھے ان کی خواہش یہ ہوتی تھی کہ اگر حضورؐ ہمارے عزیزوں کے حق میں جو نفاق میں مبتلا ہیں دعا کردیں اور استغفار کردیں تو اللہ تعالیٰ ان کو مخلص مسلمان بنادے۔ اور وہ بھی ہماری طرح پختہ مومن ہوجائیں۔ غرض بعض اور بھی اسی قسم کی وجوہات تھیں جن کی بنا پر دربارِ رسالت سے استغفار کی جاتی تھی بالآخر منافقوں کی بڑھتی ہوئی شرارت اور اسلام کُش پالیسی کے پیش نظر اُن کی عدم مغفرت کا صاف اعلان فرمادیا گیا (۶) یہ لوگ وہی تو ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ جو لوگ رسول اللہؐ کے پاس رہتے ہیں اُن پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ وہ خود بخود پیغمبر کا ساتھ چھوڑ کر منتشر اور متفرق ہوجائیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ آسمانوں کے اور زمین کے تمام خزانے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں لیکن یہ منافق اتنی بات بھی نہیں سمجھتے (۷)

تفسیر صفحہ ہذا:۔ نیز یہ منافق یوں کہتے ہیں اگر اب کی دفعہ ہم لوٹ کر مدینے پہونچے تو عزت والا مدینے سے ذلت والے کو نکال باہر کرے گا حالانکہ عزت تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہے لیکن یہ منافق اس بات کو نہیں جانتے ؛ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ بعض منافقین نے عموماً اور عبداللہ ابن اُبی نے خصوصاً یہ الفاظ کہے تھے اور زید بن ارقمؓ نے سن کر حضورؐ کو اطلاع دی تھی لیکن انھوں نے قسمیں کھاکر حضورؐ کو اپنی بے گناہی کا یقین دلایا تھا اور زید ابن ارقمؓ محجوب ہوئے تھے ان آیتوں کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ارقمؓ کو بلاکر فرمایا کہ زید یہ تیری تصدیق اور تائید ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک سفر میں دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین میں کا ایک انصار کا پھر حضرت نے اُن کو ملا دیا منافق پیٹھ پیچھے کہنے لگے اگر ہم ان کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے تو ہم سے مقابلہ کیوں کرتے ایک نے کہا تم ان کی خبر گیری کرتے ہو تو یہ لوگ رسول کے ساتھ جمع رہتے ہیں خبر گیری چھوڑ دو ابھی متفرق ہوجاویں ایک نے کہا اب کے سفر سے ہم مدینے پہونچیں تو جس کا اس شہر میں زور ہے چاہے بے قدروں کو نکال دیں ایک صحابی نے یہ باتیں سنیں حضرت کے پاس نقل کیں حضرت نے بلاکر پوچھا تو قسمیں کھاگئے کہ اس نے ہماری دشمنی سے جھوٹ کہا اللہ تعالیٰ نے یہ نازل کیا ۱۲ خلاصہ یہ کہ منافق سمجھتے ہیں کہ ہمارے دیئے سے کسی کی پوری پڑتی ہے ہم مہاجرین کی امداد بند کردیں تو یہ اپنے پیغمبر کی رفاقت چھوڑ کر منتشر ہوجائیں کیونکہ جب کھانے کو نہ ملے گا تو خود ہی بھاگ جائیں گے حالانکہ یہ احمق اتنا نہیں سمجھتے کہ آسمانوں کے اور زمین کے خزانے اور رزق رسانی خدا کے قبضے میں ہے ایک در بند ستر در کھلے۔ وہ چاہے تو تم کو دینے کے قابل ہی نہ رکھے اور چاہے تو مہاجرین کو سب کچھ دیکر مالا مال کردے۔ اسی طرح عبداللہ بن اُبی اور اُس کے ساتھی اپنے کو عزت دار اور اعز سمجھتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کو ذلیل اور بے قدر اور اذل سمجھتے ہیں اور یہ دھمکی دیتے ہیں کہ عزت دار ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے حالانکہ یہ بے وقوف اتنا نہیں جانتے کہ حقیقی عزت کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے (باقی ضمیمہ میں)

إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ۚ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ

مدینہ پہونچے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال باہر کرے گا حالانکہ عزت تو صرف اللہ کے لئے

وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ ع ۱ / ۸ / ۱۳

اور اس کے رسول کیلئے اور مسلمانوں کیلئے ہے لیکن یہ منافق اس بات کو نہیں جانتے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ

اے ایمان والو تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو خدا کی یاد سے

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩﴾

غافل نہ کرنے پائیں اور جو ایسا کریں گے تو وہی لوگ سخت نقصان میں رہیں گے

وَأَنْفِقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ

اور ہم نے تم کو جو کچھ دیا ہے اس میں سے خیرات کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی

الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ

موت آجائے اور وہ آثار موت کو مشاہدہ کرکے یوں کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھ کو اور تھوڑے دنوں کی

فَأَصَّدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٠﴾ وَلَنْ يُؤَخِّرَ

مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خوب خیرات کرتا اور نیک کام کرنیوالوں میں شامل ہوجاتا۔ اور جب کسی جاندار کا مقررہ وقت

اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١١﴾ ع ۲ / ۳ / ۱۴

آجاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیا کرتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سب سے پوری طرح باخبر ہے

سُورَةُ التَّغَابُنِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانِ عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورۂ تغابن مدنی ہے اور یہ اٹھارہ آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ لَهُ الْمُلْكُ

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے وہ سب اللہ کی پاکی بیان کرتی ہے اسی کی سلطنت ہے

Marfat.com

یعنی آسمان وزمین کی تمام چیزیں زبانِ حال یا زبانِ قال سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس بیان کرتی ہیں اسی کا راج ہے اور حکومت وسلطنت حقیقت میں اسی کی ہے اگر یہاں مجازاً کسی کی حکومت ہے
تو وہ بھی اسی کے حکم سے ہے ہر قسم کی تعریف کا بھی وہی سزاوار ہے اگر یہاں کسی کی تعریف ہوتی ہے تو وہ بھی حقیقت میں اُسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور ہر چیز اسکی قدرتِ کاملہ کے ماتحت
ہے (۱) وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور بعض تم میں سے مومن ہیں اور جو کچھ تم کر رہے ہو وہ سب اللہ تعالیٰ کے پیشِ نظر ہے ۃ یعنی اسی نے تم سب کو پیدا کیا ہے۔ اس احسان کا
تقاضہ یہ تھا کہ تم سب اہلِ ایمان اور مومن ہوتے لیکن ہوا یہ کہ تم میں سے بعض کافر ہیں اور بعض مومن ہیں یعنی اس نے تو سب کو صحیح فطرت پر پیدا کیا تھا لیکن کوئی اس فطرتِ صحیحہ پر قائم رہا۔ اور بعض نے دوسری راہ
اختیار کرلی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ہر شخص کے اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ جو ایمان کے ساتھ اعمال پر قائم رہے گا اس کو اس کا صلہ عطا فرمائیگا اور جو کفر کی راہ پر چلے گا ان کو ان کے اعمال کی سزا دے گا (۲) اس

وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (١) هُوَ الَّذِيْ
اور تمام تعریفیں اسی کو سزاوار ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ وہی ہے جس نے
خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا
تم کو پیدا کیا پھر بعضے تم میں سے کافر ہیں اور بعضے تم میں سے مومن ہیں اور جو کچھ تم کر رہے ہو
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ (٢) خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ
وہ سب خدا کی پیشِ نظر ہے۔ اس نے آسمانوں کو اور زمین کو کمال حکمت کے ساتھ بنایا ہے
وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ (٣)
اور اسی نے تمہاری صورتیں بنائیں سو تمہاری صورتیں بہت اچھی بنائیں اور سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ
وہ آسمانوں اور زمین کی ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور وہ ان سب چیزوں کو بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے
وَمَا تُعْلِنُوْنَ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ (٤)
اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ سینوں کی باتوں تک سے بخوبی واقف ہے۔
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا
کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہونچی جو تم سے پہلے کفر کے مرتکب ہو چکے ہیں پھر اُنھوں نے اپنے اعمال کے وبال کا
وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (٥) ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ
مزہ چکھا اور اُن کو ابھی اور دردناک عذاب ہونے والا ہے۔ یہ دنیا اور آخرت کا عذاب اسلئے ہے
كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ
کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس واضح دلائل لیکر آتے رہے اور یہ لوگ یہی کہتے رہے کہ کیا آدمی ہماری
يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ
رہنمائی کریں گے غرض انھوں نے انکار کیا اور روگردانی کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی انکی پروا نہ کی اور اللہ
غَنِيٌّ حَمِيْدٌ (٦) زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ
بے نیاز اور جملہ صفات سے متصف ہے۔ منکر دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہ کئے جائینگے

نے آسمانوں کو اور زمین کو کمال حکمت کے ساتھ بنایا اور
اُسی نے تمہاری صورتیں بنائیں سو تمہاری صورتیں بہت
اچھی بنائیں اور سب کی بازگشت اُسی کی طرف ہے ۃ
یعنی آسمان وزمین کی ساخت اور بناوٹ میں کمال
حکمت کی رعایت رکھی گئی ہے تمام مخلوق اسی کمایت
کی وجہ سے فائدہ اٹھارہی ہے اور تمام خلق کی ضروریات
زندگی اسی آسمان وزمین سے وابستہ ہے پھر تمام مخلوق
میں سے انسان کو بہترین صورت پر بنایا اور قدوقامت
اور ناک نقشے کے اعتبار سے اس کو خوش نما اور موزوں
طریق پر ترتیب دیا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔
سب جانوروں سے انسان کی خلقت اچھی ہے۔ ۱۲
اس خوبی اور کمال حسن کو انسان بھی سمجھتا ہے۔ یہی وجہ
ہے کہ انسان کسی اور مخلوق کی صورت میں تبدیل ہونیکی
خواہش نہیں کرتا الیہ المصیر کا مطلب ظاہر
ہے کہ اس سارے کارخانے کو بیکار نہ سمجھو کیونکہ سب کی
بازگشت اُسی کی طرف ہے اور تمام امور کا فیصلہ اسی
کے حکم سے ہونیوالا ہے (۳) وہ اللہ تعالیٰ آسمانوں
کی اور زمین کی ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور وہ اُن چیزوں
کو بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے اور پوشیدہ رکھتے ہو اور ان
چیزوں کو بھی جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ
سینوں کی پوشیدہ باتوں تک کو خوب جاننے والا ہے
(۴) کیا تم کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو اب سے
پہلے یعنی تم سے پہلے کفر کے مرتکب ہو چکے ہیں پھر انھوں
نے اپنے اعمال کے وبال کا مزا چکھا اور ان کے لئے
اور بھی دردناک عذاب ہونیوالا ہے ۃ مطلب یہ
ہے کہ تم سے پہلے جنھوں نے کفر کیا تھا ان کی خبر تم کو
نہیں پہونچی اور کیا ان کی خبر تم تک نہیں آئی کہ ان
کو ان کے اعمال کا بدلا دنیا میں بھی ملا۔ اور انھوں نے
اپنے اعمال کے وبال کا مزہ چکھا یہ مزا چکھنا تو دنیا
میں ہوا۔ اور آخرت میں ان کے لئے اور دردناک
عذاب موجود ہے اور ان کو ابھی اور دردناک عذاب
ہونیوالا ہے یعنی یہاں تو جو وبال پڑا وہ تو پڑا
ابھی آخرت میں اور دردناک عذاب تیار ہے (۵)
یہ دنیا اور آخرت کا عذاب اس لئے ہے کہ ان کے پیغمبر
ان کے پاس واضح اور کھلے دلائل لیکر آتے رہے اور یہ
لوگ یہی کہتے رہے کہ کیا بشر ہماری رہنمائی کریں گے
اور آدمی ہم کو راہ دکھائیں گے۔ غرض انھوں نے انکار
اور کفر کا شیوہ اختیار کیا اور اعراض و روگردانی کی
اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان سے بے نیازی اور بے پروائی
کی اور اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز اور جملہ صفات سے متصف ہے ۃ یعنی رسول ان کے پاس معجزات اور دلائل لیکر آئے مگر انھوں نے یہ اعتراض کیا کہ ہماری ہدایت کے لئے بشر آئیں گے۔ بشر کی ہدایت
کے لئے آسمان سے فرشتے آنے چاہئیں چونکہ بشر کے لئے بشر کا ہادی ہونا ان کی سمجھ میں نہیں آیا اس لئے انھوں نے رسولوں کا انکار اور ان رسولوں پر ایمان لانے اور ان کی تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے
منکر ہوگئے اور رسولوں کی تعلیم سے اعراض کیا اور روگردانی کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا اور ان کی کوئی پروا نہ کی۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور سب خوبیوں سراہا ہے۔ واستغنی اللہ
کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کا اصرار اور کفر پر استمرار بڑھا تو آخر یہ ہوا کہ حضرت حق تعالیٰ نے اپنا دامنِ رحمت ان کم نصیبوں سے کھینچ لیا اور اپنے سایۂ عاطفت سے ان کو محروم کردیا۔ اور یہ حالت انتہائی
شقاوت اور بدبختی کی حالت ہے۔ اعاذنا اللہ منہ (۶) دینِ حق کے منکر بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ہرگز دوبارہ اٹھائیں نہ جائیں گے اور دوبارہ زندہ نہ کئے جائیں گے آپ فرما دیجئے

Marfat.com

یکوں نہیں قسم ہے میرے پروردگار کی تم سب ضرور مرنیکے بعد زندہ کیے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا ہے اُس سب سے تم کو آگاہ کیا جائیگا اور تم کو وہ جتایا جائیگا۔ اور یہ دوبارا زندہ کرنا اور اعمال کا حساب لینا اللہ تعالیٰ
پر بہت آسان ہے ؛ یعنی یہ کافر جب آخرت کا ذکر سنتے ہیں تو آخرت کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہ ہوں گے۔ حضرت حق نے فرمایا اے پیغمبر جس قدر یہ تاکید کے ساتھ کہہ رہے ہیں آپ اس سے بڑھ کر

قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ
آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی تم ضرور دوبارا زندہ کیے جاؤ گے پھر جو کچھ تم نے کیا ہے اس سے تم کو آگاہ
وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝٧ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
کیا جائیگا اور یہ بات اللہ پر بالکل آسان ہے۔ سو تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر
وَالنُّوْرِ الَّذِىْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝٨
اور اُس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ اُن تمام اعمال سے جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے
يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ
اُس دن کو یاد کرو جس دن تم سب کو اُس جمع ہونیکے دن خدا جمع کرے گا یہ دن نفع نقصان کے ظاہر ہونیکا دن ہے
وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ
اور جو شخص اللہ پر ایمان لایا ہوگا اور اُس نے نیک عمل کیے ہونگے اللہ تعالیٰ اُس سے اس کے گناہ
سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
دور کردے گا اور اسکو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩
وہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہوگی تو یہ لوگ اہل
النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝١٠ مَآ
جہنم ہیں وہ اس جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ جہنم بہت برا ٹھکانا ہے۔ کوئی مصیبت
اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ
بغیر خدا تعالیٰ کے حکم کے نہیں آیا کرتی۔ اور جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا ہے
يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝١١
تو خدا اُس کے قلب کو صحیح راہ دکھاتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

میرے رب کی قسم کھا کر اپنی بات کو ثابت کیجئے کہ تم سب ضرور زندہ کرکے اٹھائے جاؤ گے اور تم کو تمہارے اعمال جتائے جائیں گے اور یہ کام اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں بلکہ بہت آسان ہے (٧) لہٰذا جب دوسری زندگی آنے والی ہے اور جزا و سزا کا دن آنے والا ہے تو تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور اُس نور پر جو ہم نے نازل کیا ہے یعنی قرآن پر ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ ان تمام اعمال سے جو تم کرتے ہو پوری طرح باخبر ہے اور تمہارے سب اعمال کی خبر رکھتا ہے ؛ یعنی جب دلائل عقلیہ اور نقلیہ سے یہ ثابت ہوچکا اور پیغمبر نے قسم کھا کر یہ بات کہدی کہ قیامت آنیوالی ہے اور زندہ ہونے والی ہے تو اب تمہارے لیے اس کے سوا اور کیا چارہ کار ہے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم پر جو اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے۔ ایمان لے آؤ اور اس بات کو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کی خبر رکھتا ہے (٨) اُس دن کو یاد کرو جس دن تم سب کو اس جمع ہونے کے دن میں اللہ تعالیٰ جمع کرے گا یہ دن نفع نقصان کے ظاہر ہونے اور ہار جیت کا دن ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہوگا اور نیک کام کرتا رہا ہوگا اللہ تعالیٰ اُس سے اس کے گناہ دور کردے گا اور اُس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی وہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے یہی ہے بڑی مراد ملنی اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے ؛ تغابن ہار جیت کا دن سود و زیاں کے ظاہر ہونے کا دن حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں دن ہار جیت کا یہ کہ ہر آدمی کا ایک گھر ہے بہشت میں ایک دوزخ میں بہشت والوں نے اپنے گھر لیے اور دوزخیوں کے بھی دوزخی ہارے بہشتی جیتے۔ ١٢ خلاصہ یہ کہ اہل بہشت کا نفع اور اہل جہنم کا نقصان اُس دن عملاً ظاہر ہوجائے گا (٩) اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور کفر کے مرتکب رہے ہوں گے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی ہوگی تو یہ لوگ اہل جہنم ہیں جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور وہ جہنم بہت برا ٹھکانا ہے ؛ پہلی آیت میں مسلمانوں کے نفع کا اظہار تھا اور اس آیت میں منکرین اور مکذبین کے نقصان کا اظہار فرمایا (١٠) اور کوئی مصیبت نہیں آئی اور کوئی مصیبت نہیں پہونچی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہونچی ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے

ع ١ ١٠ ١٥

تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو صحیح راہ دکھاتا ہے اور اس کے دل کی صحیح رہنمائی فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں راہ بتادے صبر کی ١٢ خلاصہ یہ کہ کوئی تکلیف یا سختی بغیر اذن الٰہی کے نہیں آتی۔ طبعاً انسان مصیبت سے گھبراتا اور جزع فزع کرتا ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور کامل مومن ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو صبر و رضا کا راستہ بتادیتا ہے۔ یعنی صبر و رضا کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ کس نے مصیبت پر صبر و رضا کی راہ اختیار کی اور کون بے صبری اور شکایت کی ڈگر پڑ گیا (١١)

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانو اور اطاعت کرو پس اگر تم روگردانی کروگے اور منہ موڑوگے تو سوائے اس کے نہیں کہ ہمارے رسول کے ذمہ صاف صاف پہنچا دینا
ہے ؛ یعنی ہر دکھ سکھ کی حالت میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرماں برداری ضروری ہے۔ اگر کوئی ایسا نہ کرے گا تو اللہ اور رسول کو کوئی ضرر نہیں رسول کا کام صرف کھول کر پہنچا دینا
ہے وہ کام اپنا کر چکا اب اگر نافرمانی کروگے تو تم کو ہی نقصان پہنچے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے (۱۲) اللہ تعالیٰ اُس بن کسی کی بندگی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا
کوئی معبود نہیں اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ جل شانہ حقیقی معبود ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیے اور
اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے (۱۳) اے ایمان والو! تمہاری بیویوں میں سے بعض بیویاں اور تمہاری اولاد میں سے بعض اولاد تمہاری دشمن ہیں لہٰذا ان سے ہوشیار رہو اور تم ان کا کہنا ماننے

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ
اور اللہ کی اور رسول کی اطاعت و فرماں برداری کرو اور اگر تم روگردانی کروگے
فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿١٢﴾ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ
تو ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔ اللہ اس کے سوا
إِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٣﴾ يَا أَيُّهَا
کوئی معبود نہیں اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اے ایمان والو
الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا
تمہاری بعض بیویاں اور تمہاری بعض اولاد تمہارے حق میں دشمن ہیں
لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا
سو تم ان سے ہوشیار رہو اور اگر تم ان کو معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو تو
فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ
اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے مال اور تمہاری اولاد بس تمہارے لئے ایک آزمائش کی
فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ
چیزیں ہیں اور اللہ کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ پس جس قدر تم ڈر سکتے ہو اللہ سے
مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنفِقُوا خَيْرًا
ڈرتے رہو اور اس کا حکم سنو اور فرماں برداری کرو اور خیرات کرتے رہو یہ خیرات
لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ
کرتے رہنا تمہارے لئے بہتر ہے اور جو کوئی اپنے نفسانی بخل و حرص سے بچا لیا گیا تو یہی لوگ
هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِن تُقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا
فلاح پانے والے ہیں۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ کے طور پر قرض دو گے
يُضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٧﴾
تو خدا تعالیٰ اس کے اجر کو تمہارے لئے بڑھا تا دے گا اور تمہارے گناہ بخش دیگا اور اللہ بڑا قدر دان اور بڑے تحمل والا ہے

سے بچتے رہو اور اگر تم ان سے معذرت کرنے پر ان کو
معاف کر دو اور ان سے درگزر کرو اور ان کو بخش دو تو
اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ؛ یعنی
بعض ازواج اور بعض اولاد مانع عن الخیر ہوتی ہے۔
اس سے ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائی جیسا کہ بعض
لوگوں کی بیویاں اور اولاد ہجرت کرنے سے مانع ہوتی
تھیں یا جہاد میں جاتے وقت سمجھاتی تھیں کہ تم چلے
جاؤگے تو ہماری خبر گیری کون کرے گا اور ہم تباہ
ہو جائیں گے اس لئے ان کو ہوشیار فرمایا۔ کہ ایسی
بیویوں کا اور ایسی اولاد کا کہنا نہ مانو جو تم کو اللہ
کی اطاعت اور رسول کی اطاعت سے مانع ہوں۔
چنانچہ جب لوگ اپنی بیوی اور اپنی اولاد کے منع کرنے
اور روکنے کے باوجود ہجرت کر گئے اور وہاں جا کر امن
و عافیت اور مذہب کی آزادی دیکھی تو بیوی بچے معذرت
کرنے اور اپنی غلطی معاف کرانے لگے اُس پر فرمایا معاف
کر دینا اور درگزر کر دینا اور بخش دینا اچھی بات ہے۔ اللہ
تعالیٰ بھی بخشنے والا مہربان ہے اس لئے وہ معافی اور
بخشش کو بہت پسند کرتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ
فرماتے ہیں یعنی آدمی جورو بیٹے کے واسطے بہت نیکی
کھوتا ہے اور بہت برائی میں پڑتا ہے مگر تو بھی چاہیے
کہ سلوک ان سے نیک ہی رکھے اور آپ بچتا رہے ۱۲
خلاصہ یہ کہ تمہاری بیویاں اور تمہاری اولاد تمہارے
حق میں دشمن ہیں کہ تم کو نیک کاموں سے روکتے ہیں
پھر اگر تمہاری تنبیہ پر وہ اظہار معذرت کریں اور
اپنی غلطی کا اعتراف کریں تو تم درگزر کرو اور معاف
کر دو اور بخش دو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے
بخشنے والوں کو پسند کرتا ہے اور بہر حال بیوی بچے
حسن سلوک کے مستحق ہیں۔ چنانچہ جب ہجرت کرنے کے
بعد گھر والوں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی تو خاوندوں نے
اور باپوں نے معاف کر دیا۔ آگے اموال اور اولاد کی
طرف سے پھر آگاہ فرمایا کہ بسا اوقات ان چیزوں کا
انہماک اور شغل آخرت کے کاموں میں سستی اور کاہلی کا
موجب ہوتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا (۱۴) سوائے
اس کے نہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے
لئے ایک آزمائش کی چیز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں
بہت بڑا اجر ہے ؛ یعنی جس طرح مصیبت میں صبر کا
امتحان ہے اسی طرح اموال و اولاد میں بھی شکر کا امتحان
ہے یوں تو اس عالم میں ہر چیز ایک دوسرے کے لئے
آزمائش ہے۔ وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ

سورۂ فرقان میں فرمایا ہے۔ لیکن ہر نعمت حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے آزمائش اور موجب امتحان ہے کہ اس نعمت کا شکر کون ادا کرتا ہے اور نعمت میں منہمک ہو کر آخرت کو کون فراموش کرتا ہے۔ مال اور اولاد
یہ دونوں چیزیں دنیاوی نعمتوں میں اہم ہیں اس لئے ان کو فتنہ فرمایا اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا آگے حسب استطاعت تقویٰ کی تاکید ہے کیوں کہ مال اور اولاد کے معاملے میں بسا اوقات انسان سے تقویٰ اور
احتیاط کا دامن چھوٹ جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۵) پس جس قدر تم ڈر سکتے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کا حکم سنو اور اس کی فرماں برداری کرو اور خیرات کرتے رہو یہ خیرات کرتے رہنا
تمہارے لئے بہتر ہے اور جو کوئی اپنے نفسانی بخل و حرص سے بچا لیا گیا تو یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور مراد کو پہنچنے والے ؛ سورۂ آل عمران میں فرمایا تھا اتقوا اللہ حق تقاتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے
اتنا ڈرو جو ڈرنے کا حق ہے۔ لوگوں پر یہ بات شاق ہوئی کہ ڈرنے کا حق کون ادا کر سکتا ہے یہاں ارشاد ہوا جس قدر ڈر سکتے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یعنی استطاعت سے باہر اگر کوئی (باقی صفحہ ۹۲ پر)

Marfat.com

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۸﴾ ع

ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے۔

سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ طلاق مدنی ہے اور یہ بارہ آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ

اے نبی (آپ مسلمانوں سے کہہ دیجئے) کہ جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرو تو عدت کے وقت سے پہلے

لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا

طلاق دو یعنی طہر میں اور طلاق کے بعد تم عدت کو شمار کرتے رہو اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے اور

تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ

تم مطلقہ عورتوں کو اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ عورتیں خود بھی نہ نکلیں مگر ہاں یہ

يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۗ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۗ وَمَنْ

اور بات ہے کہ وہ کسی کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کر بیٹھیں اور یہ احکام اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور جو شخص

يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ

اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود سے آگے بڑھا تو بیشک اُس نے اپنے اوپر ظلم کیا تو نہیں جانتا کہ شاید اس طلاق دینے کے بعد

اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ﴿۱﴾ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ

اللہ تعالیٰ کوئی اور نئی شکل پیدا کر دے۔ پھر جب وہ مطلقہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں

فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّ

تو دستور شرعی کے موافق یا تو اُن کو نکاح میں رہنے دو یعنی رجوع کر لو یا شرعی قاعدے کے موافق اُن کو الگ کر دو

اَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ

اور بہرحال اپنے میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کر لیا کرو اور خالص اللہ کے لئے ٹھیک ٹھیک گواہی دو

(بقیہ صفحہ ۸۹۱) چیز تو اس کا مطالبہ نہیں ہے یادہ درجہ تھا مقربین کا اور یہ حکم ہے ابرار کا۔ اور اس کے نصائح اور مواعظ سنو اور اس کے اوامر بجالاؤ یا احکام سنو اور مانو اور خیرات کرتے رہو خیرات سے مراد حقوق واجبہ ہیں جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے یا مراد عموم ہے صدقات نافلہ اور واجبہ دونوں شامل ہیں۔ انفقوا کہنے کے بعد انفاق کا ذکر شاید اس لئے فرمایا کہ یہ نفوس پر شاق ہے۔ یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہے۔ یعنی دنیا میں بھی نافع ہے اور آخرت میں بھی مفید ہے اور جو شخص اپنے نفس کے بخل آمیز حرص سے بچالیا گیا تو ایسے ہی لوگ کامیابی سے ہم کنار ہونیوالے ہیں۔ شح کے معنی ہم سورۂ حشر میں عرض کر چکے ہیں ایسا بخل جس میں حرص شامل ہو یا ایسی حرص جس میں بخل شامل ہو۔ حضرت شاہ صاحبؒ شح کا لالچ ترجمہ کرتے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بہترین معنی ہیں لالچ میں حرص اور بخل دونوں کا مفہوم آجاتا ہے۔ کامیابی اور فلاح کا مطلب یہ ہے کہ جہنم سے بچ کر جنت میں داخل ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کا قرب میسر ہوجائے (۱۶) اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ کے طور پر قرض دو گے تو اللہ تعالیٰ اُس قرض کو تمہارے لئے بڑھاتا رہے گا یعنی اُس کے اجر کو زیادہ کرتا رہے گا اور تمہارے گناہ بخشدے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا قدردان اور بڑے تحمل والا ہے ٭ قرض حسنہ کو ہم سورۂ

ع ۸ / ۱۶ حدید میں بیان کر چکے ہیں۔ قرض حسنہ خلوص اور خوش دلی کے ساتھ دینا اور دینے پر احسان نہ رکھنا۔ بڑھانیکا مطلب یہ ہے کہ اس کے اجر کو دنیا اور آخرت میں بڑھاتا رہے گا دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا فرمائے گا تم کو بخش دے گا یعنی تمہارے گناہ بخشدے گا۔ اللہ تعالیٰ شکور یعنی قدردان ہے کہ عمل صالح کو قبول کرتا ہے اور تھوڑی چیز کو بڑھاتا ہے۔ حلیم ہے یعنی بردبار اور تحمل والا ہے معصیت پر فوری نہیں پکڑتا بلکہ سننے اور توبہ کرنے کے لئے مہلت دیتا ہے اور فوراً ہی عذاب نازل نہیں کردیتا (۱۷) **تفسیر صفحہ ہٰذا:۔** ہر چھپے اور کھلے کا جاننے والا ہے کمال قوت اور کمال حکمت کا مالک ہے ٭ یعنی قرض دینے والوں کی نیت کو خوب جانتا ہے۔ جو عمل ظاہری ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے بڑا زبردست اور بڑی حکمت کا مالک ہے (۱۸)

تم تفسیر سورۃ التغابن ٭

سورۃ الطلاق مدنی ہے اور یہ بارہ آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ۵

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اے پیغمبر خطاب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مگر امت اس میں شامل ہے یعنی اے مسلمانو جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینے کا ارادہ کرلو تو ان کی عدت کا خیال اور لحاظ رکھتے ہوئے طلاق دو اور طلاق دینے کے بعد تم عدت کو شمار کرتے رہو اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے اور تم مطلقہ عورتوں کو اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور وہ عورتیں خود بھی نہ نکلیں مگر ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کسی کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کرلیں اور یہ احکام اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود ہیں جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود سے تجاوز کیا اور اُس کی مقرر کردہ حدود سے جو شخص آگے بڑھا تو بلاشبہ اس شخص نے اپنے اوپر ظلم کیا۔ اس کو خبر نہیں کہ شاید اللہ تعالیٰ اس طلاق دینے کے بعد کوئی اور نئی شکل اور نیا کام پیدا کردے ٭ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں طلاق وعدت پر عدت تین حیض ہیں حیض سے پہلے طلاق دو کہ سارا حیض گنتی میں آوے اور اس پاکی میں نزدیکی نہ ہو اور جس جگہ وہ عورت رہتی تھی طلاق کے وقت اسی گھر میں عدت پوری کرے نہ آپ نکلے نہ کوئی نکالے یہ نکلنا بے حیائی ہے اللہ نیا کام نکالے یہ فرمایا اس واسطے کہ شاید پھر دونوں میں صلح ہوجاوے ۱۲ خلاصہ یہ کہ عقد نکاح سے عورت پر جو پابندیاں عائد ہوتی ہیں ان پابندیوں سے اسے آزاد کردینے کا نام طلاق ہے یہ طلاق بعض مواقع میں ناگزیر ہوجاتا ہے خصوصاً ایسے مواقع پر جبکہ میاں بیوی کے تعلقات اچھے نہ ہوں۔ خانگی تعلقات کی خرابی دونوں میاں بیوی کی زندگی کو اجیرن بنادیتی ہے اس لئے آسمانی شریعت نے اس کے حل کا طریقہ طلاق بتایا ہے کہ جس نکاح سے دونوں میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے پابند ہوئے تھے اس قید کو اٹھایا جاسکتا ہے اور جب آپس میں صلح و آشتی کے ساتھ زندگی بسر نہ کرسکو تو خاوند بیوی کو طلاق دیدے اور اُسے چھوڑ دے یہ وہ بات ہے کہ آج کل غیر اسلامی دنیا بھی جو محض پنچایت اور سوسائٹی کا مذہب رکھتی ہے اس بات کے ماننے پر مجبور ہوگئی ہے اور اُس نے اپنے ہاں طلاق کا قانون رائج کرلیا ہے۔ اگرچہ انھوں نے اسلامی قانون سے ہٹکر یہ قانون بنایا ہے اس لئے وہ ناقص ہے اور اس میں بہت سی (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ جب تین حیض جو مطلقہ عورت کی عدت ہے پوری ہونے لگے تو دو باتوں میں سے جو پسند ہو وہ کرلو یعنی روکنا چاہو تو معقول طریقے سے دستور شرعی کے موافق رجوع کر کے روک لو اور اگر جدا
کرنا چاہو تو بھی شرعی دستور کے موافق عدت پوری کرنے کے بعد جدا کردو۔ رجوع کرنا چاہو تو بھی دو گواہ کرلو۔ تاکہ کل کلاں کو کوئی قضیہ نہ پیدا ہو اور تم کو الزام نہ لگے اور اگر جدا کرنا چاہو تو بھی بعض علماء کے نزدیک
گواہ کرلو تاکہ کوئی خلاف پیدا ہو تو یہ دو گواہ گواہی دے سکیں معروف کا یہ مطلب ہے کہ روکنے سے گھر بسانا اور گزر کرنا ہو۔ محض عدت بڑھا کر عورت کو پریشان کرنا مقصود نہ ہو اور چھوڑنا ہو تو پورے حقوق عورت
کے ادا کر کے اس کو چھوڑ دو اور اپنے سے جدا کردو۔ معتبر گواہوں کو گواہ بناؤ یعنی صاحب عدالت ہوں۔ کبائر گناہ سے پرہیز کرتے ہوں۔ صغائر پر اصرار نہ کرتے ہوں۔ متہم بالفسق نہ ہوں۔ آگے گواہوں کو فرمایا کہ
گواہی کا موقع آئے تو سیدھی اور ٹھیک گواہی دیں کسی کی رو رعایت نہ کریں۔ پھر فرمایا کہ ان احکام سے ان لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں ظاہر ہے کہ جو ایمان

لِلّٰهِ ذٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ
اس مضمون مذکور سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۬ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾
یقین رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکے لئے مخلصی کی کوئی نہ کوئی صورت پیدا کردیتا ہے
وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى
اور اسکو ایسی جگہ سے رزق پہنچاتا ہے جہاں سے اس کو خیال بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھے گا
اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ
تو خدا تعالیٰ اس کیلئے کافی ہے بے شک اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا
لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾ وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ
ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ اور اگر تم کو اپنی ان مطلقہ عورتوں کی عدت کے بارے میں
نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ
شبہ ہو جو عورتیں بڑھاپے کے باعث حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور اسی طرح
لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ
ان عورتوں کی عدت بھی تین مہینے ہے جن کو ابھی حیض آنا شروع نہیں ہوا اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ
حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴿۴﴾
کا بچہ جن لیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی پیدا کردیتا ہے۔
ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ
یہ مذکورہ بیان اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری جانب بھیجا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈریگا تو خدا تعالیٰ اسکے
عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ﴿۵﴾ اَسْكِنُوْهُنَّ
گناہ اس سے دور کردے گا اور اس کو بڑا اجر عنایت کرے گا۔ تم ان مطلقہ عورتوں کے رہنے
مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ
کو اپنی بساط کے موافق مکان دو جہاں تم آپ رہتے ہو یعنی اسی مکان کا ایک حصہ اور انکو

منزل ۷

نہ رکھتا ہو اس کو قرآن کی نصائح کیا مفید ہو سکتی ہیں
پھر فرمایا جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور پرہیزگاری کی
راہ اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ مشکلات
سے نجات کے راستے نکال دیتا ہے اور اس کی مخلصی کی
کوئی نہ کوئی صورت پیدا کردیتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ
فرماتے ہیں طلاق دیکر عدت ہو چکنے سے پہلے اگر چاہے
رکھ لینا تو رجعت پر دو گواہ کرلے تا کہ لوگوں میں متہم نہو ۲
(۳) اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے۔
جہاں سے اس کو خیال بھی نہیں ہوتا اور جو اللہ تعالیٰ
پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہوتا ہے
بے شک اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے اور
اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرلیتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے
ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے ۞ میاں بیوی
کے تعلقات میں چونکہ تقویٰ اور پرہیزگاری کو بڑا دخل
ہے کیوں کہ اس کے بغیر حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی
کا امکان ہے اس لئے تقوے کی تاکید کرتے ہوئے اوپر
فرمایا تھا کہ پرہیزگاروں کے لئے مخلصی اور کشائش کی
راہ نکال دی جاتی ہے۔ اب فرمایا رزق رسانی بھی بگمان
ہوتی ہے اور جو شخص اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ
اس کے تمام امور میں کافی ہو جاتا ہے۔ یعنی متوکل کی
تمام ضرورتوں اور حاجتوں کا ذمے دار ہوتا ہے۔
بشرطیکہ توکل صحیح ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا توکل کرو جو توکل کرنے کا
حق ہے تو اللہ تعالیٰ اس طرح تم کو رزق دے جس طرح
پرندوں کو روزی دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں
اور شام کو پیٹ بھر کر واپس ہوتے ہیں۔ یہ جو فرمایا
اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرلیتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے
کام پر پوری طرح قابو یافتہ ہے۔ سورۂ یوسف میں
فرمایا تھا واللہ غالب علی امرہٖ یہاں غالب
کو مقلوب کر کے فرمایا بالغ امرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شی
کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ یعنی جو چیز نازل فرماتا ہے
وہ اندازے کے ساتھ نازل فرماتا ہے اگرچہ ہر شئے
کے خزانے موجود ہیں۔ آگے ان عورتوں کی عدت کو فرمایا
جن کو حیض نہیں آتا (۳) اور اگر تم کو اپنی ان مطلقہ
عورتوں کی عدت کے بارے میں شبہ ہو جو عورتیں بڑھاپے
کی وجہ سے حیض کے آنے سے مایوس ہو چکی ہوں اور
ناامید ہو گئی ہوں تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور
اسی طرح ان عورتوں کی عدت تین مہینے ہے جن کو حیض
آنا ابھی شروع نہیں ہوا اور حاملہ عورتوں کی عدت
یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ کا بچہ جن لیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں آسانی پیدا کردیتا ہے اور اس کے ہر کام میں آسانی کردیا کرتا ہے ۞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے
ہیں یعنی تین حیض عدت فرمائی اگر شبہ رہا ہو کہ جس کو حیض نہیں آیا یا بڑی عمر کے سبب موقوف ہوا اس کی عدت کیا ہوگی تو بتادے تین مہینے ۱۲ کہتے ہیں حضرت خلاد انصاریؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن نے تین حیض فرمائے ہیں اگر کسی عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت طلاق کس طرح پوری کی جائے اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں حیض خواہ بڑھاپے
کی وجہ سے نہ آئے یا نابالغ ہونے کی وجہ سے نہ آئے یا حمل کی وجہ سے نہ آئے تو آئسہ اور صغیرہ کی عدت تین مہینے اور حاملہ کی وضع حمل خواہ وضع حمل طلاق کے بعد ہی فوراً پیدا ہو جائے یا نو مہینے میں ہو یا اس سے بھی
زیادہ میں ہو اور اس عرصہ میں جو ذمہ داریاں مطلقہ عورت کی خاوند پر ہوتی ہیں یعنی نفقہ اور سکنی وغیرہ تو یہ ذمہ داریاں بدستور رہیں گی آخر میں پھر تقویٰ کی ترغیب دی کہ تقویٰ اختیار (باقی ص ۸۹۴ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۹۳) کرنیوالوں کا اللہ تعالیٰ ہر کام آسان کر دیا کرتا ہے (۴) یہ مذکورہ مضمون اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو اس نے تمہاری جانب بھیجا ہے اور تمہارے لئے نازل فرمایا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈریگا اور تقوے کی راہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اور اس کی برائیاں اس سے دور کر دے گا اور اس کو بڑا ثواب عنایت کرے گا اور بڑا اجر دے گا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں جو تمہاری ہدایت اور تمہارے منافع کے لئے اس نے نازل فرمائی ہیں چونکہ میاں بیوی کے تعلقات اس دنیوی زندگی میں بڑی ذمہ داری کے تعلقات ہیں اور ان کے پورا کرنے کیلئے جانبین کو اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس سے ڈرنے کی ضرورت ہے اس لئے پھر تقوے کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا اگر ڈرو گے اور تقوی اختیار کرو گے تو بڑی مضرتوں سے محفوظ رہو گے اور بڑے بڑے منافع دین و دنیا میں حاصل ہونگے۔ تکفیر سیئات سے نقصانات سے محفوظ رہنا اور اعظام اجر سے منافع کا حاصل ہونا۔ خواہ دینی ہوں یا دنیوی (۵) تفسیر صفحہ ہذا:۔ تم ان مطلقہ عورتوں کے رہنے کو اپنی بساط اور مقدور کے موافق مکان دو جہاں تم آپ رہتے ہو یعنی اسی مکان کا ایک حصہ اور اگر عورت مطلقہ بائنہ ہو تو ایک عورت کو بھی اس کے ساتھ رکھو جو بطور نگراں ہو۔ اور ان مطلقہ عورتوں کو تنگ کرنے کی غرض سے تکلیف نہ پہونچاؤ اور اگر وہ عورتیں حمل والی ہوں تو ان کا خرچ اٹھاتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ اپنے حمل کو وضع کر دیں اور پیٹ کے بچے کو جن لیں پھر اگر وہ تمہاری خاطر سے بچے کو دودھ پلائیں اور اگر وہ عورتیں تمہارے کہنے سے بچے کو دودھ پلائیں تو انکو دودھ پلانے کی اجرت دو اور آپس میں مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو اور اگر تم آپس میں [illegible] کرو گے تو خاوند کے کہنے اور خاوند کی خواہش [illegible] بچے کو دوسری عورت دودھ پلائیگی۔ مطلب یہ ہے کہ مطلقہ عورتیں جب تک عدت میں ہیں ان کا نان نفقہ مکان خاوند کے ذمہ ہے ان کو اپنی بساط کے موافق مکان دو اور کھانے پینے کا انتظام کرو رجعی طلاق میں تو دونوں ایک ہی مکان میں رہیں کہ شاید کسی وقت باہمی رغبت پیدا ہو جائے تو رجوع کرلیں البتہ طلاق بائن میں احتیاطاً کسی تیسری عورت کا یا کسی حائل کا ہونا ضروری ہے اور ان کو ضرر نہ پہونچاؤ کہ وہ مکان سے نکل جانے پر مجبور ہو جائیں یعنی بدسلوکی نہ کرو اور مکان دینے اور مکان میں رکھنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کو خوش دلی کے ساتھ پورا کرو۔ چونکہ حاملہ مطلقات کا بھی یہی حکم ہے لیکن ان کی کبھی مدت تین ماہ سے زائد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عام طریقے سے تین حیض یا تین ماہ عدت کی مدت ہے لیکن حاملہ عورت کی مدت وضع حمل ہے اس لئے اس کو صراحتہً ذکر کیا کہ حاملہ عورت کا کھانا پینا اور اس کے اخراجات اس وقت تک جاری رکھو جب تک وہ اپنے حمل سے فارغ ہو جائے اسی کے ساتھ ایک مسئلہ بچے کی شیرخوارگی کا بھی ذکر فرمایا کہ اگرچہ وضع حمل کے بعد عدت ختم ہوگئی لیکن وہ عورتیں جن کی عدت وضع حمل سے پوری ہوگئی تمہاری خاطر سے بچے کو دودھ پلائیں تو ان کو دودھ پلائی دو اور دودھ پلائی کا معاملہ آپس کے مشورے سے طے کر دیعنی جو کسی اور انا کو دیتے وہ بچے کی ماں کو دیدو۔ وان تعاسرتم کا مطلب یہ ہے کہ اگر باہم ضد کروگے یا ایک دوسرے کے لئے تنگی اور دشواری پیدا کروگے تو کوئی دوسری عورت دودھ پلائے گی یعنی کسی دوسری انا کا انتظام کیا جائے گا۔ یہ خاوند کو حکم ہے کہ وہ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ

لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۚ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا
تنگ کرنے کی غرض سے تکلیف نہ پہونچاؤ اور اگر وہ عورتیں حاملہ ہوں تو ان کے بچہ جننے تک ان کا
عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ
خرچ اٹھاتے رہو پھر اگر وہ تمہارے کہنے سے بچے کو دودھ پلائیں تو
فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۖ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ ۖ وَ
ان کو دودھ پلانے کی اجرت دو اور آپس میں مناسب طور پر مشورہ کر لیا کرو اور
إِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَىٰ ﴿٦﴾ لِيُنفِقْ
اگر تم دونوں آپس میں دشواری پیدا کروگے تو خاوند کے کہنے سے اس بچہ کو کوئی دوسری عورت دودھ پلائیگی۔ صاحب
ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ
وسعت کو اپنی وسعت کے موافق خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اسکی روزی تنگ کی گئی ہو یعنی تنگ دست ہو
فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا
تو اللہ نے جو کچھ اسے دیا ہے اس کو اس میں سے خرچ کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتا مگر
ع ١ ١٧ آتَاهَا ۚ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴿٧﴾ وَكَأَيِّن مِّن
اتنی ہی جتنا اس کو دیا ہے تنگدستی کے بعد عنقریب اللہ تعالیٰ فراخی پیدا کر دیگا۔ اور بہت سی بستیوں نے
قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسَبْنَاهَا
اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان سے نہایت
حِسَابًا شَدِيدًا وَعَذَّبْنَاهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿٨﴾ فَذَاقَتْ
سخت حساب لیا اور ہم نے ان کو ایسا عذاب کیا جو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا غرض انھوں نے
وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ﴿٩﴾ أَعَدَّ اللَّهُ
اپنے اعمال کے وبال کا مزہ چکھا اور ان کا انجام کار خسارہ ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے
۱۴ ع لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ ۚ
اور بھی ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے سوائے اہل دانش جو ایمان لا چکے ہو

فرماتے ہیں بچے کا خرچ باپ پر ہے پیٹ میں ہو تو اس کی ماں کو کھلا دے پہنا دے۔ دودھ پیوے تو جو اور کو دیتا نوکری ہیں وہ اس کو دوے جب تک قبول کرے اور کو نہ دے اگر وہ قبول نہ کرے تو اور کو دے عدت تک مکان دینا ضرور ہے گو بچہ نہ ہو پیٹ میں ۱۲ خلاصہ یہ کہ بچے کی ماں کا حق فائق ہے۔ دودھ پلانے کے معاملہ میں حاملہ ہو تو اس کا ذکر اوپر فرما چکے اور نان و نفقہ کا وجوب ظاہر ہو چکا اب آگے بچے پر خرچ کرنے کی تفصیل فرمائی کہ بچے کی پرورش اور مطلقہ عورتوں کے اخراجات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حیثیت کی رعایت رکھی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۶) صاحب وسعت اور صاحب کشائش کو اپنی وسعت کشائش کے موافق خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کی روزی تنگ کی گئی ہو اور اس کو نپی تلی روزی ملتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس کو دیا ہے اس کو اس میں سے اپنی گنجائش کے موافق خرچ کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنا اس کو دیا ہے تنگدستی کے بعد عنقریب اللہ تعالیٰ کچھ آسانی پیدا کر دے گا۔ مطلب ظاہر ہے کہ دولت مند اپنی دولت کے موافق نان نفقہ اور بچے کی دودھ پلائی وغیرہ پر خرچ کرے (باقی ضمیمہ)

Marfat.com

ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ۚ قَدْ أَنزَلَ ٱللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿١٠﴾ رَّسُولًا
تم خدا سے ڈرتے رہو بے شک خدا نے تمہارے پاس ایک نصیحت بھیجی ہے - وہ ایسا رسول ہے

يَتْلُوا۟ عَلَيْكُمْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ مُبَيِّنَٰتٍ لِّيُخْرِجَ ٱلَّذِينَ
جو تمکو اللہ تعالیٰ کی وہ آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے جو احکام الٰہی کو واضح کرنیوالی ہیں تاکہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو

ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۚ وَمَن
جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور جو

يُؤْمِنۢ بِٱللَّهِ وَيَعْمَلْ صَٰلِحًا يُدْخِلْهُ جَنَّٰتٍ تَجْرِى
شخص اللہ پر ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا تو خدا تعالیٰ اُس کو ایسے باغوں میں داخل کریگا

مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ قَدْ أَحْسَنَ ٱللَّهُ
جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ تعالیٰ نے انکو

لَهُۥ رِزْقًا ﴿١١﴾ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ وَمِنَ
عمدہ روزی عطا فرمائی - اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور انہی کی طرح

ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ ٱلْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ
زمین کو بھی پیدا کیا ان سب آسمان و زمین میں حکم نازل ہوتا رہتا ہے اسلئے بتادیا گیا تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ

عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًۢا ﴿١٢﴾ ع
اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے اعتبار سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے

سُورَةُ التَّحْرِيمِ مَدَنِيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَا عَشْرَةَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ
سورہ تحریم مدنی ہے اور یہ بارہ آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحْمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِىُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ أَحَلَّ ٱللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِى مَرْضَاتَ
اے نبی جو چیزیں اللہ نے آپ کے لئے حلال کی ہیں آپ ان چیزوں کو اپنی بیویوں کی خوشنودی طلب کرنے

ع ۲ ۵ ۱۸

یعنی ان نافرمان بستیوں کے لئے صرف دنیاوی عذاب پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ ان کے لئے آخرت میں بھی سامان عذاب تیار کر رکھا ہے پس یہ حالات معلوم ہونیکے بعد کہ سرکشی کا بدلا دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی اے ارباب عقل وایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کے احکام بجالاؤ اور نافرمانی اور سرکشی کا تصور بھی نہ کرو اور نافرمانوں کا جو حشر ہوتا ہے اس سے ڈرتے رہو اس نے تمہاری ہدایت کے لئے ایک نصیحت یعنی قرآن شریف یا رسول بھیجا ہے یا وہ نصیحت اور وہ قرآن دیکر ایک رسول بھیجا ہے (۱۰) وہ ایسا رسول ہے جو تم پر اللہ تعالیٰ کی وہ آیتیں تلاوت کرتا ہے اور تم کو وہ آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے جو احکام الٰہی کو واضح کرنیوالی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیگا اور نیک اعمال کا پابند رہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے بیشک اللہ تعالیٰ نے ان کو اچھی روزی عطا کی اور خوب دی اللہ نے ان کو روزی ؛ آیت کا ترجمہ کئی طرح سے کیا گیا ہے۔ ہم نے ایک طریقہ اختیار کرلیا ہے۔ ذکر کو رسول سے بدل قرار دیکر ترجمہ کرنا سہل ہے اور ذکر بمعنی ذاکر کرنا چاہئے۔ اسی طرح آیات جنت کے ترجمہ میں بھی بعض حضرات نے آیات بینت کا ترجمہ واضح احکام کیا ہے مگر ہم نے الفاظ کی رعایت کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ اسی لئے لیخرج میں بعض حضرات نے فاعل کی ضمیر رسول کیطرف راجع کی ہے۔ بہرحال اہل ایمان اور اعمال صالح کے بجالانے والے مسلمانوں کو تاریکی سے نور کی طرف نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ایمان پر قائم رکھے اور مزید اعمال صالح کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کو دنیوی تاریکیوں سے نکال کر ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل فرمائے۔ یا بناوٹ اور ریا سے محفوظ رکھ کر خلوص کی طرف لے جائے۔ اچھی روزی تو ظاہر ہے کہ جنت کے رزق سے بہتر اور کون سا رزق ہوگا آگے حضرت حق تعالیٰ نے اپنی خالقیت اپنی قدرت اور اپنے واجب الاطاعت ہونیکا اظہار فرمایا (۱۱) اللہ تعالیٰ ایسا ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور انہی کی طرح زمین کو بھی پیدا کیا اور ان سب آسمانوں اور زمینوں میں اس کا حکم اترتا اور نازل ہوتا رہتا ہے یہ اس لئے بتادیا تاکہ تم جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے اور وہ ہر چیز کرسکتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے اعتبار سے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے اور ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے ؛ جس طرح آسمان سات ہیں اسی طرح زمین کے بھی سات طبقات ہیں یا سات آقالیم اور سات حصے ہیں جن میں احکام کونیہ اور تشریعیہ کا نزول ہوتا رہتا ہے اور عالم کے انتظام و تدبیر کے لئے اللہ تعالیٰ یہ احکام نازل فرماتا رہتا ہے آگے فرمایا یہ سب ہم نے اس لئے بنایا یا تم کو اس لئے بتادیا تاکہ تم یہ بات جان لو اور سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے یعنی تاکہ اُس کی خالقیت اور اُس کی قدرت نمایاں اور آشکارا ہوجائے اور اُس کی تدبیر اور مصالح اور اُس کی تدابیر کو دیکھ کر یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم قدیم کے اعتبار سے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے اور اُس کے علمی گھیرے سے کوئی چیز باہر نہیں ہے خواہ وہ چیز موجود ہو۔ خواہ فنا ہوچکی ہو یا اس عالم میں اس کا ظہور ہونیوالا ہو خلاصہ یہ کہ جو ایسا خالق اور عالم ہو۔ اور جس کے ہاتھ میں ہر امر کی تدبیر ہو وہ اللہ تعالیٰ یقیناً واجب الاطاعت ہے اس کے علاوہ کوئی اور واجب الاطاعت اور واجب العبادت نہیں۔ (۱۲) تم تفسیر سورۃ الطلاق ؛ سورۂ تحریم مدنی ہے اور یہ بارہ آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے اے نبی اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں آپ کے لئے حلال فرمائی ہیں آپ اُن چیزوں کو اپنی بیویوں کی خوشنودی طلب کرنے کی وجہ سے اور خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے (۱) بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لئے اپنی قسموں کے کھول دینے کا طریقہ مقرر فرمادیا ہے اور اپنی قسموں کا کھول دینا مقرر کردیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑے علم بڑی حکمت والا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت نے ایک حرم اپنی موقوف کردی یا ایک بی بی کے ہاں سے شہد پینا موقوف کیا یا اور بی بیوں کی خاطر سے اس پر اللہ نے یہ فرمایا اور قسم اتار ڈالنا کفارہ دینا اب جو کوئی اپنے مال کو کہے یہ مجھ پر حرام ہے تو قسم ہوگئی کفارہ دے تو پھر اس کو کام میں لاوے کھانا یا کپڑا یا لونڈی ۱۲ خلاصہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز کے بعد تھوڑی تھوڑی (باقی ص ۸۹۶ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۸۹۵) دیر کے لئے تمام ازواج مطہرات کے مکان میں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت زینبؓ اس وقت آپکو شہد کا شربت بنا کر پلایا کرتی تھیں اس لئے حضرت زینبؓ کے ہاں قدرتی طور پر کچھ دیر لگتی تھی۔ یہ زینبؓ کے گھر کی تاخیر حضرت عائشہ اور حضرت حفصہؓ پر گراں گزرتی تھی۔ اول تو نسوانی رقابت اور باہمی تنافس کا اثر کہ اُس کے ہاں اتنی دیر کیوں ٹھہرے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت کا تقاضہ۔ بہرحال ان دونوں عورتوں نے آپس کے مشورے سے ایک بات بنائی کہ جب حضور تشریف لائیں تو ہم میں سے ہر ایک یوں کہے کہ آپ کے منہ سے مغافیر یعنی کندلے کی گوندکی بُو آتی ہے چنانچہ عورتوں کی یہ ترکیب کارگر ہوئی جب آپ سے حفصہؓ نے کہا تو آپ نے انکار کیا کہ میں نے مغافیر نہیں پیا۔ لیکن حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے آپ نے پھر انکار کیا اور فرمایا میں نے شہد پیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا مکھی شہد کی مغافیر پر بیٹھی ہوگی اس لئے شہد میں مغافیر کی بو ہوگی آپ نے قسم کھالی کہ میں آئندہ شہد نہیں پیوں گا۔ آپ نے حفصہؓ اور عائشہؓ سے کہا کہ زینبؓ سے نہ کہنا ورنہ وہ رنجیدہ ہوگی۔

أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ①
قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ

کیلئے اپنے اوپر حرام کیوں کرتے ہیں یعنی قسم کھا کر اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم

تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ②

لوگوں کیلئے اپنی قسموں کے کھول دینے کا طریقہ مقرر فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارا کارساز ہے اور وہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا

اور جب پیغمبر نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی سے پوشیدہ طور پر ایک بات کہی پھر جب اس بیوی نے

نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَ

وہ پوشیدہ بات ظاہر کر دی یعنی کسی دوسری بیوی سے اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو اس واقعہ کی خبر دیدی تو پیغمبر نے اس افشاء راز کرنیوالی کو بات کا کچھ حصہ تو

أَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ

جتادیا اور کچھ حصہ کو نظرانداز کر دیا پھر جب پیغمبر نے اس بیوی کو جتایا تو وہ تعجب سے کہنے لگی کہ میرا اس پوشیدہ بات کو ظاہر کر دینا

أَنْبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ③ إِنْ تَتُوبَا

آپکو کس نے بتا دیا نبی نے جواب دیا مجھ کو بڑے علم والے اور بڑے باخبر یعنی خدا نے اطلاع دی ہے۔ اے دونوں بیویو اگر تم دونوں

إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ

اللہ کے سامنے توبہ کرلو تو بہتر ہے کیونکہ تمہارے دل مائل ہو رہے ہیں اور اگر تم پیغمبر کے مقابلہ میں اسیطرح ایک دوسرے کی مددگار بنو گی تو یاد

اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ

رکھو پیغمبر کا رفیق و حامی اللہ تعالیٰ ہے اور جبریلؑ ہے اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے بھی

بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ④ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ

اُس کے مددگار ہیں۔ اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دیدے تو اُس کا پروردگار بہت جلد

يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ

تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں اُس کو دیدے گا جو صاحب اسلام صاحب ایمان

قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا ⑤

فرمانبردار توبہ گزار والیاں عبادت گذار روزہ رکھنے والیاں ہوں گی کچھ شوہر کو برتی ہوئی ہونگی کچھ نہ برتی ہوئی ہوں گی

تفسیر صفحہ ہذا ۱۔ ایک واقعہ اور اسی طرح کا حضرت حفصہؓ کو پیش آیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہؓ کے ہاں تھے انھوں نے اپنے باپ عمرؓ سے ملنے کی اجازت چاہی آپ نے ان کو ان کے باپ کے ہاں بھیج دیا بعد میں آپ کی مشہور کنیز ماریہ قبطیہ جن سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ یہ ماریہ قبطیہ حاضر ہوگئیں حضرت نے ان سے قربت فرمائی تھوڑی دیر میں حضرت حفصہ آگئیں انھوں نے دیکھا مکان کے کواڑ بند ہیں وہ دروازے کے پاس بیٹھ کر رونے لگیں جب کواڑ کھلے تو آپ نے دیکھا حضرت حفصہ رو رہی ہیں اور شکوہ کر رہی ہیں۔ آپ نے حضرت حفصہ کو راضی کرنے کی غرض سے قسم کھالی کہ میں آئندہ ماریہ قبطیہ سے کوئی تعلق نہ رکھوں گا اور حضرت حفصہؓ کو تاکید کر دی کہ اس قسم کی کسی کو خبر نہ کرنا اسی طرح کی شاید کچھ اور باتیں بھی ہوں جن کو آپ نے پوشیدہ طور پر کسی بیوی سے کہا ہو اور دوسروں سے کہنے کو منع کیا ہو۔ مگر عورت کے پیٹ میں بات کہاں رکتی ہے۔ افشاء راز کر دیا گیا۔ بہرحال ان آیتوں میں بہت سے مسائل کا انکشاف ہوگیا اگر کسی حلال چیز کو کوئی حرام کرے اگرچہ اعتقاداً اس کی حرمت کا قائل نہ ہو مگر اُس کا استعمال حرام کرے تو اس کو چاہیے کہ قسم کا کفارہ دیدے اور اسے حلال کرلے ایسا کرنا معمولی بات ہے اور علماء اسکو خلاف اولیٰ کہتے ہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس چونکہ خلاف اولیٰ کے ارتکاب سے بھی ارفع و اعلیٰ ہے اس لئے فرمایا اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور قسم کو کھولنے کا حکم دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارا مالک ہے اور وہ جاننے والا اور حکمت والا ہے یعنی تمہاری مصالح سے خوب واقف ہے اور اُس کے تمام احکام مبنی بر حکمت ہوتے ہیں بعض روایات میں اور قصہ بھی آیا ہے چونکہ اس قصے کی سند میں ضعف ہے اس لئے ہم نے اس کو نظرانداز کر دیا وہ یہ کہ شاید حضرت حفصہ سے فرمایا کہ میرے بعد خلیفہ ابوبکر ہوگا اس کے بعد تیرا باپ عمرؓ ہوگا لیکن یہ بات کسی سے ذکر نہ کرنا بہرحال عورتوں میں حافظے کی کمزوری تو ظاہر ہے اس لئے یہ عورتیں حضورؐ کے راز کو پوشیدہ نہ رکھ سکیں اُسکو آگے ارشاد فرمایا۔

(۳) اور جب پیغمبر نے اپنی بیویوں میں سے کسی ایک بیوی سے پوشیدہ بات کہی پھر جب اس بیوی نے اس پوشیدہ بات کو ظاہر کر دیا۔ یعنی کسی دوسری بیوی سے کہدی اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو اس واقعہ اور اس افشاء راز کی خبر دیدی۔ تو پیغمبر نے اس افشاء راز کرنے والی بیوی کو بات کا کچھ حصہ تو جتا دیا اور کچھ حصے کو نظرانداز کر دیا اور اس کے جتانے سے چشم پوشی کی اور جب پیغمبر نے اس بیوی کو جتا دیا تو وہ تعجب سے کہنے لگی کہ میرا اُس پوشیدہ بات کو ظاہر کر دینا آپ کو کس نے بتا دیا پیغمبرؐ نے فرمایا مجھ کو بڑے علم والے بڑے خبردار نے بتا دیا یعنی مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں بعضے کہتے ہیں اس حرم کا موقوف کرنا حضرت حفصہ کو کہا اور خبر کرنے سے منع کیا اور اس کے ساتھ کچھ اور بھی تھا انھوں نے حضرت عائشہ کو خبر کر دی کہ دونوں باتوں میں مطلب تھا دونوں کا پھر وحی سے معلوم کرکے حضرت نے بی بی حفصہ کو الزام دیا حرم کی بات کا اور دوسری بات کا ذکر نہ کیا وہ بات کیا تھی شاید یہ تھی کہ تیرا باپ خلیفہ ہوگا اس کے باپ کے بعد الغیب عند اللہ جو بات اللہ رسول نے ٹلا دی ہم کیا جانیں اسی واسطے ٹلادی کہ چرچے میں نہ آوے اور لوگ برا نہ مانیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ وہ شہد پینے کا ترک ہو یا ماریہ قبطیہ کا حرام کرنا ہو یا حضرت عمر اور حضرت ابوبکر کی خلافت کا ذکر ہو یا اس کے علاوہ کوئی اور بھید کی بات کہی ہو۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اے ایمان والو! تم اپنی جانوں کو اور اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس آگ پر سخت دل اور زور آور فرشتے مقرر ہیں جو حکم اللہ تعالیٰ
ان کو دیتا ہے وہ اس حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور ان کو جو حکم دیا جاتا ہے اس کو فوراً بجالاتے ہیں ﴿ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے گھر والوں کو دین کی راہ پر لاوے لالچ دیکر
ڈر دکھا کر، پیار سے، مار سے اس پر بھی اگر وہ نہ آویں تو ان کی کم بختی یہ بے گناہ ہے ۱۲ فرض ہر شخص کو اس جہنم سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی فکر کرنی چاہئے۔ بالخصوص اپنے اہل وعیال اور اہل قرابت کو۔ آگ
میں جلنے کو آدمی ہیں۔ یعنی نافرمان لوگ اور پتھر جن کو لوگ پوجتے ہیں۔ غلاظ۔ شداد۔ تندخو۔ مضبوط۔ سخت خو۔ سخت رو۔ بے حکمی نہیں کرتے اور فوری حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ بعض نے غلاظ الاقوال۔ شداد
الافعال۔ فرمایا ہے بہرحال یہ فرشتے پکڑ پکڑ کر اس آگ میں ڈالیں گے۔ جن کی صورت بھی مہیب ہوگی اور حکم خداوندی کی بجا آوری میں بھی بہت سخت ہوں گے وہ آگ میں جھونکتے وقت کہتے ہوں گے (۶) کہا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا
اے ایمان والو تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس آگ کا
وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ
ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس آگ پر سخت دل اور زور آور فرشتے مقرر ہیں جو حکم
شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا
اللہ تعالیٰ ان کو دیتا ہے وہ اس حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور ان کو جو حکم دیا جاتا ہے اسکو
يُؤْمَرُوْنَ ﴿۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ
بجالاتے ہیں۔ کہا جائیگا اے کافرو آج تم کوئی عذر پیش نہ کرو
اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷﴾ ع يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
تم کو صرف اپنی اعمال کی سزا دی جائیگی جو تم کیا کرتے تھے۔ اے ایمان والو
اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ
تم خدا کے سامنے سچی اور خالص توبہ کرو۔ امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے
اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ
گناہ تم سے دور کردے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے
مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ
نہریں بہ رہی ہوں گی یہ اس دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ نبی کو اور ان مسلمانوں کو جو اسکے ساتھی ہیں
اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ
ہر قسم کی رسوائی سے محفوظ رکھے گا ان کا نور ان کے سامنے اور ان کے داہنے تیز رفتار سے چلتا ہوگا
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى
اور وہ یوں دعا کرتے ہوں گے اے ہمارے رب ہمارے اس نور کو ہمارے لئے آخر تک قائم رکھ اور ہماری مغفرت کر بیشک تو
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۸﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ
ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔ اے نبی کفار کے اور منافقین کے ساتھ

جائے گا اے کفر وانکار کا شیوہ اختیار کرنے والو!
آج تم کوئی عذر پیش نہ کرو تم کو صرف اپنی اعمال کی سزا
دی جائے گی اور اپنی اعمال کا بدلا دیا جائیگا جو تم
کیا کرتے تھے ﴿ یعنی جب کوئی عذر پیش کرنا بے کار ہوا و
عذر کی گنجائش نہ ہو تو عذر کی اجازت دینے کی ضرورت
نہیں (۷) اے دعوتِ ایمانی کو قبول کرنیوالو! اللہ
تعالیٰ کی جناب میں خالص اور سچی توبہ کرو امید ہے کہ
تمہارا پروردگار تم سے تمہارے گناہ دور کردے گا اور
تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں
جاری ہوں گی یہ اُس دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ نبی
کو اور ان مسلمانوں کو جو اُس کے ساتھ ہیں رسوا نہیں
کرے گا اور ان کو میدانِ حشر کی رسوائی سے محفوظ رکھیگا
اور ان کا نور ان کے سامنے اور ان کی دائیں طرف تیز
رفتار سے چلتا ہوگا اور وہ یوں دعا کرتے ہوں گے۔
اے ہمارے پروردگار ہمارے اس نور کو پورا
کردے اور ہمارے لئے اس نور کو آخر تک قائم
ع ۱ ۱۹ رکھ اور ہماری مغفرت کردے بے شک تو ہر چیز
پر پوری طرح قادر ہے اور تو ہر چیز کرسکتا ہے
﴿ خالص اور سچی توبہ یہ کہ اس کے بعد گناہ کا دھیان
نہ آئے اور اس کے بعد گناہ کرنا ایسا ہی ناممکن ہوجائے
جیسا کہ تھنوں میں سے دودھ نکل کر پھر تھن میں واپس
ہونا یعنی جس طرح تھن میں دودھ کا واپس ہونا مشکل
ہے اسی طرح توبۂ نصوح کے بعد گناہ کا وقوع مشکل ہوجائے
یعنی توبہ عدم عود کی نیت کے ساتھ ہو۔ گناہ کو ترک کرے
اس کی برائی کے سبب۔ گزشتہ گناہوں پر ندامت ہو
آئندہ کے لئے عزم ہو عدم عود کا۔ اور اعمال متروکہ کا
تدارک اور تلافی مافات ہو یہ چار باتیں علماء نے توبۂ
نصوح کی شرطیں بیان کی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس توبۂ
نصوح کے اثرات بیان فرمائے کہ ایسی توبہ سے گناہ
معاف ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ تمام برائیوں کو دور
کردے گا۔ بہشت کے باغوں میں داخل فرمائے گا۔
یہ داخلہ اس دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبی
اور اس کے ساتھی مسلمانوں کو ہر قسم کی رسوائی سے
محفوظ رکھے گا۔ کیوں کہ وہ دن کافروں اور ظالموں
کی رسوائی کا ہے مومنین اور مخلصین کی رسوائی کا نہیں
ہے۔ ان کے ایمان کا نور اور ایمان کی روشنی دائیں
جانب اور ان کے آگے دوڑتی ہوگی جیسا کہ سورۂ حدید
میں مفصل گزر چکا ہے۔ کہ منافقوں کی روشنی گل ہوجائیگی
اور مومنین کی روشنی ان کے ساتھ رہے گی۔ اور شاید

جب منافقوں کی روشنی گل ہوتے دیکھیں گے تو کہیں گے الٰہی ہماری روشنی پوری کردے یعنی ہمارے نور کو آخر تک رکھ یہ نور ہر مومن کے ایمان کی روشنی ہوگی جیسا ایمان ویسی روشنی مسلمان روشنی کے اتمام کے
ساتھ ساتھ مغفرت کی بھی دعا کریں گے اور یہ اس وجہ سے کہ بعض عصاۃ مومنین عذاب کے مستحق ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں صاف دل کی توبہ یہ کہ دل میں پھر خیال نہ رہے اس گناہ کا ایمان کی
روشنی دل میں ہوتی ہے دل سے بڑھے تو سارے بدن میں پھر گوشت پوست میں ۱۲ حدیث میں آتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِيْ نُوْرًا
وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِيْ نُوْرًا اَسْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا۔ مبارک ہیں جو اپنی ایمانی قوت اور اعمال صالحہ کی بدولت سر سے پاؤں تک نوری
نور ہیں۔ اللھم اجعلنی منھم انك علی كل شئ قدير (۸) اے نبی کفار کے اور منافقین کے ساتھ جہاد کیجئے اور ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیجئے۔ ان سب کافروں اور منافقوں کا

Marfat.com

الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَ

جہاد کیجئے اور ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیجئے اُن کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور

بِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۹﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا

وہ دوزخ بہت بُری جگہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوط کی بیوی کی

امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ

حالت بیان فرماتا ہے وہ دونوں عورتیں ہمارے بندوں میں سے

مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا

دو خاص بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان عورتوں نے ان دونوں بندوں کے حق میں خیانت کی لہٰذا وہ دونوں نیک بندے

مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ﴿۱۰﴾

اللہ کے مقابلہ میں انکے کچھ کام نہ آئے اور ان دونوں عورتوں کو حکم دیا گیا کہ تم دونوں بھی داخل ہونیوالوں کے ساتھ آگ میں داخل ہو جاؤ

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ

اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کیلئے فرعون کی بیوی کا حال بیان فرماتا ہے جبکہ

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَ

اس بیوی نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میرے لئے جنت میں اپنے نزدیک ایک مکان بنادے اور

نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ

مجھ کو فرعون اور اُس کے عملِ بد سے محفوظ رکھ اور مجھ کو ان تمام ظالم لوگوں سے خلاصی

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْ

عنایت فرما۔ اور نیز مسلمانوں کیلئے اللہ تعالیٰ عمران کی بیٹی مریم کا حال بیان فرماتا ہے جس نے

اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ

اپنی پاکدامنی کو محفوظ رکھا پھر ہم نے اسکے گریبان میں اپنی ایک روح پھونک دی اور مریم اپنے رب کے

بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

پیغامات کا اور اُس کی کتابوں کا یقین رکھتی تھی اور وہ فرمان بردار لوگوں میں سے تھی۔

وقف لازم

ع ۲ ۵ ۲۰

ٹھکانا جہنم ہے اور وہ جہنم بہت بری جگہ ہے ÷ یعنی کافروں کے ساتھ جہاد تلوار سے اور منافقوں کے ساتھ جہاد زبان سے دنیا میں یہ اس کے مستحق ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے جو ٹھکانے اور پھر جانے کی بہت بری جگہ ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ حضرت کا خلق بیان تک ہے کہ اللہ صاحب اوروں کو فرماتا ہے تحمل کر دان کو فرماتا ہے سختی کرنا ۱۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام شفقت اور رحمت مشہور ہے اس لئے کافروں کے خلاف سخت گیری کا حکم دیا۔ یہ جہاد فرض ہونے کے بعد کی باتیں ہیں۔ حضرت موسیٰ کے مزاج میں چونکہ سختی اور درشتی زیادہ تھی اس لئے ان کو فرعون کے مقابلے میں تحمل اور نرمی کا حکم دیا شاید شاہ صاحبؒ کا اشارہ اسی طرف ہو۔ آگے اللہ تعالیٰ چند عورتوں کا بیان فرماتا ہے چونکہ اوپر قوا انفسکم واھلیکم نارا فرمایا تھا اس لئے بعض واقعات بیان فرمائے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ اصلاح حال کی ہر شخص کو کوشش کرنی چاہئے نیک لوگوں کا تلبس بھی جب ہی مفید ہو سکتا ہے جب خود بھی صلاحیت موجود ہو جس طرح اگر عورت میں خود صلاحیت موجود ہو تو تلبس بالفساق بلکہ کفار کا تلبس بھی مضر رساں نہیں جیسا حضرت آسیہؓ زوجہ فرعون کا واقعہ۔ بہرحال ارشاد ہوتا ہے (۹) اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی حالت بیان فرماتا ہے وہ دونوں عورتیں ہمارے بندوں میں سے دو خاص بندوں کے نکاح میں تھیں یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام پھر ان عورتوں نے ان دونوں بندوں کے حق میں خیانت کی لہٰذا وہ دونوں نیک بندے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ان عورتوں کے کچھ کام نہ آسکے اور ان دونوں عورتوں کو حکم دیا گیا کہ تم دونوں بھی اور جانیوالوں کے ہمراہ آگ میں داخل ہو جاؤ ÷ یعنی حضرت لوط اور حضرت نوح علیہما السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر شائستہ اور مخصوص بندے تھے مگر دونوں کی گھروالیاں منافق جو کافروں کے ساتھ ساز باز رکھتی تھیں۔ یہی ان دونوں کی خیانت اور بے ایمانی تھی۔ چونکہ ان کا اپنا حال درست نہ تھا اس لئے صلحا کا تلبس ان کے حق میں نافع نہ ہوا اور انکو دوسرے دوزخیوں کے ساتھ جہنم میں دھکیل دیا گیا اور کہا گیا تم دونوں بھی دوسرے داخل ہونیوالوں کے ساتھ آگ میں داخل ہو جاؤ (۱۰) اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں یعنی مسلمانوں کے لئے فرعون کی عورت کا حال اور اس کی مثل بیان فرماتا ہے جبکہ اس فرعون کی بیوی نے یوں کہا اے میرے پروردگار میرے لئے جنت میں اپنے قریب ایک مکان بنادے اور مجھ کو فرعون اور اس کے عمل بد یعنی کفر کے شر سے محفوظ رکھ اور مجھ کو ان تمام ظالم لوگوں سے خلاصی اور نجات عنایت فرما ÷ فرعون کی بیوی جن کا نام آسیہ تھا اور جنھوں نے موسیٰ کی پرورش کی تھی اور موسیٰ کو اٹھاتے وقت کہا تھا کہ اس کو قتل نہ کرو شاید اس سے ہم کو نفع پہنچے یا ہم اس کو بیٹا بنالیں۔ وہ عورت موسیٰ پر ایمان رکھتی تھی فرعون نے اپنے آخری دور میں اس نیک بیوی پر طرح طرح کے مظالم برپا کئے انہی مظالم کی حالت میں جبکہ ان کو فرعون نے چومیخا کر رکھا تھا اور ان کے چاروں طرف آگ رکھ چھوڑی تھی انھوں نے دعا کی کہ اپنے قرب میں میرے لئے جنت کے اندر ایک مکان بنادے یعنی میرا مسکن جنت میں آپ کے بالکل قریب ہو یعنی مرتبہ قرب وہ میسر ہو جو اعلیٰ درجے کے لوگوں کو عطا ہوتا ہے۔ یا شاید یہ مطلب ہو کہ بغیر کسی استحقاق کے محض اپنے فضل اور اپنے پاس سے میرے لئے جنت میں مکان بنادیجئے اور فرعون کے شر سے اس کے عمل بد یعنی کفر کے نقصان سے نجات دیدیجئے۔ اور خلاصی عنایت فرمایئے اور فرعون اور اس کے عمل ہی پر کیا موقوف ہے اس تمام ظالم اور موذی قوم کے شر سے مجھ کو محفوظ کر دیجئے اور نجات دیدیجئے۔ چنانچہ اس دعا کے بعد حضرت آسیہؓ کو یا تو زندہ اٹھا لیا گیا یا اُن کا وہ محل جو جنت میں ان کے لئے تیار تھا ان کو دکھا یا گیا اور ان کی جان جان آفریں نے لے لی یعنی فرعون نے ان کو شہید کر دیا چونکہ ان میں ذاتی صلاحیت موجود تھی اس لئے کافر کے تلبس اور کافر کی صحبت کا کوئی اثر ان کی روحانیت اور ان کے رفع درجات پر نہ ہوا آگے ایک اور عورت کا حال بیان فرمایا جو کسی کی نہ زوجہ ہیں نہ بیوہ ہیں۔ تاکہ تیسری قسم کی عورتوں کا حال بھی سامنے آجائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم آپ اپنے ایمان درست کرو نہ خاوند بچا سکے نہ جورو یہ سب کچھ سُنا دیا نہ جانو! کہ حضرت کی بی بیوں پر کہا ہے اُن پر تو وہ کہا ہے الطیبات للطیبین چوری کی یعنی منافق رہتیاں ۱۲ خلاصہ یہ کہ کوئی کسی کے بھروسہ پر نہ رہے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۸۶۷

اور ہم کو عذاب کیوں نہیں کرتا ایسے لوگوں کے لئے جہنم کافی ہے اس جہنم میں یہ لوگ داخل ہوں گے سو وہ بُری جگہ اور بُرا ٹھکانہ ہے دوزخ + حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرتؐ کی مجلس میں بیٹھ کر منافق کان میں باتیں کرتے مجلس کے لوگوں پر ٹھٹھے کرتے اور عیب پکڑتے اور حضرت کی بات سن کر کہتے یہ مشکل بات ہے ہم سے کب ہو سکے گی پہلے سورۂ نساء میں منع آچکا تھا پھر وہی کرتے تھے اور دعا یہ کہ یہود آتے سلام علیک کے بدلے السّام علیکؐ کہتے یہ بددعا ہے کہ تجھ پر پڑے مرگ پھر آپس میں کہتے کہ اگر یہ رسول ہے تو اس کہنے سے ہم پر عذاب کیوں نہیں آتا اور کوئی منافق بھی کہتا ہوگا ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہود کو اور منافقین کو اس قسم کی دل آزار حرکات سے منع کر دیا گیا تھا کہ مجلس میں بیٹھ کر اس قسم کی ناشائستہ حرکات نہ کیا کرو جو آداب مجلس کے خلاف ہوں اور آوازے توازے نہ پھینکا کرو باوجود منع کر دینے کے پھر انہی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں اور ایسی سرگوشیاں کرتے ہیں جن میں مسلمانوں کی کبیدگی اور حزن اور ظلم و زیادتی کی باتیں ہوتی ہیں اور رسول کے منع کر دینے کے بعد رسول کی نافرمانی بھی ہوتی ہے نیز جب مجلس میں آتے ہیں تو بجائے سلام علیک اور السلام علیکم کے السام علیکم زبان کو دبا کر کہتے ہیں. سام کے معنی ہیں موت کے یہ الفاظ اللہ تعالےٰ کے الفاظ و سلام علی المرسلین کو بدل کر کہتے ہیں اور بجائے سلامتی کی دعا کے موت کی دعا کرتے ہیں اور پھر آپس میں یا ہر ایک ان میں سے اپنے دل میں کہتا ہے کہ اگر یہ واقعی اللہ کا رسول ہے تو اس بے ادبی اور گستاخی پر اللہ تعالےٰ ہم کو سزا کیوں نہیں دیتا اور عذاب کیوں نہیں کرتا۔ اُسی کو فرمایا کہ ان کو جہنم بس اور کافی ہے۔ اس میں یہ داخل ہوں گے اور وہ دوزخ بری جگہ اور بُرا ٹھکانہ ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ جب لوگ السام علیکم کہتے ہیں تو حضورؐ جواب میں صرف وعلیکم فرما دیا کرتے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک دن یہود کے ان الفاظ کو سن کر بہت بُرا بھلا کہا۔ کہ تم پر موت پڑے اور تم پر خدا کی پھٹکار ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ کو سمجھایا کہ ناراض نہ ہو میں تو خود ہی اس بددعا کے جواب میں صرف وعلیکم کہہ دیا کرتا ہوں آگے مسلمانوں کو خطاب فرماتے ہیں اور ان کے خطاب سے منافقین کو سنانا مقصود ہے کہ اگر تم ایمان کے مدعی ہو تو تم کو ان احکام کی پابندی کرنی چاہیئے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۸) اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی اور بھید کی باتیں کرو تو گناہ کی اور ظلم و زیادتی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں نہ کیا کرو بلکہ بھلائی اور پرہیزگاری کی باتوں پر باہم مشورہ کیا کرو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو جس کے روبرو تم سب جمع کئے جاؤ گے + مطلب ہے کہ جب آپس میں کوئی خفیہ بات اور خفیہ مشورہ کرو تو وہ مشورہ گناہ کے لئے یا ظلم کے لئے یا رسول کی نافرمانی کے لئے نہ ہوا کرے بلکہ بھلائی اور تقوے کے کاموں پر باہمی مشورہ کیا کرو یعنی دوسروں کو نفع پہنچانا مقصود ہو کوئی ظلم یا پیغمبر کی نافرمانی کی بات کے لئے مشورہ نہ ہو اللہ تعالےٰ سے ڈرو کیونکہ اسی کی جناب میں سب کو حاضر ہونا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سورۂ نساء میں ہو چکا کہ کان میں کون سی بات کہنی چاہیئے ۱۲ سورۂ نساء میں گذرا ہے لا خیر فی کثیر من نجوٰھم اس کی تسہیل کا مطالعہ کیجیئے (۹) اس قسم کی بُری سرگوشی محض شیطان کا کام ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو رنج میں ڈالے اور مبتلا کرے حالانکہ وہ مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی مشیت کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ ہی پر توکل اور بھروسہ رکھنا چاہیئے +یعنی یہ اس قسم کی قابل اعتراض سرگوشیاں اور مشورے شیطان کے بہکانے سے ہوتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مسلمان پریشان ہوں اور تردد میں پڑ جائیں کہ خدا جانے مخالف پارٹی کیا مشورہ کر رہی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ کی مشیت اور اُس کے ارادے کے بغیر شیطان اور اُس کی طاغوتی طاقتیں مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور جب اللہ تعالےٰ کی مشیت کے بغیر شیطان سے کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا تو مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اب آگے مجلس کی تہذیب اور مجلس کے آداب دوسرے طریق پر مذکور ہیں حدیث میں آتا ہے جب تم تین آدمی ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آدمی خفیہ سرگوشی نہ کیا کریں کیونکہ اس حرکت سے تیسرے آدمی کو حزن و ملال ہوگا (۱۰)

بقیہ صفحہ ۸۷۲

دیا جاتا ہے اور مال فے امام وقت کی صواب دید کے موافق خرچ ہوتا ہے اس خرچ میں اس کا ذاتی خرچ اور اس کے اہل و عیال کا خرچ اور مہمانوں وغیرہ کا خرچ بھی شامل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حق تصرف مالکانہ تھا اور آپ کے بعد یہ تصرف حاکمانہ ہے مالکانہ نہیں۔ مزید تفصیل مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۶) جو مال اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو اور دوسری بستیوں سے بطور فے دلوائے اس میں بھی تمہارا حق نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالےٰ کا حق ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے اور رسول کے قرابت داروں کا حق ہے اور یتیموں کا حق ہے اور مساکین یعنی محتاجوں کا حق ہے اور مسافروں کا حق ہے تاکہ وہ مال فے تم میں سے سرمایہ داروں اور دولت مندوں کے ہاتھوں میں دست گرداں اور دائر اور پھرتا نہ رہ جائے اور رسول جو کچھ تم کو دیدیا کرے اُسے لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو منع کر دیا کرے اس سے باز رہا کرو اور رک جایا کرو اور اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ اللہ تعالےٰ سخت سزا دینے والا ہے اور اُس کی مار سخت ہے +یعنی جس طرح بنی نضیر کے مال فے کا حکم بیان کیا اسی طرح آس پاس کی دوسری بستیاں مثلاً فدک کچھ حصہ خیبر کا۔ عرینہ اور ینبوع کی بستیاں ان بستیوں کے بھی تمام اموال جو بدون لڑے بھڑے حاصل ہوئے اس میں بھی تمہارا کوئی حق نہیں بلکہ وہ بھی اللہ تعالےٰ کا حق ہے وہ جس طرح چاہے اس کے مصارف بیان فرمائے۔ اور رسول کو اس مال پر مالکانہ تصرف کا حق ہے۔ کہ وہ جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں اور رسول کے قرابت داروں کا حق ہے۔ یعنی بنی ہاشم جو زکوٰۃ نہیں لے سکتے تھے ان کا حق مال فے میں بیان فرمایا اور مساکین اور یتامیٰ اور مسافروں کا حق ہے۔ غرض ان مذکورہ مستحقین کو دیا جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کو بھی سال بھر کا غلہ اسی آمدنی میں سے دیا کرتے تھے۔ اب بھی یتامیٰ۔ مساکین اور مسافروں کا حق باقی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ذوی القربیٰ کا حق مرتفع ہوگیا۔ الا عند البعض ان کا قول یہ ہے کہ مال فے کے چھ حصے کئے جائیں۔ اللہ تعالےٰ کا حصہ خانۂ کعبہ اور دیگر مساجد کی مرمت میں خرچ کیا جائے اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کا نام تعظیماً اور تشریفاً بتاتے ہیں وہ پانچ حصوں پر تقسیم کرتے ہیں جن میں سے آپ کی وفات کے بعد چار حصے امام وقت کے لئے ہوں گے اور پانچویں حصے کے پھر پانچ حصے کئے جائیں گے۔ ان پانچ میں سے ایک رسول کا ایک ذوی القربیٰ کا، ایک یتامیٰ کا اور ایک ابن السبیل اور ایک مساکین کا بہرحال مسائل اور ان کا مفصل بیان کتب فقہ میں مذکور ہے۔ زمانہ جاہلیت میں مال غنیمت بڑے بڑے لوگ آپس میں تقسیم کر لیا کرتے تھے۔ اور مساکین کو کچھ نہیں ملتا تھا اس کو بیان فرما دیا۔ کہ یہ تقسیم اور مستحقین کا ذکر اس لئے کر دیا گیا تاکہ دولت تقسیم ہو جائے اور مال داروں ہی کے ہاتھوں میں تمام مال ہر پھر تا نہ رہ جائے۔ اور جو کچھ رسول خدا دے دیں وہ لے لیا کرو اور جس سے منع فرما دیا کریں اُس سے رک جایا کرو۔ بظاہر مال غنیمت سے اس کا کوئی تعلق معلوم ہوتا ہے لیکن آیت کا مفہوم عام ہے۔ جو مال دیں، یا جو حکم دیں اور جس بات سے منع فرمائیں اور جس کو حلال فرمائیں اسے حلال سمجھو اور جس کو حرام فرمائیں اُس کو حرام سمجھو۔ چونکہ مال کے معاملات میں خیانت کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے فرمایا اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو اللہ تعالےٰ کی پکڑ اور اس کا عذاب بڑا سخت ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی فے پر قبضہ رسول کا اور رسول کے پیچھے سردار کا کہ سردار پر یہ خرچ پڑتے ہیں اللہ سب ہی کا مالک ہے مگر کعبے کا خرچ اور مسجدوں کا بھی اس میں آگیا۔ اور ناتے والے حضرت کے رد بر دان کے ناتے والے اور پیچھے بھی وہی لوگ ان پر چاہئے خرچ کرنا دولت مند کو اگر سردار دے تو لے منع نہیں ۱۲ (۷) اس مال فیٔ میں ان فقرائے مہاجرین کا بھی خاص طور سے حق ہے جو اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اپنے مالوں سے بے دخل کئے گئے۔ دراں حالیکہ وہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اُس کی رضامندی کے متلاشی اور طلب گار ہیں اور وہ اللہ تعالےٰ کی اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کیا کرتے ہیں یہی لوگ ہیں حقیقی سچے اور راست باز +یعنی یوں تو تمام مساکین اس مال فے کے مستحق ہیں لیکن وہ فقراء خاص طور پر حق دار ہیں جو کفار کے تنگ کرنے کی وجہ سے ہجرت پر مجبور ہوئے اور اپنا گھر بار مکہ معظمہ سے چھوڑ کر اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی اور اُس کے فضل کی جستجو میں نکل آئے اور مدینے میں آکر اللہ تعالےٰ کے دین کی اور اس کے پیغمبر کی حتیٰ المقدور مدد کرتے ہیں اور چونکہ یہ محض اپنا دین بچانے کے لئے وطن چھوڑ کر آئے ہیں ان کا مقصد محض اللہ تعالےٰ اور اس کی رضا جوئی ہے اس لئے ان کو سچا اور راست باز فرمایا اور ان کی امداد پر خاص طور سے توجہ دلائی چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین پر اور تین انصاریوں پر بنی نضیر کا مال تقسیم فرمایا (۸)

بقیہ صفحہ ۸۷۸

بتری سے وہ ہم پر ظلم کرنے لگیں اور ہم پر نئے نئے ستم توڑنے شروع کر دیں آپ عزیز بھی ہیں حکیم بھی ہیں اپنی طاقت اور حکمت کی وجہ سے ہم کو ان کے شر سے محفوظ رکھ (۵) البتہ تم کو بھلی چال چلنی ہے ان کی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ تعالےٰ کی اور پچھلے دن کی اور جو کوئی منہ پھیرے تو اللہ تعالےٰ وہی ہے بے پرواہ سب خوبیوں سراہا + ترجمہ میں اور تیسیر میں حاصل ترجمہ اور لفظی ترجمہ کی وجہ سے فرق ہو گیا لمن کان یرجوا اللہ ہے بدل ہے لقد کان لکم سے۔ ترجمہ کا خلاصہ اس طرح ہے بے شک ابراہیم اور ان کے متبعین میں تمہارے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے عمدہ اور قابل اتباع نمونہ ہے

Marfat.com

جو اللہ تعالےٰ کے سامنے جانے اور قیامت کے آنے کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو شخص اس حکم سے یا ان کی اتباع سے روگردانی کرے گا تو بلاشبہ اللہ تعالےٰ بالکل بے نیاز اور سزاوار حمد ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو بات اوپر ارشاد فرمائی تھی۔ یہ اسی کی تاکید ہے۔ یا یہ کہ پہلے ان کی شان مقتدی ہونے کے لئے فرمایا اور دوسری مرتبہ اس اعتقاد کے تقاضے کے اعتبار سے فرمایا یعنی تم لوگ جو اللہ کے روبرو حاضر ہونے کے امیدوار ہو اور قیامت کے آنے کے معتقد ہو اس اعتقاد کا تقاضہ یہ ہے کہ ابراہیمؑ اور اُس کے ساتھیوں کی پیروی کی جائے۔
یرجو اللہ کا مطلب یہ کہ اس کی ملاقات اور اس کے روبرو حاضر ہونے کا یا اس کی رحمت کا امیدوار ہے ایسا ہی روز آخرت کی ملاقات اور حساب وکتاب کا معتقد ہے تو اس کے لئے حضرت ابراہیمؑ اور اُن کے ساتھیوں کی زندگی ایک قابل تقلید اور قابل اتباع نمونہ ہے۔ اور اس کو چاہیئے کہ ان پیشواؤں کی پیروی کرے اور اگر کوئی شخص اللہ تعالےٰ کے اس حکم اتباع سے روگردانی کرے اور منہ پھیرے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور سب خوبیوں سراہا ہے یعنی اگر کوئی روگردانی کرتا ہے تو وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے اللہ تعالےٰ کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ ان آیتوں کے نزول کے بعد مسلمانوں نے اپنے کافر متعلقین سے بالکل ترک تعلق کرلیا اللہ تعالےٰ نے آگے ان کو امید دلائی کہ عن قریب ان حالات میں تبدیلی کی امید ہے۔ یہ منافرت اور ترک تعلق اختلاف دین کی وجہ سے ہے شاید آگے چل کر کافر مسلمان ہو جائیں اور منافرت باقی نہ رہے (۹) امید ہے کہ اللہ تعالےٰ تم میں اور ان لوگوں میں جن سے تمہاری ۔۔۔ اور عداوت ہے دوستی پیدا کردے اور اللہ تعالےٰ کو سب قدرت ہے اور اللہ تعالےٰ بڑی مغفرت کرنے والا نہایت مہربان ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ان کو مسلمان کردے۔ پھر تمہاری دوستی بجا رہے ایسا ہی ہوا اس سفر میں مکے کے لوگ سارے مسلمان ہوئے ۱۲ یعنی اگرچہ اس وقت دشمنی اور عداوت کی وجہ سے ترک تعلقات کا حکم دیا گیا ہے لیکن وہ دن دور نہیں کہ شاید اللہ تعالےٰ اُن کے جن سے تم عداوت رکھتے ہو اور تمہارے درمیان دوستی اور اخوت کے سامان پیدا کردے جس کی سہل صورت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ان دین حق کے منکروں کو مسلمان کردے اور ان کے سابقہ گناہوں کو بخش دے۔
کیونکہ وہ غفور رحیم ہے یا یہ کہ اس حکم کی تعمیل میں اگر کسی سے کچھ کوتاہی ہوئی ہو تو اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔
ہرحال آگے ان غیر متعصب کافروں کے ساتھ خواہ وہ ذمی ہوں یا مصالح ہوں حسن سلوک اور نیک برتاؤ کا ذکر ہے۔ (۷) اللہ تعالےٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارے میں نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا بلاشبہ اللہ تعالےٰ انصاف کرنے والوں سے بات کرتا ہے ؛ بر اور اقساط بھلائی۔ نیکی اور حسن سلوک کی اجازت دی۔ اور انصاف کرنے کا حکم دیا گیا ایسے لوگوں کے معاملے میں انصاف کرو اور ظلم نہ کرو۔ مشرکین میں سب قسم کے آدمی تھے۔ بعض جارحانہ کارروائیاں کرتے تھے۔ بعض سخت برتاؤ کی مخالفت کرتے تھے اور اگر ان کی بات نہ چلتی تو وہ مسلم آزار کارروائیوں سے بالکل علیحدہ رہتے تھے۔ ان کے لئے خصوصی بر و اقساط کا حکم دیا۔ ورنہ عام بر و اقساط کا حکم تو ہر ذی روح کے ساتھ ہے۔ خواہ وہ آدمی ہو یا جانور بعض لوگوں نے فرمایا قبیلہ خزاعہ کے لوگ مراد ہیں جو اپنی مصالحت اور اپنے عہد پر قائم رہے۔ بہرحال کوئی خاص قبیلہ ہو یا مکے کے لوگ ہوں جن کا رویہ امن پسندانہ رہا ہو سب کے ساتھ اچھے سلوک اور انصاف خصوصی کا حکم ہے۔ بعض حضرات نے قتیلہ بنت عبدالعزیٰ کے حق میں شان نزول کا ذکر کیا ہے کہ وہ مشرکہ تھیں اور اسماء بنت ابی بکرؓ کے لئے کچھ تحائف اور ہدایا لے کر آئی تھیں۔ لیکن اسماء بنت ابی بکرؓ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اس پر یہ آیت اتری اور ان کے ساتھ اکرام اور احسان کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں مکے کے لوگوں میں بعضے ایسے بھی تھے کہ آپ مسلمان نہ ہوئے اور ہونے والوں سے ضد بھی نہ کی۔
۱۲ (۸)

بقیہ صفحہ ۸۷۹

بہرحال مزید تفصیل کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ کیا جائے
آیت میں جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے ۔ (۱) جو عورت دارالحرب سے مسلمان ہو کر آئے تو اُس کا نکاح کافر شوہر سے ٹوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ اسی بنا پر سبیعہ بنت حارث کو واپس نہیں کیا گیا (۲) آنے والی عورت کو جانچ لیا جائے کہ وہ واقعی اسلام کی محبت اور رغبت کی وجہ سے آئی ہے یا کوئی اور دُنیوی غرض ہے۔ اور جب یہ معلوم ہو جائے کہ واقعی دین کی حفاظت کے لئے آئی ہے تو اُس کے سابق نکاح کو فسخ سمجھا جائے (۳) ایسی عورت کے نکاح کے بارے میں تھوڑی سی تفصیل ہے۔ اگر حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد اور اگر حاملہ نہ ہو تو امام صاحب کے نزدیک بغیر عدت اور صاحبین کے نزدیک عدت کے بعد اس کا نکاح کسی مسلمان سے ہو سکتا ہے (۴) جو عورت کافرہ دارالحرب میں ہو اور اس کا خاوند مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح بھی فسخ ہو جائے جیسا کہ مکہ کی عورتوں کے متعلق ارشاد ہوا ولا تمسکوا بعصم الکوافر (۵) جو مسلمان عورت دارالحرب یعنی مکہ سے آجائے تو مسلمان اس عورت کا مہر کافر اہل کو واپس کر دیں۔ یہ مہر وہ شخص واپس کرے جو اس سے نکاح کرے۔ ورنہ بیت المال سے ادا کر دیا جائے۔ اگر کوئی مسلمان اس سے نکاح کرے تو وہ اس کے پہلے خاوند کا مہر واپس کر دے۔ اور مکہ سے آنے کے بعد جو نکاح کرے اس کا مہر الگ مقرر کرے۔ یعنی نئے نکاح کا مہر بھی دے اور سابقہ خاوند کا مہر بھی ادا کرے (۶) واٰتوھم ما انفقوا کے ترجمہ میں عام طور سے مہر کہا گیا ہے (۷) مسلمانوں کی جو عورتیں مکہ میں رہ گئیں ان سے مسلمان مردوں کا نکاح فسخ ہو گیا اور ان کا نکاح ٹوٹ گیا۔ اگرچہ بعض صحابہ سے اپنی بیویوں کو طلاق دینا بھی ثابت ہے۔ شاید حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طلاق دینے کا علم نہ ہوا ہو کیونکہ طلاق دینے کی ضرورت نہ تھی۔ (۸) جو عورتیں مکہ میں رہ گئیں اُن کے خاوندوں سے ترک تعلق کے بعد اُن کے مسلمان خاوندوں کا مہر کافروں سے وصول کیا جائے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ حکم کہ اگر کسی کافر کی عورت مسلمان ہو کر آوے اُس مرد نے جو اس پر خرچ کیا تھا وہ پھیر دینا چاہیئے۔ جو مسلمان اس کو نکاح کرے وہ پھیر دے اور اس عورت کو جدا مہر دے تب نکاح کرے اور اس کے مقابل یہ حکم ہوا کہ جس مسلمان کی عورت کافر رہ گئی وہ اس کو چھوڑ دے پھر جو کافر اس کو نکاح کرے اس مسلمان کا خرچ کیا پھیر دے یہ حکم تھا تو مسلمان موجود ہوئے دینے کو بھی اور لینے کو بھی لیکن کافروں نے دینا قبول نہ کیا۔ تب اگلی آیت اتری ۱۲۔ اگرچہ ہماری تفصیل کے بعد بھی آیت دارالحرب اور دارالاسلام کے بہت سے مسائل کو شامل ہے اس لئے مزید تفصیل کے لئے کتب فقہ کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔
(۱۰)۔

بقیہ صفحہ ۸۸۰

استغفار کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ایمان اور ان کی توبہ کی قبولیت کے لئے دعا کیجئے کیونکہ توبہ اور ایمان پر بیعت کے بعد گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالےٰ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ اولاد کا قتل مفلسی کی وجہ سے ہو یا عار کی وجہ سے حرام ہے۔ عرب کی عورتیں زمانۂ جاہلیت میں اس قسم کا ارتکاب کیا کرتی تھیں۔
قتل اولاد کی ممانعت میں حمل کا گرانا بھی داخل ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں طوفان باندھنا ہاتھ پاؤں میں یہ کہ کسی پر جھوٹا دعویٰ کریں یا جھوٹی گواہی دیں یا کسی معاملے میں جھوٹی قسم کھا جاویں۔ اپنی عقل سے بنا کر اور ایک معنی یہ کہ بیٹا جنا اور سے اور لگا دیں اور کو یا بن جنا ہوا ڈال لیں اور باپ پر لگا دیں۔ حدیث میں فرمایا ہے جو عورت بیٹا لگا دے کسی کا کسی کو تو اس پر بہشت کی بو حرام ہے ۱۲
خلاصہ یہ کہ ان شرطوں پر جو عورتیں بیعت کریں ان پر مسلمانوں کے احکام جاری ہوں۔ فتح مکہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو صفا کی پہاڑی پر بیٹھ کر آپ نے عورتوں سے بیعت لی۔ حضرت عمرؓ نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور جو الفاظ فرماتے حضرت عمرؓ وہ عورتوں کو بتلاتے اور عورتیں اقرار کرتیں۔ یہی آیت پڑھتے تھے اور اسی پر بیعت لیتے تھے۔ اب آگے پھر مسلمانوں کو دین حق کے دشمنوں سے موالات کو منع فرمایا اور جس مضمون سے سورت کو شروع فرمایا تھا اسی مضمون کی تاکید پر سورت کو ختم فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۳) اے دعوتِ ایمانی کے قبول کرنے والو! ان لوگوں سے دوستی اور موالات نہ کرو جن پر اللہ تعالےٰ نے غصہ اور غضب فرمایا ہے ان کی حالت یہ ہے کہ وہ آخرت کے اجر و ثواب سے ایسے ہی ناامید ہوئے جیسے وہ کافر ناامید ہیں جو قبروں میں مدفون ہیں بعض کہتے ہیں کہ بعض فقراء مسلمین یہود سے اس بنا پر تعلق رکھتے تھے کہ وہ ان کو اپنے باغات کی کوئی خدمت دے دیا کرتے تھے اور اس سے کچھ منفعت ہو جاتی تھی۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ جب کوئی آدمی خدمت کرتا ہے تو اس سے کسی وقت کوئی بات بلاقصد ایسی بھی نکل جاتی ہوگی جو مفادِ عامۂ مسلمین کے خلاف ہوتی ہوگی اس بنا پر ارشاد ہوا کہ مغضوب قوم سے دوستی اور موالات و موادات نہ کرو جو اپنے اعمال و افعال کی بنا پر آخرت کے ثواب سے اسی طرح مایوس اور ناامید ہوئے بیٹھے ہیں جس طرح وہ کفار جو قبروں والے ہیں یعنی وہ کفار جو مر کر قبروں میں مدفون ہیں انہوں نے عالم برزخ میں معائنہ عذاب کر لیا اور وہ آخرت کے ثواب سے ناامید ہو گئے اسی طرح یہ یہود بھی ناامید ہیں آخرت سے اور اس کے اجر و ثواب سے کافر معائنہ کرنے کے بعد ناامید ہوئے اور یہ چونکہ اہل کتاب ہیں یہ بُرے بھلے کو پہلے ہی سے جانتے ہیں اور ان کو معلوم ہے کہ یہ نبی آخر الزماں کی رسالت کے منکر ہیں اور آخری دین کو نہیں مانتے اس لئے یہ یقیناً عذاب کے

Marfat.com

مستحق ہیں اور ان کو آخرت میں ثواب کا کوئی حصہ نہیں یعنی وہ اصحاب قبور معائنہ اور مشاہدہ کرنے کے بعد مایوس اور ناامید ہوئے اور یہ دنیا ہی میں ناامید ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ یہ مغضوب علیہم ہیں اور ان کو آخرت میں کوئی فلاح نہیں بعض اہل تفسیر نے کہا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ وہ قوم مغضوب علیہم آخرت کے ثواب سے اسی طرح مایوس اور ناامید ہیں جس طرح کافر ان لوگوں کی بعثت سے اور دوبارہ زندہ ہونے سے مایوس ہیں جو مر چکے ہیں اور اصحاب قبور ہیں اور قبر والوں میں سے ہیں۔ یعنی جس طرح کافر اپنے مردوں کے دوبارہ زندہ ہونے اور قیامت کے دن اُٹھنے سے مایوس ہیں اسی طرح یہود آخرت کے اجر و ثواب سے مایوس ہیں مطلب قریب قریب دونوں کا یکساں ہے۔ اور مراد یہود کی مایوسی کا اظہار ہے کہ یہ لوگ خود بھی دل سے جانتے ہیں کہ یہ ناجی نہیں ہیں۔ اور یہی وجہ ان کے سخت ترین کافر ہونے کی ہے کہ جانتے بوجھتے دین حق کو قبول نہیں کرتے ایسے لوگوں سے مسلمانوں کو ہرگز دوستی نہ کرنی چاہیئے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی منکروں کو توقع نہیں کہ قبر سے کوئی اُٹھے گا یہ کافر بھی ویسے ہی ناامید ہیں ۱۲ (۱۳)

الحمد للہ والمنۃ تم تفسیر سورۃ الممتحنۃ فی یوم الخمیس بین صلوۃ الظہر والعصر ثلثۃ من صفر المظفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۵۵ء۔ و لہ الحمد یارب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجہک ولعظیم سلطانک قد سنح لی سانحۃ فی وسط الممتحنۃ اعنی صال علیّ بالسکین شیطان الانس فجرحنی وابتلیت ثلثۃ اشہر ثم عافنی اللہ تعالیٰ و برأت والحمد للہ علی ذلک وقعت الواقعۃ و ستمبر ۱۹۵۵ء بعد صلوۃ الجمعۃ علی الطریق۔

بقیہ صفحہ ۸۸۴

جھوٹ باندھے اور اللہ تعالےٰ پر جھوٹ افترا کرے حالانکہ اس کو اسلام کی طرف دعوت دی جائے اور اس کو اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اور اللہ تعالےٰ ایسے ظالموں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا اور ایسے گناہ گاروں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔ یعنی پیغمبر اسلام کی دعوت دے رہا ہے۔ دین حق کی طرف بلا رہا ہے اور وہ اس کو جادوگر اور مفتری علی اللہ کہتا ہے۔ تو گویا جو چیز اللہ تعالےٰ کی طرف سے ثابت ہے اس کی نفی کرتا ہے اسی کو افترا علی اللہ الکذب فرمایا۔ جھوٹ باندھنا اللہ پر یہی کہ مرسل من اللہ کی تکذیب کرے اور اس کو ساحر کہے۔ اسی قسم کے ظالموں سے توفیق ہدایت کی نفی فرمائی۔ کہتے ہیں کہ نضر بن حارث کی جانب اشارہ ہے اور اس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آیت عام ہو اور ہر ظالم جو افترا کرنے والا ہو وہ مراد ہو (۷) یہ دین حق کے منکر یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے نور اور اس کی روشنی کو اپنے منھ سے بجھا دیں اور اس روشنی کو اپنے منھ سے پھونک کر ختم کر دیں اور بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ اپنے نور اور اپنی روشنی کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ منکر کتنا ہی بُرا مانیں یہ اللہ تعالےٰ کا نور یعنی پیغمبر اور اس کے دین کی روشنی جس سے کفر کی تاریکی اور کفر کا اندھیرا کم ہو رہا ہے منکر یہ چاہتے ہیں کہ اس روشنی کو پھونکیں مار مار کر گل کر دیں اور بجھا دیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ اپنے نور کو پورا کر کے ہی رہے گا اور اس کی روشنی تمام اقوام عالم میں پہنچ کر رہے گی اگرچہ دین حق کے منکر برا مانا کریں۔ کہتے ہیں ایک دفعہ کئی دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل نہ ہوئی تو کعب بن اشرف جو بڑا متعصب یہودی تھا اس نے یہود سے کہا خدا نے محمدؐ کا نور بجھا دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں کفار کی عام خواہش کا اظہار فرما کر اس کا رد کیا گیا ہے (۸) وہ اللہ تعالےٰ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت و رہنمائی اور دین حق دے کر بھیجا ہے تاکہ وہ اس دین حق کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دے اگرچہ مشرک کتنا ہی بُرا مانیں اور مشرکوں کو کتنا ہی برا لگے؛ ہدیٰ اور دین حق یہی قرآن اور اسلام ہے۔ غلبہ یا بطور شوکت اور قہر۔ یا بطور دلائل۔ اگر دلائل کا غلبہ مراد ہو تو وہ ہر وقت بحمداللہ موجود ہے اور اگر شوکت کا غلبہ مراد ہو تو وہ بھی حاصل ہو چکا۔ بعض نے کہا حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں سوائے دین اسلام کے اور کوئی دین نہ ہوگا۔ سورۂ برأت میں تفصیل گزر چکی ہے۔ اسی غلبہ کو اوپر کی آیت میں اتمام فرمایا ہے آیت کا یہ مطلب نہیں کہ اسلام کے علاوہ کوئی مذہب ہی باقی نہ رہے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اسلام کے مخالف ادیان باطلہ بھی رہیں گے لیکن غلبہ اور قہر اور تفوق اسلام کو حاصل ہوگا جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں (۹) اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی سوداگری اور ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے بچالے؛ یعنی ایسی تجارت اور ایسا کاروبار جو تم کو دوزخ کے عذاب سے نجات دلا دے اور جہنم کے دردناک عذاب سے تم کو چھڑا دے (۱۰)

بقیہ صفحہ ۸۸۵

چلنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو؛ ندا اذان کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب جمعہ کی اذان ہو تو کاروبار چھوڑ کر نماز کی طرف اور خدا کے ذکر کی طرف چل پڑو۔ سعی سے مراد بھاگنا یا دوڑنا نہیں ہے بلکہ لین دین بیع و شرا کو چھوڑ کر چل کھڑے ہو۔ اذان سے مراد خطبے کی اذان ہے جو امام کے ممبر پر بیٹھنے کے بعد دی جاتی ہے۔ کیونکہ یہ دوسری اذان باجماع صحابہ حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے زمانے میں مقرر ہوئی ہے۔ لیکن حرمت بیع اس پہلی اذان کے بعد بھی ہے۔ جیسا کہ قاعدہ ہے کہ اشتراک علۃ کی وجہ سے حکم میں بھی اشتراک ہوتا ہے۔ ہاں امام کے سامنے والی اذان میں یہ حکم قطعی اور منصوص ہے اور پہلی اذان میں یہ حکم ظنی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ ہر اذان کا یہ حکم نہیں کیونکہ جماعت پھر بھی ملے گی اور جمعہ ایک ہی جگہ ہوتا تھا پھر کہاں ملے گا اللہ کی یاد کہا خطبے کو ایسے وقت جاوے کہ خطبہ سنے ۱۲ خبر فرمایا ذرک بیع اور سعی الی ذکر اللہ کو۔ کیونکہ عبادت کا نفع باقی رہنے والا ہے اور دوسرے منافع فنا ہو جانے والے ہیں۔ مزید جمعہ کے مسائل اور اذان کے بعد بیع و شرا کی کراہت اور سعی وغیرہ کے مسائل کتب فقہ سے معلوم کیجیے۔ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اگرچہ عام خطاب ہے۔ لیکن جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں مثلاً عورت، مریض، مسافر وغیرہ وہ عام حکم سے مخصوص ہوں گے کما لا یخفی (۹) پھر جب نماز پوری ہو چکے تو اختیار ہے کہ تم زمین میں چلو پھرو اور اللہ تعالےٰ کا فضل یعنی اس کی روزی کی تلاش کرو اور اللہ تعالےٰ کو بکثرت یاد کیا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہود کے ہاں عبادت کا دن ہفتہ تھا۔ سارے دن سودا منع تھا اس واسطے فرمادیا کہ تم روزی تلاش کرو اور روزی کی تلاش میں بھی اللہ کی یاد کو نہ بھولو ۱۲ خلاصہ یہ کہ یہود کے ہاں ہفتہ اور نصاریٰ کے ہاں اتوار کا دن عبادت کے لئے مقرر تھا۔ اُمت محمدیہ کے لئے جمعہ کا دن مقرر فرمایا۔ احادیث میں جمعہ کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ایک روایت میں ہے جو شخص جمعہ کے دن مرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے لئے شہید کا اجر لکھتا ہے اور اس کو قبر کے فتنے سے محفوظ رکھتا ہے جمعہ کے دن صرف خطبے اور نماز کے لئے بیع و شرا کے بند کرنے کا حکم دیا اور نماز کے بعد اجازت دی گئی اور کاروبار کی اباحت کا اعلان فرمادیا۔ تلاش معاش اور روزی کی جستجو کو اپنا فضل فرمایا۔ جیسا کہ قرآن کا عام قاعدہ ہے کہ رحمت روحانی ترقی کے لئے اور فضل مالی ترقی کے لئے عام طور پر استعمال کرتا ہے۔ اگرچہ کبھی کبھی اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔ پھر تاکید فرمائی کہ تلاش روزگار یا کاروبار اور تجارت کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد یا اس کے ذکر سے بالکل غافل ہو جاؤ۔ کوئی شغل بھی ہو اللہ تعالےٰ کو ہر حال میں یاد کرتے رہو خواہ ذکر لسانی ہو یا ذکر قلبی ہو۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر ہی حقیقی زندگی ہے ورنہ غافل میں زندگی کہاں۔

بقیہ صفحہ ۸۸۸

پھر جس کا تعلق اس مالک عزت سے جس قدر ہے اس کی اتنی ہی عزت پیغمبر کا مرتبہ زیادہ اس کی عزت بھی زیادہ پھر اس کے واسطے سے مسلمانوں کا درجہ اور ان کی عزت ان کے علاوہ یعنی اللہ تعالےٰ اور اس کے واسطے سے اس کا رسول اور رسول کے واسطے سے مسلمان ان کے علاوہ عزت کا مالک اور وارث کون ہے۔ کہتے ہیں جب غزوۂ بنی مصطلق سے یہ لوگ لوٹے تو ابن ابی منافق کا بیٹا عبداللہ جو مخلص مسلمان تھا مدینے کے باہر جا کھڑا ہوا وہ سُن چکا تھا کہ میرے باپ نے ایسی ناشائستہ بات کہی ہے اس نے جب باپ کا اونٹ دیکھا تو اس کو بٹھا کر اور تلوار نکال کر کھڑا ہو گیا اور باپ سے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں گے تجھ کو مدینے میں داخل نہ ہونے دوں گا تو محمدؐ کو ذلیل کہتا ہے حالانکہ محمد کی عزت بہت بلند ہے اور تو بہت ذلیل ہے تجھ کو مدینے میں نہیں جانے دوں گا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معاملہ معلوم ہوا تو آپ نے اس کے بیٹے کو بلا کر سمجھایا اور ابن ابی کو اس کے بیٹے نے مدینے میں داخل ہونے دیا (۸) اے دعوت ایمانی کو قبول کرنے والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تم کو اللہ تعالےٰ کے ذکر اور اس کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کرے گا تو ایسے ہی لوگ نقصان اُٹھانے والے اور ناکام رہنے والے ہوں گے؛ ذکر الٰہی سے بعض لوگوں نے پانچ وقت کی نمازیں لی ہیں۔ صحیح چیز یہ ہے کہ مال و اولاد سے مراد دنیا کا مجموعی ساز و سامان اور ذکر اللہ سے دین و اطاعت کا پورا مجموعہ مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ دنیا کی کسی بات میں ایسے منہمک نہ ہو جانا کہ دین کا کوئی کام چھوٹ جائے جس قدر دین کو نقصان پہنچے گا اسی قدر آخرت میں ناکامی کا سامنا کرنا ہوگا (۹) اور ہم نے تم کو جو کچھ دیا ہے اس میں سے خیرات کرو قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت آجائے اور مرنے کا وقت سر پر آ کھڑا ہو اور وہ آثار موت کو مشاہدہ کر کے یوں کہنے لگے۔ اے میرے پروردگار! تو نے مجھ کو اور تھوڑی مدت مہلت کیوں نہ

Marfat.com

دی اور میری موت کو تھوڑا سا موخر کیوں نہ کر دیا کہ میں خوب صدقہ و خیرات کرتا اور حقوق واجبہ کو ادا کر لیتا اور میں نیک کام کرنے والوں میں شامل ہو جاتا ۔ انفاق سے مراد حقوق واجبہ کی ادائیگی ہے۔ چونکہ یہ عبادات میں اہم ہے اس کی تاکید فرمائی کہ مرنے سے پہلے پہلے حقوق واجبہ فی الحال خرچ کر دو کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور آثار موت کا مشاہدہ کرنے کے بعد پروردگار سے یوں کہو کہ اے پروردگار! مجھ کو تھوڑی سی مہلت اور کیوں نہ دی کہ میں حقوق واجبہ کی ادائیگی کر دیتا اور نیک لوگوں میں سے ہو جاتا مگر ایسا کہنا یا اس خواہش کا اظہار کرنا محض بیکار اور بے معنی ہوگا۔ اور یہ حسرت و تمنا اس لئے غیر مفید ہو گی۔ (۱۰) اور جب کسی جان دار کا مقررہ وقت آجاتا ہے تو پھر اللہ تعالےٰ اس کو ہرگز مہلت نہیں دیا کرتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالےٰ اس سب سے پوری طرح باخبر ہے۔ یہ بات منافقوں کو سنائی کہ مال خرچ کرنے میں جلدی کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور پھر صدقے کی تمنا بھی کرو تو کامیابی نہ ہو عام طور پر موت سے مراد یہاں دنیا کے مرتے وقت کی تمنا ہے۔ البتہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ایک قول سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس قسم کی خواہش قیامت میں کریں گے کہ اے پروردگار! ہم کو دنیا میں پھر بھیج دے تو ہم خوب خیرات کریں گے اور نیکو کاروں میں سے ہو جائیں گے۔ حضرت حق تعالےٰ نے فرمایا واللہ خبیرٌ بما تعملون یعنی ہم ان کے تمام اعمال سے بخوبی واقف ہیں ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر ان کو مہلت دے دی جائے یا ان کو میدان حشر سے واپس کر دیا جائے تو یہ پھر وہی کریں گے جو اب تک کرتے رہے (۱۱)

الحمد للہ والمنۃ تمّ تفسیر سورۃ المنافقین فی عشریا صفر الخیر یوم الجمعۃ قبل صلاتہا ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۵ء۔ وللہ الحمد یارب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجھک ولعظیم سلطانک ۔

سورۃ التغابن مدنیۃ وھی ثمان عشرۃ ایۃ وفیھا رکوعان ٥

سورۂ تغابن مدنی ہے اور یہ اٹھارہ آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں۔ ٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب اللہ تعالےٰ کی پاکی بیان کرتی ہے اور اللہ تعالےٰ کو پاکی کے ساتھ یاد کرتی ہے۔ اسی کا راج اور اسی کی حکومت ہے اور تمام تعریفیں اسی کو سزاوار ہیں اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

بقیہ صفحہ ۸۹۴

خرابیاں موجود ہیں جن کے نقصانات مستقبل میں ظاہر ہوں گے ان آیات میں طلاق دینے کا ضابطہ بیان فرمایا ہے تاکہ طلاق ایک قاعدے اور ضابطے کے ماتحت دی جائے اور بیڈھنگے طریقے سے نہ دی جائے جس سے فریقین کو پچھتانا پڑے اور دونوں فریق کو نقصان اور تکلیف برداشت کرنی پڑے۔ چنانچہ آیت میں حسب ذیل باتیں فرمائیں ہیں اور حسب ذیل ہدایتیں دی گئی ہیں۔ (۱) جو عورت مدخول بہا ہو حقیقتاً یا حکماً یعنی خلوت صحیحہ ہو چکی ہو جو قائم مقام دخول کے ہے۔ تو ایسی عورت کو جب مجبوراً طلاق دینے کا ارادہ کرو تو اس کی عدت کے وقت کا خیال رکھتے ہوئے طلاق دو۔ یعنی جب وہ حیض سے پاک ہوں اور طہر میں ہوں تو انکو رجعی طلاق دے۔ رجعی کا یہ مطلب کہ جس میں اگر چاہو تو پھر واپس کر لو۔ اور نہ چاہو تو عدت پوری کر کے بائنہ کر دو۔ بہرحال طہر میں طلاق دو اور اس طہر میں اس سے مباشرت نہ کرو۔ کیونکہ اگر حمل قرار پا گیا تو پھر دشواری ہوگی اور عدت کی مدت بڑھ جائے گی۔ اس لئے ایسے طہر میں طلاق دو جس میں اس عورت سے قربت اور ہم بستری نہ کی ہو۔ تاکہ عورت حیض سے عدت شروع کر دے اور تین حیض پورے کر کے آزاد ہو جائے (۲) عدت کا شمار کرتے رہو۔ یعنی خاوند اور بیوی دونوں شمار کریں۔ مذکر کا صیغہ شاید اس لئے استعمال کیا ہو کہ عورت کی عادت میں بھول ہے اس لئے مرد اور عورت دونوں عدت کا خیال رکھیں تاکہ عدت کے شمار اور حساب میں غلطی واقع نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ جو تمہارا پروردگار ہے اس سے ڈرتے رہو۔ یعنی کبھی حیض میں طلاق دے دو یا تین طلاقیں ایک دم دے ڈالو (۳) جب تک وہ عدت گزاریں ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالیں اور نہ وہ خود نکلیں۔ کیونکہ مطلقہ عورتیں جب تک عدت میں ہیں ان کا نفقہ خاوند کے ذمے ہے مگر ہاں کوئی صریح بے حیائی ان سے سرزد ہو تو نکالی جا سکتی ہیں۔ صریح بے حیائی یہ کہ زنا کا ارتکاب کر لیں۔ چوری کر لیں۔ یا زبان درازی کریں۔ ہر وقت لڑائی جھگڑا کی رہیں۔ یا بقول بعض کے گھر میں سے نکل نکل جاتی ہوں۔ تو بطور سزا کے گھر سے نکالی جا سکتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حدود ہیں جو ان سے تجاوز کرے گا وہ اپنی جان پر ظلم کرے گا یعنی گناہ گار ہو گا۔ چونکہ عورت کو حق سکونت معاف کرنے کا حق نہیں اس لئے عورت کو بھی مکان سے نکلنے کو منع فرمایا اور یہ جو فرمایا کہ کوئی نہیں جانتا کہ اس طلاق کے بعد اللہ تعالےٰ کوئی نئی بات پیدا کر دے یعنی کوئی راستہ آپس کی صلح کا نکل آئے اور طلاق رجعی میں رجوع کرنے کی صورت پیدا ہو جائے (۱) پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کے قریب پہنچ جائیں تو دستور شرعی کے موافق یا تو ان کو رجوع کر کے روک لو یا شرعی قاعدے کے موافق ان کو جدا کر دو اور بہرحال اپنے میں سے دو معتبر شخصوں کو گواہ کر لیا کرو اور خالص اللہ تعالےٰ کے لئے ٹھیک اور سیدھی گواہی دو اس مضمون مذکور سے اس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ تعالےٰ پر پچھلے دن پر یقین رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کی مخلصی اور کشائش کے لئے کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے اور کوئی صورت نکال دیتا ہے ۔

بقیہ صفحہ ۸۹

اور جو تنگدست ہو تو وہ اپنی بسا: میں سے خرچ کرے جو اللہ تعالےٰ نے اس کو دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے جس قدر کسی کو دیا ہے اسی قدر اس کو مکلف بھی بنایا ہے اور تکلیف بھی رکھی ہے آخر میں تنگدستوں کی حوصلہ افزائی اور ہمت افزائی فرمائی ہے کہ گھبراؤ نہیں محض تنگی کا بہانہ بنا کر عورت اور بچے کو تکلیف نہ پہنچاؤ اگر تنگی ہے تو اللہ تعالےٰ آسانی کر دے گا۔ اور عسرت دور ہو جائے گی۔ ان آیتوں میں جو ائمہ اربعہ کے نزدیک اختلاف ہے اس پر ہم نے بحث نہیں کی۔ اور نہ فاطمہ بنت قیسؓ کی روایت زیر بحث لائے بلکہ احناف کے مسلک سے صرف بحث کی ہے۔ چونکہ اس میں تطویل کا اندیشہ تھا اس لئے ہم نے اس بحث کو چھوڑ دیا ہے (۷)، چونکہ اوپر کی آیتوں میں طلاق کے احکام اور مطلقات کے حقوق بیان فرمائے تھے اس لئے آگے تنبیہ کے طور پر بعض ایسی بستیوں کا ذکر فرمایا جو حضرت حق تعالےٰ اور اس کے رسولوں کا حکم نہ ماننے کی وجہ سے تباہ کر دی گئیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اور بہت بستیوں نے اپنے پروردگار کے حکم اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے ان سے سخت حساب لیا۔ اور ان کو ایسی سزا دی جو کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ مطلب یہ ہے کہ تکبر کر کے وہ بستیاں حد سے نکل گئیں اور ان کے رہنے والوں نے سرکشی اور سرتابی کی راہ اختیار کی تو ہم نے سخت حساب لیا یعنی ایک گناہ بھی اُن کا معاف نہیں کیا اور ایسا عذاب کیا جو کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ یعنی اَن دیکھا اور غیر متوقع عذاب (۸) غرض انھوں نے اپنے کام کے وبال کا مزا چکھا اور ان کا انجام کا خسارہ ہی ہوا اور ان کے کام میں ٹوٹا آگیا۔ یعنی آخر کار نقصان ہی نقصان میں رہے (۹) اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے اور بھی ایک سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس اے اہل دانش اور اے عقل والو! جو ایمان لا چکے ہو تو اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے پاس ایک نصیحت بھیجی ہے ۔

بقیہ صفحہ ۸۹۶

حضرت حفصہؓ کو جو راز سپرد کیا گیا وہ اس امانت کی حفاظت نہ کر سکیں اور انہوں نے حضرت عائشہؓ سے یا کسی اور بیوی سے اس بھید کو ظاہر کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے وحی کے ذریعہ اپنے رسول کو آگاہ کر دیا کہ تمہاری فلاں بیوی نے تمہاری بات فلاں بیوی سے کہہ دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیوی کو الزام دیا کہ تو نے میری بات اپنی سوکن سے کہہ دی۔ الزام دیتے وقت بھی سرکار نے اپنی کریمانہ اور شریفانہ شان باقی رکھی کہ کچھ باتوں کا ذکر کیا اور کچھ باتوں کے ذکر سے احتراز اور چشم پوشی کر لی۔ مثلاً بھید کی چار باتیں تھیں تو دو ان کو یاد دلائیں اور دو کا ذکر نہیں کیا یعنی بجائے چار کے صرف دو کا الزام دیا جیسا کہ شریف النفس انسانوں کا قاعدہ ہے کہ الزام دیتے وقت صرف ضروری باتوں پر اکتفا کرتے ہیں اور تمام باتیں نہیں کہا کرتے پھر بھی حفصہؓ کا دل پکڑا گیا اور وہ سمجھیں شاید حضرت عائشہؓ نے ذکر کیا ہو گا انہوں نے گھبرا کر حضورؐ سے پوچھا من انباک ھذا۔ یعنی یہ بات کہ میں نے فلاں فلاں بھید آپ کا کہہ دیا آپ کو کس نے بتایا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سادگی اور سچائی سے فرما دیا کہ بتاتا کون مجھکو تو علیم و خبیر نے آگاہ کیا ہے اور اس نے اطلاع دی ہے چونکہ ایک ایسا پوشیدہ راز تھا کہ سوائے دو عورتوں کے کوئی نہیں جانتا تھا اس لئے حضرت حق تعالیٰ کا وصف علیم اور خبیر فرمایا جو ہر چیز کا جاننے والا اور ہر پوشیدہ سے پوشیدہ راز کا واقف کار ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ ہی کی ذات اقدس ہے۔ آگے دونوں بیویوں کو خطاب ہے اور اُن کو توبہ کرنے کی ہدایت ہے (۳) اے پیغمبر کی دونوں بیویو! اگر تم دونوں اللہ تعالےٰ کے

Marfat.com

رو برو توبہ کرو اور اللہ تعالےٰ کی جناب میں رجوع کرو تو بہتر ہے کیونکہ تمہارے دل مائل ہو رہے ہیں اور تمہارے دل کج ہو رہے ہیں۔ اور اگر تم پیغمبر کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مددگار بنو گی اور اس کے خلاف مظاہرہ کرو گی تو یقین مانو کہ پیغمبر کا رفیق اور حامی اللہ تعالےٰ ہے اور جبریلؑ ہے اور نیک مسلمان ہیں اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مددگار ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دونو بیویو! تم کو اللہ تعالےٰ کی جناب میں رجوع ہونا چاہیئے اور اس کی جناب میں توبہ کرنی چاہیئے۔ بلاشبہ تمہارے دل جادہ اعتدال سے ہٹ گئے ہیں اور تمہارے دل کج اور ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اول تو پیغمبر کے راز کو پوشیدہ نہ رکھ سکیں۔ پھر پیغمبر کو دوسری بیویوں کی طرف سے ہٹا کر اپنی طرف مائل کرنا چاہتی ہو۔ اور دوسروں کے حقوق تلف کرنا چاہتی ہو اور دوسری بیویوں کی دل شکنی کرنا چاہتی ہو اور پیغمبر کی توجہ کو اپنی جانب مبذول کرنا چاہتی ہو۔ لہٰذا تم توبہ کر لو تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور اگر تم دونوں اسی قسم کی سازشیں کرتی رہیں اور اس قسم کا مظاہرہ کرتی رہیں جو پیغمبر کو پسند نہیں۔ تو پیغمبر کو کوئی ضرر نہ ہوگا بلکہ اس قسم کی ہلکی اور قابل اعتراض باتوں سے تم کو ہی نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ پیغمبر کا تو اللہ تعالےٰ رفیق و حامی ہے۔ اور جبریلؑ ہے اور نکوکار مسلمان ہیں۔ مراد اس سے ہر مخلص مسلمان ہے۔ یا حضرت ابوبکر و عمر مراد ہیں یا حضرت علی یا تمام صحابہ۔ بہرحال ان کی رفاقت اور حمایت کے علاوہ تمام ملائکہ بھی اس کے مددگار ہیں جہاں اتنے مددگار اور رفیق ہوں وہاں ظاہر ہے کہ ان کے مقابلے میں تم دو عورتوں کی کیا چلے گی۔ لہٰذا تم کو تائب ہو کر پیغمبر کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیئے اور آئندہ کسی بات میں خیانت نہیں کرنی چاہیئے۔ نہ دوسری بیویوں کی حق تلفی کے درپے ہونا چاہیئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جھک پڑے ہیں تمہارے دل یعنی توبہ ضرور ہے اور اس آیت کا ترجمہ فتح الرحمان میں یوں ہے اگر رجوع کرو اللہ کی طرف تو بہتر ہو تحقیق کج ہوا ہے دل تمہارا ۱۲ آگے ایک اور ان کے شبہے اور گھمنڈ کا جواب ہے۔ کیونکہ بسا اوقات عورت کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر خاوند نے طلاق دے دی تو اس کا گھر برباد ہو جائے گا اور مجھ جیسی عورت نہیں ملے گی۔ اسی قسم کے خیالات کا آگے کی آیت میں جواب دیا گیا ہے کہ اگر خدانخواستہ کہیں ایسی صورت پیش آگئی تو اس صورت میں بھی تم کو ہی نقصان پہنچے گا پیغمبر کا کچھ نہیں بگڑے گا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۴) اگر پیغمبر تم عورتوں کو طلاق دے دے تو اس کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں اس کو دے دے گا۔ جو صاحب اسلام۔ صاحب ایمان۔ فرمانبردار۔ توبہ کرنے والیاں عبادت گذار۔ روزہ رکھنے والیاں ہوں گی۔ کچھ شوہر کی برتی ہوئی ہوں گی۔ کچھ نہ برتی ہوئی یعنی باکرہ ہوں گی۔ مسلمات اقرار کرنے والیاں زبان سے۔ مومنات اخلاص رکھنے والیاں یا تصدیق کرنے والیاں۔ قانتات۔ اللہ اور اس کے رسول کی مطیع۔ یا ادب کے ساتھ نماز پڑھنے والیاں یا طاعت پر مداومت کرنے والیاں۔ تائبات توبہ کرنے والیاں یا اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع رہنے والیاں۔ عابدات عبادت کرنے والیاں یا اللہ اور اس کے رسول کی تابع۔ سائحات روزہ رکھنے والیاں یا اپنے اعضا کو گناہ سے محفوظ رکھنے والیاں یا ہجرت کرنے والیاں۔ ثیبات جن کا بکر خاوندوں کی صحبت سے زائل ہو چکا ہے۔ وہ عورت جو پہلے خاوند کے ہاں رہ چکی ہو۔ خواہ مطلقہ ہو خواہ بیوہ ذرا تجربہ کار ہوتی ہے اس لئے شاید اس کو بھی صفات میں شمار کیا اور یہ ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں سوائے حضرت عائشہ کے بیوہ تھیں۔ ابکارا جنہوں نے خاوند نہ برتا ہو۔ آگے عام اہل ایمان کو خطاب ہے۔ یہ جو اوپر کی آیت میں لفظ مولا کا استعمال فرمایا ہے حضرت حق تعالےٰ۔ جبریل اور ملائکہ کی۔ اور نیک مسلمانوں کی۔ تو ان میں سے ہر شخص کی رفاقت اور ولایت کا مفہوم جداگانہ ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رفاقت اور ولایت تو حقیقی ہے۔ باقی دوسروں کی اپنے اپنے مرتبے کے موافق مجازاً فرمایا ہے۔ مثلاً کہیں رفاقت سے مراد انزال سکینہ ہے کہیں توسط فی الفیض۔ کہیں خالص تابعیت غرض کوئی ایسا مفہوم ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا جس کو سب پر یکساں استعمال کیا جا سکتا۔ (۵)

بقیہ صفحہ ۸۹۸

بلکہ ہر شخص کو اپنے حال کی اصلاح پر توجہ کرنی چاہیئے۔ نیک بندوں کی صحبت بھی جب ہی نافع ہو سکتی ہے جب خود بھی صلاحیت اور اصلاح حال کی فکر ہو۔ بعض لوگوں نے معاذ اللہ لوط اور نوح کی بیویوں کا تعلق بعض ازواج مطہرات سے ظاہر کیا تھا اس کا شاہ صاحبؒ نے رد فرما دیا کہ یہ وہم نہ کیا جائے اور اس مثال کو حضرت کی بیویوں پر چسپاں نہ کیا جائے۔ جن لوگوں نے یہ جسارت کی ہے انہوں نے نظم قرآنی کی ترتیب کو نظر انداز کرنے کی جرأت کی ہے اور سخت گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔ فرعون کی عورت پر حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کو انہوں نے پالا ان کی مددگار تھیں ایمان کی بات کہنے میں آخر ان کو فرعون نے قتل کیا سیاست سے۔ شہید ہو گئیں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہوں کی سیاست کے پیش نظر جس طرح لوگ قتل کئے جاتے ہیں اسی طرح بیوی آسیہ کو بھی سیاسی مصالح کی بنا پر فرعون نے قتل کرا دیا۔ اب آگے حضرت مریمؑ کی حالت اور ان کی مثل بیان فرمائی (۱۱) اور نیز مسلمانوں کے لئے اللہ تعالےٰ عمران کی بیٹی مریمؑ کا حال بیان فرماتا ہے۔ جنہوں نے اپنی عفت اپنی پاک دامنی اور ناموس کو محفوظ رکھا۔ پھر ہم نے اس کے گریبان میں اپنی ایک روح پھونک دی اور مریمؑ نے اپنے پروردگار کے پیغامات کی اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی۔ اور سچ جانیں اس نے پروردگار کی باتیں اور اس کی کتابیں اور وہ فرماں بردار اور عبادت گزار لوگوں میں سے تھی۔ یعنی حضرت مریمؑ نے اپنی عفت اور اپنی ناموس کو ہر طرح محفوظ رکھا۔ یعنی حرام سے بھی اور حلال سے بھی۔ نہ کسی سے نکاح کیا اور نہ بغیر نکاح کے معاذ اللہ کسی سے تعلق ہوا۔ پھر بواسطۂ جبریلؑ ہم نے اپنی روح اس میں پھونک دی جیسا کہ سورۂ مریمؑ میں گزر چکا ہے۔ فرج عضو مخصوص کو بھی کہتے ہیں۔ اور گریبان کے چاک کو بھی سورۂ قاف میں گزرا ہے و مالہا من فروج۔ ہمارے بزرگوں میں سے کسی نے یہاں رحم ترجمہ کیا ہے۔ کسی نے پیٹ کہا ہے کسی نے گریبان کا چاک کہا ہے۔ گریبان پاک دامنی کے اعتبار سے محاورے کے زیادہ قریب ہے اس لئے ہم نے گریبان اختیار کر لیا ہے۔ اگرچہ اس روح کا پھونکنا حضرت روح الامین کے واسطے تھا لیکن حضرت حق جل مجدہٗ نے نفخ کی نسبت اپنی طرف فرمائی تو وہ حق تعالےٰ کے فاعل حقیقی اور موثر علی الاطلاق ہونے کی وجہ سے ہے۔ جن لوگوں نے یہاں فرج سے عضو مخصوص مراد لیا ہے اور فیہ کی ضمیر کو فرج کی طرف راجع کیا ہے انہوں نے لغوی اعتبار سے کہا ہے جیسا کہ آپ سورۂ قاف کی آیت سے معلوم کر چکے ہیں۔ کلمات رب سے شاید وہ باتیں مراد ہیں جو فرشتوں کی معرفت آپ کو پیام پہنچتے رہے جیسا کہ تیسرے پارے میں گزر چکا ہے ان اللہ اصطفٰک وطہرک الخ یا شاید انبیاء علیہم السلام کے صحائف مراد ہوں۔ کتب سے۔ آسمانی کتابیں توریت۔ انجیل زبور۔ یا جملہ کتب سماویہ جن میں فرقان بھی شامل ہے بہرحال کئی اقوال ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کو جو پیام وقتاً فوقتاً ملائکہ کی معرفت موصول ہوئے یا پیغمبروں کو جو احکام صحیفوں کے ذریعے پہنچے ہوں وہ ہوں یہ سب کلمات میں داخل ہیں کتب میں جملہ کتب سماویہ مراد لینا زیادہ انسب ہے۔ قانت۔ طاعت پر مواظبت اور مداومت کرنے والی۔ بعض حضرات نے اعتکاف کرنے والی ترجمہ کیا ہے۔ چونکہ عام طور سے مسجد اقصیٰ میں حضرت مریمؑ معتکف رہا کرتی تھیں اس لئے قانتین کے معنی معتکفین کئے ہیں۔ عبادت گذار۔ ادب والی۔ غرض بہت سے معنی کئے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوں کہا جائے کہ حضرت مریمؑ قانتین کے خاندان سے تھیں واللہ اعلم (۱۲)

Marfat.com

Marfat.com

مکی ہے اور تیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ اس سورت کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ اسکو مانعہ بھی کہتے ہیں یہ سورت عذاب قبر کو اُس شخص سے روکتی ہے جو اس کو سونے سے پہلے ایک مرتبہ پڑھ لیا کرتا ہے۔ اس کو منجیہ بھی کہتے ہیں یہ عذاب سے نجات دلانے والی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے قبل سورۂ ملک اور الم تنزیل سجدہ کی ضرور تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ اس سورت کا نام حدیث میں واقیہ بھی آیا ہے۔ یہ قبر میں مُردے کو عذاب سے اس طرح بچاتی ہے جس طرح پرندہ اپنے بچے کو پروں میں چھپاکر بچاتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ یہ سورت ہر مومن کے دل میں ہو یہ سورت عذاب قبر سے اور قیامت کے دن کی پریشانیوں سے اپنے پڑھنے والے کی حفاظت اور اسکی شفاعت کرتی ہے اور اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑتی ہے اور عذاب کو روکتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے بہت بابرکت اور بڑا عالی شان ہے وہ جس کے قبضے میں ساری سلطنت ہے اور جس کے ہاتھ راج ہے اور وہ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھتا ہے اور وہ ہر چیز کر سکتا ہے ؛

سُوْرَةُ الْمُلْكِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً فِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورہ ملک مکی ہے اور یہ تیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

بہت بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضے میں تمام سلطنت ہے اور وہ ہر چیز پر

شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ ۝۱ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ

پوری طرح قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝۲ الَّذِيْ

عمل کے اعتبار سے کون بہتر ہے اور وہ بڑا زبردست بہت بخشنے والا ہے۔ جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۭ مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ

اوپر تلے سات آسمان پیدا کئے دیکھنے والے کیا تو رحمان کی صنعت میں کوئی بے ضابطگی

مِنْ تَفٰوُتٍ ۭ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ

پاتا ہے پھر نگاہ ڈال کر دیکھ کیا تو کوئی شگاف دیکھتا ہے۔ پھر

ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ

بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ تیری نگاہ ذلیل ہو کر اور تھک کر تیری طرف

حَسِيْرٌ ۝۴ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا

لوٹ آئیگی۔ اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے آراستہ کر رکھا ہے اور ہم نے ان چراغوں

رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵ وَ

کو شیاطین کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور ہم نے ان شیاطین کیلئے دہکتی ہوئی آگ کا دردھی عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور

لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶

جو لوگ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں اُن کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ جہنم بہت بُری جگہ ہے۔

ع ۵۷ / ۲

برکت کے معنی زیادتی اور بڑھنے کے ہیں۔ یہ زیادتی خواہ حسی ہو یا عقلی۔ حضرت حق تعالیٰ کی طرف برکت کی نسبت باعتبار اس برتری اور بلندی کے ہے جو اُس کو اپنی تمام مخلوق پر حاصل ہے کہ اُس کی ذات اور اُس کی صفات میں کوئی اُس کی مثل نہیں ہے۔ اُسی کے ہاتھ راج ہے۔ یعنی ہر قسم کے تصرفات اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ ہر نظم و نسق اور تغیرات و تصرفات میں اُسی کا حکم چلتا ہے یا وہ مالک الملک ہے۔ جسکو چاہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ وھو علی کل شئ قدیر الذی بیدہ الملک کے لئے قائم مقام دلیل کے ہے (۱) جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا اور جس نے مرنا جینا بنایا تاکہ وہ تمہاری آزمائش کرے اور تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے اعتبار سے کون بہتر اور اچھا ہے اور وہ بڑا زبردست بہت بخشنے والا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی مرنا نہ ہوتا تو بھلے بُرے کام کا بدلا کہاں ملتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے مخلوق میں مرنے اور جینے کا سلسلہ جاری کیا۔ کتم عدم سے اس عالم میں لانا اور زندگی بخشنا پھر یہاں سے دوسرے عالم میں منتقل کر دینا اسی کو زندگی اور موت فرمایا عدم کو پہلے پارے میں موت سے تعبیر کیا ہے۔ وکنتم امواتا فاحیاکم اس موت یعنی عدم سے اس جہان میں لائے زندگی بخشی۔ پھر موت دیں گے یہ موت محض عدم نہ ہوگا بلکہ دوسرے عالم میں منتقل ہونا ہے چنانچہ اس موت کے بعد پھر زندہ ہونا ہے۔ اسی کو خالق الموت والحیٰوۃ سے تعبیر فرمایا۔ وھو علی کل شئ قدیر کیلئے الذی خلق الموت والحیٰوۃ قائم مقام دلیل کے ہے۔ اس موت و حیات نے بڑے بڑے منکرین و متکبرین کے سروں کو خدا تعالیٰ کی قدرت کے آگے جھکا دیا ہے اور قدرت خداوندی کا معترف بنا دیا ہے۔ اعمال حسنہ اور سیئہ کا تذکرہ اور جانچ سب زندگی کے کرشمے ہیں مطلب یہ ہے کہ اس دنیا کو اپنی آخرت کا توشہ کون بناتا ہے۔ اور اس زندگی سے کون فائدہ اٹھاتا ہے۔ عزیز اور غفور اس لئے فرمایا کہ اعمال غیر حسنہ پر عقاب کی طاقت رکھتا ہے اور اعمال حسنہ پر ثواب عطا فرماتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کسی نے دریافت کیا مومنوں میں بڑا عقل مند کون ہے حضورؐ نے فرمایا۔ اکثرھم للموت ذکرا و احسنھم له استعدادا۔ یعنی زیادہ عقل مند وہ ہے جو موت کو بکثرت یاد کرتا ہے اور موت کے لئے تیاری کرتا رہتا ہے (۲) جس نے اوپر تلے سات آسمان پیدا کئے دیکھنے والے کیا تو رحمان کی صنعت اور اس کی بناوٹ میں کوئی بے ضابطگی اور فرق دیکھتا ہے اے مخاطب پھر نگاہ ڈال کر دیکھ کیا تو کوئی شگاف اور دراڑ دیکھتا ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ اپنی قدرت اور اپنی سلطنت کی وسعت پر توجہ دلانے کے لئے فرمایا۔ طباق کے معنی ہیں توبرتو۔ یعنی اوپر تلے سات آسمان۔ روایات میں آتا ہے۔ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو برس کی راہ ہے۔ اور اسی قدر ہر آسمان کا دَل ہے۔ بہرحال ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی مسافت کیا ہے۔ اور یہ ساتوں آسمان کس چیز کے بنے ہوئے ہیں۔ یہ بحث الگ ہے۔ یا پیاز کے چھلکوں کی طرح ایک دوسرے سے چمٹا ہوا ہے قرآن نے جس قدر فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے مخاطب یا اے سمجھ حضرت حق کی اس صنع میں جہاں تک انسانی نگاہ کا دخل ہے ذرا بتاؤ کوئی تفاوت۔ کوئی فرق یا کوئی بے قاعدگی اور بے ضابطگی پائی جاتی ہے یا آسمان میں (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

جب یہ پروردگار کی توحید کے منکر اس جہنم میں ڈالے جائیں گے تو یہ اس کی خوفناک اور ناپسندیدہ آواز سنیں گے اور وہ دوزخ جوش مار رہی ہوگی (۷) ایسا معلوم ہوتا ہوگا کہ وہ مارے غصے کے ابھی پھٹ پڑی جب بھی اس میں کافروں کا کوئی گروہ اور کوئی ڈل اور کوئی انبوہ جھونکا جائے گا تو دوزخ کی حفاظت کرنیوالے اور دوزخ کے نگہبان فرشتے ان سے دریافت کریں گے اور سوال کریں گے کیا دنیا میں تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر نہیں آیا تھا؟ مطلب یہ ہے کہ جب دین حق کے منکر جہنم میں ڈالے جائیں گے تو ایک ہیبت ناک اور سخت مکروہ آواز سنیں گے جو گدھے کی آواز جیسی ہوگی شہیق گدھے کی آواز کو کہتے ہیں یعنی آواز خوفناک اور ناپسندیدہ ہوگی۔ دوزخ جوش مار رہی ہوگی اور یہ معلوم ہوتا ہوگا کہ قریب ہے کہ دوزخ پھٹ پڑے۔ دوزخ کی یہ حالت یا تو بطور تمثیل بیان کی گئی ہے۔ یا واقعی اس ادراک کی بنا پر اس میں جوش ہوگا جو ادراک اس کو حاصل ہوگا پھر جب جب کسی گروہ کو دوزخ میں جھونکا جائیگا تو ہر گروہ کے افراد سے وہاں کے فرشتے پوچھیں گے کہ تمہارے پاس کوئی پیغمبر دنیا میں نہیں آیا تھا اور

إِذَآ أُلْقُوا۟ فِيهَا سَمِعُوا۟ لَهَا شَهِيقًا وَهِىَ تَفُورُ ۝٧ تَكَادُ

جب منکر اس جہنم میں ڈالے جائیں گے تو یہ اسکی خوفناک اور ناپسندیدہ آواز سنیں گے اور وہ دوزخ جوش مار رہی ہوگی۔ کہ وہ

تَمَيَّزُ مِنَ ٱلْغَيْظِ ۖ كُلَّمَآ أُلْقِىَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ

مارے غصہ کے ابھی پھٹ پڑیگی جب بھی اس میں کوئی گروہ جھونکا جائیگا تو دوزخ کی حفاظت کرنیوالے فرشتے ان سے

خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝٨ قَالُوا۟ بَلَىٰ قَدْ جَآءَنَا

دریافت کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر نہیں آیا تھا۔ وہ جواب دیں گے بیشک ہمارے پاس ڈرانے

نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ ٱللَّهُ مِن شَىْءٍ إِنْ

والا آیا تھا مگر ہم نے تکذیب کی اور یوں کہا کہ اللہ نے کوئی چیز نازل نہیں کی

أَنتُمْ إِلَّا فِى ضَلَٰلٍ كَبِيرٍ ۝٩ وَقَالُوا۟ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ

تم لوگ بڑی گمراہی میں پڑ گئے ہو۔ اور کافر یہ بھی کہیں گے اگر ہم سنتے یا

نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِىٓ أَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ ۝١٠ فَٱعْتَرَفُوا۟ بِذَنۢبِهِمْ

سمجھتے تو ہم اہل جہنم میں سے نہ ہوتے۔ غرض یہ کافر اپنے جرم کا اقرار کرلیں گے

فَسُحْقًا لِّأَصْحَٰبِ ٱلسَّعِيرِ ۝١١ إِنَّ ٱلَّذِينَ يَخْشَوْنَ

پس یہ اہل دوزخ خدا کی رحمت سے دور ہوں۔ البتہ جو لوگ اپنے پروردگار کو

رَبَّهُم بِٱلْغَيْبِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝١٢ وَأَسِرُّوا۟

بغیر دیکھے اس سے ڈرتے ہیں تو ان کے لئے بڑی مغفرت اور بڑا ثواب ہے۔ اور تم اپنی بات

قَوْلَكُمْ أَوِ ٱجْهَرُوا۟ بِهِۦٓ ۖ إِنَّهُۥ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ ٱلصُّدُورِ ۝١٣ أَلَا

چھپا کر کہو یا اس کو آواز سے کہو بلاشبہ وہ سینوں کی پوشیدہ باتوں تک سے بخوبی واقف ہے۔ بھلا

يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلْخَبِيرُ ۝١٤ هُوَ ٱلَّذِى

جس نے پیدا کیا ہے وہ اپنی مخلوق سے بے خبر ہو سکتا ہے حالانکہ وہ بڑا باریک بیں اور پورا باخبر ہے۔ وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ ٱلْأَرْضَ ذَلُولًا فَٱمْشُوا۟ فِى مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا۟

جس نے تمہارے نفع کیلئے زمین کو مسخر و ماتحت کر دیا کہ تم اسکے اطراف و جوانب میں چلو پھرو اور خدا کی دی ہوئی

اُس نے تم کو اس دن سے نہیں ڈرایا تھا اور کیا اُس پیغمبر نے تم کو اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اُس کے احکام سے روشناس نہیں کرایا تھا آخر اس جہنم میں تمہارے آنے کی کیا وجہ ہوئی تم کیوں یہاں آئے یہ اس سوال کے جواب میں جو کہیں گے وہ آگے مذکور ہے۔

(۸) پروردگار کی توحید کے منکر دوزخ کے محافظ فرشتوں کو جواب دیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا مگر ہم نے اُس ڈرانیوالے کی تکذیب کی اور اُس پیغمبر کو جھوٹا بتایا اور یوں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نہیں نازل کی سوائے اس کے نہیں کہ تم لوگ بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔ یعنی جب دوزخ کے نگہبان فرشتے کافروں کے ہر ہر گروہ سے دریافت کریں گے اور بطور مذمت اور توبیخ ان سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا تو ہر گروہ کے افراد یہی کہیں گے کہ پیغمبر تو آیا تھا۔ کیونکہ دین حق کے تمام منکر اور کفار آگے پیچھے جہنم میں ضرور داخل ہوں گے اور فرشتے ہر انبوہ سے دریافت کریں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی پیغمبر نہیں آیا اور سب باری باری یہی جواب دیں گے کہ بیشک پیغمبر آیا مگر ہم نے یہ کہہ کر اس کی تکذیب کی کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز یعنی احکام۔ اور کتاب اور رسول وغیرہ نہیں بھیجے اور اس قسم کی کوئی چیز نازل نہیں فرمائی تم جو اس قسم کی باتیں کرتے ہو تو کچھ نہیں مگر یہ کہ تم بڑی گمراہی میں پڑ گئے ہو۔ یعنی یہ آخری بات ان انتم الا فی ضلل کبیر بھی ان منکروں کا قول ہے جو انھوں نے اپنے اپنے پیغمبروں سے کہا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ قول فرشتوں کا ہو کہ وہ ان کی بات سن کر کہیں گے کہ تم رسولوں کی بات کا انکار کر کے بڑی گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ قول رسولوں کا ہو جو انھوں نے قوم کا انکار سنکر کہا ہو ان انتم الا فی ضلال کبیر۔ مگر راجح وہ قول ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے

ع ۱ ۱۴ ۱

اس کے علاوہ یہ پروردگار کے منکریوں بھی کہیں گے (۹) اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم اہل جہنم میں سے نہ ہوتے۔ یعنی اگر ہم پیغمبروں کی بات کو سنتے اور اُن کے کہنے کو قبول کرتے اور مانتے تو آج کے دن اہل دوزخ اور اصحاب سعیر سے نہ ہوتے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر پیغمبروں کے وعدہ وعید کو طالب حق کا سا سنا سنتے۔ اور متامل متفکر کی طرح ان میں غور کرتے تو آج یہ حالت نہ ہوتی۔ بہرحال دو ہی چیزیں ہیں ایک سننا اور سمجھنا۔ اور بدقسمتی سے یہ دونوں کا انکار کریں گے نہ سنا نہ سمجھا۔ اور بالآخر اس دھاڑے کو پہونچے کہ آج دوزخ والوں کے ساتھ جہنم میں پڑے ہیں۔ حضرت حق تعالیٰ ان کے اقرار اور اعتراف کا آگے کی آیت میں اظہار فرماتے ہیں (۱۰) غرض یہ کافر اپنے جرم کا اقرار کریں گے پس یہ اہل دوزخ خدائے تعالیٰ کی رحمت سے دور ہونگے ؛ یہ منکر آخر کار اپنے جرم یعنی اپنی غفلت کا اقرار کرلیں گے۔ لیکن یہ اقرار بے وقت ہوگا جس وقت اقرار و اعتراف مفید نہیں ہوتا وانی لہ الذکری۔ اس لئے فرماتے ہیں۔ فسحقا لاصحاب السعیر۔ کا مطلب یہ ہے کہ الزمہم اللہ سحقا۔ یا اسحقہم اللہ سحقاً۔ یعنی ہر قسم کے الطاف و عنایات اور مہر و محبت سے دوری ہی دوری ہو ان اصحاب سعیر کو العیاذ باللہ ان منکروں کا ذکر کرنیکے بعد آگے نیک اور ڈرنیوالوں کا ذکر فرمایا (۱۱) البتہ وہ لوگ جو اپنے پروردگار کو بغیر دیکھے اُس سے ڈرتے ہیں تو ان کیلئے بڑی مغفرت اور بڑا اجر و ثواب ہے۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

...ڈر ہو گئے ہو جو آسمان میں بھی حکمراں اور متصرف ہے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ زمین یکایک لرزنے لگے ؛ یعنی آسمان اُس کی سلطنت اور اُس کی حکمرانی کا مظہر ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ اس کی حکومت صرف آسمان میں ہے۔ بلکہ حکومت اُس کی جس طرح زمین میں ہے اُسی طرح آسمان میں ہے من فی السّماء یا تو حضرت حق تعالیٰ کی علوشان کی وجہ سے آسمان کی جانب نسبت فرمائی یا اس وجہ سے کہ عام کافر یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے اور رحمت و عذاب اُس کی طرف سے اترا کرتے ہیں۔ اسلئے من فی السّماء فرمایا۔ ہم نے تیسیر میں بھی حکمراں متصرف کے تفسیری الفاظ بڑھا کر ان تمام شُبہاتُ کو دفع کر دیا ہے۔ زمین پر تو اُس کی حکومت ظاہر ہی ہے کہ اس نے زمین کو تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے، اسی طرح آسمان میں بھی وہی حکمراں ہے تو کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے۔ اور زمین پانی کی طرح حرکت کرنے لگے اور تھرتھرا کر الٹ پلٹ ہو جائے اور تم دھنس جاؤ اور وہ زمین برابر ہو جائے۔ جیسا کہ عام طور پر خسف کے موقعہ پر دیکھا گیا ہے اسلئے اس سے جو آسمان میں ہے کسی وقت بے خوف اور نڈر نہ ہونا چاہیے بلکہ ہر وقت اُس سے ڈرتے رہنا چاہیے اور اسکی نافرمانی سے احتراز اور اجتناب کرنا چاہیے۔ صاحب قاموس نے تمور کے معنی کیے ہیں تضطرب ذھابا ومجیئًا۔ آگے پھر تنبیہ فرماتے ہیں (۱۶) کیا تم لوگ اس سے بے خوف اور نڈر ہو گئے ہو جو آسمان میں بھی حکمراں اور متصرف ہے کہ وہ تم پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دے اب عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ میرا ڈرانا کیسا ہوا اور کیونکر تھا ؛ یعنی جس کی حکومت دونوں جہان پر یکساں ہے وہ اگر چاہے تو تم پر ایسی ہوا اور آندھی بھیجے جو پتھر برسانے والی ہو۔ بہر حال اگر تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈروگے اور اُس کے رسولوں کی مخالفت کرتے رہوگے تو تم کو عنقریب معلوم ہو جائیگا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا۔ یعنی اگر دنیا میں کوئی عذاب عاجل نہ آیا تو مرتے ہی معلوم ہو جائیگا کہ میرا عذاب سے تم کو ڈرانا کیسا تھا (۱۷) اور بلاشبہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں وہ بھی پیغمبروں کی تکذیب کر چکے ہیں پھر دیکھ لو میرے انکار کا انجام انکے حق میں کیسا ہوا ؛ یعنی اُن پہلے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور میں نے انکی حرکاتِ ناشائستہ پر انکار کیا پھر اس انکار کا انجام جو کچھ ہوا وہ تاریخی اعتبار سے تمہارے سامنے ہے۔ اوپر کی آیتوں میں اپنے انعامات اور احسانات کی جانب توجہ دلائی تھی۔ ان آیتوں میں تنبیہ فرمائی اور اپنی گرفت اور عذاب سے ڈرا۔ اب آگے پھر دلائلِ قدرت پر توجہ دلاتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے بعض نے نکیر کا ترجمہ عذاب بھی کیا ہے عام مفسرین نے انکاری علیہم سے تفسیر کی ہے لیکن اپنے اکابر میں سے بعض حضرات نے انکار بم علی سے تفسیر فرمائی ہے حضرت حق جل مجدہٗ کا انکار یہی کہ اس کے اوامر کی مخالفت پر اسکی ناراضگی۔ اور بندوں کا انکار یہ کہ اُس کے احکام کی تعمیل سے روگردانی کریں۔ بہر حال ہم نے ترجمہ اور تیسیر میں دونوں باتوں کی رعایت رکھی ہے۔ فتامل (۱۸) کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر اڑتے پرندوں کے حال پر نظر نہیں کی جو اپنے بازو اور پر پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی کبھی سمیٹ لیتے ہیں۔ ان پرندوں کو سوائے رحمٰن کے اور کوئی گرنے سے نہیں روکتا بیشک وہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے اور ہر چیز اس کی نگاہ میں ہے ؛ یعنی زمین کا ذکر فرمایا آسمان کا ذکر اب درمیانی بات کی طرف اشارہ فرمایا جیسا کہ سورہ نحل میں گزر چکا ہے۔ یعنی جو کی طرف اشارہ ہے کہ صدہا پرندے اڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں حالانکہ انکے ثقل اور انکے خاکی ہونے کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ زمین پر گر پڑیں اور زمین کی

مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ

روزی میں سے کھاؤ اور دوبارہ زندہ ہو کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے۔ کیا تم اس سے نڈر ہو گئے ہو جو آسمان میں

اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ

ہے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے اور وہ زمین یکایک لرزنے لگے ۔ کیا

اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ

تم لوگ اُس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے کہ وہ تم پر پتھر برسانے والی ہوا بھیجدے

فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾ وَ لَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ

اب عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ میرا ڈرانا کیسا تھا۔ اور جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں وہ بھی پیغمبروں کی تکذیب

قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا اِلَى الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ

کر چکے ہیں پھر میرے انکار کا انجام انکے حق میں کیسا ہوا۔ کیا ان لوگوں نے اپنے اوپر اڑتے پرندوں کے حال پر نظر نہیں کی

صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقْبِضْنَ ؔۘ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ

جو پر پھیلائے ہوتے ہیں اور کبھی پر سمیٹ لیتے ہیں ان پرندوں کو بجز خدائے رحمان کے اور کوئی نہیں روکتا بیشک

بِكُلِّ شَیْءٍۭ بَصِیْرٌ ﴿۱۹﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ

وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ بھلا خدائے رحمان کے سوا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بن کر

یَنْصُرُكُمْ مِّنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ ؕ اِنِ الْكٰفِرُوْنَ اِلَّا فِیْ

تمہاری مدد کر سکے یہ کافر محض دھوکے میں

غُرُوْرٍ ﴿۲۰﴾ اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ

پڑے ہوئے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ اپنی روزی کو روک لے تو بھلا وہ کون ہے جو پھر تم کو روزی پہنچائے

بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ﴿۲۱﴾ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰى

اصل بات یہ ہے کہ یہ کافر سرکشی اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں۔ بھلا وہ شخص جو ہر قدم پر منہ کے بل گرتا ہوا

وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤى اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾

چلے وہ زیادہ راہ یافتہ ہوگا یا وہ شخص جو ایک سیدھی راہ پر سیدھا بیدھا چلا جارہا ہو وہ منزل مقصود تک پہونچے گا۔

قوت جاذبہ ان کو کھینچ لے لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ دو دو چار چار آسمان و زمین کے درمیان اُڑتے ہوئے نظر آتے ہیں کبھی تو غول کے غول اُڑتے ہیں پھر یہ بھی نہیں کہ ہمیشہ اُن کے پر کھلے رہیں بلکہ کبھی کبھی اپنے پروں کو بند بھی کر لیتے ہیں اُن کے ثقل اور زمین کی کشش کے باوجود وہ ہوا میں اُڑتے پھرتے ہیں تو ان کو سوائے رحمان کے کوئی اور نہیں جو زمین پر گرنے سے روکتا ہو یہ اُسی کی قدرتِ بالغہ ہے اور اُس کی قدرت کا اثر ہے کہ پرندے ہوا میں اس طرح پھرتے ہیں جس طرح دریا میں مچھلیاں تیرتی ہوتی ہیں۔ اُن کے پروں کی ساخت اور اُن کے بازوؤں کی بناوٹ اس انداز پر رکھی ہے کہ اُن کو ہوا میں اُڑتے پھرنا ایسا ہی سہل ہے جیسے ہم کو زمین پر چلنا پھرنا بلاشبہ ہر چیز اُس کی نگاہ میں ہے اور وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ یعنی تمام مخلوق کے حالات اُس کی نگاہ میں ہیں۔ اور وہ کسی سے غافل نہیں ہے (۱۹) بھلا رحمان کے سوا وہ کون ہے جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے یہ دینِ حق کے منکر محض دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا وہ کون ہے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اے پیغمبر آپ فرمائیے وہ اللہ تعالیٰ ایسا منعم اور محسن ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے مگر تم لوگ اللہ تعالیٰ کا بہت کم شکر ادا کرتے ہو (۲۳) آپ فرمائیے وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور تم سب اُسی کے پاس جمع کیے جاؤ گے ٭ یعنی یہ بہت بڑا اُس کا احسان ہے کہ اُس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو طاقت شنوائی اور بینائی بخشی سوچنے کیلئے اور تمام قوائے جسمانی پر نظم قائم رکھنے کو دل دیا۔ لیکن بایں ہمہ انعامات و احسانات کے تمہارا حال یہ ہے کہ تم لوگ بہت کم احسان مانتے اور بہت کم شکر بجالاتے ہو اور اُن سے ملے پیغمبر یہ بھی فرما دیجئے کہ اُسی نے تم کو روئے زمین پر پھیلا رکھا ہے۔ اور تم سب کو اُسی کی حضوری اور اُسی کی جناب میں حاضر ہونا ہے۔ جو کام کرد یہ سمجھ کر کرو کہ ایک دن اُس کے حضور میں حاضر ہونا اور اپنے کئے کا جواب دینا ہے اور اپنے اپنے اعمال کے موافق سزا بھگتنا اور صلہ پانا ہے آگے کفار کے بعض اعتراضات کا جواب فرمایا (۲۴) اور یہ منکر کہتے ہیں اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ آخر یہ وعدہ کب پورا ہوگا (۲۵) آپ کہدیجئے کہ یہ وعدے کی تعیین اور اُس کے وقت کا علم تو بس اللہ تعالیٰ ہی کو ہے

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
آپ فرمائیے وہی خدا ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں
وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۲۳ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ
اور دل دیئے مگر تم لوگ بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو۔ آپ فرمائیے وہی خدا ہے جس نے تم کو
فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۲۴ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا
زمین میں پھیلا رکھا ہے اور تم سب اسی کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔ اور یہ منکر کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو
الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۲۵ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ
یہ بتاؤ کہ آخر یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ آپ کہدیجئے کہ یہ علم تو بس خدا ہی کو ہے
وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۲۶ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْۗـــَٔتْ
اور میں تو صرف ایک صاف صاف ڈرانیوالا ہوں۔ پھر جب اس روز قیامت کو قریب آتا ہوا دیکھیں گے تو اس وقت
وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ
منکرین حق کی شکلیں بگڑ جائیں گی اور کہا جائے گا یہی وہ عذاب ہے جس کا تم سخت
تَدَّعُوْنَ ۝۲۷ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ
تقاضا کیا کرتے تھے۔ آپ فرمائیے بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو ہلاک
اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۸
کردے یا وہ ہم پر رحم فرمائے تو بھی کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا
قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ
آپ کہدیجئے وہ بڑا رحم کرنیوالا ہے ہم اسی پر ایمان لائے ہیں اور اسی پر ہم نے بھروسہ کر رکھا ہے سو عنقریب تم کو
مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۹ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
معلوم ہو جائیگا کہ کون صریح گمراہی میں مبتلا ہے۔ آپ فرمائیے اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر
اَصْبَحَ مَاۗؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَاۗءٍ مَّعِيْنٍ ۝۳۰ ع
تمہارا پانی زمین میں اتنا اتر جائے کہ حاصل نہ کیا جاسکے تو وہ کون ہے جو تمہارے لئے صاف بہتا پانی لے آئے۔

ع ۲ ۱۶ ۲

اور میں تو سوائے اس کے نہیں کہ لوگوں کو ایک ڈرانے والا ہوں صاف صاف اور واضح طور پر ٭ یعنی جب قیامت کا ذکر اور خدا کی جناب میں جمع ہونیکا ذکر سنتے ہیں تو بجائے ایمان لانے کے مسلمانوں سے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھتے ہیں کہ یہ وعدۂ قیامت کب پورا ہوگا اُس کی تاریخ بتاؤ اس کا وقت مقرر کرو اُس کے جواب میں فرمایا کہ اس کی تعیین کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ میرا کام تو صرف اس قدر ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکام واضح طور پر بیان کردوں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے تم کو ڈرا دوں۔ قیامت کی تعیین کا علم میرے پاس نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے (۲۶) کہ جب اُس روز قیامت یا اُس وعدۂ قیامت کو قریب اور پاس آتا ہوا دیکھیں گے تو اُس وقت ان منکرین حق اور کفر پیشہ لوگوں کے چہرے اور انکی شکلیں بگڑ جائیں گی اور اُس وقت کہا جائیگا یہی وہ عذاب ہے جس کا تم سخت تقاضا کیا کرتے تھے اور تاکید کیساتھ مانگا کرتے تھے ٭ یعنی جس وعدے کا تعین کرا رہے ہو اور تاریخ اور وقت کی تعیین کرا رہے ہو جب وہ وعدہ آئیگا اور وہ قیامت قریب آجائے گی تو کافروں کی صورتیں اور اُن کی شکلیں مارے غم اور پریشانی کے بگڑ جائیں گی اور اُس وقت اُن سے کہا جائیگا یہی تو وہ دن ہے جس کا تم تقاضہ کیا کرتے تھے (۲۷) اے پیغمبر آپ ان دین حق کے منکروں سے کہیئے۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کردے یا وہ ہم پر رحم فرمائے اور اپنی رحمت فرمادے تو ان دونوں حالتوں میں تم بتاؤ کہ کافروں کو اور دین حق کے منکروں کو دردناک عذاب سے کون بچائیگا ٭ سبحان اللہ حضرت حق تعالیٰ نے کیا ہی خوب بات فرمائی۔ کہ تم جو ہماری فکر میں لگے رہتے ہو اور حوادثات زمانہ کا ہمارے لئے انتظار کرتے ہو۔ اور تم اپنے معاملہ پر نظر نہیں کرتے۔ اچھا فرض کرلو۔ اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو اور ان لوگوں کو جو کلمہ گو میرے ساتھ ہیں ان کو ہلاک کردے اور کسی حادثے سے ہم سب ختم ہوجائیں یا نفخۂ اولیٰ سے ہم سب مرجائیں۔ یا آخرت میں اپنی شامت اعمال سے ہلاک ہوجائیں یا اللہ تعالیٰ ہم سب پر مہربانی فرمائے۔ کہ موت کے بعد ہم کو راحت نصیب فرمائے اور ہم کو کسی حادثے سے نقصان ہی نہ پہونچے یا آخرت میں ہماری تقصیرات کو معاف فرما کر ہم کو اپنی رحمت میں داخل کرلے ان دونوں حالتوں میں سے ہمیں کوئی بات بھی پیش آئے مگر تم کو دردناک عذاب سے کون بچانیوالا ہے۔ یعنی ہماری فکر چھوڑ دو ہمارے انجام کی فکر نہ کرو۔ ہمارے ساتھ جو بھی معاملہ ہو تم تو یہ بتاؤ کہ کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچانیوالا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنی نجات کی فکر کرو اور ہمارے انجام کی بحث اور ہمارے انجام کا انتظار نہ کرو۔ ہمارے ساتھ جو برتاؤ بھی ہونا ہو وہ ہو لیکن یہ واقعہ ہے کہ کافروں کو عذاب خداوندی سے کوئی بچانیوالا نہیں آگے مسلمانوں کے امید افزا انجام کی طرف اشارہ فرمایا (۲۸) آپ کہدیجئے وہ اللہ تعالیٰ رحمان ہے یعنی بڑا رحم کرنیوالا ہے ہم اُس پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اُسی پر توکل اور بھروسہ اور اعتماد کر رکھا ہے سو عنقریب تم کو معلوم ہوجائیگا کہ کون صریح گمراہی میں مبتلا ہے۔
یعنی تم مبتلا ہو یا ہم مبتلا ہیں (۲۹) آپ فرمائیے اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر تمہارا پانی زمین میں اتنا نیچے اتر جائے کہ حاصل نہ ہوسکے یعنی اُتر کر غائب ہوجائے تو وہ کون ہے جو تمہارے لئے بہتا پانی لے آئے ٭

(باقی صفحہ ۹۰۳ پر)

Marfat.com

بقیہ ملک ۲۹ یعنی ہماری بات تو صاف اور سیدھی ہے کہ ہم خدائے رحمان پر ایمان رکھتے ہیں ہم سب کا اُسی پر بھروسہ ہے۔ تمہارا نہ اُس پر ایمان نہ اُس پر بھروسہ لہٰذا عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ کون کھلی اور صریح گمراہی میں مبتلا ہے۔ یعنی تم یا ہم۔ ہماری بات صحیح ہے یا تمہاری بات درست ہے مرنے کے ساتھ ہی سب حال معلوم ہو جائیگا۔ آخر میں حضرت حق جل مجدہٗ کی بادشاہی اُس کی علی الاطلاق قدرت اور اُس کے مختار کل ہونے کی طرف ایک اور بات فرمائی کہ اے پیغمبر ان سے دریافت کر کہ بھلا یہ تو بتاؤ اور اس بات پر تو غور کرو کہ تمہارا پانی اگر زمین میں اُتر جائے خواہ کنوئیں کا پانی ہو یا دریا کا ہو یا نہر کا ہو وہ زمین کے اندر اس قدر نیچے چلا جائے کہ زمین کے اوپر نہ لایا جا سکے تو وہ کون ہے جو زمین کے نیچے اترے ہوئے پانی کو اوپر لے آئے۔ یعنی جہاں تمام اسباب معطل ہو جائیں تو وہ کون ہے جو صاف اور ستھرا پانی تمہارے لئے سطح زمین پر لے آئے۔ غور کے معنی ہیں بہت گہرائی میں پانی کا اُتر جانا۔ ایسی گہرائی جہاں سے پانی حاصل نہ کیا جا سکے۔ ہم نے پانی کو عام رکھا ہے۔ جیسا کہ ہمارے بعض اکابر نے آنکھوں میں جو بینائی کا پانی ہوتا ہے اُس کو بھی شامل کیا ہے۔ معین یعنی صاف ستھرا۔ یا جاری۔ ہم نے ترجمہ میں دونوں معنی کئے ہیں (۳۰) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اس آیت کی تلاوت فرماتے تو فرماتے الله یاتینا به وهو رب العلمین ؞

تمت تفسیر سورۃ الملک ؞ تفسیر صفحہ ہذا۔

سُوْرَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ قلم مکی ہے اور یہ باون آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝١ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

نٓ قسم ہے قلم کی اور قسم ہے اُس کی جو لکھنے والے لکھتے ہیں۔ کہ آپ اپنے رب کے فضل سے

بِمَجْنُوْنٍ ۝٢ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝٣ وَاِنَّكَ لَعَلٰى

دیوانے نہیں ہیں۔ اور بیشک آپ کیلئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونیوالا نہیں۔ اور یقیناً آپ بڑے بلند

خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝٤ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝٥ بِاَيِّكُمُ

خلق پر قائم ہیں۔ اب عنقریب آپ دیکھ لیں گے اور یہ کافر بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں سے

الْمَفْتُوْنُ ۝٦ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ

کون جنون میں مبتلا ہے۔ بے شک آپ کا رب ہی اُس شخص کو خوب جانتا ہے جو اُس کی راہ سے بھٹک گیا

وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝٧ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝٨ وَدُّوْا

اور وہی اُنکو بھی خوب جانتا ہے جو راہ یافتہ ہیں۔ لہٰذا آپ ان تکذیب کرنیوالوں کا کہنا نہ مانیئے۔ یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ

لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝٩ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝١٠

اگر آپ ان کے بارے میں نرم ہو جائیں تو وہ بھی ڈھیلے پڑ جائیں یعنی آپکی مخالفت میں۔ اور آپ کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے جو بہت قسمیں کھانے والا اور ذلیل ہو۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝١١ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝١٢ عُتُلٍّۭ

طعنے دینے والا ہو اور چغل خوری کرتا پھرتا ہو۔ بھلے کاموں سے روکنے والا حد سے بڑھ جانیوالا ہو۔ گنہ گار ہو۔ بد مزاج اور ان سب

بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝١٣ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝١٤ اِذَا

باتوں کے علاوہ اس کا نسب بھی صحیح نہ ہو۔ اس سبب سے کہ وہ شخص صاحب مال اور اولاد ہو۔ جب

تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝١٥

اس کے روبرو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے یہ اگلے لوگوں کی بے سرو پا کہانیاں ہیں

سُوْرَةُ الْقَلَمِ ؞ سورۂ قلم مکی ہے اور یہ باون ۵۲ آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ؞

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

ن۔ اس کے معنی تو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ قسم ہے قلم کی اور قسم ہے اُس کی جو لکھنے والے لکھتے ہیں (۱) کہ آپ اپنے پروردگار کے فضل سے مجنون اور دیوانے نہیں ہیں ؞ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دین حق کے منکر عجیب عجیب بے تکی اور سراپا لغو باتیں کہا کرتے تھے منجملہ اُن کے آپ کو عام طور سے دیوانہ اور مجنون بھی کہتے تھے۔ چنانچہ سورہ حجر میں گزر چکا ہے یایھا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون حضرت حق جل مجدہٗ کافروں کے ان الفاظ کا رد فرماتا ہے اور تاکید کے طور پر قلم اور قلم سے لکھنے والے جو کچھ لکھتے ہیں اُسکی قسم کھا کر کفار کے اس قول کی نفی فرماتا ہے کہ آپ ہرگز مجنون نہیں ہیں قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے مقادیر خلق لوح محفوظ پر لکھے گئے۔ اور جس کو اول ما خلق الله القلم کا شرف حاصل ہوا وما یسطرون سے شاید ان فرشتوں کا لکھنا مراد ہے جو کاتب اعمال ہیں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے یہی تفسیر منقول ہے۔ بعض حضرات نے وما یسطرون کو عام رکھا ہے۔ یعنی جو بھی لکھنے والے لکھتے رہتے ہیں خواہ وہ تحریرات عالم بالا کی ہوں۔ یا نامۂ اعمال کی ہوں۔ یا زمین کے لکھنے والے لکھتے ہوں چونکہ تحریرات کو دوام حاصل ہے اور قلم اور قلم کی تحریر کو ممالک کے انتظام میں بڑا دخل ہے اور اُمور سلطنت کا انصرام اور اُمور سلطنت کی ترقی کا دار و مدار قلم اور قلم کی تحریرات پر منحصر ہے۔ اور اُمم سابقہ کے حالات کا معلوم ہونا اور تاریخی واقعات کا معلوم ہونا سب تحریر اور فرشتوں پر موقوف ہے اور زبانی باتوں کا وجود محض عارضی ہے۔ اور دیوانے آدمی کی بات کو تو بالکل ثبات نہیں۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم جو ہمہ گیر تعلیم ہے اُس کی نہ صرف اشاعت اور تمام عالم میں پھیلانا مقصود ہے۔ بلکہ اُسکو دوام اور قیامت تک اس تعلیم کا دنیا میں قائم رہنا اور لوگوں کا اس مشعل ہدایت سے راہ پانے کا اظہار اور اعلان مقصود ہے اس لئے قلم اور جو کچھ اس قلم سے فرشتے یا اہل زمین لکھتے رہتے ہیں اُس کی قسم کھا کر فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے پروردگار کے فضل و کرم سے مجنون یا دیوانے نہیں ہیں بلکہ آپ کے لئے تو کفار کی ان باتوں سے بڑا اجر اور بڑا مرتبہ ہے (۲) اور بیشک آپ کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونے والا نہیں ؞ یعنی دین حق کے منکر جو آپکی شان میں ہرزہ سرائی کرتے ہیں اور آپ اسپر صبر کرتے ہیں اس پر آپ کو ایسا اجر ملنے والا ہے جو کبھی ختم ہونیوالا نہیں۔ جس طرح آپ کی مقدس تعلیم اور آپ کا دین قائم اور دائم رہنے والا ہے اسی طرح آپ کے اجر کو بھی زوال نہیں اور وہ اجر اور آپ کے مراتب کی بلندی اور برتری کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ ممنون کے ایک معنی یہ بھی ہیں کہ احسان رکھا گیا اس تقدیر پر مطلب یہ ہوگا کہ ایسا اجر عطا ہوگا کہ جو بغیر کسی احسان جتانے کے عطا کیا جائیگا۔ یعنی اس اجر کا آپ پر کوئی احسان نہیں رکھا جائیگا۔ آگے آپ کے اخلاقِ عظیمہ کا ذکر فرمایا چونکہ ان لوگوں پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ اُن کی رہنمائی اور اُن کی ہدایت کے لئے کوشش کرتے ہیں اور یہ اس احسان عظیم کے باوجود (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

ہم عنقریب اسکی ناک اور اُس کی سونڈھ پر داغ لگادیں گے ✦ یعنی اوّل تو ہر مکذِّب اس قابل نہیں کہ اسکی بات مان لی جائے اور خاص طور پر ان کذبین میں سے اگر کوئی شخص ان صفات ذمیمہ کے ساتھ بھی متصف ہو جن کا اوپر ذکر ہوا تو ایسے شخص کا خاص طور پر خیال رکھا جائے اور اُس کی اطاعت سے اجتناب کیا جائے جو صفات مذکور ہوئیں وہ یہ ہوئیں۔ حلاّف بے حد قسمیں کھانیوالا اور ہر جائز و ناجائز موقع پر خدا کے نام کا استعمال کرنیوالا۔ مہین۔ بے قدر اور پست ہمت جو اپنی حرکات شنیعہ کی وجہ سے خالق اور مخلوق دونوں کی نظر میں ذلیل و خوار ہے۔ ہمّاز۔ طعنہ دینے والا اپنے طعنوں سے لوگوں کی دل آزاری کرتا ہے لوگوں پر اعتراض کرنا لوگوں کے حسب و نسب میں طعن کرنا اُس کی عادت ہے مشّاءٍ بنمیم۔ لوگوں کی چغل خوری ایک کی دوسرے سے لگائی بجھائی کرتے پھرنا۔ اور لوگوں میں لڑائی اور جنگ کرانا جو اس لگائی بجھائی کا لازمی نتیجہ ہے۔ مناعٍ للخیر۔ نیک کام سے روکنے والا۔ جس میں مال کی خیرات کرنیسے روکنا بھی داخل ہے۔ معتدٍ۔ لوگوں پر ناحق ظلم و تعدی کرنیوالا اور حد اعتدال سے گزرجانیوالا۔ اثیم سخت گناہ گار جو ہر بڑے گناہ میں مبتلا ہو۔ عتل۔ سخت طبع۔ بدخو۔ متکبر۔ گردن کش۔ نخوت شعار۔ زنیم۔ نطفۂ بے تحقیق و لدالزنا۔ حرام زادہ۔ اور یہ جو فرمایا ان کان ذا مال وبنین۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے اور وہ بھی محض اس غرض سے کہ وہ صاحب مال و اولاد ہے اور دنیا کی وجاہت رکھتا ہے۔ اس دنیوی وجاہت کا آپ پر کوئی اثر نہ ہونا چاہیے اور ایسے بدکردار کا ہرگز کہنا نہ مانئے اس لئے آپ کو اس کی اطاعت سے منع کیا جاتا ہے کہ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ از راہ تکبر ناک چڑھا کر کہتا ہے کہ یہ تو پہلے اور گزشتہ لوگوں کی بے سند کہانیاں ہیں۔ بہرحال پہلے عام مکذبین کی اطاعت سے اپنے پیغمبر کو منع کیا اور پھر تخصیص بعد التعمیم کے طور پر مخصوص کافر کی اطاعت سے منع کیا۔ اور فرمایا ہم ایسے بدکردار اور متکبر اور دشمن رسول کی ناک پر داغ لگائیں گے۔ ناک کی بجائے خرطوم کا لفظ بطور تذلیل فرمایا جو عام طور پر ہاتھی اور سوّر کی سونڈھ کو کہتے ہیں۔ ان دونوں کی سونڈھ یعنی ناک نیچے کی طرف رہتی ہے۔ داغ لگانا کنایہ اس کی تذلیل کیطرف ہے یہ تذلیل اور داغ یا تو قیامت میں ہوگا یا جنگ بدر میں ایک انصاری نے اس کافر کی ناک پر تلوار ماری تھی جس سے اس کی ناک زخمی ہوگئی تھی اور وہ زخم آخر تک اچھا نہ ہوا اور اسی میں مرگیا۔ شاید اس واقعہ کی طرف اشارہ ہو یوں تو ہر منکر اور کافر انہی اوصاف سے متصف ہوتا ہے لیکن زنیم کہنے سے عام مفسرین کی رائے یہ ہے کہ اس سے ولید بن مغیرہ مراد ہے۔ مغیرہ نے اٹھارہ سال کے بعد اس امر کا اقرار کیا تھا کہ ولید میرے نطفے سے ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ ولید ان آیتوں کے بعد تلوار لے کر اپنی ماں کے پاس پہنچا اور اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ محمد جھوٹ نہیں بولتا۔ سچ بتا میں کس کے نطفے سے ہوں ورنہ میں تیرا سر اُڑا دوں گا۔ اس نے کہا بات تو یہ ہے کہ تیرا باپ عنین تھا مجکو اس سے اولاد کی اُمید نہ تھی میں نے خیال کیا کہ مغیرہ کی تمام دولت چچا کے لڑکے لے لینگے اس لئے میں نے فلاں فلاں غلام سے مل کر تجھ کو حاصل کیا۔ یہ حقیقت تیری پیدائش کی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سب کافر کی وصف ہیں۔ آدمی اپنے اندر دیکھے اور یہ خصلتیں چھوڑے ۱۲ بدنام یعنی بدی کر مشہور ۱۲ ذا مال وبنین یعنی دنیا میں طالع مند ہے

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ

ہم عنقریب اسکی ناک پر داغ لگادیں گے یعنی اُسے رسوا کریں گے۔ ہم نے ان اہل مکہ کو اسی طرح آزمایا ہے جس طرح ہم نے

اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَیَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِیْنَ ﴿۱۷﴾

اُن باغ والوں کی آزمائش کی تھی جبکہ اُن لوگوں نے اس بات پر قسمیں کھائی تھیں کہ ہم صبح ہوتے ہی ضرور اس باغ کے پھل توڑلیں گے

وَلَا یَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَیْهَا طَآىِٕفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَ

اور اُنھوں نے انشاء اللہ بھی نہ کہا۔ پھر وہ پڑے سوتے ہی رہے اور آپ کے رب کی جانب سے ایک چکر لگانیوالا اس باغ کا

هُمْ نَآىِٕمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِیْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا

چکر لگا گیا یعنی بلائے ناگہانی۔ پھر صبح ہوتے ہوتے وہ باغ ایسا ہوگیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔ غرض صبح کے وقت یہ باغ والے

مُصْبِحِیْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِیْنَ ﴿۲۲﴾

ایک دوسرے کو پکارنے لگے۔ کہ اگر تم کو باغ کے پھل توڑنے ہیں تو سویرے سے کھیت پر چلو

فَانْطَلَقُوْا وَ هُمْ یَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا یَدْخُلَنَّهَا الْیَوْمَ

پھر وہ آپس میں چپکے چپکے یہ باتیں کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔ کہ بات تو جب ہے کہ آج باغ میں تمہارے

عَلَیْكُمْ مِّسْكِیْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّ غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِیْنَ ﴿۲۵﴾

پاس کوئی مسکین نہ آنے پائے اور مساکین کے نہ دینے پر اپنے کو قادر سمجھتے ہوئے صبح سویرے پہونچ گئے

فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ

پھر جب اُس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے یقیناً ہم راستہ بھول گئے۔ نہیں بلکہ ہماری

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾

قسمت ہی پھوٹ گئی۔ ان باغ والوں میں سے جو بہتر آدمی تھا اُسنے کہا کیوں میں تم سے کہتا نہ تھا کہ تم خدا کی پاکی کیوں نہیں بیان کرتے۔

قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

اسپر سب نے کہا ہمارا رب جملہ عیوب سے پاک ہے بے شک ہم ہی قصوروار تھے۔ پھر ایک دوسرے کی جانب مُنہ کرکے

عَلٰى بَعْضٍ یَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا یٰوَیْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا

آپس میں ایک دوسرے کو الزام دینے لگے۔ آخر کہنے لگے ہائے ہماری خرابی ہم سب ہی

کہتے ہیں یہ ولید تھا قریش میں ایک سردار ناک پر داغ شاید دنیا میں پڑا ہو یا آخرت میں پڑے گا جلنے کا ۱۲ ان آیتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنے والے کی دس برائیاں بیان کیں۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ درود شریف بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ آگے حضرت حق تعالیٰ نے باغ والوں کا ایک قصہ بیان فرمایا۔ مکے والوں کو سنانے کے لئے۔ تاکہ مکے والے سمجھیں کہ وہ ایک خاص آزمائش میں مبتلا ہیں۔ اگر انھوں نے اس پیغمبر اور اس کی تعلیم سے فائدہ حاصل نہ کیا تو ان کو بھی باغ والوں کی طرح پچھتانا پڑے گا (۱۶) ہم نے ان مکے والوں کو بھی اُسی طرح آزمایا ہے جس طرح ہم نے ان باغ والوں کی آزمائش کی تھی جبکہ ان لوگوں نے اس بات پر قسمیں کھائی تھیں کہ ہم صبح ہوتے ہی ضرور اس باغ کے پھل توڑلیں گے (۱۷) اور انھوں نے اپنے اس کہنے پر انشاءاللہ بھی نہ کہا۔ یہ باغ یا تو حبشہ میں تھا اور یا یمن میں صنعاء سے تقریباً تین کوس کے فاصلہ پر تھا۔ یہ باغ ایک ثقیفی یعنی قبیلۂ ثقیف کے رہنے والے شخص کا تھا۔ یہ باغ بہت اچھے پھل لاتا تھا (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

یعنی الزام دینے ملامت کرنے اور اُلاہنا دینے سے کیا فائدہ آؤ سب مل کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں توبہ کریں اور کھلے الفاظ میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کریں (۳۱) عجب نہیں کہ ہمارا پروردگار اس باغ کے بدلے اس سے بہتر باغ ہم کو عنایت فرمادے بے شک ہم اپنے پروردگار ہی سے توقع رکھنے والے اور رغبت کرنیوالے ہیں اور اُسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ہی آرزو کرتے ہیں ؛ یعنی توبہ کرتے ہیں اور توبہ کی قبولیت کے ساتھ یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اس باغ سے بہتر باغ عنایت فرمادے گا۔ بدلا عام ہے۔ دنیا میں دیدے گا یا آخرت میں اس سے بہتر باغ مل جائیگا۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُسی اُجڑے ہوئے باغ کو سرسبز کردیا اور اُس کی حالت کو پہلے سے بہتر کردیا۔ یا کہتے ہیں کہ جب شہر کے بادشاہ نے اُن کے واقعہ کو سنا اور ان کے رونے کو دیکھا تو ان کو ایک باغ حیزان نامی اپنے باغوں میں سے دیدیا جوان کے باغ سے بہت بہتر اور بڑا بار آور تھا۔ باغ ضروان کے مالک مومن تھے یا کافر؛ تو اس میں اکثر علماء کی رائے یہی ہے کہ یہ لوگ مومن تھے بعض حضرات نے توقف اور سکوت کو ترجیح دی ہے۔ ایک بہت مختصر جماعت

طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَآ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَآ اِنَّآ
حد سے بڑھ جانیوالے تھے - عجب نہیں کہ ہمارا پروردگار اس باغ کے بدلے اس سے بہتر باغ ہمکو عنایت فرمائے
اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ الْعَذَابُ ۚ وَلَعَذَابُ
بیشک ہم اپنے رب سے ہی توقع رکھنے والے ہیں۔ یوں ہی عذاب آیا کرتا ہے اور آخرت کا عذاب یقیناً دنیا کے عذاب
الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ
سے کہیں بڑھ کر ہے کاش یہ کافر سمجھتے ہوتے ۔ البتہ پرہیزگاروں کے لئے
عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ
ان کے پروردگار کے ہاں نعمتوں کے باغ ہیں ۔ کیا ہم فرماں برداروں کو
كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ
نافرمانوں کے برابر کردیں گے ۔ تم کو کیا ہو گیا تم کیسا حکم لگاتے ہو ۔ کیا تمہارے پاس
كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾
کوئی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو ۔ کہ تم کو اُس عالم میں وہ چیز ملے گی جس کو تم پسند کرتے ہو
اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ
کیا تم نے ہم سے اس بات پر قیامت تک باقی رہنے والی کچھ محکم اور مضبوط قسمیں لے رکھی ہیں کہ جن چیزوں کا تم اپنے حق میں
لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾
فیصلہ کرتے ہو وہ چیزیں تم کو ملیں گی۔ اے نبی آپ ان سے دریافت کیجئے کہ آخر ان میں کون شخص ہے جو اس قسم کی باتوں کا ذمہ دار ہے۔
اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا
کیا ان مشرکوں کے تجویز کردہ کچھ شرکاء ہیں پھر اگر یہ سچے ہیں تو ان اپنے تجویز کردہ
صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى
شرکاء کو پیش کریں۔ وہ دن قابل ذکر ہے جس دن پنڈلی کو نمایاں کیا جائیگا یعنی ایک خاص قسم کی تجلی ہوگی اور لوگوں کو سجدے
السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ
کے لئے بلایا جائیگا پھر کافر سجدہ نہ کر سکیں گے ۔ ان کی آنکھیں نیچی ہو رہی ہوں گی

ع ۱ ۳۴ ۴

ان لوگوں کے کفر کی قائل ہے واللہ اعلم (۳۲) یوں عذاب آیا کرتا ہے اور آخرت کا عذاب یقیناً دنیا کے عذاب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ کاش یہ کافر سمجھتے ہوتے اور کاش یہ لوگ جانتے ہوتے ؛ مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا کا عذاب تھا اس کو کوئی نہیں ٹال سکا۔ اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑا ہے۔ اور وہاں کی آفت تو سب سے بڑی ہے۔ کاش یہ لوگ اتنی بات کو جان لیتے۔ کفار مکہ کی حالت بھی یہی ہے کہ یہ اپنی آسودگی اور دولت کے غرور میں اندھے ہو رہے ہیں۔ اور نبی آخر الزماں کی مخالفت پر آمادہ ہیں ان کو نہ قحط کی خبر ہے نہ جنگ بدر کی۔ یہ سب عذاب ان پر آنے والے ہیں اور جب آخری عذاب انکی تباہی کا آئے گا اور مکہ فتح ہو جائیگا تب باغ والوں کی طرح آنکھیں کھلیں گی اس وقت توبہ کریں گے اور اسلام میں داخل ہوں گے ابھی ان کو ان باغ والوں کی طرح ہم آزما رہے ہیں جب سرکشی حد سے تجاوز ہو جائیگی اور عذاب آجائیگا اس وقت ان کا سب غرور ڈھل جائیگا اور ان کے سب کس بل نکل جائیں گے آگے اللہ تعالیٰ پرہیزگار اور اہل تقویٰ کا ذکر فرماتا ہے اور کفار مکہ کے بعض بے دلیل اعتراضات کا جواب دیتا ہے۔ آخر میں حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر فرما کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تاکید فرماتا ہے۔ بیچ میں حشر کی بعض باتوں کا ذکر ہے اور اس امر کا اظہار ہے کہ میں ظالموں کو مہلت دیتا رہتا ہوں لیکن جب گرفت کرتا ہوں تو میری گرفت سخت ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

(۳۴) البتہ ڈرنے والوں اور پرہیزگاروں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس نعمتوں کے باغ ہیں ؛ اوپر کی آیتوں میں باغ ضروان کے مالکوں کا ذکر تھا اور اہل مکہ کے منکروں کی آزمائش اور امتحان کی طرف اشارہ تھا اب اُن لوگوں کا ذکر فرمایا جو کفر سے اور دوسرے گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں ان کو عالم آخرت میں جو نعمتیں اور آرام و آسائش کے باغ ملنے والے ہیں اُن کا ذکر کیا چونکہ کفار مکہ عام طور سے یہ خیال کیا کرتے تھے کہ اول تو قیامت اور میدان حشر کا قیام یہ سب ڈھونگ ہے ان میں سے کوئی بات بھی ہونیوالی نہیں اور اگر بالفرض قیامت ہوئی بھی اور وہ دوسرا عالم آ بھی تو ہمارے لئے وہاں بھی حسنیٰ اور جنت ہوگی۔ ہم مسلمانوں سے اچھی حالت میں ہوں گے جس طرح ہم دنیوی عیش و آرام میں مسلمانوں سے بڑھے ہوئے ہیں اسی طرح وہاں بھی ان سے زیادہ آرام میں رہیں گے اور اگر زیادہ نہ بھی ہوئے تو برابر رہنے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ اس اعتراض کا جواب قرآن نے اور بھی کئی جگہ دیا ہے۔ سورۂ ص سورہ الم سجدہ میں بھی مساوات کی نفی فرمائی ہے۔ یہاں دوسرے عنوان سے کفار کے اس شبہے اور اعتراض کا جواب فرماتے ہیں (۳۴) کیا ہم فرماں برداروں کو نافرمانوں اور مجرموں کے برابر کردیں گے (۳۵) تم کو کیا ہو گیا تم کیسا فیصلہ کرتے اور کیسا حکم لگاتے ہو ؛ یعنی یہ کیسا نامعقول فیصلہ ہے کہ جو لوگ اطاعت گذار اور تقویٰ شعار اور مطیع و منقاد ہیں اُن کو ہم مفسدوں سرکشوں اور گناہ گاروں کی مانند کردیں گے اور دونوں کو ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی درجہ عنایت کریں گے۔ یہ کس قدر خلاف عقل اور لغو فیصلہ ہے جو تم کر رہے ہو (۳۶) کیا تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے جس میں تم یہ پڑھتے ہو (۳۷) کہ تم کو اُس عالم میں وہ چیز مل جائیگی جس کو تم پسند کرتے ہو ؛ یعنی دوسرے عالم کے معاملات چونکہ محض عقلی نہیں ہیں بلکہ توقیفی ہیں اس لئے کیا تمہارے پاس کوئی آسمانی کتاب
(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حشر کے دن ہر اُمت جس کو پوجتی تھی اُس کے ساتھ جاویگی مسلمان کھڑے رہ جاویں گے پروردگار آویگا جس صورت میں یہ پہچانیں کے فرمایکا ...
ساتھ آؤ کہیں گے نعوذ باللہ ہمارا رب آویگا تو ہم پہچان لیں گے فرمایگا کچھ اس کا نشان جانتے ہو کہیں گے جانتے ہیں پھر ظاہر ہوگا ان کی پہچان کے موافق اور پنڈلی کھولے گا تو سجدے میں گریں گے جو کچھ
ت سے سجدہ نہ کرتا تھا اُس کی پیٹھ نہ مُڑے گی اُلٹا گرے گا یہ ان کا اعتقاد توحید آزمانے کو کہ صورت پوجنے سے ایسے بیزار ہیں ۱۲ یہ ایک مشہور حدیث ہے جس کا ترجمہ شاہ صاحب نے کیا ہے شارحین حدیث
اتے ہیں کہ پہلے کوئی فرشتہ کسی صورت میں ظاہر ہو کر کہے گا میں تمہارا رب ہوں یہ پناہ مانگیں گے اس سے خدا کی تب کشف ساق یعنی ساق کی حقیقت کا انکشاف ہوگا تب سب سجدے میں گر پڑیں گے آگے
مکذبین کے بارے میں پیغمبر علیہ السلام کو خطاب ہے (۴۳) پس اے پیغمبر آپ مجھکو اور اُن لوگوں کو جو اس کلام کی تکذیب کرتے ہیں چھوڑ دیجئے ہم ان کو اس طرح بتدریج عذاب کی طرف لے جائیں گے جس کی
کو خبر بھی نہ ہوگی ؛ یعنی آپ ان کے معاملے کو مجھ پر
چھوڑ دیجئے اور مجھ پر بھروسہ کیجئے میں ان سے بدلا اور
انتقام لینے کے لئے کافی ہوں میں ان کو جہنم اور عذاب
کی طرف آہستہ آہستہ اس طور پر لے جارہا ہوں کہ ان کو
کا علم بھی نہیں ۔ استدراج ۔ اندک اندک نزدیک
گردیدن ۔ آپ کو کوئی تشویش نہ ہو آپ اپنی طبیعت
پر غم کا بار نہ ڈالئے (۴۴) اور میں ان کو مہلت دے
رہا ہوں بیشک میری تدبیر اور میری گرفت بڑی مضبوط ہے
سورۂ اعراف میں یہ مضمون گزر چکا ہے ۔ مہلت اور ڈھیل
ظالموں کو دیتے ہیں اور پھر پکڑتے اور عذاب میں مبتلا
کرتے ہیں ، کید کے معنی داؤں ۔ تدبیر اور گرفت کیا گیا
ہم نے تیسیر میں دونوں باتیں ظاہر کر دی ہیں (۴۵)
کیا آپ ان سے قرآن کی تبلیغ پر کچھ مزدوری اور اجرت
طلب کرتے ہیں جس کے تاوان سے یہ دبے جاتے
ہیں یعنی آپ کوئی ان سے ایسا مطالبہ کرتے ہیں جس
سے بوجھل اور گراں بار ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے
آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر استفادہ نہیں کرتے
اور آپ سے مستغنی اور بے پروا رہتے ہیں مغرم ۔
اس امر مالی کو کہتے ہیں جو بغیر کسی خیانت اور خطا
کے وصول کیا جائے جس کو ہمارے ہاں تاوان اور
ڈنڈ کہا جاتا ہے (۴۶) یا ان کے پاس مغیبات
کا علم ہے جسے لکھ لیتے ہیں ؛ یعنی لوح
محفوظ یا مغیبات الٰہیہ کا ان کو علم ہے جسکو
یاد رکھنے کی غرض سے لکھ لیا کرتے ہیں
اور اُس علم سے معلوم ہو جاتا ہے کہ مسلمان
اور حق کے منکروں کے ساتھ مساوی سلوک
ہوگا اسلئے یہ آپ سے مستغنی ہو گئے ہیں اور صاحب
وحی کی اتباع اور پیروی کو ضروری نہیں سمجھتے آگے
تسلی دی جاتی ہے ۔ اور صبر و سہار کی تلقین
کی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔ (۴۷) پس اے
پیغمبر آپ اپنے پروردگار کے حکم اور اُس کی تجویز پر صبر
کرتے رہیے اور مچھلی والے یعنی حضرت یونس
علیہ السلام کی طرح نہ ہو جائیے جبکہ
اُس نے اللہ تعالیٰ کو پکارا اور وہ
غصے میں بھرا ہوا تھا اور غم سے
گھٹ رہا تھا ۔ (۴۸) اگر
اُس کے پروردگار کا فضل اُسکی
دستگیری نہ کرتا اور اُس کو نہ سنبھالتا
تو وہ چٹیل میدان میں بُرے حالوں پھینکدیا جاتا ۔

تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ
اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی اس رسوائی کا سبب یہ ہے کہ ان کو دنیا میں سجدے کے لئے بلایا جاتا تھا حالانکہ اس وقت
وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهَٰذَا
یہ توانا اور تندرست تھے ۔ سو اے پیغمبر آپ مجھ کو اور اُن لوگوں کو جو اس کلام کی تکذیب کرتے ہیں
الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٤﴾
چھوڑ دیجئے ہم اُن کو اس طرح بتدریج عذاب کے قریب لیجائیں گے جس کی اُن کو خبر بھی نہ ہو گی ۔
وَأُمْلِي لَهُمْ ۚ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿٤٥﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا
اور میں اُن کو مہلت دے رہا ہوں بیشک میری پکڑ بڑی مضبوط ہے ۔ کیا آپ انسے تبلیغ پر کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں
فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ﴿٤٦﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ
کہ وہ اس تاوان کے بوجھ میں دبے جاتے ہیں ۔ یا ان کے پاس کوئی غیب کا علم ہے جسے
يَكْتُبُونَ ﴿٤٧﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ
یہ لکھ رکھتے ہیں ۔ سو اب آپ اپنے رب کے حکم کا صبر سے انتظار کرتے رہیے اور مچھلی والے کی طرح
الْحُوتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿٤٨﴾ لَوْلَا أَنْ تَدَارَكَهُ
نہ ہو جائیے جبکہ اس نے خدا کو پکارا اور اس کی حالت یہ تھی کہ وہ غم وغصہ سے بھرا ہوا تھا ۔ اگر اس کے پروردگار کا فضل
نِعْمَةٌ مِنْ رَبِّهِ لَنُبِذَ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ﴿٤٩﴾ فَاجْتَبَاهُ
اُس کی دستگیری نہ کرتا تو وہ چٹیل میدان میں پھینکدیا جاتا اور اُس کا حال بُرا ہوتا ۔ پھر اسکے ربّ نے اسکو
رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٥٠﴾ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ
نواز دیا اور اس کو نیک لوگوں میں شامل رکھا ۔ اور جب یہ کافر قرآن سنتے ہیں
كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ
تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ اپنی تیز نگاہی سے آپ کو پھسلا دیں گے اور
وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ﴿٥١﴾ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٥٢﴾
کہتے ہیں کہ بیشک یہ شخص دیوانہ ہے ۔ حالانکہ وہ قرآن تو اقوام عالم کیلئے صرف ایک نصیحت ہے

وقف لازم

ع ٢ / ١٩

پھر اُس کے ربّ نے اُس کو نواز دیا اور اُس کو نیک اور شائستہ لوگوں میں شامل رکھا ؛ مچھلی کی مناسبت سے حضرت یونس کو صاحب الحوت فرمایا ۔ حضرت یونس علیہ السلام نے قوم کی اذیت سے گھبرا کر قوم
کے لئے بددعا کی پھر بلا اذن الٰہی عذاب کی تاریخ مقرر کر دی ۔ پھر بستی سے نکل کر چلے گئے ۔ اور آخر مچھلی کے پیٹ میں محبوس کر دیے گئے ۔ بعض مفسرین نے ولا تکن کصاحب الحوت پر نہی کو ختم کر دیا ہے ۔
مخالفت لازم سے ظاہر ہے ۔ اس تقدیر پر مطلب یہ ہے کہ اے محمد تم جلد بازی میں یونس کی طرح نہ ہو جانا ، آگے حضرت یونس کا قصہ بطور اتمام چند آیتوں میں بیان کر دیا ۔ یعنی وہ وقت قابل ذکر ہے جب اُس
نے اسی حالت میں جبکہ وہ غصے اور غم کے مارے گھٹ رہا تھا ۔ یہ پکارنا مچھلی کے پیٹ میں پکارنا ہوگا اور بعض حضرات نے فرمایا ۔ لا یکن حالک کحالہ وقت ندائہ لئلا توجد منک ما وجد
منہ من المغاضبۃ والمعاتبۃ ۔ اب اذ نادی وھو مکظوم کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ غصے میں بھرا ہوا تھا اور اس نے غصے میں آکر اپنی قوم کے عذاب کے لئے پکارا ۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

…یہ باون آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؛ روزِ قیامت (۱) کیا ہے وہ روزِ قیامت (۲) اور آپ کو … واقف کیا اور بتایا کہ روزِ قیامت کیا ہے (۳) ثمود اور عاد نے اس کھڑکھڑا دینے والی چیز یعنی قیامت کی تکذیب کی اور قیامت کو جھوٹا جانا ؛ حاقہ یہاں قیامت کو فرمایا ہے۔ حاقہ کے معنی ثابت ہونیوالی واجب ہونیوالی یعنی جس کا وقوع ضروری اور حق ہے۔ یا حاقہ بمعنی عارفہ ہے کہ جب وہ گھڑی واقع ہوگی تو لوگ تمام امور کی حقیقت اور اصلیت کو پہچان لیں گے یا ثابتہ یعنی یہ دن جب ہوگا تو اس دن حساب اور جزا و سزا کا ثبوت اکمل طور پر ہوجائیگا۔ اور وہاں ہر وعدہ وعید کا پورا تحقق ہوگا۔ یا حق فرمایا قیامت کو کہ اس دن ہر شخص اس لائق ہوگا کہ اپنے اعمال کی سزا یا جزا پائے۔ اسی کی اہمیت کے لئے فرمایا کیا ہے وہ حاقہ اور آپ کو کس نے بتایا اور آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ حاقہ کیسی کچھ ہے اور اس کی ہولناکی کا کیا حال ہے۔ قارعۃ بھی قیامت کو کہتے ہیں کیونکہ قرع کے معنی کھٹکھٹانے کے ہیں۔ کھٹکھٹانے سے آدمی ہوشیار ہوجاتا ہے سوتا ہوا آدمی جاگ جاتا ہے۔ قیامت کے دن کی کھٹکھٹاہٹ ایسی ہولناک ہوگی کہ ہر غافل کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اس کی گھبراہٹ سے ہر شخص کی غفلت اور بے پروائی دور ہوجائیگی۔ مقصود ان سوالات سے قیامت کی تہویل اور اس کی فظاعت کی شان ظاہر کرنی ہے۔ آگے چند واقعات بیان فرمائے کہ قیامت کی ہولناکی کو سمجھنا ہر شخص کا کام نہیں ہے اس لئے چند واقعات بطور تمثیل اور بطور نظیر بیان کئے جاتے ہیں تاکہ اس کی ہیبت اور اس کی ہولناکی کچھ سمجھ میں آسکے چنانچہ عاد و ثمود کی تکذیب کا اظہار فرمایا اور ایک پیغمبر کی تکذیب اس کے تمام اصول اور اس کے دعاوی کی تکذیب کو مستلزم ہے اسلئے ان کی تکذیب کو قارعہ یعنی قیامت کی تکذیب فرمایا۔ آگے ان کی تباہی اور ہلاکت کا ذکر ہے (۴) پس بہرحال ثمود تو ایک سخت ہولناک آواز سے تباہ کردئے گئے ؛ یعنی ان منکرین قیامت کو دنیا میں جو سزا دیگئی وہ یہ کہ ثمود تو ایک تند آواز اور چیخ سے ہلاک کئے گئے طاغیہ کے معنی حد سے گزر جانیوالی۔ بعض نے صیحۃ طاغیہ کہا ہے بعض نے رجفۃ طاغیہ فرمایا ہے بہرحال کڑاکے کی آواز بھی تھی اور زلزلہ بھی تھا (۵) اور رہے عاد تو وہ ایک ایسی تیز و تند ہوا سے ہلاک کئے گئے۔ (۶) جس کو اللہ تعالیٰ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن برابر لگاتار مسلط کردیا تھا سوائے مخاطب اگر تو وہاں ہوتا تو ان لوگوں کو اس زمانے میں ایسا گرا ہوا اور پچھڑا ہوا دیکھتا جیسے وہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے پڑے ہیں ؛ یعنی طویل القامت ہونے کی وجہ سے ایسے معلوم ہوتے جیسے پرانی اور کھوکھلی کھجوروں کے تنے پڑے ہوئے ہیں۔ حسوم کے معنی کاٹنے کے بھی ہیں اور بعض حضرات نے نحس بھی کئے ہیں لیکن ہم نے متواتر اور لگاتار کئے ہیں اور یہی معنی عام طور سے علماء نے کئے ہیں یعنی سات رات اور آٹھ دن میں ایک لحظہ کو ہوا نہیں رکی اور پوری قوم کا خاتمہ ہوگیا۔ ان دنوں کو عرب ایام عجوز کہتے ہیں (۷) سو کیا اے مخاطب تجھ کو اب ان میں سے کوئی بھی باقی اور بچا ہوا نظر آتا ہے ؛ یعنی عاد کی پوری کی پوری نیست و نابود کردی گئی آگے اور چند گزشتہ قوموں کی تباہی کا ذکر فرمایا (۸) اور فرعون اور اس سے پہلے کی قومیں اور الٹی ہوئی بستیاں بڑے بڑے قصوروں کا ارتکاب کرتے ہوئے آئے ؛ یعنی فرعون آیا اور … کا ارتکاب کیا اور کچھ لوگ اس سے پہلے تھے وہ بھی …

سُوْرَةُ الْحَاقَّةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ حاقہ مکی ہے اور یہ باون آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

اَلْحَاۤقَّةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْحَاۤقَّةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحَاۤقَّةُ ؕ﴿۳﴾

وہ ضرور ہونیوالی چیز۔ کیا ہے وہ ضرور ہونیوالی چیز۔ اور اے نبی آپکو کچھ خبر ہے کہ وہ ضرور ہونیوالی چیز کیسی کچھ ہے۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا

ثمود اور عاد نے اس کھڑکھڑا دینے والی چیز یعنی قیامت کی تکذیب کی۔ سو ثمود تو ایک سخت ہولناک آواز سے

بِالطَّاغِيَةِ ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۙ﴿۶﴾

تباہ کردیے گئے۔ اور رہے عاد تو وہ ایک ایسی تیز و تند ہوا سے ہلاک کئے گئے

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا فَتَرَى

جس کو خدا نے ان پر سات رات اور آٹھ دن برابر لگاتار مسلط کردیا تھا سوائے مخاطب

الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۚ﴿۷﴾

تو لوگوں کو ان رات دنوں میں ایسا پچھڑا ہوا دیکھتا جیسے وہ کھجوروں کے کھوکھلے تنے پڑے ہیں۔

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْ ۢ بَاقِيَةٍ ﴿۸﴾ وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ

سو کیا اے مخاطب اب تجھ کو ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔ اور فرعون نے اور اس سے پہلی قوموں نے اور الٹی ہوئی بستیوں

وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۚ﴿۹﴾ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ

کے رہنے والوں نے بھی بڑے بڑے قصوروں کا ارتکاب کیا۔ چنانچہ ان مذکورہ قوموں نے اپنے رب کے ہر پیغمبر کی جو انکی طرف بھیجا گیا نافرمانی کی

اَخْذَةً رَّابِيَةً ﴿۱۰﴾ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ۙ﴿۱۱﴾

آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی نہایت سخت گرفت کی۔ ہم نے جس وقت پانی حد سے اونچا ہوا تو تم کو کشتی میں سوار کرلیا۔

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَاۤ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فَاِذَا نُفِخَ

تاکہ اس واقعہ کو تمہارے لئے ایک یادگار بنادیں اور محفوظ رکھنے والے کان اس واقعہ کو محفوظ رکھیں۔ پھر جب صور میں

تھے۔ شاید ان سے حضرت شعیبؑ کی قوم مراد ہے۔ اور الٹی ہوئی بستیاں اس سے حضرت لوطؑ کی قوم مراد ہے (۹) چنانچہ ان مذکورہ لوگوں نے اپنے پروردگار کے ہر پیغمبر کی جو ان کی طرف بھیجا گیا نا… کی آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی نہایت سخت گرفت کی ؛ فرعون کے واقعات تو قرآن میں کئی جگہ مذکور ہیں اُس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا بنی اسرائیل پر انتہائی ظلم کئے۔ حضرت شعیبؑ کی قوم مدین میں آباد … یہ متمدن اور شہری لوگ تھے۔ کچھ جنگل اور بن میں رہتے تھے ان کو اصحاب الایکہ کہتے ہیں۔ بہرحال حضرت شعیبؑ کی ان لوگوں نے مخالفت کی اور نافرمانی کی بالآخر ان پر چیخ اور چنگھاڑ کا عذاب آیا اور … کے ساتھ زلزلے کے جھٹکے بھی لگے بن والوں پر آگ اور دھوئیں کا عذاب آیا جسکو سورۂ شعراء میں یوم الظلہ فرمایا ہے اسی طرح یہ لوگ ہلاک کردیے گئے۔ اور مؤتفکات تو یہ وہی سدوم اور اُسکی متعلقہ بستیا… ہیں جن کی ہدایت حضرت لوطؑ کے سپرد ہوئی تھی ان کا انجام یہ ہوا کہ اٹھا کر الٹ دی گئیں اور آج تک الٹی پڑی ہیں۔ بہرحال یہ سب حاقہ کی نظیریں ہیں اور ان سے ہی اُس حاقہ کا جو واقع … (باقی صفحہ ۹۰۸ …)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۰۷) ہونیوالی ہے کچھ اندازہ لگایا جاسکتا ہے ورنہ اصلی حقیقت تو حاقہ کی کہاں معلوم ہوسکتی ہے۔ جس طرح دنیا کی حاقہ میں مسلمان کو محفوظ کرلیا جاتا تھا اور کافروں پر عذاب نازل ہوتا تھا اسی طرح قیامت کے وقوع کے وقت بھی اہل ایمان پل صراط سے صحیح سالم گزر جائیں گے اور خدا کے دشمن جہنم میں گر جائیں گے۔ کہتے ہیں حضرت لوط علیہ السلام کی بستیوں میں بڑی بستی سدوم کی تھی اور اس سدوم میں چار لاکھ کی آبادی تھی بہرحال آگے نوح علیہ السلام کے زمانے کی طرف اشارہ ہے اور جن مسلمانوں کو کشتی میں سوار کیا گیا تھا اُن کی اولاد کو بطور امتنان وہ بات یاد دلائی گئی ہے اور وہ طوفانِ نوح بھی کفار کیلئے ایک حاقہ تھا جس نے حق و باطل کے درمیان امتیاز کردیا تھا رابیۃ زائدۃ فی الشدت یعنی بہت سخت (۱۰) ہم نے جس وقت پانی کو حد معتاد سے اونچا کردیا یعنی طوفان کے وقت تو تم کو کشتی میں سوار کرلیا۔ یعنی تمہارے بڑوں اور بزرگوں کو ؛ مطلب یہ ہے کہ جب نوح کی قوم نے نوح کی نافرمانی کی اور ان کی قوم پر طوفان آیا اور طوفان کا پانی بلند ہونا شروع ہوا تو ہم نے تمہارے بزرگوں کو جو مسلمان تھے اور نوح پر ایمان رکھتے تھے اُن کو کشتی میں سوار کرلیا

فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ

ایک پھونک ماری جائے گی ۔ اور زمین اور پہاڑ اُٹھا لئے جائیں گے

فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَ

اور ایک ہی چوٹ میں دونوں چورا چورا کردئے جائیں گے یعنی باہم ٹکرا کر - تو اس روز وہ ہونیوالی چیز یعنی قیامت واقع ہوجائیگی - اور

انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰى

آسمان پھٹ جائیگا اور وہ اُس دن بالکل بودا اور کمزور ہوگا - اور فرشتے اُسکے

اَرْجَآئِهَا ؕ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ ؕ

کناروں پر سمٹ آئیں گے اور اُس دن آپ کے رب کے عرش کو آٹھ فرشتے اپنے اوپر اُٹھائے ہوئے ہونگے

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ

اُس دن تم لوگ پیش کیے جاؤ گے اور تمہاری کوئی خفیہ سے خفیہ بات پوشیدہ نہ رہے گی - پھر جس شخص کا نامۂ اعمال

كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ﴿۱۹﴾ ۚ اِنِّيْ ظَنَنْتُ

اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ لوگوں سے کہے گا لو ذرا یہ میرا نامۂ اعمال تو پڑھ لو - مجھ کو اس بات کا یقین تھا کہ

اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ﴿۲۰﴾ ۚ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿۲۱﴾ ۙ فِيْ جَنَّةٍ

مجھے میرا حساب پیش آنا ہے - غرض وہ ایک پسندیدہ زندگی گزارتا ہوگا - یہ پسندیدہ زندگی

عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَآ

بہشت بریں میں ہوگی - اس بہشت کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے - جو اعمال تم گزشتہ زمانے میں بامید صلہ بھیج چکے ہو

اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ

اس کے صلے میں خوب مزے کیساتھ کھاؤ اور پیو - اور بہرحال جس کا نامۂ اعمال اسکے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا

فَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ ﴿۲۵﴾ ۚ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَهْ ﴿۲۶﴾ ۚ

تو وہ کہے گا اے کاش میرا نامۂ اعمال مجھ کو دیا ہی نہ جاتا - اور مجھ کو یہ خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے

يٰلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ﴿۲۷﴾ ۚ مَآ اَغْنٰى عَنِّيْ مَالِيَهْ ﴿۲۸﴾ ۚ هَلَكَ

کیا اچھا ہوتا کہ وہ پہلی موت ہی آخری فیصلہ کرنیوالی ہوتی یعنی دوبارہ اٹھنا نہ ہوتا میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا - میری جاہت

(۱۱) تاکہ ہم اس واقعہ کو تمہارے لئے ایک یادگار بنادیں اور محفوظ رکھنے والے کان اس کو محفوظ رکھیں ؛ کانوں کو محفوظ رکھنے والا یا یاد رکھنے والا مجازاً فرمایا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کو یاد رکھیں اور سبب عذاب اور موجبات عقاب سے بچیں۔ یہاں تک مکذبین کے واقعات اور حاقہ کی تمثیلات مذکور ہوئیں اب آگے اصل حاقہ یعنی قیامت کی ہولناکی اور اُس دن کی تخریب کا ذکر فرماتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

(۱۲) **تفسیر صفحہ ہٰذا**:- پھر جب صور میں پھونکا جائیگا ایک بار پھونکنا (۱۳) اور زمین اور پہاڑ اٹھا لئے جائیں گے یعنی اپنی جگہ سے اور ایک ہی چوٹ میں، دونوں چورا چورا اور ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے (۱۴) تو اس روز وہ واقع ہونیوالی چیز واقع ہوجائے گی۔ (۱۵) اور آسمان پھٹ جائیگا اور وہ اُس دن بالکل بودا اور کمزور ہوگا (۱۶) اور فرشتے اُس کے کناروں پر سمٹ آئیں گے اور اُس دن آپ کے پروردگار کے عرش کو آٹھ فرشتے اپنے اوپر اٹھائے ہوئے ہوں گے (۱۷) اُس دن تم لوگ حضرت حق تعالیٰ کے روبرو پیش کئے جاؤ گے اور تمہاری کوئی خفیہ سے خفیہ بات پوشیدہ نہ رہے گی ؛ اوپر کی آیتوں میں حضرت حق جل مجدہٗ نے بعض قوموں کی تباہی اور بعض زمین کے حصوں کی بربادی کا ذکر فرمایا تھا تاکہ یہ بات سمجھ میں آجائے کہ جو قادر مطلق اور مالک و مختار زمین اور زمین کی بسنے والی بعض قوموں کے ہلاک و برباد کرنے پر قادر ہے وہ تمام چیزوں کو بھی اگر چاہے تو فنا کرسکتا ہے اور ایک عالم سفلی پر کیا موقوف ہے وہ عالم علوی کو بھی چاہے تو ختم کرسکتا ہے اور اسی ختم کرنے کا نام حاقہ ہے لہٰذا اُن تمام تمثیلات اور نظائر کا ذکر کرنے کے بعد اب حاقہ یعنی قیامت کے بعض مقدمات کا ذکر فرمایا کہ جب پہلی مرتبہ صور پھونکا جائیگا اور صور میں ایک پھونک ماری جائے گی تو اس کا یہ اثر ہوگا کہ زمین اور پہاڑ سب درہم برہم ہوجائیں گے اور اُٹھا لئے جائیں گے اور جب یہ اپنی جگہ سے اکھڑ جائیں گے اور یہ نظام باقی نہ رہے گا تو آپس میں ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوجائیں گے دکّ کے معنی ہیں کسی چیز کو توڑنا اور ریزہ ریزہ کردینا یعنی ایک ہی ٹکر اور ایک ہی چوٹ میں ریزہ ریزہ ہوکر ہوا میں اُڑتے پھریں گے بس اس روز وہ حاقہ واقع ہوجائیگی۔ عالم سفلی ہی صرف صور کی آواز سے متاثر نہ ہوگا بلکہ عالم علوی بھی متاثر ہوگا آسمان بھی پھٹ جائیگا اور بالکل بودا اور کمزور ہوجائیگا جیسے کوئی کاغذ یا کپڑا بجس جاتا ہے اور گل جاتا ہے۔ یہ حالت آسمان کی ہوجائے گی۔ اور آسمانوں پر جو فرشتے آباد ہیں وہ اس کے اطراف و جوانب اور اُس کے کناروں پر سمٹ آئیں گے۔ یعنی جو حصۂ آسمان کا نہ پھٹا ہوگا فرشتے اس پر آجائیں گے اور جب نیچے اترنے کا حکم ہوگا تو نیچے آجائیں گے۔ ارجاء رجا کی جمع ہے جس کے معنی طرف اور جانب کے ہیں۔ اگرچہ عالم سفلی اور عالم علوی سب میں سستی اور ضعف ہوگا مگر عرش الٰہی میں گرانی اور ثقل زیادہ ہوگا اور ہیبت الٰہی اور اُس کے جلال کا یہ اثر ہوگا کہ اس وقت عرش الٰہی کو چار فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں اس دن آٹھ فرشتے اٹھائینگے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اب چار کے کندھے پر اُس دن چار اور لگیں گے ۲ غرض یہ کہ آٹھ فرشتے اٹھائیں گے اور پھر مخلوق پیش کی جائیگی جس کو فرمایا کہ اُس دن جس دن یہ تمام کام ہوں گے اُس دن تم اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کئے جاؤ گے۔ یہ شاید نفخۂ قیام کے بعد ہوگا۔ یعنی دوسرے نفخہ کے بعد، بہرحال جب پیش کئے جاؤ گے تو تمہاری کوئی خفیہ سے خفیہ بات اور بھید پوشیدہ نہ رہے گا۔ کیونکہ جب نامۂ اعمال سامنے آئینگے (باقی ص ۹۰۹ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۰۸) تو سب باتیں ظاہر ہو جائیں گی۔ یوم تبلی السرائر۔ چونکہ قیامت کا دن بہت طویل ہوگا اس لئے نفخۂ اولی اور نفخۂ ثانیہ سب کا ذکر فرمایا (۱۸) پھر جس شخص کا نامۂ اعمال اُس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ لوگوں سے کہے گا آؤ ذرا میرا نامۂ اعمال تو پڑھو۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر ایک کے اعمال کے کاغذ اُڑا دیں گے جس کے داہنے ہاتھ میں آیا نشان ہوا بھلائی کا اور جو بائیں ہاتھ میں پیٹھ کی طرف سے تو نشان ہوا بُرائی کا۔ خلاصہ یہ کہ سیدھے ہاتھ میں کاغذ آئے گا تو خوشی کے مارے ہر ایک سے کہے گا لینا ذرا یہ کاغذ پڑھنا اور میرے نامۂ اعمال کو پڑھنا (۱۹) مجھ کو اس بات کا یقین تھا کہ مجھے میرا حساب پیش آنا ہے (۲۰) غرض وہ ایک پسندیدہ اور من مانی زندگی گزارتا ہوگا (۲۱) یہ پسندیدہ اور من مانی زندگی بہشت بریں میں ہوگی (۲۲) اس بہشت کے میوے جھکے ہوئے ہوں گے (۲۳) کہا جائیگا جو اعمال تم گزشتہ زمانے میں صلے کی اُمید پر کر چکے ہو اُن کے بدلے میں خوب مزے کیساتھ کھاؤ پیو۔ مطلب یہ کہ سیدھے ہاتھ میں نامۂ اعمال ملنے کی وجہ سے کہے گا مجھ کو تو پہلے ہی اس امر کا یقین تھا کہ میرا حساب ہوگا یعنی میں قیامت اور روزِ جزا کا قائل تھا غرض وہ ایک من مانی اور عیش کی زندگی گزاریگا جو اونچے اونچے باغ یعنی بہشت بریں میں ہوگی ان اونچے باغوں کے میوے اس قدر قریب اور نیچے جھکے ہوئے ہوں گے جو بآسانی حاصل کئے جا سکیں گے اور انکے استعمال میں کوئی دشواری نہ ہوگی اور ارشاد ہوگا جو اعمال تم نے گزشتہ زمانے میں اس امید پر کئے تھے کہ اسکا صلہ اللہ تعالیٰ کی جناب سے ملیگا تو ان اعمال کے صلے میں خوب رچ کر کھاؤ پیو یا اُن اعمال کے بدلے میں جو تم آگے بھیج چکے ہو خوب رچ کر کھاؤ۔ کئی طرح ترجمہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ خلاصہ مطلب ایک ہی ہے لیکن ہم نے ترجمہ اور تیسیر میں رعایت رکھی ہے اور اگر آیت کا تعلق روزہ داروں سے ہو جیسا کہ مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے تو مطلب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے بھوکے پیاسے رہے خاص کر گرمی کے زمانے میں لہٰذا اُن خواہشات کو روکنے کے بدلے میں جو دنیا میں کر چکے ہو آج خوب کھاؤ پیو یعنی بے روک ٹوک کھاؤ اور پیو آگے ان کا ذکر مذکور ہے جنکے نامۂ اعمال اُلٹے ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۴) اور بہرحال جسکا نامۂ اعمال اُسکے بائیں اور اُلٹے ہاتھ میں دیا جائیگا تو وہ کہے گا اے کاش میرا نامۂ اعمال اور میرا لکھا مجھ کو نہ ملتا اور مجھ کو دیا ہی نہ جاتا۔ یعنی حسرت سے کہیگا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میرا عمل نامہ مجھ کو دیا ہی نہ جاتا (۲۵) اور مجھ کو یہ خبر ہی نہ ہوتی کہ میرا حساب کیا ہے (۲۶) کیا اچھا ہوتا کہ وہ پہلی موت ہی آخری فیصلہ کرنیوالی ہوتی۔ یعنی موتِ اول کے بعد دوبارہ بعث اور زندہ ہونا نہ ہوتا۔ (۲۷) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا (۲۸) میری وجاہت و حکومت بھی مجھ سے گئی گزری ہوئی (۲۹) تفسیر صفحہ ہذا حکم ہوگا اس شخص کو پکڑو اور اس کے طوق ڈالو (۳۰) پھر اس کو دوزخ میں داخل کر دو (۳۱) پھر ایک ایسی زنجیر میں جسکی پیمائش ستر گز ہے اسکو جکڑ دو (۳۲) کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ پر جو سب سے بڑا ہے ایمان نہ رکھتا تھا (۳۳) اور یہ غریب مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب و تاکید نہ کرتا تھا (۳۴) سو آج اس کا نہ یہاں کوئی ہمدردی کرنے والا دوست ہے (۳۵) اور نہ اُس کو زخموں کے دھوون یعنی پیپ لہو کے سوا کوئی اور کھانا میسر ہے۔ (۳۶) کہ اس کھانے کو سوائے گناہ گاروں کے اور کوئی نہیں کھائیگا۔ ان آیتوں میں دینِ حق کے منکروں کا انجام بیان فرمایا۔ قیامت میں جب نامۂ اعمال اُڑائے اور بکھیرے جائیں گے اس وقت منکروں کے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائیگا۔ اور چونکہ نامۂ عمل کا بائیں ہاتھ میں آنا علامت ہے تباہی اور بربادی کی اس لئے یہ شخص چیخنا اور پیٹنا شروع کرے گا۔ ہائے میری کتاب اور میرا لکھا میرے ہاتھ میں نہ دیا جاتا۔ اور میرے حساب کی مجھ کو خبر نہ ہوتی اور دنیا میں جو موت آئی تھی بس وہی موت فیصلہ کن ہوتی اور اُس کے بعد کوئی قصہ نہ رہتا یا یہ مطلب کہ یہ موجودہ حالت ہی موجب موت ہوتی یعنی قیامت ہی میری موت کا سبب ہو جاتی اور آگے کوئی قصہ باقی نہ رہتا۔ اسی طرح دنیوی مال۔ اور دنیوی وجاہت و سلطنت پر افسوس کرے گا کہ اُس دن کوئی چیز کام نہ آئے گی۔ کم از کم ایک انسان کو اپنے اعضا اور اپنے جوارح پر وجاہت اور قابو حاصل ہوتا ہے لیکن قیامت کے دن ہاتھ پاؤں بھی کہنے میں نہ ہوں گے۔ ارشاد ہوگا ملائکہ کو جو محافظ جہنم ہیں اور جن کا نام زبانیہ ہے کہ اس کو پکڑ لو اور طوق اس کے زیب گلو کر دو یعنی دونوں ہاتھوں کو گلے کے ساتھ ملا کر جکڑ دو اور اس کو دوزخ میں داخل کرو۔ پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی مساحت اور پیمائش ستر گز ہو اس زنجیر میں اس کو داخل کر دو یعنی جکڑ دو۔ آگے عذاب کی وجہ بیان کی کہ یہ اللہ تعالیٰ جو بزرگ و برتر ہے اُس پر ایمان نہیں رکھتا تھا (باقی ضمیمہ میں)

عَنِّي سُلْطَانِيَهْ ﴿٢٩﴾ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ﴿٣١﴾
بھی مجھ سے گئی گزری ہوئی - حکم ہوگا اس شخص کو پکڑو اور اسکے طوق ڈالدو - پھر اس کو دوزخ میں لیجا داخل کرو-
ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوهُ ﴿٣٢﴾ إِنَّهُ
پھر ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر گز ہے اس کو جکڑ دو - کیوں کہ یہ
كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلَىٰ طَعَامِ
خدائے بزرگ پر ایمان نہ رکھتا تھا - اور یہ محتاج کو کھانا کھلانے کی
الْمِسْكِينِ ﴿٣٤﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هَاهُنَا حَمِيمٌ ﴿٣٥﴾ وَلَا طَعَامٌ
ترغیب نہیں دیتا تھا - سو آج اس کا نہ یہاں کوئی ہمدردی کرنے والا دوست ہے - اور نہ اسکو سوائے زخموں
إِلَّا مِنْ غِسْلِينٍ ﴿٣٦﴾ لَا يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ﴿٣٧﴾ فَلَا أُقْسِمُ
کے دھوون کے اور کوئی کھانا میسر ہے - جس کھانے کو سوائے گناہ گاروں کے اور کوئی نہیں کھائیگا - پھر میں قسم کھاتا ہوں
ع ١ ٥
بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ﴿٣٩﴾ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ
ان چیزوں کی جنکو تم دیکھتے ہو - اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے کہ یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا
كَرِيمٍ ﴿٤٠﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَا تُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ وَ
کلام ہے - اور یہ قرآن کسی شاعر کا کلام نہیں ہے مگر تم بہت ہی کم یقین کرتے ہو - اور نہ یہ
لَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ
کسی کاہن کا کلام ہے مگر تم لوگ بہت ہی کم غور و فکر سے کام لیتے ہو - یہ قرآن پروردگار عالم کیطرف سے
الْعَالَمِينَ ﴿٤٣﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿٤٤﴾ لَأَخَذْنَا
بھیجا ہوا ہے - اور اگر یہ پیغمبر ہمارے ذمہ کوئی غلط بات گھڑ کر لگاتا - تو ہم اُس کا
مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿٤٥﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ﴿٤٦﴾ فَمَا مِنْكُمْ
داہنا ہاتھ پکڑتے اور ہم اس کے دل کی رگ کاٹ ڈالتے یعنی گردن مار دیتے - پھر تم میں سے کوئی
مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِنَّهُ لَتَذْكِرَةٌ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٤٨﴾ وَ
بھی اسکو قتل کی سزا سے روکنے والا نہ ہوتا - اور بلاشبہ یہ قرآن پرہیزگاروں کیلئے نصیحت ہی نصیحت ہے اور

Marfat.com

اور بلاشبہ ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس قرآن کی تکذیب کرنیوالے بھی ہیں (۴۹) اور بیشک یہ قرآن کافروں کیلئے موجب حسرت وندامت ہے (۵۰) اور یہ قرآن سراسر حق اور یقینی اور تحقیقی بات ہے (۵۱) پس اے پیغمبر آپ اپنے عظیم الشان پروردگار کی پاکی بیان کیجئے :: پرہیزگاروں کیلئے تذکرہ یعنی جو خدا سے ڈرنیوالے اور پرہیزگار ہیں وہی اسکی پند اور نصائح سے مستفید ہوتے ہیں ورنہ فی نفسہ قرآن کا حق ہونا اس کا ذاتی کمال ہے اور موجب نصیحت ہونا اسکا اضافی وصف ہے اسلئے فرمایا متقیوں کیلئے نصیحت ہی نصیحت ہے اور جو تم میں سے اس قرآن کی تکذیب کرنے والے ہیں اُن کو بھی ہم خوب جانتے ہیں یعنی ہم کو یہ معلوم ہے کہ تم میں سے بعض اس قرآن کی تکذیب کرنیوالے بھی ہیں. پھر منکرین اور مکذبین کیلئے اس قرآن کا موجب حسرت اور پشیمان ہونا فرمایا دنیا میں قرآن پر ایمان لانیوالوں کی جس قدر ترقی اور زیادتی ہوتی ہے اُسی قدر قرآن کے منکروں کی حسرت و پشیمانی میں اضافہ ہوتا ہے اور آخرت میں تو حسرت و پشیمانی کی انتہا نہ ہوگی اُسوقت افسوس کریں گے کہ ہائے ہم نے اس قرآن کو کیوں نہیں مانا کذٰلک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم اور یہ قرآن تحقیقی اور یقینی چیز ہے اور صرف یقین ہے یعنی یہ قرآن یقین کرنیکے لائق ہے، اس میں کوئی باطل بات نہیں ہے اور اس میں کوئی شک شبہ کی گنجائش ہے اور اسکے نہ ماننے والوں کا ہر عذر ناقابل سماعت ہے. سواے پیغمبر آپ پروردگار کے نام کی جو بڑی عظمت والا ہے پاکی بیان کیجئے اور تسبیح کیجئے یعنی سبحان ربی العظیم کہا کیجئے۔ پہلے گزر چکا ہے۔ کہ جب آیت سبح باسم ربك العظیم نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو اپنے رکوع کی تسبیح کرلو یعنی رکوع میں پڑھا کرو۔ (۵۲) تم تفسیر سورۃ الحاقہ

إِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُكَذِّبِينَ ۴۹ وَإِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَى

ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض اس قرآن کی تکذیب کرنیوالے بھی ہیں۔ اور بیشک یہ قرآن کافروں کیلئے موجب حسرت

الْكَافِرِينَ ۵۰ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ۵۱ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۵۲ ع

وندامت ہے۔ اور بیشک قرآن سراسر حق اور یقینی ہے۔ سواے پیغمبر آپ اپنے عظیم الشان پروردگار کے نام کی پاکی بیان کیجئے

ع ۲ ۱۵ ۶

سُورَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ أَرْبَعٌ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورہ معارج مکی ہے اور یہ چوالیس آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۱ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ

ایک مانگنے والے نے وہ عذاب مانگ لیا جو واقع ہونیوالا ہے۔ کافروں پر اس عذاب کو کوئی

دَافِعٌ ۲ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۳ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ

ٹالنے والا نہیں۔ وہ عذاب اس خدا کی طرف سے واقع ہوگا جو بلند درجات کا صاحب ہے۔ اسکی طرف فرشتے اور روح

إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۴ فَاصْبِرْ

اُس دن چڑھتے ہوں گے جسکی مقدار پچاس ہزار سال کی ہے۔ سواے پیغمبر آپ صبر کیجئے

صَبْرًا جَمِيلًا ۵ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۶ وَنَرَاهُ قَرِيبًا ۷ يَوْمَ

اور صبر بھی ایسا جسمیں شکایت نہو۔ یہ منکر اس عذاب کو دور از قیاس سمجھ رہے ہیں، اور ہم اسکو قریب دیکھ رہے ہیں۔ وہ عذاب

تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْمُهْلِ ۸ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۹ وَ

اس دن ہوگا جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوجائیگا۔ اور پہاڑ رنگین اون کی طرح ہوجائیں گے۔ اور

لَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ۱۰ يُبَصَّرُونَهُمْ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي

کوئی دوست کسی دوست کا پرسان حال نہو گا۔ حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے گناہگار اس بات کی تمنا کریگا کہ کسی

مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ۱۱ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۱۲ وَفَصِيلَتِهِ

طرح اس دن کے عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے اپنے بیٹوں کو اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو۔ اور اپنے کنبے والوں کو

سورۃ معارج مکہ معظمہ میں نازل ہوئی ہے اور یہ چوالیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ۰ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۰ ایک درخواست کرنیوالے اور مانگنے والے نے ایسا عذاب مانگا اور ایسے عذاب کی درخواست کی۔ جو واقع ہونیوالا ہے۔ (۱) کافروں پر اس عذاب کو کوئی ٹالنے اور دفع کرنیوالا نہیں (۲) وہ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوگا جو بلند و بالا درجات کا صاحب ہے :: سال کے معنی استفسار اور درخواست و طلب کے کئے ہیں۔ یہاں درخواست و طلب کے معنی مراد ہیں یہ سورت سورۂ حاقہ کی مزید تفصیل اور اسی کا تتمہ ہے شان نزول میں بھی چند باتیں مفسرین نے فرمائی ہیں. لیکن مشہور اور ان میں سے راجح یہ ہے کہ نضر بن قریش جو کہ کفار میں بہت مشہور اور اسلام کا سخت دشمن تھا اس نے دعا کی الٰہی اگر یہ محمدؐ اپنے دعاوی میں سچا ہے اور یہ قرآن تیرا ہی نازل کردہ ہے تو ہم پر پتھر برسادے یا کوئی اور دردناک عذاب ہم پر بھیج دے۔ اس پر یہ ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں۔ بعض حضرات نے حارث بن نعمان فہری کے بارے میں ان آیتوں کا نزول بتایا ہے۔ بعض کا یہ بھی قول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص یا کسی فرقے کے لئے عذاب طلب کیا اُس پر اس سورت کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں بہرحال ہم نے مشہور قول اختیار کرلیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایک منکر عذاب نے عذاب مانگا یعنی نضر نے عذاب کی درخواست کی وہ عذاب جو کافروں پر واقع ہونے والا ہے۔ خواہ دنیا میں نازل ہو یا آخرت میں وہ جب بھی نازل ہو اس عذاب کو کوئی ٹالنے والا اور دفع کرنے والا نہیں وہ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا۔ اس سورت میں اللہ تعالیٰ کا وصف ذی المعارج فرمایا جس کا ترجمہ ہم نے بلند و بالا درجات کیا ہے اور چونکہ بلندی پر پہنچنے کے لئے سیڑھی کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے بعض حضرات نے سیڑھیوں والا کیا ہے یعنی عذاب اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوگا جو سیڑھیوں والا ہے۔ سیڑھیوں والے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے پاس پہونچنے کے لئے سیڑھیوں کو عبور کرنا پڑتا ہے یہاں ان سیڑھیوں سے مراد آسمان ہیں۔ معراج سیڑھی کو کہتے ہیں۔ معرج موضع صعود کو کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے آگے تعرج الملٰئکۃ والروح فرمایا۔ یعنی وہ بلند و بالا درجات کا صاحب اور مالک ہے۔ اس کی جانب ملائکہ اور ارواح چڑھتی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ صاحب معارج کی ذات بزرگ و بالا ہی سب کا منتہائے مقصود ہے۔ یہاں سیڑھیوں سے جیسا کہ ہم نے کہا ہے مراد آسمان ہیں جو کلمات یا ملائکہ یا ارواح اوپر جاتی ہیں اور اپنے اپنے منتہا پر پہونچتی ہیں وہ آسمان کو عبور کرتی ہوئی پہنچتی ہیں۔ اس لئے اس گزرگاہ کو سیڑھیوں سے تعبیر کردیا ہے آگے اسی عروج کی طرف اشارہ ہے (۳) اس کی طرف فرشتے اور روح اُس دن چڑھتے ہوں گے جس دن کی مقدار دنیا کے پچاس ہزار برس کے برابر ہے :: یعنی تمام فرشتے خواہ وہ مدبرات امور ہوں (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور اپنے کنبے والوں کو جن میں وہ رہتا سہتا تھا (۱۳) اور روئے زمین کے سب لوگوں کو اپنے فدیے میں دے ڈالے پھر یہ فدیہ دینا اس مجرم کو عذاب سے بچالے ۔ مُھل پگھلا ہوا تانبا۔ پگھلا ہوا۔ سیسا۔ پگھلی ہوئی چاندی کو کہتے ہیں تیل کی تلچھٹ کو بھی کہتے ہیں اور زیتون کے تیل کی تلچھٹ کے ساتھ بھی تفسیر کی گئی ہے۔ بہر حال آسمان کی مختلف حالتیں ہوں گی اس لئے یہ سب باتیں جمع ہو سکتی ہیں۔ عھن رنگین اون کو کہتے ہیں چونکہ دوسری جگہ کالعھن المنفوش آیا ہے اس لئے ہم نے تیسیر میں دھنکی ہوئی رنگین اون کر دیا ہے۔ بہر حال پہاڑ آخر میں اڑتے پھریں گے رنگین شاید اس لئے فرمایا کہ پہاڑ مختلف الالوان ہوتے ہیں جیسا کہ سورۂ فاطر میں گزر چکا ہے جب رنگ برنگ کے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ملیں گے تو رنگین نظر آئیں گے۔ کوئی دوست اور قرابت دار کسی دوست اور قرابت دار کو نہ پوچھے گا ایسی افراتفری ہوگی کہ کوئی کسی کو نہ پوچھے گا بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ حمیم۔ گہرا دوست اور قریبی رشتہ دار حالانکہ ایک دوسرے کو دیکھتے بھی ہوں گے یعنی دوست اور قرابت دار سامنے ہوں گے اور پھر کام نہ آئیں گے۔ سورۂ

الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ يُنْجِيهِ ﴿۱۴﴾ كَلَّا

جن میں وہ رہتا سہتا تھا۔ اور روئے زمین کے سب لوگوں کو اپنے فدیہ میں دیدے پھر یہ فدیہ دینا اس مجرم کو بچالے یہ ہرگز نہیں

إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِلشَّوَىٰ ﴿۱۶﴾ تَدْعُو مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿۱۷﴾

ہوگا وہ ایک خالص شعلہ مارتی ہوئی ایسی آگ ہے جو جسم کی کھال کھینچ لینے والی ہے۔ ہر اس شخص کو وہ آگ خود اپنی طرف بلاتی ہوگی جس نے پیٹھ پھیری ہوگی اور رُخ موڑا ہوگا۔

وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ﴿۱۸﴾ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا ﴿۱۹﴾ إِذَا مَسَّهُ

اور جس نے مال جمع کیا ہوگا پھر اسے محفوظ جگہ میں سینت سینت کر رکھا ہوگا۔ بیشک انسان بنایا گیا ہے بے صبرا جب اس کو کوئی تکلیف

الشَّرُّ جَزُوعًا ﴿۲۰﴾ وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا ﴿۲۱﴾ إِلَّا الْمُصَلِّينَ ﴿۲۲﴾

پہونچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے۔ اور جب اس کو فارغ البالی حاصل ہوتی ہے تو وہ سخت بخیل ہوتا ہے۔ مگر ہاں وہ نمازی

الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ﴿۲۳﴾ وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ

جو اپنی نماز کی برابر پابندی رکھتے ہیں۔ اور وہ جن کے مالوں میں

حَقٌّ مَعْلُومٌ ﴿۲۴﴾ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿۲۵﴾ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ

سوال کرنے والے کا بھی۔ اور سوال سے بچنے والے کا بھی حصہ ہے۔ اور وہ جو انصاف کے دن کا

بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِينَ هُمْ مِنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُشْفِقُونَ ﴿۲۷﴾

یقین رکھتے ہیں۔ اور وہ جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔

إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَأْمُونٍ ﴿۲۸﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ

بیشک اُن کے رب کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں ہے۔ اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی

حَافِظُونَ ﴿۲۹﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ

حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں سے اور اپنے ہاتھ کے مال یعنی شرعی باندیوں سے

فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿۳۰﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ

تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ ہاں جو شخص ان بیویوں اور باندیوں کے علاوہ کوئی اور راہ تلاش کریگا تو ایسے ہی لوگ ہیں

هُمُ الْعَادُونَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿۳۲﴾

حد سے تجاوز کرنے والے۔ اور وہ جو اپنے پاس رکھی ہوئی اما نتوں کی اور اپنے عہد کی نگہداشت کرنے والے ہیں۔

منزل ۷

یونسؑ میں تعارف کی بحث گزر چکی ہے اور کہیں کہیں جو قرآن میں تساءل کا ذکر آیا ہے۔ یعنی آپس میں گفتگو کریں گے اور ایک دوسرے سے پوچھ گچھ کریں گے۔ یہ اس لا یسئل کے منافی نہیں ہے۔ مجرم۔ کافر و مشرک اس دن اس بات کی تمنا اور خواہش کرے گا اور اس بات کو دوست رکھے گا کہ اس دن کے عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے سب کو فدیے میں دے ڈالے خواہ وہ بیٹے ہوں یا بیوی ہو بھائی ہو یا کنبے والے ہوں جن میں رہتا سہتا تھا اور وہ اس کو ٹھکانا اور پناہ دیتے تھے بلکہ روئے زمین کے تمام لوگوں کو کسی طرح فدیے میں دے ڈالے پھر یہ فدیہ دینا اس مجرم کو عذاب سے بچالے اور چھڑا دے۔ غرض عذاب سے بچنے کے سیکڑوں جتن کریگا لیکن کوئی کارگر نہ ہوگا یُبَصَّرُوْنَهُمْ اور سورۂ یونسؑ میں یتعارفون فرمایا۔ یعنی قیامت کے طویل دن میں مختلف حالات ہوں گے۔ ایسا بھی ہوگا کہ دوست اور اقارب کو آمنے سامنے کر دیا جائیگا اور ایک کو دوسرے کی حالت دکھائی جائیگی اور آپس میں ایک دوسرے کو پہچانیں گے بھی اور ایسا بھی ہوگا کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہوگی۔ کوئی کہیں ہوگا اور کوئی کہیں ہوگا۔ سورۂ معارج میں اُس وقت کا ذکر ہے جب آپس میں ایک کو دوسرا دکھایا جائیگا اور ایک دوسرے کو دیکھتا ہوگا اور ہر شخص اپنی بے بسی کو محسوس کرتا ہوگا آگے مجرم کی اسی تمنا اور لغو خواہش کا جواب ہے (۱۴) یہ ہرگز نہیں ہوگا یعنی عذاب سے نجات نہیں ملیگی وہ آگ ایک دہکتی ہوئی اور خالص شعلہ مارتی ہوئی ایک ایسی آگ ہے (۱۵) جو جسم کی یا خاص طور پر دماغ کی کھال کھینچنے والی ہے (۱۶) وہ آگ ہر اُس شخص کو خود اپنی طرف بلاتی ہوگی جس نے پیٹھ پھیری ہوگی اور مُنہ موڑا ہوگا۔ اور جس نے مال جمع کیا ہوگا اور اُس مال کو محفوظ جگہ میں سینت سینت کر رکھا ہوگا ؛ یعنی اگر یہ اختیار ہو کہ اُس دن کوئی فدیہ دیدے اور تمام روئے زمین کا مال یا انسان اپنے کو عذاب سے چھڑانے کے لئے پیش کر دے تب بھی عذاب سے نجات نہیں مل سکے گی۔ لظیٰ۔ بھڑکتی ہوئی دہکتی ہوئی خالص شعلے اور لپٹ کہتے ہیں جس میں دھواں وغیرہ کچھ نہ ہو بلکہ خالص آگ کا شعلہ ہو۔ درکات جہنم میں سے دوسرے درک کا نام بھی لظیٰ ہے۔ شویٰ آدمی کے اطراف مثلاً ہاتھ اور پاؤں۔ یا انسان کی کھال دماغ کی کھال۔ کلیجہ نکال لینے والی۔ بہر حال وہ آگ ایسی تیز ہے کہ کھال کھینچ لیتی ہے۔ پھر یہ کہ وہ خود ایک کافر اور منافق اور مال جمع کرنیوالے کو بلاتی ہے یہ الیّ یا کافر یا منافق وغیرہ کہہ کر پکارتی ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو منکر روگردانی کرتا رہا۔ اور دین حق سے پیٹھ پھیر کر جاتا رہا۔ اس کو اس طرح جذب کر لیتی اور کھینچ لیتی ہے جیسے مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہے یہ چونکہ اعمال سیئہ کا عادی تھا اور اعمال سیئہ کی مداومت نے اس میں آگ کی خاصیت پیدا کر دی تھی اس لئے الجنس یمیل الی الجنس آگ کو آگ کھینچ لے گی من ادبر و تولی کے ساتھ اس کافر کے بخل اور حرص کی طرف بھی اشارہ فرمایا کہ مال جمع کرتا ہے اول تو مال کے جمع کرنے ہی میں احتیاط سے کام نہیں لیتا پھر مال میں جو حقوق واجبہ اور نافلہ ہیں اُن کو پورا نہیں کرتا بلکہ مال کو سینت سینت کر رکھتا رہا اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو تلف کرتا رہا تو ایسے کافر عذاب سے کس طرح بچ سکتے ہیں۔ اگرچہ اس عذاب کی وجہ کفر ہی ہے کیونکہ کفار فروع کے مکلف نہیں ہاں بعض فروع کی وجہ سے اشتداد عذاب متعلق ہے۔ اس لئے شوافع کے استدلال کی اس آیت میں کوئی گنجائش نہیں ملتی (۱۸) بے شک انسان اپنی جبلت میں بے صبر بنایا گیا ہے۔ (۱۹) جب اس کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو گھبرا اٹھتا

(باقی ص ۹۱۲ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۱۱) اور جزع فزع کرنے لگتا ہے (۲۰) اور جب اس کو فارغ البالی اور بھلائی پہونچتی ہے تو بخیل اور بے توفیقا ہوجاتا ہے (۲۱) مگر ہاں وہ نمازی ان موجبات عقاب سے مستثنیٰ ہیں (۲۲) جو اپنی نماز کی برابر پابندی رکھتے ہیں (۲۳) اور وہ جن کے مالوں میں سوال کرنے والے کا بھی (۲۴) اور سوال سے بچنے والے کا بھی حصہ ہے (۲۵) اور وہ جو انصاف کے دن کا یقین رکھتے ہیں یعنی قیامت کی تصدیق کرتے ہیں اور اس کو مانتے ہیں (۲۶) اور وہ جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے اور خوف کرنیوالے ہیں (۲۷) بلاشبہ ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف ہونیکی چیز نہیں ہے یعنی اس سے نڈر ہونا بھی نہیں چاہئے (۲۸) اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنیوالے اور محفوظ کرنیوالے ہیں (۲۹) مگر اپنی بیویوں سے یا اپنی شرعی باندیوں سے تو ان پر کوئی الزام اور کوئی اُلاہنا نہیں (۳۰) ہاں جو شخص ان بیویوں اور باندیوں کے علاوہ کوئی اور راہ تلاش کرے گا تو ایسے ہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں یعنی بیویوں اور باندیوں کے علاوہ شہوت رانی کا کوئی اور راستہ ڈھونڈھے (۳۱) اور جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں اور اپنے عہد کی نگہداشت کرنے والے ہیں (۳۲) تفسیر صفحہ ہذا :- اور وہ جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنے والے ہیں (۳۳) اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنیوالے ہیں (۳۴) یہ سب وہ لوگ ہیں جو عزت و احترام کے ساتھ بہشتوں کے باغوں میں داخل ہوں گے۔

وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَاتِهِمْ قَائِمُونَ ﴿٣٣﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ
اور وہ جو اپنی گواہیوں کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنیوالے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری طرح حفاظت
صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٣٤﴾ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَالِ
کرنیوالے ہیں۔ یہ سب وہ لوگ ہیں جو عزت و احترام کیساتھ بہشت کے باغوں میں ہوں گے۔ سو ان منکروں کو
الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ ﴿٣٦﴾ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ
کیا ہوگیا ہے کہ آپ کی طرف دوڑ دوڑ کر آرہے ہیں۔ دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی
الشِّمَالِ عِزِينَ ﴿٣٧﴾ أَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ
گروہ در گروہ ہو کر۔ کیا ان میں سے ہر ایک شخص اس امر کی طمع رکھتا ہے کہ وہ آرام و آسائش کے
جَنَّةَ نَعِيمٍ ﴿٣٨﴾ كَلَّا ۖ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِمَّا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾
باغوں میں داخل کردیا جائیگا۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا ہم نے جس چیز سے انکو بنایا ہے اُسے وہ بھی جانتے ہیں۔
فَلَا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ إِنَّا لَقَادِرُونَ ﴿٤٠﴾
سو میں مشرقوں اور مغربوں کے مالک کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس بات پر پوری طرح قادر ہیں
عَلَىٰ أَنْ نُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ﴿٤١﴾
کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگوں کو لے آئیں اور ہم ایسا کرنے سے عاجز نہیں ہیں۔
فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي
سو اے پیغمبر آپ ان کو بیہودہ نکتہ چینیوں اور کھیل میں مشغول رہنے دیجئے یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا
يُوعَدُونَ ﴿٤٢﴾ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا
ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے
كَأَنَّهُمْ إِلَىٰ نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿٤٣﴾ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ
جیسے کسی بت کے تھان کی طرف دوڑے جارہے ہیں۔ ان کی آنکھیں نیچی ہو رہی ہوں گی
تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٤٤﴾ ع
اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ یہ ہے وہ یوم موعود جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

ع ۱ ۳۵ ۷

یعنی انسانی جبلت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ اگر کوئی اصلاح نہ ہو اور کوئی صحیح رہنمائی نہ ہو تو انسان حریص بھی ہوگا اور بخیل و کم ہمت بھی۔ ہلوع کی جو تفسیر بقول ابن عباسؓ قرآن نے بیان کی ہے وہی ہلوع کے معنی ہیں یعنی تکلیف کے وقت حد شرعی سے زیادہ گھبرانا اور جب بھلائی اور فارغ البالی ہو تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کو تلف کرنا اور ادا نہ کرنا۔ محروم تو ابتداً جو لوگ ہیں وہ ہمیشہ اسی پر رہتے ہیں مگر وہ انسان جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہدایت قبول کرتے اور فیض پاتے ہیں وہ ایسے ہلوع اور جزوع نہیں ہوتے وہ لوگ جو ہمیشہ نماز کی پابندی کرتے ہیں دوام سے مراد نماز کا خشوع اور سکون ہے۔ یعنی دائیں بائیں جانب التفات نہیں کرتے بلکہ پوری توجہ کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کے اموال میں سوالی اور غیر سوالی دونوں کا حصہ ہے۔ سوال کرنیوالا تو ظاہر ہے۔ نہ سوال کرنیوالا جو حیا سے نہ سوال کرتا ہو یا توکل سے یا تعفف سے مگر ہے وہ حاجتمند تو ایسے غیر سوالی کو بھی تلاش کرکے دیتے ہیں جیسا کہ سورۂ ذاریات میں ہم عرض کرچکے ہیں۔ اور وہ لوگ قیامت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار کے عذاب کا خوف رکھتے ہیں اور ڈرتے ہیں آگے بطور جملہ معترضہ فرمایا انکے پروردگار کا عذاب نڈر اور بے خوف ہونے کی چیز ہے بھی نہیں۔ شرم گاہ کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ حرام سے شہوت رانی نہیں کرتے بلکہ نکاحی بیویاں یا باندیاں جو مملوک ہوں تو ان سے شہوت رانی کرنے پر کوئی ملامت نہیں ان کے علاوہ اگر کوئی اور راستہ شہوت رانی کا تلاش کریں گے تو وہ شرعی حد سے تجاوز کرنے والے ہونگے یعنی خواہ لواطت ہو، خرچی والی عورت ہو یا خانگی ہو یعنی زنا اجرت پر یا بغیر اجرت کے۔ یا زن مکرہہ ہو یعنی زبردستی اس سے بدفعلی کی جائے۔ یا متعہ کے ذریعہ کسی عورت کو استعمال کیا جائے۔ یا مانگی ہوئی لونڈی، یا عورتوں کا آپس میں مساحقت کرنا غرض جو بھی غیر شرعی صورتیں ہوں گی وہ سب وراء ذلك میں داخل ہوں گی حتیٰ کہ استمنا یعنی ہاتھ سے شہوت کو پورا کرنا یہ بھی حنفیہ کے نزدیک اسی حرام میں داخل ہے۔ امانت اور عہد کی رعایت کرنا خواہ وہ امانت حقوق اللہ سے متعلق ہوں یا حقوق العباد سے کسی نے کوئی امانت رکھی ہو۔ کوئی بھید ہو۔ حقوق اللہ میں وضو۔ غسل جنابت۔ نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ بعض امور امانت ہیں اور بعض عہد میں داخل ہوتے ہیں خواہ انسانی امانت اور عہد ہو یا اللہ تعالیٰ کی کوئی امانت اور اس کا عہد ہو نگاہ داشت کا مطلب یہ کہ اس کو پورا کیا جائے۔ قائم بالشہادت کا مطلب ہے کہ عدل کیساتھ شہادت دیجائے۔ نہ انکار کیا جائے نہ بے سود بہانے کئے جائیں اور نہ شہادت میں کمی بیشی کی جائے نماز کی محافظت یہ کہ آداب و مستحبات اور واجبات کا خیال رکھ کر نماز ادا کیجائے۔ نماز کی اہمیت کے پیش نظر ان آیات میں نماز کا دو مرتبہ ذکر فرمایا۔ یہ لوگ ہیں جو بہشت کے باغوں میں علی حسب مراتب معزز و مکرم ہوں گے یعنی جنت میں اکرام و احترام کا اُن کے ساتھ سلوک کیا جائے گا۔ (۳۵) پس ان کافروں اور دین حق کے منکروں کو کیا ہوگیا ہے کہ یہ آپکی طرف

ع ۳ ۹ ۸

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

سورۂ نوح مکی ہے اور یہ اٹھائیس۲۸ آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ۵ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵ بلاشبہ ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا کہ اے نوحؑ تو اپنی قوم کو کفر و شرک سے ڈرا دے اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آئے ۂ یعنی ان کو کہو کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور نہ خدا کے پیغمبروں کی مخالفت کرو ورنہ یاد رکھو کہ تم پر سخت دردناک عذاب نازل ہوگا۔ یعنی طوفان میں غرق کر دیئے جاؤ گے یا جہنم میں داخل ہوگے۔ یا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی دونوں جگہ عذاب دیئے جاؤ گے آگے نوحؑ کا بیان ہے (۱) حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا اے میری قوم میں تم سب کے لئے واضح اور صاف صاف ڈرانے والا ہوں (۲) تم سے کہتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اُس سے ڈرتے رہو اور میرا کہا مانو ۂ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر قرآن میں کئی جگہ آچکا ہے۔ یہ بہت پُرانے پیغمبر ہیں کہتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی آبادی کے لئے ان کو رسول بنا کر بھیجا تھا چنانچہ انھوں نے تمام بنی نوعِ انسان کو سمجھانا شروع کیا اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اپنی اطاعت کا حکم دیا۔ اور توحید و رسالت پر جو ثمرات مرتب ہونے والے ہیں اُن سے بھی ان کو آگاہ کیا چنانچہ فرمایا اللہ کی عبادت اور تقویٰ اور میری اطاعت اگر تم نے اختیار کی تو (۳) اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخشدے گا اور معاف کردے گا اور ایک مقررہ وقت تک تم کو مہلت دے گا اور جب اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو پھر اس کو پیچھے نہیں ہٹایا جاسکتا کاش تم اس بات کو سمجھ لیتے ۂ یعنی اگر تم ایمان لے آئے تو جس عذاب سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ عذاب نہیں آئیگا اور موت کے وقت تک عذاب سے محفوظ رہو گے۔ بلکہ موت کے بعد جو عذاب ہونیوالا ہے ایمان اور تقوے کی برکت سے اُس عذاب سے بھی محفوظ رہو گے۔ یعنی عذاب عاجل اور عذاب آجل دونوں سے تمہاری حفاظت ہوگی۔ البتہ موت کا جو وقت مقرر ہے وہ موخر نہیں کیا جاسکتا اس میں مومن اور غیر مومن دونوں یکساں ہیں ان اجل اللہ اذا جاء لا یؤخر کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ایمان نہ لانے کی حالت میں اگر عذاب عاجل کا وعدہ سر پر پہنچ گیا تو پھر ٹالے نہیں ٹلے گا۔ اس وقت ایمان لانا بھی غیر نافع ہوگا۔ بہرحال مفسرین کے چند اقوال ہیں ہم نے سہل اور آسان طریق پر تفسیر کردی ہے۔ اس موقعہ پر قضائے مبرم اور معلق کی لاطائل بحثوں میں اُلجھنے سے بچکر ایک آسان طریقہ اختیار کیا ہے تاکہ سمجھنے والوں کو قرآن سمجھنے میں آسانی ہو۔ لوکنتم تعلمون یعنی اگر تم اتنی بات کو سمجھ لیتے تو تمہارے حق میں بہتر ہوتا اور عذاب عاجل یعنی دنیوی اور عذاب آجل یعنی اخروی عذاب سے بچ جاتے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بندگی کرو کہ نوع انسان دنیا میں قیامت تک رہے اور قیامت کو تو دیر نہ لگے گی اور جو سب ملکر بندگی چھوڑ دو تو سارے ابھی ہلاک ہو جاؤ۔ طوفان ایسا ہی آیا تھا کہ ایک آدمی نہ بچے۔ حضرت نوحؑ کی بندگی سے ان کا بچاؤ ہو گیا ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے جو خلاصہ بیان فرمایا وہ بہت صاف ہے اور حضرت شاہ صاحبؒ ہی کا حصہ ہے۔ جس دن زمین پر کوئی اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا نہ ہوگا اُس دن قیامت ہی آجائیگی۔ (۴) نوحؑ نے حضرت حق تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی۔ اے میرے پروردگار میں اپنی قوم کو رات اور دن توحید کی دعوت دیتا رہا (۵) پر میری دعوت نے ان میں زیادہ نہیں کیا مگر بھاگنا اور بدکنا ۂ یعنی عرصہ دراز تک ان کو سمجھاتے رہے کہتے ہیں نو سو سال تک حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو سمجھایا اور دینِ حق کی دعوت میں لگے رہے لیکن وہ کفر و شرک سے جب باز آنے پر تیار نہ ہوئے تو تنگ آکر حضرت نوحؑ نے بددعا کی اور اپنی دعوت و تبلیغ کو بارگاہِ حق میں پیش کیا کہ رات اور دن ان کو دعوت دیتا رہا۔ لیکن جس قدر بلایا اور سمجھایا اُسی قدر ان کی نفرت اور فرار بڑھتے گئے گویا میری دعوت و تبلیغ نے ان میں کچھ نہیں بڑھایا مگر بھاگنے کا اضافہ ہوا آگے اور تفصیل ہے (۶) اور میں نے جب بھی ان کو ایمان اور دینِ حق کی طرف بلایا تاکہ آپ ان کو ایمان کی وجہ سے بخشدیں اور ان کے ایمان لانے کے سبب ان کی مغفرت فرمادیں تو اُنھوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑے اپنے اوپر اوڑھ کر سب طرف سے لپیٹ لئے اور اپنی کافرانہ روش پر اصرار کیا اور انتہائی تکبر کا اظہار کیا ۂ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کپڑا اوڑھنے لگے کہ اس کی بات ہمارے دل میں نہ لگ جائے ۱۲ خلاصہ یہ کہ میں نے جب بھی ان کو بلایا اور کسی اجتماع میں ان کے جا پہنچا تو (باقی صفحہ ۹۱۴ پر)

سُوْرَةُ نُوْحٍ مَّكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ نوح مکی ہے اور یہ اٹھائیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ

بیشک ہم نے نوحؑ کو اُس کی قوم کی طرف یہ حکم دے کر بھیجا کہ تو اپنی قوم کو اس سے پیشتر کہ ان پر

اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝١ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ

دردناک عذاب آئے ڈرا دے۔ نوحؑ نے کہا اے میری قوم میں تم سب کے لئے صاف صاف

مُّبِيْنٌ ۝٢ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝٣ يَغْفِرْ لَكُمْ

ڈرانے والا ہوں۔ کہتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اُس سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔ ایسا کرنے پر وہ خدا

مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ

تمہارے گناہ معاف کردے گا اور ایک مقررہ وقت تک تم کو مہلت دیگا اور جب اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت

اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝٤ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ

آجاتا ہے تو پھر اسکو پیچھے نہیں ہٹایا جاسکتا کاش تم یہ بات سمجھتے ہوتے۔ نوحؑ نے اپنے رب سے دعا کی اے میرے پروردگار میں

دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝٥ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۗءِيْٓ

اپنی قوم کو رات اور دن توحید کی دعوت دیتا رہا۔ مگر میری دعوت ان کے لئے اور زیادہ

اِلَّا فِرَارًا ۝٦ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا

بھاگنے کا موجب ہوئی۔ اور میں نے جب بھی ان کو بلایا تاکہ آپ ان کے گناہ معاف فرمادیں تو انھوں نے

اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا

اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑے اپنے اوپر اوڑھ کر سب طرف سے لپیٹ لئے اور

وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝٧ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝٨ ثُمَّ

کفر پر اصرار کیا اور انتہائی تکبر کیا۔ پھر میں نے ان کو بلند آواز سے بلایا۔ پھر ۵۸ / ۱

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۱۳) اُنھوں نے اپنے کانوں میں اُنگلیاں دے لیں اور اوپر سے کپڑے اوڑھ لئے کہ وہ مجھ کو نہ دیکھیں اور میں اُن کو نہ دیکھوں۔ یا کسی وقت بے خیالی میں کانوں سے اُنگلیاں نکل جائیں تو کپڑا آواز کو روکے یا شاید ان کے الفاظ کا اثر ہمارے جسم میں نہ ہو جائے۔ اور جسم سے دل میں ان کی بات نہ اُتر جائے۔ اور اپنی ضد اور اپنے کفر پر اڑے رہے۔ اور انتہائی تکبر کا برتاؤ کیا (۷) مگر باوجود ان کے متکبرانہ برتاؤ کے پھر بھی میں نے ان کو دینِ حق کی طرف بآوازِ بلند بلایا (۸) تفسیر صفحہ ہٰذا: پھر میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بہت پوشیدہ طور پر بھی سمجھایا ÷ یعنی جو طریقہ بھی ان کی ہدایت کا ہو سکتا تھا۔ اسکو فروگزاشت نہیں کیا عام مجامع میں تقریروں سے جو بلند آواز سے ہوا کرتی ہیں ان کو میں نے دعوت دی پھر خاص طور پر ان کے گھروں پر جاکر بھی علانیہ اور کھول کھول کر بیان کیا اور خاموشی کے ساتھ چپکے چپکے سرگوشی اور رازدارانہ بھی ان کو ان کے نفع نقصان سے آگاہ کیا اور اسی سمجھانے کے سلسلے میں (۹) میں نے ان سے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے استغفار کرو یعنی گناہ بخشواؤ بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے ÷ یعنی ایمان لے آؤ تو تمہارے پہلے گناہ اور خطائیں سب بخشدے جائیں گے اور باطنی انعام و اکرام اور روحانی ترقی کے ساتھ دنیاوی ترقی وظاہری منافع سے بھی تم کو مالامال کر دے گا جس کی شکل یہ ہوگی (۱۰) کہ وہ تم پر کثرت سے بارش بھیجے گا اور پے درپے تم پر مینہ برسائے گا ÷ مدرار سیلان یعنی بہاؤ پانی (۱۱) اور تم کو اموال اور بیٹے دیکر تمہاری مدد کرے گا یعنی مالوں میں اور بیٹوں میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے بہت سے باغ لگا دے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا ÷ یعنی دنیوی نعمتوں سے سرفراز فرمائیگا (۱۲) تم کو کیا ہو گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال کا اعتقاد نہیں رکھتے ÷ یعنی تم اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اُس کی بڑائی کے معتقد کیوں نہیں ہوتے اور اسکی بزرگی اور بڑائی میں تامل کیوں نہیں کرتے صاحب کشاف نے کہا ہے۔ مالکم لاتاملون۔ غرض نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیاتِ قدرت کو سمجھانا شروع کیا اور اسکی تمہید میں فرمایا تم کو کیا ہو گیا کہ تم اس کی قدرتوں میں غور کر کے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کے قائل کیوں نہیں ہوتے اور بتوں کو اس کے برابر کیوں سمجھتے ہو چنانچہ ارشاد فرمایا (۱۳) حالانکہ اُس اللہ تعالیٰ نے تم کو طرح طرح سے بنایا ہے ÷ یعنی ایک حال اور ایک ہیئت کے بعد دوسرا حال اور دوسری ہیئت۔ یعنی پہلے غذا پھر نطفہ پھر علقہ وغیرہ۔ پیدائشِ انسانی کے علاوہ دوسری آفاقی دلیلیں بھی بیان فرمائیں (۱۴) کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اوپر تلے سات آسمان بنائے ہیں (۱۵) اور اس نے ان آسمانوں میں چاند کو نور یعنی روشنی اور سورج کو چمکتا ہوا چراغ بنایا ÷ یعنی چاند کو روشنی کی چیز اور آفتاب کو چراغ جلتا ہوا (۱۶) اور اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک خاص طور پر زمین سے اُگایا ÷ یعنی تمہارا سلسلہ مٹی سے چلایا اور تم کو ابتداءً مٹی سے پیدا کیا وہی مٹی تمہاری غذا رکھی اور اس مٹی سے نطفہ خلق

اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ (۹) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا
میں نے ان کو علانیہ بھی سمجھایا اور ان کو بالکل پوشیدہ طور پر بھی سمجھایا۔ اور میں نے ان سے کہا تم اپنے پروردگار
رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ (۱۰) يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ
سے بخشش طلب کرو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر خوب پے در پے مینہ
مِّدْرَارًا ۙ (۱۱) وَّ يُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَ يَجْعَلْ لَّكُمْ
برسائیگا۔ اور تم کو مال اور بیٹے دیکر تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے بہت سے باغ
جَنّٰتٍ وَّ يَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ (۱۲) مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ
لگادیگا اور تمہارے لئے نہریں جاری کر دے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کا
وَقَارًا ۚ (۱۳) وَ قَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا (۱۴) اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ
اعتقاد نہیں رکھتے۔ حالانکہ اُس نے تم کو طرح طرح سے بنایا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح
اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۙ (۱۵) وَّ جَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا
اوپر تلے سات آسمان بنائے ہیں۔ اور ان آسمانوں میں چاند کو نور
وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا (۱۶) وَ اللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
اور سورج کو چراغ بنایا ہے۔ اور اللہ نے تم کو ایک خاص طور پر زمین سے
نَبَاتًا ۙ (۱۷) ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَ يُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا (۱۸) وَ اللّٰهُ
اُگایا یعنی پیدا کیا ہے۔ پھر تمکو اسی زمین میں لوٹادیگا اور پھر تم کو باہر نکال کھڑا کرے گا۔ اور اللہ ہی نے
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۙ (۱۹) لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۠ (۲۰)
تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ہے۔ تاکہ تم اُس کے کشادہ راستوں میں چلو پھرو۔
قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَ اتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ
حضرت نوحؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میرا کہنا نہ مانا اور انھوں نے ایسے لوگوں کی پیروی کی جنکے مال
مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۚ (۲۱) وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۚ (۲۲)
اور اولاد نے ان کے نقصان میں اور اضافہ ہی کیا۔ اور جنھوں نے میرے خلاف بڑی بڑی فریب آمیز تدبیریں کیں

ع ۱ / ۲۰ / ۹

کیا (۱۷) پھر تم کو اسی زمین میں لوٹا دے گا اور پھر تم کو باہر نکال کھڑا کرے گا ÷ یعنی مرنے کے بعد پھر زمین میں دفن ہوگئے اور تمہارے اجزا زمین میں مل جائیں گے۔ اور دوسرے نفخۂ صور کے وقت تم کو نکال کھڑا کرے گا (۱۸) اور اللہ تعالیٰ ہی نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا ہے (۱۹) تاکہ تم اُس کے کھلے اور کشادہ راستوں میں چلو پھرو ÷ یعنی زمین کو فرش جیسا بنادیا اور اسمیں چلنے پھرنے کو بڑے اور کشادہ راستے بنائے تاکہ تم اپنے کاروبار کیلئے اور اپنی ضرورتوں کیلئے چلو پھرو۔ فج بڑی کشادہ راہ کو کہتے ہیں اور دو پہاڑوں کے درمیانی راہ کو بھی فج کہتے ہیں (۲۰) حضرت نوحؑ نے عرض کی اے میرے پروردگار ان لوگوں نے یعنی میری قوم نے میرا کہا نہ مانا اور انھوں نے ایسے لوگوں کی پیروی کی اور ان کے کہنے پر چلے جن کے مال اور اولاد نے اُن کے نقصان اور خسارے میں اضافہ ہی اضافہ کیا (۲۱) اور جنھوں نے حق کے مٹانے میں میرے خلاف بڑی بڑی پُر فریب تدبیریں کیں (۲۲)

Marfat.com

اور جنھوں نے اپنی پیروی کرنیوالوں سے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور خاص طور پر نہ ودکو نہ سواع اور نہ یغوث کا اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو ان کو تو چھوڑنا ہی نہیں (۲۳) اور بلا شبہ ان ذی اقتدار
اور ذی وجاہت و ریاست لوگوں نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا اور بہکا دیا اور اے میرے پروردگار ان ظالموں اور بے انصافوں کی گمراہی اور زیادہ کر دے یعنی ان میں سوائے گمراہی کے اور کچھ نہ بڑھے ۔ مطلب
یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام عرصہ دراز تک قوم کی ایذا رسانی برداشت کرتے رہے آخر انکے ایمان لانیکی جب کوئی امید نہ رہی اور انکو یہ معلوم ہو گیا کہ لن یومن من قومك الا من قد امن جیسا کہ سورۂ ہود میں گزر چکا تو انھوں
نے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کی، اوپر کی آیتوں میں قوم کو سمجھانے اور بلانے کی تفصیل تھی اور یہاں سے انکی ہلاکت اور تباہی کی دعا کیلئے تمہید ہے ۔ حضرت نوحؑ نے عرض کیا اے میرے پروردگار ان لوگوں نے میری نافرمانی
کی اور میرے کہنے پر نہ چلے اور اپنے رؤسا اور ذی اقتدار اور پنچایت کے سرپنچ غرض بڑے لوگوں کے کہنے پر چلے اور انکی پیروی کی جنکے مال اور اولاد میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ وہ ان پر نقصان اور خسارہ ہے ۔ نقصان کی بات
یہی ہے کہ خود بھی اسلام سے دور رہے اور دوسروں کو بھی
اپنے اثر اور دباؤ سے قبول کرنے نہ دیا۔ ہم نے من
لم یزد کا ترجمہ معنی کے اعتبار سے جمع کے ساتھ کر دیا
ہے۔ یہ ایسا ہی جیسے من یقول امنا ۔ آگے حضرت
حق تعالیٰ نے بھی جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے ۔ جس سے
یہ معلوم ہوتا ہے کہ رؤسا اور ذی اقتدار سب ہی حضرت
نوحؑ کی مخالفت میں آگے آگے تھے ۔ چنانچہ فرمایا کہ ان
رؤسا اور بڑے لوگوں نے مجھ کو بہت بڑا فریب دیا یعنی
ایک طرف مجھ کو جھٹکتے رہے اور دوسری طرف قوم کو اللہ
تعالیٰ کی عبادت سے روکتے رہے اور میری ایذا رسانی پر
ابھارتے رہے اور انکو بت پرستی پر جماتے رہے ۔ چنانچہ
انھوں نے قوم کے ضعفا اور ماتحت لوگوں کو تاکیداً
کہا کہ تم ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا بلکہ ان کی پوجا
پر جمے رہنا اور بالخصوص تو ود کو اور سواع کو اور
یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو تو چھوڑنا ہی نہیں
یہ شاید نیک اور عابد لوگ تھے جن سے لوگ عقیدت
رکھتے تھے ان کے انتقال کے بعد شیطان نے ان کی
تصویریں بنا کر ان کی مسجد میں رکھ دیں یہ لوگ ان کو دیکھ کر
اپنا غم غلط کر لیا کرتے تھے ۔ کئی پشتوں کے بعد آہستہ
آہستہ شیطان نے ان تصویروں کی پوجا شروع کرا دی
حضرت نوحؑ نے یہ بھی عرض کیا کہ ان رؤسا اور ذی اقتدار
لوگوں نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا اور بہکا دیا ۔ آگے
حضرت نوحؑ کی بد دعا ہے ۔ ولا تزد الظلمین
الا ضلالاً ۔ یعنی اے پروردگار ان
میں سوائے گمراہی کے اور کچھ نہ بڑھا
یعنی ان نابکاروں میں گمراہی اور بے راہ
روی ہی بڑھتی رہے ۔ اسی طرح کی ایک
بد دعا سورۂ یونسؑ میں حضرت موسیٰؑ اور
ہارونؑ کی بھی گذر چکی ہے جو فرعون کے حق میں انھوں
نے کی تھی اس قسم کی دعا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان پر
عذاب آئے تو بھرپور عذاب آئے اور ان کی گرفت میں
نہ تو تاخیر ہو اور نہ رعایت اور اس قسم کی دعا کوئی
پیغمبر جب ہی کرتا ہے جب اسکو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ
میری قوم ایمان لانیوالی نہیں ۔ پھر ایسے افراد کو جنکی
ہدایت سے مایوسی ہو چکی ہو اور وہ قوم کے لئے ایک عضو
فاسد کا حکم رکھتے ہوں ان کو ختم کرنے اور جسم سے علیحدہ
کرنیکے سوا چارۂ کار اور ہے بھی کیا حضرت نوحؑ کی د
کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح استدراجاً کسی کافر کو ڈھیل
دی جاتی ہے وہ بھی انکو ملے انکے پیمانے میں اگر کچھ کمی سے

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا
اور جنھوں نے ان پیروی کرنیوالوں سے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ود کو اور نہ سواع کو
وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۚ وَلَا
اور نہ یغوث کو اور نہ یعوق کو اور نسر کو چھوڑنا ۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ان ذی اقتدار لوگوں نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا اور
تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ﴿٢٤﴾ مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا
پس ان ظالموں کی گمراہی اور زیادہ کر دے ۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے انہی گناہوں کی وجہ سے غرق کیے گئے اور آگ میں
نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا ﴿٢٥﴾ وَقَالَ
داخل کر دیئے گئے پھر اللہ کے سوا ان کو اپنے لیے کہیں سے کچھ مدد کرنیوالے بھی میسر نہ آئے ۔ اور نوحؑ نے
نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ﴿٢٦﴾ إِنَّكَ
عرض کی اے میرے پروردگار آپ ان کافروں میں سے زمین پر کسی بسنے والے کو باقی نہ چھوڑیئے ۔ کیونکہ
إِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿٢٧﴾
اگر آپ ان کو چھوڑیں گے تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ کر دیں گے اور ان کے ہاں جو اولاد بھی ہوگی وہ محض بدکار اور ناسپاس ہی ہوگی
رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَ
اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور اسکو جو مومن ہونیکی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو جائے اور تمام ایمان والے
ع ۲ / ۸ / ۱۰ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ﴿٢٨﴾
مردوں اور عورتوں کو بخش دیجئے اور آپ ان ظالموں کیلئے سوائے تباہی کے اور کسی چیز کو زیادہ نہ کیجئے

سُورَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٌ وَعِشْرُونَ آيَةً وَفِيهَا رُكُوعَانِ

سورۂ جن مکی ہے اور یہ اٹھائیس آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا
اے نبی آپ کہیے کہ میرے پاس یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انھوں نے اپنی قوم سے جا کر بیان

تو اس کو پورا کر کے ان کو ٹھکانے لگائیے ۔ آخر ایک ہزار یا ساڑھے نو سو برس تک سمجھانے کے بعد بھی جس قوم کی یہ حالت ہو کہ وما امن معہ الا قلیل تو وہ سوائے تباہ اور برباد ہونے کے اور کس چیز کی مستحق
ہو سکتی ہے ۔ آگے ان کے غرق ہونے کا ذکر ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنے مال داروں کا کہا مانا اور اُن کے مال و اولاد میں کچھ خوبی نہیں بلکہ ان پر ٹوٹا ہے اُنہی کے سبب دین سے محروم رہے ۱۲ یعنی
سمجھا دیا کہ اس کی بات نہ مانو ۱۲ یعنی بھٹکتے رہیں کوئی تدبیر نہ پڑے اور وُدّ اور سواع وغیرہ نام تھے بتوں کے ہر ہر مطلب کا ایک بت تھا ۱۲ غرض یہ دعا حضرت نوحؑ کی حقیقت میں استحقاق ہلاکت و بربادی کی سے
(۲۴) وہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ سے بالآخر پانی میں غرق کیے گئے اور آگ میں داخل کر دیئے گئے پھر اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو اپنے لیے کہیں سے کچھ مدد کرنیوالے بھی میسر نہ آئے ۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

خلاصہ یہ کہ سورۂ احقاف کے آخر میں جنوں کا مختصر سا واقعہ مذکور ہوا تھا یہاں اسی واقعہ کی تفصیل کا ذکر ہے اور مکہ والوں کو جنوں کے خیالات سے آگاہ کرنا ہے کیونکہ جنات کی قابلیت اور ان کی غیب دانی
کا دماغوں پر بہت اثر تھا اور کاہن ان کا بہت پروپگنڈہ کیا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد جنوں کا آسمانوں پر جانا بند کر دیا گیا۔ تاکہ فرشتوں سے کوئی قرآنی وحی سنکر بھاگ نہ آئیں
اور کاہنوں کی معرفت قرآنی اعجاز کا معارضہ نہ کرائیں۔ اس لئے آسمانوں تک پہنچنا ان کا بالکل بند کر دیا گیا تاکہ قرآن کا اعجاز بلند و بالاتر ہو۔ نہ انسان اس کا مقابلہ کر سکیں نہ جنات اس کا جواب لا سکیں
اس خداوندی تدبیر نے کاہنوں اور جنات کے تمام نظام کو درہم برہم کر دیا جنات کے متعلق اور ان کی ماہیت کے بارے میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں جن کو ہم نے بخوف طوالت ترک کر دیا ہے۔ اس
موضوع پر آکام المرجان فی احکام الجان بہت عمدہ کتاب ہے۔ جو صاحب چاہیں اُس کا مطالعہ کریں۔ ان آیات میں اُن جنوں کے ایمان لانیکا اعلان ہے جنھوں نے قرآن سنا اور شرک سے بیزاری اور
آئندہ شرک نہ کرنیکا وعدہ کیا اور یہ ان لوگوں کی اصلاح کے لئے بہت ضروری ہے جو جنات کی ہر ایک بات کو صحیح سمجھتے ہیں اور جنات کی باتوں کا یقین کرتے ہیں۔ آگے انہی جنات کے اور کلمات اور ان کے مضامین جو انھوں نے اپنی قوم میں جاکر کہے ان کا بیان ہے

قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّهْدِیْۤ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ
کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو سیدھی راہ بتاتا ہے لہٰذا ہم اُس قرآن پر ایمان لے آئے اور ہم آئندہ اپنے رب کا
بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّ اَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً
ہرگز کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی شان بڑی بلند ہے اُس نے نہ کسی کو بیوی بنایا
وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَى اللّٰهِ
اور نہ کسی کو اولاد تجویز کیا۔ اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف اللہ تعالیٰ کی شان میں حد سے بڑھی ہوئی
شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ
باتیں کہتا ہے۔ اور یہ کہ ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ جنات اور انسان اللہ تعالیٰ کی شان میں کبھی کوئی
عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ﴿۵﴾ وَّ اَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ
جھوٹی بات نہ کہیں گے۔ اور یہ کہ بہت سے لوگ آدمیوں میں سے ایسے تھے کہ
یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ﴿۶﴾ وَّ
وہ جنات میں سے کچھ لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو ان پناہ لینے والوں نے ان جنات کی سرکشی کو بڑھا دیا۔ اور
اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ﴿۷﴾ وَّ
یہ کہ جس طرح تم نے یہ خیال قائم کر رکھا تھا اسی طرح انسانوں نے بھی یہی خیال قائم کر رکھا تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو مبعوث نہیں فرمائیگا۔ اور
اَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّ
یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹول دیکھا ہم نے آسمان کو سخت چوکیداروں اور شعلوں سے
شُهُبًا ۙ﴿۸﴾ وَّ اَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ
بھرا ہوا پایا۔ اور یہ کہ پہلے ہم باتیں سننے کیلئے آسمان کے ٹھکانوں میں جا بیٹھا کرتے تھے مگر اب کوئی سننا چاہتا ہے تو اپنے لئے
یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ﴿۹﴾ وَّ اَنَّا لَا نَدْرِیْۤ
ایک شعلہ کو انتظار کرتا ہوا تیار پاتا ہے۔ اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ اس روک ٹوک سے
اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ﴿۱۰﴾
اہل زمین کو کوئی نقصان پہونچانا مقصود ہے یا زمین والوں کیلئے انکے رب نے کسی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے

(۲) اور یہ کہ ہمارے پروردگار کی شان بہت اعلیٰ اور بڑی بلند ہے اس نے نہ کسی کو بیوی اور جورو بنایا اور نہ کسی کو اولاد تجویز کیا :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو گمراہیاں آدمیوں میں تھیں وہ جنوں میں بھی تھیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ جنات کے اکثر افراد مشرک بھی تھے۔ عیسائی بھی۔ اور یہودی بھی۔ اس لئے اس قرآن سننے والی جماعت نے جس کو نفر من الجن فرمایا ہے تمام غلط کاموں کی اصلاح پر توجہ دلائی اور تمام عقائد باطلہ کا رد کیا ہے۔ جورو اور اولاد کا قصہ حضرت حق تعالیٰ کی بزرگی اور تمام نقائص سے برتری کے خلاف ہے اور معاذ اللہ نقص اور احتیاج ہے اس لئے ان جنوں نے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور برتری کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ما اتخذ صاحبۃ ولا ولدا۔
(۳) اور یہ کہ ہم میں کا بے وقوف اور احمق اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ اور حد سے بڑھی ہوئی باتیں کہتا ہے :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہم میں جو بے وقوف تھے وے ایسی باتیں کہتے تھے یا ابلیس کو کہا ۱۲ خلاصہ یہ کہ جس طرح انسانوں میں سرکشی اور طغیان پایا جاتا ہے۔ اسی طرح جنات میں بھی کچھ ایسے بیوقوف اور بدنہاد ہیں جو اللہ تعالیٰ پر افترا پردازی اور بہتان طرازی کیا کرتے ہیں (۴) اور یہ کہ ہم تو یہ خیال کرتے تھے کہ جنات اور انسان اللہ تعالیٰ کی شان میں کبھی کوئی جھوٹی بات نہ کہیں گے :: یعنی ہم تو پہلے یہ خیال کرتے تھے کہ جنات اور انسان اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی جھوٹی بات زبان سے نہ نکالیں گے اس لئے ہم نے عام جنات اور انسان کی دیکھا دیکھی شرک اختیار کر لیا اور جو سب کر رہے تھے وہی ہم بھی کرنے لگے لیکن اب قرآن سننے کے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ حق کچھ اور ہے اور عوام محض گمراہی اور غلط راستے پر چل رہے ہیں اور اکثر جنات اور انسان حضرت حق تعالیٰ کی شان میں بڑی گستاخی کا ارتکاب کر رہے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس لئے ہم بھی بھٹک گئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ ہمارے گمراہ ہونیکی وجہ بھی یہی ہوئی کہ ہم جنات اور انسانوں کے متعلق اس خوش فہمی میں پڑ گئے کہ یہ کوئی
جھوٹی بات اللہ تعالیٰ کی شان میں نہ کہیں گے اور آتنی مخلوق جو مشرکانہ کام کر رہی ہے وہ صحیح ہوں گے (۵) اور یہ کہ بہت سے لوگ آدمیوں میں سے ایسے تھے کہ وہ جنات میں سے کچھ لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو ان پناہ لینے والوں نے ان جنات کی سرکشی اور بددماغی کو اور بڑھا دیا :: حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی آدمی جتنا جنوں کے آگے التجا کرتے ہیں اتنا وے مغرور ہوتے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ ایک مشترکہ مرض تھا جس میں کم و بیش سب ہی جنات و انسان مبتلا تھے اور سب شرک کرتے تھے۔ اور بعض شرک خاص تھا۔ جیسا بعض آدمیوں کا بعض جنات کے ساتھ اس لئے اس جماعت جنات نے اسکو بھی ظاہر کیا۔ کہ بعض انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے مثلاً کسی جنگل میں جاکر قیام کیا قافلہ اترا تو وہاں کھڑے ہو کر قافلے کے سردار نے کہا اعوذ بسید هذا الوادی من سفهاء قومه یعنی جنات کی قوم کے بیوقوفوں اور شرارت پسندوں سے پناہ مانگتا ہوں اس وادی کے سردار کے ساتھ۔ یعنی جو جنات کا سردار ہے اُس کی پناہ چاہتا ہوں بدمعاش جنوں سے۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور یہ کہ ہم میں سے پہلے بھی بعض نیک ہوئے ہیں اور بعض دوسری طرح کے بھی ہوتے رہے ہیں غرض ہم مختلف طریقوں پر تھے ؛ یعنی نزول قرآن سے پیشتر بھی ہم میں کچھ نیک لوگ ہوتے تھے اور کچھ شریر قسم کے جو خیر سے نفرت کرتے تھے اور شر پر اصرار کرتے تھے اور شر کو دوڑ کر قبول کرتے تھے غرض ہم مختلف طریقوں پر تھے ۔ اور اس نبی کی بعثت کے بعد بھی ہم میں سے کچھ اس نبی پر اور قرآن پر ایمان لے آئے ہیں اور بعض تامل ہیں اور کچھ شرارت پر قائم ہیں یعنی اب بھی دونوں طریقوں کے لوگ ہیں (۱۱) اور یہ کہ ہمارا طریقہ تو یہ ہے کہ ہم نے اب سمجھ لیا ہے اور اس بات کا یقین کرلیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں کہیں اور کسی حصے میں عاجز نہیں کر سکتے اور اس کو ہرا نہیں سکتے نہ اور کہیں بھاگ کر اس کو تھکا سکتے ہیں ؛ یعنی ہم نے یہ بات تسلیم کرلی ہے کہ اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور ہم پر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہوا تو اُس وقت ہم زمین کے کسی حصے میں جا کر اللہ تعالیٰ کو عاجز کردیں یا زمین کے علاوہ کہیں بھاگ کر اللہ تعالیٰ کو تھکا دیں اور اُس کے قہر سے بچ جائیں تو ایسا نہیں ہوسکے گا (۱۲) اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت کی بات سُن لی تو ہم نے اس کا یقین کرلیا اور اس کو فوراً مان لیا لہٰذا جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لے آئیگا تو اس کو نہ کسی کمی کا اور نقصان کا خوف ہوگا اور نہ کسی زیادتی کا اور ظلم کا ؛ کمی کا مطلب یہ کہ اسکی کوئی نیکی کم کردی جائے اور اس کی کوئی نیکی لکھی نہ جائے یا مال کا نقصان ۔ آبرو کا نقصان اور زیادتی یہ کہ کوئی گناہ جو نہ کیا ہو وہ لکھ دیا جائے ۔ یا ایمان لانے کی وجہ سے اس کو ثواب سے محروم کردیا جائے ۔ ھدیٰ کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ہم نے جب قرآن کے عجیب و غریب مضامین سُنے تو ہم اُس رسول پر جس پر یہ کلام معجز نظام نازل ہوا ہے اسپر ایمان لے آئے (۱۳) اور یہ کہ ہم میں سے بعض تو فرماں بردار بن گئے اور مسلمان ہوگئے ہیں اور بعض ہم میں سے ظالم ہیں اور بے راہ ہیں بس جنھوں نے اسلام قبول کرلیا اور مسلمان ہوگئے تو انھوں نے بھلائی کا راستہ اختیار کرلیا اور بھلی راہ ڈھونڈھ لی (۱۴) اور جو ظلم پر قائم رہے تو وہ جہنم کا ایندھن ہوئے ؛ مطلب یہ ہے کہ جنھوں نے قرآن سن اور قرآن سن کر ہم میں سے مسلمان ہوگئے تو انھوں نے بھلائی کی راہ تلاش کرلی اور بھلائی کا راستہ حا کرنے میں کامیاب ہوگئے یعنی وہ اس بھلائی کا اجر پائیں گے ۔ اور جو ظلم پر قائم رہے اور ہدایت کی راہ بے راہ رہے وہ دوزخ کا ایندھن ہیں اور وہ دوز میں جھونکے جائیں گے (۱۵) اور میری جانب یہ بھی کی گئی ہے کہ اگر لوگ سیدھی راہ اور سیدھے طر قائم ہوجاتے یعنی اسلام کے پابند ہوجاتے تو ہم ا کثیر اور وافر پانی سے خوب سیراب کرتے (۱۶) ہم اس میں ان کا امتحان کریں اور جو شخص اپنے پر کی یاد یعنی اسلام سے روگردانی کریگا تو اللہ تعالیٰ سخت اور ناقابلِ برداشت عذاب میں داخل آیت میں اشارہ فرمایا مکے والوں کے لئے یعنی اگر والے راہِ راست پر قائم ہوجاتے تو ہم ان کو باراں اور پانی کی کثرت سے سیراب کرتے اور انکو مبتلا نہ کرتے اور اس نعمت اور کرم سے ان کی آز کرتے اور ان کو جانچتے جیسا کہ ہمارا قاعدہ ہے پر احسان فرما کر آزماتے ہیں جیسا کہ بلا ہیچ کر آز ہیں ونبلوکم بالشر والخیر فتنۃ ۔ او شخص خواہ وہ مکے والوں میں سے ہو یا کوئی ا بنی نوع انسان میں سے کوئی شخص اپنے پرور یاد یعنی ایمان اور اطاعت و انقیاد سے روگر تو اللہ تعالیٰ اسکو سخت عذاب میں داخل کرے گ

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ كُنَّا طَرَآئِقَ
اور یہ کہ ہم میں سے کچھ نیکو کار ہیں اور کچھ ان کے سوا دوسری طرح کے بھی ہیں غرض ہم مختلف
قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ
طریقوں پر تھے ۔ اور یہ کہ ہم نے اب یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کو زمین میں کہیں بھی عاجز نہیں کر سکتے
وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ
اور نہ کہیں اور بھاگ کر اس کو تھکا سکتے ہیں ۔ اور یہ کہ ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی تو ہم نے اسکو مان لیا
فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا
لہٰذا جو شخص اپنے پروردگار پر ایمان لائیگا اس کو نہ کسی کمی کا خوف ہوگا اور نہ کسی زیادتی کا ۔ اور یہ کہ
مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ
ہم میں سے بعض تو فرماں بردار بن گئے ہیں اور بعض ہم میں سے ظالم ہیں سو جنھوں نے اسلام قبول کرلیا تو انھوں نے
تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ
بھلی راہ تلاش کرلی ۔ اور جو ظلم پر قائم رہے تو وہ جہنم کا
حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ
ایندھن ہوئے ۔ اور میرے پاس یہ بھی وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر لوگ سیدھی راہ پر قائم ہوجاتے تو ہم انکو وافر پانی سے
مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ
خوب سیراب کرتے ۔ تاکہ ہم اس احسان سے ان کو پرکھیں اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی
ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ
کرے گا تو خدا تعالیٰ اس کو ناقابل برداشت عذاب میں داخل کرے گا ۔ اور یہ بھی وحی کی گئی ہے کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ
لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ
کے لئے مخصوص ہیں سو ان میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ۔ اور یہ بھی کہ جب خدا کا
عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ
خاص بندہ خدا کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر ہجوم کر کے

ہے کہ صعداً سے مراد وہ جہنم کا پہاڑ ہو جس پر چڑھنا دشوار ہوگا اس کے چکنا اور املس ہونے کی وجہ سے مگر اہلِ دوزخ کو اس پر چڑھنے کا حکم دیا جائیگا اور جب چڑھ جائیں گے تو اوپر سے لڑھکا دیا جائیگا اور میں مبتلا رکھا جائیگا العیاذ باللہ ہم نے مشہور طریقے تفسیر کردی ہے اگرچہ آیت کی اور بھی کئی طرح تفسیر کی گئی ہے ۔ مثلاً ان لو استقاموا میں مکے والوں کی تخصیص نہ ہو بلکہ عام طور پر یوں ترجمہ کیا جائے انسان اور جنات سیدھی راہ پر قائم ہوجاتے تو ہم ان سبکو اپنی نعمتوں سے سرفراز کرتے اور ان کو بطور امتحان ہر قسم کی نعمتوں سے نوازتے پانی کا ذکر اس لئے فرمایا کہ انعامات الٰہی میں اس کو خاص د ہے ۔ قرآن میں کئی جگہ اس کے شواہد مذکور ہیں ۔ ابھی سورۂ طلاق میں گزرا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا الآیۃ ۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان لو استقاموا سے فقط جنات مراد ہوں ا ہوکر اگر جنات کا باپ یعنی ابوالجان جسکو ابلیس کہتے ہیں نافرمانی نہ کرتا اور آدم کو سجدہ کرلیتا اور تمام جنات سیدھی راہ پر قائم رہتے تو ہم ان کو اپنی نعمتوں سے خوب نوازتے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ (باقی

Marfat.com

ع ۱ ۱۹ ۱۱

لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَدۡعُوۡا رَبِّیۡ وَ لَاۤ اُشۡرِکُ بِہٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾

ٹوٹے پڑتے ہیں۔ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

قُلۡ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِکُ لَکُمۡ ضَرًّا وَّ لَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ قُلۡ اِنِّیۡ

آپ کہہ دیجئے کہ میں نہ تمہارے لئے کسی بُرائی کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ بھلائی کا۔ آپ کہہ دیجئے

لَنۡ یُّجِیۡرَنِیۡ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ ۬ۙ وَّ لَنۡ اَجِدَ مِنۡ

خدا کے ہاتھ سے مجھ کو کوئی بھی پناہ نہیں دے سکتا اور نہ میں اُس کے سوا کوئی

دُوۡنِہٖ مُلۡتَحَدًا ﴿ۙ۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِسٰلٰتِہٖ ؕ وَ

پناہ کی جگہ پا سکتا ہوں۔ مگر ہاں میرا کام اللہ کی طرف سے پہنچانا اور اُسکے پیغامات کو ادا کرنا ہے اور

مَنۡ یَّعۡصِ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ

جولوگ اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کریں گے تو یقیناً ان کیلئے جہنم کی آگ ہوگی جس آگ میں

فِیۡہَاۤ اَبَدًا ﴿ؕ۲۳﴾ حَتّٰۤی اِذَا رَاَوۡا مَا یُوۡعَدُوۡنَ فَسَیَعۡلَمُوۡنَ

وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ آخر کار جب یہ منکر لوگ اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے تب اُس وقت ان کو معلوم

مَنۡ اَضۡعَفُ نَاصِرًا وَّ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ قُلۡ اِنۡ اَدۡرِیۡۤ

ہوجائیگا کہ کون مددگاروں کے اعتبار سے کمزور اور شمار کے اعتبار سے کم ہے۔ آپ کہہ دیجئے میں نہیں جانتا کہ وہ

اَقَرِیۡبٌ مَّا تُوۡعَدُوۡنَ اَمۡ یَجۡعَلُ لَہٗ رَبِّیۡۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ

عذاب موعود قریب ہے یا میرے رب نے اُس کے لئے کوئی دور کی مدت مقرر کر رکھی ہے، وہی غیب کا

الۡغَیۡبِ فَلَا یُظۡہِرُ عَلٰی غَیۡبِہٖۤ اَحَدًا ﴿ۙ۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارۡتَضٰی

جاننے والا ہے اور وہ اپنے غیب کی کسی کو خبر نہیں دیا کرتا۔ مگر ہاں اپنے کسی برگزیدہ

مِنۡ رَّسُوۡلٍ فَاِنَّہٗ یَسۡلُکُ مِنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ

رسول کو سو وہ بھی اس اہتمام سے کہ اس رسول کے آگے اور پیچھے نگہبان فرشتوں کو

مِنۡ خَلۡفِہٖ رَصَدًا ﴿ۙ۲۷﴾ لِّیَعۡلَمَ اَنۡ قَدۡ اَبۡلَغُوۡا رِسٰلٰتِ

مقرر کر دیتا ہے۔ تاکہ وہ یہ دیکھ لے کہ ان فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات بحفاظت رسول تک پہنچا دیئے

(بقیہ صفحہ ۹۱۷) ان لو استقاموا سے مراد جنّات ہوں اور طریقہ سے مراد وہی کفر و عناد کا طریقہ ہو اور یہ مطلب ہو کہ اگر جنّات اپنے کفر پر قائم رہتے اور قرآن سنکر اسلام نہ قبول کرتے اور ان کی بعض جماعتیں مسلمان نہ ہوجاتیں تو ہم ان پر استدراجاً اپنی نعمتوں کے دروازے کھول دیتے۔ اور ایک عام امتحان میں مبتلا کرتے اور پھر اچانک ان کو پکڑ لیتے۔ جیسا کہ فرمایا فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیٔ مگر ہم نے ان تمام اقوال میں سے راجح قول کو اختیار کر لیا ہے واللہ اعلم آگے اور مضامین مذکور ہیں جن کا تعلق وحی سے ہے (۱۷) اور میری طرف یہ بھی وحی کی گئی ہے کہ مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں سو ان میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو ؛ یعنی یوں تو غیر اللہ کی عبادت ہر جگہ حرام اور شرک ہے۔ کیونکہ ساری زمین ہی سجدہ گاہ ہے لیکن خاص طور پر وہ مقام جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے خاص ہے جیسے مساجد اللہ۔ خواہ وہ حرم پاک ہو یا مسجد نبوی۔ یا بیت المقدس یا عام مساجد یہ تمام مقامات غیر اللہ کی عبادت سے محفوظ رہیں۔ اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے یہ مقامات محفوظ رہیں۔ بشرطیکہ مسلمانوں کا ان مقامات پر اقتدار ہو۔ اور اگر خدانخواستہ مسلمان مغلوب ہوکر اپنا اقتدار کھو بیٹھیں تو پھر حسب استطاعت تحفظ مساجد کے ذمہ دار ہوں گے۔ بعض مفسرین نے مساجد سے اعضائے سجود مراد لئے ہیں۔ اس تقدیر پر مطلب یہ ہوگا کہ یہ اعضائے سجود اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ ہیں ان کو سوائے اس کے کسی کے آگے نہ جھکاؤ جیسا کہ غیر مسلموں کا شیوہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اعضا کو غیر اللہ کی عبادت میں استعمال کیا کرتے ہیں (۱۸) **تفسیر صفحہ ہٰذا:**۔ یہ مضمون بھی وحی کا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کھڑا ہوتا ہے تو اس پر لوگ ہجوم اور اژدحام کرکے ٹوٹے پڑتے ہیں ؛ ہوسکتا ہے کہ ان سے مراد وہی جنّات کی جماعت ہو جو نصیبین سے بطن جا رہے تھے اور بطن نخلہ میں حضورؐ کا قرآن سن کر اُتر پڑے تھے۔ اور آپ کے قریب اس قدر ہوئے کہ آپ پر جھک پڑے وہی جماعت مراد ہو یا کفارِ مکہ کی طرف اشارہ ہو کہ جب حضورؐ نماز میں قرآن پڑھتے ہیں تو یہ بتوں کی حمایت میں آپؐ پر بھیڑ لگا کر ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع ہو جاتے ہیں اور تعجب و عداوت سے آپ کی جانب اس طرح دیکھتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے پر ٹوٹ پڑیں گے اور حملہ کر دیں گے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کادوا سے مسلمان اور غیر مسلمان دونوں مراد ہوں۔ مسلمان قرآن سننے کے شوق میں جمع ہوجاتے ہیں اور کافر تعجب اور عناد کی وجہ سے یہ خواہش لیکر جمع ہوتے ہیں کہ موقع لگے تو اس آواز کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیں۔ جیسا کہ سورۂ حج میں فرمایا تھا یکادون یسطون علیہم۔ یعنی غلبہ حاصل کرنے اور حملہ کرنے کی غرض سے جمع ہوتے ہیں اور قریب ہے کہ قرآن پڑھنے والے پر جھپٹ پڑیں اور ان کا ٹھٹھ حضورؐ پر ٹوٹ پڑے لبد جمع لبدۃ کی ہے لبدۃ کے معنی ہیں ایک چیز کو دوسری چیز پر لپیٹنا۔ اس رکوع میں تیرہ آیتیں تو جنات کی باہمی باتیں ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا گیا ہے باقی دیگر مضامین ہیں جن کا عطف انہ استمع کے جملے پر ہے یہ وہ مضامین ہیں جن کا تعلق جنات کی عام عادات سے ہے اور اُن عادات خبیثہ میں اکثر انسان بھی شریک ہیں (۱۹) اے پیغمبر آپ ان سے کہہ دیجئے میں تو صرف اپنے پروردگار کی عبادت کرتا ہوں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا ؛ یعنی میرا طریقہ تو توحید کا طریقہ ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی پرستش کرتا ہوں اور اس کے ساتھ اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا۔ اب آگے رسالت کے متعلق مذکور ہے (۲۰) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لئے نہ کسی ضرر اور نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا ؛ یعنی تمہاری بُرائی اور بھلائی کا مجھے کوئی اختیار نہیں ہے نہ میں تم پر عذاب لا سکتا ہوں نہ تم کو ہدایت دے سکتا ہوں (۲۱) آپ یہ بھی کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے مجھ کو کوئی نہیں بچا سکتا اور اس کے غضب سے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ پا سکتا ہوں ؛ یعنی اگر میں تمہاری غلط فرمائشیں پوری کرنے کے لئے تیار ہوجاؤں۔ اور اللہ تعالیٰ کا غضب آجائے تو مجھے اس کے غضب اور اس کی گرفت سے کوئی بچانے اور نجات دلانے والا نہیں ہے۔ اور نہ میں اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ پا سکتا ہوں ؛ یعنی اس کی گرفت اور اس کے عتاب سے کہیں بھاگ کر کوئی پناہ گاہ اختیار کرلوں اور کہیں جا چھپوں تو یہ بھی نہیں ہوسکتا (۲۲) مگر ہاں میرا کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہونچانا اور اس کے پیغامات کو ادا کرنا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کریں گے تو (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَاَحْصٰى كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ﴿٢٨﴾ ع
اور اللہ تعالیٰ نے ان نگہبانوں کے تمام حالات کا احاطہ کر رکھا ہے اور اس نے تو ہر چیز کو فرداً فرداً شمار کر رکھا ہے۔

سُوْرَةُ الْمُزَّمِّلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ عِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورۂ مزمل مکی ہے اور یہ بیس آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰٓاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهٗٓ اَوِ
اے کپڑوں میں لپٹنے والے۔ رات کو کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی رات۔ جو نصف رات ہو یا
انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ﴿٣﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ
اس نصف سے بھی کچھ کم کر دیا کرو۔ یا نصف رات سے کچھ بڑھا دیا کرو اور قرآن کو ٹھیر ٹھیر کر
تَرْتِيْلًا ﴿٤﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿٥﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ
صاف پڑھا کرو۔ ہم عنقریب آپ پر ایک بہت وزنی فرمان نازل کریں گے۔ بے شک رات کا اٹھنا
الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ﴿٦﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ
نفس کو پامال کرنیکے اعتبار سے بہت مؤثر اور بات کے اعتبار سے بہت ٹھیک ہے۔ بیشک آپ کیلئے دن بھر
سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿٧﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿٨﴾
بہت شغل رہتا ہے۔ اور آپ اپنے رب کے نام کو یاد کرتے رہا کیجئے اور ماسوی اللہ سے کٹ کر اسی کیجانب متوجہ رہیے۔
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ
وہ مشرق و مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں ہے سو آپ اپنا ہر کام سونپنے کیلئے
وَكِيْلًا ﴿٩﴾ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا
اسی کو مقرر رکھئے۔ اور یہ منکر جو کچھ کہتے ہیں اس کو برداشت کرتے رہیے اور خوش اسلوبی کیساتھ ان سے
جَمِيْلًا ﴿١٠﴾ وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ
کنارہ کش ہو جائیے۔ اور مجھ کو اور ان جھٹلانیوالے صاحبان عیش و نعمت کو چھوڑ دیجئے اور ان کو تھوڑی سی

ع ٢ ٩ ١٢

تاکہ وہ یہ دیکھ لے کہ ان فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغامات بحفاظت رسول تک پہونچا دیئے اور اللہ تعالیٰ نے ان نگہبانوں کے تمام حالات کا احاطہ کر رکھا ہے اور اُس نے تو ہر ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی رسول کو خبر دیتا ہے غیب کی پھر چوکیداری رکھتا ہے اس کے ساتھ کہ اس میں شیطان دخل نہ کرنے پائے اور اپنا نفس غلط نہ سمجھے یہی معنی ہیں اس بات کے کہ پیغمبروں کو عصمت ہے اوروں کو نہیں اور انکی معلوم میں شک نہیں اوروں کی معلوم میں شک ہے ۔ خلاصہ یہ کہ مغیبات کا حقیقی علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ وہ اپنے مغیبات اور اپنے اسرار اور اپنے بھید کسی پر ظاہر نہیں کیا کرتا البتہ بمقتضائے مصلحت کسی برگزیدہ اور پسندیدہ رسول پر کوئی بات ظاہر کر دیتا ہے۔ وہ رسول خواہ کوئی فرشتہ ہو یا بشر میں سے کوئی رسول ہو۔ اگر فرشتہ ہو تب بھی بڑی حفاظت اور اہتمام کے ساتھ وہ اطلاع اس کے سپرد کی جاتی ہے۔ اور اگر وہ بشر اور انسان ہو تب بھی اُس کی پوری حفاظت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور شیاطین سے اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے اور خود اُس رسول کی قوتِ فکریہ کی پوری حفاظت کیجاتی ہے خواہ یہ مغیبات مثبت نبوت ہوں۔ یا علم احکام ہوں مثبت نبوت جیسے پیشین گوئیوں کی اطلاع بہر حال ان مغیبات کے اظہار کے وقت خاص اہتمام ہوتا ہے اگر جبریلؑ پر ظہور ہوتا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچنے میں ان کی خاص حفاظت کیجاتی ہے جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ جبریلؑ کوئی آیت یا کوئی حکم لے کر آتے تو ان کیساتھ محافظ فرشتے ہوتے تھے انہی کا ایک قول ہے کہ سورۂ انعام جب نازل ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے آئے تھے اس حفاظت کا منشا صاف ہے کہ شیاطین سے اللہ تعالیٰ کا پیغام محفوظ رہے۔ اور اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو ان کی حفاظت کے لئے بعض روایات میں آتا ہے کہ چار محافظ فرشتے مقرر تھے جو نزول وحی کے وقت آپکی حفاظت کرتے تھے کہ جو اطلاع آتی ہے اس میں کوئی شیطان اثر انداز نہ ہو۔ چنانچہ حضرت حق تعالیٰ شانہٗ فرماتا ہے تاکہ ظاہری طور پر وہ یہ بات جان لے کہ فرشتوں نے اپنے پروردگار کے پیغامات رسول تک پہونچا دیئے۔ ہوسکتا ہے کہ لیعلم کی ضمیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ رسول یہ بات جان لے کہ ان پہنچانے والوں نے اپنے پروردگار کے پیغام مجھ تک محفوظ طور پر پہنچا دیئے۔ بہر حال ہم نے راجح قول کی بناء پر تفسیر کی ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بات ظاہری طور پر جان لے اور معلوم کرلے کہ فرشتوں نے رسول تک اور رسول نے مخلوق تک اُس کے احکام بلا کم و کاست پہنچا دیئے اور اللہ تعالیٰ نے ان نگہبانوں کے حالات اور چوکیداروں کے پاس جو کچھ ہے اُس کا احاطہ کر رکھا ہے یعنی اسکے قبضے اور اُس کی نگرانی میں ہیں کسی کو مجال تغیر و تبدل نہیں اور اُس نے ہر چیز کو فرداً فرداً شمار کر رکھا ہے۔ یعنی یہ باتیں اظہارِ حکومت و قوت کی غرض سے کیجاتی ہیں اور یہ انتظامات اظہار جاہ و جلال کیلئے ہیں ورنہ وہاں کسی چیز کی احتیاج نہیں ہے وہ نہ چوکیداروں کے محتاج ہیں نہ پہرہ داروں کے۔ سبحان الذی بیدہٖ ملکوت کل شیٔ (٢٨) تم تفسیر سورۃ الجن

سورۃ المزمّل مکی ہے اور یہ بیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ اے کپڑوں میں لپٹنے والے (١) رات کو تہجد کی نماز میں کھڑے رہا کرو مگر تھوڑی رات (٢) جو نصف رات ہو یا اس نصف سے بھی کچھ کم کر دیا کرو (٣) یا نصف رات سے کچھ بڑھا دیا کرو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف اور واضح پڑھا کرو ۔ حضرات مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس سورت میں مزمّل سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے۔ اور ازراہِ تلطف یہ خطاب حضور کو فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادت تھی کہ آپ ایک کمبل جو چودہ ہاتھ طویل تھا اپنے تمام جسم پر لپیٹ لیا کرتے تھے۔ یہ کمبل اتنا لانبا تھا کہ بعض دفعہ اس کا حصہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ بھی اوڑھ لیا کرتی تھیں۔ یا یہ کہ آپ پر جب پہلی مرتبہ وحی آئی تو آپ پر فرشتے کی آواز سے ہیبت طاری ہوگئی۔ اور آپ غارِ حرا سے مکان میں تشریف لائے اور فرمایا مجھے کپڑا اڑھاؤ۔ مجھے آج ایک دہشت ناک واقعہ پیش آیا ہے۔ اور شاید اس نئی اور خوفناک بات سے میری جان جاتی رہے گی جب خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ کو کپڑا اڑھا دیا اور آپکو اطمینان دلایا تو اسی حالت میں حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے یہ محبت آمیز خطاب دیا گیا کہ اے کپڑوں میں لپٹنے والے یا یہ کہ کفارِ مکہ نے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور اے پیغمبر مجھکو اور ان جھٹلانے والوں اور تکذیب کرنیوالے ارباب تنعم اور ناز و نعمت میں رہنے والوں کو موجودہ حالت پر چھوڑ دیجئے۔ اور ان کو تھوڑی مہلت اور دیجئے (۱۱) بے شک ہمارے
پاس بھاری بھاری بیڑیاں ہیں۔ اور آتش سوزاں اور آگ کا ڈھیر ہے (۱۲) حلق میں پھنس جانے اور اٹک جانیوالا کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے ⁂ یعنی یہ اہل نعمت اور مرفہ الحال لوگ جو آپ کی تکذیب
کرنے والے ہیں ان کو اور مجھکو چھوڑ دیجئے اور ان کو میرے سپرد کر دیجئے۔ میں خود ان سے نپٹ لوں گا تھوڑا سا موقعہ ان کو اور دیجئے ان کے عذاب کیلئے جلدی نہ کیجئے تاکہ ان کے گناہوں کا پیمانہ لبریز ہو جائے نیز جن کو اسلام
کی دولت سے سرفراز ہونا ہے وہ اسلام قبول کر لیں۔ بلاشبہ ہمارے پاس عذاب کا بہت سامان ہے۔ بیڑیاں ہیں جیسا کہ سورۂ حاقہ میں گزر چکا ہے۔ دوزخ اور اس کی آگ کا ڈھیر ہے خوراک ایسی ہے جو نگلتے وقت
حلق میں پھنس جائے گی۔ زقوم مراد ہے جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہوسکتا ہے کہ ضریع ہو۔ غرض کانٹا ہو۔ یا اور کوئی گلوگیر خار ہو۔ جو حلق میں اٹک جائے اور نہ اگلا جائے اور نہ نگلا جائے۔ العیاذ باللہ اور دردناک

قَلِيلًا ﴿١١﴾ إِنَّ لَدَيْنَا أَنكَالًا وَجَحِيمًا ﴿١٢﴾ وَطَعَامًا ذَا
مہلت اور دیجئے۔ بیشک ہمارے پاس بھاری بیڑیاں ہیں اور آتش سوزاں ہے۔ اور حلق میں پھنس جانیوالا
غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٣﴾ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ
کھانا ہے اور دردناک عذاب ہے۔ یہ سزائیں اس دن ہوں گی جس دن زمین اور پہاڑ تھر تھرانے لگیں
وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ﴿١٤﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ
اور پہاڑ اڑتے ہوئے ریت کے ٹیلے ہو جائیں۔ بیشک ہم نے تمہاری طرف تم پر گواہی دینے والا
رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
ایک ایسا رسول بھیجا ہے جیسا ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا
رَسُولًا ﴿١٥﴾ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْذًا
تھا۔ پس فرعون نے اس رسول کی نافرمانی کی پھر ہم نے فرعون کی بہت ہی
وَبِيلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ
سخت گرفت کی۔ سو اگر تم کفر پر قائم رہے تو اس دن سے کیسے بچو گے جو دن بچوں کو
شِيبًا ﴿١٧﴾ السَّمَاءُ مُنفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ﴿١٨﴾ إِنَّ
بوڑھا بنادے گا۔ وہ دن ایسا ہے جس دن آسمان پھٹ جائیگا اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ یہ تمام
هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَن شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ﴿١٩﴾ إِنَّ
مضمون ایک نصیحت ہے سو جو چاہے اپنے رب تک پہونچنے کا راستہ اختیار کرلے۔ بیشک
رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَ
آپکا رب جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ دو تہائی رات کے قریب اور
نِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۚ وَاللَّهُ
کبھی نصف رات اور کبھی ایک تہائی رات کھڑے رہتے ہیں اور رات اور دن کا
يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ عَلِمَ أَن لَّن تُحْصُوهُ فَتَابَ
صحیح اندازہ اللہ تعالیٰ ہی کرسکتا ہے اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم ہے کہ تم وقت کا صحیح اندازہ کرنے پر قابو نہ پاسکو گے لہٰذا اس نے

عذاب یعنی اگر دنیا میں کوئی سزا نہ ملی تو آخرت کا عذاب
تو موجود ہی ہے یہ آخرت کا عذاب اس دن ہوگا (۱۳)
جس دن زمین اور پہاڑ زلزلے کی وجہ سے ہلنے اور تھر تھرانے
لگیں اور پہاڑ ریگ رواں کے ٹیلے ہو جائیں ⁂ یعنی زلزلہ
سخت ہوگا اور پہاڑ ریت کا ڈھیر بن جائیں گے جس طرح
ریت کا ڈھیر پھسلواں ہوتا ہے پہاڑوں کی یہی حالت
ہو جائیگی۔ کثیب ریت کا ٹیلہ۔ مہیل وہ ریت جو جمع ہونے
کے بعد ہوا سے بہتی پھرے۔ آگے اثبات رسالت کا ذکر
فرمایا۔ (۱۴) بلاشبہ ہم نے تمہاری جانب تم پر گواہی
دینے والا اور تمہارے احوال بتانے والا ایک ایسا
رسول بھیجا ہے جیسا ہم نے فرعون کیطرف ایک رسول
بھیجا تھا (۱۵) سو فرعون نے اس رسول کی نافرمانی
کی پھر ہم نے فرعون کی بہت ہی سخت گرفت کی ⁂ یعنی سابقہ
پیشین گوئیوں کی بنا پر ان پیشین گوئیوں کا مصداق
تمہاری طرف نبی آخر الزماں کو رسول بنا کر بھیجا جیسا ہم
نے حضرت موسیٰؑ کو صاحب شریعت رسول بنا کر فرعون
کی طرف بھیجا تھا۔ جس طرح وہ صاحب کتاب اور صاحب
شریعت تھے اسی طرح یہ نبی بھی صاحب شریعت اور
صاحب کتاب ہے اور تمہارے احوال بتانے والا ہے یعنی
قیامت میں فرماں برداروں اور نافرمانوں کو بتائیگا
پھر فرعون کا حال تم کو معلوم ہے کہ جب اس نے اپنے
پیغمبر کی نافرمانی کی اور ان کا کہنا نہ مانا تو ہم نے اسکو
سخت قسم کا پکڑنا پکڑا اسی طرح جو اس پیغمبر کی نافرمانی
کرے گا تو ان نافرمانوں کے ساتھ بھی معاملہ عذاب کا کیا
جائے گا۔ لہٰذا اگر تم بھی کفر پر قائم رہے اور
۱ دین حق کا انکار کرتے رہے تو اس دن سے
ع ۱۹ جو آنیوالا ہے کس طرح بچ سکتے ہو۔ (۱۶)
۱۳ پس اگر تم کفر پر قائم رہے تو اس دن کی مصیبت
اور عذاب سے کیسے بچوگے جو دن اپنی شدت و ہیبت
اور امتداد کی وجہ سے بچوں کو بوڑھا بنادے گا (۱۷)
وہ دن ایسا ہے جس دن آسمان پھٹ جائیگا بلاشبہ
اللہ تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہے گا ⁂ یعنی اگر دنیا
میں کچھ دن بچے بھی رہے تو آخر اس دن سے کیسے بچوگے
جو دن اتنا طویل ہوگا کہ بچوں کو بڑھاپا آجائے۔ یا اتنا
ہولناک اور دہشتناک ہوگا کہ بچوں کے بال سفید
ہو جائیں اور بچے بوڑھے ہو جائیں اس دن آسمان
پھٹ جائیگا۔ حضرت حق تعالیٰ کا وعدہ ضرور پورا ہونا
ہے جو ہو کر رہے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں
اس دن کی شدت سے یا درازی سے اگرچہ وہاں جیسے

ہیں ویسے رہیں گے پر مدت اتنی ہے کہ لڑکے بوڑھے ہو جائیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ ایسا نہ ہوگا بلکہ جو جیسا ہے ویسا ہی رہے گا۔ مگر دن کی شدت اور طوالت ایسی ہوگی جس میں بچے بوڑھے ہو جائیں (۱۸) بلاشبہ یہ تمام
مضمون ایک نصیحت ہے پس جو چاہے اپنے پروردگار تک پہونچنے کا راستہ اختیار کرلے ⁂ یعنی یہ مضامین نصیحت کے بیان کئے گئے ہیں اور یہ مضامین سب نصیحت ہیں۔ جو شخص اپنا نفع چاہے وہ ان نصائح
پر عمل کرکے اپنے پروردگار سے مل جائے اس کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ کسی کے لئے روک نہیں ہے جو اس تک پہونچنا چاہتا ہے وہ ان نصائح پر عمل کرے اور پہونچ جائے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں رات جاگنے
کا حکم ایک برس رہ کر موقوف ہوا اگلی آیت اتری ۱۲ خلاصہ یہ کہ شروع سورۃ میں جو شب بیداری اور رات کے جاگنے کا حکم ہوا تھا وہ تقریباً ایک سال کے بعد منسوخ ہوا (۱۹) بلاشبہ آپ کا پروردگار جانتا
ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف رات اور کبھی ایک تہائی رات عبادت الٰہی میں کھڑے رہتے ہیں اور رات اور دن کا پورا اور صحیح اندازہ (باقی ص۹۲۱ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۲۰) اللہ تعالیٰ ہی کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم ہے کہ تم وقت کا صحیح اور ٹھیک اندازہ کرنے پر قابو نہ پاسکوگے اور احاطہ نہ کرسکوگے لہٰذا اُس نے تمہارے حال پر شفقت و مہربانی کے ساتھ توجہ فرمائی سواب تم لوگ قرآن میں سے جو آسانی کے ساتھ پڑھ سکو پڑھ لیا کرو اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور بعض لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی معاش تلاش کرنیکو ملک میں سفر بھی کریں گے اور بعض اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کریں گے۔ لہٰذا اس لئے بھی اب جس قدر قرآن کا پڑھنا آسان ہو اتنا پڑھ لیا کرو۔ اور فرض نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو مخلصانہ قرض دیا کرو یعنی قرض حسنہ کے طور پر قرض دیا کرو اور جو نیک عمل تم اپنے لئے آگے بھیجوگے تو تم اُس کو اللہ تعالیٰ کے پاس اس سے بہتر اور اجر کے اعتبار سے بڑا پاؤگے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش اور گناہوں کی معافی طلب کرتے رہو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ جب سے تم کو تہجد پڑھنے اور رات میں عبادت کرنیکا حکم ہوا ہے اور آپ اور آپ کے ساتھیوں نے جس طرح اس حکم کی تعمیل کی ہے اور شب بیداری میں جو جو مشقتیں تم نے برداشت کی ہیں ان سب سے آپ کا پروردگار بخوبی واقف ہے کہ تم میں سے بہتوں کے پاؤں سوج گئے۔ اور تم میں سے بعض تمام رات جاگتے رہے کہ ثلث اور ثلثین میں فرق نہ آجائے یا نصف رات سے کم نہ ہوجائے۔ غرض یہ تمام باتیں آپکے پروردگار کو اے پیغمبر معلوم ہیں۔ اور رات اور دن کا صحیح اندازہ اور پوری پیمائش تو اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے دن کا اور رات کا بڑھانا گھٹانا اُسی کے اختیار میں ہے۔ بندوں کے لئے صحیح اندازہ نصف اور ثلث وغیرہ کا کرنا اور صحیح وقت پر ہمارے حکم کی تعمیل کرنا مشکل ہے۔ تفسیر صفحہ ہٰذا۔ اور جبکہ اس قسم کے آلات بھی نہ ہوں یا ہوں تو ان کا جمع کرنا اور ان کا اہتمام کرنا دشواری سے خالی نہ ہو اس لئے تم وقت کا صحیح اندازہ کرنے پر نہ قابو پاسکوگے اور نہ اُس کا احاطہ کرسکوگے تو مطلب یہ ہوا کہ اس کو پورا ذکر سکوگے اور ہمیشہ نہ نبھا سکوگے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم پر مہربانی فرمائی اور تمہارے حال پر توجہ فرمائی سواب تم لوگ جس قدر قرآن آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ قرآن سے مراد یہاں تہجد کی نماز اور تہجد کی نماز میں قرآن کا پڑھنا۔ اور رات کی نماز کا بڑا مقصد قرآن کی تلاوت ہی ہے اور رات کی تنہائی میں قرآن کے معانی پر غور کرنا ہے۔ اس لئے جہاں رات کی عبادت کا ذکر فرماتے ہیں وہاں یتلون

ع ۲/۱ ۱۴

اٰیات اللہ کا ذکر آتا ہے۔ اور آیات الٰہی پڑھتے ہوئے سجدہ میں خشوع کیساتھ روتے ہوئے گرنے کا ذکر ضرور فرماتے ہیں۔ تو مطلب یہ ہے کہ جس قدر آسانی کے ساتھ قرآن اور نماز پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ آگے اس تخفیف اور رعایت کی دو علتیں بیان فرمائیں۔ مثلاً بیماری۔ تجارت کی غرض سے سفر اور مال حاصل کرنے کے لئے سفر کرنا یا اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے جنگ میں جانا یہ اس قسم کی ضرورتیں ہیں جو ہر ایک مسلمان کو پیش آتی رہتی ہیں اس لئے بھی اس حکم کو تم پر سے اُٹھا لیا جاتا ہے۔ فاقرءوا ما تیسر منہ چونکہ نسخ کی اور علتیں بیان کی تھیں اس لئے پھر فرمایا کہ جس قدر آسان ہو وہ کرلیا کرو۔ جس قدر نماز پڑھ سکو اور قرآن پڑھ سکو اُس قدر پڑھ لیا کرو تہجد کا حکم منسوخ کردیا گیا البتہ جو احکام روزمرہ کے ہیں اُن کا خیال رکھو۔ یعنی نماز کی پابندی رکھو۔ زکوٰۃ دیتے رہو اور زکوٰۃ کے علاوہ دیگر صدقات میں اخلاص کا خیال رکھو اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیتے رہو۔ قرض دینا اصل میں تو اُس رقم کو کہتے ہیں جو واپسی کی توقع پر کسی کو دیاجائے فقراء کے دینے کو بجائے قرض فرمایا۔ اور وہ قرض بھی اپنے لئے فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو۔ یہ فقراء کے لئے غایت شفقت کے الفاظ ہیں اور دینے والوں اور خیرات کرنے والوں کے لئے بڑے ہی اُمید افزا ہیں اور فقراء اور مساکین کی مدد و حاجت روائی پر بہت بڑے اجر و ثواب کی بشارت ہیں بہرحال جو بھلائی بھی اور جس قسم کی بھلائی بھی اپنے لئے اپنی زندگی میں آگے بھیج جاؤگے۔ تو اُس کو اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچکر اُس کو دنیوی متاع سے کہیں بہتر اور اجر کے اعتبار سے بہت بڑا پاؤگے۔ یعنی دنیوی امور میں جو خرچ کیا ہوگا اس کے مقابلے میں اللہ کی راہ میں دیکر جو ذخیرہ کیا ہوگا وہ کہیں بہتر ہوگا۔ اور اجر و ثواب میں اعظم ہوگا۔ بعض بزرگوں کا قول ہے۔ تجدوا ثوابہ خیرا لکم من متاع الدنیا واعظم اجرا لان اللہ تعالیٰ یعطی المؤمن اجرہ بغیر حساب۔ اور ان تمام امورِ خیر کے ساتھ ساتھ روزمرہ کے کاموں سے یہ کام بھی کرا للہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہو اور اُس سے اپنے گناہوں پر معافی طلب کیا کرو کیونکہ ہر بندہ کسی نہ کسی بڑے (باقی صفحہ ۹۲۲ پر)

عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ

تمہارے حال پر توجہ فرمائی اب تم لوگ قرآن میں سے جو آسانی کیساتھ پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم

مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِى الْاَرْضِ

میں سے کچھ لوگ بیمار ہوں گے اور بعض لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل یعنی معاش کو

يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ

تلاش کرنیکے لئے ملک میں سفر بھی کریں گے اور بعض اللہ تعالیٰ کی راہ میں

سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖۗ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

جہاد بھی کریں گے لہٰذا اب جس قدر قرآن کا پڑھنا آسان ہو اتنا پڑھ لیا کرو اور فرض نماز کی پابندی رکھو اور

اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا

زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ کے طور پر قرض دیا کرو اور جو نیک عمل تم اپنے لئے

لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ

آگے بھیجوگے تو اُس کو اللہ کے پاس اُس سے بہتر اور اجر کے اعتبار سے بہت بڑا پاؤگے اور

اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾ ع

اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

سُوْرَةُ الْمُدَّثِّرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ سِتٌّ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ مدثر مکی ہے اور یہ چھپن آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾ وَ

اے لحاف میں لپٹنے والے۔ اُٹھ کھڑے ہو اور ڈرا دو۔ اور اپنے پروردگار کی بڑائیاں بیان کرو۔ اور

ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۪ۙ﴿۴﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۪ۙ﴿۵﴾ وَلَا تَمْنُنْ

اپنے کپڑوں کو خوب پاک رکھو۔ اور ہر قسم کی پلیدگی سے دور رہو۔ اور کسی پر اس غرض سے احسان نہ کرو کہ

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۲۱) یا چھوٹے قصور میں مبتلا ہے۔ کوئی شخص بے گناہی کا دعویٰ نہیں کرسکتا بے شک اللہ تعالیٰ غفور اور رحیم ہے تم استغفار کروگے تو اللہ تعالیٰ تم کو معاف کردے گا (۲۰) نحو تفسیر سورۃ المزمل
سورۃ مدثر مکی ہے اور یہ چھپن آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ﴿ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ﴾ اے لحاف میں لپٹنے والے (۱) اٹھ کھڑے ہو اور لوگوں کو ڈراؤ (۲)
اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو (۳) اور اپنے کپڑوں کو خوب پاک رکھو (۴) اور ہر قسم کی پلیدگی سے دور رہو (۵) **تفسیر صفحہ ہٰذا** - اور کسی پر اس لئے احسان نہ کرو کہ اُس سے زیادہ بدلا چاہو یعنی
مت دے کسی کو زیادہ لینے کو (۶) اور اپنے پروردگار کے لئے مصائب کو برداشت کیجئے ﴿ جس طرح پہلی سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لطف اور مہربانی کے ساتھ خطاب فرمایا تھا اسی طرح اس سورت
میں بھی حضور ہی کو خطاب فرمایا ہے۔ مدثر اصل میں متدثر ہے۔ تا کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کردیا ہے۔ اس سے مدثر ہوگیا ہے دثار اوپر کے کپڑے کو کہتے ہیں جس طرح شعار نیچے کے کپڑے کو کہتے ہیں

تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٧﴾ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ﴿٨﴾
اس سے زیادہ بدلا چاہو۔ اور اپنے رب کی خاطر مصائب کو برداشت کرو۔ پھر جب صور میں پھونک ماری جائے گی
فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ﴿٩﴾ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ
تو وہ دن ایک سخت دن ہوگا۔ کافروں پر ذرا آسان
يَسِيرٍ ﴿١٠﴾ ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْتُ
نہ ہوگا۔ مجھ کو اور اس شخص کو اپنے حال پر رہنے دو جس کو میں نے اکیلا یعنی بے سروسامان پیدا کیا۔ اور پھر میں نے
لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴿١٣﴾ وَمَهَّدْتُ
اُس کو بہت سا مال دیا۔ اور ایسے بیٹے دیئے جو اُس کی آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں۔ اور ہر قسم کا دنیوی سامان
لَهُ تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا إِنَّهُ
اُس کے لئے مہیا کیا۔ اس پر بھی یہ ہوس رکھتا ہے کہ میں اس کو اور زیادہ دوں۔ یہ ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ وہ
كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ
ہماری آیتوں کا دشمن ہے۔ عنقریب میں اس کو سخت چڑھائی چڑھاؤں گا۔ کیوں کہ اس
فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ
شخص نے تامل کیا اور ایک اندازہ لگایا۔ سو یہ تباہ کیا جائے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر وہ تباہ کیا جائے اس نے
كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ
کیسا اندازہ لگایا۔ پھر اپنے اندازے میں غور و تامل کیا۔ پھر منہ بنایا اور تیوری چڑھائی۔ پھر
أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾
پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر یہ کہنے لگا بس یہ قرآن تو ایک جادو ہے جو نقل ہوتا چلا آتا ہے۔
إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَ
یہ قرآن تو صرف کسی آدمی کا کلام ہے۔ میں عنقریب اس کو دوزخ میں داخل کروں گا۔ اور
مَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ
اے پیغمبر! آپ کو کچھ خبر ہے کہ دوزخ کیسی چیز ہے۔ وہ نہ کچھ باقی رکھے اور نہ کسی کو چھوڑے۔ کھال کو جھلس کر

جو جسم سے ملا ہوا ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے الانصار شعار والناس دثار۔ مدثر اس شخص کو کہتے ہیں جو سردی اور ٹھنڈ کی وجہ سے اپنے کپڑوں پر کوئی کپڑا اوپر سے اوڑھ لے اور کوئی گرم کپڑا اوپر سے لپیٹ لے پہلی سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا تھا عبادت کرنے اور رات میں قیام کرنے کا تاکہ نفس میں استعداد پیدا ہو یہاں ارشاد ہے کھڑے ہو اور خدا کی مخلوق کو احکام سناؤ اور آنے والی آفات سے بچاؤ۔ گویا پہلی سورت میں ارشاد تھا کمال کا اور اس سورت میں ارشاد ہے تکمیل کا۔ یعنی جب تم میں ہر قسم کا کمال پیدا ہوگیا اور تم ہر اعتبار سے اکمل ہوگئے۔ تو اب دوسروں کو بھی اپنے کمال کا فیض پہونچاؤ۔ اور دوسروں کی اصلاح کرو۔ جمہور علماء کا قول ہے۔ کہ سب سے پہلے غار حرا میں سورۂ اقراء کی چند آیتیں نازل ہوئیں۔ اُس کے بعد کچھ عرصہ کے لئے وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ جسکو فترۃ الوحی کا زمانہ کہتے ہیں، اس زمانے میں آپ کو بہت اشتیاق ہوا اور وحی کی لذت بہت یاد آئی۔ چنانچہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے تشریف لارہے تھے کہ آپکو آواز آئی جیسے کوئی پکارتا ہے آپنے دائیں بائیں دیکھا پیچھے پھر کر دیکھا کوئی نظر نہ آیا۔ جب اوپر نگاہ کی تو آسمان و زمین کے درمیان حضرت جبرئیل کو انکی اصل حالت پر دیکھا کہ وہ ایک تخت پر بیٹھے ہیں اور آسمان کے کنارے ان کے پروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ حضرت جبرئیل کو اس حالت میں دیکھ کر آپ پر بہت خوف طاری ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ آپ بیہوش ہوگئے۔ اور جب ہوش آیا تو کپکپاتے ہوئے مکان تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ سے کہا مجھے کپڑا اڑھاؤ۔ غرض جب کپڑا اوڑھ کر کپڑے میں لپٹ گئے تب یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ سورۂ مدثر اور سورۂ اقراء کے متعلق دو قول مشہور ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مدثر سب سے پہلے نازل ہوئی ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ پہلے اقراء نازل ہوئی ہے۔ جمہور علماء کی رائے یہی ہے کہ سب سے پیشتر اقراء کی ابتدائی آیتیں نازل ہوئیں اور اس کے بعد فترت کا کچھ دنوں زمانہ رہا پھر اس سردی اور کپکپی کی حالت میں جب آپنے اوپر کپڑا اوڑھ لیا تب سورۂ مدثر کی ابتدائی پانچ آیتیں نازل ہوئیں۔ جمہور کی رائے صحیح ہے۔ حقیقی ابتداء وحی کی تو سورۂ اقراء سے ہے اور فترۃ کے بعد کی ابتدا سورۂ مدثر سے ہوئی ہے۔ سورۂ مزمل اور سورۂ مدثر سے اہل سلوک نے خرقہ پوشی کے لوازم کا اخراج کیا ہے کما قال الشاہ عبدالعزیز الدہلوی
رحمۃ اللہ، بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت آمیز خطاب سے مخاطب فرماکر ارشاد فرمایا اے بالاپوش میں لپٹنے والے کھڑے ہوجایئے اور دوسرے لوگ جو غیر انسانی زندگی گزار رہے ہیں اور نفسانی خواہشات اور آبائی رسومات میں مبتلا ہوکر اپنے خالق سے بھٹک گئے ہیں اُن کو خوف دلاکر اور ڈرا کر راہِ راست پر لایئے اور ان کی تکمیل کیجئے۔ صرف انذار اور ڈرانے کو فرمایا چونکہ تبلیغ کا ابتدائی دور تھا اس لئے ان آیتوں میں بشارت کا ذکر نہیں فرمایا کیونکہ اس وقت مسلمان صرف گنتی ہی کے تھے۔ نیز یہ کہ اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔ یعنی اللہ اکبر کہا کرو۔ یا یہ کہ انسانوں کے سامنے اللہ کی عظمت اور اُس کی بڑائی بیان کرو۔ تاکہ لوگ اُس کی عظمت و جلال سے ڈر کر اس کو مانیں اور جن کمزور چیزوں کو خدا کے مقابلے میں پوج رہے ہیں اُن کو چھوڑ دیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی پرستش کیا کریں۔ اور اپنے کپڑوں کو خوب پاک رکھو ثیاب سے مراد ظاہر و باطنی ہر قسم کی پاکی مراد ہے۔ عرب میں ثیاب بول کر ذات مراد لیا کرتے تھے۔ یعنی اپنی صفات اور اخلاق کو خوب پاکیزہ رکھئے۔ یا جس طرح کپڑوں کو ظاہری نجاست سے پاک کیجئے اسی طرح (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

وہ سقر یعنی دوزخ کھال کو جلا کر اور جھلسا کر سیاہ کر دینے والی ہے :: ہم بتا چکے ہیں کہ سقر درکات جہنم میں سے ایک درک کا نام ہے۔ جس کی آگ بہت تیز ہے۔ بشر کا ترجمہ بعض حضرات نے انسان اور آدمی کیا ہے
یعنی وہ آگ آدمیوں کو جلا کر سیاہ کر دیتی۔ بعض حضرات نے لواحۃ کو لاح یلوح سے لیکر یہ ترجمہ کیا ہے نظر آتی ہے پنڈلی پر۔ یعنی وہ آگ اس طرح رگ و پے میں جذب ہو جائیگی کہ بدن کے اوپر سے نظر آتی ہوگی جس طرح
تپتے ہوئے لال لوہے میں آگ دکھائی دیتی ہے :: بہرحال ان آیتوں پر حضرت شاہ صاحبؒ نے جو کچھ لکھا ہے وہ ذیل میں ہم نقل کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جب پھونکے صور ۱۲ پھر وحیداً پر فرماتے ہیں
یعنی اپنے باپ کے ہاں ایک بیٹا جس کا شریک نہ ہو اور بھائی یا اکا دنیا کی لیاقت میں ۱۲ پھر فرماتے ہیں کہتے ہیں یہ ولید کا ذکر فرمایا وہ دور دور ملک دیکھ آیا تھا کافروں نے اسکو کہا تو سن محمدؐ کیا پڑھتا ہے تجویز کر کے کیا ہے حضرت
نے پڑھا تب اس نے منہ بنا کر کہا کر یہ جادو ہے ۱۲ صعوداً پر فرماتے ہیں دوزخ میں ایک پہاڑ ہے سیدھا کافروں کو اس پر ہمیشہ چڑھواویں گے یہ بھی ایک عذاب ہے ۱۲ پھر فرماتے ہیں جیسے لوہا دہکتا سرخ نظر آتا ہے
آدمی کے پنڈے پر وہ سرخ نظر آئیگی ۱۲ (۲۹) اس

لِلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ
سیاہ کر دینے والی ہے۔ اس جہنم پر اُنیس فرشتے مقرر ہیں۔ اور ہم نے دوزخ کا کارکن سوائے
النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۙ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً
فرشتوں کے اور کسی کو نہیں بنایا اور ہم نے جو اُن فرشتوں کی تعداد صرف کافروں کو آزمائش میں مبتلا کرنے کی
لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَ
غرض سے رکھی ہے تو اس لئے تاکہ اہلِ کتاب یقین کرلیں اور
يَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا ۙ وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ
اہلِ ایمان اپنے ایمان کے اعتبار سے اور زیادہ قوی ہو جائیں اور اہلِ کتاب اور مسلمان اس تعداد
أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۙ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي
میں شک نہ کریں اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے
قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلًا ۚ
وہ اور منکرینِ حق یوں کہیں کہ آخر اس قسم کا عجیب مضمون بیان کرنے سے اللہ کا مقصد کیا ہے
كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ
اسی طرح اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے بے راہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صحیح راہ دکھا دیتا ہے
وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۚ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ
اور آپکے پروردگار کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اور یہ دوزخ کا حال بیان کرنا صرف بنی نوع انسان کے
لِلْبَشَرِ ﴿٣١﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿٣٢﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿٣٣﴾ وَالصُّبْحِ
لئے ایک نصیحت ہے۔ سُن رکھو دوزخ کا انکار نہ کرو میں قسم کھاتا ہوں چاند کی۔ اور رات کی جب وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگے۔ اور صبح کی
إِذَا أَسْفَرَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهَا لَإِحْدَى الْكُبَرِ ﴿٣٥﴾ نَذِيرًا لِلْبَشَرِ ﴿٣٦﴾
جبکہ وہ نمایاں ہو جائے۔ کہ وہ جہنم بڑی بڑی ہولناک چیزوں میں سے ایک چیز ہے۔ وہ انسان کو خوف زدہ کرنیوالی چیز ہے
لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿٣٧﴾ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا
جو تم میں سے چاہے کہ آگے بڑھے اس کیلئے بھی یا جو پیچھے رہے اُس کے لئے بھی۔ ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے

جہنم پر اُنیس ۱۹ فرشتے مقرر ہیں :: یعنی یہ فرشتے خزنۂ جہنم ہیں ان میں ایک کا نام مالک ہے جس کو داروغہ کہا جاتا ہے بہرحال اس عدد پر کفار نے استہزا کیا کہ بس انیس ۱۹ فرشتے ہیں اور ہم تو لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں ہونگے تو وہ ہم کو کیسے عذاب کر سکیں گے۔ ہماری تعداد ان سے کہیں زائد ہوگی۔ چنانچہ آگے اس کا جواب ہے (۳۰) اور ہم نے دوزخ کے نگہبان اور کارکن سوائے فرشتوں کے اور کسی کو نہیں بنایا یعنی صرف فرشتے بنائے ہیں اور ہم نے جو ان فرشتوں کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کی غرض سے رکھی ہے تو اس لئے تاکہ اہلِ کتاب یقین کرلیں اور اہلِ ایمان اپنے ایمان کے اعتبار سے اور زیادہ قوی ہو جائیں اور اہلِ کتاب اور مسلمان اس تعداد میں شک نہ کریں اور تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری اور روگ ہے وہ اور دینِ حق کے منکر یعنی منافق اور کافر یوں کہیں کہ آخر اس قسم کا عجیب مضمون اور اس قسم کی کہاوت بیان کرنے سے اللہ کا مقصد کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مثل سے کیا ارادہ کیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے راہ کر دیتا ہے اور گمراہ رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صحیح راہ دکھاتا ہے اور اُس کی رہنمائی فرماتا ہے اور آپ کے پروردگار کے لشکروں کو سوائے اُس کے کوئی نہیں جانتا اور یہ دوزخ کا مضمون اور دوزخ کا حال بیان کرنا صرف بنی نوعِ انسان کے لئے ایک نصیحت ہے :: فرشتوں کی تعداد انیس بتائی یہ موکلانِ عذاب ہیں۔ بعض علماء نے اس تعداد کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ عقائد قطعیہ اور مامورات ومنہیات جن کو فروعِ ایمانی کہتے ہیں ان کی تعداد انیس ۱۹ ہے اس لئے ان کے منکروں پر انیس فرشتے مقرر کئے گئے ہیں۔ بعض نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے مختلف کاموں پر مقرر ہیں۔ اور جو فرشتہ جس کام پر مقرر ہے وہ وہی کام کرتا ہے دوسرا نہیں کر سکتا۔ جیسے انسان کے اعضاء۔ آنکھ دیکھنے کا کام کرتی ہے۔ وہ سننے کا کام نہیں کر سکتی۔ کان سننے کا کام کر سکتا ہے وہ دیکھنے اور چکھنے کا کام نہیں کر سکتا۔ زبان چکھنے کا کام کر سکتی ہے تو وہ دیکھنے اور سننے کا کام نہیں کر سکتی اسی طرح عذاب کی انواع و اقسام بھی انیس ۱۹ ہیں اور ہر فرشتہ ایک خاص قسم کے عذاب پر موکل ہے اور وہ وہی عذاب کر سکتا ہے جس طرح جبریل علیہ السلام بارش کا انتظام نہیں کر سکتے اسی طرح حضرت میکائیلؑ

ع ١
١٣
١٥

لوگوں کی جان قبض نہیں کر سکتے۔ اگرچہ ہر فرشتہ کتنی ہی طاقت کیوں نہ رکھتا ہو مگر وہ اپنے مفروضہ کام کے علاوہ دوسرا کام نہیں کر سکتا۔ پس اگر ایک ہی قسم کا عذاب مقصود ہوتا تو ایک ہی فرشتہ مقرر کیا جاتا لیکن چونکہ طرح طرح کا عذاب دینا مقصود ہے اس لئے انیس فرشتے مقرر کئے گئے۔ تسعۃ عشر کے عدد سے شاید منکروں کو یہ خیال ہوا ہو کہ یہ انسان ہوں گے اس کا جواب دیا گیا۔ کہ ہم نے جہنم کے کارکنان صرف فرشتے مقرر کئے ہیں آدمی نہیں مقرر کئے۔ آگے اس تعداد پر اور چند غایات مرتب فرمائیں۔ کفار کے لئے موجبِ فتنہ ہو۔ چنانچہ اس تعداد پر ان کا الجھنا اور ان کا گمراہ ہونا ظاہر ہے جیسا کہ آگے آئیگا۔ اہلِ کتاب کا سنتے ہی یقین کر لینا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی پیغمبر برحق ہیں کیونکہ ان کی کتابوں میں بھی تعداد فرشتوں کی انیس ہے یا یہ کہ وہ فرشتوں کی بے پناہ طاقت کے قائل تھے اب اگر ان کی کتابوں میں موجود نہ ہو تو شاید اور باتوں کی طرح یہ بھی ضائع ہو گیا ہوگا بہرحال اس عدد پر اہلِ کتاب یقین کریں اور مسلمانوں کے ایمان کا کمال بڑھے۔ اور کیفیتِ ایمانی اور قوی ہو۔ نیز جب ایک چیز کا اور علم ہوا تو (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿٣٨﴾ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿٣٩﴾ فِي جَنَّاتٍ
رہن رکھا ہوا ہے۔ مگر ہاں داہنی طرف والے۔ کہ وہ بہشتوں میں ہوں گے
يَتَسَاءَلُونَ ﴿٤٠﴾ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٤١﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿٤٢﴾
دریافت کرتے ہوں گے۔ گناہ گاروں سے اُن کا حال۔ تم کو دوزخ میں کس چیز نے داخل کیا۔
قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿٤٣﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿٤٤﴾
وہ جواب دیں گے کہ نہ تو ہم نماز پڑھنے والوں میں سے تھے۔ اور نہ ہم مساکین کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔
وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿٤٥﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ
اور دین حق پر نکتہ چینی کرنیوالوں کے ہمراہ ہم بھی نکتہ چینی میں مشغول رہتے تھے۔ اور ہم روزِ جزا کی تکذیب
الدِّينِ ﴿٤٦﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿٤٧﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ
کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔ لہٰذا ایسے لوگوں کو سفارش کرنے والوں کی
الشَّافِعِينَ ﴿٤٨﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿٤٩﴾
سفارش نفع نہ دیگی۔ پھر ان منکرین حق کو کیا ہوگیا کہ وہ اس سراسر نصیحت یعنی قرآن سے منہ پھیرتے ہیں۔
كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ ﴿٥٠﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿٥١﴾ بَلْ
کہ گویا وہ جنگلی گدھے ہیں۔ جو شیر کے خوف سے بھاگ رہے ہیں۔ نہیں بلکہ بات
يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتَىٰ صُحُفًا مُنَشَّرَةً ﴿٥٢﴾
یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے آسمانی صحیفے دیئے جائیں۔
كَلَّا ۖ بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿٥٣﴾ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ﴿٥٤﴾
نہیں بلکہ اصل یہ معاملہ ہے کہ یہ آخرت سے ہی نہیں ڈرتے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا یہ قرآن سراسر پند نصیحت ہے۔
فَمَنْ شَاءَ ذَكَرَهُ ﴿٥٥﴾ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ
سو جو شخص چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ اور جب تک خدا تعالیٰ نہ چاہے یہ لوگ نصیحت قبول کرنیوالے نہیں ہیں
هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿٥٦﴾ ع
وہی اس کے لائق ہے کہ اُس کی پکڑ سے ڈرا جائے اور وہی مغفرت کا اہل ہے۔

۱۶ ع ۱۲

ع ۲ ۲۵ ۱۶

ہم سورۂ طور میں تفصیل عرض کر چکے ہیں یعنی ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے محبوس ہے جس طرح شی مرہونہ محبوس ہوتی ہے اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ قرضہ ادا کر دو اور اپنی چیز لے لو۔ یہی حالت اعمال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بندہ کو جن چیزوں کا مکلف کیا ہے اگر وہ بجالائے اور ان حقوق کو پورا کردے تو گردن چھٹ جائے اور اگر ان حقوق کو پورا نہیں کیا تو اسی طرح محبوس سمجھو جس طرح شی مرہونہ محبوس ہوتی ہے آگے ان مخصوص حضرات کا استثنا ہے جو حقوق اور فرائض کی بجاآوری کے باعث سبکدوش ہو چکے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں (۳۸) مگر داہنی جانب والے اس حبس اور رہن سے مستثنیٰ ہیں ؛ یعنی الست کے دن حضرت آدمؑ کی داہنی جانب تھے۔ دنیا میں بھی راست رو رہے۔ قیامت میں عرشِ الٰہی کے دائیں جانب جگہ ملی۔ اور ان کے نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیئے گئے۔ یہ حضرات اصحاب یمین کہلاتے ہیں جیساکہ سورۂ واقعہ میں ذکر کیا جاچکا ہے اور جب اصحاب یمین مستثنیٰ ہوئے تو سابقون کو بالاولیٰ مستثنیٰ سمجھنا چاہئے۔ بہرحال یہ حضرات محبوس ہونے سے مستثنیٰ ہوں گے۔ یہ حقوق واجبہ ادا کردینے کی وجہ سے مرہون نہ ہوں گے۔ آگے ان اصحاب یمین کی مزید تفصیل ہے (۳۹) تفسیر صفحہ ہذا کہ وہ اصحاب یمین بہشتوں میں ہوں گے دریافت کرتے ہونگے (۴۰) گناہگاروں سے ان کا حال ؛ یعنی یہ حضرات بہشت کے باغوں میں ہوں گے۔ آٹھویں پارے میں اہل جہنم اور اہل جنت کی گفتگو کا ذکر ہو چکا ہے اسی گفتگو کا ایک حصہ یہاں مذکور ہے۔ مجرمین سے اہل جنت دریافت کریں گے۔ (۴۱) تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا اور تم کاہے سے دوزخ میں جا پڑے (۴۲) وہ جواب دیں گے نہ تو ہم نماز پڑھنے والوں میں سے تھے (۴۳) اور نہ ہم مساکین کو کھانا کھلایا کرتے تھے (۴۴) اور دین حق پر نکتہ چینی کرنیوالوں کے ہمراہ ہم بھی نکتہ چینی کیا کرتے تھے (۴۵) اور ہم روزِ جزا کی تکذیب کیا کرتے تھے (۴۶) یہاں تک کہ ہم کو موت آ پہونچی ؛ یعنی نہ ہم نماز کی فرضیت کے معتقد تھے جو نماز پڑھتے۔ نہ زکوٰۃ واجبہ کے قائل تھے جو کسی مسکین کے ساتھ سلوک کرتے۔ اور جو لوگ دینِ حق کے باطل کرنے کے درپے رہا کرتے تھے اور دینِ حق پر بے ہودہ نکتہ چینیاں کرتے تھے ہم بھی اُن لوگوں کی ہاں میں ہاں ملایا کرتے تھے۔ اور دینِ فطرت پر نکتہ چینیوں کا مشغلہ ہم نے اختیار کر رکھا تھا۔ اور روزِ جزا یعنی انصاف کے دن اور قیامت کے روز کو جھٹلایا کرتے تھے۔ ہم انہی لغو اور بیہودہ مشاغل میں لگے رہے یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی حضرت شاہ صاحبؒ یقین پر فرماتے ہیں یعنی موت۔ بات میں دھنستے یعنی ایمان کی باتوں پر انکار کرتے سب کے ساتھ مل کر ۱۲ خلاصہ یہ کہ موت کو یقین فرمایا اس لیے کہ موت آنے کے بعد پھر شک کی گنجائش کہاں ؛ (۴۷) لہٰذا ایسے لوگوں کو سفارش کرنیوالوں کی سفارش نفع نہ دیگی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر کے حق میں کوئی سفارش نہ کرے گا اور کریگا تو قبول نہ ہوگی ۱۲ (۴۸) پھر ان دینِ حق کے منکروں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ اس سراسر نصیحت یعنی قرآن سے اس طرح منہ موڑتے اور مُنہ پھیرتے اور رُو گردانی کرتے ہیں (۴۹) کہ گویا وہ جنگلی اور وحشی گدھے ہیں۔ (۵۰) جو شیر سے بھاگ رہے ہیں ؛ تذکرہ یعنی قرآن حکیم سے یہ لوگ اعراض اور روگردانی اور نفرت اور بدکنا اور بدک کر بھاگنا۔ اس قسم کی حرکات کیوں کرتے ہیں ان کی حرکات ایسی ہیں کہ گویا یہ جنگلی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگ رہے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جنگل کے گدھے کھٹکے سے بھاگتے ہیں ۱۲ منکروں کو حمر مستنفرۃ کے ساتھ تشبیہ دی۔ اول تو گدھا حماقت اور بے وقوفی میں مشہور ہے پھر وہ بھی وحشی یعنی گورخر جو معمولی آواز سے ڈرتا اور بدکتا ہے تو یہ کفار مکہ حق کے شور و غل سے اس طرح سے بھاگتے ہیں جس طرح جنگلی گدھے معمولی آواز اور شیر کی خوشبو سے بھاگتے ہیں (۵۱) نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کو کھلے ہوئے آسمانی صحیفے دیئے جائیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہر کوئی نبی ہوا چاہتا ہے کہ کھلی کتاب پاوے آسمان سے ۱۲ خلاصہ یہ کہ سورۂ بنی اسرائیل میں گزر چکا ہے کہ یہ کافر ایمان لانے کے لیے یہ شرط مقرر کرتے تھے کہ اس کتاب کو ہم خود پڑھیں ایسی کتاب ہمارے سامنے آسمان سے لاکر ہم کو دو۔ اس قسم کی شرائط محض دفع الوقتی کے لیے کرتے تھے یا یہ کہ جو کچھ اللہ کے رسولوں کو دیا گیا ہے وہ ہم کو بھی دیا جائے۔ حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ (سورۂ انعام) (۵۲) نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ (باقی ص۹۲۵ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۲۴) لوگ آخرت ہی سے نہیں ڈرتے ⁂ یعنی آخرت پر نہ ایمان نہ اُس کا خوف اور نہ وہاں کے عذاب کا ڈر اس لئے یہ باتیں کرتے ہیں ان کا مقصد ایمان لانا نہیں (۵۳) ایسا ہرگز نہیں ہوگا - یہ قرآن سراسر پند و نصیحت ہے (۵۴) پس جو شخص چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے ⁂ یعنی ہر ایک شخص پر نہ کھلے صحیفے نازل ہوں گے نہ کتاب اُتاری جائیگی نہ ہر ایک کو رسول بنایا جائیگا۔ محمدؐ پر جو کتاب اُتری ہے یہ نصیحت ہی نصیحت ہے جس کو ہدایت نصیحت اور آخرت کی نجات منظور ہے وہ اس سے نصیحت قبول کرے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک پر اُتری تو کیا ہوا کام تو سب کے آتی ہے ۱۲ (۵۵) اور جب تک اللہ تعالیٰ نہ چاہے یہ لوگ نصیحت قبول کرنیوالے نہیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی اس کے لائق ہے کہ اُس سے ڈرا جائے اور وہی مغفرت اور بندوں کے گناہ معاف کرنیکا اہل ہے ⁂ یعنی قرآن تو واقعی تذکرہ ہے۔ اور فی نفسہٖ نصیحت ہے لیکن بعض لوگ نصیحت قبول نہیں کرتے تو بات یہ ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کے بدون چاہے یہ لوگ نصیحت قبول نہیں کریں گے جو لوگ رشحات نور سے محروم رہ چکے ہیں اور جن کا دامن استعداد حق پرستی سے خالی ہے۔ اور جو اپنی بداعمالی اور اسلام دشمنی کے باعث توفیقِ الٰہی سے محروم ہیں اور اُن کی ہدایت کے ساتھ مشیتِ ایزدی کا تعلق نہیں ہے وہ نصیحت قبول نہیں کریں گے۔ آخر میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی تقویٰ کا اہل ہے۔ یعنی وہی ہے جس کی گرفت اور جسکے عذاب سے ڈرنا چاہیے وہ اللہ تعالیٰ ہی اس لائق ہے کہ لوگ اس سے ڈریں اور وہی اس قابل ہے کہ ڈرنے والوں کے گناہ بخشے اور معاف کردے۔ حدیثِ قدسی میں آتا ہے کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے میں اس کا اہل ہوں اور میں اس قابل ہوں کہ بندہ مجھ سے ڈرتا رہے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور جب بندہ مجھ سے ڈرا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تو میں اس قابل ہوں کہ اس کے گناہوں کو بخشدوں اور اپنے لطف و کرم سے اس کے تمام گناہ معاف کردوں (۵۶) تمت تفسیر سورۃ المدثر۔ تفسیر صفحہ ہٰذا۔

سُوْرَةُ الْقِيٰمَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ قیامت مکی ہے اور یہ چالیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ﴿۱﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ اور قسم کھاتا ہوں اُس نفس کی جو ملامت کرنیوالا ہے کہ تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ﴿۳﴾ؕ بَلٰى قٰدِرِيْنَ

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو ہرگز جمع نہ کریں گے۔ بیشک ہم ضرور جمع کریں گے ہم اس پر قادر ہیں

عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ﴿۴﴾ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ

کہ اُس کی انگلیوں کی پور پور درست کردیں۔ بلکہ قیامت کے انکار کی غرض یہ ہے کہ انسان یوں چاہتا ہے کہ آئندہ زندگی میں بھی

اَمَامَهٗ ﴿۵﴾ۚ يَسْئَلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ﴿۶﴾ؕ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ﴿۷﴾

فسق و فجور کرتا رہے۔ دریافت کیا کرتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا۔ سو جس وقت نگاہیں حیرت زدہ ہوجائیں گی

وَخَسَفَ الْقَمَرُ ﴿۸﴾ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ﴿۹﴾ۙ يَقُوْلُ

اور چاند بے نور ہوجائیگا۔ اور سورج اور چاند ایک حالت پر کردئے جائیں گے۔ اُس روز انسان

الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ﴿۱۰﴾ۚ كَلَّا لَا وَزَرَ ﴿۱۱﴾ؕ اِلٰى

پوچھے گا آج کہیں جائے گریز ہے۔ ہرگز نہیں کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ اُس دن صرف

رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨالْمُسْتَقَرُّ ﴿۱۲﴾ؕ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍۭ

آپ کے رب ہی کے پاس ٹھکانا ہوگا۔ اُس دن انسان کو اس کے تمام اگلے پچھلے اعمال سے

بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ﴿۱۳﴾ؕ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ﴿۱۴﴾ۙ

آگاہ کردیا جائیگا۔ بلکہ انسان خود اپنے خلاف ایک کھلی ہوئی دلیل ہوگا۔

وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ﴿۱۵﴾ؕ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ

خواہ وہ اپنے کتنے ہی حیلے بہانے پیش کرے۔ اے پیغمبرؐ آپ نزولِ قرآن کے وقت اس غرض سے کہ آپ اس قرآن کو جلد جلد حاصل کرلیں اپنی

سورۂ قیامت مکی ہے اور یہ چالیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ٥

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی (۱) اور قسم کھاتا ہوں اس نفس کی جو ملامت کرنیوالا ہے (کہ تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے) ⁂ یعنی کفار عام طور سے قیامت کا انکار کرتے ہیں اور ان کو قیامت کا یقین نہیں آتا اور یہ مرنے کے بعد دوبارا زندہ ہونے اور حساب دینے کے قائل نہیں ہوتے اور گھبراتے ہیں اس لئے نہایت سختی سے اس کا انکار کرتے ہیں اور عجیب و غریب قسم کے شبہات پیش کرتے ہیں۔ جن کا ماحصل یہ ہے کہ یہ اس بات سے اللہ تعالیٰ کو عاجز سمجھتے ہیں کہ وہ انسان کو اس کے مرنے پیچھے زندہ نہیں کرسکتا۔ حضرت حق جل مجدہٗ نے اس سورت میں قسم کھا کر ان کے تاکیدی انکار کا رد کیا ہے۔ چنانچہ پہلی قسم تو روزِ قیامت کی کھائی اور دوسری قسم نفس لوامہ کی کھائی۔ چونکہ لوامہ نفس کی اس حالت کا نام ہے جو اپنی تقصیرات اور اپنی کوتاہیوں پر ملامت کیا کرتا ہے یہی ملامت اور پشیمانی اور اپنے کیے پر پچھتانا جس کا روز بدرجۂ اتم ظہور ہوگا اسی کو قیامت کہتے ہیں اسلئے نفس لوامہ کی قسم کھائی۔ آخر انسان میں ایک طاقت موجود ہے جو غلطی کا اعتراف کرتی ہے اور اپنے قصور پر نادم ہوتی ہے۔ بس اس کی قسم کھانا مقام کے اعتبار سے نہایت ہی مناسب ہے قرآن میں نفس کی تین حالتوں کا ذکر ہے۔ نفس امارہ۔ لوامہ اور نفس مطمئنہ اگرچہ بعض مفسرین نے نفسِ انسانی کی تین قسمیں بتائی ہیں اور ان کا نام نفسِ مقدس، نفسِ منطبعہ۔ اور نفس ناطقہ بتایا ہے پھر ان نفوس ثلاثہ کی تفصیل بیان کی ہے۔ لیکن ہم تطویل کے خوف سے مختصراً عرض کرتے ہیں کہ اگر نفس برائی پر اُبھارے اور شریعتِ مقدسہ کے خلاف ترغیب دے تو اس کو امارہ کہتے ہیں۔ اور اگر شریعت کے موافق مشورہ اور نیک کاموں کی ترغیب دیتا رہے تو اس کو مطمئنہ کہتے ہیں جیسا کہ سورۂ فجر میں آجائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور تیسری حالت یہ ہے کہ کوتاہیوں اور غلطیوں پر ملامت کرنے والا ہے اس کو لوامہ کہتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آدمی کا جی اول کھیل میں اور مزوں میں غرق ہوتا ہے ہرگز نیکی کی رغبت نہیں کرتا ایسے جی کو کہتے ہیں امارہ بسوء پھر سوچ پکڑا ایک بدگمان تو باز آیا کبھی اپنی خو پر دوڑ پڑا پیچھے پھر آپکو اُلاہنا دیا ایسا جی ہے لوامہ پھر جب پورا سنور گیا دل سے رغبت نیکی ہی پر ہے بے بیہودہ کام سے آپ ہی بھاگے۔ اور ایذا کھینچے ایسے کا نام ہے مطمئنہ ۱۲ (۲) کیا انسان خیال کرتا ہے کہ ہم اُس کی ہڈیوں کو ہرگز جمع نہ کریں گے ⁂ یعنی جو ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوکر بکھر گئیں ان کا جمع کرنا (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اس قرآن کا آپ کے سینے میں جمع کر دینا اور آپکی زبان سے پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے ؛ یعنی آپ یہ تکلیف برداشت نہ کیا کیجئے جس خطرے سے آپ اندیشہ کرتے ہیں کہ کہیں کوئی لفظ نہ رہ جائے اور پڑھتے وقت یاد نہ آئے اور پوری وحی اللہ تعالیٰ کے بندوں کو نہ پہونچا سکوں تو اس کا خطرہ نہ کیجئے کیونکہ اس قرآن کو آپکے سینے میں جمع کر دینا اور آپکی زبان سے ادا کرا دینا ہمارے ذمّے ہے (۱۷) سو جب ہم پڑھنے لگیں تو آپ ہمہ تن پوری توجہ کے ساتھ اس کی قرأت کے تابع رہیے ؛ یعنی جب ہم یعنی ہمارا فرشتہ قرآن پڑھنے لگے تو آپ اپنے فکر اور اپنے ذہن سے ہمہ تن اُدھر متوجہ ہوجایا کیجئے اسی کو فرمایا فاتبع قرانہ یعنی اسکے پڑھنے کے تابع اور ساتھ رہا کیجئے۔ اور زبان کو حرکت نہ دیا کیجئے۔ فرشتے کا پڑھنا اپنا پڑھنا فرمایا یعنی وہ ہمارے ہی حکم سے پڑھتا ہے (۱۸) پھر اس کے مطالب کو واضح کر دینا بھی ہمارے ذمے ہے ؛ یعنی آپ کو یاد کرا دینا اور آپکی زبان پر جاری کرا دینا پھر تبلیغ کے وقت بھی اس کو بیان کرا دینا اور مشکل مضامین کو سہل کر دینا تاکہ آپ کو سمجھانے میں آسانی ہو۔ یہ سب ہمارے ذمّے ہے آپ تو جب فرشتہ پڑھے صرف توجہ کے ساتھ سنتے رہا کیجئے۔ چونکہ اوپر کی آیت میں قیامت کا ذکر تھا اور قیامت کے دن تمام امور کے مستحضر ہو جانے اور اگلے پچھلے اعمال کے یاد دلانے کا ذکر تھا اسی مناسبت سے وحی کے یاد رکھنے اور اُس کو دہرا دینے کا ذکر فرما دیا اور یہ بات استطراداً بیان کی گئی تھی آگے پھر وہی منکرین کا ذکر ہے اور کافروں کی عجلت پسندی اور آخرت کو نظر انداز کر دینے کا ذکر فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جس وقت جبرئیلؑ قرآن لاتے انکے پڑھنے کیساتھ حضرتؐ بھی جی میں پڑھتے تو جبتک پہلا لفظ کہیں اگلا سننے میں نہیں آتا تو حضرت گھبراتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت پڑھنے کی حاجت نہیں ... چاہیے پھر جی میں یاد رکھوانا اور زبان سے پڑھوانا لوگوں ... ہمارا ذمہ ہے اور معنی تحقیق کرنیکی حاجت نہیں یہ بھی ہمارا ذمہ ہے اور وقت پر بیان کا سکھانا۔ جبرئیلؑ کے پڑھنے کو اپنا پڑھنا فرمایا کہ وہ نائب ہے اسی طرح النجم میں فاوحی الی عبدہٖ ۱۲ (۱۹) ہرگز نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تم لوگ عاجلہ یعنی دنیا سے محبت رکھتے ہو (۲۰) اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو ؛ دین حق کے منکروں کو خطاب ہے کہ قیامت ضرور ہوگی اور تمہارے اگلے پچھلے تمام اعمال سے تم کو آگاہ کیا جائے گا تم سمجھ رہے ہو کہ قیامت نہیں آئیگی ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ تم دنیا سے محبت کرتے ہو اور آخرت کو نظر انداز کئے بیٹھے ہو دنیا کو عاجلہ فرمایا چونکہ پیدا ہوتے ہی دنیا سے ملاقات ہوتی ہے اور جلدی سے سامنے آجاتی ہے اس لئے اسکو عاجلہ فرمایا سو تم دنیا کی محبت میں منہمک ہو اور آخرت سے غافل ہو۔ سورۂ روم میں گزر چکا ہے۔ یعلمون ظاھرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم غفلون۔ آگے قیامت کی مختصر سی تفصیل مذکور ہے (۲۱) اس دن بہت سے چہرے بارونق اور تر و تازہ ہوں گے (۲۲) وہ اپنے پروردگار کی تجلی کا مشاہدہ کرتے ہوں گے ؛ یعنی اپنے پروردگار کی طرف دیکھتے ہوں گے خوشی کے آثار انکے چہروں پر نمایاں ہونگے اس دن اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ بعض فرق ضالہ معتزلہ وغیرہ آخرت میں بھی دیدار کے منکر ہیں۔ ان کا بہت تفصیلی جواب صاحب تفسیر عزیزی نے دیا ہے جس کو شوق ہو وہ تفسیر عزیزی کو ملاحظہ کرے۔ اس موقعہ پر بعض حضرات نے قرآن میں تحریف کی کوشش کی ہے۔ الی۔ اِلیٰ کو آلیٰ پڑھ کر نعمت کے معنی کئے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس

بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ

زبان کو قرآن کیساتھ حرکت نہ دیا کیجئے۔ اس قرآن کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ سو جب ہم اسکو پڑھنے لگیں تو آپ توجہ کیساتھ

قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ

اسکی قرأت کے تابع رہئے۔ پھر اسکے مطالب کو واضح کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تم لوگ دنیا سے

الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

محبت رکھتے ہو۔ اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو۔ اُس دن بہت سے چہرے بارونق اور

نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ

چمکتے ہوئے ہوں گے۔ وہ اپنے رب کی تجلی کا مشاہدہ کرتے ہوں گے۔ اور بہت سے چہرے اُس روز اُداس

بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ

و بے رونق ہونگے۔ وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کیساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائیگا۔ ہرگز نہیں جب جان گلے کی ہنسلی تک

التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾

پہنچ جاتی ہے اور اس وقت کہا جاتا ہے ارے کوئی جھاڑنے والا بھی ہے۔ اور مرنیوالا سمجھ لیتا ہے کہ یہ مفارقت کا وقت ہے۔

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ

اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے۔ اس روز تیرے رب کی جانب کشاں کشاں

الْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَ

جانا ہے۔ اس منکر انسان نے نہ تو تصدیق کی تھی۔ اور نہ نماز پڑھی تھی۔ بلکہ تکذیب کی تھی اور

تَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾

منہ موڑا تھا۔ پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر کو چلدیا کرتا تھا۔ اے تکذیب کرنیوالے انسان تیرے لئے خرابی ہے اس خرابی پر اور تباہی ہے

ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ

پھر سُن تیرے لئے تباہی ہے اسی تباہی پر اور تباہی ہے۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی بے کار و مہمل

سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ

چھوڑ دیا جائیگا۔ کیا وہ ایک منی کا قطرہ نہ تھا جو رحم میں ڈالا گیا۔ پھر وہ خون کا

ع ۱ ۱۶

تحریف کا بھی مفصل جواب دیا ہے۔ ہم نے تطویل کے خوف سے وہ عبارت یہاں نقل نہیں کی (۲۳) اور بہت سے چہرے اس دن اداس اور بد رونق ہوں گے (۲۴) وہ سمجھ رہے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جائیگا ؛ یعنی ایسا سخت معاملہ جس سے کمر ہی ٹوٹ جائے۔ عذاب کی سختی اور شدت کو ان الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ اعاذنا اللہ منہا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یقین ہے کہ آخرت میں اللہ کو دیکھنا ہے مگر گمراہ لوگ منکر ہیں کہ ان کے نصیب میں نہیں ۱۲ آگے موت کا ذکر فرماتے ہیں کیونکہ وہ بھی مرنے والے کے لئے قیامت ہی ہے (۲۵) ہرگز ایسا نہیں جب جان گلے کی ہنسلی تک پہنچ جاتی ہے ؛ یعنی قیامت کا ہرگز انکار نہ کرو یا دنیا سے ہرگز محبت نہ کرو یہ مرنے کے وقت کام آنیوالی نہیں۔ چنانچہ جب جان تمام بدن سے سمٹ کر ہنسلی میں پہونچ جائے اور ہنسلی تک جا پہنچے تراقی سینے اور گلے کی ہڈیوں کو کہتے ہیں گویا مرنے والے کا آخری وقت۔ تراقی وھی العظام المکتنفۃ لثغرۃ النحر عن یمین وشمال (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

پھر وہ خون بستہ اور ایک خون کا لوتھڑا ہوگیا پھر اللہ تعالیٰ نے اُس کو بنایا اور اُس کے اعضا کو درست کیا اور سڈول کیا ؛ یعنی وہ نطفہ جو حکماء کے نزدیک ہضم رابع کا فضلہ ہے اور جسم سے علیحدہ ہونے
کے بعد اس میں حیات کا کوئی اثر باقی نہ تھا وہ جب رحم میں پڑا اور ایک جما ہوا خون ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال خالقیت سے اس بے جان چیز کو جان بخشی اور اس کے اعضا کی ساخت کو درست کیا۔ اور
اس مردہ نطفہ کو انسان بنایا۔ (۳۸) پھر اس انسان کی اللہ تعالیٰ نے دو قسمیں بنادیں مرد اور عورت ؛ یعنی منی اور خون کے لوتھڑے کو انسان بنایا اور پھر انسان میں جوڑا بنایا۔ اور اس انسان کی دو قسمیں
کردیں مرد اور عورت اس طرح انسان کی بقائے نسل کا سامان کردیا (۳۹) کیا وہ خدا جس نے انسان کو ابتداءً بنایا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ مُردوں کو زندہ کردے ؛ یعنی نطفہ اور بستہ لہو جس
میں زندگی کے کوئی آثار نہ تھے اللہ تعالیٰ نے اُس کو ایک سمجھ دار انسان بنادیا۔ کیا وہ دوبارہ انسانی ڈھانچے کو جمع کرکے انسان نہیں بناسکتا جبکہ کسی چیز کا دوبارہ اعادہ کرنا پہلی مرتبہ کے بنانے سے زیادہ
آسان ہوتا ہے۔ پس ان تمام مقدمات سے مجازات

عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَ
لوتھڑا ہوگیا پھر خدا نے اُس کو بنایا اور اُس کے اعضاء کو درست کیا۔ پھر اس انسان کی دو قسمیں کردیں مرد

الْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾
اور عورت۔ کیا وہ خدا جس نے انسان کو ابتداءً بنایا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مُردوں کو زندہ کردے

سُوْرَةُ الدَّهْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورۂ دہر مکی ہے اور یہ اکتیس آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا
یقیناً زمانے میں انسان پر ایک ایسا وقت بھی گذر چکا ہے جبکہ یہ کوئی قابل ذکر

مَّذْكُوْرًا ﴿۱﴾ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ
چیز نہ تھا۔ ہم نے انسان کو ایک ایسے نطفہ سے بنایا جو اجزائے مختلفہ سے مرکب تھا اور اس طور پر بنایا کہ ہم اس کی

نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴿۲﴾ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ
آزمائش کریں پس ہم نے اُس کو سنتا دیکھتا بنایا۔ ہم نے اُس کو راستہ بتادیا

اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ﴿۳﴾ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ
شکرگزار ہوگیا اور یا ناسپاس ہوگیا۔ بے شک ہم نے منکرین حق کے لئے زنجیریں اور طوق

سَلٰسِلَا۟ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ﴿۴﴾ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ
اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ البتہ جو لوگ نیک ہیں وہ ایسے جام شراب سے

مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا
شراب پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے پئیں گے اور وہ خاص بندے

عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ
اُس چشمہ کو جہاں چاہیں گے بہالیجائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مانی ہوئی منت کو پورا کرتے ہیں اور وہ اس

ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سورۂ قیامہ کو ختم کرتے اور الیس ذالك بقادر علی ان یحیی الموتی پر پہونچتے تو فرماتے سبحانك اللهم بلی۔ یا فرماتے بلی واللہ بلی واللہ (۴۰)

تم تفسیر سورۃ القیمۃ

2
ع
10
سورۂ دہر مکی ہے اور یہ اکتیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ۵
18
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؏

بیشک زمانے میں انسان پر ایک ایسا وقت بھی آچکا ہے جب کہ یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا ؛ یعنی انسان کا کہیں وجود نہ تھا وجود ذہنی نہ خارجی۔ خدا جانے کتنی الٹ پلٹ اور کتنے دور گزرنے اور کتنے اطوار طے کرنے کے بعد نطفہ کی شکل اختیار کی۔ نطفہ کی حالت بھی کوئی قابل تذکرہ نہیں۔ بعض حضرات کا قول ہے کہ انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ حضرت قتادہ۔ ثوری اور عکرمہ وغیرہ کا یہی قول ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام بھی چالیس سال گندھی ہوئی مٹی اور چالیس سال تک کیچڑ اور چالیس سال تک خشک کھنکھناتی حالت میں رہے یہ ایک سو بیس برس کی میعاد کو حین کہتے ہیں بعض حضرات کہتے ہیں حین اُس غیر مقدار زمانے کو کہتے ہیں جس کے واسطے کوئی حد مقرر نہ ہو۔ حضرت عبداللہ ابن عباس اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں یہاں انسان سے کوئی خاص انسان مراد نہیں لیتے بلکہ جنس انسان مراد ہے۔ بہرحال آدمی پر یقیناً ایک ایسا وقت گزرا ہے کہ جب یہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھی کیونکہ پیدا ہونے کے بعد اور مرنے کے بعد ہر شخص کا تذکرہ اُس کی حیثیت کے موافق رہتا ہے لیکن جو ابھی غذاؤں کے ہیر پھیر میں اور نطفہ کی شکل میں ہو اس کو کون جانتا ہے آپ سبزیوں کو اور غلوں کو دیکھ کر یہ اندازہ نہیں کرسکتے کہ اس سبزی یا اس غلے کو کون کھائیگا اور غذاؤں کے ہضم سے جو نطفہ بنے گا اس سے کون پیدا ہوگا یہی ہر انسان کا وہ دور ہے جس کو فرمایا حین من الدھر لم یکن شیئاً مذکوراً۔ سبزی اور غلہ تو بعد کی چیز ہے ہم کسی کھیت کی مٹی کو دیکھ کر یہ نہیں بتا سکتے کہ اس کھیت میں کونسی سبزی اور کونسا میوہ اور کونسا غلہ پیدا ہوگا۔ اس کو کون کھائیگا اور ہضم رابع پر جو نطفہ ہوگا اس سے کون پیدا ہوگا۔ بہرحال جب تک کوئی نطفہ بچہ بن کر موجود نہ ہوجائے اُس وقت تک کوئی قابل تذکرہ چیز نہیں ہے۔ اور یہی وہ حالت ہے جسکو قرآن نے لم یکن شیئاً مذکوراً فرمایا ہے۔ جن حضرات مفسرین نے جنس انسان مراد لی ہے وہی راجح ہے اور اسی بنا پر ہم نے خلاصہ عرض کیا ہے ہر کھیت کی مٹی اور ہر باغ کے میوے اور ہر غلے میں کون جانتا ہے کہ کتنے انسانوں کے ذرے اور مادے پنہاں ہیں۔ (۱) ہم نے انسان کو ایک ایسے نطفے سے بنایا جو اجزائے مختلفہ سے مخلوط اور مرکب تھا اور اس طور پر اور اس حال میں بنایا کہ ہم اُس کی آزمائش کریں لہذا ہم نے اُس کو سننے والا اور دیکھنے والا بنایا ؛ ہم نے جو تقریر اوپر کی ہے اس سے اس آیت کا خطاب خوب واضح ہوسکتا ہے۔ مخلوط سے مراد یا تو عورت اور مرد کے نطفے کا اختلاط ہے۔ یا یہ مطلب کہ نطفہ ہر حصۂ جسم کا خلاصہ ہے اس لئے اس کو مخلوط فرمایا کیونکہ وہ نطفہ تمام انسانی جسم کا ست ہے۔ یا اس وجہ سے مختلف کھیت اور باغ کی مٹی کا نچوڑ ہے من سلالۃ من طین۔ اس لئے مختلف اجزا سے مرکب ہے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ امشاج یعنی ملایا ہوا کئی چیز سے یعنی منی مرد کی اور عورت کی اور خون حیض کا تو سب مل کر وہی پھر کھایا ہے (باقی صفحہ)

Marfat.com

مثلاً اگر اللہ نے میرے مریض کو شفا دیدی یا میری غائب شدہ چیز مجھ کو مل گئی تو اللہ تعالیٰ کے لئے میرے ذمے فلاں بات ہوگی یعنی مساکین کو کھانا کھلاؤں گا یا مساکین کو کپڑے پہناؤں گا وغیرہ وغیرہ تفصیل کتب فقہ سے معلوم ہوسکتی ہے۔ سختی کے عام ہونیکا مطلب یہ ہے کہ جس کا کم وبیش اثر سب پر ہوگا (۷) اور وہ لوگ باوجود کھانے کی رغبت و احتیاج کے مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں ؛ علی حبہ کھانے کی محبت اور رغبت کے باوجود مسکین۔ یتیم اور قیدی کی ضرورت کو ترجیح دیتے ہیں۔ قیدی خواہ مسلمان ہو یا مشرک سب کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم ہے اور سب کو کھانا کھلانا مستحسن ہے۔ جیسا کہ بدر کے قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنیکا حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا اور مسلمان ان کو جب تک وہ قید میں رہے ہر طرح کا آرام پہونچاتے رہے۔ جو کافر جس مسلمان کے گھر میں قید تھا وہ اس کے کھانیکا خیال رکھتا تھا۔ علی حبہ کے معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسکی خوشنودی کے لئے یہ لوگ مسکین و یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اس امر کی گنجائش ہے کہ اسیر میں مکاتب اور مقروض وغیرہ بھی داخل ہوں کہ وہ بھی ایک قسم کے قیدی ہیں بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابوالدحداح انصاری کے حق میں نازل ہوئی ہے اور بعض نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی شان میں نازل ہوئی ہے وہ تین دن تک اپنے گھر کا کھانا مسکین۔ یتیم اور قیدی کو کھلاتے رہے اور تمام گھر بھوکا رہا۔ اسیر میں بعض حضرات نے مملوک۔ مقروض۔ اور گھر کی عورت کو بھی داخل کیا ہے۔ بہرحال باوجود اس ایثار کے کہ اپنی حاجت روک کر اپنا کھانا مسکین یتیم اور قیدی کو کھلا دیں پھر کھلاتے وقت زبانِ حال یا زبانِ قال سے یوں کہیں (۸) ہم تو تم کو محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں ہم تم سے کسی بدلے اور شکریے کے خواہش مند نہیں ہیں ؛ یعنی ہم اس کھانا کھلانے کے صلے میں تم سے کسی بدلے کے آرزو مند نہیں اور نہ کسی زبانی شکریے کے خواہش مند ہیں۔ ہم تو یہ کام صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیں (۹) ہم اپنے پروردگار سے اُس دن کا خوف کرتے ہیں جو دن نہایت ترش رو اور نہایت سخت ہوگا ؛ دن کی صفت عبوس کیساتھ مجازاً ہے۔ مراد یہ ہے کہ اُس دن لوگوں کے چہرے بگڑے ہوئے ہوں گے۔ وہ دن بڑا تلخ اور نہایت سخت ہوگا یعنی اُس دن کا ہم کو اندیشہ لگا ہوا ہے اور ہم اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں کہ اُس دن ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے اور یہ کھانا کھلانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قبول ہو یا نہ ہو (۱۰) سو اللہ تعالیٰ ان مذکورہ لوگوں کو اُس دن کی سختی اور بُرائی سے محفوظ رکھے گا اور بچالے گا۔ اور اُنکو تازگی اور مسرت و خوشی سے بہرہ مند کریگا ؛ یعنی ان کے اخلاص و اطاعت کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کو اس دن کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اُن کے چہروں کو تر و تازگی سے اور اُن کے دلوں کو خوشی سے بہرہ مند کرے گا (۱۱) اور اُن لوگوں کو ان کے صبر و استقلال اور ان کی پختگی اور استقامت فی الدین کے صلے میں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائیگا (۱۲) ان کی حالت یہ ہوگی کہ وہ اس جنت میں مسہریوں پر آرام و عزت سے تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور اس جنت میں نہ وہ سورج کی گرمی اور تپش پائیں گے اور نہ سخت سردی اور جاڑے سے دوچار ہوں گے (۱۳) اور جنت کے درختوں کے سایے ان پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان درختوں کے پھل ان کے قریب اور ان کے اختیار میں ہوں گے ؛ یعنی درختوں کے سایے قریب ہوں گے اور پھل بالکل قریب اور مسخر ہوں گے (۱۴) اور ان اہلِ جنت پر لوگ چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخورے لئے پھرتے ہوں گے

يَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ⑦ وَيُطْعِمُونَ

دن سے ڈرا کرتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوئی ہو گی - اور وہ لوگ باوجود کھانے کی رغبت

الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ⑧ إِنَّمَا

اور احتیاج کے مسکین کو اور یتیم کو اور قیدی کو کھانا کھلا دیتے ہیں - کہتے ہیں ہم

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ⑨

تو تم کو محض اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کی غرض سے کھانا کھلاتے ہیں ہم تم سے کسی بدلے اور شکریہ کے خواہش مند نہیں ہیں

إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ⑩ فَوَقَاهُمُ

ہم اپنے پروردگار سے اُس دن کا خوف کرتے ہیں جو دن نہایت ترش رو اور نہایت سخت ہوگا - سو اللہ تعالیٰ ان مذکورہ

اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ⑪ وَجَزَاهُم

لوگوں کو اُس دن کی سختی سے بچالے گا اور ان کو تازگی اور مسرت سے بہرہ مند کرے گا - اور اُن لوگوں کو

بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ⑫ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى

اُن کے صبر و استقلال کے صلے میں جنت اور ریشمی لباس عطا فرمائے گا - اُن کی حالت یہ ہوگی کہ اس جنت میں

الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ⑬

مسہریوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور اس جنت میں نہ سورج کی گرمی پائیں گے نہ سخت سردی۔

وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ⑭

اور جنت کے درختوں کے سایے ان لوگوں پر جھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے پھل ان کے اختیار میں کر دیے جائیں گے

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ

اور ان لوگوں پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آب خورے پیش

قَوَارِيرَا ⑮ قَوَارِيرَ مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ⑯

کیے جائیں گے۔ وہ شیشے چاندی کے ہوں گے یعنی چاندی شیشے کی طرح شفاف ہوگی جنکو بھرنے والوں نے مناسب انداز سے بھرا ہوگا

وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ⑰ عَيْنًا

اور ان کو وہاں ایسی شراب کے جام بھی پلائے جائیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ وہ جنت میں

(۱۵) وہ شیشے چاندی کے ہوں گے جن کو بھرنے والوں نے مناسب اندازے سے بھرا ہوگا ؛ یعنی کھانے کے لئے چاندی کے برتن ہوں گے اور پینے کے لئے چاندی کے آبخورے ہوں گے۔ کوب ایسے آبخورے کو کہتے ہیں جس میں ٹونٹی نہ ہو۔ چاندی کو شیشہ فرمایا یعنی یہ آبخورے ہوں گے تو چاندی کے مگر شفاف ایسے ہوں گے جیسے شیشے۔ جس طرح شیشے سے نگاہ پار ہوجاتی ہے اور شیشے کے گلاس میں جو بھرا ہو وہ باہر سے نظر آتا ہے اسی طرح چاندی کے آبخورے اتنے شفاف ہوں گے کہ اندر کی چیز باہر سے نظر آئیگی۔ اور یہ بات مخصوص ہوگی جنت میں دنیا میں اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ پھر ان آبخوروں کو پلاتے وقت بھرنے والے اس انداز سے بھریں گے جو پینے والے کو کافی ہوگا۔ یعنی نہ تو بچے گا کہ پھینکا جائے اور نہ پیاس باقی رہے گی کہ دوبارہ طلب کیا جائے یعنی جس قدر جنتی کی خواہش ہوگی اُسی قدر شراب اس میں بھریں گے کہ نہ بچے اور نہ پیاس باقی رہے۔ یہ پھرنے والے جنت کے خدام ہوں گے جو کھانے اور پینے کا سامان چاندی کے برتنوں میں اور چاندی کے آبخوروں میں لئے پھرتے ہوں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں (باقی ص۹۲۹ پر)

Marfat.com

فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ
ایک چشمہ ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا - اور یہ چیزیں ان کے روبرو ایسے لڑکے لئے پھرتے ہونگے
مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ﴿۱۹﴾
جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے اے مخاطب اگر تو ان لڑکوں کو دیکھے تو تو ان کو بکھرے ہوئے موتی سمجھے۔
وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ﴿۲۰﴾ عَالِيَهُمْ
اور اے مخاطب جب تو وہاں دیکھے گا تو بکثرت نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت دیکھے گا - اہل جنت کا بالائی
ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ ۖ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ
لباس باریک ریشم کے سبز کپڑے ہوں گے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی ہوں گے اور ان کو چاندی کے کنگن
مِن فِضَّةٍ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ﴿۲۱﴾ إِنَّ هَٰذَا
پہنائے جائیں گے اور انکا پروردگار ان کو شراب طہور یعنی نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا - اہل جنت سے کہا جائیگا
كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ﴿۲۲﴾ إِنَّا نَحْنُ
یہ سب نعمتیں تمہارا صلہ ہیں اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی - اے پیغمبر ہم نے
نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا
قرآن کو آپ پر تھوڑا تھوڑا نازل کیا ہے - سو آپ اپنے رب کے حکم پر جمے رہیے اور ان میں سے
تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ﴿۲۴﴾ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَ
کسی فاسق یا کافر کا کہا نہ مانیئے - اور صبح و شام اپنے رب کا
أَصِيلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ﴿۲۶﴾
نام لیا کیجیے - اور رات کے کچھ حصہ میں بھی نماز پڑھا کیجیے اور رات کے بڑے حصہ میں بھی اسکی پاکی بیان کیا کیجیے۔
إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا
بے شک یہ منکر دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور ایک بہت بھاری دن کو پس پشت ڈالے
ثَقِيلًا ﴿۲۷﴾ نَّحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا
ہوئے ہیں - ہم ہی نے ان کو پیدا کیا اور ہم ہی نے ان کے جوڑوں کے بندھن خوب مضبوط باندھے اور ہم جب چاہیں

ع ۱ ۲۲ ۱۹

۵۹ / ۱

(بقیہ صفحہ ۹۲۸) یعنی ان کی پیاس برابر شیشے پر روپے کے یعنی روپا ایسا شفاف جیسا شیشہ ۱۲ (۱۶) اور ان کو وہاں ایسی شراب کے جام بھی پلائے جائیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی (۱۷) وہ جنت میں ایک چشمہ ہوگا جس کا نام سلسبیل ہوگا ÷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس کے معنی پانی صاف بہتا ہوا ۱۲ یعنی یہ شراب اس شراب کے علاوہ ہے جس میں کافور کی آمیزش تھی۔ یہ سونٹھ دنیا کی سونٹھ جیسی نہ ہوگی بلکہ ایک خاص چشمہ ہے جو بڑے عالی مرتبت لوگوں کے لئے ہوگا نہایت خوشگوار لذیذ۔ مسرت بخش اور فرحت زا۔ سونٹھ کا اثر گرم ہوتا ہے اور اہل عرب اس کو بہت پسند کرتے تھے قوت غریزیہ کے لئے بہت نافع بلکہ زیادہ کرنے والی ہے اس کا نام سلسبیل ہے عام اہل جنت کی شراب میں اس کی ملونی ہوگی۔ یہ چشمہ نہایت صاف ستھرا اور رواں ہے۔ تفسیر صفحہ ہٰذا ÷ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اس کا منبع عرش کے نیچے جنت عدن میں ہے۔ جنت کی شراب میں ٹھنڈک کافور کی اور مزا سونٹھ کا اور خوشبو مشک کی ہوگی واللہ اعلم ۱۲ (۱۸) اور یہ چیزیں ان کے روبرو ایسے لڑکے لئے پھرتے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ اے مخاطب اگر تو ان لڑکوں کو دیکھے تو ان کو بکھرے ہوئے موتی خیال کرے ÷ موتی سے تشبیہ ان کی صفائی اور چمک کے اعتبار سے ہے اور بکھرے ہوئے سے تشبیہ ان کے چلنے پھرنے کی وجہ سے فرمائی کہ وہ اہل جنت کے پاس گھومتے ہوں گے کبھی اس کے پاس کوئی چیز لے گئے کبھی اس کے پاس کوئی چیز لے گئے یہ اہل جنت کے خدمتگار ہوں گے (۱۹) اور اے مخاطب جب تو وہاں دیکھیگا تو بکثرت نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت دیکھے گا ÷ یعنی جنت کا وصف اور اس کے اوصاف کیا بیان کیے جائیں اے مخاطب تو دیکھے گا تو بے شمار نعمتیں اور بہت بڑی سلطنت دیکھے گا جو ادنیٰ ترین جنتی کو عطا ہوگا یے کراں نعمتیں اور بہت بڑی حکومت و سلطنت اللھم ارزقنا بمنک وکرمک (۲۰) اہل جنت کا بالائی لباس باریک ریشم کے سبز رنگ کے ہوں گے اور دبیز ریشم کے کپڑے بھی ہوں گے اور ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو شراب طہور پلائیگا ÷ سورۂ حج میں اور سورۂ کہف میں موتیوں کے زیور اور سونے کے کنگنوں کا ذکر بھی آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں اہل جنت کو پہنائی جائیں گی یا باری باری سے یہ چیزیں پہنائی جائیں گی کبھی یہ اور کبھی یہ باریک ریشم کے سبز کپڑے شاید خلعت کی جگہ استعمال ہوں گے۔ یا جیسا کہ ہمارے ہاں کا دستور ہے کہ نیچے کے لباس پر دوسرا لباس ہوتا ہے جیسے اچکن۔ یا چغہ یا کوٹ اسی طرح اہل جنت کا اندرونی اور باطنی لباس دبیز ریشم کا نرم ہوگا۔ جس کا رنگ سبز اور ہرا ہوگا۔ شراب طہور ایک خاص قسم ہے شراب کی جو باطنی اور ظاہری تمام کدورتوں سے پاک کردیگی۔ شاید حظیرۃ القدس کے اجتماع میں یہ شراب عطا ہوگی۔ اور وہ مجلس بڑی مبارک اور بڑی اعلیٰ ہوگی جس میں حضرت حق جل وعلا خود ساقی بن کر شراب طہور کے جام تقسیم فرمارہے ہونگے یا شاید ہر قسم کی نعمتیں، کھانے اور ہر قسم کی شراب استعمال کرانے کے بعد یہ شراب طہور کے جام تقسیم کیے جائیں گے جس کا فوری اثر یہ ہوگا کہ ایک پسینہ آئے گا جس سے تمام کھانا ہضم ہوجائیگا اور بھوک لگ آئیگی۔ اس کے پینے سے ہر قسم کا کینہ اور حسد وغیرہ دل سے نکل جائیگا اور باطن وظاہر ہر قسم کی گندگی سے پاک ہوجائیں گے اور کوئی بُری صفت باقی نہ رہے گی اور اس شراب طہور کو پلاتے وقت ارشاد ہوگا۔ (۲۱) بلاشبہ یہ نعمتیں تمہارا صلہ اور بدلا ہیں اور تمہاری سعی اور کوشش جو دنیا میں کیا کرتے تھے مقبول ہوئی اور ٹھکانے لگ گئی ÷ یعنی یہ جنت کی تمام نعمتیں اس فرماں برداری اور اطاعت کا صلہ ہیں جو تم دنیا میں بجالاتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تمہاری کوشش مقبول ہوئی اور تمہاری سعی ٹھکانے لگی (۲۲) اے پیغمبر ہم نے قرآن کو آپ پر تھوڑا تھوڑا نازل فرمایا ہے ÷ یعنی حسب ضرورت نجماً نجماً نازل ہوتا رہا ہے۔ تاکہ خوب ذہن نشین ہوجائے اور لوگوں کو ابتدا میں پڑھنے اور سیکھنے کی آسانی ہو جیسا کہ ہم سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ فرقان میں عرض کرچکے ہیں (۲۳) سو آپ اپنے پروردگار کے حکم پر ثابت قدم رہیے اور جمے رہیے اور ان میں سے کسی فاسق یا کافر کا کہنا نہ مانیے ÷ کہتے ہیں کہ جنت کی نعمتیں سنکر کافروں نے آپس میں مشورہ کیا کہ یہ پیغمبر عیش و آسائش کی زندگی چاہتا ہے لہٰذا اس کو نعمتیں پیش کرو چنانچہ سب لوگ جمع ہوئے کسی نے باغ کی پیش کش کی کسی نے بہت بڑا مکان دینے کو کہا۔ کسی نے اپنی خوبصورت لڑکی سے شادی کر دینے کو کہا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ ہم نے (باقی صفحہ ۹۳۰ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۲۹) قرآن تم پر نازل فرمایا ہے تاکہ لوگ ہدایت قبول کریں۔ یہاں کسی بیت پرستی کا سوال نہیں ہے آپ ان میں سے کسی فاسق اور کافر کا کہنا نہ مانئے۔ یعنی دونوں میں سے ایک کا بھی نہیں بلکہ اپنے پروردگار کے حکم پر چلئے یعنی تبلیغ کرتے رہیے۔ اور تبلیغ کو ان کے کہنے سے ترک نہ کیجئے کیوں کہ ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ اپنی تبلیغ کو ترک کردیں۔ لہٰذا آپ اپنے پروردگار کے حکم اور اپنے عام کام پر قائم رہئے آگے شخصی عبادت یعنی عبادت لازمہ کا حکم ہے (۲۴) اور آپ اپنے پروردگار کا نام صبح اور شام لیتے رہئے (۲۵) اور رات کے کچھ حصے میں اس کو سجدہ کیا کیجئے۔ اور رات کے بڑے حصے میں بھی اس کی پاکی بیان کیا کیجئے ﴿ بعض اہلِ تفسیر نے فرمایا ہے کہ اس سے پانچوں وقت کی نماز مراد ہے کہ آپ پانچوں وقت نماز پڑھتے رہئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ صبح و شام خاص طور پر اس کا نام لیا کیجئے اور اس کے نام کا ذکر کیا کیجئے۔ یہ دو وقت خاص طور پر اس کی یاد کرنا اور اسکا نام جپنا بہت سی شکلات کا علاج ہے۔ رات کے کچھ حصے میں سجدہ کرنیکا مطلب یہ ہے کہ مغرب اور عشا کی نماز پڑھا کیجئے اور رات کے بڑے حصے میں پاکی بیان کرنے سے مطلب شاید تہجد کی نماز ہے اور اگر ومن اللیل فاسجد لہ سے تہجد مراد لیں تو سبحہ لیلا طویلا کا مطلب یہ ہوگا کہ رات کے طویل حصہ میں ذکر اور تسبیح الٰہی کیا کرو۔ بہرحال مخالفت کا مقابلہ عبادتِ الٰہی سے کیجئے اور ان منکروں کا کہنا نہ مانئے (۲۶) کیونکہ یہ منکر دنیا کو دوست رکھتے اور دنیا کو پسند کرتے ہیں اور ایک بہت بھاری دن کو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں ﴿ یعنی چونکہ یہ دنیا سے محبت رکھتے ہیں اور ان کو آخرت کا کوئی خیال نہیں ہے اور انھوں نے آخرت کو نظر انداز کر رکھا ہے اور جو ہولناک دن آگے آنے والا ہے اسکو پس پشت ڈال رکھا ہے اس لئے یہ لوگ آپ کا کہنا نہیں مانتے اور آپ کی بات ان کی سمجھ میں نہیں بیٹھتی (۲۷) تفسیر صفحہ ہٰذا ۔ ہم ہی نے ان کو پیدا کیا ہے اور ہم ہی نے ان کے جوڑوں کے بندھن اور رگ و پٹھے خوب مضبوط باندھے ہیں اور ہم جب چاہیں ان کے بدلے انہی جیسے اور لوگ لے آئیں ﴿ یعنی ہم نے ہی ان کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے۔ اور ہم ہی نے ان کے جوڑ جوڑ کو درست اور مضبوط کیا ہے۔ ہم جب چاہیں ان کی ہستی کو فنا کردیں اور دوبارا ایسی ہی ہستی بنا کر کھڑی کردیں۔ یا یہ کہ ان کو مٹا کر ان کی جگہ دوسرے آدمی لے آئیں جو ان کی طرح سرکش اور نافرمان نہ ہوں۔ انھوں نے یوم ثقیل کو اس لئے نظر انداز کیا ہے کہ ان کو مرکر دوبارا زندہ ہونے کا یقین نہیں یہ اُس کا جواب ہے کہ جب ہم دنیا میں تم جیسے دوسرے انسان کو لاسکتے ہیں تو قیامت میں تم کو دوبارا زندہ کیوں نہیں کرسکتے (۲۸) یہ مذکورہ مضمون ایک نصیحت ہے پس جو شخص چاہے اپنے رب تک پہونچنے کا راستہ اختیار کرے (۲۹) اور اللہ تعالیٰ کے بدون چاہے تم لوگ کوئی بات نہیں چاہ سکتے بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑی حکمت والا ہے ﴿ یعنی پوری سورت ایک تذکرہ اور نصیحت ہے لہٰذا جس کا جی چاہے اپنے پروردگار کی راہ لگ لے اور اس تک پہونچنے والی بٹیا اور سڑک پر چلے آگے اپنی مشیت کا اظہار فرمایا یعنی تمہارا چاہنا بھی بدون اللہ تعالیٰ کی مشیت کے نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ بڑے علم اور بڑی حکمت کا مالک ہے وہ ہر شخص کی استعداد اور قابلیت سے بخوبی واقف ہے اُس کی حکمت اگر کسی کے لئے ہدایت کی مقتضی ہوتی ہے تو اس کی رہنمائی فرماتے ہیں اور بعض لوگوں کو اپنی مصلحت اور حکمت سے گمراہ پڑا رہنے دیتے ہیں اور چونکہ وہ بڑے علم اور بڑی حکمت کا مالک ہے: در اصل اسی کے علم و حکمت کا یہ مقتضا ہے (۳۰) کہ وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور جو سرکش ظالم ہیں ان کیلئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ﴿ یعنی جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرلے اور جس کو چاہے کفر و ظلم میں چھوڑ دے بہرحال جو اس کی مشیت اور مصلحت کے ماتحت اس کی رحمت میں داخل ہوجائیں وہ ہر اعتبار سے کامیاب اور زمرۂ ابرار میں شامل۔ اور جو اپنی سرکشی اور ظلم و شرک کی وجہ سے اس کی رحمت سے محروم ہوگئے ان کے لئے دردناک عذاب مہیا ہے (۳۱) تم تفسیر سورۃ الدہر اور سورۃ الانسان سورۂ مرسلات مکی ہے اور یہ پچاس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ﴿ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵ قسم ہے اُن ہواؤں کی جو خلق کی نفع رسانی کے لئے بھیجی جاتی ہیں (۱) پھر اُن ہواؤں کی قسم جو زور سے چلتی ہیں (۲) اور ان ہواؤں کی قسم جو بادلوں کو اُبھار کر پھیلاتی ہیں (۳) پھر ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھاڑ کر جدا کرتی ہیں اور بانٹتی ہیں (۴) باقی (صفحہ میں)

بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ

ان کے بدلے انہی جیسے اور لوگ لے آئیں ۔ یہ مذکورہ مضمون ایک نصیحت ہے سو جو شخص

شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ

چاہے اپنے رب تک پہونچنے کا راستہ اختیار کرلے ۔ اور بدون خدا کے چاہے تم لوگ کوئی بات

يَّشَآءَ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۳۰﴾ يُّدْخِلُ مَنْ

نہیں چاہ سکتے بیشک اللہ تعالیٰ بڑے علم اور بڑی حکمت والا ہے ۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں

يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾

داخل کرلیتا ہے اور جو سرکش ہیں اُن کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے ۔

ع ۹ / ۲۰

سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ مرسلات مکی ہے اور یہ پچاس آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ﴿۱﴾ فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ

قسم ہے ان ہواؤں کی جو نفع رسانی کیلئے بھیجی جاتی ہیں۔ پھر اُن ہواؤں کی قسم جو زور سے چلتی ہیں۔ اور اُن ہواؤں کی جو اُبھار کر

نَشْرًا ﴿۳﴾ فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ﴿۴﴾ فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۵﴾ عُذْرًا

پھیلاتی ہیں۔ پھر اُن ہواؤں کی جو بادلوں کو پھاڑ کر جدا کردیتی ہیں۔ پھر اُن ہواؤں کی جو دل میں خدا کی یاد ڈالتی ہیں۔ یعنی خدا کی یاد

اَوْ نُذْرًا ﴿۶﴾ اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ﴿۸﴾

عذر کرنیکو یا ڈرانیکو ۔ کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہونیوالی ہے ۔ سو جب ستارے مٹادیئے جائیں

وَاِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ ﴿۹﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا

اور جب آسمان میں شگاف پڑجائیں ۔ اور جب پہاڑ اُڑا دیئے جائیں ۔ اور جب

الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ﴿۱۱﴾ لِاَيِّ يَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ﴿۱۳﴾

رسولوں کے پیش ہونیکا وقت مقرر کیا جائیگا۔ اس وقت جو کچھ ہونا ہے وہ ہوگا آخر یہ رسولوں کے معاملہ کس دن کیلئے تاخیر کی گئی ہے۔ اس معاملہ کو فیصلے کے دن کیلئے ملتوی کیا گیا ہے

Marfat.com

اور اے پیغمبر آپکو کیا معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیسا کچھ ہے ؞ یعنی اُس کی ہولناکی کو نہ پوچھو اور اُس دن کے خطرات کو دریافت نہ کرو اتنا سمجھ لو (۱۴) کہ اُس دن دین حق کی تکذیب کرنیوالوں کی بڑی خرابی ہے
؞ یعنی اور تو جو کچھ ہوگا وہ ہوگا اس دن حق کو جھٹلانے والوں کے لئے بڑی تباہی اور خرابی ہوگی آگے اس تباہی کی ایک نظیر کا بیان ہے (۱۵) کیا ہم اگلے لوگوں کو ہلاک و برباد نہیں کر چکے ہیں (۱۶) پھر ہم

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۱۴ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۱۵
اور آپکو کیا معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیسا ہے ۔ اس دن تکذیب کرنے والوں کی بڑی تباہی ہے ۔
اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۱۶ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۱۷ كَذٰلِكَ
کیا ہم اگلے لوگوں کو ہلاک برباد نہیں کر چکے ۔ پھر ہم پچھلوں کو بھی ان اگلوں کے پیچھے لگا دیں گے ۔ ہم گناہگاروں کیساتھ
نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۱۸ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۱۹
ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں ۔ اس روز تکذیب کرنے والوں کے لئے بڑی خرابی ہے ۔
اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۲۰ فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ
کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی یعنی نطفہ سے نہیں بنایا ۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو ایک مضبوط و
مَّكِيْنٍ ۲۱ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۲۲ فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ
محفوظ مقام میں ۔ ایک مقررہ اندازے تک رکھا ۔ غرض ہم نے اسکی بناوٹ کا ایک اندازہ کیا سو ہم کیسے اچھے
الْقٰدِرُوْنَ ۲۳ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۲۴ اَلَمْ نَجْعَلِ
اندازہ کرنے والے ہیں ۔ اس دن تکذیب کرنیوالوں کی بڑی تباہی ہے ۔ کیا ہم نے زمین کو
الْاَرْضَ كِفَاتًا ۲۵ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ۲۶ وَّجَعَلْنَا فِيْهَا
سب کا سمیٹنے والا نہیں بنایا ۔ زندوں کو بھی اور مردوں کو بھی ۔ اور اس کے علاوہ ہم نے اس زمین میں
رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا ۲۷ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
اونچے اونچے بوجھل پہاڑ بنائے اور ہم نے تم لوگوں کو میٹھا پانی پلایا ۔ اُس روز جھٹلانے والوں کیلئے
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۲۸ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۲۹
بڑی خرابی ہے ۔ (اسدن منکروں سے کہا جائیگا) جس عذاب کی تم تکذیب کیا کرتے تھے اُس کی طرف چلو
اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ۳۰ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ
تم دھوئیں کے ایک ایسے سائبان کیطرف چلو جس کی تین شاخیں ہیں ۔ جس میں نہ سایہ ہے اور نہ وہ آگ کی
مِنَ اللَّهَبِ ۳۱ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ ۳۲ كَاَنَّهٗ
لپٹ سے بچاتا ہے ۔ وہ دھوئیں کا سائبان ایسی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکتا ہوگا جیسے بڑا محل ۔ گویا وہ

پچھلوں کو بھی ان اگلوں کے پیچھے لگا دیں گے (۱۷) ہم گناہ گاروں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتے ہیں ؞ یعنی کیا ہم پہلی اُمتوں کو نافرمانی اور دین حق کی تکذیب کی وجہ سے ہلاک نہیں کر چکے پھر ہم ان پچھلوں یعنی آپکی اُمت کے نافرمانوں کو بھی انہی کیساتھ لگا دیں گے یعنی انکو بھی تباہ و برباد کر دیں گے ۔ کیونکہ ہم گناہ گاروں اور مجرموں کیساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں ۔ جب ہم سب مخلوق کو قیامت میں یک وقت فنا کر سکتے ہیں تو تھوڑی تھوڑی آبادی کو فنا کر دینا ہمارے نزدیک کیا مشکل ہے خواہ یہ تباہی دونوں جہان میں ہو یا صرف دار آخرت میں ہو باوجود اس کے بھی یہ لوگ قیامت کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ (۱۸) اس دن جھٹلانے والوں اور تکذیب کرنیوالوں کے لئے بڑی خرابی ہے آگے بعث اور مرنے کے بعد زندہ ہونیکی اور تقریر فرماتے ہیں (۱۹) کیا ہم نے تم کو ایک بے قدر پانی سے نہیں بنایا یعنی نطفے سے (۲۰) پھر ہم نے اس نطفہ کو ایک جمے ہوئے محفوظ مقام میں (۲۱) ایک مقررہ اندازے تک رکھا ؞ مضبوط اور جما ہوا ٹھکانا فرمایا ماں کے رحم کو (۲۲) غرض ہم نے اس کی بناوٹ کا ایک اندازہ کیا سو ہم کیسے اچھے اندازہ کرنے والے ہیں ؞ بعض حضرات نے یوں ترجمہ کیا ہے پھر ہم اس کو پورا کر سکے سو ہم کیا خوب سکت والے ہیں ۔ قرأت کے اختلاف کی وجہ سے ایک ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب اور دوسرا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمہا اللہ کا ہے ہم نے شاہ رفیع الدین صاحبؒ کا ترجمہ اختیار کیا ہے ۔ یعنی اتنی مدت رحم میں رکھا کہ پورا پاٹھا ہو کر پیدا ہوا نہ کوئی چیز کم ہوئی اور نہ زیادہ ۔ بہرحال جب ہم نے ایک پانی کی بوند کو بتدریج انسان بنا دیا تو ہمارے نزدیک مُردہ انسان کو زندہ کر لینا کیا مشکل ہے ۔ لہٰذا تم بعث بعد الموت کی تکذیب نہ کرو کیونکہ (۲۳) اُس دن جھٹلانے والوں اور تکذیب کرنیوالوں کے لئے بڑی تباہی ہے (۲۴) کیا ہم نے زمین کا سب کو سمیٹنے والا نہیں بنایا (۲۵) زندوں کو بھی اور مُردوں کو بھی (۲۶) اور ہم نے اس زمین میں اونچے اونچے بوجھل پہاڑ بنائے اور ہم نے تم لوگوں کو میٹھا پانی پلایا ؞ یعنی زمین زندوں کو اپنے اوپر لبساتی ہے اور مرنے کے بعد مرنے والے کے اجزا اسی زمین میں سما جاتے ہیں ۔ خواہ کوئی دفن ہو یا غرق ہو یا جل جائے بہرحال سب کے اجزا زمین میں ہی مل جاتے ہیں، پہاڑوں کا قائم ہونا اور میٹھے پانی کا پینا ظاہر ہی ہے یہ امور اُسکی توحید کے مقتضی ہیں مگر تم توحید الٰہی کو جھٹلاتے ہو یاد رکھو (۲۷) اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے (۲۸) چلو اس عذاب کیطرف جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے ؞ یہ اُس دن منکروں سے کہا جائیگا کہ چلو اور چل کر اس عذاب کو دیکھو جس کو تم جھٹلاتے تھے (۲۹) تم دھوئیں کے اس سائبان کیطرف چلو جسکی تین پھانکیں ہیں (۳۰) جس میں نہ سایہ ہے اور نہ وہ آگ کی لپٹ اور تپش سے بچا سکے گا (۳۱) وہ دھوئیں کا سائبان ایسی بڑی بڑی چنگاریاں پھینکتا ہوگا جیسے بڑا محل (۳۲)

Marfat.com

جِمٰلَتٌ صُفْرٌ ﴿۳۳﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ
زردی مائل کالے کالے اونٹ ہیں - اُس دن جھٹلانیوالوں کے لئے بڑی خرابی ہو گی - یہ وہ دن ہے جس دن یہ لوگ
لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ
بول بھی نہ سکیں گے - اور نہ انھیں عذر پیش کرنیکی اجازت دیجائیگی سو وہ کوئی عذر بھی نہ کرسکیں گے - اس دن
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَ
تکذیب کرنیوالوں کے لئے بڑی خرابی ہوگی - یہ ہے وہ فیصلے کا دن ہم نے تم کو اور اگلے لوگوں کو
الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ
سب کو جمع کرلیا ہے - پھر اگر تمہارے پاس کوئی داؤ ہے تو مجھ پر اپنا داؤں کرد اُس دن
يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾
جھٹلانے والوں کیلئے بڑی خرابی ہوگی - البتہ پرہیزگار لوگ سایوں میں اور چشموں میں
وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـئًا بِمَا
اور اپنے حسب دل خواہ میووں میں ہوں گے - کہا جائیگا جو اعمال تم کیا کرتے تھے ان کے صلے میں
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾
خوب رچ پچ کر کھاؤ پیو - ہم نیک روش اختیار کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں -
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا
اُس دن تکذیب کرنے والوں کی بڑی تباہی ہے - اے منکرینِ حق تم تھوڑے دنوں کھالو اور نفع اٹھالو
اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾
یقیناً تم گناہگار ہو - اس دن تکذیب کرنے والوں کی بڑی خرابی ہے -
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ
اور جب ان منکروں سے کہا جاتا ہے کہ جھکو تو نہیں جھکتے - اُس روز جھٹلانے والوں کی
لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع
بڑی خرابی ہے - اب آخر یہ لوگ اس کلام کے بعد اور کونسی بات پر ایمان لائیں گے -

گویا وہ زردی مائل کالے کالے اونٹ ہیں ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں چھاؤں کی تین پھانکیں یعنی پھٹی ہوئی جس میں سے گرمی آتی ہے یعنی اونچی ہوتی ہیں چنگاریاں محل کے برابر ۱۲ مطلب یہ ہے کہ جب حساب کتاب ہوتا رہے گا منکروں کو یہ دھواں گھیرے رہیگا تین شاخوں کا یہ مطلب ہے کہ دھواں جب اونچا ہوتا ہے تو اس کے کئی حصے ہو جاتے ہیں اس میں سایہ نہ ہوگا - جو ٹھنڈک پہونچے اور نہ وہ آگ کی گرمی کو روک سکے گا - بلکہ اس میں سے خود چنگاریاں جھڑتی ہوں گی ان چنگاریوں کی حالت ابتدائی تو ایسی ہوگی جیسے کوئی بڑی عمارت اور بڑا محل ہے اور جب ٹکڑے ہوکر زمین پر گریں گی تو ایسی ہوں گی جیسے زردی مائل بسیاہ اونٹ - ہمیشہ چنگاری اوپر سے بڑی نظر آتی ہے لیکن نیچے گرتے گرتے اس کے کئی ٹکڑے ہو جاتے ہیں اس لئے دونوں حالتوں کا ذکر فرمایا - خلاصہ یہ کہ جبکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے عرشِ الٰہی کے سایے میں ہوں گے تو کفار بداطوار دین حق کے منکر اس دھوئیں کے سائبان کے نیچے کھڑے حساب دے رہے ہوں گے اور جب تک حساب ختم نہ ہو جائے گا اسی تشاخے دھوئیں کے نیچے کھڑے رہیں گے اعاذنا اللہ منہ (۳۳) اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے بڑی تباہی ہے (۳۴) یہ وہ دن ہے جس دن یہ لوگ بول بھی نہ سکیں گے ؛ یعنی بعض مواقع اور بعض مواطن ایسے ہوں گے جن میں گفتگو نہ کرسکیں گے اور بول بھی نہ سکیں گے (۳۵) اور نہ اُن کو کسی عذر کی اجازت دی جائیگی سو وہ عذر بھی نہ کرسکیں گے ؛ کیونکہ واقع میں کوئی عذر نہ ہوگا پھر اعذارِ فاسدہ کی اجازت سے کیا فائدہ (۳۶) اُس دن جھٹلانے والوں کے لیے بڑی خرابی ہوگی (۳۷) یہ ہے وہ فیصلے کا دن ہم نے تم کو اور اگلے لوگوں کو سب کو فیصلے کے لئے جمع کرلیا ہے (۳۸) پھر اگر تمہارے پاس کوئی داؤں اور چال ہے تو مجھ پر وہ داؤں کرد اور وہ چال چلاؤ یعنی اگر آج کے فیصلے سے بچنے کے لئے کوئی تدبیر اور چال معلوم ہو تو میرے خلاف وہ چال چلو اور مجھ پر اپنا داؤں کر دیہ کفار ان امور حقہ کی تکذیب کرتے ہیں (۳۹) اُس روز جھٹلانے والوں کیلئے بڑی تباہی ہے - آگے پرہیزگار مسلمانوں کا ذکر ہے (۴۰)
ع ۱ بلاشبہ وہ لوگ جو پرہیزگار ہیں وہ باغوں کے
۴ سایے میں اور چشموں میں (۴۱) اور اپنے
۲۱ حسب دل خواہ میووں میں ہوں گے (۴۲)
ان سے کہا جائیگا کہ جو اعمال تم کیا کرتے تھے ان کے بدلے اور صلے میں خوب مزے کیساتھ محظوظ ہوکر کھاؤ پیو (۴۳) بیشک ہم نیک روش اختیار کرنوالوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں ؛ متقی کی بحث اوپر کئی دفعہ گزر چکی ہے جو شرک سے بچے اسے بھی متقی کہتے ہیں اور اعلیٰ درجے کا متقی وہ جو ناجائز چیزوں کے خوف سے بعض جائز چیزوں کو بھی چھوڑ دے یعنی محض شبہ کی بنا پر اُن چیزوں کو بھی چھوڑ دے جن کے استعمال کی گنجائش ہو بہرحال یہ متقی لوگ سایوں میں ہوں گے - سایے سے مراد یا تو محض راحت و آرام سے کنایہ ہے یا وہ سایے مراد ہیں جن کا احادیث میں ذکر آتا ہے یعنی میدان حشر میں عرش اعظم کا سایہ - اور پل صراط پر صدقات وخیرات کا سایہ اور جنت میں طوبیٰ اور دوسرے درختوں کا سایہ اگرچہ جنت میں آفتاب نہ ہوگا اور نہ اس کی گرمی ہوگی لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ بعض دوسری چیزوں کا نور ہو جس کا سایہ پڑتا ہو - آفتاب نہ ہونے کو یہ مستلزم نہیں کہ دن
ع ۲ روشنی معدوم ہوگی - کوئی اور ملکی قسم کی روشنی
۱۰ ہوگی جس میں تپش اور تیز حرارت نہ ہوگی - یا عرش
۲۲ الٰہی کا نور ہو یا کسی اور چیز کی روشنی ہو - بہرحال متقی لوگ سایوں میں اور چشموں میں ہوں گے -
چشمے وہی جن کا ذکر سورۂ دہر اور سورۃ الرحمٰن میں گزر چکا ہے اور اُن میووں اور فواکہات میں ہوں گے جن کی وہ خواہش کرتے ہوں گے - ان سے کہا جائیگا - خوب محظوظ ہو کر کھاؤ پیو ہنیا کے معنی گوارا اور زود ہضم یعنی یہاں کے کھانے میں بدہضمی اور ثقل یا امتلا کا اندیشہ نہیں - اس کھانے اور پینے کی اجازت اُن اعمال کے صلے میں ہے جو تم کیا کرتے تھے - یعنی گرمیوں میں روزے رکھتے تھے اور لذیذ کھانے فقراء پر خیرات کیا کرتے تھے اور سردی میں نمازیں پڑھا کرتے تھے اگرچہ تمہارے خیال میں بھی یہ بات نہ ہوگی کہ اُس محدود عبادت کا تم کو اس قدر لامحدود ثواب اور لامحدود نعمتیں عطا ہوں گی - لیکن ہماری عادت یہی ہے کہ ہم نکوکاروں اور نیک روش اختیار والوں کو ایسا ہی صلہ اور ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں - آگے پھر دینِ حق کے منکروں کا ذکر ہے کہ تم ان نعمتوں کا ذکر اور ان کی تفصیل سنکر تکذیب کرتے ہو اور ان نعمتوں کو جھٹلاتے ہو تو سُن لو (۴۴) اُس دن تکذیب کرنے والوں کیلئے بڑی خرابی اور تباہی ہے (۴۵) اے منکرینِ حق تم تھوڑے دن کھالو اور برت لو اور نفع اٹھالو یقیناً تم مجرم اور گناہگار ہو ؛ یعنی یہ دنیا چند روزہ ہے یہاں کھالو اور بہرہ مند ہو جاؤ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۸۹۹

کوئی دراڑ یا شگاف دیکھنے میں آتا ہے۔ آگے پھر تنقیدی نظر ڈالنے کی تاکید ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۴) پھر بار بار نگاہ کو دوڑا کر دیکھ اور بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ تیری نگاہ ذلیل اور درماندہ ہو کر تیری طرف لوٹ آئے گی، یعنی پہلی مرتبہ کے بعد دو مرتبہ دیکھنے کا پھر حکم فرمایا یعنی تین مرتبہ دیکھنے کا حکم دیا۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں مقصود بار بار دیکھنے کی تاکید ہے کہ عالم علوی کی اس صنع میں جس کو آسمان کہتے ہیں کوئی عیب نکالنے کی غرض سے اس پر تنقیدی نظر ڈالو سوائے اس کے کہ اے مخاطب تیری نظر ذلیل ہو کر اور تھک کر تیری طرف واپس آجائے، حضرت حق تعالیٰ کے بنائے ہوئے آسمانوں میں کوئی تفاوت تجھ کو نظر نہ آئے گا۔ پھر یہ آسمان پوری زمین کو اسی طرح محیط ہے جس طرح انڈا اپنی سفیدی اور زردی کو محیط ہوتا ہے انڈا پوری طرح گول نہیں ہوتا مگر آسمان زمین کی طرح گول ہے۔ اور زمین کو سب طرف سے گھیرے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ زمین کے کسی حصے پر پہنچ کر آسمان کو دیکھئے ہر جگہ سے سروں کے اوپر نظر آئے گا۔ اور یہ جو فرمایا خاسئا وھو حسیر نگاہ عیب بین کو جب کوئی عیب نہ ملے گا تو ذلیل ہوگی۔ اور جب بار بار کوشش کرے گی تو تھک کر درماندہ ہو جائے گی۔ حضرت حق تعالیٰ کے کمال صنع میں انگلی رکھنے کی جگہ کہاں۔ آگے آسمان دنیا کی بعض خصوصیات کا ذکر فرمایا۔ (۵) اور ہم نے آسمان دنیا یعنی ورلے آسمان کو چراغوں سے آراستہ کر رکھا ہے اور ہم نے ان چراغوں کو شیاطین کے مارنے کا ذریعہ بھی بنایا ہے اور ہم نے ان شیاطین کے لئے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ آسمان دنیا یا ورلا آسمان:۔ اس میں تارے نظر آتے ہیں۔ جو رات میں چراغوں کی طرح چمکتے ہیں۔ رات کی تاریکی میں دیکھنے والوں کو بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ زمین کی مخلوق کے ہزاروں منافع ان تاروں سے وابستہ ہیں۔ تری اور خشکی کے راستوں کا پتہ، مغرب، مشرق شمال، جنوب کا معلوم ہونا۔ پھولوں کا رنگ، پھولوں کی رنگت، پھلوں کا رنگ اور مزا جانے ان تاروں کے کیا کیا اثرات ہیں۔ جو حکما اور فلاسفر یا کاشتکار اور باغبان جانتے ہیں۔ قرآن سے چراغوں کی زینت کے ساتھ مخلوق کے ایک اور روحانی فائدے کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ یہ چراغ یعنی تارے شیاطین کو غیب کی خبریں سننے سے روکتے ہیں جب کبھی کوئی شیطان آسمان کے قریب پہنچتا ہے تو ان تاروں سے ان کو رجم کیا جاتا ہے اور آگ کا ایک شعلہ ان کی طرف لپکتا ہے۔ یہ تو دنیا میں ہوتا ہی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہم نے ان شیاطین کے لئے دہکتی ہوئی آگ یعنی جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ علاوہ بے شمار منافع کے بڑا فائدہ یہ ہے کہ دنیا میں ان پر شہاب پھینکے جاتے ہیں اور آخرت میں ان کو جہنم کا عذاب ہوگا۔ اس موقعہ پر مفسرین نے کئی باتیں ذکر کی ہیں۔ تاروں کی نوعیت۔ تاروں کا آسمان سے تعلق یعنی یہ تارے آسمان میں قندیل کی طرح لٹکے ہوئے ہیں یا آسمان میں جڑے ہوئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہم نے تطویل کے اندیشے سے تمام مباحث کو چھوڑ دیا ہے اور جو بات مشہور ہے وہ اختیار کرلی ہے وہ یہ کہ تارے آسمان دنیا کی زینت اور رونق کا سبب ہیں۔ شیاطین کے لئے شہاب ہیں اور شیاطین کو دفع کرتے ہیں۔ تری اور خشکی میں مسافروں کو راستے کا ان سے پتا ملتا ہے۔ اس کے علاوہ علم ہیئت میں جو ان تاروں کے فوائد بیان کئے گئے ہیں ان کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا ہے اور تفصیل چھوڑ دی ہے۔ اوپر سے حضرت حق تعالیٰ کی قدرت کا بیان ہو رہا تھا۔ اسی سلسلے میں موت و حیات کا ذکر آگیا۔ پھر آسمانوں کی پیدائش اور ان کے سات طبقات کا ذکر فرمایا پھر ان کے کمال پر توجہ دلائی اور نظر و نگاہ تامل کو دعوت دی کہ کوئی عیب اور کوئی تفاوت بیان کرو۔ اور بار بار دیکھ کر بتاؤ کہ ہم نے ان آسمانوں کو جیسا بنایا ہے اور جو رعایتیں اور مصالح ان کی بناوٹ میں ملحوظ رکھے ہیں۔ ان میں کیا عیب ہے اور یہ کیسے ہونے چاہئیں تھے جیسا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا ہے یعنی جیسا چاہیئے ویسا نہ ہو ۱۲ یعنی کسی اور طرح سے بنائے جاتے۔ بہرحال اسی سلسلے میں آسمان دنیا کا ذکر فرمایا اور تاروں کے فوائد ذکر کئے۔ ان شیاطین کا ذکر فرمایا اور دنیا و آخرت میں ان کے عذاب کا ذکر فرمایا۔ اب اس سلسلے میں جو لوگ شیاطین کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور اپنے پروردگار کی توحید کا انکار کرتے ہیں ان کے انجام کا ذکر فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۶) اور جو لوگ اپنے پروردگار کی توحید کا انکار کرتے اور جو اپنے پروردگار کے ساتھ کافرانہ شیوہ رکھتے ہیں تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ جہنم بازگشت کی بہت بری جگہ ہے۔ یعنی اپنے پروردگار کی توحید کا انکار کرتے ہیں اور دین حق کے منکر ہیں تو ان کا حشر بھی وہی ہوگا جو شیاطین کا ہوگا (۶)

بقیہ صفحہ ۹۰۰

بن دیکھے یعنی نہ عذاب کا معائنہ کیا۔ نہ میدان حشر کو دیکھا۔ نہ دوزخ آنکھوں کے سامنے آئی۔ پھر بھی ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں تو ایسے لوگ بڑی بخشش اور ثواب کے امیدوار ہیں ولمن خاف مقام ربه جنتن۔ آگے ان لوگوں کو تنبیہ فرمائی جو اپنی مجالس اور محافل اور روزانہ کی صحبتوں میں بیٹھ کر قرآن اور اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہرزہ سرائی کیا کرتے تھے (۱۲) اور تم اپنی بات کو چھپا کر کہو یا اس کو کھول کر کہو اور آواز سے کہو وہ سب جانتا ہے کیونکہ وہ سینوں کی پوشیدہ باتوں تک سے بخوبی واقف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ان منافقوں سے فرماتے تھے کہ تم نے فلاں موقعہ پر یہ کہا فلاں موقعہ پر اپنی مجلس میں یہ بد زبانی کی تو یہ منکر آپس میں چپکے چپکے اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف بدگوئی کرتے۔ اس پر حضرت حق نے فرمایا کہ تم کوئی بات چھپا کر کہو یا پکار کر اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے وہ سینوں تک کے بھیدوں سے واقف ہے اور باخبر ہے آگے اسی باخبر ہونے کی دلیل ہے (۱۳) بھلا جس نے پیدا کیا ہے وہ اپنی مخلوق کے حالات سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ حالانکہ وہ بڑا باریک بین اور پوری طرح باخبر ہے۔ یعنی بھلا جس نے پیدا کیا ہے وہ نہ جانے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ جو خالق اور مختار ہو، وہ خالق و مختار جس چیز کو پیدا کرے یہ ضروری ہے کہ اس کو پورا علم اس کا حاصل ہو ورنہ پیدا کرنا ممکن نہیں بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس نے بنایا وہی نہ جانے۔ وہ نہایت لطیف اور ہر بھید سے واقف ہے۔ حقائق نفس الامریہ کے ادراک کے لئے وہاں کوئی چیز مانع نہیں۔ کائنات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں کہ جس کے احوال سے وہ باخبر نہ ہو۔ آگے، اپنے بعض انعامات اور دلائل توحید کا بیان فرمایا (۱۴) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ جس نے تمہارے نفع کے لئے زمین کو مطیع، مسخر اور فرماں بردار کر دیا سو اب اس کے کندھوں یعنی اس کے راستوں میں اس کے اطراف و جوانب میں چلو پھرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی روزی میں سے کھاؤ اور دوبارہ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف جانا؛ در اٹھنا ہے۔ یعنی زمین کو باوجود اس کی اتنی وسعت و پہنائی کے تمہارا تابعدار کر دیا کہ جس طرح چاہتے ہو اس کو استعمال کرتے ہو۔ اس کی معدنیات کو اپنے کام میں لاتے ہو۔ کھیتی باڑی کے لئے ہل چلاتے ہو۔ اس کی نباتات سے فائدہ حاصل کرتے ہو۔ اس پر ہر قسم کی تعمیر کرتے ہو اور مویشی کو جس طرح چاہتے ہو کام میں لاتے ہو۔ غرض اس عالم کی ایک بہت بڑی طاقت نمو اور قوت نشو و نما کو تمہارے اختیار میں دے دیا۔ تم اس کے کاندھوں پر چڑھے چڑھے پھرو۔ یعنی جہاں تمہارا جی چاہے سفر کرو۔ تجارت کرو ایک جگہ کی پیداوار دوسری جگہ منتقل کرکے نفع کماؤ اور دینوی فوائد حاصل کرو اور اس کی مہربانی سے جو روزی تم کو دی جاتی ہے اس کو کھاؤ۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر اس مالک و مختار کو نہ بھول جاؤ جس نے اتنی بڑی طاقت کو تمہارے لئے پست اور تمہارا تابعدار کر دیا ہے اس کا خیال رکھو کہ تم سب کو ایک دن اسی مالک و مختار کی پیشی میں حاضر ہونا ہے اور اس کی جناب میں جی کر اٹھنا ہے۔ (۱۵)۔

بقیہ صفحہ ۹۰۱

جو آفات و مصائب میں تمہاری فوج اور تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد کرے اور تمہاری خواہش کے مطابق تمہاری حفاظت کرے اگر تم نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ یہ تمہارے جھوٹے اور باطل معبود کسی آفت کے وقت تمہارے کام آجائیں گے یا تمہارے سپاہی بن کر تمہاری مدد کریں گے تو ایسا خیال کرنا محض دھوکا اور فریب ہے اسی کو فرمایا ان الکافرون الا فی غرور (۲۰) اچھا اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی اور اپنے رزق کو تم سے روک لے تو بھلا وہ کون ہے جو پھر تم کو روزی پہنچائے اور تم کو رزق دے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ کافر سرکشی اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں، یعنی اگر اللہ تعالیٰ اپنی روزی اور رزق رسانی کے دروازے اور وسائل و اسباب بند کر دے تو بھلا وہ کون ہے جو تم کو رزق پہنچا سکے ان تمام باتوں کو سن کر اور اس کی بے پناہ طاقت اور بے کراں قدرت کا حال سن کر بتوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں آتے تو اصل بات یہ ہے کہ سخت عناد۔ سرکشی اور حد سے تجاوز کرنے۔ اور حق بات سے بھاگنے۔ نفرت کرنے اور بدکنے پر جمے ہوئے ہیں۔ لجاج انتہائی عناد پر اڑنا اور جم جانا عتو حد سے تجاوز کرنا سرکشی میں بڑھ جانا۔ نفور نفرت کرنا۔ بھاگنا۔ بدکنا بیزار ہو کر چل دینا (۲۱) بھلا ایک وہ شخص جو اندھا اپنے منہ کے بل چلے وہ سیدھی راہ پائے گا یا وہ شخص جو چلے سیدھا ایک سیدھی راہ پر وہ مقصود تک پہنچے گا:۔ قرآن نے یہ مشرک اور موحد کی مثال بیان فرمائی۔ مکب کہتے ہیں اس شخص کو جو منہ کے بل گرتا ہو جیسے مرگی والا یا اندھا آدمی جو قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہو اور منہ کے بل گر گر پڑتا ہو تو ایک ایسا شخص جو قدم قدم پر منہ کے بل گرتا ہو اور اس حال میں راستہ طے کرتا ہو اور ایک ناہموار راستے پر رینگ رہا ہو اور سوائے زمین کے اس کو کچھ نظر نہ آتا ہو کیونکہ جب سیدھا کھڑا ہونے کا موقعہ ہی نہ ملے گا تو اور دوسری چیزیں اس کو کس طرح دکھائی دیں گی۔ بہرحال ایک شخص تو ایسا ہے تو کیا یہ زیادہ راہ یافتہ ہوگا۔ یا وہ شخص جو سیدھی سڑک اور سیدھی راہ پر سیدھا چلتا ہو۔ یعنی صحیح و سالم اور سیدھا کھڑے ہو کر چلتا ہو۔ ہر طرف کے نشانات، اور اشجار و احجار اور چاند و سورج کو دیکھتا ہوا چلتا ہو۔ یہ منزل مقصود تک پہنچنے میں کامیاب ہوگا اور یہ زیادہ راہ یافتہ ہوگا بعض حضرات نے مکب سے ابوجہل اور سوی سے حضرت حمزہ یا ابوجہل اور عمار بن یاسر مراد لئے ہیں لیکن صحیح یہ ہے کہ آیت کا مفہوم عام ہے۔ ہر موحد اور ہر مشرک کی یہی حالت ہے۔ ایک تخمین اور ظن پر ٹٹولتا ہوا چل رہا ہے اور ایک حق اور یقین کی راہ اختیار کئے ہوئے ہے اور جو یقین اور حق کی راہ چل رہا ہے وہی زیادہ راہ یافتہ اور کامیاب ہے ان دلائل واضحہ کے بعد بھی اگر یہ لوگ نہیں سمجھتے تو حضرت حق تعالیٰ

Marfat.com

پیغمبر علیہ السلام کو ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کی فہمائش کا دوسرا طریقہ اختیار کیجئے اور ان سے یوں کہئے (۲۲)۔

بقیہ صفحہ ۹۰۳

آپ کو بُرا کہتے ہیں اور آپ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اور آپ باوجود ایک محسن اعظم ہونے کے ان کی بُرائی کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں اور اپنے تبلیغی کام کو جاری رکھتے ہیں اس لئے آگے آپ کے خلق عظیم کا ذکر ہے۔ یہ لفظ غیر ممنون عام اہل ایمان کے لئے بھی سورۂ انشقاق اور سورۂ تین میں آیا ہے تو وہ بہشت کے اجر کا ذکر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو اجر غیر ممنون فرمایا ہے وہ آپ کی ہدایت عامہ غیر منسوخہ کی بنا پر ہے جس کا سلسلہ قیامت تک جاری رہنے والا ہے اور دونوں میں بڑا فرق ہے۔ بہرحال آپ کے خلق عظیم کے سلسلے میں ارشاد ہوتا ہے (۴) اور یقیناً آپ بڑے بلند اخلاق کے مالک ہیں ہم نے محاورے کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ بھی مجنون کہنے والوں کا جواب ہے کہ جس کا خلق بلند ہے اور جو اخلاق عظیم کا مالک ہے اور جس کو خلق عظیم کا ملکہ حاصل ہے وہ بھلا کہیں مجنون ہو سکتا ہے اور دیوانوں میں جب عقل ہی نہیں ہوتی تو خلق کہاں ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے کتب سیر و احادیث لبریز اور بھری ہوئی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعثت لاتمم مکارم الاخلاق۔ یعنی انبیائے سابقین میں جو اخلاقی بزرگیاں اور بڑائیاں تھیں ان سب کی تکمیل اور ان کے اتمام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ جب آیت خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین نازل ہوئی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ سے دریافت کیا کہ اس کی تفسیر کیا ہے۔ تو جبریل نے عرض کیا اوتیت بمکارم الاخلاق ان تصل من قطعک وتعطی من حرمک وتعفو عمن ظلمک۔ یعنی یہ آیت آپ کو اچھے اور بزرگ اخلاق سکھاتی ہے وہ یہ ہیں کہ جو تجھ سے تعلق قطع کرے آپ اس سے میل کیجئے اور اس سے ملئے اور جو آپ کو محروم کرے آپ اس کو عطا کیجئے اور جو آپ پر ظلم کرے آپ اس کو معاف کر دیجئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صل من قطعک واعف عمن ظلمک واحسن الی من اساء الیک یعنی جو تجھ سے تعلق کو توڑے تو اس سے جوڑ۔ جو تجھ پر ظلم کرے تو اس کو معاف کر دے۔ جو تیرے ساتھ برائی کرے تو اس کے ساتھ نیکی اور بھلائی کر۔ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عظیمہ کے متعلق سوال کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا آپ کا خلق قرآن تھا۔ یعنی قرآن نے جو اخلاق حسنہ بتائے ہیں اور قرآن نے جو بلند تعلیم دی ہے وہ سب آپ کے اخلاق تھے کیونکہ ہر بات آپ کی شریعت اور طریقت مروت اور عقل کے موافق تھی اور یہی وہ خلق عظیم ہے جس کی طرف قرآن نے اشارہ فرمایا ہے ان کفار مکہ کو یہ نہیں معلوم کہ یہ ایک مجسمۂ خلق عظیم کو دیوانہ اور مجنون کہتے ہیں۔ اگرچہ دل ان کے بھی جانتے ہیں لیکن عنقریب اپنی آنکھوں سے بھی اپنے قول کی غلطی دیکھ لیں گے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ "بود ہم بحر کرمت ہم کان ؛ گوہرش کان خلقہ القرآن وصف خلق کسی کہ قرآن است ؛ خلق را نعت او چہ امکان است"۔ (۵) اب عن قریب آپ دیکھ لیں گے اور یہ دین حق کے منکر بھی دیکھ لیں گے (۶) کہ تم میں سے کون جنون میں مبتلا تھا۔ یعنی عذاب دنیوی کے وقت۔ یا مرنے کے بعد۔ یا قیامت کے دن کا عذاب دیکھ کر یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ درحقیقت مجنون کون تھا۔ اور جنون کے فتنے میں کون مبتلا تھا کیونکہ جنون موجب ہے زوال عقل کا اور زوال عقل کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ضرر سے بچتا نہیں اور نفع حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا قیامت کے دن یہ بات آشکارا ہو جائے گی کہ کون نفع سے محروم رہ کر ضرر میں مبتلا ہوتا ہے اور اجر و ثواب سے محروم رہ کر عذاب میں گرفتار ہوتا ہے۔ اس دن یہ بات آنکھوں سے بھی مجرم دیکھ لے گا اور دل سے بھی یقین کرے گا جو اُس دن کے ضرر سے محفوظ نہ رہ سکا اور اُس دن کے نفع سے محروم رہا وہی دیوانہ تھا اور وہی جنون کے فتنے میں مبتلا تھا اگرچہ پیغمبر علیہ السلام کو اس دنیا میں بھی یقین حاصل تھا کہ یہ منکر دیوانے ہیں لیکن منکروں کے مجنون کہنے سے آپ کی حیثیت ایک فریق کی بن گئی تھی اس لئے دونوں کو فرمایا کہ اے پیغمبر آپ بھی دیکھ لیں گے اور یہ بھی دیکھ لیں گے۔ آگے حق تعالیٰ نے اپنے علم کا اظہار فرمایا کہ آپ کے پروردگار کو تو معلوم ہی ہے اور وہ تو وقت پر ہر شخص کو اس کے مناسب سزا دے گا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۷) بلاشبہ آپ کا پروردگار ہی اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہی ان کو بھی خوب جانتا ہے جو راہ یافتہ ہیں۔ یعنی چونکہ وہ گم کردہ راہ کو بھی جانتا ہے اور ہدایت پانے والوں کو بھی جانتا ہے اور وہ ہر ایک کو اُس کے کئے کی سزا اور جزا دے گا۔ اس وقت ان کافروں کو یہ بات کھل جائے گی کہ واقعی دیوانہ اور مفتون کون تھا آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہے کہ ان تکذیب کرنے والوں سے ہوشیار رہئے اور ان کا کہا نہ مانئے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۸) لہٰذا آپ ان تکذیب کرنے والوں اور دین حق کو جھوٹا بتلانے والوں کا کہنا نہ مانئے اور ان کی اطاعت نہ کیجئے۔ یعنی اے پیغمبر جب آپ کو ان مکذبین کی حالت معلوم ہو گئی تو اب ان کے کہنے میں نہ آئیے اور ان کی بات نہ مانئے کیونکہ یہ کوئی درمیانی بات نکالنے کی کوشش کریں گے اور آپ کو صلح پر آمادہ کریں گے جیسا کہ دنیوی معاملات میں مبتلا کرتا ہے کہ کچھ تم دب جاؤ کچھ ہم دب جائیں اور باہمی سمجھوتا کر لیا جائے۔ تو دین کے معاملہ میں آپ ان کی کوئی ایسی بات نہ مانیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۹) یہ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اگر آپ بتوں کے بارے میں نرم ہو جائیں تو وہ بھی آپ کی مخالفت میں ڈھیلے پڑ جائیں۔ یعنی راہ پر آنے والے اور نہ آنے والے سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ لہٰذا دعوت و تبلیغ میں کسی کی رو رعایت نہ ہونی چاہئے۔ جس کو اسلام قبول کرنا اور ہدایت پانا ہے وہ پائے گا۔ اور جس کو محروم رہنا ہے وہ محروم رہے گا۔ ان کی خواہش یہ ہے کہ آپ کفر کے معاملہ میں مداہنت اختیار کریں اور سست اور ڈھیلے ہو جائیں اور کاہلی برتیں بتوں کی مخالفت میں نرم ہو جائیں تو یہ آپ کی مخالفت کم کر دیں اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ ڈھیلے پڑ جائیں اور توحید الٰہی کی مخالفت میں مداہنت برتیں۔ اس آیت میں ان کی خواہش کا اظہار فرمایا اور مقصد یہ ہے کہ آپ ان سے اس قسم کا معاملہ نہ کریں۔ اور ان مکذبین کا کہا نہ مانیں اور ان کی پروا نہ کریں کچھ ہم سورۂ واقعہ کی تیسیر میں عرض کر چکے ہیں اور کچھ سورۂ کافرون میں انشاء اللہ آ جائے گا۔ لہٰذا دین کے معاملے میں مسابلت اور مداہنت نہیں کی جا سکتی۔ البتہ مدارات جس کو ہندوستان میں خاطر تواضع اور خاطر مدارات کہتے ہیں اصول انسانیت کی بنا پر ہر مسلم اور غیر مسلم کے ساتھ انفرادی یا اجتماعی طور پر جائز ہے غرض حسن سلوک اور خاطر مدارات اور چیز ہے اور مداہنت فی الدین دوسری چیز ہے۔ اس لئے فرمایا کہ منکرین اور مکذبین کا کہنا نہ مان اور دین میں مداہنت نہ کر۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تو ان کے بتوں کو بھلا کہہ تو وے۔ تیری باتوں کو پسند کریں ۱۲ امام غزالیؒ نے اپنی بعض تصانیف میں فرمایا ہے کہ مداہنت اور مدارات میں بہت باریک فرق ہے۔ اب آگے بعض خاص کافروں کے اوصاف بیان فرما کر ان کی اطاعت سے خاص طور پر اپنے پیغمبر کو منع فرمایا (۱۰) اور اے پیغمبر آپ خاص طور پر کسی ایسے شخص کا کہا نہ مانئے اور اس کی اطاعت نہ کیجئے جو بہت قسمیں کھانے والا ہو۔ بے قدر اور ذلیل ہو (۱۱) طعن اور تشنیع کرنے والا ہو اور چغل خوری اور چغلیاں کھاتا پھرتا ہو (۱۲) بھلے اور نیک کاموں سے روکنے والا ہو۔ حد سے بڑھ جانے والا ہو۔ گناہوں کا ارتکاب کرنے والا گنہگار ہو (۱۳) سخت طبع۔ بدمزاج گردن کش اور ان سب باتوں کے علاوہ اس کا نسب بھی صحیح نہ ہو یعنی ولدالزنا اور حرام زادہ ہو (۱۴) محض اس بات سے کہ وہ صاحب مال اور صاحب اولاد ہو (۱۵) جب ہماری آیتیں اس پر تلاوت کی جاتی ہیں اور اس کے روبرو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کی بے سر و پا اور بے سند کہانیاں ہیں (۱۵)۔

بقیہ صفحہ ۹۰۴

اس میں کھیتی بھی بہت عمدہ ہوتی تھی۔ بہت آمدنی اور بڑے محصول کا باغ تھا۔ اس کا مالک بہت خیرات کرتا تھا۔ باغ کے پھل اور کھیتی کا اکثر حصہ مساکین کو دیا کرتا تھا۔ مساکین اس کے باغ سے بہت فائدہ اٹھاتے تھے اس باغ والے کے تین یا پانچ لڑکے تھے ان میں سے صرف ایک لڑکا باپ کے طریقہ کو پسند کرتا تھا اور باقی دو لڑکے باپ کی خیرات اور مساکین کی خدمت کو ناپسند کرتے تھے چنانچہ جب باپ کا انتقال ہو گیا اور باغ کے کاٹنے کا وقت آ گیا تو لڑکوں نے قسمیں کھا کر کہا اکثر نے یا بعض نے کہ صبح کو ضرور اس باغ کا میوہ اور کھیتی کاٹ لیں گے اور انشاء اللہ بھی نہ کہا یعنی اپنے ارادے اور فعل پر اتنا وثوق اور بھروسہ تھا کہ کوئی استثنا نہ کیا اور انشاء اللہ تعالیٰ بھی نہ کہا اور صبح ہوتے ہی شاید اس لئے کہا کہ باپ دیتے کاٹتا تھا تو مساکین جمع ہو جاتے تھے ہم صبح مساکین کے جمع ہونے سے پہلے ہی پھل اور کھیتی کاٹ لائیں گے (۱۸) ابھی وہ پڑے سوتے ہی رہے اور آپ کے پروردگار کی جانب سے ایک چکر لگانے اور گھومنے والا اس باغ کا چکر لگا گیا اور اس پر گھوم گیا۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے ایک آگ یا گرم لو کا عذاب آیا اور اس باغ پر پھر گیا (۱۹) پھر صبح ہوتے ہوتے وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔ یعنی بالکل صاف زمین کہیں کہیں جلی ہوئی کھیتی کے نشان۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پانچ بھائی تھے ان کا باپ چھوڑ مرا ایک باغ میوہ کا اس کی پیدائش سے سارا گھر آسودہ تھا جس دن میوہ توڑنا ٹھہراتا شہر کے سب فقیر جمع ہو آتے سب کو کچھ کچھ دیتا اسی سے برکت تھی پیچھے بیٹوں نے سمجھا کہ اتنا جو فقیر لے جاویں اپنے ہی کام آوے پھر مشورہ کیا کہ سویرے ہی توڑ کر گھر لے آئے فقیر جاویں گے تو وہاں کچھ نہ پائیں گے اور اس پر ایسا یقین کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ بھی نہ کہا۔ رات کو آگ لگی یا دھاڑ پڑی سب صاف ہو۔ ۱۲ (۲۰) غرض صبح کرتے باغ والے ایک دوسرے کو پکارنے لگے (۲۱) کہ اگر تم کو باغ کے پھل توڑنے ہیں تو سویرے سے اپنے کھیت پر چلو (۲۲) پھر وہ آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے ہوئے گھر سے روانہ ہوئے (۲۳) کہ بات تو جب ہے کہ آج باغ میں تمہارے پاس مسکین اور محتاج نہ آنے پائے (۲۴) اور اپنے کو بخل اور مساکین کو نہ دینے پر قادر سمجھتے ہوئے صبح سویرے پہنچ گئے۔ یعنی خفیہ باتیں کرتے اور فقیروں کو محروم رکھنے کی نیت سے اور اپنے خیال میں اس نیت بخل پر قدرت رکھتے ہوئے صبح ہی صبح باغ میں جا پہنچے (۲۵) پھر جب اس باغ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ یقیناً ہم راستہ بھول گئے (۲۶) نہیں بلکہ ہماری قسمت ہی پھوٹ گئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

پہلے اپنا مکان نہ پہچانا کہ کہیں اور جا نکلے۔ پیچھے سمجھا کہ ہم بے نصیب ہوئے ۱۲ (۲۷) ان لڑکوں میں سے منجھلے لڑکے نے کہا کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی پاکی کیوں نہیں بیان کرتے حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی اللہ کی طرف سے سمجھتے یہ نعمت اور فقیر سے دریغ نہ کرتے ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ جب اس باغ کو اُجڑا ہوا دیکھا اور اُس کے کھیت کو جھلسا ہوا پایا اور یہ سمجھ لیا کہ یہ باغ تو ہمارا ہی ہے مگر اس پر خدا کا قہر نازل ہوا ہے اور یہ عذاب کی وجہ سے اُجڑا ہے۔ تب اُنہوں نے کہا بل نحن محرومون۔ اور جب اپنی محرومیٔ قسمت کا ان کو یقین ہو گیا تب ان کے منجھلے بھائی نے جو ان سب میں بہتر اور باپ کے مسلک سے قریب تھا۔ دوسرے بھائیوں سے کہا کیوں میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی پاکی کیوں نہیں بیان کرتے یعنی اللہ تعالیٰ کے نام پر جو مساکین آتے ہیں اُن کا بھی خیال رکھو اور باپ کا جو بھلا طریقہ تھا اور جس طرح وہ فقراء کے حقوق کا خیال رکھتا تھا اسی طرح تم بھی رکھو اور کل کے لئے انشاء اللہ تو کہہ لو۔ غرض جو کچھ اُس بھائی نے ان کو سمجھایا تھا وہ سب اُن کو یاد دلایا اس باغ کا نام مفسرین نے ضروان بتایا ہے علیٰ حرد قادرین کا ترجمہ کئی طرح کیا گیا ہے۔ حرد کے بہت سے معنی اہل لغت نے کئے ہیں۔ منع کرنا، روک لینا۔ جلدی چلنا، قصد نیت۔ ارادہ۔ غرض اس بھائی کے کہنے سے سب بھائیوں کو احساس ہوا اور اپنی غلطی کا سب اعتراف کرنے لگے (۲۸) اس پر سب نے کہا ہمارا پروردگار جملہ عیوب سے پاک ہے۔ بےشک ہم ہی ظالم اور قصور وار تھے۔ یعنی توبہ کے طور پر کہا۔ کہ ہم نے ہی اپنی جان پر ظلم کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ یہ اعتراف تھا گناہوں کا (۲۹) پھر ایک دوسرے کی جانب منہ کر کے آپس میں ایک دوسرے کو الزام دینے لگے۔ یعنی جیسا کہ قاعدہ ہے کہ شکست ہو جانے اور کام کے بگڑ جانے کے بعد ایک دوسرے کو ملامت اور اُلاہنا دیا کرتے ہیں۔ وہی ان بھائیوں میں ہونے لگا۔ پھر اپنی غلطی کا احساس کرنے کے بعد آپس میں متفق ہو کر حضرت حق تعالیٰ کی جناب میں رجوع ہوئے (۳۰) آخر کہنے لگے ہائے ہماری خرابی ہم سب ہی حد سے بڑھ جانے والے تھے۔

بقیہ صفحہ ۹۰۵

جس میں یہ مضمون لکھا ہوا ہو اور بذریعہ وحی اس کتاب میں درج کیا گیا ہو کہ جس کو تم پسند کرتے ہو وہ چیز تم کو وہاں مل جائے گی یعنی حسنیٰ۔ جیسا کہ کہتے تھے ان لی عندہ للحسنیٰ۔ اگر کسی آسمانی کتاب میں تمہارے لئے یہ بشارت لکھی ہوئی ہے تو وہ دکھا دو (۳۸) کیا تم نے ہم سے اس بات پر قیامت تک باقی رہنے والی کچھ محکم اور مضبوط قسمیں لے رکھی ہیں کہ جن چیزوں کا تم اپنے حق میں فیصلہ کر رہے ہو وہ چیزیں تم کو ملیں گی۔ یعنی کیا ہمارے ذمہ کچھ ایسی قسمیں چڑھی ہوئی ہیں جو تمہاری خاطر سے کھائی گئی ہوں اور وہ قسمیں قیامت تک باقی رہنے والی ہوں اور ان قسموں اور ان عہد و پیمان کا یہ مضمون ہو کہ جن چیزوں کا تم فیصلہ کر رہے ہو وہ چیزیں تم کو ملیں گی۔ یعنی ثواب اور جنت کا تم دعویٰ کر رہے ہو کہ یہ ہم کو ملیں گی یا ہم کو ہی ملیں گی۔ تو کیا اس پر ہم سے کوئی عہد اور پیمان ہو گیا ہے ہم نے تمہارے لئے قسمیں کھا کر اس بات کو کہا ہے اور وہ قسمیں بھی ایسی ہیں جن قسموں کا اثر قیامت تک پہنچنے والا ہے اور وہ مضمون وہی ہے کہ جس بات کا تم فیصلہ کر رہے ہو یا جن چیزوں کو تم پسند کر رہے ہو وہ باوجود کفر و طغیان کے تم کو مل جائیں گی۔ اور ما تحکمون اور ما تخیرون تم کو عطا کر دیا جائے گا۔ یعنی کفر کی حالت میں مرنے کے باوجود تم ثواب اور جنت کے مستحق قرار پاؤ گے آگے اس بات پر ضامن طلب فرمایا

(۳۹) اے نبی آپ ان سے دریافت کیجئے کہ آخر ان میں وہ کون شخص ہے کہ اس قسم کی باتوں کا ضامن اور ذمہ دار ہے۔ یعنی اگر کوئی ایسی قسا قسمی ہو چکی ہے اور ہم نے کوئی ایسا عہد کیا ہے کہ ہم ابتدائے آفرینش سے لے کر آخرت تک تم سے یکساں سلوک کریں گے اور جس طرح دنیا میں تم کو عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ دیا ہے اور بطور استدراج ہر قسم کی ترقی کے مواقع تمہارے لئے مہیا کر دیئے گئے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی تم کو ہر قسم کا آرام و آرائش مہیا کیا جائے گا تو جو اس طرح کی مہمل اور لایعنی باتوں کا ذمہ دار اور ضامن ہے وہ کون ہے اُسے بتاؤ (۴۰) کیا ان مشرکوں کے تجویز کردہ کچھ شرکا ہیں جن کو انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک مقرر کر رکھا ہے پھر اگر یہ سچے ہیں تو ان اپنے تجویز کردہ شرکا کو پیش کریں یعنی اگر یہ یوں کہیں کہ وہ جن کو ہم شریک خدائی سمجھتے ہیں اور جن کی ہم پرستش کیا کرتے ہیں وہ سب اپنی سفارش سے عالم آخرت میں یہ نعمتیں ہم کو دلوائیں گے تو ان سے کہو کہ ان کو ہمارے سامنے لاؤ تاکہ ہم دیکھیں کہ ان کو کیا طاقت ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے اس کی مرضی اور اس کی منشا کے خلاف دین حق کے منکروں کو جنت اور حسنیٰ دلوا دیں گے۔ غرض جب یہ مضمون نہ کسی آسمانی کتاب میں ہے نہ کوئی ہمارا عہد و پیمان ہے۔ پھر ایسی حالت میں کوئی شخص ان میں سے یا ان کے فرضی شرکا میں سے ذمہ دار بھی نہیں تو پھر ان کا یہ دعویٰ کہ ما تحکمون اور ما تخیرون آخرت میں ہمارے لئے ہے غیر مسموع اور ناقابل توجہ دعویٰ ہے۔ آگے قیامت میں ان کی ذلت اور رسوائی کا ذکر فرمایا (۴۱) وہ دن قابل ذکر ہے جس دن پنڈلی کو نمایاں کیا جائے گا اور کھولا جائے گا اور لوگوں کو سجدے کے لئے بلایا جائے گا پھر کافر لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے (۴۲) ان کی آنکھیں نیچی ہو رہی ہوں گی اور ان پر ذلت چھا رہی ہو گی۔ اس رسوائی کی وجہ یہ ہے کہ ان کو دنیا میں سجدے کے لئے بلایا جاتا تھا حالانکہ اس وقت یہ توانا اور تندرست تھے۔ ساق پنڈلی کو کہتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد کل مؤمن و مؤمنۃ و یبقی من کان یسجد فی الدنیا ریاء و سمعۃ یعنی ہمارا پروردگار اپنی پنڈلی کو نمایاں کرے گا پھر ہر مومن مرد اور مومن عورت سجدہ میں گر پڑیں گے اور جو شخص دنیا میں ریاکاری اور دکھاوا کا سجدہ کیا کرتا تھا وہ باقی رہ جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جب منافق اور ریاکار سجدہ نہ کر سکیں گے تو کافر کس طرح کر سکیں گے۔ ان کی کمر کی ہڈی سیدھی کر دی جائے گی اور یہ جھک ہی نہ سکیں گے کشف ساق کے وقت سجدے کی دعوت تکلیف یا عبادت کے لئے نہ ہو گی کیونکہ وہ عالم دارالتکلیف نہیں ہے بلکہ جن کے سجدے مقبول ہیں اور جن کے سجدے نامقبول ہیں ان کا امتیاز مقصود ہو گا۔ تاکہ عبادت مقبولہ اور غیر مقبولہ کا امتیاز ہو جائے۔ جن کی عبادت خلوص کے ساتھ دنیا میں ادا ہوتی تھی وہ سجدہ کریں گے اور جو مخلصانہ عبادت نہ کرتے تھے یا بالکل عبادت کے خوگر نہ تھے وہ قادر نہ ہو سکیں گے۔ اسی کو فرمایا کہ دنیا میں ان کو نماز کی دعوت دی جاتی تھی یا اس دین کی طرف دعوت دی جاتی تھی جس میں اہم العبادات نماز اور سجدہ تھا حالانکہ یہ اس وقت صحیح سالم تھے تو یہ اس طرف نہ آتے تھے اور چونکہ سجدہ پر قدرت نہ ہو گی نفاق اور کفر ظاہر ہو جائے گا اس لئے حرماں نصیبی کے آثار چہرے پر نمایاں ہو جائیں گے۔ آنکھیں شرمندگی سے نیچی اور جھکی ہوئی ہوں گی۔ اور ان پر ذلت و پھٹکار چھا رہی ہو گی۔ یہ کشف ساق بھی مثل ید اور وجہ کے متشابہات سے ہے اس لئے مفسرین نے بہت سی تفسیریں کی ہیں لیکن ہم نے ترجمے میں ایک خاص قسم کی تجلی کر دی ہے۔ اس موقعہ پر عرب کی بہت سی مثالیں

اور محاورے بیان کرنا اور اس کے معنی شدت اور سختی کرنا اگرچہ اہل عرب عام استعمال کشف ساق کا ایسے ہی موقعہ پر کیا کرتے ہیں کیونکہ پریشانی اور سختی کے موقعہ پر جو جد و جہد کی جاتی ہے اس وقت مستعدی اور تیاری کے لئے آدمی اپنا دامن اٹھا لیتا ہے۔ بلکہ عرب میں کیا ہندوستان میں بھی لوگ بھاگتے اور دوڑتے وقت پائجامے کے پائنچے چڑھا لیتے ہیں۔ غرض اسی قسم کی پریشانی اور جد و جہد کے موقعہ پر یہ کشف ساق کا لفظ استعمال ہوتا ہے اس لئے بہت سے مفسرین نے اس کی توجیہ کرتے وقت یہ محاورے نقل کئے ہیں۔ مگر ہم سمجھتے ہیں کہ یہ توجیہات اپنی جگہ سب صحیح ہیں، لیکن اس آیت کی تفسیر چونکہ احادیث میں آ چکی ہے۔ اس لئے ایک سیدھی سادھی بات کو اس قدر اُلجھانے کی ضرورت نہیں بلکہ سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ ساق حقیقت الٰہیہ میں سے ایک حقیقت کا نام ہے جس کو عام حقائق الٰہیہ سے وہ نسبت ہے جیسی نسبت پنڈلی کو تمام اعضائے انسانیہ کے ساتھ ہے اس لئے تشبیہ اور استعارے کے طور پر اس حقیقت کا نام ساق رکھا گیا ہے اس حقیقت کے انکشاف کو فرمایا ہے یوم یکشف عن ساق۔ زیادہ تفصیل دیکھنی ہو تو تفسیر عزیزی کو ملاحظہ کیا جائے اہل موقف کے لئے ساق، اور اہل جہنم کے لئے قدم۔ ان دو حقیقتوں کا اظہار ہو گا۔ واللہ اعلم۔ بہرحال خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ اس دن حقیقت ساق کا انکشاف ہو گا اور امتحان کے لئے سجدے کی دعوت دی جائے گی نہ عبادت و ثواب کے لئے۔ اس امتحان میں کافر اور منافق فیل اور ناکام ہو جائیں گے۔ ان کی آنکھیں شرمندگی سے نیچی اور ان پر ذلت و رسوائی چھائی ہوئی ہو گی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ان کو سجدوں کی یا نماز کی دنیا میں دعوت دی جاتی تھی یا اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا حالانکہ یہ صحیح سالم اور تندرست و توانا تھے قدرت علی الاسلام اور علی الصلوٰۃ رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود نہیں آتے تھے۔ اس لئے آج انکشاف حقیقت کے وقت قدرت علی السجود ان سے سلب کر لی گئی۔ العیاذ باللہ

بقیہ صفحہ ۹۰۶

مکظوم کسی کا غصہ میں بھر جانا یا غصے کے مارے دم گھٹنا۔ بہرحال ہم نے ترجمہ میں اور تیسیر میں اسی فرق کو ظاہر کر دیا ہے اور ہم نے جو تقریر اختیار کی ہے وہ مچھلی کے پیٹ میں پکارنے والی تقریر اختیار کی ہے یعنی حضرت یونسؑ کا پورا قصہ یہ ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں اس حالت میں تھے کہ مختلف غموم کی وجہ سے وہ گھٹ رہے تھے اُنہوں نے پکارا اور یہ اُن کا پکارنا توبہ اور انابت الی اللہ کے لئے پکارنا تھا چنانچہ جس سے جو نجات طلب کی تھی اور لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین کے الفاظ کے ساتھ پکارا تھا تو ان کی پکار قبول ہوئی۔ چنانچہ حضرت حق تعالیٰ کے فضل سے ان کی دستگیری ہوئی اگر اس کے پروردگار کا فضل دستگیری نہ کرتا تو وہ چٹیل میدان میں مذمت کیا گیا اور اُلاہنا کھایا ہوا پڑا رہتا۔ پروردگار کے فضل اور فضل الٰہی کی دستگیری کا یہ اثر ہوا کہ وہ چٹیل میدان میں محمود بنا کر ڈالا گیا۔ مذموم بنا کر نہیں جو کچھ ہم نے عرض کیا اس سے سورۂ والصفات کی آیت میں اور سورۂ نون کی آیت میں کسی توجیہ کی ضرورت باقی نہیں رہی فنبذناہ بالعراء وھو سقیم اور لنبذ بالعراء وھو مذموم کا مطلب صاف سمجھ میں آ گیا ہو گا۔ اور جن حضرات نے پہلی تقریر کو اختیار کیا ہے وہ بھی صحیح ہے کیونکہ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی پکار اپنی قوم پر عذاب کے لئے ہو۔ یا مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہونے کے وقت ہو۔ آخر میں خلاصہ ایک ہی ہے چٹیل میدان

Marfat.com

میں غیر مذموم ڈالنے کے بعد جوان کی عزت افزائی ہوئی اور ان کی قدر و منزلت کو بڑھایا گیا اس کی تفصیل والصافات میں گزر چکی ہے۔ اسی کو یہاں فرمایا۔ فاجتبٰہ ربہ فجعلہ من الصلحین جب حضرت حق تعالیٰ اپنے کسی بندے کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں اور ان کی نظر عنایت اور نظر شفقت کسی کو نواز لیتی ہے تو اُس کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہوتا ہے جیسا حضرت یونس علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ حضرت یونس علیہ السلام سے صرف ایک اجتہادی غلطی ہوئی جس کو زیادہ سے زیادہ ترک اولیٰ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن بڑوں کی بڑی شان ہے۔ ایک اجتہادی غلطی کا اثر کتنا وسیع ہوا اور کہاں جا کر ختم ہوا۔ یہ تمام قصہ سنا کر اپنے پیغمبر کو سمجھایا کہ تم کہیں قوم کی ناشائستہ حرکات سے متاثر ہو کر عذاب میں جلدی نہ کر بیٹھنا اور حضرت یونسؑ کو جلد بازی سے جو پریشانی اٹھانی پڑی تھی اس میں مبتلا نہ ہو جانا۔ بلکہ جب ہم نے بتا دیا کہ ہم مہلت دیا کرتے ہیں اور قوموں کو ان کے مقررہ وقت پر پکڑا کرتے ہیں تو آپ صبر سے انتظار کیجئے اور عقوبت و عذاب میں جلدی نہ کیجئے۔ کہتے ہیں آپ شاید کسی قبیلے کے لئے یا جنگ احد میں جو لوگ میدان جنگ سے بھاگے تھے ان کے لئے بد دعا کرنا چاہتے تھے اس پر یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور اسی بنا پر سورۂ نون کی ان آیتوں کو مدنی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ مدینے میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اللہ کا حکم دیکھے تو بد دعا کر اور دیری کے سبب جھنجھلا کر نہ کر حضرت یونسؑ کی طرح۔ حضرت نے فرمایا جو کوئی کہے میں یونسؑ سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ بعض جاہل واعظ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مابین مقابلہ کیا کرتے ہیں اور حضرت یونسؑ کی شان کو گرا کر بیان کرتے ہیں اور ان پر میری عظمت ظاہر کرتے ہیں تو یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سب اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور سب واجب التعظیم ہیں۔ ان میں اس طرح مقابلہ کرنا جس سے کسی دوسرے نبی کی تحقیر یا اس کی شان کا استخفاف ہو ایسا کرنا غلطی اور گمراہی ہے۔ لانفرق بین احد من رسلہ (۵۰) اور بلاشبہ نزدیک ہے کہ یہ کافر اپنی تیز نگاہی اور گھور گھور کر دیکھنے سے آپ کو پھسلا دیں۔ جب کہ وہ سنتے ہیں قرآن کو اور یوں کہتے ہیں کہ یہ دیوانہ اور مجنون ہے (۵۱) حالانکہ وہ قرآن نہیں ہے مگر اقوام عالم کے لئے نصیحت ہے۔ ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی گھور گھور کر دیکھتے ہیں کہ ڈر کر چھوڑ دے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں قرآن سنتے ہیں تو آپ پر تیز اور قہر آلود نگاہیں ڈالتے ہیں اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہماری خشم آلود نگاہوں سے گھبرا کر قرآن کی تبلیغ چھوڑ دے اور قرآن پڑھنا بند کر دے اور اس طرح تیز تیز نگاہوں سے گھورتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دماغ کو بے کار کر دیں گے نگاہوں کے ساتھ ساتھ زبان سے باؤلا اور دیوانہ کہتے ہیں۔ حضرت حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس قرآن میں دیوانگی کی بات کیا ہے یہ تو اقوام عالم بلکہ تمام جہان والوں کے لئے ایک ذکر اور نصیحت ہے۔ فرشتے بھی اس سے لذت اور حظ حاصل کرتے ہیں۔ جن بھی اس پر ایمان لاتے ہیں۔ بلکہ غیر مسلم بھی اس کی نصائح اور اس کے غیر فانی قوانین سے فائدہ اٹھاتے ہیں اگرچہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔ تو اس ہمہ گیر نصیحت میں کون سی دیوانگی کی بات ہے جو اس نبی کو دیوانہ کہتے ہو۔ بعض حضرات نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ یہ آیت بعض نظر لگانے والوں کے سلسلے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ قبیلہ بنی اسد نظر لگانے میں مشہور تھا اس قبیلے کے ایک شخص کو کافر بلا لائے کہ تو اس پیغمبر کو نظر لگا دے اور نظر لگا کر ہلاک کر دے۔ چنانچہ وہ آیا اور تین دن کا فاقہ کیا۔ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو قرآن شریف پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے آپ کو گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا اور کہا میں نے آپ جیسا خوش گو اور خوش لہجہ آدمی کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ غرض جب وہ آپ کو گھورتا اور آپ کی تعریف کرتا تو آپ یہی فرماتے ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کافر کی نظر بد سے محفوظ رکھا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جس شخص پر نظر بد کا اثر ہو یا نظر لگ جانے کا اندیشہ ہو تو وہ اس آیت وان یکاد الذین کفروا کو پڑھ کر پھونک لیا کرے اپنی اولاد پر یا اپنے مال پر یا اپنے پر دم کر لیا کرے مزید تفصیل تفسیر عزیزی میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ نظر میں ایک طاقت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت عارف شیرازی فرماتے ہیں:۔

حضور مجلس انس است و دوستاں جمع اند و ان یکاد بخوانید و در فراز کنید

بقیہ صفحہ ۹۰۹

اور باوجود منکر ہونے کے بخیل اس قدر تھا کہ کسی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب و تحریص نہ کرتا تھا یعنی اپنے گھر والوں اور اپنے متعلقین کو بھی ترغیب و تاکید نہ کرتا تھا کہ فقیروں اور محتاجوں کو کھانا کھلایا کرو۔ اس کا نہ تو آج کے دن یہاں کوئی ہمدردی کرنے والا دوست اور قرابت دار ہے اور نہ سوائے غسلین یعنی خون آلود پیپ کے جو زخموں کا غسالہ ہوتا ہے کوئی اور چیز اُس کے کھانے کو ہے۔ یہ اہل جہنم کے زخموں کا غسالہ نہیں کھاتے مگر اسی قسم کے گناہ گار کھاتے ہیں۔ اب آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور منکرین دین حق کے اعتراضات کا جواب ہے (۳۷) پس میں قسم کھاتا ہوں اُن چیزوں کی جن کو تم دیکھتے ہو (۳۸) اور ان چیزوں کی بھی جن کو تم نہیں دیکھتے؛ دنیا کی بعض چیزیں مدرک بالبصر ہیں اور اقرب الی الفہم ہیں اور بعض نہیں۔ اسی وجہ سے مفسرین نے بہت سی باتیں بیان کی ہیں مثلاً قرآن کے وہ لطائف جن کو سمجھ سکتے ہوں اور وہ لطائف جن کو بدون تعلیم اور تنبیہ کے نہیں سمجھ سکتے۔ یعنی عقل کی آنکھ بعض خوبیوں کو دیکھ لیتی ہے اور بعض پیغمبر علیہ السلام کی تعلیم کی محتاج ہوتی ہیں۔ یا ماتبصرون سے جو زمین کے اوپر ہے اور مالاتبصرون سے وہ جو زمین کے نیچے پوشیدہ ہے یا عالم اجسام اور عالم ارواح یا مکہ معظمہ اور بیت المعمور غرض معنی کے اعتبار سے آیت کا مفہوم بہت عام ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ ماتبصرون سے پیغمبر کی ذات اقدس اور مالاتبصرون سے اس کلام کو لانے والا فرشتہ۔ بہرحال تمام مخلوق کی قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں (۳۹) کہ یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے (۴۰) اور یہ قرآن کسی شاعر کا کلام نہیں مگر تم بہت ہی کم یقین کرتے ہو؛ یعنی ایک بزرگ فرشتہ اس قرآن کی قرأت کرتا ہے وہ فرشتہ بھی بزرگ ہے اور جن کے پاس یہ کلام لے کر آتا ہے وہ بھی کریم اور بزرگ۔ خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو جبریل امینؑ کی معرفت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جاتا ہے یہ کلام کسی شاعر کا نہیں ہے ہم سورہ یٰسین میں عرض کر چکے ہیں کہ شعر اوزان اور بحور وغیرہ کی قیود کا پابند ہوتا ہے اور شاعر اس کی رعایت رکھتا ہے اور وہ محض وہمی خیالات ہوتے ہیں یہاں یہ بلند خیالات اور اونچے مضامین اس کلام کو شاعری سے کیا نسبت۔ یہ ابوجہل جو اس کلام کو شاعر کا کلام بتاتا ہے اور پیغمبر علیہ السلام کے کلام کو شاعری سے منسوب کرتا ہے اس کی بات بالکل غلط اور واقعہ کے بالکل خلاف ہے۔ تم بہت کم یقین کرتے ہو یعنی بالکل یقین نہیں کرتے اور جو کچھ یقین کرتے ہو وہ بھی نہ کرنے کے برابر ہے (۴۱) اور نہ یہ کلام کسی کاہن کا کلام ہے مگر تم لوگ غور و فکر سے بہت کم کام لیتے ہو؛ یعنی نہ یہ کسی کاہن کی بکواس ہے جیسا کہ عقبہ بن ابی معیط کہتا پھرتا ہے۔ کہاں کہانت کی جھوٹی سچی باتیں اور کہاں قرآن کی صداقت اور براہین و دلائل سے لبریز کلام۔ لیکن تم لوگ غور و فکر اور سوچ سمجھ سے بہت کم کام لیتے ہو یہاں بھی یہی مطلب ہے کہ بالکل سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ یہ کلام نہ تو کسی شاعر کا کلام ہے نہ کاہن کا بلکہ یہ کلام اور یہ قرآن (۴۲) پروردگار عالم کا نازل کردہ اور اُس کی طرف سے بھیجا ہوا ہے؛ یعنی یہ کلام جیسا کہ یہ دین حق کے منکر مثلاً ابوجہل اور عقبہ وغیرہ کہتے پھرتے ہیں نہ شاعر کا کلام ہے اور نہ کاہن کا بلکہ یہ تو اُس پروردگار عالم کا کلام ہے جو تمام جہان اور اہل جہان کا پروردگار ہے۔ آگے اس قرآن کی حقانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایک زبردست دلیل بیان فرماتے ہیں (۴۳) اور اگر یہ پیغمبر ہمارے ذمے کوئی غلط اور جھوٹی بات گھڑ کر لگاتا (۴۴) تو یقیناً ہم اُس کا داہنا ہاتھ پکڑتے (۴۵) اور ہم اُس کے دل کی رگ کاٹ ڈالتے۔ (۴۶) پھر تم میں سے کوئی بھی اس کو اس قتل کی سزا سے روکنے والا نہ ہوتا؛ یعنی یہ پیغمبر جس کا پیغمبر ہونا معجزات اور پیشنگوئیوں سے ثابت ہے اگر یہ ہم پر افترا کرے اور بعض باتیں گھڑ کر ہماری طرف منسوب کر دے تو ہم اس کو دنیا ہی میں سزا دیں کہ اس کا سیدھا ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن مار دیں۔ جیسا کہ عام طور سے جس کو قتل کی سزا دیتے ہیں تو اسی طرح دیتے ہیں کہ ملزم کا داہنا ہاتھ مارنے والا اپنے بائیں ہاتھ سے پکڑتا ہے اور سیدھے ہاتھ سے گردن پر تلوار مارتا ہے۔ اور گردن کٹ جانے سے آدمی ہلاک ہو جاتا ہے یہ سزا ہم اس کو دیں اور تم میں سے کوئی اس سزا سے اس کو بچانے والا اور دفع کرنے والا بھی نہ ہو یعنی ہمارے مقابلہ میں ہماری سزا سے کوئی اس کو بچا بھی نہ سکے۔ وتین دل کی رگ یا وہ رگ جو پیٹھ سے چل کر دل میں آتی ہے۔ اگر اس رگ کو کاٹ دیا جائے تو انسان کی موت واقع ہو جائے کیونکہ یہ رگ مناط قلب ہے۔ بعض لوگوں نے کاذب مدعیان نبوت کے لئے اس آیت کو معیار قرار دیا ہے ہو سکتا ہے کہ اس آیت کو عام معیار قرار دیا جا سکے۔ بہرحال نبوت کے جھوٹے مدعی یا ہلاک کر دیئے گئے یا ان کا کذب ظاہر ہونے سے وہ رسوا اور ذلیل کئے گئے اور اخلاقی موت مرے۔ یمین داہنا ہاتھ تقول جی سے بات بنانا افترا پردازی کرنا۔ اقاویل قول کی جمع۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اگر جھوٹ بنا لاتا اللہ پر تو اول اس کا دشمن اللہ ہوتا ہاتھ پکڑتا یہ دستور ہے مارنے کا کہ جلاد اس کا داہنا ہاتھ پکڑ رکھتا ہے اپنے بائیں ہاتھ میں تا سرک نہ جاوے ۱۲ (۴۷) اور بلاشبہ یہ قرآن پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہی نصیحت ہے۔ (۴۸)

بقیہ صفحہ ۹۱۰

یا کاتب اعمال ہوں یا بنی آدم کے محافظ ہوں یا اہل ایمان کی ارواح ہوں یا اور دیگر ارواح طیبہ ہوں جو خدمت عالم اور خدمت خلق پر مامور ہیں۔ یہ سب آسمانوں کو درجہ بدرجہ طے کرتے ہوئے اور دھول اور قرب کے روحانی مرتبوں کو طے کرتے ہوئے ہر ایک اپنے مقررہ مقام پر پہنچتا ہے اور عروج کرتا ہے۔ اس طرح ہر قسم کے کلمات طیبات اور اعمال صالح کا رفع اور عروج ہے۔ جو چیز بھی بلند ہوتی اور اوپر جاتی ہے وہ سب اسی صاحب معارج کی جانب منسوب ہوتی ہے خواہ وہ اپنے مقررہ مقام سے اوپر نہ جا سکتی ہو۔ پھر ہر چیز کے چڑھاؤ میں بھی تفاوت ہے۔ مثلاً ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کا عروج ہے کہ زبان سے نکلا اور عرش تک پہنچا۔ پھر نماز ہے کہ اس کو پہنچنے میں کم از کم ... ساعت کا وقفہ ہوتا ہے یا روزے میں ایک دن کا وقفہ ہوتا ہے۔ حج سال بھر میں ہوتا ہے۔ اسی طرح فرشتوں کا اور ارواح کا عروج تدبیرات امور سے فراغت پانے کے بعد اپنے اپنے مراتب کے اعتبار سے متفاوت ہے۔ بہرحال یہ ارواح کے عروج اور ملائکہ

Marfat.com

کے عروج اور اعمال صالحہ کا ذکر تھا۔ فی یوم کان مقدارہ کا یہ مطلب کہ یہ عذاب جس کو طلب کیا گیا ہے یہ قیامت کے دن ہوگا جس کی مقدار یا اس دن کا اندازہ پچاس ہزار برس۔ ایام دنیا کے حساب سے ہوں گے۔ اور اس دن یہ تمام ارواح طیبہ اور فرشتے بارگاہ ایزدی میں بطور خدمت گار حاضر ہوں گے۔ خلاصہ یہ کہ سب کام اپنے اپنے وقت پر ہونے والے ہیں اسی لئے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین فرمائی۔ پچاس ہزار برس کی مقدار میں مفسرین کے کئی قول ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ یہ طویل دن منکروں پر طویل ہوگا اور مومنوں پر صرف اس قدر ہوگا جتنے وقت میں ایک نماز ادا کی جاتی ہے۔ ہم سورۂ حج میں اس پر تفصیلی طور پر اظہار خیال کر چکے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پیغمبر نے تم پر عذاب مانگا ہے وہ کسی سے نہ ہٹایا جاوے گا اور پچاس ہزار برس کا دن قیامت کا ہے جب سے قبروں سے نکلیں اور جب تک دوزخ بہشت بھر چکے ۱۲ خلاصہ یہ کہ پیغمبر نے جو تم پر عذاب طلب کیا ہے وہ ہٹ نہیں سکتا۔ چند اقوال میں سے ایک قول یہ بھی ہے جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں۔ پچاس ہزار برس کے دن کا یہ مطلب ہے کہ قبروں سے نکلنے کے وقت سے لے کر آخر تک بعض نے کہا حشر میں پچاس موقف ہیں اور ہر موقف ہزار برس کا ہے۔ بہر حال جب عذاب کا آنا متیقن ہے۔ خواہ وہ بقول بعض بدر کے دن کا عذاب ہو۔ خواہ بقول مشہور اور عام مفسرین قیامت کے دن عذاب ہو تو اے پیغمبر آپ ان کی ایذا رسانی اور ان کی بے ہودہ بکواس پر صبر سے کام لیجئے چنانچہ ارشاد فرمایا (۴) پس آپ صبر کیجئے بھلی طرح کا صبر کرنا۔ یعنی آپ صبر جمیل کیجئے صبر جمیل ایسے صبر کو کہتے ہیں جس میں مخلوق سے شکوہ نہ کیا جائے۔ ہم سورۂ یوسف میں عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرنا صبر جمیل کے منافی نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کے پھٹنے سے قبل جو دعا فرمائی اس میں یہ الفاظ اللھم لک الحمد والیک المشتکی وبک المستغاث وانت المستعان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ مروی ہیں بہر حال ان کافروں پر عذاب کا وقوع ضروری ہے۔ اس لئے آپ صبر جمیل سے کام لیجئے اور گھبرائیے نہیں (۵) یہ دین حق کے منکر اس عذاب یا قیامت کے دن کو دور از قیاس و دور از عقل سمجھ رہے ہیں (۶) اور ہم اس عذاب اور عذاب کے دن کو نزدیک دیکھ رہے ہیں ٭ چونکہ یہ وقوع عذاب اور وقوع قیامت کا اعتقاد نہیں رکھتے اس لئے اس کے وقوع کو دور از فہم خیال کرتے ہیں اور ہم بوجہ تعلق بالوقوع کے اس عذاب کو وقوع سے قریب دیکھ رہے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ اس کو نہ ہونے والا سمجھتے ہیں اور ہم اس کو لامحالہ واقع ہونے والا سمجھتے ہیں (۷) وہ عذاب اس دن ہوگا جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا (۸) اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے (۹) اور کوئی دوست کسی دوست کا پرسان حال نہ ہوگا۔ (۱۰) حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھا بھی دیئے جائیں گے۔ مجرم یعنی مشرک اس بات کی تمنا کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب سے چھٹکارا پانے کے لئے اپنے بیٹوں کو (۱۱) اور اپنی بیوی کو اور اپنے بھائی کو (۱۲)

بقیہ صفحہ ۹۱۲

دوڑ دوڑ کر آ رہے ہیں (۳۶) دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی گروہ در گروہ بن کر ٭ مطلب یہ ہے ان کافروں کو کیا ہو گیا ہے کہ بجائے قرآن پر ایمان لانے اور قرآن کی تصدیق کرنے کے آپ کے پاس جماعتیں بن بن کر دائیں اور بائیں سے آپ کی جانب چلے آتے ہیں اور قرآن کی تکذیب کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر قیامت کا دن آیا اور بفرض محال قرآن جو کچھ کہتا ہے اس کا وقوع بھی ہوا تو ہم وہاں بھی مزے کریں گے جس طرح دنیا میں ہمارے لئے عیش ہے اور ہم اپنی قسمت میں راحت اور نعمت لکھوا کر لائے ہیں اسی طرح وہاں جا کر بھی یہ جنت اور جنت کی نعمتیں ہمارے لئے ہوں گی۔ اس لئے قرآن کی یہ بات کہ وہاں کی نعمتیں صرف مسلمانوں کے لئے ہوں گی یہ بات غلط ہے۔ یعنی ٹولیاں کی ٹولیاں بن کر آتی ہیں اور آپ کے پاس آ کر یہ کہتی ہیں کہ ہم کو بھی وہاں جنت ملے گی اور ہم بھی جنت میں داخل ہوں گے۔ مھطعین کا ترجمہ بعض حضرات نے گردن کو لمبا کرنا اور سر کو اونچا کر کے چلنا بھی کہا ہے۔ مھطع کے معنی دراز گردن کے بھی ہیں۔ آگے کی آیت میں کافروں کے اس دعوے کا رد ہے (۳۷) کیا ان میں سے ہر شخص اس امر کی طمع اور لالچ رکھتا ہے کہ وہ آرام و آسائش کے باغوں میں داخل کر دیا جائے گا۔ (۳۸) یہ ہرگز نہیں ہوگا ہم نے جس چیز سے ان کو بنایا ہے اسے وہ بھی جانتے ہیں ٭ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قرآن سن کر اِدھر اُدھر بھاگتے ہیں اور ٹولیاں کی ٹولیاں اس قرآن سے نفرت کرتی ہیں اور باوجود اس نفرت اور فرار کے ان کی خواہش اور ہوس یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نعمت کے باغوں میں داخل ہو جائے ایسا نہیں ہوگا۔ ہم نے ان کو پیدا کیا ہے اور جس چیز سے ان کو بنایا ہے اسے وہ بھی جانتے ہیں یعنی وہ ایک گندے پانی کی بوند اور گھناؤنی چیز سے بنائے گئے ہیں اور اس کو وہ بھی خوب سمجھتے ہیں کہ اس قطرۂ منی میں یہ صلاحیت کہاں کہ وہ بہشت کے باغوں میں داخل کیا جائے۔ لیکن نیک اعمال اور اخلاق حسنہ سے یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے اور وہ ان میں ہے نہیں تو یہ کیسے جنت نعیم میں داخل ہو سکتے ہیں۔ بعض مفسرین نے مما یعلمون کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جس لئے ان کو پیدا کیا ہے یہ بھی جانتے ہیں یعنی یہ بھی اتنا سمجھتے اور جانتے ہیں کہ ان کو عبث اور بے کار نہیں پیدا کیا بلکہ خالق کی معرفت اور عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ نیز اس آیت میں ایک لطیف اشارہ وقوع قیامت اور بعثت پر بھی ہے کہ جب ہم ایک پانی کی بوند کو جو حیات سے عاری ہے یہ زندگی اور یہ شکل و صورت عطا کر سکتے ہیں۔ تو ان اجزا کو جو حیات اور زندگی حاصل کر چکے ہیں دوبارہ زندگی کیوں نہیں بخش سکتے۔ دہد نطفہ را صورتے چوں پری ٭ کہ کرد است برآب صورت گری ٭ اور چونکہ نطفہ مختلف صورتیں اختیار کرتا ہوا اور مختلف تبدیلیوں سے گذرتا ہوا انسان بنتا ہے اس لئے آگے بنی نوع انسان اور مختلف اقوام کی تبدیلی پر قسم کھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ جس طرح ہم نطفے کو مختلف صورتوں میں تبدیل کرتے رہتے ہیں اسی طرح ہم اس نطفے سے بنی ہوئی اقوام کو بھی تبدیل کر سکتے ہیں یعنی ایک قوم کو لے جائیں اور دوسری قوم کو لے آئیں دین حق کے منکروں اور اسلام کے معاندوں کو ہلاک کر دیں اور اسلام سے محبت کرنے والوں کو لے آئیں۔ ظالموں کو لے جائیں اور رحم دلوں کو لے آئیں۔ جیسا کہ اس قسم کی تبدیلیوں سے تاریخ اُمم بھری پڑی ہیں۔ قسم میں بھی مشارق و مغارب کی جانب اس قسم کا اشارہ ہے کہ عالم علوی کا سب سے بڑا کرہ ہر روز نئے نقطے کی تبدیلی اختیار کرتا ہے جو اتنے بڑے کرے کے لئے ہر روز طلوع و غروب کی جگہ بدلتا رہتا ہے اس کے لئے اقوام عالم کی تبدیلی اور ایک قوم کی جگہ دوسری قوم کو لے آنا کیا مشکل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی منی گھن کی چیز سے وہ کہاں لائق بہشت کے مگر جب ایمان سے پاک ہو ۱۲ (۳۹) پس میں مشرقوں اور مغربوں کے مالک و پروردگار کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس بات پر یقیناً قادر ہیں اور پوری طرح قدرت رکھتے ہیں (۴۰) کہ ہم ان کو بدل کر ان کی جگہ ان سے بہتر لوگوں کو لے آئیں اور ہم ایسا کرنے سے عاجز نہیں ہیں ٭ یعنی روز آفتاب مشرق کے نئے نقطے سے نکلتا ہے اور نئے خط پر گذرتا ہوا غرب میں ڈوب جاتا ہے جیسا کہ والصفات میں تفصیل گزر چکی ہے۔ ان تمام نقطہائے مشارق و مغارب کے مالک کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم دنیا میں ہی ان کی جگہ ان سے بہتر لوگ لے آنے پر قادر ہیں اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ جو اس وقت ان سے بہتر مخلوق لانے پر قادر ہے۔ جو ان سے عمل اور اعتقاد میں اچھی ہوگی۔ تو انہی کو دوبارہ پیدا کر دینا اور قیامت میں زندہ کر دینا کون سا مشکل ہے۔ بہر حال جب ان کے عناد اور استہزا کی یہ حالت ہے کہ سیدھی بات کو بھی یہ کھیل سمجھتے ہیں (۴۱) تو اے پیغمبر آپ ان کو انہی بے ہودہ نکتہ چینیوں اور کھیل و تفریح میں مشغول رہنے دیجئے۔ یہاں تک کہ یہ اپنے اُس دن سے جا ملیں اور ان کو اُس دن سے سابقہ پڑ جائے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے ٭ یعنی آپ ان پر سے اپنا ہاتھ اٹھا لیجئے اور ان کو اسی کفر و عناد اور تعصب میں پڑا رہنے دیجئے کہ یہ دین حق کو اپنے کھیل و تفریح کا مشغلہ بناتے رہیں یہاں تک کہ اپنے اُس دن سے جا ملیں جس دن کا ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔ یعنی قیامت آجائے اور یہ قیامت سے جا ملیں آگے مختصر اس دن کا احوال بیان فرمایا (۴۲) اس دن یہ قبروں سے نکل کر اس طرح دوڑیں گے جیسے کسی بت کے تھان کی طرف یا جیسے کوئی پراگندہ فوج اپنے نشان اور اپنے جھنڈے کی طرف دوڑی جا رہی ہے (۴۳) ان کی آنکھیں شرمندگی سے نیچی ہو رہی ہوں گی اور ان پر ذلت و پھٹکار چھائی ہوئی ہوگی۔ یہ ہے وہ یوم موعود جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا ٭ نصب کے معنی میں مفسرین کے کئی قول تھے ہم نے ان میں سے دو مشہور قولوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے مطلب یہ ہے کہ قبروں سے نکل کر بلانے والے اور پکارنے والے کی طرف بے تحاشا اور ایسے بے اوسان ہو کر بھاگیں گے کہ ایک کو دوسرے کی فکر نہ ہوگی۔ بلکہ ہر شخص یہ چاہے گا کہ میں جلدی سے پہنچ جاؤں۔ اور جب وہ دن جس کو ساری عمر جھٹلاتے رہے سامنے آجائے گا تو شرمندگی سے نگاہوں کا نیچا ہونا اور بدن پر اور منہ پر پھٹکار کا برسنا ظاہر ہے۔ ان کو اس حالت میں دیکھ کر فرشتے کہیں گے۔ یہی تو وہ دن ہے جس دن کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ اور یہ کسی طرح یقین نہ کرتے تھے۔ (۴۴)

بقیہ صفحہ ۹۱۵

یعنی نوح کی بدکردار قوم اپنے گناہوں کے سبب آخر کار پانی میں غرق کی گئی۔ اور برزخی نار میں داخل کر دی گئی اور ان کے بتوں میں سے اور فرضی اور مصنوعی حمایتیوں میں سے کوئی بھی مدد کو نہ پہنچ سکا۔ یہ آیت عذاب قبر کے لئے واضح حجت ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جہنم کی آگ میں دخول مراد ہو۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے اور عذاب جہنم کو یوں تعبیر والتعقیب لتنزیلہ منزلۃ المتعقب واللہ اعلم آگے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا کا بقیہ حصہ مذکور ہے۔ (۲۵) اور نوح نے یہ بھی کہا اے میرے پروردگار آپ ان کافروں میں سے زمین پر کسی بسنے والے کو باقی نہ چھوڑیئے۔ (۲۶) کیونکہ اگر آپ ان کو چھوڑ دیں گے تو یہ آپ کے بندوں کو گمراہ کریں گے اور راستے سے بھٹکائیں گے اور ان کے ہاں جو اولاد بھی ہوگی وہ محض بدکار اور ناسپاس ہوگی ٭ دیار کو جن حضرات نے دور سے مشتق مانا ہے انہوں نے گردش اور چلنے پھرنے والے کے معنی کئے ہیں اور جنہوں نے دار سے مشتق مانا ہے انہوں نے بسنے والے اور باشندے کے معنی کئے ہیں۔ بہر حال مطلب یہ ہے کہ کافروں میں سے کسی متنفس کو باقی نہ چھوڑ اور زمین پر کوئی کفر کرنے والا باقی نہ رہے۔ یہ دعا عموم ہلاکت کے لئے تھی بارہویں پارے میں عموم بعثت اور عموم ہلاکت کی کچھ بحث گذر چکی ہے۔ بہر حال مفسرین کے مختلف اقوال

Marfat.com

ہیں ان کا گمراہ کرنا دوسروں کو تو ظاہر ہی ہے۔ ہزار برس تک ان کا یہی کام خود گمراہ رہے اور دوسروں کو گمراہ کرتے رہے۔ البتہ اولاد کا فاجر دکافر ہونا یا تو اس بنا پر ہے کہ کفر اور ناسپاسی ان کے خون میں رچ گئی ہے اس لئے ان کے نطفے سے بھی خیر کی امید نہیں رہی یا اس بنا پر کہ بچہ کو ہوتے ہی یہ لوگ بت پرستی کی تعلیم دیتے ہیں اور اسلام دشمنی سکھاتے ہیں اور مجھ کو دکھا دکھا کر یہ جاتے ہیں کہ یہ نوحؑ ہماری قوم کا دشمن ہے تم بڑے ہو کر اس کی بات نہ ماننا اور اس کے کہنے سے بت پرستی نہ چھوڑنا۔ جب یہ گود کے بچوں کو بھی یہی سکھاتے ہیں جیساکہ میں ان کو کئی پشتوں سے دیکھ رہا ہوں تو مجھے کیا اعتبار ہو سکتا ہے کہ ان کی اولاد مومن اور مسلمان ہو گی اس لئے ان کو سب کو ہی فنا کر دے اور یہ بات اہل دانش سے پوشیدہ نہیں ہے کہ جس طرح غذا کا اثر خون پر ہوتا ہے اسی طرح اعمال سیئہ کا اثر بھی خون اور نطفے پر ہوتا ہے الولد سرلابیہ۔ عاقبت گرگ زادہ گرگ شود اگرچہ قاعدہ کلیہ نہیں لیکن اس کے عموم سے انکار بھی نہیں ہو سکتا۔ بہرحال ہم نے تطویل کی وجہ سے اس بحث کو چھوڑ دیا ہے۔ آگے دعا ہے مومنین کے لئے اور آخر میں پھر بددعا ہے کفار کی ہلاکت کی (٢٧) اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ اور اس کو جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہو جائے اور تمام ایمان والے مردوں اور تمام ایمان والی عورتوں کو بخش دیجئے اور ان مذکورین کی مغفرت فرما دیجئے اور آپ ان ظالموں کے لئے سوائے تباہی کے اور کسی چیز کو زیادہ نہ کیجئے ان پر تباہی اور ہلاکت ہی کو بڑھاتے رہیئے۔ چونکہ کفار کے حق میں بددعا کا سلسلہ جاری تھا اسی دوران میں حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی اور اپنے متعلقین کی اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کی مغفرت کے لئے دعا فرما دی اور اپنی دعا کے آخری حصے کو پھر کفار کی تباہی اور ہلاکت پر ختم کیا۔ مطلب یہ ہے کہ میری مغفرت فرما دیجئے اور مجھ سے جو خلاف اولیٰ امور صادر ہوئے ہوں ان کو بخش دیجئے اور میرے ماں باپ کی مغفرت فرما دیجئے کہتے ہیں ان کے باپ کا نام لامک یا ملک تھا اور ان کی والدہ کا نام شمخا تھا۔ حضرت عطا کا مشہور قول ہے کہ حضرت نوح کے تمام آباؤ اجداد حضرت آدم تک سب موحد اور مسلمان تھے۔ اور جو میرے گھر میں بحالت ایمان داخل ہو جائے۔ بیت سے مراد میرا گھر یا میرے ٹھہرنے کی جگہ یا میری مسجد یا میرا کھیت یا میری کشتی۔ حضرات مفسرین کے کئی اقوال ہیں۔ ایمان کی قید سے ظاہر ہے کہ ان کی بیوی واعلہ اور ان کا لڑکا کنعان دونوں مغفرت کی دعا سے خارج ہو گئے۔ عام اہل ایمان کے لئے مغفرت کی دعا فرمانے کے بعد پھر کفار کی تباہی کے لئے دعا فرمائی۔ اوپر فرمایا تھا۔ ولا تزد الظلمین الا ضلالا یہاں فرمایا ولا تزد الظلمین الا تبارا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضلال کی زیادتی سے حضرت نوحؑ کا مقصد یہی تھا کہ ان کی تباہی اور ہلاکت میں کچھ کمی نہ رہ جائے اور یہ واقعہ ہے کہ ضلالت کی زیادتی ہلاکت کا سبب اور علت موجبہ ہے۔ بہرحال انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نافرمانوں اور دین حق کی مخالفت کرنے والوں کا یہی حشر ہوتا ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا ہوا (٢٨) الحمد للہ والمنۃ

تم تفسیر سورۃ النوح یوم الاثنین لست وعشرین من ربیع الثانی ١٣٧٥ھ مطابق ١٢ دسمبر ١٩٥٥ء عیسوی۔

سورۃ الجن مکیۃ وھی ثمان وعشرون آیۃ وفیہا رکوعان

سورۂ جن کی ہے اور یہ اٹھائیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵

اے نبی آپ فرما دیجئے کہ میرے پاس یہ وحی بھیجی گئی ہے اور میری جانب یہ وحی کی گئی ہے کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انہوں نے واپس جا کر اپنی قوم میں بیان کیا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے (١) جو سیدھی اور نیک راہ بتاتا ہے لہٰذا ہم تو اس قرآن پر ایمان لے آئے اور ہم آئندہ اپنے رب کا ہرگز کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سورۂ احقاف میں گذرا کہ حضرت نماز صبح پڑھتے تھے کتنے جن سن کر ایمان لائے پھر جا کر اپنی قوم سے بیان کیا یہاں ان کے بیان کو اللہ نے وحی فرمائی رسولؐ پر بعد اس کے بہت بار جن حضرت پاس آ کر ملے اور ایمان لائے قرآن سیکھا ١٢۔

بقیہ صفحہ ٩١٦

یہ تو ایک طریقہ ہم نے عرض کیا ورنہ بیسیوں طریقے تھے جنوں سے پناہ مانگنے کے۔ خوشبوئیں جلاتے تھے نذر و نیاز کرتے تھے۔ کاہنوں کی معرفت ان کو نذریں بھجواتے تھے۔ جنوں کے بادشاہ کے اور سرداروں کے نام لے کر ان کی دہائی مانگتے۔ انسانوں کی ان مخصوص حرکات نے اور جنوں کی طاقت کو تسلیم کرنے اور ان کی نذر و نیاز کرنے کی وجہ سے جنات اور مغرور ہو گئے اور سر چڑھ گئے اور اس قسم کی باتوں سے جنات کا عناد، سرکشی اور کفر و شرک اور بڑھتا اور پرورش پاتا رہا (٦) اور یہ کہ جس طرح تم نے یہ خیال قائم کر رکھا تھا کہ اب اللہ تعالیٰ کسی رسول کو مبعوث نہیں فرمائے گا۔ یعنی جس طرح تم نے یہ سمجھ لیا تھا کہ اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا اسی طرح بنی آدم بھی یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ بس اب رسولوں کا سلسلہ ختم ہوا۔ ہو سکتا ہے کہ ان لن یبعث کا مطلب یہ ہو کہ مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ کسی کو زندہ نہ کرے گا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قبروں سے نہ اٹھاوے گا یا رسول نہ کھڑا کرے گا۔ پہلے جو رسول ہو چکے سو ہو چکے ١٢ خلاصہ یہ کہ قبروں کی بعثت یا رسول کے مبعوث ہونے کے متعلق جو تم نے اور تمہاری طرح انسانوں نے خیال قائم کیا تھا وہ غلط ثابت ہوا۔ رسول کی بعثت ہو گئی۔ اور مرنے کے بعد قبروں سے اٹھنے پر قرآن نے اتنے دلائل قائم کر دیئے کہ وہ نظریہ بھی غلط ہو گیا اور اس کا یقین ہو گیا کہ مرنے کے بعد سب کو قبروں سے زندہ ہو کر اٹھنا ہے یا یہ مطلب ہے کہ نہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو رسول بنا کر بھیجا نہ آئندہ بھیجے گا یا آج تک اللہ تعالیٰ نے نہ کسی مردے کو زندہ کیا نہ آئندہ کسی کو مرنے کے بعد زندہ کرے گا (٧) اور یہ کہ ہم نے اپنی عادت کے موافق آسمانی خبروں کو حاصل کرنے کے لئے آسمان کو چھوا اور ٹٹولا مگر ہم نے آسمان کو سخت نگہبانوں اور چوکیداروں اور شعلوں سے بھرا ہوا پایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی جنوں کو انگارے پڑتے ہیں اور خبریں سننے نہیں دیتے چوکیدار ١٢ مطلب یہ ہے کہ یہ بھی کلام جنوں کا ہے اور ہو سکتا ہے کہ منجملہ وحی کے یہ کلام وحی ہو۔ بہرحال مطلب یہ ہے کہ جس طرح پہلے بلا روک ٹوک ہم آسمانوں کی خبریں لے اڑتے تھے اور فرشتوں سے سنی ہوئی باتوں کی قطع و برید کر کے کاہنوں کو بتلاتے تھے اب وہ چیز نہیں رہی۔ ہم نے آسمان کو بہت کچھ ٹٹولا اور آسمان کی جستجو کی۔ لیکن ہر جگہ یا تو آگ کے شعلے ہیں یا پاسبان ہیں جو بڑے سخت ہیں کہ کسی کو قریب آنے نہیں دیتے اور کوئی قریب پھٹکنے نہیں پاتا حالانکہ (٨) پہلے ہم باتیں سننے کے لئے آسمان کے ٹھکانوں میں جا بیٹھا کرتے تھے مگر اب کوئی سننا چاہتا ہے تو وہ اپنے لئے آگ کے ایک تیز شعلے کو منتظر پاتا ہے۔ یعنی اب حالت یہ ہے کہ کوئی آسمان کے قریب پہنچتا ہے تو وہ اپنے لئے آگ کے ایک شعلے کو منتظر اور گھات میں لگا ہوا پاتا ہے کہ قریب پہنچے اور اس شعلے نے تعاقب کیا۔ ورنہ اس سے پہلے تو ہم ایسے ٹھکانوں میں جا بیٹھا کرتے تھے جہاں سے کن سوئیاں کرنے اور باتیں اڑانے میں آسانی ہوتی تھی اور ہم زمین میں ایک ایک کی چار چار لگا کر اڑاتے تھے۔ آسمان کے قریب جو اور خلا میں کوئی جگہ ایسی ہوگی جہاں یہ جنات جا کر چھپ جاتے ہوں گے اب آگے اس انقلاب اور خبروں کی پابندی پر رائے زنی ہے (٩) اور یہ کہ ہم نہیں جانتے کہ اس روک ٹوک سے اہل زمین کو کوئی نقصان پہنچانا مقصود ہے یا زمین والوں کے لئے ان کے پروردگار نے کسی بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ یعنی یہ جو ایک انقلاب رونما ہوا ہے کہ زمین والوں پر ہر قسم کی خبریں بند کر دی گئی ہیں یعنی وہ خبریں جو ہم چوری چھپے لے آتے تھے نہ معلوم اس انقلاب میں کیا مصلحت ہے زمین والوں کو کوئی ضرر اور نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یا ان کے رب نے ان اہل زمین کے لئے کسی نیکی اور بھلائی کا ارادہ فرمایا ہے۔ جنات نے خیر اور رشد کی نسبت میں کمال ادب کی رعایت رکھی ہے وہ یہ کہ شر کی نسبت حق تعالیٰ کی جانب نہیں کی اور رشد کی نسبت حق تعالیٰ کی جانب کی۔ حضرات مفسرین میں سے بعض نے فرمایا کہ انا لا ندری کا مطلب یہ ہے کہ ہم نہیں جانتے اس رسول کی بعثت کا مقصد کیا ہے۔ اہل زمین کے لئے کوئی شر اور ضرر مقصود ہے یا ان کے لئے کسی خیر اور نیکی کا ان کے پروردگار نے ارادہ کیا ہے کیونکہ بہرحال پیغمبر کی بات کو نہ ماننے والوں کے لئے ضرر اور نقصان ہے اور ان پر ایمان لانے والوں کے لئے خیر اور بھلائی ہے۔ لا ندری کہہ کر عوام کے ان خیالات کی بھی تغلیط کر دی جو وہ عام طور سے سمجھتے تھے کہ جن عالم الغیب ہوتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ارسال رسل پر عام طور سے اظہار خیال کیا ہو کہ ہم نہیں جانتے کہ ارسال رسل کا مقصد کیا ہے اہل زمین کو کوئی تکلیف اور نقصان پہنچانا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کے لئے بھلائی اور خیر کا ارادہ کیا ہے آگے ان مسلمان جنوں نے عام جنات کے متعلق اپنے خیال کا اظہار فرمایا (١٠)

بقیہ صفحہ ٩١٨

یقیناً اُن کے لئے جہنم کی آگ ہوگی۔ جس آگ میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یعنی اس کے عقاب سے کوئی چیز نجات دلانے والی نہیں مگر ہاں یہی خدائی امور اور احکام الٰہی کی تبلیغ پناہ دے سکتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے قہر سے کوئی چیز نہیں چھڑا سکتی مگر ہاں چھڑا سکتی ہے تو یہی چیز چھڑا سکتی ہے کہ جو احکام اس نے میری طرف بھیجے ہیں اس کی مخلوق تک ان احکام کو پہنچا دوں۔ پھر جو کوئی اس تبلیغ کے بعد بھی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور شرک کو چھوڑ کر توحید کو اختیار نہ کرے گا اور شرک سے دست بردار نہ ہوگا تو اس کے لئے دوزخ کی بھڑکتی اور شعلے مارتی ہوئی آگ موجود ہے جس میں وہ ابدالآباد تک جلتا اور جھلستا رہے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرا کام یا میرا اختیار تو صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام لاؤں اور اس کے بندوں تک پہنچا دوں اور اس فرض کے ادا کرنے سے میں اس کی حمایت اور پناہ حاصل کر سکوں اور کسی کا نفع نقصان میرے اختیار میں نہیں ہے اتنا جانتا ہوں کہ احکام الٰہی کو ماننے سے جو شخص انکار کرے گا اور میری مخالفت اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا تو اس کو نقصان پہنچ جائے گا۔ مفسرین نے الا بلاغا من اللہ کو استثنا متصل قرار دیا ہے اور بعض نے استثنا منفصل کہا ہے اس لئے ہم نے دونوں کی رعایت رکھ کر تیسیر میں شرح کی ہے (٢٣) آخر کار جب یہ اقلیت و اکثریت اور مددگاروں کی کمی بیشی کا طعنہ دینے والے اس عذاب کو دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تب اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کون مددگاروں کے اعتبار سے کمزور اور شمار کے اعتبار سے کم ہے یعنی عام طور سے کفار اپنی اکثریت پر نازاں تھے اور اپنے

Marfat.com

حمایتوں کی تعداد پر فخر کیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو حقیر اور ذلیل سمجھ کر مسلمانوں پر ہجوم کرتے تھے اس کا جواب سورۂ مریم میں دیا گیا ہے اور یہاں بھی ہجوم و جتھہ بندی کا جواب ہے کہ یہ کافر جو مسلمانوں کو ان کی کمزوری کا اور ان کی تعداد کی کمی کا طعنہ دیتے اور پیغمبر پر قرآن پڑھنے کی حالت میں ہجوم کرتے ہیں۔ جب ان پر وہ عذاب آجائے گا جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے یعنی قیامت اور اس کا عذاب دیکھ لیں گے۔ تب ان کو معلوم ہوجائے گا کس کے حمایتی کمزور اور کس کی تعداد کم ہے یعنی کس کے مددگار کمزور ہیں اور کس کی تعداد کم ہے (۲۴) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ عذاب موعود قریب ہے یا میرے پروردگار نے اس کے لئے کوئی دور کی مدت مقرر کر رکھی ہے اور اس کو ایک مدت کے بعد لائے گا۔ یعنی اگر یہ منکر دریافت کریں کہ جس چیز کا ہم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ چیز کب واقع ہوگی جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ اسی قسم کے سوال کیا کرتے ہیں متیٰ ھٰذا الوعد ان کنتم صٰدقین۔ تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ میں اس چیز کا وقت نہیں جانتا اور اس کی تاریخ مجھ کو نہیں بتائی گئی۔ ہوسکتا ہے کہ جس چیز کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ بہت ہی قریب ہو یا میرا پروردگار اس کو ایک مدت کے بعد لائے اور اس کے لئے اس نے کوئی دور کی مدت مقرر کر رکھی ہو۔ یہ تو وہی جانے۔ تمام مغیبات کا علم تو اسی کے پاس ہے (۲۵) وہی بھید یعنی غیب کا جاننے والا ہے وہ اپنے بھید اور غیب کی کسی کو خبر نہیں دیا کرتا اور کسی کو اپنے غیب سے آگاہ نہیں کیا کرتا۔ غیب کے متعلق ہم آل عمران کی تسہیل میں مفصل بیان کر چکے ہیں کہ وہ اپنے بھید کی پوری خبر کسی کو نہیں دیا کرتا اگر کبھی کسی مصلحت کی بنا پر کوئی بھید کی بات کسی کو بتانا چاہتا ہے تو جس کی شکل آگے مذکور ہے (۲۶) مگر ہاں اپنے کسی برگزیدہ اور پسندیدہ رسول کو سو وہ اس اہتمام سے کہ اس رسول کے آگے اور پیچھے نگہبان فرشتوں کو مقرر کر دیا جاتا ہے (۲۷)۔

بقیہ صفحہ ۹۱۹

باہمی مشورہ کیا کہ آپ کا کوئی مناسب لقب تجویز کیا جائے چنانچہ کسی نے کاہن تجویز کیا، کسی نے مجنون، کسی نے ساحر۔ غرض بڑی بحث مباحثہ کے بعد ساحر پر اتفاق ہوا۔ جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ رنجیدہ اور غمگین ہوئے اور ایک چادر اوڑھ کر متفکر بیٹھ گئے۔ اسی حالت میں ارشاد ہوا یاایھا المزمل اس ارشاد میں ہر اس شخص کو تنبیہ ہے جو رات بھر کپڑا اوڑھ کر سوتا ہے اور رات میں اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتا کیونکہ جو اسم کسی فعل سے مشتق ہوتا ہے اس نام میں مخاطب کے ساتھ ساتھ اس عمل کے ہر عامل کو شریک سمجھا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے اس کو زمل سے مشتق کہا ہے۔ زمل کے معنی بوجھ اور وزن کے ہیں یعنی اصل میں متزمل ہے۔ تا کو زا سے بدل کر زا کو زا میں ادغام کر دیا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے زمل سے مشتق کیا ہے ان کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ اے نبوت کے بار کو اٹھانے والے رات میں عبادت کے لئے کھڑے رہا کیجئے یعنی رات بھر عبادت کیجئے مگر تھوڑی رات کہ اس میں قیام نہ کرو بلکہ آرام کرو۔ یعنی نصف رات یا نصف سے کسی قدر کم کر دو یعنی نصف سے کم قیام کرو اور نصف سے زیادہ آرام کرو۔ یا نصف سے کچھ بڑھا دو یعنی نصف سے زیادہ قیام کرو اور نصف سے کم آرام کرو۔ نصف سے کم کر دو کا مطلب یہ ہے کہ ایک ثلث رات عبادت کر لو اور دو ثلث آرام کرو اور نصف سے زیادہ کا یہ مطلب ہے کہ دو ثلث رات قیام اور ایک ثلث شب آرام کرو جیسا کہ اس سورت کے دوسرے رکوع سے معلوم ہوجائے گا۔ غرض قیام لیل تو جیسی ہے

البتہ ایک ثلث یا دو ثلث میں تخییر ہے اور اس قیام لیل میں قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر صاف ایک ایک لفظ کو الگ الگ کر کے پڑھا کیجئے۔ اگرچہ قرآن کو ٹھہر کر پڑھنے کا ہر نماز میں حکم ہے بلکہ غیر نماز میں بھی تلاوت قرآن کا یہی حکم ہے۔ یہاں تخصیص محض مقام کے اعتبار سے ہے ٹھہرا ٹھہرا کر صاف پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ضاد اور ظا۔ تا اور طا۔ ثا اور سا میں فرق ہو۔ ضمہ۔ فتح اور کسرہ میں امتیاز ہو۔ وصل اور فصل اور وقوف میں تحسین ہو۔ شد اور مد کی رعایت ہو۔ ان تمام امور کی قرأت میں رعایت رکھ کر قرآن کو پڑھا کرو اسی کو ترتیل کہتے ہیں ہم نے عام مفسرین کی تحقیق کے موافق شرح کی ہے۔ اگرچہ بعض حضرات کا یہی قول ہے کہ ہر رات اپنے پروردگار کی عبادت کے لئے کھڑے رہا کیجئے مگر کسی رات کو یہ قیام نہ ہوسکے تو معاف ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ سورت اول میں اتری ہے جب وحی کی دہشت سے حضرت کو جاڑا لگا اپنے اوپر کپڑے لپیٹے اس نے یہی نام لے کر پکارا رات کو کھڑا رہ یعنی نماز پڑھ تا نت کو اول اس دین میں رات ہی کی نماز فرض ہوئی مگر کسی رات نہ ہو تو معاف ہے ۱۲ واللہ اعلم۔ تہجد کی نماز پر کئی دور گذرے ہیں تفصیل کے لئے تفسیر عزیزی ملاحظہ کی جائے (۴)، ہم عنقریب آپ پر بہت وزنی فرمان اور بھاری کلام نازل کریں گے: مراد قرآن شریف ہے۔ قول ثقیل یہ کہ اپنے دلائل واحکام کی عظمت کے لحاظ سے تمام ادیان باطلہ پر بھاری ہے نزول کے وقت کا ثقل تو ظاہر ہے کہ سردی کے موسم میں پسینے آتے تھے اور پسینہ ٹپکتا تھا۔ اگر سواری پر سوار ہوتے تو نزول وحی کے وقت وہ بوجھ سے دب جاتی تھی۔ غرض کلام الٰہی کے نزول کے وقت جو ثقل اور بوجھ ہوتا تھا اس کی طرف اشارہ ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ریاضت کر تو بھاری بوجھ آسان ہو ۱۲ خلاصہ یہ کہ شب بیداری اور ریاض کی علت بیان فرمائی کہ جس قدر ریاضت کرو گے تو نفس کی استعداد اکمل اور اقوی ہوگی اور اس استعداد کا قوی کرنا ضروری ہے تاکہ بھاری کلام برداشت کیا جاسکے۔ کلام الٰہی کو بھاری اور ثقیل شاید اس لئے بھی فرمایا ہو کہ اس کی تبلیغ اور لوگوں تک پہنچانے میں بڑی بڑی دشواریوں کا مقابلہ کرنا ہوگا اور بڑی بڑی ثقیل باتیں سننی پڑیں گی۔ آگے قیام لیل کی ایک اور علت بیان کرتے ہیں (۵) بیشک رات کا اٹھنا نفس کو پامال کرنے کے اعتبار سے بہت موثر اور بات کہنے کے اعتبار سے بہت ٹھیک ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے یعنی بڑی ریاضت یہ کہ نفس روندا جاتا ہے اور ٹھیک اداس وقت دعا اور ذکر سیدھا ادا ہوتا ہے دل سے ۱۲ خلاصہ یہ کہ رات کو نیند چھوڑ کر اٹھنا پھر وضو کا اہتمام کرنا نماز میں کھڑے رہنا اس سے نفس خوب ہی پامال ہوتا ہے۔ پھر رات کی تنہائی اور خاموشی اور غل غپاڑے سے یکسوئی قلب کو اطمینان۔ یہ سب باتیں اس امر کی مؤید ہوتی ہیں کہ جو بات نکلتی ہے اور جو دعا ہوتی ہے یا ذکر الٰہی اور دعا وغیرہ وہ سب دل سے نکلتی ہے اور زبان و دل میں موافقت ہوتی ہے اور جو بات نکلتی ہے سیدھی نکلتی ہے۔ اور رات کو حضور قلب حاصل ہوتا ہے۔ آگے شب میں عبادت کرنے کی ایک اور حکمت کا بیان ہے۔ ناشئہ فاعیہ اور عاقبہ کے وزن پر ہے۔ جس کے معنی اوقات لیل اور ساعات شب ہے۔ بعض نے کہا ناشئہ سے مراد وہ حادثات ہیں جو ساعات شب میں واقع ہوتے ہیں (۶) بے شک آپ کے لئے دن میں طویل شغل اور بہت کام رہتا ہے یعنی دن میں آپ کو بہت کام رہتا ہے۔ تبلیغ کا کام۔ خدمت خلق مریضوں کی عیادت۔ جنازے کی متابعت فقراء اور غرباء کی خبرگیری فیصل مقدمات اور مسلمانوں کے بے شمار کام۔ غرض چونکہ آپ کو دن میں بلے چوڑے شغل رہتے ہیں اس لئے آپ کے لئے مخصوص عبادت اور توجہ الی اللہ کے لئے رات کا وقت بہتر اور مناسب ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی دن کو لوگوں

کو سمجھانا ہے عبادت کا وقت مقرر کر رات کو ۱۲ (۷)، اور آپ اپنے پروردگار کا نام یاد کرتے رہا کیجئے اور ماسوا اللہ سے کٹ کر اسی کی جانب متوجہ رہیئے: مطلب یہ ہے کہ قیام شب کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی اپنے پروردگار کے نام کو یاد کرتے رہیئے اور سب سے قطع ہو کر پروردگار کی جانب متوجہ رہیئے۔ یعنی ذکر الٰہی اور تبتل ہر وقت کا فرض ہے۔ تبتل کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو تعلق قائم ہو وہ دوسرے سب تعلقات پر غالب ہو۔ بعض علماء نے فرمایا اخلاص اور توکل مراد ہے۔ بعض اہل لغت نے فرمایا جب عابد عبادت الٰہی کے علاوہ ہر چیز سے قطع تعلق کر لے تو اس کو تبتل کہتے ہیں یعنی حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ ایسا تعلق ہو کہ ہر وقت اسی کا دھیان رہے اور اسی کی جانب توجہ مرکوز رہے اور تمام تعلقات اسی ایک تعلق میں مدغم ہو جائیں (۸) وہ مشرق و مغرب کا مالک اور پروردگار ہے اس کے سوا کوئی دوسرا قابل پرستش اور پوجنے کے لائق نہیں لہٰذا آپ اسی کو اپنا کام بنانے والا مقرر رکھیئے اور آپ اپنا ہر کام سپرد کرنے کے لئے اسی کو تجویز کیجئے: مطلب یہ ہے کہ آفتاب کے نکلنے اور غروب ہونے کی جگہ کا وہی مالک ہے یعنی تمام عالم کا مالک وہی ہے۔ جب وہی بادشاہ اور وہی پروردگار ہے تو آپ اپنا کارساز اور مددگار اسی کو بنائیے۔ جیسا کہ اب تک اسی کو اپنا وکیل سمجھتے ہیں اور تمام کام اسی کے سپرد کرتے رہا کیجئے اور اس کے تعلق کے مقابلے میں کسی اور کے تعلقات کی پروا نہ کیجئے (۹) اور یہ دین حق کے منکر آپ کی ایذا رسانی کے لئے جو جو کچھ کہتے ہیں اس کو سہتے اور برداشت کرتے رہیئے اور خوش اسلوبی کے ساتھ ان سے کنارہ کش ہوجایئے: پیغمبر علیہ السلام کو ایذا پہنچانے کی غرض سے صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس ہی میں گستاخی نہ کرتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو بھی عیب لگاتے تھے۔ قرآن کو بھی برا کہتے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بھی توہین کرتے تھے اور ظاہر ہے کہ ان سب باتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوتی تھی۔ ان سب باتوں پر حضور کو صبر کی تعلیم دی اور یہ سہار کی طاقت اور برداشت کی قوت رات کی عبادت ہی سے میسر ہوتی ہے اس لئے قیام لیل کا حکم دینے کے بعد یہ فرمایا کہ کفار کی اذیت اور ایذا رسانی پر صبر کرو اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہوجاؤ۔ ہجر جمیل کہ ظاہر میں بے تعلق مگر باطن میں ان کی محبت کی جانب رغبت اور میل نیز ان کی بدسلوکی کا کسی سے شکوہ نہ کیا جائے نہ شکایت نہ انتقام کی فکر کی جائے۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی خلق سے کنارہ کر لیکن لڑ بھڑ کر نہیں سلوک سے ۱۲ (۱۰)۔

بقیہ صفحہ ۹۲۲

باطنی نجاست سے بھی پاک کیجئے۔ یعنی کپڑا ناجائز کمائی سے نہ خریدا جائے اور طریقہ استعمال بھی ناجائز نہ ہو۔ یعنی مرد کا کپڑا ریشمی نہ ہو یا ٹخنوں سے نیچے ازار نہ ہو۔ غرض بہت جامع ارشاد ہے جس کے بے شمار معنی ہوسکتے ہیں اور ہر قسم کی پلیدگی سے دور رہیئے فاسد اعتقاد۔ برا خلق۔ چنانچہ غرض وہ تمام چیزیں جن کا روح پر برا اثر ہوتا ہو خواہ وہ بت پرستی ہو یا معاملات کی خرابی ہو ان تمام قسم کی برائیوں اور گندگیوں سے پرہیز رکھیئے۔ کیونکہ دوسرے لوگوں کی اصلاح اور درستی جب ہی ہوسکے گی جب آپ خود ان سب برائیوں سے پاک ہوں اور کسی کے ساتھ اس نیت سے سلوک نہ کیجئے اور احسان نہ کیجئے کہ آپ اس سے بدلے میں زیادہ حاصل کریں جیسا کہ عام قاعدہ ہے کہ دولت مند اور تونگروں کے ساتھ انسان اس غرض سے کچھ سلوک کرتا ہے کہ ان سے جو کچھ معاوضہ حاصل ہوگا وہ میرے سلوک سے زائد ہوگا خواہ وہ احسان مالی ہو یا قرآن کی تعلیم اور احکام الٰہی کی تبلیغ ہو۔ بہرحال کسی قسم کا احسان

اس غرض سے نہ کیجئے کہ اس سے جو حاصل ہوگا وہ تمہارے احسان سے زائد ہوگا۔ یہ بلند ہمتی کی بات فرمائی کہ نبوت کی شان کے بھی شایاں ہے۔ کہ نہ کسی پر احسان جتاؤ نہ اس غرض سے کسی پر احسان کرو کہ تم اپنے احسان سے زیادہ وصول کرو بعض حضرات نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت بتایا ہے اور کہا ہے کہ یہ حکم حضور کے لئے مخصوص تھا بشر طیکہ یہ نہی تحریم کے لئے ہو ۔ بہرحال اس قسم کا خیال دل میں آنا تلویث باطن اور کم ہمتی کا سبب ہے اس لئے اس سے منع فرمایا ولا تمنن تستکثر۔ اور اپنے پروردگار کی خوشنودی کے لئے صبر کیجئے یعنی ہر قسم کی تکالیف اور مصائب اور ایذا رسانی کے مواقع پر صبر اور برداشت کرو۔ اور یہ صبر لوجہ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پیش نظر ہو۔ ان آیات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام صفات جلیلہ سے آراستہ ہونے کا حکم فرمایا خواہ وہ صفات ظاہری ہوں یا باطنی ہوں۔ بدن کی پاکی کا ان آیات میں ذکر نہیں فرمایا۔ ثوب کی پاکی لطافت جسم کی پاکی کو مستلزم ہے کیونکہ جس کا بدن نجس ہوگا اس کے کپڑے پاک نہیں ہو سکتے جسم کی تلویث سے کپڑوں کا ملوث ہونا یقینی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ سورت اتری تب خلق کو دعوت کا حکم ہوا اور نماز کا نماز کے ساتھ تکبیر ہے اور کپڑے پاک رہنے اور کھتری سے بچنا یا کھتری کہا بت کو کہ وہ اکثر دودھ اور تیل میں آلودہ رہتا ہے اور یہ ہمت سکھائی کہ کسی کو دے، اس سے بدلہ نہ چاہ اپنے رب کے دینے پر شاکر رہ ۔ ان آیات کی تفسیر لوگوں نے مختلف طریقوں سے بیان کی ہے۔ اور یہ واقعہ ہے کہ الفاظ کی وسعت اور جامعیت کی بنا پر کئی طرح تفسیر ہو سکتی ہے۔ لیکن ہم نے آسان اور مشہور طریقہ اختیار کیا ہے جیسا کہ شاہ صاحبؒ کے خلاصے سے معلوم ہو گیا ہوگا کھتری کبھی پہلے گندی چیز کو کہتے ہوں گے یا کیچڑ وغیرہ کو یا میل کو کہتے ہوں گے۔ آج کل یہ لفظ دہلی میں متروک ہے بہرحال رجز کے معنی گندی اور پلیدگی کئے گئے ہیں۔ آگے قیامت کا ذکر فرمایا۔ فترۃ وحی کے بعد یہ وحی کی پہلی آیتیں ہیں جس میں پیغمبر کو اپنی تہذیب اور غیروں کی تہذیب سے آگاہ کیا گیا (۵)

پھر جب ناقور یعنی صور میں پھونک ماری جائے گی (۸) تو وہ دن کافروں پر سخت دن ہوگا (۹) اس دن میں ذرا آسانی نہ ہوگی ؛ نقر کے معنی کلام عرب میں آواز دینے کے ہیں۔ عرب کا محاورہ ہے نقر باسم الرجل ۔ یہاں مراد صور کے ذریعہ ارواح کو بلانا اور جمع کرنا ہے۔ اسی لئے مفسرین کے نزدیک یہاں دوسرا نفخہ مراد ہے۔ یعنی دوبارہ صور میں آواز ماری جائے گی اور سب لوگ زندہ ہو کر میدان حشر میں جمع ہو جائیں گے اس دن کو فرمایا کہ وہ دن کافروں پر بڑا سخت ہوگا جس میں ذرا آسانی نہ ہوگی۔ یہ غیر یسیر تاکید ہے یوم عسیر کی۔ سورۂ فرقان میں گزر ہے وکان یوما علی الکافرین عسیرا اب آگے ایک مخصوص کافر ولید بن مغیرہ کی خباثت اور اسلام دشمنی کا ذکر ہے (۱۰) مجھ کو اور اس شخص کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے جس کو میں نے اکیلا اور تنہا پیدا کیا (۱۱) پھر میں نے اس کو بہت سا مال دیا (۱۲) اور ایسے بیٹے دیئے جو اس کی آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں یعنی اس کی خدمت بجالانے کو (۱۳) اور ہر قسم کا دنیوی سامان اس کے لئے مہیا کر دیا (۱۴) وہ پھر بھی یہ ہوس اور لالچ رکھتا ہے کہ میں اس کو اور زیادہ دوں (۱۵) یہ ہرگز نہیں ہوگا کیونکہ وہ ہماری آیتوں کا دشمن اور مخالف ہے (۱۶) عنقریب میں اس کو سخت چڑھائی چڑھاؤں گا یعنی آگ کے پہاڑ پر (۱۷) کیونکہ اس شخص نے تامل کیا اور سوچا اور ایک اندازہ لگایا (۱۸) پس یہ تباہ کیا جائے کیسا اندازہ لگایا۔ (۱۹) پھر وہ تباہ کیا جائے اس نے کیسا اندازہ لگایا (۲۰) پھر اس نے غور و تامل کیا (۲۱) پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا (۲۲) پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا (۲۳) پھر کہنے لگا بس یہ قرآن تو ایک جادو ہے جو اوروں سے منقول ہے (۲۴) یہ قرآن تو صرف کسی بشر اور آدمی کا کلام ہے ؛ ولید بن مغیرہ قریش کا مشہور اور مالدار آدمی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حم السجدہ کی تلاوت فرما رہے تھے اس نے قرآن کو سن کر کہا یہ کلام بہت عمدہ ہے اس میں بڑی شیرینی ہے میں نے آج تک ایسا کوئی کلام نہیں سنا۔ نہ یہ شعر ہے نہ کہانت ہے۔ لوگوں نے اس کی بات ابوجہل سے جا کر کہی اور اس کا اندیشہ ظاہر کیا کہ شاید ولید مسلمان ہو گیا۔ چنانچہ ابوجہل نے قریش کے بڑے بڑے لوگوں کو جمع کیا اور ولید کو غیرت دلائی اور اس کو کفر پر پختہ کر دیا اور یہ مشورہ ہوا کہ محمد کا کوئی ایسا لقب تجویز کیا جائے جو تمام عرب میں مشہور کر دیا جائے۔ چنانچہ ولید نے بہت غور کیا اور بالآخر خوب غور کر کے کہا یہ بابل کا سحر ہے جو محمد تک کسی طرح پہنچ گیا ہے اور اسی سحر کا یہ اثر ہے کہ خاندانوں میں تفریق ہو جاتی ہے اور ہر گھر میں پھوٹ پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ یہ رائے سب نے پسند کی۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام پاک سے سخت دشمنی کرتا تھا۔ نہایت سخت زبان اور دریدہ دہن تھا۔ ہر وقت پیغمبر علیہ السلام کی ایذا رسانی کے درپے رہتا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ مجھ کو اور اس شخص کو تنہا چھوڑ دے جس کو میں نے پیدا کیا ہے یا یہ مطلب ہے کہ مجھ کو اور اس شخص کو چھوڑ دے جس کو میں نے تنہا بلا شرکت غیرے پیدا کیا ہے۔ تیسرے معنی وہی عام معنی ہیں جو ہم نے ترجمہ میں اختیار کئے ہیں۔ کہ اکیلا اور تنہا پیدا کیا یعنی اس کے ساتھ کوئی سروسامان نہ تھا اور میں نے اس کو اکیلا اور تنہا پیدا کیا چھوڑ دینے کا مطلب یہ ہے کہ میں اس سے اے محمد آپ کا انتقام لینے کے لئے کافی ہوں اور میں نے اس کو بکثرت مال دیا چنانچہ تمام عرب میں اس کے تجارتی مرکز تھے اور اس کو ریحانۃ قریش کہتے تھے اور اس کو آنکھوں کے سامنے رہنے والے بیٹے دیئے ۔ یعنی جو اس کی خدمت بجالاتے ہیں اور اس کی عزت اور محفل کی آبرو بڑھانے کو اس کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس کے لئے ہر قسم کا دنیوی سامان مہیا کیا یعنی ریاست اور جاہ عریض سے نوازا مطلب یہ ہے کہ ہر جگہ اس کی آبرو اور ہر جگہ اس کا پیسہ پھیلا ہوا تھا۔ تجارت مویشی اور زراعت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن باوجود اس کثرت نعم کے بجائے شکر بجالانے کے یہ ہوس اور طمع کرتا ہے کہ میں اس کو اور زیادہ دوں یعنی حریص بہت ہے۔ یہ ہرگز زیادہ دینے کے قابل نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ ہماری آیات کا سخت دشمن اور مخالف ہے عنقریب میں اس کو یعنی مرنے کے بعد سخت چڑھائی چڑھاؤں گا۔ حدیث میں آتا ہے صعود ایک پہاڑ ہے دوزخ میں جس پر مشکل ستر برس میں چڑھے گا اور پھر وہاں سے اوپر پہنچنے کے بعد نیچے گر پڑے گا۔ اس کو فرمایا سخت چڑھائی چڑھاؤں گا آگے اس عذاب کی تفصیل ہے کہ قرآن کے متعلق اس نے سوچا اور تامل کیا کہ اس قرآن کی بابت کیا رائے ظاہر کروں اور بے ربط احتمالات قائم کر کے ایک اندازہ لگایا اور ایک بات تجویز کی۔ سو اس پر خدا کی مار ہو اور یہ مارا جائے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر غایت مذمت اور استبعاد کے لئے مکرر فرمایا پھر وہ تباہ کیا جائے اور ہلاک کیا جائے۔ اس پر لعنت کی جائے کیسا دور از کار اندازہ لگایا اور کیسی غیر معقول تجویز کی۔ پھر اپنے اندازے میں غور کیا اور تامل کیا یعنی لوگوں کے سامنے اپنی تجویز کو ظاہر کرنے سے پہلے پھر سوچا، یا مجمع پر نظر ڈالی۔ پھر منہ بنایا اور تیوری چڑھائی۔ پھر پیٹھ پھیری اور تکبر کیا غرض ہر طرح اور اپنے ہر انداز سے کراہیت اور نفرت کا اظہار کیا۔ پھر کہنے لگا بس اور کچھ نہیں یہ جادو ہے جو دوسروں سے نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ قرآن تو صرف کسی بشر کا کلام ہے۔ غرض یہ خبیث پہلے اقرار کر چکا تھا کہ یہ کلام بے مثل ہے اور کسی انسان کا کلام نہیں۔ اب جو برادری کی بات آپڑی تو محض برادری کی خوشنودی کے لئے بہت سی کروٹیں بدلیں۔ بہت سے پہلو بدلے۔ ہیئتیں بنائی۔ تیوری پر بل ڈالے۔ تکبر کا اظہار کیا اور پیٹھ پھیر کر بدبخت نے کہا یہ تو منقول شدہ جادو ہے اور یہ تو آدمی کا کلام ہے۔ تمام بے ربط احتمالات میں سے یہ بات چلتی ہوئی کہہ دی۔ حالانکہ یہ احتمال بھی تو تھا کہ یہ کلام خدا کا کلام ہو اور فرشتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا ہو۔ اس تنگ نظری اور تعصب اور حق دشمنی کی آگے سزا بیان فرماتے ہیں (۲۵) میں عنقریب اس کو دوزخ میں جھونکوں گا اور سقر میں داخل کر دوں گا یعنی مرنے کے بعد اس ملعون کا ٹھکانہ سقر ہوگا (۲۶) اور اے پیغمبر آپ کو خبر ہے کہ سقر کیسی چیز ہے یہ سوال اس کی تہویل اور ہولناکی بیان کرنے کے لئے ہے (۲۷) وہ سقر یعنی دوزخ نہ کچھ باقی رکھے نہ کچھ چھوڑے یعنی کسی چیز کو باقی نہ رکھے گی سب کو جلا ڈالے گی اور جلا کر بھی پیچھا نہ چھوڑے گی۔ بلکہ پھر کھال کو ٹھیک کر دیا جائے گا اور وہ دوزخ پھر جلائے گی اور یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو داخل ہوں سقر میں ان کو باقی نہ رکھے یعنی جلا ڈالے اور جو باہر ہوں ان کو اندر داخل کئے بغیر نہ چھوڑے سب کو جہنم میں گھسیٹ لے (۲۸)۔

بقیہ صفحہ ۹۲۳

اس پر ایمان لانے سے اور افراد ایمان میں اضافہ ہو۔ اس لئے یہاں ایمان کی زیادتی کیفاً اور کماً دونوں طرح ہو سکتی ہے ولا یرتاب۔ تاکید کے طور پر فرمایا کہ نہ اہل کتاب کو کوئی انکار اور استہزا کا موقعہ ہو کیونکہ بات ایسی ہے جس کو وہ جانتے ہیں اور نہ مسلمانوں کو شک کی گنجائش ہو۔ بہرحال یہ تین باتیں ہوئیں۔ اہل کتاب کا استیقان اہل ایمان کا ازدیاد ایمان۔ اور اپنی حیثیت کے موافق دونوں کا عدم ارتیاب۔ اہل کتاب کا اس بنا پر کہ سنی ہوئی اور پڑھی ہوئی بات اس پیغمبر پر نازل ہوئی اور اہل ایمان کو اس بنا پر کہ بدون تعلیم کے وہ بات فرمائی جو سابقہ انبیاء کہتے تھے۔ چوتھی بات اور چوتھی غایت کفار کی گمراہی کہ اس تعداد کے تقرر کا نتیجہ یہ بھی ہوگا کہ منافق اور کافر اس پر معترض ہوں گے اور کہیں گے کہ آخر اس سے اللہ تعالے کا مقصد کیا ہے یہ تعداد فرشتوں کی کیوں بیان کی گئی ہے۔ تمام مخلوق کے سامنے یہ فرشتے کیا حقیقت رکھتے ہیں اور اگر یہ ایندھن جمع کرنے کے لئے ہیں تو بھی ناکافی ہوں گے اسی کو فرمایا کذلک یضل اللہ من یشاء ویھدی من یشاء۔ کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ رکھتا ہے اور جس کو چاہتا ہے راہ راست دکھا کر اس کی رہنمائی فرماتا ہے۔ یعنی ایک سیدھی سادھی بات پر الجھنا اور ہر حکم خداوندی کی مصلحت کو تلاش کرنے کی کوشش کرنا اور اس پر ضد کرنا اور اس کا انکار کرنا یہی گمراہی کی علامتیں ہیں اور یہی وہ امور ہیں جن کی وجہ سے توفیق الٰہی اپنا دامن کھینچ لیتی ہے۔ آگے تنبیہ ہے کہ انیس کی تعداد اور مصلحت کے درپے ہو کر الجھنا گمراہی ہے یہ تعداد کسی حکمت اور مصلحت سے ہے ورنہ آپ کے پروردگار کے لشکر یعنی فرشتوں کی تعداد کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اس قدر بے شمار فرشتوں کی موجودگی میں پھر خزنۂ جہنم انیس کو مقرر کرنا ان کی غایت مصلحت ہے اور خدا جانے ان انیس کے اعوان و انصار کس قدر ہوں گے مختلف روایات میں صرف جہنم کی باگیں تھامنے اور پکڑنے والوں کی تعداد ستر ہزار ہے۔ کیا خوب فرمایا وما یعلم جنود ربک الا ھو۔ دوزخ کا مضمون بیان کرنے سے مقصد کیا تھا اور یہ بدنصیب گمراہ الجھ کر کس میں رہ گئے۔ حالاں کہ دوزخ کا حال بیان کرنا اور دوزخ کے مضمون کا بیان کرنا صرف

Marfat.com

انسانوں کی نصیحت کے لئے ہے۔ دوزخ اور اس کے مقصد کا اظہار صرف لوگوں کی بھلائی اور ان کی خیرخواہی کے لئے ہے۔ آگے پھر اس کی تفصیل مذکور ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یہ جو فرمایا کہ دوزخ پر مقرر ہیں انیس شخص۔ کافر ٹھٹھا کرنے لگے کہ ہم ہزاروں ہیں۔ انیس ہمارا کیا کریں گے۔ تب یہ فرمایا کہ دے آدمی نہیں فرشتے ہیں تم سب کے واسطے ایک ہی کفایت ہے مگر یہ گنتی بتائی ہے موافق اگلی کتابوں کے کہ اس کے سچ کی دلیل ہو ۱۲ (۳۱) جہنم کے مضامین کا ہرگز انکار نہ کرو۔ یا سُن رکھو یا بالتحقیق۔ یا میں سچ کہتا ہوں۔ قسم ہے چاند کی (۳۲) اور قسم ہے رات کی جب وہ پیٹھ پھیر کے جانے لگے (۳۳) اور قسم ہے صبح کی جب روشن اور نمایاں ہو جائے (۳۴) کہ وہ جہنم بڑی ہولناک اور دہشت ناک چیزوں میں سے ایک چیز ہے (۳۵) وہ آدمی کو خوف زدہ کرنے والی اور ڈرانے والی چیز ہے (۳۶) جو تم میں سے کوئی آگے بڑھنا چاہے اس کے لئے بھی اور جو پیچھے رہے اس کے لئے بھی۔ کلّا اصل میں تردع اور جھڑکی کے لئے ہے اس جگہ کی مناسبت سے اپنے حضرات نے کئی طرح معنی کئے ہیں ہم نے تقریباً سب لکھ دیئے ہیں۔ اس کے بعد چاند کی قسم ہے جس کا گھٹنا بڑھنا آنکھوں کے سامنے ہے یہ نمونہ ہے عالم کے نشو ونما اور اضمحلال کا۔ رات کا جانا اور صبح کا آنا نمونہ ہے فنا اور بقا کا۔ جس طرح رات ختم ہو کر دن نکلتا ہے اور رات کے اندھیرے میں چھپی ہوئی سب چیزیں منکشف ہو جاتی ہیں اور ہر شے کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے اسی طرح اس عالم کے بعد جب دوسرے عالم کی روشنی ظاہر ہوگی اس وقت حق اور باطل علیحدہ علیحدہ نظر آجائے گا۔ یہ سب قسمیں اسی مناسبت سے فرمائیں۔ قسموں کے جواب میں فرمایا اس دوزخ کو معمولی چیز نہ سمجھو۔ وہ منجملہ دوسرے مصائب اور ہولناک و دہشت انگیز بڑی بڑی چیزوں میں سے ایک الم ناک اور خطرناک چیز اور بڑی بھاری چیز ہے جو انسان کے لئے ڈرانے والی اور بڑا ڈراوا ہے۔ کوئی چاہے آگے بڑھنا تو بڑھے اور کوئی پیچھے رہے تو رہے۔ یعنی دوزخ تمام مکلفین کے لئے ڈرانے کی چیز ہے آگے بڑھنے اور پیچھے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی خیر میں آگے بڑھنا چاہے یا خیر سے پیچھے رہے دوزخ ہر شخص کے لئے ڈرنے کی چیز ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں آگے بڑھے بہشت کو یا پیچھے رہے دوزخ میں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ دوزخ ہر شخص اور ہر مکلف کے لئے ڈراوے کی چیز ہے کوئی آگے بڑھ کر اور نیک کام کر کے جنت میں داخل ہو جائے یا کوئی وہمی الجھنوں میں الجھ کر اور بے ہودہ تخیلات میں مبتلا ہو کر جہنم میں رہ جائے۔ آگے بڑھے بھلائی میں یا پیچھے رہے بدی میں صاحب تفسیر عزیزی نے چاند کی قسم پر لکھا ہے کہ انیس راتیں چاند کی زیادہ روشن ہوتی ہیں اور ان روشن راتوں میں نباتات پر بلکہ حیوانات پر عجیب وغریب اثرات مرتب ہوتے ہیں جو اندھیری راتوں میں اس قدر نہیں ہوتے۔ صاحب تفسیر عزیزی کی اس تقریر پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ چاند کی قسم کھانے سے دوزخ کے نگران فرشتوں کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔ جو صاحب چاہیں وہ تفسیر عزیزی کا مطالعہ فرمائیں (۳۷) ہر شخص اپنے اعمال کی وجہ سے رہن رکھا ہوا ہے۔ یعنی ہر شخص اپنے کئے کاموں میں پھنسا ہوا ہے ؞

بقیہ صفحہ ۹۲۵

اور اکٹھا کرنا اللہ تعالیٰ کے بس کی بات نہیں اور خدا تعالیٰ ان کے جمع کرنے سے عاجز ہے (۳) بے شک ہم ضرور جمع کریں گے ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی انگلیوں کی پور پور درست کر دیں یعنی انگلی کا پورا جو چھوٹی سی چیز ہے اور باریک باریک خطوط کی وجہ سے اس کی تیاری میں بڑی صنعت اور کاریگری کی ضرورت ہے۔ جب حضرت حق تعالیٰ انگلیوں کے پورے درست کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو اس کے لئے ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا لینا کون سا مشکل ہے۔ عام طریقے سے پورپور۔ بول کر تمام جسم بھی مراد لیتے ہیں کہا کرتے ہیں میں اس کی پور پور کا چورا کر دوں گا یعنی تمام جسم کچل دوں گا تو گویا ہڈیوں کا جمع کرنا کیسا وہ تمام جسم کی ترتیب دینے پر قادر ہے (۴) بلکہ قیامت کے انکار کی غرض یہ ہے کہ انسان یوں چاہتا ہے کہ آئندہ زندگی میں بھی فجور اور ڈھٹائی کرتا ہے ؞ یعنی قیامت کا اقرار اور روز جزا کا یقین بہت برائیوں سے روک دے گا۔ اور انسان اس اعتقاد کا پابند ہو کر بہت سی باتوں کا پابند ہو جائے گا کیونکہ ہر جرم کے موقعہ پر قیامت کا اعتقاد مانع ہوگا۔ اور یہ خیال اللہ تعالیٰ کے سامنے جا کر ایک دن حساب وکتاب دینا ہوگا۔ ہر برائی اور ہر قسم کے فسق وفجور سے روکے گا اور انسان کی خواہش یہ ہے کہ جس طرح اب تک وہ گناہ آلود زندگی گذارتا رہا ہے اسی طرح آگے بھی گذارتا رہے۔ اور آئندہ بھی ڈھٹائی کرتا رہے۔ اس لئے قیامت کا یقین نہیں کرتا اور قیامت کا انکار کرتا ہے اور بطور انکار (۵) پوچھتا اور دریافت کرتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا ؞ یعنی بطور انکار واستہزا دریافت کرتا ہے کہ قیامت کا صحیح وقت بتاؤ۔ آگے جواب ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۶) سو جس وقت نگاہیں مضطرب اور متحیر ہو جائیں گی (۷) اور چاند بے نور ہو جائے گا (۸) اور سورج اور چاند ایک حالت اور ایک کیفیت پر اکٹھے کر دیئے جائیں گے ؞ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ قیامت کا وقت ہے یعنی آدمی کی آنکھ روشنی سے عاجز ہو جاوے۔ سورج پاس آوے گا ۱۲ خلاصہ یہ کہ حضرت حق تعالیٰ کے غضب اور اس کے قہر سے آنکھیں چندھیا جائیں گی۔ چاند کا نور سلب کر لیا جائے گا۔ اور سورج وچاند کی بے نوری میں حالت ایک سی ہو جائے گی مطلب یہ کہ موجودہ نظام شمسی سب درہم برہم کر دیا جائے گا۔ اس انقلاب کی وجہ سے جو حالات پیدا ہوں گے ان کو دیکھنے کی آنکھ کہاں تاب لا سکے (۹) اس دن انسان کہے گا کہاں چلا جاؤں بھاگ کر اور کدھر بھاگ جاؤں۔ اور آج کہیں جائے گریز اور جائے فرار ہے (۱۰) کوئی نہیں کہیں نہیں ہے بچاؤ۔ ہرگز نہیں آج کوئی جائے پناہ نہیں ؞ یعنی کسی کے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں (۱۱) اس دن صرف آپ کے پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہوگا ؞ یعنی سوائے پروردگار عالم کے اور کوئی جگہ ٹھہراؤ اور قرار کی نہیں۔ اسی کے پاس جانا ہے۔ پھر وہ چاہے دوزخ میں بھیجے یا جنت میں جانے کا حکم دے (۱۲) اس دن انسان کو اس کے تمام اگلے اور پچھلے اعمال سے آگاہ کر دیا جائے گا ؞ یعنی اس کو تمام اچھے برے عمل جو اس نے کئے ہوں گے جتلا دیئے جائیں گے اور جتلانے اور بتلانے پر ہی کیا موقوف ہے (۱۳) بلکہ انسان خود اپنے خلاف کھلی ہوئی دلیل ہوگا (۱۴) خواہ وہ اپنے کتنے ہی حیلے بہانے پیش کرے ؞ یعنی یہ جتلانا اور بتلانا محض تفریح اور اتمام حجت کے طور پر ہوگا ورنہ انسان بوجہ انکشاف ضروریہ کے خود ہی اپنی حالت پر خوب مطلع ہوگا۔ اگرچہ وہ اپنی عادت کے موافق حیلے بہانے اور عذر ومعذرت کرتا رہے جیسا کہ مشرک قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم مشرک نہیں تھے۔ بہرحال یہ جتانا اعلام کے طور پر نہ ہوگا کیونکہ انسان خود بھی سب کچھ سمجھتا ہوگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے آیت کا تعلق توحید الٰہی کی دلیل سے رکھا ہے یعنی انسان خود حضرت حق کی ربوبیت اور اس کی توحید کی ایک کھلی ہوئی دلیل ہے چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اپنے احوال میں غور کرے تو رب کی وحدانیت جانے اور جو کہے میری سمجھ میں نہیں آتا یہ بہانے ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ انسان حضرت حق جل مجدہ کی ربوبیت کے لئے خود ایک کھلی ہوئی دلیل ہے اگر وہ غور کرے اور غور نہ کرے اور بہانے بناتا رہے تو یہ دوسری بات ہے (۱۵) اے پیغمبر آپ نزول قرآن کے وقت اس غرض سے کہ آپ اس قرآن کو جلدی جلدی حاصل کریں اپنی زبان کو قرآن کے ساتھ حرکت نہ دیا کیجئے ؞ سورۂ طٰہٰ میں گذر چکا ہے کہ حضرت جبریلؑ جب وحی لاتے تو آپ اس خیال سے کہ مبادا کوئی لفظ پڑھنے سے رہ جائے اور بعد میں یاد نہ آئے جبریل علیہ السلام کے ساتھ ساتھ قرآن سنتے بھی تھے اور پڑھتے بھی وہاں فرمایا تھا کہ آپ اس سے پہلے کہ وحی ختم ہو قرآن کے لینے میں جلدی نہ کیا کیجئے۔ چونکہ اس طرح سننے اور ساتھ ساتھ پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے اور تنگی پیش آتی ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرمایا مقصد یہ ہے کہ آپ جبریلؑ کے ساتھ ساتھ پڑھنے میں اس غرض سے کہ یاد کرنے میں جلدی کروں اور قرآن کو جلدی کے ساتھ یاد کر لوں ایسا نہ کیا کیجئے۔ بلکہ خاموش سنتے رہا کیجئے اور اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کیجئے (۱۶)۔

بقیہ صفحہ ۹۲۶

(۲۶) اور اس وقت کہا جاتا ہے ارے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا بھی ہے ؞ یعنی نازک موقعہ پر جب طبیب کے علاج سے مایوسی ہوتی ہے تو جھاڑنے پھونکنے والے کی تلاش ہوتی ہے۔ اس لئے ارشاد فرمایا وقیل من راق یعنی لوگ کہتے ہیں کوئی جھاڑنے پھونکنے والا ہو تو اس کو لاؤ۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے کہتے ہیں اس کی روح کو کون سا فرشتہ لے کر چڑھے گا ؞ یعنی اس کی روح نیکی کے فرشتے لے جائیں گے یا بدی کے۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا ہے واللہ اعلم (۲۷) اور مرنے والا یقین کر لیتا ہے کہ یہ مفارقت اور جدائی کا وقت ہے ؞ یعنی عزیز واقارب اور مال ودولت کی جدائی یا روح اور بدن کی جدائی کا وقت (۲۸) اور ایک پنڈلی دوسری پنڈلی سے لپٹ لپٹ جاتی ہے ؞ یعنی سکرات موت کے وقت یہ حالت ہوتی ہے پنڈلی پر پنڈلی مارنا یا ایک پنڈلی کا دم نکلنے کے بعد دوسری پنڈلی پر جا گرنا اور ہو سکتا ہے کہ عام شدائد اور موت کی پیہم سختیوں کی طرف اشارہ ہو۔ جیسا کہ ہم سورۂ نون میں عرض کر چکے ہیں۔ تمام عزیز واقارب۔ بیوی۔ بچے۔ مال ودولت چھوڑنے کا رنج اور آگے قبر کا اور آخرت کا ہول۔ ہو سکتا ہے کہ مراد سختی پر سختی ملنے سے کنایہ ہو واللہ اعلم بالصواب (۲۹) اس روز تیرے پروردگار کی جانب کشاں کشاں جانا ہے ؞ یعنی خوشی یا ناخوشی بہرحال کھنچ کر تیرے پروردگار کی جانب چلا جانا ہے۔ یہ حالت وہ ہے کہ دیکھنے والے دیکھتے ہیں اور عاجز ولاچار ہوتے ہیں۔ پھر بھی قیامت کا یقین نہیں کرتے اور عاجلہ کی محبت سے باز نہیں آتے۔

حضرت سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے؎ روزگارم بشد بنادانی من نکردم شما حذر بکنید اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھتے ہیں اور غفلت کا یہ عالم ہے کہ ہم کو ذرا احساس نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فصیح کلام میں کس درد انگیز انداز میں موت کا نقشہ کھینچا ہے۔ اللھم انی اسئلک حسن الخاتمۃ۔ اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرۃ۔ آگے مرنے کے بعد منکر انسان کی حالت کا بیان ہے (۳۰) اس منکر انسان نے نہ تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی (۳۱) بلکہ تکذیب کی تھی اور منہ موڑا تھا (۳۲) پھر فخر کرتا ہوا اپنے گھر کو چل دیا کرتا تھا (۳۳) اے تکذیب کرنے والے انسان تیرے لئے خرابی ہے اس خرابی پر اور تباہی ہے (۳۴) پھر سن لے تیرے لئے تباہی ہے اس تباہی پر اور تباہی ہے (۳۵) کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی بیکار اور مہمل چھوڑ دیا جائے گا ؞ یہ منکر انسان شاید وہی ہے جس کا ذکر شروع سورت میں گذرا ہے ۔ ایحسب الانسان الن نجمع ۔ یعنی سعد بن ربیعہ جو عنس

Marfat.com

بن شریق کا داماد تھا۔ اور بعض حضرات فرماتے ہیں انسان سے مراد ابوجہل ہے۔ بہرحال مطلب یہ ہے کہ اس منکر انسان نے نہ تو اللہ تعالے اور اس کے رسول کی تصدیق کی نہ عقائد اسلامی کا یقین کیا۔ نہ نماز ادا کی جو اعمال صالحہ میں بڑی اہم چیز تھی اسلامی عقائد کا یقین تو کیا کرتا اور نماز تو کیا پڑھتا بلکہ اس نے تو بجائے تصدیق کے تکذیب کی اور اللہ تعالےٰ کی عبادت سے منہ موڑا اور اپنی ان ناشائستہ اور کافرانہ حرکت پر فخر کرتا ہوا اور اتراتا ہوا۔ تکبر کے طور پر اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا یعنی بجائے شرمندہ ہونے کے اکڑتا ہوا گھر چلا گیا حضرت حق تعالیٰ نے اس کی اس کافرانہ۔ معاندانہ اور متکبرانہ روش پر فرمایا۔ اے تکذیب کرنے والے انسان تیرے لئے خرابی ہے اس خرابی پر اور تباہی ہے۔ پھر مکرر سن لے تیرے لئے تباہی ہے اس تباہی پر اور تباہی ہے۔ چار خرابیاں اور تباہیاں فرمائیں۔ شاید دو عالم برزخ کے لئے ایک میدان حشر کے لئے اور ایک دوزخ کے لئے۔ اول ترک تصدیق اور ترک نماز پر۔ میدان حشر میں تکذیب پر۔ اور دوزخ میں روگردانی پر۔ بعض علماء نے فرمایا۔ پہلی خرابی یقین نہ لانے اور نماز نہ پڑھنے پر۔ دوسری جھٹلانے اور منہ پھیرنے اور منہ موڑنے پر۔ اور تیسری اور چوتھی دونوں باتوں میں سے ہر ایک کو قابل فخر سمجھنے پر۔ واللہ اعلم کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل اور بے کار چھوڑ دیا جائے گا۔ یعنی نہ یہ اوامر و نواہی کا مکلف ہوگا۔ نہ اس سے حساب و کتاب ہوگا۔ نہ کوئی باز پرس ہوگی۔ حضرت حق جل مجدہٗ کے تمام مخلوق میں سے انسان پر بہت زیادہ احسانات ہیں اس وجہ سے اس کو مکلف بنایا بعض کاموں کے کرنے کا حکم دیا بعض سے منع فرمایا اور جب مکلف بنایا اور تکلیف کے تحقق کو مجازات مستلزم ہے۔ مجازات کے لئے عالم آخرت ضروری ٹھہرا۔ بہرحال یہ بیکار نہ چھوڑا جائے گا۔ بلکہ اس کو مکلف بنایا جائے گا اور اس کی کوتاہیوں پر باز پرس ہوگی۔ مرنے کے بعد اس کو دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ یہ انسان جو بعث کا انکار کرتا ہے تو یہ اس کی بڑی حماقت اور جہالت ہے (۳۶) کیا وہ ایک منی کا قطرہ نہ تھا اور ایک بوند نہ تھی جو ٹپکائی گئی یعنی عورت کے رحم میں وہ منی کا قطرہ ڈالا گیا (۳۷)

بقیہ صفحہ ۹۲۷

اور یہ جو فرمایا کہ ہم اس کو آزمائیں اور اس کو مکلف بنائیں اس واسطے اس کو سنتا اور دیکھتا بنایا۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کو سمجھ اور شعور عطا فرمایا جو آزمائش کے لئے اور مکلف ہونے کے لئے ضروری اور لازمی چیز ہے۔ قرآن نے صرف دو حاسّوں کا ذکر فرمایا ہے چونکہ یہ دونوں باقی حواس سے اعظم اور اشرف ہیں اور چونکہ عام طور سے سنتا دیکھتا عاقل ہی کو کہتے ہیں۔ اس لئے عقل کا ذکر یہاں نہیں فرمایا لیکن مراد ضرور ہے۔ نیز یہ آنکھیں دلائل قدرت کو دیکھنے اور کان آیات و حجج سننے کے لئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں کے ذکر کو اختیار کیا۔ نَبْتَلِیْهِ کا بعض بزرگوں نے ترجمہ ہم پلٹتے رہے اس کو کیا ہے۔ اس ترجمہ کا مطلب واضح ہے ترجمہ یوں ہے بنایا آدمی ایک بوند کے لچھے سے پلٹتے رہے اس کو یعنی نطفے کو خون بنایا پھر لوتھڑا۔ پھر اعضا بنائے وغیرہ وغیرہ اور کئی اطوار و درجات میں الٹ پلٹ کر کے اس کو سنتا دیکھتا کردیا واللہ اعلم (۲) ہم نے اس کو راستہ بتا دیا یا وہ شکر کرنے والا ہے اور یا ناسپاس اور کفر کرنے والا ہے۔ سبیل سے مراد یا تو طریقہ حق ہے جیسا کہ بعض مفسرین نے فرمایا ہے یہ کہ حق و باطل اور بھلائی برائی کا راستہ دکھا دیا اور کتابیں نازل کر کے اور رسول بھیج کر یہ بات بتا دی کہ نجات کا راستہ یہ اور ہلاکت کی راہ یہ ہے۔ مطلب یہ ہے کر احکام کا مخاطب بنایا۔ اس کے بعد یہ انسان یا تو شکر گذار ہوگیا یعنی موحد۔ مومن۔ اللہ کی اطاعت بجالانے والا ہوا اور یا ناسپاس یعنی مشرک اور کافر فاسق ہوگیا۔ بہرحال دو دستوں میں تقسیم ہوگیا آگے دونوں کے انجام کا ذکر فرمایا۔ صحیح راہ اختیار کرنے والوں کی تعداد چونکہ کم تھی اس لئے ان کو شاکر فرمایا۔ اور نافرمانوں کی تعداد چونکہ زیادہ تھی اس لئے ان کو کفور یعنی مبالغہ کے صیغے سے تعبیر فرمایا (۳) بلاشبہ ہم نے منکرین حق کے لئے زنجیریں اور طوق اور دہکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ یعنی دین حق کے منکر اور پیغمبروں کے راستے کو نظر انداز کرنے والوں کے ساتھ یہ معاملہ ہوگا کہ زنجیروں سے باندھ کر گھسیٹے جائیں گے اور طوق گردنوں میں ڈال کر ہاتھوں کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور پھر دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں جھونکے جائیں گے جیسا کہ سورۂ حاقہ میں گذر چکا ہے اور سورۂ مومن میں فرمایا ہے اذ الاغلال فی اعناقهم والسلاسل یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون (۴) بے شک جو لوگ نیک ہیں وہ ایسے جام شراب سے شراب پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی (۵) وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے خاص بندے پئیں گے اور وہ خاص بندے اس چشمے کو جہاں چاہیں گے بہا کر لے جائیں گے۔ یعنی شراب کا مزا بڑھانے کے لئے اس میں کافور کی ملونی ہوگی۔ تاکہ لذت۔ خوشبو۔ خنکی اور تفریح میں زیادتی ہو جائے یہ دنیا کا کافور نہ ہوگا بلکہ سفیدی اور خوشبو وغیرہ کی وجہ سے اس کو کافور فرمایا ہے ورنہ یہ تو ایک چشمہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے خاص اور مقرب بندوں کے پینے کے لئے ہے اور یہ چشمہ ان خاص بندوں کے تابع ہوگا وہ جہاں چاہیں گے اس کو بہا کر لے جائیں گے۔ ان مقربین کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہوں گی ان سے اشارہ کریں گے اور جس طرف اشارہ کریں گے اسی طرف اس کی ایک نالی جاری ہو جائے گی۔ چونکہ یہ چشمہ خاص لوگوں کے لئے ہوگا اور ظاہر ہے کہ وہ چشمہ نہایت پُرکیف اور لذیذ ہوگا۔ اس کے امتزاج سے اس شراب کا مزہ بہت بڑھ جائے گا جو ابرار کو پیش کی جائے گی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عباد اللہ کی تفسیر اولیاء اللہ سے کی ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس چشمہ کا نور کا اصل منبع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محل میں ہوگا واللہ اعلم۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابرار اور عباد اللہ کا مصداق ایک ہی ہو۔ اور صرف اس کا مزا اور چشمے کا مسخر ہونا اور اہل جنت کا تابع ہونا بیان کرنا مقصود ہو اس لئے دو دفعہ ذکر فرمایا ہو۔ آگے ان ابرار کے اوصاف مذکور ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک شراب کی ندیاں ہیں ہر کسی کے گھر میں اور ایک اس میں ملتی ہے تھوڑی سی وہ اعلیٰ قسم کی ہے کسی کی ملونی کافور ہے ٹھنڈا خوشبو کسی کی ملونی سونٹھ ہے گرم چرپرا یہ بھی چشمے خاص ہیں ۱۲ (۶) یہ وہ لوگ ہیں جو مانی ہوئی منت کو پورا کرتے ہیں اور وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس کی سختی ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی یعنی عام ہوگی۔ یعنی وہ منت جو انسان خود اپنے اوپر واجب کرتا ہے۔ جب اس کو پورا کرتے ہیں تو وہ واجبات جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں ان کو تو بہت زیادہ پورا کرتے ہوں گے۔ غرض یہ کہ تمام فرائض و واجبات کو بجالاتے ہیں یہاں تک کہ جو منت خود اپنے ذمہ پر واجب کرتے ہیں اس تک کو بھی پوری توجہ اور خوشی سے پورا کرتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۹۳۰

پھر ان ہواؤں کی جو دل میں خدا کی یاد ڈالتی ہیں (۵) یہ خدا کی یاد کا ڈالنا عذر کرنے کو یا ڈرانے کو (۶) کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہونے والی ہے اور وہ وعدہ یقیناً پورا ہونا ہے۔ ہوائیں چلنے کے مختلف طریقے ہیں۔ کبھی یہ ہوا خوشگوار اور نرم چلتی ہے جو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ یہی ہوا کبھی تیز اور خوفناک ہو کر چلتی ہے۔ پھر کبھی بخارات کو ابھار کر بادل بناتی ہے اور انہیں بادلوں کو جدا کر کے مختلف مقامات پر تقسیم کرتی ہے اور بارش کے بعد بادلوں کو پھاڑ کر الگ الگ کر دیتی ہے ان ہواؤں کے مختلف انداز اور مختلف طریقے دل میں ترغیباً اور ترہیباً اللہ تعالیٰ کی یاد پیدا کرتی ہیں۔ پھر انسان اس سے متاثر ہو کر اپنے گناہوں پر نادم ہوتا ہے اور معذرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرتا ہے جیسا کہ اکثر آندھی اور ہوا کے تیز جھکڑ چلنے کے وقت دیکھا جاتا ہے ان ہواؤں کا چلنا لوگوں کی نفع رسانی کے لئے ہوتا ہے مثلاً ہر ذی روح کا تنفس ہوا پر موقوف ہے۔ بادلوں میں خشکی کا پہنچنا زراعت کے دانوں اور درختوں کا بڑھنا۔ میوے کا مزا اور رنگ سب ہوا سے وابستہ ہے بارش کا نزول۔ تجارت اور دیگر منافع کا حصول جو کشتیوں کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں وہ سب ہواؤں پر موقوف ہیں بادبانی کشتیاں ہواؤں ہی سے چلتی اور سمندر میں دوڑتی پھرتی ہیں۔ قیامت کے وجود پر اس لئے ہوا کی قسمیں کھائیں کہ قبروں سے اٹھنا۔ میدان حشر میں جمع ہونا اور متفرق ہونا ان سب چیزوں کو ہواؤں کے ساتھ مناسبت ہے۔ یہ ہوائیں انقلاب آور ہیں اور قیامت بھی ایک بڑا انقلاب ہے اس اعتبار سے ہواؤں کی قسم کھا کر فرمایا کہ یوم قیامت جو موعود ہے وہ یقیناً واقع ہونے والا ہے۔ فالملقیت ذکراً کا معنا تفسیر عزیزی نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ان ہواؤں کی قسم جو ذکر یعنی قرآن کو منکروں کے کانوں میں ڈالتی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فرقاً تک ہواؤں کا ذکر ہو اور فالملقیت ذکراً سے وہ فرشتے مراد ہوں جو قرآن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے ہوں یا جبرئیل علیہ السلام کی قسم ہو۔ بہرحال ان آیات کی کئی طرح اہل تفسیر نے تفسیر بیان کی ہے۔ مثلاً ہر آیت سے فرشتے مراد ہیں اور مطلب یہ ہے کہ ان فرشتوں کی قسم جو عام طور سے بطریقہ معروف امر و نہی کے احکام لاتے ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی قسم جو نہایت تیز ہوا کی طرح احکام لاتے ہیں پھر ان فرشتوں کی قسم جو زمین پر آکر پھیل جاتے ہیں یا اپنے پر پھیلاتے ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی قسم جو حق کو باطل سے جدا کرتے ہیں یعنی جو احکام لاتے ہیں ان سے حق و باطل میں تفریق ہو جاتی ہے۔ پھر ان فرشتوں کی قسم جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تک ذکر یعنی پیام پہنچاتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ذکر سے مراد قرآن ہو اور ملقیات سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہوں۔ قرآن ڈرانے کے لئے ہے گناہگاروں کو اور عذر کے لئے ہے نیک انسانوں کے بعض اہل تفسیر نے تمام آیتوں سے آیات قرآنی مراد لی ہیں۔ ہم نے صرف ہواؤں اور فرشتوں کی صراحت کر دی ہے۔ عذراً او نذراً کا مطلب ایک تو وہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور ایک مطلب یہ ہے کہ ذکر ڈالنا اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی الزام نہ رہے اور قیامت میں منکر یوں نہ کہیں کہ تیرے احکام یا تیری کوئی کتاب ہم تک نہیں آئی جو ہم تجھ پر ایمان لاتے اور تجھ سے ڈرتے۔ بہرحال ان تمام قسموں کا خواہ ہوائیں مراد لی جائیں۔ یا فرشتے مراد لئے جائیں۔ یا آیات قرآنی مراد لی جائیں ان سب کا مقسم یہ ایک ہی ہے یعنی انما توعدون لواقع کہ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہونے والی ہے۔ آگے اس چیز کا اور اس کی علامتوں کا بیان ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ ایک باؤ چلتی ہے ٹھنڈی مینہ کا نشان۔ ایک تند آندھی جو دوسری کو ابھارے ایک ابر کو ملک ملک بانٹے اور فرشتے اتارتے ہیں قرآن کافروں سے الزام اتارنا منظور ہے کہ نہ کہیں ہم کو خبر نہ تھی اور جن کی قسمت میں ایمان ہے ان کو ڈر سنانا تاکہ ایمان لاویں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ چار آیتوں میں حضرت شاہ صاحبؒ نے ہوائیں مراد لی ہیں اور پانچویں آیت سے فرشتے مراد لئے ہیں۔ بہرحال ہوا مراد ہو یا فرشتے دونوں کو

Marfat.com

قیامت سے مناسبت ہے اس لئے دونوں ہی کی قسم کھاکر
فرمایاکہ وہ شے موعود ضرور واقع ہونے والی ہے (۷)
سو جب ستارے مٹا دیئے جائیں ؛ یعنی جب ستارے
بے نور ہو جائیں (۸) اور جب آسمان میں شگاف پڑ
جائیں ؛ یعنی جب آسمان پھٹ جائیں (۹) اور جب
پہاڑ اڑا دیئے جائیں ؛ یعنی ریت بن کر اڑتے پھریں گے
(۱۰) اور جب رسولوں کے پیش ہونے کا وقت مقرر
کر دیا جائے ؛ مطلب یہ ہے کہ ہر پیغمبر پیش ہو کر اپنی
اُمت کا حال بیان کرے ۔ یعنی اس وقت سب کا فیصلہ
ہوگا اور جو کچھ ہونا ہے وہ ہوگا (۱۱) ان چیزوں
میں کس دن کے واسطے تاخیر کی گئی ہے ؛ یعنی جانتے
ہو یہ پیغمبروں کے معاملے میں یا ان سب مذکورہ
چیزوں میں کس دن کے لئے تاخیر کی جا رہی ہے ۔
(۱۲) اس معاملے کو فیصلے کے دن کے لئے ملتوی
رکھا گیا ہے ؛ یعنی سن لو اس معاملہ کو یا ان تمام
معاملات کو یوم الفصل کے لئے ملتوی کیا گیا ہے آگے اس
کی تفصیل اور اس کی عظمت کے لئے فرماتے ہیں ۔
(۱۳) ۔

بقیہ صفحہ ۹۳۲

اور دنیا کی نعمتیں برت لو اور اس کا یقین رکھو کہ
تم مجرم اور دین حق کے باغی ہو (۴۶) اس دن حق کی تکذیب
کرنے والوں اور جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی اور بڑی
تباہی ہے ۔ (۴۷) اور جب ان منکروں سے کہا جاتا ہے کہ
جھکو تو نہیں جھکتے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام کے سامنے جھک
جاؤ اور ایمان اور عبدیت اختیار کر لو تو نہیں جھکتے یا یہ مطلب
ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو اور مسلمان جس
طرح نماز پڑھتے ہیں اس طرح پڑھو اور اسلام میں داخل ہو جاؤ
تو رکوع نہیں کرتے یہ شاید اس لئے فرمایا کہ رکوع مسلمانوں
کے علاوہ کسی اور دین میں نہیں ہے ۔ قیام اور سجدہ اہل
کتاب کے ہاں اور خالی ماتھا ٹیکنا منکروں میں رائج ہے ۔
لیکن ایسی عبادت جس میں
. . . .
رکوع، سجدہ اور قیام ہو دوسری ملل میں نہیں پائی جاتی اور
اہل عرب تو کمر جھکانے کو بہت ہی معیوب سمجھتے تھے ۔ جیسا کہ
بنی ثقیف کے رئیسوں نے کہا تھا کہ ہم نماز میں رکوع نہیں کرینگے
یہ ہمارے ہاں بہت ہی عیب ہے ۔ کمر تو جانور جھکایا کرتے ہیں
کیا ہم اس طرح کمر کو جھکائیں جس طرح جانوروں پر بوجھ لادنے
کے لئے ان کی کمر کو جھکاتے ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔
لاخیر فی دین لیس فیھا ۔ رکوع یعنی اس دین میں بہتری
نہیں ہے جس میں رکوع نہیں ہے ۔ اہل تفسیر نے اس آیت کی
شرح میں دو باتیں فرمائی ہیں اس لئے ہم نے دونوں کا ذکر کر دیا
ہے ۔ یہ رکوع سے انکار کرنے کو جرم ہی نہیں سمجھتے بلکہ اس کے
جرم ہونے کی تکذیب کرتے ہیں ۔ (۴۸) اس روز جھٹلانے
والوں اور تکذیب کرنے والوں کی بڑی خرابی ہے ۔ (۴۹)
اب آخر یہ لوگ اس کلام کے بعد اور کون سی بات پر ایمان لائیں گے
یعنی اس کلام الٰہی کے بعد اور قرآن کے بعد اب کس بات کا
انتظار کر رہے ہیں ۔ اور اس کے بعد کون سی بات پر ایمان
لائیں گے ۔ کیا یہ کسی اور کتاب کے نازل ہونے کے منتظر ہیں
یعنی قرآن جیسی مفصل اور دلائل سے لبریز کتاب کے بعد پھر
اور کون سی کتاب پر ایمان لائیں گے ۔ حدیث میں آتا ہے کہ
جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورہ موسلات کی آخری آیت
تلاوت کرتے تو فرماتے آمنت باللہ وبما انزل (۵۰)

Marfat.com

Marfat.com

سورۂ نبا یا سورۂ تساؤل مکی ہے اور یہ چالیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ ؛ منکرین قیامت باہم کس چیز کی پوچھ گچھ کر رہے ہیں اور کس چیز کا حال دریافت کر رہے ہیں (۱) یہ اس عظیم الشان واقعہ سے سوال کر رہے ہیں اور اُس عظیم واقعہ کا حال دریافت کر رہے ہیں (۲) جس کے بارے میں یہ اختلاف رکھتے ہیں یعنی اہل حق سے یا آپس میں ؛ عم اصل میں عن ما ہے۔ ما سے عام طور پر سوال کسی شی کی حقیقت اور ماہیت کے لئے ہوتا ہے لیکن کبھی اس کا استعمال حال اور اوصاف کو دریافت کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے ما زید کے جواب میں کہا کرتے ہیں۔ طبیب یا عالم۔ پوچھ گچھ کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں سوال کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ چیز کب آنیوالی ہے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبا عظیم اور عظیم الشان واقعہ سے مراد قیامت ہے۔ اگرچہ بعض نے عظیم قرآن کو بھی کہا ہے۔ اور بعض حضرات نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت مراد لی ہے۔ لیکن عام مفسرین کی رائے یہی ہے کہ نبا عظیم سے مراد قیامت ہے۔ جیسا کہ روایات

سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۃ النبا مکی ہے اور چالیس آیتیں ہیں اور اس سورت میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ (١) عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ (٢) الَّذِيْ

منکرین قیامت باہم کس چیز کی پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ یہ اس عظیم الشان واقعہ سے سوال کر رہے ہیں۔ جس کے

هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ (٣) كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ (٤) ثُمَّ كَلَّا

بارے میں یہ اختلاف رکھتے ہیں۔ نہیں نہیں ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔ پھر سُن لو! نہیں نہیں ان کو

سَيَعْلَمُوْنَ (٥) اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا (٦) وَّالْجِبَالَ

عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے۔ کیا ہم نے زمین کو فرش اور پہاڑوں کو

اَوْتَادًا (٧) وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا (٨) وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا (٩)

میخیں نہیں بنایا۔ اور ہم ہی نے تم کو جوڑا جوڑا بنایا یعنی نر اور مادہ۔ اور ہم ہی نے تمہاری نیند کو راحت کی چیز بنایا۔

وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا (١٠) وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا (١١) وَّ

اور ہم ہی نے رات کو پردہ مقرر کیا۔ اور ہم ہی نے دن کو کمائی کا وقت بنایا۔ اور

بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا (١٢) وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا (١٣)

ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔ اور ہم ہی نے ایک روشن چراغ بنایا یعنی آفتاب۔

وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا (١٤) لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ

اور ہم ہی نے برسنے والے بادلوں سے بکثرت پانی برسایا۔ تاکہ ہم اس پانی کے ذریعہ سے غلہ اور

نَبَاتًا (١٥) وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا (١٦) اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا (١٧)

سبزہ اگائیں۔ اور تو ں میں لپٹے ہوئے یعنی گنجان باغ پیدا کریں۔ بیشک فیصلہ کا دن ایک مقررہ وقت ہے۔

يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا (١٨) وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ

وہ دن وہ ہے جس دن صور میں پھونک ماری جائیگی اور تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آؤ گے۔ اور آسمان کھولدیا جائے گا

سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے قیامت کا ذکر تفصیل کے ساتھ فرمایا تو کفار ازراہ تعجب واستہزا کہنے لگے کہ بھلا کہیں سڑی اور گلی ہوئی ہڈیاں بھی زندہ ہو سکتی ہیں۔ کسی نے کہا کہ یہی دنیا کی زندگی ہے اس کے بعد کچھ نہیں۔ بعض نے یہ بھی کہا کہ اچھا اگر یہ ہوگا تو کب ہوگا اور یہ دن کب آئے گا۔ غرض اسی قسم کی باتیں کرتے اور کھوج لگاتے۔ حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ایسی چیز کا کھوج لگا رہے ہیں جس میں خود بھی مختلف ہیں مثلاً کوئی بالکل دوسری زندگی کا منکر ہے۔ کوئی اسی دنیا میں دوبارہ زندہ ہونے کا قائل ہے۔ کوئی روحانی زندگی کا قائل ہے۔ غرض یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب بلکہ دنیا کے مشرک باہم مختلف نظریوں کے قائل ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اہل حق سے اختلاف کرتے ہیں۔ یعنی خود کچھ بھی خیال رکھتے ہوں مگر اہل حق سے قیامت کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں اور قیامت کا ذکر سن کر انکار کرتے ہیں آگے زجر و تہدید کے طور پر فرمایا (۳) ہرگز ایسا نہیں ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے (۴) پھر سن لو ہرگز ایسا نہیں ان کو عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے ؛ یعنی تمہارا آپس میں مختلف ہونا یا اہل حق سے جھگڑنا اور اُس قیامت کا انکار کرنا یہ ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ وہ ضرور آئے گی اور تم کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے پھر تاکید کے طور پر فرمایا نہیں اس کا انکار نہ کرو عنقریب تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ جس کا تم انکار اور استہزا کر رہے ہو اور مذاق اڑا رہے ہو وہ کیسی ہیبت ناک چیز ہے اور تمہارے اختلاف اور انکار کی حیثیت کیا ہے۔ آگے اپنی قدرت کے بعض دلائل بیان فرمائے ہیں جس سے یہ ثابت ہوگا کہ جو آ[...] بڑی قدرت کا مالک ہے اور جس نے اس عالم کو ترتیب [...] دیا ہے اس کے نزدیک اس عالم کو برباد کرنا اور دوبا[رہ] سب کو زندہ کر دینا کیا مشکل ہے (۵) کیا ہم نے زمین کو فرش (۶) اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا ؛ یعنی زمین کو اس طرح نہیں پھیلایا جیسے فرش اور بچھو[نا] پھیلا ہوا ہوتا ہے۔ اگرچہ زمین گول ہے لیکن اس[کا] پھیلاؤ اتنا وسیع ہے کہ ہر جگہ پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جب زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلتی تھی اس پر پہاڑوں کو قا[ئم] کیا اور ایسا جما دیا جیسے میخیں جمی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور

فرش پر میز فرش رکھے ہوئے ہوتے ہیں اس کے بعد زمین قائم ہوگئی اور ہلنا جلنا بند ہوگیا (۷) اور ہم ہی نے تم کو جوڑا جوڑا بنایا ؛ یعنی نر اور مادہ بنایا یا ہر ایک چیز کو ایک دوسرے کا جواب بنایا (۸) اور ہم ہی نے تمہاری نیند کو راحت کی چیز بنایا ؛ یعنی سونے سے ہر قسم کی تکان دور ہو جاتی ہے اور تازہ دم ہو کر اُٹھ جاتے ہو اور از سر نو اپنا کام شروع کر دیتے ہو (۹) اور ہم ہی نے رات کو پردہ مقرر کیا (۱۰) ہم ہی نے دن کو کمائی کا وقت بنایا ؛ رات کو لباس یعنی اندھیرا ہونا ایک قسم کا پردہ ہے اور نیز رات کو عام طور پر سونے میں آدمی کپڑا اوڑھتا ہے۔ بہرحال رات ایک ڈھانکنے والی چیز ہے اور دن معاش کے مقرر کیا یعنی تاکہ اس میں اپنے لئے اور اپنے متعلقین کے لئے روزی کماؤ اور اپنا کاروبار کرو اور ضروریات زندگی اور سامان معیشت پیدا کرو (۱۱) اور ہم ہی نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے (۱۲) اور ہم ہی نے ایک روشن چراغ بنایا ؛ آسمانوں کو شداد فرمایا جن پر ایک طویل زمانہ گزر جانے کے بعد ابھی تک کوئی خرابی اور کمزوری نہیں آئی اور باوجود مرور زمان کے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور اس میں دروازے ہی دروازے ہوجائیں گے ﴿ یعنی آسمان پھٹ جائیگا اور کھُل جائیگا کہ دروازے ہی دروازے معلوم ہوں گے پس کلام تشبیہ پر مبنی ہے اور یہ شاید نزول ملائکہ کے وقت ہوگا جسکا ذکر سورۂ فرقان میں گزر چکا ہے (۱۹) اور پہاڑ چلا دیئے جائیں گے پس وہ بالکل چمکتا ہوا ریت ہوجائیں گے ﴿ پہاڑوں پر بھی یکے بعد دیگرے کئی حالتیں گزریں گی یہاں تک کہ خاک بنا کر اُڑا دیئے جائیں گے اور بالکل ریت ہوجائیں گے یہاں اُس حالت کا ذکر ہے جب وہ چمکتے ہوئے ریت کے ڈھیر ہوں گے جس کو سورۂ مزمل میں فرمایا تھا وکانت الجبال کثیبا مھیلا (۲۰) بلاشبہ جہنم گھات میں لگی ہوئی ہے (۲۱) سرکشوں کی جائے بازگشت ہے (۲۲) وہ سرکش اس میں قرنہا قرن پڑے رہیں گے ﴿ یعنی دوزخ کا گھات میں ہونا یہی کہ عذاب کے فرشتے انتظار کر رہے ہیں ہمارے ہاں گھات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں شکاری بیٹھ کر شکار کا انتظار کیا کرتے ہیں۔ طاغی کے معنی کفر پر اصرار کرنے والا بعض حضرات نے بیان کئے ہیں۔ حقبہ جسکی جمع قرآن نے احقاب فرمائی ہے مفسرین کے اس میں کئی قول ہیں۔ حضرت حسنؓ کا قول بالکل واضح ہے کہ احقاب کی حقیقت کا ہم کو حال معلوم نہیں مطلب یہ ہے کہ یہ ابدالآباد تک اور قرن کے بعد قرن یعنی ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے (۲۳) جہنم میں یہ لوگ نہ ٹھنڈک کی راحت کا مزا چکھیں گے اور نہ ان کو کوئی چیز پینے کو نصیب ہوگی ﴿ یعنی نہ راحت اور نہ پینے کو پانی (۲۴) مگر ہاں گرم کھولتا ہوا پانی اور بہتی ہوئی پیپ (۲۵) وہ اپنے اعمال کا پورا بدلا دیئے جائینگے ﴿ آگے اُن اعمال کا ذکر ہے جن کے موافق جزا دیجائیگی (۲۶) کیونکہ وہ آخرت کے حساب کا ڈر نہیں رکھتے تھے (۲۷) اور ہماری آیتوں کی بڑی تکذیب کیا کرتے تھے ﴿ یعنی نہ تو آخرت کی دار وگیر کا اُن کو ڈر تھا اور وہ احکام الٰہی کی خوب تکذیب کرتے تھے اور بہت جھٹلاتے تھے (۲۸) اور ہم نے ہر چیز کو گن رکھا ہے اور شمار کر رکھا ہے لکھ کر ﴿ یعنی ہم نے ان کے ہر عمل کو اُن کے نامۂ اعمال میں لکھ کر ضبط کر رکھا ہے (۲۹) کہا جائے گا کہ اب اُن اپنے اعمال کا مزہ چکھو بس ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے جائیں گے ﴿ یعنی تم پر سوائے عذاب کے اور کسی چیز کا اضافہ نہ ہوگا۔ ہم تم پر عذاب ہی کی زیادتی کرتے رہیں گے ہم زیادہ نہ کریں گے تم کو مگر عذاب۔ آگے پرہیزگاروں اور متقیوں کا فیصلہ مذکور ہے سورۂ دہر سے لیکر اس سورت تک ہر دو فریق کا کم و بیش ذکر فرمایا ہے (۳۰) البتہ پرہیزگاروں اور بچنے والوں کو کامیابی اور مراد ملنی ہے ﴿ پرہیزگار کی تفصیل ہم مرسلات میں عرض کرچکے ہیں یعنی شرک اور معاصی سے بچنے والے (۳۱) وہ مراد باغ ہیں اور انگور ہیں ﴿ اگرچہ باغ عام تھے جو انگور کے درختوں کو بھی شامل تھے لیکن اہتمام شان کے لئے تعمیم کے بعد انگوروں کی تخصیص فرمائی (۳۲) اور نوخیز و نوجوان ہم عمر عورتیں ہیں ﴿ کواعب وہ لڑکیاں جو قریب البلوغ ہوں یا بالغ ہوچکی ہوں۔ اتراب ہم سن اور ہم عمر (۳۳) اور لبریز چھلکتے ہوئے جام شراب ﴿ یعنی لبالب بھرے ہوئے (۳۴) وہاں یہ لوگ نہ کوئی بے ہودہ بات سنیں گے اور نہ جھٹلانا ﴿ یعنی دنیا کے شرابی جس طرح گالیاں بکتے ہیں اور آپس میں لڑتے ہیں اور ایک دوسرے کی تکذیب کرتا ہے اور جھوٹ بولتے ہیں ان تمام لغو اور بے ہودہ باتوں میں سے کوئی بات بھی وہاں نہ ہوگی (۳۵) ان متقیوں کو یہ صلہ دیا جائیگا جو آپ کے پروردگار کی جانب سے کامل عطا اور کافی انعام ہوگا (۳۶)

فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ

تو اس میں دروازے ہی دروازے ہوجائیں گے یعنی پھٹ جائیگا۔ اور پہاڑ چلا دیئے جائیں گے اور وہ بالکل چمکتا ہوا ریت ہوجائیں گے

جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ

بیشک دوزخ گھات میں لگی ہوئی ہے۔ سرکشوں کی جائے بازگشت ہے۔ وہ سرکش اس میں قرنہا قرن پڑے

اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا

رہیں گے۔ دوزخ میں یہ لوگ نہ ٹھنڈک کی راحت کا مزہ چکھیں گے اور نہ انکو کوئی چیز پینے کو نصیب ہوگی۔ مگر ہاں

حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا

سخت گرم پانی اور بہتی ہوئی پیپ۔ وہ پورا بدلا دیئے جائیں گے۔ کیونکہ وہ آخرت کے

يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ

حساب کا ڈر نہیں رکھتے تھے۔ اور ہماری آیتوں کی بڑی تکذیب کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے

شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا

ہر چیز کو قلم بند کر کے ضبط کر رکھا ہے۔ کہا جائے گا اب مزہ چکھو بس اب ہم تم پر عذاب ہی

عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾

بڑھاتے رہیں گے۔ البتہ پرہیزگاروں کو اُن کی مراد ملنی ہے۔ وہ مراد باغ ہیں اور انگور ہیں۔

وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ

اور نوجوان ہم عمر عورتیں ہیں۔ اور لبریز چھلکتے ہوئے جام شراب ہیں۔ وہاں یہ لوگ نہ تو کوئی

فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً

بے ہودہ بات سُنیں گے اور نہ جھٹلانا۔ ان کو یہ صلہ دیا جائیگا جو آپ کے رب کی جانب سے کامل

حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ

انعام ہوگا۔ جو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے مابین ہے اسکا مالک ہے جو بے حد مہربان ہے

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ

کسی کو مجال نہ ہوگی کہ اس سے خطاب کرسکے۔ جس دن ہر جاندار

ع ۱ ۳۰ ۱

جو آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ اُن دونوں کے مابین ہے اس کا مالک ہے وہ بے حد مہربان کسی کی مجال نہ ہوگی اور کسی کو اختیار نہ ہوگا کہ اس سے خطاب کرسکے ﴿ مطلب یہ ہے کہ انعامات اور متقیوں کے مراتب بیان کرنیکے بعد فرمایا کہ یہ متقیوں کو اُن کے نیک اعمال کے بدلے میں صلہ دیا جائے گا۔ یہ صلہ آپکے پروردگار کی جانب سے ایک بخشش اور انعام ہوگا جو ان کے اعمال کا پورا بدلا ہوگا حساب کے مفسرین اور محققین نے کئی معنی بیان کئے ہیں۔ کافی اور کفایت کرنیوالی عطا۔ قدر اور اندازہ۔ کثیر بہرحال ہم نے ایک معنی اختیار کرلئے جو عرب کے محاورے اعطانی ما احسبنی سے لئے گئے ہیں۔ بہرحال یہ کامل انعام آپ کے پروردگار کی جانب سے اُن پرہیزگاروں کو دیا جائیگا۔ پھر فرمایا آپ کا پروردگار وہ پروردگار ہے جو آسمان و زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اُس کا مالک اور پروردگار ہے وہ رحمٰن یعنی بے حد مہربان ہے۔ قیامت کے دن اُس کی ہیبت اور اس کے جلال کا یہ حال ہوگا کہ کسی کو اس کے روبرو مجال دم زدن نہ ہوگا اور کسی کو ایسا اختیار نہ ہوگا کہ وہ (

باقی صفحہ ۹۳۵ پر

Marfat.com

(بقیہ ص ۹۳۴) کوئی عرض و معروض کر سکے۔ سب فرمایا جس سے ہر قسم کے تصرفات کا مالک ہونا سمجھا گیا۔ متقیوں کے انعام و اکرام کا اظہار فرمایا اور لا یملکون منہ خطابا سے کفار کی تہویل اور تخویف بھی گئی۔
(۳۷) جس دن روح کھڑی ہو اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں۔ اُس روز کوئی شخص کلام نہ کر سکے گا مگر ہاں جسکو رحمٰن اجازت دیدے اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے تفسیر صفحہ ھٰذا۔
روح کے متعلق مفسرین کے کئی قول ہیں۔ روح کسی فرشتے کا نام ہے جو آسمانوں اور زمین سے بڑا ہے۔ بعض نے کہا حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ مجاہد کا قول ہے اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جو فرشتوں میں سے نہیں ہے۔ مقاتل نے کہا وہ اشراف ملائکہ ہیں حسن اور قتادہ کا قول ہے روح سے مراد بنی آدم ہیں۔ بعض نے کہا بنی آدم کی ارواح ہیں اور بظاہر یہی راجح ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے روحِ اعظم مراد ہو جو تمام ارواح کا مرکز ہے۔ صاحب تفسیر عزیزی نے فرمایا ہے وہ لطیفہ دراکہ متیقظہ ہے جو ہر مخلوق کو دیا گیا ہے۔ آسمان ہو یا زمین۔ پہاڑ ہوں یا درخت۔ جب ہی تو فرمایا وان من شئ الا یسبح بحمدہ۔ یا کلٌّ قد علم صلاتہ و تسبیحہ۔ بہرحال یہ ایک نورانی جوہر ہے جو تمام جواہر و اعراض سے خاص تعلق رکھتا ہے چنانچہ اسی جوہر رحمانی کی وجہ سے سُوَرِ قرآنیہ۔ اور کعبہ۔ اور مؤذن کی اذان جہاں تک پہونچتی ہے وہ کنکر اور پتھر قیامت میں شہادت دیں گے اور شفاعت کریں گے۔ بہرحال یہ روح اور فرشتے سب کھڑے ہوں گے اور کوئی بھی جلالِ الٰہی کے آگے بول نہ سکے گا مگر ہاں جس کو رحمٰن اجازت دیدے اور وہ بات بھی ٹھیک کہے یعنی جس قدر اجازت ہو اُسی قدر بولے اور کسی غیر مستحق کی سفارش نہ کرے (۳۸) یہ دن جس کا ذکر ہوا ایک ایسا دن ہے جس کا واقع ہونا یقینی ہے اور یہ دن ایک غیر مشتبہ حقیقت ہے پس جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف اپنا ٹھکانہ اور رجوع ہونے کی جگہ بنالے ٭ مطلب یہ ہے کہ وہ دن تو یقینی ہے اب جو شخص اپنے پروردگار کے پاس اپنا اچھا ٹھکانا چاہتا ہے اور اپنی بازگشت بہترین چاہتا ہے تو وہ اچھے کام کرے اور نیک کام کر کے اپنے پروردگار کے پاس اچھا ٹھکانا حاصل کرے (۳۹) ہم نے تم کو ایک ایسے قریب آنیوالے عذاب سے ڈرا دیا ہے جو اُس دن واقع ہوگا جس دن آدمی اپنے اُن اعمال کو دیکھ لے گا جو اس کے ہاتھوں کے آگے بھیجے ہوں گے اور اُس دن منکرِ حق یوں کہے گا اے کاش میں کسی طرح مٹی ہو جاتا ٭ عذابِ قریب اگر قیامت کا عذاب ہو تو مطلب یہ ہے کہ قیامت قریب ہی ہے اور اگر برزخ کا عذاب مراد ہو تو اس کا قریب ہونا ظاہر ہی ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شاید قیامت کے دن کا عذاب مراد ہے۔ اُس دن انسان کے تمام اعمال رُوبرو ہونگے اور اس کا نامۂ عمل ہاتھ میں دیدیا جائے گا اور جو کچھ اس نے دنیوی زندگی میں آگے بھیجا تھا وہ سب دیکھ لے گا اُس دن یہ حال ہوگا کہ دینِ حق کا منکر یہ خواہش کرے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔ یعنی انسان نہ بنتا کیونکہ رُوح اور جسم کے تعلق سے یہ مصیبت آئی تو میں انسان بنتا ہی نہیں جو اعمال کا مکلف بنتا۔ یا یہ کہ جب تمام جانوروں کو قیامت کے دن حکم ہوگا کہ مٹی ہو جاؤ تو یہ بھی تمنا کریں گے کہ ہم بھی جانوروں کی طرح مٹی ہو جاتے یا وہ مطلب ہوگا جو سورۂ نساء میں گزر چکا ہے لو تسوی بھم الارض۔ کاش ہم زمین کا پیوند بنا دیئے جاتے۔ اور ہم کو زمین میں دفن کر کے زمین کو برابر کر دیا جاتا۔ واللہ اعلم۔ (۴۰) تم تفسیر سورۃ النباء ــــ ٭ سورۃ النزعت ٭ سورۂ نازعات مکی ہے اور یہ چھیالیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں ٭ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٭ قسم ہے ان فرشتوں کی جو نہایت سختی سے کھینچنے والے ہیں (۱) اور قسم ہے اُن فرشتوں کی جو نرمی اور آسانی سے کھینچنے والے ہیں (۲) اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو تیرتے پھرتے ہیں ہواہیں (۳) پھر قسم ان فرشتوں کی جو تعمیلِ حکم کے لئے تیزی کے ساتھ دوڑتے ہیں (۴) پھر ان فرشتوں کی جو ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں ٭ اہلِ تفسیر کے ان آیتوں کے متعلق بھی کئی قول ہیں۔ ہم نے مشہور اور راجح قول کو اختیار کر لیا ہے چنانچہ نازعات سے وہ فرشتے مراد ہیں جو سختی اور زور کیساتھ کافروں کی جان نکالتے ہیں۔ غرقاً نزع فی القوس فاغرق سے مشتق ہے یعنی کمان کو اس قدر زور سے کھینچا کہ گویا پیکان کمان کے اندر ڈوب گیا۔ مراد ہے سختی اور زور سے کھینچنا۔ کافر مرتے وقت گھبراتا ہے اور اُس کی روح چھپنے کی کوشش کرتی ہے۔ (باقی ضمیمہ میں)

وَّالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ
اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے اُس روز کوئی شخص کلام نہ کر سکے گا مگر ہاں خدائے رحمٰن جسکو اجازت دیدے
وَقَالَ صَوَابًا ۝٣٨ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى
اور وہ شخص بات بھی ٹھیک کہے۔ یہ دن جسکا ذکر ہوا ایک ایسا دن ہے جس کا واقع ہونا یقینی ہے سو جو شخص چاہے اپنے
رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝٣٩ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ
پروردگار کے پاس ٹھکانا بنالے۔ ہم نے تمکو ایک قریب آنیوالے عذاب سے ڈرا دیا ہے جو اس دن واقع ہوگا جسدن آدمی
الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝٤٠ ع
اپنے ان اعمال کو دیکھ لیگا جو اسکے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہوں گے اور اسدن منکر حق یوں کہے گا اے کاش میں کسی طرح مٹی ہو جاتا۔

سُوْرَةُ النّٰزِعٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِىَ سِتٌّ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ
سورۃ النزعات مکی ہے یہ چالیس آیتیں ہیں اور اس میں دو رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝١ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝٢ وَّالسّٰبِحٰتِ
قسم ہے اُن فرشتوں کی جو نہایت سختی سے کھینچنے والے ہیں۔ اور ان فرشتوں کی قسم جو نرمی سے کھینچنے والے ہیں۔ اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو
سَبْحًا ۝٣ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝٤ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝٥ يَوْمَ
تیرتے پھرتے ہیں یعنی ہوا میں۔ پھر انکی جو دوڑ کر آگے بڑھتے ہیں یعنی خدا کا حکم بجالانیکو۔ پھر قسم انکی جو ہر کام کی تدبیر کرتے ہیں کہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے جسدن
تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝٦ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧ قُلُوْبٌ
زور کے لرزے لرزنیوالی جس کے بعد ایک اور پیچھے آنیوالی چیز آئیگی یعنی نفخۂ ثانیہ اس دن بہت سے دل دھڑکتے ہوں گے اُن دل
يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝٨ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝٩ يَقُوْلُوْنَ
دھڑکنے والوں کی آنکھیں نیچی ہوں گی۔ منکرین قیامت کہتے ہیں
ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِى الْحَافِرَةِ ۝١٠ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا
کیا ہم پہلی حالت پر پھر لوٹائے جائیں گے۔ کیا جب ہم گلی ہوئی بوسیدہ ہڈیاں ہو جائینگے تو پھر

Marfat.com

نَّخِرَةً ﴿١١﴾ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿١٢﴾ فَإِنَّمَا هِيَ
واپس ہونگے۔ کہتے ہیں اگر ایسا ہوا تو یہ واپسی بڑی نقصان دہ ہوگی۔ بس وہ واقعہ تو

زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ﴿١٣﴾ فَإِذَا هُم بِالسَّاهِرَةِ ﴿١٤﴾ هَلْ أَتَاكَ
ایک ہی سخت آواز ہوگی۔ کہ جس سے سب لوگ اُسی وقت میدان میں آموجود ہوں گے۔ اے پیغمبر کیا آپ کو موسیٰ کا

حَدِيثُ مُوسَىٰ ﴿١٥﴾ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ
واقعہ بھی پہنچا ہے۔ جبکہ اس کو اس کے پروردگار نے طویٰ نامی ایک مقدس میدان میں

طُوًى ﴿١٦﴾ اذْهَبْ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ﴿١٧﴾ فَقُلْ
پکارا۔ کہ موسیٰ تم فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ وہ بہت حد سے نکل گیا ہے۔ اور اس سے جاکر کہو

هَل لَّكَ إِلَىٰ أَن تَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَأَهْدِيَكَ إِلَىٰ رَبِّكَ
کیا تجھ کو اس بات کی خواہش ہے کہ تو پاک ہوجائے۔ اور میں تیرے رب کی جانب تیری رہنمائی کروں کہ تو اس

فَتَخْشَىٰ ﴿١٩﴾ فَأَرَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ ﴿٢٠﴾ فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ﴿٢١﴾
سے ڈرجائے۔ پھر موسیٰ نے اسکو وہ بڑا معجزہ دکھایا۔ اس پر فرعون نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔

ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ﴿٢٢﴾ فَحَشَرَ فَنَادَىٰ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ
پھر وہ پیٹھ پھیر کر چلا اور کوشش کرنے لگا۔ اور لوگوں کو جمع کیا اور باآواز بلند پکار کر۔ یوں کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا

الْأَعْلَىٰ ﴿٢٤﴾ فَأَخَذَهُ اللَّهُ نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾
پروردگار ہوں سو اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت اور دنیا دونوں کے عذاب میں گرفتار کیا۔

ع ١ ٢٦ ٢

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَن يَخْشَىٰ ﴿٢٦﴾ أَأَنتُمْ أَشَدُّ
بے شک اس واقعہ میں اس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہے۔ لوگو! کیا تمہارا بنانا زیادہ مشکل ہے

خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا ﴿٢٧﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوَّاهَا ﴿٢٨﴾
یا آسمان کا۔ خدا تعالیٰ نے اُس آسمان کو بنایا اس کی بلندی کو اونچا کیا اور اس کو درست بنایا۔

وَأَغْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا ﴿٢٩﴾ وَالْأَرْضَ
اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا۔ اور اس کے بعد

کہتے ہیں اگر ایسا ہوا تو یہ واپسی بڑی نقصان دہ اور بڑی خسارے کی ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہتے تھے اگر آویں تو ایک ایک مکان کے ہزار ہزار مدعی ہوں ۱۲ (۱۲) بس وہ واقعہ تو ایک ہی سخت آواز ہوگی (۱۳) کہ جس سے سب لوگ اُسی وقت دفعۃً میدان میں آموجود ہوں گے ؛ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اوّل تو استعجاب اور استصعاب ظاہر کرتے ہیں کہ دوبارہ زندہ ہونا بڑا مشکل ہے۔ پھر مذاق کے طور پر کہتے ہیں کہ یہ واپسی ہم کو بہت نقصان دہ ہوگی کیونکہ ہم نے تو اس کے لئے کوئی کام کیا نہیں۔ حضرت حق تعالیٰ نے مشکل اور صعب ہونے کا جواب دیا کہ یہ سب کام تو ایک جھڑکی اور سخت آواز ہے اِدھر نفخۂ ثانیہ ہوا اور لوگ جمع ہوگئے۔ آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور مکذبین کے ڈرانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا ارشاد ہوتا ہے (۱۴) اے پیغمبر کیا آپ کو موسیٰ کا واقعہ پہنچا ہے ؛ یعنی موسیٰ علیہ السلام کی وہ بات جو فرعون کے ساتھ پیش آئی (۱۵) جبکہ اُس کو اس کے پروردگار نے طویٰ نامی ایک مقدس میدان میں پکارا ؛ طویٰ ایک وادی کا نام ہے جو طور کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے۔ سورۂ طٰہٰ میں تفصیل ملاحظہ ہو (۱۶) کہ تم فرعون کے پاس جاؤ کیونکہ وہ حد سے تجاوز کرگیا ہے ؛ یعنی شرارت میں حد سے بہت آگے نکل گیا ہے اور بڑی شرارت پر اُتر آیا ہے (۱۷) اور اس سے جاکر کہو کہ کیا تجھ کو اس بات کی خواہش ہے کہ تو پاک ہوجائے اور سنور جائے (۱۸) اور میں تیرے پروردگار کی جانب تیری رہنمائی کروں کہ تو اس سے ڈرجائے ؛ یعنی شرک اور دیگر اخلاقِ رذیلہ اور ظلم و سرکشی سے تو پاک ہوجائے اور تیری اصلاح ہوجائے اور جو برائیاں تجھ میں سلطنت کے غرور و تکبر سے پیدا ہوگئی ہیں وہ تجھ میں سے نکل جائیں اور تو سنور جائے اور بجائے برائیوں کے بھلائیوں سے آراستہ ہوجائے اور میں حضرت حق جل مجدہٗ کی ذات وصفات بیان کرکے اُس کی معرفت کی جانب تیری رہنمائی کروں کہ تو اس سے ڈرجائے اور ڈر کر سنور جائے والنازعات کی ان دونوں آیتوں میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور تبلیغ کا نچوڑ ہے۔ ایک تزکیہ اور دوسرے خشیت اور یہی دونوں باتیں اصلاح باطن کے لئے بہت ضروری ہیں (۱۹) پھر موسیٰ نے اس کو وہ بڑا معجزہ اور بڑی نشانی دکھائی ؛ شاید عصا کا معجزہ یا ید بیضا کا معجزہ یا دونوں بطور جنس (۲۰) اس پر فرعون نے موسیٰ کو جھٹلایا اور اس کی نافرمانی کی (۲۱) پھر رُوگردانی کی اور اس کے خلاف کوشش کرنے لگا ؛ یعنی مجلس سے اُٹھ کر چلا گیا اور موسیٰ کو ناکام کرنے کی کوشش کرنے لگا (۲۲) چنانچہ لوگوں کو اکٹھا اور جمع کیا اور بآوازِ بلند پکار کر (۲۳) یوں کہا میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار اور رب ہوں ؛ شاید یہی جادوگروں کا جمع کرنا مراد ہے۔ مجمع جب اکٹھا ہوگیا تو بلند آواز سے ایک تقریر کی اور اُس میں لوگوں کو کہا یا حضرت موسیٰ کی برائی کی اور اپنی ربوبیت کا اعلان کیا اور اعلیٰ کا وصف مدح کے طور پر بڑھایا مطلب یہ ہے کہ میں ہی تمہارا محسن ہوں تمہارا مربی ہوں انا لا غیری۔ جب میں ہی ہوں تو اس موسیٰ کو کس نے بھیجا ہے۔ فرعون کسی دوسرے رب کا قائل ہی نہیں تھا۔ سورۂ قصص میں گزر چکا ہے ما علمت لکم من الٰہ غیری۔ آگے حضرت حق جل مجدہٗ اسکی گرفت کا ذکر فرماتے ہیں (۲۴) پس اللہ تعالیٰ نے اس کو آخرت اور دنیا دونوں کے عذاب میں گرفتار کیا ؛ دنیوی عذاب تو دریا میں غرق کرنا ہے۔ اور آخرت کا عذاب جہنم میں جانا ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا اولیٰ اور آخرت سے مراد ما علمت لکم من الٰہ غیری اور انا ربکم الاعلیٰ کے دونوں کلمے مراد ہیں اور ان دونوں کلموں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے قول اور دوسرے قول کی سزا میں پکڑا گیا اور گرفتار کیا گیا ہم نے اپنی تیسیر میں حضرت حسن اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہما کی تفسیر اختیار کی ہے۔ واللہ اعلم (۲۵) بلاشبہ اس فرعون کے واقعہ میں اُس شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو ڈرتا ہے ؛ یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے حضرت موسیٰ کے اس واقعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی بھی ہے اور منکرین کے لئے تخویف بھی ہے۔ یہ واقعہ بیچ میں آگیا تھا اب آگے پھر قیامت کے دلائل مذکور ہیں (۲۶) بھلا تمہارا بنانا زیادہ مشکل ہے یا آسمان کا اللہ تعالیٰ نے اُس آسمان کو بنایا (۲۷) اُس کی بلندی کو اونچا کیا اور اس کو درست کیا (۲۸) اور اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو ظاہر کیا (باقی ص ۹۳۷ پر)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ ۹۳۶) اورھوں نکالی اس کی دھوپ ٭ منکرین بعث کو مخاطب کرکے فرمایا تمہارا دوبارا پیدا کرنا زیادہ سخت اور مشکل ہے یا آسمانوں کا بنانا زیادہ مشکل ہے یعنی فی نفسہ اور فی حد ذاتہ ان دونوں باتوں میں کونسی بات زیادہ مشکل ہے۔ اگرچہ قدرت کے نزدیک کچھ بھی مشکل نہیں مگر تم بتاؤ فی نفسہ کون سی بات زیادہ سخت ہے۔ اگر آسمانوں کا بنانا اور ان کی درستی اور ان کا نظام زیادہ مشکل ہے تو پھر جو یہ کام کرسکتا ہے اس کو تمہارا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہوسکتا ہے۔ جیسا سورۂ یٰسین میں فرمایا اولیس الذی خلق السمٰوٰت والارض بقادر علی ان یخلق مثلھم۔ اور سورۂ مومن میں فرمایا لخلق السمٰوٰت والارض اکبر من خلق الناس۔ پھر آسمان کی ساخت اور اس کی بناوٹ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد ہوا۔ اس کی بلندی یعنی اس کی چھت کا تلیچہ بہت بلند کیا ہندی میں چھت کی بلندی کو تلیچہ کہا کرتے ہیں۔ یعنی تلیچہ بہت بلند کیا اور پھر اس کو درست اور صاف کیا کہ نہ اس میں کوئی شگاف ہے۔ نہ کوئی بال پڑا ہوا ہے نہ دراڑ پڑی ہوئی ہے پھر اس کا نظام ایسا بنایا کہ دن اس کا سورج کی روشنی سے منور ہوتا ہے اور رات اُس کی سورج کے غروب ہوجانے سے تاریک اور ٹھنڈی ہوتی ہے اس تمام نظام کے مقابلہ میں انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا پھر بعث بعد الموت کا یقین کیوں نہیں کرتے۔ آگے زمین کا ذکر فرمایا (۲۹) اور اس کے بعد زمین کو بچھایا اور پھیلایا (۳۰) تفسیر صفحہ ہٰذا۔ زمین کو بچھا کر اس سے اس کا پانی اور چارا نکالا (۳۱) اور پہاڑوں کو اس پر قائم کردیا (۳۲) یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدے کے لئے کیا ٭

بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿٣٠﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿٣١﴾
زمین کو بچھایا۔ اور زمین سے اُس کا پانی اور چارہ نکالا
وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿٣٢﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿٣٣﴾ فَاِذَا
اور پہاڑوں کو قائم کردیا۔ یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے مواشی کو فائدہ پہنچانے کیلئے کیا۔ پھر جب
جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿٣٤﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ
وہ بڑا ہنگامہ آئے گا۔ وہ دن وہ ہے جس دن انسان اپنے کیے ہوئے کاموں کو
مَا سَعٰى ﴿٣٥﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿٣٦﴾ فَاَمَّا مَنْ
یاد کرے گا۔ اور دیکھنے والوں کے آگے دوزخ کو ظاہر کردیا جائے گا۔ سو جو شخص حد سے
طَغٰى ﴿٣٧﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿٣٨﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ
بڑھا ہوگا۔ اور اس نے دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی۔ تو اس کا ٹھکانا
هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٣٩﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى
دوزخ ہی ہوگا۔ اور جو شخص اپنے رب کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرا ہوگا اور اس نے اپنے نفس
النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿٤٠﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿٤١﴾
کو ناجائز خواہشات سے روکا ہوگا۔ تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہوگا۔
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿٤٢﴾ فِيْمَ
یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ اس کا قیام وقوع کب ہوگا۔ اس کا وقت
اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿٤٣﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿٤٤﴾ اِنَّمَآ
بیان کرنے سے آپ کا کیا واسطہ۔ اس کے علم کا منتہا آپ کے رب کی جانب ہے۔ بس آپ تو
اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَّخْشٰىهَا ﴿٤٥﴾ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا
صرف اُس شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو۔ وہ لوگ جس دن قیامت کو دیکھیں گے
لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿٤٦﴾ ع
تو انکو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا وہ دنیا میں دن کا آخری حصہ یا اس کا ابتدائی حصہ ٹھہرے ہوں گے۔

یعنی آسمان میں جو قدرت نمایاں ہے اس کا احاطہ کرنا تو بہت مشکل ہے۔ آسمان کیساتھ زمین کا ذکر بھی فرمایا کہ اس کے عجائبات روز آنکھوں سے دیکھنے میں آتے ہیں آسمان کے بعد ہم نے اس کو پھیلا دیا یعنی اگرچہ زمین کا وجود پہلے قائم ہوا لیکن اس کا پھیلاؤ آسمانوں کے بعد ہوا۔ سورۂ فصلت میں ہم تفصیل عرض کرچکے ہیں اور کچھ تفصیل سورۂ بقرہ کی تسہیل میں گذر چکی کہ زمین کو پھیلا دیا۔ زمین سے پانی نکالا اور چارہ نکالا اس پر پہاڑوں کو جما دیا۔ کہ زمین کا ہلنا جلنا بند ہوگیا۔ اس کے علاوہ اور بھی پہاڑوں سے بے شمار فوائد وابستہ ہیں، پانی کو جمع کرنے اور بخارات کو دبانے میں پہاڑوں کو بڑا دخل ہے۔ زمین سے جو پانی اور نباتات نکلتی ہے وہ انسانوں کے لئے اور مواشی کے لئے انتہائی سودمند ہے۔ مواشی کے لئے بھی کھانا اور انسانوں کیلئے بھی سامان معیشت ان آسمانوں اور زمینوں میں جو عجائبات قدرت پنہاں ہیں کیا ان کے مقابلہ میں انسان کو دوبارا پیدا کردینا کچھ زیادہ مشکل ہے۔ ان دلائل کے بعد قیامت کا ذکر فرمایا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں سورۂ فصلت یعنی سجدہ میں آسمان کو پیچھے کہا یہاں زمین کو پیچھے سو یہاں آسمان کا بنانا ہے اونچا اور رات دن ٹھہرانا یہ شاید زمین سے پہلے ہو وہاں اُن کو سات کرنا بانٹ کر پھر ہر ایک میں جدا دستور چلانا وہ شاید زمین سے پیچھے ہو۔ ۱۲ (۳۳) پھر جب وہ بڑی آفت اور بڑا ہنگامہ رونما ہوگا (۳۴) وہ دن وہ ہوگا جس دن انسان اپنی سعی اور اپنے کیئے ہوئے کاموں کو یاد کرے گا

٢
ع ٢٠
٣

(۳۵) اور دوزخ کو ہر دیکھنے والے کیلئے ظاہر کردیا جائے گا ٭ مطلب یہ ہے کہ جب قیامت آجائے گی یہ وہ دن ہوگا جس دن انسان اپنی گزشتہ سعی اور اپنے کئے ہوئے کاموں کو یاد کرے گا۔ یعنی دنیا میں جو کچھ کیا تھا وہ گزشتہ کام سب روبرو آجائیں گے اور سب گزشتہ اعمال انسان یاد کرے گا اور دوزخ بلا حجاب سامنے کردی جائے گی۔ یعنی کوئی آڑ نہ ہوگی جو دیکھنا چاہے دیکھ لے۔ ہر دیکھنے والے کیلئے دوزخ ظاہر کردیا جائیگا آگے تفصیل ہے (۳۶) پس جس شخص نے سرکشی کی ہوگی اور حد سے تجاوز کیا ہوگا (۳۷) اور اس نے دنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی ٭ یعنی آخرت کی زندگی پر دُنیوی زندگی کو اختیار کیا ہوگا اور دُنیوی زندگی کو ترجیح دی ہوگی اور سرکشی اور حد سے آگے بڑھنے کا ارتکاب کیا ہوگا اور حد سے آگے نکل گیا ہوگا (۳۸) تو اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا ٭ یعنی یہ آخرت کا منکر ابدالآباد کیلئے جہنم میں داخل کردیا جائے گا (۳۹) اور جو شخص اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا ہوگا اور اس نے اپنے نفس کو ناجائز خواہشات سے روکا ہوگا (۴۰) تو اس کا ٹھکانا جنت ہوگا ٭ یعنی اپنے پروردگار کے روبرو پیش ہونے سے ڈرا ہوگا جو آخرت پر ایمان لانے کی نشانی ہے اور اعتقاد صحیح کے ساتھ عمل بھی اس کا صالح ہوگا۔ تو ایسے مومن کا ٹھکانا جنت ہوگا اور اُس کو ہمیشہ کے لیئے جنت میں بھیج دیا جائیگا (۴۱) (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

سُوْرَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعٌ وَّاحِدٌ

سورۂ عبس مکی ہے اور یہ بیالیس آیتیں ہیں اور اس سورت میں ایک رکوع ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ① اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ② وَمَا يُدْرِيْكَ

پیغمبر اس بنا پر چیں بجبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا۔ کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا۔ اور آپ کو کیا خبر شاید

لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ③ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ④ اَمَّا

وہ سنور جاتا۔ یا وہ کوئی نصیحت کی بات قبول کر لیتا سو نصیحت اس کو نفع دیتی۔ تو جو شخص

مَنِ اسْتَغْنٰى ⑤ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ⑥ وَمَا عَلَيْكَ

بے پروائی کرتا ہے۔ آپ اسکی طرف تو توجہ کرتے ہیں۔ حالانکہ آپ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں

اَلَّا يَزَّكّٰى ⑦ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ⑧ وَهُوَ يَخْشٰى ⑨

جو وہ سنوار نہ پکڑے۔ اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے۔ اور اس کی حالت یہ ہے کہ وہ ڈرتا بھی ہے۔

فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ⑩ كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ⑪ فَمَنْ

تو آپ اس سے تغافل کا برتاؤ کرتے ہیں ہرگز ایسا نہ کیجئے یہ قرآن تو ایک نصیحت کی چیز ہے۔ سو جو

شَآءَ ذَكَرَهٗ ⑫ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ⑬ مَّرْفُوْعَةٍ

چاہے اس کو پڑھے۔ وہ معظم و مکرم اوراق میں ہے۔ وہ صحیفے بلند مقام

مُّطَهَّرَةٍ ⑭ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ⑮ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ⑯ قُتِلَ

اور مقدس ہیں۔ جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں۔ کہ وہ بزرگ اور نیک کردار ہیں۔ غارت کیا جائے

الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ⑰ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ⑱

آدمی وہ کیسا ناسپاس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا۔

مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ⑲ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ⑳ ثُمَّ

پیدا کیا ایک نطفہ سے خدا تعالیٰ نے اس کو بنایا پھر اس کی ہر ایک چیز کا ایک خاص انداز مقرر کیا۔ پھر اسکو راستہ آسان کر دیا۔ پھر

منزل ۷

سورۂ عبس مکی ہے اور یہ بیالیس آیتیں ہیں اور اس میں ایک رکوع ہے ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اشاعتِ اسلام کے ساتھ جو شغف تھا اور جو شوق تھا اس کا قرآن میں کئی جگہ ذکر آیا ہے۔ یہاں تک کہ جب کوئی اسلام نہ لاتا تھا اور خلاف توقع اسلام کو قبول کرنے سے انکار کر دیتا تھا تو آپ کو بہت صدمہ اور نہایت رنج ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ فرمایا۔ لعلك باخع نفسك اور فلا تذهب نفسك عليهم حسرات کہ کیا آپ اپنی جان کھو دیں گے۔ اور یہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی جان دیدیں۔ اس غم میں کہ وہ مسلمان نہیں ہوتے۔ بہرحال یہ امر ظاہر ہے کہ آپ کو تبلیغ اسلامی اور اس کی مقبولیت سے بہت شغف تھا۔ اور زمانہ جاہلیت میں عام دستور یہ تھا کہ چھوٹے آدمی بڑوں کے کہنے میں ہوتے تھے اور کمزور اور ضعفاء اپنے متکبرین اور رؤسا کے کہنے پر چلتے تھے۔ چونکہ رؤسا کا اثر چھوٹے لوگوں پر پڑتا تھا۔ اس لئے آپ کو اس کی فکر زیادہ رہتی تھی کہ اسلام کو رؤسائے قریش اور قریش کے بڑے آدمی قبول کریں تو میرے کام میں آسانی ہو جائے۔ ان امور کے پیش نظر آپ ایک دن رؤسائے قریش کو اسلام کی خوبیاں سمجھا رہے تھے اور آپ نے ان کو اپنی جانب متوجہ کر رکھا تھا اور مجلس گرم تھی کہ دوران گفتگو میں ایک نابینا جن کا نام عبداللہ ابن شریح بن مالک بن ربیعہ زہری تھا اور جن کو ابن ام مکتوم بھی کہتے تھے وہ آگئے اور قریب پہنچ کر کہا اے اللہ کے رسول مجھ کو فلاں فلاں سورت بتایئے میں پوچھنے پوچھنے یہاں پہنچا ہوں۔ آپنے تھوڑی دیر سکوت فرمایا۔ اور اس کے بعد کہا ذرا ٹھہر جاؤ میں ابھی بتائے دیتا ہوں عبداللہ بن ام مکتوم تھوڑی دیر تو چپ رہے اور پھر وہی بات دریافت کرنے لگے۔ عبداللہ بن ام مکتوم نہ اخلاقِ مجلس سے واقف نہ تبلیغی ذمہ داریوں سے آگاہ۔ نہ انکو یہ معلوم کہ مجلس میں کون کون حضرات موجود ہیں اور انکو راہ راست پر لانا کس قدر اہم ہے اور چونکہ عبداللہ کی یہ حرکات مجلس کی تخریب اور رؤسائے قریش کی تنگدلی اور ان کے تنفر کا سبب تھیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر غصے کے آثار نمایاں ہوئے اور عبداللہ کی ان حرکات کے باعث چیں بجبیں ہوئے اور ان کے بار بار سوال کرنے پر اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ پیغمبر اس بات سے چیں بجبیں ہوئے اور منہ پھیر لیا (۱) کہ ان کے پاس ایک نابینا آیا ٭ یعنی اسکی جانب توجہ نہ فرمائی۔ نابینا سے مراد وہی عبداللہ بن ام مکتوم ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت ایک کافر کو سمجھاتے تھے اس میں ایک مسلمان آیا نابینا وہ اپنی طرف مشغول کرنے لگا کہ وہ آیت یوں کہ ہے اس کے معنی کیا ہیں۔ حضرت پر گراں گزرا بے وقت کا پوچھنا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیتیں نازل کیں ۱۲ پھر شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ کلام اوروں پاس گلہ ہے رسول کا آگے رسول کو خطاب فرمایا ۱۲ شاہ صاحبؒ نے کیا خوب فرمایا۔ لطف آمیز خفگی اسی کو کہتے ہیں کہ یہاں غائب کے صیغے سے تعبیر فرمایا رسول کو خطاب نہیں فرمایا کہ گراں گزرے آگے خطاب فرمایا کہ اعراض کا شبہ نہ ہو اور ترکِ خطاب موجب ملال نہ ہو۔ یہ غایت تعظیم اور انتہائی تکریم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی (۲) اور آپ کو کیا خبر کہ شاید وہ نابینا سنور جاتا (۳) یا وہ کوئی نصیحت قبول کر لیتا سو اس کو نصیحت کرنا نفع دیتا ٭ یعنی آپ کے فیض توجہ سے اس کو پاکیزگی حاصل ہوتی اور عرفان کے منازل طے کر لیتا۔ یا کم از کم کان میں کوئی نصیحت کی بات پڑجاتی اور وہ نصیحت کی بات اس کو فائدہ پہنچاتی اور وہ کسی طرح محروم نہ رہتا اور وہ نصیحت کبھی اس کے کام آجاتی اور نفع بخش و سود مند ہوتی (۴) تو وہ شخص جو بے پروائی کرتا ہے ٭ یعنی دینِ حق سے مراد رؤسائے قریش ہیں جو اپنے غرور و نخوت کی بنا پر اسلام قبول کرنے سے بے پروائی اور بے نیازی کا برتاؤ کیا کرتے ہیں (۵) آپ اس کی فکر کرتے ہیں اور اسکی جانب توجہ فرماتے ہیں ٭ یعنی آپ کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی طرح ایمان لے آئے اور اسلام کو قبول کر کے سنور جائے (۶) حالانکہ آپ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں جو وہ نہ سنورے اور سنوار نہ پکڑے ٭ یعنی اگر ایسے مغرور و متکبر اسلام قبول نہ کریں اور اپنی اصلاح نہ کریں تو آپ پر ان کی کوئی ذمہ داری نہیں (۷) اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے (۸) اور اس کی حالت یہ ہے کہ وہ ڈرتا ہے (۹) تو آپ اس سے بے اعتنائی اور تغافل کرتے ہیں ٭ عبداللہ بن ام مکتوم کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے پاس باوجود نابینا ہونے کے دوڑتا اور سعی کر کے آتا ہے۔ اور وہ ڈرتا بھی ہے تو آپ اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں (باقی تفسیر میں)

Marfat.com

پھر اس کو موت دی پھر اس کو قبر میں لے گیا اور خاک میں سپرد کرا دیا (۲۱) پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اُس کو دوبارہ زندہ کر دیگا ÷ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو کیسی چیز سے پیدا کیا اس کو ایک منی کے قطرہ سے بنایا۔ اُس قطرے کو مختلف اطوار و ادوار سے گذار کر انسانی صورت عطا فرمائی اس کے بنانے کا اندازہ لگایا یعنی اس کے اعضا کو صحیح انداز پر رکھا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی ہاتھ پاؤں کو اسلوب پر رکھا نہ ایک بہت بڑا نہ ایک بہت چھوٹا ۱۲ غرض اُس کے اعضا کو درست اور سڈول بنایا۔ پھر ماں کے رحم سے نکلنے کو آسان کیا ماں کے پیٹ سے آسانی کے ساتھ نکالا۔ یا یہ کہ بُرے بھلے کی سمجھ دی۔ پھر عمر کی مدت ختم ہونے کے بعد اس کو مار دیا اور موت دیدی۔ اور گور میں رکھوایا۔ یعنی سپردِ خاک کرا دیا۔ خواہ غرق سے ہو یا حرق سے ہو یا دفن سے ہو پھر جب چاہے گا دوبارہ زندہ کر کے اُٹھا لے گا۔ یعنی قدرت کے اتنے بڑے کارخانے کو اور ایک حقیر اور مہین نطفے کے یہ نشیب و فراز دیکھنے کے بعد بھی یہ کافر انسان خدا کو نہیں مانتا اور دوسری زندگی پر ایمان نہیں لاتا تو بڑا ہی ناسپاس اور نافرمان ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲۲) ہرگز نہیں اس انسان کو جو حکم دیا تھا اس نے اس کو پورا نہیں کیا ÷ یعنی اُس دینِ حق کے منکر نے ہرگز شکر نہیں ادا کیا اور اس کو جو حکم دیا تھا اس کو بجا نہیں لایا اور پورا نہیں کیا (۲۳) سو آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے کھانے اور اپنی خوراک پر غور کرے اور نگاہ و فکر ڈالے (۲۴) کہ ہم نے خوب پانی برسایا اور ہم نے ڈالا پانی اوپر سے گرتا ÷ یعنی خوب بارشیں برسائیں اور بہاؤ پلنی برسایا (۲۵) پھر ہم نے عجیب طور پر زمین کو پھاڑا ÷ یعنی بارش کے بعد جو بیج زمین میں ڈالا گیا اُس کو اُگانے کو زمین کو پھاڑا اور اس نے پھاڑ دیا (۲۶) پھر ہم نے اُس زمین سے غلہ یعنی اناج (۲۷) اور انگور اور ترکاری (۲۸) اور زیتون اور کھجور (۲۹) اور گنجان اور گھنے باغ (۳۰) اور مختلف میوے اور گھاس یعنی چارا پیدا کیا (۳۱) یہ سب تمہارے اور تمہارے مواشی کے فائدے کیلئے ÷ یعنی اس نباتات میں سے کچھ تم کھاتے ہو اور بعض چیزیں تمہارے مواشی کھاتے ہیں یعنی غلہ تم کھاتے ہو اور بھوسا تمہارے ڈھور کھاتے ہیں میوے تم کھاتے ہو اور پتے تمہارے مواشی کھاتے ہیں۔ یہاں تک نعمتیں بیان فرمائیں جن میں ہر نعمت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ انسان شکر بجا لائے اور اس کی نعمتوں کی قدر کرے آگے قیامت کا اور ہر ناشکرے کے لئے عقوبت اور شکر گزار کے لئے ثواب کا بیان ہے (۳۲) پھر جب کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی سخت آواز برپا ہوگی ÷ مراد اس سے نفخۂ صور کی آواز ہے (۳۳) وہ دن ایسا ہوگا کہ اُس دن آدمی اپنے بھائی سے (۳۴) اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے (۳۵) اور اپنی رفیقۂ حیات بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا ÷ یعنی وہ دن ایسا ہولناک ہوگا اور ایسی افراتفری ہوگی کہ ہر شخص اپنے عزیز و اقارب سے بھاگے گا اسی کو فرماتے ہیں۔ (۳۶) اہلِ قیامت میں سے ہر شخص اس دن ایک ایسے حال اور ایک ایسے فکر میں مبتلا اور گرفتار ہوگا جو اس کو اور طرف سے بے پروا کر دے گا ÷ یعنی ہر شخص

ع
۱
۴۲
۵

اُن اہلِ قیامت میں سے ایک ایسی حالت میں ہوگا جو اس کو اور طرف متوجہ نہ ہونے دے گی۔ اور سب سے اس کو بے خبر کر دے گی۔ پھر اس خیال سے کہ شاید احباب و اقارب میں سے کوئی مجھ سے نیکی مانگنے لگے یا شفاعت کا طلب گار ہو ہر ایک سے بھاگے گا۔ یا یہ کہ گھبراہٹ میں بھاگتا پھریگا

أَمَاتَهُۥ فَأَقْبَرَهُۥ ﴿٢١﴾ ثُمَّ إِذَا شَآءَ أَنشَرَهُۥ ﴿٢٢﴾ كَلَّا لَمَّا

اُسکو موت دی پھر اُسکو قبر میں پہونچایا۔ پھر جب اللہ چاہے گا اسکو دوبارہ زندہ کر دیگا۔ نہیں نہیں انسان کو جو حکم دیا

يَقْضِ مَآ أَمَرَهُۥ ﴿٢٣﴾ فَلْيَنظُرِ ٱلْإِنسَٰنُ إِلَىٰ طَعَامِهِۦٓ ﴿٢٤﴾

تھا اس نے اس کو پورا نہیں کیا۔ سو آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے کھانے پر نظر کرے۔

أَنَّا صَبَبْنَا ٱلْمَآءَ صَبًّا ﴿٢٥﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا ٱلْأَرْضَ

کہ ہم نے خوب پانی برسایا۔ پھر ہم نے عجیب طور پر زمین کو

شَقًّا ﴿٢٦﴾ فَأَنۢبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ﴿٢٧﴾ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ﴿٢٨﴾ وَ

پھاڑا۔ پھر ہم نے اس زمین میں سے غلہ۔ اور انگور اور ترکاری۔ اور

زَيْتُونًا وَنَخْلًا ﴿٢٩﴾ وَحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿٣٠﴾ وَفَٰكِهَةً وَأَبًّا ﴿٣١﴾

زیتون اور کھجور۔ اور گنجان باغ۔ اور میوے اور چارہ پیدا کیا

مَّتَٰعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَٰمِكُمْ ﴿٣٢﴾ فَإِذَا جَآءَتِ ٱلصَّآخَّةُ ﴿٣٣﴾

یہ سب تمہارے اور تمہارے مواشی کو فائدہ پہونچانے کیلئے پھر جب کانوں کے پردے پھاڑ دینے والی سخت آواز برپا ہوگی

يَوْمَ يَفِرُّ ٱلْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ﴿٣٤﴾ وَأُمِّهِۦ وَأَبِيهِ ﴿٣٥﴾ وَ

اس دن آدمی اپنے بھائی سے۔ اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔ اور

صَٰحِبَتِهِۦ وَبَنِيهِ ﴿٣٦﴾ لِكُلِّ ٱمْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ

اپنی رفیقۂ حیات بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا۔ اہلِ قیامت میں سے ہر شخص اس دن ایک ایسے حال میں گرفتار ہوگا

شَأْنٌ يُغْنِيهِ ﴿٣٧﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾ ضَاحِكَةٌ

جو اسکو اور طرف سے بے پروا یعنی بے خبر کر دیگا بہت سے چہرے اس دن روشن ہوں گے۔ ہنستے

مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾ وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾

اور اظہارِ مسرت کرتے ہوں گے۔ اور بہت سے چہرے اس دن گرد آلود ہوں گے۔

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾ أُو۟لَٰٓئِكَ هُمُ ٱلْكَفَرَةُ ٱلْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾ ع

ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی وہ لوگ ہیں جو منکر اور بدکار تھے۔

اور کسی کو کسی کی خبر نہ ہوگی۔ ایک عارف فرماتے ہیں ÷ در قیامت نیز ایں غوغا بود ÷ یعنی آں جانے تو دُمانے بود ÷ آگے نافرمانوں اور فرماں برداروں کی ایک اور کیفیت کا اظہار ہے (۳۷) بہت سے چہرے اُس دن روشن ہوں گے (۳۸) اور ہنستے اور اظہارِ مسرت کرتے ہوں گے ÷ یعنی ایمان کی وجہ سے چہرے روشن اور مسرت سے خنداں و شاداں ہو رہے ہوں گے یہ حضرات اہلِ ایمان ہوں گے (۳۹) اور بہت سے چہرے گرد آلود ہوں گے (۴۰) ان پر سیاہی چھائی ہوئی ہوگی ÷ یعنی کفر کی وجہ سے چہروں پر گرد ہوگی اور سیاہی اور تاریکی چڑھی ہوئی ہوگی جیسا کہ پریشانی اور غم کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔ یہ وہ باطنی ظلمت ہوگی جو اس دن چہروں پر نمایاں ہو جائیگی بلکہ بڑھتی رہے گی (۴۱) یہی وہ لوگ ہیں جو منکر اور بدکار تھے ÷ یعنی کافر اور بے حیا تھے اور ڈھیٹھ بن کر کفر پر قائم تھے اسلام کی خوبیاں اور حق کی صداقت کے دلائل سنتے تھے لیکن بایں ہمہ اپنی ڈھٹائی سے باز نہ آتے تھے (۴۲)

Marfat.com

سورۂ تکویر مکی ہے اور یہ اُنیس آیتیں ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا
اے اللہ کے پیغمبر آپ پر خلاف توقع بڑھاپے نے جلدی کی یعنی آپ کے قویٰ مبارکہ ابھی ایسے نہ تھے کہ اُن پر اس قدر جلدی بڑھاپے کے آثار یعنی ضعف اور کمزوری ظاہر ہو جاتے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
مجھے قرآن شریف کی پانچ سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔ سورۂ ہود۔ سورۂ واقعہ۔ سورۂ مرسلات۔ اور سورۂ عم یتساءلون۔ اور سورۂ اذا الشمس کورت۔ یعنی ان سورتوں میں جو عذاب الٰہی کا ذکر ہے۔ اور اُمتوں
سے مواخذے کا ذکر ہے ان سورتوں کے مضامین نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قیامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہے
وہ سورۂ اذا الشمس کورت پڑھے۔ آگے اس کی تیسیر لکھی جاتی ہے۔ جب آفتاب لپیٹ دیا جائے ؛ یعنی اُس کی دھوپ تہ کر دی جائے۔ مطلب یہ ہے کہ آفتاب بے نور ہو جائے اور اس کی روشنی سلب کر لی جائے

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۂ تکویر مکی ہے اور اس میں انتیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ﴿٢﴾ وَاِذَا
جب آفتاب لپیٹ دیا جائے یعنی بے نور ہو جائے۔ اور جب ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں۔ اور جب
الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٣﴾ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾ وَاِذَا
پہاڑ چلا دیئے جائیں۔ اور جب وہ اونٹنیاں جو بیانے کے قریب ہوں قابل توجہ نہ رہیں۔ اور جب
الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾ وَاِذَا
وحشی جانور گھبرا کر اکھٹے ہو جائیں۔ اور جب دریا بھڑکا دیئے جائیں۔ اور جب
النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾ بِاَيِّ
لوگوں کو اپنے اپنے ہم مشربوں کیساتھ جوڑ دیا جائے۔ اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے۔ کہ وہ
ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ
کس گناہ کے بدلے میں ماری گئی تھی۔ اور جب نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں۔ اور جب آسمان کی
كُشِطَتْ ﴿١١﴾ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿١٢﴾ وَاِذَا الْجَنَّةُ
کھال اتاری جائے یعنی کھُل جائے۔ اور جب دوزخ خوب دہکائی جائے۔ اور جب جنت
اُزْلِفَتْ ﴿١٣﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿١٤﴾ فَلَآ اُقْسِمُ
قریب کر دی جائے۔ تو اُس وقت ہر شخص اُن اعمال کو جان لیگا جو وہ لیکر آیا ہو گا۔ پس میں اُن ستاروں کی قسم کھاتا ہوں
بِالْخُنَّسِ ﴿١٥﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿١٦﴾ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿١٧﴾
جو ایک گت کو چلتے چلتے پیچھے ہٹنے لگتے ہیں۔ اور پیچھے ہی چلتے رہتے ہیں اور کچھ دنوں کو چھپ جاتے ہیں یعنی نظر نہیں آتے۔ اور قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگے
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿١٩﴾
اور صبح کی قسم کھاتا ہوں جب وہ طلوع ہو۔ کہ بیشک یہ قرآن ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا کلام ہے۔

(۱) اور جب ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں ؛ یعنی ستارے بے نور اور میلے اور گدلے ہو جائیں۔ اور ٹوٹ کر جھڑ پڑیں (۲) اور جب پہاڑ چلا دیئے جائیں ؛ یعنی ریت بن کر ہوا میں اڑتے پھریں (۳) اور جب گیا بھن اونٹنیاں جو بیانے کے قابل ہوں وہ توجہ کے قابل نہ رہیں ؛ یعنی دس مہینے کی گیا بھن اونٹنیاں جو اہل عرب کے نزدیک بہترین مال سمجھا جاتا ہے اور ایسی اونٹنی کی بہت حفاظت کی جاتی ہے اور بہت دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ لیکن وہ وقت یعنی نفخۂ اولیٰ ایسی ہلچل کا وقت ہوگا کہ ایسی اونٹنیاں جو بہت توجہ کے قابل ہوتی ہیں اُس [illegible] توجہ ہو جائیں گی اور کوئی ایسے بیش قیمت مال [illegible] اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا (۴) اور جب وحوش یعنی وحشی جانور گھبرا کر اکٹھے ہو جائیں ؛ یعنی وحشی جانور جو آبادیوں سے دور رہتے ہیں اور انسانوں سے گھبراتے ہیں اُس دن سب میں زلزلہ پڑ جائے اور وہ شہروں کی طرف گھبرا کر بھاگیں اور آبادیوں میں آکر پالتو جانوروں سے مل جائیں دوسری طرف انسان بھاگے۔ غرض یہ کہ شیر بکری اور چوپائے سب ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔ جیسا کہ اب بھی سیلاب اور سردی کے موسم میں دیکھا جاتا ہے کہ جنگلی جانور وحشت ونفرت کو چھوڑ کر آبادیوں کی طرف بھاگ آتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ حُشرت کے معنی وحوش صحرائی کا جمع کرنا ہو اور ہو سکتا ہے کہ جانوروں کو مار کر دوبارہ قصاص کے لئے زندہ کرنا ہو۔ کیونکہ بعض۔۔۔ موذی جانوروں کا جہنم میں ہونا اور بعض اچھے جانوروں کا جنت میں ہونا بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے ہم نے جمہور کا مشہور قول اختیار کر لیا ہے (۵) اور جب دریا بھڑکائے جائیں ؛ یعنی دریا کا پانی آگ بن جائے۔ پہلے ہوا بن جائے پھر ہوا آگ کی شکل میں تبدیل ہو جائے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پانی دریا کا دھواں ہو کر آگ بن جائے کہ جس کے سبب ہوا نہایت گرم ہو کر محشر کے بے ایمانوں کو دکھ پہنچائے اور تنور کی طرح جھونکنے سے اُبلے ۱۲ حضرت قتادہ کا قول ہے کہ سُجّرت کا مطلب یہ ہے کہ دریاؤں کا تمام پانی خشک ہو جائے اور ایک قطرہ بھی نام کو نہ رہے۔ بہرحال یہ چھ باتیں تو نفخۂ اولیٰ کی ہیں اور یہ جب ہوں گی جب دنیا آباد ہوگی اور نفخۂ اولیٰ سے عالم تباہ و برباد ہوگا۔ آگے کی چھ باتیں اُس عالم کی ہیں جو نفخۂ ثانیہ کے بعد ہوں گی (۶) اور جب لوگوں کو اپنے اپنے ہم مشربوں کے ساتھ جوڑ دیا جائے ؛ نفوس کی باہمی تزویج کے کئی معنی کئے گئے ہیں مثلاً مسلمانوں کو

مسلمانوں کیساتھ اور کافروں کو کافروں کے ساتھ۔ یا ہر شخص کا جوڑا اس شخص سے لگا دیا جائیگا جس سے وہ دنیا میں محبت کرتا تھا۔ یا یہ کہ ہر شخص اپنے ہم مذہب اور اپنی ملت کے ساتھ جوڑ دیا جائے گا
یہودی یہودیوں کے ساتھ۔ نصرانی نصرانیوں کے ساتھ۔ مسلم مسلمانوں کے ساتھ۔ کافر کافروں کیساتھ یا شیاطین کے ساتھ۔ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ ممبر پر فرمایا وہ دو شخص جو دنیا میں ایک سا عمل کیا کرتے
تھے وہ عمل جنتیوں کے ہوں یا دوزخیوں کے یعنی دوزخی دوزخی کے ساتھ جنتی جنتیوں کے ساتھ۔ بعض نے کہا رُوح اور بدن کے تعلق کو فرمایا ہے کہ روح اور بدن کا جوڑ لگایا جائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا احشروا الذین ظلموا و ازواجھم۔ یعنی جمع کرو گناہ گاروں کو اور ان کے جوڑوں کو۔ مطلب یہی ہے کہ ہم مشرب اور ہم مذہب آپس میں ایک دوسرے کیساتھ جمع
کر دیئے جائیں گے۔ یہ دوسرے نفخۂ صور کے بعد ہوگا (۷) اور جب زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے (۸) کہ وہ کس گناہ کے بدلے میں قتل کی گئی تھی ؛ ——— (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

جو بڑی قوت والا صاحب عرش کے نزدیک ذی مرتبہ ہے (۲۰) اُس عالم میں اس کی بات مانی جاتی ہے اور وہ امانت دار ہے ﴿ ایک لانیوالے میں جتنی باتیں خوبی کی ہونی چاہئیں وہ سب حضرت جبرئیل
میں جمع ہیں۔ یعنی زبردست قوۃ والا ہے کوئی اُس سے پیغام راستے میں چھین نہیں سکتا۔ ضبط اور حفظ کی قوت کا مالک ہے۔ بڑی بات یہ کہ عرش کے مالک کے نزدیک ذی مرتبہ اور صاحب مرتبہ ہے۔ درگاہ
الوہیت میں بڑا قرب اور بڑا مرتبہ حاصل ہے۔ عالم بالا یعنی ملائکہ میں مطاع ہے۔ یعنی آسمانوں کے فرشتے اسکی بات اور اُس کا حکم مانتے ہیں۔ اور ان کے امانت دار ہونے میں کسی کو شبہ نہیں۔ یہ تمام حضرت
جبرئیل کے اوصاف تھے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بیان فرماتے ہیں (۲۱) اور یہ تمہارے ساتھی اور ساتھ رہنے والے کوئی مجنوں اور دیوانے نہیں ہیں ﴿ یعنی یہ تمہارے ساتھی اور رفیق
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کو تم اچھی طرح جانتے ہو اور جنھوں نے تمام زندگی تم ہی میں گذاری ہے۔ اس کو دیوانہ کہنا خود کہنے والوں کی دیوانگی کا ثبوت ہے (۲۲) اور بیشک انھوں نے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس فرشتے یعنی جبرئیل کو آسمان کے صاف
کنارے پر دیکھا بھی ہے ﴿ یعنی اس فرشتے کو اس کی
اصلی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ہے۔
جیسا کہ ہم سورۂ والنجم میں تفصیل عرض کر چکے ہیں۔ صاف
کنارہ یعنی بلند کنارہ جو صاف نظر آتا تھا۔ وهو بالافق
الاعلی۔ اس قسم کے اوصاف سورۂ والنجم میں بھی
گزر چکے ہیں۔ آسمان کے کنارے سے مراد مشرقی کنارا
ہے۔ مطلب یہ ہے کہ وہ فرشتہ ہمارے پیغمبر کا دیکھا بھالا
ہے کوئی نیا فرشتہ نہیں ہے۔ کہ بلا وجہ شبہ کیا جائے
(۲۳) اور یہ پیغمبر غیب یعنی پوشیدہ باتیں جو ان کو
وحی کے ذریعہ معلوم ہوتی ہیں ان کے بتانے پر بخیل بھی
نہیں ہیں ﴿ یعنی یہ پیغمبر وحی کی باتوں کے بتانے
پر نہ اجرت مانگتا ہے نہ بخل کرتا ہے۔ خواہ وہ ماضی کی
ہوں یا مستقبل کی — یا برزخ کی یا عالم آخرت کی
یا گزشتہ اقوام کی غرض جو اس کو وحی آتی ہے وہ تم کو
سنا دیتا اور بتا دیتا ہے۔ کاہن تو بغیر اجرت کے کچھ نہیں
بتاتے پھر ایک بات سچی اور دس جھوٹی ملا کر بکتے ہیں بہر
حال معاذ اللہ یہ نہ دیوانے ہیں نہ کاہن ہیں بلکہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام پہونچانے والے
ہیں۔ آگے کفار کے ایک اور شبہ کا جواب ہے
(۲۴) اور یہ قرآن کسی شیطان مردود کی
کہی ہوئی بات نہیں ہے ﴿ یعنی جیسا تم خیال
کرتے ہو کہ محمد کو شیطان یہ کلام سکھاتا ہے۔ اور یہ کلام
شیطان کا ہے۔ اس کا رد فرمایا کہ یہ قرآن شیطان کی
کہی ہوئی بات نہیں ہے۔ غرض تمام دلائل سے یہ بات
ثابت ہو چکی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ نہ کسی دیوانے
کی بڑ ہے نہ کسی شیطان مردود کی بکواس۔ جن ذرائع
سے یہ کلام اس پیغمبر تک پہونچتا ہے وہ ذرائع نہایت
مضبوط اور محفوظ ہیں اور اس کو آسمان سے لانے والے
نہایت ثقہ متقی۔ امانت دار اور نہایت قوۃ والے ہیں
جب یہ تمام باتیں صاف ہو گئیں تو فرماتے ہیں (۲۵)
تو اب تم لوگ حق کو چھوڑ کر کس طرف جا رہے ہو ﴿ قرآن
آ پہونچا اور اُس کے حق ہونے کے دلائل تم نے سن لئے
پھر اب کہاں جا رہے ہو اور راہ حق کو چھوڑ کر کدھر جاتے
ہو (۲۶) بس یہ قرآن تو جہان والوں کے یعنی اقوام
عالم کیلئے سراسر ایک نصیحت کی چیز ہے ﴿ یعنی قرآن کے
متعلق تم جتنے احتمالات بیان کرتے ہو اُن سب کے
غلط ہونے کے بعد سمجھ لو کہ یہ قرآن اقوام عالم کے لئے
ایک نصیحت اور ایک بہت بڑا دستور العمل ہے جو دین
و دنیا میں تمہاری اصلاح اور نجات کا موجب ہے (۲۷) خاص طور پر اُس شخص کے لئے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے ﴿ یعنی اس نصیحت نامے اور دستور سے خاص طور پر وہ شخص مستفید ہوتا ہے جو عناد اور کج روی
کو چھوڑ کر سیدھی راہ چلنا چاہے (۲۸) اور تم بدون اللہ تعالیٰ کے چاہے جو تمام عالموں کا پروردگار ہے اور مالک ہے کچھ نہیں چاہ سکتے ﴿ یعنی فی نفسہ قرآن نصیحت ہے لیکن اس کی تاثیر مشیت الٰہی پر موقوف ہے
اس کی مشیت جس سے متعلق ہو جاتی ہے وہ کامیاب ہوتا ہے اور جس کے ساتھ اس کے ارادے کا تعلق کسی مصلحت و حکمت کے اور سوء استعداد کے باعث نہیں ہوتا اُس کو اس نصیحت نامے سے نصیحت نصیب نہیں
ہوتی اور وہ اپنی شقاوت اور خرابی استعداد کے باعث نصیحت قبول کرنے سے محروم رہتا ہے اور مشیت خداوندی کے بغیر اس کو توفیق میسر نہیں ہوتی۔ حدیث میں آتا ہے جو کوئی سورۂ تکویر پڑھتا ہے اور سچے دل
سے اُس کا اعتقاد رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو اُس وقت کی رسوائی اور فضیحت سے بچا لیگا۔ جس وقت اعمال ناموں کے ملنے میں عام لوگوں کو فضیحت و رسوائی ہوگی (۲۹) باقی ضمیمہ میں)

ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾ مُّطَاعٍ
جو بڑی قوت والا صاحب عرش کے نزدیک ذی مرتبہ ہے ۔ وہاں اس کی بات مانی جاتی ہے
ثَمَّ أَمِينٍ ﴿٢١﴾ وَمَا صَاحِبُكُم بِمَجْنُونٍ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ رَآهُ بِالْأُفُقِ
اور وہ امانت دار ہے ۔ اور یہ تمہارے رفیق یعنی محمد کوئی دیوانے نہیں ہیں ۔ اور بیشک انھوں نے اس فرشتے یعنی جبرئیل کو آسمان کے صاف
الْمُبِينِ ﴿٢٣﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ﴿٢٤﴾ وَمَا هُوَ
کنارے پر دیکھا بھی ہے ۔ اور یہ پیغمبر پوشیدہ باتوں کے بتانے پر بخیل بھی نہیں ہیں یعنی وحی کی باتوں پر ۔ اور یہ قرآن
بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَّجِيمٍ ﴿٢٥﴾ فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ ﴿٢٦﴾ إِنْ
کسی شیطان مردود کی کہی ہوئی بات نہیں ہے ۔ تو اب تم لوگ کس طرف کو جا رہے ہو ۔ بس
هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ﴿٢٧﴾ لِمَن شَاءَ مِنكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ ﴿٢٨﴾
یہ قرآن تو اقوام عالم کیلئے ایک سراسر نصیحت ہے ۔ خصوصاً اُس کیلئے جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے
وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٩﴾
اور تم بدون اللہ تعالیٰ کے چاہے جو سب عالموں کا رب ہے ۔ کچھ نہیں چاہ سکتے

ع ١ ٢٩ ٦

سُورَةُ الْانْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ آيَةً

سورہ انفطار مکی ہے اور یہ انیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا
جب آسمان پھٹ جائے ۔ اور جب ستارے جھڑ پڑیں ۔ اور جب
الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ
سب دریا بہا دیے جائیں ۔ اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں ۔ ہر شخص اُس چیز کو جان لے گا
مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ
جو اس نے آگے بھیجی اور جو اس نے پیچھے چھوڑی ۔ اے انسان تجھ کو تیرے رب کے متعلق جو صاحب کرم ہے

Marfat.com

اے آدمی تجھ کو تیرے پروردگار کے متعلق جو کریم اور صاحب کرم ہے کس چیز نے فریب میں ڈال رکھا ہے ؞ یعنی کس چیز نے تجھ کو اپنے پروردگار سے بھول میں اور دھوکے میں ڈال دیا اور کس چیز نے تجھ کو اس کے عتاب اور اس کی گرفت سے بے خوف اور مامون کر دیا۔ جس نے تجھ پر کس قدر احسان کئے اُس سے غافل ہو گیا اور باوجود غیر مامون ہونے کے اپنے آپ کو مامون اور حفاظت میں سمجھنے لگا۔ آگے احسانات کا بیان ہے۔ بعض اہل اشارات کا قول ہے کہ اور تمام اوصاف کو چھوڑ کر یہاں اپنا وصف کریم بیان فرمایا تو یہاں تلقین حجت کا اظہار ہے۔ اسی بنا پر حضرت ابوبکر وراق کا قول ہے کہ اگر مجھ سے دریافت کیا گیا تو یں عرض کروں گا۔ غرنی کرم الکریم - یعنی مجھ کو کریم کے کرم نے بھلایا۔ حضرت فضیل سے کسی نے دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا۔ غرنی ستورك المرخاة - یعنی آپکی پردہ پوشی نے مجھ کو بھول میں ڈالدیا یحییٰ معاذ رازی نے فرمایا - اقول غرانی سالفا وانفا۔ یعنی گناہوں سے درگزر کرنے اور ذنوب سابقہ اور آئندہ پر گرفت نہ فرمانا اس نے دھوکا دیا۔ بہرحال حضرات اہل اشارات نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں سے

بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ﴿٦﴾ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾

کس چیز نے فریب میں ڈال رکھا ہے ۔ وہ رب جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو درست کیا اور تیری بناوٹ میں ایک خاص تناسب و اعتدال رکھا

فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ﴿٨﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ

نیز جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دیا ۔ نہیں نہیں بلکہ تم تو جزا و سزا کی ہی

بِالدِّينِ ﴿٩﴾ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴿١١﴾

تکذیب کرتے ہو۔ حالانکہ تم پر ایسے نگہبان مقرر ہیں ۔ جو معزز اور کاتب اعمال ہیں۔

يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ﴿١٢﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿١٣﴾

وہ ان سب اعمال کو جو تم کرتے ہو جانتے ہیں ۔ بے شک نیک لوگ بڑے آرام میں ہوں گے

وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ﴿١٤﴾ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ﴿١٥﴾

اور بدکار لوگ یقیناً دوزخ میں ہوں گے ۔ یہ لوگ اُس دوزخ میں جزا کے دن داخل ہونگے۔

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ

اور یہ لوگ اس جہنم سے کہیں غائب نہ ہو سکیں گے۔ اور اے پیغمبر آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا

الدِّينِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿١٨﴾ يَوْمَ لَا

کیسا ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں آپ کو کچھ خبر ہے کہ وہ روز جزا کیسا ہے۔ وہ ایسا دن ہے

تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلَّهِ ﴿١٩﴾

جس دن کوئی شخص کسی شخص کو کچھ بھی نفع پہونچانے کا اختیار نہ رکھتا ہوگا اور اس دن تمام تر حکم اللہ ہی کا ہوگا

سُورَةُ التَّطْفِيفِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَثَلٰثُونَ اٰيَةً

سورۂ تطفیف مکی ہے اور اس میں چھتیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؏

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ﴿١﴾ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی ۔ کہ جب لوگوں سے پیمانہ ناپ کریں

کچھ عرض کر دیا اہل تحقیق کا مسلک یہ ہے کہ یہاں کریم کہنے سے تلقین حجت نہیں ہے بلکہ مانع کو تقویت پہنچانے کی غرض سے فرمایا ہے یعنی کرم کا تقاضا اور ان کی کریمی کا مقتضا یہ ہے کہ انسان اُس کی طرف زیادہ توجہ کرے اور اُس کے ہر حکم کی تعمیل میں سرگرم رہے۔ کیونکہ جس آقا کے اتنے کرم ہوں اُس کی نافرمانی اور اس کی حکم عدولی انتہائی حمق اور نادانی ہے۔ آگے کریم کے مزید احسانات فرمائے (٦) وہ پروردگار جس نے تجھ کو بنایا پھر تجھ کو درست کیا اور تیری بناوٹ میں ایک خاص تناسب و اعتدال رکھا (٧) نیز جس صورت میں چاہا تجھ کو ترکیب دیدیا ؞ یعنی اس اکرم جس نے تجھ کو نیستی سے وجود بخشا۔ نیست سے ہست کیا پھر تیری ساخت اور بناوٹ میں دوسرے حیوانات سے خاص امتیاز رکھا کائنات میں تیرا نقشہ تمام مخلوق سے بہتر بنایا تیرے اعضا کو درست کیا ہر چیز کو ایک ایسے موقع سے رکھا جس موقع کے وہ چیز قابل تھی۔ پھر تیری ہر چیز میں اعتدال رکھا۔ جیسا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ٹھیک کیا بدن میں برابر کیا خصلتیں ۱۲ یعنی تمام اخلاط میں اعتدال رکھا۔ جمے ہوئے خون سے جو لوتھڑا بنایا اُس لوتھڑے کو جو ایک گٹھلی کی شکل میں تھا اُس گٹھلی کو درست کیا پھر اس سے جو اعضا پھوٹے اور نکلے وہ نہایت تناسب سے نکلے۔ پھر جس صورت میں چاہا ترکیب دیدیا یعنی بچہ کبھی ماں کی اور کبھی باپ کی صورت پر پیدا ہوتا ہے۔ کبھی ننھیال اور کبھی ددھیال میں سے کسی کی شکل پر پیدا ہوتا ہے۔ اور ہر ملک اور ہر مقام کے اعتبار سے بہترین شکل و صورت عطا فرمائی۔ ھوالذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء ایسے رب کریم سے جس کے اس قدر احسانات ہیں اسے انسان تو دھوکے میں پڑا ہوا ہے اور غفلت و بھول میں مبتلا ہے (٨) نہیں نہیں بلکہ تم تو جزا و سزا کی ہی تکذیب کرتے ہو اور قیامت ہی کو جھٹلاتے ہو؞ اوپر کی تمام آیتیں بلکہ لفظ کریم ہی ایک مستقل دلیل ہے قیامت کی۔ لیکن تم اس قدر غرور اور بھول اور غفلت میں پڑے ہوئے ہو کہ جزا اور سزا ہی کو جھٹلاتے ہو۔ اور کسی ایسے دن کو مانتے ہی نہیں جس دن ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے۔ اس دن پر اگر ایمان رکھتے تو تم اغترار میں مبتلا نہ ہوتے کیونکہ قیامت پر ایمان لانا ہی تو دافع اغترار ہے۔ اور تم اس پر یقین نہیں رکھتے تم اس دن کو جھٹلاتے اور اس دن کی تکذیب کرتے ہو۔ آگے فرمایا کہ اچھا ہم نے بھی اپنے فرشتے تم پر مقرر کر رکھے ہیں۔ تم جو اعمال کرتے ہو اس پر یہ فرشتے نگہبان ہیں۔ تم کو تکذیب کی ضرور سزا دی جائیگی چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں (٩) حالانکہ تم پر ایسے نگہبان مقرر ہیں (١٠) جو معزز اور کاتب اعمال ہیں (١١) وہ ان سب اعمال کو جانتے ہیں جو تم کرتے ہو؞ ان فرشتوں کی تعداد اور اُن کے بیٹھنے کی جگہ اور ان کے اعمال کو لکھنے کا طریقہ ان سب باتوں میں علماء کے مختلف قول ہیں۔ لیکن احادیث صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کاتب اعمال دو فرشتے ہیں جو دن کو لکھتے ہیں وہ شام کو چلے جاتے ہیں اور جو شام کو آتے ہیں وہ صبح کو چلے جاتے ہیں جیسا کہ ہم سورۂ ق میں عرض کر چکے ہیں اُن کاتب اعمال فرشتوں کو کرام فرمایا۔ یعنی عزت والے۔ ان فرشتوں کا معزز ہونا یہی کہ اوّل تو وہ حافظ ہیں بندے کے ہر عمل سے بخوبی واقف ہیں۔ وہ ہر ایک برائی اور بھلائی کو سمجھتے ہیں اور کوئی عمل ان سے ضائع نہیں ہوتا۔ حضرت مجاہد کا قول ہے کہ تم کراما کاتبین (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

کہ جب لوگوں سے پیمانہ ناپ کریں تو پیمانہ کو پوری طرح بھر کریں (٢) اور جب لوگوں کو پیمانے سے ماپ کر دیں یا تول کر دیں تو کم دیں یا گھٹا کر دیں ۞ اگرچہ پوری طرح پیمانہ بھر کر لینا کوئی مذموم اور قابل اعتراض بات نہیں ہے مگر یہاں اس کا ذکر کرنا کم دینے کی مذمت کو موکد کرنا اور کم دینے کی برائی کی تاکید کرنا ہے۔ اگر لینے میں بھی بے پروائی اور رعایت کرتے تو شاید معاملہ برابر سرابر سمجھ لیا جاتا کہ نہ پورا دیتے ہیں نہ پورا لیتے ہیں لیکن اگر کوئی اپنا حق تو پورا لے اور دوسرے کو کم دے تو یہ امر بہت قابل مذمت ہے اور چونکہ اصل مقصد کم دینے کی مذمت کرنا ہے اس لئے کیل اور وزن دونوں کا ذکر کیا۔ کہ ماپ میں بھی کمی کرتے ہیں اور تول میں بھی کم دیتے ہیں۔ اور چونکہ پورا لینا عیب نہیں اس لئے یستوفون میں صرف اکتیال کا ذکر فرمایا نیز اس لئے کہ اہل عرب میں کیل کا دستور زیادہ تھا۔ جیسا کہ آج کل بھی حجاج کھجوریں کیل سے خریدتے ہیں۔ لین دین کی چار صورتیں ہو سکتی ہیں (١) لینے اور دینے دونوں میں زیادتی کرے (٢) یہ کہ دونوں میں کمی کرے (٣) یہ کہ دیتے وقت کمی کرے اور لیتے وقت پورا لے (٤) یہ کہ لیتے وقت کم لے اور دیتے وقت پورا دے۔ ان چاروں صورتوں میں قرآن نے تیسری شکل کی مذمت کی ہے اور یہ واقعہ ہے کہ تیسری ہی شکل دناءت کی ہے اور انتہائی قابل مذمت ہے آگے اس گناہ پر تہدید مذکور ہے (٣) کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ اُس دن دوبارا زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے (٤) جو دن بڑا سخت ہے (٥) جس دن تمام لوگ جملہ عالموں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے ۞ یعنی یہ جو لوگوں کا حق مارتے ہیں اور کم تولتے ہیں اور ماپ میں کمی کرکے خریدار کو نقصان پہونچاتے ہیں تو ان لوگوں کو مرنے کے بعد دوبارا زندہ ہونے کا اُس دن میں جو گوناگوں مشکلات کے باعث بڑا سخت ہوگا یقین نہیں ہے۔ اگر یقین ہوتا اور یہ جانتے کہ ایک دن حساب کتاب ہونا ہے اور اُس دن رب العالمین کی جناب میں تمام لوگ جواب دہی کے لئے کھڑے ہوں گے۔ تو یہ لوگ ایسا نہ کرتے بہرحال مدعا یہ ہے کہ اُس دن کا یقین کرو وہ دن ضرور آنا ہے اور کم تولنے اور کم ماپنے سے توبہ کرو اور اس گناہ کا آئندہ ارتکاب نہ کرو۔ آگے منکروں پر تہدید ہے (٦) ہرگز ایسا نہیں بلکہ بدکرداروں کے تمام اعمال منضبط اور محفوظ ہیں بلاشبہ بدکرداروں کا نامۂ اعمال سجین میں رہے گا ۞ یعنی ایک تنگ و تاریک مقام میں جو کفار کی ارواح کا مقام ہے (٧) اور آپ کو اے پیغمبر کچھ معلوم ہے کہ وہ سجین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے (٨) وہ ایک دفتر ہے صاف لکھا ہوا حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں یعنی ان کے نام وہاں داخل ہوتے ہیں مگر وہیں پہونچیں گے۔ خلاصہ یہ کہ سجین ایک دفتر ہے جس میں ہر دوزخی کا نام درج ہے۔ بندوں کے عمل لکھنے والے فرشتے جن کا ذکر سورۂ انفطار میں گزر چکا ہے وہ ان فجار کے مرنے کے بعد ان میں سے ہر شخص کے اعمال کی فردیں بناکر اُس دفتر میں داخل کر دیتے ہیں ہر فرد پر کوئی خاص ایسی علامت لگا دیتے ہیں جس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی یہ فرد ہے وہ دوزخی ہے۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی مقام ارواح کفار کا مستقر ہے قیامت تک یہ ارواح وہیں رہیں گی۔ کفار کی ارواح کو نہ آسمان قبول کرتا ہے نہ طبقات ارضی پسند کرتے ہیں تو ساتوں زمین کے نیچے ان کا مستقر رکھا گیا ہے۔ اور بھی علمائے متقدمین کے کئی قول ہیں۔ مگر ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول اختیار کر لیا جیسا کہ ہمارے بزرگوں نے

يَسْتَوْفُونَ ﴿٢﴾ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ﴿٣﴾ أَلَا
تو پیمانہ کو پوری طرح بھر کریں اور جب لوگوں کو پیمانہ سے ناپ کر دیں یا تول کر دیں تو کم دیں۔ کیا
يَظُنُّ أُولَٰٓئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ ﴿٤﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ
ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ اُس دن دوبارا زندہ کرکے اٹھائے جائیں گے۔ جو دن بڑا سخت ہے۔ جس دن
يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٦﴾ كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ
تمام لوگ ربُّ العالمین کے روبرو کھڑے ہوں گے ہرگز ایسا نہ کرو بیشک بدکار لوگوں کا نامۂ عمل
لَفِي سِجِّينٍ ﴿٧﴾ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا سِجِّينٌ ﴿٨﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُومٌ ﴿٩﴾
سجین یعنی تنگ تاریک مقام میں رہیگا اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ سجین میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے۔ وہ ایک دفتر ہے صاف لکھا ہوا
وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ بِيَوْمِ
اس مذکورہ دن میں جھٹلانیوالوں کی بڑی خرابی ہوگی۔ جو روز جزا کی تکذیب
الدِّينِ ﴿١١﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِۦٓ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ إِذَا تُتْلٰى
کرتے ہیں۔ اور اس روز جزا کو صرف وہی جھٹلاتا ہے جو حد سے بڑھ جانیوالا ہے گناہگار ہے۔ جب اسکے روبرو ہماری
عَلَيْهِ ءَايٰتُنَا قَالَ أَسٰطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٣﴾ كَلَّا ۖ بَلْ ۜ رَانَ
آیتیں تلاوت کی جائیں تو کہنے لگے یہ اگلے لوگوں کی بے سروپا کہانیاں ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بلکہ انکے قلوب پر انکے اعمال
عَلٰى قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ
کا جو یہ کیا کرتے تھے زنگ بیٹھ گیا ہے۔ نہیں نہیں یہ لوگ اس دن اپنے رب کے دیدار سے
يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ
روک دیئے جائیں گے۔ پھر یقیناً یہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر ان سے
يُقَالُ هٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِۦ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّآ إِنَّ كِتٰبَ
کہا جائیگا یہی وہ چیز ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ یہی نہیں بلکہ نیک لوگوں کا نامۂ عمل
الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَآ أَدْرٰكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتٰبٌ
اعلیٰ ترین مقام میں رہے گا اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ اعلیٰ ترین مقام میں رکھا ہوا نامۂ عمل کیا چیز ہے۔ وہ ایک دفتر ہے

عام طور سے اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم۔ حضرت حق جل مجدہٗ کی عادت اسی طرح جاری ہے کہ جب وہ جنت کا ذکر فرماتا ہے تو اس کی صفائی اور بلندی اور مقربین ملائکہ کی حضوری سے موصوف فرماتا ہے۔ اسی طرح جب اشرار کا ذکر فرماتا ہے تو تسفّل۔ تاریکی اور تنگی اور حضور شیاطین سے موصوف فرماتا ہے۔ پس سجین کو ایسا مقام سمجھنا چاہیے جو نہایت اسفل اور تاریک ہو اور جہاں شیاطین کی حضوری ہو اور اشرار کے اعمال ناموں کی فردیں بنی ہوئی وہاں رکھی ہوں۔ رقم کے معنی لکھنے اور مہر لگانے کے ہیں یہاں دونوں باتیں ہو سکتی ہیں۔ مرقوم۔ مکتوب یا مختوم۔ ہم نے دونوں معنی ظاہر کر دئے ہیں۔ آگے جزا کا ذکر فرماتے ہیں (٩) اس مذکورہ دن میں جھٹلانے والوں کی بڑی خرابی ہوگی (١٠) جو روزِ جزا کی تکذیب کرتے ہیں ۞ یعنی جو لوگ روزِ جزا کی تکذیب کرنیوالے ہیں اُس جزا کے دن اُن کے لئے بڑی خرابی اور تباہی ہوگی۔ اور پر جس دن کا ذکر آیا تھا وہ یہی روزِ جزا ہے جس کو فرمایا تھا لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین اُسی دن کو یہاں فرمایا کہ جو لوگ اس دن کی (باقی صفحہ میں)

Marfat.com

مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾
صاف لکھا ہوا۔ خدا کے مقرب فرشتے اس کو دیکھتے رہتے ہیں۔ بیشک نیک لوگ بڑے آرام میں ہوں گے
عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ
مسہریوں پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے۔ اے مخاطب تو ان کے چہروں میں نازونعم کی تروتازگی
النَّعِيْمِ ﴿۲۴﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ﴿۲۵﴾ خِتٰمُهُ مِسْكٌ ۚ وَ
نمایاں پائیگا۔ ان کو شراب خالص پلائی جائے گی جو سربمہر ہوگی۔ اس کی مہر مشک کی ہوگی۔ اور
فِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَمِزَاجُهُ مِنْ
رغبت کرنیوالوں کو چاہیے کہ اس نفیس شراب کی خواہش کریں۔ اور اس شراب میں تسنیم کے
تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۸﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ
پانی کی آمیزش ہوگی۔ یہ تسنیم ایک چشمہ ہے جس میں سے مقربین بارگاہ لوگ پئیں گے۔ بے شک جو لوگ
أَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَإِذَا مَرُّوْا
مجرم ہیں وہ ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے۔ اور جب مسلمان ان کافروں کے آگے سے گزرتے
بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوْا إِلٰى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا
تھے تو یہ کافر ان پر آنکھوں سے آپس میں اشارے کیا کرتے تھے اور جب یہ کافر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو وہاں بھی
فَكِهِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوْا إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَضَالُّوْنَ ﴿۳۲﴾
ان کا تذکرہ کرکے مزہ لیتے تھے۔ اور جب یہ کافر ان کو دیکھتے تو کہتے یہ لوگ یقیناً گم کردہ راہ ہیں۔
وَمَا أُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
حالانکہ ان کافروں کو مسلمانوں پر کوئی نگراں بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے۔ سو آج کے دن مسلمان
مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُوْنَ ﴿۳۵﴾
کافروں پر ہنسیں گے۔ اور مسہریوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔
هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ ع
واقعی کافروں کو ان کے کیے کی خوب پاداش ملی۔

ع ۱ / ۲۶ / ۸

وہ ایک دفتر ہے صاف لکھا ہوا (۲۰) مقرب بارگاہ فرشتے اس کو دیکھتے رہتے ہیں ؛ یعنی جہاں نیک اور ابرار لوگوں کے نام درج ہیں اور ان کے اعمال کی فردیں اور مسلیں وہاں رہتی ہیں۔ اس مقام کی عزت اور تفخیم کے لئے سوال کیا کہ اے پیغمبر آپ کیا جانتے ہیں کہ وہ مقام کیا ہے جس کو علیون کہتے ہیں۔ پھر فرمایا وہ ایک دفتر ہے جہاں لکھا ہوا یا مہر کیا ہوا رجسٹر ہے اس دفتر اور رجسٹر کو مقرب فرشتے یا مقرب بندے خوش ہوکر دیکھتے ہیں۔ اور ابرار کی ارواح کا مستقر بھی وہی ہے۔ یا پہلے ارواح مومنین کو وہاں لے جاتے ہیں پھر اپنے ٹھکانے پر ان ارواح کو پہونچا دیا جاتا ہے اور ان ارواح کا تعلق اپنی اپنی قبروں سے بھی رہتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ جس طرح سجین کے متعلق علماء کے کئی قول تھے اسی طرح علیین میں بھی کئی قول ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ علیین چوتھے آسمان پر ایک جگہ ہے وہاں نیک لوگوں کی ارواح جمع ہوتی ہیں اور وہیں ملائکہ مقربین کراماً کاتبین سے ان ارواح کے روزنامچے کی کتاب لیکر اُس دفتر میں داخل کرتے ہیں حضرت قتادہ اور مقاتل کا قول ہے کہ وہ عرش کا داہنا پایہ ہے۔ ضحاک کہتے ہیں وہ سدرۃ المنتہی ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ وہ ساتویں آسمان پر کوئی مقام ہے۔ بہرحال کئی قول ہیں۔ ابن کثیر نے حضرت کعب سے ایک روایت نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقام ساتویں آسمان پر ہے۔ مومن کی روح جب فرشتے لیکر چلتے ہیں۔ اور ہر آسمان کے کچھ فرشتے اُس روح کے ساتھ ہو جاتے ہیں .... یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر اس روح کو لیکر پہونچتے ہیں۔ اور اعلیٰ علیین میں اس کا نامۂ اعمال تفویض کر دیتے ہیں اور اسی کو مستقر ارواح کہتے ہیں۔ مقربین ملائکہ اس نامۂ عمل کی حفاظت کرتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ مقربین سے حضرت اسرافیل مراد ہیں۔ بہرحال وہ فرشتے بہ نظر حفاظت یا بہ نظر شوق اس نامۂ عمل کو دیکھتے رہتے ہیں واللہ اعلم وہ دفتر لکھا ہوا یا کیا ہوا ہوتا ہے اور اُس پر ایسی علامت لگا دی جاتی ہے جس سے دیکھنے والا یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ شخص جنتی ہے آگے ان ابرار کی داد اور نعمتوں کا ذکر ہے (۲۱) بلاشبہ نیک لوگ بڑی آسائش و آرام میں ہوں گے (۲۲) مسہریوں پر بیٹھے نظارہ کر رہے ہوں گے ؛ یعنی بہشت کے عجائب و غرائب کی سیر کرتے ہوں گے یا دیدار الٰہی کا نظارہ کرتے ہوں گے (۲۳) اے مخاطب تو ان کے چہروں میں نازونعم کی تروتازگی نمایاں پائے گا ؛ یعنی جنت کے آرام اور آسائش کے آثار ان ابرار کے چہروں سے ظاہر ہونگے کہ دیکھتے ہی دیکھنے والا پہچان جائیگا کہ یہ انتہائی آرام میں زندگی بسر کر رہے ہیں (۲۴) ان کو شراب خالص پلائی جائیگی جو سربمہر ہوگی (۲۵) اُس شراب کی مہر مشک کی ہوگی اور رغبت کرنیوالوں کو چاہیے کہ اس نفیس شراب کی خواہش کریں ؛ یعنی دنیا میں جس طرح لاکھ پر مہر لگائی جاتی ہے یہ مہر مشک پر جمائی جائیگی جس کو کھولتے ہی تمام مجلس مشک کی خوشبو سے مہک جائیگی دنیا کی شراب اس لائق نہیں کہ اس کی جانب کوئی توجہ کی جائے البتہ یہ شراب اس قابل ہے کہ اس شراب کی رغبت کی جائے۔ اور پینے والے اس کی خواہش کریں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں لیکن یہ شراب نادر ہے جو سربمہر رہتی ہے اور اس کی قدر کے موافق مہر لگتی ہے مشک پر ۱۲ اور یہ شراب اس لائق ہے کہ پینے والے اس کی خواہش اور رغبت کریں (۲۶) اور اس شراب میں تسنیم کے پانی کی آمیزش ہوگی (۲۷) یہ تسنیم ایک چشمہ ہے جس میں سے مقربین بارگاہ لوگ پئیں گے ؛ یعنی یہ چشمہ تسنیم جو مقربین کے پینے کے لئے ہے۔ اس شراب میں تھوڑی سی ملونی اس چشمہ تسنیم کی ہوگی۔ عام قاعدہ ہے کہ شراب میں پانی یا سوڈا وغیرہ ملا کر پیتے ہیں لیکن اس شراب میں چشمہ تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ تسنیم کے چشمے کا پانی جنت کے تمام پانیوں سے اعلیٰ اور مزے میں برتر ہے۔ اونچی جگہ سے اس کا پانی ٹپک ٹپک کر آتا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں اس کا منبع عرش کے نیچے ہے۔ تنافس حریصانہ رغبت کو کہتے ہیں یہاں حرص کا مطلب یہ ہے کہ یہاں وہ عمل بڑھ کر کرو جو ابرار کے درجہ تک پہنچا دیں اور یہ شراب پینے کو ملے۔ بعض نے یوں کہا ہے کہ اس شراب میں مشک ملا ہوا ہوگا اُس کا پینے والا جب ڈکار لیگا تو مشک کی خوشبو آئے گی۔ بہرحال سابقین اور مقربین تو تسنیم کا پانی براہ راست پئیں گے اور ابرار کی شراب میں چشمہ تسنیم کی ملونی ہوگی جس طرح یہاں شربت میں گلاب اور کیوڑہ وغیرہ کی ملونی ملا کر دیتے ہیں۔ اب آگے فریقین کے مجموعہ کا حال مذکور ہے۔ یہاں تک فریقین کا ذکر علیحدہ علیحدہ فرمایا تھا۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

سورۂ انشقاق کی ہے اور یہ پچیس آیتیں ہیں ﴿ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ﴿ اس سورت میں بھی قیامت اور یوم مجازات کا ذکر فرمایا - چونکہ مجازات ایک اہم مسئلہ ہے اگر کوئی شخص مجازات کا اعتقاد نہیں رکھتا تو وہ کسی قانون شریعت اور آسمانی مذہب کے کسی قانون کی پابندی نہیں کرسکتا - اس لئے قرآن اسی مسئلے کو مختلف عنوان سے بار بار بیان کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے - جب آسمان پھٹ جائے (۱) اور اپنے پروردگار کا حکم سن لے اور وہ آسمان اسی لائق ہے ﴿ یہ آسمان کا پھٹنا شاید اس وقت ہوگا جب بادلوں میں فرشتوں کا نزول ہوگا - جیسا کہ سورۂ فرقان میں ہے ہوسکتا ہے کہ یہ پھٹنا پہلے نفخہ کا پھٹنا ہو اور ہوسکتا ہے کہ دوسرے نفخہ کے وقت پھٹنا واقع ہو بہرحال مطلب یہ ہے کہ جب حضرت حق جل مجدہٗ کا تکوینی حکم آسمان کو ہوگا تو وہ اُسی وقت اس حکم کی تعمیل کرے گا - پھر فرمایا کہ آسمان نے کان لگا رکھے ہیں کہ کب حکم ہو اور کب پھٹ جاؤں - اذنت کے معنی سمعت ہوتے ہیں چنانچہ حکم ہوتے ہی پھٹ جائیگا اور آسمان کو مقہور اور مقدور ہونے کی وجہ سے لائق بھی یہی ہے کہ اپنے خالق و مالک کے حکم کے سامنے گردن جھکا دے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کا ارشاد ہے کہ آسمان کہکشاں کے مقام سے پھٹے گا واللہ اعلم (۲) اور جب زمین پھیلا دی جائے (۳) اور جو کچھ اس میں ہے اسے وہ زمین نکال پھینکے اور خالی ہوجائے (۴) اور وہ اپنے رب کے حکم پر کان لگائے اور وہ اسی لائق ہے (تو اس وقت آدمی سزا و جزا کو دیکھے گا) مطلب یہ ہے کہ زمین کو کھینچ کر بڑھا دیا جائے اور زمین میں جو کچھ ہے وہ زمین اس کو باہر نکال دے - یعنی مُردے اور دفینے اور مختلف دھاتیں جو کانوں میں ہیں سب باہر نکال پھینکے اور زمین بالکل ایک صاف چٹیل میدان ہوجائے نہ کوئی پہاڑ نہ درخت اور نہ دریا کوئی آڑ باقی نہ رہے غرض مخلوق کے کھڑے ہونے اور حساب و کتاب دینے کے لئے زمین کو بالکل ہموار کر کے پھیلا دیا جائے گا اور زمین بھی اس حکم تکوینی کی تعمیل کے لئے کان لگائے ہوئے ہے جو حکم سنتے ہی حکم کو بجا لائے گی اور زمین کو بھی لائق اور زیبا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم بجا لائے آگے جو فقرہ ہم نے خطوط وحدانی میں لکھا ہے وہ قائم مقام جزا کے ہے اگرچہ جزا میں بھی کئی قول ہیں بعض نے فملاقیہ اور بعض نے فاما من اوتی کو جزا قرار دیا ہے - ہم نے راجح قول کو اختیار کیا ہے - اذا وقعت هذه الامور كان من الاهوال ما تقصر عن بيانه بہرحال زمین کو چمڑے اور ربڑ کی طرح کھینچکر ہموار کر دیا جائے گا آسمان و زمین اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں خصوصی اہمیت رکھتے ہوئے اس قدر مطیع و منقاد ہیں کہ حکم پر کان لگائے ہوئے ہیں لیکن انسان باوجود کمزوری کے حق تعالیٰ کے احکام کی تعمیل سے غافل ہے آگے انسان کو خطاب ہے (۵) اے انسان تو اپنے پروردگار کے پاس جانیکے وقت تک پوری کوشش کے ساتھ عمل کر رہا ہے پھر تو اس عمل کی جزا سے ملنے والا ہے ﴿ کدح کے معنی کسی چیز میں نہایت مشقت کے ساتھ کوشش کرنے کے ہیں عرب کا محاورہ ہے کدح جلدہٗ - مطلب یہ ہے کہ مرنیکے وقت تک اے انسان تو ہر کام میں خواہ وہ اچھا ہو یا برا ہو پوری کوشش اور محنت کرتا ہے اور اس عمل میں پوری طرح جد و جہد کرتا ہے اور مرنے کے وقت تک تیری پوری کوشش جاری ہے بالآخر تو اس عمل کی جزا سے ملنے والا اور ملاقات کرنے والا ہے -

سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۂ انشقاق مکی ہے اور یہ پچیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝١ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٢ وَاِذَا

جب آسمان پھٹ جائے - اور اپنے رب کے حکم پر کان لگائے اور وہ اسی لائق ہے - اور

الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝٣ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۝٤ وَاَذِنَتْ

زمین کھینچکر پھیلا دی یعنی بڑھا دی جائے اور جو کچھ اس میں ہے اسے وہ زمین نکال پھینکے اور خالی ہوجائے اور وہ اپنے رب

لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝٥ يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى

کے حکم پر کان لگائے اور وہ اسی لائق ہے (تو اس وقت آدمی سزا و جزا کو دیکھے گا) اے انسان تو اپنے رب کے پاس جانے کے وقت تک

رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝٦ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۝٧

پوری کوشش کیسا تھ عمل کر رہا ہے پھر تو اس عمل کی جزا سے ملنے والا ہے - سو جس شخص کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا

فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝٨ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ

تو اس سے آسان حساب لیا جائیگا - اور وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش خوش

مَسْرُوْرًا ۝٩ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝١٠ فَسَوْفَ

واپس آئے گا - اور جس شخص کو اس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا تو وہ

يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝١١ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝١٢ اِنَّهٗ كَانَ فِيْٓ اَهْلِهٖ

موت کو پکارے گا - اور وہ جہنم میں داخل ہوگا - یہ وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال میں بیفکر

مَسْرُوْرًا ۝١٣ اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝١٤ بَلٰٓى اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ

دگن رہا کرتا تھا - اس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ پلٹ کر نہیں جائے گا - ہاں ضرور جانا ہے بیشک اس کا رب اس کو

بِهٖ بَصِيْرًا ۝١٥ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝١٦ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝١٧

خوب دیکھ رہا تھا - سو میں شام کی سرخی کی - اور رات کی اور ان چیزوں کی قسم کھاتا ہوں جن کو رات سمیٹ لیتی ہے ان کی -

عمّ ۱۷ - ع ۷

۶۰
۱

ہوسکتا ہے کہ انسان سے مراد سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہوں - اور ملاقیہ کی ضمیر پروردگار کی طرف راجع ہو جیسا کہ بعض نے کہا ہے - لیکن صحیح اور راجح قول وہی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے - اب آگے جزائے اعمال کی تفصیل ہے - کیونکہ دنیا میں ہر شخص کی یہی حالت ہے کوئی نیک کام میں لگا ہوا ہے یا برے کام میں مشغول ہے (۶) پس جس شخص کا نامۂ اعمال اور لکھنا اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا (۷) سو اس سے آسان حساب لیا جائیگا (۸) اور وہ اپنے متعلقین کے پاس خوش اور مسرور واپس آئے گا ﴿ مطلب یہ ہے کہ حساب کتاب شروع ہونے کے وقت جس شخص کی کتاب اس کے داہنے ہاتھ میں دی گئی تو اس سے حساب یسیر یعنی آسان حساب لیا جائے گا اور چونکہ حساب یسیر علامت ہے دوزخ سے بچکر جنت میں داخل ہونیکی اس لئے وہ نہایت خوش اور ہنستا ہوا اپنے گھر والوں میں یعنی اپنے متعلقین کے پاس لوٹیگا حساب یسیر کی تفسیر احادیث میں ہے - کہ قیامت میں بعض بندہ اپنے نامۂ عمل کو دیکھ رہا ہوگا کہ ایک ندا سے اس کو نوازا جائے گا کہ بندے نے جو نیکیاں کیں وہ ہم نے قبول کرلیں - (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور چاند کی جب وہ پورا ہو جائے یعنی بدر بن جائے (۱۸) ان مذکورہ چیزوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم لوگوں کو یقیناً ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے اور تم کو چڑھنا ہے سیڑھی پر سیڑھی ؛ اوپر کی آیتوں میں
انسان کو باعتبار جنس خطاب فرمایا تھا یہاں اس جنس کے تمام افراد کو مخاطب بنایا۔ اور قسمیں کھا کر ارشاد فرمایا کہ تم کو ایک حالت پر ٹھہرنا نہیں ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر اور ایک کھنڈ سے دوسرے کھنڈ
پر دنیوی نشیب و فراز اور چڑھاؤ اتارے گزر کر موت تک پہنچنا ہے۔ پھر عالم برزخ سے گزر کر میدان حشر ہے اور وہاں خدا جانے کتنے مختلف احوال سے گزرنا ہے آخر میں دوزخ یا جنت آخری ٹھکانا بننا ہے یہی
حالت شفق کی ہے کہ شروع شروع روشنی رہتی ہے۔ پھر رات کی تاریکی چھا جاتی ہے۔ اور وہ سب جان داروں کو سمیٹ لیتی ہے جو سڑکیں دن میں انسانوں سے کھچا کھچ بھری رہتی ہیں وہ رات کو خالی پڑی رہتی
ہیں۔ جانور اپنے آشیانوں اور گھونسلوں میں گھس جاتے ہیں۔ چاند کی روشنی روز بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ چاند پورا ہو جاتا ہے۔ غرض جس طرح اس عالم میں مختلف حالات بدلتے رہتے ہیں اسی طرح تمام
انسانوں کو مختلف حالات پیش آتے ہیں اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تم منتقل ہوتے رہتے ہو۔ گویا قاعدہ الٰہی یوں ہی جاری ہے۔ یہ مطلب ہے لترکبن طبقاً عن طبق کا۔ رات شروع ہوتی ہے شفق سے یوم آخرت شروع ہوتا ہے موت سے۔ رات کو سب لوگ سو جاتے ہیں۔ عالم برزخ کو بھی ایسا ہی سمجھو۔ غرض انہی حالات کے ذکر کو قسم کے ساتھ مؤکد فرمایا اور تنبیہ کی کہ عالم آخرت کو فراموش نہ کرو اور اس کے لئے مستعد رہو حضرت عارف شیرازی فرماتے ہیں

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا!

حضرت عارف نے خوب فرمایا واقعی جنت اور دوزخ کی آخری قرارگاہ سے پہلے انسان کے لئے ٹھکانہ کہاں؟ (۱۹) سو ان منکرین قیامت کو کیا ہو گیا کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے (۲۰) اور جب ان کے روبرو اور ان کے سامنے قرآن پڑھا جائے تو یہ سجدہ نہیں کرتے ؛ یعنی دین حق پر ایمان نہیں لاتے آخر ان کو کیا ہو گیا اور اگر ان کی عقل صحیح فیصلہ کرنے سے عاجز ہے تو قرآن سن کر تو سمجھیں اور خدا کے آگے جھکیں مگر ان کی حالت یہ ہے کہ قرآن سن کر بھی نہیں جھکتے اور عاجزی نہیں کرتے اور سجدے کی آیت کو سنکر مسلمان جس طرح سجدہ کرتے ہیں یہ سجدہ بھی نہیں کرتے اور عاجزی کا اظہار نہیں کرتے (۲۱) بلکہ یہ قرآن کی اور اُلٹی تکذیب کرتے ہیں ؛ یعنی ایمان تو کیا لائیں گے اور قرآن سن کر جھکتے تو کیا بلکہ یہ تو قرآن کو جھٹلاتے اور قرآن کی تکذیب کرتے ہیں (۲۲) اور اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو یہ تکذیب کا سامان دلوں میں جمع رکھتے ہیں ؛ یعنی جو اعمال بد کا ذخیرہ یہ جمع کرتے رہتے ہیں اور دلوں میں جو قرآن کی تکذیب کی تدابیر اور کفر و نفاق جمع رکھتے ہیں اُن سب کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ (۲۳) سو اے پیغمبر آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دیدیجئے اور خوشخبری سنا دیجئے ؛ یعنی ان کے اعمال کفریہ اور اُن کی منکرانہ روش کی بنا پر انکو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ لفظ بشر تحکم کے طور پر استعمال کیا گیا ہے (۲۴) مگر ہاں وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے تو ان کے لئے ایسا اجر اور ایسا صلہ ہے جو کبھی ختم ہونیوالا نہیں ؛ یعنی نہ کبھی ختم ہونیوالا

وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ﴿١٨﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾ فَمَا لَهُمْ

اور چاند کی جب وہ پورا ہو جائے قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم کو یقیناً ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔ تو ان

لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ﴿٢١﴾ السجدة

منکروں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے۔ اور جب ان کے روبرو قرآن پڑھا جائے تو یہ سجدہ نہیں کرتے

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكَذِّبُونَ ﴿٢٢﴾ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا

بلکہ یہ منکر قرآن کی اور اُلٹی تکذیب کرتے ہیں۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو یہ لوگ دلوں میں

يُوعُونَ ﴿٢٣﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٤﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا

جمع کر رہے ہیں۔ سو اے پیغمبر آپ ان کو ایک دردناک عذاب کی خبر دیدیجئے لیکن ہاں وہ لوگ جو ایمان

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٢٥﴾ ع

لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے تو ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونیوالا نہیں۔

ع ۱ ۲۵ ۹

سُورَةُ الْبُرُوجِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورۂ بروج مکی ہے اور یہ بارہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ﴿١﴾ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ﴿٢﴾ وَشَاهِدٍ

قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔ اور اُس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اور حاضر ہونے والے دن کی قسم

وَمَشْهُودٍ ﴿٣﴾ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُودِ ﴿٤﴾ النَّارِ ذَاتِ

اور اُس دن کی قسم جس میں حاضری ہوتی ہے۔ کہ خندقوں والے ہلاک کئے گئے۔ جو خندقیں ایندھن والی

الْوَقُودِ ﴿٥﴾ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ﴿٦﴾ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ

آگ کی تھیں۔ جس وقت وہ خندق والے اس آگ کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جو کچھ وہ مسلمانوں کیساتھ کر رہے تھے

بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ﴿٧﴾ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ يُؤْمِنُوا

اسکو خود اپنے سامنے دیکھ رہے تھے۔ اور ان خندق والوں نے ان مسلمانوں میں بجز اس کے اور کوئی عیب نہیں پایا تھا

اور نہ کم ہونیوالا (۲۵) تم تفسیر سورۃ الانشقاق ؛ سورۃ البروج مکی ہے اور یہ بائیس آیتیں ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵ قسم ہے برجوں والے آسمان
کی (۱) اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے (۲) اور حاضر ہونیوالے دن کی قسم اور اس دن کی قسم جس میں حاضری ہوتی ہے ؛ اُس آسمان کی قسم جس میں برج ہیں برجوں سے مراد یا تو وہ مشہور بارہ برج ہیں
جن کو علم ہیئت والوں نے بیان کیا ہے کہ آفتاب کی گردش کے باعث آسمان میں ایک دائرہ پیدا ہوتا ہے جس کو دائرۃ البروج کہتے ہیں۔ آفتاب اس دائرہ کو سال بھر میں پورا کرتا ہے اور جو ستارے ان
بروج میں جمع ہوتے ہیں ان سے جو شکل پیدا ہوتی ہے ان کے نام یہ ہیں۔ حمل۔ ثور۔ جوزا۔ سرطان۔ اسد۔ سنبلہ۔ میزان۔ عقرب۔ قوس۔ جدی۔ دلو۔ حوت۔ ہم کہیں ان برجوں کے نام
کسی دوسری جگہ بھی بتا چکے ہیں۔ یہ ایک فرضی تقسیم ہے۔ پھر ان برجوں کے خواص اور ان کے انقلابات وغیرہ پر مفسرین نے بڑی بحث کی ہے۔ خاص طور پر حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے
(باقی تفہیم میں)

Marfat.com

اور یہ خندقوں والے ان مسلمانوں سے بدلہ لیتے تھے مگر اس بات کا کہ وہ یقین لائے اللہ تعالیٰ پر جو بڑا زبردست اور جملہ صفات سے متصف ہے نقمہ کے اصل معنی عیب لگانے کے ہیں۔ اور زبردست
آدمی جب کوئی عیب لگاتا ہے تو ظاہر ہے کہ اُس عیب کی پاداش میں سزا دیتا اور بدلا لیا کرتا ہے۔ اس لئے ہم نے ترجمے اور تفسیر میں فرق کر دیا ہے۔ بہرحال ان ظالموں نے مسلمانوں میں سوائے اس کے کوئی عیب
نہیں پایا کہ وہ اُس اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے جو کمال قوت کا مالک اور تمام خوبیوں سے متصف اور تمام صفات محمودہ سے سراہا گیا ہے۔ حالانکہ نہ یہ کوئی عیب ہے اور نہ اللہ پر ایمان لانا کسی بدلے کا
موجب ہے یہ بدلا لینا محض ظلم اور زبردستی اور دھینگا دھانگی ہے۔ چنانچہ اس کی پاداش دنیا میں بھی پائی اور آخرت میں بھی پائیں گے۔ اس قصے کا ذکر فرمانا مسلمانوں کی تسلی کا موجب ہے۔ نیز ان کا رسول
پر بیٹھ کر مسلمانوں کو یہ سزا دلوانا اُن کے سخت ظالم اور بے رحم ہونے پر دلالت کرتا ہے اسی لئے ہلاک کئے گئے (٨) وہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اُسی کی ہے اور اللہ تعالیٰ

بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝٨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ
کہ وہ اللہ پر ایمان لے آئے تھے جو بڑا زبردست اور جملہ صفات سے متصف ہے۔ وہ ایسا کہ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اسی کی ہے
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝٩ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا
اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر خوب مطلع ہے۔ جن لوگوں نے مسلمان مردوں اور مسلمان
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ
عورتوں کو ایذا پہونچائی پھر توبہ نہ کی تو اُن کے لئے دوزخ کا
جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝١٠ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
عذاب ہے اور نیز ان کے لئے سخت جلنے کا عذاب ہے۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ
اور وہ نیک اعمال کے پابند رہے تو اُن کیلئے وہ باغ ہونگے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝١١ؕ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝١٢ؕ
یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ بے شک آپ کے رب کی گرفت بڑی ہی سخت ہے۔
اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝١٣ۚ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝١٤ۙ
بیشک وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارا بھی پیدا کرے گا۔ اور وہی بڑا بخشنے والا بڑی محبت کرنے والا ہے
ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝١٥ۙ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝١٦ؕ هَلْ
عرش کا مالک بڑی شان والا ہے۔ جو چاہتا ہے اسے کر گزرتا ہے۔ اے پیغمبر
اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝١٧ۙ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝١٨ؕ بَلِ
بھلا آپ کو ان لشکروں کا واقعہ بھی پہنچا ہے۔ وہ جو فرعون اور ثمود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝١٩ۙ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ
کافر تو تکذیب کرنے اور جھٹلانے میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان منکروں کو ہر طرف سے
مُّحِيْطٌ ۝٢٠ۚ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝٢١ۙ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝٢٢ع
گھیر رکھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک باعظمت قرآن ہے۔ جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔

ہر چیز پر مطلع اور ہر چیز سے خوب واقف ہے ۝ یعنی
ایسے مالک الملوک پر ایمان لانا نہ کوئی عیب ہے نہ
کوئی جرم پھر جو اُن کو سزا دی تو یہ لوگ دنیا میں بھی
ہلاک ہوئے اور آخرت میں بھی عذاب کے مستحق ہونگے
آگے ان لوگوں کے لئے عام وعید ہے جو مسلمانوں
پر ظلم کرنے کے خوگر ہیں (٩) بلاشبہ جن لوگوں نے
مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو ایذا پہونچائی
پھر ظلم سے توبہ نہ کی تو ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے
اور نیز ان کے لئے سخت جلنے کا عذاب ہے ۝ یعنی اصحٰب
اخدود پر کیا موقوف ہے جو بھی مسلمان مردوں اور
عورتوں کو ایذا پہونچائیں گے اور ان کو اسلام سے
بچلائیں گے اور ان کو آزمائش اور امتحان میں مبتلا
کریں گے اور پھر توبہ بھی نہیں کریں گے تو ان کے لئے
جہنم کا عذاب ہے اور اُن کے لئے سخت سوزش اور
جلنے کا عذاب ہے چونکہ دوزخ میں کئی قسم
کے عذاب ہیں ان میں جلنے کا بھی ہے اسلئے
آگ سے جلنے کے عذاب کا خاص طور پر ذکر
فرمایا۔ زمہریر کا عذاب۔ سانپ بچھو کا عذاب
طوق سلاسل کا عذاب وغیرہ وغیرہ۔ یہ وعید
کفارِ مکہ کو سنائی کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں کو انواع و
اقسام کی تکالیف پہونچاتے تھے۔ اور خاص طور
پر ان کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کیا کرتے
تھے یہاں تک ظالموں کے حق میں فرمایا آگے مسلمانوں
کا ذکر فرمایا (١٠) البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک
عمل کے پابند رہے تو ان کے لئے ایسے باغ ہوں گے
جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی یہ بڑی کامیابی اور
بڑی مراد ملنی ہے ۝ یعنی بہشت کے باغ عنایت ہونگے
جن میں نہریں بہتی ہوں گی (١١) بیشک آپکے پروردگار
کی پکڑ اور گرفت بڑی ہی سخت ہے ۝ اسی لئے منکروں
کی سخت گرفت کرتا ہے اور ان کو سخت عذاب دیتا
ہے (١٢) بیشک وہی پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے اور وہی
دوبارا بھی پیدا کرے گا ۝ یعنی جس کو اس نے پہلی مرتبہ
پیدا کیا اس کا اعادہ بھی کر سکتا ہے۔ پس قیامت کا
واقع ہونا اور منکروں کو سزا ملنی یقینی ہے اور
ہو سکتا ہے کہ اس سے دنیا اور آخرت کا عذاب
مراد ہو حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی
دنیا کا عذاب اور آخرت کا ١٢ خلاصہ یہ کہ جو
دنیا میں گرفت کر سکتا ہے وہی آخرت میں
ع ٢٢ ١٠
بھی گرفت کرے گا (١٣) اور وہی بڑا بخشنے والا
بڑی محبت کرنیوالا ہے (١٤) اور عرش کا مالک اور بڑی شان والا ہے (١٥) اور جو چاہتا ہے وہ کر گزرتا ہے ۝ اوپر کی آیتوں میں کفار کو تنبیہ اور ان کے لئے وعید تھی وھو الغفور سے مسلمانوں
کو بشارت ہے۔ کہ وہ بڑا بخشنے والا ہے کسی عاجزی کرنیوالے اور توبہ کرنے والے کو واپس نہیں کرتا اور کوئی اس کی بارگاہ سے محروم نہیں جاتا وہ عرش کا مالک اور بڑی شان والا ہے۔ ہر مظلوم کی سنتا ہے اور عبادت
گزار کو صلہ عطا فرماتا ہے۔ پھر مالک و مختار ہے۔ اپنی حکمت و مصلحت کے موافق جو کرنا چاہتا ہے وہ کر ڈالتا ہے اس کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں۔ بہرحال یہ تمام آیتیں خوف و رجا کا مجموعہ ہیں نہ آدمی کو
بخشش پر مغرور ہونا چاہئے نہ اس کی پکڑ اور اُس کے انتقام سے بے خوف ہونا چاہئے بلکہ ہمیشہ اس کے جاہ و جلال اور اس کی رحمت پر نظر رکھنی چاہئے اور خوف کیساتھ رجا اور رجا کے ساتھ خوف دل میں
کا خیال رکھنا چاہئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ فضل او دل نواز غم خواراں × عدل او سینہ سوز جباراں۔ آگے مومنین کی تسلی کے لئے چند سزا یافتہ گناہگاروں کا ذکر فرماتے ہیں (١٦) (باقی ضمیمہ

Marfat.com

سُورۂ طارق مکی ہے اور یہ سترہ آیتیں ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب آں حضرتؐ کے مکان میں تشریف لائے آپنے ان کی تواضع کے طور پر اُن کے سامنے دُودھ اور روٹی پیش کی ابوطالب کچھ کھا رہے تھے کہ اتنی دیر میں ایک بہت تیز روشنی ہوئی ابوطالب نے گھبرا کر دریافت کیا اے محمدؐ یہ کیا چیز ہے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ ایک تارا ہے جو آسمان کے محافظ فرشتوں نے شیاطین پر پھینکا ہے۔ اس واقعہ کے تھوڑی دیر کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام سورہ طارق لیکر نازل ہوئے اور حضورؐ کو یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے رات میں ظاہر ہونیوالے کی (۱) اور اے پیغمبر آپ کو کیا معلوم کہ وہ رات میں ظاہر ہونیوالی کیا چیز ہے (۲) وہ روشن ستارہ ہے (۳) کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی نگہبان مقرر نہ ہو ۞ طارق کے معنی اصل میں کوٹنے والے کے ہیں۔ پھر اس شخص پر بولا جانے لگا جو رات میں آکر دروازہ کھٹکھٹائے پھر کثرتِ استعمال کی وجہ سے ہر اُس حادثے کو کہنے لگے جو رات میں پیش آئے۔ رات کے تخلیہ میں معشوق کے جو خیالات دل میں اور دماغ میں آتے ہیں ان کو بھی طارق کہنے لگے بہرحال یہاں طارق سے مراد وہ ستارہ ہے جو رات کو روشن اور بلند نظر آتا ہے۔ اس سورت میں بھی مسئلہ معاد اور قیامت اور بعث کا ذکر کرنا مقصود ہے اس لئے اسی کی مناسبت سے قسمیں کھا کر فرماتے ہیں۔ قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے طارق کی یعنی جو رات کے اندھیرے میں ظاہر ہونیوالا ہے اس کی وضاحت فرمائی اے پیغمبر آپ کو کیا معلوم ہے کہ وہ طارق کیا ہے وہ ایک روشن ستارہ ہے جو اپنے وقتِ مقررہ پر ظاہر ہوتا ہے کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی نگہبان مقرر نہ ہو۔ یعنی ہر شخص پر نگہبان موجود ہے۔ خواہ کراماً کاتبین مراد ہوں یا وہ فرشتے مراد ہوں جو انسان کی حفاظت کرتے ہیں جیسا کہ سورۂ رعد میں گذر چکا ہے۔

لہٗ معقبٰت من بین یدیہ ومن خلفہ۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس حافظ سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس ہے۔ وہی سب کا محافظ اور سب کا نگہبان ہے۔ ان اللہ کان علیکم رقیباً لفظ علیٰ اس معنی کا موید ہے کیونکہ لفظ علیٰ متضمن ہے تفوق اور مہیمنت کو۔ بہرحال مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اپنے اپنے وقت پر نمایاں ہوتی ہے اور ہر چیز اپنی اپنی جگہ محفوظ ہے۔ لہٰذا قیامت بھی اپنے وقت پر ظاہر ہوگی اور جب قیامت کا آنا یقینی ہے تو اس پر غور و فکر کرنا چاہئے اور اس کے دلائل کو سمجھنا اور سمجھ کر وقوعِ قیامت کا یقین کرنا چاہئے (۴) سو انسان کو اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے (۵) وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے بنایا گیا ہے (۶) جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے ۞ اچھلتا ہُوا پانی فرمایا نطفے کو جو مرد کے بدن سے کود کر نکلتا ہے جیسا کہ مشاہدہ ہے جو پیٹھ اور ترائب سے نکلتا ہے بعض مفسرین نے صرف مرد کی منی مراد لی ہے اور بعض نے صلب سے مرد کا مادۂ منویہ لیا ہے اور ترائب سے مراد عورت کا مادۂ منویہ لیا ہے۔ کیونکہ ترائب جو تریبۃ کی جمع ہے عورت کے سینے کی ہڈیوں کو کہتے ہیں۔ جو لوگ مرد اور عورت دونوں کا مادہ کہتے ہیں وہ دونوں جگہ دقّت کے قائل ہیں مرد میں زیادہ اور عورت میں کم۔

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہتے ہیں مرد کی منی آتی ہے پیٹھ سے اور عورت کی چھاتی سے ۱۲ دافق کو مفرد شاید اس لئے لائے کہ دونوں کے نطفے مل کر ایک ہی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ حضرت حق تعالیٰ یہاں انسان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دیکھ جس پانی سے تو بنا ہے وہ کن دشوار گزار اور سنگلاخ راستوں سے اور رگوں سے گزر کر یہاں تک یعنی عورت کے رحم تک پہونچتا ہے یا یوں سمجھو کہ نطفہ یا منی شریانی خون سے بنتی ہے اور شریان کا مخرج دل ہے اور دل صلب و ترائب کے مابین واقع ہے۔ بہرحال قرآن کو یہاں کوئی طب کا مسئلہ بیان کرنا نہیں ہے۔ جو یہ اعتراض کیا جائے کہ منی تمام بدن کا نچوڑ ہے اور اس کا مرکز دماغ ہے دغیرہ وغیرہ جن مقامات کا ذکر قرآن نے کیا ہے ان دونوں کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ دونوں مقام یعنی پیٹھ اور سینہ تمام جسم انسان سے کنایہ ہیں اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر کوئی شبہ نہیں رہتا اور اگر یہ بات نہ ہو تب بھی نخاع یعنی حرام مغز اس کی بہت سی شاخیں مقدم بدن کی طرف آئی ہوئی ہیں۔ اور یہ دونوں مقام اس مادے کی جو دماغ سے چلتا ہے قابلِ ذکر گزرگاہ ہیں۔ بتانا یہ مقصود ہے جو اللہ تعالیٰ جسم انسانی کے نچوڑ سے آدمی کو پیدا کرتا ہے اور ایک پانی کے قطرے کو

(باقی ضمیمہ میں)

سُوْرَةُ الطَّارِقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سَبْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۂ طارق مکی ہے اور یہ سترہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ﴿۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ﴿۲﴾

قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے رات میں ظاہر ہونیوالے کی۔ اور اے پیغمبر آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ رات میں ظاہر ہونیوالی چیز کیا ہے۔

النَّجْمُ الثَّاقِبُ ﴿۳﴾ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا

وہ روشن ستارہ ہے۔ کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس پر کوئی نگہبان

حَافِظٌ ﴿۴﴾ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ﴿۵﴾ خُلِقَ مِنْ

مقرر نہ ہو۔ سو انسان کو اس امر پر غور کرنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے۔ وہ ایک اچھلتے ہوئے

مَّآءٍ دَافِقٍ ﴿۶﴾ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ﴿۷﴾

پانی سے بنایا گیا ہے۔ جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔

اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ﴿۸﴾ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ﴿۹﴾ فَمَا لَهٗ

بیشک خدا تعالیٰ اس انسان کے پھیر لانے یعنی دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔ یہ اسی دن ہوگی جبکہ تمام پوشیدہ بھید آشکارا ہو جائینگے۔ اس دن توانسان

مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ﴿۱۰﴾ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ﴿۱۱﴾

کو خود کوئی زور ہوگا اور نہ اس کی کوئی مدد کرنیوالا ہوگا۔ قسم ہے بارش والے آسمان کی

وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ﴿۱۳﴾

اور قسم ہے زمین کی جو پھٹ جاتی ہے یعنی دانہ پھوٹتے وقت۔ کہ یہ قرآن دو ٹوک فیصلہ کرنیوالا کلام ہے۔

وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ﴿۱۴﴾ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ﴿۱۵﴾ وَّاَكِيْدُ

اور وہ کوئی لغو بیہودہ چیز نہیں ہے۔ بیشک منکرینِ حق مختلف چالیں چل رہے ہیں۔ اور میں بھی ان کی چالوں کے

كَيْدًا ﴿۱۶﴾ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ﴿۱۷﴾ ع

مختلف توڑ کر رہا ہوں۔ سو اے نبی آپ ان کو مہلت دیجئے ان کو اور تھوڑے دنوں چھوڑ دیجئے۔

۱ ع ۱۷ ۱۱

Marfat.com

سُورۃ اعلیٰ مکی ہے اور یہ اُنیس آیتیں ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ اے پیغمبر آپ اپنے بلند اور سب سے بالا پروردگار کے نام کی پاکی بیان کیجئے (۱) جس نے بنایا سو ٹھیک بنایا (۲) اور وہ جس نے اندازہ کیا پھر راہ دکھائی (۳) اور وہ جس نے چارہ نکالا (۴) پھر اسکو خشک وسیاہ کوڑا کر دیا ۞ اس پروردگار کے نام کی پاکی بیان کیجئے جو سب سے بلند و بالا ہے نام سے مراد یا تو حضرت حق مجدہٗ کی ذات مراد ہے جیسا کہ عرب کا قاعدہ ہے اور اکثر مفسرین نے یہی معنی کئے ہیں کہ اس کی ذات کو ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک و منزہ سمجھئے۔ اور مسلمانوں کو بھی اسکی ہدایت فرمائیے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کو منزہ سمجھیں اور اس کی تسبیح و تقدیس بیان کریں چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجعلوھا فی سجودکم۔ یعنی سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کہا کرو جیسا کہ رکوع میں سبحان ربی العظیم کہنے کا حکم دیا۔ اور اگر یہاں اسم سے ذات مراد نہ لی جائے تب بھی یہ مطلب ہوگا کہ اس کے نام کو شرک کی آلودگی اور بتوں کے نام کی نجاست سے پاک اور منزہ رکھئے۔ جس نے ہر چیز کو بنایا۔ پھر ٹھیک بنایا یعنی ہر جاندار کو اس کے مناسب اور معتدل اعضا عطا فرمائے۔ اور جس نے جانداروں کیلئے مناسب چیزوں کا اندازہ لگایا پھر ان کو راہ بتائی۔ یعنی ہر جاندار کیلئے ایک خاص قسم کا رزق تجویز کیا اور اس کے حاصل کرنے کا راستہ بتایا۔ یا رحم کی مدت مقرر کی پھر باہر نکلنے کا راستہ بتایا۔ یا سعادت و شقاوت کا اندازہ لگایا۔ پھر ہر ایک کو اس تجویز کے موافق رستہ دکھایا اور ہر حیوان کیلئے وہ چیز مقرر کی جس کا وہ محتاج ہے پھر ان حیوانات کی اس چیز کیلئے رہنمائی فرمائی یا ہر شخص کے لئے کمال اور ترقی کا ایک اندازہ لگا پھر اس کے حصول کی راہ بتائی۔ غرض بہت سے معنی مفسرین نے کئے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ قدرت ہر چیز کیلئے جو اندازہ اور جو تجویز کرتی ہے۔ اس کے حصول کی راہ بتا دیتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اول تقدیر لکھی پھر اسی کے موافق دنیا میں لایا ۱۲ اسی سلسلے میں فرمایا وہ پروردگار وہ ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے وہ چیزیں پیدا کیں جو جانور اور چوپائے چرتے ہیں۔ یعنی جانوروں کیلئے چارہ نکالا۔ پھر سردی اور گرمی کے اثرات سے اس کی رطوبت کو خشک کر دیا اور وہ سبزی خشک ہو کر سیاہ ہو گئی۔ جیسا کہ سبز رنگ کا قاعدہ ہے۔ بہرحال حضرت حق تعالیٰ کی الوہیت اور ان کے وجود پر استدلال کا یہ طریقہ ملت ابراہیمی میں رائج ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضرت ابراہیم نے اپنی قوم کے سامنے فرمایا۔ الذی خلقنی فھو یھدین۔ حضرت موسیٰ نے فرعون کے جواب میں کہا ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ھدی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا والذی قدر فھدی۔ اور یہ جو فرمایا فجعلہ غثاءً احوی اس کے متعلق بعض اہلِ اشارات نے فرمایا ہے کہ اس میں اس عالم کی بے ثباتی اور دنیوی زندگی کی ناپائیداری کو ظاہر فرمایا کہ جس طرح سبز چارے کو خشک کر دیتا ہے۔ اسی طرح دنیوی تنعمات اور یہاں کی ہری بھری زندگی کو ختم کر دیتا ہے۔ غثاء اُس کوڑے کو کہتے ہیں جو سیلاب کے زمانہ میں پانی کے اوپر بہتا ہے اور پانی کے جذب ہو جانے کے بعد ہوا میں اڑتا پھرتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ مطلب ہو کہ جانوروں کے چارے کو خشک کر دیتا ہے تاکہ تم اس کو ذخیرہ کر سکو۔ جیسا کہ سوکھی ہوئی گھاس کو ذخیرہ کیا جاتا ہے اور لاکھوں گانٹھیں ادھر سے اُدھر بھیجی جاتی ہیں (۵) ہم آپ کو قرآن پڑھا دیا کریں گے

سُوْرَةُ الْاَعْلٰى مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۂ اعلیٰ مکی ہے اور یہ انیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ① الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى ②

اے نبی آپ اپنے بلند و برتر پروردگار کے نام کی پاکی بیان کیجئے۔ جس نے بنایا سو بہت ٹھیک بنایا۔

وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى ③ وَالَّذِيْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ④

اور وہ جس نے اندازہ کیا پھر رہنمائی فرمائی۔ اور وہ جس نے چارہ نکالا۔

فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ⑤ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ⑥ اِلَّا

پھر اس کو خشک وسیاہ کوڑا کر دیا۔ ہم آپکو پڑھا دیا کریں گے پھر آپ اسکو نہیں بھولیں گے۔ مگر

مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ⑦ وَنُيَسِّرُكَ

ہاں جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ ہر ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔ اور ہم اس دین کے لئے آپ کو

لِلْيُسْرٰى ⑧ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ⑨ سَيَذَّكَّرُ

آسانیاں ہم پہنچائیں گے۔ سو اگر نصیحت کرنا کچھ مفید ہوتا ہو تو آپ نصیحت کرتے رہئے۔ وہی شخص جلدی نصیحت

مَنْ يَّخْشٰى ⑩ وَيَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ⑪ الَّذِيْ يَصْلَى

قبول کرتا ہے جو ڈرتا ہے۔ اور جو بڑا بدبخت ہو وہی اس نصیحت سے دور بھاگتا ہے۔ وہ جو بڑی آگ میں

النَّارَ الْكُبْرٰى ⑫ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ⑬ قَدْ

داخل ہوگا۔ پھر وہ اس آگ میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا۔ یقیناً

اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ⑭ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ⑮ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ

وہ شخص من مانی مراد کو پہنچا جو پاک ہوا۔ اور وہ اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا۔ بلکہ اے منکرو

الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ⑯ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ⑰ اِنَّ هٰذَا

حقیقت یہ ہے کہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ بلا شبہ یہ

پھر آپ اس کو نہیں بھولیں گے ۞ یعنی جس قدر قرآن ہم آپ پر نازل کرتے ہیں ہم اس کو یاد کرا دیں گے پھر آپ اس کو نہیں بھولیں گے۔ یہ شاید حضور کو مشقت سے بچانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ جیسا کہ سورۂ قیامت میں گزر چکا ہے کہ آپ بھول جانے کے خوف سے جلدی جلدی پڑھتے تھے۔ اس لئے فرمایا کہ ہم آپ کو پڑھا دیں گے یعنی یاد کرا دیں گے اور پھر آپ بھولیں گے نہیں۔ یہاں شاید اس لئے ذکر فرمایا کہ چونکہ دین کی تبلیغ مقصود ہے اور اوپر دین حنیف کا خلاصہ بیان فرمایا اس لئے تبلیغ کے سلسلے میں قرآن کی طرف سے اطمینان دلا دیا کہ جو قرآن کا حصہ ہم آپ کو یاد کرا دیں گے آپ اُس کو فراموش نہیں کریں گے اور بھولیں گے نہیں (۶) مگر ہاں جو اللہ تعالیٰ چاہے وہ ہر ظاہر و پوشیدہ کو جانتا ہے ۞ یعنی جن آیات یا جس حصے کو منسوخ کرنا مقصود ہو اس کو بھلا دینا اس سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے۔ ما ننسخ من اٰیة او ننسھا۔ اس پر وہاں ہم مفصل بحث کر چکے ہیں۔ اور نسخ کے معنی بھی بتا چکے ہیں۔ کہ کسی حکم کی مدت پوری ہو جانے کا نام نسخ ہے اسی کو حکم کا رفع ہو جانا بھی کہتے ہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ کسی حکم کو (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

بلاشبہ یہ مضامین گزشتہ صحیفوں میں بھی موجود اور مندرج ہیں (۱۸) جو ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفے ہیں ÷ یعنی قد افلح من تزکیٰ سے لیکر خیر و ابقیٰ تک صرف قرآن ہی کا دعویٰ اور مضمون نہیں بلکہ پہلے اوراق اور گزشتہ صحائف میں بھی یہ مضمون ذکر کیا گیا ہے ان صحائف سے مراد حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف ہیں۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا یا رسول اللہؐ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی ایسی چیز بھی نازل فرمائی ہے جس کا سابقہ صحائف میں ذکر ہو۔ آپ نے فرمایا قد افلح من تزکیٰ سے پڑھ یہاں تک کہ انھوں نے آخر آیت تک پڑھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ آپ عام طریقہ سے وتروں میں سورۂ اعلیٰ اور سورۂ کافرون اور سورۂ قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ (۱۹) تم تفسیر سورۃ الاعلیٰ ÷ سورۂ غاشیۃ مکی ہے اور یہ چھبیس آیتیں ہیں ÷ شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ÷ اے پیغمبر کیا آپ کو اس عام طور پر ڈھانک لینے والی مصیبت کی خبر پہنچی ہے ÷ غاشیہ ایک ایسے دا ہیہ اور واقعۂ ہائلہ کو کہتے ہیں جس کا اثر عام اور محیط ہو۔ مراد اس سے قیامت ہے۔ استفہام بغرض اہتمام ہے کہ وہ چیز نہایت اہم ہے۔ آگے اس کی تفصیل ہے، غاشیہ اس آگ کو بھی کہتے ہیں یہ جو منکروں کے منھوں کو ڈھانک لے گی۔ ہو سکتا ہے کہ اس غاشیہ سے مراد اہل دوزخ ہوں جنکی کثرت اور جن کا اژدہام دوزخ کو ڈھانک لے گا۔ پہلا قول زیادہ صحیح اور راجح ہے (۱) بہت سے چہرے اس دن ذلیل و خوار (۲) مشقتیں جھیلتے ماندہ اور خستہ ہوں گے ÷ یعنی چہروں کی حالت یہ ہوگی کہ ذلیل و خوار ہوں گے چہروں پر تعب اور مشقتوں اور محنتوں کے آثار نمایاں ہوں گے اور ماندگی اور خستگی اور تھکاوٹ ظاہر ہو رہی ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی مصیبت چہروں سے ظاہر ہو رہی ہوگی (۳) نہایت تیز آگ میں داخل ہوں گے ÷ حامیہ اس آگ کو کہتے ہیں جس میں انتہائی درجہ کی حرارت اور سوزش ہو (۴) وہ ایک کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلائے جائیں گے ÷ یہ شاید اسی گرم پانی کا چشمہ ہوگا جسکو دوسری جگہ حمیم فرمایا ہے (۵) ان لوگوں کو وہاں سوائے اس خاردار درخت کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا (۶) جو نہ جسم کو فربہ اور موٹا کرے اور نہ بھوک کو دفع کرے ÷ ضریع ایک درخت ہے جس کو قریش شبرق کہتے ہیں جب تک یہ ہرا رہتا ہے اونٹ اسکو کھاتا ہے۔ لیکن خشک ہو جانیکے بعد کوئی جانور اس کے پاس نہیں پھٹکتا۔ نہایت بدبودار اور کڑوا۔ غذا جو جزو بدن ہو کر جسم کو موٹا کرتی ہے اور بھوک سے بے نیاز کرتی ہے وہ بات اس غذا میں بالکل مفقود ہوگی۔ یعنی نہ توانگ ہی لگے گی اور نہ بھوک ہی ختم ہوگی۔ زقوم اور غسلین جس کا ذکر اور جگہ آیا ہے۔ وہ اس کے منافی نہیں شاید بعض کو یہ غذا اور بعض کو وہ غذا دیجائیگی اور مقصود تو اصل میں مرغوب اور لذیذ غذا کی نفی ہے۔ یہ تمام اوصاف دین حق کے منکروں کے بتائے۔ کہ جہنم میں ان کی یہ حالت ہوگی چہروں سے چہرے والے مراد ہیں۔ جہنم کی مشقت مثلاً بیڑیوں ہتکڑیوں کا بوجھ۔ پہاڑوں پر چڑھنا اور اترنا۔ میدان حشر کی پریشانیاں۔ یہ سب باتیں ان کے چہروں سے ظاہر ہوں گی اب آگے اہل جنت کا ذکر فرماتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کافر جو دنیا میں ریاضت کرتے ہیں کچھ قبول نہیں پڑتی ۱۲ خلاصہ یہ کہ دین حق کو نظر انداز کرکے جو محنت کی جائے اور ریاضت کی جائے وہ غیر مقبول ہے (۷) بہت سے چہرے اس دن پُر رونق

لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ ﴿۱۸﴾ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ ﴿۱۹﴾ ع

مضامین گزشتہ صحیفوں میں بھی موجود ہیں۔ جو ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفے ہیں

سُورَةُ الْغَاشِيَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سِتٌّ وَعِشْرُونَ آيَةً

سورہ غاشیہ مکی ہے اور یہ چھبیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ﴿۱﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ﴿۲﴾

کیا آپ کو اس عام طور پر ڈھانک لینے والی کی بھی کوئی خبر پہنچی ہے یعنی قیامت کی۔ بہت سے چہرے اس دن ذلیل و خوار

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿۳﴾ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ﴿۴﴾ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ

مشقتیں جھیلتے اور درماندہ ہوں گے۔ انتہائی تیز آگ میں داخل ہوں گے۔ وہ ایک کھولتے ہوئے چشمے کا پانی

آنِيَةٍ ﴿۵﴾ لَّيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا

پلائے جائیں گے۔ اُن کو وہاں بجز اس خاردار جھاڑ کے اور کوئی کھانا نصیب نہ ہوگا۔ جو نہ جسم کو موٹا کرے اور نہ

يُغْنِي مِن جُوعٍ ﴿۷﴾ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ﴿۹﴾

بھوک کو دفع کرے۔ بہت سے چہرے اس دن پُر رونق اور اپنے اعمال کی بدولت خوش خوش ہوں گے۔

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ﴿۱۱﴾ فِيهَا عَيْنٌ

وہ عالی شان باغ میں ہوں گے۔ وہ اس میں کوئی لغو بات نہیں سنیں گے۔ اس باغ میں چشمے

جَارِيَةٌ ﴿۱۲﴾ فِيهَا سُرُرٌ مَّرْفُوعَةٌ ﴿۱۳﴾ وَأَكْوَابٌ مَّوْضُوعَةٌ ﴿۱۴﴾ وَ

بہ رہے ہوں گے۔ اس میں اونچے اونچے تخت ہوں گے۔ اور آبخورے رکھے ہوں گے۔ اور

نَمَارِقُ مَصْفُوفَةٌ ﴿۱۵﴾ وَزَرَابِيُّ مَبْثُوثَةٌ ﴿۱۶﴾ أَفَلَا يَنظُرُونَ

گاؤ تکیے برابر برابر لگے ہوئے ہوں گے۔ اور مخملی چھوٹی چھوٹی مسندیں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ تو کیا یہ لوگ اونٹوں کی طرف

إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿۱۷﴾ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ﴿۱۸﴾ وَ

نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح بنائے گئے ہیں۔ اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسا بلند کیا گیا ہے۔ اور

(۸) اپنی کمائی اور اپنے اعمال کی بدولت خوش اور راضی ہوں گے (۹) وہ عالی شان باغ میں ہوں گے یعنی جنت میں (۱۰) اس باغ یعنی بہشت میں کوئی بیہودہ اور لغو بات نہیں سنیں گے (۱۱) اس باغ میں چشمے بہ رہے ہوں گے (۱۲) اس جنت میں اونچے اور بلند تخت ہوں گے (۱۳) اور آبخورے رکھے ہوں گے (۱۴) اور گاؤ تکیے برابر برابر لگے ہوئے ہوں گے (۱۵) اور مخملی چھوٹی چھوٹی مسندیں پھیلی ہوئی ہوں گی ÷ یعنی جو لوگ مومن تھے اور نیک عمل کیا کرتے تھے اُن کے چہروں پر ترو تازگی اور رونق ہوگی۔ اور ان کے اعمال کا جو ثواب اور اجر ان کو ملے گا اُس کی وجہ سے خوش اور راضی ہوں گے۔ ان دو جملوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اجمالی حالت اور ان کے ثواب کا ذکر فرمایا اس کے بعد دار الثواب اور جنت کا ذکر کیا کہ یہ لوگ بہشت بریں میں ہوں گے وہ جنت بہت بلند ہوگی۔ یعنی یا تو عمارت بہت بلند ہوگی یا یہ مطلب کہ وہ مرتبے کے اعتبار سے بہت بلند ہے۔ اس جنت میں کوئی لغو اور بیہودہ بات نہیں سنیں گے۔ لغو سے مراد یا تو سب و شتم۔ بہتان اور کفر ہے۔ یا گالی گلوج مراد ہے غرض یہ کہ جنت میں کوئی ایسی بات نہیں سنیں گے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کس طرح قائم کئے گئے ہیں (۱۹) اور زمین کی طرف کہ وہ کیسی صاف بچھائی گئی ؛ مطلب یہ ہے کہ کیا اونٹ کی ساخت آسمان کی بلندی اور بغیر کسی سہارے کے اس کا قیام۔ اور پہاڑوں کا زمین میں قائم کرنا۔ اور اسی طرح زمین کو فرش کیطرح بچھانا کہ لوگ اس پر بود و باش اور رہنا سہنا اختیار کرسکیں حالانکہ وہ گول ہے لیکن اس کی پہنائی کو اس طرح قائم کیا کہ کروڑوں بلکہ اربوں مخلوق اس پر رہتی ہے۔ ریلیں چلتی ہیں ؛ یہ تمام قدرت کی نیرنگیاں اس پر دال نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کو مرنیکے بعد زندہ کردے اور ایک اور عالم جس کو عالم آخرت کہتے ہیں قائم کردے۔ اونٹ کا ذکر شاید اس لئے فرمایا کہ اس کا کھانا پینا۔ گرم ریت میں چلنا اور لوؤں میں پھرنا یہ سب امور دوزخیوں سے ملتے جلتے ہیں اور اس کے منافع اور فائدے اہل جنت سے مناسبت رکھتے ہیں۔ سواری کے بیٹھتے وقت اور سامان لادنے کے وقت اس کا بیٹھ جانا اور پھر کھڑے ہوجانا ان تختوں کی مانند ہے جو اہل جنت کے بیٹھتے وقت جھک جائیں گے اور بیٹھنے کے بعد اونچے ہوجائیں گے۔ اس کے چاروں تھن دودھ سے

اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿۱۹﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ

پہاڑوں کی طرف کہ وہ کس طرح قائم کئے گئے ہیں۔ اور زمین کی طرف کہ وہ کیسی

سُطِحَتْ ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ

بچھائی گئی ہے۔ لہذا آپ تو نصیحت کردیا کیجیے بس آپ تو صرف نصیحت کرنیوالے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ

بِمُصَيْطِرٍ ﴿۲۲﴾ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ

مقرر نہیں ہیں۔ ہاں مگر جو شخص روگردانی اور کفر کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ سزا دیگا جو بہت

الْاَكْبَرَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ﴿۲۶﴾ ع

بڑی سزا ہے۔ بیشک ان کی بازگشت ہماری ہی طرف ہے۔ پھر ہمارے ہی ذمہ ان سب کا حساب لینا ہے

سُوْرَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً

سورۂ فجر مکی ہے اور یہ تیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْفَجْرِ ﴿۱﴾ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ﴿۲﴾ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ﴿۳﴾ وَالَّيْلِ اِذَا

فجر کی قسم۔ اور دس راتوں کی قسم۔ اور جفت کی قسم اور طاق کی قسم۔ اور رات کی قسم جب وہ

يَسْرِ ﴿۴﴾ هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ﴿۵﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ

رخصت ہونے لگے۔ کیا ان قسموں میں جو ہم نے کھائی ہیں ایک صاحب عقل کیلئے کافی قسم نہیں ہے۔ اے پیغمبر کیا آپکو معلوم نہیں کہ آپکے رب نے

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ﴿۶﴾ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ﴿۷﴾ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ

قوم عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جو ارم کہلاتے تھے بڑے بڑے ستونوں والے۔ کہ اس جیسا کوئی شہر

مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ﴿۸﴾ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴿۹﴾

شہروں میں نہیں بنایا گیا۔ اور ثمود کے ساتھ کیسا سلوک کیا جو وادی قریٰ میں پہاڑوں کے پتھر تراشا کرتے تھے یعنی گھر بنانیکو

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ﴿۱۰﴾ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۱﴾

اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیسا سلوک کیا۔ ان سبھوں نے مختلف ممالک میں بڑا سر اٹھا رکھا تھا

ع ۱ ۲۶ ۱۴

بھرے ہوئے آب خورے ہیں گردن کے بال جیلا کر بنتے ہوئے خون پر رکھنے سے خون بند ہوجاتا ہے غرض اس کے بے شمار منافع اور فوائد ہیں۔ اس کی اون اور پشم سے جو چیزیں بنائی جاتی ہیں وہ بھی ظاہر ہیں جب اس پر سوار ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک کشتی پر بیٹھے ہوئے جا رہے ہیں اس لئے شاید اس کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ جنت کی بلندی اور اس کے عالیشان ہونے کی مناسبت سے آسمان کی رفعت کا ذکر فرمایا آسمان کے تاروں کو آب خوروں سے بہت زیادہ مناسبت ہے۔ اسی طرح پہاڑ اور زمین کو چشموں کے جاری ہونے سے بڑی مناسبت ہے بہرحال علاوہ قدرت کی زبردست نشانیوں کے اہل جنت کے ساتھ ان چیزوں کو ایک خاص مناسبت ہے شاید اسلئے ان کا ذکر فرمایا تاکہ منکرین بعث اور دار آخرت کے منکر ان چیزوں پر غور کریں اس سلسلے میں مزید تفصیل دیکھنی ہو تو تفسیر عزیزی ملاحظہ کریں (۲۰) سوائے پیغمبر آپ تو انکو نصیحت کردیا کیجئے۔ سوائے اس کے نہیں کہ آپ تو نصیحت کنندہ اور تذکیر کرنیوالے ہیں ؛ یعنی اگر منکر قیامت کے قائل نہیں ہوتے اور دین حق کو نہیں مانتے تو آپ اس سے نہ تو غمگین ہوں اور نہ کوئی فکر کریں آپ ان کو نصیحت کرتے رہیئے اور ڈراتے رہیئے۔ کیونکہ آپ کا کام تو یہی تبلیغ۔ تذکیر اور انذار ہے۔ لہذا انکو سمجھا دیا کیجئے اور بس (۲۱) اے پیغمبر آپ ان پر کوئی داروغہ اور مسلط اور حافظ اور قائم اور جبار نہیں ہیں ؛ یعنی آپ کو اس کی اجازت نہیں کہ آپ ان کو زبردستی مار مار کر مسلمان بنائیں اور اسلام لانے پر مجبور کریں (۲۲) ہاں مگر جو شخص روگردانی کرے گا اور کفر و نافرمانی کا ارتکاب کرے گا (۲۳) تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ عذاب کرے گا جو بہت بڑا عذاب ہے ؛ ایسا شخص دائمی عذاب میں رکھا جائے گا۔ اور آخرت میں اس کو ایسا عذاب کیا جائے گا جو بہت بڑا عذاب ہوگا (۲۴) کیوں کہ ان کی بازگشت اور واپسی ہماری طرف ہے۔ پھر ہمارے ہی ذمہ اُن کا حساب لینا ہے۔ ؛ یعنی ان کی واپسی موت اور بعث کے بعد ہماری طرف ہے اور ہمارے سوا اور کسی کے پاس ان کی بازگشت نہیں ہے۔ پھر ان کا حساب لینا بھی ہمارا ہی کام ہے ہمارے سوا اور کوئی حساب نہیں لے سکتا۔ ہم ہر چھوٹی بڑی چیز اور ان کی نیت اور ان کے اعمال کا حساب ان سے لیں گے۔ وکفی بنا حاسبین (۲۶) اللھم حاسبنی حسابا یسیرا مصیطر کو بعض قراء نے صاد سے اور بعض نے سین سے پڑھا ہے

تم تفسیر سورۃ الغاشیۃ ؛ سورۂ فجر مکی ہے اور یہ تیس آیتیں ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ فجر کے وقت کی قسم (۱) اور دس راتوں کی قسم (۲) اور جفت کی قسم اور طاق کی قسم (۳) اور رات کی قسم جب وہ رخصت ہونے لگے (۴) کیا ان قسموں میں جو ہم نے کھائی ہیں ایک صاحب عقل کے لئے کافی قسم نہیں ہے۔ یعنی ضرور ہے ؛ اس صورت میں ان معاندین اور منکرین قیامت کے شبہات کا جواب دیتا ہے جو یوں کہا کرتے تھے۔ کہ اول تو خدا تعالیٰ ہماری نیکی اور بدی سے بے نیاز ہے۔ اور اگر حقیقتاً اس کو نیکی پسند اور بدی سے ناراضگی ہے تو وہ ہم سے ابھی انتقام لے سکتا ہے اس کام کے لئے عالم کو دوبارا قائم اور سزا و جزا کا اہتمام کرنا ایک عبث کام ہے اور محض ڈھکوسلا ہے۔ قیامت تو جب قائم ہو جب اس کو ہمارے بُرے بھلے کا علم نہ ہو یا وہ سزا و جزا پر قدرت نہ رکھتا ہو

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

پھر انہوں نے بکثرت ان ممالک میں فساد برپا کیا (۱۲) آخر کار آپ کے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا (۱۳) بیشک آپ کا پروردگار شریروں کی گھات میں لگا ہوا ہے ؛ اہل مکہ کی تخویف کیلئے یہاں چند واقعات کا ذکر کیا جن کا تعلق پہلے انبیاء کیساتھ ہے اور جنھوں نے اپنی نافرمانی کی سخت سزا پائی ہے۔ ان میں سے ایک تو قوم عاد ہے۔ یہ لوگ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوحؑ ہیں۔ ان کو عاد اولیٰ بھی کہتے ہیں ان میں حضرت ہود علیہ السلام پیغمبر بنا کر بھیجے گئے تھے۔ لفظ ارم بڑھانے سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ عاد اولیٰ ہیں۔ اور جن کو عاد ثانیہ یا عاد اُخریٰ کہتے ہیں وہ ثمود کے ساتھ مل جاتے ہیں اور ان میں حضرت صالح مبعوث ہوئے تھے۔ بہرحال ان کو ذات العماد کہا۔ یا تو یہ بڑی بڑی اونچی عمارتیں بڑے بڑے اونچے ستونوں پر بناتے تھے یا سفر میں جو خیمے لگاتے تھے وہ بڑے بڑے ستونوں پر قائم کرتے تھے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے قد و قامت اور ان کے قد کی لمبائی کی وجہ سے ان کو ذات عماد فرمایا ہو۔ بہرحال لم یخلق مثلھا فی البلاد سے یا تو قبیلہ مراد ہے یا عمارتیں ہیں اور مطلب یہ ہے کہ اس وقت یا اس زمانے میں ایسی عجیب و غریب اور اونچی اونچی عمارتیں کسی اور شہر میں تعمیر نہ ہوئی تھیں یا یہ مطلب ہے کہ اُس زمانے میں ایسے قد آور اور لمبے تڑنگے آدمی عاد ارم کے علاوہ کہیں اور نہیں پیدا کئے گئے اور ثمود جو ارم کے لڑکے عابر کی اولاد تھے یہ ایک وادی میں جس کا نام وادی قُریٰ ہے اس میں آباد تھے اور پہاڑوں کو کاٹ کر اور تراش کر اندر ہی اندر بڑے بڑے مکان اور حویلیاں بنا کر رہتے تھے چنانچہ مشہور ہے کہ حجر سے لیکر وادی قریٰ تک ایک ہزار سات سو بستیاں اُن کے زیر تصرف تھیں۔ یہی ثمود ہیں جن میں حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا اُن کی بستیاں حجاز و شام کے درمیان تھیں اور ان سب میں قوم ثمود آباد تھے اور فرعون کو میخوں والا فرمایا۔ یا تو اس کے لشکر کے گھوڑوں کو سونے اور چاندی کی میخوں سے باندھا جاتا تھا یا جب وہ کسی کو سزا دیتا تھا تو چاروں ہاتھ پیروں میں میخیں ٹھونک کر چومیخا کر دیا کرتا تھا۔ ان سب کو ملا کر فرمایا کہ ان سبھوں نے شہروں میں سرکشی اور طغیان کی وجہ سے سر اُٹھا رکھا تھا اور شہروں میں فساد برپا کر رکھا تھا نہ خود پروردگار پر ایمان لاتے تھے اور نہ دوسروں کو ایمان لانے دیتے تھے ۔ اور بکثرت ان کا فساد پھیلا ہوا تھا۔ زیر دستوں پر سے قبضہ نہ ہٹاتے تھے اور ان کی آزادی کو سلب کر رکھا تھا سوائے پیغمبر آپ کے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا ڈالا یعنی برسایا کوڑا برسانا محاورہ ہے خوب مارنے اور تعذیب کرنے سے چنانچہ ان کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ اور ان سر اٹھانے والوں اور فساد برپا کرنیوالوں کو ختم کر دیا گیا بیشک آپ کا پروردگار شریروں اور فساد برپا کرنے والوں کی گھات میں ہے یعنی جس طرح گھات میں بیٹھنے والا پوشیدہ طور پر تمام حالات سے مجرم کی باخبر رہتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی بندوں کے تمام احوال و اعمال سے باخبر رہتا ہے۔ اور اپنی مصلحت و حکمت سے جب چاہتا ہے گرفت کر لیتا ہے اور سزا دیدیتا ہے (۱۴) بس انسان کا حال یہ ہے کہ جب اُس کا پروردگار اس کو جانچتا اور آزماتا ہے اور اس کو عزت اور نعمت سے نوازتا ہے تو کہنے لگتا ہے میرے پروردگار نے میری قدر کی اور میری عزت افزائی کی ؛ یہ شاید کافر اور منکر انسان کی حالت بیان فرمائی کہ اسکی غفلت اور حُبِ جاہ و مال کی یہ حالت ہے کہ حضرت حق تعالیٰ جب کبھی اسکو مال اور ظاہری عزت سے نوازتا ہے تو سمجھتا ہے اکرمن یعنی میں اس سلوک کا مستحق تھا میرے رب نے میری قدر افزائی کی۔ میرے ساتھ وہی معاملہ کیا جس کا میں حق دار تھا (۱۵) اور جب اُس کا پروردگار اُس کو اس طرح آزماتا ہے کہ اُس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری توہین کی اور میری قدر گھٹا دی ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی رب پر الزام رکھے اپنی فعل کی طرف نہ دیکھے ۱۲ یعنی کافر کی حالت یہ ہے کہ اس کا مقصد صرف دنیا کا عیش اور تکلیف ہے۔ دنیا کی آبرو عزت اور مال و جاہ کو اپنے اعمال کا بدلا سمجھتا ہے اور اسی اعزاز کو اپنا استحقاق سمجھتا ہے اور بلا پر شکوہ کرتا ہے اور اپنے کو غیر مستحق سمجھتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہاں کی فراخی کو اپنی مقبولیت کی دلیل سمجھتا ہے اور یہاں کی تنگی کو غیر مقبولیت اور مطرودیت سمجھتا ہے۔ پہلی حالت کو اپنا استحقاق خیال کرتا ہے اور دوسری حالت کے لئے اپنے کو غیر مستحق سمجھتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آخرت پر بالکل یقین نہیں رکھتا اور دنیا کو مقصود بالذات سمجھتا ہے۔ آگے ان خیالات کا (باقی تفسیر میں)

فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ١٢ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ

پھر اُنھوں نے بکثرت ان ممالک میں فساد برپا کیا ۔ آخر کار آپ کے رب نے اُن پر عذاب کا کوڑا

عَذَابٍ ١٣ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ١٤ فَأَمَّا الْإِنسَانُ

برسایا ۔ بے شک آپ کا رب گھات میں لگا ہوا ہے ۔ سو انسان کا حال یہ ہے

إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي

کہ جب اُس کا پروردگار اس کو آزماتا ہے اور اُس کو عزت اور نعمت سے نوازتا ہے تو کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے

أَكْرَمَنِ ١٥ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ

میری عزت افزائی کی ۔ اور جب اُس کا رب اُس کو اس طرح آزماتا ہے کہ اُس کی روزی اُس پر تنگ کر دیتا ہے

فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ١٦ كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ١٧

تو وہ کہنے لگتا ہے کہ میرے رب نے میری توہین کی ۔ ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ تم لوگ نہ یتیم کی عزت کرتے ہو ۔

وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ١٨ وَتَأْكُلُونَ

اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو ۔ اور تم میراث کا

التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ١٩ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ٢٠ كَلَّا

سارا مال سمیٹ سمیٹ کر کھا جاتے ہو ۔ اور تم لوگ مال سے بہت ہی محبت رکھتے ہو ۔ ہرگز

إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ٢١ وَجَاءَ رَبُّكَ وَ

ایسا نہیں سمجھنا چاہئے جب زمین خوب کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائیگی ۔ اور آپ کا پروردگار پرتو فگن ہوگا اور

الْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ٢٢ وَجِيءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ

فرشتے صفیں کی صفیں باندھ کر حاضر ہوں گے ۔ اور اُس دن جہنم لائی جائے گی

يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ٢٣ يَقُولُ

انسان اس دن نصیحت پکڑے گا مگر اس وقت نصیحت پکڑنا اسکو کہاں مفید ہوگا ۔ انسان کہے گا

يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ٢٤ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ

اے کاش میں اپنی اس زندگی کیلئے کوئی نیک عمل آگے بھیجدیتا ۔ پھر اس دن نہ تو خدا کے عذاب کا سا

Marfat.com

پھر اُس دن نہ تو خدا کے عذاب کا سا کوئی عذاب دینے والا ہوگا (۲۵) اور نہ اُس کے باندھنے اور جکڑنے کی طرح کوئی جکڑنے والا ہوگا ؛ یعنی عذاب اور قید و بند اللہ تعالیٰ کی مانند کوئی کسی کو نہ کر سکے گا کیونکہ قیامت کے دن سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی کسی کے عذاب کرنے پر قادر نہ ہوگا اور اُس دن حضرت حق تعالیٰ کے علاوہ کسی کو کچھ بھی اختیار نہ ہوگا - یا یہ مطلب ہے کہ کافر کو اُس دن جیسا عذاب ہوگا اُس جیسا عذاب کسی اور کو نہ ہوگا اور ہو سکتا ہے مطلب یہ ہو کہ دنیا میں کسی کو کسی نے ایسا عذاب نہ کیا ہوگا - اور نہ کسی کو ایسی قید اور سخت بندش سے باندھا ہوگا جیسا اُس دن اللہ تعالیٰ کافر کو عذاب کرے گا اور قید و بند میں جکڑے گا - مطلب یہ ہے کہ جسمانی عذاب بھی دے گا اور روحانی عذاب بھی دے گا اور وہ اُس دن انتہائی حسرت و ندامت اور پشیمانی میں مبتلا ہوگا - کہتے ہیں یہ آیت امیہ بن خلف مشہور کافر کے حق میں نازل ہوئی ہے آگے نیک اور مومن بندوں کو خطاب ہے (۲۶) اے اطمینان و سکون یافتہ روح (۲۷) تو اس شان سے اپنے پروردگار کی طرف چل کر تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی (۲۸) پھر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہوجا - (۲۹) اور میری بہشت میں جا داخل ہو ؛ یہ خطاب خود حق تعالیٰ فرماتے ہیں یا فرشتے حاضر ہو کر کہتے ہیں - نفس امارہ اور لوامہ کا ذکر سورۂ یوسف اور سورۂ قیامت میں گزر چکا ہے - یہاں نفس مطمئنہ سے مراد وہ شخص ہے جسکو امر حق پر پختہ یقین تھا اور جس کی گردن اللہ کی اطاعت اور اس کے امر کے سامنے جھکی رہتی تھی یا ذکر الٰہی سے اس کا قلب مطمئن تھا ایمان پر ثابت تھا اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا تھا بہرحال اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کے قرب اور اسکے جوارِ رحمت میں چل اور اگر یہ خطاب مرتے وقت ہو جیسا کہ علما نے فرمایا ہے تو مطلب یہ ہے کہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل دراں حالیکہ وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی علماً فرماتے ہیں تین احتمال ہیں - مرتے وقت یہ خطاب ہوتا ہے یا قبروں سے نکلتے وقت یا میدانِ حشر میں حساب سے فارغ ہونے کے بعد - وہ تیری طاعت و فرمانبرداری سے خوش اور تو اُس کی بیکراں شفقت و رحمت سے خوش - حضرت مجاہد فرماتے ہیں نفس مطمئنہ وہ شخص ہے جو قضائے الٰہی پر راضی رہتا تھا اسکو یہ خطاب ہوگا - حق تعالیٰ کا یہ خطاب ایسا ہی ہے جیسے حضرت موسیٰ کو خطاب فرمایا تھا - پھر میرے مخصوص بندوں کی جماعت میں داخل ہو - جیسا کہ پیغمبروں کی دعا میں آتا ہے - وادخلنی برحمتك فی عبادك الصٰلحین یہی بڑی مہربانی ہے کہ انسان کو اس کے احباب کے ساتھ جمع کر دیا جائے - اور میری جنت میں داخل ہوجا - کہتے ہیں حضرت حمزہ ابن عبدالمطلبؓ - یا حبیب بن عدی الانصاری یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے - بعض حضرات نے فرمایا یہ آیت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے - آیت میں تینوں احتمال ہیں لیکن زیادہ مناسب مرنے کے وقت یہ خطاب معلوم ہوتا ہے اور زیادہ اقرب یہ ہے کہ تینوں موقع پر یعنی مرتے وقت قبروں سے نکلتے وقت اور حساب سے فارغ ہونیکے بعد اس خطاب سے نوازا جائے گا - واللہ اعلم (۳۰)

تم تفسیر سورۃ الفجر ؛

سورۂ بلد مکی ہے اور یہ بیس آیتیں ہیں ؛
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

عَذَابَهُ أَحَدٌ ﴿٢٥﴾ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ﴿٢٦﴾ يَا أَيَّتُهَا

کوئی عذاب دینے والا ہوگا - اور اس کے باندھنے اور جکڑنے کی طرح کا کوئی جکڑنے والا ہوگا - اے اطمینان وسکون

النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً

یافتہ روح - تو اس شان سے اپنے رب کی طرف چل کر تو اس سے راضی اور وہ

مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

تجھ سے راضی - پھر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا - اور میری بہشت میں جا داخل ہو۔

ع ١ / ٣٠ / ١٤

سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ عِشْرُونَ آيَةً

سورۂ بلد مکی ہے اور یہ بیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؕ

لَا أُقْسِمُ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ﴿١﴾ وَأَنتَ حِلٌّ بِهَٰذَا الْبَلَدِ ﴿٢﴾

میں قسم کھاتا ہوں اس شہر یعنی مکہ کی - اور آپ کو اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے۔

وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ ﴿٣﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ ﴿٤﴾

اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اسکی اولاد کی یعنی آدم و بنی آدم کی کہ ہم نے انسان کو بڑی محنت و مشقت میں رہنے والا بنایا ہے

أَيَحْسَبُ أَن لَّن يَقْدِرَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ﴿٥﴾ يَقُولُ أَهْلَكْتُ

کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا - کہتا پھرتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال

مَالًا لُّبَدًا ﴿٦﴾ أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ﴿٧﴾ أَلَمْ نَجْعَل لَّهُ

خرچ کر ڈالا - کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں - کیا ہم نے اسکو

عَيْنَيْنِ ﴿٨﴾ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ﴿٩﴾ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ﴿١٠﴾

دو آنکھیں - اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے - اور ہم نے اس کو دونوں راہیں دکھا دیں یعنی خیر و شر کی

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿١١﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ﴿١٢﴾

باوجود ان نعمتوں کے وہ شخص گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا - اور آپکو کچھ معلوم ہے کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔

سورۂ فجر میں بڑے بڑے بدکردار اور جبار و متکبر حکمرانوں کی مذمت اور ان کی ہلاکت کا ذکر فرمایا تھا اس سورت میں بعض نخوت پرستوں اور عارضی قوت پر گھمنڈ کرنیوالوں کی توبیخ اور سرزنش ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے پر اتراتے اور شیخی بگھارا کرتے تھے ان کے انجام سے ان کو آگاہ فرمایا - اور سورت کو قسم سے شروع کیا - چنانچہ ارشاد فرمایا - میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی یعنی مکہ معظمہ کی (۱) اور آپ کو قید نہ رہے گی اس شہر میں ؛ یہ جملہ معترضہ کے طور پر فرمایا اور پیشین گوئی فرمائی کہ آپ کو کسی کے قتل کرنے اور لڑائی کرنے کی ممانعت اس شہر میں نہ رہے گی - بلکہ اس شہر میں آپ کو جنگ حلال ہونے والی ہے - جیسا کہ فتح مکہ کے روز ہوا - اور آپ کے لئے حرم کے احکام باقی نہ رہے - اور بعض ایسے کافروں کو آپ کے حکم سے قتل کیا گیا جو کعبہ کے پردے میں چھپے ہوئے تھے - بعض حضرات نے وانت حل کا ترجمہ نازل ہونے یا داخل ہونے والے کیا ہے - یعنی میں اس شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں جس میں آپ فاتحانہ داخل ہونیوالے ہیں - یا میں اس شہر مکہ کی قسم کھاتا ہوں حالانکہ آپ اس میں پیدا ہوئے اور آپ اس شہر میں مقیم ہیں (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

وہ کسی کی گردن کو بندگی کی قید سے آزاد کر دینا اور چھڑا دینا ہے (۱۳) یا بھوک کے دن کھانا کھلا دینا (۱۴) کسی قرابت دار یتیم کو (۱۵) یا کسی خاک افتادہ مسکین کو فک رقبۃ یعنی کسی غلام یا لونڈی
کو خود آزاد کر دینا۔ یا کسی دوسرے سے آزاد کرا دینا یا کسی مکاتب کا روپیہ ادا کر کے اس کو آزاد کرا دینا یا کسی کا خوں بہا ادا کر کے قصاص اور قتل سے آزاد کرا دینا۔ یا کسی قیدی کا جرمانہ ادا کر کے اُس کو قید سے
آزاد کرا دینا۔ یا کسی مقروض کا قرضہ ادا کر کے اس کو سبکدوش کر دینا۔ یوم ذی مسغبۃ۔ بھوک اور فاقے کے دن یا زمانۂ قحط میں۔ یتیم کے ساتھ ذا مقربۃ کی قید لگائی چونکہ قرابت دار کا حق مقدم ہے مسکین
کو ذا متربۃ فرمایا تاکہ معلوم ہو کہ اس کا فقر انتہا کو پہونچا ہوا ہو اور خاک پر پڑا ہو۔ کوئی اس کا اٹھانے والا اور کھانا کھلانے والا نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی بردہ آزاد کرنا یا قرضدار کو خلاص کروانا۔
یتیم کا ایک حق۔ ناتے دار کا ایک حق جو دونوں ہوئے تو دو حق ہوئے ۱۲۔ اب آگے ایمان کا ذکر فرماتے ہیں کیونکہ تمام اعمالِ نیک کی قبولیت کا مدار ایمان پر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ (۱۶) پھر وہ اُن

فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ يَتِيمًا
وہ کسی کی گردن کو چھڑا دینا ہے۔ یا بھوک کے دن کھانا کھلا دینا کسی رشتہ دار

ذَا مَقْرَبَةٍ ﴿١٥﴾ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿١٦﴾ ثُمَّ كَانَ مِنَ
یتیم کو یا کسی خاک افتادہ مسکین کو۔ پھر وہ ان لوگوں میں سے بھی نہ ہوا

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿١٧﴾
جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو ثابت قدم رہنے کی تاکید اور ایک دوسرے کو مخلوق پر رحم کرنے کی فہمائش کرتے رہے

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا
یہی لوگ داہنی جانب والے ہیں۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہوئے

هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿١٩﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤْصَدَةٌ ﴿٢٠﴾ ع
تو وہ بائیں جانب والے ہیں۔ ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی آگ مسلط ہوگی۔

سُورَةُ الشَّمْسِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً
سورہ شمس مکی ہے اور یہ پندرہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ﴿١﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ﴿٢﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا ﴿٣﴾
قسم ہے آفتاب کی اور اس کی روشنی کی۔ اور قسم ہے چاند کی جب وہ آفتاب کے پیچھے آئے اور قسم ہے دن کی جب وہ آفتاب کو خوب نمایاں کر دے

وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا ﴿٤﴾ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا ﴿٥﴾ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا ﴿٦﴾
اور رات کی قسم جب وہ آفتاب کو چھپالے۔ اور قسم ہے آسمان کی اور اس کی جس نے اسکو بنایا۔ اور قسم ہے زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا۔

وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ﴿٧﴾ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ﴿٨﴾ قَدْ أَفْلَحَ
اور قسم ہے انسانی جان کی اور اس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا پھر اسکو اسکی بدکرداری اور اسکی پرہیزگاری سے آگاہ کیا۔ کہ بیشک

مَنْ زَكَّاهَا ﴿٩﴾ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا ﴿١٠﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ
وہ شخص مراد کو پہنچا جس نے اس نفس کو پاک رکھا۔ اور وہ شخص نامراد ہوا جس نے اس نفس کو گناہوں میں دبا دیا۔ قوم ثمود نے اپنی

لوگوں میں سے بھی نہ ہوا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو ثابت قدم رہنے کی تاکید اور ایک دوسرے کو مخلوق پر رحم کرنے کی فہمائش کرتے رہے ؛ یعنی اگر یہ مذکورہ بھلائیاں کرنے والا ان لوگوں میں سے ہو جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر علی الطاعات اور مخلوق پر شفقت و رحم کی تاکید اور تقیید کرتے رہے تو یہ نیکیاں ان کو نفع دیں گی اور گھاٹی کا گذر جانا اور عبور کر لینا آسان ہوگا۔ ورنہ یہ تمام مذکورہ بھلائیاں بیکار اور اکارت ہو جائیں گی اور ان کے لئے نفع بخش نہ ہوں گی اور یہ گھاٹی عبور نہ کر سکیں گے۔ وتواصوا بالصبر ... ہے کہ ادائے فرض اور تمام اوامر الٰہی اور ... پر ثابت قدم اور صبر کے ساتھ قائم رہیں۔ اطاعت میں جو تکلیف اور گناہوں سے بچنے میں جو کلفت ہوتی ہے اس کو برداشت کریں اور ایک دوسرے پر رحم کریں اور خدا کی مخلوق پر رحم کرنے کی تقیید کرتے رہے اور ترک ظلم کی فہمائش کرتے رہے (۱۷) یہی لوگ صاحب نصیب اور داہنی جانب والے ہیں ؛ یعنی بڑے خوش نصیب وہ ہیں جن کے نامۂ اعمال ان کے داہنے
ع ۱ ۲۰ ۱۵
ہاتھوں میں دیئے گئے اور بیٹھنے کو داہنی جانب جگہ ملی۔ تفصیل سورۂ واقعہ میں گزر چکی ہے یہاں عام مومنین مراد ہیں عوام ہوں یا خواص یعنی جن لوگوں نے اوامر الٰہی کی تعظیم کی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا۔ آگے منکرین کا بیان ہے (۱۸) اور جو لوگ ہماری آیتوں کے منکر ہوئے وہ بدبخت اور بائیں جانب والے ہیں ؛ یعنی وہ کفر کی وجہ سے بدبخت اور اصحاب الشمال ہیں قیامت میں ان کو بائیں جانب جگہ دی جائے گی (۱۹) ان پر چاروں طرف سے بند کی ہوئی آگ مسلط ہوگی ؛ یعنی ایسی آگ جو چاروں طرف سے بند ہوگی۔ مطلب یہ ہے کہ دوزخ کے دروازے سب طرف سے بند ہوں گے وہ دوزخ میں داخل کر کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے ؛ نہ اندر ہوا جا سکے اور نہ اہلِ نار باہر نکل سکیں (۲۰) تم تفسیر سورۃ البلد
سورۃ الشمس مکی ہے اور یہ پندرہ آیتیں ہیں
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے
سورۂ والشمس میں بعض باتیں وہ ہیں جو سورہ بلد میں گذری ہیں مثلاً وہاں تھا کہ ہم نے دونوں راستے خیر و شر کے بتا دیئے یہاں فرمایا فجور و تقویٰ الہام کیا وہاں آخر میں جانات کا ذکر فرمایا اور اصحاب میمنہ اور اصحاب مشئمہ سے اس کو تعبیر کیا یہاں ثمود کا اجمالاً ذکر فرمایا جو دنیوی اور اُخروی دونوں قسم کی جزاؤں کو شامل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورت نہایت محبوب تھی آپ اس سورت کو اکثر عشا کی نماز میں پڑھا کرتے تھے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ قسم ہے آفتاب کی اور اس آفتاب کی روشنی اور دھوپ کی (۱) اور قسم ہے چاند کی جب وہ آفتاب کے پیچھے آئے (۲) اور قسم ہے دن کی جب وہ آفتاب کو خوب نمایاں اور روشن کر دے (۳) اور قسم ہے رات کی جب وہ آفتاب اور اس کے انوار کو بالکل چھپالے ؛ ضحٰا۔ ضحوہ اور ضحٰ۔ سب کے معنی روشنی کے ہیں بعض نے دھوپ اور بعض نے گرمی ترجمہ کیا ہے۔ مگر مطلب سب کا ایک ہی ہے۔ اور مراد یہ ہے کہ جب آفتاب بلند ہو جائے اور اس کی روشنی اور دھوپ پھیل جائے۔ چاند کی روشنی چونکہ آفتاب کے غروب کے بعد ہوتی ہے اور چاند غروب آفتاب کے بعد نمایاں ہوتا ہے۔ اور نیز چاند کی روشنی مستفاد ہے آفتاب کے نور سے اس لئے فرمایا۔ اِذَا تَلٰهَا چونکہ آفتاب کی حرارت اور چاند کی برودت کو کھیتوں کے (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

قوم ثمود نے اپنی سرکشی اور شرارت کے سبب حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی ؛ حضرت صالح کا واقعہ قرآن میں کئی جگہ گزر چکا ہے یہاں محض عبرت کے لئے بہت مختصر بیان فرمایا (۱۱) جبکہ اُس قوم میں جو سب سے زیادہ بدبخت تھا وہ اُٹھ کھڑا ہوا ؛ یعنی جو اونٹنی بطور معجزہ حضرت صالح علیہ السلام کو دی گئی اور جس کی حفاظت کا سخت حکم تھا اس اونٹنی کو قتل کرنیکے لئے قذار بن سالف جو اشقی قوم کا تھا وہ کھڑا ہوگیا (۱۲) اس پر اللہ کے پیغمبر حضرت صالح نے قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی سے اور اُس کی پانی پینے کی باری سے خبردار رہنا ؛ اونٹنی چونکہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نشان تھا اس لئے اس کی شرافت کی وجہ سے اس کو ناقۃ اللہ کہا جیسے کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہیں یہ تشریفی اضافت ہے اور چونکہ پانی کے لئے جو باری مقرر تھی وہ باری کا تقرر ہی قوم کی ناگواری کا سبب تھا اس لئے اس کو تصریحاً فرمایا وسقیہا مطلب یہ تھا کہ اونٹنی کو اور اس کی باری کو کوئی نقصان نہیں پہونچانا ورنہ تم کو خدا کا عذاب گھیر لے گا (۱۳) اس پر بھی انھوں نے پیغمبر یعنی حضرت صالح کو جھٹلایا اور اُس اونٹنی کو کاٹ ڈالا پھر ان کے پروردگار نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان پر سخت ہلاکت نازل فرمائی اور اس ہلاکت کو سب پر یکساں کردیا ؛ یعنی ہلاکت کو سب پر عام کردیا نہ کوئی صغیر بچا نہ کبیر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عذاب میں سب کو برابر کردیا اور سب کو مٹادیا۔ ہم نے صاحب مدارک سے لیا ہے۔ (۱۴) اور اللہ تعالیٰ کو قوم ثمود کی ہلاکت کے انجام سے ذرا اندیشہ نہیں ہوا اور وہ نہیں ڈرتا پیچھا کرنے سے ؛ یعنی جس طرح دنیوی بادشاہ ڈرتے ہیں کہ کسی کو سزا دینے سے ہمارے ملک میں بغاوت ہوجائیگی یا مقتول کے حمایتی کھڑے ہوجائینگے اور ہمارا پیچھا کریں گے۔ اس آیت کی تفسیر اور بھی کئی طرح کی گئی ہے لیکن عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی معنی مروی ہیں (۱۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورت کے بعد قد افلح من زکّٰھا کی مناسبت سے فرمایا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْھَمِّ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ اَللّٰھُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَكِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَكّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلٰھَا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا یُسْتَجَابُ لَھَا۔

تم تفسیر سورۃ الشمس ؛

بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝۱۲ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ

سرکشی کے باعث تکذیب کی۔ جبکہ اس قوم میں جو سب سے زیادہ بدبخت تھا وہ اٹھ کھڑا ہوا اس پر اللہ کے پیغمبر نے قوم کے لوگوں سے کہا کہ

اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝۱۳ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۪ فَدَمْدَمَ

اللہ تعالیٰ کی اونٹنی سے اور اُس کے پانی کی باری سے خبردار رہنا اس پر بھی اُنھوں نے پیغمبر کو جھٹلایا اور اُس اونٹنی کو کاٹ ڈالا پھر انکے گناہوں کی وجہ سے

عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝۱۴ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝۱۵

انکے رب نے ان پر سخت ہلاکت نازل کی اور اس ہلاکت کو سب پر یکساں کردیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو قوم ثمود کی ہلاکت کے انجام سے ذرا اندیشہ نہیں ہوا

ع ۱۵ / ۱ / ۱۶

سُوْرَةُ الَّيْلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۂ لیل مکی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ

قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ ڈھانک لے اور دن کی جب وہ خوب روشن ہوجائے۔ اور اس ذات کی قسم جس نے نر

وَالْاُنْثٰٓى ۝۳ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ۝۴ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ

اور مادہ کو پیدا کیا۔ کہ بیشک تمہاری کوششیں مختلف قسم کی ہیں۔ لہٰذا جس نے دیا اور وہ اللہ سے

اتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷

ڈرتا رہا۔ اور بھلی بات کی تصدیق کی۔ تو ہم اس آسان دین کیلئے اس کو آسانیاں بہم پہونچائیں گے

وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹

اور جس نے بخل کیا اور بے پروائی برتی۔ اور بھلی بات کی تکذیب کی۔

فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗٓ اِذَا تَرَدّٰى ۝۱۱

تو ہم تکلیف دینے والی چیز کیلئے اُسکو سامان مہیا کردیں گے۔ اور جب وہ ہلاک ہونے لگے گا تو اُس کا مال اسکے کچھ بھی کام نہ آئے گا

اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝۱۲ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۝۱۳

بلاشبہ ہمارے ذمہ راہ کا بتادینا ہے۔ اور ہمارے ہی قبضہ میں ہے وہ عالم اور یہ عالم یعنی آخرت اور دنیا۔

سورۂ لیل مکی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔ سورۂ والشمس میں جس بات کا اظہار فرمایا تھا اور طبیعت کی استعداد کو اور سرشت کی اقتاد کو الہام فجور اور تقویٰ سے تعبیر فرمایا تھا۔ اس سورت میں بعض ایسے لوگوں کا ذکر ہے جنھوں نے دونوں راہوں میں سے ایک کو اختیار کرلیا اور اپنی استعداد کو اُسی میں خرچ کردیا۔ اور ان کو انجام میں جو صلہ دیا گیا یا سزا دی گئی اس کا مختصر سا ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ قسم کھاتا ہوں رات کی جب وہ ڈھانک لے ؛ یعنی دن کو اور آفتاب کو یہ وقت تمام حیوانات کے سکون کا وقت ہوتا ہے ہر قسم کی حرکت اور ہر قسم کا اضطراب بند ہوتا ہے دن کی تمام چہل پہل اور کاروبار بند ہوتا ہے فاسق کو اپنے فسق و فجور کا موقعہ ملتا ہے اور ایک نیک اور عبادت گزار کو عبادت کا موقعہ میسر آتا ہے (۱) اور دن کی قسم جب وہ خوب روشن ہوجائے ؛ یعنی تاریکی کے بعد روشنی آجائے اور خلق میں حرکت شروع ہوجائے معاش کے لئے اور طلب رزق کے لئے۔ (۲) اور اُس ذات کی قسم جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا ؛ یعنی حضرت حق تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔ نر مادہ سے آدم و حوا مراد ہیں اور ہوسکتا ہے کہ جملہ حیوانات کے نر و مادہ مراد ہوں۔ آگے قسم کا جواب ہے (۳) کہ بلاشبہ تمہاری مساعی اور کوششیں مختلف ہیں ؛ یعنی تمہارے اعمال اور نیز ان کے ثمرات مختلف ہیں کوئی دائمی عذاب کا مستحق ہوتا ہے کوئی ان اعمال سے دائمی راحت و آرام حاصل کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل الناس یغدو فبائع نفسہ فمعتقہا او موبقہا۔ یعنی ہر انسان صبح کرتا ہے اس حال میں کہ اپنے نفس کو خرچ کرتا ہے پھر یا تو اس کو آزاد کرالیتا ہے یا اسکو ہلاک کردیتا ہے۔ یعنی مختلف اعمال کی وجہ سے کوئی تو عذاب سے اپنی جان کو آزاد کرالیتا ہے اور کوئی بُرے عمل کرکے اُس جان کو ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔ آگے تفصیل ہے (۴) پس جس نے دیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا (۵) اور بھلی بات کی یعنی ملت اسلام کی تصدیق کی ؛ یعنی جس شخص نے اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہا یعنی ہر نامناسب بات سے بچتا رہا۔

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

پس میں نے تمکو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے (۱۴) کہ اس میں سوائے اُس بدبخت کے اور کوئی داخل نہ ہوگا (۱۵) جس نے دینِ حق کو جھٹلایا اور روگردانی کی ؛ یعنی بھڑکتی اور دہکتی ہوئی آگ سے اے لوگو میں نے تم کو ڈرا دیا ہے۔ شاید نظیٰ سے دوزخ کا وہ طبقہ مراد ہو جس میں بدترین قسم کے مجرموں کو رکھا جائیگا اُس آگ میں بجز اس بدبخت کے اور کوئی ہمیشہ کے لئے داخل نہیں ہوگا جس نے دینِ حق کی تکذیب کی اور جو دینِ حق کو قبول کرنے سے روگردانی کرتا رہا اور آخر دم تک قبول نہ کیا (۱۶) اور اُس بھڑکتی ہوئی آگ سے اس شخص کو دور رکھا جائیگا جو بڑا پرہیزگار ہے (۱۷) وہ ایسا ہے جو اپنا مال محض اس غرض سے خدا تعالیٰ کی راہ میں دیتا ہے کہ وہ اپنے کو پاک رکھے ؛ یعنی اس آگ سے وہ شخص محفوظ رہے گا اور دور رکھا جائے گا جو بڑا پرہیزگار ہے اُس کی غرض اللہ تعالیٰ کے راستے میں مال خرچ کرنے سے محض یہ ہوتی ہے کہ اس کا دل پاک ہو اور وہ اپنے کو پاک کرنے اور گناہوں سے پاک ہو جائے یعنی خرچ کرنے سے مقصد ریا اور دکھاوا یا کسی کا بدلا اتارنا نہیں ہوتا جیسا کہ آگے ارشاد فرمایا (۱۸) اور اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلا اتارا جائے ؛ یعنی مال خرچ کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ اُس پر کسی کا کوئی احسان ہے جس کا وہ بدلا اتارنا چاہتا ہو اُس کا مقصد تو صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۹) بلکہ اس کا مقصد تو محض اپنے بزرگ و برتر پروردگار کی رضا جوئی اور خوشنودی ہے ؛ یعنی اگرچہ کسی کے احسان کا بدلا دینا اور اُس کام کیلئے روپیہ خرچ کرنا اچھی بات ہے لیکن اس کے انفاق میں یہ بات بھی نہیں کیونکہ اس پر کسی کا احسان ہی ایسا نہیں جس کا وہ بدلا اتار چکا ہو اب روپیہ خرچ کرنا محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنیکے لئے ہے۔ اور جہاں احسان کا بدلا تک نہ ہو تو وہاں ریا اور دکھاوے کا ذکر ہی کیا ہے۔ بہرحال اس کے انفاق کا مقصد محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور خوشنودی ہے (۲۰) اور یہ شخص عنقریب خوش ہو جائیگا ؛ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بزرگی اور اجر و ثواب اور سعادت دارین اسکو عطا ہوگی وہ اس سے خوش اور راضی ہو جائیگا (۲۱) ہرچند کہ سورۂ واللیل کا مفہوم عام ہے لیکن جمہور مفسرین نے اس سورت کا تعلق اور اس کے شانِ نزول میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُمیہ بن خلف کا ذکر کیا ہے۔ موخر الذکر ایک ملعون منکر تھا جو مکہ میں بڑا مال دار اور بہت سے لونڈی غلاموں کا مالک تھا اور اس کا جو غلام یا لونڈی اسلام قبول کر لیا کرتا تھا اس کو بہت تکلیف دیتا تھا اور بہت مارتا تھا اور اسکو اسلام ترک کرنے پر مجبور کر دیا کرتا تھا۔ مال خرچ کرنے میں بڑا بخیل تھا۔ توحید الٰہی کا مخالف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن قرآن نے اسکو اشقی فرمایا۔ اسی مکہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی وجود گرامی تھا جنھوں نے اپنے تمام مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور بہت سے غلام اور لونڈیوں کو آزاد کرایا ان غلاموں میں حضرت بلالؓ کا قصہ خاص طور پر مشہور ہے۔ اُن کو قرآن نے اتقی فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے انفاق فی سبیل اللہ کے متعلق فرمایا ما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر یعنی مجھے کسی کے مال سے ہرگز اتنا فائدہ نہیں پہنچا جتنا ابوبکر کے مال سے پہونچا۔ اور چونکہ آپ کی صدیقیت ایک پرتو تھا نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لئے ان کی شان میں ولسوف یرضیٰ فرمایا

فَأَنذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّىٰ ﴿١٤﴾ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا الْأَشْقَى ﴿١٥﴾ الَّذِي

پس میں نے تمکو ایک بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے کہ اس میں بجز اس بدبخت کے اور کوئی داخل نہیں ہوگا یعنی ہمیشہ کے لئے جس نے

كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٦﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى ﴿١٧﴾ الَّذِي يُؤْتِي

جھٹلایا اور روگردانی کی۔ اور اس آگ سے ایسا شخص دور رکھا جائیگا جو بڑا پرہیزگار ہے۔ وہ ایسا ہے جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے

مَالَهُ يَتَزَكَّىٰ ﴿١٨﴾ وَمَا لِأَحَدٍ عِندَهُ مِن نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ﴿١٩﴾

کہ وہ پاک ہو جائے۔ اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں جس کا بدلا اتارا جاتا

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ﴿٢٠﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ﴿٢١﴾ ع ۱ ۲۱ ۱۷

اس کا مقصد تو محض اپنے بزرگ و برتر پروردگار کی رضا جوئی اور خوشنودی ہے۔ اور یہ شخص یقیناً عنقریب خوش ہو جائے گا۔

سُورَةُ الضُّحَىٰ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً

سورۂ ضحیٰ مکی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحَىٰ ﴿١﴾ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴿٢﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ﴿٣﴾ وَ

قسم کھاتا ہوں دن چڑھے کی یعنی چاشت کے وقت کی۔ اور رات کی جب وہ پوری طرح چھا جائے کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو نہ چھوڑا اور نہ آپ سے ناخوش ہوا۔ اور

لَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ﴿٤﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ

یقیناً پچھلی حالت آپکے لئے پہلی حالت سے بہتر ہے۔ اور آپ کا پروردگار آپکو آگے چل کر اتنا کچھ دے گا کہ آپ خوش

فَتَرْضَىٰ ﴿٥﴾ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ﴿٦﴾ وَوَجَدَكَ ضَالًّا

ہو جائیں گے۔ کیا خدا تعالیٰ نے آپکو یتیم نہیں پایا پھر ٹھکانا دیا۔ اور اس نے آپکو راہِ شریعت سے ناواقف پایا پھر اس نے آپ کو

فَهَدَىٰ ﴿٧﴾ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ﴿٨﴾ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا

منزلِ مقصود تک پہونچا دیا۔ اور خدا نے آپ کو نادار پایا پھر آپ کو دولت مند کر دیا۔ تو آپ یتیم پر کسی قسم کا

تَقْهَرْ ﴿٩﴾ وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴿١٠﴾ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿١١﴾ ع ۱ ۱۱ ۱۸

دباؤ نہ ڈالئے۔ اور آپ مانگنے والے کو نہ جھڑکئے۔ اور آپ اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے۔

جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آگے کی سورت میں آتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ تم تفسیر سورۃ الیل ؛ سورۂ ضحیٰ مکی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵ ؛ سورۂ ضحیٰ کے نزول کے بارے میں مفسرین نے چند باتیں فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپؐ کسی بیماری کی وجہ سے چند روز تہجد کے لئے نہیں اٹھے۔ ایک کافرہ عورت نے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے شیطان نے تم کو چھوڑ دیا اور اتفاق سے وحی آنے میں بھی کچھ تاخیر ہوئی اس پر دوسرے مشرکین نے کہا کہ اُن کے رب نے ان کو چھوڑ دیا۔ اس پر سورۂ والضحیٰ نازل ہوئی۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی شانِ نزول کی یہی وجہ اختیار کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ حضرت کو کئی دن وحی نہیں آئی دل متردد رہا۔ تہجد کو نہ اُٹھے کافروں نے کہا اس کے رب نے اس کو چھوڑ دیا پھر سورت نازل ہوئی پہلے قسم کھائی دھوپ کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ کی دو قدرتیں ہیں باطن میں بھی۔ کبھی چاندنا ہے کبھی اندھیرا دونوں اس کے ہیں اس سے بندہ کبھی دور نہیں ۱۲ (باقی ضمیمہ)

Marfat.com

سُوْرَةُ الْاِنْشِرَاحِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

سورۂ انشراح مکی ہے اور یہ آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؕ

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝۱ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝۲

کیا ہم نے آپکی خاطر آپ کا سینہ کشادہ نہیں کردیا۔ اور ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا۔

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝۴

جس نے آپکی پیٹھ کو گراں بار کر رکھا تھا۔ اور ہم نے آپکی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کیا۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝۶ فَاِذَا

سو بیشک ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے۔ یقیناً ہر مشکل کیساتھ آسانی ہے۔ اور آپ جب

فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝۷ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝۸

خلق کی خدمت سے فرصت پائیں تو محنت کیا کیجیے۔ اور اپنے پروردگار ہی کی جانب رغبت رکھیے۔

سُوْرَةُ التِّيْنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

سورۂ تین مکی ہے اور یہ آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے ؕ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝۱ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ

قسم کھاتا ہوں انجیر کی اور زیتون کی۔ اور طور سینین کی۔ اور اس امن والے

الْاَمِيْنِ ۝۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝۴ ثُمَّ

شہر یعنی مکہ معظمہ کی۔ کہ ہم نے انسان کو اچھے سے اچھے اسلوب پر بنایا ہے

رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝۵ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

پھر ہم اسکو پستی والوں کی حالت سے بھی زیادہ نیچا کر دیتے ہیں۔ لیکن ہاں جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے

منزل ۷

سورۂ انشراح مکی ہے اور یہ آٹھ آیتیں ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؕ ؛ اس سورت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض خصوصیات اور بعض احسانات کا ذکر ہے جس طرح پہلی سورت میں بعض اسی قسم کی باتوں کا ذکر تھا۔ فرق یہ ہے کہ وہاں ظاہری احسانات اور ظاہری خصوصیات کا ذکر تھا اور اس سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض باطنی خصوصیات کا ذکر ہے گویا یہ سورت پہلی سورت کا تتمہ ہے۔ پہلی سورت میں بھی آخر میں بعض باتوں کا حکم دیا گیا جن کا تعلق عوام سے تھا اور اس سورت میں جو احکام ہیں وہ آپ کی ذات گرامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ کیا ہم نے آپ کے لئے آپ کا سینہ کشادہ نہیں کردیا ؛ یعنی آپ کے نفع کے لئے آپ کے سینے کو کشادہ کردیا تاکہ آپ کا سینہ کشادہ ہوجائے اور آپ کا حوصلہ بڑھ جائے اور خلق کی دعوت کا کام اور اُمت کا غم اور ہمارے راز و نیاز کے اسرار اُس میں سما جائیں اور میل و کدورت بغض و عداوت اور تمام اخلاق ذمیمہ اُس سے نکل جائیں۔ شرح صدر کے سلسلے میں ہم اپنی اس مختصر تفسیر میں کئی جگہ کلام کرچکے ہیں اس نعمت سے ہر مسلمان کو اپنے اپنے مرتبے کے موافق حصہ ملتا ہے۔ یہ ایک قسم کی روشنی اور نور ہوتا ہے جس کی وجہ سے عام لوگوں پر اور خاص لوگوں پر نیکیاں آسان ہوجاتی ہیں اور برے کاموں کی رغبت کم ہوجاتی ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مرتبے کے موافق یہ مرتبہ اور قوۃ عطا ہوتی ہے۔ یہی وہ وصف ہے جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طلب کرکے حاصل کیا تھا سورۂ طٰہٰ میں گزر چکا ہے رب اشرح لی صدری ویسر لی امری۔ جو چیز موسیٰ نے مانگ کر حاصل کی تھی وہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بغیر طلب عطا فرمائی۔ الم نشرح لک صدرک اہل طریقت نے جو کچھ فرمایا ہے اس کی تفصیل کا موقع نہیں ہے یہاں صرف اتنا سمجھ لینا چاہیے کہ ایک ایسی باطنی اور روحانی قوت کا نام شرح صدر ہے جس سے تمام کمالات اور عبادات شاقہ کا حصول آسان ہوجاتا ہے اور قوت برداشت بڑھ جاتی ہے۔ اور شیطانی وسواس کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔ اور باطنی اسرار اور روحانی انوار کے حصول میں آسانی ہوجاتی ہے۔ دل سے ہر قسم کی برائیاں اور خیانت و حسد کا مادہ نکال دیا جاتا ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کے شق صدر کی جانب اشارہ ہو جو کئی مرتبہ پیش آیا۔ کہ آپ کا سینہ کھولا گیا اور اس میں سے تمام اخلاقی خرابیوں کا مادہ نکال دیا گیا اور معرفت الٰہی کے نور سے سینے کو بھر دیا گیا اور پھر سینے کو ملا دیا گیا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے پر وہ نشان اور ایک باریک سا خط کھنچا ہوا دیکھا ہے جہاں سے آپ کا سینہ چاک کرکے شیطانی حصہ کو نکال کر پھینکا گیا تھا۔ اور پھر آپ کے سینہ مبارک کو بند کیا گیا۔ آٹھویں پارے کے دوسرے رکوع میں شرح صدر اور اس کے مقابل ضیق صدر کی تفصیل گزر چکی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی حوصلہ کشادہ دیا اتنا بڑا کام اٹھانے کو۔ اور ظاہر میں بھی فرشتوں نے حضرت کا سینہ چاک کیا دل میں سے سیاہی نکال کر دھو ڈالی ۱۲۔ اب آگے دوسری نعمت کا ذکر فرمایا۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ الم نشرح میں استفہام تقریری ہے یعنی ہم نے تمہارا سینہ کھول دیا (۱) اور ہم نے آپ پر سے وہ بوجھ اتار دیا (۲) جس نے آپکی پیٹھ کو گراں بار کر رکھا تھا ؛ یعنی منصب رسالت کی ذمہ داریوں کو محسوس کرکے جو طبیعت پر گرانی تھی اسکو ہم نے شرح صدر کی برکت سے آپ پر ہلکا کردیا۔ ہوسکتا ہے کہ وحی کی گرانی کیطرف اشارہ ہو جو شروع شروع میں گراں معلوم ہوتی تھی۔ یا زمانہ جاہلیت کی بعض نامناسب باتیں جو اب شریعت کی روشنی میں نامناسب معلوم ہوئیں اس سے طبیعت مبارک پر گرانی ہوتی ہو کہ ان باتوں کا اب کیا ہوگا ان کی بشارت دی گئی ہو کہ وہ سب درگزر کردی گئیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کی خلقی استعداد اور آپ کی علو ہمتی جن کمالات اور مقامات کے حصول کا تقاضا کرتی ہو اور حضور کو ان کا حاصل کرنا دشوار معلوم ہوتا ہو اور ان کے عدم حصول سے طبیعت پر گرانی ہو شرح صدر کی برکت سے وہ مقامات اور کمالات حاصل ہوگئے ہوں اُن کی طرف اشارہ ہو کہ ہم نے تمہاری گراں باری کو دور کردیا۔ کما قالہ الشاہ عبدالعزیز الدہلوی فی تفسیرہ اعنی فتح العزیز۔ آگے تیسری نعمت کا ذکر ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وحی کا اترنا اول مشکل تھا پھر آسان ہوگیا ۱۲ (۳) اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کیا ؛ یعنی بہت سی جگہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام بھی لیا جاتا ہے ایک دفعہ حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ میرے نام کا آواز بلند ہونے کا کیا مطلب ہے تو انھوں نے یہی کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اذا ذکرت ذکرت معی کہ جب مجھے یاد کیا جائے گا تو آپ کو بھی یاد کیا جائے گا۔

ع ۱ ۸ ۱۹

(باقی تفسیر میں)

Marfat.com

گرباں جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے تو اُن کیلئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونیوالا نہیں ؛ مطلب ہے کہ بڑھاپے میں آدمی بچوں کی اور اپاہجوں کی حالت سے بھی نیچے گر جاتا ہے۔ اور ضعف وقوۃ اور ظاہری خوبی سب جاتی رہتی ہے۔ سرو سا قد کمان بن جاتا ہے۔ دانت ٹوٹنے سے چہرہ بگڑ جاتا ہے ہوش وحواس میں فرق آجاتا ہے عقل صحیح نہیں رہتی غرض اسکو فرمایا پھر پھینکدیا اُس کو نیچوں سے نیچے۔ اعمال میں کمی ہو جاتی ہے اس ردی حالت پر لوٹا دینے سے یہ وہم ہوتا کہ شاید آخرت میں بھی یہی حالت ہوگی اور بوڑھوں کی وہاں بھی حالت ردی اور خراب ہوگی اس لئے فرمایا جو لوگ اہل ایمان ہیں اور نیک اعمال کے پابند رہے ہوں گے ان کے اجر میں کمی نہیں ہوگی بلکہ جو عمل جوانی میں کرتے رہتے تھے وہی اعمال شیخوخت میں بھی لکھے جاتے رہیں گے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کچھ لوگ حضورؐ کے زمانے میں بہت بوڑھے ہو گئے تھے اور ارذل عمر کو پہنچ گئے تھے اور جو عمل صحت اور شباب کے زمانے میں کیا کرتے تھے اُن میں فرق آگیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب سے عذر نازل فرمایا اور اُن کو بتایا کہ ان کیلئے وہی اجر ہے جو وہ صحت اور عقل کی موجودگی میں کیا کرتے تھے اُن کے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی جس سے آخرت میں ان کو نقصان پہونچے بلکہ ان کا اجر منقطع نہ ہوگا۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے منکر مراد ہے کہ ہم نے اسکو اچھی حالت اور بہترین سانچے میں ڈھالا لیکن اس نے دین حق کا انکار کیا اور اپنے کفر پر قائم رہا تو ہم نے اسکو عذاب میں ڈال کر اس کو نیچے سے نیچا کر دیا اور اس کو ذلت کے گڑھے میں ڈال دیا چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہم نے اس کو لائق بنایا فرشتوں کے مقام کے پھر جب منکر ہوا تو جانوروں سے بدتر ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ جس شخص نے ان تمام خوبیوں کے باوجود ایمان لانے سے انکار کیا توہم اس کو اسفل السافلین میں پھینک دیتے ہیں مگر ہاں جو اُن میں سے ایمان لے آیا اور اعمال صالح کا پابند رہے تو اس کو نہ ختم ہونیوالا اجر عطا کیا جاتا ہے اور قعر ذلت میں گرنے سے اس کو بچا لیا جاتا ہے (٦) پھر ان واضح دلائل کے بعد اے انسان وہ کونسی چیز ہے جو قیامت کی تکذیب پر تجھ کو آمادہ کر رہی ہے اور قیامت کا منکر بنا رہی ہے ؛ یعنی ہماری قدرت کو دیکھنے اور قرآنی دلائل کو سننے کے بعد بھی وہ کون سی چیز ہے جو تجھ کو قیامت کے انکار و تکذیب پر مجبور کر رہی ہے حالاں کہ اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کو کہ اس نے کس طرح بچہ سا پیدا کیا پھر آہستہ آہستہ کس طرح پروان چڑھایا اور آخر عمر میں کس طرح ایک ایک کر کے وہ چیزیں واپس ہو گئیں کیا اب بھی اے انسان تجھ کو تامل ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت اور بعث پر قدرت نہیں رکھتا۔ آخر وہ کیا چیز ہے جو تجھ کو قیامت کے انکار پر ابھارتی اور مجبور کرتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہو جیسا کہ کہا گیا ہے یعنی آپ سے دریافت فرماتے ہیں کہ آخر وہ کیا چیز ہے جو ان دلائل کو سننے کے بعد بھی لوگوں کو قیامت کی تکذیب پر مجبور اور آمادہ کرتی ہے اور بعث بعد الموت پر ان کو ایمان لانے سے روکتی ہے (٧) کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے ؛ یعنی کیا اس کی حکومت اور اسکی شہنشاہی تمام حکومتوں اور بادشاہوں سے بڑی نہیں ہے پھر جب معمولی بادشاہ بھی اپنی رعایا اور اپنے ماتحتوں کی خدمات کا صلہ عنایت کرنے کیلئے ایک دن مقرر کرتے ہیں اور انعامات دیتے ہیں اور مجرموں کو سزا دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو احکم الحاکمین ہے اگر اس نے قیامت کا دن سزا و جزا کیلئے مقرر کیا ہے تو اس کے تسلیم کرنے میں کیوں اشکال پیش آرہا ہے۔ حدیث میں آتا ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم والتین کی آخری آیت پڑھتے تو فرماتے۔ بلی وانا علی ذلک من الشاھدین یعنی بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ تمام مجازی حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہیں۔ (٨) تم تفسیر سورۃ التین۔

ع ١ ٨ ٢٠

الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ﴿۶﴾ فَمَا یُكَذِّبُكَ

پابند رہے تو اُن کیلئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم ہونیوالا نہیں۔ پھر ان واضح دلائل کے بعد وہ کونسی چیز ہے

بَعْدُ بِالدِّیْنِ ؕ﴿۷﴾ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۸﴾

جو تجھ کو قیامت کے بارے میں تکذیب پر آمادہ کر رہی ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے۔

سُوْرَةُ الْعَلَقِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعَ عَشْرَةَ اٰيَةً

سورۂ علق مکی ہے اور یہ اُنیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؛

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ﴿۱﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ

اے پیغمبر آپ اپنے اس رب کا نام لیکر قرآن پڑھئے جس نے پیدا کیا۔ جس نے انسان کو ایک خون کے لوتھڑے سے

عَلَقٍ ﴿۲﴾ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ﴿۴﴾ عَلَّمَ

پیدا کیا۔ آپ قرآن پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی۔ اس نے

الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ﴿۵﴾ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۙ﴿۶﴾

انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ انسان حد سے نکل جاتا ہے۔

اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ؕ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ؕ﴿۸﴾ اَرَءَیْتَ

اس سبب سے کہ وہ اپنے آپکو بے نیاز و تونگر دیکھتا ہے۔ اے مخاطب یقیناً تیرے رب ہی کی حضور میں سبکو پلٹکر جانا ہے۔ اے مخاطب بھلا تو نے

الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؕ﴿۱۰﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی

اس شخص کو بھی دیکھا جو نماز سے روکتا ہے۔ ایک خاص بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ اے مخاطب بھلا یہ تو بتا اگر وہ بندہ صحیح راہ

الْهُدٰۤی ۙ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ؕ﴿۱۲﴾ اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ

پر قائم ہو۔ یا وہ پرہیزگاری کی عام تعلیم دیتا ہو۔ اے مخاطب بھلا یہ تو بتا کہ یہ روکنے والا اگر دین حق کی تکذیب کرتا اور

تَوَلّٰی ؕ﴿۱۳﴾ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ؕ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ۬

اس سے روگردانی کرتا ہو۔ کیا اس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسکو دیکھ رہا ہے۔ ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے اگر یہ شخص باز نہ آیا

سورۂ علق مکی ہے اور یہ انیس آیتیں ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؛ یہ سورت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض خصوصیات ظاہر کرتی ہے جس طرح سورۂ تین اور سورۂ انشراح میں بعض باتیں مذکور تھیں۔ اسی طرح اس سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتدائی وحی کے نزول کا ذکر ہے اور بعض معاندین و منکرین کی مذمت ہے۔ یہ واقعہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز رویائے صادقہ سے ہوا رات کو جو بات خواب میں نظر آتی صبح اُس کا ظہور ہو جاتا اور بعینہٖ خواب کی بات پوری ہو جاتی۔ اس کے بعد آپ کا میلان تنہائی اور گوشہ نشینی کی جانب ہوا اور آپ نے مکہ معظمہ کے قریب ایک پہاڑی میں غار تھا اس غار کو پسند کیا جسکو غار حرا کہتے ہیں۔ اُس میں تشریف لے جانے لگے بعض دفعہ کئی کئی دن اُسی غار میں تشریف رکھتے حضرت خدیجہؓ جو کھانا تیار کر کے دیدیتیں (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے اچھا اگر یہ شخص باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی یعنی پیشانی کے بال پکڑ کر اس کو گھسیٹیں گے (۱۵) وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطاکار ہے ؛ حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے ابوجہل کو دھمکی اور جھڑکی ہے ۔ کہ اسکو ہرگز ایسا نہیں کرنا چاہیے اور ہمارے پیغمبر کی عبادت میں خواہ وہ نماز ہو یا تبلیغ ہو اس کو مداخلت نہیں کرنا چاہیے ۔ اچھا اگر وہ اپنی ان حرکات ناشائستہ سے باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے ۔ پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچنا انتہائی ذلت کی نشانی ہے ۔ یعنی جہنم میں ڈالدیں گے ۔ اُس کی پیشانی جھوٹی اور خطاکار ہے ۔ ہوسکتا ہے کہ یہ تذلیل دنیا میں بھی ہو اور آخرت میں بھی ہو ۔ جیسا کہ بدر میں ہوا کہ اس کو قتل کرنیکے بعد اسکے کان میں رسی باندھ کر عبداللہ بن مسعودؓ اسکو گھسیٹتے ہوئے حضور کی خدمت میں لائے اور آپ کے سامنے ڈالدیا ۔ اور آخرت میں بھی اس کی تذلیل کی جائیگی یعنی فرشتے اُس کے بال پکڑ کر اس کو گھسیٹتے ہوئے لیجائیں گے اور کہا جائیگا ۔ ذق انك انت العزيز الكريم ۔ کما مر فی الدخان ۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صرف آخرت کی تذلیل کی طرف اشارہ ہو ۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ ناصیہ کیطرف کاذبہ اور خاطئہ کی اسناد مجازی ہے ۔ اصل مراد ابوجہل کی ذات ہے ۔ وہ جھوٹا اور خطاکار تھا ۔ ناصیہ کا ترجمہ ہندی زبان میں ماتھا ہے ۔ جسکو زبان کی شستگی کے اعتبار سے پیشانی کہتے ہیں ۔ لیکن عربی میں ناصیہ سر کے اُس چوتھائی حصہ کو کہتے ہیں ۔ جو سر کے آگے کا حصہ ہے ۔ اور جس پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں سر کے مسح کا ذکر آیا ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور اپنے ناصیہ پر مسح کیا اور ظاہر ہے کہ آیت میں لنسفعا بالناصیة سے مراد سر کے اُسی حصہ کے بال ہیں جس طرح گھوڑے اور گدھے بلکہ دوسرے چوپایوں کی چوٹی پکڑ کر بس میں کر لیا کرتے ہیں ۔ اسی لئے بعض حضرات نے ناصیہ کے ترجمے میں چوٹی اور بعض نے پٹھے کئے ہیں ۔ یہ ترجمہ اصل میں مقدم شعر الراس کا ہے ۔ یعنی سر کے وہ بال جو آگے کے حصے میں ہوتے ہیں ۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے میں موئے پیشانی ہے بہر حال مراد ابوجہل کی توہین و تذلیل ہے آگے اُس خبیث و بدباطن کی ایک اور دھمکی اور بدزبانی کا جواب ہے کیونکہ وہ عام طریقے سے کہا کرتا تھا کہ میرا اتنا اثر ہے کہ میں چاہوں تو مکہ کی سرزمین کو فوجوں سے بھردوں ۔ لیکن میرے ہم نشین اور میری مجلس کے میٹھنے والے ہی محمد اور اس کے ساتھیوں کیلئے کافی ہیں ۔ جس دن چاہوں اپنے دوستوں سے ان کو ختم کرادوں ۔ اُسی کا جواب فرمایا (۱۶) اس سے کہو یہ اپنی مجلس کے ہم نشینوں کو بلالے ؛ یعنی جن پر گھمنڈ کرتا ہے اُن کو پکار کر بلالے (۱۷) ہم بھی دوزخ کے فرشتوں کو بلالیں گے ؛ یعنی یہ اپنی مجلس کے دوستوں اور حمایتیوں کو بلالے اور ہم دوزخ کے فرشتوں کو بلا لیتے ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ لو دعا نادیه لاخذته زبانیة الله عن قتادہ ص سلا ۔ یا وہ فرشتے مراد ہیں جن کا ذکر سورۂ تحریم میں گذرا ہے ۔ غلاظ شداد ۔ زبانیہ زبن سے مشتق ہے جس کے معنی دفع کرنے کے ہیں یعنی اہل جہنم کو جہنم میں دھکیلتے ہوئے لیجائیں گے ۔ یا جو جہنم سے نکلنے کی کوشش کرے گا اسکو دفع کرکے واپس کردیں گے ۔ آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہیں (۱۸) نہیں نہیں آپ اس کا کہنا

ع ۱۹ / ۲۱ · رکوع

فقهنا النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

السجدة ۱۸ ۔ عند المتاخرین ۱۲ ۔ ۵ ۔ ۲۲

لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝١٦ فَلْيَدْعُ

تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اسکو گھسیٹیں گے یعنی سر کے بال ۔ وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطاکار ہے ۔ یہ اپنی مجلس کے ہم نشینوں کو بلالے

نَادِيَهُ ۝١٧ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝١٨ كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝١٩ (السجدة)

یعنی جن پر گھمنڈ کرتا ہے ۔ ہم بھی دوزخ کے فرشتوں کو بلالیں گے ۔ نہیں نہیں آپ اسکا کہنا مانیے ۔ اور خدا کی جناب میں سجدے کرتے اور اسکا قرب حاصل کرتے رہیے ۔

سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورۂ قدر مکی ہے اور یہ پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؏

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝١ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا

بلاشبہ ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے ۔ اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝٢ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ڏ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ

شب قدر کیسی چیز ہے ۔ شب قدر ہزار مہینوں سے

شَهْرٍ ۝٣ تَنَزَّلُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ

بہتر ہے ۔ اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے

مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝٤ سَلٰمٌ ڔ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝٥ ع

ہر معاملہ کیلئے نازل ہوتے ہیں ۔ یہ رات سرتاسر سلامتی ہے وہ طلوع فجر تک رہتی ہے یعنی اُس کی خیر و برکت ۔

سُوْرَةُ الْبَيِّنَةِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمٰنُ اٰيَاتٍ

سورۂ بینہ مدنی ہے اور یہ آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؏

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ

کفار اہل کتاب اور مشرکین اُس وقت تک باز آنیوالے نہ تھے کہ جب تک اُن کے پاس

نہ مانیے اور سجدہ کرتے رہیے ۔ اور اللہ کا قرب حاصل کرتے رہیے ؛ یعنی نماز پڑھتے رہیے ۔ اور نماز کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیجیے ۔ کیونکہ سجدہ بندے کو اللہ تعالیٰ سے بہت قریب کردیتا ہے ۔ اہل تصوف کی بعض کتابوں میں نظر سے گزرا ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تھا کہ بندہ آپ سے کس حالت میں زیادہ قریب ہوتا ہے ارشاد ہوا جب بھوکا ہوتا ہوا اور جب سجدہ کرتا ہے یعنی بندے کی یہ دو حالتیں اس کو ہم سے زیادہ قریب کردیتی ہیں ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک بار ابوجہل حضرتؐ کو نماز میں دیکھ چلا کہ بے ادبی کرے وہاں نہ پہنچا تھا کہ جھجکا لگا پروں کا ڈر کر اُلٹے پاؤں پھرا پھر کبھی یہ خیال نہ کیا ۔ معلوم ہوا کہ سجدے میں بندہ اللہ سے نزدیک ہوتا ہے ۱۲ (۱۹) تم تفسیر سورۃ ۱۱ ؛ سورۂ قدر مکی ہے اور یہ پانچ آیتیں ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؏ بلاشبہ ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے ؛ شب قدر کے متعلق کچھ باتیں سورۂ دخان کی ابتدا میں بھی عرض کی جاچکی ہیں ۔ شب قدر کو یا تو شب قدر اس لئے فرمایا کہ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

وہ واضح دلیل ایک اللہ تعالیٰ کا رسول ہو جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے (۲) ان صحیفوں میں درست و مضبوط مضامین لکھے ہوئے ہوں ۱۲ یعنی عالم میں روشنی پھیلانے کیلئے جس ضرورت کو محسوس کیا جا رہا تھا وہ رسول تشریف لائے اور ایسی کتاب پڑھتے ہوئے آئے جو پاک ورقوں میں لکھی ہوئی ہے مراد صحف مطہرہ سے قرآن ہے۔ کتب سے مراد قرآن کی سورتیں ہیں کیونکہ قرآن کی ہر سورت اپنے مضامین کے اعتبار سے ایک مستقل کتاب ہے۔ یا کتب سابقہ کے مضامین کا خلاصہ اس قرآن میں درج ہے۔ یا عام مضامین مراد ہیں جیسا کہ ہم نے اختیار کیا ہے یعنی اس کے علوم اور مضامین نہایت صحیح اور سیدھے اور نہایت مضبوط و معتدل ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ہر سورۃ ایک کتاب ہے ۱۲ پھر شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ حضرتؐ سے پہلے سب دین والے بگڑ گئے تھے ہر ایک اپنی غلطی پر مغرور اب چاہئے کسی حکیم یا ولی یا بادشاہ عادل کے سمجھائے راہ پر آویں۔ سو ممکن نہ تھا جب تک ایسا رسول نہ آوے ۱۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بَیِّنَۃ فرمایا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہا ذات مقدس ایک کھلی ہوئی واضح اور روشن دلیل ہے۔ بہر حال

مُنفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝١ رَسُولٌ مِّنَ اللَّهِ

واضح دلیل نہ آجاتی۔ وہ واضح دلیل اللہ تعالیٰ کا ایک رسول ہو

يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝٢ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝٣ وَمَا تَفَرَّقَ

جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے یعنی قرآن۔ ان صحیفوں میں درست و مضبوط مضامین لکھے ہوئے ہوں۔ مگر جب ان کے پاس

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝٤

وہ واضح اور کھلی دلیل آگئی تو اس کے بعد ہی وہ لوگ جو اہل کتاب تھے اختلاف میں پڑ کر متفرق ہو گئے

وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

حالانکہ ان اہل کتاب کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہو کر خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعتقاد سے اسکی عبادت

حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ۚ وَذَٰلِكَ دِينُ

کیا کریں اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ

الْقَيِّمَةِ ۝٥ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ

درست و مضبوط ہے۔ بے شک اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کفر پر قائم رہے وہ

فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝٦

آتش جہنم میں داخل ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ لوگ تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے تو یہ لوگ ساری مخلوق سے

الْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي

بہتر ہیں۔ ان کا صلہ ان کے رب کے ہاں ایسے دائمی باغ ہوں گے جن کے نیچے

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ

نہریں بہ رہی ہوں گی یہ لوگ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے راضی

عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝٨ ع

اور وہ اس سے راضی یہ صلہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا۔

ع ۸ ۱ ۲۳

اُس ذات اقدس کی تشریف آوری کے بعد بجائے اس کے کہ اہل کتاب اُن پر ایمان لے آتے اور ان کی تعلیم کو قبول کر لیتے اور ان کی دیکھا دیکھی مشرکین پر بھی اثر پڑتا اور مجوسی اور صابئین اور بت پرست بھی اسلامی تعلیم کی جانب مائل ہوتے لیکن ہوا یہ کہ یہود و نصاریٰ یعنی اہل کتاب ہی باہم دست و گریباں ہو گئے اور اس بینہ کے متعلق آپس میں متفرق ہو گئے (۳) مگر جب انکے پاس وہ واضح اور کھلی دلیل آگئی تو اس کے بعد ہی وہ لوگ جو اہل کتاب تھے اختلاف میں پڑ کر متفرق ہو گئے ۱۲ یعنی دین حق کو قبول کرنے سے بھی انحراف کیا اور اُن کے باہمی اختلافات جو پہلے سے چلے آ رہے تھے وہ اور اُبھر گئے۔ اور اُن میں اور جان پڑ گئی اور اسلام قبول کر کے اُن اختلافات کو دور نہ کیا۔ صاحب کشاف نے اس آیت پر تقریر کرتے ہوئے لکھا کہ ان کی نظیر ایسی ہے جیسے کوئی مفلس اور فقیر فاسق تھا اور جب کوئی اسکو نصیحت کرتا تو وہ اپنے ناصح سے کہتا اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو غنی اور دولت مند کر دے تو میں فسق سے توبہ کر لوں گا اور فسق سے باز آجاؤں گا۔ حسن اتفاق سے وہ فاسق فقیر غنی ہو گیا تو بجائے تائب ہونے کے اور زیادہ فاسق ہو گیا۔ یہی حالت ان اہل کتاب کی ہے کہ جب تک نبی آخر الزماں تشریف نہ لائے تھے تو کہا کرتے تھے وہ آخری نبی سابقہ پیشین گوئیوں کے ماتحت آجائے تو ہم اس پر ایمان لا کر اپنی اصلاح کر لیں گے مگر جب وہ نبی آخر الزماں یعنی بینۃ آ گیا تو منکر ہو گئے۔ سورۂ بقرہ میں گزرا ہے فلما جاءهم ما عرفوا كفروا به۔ اس آیت کو علمائے اصعب ما فی القرآن نظماً و تفسیراً فرمایا ہے اسی لئے امام رازی نے بہت بحث فرمانے کے بعد اس طرح خلاصہ کیا ہے۔ کہ لم یکن الذین کفروا سے بینۃ تک تو ان کی حکایت مذکور ہے یعنی مشرکین اور اہل کتاب کی۔ اور وما تفرق الذین واقع سے خبر دینا ہے چنانچہ فرماتے ہیں والمعنی ان الذی وقع کان بخلاف ما ادعوا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی اس رسول اور اس کتاب کے آئے پیچھے شبہ نہ کرو پھر اب اہل کتاب ضد سے مخالف ہیں شبہ سے نہیں ۱۲ بہر حال بعض حضرات کفر پر قائم رہے ضد سے اور بعض صلاحیت پسند ایمان لے آئے آگے فرماتے ہیں کہ جو کچھ یہ آخری نبی فرماتے ہیں کتب سابقہ میں بھی یہی مرقوم ہے (۴) حالانکہ کتب سابقہ میں ان اہل کتاب کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ یکسو ہو کر خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے اعتقاد سے اسی کی عبادت کیا کریں اور نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں اور یہی طریقہ درست اور مضبوط ہے ۱۲ مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس رسول کے صحیفوں میں کتب قیمہ مندرج اور مرقوم ہے اسی طرح ان اہل کتاب کو جو کتب سماویہ دی گئی تھیں ان میں بھی ان کو صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کریں کہ عبادت کو اُسی کیلئے خالص رکھیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح تمام ادیان باطلہ سے یکسو ہو کر خلوص کیساتھ اُسی کی عبادت کیا کریں اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور یہی تو دین قیم اور ملت قیمہ ہے اور یہی طریقہ درست اور مضبوط ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہ چیزیں ہر دین میں پسند ہیں ۱۲۔ اس میں اعتقاد و عمل دونوں آ گئے۔ آیت میں اہل کتاب کو ترغیب ہے کہ اس دین میں بھی وہی باتیں ہیں جو کتب سابقہ میں گزر چکی ہیں اور حنفاء اور یکسوئی کا نام لینے میں مشرکین کو بھی ترغیب ہے کہ یہ پیغمبر اور یہ قرآن وہی طریقہ بتاتا ہے جو تمہارے جد امجد اور مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے۔ چونکہ اس پیغام کو سنکر بعض ایمان لے آئے تھے (باقی قمر میں)

Marfat.com

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ جب زمین اپنی پوری حرکت سے خوب ہلائی جائے (۱) اور زمین اپنے بوجھ باہر نکال ڈالے۔
سورۂ زلزال کی ہے اور یہ آٹھ آیتیں ہیں ۞ (۴) اس لئے کہ آپ کے پروردگار نے اُس کو یہی حکم دیا ہوگا ۞ یعنی زمین میں سخت زلزلہ آئے۔
(۲) اور انسان کہنے لگے کہ اس زمین کو کیا ہو گیا (۳) اُس روز زمین اپنی سب باتیں بیان کر دیگی ۔ شاید یہ دوسرے نفخہ اور صور پھونکنے کے وقت ہوگا جس سے تمام زمین کا ہموا
اور وہ اُس زلزلے کی حرکت سے خوب جھنجوڑ دی اور حرکت دی جائے۔ اور زمین اپنے بوجھ یعنی مردے اور دفینے باہر نکال پھینکے ۔ سے وہ باہر آ جائے گا اور کوئی اس مال کا سنبھالنے والا اور لینے والا نہ ہوگا
کرنا مقصود ہوگا۔ دفینے سے مُراد سونے چاندی کی کانیں اور وہ اموال ہیں جو زمین میں دبائے گئے ہوں گے غرض جو کچھ زمین میں ہے وہ باہر آ جائے گا اور انسان زندہ ہو کر کہے گا کہ اُس زمین کو کیا ہو گیا اور اس میں یہ سخت
حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں قیامت سے پہلے جو مال زمین کے اندر دبا ہے سونا روپا اس سے نکل پڑے گا تب لینے والے نہ رہیں گے
بھونچال کیوں آ رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عالم ارواح میں جو روحیں ہیں وہ اس سے متاثر ہو کر کہیں اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی قیامت کا منکر ہوگا جو کہیگا ورنہ مسلمان اور قیامت پر ایمان رکھنے والا تو جانتا ہی ہے کہ قیامت میں یہ سب کچھ ہوگا۔ اُس روز زمین اپنی تمام خبریں بیان کر دے گی یعنی زمین پر جو بُرے بھلے اعمال کسی نے کئے ہوں گے وہ زمین سب بتا دیگی کہ فلاں شخص نے مجھ پر نماز پڑھی تھی فلاں نے چوری کی تھی۔ خون کیا تھا وغیر ذلک حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ زمین کی خبریں بتانا کیا ہے لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے آپ نے فرمایا زمین ہر مرد اور عورت کے اُن تمام اعمال پر گواہی دیگی جو انہوں نے زمین پر کئے ہوں گے۔ اس لئے پروردگار کا اسکو یہی حکم ہوگا۔ یعنی زمین کو حکم دیا جائیگا کہ وہ تمام لوگوں کے اعمال بیان کرے اور جو جو کچھ کسی نے اس پر کیا ہے اس سب کو ظاہر کر دے (۵) اس دن لوگ مختلف جماعتیں بن کر موقف حساب سے واپس ہوں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں ۞ یعنی ان کے اعمال کے ثمرات اور نتائج اُن کو دکھائے جائیں مطلب یہ ہے کہ موقف حساب سے اس طرح لوٹیں گے کہ
۱
بعض جماعتیں دوزخیوں کی ہوں گی اور بعض
ع
اہلِ جنت کی ہوں گی دوزخی دوزخ میں اور
۸
جنتی جنت میں چلے جائیں گے تاکہ دوزخی اپنے
۲۴
اعمال کی پاداش بھگتیں اور اہلِ جنت جنت میں پہنچ کر اپنا صلہ پائیں لیروا اعمالھم کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ دنیا میں کیا ہے اس کا پھل دیکھیں یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قبروں سے نکل کر ان کی ٹولیاں بنا دی جائیں ایک ٹولی زانیوں کی۔ ایک شرابیوں کی، ایک ٹولی چوروں کی۔ ایک بے نمازیوں کی ایک روزہ خوروں کی وغیرہ وغیرہ اور ان مختلف ٹولیوں کو گھیر کر موقف حساب میں لایا جائے جہاں ان کا حساب و کتاب ہو اور یہ سب لوگ اپنے اپنے اعمال اور ان کی نہ ستوں کو موقف حساب میں پہونچکر دیکھیں واللہ اعلم (۶) پس جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لیگا (۷) اور جس نے ذرہ برابر بُرائی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لیگا ۞ یعنی جس برائی پر مرتے دم تک رہا۔ اور نہ توبہ کی اور نہ ایمان لایا۔ اسی طرح جس نیکی پر آخر دم تک قائم رہا۔ اور اس سے پھر انہیں ذرہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔ لاز، بینوتی جو

سُوْرَةُ الزَّلْزَالِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيَاتٍ

سورۂ زلزال مدنی ہے اور آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ

جب زمین اپنی پوری حرکت سے خوب ہلائی جائے۔ اور زمین اپنے بوجھ یعنی دفینے باہر نکال

اَثْقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

پھینکے۔ اور انسان کہنے لگے کہ اس زمین کو کیا ہو گیا۔ اُس روز زمین اپنی سب باتیں

اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝۵ يَوْمَئِذٍ يَّصْدُرُ

بیان کر دے گی۔ اس لئے کہ آپ کے رب نے اس کو یہی حکم دیا ہوگا۔ اس دن لوگ

النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۝۶ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ

مختلف جماعتیں بن کر واپس ہوں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھائے جائیں۔ سو جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی

ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝۷ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝۸ ع

وہ اسکو وہاں دیکھ لیگا۔ اور جس شخص نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ بھی اس کو وہاں دیکھ لے گا۔

سُوْرَةُ الْعٰدِيٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اِحْدٰى عَشْرَةَ اٰيَةً

سورہ عادیات مکی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝۱ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝۲

قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑتے ہیں۔ پھر ان کی جو آگ جھاڑتے ہیں۔

فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝۳ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝۴

پھر ان کی جو صبح سویرے چھاپا مارتے ہیں۔ تو وہ اس وقت گرد و غبار اُڑاتے ہیں۔

۶۸

تم جامع فاذہ فرمایا ہے۔ (۸) تم تفسیر سورۃ الزلزال ۞
بہت چھوٹی ہوتی ہے یعنی اس کے ہم وزن نیکی اور بدی اس دن پوشیدہ نہ رہے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا نام جامع فاذہ فرمایا ہے۔ قسم ہے ان گھوڑوں کی جو ہانپتے ہوئے دوڑنے والے ہیں ۞ یعنی تیز دوڑنے میں انکے سانس
سورۂ عادیات مکی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ پھر ان کی جو صبح سویرے
کی آواز سننے میں آتی ہے (۱) پھر اُن گھوڑوں کی قسم جو پتھر پر ٹاپ مار کر آگ جھاڑتے ہیں ۞ یعنی دوڑنے میں گھوڑے کے نعلوں سے جو پتھر ٹکراتے ہیں اُن سے آگ جھڑتی ہے (۲) پھر ان کی جو صبح سویرے
چھاپا مارتے ہیں ۞ یعنی لوٹنے اور تخت و تاراج کرنے کی غرض سے (۳) پھر اسوقت گرد و غبار اُڑاتے ہیں ۞ یعنی صبح کے وقت گرد و غبار نہیں ہوتا بلکہ دبا ہوا ہوتا ہے مگر انکی دوڑ اور رفتار اتنی تیز ہوتی ہے کہ اسوقت بھی غبار اُڑتا ہے (۴)

Marfat.com

پھر گھس جانے والے دشمنوں کی جماعت میں یعنی اس صبح کے وقت جو غارت اور لوٹ کا وقت ہے دشمن کی فوج اور دشمن کی جماعت میں جا گھستے ہیں۔ اہل عرب کی عام عادت یہ تھی کہ وہ کسی دشمن پر رات کو حملہ نہ کرتے تھے اور اس کو شجاعت اور بہادری کے خلاف سمجھتے تھے اس لئے عام طور پر صبح کے وقت لوٹتے اور لڑتے تھے چونکہ اہل عرب کو گھوڑوں سے عام دلچسپی تھی اور جنگ جو ہونے کی وجہ سے گھوڑوں کی خاص طور پر پرورش کرتے تھے اس لئے گھوڑوں کی قسم کھائی۔ بعض مفسرین نے اونٹ مراد لئے ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ ان قسموں سے گھوڑے مراد ہیں وہ جہاد کے گھوڑے ہوں یا غیر جہاد کے ہوں البتہ لڑائی کے ہوں بعض حضرات نے گھوڑوں سے اُن کے سوار مراد لئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یہ جہاد والے سواروں کی قسم ہے اُس سے بڑا کون سا عمل ہے کہ اللہ کے کام پر اپنی جان دینے کو حاضر ۱۲ بہرحال گھوڑا چونکہ اپنے آقا کا نہایت وفادار ہوتا ہے خشک گھاس کھا کر اپنے آقا کی وفاداری کرتا ہے اپنے محسن کو پہچانتا ہے۔ اُس کے حکم پر دشمن کی فوج میں گھس کر نیزوں اور تلواروں کے زخم کھاتا ہے گولیوں کی بوچھاڑ میں گھس جاتا ہے

فَوَسَطْنَ بِهِ جَمْعًا ۝٥ إِنَّ الْإِنسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۝٦

پھر اس وقت وہ جماعت میں جا گھستے ہیں۔ کہ بیشک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناسپاس ہے۔

وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ۝٧ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۝٨

اور بیشک وہ انسان اپنی اس ناسپاسی پر خود بھی گواہ ہے۔ اور بیشک انسان مال کی محبت میں بڑا سخت اور مضبوط ہے

أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُورِ ۝٩ وَحُصِّلَ مَا فِي

کیا انسان کو وہ وقت معلوم نہیں کہ جب وہ مردے جو قبروں میں ہیں زندہ کرکے اٹھا کھڑے کئے جائینگے۔ اور جو کچھ سینوں

الصُّدُورِ ۝١٠ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۝١١

میں پوشیدہ ہے وہ سب آشکار کردیا جائیگا۔ بیشک ان کا رب اس دن ان کے احوال سے پوری طرح آگاہ ہے۔

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ إِحْدَىٰ عَشْرَةَ آيَةً

سورۂ قارعہ مکی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

الْقَارِعَةُ ۝١ مَا الْقَارِعَةُ ۝٢ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝٣

وہ کھڑکھڑا دینے والا حادثہ یعنی قیامت۔ کیا ہے وہ کھڑکھڑا دینے والا حادثہ۔ اور اے پیغمبر آپکو کچھ معلوم ہے کہ وہ کھڑکھڑا دینے والا حادثہ کیسا کچھ ہے۔

يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۝٤ وَتَكُونُ

وہ حادثہ وہ ہے جس دن لوگ ایسے پراگندہ پریشان ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پروانے۔ اور پہاڑ

الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنفُوشِ ۝٥ فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۝٦

دھنکی ہوئی رنگین اون کی طرح ہو جائیں گے۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہو گا۔

فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝٧ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۝٨

تو وہ پسندیدہ زندگی میں ہو گا۔ اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہو گا

فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝٩ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَهْ ۝١٠ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝١١

تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔ اور اے پیغمبر آپکو کچھ معلوم ہے کہ وہ ہاویہ کیا چیز ہے۔ وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے۔

اور سدھا ہوا گھوڑا مالک کو بچاتا ہے اور خود زخمی اور لہولہان ہوجاتا ہے اور اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیتا ہے اگر کبھی سوار گر پڑتا ہے تو اس کو اٹھا کر اپنی پیٹھ پر بٹھالیتا ہے غرض گھوڑوں کی وفاداری مشہور ہے اور انہی قسموں کی مناسبت سے جواب قسم فرماتے ہیں (۵) کہ بیشک انسان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناسپاس ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفرانِ نعمت کرتا ہے اور وہ کئی طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اُس کی نعمت کو دُوسرے کی سمجھے دوسرا یہ کہ جو فائدہ اس نعمت سے چاہئے وہ لیوے بلکہ اُس کے برخلاف اُسے خرچ کرے۔ تیسرا یہ کہ اس نعمت کی محبت اس قدر دل میں اثر کر جائے کہ نعمت دینے والے کو بھی بھول جائے ۱۲

1
ع
11
25

خلاصہ یہ کہ مراد اس سے کافر ہے جو اپنی حرص اور لالچ میں اس قدر غرق ہے کہ محسن حقیقی کو فراموش کئے بیٹھا ہے۔ حالانکہ گھوڑا جو ایک جانور ہے اس کی وفاداری کو دیکھ کر بھی اس بدبخت کی آنکھیں نہیں کھلتیں اور اپنی غفلت اور اللہ تعالیٰ کی ناسپاسی میں مبتلا ہے (۶) اور بیشک وہ انسان اپنی ناسپاسی پر خود بھی گواہ ہے اور اُس کو خود بھی اسکی خبر ہے ؛ یا تو یہی مطلب ہے کہ جو ہم نے ابھی عرض کیا ہے کہ گھوڑوں کی وفاداری کو دیکھ کر بھی اس میں احسان مندی اور شکرگزاری کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ تھوڑے سے تامل اور تھوڑی ہی توجہ میں اس کو ناسپاسی کا یقین ہوسکتا ہے یعنی جو بات تھوڑے سے تامل سے معلوم ہوسکتی ہے وہ بمنزلہ معلوم ہونے کے ہی ہے اسی علم بالقوۃ کو علم بالفعل کے مرتبے میں رکھ کر لفظ شہید فرمایا کہ اس کو خود بھی اس کی خبر ہے اور خود بھی جانتا ہے اور یہ انسان اپنی ناسپاسی پر خود بھی گواہ ہے گویا اسکی ناسپاسی اس کے سامنے ہے اور یہ اپنے کفرانِ نعمت سے اچھی طرح واقف ہے۔ اور اکثر مفسرین نے انہ کی ضمیر کا مرجع حضرت حق سبحانہ کو قرار دیا ہے اس طرح مطلب یہ ہوگا کہ اُس کی ناسپاسی پر اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور اُس کی ناسپاسی اور کفرانِ نعمت اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے (۷) اور بے شک انسان مال کی محبت میں بڑا قوی اور بڑا سخت ہے ؛ یعنی مال کی محبت میں اندھا ہو رہا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس مال کا انجام کیسا ہونے والا ہے۔ یا شدید کے معنی بخیل کے

1
ع
11
26

ہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے کہ یہ مال کی محبت میں بڑا بخیل ہے۔ کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے جان چُراتا ہے۔ اوپر چونکہ جنگ کا ذکر فرمایا تھا اس سے شاید اس آیت میں اس کا سبب بیان فرمایا ہو کہ انسان کی کنودیت اور مال کی محبت تمام جھگڑوں کی جڑ ہے۔ آگے اس حالت پر وعید کے طور پر ارشاد فرماتے ہیں (۸) کیا انسان کو وہ وقت معلوم نہیں کہ جب وہ مُردے جو قبروں میں ہیں زندہ کرکے اُٹھا کھڑے کئے جائیں گے ؛ یعنی جو قبروں میں مدفون ہیں اور خاک میں ملے ہوئے ہیں وہ سب زندہ کرلئے جائیں گے اور خاک میں سے نکال لئے جائیں گے (۹) اور جو کچھ سینوں میں پوشیدہ ہے وہ سب آشکار کردیا جائیگا ؛ یعنی دلوں کی تمام مخفی باتیں اور سینوں کے تمام راز ظاہر ہوجائیں گے خواہ وہ خیر ہوں یا شر ہوں (۱۰) بے شک اُس دن اُن کا پروردگار اُن کے تمام احوال سے باخبر اور آگاہ ہے ؛ یعنی یوں تو ہر وقت بندے کے ظاہر اور پوشیدہ حال سے اللہ تعالیٰ آگاہ ہے اور اُس کا علم بندے کے ظاہر و باطن کو محیط ہے لیکن اُس دن اُس کا علم سب پر ظاہر ہوجائیگا جبکہ وہ ہر ایک کو اُس کے کئے کی پاداش دے گا یا صلہ عطا فرمائے گا۔ (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

سورۂ تکاثر مکی ہے اور یہ آٹھ آیتیں ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ تم لوگوں کو زیادتی کی حرص نے اور کثرتِ تعداد پر تفاخر نے غافل کردیا اور تم کو مشغول کردیا ۞ آیت کی دو طرح تفسیر کی گئی ہے ایک تو کثرتِ مال اور دُنیوی سامان کی بہتات پر فخر کرنا اور دوسرے کثرتِ تعداد پر فخر کرنا کہ ہمارے قبیلے کے آدمی زیادہ ہیں اور تمہارے قبیلے کی تعداد کم ہے چاہے مردم شماری کرلو۔ بس اس تکاثر نے تم کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اُخروی غضب سے نجات دلانے والی باتوں سے غافل کردیا اور تم کو ان چیزوں نے مشغول کردیا (۱) یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں ۞ اس کے بھی دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ موت آگئی۔ اور تم قبرستان جا پہونچے۔ یا یہ ہے کہ زندوں کی مردم شماری کرتے کرتے قبریں جا کر گننے لگے اور قبرستان جا پہونچے۔ کہتے ہیں عرب کے دو مشہور قبیلوں بنو عبد مناف اور بنو سہم بن عمرو میں باہمی منافست تھی اور دونوں اپنے کارناموں پر اور اپنی تعداد پر فخر کیا کرتے تھے چنانچہ مردم شماری کی نوبت پہونچی اور بنو سہم بن عمرو کی تعداد کم ہوگئی انھوں نے مطالبہ کیا کہ ہمارے لوگ لڑائیوں میں بہت مارے گئے ہیں اس وجہ سے ہماری تعداد کم ہوگئی لہٰذا ہماری قبریں بھی شمار کرو چنانچہ دونوں فریق قبرستان پہنچ گئے اور قبریں شمار کرنے سے بنو سہم کے لوگ کچھ زیادہ ہوگئے اس پر یہ سورت نازل ہوئی کہ تم کو باہمی تکاثر نے ایسا مشغول کیا کہ تم قبرستان جا پہونچے۔ اور پہلی تفسیر یوں ہے کہ تم کو حُبِ جاہ و مال اور ظاہری زینت نے اس قدر غافل کیا کہ تم مرگئے اور قبر میں چلے گئے اور عذاب سے بچنے اور ایسے عمل اختیار کرنے پر جو عذاب سے نجات دلائیں تم کو غور کرنے کا موقع ہی نہیں ملا آگے اس پر ردع اور جھڑکی فرمائی (۲) ہرگز یہ چیزیں قابلِ فخر اور لائقِ توجہ نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہوجائے گا یعنی دم نکلتے ہی اور قبر میں جا کر تم کو معلوم ہوجائے گا تم کو پھر دوبارہ تنبیہ کی جاتی ہے (۳) کہ ہرگز یہ چیزیں قابلِ التفات نہیں اور آخرت انکار کے قابل نہیں تم کو بہت جلد معلوم ہوجائے گا اور تم جلدی ہی جان لوگے ۞ یعنی قبروں سے نکلتے ہی تم کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ غفلت اور یہ فخر تمہارے لیے کسقدر مضر ہوگا اور کسقدر نقصان پہنچے گا (۴) ہرگز تمہارا یہ خیال صحیح نہیں ہے اگر تم یقینی طور پر جان لیتے ۞ یعنی دلائلِ صحیحہ سے اگر تم جان لیتے کہ آخرت کے مقابلے میں یہ سب دنیوی ساز و سامان ہیچ اور بیکار ہے تو ہرگز ان چیزوں پر فخر و مباہات نہ کرتے اور حُبِ جاہ و مال میں مبتلا نہ ہوتے (۵) خدا کی قسم بلاشبہ تم لوگ ضرور دوزخ کو دیکھو گے ۞ یعنی اگر بہا استدلالِ صحیحہ سے اُس کا یقین نہیں کرتے تو دیکھ کر یقین کروگے۔ اگرچہ اُس وقت یقین کرنا مفید نہ ہوگا پھر مکرر تاکید کے لئے کہا جاتا ہے (۶) خدا کی قسم تم لوگ اُس جہنم کو ایسا دیکھنا دیکھو گے جو خود یقین ہے ۞ یعنی یقین کی آنکھ سے دیکھو گے اور عینی مشاہدہ کروگے اور اُس وقت یقین کرنے میں کسی دلیل کی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ استدلال میں کبھی یقین کا ترتب فوری ہوتا ہے اور کبھی تاخیر سے ہوتا ہے لیکن مشاہدہ کرنے میں بغیر کسی دلیل کے یقین کا ترتب فوری ہوتا ہے۔ نیز مشاہدے میں انکشاف بھی زیادہ ہے یہی مراد ہے عین الیقین سے صاحبِ مدارک کے الفاظ یہ ہیں الرؤیۃ التی ھی نفس الیقین۔ یہی وجہ ہے کہ ہر منکر اُس دن امنابہ کا نعرہ لگاتا ہوگا حالانکہ یہ ایمان اُس وقت بیکار اور بے سود ہوگا (۷) پھر تم سب سے اُس دن دُنیوی نعمتوں کے بارے میں بازپرس کی جائے گی ۞ اوپر کی آیتوں میں تہویل اور تغلیظ فی التہدید کے لئے کفار کو خطاب تھا اور یہاں خطاب عام ہے۔ کفار سے جو سوال نعمتوں کے بارے میں ہوگا وہ توبیخ و تقریع کیلئے ہوگا کیونکہ اُنھوں نے نعمتوں کے استعمال کے بعد ناشکری کی اور مسلمانوں سے جو سوال ہوگا وہ تشریف اور تکریم کیلئے ہوگا۔ بہرحال ٹھنڈے پانی اور کھجوریں۔ ٹھنڈا سایہ۔ نیند کی لذت۔ شرائع کی تخفیف قرآن کا نزول اسلام کی بزرگی۔ غرض ہر قسم کی نعمتیں خواہ ظاہری ہوں یا وہ باطنی ہوں جسمانی ہوں یا روحانی ہوں، آفاقی ہوں یا ذاتی ہوں۔ سب سے سوال ہوگا۔ بعض علماء نے فرمایا صحت اور فراغ یہ دو نعمتیں بہت بڑی ہیں ان کے متعلق سوال ہوگا۔ بعض نے کہا سید المرسلین کی بعثت اور تشریف آوری سب سے بڑی نعمت ہے حضورؐ کے متعلق سوال کیا جائیگا کہ تم نے اُن کی اطاعت کا کیا حق ادا کیا۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا۔ امن اور صحت۔ گھر جہاں سکونت رکھتا تھا۔ کپڑا جس سے بدن ڈھانکا جاتا تھا۔ وہ غذا جس سے قوت حاصل کرتا تھا یہ سب چیزیں مسئول عنہ ہوں گی واللہ اعلم۔ (۸) تم تفسیر سورۂ تکاثر ۞

(باقی ضمیمہ میں)

سُوْرَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانُ اٰيٰتٍ

سورۂ تکاثر مکی ہے اور یہ آٹھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝۲ كَلَّا سَوْفَ

تم لوگوں کو زیادتی کی حرص اور فخر نے غافل کردیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔ ہرگز ایسا نہ کرو تم کو

تَعْلَمُوْنَ ۝۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

عنقریب معلوم ہوجائے گا۔ پھر تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ تم کو بہت جلد معلوم ہوجائے گا۔ ہرگز ایسا نہ کرو اگر تم یقینی طور پر

عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا

جان لیتے تو کبھی اس فخر و حرص میں نہ پڑتے۔ بخدا تم دوزخ کو ضرور دیکھو گے پھر بخدا تم اسکو ایسا دیکھنا دیکھو گے

عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝۷ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝۸

جو کہ خود یقین ہے یعنی کسی دلیل کی ضرورت نہ رہے گی۔ پھر تم سب سے اُس دن دُنیوی نعمتوں کے بارے میں بازپرس کی جائیگی۔

۱ ع ۸ ۲۷

سُوْرَةُ الْعَصْرِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ

سورۂ عصر مکی ہے اور یہ تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

وَالْعَصْرِ ۝۱ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝۲ اِلَّا الَّذِيْنَ

قسم ہے زمانے کی۔ کہ بے شک انسان بڑے خسارے میں ہے۔ مگر ہاں وہ لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۵

جو ایمان لائے اور وہ نیک اعمال کے پابند رہے اور ایک دوسرے کو دینِ حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝۳

اور نیز ایک دوسرے کو صبر و تحمل کی فہمائش کرتے رہے۔

۱ ع ۳ ۲۸

Marfat.com

سُوۡرَةُ الۡهُمَزَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسۡعُ اٰيَاتٍ

سورۃ ہمزہ مکی ہے اور یہ نو آیتیں ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

وَيۡلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۙ﴿۱﴾ الَّذِىۡ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۙ﴿۲﴾

ہر ایسے شخص کیلئے بڑی خرابی ہے جو عیب نکالنے والا اور طعنہ دینے والا ہو۔ جو مال جمع کرتا ہو اور اس کو بار بار گنتا ہو

يَحۡسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخۡلَدَهٗ ۚ﴿۳﴾ كَلَّا لَيُنۡۢبَذَنَّ فِى الۡحُطَمَةِ ۖ﴿۴﴾ وَمَاۤ

وہ یوں خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال اسکے پاس ہمیشہ رہے گا۔ ایسا ہرگز نہیں کا بخدا اسکو ایک ایسی آگ میں پھینکا جائیگا جو ہر چیز کو توڑ کر رکھ دیگی اور

اَدۡرٰىكَ مَا الۡحُطَمَةُ ؕ﴿۵﴾ نَارُ اللّٰهِ الۡمُوۡقَدَةُ ۙ﴿۶﴾ الَّتِىۡ تَطَّلِعُ

اے پیغمبر آپکو کچھ معلوم ہے کہ وہ توڑنے والی آگ کیسی ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے جو سلگائی گئی ہے۔ وہ ایسی ہے جو دلوں تک

عَلَى الۡاَفۡـئِدَةِ ؕ﴿۷﴾ اِنَّهَا عَلَيۡهِمۡ مُّؤۡصَدَةٌ ۙ﴿۸﴾ فِىۡ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ﴿۹﴾ ع

جا پہونچے گی۔ وہ آگ اہل جہنم پر ہر طرف سے بند کر دیجائیگی۔ اور انکی حالت یہ ہوگی کہ وہ بڑے لمبے لمبے ستونوں سے بندھے ہوئے ہونگے

ع ۹ ۱ ۲۹

سُوۡرَةُ الۡفِيۡلِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمۡسُ اٰيَاتٍ

سورۃ فیل مکی ہے اور یہ پانچ آیتیں ہیں

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

اَلَمۡ تَرَ كَيۡفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِيۡلِ ؕ﴿۱﴾ اَلَمۡ يَجۡعَلۡ

اے پیغمبر کیا آپکو معلوم نہیں کہ آپکے پروردگار نے ہاتھی والوں کیساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ کیا اُس نے اصحاب فیل کی تمام چالیں

كَيۡدَهُمۡ فِىۡ تَضۡلِيۡلٍ ۙ﴿۲﴾ وَّاَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ ۙ﴿۳﴾

بے کار اور ضائع نہیں کر دیں۔ اور اُن پر غول کے غول پرندے بھیجے۔

تَرۡمِيۡهِمۡ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ﴿۵﴾ ع

جو ان اصحاب فیل پر کھنگر کی پتھریاں پھینکتے تھے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اُن کو ایسا کر دیا جیسے بُھس کا پس خوردہ۔

ع ۵ ۱ ۳۰

سورۃ ہمزہ مکی ہے اور یہ نو آیتیں ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ یہ سورۃ ہمزہ بھی مثل سابقہ سورتوں کے مجازات سے تعلق رکھتی ہے۔ کہتے ہیں یہ سورت اخنس بن شریق کے بارے میں یا اُمیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بعض مفسروں نے فرمایا عاص بن وائل سہمی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ بعض نے ولید بن مغیرہ کے حق میں فرمایا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ یہ سورت ہر اُس شخص کے لئے ہے جس میں یہ قبیح امور موجود ہوں۔ کسی آیت کا مورد اگر خاص بھی ہو تب بھی اس کا حکم عام ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ہر ایسے شخص کیلئے بڑی خرابی ہے جو عیب نکالنے والا اور طعنہ دینے والا ہو ۞ ہمز اور لمز کے معنی توڑنے اور شکستہ کرنے کے آتے ہیں یہاں مراد ہے لوگوں کی عزت اور آبرو کو مجروح کرنیوالا ابن عباس کا قول ہے۔ ہمزہ بہت غیبت کرنے والا اور لمزہ بکثرت عیب بیان کرنیوالا۔ ابوزید نے کہا ہاتھوں۔ آنکھوں اور بھووں سے حقارت کرنیوالا ہمزہ اور زبان سے طعن کرنیوالا لمزہ ہے۔ ابوالعالیہ کا قول ہے۔ ہمزہ وہ ہے جو لوگوں کو رُو در رُو بُرا کہے۔ اور لمزہ وہ ہے جو پیٹھ پیچھے لوگوں کے عیب بیان کرے۔ ہمزہ وہ ہے جو کھلم کھلا لوگوں کے عیب بیان کرے۔ لمزہ وہ ہے جو سر اور آنکھوں سے کسی کیلئے تحقیر آمیز اشارات کرے بعض نے کہا ہمزہ اور لمزہ اُس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کے بُرے لقب رکھے۔ بہر حال آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایسے شخص کیلئے بڑی خرابی ہے جو پیٹھ پیچھے عیب نکالے اور سامنے آئے تو طعن و تشنیع کرے (۱) وہ جو حرص کی وجہ سے مال سمیٹتا ہو اور اُس کو بار بار گنتا ہو ۞ یعنی مال کی محبت کا یہ حال ہے کہ مال جمع کرتا ہے اور اس کو گن گن کر رکھتا ہے۔ جیسا کہ بعض حریص اور مال سے محبت کرنیوالوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بلا ضرورت روز صبح کو تجوری کھولتے اور روپیہ کو گن گن کر رکھتے ہیں۔ اُنھوں نے ہر روز کا مشغلہ بنا لیا ہے روز صبح کو یا شام کو ایک دفعہ ضرور رقم کو گن لیتے ہیں اور سمیٹ کر رکھ دیتے ہیں (۲) وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اُس کے پاس ہمیشہ رہے گا ۞ یعنی غایت حرص اور غایت طمع اور بار بار گننا اور سنبھال سنبھال کر رکھنا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اُس کا ساتھ دے گا (۳) ایسا ہرگز نہیں ہوگا بخدا وہ شخص ایک ایسی آگ میں پھینکا جائے گا جو ہر چیز کو توڑ کر رکھ دے گی ۞ حطمہ دوزخ کے ناموں میں سے ایک نام ہے حطم کے معنی توڑ دینے پامال کرنے اور روندنے کے ہیں چونکہ دوزخ کی آگ بھی ہر اُس چیز کو جو اس میں ڈالی جائے توڑ پھوڑ کر پامال اور روند کر بھسم کر دیگی اس لئے دوزخ کا نام حطمہ رکھا ہے آگے تہویل اور تہدید کیلئے سوال فرماتے ہیں (۴) اور اے پیغمبر آپ کو کیا معلوم ہے کہ وہ توڑ پھوڑ کرنے اور روندنے والی آگ کیسی ہے ۞ یعنی وہ حطمہ کیسی کچھ ہے۔ اے پیغمبر کیا آپ کو معلوم ہے آگے اس کی تفصیل ہے (۵) وہ اللہ تعالیٰ کی آگ ہے جو سلگائی گئی ہے ۞ یعنی وہ آگ اور آگوں کی طرح نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آگ ہے جو اس کے حکم سے سلگائی گئی ہے (۶) وہ ایسی ہے جو بدن کو لگتے ہی دلوں تک جا پہنچے گی ۞ یعنی یہاں کی آگ بدن میں لگتی ہے تو دل پر پہنچنے سے پہلے آدمی مرجاتا ہے۔ مگر وہ آگ لگتے ہی دلوں کو جھانک لیتی ہے اور دلوں تک پہنچ جاتی ہے پھر جس دل میں ایمان ہوتا ہے اس کو نہیں جلاتی اور جس دل میں کفر ہوتا ہے اس کو جلا ڈالتی ہے۔ اور چونکہ وہاں موت نہیں آئے گی اس لئے دکھ اور تکلیف برابر محسوس ہوتی رہے گی۔ دل چونکہ بہت لطیف چیز ہے اس لئے اس کا ذکر فرمایا کہ بدن میں نفوذ کرتے ہی قلب تک پہونچ جاتی ہے۔ مگر ان تمام چیزوں میں آگ کے نفوذ ہو جانے پر بھی موت نہیں آئے گی۔ قلب پر آگ کا مسلط ہو جانا اور قلب کو گھیر لینا شاید اس لئے فرمایا کہ قلب ہی اُن ناپاک اور ناشائستہ عقائد کی جگہ ہے جن عقائد کے یہ قائل تھے دل انہی عقائد کا محل ہے یا اس لئے دل کا ذکر فرمایا کہ دل کو کوئی صدمہ پہونچے تو آدمی مرجاتا ہے چہ جائے کہ آگ دل تک پہونچ جائے لیکن یہ مریں گے نہیں اور دل برابر سوزش کو محسوس کرتا رہے گا (۷) وہ آگ اہل جہنم پر ہر طرف سے بند کر دی جائے گی یعنی جہنم میں ڈالنے کے بعد جہنم کو ہر طرف سے بند کر دیا جائے گا (۸) اُن کی حالت یہ ہوگی کہ وہ بڑے بڑے ستونوں میں بندھے ہوئے ہوں گے ۞ یعنی یا تو آگ کے شعلے اس قدر بلند ہوں گے جیسے لمبے لمبے ستون ان ستونوں میں گھرے ہوئے ہونگے یا یہ مطلب ہے کہ دوزخ پر سرپوش رکھ کر اس پر آگ کے لمبے لمبے ستون ڈال دیئے جائیں گے

(باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

سورۂ قریش مکی ہے اور یہ چار آیتیں ہیں ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ جس طرح اوپر کی سورت میں قریش پر احسان کا ذکر فرمایا تھا اسی طرح سورۂ قریش میں بھی
بعض احسانات کا ذکر ہے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مکہ اور اس کے آس پاس کا حصہ زرعی ملک نہیں ہے۔ بلکہ وہاں کے لوگ تجارت پر گذر کرتے تھے سال بھر میں دو سفر کرنے کا ان کا معمول تھا گرمیوں میں ملک
شام کا سفر کرتے اور سردیوں میں ملک یمن جاتے وہاں سے مال لاتے اور لے جاتے۔ اور چونکہ کعبہ کی حرمت کی وجہ سے ان کے قافلوں کو کوئی لوٹتا نہیں تھا اس لئے ان کا سفر بڑے امن کے ساتھ ہوتا تھا
اور چونکہ اس طرح ان کو نفع بہت ہوتا تھا اس لئے اہل مکہ خود بھی آرام سے کھاتے تھے اور مہمانوں کی بھی خوب تواضع کرتے تھے۔ حضرت حق تعالیٰ نے اس احسان کا ذکر فرماتے ہوئے انہیں کعبۃ اللہ کے
پروردگار کی عبادت کا حکم دیا۔ کہ جس گھر کی بدولت روٹی مل رہی ہے اور امن میسر آرہا ہے۔ کوئی چور اچکا اور ڈاکو تم پر ہاتھ نہیں ڈالتا اس کی عبادت کیوں نہیں کرتے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ چونکہ قریش کے

سُوْرَةُ قُرَيْشٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ

سورہ قریش مکی ہے اور یہ چار آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿۱﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿۲﴾

چونکہ قریش کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رغبت والفت ڈالدی ہے۔ جو سردی اور گرمی کے سفر سے انکو مانوس کرنے کے سلسلے میں ہے

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿۳﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ

اس لئے ان کو چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں۔ جس نے ان کو

مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾

بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے ان کو امن دیا۔

سُوْرَةُ الْمَاعُوْنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ سَبْعُ اٰيَاتٍ

سورہ ماعون مکی ہے اور یہ سات آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ﴿۱﴾ فَذٰلِكَ الَّذِيْ

اے پیغمبر بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا ہے جو سزا و جزا کی تکذیب کرتا ہے سو وہ وہی شخص ہے

يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ﴿۲﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳﴾

جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور محتاج کو کھانا دینے کی لوگوں کو ترغیب تک نہیں دیتا۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ

ایسے نمازیوں کیلئے بڑی خرابی ہے۔ جو اپنی نماز سے غفلت و بے اعتنائی

سَاهُوْنَ ﴿۵﴾ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ﴿۶﴾ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴿۷﴾

برتتے ہیں جو ایسے ہیں کہ ریاکاری کرتے ہیں۔ اور روزمرہ کے برتنے کی چیز مانگے تک کو نہیں دیتے

دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رغبت والفت ڈال دی ہے
(۱) جو سردی اور گرمی کے سفر سے اُن کو مانوس کرنے
کے سلسلے میں ہے ۔ ہم نے ترجمہ بطور حاصل مطلب
کے کیا ہے ورنہ لفظی ترجمہ تو ظاہر ہے یوں ہے
اس واسطے کہ مانوس رکھا قریش کو مانوس رکھنا انکو
سفر سے جاڑے اور گرمی کے ۔ لیکن حاصل مطلب یہ ہے
کہ قریش کو مانوس کر رکھا ہے۔ یعنی گرمی اور سردی میں سفر
کرنے کو مانوس کر دیا ہے۔ لایلاف کے لام میں علماء
کے چند قول ہیں ایک یہ کہ لام متعلق ہے فجعلهم
کعصف ماکول کے دوسرے یہ کہ لام متعلق ہے مابعد کی
آیت کے ۔ تیسرے یہ کہ نہ مابعد کی آیت کے متعلق ہے
نہ ماقبل کے اسی بنا پر ترجموں میں تھوڑا تھوڑا فرق ہو گیا
ہے ۔ ہم نے خلیل اور سیبویہ کی ترکیب کو اختیار کیا ہے
مطلب یہ ہے کہ چونکہ قریش کو اس گرمی اور سردی کے
سفر سے مانوس کر دیا ہے اور وہ ان سفروں
ع ۱
کے اور اس طریقہ زندگی کے خوگر ہو گئے ۔
۴
لہٰذا اس نعمت کا شکر بجالانے کے لئے (۲)
۳۱
ان کو چاہیے کہ اس خانۂ کعبہ کے مالک کی عبادت
کریں ۔ یعنی اس نعمت کے شکریہ میں کہ ان کو
سفر سے مانوس کیا بلکہ سفر کرنے اور روزی کمانے کا طریقہ
تعلیم کیا اس کے شکریہ میں اس گھر یعنی کعبے کے مالک کی
عبادت اور اُس کی بندگی بجالائیں آگے ربّ ھٰذا البیت
کی مزید تشریح ہے (۳) جس نے انکو بھوک میں کھانیکو
دیا اور خوف سے اُن کو امن دیا ۔ یعنی اگر ہم یہ سفر کا
طریقہ ان کو نہ سکھاتے اور ان کو سردی اور گرمی کے
سفر سے مانوس نہ کرتے تو اس وادی غیر ذی زرع میں
بھوکے مرجاتے اور اگر ہم مکے والوں کا ادب و احترام
لوگوں کے دل میں نہ ڈالتے تو ان کو امن نصیب نہ ہوتا
روزی اور امن یہ دونوں بہت بڑی نعمتیں ہیں سورۂ
نحل میں گزرا ہے فاذاقها الله لباس الجوع والخوف
بھوک اور خوف دو ایسے خطرناک عذاب ہیں کہ اللہ کی پناہ
ان دونوں سے قریش کو بچایا یہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت
ہے اس کا ذکر فرما کر اُن کو حضرت حق نے اپنی عبادت
کا حکم دیا۔ اس سے بڑھ کر کسی پر کیا احسان
ع ۱
ہو سکتا ہے۔ کہ جلب منفعت کے سفر کا خوگر
۷
بنایا اور دفع مضرت کے لئے کعبہ کا نگہبان
۳۲
مقرر کیا (۴) تو تفسیر سورۂ قریش
سورۂ ماعون مکی ہے اور یہ سات آیتیں ہیں۔
شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔

اس سورت کا نام ماعون ہے ۔ اور یتیم اور دین بھی اسکو کہتے ہیں۔ یہ سورت عاص بن وائل مخزومی۔ یا ولید بن مغیرہ۔ یا عمرو بن عائذ المخزومی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ سورت
منافقین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اسی لئے بعض کا قول ہے کہ یہ سورت نصف مکی ہے اور نصف مدنی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ اے پیغمبر بھلا آپ نے اُس شخص کو بھی دیکھا ہے جو روز جزا کی تکذیب کرتا ہے
۔ یعنی جزا و سزا کا منکر ہے اور سمجھتا ہے کہ انصاف نہیں ہوگا اور نہ نیکی اور بدی کا کسی دن بدلہ ملے گا۔ اگرچہ عام مفسرین کے نزدیک یہ خطاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ بعض نے کہا ہر عاقل اور سمجھدار انسان
کو ہے۔ بعض حضرات نے دین کے معنی ملت کے کئے ہیں۔ یعنی ملت اسلامیہ کی تکذیب کرتا ہے اور ملت اسلامیہ کو جھٹلاتا ہے (۱) سو یہ وہی شخص ہے جو یتیم کو بری طرح دھکے دیتا ہے ۔ یعنی یتیم کیساتھ احسان
اور حسن سلوک تو کجا بدبخت اسکو تحقیر اور اہانت کے ساتھ دھکے دیتا ہے اور اسی پر بس نہیں (۲) اور نہ محتاج کو کھانا دینے کی لوگوں کو ترغیب دیتا ہے ۔ یعنی یتیم کا اکرام تو کیا کرے گا (باقی ضمیمہ میں)

Marfat.com

سورۂ کوثر مکی ہے اور یہ تین آیتیں ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ کہتے ہیں عاص بن وائل سہمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے قریش کے رؤسائے سامنے آپ کو ابتر کہا تھا ابتر کہتے ہیں اس شخص کو جس کی نسل منقطع ہوجائے اور اُس کے مرنے کے بعد اس کی کوئی نرینہ اولاد نہ رہے اور اس کی نسل بڑھنے کی امید نہ ہو اس پر یہ چھوٹی سی سورت نازل ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشارت اور تسلی دی گئی - غالباً اس قسم کی گستاخی کا واقعہ حضرت قاسم کے یا حضرت عبداللہ جن کو طاہر کہتے ہیں ان کے انتقال پر پیش آیا - ایسے الفاظ اس غلط خیال کے پیش نظر کہے گئے جو عام جہلا سمجھتے ہیں کہ جب کسی کی نرینہ اولاد نہ ہو تو سمجھتے ہیں کہ اس کا سلسلہ منقطع ہوگیا بس جو کچھ ہے وہ اس کی زندگی تک ہے اس غلط خیالی کا رد فرمایا اور اپنے محبوب کو بقائے نسل اور آپ کی دین و دنیا میں کامیابی اور مدارج عالیہ پر فائز ہونے کی بشارت دی گئی نیز یہ خبر دی کہ جو آپ کو ابتر کہتا ہے وہ خود ابتر ہے - چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اے پیغمبر ہم نے آپ کو کوثر یعنی خیر کثیر عطا فرمائی ہے (۱) سو آپ اپنے پروردگار کیلئے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے (۲) یقیناً جو آپ کا دشمن ہے وہی دُم بریدہ اور بے نام و نشان ہے ۞ کوثر کی تفسیر میں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں کیونکہ لفظ خیر کثیر کثرت معنی پر دلالت کرتا ہے - مثلاً قرآن عظیم - نبوت - کتاب حکمت - آپ کے متبعین کی کثرت - جنت میں حوض کوثر یا نہر کوثر - حکمت کو خیر کثیر کہنا یہ قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ ہے ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا کتاب و حکمت کے ساتھ علم - شفاعت - حوض المورود - مقام محمود - ادیان باطلہ پر آپ کے دین کا غالب ہونا - فتوحات کی کثرت - دشمنوں کے مقابلے میں نصرت اور مدد - بہرحال جیسا ہم کہہ چکے ہیں کہ کوثر کی تفسیر بہت طرح کی گئی ہے اور ہر قسم کی خیر کو شامل ہے - مشہور یہی ہے کہ اس سے مراد وہ حوض کوثر ہے جس کا ذکر صحیح احادیث میں آتا ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوثر کی تفسیر میں وھو حوض ترد علیہ امتی یوم القیمۃ وارد ہے - یہ حوض شاید میدان حشر میں ہوگا اور نہر جنت میں ہوگی اُس نہر کا پانی پرنالوں سے اس حوض میں پڑ رہا ہوگا اس لئے جن روایتوں میں نہر کا لفظ ہے وہ بھی صحیح ہے - حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حوض کے بارے میں جو احادیث وارد ہیں وہ صحیح ہیں اور حوض پر ایمان لانا اور اس کی تصدیق کرنا ضروری ہے - حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تصنیفات میں فرمایا ہے کہ جو قرآن دنیا میں ہمارے پاس موجود ہے عالم مثال میں اسکو حوض کوثر کی شکل عنایت ہوگی واللہ اعلم - آگے اس عظیم الشان احسان کے مقابلے میں شکر بجا لانے کا حکم ہے (۱) لہذا آپ اپنے پروردگار کی جناب میں نماز ادا کیجیے اور قربانی کیا کیجیے ۞ یعنی اتنے بڑے انعام سے آپ کو نوازنا اور ایسی خیر کثیر عطا کرنا جس کی کوئی انتہا نہیں ہے اس کا تقاضا ہے کہ آپ نماز پڑھیے اللہ کے لئے اور اسی کے نام پر قربانی کیجیے کیونکہ آپ کے دشمن غیر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور غیر اللہ کیلئے جانور قربان کرتے ہیں آپ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اس نماز اور قربانی کی بھی مختلف تفسیریں منقول ہیں کسی نے کہا عید اضحیٰ کی نماز اور قربانی کا حکم ہے کسی نے کہا نماز پڑھو جمع ہو کر اور منیٰ میں قربانی کرو - کسی نے کہا نماز میں سیدھے ہاتھ کو اُلٹے ہاتھ پر رکھو - نحر سے مراد شاید اونٹ کی قربانی کی طرف اشارہ ہو بعض حضرات نے فرمایا یہاں نحر کے معنی عید کی نماز میں رفع یدین کے ہیں واللہ اعلم (۲) بے شک آپ کا دشمن ہے بے نام و نشان یعنی آپ کو جو لوگ ابتر کہتے ہیں اُن کے کہنے کا اثر قبول نہ کیجیے - آپ کو اللہ تعالیٰ نے خیر کثیر سے نوازا ہے آپ کا نام ہمیشہ باقی رہنے والا ہے آپ کی روحانی اولاد آج بھی دنیا میں بے شمار موجود ہے اور جسمانی اولاد یعنی خاتون محشر کی اولاد بھی بکثرت موجود ہے - لہذا آپ کا نام آپ کی تعلیم اور آپ کی تہذیب دنیا میں رہنے والی ہے - دنیا میں آپ کا ذکر جمیل اور آخرت میں اجر جزیل باقی رہنے والا ہے - البتہ آپ کا دشمن دم بریدہ اور بے نام و نشان ہے چنانچہ آج دنیا میں نہ کہیں اُن کا ذکر ہے نہ ان کا نام و نشان ہے خواہ ان کی اولاد رہی ہو یا نہ رہی ہو لیکن ان کا کوئی نام لینے والا اور ان کا ذکر خیر کہیں نہیں ہے اور اُن کو بھلائی کے ساتھ یاد کرنیوالا کوئی نہیں (۳) تمت تفسیر سورۂ کوثر -

(باقی تتمہ میں)

سُورَةُ الْكَوْثَرِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورۂ کوثر مکی ہے - شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ اور تین آیتیں ہیں

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ﴿١﴾ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾

اے نبی بیشک ہم نے آپکو کوثر یعنی خیر کثیر عطا فرمائی ہے - سو آپ اپنے پروردگار کے آگے نماز پڑھیے اور قربانی کیجیے -

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾ ع ۱ ۳ ۴۳

یقیناً جو آپ کا دشمن ہے وہی بے نام و نشان ہے -

سُورَةُ الْكَافِرُونَ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورۂ کافرون مکی ہے - شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ اور چھ آیتیں ہیں

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ﴿١﴾ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٢﴾ وَلَا أَنتُمْ

اے نبی کافروں سے کہہ دیجیے کہ اے کافرو - تم جن معبودوں کی پوجا کر رہے ہو میں ان کی پرستش نہیں کرتا - اور نہ تم

عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٣﴾ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ ﴿٤﴾ وَلَا أَنتُمْ

اُس کی پرستش کرتے ہو جس کی میں پرستش کر رہا ہوں - اور آئندہ بھی میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرنیوالا نہیں ہوں اور نہ تم ہی

عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ ﴿٥﴾ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ ﴿٦﴾ ع ۱ ۶ ۴۴

میرے معبود کی پوجا کرنیوالے ہو - تمہارے لئے تمہاری راہ اور میرے لئے میری راہ

سُورَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ ثَلٰثُ اٰيَاتٍ

سورۂ نصر مدنی ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ اور تین آیتیں ہیں

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ﴿١﴾ وَرَأَيْتَ النَّاسَ

اے نبی جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آ پہونچے - اور آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین میں جوق در جوق

يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ﴿٢﴾ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ

داخل ہوتا ہوا دیکھ لیں - تو پھر آپ اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کیساتھ پاکی بیان کیجیے

رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴿٣﴾ ع ۱ ۳ ۴۵

اور اُس سے گناہوں کی مغفرت طلب کیجیے بے شک وہ بڑا معاف کرنیوالا ہے -

Marfat.com

سورۂ لہب کی ہے اور یہ پانچ آیتیں ہیں ؛ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؛ یہ سورت آپؐ کے چچا ابولہب کے بارے میں نازل ہوئی ہے ابولہب اور اس کی بیوی آپ کے سخت دشمن تھے ۔ ابولہب جس کا نام عبدالعزّیٰ تھا بڑا وجیہ اور خوبصورت آدمی تھا آپ نے ایک دفعہ تمام قریش کو جمع کرکے عذاب سے ڈرایا تو اس نے آپؐ پر پتھر پھینکے اور کہا تبالک سائرالیوم الھذا اجمعتنا یعنی خدا تجھ کو ہلاک کرے کیا تو نے اسی لئے ہم کو جمع کیا تھا ۔ جب حضورؐ گلیوں میں لوگوں کو سمجھایا کرتے تھے تو یہ آپ کو پتھر مارا کرتا تھا یہاں تک کہ آپ کے قدم مبارک زخمی ہوجاتے تھے اس کی بیوی جس کا نام اُم جمیل تھا اور وہ ابوسفیان کی بہن تھی اس کی دشمنی کا یہ حال تھا کہ وہ جنگل سے کانٹے لاتی اور حضورؐ کی راہ گزر میں بچھا دیتی اس بدبخت نے یہ روز کا معمول بنا رکھا تھا ۔ حضورؐ کی دو لڑکیاں رقیہ اور کلثوم اس کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے منسوب تھیں یعنی ہماری اصطلاح میں یہ کم بخت حضورؐ کا سمدھی بھی تھا ۔ ایک دفعہ اس نے دونوں بیٹوں کو بلا کر کہا اگر مجھ کو خوش رکھنا چاہتے ہو اور میرا وارث بننا چاہتے ہو تو محمدؐ کی لڑکیوں کو طلاق دیدو ورنہ تمام عمر تمہاری شکل نہ دیکھوں گا اس پر عتبہ تو خاموش رہا مگر عتیبہ گیا اور حضورؐ کے روبرو جاکر آپ کی صاحبزادی کو طلاق دے آیا بہرحال ارشاد ہوتا ہے ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک و برباد ہوجائے ؛ بعض مفسرین نے یوں ترجمہ کیا ہے کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہوگیا یعنی پہلے جملے میں دعا اور دوسرے میں واقع کی خبر ہے کہ یقین جانو ایسا ہوگیا ۔ دونوں ہاتھوں کے ٹوٹنے کا ذکر اس لئے فرمایا کہ وہ دونوں ہاتھوں سے بڑا پتھر اٹھاکر حضورؐ کو مارنے چلا تھا ۔ تبالک سائرالیوم اسی کا جملہ ہے جو بددعا میں کہا گیا ہے یا اس نے ایک دفعہ کہا تھا محمدؐ جو کچھ کہتا ہے وہ مرنے کے بعد کی بات ہے اس وقت تو میرے دونوں ہاتھوں میں کچھ بھی نہیں یہ کہہ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو کہا تھا تبالکما اری فیکما شیئاً یا اُس کی ذات مراد ہے جیسا کہ ذٰلک بما قدمت یداک میں ذات ہی مراد ہے ۔ بہرحال دونوں ہاتھوں کی ہلاکت سے اس کی ذات ہی کو بددعا دی گئی ہے (۱) نہ اُس کا مال اُس کے کام آیا اور نہ اُس کی کمائی کچھ اُس کے کام آئی ؛ یہ شاید اُس کا جواب ہے جو اُس نے کہا تھا اگر محمدؐ کی بات سچ ہوئی تو میں اپنے مال کا فدیہ دیکر اُس مفروضہ عذاب سے بچ جاؤنگا ما کسب سے مراد یا تو مال کے متعلقات ہیں یعنی مال کا نفع وغیرہ ۔ یا مراد اہل قرابت ہیں یا اس کی اولاد مراد ہے ۔ جیسا کہ حدیث میں ہے وان اولادکم من کسبکم مطلب یہ ہے کہ نہ مال اُس کو نفع دے گا نہ اس کی اولاد (۲) وہ ابولہب عنقریب شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا (۳) وہ بھی اور اس کی بیوی بھی جو سر پر ایندھن اٹھا کر لاتی ہے ؛ اس کا چہرہ چونکہ سرخ و سفید تھا اس لئے شاید لوگوں نے اس کو ابولہب کہنا شروع کردیا ۔ مگر قرآن نے بتایا کہ یہ مرنے کے بعد بھی ایسی آگ میں ڈالا جائیگا جو شعلہ فگن اور چنگاریاں اُڑاتی ہوگی ۔ اُس وقت نہ تو اس کا مال ساتھ ہوگا اور نہ اس کا بیٹا عتیبہ اس کے کچھ کام آئیگا اور اس کی بیوی بھی اسی آگ میں داخل ہوگی جو لکڑیوں کی اٹھانیوالی ہے جس کی بخیلی اور خست کا یہ عالم تھا کہ باوجود دولت مند اور لونڈی غلام رکھنے کے خود وہ خاردار لکڑیاں اُٹھاکر لاتی تھی اور پیغمبرؐ کی رہگذر میں بچھاتی تھی جب آپ نماز کے لئے مسجد حرام میں تشریف لے جاتے تو نہایت نرمی سے ان لکڑیوں کو اور کانٹوں کو ہٹاکر تشریف لے جاتے ۔ یا یہ بات کہ وہ بہت غیبت کرتی تھی اور چغل خور بہت تھی اس لئے اس کو حمالۃ الحطب اور ہیزم کش فرمایا (۴) اُس کی گردن میں خوب بٹی ہوئی رسّی ہوگی ؛ کہتے ہیں یہ کھجور کے پتوں سے بٹی ہوئی رسّی تھی ۔ بعض نے کہا یمن کے علاقے میں کوئی درخت ہوتا ہے جس کو مَسَد کہتے ہیں اسکو بٹ کر عرب کے لوگ رسّی بنایا کرتے تھے ۔ غرض وہی رسّی دوزخ میں طوق و سلاسل بن جائے گی ۔ کما قال عبداللہ بن عباس ۔ بعض حضرات نے فرمایا اس کی گردن میں بڑا بیش قیمت ہار تھا وہ بڑے فخر سے پیغمبر علیہ السلام کی عداوت میں کہا کرتی تھی میں اس ہار کو محمدؐ کی تباہی اور بربادی پر خرچ کردوں گی شاید اس کی طرف اشارہ ہے کہ یہ ہار دوزخ کا طوق ہوگا ۔ اور آگ کی زنجیر اس کے گلے میں پڑی ہوئی ہوگی ۔ بعض کا قول ہے کہ بخل و خست کی وجہ سے یہ جلانے کی لکڑیاں خود ہی جنگل سے لایا کرتی تھی تاکہ کسی کو لکڑیوں کی قیمت نہ دینی پڑے ۔ اور حسن اتفاق ملاحظہ ہو کہ یہ ایک دن سر پر لکڑیاں رکھے ہوئے لاتی تھی (باقی نمبر میں)

ع ۱ ۵ ۳۶

سُورَةُ اللَّهَبِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ خَمْسُ آيَاتٍ

سورۂ لہب کی ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؛ اور یہ پانچ آیتیں ہیں

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۝١ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہوجائے ۔ نہ اُس کا مال اُس کے کام آیا

وَمَا كَسَبَ ۝٢ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝٣ وَامْرَأَتُهُ

اور نہ اس کی کمائی ۔ وہ عنقریب ایک شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا ۔ وہ بھی اور اسکی بیوی بھی

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝٤ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ ۝٥

جو سر پر ایندھن اُٹھا کر لاتی ہے ۔ اُس کی گردن میں خوب مضبوط بٹی ہوئی رسّی ہوگی ۔

سُورَةُ الْإِخْلَاصِ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ أَرْبَعُ آيَاتٍ

سورۂ اخلاص کی ہے شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۔ اور یہ چار آیتیں ہیں

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝١ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝٢ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ

اے پیغمبر آپ کہدیجئے وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے ۔ اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں ۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ

يُولَدْ ۝٣ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝٤

وہ کسی سے پیدا ہوا یعنی نہ اولاد نہ ماں باپ ۔ اور نہ کوئی اُس کا ہمسر ہے ۔

ع ۱ ۴ ۳۷

سُورَةُ الْفَلَقِ مَدَنِيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ وَهِيَ خَمْسُ آيَاتٍ

سورۂ فلق مدنی ہے ۔ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؛ اور یہ پانچ آیتیں ہیں

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝١ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝٢ وَمِنْ

اے نبی آپ یوں کہیئے میں صبح کے مالک یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں ۔ ہر اُس چیز کے شر سے جسے اُس نے پیدا کیا ۔ اور اندھیری

شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝٣ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي

رات کے شر سے جبکہ اس کا اندھیرا چھا جائے ۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے

الْعُقَدِ ۝٤ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝٥

شر سے ۔ اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے ۔

ع ۱ ۵ ۳۸

Marfat.com

سورۂ ناس مدنی ہے اور یہ چھ آیتیں ہیں ۞ شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ اے پیغمبر آپ یوں کہیے میں آدمیوں کے مالک کی (۱) انسانوں کے بادشاہ کی (۲) انسانوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں ۞ یہ تینوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں وہی پرورش کرنیوالا اور تربیت دینے والا ہے تمام انسانوں کو وہی سب کا حقیقی بادشاہ ہے اور وہی سب کا معبود حقیقی ہے۔ اگرچہ یہ تینوں وصف اسکے تمام مخلوق کو شامل ہیں لیکن انسان کی تعظیم و تشریف کے لئے یہاں اس کا نام لیا گیا۔ نیز وسوسے کا تعلق انسان ہی کے ساتھ خاص ہے چونکہ شیطانی وسوسے کی تین راہیں مشہور ہیں ایک شہوت کی دوسرے غضب کی تیسرے حرص و ہوا کی اس سے شاید ہر راہ کے لئے ایک ایک صفت بیان فرمائی (۳) اُس وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے ۞ وسواس یعنی وسوسہ جس کے معنی ہمزا اور صوت خفی کے ہیں۔ یہاں مراد ہے ذا الوسوسۃ یعنی موسوس یعنی اُس کی بدی سے پناہ مانگتا ہوں جو وسوسہ ڈالے اور پیچھے ہٹ جائے۔ یعنی وہ دشمن ہے جو چھپ کر حملہ کرتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ حملہ آور زیادہ خطرناک ہوتا ہے جو چھپ کر حملہ کرے۔ برخلاف اُس دشمن کے جو بالمقابل ہو کر اور صف آرا ہو کر حملہ کرے اُس کا قلع قمع آسان ہے۔

سُوْرَةُ النَّاسِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيٰتٍ

سورۂ ناس مدنی ہے اور اس میں چھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ

اے نبی آپ یوں کہیے میں انسانوں کے مالک کی انسانوں کے بادشاہ کی انسانوں کے معبود کی

النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۪ۙ﴿۴﴾ الَّذِيْ

پناہ لیتا ہوں۔ اُس وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو لوگوں کے

يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ﴿۶﴾ ع

دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ وہ وسوسہ انداز خواہ جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

دُعَائے خَتمِ قرآن

اَللّٰهُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِيْ فِيْ قَبْرِيْ ۚ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِيْمِ وَ

اجْعَلْهُ لِيْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّهُدًى وَّرَحْمَةً ۚ اَللّٰهُمَّ ذَكِّرْنِيْ مِنْهُ مَا

نَسِيْتُ وَعَلِّمْنِيْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِيْ تِلَاوَتَهٗ اٰنَاۤءَ الَّيْلِ وَ

اٰنَاۤءَ النَّهَارِ وَاجْعَلْهُ لِيْ حُجَّةً يَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ

شیطان کی حالت یہ ہے کہ انسان کے قلب پر اپنی سونڈ رکھ کر بیٹھ جاتا ہے اگر انسان نے اللہ کا ذکر کیا تو ہٹ جاتا ہے نہیں تو قلب میں وسوسہ ڈالتا ہے اور گناہ کے خیال کو پختہ کر دیتا ہے (۴) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے ۞ یعنی اس موسوس کا کام یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا رہتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید میں شکوک و شبہات ڈالتا ہے کبھی عبادت میں شبہ پیدا کرتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے ان الشیطان یجری من ابن آدم مجری الدم یعنی شیطان اُن رگوں تک میں اپنا اثر ڈالتا ہے جہاں جہاں خون جاری ہوتا ہے۔ بہرحال یہ ایسا دشمن ہے جو پردے میں چھپ کر حملہ کرتا رہتا اور اس کے حملوں کی آماجگاہ اور نشانہ انسانی قلب ہے اللھم انا نعوذ بك من مکائد الشیطان ووسوسہ (۵) وہ وسوسہ انداز اور وسوسہ ڈالنے والا خواہ جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے ۞ یعنی کبھی شیطان وسوسہ ڈالتا ہے اور کبھی انسان آدمی کو بہکاتا ہے۔ جیسا کہ ہمارا محاورہ ہے کہ آدمی کا شیطان آدمی ہے۔ یعنی انسان انسان کو بہکا کر برائی کی طرف لیجاتا ہے اسی واسطے بزرگوں نے بری صحبت سے بچنے کو کہا ہے۔ آٹھویں پارے میں گزر چکا ہے کہ ہم نے ہر نبی کیلئے شیاطین اور انسانوں میں سے دشمن بنائے ہیں جو اپنی عداوت کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ اس سورت میں پانچ جگہ لفظ ناس آیا ہے ہر جگہ ناس سے مراد انسان کی مختلف قسم مراد ہے۔ مثلاً پہلے ناس سے تربیت اور پرورش کے لحاظ سے چھوٹے بچے مراد ہیں دوسرے ناس سے حضرت حق کی بادشاہت کے اعتبار سے جوان آدمی مراد ہیں تیسری جگہ الہ الناس کی وجہ سے بوڑھے مراد ہیں۔ چونکہ بڑھاپے میں عبادت الٰہی کا ذوق بڑھ جاتا ہے۔ چوتھی جگہ صالح اور نیک انسان مراد ہیں کیونکہ شیطان کی یورش نیک ہی آدمیوں پر زیادہ ہوتی ہے پانچویں ناس سے مراد شریر اور مفسد انسان ہیں جو خود جرائم میں مبتلا ہونیکے بعد چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی جرائم پیشہ بنالیں۔ ان دونو سورتوں کی تفسیر میں علماء متقدمین و متاخرین نے بیشمار نکات و حقائق بیان کئے ہیں جنکو بوجہ تطویل کے ہم نے چھوڑ دیا ہے کیونکہ ہمارا مقصد صرف قرآن کو آسان طریق پر سمجھانا ہے مسائل کو زیادہ مباحث میں الجھانا نہیں ہے ورنہ یہ کتاب اپنی خوبیوں اور اپنے معارف بے کراں کی وجہ سے ایک سمندر ہے جس کی نہ تو تہ کا کوئی پتہ لگا سکا اور نہ آخری کنارے تک کوئی انسان پہونچ سکا واللہ تعالیٰ اعلم بمرادہ واسرارہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شیطان کو آدمی پر سنکا ہے اور آپ نظر آئے ۱۲ پھر فرماتے ہیں حدیث میں فرمایا ان سورتوں کے برابر کوئی دعا نہیں پناہ کے واسطے ۱۲ حدیث میں ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحال والمرتحل پھر کہا گیا کہ حال اور مرتحل کیا ہے سرکار نے فرمایا جو شخص قرآن کو پورا پڑھے تو پڑھ کر پھر شروع کردے یعنی الحمد سے لیکر مفلحون تک پڑھ لے یہی شروع کرنا ہے قرآن کا (۶) الحمد للہ والمنۃ کہ آج سہ شنبہ کے دن ۱۴ شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۵۶ء کو بعد نماز ظہر قرآن پاک کی تفسیر ختم ہوئی ربنا لك الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کما تحب وترضی ربنا ولك الحمد۔ یارب لك الحمد کما ینبغی لجلال وجهك ولعظیم سلطانك القدیم۔ ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم فانك بالاجابۃ جدیر وانت علی کل شیء قدیر۔ وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد الذی ارسل الی کافۃ للناس وھو بشیر ونذیر ۞

ع ۶ ۲۹

Marfat.com

بقیہ صفحہ ۹۳۳

ان میں مرمت کی ضرورت ظاہر نہیں ہوئی۔ سراج سے مراد آفتاب عالم تاب ہے۔ یہ سات مضبوط آسمان اور یہ آفتاب ہم نے ہی پیدا کئے اور بنائے۔ (۱۳) اور ہم نے ہی برسنے کے لئے بادلوں سے بکثرت پانی برسایا ؛ معصرات کو بعض حضرات نے فرمایا یہ وہ ہوائیں ہیں جو بارش لاتی ہیں دوسرا قول یہ ہے کہ معصرات کے معنی ابر کے ہیں جس میں خوب پانی بھرا ہوا ہو چنانچہ حضرت ابن عباسؓ، ابو العالیہ، ربیع اور ضحاک اسی کے قائل ہیں۔ اسی بنا پر ان اپنے حضرات نے نچوڑنے والی بدلیوں کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ عرب موسلا دھار بارش کو مطر ثجاج کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان بدلیوں سے موسلا دھار پانی برسایا۔ (۱۴) تاکہ ہم اس پانی کے ذریعہ غلہ اور سبزہ اگائیں۔ (۱۵) اور تپیوں میں لپٹے ہوئے یعنی گنجان باغ پیدا کریں ؛ یعنی گیہوں جو چنا وغیرہ اور مختلف قسم کی گھاس سبزیاں وغیرہ اور ایسے باغ پیدا کریں جن میں بکثرت پتے ہوں اور درخت پاس پاس ہوں یعنی خوب گنجان باغ پیدا کریں۔ آگے یوم الفصل کی مختصر سی تفصیل ہے چونکہ اوپر والمرسلات میں یوم الفصل کا ذکر آیا تھا اس لئے یہاں اس کی مزید تفصیل مذکور ہے (۱۶) بے شک فیصلے کا دن ایک مقررہ وقت ہے (۱۷) وہ دن وہ ہے جس دن صور میں پھونک ماری جائے گی اور صور میں پھونکا جائے گا اور تم لوگ گروہ گروہ ہو کر آؤ گے۔ (۱۸) اور آسمان کھول دیا جائے گا۔

بقیہ صفحہ ۹۳۵

اس لئے فرشتوں کو سختی سے کام لینا پڑتا ہے۔ دوسری قسم ان فرشتوں کی جو مومن کی جان نرمی اور آسانی سے کھینچتے ہیں۔ نزع اور نشط میں اتنا ہی فرق ہے کہ نزع سختی سے کھینچنا اور نشط نرمی سے کھینچنا۔ اس لئے بعض محققین نے نشط کے معنی بند کھول دینے سے ہی کئے ہیں۔ مومن کی روح اس آسانی سے نکالتے ہیں جیسے بند کھول دیئے اور روح جسم سے باہر نکل آئی۔ پھر تیسری قسم فرشتوں کی روح کو لے کر آسمان کی طرف جانے کی ہے کہ وہ سرعت اور نہایت سہولت کے ساتھ لے کر چلتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی تیر رہا ہے۔ گویا ہوا میں پیرتے ہوئے روح کو لے کر چلتے ہیں۔ پھر ان ارواح کے متعلق جو حکم ہوتا ہے اُس کی تعمیل کے لئے تیزی کے ساتھ چلتے اور دوڑتے ہیں پھر اُن ارواح کے متعلق ثواب یا عقاب کا جو حکم ہوتا ہے اس حکم کی تدبیر کرتے ہیں اور اُس کا انتظام کرتے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فالمدبرات امراً سے وہ فرشتے مراد ہوں جو عالم میں تکوینی امور کی تدبیر کرتے ہوں جیسے جبرئیل و میکائیل وغیرہ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ملائکہ کے ساتھ ارواح طیبہ بھی مراد ہوں جو عالم میں مختلف خدمات پر مامور ہیں۔ جیسا کہ حضرت مولانا اسماعیل دہلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب منصب امامت میں فالمدبرات امراً کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فالسّٰبقٰت سبقاً سے وہ ملائکہ مراد ہوں جو ہر حکم کی تعمیل میں سبقت

اور آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابتدائی چار قسمیں اہل ریاضت کی ہوں جو اپنے نفس کو مجاہدے کی سختیوں میں ڈالتے ہیں پھر عبادت الٰہی میں شوق اور لذت پیدا کرتے ہیں پھر عبادت الٰہی میں پیرتے ہیں یعنی بغیر کسی کلفت اور بغیر کسی رنج و الم کے عبادت الٰہی بجالاتے ہیں اور نیکیوں میں اور بھلائیوں میں اپنے معاصرین سے آگے نکل جاتے ہیں اور بڑھ جاتے ہیں۔ ہم عرض کر چکے ہیں کہ اقوال کئی ہیں لیکن ہم نے راجح اور جمہور کا قول اختیار کر لیا ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک قسم فرشتے کافر کی جان گھسیٹ کر نکالیں اس کی رگوں میں ڈوب کر ایک قسم فرشتے مسلمان کے بدن سے جان کی گرہ کھول دیں۔ وہ اپنی خوشی عالم پاک کو دوڑے جیسے کسی کے بند کھول دیئے لیکن بدن کی تکلیف اور ہے اس میں دونوں برابر ہیں یہ ذکر ہے روح کا نیک خوشی سے دوڑتا ہے بد ڈر سے بھاگتا ہے پھر گھسیٹا جاتا ہے۔ ایک فرشتے پیرتے پھرتے ہیں ہوا میں۔ ایک سے ایک درجہ زیادہ چاہتے جب کچھ حکم پہنچا دوڑے اس کے بجانے کو۔ یہ قسمیں کھا کر اگلا مدعا جتانا منظور ہوتا ہے اور کبھی ان چیزوں کی خوبی اور ندرت جتانے کو قسم کھاتے ہیں ۱۲ بہر حال یہاں تمام قسموں کا جواب قسم یہ ہے کہ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے لیکنی بعث ضرور ہو گا یا قیامت ضرور آئے گی آگے اسی کی تفصیل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۵) جس دن زور سے لرزنے لرزنے والی ؛ یعنی زمین میں بھونچال آئے مراد پہلا نفخہ ہو رہے (۶) جس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی ؛ عام مفسرین کے نزدیک نفخہ ثانیہ مراد ہے۔ لیکن بعض حضرات نے پیچھے آنے والی سے پے درپے زلزلے مراد لئے ہیں۔ رجف اس زلزلے کو کہتے ہیں جس میں ہولناک آواز بھی ہو (۷) اس دن بہت سے دل دھڑکتے ہوں گے (۸) اُن دل دھڑکنے والوں کی ندامت و شرمندگی سے آنکھیں پست اور جھکی ہوئی ہوں گی (۹) منکرین قیامت کہتے ہیں کیا ہم پہلی حالت پر پھر واپس ہوں گے ؛ یعنی کیا الٹے پاؤں پھر زندگی کی طرف لوٹیں گے (۱۰) کیا جب ہم گلی ہوئی بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر واپس ہوں گے ؛ یعنی کیا موت کے بعد پھر حیات واپس ہو گی اور خاص کر جب ہڈیاں گل جائیں اور بوسیدہ اور کھوکھری ہو جائیں تو پھر زندہ ہونا بہت مشکل ہے (۱۱)

بقیہ صفحہ ۹۳۷

یہ منکر آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ اس کا قیام اور وقوع کب ہو گا ؛ یعنی جب قیامت کا ذکر سنیں تو بطور استہزا اور انکار دریافت کرتے ہیں کہ یہ کب واقع ہو گی اس وعدۂ قیامت کا وقت کب ہے آگے اس کا جواب ہے (۴۲) اس کا وقت بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق اور کیا واسطہ (۴۳) اس کے علم کا مدار اور اس کے علم کی پہنچ آپ کے پروردگار کی طرف ہے ؛ یعنی اس کے وقت کا بیان کرنے سے آپ کا کیا واسطہ ہے اس کا حقیقی علم تو پروردگار ہی کے پاس ہے اور اس کی پہنچ اور منتہیٰ آپ کے پروردگار ہی کی طرف ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں پوچھتے پوچھتے اسی تک پہنچنا ہے بیچ میں سب بے خبر ہیں ۱۲ خلاصہ یہ کہ

اس کے وقت کو بیان کرنے سے آپ کا کیا تعلق اس کا موقوف علیہ علم ہے اور وہ ہے نہیں کیونکہ وہ آپ کو بتایا نہیں گیا اور موقوف علیہ کا انتفا مستلزم ہے موقوف کے انتفا کو لہٰذا اس کے ذکر سے آپ کا کوئی واسطہ نہیں۔ بلکہ اس کے وقوع کے علم کی پہنچ آپ کے پروردگار کی طرف ہے۔ (۴۴) بس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرانے والے ہیں جو اس سے ڈرتا ہو ؛ یعنی آپ تو صرف اسی شخص کو ڈرانے والے ہیں جو علم اجمالی کی وجہ سے مجازات کو جانتا ہے اور جس میں بالقوۃ استعداد موجود ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ڈرتے کو کیوں ڈراتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ اخبار اجمالی سے اس شخص کو ڈراتے ہیں جو ڈرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ڈر کر ایمان لانے والا ہو۔ (۴۵) لوگ جس دن قیامت کو دیکھیں گے تو ان کو ایسا معلوم ہو گا گویا وہ دنیا میں دن کا آخری حصہ یا اس کا ابتدائی حصہ ٹھہرے ہوں گے ؛ یعنی اب تو قیامت کو جلدی طلب کر رہے ہیں اور جلدی جلدی کا شور مچا رہے ہیں لیکن جب وہ آجائے گی تو اس کو مستعجل اور جلدی ہی سمجھو گے کیونکہ دنیا کا رہنا ایسا معلوم ہو گا کہ شاید ایک دن کی شام یا اس کی صبح رہے ہوں گے کہ عذاب آگیا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی شتاب مانگتے ہیں قیامت اس وقت معلوم ہو گا کہ بہت شتاب آئی بیچ میں کچھ دیر نہیں لگی ۱۲ عشیہ۔ زوال سے لے کر شام تک اور ضحیٰ صبح سے زوال تک ضحاہا کی ہا یا تو صلے کے لئے ہے یا اضافت یوم العشیہ کی طرف ہے۔ یعنی العشیۃ او ضحی یومھا۔ پہلا قول حضرت ابن عباس سے مروی ہے اور دوسرا فرا کا قول ہے۔ اہل عرب بولا کرتے ہیں اٰتیتک العشیۃ او غداتھا (۴۶)

بقیہ صفحہ ۹۳۸

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں وہ ڈرتا ہے اللہ سے یا ڈر رکھتا ہے کہ تیری ملاقات پاوے یا نہ پاوے ۱۲ مطلب یہ ہے کہ جو شخص مسلمان بھی ہے، ڈرتا بھی ہے وہ ان لوگوں سے زیادہ توجہ کا مستحق ہے جو متکبر ہیں اور دین کے بارے میں مغرور اور بے پروا ہیں ... آپ تیور تکلا فرو رہے تھے تو آپ پر خوف کے آثار نمایاں ہو رہے تھے جب آگے کی آیت پڑھی کلا انھا تذکرۃ تب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر اطمینان کے آثار نمایاں ہوئے اس کے بعد ابن ام مکتوم سے جب کبھی ملاقات ہوتی تو آپ فرمایا کرتے مرحبا بمن عاتبنی ربی۔ کئی دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں جاتے وقت ان کو مسجد نبوی میں امام بھی مقرر کیا ہے یہ جنگ قادسیہ میں جہاد کی غرض سے شریک ہوئے ہیں۔ جنگ قادسیہ ہی میں ان کی شہادت ہوئی ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ان لوگوں کی جانب متوجہ ہوئے تھے جنکے ایمان لانے سے آگے بڑی توقعات تھیں لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ بے پروا ہیں ان کا مقصد ایمان لانا نہیں ہے۔ ان کے لئے عبداللہ بن ام مکتومؓ جیسے مخلص کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے ارشاد ہوتا ہے (۱۰) ہرگز ایسا نہ کیجئے کیونکہ یہ قرآن نصیحت کی چیز ہے (۱۱) سو جو کوئی چاہے اس کو یاد رکھے یعنی آئندہ ایسا نہ کیجئے کیونکہ قرآن محض ایک نصیحت ہے اور آپ کے ذمے اس قرآن کی تبلیغ ہے پھر تو

Marfat.com

مانتا ہے وہ مانے اور جو نصیحت نہیں قبول کرتا نہ کرے آپ کو کوئی نقصان نہیں۔ نہ ماننے والوں کی آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں آگے قرآن شریف کے اوصاف بیان فرمائے (۱۳) وہ قرآن معظم و مکرم اوراق میں لکھا ہوا ہے ؛ یعنی لوح محفوظ کے ایسے اوراق میں ثبت ہے جو اوراق اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم اور قابل تکریم و تعظیم ہیں (۱۴) وہ صحیفے بلند مقام اور مقدس ہیں ؛ یعنی اگر کوئی مغرور متکبر قرآنی عظمت اور اس کے مرتبے کو نہ سمجھے تو اس سے کیا ہوتا ہے وہ قرآن تو ایسے صحیفوں میں لکھا ہوا ہے جو نہایت پاکیزہ اور بلند مقام میں رکھے ہوئے ہیں۔ یعنی وہ صحیفے لوح محفوظ میں ہیں اور لوح محفوظ عرش الٰہی کے نیچے ہے یا بیت العزت میں رکھے ہوئے ہیں۔ یہ مقام کی بلندی اور رفعت ہوئی۔ مقدس اور پاکیزہ اوراق میں جہاں کسی گندگی اور خباثت کا شبہ نہیں شیاطین کی وہاں کوئی دسترس نہیں۔ (۱۴) جو ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہتے ہیں (۱۵) کہ وہ بزرگ اور نیک کردار ہیں ؛ یعنی وہ صحائف ایسے فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں اور ایسے لکھنے والے اس کو لکھتے اور نقل کرتے ہیں جو نہایت بزرگ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم و نیک ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی فرشتے اس کو لکھتے ہیں اس کے موافق وحی اترتی ہے ۱۲ خلاصہ یہ تمام امور اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ قرآن منجانب اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتا ہے اور اس کی تمام حفاظت اور اس کی نقل امر الٰہی سے ہوتی ہے آگے منکرین کی شناعت اور کلام الٰہی پر ایمان نہ لانے والوں کی تشنیع ہے (۱۶) غارت کیا جائے آدمی وہ کیسا ناشکرا اور ناسپاس ہے ؛ یعنی یہ منکر انسان جو قرآن سے تذکرہ حاصل نہ کرے اور آپ کے سمجھانے اور نصیحت کرنے کے باوجود اپنی شرارت سے باز نہ آئے تو ایسے انسان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور پھٹکار ہو کہ وہ کیسا ناسپاس ہے کیا اس کو اپنی حقیقت نہیں معلوم جو وہ اور تکبر اور نخوت کا اظہار کرتا ہے۔ اس سے مراد ابو جہل یا عتبہ [illegible] کسی قسم کا کوئی سرکش رہے۔ آگے انسانی پیدائش کا ذکر ہے (۱۷) اللہ تعالیٰ نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا ہے (۱۸) پیدا کیا ایک قطرے اور بوند سے یعنی نطفہ سے بنایا اس کو پھر اس کی ہر ایک چیز کا ایک خاص انداز مقرر کیا (۱۹) پھر راستہ اس کو آسان کر دیا۔ (۲۰)

بقیہ صفحہ ۹۴۰

زمانہ جاہلیت کی وحشیانہ رسم کی طرف اشارہ ہے کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے۔ قیامت کے دن اس لڑکی کے متعلق سوال ہوگا کہ یہ کس جرم اور کس گناہ کی وجہ سے قتل کی گئی۔ کس قدر دردناک اسلوب بیان ہے سبحان اللہ۔ یعنی یہ دریافت کیا جائیگا کہ یہ معصوم اور بے گناہ لڑکی کس جرم کی پاداش میں قتل کی گئی ظالموں کے اظہار جرم کا کیا بہترین طریقہ ہے (۹) اور جب نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں ؛ تاکہ ہر شخص اپنے اپنے اعمال دیکھ لے اور ہر ایک کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ نیکی یا بدی کا کیا سامان لے کر آیا ہے (۱۰) اور جب آسمان کی کھال اتاری جائے ؛ یعنی جس طرح جانور کا پوست اور کھال اتارنے سے اُس کی ہر چیز ظاہر ہو جاتی ہے اسی طرح آسمان کے کھل جانے سے اور اس کی کھال کھینچ لینے سے آسمان کے اوپر کی ہر چیز ظاہر ہو جائے گی اور تمام اشیا کی مثالی صورتیں ظاہر ہو جائیں گی اور فرشتے نازل ہوں گے جیسا کہ سورۂ فرقان میں گذر چکا ہے کہ آسمان پھٹ جائے گا اور فرشتوں کا بادلوں میں نزول ہوگا (۱۱) اور جب دوزخ خوب دہکائی جائے ؛ یعنی دوزخ کی آگ کو عذاب کی غرض سے کافروں کے لئے خوب تیز کر دیا جائے (۱۲) اور جب جنت قریب کر دی جائے ؛ یعنی متقی اور پرہیزگار لوگوں کے جنت قریب کر دی جائے (۱۳) تو اس وقت ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو لے کر آیا ہوگا ؛ یعنی ہر نفس اس کو جان لے گا جو اس نے حاضر کیا ہوگا۔ یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا و ما عملت من سوء (۱۴) پس میں ان ستاروں کی قسم کھاتا ہوں جو ایک سمت کو چلتے چلتے پیچھے ہٹنے لگتے ہیں (۱۵) اور پیچھے ہی چلتے رہتے ہیں اور کچھ دنوں کو چھپ جاتے ہیں (۱۶) اور قسم ہے رات کی کہ جب وہ پھیلے (۱۷) اور قسم ہے صبح کی جب وہ دم بھرے یعنی طلوع ہو ؛ اگرچہ مفسرین کے ان ستاروں میں کئی قول ہیں لیکن عام طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت سے تفسیر کرتے ہیں یعنی ان سے وہ پانچ ستارے مراد ہیں جن کو متحیرہ کہتے ہیں ان کے نام یہ ہیں زحل۔ مشتری۔ مریخ۔ زہرہ۔ عطارد یہ ستارے اول مغرب سے مشرق کی طرف بروج کو ترتیب سے طے کرتے ہوئے جاتے ہیں پھر کچھ تھوڑے دنوں تک ان کی حرکت نمودار اور ظاہر نہیں ہوتی پھر رجعت کرتے ہیں یعنی الٹے مشرق سے مغرب کی طرف جاتے ہیں۔ علم ہیئت میں پہلی حالت کو استقامت کہتے ہیں یعنی جب مغرب سے مشرق کی طرف جاتے ہیں دوسری حالت کو توقف کہتے ہیں یعنی جب ایک جگہ ٹھہر جاتے ہیں اور ظاہر نہیں ہوتے تیسری حالت کو رجوع کہتے ہیں اور دوسرے ستاروں کی یہ حالت نہیں ہے۔ یہ پانچوں متحیر ستارے اپنی چال سے حیرت پیدا کرتے ہیں اور فلکیات میں انقلاب کی خبر دیتے ہیں اور عالم علوی میں انقلاب کی دلیل بنتے ہیں۔ جن سے قیامت کے وقوع کا امکان معلوم ہوتا ہے۔ خنس کے معنی انقبض کے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے الشیطان یوسوس الی العبد فاذا ذکر اللہ خنس یعنی انقبض۔ جواری کے معنی سیر کرنے والے۔ چلنے والے۔ کنس۔ وحشی جانوروں کے رہنے اور ٹھکانہ پکڑنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے خنس جواری کنس۔ سے بعض متقدمین صحابہ اور تابعین نے ہرنیاں اور وحشی گائیں بھی مراد لی ہیں اگرچہ یہ تفسیر مشہور نہیں ہے عسعس سے کسی رات کا آنا اور اس کا پھیلنا مراد لیا ہے اور بعض نے ادبار کے معنی کئے ہیں یعنی رات کا لوٹنا اور واپس ہونا کیا ہے ہم نے ترجمے اور تیسیر میں دونوں کے فرق کو ظاہر کر دیا ہے۔ یعنی ایک جگہ اقبال کیا ہے اور ایک جگہ ادبار کیا ہے۔ صبح کے روشن ہونے کو عرب تنفس الصبح بولا کرتے ہیں۔ بعض نے کہا اس سے مراد نسیم سحری ہے لیکن راجح اور صحیح یہی ہے کہ والصبح اذا تنفس سے مراد صبح کا روشن ہونا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عسعس سے مراد فترۃ کا زمانہ ہو اور صبح کے دم بھرنے سے اشارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی جانب ہو۔ یا الخنس الجوار الکنس سے مراد انبیاء ہوں اور ان کی امتوں کا پیغمبروں کی ہدایت پر جانا اور کبھی ہدایت کو چھوڑ کر کفر کی طرف لوٹنا ہو بہرحال یہ قسمیں کھا کر ارشاد فرماتے ہیں (۱۸) و بے شک یہ قرآن ایک معزز فرشتے کا لایا ہوا کلام ہے ؛ یعنی یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کو ایک معزز فرشتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پیغمبر کے پاس پہنچایا ہے پیغامبر کی حیثیت سے ان کا قول فرمایا ہے۔ ورنہ حقیقی اضافت مقصود نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی ناقل کی طرف بات کو منسوب کر دیا کرتے ہیں قرآن شریف کو مخلوق تک پہنچانے میں دو واسطے ہیں ایک حضرت جبرئیلؑ اور دوسرا واسطہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس (۱۹)

بقیہ صفحہ ۹۴۱

سورۃ انفطار مکی ہے اور یہ اُنیس ۱۹ آیتیں ہیں۔ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ○ جب آسمان پھٹ جائے (۱) اور جب ستارے جھڑ پڑیں (۲) اور جب دریا بہا دیئے جائیں (۳) اور جب قبریں زیر و زبر کر دی جائیں ؛ اس سورت میں مثل سابقہ سورتوں کے قیامت اور مجازاۃ کا بیان ہے چنانچہ ارشاد فرمایا جس وقت آسمان پھٹ جائے اور جب آسمان پھٹ پڑے گا تو ستارے بے نور ہو کر جھڑ پڑیں گے۔ دریا سب کے سب ملا کر بہا دیئے جائیں گے یعنی میٹھے اور کھاری دریا مل کر بہیں اور درمیان میں سے حجاب ہٹ جائیں۔ اور مل کر بہنے کے بعد ان میں جوش اور طغیانی پیدا ہو اور ان میں دھواں اور آگ پیدا ہو اور سب دریا خشک ہو جائیں پہاڑوں کا ریت اور دوسری قسم کا کوڑا کرکٹ اور مٹی وغیرہ اس میں پڑ جائے اور دریاؤں کا نام و نشان باقی نہ رہے یہ تین باتیں نفخۂ اولیٰ کے وقت ہوں گی اور قبروں کا زیر و زبر ہونا اور قبروں کا اکھیڑا جانا یہ نفخۂ ثانیہ کے بعد ہوگا۔ یعنی جو کچھ زمین کی تہ میں ہوگا سب اوپر آجائے گا اور مُردے بھی باہر نکل آئیں گے اور سونا چاندی بھی جو زمین کی تہ میں ہے وہ بھی باہر آجائے گا۔ جیسا کہ سورۂ انشقاق میں آجائے گا۔ علامات قیامت میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ زمین اپنے اندر کی تمام چیزیں اگل دے گی۔ ایک ترتیب تعمیر کے لئے گذر چکی ہے ان سورتوں میں تخریب کی ترتیب ہے۔ جب کسی مکان کی تخریب مقصود ہوتی ہے تو پہلے اس کی چھت گراتے ہیں پھر دوسری چیزوں کو برباد کرتے ہیں۔ اسی طرح یہاں اول آسمان کی تخریب کا ذکر ہے جس کے ساتھ ساتھ ستاروں کا جھڑ جانا ضروری ہے۔ پھر دریاؤں کو خشک کر دینا اور پانی کے نظام کو برباد کر دینے کا ذکر فرمایا اس کے بعد زمین کے زیر و زبر کرنے کا ذکر کیا اور اس طرح پورے عالم کی تخریب کے بعد نیا عالم یعنی عالم آخرت قائم کیا گیا۔ فسبحن الذی بیدہ ملکوت کل شئی والیہ ترجعون (۴) اس وقت ہر شخص ان اعمال کو جان لے گا جو اس نے آگے بھیجے اور جو پیچھے چھوڑے ؛ یعنی جو بھلے اور برے کام کئے یا نہیں کئے شروع میں کئے یا آخر عمر میں کئے۔ کوئی اچھی

Marfat.com

رسم جاری کر گیا یا کوئی بری رسم قائم کر گیا یا وہ مال جو اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کر گیا اور وہ مال جو پیچھے چھوڑ گیا۔ بہرحال علما کے کئی اقوال ہیں اور اس آیت کے معنی کئی طرح بیان کئے گئے ہیں۔ وہ اولاد بھی مراد ہو سکتی ہے جو ماں باپ کے سامنے مرگئی اور وہ اولاد جو پیچھے چھوڑ گئے۔ قبروں سے نکلتے ہی اجمالی طور پر ہر شخص کو اپنا حال معلوم ہو جائے گا البتہ تفصیلی حال اس وقت معلوم ہو گا جب نامۂ اعمال ہاتھ میں دیئے جائیں گے۔ آگے انسان کو ہوشیار کرنے کی غرض سے خطاب فرماتے ہیں ( )

بقیہ صفحہ ۹۴۲

کا اکرام کرو وہ تم سے کسی حالت میں جدا نہیں ہوتے مگر جنابت اور جائے ضرور کے وقت یہ ہر روز صحیفے بندے کے حق تعالیٰ کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں اگر کسی بندے کے صحیفے کی ابتدا میں اور آخر میں استغفار لکھا ہوا ہوتا ہے تو حضرت حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں قد غفرت بعبدی مابین طرفی الصحیفۃ یعنی اس صحیفے کے دونوں جانب کے درمیان میں جو چیز ہے اس کو میں نے بخش دیا۔ دوسرے یہ کہ وہ انسان سے پوشیدہ رہتے ہیں سامنے نہیں آتے کہ انسان کو شرمندگی نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ انسان جو کچھ کرتا یا کہتا ہے اس کا اندراج کر لیتے ہیں یعنی امانت دار ہیں خائن نہیں ہیں۔ چوتھی بات یہ کہ ان کو بندے کے متعلق جو کچھ معلوم ہوتا ہے اس کا وہ کسی سے اظہار نہیں کرتے۔ بہرحال جب تمام اعمال ضبط تحریر میں آرہے ہیں اور ان سب کا حساب ہو کر جزا و سزا کا ملنا یقینی ہے تو انسان کو دھوکا نہیں کھانا چاہئے بلکہ اپنے انجام سے باخبر رہنا چاہئے۔ کیوں کہ قیامت اسی دن کا نام ہے جس دن نیکوں کو ان کے نیک اعمال کا صلہ اور بدوں کو ان کی بداعمالیوں کا بدلہ دیا جائے۔ چنانچہ فرماتے ہیں (۱۲) بے شک نیک لوگ بڑے آرام میں ہوں گے یعنی بہشت میں (۱۳) اور بدکار لوگ یقیناً دوزخ میں ہوں گے۔ (۱۴) یہ بدکردار لوگ اس دوزخ میں جزا کے دن داخل ہوں گے (۱۵) اور یہ لوگ اس جہنم سے کہیں غائب نہ ہو سکیں گے ۞ یہاں اہل جنت اور اہل جہنم کی تقسیم بڑے ہی مختصر الفاظ میں فرمائی سورۃ والنازعات میں فامامن طغی الخ فرمایا تھا یہاں محض ابرار اور فجار فرمایا۔ یعنی نیک لوگ جزا کے دن جنت میں اور بدکردار یعنی کافر جہنم میں ہوں گے۔ یہ کافر اس جہنم میں جزا کے دن داخل ہوں گے اور داخل ہونے کے بعد اس جہنم سے جدا نہ ہو سکیں گے اور کہیں چھپ نہ سکیں گے یعنی ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ آگے یوم الدین کی تفصیل ہے (۱۶) اور اے پیغمبر آپ کو کچھ خبر ہے وہ روز جزا کیسا ہے (۱۷) پھر مکرر کہتے ہیں آپ کو کچھ خبر ہے وہ روز جزا کیسا ہے ۞ یعنی اس انصاف کے دن کی کیفیت آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ انصاف کا دن کیسا ہے (۱۸) وہ ایسا دن ہے جس دن کوئی شخص کسی شخص کو کچھ بھی نفع پہنچانے کا اختیار نہ رکھتا ہو گا اور کسی شخص کا کسی شخص کے نفع اور فائدے کے لئے بس نہ چلے گا اور اس دن ہر قسم کا حکم اور فرمان اللہ تعالیٰ ہی کا ہو گا ۞ مطلب یہ ہے کہ یوم الدین کے روز نہ کوئی کسی کو کچھ فائدہ پہنچانے کا اختیار رکھتا ہو گا نہ کسی شخص کا بس چلے گا کہ وہ کسی کا کچھ بھلا کر سکے یا کسی کو ضرر یا نفع پہنچا سکے یا کسی کی سفارش کر سکے۔ اس دن تمام حکم اللہ تعالیٰ کا ہی ہو گا۔ دنیا میں مجازی طور پر بادشاہ کا رعایا پر استاد کا شاگردوں پر ماں باپ کا اولاد پر ایک انسپکٹر کا علاقے والوں پر حکم چلتا ہے لیکن اس دن سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کسی کی حکومت ہو گی نہ کسی کا حکم چلے گا۔ والامر یومئذ للہ (۱۹) تم تفسیر سورۃ الانفطار۔

سورۂ تطفیف مکی ہے اور یہ چھتیس آیتیں ہیں۔ شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۞ سورۂ تطفیف یا سورۂ مطففین کے مکی اور مدنی ہونے میں بعض صحابہ اور تابعین کا اختلاف ہے حضرت ابن مسعود، ضحاک اور مقاتل کا قول ہے کہ یہ سورت مکہ معظمہ میں ہی نازل ہوئی ہے حضرت عکرمہ کا قول ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مدینہ والوں کو عام طور سے کم تولنے اور کم ناپنے کے مرض میں مبتلا پایا۔ وہاں یہ سورت نازل ہوئی اور آپ نے سب لوگوں کو یہ سورت پڑھ کر سنائی۔ حضرت ابن عباسؓ اور قتادہ کا قول ہے کہ یہ تمام سورت مدنی ہے مگر ان الذین اجرموا سے لے کر آخر تک کی آیتیں مکی ہیں۔ کلبی اور حضرت جابرؓ کا قول ہے کہ یہ سورت مکہ اور مدینہ کے درمیان نازل ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یہ ظاہری بات ہے کہ یہ کم تولنے اور کم پیمانہ بھرنے کا مرض مدینہ منورہ میں زیادہ پایا جاتا تھا عام طور سے لین دین کے دو طریقے رائج تھے۔ یا تول کر خرید و فروخت ہوتی تھی اور جن چیزوں کی تول کر خرید و فروخت ہوتی تھی ان کو وزنی کہا کرتے تھے۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ پیمانے سے بعض چیزیں خریدی اور فروخت کی جاتی تھیں ان کو کیلی کہتے تھے بعض لوگوں نے وزنی کے لئے دو قسم کے بٹے بنا رکھے تھے لینے کے اور دینے کے اور اسی طرح دو قسم کے پیمانے بنا رکھے تھے لیتے اور پیمانے سے دیتے اور پیمانے سے۔ یا جن لوگوں نے دو قسم کے بٹے اور دو قسم کے پیمانے نہیں بنا رکھے تھے وہ تولنے میں اور ترکیب سے کم تولتے تھے اور پیمانے کو لیتے وقت خوب ہلا ہلا کر بھرتے تھے اور دیتے وقت پولا پولا بھر دیا کرتے تھے اور اس طرح کم تولنے اور کم ناپنے کی رسم جاری کر رکھی تھی۔ اس سورت کی ابتدائی آیتوں میں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرایا گیا ہے کیونکہ اس میں غیر کا حق دھوکے سے لینا اور بغیر مالک کی مرضی کے اس کا حق دبانا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم اس معاملے میں ضرب المثل تھی سورۂ ہود کی تیسیر ملاحظہ کی جائے۔ ترازو میں ڈنڈی مارنا یا پاسنگ رکھ کر دینا اسی طرح پیمانے میں کمی بیشی کرنا یہ سب امور آسمانی شرائع میں حرام بتائے گئے ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی (۱)

بقیہ صفحہ ۹۴۳

تکذیب کر رہے ہیں جب وہ دن واقع ہو گا تو ان کے لئے بڑی خرابی ہو گی آگے تکذیب کرنے والوں کے اور اعمال مشئومہ کا ذکر فرمایا (۱۱) اور اس روز جزا کو تو صرف وہی شخص جھٹلاتا ہے جو حد سے بڑھ جانے والا گنہگار ہو ۞ یعنی حدود عبدیت اور بندگی سے آگے نکل جانے والا سخت گنہگار (۱۳) جب اس کے روبرو ہماری آیتیں تلاوت کی جائیں تو کہنے لگے یہ اگلے لوگوں کی بے سند اور بے سروپا کہانیاں ہیں ۞ یعنی جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ حد سے نکل جانے والا گنہگار یوں کہتا ہے کہ یہ پرانے لوگوں کے بے سند قصے اور بے سروپا کہانیاں ہیں۔ (۱۴) ہرگز ایسا نہیں بلکہ ان کے قلوب پر ان کے ان اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے جو یہ کیا کرتے تھے ۞ یعنی یہ بات نہیں کہ یہ قرآن بے سند اگلے لوگوں کی کہانیاں ہیں بلکہ ان بدبختوں نے جو گناہ کئے ہیں اور جو گناہ یہ کیا کرتے تھے اس نے زنگ کی صورت اختیار کر لی ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ پہلے گناہ کرنے پر ایک سیاہ نقطہ قلب پر پیدا ہو جاتا ہے اگر گنہگار توبہ کرے تو وہ دور ہو جاتا ہے نہیں تو بڑھتے بڑھتے تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور شاید بدبختی اور مریض کی یہ ابتدائی حالت ہے۔ یہی حالات ہیں جو بڑھتے بڑھتے قبر تک پہنچ جاتے ہیں۔ ہم نے اس کو مریض کی ابتدائی حالت سے تعبیر کیا ہے اور کئی مرتبہ اس پر کافی بحث کی ہے۔ یہاں اس کو رَین فرمایا ہے گناہوں کا روحانی اثر یہ ہے کہ قلب سیاہ ہو جاتا ہے۔ آگے اس کے مزید اثرات کا بیان ہے (۱۴) نہیں نہیں یہ لوگ اس دن اپنے پروردگار سے روک دیئے جائیں گے ۞ یعنی یہ سیاہی رب العزت کے دیدار سے روکنے میں حجاب کا کام کرے گی اور حضرت حق تعالیٰ کے دیدار سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ اعمال بد کا زنگ میدان حشر میں بہت سی بھلائیوں اور نجات سے محروم کر دے گا (۱۵) پھر یقیناً یہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے (۱۶) پھر ان سے کہا جائے گا یہی وہ چیز ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ۞ یعنی دوزخ میں داخل ہوں گے اور داخل ہونے کے بعد کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جس کو تم دنیا میں جھٹلایا کرتے تھے۔ آگے نیک بندوں کے نامۂ اعمال کا ذکر ہے کیونکہ یہ قیامت کے منکر مومنین کے اجر و ثواب کے بھی منکر ہیں اس لئے ان کو چھیڑ کی دے کر فرماتے ہیں (۱۷) ہرگز یوں نہیں بلکہ نیک لوگوں کا نامۂ اعمال علیین یعنی اعلیٰ ترین مقام میں رہے گا (۱۸) اور اے پیغمبر آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ علییون کیا چیز ہے ۞ یعنی وہ اعلیٰ ترین مقام میں رکھا ہوا نامۂ اعمال کیا چیز ہے (۱۹)

بقیہ صفحہ ۹۴۴

اب دنیا اور آخرت دونوں میں فریقین کا حال مذکور ہے (۲۸) بے شک جو لوگ مجرم یعنی کافر ہیں وہ دنیا میں ایمان والوں پر ہنسا کرتے تھے ۞ یعنی ان کی تحقیر اور تذلیل کیا کرتے تھے (۲۹) اور جب یہ مسلمان ان کافروں کے سامنے سے ہو کر گذرتے ہیں تو وہ کافر آپس میں اشارے کرتے ہیں ۞ مطلب یہ ہے کہ فقرائے مسلمین جب رؤسائے قریش کے آگے سے گذرتے ہیں تو یہ کفار رؤسا آپس میں اشارے کرتے ہیں اور سیٹیاں مارتے ہیں یعنی پھبتیاں کستے ہیں کہ دیکھو یہ وہ بے وقوف لوگ ہیں جو دنیا کے عیش اور مزوں کو

Marfat.com

محض عاقبت کے توہم اور تخیل پر چھوڑے بیٹھے ہیں۔ فقرائے مسلمین سے مراد شاید حضرت عمار، خباب، بلال اور حضرت علی کرم اللہ ہیں۔ امرائے کفار قریش سے مراد ابوجہل اور عاص بن وائل ہیں۔ بہرحال کفار کی یہ عام ذہنیت تھی کہ مسلمانوں کو ذلیل سمجھ کر ان پر اشارے بازی کرتے تھے۔ (۳۰) اور جب یہ کافر اپنے گھر والوں کی طرف لوٹتے تو وہاں بھی ان مسلمانوں کا تذکرہ کر کے مزے لیتے تھے ؛ یعنی ان مجرموں کا طریقۂ دل آزاری صرف گلیوں اور بازاروں ہی میں نہ تھا بلکہ گھروں میں بھی فقرائے مسلمین کا تذکرہ کر کے مزے لیتے تھے۔ اور دل لگیاں کرتے تھے مطلب یہ کہ دل آزاری کا یہ سلسلہ حاضر اور غائب دونوں حالتوں میں جاری تھا (۳۱) اور جب یہ کافر ان مسلمانوں کو دیکھتے تو کہتے ہیں یہ لوگ یقیناً گم کردہ راہ ہیں ؛ یعنی مسلمانوں کو گمراہ اور بے راہ کہتے تھے (۳۲) حالانکہ ان کافروں کو مسلمانوں پر کوئی نگراں اور نگہبان بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے ؛ یعنی یہ کافر بجائے اس کے کہ اپنی نجات کی فکر کرتے اُلٹا مسلمانوں کو گمراہ بتاتے اور اُن کی دل آزاری کرتے۔ اہل حق سے استہزا اور اپنے انجام سے غفلت اور بے فکری یہ دنیا میں ان کا غریب مسلمانوں کے ساتھ طریقۂ کار تھا۔ اب آگے قیامت میں ان کے ساتھ ان جرائم کی پاداش میں جو کچھ ہوگا وہ مذکور ہے (۳۳) پس آج کے دن مسلمان کافروں پر ہنسیں گے (۳۴) اور مسہریوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے ؛ یعنی آخرت میں مسلمان کافروں پر ہنس رہے ہوں گے اور مسہریوں یا جڑاؤ تختوں پر بیٹھے کفار کا حشر اور ان کی بدحالی کا تماشا دیکھتے ہوں گے۔ (۳۵) واقعی کافروں کو ان کے کئے کی خوب پاداش اور بدلا ملا ؛ یعنی جو کچھ کیا کرتے تھے کافروں نے اس کا خوب بدلا پایا۔ یا مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے ھل جوزی الکفار ما یفعلونہ بالمؤمنین کہ جو کچھ کفار مسلمانوں کے ساتھ کیا کرتے تھے اس کا بدلہ انہوں نے پا لیا ہے (۳۶)

بقیہ صفحہ ۹۴۵

اور جو خطائیں کیں وہ ہم نے اپنی رحمت سے معاف کر دیں۔ خلاصہ یہ کہ صرف پیشی ہو اور کوئی مناقشہ نہ ہو یعنی یہ نہ کہا جائے کہ تم نے ایسا کیوں کیا اور ایسا کیوں نہ کیا صرف معمولی پوچھ گچھ کے بعد معافی کا اعلان کر دیا جائے۔ یہ سلوک غیر معذب ہونے کی علامت ہے۔ اور جس پیشی میں مناقشہ ہوا تو وہ ہلاک ہونے کی علامت ہے من نوقش فقد ھلک یہی وجہ ہے کہ حساب یسیر دینے والا اپنے متعلقین کے پاس شاداں اور خوش خوش لوٹے گا (۹) اور جس شخص کو اُس کا نامۂ اعمال اور لکھا اُس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا ؛ یعنی بائیں ہاتھ میں مگر پیٹھ کے پیچھے سے دیا گیا۔ سینے کو چیر کر بائیں ہاتھ کو باہر نکال دیا جائے گا۔ یا مشکیں بندھی ہوئی ہوں گی اور دونوں ہاتھ پیچھے ہوں گے اس لئے پیٹھ کے پیچھے سے بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا۔ (۱۰) تو وہ موت کو پکارے گا (۱۱) اور وہ جہنم میں داخل ہوگا (۱۲) یہ وہ شخص ہے جو اپنے اہل و عیال میں بے فکر و مگن رہا کرتا تھا (۱۳) اُس نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ پلٹ کر نہیں جائے گا (۱۴) لوٹنا کیوں نہیں

بلاشبہ اس کا پروردگار اس کو خوب دیکھتا تھا ؛ سورۂ فرقان میں ثبور کے معنی گذر چکے ہیں۔ ہلاکت اور موت کو پکارے گا یعنی عذاب کے ڈر سے موت مانگے گا۔ لیکن اس کو موت نہ آئے گی اور وہ آگ میں داخل ہوگا۔ بے شک وہ دنیا میں اپنے مال و حشم اور جاہ و خدم اور اپنے اہل و عیال میں بے غم اور بے فکر و مگن رہا کرتا تھا اور اپنی عارضی دولت اور وجاہت پر یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ مجھ کو واپس خدا کے سامنے جانا نہیں حور کے معنی ہیں رجوع کے یعنی کسی کا پہلی حالت پر لوٹ جانا۔ حدیث میں آتا ہے نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ یعنی فرمایا ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں کہ زیادتی کے بعد پھر کمی کی طرف لوٹ جائیں یعنی اس بات سے پناہ مانگتے ہیں کہ بن کر پھر بگڑ جائیں اللہ تعالیٰ بنا کر نہ بگاڑے حضرت حق نے جواب فرمایا کیوں نہیں ضرور واپس جاتا ہے۔ بلاشبہ اُس کا پروردگار اس کو خوب دیکھتا تھا اور اُس کے تمام اعمال کو خوب جانتا تھا۔ اب اُن اعمال کی اُس کو سزا دینا چاہتا ہے۔ چونکہ مشیت کا تعلق جزا کے ساتھ ہو چکا ہے اس لئے اس کا وقوع ضروری ہے اور اُس کا واپس ہونا لازمی ہے۔ آگے اسی مضمون کی تفصیل ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۵) سو میں قسم کھا کر کہتا ہوں شفق کی یعنی شام کی سرخی کی (۱۶) اور رات کی اور اُن چیزوں کی جن کو رات سمیٹ لیتی ہے (۱۷)

بقیہ صفحہ ۹۴۶

تفسیر عزیزی میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ جو صاحب چاہیں تفسیر عزیزی میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ غرض ان ستاروں کی وجہ سے اور ان کی گردش کے باعث عالم سفلی میں عجیب و غریب اتار چڑھاؤ رونما ہوتے ہیں جس کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ بہرحال یا تو یہ بروج ہیں یا منازل نجوم ہیں جن کو محل اور قلعے سے تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ ہم نے سورۂ فرقان میں عرض کیا تھا۔ ان قلعوں پر فرشتے پہرہ دار مقرر ہیں یہ شاید اس وجہ سے نام رکھا کہ جس طرح بادشاہ اور بڑے ذی عزت لوگ محلوں میں اترتے ہیں اسی طرح نجوم ان منازل میں اترتے ہیں۔ یا بڑے بڑے ستارے مراد ہیں جیسا کہ ہم کئی جگہ بروج کا ترجمہ ستاروں کے ساتھ کر چکے ہیں۔ چنانچہ بعض روایات میں مرفوعاً بروج کی تفسیر ستاروں کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ وہ دن جس کا وعدہ کیا گیا ہے یعنی والیوم الموعود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ شاھد اور مشھود میں مفسرین کے بہت سے قول ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن ہے چونکہ جمعہ ہر شہر میں ہوتا ہے اس لئے اس کو شاہد کہا اور عرفات میں لوگ اطراف عالم سے خود جا کر جمع ہوتے ہیں اس لئے شاید اُس کو مشہود فرمایا لہٰذا روایتاً یہ قول بہت ارجح ہے۔ اگرچہ اقوال بہت سے ہیں مثلاً شاہد اللہ تعالیٰ اور مشہود توحید۔ شاہد انبیاء علیہم السلام اور مشہود اُن کی امتیں۔ شاہد کاتب اعمال اور مشہود عمل کرنے والے شاہد انسان کے اعضا اور مشہود بہ انسان۔ شاہد دن اور رات اور مشہود ہر وہ نیک و بد کام جو انسان کرتا ہے۔ شاہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشہود علیہ دوسری امتیں۔ شاہد حجر اسود اور مشہود لہم حجاج۔ حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں شاہد مخلوقات اور مشہود حضرت حق جل مجدہٗ جس طرح شاہد و مشہود میں مفسرین کے کئی قول ہیں اسی طرح جواب قسم کے متعلق بھی کئی قول ہیں بعض نے کہا جواب قسم محذوف ہے یعنی لعن من یوذی المؤمنین کما لعن اصحاب الاخدود۔ یعنی جو لوگ مومنین کو تکلیف دیتے ہیں اُن پر اسی طرح لعنت ہو جس طرح اصحاب اخدود پر لعنت کی گئی۔ بعض نے کہا قد اور لام مقدر مان کر ان قسموں کا جواب قتل اصحٰب الاخدود ہے۔ قتادہ اور ابن مسعود کا قول ہے کہ جواب قسم ان بطش ربک لشدید ہے۔ مگر اصح یہ ہے کہ جواب قسم ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ہے۔ (۳) کہ خندقوں والے اور کھائیوں والے لعنت کئے گئے اور ہلاک کئے گئے (۴) جو خندقیں ایندھن والی آگ بھی ہوئی تھیں (۵) جس وقت وہ خندق والے اس آگ کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے (۶) اور جو کچھ وہ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے اس کو خود اپنے سامنے دیکھ رہے تھے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ایک بادشاہ کا لے پالک بیٹا تھا بادشاہ اُس کو ساحر پاس بھیجا کرتا کہ وہ سحر سیکھے وہ بیٹھا کرتا ایک راہب پاس انجیل سیکھنے کو اللہ تعالیٰ نے اُس کو کمال دیا کہ شیر اور سانپ اس کا کہنا مانتے اور کوڑھی اور اندھے اُس کے چھونے سے چنگے ہوتے پھر اُس کے سبب بہت خلقت اللہ پر اور حضرت عیسٰی پر ایمان لائے بادشاہ بت پرست تھا یہ بات سنکر اس نے لے پالک کو مار ڈالا اور شہر میں ہر محلے کے آگے کھائی کھدوائی اور آگ سے بھروا دی۔ محلے میں سے مرد عورتیں پکڑوا منگاتا جو بت کو سجدہ نہ کرتا اُس کو آگ میں ڈالتا ہزاروں آدمی شہید کئے۔ جب اللہ کا غضب نازل ہوا وہی آگ پھیل پڑی بادشاہ اور امیروں کے گھر سارے پھونک دیئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ عام طور پر مسلمان کفار مکہ کے مظالم کی شکایت کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو صبر کی تلقین فرماتے تھے اور ارشاد فرماتے تھے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ تم ان سے اپنا انتقام لوگے اور حق تعالیٰ تم کو ایسی طاقت عطا فرمائے گا کہ تم ان سے اپنا انتقام لے سکو گے اسی سلسلے میں یہ سورت نازل فرمائی تاکہ مسلمانوں کو تشفی اور تسلی ہو اور وہ یہ سمجھیں کہ جب کفار کے مظالم مسلمانوں پر حد سے گذر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کفار پر عذاب نازل فرماتے ہیں۔ چنانچہ قسمیں کھا کر ایک ظالم بادشاہ کا واقعہ بیان فرمایا اور قسمیں بھی ایسی چیزوں کی کھائیں جو حالات کے انقلاب سے تعلق رکھتی ہیں جیسا کہ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں اس بادشاہ کے متعلق روایات سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی بادشاہ بت پرست تھا جو انجیل پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ اس کی حکومت ایک جادوگر کے سہارے چلتی تھی۔ جادوگر اپنے فن میں کمال رکھتا تھا جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اُس نے بادشاہ سے کہا مجھے کوئی ہونہار لڑکا دے دیجئے تاکہ میں اس کو اپنا فن سکھا دوں اور وہ میرے مرنے کے بعد آپ کی سلطنت کا مددگار ہو اور دشمنوں سے محفوظ رکھے۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے غلاموں میں سے کوئی غلام یا اپنا کوئی لے پالک اس کے حوالے کیا حسن اتفاق سے راستے میں کوئی راہب

Marfat.com

تھا جو اپنے عبادت خانے میں رہا کرتا تھا۔ یہ لڑکا آتے جاتے اس راہب کے پاس ٹھہرنے لگا اور اُس کی باتیں اس کو بہت پسند آئیں۔ جادوگر نے بادشاہ سے شکایت کی کہ لڑکا میرے پاس بہت کم آتا ہے۔ بادشاہ نے غلام کو دھمکایا لیکن اُس نے بہانہ کر دیا۔ اور اس طرح یہ کام چلتا رہا راہب کی مذہبی تعلیم سے لڑکا بہت متاثر ہوا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ اور راہب کے بتائے ہوئے طریقہ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور شغل کرنے لگا۔ تھوڑے ہی دن میں اُس کی روحانیت اتنی بڑھ گئی کہ جس بیمار پر اللہ کا نام لے کر ہاتھ رکھتا وہ اچھا ہو جاتا۔ راستے میں ایک دن اس نے ایک اژدہا دیکھا جس کی وجہ سے لوگ جمع تھے اور گذر نہیں سکتے تھے۔ اس نے دور سے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ایک پتھر مارا اور دل میں یہ نیت کی کہ اگر راہب کا بتایا ہوا راستہ صحیح ہے تو یہ اژدہا میرے پتھر سے مر جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اژدہا مر گیا اور لوگوں کا راستہ صاف ہوگیا۔ اسی طرح کا واقعہ ایک دن شیر کے ساتھ پیش آیا اس نے ایک پتھر مارا اور شیر مر گیا۔ غرض اس غلام کی بہت شہرت ہوگئی۔ اتفاق سے بادشاہ کا ایک خاص چوب دار جو اندھا ہوگیا اُس نے اس غلام سے کہا میری بینائی اگر واپس آجائے تو میں آپ کی بہت مدد کروں۔ اُس نے کہا میں کیا کر سکتا ہوں حقیقی شفا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اگر تو اُس پر ایمان لے آئے تو تیری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ چنانچہ وہ مسلمان ہوگیا اور اس کی آنکھیں روشن ہوگئیں۔ بادشاہ نے اس سے دریافت کیا اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری آنکھیں روشن کر دیں۔ اس نے جب خدا کا نام سنا تو آگ بگولا ہوگیا۔ چوبدار کو دھمکایا۔ چوب دار نے لڑکے کا نام بتایا اس لڑکے کو بلا کر دریافت کیا اس نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ کے نام میں یہ برکت ہے کہ جو اس پر ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ اس کو شفا بخش دیتا ہے۔ یہ سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس غلام کو کشتی میں بٹھا کر لے جاؤ اور دریا میں غرق کر دو مگر حسن اتفاق سے لڑکا بچ گیا اور جو غرق کرنے گئے تھے وہ غرق ہوگئے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو پہاڑ پر سے پھینک دو۔ لیکن وہ پہاڑ پر سے بھی بچ گیا اور رفقا بھی ایک آندھی کی وجہ سے نیچے گر گئے اور مر گئے۔ بادشاہ بہت پریشان ہوا لڑکے نے کہا اگر تو مجھ کو قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو بسم اللہ کہہ کر میرے تیر ماریں مر جاؤں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ کہ لڑکے کو عام مجمع میں کھڑا کر کے بسم اللہ کہہ کر تیر مارا جو لڑکے کی کنپٹی میں لگا اور لڑکا شہید ہوگیا۔ اس کا شہید ہونا تھا کہ مجمع میں سے ہزاروں آدمیوں نے کہا امنا بِرب هذا الغلام۔ ہم اس لڑکے کے پروردگار پر ایمان لائے۔ بے شمار مخلوق مسلمان ہوگئی۔ اس واقعہ پر بادشاہ بہت غضب ناک ہوا اور حکم دیا کہ جگہ جگہ خندقیں کھودو اور ہر شخص کو پکڑ کر لاؤ اور اُس سے کہو بت کو سجدہ کر جو بت کو سجدہ نہ کرے اُس کو قتل کر دو یعنی خندقوں کو آگ سے بھر دو اور اسی آگ میں اس انکار کرنے والے مسلمان کو ڈال دو۔ غرض یہ تعذیب اُس بدبخت نے شروع کی۔ بادشاہ اور اعیان حکومت کرسیوں پر بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے ہر طرف سے مسلمان پکڑ پکڑ کر لائے جا رہے تھے بت کے آگے سر جھکانے سے جو انکار کرتا تھا اُس کو اس خندق میں ڈال دیتے تھے۔ خندقوں کو فرمایا ذات الوقود یعنی وہ خندقیں کیا تھیں آگ اور ایندھن کا ڈھیر تھیں۔ اور وہ جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے اُس کو کھائی کے کنارے بیٹھ کر خود دیکھ رہے تھے۔ کہتے ہیں ان ہی مسلمانوں میں ایک عورت بھی لائی گئی جس کی گود میں ایک بچی تھی ان ظالموں نے اس بچی کو چھین کر اس آگ میں ڈال دیا۔ آگ میں سے بچی نے ماں کو پکار کر کہا یہ آگ نہیں ہے تو بے کھٹکے چلی آ۔ چنانچہ ظالموں نے ماں کو بھی خندق میں ڈال دیا۔ ماں کو ڈالتے ہی کچھ آگ اس طرح بھڑکی کہ اس کے شعلوں نے بادشاہ اور اس کے تمام اعیان حکومت کو گھیر لیا اور سب کو جلا کر خاکستر کر دیا اور ان کے تمام مکانات کو پھونک ڈالا اس کو حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا قتل اصحاب الاخدود۔ کہتے ہیں یہ خندقیں چالیس گز لمبی اور بارہ گز چوڑی تھیں جس میں مسلمانوں کو جھونکا جا رہا تھا۔ آگے ان بت پرستوں کے غصے اور انتقام کی وجہ بیان کرتے ہیں (۷)

بقیہ صفحہ ۹۴۷

اے پیغمبر بھلا آپ کو ان لشکروں کا واقعہ بھی پہنچا ہے (۱۷) جو فرعون اور ثمود تھے ؁ یعنی فرعون اور ثمود کے لشکروں کی بات اور اُن کا واقعہ بھی آپ تک پہنچا ہے کہ اُن کا کیا حشر ہوا اور اُن کی تکذیب پر کس طرح اُن کو پکڑا گیا اور فرعون و ثمود کس طرح تباہ کئے گئے۔ اُن کی تباہی اور ہلاکت کے ذکر سے جس طرح مسلمانوں کو تسلی ہوتی ہے اسی طرح کفار کو ڈرنا اور تکذیب سے باز آجانا چاہیے (۱۸) لیکن یہ منکر تو ڈرتے ہی نہیں بلکہ یہ لوگ جو کفر و انکار کے خوگر ہو چکے ہیں یہ تو تکذیب کرنے اور جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں ؁ یعنی یہ کافر ان واقعات سے ڈرتے نہیں بلکہ قرآن کی تکذیب کے درپے ہیں اور قرآن کو جھٹلاتے رہتے ہیں (۱۹) اور اللہ تعالیٰ نے ان منکروں کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے ؁ یعنی اُس کے گھیرے سے کہیں نکل نہیں سکتے (۲۰) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک باعظمت اور بڑی شان کا قرآن ہے (۲۱) جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے ؁ یعنی قرآن کی تکذیب کرنے سے یہ منکر خود عذاب کے مستحق ہوتے ہیں قرآن کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ یہ قرآن تو بڑا باعظمت اور بڑی شان والا ہے اس کی حفاظت اور نگرانی کا یہ حال ہے کہ یہ قرآن لوح محفوظ میں مندرج ہے اور اس کا جب کچھ حصہ وہاں سے جبریل لاتے ہیں تو اول تو وہ خود امانتدار ہیں جیسا کہ سورۂ تکویر میں گذرا پھر ان کے ساتھ بہت سے فرشتے چوکیدار اور پہرہ دار ہوتے ہیں جو پیغمبر تک پہنچاتے ہیں جیسا کہ سورۂ جن میں گذرا۔ بہرحال قرآن ہر اعتبار سے بلند و پایہ۔ ہے اور ہر اعتبار سے محفوظ ہے جو لوگ اس کی تکذیب کر رہے ہیں وہ ناسمجھ اور گمراہ ہیں اور مستوجب سزا ہیں (۲۲)

بقیہ صفحہ ۹۴۸

صفت حیات سے متصف کر سکتا ہے کیا وہ انسان کو دوبارا نہیں پیدا کر سکتا۔ اسی لئے آگے کی آیت میں ارشاد فرماتے ہیں (۷) بے شک وہ اللہ تعالیٰ اس انسان کے پھیر لانے پر قادر ہے ؁ یعنی دوبارا زندہ کرنے پر قادر ہے اور جب دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے تو قیامت کا وقوع مستبعد نہ رہا اب آگے قیامت کے وقوع اور اس کے حالات کا ذکر ہے۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارا پھیر لانے پر قادر ہے بعض حضرات نے آیت کی اور طرح بھی تفسیر کی ہے لیکن ہم نے مشہور قول اختیار کیا ہے (۸) جس دن تمام پوشیدہ بھید آشکارا ہو جائیں گے (۹) اُس دن نہ تو انسان کو خود کوئی زور ہوگا اور نہ اُس کی کوئی مدد کرنے والا ہوگا ؁ یعنی سب کی مخفی باتیں آشکارا ہو جائیں گی بھید جانچے جانے کا مطلب یہی ہے کہ جو باتیں اور جو گناہ اور جو کمزوریاں انسان اپنی ہوشیاری سے چھپا لیتا ہے اور کسی کو وہ کمزوریاں معلوم نہیں ہوتیں۔ لیکن اُس دن تمام پوشیدہ باتوں پر سے پردہ اٹھا دیا جائے گا اور ہر چیز زیر بحث آجائے گی اور خفیہ سے خفیہ بات جانچی جائیگی۔ پھر اُس وقت یہ حالت ہوگی کہ نہ تو اُس میں خود کوئی مدافعت کی طاقت ہوگی اور نہ کوئی مدد کرنے والا ہوگا کہ کسی بھید کی بات کو چھپا سکے (۱۰) قسم ہے آسمان بارش والے کی (۱۱) اور قسم ہے زمین کی جو پھٹ جاتی ہے (۱۲) بے شک یہ دوٹوک بات ہے (۱۳) اور یہ کوئی لغو اور ہنسی کی بات نہیں ہے ؁ یعنی بارش والے آسمان اور پھٹ جانے والی زمین کی قسم کھاتا ہوں رجع کے معنی مینہ اور بارش کے ہیں یا چکر کھانے اور گھومنے والا۔ جیسا بعض حضرات نے کہا ہے چکر کھانے والا آسمان۔ بہرحال چکر کھانے والا یا بارش والا آسمان۔ زمین کا پھٹ جانا اور دراڑ کا پڑ جانا۔ جیسا کھیتی اُگتے وقت ہوتا ہے۔ جب دانہ پھوٹتا ہے تو ساتھ ساتھ زمین ابھر جاتی ہے اور اس میں شگاف پڑ جاتا ہے۔ یہ بات دوٹوک فیصل شدہ ہے۔ یعنی معاد کی اور دوبارا زندہ ہونے کی جو بات کہی ہے وہ دوٹوک ہے۔ جیسا کہ بعض نے کہا ہے۔ یا یہ کہ یہ قرآن دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے جیسا کہ بعض اہل تحقیق نے فرمایا ہے۔ بہرحال یہ کوئی ہنسی اور مذاق کی بات نہیں ہے یا کوئی لغو اور باطل کلام نہیں ہے جیسا کہ دین حق کے منکر کہتے ہیں۔ قول فیصل اس کلام کو کہتے ہیں جو حق کو باطل سے جدا کر دے انہ لقول فصل سے قرآن کا مراد لینا زیادہ راجح ہے۔ کیونکہ معاد اور قیامت کے دلائل خود قرآن میں موجود ہیں۔ ہم نے ترجمے میں راجح قول کو اختیار کیا ہے۔ نیز قرآن کو بارش سے مناسبت بہت ہے اس لئے قسم اور جواب قسم میں مطابقت ہو جاتی ہے۔ آگے دین حق کے منکروں کی باطل تدابیر کا ذکر کیا اور اس کی جزا فرمائی (۱۴) بے شک یہ دین حق کے منکر مختلف چالیں چل رہے ہیں اور مختلف تدابیر اور مختلف داؤں کر رہے ہیں (۱۵) اور میں بھی ان کی چالوں اور ان کے داؤں کے مختلف توڑ کر رہا ہوں ؁ یعنی میں ان کو ڈھیل دے رہا ہوں۔ ہم اس پر متعدد بار بحث کر چکے ہیں کہ جو کید یا مکر کفار کی طرف منسوب ہے اس کے اور معنی ہیں اور حضرت حق تعالیٰ کی طرف جو کید منسوب ہے وہ جواباً کید ہے ورنہ اس کید کی جزا ہے جو کفار کید کرتے ہیں۔ سورۂ اعراف میں گذر چکا ہے واملی لهم ان کیدی متین بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ اس قسم کی تمام آیتوں کا ترجمہ ہم نے حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں کیا ہے۔ یہ الفاظ بھی حضرت مفتی صاحب

Marfat.com

قید کے بتائے ہوئے ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ وادخلہ فی النعیم (۱۶) سوائے پیغمبر آپ ان کو مہلت دیجئے ان کو ان کی حالت پر اور تھوڑے دنوں کی مہلت دیجئے ٭ یعنی جب میں ان کی تمام تدابیر اور مکر و فریب کا توڑ کر رہا ہوں تو آپ گھبرائیے نہیں اور عذاب طلب کرنے میں تعجیل نہ کیجئے اور ان کے معذب ہونے کی خواہش میں عجلت نہ کیجئے بلکہ ان کو یوں ہی رہنے دیجئے۔ اور زیادہ دنوں کے لئے نہیں بلکہ تھوڑے دنوں کے لئے ان کو اور مہلت دے دیجئے پھر وقت آنے پر ان کو عذاب دیا جائے گا خواہ وہ دنیوی عذاب ہو اور اس کا وقوع قبل الموت ہو یا عذاب اخروی ہو اور بعد الموت ہو۔ بہر حال پیغمبر کو تسلی دی اور کفار کو وعید سنائی (۱۷)

بقیہ صفحہ ۹۴۹

غلط سمجھ کر واپس لے لیا معاذ اللہ جیسا کہ بعض جہلا کہتے ہیں۔ بہر حال نسخ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس حکم کو سینوں سے فراموش کر دیا جائے۔ اور وہ حکم کسی کو یاد ہی نہ رہے۔ نہ پیغمبر کو نہ پیغمبر کے ساتھیوں کو۔ اسی لئے اس کو مستثنیٰ کر دیا۔ کہ ہمارے یاد کرا دینے کے بعد آپ بھولیں گے نہیں مگر ہاں جس آیت کو ہم خود بھلانا اور جس حکم کو ہم خود بھلانا چاہیں وہ چاہیں تو بھلا دیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ وہ ظاہر اور پوشیدہ کو خوب جانتا ہے۔ یعنی تمہارے کمال اور تمہاری استعداد ظاہری اور باطنی سے وہ خوب واقف ہے۔ اور وہ تمہارے ہر قول اور ہر فعل کو خواہ وہ ظاہر ہو یا پوشیدہ خوب جانتا ہے۔ جس حکم کو تمہارے حافظہ میں محفوظ رکھنا مصلحت ہوتا ہے اس کو محفوظ رکھتے ہیں اور اگر ان کی حکمت کا تقاضا بھلانے کا ہوتا ہے تو اس کو بھلا دیتے ہیں کیونکہ وہ تمہارے تمام اعمال سے واقف ہیں (۷) اور ہم اس دین کے لئے آپ کو آسانیاں بہم پہنچا دیں گے ٭ یسریٰ کے معنی بعض مفسرین نے شریعت کئے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی وحی کا یاد کرنا آسان ہو جائے گا ۱۲ بہر حال دین یا شریعت جو حقیقت میں آسان ہے اس کی تبلیغ کے لئے ہر پیغمبر آسانیاں طلب کرتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قول مشہور ہے ویسرلی فی امری۔ یعنی میرے کام میں آسانیاں بہم پہنچا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا ونیسرک للیسری۔ یعنی ہم بتدریج آپ کو آسانی تک پہنچا دیں گے۔ وحی کی حفاظت ہو یا دین یسر کی تبلیغ ہو۔ نوفقک للشریعۃ الیسری۔ بہر حال آپ کے کام میں آسانیاں پیدا کی جائیں گی۔ وہ تبلیغ ہو یا تنظیم ہو۔ یا سیاسی امور کی دیکھ بھال ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الدین یسرٌ بہر حال دین کی اشاعت اور اس کی عام مقبولیت میں آپ کو بتدریج کامیابی ہوگی (۸) سو اگر نصیحت کرنا کچھ مفید اور نافع ہوتا ہو تو آپ نصیحت کرتے رہئے ٭ یہاں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہے جیسا کہ قرآن میں بہت جگہ ایسا ہے کہ وہاں عدم تحقق شرط مشروط کے غیر متحقق ہونے کو مستلزم نہیں سورۂ نور میں گذر چکا ہے ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا کا یہ مطلب نہیں کہ اگر لونڈیاں عصمت و عفت کا ارادہ نہ کریں تو ان کو زنا کرانے پر مجبور کر و بعض حضرات نے تذکیر اور وعظ میں اور رسالت احکام میں فرق کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تذکیر اور وعظ ضروری نہیں بلکہ آپ کے لئے حکم الہٰی کا پہنچانا اور ڈرانا ضروری ہے خواہ کوئی قبول کرے یا نہ کرے مطلب یہ ہے کہ الزام حجت کے لئے تبلیغ احکام اور انذار تو ہر شخص کو کرنا چاہئے خواہ وہ مانے یا نہ مانے لیکن وعظ و تذکیر امر اختیاری ہے جہاں نافع ہو وہاں کریں جہاں مفید نہ ہو نہ کریں۔ جیسا کہ آگے سورہ غاشیہ میں آتا ہے الا من تولی وکفر۔ بہر حال انذار اور تبلیغ احکام میں یہ شرط نہیں ہے صرف وعظ و تذکیر میں یہ شرط ملحوظ ہے اور تذکیر میں یہ شرط تذکیر کی تاکید کے لئے ہے یعنی اگر کسی کو تذکیر نفع دے تو آپ ضرور تذکیر کیجئے اور یہ امر یقینی ہے کہ تذکیر عام میں کسی نہ کسی کو نفع دے گی یعنی فی نفسہ تذکیر مفید ہے جیسا کہ والذاریات میں گذر چکا ہے وذکر فان الذکری تنفع المؤمنین۔ اگر کسی چیز کو ایسی شے پر معلق کیا جائے جس کا واقع ہونا ضروری ہو تو یہ شرط محض تاکید کے حکم میں ہوتی ہے۔ ہکذا قال الشاہ عبد العزیز الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (۹) وہی شخص جلدی نصیحت قبول کرتا ہے جو ڈرتا ہے ٭ یعنی وہی شخص سمجھانے سے سمجھتا ہے جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو اور وہ اپنے انجام کی فکر رکھتا ہو (۱۰) اور وہ جو بڑا بدبخت اور سخت بدنصیب ہو وہی اس نصیحت سے بچتا اور کھچا کرتا ہے ٭ یعنی جو شقی القلب ہے اور جو بدنصیب ہے اور جس کو انجام کا ڈر نہیں وہ نہیں سمجھتا بلکہ نصیحت سے بچتا اور پہلو بچاتا ہے (۱۱) وہ جو بڑی آگ میں داخل ہوگا ٭ یعنی آخر کار یہ بدبخت اور بدنصیب بڑی آگ یعنی جہنم کی آگ میں داخل ہوگا۔ بڑی آگ فرمایا جہنم کو وہ آگ دنیا کی آگ سے کمیت اور کیفیت دونوں میں بڑی ہے۔ العیاذ منہا (۱۲) پھر وہ اس آگ میں نہ مرے گا اور نہ جئے گا ٭ یعنی موت تو آنے ہی کی نہیں اور حیات بھی مثل لاحیات ہوگی۔ وہ زندگی جس سے آدمی موت کو لاکھ درجے بہتر سمجھتا ہو وہ زندگی نہ جینے کے برابر ہے۔ آگے ڈرنے والوں کی تفصیل ہے (۱۳) یقیناً وہ شخص کامیاب ہوا اور من مانی مراد کو پہنچا جو پاک ہو گیا ٭ یعنی قرآن سن کر عقائد خبیثہ اور اخلاق رذیلہ سے پاک ہو گیا اور اپنی اصلاح کر لی (۱۴) اور وہ اپنے پروردگار کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا ٭ یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔ ہو سکتا ہے کہ نماز سے مراد یہاں عید کی نماز اور پروردگار کے نام کو یاد کرنے سے مراد تکبیرات عید ہوں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ جیسا کہ متقدمین سے مروی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تزکی سے مراد صدقہ فطر ہو یعنی وہ شخص کامیاب ہوا جس نے صدقہ فطر ادا کیا اپنے رب کے نام کو یاد کیا اور نماز پڑھی۔ یا اپنے کو اخلاق رذیلہ سے پاک کیا تکبیر تحریمہ میں اپنے پروردگار کا نام لیا اور نماز پڑھی مفسرین کے نزدیک یہ قول راجح اور صحیح ہے۔ آگے منکروں کا ذکر ہے کہ تم قرآن کو سنکر ایمان نہیں لاتے اور آخرت سے غفلت برتتے ہو (۱۵) بلکہ اے منکر و حقیقت یہ ہے کہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو اور مقدم رکھتے ہو (۱۶) حالاں کہ آخرت بدرجہا بہتر اور باقی رہنے والی ہے ٭ یعنی تم نے دنیوی زندگی کو اختیار کر رکھا ہے۔ اور اعتقاداً اور عملاً آخرت کو نظر انداز کر رکھا ہے۔ حالاں کہ آخرت دنیا سے کہیں بہتر اور پائیدار ہے۔ تعجب ہے کہ جو چیز ہر اعتبار سے افضل ہے اس کو چھوڑ رکھا ہے اور جو چیز مفضول اور گھٹیا ہے اسے اختیار کر رکھا ہے (۱۷)

بقیہ صفحہ ۹۵۰

اس میں چشمے جاری ہوں گے بعض نے کہا کوئی خاص چشمہ جاری ہوگا بعض نے جنس مراد لے کر چشمے ترجمہ کیا ہے۔ چونکہ جنت میں بہت سے چشمے ہیں اس لئے ہم نے جنس کو اختیار کر لیا ہے۔ اس جنت میں اونچے اور بلند تخت ہوں گے۔ یہاں بھی ہو سکتا ہے کہ مرتبے کے اعتبار سے بلندی ہو۔ اور یا تخت اونچے اور بلند ہوں گے۔ کہتے ہیں کہ جب جنتی تخت پر چڑھنے کا ارادہ کریں گے تو وہ تخت نیچے ہو جائیں گے اور بیٹھنے کے بعد پھر بلند ہو جائیں گے آبخورے رکھے ہوئے ہوں گے کہ جب جنتی چاہیں تو اٹھا کر پی لیں اور ان کو نیچے اترنا نہ پڑے۔ بعض نے کہا ان میں شراب طہور ہوگی۔ ایک قطار میں رکھے ہوں گے۔ بعض نے کہا چشموں کے کنارے پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ تکیے لگے ہوئے یعنی بڑے تکیے جن سے کمر لگا کر بیٹھا جاتا ہے نمارق نمرقۃ کی جمع ہے زرابی۔ زربیٌ یا زربیۃ کی جمع ہے۔ نرم بچھونے کو اور مخمل کی چھوٹی مسند کو کہتے ہیں مطلب یہ کہ زرابی پھیلے ہوئے ہوں گے۔ جس پر بیٹھیں گے یا یہ جب آپس میں ایک دوسرے کے ہاں ملاقات کی غرض سے جائیں گے تو اس زربی پر آرام سے بیٹھیں گے۔ جنت کی نعمتوں کے سلسلے میں ابن قیم کی کتاب حادی الارواح الی بلاد الافراح اہل علم کو ضرور پڑھنی چاہئے۔ اب آگے عالم آخرت کے لئے چند چیزوں کا بیان ہے جن سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ جو اللہ تعالیٰ ایسی چیزیں پیدا کر سکتا ہے کیا وہ دوبارہ انسان کو نہیں پیدا کر سکتا۔ نیز یہ کہ جنت کے تخت کس طرح بیٹھنے کے وقت نیچے اور بیٹھنے کے بعد اونچے ہو سکتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۶) تو کیا لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح بنائے گئے ہیں (۱۷) اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسا بلند کیا گیا ہے (۱۸)

بقیہ صفحہ ۹۵۱

اور جب یہ دونوں باتیں اس کو حاصل ہیں پھر قیامت کا انتظار کرنا بے سود ہے۔ غرض اس قسم کے شبہات فاسدہ کا جواب دینا اور قیامت کو ثابت کرنا۔ اور اسی سلسلے میں بعض ایسی اقوام کا ذکر کرنا کہ جن کو ہلاک کیا ایسی حالت میں کہ جب ان سے توبہ اور انابت الی اللہ کی تمام امیدیں اور ان کی تمام مہلتیں ختم ہو چکیں اور جن کے مظالم دنیا میں بہت بڑھ گئے تھے اور حد سے گذر چکے تھے۔ غرض اس سورت کا تعلق بھی عام طور سے مجازات کے ثبوت کا اور اس کی تفصیل کا بیان کرنا مقصود ہے۔ اور یہ بات بتائی ہے کہ قیامت کا وقوع اور یوم مجازات کا آنا ضروری ہے۔ نہ اس کے لئے دنیا مناسب ہے اور نہ برزخ بلکہ اس کے لئے ایک دن علیحدہ ہونا چاہئے تاکہ ہر شخص کو اس کے عمل کا صلہ یا پاداش دی جاسکے۔ اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ میں تو دار العمل میں تھا مجھے کیوں سزا دی گئی۔ شاید میں آگے اور اچھے عمل کرتا بہر حال جو قومیں عذاب سے تباہ ہوئیں اور جو لوگ اپنے وقت پر اپنی موت مرے سب کے لئے سزا اور جزا کا ایک دن مقرر ہے۔ جس دن حساب کتاب ہونے کے بعد جو شخص جس امر کا مستحق ہوگا اس کو وہاں پہنچا دیا جائے گا اس سورت

Marfat.com

میں جن باتوں کی قسم کھائی ہے اور جن چیزوں کی قسم کھائی ہے ان میں بھی اس کی رعایت رکھی گئی ہے۔ ان سب قسموں کا جواب قسم بھی علمائے مفسرین نے یہی نکالا ہے کہ منکروں کو جزا و سزا ملے گی اور قیامت ضرور واقع ہو گی۔ بہرحال ارشاد فرماتے ہیں۔ فجر کے وقت کی قسم کھاتا ہوں یعنی صبح صادق کے وقت کی۔ یہ وقت بھی ایک انقلابی وقت ہے۔ عالم کی تمام مخلوق بیدار ہوتی ہے اور صبح کا انتظار کرتی ہے اور صبح ہوتے ہی فکر معاش اور تلاش روزگار کو نکل جاتی ہے۔ بے شمار طیور اور انسان روزی تلاش کرتے ہیں مفسرین کے کئی اقوال ہیں، اور ہو سکتا ہے کہ صبح کی نماز مراد ہو ان قرآن الفجر کان مشہودا یہ وقت صبح اور شام کے فرشتوں کے اجتماع کا ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے محرم کی پہلی تاریخ اور اس کی صبح مراد ہے کیونکہ اس سے نیا سال شروع ہوتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یوم النحر کی صبح مراد ہو کیونکہ اس کے ساتھ ہی دس راتوں کی قسم کھائی یہ دس راتیں ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں کہ ان کی بہت فضیلت احادیث میں آئی ہے بعض نے کہا رمضان المبارک کی آخری دس راتیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرے کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ جفت اور طاق سے مراد نمازیں ہیں جن میں جفت بھی ہیں اور وتر بھی بعض نے فرمایا جفت سے مراد صبح کی نماز اور وتر سے مراد مغرب کی نماز ہے بعض حضرات نے فرمایا اس سے ذی الحجہ کی نویں اور دسویں تاریخ مراد ہے یعنی یوم عرفہ اور یوم النحر بعض نے فرمایا طاق سے مراد درکات جہنم ہیں اور جفت سے مراد درجات جنت ہیں۔ کیونکہ درکات جہنم سات ہیں اور جنت کے درجات آٹھ ہیں۔ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جفت سے مراد تمام مخلوق ہے کیونکہ مخلوق میں ایک کا جواب ایک ہے۔ جیسے رات اور دن، کفر اور ایمان۔ تاریکی اور نور۔ وغیرہ وغیرہ اور وتر سے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس مراد ہے۔ اور رات کی قسم جب وہ چلے اور رخصت ہونے لگے یعنی واللیل اذا ادبر۔ اس میں بھی علماء نے اقبال و ادبار دونوں معنی کئے ہیں یعنی رات جب آنے لگے یا رات جب جانے لگے بعض نے کہا اس سے مزدلفہ کی رات مراد ہے کہ اس میں سب جمع ہوتے ہیں اور عرفات سے آکر ٹھہرتے ہیں۔ اس وقت واللیل اذا یسر کا مطلب یہ ہوگا واللیل الذی یسار فیہ بیچ میں استفہام تقریری کے طور پر فرمایا ہل فی ذلک قسم لذی حجر۔ یعنی ان مذکورہ قسموں میں ہر ہر قسم تاکید کلام کے لئے کافی ہے یعنی تمہارے لئے بھی ان قسموں میں کوئی قسم کفایت کرتی ہے۔ جیسے سورۂ واقعہ میں فرمایا وانہ لقسم لو تعلمون عظیم۔ یعنی ہر صاحب عقل کے لئے ان قسموں میں سے ہر قسم کافی ہونی چاہئے۔ یوں سمجھئے جیسے کوئی اپنے دعوے پر بہت سے دلائل قائم کرنے کے بعد کہے کہ آپ لوگوں میں سے کوئی صاحب عقل میری کسی دلیل کو کافی سمجھتا ہے یعنی اس کو کافی سمجھنا چاہئے یعنی ان من کان ذالب وعقل علم ان ما اقسم اللہ عزوجل بہ من ھذہ الاشیاء فیہ عجائب و دلائل تدل علی توحیدہ و ربوبیتہ فھو حقیق بان یقسم بہ لدلالتہ علی خالقہ۔ ہم نے ابھی عرض کیا تھا کہ جواب قسم محذوف ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ خالق اور عالم کا مالک منکروں کو سزا دینے پر قدرت رکھتا ہے اور سزا ضرور ہو گی۔ یا قیامت ضرور آئے گی اور انقلاب ضرور ہو گا۔ و رب ھذہ الاشیاء لیعذبن الکافر۔ بعض نے کہا کہ جواب قسم ان ربک لبالمرصاد ہے۔ بعض نے کہا الم تر کیف فعل ربک بعاد ہے۔ ہم نے جواب قسم قسموں کی مناسبت سے محذوف بتایا اور شاید روایتاً بھی یہی راجح ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں عید قرباں کو دس تاریخ ادا ہوتا ہے۔ اور دس رات اس سے پہلے اور جفت اور طاق جو رمضان کے آخر دہائے میں ہے اور جب رات کو چلے یعنی پیغمبر چلے معراج کو ۱۲ معلوم ہوتا ہے حضرت شاہ صاحبؒ نے واللیل الذی یسار فیہ کے معنی اختیار کئے ہیں ترجمے میں بھی فرماتے ہیں اور رات کی جب رات کو چلے۔ اسی اعتبار سے فرمایا یعنی پیغمبر چلے معراج کو واللہ اعلم (۵) اے پیغمبر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا (۶) جو ارم کہلاتے تھے بڑے ستونوں والے (۷) کہ اس جیسا کوئی شہر شہروں میں نہیں بنایا گیا (۸) اور ثمود کے ساتھ کیسا سلوک کیا جو وادی قریٰ میں پہاڑوں کے پتھر تراشا کرتے تھے (۹) اور میخوں والے فرعون کے ساتھ کیا سلوک کیا (۱۰) ان سبھوں نے مختلف ممالک میں بڑا سر اٹھا رکھا تھا (۱۱)

بقیہ صفحہ ۹۵۲

رو فرمایا کہ نہ تو دنیا مقصود بالذات ہے۔ اور نہ یہاں کی تنگی و فراخی دلیل مقبولیت اور مطرودیت ہے۔ اور نہ کوئی صبر و شکر سے مستثنیٰ ہے۔ یہ تو صرف بندوں کی آزمائش اور امتحان ہوتا ہے۔ اور ان میں صرف یہی نہیں کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ آخرت کے انکار سے جو خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں ان خرابیوں اور ان اعمال میں بھی یہ مبتلا ہیں اور دنیا کی محبت میں اس قدر اندھے ہو گئے ہیں کہ لوگوں کے مال غصب کر رہے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۶) ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم لوگ نہ تو یتیم کی عزت کرتے ہو (۱۷) اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو مسکین کے کھلانے کی ترغیب دیتے اور ابھارتے ہو۔ یعنی تم میں صرف اعتقاد کی خرابی … برائی نہیں ہے بلکہ تم اعمال کے اعتبار سے نہایت بخیل اور حب مال میں ڈوبے ہوئے ہو چنانچہ تم کو نہ تو یتیم پر ہی ترس آتا ہے اور نہ اس کی عزت کرتے ہو۔ اور نہ تم میں مسکین کو کھانا کھلانے ہی کا چرچا ہے کہ ایک دوسرے کو مسکین کے کھانا کھلانے پر ابھارو اور برانگیختہ کرو اور نہ آپس میں ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو کہ مسکین کو کھانا کھلاؤ اور اس سے بڑھ کر یہ (۱۸) کہ تم میراث کا سارا مال سمیٹ سمیٹ کر کھا جاتے ہو۔ (۱۹) اور تم لوگ مال سے بہت ہی محبت کرتے ہو۔ میراث جو ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی شریعت میں چلی آتی تھی اس میں تم نے تحریف کر دی ہے لڑکیوں کو ترکے سے محروم کر دیا ہے اور لڑکوں کو بھی کچھ نہیں دیتے ہو۔ اس طرح مرنے والے کے مال کو ہڑپ کر جاتے ہو۔ اور تم مال کو اس قدر دوست رکھتے ہو کہ نہ حرام کو دیکھتے ہو نہ حلال کو بلکہ ہر قسم کا مال جمع کرنے سے مطلب رکھتے ہو پھر نہ یتیم کو کھلاتے ہو نہ مسکین کو تم نے مال کو نہ کھانے مقصود سمجھ رکھا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ تم مال سے بہت ہی محبت کرتے ہو یہاں تک کہ مُردوں کا مال بھی کھا جاتے ہو۔ اور میراث بھی مستحقین کو نہیں پہنچاتے بلکہ جس کا موقع لگتا ہے اور جو قابو پاتا ہے وہی کھا جاتا ہے اس شریعت میں میراث کی آخری شکل مدینہ میں مقرر ہوئی جیسا کہ سورۂ نساء میں گذر چکا ہے مگر جیسا کہ ہم نے کہا کہ میراث کا سلسلہ ملت خلیل اور اسماعیل میں بھی رائج تھا۔ اور عرب میراث کی اہمیت کو سمجھتے تھے آگے پھر موجب للعذاب اعمال کی جزا اور مجازات کا ذکر فرماتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی حلال اور حرام نہیں پہچانتے لڑکوں کو اور عورتوں کو میراث کا حصہ نہیں دیتے ان کا مال بھی آپ ہی چکھ جاتے ہو ۱۲ (۲۰) ہرگز ایسا نہیں سمجھنا چاہئے جب زمین خوب کوٹ کوٹ کر برابر کر دی جائے گی۔ یعنی ہرگز ایسا نہ سمجھو کہ اعمال موجبہ للعذاب پر عذاب نہ ہو گا یا ناجائز مال اڑانے پر کوئی حساب نہیں لیا جائے گا بلکہ ایک ایسا دن آنے والا ہے جس دن ان سب چیزوں کا حساب ہو گا جب زمین کو خوب کوٹ کوٹ کر برابر کر دیا جائے گا اور تمام ٹیلوں اور پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر کے زمین کو بالکل ہموار کر دیا جائے گا۔ لاتری فیھا عوجا ولا امتا۔ یہ حالت نفخۂ صور کے وقت ہو گی (۲۱) اور آپ کا پروردگار پر تو فگن ہو گا اور فرشتے صفیں باندھ باندھ کر حاضر ہوں گے۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ کا حکم آئے گا یا اس کی صفت قہر کی تجلی ظاہر ہو گا اور فرشتے قطار در قطار حاضر ہوں گے یعنی صفیں باندھے ہوئے کھڑے ہوں گے (۲۲) اور اس دن جہنم لائے جائے گی اس دن انسان نصیحت پکڑے گا اور اس کو سمجھ آئے گی مگر اس وقت نصیحت پکڑنا اور سمجھ آنے کا موقع کہاں۔ یعنی اس دن جب ایسا ہو گا تو جہنم لائی جائے گی۔ یعنی ظاہر کی جائے گی۔ اس وقت آدمی کو ہوش آئے گا اور اس دن سوچے گا لیکن اس دن سوچنا اس کو کیا مفید ہو سکتا ہے اور اب سوچنے کا وقت کہاں یعنی اگر اس وقت ایمان لائے تو غیر مفید۔ وانی لھم التناوش من مکان بعید۔ کیونکہ وہ دار الجزا ہے دار العمل نہیں (۲۳) انسان کہے گا اے کاش میں اپنی اس زندگی کے لئے کوئی نیک عمل آگے بھیج دیتا۔ یعنی آخرت کی زندگی کے لئے کچھ آگے بھیج دیتا یا یہ کہ میں اپنی اس دنیوی زندگی میں کچھ نیک اعمال آگے بھیج دیتا (۲۴)

بقیہ صفحہ ۹۵۳

اس میں شاید اس بات کا اشارہ ہو کہ آپ جیسے محترم مکین کے نزول اجلال کی وجہ سے یہ مکان اور یہ شہر قابل احترام اور لائق قسم ہوا یعنی جس دیس میں آپ رہتے ہیں اس دیس کی قسم۔

کعبہ را زمین قدوم تو صد شرف
دی مروہ راز مقدم پاک تو صد صفا
بطحا ز نور طلعت تو یافتہ فروغ
یثرب ز خاک پائے تو بارونق و بہا

حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی یہیں لڑائی قید ہے ہر شخص کو یعنی وہاں کوئی لڑائی نہیں کرتا مگر حضرت کو فتح مکہ کے دن قید معاف ہوئی تھی جو کوئی آپ سے لڑا اس کو مارا پھر وہی قید قائم ہے قیامت تک ۱۲ آگے پھر بعض چیزوں کی قسم کھائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۲) اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اس کی جو باپ سے پیدا ہوا یعنی

Marfat.com

حضرت آدمؑ اور اولاد آدمؑ کی قسم کھاتا ہوں۔ بعض نے والد سے حضرت ابراہیم علیہ السلام مراد لیئے ہیں۔ اور ما ولد سے مراد ذریت آدمؑ یا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ بعض کا قول ہے والد سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ما ولد سے آپ کی اُمت مراد ہے واللہ اعلم۔ قول راجح پہلا قول ہے آگے قسم کا جواب ہے (۴) کہ انسان کو ہم نے بڑی محنت اور مشقت میں رہنے والا بنایا ہے ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ساری عمر محنت میں رہے خالی کبھی نہیں ۱۲ خلاصہ یہ ہے کہ حرارت۔ برودت۔ رطوبت۔ یبوست کا مجموعہ ہر وقت کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا رہتا ہے۔ اخلاط کی کشمکش میں گھرا رہتا ہے۔ کبھی سر میں درد کبھی دانتوں میں تکلیف کبھی پیٹ میں درد۔ پھر اپنے اور پرایوں کا دکھ اور تکلیف۔ پھر بیماری اور مرض الموت۔ پھر مرنا اور قبر کی دحشت۔ پھر میدان حشر کی صعوبات۔ غرض انسان کی بناوٹ اور زندگی کیا ہے ایک مجموعۂ رنج والم ہے۔ اور مشقت و محنت اور گوناگوں تکالیف کا گھوارہ ہے۔ اس کو فرمایا لقد خلقنا الانسان فی کبد۔ بعض حضرات نے کبد کی تفسیر استوا اور اعتدال سے کی ہے۔ اور یہ معنی کئے ہیں کہ انسان کو ہم نے معتدل القامت بنایا ہے بخلاف دوسرے حیوانات کے۔ بہرحال علما نے سابقہ معنی کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ہاتھوں سے جو اذیت اور مشقت جھیلتے تھے اُس کے متعلق آپ کو ایک گونہ تسلی اور کفار کو من وجہ توبیخ مقصود ہے۔ آگے اس توبیخ کا اظہار ہے (۴) کیا وہ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پائے گا ؛ یعنی شاید یہ سمجھتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر ہو گیا ہوں۔ کہتے ہیں اس سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ بعض نے کہا اس سے مراد ابی الاشدا سید بن کلدہ ہے جو بہت قوی اور پہلوان تھا۔ بہرحال حضرت حق تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی کہ اپنی قوت اور دولت کے زعم میں پیغمبر کو ستاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں قدرت خداوندی سے خارج ہوں اور پیغمبر کی اذیت اور ناجائز دمشرکانہ رسوم پر خرچ کر کے (۵) کہتا پھرتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال خرچ کر ڈالا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شادیوں میں۔ ماتموں میں نام کی جگہوں میں مال خرچ کرنے کو بڑائی گنتا ہے اور خرچ کرنے کی جگہ اور ہے ۱۲ خلاصہ یہ کہ نیک کاموں پر خرچ کرنے کے بعد بھی بڑائی نہیں کرنی چاہیئے چہ جائے کہ پیغمبر کے خلاف مال خرچ کر کے اور مراسم کفریہ پر مال خرچ کر کے یہ بڑائی کرتا پھرتا ہے (۶) کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کو کسی نے دیکھا نہیں ؛ یعنی اللہ تعالیٰ دیکھتا اور جانتا ہے کہ اُس نے کس کام میں خرچ کیا پھر جس قدر یہ بتاتا ہے اُس قدر خرچ بھی نہیں کیا۔ تو یہ جھوٹا اور شیخی خورہ اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرت سے بے نیاز ہو کر یہ باتیں کرتا ہے۔ آگے اپنے احسانات اور مِنَن پر توجہ دلاتے ہیں (۷) کیا ہم نے اس کو دو آنکھیں (۸) اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے (۹) اور ہم نے اس کو دونوں راستے اور دونوں راہیں دکھا دیں اور بتلا دیں ؛ یعنی دیکھنے کو دو آنکھیں اور بولنے اور ما فی الضمیر کو ظاہر کرنے کے لئے ایک زبان اور مونہہ کی خوبصورتی اور مونہہ کو بند رکھنے اور خارجی اثرات سے بچانے کے لئے دو ہونٹ نہیں بنائے۔ یہ تو ظاہری آراستگی اور برے بھلے کی تمیز کا سامان ہوا۔ پھر دونوں راہیں بتا دیں یعنی خیر و شر۔ حق و باطل۔ ہدایت و ضلالت کے دونوں راستے یا ماں کی دونوں چھاتیاں دودھ حاصل کرنے اور دودھ پینے کو نہیں بنائیں کما قالہ ابن عباسؓ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی کفر اور ایمان یا دودھ کے دو پستان ۱۲ خلاصہ یہ کہ ان تمام باتوں کا تقاضا یہ تھا کہ انسان مضر چیزوں سے بچتا اور نفع دینے والی چیزوں کو اختیار کرتا مگر (۱۰) باوجود ان نعمتوں کے وہ دین کی گھاٹی میں سے ہو کر نہ نکلا (۱۱) اور اے پیغمبر آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ گھاٹی کیا ہے ؛ عقبہ اس پہاڑ کی گھاٹی کو کہتے ہیں جس کا عبور کرنا اور جس سے گذرنا دشوار ہوتا ہے۔ اقتحام کے معنی داخل ہو جانے اور ہمک کر اس دشوار راستے میں داخل ہو جانے کے ہیں۔ یہاں مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنا مال ایسی راہ میں کیوں خرچ نہیں کیا جس سے وہ گھاٹی اس پر سہل اور آسان ہو جاتی یعنی انفاق فی سبیل اللہ اور دین کا اور نجات کا راستہ کیوں اختیار نہیں کیا۔ حضرت حسن اور مقاتل نے فرمایا کہ نفس کی مخالفت اور شیطانی وساوس کا مقابلہ اور اس راہ میں مشقت اٹھانے کو اللہ تعالیٰ نے گھاٹی سے تعبیر کیا ہے۔ دین کے کاموں کو اس لئے گھاٹی فرمایا کہ یہ امور نفس پر شاق ہوتے ہیں۔ ہمکنا اردو کا ایک پرانا محاورہ ہے۔ یعنی طبیعت کی رغبت سے کسی چیز کے حاصل کرنے کو بڑھنا عام طور سے چھوٹا شیر خوار بچہ جب گود میں آنے کو ہاتھ بڑھاتا اور اچھلتا ہے تو اس کو ہمکنا بولتے ہیں۔ گھاٹی کی اہمیت کو ظاہر کرنے کے لئے سوال فرمایا وما ادراٰک ما العقبۃ یعنی آپ کو کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ یعنی دین کی گھاٹی یا قیامت کی وہ گھاٹی جس کا عبور کرنا بدون ان اعمال کے مشکل ہو گا۔ آگے ان اعمال کا ذکر فرمایا جن میں بظاہر مشقت اور تکلیف ہے۔ لیکن ان اعمال سے قیامت کے دن تمام دشوار تر گھاٹیاں آسان ہو جائیں گی (۱۲)

بقیہ صفحہ ۹۵۴

تیار ہونے اور پھلوں کے پکنے اور میٹھا ہونے میں بڑا دخل ہے اس لئے ان کی قسم کھا کر مخلوق کو متوجہ فرمایا ہے مزرعۂ آخرت کی جانب کیونکہ دنیا کی زندگی آخرت کی کھیتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آفتاب سے نور نبوت اور ماہتاب کی چاندنی سے نور ولایت کی طرف اشارہ ہو کما قال الشاہ مولانا عبدالعزیز الدہلوی۔ بہرحال والقمر اذا تلٰہا سے خواہ پچھلی رات کا ہلال ہو۔ یا ایام بیض کا چاند ہو۔ یا چاند کی ابتدائی راتیں مراد ہوں۔ تابعیت اور پیچھے آنا ظاہر ہے ادھر آفتاب غروب ہوا ادھر چاند کی روشنی اور چاندنی ظاہر ہو گئی اور قسم ہے دن کی جب وہ اس سورج کو خوب روشن کر دے۔ عام مفسرین نے جلّٰہا کی ضمیر کا مرجع آفتاب کو ٹھہرایا ہے مگر بعض نے ظلمت اور زمین وغیرہ کی طرف راجع کیا ہے۔ اگرچہ ان چیزوں کا ذکر اوپر نہیں آیا مگر ان کی شہرت کی وجہ سے ان کو مرجع قرار دے لیا ہے بہرحال یہاں اسناد مجازی ہے۔ نیز مقلوبی طور پر یہاں دن کو روشن کرنے والا فرمایا۔ چونکہ دن کا زمانہ عقلی اور دہمی دونوں وجہوں کے اعتبار سے آفتاب کو روشن کرتا ہے اس لئے روشن کرنے کی نسبت دن ہی کی طرف فرمائی۔ اور قسم ہے رات کی جب وہ آفتاب کو چھپالے یعنی اس کی روشنی اور آفتاب کے انوار کو بالکل چھپالے یہاں بھی اسناد مجازی ہے (۴) اور قسم ہے آسمان کی اور اُس ذات کی جس نے اس کو بنایا (۵) اور قسم ہے زمین کی اور اُس ذات کی جس نے اُس کو بچھایا (۶) اور قسم ہے انسانی جان کی اور اُس کی جس نے اسے ٹھیک بنایا ؛ آسمان کی قسم اور اُس کی قسم جس نے اپنی حکمت اور اپنی خالقیت سے اس کو بنایا اور محیط کیا اور زمین کی قسم اور اُس کی قسم جس نے اپنی حکمت کے موافق اس کو بچھایا۔ اگر ما کو مصدریہ لیا جائے جیسا کہ بعض کا قول ہے تو مطلب یہ ہو گا کہ والسماء وبناءھا۔ والارض وبسطھا وطحیھا علی الماء۔ نفس سے مراد خواہ جسم انسانی ہو خواہ قوت مدبرہ ہو مطلب یہ ہے کہ حواس ظاہری اور باطنی اور قوائے طبعیہ نفسانیہ سب سے اس کو مزین و آراستہ کیا یعنی جسم کی ساخت اور بناوٹ میں بھی اعتدال اور مزاج میں بھی اعتدال قوت مفکرہ اور مخیلہ غرض وہ تمام قوتیں عطا فرمائیں جو کسی جاندار کو مکلف بنانے کے لئے کافی ہیں۔ چونکہ ان قویٰ کی تکمیل تکلیف اور مکلف بنانے کے لئے ہے اسی لئے صاحب خازن نے اس سے تمام مکلفین انسان و جنات مراد لئے ہیں (۷) پھر اُس کو اس کی بدکرداری اور تقوی و پرہیزگاری سے آگاہ کیا ؛ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس کے لئے خیر اور شر کو بیان کر دیا۔ طاعت اور معصیت اس کو تعلیم کر دی۔ اور یہ سکھا دیا کہ کیا کرنا چاہیئے اور کیا نہیں کرنا چاہیئے۔ مطلب یہ ہے کہ عقل سلیم اور فطرت صحیحہ اول تو خود ہی اس باب میں رہنما ہے۔ اور ہی بھلی بُری بات سمجھاتی ہے۔ پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر مزید کرم فرمایا اور برائی اور بھلائی میں فرق بتا دیا اور نہایت واضح طور پر انبیا و مرسلین نے نیکی اور بدی کا راستہ دکھا دیا۔ پھر قلب میں جو نیکی کا رجحان یا بدی کا میلان ہوتا ہے تو نیکی کا الہام بواسطہ فرشتہ اور بدی کا القا بواسطہ شیطان ہوتا ہے۔ بہرحال جب یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے اور بندہ نیکی یا بدی کا عزم کر لیتا ہے کیونکہ بنی آدم کے تمام افعال اس کے ارادے اور نفس کے داعیہ سے ہوتے ہیں پس جب عزم تک نوبت پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس فعل کو خلق فرما دیتا ہے اور بندہ اس کا کسب کرتا ہے اور جب بندہ کسب کر لیتا ہے تو اس کسب کی وجہ سے سزا وجزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسی کو قرآن نے لفظ الہام سے تعبیر کیا ہے۔ مسئلے کے بہت سے گوشے ہم نے بخوف تطویل چھوڑ دیئے ہیں مزید تفصیل تفسیر عزیزی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ علمائے مفسرین کے اور بھی کئی اقوال ہیں مگر ہم نے عبداللہ بن عباسؓ کے قول پر شرح کی ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ اور جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ ایک طرف بھلے اور بُرے کے سمجھنے کا وقوف دیا دوسری طرف برائی سے بچنے اور بھلائی کو حاصل کرنے کے لئے اعضا میں قوت و قدرت عطا فرمائی تو اسی بنا پر آگے فرمایا (۸) مذکورہ بالا اشیا کی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بے شک وہ شخص مراد کو پہنچا جس نے اس نفس کو پاک رکھا (۹) اور وہ شخص نامراد ہوا جس نے اس نفس کو گناہوں میں دبا دیا ؛ نفس کا تزکیہ یہی کہ شہوانی اور غضبی حملوں سے

Marfat.com

اس کو محفوظ رکھا اور شیطانی القا کا مقابلہ کرے اور ہر موقع پر غضب اور شہوت کی طاقتوں کو ناکام بنائے اور اپنی عقل کو شریعت الٰہیہ کا تابع کردے اس سے نفس کی تطہیر اور تزکیہ ہوتا ہے اور ایسا شخص اپنے مقصد میں کامیاب اور فائز المرام ہوتا ہے اور جو شخص عقل کو غضب اور شہوت کے ماتحت کردے اور خواہشات کا بندہ بن جائے اور فسق و فجور میں نفس کو دبا دے تو سمجھو اس نے نفس کو خاک میں ملا دیا اور خاک میں دبا دیا اور ایسا شخص ناکام و نامراد ہوا۔ اسی سلسلے میں آگے قوم ثمود کی تباہی کا ذکر فرمایا کیونکہ گناہوں کی کثرت اور نفس کو گناہوں میں دبا دینے کا نتیجہ عذاب اور ہلاکت و بربادی ہے۔ خواہ وہ دنیا میں ہو یا آخرت میں یا دونوں جگہ۔ اہل تفسیر نے قد افلح من زکّٰھا و قد خاب من دسّٰھا کو جواب قسم کہا ہے قسمیں ایسی اشیا کی کھائی تھیں جو ایک دوسرے سے مختلف تھیں مثلاً سورج کا کام چاند سے مختلف تھا۔ رات اور دن آپس میں مختلف تھے۔ آسمان کی جہت زمین کی جہت سے مختلف ہے۔ اسی طرح فجور اور تقویٰ بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور تزکیہ اور تدسیس بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں جواب قسم کو قسموں کے ساتھ ایک نسبت ہے کہ ایک دوسرے سے مختلف ہے فجور کے نتائج کے اعتبار سے آگے حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱۰)

بقیہ صفحہ ۹۵۵

اور بھلی بات کی تصدیق کی یعنی ملت اسلام کی۔ عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ کی تصدیق کی یا اس امر کی تصدیق کی کہ خیرات کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس کے مال کا بدل اور خلیفہ عطا فرماتا ہے۔ یعنی اس کا یقین کھتا ہے کہ جو مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ثواب عطا فرماتا ہے (۶) تو ہم اس کو آسان چیز کے لئے آسانیاں بہم پہنچائیں گے ؛ یعنی ہم ایسے شخص کے لئے آسانی کی راہ یعنی دین کو آسان کردیں گے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں گے اور نیک عمل کے واسطے سے بتدریج اس کو جنت میں پہنچا دیں گے جو حقیقی یسرا اور آرام و راحت کا محل ہے جس کو نیک عمل آسان ہوا اور جس کو نیکی کی توفیق عطا فرمائی تو اس پر تمام اثرات اچھے اور بہتر مرتب ہوتے چلے جاتے ہیں اسی کو فرمایا فسنیسرہٗ للیسریٰ (۷) اور جس شخص نے مال خرچ کرنے میں بخل کیا اور بے پروائی برتی ؛ یعنی خدا تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور طاعت الٰہی سے بے پروائی برتی (۸) اور بھلی بات یعنی ملت اسلام کی تکذیب کی ؛ ملت اسلام یعنی لا الٰہ الا اللہ کو جھٹلایا اللہ تعالیٰ کے وعدے ثواب اور جنت کی تکذیب کی جیسا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (۹) تو ہم اس کو سخت تکلیف دینے والی چیز کے لئے سامان مہیا کردیں گے ؛ یہاں تکلیف سے بدعمل اور بواسطہ بدعمل دوزخ مراد ہے مطلب یہ ہے کہ جو دین کی تکذیب کرے گا اس کا دل روز بروز سخت ہوجائے گا نیکی کی توفیق سلب ہوتی جائے گی اور آخرکار بتدریج دوزخ میں پہنچا دیا جائے گا جو انتہائی مشقت اور تکلیف کا محل ہے۔ یہی عادت اللہ اور طریقہ الٰہی ہے۔ کہ نیک لوگوں کے لئے نیکی کا اور اشقیا کے لئے وہ راستہ جو وہ اختیار کریں۔ آسان کردیا جاتا ہے۔ نیک بندوں کو سرپرستی کی جاتی ہے اور بُروں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ والمحصنت میں گذر چکا ہے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى اور سورۂ بنی اسرائیل میں گذر چکا ہے كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ۔ سنت اللہ یوں ہی جاری ہے۔ فکل میسر لما خلق لہ۔ ہر شخص کو وہی چیز آسان کردی جاتی ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ بہر حال جو مال میں سے حقوق واجبہ ادا نہ کرے اسلام کی تکذیب کرے اللہ تعالیٰ سے بے پروائی برتے تو اس کے لئے سوائے عسریٰ کے اور کیا ہے۔ سامان مہیا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے کام میں رکاوٹ نہیں ڈالی جائیگی اور زبردستی نہیں روکا جائے گا (۱۰) اور جب وہ ہلاک ہونے لگے گا تو اس کا مال اس کے کچھ کام نہ آئے گا ؛ اس کی ہلاکت کے وقت سے مراد یا تو موت ہے یا جہنم میں جانا ہے۔ بہرحال اس کی بربادی کے وقت اس کا مال اس کے لئے مفید ثابت نہ ہوگا یعنی اسی بخیل مذکور کے لئے (۱۱) بلاشبہ ہمارے ذمے راہ کا بتا دینا ؛ یعنی ہم نے اپنے فضل اور اپنے احسان سے یہ بات اپنے ذمے پر لے لی ہے کہ نیک اور بد راہ تم کو سمجھا دیں اور بھلائی اور برائی کا فرق بیان کردیں اور جو شخص دنیا میں جو راہ اختیار کرے اس کے موافق اس سے برتاؤ کریں (۱۲) اور ہمارے ہی قبضے میں ہے وہ عالم اور یہ عالم ؛ یعنی آخرت اور دنیا مطلب یہ ہے کہ وہاں بھی ہماری حکومت ہے اور یہاں بھی ہماری بادشاہی ہے۔ اسی حکومت کی بنا پر اس عالم میں احکام جاری فرماتے ہیں۔ اور اسی بادشاہت کی بنا پر اس عالم میں احکام بجا لانے والوں کو صلہ اور نافرمانی کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں (۱۳)

بقیہ صفحہ ۹۵۶

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

قسم کھاتا ہوں میں دن چڑھے کی ؛ یعنی چاشت کے وقت کی (۱) اور رات کی جب وہ پوری طرح چھا جائے (۲) کہ آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا اور نہ وہ آپ سے ناراض اور بیزار ہوا ؛ دن کے اُجالے اور رات کے اندھیرے کی قسم کھا کر فرمایا کہ اگر روشنی کے بعد تاریکی اور تاریکی کے بعد روشنی ہماری خفگی اور ناراضگی کی دلیل نہیں ہے تو نزول وحی اور اس کی کچھ وقت کے لئے فترۃ کو کیوں خفگی کی دلیل سمجھا گیا۔ یہ تو قدرت خداوندی کی ڈھلتی پھرتی شانیں ہیں جو ظاہر میں بھی دیکھنے میں آتی ہیں اور باطن میں بھی اہل باطن دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔ یہ کوئی الزام کی بات نہیں بلکہ اہل اللہ پر اکثر قبض و بسط کی واردات ہوتی رہتی ہیں۔ یہ آیت ما ودعک جواب ہے قسم کا۔ آگے ارشاد ہوتا ہے (۳) اور اے پیغمبر یقیناً پچھلی حالت آپ کے لئے پہلی حالت سے بہتر ہے ؛ عام طریقے سے مفسرین نے پچھلی حالت کو آخرت اور اولیٰ کو دنیا سے تعبیر کیا ہے اور یہ معنی صاف اور ظاہر ہیں کہ آخرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا سے بدرجہا بہتر ہے مگر آپ کی شرعی اور روحانی ترقی کی حالت یہ تھی کہ آپ کی ہر پچھلی حالت پہلی حالت سے بہتر ہوتی تھی کما قال بعض اہل الاشارات۔ آپ کی ترقی کا کچھ ٹھکانا نہ تھا۔ اور اسلامی ترقی کے اعتبار سے بھی کہا جاسکتا ہے کہ ہر پچھلی حالت پہلی سے بہتر ہے اور دنیا سے آپ کے لئے آخرت کا بہتر ہونا اور آپ کے درجات کی بلندی کا نمایاں ہونا تو بالکل ظاہر ہے (۴) اور آپ کا پروردگار آگے چل کر آپ کو اتنا کچھ دے گا کہ آپ خوش ہوجائیں گے ؛ یعنی آگے آپ کو اتنی نعمتیں عطا کی جائیں گی کہ آپ ان نعمتوں کے ملنے سے خوش ہوجائیں گے۔ دنیا اور آخرت میں آپ کو اس قدر بے شمار نعمتیں ملنے والی ہیں کہ آپ راضی اور خوش ہوجائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن رو کر دعا فرما رہے تھے اللھم امتی اللھم امتی حضرت جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کہ ہم تمہاری اُمت کے بارے میں تم کو خوش کردیں گے حضورؐ نے فرمایا اے جبرئیلؑ اگر میری اُمت کا ایک شخص بھی دوزخ میں رہ جائے گا تو میں خوش نہ ہوں گا۔ بہرحال آخرت میں شفاعت عامہ اور خاصہ۔ اور مقام محمود اور لواء الحمد وغیرہ اور دنیا میں مدد اور فتح دشمنوں کے مقابلے میں۔ اور اتباع کرنے والوں کی کثرت۔ اور فتوحات۔ اور دین کا علو اور بلندی۔ اور آپ کی اُمت کا خیر الامم ہونا وغیر ذلک۔ آگے اور مزید انعامات و احسانات کا ذکر فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۵) کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یتیم نہیں پایا پھر آپ کو ٹھکانا دیا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرتؐ کا باپ مرگیا پیٹ میں چھوڑ کر دادا نے پالا وہ بھی مرگیا آٹھ برس کا چھوڑ کر پھر چچا نے پالا جب تک جوان ہوئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ آپ یتیم تھے صغیر تھے پھر حق تعالیٰ نے آپ کو ٹھکانا دیا۔ اور آپ کی پرورش کا سامان کردیا جیسا کہ کتب سیر میں تفصیل موجود ہے (۶) اور اللہ تعالیٰ نے معالم نبوت اور احکام شریعت سے بے خبر اور ناواقف پایا پھر آپ کو راہ دکھائی یعنی مطلوب تک پہنچا دیا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں جب حضرت جوان ہوئے قوم کی راہ و رسم سے بیزار تھے ان پاس کوئی راہ و رسم نہ تھی اللہ نے دین حق نازل کیا ۱۲ خلاصہ یہ کہ قوم کی راہ و رسم مشرکانہ سے سخت بیزار تھے اور بت پرستی سے بہت ناخوش تھے۔ اس بنا پر سخت حیران و سرگرداں رہتے تھے۔ سورۂ شوریٰ کے آخر میں گذر چکا ہے ماکنت تدری ماالکتٰب ولا الایمان۔ نہ نبوت سے واقف نہ کتاب سے واقف یعنی نہ شریعت و ایمان کی تفصیل سے واقف مگر راہ کی تلاش میں بے چین و حیران۔ آخر یکسوئی حاصل کرنے کی غرض سے غار حرا میں جانا شروع کیا اور بالآخر جس کی تلاش میں سرگرداں تھے وہ پا لی اور یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا کہ تلاش حق کرنے والے کو حق مل گیا (۷) اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نادار اور مفلس پایا پھر آپ کو دولت مند کردیا ؛ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں حضرت خدیجہؓ اپنی قوم میں اشراف تھیں اور مال دار ان سے نکاح ہوا سب مال انہوں نے حاضر کیا ۱۲ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ نے اُن کے مال میں مضاربت کی اور اس میں نفع ہوا اور اس طرح آپ دولت مند ہوگئے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غنا سے مراد نفس کا غنا ہو جیسا کہ حدیث میں آتا ہے لیس الغنی عن کثرۃ العرض ولکن الغنی غنی النفس۔ کہ کثرت سامان اور کثرت مال کا نام غنا نہیں ہے بلکہ حقیقی غنا تو نفس کا غنا ہے عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً۔ آگے ان احسانات پر شکر ادا کرنے کی

Marfat.com

فہمانش ہے (۸) سو آپ یتیم پر کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالئے (۹) اور آپ مانگنے والے کو نہ جھڑکئے ۔: یعنی جیسا ہم نے آپ کی یتیمی پر آپ کے ساتھ مہربانی اور شفقت کی آپ بھی اس کے شکر میں یتیم پر کوئی بے جا دباؤ نہ ڈالئے ۔ جس طرح ہم نے تم کو ٹھکانا دیا آپ بھی ٹھکانا دیجئے۔ یہ مکارم اخلاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وصف اور اس کے اخلاق کو اختیار کیا جائے تخلقوا باخلاق اللہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے گھروں میں سے وہ گھر بہتر ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو۔ اور تمام گھروں میں سے وہ گھر بدترین ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک ہوتا ہو نیز سائل کو نہ جھڑکئے کیونکہ ہم نے آپ کے فقر کو دیکھ کر آپ کو غنی کیا اس کا شکریہ ہے کہ آپ بھی سائل کو بلا وجہ نہ جھڑکئے۔ سائل کا زجر ممنوع ہے مگر یہ کہ کوئی سائل اڑ جائے اور جانے کا نام نہ لے جیسا کہ آج کل اکثر سائل اس کے عادی ہیں اور الحاح ان کی عادت میں داخل ہے اور ایسا تنگ کرتے ہیں کہ ان سے پیچھا چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے تو ایسے سائل کے زجر کی رخصت ہے ۔ کما قال صاحب الروح (۱۰) اور آپ اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہا کیجئے ۔: یہ بھی ایک طریقہ محسن کے شکر ادا کرنے کا ہے کہ اس کے احسان کا تذکرہ کیا جائے اور وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى کا یہی شکر ہے کہ اس کا چرچا کرو اور لوگوں کو اس ہدایت کی دعوت دو جس سے آپ کو نوازا گیا ہے۔ اور یہی تحدیث اصل میں تبلیغ ہے۔ بعض نے کہا اس نعمت سے مراد قرآن ہے اور مطلب یہ ہے کہ قرآن مخلوق کو سناتے رہئے حضرت جابر بن عبداللہؓ کی روایت میں ہے جس شخص نے کسی کے ساتھ سلوک کیا ہے اس کا شکریہ ہے کہ اس کو بھی کچھ دے اور اگر دینے کو نہ ہو تو اس کی تعریف کرے اور اس کی ثنا بیان کرے اور اس کے لئے دعا کیا کرے۔ اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو اس نے محسن کے ساتھ کفر کیا۔ بہرحال تحدیث نعمت بطور فخر و مباہات نہ ہو بلکہ محسن کے احسان کو ظاہر کرنے کی نیت سے ہو۔ حدیث میں آتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم والضحیٰ کے ختم پر اور اس کے بعد کی تمام سورتوں پر تکبیر کہتے تھے یعنی اللہ اکبر فرمایا کرتے تھے۔ سورۃ والضحیٰ سے لے کر سورۃ ناس تک تمام سورتوں کے مضامین ایک دوسرے سے مربوط ہیں اور عام طور سے ان میں رسالت و توحید اور قیامت کا ذکر ہے جو عقائد اسلامی میں نہایت اہم چیزیں ہیں۔ سورۃ والضحیٰ کے ختم پر شاید اللہ اکبر کہنے کی وجہ یہ ہو چونکہ ایک عرصے کے بعد بحالت انتظار یہ سورت نازل ہوئی تھی اس لئے بے ساختہ آپ کے منہ سے اللہ اکبر نکلا ہو۔ اور پھر ہر سورت کے بعد آپ اللہ اکبر فرماتے ہوں (۱۱)

بقیہ صفحہ ۹۵۷

جیسے اذان و اقامت۔ تشہد۔ خطبہ۔ کلمہ طیبہ۔ کلمہ شہادت اطاعت کے کاموں میں جیسے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول۔ نافرمانی کی سزا میں ومن یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خالدین فیہا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی پیغمبروں میں اور فرشتوں میں آپ کا نام بلند ہے ۱۲ آگے وعدہ ہے کہ ہم ہر مشکل میں آسانی کرنے والے ہیں اور موجودہ دور میں جو مشکلات آپ کو پیش آ رہی ہیں ان کو آسان کر دیں گے بلکہ ہر مشقت اور سختی کے لئے دوہری آسانی کا وعدہ کیا جاتا ہے (۴) سو بے شک ہر سختی کے ساتھ آسانی ہے (۵) یقیناً ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے ۔:

یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو سختیاں برداشت کیں اور رنج و تعب کھینچے ان میں سے ہر سختی کے ساتھ کئی کئی آسانیاں ہیں۔ یا یہ کہ جس طرح ہم نے آپ کی روحانی کلفت دور کر دی جیسا کہ شرح صدر اور وضع وزر اور رفعت ذکر سے معلوم ہوتا ہے اسی طرح ہم دنیوی تمام مشکلات کو آسان کر دیں گے ، اور ایک سختی کے بدلے میں کئی کئی آسانیاں عنایت فرمائیں گے اسی لئے تاکید کے طور پر فرمایا ان مع العسر یسرا فان مع العسر یسراً دو دفعہ فرمایا چنانچہ کتب سیر سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام دشواریاں اور مشکلات ایک ایک کر کے آسان کر دی گئیں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ تشریف رکھتے تھے آپ نے ایک سوراخ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اگر سختی آئے اور اس سوراخ میں گھس جائے تو آسانی آئے گی اور اس سختی کو اس سوراخ میں سے نکال دے گی پھر فرمایا فان مع العسر یسرا الخ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ ایک دن سرکار مکان میں سے تشریف لائے اور خوش و خرم ہنستے ہوئے فرمایا لن یغلب عسر یسرین یسرین دو آسانیوں کے درمیان کوئی سختی غلبہ نہیں پا سکتی اور غالب نہیں آ سکتی۔ بہرحال جو بندہ مصائب پر صبر کرتا ہے۔ اور سختی سے گھبراتا نہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر آسانیاں لے آتا ہے اور آسانی کا دروازہ کھول دیتا ہے طریقہ الٰہی اسی طرح جاری ہے۔ اب آگے ان نعمتوں پر شکر بجا لانے کا حکم ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۶) اور آپ جب خلق کی خدمت سے فرصت پائیں تو محنت کیا کیجئے (۷) اور اپنے پروردگار کی ہی جانب توجہ رکھئے ۔: مطلب یہ ہے کہ جب تبلیغ سے فارغ ہو جائیں اور دوسری خدمات سے فرصت پائیں تو بلا واسطہ خلق عبادت کیجئے۔ اور خلوت میں بیٹھ کر ریاضت کیجئے۔ اگرچہ مخلوق کی خدمت کرنا بھی عبادت ہے لیکن اس سے فارغ ہو کر بلا واسطہ بھی ریاضت کیا کیجئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا فرض نماز سے فارغ ہو کر دعا کیا کیجئے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا نماز مکتوبہ سے فارغ ہو کر تہجد پڑھا کیجئے۔ اور اپنے پروردگار کی جانب توجہ رکھئے یعنی اسی کی جانب عاجزی اور گریہ و زاری کیا کیجئے۔ یا یہ مطلب ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہر حال میں رغبت رکھئے اس کے سوا کسی دوسرے کی جانب نہیں۔ بہرحال یہ طریقہ انعامات سابقہ کا شکر بھی ہے اور سختی کے دور ہونے کا بھی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی خلق کے سمجھانے سے فراغت پائے تو خلوت کی عبادت میں لگ ۱۲ (۸) تم تفسیر سورۃ الانشراح۔

سورۃ التین مکی ہے اور یہ آٹھ آیتیں ہیں۔

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ۵ اوپر کی سورتوں میں رسالت کا مرتبہ اور اس پر بحث تھی اب اس سورت میں حق تعالیٰ پھر وقوع قیامت اور زندگی کے انقلاب کی جانب توجہ دلاتے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

قسم کھاتا ہوں انجیر کی اور زیتون کی (۱) اور طور سینین کی (۲) اور اس امن والے شہر کی (۳) کہ ہم نے انسان کو اچھے سے اچھے اسلوب پر اور خوب سے خوب اندازے پر بنایا ہے ۔: انجیر اور زیتون سے بظاہر دونوں درخت مراد ہیں۔ کیونکہ تین اور زیتون کثیر المنافع ہیں۔ احادیث میں انجیر اور زیتون کی بہت تعریف آئی ہے۔ سورۂ نور میں زیتون کا ذکر گزر چکا ہے۔ بہت سے امراض کو مفید ہے۔ انجیر غذا بھی ہے اور دوا بھی۔ اور میوہ بھی ہے۔ اسی طرح زیتون وہ میوہ بھی ہے اور روٹی کے ساتھ سالن کا بھی کام دیتا ہے۔ اس کا تیل بہت سے امراض کو نافع اور مفید ہے۔ حدیث میں آتا ہے زیتون سے کھاؤ اور اس کے تیل کو استعمال کرو اس کا درخت بابرکت ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں تین اس پہاڑ کا نام ہے جس پر دمشق آباد ہے اور زیتون اس پہاڑ کا نام ہے جس پر بیت المقدس ہے۔ بعض نے فرمایا تین اور زیتون سے دو مسجدیں مراد ہیں تین دمشق کی مسجد کا نام اور زیتون بیت المقدس کی مسجد کا نام ہے۔ کسی نے کہا تین سے اصحاب کہف اور زیتون سے ایلیا کی مسجد مراد ہے۔ کسی نے کہا تین اور زیتون دو شہروں کا نام ہے۔ تین دمشق کا نام ہے اور بیت المقدس کے شہر کا نام زیتون ہے۔ کسی نے کہا تین سے کوفہ مراد ہے اور زیتون سے شام۔ بہرحال مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں لیکن راجح وہی پہلا قول ہے۔ طور سینین سے مراد وہ پہاڑی ہے جس پر موسیٰ علیہ السلام کو شرف ہم کلامی بخشا گیا۔ چونکہ یہ مقام تجلی الٰہی کا ہے اس لئے اس کو بھی قسم میں شامل کیا گیا۔ اسی مناسبت سے شاید بعض لوگوں نے زیتون سے وہ مقام مراد لیا ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کا مقام ہے۔ بلد امین سے مراد مکہ معظمہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا شہر ہے۔ بلد امین اس وجہ سے فرمایا کہ یہ امن و امان کا مقام ہے۔ جو ایمان کے ساتھ اس شہر میں داخل ہو وہ ہر قسم کی آفات دنیوی اور اخروی سے مامون و محفوظ ہو گیا اور یہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور آپ کی شریعت تمام عالم میں پھیلی اور فاران کی پہاڑی سے حق کی آواز اس طرح گونجی کہ اس نے تمام دنیا کی آنکھیں کھول دیں اور جن کی قسمت اچھی تھی وہ اس روشنی سے مستفیض ہوئے۔ ان جملہ مقامات متبرکہ اور مقدسہ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالا ہے۔ قد و قامت اور مزاج کے اعتبار سے توسط اور اعتدال رکھا۔ عقل و تمیز فہم و فراست حسن صورۃ غرض خوبصورتی کے اعتبار سے تمام مخلوق سے بہتر اور بالاتر بنایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یہ شہر فرمایا مکے کو اور انجیر و زیتون کے دو باغ ہیں۔ دو پہاڑ پر بیت المقدس کے آس پاس وہ مکان برکت کا ہے اور طور سینین جہاں موسیٰ سے کلام ہوا یہ چار مکان فرمائے بہت برکت کے ۱۲ پھر ہم اس کو پستی والوں کی حالت سے بھی زیادہ نیچا اور پست کر دیتے ہیں۔ (۵)

بقیہ صفحہ ۹۵۸

وہ ہمراہ لے جاتے اور اسی پر گذارا کرتے اور وہاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تہلیل کرتے رہتے۔ ایک عرصہ تک یہی طریقہ رہا جب کھانا ختم ہو جاتا تو خدیجہؓ کے پاس آتے اور کھانا تیار کرا کے لے جاتے چنانچہ ایک روز اس غار سے نکل کر قریب کے ایک چشمے پر ہاتھ منہ دھو رہے تھے کہ حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور اقرأ سے لے کر

Marfat.com

مالم یعلم تک آپ کو قرآن کی پانچ آیتیں سنائیں۔ اور حضورؐ سے فرمایا اقرا باسم ربک الذی خلق اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سبز ریشمین کپڑے پر یہ آیتیں لکھی ہوئی آپ کو دکھائیں اور کہا اقرأ یعنی پڑھ۔ حضورؐ نے فرمایا ما انا بقاریٔ یعنی میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ اس پر حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو سینے سے لگا کر بھینچا اور چھوڑ کر فرمایا اقرأ آپ نے پھر فرمایا میں پڑھا ہوا نہیں ہوں تیسری مرتبہ پھر ایسا ہی ہوا تیسری مرتبہ پھر بھینچا اور زیادہ زور سے بھینچا۔ پھر جبرئیلؑ نے سورۂ علق کی ابتدائی پانچ آیتیں پڑھیں۔ اس کے بعد حضور لرزتے کانپتے گھر پہنچے خدیجہ کو تمام قصہ سنایا اور کہا مجھے لحاف اڑھا دو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس صدمے سے میری جان نہ جاتی رہے۔ اس کے بعد حضرت خدیجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے تمام قصہ سنکر فرمایا یہی وہ فرشتہ اور ناموس اکبر ہے جو پیغمبروں کے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لیکر آتا ہے انہوں نے یہ بھی کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جب آپ کی قوم آپ کو جلاوطن کرے گی اور مکہ سے نکالے گی اگر میں اس وقت زندہ ہوا تو میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔ آپ نے فرمایا کیا میری قوم مجھ کو مکہ سے نکالے گی۔ ورقہ نے جواب دیا کہ ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے رسالت سے نوازا ہے اس کی قوم نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے وہی سلوک آپ کی قوم بھی کرے گی۔ یہ مختصر واقعات ہیں وحی کی ابتدا کے مزید تفصیل کتب احادیث اور سیر میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ حضرت جبرئیلؑ کا سینے سے سینہ ملا کر دبانا اور بھینچنا اس قوۃ ملکیہ کو ابھارنے کے لئے تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک میں ودیعت کی گئی تھی۔ بہرحال ارشاد ہوتا ہے۔ اے پیغمبر آپ اپنے اس پروردگار کے نام کی برکت سے اور اس کا نام لے کر قرآن کو پڑھئے جس نے سب کو پیدا کیا ؛ یعنی قرآن شروع کرنے سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بشرطیکہ بسم اللہ بھی اس وقت نازل ہوئی ہو پڑھ لیا کرو۔ یا یہ کہ اللہ کے نام کی مدد حاصل کرنے کی حالت میں قرآن پڑھا کرو۔ ہوسکتا ہے کہ با زائدہ ہو اور یہ مطلب ہو کہ اپنے پروردگار کا نام پڑھئے ؛ جس نے سب کو بنایا۔ وہی تمام کائنات کا خالق ہے اور سب خوبیوں اور بھلائیوں کا پیدا کرنے والا ہے جس میں قرأت کی صفت بھی آگئی یعنی وہی آپ میں قرأت کی صفت بھی پیدا کردے گا۔ آگے اسی خالقیت کی اور وضاحت فرمائی (۱) اس نے انسان کو پیدا کیا ایک جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے ؛ جس نے نطفہ کو ترقی دیکر علق بنایا اور پھر ترقی دیکر انسان بنایا اسی طرح وہ آپ کی ہر طرح کی ترقی کا ضامن ہے۔ آپ کو اس کی فکر نہ کرنی چاہئے کہ میں امی ہوں اور پڑھا ہوا نہیں ہوں ہم تمام ترقیوں کے ضامن ہیں اور جملہ کمالات سے آپ کو مکمل کرنے والے ہیں۔ آگے پھر قرأت کی تاکید کی ہے (۲) آپ قرآن پڑھا کیجئے۔ اور آپ کا پروردگار بڑا کرم کرنے والا ہے ؛ ہوسکتا ہے کہ پہلی قرأت اپنے نفس کے لئے ہو اور دوسری قرأت تبلیغ اور امت کی تعلیم کے لئے ہو۔ آگے جملہ مستانفہ ہے کہ آپ کا پروردگار بہت کرم کرنے والا ہے جو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ آپ کی تربیت جس طرح کی گئی ہے اس سے آپ کی استعداد کا کمال ظاہر ہے پھر مبدأ فیاض میں

کوئی بخل نہیں۔ اس لئے آپ کو جو کچھ عطا کیا جائے اس پر کوئی تعجب نہیں وہ ایسا کرم کرنے والا ہے کہ (۳) اس نے قلم سے تعلیم دی۔ یعنی پڑھے لکھوں کو نوشتہ قلم سے تعلیم دی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں اول جبرئیل وحی لائے تو یہی پانچ آیتیں حضرت نے کبھی پڑھا نہ تھا۔ فرمایا کہ قلم سے بھی وہی علم دیتا ہے یوں بھی وہی دے گا (۴) اس نے انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہیں جانتا تھا ؛ یعنی ایک قلم ہی پر کیا موقوف اس نے انسان کو مختلف ذرائع سے وہ وہ چیزیں سکھائیں اور بتائیں جن کو وہ بالکل نہیں جانتا تھا۔ روحانی تعلیم کی تو کوئی انتہا ہی نہیں مادی تعلیم کی یہ حالت ہے کہ ہر روز نئی نئی چیزیں اور نئی نئی قوتیں معلوم ہو رہی ہیں اور ہر روز ان کا سلسلہ جاری ہے۔ خود انسان نے انسان کی تباہی کے وہ سامان مہیا کئے ہیں کہ العیاذ باللہ غرض حقیقی طور پر تو علوم کا افاضہ ہم سے ہوتا ہے اگرچہ آپ لکھنا نہیں جانتے اور نہ پڑھنا جانتے ہیں لیکن جب ہم نے آپ کو امر کیا ہے تو ہم دوسرے ذرائع سے آپ کو قرأت اور حفظ علوم پر قدرت عطا فرمائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کے پیغمبر ہونے کا اظہار بلکہ کھلی ہوئی دلیل ہے۔ آگے نبی کے دشمنوں اور نبوت کی مخالفت کرنے والوں کی مذمت ہے (۵) سچ تو یہ ہے کہ انسان حد سے بڑھ جاتا ہے ؛ یعنی آدمیت اور انسانیت کی حد سے نکل جاتا ہے (۶) اس سبب سے کہ وہ اپنے کو تونگر اور بے نیاز دیکھتا ہے ؛ یہ آیت ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی ہے جب اس نے اپنے آپ کو مالدار اور مال میں بڑھا ہوا دیکھا تو لگا تکبر کرنے اور یہ سمجھا کہ میں اب اللہ تعالیٰ سے بھی بے نیاز ہوں۔ حالانکہ کوئی کتنا ہی دولتمند ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ سے مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر کہا تھا کہ میں اس کو کئی بار منع کر چکا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا اب کے اگر نماز پڑھتے دیکھا تو میں اس کی گردن پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو جاؤں گا میرے ساتھی اور میرے حمایتی بہت ہیں اس لئے حضرت حق تعالیٰ نے اس کی مذمت فرمائی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۷) بے شک اے مخاطب تیرے پروردگار کی ہی حضور میں سب کو پلٹ کر جانا ہے ؛ جب اس کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے تو اس سے کوئی کس طرح مستغنی اور بے نیاز ہوسکتا ہے۔ جس طرح اس زندگی میں اس کی قدرت سے خارج نہیں اسی طرح اس زندگی میں بھی اسی کے احاطہ قدرت میں گھرا ہوا ہے پھر بھلا اس سے کوئی سرکش اور متکبر کیسے بے نیاز ہوسکتا ہے (۸) اے مخاطب بھلا تو نے اس شخص کو بھی دیکھا جو نماز سے روکتا اور منع کرتا ہے (۹) ایک خاص بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے ؛ مطلب یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہیں تو یہ نماز پڑھنے سے منع کرتا ہے۔ یہ ابوجہل خبیث کی حالت ہے۔ ایک دن جب آپ نماز ادا کر رہے تھے وہ بے ادبی کی نیت سے چلا مگر قریب جا کر لوٹ آیا کسی نے دریافت کیا ان کی گردن پر کیوں نہیں کھڑا ہوگیا۔ کہنے لگا میں نے وہاں پہنچ کر ایک آگ کی خندق دیکھی اور اس میں کچھ پردار چیزیں دیکھیں اس لئے میں لوٹ آیا (۱۰) اے مخاطب بھلا یہ تو بتا اگر وہ بندہ صحیح راہ پر قائم ہو (۱۱) یا وہ پرہیزگاری کی تعلیم دیتا ہو اور تقویٰ کا حکم کرتا ہو ؛

یعنی اگر اس نمازی بندے میں دونوں باتوں میں سے ایک بات بھی ہوتی تب بھی اس کو نماز سے روکنے والا قابل مذمت تھا حالانکہ یہاں نماز پڑھنے والے میں دونوں باتیں موجود ہیں وہ ہدایت پر بھی ہے اور تقویٰ پر عمل کرنے کی تعلیم بھی دیتا ہے پھر اس کو روکنے والا کس قدر مذمت کا مستحق ہوگا (۱۲) اے مخاطب بھلا یہ تو بتا اگر یہ نماز سے روکنے والا دین حق کی تکذیب کرتا ہو اور اس دین حق کو قبول کرنے سے روگردانی کرتا ہو ؛ تو پھر یہ شخص کس قدر قابل نفرت و مذمت اور مستحق وعید ہے یعنی اپنی تو یہ حالت ہے کہ دین کا مکذب اور دین سے منہ موڑنے والا اور اس پر خبیث نماز پڑھنے سے اس شخص کو روکتا ہے جو ہدایت پر بھی ہے اور تقویٰ کا حکم بھی دیتا ہے بعض حضرات نے دوسری طرح ترجمہ اور تفسیر کی ہے۔ ارایت ان کان علی الھدیٰ سے وتولی تک پوری آیت سے ابوجہل ہی کو مراد لیا ہے یعنی اگر یہ نماز سے روکنے والا ہدایت پر ہوتا اور پرہیزگاری کی باتوں کا مشورہ دیا کرتا تو کیا اچھا ہوتا اور اس نے تکذیب اور روگردانی کی تو ہم کو کیا نقصان پہنچا چنانچہ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی نیک راہ پر ہوتا بھلے کام سکھاتا تو کیا اچھا آدمی ہوتا اب جو منہ موڑا تو ہمارا کیا بگاڑا ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے جو کچھ فرمایا وہ بھی بعض تفاسیر میں موجود ہے صاحب مدارک نے یہی قول اختیار کیا ہے اور ہم نے جو کچھ اخذ کیا ہے وہ صاحب خازن سے کیا ہے اور ہمارا ماخذ تفسیر خازن ہے۔ بہرحال دونوں معنی کی گنجائش ہے۔ والناس فیما یعشقون مذاھب (۱۳) کیا اس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے ؛ یعنی کیا اس کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی شرارت کو اور اس کی سرکشی اور نماز سے روکنے کو دیکھ رہا ہے۔ یہاں بھی بعض حضرات نے دوسرے طور پر معنی کئے ہیں یعنی کیا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے خشوع اور خضوع اور ابوجہل کی مخالفت کے باوجود نماز پڑھنے کو دیکھ رہا ہے۔ ہم عرض کر چکے ہیں کہ ہم نے تفسیر خازن سے ان آیات کی تفسیر کی ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ ہے کہ آیت الم یعلم بان اللہ یری ترغیب اور ترہیب دونوں کو شامل ہے اور یہ گنجائش ہے کہ صاحب مدارک کی تفسیر کے موافق ترجمہ کیا جائے۔ واللہ اعلم (۱۴)

بقیہ صفحہ ۹۵۹

یہ رات تقدیری امور اور ان کے نفاذ کی رات ہے۔ یعنی سال بھر تک ہونے والے امور سے اجمالی طور پر فرشتوں کو آگاہ کرنے کی رات ہے یا قدر بمعنی شرافت اور عظمت ہے قرآن شریف کے نزول کا مطلب یہ ہے کہ لیلۃ القدر میں یہ قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا ہے اور وہاں سے وقتاً فوقتاً حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا ہے اور تیئیس سال کی مدت میں پورا قرآن وحی کے ذریعہ سے نازل ہوا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آسمان دنیا سے اسی رات میں کچھ حصہ قرآن کا آپ پر نازل ہوا ہو۔ بہرحال یہ قرآن ہمارا اتارا ہوا ہے نیز ایک مرتبے والی رات میں نازل کیا گیا ہے اس لئے بھی یہ بڑا معظم ہے کیونکہ عظمت والی رات میں اس کا نزول ہوا ہے آگے بطور تشویق فرمایا (۱) اور اے پیغمبر آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیسی چیز ہے ؛ یعنی شب قدر کی بزرگی اور اسکی عظمت

Marfat.com

کیسی ہے (۲) شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے ۔ یعنی شب قدر کی عبادت اور اس میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت کرنے سے بہتر ہے کوئی شخص ایک ہزار مہینے یعنی تقریباً اسی سال تک عبادت کرتا رہے تو صرف اس رات میں عبادت کرنا اور اس کو زندہ رکھنا ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے عبادت گذاروں کا ذکر فرمایا اور اس میں ایک عابد کا ذکر کیا کہ اس نے اسی سال تک اس طرح عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کرتا۔ اس کو سنکر بعض صحابہ نے حسرت سے کہا یا رسول اللہ اول تو ہماری عمریں اس قدر طویل نہیں پھر بڑا حصہ رات کا سونے میں گذر جاتا ہے پھر فکر معاش اور روزی کمانا مستزاد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان باتوں سے ملال ہوا اور یہ خیال کہ میری امت واقعی اُمم سابقہ سے عبادت میں کم رہ جائے گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے لیلۃ القدر کا ذکر فرمایا اور اس رات کی فضیلت نازل فرمائی۔ (۳) اس رات میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے ہر کام اور جملہ اُمور لے کر نازل ہوتے ہیں۔ (۴) یہ رات سرتاسر سلامتی ہے وہ طلوع فجر تک رہتی ہے ۔ یعنی انتظام عالم کے متعلق جو معاملات اور جو کام اس سال میں مقدر ہیں ان کے نفاذ کی تعیین کے لئے فرشتے آتے ہیں۔ یا امور خیر لیکر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ یا ہر قسم کی روحانی برکتیں اور باطنی حیات لے کر نازل ہوتے ہیں۔ روح سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں جیسا کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ یا روح سے کوئی اور بہت بڑا فرشتہ مراد ہے۔ یا روح سے فرشتوں کی کوئی اور جماعت مراد ہے۔ جس کو فرشتے بھی صرف اسی رات کو دیکھتے ہیں۔ یہ رات سلامتی ہے۔ یعنی یہ رات اطمینان اور دلجمعی کی رات ہے۔ یا یہ کہ فرشتوں کے سلام کی رات ہے جیسا کہ روایات میں آتا ہے کہ اس رات ہر عبادت کرنے والے پر فرشتے گذرتے ہیں اور ہر مومن اور ہر مومنہ پر سلام بھیجتے ہیں یا پروردگار عالم کا سلام پہنچاتے ہیں۔ یا ہر عبادت گذار مومن اور مومنہ کے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ غرض شام سے لیکر صبح صادق تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے یہاں تک کہ طلوع فجر ہو جائے۔ یعنی طلوع فجر تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ شب قدر کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بے شمار اقوال ہیں۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ رات رمضان المبارک کے آخری عشرے کی کوئی طاق رات ہے۔ صحابہ کی اکثریت اس کی قائل ہے کہ یہ ستائیسویں شب ہے۔ بہرحال رمضان کے آخری عشرے کی تمام طاق راتوں میں اس کو تلاش کرنا چاہئے اکثر علما کا قول ہے کہ یہ رات کسی ایک تاریخ کے ساتھ مقید نہیں ہے بلکہ کسی رمضان میں کوئی تاریخ اور کسی رمضان میں کوئی تاریخ چنانچہ اکثر بزرگوں کا تجربہ یہ ہے کہ ہر رمضان میں یہ رات مختلف طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ صاحب نزہۃ المجالس اپنے والد کا تجربہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ اگر یکشنبہ اور چہارشنبہ کو ہوگی تو یہ شب قدر انتیسویں شب کو ہوگی۔ اور اگر رمضان کی پہلی دوشنبہ کی ہوگی تو شب قدر اکیسویں شب کو ہوگی۔ اور اگر پہلی تاریخ سہ شنبہ اور جمعہ کو ہوگی تو شب قدر ستائیسویں شب کو ہوگی۔ اور اگر پہلی تاریخ پنجشنبہ کو ہوگی تو شب قدر پچیسویں شب کو ہوگی اور اگر پہلی تاریخ رمضان کی شنبہ کو ہوگی تو شب قدر تیئسویں شب کو ہوگی۔ واللہ اعلم بہتر یہی ہے کہ آخری عشرے کی تمام طاق راتوں میں تلاش کیا جائے۔ اس رات میں کوئی خاص عبادت مشروع نہیں ہے نماز ہو۔ قرآن کا پڑھنا ہو اور کسی قسم کا ذکر و شغل ہو۔ البتہ ایک دعا حضرت عائشہ کی روایت میں مرفوعاً آتی ہے کہ اگر شب قدر کو پائے تو اس میں یہ دعا پڑھ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں من ادرکہا یقول اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ بہرحال شب قدر میں عبادت کرنے کا بہت ثواب منقول ہے۔ من قام لیلۃ القدر ایماناً واحتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ یعنی ایمان اور ثواب کی امید سے جس نے لیلۃ القدر میں عبادت کی تو اس کے تمام گذرے ہوئے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں یعنی تمام صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں شاید اول اسی شب میں شروع ہوا قرآن اترنا پھر ہمیشہ اس میں یہ تین صفتیں اللہ نے رکھیں اس رات میں جو نیکی کرے گویا ہزار مہینے کی اور دنیا کے جو کام مقدر ہیں اس میں نیچے اترتے ہیں اور اللہ کی طرف سے چین اور دلجمعی اترتی رہتی ہے ساری رات عبادت حلاوت سے ہوتی ہے وہ رات قرآن سے دریافت ہوا کہ رمضان میں ہے حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر دہے میں طاق راتوں میں اکیسویں سے ستائیسویں تک العیب عند اللہ ۱۲ حضرت شاہ صاحبؒ نے ستائیسویں تک فرمایا یہ شاید انتیسویں تک ہوگا کاتب سے سہو ہوا (۵) تم تفسیر سورۃ القدر۔

سورۃ بینۃ مدنی ہے اور یہ آٹھ آیتیں ہیں۔

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ اہل کتاب میں سے جو لوگ منکر ہوئے اور مشرکین اس وقت تک باز آنے والے نہ تھے کہ جب تک ان کے پاس واضح دلیل نہ آجاتی ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی حالت بالکل بگڑ چکی تھی۔ اور ان کی اصلاح اور درستی کی کوئی شکل نہ تھی اور ان کی خرابی اور ان کے بگاڑ کی حالت کا یہ اقتضا تھا کہ ان کے پاس کوئی روشن اور واضح دلیل آجائے تو وہ اپنی حرکات ناشائستہ سے باز آجائیں۔ اہل کتاب اپنے پیغمبروں کی تعلیم سے ہٹ کر گمراہ ہو چکے تھے۔ کوئی مسیح کو ابن اللہ کہتا تھا۔ کوئی حضرت عزیر کو ابن اللہ کہتا تھا غرض تمام دنیا میں گمراہی عام ہو چکی تھی۔ اور اس گمراہی کا تقاضا تھا کہ کوئی دلیل کھلی ہوئی آجانے کے بعد وہ باز آجائیں اور ان کی اصلاح ہو جائے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ مطلب ہو کہ یہود و نصاریٰ کے خراب ہو جانے اور دین سے دور ہو جانے کے بعد وہ اپنی کتابوں کی پیشین گوئیوں کی بنا پر یہ کہتے ہوں اور ان کے کہنے سے مشرکین یہ خیال کرتے ہوں کہ نبی آخرالزماں آجائیں تو ہم سب کی اصلاح ہو جائے۔ اور ہماری روحانی ترقی ہو۔ گویا اس حالت انتظار کا تقاضا یہ تھا کہ جب ان کے پاس وہ واضح دلیل آجائے گی تو یہ باز آجائیں گے مشرک اپنے شرک کو چھوڑ دیں گے۔ اور اہل کتاب اپنی کافرانہ روش سے باز آجائیں گے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۱)

بقیہ صفحہ ۹۶۰

اور بعض مشرکین و اہل کتاب اپنی ضد پر قائم رہے۔ آگے ان کا انجام اور اس کی تفصیل ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے (۵) بے شک اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کفر پر قائم رہے وہ جہنم کی آگ میں جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ لوگ تمام مخلوق کے بدترین ہیں ۔ یعنی جہنم میں داخل ہوں گے اور اسی جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ لوگ بدترین خلائق ہیں یعنی بہائم سے بھی زیادہ ذلیل اور بدتر ہیں وہ بھی اپنے محسنوں کو پہچانتے ہیں لیکن یہ اپنے محسن کے ناسپاس ہیں (۶) البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند رہے تو یہ لوگ بہترین خلائق یعنی تمام مخلوق سے بہتر ہیں ۔ یعنی جو اس دین پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ کی پابندی کرتے رہے وہی لوگ بہترین خلائق ہیں آگے ان کی جزا اور ان کا صلہ بیان کرتے ہیں (۷) ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس ایسے دائمی باغ ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اللہ تعالیٰ ان سے خوش اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی یہ جنت اور رضا اس شخص کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کے اعمال سے خوش ہوا اور وہ لوگ اس کی عطا سے راضی ہوئے اور جو خیر و کرامت اور بزرگی ان کو دی جائے گی وہ اس سے راضی رہیں گے۔ خشیت خداوندی چونکہ اس راہ میں اہم امر ہے اس لئے آخر میں فرمایا ذٰلک لمن خشی ربہ یعنی یہ رضائے مولیٰ جو سب مرتبوں سے بڑا مرتبہ ہے جیسا کہ سورۂ توبہ میں گذر چکا ہے ورضوان من اللہ اکبر۔ تو ایسی بڑی چیز کے وہی بندے مستحق ہوں گے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے اور خوف کھاتے رہتے ہیں اور خوف کی وجہ سے اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں۔ یہ خشیت علمائے حق کا حصہ ہے سورۂ فاطر میں ارشاد ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا۔ یعنی خشیت علما کا حصہ ہے۔ یہاں فرمایا ذٰلک لمن خشی ربہ۔ یعنی خشیت والوں کے لئے رضائے خداوندی ہے۔ لہٰذا علما کے لئے رضائے الٰہی مخصوص ہے۔ حدیث میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم فرمایا ہے کہ تم مجھ کو لم یکن الذین کفروا کی سورت سناؤ۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے میرا نام لیا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر ابی بن کعب نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا رب العلمین کی بارگاہ میں میں یاد کیا گیا۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ یہ سنکر ابی بن کعب رو پڑے (۸)

بقیہ صفحہ ۹۶۲

اگر انسان اس دن یقین کرتا تو اپنی کنودیت یعنی کفران نعمت اور حب مال اور اپنی بخیلی سے باز آجاتا اور اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار اور شکر گذار ہو جاتا (۱۱) تم تفسیر سورۃ العادیات۔

سورۃ القارعہ مکی ہے اور یہ گیارہ آیتیں ہیں۔

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ وہ کھڑکھڑا دینے والا حادثہ (۱) کیا ہے وہ کھڑکھڑا دینے والا حادثہ (۲) اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ وہ کھڑکھڑا دینے والا حادثہ کیا کچھ ہے ۔ قرع کے

Marfat.com

معنی اس میں کھٹکھٹانے اور زور سے بجانے کے ہیں عرف میں ہر ہیبت ناک اور خطرناک حادثے کو قارعہ کہتے ہیں۔ سورۂ رعد میں گذر چکا ہے ولایزال الذین کفروا تصیبھم بما صنعوا قارعۃ۔ کا ترجمہ ہم نے صدمہ یا خطرہ کا کیا ہے۔ یہاں ہم نے کھڑکھڑانے کے ساتھ حادثہ بھی کر دیا ہے اور قیامت اور اسرافیلؑ کی آواز سے بڑھ کر کون سا ہیبت ناک حادثہ ہوگا جس سے عام گھبراہٹ پیدا ہو جائے گی اسی لئے قیامت کا نام بھی قارعۃ ہے۔ ع دای کریم لم تصبہ القوارع یعنی کون سا شریف آدمی ایسا ہے جس کو حادثوں اور صدموں سے دوچار ہونا پڑتا ہو۔ قیامت میں فزع اور گھبراہٹ بھی ہے اور صور کی آواز سے کھڑکھڑاہٹ بھی ہے۔ بہرحال اس کی اہمیت کے لئے پھر سوال فرمایا وما ادرٰک ما القارعۃ۔ اب آگے اس ہیبت ناک چیز کے چند آثار بیان فرمائے ہیں یعنی اس کا کھڑکھڑانا اُس دن ہوگا (۳) جس دن لوگ ایسے پراگندہ اور پریشان ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے پروانے ؛ فراش ان پردار جانوروں کو کہتے ہیں جو روشنی پر آتے ہیں اور چراغ میں گر کر مر جاتے ہیں، خواہ وہ ٹڈے ہوں تیتریاں ہوں یا اور زہریلے اور بدبودار کیڑے ہوں۔ یہ کیڑے چونکہ کمزور اور بکثرت ہوتے ہیں اس لئے ان کے ضعف اور کثرت سے تشبیہ دی۔ نیز یہ کہ یہ پروانے مضطرب ہوتے ہیں کہ ایک جگہ قرار نہیں پاتے اسی طرح اُس دن انسان مضطرب اور بے قرار و بے چین ہوں گے ایک جگہ آرام و اطمینان سے نہ بیٹھ سکیں گے۔ سورۂ قمر میں گذر چکا ہے کانھم جراد منتشر۔ بہرحال ان تین حالتوں کی وجہ سے پروانوں کے ساتھ تشبیہ فرمائی۔ آگے پہاڑوں کی تشبیہ فرماتے ہیں (۴) اور پہاڑ دھنکی ہوئی رنگین اون کی مثل ہو جائیں گے ؛ چونکہ پہاڑ اُڑتے پھریں گے اور ان پہاڑوں میں مختلف رنگ ہیں جیسا کہ سورۂ فاطر اور سورۂ معارج میں گذرا ہے اس لئے ان کو رنگین اون کے ساتھ تشبیہ دی۔ اب آگے نامۂ اعمال تولے جانے کے بعد جو تقسیم ہوگی اس کا ذکر ہے (۵) پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا (۶) تو وہ پسندیدہ زندگی اور خاطر خواہ آرام میں ہوگا (۷) اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا (۸) تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا ؛ بہرحال وزن اعمال کے بعد جس کا پلہ ایمان و اخلاص کے اعتبار سے بھاری ہوگا تو وہ جنت میں چلا جائے گا جہاں من مانی زندگی اور خاطر خواہ آرام میسر ہوگا اور جس کا ایمان و اخلاص کے اعتبار سے اعمال کا وزن ہلکا ہوگا یعنی دین حق کا منکر ہوگا تو اس کا ٹھکانا ہاویہ یعنی جہنم کے سب سے نیچے درجے میں ہوگا جہاں کی زندگی مثل زندگی نہ ہونے کے ہے۔ بہرحال معلوم ہوا کہ عمل خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اگر ایمان اور اخلاص نہ ہو تو اس کا کچھ وزن ہی نہیں۔ اُمّ ماں کو کہتے ہیں۔ کیوں کہ ماں کی گود اصل سکون کی چیز ہے۔ اس لئے یہاں ترجمہ مسکن اور ٹھکانا کیا گیا ہے کیوں کہ ان کا اصل مسکن ہاویہ ہے۔ ہاویہ اتنا عمیق طبقہ ہے کہ اس کی گہرائی کا اندازہ نہیں ہو سکتا اس لئے اس کے متعلق سوال فرماتے ہیں (۹) کہ اے پیغمبر آپ کو کیا معلوم ہے کہ وہ ہاویہ کیا چیز ہے (۱۰) وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے ؛ یعنی ہاویہ کی گہرائی اور وہاں کے عذاب کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے بس اتنا سمجھ لو کہ وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے جس کی حرارت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اعاذنا اللہ منھا (۱۱)

بقیہ صفحہ ۹۶۳

سورۂ والعصر مکی ہے اور یہ تین آیتیں ہیں۔

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ قسم ہے زمانے کی (۱) کہ بلاشبہ انسان بڑے خسارے اور ٹوٹے میں ہے (۲) مگر ہاں وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کے پابند بھی رہے اور ایک دوسرے کو دین حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہے اور نیز ایک دوسرے کو صبر و تحمل کی فہمائش کرتے رہے ؛ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست تھے بعض دوست مسلمان ہو گئے بعض کفر پر قائم رہے جو لوگ کفر پر قائم رہے وہ مسلمانوں کو طعنہ دیتے تھے کہ تم تو بڑے سمجھ دار تھے تم کیسے مسلمان ہو گئے اور تم نے اپنی عمر کو تباہ کر لیا۔ اسی قسم کی گفتگو ایک دفعہ کلدہ بن اسد نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے کی۔ اُنہوں نے فرمایا تو بے وقوف ہے جو آدمی امر حق کو قبول کرتا ہے وہ ٹوٹے اور نقصان میں نہیں پڑتا خسارے میں وہ ہوتا ہے جو امر حق کے قبول کرنے سے منہ پھیرتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔ مفسرین کے لفظ عصر میں تین قول ہیں۔ ایک زمانہ جس میں انسان کی عمر بھی داخل ہے۔ دوسرے نماز عصر کا وقت کہ یہ بھی سود و زیاں اور نفع نقصان کا وقت ہے۔ تیسرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جس میں نور نبوت کی شعاعیں سب طرف پھیلیں اور جس میں رسالت عظمیٰ اور خلافت کبریٰ کے انوار و برکات سے دنیا مستفیض ہوئی اور بڑے بڑے سرکشوں نے اسلام کی حقانیت اور اسلام کی معجز نما تعلیم کا اعتراف کیا۔ وللہ الحمد۔ ہم نے ان تینوں اقوال میں سے پہلا قول اختیار کیا ہے یعنی میں زمانے کی قسم کھاتا ہوں کہ انسان عمر کے ضائع ہونے کی وجہ سے بڑے نقصان میں ہے۔ یعنی انسان کے پاس بڑا سرمایہ اور بڑی پونجی اس کی عمر ہے جس سے دینی اور دنیوی کمالات حاصل کئے جاتے ہیں۔ مگر یہ پونجی ہر وقت کم ہوتی رہتی ہے عمر جس قدر زیادہ ہوتی رہتی ہے اتنی ہی گھٹتی رہتی ہے۔ انسانی عمر ایک بہترین چیز ہے بشرطیکہ اس کو صحیح کام میں لگایا جائے ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے۔ اگر کسی نے اپنی عمر کو محض لذات اور دنیوی خرابات میں خرچ کیا اس کے پاس سوائے ٹوٹے کے اور کیا رہا۔ اور جس نے اپنی عمر کو نیک کاموں میں خرچ کیا اور سعادت و کمال حاصل کیا اُس نے ایسا نفع کمایا جو کبھی ختم ہونے والا نہیں اُس نے ہر قسم کی دائمی لذتوں کو حاصل کر لیا۔ حضرت حق تعالیٰ نے اس مختصر سورت میں سب ہی کچھ فرما دیا علماء کہتے ہیں عمر کی مثال اُس برف فروخت کرنے والے کی ہے جو ہر وقت گھلتی رہتی ہے یعنی رکھے رکھے کم ہوتی رہتی ہے۔ یہی زمانے کا دور اور دن رات کی اُلٹ پلٹ ایک دن عمر کو فنا کر دے گی اور پھر خواہ کتنا ہی افسوس کرے یہ چیز دوبارہ حاصل ہونے والی نہیں۔ لہٰذا سمجھ دار انسان وہی ہے جو اس ناپائے دار پونجی کو کمال اور سعادت کے حاصل کرنے میں خرچ کرے اسی لئے فرمایا انسان نقصان اور ٹوٹے میں ہے مگر ہاں وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور نیک اعمال کے پابند رہے۔ ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنے والے اس نقصان سے مستثنیٰ ہیں اور یہی کمال کا حصول ہے۔ اور یہی لوگ خوش نصیب ہیں۔ آگے کمال کے بعد تکمیل کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح کے ساتھ ساتھ وہ لوگ ایک دوسرے کو آپس میں حق پر قائم رہنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔ یعنی دین حق یا اعتقاد حق یا قرآن اور اس کے احکام پر قائم رہنے یا ایمان اور توحید پر قائم رہنے کی تاکید کرتے ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کو صبر و تحمل کی فہمائش کیا کرتے ہیں یعنی ادائے فرض اور اوامر الٰہی کے ادا کرنے میں یا گناہوں سے بچنے میں جو تکلیف ہو اُس کے برداشت کرنے کی فہمائش کیا کرتے ہیں۔ کمال اور تکمیل دونوں مرتبوں کا ذکر فرما دیا۔ سبحان اللہ اس مختصر اور چھوٹی سی سورت میں سب ہی کچھ آگیا۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ صرف یہی ایک سورت نازل فرماتا تو سمجھ دار بندوں کی ہدایت کے لئے کافی تھی۔ صحابہ کا عام قاعدہ یہ ہو گیا تھا کہ جب دو شخص باہم ملاقات کرتے تو ایک دوسرے کو رخصت کرنے سے پہلے سورۂ والعصر سناتے اور اُن کو حق پر قائم رہنے اور تکالیف کو برداشت کرنے کی فہمائش کرتے (۳)

بقیہ صفحہ ۹۶۴

تاکہ سرپوش نہ کھل سکے یا یہ مطلب ہے کہ آگ کے ستونوں سے باندھے جائیں گے اور جکڑ دیئے جائیں گے تاکہ کوئی حرکت نہ کر سکیں اور ہلنے جلنے میں جو تخفیف حاصل ہوتی ہے وہ نہ ہو یا یہ معنی ہوں کہ دوزخ کے دروازے بند کر کے ان میں لمبے لمبے ستون اڑا دیئے جائیں گے تاکہ کواڑ نہ کھل سکیں۔ بہرحال عذاب کی غلظت شدت اور دوام ہے۔ اعاذنا اللہ منہا ومن شرھا ومن حرھا (۹)

تم تفسیر سورۃ الھمزہ۔

سورۂ فیل مکی ہے اور یہ پانچ آیتیں ہیں۔

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ اس سورت میں مکہ والوں پر اللہ تعالیٰ نے اپنا احسان ظاہر فرمایا تاکہ جس اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کو بچایا اور عرب کی عزت بچائی اُس کے پیغمبر پر ایمان لاؤ اور اس کا کہنا مانو تاکہ تم تمام دنیا میں سربلند ہو اور اہل عالم پر تمہارے اقتدار کا سکہ بیٹھ جائے حضرت شاہ صاحبؒ مختصراً اصحاب فیل کا واقعہ اس طرح بیان فرماتے ہیں یمن کے ملک پر ایک مدت تک حبشی غالب رہے دیکھا سارے عرب حج کرتے ہیں کعبہ کا چاہا کہ سب ہمارے پاس جمع ہوا کریں کعبے کی نقل ایک کعبہ بنایا دنیا کا تکلف یہاں سے زیادہ۔ کوئی نہ آیا زیارت کو جھنجلا کر فوج چڑھائی کعبہ شریف پر اور ساتھ لائے کتنے ہاتھی ڈھانے کو۔ بیچ میں کتنی قوم عرب کی مزاحم ہوئی سب کو مارا جب حرم کی حد میں پہنچے آسمان سے جانور آئے سبز چڑیوں کی برابر تین تین کنکریاں دو پنجوں میں ایک منہ میں لاکھوں جانور لگے مارنے کنکر چلتے جیسے گولی بندوق کی اگر اونٹ کی پیٹھ میں لگتا پیٹ سے نکلتا پھر آدمی کیا چیز ہے ساری فوج میں ایک نہ بچا۔ اسی سال آخر میں حضرت پیدا ہوئے ۱۲ خلاصہ یہ کہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی طرف سے ابرہہ بن الصباح یمن کا حاکم تھا۔ یہ لوگ عیسائی تھے۔ اور یہ دیکھا کرتے تھے کہ عرب کے ہر گوشے سے لوگ خانہ کعبہ جایا کرتے تھے ابرہہ نے لوگوں سے دریافت کیا تو معلوم ہوا یہ لوگ حج اور زیارت کی غرض سے بیت اللہ جایا کرتے ہیں

Marfat.com

اس نے نجاشی کی اجازت سے یمن کے علاقہ میں ایک بہت بڑی گرجا تعمیر کی اور زر و جواہرات سے اس کو خوب آراستہ کیا اور عرب کو ترغیب دی کہ وہ بجائے کعبہ کے یہاں آیا کریں لیکن لوگ آمادہ نہیں ہوئے۔ اس عرصہ میں کسی شخص نے اس گرجا کو نجاست سے آلودہ کر دیا۔ اہل قافلہ کہیں اس کے قریب آکر ٹھہرے رات کو آگ جلائی آگ کا کوئی پتنگا اس میں جا گرا آگ لگ گئی۔ سب وہ گرجا جل گئی اس پر ابرہہ سخت ناراض ہوا اور کعبہ پر ایک جرار لشکر لے دوڑا لشکر میں بڑے بڑے ہاتھی بھی لایا تاکہ کعبے کے منہدم کرنے میں ان ہاتھیوں کو کام میں لائے۔ ابرہہ نے مکے والوں کو کہلا بھیجا کہ میرا مقصد صرف کعبے کی تخریب ہے کسی سے لڑنا نہیں ہے لیکن جو کعبے کی حمایت میں ہم سے مقابلہ کرے گا ہم بھی اس کو قتل و غارت کریں گے چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے تمام اہل مکہ کو لیکر یہ ارادہ کیا کہ پہاڑوں میں چلے جائیں۔ اور جو قاصد ابرہہ کا پیغام لیکر آیا تھا اس کو جواب دے دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے وہ خود اس کی حفاظت کرلے گا ہم میں تعارض کی طاقت نہیں ہے اس لئے ہم میں سے کوئی مقابلہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ ابرہہ جب یمن سے چلا تو راستے میں عرب کی بعض بستیوں نے اس سے مزاحمت کی مگر وہ سب کو شکست دیتا ہوا چلا آیا۔ اہل مکہ نے اکٹھے ہو کر کعبہ میں نہایت گریہ زاری سے دعا کی حضرت عبدالمطلب قوم کے سردار اور کعبے کے متولی اعظم تھے ان کو معلوم ہوا کہ ابرہہ کے آدمیوں نے دو سو اونٹ مکے والوں کے پکڑ لئے ہیں۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب نے انہیں کے ہمراہ جو ابرہہ کا معتمد تھا اس کی معرفت ابرہہ سے ملاقات کی اس نے ان کو تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا اور ان سے ان کے آنے کا سبب دریافت کیا حضرت عبدالمطلب نے کہا میرے اونٹ آپ کے سپاہی پکڑ لائے ہیں ان کو چھڑوانے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ اس پر ابرہہ نے تعجب سے پوچھا میں تمہارے کعبے کو گرانے آیا ہوں اس کی سفارش تم کرنے نہیں آئے۔ انہوں نے جواب دیا وہ جس کا گھر ہے وہ اپنے آپ اس کو بچائے گا میرے تو اونٹ ہیں میں تو ان کے لئے حاضر ہوا ہوں کیوں کہ ان کی کمائی پر ہماری معیشت کا دارومدار ہے۔ بادشاہ نے اونٹ واپس کرنے کا حکم دیدیا اور یہ واپس چلے آئے اور مکہ والوں کو ہمراہ لے کر کسی پہاڑ پر پناہ گزیں ہو گئے۔ ابرہہ کا لشکر وادی بطن محسر تک پہنچا تھا کہ یہاں آکر ہاتھی بیٹھ گئے اور ان کو بہتیرا مار کر اٹھایا لیکن ہاتھی نہیں اٹھے۔ اسی عرصہ میں سمندر کی طرف سے سبز رنگ کے پرندے آنے شروع ہوئے ہر پرندہ تین تین کنکریاں لئے ہوئے تھا ایک منہ میں اور دو پنجوں میں یہ چڑیاں لاکھوں کی تعداد میں تھیں چنانچہ وہ کنکریاں ابرہہ کے لشکر پر برسانی شروع کیں وہ کنکری گولی کا کام کرتی تھی جو لوگ بھاگے وہ بری طرح مرے کنکریاں مسور یا چنے کی برابر تھیں کنکریاں کنکھر کی تھیں۔ غرض کہ تھوڑی دیر میں لشکر ایسا ہو گیا جیسے بھس کا پس خوردہ۔ جو بچ گیا وہ چیچک میں مبتلا ہوا بعض کے بدن پر آبلے پڑ گئے بعض کے اعضا گل گل کر جھڑ گئے۔ چونکہ یہ واقعہ بہت مشہور تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پچاس دن پہلے ہوا تھا اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کیا آپ نے اصحاب فیل کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ نہیں دیکھا۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ اے پیغمبر کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا ؛ سوال کا مقصد تہویل اور تعظیم ہے اور اس بات کا اظہار ہے کہ مکہ والوں کے ساتھ ہم نے احسان کیا اور اسے نبی صلعم کی آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ کی تعظیم اور آپ کی عزت فرمائی نیز اطمینان دلاتا ہے کہ جس معبود برحق نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ کی مدد فرمائی وہ آپ کے بعد آپ کی امت اور آپ کے مسلک کو کس طرح نظر انداز کرے گا۔ واقعہ چونکہ مشہور تھا اس لئے شہرت کی بنا پر بعینہٖ ایسا تھا جیسا کہ آنکھوں سے دیکھا اور یہ ایک عام محاورہ ہے جو اردو میں بھی بکثرت استعمال ہوتا ہے کہ ان دیکھی ہوئی چیز کو اس کی شہرت کی بنا پر دیکھی ہوئی قرار دیکر سوال کرتے ہیں۔ آگے اس کی تفصیل فرمائی (۱) کیا اس نے ہاتھی والوں کی تمام چالیں اور تمام داؤ ان غلط بیکار اور ضائع نہیں کر دیئے ؛ یعنی آئے تھے کعبے کی بے حرمتی کرنے اور خود تباہ و برباد ہو گئے (۲) اور ان پر غول کے غول پرند سے بھیجے ؛ یعنی سبز اور زرد رنگ کے جانور ٹکڑیاں بن بن کر آئے (۳) جو ان اصحاب فیل پر کنکر کی پتھریاں پھینکتے تھے ؛ کنکر کا ذکر حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے بارے میں گذر چکا ہے۔ یہ پتھر عام طور پر بنیادوں میں کام آتا ہے پہلے زمانے میں چنائی کا کام بھی اس سے لیا جاتا تھا۔ وہ مٹی جو پتھر کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کنکر مراد ہوں جن سے سڑکیں بنائی جاتی ہیں اور جن کا چونا پھونکا جاتا ہے (۴) پھر خدائے تعالٰے نے ان کو ایسا کر دیا جیسے بھس کا پس خوردہ ؛ یعنی ناند میں پڑا ہوا بھوسا جس کو گائے یا بھینس کھائے اور اس کا جو حصہ باقی رہ جائے۔ غرض گھاس ہو یا بھوسا ہو جس کو چوپائے کھا کر خراب کر دیں۔ یعنی پراگندہ۔ تبیح۔ تبذل۔ بدنما اور چورا چورا ہو جانے میں تشبیہ ہے کہ ان کے جوڑ جوڑ الگ کر دیئے گئے اور ان کا چورا چورا کر دیا گیا۔ جو لوگ بچے وہ کھجلی اور چیچک میں مبتلا ہوئے اور رنج کر کر مرے۔ اس سورت میں علاوہ احسان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کی تکریم سے ڈرانا ہے لوگوں کو کہ وہ نافرمانی کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں (۵)

بقیہ صفحہ ۹۶۵

کسی مسکین کو کھانا کھلانے کی لوگوں کو ترغیب تک نہیں دیتا یعنی مخلوق کا حق ادا کرنے کا اس کو بالکل خیال نہیں (۳) سو ایسے لوگوں کے لئے بڑی خرابی ہے (۴) جو اپنی نماز سے غفلت اور بے اعتنائی برتتے ہیں ؛ بغوی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ساھون کیا ہے آپ نے فرمایا اضاعۃ الوقت نماز کے وقت کو ضائع کرنا یا منافقین مراد ہیں کہ لوگوں میں ہوئے تو پڑھ لی نہیں تو چھوڑ دی یا وہ لوگ جو بے پروائی کرتے ہیں پڑھ لی یا نہ پڑھی۔ یا یہ کہ دکھاوے کو پڑھتے ہیں۔ اور اگر نماز فوت ہو جائے تو نادم نہیں ہوتے یا یہ کہ رکوع سجدہ صحیح طور پر نہیں کرتا اور ترچل میں آیا کی طرح پڑھتا ہے یا یہ کہ اخلاص اور خشوع سے خالی ہیں غرض یہ تمام صورتیں علی حسب مراتب ساھون میں داخل ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قضا کرتے ہیں یا تنگ وقت میں پڑھتے ہیں جان کر ۱۲ (۵) جو ایسے ہیں کہ ریاکاری کرتے ہیں ؛ یعنی عبادت میں خشوع خضوع کا اظہار اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں بندوں کے دکھانے کو تاکہ وہ اس کے معتقد ہو جائیں اور سمجھیں کہ یہ بڑا نیک ہے اور لوگ اس کو اہل دین اور صلاح و تقوے والا جانیں۔ اگر قلب میں کفر ہو تو منافق ہے اور اگر قلب میں ایمان ہے اور پھر لوگوں کو دکھانے کو طویل عمل کرتا ہے تو ریاکار ہے جس کی نماز اس کے لئے وبال ہو گی (۶) اور روزمرہ کے برتنے کی چیز مانگے تک کو نہیں دیتے ؛ یعنی روزمرہ جو چیزیں استعمال میں آتی ہیں ڈول رسی۔ سوئی تاگہ۔ لوٹا پتیلی وغیرہ تک کسی کو عاریۃً نہیں دیتا۔ یہ عام دستور ہے کہ ایک دوسرے سے عاریۃً روزمرہ کے استعمال کی چیزیں مانگ لیا کرتے ہیں اور اپنا کام نکال کر واپس کر دیتے ہیں مگر یہ کوئی چیز مانگے تک نہیں دیتا۔ بعض صحابہ نے نماز کی مناسبت سے زکوٰۃ مراد لی ہے۔ یعنی زکوٰۃ بالکل نہیں دیتے۔ یعنی مخلوق کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں زکوٰۃ جو بڑی چیز ہے وہ تک نہیں دیتا۔ زکوٰۃ تو کیا دے گا برتنے کی چیز تک مانگے نہیں دیتا معلوم ہوا کہ یہ شخص اسلام کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا۔ (۷)

بقیہ صفحہ ۹۶۶

سورۃ کافرون مکی ہے اور یہ چھ آیتیں ہیں۔

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ؕ سورۃ کافرون کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ معاویہ اشجعی نے ایک دفعہ خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ ارشاد ہو جب سونے لگوں تو کیا پڑھ کر سویا کروں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ کافرون پڑھ کر سویا کر کیونکہ اس میں شرک سے برأت ہے۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ کافرون کو ربع قرآن فرمایا ہے۔ اور سورۃ اخلاص کو ثلث قرآن فرمایا ہے۔ اس سورت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ ایک دفعہ رؤسائے قریش نے جمع ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے آپس میں صلح اور مصالحت کی غرض سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی پرستش کیا کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی پوجا کیا کریں۔ دین کے طریقے میں ہم اور آپ شریک رہیں۔ جن کا طریقہ ٹھیک ہو گا اس سے سب کو کچھ کچھ حصہ مل جائے گا۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ شاید یاد ہو گا سورۃ نون والقلم میں گذر چکا ہے ودوا لو تدھن فیدھنون۔ یعنی کفار یہ چاہتے ہیں کہ آپ بتوں کے معاملے میں کچھ نرم ہو جائیں تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے بارے میں نرم پڑ جائیں۔ یہ اسی قسم کی شکل ہے کہ آپ بتوں کی پرستش کریں تو ہم بھی خدا کی پرستش کریں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ ان کافروں سے کہہ دیجئے کہ میرا اور تمہارا طریقہ متحد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اے پیغمبر ان کافروں سے فرما دیجئے اے کفر کرنے والو (۱) تم جن معبودوں کی پرستش کرتے ہو میں ان کی پرستش نہیں کرتا (۲) اور نہ تم اس معبود کی پرستش کرتے ہو جس معبود کی میں پرستش کر رہا ہوں (۳) اور آئندہ بھی میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرنے والا نہیں ہوں (۴) اور نہ تم ہی میرے معبود کی پوجا کرنے والے ہو ؛ مطلب یہ ہے کہ نہ فی الحال اس قسم کی شرکت ہو سکتی ہے نہ آئندہ اس قسم کی شرکت کا امکان ہے۔ کیونکہ میں موحد ہو کر شرک نہیں کر سکتا اور تم جب تک شرک کرتے رہو گے موحد نہیں بن سکتے یعنی میں نہ فی الحال اور نہ آئندہ شرک کا مرتکب ہو سکتا ہوں اور نہ تم جب تک غیر اللہ کی پرستش کرتے رہو گے موحد قرار دیئے

Marfat.com

جا سکتے ہو مطلب یہ ہوا لا اعبد الباطل ولا تعبدون الحق۔ الفاظ کی ترکیب کے اعتبار سے کئی طرح معنی کئے گئے ہیں۔ بعض حضرات نے یوں مطلب بیان کیا ہے میرے تمہارے درمیان نہ معبود میں اشتراک ہے نہ طریق عبادت میں۔ تم بتوں کو پوجتے ہو وہ میرے معبود نہیں۔ میں اس معبود برحق کو پوجتا ہوں جس کی صفات میں کوئی شریک نہیں وہ خدا تمہارا معبود نہیں اور تم جس طرح عبادت کرتے ہو اور جس بیہودگی کا اظہار اپنی عبادتوں کرتے ہو میں اس طرح کی عبادت کرنے والا نہیں ہوں۔ تو اس طرح میرا تمہارا اشتراک نہیں ہو سکتا۔ ہم نے آسان اور سہل طریقے سے مطلب بیان کر دیا ہے جس کا ماخذ تفسیر مدارک اور خازن ہے۔ اس سورت میں جو لطائف اور خوبیاں ہیں ان پر علما نے بہت کچھ بحث کی ہے زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو تفسیر کبیر یا ابن قیم کی بدائع الفوائد ملاحظہ کی جائے اس عدم اشتراک کی وجہ سے آخر میں ارشاد ہے (۵) تمہارے لئے تمہاری راہ ہے اور میرے لئے میری راہ ٭ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ تم کو تمہارے عمل کا بدلہ ملے گا اور مجھ کو میرے عمل کا بدلہ ملے گا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی تم نے ضد باندھی اب سمجھانا کیا فائدہ ۱۲ خلاصہ یہ کہ ایسی ضد میں سمجھانا کیا سود مند ہو گا جب تک اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کرے۔ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے ہم بیزار ہیں تمہاری بدبختی تمہارے لئے ہے اور ہماری نیک روش اور صراط مستقیم کی پیروی ہمارے لئے ہے (۶) تم تفسیر سورۃ الکافرون۔

سورۂ نصر مدنی ہے اور یہ تین آیتیں ہیں۔

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ اس سورت کو تودیع بھی کہتے ہیں کیونکہ اس سورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا چھوڑ کر آخرت اختیار کرنے کی یعنی وفات کی اطلاع ہے۔ اور اس سورت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اسی روز اس دار فانی میں قیام فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سورت پڑھی تو ابن عباسؓ بہت روئے۔ لوگوں نے رونے کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس سورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کیا گیا ہے۔ بعض روایتوں میں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رونے کا ذکر ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نے خود ابن عباس سے فرمایا تھا کہ اس سال میری وفات ہو جائے گی۔ بہر حال اس سورت کے بعد حضورؐ پر کوئی مستقل سورت نازل نہیں ہوئی جیسا کہ حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ اس سورت کے بعد الیوم اکملت کی آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد آیت قل اللہ یفتیکم فی الکلالہ نازل ہوئی چنانچہ اس آیت کے بعد پچاس دن حضور زندہ رہے۔ اس کے بعد واتقوا یوماً ترجعون فیہ الی اللہ کی آیت نازل ہوئی اور اس آیت کے سات یا آٹھ دن بعد وفات ہو گئی۔ اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد وبارک وسلم۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آپہنچے ٭ یعنی مکہ معظمہ کی فتح آجائے اور جب اس فتح پر فتح کے آثار مرتب ہونے لگیں اور وہ آثار یہ ہیں (۱) اور آپ لوگوں کو جوق در جوق اللہ تعالیٰ کے دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں ٭ جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ہوا۔ چونکہ کافر مکہ فتح ہونے کا انتظار کر رہے تھے کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر قبضہ کر لیا تو پھر ہم سب اسلام قبول کر لیں گے۔ چنانچہ اسی تجویز کے ماتحت فوج در فوج لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ یہاں تک کہ پورا جزیرۂ عرب اسلام کا حلقہ بگوش ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں اسلام کی یہ ترقی ملاحظہ فرمائی اور عملی ترقی کو خلافت عظمیٰ تک پہنچا دیا (۲) تو پھر آپ اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور پاکی بیان کیجئے۔ اور اس سے گناہوں کی مغفرت طلب کیجئے۔ بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا اور بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے ٭ یعنی جو وعدہ آپ سے کیا گیا تھا وہ پورا کر دیا گیا۔ اسلام چار دانگ عالم میں پھیل گیا۔ اب آپ بکثرت تسبیح و تحمید کیا کیجئے۔ اور اپنی اُمت کے لئے بخشش اور گناہوں کی معافی طلب کیا کیجئے۔ بے شک وہ بڑی مہربانی کے ساتھ توجہ کرنے والا ہے۔ اس کا توبہ کو قبول کرنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ بندے پر رحمت اور مغفرت کے ساتھ توجہ فرمائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد میں ہر نماز کے بعد حضور سے یہ الفاظ سنا کرتی تھی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ حضرت عائشہؓ اور فرماتی ہیں کہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد رکوع اور سجود میں عام طور سے فرمایا کرتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ایک تیسری روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخر وقت میں یوں فرمایا کرتے تھے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں یعنی قرآن میں ہر جگہ وعدہ ہے فیصلے کا اور کافر شتابی کرتے تھے حضرت کے آخر عمر میں مکہ فتح ہو چکا ملک عرب مسلمان ہونے لگے دل کے وعدہ سچا ہوا اب امت کے گناہ بخشوایا کر کہ درجہ شفاعت کا بھی ملے یہ سورت اتری آخری عمر میں حضرت نے جانا میرا جو کام تھا دنیا میں ہو چکا اب سفر ہے آخرت کا ۱۲ (۳)

بقیہ صفحہ ۹۶۷

رسی اس کے گلے میں تھی وہ گٹھا ایک جگہ ٹیکی لینے کو رکھا اور گٹھا ایک سمت کو جا پڑا اور رسی کا گلے میں پھندا پڑ گیا اور اُس کی موت واقع ہو گئی۔ ابولہب کو طاعون ہوا یا کوئی زہریلا دانہ نکلا جس کی وجہ سے اس کو علیحدہ ڈال دیا گیا کوئی ہاتھ نہ لگاتا تھا کہ مبادا یہ مرض مجھ کو نہ لگ جائے۔ آخر اسی طرح پڑے پڑے کئی دن میں مر گیا تین دن تک لاش پڑی رہی۔ جب سڑنے لگا تب مزدوروں سے اٹھوا کر زمین میں دبایا مزدوروں نے اس کی لاش کو لکڑیوں سے دھکیل دھکیل کر گڑھے میں ڈال دیا اور اوپر سے مٹی ڈال کر دبا دیا عتیبہ کا حشر یہ ہوا کہ اس کو ایک شیر نے پھاڑ ڈالا حضرت حق جل مجدہٗ کا وَتَبَّ فرمانا دنیا اور آخرت میں پورا ہوا حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں ابولہب حضرتؐ کا چچا تھا کفر کے مارے حضرت کی ضد میں پڑا ایک بار حضرت نے سب قریش کو پکار کر جمع کیا اس نے پتھر پھینکا کہ دیوانہ لوگوں کو ناحق پکارتا ہے اور اس کی عورت سخت دشمنی کرتی خست کے مارے ایندھن جنگل سے آپ لاتی اور کانٹے حضرت کی راہ میں ڈالتی کہ آتے جاتے کو چبھیں ۱۲ (۵) تم تفسیر سورۃ ابی لہب۔

سورۂ اخلاص مکی ہے اور یہ چار آیتیں ہیں۔

شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ اس سورت کا مشہور نام سورۂ اخلاص ہے لیکن اس سورت کے بہت سے نام ہیں جیسا کہ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں تقریباً بیس نام گنوائے ہیں۔ تفرید۔ تجرید۔ توحید۔ نجات۔ ولایت۔ معرفت وغیرہ وغیرہ۔ کسی چیز کے ناموں کی کثرت اس کے شرف اور اس کی خوبیوں کی کثرت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ مختصر سورت اپنی خوبیوں اور اپنے استدلال کے اعتبار سے ہر قسم کے شرک کرنے والوں کا مکمل جواب ہے اس سورت کا شان نزول یہ ہے کہ بعض یہود اور مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اپنے پروردگار کا وصف اور نسب بیان کیجئے کہ وہ کیا کھاتا ہے۔ کہاں رہتا ہے۔ یہ حکومت اس کے پاس کہاں سے آئی۔ اس کے بعد کون وارث ہو گا۔ عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ نے کہا آپ ہم کو کس کی دعوت دیتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ ان دونوں نے کہا اللہ تعالیٰ کس چیز کا ہے لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے۔ چاندی کا ہے یا سونے کا ہے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ بہر حال منکرین توحید کی کئی قسمیں ہیں اس سورت میں سب کا جواب ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے وہ اللہ تعالیٰ ایک ہے ٭ اس میں دہریوں کا مجوسیوں کا ابطال ہو گیا جو کہتے ہیں خدا کا وجود ہی نہیں۔ اور مجوس کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں دو خدا ہیں ایک خیر کا اور دوسرا شر کا۔ اور عام بت پرستوں کا بھی رد ہے جو معبودان باطلہ کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں شریک کرتے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں اور سب اُس کے محتاج ہیں ٭ اس میں ان سب لوگوں کا رد ہے جو غیر اللہ کو کسی درجہ میں مستقل مانتے ہیں۔ جیسے ہنود کے بعض فرقے جو روح اور مادے کی قدامت کے قائل ہیں اُن کا رد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم کے بنانے میں روح اور مادے کا محتاج ہے اور روح اور مادہ اپنے استقلال میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں ہیں جیسا کہ اس فرقے کا دعویٰ ہے۔ اس آیت میں اُن کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں عالم کے لئے ایک خالق کافی نہیں ہے بلکہ کئی صانع ہونے چاہئیں۔ اور عالم کے بنانے کے لئے کئی خالق ہونے کی ضرورت ہے (۲) نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ٭ اس آیت میں ان لوگوں کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہیں۔ جیسے یہود اور نصاریٰ اور مشرکوں کی وہ جماعت جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہیں اولاد میں احتیاج بھی ہے اور واجب الوجود ہونے کے بھی منافی ہے جب اپنے وجود میں محتاج ہوا باپ کا تو واجب الوجود کہاں رہا (۳) اور نہ کوئی اس کا ہمسر اور نہ کوئی اس کے جوڑ کا ٭ یعنی جب اس کے کوئی جوڑ کا نہیں تو نہ جورو اور نہ بیٹا۔ اس میں رد ہو گیا ان لوگوں کا جو خدا کی صفات میں کسی دوسرے کو شریک یا اس کا ہمسر سمجھتے ہیں غرض توحید کے بارے میں یہ سورت ایسی جامع ہے کہ جس کی تفسیر اور جس کے نکات و لطائف بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر چاہئیں۔ اگر کسی کو شوق ہو تو کتب تفسیر کا مطالعہ کریں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورۂ اخلاص سچے اعتقاد سے پڑھی گویا اس نے ثلث قرآن پڑھا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ میں اس سورت کو محبوب رکھتا ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا حبك ایاھا ادخلك الجنۃ۔ یعنی اس کی محبت تجھ کو جنت

Marfat.com

میں داخل کردے گی۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور نے قسم کھا کر فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ سورۂ اخلاص ثلث قرآن کے برابر ہے (۴) تم تفسیر سورۂ اخلاص۔

سورۂ فلق مدنی ہے اور یہ پانچ آیتیں ہیں۔

شروع اللہ تعالےٰ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے ٥ مفسرین کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی لڑکا رہا کرتا تھا جو دن رات آپ کے ہاں پڑا رہتا تھا اور آپ کی خدمت کیا کرتا تھا ایک دفعہ لبید بن اعصم نے اپنی دو لڑکیوں کو بھیجا کہ اس یہودی لڑکے سے مل کر اس پیغمبر کے سر یا ڈاڑھی کے بال لے آئیں کنگھا کرتے وقت جو بال کنگھی کے دندانوں میں رہ جاتے ہیں اس لڑکے نے ان لڑکیوں کو وہ بال مہیا کر دیئے چنانچہ ان لڑکیوں نے یہ بال اپنے باپ لبید بن اعصم کو دیدیئے اور حضور کی کنگھی کے دندانے بھی لڑکیوں کی معرفت لبید کو پہنچ گئے یہ لبید بنی زریق کا رہنے والا تھا اس نے ان بالوں کے ذریعے حضور پر سحر کیا اور آپ کے بالوں میں گرہ لگا کر اور اس میں کچھ پھونک کر چاہ زروان میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیئے۔ چنانچہ اس سحر کے بعد آپ کی طبیعت ناساز ہوئی اور کم و بیش چھ ماہ تک آپ بیمار رہے۔ اس بیماری کا اثر یہ ہوا کہ آپ کسی کام کو نہ کرتے اور سمجھتے کہ میں اس کو کر چکا ہوں اور کسی کام کو کرنے کے بعد ایسا خیال فرماتے کہ میں نے شاید فلاں کام نہیں کیا۔ آخر آپ نے ایک دن خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آئے ایک آپ کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائنتی کی طرف بیٹھ گیا اور ایک نے دوسرے سے دریافت کیا اس پیغمبر کو کیا بیماری ہے دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کیا ہے۔ اس نے دریافت کیا کس نے کیا ہے اس نے جواب دیا کہ لبید بن اعصم یہودی نے کیا ہے۔ پہلے نے کہا کس چیز میں کیا ہے دوسرے نے کہا سر کے بال اور کنگھی میں پھر پہلے فرشتے نے کہا وہ کہاں ہے دوسرے نے بتایا کہ چاہ زروان میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا ہے چنانچہ صبح آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے واقعہ بیان کیا اور صحابہ میں سے دو آدمیوں کو لے کر وہاں پہنچے ان کو کنوئیں میں اتارا اور پتھر کے نیچے سے وہ بال نکال لئے۔ ان بالوں میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں حضرت جبرئیلؑ تشریف لائے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس یہ دونوں سورتیں آپ کو سنائیں ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں۔ آپ ان سورتوں کو پڑھتے جاتے تھے اور بالوں کی گرہیں کھلتی جاتی تھیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اے پیغمبر آپ یوں کہیے کہ میں صبح کے پروردگار اور مالک یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں ؛ فلق پھٹنے والی چیز کو کہتے ہیں مفسرین کے بہت سے اقوال ہیں ہم نے راجح قول اختیار کر لیا ہے کہ یہاں صبح کی پو پھٹنا مراد ہے چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پھاڑنے والا ہے ان اللہ فالق الحب والنوی۔ گٹھلی کا پھٹنا۔ دانے کا پھٹنا۔ زمین کا پھٹنا پہاڑوں کا پھٹنا سب اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ آپ رب الفلق سے پناہ مانگئے اور دوسروں کو بھی تعلیم دیجئے۔ تاکہ ہر مسلمان توکل کا عادی ہو (۱) ہر اس چیز کے شر سے جس کو اس نے پیدا کیا ؛ یعنی اس کی تمام مخلوق کی برائی سے خواہ وہ انسان کی برائی ہو یا جن کی ہو یا کسی موذی درندے اور وحشی جانور کا شر ہو۔ سانپ بچھو اور دوسرے موذی جانوروں کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں (۲) اور اندھیری رات کے شر سے جب رات کا اندھیرا چھا جائے ؛ تاریکی کا شر اور اندھیرے کی بدی ظاہر ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ غاسق رات ہے جب وہ مشرق سے اپنے اندھیرے کو بڑھاتی ہوئی آئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے ایک دفعہ چاند کو دیکھ کر فرمایا اے عائشہؓ اس سے پناہ مانگ اللہ تعالیٰ کی یہی وہ غاسق ہے جب گہن کی وجہ سے غائب ہو جائے یعنی پورا چاند گہن میں آجائے۔ رات میں چونکہ آفات پھیلتی ہیں اس لئے رات کے اندھیرے سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس تاریکی سے ثریا کا غائب ہونا ہو کیونکہ ثریا کے غائب ہونے کے بعد بہت سے امراض پیدا ہوتے ہیں واللہ اعلم حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں۔ یعنی رات کا اندھیرا اور چاند کا گہن اس میں آگئیں سب تاریکیاں ظاہر اور باطن کی اور تنگدستی۔ پریشانی۔ گمراہی ۱۲ (۳) اور ان جادوگرنیوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو منتر پڑھ پڑھ کر گرہوں میں پھونک مارتی ہیں ؛ یعنی وہ جادوگرنیاں جو کلمات کفریہ اور منتر پڑھ کر تانت میں یا بال میں گرہیں لگاتی ہیں اور ان میں پھونکیں مارتی ہیں۔ شاید اس سے مراد لبید بن اعصم کی لڑکیاں ہوں۔ یا عام جادوگرنیاں مراد ہوں کہ ان کے شر سے پناہ مانگتا ہوں (۴) اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے ؛ حسد کا مطلب یہ ہے کہ حاسد زوال نعمت کا خواہشمند ہوتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ محسود کی نعمت زائل ہو جائے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔ جب یہ حاسد اپنے حسد کو ضبط نہ کر سکے اور اپنے حسد کو ظاہر کر دے اور ہو نسنے والا ہو نسے۔ حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس وقت ہو نسنے والے کی ٹوک لگ جاتی ہے ۱۲ بہرحال حاسد کا شر بہت خطرناک ہے۔ اس لئے اس کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔ اس سورت میں حضرت حق تعالےٰ کا ایک وصف رب الفلق مذکور ہے اور جن سے پناہ مانگی گئی ہے وہ چار چیزیں ہیں۔ تمام مخلوق کی برائی۔ اور خاص طور پر رات کے اندھیرے کی برائی۔ جادوگرنیوں کی برائی کے شر سے۔ اور حاسد جب کہ وہ حسد کا اظہار کرے (۵)۔

تم تفسیر سورۃ الفلق

اس منزل کی تیسیر پر نظر ثانی کی گئی جس سے ۸ شوال ۱۳۷۵ھ ۰ ۰ ۰ اور ۱۹ مئی ۱۹۵۶ء ہفتہ کے روز فارغ ہوا۔ ۰ ۰ ۰

الحمد للہ علی احسانہ۔ احمد سعید کان اللہ لہٗ۔

۴ دسمبر بروز جمعہ ۱۹۵۹ء بعد نماز مغرب سحبان الہند مفسر قرآن الحاج مولانا احمد سعید صاحب صدر جمعیۃ العلماء ہند کو قلب کا دورہ پڑا اور چند منٹ میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپنے ۷۲ برس کی عمر پائی اور آپ کو مہرولی میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ کے جنوبی دروازہ کے چبوترہ متصل ظفر محل میں ۵ دسمبر ۱۹۵۹ء کو مدفون کیا گیا۔ فقیر زادہ محمد سعید کان اللہ لہ بیت السعید کوچہ چیلان دہلی۔ ۱۳ جون ۱۹۶۱ء

Marfat.com

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

ترجمۃ القرآن

المسمٰی بہ

کشف الرحمٰن

مع

تیسیر القرآن و تسہیل القرآن

بین السطور ترجمہ جس کا نام کشف الرحمٰن ہے، یہ وہ ترجمہ ہے جس کو سحبان الہند حضرت الحاج الحافظ مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کی ایک موقر جماعت کے مشورے سے کیا ہے اور جس کو مفتی اعظم حضرت علامہ مولانا محمد کفایت اللہ صاحبؒ کی سرپرستی اور نگرانی حاصل ہے۔ قرآن شریف کے ترجمے اور تیسیر القرآن و تسہیل القرآن کی ترتیب و تالیف حضرت سحبان الہندؒ کی اٹھارہ سالہ محنت اور عرق ریزی کا نتیجہ ہے

ذیل کی تفاسیر سے استفادہ کیا گیا:

● جلالین ● روح البیان ● تفسیر کبیر ● تفسیر مظہری ● مدارک ● خازن ● ابن کثیر ● [illegible]
● بیضاوی ● کشاف ● تفسیر ابن جریر ● بیان القرآن ● تفسیر [illegible] ● [illegible]

[illegible]

ناشر

مکتبہ رشیدیہ، قاری منزل، پاکستان چوک کراچی

Marfat.com